جلد ۵۴ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۲ رمضان المبارک مطابق ۶ جنوری ۱۹۶۵ء | نمبر ۱

جماعت کو اخوت و ہمدردی کی نصیحت

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ہماری جماعت کو سرسبزی نہیں آئے گی جب تک وہ آپس میں سچی ہمدردی نہ کریں۔ جو پوری طاقت دی گئی ہے۔ وہ کمزور سے محبت کرے۔ میں جو یہ سنتا ہوں۔ کہ کوئی کسی کی لغزش دیکھتا ہے تو وہ اس سے اخلاق سے پیش نہیں آتا۔ بلکہ نفرت اور کراہت سے پیش آتا ہے۔ حالانکہ چاہیئے تو یہ کہ اس کے لئے دعا کرے۔ محبت کرے اور اسے نرمی اور اخلاق سے سمجھائے مگر بجائے اس کے کینہ زیادہ ہوتا ہے۔ اگر عفو نہ کیا جائے۔ ہمدردی نہ کی جاوے۔ اس طرح پر بگڑتے بگڑتے انجام بد ہو جاتا ہے۔ خدا تعالےٰ کو یہ منظور نہیں۔ جماعت تب بنتی ہے کہ بعض بعض کی ہمدردی کرکے پردہ پوشی کی جاوے۔ جب یہ حالت پیدا ہو تب ایک وجود ہو کر ایک دوسرے کے جوارح ہو جاتے ہیں اور اپنے تئیں حقیقی بھائی سے بڑھ کر سمجھتے ہیں۔ ایک شخص کا بیٹا ہو اور اس سے کوئی قصور سرزد ہو تو اس کی پردہ پوشی کی جاتی ہے اور اس کو الگ سمجھایا جاتا ہے۔ بھائی ...... کبھی نہیں چاہتا اس کے لئے اشتہار دے۔ پھر جب خدا تعالےٰ بھائی بناتا ہے تو کیا بھائیوں کے حقوق یہی ہیں؟ دنیا کے بھائی اخوت کا طریق نہیں چھوڑتے۔ میں مرزا نظام الدین وغیرہ کو دیکھتا ہوں کہ ان کی اباحت کی زندگی ہے۔ مگر جب کوئی معاملہ ہو تو تینوں اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ فقیری بھی الگ رہ جاتی ہے۔ بعض وقت انسان۔ جانور۔ بندر یا کتے سے بھی سیکھ لیتا ہے۔ یہ طریق نامبارک ہے کہ اندرونی پھوٹ ہو۔ خدا تعالےٰ نے صحابہؓ کو بھی یہی طریق نعمت اخوت یاد دلائی ہے۔ اگر وہ سونے کے پہاڑ بھی خرچ کرتے تو وہ اخوت ان کو نہ ملتی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ان کو ملی۔ اسی طرح پر خدا تعالےٰ نے یہ سلسلہ قائم کیا ہے اور اسی قسم کی اخوت وہ یہاں قائم کرے گا۔ خدا تعالےٰ پر مجھے بہت بڑی امیدیں ہیں۔ اس نے وعدہ کیا ہے جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ۔ میں یقیناً جانتا ہوں کہ وہ ایک جماعت قائم کرے گا جو قیامت تک منکروں پر غالب رہے گی۔ مگر یہ دن جو ابتلاء کے دن ہیں اور کمزوری کے ایام ہیں ہر ایک شخص کو موقع دیتے ہیں کہ وہ اپنی اصلاح کرے اور اپنی حالت میں تبدیلی کرے۔ دیکھو ایک دوسروں کا شکوہ کرنا، دل آزاری کرنا اور سخت زبانی کرکے دوسرے کے دل کو صدمہ پہنچانا اور کمزوروں اور عاجزوں کو حقیر سمجھنا سخت گناہ ہے۔

بحرِ حکمت کے موتی

اذا دخلتم علی مریض فنفسوا له فی اجله فان ذالک یطیب نفسهٗ (الترمذی بحوالہ انتخاب صحاح ستہ)

ترجمہ:- حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم بیمار کے پاس (بیمار پرسی کے لئے) جاؤ تو اس کے لئے درازی عمر کے لئے دعا کرو (اور قابل مدد ہے تو مدد کرو) اس طرح اس کے دل میں خوشی پیدا ہوتی ہے۔ (خوشی صحت میں اضافہ کرتی ہے)

نوٹ:- بیمار شخص بھی مسکین کی مد میں ہیں کیونکہ بیماری کی وجہ سے کوئی کاروبار نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:- اوریت الذی یکذب بالدین فذالک الذی یدع الیتیم ولا یحض علی طعام المسکین۔ فویل للمصلین الذین ہم عن صلاتہم ساہون الذین ہم یراءون ویمنعون الماعون۔

جو شخص اللہ تعالےٰ کی مخلوق سے ہمدردی نہیں کرتا وہ اپنی نمازوں کو ضائع کرتا ہے

سخن از نفرِ الدی ہے توان گفتن
دلے علامت مردان رہ صفا باشد
مسیح موعود

(غلام قادر عفی عنہ)

مرزا معصوم بیگ صاحب کی اہلیہ محترمہ کا انتقال

مکرمی و محترمی کرنل سعید احمد صاحب جنرل سیکرٹری
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور۔
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،
آپ کو یہ خبر نہایت رنج واندوہ سے تحریر کر رہا ہوں کہ ہماری محترم مرزا معصوم بیگ صاحب کی رفیقہ حیات تقریباً پچاس برس کی ہمراہی کو ترک کر کے مورخہ ۲۹ دسمبر ۱۹۶۳ء کو دن کے ڈیڑھ بجے اپنے مالک حقیقی سے جا ملیں
انا للہ وانا الیہ راجعون۔

عیش دنیا ئے دوں دمے چند است
آخرش کار با خدا وند است
نیست این جائیگہ مقام مدام
ہوش کن تا نہ بد شود انجام
ہست آخر ازاں غذا کارت
نہ تو یاد کسے نہ کس یارت

یہ نہایت نیک اور صالح خاتون تھیں۔ خٹک پٹھان قوم کی قوم سے تعلق رکھتی تھیں۔ ان کے باپ دادا سپاہگری کے علاوہ روحانی آدمی تھے مرحومہ نے پابندی صوم وصلوٰۃ ورثہ میں پائی۔ بڑے اور اچھے گھرانے کی خاتون تھیں ۱۹۴۷ء کے انقلاب میں رانیوں مہارانیوں کی سی بود و باش ترک کر کے پاکستان آ گئیں مہاجر ہونے کی وجہ سے مختلف ابتلاؤں کے دور دورے دیکھے۔ دوران کا صبر سے مقابلہ کیا، آخری انتہائی خواہش ساتھ لے گئی ہیں کہ ان کی جوان سال بچیاں اُن کے بیتے جی احمدی گھرانوں کی زینت بن جائیں۔ عرصہ پندرہ دن سے دمہ کی جان لیوا تکلیف نے شدت اختیار کر گئی تھی اسی دوران جب جناب مرزا معصوم بیگ صاحب سالانہ جلسہ پر جانے لگے تو ان کی حالت مایوس کن تھی کہنے لگیں ...... آپ جلسہ پر جا [illegible] شاید یہ آخری ملاقات ہی ہو چونکہ مرزا معصوم بیگ صاحب کو یہاں تک میں نے دیکھا اور ساتھ رہا ہے "دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے عہد کو عملی رنگ میں پیش کرتے ہیں" ان ہی کا کام ہے وہ جلسہ پر چلے گئے ۲۹ شام کے وقت پنڈی سے بذریعہ فون اطلاع آگئی کہ حالت نازک ہو گئی ہے جناب مرزا صاحب ۲۸ کو پنڈی واپس پہنچے ہیں میں نے مرزا صاحب کو ان حالات میں صبر کے جس مقام پر دیکھا ہے یہ ان ہی کا حصہ ہے مرزا صاحب اللہ تعالیٰ کی اس خوشخبری

ان اللہ مع الصابرین

کو کما حقہ سمجھتے ہیں جیسا کہ اس سانحہ عظیم میں انہوں نے ثابت کر دکھایا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو جناب مرزا صاحب اور ان کی اہلیہ مرحومہ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرماوے آمین ثم آمین۔

آپ اپنے مؤقر جریدہ میں مرحومہ کے لئے جنازہ غائبانہ کی تحریک فرما کر ممنون فرماویں نیز میری طرف سے اس تعزیت نامہ کا اقتباس جو جناب محمد احسن امروہی صاحب نے جناب مولانا مولوی نور الدین رح کی صاحبزادی نیک اختر کے انتقال پر مورخہ ۵ ستمبر ۱۸۹۸ء کو لکھا درج فرما دیں اس میں جناب مرزا معصوم بیگ صاحب جیسے صبر کا مقام رکھنے والوں کے لئے خوشخبری ہے۔

" دنیا کا ماحصل میرے لئے کیا ہے اور نہیں ہے دنیا مگر مانند ایک مسافر سوار کی کہ سایہ میں آرام کیا اور اس سے پھر وہ اس درخت کو چھوڑ کر چلا گیا روایت کیا اور اس کو احمد ترمذی اور ابن ماجہ نے ہے

وایں چمن کہ بہار و خزاں ہم آغوش است
زمانہ جام بدست و جنازہ بر دوش است

مذکورہ حدیث شریف بیان فرما کر لکھتے ہیں۔
یہ ہیچمدان درباره تعزیت دختر نیک اختر جناب والا کے کیا عرض کر سکتا ہے کہ حکمت بلقمان آموختن ہے مگر ہاں جس طرح پر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعض صحابہ سے قرآن مجید کا سننا پسند فرماتے تھے اسی طرح پر آپ کی جناب میں قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہوں اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم وبشر الصابرین الذین اذا اصابتھم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون اولئک علیھم صلوٰۃ من ربھم ورحمۃ واولئک ھم المھتدون۔ اور خوشخبری دے تو ان صبر کرنے والوں کو جب پہنچتی ہے ان کو کوئی مصیبت کہتے ہیں وہ کہ تحقیق ہم اللہ کا مال ہیں اور تحقیق ہم اس کی طرف جانے والے ہیں یہی لوگ ہیں کہ اُن پر رحمتیں نازل ہوتی ہیں اُن کے رب کی طرف سے اور رحمت اترتی ہے اور وہی لوگ ہیں راہ پر۔ اس آیت میں صلوٰۃ اور رحمۃ کو جمع کیا گیا ہے باوجودیکہ صلوٰۃ جب اللہ کی طرف منسوب ہوتی ہے تو اس سے بھی رحمت ہی مراد ہوتی ہے اندریں صورت تکرار لازم آتا ہے جو غیر مناسب فصاحۃ القرآن اگر کہا جاوے کہ لفظ رحمت کا لفظ صلوٰۃ کی تاکید کے واسطے ہے تو لفظ مفرد کا لفظ جمع کی تاکید کے لئے آنا بھی غیر مناسب ہے علاوہ یہ کہ التاسیس خیر من التاکید مسلمہ ہے۔ پس مناسب ہے کہ لفظ صلوٰۃ سے وہ رحمتیں مراد ہوں جو متعلق آخرت کے ہیں کہ وہ کثیر ہیں اور صیغہ جمع کا اس کے مناسب ہے اور لفظ رحمۃ سے مفرد ہے اور منون ہے تنوین تعظیمی مراد وہ رحمت عظیمہ ہو جو دنیا ہی میں بطور نعم البدل کے ایسے صابروں کو مرحمت ہوتی ہے کیونکہ ایسے صابروں کی جنت دنیا ہی سے شروع ہو جاتی ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ ولمن خاف مقام ربہ جنتان مگر جنت آخرت کے بسبب حقیقی مقام دنیا کے رحمت قلیل ہے لہٰذا بصیغہ مفرد ارشاد فرمایا گیا ہے چونکہ جناب والا افضل الصابرین ہیں لہٰذا دعا در جا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس مصیبت کا نعم البدل اور رحمت عظیمہ اسی دنیا میں عنایت فرماوے اور آخرت میں حسب الوعدہ خود اپنی صلوٰۃ کثیرہ کے ساتھ آپ سے پیش آوے (یہی دعا ہم سب احباب کی طرف سے جناب مرزا معصوم بیگ صاحب کے حضور پیش ہے) آمین ثم آمین آگے عرض ہے کہ اس دار ناپائدار کا حال کون نہیں جانتا ۔

آدم کہاں حوا کہاں مریم کہاں عیسےٰ کہاں
ہارون اور عیسیٰ موسیٰ کہاں اس بات کا ہی سب کو غم

چند اشعار عبرت التیام شاعر ماہر عمر خیام سے اس جگہ پر نقل کئے جاتے ہیں۔

نظم عمر خیام

دوش با عقل در سخن بودم
کشت شد بر دلم مثالے چند
گفتم اے مایۂ ہمہ دانش
دارم الحق بتو سوالے چند
چیست ایں زندگانئے دنیا
گفت خوابے است یا خیالے چند
گفتم از وے چہ حاصل است بگو
گفت درد سر و بالے چند
گفتم ایں نفس کے شود رام
گفت چوں یافت گوشمالے چند
گفتم اہل ستم چہ طائفہ اند
گفت گرگ و سگ و شغالے چند
گفتم ایں بحث اہل دنیا چیست
گفت بیہودہ قیل و قالے چند
گفتم اہل زمانہ در چہ فن اند
گفت در بند جمع مالے چند
گفتمش چیست کہ خدا گفت
ساختہ عیش و نغمہ سالے چند
گفتم اورا مثال دنیا چیست
گفت زاسے کشیدہ خالے چند
گفتمش چیست گفتہا سے خیام
گفت پند لیست حالے چند

محمد احسن از امروہہ

مرزا معصوم بیگ صاحب کا پتہ :-
آریہ محلہ $\frac{\text{بی}}{185}$ شہر راولپنڈی

نیاز مند
ظفر اللہ خان ۔ کوچہ حکیم شاہ نواز
کالج چوک شہر راولپنڈی

پیغام صلح

مرزا معصوم بیگ صاحب کے اس صدمہ میں اُن سے اور مرحومہ کے دیگر پسماندگان سے دلی ہمدردی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔ احباب سے نماز جنازہ غائبانہ کی استدعا ہے۔

ہفت روزہ پیغام صلح — لاہور — مورخہ ۶ر جنوری ۱۹۶۴ء

جلسہ سالانہ کے ایمان افروز مناظر

خدا تعالے کے فضل و کرم سے جلسہ سالانہ جن گوناگون خصوصیات کو لئے ہوئے ختم ہوا وہ اس قدر ایمان افروز اور ایسی دلچسپ تھیں کہ انجمن کی پچاس سالہ تاریخ میں ان کی نظیر نہیں ملتی، یہ جلسہ تھا بھی پچاس سالہ گولڈن جوبلی کا حامل اور اس جوبلی میں شمولیت کے لئے دور دراز ممالک سے جو لوگ آئے ان کا آنا حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کا ایک زندہ نشان ہے۔ آج سے ستر اسی سال پہلے جب آپ کو خود اپنے وطن میں بھی کوئی جانتا نہ تھا، اور کوئی نہ کہہ سکتا تھا کہ آپ کا نام کبھی اپنے گاؤں سے باہر بھی سنا جائیگا اس وقت آپ کو اللہ تعالے کی طرف سے الہام ہوتا ہے کہ میں تیرا نام دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ اور یہ بھی الہام ہوتا ہے کہ یاتون من کل فج عمیق، لوگ دور دراز علاقوں سے آئیں گے۔ آج اس جوبلی کے موقعہ پر ہم نے ان الہامات کی صداقت کو اپنی آنکھوں سے دیکھا جبکہ ایک طرف ٹرینیڈاڈ (جنوبی امریکہ) اور دوسری طرف انڈونیشیا اور چین سے اور تیسری طرف وسط یورپ (ہالینڈ اور جرمنی سے) اور چوتھی طرف سوڈان اور جنوبی افریقہ سے وہ لوگ آئے جو ان دور دراز علاقوں میں مسیح موعودؑ کا نام سن کر اور سلسلہ احمدیہ کی خدمات اسلامی کو دیکھ کر اس کے ساتھ شامل ہوئے اور نہ صرف خود ہی شامل ہوئے بلکہ اپنے اپنے حلقۂ اثر میں سلسلہ کا لٹریچر پھیلا کر کئی اور لوگوں کو اپنے ساتھ ملا لیا اور باقاعدہ جماعتیں بنا لیں، ان دوستوں کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں:—

(۱) مسٹر عزیز احمد — ٹرینیڈاڈ

(۲) مسٹر محمد ارشاد — انڈونیشیا

(۳) مسٹر شلزکے — جرمنی

(۴) مسٹر ابراہیم الیاس — سوڈان

(۵) مسٹر داؤد سیڈ — جنوبی افریقہ

ان کے علاوہ ہالینڈ مشن کے مبلغ مسٹر غلام احمد بشیر بھی (ہیگ دارالخلافہ ہالینڈ) سے چل کر آئے۔ اور چار احباب چین سے تشریف لائے جو ویزا وغیرہ ملنے میں دیر ہو جانے کی وجہ سے اختتام جلسہ کے بعد پہنچے، ان کے نام یہ ہیں:—

(۱) حاجی محمد یوسف ماین شو صاحب صدر دی اسلامک یوتھ ایسوسی ایشن

(۲) حاجی محمد یوکاؤ تنگ صاحب نیجرڈ ائرکٹر چینی مسلم یوتھ لیگ

(۳) حاجی اسحاق ہیونگ تائی صاحب نائب صدر چینی مسلم یوتھ لیگ۔

(۴) حاجی احمد حی ہان پی صاحب

ان سب دوستوں سے مل کر اور ان کی محبت آمیز گفتگو اور پاکیزہ خیالات کو سن کر دلوں ... کے اندر جو تازگی ایمان پیدا ہوئی اور خود ان کے دلوں پر جماعت کے قومی اجتماع کی لذیذ کیفیات کو دیکھ کر جو اثر پیدا ہوا اس کو لفظوں میں بیان نہیں کیا جاسکتا۔ وہ قومی و نسلی اور لسانی و وطنی تفاوت جو آج اتحاد عالم انسانی کو پارہ پارہ کرنے اور قوموں میں تباغض و عناد پیدا کرنے کا موجب ہو رہا ہے اسلام نے اسکو جس طرح اپنے نام لیواؤں کے دلوں سے مٹایا ہے اس کا ایک ادنےٰ نمونہ ان چند دوستوں کے وجود میں دیکھا جاسکتا ہے جن میں نہ لسانی اتحاد ہے نہ رنگ و نسل یکساں ہیں، تاہم وہ ایک دوسرے سے اس طرح ملاقی ہوئے جیسے ایک باپ کے سگے بیٹے دیرینہ جدائی کے بعد آ کر ملیں۔ اس کا ایک عملی نمونہ اس وقت دیکھنے میں آیا جب نیو مسلم کالج کے ایک عصرانہ میں جو ۲۸ر دسمبر ۱۹۶۳ء کو ان دوستوں کے اعزاز میں دیا گیا — سوڈان کے کالے کلوٹے ابراہیم الیاس کو جرمنی کے سفید رنگ مسٹر شلزکے نے نہایت محبت کے ساتھ گلے لگایا اور دونوں ایک دوسرے سے بغلگیر ہوئے، کیا امریکہ انگلستان اور یورپ کے کسی حصہ میں عیسائیت کے ماننے والے کالے اور گورے کوئی ایسا عملی نمونہ پیش کر سکتے ہیں جو اسلام نے اپنے ماننے والوں میں پیدا کیا ہے؟ کیا وہ لوگ جو سلسلہ احمدیہ کی مخالفت پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں، کبھی اس پر غور کریں گے کہ وہ کیا بات ہے جو اس سلسلہ اور اس کے مقدس بانی کی آواز کو چہار دانگ عالم میں مقبول بنا رہی ہے اور دور دراز ممالک کے ذہیم و فہیم انسان اس کی طرف کھنچے ہوئے چلے آ رہے ہیں؟ کیا یہ اس مامور من اللہ کی صداقت کا ثبوت نہیں جس نے آج سے ستر اسی سال پہلے حالت گمنامی میں اللہ تعالے سے علم پا کر اعلان کیا کہ دور دراز سے لوگ اس کے پاس چل کر آئیں گے

اسی سلسلہ میں حضرت مسیح موعودؑ کا ایک اور الہام بھی قابل ذکر ہے جس میں ہر چہار طرف سے لوگوں کی متوقع آمد کے پیش نظر اللہ تعالے نے آپ کو حکم دیا کہ وسع مکانک، خدا کی شان! اس حکم کی تعمیل قادیان میں تو ہوئی ہی تھی آج لاہور میں بھی معزز بیرونی ممالک کے مہمانوں کی آمد سے پہلے ہی اللہ تعالے نے جماعت لاہور کو اس امر کی توفیق مرحمت فرمائی اور حضرت امیر ایدہ اللہ کی محنت و کوشش نے احمدیہ بلڈنگس کے محدود حلقہ میں ہی اعلےٰ درجہ کی وسعت مکانی کی صورت پیدا کر دی، احمدیہ ہال کے نیچے جو دس کمرے گذشتہ سال بنائے گئے وہ معزز مہمانوں کے ٹھہرانے کے کام آئے ان میں سے ہر کمرہ کے ساتھ غسل خانہ اور فلش سسٹم کا انتظام ہے جو مہمانوں کے لئے بڑی سہولت کا موجب ہوا۔

اس کے علاوہ گذشتہ دو ڈھائی ماہ میں تین اور کمرے ان کمروں کے اوپر بنائے گئے ہیں جو مسجد کے وضو خانہ کے اوپر پہلے سے بنے ہوئے تھے اور مسجد کی پیشانی کو خوبصورت اور ڈائمنڈ نما سنگ مرمر سے مزین کیا گیا ہے اور اندرونی حصہ میں سابقہ زنانہ گیلری کے ساتھ ایک اور گیلری بنائی گئی ہے جو جلسہ سالانہ اور دوسرے زنانہ اجتماعات کے لئے وسعت مکانی کا موجب ہے۔

اسی سلسلہ میں احمدیہ کالونی کا ذکر بھی ضروری ہے جس کا سنگ بنیاد اسی گولڈن جوبلی کے موقعہ پر ۲۵ر دسمبر ۱۹۶۳ء کو بعد از نماز جمعہ تمام جماعت کی موجودگی میں رکھا گیا، یہ کالونی جیسا کہ قبل ازیں اخبار میں لکھا جا چکا ہے لاہور سے پانچ چھ میل کے فاصلہ پر مسلم ٹاؤن کے قریب تعمیر کی جائے گی، اس کا سنگ بنیاد رکھنے کے لئے تمام جماعت کو خاص بسوں میں وہاں لے جایا گیا، حضرت امیر ایدہ اللہ نے سنگ بنیاد رکھا اور دعا فرمائی جس کے بعد شیرینی تقسیم کی گئی ..... اس کالونی کی زمین کے حصول کے سلسلے میں محترم میاں ظہور احمد صاحب فرزند گرامی جناب الحاج شیخ میاں محمد صاحب نے حبیب الرحمن صادق صاحب کی معاونت سے جو تگ و دو کی اور جس دلچسپی کے ساتھ وہ اس منصوبہ کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کا اہتمام کر رہے ہیں وہ ہر طرح قابل تحسین اور لائق داد ہے

اس دفعہ زنانہ جلسہ بھی جو ۲۴ر دسمبر ۱۹۶۳ء کو منعقد ہوا پہلے سے بہت پُر رونق اور کامیاب رہا، یہ جلسہ احمدیہ ہال میں منعقد ہوا لیکن ہال کی وسعت کے باوجود تمام خواتین اس میں سما نہ سکیں اور کئی ایک کو کھڑے رہنا پڑا۔ اس جلسہ کی مفصل رپورٹ اسی اشاعت میں درج ہے۔ یہاں صرف اتنا عرض کر دینا کافی ہے کہ خواتین اور حضرت امیر ایدہ اللہ کی تقاریر کے علاوہ دستکاری کی نمائش میں خواتین کی بنائی ہوئی جو چیزیں رکھی گئیں ان میں سے اکثر ہاتھوں ہاتھ بک گئیں۔ اور زر فروخت کے ساتھ خواتین کا نقد چندہ ملا کر تین ہزار روپے کے قریب وصول ہوا جو انجمن کی نذر کر دیا گیا، اس کے علاوہ ۲۷ر دسمبر کو مختلف کالجوں کی طالبات کا تقریری مقابلہ بھی ہوا۔ جس میں تمام مقررات کو مختلف کتابوں کے سیٹ اور بیگم میاں فاروق احمد صاحب کی طرف سے دس دس روپیہ انعام بھی دیئے گئے۔

۲۵ر دسمبر ۱۹۶۳ء کی شام کو ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن کا جلسہ بھی منعقد ہوا جس میں مختلف کالجوں اور سکولوں کے طلباء نے .... تقاریر کیں، اور ان سب کو مختلف کتابوں کے سیٹ اور جیتنے والے طلباء کو کپ اور شیلڈ وغیرہ دی گئیں مفصل رپورٹ آئندہ اشاعت میں درج ہوگی۔

اسی شام کو حضرت امیر ایدہ اللہ کے کمرہ میں جلسہ مشاورت منعقد ہوا جس میں جماعت کی توسیع و استحکام اور دیگر مختلف امور کے متعلق تجاویز پیش کی گئیں جن پر مختلف احباب نے اظہار خیالات فرمایا

اس موقعہ پر احباب نے سلسلہ کی ترقی اور استحکام کے لئے جس جوش ایمانی کا اظہار کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس جماعت کے ہر بڑے اور چھوٹے

امیر اور غریب کے دل میں دین کی محبت اور اس کے لئے قربانی کے جذبات کوٹ کوٹ کر بھرے ہوتے ہیں۔ جو حضرت مجددؔ وقت کے انفاس قدسیہ کا کھلا ثبوت ہے۔

جلسہ کے دوسرے اور تیسرے دن حضرت امیر ایدہ اللہ کی تحریک پر جماعت نے جس ایثار اور قربانی کا ثبوت دیا۔ اس پر جس قدر فخر کا اظہار کیا جائے کم ہے۔ یہ خدا کا خاص فضل ہے کہ اس جماعت میں دین کے لئے حد سے بڑھی ہوئی قربانیوں کا جوش پایا جاتا ہے یہ وہ قوم ہے جس کے افراد سال بھر اپنی کمائی سے مقررہ ماہوار چندہ دینے کے علاوہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر خاص رقوم سے دین کی امداد بڑی خوشی سے آگے بڑھ بڑھ کر کرتے ہیں۔ چنانچہ حضرت امیر ایدہ اللہ کی اپیل پر نہ صرف عمارات کی تعمیر کا ستره ہزار روپیہ قرضہ ادا کیا گیا، بلکہ دوسرے دینی شعبوں کے لئے بھی نقد اور وعدوں کی صورت میں بڑی بڑی رقوم پیش کی گئیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

بعض اور بھی تقریبات جلسہ کے بعد عمل میں آئیں جن کا ذکر آئندہ اشاعت میں کیا جائے گا۔ انشاء اللہ

جلسہ میں مہمانوں کی تواضع اور ان کے قیام و طعام کا انتظام خاطر خواہ تھا۔ جن اصحاب نے اس انتظام میں حصہ لیا، وہ جماعت کے دلی شکریہ کے مستحق ہیں بالخصوص ڈاکٹر اللہ بخش صاحب اور کرنل سعید احمد صاحب سیکرٹری انجمن جنہوں نے گولڈن جوبلی کی تقریب کو کامیاب بنانے کے لئے جلسہ سے بہت دن پہلے سے رات دن ایک کر رکھا تھا، اور خدا تعالےٰ نے ان کی محنت اور کوشش کو نوازا اور اس تقریب کو نمایاں کامیابی عطا فرمائی۔ فالحمد للہ۔

یہ امر بھی قابل ذکر ہے، کہ اس تقریب سعید پر بہت سا مفید لٹریچر شائع کیا گیا، جس کی پوری تفصیل اور ریویو تو دوسرے موقعہ پر کیا جائے گا یہاں اجمالاً اس قدر بتانا ضروری ہے کہ سب سے اہم چیز جو اس موقعہ پر شائع ہوئی وہ حضرت امیر مرحوم کی مترجمہ حمائل شریف ہے جس کو پہلے سے عمدہ طریق سے بلاک بنوا کر شائع کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ ایک نہایت خوبصورت احمدیہ کیلنڈر انجمن کی طرف سے شائع کیا گیا جس میں حضرت مسیح موعودؑ مولنا نورالدینؓ اور مولنا صدرالدین کی تصاویر کے علاوہ دس شرائط بیعت اور انجمن اور اس کے کاموں کے متعلق بعض ضروری معلومات فراہم کی گئی ہیں، ایک اور کتاب تفہیمات احمدیہ کے نام سے شائع ہوئی جس میں حضرت مسیح موعودؑ کے چیدہ ارشادات درج کئے گئے ہیں اور ایک اور کتاب بنام کلام احمدیہ میں جماعت کے پرانے اور موجودہ شعراء کے کلام میں سے چیدہ نظمیں جمع کی گئی ہیں۔

ایسا ہی تحریک احمدیت حصہ دوم" نامی کتاب شائع ہوئی جو انجمن کی پچاس سالہ تاریخ پر مشتمل ہے، ایک کتاب "یاد رفتگان" یا تذکرہ انصار احمدیہ حصہ اول کے نام سے شائع ہوئی ہے جس میں جماعت کے فوت شدہ بزرگوں کے حالات درج کئے گئے ہیں، اس کے علاوہ "پیغام صلح" کا ایک خاص نمبر

(باقی بر صفحہ ۱۰ کالم ۳)

جلسہ سالانہ خواتین احمدیہ کی مختصر روئیداد

خواتین احمدیہ کا جلسہ سالانہ ۲۴ر دسمبر ۱۹۶۴ء کو محترمہ بیگم صاحبہ شیخ فاروق احمد صاحب کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ خواتین کے جلسہ سالانہ کی کارروائی زبیدہ ندیم صاحبہ کی تلاوت قرآن پاک سے ہوئی۔ اور مبارکہ آفتاب الدین احمد صاحبہ نے نظم پڑھی۔ بیگم فاروق احمد صاحب نے اپنے خطبہ صدارت کی ابتدا اس آیت قرآنی سے کی۔ ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف و ینھون عن المنکر و اولٰئک ھم المفلحون۔ اس آیت کریمہ کے بموجب انہوں نے فرمایا کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعودؑ کی جماعت کی ذمہ داری ہے کہ وہ موجودہ وقت میں بھلائی اور خیر کی اشاعت دامے، درمے اور سخنے کریں۔ اور اپنے مقصد کو کبھی فراموش نہ کریں۔ وہ مقصد جس کی تکمیل میں عرصہ پچاس برس سے یہ قوم کوشاں ہے۔ ان کی مفصل تقریر آئندہ درج ہو گی۔

دوسری تقریر بیگم ڈاکٹر بشیر احمد صاحب کی تھی۔ جس کا عنوان تحریک احمدیت کا پس منظر اور ہمارے پچاس سال تھا۔ انہوں نے فرمایا کہ آج سے پچاس برس پیشتر اسلام بڑی کس مپرسی کی حالت میں تھا اور مسلمان احساس کمتری کا شکار تھے۔ اور عیسائی لوگ تمام مادی سامانوں کے ساتھ مسلمانوں سے زندگی کی آخری رمق کھینچ رہے تھے۔ اس وقت قادیان کے مجاہد درویش نے زندہ اسلام کی فتح کا نعرہ لگایا۔ اور اپنے براہین قاطعہ سے غیر مسلموں کے غلط اعتراضات کا منہ توڑ جواب دیا۔ اور لوگوں کو اسلام کی عظمت کا یقین دلایا۔ ۱۹۱۴ء میں حضرت صاحب کی جماعت دو حصوں میں تقسیم ہو گئی۔ جن میں سے ایک حصہ جماعت احمدیہ لاہور ہے۔ اور دوسری قادیان سے وابستہ رہی، جو اب ربوہ سے متعلق ہے محترمہ بیگم صاحبہ نے فرمایا کہ جماعت احمدیہ لاہور کی عظمت کا اندازہ اس بات سے ہو سکتا ہے کہ اس نے پچاس سال کے مختصر عرصہ میں قریباً گیارہ زبانوں میں ترجمہ قرآن کیا ہے جن میں سے چار چھپ چکے ہیں۔ انہوں نے درخواست کی کہ ہم عورتوں کو بھی قوم کی اس اجتماعی قربانی بیش از بیش حصہ لینا چاہیئے۔

محترمہ بیگم مولانا عبدالمنان عمر۔۔۔ نے اپنی انتہائی عالمانہ، مدلل اور پُر مغز تقریر میں احمدیت کی گذشتہ تاریخ کی حسین تصویر پیش کرنے کے ساتھ ساتھ، جماعت کی قربانیاں، اس کو دیئے گئے چیلنج اور ان کی نمایاں کامیابیوں کا ذکر کیا۔ انہوں نے بھی مسلمان قوم کی زبوں حالت کے موقع پر حضرت صاحب کے مژدۂ جانفزا کا ذکر کیا اور ساتھ ہی اُن کے دعاوی کا جو انہوں نے اسلام کی زندگی اور عظمت کے متعلق کئے۔ انہوں نے فرمایا کہ اسلام زندہ مذہب ہے۔ اس کا خدا زندہ خدا ہے۔ قرآن مجید ایک زندہ کتاب ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک زندہ رسول ہیں جن کا فیضان تا ابد جاری ہے بیگم صاحبہ نے حضرت صاحب کے الفاظ کو پیش کیا کہ وہ فرماتے ہیں :۔

"نوع انسان کے لئے روئے زمین پر
اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن۔ اور
آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول
اور شفیع نہیں۔ مگر محمد مصطفےٰ صلی اللہ
علیہ وسلم سو تم کوشش کرو۔ کہ سچی محبت
اس جاہ و جلال کے نبی کے ساتھ رکھو
اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی
مت دو۔ تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے
جاؤ۔"

ان احکام کے پیش نظر انہوں نے قرآن اور رسولؐ کی محبت کی بار بار تلقین کی ہے۔ انہوں نے کہا۔ کہ ہمیں اپنے مخصوص مشن کے داعی ہونے کی صورت میں اپنے فرائض کو پہچاننا چاہیئے اور قرآن حکیم کے علم کی تحصیل پر خاص زور دینا چاہیئے۔ انہوں نے اس ضمن میں ایک جید عالم کا قول پیش کیا کہ

كلّ العلم فی القرآن لکن
تقاصر عنه افهام الرجال

کہ قرآن مجید علوم و فنون کا خزانہ ہے۔ اور ہر ایک کا علم اس میں موجود ہے۔ یہ علیحدہ بات ہے۔ کہ ہر شخص کی اس کے ہر علم پر نظر نہ پہنچ سکے۔

انہوں نے جماعتی اور خصوصاً خواتین کی جماعتی تنظیم پر بہت زور دیا۔ اور اس کے لئے بڑی خوبصورت تجاویز پیش کیں جو محترمہ زمرد فاضل صاحبہ کے لئے خصوصاً توجہ طلب ہیں۔

محترمہ بیگم چوہدری ظہور احمد صاحبہ موجودہ معاشرتی خرابیوں میں گہری دلچسپی رکھتی ہیں۔ اور خصوصاً موجودہ وقت میں عورت کی آزادی۔ بے راہ روی اور عریانی کے خلاف وہ مبلغانہ مہم کی حامی ہیں۔ انہوں نے خواتین کے عریانی پسند رجحانات پر کڑی تنقید کی۔ اور خواتین کو بار بار تلقین کی کہ وہ ان رجحانات کو ختم کر دیں اور صالح اور باعصمت عورتیں بنیں۔

حضرت امیر مولانا صدرالدین صاحب نے بھی خواتین کی درخواست پر اس مجمع میں تقریر فرمائی۔ انہوں نے قرآن مجید سے مرد اور عورت کی مساوی حیثیت، مساوی فرائض اور مساوی درجات پر روشنی ڈالی۔ انہوں نے تاریخ سے جلیل القدر مسلمان خواتین کا ذکر کرتے ہوئے حضرت ہاجرہؑ حضرت خدیجہؓ، حضرت اُمّ سلمہؓ، حضرت صفیہؓ کے عظیم

(باقی بر صفحہ ۱۰ کالم ۱)

جماعت احمدیہ لاہور کی پچاس سالہ خدمات اسلام

اسلام کے عالمگیر نظریات ہی دنیا میں کامیاب اور قابل قبول ہو سکتے ہیں

ان نظریات کو پھیلانے اور صداقت اسلام پر ایمان پیدا کرنے میں جماعت احمدیہ کا حصہ

جلسہ سالانہ میں حضرت امیر ایدہ اللہ کی افتتاحی تقریر

پچاس سال پہلے انجمن کی بنیاد رکھنے والے اصحاب

معزز خواتین و حضرات

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

آج ہم احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے پچاس سالہ جلسہ میں شرکت کر رہے ہیں۔ ۵۰ سال پیشتر دو آدمی قادیان سے یہاں پہنچے۔ ایک کا نام حضرت مولانا محمد علی صاحب ہے اور وہ نمایاں کامیابی کے ساتھ اس جہان سے رخصت ہو کر اپنے مولا سے جا ملے۔ دوسرا شخص جو ان کے ساتھ قادیان سے آیا تھا اس وقت آپ سے خطاب کر رہا ہے۔ دو آدمی قادیان سے آئے اور لاہور کے چار پانچ آدمیوں نے ان کا ساتھ دیا۔ محترم حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب معاون ہو گئے۔ محترم حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب اور حضرت خواجہ کمال الدین صاحب بھی جو اس وقت ہم سے دور دراز ملک ولایت میں تبلیغ کر رہے تھے وہیں سے ہمارے ساتھ شامل ہو گئے تھے۔ مولانا غلام حسن خان صاحب نے بھی ہمارا ساتھ دیا۔ یہ چند سات آدمی تھے جنہوں نے اس انجمن کی بنیاد ڈالی۔ ہم قادیان سے یہاں کوئی جماعت لے کر نہیں آئے تھے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جماعت کو یہ علم نہیں تھا کہ میاں صاحب بالاتفاق خلیفہ صاحب منتخب نہیں ہوئے۔

قادیان سے علیحدگی کی وجہ

حضرت مولانا نورالدین رحمۃ اللہ علیہ کی وفات پر حضرت مسیح موعود کے صاحبزادے مرزا محمود احمد صاحب نے کوشش کی کہ انہیں گدی پر بٹھایا جائے۔ تو مولانا محمد علی صاحب مرحوم اور میں نے ان پر واضح کیا تھا کہ آپ کے عقائد اسلامی عقائد کے خلاف ہیں اور آپ کے عقائد حضرت مرزا صاحب کے عقائد کے خلاف ہیں۔ اس لئے آپ اس گدی پر بیٹھنے کا استحقاق نہیں رکھتے۔ آپ حضرت مرزا صاحب علیہ الرحمۃ کو نبی اور ان کے نہ ماننے والوں کو کافر سمجھتے ہیں حالانکہ حضرت مرزا صاحب نے دشمنوں کے متعلق کہا کہ افترا کے طور پر میری طرف دعوٰے نبوت منسوب کرتے ہیں خدا کی قسم میرا کوئی دعوٰے نبوت نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ صلعم کی نسبت قرآن میں فرمایا کہ وہ خاتم الانبیاء ہیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تفسیر فرمائی ہے لا نبی بعدی ـــ لا نفی جنس کے لئے ہے یعنے کسی قسم کا نبی یا رسول محمد رسول اللہ صلعم کے بعد نہیں آ سکتا اور حضرت مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ ہم مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں۔ اور لکھا ہے اب خدا کو بھی شایان شان نہیں کہ خاتم النبیین کا اعلان کرنے کے بعد پھر کسی دوسرے نبی کو بھیجے۔ تو ہم نے مرزا محمود احمد صاحب کے سامنے حضرت مسیح موعود کی یہ تحریرات پیش کیں اور انہیں بتایا کہ حضرت صرف مجدد ہونے کے مدعی ہیں۔ انہوں نے لکھا ہے کہ میرا دعوٰے نبوت کا نہیں بلکہ مجددیت کا دعوٰے ہے۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ میں نبوت کا دعوٰے کر کے کافروں میں جا ملوں اور اسلام کو چھوڑ جاؤں میرا ایسا کوئی دعوٰے نہیں ہے۔ تو ہم نے یہ بات ان کے سامنے پیش کی دوسری بات یہ پیش کی کہ حضرت مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ میرے دعوٰے کے انکار سے کوئی شخص کافر نہیں ہو جاتا۔ جب ان کے دعوٰی سے کوئی شخص کافر نہیں ہو جاتا تو آپ کہتے ہیں کہ تمام مسلمان جو حضرت مرزا صاحب کو نہیں مانتے کافر ہو گئے ہیں۔ اس سے ظاہر ہو گیا ہے کہ تمہارے یہ عقائد حضرت مرزا صاحب اور اسلام کے صریح خلاف ہیں۔ اس واسطے آپ اس گدی پر بیٹھنے کے مستحق نہیں۔ رہا مسلمان کو کافر کہنے کا سوال مسلمان کبھی کافر نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ خود اسلام کو چھوڑ کر چلا نہ جائے۔ جو شخص کلمہ پڑھتا ہے وہ مسلمان ہے اس کو کافر کہنا ظلم عظیم ہے۔ یہ دو باتیں جو میاں صاحب کے عقائد میں ہیں کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتیں، ایک یہ کہ حضرت مرزا صاحب نبی ہیں اور دوسرے تمام مسلمان جو مکہ معظمہ کے حاجی اور قرآن کے حافظ اور قرآن کے مفسر اور پنجگانہ نماز اور تہجد پڑھنے والے شامل ہیں وہ سب کے سب کافر ہیں۔ ہم نے انہیں بار بار کہا کہ آپ کے دونوں عقیدے اسلام کے خلاف ہیں اور حضرت مرزا صاحب کے واضح عقائد کے خلاف ہیں اس واسطے آپ اس گدی پر بیٹھنے کا استحقاق نہیں رکھتے لیکن پیر خانوں میں اکثر ایسا ہوتا ہے کہ پانچ سال کے بچے کو بھی گدی پر بٹھا دیتے ہیں وہ تو ۲۵ سال کے تھے تو ان کو گدی پر بٹھا دیا گیا۔ اور تمام جماعت نے باستثنائے چندان کی بیعت کر لی۔

کن حالات میں انجمن کی بنیاد رکھی گئی

اب یہ دوسرا حصہ ہے جو میں بیان کرنے لگا ہوں کہ ہمارے ساتھ کیوں اس وقت لوگ شامل نہ ہوئے اس کی وجہ یہ ہے کہ قادیان سے تمام جماعتوں میں تار بھیجے گئے کہ مرزا محمود احمد صاحب بالاتفاق خلیفہ مقرر کر دیئے گئے ہیں ان تاروں کی بناء پر جماعتوں نے بھی اس کا جواب دے دیا کہ ہم ان کو خلیفہ تسلیم کرتے ہیں۔ اس لئے میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ ابتدا میں جماعت کے لوگ ہم سے کبھی نہیں ہوتے تھے کیونکہ جماعت کو علم نہ ہوا تھا کہ میاں بالاتفاق خلیفہ منتخب نہیں ہوئے۔ تو اس وقت دو یا ڈھائی آدمی قادیان سے یہاں چلے آئے اور لاہور کے چار پانچ دوست اور چند ایک بیرونجات کے اصحاب ان کے ساتھ مل گئے اور اس انجمن کی بنیاد ڈالی گئی۔ پھر جوں جوں لوگوں کو اصل حقیقت کا علم ہوتا گیا وہ لاہور کی جماعت میں شامل ہوتے گئے

انجمن کے پچاس سالہ کارنامے

آج اس انجمن کے کارنامے وہ ہیں کہ قادیانیوں کی بڑی تعداد کے مقابلہ پر ان کے بڑے خزانوں کے مقابلہ پر ان کو بڑی عظمت حاصل ہے ہمکو بھی یقین ہے اور دنیا بھی یقین کرتی ہے کہ وہ تصانیف، جو جماعت لاہور سے شائع کی گئی ہیں وہ دنیا میں مقبول ہیں اس قسم کی کوئی تصنیف قادیان سے شائع نہیں کی گئی آہستہ آہستہ پچاس سال میں یہ جماعت اس حد تک پہنچی ہے کہ آج ہم ان کی گولڈن جوبلی منا رہے ہیں۔ خدا تعالیٰ کا ہم شکریہ ادا کرتے ہیں کہ اس نے جماعت کو یہ توفیق عطا فرمائی کہ اس نے یورپ میں فتح اسلام کے جھنڈے گاڑے اور اسی نے قرآن شریف کی چار تفاسیر دنیا میں شائع کیں (۱) انگریزی ترجمۃ القرآن و تفسیر (۲) ڈچ ترجمۃ القرآن و تفسیر (۳) جرمن ترجمۃ القرآن و تفسیر (۴) اردو ترجمۃ القرآن و تفسیر۔ یہ اس چھوٹی سی جماعت کا بڑا کارنامہ ہے کہ انہوں نے قرآن شریف کی چار مختلف زبانوں میں

تفاسیر شائع کیں اور ان تفاسیر کا یہ اثر ہوا کہ ہماری جماعت کے علاوہ دوسرے لوگوں نے بھی قرآن کی تفاسیر لکھی ہیں۔ اس جماعت کا یہ بھی اثر ہوا کہ ہماری طرح دوسرے لوگوں نے بھی مبلغین کی کلاسیں کھول لیں لیکن اس جماعت کی تقلید میں درس قرآن جاری کئے گئے۔ اس جماعت کے ذریعہ سے انگلستان میں چند ہزار نفوس مسلمان ہوئے جن میں بڑے بڑے آدمی بھی ہیں۔

لارڈ ہیڈلے مسلمان ہوئے ان کی آپ لوگوں نے زیارت کی، ہندوستان میں اور پاکستان میں انہوں نے دورہ کیا۔ حیدر آباد بھی گئے۔ نظام حیدر آباد نے لاکھوں روپے ان کی خدمت میں تبلیغ اسلام کے لئے پیش کئے۔ پھر جرمن نواب بیرن ایرنفلز بھی یہاں آئے اور آپ لوگوں نے ان کی زیارت کی۔ ایک اور بڑا لائق انسان بھی ووکنگ نے مسلمان کیا۔ اس کا نام مارماڈیوک پکتھال ہے۔ وہ ووکنگ میں بطور ملازم کام کرتے رہے ہیں۔ ان کو خدا تعالیٰ نے یہ توفیق دی کہ انہوں نے بھی قرآن شریف کا ترجمہ کیا۔ غرضیکہ اس جماعت نے انگلستان میں بڑے بڑے آدمیوں کو اور محققوں کو مسلمان کیا اور دنیا جانتی ہے کہ بڑے بڑے آدمیوں کو اسلام میں داخل کرنا بہت بڑی بات ہے۔ ورنہ عیسائی تو یہاں پیسے بکھیر دیتے ہیں اور عام طور پر چوہڑے چمار ہی عیسائی ہوتے ہیں۔ اسی طرح جرمنی میں بیرن عمر ایرنفلز کے علاوہ ایک اور بہت بڑے آدمی نے اسلام قبول کیا جس کا نام ڈاکٹر مارقوس ہے۔

ڈاکٹر اقبال میرے دوست تھے ان کا سارا کنبہ حضرت صاحب کا مرید تھا انہوں نے کہا کہ میں بحیثیت مسلمان ان قصائد سے واقف ہوں جو لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں لکھے ہیں۔ لیکن آپ کے مرید مارقوس نے وہ کچھ لکھا ہے جو آج تک کسی مسلمان نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق نہیں لکھا۔ تو اس قسم کے لوگ اس جماعت کی سعی سے اسلام میں داخل ہوئے اور قرآن شریف کے علاوہ حدیث کے ترجمے بھی اس جماعت نے شائع کئے۔ حضرت خواجہ صاحب اور حضرت مولانا محمد علی صاحب کی تصانیف آج دنیا میں مقبول ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے رب العالمین ہونے کے خلاف قوموں کا رویہ

یہ تو تمہید کی چند باتیں تھیں۔ میرا اصل مقصد یہ ہے کہ آپ کو بتاؤں کہ قرآن کریم ساری دنیا کے لئے تعلیم اور رہبری کے سامان لایا ہے۔ حضرت نبی کریم صلعم پہلے شخص ہیں جنہوں نے کہا کہ لوگو! تم خدا کو تو مانتے ہو لیکن خدا کو رب العالمین نہیں مانتے۔ آج بھی مسلمانوں کے سوائے باقی دنیا خدا کو رب العالمین نہیں مانتی۔ یہودی یہ یقین کرتے ہیں کہ ہم خدا کے پیارے ہیں نحن ابناء اللہ ہم خدا کے بیٹے اور محبوب ہیں اور دوسری قومیں حقیر اور ذلیل ہیں یہاں تک کہ وہ غیر قوموں کو کتے اور سؤر سمجھتے ہیں بنی اسرائیل کے آخری نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام تھے۔ وہ بھی اپنے حواریوں کو نصیحت کرتے ہیں کہ سامریوں کے گاؤں میں نہ جانا اپنی عمدہ چیزیں کتوں کے آگے نہ پھینکنا اپنے موتی سؤروں کے سامنے نہ ڈالنا چونکہ وہ بھی یہودی تھے اور یہودیوں کے آخری پیغمبر تھے، یہودیوں کے ماحول میں تربیت یافتہ تھے انہوں نے بھی یہی کہا کہ میں بنی اسرائیل کی گمشدہ بھیڑوں کے لئے آیا ہوں۔ اس لئے میرے مرید ان تک پیغام لے جائیں۔ سامریوں کے گاؤں میں یا غیر یہودیوں کے سامنے اپنے توحید کے موتی اپنی تعلیم کے موتی نہ پھینکیں۔ ایک عورت آپ کے پاس آئی، وہ یہودی نہ تھی، وہ کنعانی عورت تھی اس نے کہا حضور میری بیٹی کی طرف توجہ کیجئے اور اسے برکت دیجئے۔ اس پر حضرت عیسیٰ نے فرمایا بچوں کی روٹی کتوں کے آگے پھینکی نہیں جا سکتی۔ یہ اس خدا کا جواب اپنی مخلوق کو ہے۔ وہ دوسری قوم کی عورت کو کتی کہتے ہیں۔ لیکن وہ کتی کیا جواب دیتی ہے۔ حضور بچوں کے دستر خوان سے جو ٹکڑے گرتے ہیں کتے کھا ہی لیا کرتے ہیں۔ کہاں خدا کے بیٹے کا کلام اور کہاں اس کتی کا کلام، دونوں کلام انجیل کے اندر درج ہیں مقابلہ کیجئے۔ ہندو بھی یہودیوں کی طرح کہتے ہیں کہ زمین ہماری یہ بھارورتی ہے اور خدا صرف ہمارا خدا ہے اور ہندوستان کی چار دیواری کے باہر جس قدر لوگ ہیں وہ ملیچھ ہیں۔

اسلام کا خدا رب العالمین ہے

ہندو اپنے وطن کے دس کروڑ اچھوتوں کو بھی ناپاک سمجھتے ہیں۔ اس تنگ نظری کو دور کرنے کے لئے حضور نبی کریم صلعم نے فرمایا۔ خدا ساری قوموں کا خدا ہے۔ خدا راجہ یا نواب نہیں، امریکہ یا انگلستان کا بادشاہ نہیں وہ رب العالمین ہے۔ زمین و آسمان کے درمیان جس قدر انسان ہیں وہ سب خدا کے پیارے ہیں۔ رب العالمین کے معنے ہیں کہ وہ تمام قوموں کی جسمانی اور روحانی ضروریات کے مطابق ہر قسم کے سامان دیتا ہے تاکہ ان کی تربیت اور نشوونما ہو، نشوونما کے لئے ضرورت جسم ہی کی نہیں۔

تمام انبیاء اور انکی تعلیمات پر ایمان لانے کی ہدایت

نشوونما کے لئے انسان کا قیمتی جوہر قلب اور اس کی روح ہے۔ اسی لئے حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا کوئی بھی قوم نہیں جس کے اندر خدا کا رسول نہیں آیا اور میں اپنی قوم کو کہتا ہوں کہ صرف میری رسالت پر ایمان لانے سے ایمان کامل نہیں ہوتا بلکہ تمام قوموں کے انبیاء پر ایمان لاؤ۔ تمام آسمانی کتابوں پر ایمان لاؤ۔ آنحضرت صلعم نے اس تنگ ظرفی کو دور کرنے کے لئے جس کی وجہ سے قوم قوم سے نفرت کرتی ہے فرمایا خدا رب العالمین ہے اور فرمایا شرع لکم من الدین ما وصی بہ نوحًا۔ نوح نے جو تعلیم دی تھی والذی اوحینا الیک اور جو آپ کو تعلیم دی گئی ہے وہ ایک ہی جیسی ہے وما وصینا بہ ابراہیم۔ ابراہیم نے جو تعلیم دی تھی وہ وہی تھی جو آج قرآن کریم تعلیم دیتا ہے وہ تعلیم جو موسیٰ و عیسیٰ نے دی تھی وہ بھی وہی ہے۔ حضور نبی کریم صلعم نے بھی فرمایا اللھم ربنا و رب کل شئی انا شھید ان العباد کلھم اخوۃ اور فرمایا۔ الانبیاء اخوۃ العلات تمام انبیاء بھائی بھائی ہیں امھاتھم شتّٰی ان کی مائیں مختلف ہیں و دینھم واحد۔ ان کا دین ایک ہے۔

قوموں کو متحد کرنے کا نظریہ

آپ اس نظریہ پر تمام قوموں کو متحد کرنا چاہتے تھے اس کے بغیر کسی اور نظریئے پر قومیں متحد نہیں ہو سکتیں۔ فرمایا کہ تمام قوموں کے پاس پیغمبر آئے اور ان کی تعلیم اور ان کے پاک نمونے سے ہر قوم میں نیک آدمی پیدا ہوئے یہ کتنا بڑا خوش کن اعلان ہے کہ تمام قوموں میں خدا کے بندے مبعوث ہوئے اور ان کی تعلیمات کے اثر سے اور پیغمبروں کے انفاس طیبہ سے نیک آدمی پیدا ہوئے۔

دوسری قوموں میں نیک آدمیوں کا وجود

اسی بات کا ذکر قرآن کریم نے اس آیت میں کیا ہے لیسوا سواء سب لوگوں کو برابر نہیں کہنا چاہیئے۔ منھم امۃ قائمۃ۔ ایسے لوگ بھی ہیں جو صحیح راستہ پر قائم ہیں یتلون آیات اللہ اٰناء اللیل۔ وہ کتابیں جو ان کے پاس ہیں ان کو رات کی ساعتوں میں پڑھتے ہیں وھم یسجدون اور وہ اللہ تعالیٰ کے آگے سجدہ ریز ہوتے ہیں۔ یامرون بالمعروف۔ وہ خود نیک ہیں لوگوں کو نیکی سکھاتے ہیں و ینھون عن المنکر اور بدی سے مجتنب رہنے کی تلقین کرتے ہیں و یسارعون فی الخیرات اور وہ خود بڑھ چڑھ کر نیکی کرتے ہیں واولٰئک من الصالحین وہ لوگ صالح ہیں۔ کیسا مفید اعلان ہے۔

سب کی نیکی کا اجر ملے گا۔

اور فرمایا وما یفعلوا من خیر۔ جتنی بھی قومیں دنیا میں ہیں ان کا کوئی فرد یا کوئی گروہ یا کوئی جماعت۔ کوئی بھی نیکی کریں فلن یکفروہ خدا تعالیٰ اس کی قدر دانی کرے گا۔ ومن یعمل مثقال ذرۃ خیرًا یرہ کوئی شخص جو دنیا کے کسی خطے میں کسی قوم سے تعلق رکھتا ہو، اگر ذرہ برابر بھی نیک کام کرے گا تو خدا تعالیٰ اس کا اجر اس کو دے گا۔ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرًا یرہ مسلمان بھی ہو تو اگر وہ بدی کرے گا تو اس کو ضرور نقصان پہنچے گا۔

تعلیم اسلام پھیلانے میں جماعت احمدیہ کا حصہ

یہ وہ تعلیم ہے جس کو تمام دنیا قبول کر سکتی ہے اسلام کسی ایک قوم کا دین نہیں، ساری نسل انسانی کا دین ہے۔ اسی دین کو پھیلانے کے لئے ایک مجدد اس زمانہ میں آیا اور اس نے ایک جماعت قائم کر دی تاکہ اسلام کو دنیا میں پھیلائے مگر افسوس ہے کہ مسلمان اس کے بازو بننے کے بجائے اس کے دشمن بن گئے۔ حالانکہ اس جماعت

نے جو کام کیا ہے اسلام کی جو خدمت کی ہے ...... اس کا اعتراف کئے بغیر چارہ نہیں۔

حکیم اجمل خانصاحب سے ملاقات اور ہماری خدمات کا اعتراف

میں جب برلن مسجد بنانے کے بعد واپس آرہا تھا تو پیرس میں حکیم اجمل خانصاحب سے (جو ان دنوں وہاں ٹھہرے ہوئے تھے) ملنے کے لئے گیا کہ وہ میرے محسن تھے حکیم صاحب سے جب میں ملا تو انہوں نے کہا جو کچھ آپ نے کیا ہے ہم پہلے سے ہی جانتے ہیں اگر آپ بیان کرتے تو ہم اسکو بھی یقین کرتے کہ بالکل حرف بحرف سچ ہے لیکن غیروں کی زبان سے کچھ سننے میں لطف آیا مولینا برکت اللہ صاحب آپ کے مخالف نہیں لیکن آپ کی جماعت کے آدمی بھی تو نہیں ہیں۔ انہوں نے مجھے سب کچھ بتایا ہے کہ کیا کام آپ نے کیا ہے۔ مولینا برکت اللہ صاحب ایک سفیدریش بزرگ تھے۔ وہ عربی کے عالم، انگریزی کے عالم، ترکی جاننے والے، روسی جاننے والے، جرمن جاننے والے، وہ میرے پاس آئے اور کہا کہ میں آپ کے مسلمانوں (جرمن مسلمانوں) سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں میں نے مسلمانوں کو دعوت دی وہ وہاں جمع ہوئے۔ مولینا برکت اللہ نے ان کے ساتھ مل کر چائے پی ان کی فوٹو لی گئی، یہ فوٹو مولانا برکت اللہ صاحب مرحوم نے حکیم اجمل خاں صاحب کو دکھائی کہ یہ دیکھو ایک مسلمانوں کی جماعت اسلام کے اندر داخل ہو گئی ہے لیکن میں وہ شخص ہوں جو ناکام رہا ہوں۔ میرے دل میں تڑپ تھی کہ میں ان یورپ کے لوگوں کو اسلام کے اندر داخل کروں میں جاپان گیا امریکہ گیا، روس گیا جرمنی گیا۔ انگلستان میں رہا۔ ممکن ہے کہ کوئی ایک آدھ آدمی مسلمان ہوا ہو لیکن جس قوم نے جماعت کی جماعت پیدا کر دی ہے وہ جماعت احمدیہ کے لوگ ہیں حکیم صاحب نے کہا کہ یہ فوٹو عربی اخبار الاصلاح میں بھی جو پیرس سے نکلتا ہے میں شائع ہوئی ہے وہ کہنے لگے ہمیں یہ حالات سن کر بہت لطف آیا۔ پھر فرمایا کہ ایک بات میں کہتا ہوں وہ یہ ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی کسی ایک کافر کو مسلمان کرے تو اس کے لئے بہت بڑی دولت ہے، تو آپ کی جماعت نے تو ہزاروں کافروں کو مسلمان کیا ہے۔ یہ تو بہت بڑی بات ہے لیکن میں اس سے بھی بہت بڑی بات کہنا چاہتا ہوں، وہ یہ ہے کہ آپ کے ان کارناموں سے اسلامی ممالک میں ایک کرنٹ چلی گئی ہے کہ اسلام برحق ہے اور کہ اسلام آج بھی یورپ پر غالب آسکتا ہے آپ نے یہ بڑا کام کیا ہے۔

حضرت مرزا صاحب کی عظیم الشان خدمات اسلام

تو حضرت مرزا صاحب جنہوں نے مجدد ہونے کا دعوٰے کیا اور اپنے اثر سے ایسی قوم پیدا کی جن کے اندر ایثار اور قربانی کا جذبہ ہے۔ اور جس کے ایثار کی وجہ سے یورپ کے اندر وہ عظیم الشان مسجد تعمیر ہوئی اور انگریزی اور ڈچ اور جرمن زبانوں میں قرآن کریم کی تفاسیر بھی شائع ہیں اور جن کی سعی سے یورپ میں یہ بات پیدا ہوئی کہ اسلام کے اندر حقانیت ہے۔ محمد صلعم کامیاب ترین مذہبی رہنما ہیں۔ یہ بڑی بھاری خدمت ہے جو حضرت مرزا صاحب نے سرانجام دی ہے۔

مبارک باد

میں ان تمام دوستوں کو جو دور دراز سے اس جلسے میں شرکت کے لئے آئے ہیں۔ مبارک باد دیتا ہوں کہ آپ لوگوں کی سعی سے اتنے بڑے عظیم الشان کام سرانجام پائے ہیں میں ان لوگوں کو بھی مبارکباد کہتا ہوں جو اگرچہ اس جماعت میں داخل نہیں لیکن حسن ظن رکھتے ہوئے اس جلسہ میں شرکت کر رہے ہیں۔

جماعت میں شمولیت کی دعوت

لیکن میں ایک بار پھر ان کو کہوں گا کہ کیا وجہ ہے کہ آپ جانتے ہوئے کہ یہ قوم اچھا کام کر رہی ہے پھر آپ اس میں شامل نہیں ہوتے۔ یقین کیجئے کہ ہم تمام مسلمانوں کو مسلمان سمجھتے اور انہیں بھائی یقین کرتے ہیں ہم فرقہ نہیں ہم ایک تنظیم ہیں اور مسلمانوں کو دعوت دیتے ہیں کہ اس تنظیم کے اندر شامل ہو کر اور اپنے چند پیسے اس نیک کام میں خرچ کر کے ثواب دارین حاصل کریں۔ ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین دنیا میں پھیلاتے ہیں مرزا صاحب تو کہتے ہیں میں خادم اسلام ہوں۔ ان کا دعوٰے صرف مجدد ہونے کا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میرے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر نہیں ہوسکتا کیونکہ کافر ہو جاتا تو اس وجہ سے ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ جن لوگوں کو انبیاء بناتا ہے ان کے پاس احکام آتے ہیں ان احکام کے انکار سے انسان کافر ہوتا ہے لیکن مجددین اور محدثین اور ملہمین کے پاس احکام نہیں ہوتے۔ اس لئے ان کے انکار سے کوئی شخص کافر نہیں ہوتا۔ حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں نبی پر وحی نبوت بذریعہ جبرائیل نازل ہوتی ہے۔ مجھے الہام ہوتا ہے جس کو وحی ولایت کہتے ہیں حضرت مرزا صاحب نے نبی کی تعریف کر دی ہے اور خود کو نبی نہیں ملہم قرار دیا ہے۔ بس اے دوستو، توجہ کرو کہ یہ ایک قیمتی کام ہے یہ اپنی عاقبت کو درست کرنے والی خدمت اسلام ہے جو یہ قوم سرانجام دے رہی ہے۔ اس قوم کے اندر شامل ہو کر اس کی قوت میں اضافہ کرو اور خدا تعالےٰ سے اجر عظیم پاؤ۔

---

۲۵ ولادت باسعادت کی خوشی کے موقعہ پر مبلغ دس روپیے بدیتاً انجمن کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالےٰ قبول فرمائے۔ آمین۔

"پیغام صلح" اس خوشی کے موقعہ پر محترم بابو عبدالرحمٰن صاحب اور ان کے دیگر لواحقین کو مبارک باد عرض کرتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نومولود کو عمر طویل عطا فرمائے اور خادم دین بنائے۔

اخبار احمدیہ

جلسہ سالانہ کے دوسرے روز نماز فجر کے بعد درس قرآن سے پہلے حضرت امیر ایدہ اللہ نے عزیزہ بشارت خانم ایم اے۔ دختر چوہدری سعید احمد صاحب بلدہ ملتان کا نکاح جناب نذر رب صاحب بی اے۔ ولد چوہدری محمد طفیل صاحب کے ساتھ پڑھایا۔ پانچ ہزار روپیہ حق مہر کا اعلان کیا گیا۔ اس خوشی میں دولہا کی طرف سے مبلغ پچاس روپے انجمن کو دیئے گئے جزاہ اللہ احسن الجزاء دعا ہے اللہ تعالیٰ اس تعلق کو جانبین کے لئے موجب خیر و برکت بنائے۔ آمین۔

ایک اور پرمسرت تقریب

۲۰ دسمبر ۱۹۶۴ء کو محترم حافظ محمد حسن چیمہ صاحب (گجرات) کی دختر نیک اختر کی شادی خانہ آبادی چوہدری محمد اسد اللہ خان صاحب ایڈووکیٹ سرگودھا کے ساتھ ہوئی۔ خطبہ نکاح محترم کرنل سعید احمد صاحب جنرل سیکرٹری نے بعوض دس ہزار روپے حق مہر پڑھا، مکرم چیمہ صاحب کے ہاں اس تقریب پر کم و بیش دو ہزار معززین مدعو تھے جن میں جج صاحبان، وکلاء اور ڈاکٹر صاحبان شامل تھے۔ کرنل صاحب موصوف نے خطبہ نکاح میں جماعت کے علم الکلام کو اس خوبی سے موقع اور محل کے مطابق پیش کیا کہ حاضرین بے حد متاثر ہوئے۔ خود چیمہ صاحب نے اپنی تقریر میں خطبہ نکاح پر پسندیدگی کا اظہار فرمایا۔

اس خوشی کی تقریب دلہن کے بھائی مسٹر ذکاء اللہ صاحب اور دولہا کے بھائی ڈاکٹر ضیاء الحسن صاحب نے سو سو روپے اشاعت اسلام کے لئے انجمن کو عنایت فرمائے ہیں۔

ادارہ اس تقریب سعید پر محترم چیمہ صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے خوشی اور برکت کا موجب بنائے۔ آمین

ولادت اور عطیہ

مسلم ٹاؤن لاہور سے محترم بابو عبدالرحمٰن صاحب انجینئر لکھتے ہیں:-

"میں بذریعہ عریضہ ہذا دلی مسرت کے ساتھ اطلاع دیتا ہوں۔ کہ پسرم میاں محمد عبدالقدوس خان بی اے۔ بی ایس سی۔ اسسٹنٹ چیف انجینئر کے ہاں اللہ تعالےٰ نے اپنے خاص فضل و کرم سے دوسرا لڑکا عطا فرمایا ہے۔ الحمد للہ عزیز نومولود مکرم بھائی ایس ایم اسماعیل صاحب چیف اکوٹنٹ کا نواسہ ہے۔ احباب سے درخواست ہے کہ بارگاہ الٰہی میں دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ عزیز نومولود کو نیک کاموں کے لئے عمر دراز عطا فرمائے۔ آمین۔ عزیزم پوتے کی ۲۵

لیکچر مرزا معصوم بیگ صاحب بر موقعہ جلسہ سالانہ

برنباس کی انجیل

اذا السّماءُ انفطرت - واذا الکواکب انتثرت
واذا البحار فجّرت - واذا القبور بعثرت

اسلام کا بالکل ابتدائی زمانہ تھا۔ اور حضرت نبی کریمؐ کے ساتھ صرف چند غربا تھے۔ اور دوسری طرف کفار عرب جو تمام طاقت اور حکومت اور اقتدار کے مالک تھے اس بات پر تلے ہوئے تھے کہ ہم تلوار کے ذریعہ سے اسلام کا نام و نشان مٹا دیں گے۔ اندریں حالات اللہ تعالےٰ کی طرف سے اعلان ہوتا ہے کہ ہم اس زمین اور اس آسمان کو بدل ڈالیں گے۔ اور یہ نظام جو مختلف مذاہب نے قائم کر رکھا ہے۔ اب اس کی صف لپیٹ لی جائے گی اور اس کی جگہ اسلام کا روحانی نظام قائم کیا جائے گا اور ساتھ ہی ایک اور عظیم الشان پیشگوئی ارشاد فرمائی واذا القبور بعثرت - جب قبریں کھول دی جائیں گی تو ان میں سے اسلام کی صداقت کے نشان برآمد ہوں گے

پادری صاحب

ایک دفعہ ایک پادری صاحب نے انجیل شریف میں سے آیت پر آیت پڑھنا اور انہیں بطور سند کے پیش کرنا شروع کیا۔ میں نے دریافت کیا۔ پادری صاحب! آپ کیا پڑھ رہے ہیں؟ فوراً جواب دیا۔ خدا کا کلام۔ میں نے پوچھا۔ آپ کے تین خدا ہیں؟ جواب دیا۔ خدا باپ کا کلام جو خدا بیٹے پر نازل ہوا۔ میں نے پوچھا۔ کیا خدا بیٹے نے اس کلام کو خود قلمبند کر کے یا اپنی نگرانی میں کسی دوسرے سے لکھوا کر محفوظ کیا تھا؟ پادری صاحب نے جواب دیا۔ نہیں۔ اور یہ وہ حقیقت ہے جس سے پادری بھی انکار نہیں کر سکتا۔ جناب یسوع مسیح لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ اگر وہ چاہتے تو خدا باپ کے کلام کو اپنے ہاتھ سے لکھ کر محفوظ کر لیتے مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ مسیح نے اپنے مشن کی تبلیغ انجیل کے ریکارڈ کے مطابق صرف تین سال تک کی تھی جبکہ یہودیوں نے انہیں پکڑ کر صلیب پر لٹکا دیا تھا۔

زبانی سلسلہ تبلیغ

مسیح کے بعد ان کی تعلیم اور واقعات زندگی کا تذکرہ زبانی ہی ہوتا رہا۔ شاگرد ادھر اُدھر شہروں اور دیہاتوں میں جا کر مسیح کا پیغام لوگوں کو سناتے رہے۔ ان میں سے پطرس۔ پولوس اور برنباس خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ پطرس نے واقعہ صلیب کے کچھ عرصہ بعد ایک شخص کو جس کا نام مرقس تھا۔ جماعت مومنین میں داخل کیا تھا

مرقس نے نہ تو کبھی مسیح کی شکل دیکھی تھی اور نہ ہی مسیح کا وعظ کلام اپنے کانوں سے سنا تھا۔ پطرس اور برنباس جب مسیح کا پیغام سنانے کے لئے باہر جاتے تھے تو مرقس کو دیلو (مترجم) (INTERPRETER) اپنے ہمراہ لے جاتے تھے۔ اور تبلیغ کا یہ سلسلہ اسی طرح سے ایک عرصہ تک جاری رہا۔

لیڈرشپ

جب حواریوں میں۔ پطرس۔ پولوس اور یعقوب کے درمیان مسیح کی جانشینی اور لیڈرشپ کی جنگ شروع ہوئی تو مختلف پارٹیاں معرض وجود میں آئیں۔ اب ہر ایک لیڈر ایک رسالہ لکھ مارتا اور نام اس کا انجیل رکھ دیتا۔ اور اپنی پارٹی کی پوزیشن کو مضبوط کرنے کے لئے جو چاہتا اپنی انجیل میں لکھ دیتا۔ اس طرح سے انجیلیں پیدا ہونی شروع ہوئیں۔ اور ان کی تعداد بڑھتی چلی گئی۔ چونکہ ان میں متضاد اور غلط باتیں مسیح کی طرف منسوب کی گئی تھیں اس لئے آپس میں لڑائی جھگڑے ہونے لگے۔

مرقس کی انجیل

لوگوں نے مرقس کو کہا کہ تم اکثر اوقات پطرس۔ پولوس اور برنباس کے ہمراہ تبلیغ پر جاتے اور ان کے وعظ و کلام کی ترجمانی کرتے رہے۔ ان باتوں کو یاد کر کے ضبط تحریر میں لے آؤ۔ بشپ BISHOP EUSEBIUS جو قیصریہ کا پہلی صدی عیسوی میں ہوا ہے اور بہت بڑا عالم دین تھا۔ اپنی مشہور کتاب ..... ECCLIAIAS TICAL HISTORY میں لکھتا ہے:۔

Mark, the interpreter of Peter, wrote down exactly but not in order what he remembered of the acts and sayings of the Lord, for he neither heard the Lord himself nor accompanied him.

ترجمہ:۔
مرقس نے جو پطرس کا مترجم تھا خداوند یسوع مسیح کے اقوال کے بارے میں جو کچھ اُسے یاد تھا ٹھیک ٹھیک مگر بلا ترتیب لکھ دیا۔ کیونکہ نہ تو اُس نے خداوند یسوع مسیح کا وعظ و کلام کبھی اپنے کانوں سے سنا تھا اور نہ ہی اُن کے ساتھ رہا تھا۔

اس طرح سے مرقس کی انجیل واقعہ صلیب کے ۷۰ سال بعد لکھی گئی۔ متی کی انجیل ۸۵ سال بعد۔ لوقا کی انجیل ۹۵ سال بعد۔ اور یوحنا کی انجیل ۱۱۰ سال بعد۔ متی اور لوقا دونوں نے مرقس کی انجیل سے استفادہ کیا ہے یہ لوقا انجیل نویس بھی GENTILE یعنی غیر یہودی تھا اور اس نے بھی نہ کبھی مسیح کو دیکھا تھا اور نہ ہی اُس کا کلام سُنا تھا۔ اس کو پولوس نے جماعت مومنین میں داخل کیا تھا۔

مروجہ اناجیل خدا کا کلام نہیں

میں پادری صاحب کا ذکر کر رہا تھا۔ فرمانے لگے ان چاروں انجیل نویسوں یعنی متی مرقس۔ لوقا اور یوحنا نے UNDER INSPIRATION یعنی خداوند سے وحی و الہام پا کر ان انجیلوں کو لکھا ہے۔ لہٰذا یہ خدا کا کلام ہے میں نے گذارش کی کہ اگر آپ کا دعوےٰ صحیح ہے تو ان چاروں انجیلوں میں سے کم از کم ایک ایک آیت پیش کی جائے جس میں انجیل نویس نے یہ دعوےٰ کیا ہو کہ میں نے جو کچھ لکھا ہے اور وہ خدا کا کلام ہے۔ لیکن پادری صاحب ایسی کوئی آیت پیش کر سکے۔ اور کرتے بھی کیسے جبکہ انجیل نویس خود اقرار کرتے ہیں۔

کہ جو کچھ انہوں نے لکھا ہے وہ انکا اپنا کلام ہے۔ خدا کا کلام نہیں۔ سنئے۔ لوقا انجیل نویس کیا بیان کرتا ہے۔ لوقا ایک رومن وزیر کو جس کا نام تھیفلس (THEOPHILUS) پڑھایا کرتا تھا۔ اُسے مخاطب کر کے اپنی انجیل تصنیف کرنے کی غرض و غایت یوں بیان کرتا ہے:۔

" چونکہ بہتوں نے اس پر کمر باندھی ہے کہ جو باتیں ہمارے درمیان واقع ہوئیں ان کو ترتیب وار بیان کریں۔ جیسا کہ انہوں نے جو شروع سے خود دیکھنے والے اور کلام کے خادم تھے ان کو ہم تک پہنچایا۔ اس لئے اسے تھیفلس میں نے بھی مناسب جانا کہ سب باتوں کا سلسلہ شروع سے ٹھیک ٹھیک دریافت کر کے اُن کو تیرے لئے ترتیب سے لکھوں۔ تاکہ جن باتوں کی تو نے تعلیم پائی ہے اُن کی پختگی تمہیں معلوم ہو جائے " (لوقا ۱:۱)

سُن لیا آپ نے۔ انجیل لوقا کی بنیاد وحی والہام پر نہیں بلکہ ٹھیک ٹھیک دریافت کرنے پر ہے۔ لوقا نے جو کچھ لکھا لوگوں سے دریافت کر کے اور رومن وزیر کی خاطر

لکھا۔ لیس اس کتاب کو خدا کا کلام نہیں بلکہ ....
MEMOIRS OF JESUS کہہ سکتے ہیں۔ پھر
یہی لوقا آگے چل کر کتاب رسولوں کے اعمال میں لکھتا ہے:-

"اے تھیفلس۔ میں نے پہلا رسالہ ان
سب باتوں کے بیان میں تصنیف کیا
جو یسوع شروع میں کرتا اور سکھاتا
تھا۔ (اعمال ۱:۱)

اسی طرح سے یوحنا انجیل نویس بیان کرتا ہے:-

"اور بھی بہت سے کام ہیں جو یسوع نے
کئے۔ اگر وہ جدا جدا لکھے جاتے تو میں
سمجھتا ہوں کہ جو کتابیں لکھی جاتیں ان کے لئے
دنیا میں گنجائش نہ ہوتی۔"
(یوحنا ۲۱:۲۵)

دیکھ لیا آپ نے؟ یوحنا بھی اپنی انجیل کو یسوع مسیح کے سوانح حیات ہی قرار دیتا ہے یعنی MEMOIRS OF JESUS اور وہ بھی اتنے مختصر اور نامکمل کہ بقول اس کے کہ اگر یسوع کے حالات کی مکمل تاریخ لکھی جاتی تو ان کتابوں کو رکھنے کے لئے تمام روئے زمین بھی ناکافی ہوتی۔

شاعر کہتا ہے:-

فسانے اپنی محبت کے ہیں سچ پر کچھ کچھ
بڑھا بھی دیتے ہیں ہم زیب داستاں کیلئے

یوحنا انجیل نویس نے یہی بات کی ہے۔

بادشاہ قسطنطین (CONSTANTINE)

میں ذکر کر رہا تھا کہ جب حواریوں میں لیڈرشپ کی جنگ شروع ہوئی تو انجیلیں لکھی جانے لگیں۔ انجیل پطرس انجیل اندریاس۔ انجیل فلپ۔ انجیل بارتھولومی۔ انجیل یعقوب۔ انجیل نکوڈیمس۔ انجیل ایبانی۔ انجیل یہودیہ۔ انجیل ناصرین۔ انجیل ولادت مریم۔ انجیل طفولیت وغیرہ ان انجیلوں کی تعداد بڑھتے بڑھتے بادشاہ قسطنطین کے زمانہ میں ۵۸ تک پہنچ گئی اور چونکہ ان کتابوں میں مسیح کے نام پر غلط اور متضاد قسم کی باتیں بیان کی گئی تھیں۔ اس لئے پارٹی بازی اور جنگ وجدل کا بازار خوب گرم ہوا۔ اور ملک میں بد امنی پھیلتی چلی گئی۔ آخر بادشاہ قسطنطین نے تنگ آکر یہ حکم دیا کہ جس جس کے پاس کوئی انجیل ہے وہ فلاں فلاں تاریخ تک ہمارے دربار میں پیش کرے ورنہ سخت سزا دی جائے گی۔ اس طرح سے تمام انجیلیں بادشاہ کے پاس جمع ہو گئیں۔ بادشاہ نے تین سو علماء دین اور پادریوں کی کونسل بلائی کہ وہ فیصلہ کریں کہ ان میں سے اصل انجیل کون ہے جس میں مسیح کی صحیح تعلیم موجود ہو۔ ان علماء دین کو چاہیئے تھا کہ وہ سب کتابوں کا بغور مطالعہ کرتے اور پھر اپنا فیصلہ دیتے۔ مگر انہوں نے کیا کیا کہ تمام کتابوں کو گرجا کے اندر خداوند کی ربانی کے میز کے نیچے رکھ دیا اور آنکھیں بند کر کے خداوند یسوع مسیح سے دعا مانگنے بیٹھ گئے کہ جو اصل کتابیں ہیں وہ کود کر میز پر آجائیں اور جعلی کتابیں نیچے پڑی رہیں۔ ان میں سے کسی نے یہ معجزہ بھی کر دیا۔ جب پادریوں نے آنکھیں کھولیں تو جو کتابیں میز پر پڑی تھیں ان کے نام یہ ہیں۔ متی۔ مرقس۔ لوقا۔ یوحنا کی انجیل پولوس کے خطوط اور کچھ اور نوشتے جو بائیبل کے نئے عہد نامہ میں شامل کر لئے گئے۔ باقی کتابوں کے لئے بادشاہ نے حکم دیا کہ سب جلا دی جائیں۔

برنباس کی انجیل

لیکن ایک اور انجیل تھی جس کو خدا تعالیٰ کی مصلحت نے اس تباہی سے بچائے رکھا۔ برنباس کی انجیل۔ برنباس مسیح کے حواریوں میں سے ایک مقدس اور ممتاز حواری تھا اس نے اور پولوس نے اکٹھے مختلف ممالک کا دورہ بھی کیا اور لوگوں کو مسیح کا پیغام سنایا۔ مرقس بھی ان کے ہمراہ بطور INTERPRETER کے جایا کرتا۔ لیکن مسیح کی تعلیم کے بارے میں پولوس اور برنباس میں سخت اختلاف پیدا ہوا۔ اور برنباس اور مرقس اس سے علیحدہ ہو کر جزیرہ سائپرس کو چلے گئے جو برنباس کا وطن مالوف تھا۔ برنباس نے بالآخر یہیں وفات پائی اور دفن ہوا۔ برنباس نے بھی ایک انجیل اپنے ہاتھ سے لکھی ہوئی تھی جس کو وہ ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتا تھا۔ ایک لمبا عرصہ گذرنے کے بعد ۴۷۸ء میں برنباس کی قبر کھولی گئی تو یہ انجیل اس کی چھاتی پر رکھی ہوئی پائی گئی۔ اگر یہ انجیل برنباس کے ساتھ قبر میں دفن نہ کی گئی ہوتی تو باقی انجیلوں کے ساتھ بادشاہ قسطنطین کے زمانہ میں نذر آتش ہو گئی ہوتی۔ لیکن جیسا کہ میں عرض کر چکا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی مصلحت نے اس انجیل کو نیست و نابود ہونے سے بچائے رکھا۔

عیسائی راہب

اٹھارہ سال تک یہ انجیل گرجاؤں میں پڑھی جاتی رہی پھر سن ۴۹۶ عیسوی میں پادریوں کی ایک کونسل نے اس انجیل کا پڑھنا ممنوع قرار دیا۔ اور POPE SIXTUS کی لائبریری میں یہ انجیل دیگر ممنوعہ کتب کے ساتھ بند ہو گئی اور تقریباً ایک ہزار سال تک اسی حالت میں پڑی رہی۔ ایک عیسائی راہب Fro Marino بیان کرتا ہے کہ کچھ بہت پرانے رسالے اتفاقاً اس کے ہاتھ لگے۔ ان میں سے ایک رسالہ میں پولوس کی بیان کردہ تعلیم پر سخت تنقید کی گئی تھی اور برنباس کی انجیل کو بطور سند کے پیش کیا گیا تھا۔ راہب کے دل میں اشتیاق پیدا ہوا کہ اگر کہیں سے یہ انجیل مل جائے تو بچشم خود اس کو پڑھے مگر انجیل کہاں سے دستیاب ہوتی۔ راہب کے دل کی حسرت دل میں ہی رہی۔ کچھ عرصہ کے بعد ایسا اتفاق ہوا کہ یہ راہب مقدس مآب پوپ صاحب کا مقرب خاص ہو گیا اور وہاں آنا جانا شروع ہو گیا۔ ایک دن جب وہ پوپ صاحب .... کی ملاقات کے لئے گیا تو پوپ صاحب کے سیکرٹری نے اسے لائبریری میں بٹھلایا اور کہا۔ آپ تھوڑی دیر انتظار کیجئے۔ پوپ ابھی آتے ہیں Fro Marino بیان کرتا ہے کہ میں لائبریری میں اکیلا بیٹھا ہوا تھا۔ خیال آیا۔ چلو۔ اتنی دیر کتابیں ہی دیکھوں۔ سب سے پہلے جس کتاب پر اس کا ہاتھ پڑا وہ یہی برنباس کی انجیل تھی۔ راہب بیان کرتا ہے کہ میری خوشی کی انتہا نہ رہی۔ میں نے فوراً اس انجیل کو اپنے گاؤن (Gown) کے نیچے چھپا کر بغل میں دبا لیا۔ پھر جلد ہی پوپ صاحب سے رخصت حاصل کر کے چلا آیا۔ اس طرح سے یہ انجیل دوسری قبر سے نکل کر ایک بار پھر سورج کی روشنی میں آئی۔

انجیل برنباس کا ترجمہ

انجیل برنباس کا ترجمہ پہلے اطالوی زبان میں ہوا اور وہ نسخہ اس وقت تک جرمنی کے شاہی کتب خانہ میں محفوظ ہے۔ اٹھارویں صدی کے آغاز میں اس انجیل کا شہرہ یورپ میں اور خصوصاً انگلستان میں پھیل گیا۔ اور جا بجا دینی اور علمی مجلسوں میں اس کا تذکرہ ہونے لگا۔ سن ۱۹۰۷ عیسوی میں آکسفورڈ یونیورسٹی کے ایک پروفیسر ڈاکٹر رِنگ ہاؤس نے انگریزی میں اس کا ترجمہ کیا۔ پھر اس انگریزی ترجمہ سے مصر کے مشہور عیسائی عالم ڈاکٹر خلیل سعادت نے عربی میں ترجمہ کیا۔ اور اس عربی ترجمہ سے مولوی محمد حلیم صاحب انصاری نے اردو زبان میں ترجمہ کیا۔ جو اس وقت ہمارے سامنے موجود ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا تھا کہ جب قبریں کھولی جائیں گی۔ واذا القبور بعثرت۔ تو ان میں سے اسلام اور پیغمبر اسلام کی صداقت کے نشان حاصل ہوں گے انجیل برنباس کے مطالعہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ موجودہ عیسائیت کی تعلیم جو خداوند یسوع مسیح کے نام پر دی جا رہی ہے فی الحقیقت مسیح کی تعلیم نہیں۔ مثلاً

(۱) یسوع خدا کا بیٹا نہیں

موجودہ عیسائیت کا سنگ بنیاد یہ ہے کہ یسوع مسیح خدا کا بیٹا اور خدا تھا۔ لیکن برنباس بیان کرتا ہے کہ یسوع نے خدا کا بیٹا یا خدا ہونے سے بڑی شدت کے ساتھ انکار کیا۔ چنانچہ فصل ۴۷ آیت ۹ میں لکھا ہے:-

"اور یسوع نے اپنے دل کو اللہ کی طرف
متوجہ بنا کر کہا۔ اے رب۔ مجھ کو دنیا
سے اٹھا لے۔ اس لئے کہ دنیا دیوانی
ہے اور وہ اس کے قریب ہیں کہ مجھے
اللہ کہیں۔ اور یہ کہہ کر اس نے یہ کہا وہ رویا۔"

آگے چل کر فصل ۵۳ اور آیت ۳۴ میں لکھا ہے:-

"اور جبکہ یسوع نے یہ کہا اس نے اپنے
دونوں ہاتھوں کو اپنے منہ پر مارا۔ پھر
زمین پر سر رکھ کے پٹکا اور کہا۔ ہر وہ شخص
ملعون ہو جو میرے اقوال میں اس بات
کو درج کرے کہ میں اللہ کا بیٹا ہوں۔"

—— یسوع نے اپنے شاگردوں سے دریافت کیا۔ لوگ میری نسبت کیا کہتے ہیں شاگردوں نے جواب میں کہا۔ بعض کہتے ہیں تو ایلیاہ

ہے اور بعض یرمیاہ بتاتے ہیں - اور دوسرے لوگ نبیوں میں سے ایک نبی کہتے ہیں یسوع نے جواب میں کہا - اور تو تمہارا میرے بارے میں کیا قول ہے ؟ پطرس نے جواب دیا کہ تو مسیح اللہ کا بیٹا ہے - تب یسوع برہم ہوا اور اس کو غصہ کے ساتھ یہ کہتے ہوئے جھڑکا - میرے پاس سے چلا جا - اس لئے کہ تو شیطان ہے اور مجھ سے برا سلوک کرنے کا قصد رکھتا ہے - پھر گیارہ شاگردوں کو یہ کہتے ہوئے ڈرایا کہ خرابی ہے تمہارے لئے اگر تم نے اس بات کو سچ جانا - اس لئے کہ میں نے اللہ کی طرف سے اُس شخص پر بہت بڑی لعنت پائی ہے جو اس بات کو سچ جانے - (۷۰ : ۱۷تا۱۷)

ہمارے عیسائی دوست جو رات دن ربنا المسیح - ربنا المسیح کہکر یسوع سے دعائیں مانگتے ہیں یسوع مسیح کی اس وارننگ پر غور کریں -

۲ - وعدہ کا فرزند

عیسائی پادری ساری دنیا میں یہ ڈھنڈورا پیٹتے پھرتے ہیں کہ حضرت ابراہیم کا اکلوتا بیٹا اسحاق تھا - اور اسی کو قربان کرنے کے لئے ابراہیم نے چھری اپنے ہاتھ میں لی تھی - اور یہی وعدہ کا فرزند تھا - اسمٰعیل نہیں - اب سنئے کہ برنباس کی انجیل میں کیا لکھا ہے -

> پس فرشتہ جبرائیل - نے جواب دیا کہ اے یسوع اُٹھ بیٹھ اور ابراہیم کو یاد کر جس نے کہ یہ ارادہ کیا تھا کہ اپنا اکلوتا بیٹا اسمٰعیل خدا کی جناب میں قربانی کے طور پر پیش کرے تاکہ خدا کا فرمان پورا ہو - (۱۳ : ۱۴)

— یسوع نے کہا - تم مجھے سچا مانو - کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تحقیق عہد اسمٰعیل کے ساتھ کیا گیا ہے - نہ کہ اسحاق کے ساتھ - (یعنی اسمٰعیل ہی وعدہ کا فرزند ہے) (۴۳ : ۳۱)

(۳) محمد رسول اللہ

انجیل برنباس میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کا ذکر کئی بار نام لے لے کر کھلے الفاظ میں کیا ہے —

> استعاروں میں بیان کرنے کے دن باقی نہیں
> داستان اب صاف لفظوں میں سنانا چاہیئے

حضرت نبی کریمؐ کا ذکر کرتے ہوئے یسوع نے کہا (۴۴ : ۲۷تا۳۴)

> وہ کیسا مبارک زمانہ ہے جس میں یہ رسول دنیا میں آئے گا - تم مجھے سچا مانو - میں نے اسکو دیکھا اور اس کے سامنے عزت و حرمت کو پیش کیا (اس کی تعظیم کی) جیسا کہ اسکو ہر نبی نے دیکھا ہے - کیونکہ اللہ اُن نبیوں کو اس کی روح بطور پیشگوئی کے عطا کرتا ہے - اور جبکہ میں نے اسکو دیکھا - میں تسلی سے بھر کر کہنے لگا - اے محمد اللہ تیرے ساتھ ہو - اور مجھ کو اس قابل بنائے کہ میں تیری جوتی کا تسمہ کھولوں - کیونکہ اگر میں یہ شرف حاصل کر لوں تو بڑا نبی اور اللہ کا مقدس ہو جاؤں گا - اور جبکہ یسوع نے اس بات کو کہا اُس نے اللہ کا شکر ادا کیا - آگے چل کر فصل ۷۲ - آیات ۱۰تا۱۷ میں لکھا ہے -

> اس وقت اندریاس نے کہا - اے معلم - ہمارے لئے کوئی نشانی بتا تاکہ ہم اس رسول کو پہچانیں - یسوع نے جواب دیا - بیشک وہ تمہارے زمانہ میں نہ آئے گا بلکہ تمہارے بعد کئی برسوں کے گذرنے پر - جس وقت میری انجیل باطل کر دی جائے گی - اور قریب قریب تیس مومن بھی نہ پائے جائیں گے - اس وقت اللہ دنیا پر رحم کرے گا - پس وہ اپنے رسول کو بھیجے گا جس کے سر پر ایک سفید ابر کا ٹکڑا قرار پذیر ہوگا ...... اور وہ رسول بدکاروں پر بڑی قوت کے ساتھ آئے گا - اور بتوں کی پوجا کو دنیا سے نابود کرے گا - اور میں اس بات کو راز کی طرح کہتا ہوں کیونکہ اس کے ذریعہ سے اس کا اعلان ہوگا - اور اللہ کی بڑائی کی جائے گی - اور میری سچائی ظاہر ہوگی - اور عنقریب وہ رسول ان لوگوں سے بدلہ لے گا جو یہ کہتے ہیں کہ میں انسان سے بڑھ کر ہوں -

ایک حوالہ اور سن لیجئے (۹۷ : ۴تا۸) —

> یسوع نے کہا تحقیق تمہارا کلام مجھ کو کچھ تسلی نہیں دیتا - اس لئے ایک ایسا اندھیرا آنے والا ہے جس میں کہ تم روشنی کی امید ہی کیا کرو گے - مگر میری تسلی اُس رسول کے آنے میں ہے جو کہ میرے بارے میں ہر جھوٹے خیال کو محو کرے گا - اور اس کا دین پھیلیگا اور تمام دنیا میں عام ہو جائے گا - کیونکہ اللہ نے ہمارے باپ ابراہیم سے یہی وعدہ کیا ہے - اور جو چیز مجھ کو تسلی دیتی ہے وہ یہ ہے کہ اُس رسول کے دین کی کوئی حد نہیں - اس لئے کہ اللہ اسکو درست اور محفوظ رکھے گا - کاہن نے جواب میں کہا - کیا اُس رسول کے آنے کے بعد اور رسول بھی آئیں گے - یسوع نے جواب دیا - اُس کے بعد خدا کی طرف سے بھیجے ہوئے سچے نبی کوئی نہیں آئیں گے (یعنی وہ رسول خاتم الانبیاء ہے)

سُن لی آپ نے خداوند یسوع مسیح کی انجیل جس کو تسانے کے لئے وہ اس دنیا میں تشریف لائے تھے مسیح نے اپنی قوم بنی اسرائیل کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا تھا مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد - میرے بعد ایک رسول آئے گا جس کا اسم گرامی احمد ہوگا - محمد اور احمد دونوں حضرت نبی کریمؐ کے نام ہیں - میں عیسائی دوستوں کو بصد ادب دعوت دیتا ہوں کہ وہ خداوند یسوع مسیح کی اس بشارت اور انجیل پر ایمان لائیں اور محمد رسول اللہ کے سامنے سر تسلیم خم کریں ؟

روئداد جلسہ خواتین از صـ۲

کردار کا ذکر کیا - کہ انہوں نے اپنے عزم، بلند حوصلگی، صبر اور ذکاوت علمی سے کس طرح مسلمان مردوں کو پناہ دی - اور بعض اوقات اُن کی اصلاح کی - انہوں نے ایک مسلمان خاتون کی .... قرآن فہمی کا بڑے پر جوش انداز میں ذکر کیا کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبہ میں فرمایا کہ مسلمان عورتوں نے بھی نصرانی اور یہودی عورتوں کی طرح بڑے بڑے حق مہر طلب کرنے شروع کر دیئے - تو ایک مسلمان عورت نے اُٹھ کر کہا کہ اے عمر ابن الخطاب خدا نے تو ہمیں مردوں سے ڈھیروں سونے کے دلائے ہیں - اور تو ہمیں محروم کرتا ہے - تو حضرت عمرؓ کو خوشی ہوئی کہ مدینہ کی عورتیں بھی قرآن کا فہم رکھتی ہیں - حضرت امیر نے آخر میں چندہ کی اپیل کی اور خواتین کی اکثریت نے شرح صدر کے ساتھ چندے دیئے -

سب سے آخر میں آپا جی رفیعہ صاحبہ نے چند سوالات کے جوابات کے موضوع پر اپنے خیالات کا اظہار کیا - انہوں نے اس سوال کی وضاحت کی کہ ہم جلسہ سالانہ پر کیوں شامل ہوتی ہیں (۲) احمدی لوگ اپنے آپ کو کیوں چھپاتے ہیں (۳) ہم احمدی کیوں کہلاتے ہیں - اور اپنے عقائد پر بحث کی - انہوں نے کہا کہ جلسہ میں شمولیت کے کئی مفہوم ہیں - پہلا یہ کہ ہم ایک دوسرے سے ملتے ہیں - پرانے اور نئے احباب سے ملاقات کرتے ہیں اور یہ سب سے اہم مفہوم ہے - پھر یہ کہ ہمیں مختلف خیالات سے مستفید ہونے کا موقعہ ملتا ہے - احمدی کہلانے کی وجہ وہ مخصوص مشن ہے جو ہم احمدیوں نے اپنے ذمہ لیا ہے - ازاں بعد انہوں نے اپنے عقائد پر بسیط بحث کی اور دعا کے ساتھ جلسہ ختم ہو گیا - (فاطمہ حکیم)

بقیہ مقالہ — از صـ۲

گولڈن جوبلی نمبر کے شائع ہوا جس میں بزرگانِ ملت کی تصاویر کے علاوہ کئی ایک اہم مضامین درج کئے گئے ہیں، یہ نمبر اپنی ظاہری شکل و شباہت کے لحاظ سے پیغام صلح کی تاریخ میں ایک خاص اہمیت رکھتا ہے، ایک کتاب آئینہ صدق و صفا کے نام مرزا مسعود بیگ صاحب سلمہ تصنیف فرمائی ہے، جو مرزا یعقوب بیگ صاحب اور مرزا داؤد بیگ صاحب کے حالات زندگی پر مشتمل ہے۔ غرض یہ جلسہ ہر لحاظ سے کامیاب رہا ہے جو......

الٰہی بخش ضیاء راولپنڈی

تحقیقاتی عدالت میں

خلیفہ صاحب ربوہ کے بیان پر تبصرہ

(بسلسلہ اشاعت مؤرخہ ۱۶ دسمبر ۱۹۶۳ء)

سوال :- از عدالت :-

— کیا ۱۸۹۱ء سے پہلے حضرت مرزا صاحب نے بار بار نہیں کہا تھا کہ وہ نبی نہیں ہیں اور یہ کہ ان کی وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت ہے ۔

جواب :- از میاں صاحب :-

انہوں نے ۱۹۰۰ء میں لکھا تھا کہ اس وقت ان کا خیال تھا کہ ایک شخص صرف اس صورت میں ہی نبی ہو سکتا ہے ۔ کہ وہ کوئی نئی شریعت لائے لیکن اللہ تعالےٰ نے وحی کے ذریعہ انہیں بتلایا کہ نبی ہونے کے لئے شریعت لانا ضروری شرط نہیں اور یہ کہ ایک شخص نئی شریعت لانے بغیر بھی نبی ہو سکتا ہے ۔

تبصرہ :—

خلیفہ صاحب کا جواب حضرت اقدس مرزا صاحب کے بیان مندرجہ اخبار الحکم ۷ ار اگست ۱۸۹۹ء کے خلاف ہے ۔ انہوں نے اصطلاح اسلام کی رُو سے حقیقی رسول اور نبی کے لئے چار شرائط ضروری قرار دی ہیں ۔

(۱) - کامل شریعت لانا

(۲) - بعض احکام سابقہ کو منسوخ کرنا

(۳) - نبی سابق کی امت نہ کہلانا ۔

(۴) - براہ راست بغیر استفادہ کسی نبی کے خدا تعالےٰ سے تعلق رکھنا ۔

مگر خلیفہ صاحب نے اپنے جواب میں صرف ایک شرط کا ذکر کرکے باقی تین کو چھوڑ دیا ہے ۔ وہ جانتے تھے ۔ کہ ان شرائط کی رُو سے حضرت اقدس ہرگز نبی ہونے کا دعوےٰ نہیں کر سکتے کیونکہ حضرت اقدس نفی نبوت کے ثبوت میں شرط ۳ اور ۴ ہی پیش کرکے الوصیت میں لکھتے ہیں :-

"کہ اگر یہ کمال کسی فرد امت کو براہ راست بغیر پیروی نور نبوت محمدیہ کے مل سکتا تو ختم نبوت کے معنے باطل ہو جاتے ہیں ...... خدا تعالےٰ نے مکالمہ مخاطبہ کاملہ کا شرف ایسے افراد کو عطا کیا جو فنا فی الرسول کی حالت تک اتم درجہ تک پہنچ گئے .... اور امتی ہونے کا مفہوم اور پیروی کے معنے اتم اور اکمل درجہ پر ان میں پائے گئے ۔"

ظاہر ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے چونکہ حضرت نبی کریم صلعم کی کامل متابعت سے استفادہ حاصل کرکے فنا فی الرسول کا درجہ پایا تھا ۔ اس لئے وہ اصطلاح اسلام میں نبی نہیں ہو سکتے ۔ اور چونکہ مقررہ شرائط میں سے کوئی ایک شرط بھی ان میں پائی نہیں جاتی اس لئے خلیفہ صاحب بھی نہ کوئی دلیل پیش کر سکے اور نہ یہ بتلا سکے کہ کب اور کہاں اللہ تعالےٰ نے وحی کے ذریعہ بتلایا کہ نئی شریعت لائے بغیر بھی کوئی شخص اصطلاح اسلام کی رُو سے حقیقی اور کامل نبی ہو سکتا ہے ۔ اس کے برخلاف خود حضرت اقدس الوصیت کے ضمیمہ کی شرط ۱۳ میں اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ کہتے ہیں کہ :-

" انجمن خدا کے مقرر کردہ خلیفہ (یعنی مسیح موعود ناقل) کی جانشین ہے "

(پھر ازالہ اوہام میں فرماتے ہیں :-

" صاحب نبوت تامہ ہرگز امتی نہیں ہو سکتا ۔"

کیونکہ :—

" اس کا کامل طور پر دوسرے نبی کا مطیع اور امتی ہو جانا بنصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کی رُو سے بکلی ممتنع ہے ۔"

اس لئے کہ :-

" رسول اس غرض سے نہیں بھیجا جاتا کہ دوسرے (نبی) کا مطیع اور تابع ہو ۔ ہاں محدث ...... امتی بھی ہوتا ہے اور ناقص طور پر نبی بھی ۔ امتی وہ اس وجہ سے کہ وہ بکلی تابع شریعت رسول اللہ اور مشکوٰۃ نبوت سے فیض پانے والا ہوتا ہے ۔ اور نبی اس وجہ سے کہ خدا تعالےٰ نبیوں کا سا معاملہ اس سے کرتا ہے ۔ اور محدث کا وجود انبیاء اور امم میں بطور برزخ کے اللہ تعالےٰ نے پیدا کیا ہے وہ اگرچہ کامل طور پر امتی ہے مگر ایک وجہ سے نبی بھی ہوتا ہے ۔"

اور فرماتے ہیں نبی سے مراد

" صرف اس قدر ہے کہ خدا تعالےٰ سے بکثرت شرف مکالمہ مخاطبہ پاتا ہوں "

اور نبی کے لفظ سے جو ابہام پیدا ہو سکتا ہے اسے بھی صاف کر دیا ۔ لہٰذا حضرت اقدس اپنی قائم کردہ شرائط اور تشریحات کے خلاف کیونکر دعوئی نبوت کر سکتے تھے ۔ اب ہم حضرت اقدس کے اپنے حوالے پیش کرتے ہیں ۔ جن سے ظاہر ہو جائے گا کہ ہرگز حقیقی نبی ہونے کا دعوئی نہیں کیا ۔ اس لئے ان کی طرف ایسا دعوےٰ منسوب کرنا (ان کے اپنے الفاظ میں) سراسر افترا ۔ ناپاک الزام ۔ صریح کذب ۔ جہالت اور حماقت ہے ۔ اور لہٰذا خلیفہ صاحب کا لاطائل جواب حضرت مسیح موعود کے عقیدہ کے صریح خلاف ہے ۔ ان پر ناجائز الزام ۔ حضرت اقدس فرماتے ہیں :-

(۱) "آنحضرت صلعم کے خاتم النبیین ہونے کا قائل اور یقین کامل سے جانتا ہوں اور اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں ۔ کہ ہمارے نبی خاتم الانبیاء ہیں اور آنجناب کے بعد اس امت کے لئے کوئی نبی نہیں آئے گا نیا ہو یا پرانا"

(نشان آسمانی ص ۲۸)

(۲) " اصل حقیقت جس کی میں علیٰ رؤس الاشہاد گواہی دیتا ہوں یہی ہے جو ہمارے نبی صلعم خاتم الانبیاء ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا ۔ نہ کوئی پرانا اور نہ کوئی نیا "

(انجام آتھم حاشیہ ص ۲۷)

(۳) - "قرآن شریف میں خدا تعالےٰ نے آنحضرت صلعم کا نام خاتم النبیین رکھ کر اور حدیث میں خود آنحضرت صلعم نے لا نبی بعدی فرما کر اس امر کا فیصلہ فرما دیا تھا کہ کوئی نبی نبوت کے حقیقی معنوں کے رُو سے آنحضرت صلعم کے بعد نہیں آ سکتا ۔"

(کتاب البریہ حاشیہ ص ۱۸۴)

(۴) - " قرآن کریم میں ختم نبوت کا بکمال تصریح ذکر ہے اور پرانے یا نئے کی تفریق کرنا یہ شرارت ہے ۔ نہ حدیث نہ قرآن میں یہ تفریق موجود ہے اور حدیث لا نبی بعدی میں نفی عام ہے پس یہ کس قدر دلیری اور گستاخی ہے کہ ...... نصوص صریحہ قرآن کریم کو عمداً چھوڑ دیا جاوے اور خاتم الانبیاء کے بعد ایک نبی کا آنا مان لیا جاوے ۔"

(ایام الصلح ص ۱۶)

ناظرین حضرات غور فرمائیں کہ اگر بعد میں حضرت اقدس نے عقیدہ تبدیل کرکے آنحضرت صلعم کے بعد ایک نبی کا آنا مان لیا تھا تو یہ دلیری اور گستاخی نہیں اور نصوص صریحہ قرآن کریم اور حدیث لا نبی بعدی کو عمداً چھوڑنا نہیں ۔ ہاں حضرت اقدس کی ذات اس سے بری ہے ۔

(۵) - " قرآن شریف ...... آیت ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین میں صریح نبوت کو آنحضرت صلعم پر ختم کر چکا ۔" (تحفہ گولڑویہ ص ۸۳)

(۶)۔ "قرآن شریف بعد خاتم النبیین کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا خواہ نیا ہو یا پرانا"
(ازالہ اوہام ص۷۶۱)

(۷) "خدا تعالیٰ وعدہ کر چکا ہے کہ بعد آنحضرت صلعم کے کوئی رسول نہیں بھیجا جاویگا"
ازالہ اوہام ص۵۸۳

(۸)۔ "اگر خدا صادق الوعد ہے اور جو آیت خاتم النبیین میں وعدہ دیا گیا ہے اور جو حدیثوں میں بتصریح بیان کیا گیا ہے کہ اب جبرائیل بعد وفات رسول اللہ صلعم ہمیشہ کے لئے وحی نبوت لانے سے منع کیا گیا ہے یہ تمام باتیں سچ اور صحیح ہیں تو پھر کوئی شخص بحیثیت رسالت ہمارے نبی صلعم کے بعد ہرگز نہیں آسکتا۔"
(ازالہ اوہام ص۵۷۷)

اب حضرت اقدس کی طرف حقیقی نبوت منسوب کرنے والے پہلے اللہ تعالیٰ صادق الوعد کے قرآنی وعدوں کو اور رسول پاک کی حدیث کی تصریحات کو جھوٹا ثابت کر دیں۔ اس کے بعد ہی کسی دوسرے نبی کو لا سکتے ہیں۔ اور پھر

(۹) "جس حالت میں خدا تو فرماتے کہ تیرے بعد کوئی اور نبی نہیں آئے گا پھر اپنے فرمودہ کے خلاف عیسیٰ علیہ السلام کو بھیجدے تو پھر کس قدر یہ فعل آنحضرت کی دل آزاری کا موجب ہوگا۔" اس لئے

(۱۰)۔ "میں .... صاف صاف اقرار ....
اس خانہ خدا مسجد میں کرتا ہوں کہ میں جناب خاتم الانبیاء صلعم کی ختم نبوت کا قائل ہوں اور جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اسکو بیدین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔"
(مجموعہ اشتہارات جلد چہارم ص۲۲۳)

آخری حوالہ میں ختم نبوت کے بعد حضرت مرزا صاحب کو حقیقی نبی ماننے والے حضرات کے لئے حضرت اقدس کا بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج ہونے کا فتوے بھی قابل غور ہے۔ کاش وہ حقیقۃً حضرت مرزا صاحب کو حکم عدل تسلیم کرتے کیونکہ اب تو خلیفہ صاحب کے مقابلہ میں حضرت اقدس کا فتوے درخور اعتناء نہیں سمجھا جاتا۔ پھر حضرت اقدس کا یہ بھی فتوے ہے کہ

(۱۱) "مکفرین کے اعتراضوں میں سے ایک اعتراض یہ ہے کہ یہ شخص نبوت کا مدعی ہے......
اور اللہ جانتا ہے کہ ان کا یہ قول صریح کذب ہے اور اس میں ذرا بھی سچائی کی چاشنی نہیں۔" (حمامۃ البشریٰ ص۷۹-۸۱)

کیونکہ:۔

(۱۲) "سیدنا و مولانا حضرت محمد صلعم کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں" (مجموعہ اشتہارات)

صدارت پاکستان کیلئے فیلڈ مارشل محمد ایوب خان کی کامیابی

یہ امر موجب مسرت ہے کہ فیلڈ مارشل محمد ایوب خانصاحب محترمہ فاطمہ جناح کے مقابلہ میں اکیس ہزار ووٹوں کی اکثریت سے حکومت پاکستان کے دوبارہ صدر منتخب ہو گئے ہیں

ہم اس نمایاں کامیابی کے لئے ان کی خدمت میں

تہ دل سے مبارکباد عرض کرتے ہیں

ہمارے محترم صدر نے اس سے قبل پاکستان کی بہتری اور استحکام کیلئے جو تدابیر اختیار کیں وہ ہر طرح مفید اور ملکی استحکام کا موجب ثابت ہوئیں اسی کا یہ نتیجہ ہے کہ انہیں دوبارہ کرسیٔ صدارت پر فائز ہونے کا شرف حاصل ہوا ہے، ہماری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس سے بڑھ کر خدماتِ ملک کی توفیق مرحمت فرمائے اور ایسی موثر تدابیر اختیار کرنے کی توفیق دے جو پاکستانی عوام کی خوشحالی اور دوست و دشمن سب کے دلوں میں اتحاد و محبت کے جذبات پیدا کرنے کا موجب ہوں۔

اب اس اعلان کے بعد اگر حضرت اقدس مدعی نبوت بن جاویں۔ تو وہ نعوذ باللہ اپنے مذکورہ بالا فتوے کی رو سے کافر اور کاذب کیوں نہیں ٹھہرتے، لیکن وہ خود اس کی تردید کر کے کہتے ہیں کہ

(۱۳) "افترا کے طور پر ہم پہ یہ تہمت لگاتے ہیں کہ گویا ہم نے نبوت کا دعوے کیا ہے"
(کتاب البریہ حاشیہ ص۱۸۲)

اور کہ:۔

(۱۴) "میں نبوت کا مدعی نہیں بلکہ ایسے مدعی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں"
(فیصلہ آسمانی ص۳)

اس لئے:۔

(۱۵) "جو شخص میرے پر شرارت سے یہ الزام لگاتا ہے جو دعوے نبوت اور رسالت کا کرتے ہیں وہ جھوٹا اور ناپاک خیال ہے"
(ایک غلطی کا ازالہ)

پھر فرماتے ہیں کہ:۔

(۱۶) "جاہل مخالف (اور اب عالم فاضل مرید۔ ناقل) میری نسبت الزام لگاتے ہیں کہ یہ شخص نبی اور رسول ہونے کا دعوے کرتا ہے۔ مجھے کوئی ایسا دعویٰ نہیں"
(ایک غلطی کا ازالہ)

اور کہا:۔

(۱۷) "ایک اور نادانی یہ ہے کہ جاہل لوگوں کو بھڑکانے کے لئے کہتے ہیں کہ اس شخص نے نبوت کا دعوے کیا ہے حالانکہ یہ ان کا سراسر افترا ہے۔"
(حقیقۃ الوحی ص۳۹۰)

(۱۸) "اور کہنا کہ نبوت کا دعوے کیا ہے کس قدر جہالت کس قدر حماقت اور کس قدر حق سے خروج ہے۔"
(حقیقۃ الوحی ص۹۸)

کیونکہ:۔

(۱۹) "اس عاجز نے ان موجودہ علماء (اور اب دلی علماء و فضلاء۔ ناقل) کے مقابل پر کئی مرتبہ خدا تعالیٰ کی قسمیں کھا کر کہا کہ میں کسی نبوت کا مدعی نہیں مگر پھر بھی یہ لوگ تکفیر سے باز نہیں آتے۔"
(مکتوب بنام مولوی احمد اللہ امرتسری)

عبارات بالا سے واضح ہے کہ خلیفہ صاحب کا یہ کہنا باطل ہے کہ پہلے حضرت اقدس مرزا صاحب کا یہ خیال تھا کہ نبی صرف شریعت لا کر ہی بن سکتا ہے لیکن بعد میں وحی نازل ہوئی کہ اس کے لئے شریعت لانا ضروری شرط نہیں حالانکہ حضرت اقدس کا یہ محکم ایمان تھا۔ جو مسجد میں بڑی تحدی سے قسمیں کھا کر بیان کیا ہے کہ ...

تجلی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام شیخ نور الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

پیغامِ صلح لاہور

تار کا پتہ "تبلیغ" لاہور
ٹیلیفون نمبر ۳۷۲

زرِ مبادلہ
پاک و ہند سے چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

مدیر:۔ دوست محمد
مدیر معاون:۔ بشیر احمد سوز۔
فی پرچہ ۱۳ پیسے

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۲

جلد ۵۴ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۹ رمضان المبارک ۱۳۸۴ھ مطابق ۱۳ جنوری ۱۹۶۵ء | نمبر ۲

حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔ سب صحابہ قابل احترام ہیں۔
۳۔ سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
۴۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

خدا تعالےٰ کا سچا غلام وہی ہوتا ہے جو دین کو دنیا پر مقدم کرتا ہے

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

دغاباز آدمی کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ وہ اس کے منہ پر ماری جاتی ہے۔ کیونکہ وہ دراصل نماز نہیں پڑھتا بلکہ خدا تعالےٰ کو رشوت دینا چاہتا ہے۔ مگر خدا تعالےٰ کو اس سے نفرت ہوتی ہے کیونکہ وہ رشوت کو خود پسند نہیں کرتا۔ نماز کوئی ایسی ویسی شئے نہیں ہے بلکہ وہ شئے ہے جس میں اھدنا الصراط المستقیم جیسی دعا کی جاتی ہے اس دعا میں بتلایا گیا ہے کہ جو لوگ بُرے کام کرتے ہیں اُن پر دنیا میں خدا تعالےٰ کا غضب آتا ہے۔ الغرض اللہ تعالےٰ کو خوش کرنا چاہیئے جو کام ہوتا ہے اس کے ارادہ سے ہوتا ہے۔

اب تم کو چاہیئے کہ برائیوں سے بچنے کے لئے خدا تعالےٰ سے دعا کرو تاکہ بچے رہو۔ جو شخص بہت دعا کرتا ہے اس کے واسطے آسمان سے توفیق نازل کی جاتی ہے کہ گناہ سے بچے اور دعا کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ گناہ سے بچنے کے لئے کوئی نہ کوئی راہ اسے مل جاتی ہے جیسا کہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے یجعل له مخرجاً یعنی جو امور اسے کشاں کشاں گناہ کی طرف لے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان امور سے بچنے کی توفیق اسے عطا فرماتا ہے۔ قرآن کو بہت پڑھنا چاہیئے اور پڑھنے کی توفیق خدا تعالےٰ سے طلب کرنی چاہیئے کیونکہ محنت کے سوا انسان کو کچھ نہیں ملتا۔ کسان کو دیکھو کہ جب وہ زمین میں ہل چلاتا ہے اور قسم قسم کی محنت اٹھاتا ہے تب پھل حاصل کرتا ہے۔ مگر محنت کے لئے زمین کا اچھا ہونا شرط ہے۔ اسی طرح انسان کا دل بھی اچھا ہو سامان بھی عمدہ ہو سب کچھ کر بھی سکے تب جا کر فائدہ پاویگا۔ لیس للانسان الا ما سعیٰ دل کا تعلق اللہ تعالےٰ سے مضبوط باندھنا چاہیئے جب یہ ہوگا تو دل خود خدا سے ڈرتا رہے گا۔ اور جب دل ڈرتا رہتا ہے تو خدا تعالےٰ کو اپنے بندے پر خود رحم آجاتا ہے اور پھر تمام بلاؤں سے اسے بچائے ـــــ گناہ سے بچو، نماز ادا کرو۔ دین کو دنیا پر مقدم رکھو۔ خدا تعالےٰ کا سچا غلام وہی ہوتا ہے جو دین کو دنیا پر مقدم رکھتا ہے۔ (ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ جلد پنجم ص۳۲۰ و ص۳۲۱)

بحرِ حکمت کے موتی

وعن عمر بن عبد العزیز انه کتب الی ابی بکر بن حزم ان انظر ما کان من حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فاکتبه فانی خفت دروس العلم وذهاب العلماء ولا تقبل الا حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ولیفشوا العلم ولیجلسوا له حتی یعلم من لا یعلم فان العلم لا یهلك حتی یکون سرًّا۔
(اخرجه البخاری بحواله تلخیص الصحاح حصہ چہارم)

عمر بن عبد العزیزؒ سے روایت ہے کہ انہوں نے ابو بکر بن حزم (گورنر) کی طرف لکھا (ایک روایت میں ہے کہ تمام گورنروں کے نام سرکلر لیٹر جاری کیا گیا تھا) کہ جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے اسکو لکھ کر محفوظ کر لو۔ میں ڈرتا ہوں کہ یہ علم مٹ نہ جائے اور عالم مر جائیں اور سوائے حدیث رسول صلعم کے کوئی چیز قابل قبول نہیں اور چاہیئے کہ علم کو پھیلا دیں اور اس کے لئے مجلسیں قائم کریں مسجدوں میں قال اللہ اور قال الرسول ہو تاکہ بے علم لوگ علم سیکھیں۔ علم تباہ نہیں ہوگا بلکہ پوشیدہ یعنی بھولا بسرا ہو جائے گا۔

نوٹ:۔ آج مسلمانوں کے انتشار کی وجہ ان کی علم دین سے غفلت ہے۔ جب کوئی قوم اپنی مخصوص روایات اور علم سے غافل ہو جائے وہ بے عزت ہو کر رہ جاتی ہے۔

(باقی بر صفحہ ۲ کالم ۳)

تبلیغی خطوط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا

(مرتبہ: شیخ غلام قادر ڈار صاحب)

نائیجیریا

ترجمہ خط از ابراہیم اوستگبو۔ نائیجیریا۔
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
آپ کا ایڈریس مجھے ایک دوست سے ملا۔
ازراہ کرم مجھے لٹریچر ارسال کریں۔ اس لئے کہ بعض اوقات عیسائی صاحبان اسلام کے متعلق سوال کر دیتے ہیں۔ تو میں قرآن شریف ان کو پڑھ کر سناتا ہوں مگر وہ انکار کر دیتے ہیں کہ یہ غلط ہے۔ اس لئے مجھ کو ایسی کتابیں ارسال کریں جن کو پڑھ کر مجھے اسلام کے متعلق زیادہ علم حاصل ہو۔ اور دوسروں کو سمجھا سکوں۔

والسلام

(ان کو ٹیچنگز آف اسلام اور دیگر لٹریچر بھیجا گیا)

(۲)

ترجمہ خط از ابراہیم اے۔ ایس اونی سے نائیجیریا۔
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ:
میں نے آپ کے بہت سے مقامی مبلغین سے ملاقات کی جو ہمارے گاؤں کے لوگوں کو اسلامی تعلیم دینے کے لئے آتے ہیں۔ میں خود مولوی ہوں، اور تقریباً ۴۵ طلباء کو قرآن شریف ترجمہ کے ساتھ اپنی زبان میں پڑھاتا ہوں۔
اس لئے مجھے اسلامی لٹریچر ارسال فرمائیں نیز انگریزی ترجمۃ القرآن بھی ارسال فرمائیں۔

والسلام

(ٹیچنگز آف اسلام، نیو ورلڈ آرڈر اور چند پمفلٹس ارسال کئے گئے)

(۳)

ترجمہ خط از موسے اوموسودی آبندسے۔ نائیجیریا
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
میں یہ خط آپ کو اس لئے ارسال کر رہا ہوں۔ کہ آپ مجھے بتائیں کہ مینول آف حدیث از حضرت مولینا محمد علی صاحبؒ کی کتنی قیمت ہے۔ اور نائیجیریا تک اس پر کیا لاگت آئے گی۔
میں نے آپ کی کتاب کو اپنے ایک دوست کے ہاں دیکھا تھا۔ لیکن وہ شخص دوسرے گاؤں میں چلا گیا ہے۔
مہربانی کر کے جیسا کہ آپ دوسرے مسلمان بھائیوں کو بھیجتے ہیں مجھے بھی ارسال فرمائیں۔ میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں کہ آپ اسلام کی بہت خدمت کر رہے ہیں۔ اللہ تعالےٰ آپ کو اس کی جزا دے۔ آمین۔

مجھے مندرجہ بالا کتاب کی قیمت بتائیں اور نیز یہ بھی لکھیں کہ آپ بھیج سکتے ہیں؟

والسلام

(ان کو ٹیچنگز آف اسلام۔ نیو ورلڈ آرڈر۔ پمفلٹس اور خط کا جواب دیا گیا۔)

(۴)

ترجمہ خط از: محمد اوزدمار معرفت بورگو این اے۔ نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
میں نے یہ خط ایک غنیمت موقعہ پا کر آپ کو تحریر کیا ہے جس کا بڑا سبب یہ ہے کہ میں آپ سے مدد کا خواہاں ہوں۔ میں خالص مسلمان ہوں اور مجھے اسلامی کتابوں سے بہت مسرت ہے۔ اس لئے آپ مجھے وہ کتابیں ارسال کریں جو مجھے میرے مذہب کے سمجھنے میں کافی مدد دیں نیز مجھے نماز کے متعلق بھی کتاب درکار ہے۔
میں بہت خوش ہوں گا اگر آپ مجھے چند کتابیں ارسال کریں۔

آپ کے جواب کا منتظر

(انکو لٹریچر اور ٹیچنگز آف اسلام بھیجی گئی)

(۵)

ترجمہ خط: از محمد وموریگی نائیجیریا
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
مجھے آپ کا لٹریچر ایک دوست نے دیا جس کو پڑھ کر مجھے بہت مسرت ہوئی۔ اور ہم دونوں ایک ہی کالج میں تعلیم حاصل کرتے ہیں۔
اب میں اپنے وطن کو مراجعت کر گیا ہوں اور میں نے مکمل لٹریچر کا مطالعہ نہیں کیا۔ میری بہت زیادہ خواہش ہے کہ میں آپ کا تمام لٹریچر دیکھوں اس لئے مجھے اسلامی لٹریچر کی کتابیں ارسال فرمائیں تاکہ میرے علم میں توسیع ہو۔

والسلام

(انکو ٹیچنگز آف اسلام اور مزید لٹریچر روانہ کیا گیا)

(۶)

ترجمہ خط از عبدالقادر آنیلا۔ نائیجیریا۔
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
آپ کا ارسال کردہ قرآن شریف اور ٹیچنگز آف اسلام اور کچھ رسالے مجھے اکتوبر ۱۹۶۰ء میں ملے اور وہ میں نے ان لوگوں میں تقسیم کر دیئے جو مذہب اسلام سے واقفیت رکھتے ہیں۔ اور بغیر کسی امتیاز کے میں نے ان کتابوں کو بانٹ دیا۔ اور لوگ مجھے مجبور کرتے ہیں کہ ایسے رسالے اور منگائیں۔ اس لئے میری التماس ہے کہ جتنی جلدی ہو سکے چند رسالے ارسال کریں۔

والسلام

(ان کو نیو ورلڈ آرڈر اور مزید لٹریچر بھیجا گیا)

تقریری مقابلوں میں سکول ہٰذا کی مزید فتوحات

مؤرخہ ۱۳۔ اور ۱۵ دسمبر ۱۹۶۶ء کو ڈویژنل آڈیٹوریم میں "قائد اعظم کی سیرت" اور "نوجوان پیکر بھی جو علم و ہنر ملے" کے موضوع پر دو تقریری مقابلے جناب ڈویژنل انسپکٹر صاحب آف سکولز سید پناہ علی صاحب کی زیر صدارت منعقد ہوئے۔ ہر دو مقابلوں میں ہمارے سکول سے آفتاب احمد جماعت نہم اور مقبول اقبال جماعت ہشتم نے حصہ لیا۔ آفتاب احمد نے قائد اعظم کی سیرت کا تیسرا انعام حاصل کیا۔ اور علم کے موضوع پر اقبال مقبول ڈار کی تقریر سے انسپکٹر صاحب اس قدر خوش ہوئے کہ بعد از اختتام جلسہ انہوں نے اقبال مقبول کو خاص طور پر پاس بلایا۔ اس سے مصافحہ کیا۔ شاباش دی گئی اور اس کے لئے خاص انعام کا اعلان فرما کر انتظامیہ کو تاکید کی کہ اس کا انعام اس کے سکول میں بھیجا جائے۔
خدا کے فضل سے اس سال کے تقریری مقابلوں میں ہمارے سکول نے یہ پانچواں میدان فتح کیا ہے۔
فالحمد للہ علےٰ ذالک

برکت علی انچارج شعبۂ بزم ادب
مسلم ہائی سکول نمبر ۱ لاہور

بحر حکمت کے موتی از صفحہ اول

بدون علم خشیۃ اللہ اور معرفت الٰہی اور خود شناسی حاصل نہیں ہوتی۔ انما یخشی اللہ من عبادہ العلمٰؤا ۳۵: ۲۸۔ قوت مفکرہ پیدا نہیں ہوتی اہل علم جب تخلیق سماوات والارض ومن فیہن یعنی صحیفۂ فطرت پر غور و فکر کرتا ہے تو کہہ اٹھتا ہے ربنا ما خلقت ھٰذا باطلاً ۳: ۱۹۰۔ جو قوم صحیفۂ فطرت میں غور و فکر کر کے مختلف اشیاء سے فائدہ نہیں اٹھاتی ذلیل ہو جاتی ہے۔

اولم ینظروا فی ملکوت السمٰوٰت والارض وما خلق اللہ من شیء وان عسیٰ ان یکون قد اقترب اجلھم فبای حدیث بعدہ یؤمنون (الاعراف ۱۸۴)

(غلام قادر ڈار عفی عنہ)

ہفت روزہ پیغام صلح ـــــــ لاہور ـــــــ مورخہ ۱۳ جنوری ۱۹۶۵ء

رمضان مبارک کی برکات

رمضان کا مہینہ جن گوناگوں برکات کا حامل ہے انکو مدنظر رکھتے ہوئے اس حقیقت کا اظہار بے محل نہیں کہ یہ مہینہ ایک مومن کی زندگی میں ایک ایسے سنگ میل کا حکم رکھتا ہے جس کے آگے روحانی ترقیات کا غیر محدود رستہ کھلا ہوا ہے۔ اس مہینہ کے روزے نہ صرف ہر قسم کی بدیوں اور برائیوں سے پاک کرنے کا موجب ہو سکتے ہیں، بلکہ ان بلند منازل کی طرف راہنمائی کرتے ہیں جو قرب الٰہی تک پہنچاتی ہیں۔ وہ قوم جو پورا ایک ماہ حکم الٰہی کے ماتحت سارا سارا دن حرام تو حرام حلال چیزوں کے بھی کھانے پینے سے محترز رہے۔ اور اس کے ساتھ کوئی ایسی حرکت بھی اس سے صادر نہ ہو، جس میں کسی برائی کا شائبہ پایا جاتا ہو، لڑائی جھگڑا گالی گلوچ اور دروغگوئی اس کے نزدیک روزہ کے اسی طرح منافی ہو جیسے کھانا اور پینا جسکا دن روزہ سے گذرتا ہو، اور رات عبادت الٰہی میں، اس کے معاشرہ کے پاکیزہ ہونے میں کیا کسر باقی رہ جاتی ہے اور اسکے لئے روحانی ترقیات اور قرب الٰہی تک پہنچنا کیا مشکل ہے۔

یہ وہ برکات ہیں جو رمضان شریف ہر سال لے کر آتا ہے، اور اگر مسلمان ہر سال ان برکات کو حاصل کرنے کی کوشش کریں تو وہ دنیا میں ایک معزز قوم بن سکتے ہیں اور اللہ تعالےٰ کے حضور نہایت بلند درجہ حاصل کر سکتے ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ بہت کم لوگ ہیں جو رمضان شریف کی ان برکات سے بہرہ ور ہوتے ہیں، عام طور پر ہمارا روزہ آج کھانے پینے سے احتراز ہی پر ہی کفایت کرتا ہے، یا زیادہ سے زیادہ اس کے ساتھ تراویح کی نماز پڑھ لینا روزہ کی غرض و غایت سمجھ لی جاتی ہے، اس میں شک نہیں کہ یہ دونوں چیزیں پسندیدہ اور روزہ کے لوازمات میں سے ہیں۔ لیکن روزہ رکھکر اور تراویح پڑھکر اگر ہمارا معاشرہ پاکیزہ نہیں ہوا، اگر ہمارے اخلاق درست نہیں ہوئے، اگر جھوٹ، رشوت ستانی لین دین کے معاملات میں خرابی، اشیائے صرف میں ملاوٹ، سمگلنگ اور بلیک مارکیٹنگ وغیرہ امراض ہمارے روزمرہ کے اعمال میں سے خارج نہیں ہوئے، اگر غرباء کی امداد، حسن اخلاق اور عام لوگوں اور عزیزوں اور قریبیوں کے ساتھ حسن سلوک کا طریق ہم نے اختیار نہیں کیا، تو نہ ہمارا روزہ کسی کام آیا اور نہ قیام لیل سے کوئی فائدہ حاصل ہوا حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کھلا ارشاد ہے من لم یدع قول الزور والعمل بہ فلیس للہ حاجۃ ان یدع طعامہ

وشرابہ۔ جو شخص روزہ رکھ کر جھوٹ بولنا اور ایسے اعمال کو ترک نہیں کرتا جو جھوٹ پر مبنی ہوں، اس کے کھانے پینے کو ترک کرنے کی اللہ تعالےٰ کو کوئی پرواہ نہیں۔ دیکھ لیجئے اس ایک جملہ میں تمام ان اعمال سے محترز رہنے کی ہدایت فرما دی گئی ہے جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔ جھوٹ اور جھوٹ پر مبنی اعمال کے اندر سب کچھ آجاتا ہے اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ان چیزوں کے ہوتے ہوئے ہمارے روزہ کی اللہ تعالیٰ کو کوئی پرواہ نہیں۔ ایسا ہی روزہ میں لڑائی جھگڑا اور گالی گلوچ سے بھی منع کیا گیا ہے اور فرمایا ہے کہ اگر کوئی تمہیں گالی دے یا لڑائی جھگڑا کرے تو اسے جواب دینے کے بجائے کہدو کہ میں روزہ دار ہوں۔ لیکن کتنے مسلمان ہیں جو ان ہدایات پر عمل کرتے ہیں اور روزہ کی غرض و غایت کو سمجھتے ہوئے لعلکم تتقون کو اپنا شعار بنا لیتے ہیں، ضرورت ہے کہ ان چیزوں کو عوام کے سامنے لایا جائے اور انہیں بتایا جائے کہ اعمال کی درستی روزہ کی اصل غرض و غایت ہے۔ اس لئے کھانا پینا ترک کرنے کے ساتھ اگر اعمال درست نہ ہوں تو روزہ نہیں رہتا۔

یہیں تک نہیں، رمضان کی برکات اس سے بہت بڑھکر ہیں۔ اس مہینہ میں اللہ تعالےٰ اپنے بندوں کی دعاؤں کو بہت سنتا اور اپنا قرب عطا فرماتا ہے چنانچہ فرمایا واذا سألک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوا لی ولیؤمنوا بی لعلھم یرشدون اگر میرے بندے میرے متعلق سوال کریں تو میں قریب ہی ہوں۔ دعا کرنے والا جب دعا کرتا ہے تو میں اسے قبول کرتا ہوں، پس چاہیئے کہ میری فرمانبرداری اختیار کریں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ ہدایت پائیں کس قدر رحمت و برکات الٰہی ہیں جو رمضان کے لئے مخصوص ہیں۔ اسی لئے حدیث میں آتا ہے کہ رمضان کے دنوں میں شیطان کو زنجیریں ڈال دی جاتی ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ فی الحقیقت جب انسان اس قدر نیک عمل ہو جائے کہ حکم الٰہی کے ماتحت حلال اور طیب کھانا پینا بھی ترک کر دے تو پھر جائیکہ حرام کا ارتکاب کر سکے تو اس کی حالت ایسی ہو جاتی ہے کہ نہ شیطان اس پر کوئی اثر ڈال سکتا ہے اور نہ دوزخ کے دروازے اس پر کھل سکتے ہیں۔ اس کے بجائے قرب الٰہی نصیب

ہوتا ہے اور فضل الٰہی کے دروازے کھل جاتے ہیں۔

یہ فضیلت ان دنوں کو کیوں نصیب ہوئی، کیوں رمضان کے مہینہ کو خصوصیت کے ساتھ برکات و فضائل کا مہینہ قرار دیا گیا؟ اس کی وجہ اللہ تعالےٰ نے خود ہی بتا دی ہے۔ شھر رمضان الذی انزل فیہ القراٰن ھدًی للناس و بینٰت من الھدٰی والفرقان فمن شھد منکم الشھر فلیصمہ۔ رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا جو لوگوں کے لئے ہدایت ہے، اور ہدایت کے لئے واضح دلائل دیتا اور حق اور باطل کو جدا کرتا ہے پس جو شخص اس مہینہ کو پائے وہ اس میں روزے رکھے،

اس ارشاد الٰہی سے پتہ چلتا ہے کہ رمضان کا مہینہ نزول قرآن کی سالگرہ ہے۔ اس قدر عظیم الشان کتاب کا نزول جو بنی نوع انسان کو ہدایت کی صحیح راہوں پر چلانے کے لئے واضح دلائل کیساتھ حق کو باطل سے جدا کرنے والی ہے، فی الواقعہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل اور بہت بڑی شان رکھتا ہے، اس عظیم الشان ہدایت کے حاصل کرنے کے لئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غار حرا میں اندھیری راتوں کے اندر کس قدر التجائیں اللہ تعالےٰ کے حضور میں کیں کس قدر روزے آپ نے رکھے اور کتنا غم و اندوہ دنیا کی ہدایت کے لئے آپ نے اٹھایا اس کا کون اندازہ کر سکتا ہے ؎

کس چہ میداند کزاں نالہ کہ باشد خبر
کار شفعے کرد از بہر جہاں در کنج غار

انہی پر درد نالوں اور آہ و بکا کا نتیجہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے افضال و اکرام کی بارش دنیا پر کی اور قرآن کریم جیسی عظیم الشان ہدایت نازل فرمائی ؎

آخر از عجز و مناجات و تضرع کردنش
شد نگاہ لطف حق بر عالم تاریک و تار

آج پھر دنیا تاریک و تار ہے۔ اس کی ہدایت کے لئے ضروری ہے کہ قرآن کریم کا نور دنیا کو پہنچایا جائے اور یہ نہیں ہو سکتا جب تک لطف حق کی نگاہ دوبارہ دنیا کی طرف متوجہ نہ ہو۔ اس غرض سے بھی روزے رکھنا بارگاہ الٰہی میں تضرع اور عجز و مناجات کرنا ضروری ہے۔ حضرت مجدد وقت کی بعثت کی سب سے بڑی غرض یہی ہے کہ قرآن کریم کو دنیا میں پہنچایا جائے۔ اس کے ذریعے دنیا کو روشن کیا جائے۔ جماعت احمدیہ جہاں اس کے لئے مالی قربانیوں سے کوشاں ہے وہاں رمضان کی برکات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بارگاہ الٰہی میں دست بدعا ہونا بھی اس کا ضروری فرض ہے۔ اور رات کے پچھلے حصہ میں بالخصوص دنیا کی ہدایت اور مسلمانوں کی بہتری کے لئے جو دعائیں کی جائیں وہ جناب الٰہی میں قبولیت کا شرف حاصل کر سکتی ہیں، یہ روزہ کی غرض و غایت ہے۔ یہی لعلکم تتقون کا حقیقی مطلب ہے اور اس سے قرآن کریم کا نور دنیا میں پھیلنے کا سامان ہو سکتا ہے۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی

تقریب گولڈن جوبلی کی مختصر روئیداد

امسال جلسہ سالانہ پر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی پچاس سالہ گولڈن جوبلی کی تقریب بڑے اہتمام کے ساتھ احمدیہ بلڈنگس لاہور میں منائی گئی۔ اس میں شرکت کے لئے دوسرے ممالک — جنوبی امریکہ یعنی ٹرینیڈاڈ۔ جنوبی افریقہ۔ انڈونیشیا۔ مغربی افریقہ۔ جرمنی۔ ہالینڈ۔ مشرقی پاکستان اور چین سے نمایندگان اسلام اور نومسلم حضرات تشریف لائے۔ بعض ممالک — برٹش گیانا۔ ڈچ گیانا فیجی۔ ملایا اور بھارت وغیرہ سے متوقع حضرات و احباب بعض موانع کی وجہ سے تشریف نہ لاسکے۔ یہ ایک بین المملکتی اجتماع تھا جس میں مختلف ملک و قوم اور رنگ و نسل کے مسلمانوں نے جمع ہو کر تبادلہ خیالات کیا۔ یہ ایک ایسا نظارہ تھا جس کی نظیر بہت کم نظر آتی ہے۔ انجمن کی گولڈن جوبلی کے اس اجتماع میں سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کے الہام — "میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا" کا روح پرور اور ایمان افروز نظارہ دیکھنے میں آیا — اور بہ ارشاد حضرت امیر قوم ایدہ اللہ تعالےٰ یہ نظارہ دیکھنے میں آیا کہ:۔

"ایک مٹھی بھر جماعت، ایک دنیاوی ساز و سامان سے تہیدست جماعت جسے عام طور پر مسلمانوں کی حمایت حاصل نہیں بلکہ جس کی مخالفت و بربادی کے لئے آئے دن سامان کئے جاتے ہیں کس طرح عالمگیر پیمانہ پر دوسرے ممالک میں مسلمانوں اور غیر مسلمانوں کو دین اسلام کا والہ و شیدا بنا رہی ہے! کس طرح قرآن کریم کے تراجم و تفاسیر اور دیگر اعلےٰ قسم کے لٹریچر کے ذریعہ ہر ملک و ملت کے لوگوں کی گردنیں دین حق کے سامنے جھکا رہی ہے! گویا حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ جس مقصد یعنے لیظھرہ علی الدین کلہ کا قرآن میں ذکر آیا ہے اس کا عملی ثبوت اس چھوٹی سی جماعت کے ذریعہ پہنچایا جا رہا ہے۔"

اس کامیاب و کامران مثالی اجتماع پر احباب جس قدر خوش ہوں اور جس قدر اظہار تشکر کے لئے خدا کے حضور سجدات شکر بجا لائیں کم ہے۔ اس تقریب پر جہاں علمائے کرام، نمایندگان اسلام، نومسلمین حضرات اور مبلغین صاحبان نے ایمان افروز تقاریر کیں اور مختلف ممالک میں اشاعت اسلام اور تبلیغ دین کا دلچسپ خاکہ پیش کیا، وہاں انجمن عالیہ کی گذشتہ کارروائیوں کا بھی ذکر کیا گیا اور اکناف عالم میں قرآن و سنت کی ترویج کے بارہ میں تجاویز سوچی گئیں۔

اس تقریب سعید کا اجمالی ذکر پیغام صلح کے گذشتہ شمارہ کے ایڈیٹوریل میں کیا گیا ہے۔ پروگرام کے مطابق پہلے روز یعنی ۲۴ دسمبر ۱۹۶۴ء کو تنظیم خواتین احمدیہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سالانہ جلسہ بڑے اہتمام کے ساتھ دس بجے صبح احمدیہ ہال میں زیر صدارت بیگم صاحبہ میاں فاروق احمد صاحب منعقد ہوا۔ جس میں لاہور اور بیرونجات کی معزز خواتین نے شرکت کی۔ اور اختتام جلسہ کے بعد دستکاری کی نمائش بھی ہوئی اس کی مفصل رپورٹ اشاعت گذشتہ میں شائع ہو چکی ہے۔

دوسرے روز بروز جمعہ مورخہ ۲۵ دسمبر کو انجمن عالیہ کے پچاس سالہ سالانہ جلسہ کا پہلا اجلاس زیر صدارت شیخ میاں فاروق احمد صاحب منعقد ہوا۔ حافظ قاری محمد بوستان صاحب نے قرآن کریم کی تلاوت فرمائی۔ اور مولنا دوست محمد صاحب ایڈیٹر پیغام صلح نے سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کے فرمودات پڑھ کر سنائے مندوبین کرام اور نمایندگان اسلام کا تعارف حاضرین جلسہ سے کروانے کے بعد ڈاکٹر اللہ بخش صاحب مہتمم جلسہ گولڈن جوبلی نے بیرونی مشنز کی رپورٹ اور پیغامات مختصر طور پر پڑھ کر سنائے۔

اس کے بعد امیر قوم مولنا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ نے افتتاحی تقریر میں قوم کو خطاب فرمایا۔ جس کا مکمل متن گذشتہ اشاعت میں شائع ہو چکا ہے۔ بعد ازاں الحاج عزیز احمد صاحب صدر جنرل ٹرینیڈاڈ مسلم لیگ، ٹرینیڈاڈ جنوبی امریکہ نے انگریزی میں قوم کے نام اپنا پیغام پیش فرمایا جس کا ترجمہ پیغام صلح کے خصوصی شمارہ — "گولڈن جوبلی نمبر" میں شائع ہو چکا ہے۔ اس کے بعد مرزا معصوم بیگ صاحب بی اے نے "برنباس کی انجیل" کے موضوع پر ایک محققانہ تقریر فرمائی۔ جس کا پورا متن گذشتہ اشاعت میں درج ہو چکا ہے۔ جناب مرزا صاحب کی دلچسپ تقریر کے بعد مولنا عبدالمنان صاحب عمر ایم اے نے النور فاؤنڈیشن — اشاعتی ادارہ کے انعقاد اور اس کی ضروریات کے بارے میں تقریر فرمائی۔ آپ نے فرمایا:۔

"اسلام کی اشاعتی اغراض کو مدنظر رکھتے ہوئے پانچ لاکھ روپیہ کے سرمایہ سے ایک اشاعتی ادارہ قائم کیا جا رہا ہے۔ اس ادارہ کا مقصد یہ ہے کہ اسلام کا منور چہرہ لوگوں کو دکھایا جائے۔ قرآن مجید، اس کے تراجم، علوم اسلام اور ان کی روشنی میں لکھی ہوئی کتابوں کی دنیا کی مختلف زبانوں میں وسیع پیمانے پر اشاعت کی جائے"۔ آپ نے قوم کو اس ادارہ کے حصص خریدنے کی ترغیب دلائی۔ ان کا مکمل بیان کسی آیندہ اشاعت میں درج ہوگا۔

جناب ڈاکٹر فضل الرحمان صاحب ڈائرکٹر اسلامک ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کراچی نے بعد ازاں "قرآن کریم اور موجودہ سائنس" کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ جس میں قرآن کریم اور سائنس کا باہمی تعلق بتاتے ہوئے یہ فرمایا کہ قرآنی تعلیمات اور سائنس دونوں ہی فطرت کے مطابق ہیں۔ اور قرآن کی روشنی میں سائنس پر غور و فکر اور ایجادات انسان کی بہبودی اور بہتری کے لئے ہیں۔ ڈائرکٹر صاحب موصوف کی تقریر کا متن بعد از اصلاح جب ان کی طرف سے موصول ہوگا تو ہدیہ قارئین کرام کیا جائے گا۔ آپ کی تقریر کے بعد مرزا مسعود بیگ صاحب ایم اے نے "خدائی نعمتیں" کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ آپ نے اپنی تقریر کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا کہ میری تقریر کے موضوع سے مراد بھائی چارہ ہے۔ باہمی محبت و مودت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ خدا تعالےٰ کا ہم پر اور ہماری جماعت پر بہت بڑا احسان ہے کہ ہماری جماعت میں اجتماعی طور پر سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے باہمی اخوت و محبت۔ ہمدردی و یگانگت اور بھائی چارہ پیدا کرنے کا انتظام فرمایا۔ ہم نے آج سے پچاس سال پہلے بے سروسامانی کی حالت میں اور بڑی کمزوری کی حالت میں اس انجمن کی بنیاد رکھی۔ اس وقت تعداد میں بھی ہم بہت کم تھے۔ چند بزرگوں نے اس انجمن کی بنیاد ڈالی اور آج خدا کے فضل و کرم سے اس کی تائید و نصرت سے جماعت کے ایثار و قربانی اور باہمی ذوق و شوق اور محبت و مودت کے طفیل یہ جماعت ترقی کرتے کرتے بہت بڑی ہو گئی ہے اور الحمدللہ آج ہم انجمن کی پچاسویں سالگرہ منا رہے ہیں۔ ہم نے اس عرصہ میں دامے۔ درمے۔ قدمے۔ اور سخنے ہر طرح اشاعت اسلام میں حصہ لیا ہے۔ ہمیں اپنی ترقیوں پر فخر و شکر ہے۔

مرزا صاحب موصوف نے فرمایا کہ ایک چیز جس میں کمی آگئی ہے۔ وہ بھائی چارہ ہے۔ یہ آپس بھائیوں کی محبت و مودت ہے جس کا جذبہ کمزور تر ہوتا جا رہا ہے۔ قوم کو چاہیئے کہ اسکو طاقتور بنائیں۔ صاحب مقرر نے بزرگان قوم کے محبت و مودت کے سبق آموز واقعات سنا کر فرمایا کہ قوم اور جماعت کی ترقی و توسیع کی اصل بنیاد آپس کا بھائی چارہ ہی تھا۔ آپ نے قوم کو اس کمزوری کا احساس دلاتے ہوئے فرمایا کہ ہمیں اس بھائی چارہ کی مضبوطی کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اپنی تقریر ختم کرتے ہوئے آپ نے سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کی دس شرائط بیعت پڑھ کر سنائیں جن میں سے ایک شرط آپ کے ساتھ عہد عقد اخوت ہے۔

آپ کی تقریر کے بعد نماز جمعہ پڑھی گئی اور حضرت امیر قوم ایدہ اللہ نے ایک بصیرت افروز خطبہ ارشاد فرمایا جو کسی آیندہ اشاعت میں درج ہوگا۔ دارالامان کے سنگ بنیاد کی تقریب کی تفصیل آیندہ اشاعت میں ہوگی۔

۔ بجے شام جماعت احمدیہ احمدیہ بلڈنگس میں مجلس مباحثہ احمدیہ ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام تقاریر کا انعامی مقابلہ بعنوان "اسلامی معاشرہ کے بنیادی اصول" اور "تمام اعمال" سیرت و اسوۂ حسنہ کی روشنی میں" منعقد ہوا جس کی صدارت پروفیسر محمد ارشاد صاحب مندوب انڈونیشیا نے فرمائی۔ اس مقابلہ میں پاکستان کے مختلف کالجوں اور سکولوں نے حصہ لیا۔

قومی و نسلی تفاخر جاہلیت کا طریق ہی۔ رسول کریم صلعم نے صرف تقویٰ اللہ کو فضیلت کا معیار قرار دیا ہے

دو قیمتی چیزیں جو رسول کریم صلعم نے چھوڑیں۔ کتاب اللہ اور سنت۔ مجدد انہی چیزوں کے احیاء کیلئے آتا ہے

حضرت مجددِ وقت کا عمل کتاب اور سنت پر

صحابہ کرامؓ کی مالی قربانیاں اور جہاد کے لئے ولولہ۔ قوم سے دین کے لئے ایثار و قربانی کی اپیل

تقریر از حضرت امیر قوم مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بر موقعہ جلسہ سالانہ مورخہ ۲۶ر دسمبر ۱۹۶۴ء

ولکن الرسول والذین امنوا معہ جاھدوا باموالھم وانفسھم واولئک لھم الخیرات واولئک ھم المفلحون

(التوبہ ایت ۸۸)

رسولِ کریم صلعم کے ساتھ مومنوں کی نصرت کا اعتراف

اس آیت کریمہ میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہے۔ اور ان لوگوں کا بھی ذکر ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے فیض یافتہ ہوئے۔ یہ ایک ایسی شخصیت ہے جو جہاں اپنا ذکر کرتا ہے وہاں اپنے ساتھیوں کا بھی ذکر کرتا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالےٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے فرمایا ھو الذی ایدک بنصرہ وبالمؤمنین۔ خدا تعالےٰ نے تیری نصرت کی ہے اور مومنین کے بازو سے بھی معاونت فرمائی ہے۔ اور ان کے روپے سے بھی آپ کی نصرت کی ہے۔ یہ ایک ہی پیغمبر ہے نرالا پیغمبر ہے جو اپنے ساتھیوں کے کارناموں کا ذکر کرتا ہے اور اپنے ساتھیوں کا ممنون رہتا ہے۔ یہاں اس آیت میں بھی صحابہؓ کی مالی قربانیوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ جہاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جہاد کا ذکر ہے۔ وہاں اُن کے ساتھ آپ کے ساتھیوں کے جہاد کا بھی ذکر ہے۔

آخری حج میں رسول کریم صلعم کا پیغام

اس میں ایک وہ حصہ ہے جو آپ لوگوں کے متعلق ہے وہ میں تھوڑی دیر کے بعد بیان کر دوں گا۔ میں اس وقت یہ چاہتا ہوں۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کا ... آپ کے سامنے پیش کر دوں۔ حضرت صلعم نے اپنے آخری حج میں ایک دو باتیں بیان فرمائی ہیں۔ ان کا ذکر آپ سے سب سے پہلے کرنا ضروری ہے۔ ایک صحابیؓ بیان کرتے ہیں۔ قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطیبًا وسطہ فی ایام الحج۔ حج کے موقعہ پر منیٰ کے میدان میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو خطاب کرنے کے لئے اُٹھے۔ فرمایا لوگو!

انما انا بشر مثلکم۔ میں تمہاری طرح کا انسان ہوں۔ جس طرح سے آپ لوگ بشر ہیں میں بھی بشر ہوں۔ اور خدا کا رسول ہوں۔ اور اگر خدا کا رسول یعنی اس کا فرشتہ میرے پاس پیغام لائے کہ میری جناب میں تمہاری حاضری ہے تو میں حاضر ہوں، میرے لئے بھی موت کا آنا لازمی ہے۔ یوشک ان یاتینی رسول ربی فاجیب لازمی ہے کہ میرے ربّ کا رسول موت کا پیغام لائے اور میں اسے قبول کروں۔

رسول کریمؐ نے اپنے پسماندگان کے لئے کچھ نہ چھوڑا

اس وقت اس نازک موقعہ پر نہ تو آپؐ کو اپنی بیٹی کا فکر ہے نہ حسنؓ حسینؓ کا نہ علیؓ کا فکر ہے نہ عائشہؓ کا نہ صفیہؓ کا اور نہ اپنی قوم کو کہتے ہیں کہ میں جا رہا ہوں۔ میرے بال بچے کو دیکھنا، میرے اقرباء کو دیکھنا۔ نہ تو خود ان کو کوئی جاگیر دیتے ہیں نہ فاطمہؓ کو جاگیر دیتے ہیں نہ علیؓ کے لئے جاگیر ہے۔ نہ حسنؓ حسینؓ کے لئے جاگیر ہے کسی کے لئے کچھ نہیں۔

انگلستان کے شاہی خاندان کا بار سرکاری خزانہ پر

انگلستان کا بادشاہ مرتا ہے تو اس کی اولاد حکومت کی وارث ہوتی چلی جاتی ہے۔ اس کی اولاد بڑھتی چلی جاتی ہے پوتے، نواسے۔ ان پر ہی خزانہ ختم ہو جاتا ہے اور وہاں قوم روتی ہے۔ انگلستان میں بلیدوں نے میرے سامنے رونا رویا ہے کہ ہماری سلطنت کے خزانے کا بہت بڑا حصہ تو شاہی خاندان لے جاتا ہے وہ کام کچھ نہیں کرتے۔

دو قیمتی چیزیں جو حضورؐ نے اُمت کے لئے چھوڑیں

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایک بادشاہ ہیں۔ آپؐ فرماتے ہیں انما انا بشر مثلکم میں تمہاری طرح کا انسان ہوں۔ میرے پاس موت کا فرشتہ آئے گا کہ آئیے! تو میں حاضر ہوں۔ میں مر جاؤں گا۔ لیکن میں تمہیں ایک بات کہتا ہوں انا تارک فیکم ثقلین۔ میں کائنات سے بہت بڑھ کر تمہارے لئے دو قیمتی چیزیں .... چھوڑتا ہوں۔ کتاب اللہ خدا کی کتاب چھوڑتا ہوں وسنتی۔ اور اپنی سنت چھوڑتا ہوں۔ ان تمسکتم بہ۔ اگر تم نے ان پر مضبوطی سے پنجہ مارا۔ اور اس پر عمل درآمد کیا اور تمہارے رگ و ریشہ میں وہ تعلیم رچ گئی تو تمہارا بیڑا پار ہو گیا۔ یہ وہ دو چیزیں ہیں جس کے باہر نہ کوئی اسلامی بادشاہ جا سکتا ہے اور نہ کوئی مجدد جا سکتا ہے نہ کوئی محدث جا سکتا ہے۔ اور نہ کوئی غوث اور قطب۔

مجدد زمانہؒ کا عمل قرآن اور سنت پر

اس زمانہ میں بھی ایک امامؑ آیا۔ وہ کہتا ہے کہ میں قرآن و حدیث کے ماتحت ہوں۔ قرآن اور حدیث کے علاوہ ہر وہ عقیدہ جو قرآن و سنت کے علاوہ ہے وہ مردود ہے۔ تو حضور نبی کریم صلعم کا ایک غلام ہمارے سامنے آیا۔ وہ کوئی بات کہتا ہے جو ان کے آقاؐ نے کہی ہے کہ قرآن اور سنت پر چلو۔ مجدد کے آنے کا مقصد بھی یہی ہے لاحیاء ما اندرس من العمل بالکتب والسنۃ۔ جو عمل قرآن اور سنت پر کمزور پڑ گیا ہو یا مٹ گیا ہو اس کو زندہ کرے۔ مجدد کا یہی کام ہے۔ اسکو اختیار نہیں دیا گیا کہ مذہب کے اندر کوئی نئی چیز داخل کرے یا مذہب میں سے کسی حصہ کو کاٹ دے۔ صرف قرآن اور سنت پر عمل کرانا اس کا کام ہے۔ اس کے علاوہ اس کی اور کوئی پوزیشن نہیں۔

الہام الٰہی کے مقابلہ میں سنت اللہ پر عمل

ایک دفعہ قادیان میں ۲۹ روزے رکھنے کے بعد لوگوں نے چاند دیکھنے کی کوشش کی جیسا کہ ساری دنیا

۲۹ روزے گذر جانے کے بعد چاند کو دیکھنے کی کوشش کرتی ہے لیکن چاند بھی بڑا ہوشیار ہے کہ کبھی کبھی نظر نہیں آتا - وہ قادیان میں بھی نظر نہ آیا - روزہ سب نے رکھا - صبح کو چاشت کے وقت حضرت صاحبؒ کو الہام ہوا اور انہوں نے باہر آکر سنا دیا کہ آج عید ہے - جو لوگ چالاکی سے سکتے ہیں کہ ہم باخدا ہیں - وہ کسی امر کے وقوع کے بعد کہتے ہیں کہ ہم نے بھی خواب دیکھا تھا - ہم کو بھی ایسا ہی الہام ہوا تھا - وہ ادھر اُدھر دیکھتے رہتے ہیں جب وہ بات پوری ہوگئی تو وہ کہتے ہیں ہم کو بھی الہام ہُوا تھا - لیکن اس شخص کو ہم نے کبھی نہیں دیکھا کہ وہ دیکھتا رہے کہ یہ بات پوری ہوگی یا نہیں - اسی بات کو دیکھ لیجئے کہ چاند دکھائی نہیں دیا - لوگوں نے اور خود آپ نے بھی روزہ رکھا ہوا ہے ایسی حالت میں آپ فرماتے ہیں کہ مجھے الہام ہوا ہے - کہ آج عید ہے - دوستوں نے پوچھا کہ روزہ افطار کرلیں ؟ فرمایا نہیں روزہ افطار نہیں کر سکتے - کیوں نہیں کر سکتے - کیونکہ شریعت میں لکھا ہے کہ جب تک دو مسلمان چاند کے دیکھنے ...... کے متعلق گواہی نہ دیں روزہ افطار نہیں ہو سکتا - ہماری شریعت میں یہ نہیں لکھا کہ کوئی ولی اللہ، کوئی مجدد، اور کوئی محدث یہ کہدے کہ مجھے الہام ہوا ہے - اس لئے افطار کر لو - معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص قرآن حدیث کا پابند ہے - اگر کوئی پیر ہوتا تو وہ کہہ دیتا کہ بالکل ٹھیک ہے - شریعت میں تو ایسا ہی لکھا ہے کہ چاند دیکھ کر روزہ چھوڑا جائے - لیکن یہ تو خدا گواہی دیتا ہے جو دو آدمی کیا لاکھوں کروڑوں آدمیوں سے بڑھ کر ہے - لیکن یہ مجدد وقت ایسا نہیں کہتا - یہ باخدا انسان ہے وہ پابند ہے اور خادم ہے اس شریعت کا جو محمد رسول اللہ صلعم لے کر آئے اس شریعت کو چلانے کے لئے اسکو تازہ کرنے کے لئے مسلمانوں کے دلوں کے اندر نئے سرے سے ایمان تازہ کرنے کے لئے اور اس پر عمل پیدا کرنے کے لئے آیا ہے -

بہرحال حضور سرور کائنات صلعم نے فرمایا کہ اگر تم ان دو چیزوں - کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ - پر عمل درآمد کرو گے لن تضلوا ابداً تو تم کبھی گمراہ نہیں ہو گے -

اقوام کی فضیلت کا مدار تقویٰ اللہ پر

حضرت صلعم نے جو بات اپنی قوم کے لئے کہی ہے وہی بات ساری دنیا کے لئے فرمائی ہے - آپ ساری دنیا کے پیغمبر ہیں آپ کے اعمال سے نظر آتا ہے کہ آپ ساری دنیا کی فکر کرتے ہیں مکہ معظمہ میں آپ بطور بادشاہ اور بحیثیت فاتح داخل ہوتے ہیں - وہ بڑے جاہ و جلال کا دن ہے، قدرت و اختیار نمائی کا دن ہے - کہتے ہیں سُنو لوگو لا فضل لعربی علی اعجمی - فتح کا دن ہو انتہا درجہ کی خوشی ہو، انتہا درجہ کا صبر ہو، قوم کی بڑائی کا دن ہو اس وقت فرماتے ہیں میری قوم کو عربوں کو کسی غیر پر کسی قسم کی فضیلت نہیں یہ سب ہے ساری دنیا کا پیغمبر! اس کے مد نظر ساری دنیا ہے - آج

بیسویں صدی کے فلاسفروں نے کہا کہ انسان کی عقل بہت تیز ہوگئی ہے اس لئے اب خدا کے الہام کی حاجت نہیں پھر ہٹلر کہتا ہے کہ میری قوم ساری دنیا سے بہتر ہے - یہ تباہ کن نظریہ ہے اس کے اندر دوسری قوموں کے لئے کوئی عمدہ سبق نہیں ہے - تو وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ آج بیسویں صدی میں انسان کو الہام کی حاجت نہیں وہ اندازہ لگائیں کہ ایک شخص چودہ سو سال پہلے کہتا ہے کہ میری قوم کو دوسری قوموں پر کوئی فضیلت نہیں - ولا الاسود علی الاحمر - کالے رنگ کے آدمی کو کوئی فخر نہیں ہے - سفید رنگ کے آدمی پر ولا العجمی علی عربی - اور نہ غیر قوم کے آدمی کو عربوں پر کوئی فضیلت حاصل ہے اور ولا الاحمر علی اسود اور نہ کسی سفید رنگ کے آدمی کو کالے رنگ کے آدمی پر کوئی عظمت حاصل ہے - الا بتقوے اللہ سوائے اس کے جو خدا ترس ہو -

ساری دُنیا کے لئے ہمہ گیر قانون

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک قانون بیان فرماتے ہیں جو ہمہ گیر اور عالمگیر قانون ہے فرمایا ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم - جو فرد اور جو قوم خدا سے ڈر کر زندگی بسر کرتی ہے اور خدا کی مخلوق کی زیادہ خدمت کرتی ہے وہ اعلےٰ درجہ کا انسان اور اعلیٰ درجہ کی قوم ہے -

اس نظریہ کو ساری دنیا میں لے جاؤ اور اس نظریہ اور اعتقاد کو پرکھو اور اسکو پھیلاؤ - یہ نظریہ اور اعتقاد ساری دنیا کے لئے ہمہ گیر ہے -

فتح کے موقعہ پر انکساری کا سبق

اس وقت ایک بات کہنا چاہتا ہوں - ایسے موقعہ پر جب کسی قوم کو فتح اور شادمانی حاصل ہو اور اگر ان کے پاس خدا کی طرف سے رہبری نہیں معرفت نہیں وہ گمراہ ہو جاتے ہیں - اقتدار اور فتح کا نشہ بڑا زبردست ہوتا ہے ایسے وقت طرح طرح کے خیالات پیدا ہوتے ہیں جن سے مفتوحین کو ذلیل کرنا مقصود ہوتا ہے لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ الگ ہے - خدا ان کا رہنما ہے فرماتے ہیں یا معشر قریش قد اذهب عنكم نخوة الجاهلية وتعظيم بالآباء الا انكم بنو آدم وآدم من تراب - یا معشر قریش! اے قریشیو ــــ خدا نے تم پر بڑا فضل اور کرم کیا ہے - تم وہ قوم ہو جس کے اندر قبیلے قبیلے کے اندر نخوت و تکبر بھرا ہوا تھا - خدا نے تم پر احسان کیا جاہلیت کی نخوت و تکبر اور بے جا فخر جو عادتاً اس قوم کے دلوں سے دور کر دیا - تم خدا کا شکر کرو - تم اپنے باپ دادا کا ذکر کر کے فخر کرتے تھے - ان کی شجاعت و جرأت کا ذکر کرتے تھے - اپنی فیاضی اور بڑائی کا ذکر کرتے تھے منیٰ کے میدان میں قبائل جمع ہوتے ہیں اشعار پڑھتے ہیں قبیلے کے سردار کی مدح گائی جاتی ہے - اپنی اپنی فضیلت

کا ذکر کیا جاتا ہے - اللہ تعالےٰ نے فرمایا اس طریق کو چھوڑ دو تم خدا کا ذکر کیا کرو جس طرح سے تم پہلے قبائل کے محاسن کا ذکر کیا کرتے تھے - اب خدا کا ذکر کرو بلکہ اس سے بڑھ چڑھ کر ذکر کرو - جاہلیت کا تکبر ختم ہوا - یاد رکھو تم آدم کی اولاد ہو - آدم مٹی سے پیدا ہوا - اور تم بھی مٹی سے پیدا ہوئے ہو - کہاں وہ فتح کے موقعہ پر قومی تفوق کا نقصان دہ سبق اور کہاں اسکی بجائے انکساری کا مفید سبق - جو ساری دنیا کے لئے مفید ہے - صرف عربوں ہی کے لئے نہیں ساری قوموں کے لئے یہ سبق دیا ہے -

بنی آدم کی عزت و تکریم

فرمایا ولقد کرمنا بنی آدم - آدم کو ہم نے قابل تکریم بنایا ہے - آدم کا بیٹا کوئی ہو، چوہڑا ہو یا چمار ہو، یہودی ہو یا نصرانی - خدا کی نگاہ میں وہ قابل تعظیم ہے آج بیسویں صدی میں بھی ہندوستان کا ہندو یقین کرتا ہے کہ یہ بھارت کی سرزمین خدا کی دھرتی ہے - اس سے باہر جو لوگ رہتے ہیں، وہ ملیچھ ہیں ناپاک ہیں، خود ہندوستان میں ہندوؤں کے علاوہ جو دس کروڑ انسان ہیں وہ ناپاک ہیں - یہ نظریہ تو دنیا کے لئے کسی کام کا نہیں - لیکن وہ نظریہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو دیا ہمہ گیر اور عالمگیر ہے ولقد کرمنا بنی آدم - آدم زاد قابل تعظیم ہے -

غیر قوموں کے وفود کے ساتھ سلوک

اس بارہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا امتحان ہوا - آپ کو حکومت حاصل ہوئی - وفد آنے لگے یہودیوں کا وفد آیا انہیں خدا کے گھر میں اتار دیا - نصرانیوں کا وفد آیا وہیں انہیں اتار دیا - فرمایا یہ خدا کا گھر ہے تم خدا کی مخلوق ہو - اتوار کا دن آیا عیسائیوں کو پریشانی ہوئی کہ اب کیا ہوگا کہاں گرجا کریں گے - حضورؐ نے دیکھا آپ بھی رمز شناس انسان تھے - فرماتے ہیں گھبراہٹ کی وجہ کیا ہے انہوں نے کہا گرجا کرنا ہے کہاں کریں - فرمایا یہ خانۂ خدا ہے اس میں کرلیں - یہ ہے رب العالمین کا پیغام پہنچانے والا انسان - آپؐ کے اندر یہ نظر آتا ہے کہ یہ رب العالمین کا نمائندہ ہے - لیکن جناب یہیں تک نہیں بت پرستوں کا بھی وفد آگیا ان کو بھی خانۂ خدا میں اُتار دیا گیا - ان کی بھی تواضع کی گئی ان کے سامنے بھی اعلےٰ درجہ کے کھانے رکھے گئے - اور ان کی تعظیم و تکریم کی گئی - یہ شخص دنیا کا پیغمبر ہے ساری دنیا کے حالات سے واقف ہے - دنیا کے امراض سے واقف ہے ان کا علاج کر سکتا ہے -

جہاد کے لئے صحابہ کرامؓ کا ولولہ

یہاں پر ایک اور مضمون ہے، جس کی تشریح ہم آج پوری کریں گے - یہاں لکھا ہے جاھدوا باموالھم حضور نبی کریمؐ اور آپ کے ساتھیوں نے خدا کے

(باقی پر صفحہ)

مولانا شیخ عبدالرحمٰن مصری صاحب

چند احادیث کا صحیح مطلب

ایک شخص نے چند احادیث سے حضرت مسیح ناصریؑ کی حیات ثابت کرنے کی کوشش کی ہے ذیل میں ان احادیث کا صحیح مطلب پیش کیا جاتا ہے۔

پہلی حدیث

انہوں نے ابن ماجہ کی پیش کی ہے اور اس میں ظاہر کیا ہے کہ عبداللہ بن مسعود صحابی رضؓ نے اس حدیث کو روایت کیا ہے لیکن انہوں نے درمیانی راویوں کو ترک کر دیا ہے اصل راوی تو اس حدیث کا محمد بن بشار ہے جس کو محققین نے کذّاب تک کہا ہے اور صاف لکھا ہے کہ اس کی بیان کردہ حدیث کی طرف توجہ نہیں دینی چاہیئے انہوں نے اسکو ضعیف قرار دیتے ہوئے منکر احادیث بیان کرنے والا بھی بتلایا ہے اور ساقط ہی یہ بات زائد لکھی ہے کہ یہ شخص بہت سی ایسی احادیث بیان کرتا ہے جن کا علم دوسروں کو نہیں ہوتا دیکھو تہذیب التہذیب جلد ۹ مـ۴۷ پس پہلے تو اس دوست کی پیشکردہ حدیث روایت کے لحاظ سے ہی قابل اعتبار نہیں دوسرے درایت کے لحاظ سے بھی ساقط الاعتبار ہے دیکھئے اس حدیث میں آتا ہے لما کان لیلۃ اسری برسول اللہ صلعم لقی ابراھیم وموسٰی وعیسٰی فتذاکروا الساعۃ فبدؤا بابراھیم فسألوہ عنھا فلم یکن عندہ منھا علم ثم سألوا موسٰی فلم یکن عندہ منھا علم فرد الحدیث الی عیسٰی بن مریم فقال قد عھد الیّ فیما دون وجبتھا فاما وجبتھا فلا یعلمھا الا اللہ فذکر خروج الدجال قال فانزل فاقتلہ الخ۔ یعنے معراج کی رات حضرت نبی کریم صلعم حضرت ابراھیم۔ حضرت موسٰےؑ اور حضرت عیسٰی علیہم السلام کو ملے وہاں سب نے آپس میں الساعۃ کا تذکرہ کیا پہلے ابراھیمؑ سے پوچھا ان کو اس کا علم نہیں تھا پھر موسٰیؑ سے پوچھا انکو بھی اس کا علم نہیں تھا پھر حضرت عیسٰےؑ سے پوچھا انہوں نے بھی اس کے علم سے تو انکار کیا ہاں یہ کہا کہ قیامت کے آنے سے قبل میں نازل ہوں گا (دیکھو یہاں بھی آسمان کا لفظ نہیں) اور انہوں نے دجّال کے خروج کا ذکر کیا اور کہا کہ میں نازل ہو کر اسے قتل کروں گا اس شخص نے آخری الفاظ سے حضرت مسیحؑ کے آسمان پر زندہ ہونے اور دوبارہ دنیا میں آنے پر استدلال کیا ہے لیکن حدیث کے پہلے الفاظ کو انہوں نے نظر انداز کر دیا ہے یعنی لقی ابراھیم وموسٰی وعیسٰی فتذاکروا الساعۃ۔ کیا حدیث کے مندرجہ بالا الفاظ صاف اس بات پر دلالت نہیں کرتے کہ حضرت نبی کریم صلعم معراج کی شب مذکورہ بالا تینوں نبیوں سے ایک ہی جگہ ملے اور ایک ہی جگہ ان سے سوال و جواب ہوئے حالانکہ یہ واقعہ صریح خلاف ہے بخاری جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ قرار دیگئی ہے اس میں ان انبیاء علیہم السلام کے مقام مختلف آسمانوں میں بیان کیے گئے ہیں حضرت عیسٰی علیہ السلام تو حضرت یحیٰی علیہ السلام کے ساتھ دوسرے آسمان پر تھے اور وہیں حضرت نبی کریم صلعم کا ان سے ملنا ثابت ہے۔ حضرت موسٰےؑ چھٹے آسمان پر تھے اور وہیں حضرت نبی کریم صلعم کا ان سے ملنا ثابت ہے اور حضرت ابراھیمؑ ساتویں آسمان پر تھے اور وہیں حضرت نبی کریم صلعم کا ان سے ملنا ثابت ہے کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت عیسٰےؑ دوسرے آسمان سے نکل کر ساتویں آسمان پر حضرت ابراھیم علیہ السلام کے پاس پہنچ گئے تھے اور نہ ہی کسی حدیث صحیح سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت ابراھیمؑ اور حضرت موسےٰؑ اپنے اپنے آسمانوں کو چھوڑ کر حضرت عیسٰےؑ کے پاس دوسرے آسمان پر آگئے تھے ان تینوں نبیوں کے ساتھ حضرت نبی کریم صلعم کا ایک ہی آسمان میں جمع ہونے کا ذکر کسی صحیح حدیث میں ہرگز نہ ملے گا۔ فتذاکروا صاف بتلا رہا ہے کہ انہوں نے آپس میں ایک جگہ پر آپس میں الساعۃ کے متعلق گفتگو کی۔ پس جب ان کا اجتماع ہی ثابت نہیں بلکہ اس کے برعکس حضرت نبی کریم صلعم کا ان میں سے ہر ایک کے ساتھ ان کے اپنے اپنے آسمان میں ملنا ثابت ہوتا ہے تو سوال و جواب جس کا اس حدیث میں ایک ہی جگہ پر ہونے کا ذکر ہے اس کے وقوع میں آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اس سے صاف ثابت ہو گیا کہ یہ حدیث روایت اور درایت دونوں لحاظ سے ساقط الاعتبار ہے۔

دوسری حدیث

دوسری حدیث اس شخص نے کنز العمال جلد ۷ مـ۲۶۸ سے پیش کی ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ مسیح ابن مریم آسمان سے جبل افیق پر نازل ہوگا تعجب ہے کہ اس حدیث کو پیش کرتے وقت صحیح مسلم کی اس حدیث کو کیوں نظر انداز کر دیا گیا جس کے الفاظ یہ ہیں:۔

فبینما ھو (الدجال) کذالک اذ بعث اللہ المسیح ابن مریم فینزل عند المنارۃ البیضاء شرقی دمشق بین مھرودتین واضعًا کفیہ علی اجنحۃ ملکین۔ جب دجال یہ شعبدے دکھلا رہا ہوگا تو اللہ تعالےٰ مسیح ابن مریم کو مبعوث فرمائے گا۔ پس وہ دمشق کے مشرق کی طرف منارۃ بیضاء کے پاس نزول فرمائیں گے (یہاں بھی دیکھ لیں کہ آسمان کا ذکر نہیں) پس کہاں منارۃ بیضاء اور کہاں جبل افیق۔ ابن ماجہ میں ہے کہ حضرت مسیحؑ بیت المقدس میں اتریں گے اور بعض کا قول ہے کہ وہ مسلمانوں کے لشکر میں اتریں گے۔ اس حدیث میں دو زرد رنگ کی چادروں میں نازل ہونے کا ذکر ہے اور پیشکردہ حدیث میں برنس میں نازل ہونے کا ذکر ہے اب بتلایئے کہ کس قول پر اعتبار کیا جائے اور ان میں سے کس حدیث کو صحیح سمجھا جائے سردست اتنا بتلا دیتا ہوں کہ یہ تمام احادیث اصل میں حضرت نبی کریم صلعم کے کشوف ہیں۔ جن کو لازمًا ظاہر پر حمل نہیں کیا جا سکتا۔ حضرت نبی کریم صلعم بھی اکثر خوابوں کی تعبیر ہی کیا کرتے تھے۔ مثلاً لبن سے علم قمیص سے دین رافع سے رفعۃ فی الدنیا والآخرۃ ابو طاب سے دین کا طیب ہونا۔ گائیوں سے صحابہؓ مراد لئے۔ ظاہر پر حمل کرنے کی صورت میں مشرق دمشق کا منارۃ بیضاء اور جبل افیق ایک کس طرح ہو سکتے ہیں لیکن تعبیر کے لحاظ سے دونوں کا اجتماع ممکن ہے۔ تعبیران خوابوں کی صاف ہے۔ جس مقام پر مسیح کا نزول ہوگا وہ لامحالہ انوار الٰہی کے نزول کی جگہ ہوگی چنانچہ قادیان جہاں مسیح موعود نازل ہوئے وہ دنیا میں انوار الٰہی پھیلانے کا مقام ثابت ہوا اور یہ بھی وہ دمشق کے مشرق کی طرف۔ اور جبل مضبوطی اور قوت اور سرداری پر دلالت کرتا ہے اور افیق فوقیت اور غلبہ پر دلالت کرتا ہے۔ اور واقعات سے ثابت ہے کہ حضرت مرزا صاحب کو مضبوطی قوت اور سرداری کے علاوہ دشمنوں پر بھی نمایاں غلبہ حاصل ہوا۔

تیسری حدیث

اس شخص نے بیہقی کی کتاب الاسماء والصفات سے بیان کی ہے۔ اس کے متعلق کہا گیا ہے کہ اس میں من السماء کا لفظ موجود ہے لیکن امام بیہقی نے اس کے بعد جو الفاظ لکھے ہیں ان کو نہ معلوم اس شخص نے کس مصلحت سے ترک کر دیا ہے امام صاحب موصوف اس کے بعد فرماتے ہیں رواہ البخاری فی الصحیح عن یحیٰی بن بکیر و اخرجہ مسلم من وجہ اٰخر عن یونس وانما اراد نزولہ من السماء بعد رفعہ الیہ تک الفاظ سے ظاہر ہے کہ امام صاحب نے بخاری اور مسلم کی طرف اس حدیث کو منسوب کیا ہے لیکن ان دونوں صحیحین میں من السماء کے الفاظ موجود نہیں

بلکہ انہوں نے لفظ نزول سے اپنی طرف سے یہ قیاس کیا ہے کہ وہ رفع کے بعد آسمان سے نازل ہوں گے ورنہ حدیث صرف نزول کا ہی ذکر کرتی ہے آسمان کے لفظ سے حدیث بالکل خالی ہے لفظ من السماء نہ تو بخاری میں دکھلائے جا سکتے ہیں اور نہ مسلم میں۔ دونوں کتابیں الفاظ من السماء سے خالی ہیں۔

لفظ من السماء الحاقی ہے

آپ کے علم کے لئے میں یہ بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ بیہقی کا قلمی نسخہ پہلی مرتبہ سنہ ۱۳۲۸ھ میں طبع ہوا ہے یعنی حضرت مرزا صاحب کے دعوے بلکہ وفات کے بھی دو سال بعد اور ظاہر ہے کہ مولوی صاحبان نے حضور کے دعویٰ کو باطل ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے تھے اس لئے عین ممکن ہے کہ مولوی صاحبان نے من السماء کے الفاظ اپنی طرف سے زائد کر دیئے ہوں اس احتمال کو یہ بات قوت دیتی ہے کہ امام جلال الدین سیوطی رح نے بیہقی سے اس حدیث کو نقل کیا ہے۔ مگر وہاں من السماء کے الفاظ موجود نہیں چنانچہ وہ اپنی تفسیر درّ منثور جلد ۲ صفحہ ۲۴۲ پر اس حدیث کو یوں بیان کرتے ہیں:- "واخرج احمد والبخاری ومسلم والبیہقی فی الاسماء والصفات قال قال رسول اللہ صلعم کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم"
اب دیکھ لیا جائے کہ نزول کے بعد من السماء کا لفظ موجود نہیں جس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ یہ لفظ بعد میں زائد کیا گیا ہے۔

پانچویں حدیث

اس دوست کی پیش کردہ چوتھی حدیث کی حقیقت پر آخر میں روشنی ڈالی جائے گی پہلے پانچویں یعنی آخری حدیث کی حقیقت بتلاتا ہوں۔ اس حدیث کا مضمون اس شخص نے یہ بیان کیا ہے:-

"حضرت حسن بصری نے کہا کہ آنحضرت صلعم
نے یہود کو مخاطب کیا اور کہا کہ تحقیق عیسیٰ
فوت نہیں ہوا لاریب وہ تمہاری طرف
اترے گا قیامت سے قبل"

یہ بات مسلّم ہے کہ حسن بصری نہ حضرت نبی کریم صلعم سے ملے ہیں اور نہ انہوں نے وہ گفتگو براہ راست سنی جو حضرت نبی کریم صلعم اور یہود کے درمیان ہوئی جس کا ذکر اس دوست نے کیا ہے اور وہ کسی ایسے صحابی کا نام بھی نہیں بتلاتے جس نے خود اس گفتگو کو سنا ہے اور حسن بصری سے اُس نے بیان کیا ہو اس لئے یہ حدیث مرسل اور معلق ہے جو مردود حدیثوں میں شمار ہوتی ہے دیکھو (نخبۃ الفکر) درمنثور جس سے یہ روایت کی گئی ہے اس میں تو یہ روایت بھی موجود ہے فقال الم اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم ای لیس معہ غیرہ شریک فی امرہ الحی الذی لا یموت وقد مات عیسیٰ فی قولھم القیوم الغائم علی

سلطانہ لا یزول وقد زال عیسیٰ۔ اس حدیث کے الفاظ وقد مات عیسیٰ وقد زال عیسیٰ صاف دلالت کر رہے ہیں کہ حضرت عیسیٰ فوت ہو چکے ہیں اور ان کی نبوت کا سلطان زائل ہو چکا ہے پس غور کیا جائے کہ ایسی متضاد روایتوں میں سے کس کو ہم صحیح مانیں۔ تعجب ہے کہ ایسی کچی بنیادوں پر یہ لوگ عقائد کی عمارت استوار کرنا چاہتے ہیں۔

چوتھی حدیث

مشکوٰۃ باب نزول عیسیٰ فصل ثالث سے پیش کی گئی ہے۔ اس شخص نے حدیث کے الفاظ تو نقل نہیں کئے صرف ترجمہ دینے پر اکتفا کیا ہے اور ترجمہ میں بھی بعض الفاظ اپنے پاس سے زائد کر دیئے ہیں، مثلاً انہوں نے حضرت عیسیٰ کے متعلق لکھا ہے:-

"پھر فوت ہوں گے پس میرے پاس
میرے مقبرے میں دفن ہوں گے"

خدا جانے میرے پاس اور میرے مقبرے حدیث کے کن الفاظ کا ترجمہ کیا ہے حدیث میں تو معی کا لفظ ہے جس کے معنی میرے ساتھ کے ہیں نہ میرے پاس کے اسی طرح حدیث میں تو قبری کا لفظ ہے جس کے معنے میری قبر کے ہیں نہ میرے مقبرے کے۔ کیا کسی محقق اور طالب حق کی شان کے یہ شایاں ہو سکتا ہے کہ وہ ترجمہ کرتے وقت ایسی تحریف سے کام لے جس تحریف سے اس شخص نے کام لیا ہے۔ اب میں ذیل میں مشکوٰۃ حدیث کے اصل الفاظ نقل کر کے بتلاتا ہوں کہ اس حدیث سے جو استدلال کیا گیا ہے وہ بالکل غلط ہے حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

"عن عبد اللہ بن عمرو قال
قال رسول اللہ صلعم ینزل
عیسیٰ ابن مریم الی الارض
فیتزوج ویولد لہ و
یمکث خمسا و اربعین سنۃ
ثم یموت فیدفن معی فی
قبری فاقوم انا و عیسیٰ
بن مریم فی قبر واحد
. . . .
. . . بین ابی بکر وعمر
رواہ ابن الجوزی فی کتاب
الوفا"

نہ معلوم کس مصلحت سے الفاظ بین ابی بکر وعمر کا ترجمہ چھوڑ دیا گیا ہے حالانکہ یہ الفاظ اس حدیث کے اصل مقصد پر روشنی ڈالنے میں خاص اہمیت رکھتے ہیں اب میں بتلاتا ہوں کہ صحابہ کرام رض اس حدیث کا وہ مطلب ہرگز نہ سمجھتے تھے جو ہمارے مخالف سمجھتے ہیں۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ حضرت عمر رض جب فوت ہونے لگے تو انہوں نے اپنے بیٹے عبد اللہ کو حضرت عائشہ صدیقہ رض کے پاس یہ کہہ کر بھیجا کہ جا کر ان سے کہو کہ عمر کی خواہش ہے کہ اس کی قبر بھی اپنے دونوں ساتھیوں کی قبر کے ساتھ ہو

حضرت عائشہ رض نے سن کر یہ جواب دیا کہ گو یہ جگہ میں نے اپنے لئے رکھی ہوئی تھی لیکن میں حضرت عمر رض کو ترجیح دیتی ہوں۔ حضرت عمر رض نے اپنے لڑکے سے کہا کہ جب میں فوت ہو جاؤں تو دوبارہ ان سے اجازت لو اگر دیں تو مجھے ان کے حجرہ میں دفن کر دینا ورنہ مسلمانوں کے عام قبرستان میں ہی دفن کرنا ان کے فوت ہونے کے بعد بھی اجازت طلب کرنے پر حضرت عائشہ رض نے اجازت دے دی اور اپنے متعلق یہی کہا کہ انہیں عام قبرستان میں ہی دفن کیا جائے۔

دو اہم نتیجے

اس واقعہ سے مندرجہ ذیل دو اہم نتیجے نکلتے ہیں:-

اوّل:- یہ کہ حضرت عائشہ رض کے حجرہ میں حضرت نبی کریم صلعم اور حضرت ابوبکر رض کی قبروں کے علاوہ مزید صرف ایک ہی قبر کی جگہ باقی تھی ورنہ حضرت عائشہ رض یہ نہ کہتیں کہ جگہ میں نے اپنے لئے رکھی ہوئی تھی لیکن میں حضرت عمر رض کو اپنے نفس پر ترجیح دیتی ہوں اگر دو قبروں کی جگہ ہوتی تو وہ اپنی خواہش کے مطابق حضرت عمر رض کو جگہ دینے کے بعد آپ بھی وہاں دفن ہو سکتی تھیں اپنے آپ کو عام قبرستان میں دفن کرنے کی آپ کیوں ہدایت دیتیں۔

دوسرا نتیجہ اس واقعہ سے یہ نکلتا ہے کہ کہ صحابہ کرام رض بمع حضرت عمر رض کے اس حدیث کا یہ مطلب ہرگز نہ سمجھتے تھے جو آج اس کا بیان کیا جا رہا ہے اس بات کو کون نہیں جانتا کہ حضرت عمر رض حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی پیشگوئیوں کو پورا کرنے کے لئے بیتاب رہتے تھے چنانچہ ایک صحابی کو باوجود ان کے احتجاج کے کہ مردوں کے لئے سونا پہننا حرام ہے انہوں نے زبردستی سونے کے کنگن اُسے پہنا دیئے محض اس لئے کہ حضرت نبی کریم صلعم کی پیشگوئی پوری ہو جائے کیونکہ اس شخص کے متعلق حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا ہوا تھا کہ میں تیرے ہاتھ میں کسریٰ کے کنگن دیکھتا ہوں اگر حضرت نبی کریم صلعم کے ان الفاظ کا کہ عیسیٰ میری قبر میں میرے ساتھ ابوبکر رض اور عمر رض کے درمیان دفن ہو گا۔ حضرت عمر رض یہی مطلب سمجھتے تھے جو آج بیان کیا جا رہا ہے تو پھر حضرت عمر رض کے وہاں دفن ہونے کی پیشگوئی حضرت نبی کریم صلعم کی طرف سے ہو چکی ہوئی تھی اور حضرت عمر رض کی قبر کا مقام پہلے سے ہی حضرت عائشہ کے حجرہ میں متعین ہو چکا ہوا تھا حضرت عائشہ سے اجازت حاصل کرنے کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا فرض کرو اگر حضرت عائشہ رض اجازت نہ دیتیں تو کیا حضرت عمر رض حضرت نبی کریم صلعم کی پیشگوئی بین ابی بکر و عمر کو نعوذ باللہ جھوٹا ثابت کرنے کے لئے حضرت عائشہ رض سے اتفاق کرنے پر آمادہ ہو سکتے تھے۔ اور کیا حضرت عائشہ اس حدیث کے اس معنی کو سمجھتی ہوتی جو ہمارے مخالف آج بیان کرتے ہیں یہ کہہ سکتی تھیں کہ ایک ہی جگہ باقی ہے جو انہوں نے اپنے لئے مخصوص کی ہوئی ہے کیا وہ نہیں جانتی تھیں کہ حضرت نبی کریم صلعم بین ابی بکر و عمر کے الفاظ میں حضرت عمر رض کا ان کے حجرہ میں دفن

ہوتا متعین کر چکے ہیں۔ پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اجازت کے لئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس اپنے لڑکے کو بھیج رہے تھے تو کیا صحابہ رضی اللہ عنہم یہ کہتے تھے کہ حضرت! اجازت کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا آپ کے لئے تو حضرت نبی کریم صلعم الفاظ بین ابی بکر و عمر کے ذریعہ آپ کے وہاں دفن ہونے کے لئے پیشگوئی فرما چکے ہوئے ہیں لیکن کسی صحابی رضی اللہ عنہ کی طرف سے بھی ایسا کہنا ثابت نہیں معلوم ہوا کہ کوئی صحابی بھی اس حدیث کے وہ معنی نہیں سمجھتا تھا جو آج پیش کئے جا رہے ہیں تمام صحابہ رضی اللہ عنہم حدیث میں مذکورہ معیت سے مراد روحانی معیت ہی سمجھ رہے تھے کیونکہ حدیث میں آتا ہے کہ:-

القبر روضۃ من ریاض الجنۃ پس حدیث میں جو یدفن معی فی قبری آتا ہے اس سے یہ گڑھے والی قبر مراد نہیں بلکہ وہ مقام ہے جہاں فاقبرہ کے ماتحت اللہ تعالیٰ خود اپنے نیک بندوں کو رکھتا ہے۔ پس یہ حدیث اس یگانگت کی طرف اشارہ کر رہی ہے جو حضرت نبی کریم صلعم اور اس امت میں آنے والے مسیح کے مابین ہے۔ اسی لئے تو حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا جب وہ ظاہر ہو تو میرا سلام اسے پہنچانا ورنہ حضرت نبی کریم صلعم کی قبر مبارک کو نعوذ باللہ کون باغیرت مسلمان کھودنے کی جسارت کر سکتا ہے، جسارت کرنا تو کجا اس فعل قبیح کا کوئی مسلمان تصور بھی نہیں کر سکتا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم روحانی امور کو سمجھنے میں کمال رکھتے تھے وہ کس طرح ان الفاظ کے ظاہر پر جا سکتے تھے جن میں ایسی خطرناک قباحت مضمر تھی۔ تعجب ہے مسیح ناصریؑ کی وفات پر صراحت سے دلالت کرنے والی آیات قرآنی اور احادیث صحیحہ کو نظر انداز کر کے یہ لوگ ایسی کمزور حدیثوں اور ایسے کمزور استدلالوں کا سہارا لیتے ہیں جن کی کمزوری بھی نمایاں ہے اور قرآن اور صحیح حدیث کے خلاف ہونا بھی واضح ہے ۴۵ سال کی عمر کے متعلق آئندہ قسط میں بحث کی جائے گی۔

ضرورت ہے

انجمن کو اپنی مرکزی جامع مسجد کیلئے ایک خوش الحان مؤذن کی ضرورت ہے۔ پانچ وقت اذان کے علاوہ مسجد کی صفائی وغیرہ بھی اس کے ذمہ ہوگی۔ تعلیمیافتہ اصحاب کو ترجیح دی جائے گی۔ خواہشمند اصحاب اپنی درخواست زیر دستخطی کے پاس $\frac{1}{65}$-۲۰ تک بھجوا دیں۔ تنخواہ جو قابل قبول ہو وہ بھی اپنی درخواست میں تحریر کریں۔

سعید احمد۔ جنرل سیکرٹری

بقیہ خطبہ جمعہ از صفحہ ۲

راستہ میں جان و مال دے دیئے۔ لیکن کچھ غریب آدمی تھے وہ آ کر کہتے ہیں کہ حضورؐ! ہمارے پاس سواری نہیں مہربانی فرما کر سواری کا انتظام کر دیں۔ تا کہ ہم بھی جہاد میں شامل ہو کر اس کی برکت حاصل کریں۔ حضورؐ کی فرمانبرداری میں جو برکت ہے وہ ہم کو نصیب ہو۔ آپؐ نے فرمایا میں کیا کروں، میرے پاس سواریاں نہیں ہیں اذا ما اتوک لتحملھم قلت لا اجد ما احملکم علیہ تولوا واعینھم تفیض من الدمع حزنا الا یجدوا ما ینفقون۔ یہ لوگ واپس جاتے ہیں۔ آنکھوں سے آنسوؤں کی بارش ہو رہی ہے۔ کس وجہ سے روتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم بدنصیب ہیں۔ ہم یہ رتبہ نہیں پا سکتے کیونکہ ہمارے پاس سواریاں نہیں۔

غازی اور قاعد

پھر یہ بھی لکھا ہے کہ بعض لوگ ایسے بھی ہیں کہ جو کہتے ہیں کہ چھوڑو جی ہم گھر پر آرام کریں گے۔ وہ لوگ جو گھر پر آرام کرتے ہیں یا چولہے کے پاس بیٹھ کر چائے پیتے رہتے ہیں وہ مر جاتے ہیں۔ لیکن غازی میدان جنگ سے واپس آ جاتے ہیں۔ اس بات کی کیا گارنٹی ہے کہ جو میدان جنگ میں نہیں جاتا وہ بچ جاتا ہے کوئی گارنٹی نہیں اور وہ امرا بھی ہیں جن کو خدا نے دولت دے رکھی ہے وہ اس رتبہ کے حاصل کرنے کا ولولہ نہیں رکھتے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مالی قربانیاں

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں باتوں کا ذکر کر دیا ہے۔ ایک وہ لوگ ہیں جو اپنا مال خدا کے راستہ میں خرچ کرتے ہیں۔ لڑائی کے موقعہ پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے آپؐ نے یہ نہیں پوچھا کہ آپ نے کتنا مال دیا ہے بلکہ یہ پوچھا کہ آپ اپنے گھر میں اہل و عیال کے لئے کیا چھوڑ آئے ہیں۔ فرمایا کہ خدا اور اس کا رسول میرے گھر کے لئے کافی ہے . . . . . .

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ چند سو اونٹ لے کر اور ایک تھیلی اشرفیوں کی لے کر آئے۔ حضورؐ اشرفیوں کو بار بار اٹھاتے اور رکھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ عثمان رضی اللہ عنہ سے راضی ہو گیا۔ عثمان غنی کیوں ہے۔ غنی کا نام پانا آسان نہیں۔ جب مدینہ طیبہ میں آئے تو پانی کی قلت تھی۔ ایک یہودی کا کنواں انہوں نے خریدا۔ اس واسطے ان کا نام عثمان غنی رضی اللہ عنہ رکھا گیا انسان کو بڑائی میسر نہیں آ سکتی جب تک اس کے اعمال کے اندر بڑائی نہ ہو۔ رسول کریمؐ کا خاندان فیاضی میں اور شجاعت میں مشہور تھا۔ اور حضرتؐ کے رگ و ریشہ میں خاندانی شرافت، خاندانی فصاحت، اور خاندانی فیاضی، پائی جاتی تھی۔ آپ کے دادا ... عبدالمطلب کے وقت جب زمزم کا چشمہ بند ہو گیا اور ملک میں پانی نہ رہا تو انہوں نے منت مانی کہ اگر چشمہ کا پانی دوبارہ جاری ہو گیا تو خدا کے راستہ میں ایک

بیٹا ذبح کر دوں گا۔ یہ قوم کی خاطر تھا اپنے نفس کی خاطر نہیں تھا۔ خدا کے فضل سے پانی نکل آیا۔ قرعہ اندازی ہوئی کہ کونسا بیٹا خدا کے رستہ میں قربان کیا جائے۔ حضور نبی کریم صلعم کے والد عبداللہ کا نام قرعہ میں نکل آیا ساری قوم جمع ہو گئی اور عبدالمطلب سے کہا کہ یہ آپ کیا کرنے لگے ہیں ساری قوم نے مل کر کہا کہ آپ فدیہ میں قربانی دے دیں۔ چنانچہ عبدالمطلب نے سو اونٹ کی قربانی دے دی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی مال دیا۔ علاوہ ازیں کہا کہ خیبر کی زمین جو فتح خیبر کے وقت مجھے ملی تھی۔ وہ میں ساری اراضی خدا کے رستہ میں دیتا ہوں اور طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضورؐ آپ پر آیت نازل ہوئی ہے لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون کہ جب تک اپنی پیاری چیز خدا کے رستہ میں صرف نہ کرو گے۔ نیکی حاصل نہیں کر سکتے اس لئے میں وہ باغ خدا کے رستہ میں دیتا ہوں جو مجھے سب سے پیارا ہے۔ سعد بن ابی وقاص نے کہا حضور! میرے پاس لاکھوں روپے ہیں یہ سارے دیتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا کہ نہیں سارے نہیں انہوں نے کہا حضور! میری ایک ہی بیٹی ہے یہ سارا مال لے لو۔ اگر سارا نہیں تو نصف تو مہربانی کر کے قبول فرمائیے۔ آپ نے ان کے اصرار کے باوجود تہائی مال قبول کیا۔ یہ کس قسم کی قوم ہے ایک ولولہ رکھتی ہے جان دینے کا اور جوش رکھتی ہے ایثار و قربانی کا۔

قوم سے اپیل

یہ روایات قوم کے جذبہ قربانی کو ابھارنے والی ہیں آپ کے سامنے بھی اس وقت دین کے لئے قربانی و ایثار کی ضرورت ہے اور حضرت مجدد زمان نے آپ کو اسی لئے کھڑا کیا ہے، کہ دین کی نصرت کے لئے اپنے مال صرف کریں، اس وقت آپ کے سامنے جو احمدیہ ہال اور دیگر عمارات کھڑی ہیں ان کی تعمیر کی مد ستر ہزار روپے کی مقروض ہے یہ قرض اتار دیا جائے۔ اور بھی دینی ضروریات ہیں جن کا ذکر دوسری مجلس میں کروں گا۔

نوٹ:-

حضرت امیر ایدہ اللہ کی اس اپیل پر چاروں طرف سے روپیوں کی بارش شروع ہو گئی اور قوم نے ثابت کر دیا کہ دین کے لئے اپنے اموال دینے میں انہیں کوئی ہچکچاہٹ اور تامل نہیں ہوتا۔

قابل توجہ احباب

حضرت مجدد زمانؑ اور سلسلہ احمدیہ کے متعلق غلط فہمیوں کے ازالہ اور توسیع جماعت کے لئے مفت لٹریچر دفتر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور سے منگوا کر اپنے احباب اور صاحب فہم حضرات میں تقسیم کریں۔

تحقیقاتی عدالت میں

خلیفہ صاحب ربوہ کے بیان پر تبصرہ

(بسلسلۂ اشاعت گذشتہ)

سوال نمبر ۳۴ از عدالت :-

کیا ۱۹۰۱ء سے پہلے حضرت مرزا صاحب نے بار بار نہیں کہا تھا کہ وہ نبی نہیں ہیں اور یہ کہ ان کی وحی، وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت ہے۔

جواب از میاں صاحب :-

انہوں نے ۱۹۰۱ء میں لکھا تھا کہ اس وقت ان کا خیال تھا کہ ایک شخص صرف اس صورت میں ہی نبی ہو سکتا ہے کہ وہ کوئی نئی شریعت لاوے لیکن اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ انہیں بتلایا کہ نبی ہونے کے لئے شریعت لانا ضروری شرط نہیں اور یہ کہ ایک شخص نئی شریعت لائے بغیر بھی نبی ہو سکتا ہے۔

تبصرہ (بسلسلہ اشاعت گذشتہ) :-

حضرت مرزا صاحب کو مدعی نبوت قرار دینے والے مخالف علماء ہیں یا ربوی احمدی۔ مگر نتیجہ دونوں کا مختلف ہے۔ جس طرح حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے مخالف یہودی اور موافق عیسائی ان کی طرف "ابن اللہ" ہونے کا دعوےٰ منسوب کرنے میں تو متفق ہیں لیکن مخالف اس دعوےٰ کی بناء پر ان کو کاذب ٹھہراتا ہے صلیب پر لٹکاتا ہے۔ تو موافق گروہ ان کی وفات کے بعد بھی دعوےٰ منسوب کر کے ان کو نہ صرف صادق بلکہ خدا کا بیٹا بھی قرار دیتا ہے۔ اور جس طرح حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو حقیقۃً "خدا کا بیٹا" ہونے کا مدعی قرار دینے میں حق و انصاف سے کام نہیں لیا گیا۔ اسی طرح حضرت مرزا صاحب کو مدعی نبوت ٹھہرانے میں مخالف علماء نے ان کی زندگی ہی میں اور مریدوں نے ان کی وفات کے بعد حق و انصاف نہیں کیا اور ان ہر دو گروہوں نے استعارہ اور مجاز کے الفاظ کو حقیقت سمجھ لیا۔ ایک اصل مسیح تھا تو دوسرا اس کا مثیل ہے۔ ان کے منکرین اور متبعین نے ان کے انکار اور اعتقاد میں غلو کیا اس لحاظ سے ان میں بہت مشابہت ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے لئے "ابن اللہ" کا محاورہ مجازاً استعمال کیا تو اسے کلمۂ کفر قرار دے کر یہودی ان کی زندگی میں انہیں سنگسار کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ حالانکہ آپ نے کہا کہ "ابن اللہ" سے سچ مچ خدا کا بیٹا مراد نہیں۔ بلکہ یہ محاورہ مجازاً استعمال ہوا ہے جس طرح سابقہ نبیوں کے لئے خدا کا نام استعمال ہوا۔ مگر انہوں نے یہ تشریح قبول نہ کی اور اپنے عقیدہ پر اب تک قائم چلے آتے ہیں مگر طرفہ یہ کہ ان کی وفات کے بعد خود متبعین حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی یہودیوں کے ہمنوا ہو کر انہیں سچ مچ "ابن اللہ" ہونے کا مدعی قرار دیا۔ اور آج کروڑوں عیسائی یہ ایمان رکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم خدا کا بیٹا تھا۔ اور اس نے فی الواقع "ابن اللہ" ہونے کا دعوےٰ کیا تھا۔

اب مثیل مسیح کا حال سنئے۔ مسیح موعود کے لئے حدیث شریف میں حضرت نبی کریم صلعم نے اپنی پیشگوئی میں نبی کا لفظ لکھا ہے۔ اور حضرت مرزا صاحب نے مسیح موعود ہونے کا دعوےٰ کیا اور ان کے الہامات میں نبی یا رسول کا لفظ وارد ہوا تو آپ نے اپنی تحریرات میں بھی اپنے لئے مجاز اور استعارہ کے رنگ میں نبی کا لفظ استعمال کیا۔ جس پر مخالفین نے آپ پر دعوےٰ نبوت کا الزام لگا کر کافر قرار دیا اور اگرچہ اس کے جواب میں آپ نے بارہا فرمایا کہ :-

(۱) "یہ سچ ہے کہ وہ الہام جو خدا نے اپنے اس بندہ پر نازل فرمایا ہے اس میں اس بندہ کی نسبت نبی اور رسول کے الفاظ بکثرت موجود ہیں سو یہ حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں اور خدا کی یہ اصطلاح ہے جو اس نے ایسے لفظ استعمال کئے"

(سراج منیر ص ۳)

پھر (۲) "بار بار کہتا ہوں کہ الفاظ رسول اور نبی جو میرے الہام میں میری نسبت خدا تعالیٰ کی طرف سے بے شک ہیں لیکن اپنے حقیقی معنوں پر محمول نہیں اور جیسے ہی وہ نبی کر کے پکارنا جو حدیثوں میں مسیح موعود کے لئے آیا ہے وہ بھی اپنے حقیقی معنوں میں اطلاق نہیں پاتا یہ وہ علم ہے جو خدا نے مجھے دیا ہے جس نے سمجھنا ہو سمجھ لے"

(سراج منیر ص ۳)

اور فرماتے ہیں :-

(۳) "صاحب انصاف طلب کو یاد رکھنا چاہیئے کہ اس عاجز نے کبھی اور کسی وقت حقیقی طور پر نبوت یا رسالت کا دعوےٰ نہیں کیا اور غیر حقیقی طور پر کسی لفظ کو استعمال کرنا ...... مستلزم کفر نہیں ...... لیکن وہ مکالمات اور مخاطبات جو اللہ جلشانہ کی طرف سے مجھے ملے ہیں جن میں لفظ نبوت اور رسالت کا بکثرت آیا ہے ان کو میں بوجہ مامور ہونے کے مخفی نہیں رکھتا لیکن بار بار کہتا ہوں۔ کہ ان الہامات میں جو لفظ نبی یا رسول کا میری نسبت آیا ہے [illegible] معنوں پر مستعمل نہیں ہے"

(انجام آتھم حاشیہ ص ۲۷)

کیونکہ (۴) "یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ بعض اوقات الہامات میں ایسے الفاظ استعارہ اور مجاز کے طور پر اس کے بعض اولیاء کی نسبت دیئے (حضرت اقدس کے علاوہ دوسرے اولیاء اللہ کی نسبت بھی۔ ناقل) استعمال ہو جاتے ہیں اور وہ حقیقت پر محمول نہیں ہوتے (اس لئے اصل میں۔ ناقل) سارا جھگڑا یہ ہے جس کو نادان ...... اور طرف کھینچ کر لے گئے ہیں آنے والے مسیح کا نام جو صحیح مسلم وغیرہ میں زبان مقدس حضرت نبوی سے نکلا ہے وہ انہی مجازی معنوں کی رُو سے ہے جو صوفیاء کرام کی کتابوں میں مسلم اور ایک معمولی محاورہ مکالمات الٰہیہ کا ہے ورنہ خاتم الانبیاء کے بعد نبی کیسا"

(انجام آتھم ص ۲۷ حاشیہ)

اور کہیے ہو :-

(۵) "یہ وہ علم ہے جو خدا نے مجھے دیا ہے ...... میرے پر یہی کھولا گیا ہے کہ حقیقی نبوت کے دروازے خاتم النبیین کے بعد بکلی بند ہیں اب نہ کوئی جدید نبی حقیقی معنوں کے رُو سے آسکتا ہے اور نہ کوئی قدیم نبی"

(سراج منیر ص ۳)

مگر ان واضح اعلانات کے باوجود مخالف علماء نے آپ کی زندگی میں اور آج تک حضرت اقدس کو نبوت کا مدعی قرار دیتے اور کافر سمجھتے ہیں لیکن بعینہٖ عیسائیوں کی طرح اب حضرت مرزا صاحب کے متبعین میں سے حصہ کثیر نے وفات کے بعد ان کی طرف دعوےٰ نبوت منسوب کیا۔ شاید اس لئے کہ اصل اور مثیل کے دعووں میں کامل مشابہت ہو کر یہ ثابت ہو جائے کہ ان کے منکرین اور متبعین نے ان کے بارہ میں انکار اور اعتقاد میں غلطی اور غلو کیا ہے۔ اور اس طرح حضرت اقدس کا قول سچا ثابت ہوا کہ انکار میں حد سے گذرنے والے اور شیعوں کی طرح اعتقاد میں حد سے گذرنے والے باہم برابر ہیں یعنی منکر مرزا صاحب کے مخالف اور اعتقاد میں حد سے گذرنے والے موافق (مرید) دونوں غلطی پر ہیں۔ اگر حوالہ بالا کا مقابلہ خلیفہ صاحب کے اس جواب سے کریں کہ :-

"اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ انہیں بتلایا کہ ایک شخص شریعت لانے کے بغیر بھی نبی ہو سکتا ہے"

تو انکا یہ بیان صریح کذب قرار دینا پڑے گا۔ کیونکہ اس کی تائید میں حضرت اقدس کی کتاب۔ رسالہ یا اشتہار کا حوالہ نہیں دیا۔ حالانکہ ربوی حضرات یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ ۲۳ سال تک حضرت مسیح موعود نبی ہونے سے انکار کرتے رہے اور اپنے آپ کو محدث۔ ظلی اور جزوی نبی کہتے رہے۔ خلیفہ صاحب فرماتے ہیں:۔

(۱) "آپ اپنی بعض تحریرات میں نبی ہونے سے انکار کرتے رہے اور صاف لکھتے رہے کہ آپ نبی نہیں بلکہ محدث ہیں اور یہ کہ آپ کی نبوت صرف محدثوں والی نبوت ہے نہ کسی اور قسم کی"
(حقیقت النبوت ص۱۱۹)

(۲) "آپ اپنے الہامات کی یہ تاویل فرماتے کہ نبی سے مراد محدث ہے۔ اور آپ کا درجہ محدثیت کا ہے نہ نبوت کا۔ اور نبی کا نام صرف جزوی مشابہتوں کی وجہ سے رکھ دیا گیا ہے یا لغت کے معنوں کے لحاظ سے۔ کیونکہ نبوت کے معنے خبر دینے کے ہیں۔ پس جو شخص خبر دے وہ جزوی طور پر نبی کہلا سکتا ہے اور رسول کا نام پا سکتا ہے" (حقیقۃ النبوۃ ص۱۲۳)

(۳) "اپنے لئے جب نبی کا لفظ الہامات میں دیکھتے تو اس کے یہ معنے کر لیتے کہ ہر محدث ایک رنگ میں جزوی نبی ہوتا ہوگا۔ اس لئے مجھے نبی کہا جاتا ہے اور اسی لئے صوفیوں کی معمولی اصطلاح قرار دیتے تھے"
(حقیقۃ النبوت ص۱۲۹)

(۴) "۱۹۰۱ء سے پہلے آپ اپنی نبوت پہلے محدثوں کی سی نبوت قرار دیتے تھے"
(حقیقۃ النبوۃ ص۱۲۹)

مگر اس اعتراف کے باوجود خلیفہ صاحب کا موجودہ مذہب یہ ہے کہ:۔

(۱) "قرآن کریم اور شریعت اسلام کی اصطلاح کی رو سے آپ حقیقی نبی تھے"
(حقیقۃ النبوۃ ص۱۷۴)

(۲) "شریعت اسلام کی اصطلاح کے مطابق جن لوگوں کو نبی کہتے ہیں اس کے لحاظ سے تو آپ حقیقی معنوں میں ہی نبی تھے"
(حقیقۃ النبوت)

(۳) "سوائے اس کے چارہ نہیں کہ حضرت مسیح موعود کی نبوت کو محدثوں والی نبوت سے علیحدہ نبوت قرار دیا جاوے اور وہ ایک ہی نبوت ہے یعنی نبیوں کی نبوت"
(حقیقت النبوت ص۲۳۹)

ان حوالہ جات کے مقابلہ سے واضح ہوگا کہ خلیفہ صاحب کو اس بات کا اقرار ہے کہ حضرت اقدس ۲۳ سال تک باوجود متواتر اور بار بار وحی کے کہ تم نبی ہو نبی ہونے سے انکار کرتے رہے اس لئے خلیفہ صاحب کا حالیہ بیان حضرت مسیح موعود کے کم از کم ۲۳ سال تک کے عقیدہ کے صریح خلاف ہے۔ لہذا یہ ناجائز الزام ہے کہ حضرت اقدس نے حقیقی نبوت کا دعوے کیا تھا۔ ہاں خلیفہ صاحب کے جواب میں الفاظ "ان کا خیال تھا" خصوصیت سے قابل غور ہیں۔ جو حقیقت کے سراسر خلاف ہیں۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود تو اپنے خیال سے نہیں بلکہ خدا کے الہام کردہ علم کی بنا پر نبوت اور رسالت سے انکار کرتے تھے جیسا کہ سراج منیر میں لکھتے ہیں:۔

"بار بار کہتا ہوں کہ الفاظ رسول اور نبی کے میرے الہام میں .... بے شک ہیں لیکن اپنے حقیقی معنوں پر محمول نہیں اور .... وہ نبی کر کے پکارنا جو حدیثوں میں مسیح موعود کے لئے ہے وہ بھی ..... حقیقی معنوں پر اطلاق .... نہیں پاتا یہ وہ علم ہے جو خدا نے مجھے دیا ہے .... میرے پر یہی کھولا گیا ہے کہ حقیقی نبوت کے دروازے خاتم النبیین کے بعد بکلی بند ہیں" ص۳۔

کیا یہ علم دیئے جانے کے بعد حضرت اقدس کا انکار نبوت خدا تعالے کے الہام کا نتیجہ ہے یا ان کے اپنے خیال کا جس کو خود حضرت مسیح موعود خدا کا دیا ہوا علم کہتے ہیں خلیفہ صاحب عدالت میں اسے ان کا خیال قرار دیتے ہیں۔

ارشادات نبوی

اس نام سے ایک مجموعہ احادیث محترمہ والدہ خلیل نے تجرید بخاری سے منتخب کر کے کتابی شکل میں شائع کیا ہے، جس کے شروع میں امام بخاریؒ اور دیگر راویان حدیث کے حالات بھی درج کئے ہیں۔
یہ کتاب ۱۳۱ صفحات پر مشتمل ہے جو محترمہ والدہ خلیل ۸۸ اشاہ جمال رود اچھرہ لاہور سے مفت مل سکتی ہے۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

پیغام صلح

تار کا پتہ :- تبلیغ لاہور
فون نمبر ۳۶۲۲۸

زرِ مبادلہ
پاک و ہند سے :- چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

مدیر :- دوست محمد
مدیر معاون :- بشیر احمد سوز
ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے

قیمت فی پرچہ :- ۱۲ پیسے

جلد ۵۲	یوم چہار شنبہ مؤرخہ ۱۶ رمضان المبارک ـ مطابق ۲۰ جنوری ۱۹۶۵ء	نمبر ۳

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفیٰؐ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بر و شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲- کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۳- قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی
سب صحابہؓ اور ائمہ قابل احترام ہیں۔
۴- سب مجددؒ دین کا ماننا ضروری ہے۔
۵- اسلام تمام دنیا پر غالب ہو گا۔

بحرِ حکمت کے موتی

فجعل النّاس یجہرون بالتکبیر فقال النّبی صلی اللہ علیہ وسلم اربعوا علی انفسکم انکم لا تدعون اصمّ ولا غائبًا انکم تدعون سمیعًا بصیرًا وھو معکم والذی تدعونہ اقرب الی احدکم من عنق راحلتہ

(کتاب الدعا۔ بخاری۔ مسلم۔ ترمذی ابوداؤد۔ مالک ـ بحوالہ انتخاب صحاح ستہ)

ترجمہ :- لوگ اونچی آواز سے تکبیر پڑھ رہے تھے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (ادھر سے گذرے سنا اور) فرمایا آہستہ پڑھو کیونکہ تم کسی بہرے یا غیر حاضر شخص کو نہیں پکار رہے تم اسے پکار رہے ہو جو سنتا ہے اور دیکھتا ہے اور وہ تمہارے ساتھ ہے اور تم سے تمہاری سواری کے اونٹ کی گردن سے بھی زیادہ نزدیک ہے۔

نوٹ :- دعا اور اذکار نہایت متانت اور سنجیدگی سے ادا کرنے چاہیئے۔

قل ادعوا اللہ او ادعوا الرحمٰن ایًّا ما تدعوا فلہ الاسماء الحسنٰی ولا تجہر بصلاتک ولا تخافت بہا وابتغ بین ذالک سبیلًا ۰ ۱۷:۱۰۹

ہر کہ پوشیدہ بالو در سازد و برحمت آشکار نوازد
ہر کہ گیرد و رعہ بصدق بصفوہ از در و بام او بیارد قرب
(مسیح موعودؑ)

ترجمہ :- جو پوشیدہ طور پر تجھ سے تعلق پکڑتا ہے تیری رحمت کھلا کھلا اس پر مہربانی کرتی ہے۔ جو صدق اور اخلاص سے تیری چوکھٹ پکڑتا ہے۔ تو اسکے ...

ہمارا مُدعا صرف حضرت رسولِ کریم صلعم ہی کی نبوت قائم کرنا ہے

کلماتِ طیبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

یقیناً یاد رکھو اور خوب اچھی طرح سمجھ لو کہ کوئی شخص سچا مسلمان نہیں ہو سکتا اور آنحضرت صلعم کا حقیقی تبع نہیں کہلا سکتا جب تک آنحضرت صلعم کو خاتم النبیین یقین نہ کرے اور جب تک ان محدثات اور بدعات سے الگ نہ ہو جائے جو لوگوں نے اپنی اپنی ہوائے نفس سے ایجاد کر رکھی ہیں اور اپنے قول اور فعل سے حضرت نبی کریم صلعم کو خاتم النبیین مان لے شیخ سعدیؒ نے کیا اچھا کہا ہے:

بزہد و ورع کوش و صدق و صفا و لیکن میفزائے بر مصطفےٰ

ہمارا اصل مدعا جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہمارے دل میں جوش ڈالا ہے یہی ہے کہ صرف اور صرف حضرت رسول کریم کی ہی نبوت قائم کی جائے۔ جو ابد الآباد کے لئے خدا تعالیٰ نے قائم کی ہے۔ اور اس کے علاوہ تمام جھوٹی نبوتوں کو پاش پاش کر دیا جائے جو ان لوگوں نے اپنی بدعتوں کے ذریعہ سے قائم کی ہیں۔ ان ساری گدیوں کو جا کر دیکھ لو اور عملی طور پر مشاہدہ کر لو کہ کیا آنحضرتؐ کی ختم نبوت پر حقیقی طور پر ہم ایمان لاتے ہیں یا یہ لوگ۔ یہ نہایت ظلم اور شرارت کی بات ہے کہ ختم نبوت سے خدا تعالیٰ کا صرف اتنا منشاء قرار دیا جائے۔ کہ منہ سے ہی خاتم النبیین مانو اور کرتوتیں وہ کرو جو تم خود پسند کرو۔ اور اپنی ایک الگ شریعت بنالو۔ بغدادی نماز۔ معکوس نماز وغیرہ ایجاد کر رکھی ہیں۔ کیا حضرت نبی کریم صلعم یا قرآن شریف میں ان نمازوں و بدعات وغیرہ کا کہیں پتہ لگتا ہے۔ اسی طرح یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئًا للہ کہنا۔ کیا اس کا ثبوت کہیں قرآن میں ملتا ہے؟ آنحضرت صلعم کے وقت میں تو شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ موجود ہی نہ تھا۔ پھر یہ وظیفہ کس نے بتایا۔ سخت کرو۔ کیا شریعت اسلام کی پابندی اور التزام اسی کا نام ہے؟ اب تم خود ہی فیصلہ کر لو۔ کہ کیا ان باتوں کو مان کر اور ایسے اعمال دیکھ کر تم لوگ اس قابل ہو۔ کہ مجھے الزام دو کہ میں نے خاتم النبیین کی مہر کو توڑا ہے۔ اصل اور سچی بات یہی ہے کہ اگر تم اپنی مساجد میں اور اپنے اعمال میں ایسی ایسی بدعات کو داخل نہ کرتے اور حضرت خاتم النبیینؐ کی سچی نبوت پر ایمان لا کر آپ کے طرز عمل اور نقش قدم کو اپنا امام اور رہبر بنا کر چلتے تو پھر میرے آنے ہی کی کیا ضرورت ہوتی؟ تمہاری ان بدعتوں اور نئی نبوتوں نے ہی خدا تعالیٰ کی غیرت کو تحریک دی۔ کہ رسول اللہ کی چادر میں ایک شخص کو مبعوث کرے۔ جو ان جھوٹی نبوت کے بت کو توڑ کر نیست و نابود کرے۔ (ملفوظات)

(باقی بر صفحہ ۱۱)

مغربی افریقہ میں تبلیغ اسلام

میاں بشیر احمد صاحب منڈو کا مکتوب

یونیورسٹی آف نائیجیریا میں لیکچر

محبی و مشفقی ایڈیٹر صاحب پیغام صلح لاہور۔ پاکستان۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

جولائی کے مہینہ میں جب میں نائیجیریا کا دورہ کر رہا تھا تو یونیورسٹی آف نائیجیریا، این سُکا (N. SUKKA) کی ایجوکیشن فیکلٹی کے ڈین ڈاکٹر اے بی فافنوا نے یونیورسٹی میں لیکچر دینے کی مجھے دعوت دی تھی مگر یہ دعوت ایسے وقت میں ملی جب میں لیگوس واپس آنے کے لئے پا بہ رکاب تھا اس لئے افسوس ہے میں ان کی خواہش پوری نہ کر سکا۔ مگر میں نے اس بات کا تہیہ کیا ہوا تھا کہ اس کے بعد جب بھی مجھے مشرقی نائیجیریا کے دورہ کا موقعہ ملے گا تو میں سب سے پہلے این سُکا ہی کا رُخ کروں گا۔ چنانچہ نومبر میں مجھے یہ موقعہ مل گیا۔ اس مہینہ کی بیس تاریخ کو الحاج عبدالکریم لیگوڈا اور اپنی تبلیغی کلاس کے چار طالب علموں کی معیت میں لیگوس روانہ ہوا، بائیس تاریخ کو ہم این سُکا پہنچے۔ اسی دن یونیورسٹی کے ایک ہال میں جلسہ منعقد ہوا۔ اس کے بعد دوسرا جلسہ چھبیس تاریخ کی شب کو ہوا۔ میری اور الحاج لیگوڈا کی تقریریں ہوئیں۔ ڈاکٹر فافنوا صدر جلسہ تھے۔

یونیورسٹی کے مسلمان اور مسجد کی تعمیر

اس یونیورسٹی میں کل طلباء کی تعداد چوبیس سو ہے۔ ان میں سے مسلمان صرف اٹھائیس ہیں۔ ابھی ان میں سے ایک بھی نہیں اور نہ ہی ان میں کوئی ہوتا ہے، سب کے سب مغربی نائیجیریا کے ہیں۔ صرف دو مسلمان اُستاد ہیں، ایک ڈاکٹر فافنوا جو لیگوس کے رہنے والے ہیں اور دوسرے ڈاکٹر ایس۔ ایچ۔ زیڈ۔ نقوی جو پاکستانی ہیں جو یہاں ہیڈ آف دی ڈیپارٹمنٹ آف بوٹینی (BOTANY) ہیں، میں این سُکا میں ڈاکٹر نقوی کا مہمان رہا۔ ان دو مسلمان استادوں کا یونیورسٹی میں ہونا غنیمت ہے، دونوں مسلمانوں کے لئے دل میں درد رکھتے ہیں اور ان کی خدمت پر کمربستہ رہتے ہیں۔ ان کی کوشش سے ایک مسجد تعمیر کرنے کے لئے یونیورسٹی کی طرف سے انہیں زمین بھی ملی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ تعمیر کا کام بہت جلد شروع ہو جائے گا۔ سعودی عرب کی طرف سے انہیں اڑھائی ہزار روپیہ کا عطیہ ملا ہے۔ میری موجودگی میں ڈاکٹر نقوی کو یہ اطلاع ملی تھی کہ ہمارے پاکستان کے ہائی کمشنر صاحب بھی عنقریب انہیں چیک بھیجیں گے مگر کتنی رقم کا چیک ہوگا اس کا ذکر نہ تھا، امید ہے کہ دس ہزار پاؤنڈ جو انہیں مسجد کی تعمیر کے لئے درکار ہیں بہت جلد انہیں مہیا ہو جائیں گے۔

بھارتی اور عیسائی استاد

اس یونیورسٹی میں بارہ استاد بھارتی تھے۔ اب آٹھ... باقی رہ گئے ہیں۔ چار واپس وطن چلے گئے ہیں، یہ تقریباً سب کے سب بنگالی ہیں۔ صرف ایک سکھ پروفیسر ہیں، ان کی اہلیہ بھی ساتھ ہیں، اور وہ بھی ایک سکول میں پڑھاتی ہیں۔ ان تمام بھارتی پروفیسروں نے بھی اپنی ہمت اور توفیق کے مطابق مسجد کے چندے میں حصہ لیا ہے۔ بعض عیسائی استادوں اور طالب علموں نے بھی مدد کی ہے۔ رومن کیتھولکس کا ایک شاندار گرجا پہلے ہی سے موجود ہے، پروٹسٹنٹس کا گرجا زیرِ تعمیر ہے۔

تبلیغی طلباء

چوبیس نومبر کو ہم اینگو اور آکپوسی گئے۔ اپنے دو طالب علموں کو اپنے مبلغ مسٹر آغا عیسو صاحب کے سپرد کر دیا تھا تاکہ انہیں تبلیغ کا کچھ عملی تجربہ بھی ہو جائے۔ جنوری میں انہیں عربک کالج اِکیگی میں داخل کر دیا جائے گا۔ جنوری سے عیسو صاحب کی درخواست پر ان کی ایک لڑکی کو دینی اور عربی تعلیم کے لئے اسی کالج میں داخل کر دیں گے اور اس لڑکی نے تبلیغی خدمات سرانجام دینے میں دلچسپی ظاہر کی تو ہمارا ارادہ ہے کہ اُن کے سپرد یہ کام کر دیں اور اگر وہ مفید ثابت ہوئیں اور ہمارا تجربہ کامیاب رہا تو عورتوں کو بھی تبلیغ کے لئے باقاعدہ رکھنا شروع کر دیں گے۔ آکپوسی کی مسجد کی تعمیر انشاء اللہ تعالیٰ جنوری میں شروع ہو جائے گی۔

عملی مسلمان بنانے کی مشکلات

دائرہ اسلام میں کسی شخص کو لانا اتنا مشکل کام نہیں جتنا اس کے اعمال کو اسلامی اعتقادات کے مطابق ڈھالنا، اس کے لئے سب سے زیادہ ضروری چیز اسلامی ماحول کی ہے اور وہ یہاں بالکل مفقود ہے۔ مشرکوں اور عیسائیوں کی کثرت ہے، اور وہ بری طرح اپنی آبائی رسموں اور توہمات میں ابھی تک جکڑے ہوئے ہیں، دوسرے یہ جو شخص انہیں اللہ کی طرف بلاتا ہے اس کی اپنی کوتاہیاں اتنی ہیں کہ اس کی آواز میں اتنی تاثیر پیدا ہی نہیں ہو سکتی جو دلوں کی گہرائیوں تک اُتر جائے اور اثر کر جائے۔ اور مشرف بہ اسلام ہونے والوں کو ہر طرح کی قربانی کرنے پر آمادہ کر دے اگر کوئی ایسی مثال پیدا ہو جائے تو اس کی وجہ محض پروردگار کا فضل ہے اور اس شخص کا اپنا قلب سلیم ہے کسی کی کوششوں کا اس میں مطلق دخل نہیں،

لڑکی کی شادی کے متعلق ایک نومسلم کی قربانی

مشرقی نائیجیریا میں لڑکیوں کی شادی میں ان کی رضامندی کو مدِنظر نہیں رکھا جاتا بلکہ اس بات کا خیال کیا جاتا ہے کہ کون ان کی زیادہ سے زیادہ قیمت ادا کرنے پر تیار ہو جاتا ہے، حال ہی میں ہمارے ایک نومسلم بھائی آدم آکا نے اپنی ایک لڑکی کی شادی کا معاملہ ایک نوجوان سے اڑھائی سو پاؤنڈ پر طے کیا۔ لڑکی اور لڑکا دونوں تعلیم یافتہ ہیں۔ لڑکا لیگوس کے ایک سکول میں پڑھاتا ہے اور لڑکی آکپوسی کے کسی سکول میں استانی ہیں۔ لڑکے نے ڈیڑھ سو پاؤنڈ لڑکی کے باپ کو پیش کئے اور وعدہ کیا کہ باقی سو پاؤنڈ شادی کے بعد ادا کرے گا۔ باپ نے اصرار کیا کہ وہ پہلے دو سو پاؤنڈ ادا کرے اور باقی پچاس پونڈ بعد میں دیدے۔ لڑکے کے پاس چونکہ دو سو پاؤنڈ اس وقت موجود نہ تھے اس لئے وہ مایوس ہو کر واپس لیگوس چلا آیا اور یہاں پہنچ کر مجھ سے اس کا ذکر کیا۔ اب جو میں آکپوسی گیا تو لڑکی کے باپ آدم آکا صاحب سے بھی باتیں ہوئیں میں نے انہیں کہا کہ وہ اسلام کی عزت کا خیال رکھیں، اور اپنی بیٹی کی شادی بغیر کسی معاوضہ کے کریں، میں جانتا ہوں کہ یہ بہت مشکل کام ہے۔ روپیہ لینے سے انکار کرنے کے لئے بڑے حوصلہ کی ضرورت ہے مگر اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے سے مشکلات پر قابو پایا جا سکتا ہے۔ ہمارا فرض تو یہ ہے کہ بچوں کی فلاح و بہبود پر زیادہ سے زیادہ خرچ کریں اور ان کا سودا کرنا تو نہایت ہی بری بات ہے۔ میری باتیں سننے کے بعد وہ یہ کہہ کر رخصت ہو گئے کہ وہ سوچ کر جواب دیں گے۔ دوسرے دن وہ میرے پاس آئے اور کہا کہ انہوں نے طے کر لیا ہے کہ وہ اپنی لڑکی کا ہرگز کوئی معاوضہ نہیں لیں گے، ہمارے مبلغ عیسیٰ اکیکی نے کہا کہ وہ غالباً میری بات کو سمجھے نہیں، میں نے کہا کہ آپ اُن پر اپنی زبان میں میری بات اچھی طرح واضح کر دیں اور دیکھیں کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں۔ عیسیٰ اکیکی صاحب کی باتیں سننے کے بعد بھی آدم آکا صاحب نے اپنے عزم کا اظہار کیا، ان کے اس عزم کے اظہار سے مجھے بے حد خوشی ہوئی اور ان کی یہ بات میرے لئے ناقابلِ فراموش ہو گی۔ آدم آکا معمولی پڑھے لکھے آدمی ہیں اور مالی لحاظ سے بھی ان کی حالت اچھی نہیں مگر جو مثال انہوں نے قائم کی ہے وہ یہاں کے اچھے تعلیم یافتہ اور امیر آدمیوں کو شرمندہ کرنے کے لئے کافی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت اور خوف کے بغیر تعلیم بھی ایسے جذبات کی متحمل نہیں ہو سکتی۔

کالے اور گورے کا تفاوت

یہ بات میں نے یونیورسٹی آف نائیجیریا۔ این سُکا کے طالب علموں کو بھی کہی تھی کہ صحیح تعلیم وہ ہے جو ہمارے دلوں میں پاکیزگی اور ایک دوسرے کے لئے ہمدردی پیدا کرے، جو تعلیم اُن سے عاری ہے وہ ہمیشہ تباہی و بربادی کا موجب ہو گی میں نے کہا امریکہ کی طرف دیکھو وہ چاند پر کمندیں پھینک رہے ہیں مگر اپنے گھر میں چار سو برس سے فساد برپا کئے ہوئے ہیں ۱۷۷۶ء میں انہوں نے اپنی آزادی کا اعلان کیا اور آزادی کو انسان کا پیدائشی حق قرار دیا مگر آج بھی اس ملک کی حالت یہ ہے کہ وہ کالا آدمی بھی جس کے پاس چار مختلف مضامین میں پی ایچ ڈی کی ڈگریاں موجود ہیں ایک اَن پڑھ سفید آدمی سے مل کر ایک میز پر بیٹھنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ آدم آکا نے جو مثال قائم کی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی محبت کی وجہ سے کی ہے، ایک چیز ہے جو سلامتی اور امن کی ضامن ہو سکتی ہے۔ ۲۷ نومبر کی شب کو میں واپس لیگوس چلا آیا۔ ...

ہفت روزہ پیغام صلح ـــــ لاہور ـــــ مورخہ ۲۰ جنوری ۱۹۶۵ء

ایک قومی حادثہ

یہ خبر تمام جماعتوں میں نہایت رنج و افسوس کے ساتھ سنی جائے گی کہ ہمارے جماعت بغداد کے بزرگ سید تصدق حسین صاحب قادری طویل علالت کے بعد ۱۷ جنوری ۱۹۶۵ء کو اس عالم فانی سے عالم جاودانی کو رحلت فرما گئے۔ انّا للہ وانّا الیہ راجعون۔

سید صاحب مکرم جماعت احمدیہ کے ان مخلص اور مجاہد لوگوں میں سے تھے، جو بہت پیچھے آئے لیکن اپنی خدمات دینی اور مجاہدانہ کارناموں کی وجہ سے بہت سے لوگوں سے آگے نکل گئے۔ سید صاحب کی اصل سکونت بجا ونگر (ضلع بمبئی ہندوستان) کی تھی، جہاں سے ۱۹۱۷ء میں ای اینڈ ایم۔ کی ملازمت کے سلسلہ میں بصرہ اور پھر بغداد گئے، اور پھر وہیں کے ہو رہے، وہیں شادی کر لی اور کاروبار شروع کر دیا اپنے اثر و رسوخ اور قومی و دینی خدمات کی وجہ سے بغداد کی جمعیت الاسلامیہ کے ممبر ہو گئے۔ اور غیر منقسم ہندوستان کی مختلف تحریکات (جمعیۃ العلماء ہند کی ملکانہ راجپوتوں) کو ارتداد سے بچانے کی تحریک، ڈاکٹر کچلو کی تحریک تنظیم مساجد اور تحریک خلافت وغیرہ میں ہزاروں روپے جمع کر کے بھیجتے رہے۔ شروع میں سلسلہ قادریہ میں منسلک تھے مخالفین احمدیت کے لٹریچر کے مطالعہ کی وجہ سے سلسلہ احمدیہ سے طبیعت متنفر تھی، ۱۹۲۵ء میں جماعت احمدیہ لاہور سے تعلق رکھنے والے ایک صاحب سے ملاقات ہو گئی۔ ان سے بحث مباحثہ اور سلسلہ کا لٹریچر مطالعہ کرنے کے بعد حضرت مسیح موعود کی صداقت اور دعوے مجددیت کے قائل ہو گئے۔ پھر کچھ عرصہ کے لئے بعض واقعات نے توجہ کو پھیر دیا۔ لیکن تھوڑے ہی عرصہ بعد خیالات نے پھر پلٹا کھایا اور جماعت احمدیہ کے ہر دو فریق کی تحریرات کے مطالعہ سے یقین ہو گیا کہ سلسلہ احمدیہ برحق ہے اور اس کی صحیح نمائندگی اس وقت جماعت احمدیہ لاہور کر رہی ہے۔ اس بارہ میں بابو منظور الٰہی صاحب مرحوم کی تبلیغی مساعی اور خط و کتابت نے بڑا کام کیا، جس کے نتیجہ میں ۱۹۲۷ء میں حضرت امیر قوم مولینا محمد علی صاحب کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ عالیہ میں شامل ہو گئے۔

بیعت کے بعد کئی ایک ابتلاء آپ پر وارد ہوئے، اپنے حالات میں جو چند سال ہوئے پیغام صلح میں شائع ہوئے تھے۔ ان ابتلاؤں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"بیعت کے بعد مخالفت اکابرین زور پکڑ گئے جن میں خویش و اقارب بھی شامل تھے، کئی ایک ذاتی دشمنی پر بھی آمادہ ہو گئے، دوکان کا کاروبار خراب ہو گیا، سخت نقصان ہوا۔ چار سالہ بچہ بالکل اچھا بھلا تندرست خوبصورت ہونہار ہو کر بیمار پانچ روز میں وفات پا گیا۔ اس کی وفات پر میری ہمشیرہ نے جو اس وقت یہاں موجود تھیں کہا کہ بھائی! سلسلہ قادریہ کو چھوڑ کر احمدیت میں شامل ہونے کی وجہ سے یہ حادثہ پیش آیا ہے میں نے نہایت صبر سے انہیں جواب دیا کہ ایسا نہیں ہے یہ ابتلاء آتے ہیں احمدیت سارے ان سلسلوں کا نچوڑ ہے جو بزرگان دین نے اپنے اپنے زمانہ میں ارشاد و ہدایت کی خاطر قائم کئے تھے۔ حضرت غوث الاعظم قطب ربانی تو اپنے زمانہ کے مجدد تھے۔

ان ابتلاؤں کا سلسلہ تقریباً دو سال زیادہ عرصہ تک چلا ان مصائب سے سلسلہ کی صداقت کی جڑیں قلب کی گہرائیوں میں مضبوط ہوتی چلی گئیں اور تسکین قلب حاصل ہوئی، ساری دنیا کی خاک چھاننے کے بعد گوہر مقصود حاصل ہوا ؎

سب جہاں چھان چکے ساری دوکانیں دیکھیں
مئے عرفان کا یہی ایک ہی شیشہ نکلا"

وہ دن جاتے اور آج کا دن آئے اس بندۂ خدا نے اپنی ... زندگی کا کوئی لمحہ تبلیغ سے خالی نہیں جانے دیا، سلسلہ کے لٹریچر کی تقسیم، خط و کتابت، ذاتی ملاقاتوں میں احمدیت کا پیغام لوگوں کو پہنچانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی، یہاں تک کہ ۱۹۵۲ء میں بیمار ہو کر خانہ نشین ہو گئے۔ لیکن اس حالت میں بھی تبلیغ کا سلسلہ جاری رہا صاحب فراش ہو کر بھی بیماری کے سخت سے سخت حملوں میں بھی پیغام حق لوگوں کو پہنچانے میں ذرا نہ اکتاتے جس کا ذکر ان کی روزانہ ڈائری میں جو ہر ہفتہ عشرہ کے بعد دفتر انجمن میں موصول ہوتی رہی، بالتفصیل کیا جاتا تھا یہ ڈائری بھی جوان کی زندگی کی ایک اہم یادگار ہے، وہ پہلے خود لکھا کرتے تھے۔ پھر بیماری کی حالت میں اپنے جواں سال نواسہ سے لکھایا کرتے تھے۔ اپنے حالات میں سلسلہ تبلیغ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"طرز تبلیغ میں محمد منظور الٰہی صاحب مرحوم کی تقلید کی، بغداد، عراق، تمام ممالک عربیہ یورپ کے اکثر ممالک۔ ایشیا کے اکثر مدن، برصغیر ہندوستان کے اکثر و بیشتر شہر، گاؤں، دیہات میں سلسلہ اور اسلام کا لٹریچر بذریعہ پوسٹ بھیجتا رہا جہاں خط و کتابت کی ضرورت پڑی اس سے کام لیا غرضیکہ حضرت اقدس کے فرمان ؎

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج
جس کی فطرت نیک ہے وہ آئیگا انجام کار

اللہ کے فضل و کرم سے نتیجہ اچھا ہی نکلا، کہ ارسال کردہ لٹریچر کا شکار کراچی میں ابراہیم آدم سچوانی ہوا پہلا پمفلٹ ملنے پر فقیر کو بہت برا بھلا کہا، آخر سر تسلیم خم کر دیا۔ اس کے ایثار اور قربانیوں سے بزرگان سلسلہ واقف ہیں۔ بیروت میں ڈاکٹر مصطفیٰ خالدی، اور حبیبہ شعبان جیسی اہل علم شخصیتیں مل گئیں، مصر میں علمائے ازہر کے اکثر کبار العلماء کے نظریئے بدل گئے۔ اخبارات اور رسالہ جات میں احمدی علم کلام نظر آنے لگا، قاہرہ، بیروت بغداد میں حضرت سیدنا امیر مرحوم کی کئی ایک کتب کے تراجم ہوئے۔ اخبارات میں اکثر مضامین نکلتے رہے، یہ سلسلہ اب بھی باوجود پاکستان و مقامی مخالفت کے جاری ہے"

بغداد کی جماعت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"ایک مختصر سی جماعت قائم ہوئی، ان پچھلے چار پانچ سال کو چھوڑ کر دیکھئے۔ یہ جماعت ایثار و قربانی میں ہمیشہ پیش پیش رہی، مرکز کی ہر تحریک پر لبیک کہا پیغام صلح کے صفحات پر اس کا تفصیلاً ذکر آتا رہا ہے مرکز کی دو تین تحریکات تو ایسی ہیں جن میں خصوصاً سلور جوبلی جو ختم کر دی جا رہی تھی، لیکن بغداد کی عملی تائید نے اسے ختم ہونے سے بچا لیا اس کا ذکر میرے محبوب امیر مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خطبات اور تقاریر فرمایا ہے"

اس سے ظاہر ہے کہ قادری صاحب کا وجود بغداد میں ایک قطب کی حیثیت رکھتا تھا جس سے احمدیت کا نور (جو اسلام ہی کی اصل تصویر ہے) چاروں طرف پھیل رہا ہے اس مجاہد اسلام کی وفات ایک بہت بڑا قومی حادثہ ہے، جس پر جس قدر رنج و افسوس کیا جائے کم ہے لیکن ایک مومن کے لئے ایسے حادثات میں مشیت ایزدی کے آگے سر تسلیم خم کرنا اور صبر و شکر سے کام لینا ضروری ہے کہ اسی سے اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور برکات کا دروازہ کھلتا ہے۔

وبشر الصابرین الذین اذا اصابتھم مصیبۃ ... قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ اولئک علیھم صلوات من ربھم واولئک ھم المھتدون ۔

ہماری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے، اور بغداد میں سلسلہ کے لئے کوئی اور بہتر سامان کر دے۔ قادری صاحب کے پسماندگان [illegible]

اخبارِ احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ کی طرف سے تعزیت کا تار

—— قادری صاحب کی وفات کی اطلاع جماعت بغداد کے ایک معزز ممبر شیر گل صاحب نے ۱۷ جنوری کو بذریعہ تار دی، جس پر حضرت امیر ایدہ اللہ کی طرف سے ذیل کا تار قادری صاحب کے نواسہ سید حسام الدین صاحب کو دیا گیا:—

" آپ کے نانا کی وفات پر اپنی طرف سے
اور احمدیہ جماعت کی طرف سے دلی رنج و
افسوس کا اظہار کرتا ہوں"

صدر الدین

ولادت

—— محترم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب کے فرزند سلیم احمد صاحب کے ہاں ۹ جنوری ۱۹۶۵ء کو خدا تعالےٰ نے دوسرا فرزند عطا فرمایا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کی درخواست ہے کہ احباب بچے کے نیک و سعید بننے اور دین و دنیا میں کامیاب ہونے کی دعا فرماویں۔

عطیہ

—— وقار احمد عمر ۱۲ سال اور روحی عمر ۱۰ سال بچگان بیگم عبیداللہ سیالکوٹ چھاؤنی نے قرآن پاک پڑھ لیا ہے ان کی والدہ محترمہ نے اس خوشی میں دس روپے عطیہ اشاعت اسلام میں دیئے ہیں۔

سعید احمد۔ جنرل سیکرٹری

درخواست دُعا

گوجرانوالہ سے عبدالرزاق صاحب لکھتے ہیں

—— " میں اپنڈکس کے حملہ کی وجہ سے سول ہسپتال گوجرانوالہ میں ۲۴ دسمبر کو داخل ہو گیا۔ علاج جاری ہے۔ پہلے کی نسبت افاقہ ہے۔ لیکن بخار ہلکا سا رہتا ہے۔ سو خداوند پاک کے فضل سے امید ہے کہ آرام آجائے گا۔ میری بدقسمتی ہے کہ میں گولڈن جوبلی کے موقعہ پر نہ آسکا۔"

" حضرت امیر اور دیگر احباب سے عرض ہے کہ میرے لئے دعا کریں۔ والسلام

آپ کا بھائی۔ عبدالرزاق ریٹائرڈ انگلش ٹیچر
قلعہ دیدار سنگھ۔ گوجرانوالہ

خاندان گنائیاں بھدرواہ "کشمیر" کو صدمہ عظیم

—— گنائی خاندان بھدرواہ احمدی حلقوں میں محتاج تعارف نہیں۔ یہ خاندان خدا کے فضل و کرم سے ۱۹۰۷ء سے احمدیت کے ساتھ وابستہ ہے۔ اس عرصہ میں اس خاندان کے اندر بڑے مجاہد دین۔ پرہیزگار بزرگ پیدا ہوئے جن کا جذبۂ اسلام و احمدیت اب بھی لوگوں کو یاد ہے اور ان ہی بزرگوں کے علم و عمل کی برکت سے شجرِ احمدیت بھدرواہ

(باقی بر صفحہ ۱۰)

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی تقریب گولڈن جوبلی کی مختصر روئیداد (۲)

تقریب گولڈن جوبلی کا دوسرا اجلاس بروز ہفتہ مؤرخہ ۲۶ دسمبر ۱۹۶۴ء کو صبح ۹½ خانبہادر ڈاکٹر سعید احمد صاحب ستارہ خدمت کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ حافظ قاری محمد بوستان صاحب نے قرآن کریم کی تلاوت فرمائی۔ محمد صالح نور صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات پڑھ کر سنائے۔ مسٹر عبداللہ ایلاس از سوڈان (افریقہ) نے انگریزی میں تقریر فرمائی۔ جس کا ترجمہ صدر صاحب موصوف نے کیا۔ مسٹر عبداللہ ایلاس نے اپنی تقریر میں سوڈان میں آغاز اسلام، اشاعت اسلام اور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی تبلیغی مساعی پر روشنی ڈالی۔ مکمل تقریر کسی آئندہ اشاعت میں درج ہوگی

مسٹر عبداللہ ایلاس کی تقریر کے بعد معزز مندوب از جنوبی افریقہ مسٹر داؤد سیڈو نے انگریزی میں تقریر فرمائی۔ اور صدر صاحب موصوف نے ترجمہ کیا۔ معزز مقرر نے بھی جنوبی افریقہ میں دعوت اسلام اور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی خدمات دینیہ اور وہاں کی احمدیہ جماعت کی تبلیغی مساعی کا ذکر فرمایا۔ یہ تقریر بھی کسی آئندہ اشاعت میں ہدیۂ قارئین کرام کی جائے گی۔ مسٹر داؤد سیڈو کی تقریر کے بعد ملک محمد ظفراللہ خان صاحب نے صراطِ مستقیم کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ جس کا پورا متن اس ماہ کے ماہنامہ "روح اسلام" میں شائع کیا جا رہا ہے۔ ملک صاحب موصوف کے بعد مولانا عبدالمنان صاحب عمر نے تقریر فرمائی۔ آپ کی تقریر کا عنوان تھا "ادراک کے سرچشمے"۔ جسے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے ایک ٹریکٹ کی صورت میں چھپوایا ہے جو شعبۂ مفت اشاعت سے مل سکتا ہے۔ یہ تقریر پیغام صلح میں بھی شائع کی جائے گی۔

مولانا موصوف کی تقریر کے بعد مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی نے تقریر فرمائی۔ مولانا مکرم نے قرآن حکیم کی آیت کریمہ الکتاب العزیز الخ کی محققانہ تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ قرآن کریم، خدا تعالےٰ کی العزیز کتاب ہے۔ اور یہ یقینی بات ہے کہ یہ کتاب تمام ادیان اور ان کی کتب پر غالب آنے والی کتاب ہے۔ دلیل اس کی یہ ہے کہ یہ وہ کتاب ہے کہ اس پر کوئی کتاب حملہ نہیں کر سکتی اور نہ اس کی تعلیمات کو چیلنج کر سکتی ہے۔ نہ اس کے دلائل کو رد کر سکتی ہے۔ نہ آثار قدیمہ میں سے کوئی چیز اور نہ سائنس کی ہونے والی ایجادات قرآن کریم کی تعلیمات اور اس کی صداقت اور حقانیت کو جھٹلا سکتی ہیں اور نہ اس کی تردید کر سکتی ہیں۔

مولانا موصوف نے فرمایا کہ یہ علم و حکمت اور سائنس و فلسفہ سے معمور کتاب ہے جو ایک ایسے شخص پر وارد ہوئی جو بالکل اُمی تھا۔ پڑھنا لکھنا کچھ نہ جانتا تھا۔ اور ایسی جگہ نازل ہوئی جہاں کوئی تہذیب اور تمدن نہ تھا۔ جہاں کوئی یونیورسٹی اور درسگاہ نہ تھی۔ اور ایسے وقت میں نازل ہوئی جبکہ فلسفہ اور سائنس اور علم و حکمت کا آغاز بھی نہیں ہوا تھا۔ ایسے وقت میں اس علم و حکمت کی ابدی تعلیمات کا پیش کرنا ..... اس حقیقت کا پتہ دیتا ہے کہ یہ منجانب اللہ ہے اور دین و دنیا میں رحمت و برکت کا موجب ہے اور تمام ادیان پر غالب آنے والی ہے۔

مقرر موصوف کی پرمعارف تقریر کے بعد حضرت امیر قوم مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ نے حاضرین سے خطاب فرمایا آپکی تقریر پیغام صلح کے گذشتہ شمارہ میں شائع ہو چکی ہے۔ حضرت مولانا کی تحریک پر قوم نے چندہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ ——— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ کی تقریر کے بعد اجلاس ختم ہوا۔

۲½ بجے سہ پہر پروفیسر میاں محمد شریف صاحب ایم اے (کنٹیب) کی صدارت میں مجلس مذاکرہ منعقد ہوئی اور "مغرب میں اشاعت اسلام" کے موضوع پر تقاریر ہوئیں۔ کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ محمد اعظم صاحب علوی نے اپنا منظوم کلام پڑھ کر حاضرین کو محظوظ فرمایا۔ محترم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب مہتمم گولڈن جوبلی نے سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کے فرمودات پڑھ کر سنائے۔ جن میں حضرت صاحب نے مغرب میں اشاعت اسلام اور تبلیغ دین کے لئے بہت زور دیا ہے۔ بعد ازاں مندوب جرمنی مسٹر ورنر شلز کے جرمن نومسلم نے جرمن زبان میں تقریر فرمائی۔ جس کا ترجمہ ڈاکٹر نذیر الاسلام صاحب ایم اے پی ایچ ڈی نے سامعین کو سنایا۔ معزز مندوب نے سورہ الحمد کی تلاوت سے اپنی تقریر کا آغاز کرتے ہوئے اپنی قبولیت اسلام کی داستان بیان فرمائی اور دوران تقریر میں موجودہ عیسائیت کے غیر فطرتی و باطل عقائد اور اسلام کی صداقت اور حقانیت پر روشنی ڈالی۔ صاحب موصوف کی دلچسپ تقریر کا مکمل ترجمہ کسی آئندہ اشاعت میں درج کیا جائے گا۔

مسٹر ورنر شلز کے بیان کے بعد ڈاکٹر رفیع الدین صاحب ایم اے۔ پی۔ ایچ ڈی۔ ڈائرکٹر اقبال اکیڈمی کراچی۔ شیخ نصیر احمد صاحب ناصر سیکرٹری شعبۂ انسائیکلو پیڈیا آف پنجاب یونیورسٹی لاہور اور مولانا محمد یعقوب خان صاحب ایڈیٹر دی لائٹ و سابق امام ووکنگ شاہجہان مسجد انگلستان نے "مغرب میں اشاعت اسلام" کے موضوع پر مقالہ جات پڑھے اور تقاریر فرمائیں۔

(باقی ــــ باقی)

روزہ انسان کی قلبی طہارت اور بلندیٔ مرتبت کا موجب ہے

خطبہ جمعہ مورخہ ۸ جنوری ۱۹۶۵ء ۔ فرمودہ حضرت امیرِ قوم مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

یاایہا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون ۔۔۔ ان کنتم تعلمون ۔ شھر رمضان الذی انزل فیہ القراٰن ۔۔ لعلکم تشکرون ۔۔ (سورۃ البقرہ) ۔۔

روزہ کی غرض

فرمایا یاایہا الذین امنوا ۔ اے ہمارے ماننے والو ۔ جن لوگوں نے ہمارے ساتھ تعلق لگا لیا ہے اور جنہوں نے ہمارے پیغمبر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق لگا رکھا ہے ہم اس تعلق کی بنا پر ان لوگوں کو ان کی بہتری کے لئے ایک تلقین کرتے ہیں ۔ کتب علیکم الصیام ۔ تمہارے لئے روزہ رکھنا فرض قرار دیا گیا ہے ۔ یہ عبادت شاق ہے اس کے اندر جو فوائد ہیں ان کو مدِنظر رکھتے ہوئے یہ حکم دیا ہے ۔ مشقت کے بغیر کردار و اخلاق پرورش نہیں پاتے ۔ وہ لوگ جو تن آسان ہیں سستی کا شکار ہیں جن کے منہ میں کھانا دوڑ کر آ جاتا ہے ۔ ان کے کردار کی تعمیر نہیں ہوتی ۔ ان اللّٰہ مع الصابرین ۔ اگر میری نصرت چاہتے ہو تو استقلال اور محنت سے مشکلات کا مقابلہ کرو ۔ واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ مشکلات کے اندر صبر اور نماز سے خدا تعالیٰ کی مدد چاہو بعض نے صبر کے معنے روزہ کے لئے ہیں نماز اور روزہ کے ذریعہ تم اپنی مشکلات پر قادر ہو سکتے ہو اور مقصود و مطلوب پا سکتے ہو ۔

پہلی قوموں میں روزہ

اس عبادت شاقہ کو دلوں کے اندر نرم کرنے کے لئے بیان فرمایا ہے کہ اس روزہ اور عبادت شاقہ کی ایک تاریخ ہے جن جن اقوام میں انبیاءؑ اور رسولؑ آئے ۔ ان سب نے روزہ رکھا ہے ۔ معلوم ہوا کہ روزہ سنتِ انبیاءؑ میں سے ہے ۔ اور یہاں یہ بتانا بھی مقصود ہے کہ اسلام وہ دین ہے جو تمام پیغمبروںؑ کا دین ہے یعنے تمام انبیاءؑ کا دین ہے ۔ حضرت عیسےٰؑ نے بھی ایک بات اپنی قوم کو کہی جب ان کے مریدوں نے کہا کہ ہم بیماری کو اچھا نہیں کر سکتے تو انہوں نے کہا کہ تم ایمان کی کمی کے سبب سے بیماروں کو اچھا نہیں کر سکتے کیونکہ میں تم کو سچ کہتا ہوں کہ اگر تم میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہو تو تم اس ایمان کے طفیل پہاڑ کو اپنی جگہ سے ہٹا سکتے ہو ۔ اور یہ بیماریاں دور نہیں ہوتیں جب تک نماز اور روزہ سے قوتِ ایمانی کی تربیت نہ کی جائے ۔ عبادت اور روزہ سے ایمان کی تقویت ہوتی ہے نگو لازمی چیزیں ہیں یہ حضرت عیسےٰؑ کی تعلیم ہے ۔ جو شخص یہ تعلیم دیتا ہو کہ روزہ اور عبادت سے ایمان بڑھتا ہے ۔ اس کی طرف کفارہ کا عقیدہ منسوب کرنا مناسب نہیں ہے ۔ یہ بھی تعلیم حضرت عیسےٰؑ نے دی ہے کہ ریاکاری ہو تو روزہ قبول نہیں ہوتا ۔ ریاکاری تمہارے نزدیک نہ آئے اسی طرح تمام قوموں کی تاریخ میں کسی نہ کسی رنگ میں روزہ کی تعلیم پائی جاتی ہے ۔ ہمارے ہمسایہ ہندو بعض موقعوں پر برت رکھتے ہیں ۔ کوئی خطرناک حادثہ لاحق ہو جائے زلزلہ آ جائے ۔ ملک تباہ ہو جائے ایسے وقت میں لوگوں نے روزے رکھے ہیں ۔ کبھی کبھی لوگوں نے کہا ہے کہ دیوتا ناراض ہیں اس کو خوش کرنے کے لئے لوگ روزہ رکھتے ہیں کسی نے کہا کہ دیوتا کو خوش کرنے کے لئے اپنے عضو کو بیکار کر دو ۔ کسی نے کہا کہ اپنے نفس کو ختم کر دو

روزہ سے خدا کی ۔۔۔۔ ودیعت کردہ صفات کی نشو و نما ہوتی ہے

خدا تعالےٰ نے فرمایا لعلکم تتقون کہ روزہ کے فرض کرنے سے ہماری غرض انسان کو باخدا بنانا ہے نہ ہم ناراض ہیں اور نہ ہم چاہتے ہیں کہ لوگ بھوکے مر جائیں اور نہ یہ کہ قوتوں کو ختم کر دیا جائے ۔ ہمارے اندر جو قوتیں ودیعت کی گئی ہیں اُن کے اندر ایک توازن رکھا گیا ہے ۔ اسی توازن کی وجہ سے انسان مخلوق کا سردار ہے ۔ انسان کے اندر حرص بھی ہے درندگی بھی ہے ۔ بہیمیت و حیوانیت بھی پیدا کی گئی ہے ۔ انسان کے اندر اللہ تعالےٰ نے ہر قسم درندگی سلطنت اور فرشتہ پن بھی رکھا ہے ۔ اور فرمایا کہ ہم نے انسان کو اپنی شکل پر پیدا کیا ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ اپنی صفات خدا نے انسان کو بھی دے رکھی ہیں ۔ عبادت اور روزہ سے انہی صفات کا نشو و نما مقصود ہے ۔ فرمایا لعلکم تتقون ۔ خدا تعالےٰ تمہیں باخدا اور پرہیزگار بنانا چاہتا ہے ۔ طہارت نفس اور تزکیہ کے لئے مسلمانوں کو سال بھر میں ایک مہینہ کی مشقت کرائی جاتی ہے ۔ فرمایا کہ ایک مہینہ دن کو کھانا پینا چھوڑ دو تاکہ ضبطِ نفس کی عادت راسخ ہو جائے ۔ اور انسان کو تقویت حاصل ہو جائے کہ وہ اپنی خواہشات پر اور نفس پر غلبہ پا سکے ۔

یورپی قوموں کی حرص و ہوا اور حضرت عیسےٰؑ کی تعلیم

آج دنیا میں خواہشات کا دور دورہ ہے ۔ اور ان کی وجہ سے فسادات ہیں ۔ یورپ کا ایمان ہے کہ کالے رنگ کے انسان پر حکومت کرو ۔ ان پر تسلط جماؤ ۔ ان کے گاڑھے پسینہ کی کمائی چٹ کر جاؤ ۔ ان کا خام مال مہیا کر کے اپنے ملک میں لے جاؤ ۔ یہ حرص و ہوا ہے ۔ یورپ کی قومیں جو حضرت عیسےٰؑ کے متبعین میں سے ہیں وہ حرص و ہوا کی غلام ہیں ۔ حالانکہ حضرت عیسیٰؑ خدا انسان تھے وہ تو کہتے ہیں کہ خدا نہیں ملتا جب تک ساری دولت قربان نہ کر دی جائے ۔ جس طرح سوئی کے ناکہ میں اونٹ کا داخل ہونا مشکل و ناممکن ہے اسی طرح دولت مند کا جنت میں داخل ہونا مشکل ہے انہوں نے ایک مرید سے کہا ہے جنت میں داخل ہونا چاہتے ہو تو پہلے ساری دولت صرف کر دو ۔ عیسائی یورپ تو دولت کو خدا بنائے ہوئے ہے اور اس کی پوجا ہوتی ہے ۔ اہلِ یورپ لہو و لعب میں اور عیش و عشرت میں غرق ہیں اور ان کا نمونہ دنیا کو غرق کر رہا ہے ۔ پاکستان میں یورپ کا اثر موجود ہے ۔ مگر ان کی متبعین قومیں حرص و ہوا کے بندے بن چکے ہیں ۔ خواہشات کے شکار ہیں ۔ دولت و ثروت کے بندے ہیں ۔ یہ قومیں اپنے حرص و ہوا کی وجہ سے نہ ہندوستان کے خیر خواہ ہیں نہ پاکستان نہ ایران نہ انڈونیشیا کے وہ کسی کو نہیں چھوڑنا چاہتیں کس قدر بندرگاہیں ہیں جن پر اُن کا قبضہ ہے تاکہ ان کی تجارت و فروغ حاصل ہو ۔

میں نے لارڈوں کے گھر دیکھے ہیں ۔ ہندوستان میں جو راجوں مہاراجوں کی چیزیں تھیں وہ سب ان لارڈوں کے گھروں میں جمع ہیں ۔ کہا جاتا ہے ہزایکسی لنسی ہندوستان گئے تو ان کو بطور تحفہ فلاں راجہ نے فلاں مہاراجہ نے یہ چیزیں دیں ۔ لارڈ صاحب تو رشوت نہیں لیتے تھے ۔ لیکن لیڈی صاحبہ کا گھر ان چیزوں سے میوزیم اور نمائش گاہ بن گیا ۔ دنیا کی دولت لنڈن میں آ گئی ہے ۔ یہ حرص و ہوا ہے جس نے انہیں دنیا کی دولت سمیٹنے کے لئے مجبور کر رکھا ہے ۔ یہ لوگ روپے پیسے کے غلام بن گئے ہیں ۔ اس نے انہیں مجبور کر رکھا ہے کہ دوسری قوموں پر تسلط جمائیں اور ان کا مال کھائیں ۔

حرص و ہوا کے نقصانات

خدا تعالےٰ نے فرمایا روزہ سے مقصود انسان کو باخدا انسان بنانا ہے ۔ کوئی کام کرو خدا کو سامنے رکھو اپنے دلوں میں اس کی مخلوق کی خدمت کا جذبہ پیدا کرو ۔ ایک انجنیئر دس ہزار روپے رشوت لے کر ٹھیکیداروں کے بلوں پر دستخط کر دیتا ہے ۔ لیکن اس کا نتیجہ یہ ہے کہ کبھی پل ٹوٹ گیا ۔ کبھی سڑک خراب ہو گئی ۔ اس شخص کے دس ہزار روپیہ لینے سے مخلوق تباہ ہو گئی ۔ یہ تو دس ہزار روپے کی بات ہے ۔ ایک ایک لاکھ روپیہ لیا جاتا ہے ۔ یہ کیوں ؟ کیا وہ انجنیئر دس پھلکے کھاتا ہے نہیں وہ بھی دو تین پھلکے ہی کھاتا ہے ۔ لیکن اس کی حرص نے اسکو ذلیل کر رکھا ہے ۔ یہاں ایک رئیس زادہ تھے ۔ وہ انٹرنس پاس تھے اسکو گورنمنٹ نے سپرنٹنڈنٹ پولیس مقرر

کر دیا۔ ان کو ایک قتل کے کیس میں دس ہزار روپے ملے۔ رات بھر ان کو نیند نہ آئی۔ صبح وہ اُٹھے اور دس ہزار روپے لے جا کر واپس کر دیئے تو دل کو چین آگیا۔ ڈاکٹروں کا یہ حال ہے کہ اگر کسی کو زکام ہو گیا۔ تو پینے کی دوائی الگ، گلے کے اندر لگانے کی الگ اور گلے کے باہر لگانے کی دوائیں الگ ہیں، تو وہ مخلوق خدا کی خدمت کے لئے لیکن علاج معالجہ سے لوگوں کی جیبیں کاٹنے لگ جاتے ہیں الاّ ماشاء اللہ۔ میڈیکل کالج میں ایک دفعہ ڈاکٹر اقبال کی زیر صدارت جلسہ ہوا۔ مجھے لیکچر دینے کے لئے مدعو کیا گیا۔ میں نے کہا نوجوانو! آج تمہارا جذبہ ڈاکٹر بننے اور مخلوق خدا کی خدمت کرنے کا ہے۔ یہ جذبہ بہت مبارک ہے لیکن اگر تم نے یہ خیال کر رکھا ہو کہ ہم نے امیر بننا ہے تو یہ جذبہ مخلوق خدا کی کھال ادھیڑنے پر لگ جاتا ہے۔ مسلمان طبیب اس لئے مطب کرتا تھا کہ مخلوق خدا کی خدمت کروں، اس روایت کو نہ بھولنا۔ اسی طرح اگر جج رشوت لے لے۔ تو انصاف کہاں رہا۔ ایک جج تھا وہ کہا کرتا تھا کہ میں رشوت ملک سے ختم کر دوں گا۔ لیکن چور دروازے سے وہ خود دس ہزار روپیہ رشوت لے لیتا تھا۔ لیکن باہر شہرت ایسی کہ میں رشوت کو ملک سے دور کر دوں گا۔ اسی طرح سے جب پولیس کا آدمی رشوت لے لیتا ہے تو حفاظت اور امن دونوں ہی ختم ہو جاتے ہیں۔

خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم تمہیں باخدا بنانا چاہتے ہیں۔ وہ اس طرح کہ حرص و ہوا پر قابو پایا جائے اور نفس پر اختیار رکھا جائے کہ اس نے خدا کے حکم کے ماتحت چلنا ہے ہم جانور نہیں کہ جہاں جی چاہا منہ مار لیا۔ فرمایا جاھدوا اھواءکم۔ اپنی خواہشات کا مقابلہ کرو کہما تجاھدوا اعداءکم جس طرح سے تم اپنے دشمنوں کے مقابلہ کے لئے سینہ سپر ہوتے ہو۔

الھویٰ کے معنے

امام راغبؒ نے لکھا ہے کہ الھویٰ کے معنے گرنے کے ہیں الھوی لیھوی بصاحبہ الیٰ کل رذیلۃ فی الدنیا۔ حرص و ہوا کا بندہ دنیا کی معصیت میں گرفتار ہو جاتا ہے والی الھاویۃ فی الآخرۃ اور آخرت کا یہ حال ہے کہ اس کے لئے دوزخ ہے۔ چنانچہ اس انسان کو جو خلیفۃ اللہ ہے۔ اور جس کو خدا نے اپنی شکل پر پیدا کیا ہے اسکو بلند کرنے کے لئے ...... عبادت کرنا اور روزہ رکھنا تجویز کیا ہے۔

بین الاقوامی دین

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کی قوموں کے رہنما ہیں حضور کا دین بین الاقوامی دین (انٹرنیشنل ریلیجن ....) ہے۔ آج سے چودہ سو سال پیشتر ان کی بیماریوں کا علاج آپ نے کیا ہے۔ حضرت رسول کریم صلعم نے جب معاذؓ اور ابو عبیدہؓ کو یمن کا گورنر بنایا اس وقت وہاں کوئی کالج اور یونیورسٹی نہیں کہ علم سیاسیات سے انہیں بہرہ ور کیا جاتا۔ لیکن تعلیم ایسی دی جو بین الاقوامی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا لم تحکم

تم یمن جا رہے ہو وہاں حکومت کیسے کرو گے۔ انہوں نے کہا بکتاب اللہ۔ حضور کتاب اللہ یعنی قرآن کریم کی روشنی میں حکومت کروں گا۔ فرمایا فان لم تجد اگر تم کو کوئی ایسا امر پیش آئے جو قرآن کریم میں نہ پاؤ تو؟ تو انہوں نے جواب دیا السنۃ یعنی اس صورت میں سنت نبویؐ سے رہنمائی حاصل کروں گا۔ اگر حضور کوئی پیر ہوتے تو فرماتے بس کافی ہے اور درست ہے .... لیکن آپؐ تو باخدا انسان تھے۔ فرمایا کہ اگر تم کو میری سنت میں بھی کوئی مسئلہ نہ مل سکے تو پھر؟ معاذ نے جواب دیا تو پھر قرآن و سنت کی روشنی میں عقل سے مسائل کا استخراج اور اجتہاد کیا جائے گا۔ فرمایا ٹھیک ہے۔ اور دیکھو تم جہاں جا رہے ہو ان کے مال ہڑپ نہ کرنا۔ یہ ہے عالمگیر اور بین الاقوامی دین۔ آج جو بھی یورپ کا نوجوان آتا ہے اس کو اسسٹنٹ کمشنر بنا دیا جاتا ہے۔ وہ دولت کمانے کے لئے آتا ہے۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایاک وکرائم اموالھم۔ دیکھو ان کے اموال کی حفاظت کرنا۔ ان پر ظلم نہ کرنا اتق دعوۃ المظلوم۔ مظلوم کی بد دعا سے بچنا۔ فانہ لیس بینہ و بین اللہ حجاب کیونکہ اس کے اور خدا کے مابین کوئی چیز حائل نہیں ہو سکتی۔ ان کی آہ سیدھی خدا کے حضور پہنچتی ہے۔ کافر بھی مظلوم ہو تو اس کی پکار اور خدا کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہوتا۔ مسلمان کے خلاف کافر کی فریاد ہو تو وہ بھی خدا کے ہاں سنی جائے گی۔ مسلمان حاکم سزا یاب ہوگا۔ یہ پیغمبر ہے جس کو بین الاقوامی اور تمام دنیا کا پیغمبر کہا جائے گا۔

فتح مکہ کا ایک واقعہ

فتح مکہ کے دن کا واقعہ ہے حضرت رسول کریم صلعم ایک فاتح اور حاکم کی حیثیت سے داخل ہوئے۔ بیت اللہ کے چابی بردار عثمان بن طلحہؓ تھے۔ ان کے پاس چابی برداری کا منصب خاندانی چلا آتا تھا اسکو "سدانت" کہتے ہیں۔ یہ سدانت کا منصب بہت بڑی عزت اور رتبہ رکھتا تھا ان کی والدہ نے کہلا بھیجا کہ خبردار تم کسی کو چابی نہ دینا یہ عرب پٹھانوں اور راجپوتوں کی طرح بڑے ٹیڑھے ہوتے تھے مسلمانوں نے خیال کیا کہ یہ بڑی گستاخی ہے۔ حضرت علیؓ نے جا کر زبردستی یہ چابی چھین لی۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ میں جا کر نفل ادا کئے۔ یہ وہ موقعہ ہے جو میں بیان کرنے لگا ہوں۔ حضرت عباسؓ نے کہا کہ میرے پاس سقایت کا کام ہے یعنی حاجیوں کو پانی پلاتا ہوں یہ سدانت بھی میرے حوالے کر دی جائے لیکن حضورؐ نے اپنے چچا کی درخواست کو نظر انداز کر دیا اور گستاخ عثمان سے چابی نہ چھینی۔ فرمانے لگے یہ چابی عثمان بن طلحہ کے خاندان میں ہی رہے گی وہ کوئی ظالم ہوگا جو اس خاندان سے یہ رتبہ چھینے گا۔ یہ نفس پرستی ہوگی اور یہ طریق کار غیر قوموں پر حکومت کرنے کے آئین کے خلاف ہوگا کہ نیا حکمران لوگوں سے خواہ مخواہ ان کا منصب چھین لے۔ اس لئے آپ نے وہ چابی عثمان بن طلحہ کو واپس بھیجدی۔

نماز اور روزہ سے طہارت نفس

حضور نبی کریمؐ نے قوم کو بلند کرنے کے لئے یہ باتیں سکھائیں کہ تم باخدا ہو جاؤ۔ نمازیں مہذب بنانے کے لئے ہیں، نماز اور روزہ دونوں کا مقصد یہ ہے کہ تم خدا کی معصیت سے بچ جاؤ۔ مخلوق خدا کو نقصان پہنچانے سے رک جاؤ۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز طہارت اور پاکیزگی پیدا کرتی ہے فرمایا کہ تم میں سے کسی کے مکان کے سامنے دریا یا نہر بہتی ہو اور تم اس میں پانچ دفعہ غسل کرو تو کیا تمہارے بدن پر میل رہ جائے گی؟ صحابہ رضؓ نے عرض کیا نہیں فرمایا پانچ نمازوں کا یہی مقصد ہے کہ تمہاری روحانیت پاک و صاف ہو جائے اور کوئی گند اور خرابی باقی نہ رہ جائے۔ فرمایا من صام ایمانا و احتسابا۔ جس کسی نے ایمانداری کے ساتھ رضائے الٰہی کے لئے روزے رکھے غفر لہ ما تقدم من ذنبہ تو خدا تعالیٰ اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیتا ہے۔

۶۵ کروڑ مسلمانوں کا عمل

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بڑا احسان ہے ہم انسانوں پر، اس کا بدلہ ہم نہیں دے سکتے اس کی وجہ سے آج ۶۵ کروڑ مسلمان رمضان کی برکت سے خدا کے حضور راتوں کو اٹھ کر کھڑے ہوتے اور دن کو روزہ رکھتے ہیں۔ اس سے لوگوں میں نیکی۔ طہارت اور پاکیزگی کی تحریک ہوتی ہے ۶۵ کروڑ مسلمانوں کی جمعیت بہت بھاری طاقت ہے یہ دنیا کے لئے نمونہ ہو سکتے ہیں۔ وہ بالادست قوموں پر اپنی نیکی اور طہارت کا اثر ڈال سکتے ہیں۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ہم پر مہربانی کی ہے اس کا معاوضہ ہم نہیں چکا سکتے۔

رمضان میں نزول قرآن

ایک اور بات فرمائی۔ شھر رمضان الذی انزل فیہ القران۔ رمضان کے مہینہ کی برکات میں سے ایک یہ ہے کہ اس مہینہ میں قرآن کریم کا نزول شروع ہوا۔ اور پورے ۲۳ سال میں ختم ہوا۔ موقعہ و محل کے مطابق اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت آتی رہی تاکہ اس پر آسانی سے عمل ہو سکے۔ اگر ایک ہی دفعہ کتاب کی صورت میں پورے کا پورا قرآن اُترتا تو اس پر عمل نہ ہو سکتا۔ ۲۳ سال کے عرصہ میں قوم کا علم بڑھا اس کا عمل ترقی کر گیا اور اس کی تربیت ہوئی شریعت آہستہ آہستہ ۲۳ سال میں کامل ہوئی اور اس پر عمل جاری رہا۔ آج اس تعلیم کے زیر اثر ۶۵ کروڑ مسلمان ہیں جو بہت بڑی طاقت رکھتے ہیں۔ اس ماہ میں دن رات نوافل ادا ہوتے ہیں یا قرآن خوانی کی جاتی ہے تراویح پڑھی جاتی ہیں اور صدقہ خیرات کی جاتی ہے۔

قرآن کریم کا عطیہ کائنات سے بڑھکر ہے

سورج۔ قمر۔ ہوا اور زمین و آسمان کی دیگر قوتیں جیک

۶۵ بڑی نعمتیں ہیں یہ احسان ہیں انسان پر۔ لیکن سب سے بڑھکر نعمت جو خدا تعالیٰ نے عطا کی ہے [illegible] ان کے قلب کی غذا ہے اس کی وجہ سے [illegible] تسے۔ رمضان

مولانا شیخ عبد الرحمن صاحب مصری

اُمّت میں آنے والے مسیح اور مہدی کی مدّت قیام کے متعلق مختلف احادیث اور ان میں تطبیق

مسیح موعودؑ کے عرصہ قیام کے متعلق تین مختلف احادیث

امت میں آنے والے مسیح کے متعلق مشکوٰۃ کی حدیث میں جو یہ الفاظ وارد ہوئے ہیں ثم یموت و یدفن معی فی قبری فاقوم انا و عیسے بن مریم فی قبر واحد بین ابی بکر و عمر ان کی صحیح تشریح گذشتہ قسطوں میں کی جا چکی ہے اب حدیث کے الفاظ یمکث خمسا واربعین سنۃً یعنی وہ ۴۵ سال رہے گا کی تشریح پیش کی جاتی ہے۔ لیکن پیشتر اس کے کہ اس تشریح کو پیش کیا جائے یہ بتا دینا ضروری ہے کہ دنیا میں مسیح موعودؑ کے ٹھہرنے کی مدّت احادیث میں صرف ۴۵ سال ہی ذکر نہیں ایک سات سال اور دوسری ۴۰ سال کا عرصہ بتلاتی ہیں۔

شارحین حدیث کی تطبیق

شارحین حدیث کو ان تینوں مدتوں میں تطبیق دینے میں مشکلات پیش آئی ہیں۔ چونکہ یہ بزرگ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے زندہ آسمان پر اٹھائے جانے کے قائل تھے اور ساتھ ہی یہ عقیدہ بھی رکھتے تھے کہ آپ ۳۳ برس کی عمر میں آسمان پر اٹھائے گئے تھے (حالانکہ آپ کی عمر بعض احادیث میں ۱۲۰ اور بعض میں ۱۲۵ برس لکھی ہے) اس عقیدہ کی بناء پر انہوں نے یوں تطبیق دی ہے کہ ۳۳ برس آپ آسمان پر اٹھائے جانے سے قبل زمین پر رہے اور اپنی دوبارہ آمد کے وقت صرف ۷ برس زمین پر رہیں گے ان دونوں مدتوں کے مجموعہ کو مدّ نظر رکھتے ہوئے ایک حدیث میں ۴۰ برس کی مدّت بتلائی گئی ہے لیکن باوجود تطبیق کی یہ راہ نکالنے کے ۴۵ برس کی مدت کے متعلق پھر بھی یہ بزرگ کوئی تاویل پیش نہیں کر سکے سوائے اس کے کہ ۵ برس کسر کے اگر نظر انداز کر دیئے جائیں جو ایسے امور میں اکثر کر دیئے جاتے ہیں تو ۴۰ برس ہی رہ جاتے ہیں ورنہ ۴۰ برس والی حدیث چونکہ زیادہ صحیح ہے اس لئے اسے ہی ترجیح دی جائیگی اور ۴۵ برس کی مدّت کو ساقط الاعتبار قرار دینا پڑے گا۔

اس تاویل کا قابل قبول نہ ہونا

ان بزرگوں کی یہ تاویل دو وجوہ کی بناء پر قابل قبول نہیں ہو سکتی۔ ایک تو اس وجہ سے کہ یہ تینوں مدتیں ان کی دوبارہ آمد کے بعد کے عرصہ قیام کی تشاندہی کرتی ہیں۔ پہلی آمد کی ۳۳ برس والی عمر ان میں قطعاً شامل نہیں وہ بالکل خارج از بحث ہے دوسرے حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی وفات دلائل قطعیہ سے ثابت .... کر دی گئی ہے اس لئے ان کے دوبارہ دنیا میں آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا علاوہ ازیں احادیث سے ان کی عمر ۳۳ سال نہیں بلکہ ۱۲۰ یا ۱۲۵ برس ثابت ہوتی ہے اس لئے مندرجہ بالا تاویلیں کسی بھی عقلمند کو نہ اپیل کر سکتی ہیں اور نہ ہی اس کی تسلی کا موجب ہو سکتی ہیں۔

مہدی کے عرصہ قیام کے متعلق احادیث

واقعات سے جیسا کہ عنقریب ثابت کیا جائے گا اس امر کی کھلی تائید ملتی ہے کہ مسیح موعود کی پیشگوئی کے اصل مصداق یعنی حضرت مرزا صاحب پر یہ تینوں مدتیں واضح طور پر چسپاں ہوتی ہیں۔

لیکن اس کا ثبوت پیش کرنے سے قبل ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مہدی کے متعلق بھی مختلف احادیث میں جو مختلف مدتیں مذکور ہیں ان کا بھی ذکر کر دیا جائے حدیث لا مھدی الا عیسٰی سے صراحتاً اور دیگر احادیث سے اشارۃً یہ بات چونکہ پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ آخری زمانہ میں اُمّت کے مسیح اور مہدی درحقیقت دو الگ الگ شخصیتیں نہیں بلکہ ایک ہی شخصیت ہیں اسلئے ایک ہی ..... علیم ان امام کے .... مختلف حیثیتوں کی وجہ سے دو مختلف لقب مسیح اور مہدی کے دیئے گئے ہیں اس لئے مہدی کے متعلق بھی جو مختلف مدتیں احادیث میں بیان کی گئی ہیں وہ تمام کی تمام مسیح کے متعلق بھی تسلیم کرنی پڑیں گی۔

حضرت مرزا صاحب کا ان احادیث کا مصداق ہونا ضروری ہے

حضرت مرزا صاحب کا چونکہ دعوٰے ہی تھا کہ اس امت کو جس مسیح اور مہدی کا وعدہ دیا گیا ہے وہ میں ہی ہوں اس لئے ان تمام مدتوں کا کسی نہ کسی اعتبار سے آپ کے وجود پر چسپاں ہونا ضروری ہے اور حضرت مرزا صاحب کے دعوے کی صداقت پر منجملہ اور دلائل کے یہ بھی ایک زبردست دلیل ہے کہ احادیث میں مسیح اور مہدی کے متعلق بیان کردہ تمام مدتیں کسی نہ کسی اعتبار سے حضور پر چسپاں ہو گئی ہیں ورنہ ایک جھوٹے مدعی کے وجود میں ان مختلف مدتوں کا پورا ہونا ناممکن تھا۔

مہدی کے متعلق مختلف مدتیں

مہدی کے متعلق احادیث میں مندرجہ ذیل مدتیں یعنی ۵ سال سے لے کر ۹ برس تک کی مدتیں مذکور ہیں (یعنی ۵ - ۷ - ۸ - ۹ برس) اور بعض احادیث میں ۷ سال اور چند ماہ اور ایک حدیث میں ۲۰ سال اور ایک حدیث میں ۲۵ سال اور ایک حدیث میں ۲۴ سال اور ایک میں ۳۰ سال اور بعض میں ۴۰ سال۔

دو مدتوں میں توارد

۷ اور ۴۰ سال کی مدت تو مسیح کی مدت ۷ اور ۴۰ سال کے ساتھ توارد رکھتی ہے اور یہ توارد بھی مسیح اور مہدی کے ایک ہی شخص ہونے پر واضح دلیل ہے۔

نواب صدیق حسن خان صاحب نے ان تمام احادیث کو اپنی مشہور کتاب حجج الکرامہ کے صفحہ ۳۸۰ و صفحہ ۳۸۱ پر جمع کر دیا ہے۔

علامہ ابن حجر مکی کا قول اور آنحضرت صلعم کی نظر کشفی کی گہرائی۔

احادیث میں ان مختلف اقوال میں تطبیق کا مشکل پیش آئی ہے لیکن علامہ ابن حجر مکی نے ان تمام مختلف اوقات میں تطبیق دینے کی ایک راہ ہم کو بتلائی ہے جو نہایت ہی معقول اور واضح راہ ہے اور جس راہ کو اختیار کرنے سے ان تمام مختلف احادیث کی اگر ایک طرف سچائی ظاہر ہو جاتی ہے تو دوسری طرف حضرت نبی کریم صلعم کی قوت کشفیہ کی صفائی بھی واضح ہو جاتی ہے اور مسلمانوں کا اس بات پر ایمان علیٰ وجہ البصیرت قائم ہو جاتا ہے کہ آنحضور صلعم کی کشفی نظر کس قدر تیز تھی کہ ۱۳۰۰ برس بعد پیدا ہونے والے مسیح اور مہدی کے زمانہ کے باریک در باریک واقعات بھی آنجناب صلعم کی نظر کشفی سے اوجھل نہیں رہ سکے پس حضرت نبی کریم صلعم کی نظر کشفی کی تیزی اور باریکی کے ثابت ہونے کے ساتھ ہی سیدنا حضرت اقدس مرزا صاحب کی صداقت بھی اظہر من الشمس ہو جاتی ہے۔

علامہ ابن حجر کی راہ تطبیق

اب ذیل میں اس راہ کو بیان کیا جاتا ہے جسے علامہ ابن حجر مکی نے ان احادیث کی تطبیق میں اختیار کیا ہے اسے نواب صدیق حسن خان صاحب نے حجج الکرامہ کے صفحہ ۳۸۱ پر مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کیا ہے:-

"ابن حجر مکی در قول مختصر گفتہ ممکن است جمع بر تقدیر صحت کل بایں طریق کہ ملک او متفاوت الظہور و اقل محمول است بر غایت ظہور و اوسط بر وسط انتھی"

یعنی علامہ ابن حجر مکی نے کہا ہے کہ ان تمام بظاہر مختلف احادیث کو صحیح تسلیم کرتے ہوئے ان میں تطبیق اس طرح

دی جاسکتی ہے کہ مہدی کی حکومت کے ظہور اور قوت میں تفاوت ہوگا یعنی ساری مدت ان کی حکومت کی ایک جیسی ظاہرا اور باہر قوت والی نہیں ہوگی بعض کچھ عرصہ کم قوت اور کم ظہور والا ہوگا اور کچھ عرصہ زیادہ قوت اور زیادہ ظہور والا ہوگا چنانچہ آپ نے ان الفاظ کی تشریح وہ ان الفاظ میں فرماتے ہیں یعنے سب سے زیادہ مدت جو احادیث میں بیان کی گئی ہے وہ ان کی حکومت کی مدت کے لحاظ سے ہے اور کم سے کم جو مدت احادیث میں بیان کی گئی ہے وہ ان کی حکومت کے انتہائی ظہور پر دلالت کرتی ہے اور باقی درمیانی مدتیں اوسط درجہ کے ظہور پر دلالت کرتی ہیں

نواب صدیق حسن خانصاحب کی رائے

نواب صاحب نے علامہ ابن حجر مکی کے قول کو نقل کرنے کے بعد اپنی رائے بھی یہی ظاہر کی ہے کہ ان احادیث میں سے بعض کو رد کرنے اور بعض کو قبول کرنے کی بجائے تطبیق کی اس راہ کو اختیار کرنا بہتر ہے پھر ان تمام اقوال کو چسپاں کرکے دکھلانے کی کوشش بھی کی ہے اور اس طرح کہ مہدی کے زمانہ کے مختلف واقعات کو احادیث میں بیان کردہ مختلف اوقات میں وقوع میں آنا بتلایا ہے یعنے مسیح موعود اور مہدی معہود کے زمانہ میں پیش آنے والے جو واقعات ان کو احادیث میں نظر آئے ان میں سے ہر واقعہ کے متعلق بتلایا ہے کہ وہ فلاں مدت میں ظہور پذیر ہوگا اگرچہ یہ تفصیل محض ان کے قیاس پر مبنی ہے اور ضروری نہیں کہ ان کا قیاس درست بھی ہو لیکن ان کی یہ کوشش ہماری اس طرف ضرور رہنمائی کرتی ہے کہ مختلف زمانے مختلف واقعات کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اور اگر سیدنا حضرت مرزا صاحب کی زندگی میں پیش آمدہ واقعات اور ان زمانوں میں مطابقت پائی جائے تو ماننا پڑے گا کہ سیدنا حضرت مرزا صاحب کا منجانب اللہ ہونے کا دعویٰ مسیحیت اور مہدویت راستبازی پر مبنی تھا۔

دو مختلف نظریے

سیدنا حضرت مرزا صاحب کی زندگی کے واقعات پر ان احادیث کو چسپاں کرنے سے قبل یہ بتلا دینا بھی ضروری ہے کہ علامہ ابن حجر مکی اور نواب صدیق حسن خانصاحب نے ان احادیث میں تطبیق کی جو راہ اختیار کی ہے اس کی بنیاد ان کے اس عقیدہ پر ہے کہ آنے والا مسیح اور مہدی بادشاہ بن کر دنیا میں آئے گا اور ظاہری حکومت کا مالک ہوگا اور پیشگوئیوں کے مصداق کے ظہور سے قبل اس قسم کی غلط فہمیوں میں قومیں ہمیشہ مبتلا چلی آئی ہیں مثلاً یہود نے حضرت عیسٰے علیہ السلام اور حضرت نبی کریم صلعم کے ظہور کے متعلق اپنی کتابوں کی پیشگوئیوں کی بناء پر جو نقشہ اپنے ذہنوں میں کھینچا ہوا تھا ان دونوں بزرگ نبیوں کا ظہور اس نقشہ کے مطابق نہ ہوا جنہیں کو پورا ہوتا نہ دیکھ کر اس قوم کو ٹھوکر لگی اور یہ قوم قبول کرنے کی نعمت سے محروم ہو گئی، اسی طرح عیسائیوں نے بھی حضرت نبی کریم صلعم کے ظہور کے متعلق جو نقشہ اپنے ذہنوں میں جمایا ہوا تھا آنحضرت صلعم اس نقشہ کے مطابق ظاہر نہ ہوئے جس کی وجہ سے انہوں نے آپ کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اسی طرح مسلمانوں نے بھی آنے والے مسیح اور مہدی کے متعلق یہ سمجھا ہوا تھا کہ وہ ظاہری بادشاہت کا مالک ہوگا اور ظاہری ملکوں کو فتح کرے گا۔ حالانکہ اگر یہ لوگ قرآن کریم اور احادیث پر گہرے غور کی نظر ڈالتے تو ان پر واضح ہو جاتا کہ ان میں آنے والے مسیح اور مہدی کے متعلق جس بادشاہت کا ذکر آیا ہے وہ مادی اور جسمانی بادشاہت نہیں بلکہ روحانی بادشاہت ہے جیسی کہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کو حاصل تھی اور جیسا کہ مسلم کی صحیح حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالےٰ مسیح کو وحی کرے گا کہ ہم نے ایسے بندے نکالے ہیں جن کے مقابلہ کی کسی کو طاقت نہیں اس لئے میرے بندوں کو طور کی پناہ میں لے جاؤ جس کے معنے صاف ہیں کہ ان بندوں کا سیف سے مقابلہ کرنے کی بجائے الٰہی تجلیوں اور دعاؤں اور آسمانی تائیدوں کے ذریعہ ان کا مقابلہ کرو اور اپنے ساتھیوں کو بھی انہی ذرائع سے مقابلہ کرنے کی ہدایت کرو۔

سیدنا حضرت مرزا صاحب کے وجود میں ان احادیث کا پورا ہونا۔

مندرجہ بالا بیان سے جب یہ ثابت ہو گیا کہ آنے والا مسیح اور مہدی روحانی سلطنت کا حکمران ہوگا تو ماننا پڑیگا کہ احادیث میں بیان کردہ مدتیں اسی اعتبار سے چسپاں ہوں گی .... اور اس کام کے لئے طریق وہی اختیار کیا جائے گا جو علامہ ابن حجر مکی اور نواب صدیق حسن خانصاحب نے اختیار کیا ہے کیونکہ اصولی طور پر ان کا بیان کردہ طریق میرے نزدیک بھی بالکل درست ہے۔

۴۵ سال کا عرصہ کس طرح چسپاں ہوتا ہے

احادیث میں سب سے طویل مدت ۴۵ سال کی بیان کی گئی ہے علامہ ابن حجر مکی کہتے ہیں کہ سب سے طویل مدت اس کے ملک کی کل مدت ہے اب ہم دیکھتے ہیں کہ ماموریت من اللہ کی روحانی بادشاہت کی مدت کا آغاز کس وقت سے ہوتا ہے اس بارے میں حضرت نبی کریم صلعم کی زندگی ہمارے لئے مشعل راہ کا کام دیتی ہے آنحضور صلعم کی رسالت کا آغاز سچے خوابوں سے ہوا جس سے ثابت ہوا کہ ماموریت کی ابتداء خوابوں سے ہوتی ہے۔ اب ہم اس اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے جب سیدنا حضرت مرزا صاحب کی زندگی پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں صاف نظر آتا ہے کہ ان کے خوابوں کا سلسلہ تقریباً ۱۸۶۲ء سے شروع ہوتا ہے۔ پس اس لحاظ سے ان کی وفات کے سال یعنی ۱۹۰۸ء تک ۴۵ سال بنتے ہیں اور یہ عرصہ اُن کے روحانی سلطنت کے مالک ہونے کا طویل عرصہ ہے۔

۴۰ سال کا عرصہ کس طرح چسپاں ہوتا ہے۔

دوسرا عرصہ مسیح اور مہدی دونوں کے لئے احادیث میں ۴۰ سال بیان کیا گیا ہے ظاہر ہے کہ سچے خوابوں کے بعد قرب الٰہی میں ترقی پر دلالت کرنیوالا زمانہ الہامات سے شروع ہوتا ہے چنانچہ ۱۸۶۸ء میں حضور کو چند الہامات ہوئے جو بعض تو اسی وقت پورے ہو گئے اور بعض بعد میں آہستہ آہستہ پورے ہوتے رہے کیونکہ ان کا تعلق آئندہ زمانوں کے ساتھ تھا پس سلسلہ الہامات کی ابتداء سے لے کر وفات تک کا عرصہ پورے ۴۰ سال کا بنتا ہے۔

۳۰ سال کا عرصہ کس طرح چسپاں ہوتا ہے

دنیا جانتی ہے کہ حضور کی کتاب براہین احمدیہ نے مذہبی دنیا میں کس قدر عظیم الشان انقلاب پیدا کر دیا تھا اور اسلام کی عظمت اور برتری کو دیگر ادیان پر کس صفائی سے ثابت کر دیا تھا اور مسلمانوں کے دلوں سے احساس کمتری کو ختم کرکے احساس برتری پیدا کر دیا تھا مخلوق کے علاوہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک بھی قبولیت کا جو شرف اس کتاب کو حاصل ہوا اس کے متعلق بھی الہامات حضور پر ۱۸۷۹ء میں نازل ہوئے اس وقت سے لے کر وفات تک پورے ۳۰ سال بنتے ہیں گو اس عرصہ میں اور بھی الہامات ہوئے لیکن اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے صرف براہین احمدیہ کے متعلق الہام کا ہی ذکر کیا ہے۔ اسی طرح ۱۸۷۶ء میں حضور کے والد صاحب کی وفات ہوئی ان کی وفات پر حضور کو الہام ہوا اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ اس الہام میں اللہ تعالےٰ نے حضور کو آپ کے رزق کے ہمیشہ کے لئے کفیل ہونے کی بشارت دی اور یہ بڑی اہم بشارت تھی جو وفات تک نمایاں طور پر پوری ہوئی، اس کا زمانہ بھی معمولی سی کسر کو نظرانداز کرتے ہوئے ۳۰ سال ہی بنتا ہے۔

۲۵-اور ۲۴ سال کس طرح چسپاں ہوتے ہیں

۱۸۸۳ء میں حضور کو دکھلایا گیا کہ ایک فرشتہ حضور کی طرف اشارہ کرکے کہتا ہے کہ هٰذَا رَجُلٌ یُحِبُّ رَسُوْلَ اللّٰہِ جس میں بتایا گیا کہ اس زمانہ میں ماموریت پر فائز ہونے کے لئے شرط اعظم محبت رسول اللہ صلعم ہے گویا حضور کو مامور بنانے کی تیاری آسمان پر شروع ہو گئی اس عظیم الشان اور اہم الہام سے لے کر وفات تک پورے ۲۵ سال بنتے ہیں۔ اس بشارت کے بعد آپ کو مجددیت کے عہدہ پر فائز کیا جاتا ہے جس کا اعلان حضور نے ۱۸۸۵ء میں کیا اس اعتبار سے حضور کا عرصہ ماموریت ۲۴ سال بنتا ہے۔ میں صرف انہی الہامات کو پیش کر رہا ہوں جن کا تعلق اہم واقعات سے ہے۔

۲۰ سال یا ۱۹ سال اور چند ماہ کا عرصہ کس طرح چسپاں ہوتا ہے۔

باوجود دعوٰے مجددیت کے حضور نے سلسلہ

(باقی بر صفحہ ۱۵)

تحقیقاتی عدالت میں

خلیفہ صاحب ربوہ کے بیان پر تبصرہ

بسلسلہ اشاعت گذشتہ

الٰہی بخش صاحب راولپنڈی

سوال ۲۳ از عدالت:-

کیا ۱۸۹۱ء سے پہلے حضرت مرزا صاحب نے بار بار نہیں کہا تھا کہ وہ نبی نہیں ہیں اور یہ کہ ان کی وحی وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت ہے۔

جواب: از میاں صاحب

انہوں نے ۱۹۰۰ء میں لکھا تھا کہ اس وقت ان کا خیال تھا کہ ایک شخص صرف اس صورت میں ہی نبی ہو سکتا ہے کہ وہ کوئی نئی شریعت لائے لیکن اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ انہیں بتلایا کہ نبی ہونے کیلئے شریعت لانا ضروری شرط نہیں اور یہ کہ ایک شخص نئی شریعت لائے بغیر بھی نبی ہو سکتا ہے۔

تبصرہ (بسلسلہ اشاعت گذشتہ):-

اس سے قبل اسکو نادان مسلمانوں کا عقیدہ بتا دیا تھا حضرت مرزا صاحب کی وفات کے بعد مخالف علماء کے ہمنوا ہو کر ادعائے نبوت منسوب کر کے خلیفہ صاحب خود ان پر جھوٹا الزام لگاتے ہیں۔ اس کے ثبوت میں ہم خلیفہ صاحب کی تحریر اور مخالف علماء کے فتوے کی عبارت نقل کرتے ہیں۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جس سے واضح ہو جاوے گا کہ ان میں کس مطابقت ہے اور حضرت مسیح موعود کے متعلق عقیدہ وضع کرنے میں ان کے مخالف اور موافق یعنی منکرین اور متبعین میں کس قدر مشابہت اور مماثلت پائی جاتی ہے۔

میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان حقیقۃ النبوۃ ص ۱۲۴ پر لکھتے ہیں۔	مخالف علماء کا فتویٰ کفر از صفحہ ۷۶ تا ۷۷
حضرت مسیح موعود چونکہ نبی کی تعریف یہ خیال کرتے تھے کہ نبی وہ ہوتا ہے جو نئی شریعت لائے یا بعض احکام منسوخ کرے یا بلاواسطہ نبی ہو اس لئے باوجود اس کے کہ وہ سب شرائط جو نبی کے لئے واقع میں ضروری ہیں آپ میں پائی جاتی تھیں۔ آپ نبی کا نام اختیار کرنے سے انکار کرتے رہے اور گویا ان ساری باتوں کا دعوےٰ کرتے رہے جن کے پائے جانے سے کوئی شخص نبی ہو جاتا ہے۔۔ ۔۔۔۔ لیکن نہیں جانتے تھے کہ میں دعوے کی کیفیت تو وہ بیان کرتا ہوں جو نبیوں کے سوا کسی میں پائی نہیں جاتیں اور نبی ہونے سے انکار کرتا ہوں۔	اس الزام کے جواب میں شاید قادیانی یا اس کے حواری یہ عذر پیش کریں اول یہ کہ ہر چند قادیانی نے جس نبوت کا دعوےٰ کیا ہے مگر اس کے ساتھ یہ بھی کہہ دیا ہے کہ اس نبوت کا دوسرا نام محدثیت ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نبوت کے دعوے سے محدثیت کا دعوےٰ مراد ہے نہ حقیقتاً اور معناً نبی ہونیکا دعوےٰ ۔۔۔۔۔ جواب یہ ہے کہ اگرچہ قادیانی نے یہ بات کہدی ہے کہ جس نبوت کا اس کو دعوےٰ ہے اور اس کا دروازہ قیامت تک کھلا رہے گا اس کا دوسرا نام محدثیت ہے اور اسی ۔۔۔۔ کا وہ مدعی ہے مگر ساتھ ہی اس نے اس نے محدثیت کے معنے ایسے بیان کئے ہیں اور اسکی ۔۔۔۔۔ ایسی تشریح کر دی ہے کہ بجز نبوت کچھ مراد نہیں ہو سکتا

ان حوالجات سے یہ بات واضح ہو جائے گی کہ مخالف علماء نے پہلے اور خلیفہ قادیان نے بعد میں یکساں وجوہ کی بناء پر حضرت مرزا صاحب کی طرف دعوے نبوت منسوب کیا ایک نے کہا کہ محدثیت کا مدعی ہے مگر اس کی ایسی تشریح کر دی ہے کہ بجز نبوت کے کچھ اور مراد نہیں ہو سکتا۔ اور دوسرے نے لکھا کہ دعوے کی وہ کیفیت بیان کرتے ہیں جو نبیوں کے سوا کسی میں پائی نہیں جاتی مگر نبی ہونے سے انکار کرتے ہیں۔ یہ ایک اعجازی توارد ہے۔ ورنہ خلیفہ صاحب کی اگر فتوی کفر کی عبارت یاد ہوتی تو وہ کچھ مختلف وجوہات تلاش کرتے لیکن مخالف علماء نے تو حضرت مرزا صاحب کی زندگی میں ہی ان پر دعوے نبوت کا الزام لگایا جس کو حضرت اقدس نے سراسر افتراء اور صریح کذب قرار دیا تھا مگر ان کی وفات کے بعد اگر خلیفہ صاحب انہی وجوہات کی بناء پر وہی الزام دہرائیں تو لازماً وہ بھی صریح کذب ہوگا جس سے مخالف اور نام کی موافق میں مشابہت ثابت ہوتی ہے۔ جس طرح یہود نے حضرت مسیح کی زندگی میں جو الزام لگایا تھا نصاریٰ نے ان کی وفات کے بعد وہی الزام لگایا۔ اسی طرح حضرت مرزا صاحب کا واقعہ ہے کہ مخالفین نے جو الزام ان کی زندگی میں لگایا مریدین نے ان کی وفات کے بعد وہی الزام دہرایا مگر حضرت مرزا صاحب اپنی زندگی میں مخالفین کو ۔۔۔۔۔۔ کا فر اور کاذب قرار دے چکے ہیں تو موافقین کے لئے جو منطقی نتیجہ نکل سکتا ہے وہ ربوی حضرات خود نکال لیں اور ہمیں معاف رکھیں اگر ہم اس نتیجہ کا مطالبہ اور تقاضا بھی کریں۔

پھر یہ بھی ایک تصرف خداوندی ہے کہ مخالف علماء اپنے فتوے کفر کی عبارت کو خود "اس الزام" کے الفاظ سے شروع کرتے ہیں یعنی ان کا فتوے فی الحقیقت ایک الزام بے حقیقت ہیں۔ ہذا اگر خلیفہ صاحب کی تحریر بالا کو غور سے دیکھا جائے تو وہ بھی بے بنیاد الزام بے حقیقت ہیں کیونکہ بقول خلیفہ صاحب حضرت مرزا صاحب ان ساری باتوں کا دعوے کرتے رہے جن کے پائے جانے سے ایک شخص نبی ہو جاتا ہے مگر ان کو نبی کی شرائط خیال نہ کر کے نبی ہونے سے انکار کرتے رہے حالانکہ مخالف علماء نے اپنے فتوے میں توجہ بھی دلائی کہ آپ کا دعوے تو نبوت کا ہے مگر نبی ہونے سے انکار کرتے ہو۔ لیکن حضرت نے خدا سے علم پاکر علماء کی بات کو سراسر افتراء اور کذب قرار دیا تو یہی فتوے خلیفہ صاحب کے لئے بھی مقدر ہے جو حضرت اقدس کی طرف یہ الزام لگاتے ہیں کہ وہ خدا تعالےٰ سے وحی اور الہام پاکر بھی اپنے خیال کی بناء پر نبی ہونے سے انکار کرتے تھے۔ اور بقول خلیفہ صاحب اس کی وجہ یہ تھی کہ:-

"مسئلہ نبوت کے متعلق حضرت مسیح موعود پر دو زمانے گذرے ہیں۔ کہ آپ کو جب اللہ تعالےٰ کی وحی میں نبی کہا جاتا۔ تو آپ اسی پرانے عقیدہ کی بناء پر جو اس وقت کے مسلمانوں میں پھیلا ہوا تھا۔ اپنے آپ کو نبی قرار دینے کی بجائے ان الہامات کے یہ معنے کر لیتے کہ نبی سے مراد ایک جزوی نبوت ہے۔"

(القول الفصل ص ۱۹)

یعنے خلیفہ صاحب کا فرمان ہے۔ کہ خدا تعالےٰ سے کامل نبی ہونے کی وحی اور بشارت پانے کے باوجود حضرت اقدس مسلمانوں کے پرانے عقیدہ کے مطابق اسے جزوی نبوت قرار دے لیتے تھے۔ پھر مسلمانوں کے پرانے عقیدہ کے متعلق خلیفہ صاحب یوں رقمطراز ہیں کہ:-

"نادان مسلمانوں کا یہ خیال تھا کہ نبی کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ نئی شریعت لائے یا پہلے احکام میں کچھ منسوخ کرے یا بلاواسطہ نبوت پاوے۔"

(حقیقۃ النبوۃ ص ۱۲۳)

اور ۲ "حضرت مسیح موعود بے شک ایک وقت تک نبی کی وہی تعریف کرتے رہے جو آج کل کے مسلمان کرتے ہیں۔"

(حقیقۃ النبوۃ ص ۱۲۱)

۳ "نبوت کی آپ پہلے اور تعریف کرتے رہے جو عوام کے ۔۔۔۔۔ عقیدہ کے مطابق تھی۔ لیکن بعد میں مزید انکشافات پر وہ غلط معلوم ہوئی۔"

(حقیقۃ النبوۃ ص ۱۴۲)

باقی آئندہ

(بسلسلہ صفحہ ۵)

بیعت شروع نہیں کیا بلکہ جب لوگوں نے بیعت کرنے کی خواہش کا اظہار کیا تو حضور نے یہ کہکر انکار کر دیا کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے اجازت نہیں ہوئی۔ آخر ۱۸۸۸ء کے آخر میں اجازت مل گئی اور ۱۸۸۹ء کے شروع میں حضور نے بیعت لینی شروع کی اس وقت سے لے کر وفات تک ۱۹ سال اور چند ماہ یا ۲۰ سال بنتے ہیں دیکھ لیجئے کس طرح حضور کی روحانی بادشاہت کا آہستہ آہستہ ظہور ہوتا جاتا ہے اور اس میں قوت پیدا ہوتی جاتی ہے۔

۵ سے ۹ سال تک کا عرصہ کس طرح چسپاں ہوتا ہے

حضور کے دعوےٰ مسیحیت اور مجددیت کے بعد مخالفت کا طوفان اُٹھ کھڑا ہوا اور تمام علماء نے کفر کا فتوےٰ جاری کر دیا تھا۔ احمدی ہونے والوں کو سخت ایذائیں دی جاتی لیکن جس کا نتیجہ لازمی طور پر یہی ہوتا تھا کہ احمدیت میں داخل ہونا جان پر کھیلنے کے مترادف بن گیا اس لئے بہت کم لوگ جماعت میں داخل ہوئے۔ آخر حضور نے بیت الحاج سے اللہ تعالےٰ کے حضور دعائیں کیں جس کے نتیجہ میں خدا نے طاعون کو بھیجا۔ اس کے متعلق حضور نے ۱۸۹۸ء میں پیشگوئی شائع کی کہ ملک میں طاعون آنے والی ہے۔ اور اپنی جماعت کے متعلق ساتھ ہی یہ پیشگوئی بھی کی کہ جماعت کے افراد نمایاں طور پر محفوظ رہیں گے اور ان کا محفوظ رہنا اتنا نمایاں ہوگا کہ دوسرے لوگ محسوس کریں گے کہ احمدی ہونا ہی طاعون سے حفاظت کا واحد ذریعہ ہے۔ چنانچہ اس کے متعلق حضور نے اپنا یہ الہام بھی شائع کر دیا یا مسیح الخلق عدوانا یعنی اے مخلوق کے مسیح ہمیں اس متعدی بیماری سے بچا۔ چنانچہ پیشگوئی کے مطابق طاعون آئی اور شدت سے آئی اور ہر سال اس کی شدت میں اضافہ ہوتا چلا گیا اور پیشگوئی کے مطابق احمدی بالعموم اس سے محفوظ رہے۔ شاذ و نادر ہی احمدی طاعون کا شکار ہوئے الہام کے ماتحت اس کا اثر لوگوں پر پڑا اور لوگ مولویوں کے فتوؤں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے جماعت میں داخل ہونا شروع ہو گئے چنانچہ ۱۸۹۹ء میں سرکاری اعداد و شمار کے لحاظ سے ۱۳۵۰۰ آدمی طاعون سے مرے۔ ۱۹۰۷ء تک اس کا زور رہا اس وقت تک ۹ سال بنتے ہیں اور اس وقت سے حضور کی روحانی عظمت کا سکہ دلوں میں بیٹھنا شروع ہو گیا اور جماعت کی تعداد میں ترقی ہونی شروع ہو گئی۔ اس کے بعد ۱۹۰۱ء میں مرنے والوں کی تعداد ۲۷۴۰۰۰ تک پہنچ گئی اس سے دلوں پر اثر میں بھی اضافہ ہو گیا اور ۱۹۰۲ء میں تو مرنے والوں کی تعداد ۵۲۷۰۰۰ تک پہنچ گئی اور اس سال تو فوج در فوج لوگ جماعت میں داخل ہوئے۔ اس سال سے آخر تک ۵ سال بنتے ہیں اور یہ وہ سال ہے جو مسیح اور مہدی دونوں میں مشترک طور پر حدیثوں میں بیان کیا گیا ہے۔ پھر ۱۹۰۲ء سے لے کر ۱۹۰۷ء تک طاعون کا زور اپنے انتہائی عروج پر پہنچ گیا۔ ان میں مرنے والوں کی تعداد ۹۱۰۰۰۰ تک پہنچ گئی اور اس ۵ سال کے عرصہ میں ہزاروں کی تعداد میں لوگ جماعت احمدیہ میں داخل ہوئے اور حدیث میں مسیح کی عظمت کے ظہور کا کم از کم جو عرصہ ۵ سال کا بتلایا گیا ہے وہ یہی ۵ سال کا عرصہ ہے کیونکہ اس میں حضور کی قبولیت کمال عروج تک پہنچ گئی۔

اگرچہ حضور کی زندگی میں اور بھی واقعات ہیں اور وہ بھی کم اہمیت کے حامل نہیں لیکن ہر منصف مزاج انسان دیکھ سکتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی روحانی حکومت ابتدائی ۴۵ سال کی حالت سے شروع ہو کر درمیانی مراحل طے کرتے ہوئے کس صفائی سے ۵ سالہ عروج پر پہنچ گئی طالب حق کے لئے اس میں اس کی ہدایت کے لئے کافی نشان ہیں اگر وہ تعصب سے دل کو خالی کر کے اس پر غور کرے۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

اخبار احمدیہ

(بسلسلہ صفحہ ...)

میں بار آور ہوا ہے۔

افسوس! اس گنائی خاندان کا ایک نوجوان چوہدری عبدالرحیم گنائی صرف ۳۱ برس کی عمر میں ۳۱ دسمبر اور یکم جنوری ۱۹۶۵ء کی درمیانی شب کو درد معدہ میں مبتلا ہو کر پیغام اجل کو لبیک کہہ گئے۔ مرحوم حضرت چوہدری عبدالکریم صاحب مرحوم کے چھوٹے فرزند تھے۔ صوم صلوٰۃ کے پابند۔ مخیر اور ایک باغیرت مسلمان کی طرح زندگی بسر کی۔

چوہدری عبدالرحیم صاحب کی اس موت نے گنائی خاندان میں ایک خلا پیدا کر دیا ہے جس کا پُر ہونا بظاہر ناممکن نظر آرہا ہے۔ خدا تعالےٰ سے ساری جماعت دعا کرے کہ اللہ تعالےٰ عبدالرحیم صاحب مرحوم کی والدہ بیوی۔ بھائی غلام رسول صاحب وعبدالرحمان صاحب۔ عبدالغنی صاحب۔ عبداللطیف وعبدالغفار صاحبان کے علاوہ ان کی ہمشیرگان کو اس سانحہ کی برداشت اور صبر کی توفیق عطا فرمائے۔

عزیزم عبدالرحیم مرحوم اپنے پیچھے ایک بیوہ اور ایک فرزند اور ایک شیر خوار بچی چھوڑ گئے ہیں۔

مرحوم کی نعش کو یکم جنوری کی شام کو بذریعہ گاڑی بھدرواہ لے جایا گیا تھا۔ چنانچہ ۲ جنوری کو دن دس بجے مرحوم کا جنازہ سینکڑوں اشکبار آلود اور مجروح دل مسلمانوں نے پڑھا اور گنائیوں کے قدیم قبرستان میں سپرد خاک کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

تمام جماعتوں اور حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ سے خصوصی طور پر درخواست ہے کہ مرحوم کی مغفرت کے لئے غائبانہ جنازہ پڑھا جائے اور پسماندگان کے لئے صبر کی دعا کی جائے۔

والسلام

خاکسار۔ عبدالکریم احمدی

سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام بھدرواہ

(کشمیر)

مسلم ہائی سکول بدوملہی کی نمایاں کامیابی

گذشتہ سالوں کی مانند امسال بھی مسلم ہائی سکول بدوملہی نے بین المدارس مقابلہ تقاریر اور گیمز میں نمایاں کامیابی حاصل کی ہے۔ اللہ تعالےٰ کا خاص فضل ہے کہ ہمارے سکول کا ایک طالب علم تقاریر کے مقابلہ میں تحصیل میں اول آیا اور ضلع میں تھرڈ رہا۔ علاوہ ازیں ڈسٹرکٹ سطح کے کھیلوں کے مقابلہ میں ہمارے سکول کی کرکٹ ٹیم نے ضلع بھر میں اوّل رہ کر امتیازی کامیابی حاصل کی اور ضلع میں ٹرافی جیتی۔

عبدالحفیظ۔ ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول بدوملہی

گولڈن جوبلی فنڈ

سیکرٹری صاحبان جماعتہائے احمدیہ کو جلسہ گولڈن جوبلی سے پہلے شعبہ گولڈن جوبلی کی طرف سے عطیہ گولڈن جوبلی کی فراہمی کے لئے رسید بکیں بھجوائی گئی تھیں۔ لہذا احباب عطیہ جات اور رسید بکیں واپس ارسال کر مشکور فرمائیں۔

اور جن احباب کرام نے وعدے فرمائے تھے وہ بھی پورے کر کے ممنون فرمائیں۔ ۲۰-۱-۶۵

سعید احمد۔ جنرل سیکرٹری

ضرورت ہے

انجمن کو اپنی مرکزی جامع مسجد کے لئے ایک خوش الحان مؤذن کی ضرورت ہے۔ پانچ وقت اذان کے علاوہ مسجد کی صفائی وغیرہ بھی اس کے ذمہ ہو گی۔ تعلیم یافتہ احباب کو ترجیح دی جائے گی۔ خواہشمند اصحاب اپنی درخواست زیر دستخطی کے پاس ۳۰-۱-۶۵ تک بھجوا دیں۔

تنخواہ جو قابلِ قبول ہو وہ بھی اپنی درخواست میں تحریر کریں۔

سعید احمد جنرل سیکرٹری

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

What a difference...
Star BANASPATI

شادی کے موجودہ ناقابلِ برداشت رسوم و رواجات

قرونِ اُولیٰ کے مطابق سادہ شادیوں کے خواہشمند اصحاب سے درخواست

برادرانِ اسلام ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

موجودہ معاشرے اور آئے دن کے رسم و رواج نے مسلمانوں کی سادہ زندگی کو تباہ کر کے رکھ دیا ہے ۔ اور اس کا سب سے گہرا اثر ان لوگوں پر پڑا ہے ۔ جو مالی مشکلات کی وجہ سے اپنے جوان سال لڑکوں اور لڑکیوں کی شادی کا انتظام نہیں کر سکتے ۔ اکثر بیہودہ رسوم ہمارے معاشرے میں داخل ہو کر شادی کے معاملات میں سدِ راہ بنی ہوئی ہیں ۔ جو اسلامی اصولوں کے بالکل منافی ہیں ۔

امیر اور متمول طبقہ روز بروز نئے رسم و رواج میں اضافہ کر کے اپنی امارات کو ظاہر کر رہا ہے غریب اور نادار طبقہ گرانی اور بے روزگاری سے زیادہ پریشان حال اور آزردہ خاطر ہو رہا ہے ۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ بہت سی لڑکیوں کی شادیاں ہوتے سے رہ جاتی ہیں جس سے معاشرے میں طرح طرح کی خرابیاں پیدا ہو رہی ہیں ۔ اور والدین زندہ درگور ہو رہے ہیں ۔

ان حالات کو مدِنظر رکھتے ہوئے وہ شریف گھرانے جو صحیح اسلامی طرز پر اور موجودہ رسم و رواج کو ترک کر قرونِ اولیٰ کی سی اسلامی زندگی کے مطابق اپنے بچوں کی شادی کرنے کے خواہشمند ہوں ۔ وہ پتہ ذیل پر خط و کتابت کریں کسی قسم کی فیس یا معاوضہ ان سے نہیں لیا جائے گا ۔ اور خاکسار فی سبیل اللہ یہ خدمت سرانجام دے گا ۔

احقر ۔ بشیر حسین ساکیری منڈی ۔ کوچہ نقاشاں ۔ لاہور

مسلم ہائی سکول بدوملّھی کو انسپکٹر آف سکولز کا خراجِ تحسین

مسلم ہائی سکول بدوملھی انجمن کی ایک دیرینہ درسگاہ ہے ۔ علاقہ میں تعلیمی اور اخلاقی اعتبار سے خاص حیثیت کی حامل ہے ۔ امسال سال سابق کی طرح جب انسپکٹر آف سکولز لاہور ڈویژن نے سکول میں پڑھائی کے معیار اور سالانہ میٹرک کے نتائج سے خوش ہو کر ہیڈ ماسٹر صاحب اور اساتذہ کے کام کی تعریف مندرجہ ذیل الفاظ میں کی ہے :۔

"میں آپ کے سکول کے سال ۶۴-۱۹۶۳ء کے سالانہ میٹرک نتائج دیکھ کر بہت خوش ہوا ہوں مجھے اس بات سے خاص طور پر مسرت ہوتی ہے کہ آپ کے سکول میں پڑھائی کا معیار بہت بلند ہے ۔ میں اس سلسلہ میں ہیڈ ماسٹر صاحب اور اساتذہ کرام کی کوششوں کی بہت تعریف کرتا ہوں جنہوں نے یہ بلند معیار قائم کر رکھا ہے ۔ مجھے امید ہے کہ آئندہ سکول اس سے بھی اعلیٰ معیار قائم کرے گا ۔"

عبدالحفیظ ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول بدوملھی

سکول نمبر ۱ کی فتحِ عظیم

جلسہ سالانہ پر مؤرخہ ۲۵ دسمبر ۱۹۶۴ء کو ۴ بجے شام احمدیہ بلڈنگس لاہور میں سکولوں اور کالجوں کے طلباء میں تقریری مقابلے منعقد ہوئے ۔ سکولوں کے طلباء کے لئے موضوع تھا :۔

" اطاعت و فرمانبرداری اسوۂ حسنہ رسالتمآب صلعم کی روشنی میں"

یہ مقابلہ احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن کی طرف سے منعقد کرایا گیا تھا ۔ اور مقابلے میں اوّل دوم اور سوم آنے والے طلباء کے لئے انعام رکھے گئے تھے ۔ اس مقابلے میں خدا کے فضل و کرم سے تمام انعامات بترتیب ذیل ہمارے ہی سکول کے حصّہ میں آئے :۔

اوّل انعام :۔ اسامہ احمد جماعت نہم

دوم انعام :۔ حافظ فضل الٰہی جماعت ہفتم

سوم انعام :۔ سہیل شوکت جماعت ششم

فالحمد للہ علیٰ ذالک

انچارج شعبۂ بزمِ ادب مولانا برکت علی صاحب اور انعام جیتنے والے مقررین خاص مبارکباد کے مستحق ہیں جن کی مساعی نے سکول کو اس کامیابی اور شہرت سے ہمکنار کیا ۔

عبدالحمید ہیڈ ماسٹر
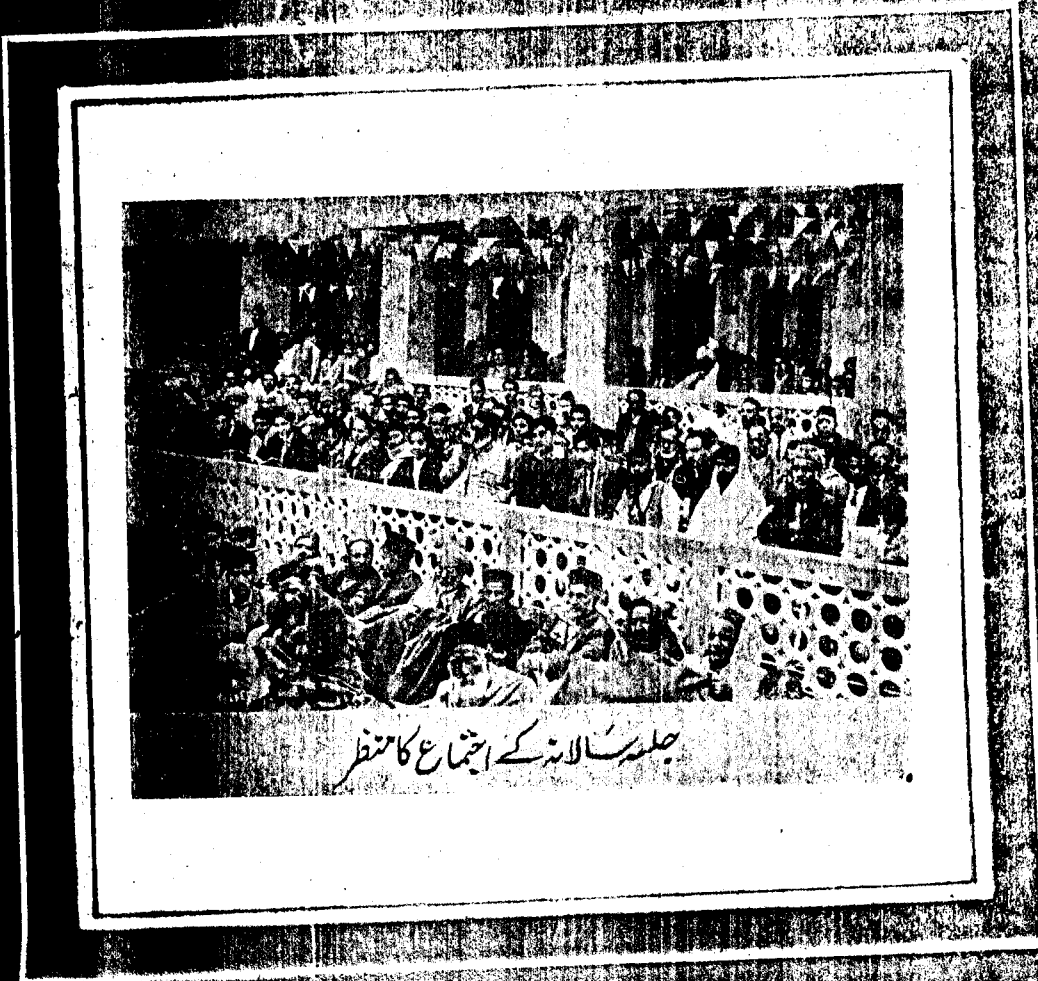
جلسہ سالانہ کے اجتماع کا منظر

صلاح الدین ناصر۔ لاہور

انجمن کی گولڈن جوبلی کے موقعہ پر

غیر ممالک کے مندوبین کے اعزاز میں دعوتِ عصرانہ

حضرت مسیح موعودؑ کے الہام "میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا"

اور "یاتون من کل فج عمیق" کی صداقت کا عملی ثبوت

اقصائے عالم میں دین اسلام کی تبلیغ اور کلام پاک کی اشاعت کے بارہ میں جو عظیم و بے مثال خدمات اس زمانہ میں مامور زمانہ کی جماعت نے محض خدا کے فضل سے اس نصف صدی کے اندر انجام دی ہیں انہیں اب عالمگیر تاریخی حیثیت حاصل ہو چکی ہے اور اسیاد و ام مل چکا ہے جسے آئندہ کے لئے مذہبی دنیا میں ایک عالمگیر اسلامی انقلاب کی نوید کہا جائے تو بجا ہے۔

قبل اس کے کہ میں اس منفرد دعوت عصرانہ کی رپورٹ ناظرین کے سامنے پیش کروں جو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی پچاس سالہ گولڈن جوبلی اور حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ سے لے کر سالانہ دینی جلسہ کی تقریبات کے موقعہ پر بیرونی ممالک سے آمدہ مہمانوں کے اعزاز میں نیو مسلم کالج لاہور کی عمارت میں مورخہ ۲۷ دسمبر بروز اتوار شام کے چار بجے دی گئی تھی۔ ناظرین کی توجہ انہی دنوں کے شائع شدہ نوائے وقت" اخبار لاہور کی خبر مبذول کراتا ہوں جو کہ یہ ہے:۔

"دنیا میں اس وقت مسلمانوں کی مجموعی آبادی چونسٹھ کروڑ ستر لاکھ گیارہ ہزار اٹھاسی ہے اس میں سے بیالیس کروڑ بیس لاکھ ترانوے ہزار دو سو چھیانوے مسلمان آزاد مسلم ممالک میں آباد ہیں۔ پانچ کروڑ ۲ لاکھ باون ہزار آٹھ سو نوے نیم آزاد مسلم ممالک اور غیر مسلموں کے زیر نگرانی علاقوں میں رہتے ہیں . . . .

- - - - - - - - - - - - - - - - - -

. . . . غیر مسلم ممالک میں اقلیتوں کی حیثیت سے رہنے والے مسلمانوں کی تعداد سترہ کروڑ اکیس لاکھ چونسٹھ ہزار دو سو چھ ہے جہاں تک مسلم ممالک کے اقتصادی وسائل کا تعلق ہے پٹرولیم کے ۶۶ فیصد سے زیادہ ذخائر ان میں ہیں۔ دنیا کی ربڑ کا ستر فی صدی اسلامی ممالک میں پیدا ہوتا ہے سب سے زیادہ ربڑ پیدا کرنے والے ممالک ملائشیا اور انڈونیشیا میں اسلامی ممالک پٹ سن کی مجموعی عالمی پیداوار کا چالیس فیصد پیدا کرتے ہیں اور ان میں پاکستان پہلے نمبر پر ہے۔ دنیا میں کھجوروں کی ۹۳ فیصد پیداوار مصر، عراق، سعودی عرب اور دوسرے آٹھ اسلامی ممالک میں ہوتی ہے اسی دوسرے متعدد قدرتی وسائل میں اسلامی ممالک مالا مال ہیں۔"

(نوائے وقت لاہور)

ان چونسٹھ ہزار ستر لاکھ سے زائد تعداد رکھنے والے اور بے شمار اقتصادی وسائل کے مالک مسلمانوں کے مقابلہ میں اشاعت اسلام کی توفیق صرف اور صرف اس چھوٹی سی جماعت احمدیہ کو مل رہی ہے جس کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر ہے اور جس کے اقتصادی وسائل بھی نہ ہونے کے برابر ہیں۔

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا

(مسیح موعودؑ)

یہ ایک جملہ معترضہ تھا جو اس مضمون کے شروع میں لکھنا میں نے ضروری سمجھا۔ میرا اصل موضوع اس کیفیت کو بیان کرنا ہے جو گولڈن جوبلی کے موقعہ پر باہر سے آئے ہوئے مہمانوں کی دعوت عصرانہ کے موقعہ پر دیکھنے میں آئی۔ یہ دعوت عصرانہ ۲۷ دسمبر بروز اتوار ۴ بجے شام انجمن کے نیو مسلم کالج سوسائٹی میں زیر صدارت عزت مآب جناب پروفیسر حمید احمد خان صاحب وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی لاہور۔ انجمن کے گولڈن جوبلی میں شامل ہونے والے بیرونی ممالک سے آمدہ مہمانوں کے اعزاز میں دی گئی تھی۔

اس تقریب میں معزز مہمانوں کے علاوہ جماعت کے متعدد اصحاب شامل تھے، جن سب کی تواضع پرتکلف چائے سے کی گئی۔ چائے کے بعد جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب افسر جلسہ سالانہ اور گولڈن جوبلی کی تقریبات کے انچارج نے غیر ملکی مہمانوں کے تعارف کے لئے جناب مرزا مسعود بیگ صاحب کو دعوت دی کہ وہ مہمانوں کا تعارف حاضرین محفل سے کروائیں۔ اس پر جناب مرزا مسعود بیگ صاحب لاؤڈ سپیکر پر تشریف لائے۔ اس سے قبل جناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب ستارۂ خدمت نے تلاوت قرآن کریم فرمائی اور تلاوت کے بعد انہوں نے ۴۰ سال قبل اپنے طالب علمی کے زمانہ کا ایک واقعہ حاضرین مجلس کو سنایا کہ وہ آج سے قریباً ۴۰-۴۵ سال قبل جبکہ وہ لاہور میڈیکل کالج کے طالب علم تھے سابق صوبہ سرحد کے ضلع ہزارہ کے طالب علموں کی ایک محفل اس وقت کے سناتن دھرم کالج میں منعقد ہوئی تو اس میں ان کو بھی تقریر میں حصہ لینا پڑا تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ تقریر کے بعد یہ بھی فرمائش کی گئی کہ میں کوئی گانا بھی گاؤں۔ اس وقت میں نے گانے کے بجائے انہی چند آیات کی تلاوت کی تھی جو اب پڑھی ہیں۔ آپ نے فرمایا کلام پاک اپنے اندر ایک اثر رکھتی ہے جس سے اس وقت کے حاضرین پر جو سب کے سب غیر مسلم تھے ان پر خاص اثر ہوا آپ نے ان کو کہا کہ مجھے تو گانا نہیں آتا تھا اس لئے میں نے آپ کی درخواست کو قبول کرتے ہوئے اپنی مذہبی کتاب سے ایک گانا آپ لوگوں کو سنایا۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس سے حاضرین پر خاص اثر تھا حالانکہ وہ عربی نہ جانتے تھے۔ اس واقعہ کو سن کر حاضرین جن میں لاہور کے تعلیمی اداروں کے ذمہ دار اصحاب تھے اس سے خاص طور پر لطف اندوز ہوئے

اس کے بعد جناب مرزا مسعود بیگ صاحب نے اپنے مخصوص انداز میں غیر ملکوں سے آنے والے مہمانوں کا تعارف باری باری کروایا۔ سب سے پہلے آپ نے حاضرین مجلس کے سامنے جرمنی کے سفید رنگ نو مسلم مسٹر ورنو شنلز کو پیش کیا اور اس کے بعد افریقہ کے سیاہ رنگ مسٹر عبداللہ الیاس کا تعارف کرایا اور آپ نے اپنے ذوق سلیم سے کام لیتے ہوئے ان دونوں نو مسلموں کو گلے ملنے کے لئے کہا اور مسٹر شنلز کے نہایت خوشی کے ساتھ اپنے سیاہ رنگ بھائی سے بغلگیر ہو گئے۔ اس نظارہ کو دیکھ کر حاضرین کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو آ گئے۔ اور انہوں نے بڑے جوش تالیوں سے اس واقعہ کی داد دی۔ یہ اسلام کی اس بے مثال تعلیم کا عملی اثر تھا جس میں رنگ اور نسل کے تمام تفاوت کو مٹا کر تمام نسل انسانی کو ایک اخوت کے اندر منسلک کر دیا۔ آج دنیا میں نسلی و لونی امتیاز کی وبا پھیلی ہوئی ہے لیکن اس کا واحد علاج اسلام کی پاکیزہ تعلیم ہے جس کا عملی نظارہ اس موقعہ پر دیکھا گیا۔

مرزا مسعود بیگ صاحب نے اس موقعہ پر دنیا کے مذاہب اور اسلام کی تعلیم کے اصولوں کی برتری کو خاص طور پر تفصیل کے ساتھ بیان کیا۔ اس کے بعد آپ نے جزائر غرب الہند کے مندوب مسٹر عزیز احمد کو حاضرین کے سامنے پیش کیا آپ نے ان کا تعارف کرواتے ہوئے فرمایا کہ وہ وہاں کی مسلم لیگ کے صدر ہیں مسلمانوں کی مذہبی تنظیموں کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے

(باقی بر صفحہ ۲۶)

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۲۷ر جنوری ۱۹۶۵ء

ہمارے چینی بھائی

یہ اطلاع قبل ازیں دی جاچکی ہے کہ جلسہ سالانہ کے اختتام کے بعد چین کے علاقہ فارموسا سے چار اصحاب تشریف لائے جن کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں :۔

(۱) حاجی محمد یوسف ماپن شو صاحب - صدر دی اسلامک ریویو ایسوسی ایشن - تائیوان
(۲) حاجی محمد یوکاؤ تنگ صاحب - منیجر ڈائرکٹر چینی مسلم یوتھ لیگ لیگ
(۳) حاجی اسحاق ہیو ینگ تائی صاحب - صدر چینی مسلم یوتھ لیگ
(۴) حاجی احمد می ہان پی صاحب

یہ چاروں اصحاب انجمن کی دعوت پر گولڈن جوبلی میں شمولیت کے لئے گھر سے روانہ ہوئے لیکن بعض بین المملکتی رکاوٹوں کی وجہ سے وقت پر نہ پہنچ سکے، تاہم ان کی تشریف آوری حضرت امیر ایدہ اللہ اور تمام جماعت کے لئے باعث مسرت ہوئی، اور نہایت خوشی کے ساتھ ان کا استقبال کیا گیا اور قریباً بیس دن انہیں یہاں رہنے اور جماعت کو دیکھنے کا موقعہ ملا، اس دوران میں نہ صرف جماعت لاہور کے مختلف اصحاب نے انہیں اپنے ہاں مدعو کیا اور ان کے اعزاز میں ظہرانے، عصرانے اور عشائیے دیئے گئے۔ بلکہ بیرونی جماعتوں مثلاً لائل پور، راولپنڈی اور لپشاور وغیرہ میں بھی انہیں جانے کا موقعہ ملا جس سے وہ بے حد متاثر ہوئے۔

یہ امر قابل ذکر ہے کہ یہ چاروں اصحاب جو حاجی بھی ہیں چین میں ایک دینی ادارہ کے رُکن بھی ہیں، جس کی طرف سے احمدیت کا لٹریچر چینی زبان میں منتقل کرنے کا کام جاری ہے، اس وقت تک انہوں نے سات کتابوں کے تراجم چینی زبان میں شائع کئے ہیں جن کے نام حسب ذیل ہیں :۔

(۱) ٹیچنگز آف اسلام (اسلامی اصول کی فلاسفی مصنفہ حضرت مسیح موعودؑ) (۲) دی ہولی تھاٹس آف دی پرافٹ محمدؐ
(۳) دی اسلامک فاسٹنگ (اسلامی روزہ) (۴) مسلم کیٹکزم (اسلامی سوال و جواب)
(۵) دی ہولی پرافٹ محمد نہ بائیوگرافی (محمد رسول اللہ صلعم کی سوانح حیات) (۶) دی اسلامک ریویو (اپریل ۱۹۶۴ء میں جاری ہوا)
(۷) دی اسلامک لاآف میرج اینڈ ڈائیورس (اسلامی قانون شادی و طلاق)

ان کتابوں کے علاوہ ایک سہ ماہی رسالہ اسلامک ریویو کے نام سے انہوں نے جاری کر رکھا ہے جس میں مختلف اسلامی موضوعات پر احمدی نقطہ نگاہ سے چینی زبان میں مضامین شائع ہوتے ہیں۔

ان چاروں اصحاب میں سے صرف ایک صاحب کسی قدر انگریزی زبان سے واقف تھے۔ اور وہی باقی تین اصحاب کی ترجمانی کرتے تھے۔ ایک ان میں سے امام مسجد بھی تھے، اور وہی مختلف تقریبات پر اپنے خیالات کا اظہار چینی زبان میں کرتے تھے۔ جس کا مفہوم انگریزی جاننے والے صاحب بیان کرتے تھے۔ ایک عصرانہ میں، جو محترم میاں سعید احمد صاحب لائلپوری مالک فلور ملز لاہور نے کارڈینا ہوٹل میں دیا۔ امام صاحب نے جو تقریر کی جس میں انہوں نے فارموسا میں احمدیت کی تبلیغ کا خاص طور پر ذکر کیا۔ اپنی واپسی کے موقعہ پر ایک بیان انہوں نے لکھکر دیا جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے :۔

"ہم چار ممبرانِ چائنیز مسلم یوتھ لیگ کو اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے پاکستان دیکھنے کا اچھا موقعہ ملا ہے۔ ہم کئی سالوں سے پاکستان آنے کے خواہشمند تھے، یہ مبارک تقریب ہماری اس دیرینہ خواہش کو پورا کرنے کا موجب ہوئی پاکستان کے مسلمان احمدی بھائیوں نے جس خلوص اور دلی تپاک کے ساتھ ہمارا خیر مقدم کیا ہے وہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کا عملی ثبوت ہے کہ تمام دنیا کے مسلمان ایک سلسلۂ اخوت میں منسلک ہیں، تحریک احمدیت کو اگرچہ پچاس سال کا عرصہ گذر چکا ہے لیکن چین میں کوئی نہیں جانتا تھا کہ احمدیت کیا ہے اور احمدی کون ہوتے ہیں۔ آج سے دس سال پہلے ہمیں اس تحریک کا علم ہوا اور اس کے متعلق پورے معلومات حاصل ہونے پر ہم نے اس کا پروپیگنڈا شروع کیا جس کا یہ نتیجہ ہے کہ اب بہت سے چینی مسلمان احمدیت سے واقف ہو چکے ہیں۔

فارموسا میں مسیحیت کا پروپیگنڈا بڑے زوروں پر ہے اور کیتھولک مسیحی اصحاب کی طرف سے لوگوں کو مسیحیت کی طرف راغب کرنے کے لئے کئی ایک مختلف طریق اختیار کئے جاتے ہیں، دودھ کے ڈبے تقسیم کئے جاتے ہیں۔ آٹا تقسیم کیا جاتا ہے۔ گھی تقسیم کیا جاتا ہے، اس قسم کی ترغیبات سے وہ لوگوں کو مسیحی بنانے کی کوشش کرتے ہیں لیکن ایسے لوگ دل سے مسیحی نہیں ہوتے۔ ہمارا اسلام فارموسا ۔۔۔۔

میں نہ کوئی دودھ بانٹتا ہے نہ روپیہ تقسیم کرتا ہے۔ بلکہ ایسا خالص مذہب پیش کرتا ہے جو دل اور روح سے تعلق رکھتا ہے، کیتھولک مسیحی روما سے امداد حاصل کرتے ہیں، ان کا مقصد اسلام کی مخالفت کرنا ہے، اس کے مقابلہ میں تمام دنیا کے مسلمانوں کو متحد ہو کر اسلام کی تبلیغ کرنا چاہیئے جو انشاء اللہ ان کی کامیابی کا موجب ہوگا۔"

یہ چاروں دوست ۱۹ر جنوری ۱۹۶۵ء کو بذریعہ ہوائی جہاز اپنے وطن واپس تشریف لے گئے۔ اللہ تعالیٰ اُن کا حامی و ناصر ہوا اور تبلیغ دین کی بیش از بیش توفیق عطا فرمائے۔ آمین

شکریہ

جلسہ سالانہ اور گولڈن جوبلی کی تقریبات کے بخیر و خوبی سرانجام پانے پر ہم سب سے پہلے اللہ تعالےٰ کا شکر بجا لاتے ہیں کہ اُس نے اپنے فضل و کرم سے ہماری ناچیز کوششوں کو نوازا اور اس اہم موقعہ کو کامیابی کا شرف عطا فرمایا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

اس کے بعد ان احباب کرام اور معزز دوستوں کے ہم شکر گذار ہیں، جو تکلیف اُٹھا کر دور دراز مقامات سے تشریف لائے اور بیرونی ممالک میں انجمن کے مشنوں اور احمدی جماعتوں کی سرگرمیوں کے متعلق اپنے خیالات سے مستفید فرمایا اللہ تعالےٰ انہیں جزائے خیر دے اور ان کی پاک مساعی اور مخلصانہ خدمات کا اجر عظیم عطا فرمائے

اس کے ساتھ ہی ان معاونین کرام کا بھی شکریہ ادا کیا جاتا ہے جنہوں نے اس تقریب کو کامیاب بنانے میں انجمن کی معاونت فرمائی اور ان دوستوں کا بھی ہم تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے مالی ایثار اور قربانیوں سے اپنے اخلاص اور محبت دین کا عملی ثبوت پیش کیا۔ اللہ تعالےٰ ان سب کا حامی و ناصر ہو، اور ان کے ایثار اور مساعی کا بیش بہا صلہ عطا فرمائے۔

اس کے علاوہ کارکنانِ انجمن کا بھی شکریہ ادا کیا جاتا ہے، جنہوں نے رات دن ایک کرکے کئی دن تک جلسہ کے مختلف شعبوں میں تندہی اور محنت سے کام کیا خدا تعالیٰ انہیں اس کی جزائے خیر عطا فرمائے۔ اس سلسلہ میں محترم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب کا بالخصوص شکریہ ادا کیا جاتا ہے، جنہوں نے اس تقریب کو کامیاب بنانے کے لئے دو تین ماہ اپنے اوقات گرامی کا بیشتر حصہ اس کام کے لئے وقف کئے رکھا اور پوری محنت و کوشش کے ساتھ ہر شعبہ کی نگرانی اور عملی تگ و دو میں پورا حصہ لیا فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔ آخر میں ہم اپنی ان کمزوریوں کے لئے معذرت خواہ ہیں جو اس اہم تقریب پر بعض کاموں کی سرانجام دہی میں صادر ہوئیں۔ ممکن ہے بعض دوستوں کو کوئی تکالیف اس موقعہ پر پیش آئی ہوں جن کا ہم ازالہ نہ کر سکے

تبصرہ

جلسہ سالانہ پر شائع ہونے والی کتابیں

امسال جلسہ سالانہ کے موقعہ پر متعدد کتابیں انجمن کی طرف سے شائع ہوئیں۔ جن کا ذکر مختصراً ایک سابقہ اشاعت میں کیا جا چکا ہے، ان میں سے ایک نہایت اہم کتاب مسائل شریعت ہے، یہ اس رسائل کی دوسری ایڈیشن ہے۔ جو حضرت امیر مرحوم مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ اور مختصر تفسیری حواشی کے ساتھ دیر ہوئی شائع ہوئی تھی۔ جہاں تک ترجمہ و تفسیر کا تعلق ہے، اس پر کسی تبصرہ کی ضرورت نہیں۔ حضرت مولانا مرحوم کا نام ہی اس کی خوبیوں کا ضامن ہے۔ ہمیں یہاں صرف موجودہ ایڈیشن کی ظاہری شکل و صورت اور حسن طبع کا ذکر کرنا ہے، اس ایڈیشن میں عربی متن اور اردو ترجمہ و تفسیر کو نہایت اعلیٰ اور خوبصورت کتابت سے بلاک بنوا کر بہترین کاغذ پر چھپوایا گیا ہے۔ جس سے اس کی معنوی خوبیوں کے ساتھ حسن صورت میں بہت بڑا اضافہ ہوا ہے۔ جلد بھی نہایت اعلیٰ بنوائی گئی ہے اس کے لئے محترم ناصر احمد صاحب منیجر دارالکتب اسلامیہ کی محنت و کوشش مستحق مبارکباد ہے۔ ہدیہ بیس روپیہ، دارالکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور سے دستیاب ہو سکتی ہے۔

راہِ راست

اس نام سے ایک نہایت مفید کتاب محترم الحاج میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی بی۔ایس سی۔ ای۔ دی۔ (ستارۂ خدمت) نے تالیف فرمائی ہے جس میں ان تعلیم یافتہ مسلمانوں کے لئے جو مغربی تعلیم سے متاثر اور دین سے بیگانہ ہو رہے ہیں یا عیسائی مشنریوں کے پراپیگنڈا سے مرعوب ہیں، اسلامی عقائد پر مفصل روشنی ڈالتے ہوئے متنازعہ فیہ مسائل کو نہایت عمدگی سے حل کیا گیا ہے۔ کتاب کا پہلا باب ہستی باری تعالےٰ پر مشتمل ہے۔ جس میں کائنات کے شواہد اور مختلف بڑے بڑے سائنس دانوں کے خیالات ——— اور قرآن کریم کے بیانات نقل کئے گئے ہیں، دوسرے باب میں "افضل الانبیاء کی بعثت" کے عنوان سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عالمگیر مشن کا ذکر کرتے ہوئے آپ کو موعود انبیاء ثابت کیا گیا ہے۔ اور اس ضمن میں ان پیشگوئیوں کو نقل کیا گیا ہے جو مختلف انبیاء نے آپ کے متعلق کیں۔ اس کے بعد اسلام میں "امامت و خلافت" پر سیر کن بحث کی گئی ہے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مناقب نقل کر کے ثابت کیا گیا ہے کہ آپ کی خلافت برحق تھی، پھر قرآن کریم کے نزول اور اس کی جمع و حفاظت اور اہل قرآن کے غالیانہ عقائد پر بحث کی گئی ہے اس کے ساتھ ہی "احادیث کا مقام" بتاتے ہوئے فتنۂ پرویزیت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اور "احمدیت کا نظریہ" کے عنوان سے سلسلہ مجددین اور حضرت مرزا صاحب کے دعوئے مجددیت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ دیگر عنوانات حسب ذیل ہیں:۔

"نماز اور عربی زبان" "زکوٰۃ اور انکم ٹیکس" "مسئلہ قربانی" "اسلام اور مارکسزم" "تجدید دین اسلام" "بابی مذہب" "حضرت عیسیٰؑ کا صحیح مقام"

ان تمام مضامین کی اہمیت واضح ہے۔ فاضل مصنف نے نہایت خوبصورتی کے ساتھ اسلامی نقطۂ نگاہ سے ان موضوعات پر روشنی ڈالی ہے۔ کتاب ہر صاحب علم و فکر کے پڑھنے کے قابل ہے۔ لکھائی چھپائی عمدہ قیمت ایک روپیہ، دارالکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور سے طلب کیجئے۔

آئینہ صدق و صفا

ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اور مرزا ایوب بیگ صاحب سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ان درخشندہ ہستیوں میں سے تھے جن کا وجود سلسلہ کی صداقت کا ایک زندہ ثبوت تھا۔ ان دونوں بھائیوں نے حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت اس وقت کی جب چاروں طرف مخالفت کے طوفان اٹھے ہوئے تھے اور بیعت کے بعد ان کے وجود میں نیکی و پارسائی کا وہ رنگ پیدا ہوا جو اولیاء اللہ کی زندگیوں میں نظر آتا ہے۔ یہ امر موجب مسرت ہے کہ مرزا مسعود بیگ صاحب ایم اے، ڈبلیو۔ ای ایس نے (جنہیں ان کے بھتیجے ہونے کا شرف حاصل ہے) ان دونوں بھائیوں کی سوانح حیات نہایت دلچسپ پیرایہ میں مرتب کر کے شائع کی ہے، اس کتاب میں جو ۲۲×۱۸/۸ کے کم و بیش دو سو صفحات پر شائع ہوئی ہے، مرزا یعقوب بیگ صاحب اور مرزا ایوب بیگ صاحب کی پاکیزہ سیرت اور حسن کردار کے ایسے واقعات بیان کئے گئے ہیں، جو قارئین کے دلوں میں [illegible] ایمانی پیدا کرنے کا موجب اور حضرت [illegible] انفاس قدسیہ کا ایک زندہ ثبوت ہیں۔ ہماری رائے میں یہ کتاب جماعت کے ہر فرد بالخصوص نوجوانوں کے مطالعہ میں آنی ضروری ہے۔ قیمت ایک روپیہ دارالکتب اسلامیہ سے طلب کیجئے۔

تفہیمات احمدیہ

اس نام سے ایک اعلیٰ پایہ کی کتاب ۲۲×۱۸/۸ سائز کے سوا دو سو صفحات پر شائع ہوئی ہے، جس میں حضرت مسیح موعودؑ کے چیدہ ارشادات اور قائدین سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مولانا نور الدین رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ تعالےٰ کے چند خطبات درج کئے گئے ہیں۔

یہ مجموعہ کلام جن اہم مضامین پر مشتمل ہے۔ وہ دلوں میں نور ہدایت اور ترقی ایمان پیدا کرنے کا موجب ہیں بیش لفظ میں بتایا گیا ہے کہ "اس انتخاب میں ان موضوعات و مسائل کو پیش نظر رکھا گیا ہے" عقل کی محدودیت، دینی صداقتوں پر یقین کے لئے الہام الٰہی کی ضرورت خدا تعالےٰ سے سچا تعلق اور قبولیت دعا، تکمیل دین و ختم نبوت اور بعثت مجدد دین، حضرت خاتم الانبیاء صلعم کی پیشگوئیوں دربارہ خروج دجال و بعثت مسیح موعودؑ کا پورا ہونا۔ حضرت مسیح موعود کے دعاوی پر ایمان لانے کی ضرورت، تکفیر سے بیزاری۔ کلمہ گوؤں کی وحدت جماعت احمدیہ کی تنظیم کی اصل غرض و غایت اور مسلمانوں کو اس میں شمولیت کی دعوت اعمال میں تبدیلی و اصلاح اور جماعت کو نصائح وغیرہ

کتاب کے حواشی میں حضرت مسیح موعودؑ کے بعض الہامات جو ممبران جماعت احمدیہ لاہور اور حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بارہ میں ارشاد فرمائے گئے ہیں، اور نظام انجمن کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات درج کئے گئے ہیں۔ غرض یہ کتاب ہر پہلو سے اس قابل ہے کہ جماعت کا ہر فرد اسکو بار بار مطالعہ کرے۔ اور نوجوانانِ جماعت اور غیر از جماعت احباب کے مطالعہ میں لایا جائے۔

اس کتاب کی تدوین کے لئے ڈاکٹر اللہ بخش صاحب خاص طور پر شکریہ کے مستحق ہیں، یہ بیش قیمت موتی انہوں نے نہایت خوبصورتی سے اوراق قرطاس پر مزین کر کے گولڈن جوبلی کے تحفہ کے طور پر قوم کی خدمت میں پیش کئے ہیں، جو امید ہے کہ بہتوں کی ہدایت کا موجب ہوں گے۔

قیمت فی جلد دو روپے پچاس پیسے

کلامِ احمدیہ

یہ کتاب بھی ڈاکٹر اللہ بخش صاحب کے حسن انتخاب کا نتیجہ ہے، جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور سلسلہ احمدیہ کے متعدد شعراء کے کلام سے چیدہ چیدہ اشعار منتخب کر کے ۲۲×۱۸/۴ سائز پر شائع کئے گئے ہیں، شعراء کا کلام دلوں میں سوز و گداز پایا جاتا ہے وہ عشق و معرفت الٰہی، نصرت خداوندی، دین کے لئے درد اور اس کی اشاعت کے لئے جوش اور دیگر دینی خیالات پر مبنی ہے، یہ مجموعہ کلام بھی قوم کے ہر فرد کے مطالعہ کے قابل ہے۔

قیمت فی جلد ایک روپیہ

اخبارات کی توسیع اشاعت

گذشتہ سال مجلس معتمدین کے اجلاس میں یہ فیصلہ ہوا تھا کہ مجلس کا ہر ممبر انجمن کے اخبارات پیغام صلح اور روح اسلام لائٹ کی توسیع اشاعت کے سلسلہ میں کم از کم پانچ خریداروں کا چندہ انجمن کو دے یا کوشش کر کے کم از کم پانچ خریدار بہم پہنچائے۔ ایسا ہی دوسرے احباب جماعت سے بھی اپیل کی گئی تھی کہ وہ اخبارات کی اشاعت بڑھانے میں حسب توفیق امداد دیں، جس پر نہ صرف ممبران مجلس معتمدین بلکہ بعض دوسرے اصحاب کی طرف سے بھی کافی تعداد میں اخبارات مختلف لوگوں کے نام جاری کرنے کے لئے رقوم وصول ہوئیں۔ جزاہم اللہ خیر الجزاء

اب اس پر ایک سال گذر چکا ہے، اور موصول شدہ چندے جو ایک سال کے لئے تھے ختم ہو چکے ہیں اس لئے تمام ممبران مجلس معتمدین سے بالخصوص اور دیگر مستطیع اصحاب سے بالعموم یہ درخواست کی جاتی ہے کہ از راہ کرم اپنے قومی اخبارات کے لئے اوّل الذکر اصحاب، پانچ پانچ اور دوسرے دوست جس قدر ممکن ہو حسب استطاعت مزید پرچوں کے جاری کرنے کے لئے رقوم عطا فرمائیں، یا خریدار بہم پہنچائیں، تاکہ اخبارات کی تعداد اشاعت گرنے نہ پائے جو پہلے ہی خسارہ پر چل رہے ہیں اور انجمن کو ان کے لئے آمد سے زیادہ خرچ کرنا پڑتا ہے امید ہے سب دوست اس طرف خاص طور پر توجہ فرما کر عنداللہ ماجور ہوں گے۔ والسلام

جنرل سیکرٹری۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

تحریک احمدیت حصہ دوم

تحریک احمدیت حصہ اوّل کے نام سے ایک فاضلانہ تصنیف حضرت امیر مرحوم مولنا محمد علی صاحب کے قلم سے شائع ہوئی تھی جس میں حضرت مسیح موعودؑ کے دعاوی، مخالف علماء کے فتاوے اور قادیانی جماعت کے معتقدات پر بصیرت افروز تبصرہ کیا گیا اور دجال اور یاجوج ماجوج کی کیفیت کو واضح کرتے ہوئے جماعت احمدیہ لاہور کی تبلیغی سرگرمیوں پر روشنی ڈالی گئی تھی۔

اب انجمن کی گولڈن جوبلی کے موقعہ پر تحریک احمدیت حصہ دوم کے نام سے ایک کتاب ۲۲×۱۸ کے ۷۲ صفحات پر شائع ہوئی ہے جس میں نہایت مختصر الفاظ میں حضرت مسیح موعودؑ کے دعاوی اور کاموں پر روشنی ڈالتے ہوئے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے قیام کی وجوہ اور اس کے پچاس سالہ کاموں اور خدمات اسلام کی تاریخ لکھی گئی ہے۔

اس کتاب کے پیش لفظ میں ڈاکٹر اللہ بخش صاحب لکھتے ہیں:۔

"کتاب تحریک احمدیت (حصہ دوم) بانی سلسلہ اور حضرت مولنا نورالدینؓ کے حالات پر مختصر تبصرہ کے علاوہ جماعت احمدیہ لاہور کی مساعی کی پچاس سالہ داستان ہے کہ کس طرح قادیانی فتنۂ غلو کے برخلاف ۱۹۱۴ء میں جو چند احمدی احباب نے لاہور میں اس جماعت کی بنا ڈالی، کس طرح اس نے نشوونما پاکر چار دانگ عالم میں اپنے برگ و بار اور پھول و پھل پیدا کئے، یہاں تک کہ حضرت اقدس کا یہ الہام کہ "میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا" اس جماعت کی مخلصانہ مساعی سے پورا ہوا۔"

کتاب میں حضرت مسیح موعود اور بعض بزرگان جماعت اور جماعتی کاموں سے تعلق رکھنے والی بعض تصاویر بھی دی گئی ہیں۔

قیمت فی جلد دو روپے۔

یادِ رفتگان (حصہ اوّل)

یہ کتاب ان بزرگانِ احمدیت کے حالات پر مشتمل ہے، جنہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کے فیض صحبت سے مستفیض ہو کر نہ صرف اپنے قلوب کو ہر قسم کی آلائشوں سے پاک کیا اور اعلےٰ درجہ کی پاکیزہ زندگی بسر کی بلکہ کئی لوگوں کے قلوب کو اس نور سے منور کر دیا جو مامور زمانہ کے انفاس قدسیہ سے حاصل ہوا تھا۔ یہ لوگ اولیاء اللہ کے درجہ پر پہنچے ہوئے تھے، اور ان کے حالات زندگی پڑھنے سے حضرت مسیح موعود کی صداقت اور اس قوت قدسیہ کا پتہ چلتا ہے، جو کئی قسم کے گندوں اور آلائشوں میں پھنسے ہوئے قلوب کو پاک کرنے کا موجب ہوئی کسی نے سچ کہا ہے درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے۔

کاش وہ لوگ جو حضرت مرزا صاحب کے متعلق طرح طرح کی غلط فہمیوں میں مبتلا ہیں ان کے درخت وجود کے ان زندہ جاوید پھلوں ہی سے ان کو شناخت کر کے ان کی مسیحائی پر ایمان لائیں۔ یہ کتاب بھی احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی گولڈن جوبلی کی یادگار ہے، جس کا مطالعہ نہ صرف ہر احمدی گھرانہ کے لئے ضروری ہے بلکہ غیر از جماعت اصحاب میں بھی اسکو پہنچانا بہت سے فوائد کا موجب ہوگا۔ قیمت فی جلد پانچ روپے۔ افسوس ہے کہ کتاب کے ضخیم ہو جانے کی وجہ سے اسے دو حصوں میں تقسیم کرنا پڑا۔ اور بعض بزرگوں کے حالات اس پہلے حصہ میں درج ہونے سے رہ گئے، ان کے ناموں کی فہرست ابتداء میں دے دی گئی ہے اور وعدہ کیا گیا ہے کہ ان کے حالات عنقریب دوسرے حصہ میں شائع کئے جائیں گے۔ یہ دوسرا حصہ بالکل تیار ہے اور امید ہے بہت جلد چھپ کر شائع ہو جائے گا انشاء اللہ تعالےٰ۔

احمدیہ کیلنڈر

انجمن کی گولڈن جوبلی کے موقعہ پر سال ۱۹۶۵ء کی تاریخوں پر مشتمل ایک احمدیہ کیلنڈر بھی شائع کیا گیا ہے جو خوبصورتی کے لحاظ سے جاذب نظر ہونے کے علاوہ مضامین کی اہمیت کے لحاظ سے بھی اس قابل ہے کہ ہر گھر میں اسے آویزاں کیا جائے۔ اس کیلنڈر میں جو آرٹ پیپر پر چھپوایا گیا ہے حضرت مسیح موعودؑ، حضرت مولنا نورالدینؓ، حضرت مولنا صدرالدین صاحب، حضرت مولنا محمد علی صاحب کی تصاویر بھی دی گئی ہیں اور جماعت احمدیہ کی خصوصیات اور سلسلہ کے کاموں کے علاوہ حضرت مسیح موعودؑ کے بعض ارشادات اور دس شرائط بیعت بھی درج کی گئی ہیں۔ امید ہے ہر احمدی دوست اسے خاص طور پر خرید کر اپنے گھر میں آویزاں کرے گا۔ قیمت فی کیلنڈر ایک روپیہ۔

ان تمام کتابوں اور کیلنڈر کے لئے دارالکتب الاسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور سے خط وکتابت کیجئے۔

نئے سال کا پہلا شمارہ

ماہنامہ روح اسلام بابت ماہ جنوری ۱۹۶۵ء کے مندرجات

جواہرات:۔ قرآن کریم
ارشادات:۔ حدیث نبویؐ
استفسارات:۔ الحاج حافظ چوہدری محمد حسن صاحب چیمہ ایڈووکیٹ

نگارشات۔

دنیا کے لوازمات:۔ سیدنا حضرت مسیح موعودؑ
فلسفۂ حب:۔ حضرت مولنا نورالدین رحمۃ اللہ علیہ
ماہِ رمضان:۔ حضرت امیر قوم رحمۃ اللہ علیہ
سورۃ الکوثر:۔ مولنا شیخ عبدالرحمٰن مصری صاحب
صراطِ مستقیم:۔ ملک محمد ظفر اللہ خان صاحب
قرآن کریم اور موجودہ سائنس:۔ ڈاکٹر فضل الرحمٰن صاحب ڈائرکٹر اسلامک ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کراچی۔

منظومات:۔

نورِ سحر:۔ آمنہ تبسم صاحبہ
ترانۂ احمدی:۔ جناب ثاقب کانپوری

تبصرۂ کتب:۔

اعلانات:۔

اشتہارات:۔

سرورق ٹائیٹل

منیجر ماہنامہ روح اسلام

صفحہ خواتین

زمرد رمضان صاحبہ سیکرٹری تنظیم خواتین احمدیہ

خواتین کے جلسہ سالانہ کی خصوصیات

اور بہنوں سے استدعا

جلسہ سالانہ کی گولڈن جوبلی منانے کے بعد نئے سال کا پہلا صفحہ خواتین نکل رہا ہے سب سے پہلے سب بہنوں کو نیا سال مبارک ہو خدا کرے یہ نیا سال نئی نئی برکتوں کا باعث ہو۔ اور اس میں سب بزرگوں اور بچوں کے دلوں میں نیا ولولۂ دین بھی پیدا ہو جائے اور وہ خدمت دین میں کمربستہ ہو جائیں آمین۔

ہمارا اس دفعہ کا جلسہ سالانہ نہایت کامیاب رہا۔ بہنیں بڑے دور دراز کے سفر طے کر کے آئیں خدا ان سب کو ضرور اجرِ عظیم دے گا۔ دعا ہے جو بہنیں بعض وجوہ کی بنا پر شامل نہیں ہو سکیں۔ آئندہ سال وہ بھی شامل ہوں۔ میں یہ مضمون انہی بہنوں کے لئے خاص طور پر لکھ رہی ہوں تاکہ وہ بھی اس کی روئداد سے واقف ہو سکیں۔ یہ چاروں دن صبح حضرت امیر قوم کے روحانی درس سے لیکر عشاء کی نماز تک عجیب پُرنور کیفیت لئے ہوئے تھے۔ گلیاں پُر رونق مسجد بھرپور نصرت دین کی تاثیر نظر آتی تھی دل خود بخود دین خداوندی سے متاثر ہوتا نظر آتا تھا کیا کیا ہستیاں غیر ممالک انڈونیشیا، افریقہ، جین پورٹ آف سپین، ہالینڈ، جرمن وغیرہ سے تشریف لائیں۔ بہنیں جو جلسہ میں موجود تھیں انہوں نے ان کے خیالات سٹیج پر سنے۔ آخر ان کو کونسی چیز کھینچ لائی؟ بس محبتِ اسلام اور پھر سب احمدی بھائی بہنوں کی خدمت دین ایثار دین ان کی کوشش اور قربانی کا ہی یہ ثمر ہے اور سب سے بڑھکر مسیح موعود و مجدد وقت کی صداقت کی کھلی دلیل ہے۔ آپ کا فرمان کہ جہاد بالقلم ہوگا۔ دیکھئے ہم نے انہیں تلوار کے زور یعنے جہاد بالسیف سے متاثر نہیں کیا بلکہ جہاد بالقلم ہی ان کو کھینچ لایا ہے میں نے بہت سے غیر ملکی حضرات سے بالمشافہ تبادلۂ خیالات کیا ہے اور پوچھا ہے کہ آپ کس طرح مسلمان ہوئے اور کس طرح احمدیت قبول کی تو انہوں نے واضح الفاظ میں کہا احمدیت پر لکھی ہوئی کتابوں کو پڑھ کر۔ پس کیا یہ سب حضرت مسیح موعودؑ کی شان مسیحائی نہیں؟

اب پھر میں روئداد جلسہ کا ہلکا سا نقشہ بہنوں کے سامنے کھینچتی ہوں۔ عورتوں کا جلسہ اپنی پوری گہما گہمی لئے ہوئے تھا۔ احمدیہ ہال کی وسیع عمارت عورتوں کی لاتعداد شمولیت کے سامنے تنگ ہو رہی تھی عورتیں تھیں کہ ایک ندی کی صورت میں چلی آتی تھیں۔ اگرچہ مائیکروفون کی خرابی کی وجہ سے جلسہ کی انتظامیہ کو کافی پریشان ہونا پڑا اور سامع خواتین کو بھی دقت ہوئی مگر پھر بھی خواتین کا اتنی تعداد میں جمع ہو جانا ہی اس کی سب سے بڑی کامیابی ہے۔ نمائش دستکاری ... چنے۔ چاٹ۔ نان کباب۔ چائے۔ انڈے پیسٹری کیک کی چھوٹی چھوٹی دوکانیں دعوت طعام دے رہی تھیں۔ والنٹیئرز اپنے فرائض بطریق احسن سفید کپڑوں اور سرخ دوپٹوں کے ساتھ بلے لگائے ادا کر رہی تھیں۔ یہ جلسہ ختم ہوا تو دوسرے روز نماز جمعہ کے بعد محمودہ بہن کی ہمت اور سرگرمی رنگ لائی۔ تمام بہنوں کی گولڈن جوبلی کی خوشی میں چائے اور مٹھائی سے تواضع کی گئی۔ ... یہ ایک نیا خوشگوار قدم تھا۔ اس دن جو تقاریر جلسہ خواتین کے روز وقت کی کمی اور مائیکروفون کی خرابی کے باعث بنگ گراز نہ کر سکی تھیں وہ فرخندہ، یاسمین اور رحمۃ الاسلام وغیرہ نے پورے جوش و خروش سے ... کیں۔ اور پھر آخری دن مردانہ جلسہ سننے کے بعد انعامی تقریری مقابلہ تھا اس میں اکثر کالجوں کی طالبات نے حصہ لیا اور انعامات پائے۔ غرض ہر دن عجیب تمکنت لئے ہوئے تھا۔ وہ سرگرمی کے دن جب یاد آتے ہیں تو عجیب سرور حاصل ہوتا اور دعا نکلتی ہے۔ خدا ہماری جماعت کو اتحاد، محبت، بزرگوں کی عزت اور نیکی میں قدم آگے ہی آگے بڑھانے کی توفیق بخشے آمین۔

میں ان بیگمات کی خاص طور پر شکرگذار ہوں جن بہنوں نے ہم سے تعاون کیا۔ خصوصاً بیگم فاروق صاحبہ جنہوں نے طالبات کو ٹرافی اور ہر مقررہ کو دس دس روپے دیکر حوصلہ افزائی کی۔

آخر میں میری استدعا یہ ہے کہ نیا سال شروع ہے صفحہ خواتین جو ہر ماہ کے آخر میں شائع ہوتا ہے اس کے لئے نئے نئے جامع خیالات سے بھرپور مضامین بھیجئے۔ لاہور کی بیگمات کے علاوہ محترمہ آمنہ نعیم صاحبہ محترمہ عائشہ تنولی صاحبہ۔ محترمہ بیگم جمیل اور محترمہ بیگم راشد نظر صاحبہ غرضیکہ کس کس کا نام لکھوں جو بھی صاحب قلم ہو مضامین لکھ کر اس صفحہ میں درج کرنے کیلئے بھیجئے آئندہ شماروں میں میرا خیال ہے ...... سلسلہ کی خدمت کرنے والی بہنوں کے تعارف کا سلسلہ شروع کر دوں ......

جو بہن بھی اپنے حلقۂ تعارف میں کسی بہن کی خدمت دین سے واقف ہے وہ اس کے حالات لکھ کر ضرور بھیجے اس طرح تعارف کے ساتھ ساتھ دوسروں کو دیکھ کر یا مضامین پڑھ کر جذبۂ خدمت بڑھتا ہے۔

اب رخصت ہوتی ہوں۔ اور ہاں یہ کہنا تو میں بھول ہی گئی کہ جن بہنوں نے اپنے اپنے شہروں میں جا کر جماعتی تشکیل کر کے خط لکھنے کو کہا تھا وہ مجھے خط ضرور لکھیں۔ ورنہ مجھے انہیں خطوط کے ذریعہ یاددہانی کروانی پڑے گی۔ اور وہ بہنیں بھی جو وعدہ تو نہیں کر گئیں مگر اچھی کارکن ہیں وہ بھی اپنے ہاں جماعتی تشکیل کریں اور اطلاع دیں۔ ہر ممبر عورت سے ایک روپیہ اور بچے سے چار آنے چندہ لیا جائے کیونکہ یہ حضرت امیر قوم کا جلسۂ سالانہ پر فرمان تھا۔ فقط والسلام

بیگم زمرد رمضان
سیکرٹری تنظیم خواتین احمدیہ۔ لاہور

ضروری اعلان

ماہوار جلسہ تنظیم خواتینِ احمدیہ ۲۹ جنوری ۱۹۶۵ء کو بروز جمعۃ الوداع بعد از نماز جمعہ مرکزی احمدیہ مسجد کی زنانہ گیلری میں ہو رہا ہے بہنیں شمولیت فرما کر شکریہ کا موقعہ دیں۔ اور ثوابِ دارین حاصل کریں

والسلام

بیگم زمرّد رمضان
سیکرٹری تنظیم خواتین احمدیہ لاہور

ارشاداتِ نبویؐ

اس نام سے ایک مجموعہ احادیث محترمہ والدہ خلیل صاحبہ نے تجرید بخاری سے منتخب کر کے کتابی شکل میں شائع کیا ہے، جس کے شروع میں امام بخاریؒ اور دیگر راویانِ حدیث کے حالات درج کئے ہیں۔ اس کتاب میں مختلف اعمال و افعال سے تعلق رکھنے والی احادیث درج کی گئی ہیں ہر مسلمان کو پڑھ کر فائدہ اٹھانا چاہیئے یہ کتاب ۱۳۰ صفحات پر مشتمل ہے جو محترمہ والدہ خلیل ۱۸۲ شاہ عالم روڈ اچھرہ لاہور سے مفت مل سکتی ہے۔

اکلِ حلال اور پاکیزہ زندگی ہی قوم کی فلاح و بہبودی کا موجب ہو سکتی ہے

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کا اثر مردوں اور عورتوں پر

حضرت مجددِ زمانہؑ نے قوم میں زندگی کی روح پیدا کی

جماعت احمدیہ کے لٹریچر کا اثر یورپ پر

جلسہ سالانہ کے آخری اجلاس مؤرخہ ۲۷ دسمبر ۱۹۶۴ء میں حضرت امیر مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ کی الوداعی تقریر بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

وقضیٰ ربک الا تعبدوا الا ایاہ وبالوالدین احسانا ——— (القرآن)

چندہ کی تحریک

معزز خواتین و حضرات! السلام علیکم

پیشتر اس کے کہ آپ یہاں سے تشریف لے جائیں میں چند باتیں آپ سے کہنا چاہتا ہوں۔ کل رات مجلس معتمدین میں یہ امر پیش ہوا کہ انجمن کی ضروریات بہت ہیں۔ ممبران معتمدین نے اسی وقت چندہ دیا۔ مجلس کے ارکان کی مالی حالت مختلف ہے۔ کسی نے پانچ صد، کسی نے دو صد روپے اور اکثر نے سو سو روپے چندہ دیا۔ آج صبح درس میں بھی قوم نے بڑے ذوق و شوق سے ایثار و قربانی کا ثبوت دیا۔ اور چندہ میں حصہ لیا۔ میں ان حضرات کو جو اس اجتماع میں ابھی تک شریک نہیں ہوئے ہیں یا انہیں موقع نہیں ملا ہے میں ان کو کہوں گا کہ مال آتا رہتا ہے اور خرچ ہوتا رہتا ہے۔ طرح طرح کے اخراجات سامنے آتے رہتے ہیں۔ آپ نہیں جانتے کہ خدا کی راہ میں دیا ہوا مال کس اجر و ثواب کا موجب ہوتا ہے۔ آپ کو چاہیئے کہ جن لوگوں نے ابھی تک کچھ نہیں دیا وہ خود بخود چندہ دے دیں یہاں یا دفتر میں دے دیں۔ یا وعدے کا رقعہ لکھ بھیجیں۔

اللہ تعالیٰ ہمارے اعمال و افعال کو دیکھتا ہے

ہمارا یہ مجمع کوئی معمولی مجمع نہیں ہے۔ یہ اجتماع اس لئے ہے کہ لوگ اللہ تعالیٰ کے احکام اور حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی پابندی کرنا سیکھیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وھو معکم اینما کنتم جہاں کہیں بھی تم ہو یقین کرو کہ خدا تمہارے ساتھ ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جو شخص خفیہ طور پر اندھیرے میں کوٹھڑی میں چھپ کر کوئی فعل کرے گا۔ خدا تعالیٰ اس کے اس فعل کو بھی ظاہر کر دے گا۔ اور لوگوں کو مطلع کر دے گا۔ تم جہاں کہیں بھی ہو گے خدا تمہارے ساتھ ہوگا وکان اللہ علیکم رقیبًا۔ خدا تم کو دیکھتا رہتا ہے۔ تمہارے اعمال و افعال پر نظر رکھتا ہے۔ اس نے تمہیں زندگی عطا کی ہے۔ اور زمین و آسمان کو انسان کے لئے خدمت میں لگا رکھا ہے۔ خدا دیکھتا ہے کہ تم خدا کے احسانات، اس کے افضال اور اس کے انعامات کی کس قدر شکر گزاری کرتے ہو۔ اور احکام الٰہی کی کہاں تک بجا آوری کرتے ہو اور ارشادات نبویؐ کی کس قدر اطاعت کرتے ہو۔

حضرت نبی کریم صلعم کا کردار دشمنوں کی نظر میں۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ابوسفیان نے مخالفت کی حالت میں شام کے بادشاہ کو کہا۔ یامرنا بالصلوٰۃ والصدق والعفاف والصلۃ۔ حضور نبی کریمؐ خدا کی توحید کا سبق دینے کے بعد خدا کی عبادت کے بعد حق پرستی اور راست گفتاری اختیار کرنے کی تلقین کرتے ہیں۔ عفت کی زندگی بسر کرنا سکھاتے ہیں۔ اور پیٹ کی عفت کی تعلیم دیتے ہیں اور اکل حلال کی تلقین فرماتے ہیں۔

اکل حلال باخدا بننے کا نسخہ ہے

اگر تم گذران کی یہ بنیاد رکھو گے کہ تھوڑے میں گذارہ کرنا ہے لیکن حرام نہیں کھانا، تو تم باخدا انسان بن جاؤ گے۔ فرمایا اطب مطعمک۔ اپنی خوراک حلال طیب کھاؤ وتکن مستجاب الدعوات تمہاری دعائیں قبول کی جائیں گی۔ یہ نسخہ تجربہ شدہ ہے۔ جس کسی نے اکل حلال کھایا اور صدق مقال اختیار کیا وہ مستجاب الدعوات ہو گیا۔ جنہوں نے حرام کی روٹی کھائی اسکی دعا قبول نہیں ہوتی۔

حرص و ہوا اور ناجائز کمائی بدامنی اور بے اطمینانی کا موجب ہے

اگر پاکستان ان تعلیمات پر عمل کرے۔ تو آج تمام قسم کی بدکاری ختم ہو جائے۔ آج حرص و ہوا کے سبب ناجائز طور پر روپیہ کمانے کی طرف رجحان ہے۔ حقوق پامال کئے جاتے ہیں۔ انصاف کا خون ہوتا ہے۔ بدامنی اور بے اطمینانی پیدا ہوتی ہے۔ اگر آج حضور سرور کائنات صلعم کے احکام کی پابندی کی جائے تو تمام بدیاں برائیاں اور بدکاریاں ختم ہو جاتی ہیں۔ فرمایا جاھدوا اھوائکم کما تجاھدون اعدائکم۔ اپنی خواہشات کا مقابلہ کرو۔ جس طرح سے تمہارا دشمن تمہارے گھر پر آکر حملہ کرتا ہے تو تم غیرت و حمیت کے ساتھ اس کا مقابلہ پوری طاقت سے کرو۔ حرص و ہوا تمہارے اخلاق کے دشمن ہیں ان کا مقابلہ سختی سے کرو۔

پاک قلب پر خدا کا نزول

جو شخص اپنے قلب کا تزکیہ و تطہیر کرے گا۔ اسکو پاکیزہ کرے گا اس کے اندر خدا کا نزول ہوگا۔ کوئی مہذب انسان کسی ایسے مکان میں نہیں جاتا، جس کے صحن میں سنڈاس ہو، تو خدا کا نزول ایسے قلب پر کیونکر ہو، جس کے اندر ناپاکی اور عصیان کا سنڈاس بھرا ہوا ہو۔ ارشادات نبوی صلعم سے سینکڑوں اور ہزاروں باخدا ہو گئے۔ اہل کشف ہو گئے۔ اہل الہام ہو گئے۔ اور ان کو قرب الٰہی میسر آیا۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اسی طرح حضرت امام زمانہ کی پیروی سے لوگ باخدا ہو گئے اور مستجاب الدعوات ہو گئے۔ آپ جاتے ہوئے یہ سبق لے جائیں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ راستباز بن جاؤ، پارسا ہو جاؤ، حق پرستی اختیار کرو، عفت کی زندگی بسر کرو۔ اپنے پیٹ کو عفیف بناؤ۔

حرام سے بچنے کیلئے عورتوں کا فرض

عورتیں اس معاملہ میں اپنے گھر والوں کو کہہ سکتی ہیں کہ یہ ٹھیکا کاٹین ہم نہیں کھائیں گے۔ حرام کا مال ہمارے بال بچوں کے لئے موت ہے۔ میں یقین کرتا ہوں کہ رشوت کھانے والے حاکم کے بیوی بچے اور خادم جانتے ہیں کہ

یہ دشوت کا مال ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ عاوندوں کی حفاظت کرو۔ قرون اولیٰ کی عورتوں نے کردار پیش کیا ہے اور کبھی حرام مال گھر میں نہیں آنے دیا۔

نبی کریم صلعم کے کردار کے متعلق حضرت خدیجہؓ کی گواہی۔

بھلا ایسی قوم جس کی گھٹی میں بدکرداری ہے۔ جو جوا کھیلتی ہے۔ شراب پیتی ہے وہ قوم جس کا شغل قتل مقاتلہ ہے کس طرح فلاح پا سکتی اور دنیا میں نیک نامی حاصل کر سکتی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس قوم کی اصلاح کا جو حکم مجھے اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اس سے میری جان جاتی نظر آتی ہے۔ مجھ پر بڑا زبردست بوجھ ڈالا گیا ہے۔ یہ سن کر حضرت خدیجہ رضؓ فوراً تسلی بھرا جواب دیتی ہیں کہ خدا آپ کو ضائع نہیں کرے گا۔ پھر تسلی دیتی ہیں کہ حضورؐ! آپ وہ شخص ہیں جو راستہ باز ہیں مہمان نواز ہیں بے نواؤں کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔ اور جس کے ساتھ کوئی نہ ہو اس کا سہارا بنتے ہیں۔ ملک میں وبا آجائے سیلاب آجائے یا اور کوئی مصیبت آجائے تو آپؐ خدمت خلق کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ یہ ایک کردار ہے۔ جس کا سرٹیفکیٹ بیوی ہی دے سکتی ہے۔

ایک گوالن لڑکی کی پاک باطنی کا نتیجہ

ایک دفعہ حضرت عمرؓ فاروق گشت کر رہے تھے ایک دروازے پر کھڑے ہو گئے۔ اندر سے ماں بیٹی کے جھگڑنے کی آواز آرہی تھی۔ ماں کہتی تھی کہ دودھ میں پانی ڈال دو۔ بیٹی کہتی تھی کہ خلیفہ کا حکم ہے کہ دودھ میں پانی نہیں ڈالنا۔ ماں نے کہا کہ خلیفہ کہاں دیکھتا ہے۔ بیٹی نے کہا کہ اگر خلیفہ نہیں دیکھتا تو خدا تو دیکھتا ہے۔

حضرت فاروق گھر جاتے ہیں اور اپنے بیٹوں کو کہتے ہیں کہ ایک پاکیزہ باطن کی لڑکی ہے اس کے ساتھ نکاح کر لو تو اس کے بطن سے نیک اولاد پیدا ہوگی۔ آپ کے ایک بیٹے نے گوالن کی لڑکی سے نکاح کر لیا اور اس کے بطن سے عمر بن عبدالعزیزؒ جیسا پاکباز انسان پیدا ہوا۔ جس کو خلیفہ راشد اور سب سے پہلا مجددؒ قرار دیا گیا۔

حضرت ام سلمہؓ کا نبی کریم صلعم کو مشورہ

عورت کے کردار کا ایک اور واقعہ سناتا ہوں صلح حدیبیہ کی وجہ سے مسلمانوں کے دل مشتعل تھے۔ ۱۴۰۰ اونٹ قربانی کے لئے مسلمان ساتھ لائے تھے لیکن اس احساس کے تحت کہ مسلمانوں کے دل اس صلح سے بہت مضمحل تھے۔ حضور نبی کریمؐ مسلمانوں کے لئے قربانی کرنے کے حکم دینے میں متامل تھے۔ آپ نے ام سلمہؓ سے ذکر فرمایا کہ کیا کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ بات کچھ بھی نہیں بالکل معمولی ہے۔ قوم شمع نبوتؐ کی پروانہ ہے آپ ایک اونٹ لیکر میدان میں جا کر ذبح کر دیں تو قوم آپؐ کو دیکھ کر اپنی اپنی قربانیاں کر دے گی۔ چٹ پٹ ایسا ہی ہوا یہ نشان ہے عورت کی۔

سعد بن معاذؓ کا ولولۂ جہاد اور نبی کریم صلعم کی حوصلہ افزائی

سعد بن معاذؓ بہت بڑا انسان تھا حضور صلعم کا پیارا تھا۔ تمام لڑائیوں میں اول نمبر پر تھا۔ ایک لڑائی میں خطرناک طور پر گہرا زخم لگا۔ سخت زخمی ہو گئے۔ فرمایا مسجد نبوی میں خیمہ لگا دو۔ حضورؐ ان کی صبح شام عیادت کرتے ہیں۔ سعدؓ کو شدت کی تکلیف ہے۔ دعا کرتے ہیں کہ اے خدا اگر جنگ ختم ہو گئی ہے تو میری تکلیف دور کر دے اور اگر جنگ جاری ہے تو مجھے زندہ رکھ اور ہمت دے کہ میں تیرے رسولؐ کے دشمنوں کے ساتھ جنگ کروں۔ دعا قبول ہوئی۔ آخری دموں پر آئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بغلگیر ہو گئے۔ خون آپؐ کے کپڑوں پر لگ گیا۔ آپؐ سعدؓ کی آنکھیں بند کر رہے ہیں۔ جنازہ کے ساتھ جاتے اور ان کو دفن کر کے آتے ہیں۔

اطاعت الٰہی میں حضرت صفیہؓ کا صبر و استقلال

حضرت صفیہؓ آپؐ کی پھوپھی ہیں۔ حمزہ رضؓ کی لاش دیکھنے کے لئے احد کے میدان میں آگئیں۔ حضورؐ نے پسند نہ فرمایا کہ وہ لاش دیکھ کر غمزدہ ہوں۔ لیکن صفیہ رضؓ کہتی ہیں کہ میں نے پہلے ہی سن رکھا ہے جو اس کی حالت ہوئی ہے۔ مجھے دیکھنے دو۔ کہتی ہیں کہ خدا کی اطاعت کے سلسلہ میں یہ ایک بہت چھوٹی سی بات ہے۔ ان کے الفاظ ہیں وذٰلک یسیر فی حبیب طاعۃ اللّٰہ۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں اور عورتوں میں کردار پیدا کر دیا۔ مردوں اور عورتوں کو مل کر اعلیٰ درجہ کی زندگی گذارنا چاہیئے تاکہ عظیم الشان قوم کا وجود پیدا ہو۔ جو ملک کی رہبری، ترقی اور بہبودی کا موجب ہو۔

امام زمانہؑ نے قوم میں زندگی کی روح پیدا کی

اس قوم کے اندر اس زمانہ کے امام نے زندگی کی روح پیدا کی ہے۔ اس کے اندر قربانی کی عادت ڈالی ہے۔ اگر قوم ساری کی ساری مل کر قربانی نہ کرے تو بڑے بڑے کام نہیں ہو سکتے۔ اس چھوٹی سی قوم نے یورپ میں فتح اسلام کے جھنڈے گاڑے ہیں۔ یہ بہت مشکل کام ہے جو اس قوم نے سر انجام دیا ہے۔

جماعت احمدیہ کے لٹریچر کا اثر یورپ پر

اس قوم نے یورپ کی اقوام کو سرور کائنات، صلی اللہ علیہ وسلم کا پُرنور چہرہ دکھایا ہے۔ یورپ قائل ہے کہ حضورؐ جیسا انسان آج تک پیدا نہیں ہوا۔ آپ کی سعی کی وجہ سے قرآن و حدیث اور اسلام کا لٹریچر یورپ میں پہنچایا گیا ہے۔ وہاں کے اہل علم و ادب حضور صلعم کو بہت بڑا انسان مانتے ہیں اس کا اجر بہت بڑا ہے جو قوم کے لئے خدا تعالیٰ نے مقدر کیا ہے۔

قرآن کریم کے تراجم اور انکے اثرات

حضرت مرزا صاحب نے ایک ایثار پیشہ قوم پیدا کی ہے۔ قرآن کریم کے انگریزی جرمن۔ ڈچ اور اردو میں تراجم اس قوم نے کئے۔ تفسیر حدیث اور اسلام پر بے شمار کتب شائع کیں۔ اس زمانہ میں اس عقل و علم اور سائنس کے زمانہ میں تفسیر قرآن لکھنا بہت مشکل کام ہے۔ علماء کرام آج بھی موجود ہیں انہوں نے کیوں تفاسیر نہیں لکھیں۔ کیا وجہ ہے کہ یہ شرف حضرت مرزا صاحب کی جماعت کو حاصل ہوا۔ اس جماعت نے تفاسیر کا بہت بڑا کام کیا ہے۔ اور وہ تفاسیر مقبول ہیں۔ علامہ عبدالماجد دریا آبادی ایڈیٹر صدق لکھنؤ، ایک وقت میں دہریہ منش تھے انہوں نے حضرت مولینا محمد علی رح کی تفسیر سے صداقت اسلام کی آواز پائی۔ آج ہمارا لٹریچر مقبول ہے۔

عربی فصاحت و بلاغت کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کا چیلنج

یہ عزت کسی بادشاہ کو بھی نصیب نہیں اسلامی سلطنتوں کے بادشاہ موجود ہیں۔ ایک گاؤں کا رہنے والا انسان دنیا جہان کو چیلنج کرتا ہے کہ قرآن کے معارف اور حقائق میں بیان کروں گا۔ اور جو فصاحت و بلاغت میرے کلام میں ہوگی۔ اس کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا۔ نہ مکہ، مدینہ، نہ کراچی، نہ لکھنؤ نہ ایران، شام اور مصر اور ترکی اور مکہ کا بڑے سے بڑا عالم دین کلام لکھ سکتا ہے یہ چیلنج حضرت صاحب کیا اور ان کے دعاوی کو ختم کرنے کا موجب ہو سکتا تھا۔ لیکن کسی کو توفیق نہیں ہوئی۔ کہ اس چیلنج کو قبول کرتا۔ اور مقابلہ میں آتا۔ لاہور میں مولوی عبداللہ ٹونکی عربی دانی کے لئے مشہور تھے۔ بہت قابل اور لائق انسان تھے۔ اورینٹل کالج کے پرنسپل تھے۔ انہوں نے یہ جاننے کے لئے کہ حضرت مرزا صاحب کو عربی آتی ہے یا نہیں ایک خط لکھا اور حامل رقعہ کو ہدایت کی کہ اس کا جواب اپنی موجودگی میں اسی وقت خط دیتے ہی لکھوا کر لائے یہ خط حضرت صاحب کی خدمت میں پہنچا تو آپ اٹھنے لگے حامل رقعہ نے کہا کہ نہیں جناب آپ یہیں پر جواب دیں۔ حضرت صاحب نے وہیں قلم دوات منگوا کر خط کا جواب لکھ دیا۔ جب یہ خط مولوی عبداللہ صاحب ٹونکی نے پڑھا تو بار بار ڈکشنری دیکھنا پڑی وہ حیران رہ گیا کہ گاؤں کا رہنے والا اس قدر عربی جانتا ہے۔

میں نے جرمنی میں اور ولایت میں مصریوں، شامیوں وغیرہ اہل زبان کے سامنے حضرت صاحب کی عربی کتب رکھی ہیں اور ان سے پوچھا ہے کہ آپ ان کو پڑھ کر بتائیں کہ آپ کی کیا رائے ہے انہوں نے خدا کی قسم کھا کر کہا کہ ان کتب کی عربی نہایت ہی بلند پایہ کی فصیح و بلیغ ہے۔

علامہ اقبال سے گفتگو

ایک لطیفہ یاد آگیا۔ علامہ اقبال چونکہ میرے ہم وطن تھے اور دوست بھی۔ ان کے والد صاحب حضرت صاحب کے

(باقی بر صفحہ ۱۲ کالم ۲)

قرآن کریم میں مومنوں کے ساتھ جو وعدے کئے گئے ہیں

وہ ہر زمانہ میں پورے ہوتے رہیں گے

اس زمانہ میں حضرت مرزا صاحب ان وعدوں کے مصداق ہیں

خطبہ جمعہ مورخہ ۱۴ جنوری ۱۹۶۵ء فرمودہ مولینا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری
بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

واتل ما اوحی الیک من کتاب ربک لا مبدل لکلمات اللہ ولن تجد من دونہ ملتحدًا واصبر نفسک مع الذین یدعون ربھم بالغداۃ والعشی یریدون وجھہ ولا تعد عیناک عنھم ترید زینۃ الحیوۃ الدنیا ولا تطع من اغفلنا قلبہ عن ذکرنا واتبع ھواہ وکان امرہ فرطا وقل الحق من ربکم فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر۔ الخ

ان آیات کے مضمون کا خلاصہ

ان آیات میں اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم اور حضرت نبی کریم صلعم کی نبوت کی پاک تاثیروں کا ذکر فرمانے کے علاوہ اس بات کا بھی ذکر فرمایا ہے کہ قرآن کریم اور حضرت نبی کریم صلعم کی صداقت ہر زمانہ میں ثابت ہوتی رہے گی اور یہ بات بھی پایۂ ثبوت کو پہنچتی رہے گی کہ اسلام کے سوا اور کوئی مذہب بھی خدا رسیدہ انسان پیدا نہیں کر سکے گا اس کے علاوہ ان آیات میں مسلمانوں کو ان کی حقیقی کامیابی کا گر بتلاتے ہوئے صحیح طریق تبلیغ کی طرف بھی رہنمائی فرمائی ہے۔

تلاوت آیات کا مفہوم

فرماتا ہے اور اس کتاب کو لوگوں پر پڑھتا رہ۔ جو تیری طرف وحی کی گئی ہے ظاہر ہے کہ لوگوں کو مطلق آیات کا سنانا تو مقصود نہیں بلکہ اس طرز کا پڑھنا مقصود ہے جس کا ذکر اس آیت میں موجود ہے ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منھم یتلوا علیھم آیاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین۔ یعنے خدا وہ ہے جس نے امّی لوگوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا جو اُن پر اس کی آیات پڑھتا ہے اور ان کو ان آیات کے ذریعہ پاک کرتا ہے اور ان کو کتاب اور حکمت سکھلاتا ہے اگرچہ اس سے پہلے وہ کھلی کھلی گمراہی میں مبتلا تھے پس یہ آیت بتلاتی ہے کہ واتل ما اوحی الیک من کتاب ربک میں جو پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے اس سے مراد ایسا پڑھنا ہے جو قلوب کے تزکیہ کا موجب ہو اور کتاب اللہ کی حکمت کے در کھول دینے کا ذریعہ بنے اور لوگوں کو کھلی کھلی گمراہی کے گندے گڑھوں سے نکال کر ہدایت کے صاف اور ستھرے چشمہ پر لا کھڑا کرے

حکم کی وسعت قیامت تک

اب یہ مسلّم ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم کی نبوت کا دامن قیامت تک پھیلا ہوا ہے۔ پس آنجناب صلعم کو جو یہ حکم دیا گیا ہے وہ صرف آپ کی ۶۳ سالہ زندگی تک کے لئے ہی نہیں دیا گیا بلکہ آپ کی نبوت کی عمر کو مدنظر رکھکر دیا گیا ہے جس نے قیامت تک چلنا ہے اسی کی طرف سورۃ الجمعہ کی یہ آیت اشارہ کر رہی ہے واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم وھو العزیز الحکیم ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم یعنے محمد رسول اللہ صلعم آنے والی نسلوں پر بھی آیات پڑھتے رہیں گے اور انہیں پاک کرتے رہیں گے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھلاتے رہیں گے اور انہیں گمراہی سے نکالتے رہیں گے یہ خدا کا فضل ہے جس کا مورد اس نے اپنے بندوں میں سے صرف محمد رسول اللہ صلعم کو ہی خاص طور پر بنایا ہے اور اللہ تعالےٰ بڑے فضل والا ہے ان الفاظ کا صاف یہ مطلب ہے کہ پہلے انبیاء علیہم السلام کا زمانہ تزکیہ وغیرہ محدود تھا لیکن حضرت نبی کریم صلعم کا زمانہ تزکیہ غیر محدود یعنے قیامت تک ہے اور یہی ایک خصوصیت ہے جو کمیت اور کیفیت دونوں لحاظ سے آنحضرت صلعم کو دیگر انبیاء علیہم السلام پر حاصل ہے اور یہی مفہوم خاتم النبیین کا ہے۔

اس حکم میں ایک پیشگوئی

اس حکم کو جب ہم سورۃ جمعہ کی آیت واٰخرین منھم کے ساتھ ملا کر پڑھتے ہیں تو یہ آیت ہم کو ایک صاف پیشگوئی پر مشتمل نظر آتی ہے اور وہ یہ کہ جب کبھی دنیا میں گمراہی پھیلے گی تو حضرت نبی کریم صلعم کی قوت قدسیہ کے ذریعہ امت میں کوئی نہ کوئی ایسا شخص پیدا ہوتا رہے گا جو آنحضور صلعم کی تربیت روحانی سے تربیت یافتہ ہو کر اور حضرت نبی کریم صلعم کی قوت تزکیہ کا وارث ہو کر لوگوں کو گمراہی سے نکالا کرے گا ایسے شخص کا یہ کام چونکہ حضرت نبی کریم صلعم کی قوت قدسیہ کا ہی مرہون منت ہو گا اس لئے آیت میں اس کے کام کو حضرت نبی کریم صلعم کی طرف ہی ...... منسوب کیا گیا ہے ایسے اشخاص کو صوفیاء کی اصطلاح میں بروز اور ظل کہتے ہیں اور شریعت میں ان کا نام خلفاء اور مجددین اور محدثین رکھا گیا ہے۔

پیشگوئیوں کا عملی ثبوت

اب یہ واقعہ ہے کہ ۱۳۰۰ برس میں ہزاروں اولیاء اور مجددین اس امت میں ہوتے رہے ہیں جو لوگوں کو اپنے اپنے وقت کی گمراہی سے نکالتے رہے ہیں اور ان سب کا یہی دعوے رہا ہے کہ وہ حضرت نبی کریم صلعم کی قوت قدسیہ کی ہی پیداوار ہیں پس یہ آیت بالفاظ دیگر حضرت نبی کریم صلعم کے بروزوں کے ظہور کی پیشگوئی پر بھی مشتمل ہے جس سے کوئی زمانہ بھی خالی نہیں رہ سکتا۔

دائمی صداقت

اس کے بعد فرمایا لا مبدل لکلمات اللہ یعنے خدا کے کلمات میں قطعاً تبدیلی نہیں پاؤ گے یہ بہت بڑا دعوے ہے اس کا صرف اتنا ہی مطلب نہیں کہ قرآن کریم کے الفاظ جو حضرت نبی کریم صلعم پر نازل ہوئے وہ قیامت تک اسی طرح قائم رہیں گے اور ان میں تبدیلی راہ نہیں پا سکے گی اگرچہ یہ دعوے بھی بہت بڑا دعوے تھا اور واقعات نے اسے بھی پورا کر کے دکھایا چنانچہ محقق مستشرقین نے بھی اس امر کو تسلیم کیا ہے کہ موجودہ قرآن کریم وہی قرآن ہے جو محمد رسول اللہ صلعم پر نازل ہوا تھا لیکن اس سے بڑھکر اس دعوے کی صداقت کا ثبوت یہ ہے کہ قرآن کریم میں مومنوں کے ساتھ جو وعدے کئے گئے ہیں وہ ہر زمانہ میں پورے ہوتے رہے ہیں اور قطعاً ان میں تبدیلی نہیں ہوئی اگر کسی زمانہ میں وہ وعدے پورے نہ ہوتے ......

... قرآن کریم کا دعوے لا مبدل لکلمات اللہ باطل ٹھہرتا ہے لیکن تاریخ ہمیں بتلاتی ہے کہ ہر زمانہ میں قرآن کریم میں دیئے ہوئے وعدے کامل مومنوں یعنے اولیاء اللہ کے وجود میں پورے ہوتے رہے ہیں کوئی زمانہ بھی ایسے اولیاء کے وجود سے خالی نہیں رہا جن پر قرآنی وعدے پورے نہ ہوئے ہوں اور جن کا وجود عملی طور پر لا مبدل لکلمات اللہ کے دعوے کی صداقت کو ثابت نہ کرتا رہا ہو۔

....

ہمارا زمانہ بھی ایسے وجود سے خالی نہیں رہا۔

جبکہ یہ حقیقت ہے کہ ہر زمانہ ایسے وجودوں کو پیش کرنے میں کامیاب رہا ہے تو یہ کس طرح ہو سکتا تھا کہ ہمارا یہ زمانہ جس میں کہ دہریت اور مادیت اپنے پورے عروج پر بھی ایسے وجود کو پیش کرنے میں ناکام رہتا۔ یہ زمانہ تو بدرجہ اولےٰ اس بات کا متقاضی تھا کہ دہریت اور مادیت کا زور توڑنے کے لئے کوئی عظیم الشان ولی ظاہر ہوتا اسی لئے اس زمانہ کی ہولناک گمراہی کو مدنظر رکھتے ہوئے جس عظیم الشان امام کے ظہور کی پیشگوئی کی گئی ہے اس کا نام احادیث میں خاتم الخلفاء اور مسیح اور مہدی رکھا گیا ہے اور ساری اسلامی دنیا میں صرف ایک ہی شخص ایسا پیدا ہوا ہے جس نے ان پیشگوئیوں کے مصداق ہونے کا دعوےٰ کیا ہے اور وہ شخص حضرت مرزا غلام احمد قادیانی ہے خدا کی ہزاروں برکتیں اس کی روح پر نور پر نازل ہوں جس نے قرآن شریف کے تمام وعدوں کو اپنے وجود میں پورا کر کے دکھلا دیا اور اس ذریعہ سے قرآن کریم کے الفاظ لاتبدیل لکلمات اللّٰہ کا عملی ثبوت بہم پہنچا دیا۔

کلمات اللہ جو حضرت مرزا صاحبؑ کے وجود میں پورے ہوئے

ایسے کلمات تو بے شمار ہیں لیکن وقت کی قلت کو مدنظر رکھتے ہوئے میں صرف چند ایک کا ذکر کروں گا قرآن کریم کی سورۃ حٰم سجدہ کا ع میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

ان الذین قالوا ربنا اللّٰہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملائکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون نحن اولیاؤکم فی الحیٰوۃ الدنیا وفی الاخرۃ یعنے اس امت میں جو لوگ اللہ تعالےٰ کو اپنا رب قرار دیتے ہیں اور پھر اس پر استقامت اختیار کرتے ہیں اُن پر فرشتے اترتے ہیں یہ کہتے ہوئے کہ خوف مت کرو حزن مت کرو بلکہ اس جنت کی بشارت تمہیں دی جاتی ہے جس کا وعدہ تمہیں دیا گیا ہے ہم اس دنیا میں بھی تمہارے دوست ہیں اور آخرۃ میں بھی تمہارے دوست ہیں۔

اب یہ ناقابل تردید حقیقت ہے کہ اس زمانہ میں ایک ہی شخص یعنے سیدنا حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود اور مہدی معہود کے دعوےٰ کے ساتھ کھڑا ہوا جس دعوےٰ کی وجہ سے دنیا اس کی مخالف ہو گئی اور سب قوموں نے مل کر اسکو ناکام بنانے اور تباہ کرنے کی کوششیں شروع کر دیں چنانچہ قتل کے فتوؤں ، بائیکاٹ کے ذریعہ اس کے خلاف سنگین سے سنگین مقدمات کھڑے کرنے کے ذریعہ اور اس کے ماننے والوں کو مختلف انواع کی ایذاؤں کے پے در پے نشانہ بنانے کے ذریعہ خوفوں اور خطروں کے پہاڑ اس کے راستے میں کھڑے کر دیئے جو بظاہر ایسے خوفناک اور بھیانک تھے کہ آدمی کا اس کے نیچے آ کر پس جانا یقینی ہوتا ہے لیکن وہ خدا کا فرستادہ قرآنی کلمات الا تخافوا ولا تحزنوا کو سچا ثابت کرتا ہوا ہمیشہ ان پہاڑوں کے نیچے سے نہ صرف صحیح سلامت ہی نکلتا رہا بلکہ پہلے سے بڑھ کر قوت اور جلال کے ساتھ نکلتا رہا اور مصائب اور خوفوں کے یہ پہاڑ اس کا بال بھی بیکا نہ کر سکے اور قرآنی کلمات کے مطابق یہ خدا کا برگزیدہ ہمیشہ ملائکہ سے بشارتیں حاصل کر کے قبل از وقت دنیا کو بتلا دیتا رہا کہ خوف کے یہ خیال جنہیں میرے اوپر گرانے کی کوشش کی جا رہی ہے میرا خدا ان کو ینسفھا ربی نسفاً کے وعدے کے مطابق ریزہ ریزہ کر دے گا اور یہ تمام بشارتیں حرف بحرف پوری ہوتی رہیں اور ولا تحزنوا کی بشارت کے مطابق کبھی بھی آپ کو ناکامی کا منہ نہیں دیکھنا پڑا کہ اس کے نتیجہ میں آپ کو حزن میں مبتلا ہونا پڑتا۔

پس اس زمانہ میں ساری اسلامی دنیا میں حضرت مرزا صاحب کے سوا کیا کوئی ایک شخص بھی ایسا پیش کیا جا سکتا ہے جس کے وجود میں قرآن کریم کے یہ کلمات اس آب و تاب سے پورے ہوئے ہوں جس آب و تاب کے ساتھ حضرت مرزا صاحب کے وجود میں پورے ہوئے ہیں اگر حضرت مرزا صاحبؒ کے دعوے کی سچائی کو تسلیم نہ کیا جائے تو پھر ماننا پڑے گا کہ خدا کے یہ کلمات تبدیل ہو گئے کیونکہ اگر غیر مسلم دریافت کریں کہ قرآن کریم کے ان کلمات کی صداقت کا عملی ثبوت پیش کرو تو مسلمان بالکل عاجز ہیں مگر ہم احمدی تو دھڑلے سے حضرت مرزا صاحب کے وجود کو پیش کر کے مخالفین کا منہ بند کر سکتے ہیں۔

روزوں کے نتائج کا عملی ثبوت

اب رمضان شریف کا مہینہ ہے روزوں کے متعلق قرآن کریم نے دعوےٰ کیا ہے کہ ان کے نتیجہ میں انسان متقی بن جاتا ہے پھر قرآن کریم نے متقیوں کی علامات بھی بیان کی ہیں یہ تمام کی تمام علامات بھی اس زمانہ میں صرف حضرت مرزا صاحب میں پائی گئیں مثلاً خدا کی معیت کا ان کے ساتھ ہونا قرآن کریم کے علوم میں سب سے بڑھ جانا وغیرہ یہ ایک مستقل مضمون ہے جو وقت کی قلت کی وجہ سے اس وقت بیان نہیں کیا جا سکتا۔

رمضان کے متعلق اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے شھر رمضان الذی انزل فیہ القراٰن ھدی للناس وبینٰت من الھدیٰ والفرقان اب ہر شخص دیکھ سکتا ہے کہ قرآن کریم کے اس دعوےٰ کی صداقت کو اگر ثابت کیا ہے تو صرف حضرت مرزا صاحب نے ہی ثابت کیا ہے ایسے وقت میں آپ کا ظہور ہوتا ہے جبکہ چاروں طرف سے اسلام پر حملے ہو رہے تھے اور کوئی جواب دینے والا نہ تھا آپ نے مبعوث ہو کر تمام دشمنوں کا منہ بند کر دیا اور بتلا دیا کہ قرآن کریم صرف ہدایت نامہ ہی نہیں بلکہ اپنی ہر ہدایت کی صداقت دلائل ساطع سے ثابت بھی کرتا ہے چنانچہ وہ دعوےٰ بھی خود ہی کرتا ہے اور اس دعوے پر ایسے دلائل شافیہ قائم کرتا ہے جو ثلج قلب عطا کرنے والے ہوتے ہیں اور پھر ساتھ ہی اپنے کامل متبع کو ایسے نشان بھی عطا کرتا ہے جو حق اور باطل میں قطعی طور پر فیصلہ کر دیتے ہیں جن کے سامنے باطل ٹھیر ہی نہیں سکتا پس حضرت مرزا صاحب نے ساری دنیا کو چیلنج کیا کہ اگر کوئی شخص یہ سمجھتا ہے کہ قرآن کریم اور حضرت محمد رسول اللہ صلعم سے الگ رہ کر وہ خدا رسیدہ بن سکتا ہے تو روحانی امور میں میرے ساتھ مقابلہ کر لے اور دیکھ لے کہ خدا کے نشان کس پر نازل ہوتے ہیں۔

پھر رمضان کی تیسری خصوصیت یہ بیان فرمائی اذا سالک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان پس دعاؤں میں مقابلہ کرنے کے لئے بھی آپ نے ساری دنیا کو مقابلہ کے لئے بلایا مگر کوئی بھی اس میدان میں نہ اترا حتیٰ کہ ان علماء اور مشائخ کو بھی چیلنج کیا جو رسول کریم صلعم کی گدی پر بیٹھے اور آنحضور صلعم کے وارث ہونے کے مدعی تھے مگر کسی کو بھی اس مقابلہ میں دم مارنے کی جرأت نہ ہوئی۔

تیسرا کلمہ

قرآن کریم کا تیسرا کلمہ یہ تھا کہ قرآن کریم ایسے پاکیزہ درخت کی مانند ہے جو اپنا پھل ہر زمانہ میں دیتا رہتا ہے لیکن ساری اسلامی دنیا میں حضرت مرزا صاحب کے سوا ایک شخص بھی دھڑلے سے اس دعوےٰ کے ساتھ نہیں نکلا جس نے اسلام کے درخت کا پھل اپنے آپ کو ظاہر کیا ہو اور اس کے مقابلہ میں باقی مذاہب کو ان کی موجودہ حالت کے لحاظ سے شجرہ خبیثہ نہ ثابت کیا ہو اور مسلمانوں کے دلوں کو اس یقین سے بھر نہ دیا ہو کہ قرآن کریم ہی قول ثابت ہے اگر حضرت مرزا صاحب اس زمانہ میں نہ آتے تو قرآن کریم کے یہ تمام کلمات تبدیل شدہ ثابت ہوتے۔

چوتھا کلمہ

سورۃ یونس میں فرمایا الا ان اولیاء اللّٰہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون الذین اٰمنوا وکانوا یتقون لھم البشریٰ فی الحیٰوۃ الدنیا وفی الاخرۃ لا تبدیل لکلمات اللّٰہ ذالک ھو الفوز العظیم

اس آیت کے ماتحت بھی اس زمانہ میں حضرت مرزا صاحب کو ہی خوف اور حزن سے آزاد رہنے کی بشارتیں ملتی رہیں اور خدا کے اس کلمہ کی صداقت بھی ظاہر ہوتی رہی اور ایسی بشارتوں کے ملنے کو ہی فوز عظیم فرمایا ہے اور

ان کلمات میں بھی تبدیلی کا ہونا ناممکن قرار دیا ہے۔

پانچواں کلمہ

قرآن کریم اپنے متعلق فرماتا ہے انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون اس زمانہ میں قرآن کریم پر ایسے شدید حملے ہوئے ہیں کہ جن سے اس کی حفاظت کے وعدہ کا ایفا بظاہر خطرہ میں نظر آتا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا صاحب کو مبعوث فرما کر ان تمام حملوں کو پسپا کر دیا خواہ وہ حملے عیسائیوں کی طرف سے تھے یا آریوں برہمو سماجیوں۔ دہریوں۔ فلاسفروں کی طرف سے تھے اور ثابت کر دیا کہ خدا کا دعوےٰ لاتبدیل لکلمات اللہ بالکل صحیح دعوےٰ ہے۔

چھٹا کلمہ

اللہ تعالیٰ نے حضرت نبی کریم صلعم کو خاتم النبیین قرار دیا ہے اور یہ دعوےٰ بھی بہت بڑا دعوےٰ تھا اگر خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو اس کا پورا ہونا ناممکن تھا لیکن حقیقت یہ ہے کہ ۱۴۰۰ برس سے یہ دعوےٰ اپنا عملی ثبوت پیش کرتا چلا آ رہا ہے۔ یعنے نبیوں کا جو کام اپنے کامل متبعین کو ربانی بنانا قرآن کریم نے بتلایا ہے وہ ۱۴۰۰ برس سے صرف حضرت نبی کریم صلعم کی روحانی قوت قدسیہ کے ذریعہ ہی سرانجام پا رہا ہے ہزارہا اولیاء اور خدا رسیدہ انسان حضرت نبی کریم صلعم کی روحانی تربیت کے نتیجہ میں پیدا ہو چکے ہیں اور ہمارے اس زمانہ میں بھی آنحضور صلعم کے ذریعہ ہی حضرت مرزا صاحب ربانی بنے ہیں چنانچہ ربانی ہونے کی جو علامات قرآن کریم میں بیان فرمائی گئی ہیں وہ سب کی سب سیدنا حضرت مرزا صاحب کے وجود میں پائی گئیں۔

کلمات تو بہت ہیں جو کہ صرف سیدنا حضرت مرزا صاحب کے وجود سے ہی پورے ہوئے ہیں اگر آپ کے وجود کو درمیان سے نکال دیا جائے تو ماننا پڑے گا کہ خدا کے کلمات بدل گئے اور قرآن کریم کا دعوےٰ لاتبدیل لکلمات اللہ نعوذ باللہ باطل ثابت ہوا۔

قرآن کریم کا دوسرا دعوےٰ

دوسرا اہم دعوےٰ قرآن کریم نے الفاظ ولن تجد من دونہ ملتحدا میں کیا ہے یعنے اس خدا کے سوا جس نے قرآن کریم جیسی کامل کتاب محمد رسول اللہ صلعم جیسے کامل نبی پر اتاری ہے اور کسی فرضی خدا میں پناہ نہیں پاؤ گے خدا کے نام کو پوجنے والی تو بہت سی قومیں پائی جاتی ہیں جو اپنے اپنے مذہب کی تعلیم کے مطابق خدا کی پرستش کرتی ہیں لیکن اس کے نتیجہ میں ان پرستاروں میں سے کوئی بھی خدا رسیدہ نہیں بنتا جس سے ثابت ہو گیا کہ یہ لوگ پرستش حقیقی خدا کی نہیں بلکہ محض فرضی خدا کی پرستش کرتے ہیں جس کا حقیقت میں کوئی وجود ہی نہیں اس دعوےٰ کو قرآن کریم نے سورۃ حدید کی آخری آیت میں بھی وضاحت سے فرمایا ہے اس آیت میں قرآن کریم اور رسول اکرم صلعم کے کامل متبعین کو یہ وعدہ دینے کے بعد کہ ان کو نور عطا کیا جائے گا دوسرے مذاہب کی پیروی کرنے والوں کے متعلق فرمایا لئلا یعلم اھل الکتاب الا یقدرون علی شیء من فضل اللہ وان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم یعنے تمام اہل کتاب اچھی طرح جان لیں کہ اب وہ خدا کے فضلوں کے مورد بننے کی قدرت نہیں رکھتے۔ فضل صرف خدا کے قبضہ میں ہی ہے وہ اپنا فضل جس کو چاہتا ہے دے رہا ہے (یعنے مسلمانوں کو) اور وہ بڑے فضل والا ہے اب اگر یہ لوگ خدا کے فضل کے وارث بننا چاہتے ہیں تو اس خدا کی پرستش کریں جسے قرآن کریم پیش کر رہا ہے اور اسی کی دی ہوئی ہدایتوں اور محمد رسول اللہ صلعم کے اسوۂ حسنہ کے مطابق پرستش کریں تو پھر وہ بھی خدائی فضلوں کے مورد بن جائیں گے

سیدنا حضرت مرزا صاحب کے ذریعہ اس دعوےٰ کا ثبوت

قرآن کریم کے اس دعوےٰ کی صداقت کو بھی سیدنا حضرت مرزا صاحب نے ہی ثابت کیا آپ نے تمام مذاہب کے متبعین کو چیلنج کیا کہ جو شخص بھی یہ خیال کرتا ہے کہ قرآن کے باہر اور رسول کریم صلعم کے اسوہ کو ترک کر کے وہ خدا رسیدہ بن گیا ہے تو وہ میرے ساتھ روحانی مقابلہ کر کے دیکھ لے کہ خدا رسیدہ انسانوں کی علامات کس میں پائی جاتی ہیں مگر کسی کو مقابلہ میں آنے کی جرأت نہیں ہوئی۔

عملی چیلنج

جس زمانہ میں طاعون زوروں پر تھی سیدنا حضرت مرزا صاحب نے ایک چیلنج کے ذریعہ تمام مذاہب پر حجت پوری کر دی اور وہ اس طرح کہ آپ نے خدا سے الہام پا کر یہ شائع کیا کہ اللہ تعالیٰ قادیان کو طاعون جارف سے محفوظ رکھے گا اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی اعلان کیا کہ عیسائی۔ ہندو اور دیگر مسلمان اپنے اپنے مقدس مقامات کے متعلق بھی شائع کر دیں کہ ان کے معبود ان کے مقدس مقامات کو طاعون جارف سے محفوظ رکھ سکیں گے تو میرا دعوےٰ جھوٹا ہو گا اور ساتھ ہی یہ بھی اعلان کر دیا کہ جو کوئی ایسا دعوےٰ کرے گا اس کا مقدس مقام ضرور طاعون جارف کا شکار ہو گا لیکن کسی کو اس میدان مقابلہ میں نکلنے کی جرأت نہیں ہوئی جس سے روز روشن کی طرح ثابت ہو گیا کہ ان کے معبود حقیقی نہیں بلکہ فرضی اور باطل معبود تھے قرآن کریم نے کیا ہی سچ کہا ہے

قل لو کان معہ الھۃ کما یقولون اذا لابتغوا الی ذی العرش سبیلا

بنی اسرائیل ع ۵ یعنے اگر قرآن کریم کے پیش کردہ خدا کے سوا کوئی اور بھی معبود ہوتے جیسا کہ یہ لوگ دعوےٰ کرتے ہیں تو خدا ذی العرش کے ساتھ ان کا بھی تعلق پیدا ہو جاتا لیکن ایسا تعلق پیدا نہ ہونا زبردست دلیل ہے اس بات پر کہ حقیقی خدا وہی خدا ہے جسے قرآن کریم نے پیش کیا ہے اور اس تک پہنچانے کے لئے حقیقی تعلیم بھی اسی کی تعلیم ہے۔

واقعات کی شہادت

اب ہر منصف مزاج واقعات کو سامنے رکھتے ہوئے خود ہی فیصلہ کر لے کہ اس زمانہ میں قرآن کریم کے مندرجہ بالا دعوےٰ کی صداقت کیا سیدنا حضرت مرزا صاحب کے سوا کسی اور شخص کے ذریعہ بھی ثابت ہوتی ہے اگر حضرت مرزا صاحب نہ آتے تو قرآن کریم کا یہ دعوےٰ بھی محض دعوےٰ کی حد تک ہی رہتا کوئی عملی ثبوت اس کا نہیں مل سکتا تھا دیگر مذاہب کی طرح اسلام بھی نعوذ باللہ مردہ مذہب ہی قرار دیا جاتا۔

مسلمانوں کو ہدایت

اس کے بعد مسلمانوں کو بڑے زوردار الفاظ میں ہدایت دی گئی ہے کہ کونوا مع الصادقین پر عمل کرتے ہوئے ایسے لوگوں کے ساتھ ہو جائیں اور ہمیشہ ان کے ساتھ ہی رہیں گے جن کے وجود کے ذریعہ قرآن کریم کے کلمات قائم ثابت ہوں اور جو دن رات خدا کی یاد میں لگے رہتے ہوں اور اس کے نام کو دنیا میں پھیلانے میں مشغول ہوں اور یہ کام وہ محض خدا کی رضا چاہنے کے لئے کرتے ہوں اب دیکھ لو کہ اس زمانہ میں یہ صفت بجز حضرت مرزا صاحب اور ان کی جماعت کے کسی اور میں پائی گئی ہے ان کی تقلید میں بعض لوگوں نے اب آ کر کچھ کوشش شروع کی ہے مگر جو کامیابی حضرت مرزا صاحب کی جماعت کو حاصل ہوئی ہے اس سے سب محروم ہیں۔

تعلق نہ پیدا کرنے کا نتیجہ

ایسی جماعت سے جو لوگ تعلق پیدا نہیں کریں گے ان کے متعلق فرمایا کہ ایسے لوگ محض دنیوی مفاد کی خاطر ہی ایسی جماعت سے الگ رہیں گے اور پھر خدا کے کلمات کو صحیح ثابت کرنے والے شخص کے ساتھ تعلق رکھنے والے لوگوں کو ہدایت دی کہ ایسے لوگوں کی اطاعت ہرگز نہ کرنا جن کے دلوں کو ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر دیا ہے اور وہ خدا کے فیصلوں کے آگے سر جھکانے کی بجائے محض اپنی گھڑی ہوئی خواہشوں کی پیروی کر رہے ہیں۔ ان کی پیروی اس لئے نہ کرو کہ ان کا امر حق و صداقت سے متجاوز ہے۔

(باقی پر صفحہ ۱۲ کالم ۲)

پیغامات

جلسہ سالانہ کے انتظامات اور کامیابی کے متعلق بعض دوستوں نے پیغامات ارسال کئے ہیں جو ذیل میں درج ہیں:۔

(۱) محمود احمد صاحب ملنگ شیخ محمدی پشاور

امسال جلسہ سالانہ اپنی جملہ برکات کے علاوہ اپنے انتظام کے لحاظ سے اور بھی بابرکت رہا۔ بالخصوص کھانے پینے کا انتظام اپنے شریفانہ طور طریقوں سے ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ مہمان انجمن کے نہیں۔ بلکہ والنٹیرز کے اپنے ذاتی مہمان ہیں۔ انتہائی ادب اور شرافت کے رنگ میں پیش آتے اور کلام کرتے۔ بچوں کے جملہ اعمال ایسے معلوم ہو رہے تھے کہ گویا انہیں کافی سے زیادہ ٹرینڈ کئے اور سمجھائے گئے ہیں۔ کیونکہ اسی سکول کے بچے گذشتہ سالوں میں بالکل ان فٹ ہوتے تھے معلوم ہوتا ہے ایک بات یہ بھی تھی۔ کہ وہ بچے چھوٹے اور نچلے کلاسوں کے تھے۔ اور یہ سب بچے بڑے اور بڑی کلاسوں کے معلوم ہو رہے تھے۔ بہرصورت مہمانوں کی خدمت کے جملہ اطراف قابل صد ستائش تھے۔ اور انشاء اللہ آیندہ اس سے بھی زیادہ اطمینان بخش انتظام ہوگا۔

ہماری طرف سے والنٹیرز کو دعا اور سلام

محمود احمد ملنگ از شیخ محمدی (پشاور)

(۲) ملک ظفر اللہ خان صاحب راولپنڈی

مکرمی محترمی جناب کرنل سعید احمد صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سب احباب حلقہ آپ کو جلسہ کی کامیابی کی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ آپ کو بیش از بیش خدمتِ دین کرنے کی توفیق عطا فرما دے۔ آمین ثم آمین۔ آپ نے ایک سال میں نہایت محنت محبت اور تندہی سے جو کام کیا ہے اس کا اجر صرف اللہ تعالےٰ کے پاس ہے۔

ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین

(۳) شیخ میاں فضل احمد صاحب لائل پور

مکرم برادرم کرنل سعید صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مزاج شریف۔ میں جلسہ سے جو کیفیت لے کر آیا۔ اس سے اب بھی سرشار ہوں۔ دو تین سال بعد جلسہ دیکھا۔ دل بہت ہی خوش ہوا۔ ذوق تھی۔ جذبہ تھا اور کامیابی کی راہ پر جماعت کو گامزن پایا۔ مبارک باد عرض کرتا ہوں، آپ نے جس جذبہ اور خلوص سے کام کیا ہے کا اثر لوگوں پر ہمیشہ رہے گا۔ میرے دل سے تو دعا نکلتی ہے کہ اللہ تعالےٰ آپ کو تادیر سلامت رکھے اور خدمت جماعت کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرمائے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ جلسہ کی کامیابی بہت حد تک آپ کی ذات سے وابستہ ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں ایک نوجوان دیا۔ جو آئندہ میں جماعت کی رہبری کا علم سنبھال سکے۔ بہت بہت مبارک ہو۔

انہی دوستوں نے اسی قسم کے خطوط ڈاکٹر اللہ بخش صاحب کو بھی لکھے ہیں اور انہیں مبارکباد دی ہے۔

الوداعی تقریر حضرت امیر ایدہ اللہ برموقع جلسہ سالانہ۔ بقیہ صـ۸

بقیہ صـ۸

مرید تھے۔ ان کے بڑے بھائی بھی مرید تھے۔ وہ خود بھی ایک وقت مرید تھے۔ ان کا بھتیجا مرید تھا۔ ان کا تمام خاندان مرید تھا۔ ایک دعوت میں ہم دونوں شریک تھے علامہ اقبال کے اور میرے تعلقات نہایت گہرے تھے۔ میں نے اقبال سے چھیڑ خوانی کی اور کہا کہ ان کو عزت و شہرت اور کامیابی کا بڑا نسخہ ہاتھ آیا ہے۔ وہ یہ کہ مرزا کو گالیاں دو اور شہرت حاصل کرو۔ حالانکہ تم نے خود علیگڑھ میں کہا کہ اگر ٹھیٹھ اسلامی نمونہ دیکھنا چاہتے ہو تو قادیان میں جاکر دیکھو۔ پھر اپنا بیٹا آفتاب اقبال قادیان میں بھجوایا۔ اقبال کہنے لگے کہ خدا کی قسم میں نے قادیان میں نہیں بھیجا بلکہ اپنے دوست صدرالدین کے پاس بھجوایا تھا۔ میں نے کہا تو گویا مسیحا کا شاگرد بھی مسیحائی کر سکتا ہے!۔

الوداعی کلمات

میں اس مجمع کو الوداع کہتے ہوئے دعا کرتا ہوں خواتین کے لئے اور مردوں کے لئے کہ ان پر خدا کی برکات نازل ہوں۔ ان کے بچوں پر، عزیزوں پر اور گھروں پر خدا کی رحمتیں نازل ہوں

خواتین کا چندہ

خواتین نے اس دفعہ چندہ دو سے کم تین ہزار روپے دیئے ہیں۔ یہ ان کی بڑی ہمت ہے وہ شوق و ذوق کے ساتھ مجالس کا انعقاد کرتی ہیں۔ میرے دل سے دعا نکلتی ہے کہ اللہ تعالےٰ اُن پر اُن کی اولاد پر، ان کے گھروں میں اور آپ سب پر خدا کی برکات اور رحمتوں کی بارش نازل فرمائے۔

چندوں میں باقاعدگی اختیار کریں

آپ کو اللہ تعالےٰ توفیق دے کہ آپ اسلام کی خدمت کرنے میں لگ جائیں۔ وہ لوگ جو باقاعدہ طور پر اس جماعت میں شامل ہیں وہ چندہ میں باقاعدگی اختیار کریں یہ ان کے لئے موجب سعادت ہوگا۔

میں سارے دوستوں اور خواتین سے کہتا ہوں کہ ہاتھ اٹھا کر خدا کی جناب میں دعا کریں۔

(اس کے بعد دعا کی گئی اور جلسہ ختم ہوا)

خطبہ جمعہ

(بسلسلہ صفحہ ۱۱)

طریق تبلیغ

اس کے ساتھ ہی حق پر قائم ہونے والی جماعت کو طریق تبلیغ بھی سکھلایا اور وہ یہ کہ حق تو ضرور دوسروں تک پہنچاؤ اور انہیں بتلاؤ کہ یہ حق تمہارے رب کی طرف سے ہے لیکن اس حق وصداقت کو منوانے میں جبر سے کام نہیں لینا بلکہ تبلیغ کرنے کے بعد اس کو قبول کرنے یا نہ کرنے کا فیصلہ تو لوگوں پر چھوڑ دو جو چاہے اس حق کو قبول کرلے اور جو چاہے قبول نہ کرے دونوں کے اعمال کے نتائج آگے بیان کرکے اچھے یا بُرے میں تمیز کرنے کا کام ان پر چھوڑا ہے۔

حضرت مرزا صاحب کے آنے کی غرض

خلاصہ کلام یہ کہ سیدنا حضرت مرزا صاحب کی بعثت کی غرض ہی یہ تھی کہ قرآن کریم اور رسول اکرم صلعم کے خادم ہونے کی حیثیت سے ....

....

قرآن کریم کی صداقتوں کو اجاگر کردیں اور رسول کریم صلعم کو خاتم النبیین اور زندہ رسول ثابت کردیں سو آپ نے اپنی بعثت کی اس غرض کو کما حقہ پورا کرکے دکھلا دیا۔ اللہ تعالےٰ سب کو ان کے دامن کے ساتھ وابستہ ہوکر خدمت اسلام کے فریضہ کو سرانجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

ضروری گذارش

ہفت روزہ پیغام صلح ولائٹ اور ماہنامہ روح اسلام قومی آرگن ہیں۔ انکی توسیع اشاعت آپ کا قومی فرض ہے۔

جماعتوں کے صدر و سیکرٹری صاحبان اور ممبرانِ مجلس معتمدین سے گذارش ہے کہ فرض کی تکمیل کیلئے کوشاں ہوں اور ہر سہ جرائد کیلئے پانچ پانچ خریدار بنائیں۔ امید ہے کہ اس طرف توجہ فرماکر اپنے ان جریدوں کی توسیع اشاعت میں ممد و معاون ہوں گے۔ والسلام

سعید احمد۔ جنرل سیکرٹری

(از ممتاز احمد صاحبہ فاروقی - لاہور)

حضرت موسٰےؑ اور فرعون

قال اللہ تعالےٰ :-

وَجَاوَزْنَا بِبَنِیْ اِسْرَائِیْلَ الْبَحْرَ فَاَتْبَعَھُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُوْدُہٗ بَغْیًا وَّعَدْوًا حَتّٰی اِذَا اَدْرَکَہُ الْغَرَقُ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا الَّذِیْٓ اٰمَنَتْ بِہٖ بَنُوْٓا اِسْرَائِیْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۔ آٰلْئٰنَ وَقَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ وَکُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ۔ فَالْیَوْمَ نُنَجِّیْکَ بِبَدَنِکَ لِتَکُوْنَ لِمَنْ خَلْفَکَ اٰیَۃً وَاِنَّ کَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰیٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ۔

(سورۃ یونس)

ترجمہ :-

اور ہم نے بنی اسرائیل کو دریا کے پار کر دیا پھر فرعون اور اس کے لشکروں نے زیادتی اور ظلم کے لئے انکا پیچھا کیا۔ یہاں تک کہ جب اسے غرق ہونے نے آ لیا - کہا میں ایمان لایا کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے - اور میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔ کیا اب (ایمان لاتا ہے) اور پہلے تو نے نافرمانی کی اور تو فساد کرنے والوں میں سے تھا - سو آج ہم تیری لاش کو باہر نکال دیں گے تاکہ تو ان کے لئے جو تیرے پیچھے ہیں نشان ہو - اور یقیناً بہت سے لوگ ہمارے نشانوں سے بیخبر ہیں)

(۱) - ملک مصر کی زمانۂ قدیم کی کوئی مستند تاریخ موجود نہیں ہے۔ جو کچھ حالات معلوم ہو سکے ہیں وہ اُن نوشتوں پر مبنی ہیں جو کہ مصر کے پرانے مقبروں اور مندروں کے کھنڈرات میں پتھروں پر کھُدے ہوئے یا کتبوں یا بھوج پتروں یا تانبے کی چادروں پر لکھے ہوئے پائے گئے - اُن تحریروں کے جن کو ..... (HIEROGLYPHICS) کہتے ہیں معانی دریافت کر لئے گئے ہیں - مگر پھر حالات مکمل اور مسلسل نہیں ہیں اور کئی موقعوں پر قیاسات سے کام لینا پڑتا ہے - ان حالات سے معلوم ہوتا ہے اگرچہ کئی ایک واقعات کی تاریخوں میں قدرے اختلاف پیدا ہو گیا ہے - کہ ۱۹۰۰ء قبل مسیح میں ملک مصر میں "ہیکساس" (HYKSOS یا مویشی پالنے اور چرانے والوں کا سردار) خاندان کی حکومت تھی - یہ قوم ایشیائی ممالک میں سے آئی تھی اور مصر کو فتح کر کے وہاں حکمرانی کرنے لگی

اسی خاندان کے کسی شروع کے بادشاہ کے عہد میں اغلباً ۱۹۰۰ء قبل مسیح یا اس سے کچھ پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام - ملک مصر میں تشریف لے گئے تھے - اور کچھ عرصہ قیام کے بعد واپس کنعان تشریف لے گئے تھے - حضرت ابراہیم کی دوسری بیوی حضرت ہاجرہ (جن کے بطن سے حضرت اسمٰعیلؑ پیدا ہوئے) ملک مصر کی رہنے والی تھیں -

اس سے کوئی ساڑھے تین سو یا چار سو سال بعد میں وہ واقعہ پیش آتا ہے جس میں حضرت یوسف علیہ السلام اپنے بچپن کے زمانے میں ایک غلام کی حیثیت سے فروخت کئے گئے - اور جس کا ذکر سورۃ یوسف میں قرآن کریم میں موجود ہے - یہ امر واقع ہے کہ حضرت یوسف نے اپنے والد بزرگوار حضرت یعقوب علیہ السلام - اپنی والدہ اور اپنے گیارہ بھائیوں اور ان کے اہل و عیال کو ملک مصر بلا بھیجا - یہ کوئی ستر نفوس تھے جو کہ مصر میں جا کر آباد ہوئے - آہستہ آہستہ ان کی نسلیں وہاں پھلی پھولیں اور یہ ملک میں صاحب ثروت طاقت ہوتے گئے - یہاں تک کہ فرعون مصر اور مصری قوم کو ان سے خطرہ پیدا ہو گیا - اور انہوں نے ان کی طاقت توڑ کر ایک طرح کی غلام اور ذلیل قوم بنا ڈالنے کی ٹھانی - چنانچہ ان سے غلاموں کی طرح سخت سے سخت کام لیا جاتا - اجرت برائے نام ملتی - ان کی تعداد کو بڑھانے سے روکنے کے لئے ان کے نوزائیدہ نر بچوں کو ہلاک کر دیا جاتا۔ یہ بھی حضرت ابراہیم کی ذریت تھے جن کے متعلق بہت سے الٰہی وعدے تھے - چنانچہ رحمت الٰہی جوش میں آئی اور مشیت خداوندی نے اس قوم کو بچانے اور دوسرے ملک میں آباد کرنے کا فیصلہ کیا -

(۲) عمران ایک یہودی کے گھر میں ایک بچہ پیدا ہوتا ہے جن کا نام موسےٰ رکھا جاتا ہے - بچہ کی جان کی حفاظت کے لئے موسٰی کی والدہ حکم خداوندی کے ماتحت - بچہ کو ایک صندوق میں ڈال کر دریا میں ڈال دیتی ہیں - اور وہاں سے فرعون کی دختر نیک ملک شام کی شہزادی تھی رحم کھا کر ان کو نکال لیتی ہے اور ان کو پالنے کا بندوبست کرتی ہے - جب حضرت موسٰی جوانی کی عمر کو پہنچتے ہیں - جو کہ زمانے کی لمبی عمروں کے حساب سے کم از کم تیس برس ہوگی - تو آپ ایک دن بلا ارادہ ایک یہودی اور قبطی مصری کے دونوں کے آپس کے جھگڑے میں پھنس جاتے ہیں - اور یہودی کو ظلم اور مار سے بچانے کے لئے مصری کو ایک مکا مار دیتے ہیں جو کہ کہیں ایسی جگہ لگ جاتا ہے جس سے اس مصری کی موت واقع ہو جاتی ہے - اس کی وجہ سے آپ کو جان بچانے کے لئے ملک مصر چھوڑ کر مدین کے شہر کو بھاگ جانا پڑتا ہے - وہاں ایسے حالات پیدا ہوتے ہیں کہ حضرت شعیب علیہ السلام کی ایک بیٹی سے آپ کا نکاح ہو جاتا ہے اور وہاں آپ دس برس گذارتے ہیں - اس کے بعد آپ مع اپنے اہل کے واپس آ رہے ہوتے ہیں کہ طور کی پہاڑی کے دامن میں آپ کو وحی الٰہی ہوتی ہے جب کہ آپ کی عمر چالیس سال یا اس سے زیادہ ہو چکی تھی - کہ بنی اسرائیل کو ہدایت کریں اور ان کو ملک مصر سے بچا کر نکال لائیں - مگر اس سے پہلے فرعون مصر سے ملنا لینا ضروری ہے - اذھب الی فرعون - انہ طغٰی - کیونکہ فرعون نہ صرف ظالم اور سرکش تھا - بلکہ اس نے خدائی کا دعوےٰ کیا ہوا تھا اور اپنی پرستش کرواتا تھا - (فرعون شاہانِ مصر کا لقب تھا - اصل نام اور ہوتا تھا)

(۳) حضرت موسےٰؑ اور ہارونؑ - فرعون کے سامنے گئے - اور اسکو فرمانِ الٰہی سنایا اور معجزات بھی دکھلائے - مگر وہ سخت دل نہ مانا اور بدستور بنی اسرائیل پر ظلم کرتا رہا - اس پر سزا کے طور پر اور ملک مصر اور مصریوں پر ۹ قسم کے مختلف مصیبتیں اور ابتلا آئے جن میں قحط سالی - مویشیوں میں مری پڑ جانا - ٹڈی دل کا فصلوں کو چٹ کر جانا - وبائیں وغیرہ شامل تھیں - وقتی طور پر وہ توبہ کر لیتے تھے - مگر بعد میں وہی حرکات کرتے تھے - آخر کار حضرت موسٰی علیہ السلام کو حکم خداوندی ہوا کہ اپنی قوم بنی اسرائیل کو ہجرت کرنے کے لئے تیار کرو - اور راتوں رات نکل جاؤ - چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا - مگر صبح ہوتے ہی فرعون اور اس کے لشکر نے تیار ہو کر ان کا پیچھا کیا - اور بالآخر جب بنی اسرائیل ایسی جگہ پہنچے تھے جہاں کہ سامنے دریا یا سمندر کی ایک شاخ حائل تھی جبکہ انہوں نے فرعون کے لشکر کو دور سے آتا دیکھا - اور گھبراہٹ اور مایوسی میں چلائے انا لمدرکون (ہم پکڑے گئے) مگر حضرت موسےٰ نے فرمایا - کلا - ان معی ربی - سیھدین (ہرگز نہیں میرے ساتھ میرا رب ہے - وہ مجھے رستہ دکھائے گا)

(۴) - اس پر حکم خداوندی سے سمندر پھٹ گیا بنی اسرائیل

کے لئے راستہ نکل آیا اور وہ دریا کے پار ہو گئے۔ ان کے بعد فرعون اور اس کا لشکر بھی یہ راستہ دیکھ کر گذرنے لگا۔ اس وقت جن وجوہات سے دریا کا پانی ہٹ گیا ہوا تھا وہ دُور ہو گئیں اور پانی کا پاٹ پھر ایک جیسا ہو گیا۔ اور فرعون اور اس کا لشکر غرق ہو گئے۔ مگر اس وقت ایک واقعہ ہوتا ہے جس کا کوئی ذکر بائیبل میں یا کسی اور دنیا کی تاریخ میں نہیں۔ مگر صرف قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ نے بیان کیا ہے۔ جس سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ قرآن کریم کی عبارتیں نعوذ باللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنے دماغ کی اختراع تھی اور نہ یہ کہ اس کے واقعات کو بائیبل سے نقل کیا گیا ہے۔ بلکہ یہ اللہ تعالےٰ کا کلام ہے۔

میں نے سورۃ یونس سے وہ آیات شروع میں پڑھی تھیں اور ان کا ترجمہ کیا تھا۔ جب فرعون غرق ہونے لگا۔ تو چلایا کہ میں اب ایک خدا پر ایمان لایا اور اس کا فرمانبردار ہوں۔ مگر توبہ کا وقت گذر چکا تھا۔ جناب الٰہی نے فرمایا۔ اب تو توبہ کرتا ہے۔ اور پہلے تو خداوند بنا پھرتا تھا آج تو غرق ہی ہوگا۔ مگر ہم ایک بات کریں گے۔ کہ تیری لاش کو تباہ ہونے سے بچا لیں گے۔ تاکہ وہ تیرے پیچھے آنے والے لوگوں کے لئے عبرت ہو اور لوگ اس سے نصیحت پکڑیں۔ مگر فرعون کی لاش کا کیا حشر ہوا اس کے متعلق کوئی روایت یا کہانی یا نوشتہ موجود نہیں تھا جو اس پر روشنی ڈالتا۔ مگر انیسویں صدی عیسوی کے آخری حصے میں ملک مصر کے پرانے مقبروں میں سے ایک ممی (محفوظ شدہ لاش۔ جس کو ادویات اور جڑی بوٹیوں کے ذریعہ سے خشک کر کے محفوظ کر لیا جاتا تھا) فرعون رامیسس ثانی ......
(RAMESES II) کی دریافت ہوئی جو کہ بعد میں قاہرہ کے عجائب گھر میں رکھی گئی۔ میں یہ ثابت کروں گا کہ یہ فرعون۔ حضرت موسےٰ والا فرعون ہے۔

(۵) ۔اگرچہ بنی اسرائیل ملک مصر میں ساڑھے چارسو سال رہے۔ اور خروج کے وقت ان کی تعداد چھ لاکھ کے قریب تھی۔ اور حضرت یوسف کے زمانے میں اور اس کے فوراً بعد کئی سالوں تک انکی خاصی طاقت اور جمعیت ہو گئی اور وہ صاحب ثروت ہو گئے۔ مگر پھر بھی اب تک جو کتبے اور نوشتے ملک مصر کے پرانے مقبروں۔ مندروں اور کھنڈرات سے نکلے ہیں۔ ان میں کسی میں بھی بنی اسرائیل کا کسی رنگ میں بھی ذکر نہیں۔ ہاں صرف ایک پتھر کا مضبوط اور خوبصورت دس فٹ اونچا مینار ہے جس کے دو طرفوں پر عبارات کندہ ہے۔ یہ مینار فرعون المینوفیس ثالث نے بنایا تھا اور اس کی ایک طرف اس نے عبارت لکھوائی جس میں اس نے ایک بڑے مندر بنانے کے متعلق اپنی کارروائی بیان کی ہے۔ مگر دوسری خالی طرف میں ایک اور فرعون مر-آین-پتاہ نے اپنی فتوحات کے حالات کندہ کروائے ہیں۔ جہاں وہ اپنی فتوحات کا ذکر کرتا ہے۔ جو کہ اس نے لیبیا کے ملک میں اور فلسطین اور شام میں حاصل کیں۔ وہاں لکھتا ہے "اسرائیل لاپتہ ہو گئے۔ ان کا تخم نہ رہا"۔ آخر یہ اسرائیل کا ذکر کیوں اور کس طرح آیا اور باوجودیکہ اسرائیل کا تخم باقی تھا پھر کیوں اس فرعون نے اُن کو نیست و نابود شدہ بتلایا۔ اس کی ایک وجہ ہے۔ یہ فرعون مر-آین-تپاہ۔ بیٹا تھا فرعون رعمیسس ثانی کا۔ اور اس کے مرنے کے بعد ساٹھ سال کی عمر میں یہ تخت پر بیٹھا اور اس نے ۱۲۲۰ قبل مسیح سے کم صرف آٹھ سال یا حد دس سال حکومت کی۔ اس زمانے میں اس نے یہ فوج کشی کی اور اس بات کا اعلان کہ "اسرائیل نہیں رہے"۔ یہودیوں یا بنی اسرائیل کے خروج کا ایک بڑا تاریخی واقعہ تھا جسکو اس فرعون نے لکھا۔ دوسرے لفظوں میں اس فرعون کے عہد میں بنی اسرائیل ملک مصر میں نہیں رہتے تھے اور یہ وہ فرعون ہو نہیں سکتا جس کے عہد میں بنی اسرائیل نے ہجرت کی۔ کیونکہ وہ فرعون تو بائیبل کی کتاب خروج کے باب ۱۴ اور آیات ۱۸ اور ۲۸ کی رُو سے غرق ہو چکا تھا۔ بائیبل میں PSALM ۱۳۶:۱۵ بھی فرعون کی موت یقینی بتلاتا ہے۔ اور خود قرآن کریم نے بھی اُس فرعون کے غرق ہونے کو خدائی نشان بتلایا ہے۔ مگر فرعون مر-آین-تپاہ کا بنی اسرائیل کے لاپتہ ہونے کا ذکر کرنا بتلاتا ہے کہ وہ واقعہ اس کے دور حکومت سے کچھ ہی پہلا ہوا ہے۔ اور اُس واقعہ سے اس فرعون کو بھی واسطہ اور واسطہ کیوں نہ ہو۔ جبکہ چھ لاکھ بنی اسرائیل جو کہ مصریوں کے غلام تھے ان کے قبضے سے نکل گئے اور اپنا مال و اسباب بھی ساتھ لے گئے۔ اور سب سے بڑھکر یہ کہ انکے تعاقب میں فرعون اور اس کا لشکر بھی تباہ ہو گیا۔ سو اُس فرعون کے بیٹے نے ان باتوں کا انتقام لینے کو ملک فلسطین پر چڑھائی کی کیونکہ اس کا خیال تھا کہ بنی اسرائیل وہاں ہی جائیں گے۔ مگر بنی اسرائیل اس زمانے میں خاکنائے سینا کے بیابانوں میں سرگرداں پھر رہے تھے ان کو اپنی خبر نہیں تھی تو دوسروں کو ان کی کیا [illegible]۔ چنانچہ فرعون مر-این-تپاہ [illegible] فلسطین پر فوج کشی کر کے گیا تو اس نے ملک تو اپنے قبضے میں کر لیا۔ مگر بنی اسرائیل کا پتہ نہ چلا کہ ان کا کیا حشر ہوا۔ اُس نے یہی اندازہ لگایا کہ وہ کسی نہ کسی طرح تباہ و برباد ہو گئے۔ اور اس بات کا اس نے فخریہ اعلان کیا۔ آؤ اب ہم دیکھیں کہ اس کے باپ فرعون رعمیسس ثانی کے کیا حالات ہیں؟

(۶) ۔رعمیسس ثانی نے ۱۲۸۸ قبل مسیح سے ۱۲۲۰ قبل مسیح تک ۶۸ سال حکومت کی واضح ہو کہ یہودی نوشتوں کے مطابق بنی اسرائیل کا خروج ملک مصر سے ۱۲۲۰ قبل مسیح میں ہوا جبکہ اس فرعون کا دَور حکومت ختم ہوتا ہے۔ پھر مندرجہ ذیل باتیں بھی قابل غور ہیں:-

(الف) سورۃ الشعراء میں ذکر آتا ہے کہ جب حضرت موسےٰ علیہ السلام نے فرعون کو تبلیغ کی اور خدا کی طرف ہدایت کی۔ تو فرعون نے کہا:-
"کیا ہم نے تیری اپنے اندر بچپن سے پرورش نہیں کی اور تو ہمارے اندر اپنی عمر کے (کئی) سال رہا اور تو نے اپنا وہ فعل جو تو نے کیا اور تو ناشکر گذاروں میں سے ہے"۔
گویا اسی فرعون کی عورت نے حضرت موسےٰ کی پرورش کی تھی اور اسی فرعون کے زمانے میں حضرت موسےٰ سے بلاارادہ ایک مصری کی موت واقع ہو گئی۔ اور یہ بھاگ کر مدین چلے گئے۔ اب چالیس برس کی عمر کے بعد نبی بن کر اُسی فرعون کے پاس پیغام ہدایت لے کر آتے ہیں۔ اس فرعون رعمیسس ثانی کا زمانہ حکومت اڑسٹھ (۶۸) برس رہا۔ اس اثنا میں حضرت موسےٰ پر ان تمام واقعات کا گذرنا بالکل قرین قیاس ہے۔

(ب) یہ فرعون بہت بڑا صناع اور عمارتیں بنوانے والا تھا۔ چنانچہ ابوسنبل کا مقام پر پہاڑ کے اندر کھود کر اس نے ایک عظیم الشان مندر بنوایا۔ جس کے دروازوں کے برابر اس فرعون (رعمیسس ثانی) کے بیار قد آدم پتھر سے تراشیدہ بت بنائے گئے ہیں۔ کیونکہ یہ فرعون اپنے آپ کو خدا بنائے ہوئے تھا۔ یہی وہ مندر ہے جس کے اب آسوان کا پشتہ (DAM) دریائے نیل میں بنانے کی وجہ سے ڈوب کر تباہ ہو جانے کا ڈر ہے اور جس کو وہاں سے ہٹا کر دوسری جگہ لے جانے کی تجویز ہو رہی ہے۔ ۱۸۸۳ء میں ایک زمین میں دبا ہوا شہر پیتھوم دریافت ہوا۔ جو کہ اسی فرعون نے بنوایا تھا۔ اور اس کا انجنیئر یا افسر اعلےٰ عمارات کا ایک شخص امن-این-آنت تھا (جس کو قرآن کریم میں ہامان کہکر پکارا گیا ہے) اور چونکہ بنی اسرائیل سے اس شہر کی تعمیر کے لئے کام لیتا تھا اور اینٹیں بنواتا تھا۔ ان باتوں سے یہ خیال ضرور ہوتا ہے کہ اتنا بڑا صناع بادشاہ اپنے مقبرے کی عمارت بڑی عالیشان بنائے گا۔ کیونکہ فراعنہ مصر میں اس کا رواج اور اہرام مصری آج کل بھی اس پر شاہد ہیں۔ مگر تعجب کی بات

(باقی بر صفحہ ۲۵ کالم ۳)

از:- غلام احمد بشیر مولوی فاضل

ہالینڈ میں اسلام کا پیغام

شیخ میاں محمد مسلم ٹرسٹ

عیسائی پروفیسر کی تقریر

ہم نے ایک جلسہ ۱۳ نومبر کو کیا جس کا موضوع تھا "اسلام اور عیسائیت"۔ اس جلسہ کا اعلان ہیگ کے تین اخباروں میں شائع ہوا۔ احباب کو دعوت ناموں کے ذریعہ دعوت دی گئی تھی۔ عیسائیت کے موضوع پر تقریر کرنے کے لئے ہم نے ایک عیسائی دینیات کالج کے پروفیسر صاحب ڈاکٹر ہوٹی کاس کو مدعو کیا ہوا تھا اور اسلام پر خاکسار نے بولنا تھا۔ پروفیسر صاحب موصوف نے آدھ گھنٹہ تقریر کی اور اس میں عیسائی تعلیم مثلاً الوہیت مسیح - ابنیت اور موروثی گناہ اور پھر کفارہ پر تفصیل سے روشنی ڈالتے ہوئے اپنے عقائد کو لوگوں کے سامنے پیش کیا اور فرمایا چونکہ عیسائیت نے آکر دنیا کو لعنت سے نجات دلوائی ہے اس لئے سب انسانوں کے لئے اسے ماننا ضروری ہے۔ انہوں نے اپنی تقریر میں یہ بھی بیان کیا کہ دوسرے مذاہب دراصل الہامی کتابوں کو مرکزی نقطہ قرار دیتے ہیں جبکہ عیسائیت مسیح کو انسانی ایمان کا نقطہ مرکزی کے طور پر پیش کرتی ہے اور اسی طرح ہمیں خدا تعالے تک پہنچانے کا وعدہ دیتی ہے۔

اسلام پر تقریر

خاکسار نے ۲۰ منٹ کے دوران میں بتلایا کہ اس وقت ہمیں اسلام کی پیروی کی ضرورت ہے کیونکہ یہ مذہب ایک ایسی الہامی کتاب رکھتا ہے جو انسانی دست برد سے بکلی پاک رکھی گئی ہے۔ وہ ایک ایسا مذہب پیش کرتا ہے جو تمام دینی صداقتوں کو قبول کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ وہ مذہب کو عقل و دانش کے خلاف قرار نہیں دیتا بلکہ مذہبی معاملات میں عقل کو استعمال کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ وہ سائنس کو بھی مذہب کے خلاف نہیں مانتا بلکہ وہ ہمیں قوانین قدرت کا مطالعہ کرنے کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ پھر وہ مذہب ایک عالمگیر برادری پیش کرتا ہے جس کی اس وقت سب انسان ضرورت محسوس کر رہے ہیں۔

سوال و جواب

اسی دوران میں یہ بھی واضح کیا کہ اسلام تو کسی کتاب کو اور نہ ہی کسی انسان کو ایمان کا نقطہ مرکزی کے طور پر پیش کرتا ہے بلکہ اسلام خدا تعالے کو اس غرض کے لئے پیش کرتا ہے۔ بعد میں حاضرین کو سوالات کرنے کا موقعہ دیا گیا۔ چنانچہ انہوں نے دونوں مقررین پر سوالات کئے۔ آخر میں خاکسار نے چند ایک سوالات عیسائی اصولوں کے متعلق پروفیسر صاحب کی خدمت میں پیش کئے۔ ایک سوال یہ تھا کہ آپ نے فرمایا ہے کہ جب حضرت مسیح صلیب پر لٹکائے گئے تو اس وقت کوئی اور نہیں تھا بلکہ خود خدا تھا جو مرا تھا کیونکہ اگر خدا نہیں تھا تو ہمارے گناہ معاف نہیں ہو سکتے تھے۔ اگر یہ بات صحیح ہے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر مرنے والا خدا تھا تو جب خدا مر گیا تو اس وقت اس کی جگہ اس عالم کو چلانے والا کون تھا۔ اگر یہ عالم ایک لحہ کے لئے بھی بغیر خدا کے چل سکتا ہے تو پھر خدا کی ضرورت بھی باقی نہیں رہ سکتی۔ اور اگر کہو کہ یہ عالم کا چلانے والا اور وجود تھا پھر تثلیث پر عقیدہ باقی نہیں رہ سکتا۔ اس سوال کا جواب پروفیسر صاحب موصوف وضاحت سے نہ دے سکے۔ پھر ہماری طرف سے بھی زیادہ زور ڈالا گیا۔ بہرحال حاضرین پر یہ اثر تھا کہ عیسائی مقرر اس سوال کا تسلی بخش جواب نہیں دے سکے۔

اسلام اور یورپ پر اہل ہالینڈ کی تقاریر

اسلام عالمگیر برادری کا سبق دیتا ہے

ایک جلسہ ہم نے ۲۵ نومبر کو کیا۔ اس کا موضوع تھا (اسلام اور یورپ)۔ مندرجہ ذیل مقررین نے اس موقعہ پر تقاریر کیں۔ ڈاکٹر فرانی داخ - مسٹر زن داخ اور مسٹر ہوبک۔ پہلے مقرر نے بتلایا کہ یورپ میں عام طور پر اسلام کے متعلق اچھا خیال نہیں پایا جاتا اور نہ ہی لوگ قرآن کا خود مطالعہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اگر ہم قرآن کو پڑھیں تو شروع شروع میں عجیب معلوم ہوتا ہے لیکن اگر بار بار پڑھیں اور غور سے کام لیں تو پھر قرآن کی خوبیوں سے اطلاع ہوتی ہے۔ انہوں نے بتلایا کہ اہل یورپ کے لئے اس کتاب کا مطالعہ کرنا بہت ضروری ہے۔ کیونکہ یہ کتاب ہمیں بہت کچھ سکھاتی ہے۔ مثلاً اس کتاب کے پڑھنے سے اس کی بردباری کا علم حاصل ہوتا ہے۔ یہ کتاب پڑھنے والا کسی سچائی کا انکار نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اس میں تمام انبیاء پر ایمان لانے کی تلقین کی گئی ہے۔ پھر یہ کتاب عالمگیر برادری کا لاثانی سبق دیتی ہے۔ یہ کتاب موروثی گناہ کا سبق نہیں دیتی اور نہ ہی ایسے عقائد سکھاتی ہے جو عقل کے خلاف ہوں۔ اس جگہ یہ امر قابل ذکر ہے کہ یہ دوست ابھی مسلمان نہیں اور تھوڑے عرصہ سے ان کا ہمارے ہاں آنا جانا ہوا ہے مگر وہ قرآن مجید کا دیر سے مطالعہ کر رہے ہیں۔ اب ہم نے انہیں حضرت مولانا محمد علی صاحب مرحوم و مغفور کا انگریزی ترجمہ دیا ہے جسے وہ بڑی محبت سے مطالعہ کر رہے ہیں اور اب تو انہوں نے قرآن مجید ناظرہ پڑھنا بھی شروع کر دیا ہے۔

یورپ نے اسلام سے بہت کچھ سیکھا

مسٹر زن داخ فوج میں کیپٹن کے عہدے پر فائز ہیں اور قریباً ۱½ سال سے مشن میں باقاعدہ آتے جاتے ہیں اور اسلام کا گہرا مطالعہ کر رہے ہیں۔ اس موقعہ پر ان کا پہلا لیکچر تھا۔ آپ نے تاریخی لحاظ سے "اسلام اور یورپ" کے موضوع پر تفصیل سے گفتگو کی اور بتلایا کہ اسلام کے ساتھ یورپ کا تعارف قریباً آٹھویں صدی عیسوی میں ہوا ہے۔ جبکہ مسلمان سپین میں داخل ہوئے۔ اس وقت اہل یورپ کی حالت بہت ہی خراب تھی۔ انہوں نے آہستہ آہستہ اسلام سے بہت کچھ سیکھا ہے۔ اب زمانہ بالکل بدل چکا ہے مگر یورپ اب بھی اسلام سے بہت کچھ سیکھ سکتا ہے۔ اسلام کی تعلیم بہت سادہ مگر عقل کے مطابق ہونے کی وجہ سے یورپ والوں کے لئے مشعل راہ بن سکتی ہے۔

اسلام اہل یورپ کیلئے بہت مفید ہے

مسٹر ہوبک اسلام سے بہت دیر سے متعارف ہیں۔ اور دیر سے قرآن مجید کا مطالعہ کر رہے ہیں۔ انہوں نے اسلام اور قرآن کے متعلق ایک کتاب بھی تصنیف کی ہوئی ہے۔ آپ عیسائیت سے بھی کافی واقفیت رکھتے ہیں۔ آپ نے اپنی تقریر میں بتلایا کہ عیسائی تعلیم کے مقابلہ میں اسلام کی تعلیم اہل یورپ کے لئے زیادہ مفید ہو سکتی ہے کیونکہ اسلام کی تعلیم میں کوئی چیز بھی ایسی نہیں جو عقل کے خلاف ہو۔ عیسائیت کے بنیادی اصول ہی ایسے ہیں کہ جنہیں کوئی عقل قبول کرنے کے لئے تیار نہیں۔ تقاریر کے بعد دیر تک حاضرین کے ساتھ تبادلہ خیالات ہوتا رہا۔ احباب نے اس جلسہ کو بہت ہی پسند کیا۔

ایک کالج میں تقریر

ہیگ سے قریباً دو سو کلومیٹر کے فاصلہ پر کالج سے خاکسار کو تقریر کرنے کے لئے مدعو کیا گیا۔ کالج کی بڑی کلاسز ایک ہال میں جمع تھیں خاکسار نے ایک گھنٹہ تک تقریر کی جس میں اسلام کی وضاحت کی گئی

لیکن تبادلۂ خیالات کا وقت باقی نہ رہا تھا۔ اس لئے منتظمین نے آئندہ ہفتے اسی غرض کے لئے آنے کے لئے خواہش کا اظہار کیا۔ چنانچہ خاکسار اس موقعہ پر پھر حاضر ہوا۔ طلباء مختلف قسم کے سوالات لکھ کر لائے ہوئے تھے بعض طلباء نے پادری صاحب کے ساتھ مشورہ کر کے سوالات بنا کر موجود تھے۔ چنانچہ جب خاکسار سٹیج پر پہنچا تو بہت سے طلباء نے سوالات کرنے کے لئے ہاتھ اٹھائے۔ خاکسار یکے بعد دیگرے طلباء کے سوالات کے جوابات دیتا رہا۔ اسی دوران میں عیسائیت اور اسلام کے متنازعہ فیہ مسائل پر بھی تفصیل سے بحث ہوئی۔ تبادلۂ خیالات کا یہ سلسلہ ایک گھنٹہ تک جاری رہا۔ منتظمین نے جلسہ کے اختتام پر تمام حاضرین کی طرف سے شکریہ ادا کرتے ہوئے دو سال کے بعد دوبارہ تقریر کرنے کی دعوت دی۔

ٹیچرز ٹریننگ کالج میں اسلام پر لیکچر

اسی طرح رورڈم کے ٹیچرز ٹریننگ کالج کی طرف سے بھی ان کے ہاں دو کلاسز میں تقریر کی دعوت ملی۔ چنانچہ 9 دسمبر کو خاکسار نے وہاں بھی لیکچر دیئے۔ پہلے اسلام کا مختصر رنگ میں تعارف کرواتے ہوئے اسلامی تعلیم کے سرچشمہ قرآن اور حدیث پر بحث کی پھر اسلامی تعلیم کے مطابق بتلایا کہ اس کے دو پہلو ہیں ایک عملی، دوسرا اعتقادی۔ عملیات میں کلمہ، نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ شامل ہیں۔ پھر پانچ ارکان کی فلاسفی پر بحث کی۔ اس کے بعد اسلامی اعتقادات میں سے مندرجہ ذیل پر مختصر روشنی ڈالی۔

(۱)۔ <u>خدا پر ایمان</u>۔ خدا کا تمام بنی نوع سے یکساں لوک۔ خدا کی ربوبیت سب کے لئے یکساں ہے۔ خدا کے سارے بندے ہی اس کے ساتھ تعلق قائم کر سکتے ہیں خدا اور بندے کے درمیان کسی واسطہ کو دخل نہیں۔

(۲) <u>تمام انبیاء پر ایمان</u>۔ یعنی خدا تعالیٰ کی طرف سے آنے والی تمام صداقتوں کو قبول کرنا ایک مسلمان کے لئے ضروری ہے۔

(۳)۔ <u>مساوات نسل انسانی</u>۔

(۴)۔ <u>گناہ اور اس کی حقیقت</u>۔ یہ کہ گناہ ورثہ میں نہیں مل سکتا۔ اور نہ ہی خدا تعالیٰ کسی کو اس کے والدین کے گناہوں کی وجہ سے سزا دیتا ہے اور نہ ہی کوئی کسی دوسرے کے گناہ اٹھا سکتا ہے

(۵)۔ اسلام مذہب اور عقل و سائنس میں اتحاد پیدا کرتا ہے۔ وہ مذہب کو بغیر عقل سے کام لئے اختیار کرنے کی مخالفت کرتا ہے۔ عقل خدا تعالیٰ نے ہمیں اس لئے دی ہے تاکہ ہم سچ اور جھوٹ میں امتیاز کر سکیں۔

(۶)۔ اسلام مذہب میں جبر کو منع قرار دیتا ہے۔ لا اکراہ فی الدین۔ آنحضرتؐ کو ارشاد ہوتا ہے کہ جو اسے ماننے دو اور جو انکار کرے اسے انکار کرنے دو۔ تمہارا کام تو پیغام کو پہنچانا ہے۔ داروغہ کا کام تمہارے سپرد نہیں کیا گیا۔

اسلام عقل کا مذہب ہے

طلباء یہ باتیں سن کر حیران ہوئے اور کہنے لگے کہ ہمارا خیال تھا کہ مشرقی مذہب محض جذبات سے تعلق رکھتا ہے مگر اسلام تو عقل کے استعمال پر زور دیتا ہے۔ میں نے عرض کی کہ یہ صحیح بات ہے کیونکہ اگر ہم عقل کو مذہب میں دخل نہ دیں جیسا کہ عیسائیت سکھلاتی ہے تو پھر ہم کسی صداقت پر پورا یقین حاصل نہیں کر سکتے اور پھر انسان کے لئے کسی ایک مذہب کو ماننا بھی مشکل ہو جائے گا۔ کیونکہ جب وہ ایک مذہب کو مانے گا تو ساتھ ہی اس کے دل میں خیال پیدا ہو گا کہ دوسرے کو کیوں نہ مانا جائے۔ اس طرح کرتے کرتے انسان مشرکین کے مذہب کا بھی پیرو بن جائے گا۔ عقل خدا تعالیٰ کی طرف سے دیا ہوا نور ہے جس کے ساتھ انسان جذبات کی تاریکیوں میں اپنا راستہ دیکھ سکتا ہے۔ چار گھنٹے دونوں کلاسوں کے طلباء کے ساتھ تبادلۂ خیالات میں صرف ہوئے۔ ان کے استاد صاحب نے دوسری کلاسوں میں تقریر کرنے کی دعوت بھی دی۔ انشاء اللہ اگلے سال ان کے ہاں پھر تقریر کی جائے گی۔

ایک ٹیکنیکل ہائی سکول میں لیکچر

اسی طرح ایسٹرڈم کے ایک ٹیکنیکل ہائی سکول کی طرف سے بھی تقریر کی دعوت ملی۔ ان کی طرف سے ہر سال ایک دو ہائی کلاسز میں تقریر کرنے کی دعوت ملتی رہتی ہے۔ خاکسار نے پون گھنٹہ تک تقریر کی جس میں اسلام کی تعلیم کی مختصر رنگ میں تشریح کرتے ہوئے یورپین مستشرقین کے بعض خیالات کی تردید کی۔ تقریر کے بعد ایک گھنٹہ تک طلباء کے ساتھ تبادلۂ خیالات ہوتا رہا۔

موروثی گناہ اور آدم و حوّا کا قصہ

موروثی گناہ کے سلسلہ میں آدم اور حوّا کا بائیبل کا قصہ بھی پیش ہوا۔ ایک طالب علم کہنے لگے کہ اس قصہ کو لفظی طور پر نہیں لینا چاہئے بلکہ تمثیلی رنگ میں۔ اس پر میں نے عرض کی کہ اگر آپ ایسا کریں تو ہمیں بہت خوشی ہو گی۔ کیونکہ اسے تمثیلی ماننے کی صورت میں ورثہ کا گناہ بھی حقیقی رنگ نہیں رکھے گا۔ اور پھر اس کی وجہ سے سزا بھی نہ ہو گی اور جب ایسا ہو گا تو خدا کو اپنا بیٹا زمین پر بھیجنے کی ضرورت بھی نہ ہونی چاہئے۔ پھر اگر مسیح دنیا میں آئے اور آ کر صلیب پر جان دے دی تو یہ سب کچھ بے سود ثابت ہو گا۔ یہ سن کر وہ بہت حیران ہوئے مگر ان کے دوسرے ہم کلاس جو مذہب کو نہیں مانتے اچھل پڑے اور کہا کہ یہ بالکل ٹھیک بات ہے۔

- - - - - - - - - - -

ہستی باری تعالیٰ پر بحث

پھر خدا تعالیٰ کی ہستی پر بھی بعض طلباء نے سوالات کئے جن کے موقعہ کے مطابق جوابات دیئے گئے۔ مثلاً جیسا کہ قرآن مجید نے انسانوں کی توجہ اس طرف مبذول کیا ہے کہ انسان بارش پر غور کرے۔ پھر سبزی اور درختوں کے اگنے اور پھل لانے پر غور کرے اور دیکھے کہ یہ سارا سلسلہ کس طرح وجود میں آتا ہے۔ ایک ہی قسم کا پانی اور ایک ہی قسم کی زمین ہوتی ہے مگر پودوں میں اور درختوں اور ان کے پھلوں میں بہت بڑا فرق ہوتا ہے۔ اگر یہ سلسلہ کسی مدبر ہستی کا چلایا ہوا نہ ہوتا تو چیزوں میں اختلاف کیسے ہو جاتا۔ اب سائنس نے اسے اور بھی واضح کر دیا ہے کیونکہ اس نے ثابت کیا ہے کہ مادہ اور طاقت ایک ہی چیز ہے۔ اب جب سب کچھ ایک ہی چیز سے نکلا ہے تو ان میں اتنے اختلافات اور امتیازات کس طرح وجود میں آتے ہیں۔ یہ امتیازات خدا کی ہستی پر بیّن دلیل ہیں۔ اس کا کوئی نیچری بھی انکار نہیں کر سکتا۔ الحمد للہ کہ طلباء نے اس دلیل کو اچھی طرح سمجھا اور اس پر اطمینان کا اظہار کیا۔

مضامین قرآن پر غور و فکر

ہم نے نومبر اور دسمبر میں دو دفعہ چھوٹے پیمانہ پر بھی ان کے ہاں اجلاس کئے ان میں صرف ان دوستوں کو شریک کیا گیا جو یا تو اسلام لا چکے ہیں اور یا اسلام کے بالکل گرویدہ بن چکے ہیں ان اجلاسوں میں عام طور پر قرآن مجید کی مختلف آیات اور مضامین پر گہری بحث کی جاتی ہے۔

عربی کلاسز

عربی کلاسز باقاعدہ جاری رہیں نئی کلاس میں چھ نئے افراد شامل ہوئے ہیں جو باقاعدہ اسباق لیتے رہے۔ دو نئے دوستوں نے قرآن مجید پڑھنا شروع کیا ہے۔

الفارق

الفارق کے مضامین تیار کر لئے گئے اور رسالہ اللہ کے فضل سے وقت پر شائع ہوا۔ مہمانوں کا سلسلہ بھی باقاعدہ جاری رہا۔ ہر ہفتہ چھ سات احباب ضرور تشریف لاتے رہے۔ احباب کرام کی خدمت میں عرض ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ہمارے مشن کی کامیابی کے لئے دعا فرماتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کے ساتھ ہو۔ والسلام

مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی

پادری عبدالحق کے مضامین پر اظہارِ خیال

مسئلہ تثلیث یا خدائے واحد کی تین پر تقسیم

(بسلسلہ اشاعت مؤرخہ ۱۶ دسمبر سنہ ۱۹۶۴ء)

(۳۰)

جنابِ مسیح نے لوگوں سے بے تمثیل بات نہ کرنے کا فلسفہ یہ بتایا:-

"کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ آنکھوں سے دیکھیں کانوں
سے سنیں دل سے سمجھیں اور رجوع لائیں اور
اور میں انہیں شفا بخشوں"

(متی ۱۳: ۱۴ و ۱۵ - مرقس ۴: ۲۳ لوقا ۸: ۱۱)

جنابِ مسیح کے بدقسمت مریضوں کے لئے یہ شفا بخشنے کا نہیں بلکہ شفا بخشنے کا نسخہ یونہی کارگر ہو سکتا تھا کہ وہ لوگوں سے ایسے نامانوس پیرایہ میں گفتگو کریں کہ کسی کے پلے کچھ نہ پڑے۔ یہ نسخہ ناشائی لوگوں سے اپنا پیچھا چھڑانے کا آسان اور مجرب نسخہ ہے۔ انگریزی میں اسے ——— log rolling اور ہماری بولی میں اسے پتھر پٹیت کہتے ہیں۔ یہ مجرب نسخہ یا اکسیرِ شافی ہمارے اس ملک میں پادری جوالا سنگھ لکھنؤ باشی کو بار بار انجیل کو مطالعہ کرنے سے ہاتھ آیا جسے اس نے مکرر آزمایا اور مجرب پایا ہمیشہ اسی لے میں تثلیث فی التوحید کا راگ گایا کہ کسی کی سمجھ میں کچھ نہ آیا۔ پھر ہمارے مخاطب پادری صاحب نے جوالا سنگھ کے مضامین سے بہرہ وافر پایا اور اخبار نور افشاں میں ایک مضمون تثلیث فی التوحید پر شائع کرایا جس کا جواب انہی دنوں ہم نے اخبار پیغامِ صلح میں دیا جب پادری صاحب نے کوئی جواب نہ دیا تو حسنِ ظن سے کام لیتے ہوئے یہ خیال کیا کہ ہمارا مضمون ان کی نظر سے نہ گذرا ہوگا ایک عرصہ کے بعد جب ان سے ملاقات ہوئی تو میں نے پوچھا آپ نے میرے مضامین کا جواب کیوں نہیں دیا تو کہا "میں مزید تعلیم حاصل کرنے لکھنؤ چلا گیا تھا" میں نے کہا تو اب لکھ دیجئے۔ یہ قریباً قریباً نصف صدی کی گذری ہوئی بات ہے۔

اب اگر آپ اور تمام مسائل مختلفہ چھوڑ کر تثلیث کے مسئلہ پر ہی بحث کے لئے مصر ہیں۔ جیسا کہ آپ کے علماء ربوہ کے ساتھ نامہ و پیام سے ظاہر ہے اور انہوں نے اس بحث کو فضول سمجھ کر اس پر بحث کو نامقبول نہیں کیا) تو یہ خاکسار بفضلِ الٰہی اس میدان سے بھی آپ کو بھگا دے گا جیسا کہ کئی سال گذرے سرگودھا میں ہوا۔ آپ نے میرے ساتھ بحث سے بغیر منصف مقرر کئے انکار کر دیا اور مولوی ثناء اللہ سے بلا شرط بحث کی۔ مزید براں یہ کہ آپ نے جس ہندو بیرسٹر کو منصف تجویز کیا اس نے بغیر بحث سنے ہی فیصلہ آپ کے خلاف دے دیا اس نے کہا:-

"میں منصف نہیں ہو سکتا اس لئے کہ کل
پادری صاحب نے ڈیڑھ گھنٹہ تک جو
تقریر کی میری سمجھ میں تو کچھ نہیں آیا کہ
انہوں نے کیا کہا۔"

ایسی تقریر کرنا کہ کسی سمجھ میں کچھ نہ آئے یہ تو جنابِ مسیح سے اس وقت تک تاریخ کلیسا میں بالتواتر ثابت ہے تاہم میں آپ کو بالکل مایوس کرنا نہیں چاہتا اس لئے اس موضوع پر کچھ لکھتا ہوں:-

عقیدۂ تثلیث کا اثبات اناجیل سے نہیں ہوتا۔

اس مسئلہ پر بحث کرنے کا سیدھا طریق یہ ہے کہ سب سے پہلے توراۃ اور اناجیل یا صحف انبیاء سے اس امر کا ثبوت دیا جائے کہ خدا ایک نہیں بلکہ تین ہیں ایک خدا باپ ہے ایک خدا بیٹا ہے اور تیسرا خدا روح القدس ہے اور ان کے خدا ہونے کے دلائل صحف انبیاء نے یہ لکھے ہیں اگر آپ یہ اقرار کریں کہ صحف انبیاء میں دلائل نہیں ہیں تو میری طرف سے آپ کو اجازت ہوگی کہ تین خدا ہونے کا دعویٰ اپنی ہی کتب مقدسہ سے دکھا دو کہ انجیل کی فلاں فلاں آیت میں تین قادرِ مطلق خداؤں پر ایمان لانے کا ذکر ہے اور وہ جنابِ مسیح کا اپنا قول ہے۔

طولِ بحث سے بچنے کے لئے اور کفایتِ وقت کی قدر کرتے ہوئے میں یہ ابھی سے کہہ دوں کہ یوحنا نامہ اول (۵: ۷) کو میرے سامنے پیش نہ کیجئے گا علماء کا اتفاق اور عہد نامہ جدید کے قدیم نسخوں کی مجموعی شہادت اس امر پر ہے کہ اس حوالہ کا بیشتر حصہ جنابِ مسیح کے پانچسو برس بعد کی گھڑنت ہے۔ پہلی چار صدیوں کے کسی نسخہ میں اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا اس حوالہ کے یونانی الفاظ پر بحث کرنے سے پہلے انسائیکلوپیڈیا کی تحقیق مسئلہ تثلیث پر ملاحظہ ہو جیمز ہیسٹنگز کے سائیکلوپیڈیا میں ہے:-

53

4

The term trinity (from Latin trinitas) appears to have been first used by Tertullian while the Corresponding Greek term 'triad' appears to have first used by Theophilus the Christian apologist, an older Contemporary of Tertullian as in the subsequent usage, the term designated the Christian doctrine of God as Father, Son, and Spirit. In Indian religion we meet with term trinitarian group of Brahma, Shiva, and Vishnu, and in Egyptian religion with the trinitarian group of Osiris, Isis, and Horus constituting a divine family, like the Father, mother, and son. Augastine said if the book Platonists it was to be found that in the beginning was the word, it was not found there that the word became flesh and dwelt among us.
The Old Testament could hardly be expected to furnish the doctrine of the Trinity. If belief in the Trinity is grounded upon belief

in the incarnation of God in Christ and upon the experience of spiritual redemption and renewal through Christ. In the New Testament we don't find the doctrine of Trinity in any thing like its develop form, not even in the Pauline and Johannine theology. James Hastings Encyclopadia - Vol 2 P 468.

یہ ہے تثلیث کے بارہ میں تحقیقات جدیدہ کی دریافت جس کا ماحصل یہ ہے:۔

"تثلیث (trinity) کی اصطلاح جو لاطینی زبان کے لفظ ٹرینیٹاس (trinitas) سے مستعار ہے اسے سب سے پہلے ٹرٹلین نے استعمال کیا (یا ایجاد کیا) جبکہ یونانی اصطلاح میں ٹرائڈ (triad) تھیوفلس (Theophilus) نے استعمال کیا یہ ٹرٹولین کا پرانا رقیب ہمعصر تھا اس سے مراد مسیحی عقیدۂ تثلیث خدا باپ بیٹا اور روح مراد لی ہے جیسا ہندو مذہب میں برہما بشنو اور شو تینوں کی تری مورتی کا خیال ملتا ہے اور مصری مذہب میں سائرس۔ آئسس اور ہورس باپ۔ ماں اور بیٹا تین دیوتاؤں کا مذہب تھا۔ ایک مسیحی فاضل آگسٹن نے کہا ہے اگر یونانی افلاطونی کتاب میں یہ فقرہ پایا جاتا ہے کہ "ابتدا میں کلام تھا" تو اس کے بعد یہ نہیں لکھا کہ کلام مجسم ہوا اور ہم میں آ آباد ہوا۔ پرانے عہد نامہ میں تثلیث کی تائید میں حوالہ ملنا مشکل ہے۔ اگر تثلیث پر اعتقاد سے مراد خدا کا مسیح میں اوتار لینا اور گناہوں کا کفارہ ہونا سمجھا جائے۔ نئے عہد نامہ میں کہیں بھی تثلیث کا عقیدہ نہیں ملتا نہ پولوس کی تحریرات میں نہ یوحنا کے مکتوبات سے۔"

فاضل مضمون نگار کی مذکورہ بالا تحریر سے ثابت ہے کہ عہد نامہ عتیق اور عہد نامہ جدید میں تثلیث کا نام و نشان تک نہیں اور نہ جناب مسیح کی زندگی میں تثلیث کی اصطلاح وضع ہوئی۔

عقیدۂ تثلیث جو تنقید اعلیٰ کی بناء پر جناب مسیح کے مابعد کی اختراع ثابت ہو چکا ہے اس کے متعلق صرف ایک حوالہ سائیکلو پیڈیا ہیسٹنگز کا نقل کیا گیا ہے مضمون کی طوالت کے خوف سے باقی کتب کے حوالہ جات چھوڑ دیئے گئے ہیں اس حوالہ کا اقتباس یہ ہے:۔

(۱) ۔ تین خدا ہونے کا عقیدہ یا ایک خدا کے تین ٹکڑے ہو جانا یہ مسیح کے بعد کی اصطلاح ہے۔

(۲) ۔ مسیحیت کی تاریخ میں اسے قبولیت پانچویں صدی میں یا مسیح کے ۵۰۰ برس بعد ہوئی۔

(۳) ۔ یہ عقیدہ مسیحی لوگوں نے ہندوؤں کی تری مورتی مصریوں اور یونانیوں کے مشرکانہ عقائد سے اپنایا ہے۔

(۴) جناب مسیح نے اپنی زندگی میں کبھی اس کا ذکر تک نہیں کیا

(۵) صحف انبیاء بنی اسرائیل میں کسی جگہ تین خداؤں پر ایمان کا ذکر نہیں۔

(۶) مسیح کی زندگی میں ان کے حواریوں نے نہ کبھی مسیح کی عبادت کی نہ ان سے دعا مانگی بلکہ مسیح خود خدا سے دعا مانگتے رہے۔

اب قرآن مجید کا معجزہ تسلیم کیجئے کہ جو بات آج علماء مسیحی نے بڑی تحقیقات کے بعد لکھی ہے اس کلام پاک نے ۱۴۰۰ برس پہلے یہی عیسائیوں کو مخاطب کر کے کہی ہے اور اس زمانہ میں کہی ہے جب عرب میں نہ تاریخی کتب موجود تھیں نہ وہاں علم کا چرچا تھا نہ لائبریریاں تھیں نہ مذہبی کالج اور نہ آثار قدیمہ کی تلاش تحقیقات کا وجود تھا نہ ہی آنحضرت صلعم لکھے پڑھے انسان تھے۔ تاہم قرآن مجید آنحضرت صلعم کی زبان حقیقت آشنا سے فرماتا ہے:۔

(۱) ۔ لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح ابن مریم وقال المسیح یا بنی اسرائیل اعبدوا اللہ ربی وربکم (۵: ۷۲) مسیح ابن مریم کو خدا کہنے والے منکرین مسیح تھے کیونکہ مسیح نے تو کہا تھا کہ اے بنی اسرائیل ایک اللہ کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا دونوں کا رب ہے" یعنی میں تو دیگر مسلمانوں کی طرح منہ کے بل سجدہ میں گر کر روتا اور دعائیں مانگتا ہوں اگر خدا ہوتا تو دوسرے اپنے برابر کے خدا سے دعا اور ۔ ۔ مانگنے کی ضرورت کیا تھی وہ اپنی خدائی قدرت سے سب کچھ کر لیتے۔

(۲) پھر فرمایا لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلاثۃ یقیناً وہ منکرین مسیح ہی تھے جنہوں نے کہا کہ خدا تین میں کا تیسرا ہے یہ بات انہوں نے ہندوؤں مصریوں اور یونانی مشرکین سے سیکھی۔

(۳) ۔ ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل و امہ صدیقۃ مسیح نے فرمایا مجھے خدا نے بھیجا ہے یہ انجیل میں ابھی تک موجود ہے پہلے رسول بھی یہی کہتے رہے اور مسیح بھی رسول ہے۔

(۴) ۔ وامہ صدیقۃ اس کی ماں کا عقیدہ جس نے اسے جنا توحید پر تھا اور عمر بھر یہی رہا اس نے اپنے بیٹے کو اپنا بیٹا سمجھا کہا اور اعلان کیا کہ یہ میرا بیٹا ہے اور وہ سچ بولنے والی عورت تھی کم از کم اسے تو معلوم ہونا چاہیئے تھا کہ خدا تین ٹکڑے ہو کر ایک ٹکڑا میری گود میں آ پڑا ہے۔

(۵) ۔ پھر فرمایا مسیح کو کسی نفع نقصان پر قدرت نہ تھی دوسروں کو نفع نقصان تو کیا پہنچاتا ہے وہ اپنے نفع نقصان پر بھی اختیار نہ رکھتا تھا۔

(۶) مسیح کے ماننے والوں کو خطاب کر کے فرمایا:۔ اے اہل کتاب تم بھی اپنے دین میں غلو نہ کرو خدا کے ذرہ اور اس کے تین ٹکڑے نہ کرو یہ ہندوؤں مصریوں یونانیوں مشرکوں کا عقیدہ ہے (قرآن مجید ۵: ۷۲، ۷۳)

پادری صاحب نے جس موضوع پر قلم اٹھایا تھا وہ ہمارے دوست مرزا معصوم بیگ صاحب کے مختصر سے رسالہ "وہ نبی" کا جواب تھا انہوں نے اس ضمن میں بلا ضرورت اور اور شاخسانے چھیڑ دیئے چونکہ تثلیث فی التوحید ان کا اپنا من بھاتا مضمون ہے ان کو کسی مضمون پر لکھنے کو کہا جائے وہ بھاگ کر اسی تثلیث کی ترسول یا ذی ثلاث شعب تین شاخوں والے ترسول کی اوٹ میں پناہ لیتے ہیں جو درحقیقت سایہ اور پناہ نہیں بلکہ ناکامی کی آگ کے شعلے ہیں چنانچہ آپ خود ہی لکھتے ہیں:۔

"خداوند یسوع مسیح کو ہم ابن اللہ مانتے ہیں لیکن اس کے متعلق ہمارے مخالفین اس غلط فہمی کا شکار ہوتے ہیں کہ وہ خداوند یسوع کو ہی حقیقی معنوں میں عین اقنوم ثانی قرار دیتے ہیں حالانکہ اقنوم ثانی (مسیح) کا علاقہ اقنوم اول (خدا) اور اقنوم ثالث (روح القدس کے ساتھ حقیقی اور ازلی ہے اور خداوند یسوع مسیح کی بشریت کے ساتھ اقنوم ثانی کا علاقہ دو ہزار برس سے ہے اور اضافی اور حادث ہے (تو کیا ٹوٹنے کا یہ علاقہ جو حادث کے لئے لازم ہے؟)

مطلب یہ کہ اقانیم ثلاثہ کی حقیقت و ماہیت فوق العقل (یعنی کچھ نہ سمجھے کوئی کا اعتراف پادری صاحب نے اپنی زبان سے کر لیا)

جب اقانیم ثلاثہ کی حقیقت اور ماہیت ہی ما فوق العقل ہے تو اس پر بحث فضول ہے۔ اس امر ما فوق العقل کہ خدا ایک بھی ہے اور تین بھی ہے کے ماننے پر کوئی مطلقت ہو ہی نہیں سکتا۔

تاریخ کلیسا اور تثلیث کا عقیدہ

جناب مسیح کے بعد چار صدیوں تک تثلیث کی کیفیت مبہم رہی خدا باپ اور بیٹے کے بعد تیسرا اقنوم (شخصیت) کونسی ہے۔ کوئی کہتا تھا ماں ہے کیونکہ اسے اب تک خداوند کی ماں کہا جاتا ہے۔ تعجب یہ تھا کہ بیٹا تو خدا ہو مگر ماں جس نے اسے اپنے پیٹ میں اٹھایا اپنے خون سے پالا اور بعد پیدائش اپنے پستانوں کا دودھ پلا کر اسے پروان چڑھایا ۱۲ برس کی عمر تک اس کی رکھوالی کی وہ خداوند تو خدا نہ ہوا اور ایک تیسری چیز روح القدس خدا ہو جائے اور پھر ماں باپ اور بیٹا تین ایک گھر کا سرمایہ حیات تو سمجھ میں کچھ آتے بھی ہیں یہ تین میں کا تیسرا آنکھوں کا ٹھیکرا، صرف ضرب المثل پورا کرنے والی بات نہایت ناموزوں ہے اور گھر کے تخلیہ میں خلل ڈالتی ہے۔ دوسرے لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ ماں کا اپنے بیٹے پر ایمان لانا ہی انجیل سے ثابت نہیں تو وہ خدا کیسے ہو سکتی ہے۔ چرچ آف انگلینڈ تو ابھی تک ماں کے صعود آسمانی کا منکر ہے۔ لیکن پوپ صاحب نے نے سنہ ۱۹۶۰ء میں مریم کے صعود آسمانی کا اعلان دنیا میں کر کے

خداوند کے تخت پر اسے بھی جا بٹھایا مگر ابھی تک وضاحت باقی ہے کہ جب بیٹا باپ کے دائیں ہاتھ بیٹھا ہے تو ماں کو کہاں جگہ ملی باپ کے بائیں ہاتھ یا بیٹے کے دائیں ہاتھ یا تینوں مثلث کے ایک ایک کونے پر بیٹھے ہیں مثلث کے ایک کونے پر باپ بیٹھا اونگھ رہا ہے کیونکہ اس نے سارا اختیار بقول انجیل بیٹے کو سونپ دیا ہے مثلث کے دوسرے کونے پر بیٹا خدائی اختیارات سنبھالے بیٹھا ہے اور تیسرے کونہ پر ماں بیٹھی ہے اور روح القدس کی کبوتری اس مثلث کے گرد پھیرا پھیرا رہی ہے کہ اپنا دین بسیرا کہاں بنائے؟ یہ خیال بھی دامنگیر ہے کہ اس مثلث کا مربعہ نہ بن جائے۔

اقنوم اوّل سے اقنوم ثانی کے جسم عنصری کا ٹکراؤ۔

مسیح کو دنیا سے رخصت ہوئے قریباً دو ہزار سال بیت گئے مگر ابھی تک تین خداؤں کی بیٹھک کا فیصلہ نہیں ہوا اور نہ ہو سکتا ہے جہاں تک عقل کام کرتی ہے بیٹا بقول انجیل اپنے جسم عنصری کے ساتھ باپ کے دائیں ہاتھ بیٹھا ہے سوچئے باپ بیٹے کی پوزیشن کیا ہے بیٹے کا جسم عنصری ۶ فٹ سے کم اور ۵ فٹ سے کچھ زیادہ ہے اب یہ باپ کے دائیں ہاتھ کیونکر بیٹھ سکتا ہے جب تک باپ بھی ناپ تول کا نہ ہو۔ جب تک باپ کا ناپ بیٹے کے برابر نہ ہو اور تخت دونوں کے برابر ناپ کا نہ ہو باپ کا دایاں بایاں متعین ہو نہیں سکتا۔ پھر ماں باپ اور بیٹا ہمارے محاورہ میں یوں ترتیب آتی ہے مگر مسیحی اصطلاح میں باپ پہلے ہے اس کے بعد بیٹا ہے اور تیسرا نمبر ماں کا ہوگا کیونکہ وہ روح القدس کی قائم مقام ہے اس تثلیث میں یا مثلث میں دو جسم عنصری کے ساتھ ہیں ماں کا بھی جسم ہے بیٹے کا بھی جسم عنصری ہے ظاہر ہے کہ باپ اس جنس کا بغیر نہیں ہو سکتا ایک طرف بیٹا ہے دوسرے سرے پر ماں ہے بیچ میں خدا باپ ہے۔ ماں اور بیٹے نے جو بیٹھے ہوئے ہیں کھڑے نہیں تین تین فٹ جگہ گھیر رکھی ہے تو ناپ کر حساب سے بتاؤ باپ کے لئے کتنی جگہ باقی ہے یہ شکل تو ہے جب تینوں بیٹھے ہوئے ہوں اور اگر تینوں نے اپنے پاؤں لمبے کرتے ہوں یا لیٹتا ہو تو ان کی پوزیشن کیا ہوگی یہ یاد رکھو کہ ماں اور بیٹے کا جسم عنصری ہے ان دونوں کا سایہ باپ پر ضرور پڑے گا۔

باپ بیٹا اور روح القدس کا بھائی چارہ

باپ اور بیٹا ایک گھر کے سرمایہ حیات ہوتے ہیں۔ تیسرا اقنوم نہ تو خدا باپ کا بیٹا ہے نہ بھائی ہے کیونکہ اگر بھائی ہوتا تو جناب مسیح کا رشتہ میں چچا ہوتا باپ سے جبکہ وہ تن تنہا اور اکیلا خدا تھا روح القدس پیدا ہوا پادری صاحب نے بڑی مہربانی کی کہ ہمیں بتا دیا کہ بیٹا صرف ۲۰۰۰ سال سے ہے روح القدس کے متعلق کچھ نہ بتایا کہ وہ باپ سے کب الگ ہوئی عام طور پر روح القدس کو مؤنث بولا جاتا ہے اگر باپ سے پیدا ہونے کی وجہ سے یسوع مسیح بیٹا ہے تو روح القدس بھی اسی باپ سے پیدا ہونے کی وجہ سے بیٹی ہوگی مگر یہ یقیناً مسیح سے عمر میں بڑی ہے کیونکہ یہ انبیاء پر پہلے بھی اترتی رہی ہے بہر حال اس کی عمر کا بھی کچھ حساب کتاب ضرور ہوگا کیونکہ پہلے توحید تھی پھر اس نے پر پرزے نکالنے شروع کئے تو ایک سے تین ہو گئے۔ سوال یہ ہے کہ مسیح باپ سے پیدا ہوا بیٹا کہلایا۔ روح القدس یقیناً باپ سے پیدا ہوئی ہوگی وہ بیٹی کیوں نہیں کہلاتی؟ اس میں راز کی کونسی بات ہے مگر ہمیں اس غلطی میں نہ پڑنا چاہیئے کیونکہ مریم چونکہ روح القدس سے حاملہ ہوئی۔ یعنی روح القدس کو مسیح پر تقدم زمانی حاصل ہے مگر یوحنا کی انجیل ایک معمہ سے شروع ہوتی ہے وہ کہتی ہے:۔

"ابتداء میں روح القدس تھی اور روح القدس
خدا کے ساتھ تھی اور روح القدس
خدا تھی"

یہاں صرف دو کا وجود مذکور ہے ایک کا نام لوگاس (روح القدس) ہے دوسرے کا نام تھیوک ہے یہ دونوں ایک ہی وقت سے ہیں بیٹے کا وجود دونوں کی متحدہ کوشش سے یا مشترکہ عمل سے ہے پس تثلیث کی ترتیب زمانی ایک معمہ ہے باپ ہے روح القدس ہے اور بیٹا مگر یہ کہنا کفر ہے کہنا یوں چاہیئے باپ بیٹا اور روح القدس۔ اس کے خلاف یوحنا کی پہلی ہی آیت ہے:

این آرچی این او لوگاس کئی او لوگاس
این پروس تون تھیوس کئی تھیوس این
او لوگاس۔

یعنے پہلے لوگاس تھا اور لوگاس خدا کے ساتھ تھا اور لوگاس خدا تھا۔

اس ترتیب کے لحاظ سے پہلے لوگاس یعنے روح القدس ہے پھر خدا ہے گویا ترتیب یوں ہونی چاہیئے روح القدس۔ خدا۔ بیٹا مگر اس طرح کہنا بھی کفر ہے۔

یوحنا کی یہ آیت ایک ایسا معمہ ہے جسے کوئی حل نہیں کر سکتا مثلاً

(۱)۔ پہلے کیا تھا۔ خدا تھا یا روح القدس؟ آیت کی ترتیب میں پہلے روح القدس ہے۔

(۲)۔ دونوں ایک ہی وقت سے تھے یا آگے پیچھے تھے

(۳)۔ جیسے خدا باپ ہے روح القدس تو دونوں میں رشتہ کیا ہوا؟ بھائی بھائی یا کیا؟

(۴)۔ اگر خدا ایک وقت تنہا اور اکیلا تھا تو روح القدس اپنے آپ ترلپ کر باہر نکل آئی یا خدا نے اسے اپنے میں سے نکالا۔

(۵)۔ اگر مسیح اس لئے بیٹا ہے کہ خدا باپ نے اسے پیدا کیا تو روح القدس کو کبوتری کا جنم باپ نے دیا یا اپنے آپ باپ سے باہر آکر کبوتری بن گئی۔

(۶)۔ کلام متکلم کی مرضی سے پیدا ہوتا ہے متکلم کی مرضی پر منحصر ہے کہ وہ بولے یا نہ بولے وہ اپنے آپ پیدا نہیں ہو سکتا تو وہ خدا کیسے ہو گیا؟

(۷)۔ لوگاس کے معنے لغت یا کلام ہیں اس کا کبوتری سے کیا تعلق ہے۔

(۸)۔ جب مسیح پر روح القدس کبوتری کی شکل میں اتری ایک انجیل میں ہے کہ یوحنا نے اترتی دیکھی دوسری میں ہے کہ مسیح نے اپنے اوپر اترتی دیکھی۔ اگر یہ روح القدس کلام ہے تو ضرور اس نے مسیح کو کچھ کہا ہوگا مگر اس نے کیا کہا؟ یہ کہیں مذکور نہیں۔

(۹)۔ روح القدس کی کبوتری تو مسیح پر صرف اتری نہ یوحنا نے اسے بولتے سنا نہ مسیح نے۔ البتہ آسمان سے یہ آواز آئی کہ یہ میرا پیارا بیٹا ہے روح القدس کی کبوتری مسیح پر اتری وہ تو چپ چاپ سادھے رہی مگر یہ آواز آسمان سے آئی اگر روح القدس خدا کا ذریعہ کلام ہے تو اس کے علاوہ آواز دینے والا کلام مجسم کون تھا؟

(۱۰)۔ جو کلام انبیاء پر نازل ہوا وہ کلام خدا کا تھا یا روح القدس کا اپنا۔ اگر روح القدس خدا ہے اور کامل خدا ہے جیسا کہ مسیحی عقیدہ ہے تو پہلے خدا نمبر ۱ خدا نمبر ۲ پر اپنی مرضی کا اظہار کرتا ہے اور وہ خدا نمبر ۳ پر اس کا کلام لے کر اترتی ہے جیسا کہ روح القدس کا مسیح پر اترنا لکھا ہے۔

(۱۱)۔ اگر تینوں خدا ہیں اور قادر مطلق خدا ہیں تو کیا صرف باپ ہی انبیاء سے کلام کرتا ہے یا کبھی بیٹا بھی وحی بھیجتا ہے جیسے باپ بیٹے پر روح القدس بھیجتا ہے کبھی بیٹے نے بھی روح القدس خدا باپ پر نازل کی ہے یا نہیں یا ہر ایک کی ڈیوٹی الگ الگ ہے اور کوئی خدا دوسرے خدا کی مرضی میں دخل نہیں دیتا۔ مثلاً بیٹے خدا نے رو رو کر باپ خدا سے دعائیں کیں کہ کہیں کا خون پسینہ ایک ہو گیا کبھی باپ خدا نے بیٹے خدا سے بھی رو رو کر التجا کی کہ میری مخلوق کے گناہوں کا تو کفارہ ہو گیا۔ اگر اپنی مرضی بیٹے سے منوائی تو بیٹا مصلوب ہوا یا نہیں ہوا اس کی خدائی ضرور مصلوب ہو گئی۔

(۱۲)۔ اب جبکہ بیٹا آسمان پر باپ کے داہنے ہاتھ جا بیٹھا ہے تو روح القدس کہاں بیٹھی ہے ظاہر ہے کہ بیٹے نے جتنی جگہ گھیر رکھی ہے کبوتری اتنی جگہ نہیں لے سکتی اس کے لئے تو ایک چھوٹا سا تنکوں کا گھونسلا کافی ہوگا۔

عیسائی باپ بیٹا، روح القدس سے ہی دعائیں مانگتے مادر ملت مریم سے بھی مانگتے ہیں۔ عجیب بات یہ ہے کہ دعا مانگتے وقت ایک مسیحی کے دل میں جو الجھن پیدا ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ دعا خدا باپ سے کرے یا خدا بیٹے سے یا روح القدس کی منت سماجت یا مادر ملت مریم سے رحم کی درخواست کرے۔ گذشتہ عالمگیر جنگ میں دنیائے مسیحی کے ہیڈ پوپ صاحب نے جرأت و دانشمندی اور دور اندیشی سے اس مشکل کو یوں حل کیا کہ خدا باپ تو بائبل میں ہمیشہ سے غصیلا اور غضبناک بتایا گیا ہے اور

جس سنگدلی کا اظہار اس نے اپنے اکلوتے بیٹے کو صلیب دلوا کر کیا وہ نسلِ انسانی کے لئے عبرت عظیم ہے۔ بیٹے سے دعائیں بے فائدہ ہے کہ جیسا باپ ویسا بیٹا۔ (حسب روایت انجیل) اور پھر وہ خود اپنی دوسری آمد پر جو قیامت و تباہی دنیا پر لانے والا ہے اس کا اظہار اسی کی زبان سے سن لو (متی ۲۴: ۲۹۔ ۳۰)

"فوراً سورج اندھیرا ہو جائے گا اور
چاند اپنی روشنی نہ دے گا۔ ستارے
آسمان سے گر جائیں گے اور آسمان
کی قوتیں ہل جائیں گی تب ابن آدم (مسیح)
کا نشان آسمان پر ظاہر ہوگا اور اس وقت
زمین کے سارے گھرانے چھاتی پیٹیں
گے اور ابن آدم کو بڑی قدرت اور جلال
کے ساتھ آسمان کی بدلیوں پر آتے
دیکھیں گے۔"

اتنے ہی پر خدا بیٹے کا غصہ ختم نہیں ہو گیا لو اور سنو!:-

"تب جو یہودیہ میں ہوں پہاڑوں پر بھاگ
جائیں اور جو کوٹھے پر ہو نہ اترے کہ
گھر سے کچھ نکالے۔ جو کھیت میں ہو
پیچھے نہ پھرے کہ اپنے کپڑے لے
پر ان پر افسوس جو ان دنوں پیٹ والیاں
اور دودھ پلانے والیاں ہوں سو تم
دعا مانگو کہ تمہارا بھاگنا جاڑے میں یا
سبت کے دن نہ ہو کیونکہ اس وقت ایسی
بڑی مصیبت ہوگی کہ دنیا کے شروع
سے اب تک کبھی نہ ہوئی بلکہ نہ کبھی ہوگی"

(متی ۲۴: ۱۶ ــ ۲۱)

پہلی مرتبہ آپ آئے تھے تو گھر گھر ماتم پڑا تھا کہ ۲ سال تک کے سب بچے ملک کے قتل کئے گئے تھے جو آپ کی یا خدا محبت کے بیٹے کی آمد کا یہ نشان عظیم تھا کہ لاکھوں غریب ماؤں کی گودیں اپنے جگر کے ٹکڑوں سے خالی ہو گئیں اب دوسری آمد اس سے زیادہ خوفناک ہے کہ جو پیٹ والیوں اور معصوم دودھ پیتے بچوں کو بھی نہ چھوڑے گی۔ اور پھر انجیل نویس کی عقل کی داد بھی دیجئے:-

(۱)۔ سورج چاند اور ستارے سب گر جائیں گے تو آسمان پر آپ کی آمد کا نشان ظاہر ہوگا ... دیکھنے والا کوئی نہ ہوگا اور نہ روشنی د... سورج چاند وغیرہ ہوں گے۔

(۲)۔ سورج چاند تو ساری زمین پر غائب گر مصیبت صرف جوڈیہ پر آئے گی یعنی خدا کے اپنے ملک پر۔

(۳)۔ سب سے زیادہ غصہ اور غضب خدا محبت کا پیٹ والیوں اور دودھ پلانے والیوں پر ہوگا۔

(۴)۔ دعا مانگنے کے لئے عیسائیوں کو حکم دیا کہ تمہارا بھاگنا جاڑے کے دن نہ ہو۔ ہمارا کہنا یہ ہے کہ حضور خود ہی موسم بہار یا گرمی یا برسات کے دنوں کیوں نہیں آتے آخر آنا تو آپ کے اختیار میں ہوگا اور اگر آپ کی ضد جاڑے میں ہی آنے کی ہے تو عیسائیوں کو دعا کا حکم دینا بے فائدہ ہے۔

(۵)۔ آپ کا آنا اگر ہماری دعا پر منحصر ہے تو ہماری دلی دعا یہ ہے کہ آپ نہ ہی تشریف لائیں تو بہتر ہوگا کہ دنیا پر ایسی تباہی نہ آئے جو کبھی نہ آئی اور نہ آئے گی۔ ... بے مثال اور انتہائی خوفناک تباہی کے آنے کی بجائے آپ کا خدا کے داہنے ہاتھ بیٹھے رہنا ہی اچھا ہے۔

(۶)۔ تاہم اگر آپ نے آنا ہی ضرور ہے تو کچھ دیر پہلے روح القدس کے ذریعہ ساری دنیا پر اعلان فرما دیجئے گا کہ پیشتر سے عورتیں یہ ضد کنٹرول کا انجکشن لگوالیں اور ان دنوں نہ کوئی حاملہ ہو نہ دودھ پلانے والی ہوں۔

یہ ساری باتیں اس لئے لکھنی پڑیں کہ پوپ صاحب نے خدا باپ اور خدا بیٹے سے ایسے موقعہ پر دعا بے فائدہ سمجھی اور دنیا میں ایک مثال قائم کی کہ خداو باپ اور خداءِ بیٹا کو رحم اور محبت کے خدا نہ سمجھو اور ہمارے ملک کی اس کہاوت کی بھی تصدیق کر دی

پتا پر پوت جاتی پر گھوڑا
بہت نہیں پر تھوڑا تھوڑا

مگر ایک سائنٹسٹ جس نے قانون وراثت بھی پڑھا ہو بتا سکتا ہے کہ کونسا بیٹا باپ پر تھوڑا تھوڑا ہوتا ہے اور کونسا باپ سے بھی آگے نمبر لے جاتا ہے یہاں انجیل نویس نے اسی نکتہ کو بتایا ہے کہ جب سے باپ نے اپنے سب اختیارات بیٹے کو سونپ دیئے ہیں۔ بیٹے نے غضب اور غصہ کی صفت کو بھی چار چاند لگا دیئے ہیں۔ یعنی وہ دنیا پر ایسی بڑی مصیبت لائے گا۔

"کہ دنیا کے شروع سے اب تک کبھی نہ ہوئی
بلکہ نہ کبھی ہوگی"

ان سب واقعات کو بھانپ کر پوپ صاحب نے مادرِ ملت مائی مریم سے گڑگڑا کر دعا کی (کیونکہ وہ عورت ہونے کی وجہ سے یقیناً نرم دل ہوگی) کہ جو بھیڑوں میں جو جنگ عظیم یا عالمگیر جنگ بپا ہو گئی ہے وہ اپنی طبعی اور فطری رحم دلی سے اس جنگ کو بند کرا دے

تثلیث خداوندی میں عقل کا دخل نہیں

پادری عبدالحق ہی نہیں ان سے پہلے علماءِ مسیحیت کا خیال مسئلہ تثلیث کی معقولیت کے بارہ میں یہی ہے کہ یہ مافوق العقل یا کسی نہج عقل میں درست بیٹھنے والی بات نہیں دنیا کی سمتیں چھ (شمال جنوب مشرق مغرب فوق اور تحت) ہوں اور خدا صرف تین ہوں۔ اناجیل چار اور اس کے ساتھ دو ضمیمے جب تک نہ ہوں مسیحی مذہب کی داغ بیل ڈالی نہیں جا سکتی۔

باقی ــــ باقی

النور فاؤنڈیشن

ایک مفید اشاعتی ادارہ

بکوشید اے جواناں تا بدیں قوت شود پیدا
بہار و رونق اندر روضۂ ملت شود پیدا

(مولینا عبد المنان عمر صاحب)

آپ کو یہ معلوم کر کے خوشی ہو گی کہ اسلام کی اشاعتی اغراض کو مدنظر رکھتے ہوئے پانچ لاکھ روپیہ کے سرمایہ سے ایک اشاعتی ادارہ قائم کیا جا رہا ہے، اس ادارہ کا مقصد یہ ہے کہ اسلام کا منور چہرہ لوگوں کو دکھایا جائے۔ قرآن مجید کے تراجم، علوم اسلام اور اُن کی روشنی میں لکھی ہوئی کتابوں کی دنیا کی مختلف زبانوں میں وسیع پیمانے پر اعلیٰ اور ارزان اشاعت کی جائے۔

یہ مقصد بڑا عزیز ہے اور اس کی تکمیل اسلام اور مسلمانوں کے لئے وقت کی سب سے بڑی ضرورت ہے۔ یہ کم سے کم کام ہے جس کی دنیا کو ہم سے، جو دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کر چکے ہیں، توقع کرنی چاہیئے یہ اہم کام آخر کب تک التوا و انتظار کی حالت میں معلق رہے گا۔ قرآن مجید کے دو تین تراجم کی اشاعت کے بعد ہمارا قدم رُک چکا ہے۔ حضرت اقدسؑ کی کتب کا ایک مکمل سیٹ ہم ابھی تک شائع نہیں کر سکے۔ بقیہ کتب کی اشاعت آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں۔ یہ صورت حال اسلام کے اعلیٰ مقاصد کی راہ میں روک اور ہمارے ارادوں اور ذمہ داریوں کی ناتمامیوں کی ایک دردانگیز مثال ہے۔ امام زمانؑ کے الفاظ میں عرض کرتا ہوں:-

"اگر درحقیقت تکمیل اشاعت ہی ہماری غرض ہے تو ہمارا مدعا یہ ہونا چاہیئے کہ ہماری دینی تالیفات جو جواہرات تحقیق اور تدقیق سے پُر اور حق کے طالبوں کو راہ راست پر کھینچنے والی ہیں جلدی سے اور نیز کثرت سے ایسے لوگوں کو پہنچ جائیں جو بری تعلیموں سے متاثر ہو کر مہلک بیماریوں میں گرفتار یا قریب موت کے پہنچ گئے ہیں۔ اور ہر وقت یہ امر ہمارے مدنظر رہنا چاہیئے کہ جس ملک کی موجودہ حالت ضلالت کے سم قاتل سے نہایت خطرہ میں پڑ گئی ہو بلا توقف ہماری کتابیں اس ملک میں پھیل جاویں اور ہر ایک متلاشی حق کے ہاتھ میں وہ کتابیں نظر آویں"۔

دوستو! دنیا روحانی تباہی کے کنارے پر کھڑی ہے کفر اپنی تمام فتنہ سامانیوں سے مسلح ہو کر دین احمدیہ پر ٹوٹ پڑا ہے اس نے ملت کی صفوں کو درہم برہم کرنے کے لئے بھرپور حملہ کیا ہے مسیحی یورشوں نے دنیا بھر میں لاکھوں بھائی ہم سے چھین لئے ہیں۔ اس پیمانے کا فتنۂ ارتداد اسلام کی پوری تاریخ میں کبھی رونما نہیں ہوا۔ دوسری طرف سیاسی اور معاشی زندگی کی شورشوں نے آسمانی، مذہبی اور علمی زندگی کی جمعیتیں لوگوں سے چھین لی ہیں ہر شخص اپنے اپنے کاروبار میں مصروف اور دنیا کمانے میں منہمک ہے۔ اور دین احمد محمدؐ کس میرسی اور لاچاری کی حالت میں امید و بیم میں پڑا کروٹیں بدل رہا ہے ؎

بیکسے شد دین احمد ہیچ خویش و یار نیست
ہر کسے در کار خود با دین احمدؐ کار نیست

کفر کے ناپاک اور زہریلے مواد اور باطل کے مہلک تصورات ہر طرف پھیل رہے ہیں۔ فلسفہ مغرب کا پیدا کردہ فتنہ اور غلط نظریات کی بے پناہ اشاعت کو اسلام کے خلاف استعمال کیا جا رہا ہے اس کا علاج یہ ہے کہ بکثرت اسلامی لٹریچر کی اشاعت کی جائے مسیح موعودؑ نے آکر جو خزانے لٹائے تھے وہ خزانے یہی علوم و معارف کے دفینے ہیں جو اس نے ہمیں بخشے ہیں۔

بھائیو! - امام زمانؑ کے عمل سے نمونہ حاصل کرو۔ اس نے اپنی پوری زندگی اسی تالیف و اشاعت کے کام میں صرف کر دی اس کے لئے نہ اس نے دن دیکھا نہ رات نہ آرام کا خیال کیا نہ صحت کا بلکہ بعض دفعہ اس کام کے لئے نمازیں تک جمع کر لیں۔ آپ کا الہام ہے أنت شیخنا الذی لا یضاع وقتہ۔ اے بزرگ انسان! تمہارے اوقات کو ضائع ہونے سے بچایا جائے گا۔ اس طرح آپ کا ایک ایک لمحہ قیمتی اور الٰہی تصرف میں تھا۔ اگر اس خاتم الخلفاء کے تمام اوقات اسی تالیف و اشاعت کے کام میں صرف ہوئے تو اس سے ہی اس کام کی اہمیت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ اپنے اس کشف کی جس میں مغرب سے آپ نے [illegible] تمام لوگوں کو اسلام کا شکار ہوتے دیکھا، تعبیر آپ نے یہ فرمائی تھی کہ ہم تو نہیں لیکن ہماری کتابیں ان ممالک میں پھیلیں گی اور لوگوں کو اسلام کا حلقہ بگوش بنائیں گی۔

دوستو! اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ اور آپ کی نسلوں کا دل و دماغ کفر و الحاد کی گندگیوں سے آلودہ نہ ہو تو اشاعت و تالیف کی طرف توجہ کریں اور دامے درمے قدمے، سخنے اس کی امداد کے لئے دست تعاون بڑھائیں

بھائیو! آپ نے وہ وقت پایا ہے جس کی بشارت تمام نبی دیتے آئے ہیں۔ اس شخص کا عہد آپ کو نصیب ہوا جس کے دیکھنے کے لئے بہت سے پیغمبروں نے خواہش کی تھی۔ اس لئے اپنے ایمانوں کو محفوظ اور اپنی راہوں کو درست کرو۔ اپنے دلوں اور نیتوں کو پاک کرو۔ اور اپنے مولیٰ کو راضی کر لو۔ اس مسافر خانے میں محض چند روز کے لئے آئے ہو۔ پس اس اصل گھر کو یاد کرو۔ یقیناً یہ دنیا چند روزہ ہے اور معلوم نہیں کب تک کوئی اس میں زندہ رہے گا۔ آخر ہر ایک نے اس دنیا سے گزر جانا ہے اور کوئی بھی دنیا کا مال و منال قبر میں اپنے ساتھ نہیں لے جائے گا۔ ابن آدم خالی ہاتھ دنیا میں آتا ہے اور خالی ہاتھ ہی جائیگا۔ ساتھ جانے والا وہی مال ہے جو اس دنیا میں دین کی راہ میں خرچ ہو، انسان کو لازم ہے کہ روٹی کپڑے ہی کی فکر میں دل نہ لگائے۔ روح کی فکر ظاہری لباس اور ظاہری گھر اور ظاہری کھانے پینے سے زیادہ ضروری ہے۔ کون جانتا ہے کل کیا ہونے والا ہے۔ کیا خطرات منہ پھاڑے آنے والے ہیں شاید مصائب بڑھ جاویں۔ شاید تمہارے لئے نیکی کی راہیں مسدود ہو جائیں۔ پس اپنے لٹریچر کی حفاظت اور اشاعت میں سرگرم ہو جاؤ۔ دور افق پر سیاہ بادلوں کو گھرتے ہوئے میری آنکھ دیکھ رہی ہے۔ پس دوستو! اپنی طبیعتوں کو بجھنے اور ارادوں کو افسردہ نہ ہونے دو۔ جس راہ پر تم قدم رکھ چکے ہو اسے طے کرنے میں سست گام نہ ہو۔ دنیا کی آلودگیوں کو اس اہم کام میں خلل انداز نہ ہونے دو۔ شیطان تمہیں کل کی تلقین نہ کرے جو ڈھونڈتے ہیں وہ پائیں گے۔ جو کھٹکھٹاتے ہیں ان کے لئے کھولا جائے گا۔ جو پکارتے ہیں ان کی سنی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ بڑا شکور اور قدردان ہے وہ کسی کی معمولی سے معمولی نیکی اور خدمت کو بھی ضائع نہیں ہونے دیتا بلکہ اسے اصل مقدار سے بہت بڑھا دیتا ہے پس اس وسیلے سے بھی اس کا فضل حاصل کرو۔

اللہ تعالیٰ کی پاک غرض یہ ہے کہ تم اس کی بادشاہت کے وارث بنو۔ اور آسمان پر تمہارا نام سنہری حروف سے لکھا جائے پس جو کچھ تمہارے پاس ہے اس میں سے کچھ خدا کی راہ میں دے ڈالو اور حضرت مسیح کے الفاظ میں اس روپیہ کی تھیلیاں بھر لو۔ جسے نہ چور چرا سکے نہ اسے زنگ لگ سکے دنیا کی دولت تو کم ہو جاتی ہے اپنے لئے آسمانی دولت جمع کر لو۔ جو ایسی ہے کہ جتنا زیادہ کوئی خرچ کرے کبھی کم نہیں ہوتی۔ یوم الدین اور جزا سزا کا دن ایک لازوال صداقت ہے پس جب تم نے عدالت میں جانا ہی ہے تو بریت کا سامان پہلے کر لو، ورنہ جب فرد جرم لگ گئی تو پھر کچھ نہ ہو سکے گا۔ نجات کی منزل بظاہر ایک تنگ کوچے میں سے گزرتی ہے۔ پس کوشش کر کے جلد تر اس میں سے گزر جاؤ۔ اور اس سے قبل کہ دروازہ بند ہو جائے داخل

کا انتظام کر لو ورنہ تم اندھیرے اور یخ بستہ رات میں باہر کھڑے ہو کر پکارو گے کہ دروازہ کھولا جائے گا لیکن وقت گذر چکا ہوگا۔ تب سوائے رونے اور دانت پیسنے کے کچھ نہ ہوگا۔

میں جانتا ہوں کہ الٰہی سلسلوں میں داخل ہونے والے لوگ بظاہر ایک بڑے بوجھ کے نیچے دبے ہوتے ہیں۔ انہیں اپنے کاروبار سے روپیہ نکال کر اپنا اور اپنے اہل و عیال کا پیٹ کاٹ کر چندے دینے پڑتے ہیں۔ صحابہ کرامؓ کا بھی یہی حال تھا۔ اور مسیح موعودؑ کے ساتھیوں نے بھی اسی طرح اپنی زندگیاں بسر کیں۔ مگر در اصل اللہ تعالےٰ کے دین کی خدمت میں حصہ لینا اور اس کے لئے کوشش کرنا حقیقی بوجھ اور تلخ گھونٹ نہیں ہوتا۔ پس اللہ تعالےٰ کے احسانات کو یاد کرتے ہوئے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عنایتوں کو سوچتے ہوئے اس بوجھ کے نیچے اپنا کندھا دے دو اور اس کے افضال و عنایات کے وارث ہو۔

دین کی نصرت میں حصہ لینے کو میں تلخ گھونٹ نہیں کہہ سکتا لیکن اگر کسی کے لئے یہ تلخ گھونٹ ہے تو اسے یہ پینا ہی پڑے گا اور اس کی تلخیاں اپنے حلق کے نیچے اتارنا ہی پڑیں گی۔ کیونکہ اسی پر اسلام کی زندگی، مسلمانوں کی زندگی اور زندہ خدا کی تجلی موقوف ہے۔ لیکن یہ بھی یاد رکھو کہ اللہ تعالےٰ کسی کا محتاج نہیں تم یہ کام نہ کرو گے تو وہ کسی دوسری قوم کو اپنے دین کی خدمت کے لئے کھڑا کر دے گا۔ ولا تکونوا امثالکم۔

بھائیو! تمہارا کارواں منزل کی طرف بڑھ رہا ہے اللہ تعالےٰ کا شکر بجا لاؤ کہ اپنے دین کی نصرت کے لئے اس نے تمہیں منتخب کیا ہے اور وہ آسمانی علوم جو بڑے بڑے عالموں سے پوشیدہ رہے تمہیں بخشے گئے۔ اس کی قدر دانی کا تقاضا ہے کہ انہیں دوسروں تک پہنچاؤ اور دین اسلام کی نصرت خدمت اور تبلیغ کو اپنے لئے فخر و مباہات کا باعث سمجھتے ہوئے اس راہ میں آگے سے آگے بڑھتے چلے جاؤ۔ اللہ تعالےٰ نے تمہیں امام زمانؑ کی آواز پر لبیک کہنے کی توفیق بخشی ہے لیکن اگر خدا نخواستہ اپنی تبلیغی کوششوں کے ساتھ ساتھ قرآن مجید اور اسلامی لٹریچر کی اشاعت نہ کی گئی اور محض اندھی عقل اور مبلغین کی صوابدید سے آگے بڑھنے کی سعی کی گئی تو اسلامی اتحاد سخت خطرے میں پڑ جائے گا۔ ہر ملک میں اسلام ایک مختلف شکل میں نظر آنے لگے گا اور کچھ عرصہ کے بعد اس روح وفاق کے بغیر نو مسلموں میں اسلام کے متعلق خیالات کا ایک غیر منظم انبار نظر آئے گا اور متحارب مدارس فکر پیدا ہو جائیں گے لیکن اگر ان کے پاس قرآن مجید، حکم و عدل کی تحریرات اور مرکز سے نکلا ہوا دیگر لٹریچر ہوگا تو صراط مستقیم کی طرف رہنمائی ہر وقت انہیں میسر ہوگی۔ اسلام کی بنیادوں سے تصادم کے راستے کٹ جائیں گے اور

سب لوگ حبل اللہ کے ساتھ مربوط اور وابستہ رہیں گے۔ یہ وہ لٹریچر ہے جس کے مطالعہ کے بغیر نہ طمانیت قلب حاصل ہوتی، نہ معتقدات صحیح بنیادوں پر قائم ہوتے ہیں اور نہ اعمال ہی میں صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔ لیکن افسوس کہ اس کان جواہر سے عموماً بے خبری ہے۔ امید ہے کہ دوست اس اہم کام کی طرف توجہ دیں گے جس کے متعلق میرا یقین ہے کہ وقت کی سب سے بڑی ضرورت ہے۔

تجویز یہ ہے کہ ایک مضبوط اور ٹھوس بنیاد پر اشاعت قرآن اور علوم قرآن کی بنیاد رکھی جائے۔ اور مسلسل، وسیع اور اعلےٰ پیمانے پر قرآن مجید اور دوسرا لٹریچر مختلف زبانوں میں شائع ہوتا چلا جائے اور جو لوگ اس میں حصہ لیں ان کا سرمایہ محفوظ رہے۔ اور ان کے اور ان کی نسلوں کے لئے ہمیشہ ہمیش کے لئے صدقہ جاریہ کا کام دے اور یہ چیز اس دنیا میں ان کی سرخروئی کا باعث ہو اور آخرت میں بھی ان کے کام آئے۔

اس تجویز کی عملی صورت یہ ہے کہ صرف دس روپیہ کا ایک حصہ ہوگا۔ جس میں سے اس وقت صرف چھ روپے قابل ادا ہوں گے بقیہ رقم بعد میں کسی وقت دو دو روپیہ کی اقساط میں واجب الادا ہوگی۔ یہ آسان صورت اس لئے تجویز کی گئی ہے کہ کوئی معمولی سے معمولی استعداد رکھنے والا شخص بھی اگر اس کے دل میں اسلام کے لئے لگن، قرآن مجید کا شوق اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا معمولی سا جذبہ بھی ہو تو وہ اس اعلےٰ درجہ کی نیکی سے محروم نہ رہے۔ میری خواہش یہ ہے کہ جماعت کا ایک ایک فرد چھوٹا ہو یا بڑا، مرد ہو یا عورت نیکی کے اس کام میں شریک ہو اور کسی خاندان کا کوئی فرد بھی اس سے باہر نہ رہے اور جنہیں اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے نوازا ہے وہ بقدر استعداد تحدیث نعمت کے طور پر زیادہ سے زیادہ حصے خریدیں۔ یاد رکھو جس کا مال دائمی مدد دینے والا ہوگا اسے ثواب بھی دائمی ہوگا۔ میں ممنون ہوں گا اگر آپ "النور فاؤنڈیشن" کے حصص خود بخود بھی خریدیں گے اور دوسروں کو بھی تحریک کریں گے اور اشاعت لٹریچر کے سلسلے میں اپنی تجاویز سے اس عاجز کو اطلاع بخشیں گے۔ اور دوسروں کو بھی تحریک کریں گے اور اشاعت لٹریچر کے سلسلے میں اپنی تجاویز سے اس عاجز کو اطلاع بخشیں گے میں منتظر ہوں کہ کس کس طرف سے اس الٰہی دعوت کے لئے لبیک کی آواز آتی ہے۔ اس دعوت میں شریک ہونے والوں کے اسمائے گرامی اخبار میں شائع ہوتے جائیں گے تا ان کے لئے دعا کی تحریک ہوتی رہے۔ آپ فی الحال مجھے یہ اطلاع بخشیں کہ آپ کس کس نام سے کتنے حصص خرید رہے ہیں۔ کوشش کی جائے گی کہ آپ کے سامنے ایسا لٹریچر پیش کیا جائے جو کفر و الحاد اور دجالیت کے بڑھتے ہوئے سیلاب

کے سامنے سد سکندری ثابت ہو سکے اور ان پر کاری ضرب لگا سکے۔ جن نکتہ چینیوں کی ہے۔ ان پر ٹھوس اعتراضات وارد کئے ہیں اسلام پر اعتراضات کا مدلل اور مسکت جواب دیا ہے اسلام کے مقابلہ میں ان کی معقول و مؤثر تردید مہیا کی ہے اور طاقتور دلائل اور براہین کے ساتھ ان کی فرضی معقولیت کا پردہ چاک کیا ہے۔ ایک قلعہ بند فوج کے حملوں سے نجات اس وقت تک ممکن نہیں جب تک ہم قلعہ کے اندر گھس کر اسے شکست نہ دیں اور اس کی پناہ گاہوں سے انہیں ملیا میٹ نہ کر دیں سلطان القلم کے شاگرد انشاء اللہ آپ کے لئے ایسا لٹریچر مہیا کریں گے۔ جو اسلام کے محاسن، قرآن مجید کے برکات اور نبیوں کے سردار پاک محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل پر مشتمل ہوگا۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ دنیا کی ہر زبان میں قرآن مجید کے تراجم پھیلانے کی سعی کی جائے گی قلم سے بڑھ کر اسلام کی مدافعت کا اس وقت کوئی ظاہری ذریعہ نہیں۔

میں علیٰ وجہ البصیرت سمجھتا ہوں کہ اگر اس رنگ میں کوئی ادارہ قائم ہو جائے تو بفضلہ تعالےٰ وسیع پیمانے پر دنیا کی مختلف زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم اور علوم قرآن کی اشاعت کا راستہ کھل سکتا ہے۔ بس دوستو! اپنے فرض کو پہچانو اور سلطان القلم کی جماعت میں ہو کر اسلام کی قلمی خدمت میں جوہر دکھاؤ کہ اسلاف کی تلواریں تمہاری قلموں پر فخر کریں۔

اگر بفضلہ تعالےٰ آپ کے تعاون سے اشاعت کا یہ دروازہ کھل گیا تو یہ چیز آپ کے لئے ہمیشہ ہمیش کے واسطے صدقہ جاریہ کا کام دے گی۔ آپ کا گھر برکات سے بھر جائے گا اور آپ اور آپ کے اقارب الٰہی افضال کی بارشوں سے ہمکنار ہوں گے۔

کلاہ فتح و ظفر ہیچ سر نمی یابد
مگر سرے کہ پئے حفظ دیں فدا باشد

اللہ تعالےٰ سے محبت کا یہ تقاضا ہے کہ آپ اپنے عزیز مال کو اس کی راہ میں خرچ کریں۔ جو اللہ تعالےٰ کی راہ میں اپنا مال خرچ کرتا ہے۔ اس کے مال میں بھی دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دی جائے گی کیونکہ مال خود بخود نہیں آتا بلکہ اللہ تعالےٰ کے ارادے سے آتا ہے۔

اللہ تعالےٰ کا وعدہ ہے کہ میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ اس کا یہ فرمان صداقت کے نور سے نمایاں ہے کہ:۔

"دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے
قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے
گا اور بڑے زور آور حملوں سے
اس کی سچائی ظاہر کر دے گا"

یہ سچائی اب ظاہر ہونے کے قریب ہے۔ اسلام کے حق میں ایک زبردست ذہنی انقلاب کا آغاز ہو چکا ہے۔ ایوان کفر و الحاد میں تزلزل کے آثار پیدا ہو گئے اور اسلام کے دروازے کھلتے اور اس کی روشنی

(باقی بر صفحہ ۲۶ کالم ۲)

الٰہی بخش صاحب راولپنڈی

تحقیقاتی عدالت میں خلیفہ صاحب ربوہ کے بیان پر تبصرہ

(بسلسلہ اشاعت گذشتہ)

اقتباسات بالا میں خلیفہ صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت صاحب خدا تعالیٰ سے علم پانے کے باوجود تئیس ۲۳ سال تک نبی کی وہی تعریف کرتے رہے جو نادان مسلمانوں کا پرانا عقیدہ تھا۔ اب اگر ایسا عقیدہ رکھنے والے نادان تھے۔ تو اللہ تعالیٰ سے علم کے پانے کے باوجود حضرت حضرت مسیح موعود ایسا عقیدہ رکھنے اور اس پر اصرار کرنے پر نعوذ باللہ نادان بلکہ اللہ تعالیٰ کے نافرمان کیوں نہ ہوئے اور اگر حضرت اقدس کے متعلق ایسا بے ہودہ اور نامعقول عقیدہ رکھ کر ربوی حضرات ان کا درجہ اور رتبہ بڑھانا سمجھتے ہوں۔ تو یہ ان کو مبارک ہو۔ البتہ عوام کا فتویٰ تو یقیناً اس کے برعکس ہوگا۔ اور (نعوذ باللہ) ایسے نادان نافرمانوں کو صرف ربوی حضرات ہی نبی بنا سکتے ہیں جو اپنی عقل اور خود پیر کی نذر کر چکے ہیں ورنہ کوئی عقلمند انسان تو اسے تسلیم نہیں کرے گا۔ اور یہ کہنا بھی غلط ہے کہ نبوت کی ایسی تعریف نادان مسلمان کرتے تھے بلکہ نبوت کی جامع مانع تعریف کے لئے خود حضرت اقدس مرزا صاحب ہی یہ شرائط ضروری قرار دیتے تھے۔ دیکھو الحکم ۱۷ اگست ۱۸۹۹ء جس کا حوالہ پہلے نقل کیا جا چکا ہے پھر یہ سوال بھی خود خلیفہ صاحب نے ہی اٹھایا ہے کہ عوام کا عقیدہ غلط تھا۔ اور قرآن کریم میں ان شرائط کا ذکر ہی نہیں تھا تو حضرت مرزا صاحب جو:-

"قرآن کے عاشق تھے ...... اور باریک در باریک مطالب سے آگاہ تھے پھر اس مسئلہ میں کیوں آپ دھوکے میں رہے"

(حقیقت النبوۃ صفحہ ۱۲۳)

اور اس کا جواب بھی خود ہی دیتے ہیں کہ:-

"کہ غلطی اسی طرح ہوئی جس طرح مسیح کی وفات کے متعلق ہوئی۔"

اور پھر وفات مسیح اور ختم نبوت کے متعلق حضرت اقدس کا غلط عقیدہ رکھنے کی مطابقت دکھانے کے لئے فرماتے ہیں:-

"اسی طرح نبوت کا مسئلہ بھی تھا کہ باوجودیکہ الفاظ قرآن شاہد تھے کہ نبی کے لئے شریعت لانے یا براہ راست نبوت پانے کے لئے کوئی شرط نہیں۔ لیکن پھر بھی قرآن کریم میں خاتم النبیین اور حدیث لانبی بعدی کے الفاظ شبہ پیدا کرتے تھے کہ

"اس امت میں نبی کا آنا محال ہے اور عوام کا یہی عقیدہ تھا کہ نبی وہی ہوتا ہے جو شریعت جدیدہ لائے یا براہ راست نبوت پاوے پس اس غلطی کا لگ جانا بھی کچھ بعید نہ تھا۔"

(حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۱۱۴)

حالانکہ ختم نبوت کی تائید میں خود حضرت اقدس آخیر تک انہی دو باتوں کو یعنی قرآنی الفاظ خاتم النبیین اور حدیث لانبی بعدی کو بطور دلیل پیش کرتے رہے۔

اب اگرچہ خلیفہ صاحب کی مذکورہ تحریرات کسی تشریح کی محتاج نہیں تاہم مندرجہ ذیل امور قارئین کی توجہ اور غور کے لائق ہیں:-

(۱) خلیفہ صاحب کا یہ کہنا صحیح نہیں کہ نادان مسلمانوں کے عقیدہ کے مطابق نبی کے لئے یہ شرائط ہیں کہ وہ نئی شریعت لائے یا پہلے احکام میں کچھ منسوخ کرے یا بلاواسطہ نبوت پاوے کیونکہ یہ عقیدہ تو دراصل خود حضرت اقدس مرزا صاحب ہی کا ہے جو نبی کے لئے مذکورہ تین کی بجائے چار شرائط ضروری قرار دیتے ہیں ان میں سے ایک شرط یہ ہے کہ "وہ کسی نبی سابق کی امت نہ کہلائے" ملاحظہ ہو اخبار الحکم ۱۷ اگست ۱۸۹۹ء ان شرائط کو حضرت اقدس اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کی تعریف قرار دیتے ہیں اس لئے یہ عقیدہ نادان عوام کا نہیں بلکہ خود حضرت مسیح موعود کا ہے۔ سو خلیفہ صاحب نے نادان ہونے کی زد کہاں لگائی۔ قارئین خود قیاس کر لیں۔

(۲) اگر نادان عوام کا یہ عقیدہ ہوتا تو وہ حضرت اقدس کے دعویٰ نبوت کیونکر قرار دیتے اور ان پر کفر کا فتویٰ کیسے لگاتے جبکہ ان شرائط میں سے کوئی ایک بھی حضرت اقدس میں پائی نہیں جاتی تھی یعنی نہ وہ نئی شریعت لائے نہ کوئی سابق حکم منسوخ کیا نہ براہ راست نبی ہوئے بلکہ ایک سابق نبی حضرت محمد رسول اللہ صلعم کی امت کہلاتے اور ان کی کامل متابعت سے فنا فی الرسول کا درجہ پایا۔ کاش کہ خلیفہ صاحب اپنی تائید میں کسی ایک نادان مسلمان کا حوالہ ہی پیش کر دیتے جس کے ہاں نبی کے لئے یہ شرائط ضروری قرار دی گئی ہوں۔

(۳) نادان مسلمانوں کا ایسا عقیدہ رکھ کر حضرت مرزا صاحب کے لئے (بقول خلیفہ صاحب) نادان بلکہ اللہ تعالیٰ کا نافرمان بن جانا اس لئے بعید تھا کہ اگرچہ قرآن شاہد تھا کہ شریعت لانا یا براہ راست نبوت پانا نبی کے شرط نہیں تھی تاہم قرآن میں آیت خاتم النبیین اور حدیث میں لانبی بعدی ایسے امور ہیں جو اس امت میں نبی کا آنا محال قرار دیتے ہیں۔ مگر خلیفہ صاحب نے یہ نہیں بتلایا کہ جب قرآن کریم میں آیت خاتم النبیین اور حدیث لانبی بعدی کی شہادت اب تک موجود ہے تو پھر اب یہ شبہ کیوں پیدا نہیں ہوتا اور اب اس امت میں نبی کا آنا محال کیوں نہیں رہا حالانکہ حضرت اقدس تو فرماتے ہیں:-

"قرآن شریف میں خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلعم کا نام خاتم النبیین رکھ کر اور حدیث میں خود آنحضرت صلعم نے لانبی بعدی فرما کر اس امر کا فیصلہ فرما دیا تھا کہ کوئی نبی نبوت کے حقیقی معنوں کی رو سے آنحضرت صلعم کے بعد نہیں آ سکتا"

(کتاب البریہ حاشیہ صفحہ ۱۸۴)

اس لئے چاہیئے تھا کہ خلیفہ صاحب کوئی حوالہ پیش کرتے جس سے معلوم ہوتا کہ اپنے مذکورہ فیصلہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے نبیوں کے آنے کا نیا فیصلہ کب اور کہاں صادر فرمایا اور آیت خاتم النبیین کب منسوخ قرار دی گئی ورنہ تب تو خلیفہ صاحب کا مذکورہ مقال اور استدلال بے بنیاد الزام ہے۔ کیونکہ

(۴) حضرت اقدس الوصیت میں جو ۱۹۰۵ء میں لکھی گئی فرماتے ہیں:-

"بعض افراد نے باوجود امتی ہونے کے نبی کا خطاب پایا ...... یہی معنے اس فقرہ کے ہیں۔ جو آنحضرت نے مسیح موعود کے حق میں فرمایا کہ نبی اللہ اور امامکم منکم یعنی وہ نبی بھی ہے اور امتی بھی۔ مبارک وہ جو اس نکتہ کو سمجھے تا ہلاک ہونے سے بچ جائے۔"

اس لئے حسب فرمان مسیح موعود علیہ السلام اب جماعت ربوہ ہلاکت سے بچ سکتی ہے کہ اس نکتہ کو سمجھے۔ اب بھی اگر نہ سمجھو تو سمجھائے گا خدا۔

(۵) علماء کے فتوے سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت اقدس مرزا صاحب اپنی زندگی میں ہی دعوے نبوت سے انکار اور محدث ہونے کا اقرار کر کے ان کے فتوے کفر کی تردید کر گئے ہیں۔ چنانچہ حمامۃ البشریٰ میں لکھتے ہیں:-

"ان لوگوں نے میرے قول کو نہیں سمجھا بلکہ یہی کہا کہ یہ شخص نبوت کا مدعی ہے اور اللہ جانتا ہے کہ ان کا یہ قول صریح کذب ہے اور اس میں ذرا بھی سچائی کی چاشنی نہیں۔ اور اسکو انہوں نے اس لئے تراشا ہے کہ

لوگوں کو تکفیر۔ گالی اور لعن طعن پڑا کسائیں"

کیا اس حوالہ کی روشنی میں اب حضرت اقدس کی وفات کے بعد خلیفہ صاحب کا ان کی طرف دعوے نبوت منسوب کرنا صریح کذب نہیں؟ اور ان کا بہ قول لوگوں کو تکفیر۔ گالی گلوچ اور لعن طعن پر نہیں اُکساتا؟ اور آئے دن اسی فاسد عقیدہ کی بناء پر احمدیوں کے خلاف قیامت خیز فسادات برپا نہیں کئے جاتے؟ کیا خلیفہ صاحب کے عقیدہ کے غلط ہونے کے لئے یہ کافی نہیں؟

(۶)۔ اگر خلیفہ صاحب حضرت اقدس کی زندگی میں ہی کہتے کہ آپ نبی کا نام اختیار کرنے سے اس لئے انکار کرتے ہیں کہ آپ نبی اور محدث کی تعریف میں فرق نہیں جانتے اور اس لئے شرائط تو نبی کی بیان کرتے مگر مراد اس سے محدث لیتے ہیں۔ اور باوجودیکہ آپ کو اللہ تعالیٰ اپنی وحی اور الہام میں بار بار نبی کہتا ہے۔ پھر بھی آپ نادان مسلمانوں کے پرانے عقیدہ کے مطابق خدائی حکم کو ٹھکرا کر انکار پر مُصر ہیں اور نبی کی بجائے محدث ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں تو کیا خلیفہ صاحب کی یہ بات اور ایسا عقیدہ حضرت مرزا صاحب مان لیتے اور کہتے کہ ہاں میں فی الواقعہ بے علم ہوں اور چونکہ نہ نبی اور نہ محدث کی صحیح تعریف جانتا ہوں۔ اس لئے اپنے خیال سے خدا کے الہام اور وحی کی تاویل کر کے نبی کہلانے سے انکار کرتا ہوں۔ حالانکہ بقول پسرم محمود میاں واقعی مجھ میں وہ سب شرائط بھی پائی جاتی ہیں جن کے پائے جانے سے ایک شخص نبی ہو جاتا ہے مگر صد افسوس کہ میں ہوں کہ اپنی بے علمی اور نادانی سے نبی ہونے سے لگاتار اللہ تعالیٰ کی وحی اور الہام کا بھی انکار کرتا ہوں۔ اس لئے علماء سچے ان کا فتویٰ کفر برحق اور نعوذ باللہ میں جھوٹا لہٰذا علماء کے فتوے کفر کا مستحق یا اس کے برعکس یہ فرماتے جیسا کہ فی الواقعہ وہ فرما گئے ہیں کہ چونکہ میرا بیٹا (یعنی خلیفہ صاحب ربوہ) کچھ اپنی بے علمی کے باعث اور کچھ خود خلیفہ بننے کے شوق اور ہوس میں مکفر علماء کی قائم کردہ وجوہات کو سچا سمجھ کر مجھ غیر نبی کی طرف نبوت کا دعوے منسوب کرتا ہے اور اس لئے بظاہر تو وہ مجھے نبی بناتا ہے مگر درحقیقت مجھے اپنی وحی اور الہام کا منکر بھی قرار دیتا ہے۔ کہ باوجود وحی کے ذریعہ علم دیئے جانے کے میں نبوت سے انکار کرتا رہا ہوں۔ لہٰذا مکفر علماء کی طرح میرے بیٹے (یعنی خلیفہ صاحب ربوہ) کا بھی یہ سراسر افترا۔ صریح کذب۔ جہالت اور شرارت ہے جو یہ کہتا ہے کہ میں مدعی نبوت ہوں کیونکہ اگر میرے بیٹے کا یہ الہام صحیح مان لیا جائے تو ثابت ہو گا کہ میں اپنی وحی اور الہام پر ایمان نہیں رکھتا۔ حالانکہ میں تو وہ شخص ہوں جس کے لئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیشگوئی فرما چکے اور اللہ تعالیٰ نے کثرت مکالمہ مخاطبہ سے مجھے اس قدر سرفراز فرمایا ہے کہ مجدد اعظم بنا کر نبی کا نام دیا اور خطاب عزت بخشا اور اسی خطاب عزت کو میرا بیٹا (یعنی خلیفہ ربوہ) حقیقت سمجھ کر مجھے ناجائز طور پر نبی ہی ثابت کرتا ہے۔ لیکن بایں ہمہ وہ مجھے نعوذ باللہ اس قدر کم فہم اور بے علم بھی کہتا ہے کہ جو بات مخالف علماء کو اور میرے اولوالعزم بیٹے کو سمجھ آگئی وہ بات خود مجھے سمجھ نہ آئی حالانکہ میں عمر بھر یہ اعلان بھی کرتا رہا ہوں کہ:۔

"یہ وہ علم ہے جو مجھے خدا نے دیا ہے جس نے سمجھنا ہو سمجھ لے"

کیا اس سے میری طرف دعوے نبوت کا بے بنیاد الزام منسوب کرنے والے خود گمراہ اور جادۂ صدق و صفا سے بہت دور ثابت نہیں ہوتے اور کیا میرے بیٹے پر یہ شعر صادق نہیں آتا کہ:۔

ہر کہ خود گم است کرا رہبری کند۔

(۷) پھر خلیفہ صاحب حضرت اقدس کو ایسا ملہم ثابت کرتے ہیں جن کو نعوذ باللہ اپنی وحی اور الہام پر پورا یقین اور محکم ایمان نہ تھا اور اس لئے اُن کی غلط تاویل کر لیتے تھے ورنہ بقول خلیفہ صاحب انہیں اپنی وحی اور الہام کی صداقت اور حقانیت پر یقین دلانے کے لئے اللہ تعالیٰ کو لگاتار دس سال لگ گئے حالانکہ ملہمین، صادقین کو تو اپنی وحی پر کامل یقین ہوتا ہے۔ جیسا کہ فی الواقعہ حضرت اقدس کو بھی تھا۔ وہ اپنے الہامات پر محکم ایمان رکھتے تھے بے جا نہ ہو گا کہ یہ ثابت کرنے کے لئے کہ صادق ملہمین کو تو اپنی وحی اور الہام پر اس قدر محکم یقین ہوتا ہے کہ وہ ان کی بناء پر اپنے پیارے بچوں تک کو بلا چون و چرا قربان کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں دو مثالیں پیش کر دیں۔ پہلی مثال ایک نبی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہے جن کو خواب میں دکھایا گیا کہ وہ اپنے بیٹے حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ کو ذبح کر رہے ہیں۔ تو وہ اپنے بیٹے کی گردن پر بلا حجت و حیل اور بلا تاویل و دلیل چھری پھیرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں اور سعادتمند بیٹے کو بھی اپنے باپ کے رؤیا کے منجانب اللہ ہونے پر اس قدر محکم یقین تھا۔ کہ بغیر حجت قربانی کے لئے اپنے آپ کو پیش کر دیا۔ سبحان اللہ کیا یقین اور محکم ایمان ہے (سکھائے کس نے اسمٰعیل کو آداب فرزندی) دوسری ایک ملہمہ حضرت اُم موسیٰ ہیں جو غیر نبی ہیں۔ مگر ان کو کلام الٰہی پر اس قدر کامل یقین تھا کہ حکم الٰہی کے ماتحت اپنے لخت جگر کو بلا خوف و ہراس صندوق میں بند کر کے اس یقین محکم کے ساتھ دریا میں دھکیل دیا کہ اللہ تعالیٰ صادق الوعد کے الہام کے مطابق اس کا بچہ ہر قسم کے خطرہ اور ضرر سے محفوظ رہے گا اور وہ بچہ محفوظ رہا بلکہ بچوں کے قتل کا حکم دینے والے فرعون کے گھر میں پرورش پا کر جوان ہوا۔ حضرت مرزا صاحب کو بھی اپنے الہامات پر کامل یقین تھا اور انہوں نے اس کے مطابق عمل کیا۔ اور

(۸)۔ اگرچہ خلیفہ صاحب ربوہ نے بعد میں ان کی پوزیشن مشکوک کر دی ہے تاہم اللہ تبارک و تعالیٰ کو یہ کیسے منظور ہو سکتا تھا کہ وہ اپنے امام زمان اور مسیح دوران کی پوزیشن کو مخالفین اور غلو کرنے والے متبعین کے ناجائز اور بے بنیاد اعتراضات اور الزامات سے پاک کئے بغیر چھوڑ دیتا لہٰذا اس بارہ میں خود حضرت اقدس تریاق القلوب میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک واقعہ بطور نشان بیان فرما گئے ہیں کہ:۔

"ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور نے اپنے حکم ۲۴ فروری ۱۸۹۹ء میں مولوی محمد حسین سے اس اقرار پر دستخط کرائے کہ وہ آئندہ مجھے دجال۔ کافر اور کاذب نہیں کہے گا .... اس اقرار کے بعد وہ استفتاء کس کا کہاں گیا...... ...... اگر وہ اس فتوے کے دینے میں راستی پر ہوتا تو .... حاکم کے روبرو یہ جواب دینا چاہیئے تھا کہ میرے نزدیک بے شک یہ کافر ہے بالخصوص جس حالت میں خدا کے فضل و کرم سے اب تک اور اخیر زندگی تک انہی عقائد پر قائم ہوں جن کو محمد حسین نے کلمات کفر قرار دیا ہے تو پھر یہ کس قسم کی خیانت ہے کہ اس نے حاکم کے خوف سے اپنے تمام فتووں کو برباد کر لیا .... اس سے زیادہ اور کیا ذلت ہو گی کہ اس شخص نے اپنی عمارت کو اپنے ہاتھوں سے گرا دیا .... ہاں یہ سچ ہے کہ اس نوٹس پر میں نے بھی دستخط کئے ہیں مگر اس پر منصفوں کے نزدیک میرے پر کچھ الزام نہیں آتا اور نہ ایسے دستخط میری ذلت کا موجب ٹھہرتے ہیں کیونکہ ابتدا سے میرا یہی مذہب ہے کہ میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجّال نہیں ہو سکتا"

چونکہ خلیفہ صاحب کی تحریر اور فتویٰ مکفر کا مضمون باہم مشابہت رکھتا ہے اس لئے خلیفہ صاحب نے بھی حضرت مرزا صاحب کی طرف ناجائز طور پر دعوے نبوت منسوب کیا اور ایک نئی اُمت بنانے کی عمارت کھڑی کر رہے تھے کہ عوام اور حکام کے ڈر سے تحقیقاتی عدالت کے روبرو اپنے تمام فتووں کو برباد کر لیا اور بقول حضرت اقدس اپنی عمارت کو اپنے ہاتھوں سے گرا دیا۔

حضرت اقدس کے اس مندرجہ بالا نشان میں امور

ذیل قابل غور ہیں:-

(۱) - حضرت اقدس کے الفاظ ہیں کہ "میں اب تک اور اخیر زندگی تک انہی عقائد پر قائم ہوں - جن کو محمد حسین نے کلمات کفر قرار دیا ہے" ایک پیشگوئی ہے - کہ بعض لوگ حضرت اقدس پر ان کی وفات کے بعد بھی تبدیلی عقیدہ کا بے بنیاد الزام لگائیں گے - گو حضرت اقدس تا اخیر زندگی تک اپنے انہی عقائد پر قائم رہنے کا دعوے کرتے ہیں - جبکہ ۱۲ فروری ۱۸۹۹ء کو نوٹس پر دستخط کرتے وقت ان کے تھے - مگر "تا اب تک" کے بعد "اخیر زندگی تک" کے الفاظ بڑھانا بے معنی تھا - لہذا اس میں معجزانہ طور پر خلیفہ صاحب کے اس باطل الزام کی قبل از وقت تردید ہے جو انہوں نے حضرت اقدس پر اب لگایا ہوا ہے کہ اسی واقعہ کے بعد انہوں نے ۱۹۰۱ء میں اپنا سابقہ عقیدہ بدل کر حقیقی نبوت کا دعوے کر لیا تھا -

(۲) - حضرت اقدس کے جن الفاظ کو مولوی محمد حسین نے دعوے نبوت اور کلمات کفر قرار دے کر فتوئ کفر لگایا تھا بقول حضرت اقدس وہ اس میں راستی پر نہ تھا - تو بعد ازاں اگر انہی الفاظ کی بناء پر خلیفہ صاحب دعوے نبوت منسوب کریں تو وہ کیونکر راستی پر ہو سکتے ہیں -

(۳) - اگر محمد حسین نے خیانت کرکے عدالت کے خوف سے اپنے فتوؤں کو برباد کیا اور اس طرح اپنی تکفیر کو خود گرا کر اپنی ذلت کی تھی تو خلیفہ صاحب عدالت کے روبرو وہی ڈرامہ دہرا کر حضرت اقدس کے الفاظ خیانت اور ذلت کے فتوے سے کیسے بچ سکتے ہیں -

(۴) - بقول حضرت اقدس تو دان کا نوٹس پر دستخط کرنا اس لئے قابل الزام نہ تھا اور نہ یہ ان کی ذلت کا موجب ٹھیرتا ہے کہ ان کا تو ابتداء سے اخیر تک یہی مذہب رہا (جس کو اب خلیفہ صاحب نے بھی عدالت کے روبرو تسلیم کر لیا ہے) کہ ان کے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص اور خود محمد حسین کافر اور دجال نہیں ہو سکتا - ہاں اگر خلیفہ صاحب اب تریاق القلوب کی اس عبارت کو منسوخ قرار دیں تو حضرت اقدس کی یہ دلیل باطل ہو جائے گی - اور ان کا نوٹس پر دستخط کرنا ان کے لئے نعوذ باللہ باعث خیانت اور ذلت ہو گا - کیونکہ اس صورت میں مولوی محمد حسین کا فتوئے تکفیر صحیح ثابت ہو گا - گویا قدرت نے انکار میں حد سے بڑھنے والے اور شیعوں کی طرح اعتقاد میں غلو کرنے والے ہر دو سے یہ انتقام لیا کہ عدالت ہی میں دونوں سے اپنے معتریات عقائد سے انکار کرایا اور دونوں نے عدالت کے خوف سے اپنے فتوؤں کو برباد کیا، قادر کے کاروبار نمودار ہو گئے

کافر جو کہتے تھے وہ نگونسار ہو گئے

(۶) - اللہ تعالیٰ کے فضل اور کرم سے اس طرح حضرت اقدس مرزا صاحب کا اصل دعوے اور پوزیشن بھی، خود مخالف فریق مولوی محمد حسین اور موافق فریق خلیفہ صاحب ربوہ کے بیانات سے واضح ہو گئی کہ حضرت اقدس نے کبھی بھی حقیقی نبی ہونے کا دعوے نہیں کیا اور نہ ہی انہوں نے اپنی وحی یا الہام کی کوئی تاویل کی بلکہ کامل یقین اور محکم ایمان کے ساتھ حقیقی نبوت سے انکار اور ظلی بروزی مجازی نبوت یعنی محدثیت کا دعوے کرتے رہے - کیونکہ خلیفہ صاحب کے بیان سے یہی تاثر تحقیقاتی عدالت کے فاضل ججوں نے اپنی رپورٹ میں لکھا ہے - اور جو جناب جلال الدین شمس نے اپنی کتاب "تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ پر ایک نظر" کے صفحہ پر درج کیا ہے کہ فاضل ججوں نے احمدیوں کی طرف منسوب کرکے ختم نبوت کی یہ تشریح لکھی ہے:- کہ

> "مرزا غلام احمد صاحب نے نبی کا لفظ اپنے لئے ایک خاص معنے میں استعمال کیا ہے اور وہ اصطلاحی مفہوم کے اعتبار سے نبی نہ تھے یعنی وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی ایسا پیغام نہ لائے تھے جس سے سابقہ پیغام کی تنسیخ یا ترمیم یا ایزادی لازم آتی ہے اور ان کا دعوے تشریعی نبوت کا نہیں بلکہ ظلی یا بروزی نبوت کا ہے"

پھر لکھتے ہیں:-

> "ہمارے سامنے جو موقف اختیار کیا گیا ہے وہ واضح طور پر یہ ہے کہ مرزا غلام احمد اپنے آپ کو محض اس لئے نبی کہتے ہیں کہ ان کو ایک الہام میں اللہ تعالیٰ نے نبی کر کے مخاطب کیا تھا .... اور مرزا صاحب کی وحی پر ایمان نہ لانے سے کوئی شخص خارج از اسلام قرار نہیں دیا جا سکتا"

(فاضل ججوں کی رائے کے متعلق شمس صاحب فرماتے ہیں - ناقل)

> "یہ موقف کوئی نیا موقف نہیں بلکہ وہی پرانا موقف ہے جو حضرت بانئے جماعت احمدیہ نے اپنی کتب میں بار بار بیان کیا ہے"

(باقی آئندہ)

گولڈن جوبلی نمبر

جلسہ سالانہ کے موقعہ پر پیغام صلح کا گولڈن جوبلی نمبر شائع ہوا تھا جن دوستوں کے پاس نہ پہنچا ہو، وہ خط لکھ کر منگوا سکتے ہیں -

(مینیجر پیغام صلح)

حضرت موسیٰ کا فرعون

(بقیہ از صفحہ ۱۴)

یہ ہے کہ اس فرعون رعمیس ثانی کی ممی ایک لکڑی کے تابوت میں (حالانکہ دوسرے فراعنہ کے سونے کے تابوت ہوتے تھے) نہایت معمولی اور پریشان حالت میں ۱۸۸۱ء میں دریافت ہوئی - یہ تابوت اس فرعون کے باپ سیتی اول کے مقبرے کے ایک کمرے میں پڑا پایا گیا - مسٹر میسپیرو (آثار قدیمہ کے ماہر) نے جب اس ممی کے اوپر سے ایک کپڑے کی تہ ہٹائی - تو اس کی چھاتی پر ایک پٹی پر یہ عبارت لکھی ہوئی تھی کہ یہ ممی فرعون رعمیس ثانی کی ہے جس کو بڑے پروہت مری ہر نے محفوظ کیا - اسی طرح اس ممی کے سر پر اس ممی کو ایک جگہ سے دوسری جگہ مقبرے میں لے جانے کا ذکر ہے پھر ممی پر لپٹی ہوئی کپڑوں کی ایک تہ ہٹائی گئی تو معلوم ہوا کہ ایک اور بڑے مندر کے پروہت نے اس ممی کا کفن درست کیا تھا - اس ممی کے چہرے اور اندر دھنسی ہوئی آنکھوں کے خولوں پر کالک لی ہوئی ہے - یہ اس زمینی جھوٹے خدا کا عبرتناک انجام ہوا -

(ج) یکم جون ۱۸۸۶ء کو اس فرعون رعمیس ثانی کی ممی خدیو مصر توفیق پاشا کے سامنے پیش کی گئی - اور اب قاہرہ مصر کے عجائب گھر میں حسب فرمان خداوندی آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے عبرت دلانے والی ہے -

عیسائی مؤرخوں میں حضرت موسیٰ والے فرعون کے متعلق اختلاف ہے - اس کی وجہ ایک تو یہ ہے کہ خود بائبل میں اس فرعون کے متعلق حالات میں تغیر و تبدل ہو گیا ہے - مگر جو بھی عیسائی لوگ حضرت موسیٰ کا فرعون بناتے ہیں - وہ پورا سانچے میں نہیں ڈھلتا بلکہ گڑبڑ ہو جاتی ہے - یہاں میں ان باتوں پر وسعت کی قلت کی وجہ سے بحث نہیں کر سکتا - مگر ایک عجیب امر یہ ہے کہ جس بھی فرعون کو عیسائی مؤرخ حضرت موسیٰ والا فرعون کہتے ہیں - اسی فرعون کی ممی بھی قاہرہ کے عجائب گھر میں موجود ہوتی ہے - گویا کہ قرآن کریم کی پیشگوئی کہ اس فرعون کی لاش کو ہم محفوظ کر لیں گے ہر حالت میں پوری اترتی ہے - یہ بھی اللہ تعالیٰ کے کلام کی سچائی پر ایک فیصلہ کن اور پُر جلال دلیل ہے -

پیغام صلح خود پڑھیں اور اپنے حلقہ احباب میں تقسیم کریں

(بقیہ صفحہ ۱۳)

ہیں ان کا اپنا بہت بڑا کاروبار ہے۔ اور صاحب اثر بزرگ ہیں جو انڈونیشیا انجمن اشاعت اسلام کی تبلیغی سرگرمیوں کے نتیجہ میں جماعت میں شامل ہوئے۔

اس کے بعد مسٹر عبداللہ الیاس کا تعارف حاضرین سے کراتے ہوئے فرمایا کہ یہ نوجوان جلسہ سالانہ سے چند ماہ قبل حصول تعلیم اور دینی معلومات سے مستفید ہونے کے لئے سوڈان سے یہاں تشریف لائے ہیں۔ مرزا صاحب نے ان کا تعارف کراتے ہوئے خاص طور پر حضرت بلال رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی یاد دلائی جو ایک حبشی غلام تھے۔ رسول کریم صلعم کی تعلیم توحید نے ان پر اثر کیا جس کی وجہ سے وہ طرح طرح کی اذیتوں کے شکار بنائے گئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں خرید کر آزاد کر دیا وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں مؤذن کے اعزاز سے سرفراز ہوئے اور آج تمام اسلامی دنیا میں انہیں سیدنا بلال کے نام سے پکارا جاتا اور یاد کیا جاتا ہے۔

اس کے بعد انڈونیشیا کے مندوب جناب پروفیسر محمد ارشاد صاحب کا تعارف حاضرین سے کرایا گیا۔ آپ انڈونیشیا کی جماعت احمدیہ کے سرگرم رکن اور کئی ایک کتب کے مترجم ہیں فرمایا وہاں کی جماعتیں اور بالخصوص پروفیسر صاحب بڑی سرگرمی سے تبلیغ میں منہمک ہیں اور آئندہ تبلیغی کتب کی اشاعت کا خاص پروگرام رکھتے ہیں۔

ان کے بعد جنوبی افریقہ کے جناب داؤد ییڈو صاحب رکن اختلاف ریلیجس سٹڈی گروپ کا تعارف حاضرین سے کرایا گیا۔ آپ وہاں معمولی کاروبار کرتے ہیں۔ مگر اپنی قلیل آمدنی سے قابل رشک تبلیغی مشن چلا رہے ہیں جو ہم سب کے لئے قابل تقلید ہے۔

مہمانوں کے تعارف کے بعد ان معزز مہمان دوستوں کو حاضرین سے خطاب کرنے کو کہا گیا۔ جرمن نو مسلم کی تقریر جو انہوں نے جرمن زبان میں کی اس کا ترجمہ مجلس میں شریک علم دوست بزرگ ڈاکٹر رفیق احمد صاحب پرنسپل دیال سنگھ کالج لاہور نے سناتے ہوئے بتایا کہ جرمن نو مسلم دوست نے اپنی تقریر میں فرمایا ہے کہ مجھے مسلمان بھائیوں سے ملنے اور مسلم سوسائٹی دیکھنے کی آرزو تھی۔ یہاں آکر میں نے کوئی اجنبیت محسوس نہیں کیا۔ بلکہ یہ محسوس کیا کہ میں اپنے ہی وطن میں اپنے بھائیوں کے اندر ہوں۔ ایسا ہی دوسرے معزز مہمانوں نے مختصر الفاظ میں اپنے حالات بیان کئے۔

آخر میں صدر مجلس جناب پروفیسر حمید احمد صاحب وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی۔ حاضرین سے خطاب کرنے کے لئے کھڑے ہوئے۔ پروفیسر صاحب مولانا ظفر علی خان مرحوم کے بھائی ہیں اور خدا کے فضل و کرم سے علم و ادب میں ید طولیٰ رکھتے ہیں۔

آپ نے پہلے اردو زبان میں تقریر کی۔ جس میں آپ نے فرمایا کہ اسلام سرخ و سپید، کالے اور گورے میں کوئی امتیاز روا نہیں رکھتا جس کا عملی ثبوت آج کی یہ مجلس ہمارے سامنے پیش کر رہی ہے اور یہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نظریات کی برتری کا ایک زندہ ثبوت ہے آپ کے نزدیک اولادِ آدم ایک ہے خواہ اس کا رنگ و نسل کچھ بھی ہو۔ اسلام وہ آخری دین ہے جو رنگ و نسل کے امتیاز کو مٹانے آیا تھا اور اس مقصد کے لئے اسلام کی تعلیم بے حد مفید ثابت ہوئی ہے۔ اس کے بعد آپ نے غیر ممالک کے معزز مہمانوں کی خاطر انگریزی میں تقریر فرمائی جو اسی مفہوم پر مشتمل تھی۔

آخر میں آپ نے انجمن کا شکریہ ادا کیا جس نے انہیں فقید المثال محفل کی صدارت کا شرف بخشا۔ آپ نے اس موقعہ پر یہ بھی انکشاف کیا کہ پنجاب یونیورسٹی نے اپنے مونوگرام پر یہ قرآنی آیت لکھوانے کا فیصلہ کیا ہے کہ للہ المشرق والمغرب۔ مشرق و مغرب اللہ ہی کے لئے ہے۔

اس کے بعد حاضرین مجلس بالخصوص پروفیسر حمید احمد صاحب وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی کا شکریہ کیا گیا اور جلسہ برخواست ہوا۔

النور فاؤنڈیشن

(بسلسلہ صفحہ ۲۲)

کے پھیلنے کا زمانہ آچکا ہے وہ وقت قریب ہے بلکہ دروازے پر آپہنچا ہے۔ جب اسلام کے خادموں کے لئے تازگی کے دن آئیں گے۔ اسلام اکناف عالم میں پھیلے گا۔ قرآن کی عظمت بلندی کے انتہا تک پہنچ جائے گی ساری دنیا قرآنی علوم کا جلوہ گاہ بنے گی اور اس کی چمکار سے جگمگا اٹھے گی۔ دین اسلام سب دینوں پر غالب آئے گا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت آفاق گیر ہوگی ؎

قیمت ایں اجر نصرت را دہندت اے اخی ورنہ
قضائے آسمانست ایں بہر حالت شود پیدا

مبارک ہیں وہ لوگ جو اس وقت کو قریب تر لانے میں کوشاں ہیں کہ وہی ہمیشہ کی زندگی کے وارث بنیں گے۔ مبارک ہیں وہ جو اپنی ضرورتوں پر اسلام کی

جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے

خریداران پیغام صلح میں سے جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے ان کے نمبر خریداری اور چندہ جو اُن سے واجب الوصول ہے ذیل میں درج ہے۔ بعض احباب کے ذمہ کچھ بقایا ہے۔ اس لئے اس بقایا کو شامل کر کے ان کے ذمہ رقم لگائی گئی ہے۔ ایسے احباب اگر یکمشت رقم نہ دے سکیں تو سالانہ چندہ کے علاوہ سابقہ بقایا اقساط میں سے جو وہ سہولت سے دے سکیں دے دیں تاکہ آپ کے قومی جریدہ کو نقصان نہ اُٹھانا پڑے بہرصورت تمام معاونین کرام ذیل کی فہرست کو دیکھ لیں کہ آیا اُن میں آپ کا خریداری نمبر تو شامل نہیں ہے اگر ہے تو مہربانی فرما کر ۵ر فروری ۱۹۶۵ء تک اپنے نمبر پر لکھی ہوئی رقم یا اس کا کچھ حصہ بصورت منی آرڈر بھجوا دیں یا دفتر کو مطلع فرمائیں کہ کب تک آپ یہ رقم ادا کر سکیں گے۔

اگر ۵ر فروری ۱۹۶۵ء تک آپ کی طرف سے کوئی رقم موصول نہ ہوئی تو ۹ر فروری ۱۹۶۵ء کو آپ کے نام وی پی روانہ کر دیا جائے گا۔ جس کا چھڑانا آپ کا اخلاقی فرض ہوگا۔ ورنہ آپ کے قومی جریدہ کو خواہ مخواہ وی پی کے محصول ڈاک کا بھی نقصان اُٹھانا پڑے گا۔ جو آپ کے چندہ کے حساب میں اضافہ کا موجب ہوگا۔ آسانی کے لئے ہر خریدار کی جن کا نمبر نیچے دیا گیا ہے چٹ پر سرخی سے گول دائرہ بنا دیا گیا ہے

(مینیجر پیغام صلح)

نمبر	رقم	نمبر	رقم	نمبر	رقم
۱۹	6.00	۵۵۵	18.00	۹۳۱	6.00
۱۰۰	6.00	۵۷۱	6.00	۹۹۰	6.00
۱۲۰	6.00	۶۰۰	6.00	۹۹۵ / ۲۲۳	6.00
۱۴۲	12.00	۶۲۴	12.00	۱۰۳۵	6.00
۱۹۰	6.00	۶۳۳	12.00	۱۰۶۰	6.00
۲۳۰	18.00	۶۸۸	18.00	۲۱۶۵	6.00
۲۸۴	6.00	۶۹۸	12.00	۲۱۴۲	12.00
۲۹۲	6.00	۷۱۲	6.00	۲۱۴۸ / ۴۵۲	6.00
۲۹۴	24.00	۷۴۲	6.00		
۳۱۹	6.00	۷۱۰	6.00	xx	

رعایتی

نمبر	رقم	نمبر	رقم	نمبر	رقم
۲۵/R	12.00	۱۰۱/R	3.00	۱۷۲/R	4.00
۵۲/R	24.00	۱۱۳/R	12.00	۲۴۲/R	4.00
۵۶/R	4.00	۱۲۵/R	12.00	۲۵۴/R	12.00
۵۹/R	12.00	۱۳۸/R	20.00	۳۵۲/R	12.00
۵۸/R	6.00	۳۴۴/R	24.00	۲۶۱/R	8.00
۷۳/R	15.00	۴۱۹/R	6.00	۴۱۲/R	6.00
۷۸/R	24.00	۱۵۰/R	3.00	۴۱۷/R	6.00
۷۹/R	6.00	۱۶۷/R	6.00		

مفت لٹریچر

غیر از جماعت لوگوں کو احمدیت سے آشنا کرنے اور غلط فہمیوں کو دُور کرنیکے لئے مفت لٹریچر انجمن سے منگوا کر تقسیم کریں۔

جلسہ سالانہ کے موقعہ پر

مختلف احباب اور مستورات نے جو تقاریر کیں، وہ آئندہ پرچوں میں یکے بعد دیگرے درج ہوتی رہیں گی۔ ممالک غیر سے آنیوالے احباب کی تقاریر بھی آئندہ درج ہوں گی۔

پیغام صلح ۲۷ جنوری ۱۹۷۵ء رجسٹرڈ ایل ۸۳۸ شمارہ ۴

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک نورالہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور سے شائع کیا۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔ (مینیجر)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۲۸
تار کا پتہ: تبلیغ لاہور
فون نمبر: ۷۴۸۰۷

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
(۲) ۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی
(۴) سب صحابہؓ اور آئمہ قابلِ احترام ہیں
(۵) سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
(۶) اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

جلد ۵۳ | یوم چہار شنبہ مؤرخہ ۳۰ رمضان المبارک ۱۳۸۴ھ مطابق ۳ فروری ۱۹۶۵ء | نمبر ۵

بحرِ حکمت کے موتی

افطر عندکم الصائمون واکل طعامکم الابرار وصلت علیکم الملٰئکۃ وفی اُخریٰ اثیبوا اخاکم قالوا وما اثابتہ قال ان الرجل اذا دخل بیتہٗ واکل طعامہ وشرب شرابہٗ فدعالہ فذالک اثابتہٗ۔

(ابوداؤد بحوالہ انتخاب صحاح ستہ)

ترجمہ: آنحضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابیؓ کے ہاں روزہ افطار کیا اور یہ دعا فرمائی) تیرے گھر روزہ دار روزہ کھولتے رہیں اور ابرار (نیک بخت) کھانا کھائیں اور فرشتے تیرے لئے دعا کریں۔ دوسری روایت میں ہے کہ حضورؐ نے ایک صحابیؓ کے ہاں مع چند رفیقوں کے کھانا کھا کر فرمایا۔ "اپنے بھائی کو بدلہ دو صحابہؓ نے عرض کیا کہ ہم کس طرح بدلہ دیں فرمایا جب کوئی شخص کسی کے گھر جائے اور وہاں کھائے پیئے تو اس کے لئے دعا کرے۔ یہی اسکا بدلہ ہے"

نوٹ: ۔ اس میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق عظیم کی ایک جھلک پائی جاتی ہے۔ ہمیں بھی اعلیٰ اخلاق کا ہر حالت میں مظاہرہ کرنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتآئ ذی القربیٰ وینھیٰ عن الفحشآء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون۔

(النحل ۸۹)

اسلام اللہ تعالےٰ کی رحمت بن کر رحمۃ للعٰلمینؐ

(باقی بر صفحہ ۲ کالم ۳)

اپنے بھائیوں سے پوری ہمدردی کرنے کی تلقین

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

پھر میں دیکھتا ہوں۔ کہ بہت سے ہیں جن کو اپنے بھائیوں کی نسبت کچھ بھی ہمدردی نہیں۔ مشکلات کے وقت اپنے اوقات۔ مال۔ طاقت کو دوسرے کیلئے خرچ نہیں کرتے۔ اور اگر بھائی بھوکا مرتا ہو تو دوسرا کچھ بھی توجہ نہیں کرتا۔ اور اس کی خبرگیری کے لئے تیار نہیں ہوتا یا اگر وہ کسی اور قسم کی مشکلات میں گرفتار ہو تو اس کے لئے اپنے مال کا کچھ حصہ بھی خرچ نہیں کرتے۔ حدیث شریف میں ہمسایہ کی خبر گیری اور اس کے ساتھ ہمدردی کرنے کا حکم آیا ہے۔ بلکہ یہاں تک بھی آیا ہے کہ ہانڈی میں پانی زیادہ ڈالو اور اپنے ہمسایہ کو بھی دو۔ دیکھو کس قدر تاکید ہمدردی کی ہے۔ مگر برخلاف اس کے آجکل اس حدیث کی کوئی پرواہ نہیں کرتا۔ بلکہ اپنا ہی پیٹ پالتے ہیں۔ مگر ہمسایہ سے یہی مطلب نہیں جو اپنے گھر کے ساتھ رہتا ہو بلکہ تمہارے بھائی جو تم سے ہزاروں اور سینکڑوں کوس کے فاصلہ پر رہتے ہیں۔ وہ سب تمہارے ہمسائے ہیں تمہیں چاہیئے کہ ان سب پر نیک ظن رکھو۔ اور ہمدردی کا کسی حیلے سے بھی ان سے دریغ نہ کرو۔ ہر شخص کو ہر روز مطالعہ کرنا چاہیئے کہ وہ کہاں تک ان امور کی پرداخت کرتا ہے۔ اس کا بڑا بھاری مطالبہ انسان کے ذمہ ہے۔ خدا تعالےٰ نے تمہاری ہمدردی کا بوجھ کا نہیں اور نہ اسے کوئی پڑا ہے وہ تمہارے ہی فائدے کے لئے احکام نازل فرماتا ہے۔ اور تمہاری بہتری کو پسند کرتا ہے۔"

ضروری اطلاع آئندہ بدھ یا جمعرات کو عید ہونے کی وجہ سے یہ ۔۔۔ دن پہلے شائع کیا جا رہا ہے۔ (ایڈیٹر)

عید کے دن

(۱) ۔ عید الفطر کے دن صبح سویرے اٹھ کر غسل کرنا اور صاف کپڑے پہننا خوشبو لگانا ۔ عید گاہ کو جانے سے قبل ناشتہ کرنا سنت ہے ۔

(۲) عید گاہ کو جاتے ہوئے تکبیر یا تہلیل یا ذکر الٰہی کرتے جانا افضل ہے ۔

(۳) عید کی نماز سے قبل صدقہ فطر ادا کر دینا چاہیئے خواہ غلہ کی شکل میں ہو ، خواہ نقدی کی صورت میں ۔ جو صدقہ عید کے بعد ادا کیا جائے گا وہ معمولی صدقہ شمار ہوگا ۔ اسے صدقہ عید الفطر نہیں کہا جا سکتا ۔ حدیث شریف میں صدقہ عید الفطر اور روزوں کے ایام میں بعض کمزوریوں کے سرزد ہونے کی تلافی کے لئے ہے ۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ غرباء و مساکین کو اناج مل جاتا ہے جس سے وہ بھی اپنی عید منا سکتے ہیں ۔ گویا ساری قوم کو عید میں شمولیت کا موقع مل جاتا ہے ۔ مساکین محروم نہیں رہتے صدقہ عید الفطر ہر ایک فرد پر واجب ہے خواہ وہ عید کی صبح کو ہی پیدا ہوا ہے ۔ عورتوں اور بچوں کا ، نوکر اور غلام کا صدقہ ان کے شوہروں ، والدین اور آقاؤں کے ذمہ ہے جو ان کے رزق کے کفیل ہیں ، صدقہ فی کس تقریباً دو سیر گیہوں یا اس کے برابر قیمت نقد ہے ۔ لاہور کی جماعت نے **ایک روپیہ** فی کس مقرر کیا ہے ۔

(۴) عید کی نماز دو رکعت ہوتی ہے ۔ اس میں اذان تکبیر ، اقامت کوئی نہیں ۔ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ سے قبل سات تکبیریں اور دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ سے قبل پانچ تکبیریں ہیں ۔ تکبیروں کے درمیان ہاتھ کھلے چھوڑ دینے چاہئیں ۔ قرائت جہری ہوتی ہے ۔

(۵) نماز کے بعد خطبہ مسنون ہے ۔ چونکہ یہاں کی زبان اردو ہے اس لئے قرآن کریم کی تلاوت کے بعد اردو میں مسائل و ہدایات ضروریہ پر تقریر کرنی چاہیئے ۔ کاغذ کا ایک رول لے کر مولوی لوگ جو پرانا لکھا ہوا خطبہ پڑھ دیتے ہیں نہایت لایعنی چیز ہے ۔ اس لئے لوگ سننے سنانے کچھ نہیں ۔ آپس میں معانقہ کرنے اور سینہ سے سینہ رگڑانے اور عید مبارک کہنے میں مشغول ہو جاتے ہیں ۔ بعض خطیب کے سامنے غلہ پھینکتے رہتے ہیں بعض اس کے سر پر پگڑیاں باندھتے رہتے ہیں ۔ یہ سب بدعت اور خطبہ کے آداب کے خلاف ہے ۔ خطبہ کو غور سے سننا اور اس سے فائدہ اٹھانا چاہیئے ۔ اگر خطیب کو کچھ دینا ہے تو خطبہ سے قبل دینا چاہیئے یا خطبہ کے بعد ۔ صدقہ عید الفطر ہمیشہ نماز سے قبل دے دینا چاہیئے ۔

(۶) عید کے خطبہ کے درمیان خطیب کو بیٹھنا نہیں چاہیئے جیسا کہ جمعہ کے خطبہ کے درمیان بیٹھا کرتے ہیں ۔

(۷) خطبہ ختم ہونے کے بعد جماعت کی شکل میں چلنا افضل ہے کہ اسلام کی شوکت کا اظہار اسی میں ہے ۔ اس لئے جس راستہ سے آئے تھے اس راستہ کی بجائے کسی دوسرے راستہ سے جانا مستحسن ہے ۔

شرح فطرانہ

ایک روپیہ فی کس مقرر ہوئی ہے جو عید کی نماز سے پہلے ادا ہو جانی چاہیئے ۔

قارئین کرام کو عید مبارک ہو

(۸) عید میں آپس میں ملنا جلنا اور ایک دوسرے کو تحفے تحائف بھیجنا یا طعام میں شریک کرنا تمدن کے لئے مستحسن چیز ہے عید گاہ سے واپسی پر گھر میں گھس کر دن کاٹ دینا قومی مردنی کی علامت ہوتی ہے ۔

(۹) چونکہ آج کل اسلام سے بڑھ کر کوئی غریب نہیں اس لئے حضرت مسیح موعود کے زمانہ سے احمدی جماعت کے افراد صدقہ عید الفطر کا کل یا اکثر حصہ انجمن کے بیت المال میں بھیج دیتے ہیں ۔ اس لئے احباب کو چاہیئے کہ نماز عید سے قبل محاسب صاحب کو صدقہ ادا کر دیں ۔

(۱۰) صدقہ عید الفطر کے علاوہ حضرت صاحب نے یہ حکم دے رکھا ہے کہ ایک روپیہ "عید فنڈ" بھی مقرر ہے ۔ آخر عید کے دن بچوں اور عزیزوں کو آپ عیدی اور تحائف دیتے ہیں ۔ اسی طرح اس خوشی کے دن میں اسلام کا بھی کچھ حق ہے ۔ لہٰذا احباب خاص توجہ اس فنڈ کی طرف مبذول فرمائیں ، اور عید فنڈ کے روپیے جمع کر کے انجمن کے بیت المال میں بھیج دیں ۔ یہ حضرت صاحب کا حکم ہے اور ایک مالی جہاد ہے اسے استخفاف کی نظر سے نہ دیکھیں ۔

(۱۱) جماعت کے استحکام اور توسیع کے لئے جگہ جگہ مساجد بنانے کی ضرورت ہے ۔ اس غرض سے عید کے موقع پر کچھ مساجد فنڈ میں بھی دیا جاتا ہے ۔ احباب کو چاہیئے کہ صدقہ فطر اور عید فنڈ کے ساتھ مسجد فنڈ کا بھی خیال رکھیں ۔

اخبار احمدیہ

شیخ محمد حسین صاحب فیروزپوری کی وفات

شیخ محمد حسین صاحب فیروزپوری ہماری جماعت کے مخلص افراد میں سے تھے تقسیم ملک کے بعد آپ لاہور آکر ماڈل ٹاؤن میں سکونت پذیر ہو گئے تھے سیالکوٹ میں بھی ان کے تعلقات تھے ۔ وہیں انکی وفات اس ہفتہ میں واقعہ ہوئی ہے انا للہ وانا الیہ راجعون ۔

بہت نیک اور دیندار بزرگ تھے ، ایسے نیک لوگوں کا یکے بعد دیگرے اٹھتے چلے جانا قوم کے لئے بہت بڑے نقصان کا موجب ہے لیکن مشیت ایزدی کے آگے چارہ نہیں ، ہمیں اس صدمہ میں ان کے پسماندگان سے دلی ہمدردی ہے ۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے اور شیخ صاحب مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے ۔ گزشتہ جمعہ لاہور میں ان کا جنازہ غائبانہ پڑھا گیا ، بیرونی جماعتوں سے بھی جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے مرحوم کے ایک صاحبزادہ شیخ بشیر احمد صدیقی ٹھیکیدار

درخواست دعا

"میرا بیٹا برخوردار احمد حسین بھٹی عرصہ دو ہفتہ سے بعارضہ ملیریا بیمار ہے ۔ اہل خانہ بہت پریشان ہیں ۔ بزرگان سلسلہ سے التماس ہے اپنی نمازوں اور نیم شبی دعاؤں میں خصوصاً یاد فرمائیں تاکہ اللہ تعالیٰ اسے جلد شفاء عنایت فرمائے ۔ آمین مشکور رہوں گا ۔ والسلام

طالب دعا ۔ غلام حسین بھٹی واچ میکر گلبرگ لاہور"

قرارداد تعزیت

آج مورخہ ۲۵ کو بعد از نماز جمعہ مسجد احمدیہ پشاور میں غیر معمولی اجلاس زیر صدارت جناب ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب صدر جماعت پشاور منعقد ہو کر مندرجہ ذیل قرارداد بالاتفاق پاس کی گئی ۔

اخبار پیغام صلح ۲۰ فروری کے ذریعہ حضرت قبلہ سید تصدق حسین قادری مجاہد اسلام کی وفات حسرت آیات کا علم ہوا ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔

(۱) جماعت احمدیہ پشاور کے جملہ ممبران کو سخت صدمہ پہنچا اور ہم محسوس کرتے ہیں کہ جماعت احمدیہ ایک عظیم مجاہد کی خدمات سے محروم ہو گئی ہے ۔ اور ہم سمجھتے ہیں کہ بزرگ مذکور کی وفات تمام جماعت کے لئے ایک عظیم سانحہ اور ابتلا ہے ۔ ہم مرحوم کے لواحقین اور حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ سے اس صدمہ میں اپنی قلبی ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ سید مرحوم کو مقام علیین عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے ۔

(۲) قرار پایا کہ اس کی ایک کاپی حضرت امیر قوم ایک کاپی اخبار پیغام صلح اور ایک کاپی شیخ غلام قادر صاحب کو بھیج کر ان سے درخواست کی جائے کہ ہمارا ہمدردی کا پیغام مرحوم کے لواحقین کو بھیج کر شکریہ کا موقعہ دیں ۔

محمد الرحمٰن سیکرٹری جماعت پشاور

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مؤرخہ ۳ فروری ۱۹۶۵ء

عید کا پیغام

دنیا کی تمام اقوام میں سال کے اندر ایک نہ ایک دن ایسا آتا ہے، جو خوشی و مسرت کا دن کہلاتا ہے، اور اس خوشی و مسرت کے اظہار کے لئے ہر قوم میں مختلف قسم کے رسوم و رواجات مقرر ہیں، جو کم و بیش ان تہواروں کی نوعیت کے مطابق ہوتے ہیں۔ مثلاً ہندو قوم کے تہوار بالعموم موسموں سے تعلق رکھتے ہیں، جیسے لوڑی کا تہوار جو سخت جاڑے میں منایا جاتا ہے اور اس دن عام طور پر بازاروں اور گلیوں میں لکڑیاں جلا کر جاڑے کو بھگانے کی کوشش کی جاتی ہے پھر ہولی کا تہوار ہے جو موسم بہار سے تعلق رکھتا ہے اور اس دن بہار کی خوشی میں ہولی کھیلی جاتی ہے اور ایک دوسرے پر رنگ پھینکا جاتا ہے۔ بعض تہوار ایسے ہیں جو مختلف شخصیتوں کے جنم دن سے تعلق رکھتے ہیں، مثلاً کرسمس کا تہوار جو جناب مسیح کے جنم دن سے تعلق رکھتا ہے، اگرچہ اس میں اختلاف ہے کہ ان کی ولادت گرمیوں میں ہوئی جب کھجوریں پکتی ہیں، یا دسمبر کے سخت جاڑوں میں لیکن تمام مسیحی دنیا نے ۲۵ دسمبر ہی کو ولادت مسیح کا دن قرار دیا ہے۔ اور اس دن گرجوں میں تو معدودے چند لوگ جاتے اور برائے نام عبادت بھی کی جاتی ہے لیکن عام طور پر تمام مسیحی دنیا میں ایسی رنگ رلیاں منائی جاتی ہیں جن سے تہذیب و شائستگی کا سر شرم سے جھک جاتا ہے۔ ہندوؤں میں بھی ہولی کے موقعہ پر ہر قسم کی تہذیب و شائستگی کو فارغ خطی دے دی جاتی ہے۔ اور دیوالی کے موقعہ پر جوا کھیلنا ایک عام رسم ہے، جس سے بڑے بڑوں کے دیوالے نکل جاتے ہیں۔

ان سب کے بالمقابل ان اسلامی تہواروں کو دیکھئے جو سال بھر میں دو دن منائے جاتے ہیں۔ ان میں سے ایک عید الفطر کا تہوار ہے، جو رمضان کے بعد آتا ہے - - - - - - - - - - - - یہ تہوار نہ کسی خاص موسم سے تعلق رکھتا ہے، نہ کسی شخصیت سے اس کا تعلق ہے، نہ کوئی غیر شائستہ رسوم و رواج اس کے لئے مقرر ہیں۔ یہ دن اس تیس دن کے مجاہدہ کی خوشی میں منایا جاتا ہے، جو رمضان کے مہینہ میں دن کو روزہ رکھنے اور راتیں عبادت الٰہی میں بسر کرنے کی صورت میں عمل میں آیا، اور اس مسلمانوں کی قومی زندگی میں تقوےٰ و طہارت کی ایک منزل طے ہوئی پھر اسی رمضان کے مہینہ کی ایک عظیم الشان رات میں جو اپنے انوار و برکات کے لحاظ سے ہزار مہینہ کی راتوں سے بڑھ کر عظمت و شرف رکھتی ہے۔ قرآن کریم کا نزول شروع ہوا اور فی الحقیقت اس رات کے انوار و برکات اس ہدایت الٰہی سے ہی تعلق رکھتے ہیں، جو قرآن کریم کی شکل میں دنیا کو ملی۔ یہ وہ کتاب ہے جس کی تعلیمات دنیا کو تمام رذائل سے پاک کرنے اور ہر قسم کے فتنہ و فساد سے نجات دلانے کا موجب ہو سکتی ہیں۔ افسوس ہے کہ دنیا نے اس کی طرف بہت کم توجہ کی ہے، ورنہ اگر اس پر عمل پیرا ہوتے تو ہر قسم کے نسلی قومی و وطنی فسادات ختم ہو کر تمام نسلِ انسانی ایک وحدت کی صورت اختیار کر لیتی۔

عید الفطر اسی مجاہدہ رمضان، اسی نزول ہدایت اور انہی انوار و برکات کے حصول کی خوشی میں منائی جاتی ہے اور اس کے منانے کی کیا صورت ہے، کیا کوئی ناپاک کھیل تماشے، کوئی غیر مہذب رنگ رلیاں جو دوسرے قومی تہواروں کے موقعہ پر دیکھنے میں آتی ہیں، عید کی رسم و رواجات میں بھی داخل ہیں؟ یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ اس قسم کی کوئی بات اسلامی دنیا میں اس موقعہ پر کیا جاتا ہے یہ تمام مسلمانوں کا ہر جگہ، ہر ملک، ہر شہر اور قریہ میں مل کر خدائے واحد کے آگے سربسجود ہونا ہے گویا عید کی سب سے بڑی خوشی یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کے آگے سربسجود ہوں۔ اس کی بارگاہ میں شکریہ کے دو نفل ادا کئے جائیں کہ اس نے اپنے فضل و کرم سے ہمیں ایک مجاہدہ کی توفیق عطا فرمائی اور ان انوار و برکات سے متمتع ہونے کا شرف عطا فرمایا جو قرآن کریم کے نزول اور لیلۃ القدر کے ورود سے تعلق رکھتے ہیں۔

یہ ہے اصل اسلامی عید اور اس کا سب سے بڑا پیغام یہ ہے کہ اس پاک کتاب کو جس کے نزول کی خوشی میں یہ عید منائی گئی، اور جس کو مہینہ بھر تمام مسلمانوں نے نماز تراویح کے اندر سنا۔ اور خود بھی تلاوت کرتے رہے نہ صرف خود مسلمان اپنا وظیفہ عمل بنائیں اور اس کی ہدایات پر عمل پیرا ہو کر تزکیہ و طہارت اور تقوےٰ کی زندگی بسر کریں بلکہ اسے دنیا میں پہنچانے اور اس کی ہدایات سے دوسری اقوام کو بھی مستفید کرنے کی کوشش کریں۔

یہ وہ پیغام ہے، جس پر حضرت مجدد وقت رحمۃ اللہ علیہ نے عمل کرتے ہوئے ایک ایسی جماعت پیدا کی جو قرآن کریم کو لے کر دنیا میں نکل کھڑی ہوئی، اور خدا کے فضل سے یورپ اور دوسرے ممالک میں نمایاں کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ جس کی اطلاعات ان صفحات میں آئے دن شائع ہوتی رہتی ہیں۔ افسوس ہے کہ دوسرے مسلمانوں کی توجہ اس طرف نہیں، اگر وہ اپنے سیاسی جھگڑوں سے الگ ہو کر صرف قرآن کریم کی اشاعت پر کمر بستہ ہو جائیں۔ تو ایک ایسا عظیم الشان انقلاب دنیا میں پیدا ہو سکتا ہے، جو ان کی مغلوبیت کو غلبہ میں بدل دے گا۔ یہی وہ رنگ ہے جو قرون اولیٰ میں قرآن پر عمل اور اس کی اشاعت سے دیکھنے میں آیا اور اسی رنگ کو اختیار کرنے سے لیظہرہ علی الدین کلہ کا نقشہ آج بھی دیکھنے میں آ سکتا ہے، بقول حضرت مسیح موعودؑ ؎

از رہ دیں پروری آمد عروج اندر نخست
باز چوں آید بیاید ہم ازیں رہ بالیقین

ان الفاظ کے ساتھ ہم قارئین کرام کی خدمت میں

عید مبارک

عرض کرتے ہیں ٭

فطرانہ اور عید فنڈ

عید الفطر کے موقعہ پر ارشاد نبوی صلعم کے مطابق ہر مسلمان مرد، عورت، اور بچہ کی طرف سے فطرانہ ادا کرنا واجب ہے، یہ رقم عام طور پر لوگ مولوی ملاں کو دیدیتے یا فقیروں کو بانٹ دیتے ہیں یہ اس کا صحیح مصرف نہیں، فطرانہ کا مقصد یہ ہے کہ وہ غرباء جو کمی مقدرت کی وجہ سے عید منانے سے قاصر ہیں انکی امداد کی جائے، تاکہ وہ بھی عید کی خوشی میں شامل ہو سکیں افسوس ہے عدم تنظیم کی وجہ سے اس کا کما حقہٗ بندوبست نہیں ہو سکتا، اگر حکومت کی طرف سے ایسا انتظام ہو جائے کہ عید سے پیشتر سب لوگوں سے فطرانہ لیکر مستحق غرباء میں تقسیم کیا جائے یا اس سے کوئی اور خیراتی ادارہ قائم کیا جائے تو یہ بہت مناسب ہوگی۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے یہ انتظام کر رکھا ہے کہ اس کی تمام شاخیں فطرانہ جمع کر کے خزانہ انجمن میں بھیجدیتی ہیں اور یہاں سے غرباء و مساکین کی بالمقطعہ یا ماہوار وظائف کی صورت میں امداد کی جاتی ہے، امید ہے کہ تمام احمدیہ جماعتیں حسب دستور امسال بھی اسی طریق پر عمل پیرا ہوں گی۔

اس کے علاوہ اس موقعہ پر کچھ نہ کچھ رقم عید فنڈ اور مساجد فنڈ کے لئے بھی دی جاتی ہے تاکہ قومی ضروریات کے کام آئے اور مختلف جگہوں پر جماعتی تنظیم اور عبادات کے لئے مساجد تعمیر کی جائیں۔

امید ہے تمام جماعتیں اور احباب اس کا بھی خاص طور پر خیال رکھیں گے اور سکرٹری صاحبان یا محصلین فطرانہ کیساتھ عید فنڈ اور مساجد فنڈ کی رقوم بھی وصول کر کے خزانہ انجمن میں ارسال کریں گے۔

روزہ کی غرض تقوے پیدا کرنا اور حرام اور بری چیزوں سے بچانا ہے

اپنی عبادات میں حقیقت پیدا کرو، رسمی نماز روزہ سے کوئی فائدہ نہیں

خطبہ جمعہ مورخہ ۲۲ جنوری ۱۹۶۵ء۔ فرمودہ حضرت امیر قوم مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

یا ایھا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون ۔ (سورۃ البقرۃ)

انبیاء اور صالحین نے روزہ سے تزکیہ و طہارت حاصل کی۔

اللہ تعالےٰ نے اپنے ماننے والوں کو مخاطب کرکے فرمایا۔ کتب علیکم الصیام۔ روزہ رکھنا تمہارے لئے فرض قرار دیا گیا ہے۔ اور اس روزہ کے ثمرات اور برکات تمہارے سامنے ہیں۔ کما کتب علی الذین من قبلکم۔ خدا تعالےٰ کے انبیاء و مرسلین اور ان کی قوموں کے صالح بندوں نے اس عبادت سے فائدہ اٹھایا ہے۔ تاریخ اپنے اندر زبردست اثر رکھتی ہے۔ تاریخ کے واقعات کو جھٹلایا نہیں جا سکتا اسلئے اللہ تعالےٰ نے اس شاق عبادت کو سہل کرنے کے لئے فرمایا کہ اس میں تمہارا فائدہ ہے، جیسا کہ قوموں کے انبیاء و مرسلین اور قوموں کے صالحین نے روزہ رکھنے سے فائدہ اٹھایا ہے۔ ان کو تزکیہ اور طہارت میسر آئی ہے لعلکم تتقون۔ ہم تمہیں باخدا بنانا چاہتے ہیں۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی روزے رکھے ہیں اور حضورؐ کے اتباع سے اولیاء کرام، مجددین و محدثین امت اور صالحین قوم نے روزہ رکھنے کو مفید پایا ہے۔

روزہ کے فوائد

اگر روزہ کی غرض لعلکم تتقون۔ کو پورا کرنے کے لئے روزہ رکھا جائے۔ تو یہ برکات کا موجب ہے۔ نماز قائم کرنا اور روزہ رکھنا دونوں انسان کے لئے مفید ہیں۔ اور وہ جو روحانی صحت کو قائم رکھنا چاہتے ہیں۔ اور اس میں ترقی حاصل کرنا چاہتے ہیں ان کے لئے دونوں عبادتیں ضروری ہیں۔ ان سے تزکیہ اور طہارت حاصل ہوتی ہے۔ تقوے کا تقاضا ہے کہ قلب کے اندر نیکی اور بھلائی پیدا ہو جائے۔ اور بدی سے نفرت۔

تقوے کیا ہے؟

تقوے ڈرنے اور بچنے کا نام ہے۔ جیسا کہ حضرت عمرؓ نے ابی ؓ بن کعب سے پوچھا کہ وما ھو التقوی .... بھلا کیا حضرت عمرؓ تقوے کے معنی نہیں جانتے تھے یقیناً جانتے تھے وہ تو متقیوں کے سردار تھے لیکن علماء کی قدر کرتے تھے۔ کبھی ابن عباسؓ کو اپنے پاس بٹھاتے۔ اور کبھی ابی بن کعب سے مجلس کرتے۔ تو ایک دن حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ ما ھو التقوی تقوی کس کو کہتے ہیں۔ انہوں نے کہا اما سلکت طریقًا ذات شوق۔ کیا آپ ایسے راستہ پر کبھی نہیں چلے جہاں کانٹے دار جھاڑیاں ہوں۔ جواب دیا نعم ہاں چلا ہوں۔ فما فعلت۔ اس وقت آپ نے کیا کیا شمرت واجتھدت میں نے کپڑے لپیٹ لئے کانٹے دار راستہ تھا میں نے اپنا آپ سمیٹ لیا اور کوشش کی کہ کانٹوں سے مجھے نقصان نہ پہنچے۔ ابی نے کہا فذلک التقوی۔ یہی تو تقوے ہے سفر زندگی کے راستہ میں کانٹے آئیں گے ان سے بچ کر زندگی بسر کرنا تقوے ہے۔

روزہ اور نماز کی حقیقت

تو روزہ کی غرض تقوے حاصل کرنا ہے ہمیں روزہ کی حقیقت پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ نماز میں بھی اس کی حقیقت پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ قرآن کریم میں نماز قائم کرنے کے لئے آیا ہے یقیمون الصلوٰۃ۔ لیکن جو لوگ صلوٰۃ کا مقصد نہیں رکھتے ان کے لئے مصلین کا لفظ آیا ہے جو نماز میں تو مصروف و مشغول ہیں۔ قیام ہے۔ رکوع ہے۔ قعدہ ہے۔ جلسہ ہے اور سجدہ ہے سب کچھ نظر آتا ہے لیکن نری ظاہری رسم ہی رسم ہے حقیقت اس کے اندر کوئی نہیں۔ اس لئے فرمایا فویل للمصلین یہ شخص جو نماز پڑھتا ہے تف ہے اس پر کیونکہ وہ نماز کی غرض پوری نہیں کرتا۔ اسی طرح سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ شخص جو کھاتا پیتا نہیں، بھوکا پیاسا مرتا ہے۔ لیکن روزے کی غرض پوری نہیں کرتا۔ خدا کو کیا حاجت ہے کہ وہ کھانا پینا چھوڑدے۔

نفس کا مقابلہ جہاد اکبر ہے

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ سے واپس آتے ہوئے فرمایا:۔ رجعنا من الجہاد الاصغر الی الجہاد الاکبر۔ جانیں کٹوا دینا آسان ہے۔ لیکن نفس کو درست کرنے کا معاملہ مشکل ہے اس کے معنے یہ نہیں کہ حضورؐ نے جہاد کو چھوٹا کرکے بیان کیا ہے اور نفس سے مقابلہ کرنے کو بڑا کہا ہے۔ فی الحقیقت دین کے لئے جان دینا بڑا اجر رکھتا ہے لیکن نفس کا مقابلہ بہت مشکل ہے۔ حضور نبی کریم نے فرمایا ان اعدی عدوک فی جنبک کہ تیرے پہلو میں ہر وقت بڑا دشمن ہے۔ وہ تجھے بہکاتا ہے۔ اس پر قابو پاؤ۔ یہ مشکل جہاد ہے۔

مومن کی صفات

انسان کی آنکھ میں حیا ہو۔ زبان قابو میں ہو۔ خیالات اور جذبات پر ضبط ہو وہ لوگوں کے لئے بابرکت ہوتا ہے۔ فرمایا المومن من امنہ الناس ایک پہلو تو مومن کا یہ ہے کہ وہ خدا کا ایمان رکھتا ہے دوسرا پہلو یہ ہے کہ اس کی وجہ سے لوگ ایذا رسانی سے بچے ہوئے ہوتے ہیں۔ خدا تعالےٰ کا نام بھی المومن ہے۔ اس کی ذات سے دنیا میں امن و امان قائم ہے مومن وہ ہے جس کے دل میں خدا بیٹھا ہے۔ وہ اس کو حاضر و ناظر یقین کرتا ہے۔ اس کا ایک تعلق خدا سے ہے اور دوسرا مخلوق کے ساتھ ہے۔ مومن نہ تحریر سے نہ تقریر سے اور نہ ہاتھ سے دکھ دینا چاہتا ہے اسی طرح سے فرمایا ایک مہاجر وہ ہے جو اپنا وطن چھوڑ کر راہ خدا میں دوسرے وطن چلا جاتا ہے اور دوسرے معنوں میں .... مہاجر وہ ہے من ھجر ما نھی اللہ عنہ جو ان چیزوں اور ان راستوں کو ترک کر دیتا ہے جن سے اللہ تعالےٰ نے منع کیا ہے۔

قرآن کریم زندگی بخش کلام ہے

جو رمضان میں نازل ہوا۔

اور یہ جو فرمایا شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن۔ تو فی الحقیقت قرآن روح ہے فرمایا اوحینا الیک روحا من امرنا۔ یہ زندگی بخش کلام ہے جو ماہ رمضان میں اتارا گیا ہے۔ اس سے فائدہ اٹھاؤ۔ آج مسجدیں بھری ہوئی ہیں ہر جگہ تراویح ہے۔ قرآن کا پڑھنا پڑھانا ہے۔ صدقہ و

خیرات ہے۔ قرآن کریم کو رسم کے طور پر نہ پڑھو۔ اس کو اپنے آپ پر وارد کر لو۔ یہ زندگی بخش کلام ہے خدا کی طرف سے اترا ہوا ہے۔

عبادات انسان کے اپنے فائدہ کے لئے ہیں۔

تو ایک تعلق انسان کا خدا کے ساتھ ہے اور ایک تعلق خدا کی مخلوق کے ساتھ ہے۔ خدا تعالےٰ کو لوگوں کی عبادت کی کوئی ضرورت نہیں۔ تمہارے روزوں حج اور عبادات وغیرہ کی اسکو قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔ اس کی ضرورت تو ہم انسانوں کو ہے۔ وہ ہمارے لئے مفید ہیں۔ ہمارا طور و طریق۔ ہمارا کردار ان سے درست ہوتا ہے اگر ہم اپنے معاملات میں یہ ثابت نہیں کرتے کہ ہم مؤمن ہیں تو ہمارا دعوےٰ غلط ہے۔

روزہ حرام مال سے بچانے کیلئے ہے

یہاں میں ایک دو باتیں بیان کرتا ہوں جو توجہ طلب ہیں۔ ماہ رمضان میں مسلمان مہینہ بھر حلال طیّب رزق ترک کر دیتے ہیں اس کے بعد پھر کس قدر شرم کی بات ہے کہ لوگوں کے مال کھانے کی طرف رغبت ہو۔ اس رکوع میں فرمایا لاتا کلوا اموالکم بینکم بالباطل۔ تم نے جب حلال طیب کھانا ترک کر دیا ہے۔ پھر حرام کا مال کھانا چاہتے ہو تو یہ روزے کے منافی ہے۔ روزے کی غرض یہ ہے کہ حرام کا مال نہ کھاؤ۔ لین دین، ناپ تول میں لوگوں کے حقوق ضائع نہ ہونے دو۔ وہ حقوق اموال کے ہوں یا دوسرے اخلاقی ہوں۔

رشوت یا جھوٹے مقدمات سے دوسروں کا مال لینا جائز نہیں۔

فرمایا وتدلوا بھا الی الحکام۔ حاکموں کو رشوت مت دو۔ تم جانتے ہو کہ ہم نے روپیہ دے کر کوئی چیز حاصل کی ہے حالانکہ کسی حاکم کے قرار دے دینے پر کہ زمین تمہاری ہے۔ وہ تمہاری نہیں بن جاتی تمہارا مکان نہ ہوا لیکن حاکم رشوت لے کر تمہیں مکان حوالے کر دے تو یہ ٹھیک نہیں۔ رقم تمہاری نہ ہو۔ لیکن حاکم کو رشوت دے کر یہ رقم حاصل کر لو تو وہ تمہاری نہ ہوئی۔ خدا تعالےٰ نے فرمایا کہ حکام کو روپیہ دے کر لوگوں کا روپیہ ناحق کھا لینا ناپسندیدہ فعل ہے۔ یہ لوگوں کے اموال پر ڈاکہ زنی ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ انما انا بشر مثلکم و تختصمون الیّ۔ میں تمہاری طرح کا انسان ہوں۔ تم میرے پاس اپنے مقدمات فیصل کروانے آتے ہو۔ بسا اوقات دونوں میں سے ایک فریق بڑا لسان اور موثر کلام ہوتا ہے اور معاملہ ایسے طریق سے بیان کرتا ہے کہ درست معلوم ہوتا ہے۔ میں جس طرح سے سنتا ہوں اس کے مطابق فیصلہ کر دیتا ہوں۔ لیکن جس کے لئے میں اپنی سمجھ کے مطابق دوسرے بھائی کا حق مار کر فیصلہ کر دوں اور وہ جانتا ہو کہ یہ حق تلفی ہوئی ہے تو وہ نہ لے۔ میرے فیصلہ کے باوجود ناحق کا مال دوزخ کا ٹکڑا ہو گا۔ جو میں اسکو دوں گا۔ خود پیغمبرؑ کے فیصلہ سے ناحق چیز حق نہیں ہو جاتی۔ اس حد تک حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم کو بلند کیا۔

روزہ میں قبولیّت دُعا

اس کے علاوہ اس رکوع میں ایک بات اور فرمائی واذا سئلک عبادی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان۔ روزہ رکھتے ہو۔ پاکیزگی حاصل کرو۔ میں ایسی ہی صورت میں دعائیں سنتا ہوں۔ صدق مقال اور اکل حلال اختیار کرو۔ بدکرداری بدی اور بد دیانتی سے بچنا۔ اس کے بغیر دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔

حلال کھانے سے اعمالِ حسنہ کی توفیق

اس بارے میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان اللہ یامر المسلمین بما امر بہ المرسلین خدا تعالےٰ نے مسلمانوں پر بڑا ہی فضل کیا ہے کہ جو فرمان خدا تعالےٰ نے قوموں کے انبیاء اور مرسلین کو دیئے وہی مسلمانوں کو دیئے ہیں۔ یہ مسلمان کی عزت افزائی ہے وہ حکم یہ ہے :- یایھا الرسل کلوا من الطیّبات و اعملوا صالحًا۔ پیغمبروں کا بھی یہی طریق ہے کہ وہ حلال طیب روٹی کھائیں اور نیک اعمال بجا لائیں۔ جن کے ہاں حلال طیّب روٹی نہیں، ان کو اعمال حسنہ کی توفیق نہیں ملتی۔ مومنوں کے لئے بھی فرمایا کلوا من الطیّبات۔ ایسا کرنے سے نیک اعمال کی بجا آوری کی توفیق ملتی ہے۔ جو لوگ طرح طرح کے طریقوں سے لوگوں کا مال کھاتے ہیں۔ ان کا دل آہستہ آہستہ سیاہ ہو جاتا ہے ان سے اعمالِ حسنہ کی توفیق چھن جاتی ہے۔ حرام کھانے سے دعا قبول نہیں ہوتی اللہ تعالےٰ نے فرمایا ثم ذکر الرجل۔ پھر حضورؐ نے ایک شخص کا ذکر کیا طویل السفر وہ بڑی مسافت طے کر کے آیا اشعث اغبر بالوں پر خاک پڑی ہوئی ہے۔ یقول یارب یا ربّ۔ مصیبت زدہ ہے۔ اور پکارتا ہے اے میرے ربّ اے میرے ربّ فانی یستجاب لہ۔ لیکن اس کی پکار کیونکر سنی جائے مطعمہ حرام۔ اس کا کھانا حرام کا ہے۔ حضورؐ نے اس موثر مثال کے ذریعہ تلقین فرمائی ہے کہ اکل حلال نیکیوں کے لئے بنیاد ہے۔

نماز روزہ میں حقیقت پیدا کرو

اپنی نماز اور روزہ میں حقیقت پیدا کرنے کی کوشش کرو۔ حقیقت کے بغیر کچھ فائدہ نہیں۔ فرمایا لیس البران تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب۔ چھوٹی چھوٹی باتوں سے کچھ نہیں بنتا جب تک حقیقت شناس نہ ہو اور حقیقت کے حاصل کرنے کی کوشش نہ کرو۔ یعنے رسم کے طور پر عبادت نہ کرو۔

خُطبۂ ثانی :-

سیّد تصدّق حسین قادری کی وفات

ایک رنجیدہ خبر آپ کو سناتا ہوں۔ بغداد کے سید تصدق حسین قادری جو عرصہ سے علیل تھے ان کا انتقال ہو گیا ہے۔ انا للہ وانّا الیہ راجعون۔ وہ بڑے قابل اور نیک خصال انسان تھے۔ وہ اکیلے تبلیغ کا کام کر رہے تھے۔ انکی رپورٹیں آپ پڑھتے رہے ہیں۔ ان میں نور نظر آتا ہے۔ صداقت نظر آتی ہے۔ ان کی تحریروں میں صدق و صفا پایا جاتا ہے۔ جن دوستوں کو ان سے ملاقات کرنے کا موقعہ ملا ہے وہ قادری صاحب کے بارے میں نہایت اچھے خیالات کا اظہار کرتے ہیں۔ ان کی موت سے مجھے بڑا صدمہ ہوا ہے۔ اور قوم کا بڑا نقصان ہوا ہے۔ ان کے لئے دعائے مغفرت کریں۔ بعض اور احباب کے خطوط آئے ہیں۔ کراچی سے اقبال صاحب نے لکھا ہے۔ میرا بھانجا کپتان آصف بیمار ہے۔ ان کی صحت کے لئے دعا کی جائے۔ اور ایک دفعہ ابھی غلام حسین صاحب نے دیا ہے۔ کہ ان کا لڑکا بیمار ہے ان کے لئے دعا کی جائے۔ محمد زمان خان آف زیدہ کے لئے دعا کی جائے۔ اور بعض لوگ مقدمات میں مبتلا ہیں اور بعض کو دوسری پریشانیاں اور مصائب لاحق ہیں۔ آیئے دعا کریں کہ خدا تعالےٰ تمام بیماروں کو شفا عطا فرمائے اور جن کو مصائب درپیش ہیں ان کی مشکلات کو دور فرمائے۔

نوٹ :-

نماز کے بعد سیّد تصدّق حسین صاحب قادری کا جنازۂ غائبانہ پڑھا گیا۔

بحرِ حکمت کے موتی

(بقیہ از صفحہ اوّل)

(بقیہ از صفحہ اوّل)

کے ذریعہ نازل ہوا ہے اس کے صفات سے حصہ پانا اصل حیات ہے۔ من عمل صالحًا من ذکر او انثٰی وھو مؤمن فلنحیینہٗ حیٰوۃً طیّبۃً (۱۶:۹۷)

کلبۂ جسم خود بکن برباد
چوں نہ گردد از خدا آباد

ترجمہ :- اپنے جسم کی جھونپڑی کو برباد کر دے اگر وہ خدا تعالےٰ سے آباد نہیں ہوتا۔

(غلام قادر عفی عنہ)

مولانا شیخ عبدالرحمن صاحب مصری

مسلمانوں کو باہمی تنازعات دور کرنے کے لئے قرآنی ہدایات

(سلسلہ کے لئے دیکھو پیغام صلح ۱۹)

مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کا خطاب

مسلمانوں کو یہ ارشاد فرمانے کے بعد کہ صرف انہی لوگوں کو بطور اپنے حکام منتخب کرو جو حکومت کرنے کی صحیح معنوں میں اہلیت رکھتے ہوں اور اس کے بعد منتخب شدہ حکام کو یہ حکم دینے کے بعد کہ تم اپنے عہد حکومت میں عدل سے کام لینا مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ مندرجہ ذیل الفاظ میں مخاطب فرماتا ہے یاایھا الذین امنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم فان تنازعتم فی شئی فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تؤمنون باللہ والیوم الاخر ذالک خیر و احسن تاویلا یعنی اے مومنو! اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول اور اپنے اولوالامر کی اطاعت کرو پس اگر تمہارا آپس میں تنازع پیدا ہو جائے تو اس کو لوٹا دو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف اگر تم اللہ پر اور یوم آخر پر ایمان رکھتے ہو یہی طریق تمہارے لئے خیر و برکت کا موجب ہے اور یہی طریق انجام کار تمہارے لئے بہترین ثابت ہوگا۔

آیت میں تنازع کرنیوالوں کی تعیین

ظاہر ہے کہ آیت میں مومنوں کو ہی مخاطب کیا گیا ہے اور تنازعتم میں ضمیر بھی انہی کی طرف ہی راجع ہے جس کا مطلب صاف ہے کہ اے مومنو! اگر تمہارا آپس میں کسی امر میں تنازع پیدا ہو جائے کیونکہ تنازعتم کے معنی ہیں تم آپس میں جھگڑ پڑو اور تم سے مراد مومن ہی ہیں جن کو الفاظ یاایھا الذین امنوا کے ساتھ خطاب کیا گیا ہے آگے فرمایا فی شئی یعنی کسی امر میں اس کے بعد ایسے تنازع کو دور کرنے کی یہ راہ بتلائی ہے کہ اس تنازع کو یا اس امر کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹا دو۔ اللہ اور رسول کی طرف لوٹانے کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہو سکتا کہ ہر فریق قرآنی آیات اور احادیث نبویہ کے ذریعہ اپنے آپ کو حق پر اور اپنے مدمقابل کو غلطی پر ثابت کرنے کی کوشش کرے۔ فرض کرو کہ فریقین ایسا کریں بھی لیکن دونوں میں سے کسی کو بھی اپنے مدمقابل کا استدلال صحیح معلوم نہ آئے اور وہ اپنے ہی استدلال کی صحت پر مصر رہے تو اس صورت میں تنازع کے فیصلہ کا کیا طریق ہوگا کیونکہ قرآن کریم کے الفاظ تو صرف یہی بتلاتے ہیں کہ تنازع یا متنازعہ فیہ امر کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹا دو اس سے ثابت ہوا کہ لوٹا دینے کا مندرجہ بالا مفہوم درست نہیں کیونکہ یہ تو نہ کسی فیصلہ کی طرف لے جاتا ہے اور نہ ہی تنازع کو دور کرنے کا ذریعہ بن سکتا ہے اس سے ثابت ہوا کہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹانے کا مطلب کچھ اور ہی ہے اور وہ یہی ہو سکتا ہے کہ تنازع کی مختلف صورتوں کے فیصلہ کے لئے جو مختلف طریق اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول صلعم نے مسلمانوں کو بتلائے ہیں ان طرق کو اختیار کر کے مسلمان اپنے تنازعات کا فیصلہ کرائیں اور پھر اس فیصلہ کو تسلیم کر کے اس پر راضی ہو جائیں تاکہ امن کی فضا قائم رہے اسی لئے آیت کے آخر میں فرمایا ذالک خیر و احسن تاویلا۔

شریعت نے ہر قسم کے تنازع کا طریق فیصلہ بتلایا ہے۔

شریعت پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام قسم کے تنازعات کو دور کرنے کے لئے شریعت میں ہدایات موجود ہیں خواہ وہ تنازعات میاں بیوی کے درمیان ہوں خواہ سیاسی ہوں خواہ افراد کے درمیان ہوں خواہ حکام اور رعایا کے درمیان ہوں۔ خواہ غیر مسلموں کے درمیان ہوں خواہ مسلمان اور غیر مسلم کے درمیان ہوں جیسا کہ حضرت نبی کریم صلعم نے ایک یہودی کے مقابل ایک مسلمان کے خلاف فیصلہ دیا اور جیسا کہ حضرت عمرؓ نے اپنے عہد خلافت میں اپنے مصر کے گورنر کے لڑکے کو ایک عام قبطی سے پٹوا دیا کیونکہ گورنر کے لڑکے نے اس قبطی کو پیٹا تھا۔ خواہ تنازع بین الاقوامی امور کے متعلق ہو، غرضیکہ ہر قسم کے تنازعات کو دفع کرنے کا طریق واضح کر دیا گیا ہے حتیٰ کہ دشمنوں کے ساتھ بھی انصاف کرنے کی ہدایت دیکر مسلمانوں کو اخلاق کے بلند ترین مقام پر کھڑا کر دیا۔ اگر ان طریق کو اقوام متحدہ اختیار کر لے تو چند دنوں میں ہی دنیا میں فساد ختم ہو کر امن قائم ہو جائے، اور یہی طریق ہے جسے تنازعات کو دور کرنے کے لئے عہد مبارک نبوی میں اختیار کیا گیا اور اسی طریق کو حضرت نبی کریم صلعم کے بعد خلفاء راشدین کے عہد میں اختیار کیا گیا اور یہی طریق مسلمانوں میں اب تک رائج ہے اور یہ ایک ہی طریق ہے جس کو اختیار کئے بغیر تنازعات ختم ہو سکتے ہیں اور نہ ہی دنیا میں امن قائم رہ سکتا ہے کیونکہ اگر لوگوں کو کھلا چھوڑ دیا جائے کہ وہ خود آپس میں قرآن اور احادیث کے ذریعہ سے فیصلہ کر لیا کریں تو وہ آپس میں سر پھٹول ہی ہوتے رہیں گے اور ہر ملک کی فضا ظلم اور فساد کے جراثیم سے ہی بھری رہے گی۔

اولوالامر کی اہمیت

متنازعہ فیہ امر کو اللہ اور رسول کی طرف لوٹانے کا حکم دینے سے کیا یہ مطلب ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اولوالامر کو درمیان میں سے نکال دیا ہے اور معاملات کو فیصلہ کے لئے ان کی طرف لے جانے سے مسلمانوں کو ممانعت کر دی ہے اگر یہ مطلب ہے تو پھر یہ صریح طور پر صرف آیت کے ہی سیاق و سباق کے خلاف نہیں بلکہ مسلمانوں کے ۱۴۰۰ برس کے تعامل کے بھی خلاف ہے۔

سیاق و سباق کے خلاف ہونیکا ثبوت

سیاق و سباق کے خلاف اس لئے ہے کہ شروع میں ہی مسلمانوں کو اپنے اولوالامر منتخب کرنیکی ہدایت کی گئی ہے اور اس کے ساتھ ہی اولوالامر کو بھی ہدایت کی گئی ہے کہ فیصلہ کرتے وقت عدل کو مدنظر رکھیں اگر تنازعات کو ان کی طرف لوٹانا ہی نہیں تو پھر ان کو اپنے فیصلوں میں عدل کو ملحوظ رکھنے کی ہدایت بالکل بے معنی ہو جاتی ہے۔ دوسرے مسلمانوں کو یہ حکم دینا کہ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولوالامر منکم یعنی اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے ساتھ رسول اور اولوالامر کی اطاعت کرو بالکل بے معنی ہو جاتا ہے اب جبکہ اولوالامر کی اطاعت کا حکم صراحت کے ساتھ موجود ہے تو اس ارشاد خداوندی کی روشنی میں فردوہ الی اللہ والرسول کے حکم میں اولوالامر بھی لامحالہ شامل ہو جاتے ہیں کیونکہ جب ہم مسلمان حکم خداوندی کے ماتحت ہر معاملہ کو اللہ اور رسول کی طرف لوٹانے کے پابند ہیں تو اللہ اور اس کا رسول تو ہم کو صریحاً یہ حکم دیتا ہے کہ اولوالامر کی بھی اطاعت کرو۔

اب یہ واضح بات ہے کہ اولوالامر کی اطاعت کے معنی بجز اس کے کچھ نہیں ہو سکتے کہ تنازعات میں جو فیصلہ وہ کریں اسکو تسلیم کر لیا جائے خواہ دل اس کی صحت پر مطمئن ہو یا نہ ہو اسی طرح قرآن شریف اور ارشادات نبوی کی روشنی میں جو قوانین وہ ملک میں قائم رکھنے کے لئے بنائیں ان کی پابندی کرنا بھی مسلمانوں پر لازم ہوگی کیونکہ اللہ اور اس کے رسول نے اولوالامر کو ایسے قوانین بنانے کا اختیار دیا ہوا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ صراحت سے فرماتا ہے واذا جاءھم

امر من الامن او الخوف اذاعوا به و لو ردوہ الی الرسول والی اولی الامر منھم لعلمہ الذین یستنبطونہ منھم ولولا فضل اللہ علیکم ورحمتہ لاتبعتم الشیطان الا قلیلاً۔ النساء ع ۱۱

یعنے خوف یا امن کا جو بھی معاملہ ہو مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ اسے رسول کی طرف لوٹا دیں، اور رسول کے بعد اپنے اولوالامر کی طرف لوٹا دیں اور اگر وہ ایسا کریں گے تو اولوالامر جو قوت استنباط رکھتے ہیں وہ معاملہ کی تہ تک پہنچ جائیں گے اور یہ اللہ تعالے کا تم پر فضل اور اس کی رحمت ہے کہ ہر قسم کے فتنہ و فساد سے محفوظ رکھنے کے لئے تمہیں مفصل ہدایات اس نے دے دی ہیں ورنہ شیطان کے پیچھے لگ کر تم فتنوں اور فسادات میں ہی مبتلا رہتے

اس بارے میں رسول اکرم صلعم کا ارشاد

یہ تو اللہ تعالے کی طرف سے معاملات کو اولوالامر کی طرف لوٹانے کا صریح حکم ہے اور رسول کریم صلعم کا ارشاد بھی اس معاملہ میں واضح ہے آنحضور صلعم نے جب معاذ بن جبل کو یمن کا گورنر بنا کر بھیجا تو ان سے دریافت کیا کہ فیصلہ کس طرح کیا کرو گے انہوں نے جواب دیا کہ خدا کی کتاب کے مطابق فرمایا اگر خدا کی کتاب میں نہ پاؤ تو عرض کیا کہ سنت نبوی سے استفادہ کروں گا۔ فرمایا اگر وہاں بھی نہ ملے تو عرض کیا کہ کتاب اور سنت کی روشنی میں اجتہاد سے کام لوں گا تو معاذ رضہ کے اس جواب پر آنحضور صلعم نے بڑی خوشی کا اظہار فرماتے ہوئے کہا کہ اللہ نے صحیح راہ کی طرف آپ کی رہنمائی فرمائی ہے اس سے ثابت ہوا کہ اولوالامر کو اختیار ہے کہ قرآن وسنت نبوی کی روشنی میں اجتہاد سے کام لیتے ہوئے تنازعات کے فیصلوں کی راہ نکالیں اور اسی پر علماء اور فقہائے امت کا عمل رہا ہے اور اب تک اسی پر عمل چلا آرہا ہے۔

رسول اور اولوالامر میں فرق

پس اولوالامر کو قطعاً خارج نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کے نتیجہ میں ہی ان کی طرف امور کو فیصلہ کے لئے لے جایا جا سکتا ہے اور ان کے فیصلوں کو تسلیم کرنے کی ہدایت بھی قرآن کریم کے الفاظ واطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم میں ہی موجود ہے۔

ہاں یہ درست ہے کہ رسول کی اطاعت اور اولوالامر کی اطاعت میں دو اصولی فرق ہیں پہلا فرق تو یہ ہے کہ رسول کے فیصلہ کو نہ صرف تسلیم ہی کیا جائے بلکہ اس کے تسلیم کرنے میں خواہ وہ کتنا ہی خلاف منشاء ہو، اس کے متعلق ذرہ بھر بھی تنگی محسوس نہ کی جائے ورنہ ایمان ضائع ہو جائے گا۔ جیسا کہ اللہ تعالے فرماتا ہے

فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما

النساء ع ۹ تیرے رب کی قسم یہ مومن بن سکتے ہی نہیں جب تک کہ اپنے جھگڑوں میں تجھیں اپنا حکم نہ بنائیں پھر جو فیصلہ تو کرے اسے قبول کرنے میں اپنے نفسوں میں کسی قسم کی تنگی محسوس نہ کریں بلکہ شرح صدر سے ایسا قبول کریں جیسا کہ اس کے قبول کرنے کا حق ہے۔

یہ شان اولوالامر کے فیصلوں کو حاصل نہیں ان کو تسلیم کرنے کی تو ہدایت ہے لیکن یہ نہیں کہ ان کے خلاف منشا پاتے ہوئے یا غلط سمجھتے ہوئے دلوں میں بھی تنگی محسوس نہ کی جائے دل خواہ اسے برا ہی مانتا ہو قبول اسے ضرور کر لیں تا امن قائم رہے لیکن اس کو برا یا غلط سمجھنے سے ان کے ایمان کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا روحانی بگاڑ ان کے دلوں تک راہ نہیں پائے گا بلکہ اس سے اولوالامر کی اطاعت کرنے والے حکم خداوندی کی اطاعت کرنے کا ثواب انہیں ضرور مل جائیگا

دوسرا فرق

دوسرا فرق رسول کریم صلعم اور اولوالامر کی اطاعت میں یہ ہے کہ حضرت رسول کریم صلعم کے فیصلہ کی اپیل نہیں ہو سکتی اپیل ہمیشہ بالا ہستی یا بالا حاکم کے پاس کی جا سکتی ہے لیکن رسول کریم صلعم سے نہ تو کوئی بالا ہستی ہو سکتی تھی اور نہ ہی کوئی بالا حاکم پایا جاتا تھا لیکن اولوالامر کے متعلق یہ بات نہیں بلکہ ایک صاحب امر کے فیصلہ کی اپیل اس سے بالا صاحب امر کے پاس کی جا سکتی ہے یہاں تک کہ معاملہ آخری صاحب امر تک پہنچ جائے جہاں لازماً اسے ختم کرنا پڑے گا کیونکہ بغیر اسکے کوئی چارہ ہی نہیں

سنت نبوی نے اپیل کرنے کی گنجائش رکھی ہے

اگرچہ حضرت نبی کریم صلعم کے فیصلوں کے خلاف اپیل کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں تھی ۲ آنحضور صلعم نے اپنی امت کے لئے اپنی سنت سے اس کی گنجائش کی انتظام فرمایا ہوا ہے دو شخص آنحضور صلعم کے پاس اپنا جھگڑا لائے ان میں سے ایک اپنے کیس کو پیش کرنے میں بڑا ہوشیار تھا۔ دوسرا اپنے کیس کو اچھی طرح پیش کرنے کی قابلیت نہیں رکھتا تھا۔ حضور نے مقدم الذکر شخص کے دلائل کو سن کر اس کے حق میں فیصلہ دے دیا دوسرے شخص نے ادب سے عرض کیا یا رسول اللہ حق تو میرا ہے آنحضور صلعم نے فرمایا اچھا میں دوبارہ سن لیتا ہوں گویا بالفاظ دیگر آنحضور صلعم کے فیصلہ کے خلاف آنحضور صلعم کے پاس ہی اپیل تھی چنانچہ آنجناب صلعم نے دوسری دفعہ بھی وہی فیصلہ کیا جو پہلے کیا تھا گویا اپیل مسترد کر دی دوسرے شخص نے پھر یہی عرض کیا کہ یا رسول اللہ حق تو میرا ہی ہے آنحضور صلعم نے فرمایا اچھا میں پھر سن لیتا ہوں چنانچہ یہ دوسری اپیل تھی اس دفعہ بھی پہلا ہی فیصلہ برقرار رہا گویا دوسری اپیل بھی مسترد ہو گئی اس شخص نے پھر عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلعم) حق تو میرا ہی ہے اس پر آنحضور نے فرمایا

میں اگر کسی شخص کے حق میں فیصلہ کر کے اسکو کسی دوسرے شخص کا حق دلواتا ہوں اگر فی الحقیقت وہ شخص اس کا مستحق نہیں تو میرا فیصلہ اسکو اس چیز کا حقدار نہیں بنا دیگا اگر وہ شخص ناجائز طور پر محض میرے فیصلہ کی بناء پر اس چیز کو لیتا ہے تو وہ دوزخ کی آگ کا ٹکڑا لیتا ہے اس پر وہ شخص جس کے حق میں آنحضور نے فیصلہ دیا تھا ڈر گیا اور اس نے اقرار کر لیا . . . . کہ یا رسول اللہ فی الحقیقت حق میرے دوسرے بھائی کا ہی ہے۔

یہ واقعہ اپیل کے جواز پر صریح دلیل ہے کاش آج کل مسلمان بھی اسی خدا ترسی سے کام لیں اور اس صحابی کی طرح عدالتوں کے فیصلوں کی بناء پر دوسروں کے جائز حقوق کو غصب کرنے کی بجائے آگ کے انگاروں کو کھانے سے بچتے ہوئے ان پر ناجائز قبضہ کرنے سے گریز کریں۔

اولوالامر سے اختلاف کا مفہوم

اوپر بتلایا جا چکا ہے کہ اللہ تعالے نے آیت میں مومنوں کو ہی مخاطب کیا ہے اور تنازعتم میں بھی مومن ہی مخاطب ہیں اولوالامر کے ساتھ تنازع کا براہ راست کوئی تعلق آیت میں موجود نہیں کیونکہ دونوں گروہوں کو الگ الگ کر کے بیان کیا گیا ہی ایک کو مطیع اور دوسرے کو مطاع بتلایا ہے لیکن چونکہ اولوالامر بھی مومنوں میں ہی داخل ہیں اس لئے ان کے ساتھ بھی تنازع کی صورت تو پیش آسکتی ہے اور یہ تنازع ان کے ساتھ ان کی دو مختلف حیثیتوں سے ہو سکتا ہے یعنی ایک تو ان کی نجی یعنی پرائیویٹ حیثیت ہے اس قسم کے تنازع کا فیصلہ تو اسی طریق سے کرنا ہوگا جس طریق سے عام مسلمانوں کے تنازعات کا فیصلہ کرنے کی ہدایت دی گئی ہے۔ چنانچہ خلفاء راشدین کے زمانہ میں اگر کسی خلیفہ کے خلاف کسی امر میں کسی عام شخص کا تنازع پیدا ہوتا تو قاضی کی عدالت میں ہی اس کا فیصلہ ہوا کرتا تھا۔

دوسری حیثیت صاحب امر ہونے کی ہے۔ اس حیثیت سے ان کے ساتھ تنازع پیدا ہونے کی صورت اس کے خلاف ہی ہو سکتی ہے اس تنازع کو دور کرنے کا طریق شریعت نے اس سے بالا صاحب امر کے پاس اپیل ہی بتلاتی ہے جو آخری صاحب امر تک کی جا سکتی ہے اس کے بعد خاموشی سے فیصلہ کو تسلیم کر لینے کی ہی ہدایت کی ہے

یہ ساری بحث ملکی نظم ونسق کے ساتھ تعلق رکھنے والے اولوالامر کے متعلق کی گئی ہے۔ روحانی امور سے تعلق رکھنے والے اولوالامر یعنی ماموریں کے متعلق بحث انشاء اللہ آئندہ قسط میں کی جائے گی جنہیں بالفاظ دیگر مجددین کہا جاتا ہے اور اسی ضمن میں حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ اختلاف کرنے یا نہ کرنے پر روشنی ڈالی جائے گی۔

والسلام علی من اتبع الھدی

فہرست آمد چندہ گولڈن جوبلی فنڈ جماعت لاہور چھاؤنی

رسید نمبر	اسمائے گرامی	چندہ
۱۷۸۴	میاں اسے آر یوسف صاحب	30/-
۱۹۸۸	ڈاکٹر اللہ بخش صاحب	50/-
۲۰۰۳	شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری	50/-
۲۰۲۱	خواجہ افتخار احمد صاحب وائیں	10/-
۲۰۲۷	مرزا مسعود بیگ صاحب	50/-
۲۰۴۴	شیخ عبدالرحمٰن صاحب جتوی	50/-
۲۰۵۳	ملک خدابخش صاحب	25/-
۲۰۵۵	میاں فضل کریم صاحب	50/-
۲۰۹۱	مرزا خالد اکرام صاحب	20/-
"	مخدوم اشرف صاحب	25/-
۲۰۹۴	مسعود صدیقی صاحب	25/-
۲۱۰۹	ملک عبدالغنی صاحب امپیریل الیکٹرک کمپنی	200/-
۲۱۲۸	حضرت امیر قوم ایدہ اللہ	50/-
۲۱۴۳	صلاح الدین بٹ صاحب	10/-
۲۲۳۳	میاں عبدالغنی صاحب بٹ	25/-
۲۲۵۱	ڈاکٹر وحید احمد و رشید احمد صاحبان	50/-
۲۲۹۱	مرزا منظور بیگ صاحب	25/-
۲۲۹۳	قاضی سمیع اللہ خان صاحب	25/-
۲۳۰۰	میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی لاہور	70/-
۲۳۲۲	خواجہ عبدالحمید صاحب	15/-
"	پروفیسر اصغر حمید صاحب	50/-
"	خواجہ افتخار احمد صاحب وائیں	15/-
"	مرزا خالد اکرام صاحب	5/-
"	کیپٹن چوہدری انعام الحق صاحب	15/-
۲۳۲۶	مظہر الدین ملتانی صاحب	10/-
۲۳۲۹	مرزا مقبول بیگ صاحب	10/-
۲۳۴۲	مرزا حمید الرحمٰن صاحب	50/-
۲۳۷۸	میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی لاہور	70/-
۲۳۸۸	شیخ میاں سعید احمد صاحب کوڑ	1000/-
۲۴۲۳	خان بہادر میاں محمد صادق صاحب	50/-
۲۴۲۵	مرزا محمد یوسف بیگ صاحب	10/-
۲۴۶۷	ڈاکٹر نذیر الاسلام صاحب	25/-
۲۴۷۲	امۃ السبحان دختر چوہدری خلیل الرحمان صاحب	5/-
۲۴۷۵	پروفیسر عبدالسلام صاحب	50/-
۲۴۷۹	شیخ انعام الٰہی صاحب	5/-
۲۴۸۸	شیخ میاں حمید احمد صاحب	1000/-
۲۴۸۸	ماسٹر محمد عبداللہ صاحب	10/-
۲۴۹۹	بیگم صاحبہ ڈاکٹر غلام محمد صاحب مرحوم	50/-
۲۵۱۰	قاضی عبدالعزیز صاحب لاہور چھاؤنی	100/-
"	بشیر احمد "	100/-
"	سید سلطان علی شاہ صاحب	50/-
۲۵۱۰	قاضی محمد اسلم صاحب لاہور چھاؤنی	25/-
"	عبدالغفار صاحب "	20/-
"	عبدالحفیظ صاحب "	10/-
"	ڈاکٹر مبشر علی شاہ صاحب "	10/-
"	قاضی غلام محمود صاحب "	10/-
"	سید منور علی شاہ صاحب "	10/-
"	قاضی غلام رسول صاحب "	10/-
"	مستری مولا بخش صاحب "	1/-
۲۵۱۶	مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی لاہور	20/-
۲۵۱۷	سید خالد حسین شاہ صاحب	50/-
۲۵۵۱	حکیم رحمت اللہ صاحب لکھنے کے	5/-
۲۷۵۰	ملک عبدالرحمٰن صاحب غوری	20/-
۲۷۹۵	میسرز پیپر کارنر	20/-
۲۷۹۶	میسرز پیپر کارنر	40/-
۲۷۸۰	بذریعہ ہیڈ ماسٹر صاحب مسلم ہائی سکول والٹن	1000/-

شیخوپورہ

رسید نمبر	اسمائے گرامی	چندہ
۲۴۲۸	خورشید بیگم صاحبہ سانگلہ ہل	5/-
۲۴۲۹	محمودہ بیگم صاحبہ	5/-
۲۴۳۳	چوہدری عبدالحمید صاحب مولوی فاضل فیروزوالہ	25/-
۲۵۸۹	لطیفہ احمد - شیخوپورہ	

باہتمام ملک ... صاحب ... دست محمد صاحب ... بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور سے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

پیغام صلح

لاہور

تار کا پتہ: تبلیغ لاہور

ٹیلیفون نمبر: ۳۲۳۷

زرِ مبادلہ
پاک و ہند سے: چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

مدیر: دوست محمد
مدیر معاون: بشیر احمد سود
ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے

قیمت پرچہ - ۱۲ پیسے

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفیٰؐ ما را امام و پیشوا

ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوّت را برو شد اختتام

آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست

یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفرست و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۳۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
۴۔ سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابل احترام ہیں۔
۵۔ سب مجددوںؒ کا ماننا ضروری ہے۔
۶۔ اسلام تمام دنیا پر غالب ہوگا۔

جلد ۵۳ | یوم چہار شنبہ مؤرخہ ۷ شوال المبارک ۱۳۸۴ھ مطابق ۱۰ فروری ۱۹۶۵ء | نمبر (۶)

بحرِ حکمت کے موتی

وعن جابرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ستعاذ باللہ فاعیذوہ ومن سال باللہ فاعطوہ ومن دعاکم فاجیبوہ ومن صنع الیکم معروفًا فکافئوہ فان لم تجدوا ما تکافئوہ فادعوا لہٗ حتی تروا انکم قد کافئتموہ۔ رواہ ابوداؤد والنسائی وابن حبان فی صحیحہ والحاکم وقال صحیح علی شرط الشیخین بحوالہ الترغیب والترہیب۔

ترجمہ:—

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا فرمایا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص خدا تعالیٰ کا واسطہ دیکر پناہ مانگے اُسے پناہ دو اور جو خدا کے واسطہ سے مانگے اس کو دے دو۔ اور جو تمہیں بلائے (کسی مدد یا مشورہ کے لئے) تو اسے (مناسب) جواب دو۔ اور جو تمہارے ساتھ نیکی کرے اسے بدلہ دو اور اگر بدلہ دینے کے لئے تمہارے پاس کچھ نہ ہو تو اس کے لئے دعائے خیر کرو یہاں تک کہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ اس کا بدلہ ہو گیا۔

اس حدیث شریف میں بہت سے اخلاقی اور تربیتی اسباق ہیں۔ پناہ کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:—

وان احد من المشرکین استجارک فاجرہ حتی یسمع کلام اللہ ثم ابلغہ مامنہ (۹:۶)

سوالی کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:— واما السائل فلا تنہر (۹۳:۱۰) یعنی ہر ایک مادی روحانی اور علمی مدد مانگنے والے کے سوال کو قبول کیا جائے۔ نیکی کے بدلہ کے متعلق ہے ہل جزاء الاحسان الا الاحسان۔ (۵۵:۶۱)

(غلام قادر ڈار عفی عنہ)

راتوں کو اُٹھ اُٹھکر دعائیں مانگو اور اس کے فضل کو طلب کرو

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

(۱) خدا تعالیٰ بڑا کریم ہے اس کی کریمی کا بڑا گہرا سمندر ہے جو کبھی ختم نہیں ہو سکتا اور جس کو تلاش کرنے والا اور طلب کرنے والا کبھی محروم نہیں رہا۔ اس لئے تم کو چاہیئے کہ راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر دعائیں مانگو اور اس کے فضل کو طلب کرو۔ ہر ایک نماز میں دعا کے لئے کئی مواقع ہیں۔ رکوع۔ قیام۔ قعدہ۔ سجدہ وغیرہ۔ پھر آٹھوں پہر میں پانچ مرتبہ نماز پڑھی جاتی ہے۔ فجر، ظہر، عصر، شام اور عشاء۔ ان پر ترقی کر کے اشراق اور تہجد کی نمازیں ہیں۔ یہ سب دعا کے لئے مواقع ہیں۔ نماز کی اصلی غرض اور مغز دعا ہی ہے اور دعا مانگنا... اللہ تعالیٰ کی قدرت کے عین مطابق ہے۔ مثلاً عام طور پر ہم دیکھتے ہیں کہ جب بچہ روتا دھوتا ہے۔ اضطراب کرتا ہے تو ماں کس قدر بیقرار ہو کر اس کو دودھ دیتی ہے۔ الوہیت اور عبودیت میں اسی قسم کا ایک تعلق ہے جس کو ہر شخص نہیں سمجھ سکتا۔ جب انسان اللہ تعالیٰ کے دروازہ پر گر پڑتا ہے اور نہایت عاجزی اور خشوع و خضوع کے ساتھ اس کے حضور اپنے حالات کو پیش کرتا ہے اور اس سے اپنی حاجات کو مانگتا ہے تو الوہیت کا کرم جوش میں آتا ہے اور ایسے شخص پر رحم کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کا دودھ بھی ایک گریہ کو چاہتا ہے۔ اس لئے اس کے حضور رونے والی آنکھ پیش کرنی چاہیئے۔

(ملفوظات جلد اوّل)

(۲) میں نہیں سمجھتا کہ رات اور دن میں کیا فرق ہے۔ صرف نور اور ظلمت کا فرق ہے۔ سو وہ نور تو مصنوعی بھی بن سکتا ہے بلکہ رات میں تو یہ ایک برکت ہے۔ خدا نے بھی اپنے فیضان عطا کرنے کا وقت رات ہی رکھا ہے۔ چنانچہ تہجد کا حکم رات کو ہے۔ رات میں دوسری طرفوں سے فراغت اور کشمکش سے یکسوئی ہوتی ہے۔ اچھی طرح دلجمعی سے کام ہو سکتا ہے۔ رات کو مردہ کی طرح پڑے رہنا اور سوتے سے کیا حاصل؟

(ملفوظات جلد پنجم)

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
حضرت مسیح موعود

(مرتبہ:- شیخ غلام قادر ڈار صاحب)

ٹرینی ڈاڈ

ترجمہ خط شلیم خان ٹرینی ڈاڈ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

میں یہ چند سطور مودبانہ آپ کو تحریر کرتا ہوں۔ الحمدللہ آپ معہ معاونین اسلام کی اشاعت کے لئے ہمہ تن مصروف ہیں مجھے آپ کی ارسال کردہ کتب موصول ہوئیں میں نے تمام کتابوں کا مطالعہ کیا ہے۔ ان میں ایک کتاب ٹیچنگز آف اسلام بہت مفید ثابت ہوئی۔ اگر اس قسم کی اسی مصنف کی اور کتابیں ہوں تو ارسال کریں۔ مجھے ان کی قیمت سے بھی اطلاع بخشیں، یہ کتب انگریزی میں ہوں کیونکہ میں اُردو اور عربی نہیں جانتا۔ میرا تاخیر سے جواب دینا اس بات پر مبنی ہے کہ میں نے کتابوں کا مطالعہ مکمل نہیں کیا تھا مجھے کتابوں کی فہرست ارسال کریں امید ہے کہ آپ جلدی جواب دیں گے۔ والسلام

(ان کو نیو ورلڈ آرڈر اور مزید لٹریچر بھیجا گیا اور خط کا جواب بھی دیا گیا۔)

نیویارک

ترجمہ خط یحییٰ شریعت بیگ صاحب۔ نیویارک

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں: میں کافی عرصہ سے اسلام کی اور احمدیت کی اشاعت کر رہا ہوں۔ میں یہ خط آپ کو اس غرض کے لئے لکھ رہا ہوں کہ مجھے مزید کام کے لئے ہدایت فرمائیں۔ مشکور رہوں گا۔

میں بالٹی مور۔ میری لینڈ یو۔ ایس۔ اے میں پیدا ہوا اور قادیانیوں کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اور میں نے ورجینیا میں گریجوایٹ تک تعلیم حاصل کی۔ اور بعد میں یو۔ ایس میرین کورس میں ڈگری حاصل کی۔ میری ابھی شادی ہوئی ہے اور بچہ ہے اور خواہش ہے کہ میں مزید تعلیم کو لمبیا یونیورسٹی میں سیکھ کر یونیورسٹی ڈگری حاصل کروں۔

میں بالٹی مور اور نیویارک میں احمدی مشن کا ممبر ہوں۔ یہاں سے میں سان فرانسسکو اور کیلے فورنیا میں چلا گیا۔

اس عرصہ میں مجھے معلوم ہوا کہ اس موومنٹ کے دو فرقے ہیں، ایک دفعہ مجھے کہا گیا کہ اہل سنت کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی اور مجھے بہت بُرا محسوس ہوا۔ کہ نیک اور پاک طبیعت غیر احمدیوں کو کافر کہا جاتا ہے خاصکر اس ملک میں جہاں [illegible] کو بہت کم ماننے والے ہیں اور یہ مجھے میرے فجی جزیرہ کے ایک دوست محمد عبداللہ نے بتایا میں جماعت لاہور کے خیالات کو کافی عرصہ مطالعہ کرتا رہا اور میں نے حضرت صاحب کو مسیح موعود مان لیا ہے۔

میری شادی کیلیفورنیا میں ایک سنی مسجد میں ہوئی اور اسلامی سینٹر کا ممبر ہوں اور میرے دو قادیانی ساتھی جو کہ نیویارک سے آئے میرے ساتھ کام کرتے تھے۔

جب میں نیویارک سے واپس آیا۔ تو اللہ کا بڑا احسان ہوا کہ میرے دو دوستوں نے مجھے اسلام کی اشاعت کے لئے کہا۔ اس پر میں نے ارادہ کر لیا کہ اسلام کو کس طرح غیر مسلموں میں پیش ...... کیا جائے۔ میں آپ سے تجویز اور رائے دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ نیز مجھے حضرت مولانا محمد علی صاحب کی اسلامی کتب ارسال کریں اور میں آپکا کالٹریچر بیچوں گا۔ ایک ایک کتاب اور لٹریچر نمونہ کے طور پر ارسال کریں۔

(ان کو قرآن شریف۔ ٹیچنگز آف اسلام اور لٹریچر اور خط کا جواب دیا گیا۔)

نائیجیریا

ترجمہ خط محمد بلیوا۔ نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

آپ کا ارسال کردہ قرآن شریف اور دیگر کتب مل گئی ہیں جن کا بہت بہت شکریہ اور میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ میں نے قرآن شریف کے مطالعہ سے اسلام کے متعلق بہت کچھ معلومات حاصل کی ہیں۔

والسلام

(ان کو خط لکھا گیا)

(۲)

ترجمہ خط محمد اووانی۔ نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

آپ کا ارسال کردہ اسلامی لٹریچر مجھے دسمبر کو ملا۔ میں اسکو بالاستیعاب پڑھ رہا ہوں۔ اور چند دنوں میں ختم کر دوں گا۔

امید ہے کہ آپ مجھے اور مفید کتب ارسال کریں گے اور میرے خط کا جواب جلدی ارسال کریں گے اللہ تعالےٰ آپ کے مشن کو جاری رکھے اور اللہ کی رحمتیں نازل ہوں۔

(ان کو ٹیچنگز آف اسلام اور مزید لٹریچر بھیجے گئے اور نیز خط کا جواب دیا گیا)

(۳)

ترجمہ خط:- ابراہیم عبدالسلامی احمد و بیلو یونیورسٹی زاریا۔ نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

آپ کے ارسال کردہ ٹریکٹوں کا شکریہ۔ میں ۱۲/۶۴ تا ۱/۶۵ ایک رخصت پر جا رہا ہوں۔ اس لئے میرے گھر کے پتہ پر پارسل نہ بھیجیں۔

ایک دفعہ پھر میں آپ کے پمفلٹس ارسال کرنے کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں اکیلا ان کا مطالعہ نہیں کروں گا۔ بلکہ دوسرے لوگ بھی اس سے فائدہ اٹھائیں گے۔ والسلام۔

(نیو ورلڈ آرڈر۔ پرافٹ آف اسلام اور خط کا جواب دیا گیا۔)

(۴)

ترجمہ خط مسٹر سید و۔ ایم اوزیگبی۔ نائیجیریا۔

آپ کا ارسال کردہ قرآن شریف موصول ہوا۔ بہت بہت شکریہ میری خدا سے دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ مجھے اس پر عمل کی توفیق عطا کرے۔ بیعت فارم (.........) کے متعلق جو آپ نے تحریر کیا ہے کہ اسکو پر کر کے واپس بھیجدیں گذارش ہے کہ فارم نہیں ملا۔ اغلب ہے کہ جلدی سے کہیں گر گیا ہے میں مشکور رہوں گا کہ اگر ایک اور .... فارم ارسال کر دیں۔ ممبر شپ سرٹیفکیٹ کے پہنچنے سے پہلے بہت سے لوگ جو عیسائی تھے اسلام میں داخل ہو گئے ہیں۔ اور جو لوگ نماز باقاعدہ ادا نہ کرتے تھے۔ وہ نماز ادا کرتے ہیں۔ میں مشکور ہوں گا اگر مجھے مزید لٹریچر ارسال فرمائیں اور مسلم پریئر بک کی قیمت بھی لکھ کر بھیج دیں۔

مندرجہ ذیل آدمیوں نے سلسلہ میں شامل ہونے کی درخواست کی ہے۔

(۱) مسٹر توجو عبدالقادر۔ پرادنسپل آفس سکوٹو

(۲) عبداللہ یوسف منسٹری آف ورکس سکوٹو۔

(۳) محمد و۔ ایم۔ اونارو۔ " " "

مندرجہ بالا آدمی مذہب سے خاص دلچسپی رکھتے ہیں۔ اس لئے ان کے ممبر شپ سرٹیفکیٹ میری معرفت ارسال کریں تا کہ میں ان کو بانٹ دوں یا سیدھے ان کے نام ارسال کریں۔ والسلام

(ان کو ممبر شپ سرٹیفکیٹ اور مزید کتابیں بھیجی گئیں اور مزید لٹریچر ارسال کیا گیا۔)

ہفت روزہ پیغام صلح — لاہور — مورخہ ۱۰ر فروری ۱۹۶۷ء

مصلوبیت مسیح کی ذمہ داری

کچھ عرصہ سے رومن کیتھولک چرچ کے رہنما پوپ کے ہاں سے اپنی سابقہ روایات کے خلاف بعض عجیب وغریب فیصلے ہو رہے ہیں۔ اور عجیب تر بات یہ ہے، کہ تمام مسیحی دنیا ان فیصلوں کو بلا چون وچرا تسلیم کرتی چلی جا رہی ہے۔ زیادہ دیر نہیں گذری ایک سابق پوپ صاحب نے یہ فیصلہ صادر کیا تھا کہ خداوند مسیح کی طرح ان کی والدہ حضرت مریم بھی فوت نہیں ہوئیں اور وہ آسمان پر زندہ موجود ہیں۔

اب ویٹیکن (پوپ کے صدر مقام) کے حوالہ سے یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ رومن کیتھولک کلیسا نے اکثریت کے ووٹ سے یہ فیصلہ صادر کیا ہے کہ مصلوبیت مسیح کی ذمہ داری قوم یہود پر عائد نہیں ہوتی۔

کہا جاتا ہے کہ کوئی معذرت نامہ قوم یہود نے حکومت اسرائیل یا اپنے دینی پیشواؤں کے ذریعہ کلیسائے روم کے سامنے پیش کیا تھا جس پر مسیحیت کی دینی کونسل نے یہ فتوےٰ دیا اور قوم یہود کی صفائی کو قبول کر کے اس کے شدید ترین تاریخی جرم یعنے مصلوبیت "ابن اللہ" سے اسے بری کر دیا اور بریت نامہ لکھ کر شائع کر دیا۔

اس سلسلہ میں اندرونی حالات کیا کیا پیش آئے معذرت نامہ کن کن دلائل کے ساتھ مرتب ہوا اور نئی شہادتیں کیا کیا پیش ہوئیں اس قسم کی تفصیلات کا کوئی علم نہیں ہو سکا۔ اگر یہ تفصیلات بھی شائع کر دی جاتیں تو پتہ لگ سکتا تھا کہ کھلے تاریخی واقعات اور انجیلی بیانات کی موجودگی میں کونسی نئی شہادتیں پیدا ہو گئیں جن کی بنا پر یہ فیصلہ صادر کیا گیا۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مسیح کی مصلوبیت کی ذمہ داری اگر قوم یہود پر عاید نہیں ہوتی، تو کس کو اس کا ذمہ دار قرار دیا جا سکتا ہے۔ زمانہ مسیح کی رومن حکومت کے گورنر پیلاطوس کے متعلق تو اناجیل میں صاف لکھا ہے کہ اس نے مسیح کو صلیب دینے کی ذمہ داری سے ہاتھ دھو لئے۔ ملاحظہ ہو اناجیل کے حسب ذیل فقرات:-

"جب صبح ہوئی تو سب سردار کاہنوں اور قوم کے بزرگوں نے یسوع کے خلاف مشورہ کیا تا کہ اسے مار ڈالیں اور اسے باندھ کر لے گئے اور پیلاطوس حاکم کے حوالے کیا"

(متی ۲۷: ۱-۲)

"اور حاکم کا دستور تھا کہ عید پر لوگوں کی خاطر ایک قیدی جسے وہ چاہتے تھے چھوڑ دیتا تھا، اس وقت برابا نام ان کا ایک مشہور قیدی تھا، پس جب وہ اکٹھے ہوئے تو پیلاطس نے ان سے کہا تم کسے چاہتے ہو کہ میں تمہاری خاطر چھوڑ دوں؟ برابا کو یا یسوع کو جو مسیح کہلاتا ہے، کیونکہ اسے معلوم تھا کہ انہوں نے اسے حسد سے پکڑوایا ہے، اور جب وہ تخت عدالت پر بیٹھا ہوا تھا تو اس کی بیوی نے اسے کہلا بھیجا کہ تو اس راستباز سے کچھ کام نہ رکھ کیونکہ میں نے آج خواب میں اس کے سبب سے بہت دکھ اٹھایا ہے، لیکن سردار کاہنوں اور بزرگوں نے لوگوں کو ابھارا کہ برابا کو مانگ لیں اور یسوع کو ہلاک کرائیں حاکم نے کہا ان دونوں میں سے کس کو چاہتے ہو کہ تمہاری خاطر چھوڑ دوں؟ وہ بولے برابا کو پیلاطس نے ان سے کہا پھر یسوع کو جو مسیح کہلاتا ہے کیا کروں؟ سب نے کہا اسکو صلیب دی جائے۔ اس نے کہا کیوں؟ اس نے کیا برائی کی ہے؟ مگر وہ اور بھی چلا چلا کر بولے کہ اس کو صلیب دی جائے۔ جب پیلاطس نے دیکھا کہ کچھ بن نہیں پڑتا بلکہ الٹا بلوا ہوتا جاتا ہے، تو پانی لیکر لوگوں کے روبرو ہاتھ دھوئے اور کہا میں اس راستباز کے خون سے بری ہوں، تم جانو، سب لوگوں نے جواب دے کر کہا کہ اس کا خون ہماری اور ہماری اولاد کی گردن پر! اس پر اس نے برابا کو ان کی خاطر چھوڑ دیا اور یسوع کو کوڑے لگوا کر حوالہ کیا تا کہ صلیب دی جائے۔"

یہ انجیل متی کا بیان ہے، جس میں صفائی کے ساتھ یہ بتایا گیا ہے کہ رومی حاکم پیلاطس نے مسیح کی بے گناہی کی شہادت دیتے ہوئے اس کے خون سے ہاتھ دھو کر اپنے آپ کو بری الذمہ قرار دیا، اور یہودیوں نے کھلے طور پر یہ قرار کیا کہ اس کا خون ہماری اور ہماری اولاد کی گردن پر ہے۔ اور صرف متی ہی نہیں باقی تینوں اناجیل (مرقس، لوقا اور یوحنا) میں بھی بالفاظ مختلف یہی بیان ہے کہ پیلاطس نے بلند یار یہی کہا کہ میں اس کا جرم نہیں پاتا تم ہی اسے لے جاؤ اور صلیب دو۔ پھر کس منہ سے آج قوم یہود کی اولاد اپنے آپ کو اس کے خون سے بری الذمہ سمجھتی اور اس کی مصلوبیت کی ذمہ داریوں کو لینے سے گریز کرتی ہے۔ اور کس بنا پر پوپ صاحب نے ان کی درخواست کو منظور کر کے یہ فیصلہ صادر کر دیا کہ مصلوبیت مسیح کی ذمہ داری قوم یہود پر عائد نہیں ہوتی؟

ہاں ایک خیال ایسا ہے جس کی بنا پر یہود کو بری قرار دیا جا سکتا ہے۔ اور شاید رومن کیتھولک کلیسا کے سامنے یہی خیال ہو، کہ مسیح کی مصلوبیت تو مسیحی اعتقاد کے مطابق امر تھا۔ لئے کی اس مصلحت کے ماتحت عمل میں آئی کہ وہ دنیا کے گناہوں کا کفارہ بنیں، اگر وہ مصلوب ہوتے تو کفارہ کا عقیدہ کہاں سے پیدا ہوتا اور عیسائی دنیا کے اس ایمان کی بنیاد ہی باقی نہ رہتی کہ مسیح ابن اللہ ہونے کی وجہ سے صلیب پر مر کر ان کے گناہوں کا کفارہ ہو گیا۔ اس لئے مصلوبیت مسیح کی اصل ذمہ داری تو خود اللہ تعالےٰ پر عائد ہوتی ہے، جس نے خدا باپ ہو کر خدا بیٹے کو صلیب پر چڑھا دیا تا کہ لوگوں کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے، قوم یہود کو تو بطور ایک ذریعہ کے استعمال کیا گیا۔ ان کا قصور کیا ہو سکتا ہے جب خدا باپ خود اپنے بیٹے کو صلیب پر چڑھانے پر تلا ہوا تھا۔ یہود کے ذریعہ اس نے یہ کام کرا لیا جیسے کوئی حکومت پھانسی دینے کے لئے کسی کو جلاد مقرر کر دے۔ اس صورت میں پھانسی دینے کی ذمہ داری جلاد پر تو عائد نہیں ہو سکتی، وہ تو حکومت پر عائد ہو گی، جس نے اسے اس کام کے لئے مقرر کیا۔

صرف عیسائی قوم کا یہ عقیدہ ہی ہے جو مصلوبیت مسیح کی ذمہ داری سے قوم یہود کی بریت کا موجب ہو سکتا ہے ورنہ جہاں تک تاریخی حقائق اور انجیلی بیانات کا تعلق ہے مسیح علیہ السلام کو صلیب پر چڑھانے کی اصل ذمہ داری یہود ہی پر عائد ہوتی ہے اور ہم نہیں سمجھتے کہ پوپ صاحب نے کس بنا پر قوم یہود کو اس شدید ترین جرم سے بری قرار دیدیا۔

قرآن کریم نے بھی انہی تاریخی شواہد کی تائید میں یہود کا یہ بیان نقل کیا ہے وقولھم انا قتلنا المسیح ابن مریم رسول اللہ یعنے یہود کا اپنا بیان ہے کہ ہم نے مسیح عیسےٰ ابن مریم کو جو اللہ کا رسول ہونے کا مدعی تھا، قتل کر دیا، یہ الگ امر ہے کہ قرآن کریم نے وما قتلوہ وما صلبوہ کہکر اس بات کی نفی کی ہے کہ نہ وہ قتل ہوئے اور نہ صلیب پر مارے گئے۔ لیکن جہاں تک صلیب پر چڑھائے جانے کا تعلق ہے اس کی قرآن کریم نے نفی نہیں کی بلکہ ولکن شبہ لھم کے الفاظ میں بتا دیا کہ وہ صلیب پر مرے نہیں بلکہ مشابہ بالمقتول یا مشابہ بالمصلوب ہو گئے۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ قرآن کریم نے قوم یہود ہی کو خود ان کے دعوے کے مطابق مصلوبیت مسیح کا ذمہ دار قرار دیا ہے، اور پوپ کی مسیحی کونسل کا فتوےٰ تاریخی اور انجیلی شواہد اور یہود کے اپنے بیانات کے صریح خلاف ہے۔

درخواست دعا

قبلہ والد صاحب کی طبیعت کچھ دنوں سے زیادہ خراب ہو گئی تھی اور کمزوری اور ضعف کی شکایت بھی بڑھ گئی تھی اس لئے ان کو لیاقت میڈیکل کالج ہسپتال حیدرآباد میں داخل کرا دیا ہے۔ آج پانچواں دن ہے۔ کچھ افاقہ بھی ہو رہا ہے۔ آپ دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ ان کو صحت عطا کرے نیز بزرگوں اور احباب سے بھی کہیں۔ دیگر سب کو سلام والدعا۔

نیاز مند فضل الرحمان کمرہ نمبر ۶
نمبر ۲ بلوچستانی ہوٹل رشاہ مکی روڈ۔ حیدرآباد سندھ

آئینۂ صدق و صفا

کے متعلق دو ضروری خط

آئینۂ صدق وصفا نامی کتاب کے بارہ میں جو حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم اور مرزا ایوب بیگ صاحب مرحوم کے حالات پر مشتمل ہے۔ اس کے فاضل مصنف مرزا مسعود بیگ صاحب کو متعدد خطوط موصول ہوئے ہیں جن میں سے دو ذیل میں درج کئے جاتے ہیں :-

(۱)

بخدمت مکرم و محترم جناب مرزا صاحب -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - امید ہے سب طرح خیریت ہوگی - میں نے آئینہ صدق وصفا کا مطالعہ کیا ہے - یہ اتنی دلچسپ اور ایمان افروز تالیف ہے کہ میں نے اسکو کم سے کم وقت میں ختم کیا ہے - اور پھر پڑھنا چاہتا ہوں - جزاکم اللہ خیر الجزاء

آپ نے ایسی کتاب شائع کر کے قوم پر احسان کیا ہے - میں خود گواہ ہوں کہ یہ ہستیاں ہمارے لئے رحمت کا موجب تھیں - حوادث کے باوجود اب بھی جو باغ و بہار ہے - انہی کی بدولت ہے - یہ جو ایک وقت میں مشہور تھا کہ احمدیہ بلڈنگس میں فرشتے رہتے ہیں - یہی لوگ تھے اور اس میں کلام نہیں کہ ایسا ہی تھا - یہ جو آپ جلسہ سالانہ پر اور معتقدین کے اجلاس میں ہمیں رلاتے ہیں تو یہ اسی درد کا نتیجہ ہے جو آپ کے دل میں ہے - اللہ تعالیٰ اس جماعت کو ترقی دے اور دلوں کا اس طرف پھیر دے آمین - اور خداوند تعالیٰ ان تمام بزرگوں پر ہزار ہزار رحمت نازل کرے اور ہمیں بھی توفیق دے کہ ان کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کریں۔

طالب دعا - نثار احمد سیالکوٹ چھاؤنی

(۲)

گر تو میخواہی مسلماں زیستن • نیست ممکن جز بقرآن زیستن

چک $\frac{6}{4-L}$ - ۲۲ر جنوری ۱۹۶۵ء

محترم مکرم جناب مرزا مسعود بیگ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ -

میں نے آپ کی تالیف کردہ کتاب "آئینۂ صدق وصفا" جس میں آپ نے حضرت مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم و مغفور کی زندگی کے ہر شعبہ میں نہایت اختصار کے طور پر نہایت موزوں طریقہ سے اور خوبصورتی سے روشنی ڈالی ہے - سبقاً سبقاً پڑھی - اس میں احمدی قوم کے لئے بالعموم اور نوجوانوں اور ڈاکٹروں کے لئے بالخصوص ہر پہلو میں درس عبرت ہے -

نیز آپ نے ان کے دیرینہ تعلقات رکھنے والوں (سکھ ہو - یا ہندو - یا عیسائی) کے نام گنوا کر اور ان تعلقات پر طائرانہ نظر ڈال جو کچھ لکھا ہے - اس سے مرحوم کے اوصاف حمیدہ اخلاق فاضلہ اور بلند کرداری کا صاف پتہ چلتا ہے -

فہرست مضامین میں آپ نے جو عنوان دیئے ہیں - اس سے مطالعہ کرنے والوں کو بہت امداد ملتی ہے - بیعت کے تاثرات کے ضمن میں آپ نے حضرت مرحوم و مغفور میں غیر معمولی تبدیلی کا جن الفاظ میں ذکر کیا ہے - اس سے ان کی ذہنی اور قلبی کیفیات کی ترجمانی ہوتی ہے - ہمارے لئے اس میں ہدایت کا سبق پوشیدہ ہے - ہمیں اس سبق کو ہمیشہ ذہن میں رکھنا اور اس کے مطابق اپنے قلب و ذہن اور کردار و عمل کی اصلاح اور اپنے اندر تغیر پیدا کرنا چاہیئے -

مرحوم و مغفور کا الہام کے مطابق پاس ہونا اور حصول ملازمت پر حضرت اقدس مسیح موعود کا ان الفاظ میں نصیحت فرمانا :-

"کہ بحیثیت طبیب اور معالج آپ کا تعلق محض انسان کے جسم سے ہوگا - نہ کہ اس کی روح کے ساتھ - اس لئے آپ کی نگاہ میں ایک عابد و زاہد اور ایک کافر و سرکش ایک مومن اور ایک دہریہ ایک نیک انسان اور ایک بدکار شخص مریض کی حیثیت سے ایک ہونے چاہئیں اور آپ ان میں کوئی فرق نہ کریں۔"

یہ نصیحت آب زر سے لکھی جانے کے قابل ہے - اصل میں زندگی کے ان تمام تجربات اور تغیرات کا مقصد یہ ہے کہ ہم میں اللہ تعالیٰ کا عرفان پیدا ہو سکے - ہم انہیں جاننے اور پہچاننے لگیں لیکن ہم اپنے جہل اور اپنے ایمان کی کمزوری کی وجہ سے اس راستہ سے بھٹک جاتے ہیں -

دوران ملازمت میں جہاں کہیں آپ تشریف لے گئے آپ نے اپنی بے لوث اور ایماندارانہ متقیانہ زندگی کا ہر کس و ناکس پر سکہ جمایا - اور آپ کی زندگی دوسروں کے لئے نمونہ بنی - آپ نے زندگی کی دوڑ میں حصہ لیتے وقت اور اس کی مختلف النوع سرگرمیوں میں شریک ہوتے وقت اس ابدی حقیقت کو یاد رکھا کہ اس کائنات میں مالک و مختار کل صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

آپ کے حلقۂ احباب میں ہندو، سکھ، مسلمان، عیسائی سب شامل تھے - جو کہ اس بات کا بین ثبوت ہے - کہ ہر مذہب اور ملت کے لوگ مرحوم کے اخلاق فاضلہ سے متاثر تھے اور آپ کی طبیعت تعصب سے پاک اور انسانی ہمدردی سے لبریز تھی۔

آپ کا قومی و ملی تحریکات میں شامل ہونا اس بات کا کھلا ثبوت ہے کہ بنی نوع انسان کی ہمدردی، بھلائی - آپ کا طرۂ امتیاز تھا - صرف یہی وجہ تھی کہ آپ مختلف اصلاحی انجمنوں اور دیگر اہم پروفیشنل مجالس کے سالہا سال ممبر رہے -

اس کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ ایک مرد مومن زندگی کے تغیرات یا آلام مصائب سے ہراساں نہیں ہوتا نہ وہ ان سے خائف ہو کر زندگی سے فرار ڈھونڈتا ہے وہ جانتا ہے - کہ ناخوشگوار حادثات، دردناک تجربات، الم انگیز واقعات اور ناسازگار حالات کا آنا انسانی زندگی میں لازمی اور لابدی ہے - انسان خوش ہو یا ناخوش محرومی اور نامرادی

(باقی ....)

"انوارِ ہدایت"

الکریم محترم جناب اڈیٹر صاحب اخبار پیغام صلح لاہور سلمہ اللہ تعالیٰ -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - مندرجہ ذیل چند سطور اپنے موقر اخبار میں شائع فرما کر ممنون فرمادیں :-

"میرے ایک نہایت عزیز دوست و بھائی مولانا عبدالرحمٰن صاحب مبشر مولوی سکنہ ڈیرہ غازی خاں نے حال ہی میں جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ایک کتاب موسوم "انوار ہدایت" شائع کی ہے - مولانا صاحب موصوف جماعت ربوہ سے تعلق رکھتے ہیں - میں نے اس کتاب کو پڑھا ہے - مولانا عبدالرحمٰن صاحب نے اس کتاب کو شائع کر کے سلسلہ کی بڑی بھاری خدمت سرانجام دی ہے - بلکہ میں یہ کہوں گا کہ انہوں نے اس کتاب کی اشاعت میں بڑی بھاری محنت کی ہے - اور جماعت پر بہت احسان کیا ہے - اس کتاب کا موضوع دس شرائط بیعت کی تشریح ہے - جو آج تک تشنۂ تکمیل چلی آ رہی تھی - سب سے زیادہ خوبی جو مجھے محسوس ہوئی ہے - وہ یہ ہے - کہ ہر ایک شرط بیعت کی تشریح حضرت مسیح موعود ...... علیہ السلام کی اپنی ہی مقدس کلام کی گئی ہے - جو نہایت ہی پُر تاثیر اور بابرکت ہے - اور کتاب کے نام کے مطابق ہدایت کا نور ہے - جس کے پڑھنے سے بہت ہی لطف و سرور محسوس ہوتا ہے - اور طبیعت پر بہت گہرا روحانی اثر پڑتا ہے - یہ کتاب اس قابل ہے کہ ہر احمدی گھرانے میں پڑھی جاوے - ہر ایک احمدی خود پڑھے اور اپنے بیوی بچوں کو اس کا باقاعدہ درس دے -

ہماری نئی پود کے لئے خاص طور پر جو کالجیٹ ہیں - ان کے لئے یہ کتاب بہت ہی مفید ہے - میں اپنے احمدی دوستوں اور برادران خواہ وہ ربوہ سے تعلق رکھتے ہوں یا لاہور سے پرزور استدعا کرتا ہوں کہ وہ ایسی کتاب کو ضرور پڑھیں اور بار بار پڑھیں - اس سے ان کو روحانی تسکین حاصل ہوگی - اور بہت فائدہ پہنچے گا - مولانا صاحب نے جس قدر محنت سے یہ کتاب ترتیب دی ہے - اس کے مقابلہ میں اس کی قیمت بھی چنداں گراں نہیں ہے - کتاب کی قیمت مجلد 5/3 روپے - اور غیر مجلد صرف ۔/۳ روپے ہے - یہ کتاب ہمارے کتب خانہ احمدیہ بلڈنگس لاہور سے مل سکتی ہے - اور مصنف سے بھی رحمانیہ منزل بلاک ۲ ڈیرہ غازی خاں کے پتہ سے مل سکتی ہے۔"

والسلام

عبدالرحیم جانڈیہ - بلاک ۲۲ ڈیرہ غازی خاں

اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کا طریق محاسبہ نفس اور دل کی پاکیزگی میں ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدا کردہ قوم کا ایمان اور عملی کارنامے

خطبہ جمعۃ الوداع مؤرخہ ۲۹ جنوری ۱۹۶۵ء فرمودہ حضرت امیر قوم مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

للہ ما فی السموات وما فی الارض۔ وان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ ——
وقالوا سمعنا واطعنا غفرانک ربنا والیک المصیر —— (البقرہ) ——

رمضان کی برکات

آج جمعۃ الوداع ہے۔ اس کی برکت سے مسلمان ذوق وشوق سے مسجدوں میں جمع ہو رہے ہیں اور بہت سی مساجد میں قضاء عمری بھی پڑھی جا رہی ہے۔ لوگ جو نفل پڑھتے ہیں۔ اس کو قضاء عمری بھی کہتے ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ کوئی لغزش ہو گئی ہو۔ کوئی خطا یا قصور ہو گیا ہو۔ نماز قضاء ہو گئی ہو یا فرائض میں کوتاہی ہو گئی ہو تو خدا انہیں معاف کر دے۔ اس قسم کا رجحان قوم کے لئے بڑا مفید ہوتا ہے یہ مہینہ تو سارے کا سارا برکت ورحمت کا مہینہ ہے۔ لیکن جمعۃ الوداع میں اس کی طرف زیادہ توجہ ہوتی ہے۔ کہ خدا ہم سے راضی ہو جائے۔

خدا تعالیٰ کو راضی کرنے کا طریقہ

خدا تعالےٰ کے راضی کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ انسان اپنی اصلاح کرے۔ اور اصلاح کے لئے ضروری ہے کہ انسان اپنے گریبان میں جھانکی لگائے۔ دل کو ٹٹولے اپنے نفس کا جائزہ لے۔ کہ خدا تعالےٰ کو راضی کرنے کے لئے ہم نے اپنے اندر کیا کیا تبدیلی کی ہے۔ جب تک مسلمان اپنے اندر تبدیلی پیدا نہیں کرتا اور جو منشاء رسول ہے اس کی فرمانبرداری نہیں کرتا اس وقت تک مقصد حاصل نہیں ہوتا۔ رمضان شریف کا مہینہ اس لئے ہے کہ اپنے قلب ونظر کا مطالعہ کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور احسانات

یہ جو آیات میں نے پڑھی ہیں ان میں یہی تلقین کی گئی ہے فرمایا للہ ما فی السموات وما فی الارض۔ ساری کائنات ہم نے پیدا کی ہے۔ آسمان، سورج قمر کے علاوہ جس قدر سیارے اور ستارے ہیں یہ سب ہم نے پیدا کئے ہیں۔ زمین کی جس قدر روئیدگی ہے۔ غلہ جات، باغات نہریں، سمندر اور پہاڑ ہم نے پیدا کئے ہیں۔ اس بیان سے خدا تعالےٰ اپنی عظمت، کبریائی علم اور قدرت انسان کو سمجھانا چاہتا ہے۔ انسان کو جب تک ان صفات الٰہی کا عرفان نہ ہو۔ اس وقت تک انسان کے دل میں خضوع خشوع پیدا نہیں ہوتا۔ ان آیات میں خدا تعالےٰ نے اپنی کامل قدرت اور علم محیط کا ذکر فرمانے کے علاوہ اپنے احسانات کا ذکر بھی کیا ہے۔

مخلوق کے کمالات

مغلوں نے لاہور، دلی اور آگرہ میں کچھ عمارات بنائی ہیں دنیا جہان کے لوگ ان کو دیکھنے کے لئے آتے ہیں اور ان کے دل ودماغ کی تعریف کرتے ہیں۔ کہ ان بادشاہوں اور انجنیئروں کا دماغ اعلےٰ درجہ کا تھا۔ کہ اتنی بڑی عظیم الشان عمارتیں تعمیر کیں۔ جن کی شہرت دنیا میں ہے۔ جو فن تعمیر کا عظیم الشان نمونہ ہیں اور ان کے دل بھی فراخ تھے جو زر کثیر سے انہوں نے ان تعمیرات کو انجام دیا۔

قدرت خداوندی کے عجائبات

لیکن یہ خدا تعالےٰ کی ساری زمین کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں اس زمین کے اندر عجائبات ہیں۔ سورج تو قدرت کا ایک نادر نمونہ ہے۔ یہ زمین سے بڑا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اگر ۱۳ لاکھ زمینیں ایک دوسرے پر رکھ دی جائیں۔ تو شاید سورج کے برابر ہو سکے۔ سورج بہت بڑا ہے۔ لیکن آسمان میں ایک روٹی کے برابر نظر آتا ہے اس کے ذمہ ساری دنیا کی صحت کا انتظام ہے۔ اس کے اندر ارادہ نہیں۔ عقل وفہم نہیں یہ بے جان ہے لیکن خدا تعالےٰ نے اس کے اندر جوہر رکھ دیئے ہیں۔ اس نے دنیا کی حرارت کو قائم رکھنا ہے۔ پھل پھول اور غلہ جات تیار کرتا ہے، ہواؤں کا چلانا اور ہواؤں کے ذریعہ سے بارش لانا ہے۔ کائنات کے مطالعہ سے خدا تعالےٰ کی عظمت وکبریائی، اس کی قدرت وعلم اور اس کے رحم وکرم کا پتہ چلتا ہے۔ اور یہ بھی ساری کی ساری چیزیں تمہارے لئے پیدا کی ہیں۔

چاند کے اثرات

ہم رات کو چاند اور اس کی چاندنی سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ لیکن اس کے عجائبات وہ جانتے ہیں جو سمندر کے قریب رہتے ہیں۔ یہ بھی ہمارے لئے نعمت ہے۔ میں جب گیارہویں جماعت میں پڑھتا تھا۔ کلکتہ اور کھلنا میں ہماری تجارت تھی۔ شام کے وقت کھلنا میں سمندر کے کنارے سیر کی۔ صبح جو اٹھا تو دیکھا کہ یہ الٹا چل رہا تھا میں حیران تھا لیکن اس کی وجہ پوچھنے سے گریز کی۔ بعد میں معلوم ہوا کہ چھ گھنٹے سمندر ایک طرف چلتا ہے اور پھر چھ گھنٹے دوسری طرف۔ کشتیوں والے رخت سفر باندھ کر تیار رہتے ہیں اور بغیر مشقت برداشت کرنے کے اور روپیہ خرچ کرنے کے کاروبار چلاتے ہیں۔ جب دریا دوسری طرف بہنے لگتا ہے تو اس طرف کا مال واپس اپنے شہر میں لے آتے ہیں۔ یہ چاند کی غریب پروری ہے۔

ستاروں کی رہنمائی

فرمایا وبالنجم ھم یھتدون۔

ستاروں کے بغیر سمندر میں جہاز رانی نہیں ہو سکتی ستاروں کی رہنمائی کو ایک آلہ کے اندر جمع کر لیا ہے ستاروں کی رہنمائی کے بغیر ہوائی جہاز بھی نہیں چل سکتا۔ خدا تعالےٰ کا یہ کرم وفضل ہے، اس کے احسانات، اس کی قدرت کی انتہا ہے۔ اور اس کے علم کا مظاہرہ ہے۔

خدا تعالیٰ اندرون قلب سے واقف ہے

فرمایا ان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ۔ تم اپنا محاسبہ کرو یا نہ کرو ہم تمہارا محاسبہ کرتے ہیں واعلموا ان اللہ یعلم ما فی صدورکم۔ ہم جانتے ہیں کہ تمہارے دلوں میں کیا ہے۔ اگر دلوں کو معبد خانہ کو یادگار الٰہی بنانا چاہتے ہو تو تمام بداخلاقی کے طریقوں کو چھوڑنا ہو گا۔ تمام رذیل عادات کو ترک کرنا ہوگا۔ لوگوں کو نقصان پہنچانے کے ارادوں سے باز رہنا ہوگا۔ تمام بداخلاقیاں دور کرنا ہوں گی۔ یہ رمضان کا مہینہ ہے اس کی برکات سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ اس ماہ میں لوگوں کا رجحان ہے کہ خدا کو راضی کریں۔ خدا کو راضی کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ اپنا محاسبہ کرو۔ اور اپنے اندرونی نقائص اور برے اعمال کو چھوڑ دو۔

محاسبہ نفس

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو

حاسب نفسہ فی الدنیا جس کسی نے اس دنیا میں اپنا محاسبہ کیا کہ میرے اندر کیا کیا نقائص ہیں جن کو دور کرنا ہے اور کیا کیا کمزوریاں ہیں جن کو چھوڑنا ہے، اور وہ ان نقائص اور کمزوریوں کو ترک کر دیتا ہے۔ لم یحاسبہ اللہ فی الآخرۃ۔ ایسے شخص کا قیامت کے دن خدا محاسبہ نہیں کرے گا۔

نبی کریم صلعم کی پیدا کردہ قوم

ان تعلیمات سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قوم پیدا کی۔ جن کے دلوں میں طہارت پیدا ہوئی وہ بڑے کامیاب انسان ثابت ہوئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اتنے عظیم انسان ہیں کہ انہوں نے صحرا نشینوں کو فرشتہ سیرت بنا دیا۔ وہ دین و دنیا کے بادشاہ ہو گئے دنیا پر حکومت کرنے لگے۔ ان کے اندر بہترین استعدادیں پیدا ہوئیں اور وہ دنیا کے معلم بن گئے۔ اُن کے متعلق دنیا میں کتابیں لکھی گئیں اور لکھی جا رہی ہیں۔

مسلمانانِ ہسپانیہ کے علمی و فنی کمالات

سپین میں مسلمانوں نے یونیورسٹیاں قائم کیں۔ یورپ اس وقت تاریک تر اعظم تھا۔ یورپ نے ان یونیورسٹیوں سے استفادہ کیا۔ مسلمان علماء، فلاسفروں اور سائنسدانوں اور ان کی علم و حکمت پر بہت کچھ لکھا گیا، اور یہ اعتراف کیا گیا کہ اُن کے احسان کے آگے یورپ کی گردنیں جھکی ہوئی ہیں۔ مغلوں کے ذکر میں ہسپانیہ کا نام بھول گیا۔ وہاں مسلمانوں نے عظیم الشان عمارتیں قائم کیں۔ ان کی نقل یورپ میں ہو رہی ہے۔ ان کی طرز پر کوئی محل تیار ہوا۔ کوئی ہوٹل بنا اور کوئی سینما گھر تعمیر ہوا۔ ہسپانوی مسلمان دنیا کے معلم بنے۔ بادشاہ ہوئے۔ انہوں نے بادشاہت کے نمونے قائم کئے۔ اور اپنے عمل سے دکھایا کہ مسلمان بادشاہ رعایا پر فدا ہوتا ہے۔ انہوں نے نہریں بنائیں باغات بنائے۔ رفاہِ عامہ کے کام کئے۔ یہ سب کچھ عوام کے فائدے کے لئے کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تعلیم دی ہے کہ لوگ باخدا ہو جائیں۔ ہم بغیر ارادہ کے بھی غلطی کر جاتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ معاف فرمائے۔ لیکن جو بدی کرنے سے نہیں ٹلتا، اسکو سزا دی جائے گی۔ قانون ایک ہی ہے۔ سارے انسانوں کے لئے ایک ہی قانون ہے جو اٹل ہے۔

قوت نظری اور قوت عملی
کمال الوہیت اور کمال عبودیت

اس بیان کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ مسلمانوں کی قوت نظری اور علم اور معرفت کو بڑھانا چاہتا ہے۔ فرمایا کہ میری کائنات کو دیکھ کر میرے افضال کو دیکھ کر، میرے کرم کو دیکھ کر میری عظمت اور میرے احسانات کا اندازہ لگاؤ۔ للّٰہ ما فی السمٰوات الخ میں قوتِ نظری کا بیان ہے اور آمن الرسول میں قوت عملی کا بیان ہے یا للّٰہ ما فی السمٰوٰت الخ میں کمال الوہیت کا بیان ہے اور آمن الرسول میں کمال عبودیت کا بیان ہے۔ اس اعلےٰ درجے کے کمال کو حاصل کرنا چاہیئے۔

صحابہ کرامؓ کا کمال ایمان

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور معجزہ بھی بیان فرمایا ہے وہ بڑا مشکل معجزہ ہے۔ والمؤمنون حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قوم پیدا کی۔ یہ ایک عظیم الشان لیڈر کی شان ہے کہ وہ اپنی قوم سے خوش ہوتا ہے اور ان کی قدر افزائی کرتا ہے۔ یہ ایک ہی لیڈر ہے جو اپنے ساتھ کام کرنے والوں کی قدر دانی کرتا ہے۔ فرمایا اصحابی کالنجوم۔ جب تاریکیاں پیدا ہو جائیں تو میرا ایک ایک صحابیؓ ستارے کا کام دے گا۔ جس کسی کے پیچھے چلو گے راہِ ہدایت پا جاؤ گے۔ فرمایا علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل۔ میری امت کے علماء کا درجہ بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہے اور فرمایا ان فی امتی رجالا ایمانہم اثبت من الجبال۔ میری امت میں وہ لوگ ہیں جن کا ایمان پہاڑوں سے زیادہ مضبوط ہے۔ ایسا ہی فرمایا میری امت میں وہ بھی لوگ ہیں جن پر انبیاء رشک کریں گے۔ یغبطہم الانبیاء

صحابہ کرامؓ کی تعریف

فرمایا ان امن الناس من مالہ وصحبتہ ابوبکر۔ جس شخص نے مال دے کر اور اپنی معیت کے ذریعہ سے میرے اوپر احسان کیا ہے وہ ابوبکرؓ ہیں، ایسا ہی حضرت عمرؓ کا نام الفاروق رکھا، اس لئے ہے کہ وہ حق و باطل میں تمیز کرنے والے ہیں۔ جس دن آپؓ مسلمان ہوئے۔ اس دن آپؓ نے جرأتِ ایمانی کا ثبوت دیتے ہوئے کہا کہ چلو ہم کعبہ میں نماز پڑھیں۔ آپؓ نے حق و باطل میں تمیز کر دی۔ اس لئے آپؓ کا نام الفاروق پڑا۔ حضور نبی کریم صلعم نے ان کے لئے فرمایا عبقری یہ لاجواب انسان ہے۔ حضرت مرزا صاحب نے بھی حضرت مولانا نورالدین رحمۃ اللہ علیہ کو عبقری کے نام سے یاد کیا ہے اور فرمایا ہے کہ مولانا نورالدین میں وہ اخلاق ہیں جن پر مجھے رشک آتا ہے۔

اپنوں کو چھوڑ کر دوسروں پر احسانات

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ لیڈر ہیں جو اپنے ساتھیوں کی قدر کرتے ہیں عزت افزائی کرتے ہیں۔ وہ اپنوں کی رعائیت نہیں کرتے۔ ان کو جاگیریں نہیں دیتے۔ نہ حضرت علیؓ کو جاگیر دیتے ہیں نہ حسنؓ حسینؓ کو جاگیر دیتے ہیں اور نہ حضرت عائشہؓ کو جاگیر دی۔ کئی دفعہ لاکھوں روپے کا مال آیا، وہیں تقسیم کر کے خالی ہاتھ واپس گھر چلے آئے۔ جنگ حنین میں چالیس ہزار بھیڑ بکری اور چوبیس ہزار اونٹ ہاتھ آئے مجاہدین اور غازیانِ اسلام میں تقسیم کر کے وہیں سے خالی ہاتھ گھر چلے گئے۔

فتح مکہ کے موقعہ پر عثمان بن طلحہ سے حضورؐ نے چابی طلب فرمائی تاکہ کعبہ کے اندر جا کر نفل ادا کریں، اس نے چابی دینے سے انکار کر دیا۔ حضرت علیؓ اس سے چابی چھین کر لے آتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبۃ اللہ کا دروازہ کھول کر نوافل ادا فرمائے اور چابی واپس اس کے حوالے کرنے کو فرمایا۔ جب حضرت علیؓ چابی لے کر گئے تو اس نے کہا کہ تم نے مجھے پہلے تکلیف دی اور مجھ سے یہ جبر چابی چھینی اب یہ واپس کرتے ہوئے نرم زبانی سے کام لے رہے ہو۔ اس شخص کی گستاخی کا چرچا ہو گیا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباسؓ نے کہا کہ میرے پاس سقایہ کی ذمہ داری ہے یہ مسل ان کو بھی مجھے حاصل ہو جائے۔ ایک طرف چچا ہیں اور دوسری طرف وہ گستاخ انسان ہے لیکن حضورؐ نے چابی چچا کو نہ دی بلکہ عثمان ہی کو واپس کر دی اور کہا یہ چابی ہمیشہ کے لئے تمہارے خاندان کو دی جاتی ہے۔ وہ شخص ظالم ہو گا جو آپ سے یہ چابی چھینے گا۔ حضور نبی کریم صلعم کے اخلاق فاضلہ نے قوم میں اخلاق فاضلہ پیدا کئے۔ اور وہ دنیا کے لئے نمونہ بن گئے۔ اس زمانہ میں بھی ایک امام آئے۔ انہوں نے بھی کوئی جائدادیں نہیں بنائیں اور نہ اپنے رشتہ داروں کے لئے جائداد بنانے کی طرف توجہ دی۔ حضرت مولٰنا نورالدین رضؓ نے بھی جائداد نہیں بنائی لیڈر کی یہی شان ہونی چاہیئے۔

حضرت علیؓ کو کیوں خلافت نہ ملی

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اگر چاہتے تو حضرت علیؓ کو تخت پر بٹھا دیتے۔ حضرت علیؓ خلافت کی اہلیت رکھتے تھے۔ صوفی تھے۔ باخدا تھے۔ اعلےٰ درجہ کے انسان تھے۔ لیکن ان کے حق میں کوئی وصیت نہ کی۔ اس لئے کہ حضورؐ کا اعلان تھا لا اسئلکم علیہ من اجر۔ اگر اس اعلان کے ہوتے ہوئے آپ حضرت علیؓ کو اپنا خلیفہ نامزد کر دیتے تو اس اعلان کی نفی ختم ہو جاتی۔ ایک واقعہ آپ کو سنا دوں۔ مجھے کوئٹہ میں جانے کا اتفاق ہوا وہاں ایک جلسہ میلاد منعقد ہوتا تھا۔ کسی شخص نے میرا نام لے دیا کہ اُن کا بھی لیکچر ہو گا۔ اس انجمن کے ممبر شیعہ تھے اور ان پڑھ تھے۔ دولت میں کھیلتے تھے۔ اَن پڑھ امیر اپنے عقائد میں متعصب ہوتا ہے لیکن مجھے لیکچر کے لئے کہا گیا۔ میں نے حضرت نبی کریم صلعم کے کمالات بیان کرتے ہوئے بتایا کہ آپ نے فرمایا ہے لا اسئلکم علیہ من اجر۔ میں تم سے کچھ اجر نہیں چاہتا میں جنگوں میں شہادت کے جذبہ سے جاتا ہوں۔ اپنے رشتہ داروں کو آگے کر کے مرواتا ہوں۔ لیکن میں مانگتا کچھ نہیں۔ نہ کوٹھی نہ محل۔ نہ باغات۔ میں نے کہا اس اعلان

(باقی بر صفحہ ۹ کالم ۳)

الٰہی بخش صاحب راولپنڈی

تحقیقاتی عدالت میں

خلیفہ صاحب ربوہ کے بیان پر تبصرہ

(سلسلہ اشاعت گزشتہ)

(یہاں یہ واضح نہیں کیا کہ پرانے موقف سے مراد ۱۹۰۱ء سے پہلے کا موقف ہے یا تبدیلی عقیدہ کے بعد کا موقف۔ ہاں اس کے بعد شمس صاحب نے حضرت مرزا صاحب کے چند حوالے نقل کئے ہیں ان میں سے ایک درج ذیل ہے) حضرت اقدس فرماتے ہیں :-

" یاد رہے کہ بہت سے لوگ میرے دعویٰ میں نبی کا لفظ دیکھ کر دھوکہ کھاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ گویا میں نے اس نبوت کا دعوےٰ کیا ہے جو پہلے زمانہ میں براہ راست نبیوں کو ملی ہے ..... لیکن وہ اس خیال میں غلطی پر ہیں۔ میرا ایسا دعوےٰ نہیں ہے۔ بلکہ خدا تعالےٰ کی مصلحت اور حکمت نے آنحضرت صلعم کے افاضۂ روحانی کا کمال ثابت کرنے کے لئے یہ مرتبہ بخشا ہے کہ آپ کے فیض کی برکت سے مجھے مقام نبوت تک پہنچایا اس لئے میں صرف نبی نہیں کہلا سکتا۔ بلکہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے اُمتی اور میری نبوت آنحضرت صلعم کی ظل ہے نہ اصل نبوت۔ اسی وجہ سے حدیث اور الہام میں جیسا کہ میرا نام نبی رکھا گیا ہے ویسا ہی میرا نام اُمتی بھی رکھا ہے تا معلوم ہو کہ ہر ایک کمال مجھ کو آنحضرت صلعم کی اتباع اور آپؐ کے ذریعہ سے ملا ہے"

یہ حوالہ چونکہ شمس صاحب نے نقل کیا ہے اس لئے ربوی حضرات کے لئے زیادہ قوی حجت ثابت ہوگا یہاں پر حضرت اقدس نے وہی بات دہرائی جو شروع دعویٰ سے تا وفات کہتے رہے کہ میں صرف نبی نہیں کہلا سکتا اور یہاں حضرت اقدس نے خلیفہ صاحب کے اس عقیدہ کی تردید کر دی ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی ویسی تشریعی نبوت ہے جیسی حضرت عیسیٰ کی تھی۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تو نبوت براہ راست بلا توسط کسی دوسرے نبی کے ملی تھی اور حضرت مرزا صاحب نے جو کچھ پایا وہ حضور نبی کریمؐ کی متابعت کی طفیل پایا۔ پس دونوں کی نبوت میں نمایاں فرق ہے۔ یعنے ایک کامل ہے دوسری ناقص۔

اس لئے حضرت مرزا صاحب صرف نبی نہیں کہلا سکتے۔ اور اس لئے یہ غور طلب بات ہے کہ ایک شخص جو فی الحقیقت نبی ہے وہ صرف نبی کیوں نہیں کہلا سکتا۔ فتدبروا یا اولی الابصار۔ یہ اس لئے کہ جو نبوت محمدیہ کا امتی ہو وہ امت محمدیہ کا نبی کیونکر ہو سکتا ہے۔ پس اس سے ثابت ہے کہ حضرت اقدس کا دعوےٰ نبوت کا نہ تھا بلکہ محدثیت کا تھا۔ اور اس لئے عدالت میں مخالف مکفر اور رغالی متبع کو اس بات کا اقرار کرنا پڑا کہ حضرت اقدس کا نہ ماننے والا کافر اور دجال نہیں ہو سکتا کیونکہ حضرت اقدس صرف ظلی اور بروزی نبوت کا دعوےٰ کرتے تھے جس کو اصطلاح اسلام میں محدثیت کہتے ہیں اور اس مقولہ کے مطابق کہ عدو شرے انگیزد کہ خیر ما دراں باشد۔ خود ۱۹۵۳ء کے فسادات بھی جو مخالفین نے کفر سے کئے تھے بالآخر حضرت اقدس کو غلط الزامات سے پاک و صاف کرنے کا موجب ثابت ہوئے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

اب تحقیقاتی عدالت کے سوالات ختم کرتا ہوں کیونکہ جو کچھ خلیفہ صاحب کے جوابات پر لکھا جا چکا ہے اس سے ثابت ہو گیا ہے کہ سابقہ عقائد کے برعکس عدالت میں خلیفہ صاحب نے اپنے وہ عقائد بیان کئے جو خود حضرت مرزا صاحب کے سچے بااب ممبران احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے ہیں جن کی بناء پر خلیفہ صاحب نے ان پر فاسق ہونے کا فتوےٰ لگایا ہوا ہے اس لئے اگر فی الواقع ایسے عقائد رکھنے والا اس فتوے کا مستحق ہو جاتا ہے تو یہ فتوےٰ اب خود خلیفہ صاحب اور ان کی جماعت پر بھی اطلاق پاوے گا۔ ہاں عدالت کے بعد خلیفہ صاحب نے عوام اور مریدوں کی آگاہی اور راہنمائی کے لئے نہ ہی ان عقائد کا مبہم اور واضح الفاظ میں اعلان کیا ہے اور نہ ہی حالیہ بیان کے مطابق اپنے عمل میں کوئی تبدیلی کی ہے۔ چنانچہ ان کی جماعت قولاً اور عملاً اپنے سابقہ غیر اسلامی عقائد پر قائم ہے اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مزید دلائل سے یہ ثابت کیا جاوے کہ حضرت مرزا صاحب کی طرف دعوےٰ نبوت منسوب کرنا در حقیقت ایک خود ساختہ اور بے بنیاد افسانہ ہے جو حصول خلافت کے لئے خلیفہ صاحب کو اس لئے تراشنا پڑا کہ علم، فضل اور خدمت و عمل کے لحاظ سے وہ کسی طرح اس کے اہل اور مستحق نہ تھے اور خلیفہ صاحب نے خود بھی اپنی ایک کتاب میں حضرت مرزا صاحب کی طرف تبدیلی عقیدہ اور دعوےٰ نبوت منسوب کرنے کے متعلق ... ایک سوال کر کے خود ہی اس کا جواب بھی دیا ہے اور اس میں جو خیال اور استدلال پیش کیا ہے سب سے پہلے اس پر کچھ لکھنا ضروری ہے :

یہ تو خلیفہ صاحب کو مسلم ہے کہ حضرت اقدس مرزا صاحب ایک طویل عرصہ تک قرآن اور حدیث سے زبردست دلائل دے کر حقیقی نبوت سے انکار اور ظلی۔ بروزی مجازی اور جزوی نبوت یعنی محدثیت کا اقرار کرتے رہے چنانچہ خلیفہ صاحب خود کہتے ہیں :-

(۱) :- " آپ (یعنی حضرت اقدسؑ) .... نبی ہونے سے انکار کرتے رہے اور صاف لکھتے رہے کہ آپ نبی نہیں بلکہ محدث ہیں اور یہ کہ آپ کی نبوت صرف محدثوں والی نبوت ہے نہ کسی اور قسم کی۔" (حقیقۃ النبوۃ صـ۱۱۹)

(۲) :- آپ اپنے الہامات کی یہ تاویل فرماتے ہیں کہ نبی سے مراد محدث ہے اور آپ کا درجہ محدثیت کا ہے نہ نبوت کا اور نبی آپ کا نام صرف بعض جزوی مشابہتوں کی وجہ سے رکھ دیا گیا ہے یا صرف لغت کے معنوں کے لحاظ سے کیونکہ...... جو شخص محدث ہے وہ جزوی طور پر نبی کہلاتا ہے اور رسول کا نام پا سکتا ہے۔" (حقیقت النبوت صـ۱۲۳)

(۳) :- " اپنے لئے جب نبی کا لفظ الہامات میں دیکھتے تو اس کے یہ معنے کر لیتے کہ ہر محدث ایک رنگ میں جزوی نبی ہوتا ہو گا اس لئے مجھے نبی کہا جاتا ہے۔ اور اسے صوفیوں کی معمولی اصطلاح قرار دیتے تھے۔" (حقیقت الوحی صـ۱۲۹)

اس حوالہ میں "جزوی نبی ہوتا ہوگا" کے الفاظ بھی قابل غور ہیں یعنی یونہی صرف قیاس تھا اس کا یقین نہ تھا۔

(۴) :- " ۱۹۰۱ء سے پہلے اپنی نبوت پہلے محدثوں کی سی نبوت قرار دیتے تھے۔" (حقیقت النبوۃ صـ۱۲۹)

اس کی وجہ کہ کیوں حضرت مرزا صاحب اپنے آپ کو نبی کی بجائے محدث سمجھتے تھے خلیفہ صاحب یہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت اقدسؑ ابتداً نبی ہونے کے لئے شریعت لانا سابقہ حکم منسوخ کرنا یا براہ راست بلا واسطہ کسی نبی سابق کے نبی ہونا ضروری قرار دیتے تھے اس لئے بقول خلیفہ صاحب اگرچہ آپ میں وہ سب شرائط جو نبی کے لئے واقعہ میں ضروری ہیں..... اور وہ آپ میں پائی بھی جاتی تھیں پھر بھی اپنے آپ کو نبی کی بجائے محدث کہتے تھے، اور بقول خلیفہ صاحب :-

"... اس غلطی میں مبتلا رہے کہ ان چیزوں کا نام نبوت نہیں۔ مگر جب بار بار آپ پر الہامات نازل ہوئے اور ان میں وہ صفات بیان کی گئیں جو نبیوں میں پائی جاتی ہیں تو ...... آپ پر یہ حقیقت کھل گئی کہ اس چیز کا نام نبوت ہے۔"

(ملفوظات میاں صاحب الفضل ۲۶ رمئی ۱۹۴۹ء بحوالہ قول سدید)

اور پھر:-

"نبوت کا مسئلہ آپ پر ۱۹۰۰ء یا ۱۹۰۱ء میں کھلا ہے اور چونکہ ایک غلطی کا ازالہ ۱۹۰۱ء میں شائع ہوا ہے اس سے ثابت ہے کہ ۱۹۰۱ء میں آپ نے اپنے عقیدہ میں تبدیلی کی ہے۔"

(حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۱۲۱)

"اس لئے ۱۹۰۱ء سے پہلے کے حوالے جن میں آپ نے نبی ہونے سے انکار کیا ہے اب منسوخ ہیں اور ان سے حجت پکڑنی غلط ہے۔"

(حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۱۲۱)

کاش اپنی تائید میں حضرت اقدس کا کوئی حوالہ بھی دیا ہوتا جس میں یہ واضح اقرار ہوتا کہ میرا سابقہ عقیدہ غلط تھا جس میں میں نے اب تبدیلی کر لی ہے۔

غرض حوالہ جات بالا سے واضح ہے کہ بقول خلیفہ صاحب حضرت اقدس نے ۱۹۰۱ء میں اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" لکھ کر اپنے عقیدۂ نبوت میں اس طرح تبدیلی کر لی۔ کہ اس سے پہلے تو وہ محدثیت یا ظلی۔ مجازی نبوت کا دعوے کرتے تھے۔ اس کے بعد عقیدہ تبدیل کر کے حقیقی نبوت کے دعویدار بن گئے۔

یہاں اس کے متعلق اس قدر لکھ دینا خالی از فائدہ نہ ہوگا کہ اگر فی الواقع حضرت اقدس نے اس اشتہار میں اپنے عقیدہ کی تبدیلی کا اعلان کیا تھا تو انہیں لکھنا چاہیئے تھا کہ میں اپنے عقیدہ کے متعلق مساجد میں قسمیں کھا کر قرآن اور حدیث اور خود اپنے الہامات کی بناء پر جو دلائل دیتا رہا ہوں وہ دراصل میں اپنے خیال کے ماتحت خدا کے الہام اور وحی کی غلط تاویل کر کے کرتا رہا ہوں۔ مگر اب بار بار وحی کے آنے اور مزید روشنی حاصل ہونے پر میرا سابقہ خیال اور استدلال غلط ثابت ہوا ہے۔ لہذا اب اشتہار کے ذریعے اپنے نئے عقائد کا اعلان کرتا ہوں اور جو کچھ اس بارہ میں حضرت اقدس نے لکھا کیا وہ انہی کے لفظوں میں سنئے:-

"تو آپ نے نبی ہونے کا اعلان کیا اور اس کو ڈانٹا کہ جب ہم نبی ہیں تو تم نے کیوں ہماری نبوت کا انکار کیا"

اب جس بات کا اعلان اشتہار ایک غلطی کے ...... ازالہ" میں ابھی ہونے والا تھا (جیسا کہ خلیفہ ...... صاحب کے اقوال بالا سے دکھایا جا چکا ہے، کہ حضرت اقدس اس وقت تک نبی ہونے سے انکار کرتے تھے) لیکن اس کے باوجود حضرت مسیح موعود ڈانٹتے۔ اپنے مرید کو ہیں۔ کیا ایسا فضول اور بیہودہ خیال حضرت اقدس کی طرف منسوب ہو سکتا ہے مگر تصرف الٰہی سے خلیفہ صاحب کے اس الزام کی تردید تو خود حضرت اقدس پہلے ہی اسی اشتہار کے خاتمہ پر اس طرح کر گئے ہیں کہ:-

"اب اس تمام تحریر سے میرا مطلب یہ ہے کہ جاہل مخالف (اب عالم فاضل دیوی۔ ناقل) میری نسبت الزام لگاتے ہیں کہ یہ شخص نبی یا رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ مجھے ایسا کوئی دعوےٰ نہیں ...... پس جو شخص میرے پر شرارت سے یہ الزام لگاتا ہے جو دعوے نبوت و رسالت کرتے ہیں وہ جھوٹا اور ناپاک خیال ہے۔ مجھے بروزی صورت نے نبی اور رسول بنایا ہے اور اسی بناء پر خدا نے بار بار میرا نام نبی اللہ اور رسول رکھا ہے۔ مگر بروزی صورت میں میرا نفس درمیان نہیں ہے بلکہ محمد مصطفےٰ صلعم ہے اسی لحاظ سے میرا نام محمد اور احمد ہوا۔ پس رسالت اور نبوت کسی دوسرے کے پاس نہ گئی محمدؐ کی چیز محمدؐ کے پاس رہی علیہ الصلوٰۃ والسلام۔"

یعنے حضرت اقدس نے فنا فی الرسول کا مقام پایا اور اسی کو اپنی سابقہ کتب میں بیان فرمایا اور اس رسالہ میں صرف اسے دوہرایا اور یہ اُن کے ابتداء سے بیان کردہ عقیدہ کے عین مطابق ہے اور ذرا بھر بھی اختلاف نہیں تو خلیفہ صاحب بھی اپنے حوالہ بالا نمبر ۲ میں کہتے ہیں کہ:-

آپ کا درجہ محدثیت کا ہے نہ نبوت کا اور نبی کا نام صرف بعض جزوی مشابہتوں کی وجہ سے رکھ دیا گیا ہے یا صرف لغت کے معنوں کے لحاظ سے کیونکہ جو شخص خبر دے وہ جزوی طور پر نبی ...... اور رسول کا نام پا سکتا ہے۔"

یہی وجہ ہے کہ بعد میں عقیقی نبوت منسوب کرنے کے لئے خلیفہ صاحب کو حضرت اقدس کی طرف اپنے دعویٰ میں غلطی۔ تبدیلی اور سابقہ کتب کی منسوخی کا افسانہ گھڑنا پڑا۔ بایں خلیفہ صاحب کو اس بات کا بھی اعتراف ہے کہ حضرت اقدس نے اپنی کسی کتاب۔ رسالہ۔ اشتہار یا اخبار میں بلکہ خود "ایک غلطی کا ازالہ" میں بھی کسی ایسی غلطی تبدیلی اور منسوخی کا اعتراف یا اعلان نہیں کیا۔ چنانچہ اس بارہ میں خلیفہ صاحب خود سوال کرتے ہیں کہ:-

"اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ جس طرح تم کہتے ہو حضرت مسیح موعود نے ۱۹۰۱ء میں اپنے عقیدۂ نبوت میں تبدیلی کی تھی تو کیوں آپ نے اعلان نہ فرمایا کہ پہلے میں نے یوں لکھا تھا۔ اب اس کے خلاف مجھ پر ظاہر ہوا ہے اور چونکہ آپ نے ایسا نہیں کیا کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اپنے عقیدہ میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔ اور یہ آپ کا خیال ہی خیال ہے واقعہ نہیں ہے سو اس کا جواب یہ ہے کہ جبکہ حضرت مسیح موعود کی شائع شدہ تحریر موجود ہے جس میں آپ نے اسلام کی اصطلاح میں شریعت لانے والے یا براہ راست نبوت پانے والے کو نبی قرار دیا ہے۔ اور یہ تحریر ۱۹۰۱ء سے پہلے کی ہے اور اسی طرح آپ کی وہ تحریر بھی موجود ہے۔ جس میں آپ اسلا۔۔ قرآن۔ بلکہ خود خدا تعالےٰ کی بتلائی ہوئی اصطلاح میں نبی کی تعریف صرف فلا یظھر علٰی غیبہ احدا"۔ الخ ...... کو قرار دیتے ہیں کہ میرے نزدیک تو نبی ...... میں یہ باتیں ہوں شریعت لانا یا متبع نہ ہونا ضروری نہیں اور ...... لکھتے ہیں کہ تریاق القلوب کے زمانہ کے بعد آپ کے خیالات میں ایک تبدیلی ہوئی۔ تو کیا اس قدر دلائل ایک حق پسند کو تسلی دلانے کے لئے کافی نہیں؟ ...... تو اس قول کا کیا فائدہ کہ آپ نے کوئی اعلان کیوں نہیں کیا جب ایک بات ایک خاص وقت کے بعد ترک کر کے اس کے صریح خلاف کہنا شروع کر دیا تو ہر ایک عقلمند انسان خیال کر سکتا ہے کہ اب پہلا عقیدہ تبدیل ہو گیا اس کی کیا ضرورت ہے کہ یہ بھی اعلان کیا جاوے کہ پہلے جو باتیں میں نے لکھی تھی غلط تھی جبکہ آپ نے ایک عقیدہ کا اظہار کرنے والوں کو نادان کہا نبوت کی شرائط میں شریعت کو داخل کرنے سے انکار کر دیا تو خود ہی پہلی تحریر جس میں اس کے خلاف لکھا تھا منسوخ ہو گئی۔"

(حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۱۳۸)

سبحان اللہ ایک حق پسند کیلئے خلیفہ صاحب نے کیسے معارف اور دلائل بیان فرمائے ہیں کہ سوائے تسلی پا جانے کے اسے چارہ ہی نہیں رہتا حالانکہ اس تحریر میں خود واضح طور پر تسلیم کیا گیا ہے کہ حضرت اقدس نے نہ ہی اپنی کسی غلطی عقیدہ کی تبدیلی اور سابقہ کتب کی منسوخی کا کہیں اقرار یا ذکر کیا ہے اور نہ ہی اعلان لیکن خلیفہ صاحب کے نزدیک تو ایک معترض کی تشفی کیلئے اتنا کافی ہے کہ جب ایک خاص وقت کے بعد ایک بات ترک کر کے اس کے خلاف لکھنا شروع کر دیا تو پھر ایسے اعلان کا کیا فائدہ اور کیا ضرورت ہے۔

حضرت میرزا صاحب میری نظر میں
ایک غیر از جماعت مسلمان کا تجزیہ

حقیقۃ الوحی۔ ازالہ اوہام۔ براہین احمدیہ اور مجدد اعظم کا مطالعہ کرنے کے بعد یہی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت میرزا صاحب کی پیدائش کا مقصد اسلام کی ترقی اور اندھی تقلید اور فرسودہ عقائد اور خیالات باطلہ کو نیست و نابود کرنے کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اتباع رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بدولت علوی شان مقام حاصل کیا۔ اگرچہ آپ نبی نہ تھے لیکن مقام نبوت تک ان کی رسائی ضرور تھی یعنی علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کے مصداق تھے۔ آپ عشق رسول میں مستغرق نظر آتے ہیں۔ بایں سبب میرزا صاحب کا یہ دعویٰ کہ "میں بروزی یا ظلی نبی ہوں" عین حسب حال ہے۔ اصلاح کا کام نہ صرف مشکل ہی ہے بلکہ پرخطر بھی ہے۔ عقائد باطلہ جو صدیوں سے قوم کے دلوں میں رچ بس چکے ہوں، انکو اکھاڑنا بڑے سخت استقلال اور بہادری کا کام ہے۔ کیونکہ پوری قوم سے دشمنی مول لینا اور ہر قسم کے شدائد و مصائب اور تخویف مہالک کا مقابلہ کرنا نہایت صبر و ہمت اور عزم راسخ کو چاہتا ہے۔ نصاریٰ کے مذہب کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنا بڑی ہی جوانمردی کا کام ہے۔ یہ کام وہی شخص کر سکتا ہے جس کو جناب الٰہی سے حق و حقانیت کو انشراح کرنے کے لئے چن لیا ہو۔ چنانچہ آپ نے اسلام کی صداقت کو تمام ادیانِ عالم پر غالب کرنے کے لئے اپنی زندگی کو وقف کر دیا جس شخص کی موت و حیات، خواب و بیداری، سکون و حرکت محض اللہ ہی کے لئے ہوں اس سے بڑھکر اور کون مخلص رہنما ہو سکتا ہے۔ آپ کی زندگی کا سب سے عظیم الشان کارنامہ یہ ہے کہ آپ نے جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو صحیح معنوں میں خاتم النبیین ثابت کر دکھایا۔ آپ نے ببانگ دہل اعلان فرمایا کہ حضرت احمد مجتبےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سلسلۂ نبوت کو ختم کرنے والے ہیں اور اب تا قیامت اور کوئی نبی نہیں آئے گا خواہ پرانا ہو یا نیا اور جو شخص نبوت کا مدعی ہو وہ کاذب اور دائرہ اسلام سے خارج اور کافر ہے۔ پس یہ خیال کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر موجود ہیں اور دوبارہ تشریف لائیں گے بالکل باطل ٹھہرتا ہے جب کہ عیسیٰ صفت انسان امت محمدیہ میں تا قیامت پیدا ہوتے رہیں گے اور امت محمدیہ کی اصلاح اور ترقی کرتے رہیں گے اور امت محمدیہ کے علمائے ربانی و حقانی وہ فرائض انجام دیں گے جن کو انبیائے بنی اسرائیل انجام دیتے رہے تو یہ غیر ممکن ہے کہ امت محمدیہ کی اصلاح و ترقی کے لئے اسرائیل کا نبی آئے۔ علاوہ ازیں حضرت میرزا صاحب نے اناجیل کی غلط اور خود ساختہ تعلیم جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی مادر گرامی کی تذلیل اور توہین و تحقیر پائی جاتی ہے اس کے مقابلہ میں قرآن مجید کی صحیح تعلیم کو پیش کر کے ان کی عزت و عظمت اور عصمت و طہارت اور معصومیت کو ثابت کیا۔ میں اس کو تائید غیبی کا ایک معجزہ ہی کہوں گا کہ آپ نے بیک وقت دو عظیم قوموں کی ترقی و اصلاح کے سلسلے میں نمایاں کامیابی حاصل کی اور حق و باطل کو الگ کر دکھایا۔ پس مذکورہ اوصاف و کمالات کو دیکھتے ہوئے یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ حضرت میرزا غلام احمد صاحب قادیانی بلا شبہ صدی چہار دہم کے مجدد تھے۔ حضرت صاحب نے اپنے متعلق مکالمات مکاشفات اور الہامات الٰہیہ کا دعویٰ کیا ہے اس کے متعلق صحیح رائے قائم کرنا دشوار ہے۔ کیونکہ اس چیز کو وہی لوگ سمجھ سکتے ہیں جن کے ساتھ خود ایسے معاملات پیش آتے ہوں ؎

آنکھ والا ہی تیری قدرت کا تماشا دیکھے
دیدۂ کور کو کیا نظر آئے کیا دیکھے

خاکسار۔ حیدر القادری

نئی کتابیں

حمائل شریف حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مؤلف انگریزی ترجمۃ القرآن کریم نے ایک ضخیم کتاب بیان القرآن یعنی اردو ترجمہ و تفسیر قرآن کریم تین جلدوں میں شائع کی تھی۔ پھر حمائل کے رنگ میں اردو ترجمہ و تفسیر مع مختصر تفسیر کے شائع کی تھی۔ یہ حمائل اعلےٰ کاغذ پر آفسٹ کے ذریعہ چھپوائی گئی ہے۔ ہدیہ -/20 روپے

تاریخ احمدیت حصہ دوم احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی اشاعت اسلام اور تبلیغ دین کی پچاس سالہ مساعی کا خاکہ۔ قیمت دو روپے۔

یادِ رفتگان حصہ اوّل یعنی تذکرۂ انصار احمدیہ۔ ان اصحاب کبار کے مختصر حالات زندگی جنہوں نے جماعت احمدیہ لاہور کے قیام اور ترقی و توسیع میں قابل قدر خدمات انجام دیں اور اپنے حقیقی مولےٰ سے جا ملے۔ قیمت ۵ روپے۔

تفہیمات احمدیہ انتخاب ارشادات حضرت مسیح موعودؑ و خطبات قائدین سلسلہ۔ قیمت 2/50 روپے

کلام احمد انتخاب منظوم کلام حضرت مسیح موعودؑ اور شعراء سلسلہ احمدیہ۔ قیمت ایک روپیہ ÷

ملنے کا پتہ:۔ دار الکتب اسلامیہ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور ۷

خطبہ جمعۃ الوداع — بسلسلہ صفحہ ۶

کے باوجود اگر آپ سلطنت اپنے گھر میں دے جاتے تو آپ کے ماتھے پر داغ پڑ جاتا۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ تو صوفی تھے۔ ان کو دنیا کی کوئی غرض نہ تھی ان کے بھی ماتھے پر داغ لگ جاتا۔ خدا تعالےٰ نے دونوں کو بچایا۔ لیکن یہ ثابت کرنے کے لئے کہ وہ بادشاہت کی اہلیت رکھتے ہیں ایک وقت ان کو بادشاہت بھی دیدی۔ میرے اس بیان سے وہ لوگ بہت خوش ہوئے۔ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ کمالات ہیں جن کے برابر اور کسی انسان کے نہیں ہو سکتے۔

امامِ وقت کی تعلیم

حضورؐ نے جو قوم پیدا کی اس میں سے حضورؐ کا ایک خادم امام زمانہ آیا۔ انہوں نے فرمایا کہ قرآن و حدیث پر میرا ایمان ہے۔ میرا کوئی اعتقاد قرآن و حدیث سے باہر نہیں ہے۔ قرآن و حدیث پر چلو۔ انہوں نے وہی تعلیم دی جو اُن کے آقاؐ نے دی تھی۔ کہ قرآن و حدیث پر چلو اس کے بغیر کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی۔

بیماروں کے لئے دعا

غلام حسین صاحب بھٹی کے فرزند بیمار ہیں۔ محمد زمان خان صاحب آفت زدہ حیدرآباد ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ عزیزہ اقبال نے کراچی سے لکھا ہے۔ آپ اُن کے لئے اور ان سب کے لئے جو علیل ہیں جنہیں مصائب درپیش ہیں جو مختلف قسم کے مشکلات میں ماخوذ ہیں۔ دعا کریں کہ اللہ تبارک و تعالےٰ ان سب کا حامی و ناصر ہو۔

اہل کشمیر کے لئے دعا

آج یوم کشمیر ہے۔ کشمیری مصیبت زدہ اور پریشان حال ہیں۔ وہ مالی لحاظ سے کمزور ہیں لیکن ان کا دل بڑا مضبوط ہے۔ وہ مظلوم ہیں اور ظلم پر ظلم برداشت کر رہے ہیں۔ لیکن ان کا ارادہ اور عزم ہے کہ ان کو حقوق آزادی میسر ہوں۔ کشمیری اگرچہ روپیہ پیسہ کے لحاظ سے قلاش ہیں لیکن ان کے دل ایمان کی دولت سے مالا مال ہیں۔ ان پر بڑا ظلم ہوا ہے۔ ان مظلوم بھائیوں کے لئے دعا کریں کہ خدا تعالےٰ ان کی فریاد کو سنے اور انکو آزادی عطا فرمائے۔ عقاب کے پنجہ میں بطور چڑیا کے پھنسے ہوئے ہیں۔ لیکن خدا تعالےٰ کی قدرت بہت بڑی ہے اس نے بڑے بڑے فرعونوں کی جبروت توڑ کر رکھ دی ہے۔ خدا تعالےٰ شرک کو تو برداشت کر لیتا ہے لیکن ظلم کو برداشت نہیں کرتا۔ خدا تعالےٰ ہمارے مظلوم بھائیوں کو ظالموں کے ہاتھ سے مخلصی بخشے۔ آمین یا ربّ العالمین۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔

فہرست عطیہ برائے گولڈن جوبلی جماعتہائے احمدیہ

جماعت لائل پور و ضلع

رسید نمبر	اسمائے گرامی	رقم
۳ و ۲۱۳۲	الحاج شیخ میاں محمد صاحب بذریعہ میاں ظہور احمد صاحب	1000/-
۲۲۸۵	....	2500/-
"	میاں محمد احمد صاحب	500/-
"	میاں فضل احمد صاحب	1000/-
"	ملک نذر حسین صاحب	100/-
"	میاں ظفر سلیم صاحب	100/-
"	مرزا مظفر بیگ صاحب	100/-
"	میاں مسعود احمد صاحب	150/-
"	متفرق احباب ٹلپور	30/-
"	عبد الغنی بٹ صاحب	10/-
"	میاں شریف احمد صاحب	500/-
۲۴۰۰	چوہدری ظفر اقبال صاحب	10/-
۲۴۳۰	شیخ محمد امین صاحب	100/-
"	میاں مولا بخش صاحب	1000/-
"	مختلف احباب	53/-
۲۴۴۱	شیخ میاں اللہ بخش صاحب	1000/-
۲۴۷۰	شیخ میاں عزیز احمد صاحب	1000/-
۲۴۷۸	میاں غلام شبیر تبسم صاحب	25/-
۲۵۰۵	مختلف احباب	44/-

جماعت گوجرانوالہ و ضلع

رسید نمبر	اسمائے گرامی	رقم
۲۱۳۶	ماسٹر عبد الرزاق صاحب قلعہ دیدار سنگھ	6/-
۲۱۳۷	دختر " " "	5/-
۲۲۰۹	قاضی محمد رمضان صاحب اکال گڑھ	30/-
۲۳۶۳	" " "	10/-
۲۵۳۶	ماسٹر عبد الرزاق صاحب قلعہ دیدار سنگھ	28/-
۲۵۷۱	احباب جماعت گوجرانوالہ (مجموعی)	107/25

جماعت وزیر آباد

رسید نمبر	اسمائے گرامی	رقم
۱۷۴۶	بابا محمد قاسم صاحب	30/-
۲۵۵۵	شیخ عزیز الرحمن صاحب	8/-
"	ستارہ عزیز صاحب	1/-
"	شیخ ناصر عزیز صاحب	1/-
"	مستری عبد الکریم صاحب	10/-
"	اسم نامعلوم	5/-
"	ایس عبید اللہ صاحب	5/-
"	شیخ پرویز احمد صاحب	1/-
"	شیخ وقار احمد صاحب	1/-
"	شیخ فرحت امتیاز احمد صاحب	1/-
۲۵۵۵	شیخ عنایت الرحمن صاحب	5/-
"	منشی نواب دین صاحب	5/-

جماعت گجرات و جہلم و چک ۸۱

رسید نمبر	اسمائے گرامی	رقم
۲۳۰۵	حکیم محمد امین صاحب بھیرہ	10/-
"	مولوی محمد رمضان صاحب منڈی بہاء الدین	5/-
"	ملک فضل الٰہی صاحب سرائے عالمگیر	5/-
"	مسٹر بشیر احمد صاحب گجرات	1/-
"	چوہدری فتح محمد صاحب عزیز گجرات	100/-
"	حافظ محمد ادریس صاحب "	10/-
"	حافظ حکیم محمد حسین صاحب "	10/-
"	محمد لطیف صاحب علوی - جہلم	100/-
"	بابو عبد الرؤف - جہلم	5/-
"	شیخ عبد المعبود صاحب "	5/-
"	ملک ضیاء احمد صاحب "	5/-
"	والدہ " "	1/-
"	مستری محمد عبد اللہ صاحب "	1/-
"	سیٹھ سعادت الدین صاحب "	5/-
"	سیٹھ عبد المالک صاحب "	5/-
"	مولوی عبد الحکیم صاحب "	5/-
۲۳۳۷	ڈاکٹر شیخ فضل الرحمن صاحب منگلا	50/-
۲۵۳۹	مرزا نصیر بیگ صاحب منڈی بہاؤالدین	10/-
"	چوہدری محمد حیات صاحب گجرات	10/-
"	عزیزہ بیگم صاحب چک ۸۱ جنوبی	5/-
"	محمد فیض احمد صاحب "	10/-
۲۵۴۴	ڈاکٹر ظفر اقبال صاحب منڈی بہاؤالدین	100/-

جماعت سرگودھا

رسید نمبر	اسمائے گرامی	رقم
۲۲۳۵	محمد اسحاق صاحب گوندل	5/-
۲۴۹۲	ڈاکٹر چوہدری عبد المجید صاحب بمعہ اہل و عیال	200/-
۲۵۰۳	ڈاکٹر میجر مختار احمد صاحب خوشاب	25/-

مظفر آباد (آزاد کشمیر)

رسید نمبر	اسمائے گرامی	رقم
۱۷۵۷	چوہدری عبد الحق صاحب بٹالہ	10/-
۲۱۹۱	چوہدری عطا الٰہی صاحب "	2/-
۲۲۸۹	احباب جماعت "	25/-
۲۵۳۳	چوہدری عبد الغفور صاحب ریٹائرڈ ڈی ایس پی مظفر آباد	5/-
"	ڈاکٹر خالدہ غوثیہ مظفر آباد	5/-
"	مسٹر خالد بلند اقبال صاحب	5/-
"	چوہدری صلاح الدین احمد صاحب گجرات	25/-
"	عبد الحق صاحب سہروردی مظفر آباد	10/-
۲۵۴۳	ملک عنایت اللہ صاحب ایس ڈی او مظفر آباد	10/-
"	مسٹر عبد المجید اکاؤنٹنٹ زراعت	10/-
"	میاں محمد عبد اللہ صاحب بھیرہ	10/-
"	شیخ عبد الرحمن پرویز صاحب مظفر آباد	5/-
"	شیخ غلام احمد صاحب ریڈر ہائیکورٹ مظفر آباد	5/-
"	شیخ عبد الحی ایڈووکیٹ مظفر آباد	50/-
"	چوہدری فضل حق صاحب "	25/-
"	مسٹر عبد الحمید بھیرہ	10/-
"	مسٹر عبد الکریم صاحب راولاکوٹ	5/-
۲۴۰۵	حبیب اللہ بانڈے صاحب بھیرہ	10/-
۲۴۴۶	خواجہ غلام احمد صاحب وائیں	10/-
۲۴۳۱	احباب جماعت بٹالہ	2/-
۱۷۰۱	عبد العزیز صاحب درانی	10/-
۲۴۴۲	ایم اے قدوس صاحب دادو خیل	5/-

جماعت راولپنڈی

رسید نمبر	اسمائے گرامی	رقم
۲۳۵۲	میاں این اے صاحب فاروقی	100/-
۲۳۸۶	مرزا معصوم بیگ صاحب	15/-
"	میاں عطاء الرحمن صاحب	75/-
"	ملک ظفر اللہ خاں صاحب	15/-
"	روح اللہ خان صاحب	15/-
"	چوہدری سعید احمد صاحب	10/-
"	عبد الرؤف لودھی صاحب	10/-
"	شاہدہ ملک صاحبہ	10/-
"	والدہ عبد القدوس صاحب	10/-
"	میاں فضل حق صاحب	5/-
"	فضل الرحمن صاحب	5/-
"	مریم لودھی صاحبہ	5/-
"	بیگم ملک روح اللہ صاحب	5/-
"	ملک ظفر اللہ خان صاحب	5/-
"	مرزا محمود بیگ صاحب	5/-
"	میاں مبارک احمد صاحب	5/-
"	مرزا فیاض الدین صاحب	5/-
"	مرزا سیف اللہ بیگ صاحب	5/-
"	بابو عبد الحق صاحب مرحوم	5/-
۲۵۰۱	کیپٹن آفتاب احمد صاحب واہ کینٹ	10/-
۲۵۴۶	میاں عبد الرشید خان صاحب	20/-
"	عبد القادر صاحب بٹ	10/-
"	خواجہ محمد نصیر اللہ صاحب بٹ	10/-
"	شیخ حفیظ اللہ صاحب	5/-
"	عبد الغفور صاحب	2/-
"	رحمت اللہ صاحب	20/-
"	عبد العزیز صاحب	5/-
"	محمد یعقوب صاحب	20/-
"	شیخ اقبال احمد صاحب انجینئر	50/-
"	رحمت اللہ صاحب	2/-
"	کرم الٰہی صاحب	2/-

(باقی بر صفحہ ۱۱)

(بسلسلہ صفحہ ۳)

کے صدمے بہر صورت برداشت کرنے پڑیں گے۔ نقصانات اُٹھانا اور مصائب سہنا پڑیں گے۔ یہی قدرت کا قانون ہے ایک بندۂ مؤمن ان تمام تغیرات وحادثات کے پیچھے اللہ تعالیٰ کی مصلحت اور کارسازی کو مصروف عمل دیکھتا ہے۔

نیز اس کے مطالعہ سے یہ بھی معلوم ہوا۔ کہ احمدی قوم میں مکمل اتحاد پایا جاتا تھا اور ان میں کوئی اختلاف نہ تھا۔ ان کے دل اپنے بھائیوں کی ہمدردی سے اس قدر لبریز تھے کہ ان کی ملت کا ایک فرد بھی مصیبت میں مبتلا ہوتا تو وہ پریشان ہو جاتے اس وقت تک انہیں چین نہ آتا تھا جب تک ان کی تکلیف کا پوری طرح ازالہ نہ کر لیں چھوٹے بڑے کی کوئی تمیز نہ تھی۔

نیز معلوم ہوا کہ سب سے بڑا مبلغ انسان کا عمل ہوتا ہے عمل سے جو اثر قائم ہوگا۔ اسے تقریر کے ذریعہ نہیں بدلا جا سکتا۔ عمل کی قوت سب سے بڑی قوت ہے۔ جس کو اشد سے اشد مخالف بھی تسلیم کرنے پر مجبور ہوگا۔

اب ضرورت اس امر کی ہے۔ کہ نیک نیتی اور خلوص عمل کے ساتھ ان طریقوں کو اپنایا جائے۔ جو کہ قرآن مجید میں بیان ہوئے ہیں۔

حقیقی معنی میں کامیاب زندگی وہی ہے۔ جب انسان اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے تابع بنا لے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے فرمانبردار بندوں کو ہمیشہ خیر، برتر اور فلاح دارین کی طرف لے جاتے ہیں۔

اے اللہ تعالیٰ ہمارا حامی و ناصر ہو۔ اور اپنی رضا کی راہوں پر چلنے کی توفیق دے۔ ؎

گندم از گندم بروید جو ز جو
از مکافاتِ عمل غافل مشو

خاکسار:۔ فضل داد پنشنر۔ ایڈمنسٹریٹر احمدیہ قادم مکینک 4-L

نوٹ:۔ اس کتاب کا مطالعہ ہر احمدی کے لئے بہت سی برکات کا موجب ہوگا۔

"پیغام صلح"۔ یہ کتاب مبلغ ایک روپیہ قیمت پر دارالکتب الاسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور سے دستیاب ہوسکتی ہے۔

چندہ برائے گولڈن جوبلی

(بسلسلہ صفحہ ۲)

۲۵۴۶ - خواجہ عبدالسلام صاحب	10/-
" " - " محمد سعید صاحب	5/-
" " - میاں شریف احمد صاحب انجینیئر	30/-
" " - میاں مقصود احمد صاحب	5/-
" " - ملک الٰہی بخش صاحب	15/-
" " - علی محمد اجمیری صاحب	20/-
" " - شیخ محمد بخش صاحب	10/-
" " - مرزا لیاقت حسین صاحب	3/-
" " - شیخ بشیر احمد صاحب	20/-
" " - شیخ عبدالحمید صاحب سہگل	10/-
" " - خواجہ محمد عبداللہ صاحب	10/-
" " - عبدالواحد صاحب	2/-

۲۵۷۸ - میاں محمد الدین صاحب ٹھیکیدار	5/-

بہاولپور ڈویژن

۱۸۷۸ - منشی کمال الدین صاحب رحیم یار خان	10/-
۲۲۴۰ - محمد اقبال صاحب چغتائی احمد پور شرقیہ	5/-
۲۲۹۰ - چوہدری مختار احمد صاحب بہاولپور ..	5/-
۲۳۹۳ - " عبدالعزیز صاحب خانپور	20/-
۲۴۴۷ - امتیاز احمد صاحب صدیقی بہاولپور ..	10/-
۲۶۳۲ - عبدالغنی صاحب ریڈیو انجینیئر حیدرآباد	80/-
" " - فتح محمد صاحب احمد پور شرقیہ	5/-
" " - میاں رحیم بخش صاحب	10/-

گولڈن جوبلی فنڈ

سیکرٹری صاحبان جماعتہائے احمدیہ کو جلسہ گولڈن جوبلی سے پہلے انجمن کی طرف سے عطیہ گولڈن جوبلی کی فراہمی کیلئے رسید بکیں بھجوائی گئی تھیں۔ لہٰذا احباب عطیہ جات اور رسید بکیں ارسال کر کے مشکور فرمائیں نیز احباب اپنے وعدے پورے کر کے ممنون فرمائیں۔
سعید احمد۔ جنرل سیکرٹری

قابلِ توجہ قارئین کرام

مکرمی محترمی
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ماہنامہ روح اسلام باقاعدگی سے آپ کی خدمت میں پہنچ رہا ہے۔ یہ آپ کا اپنا پرچہ ہے اس کے استحکام کے لئے آپ کا اخلاقی اور مالی تعاون ضروری ہے۔ اگرچہ ماہنامہ کا سالانہ چندہ چھ روپے مقرر ہے مگر انجمن عالیہ نے اپنے فیصلے کے مطابق قارئین کرام کی سہولت کے پیش نظر اس کا چندہ گھٹا کر تین روپے کر دیا ہے۔

براہ کرم پہلی فرصت میں سالانہ چندہ مبلغ تین روپے بصیغہ "روحِ اسلام" خزانہ انجمن میں بھجوا کر شکریہ کا موقعہ عنایت فرمائیں۔

والسلام
سعید احمد۔ جنرل سیکرٹری
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

پیغام صلح ۱۰ فروری ۱۹۶۵ء رجسٹرڈ ایل ۸۳۶ شمارہ ۶

نعلمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک نور الٰہی صاحب پرنٹر ... چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور سے شائع کیا۔

خط و کتابت
کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔ (مینیجر)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۲۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

پیغام صلح

لاہور

فون نمبر:- ۳۷۰۳۷
تار کا پتہ "تبلیغ" لاہور

زرِ مبادلہ
پاک و ہند سے چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

مدیر:- دوست محمد
مدیر معاون:- بشیر احمد منور

فی پرچہ ۱۲ پیسے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۲۸

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوّت را بر و شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نامِ اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا
۲- کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۳- قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
۴- سب صحابہؓ اور ائمہؒ قابلِ احترام ہیں۔
۵- سب مجددوںؒ کا ماننا ضروری ہے۔
۶- اسلام تمام دنیا پر غالب ہوگا۔

جلد ۵۳ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۱۴ شوال المکرم ۱۳۸۴ھ - مطابق ۱۷ فروری ۱۹۶۵ء | نمبر ۷

بحرِ حکمت کے موتی

وعن سہل بن سعدؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واللہ لان یھدی بھداک رجل واحد خیر لک من حمر النعم اخرجہ ابوداؤد (بحوالہ تلخیص الصحاح)

ترجمہ:-

سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واللہ تیرے ذریعہ (تبلیغ سے) ایک شخص کا ہدایت پانا تجھ کو بہتر ہے سرخ اونٹ سے

نوٹ:- اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ دنیا کے کاروبار کے ساتھ ساتھ علم دین حاصل کرے اور پھر اس علم سے لوگوں کو فائدہ پہنچاتا رہے تاکہ وہ ہدایت پا جائیں۔ کنتم خیر امۃ اُخرجت للنّاس تامرون بالمعروف و تنھون عن المنکر و تؤمنون باللہ۔

(۳:۱۰۹)

فلولا نفر من کلّ فرقۃ منھم طائفۃ لیتفقھوا فی الدین ولینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم لعلھم یحذرون

(۹:۱۲۲)

حقیقی مبلغ اسلام ہمیشہ صداقت پر قدم مارتے ہیں اور خدا تعالےٰ کی نصرت کے لائق بن جاتے ہیں۔

صدق را ہر دم مدد آید ز ربّ العالمین
صادقاں را دستِ حق باشد نہاں در آستین[۴۴]

کامیاب وہی لوگ ہونگے جو قرآن کریم پر چلتے ہیں

عزّت اور عروج اُسی راہ سے آئیگا جس راہ سے پہلے آیا

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

جو لوگ اسلام کی بہتری اور زندگی، مغربی دنیا کو قبلہ بنا کر، چاہتے ہیں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ کامیاب وہی لوگ ہوں گے جو قرآن کریم کے ماتحت چلتے ہیں۔ قرآن کریم کو چھوڑ کر کامیابی ایک ناممکن اور محال امر ہے اور ایسی کامیابی ایک خیالی امر ہے جس کی تلاش میں لوگ لگے ہوئے ہیں صحابہؓ کے نمونوں کو اپنے سامنے رکھو۔ دیکھو انہوں نے جب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی اور دین کو دنیا پر مقدم کیا تو وہ سب وعدے جو اللہ تعالیٰ نے اُن سے کئے تھے پورے ہو گئے۔ ابتدا میں مخالف ہنسی کرتے تھے کہ باہر آزادی سے نکل نہیں سکتے اور بادشاہی کے دعوے کرتے ہیں لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں گم ہو کر انہوں نے وہ پایا جو صدیوں سے اُن کے حصہ میں نہ آیا تھا۔ وہ قرآن کریم اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے اور ان کی ہی اطاعت اور پیروی میں دن رات کوشاں تھے۔ ان لوگوں کی پیروی کسی رسم و رواج تک میں بھی نہ کرتے تھے جن کو کفار بجا لاتے تھے۔ جب تک اسلام اس حالت میں رہا وہ زمانہ اقبال اور عروج کا رہا۔ اس میں سرّ یہ تھا۔ خدا داری چہ غم داری۔ مسلمانوں کی فتوحات اور کامیابیوں کی کلید یہی ایمان تھا۔ صلاح الدین کے مقابلہ پر کس قدر ہجوم ہوا تھا۔ لیکن آخر کار اس پر کوئی قابو نہ پا سکا۔ اس کی نیت اسلام کی خدمت تھی۔ غرض ایک مدت تک ایسا ہی رہا پھر جب بادشاہوں نے فسق اور فجور اختیار کیا ...... اللہ تعالےٰ کا غضب ٹوٹ پڑا۔ اور رفتہ رفتہ ایسا زوال آیا جس کو اب تم دیکھ رہے ہو۔ اب اس مرض کی جو تشخیص کی جاتی ہے ہم اس کے مخالف ہیں۔ ہمارے نزدیک اس تشخیص کا جو علاج کیا جائے گا وہ زیادہ خطرناک اور مضر ثابت ہوگا۔ جب تک مسلمانوں کا رجوع قرآن شریف کی طرف نہ ہوگا۔ ان میں وہ ایمان پیدا نہ ہوگا۔ یہ تندرست نہ ہوں گے۔ عزت اور عروج اسی راہ سے آئے گا۔ جس راہ سے پہلے آیا۔

(ملفوظات احمدیہ جلد اوّل صفحہ ۱۷۱-۱۷۲)

---

[۴۴] ترجمہ:- صادقوں کو ہر دم ربّ العالمین سے مدد پہنچتی ہے۔ صادقوں کی آستین میں خدا تعالےٰ کا ہاتھ پوشیدہ ہوتا ہے۔ (غلام قادر عفی عنہ)

دو یاد رکھنے والی باتیں

(از امیرِ مرحوم حضرت مولینا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

پس ان دونوں باتوں کو بھولنا نہ چاہیئے - ایک یہ کہ ہمیں ایک جنگ کے لئے تیار کیا گیا ہے - دوسرا یہ کہ ہمارا جہاد، جہاد بالقرآن ہے - ہماری جماعت کا ایک ایک فرد اس میدان کا ایک مردِ مجاہد ہے - ایک سپاہی ہے - خواہ وہ مرد ہے یا عورت، بوڑھا ہے یا جوان، دولتمند ہے یا غریب، کارخانوں کا مالک ہے یا نوکری اُٹھاتا ہے - حاکمِ اعلیٰ ہے یا چپڑاسی - ہم کتنے بھی تھوڑے ہوں - اگر ہم اپنی اس حیثیت کو پہچان لیں اور ہر بڑا آدمی اس خیال کو دل سے نکال دے کہ میں اس میدان جنگ کا سپاہی نہیں بن سکتا کہ میں بڑا آدمی ہوں مجھے اور بہت سی مصروفیتیں ہیں - میرے دنیوی کاروبار بہت توجہ کو چاہتے ہیں اور چھوٹا اس خیال کو دل سے نکال دے کہ میں کہاں اس قابل ہوں کہ اس عظیم الشان جنگ میں ایک سپاہی بن سکوں تو ہماری موجودہ جماعت بھی دو چند نہیں - بلکہ دہ چند، اس سے بھی زیادہ کام کر سکتی ہے - اس میدان کا سپاہی بننے کے لئے صرف اسی بات کی ضرورت نہیں کہ آپ کے چند پیسوں سے اس کام کو قوت ملے وہ بھی ضروری ہے اور نہایت ضروری ہے - مگر اس سے بھی بڑھکر اس بات کی ضرورت ہے کہ آپ اپنا پورا دل اور پوری توجہ اس کام کے لئے دیں - ہم لوگ تارک الدنیا نہیں ـــــ آپ بیشک ملازمت کریں - کارخانے بنائیں زمینوں کا انتظام کریں یا انہیں کاشت کریں .... مگر ان سب کاموں کے اندر ہر وقت آپ کے دل میں اور دماغ پر اس خیال کا تسلط ہو کہ میں کن ذریعوں سے پیغامِ حق دوسروں کو پہنچا سکتا ہوں - کس طرح قرآن کی کوئی خدمت کر سکتا ہوں - کس طرح اعلائے کلمۃ الحق کر سکتا ہوں -

سید تصدق حسین صاحب کی ڈائری کا ایک ورق آپ کس طرح یہ کر سکتے ہیں؟ اس کے لئے میں آپ کو اپنے نہایت ہی مخلص دوست اور ایک زبردست مجاہد سید تصدق حسین صاحب کی ڈائری کی طرف توجہ دلاتا ہوں مجھے یہ علم تھا - کہ سید صاحب موصوف خدمتِ اسلام کے لئے بڑا جوش رکھتے ہیں اور کوئی تحریک نہیں ہوتی جس کو کامیاب بنانے کے لئے وہ اپنی پوری قوت صرف نہیں کر دیتے لیکن جب میں نے پہلی دفعہ ان کی ڈائری کا ایک ورق اخبار "پیغام صلح" میں پڑھا تو میرے دل میں اسی وقت یہ تڑپ پیدا ہوئی کہ ہماری ساری جماعت کے اندر یہ روح پیدا ہو -

یہ مثال ہر فرد جماعت کے لئے قابلِ تقلید ہے سید تصدق حسین صاحب اپنا کاروبار کرتے ہیں - اپنے بال بچوں کی بھی فکر کرتے ہیں - اپنی کمائی میں سے ہر مالی تحریک میں بھی حصہ لیتے ہیں - مگر ان سب سے بڑھکر جو بات ہے - وہ یہ ہے کہ وہ کسی موقعہ کو ہاتھ سے جانے نہیں دیتے جس میں خدمتِ اسلام کا کوئی پہلو نہ آجائے اور وہ اپنی زندگی کا کوئی لمحہ ضائع نہیں ہونے دیتے جس میں تبلیغ اسلام یا استحکام جماعت کا کوئی کام نہ کر لیں - ان کے دل و دماغ پر یہ خیال پورا پورا مسلط نظر آتا ہے کہ وہ ایک جنگ میں مصروف ہیں اور اس جنگ میں کامیابی کی راہیں سوچنا اور اُن پر عمل پیرا ہونا ان کا سب سے پہلا فرض ہے اس ڈائری کو پڑھ کر میرے دل پر اس قدر اثر ہوا کہ میں نے اگلے ہی خطبہ جمعہ میں اس امر کی طرف اپنے احباب کو توجہ دلائی - گو افسوس ہے کہ ایڈیٹر صاحب کی زبردست مصروفیتوں کی وجہ سے وہ میری آواز جماعت تک نہ پہنچ سکی -

میری دلی تڑپ

جماعت میں ضرور اور بھی ایسے احباب ہوں گے جو اپنی اپنی جگہ پر اسی طرح کام میں لگے ہوئے ہوں گے مگر میرے دل میں یہ تڑپ ہے کہ : ـــــ

"ہم میں سے ہر ایک شخص اسی قسم کا جنون علیہٗ دین کے لئے اپنے دل میں رکھتا ہو - پھر ہم پانچ ہزار بھی ہوں - تو پانچ لاکھ کا کام کر سکتے ہیں - میں مالی قربانیوں کو بھی ضروری سمجھتا ہوں اور ان کی طرف توجہ دلاؤں گا لیکن اس سے پہلے میں یہ توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ اپنے دلوں کو قربان کریں اور اپنے خیالات کو قربان کریں - تو آپ کا نام ان سپاہیوں میں آسکتا ہے جنہیں حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی فوج قرار دیا ہے"

چین کے احمدیہ وفد کا کراچی میں ورود مسعود

مرکزی احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے جلسہ سالانہ میں چند روز قیام کرنے کے بعد واپسی پر جماعت احمدیہ چین کا احمدیہ وفد مورخہ ۱۹ر جنوری ۱۹۶۵ء کو کراچی تشریف فرما ہوا - بہت سے احباب سلسلہ نے وفد مذکور کا ہوائی اڈے پر استقبال کیا - اس وفد میں چار حضرات شامل ہیں جو اللہ تعالے کے فضل و کرم سے سب کے سب حج بیت اللہ سے مشرف ہو چکے ہیں - وفد کا امیر قافلہ حضرت مولنا مولوی حافظ قاری - الحاج محمد اسحاق صاحب ہیں - جو ایک عالم اور علوم دینیہ سے بہرہ ور ہیں - مورخہ ۲۲ر جنوری ۱۹۶۵ء کو جماعت نے نماز جمعہ ان کی اقتداء میں ادا کی -

(۲) وفد مذکور کا کراچی میں قیام ۱۹ر جنوری تا ۲۵ جنوری رہا - احباب سلسلہ کو بے حد خوشی ہوئی کہ اللہ تعالے کے فضل و کرم سے سلسلہ احمدیہ چین کی مسلم آبادی میں بھی دن بدن ترقی کرتا چلا جا رہا ہے - اور جماعت کی تعداد بہت بڑھ چکی ہے - سلسلہ عالیہ احمدیہ کی بعض کتب کا چینی زبان میں ترجمہ ہو چکا ہے - جن میں حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب "اسلامی اصول کی فلاسفی" اور حضرت مولنا محمد علی صاحبؒ کی کتاب "زندہ نبی کی زندہ تعلیم" بھی شامل ہے - علاوہ ازیں حضرت مجدد الوقت کی بعض کتب کا ترجمہ زیر تکمیل ہے جن کو چینی زبان میں شائع کر دیا جائے گا - جماعت احمدیہ چین نے سلسلہ احمدیہ کو مسلمانوں میں مقبول اور ہر دلعزیز بنانے کے لئے ایک ماہوار رسالہ موسومہ "اسلامک ریویو" کا اجراء بھی کر دیا ہے - الحمد للہ ثم الحمد للہ -

۳ - وفد مذکور کے اعزاز میں جناب میاں شیخ مقبول احمد و میاں شیخ مقصود احمد صاحبان نیز محترم خواجہ محمود خلف الرشید حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم مغفور نے پُرتکلف ڈنر دیئے - جن میں جماعت کے بیشتر احباب نے شرکت فرمائی - بالآخر احمدیہ مسجد میں اتوار کی شام کو بیگم صاحبہ میاں شیخ مقبول احمد صاحب کی طرف سے روزہ افطاری کے بعد ساری جماعت کراچی (مرد و عورت) کو نہایت پُرتکلف ڈنر دیا گیا - بیگم صاحبہ موصوفہ نہایت نیک مخلص اور جماعت کی مضبوطی کے لئے دلی جذبہ رکھتی ہیں - ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالے بیگم صاحبہ پر دینی اور دنیوی خاص الخاص رحمتیں اور برکتیں نازل فرماتا رہے - آمین ثم آمین

ہماری جماعت کے روح رواں اور رجماعت سیکرٹری خان صاحب میاں رحیم بخش صاحب خاص شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے چار پانچ ایام روزے کی حالت میں تکلیف گوارا فرما کر وفد مذکور کو کراچی کے مختلف مقامات کی سیر کرائی اور وفد کو...

کائنات کا دین اور انسان کا دین جو عالمگیر حیثیت رکھتا ہے

اسلام بیسویں صدی کا مذہب ہے جو علم کی روشنی کے ساتھ پھیلتا چلا جائے گا

خطبۂ جمعہ مؤرخہ ۱۲ فروری ۱۹۶۵ء فرمودہ حضرت امیر قوم مولینا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

والشمس وضحٰها ۔ والقمر اذا تلٰها ۔ والنهار اذا جلّٰها ۔ والّيل اذا يغشٰها ـــــ ولا يخاف عقبٰها ـــــ (سورۃ الشمس) ـــــ

کائنات کے مطالعہ سے ہستی باری تعالےٰ پر ایمان

اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں اپنی کاریگری اور صنعت کاری کو انسان کے مطالعہ کے لئے پیش کیا ہے تاکہ انسان، جس کو خدا تعالےٰ نے عقل دی ہے، فہم دیا ہے، شعور دیا ہے۔ وہ خود اپنے مطالعہ سے خدا تعالیٰ کی ہستی کا قائل ہو جائے اور خدا تعالےٰ کے احسانات انعامات اور افضال و برکات کا خود مطالعہ کر کے اس کے احکامات کی فرمانبرداری کرنے کے لئے آمادہ ہو جائے۔

کائنات کبرےٰ و کائنات صغرےٰ

اس سورۃ شریفہ میں جہاں اس کائنات کو انسان کے مطالعہ کے لئے پیش کیا ہے۔ وہاں خود انسان کی اپنی ذات کو بھی پیش کیا ہے۔ کہ وہ خود اپنی ذات کا بھی مطالعہ کرے۔ کائنات دو قسم کی ہے۔ ایک کائنات کبرےٰ جو آفاق کا دوسرا نام ہے اور دوسری کائنات صغرےٰ جو انسان کی ذات سے تعلق رکھتی ہے۔ خدا تعالےٰ نے دونوں کو انسان کے مطالعہ کے لئے پیش کیا ہے۔ دونوں میں خدا نظر آتا ہے جیسا کہ فرمایا سنريهم اٰياتنا في الاٰفاق وفي انفسهم۔ کائنات کبرےٰ کی بڑی چیزیں دو ہیں جنکو ان آیات میں بیان فرمایا ہے۔ وہ سورج اور قمر ہے یہ دونوں چیزیں دن رات انسان کے سامنے رہتی ہیں مشرق ہو مغرب ہو، جاہل ہو، عالم ہو، مرد ہو، عورت ہو، تمام کے تمام لوگ ان کو دیکھتے ہیں اس لئے خدا تعالےٰ نے سورج اور قمر کو پیش کیا ہے۔ اور سورج اور قمر سے جو چیزیں پیدا ہو رہی ہیں وہ بے شمار ہیں لیکن ان میں سے ایک نمایاں چیز دن رات کا پیدا ہونا ہے فرمایا والشمس وضحٰها۔ وہ کون شخص ہے جو چاشت کو نہیں جانتا۔ رات کے مرے ہوئے لوگ دن کو اُٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ یہ چاشت کا وقت سورج پیدا کرتا ہے۔ اس کی روشنی بھی ہے گرمی بھی، اس کی رہنمائی بھی ہے۔ اس کے بغیر ہم چل پھر نہیں سکتے رات کے وقت بھی چاند ستارے اور روشنی رہنمائی کا کام کرتے ہیں۔ اپنی معیشت کے تمام سامان ہم ان کی روشنی اور رہنمائی کی وجہ سے کر سکتے ہیں۔ سورج کی گرمی کی وجہ سے ہم زندہ ہیں اور روشنی ہماری رہنمائی کرتی ہے۔ والقمر اذا تلٰها۔ یہ قمر جو رات کو کام کرتا ہے اور سورج کے پیچھے چلتا ہے یہ سمندر کے اندر تموج پیدا کرتا ہے یہ سورج سے روشنی مستعار لیتا ہے والقمر اذا تلٰها۔ سورج اور قمر کے اپنے الگ الگ راستے ہیں۔ قمر اپنے مدار پر چلتا ہے۔ اور سورج اپنے مدار پر چلتا ہے۔ امام راغب اس کی تفسیر فرماتے ہیں کہ پیچھے چلنا دو طرح سے ہے۔ ایک تو یہ کہ ہم کسی شخص کے پیچھے پیچھے چلیں۔ دوسرے یہ کہ اس کے عقائد کی اتباع کریں۔ ہم مسلمان حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے نقش قدم پر چلتے ہیں۔ قمر بھی انہی معنی میں سورج کے پیچھے پیچھے چلتا ہے کہ خود تو روشن نہیں ہے لیکن سورج کی روشنی سے مستفید ہو کر روشن ہو جاتا ہے۔ اور ہم اس کے نور سے فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ پھر رات اور دن کا ذکر کیا ہے۔ اور فرمایا بالنجم هم يهتدون۔ صحرا اور سمندر اور فضا میں ان تاروں اور ستاروں کی وجہ سے سفر طے ہوتے ہیں۔

کائنات صغرےٰ یعنے انسان میں قدرت الٰہی کا نمونہ

اس کائنات کا نقشہ پیش کر کے فرمایا ونفس وما سوّٰها۔ جہاں یہ کارخانہ قدرت ـــــ خدا تعالےٰ کے عجائبات و کمالات، غیر محدود علم، اس کی طاقت اس کے احسانات اور افضال و برکات کا نمونہ ہے اسی طرح انسان کا اپنا وجود بھی اس کے کرم، اس کے علم اور اس کی فیاضی کا نمونہ ہے۔ اللہ تبارک و تعالےٰ نے انسان کو پیدا کیا۔ اس کو علم دیا۔ فہم دیا۔ ادراک بخشا۔ تصور عطا کیا۔ اور اس کے اندر ارادہ کی قوت رکھدی۔ فرمایا ونفس وما سوّٰها۔ اور خود انسان اس کو کس غضب کا کمال بخشا ہے یہ بھی بجائے خود ایک کائنات کا حکم رکھتا ہے۔ انسان اس کائنات صغرےٰ کا مطالعہ کرے یہ خدا تعالےٰ کی مصنوعات اور کاریگری کا بہترین نمونہ ہے۔ خدا تعالےٰ نے جس طرح سے اس کائنات کو سورج اور قمر کے نور سے روشن کیا ہے۔ اسی طرح سے انسان کو عقل و فہم دماغ، دانشمندی اور شعور و سمجھ سے بہرہ ور کیا ہے۔

انسانی سرشت کا الہام

فرمایا فالهمها فجورها وتقوٰها۔ انسان کے اندر یہ بات رکھدی ہے۔ کہ وہ عقائد باطلہ اور عقائد صحیحہ، راستی، بدی، کذب جھوٹ۔ صداقت۔ پاکی پلیدی۔ دیانتداری۔ بددیانتی وغیرہ کو سمجھ سکے۔ یہ تفہیم اس کے اندر رکھدی گئی ہے۔

ہر جاندار چیز کا الہام

خدا تعالےٰ نے اس کی تشریح خود فرمائی ہے کہ الہام انسانوں کو بھی ہوتا ہے اور ایسی چیزوں کو بھی الہام ہوتا ہے جن کے اندر ادراک نہیں ہوتا۔ فرمایا واوحٰی ربك الى النحل شہد کی مکھی کو ہم نے الہام کیا۔ کیسے الہام کیا؟ کیا کوئی فرشتہ اترتا ہے نہیں بلکہ شہد کی مکھیوں کی فطرت میں یہ بات رکھدی ہے کہ کس طرح چھتہ بنانا ہے اور کس طرح سے تم نے پھولوں پر سے عرق حاصل کرنا ہے۔ اور کس طرح اپنے چھتے کا انتظام کرنا ہے، وہاں ایک بادشاہ ہوگا۔ رعایا ہوگی وہ بادشاہ کے ماتحت ہوگی۔ اس کی پوری فرمانبرداری کرنی ہے الہام نے اجتماعی زندگی سکھائی۔ اور مکھیوں کو شہد تیار کرنا سکھایا

سیاروں اور ستاروں کا الہام

یہ تو ایک جاندار چیز کے اندر الہام کیا گیا ہے ایسا ہی فرمایا اوحٰی فی کل سماء امرها آسمان اور آسمان کے ستاروں کی فطرت میں رکھدیا گیا ہے کہ انہوں نے فلاں کام کرنا ہے وہ اسی سرشت کے مطابق چل رہے ہیں حکم الٰہی کی سرتابی نہیں، انحراف نہیں۔ حکم الٰہی کے مطابق وہ سرگرم عمل ہیں۔ وقت کی پابندی کرتے ہیں۔ بغیر ادراک کے لوگوں کو فائدہ پہنچا رہے ہیں۔

انسان کے اندر نیکی اور بدی کا امتیاز

اسی طرح فرمایا کہ ایک وحی وہ ہے جو پیغمبروں اور رسولوں کو دی جاتی ہے اور ایک وہ ہے جو انسان کے اندر رکھدی گئی ہے۔ جب انسان کو پیدا کیا گیا۔

اس کے اندر نیکی اور بدی کی تمیز رکھدی گئی۔ وھدینٰہ النجدین۔ نیکی بھی ابھری ہوئی نظر آتی ہے اور بدی بھی ابھری ہوئی کسی طرح کی غلط فہمی کا امکان نہیں ہوتا۔

جانوروں کی سرشت میں الہام الٰہی

جانوروں کے اندر بھی وحی کی گئی ہے۔ جانور بھی اپنی بھلائی کے طریقے جانتے ہیں اور نقصان اور ضرر کو پہچانتے ہیں ایک بطخ کا بچہ پیدا ہوتے ہی پانی میں کود پڑتا ہے۔ جبکہ مرغی کا بچہ ایسا نہیں کرتا وہ پانی سے ڈرتا ہے۔ اونٹ فرمانبردار ہے ایک چھوٹی عمر کا بچہ بھی اس کی مہار پکڑ لیتا ہے اور اونٹ میلوں اس کے پیچھے چلتا رہتا ہے۔ لیکن وہ کھڈ میں جانے سے انکار کر دے گا خواہ بہت سارے آدمی بھی اسکو ہانکیں۔ جانوروں میں بھی سمجھ بوجھ ہے کبھی جنگل میں سانپ نکل آئے تو چڑیاں شور مچانا شروع کر دیتی ہیں۔ بلی کو دیکھ کر بھی چڑیاں شور مچاتی ہیں جانوروں کے اندر الہام دیا گیا کہ فلاں چیز ان کی دشمن ہے۔

درختوں کا فطرتی الہام

خدا تعالےٰ نے ہر چیز میں رہنمائی رکھدی ہے حتیٰ کہ درخت بھی خدا تعالےٰ کی رہنمائی کے ماتحت ہیں ایک جگہ ایک آم کا درخت ہو اور اس کے ساتھ بکائن یا نیم کا درخت ہو تو خدا کے حکم سے آم کا درخت صرف اپنے اجزاء اکٹھے کرتا رہتا ہے۔ اور بکائن یا نیم کا درخت اپنے اجزاء اکٹھے کرتا ہے۔ گویا ان کے اندر بھی خدا تعالےٰ نے الہام رکھدیا ہے فرمایا ربنا الذی اعطی کل شیء خلقہ ثم ھدیٰ۔ یعنے خدا تعالےٰ نے ہر چیز کو پیدا کیا اور ہر چیز کی رہنمائی بھی فرمائی۔ سارے درخت کیڑے، پرندے چرندے سب کو زندہ رہنے کے قواعد سکھائے۔

نیکی اور بدی کی دو پہاڑیاں

اگر خدا نے ہر ایک چیز کے اندر رہنمائی کے سامان رکھ دیئے ہیں تو انسان کے اندر بھی اسی رہنمائی کا سامان رکھدیا ہے اس کے اندر اخلاق رکھ دیئے ہیں۔ تمیز رکھدی ہے۔ انسان آگ کے نزدیک نہیں جاتا۔ زہر نہیں کھاتا۔ سانپ کے بل میں ہاتھ نہیں ڈالتا۔ باولے کتے کے قریب نہیں جاتا۔ اسی طرح جسے وہ ناپاک چیز سمجھتا ہے اس کے قریب جانا پسند نہیں کرتا۔ پاکی طہارت اور نیکی کو پسند کرتا ہے رشوت کو ناپسند کرتا ہے۔ یہ اس کی طبیعت میں اور جبلت میں ہے۔ یہی بات نیکی اور بدی میں امتیاز کی ہے۔ فرمایا وھدینٰہ النجدین۔ دو پہاڑیوں کی طرف اس کی...... رہنمائی کی ہے۔ نیکی اور بدی کی دو پہاڑیاں ان کے سامنے ہیں۔ ممکن نہیں کہ انسان کے راستے میں پہاڑی ہو اور وہ اسے نظر نہ آئے۔ ظالم کو انسان ناپسند کرتا ہے۔ رشوت کو ناپسند کرتا ہے ملاوٹ کو ناپسند کرتا ہے۔ دھوکہ بازی کو ناپسند کرتا ہے کوئی نیک آدمی ہے تو اسکو بزرگ سمجھ کر اس کے قریب بیٹھنا چاہتا ہے۔ اخلاق باختہ شخص کی صحبت سے اجتناب کرتا ہے۔

کائنات کا دین اور انسان کا دین اسلام یعنے فرمانبرداری ہے

فرمایا کائنات کبریٰ یا صغریٰ دونو آپس میں موافقت رکھتی ہیں کائنات کبریٰ کی چیزیں قوانین الٰہی کی پابندی کرتی ہیں۔ ان کی وجہ سے کائنات میں برکت اور رونق ہے۔ لہٗ اسلم من فی السمٰوٰت والارض۔ زمین و آسمانوں کی ہر چیز اطاعت الٰہی میں مصروف ہے۔ اسی طرح انسانوں کے لئے بھی قوانین الٰہی کی فرمانبرداری ضروری ہے کائنات کا دین اسلام ہے اور انسان کا دین بھی اسلام یعنی فرمانبرداری ہے۔ جو انسان خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری کرے اسکو مسلم کہتے ہیں

بیسویں صدی کا عالمگیر مذہب

اسلام کو دنیا کے سامنے بطور سائنس پیش کیا جاسکتا ہے۔ اسلام قوانین و قواعد الٰہی کی تابعداری کو کہتے ہیں اور ایسی فرمانبرداری کرنے والے کو مسلم یہ دین عالمگیر ہے۔ لیکن ہندو یا یہودی یا عیسائی وغیرہ عالمگیر نہیں ہے۔

مجھے لنڈن کے ایک گرجا میں تقریر کرنے کا موقعہ ملا...... دوران تقریر میں لفظ مسلم آگیا۔ میں نے اس کی تشریح کی اور کہا کہ جب سے انسان پیدا ہوا ہے اس کا مذہب خدا تعالےٰ کی فرمانبرداری ہے لیکن لفظ عیسائی ہمہ گیر نہیں ہے۔ عیسائی کے معنے ہیں حضرت عیسٰی کے پیچھے چلنے والا۔ لیکن حضرت عیسٰے خود عیسائی نہ تھے وہ خدا کے احکام کی پیروی کرتے تھے یعنی مسلم تھے۔ تم عیسائی ہو۔ اسلام فطرت کا دین ہے جس میں احکام الٰہی کی فرمانبرداری سکھائی گئی ہے اور اسی وجہ سے اس کے ماننے والے مسلم کہلاتے ہیں۔ .... لیکچر کے بعد پریزیڈنٹ نے کہا I am also a Muslim یعنے میں بھی مسلمان ہوں۔

غرض وہ دین جو حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو دیا وہ عالمگیر ہے اور ساری کائنات کا دین ہے۔ یہ اس بیسویں صدی کا مذہب ہے۔ اس علم و عقل کے زمانہ کا مذہب ہے۔ اس کے اندر حقائق ہیں۔ جن کا کوئی انکار نہیں کر سکتا۔

قابل فخر دین

پھر فرمایا قد افلح من زکّٰھا۔ ہم نے انسان کو پتہ دے دیا ہے کہ گناہ کیا ہے اور نیکی کیا ہے۔ تو پھر جس کسی نے قلب کی صفائی رکھی۔ وہ کامیاب ہو گیا۔ وقد خاب من دسّٰھا اور جس نے قلب و روح کو پائمال کیا وہ نامراد ہوا اب انسان خود فیصلہ کرے کہ نامراد مرنا اچھا ہے یا بامراد اور کامیاب و کامران مرنا اچھا ہے یا ناکام یہ ہمارا دین فخر کے قابل ہے۔ یہ اس زمانہ کا دین ہے۔ یہ دین اس زمانہ میں پھیلے گا۔ جس طرح سے علم بڑھتا رہے گا اسی طرح سے یہ دین بھی مقبول ہوتا جائے گا جو اہل علم کے لئے باعث فخر ہوگا۔

بیماروں اور مصیبت زدوں کیلئے دعا

بعض احباب بیمار ہیں جیسے ملک خدا بخش صاحب نے اپنے بیٹے عزیز احمد کے لئے لکھا ہے کہ وہ بیمار ہے اور بعض لوگ مصائب و مشکلات میں مبتلا ہیں۔ ان سب کے لئے دعا کیجئے۔

مولانا شیخ عبدالرحمن مصری صاحب

اُمّت کے موعود مسیح و مہدی کی شان

از روئے قرآن و احادیث نبی اللہ المنّان (صلعم)

مسیح موعودؑ کی آمد حضرت نبی کریم صلعم کی بعثت ثانیہ قرار دی گئی ہے

پیشتر اس کے کہ حضرت مسیح موعود کے ساتھ وعیت خلافت کے متعلق کچھ تحریر کیا جائے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اُمت میں آنے والے مسیح اور مہدی کی اس شان کا مختصر طور پر ذکر کیا جائے جو قرآن کریم اور احادیث نبویہ میں بیان کی گئی ہے۔

سب سے پہلے تو مسیح اور مہدی کے مقام کی اہمیت اسی امر سے واضح ہو جاتی ہے کہ قرآن کریم اور احادیث میں اس کا آنا دوسرے لفظوں میں تو حضرت نبی کریم کا ہی آنا قرار دیا گیا ہے۔ قرآن کریم کی سورۃ الجمعہ کی آیت۔ هوالذی بعث فی الامّیّن رسولا منهم یتلوا علیهم ایاته ویزکیهم و یعلمهم الکتاب والحکمة وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین واخرین منهم لما یلحقوا بهم وهوالعزیز الحکیم ذالك فضل الله یؤتیه من یشاء والله ذوالفضل العظیم کی تفسیر میں اس امر کو تسلیم کیا گیا ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم صرف اپنے زمانہ کے لوگوں کا ہی تزکیہ نہیں کریں گے اور صرف انہی کو کتاب اور حکمت نہیں سکھلائیں گے بلکہ آنے والی نسلوں کا تزکیہ بھی آپ ہی فرمائیں گے اور ان کو کتاب اور حکمت بھی آپ ہی سکھلائیں گے اور مفسرین کے نزدیک ان آنے والی نسلوں میں ایک خاص گروہ کا ذکر بھی آنحضور صلعم نے فرمایا جو خاص طور پر صحابہ کرام رضہ کی شان اپنے اندر پیدا کرے گا کیونکہ وہ گروہ ایک ایسے شخص سے تربیت یافتہ ہوگا جس کا وجود بروزی طور پر حضرت نبی کریم صلعم کا ہی وجود ہوگا اس لئے اس کے مقام کی عظمت اور اس کی آمد کی اہمیت اسی بیان سے ہی واضح ہو جاتی ہے۔

صحابہ کرام رضہ کا سوال اور آنحضور صلعم کا جواب

چنانچہ اس آیت کے نازل ہونے پر صحابہ کرام رضہ نے آنحضور صلعم سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ وہ کونسی جماعت ہے جس کا ہمارے ساتھ مل جانے کا ذکر آیت کے الفاظ لما یلحقوا بهم میں کیا گیا ہے۔ چنانچہ بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی اور دیگر محدثین نے حضرت ابو ہریرہ رضہ سے روایت بیان کی ہے فرماتے ہیں کہ جس وقت سورۃ الجمعہ نازل ہوئی ہم حضرت نبی کریم صلعم کے پاس ہی بیٹھے ہوئے تھے آنحضور صلعم نے ہم کو یہ سورۃ پڑھ کر سنائی اور جب آنجناب صلعم آیت واخرین منهم لما یلحقوا بهم پر پہنچے تو ہم میں سے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ من هولاء الذین لما یلحقوا بنا یعنی وہ کون لوگ ہیں جو گو ابھی تو ہم سے نہیں ملے لیکن آئندہ ہم سے مل جائیں گے۔ اس سوال کے جواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک سلمان فارسی رضہ کے سر پر رکھا اور فرمایا والذی نفسی بیدہ لو کان الایمان بالثریا لناله رجال من هولاء۔ اور ایک روایت میں ہے لو کان الایمان معلقًا بالثریا لناله رجل من فارس یعنی اگر ایمان ثریا پر بھی ہوگا تو فارسی النسل آدمی اسے وہاں بھی جا لیں گے یا فارسی النسل ایک آدمی اسے وہاں بھی جا لے گا۔ حضرت مرزا صاحب جنہوں نے اس پیشگوئی کے مصداق ہونے کا دعوے کیا اور اسے دلائل اور بینات سے ثابت بھی کر دیا۔ فارسی النسل ہی تھے۔

کامل بروز ہونے کا ثبوت

اب ظاہر ہے کہ آیت تو یہ کہتی ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم آخرین کا تزکیہ کریں گے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھائیں گے اور حدیث ہمیں یہ بتلاتی ہے کہ فارسی النسل ایک شخص یا بعض اشخاص ایمان کو ثریا پر جا لے گا یا جا لیں گے اب اگر فارسی النسل شخص کو حضرت نبی کریم صلعم کا کامل بروز تسلیم نہ کیا جائے جس کی روحانی تربیت آنحضرت صلعم کی قوت قدسی نے ہی کی ہو تو آیت اور حدیث کے مضمونوں میں تضاد نمایاں ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ حدیث قرآنی آیت کی ہی تفسیر کر رہی ہے اور آخرین کی اصلاح کرنے والے شخص کی بعثت کو حضرت نبی کریم صلعم کی ہی بعثت قرار دے رہی ہے اور ظاہر ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم کی یہ دوسری بعثت آنجناب صلعم کے اصلی وجود کے ذریعہ تو ہو نہیں سکتی اس لئے ماننا پڑے گا کہ یہ بعثت بروزی رنگ میں ہی ہوگی۔

رجل اور رجال کہنے کی وجہ

چونکہ اس ایک شخص کے ذریعہ ہی ایک ایسی جماعت تیار ہوگی جو صحابہ کرام رضہ کے رنگ میں رنگین ہو کر دینی خدمات سرانجام دے گی اس لئے حضرت نبی کریم صلعم نے ایک دفعہ رجل اور دوسری دفعہ رجال فرمایا چنانچہ ایک حدیث میں آتا ہے کیف تهلك امة انا فی اولها وعیسی بن مریم فی اخرها اور ایک اور حدیث میں آتا ہے امتی کالمطر لا یدری اوله خیر ام اخره یہ دونوں حدیثیں بھی اس حقیقت کی پوری وضاحت کر رہی ہیں کہ اُمت میں آنے والا مسیح حضرت نبی کریم صلعم کے بروز ہونے میں کمال کے اس بلند ترین مقام پر پہنچا ہوا ہوگا۔ جہاں دونوں کے درمیان دوئی کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا بلکہ وہ کامل طور پر اس شعر کا مصداق ہوگا

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

کامل بروز ہونے پر دلالت کرنے والی دوسری آیت

اسی طرح قرآن کریم کی آیت هوالذی ارسل رسوله بالهدیٰ ودین الحق لیظهره علی الدین کله بھی اسی حقیقت پر دلالت کر رہی ہے مفسرین اس بات پر متفق ہیں کہ غلبۂ اسلام جس کی پیشگوئی اس آیت میں کی گئی ہے مسیح موعود کے زمانہ میں ہی ظاہر ہوگا چنانچہ حدیث تهلك الملل کلها فی زمنه الا الاسلام آیت مندرجہ بالا کی ہی تفسیر کر رہی ہے۔

ظاہر ہے کہ آیت میں رسوله کے لفظ سے مراد تو حضرت نبی کریم صلعم ہی ہیں۔ لیکن مفسرین کا اس لفظ سے مراد مسیح موعود لینا اور حدیث کا بھی مسیح موعود کو ہی اس کا مصداق قرار دینا اس بات پر صاف دلالت کر رہا ہے کہ آنے والا مسیح حضرت نبی کریم صلعم کا ہی کامل بروز ہونے کی وجہ سے آنحضور صلعم کا ہی بروزی وجود ہوگا اور یہ زبردست دلیل ہے اس بات پر کہ آنے والا مسیح امت محمدیہ علیٰ صاحبها الصلوٰة والسلام کا ہی ایک فرد ہوگا نہ کہ مسیح ناصری علیہ السلام اور دوسرے آیت اور حدیث اس بات پر بھی بیّن دلیل ہیں کہ اس پیشگوئی کو پورا کرنے والا شخص مستقل حیثیت رکھنے والا نہیں ہوگا بلکہ حضرت نبی کریم صلعم کی قوت قدسیہ کا ہی تیار کردہ ہوگا اور وہ تنہا دین نہیں دے گا بلکہ اسلام کو ہی تمام دیگر مذاہب پر غالب کر کے دکھلائے گا جیسا کہ حضرت مرزا صاحب نے کر کے دکھلا دیا اور آپ کی اتباع میں آپ کی تیار کردہ جماعت اس فریضہ کو سرانجام دے رہی ہے۔

. . . .

مسیح موعودؑ کو قرآنی حقائق کا وافر حصہ ملنا

یہ آیت اس بات پر بھی دلالت کر رہی ہے کہ مسیح موعودؑ کو قرآنی علوم کا وافر حصہ عطا کیا جائے گا اور اس پر قرآن کے حقائق اور معارف سب سے زیادہ کھولے جائینگے تا وہ اسلام کی خوبیوں کو کما حقہ اجاگر کر سکے دنیا پر اس کی صداقت کے متعلق حجت تمام کر دے اور اس کے ساتھ ہی اسکو آسمانی نشان بھی اس کثرت سے دیئے جائیں گے کہ اُن کے ذریعہ اسلام کے مقابلہ میں دیگر ادیان کو علمی دلائل کی رُو سے بھی اور نشانوں کی رُو سے بھی مردہ ثابت کر دے تا وہ ہر لحاظ سے ہلاک شدہ ثابت ہو جائیں۔

آنے والے مسیح کی شان پر دلالت کرنے والی احادیث

اس حقیقت پر روشنی ڈالنے والی آیات تو اس قدر ہیں کہ اگر ان سب کو لکھا جائے تو ایک مبسوط کتاب درکار ہوگی لیکن چونکہ اسجگہ اختصار مدنظر ہے اس لئے مندرجہ بالا دو آیتوں پر ہی اکتفا کرتے ہوئے اب میں احادیث سے آنے والے مسیح کے مقام پر روشنی ڈالتا ہوں۔

پہلی حدیث:—

الدنیا سبعة آلاف سنة انا فی آخرها الفا (کنز العمال جلد سابع صـ۱۶۹) یعنے دنیا کی عمر سات ہزار سال ہے اور میں آخری یعنی ساتویں ہزار میں ہوں گا ظاہر ہے کہ آنحضور صلعم کی پہلی اور اصلی بعثت تو پانچویں ہزار سال میں ہوئی تھی لیکن حدیث میں آنجناب صلعم اپنی بعثت ساتویں ہزار سال میں بتلا رہے ہیں جس کے معنی صاف ہیں کہ ساتویں ہزار میں آنجناب صلعم کی بعثت بروزی حیثیت کی ہو سکتی ہے جو آنحضور صلعم کے کسی کامل بروز کے ذریعہ ہی ظہور میں آ سکتی ہے اور وہ کامل بروز حدیث کیف تهلك امة انا فی اولها وعیسی بن مریم فی آخرها کی رُو سے مسیح موعود ہی ہو سکتا ہے۔ چنانچہ حضرت مرزا صاحب نے ساتویں ہزار میں ہی مسیح موعود ہونے کا دعوےٰ کیا اور اپنی بعثت کو حضرت نبی کریم صلعم کی ہی بعثت ثانیہ قرار دیا۔

دوسری حدیث:—

حضرت نبی کریم صلعم دجال کے متعلق فرماتے ہیں:— ان یخرج وانا فیکم فانا حجیجه دونکم یعنے اگر دجال نکلے اور میں تم میں موجود ہوں تو میں تمہیں اس کے فتنہ سے محفوظ رکھنے کے لئے خود دلائل کے ذریعہ اس کا مقابلہ کر کے اس کو شکست دوں گا۔

دجال کے خروج کا زمانہ

ظاہر ہے کہ دجال کے خروج کو آنحضور صلعم نے معین طور پر امت میں آنے والا مسیح کے زمانہ ظہور میں قرار دیا ہوا ہے اور اس کی شکست آنے والے مسیح کے ہاتھ پر ہی مقدر بتلائی ہوئی ہے چنانچہ جب حضرت عمرؓ نے ابن صیاد کو دجال سمجھ کر حضرت نبی کریم صلعم سے اس کے قتل کرنے کی اجازت طلب کی تو آنحضور صلعم نے یہی فرمایا کہ اگر یہی دجال ہے تو تم اس کے قتل پر قادر نہیں ہو سکتے اس کی ہلاکت مسیح کے ہاتھ پر ہی مقدر ہے اور اگر وہ دجال نہیں تو اس کو قتل کرنے سے کوئی فائدہ نہیں۔ اور یہ بھی ثابت ہے کہ مسیح کا ظہور آخری زمانہ میں معین کیا گیا ہے اور اسی کے ہاتھ پر ہی اس کی شکست بھی مقدر بتلائی گئی ہے۔ لیکن حدیث مذکورہ بالا میں حضرت نبی کریم صلعم اپنی شان میں فرماتے ہیں فانا حجیجه دونکم جس سے صاف ثابت ہو گیا کہ امت میں آنے والے مسیح کے کام کو آنحضور صلعم اپنا کام قرار دے رہے ہیں اور یہ ہو نہیں سکتا جب تک کہ آنے والا مسیح حضرت نبی کریم صلعم کا ہی کامل بروز نہ ہو۔ پس یہ حدیث بھی کامل یگانگت پر قطعی دلیل ہے۔

تیسری حدیث:—

ابو عبیدہ الجراح سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم نے دجال کے متعلق فرمایا سیدرکه من قد رأنی وسمع کلامی قالوا یا رسول الله کیف قلوبنا یومئذ مثلها الیوم قال او خیر۔ یعنی حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا دجال کو پائے گا وہ شخص جس نے مجھے دیکھا اور میرے کلام کو سنا۔

روحانی طور پر دیکھنا اور سننا مراد ہے

اب ظاہر ہے کہ دجال نے تو آخری زمانہ میں خروج کرنا ہے اور اس وقت تک تو صحابہ کرام رضؓ میں سے کوئی صحابی بھی زندہ نہ ہوگا اور آنحضور صلعم کو دیکھنے والے اور آنجناب کے کلام کو سننے والے تو صحابہ کرام ہی تھے کیونکہ حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا ہوا ہے کہ آنحضور صلعم کے زمانہ کے سب لوگ سو سال کے اندر اندر فوت ہو جائیں گے۔ پس حدیث میں دیکھنے والے اور کلام سننے والے کا جو ذکر کیا گیا ہے وہ اس حدیث کی رُو سے جسمانی طور پر سننے والا اور دیکھنے والا تو ہو نہیں سکتا پس ماننا پڑے گا کہ یہ دیکھنا اور سننا روحانی طور پر ہی ہو سکتا ہے چنانچہ حضرت مرزا صاحب کے کشوف اور الہامات سے ثابت ہے کہ آپ حضرت نبی کریم صلعم کی زیارت سے بھی مشرف ہوئے اور آنحضور صلعم کے کلام کو سننے کا بھی آپ کو شرف حاصل ہوا۔ اور آپ ہی وہ شخص ہیں جس نے مسلمانوں کو دجال کا پتہ دیا اور بتلایا کہ اوّل نمبر پر پادری ہی دجال ہیں اور دوسرے نمبر پر یورپ کے فلاسفر وغیرہ دجال ہیں گو مسلمانوں نے شروع میں پرجوش مخالفت میں اس قول کو تسلیم کرنے سے انکار کیا لیکن اب بالآخر سب نے اس قول کی سچائی کو تسلیم کر لیا ہے۔ اور دجال کا پتہ دینے والے کے متعلق حضرت نبی کریم صلعم نے مندرجہ ذیل الفاظ فرماتے ہوئے ہیں وہ درجہ میں امت میں سب سے زیادہ میرے قریب ہوگا اور اس شہادت کے ادا کرنے میں رب العالمین کے نزدیک سب شاہدوں سے بڑھ کر قابل تعظیم ہوگا۔

حدیث میں اس وقت کے قلوب کے متعلق جو یہ فرمایا کہ قلوب اس وقت ایسے ہی ہونگے جیسے اس وقت ہیں بلکہ ہو سکتا ہے کہ بہتر ہوں یہ الفاظ بالکل مندرجہ ذیل الفاظ کے مطابق ہیں۔ امتی کالمطر لا یدری اوله خیر ام آخره اور یہ الفاظ بھی آنے والے مسیح کے مقام کی عظمت پر کافی روشنی ڈالتے ہیں۔

چوتھی حدیث:—

لا مهدی الا عیسیٰ بن مریم

اس حدیث کی تہ تک پہنچنے میں بعض شراح کو مشکل پیش آئی ہے اور اس کی وجہ صرف ایک ہی تھی اور وہ یہ کہ وہ عیسیٰ بن مریم سے مراد حضرت مسیح ناصری علیہ السلام سمجھے بیٹھے تھے اور ان کے آسمان سے نزول کا انتظار کر رہے تھے اس لئے ان کے لئے مشکل تھا کہ مہدی اور آنے والے مسیح کو ایک ہی شخص قرار دیں اس لئے انہوں نے حدیث کو ضعیف قرار دینے کی کوشش کی لیکن چونکہ حدیث کو ضعیف قرار دینے کی بظاہر کوئی معقول وجہ نہ تھی اس لئے دوسرے شراح نے اسے صحیح قرار دیتے ہوئے اسکے معنی یوں کر دیئے کہ مہدی تو بہت ہوں گے لیکن کامل مہدی صرف عیسیٰ ہی ہوگا اور بعض نے مہدی کے لغوی معنی مراد لے کر یہ کہہ دیا کہ عیسیٰ کے زمانہ میں کامل ہدایت یافتہ صرف عیسیٰ ہی ہوگا ظاہر ہے کہ جس موعود مہدی کے ظہور کی پیشگوئی کی گئی ہے اس کے کامل ہدایت یافتہ ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے اور جیسا کہ ابھی ثابت کیا جائے گا وہ فی الحقیقت کامل ہدایت یافتہ ہی ہوگا پس جب یہ تسلیم کر لیا گیا کہ عیسیٰ ہی اپنے نزول کے وقت کامل ہدایت یافتہ ہوگا تو مہدی کے ظہور کی پیشگوئی کا اسی کو مصداق تسلیم کرنے میں کیا روک باقی رہ جاتی ہے اب جبکہ یہ بھی ثابت ہو گیا ہے کہ حضرت مسیح ناصریؑ فوت ہو چکے ہیں اور ان کے دوبارہ نزول کے خیال کی غلطی بھی ظاہر ہو گئی ہے تو اس امر کو ماننا بہت آسان ہو گیا کہ احادیث میں مسیح اور مہدی سے مراد ایک ہی شخص ہے جسے اسکے دو مختلف کاموں کی بنا پر دو مختلف لقب دیئے گئے ہیں۔

پانچویں حدیث:—

حدیث کے الفاظ (یواطئ اسمه اسمی) [illegible] بھی کامل یگانگت پر ہی دلالت کرتے ہیں:—

مہدی کی سنت پر چلنے سے مراد

حدیث میں آتا ہے علیکم بسنتی وسنة الخلفاء

الراشدین المھدیین یعنے میری سنت پر عمل کرو اور میرے خلفاء راشدین مہدیین کی سنت پر عمل کرو ظاہر ہے کہ خلفاء کی اپنی تو کوئی سنت نہیں ہوتی وہ تو خود سنت نبوی پر عمل کرنے والے ہوتے ہیں پھر اُن کی سنت پر عمل کرنے کی تلقین کیوں کی گئی ہے بات یہ ہے کہ جب عام طور پر لوگوں کی نظر سے حقیقی سنت نبوی اوجھل ہو جاتی ہے اور وہ غلط باتوں کو سنت نبوی سمجھ کر ان کے پیچھے چل پڑتے ہیں تو اصلاح احوال کے لئے اللہ تعالےٰ امت میں سے جس شخص کو کھڑا کرتا ہے صحیح سنت نبوی کی طرف اس کی راہنمائی فرما دیتا ہے اور وہ اس صحیح سنت نبوی کی پیروی سے قرب الٰہی کو حاصل کر لیتا ہے۔ پس جس سنت نبوی پر وہ گامزن ہوتا ہے وہی درحقیقت صحیح سنت نبوی ہوتی ہے نہ کہ وہ جس پر لوگ غلطی سے گامزن ہو رہے ہوتے ہیں اس لئے فرمایا کہ میرے خلفاء کی سنت پر چلو کیونکہ وہی درحقیقت میری سنت ہوگی۔

پس جب عام خلفاء کے متعلق یہ فرمایا تو وہ خلیفہ جسے خصوصیت کے ساتھ مہدی کے لقب سے ملقب کیا گیا ہے اور جس کے متعلق خاص طور پر کہا گیا ہے کہ وہ میری سنت پر چلے گا اور میری سنن کو زندہ کرے گا اور میری سنت پر لوگوں سے عمل کرائے گا اور جس کے متعلق خاص پیشگوئی فرمائی گئی ہے اور جس کے زمانہ کے متعلق متعدد علامات بیان کی گئی ہیں اس کی سنت کی پیروی تو ہر مسلمان پر بدرجہ اولیٰ فرض ہے اس کے اختیار کردہ طریق سے اختلاف کرنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

مہدی کی شان کے متعلق احادیث

مہدی کی شان کے متعلق جو احادیث وارد ہوتی ہیں وہی احادیث آنے والے مسیح پر بھی چسپاں ہوں گی، کیونکہ دونوں پیشگوئیوں کا مصداق ایک ہی شخص ہے جیسا کہ اوپر ثابت کیا گیا ہے۔

پہلی حدیث :۔

مہدی کی شان میں حدیث میں آتا ہے کہ یصلحہ اللہ فی لیلۃ کہ اللہ تعالےٰ اس کی اصلاح ایک رات میں کر دے گا۔ پس جو شخص خدا کی طرف سے اصلاح یافتہ ہو اور وہ بھی ایک رات میں تو اسی کی عنداللہ جو عظمت ہوگی اس کا اندازہ ہر شخص خود ہی لگا سکتا ہے۔

مختلف احادیث و آثار سے اخذ کردہ مہدی کی شان

علمائے کرام نے مختلف احادیث سے اخذ کر کے جو شان مہدی کی بیان کی ہے اس کو نواب صدیق حسن خان صاحب نے اپنی کتاب حجج الکرامہ صفحہ ۳۸۲ میں جمع کر دیا ہے وہ لکھتے ہیں کہ :۔

" نبی کریم صلعم کے آثار کی پیروی کرے گا خطا نہیں کرے گا فرشتہ اس کے ساتھ رہیگا جو اس کو سیدھی راہ دکھلاتا رہے گا جو کچھ کہے گا وہی کرے گا اور وہی کہے گا جس کا اسے علم ہوگا اور اسی بات کا اس کو علم ہوگا جو اس کے سامنے موجود ہوگی خدا تعالےٰ اس کو ایک رات میں درست کر دے گا اسلام کی رُوح اس کے زمانہ میں پھر اُٹھے گی اسلام ذلت کے بعد معزز ہو جائے گا اور موت کے بعد زندہ ہو جائے گا۔ اس کے زمانہ میں ایک شخص بحالت بخل اور بزدلی میں شام گذارے گا مگر صبح ہوتے ہی وہ اعلم الناس اکرم الناس و اشجع الناس بن جائے گا اس کے ساتھ نزاع کرنے والا مخذول ہوگا دین سے وہی چیز ظاہر کرے گا جو فی الحقیقت خدا کے نزدیک دین ہی ہوگی اگر حضرت نبی کریم صلعم زندہ ہوتے تو وہی کچھ فرماتے جو وہ اپنے زمانہ میں کہے گا۔ امت کے دل معرفت اور حقائق سے مالامال کر دے گا لیکن اس کے زمانہ کے علماء و فقہا اس کی مخالفت کریں گے اور اس کی تکفیر کریں گے اگر اسے قتل کرنے کی طاقت رکھتے تو اسے قتل بھی کر دیتے۔

واقعات پر غور کی نظر ڈالنے والا اور حضرت مرزا صاحب کے حالات کو نظر تعمق سے مطالعہ کرنے والا ہر شخص اس بات کا اقرار کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ مندرجہ بالا تمام علامات حضرت مرزا صاحب کے وجود میں بوجہ اتم پائی گئی ہیں۔

اب اس شان کے امام کے ساتھ جس کی اصلاح خدا نے خود کی ہو جو دین کے مسائل بیان کرنے میں خطا سے محفوظ ہو جس کی تسدید فرشتہ کرتا رہے۔ اور جو دین کے متعلق وہی کچھ بیان کرے جو خدا کے نزدیک درست ہو جس کا بیان دین کے متعلق خود حضرت نبی کریم صلعم کے بیان کے مطابق ہو اور جو دین کی روح کو زندہ کر دینے کا موجب ہو اور جو اپنے ساتھ حقیقی تعلق رکھنے والوں کو اعلم الناس بنا دینے کا ذریعہ بنے اور جس کے ساتھ نزاع کرنے والا مخذول بن جائے جو دین کو ذلت کے بعد معزز بنا دینے والا ہو اس کے ساتھ اختلاف کی کیا نوعیت ہو سکتی ہے اس پر انشاء اللہ آئندہ قسط میں روشنی ڈالی جائے گی۔

فہرست چندہ جوبلی فنڈ

نام	رقم	رسید نمبر
ملک عبد الکریم لنگڑیال مظفر گڑھ	15/-	۲۴۴۷
پروفیسر سعد اختر صاحب ملتان	5/-	"
چوہدری امتیاز احمد صاحب "	5/-	"
خان عبد العزیز خان صاحب "	100/-	"
چوہدری عبد الکریم صاحب "	10/-	"
پروفیسر غلام رسول صاحب علی پور	10/-	"
خورشید محمد خان صاحب ملتان	25/-	"
میاں نثار احمد صاحب "	20/-	"
میاں فضل حق صاحب "	20/-	"
چوہدری سلطان علی صاحب "	50/-	"
چوہدری محمد لطیف صاحب خانیوال	20/-	"
شیخ رحمت اللہ سلیم صاحب ۔ ملتان	50/-	"
شیخ میاں فضل الرحمان صاحب	200/-	"
میاں محمد ظفر صاحب ملتان	2/-	"
مختلف احباب اسمٰعیل آباد	7/-	۲۲۷۸
راجہ عبد المجید صاحب چھڑکسی ملتان	5/-	۲۳۹۷
چوہدری محمد یعقوب صاحب کمسر	10/-	۲۴۶۸
" " محمد شفیع " "	10/-	۲۴۶۹
" " محمد حنیف " "	5/-	۲۴۷۰
سلیم احمد صاحب اسمٰعیل آباد	10/-	۲۵۰۲
فتح محمد صاحب "	1/-	"
میاں عبد اللہ " "	3/-	"
منظور احمد صاحب "	1/-	"
بیگم عبد اللہ صاحب "	3/-	"
عبد الجبار صاحب "	1/-	"
عبد الغفار صاحب "	1/-	"
محمد ریاض علوی "	2/-	"
محمد فیاض علوی "	2/-	"
حبیب احمد صاحب "	1/-	"
ظہور احمد صاحب "	1/-	"
محمد یعقوب علوی "	1/-	"
بیگم محمد یعقوب علوی "	1/-	۲۵۰۲
" منظور احمد صاحب "	1/-	"
" محمد داؤد علوی صاحب "	1/-	"
محمد داؤد علوی صاحب "	1/-	"
ظفر محمود علوی متعلم "	-/50	"
رضیہ علوی صاحبہ	1/-	"
محمد ایوب صاحب علوی	1/-	"
والدہ محمد ریاض علوی	1/-	"
پروفیسر سعد اختر صاحب ملتان	31/-	۲۵۳۳
" "	13/-	۲۵۲۵
چوہدری محمد شفیع صاحب کمسر	1/-	۲۹۶۸

ضروری اعلانات

عطیہ گولڈن جوبلی

گولڈن جوبلی کے موقعہ پر جن احباب جماعت نے حسب استطاعت عطیہ جات سے انجمن کی امداد فرمائی ان کے اسمائے گرامی اور عطیہ جات کی فہرست ان کالموں میں درج ہوتی رہتی ہے، اسی سلسلہ میں یہ امر قابل مسرت امتنان ہے، کہ محترم ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب آف پشاور نے مبلغ ایک سو روپیہ نقد اور ایک ہزار روپے کا وعدہ فرمایا ہے، چنانچہ آپ اپنے خط میں لکھتے ہیں:-

"سردست گولڈن جوبلی کے سلسلہ میں یہ عاجز اپنی طرف سے مبلغ ایک سو روپے کی حقیر رقم برائے خرچ اخراجات مہمان نوازی برموقعہ جوبلی پیش کرتا ہے جو عنقریب اپنی جماعت کے سیکرٹری صاحب کی وساطت سے خزانہ انجمن میں داخل ہو جائے گی، نیز حسب دستور سابقہ یہ عاجز اس گولڈن جوبلی کے عظیم الشان موقعہ پر مبلغ ایک ہزار روپے کی حقیر رقم بطور صدقہ جاریہ کے بھی پیش کرنے والا ہے۔ ہر دو رقوم انشاء اللہ تعالےٰ اپنے وقت پر حاضر خدمت ہو جائیں گی۔

والسلام

ڈاکٹر کرم الٰہی دوامی ممبر معتمدین"

ان ہر دو عطیات کے لئے ہم ڈاکٹر صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ جزاہ اللہ خیراً

مندوبین افریشیائی سمینار کی خدمت میں

احمدیہ لٹریچر

ایڈیٹر صاحب پیغام صلح۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مفصلہ ذیل نوٹ اخبار پیغام صلح میں شائع فرما دیں

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی طرف سے جناب حبیب الرحمٰن صادق صاحب نے مفصلہ ذیل کتب ہر مندوب کی خدمت میں جو کثیر تعداد میں آرٹ لٹریچر اور کلچر افریقہ ایشیا سمینار میں حصہ لینے کے لئے بیرونی ممالک سے تشریف لائے ہوئے تھے تحفتہً پیش کیں جو بشکریہ قبول کی گئیں۔

(۱)- ٹیچنگز آف اسلام

(۲)- لونگ تھاٹس آف پیافٹ محمدؐ

(۳)- نیو ورلڈ آرڈر

(۴)- قرآنی ایپچھ آف دی ہولی قرآن (خطبۂ قرآن)

(۵)- انیکڈوٹس فروم دی لائف آف دی پرافٹ محمدؐ

غلام قادر

خادم متن احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

آفتاب الدین احمد ہومیوپیتھک خیراتی دارالشفاء

انسان دوست ادارہ

سال رواں کی سہ ماہی اوّل کی کارگذاری

ماہ نومبر دسمبر ۱۹۶۴ء اور جنوری ۱۹۶۵ء میں ۷-۵۵ مریضوں نے استفادہ کیا جن میں عام امراض کے علاوہ مرگی - تپ دق - تپ محرقہ - خناق چنبل اور ہر قسم کی دق کے عوارض میں مبتلا مریض بھی شامل تھے۔

احباب کی طرف سے -/۱۱۸۵ روپے بطور عطیات موصول ہوئے۔

آپ بھی اپنے عطیات بنام محاسب صاحب انجمن ارسال فرما کر اس کار خیر میں شریک ہو کر عنداللہ ماجور ہوں۔

اعزازی مہتمم دارالشفاء

نئی کتابیں

حمائل شریف } حضرت مولینا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مؤلف انگریزی ترجمۃ القرآن کریم نے ایک ضخیم کتاب بیان القرآن یعنی اردو ترجمہ وتفسیر قرآن کریم تین جلدوں میں شائع کی تھی۔ پھر حمائل کے رنگ میں اردو ترجمہ وتفسیر معہ مختصر تفسیر کے شائع کی تھی۔ یہ حمائل اعلےٰ کاغذ پر آفسٹ کے ذریعہ چھپوائی گئی ہے۔ ہدیہ -/۲۰ روپے

تاریخ احمدیت حصہ دوم } احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی اشاعت اسلام اور تبلیغ دین کی پچاس سالہ مساعی کا خاکہ۔ قیمت دو روپے۔

یاد رفتگان حصہ اوّل } یعنی تذکرہ انصار احمدیہ۔ ان اصحاب کبار کے مختصر حالات زندگی جنہوں نے جماعت احمدیہ لاہور کے قیام اور ترقی و توسیع میں قابل قدر خدمات انجام دیں اور اپنے مولیٰ سے جا ملے قیمت دو روپے

تفہیمات احمدیہ } انتخاب ارشادات حضرت مسیح موعودؑ وخطبات قائدین سلسلہ۔ قیمت ۵۰/۲ روپے

کلام احمدیہ } انتخاب منظوم کلام حضرت مسیح موعودؑ وشعراء سلسلہ قیمت

ملنے کا پتہ:- دارالکتب اسلامیہ، احمدیہ بلڈنگس لاہور۔

اخبار احمدیہ

شکریہ تعزیت

میری اہلیہ کے انتقال پُر ملال پر نہ صرف پاکستان کے مختلف مقامات سے بلکہ بیرونی ممالک سے بھی بزرگوں - دوستوں اور عزیزوں کے بے شمار تعزیت نامے میری طرف آئے ہیں اور بہت سے احباب افسوس اور ہمدردی کا اظہار کرنے کے لئے بذات خود بھی تشریف لائے۔ ہر ایک شریک غم کا علیحدہ علیحدہ طور پر شکریہ ادا کرنا بہت مشکل ہے۔ لہٰذا بذریعہ اخبار پیغام صلح میں تمام احباب کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ان کے محبت اور ہمدردی سے بھرے ہوئے الفاظ سے میرے دل کو بہت تسکین ہوئی۔ اللہ تعالےٰ ان سب کو جزائے خیر دے۔

مرزا معصوم بیگ راولپنڈی

تنظیم خواتین احمدیہ وزیر آباد

بروز جمعہ مؤرخہ ۶۵/۱/۲۹ خواتین احمدیہ وزیرآباد کا ماہانہ جلسہ منعقد ہوا۔ جو کافی پُر رونق اور کامیاب رہا۔ تقریباً سب احمدی خواتین اور بچوں نے شرکت کی۔ جلسہ کے اختتام پر حضرت امیر ایدہ اللہ کے حکم کے مطابق چندہ لیا گیا۔ پروگرام حسب ذیل تھا۔

تلاوت قرآن پاک: فرخ سلیم

توحید خداوندی کا جوش۔ فرحت ممتاز

نعت:- پروین بانو۔ طلعت حکیم۔ فریدہ گل۔۔ نائلہ ممتاز۔ فرخ سلیم۔ شہناز رشید۔

دعا کے لوازمات:- رخسانہ پروین

ارشادات حضرت مسیح موعودؑ:- ساجدہ رعنا

ماہ رمضان:- پروین بانو

رسول اللہ کا فرمان کہ آپس میں محبت کرو:- صنوبر جان

صنوبر جان - ایس ایم حمید اللہ صاحب

محلہ شیخاں مغربی وزیر آباد

درخواست دعائے صحت

(۱) ملک خدا بخش صاحب لدھیانوی کے صاحبزادہ عزیز احمد صاحب کو گذشتہ ہفتہ ناک اور منہ سے خون جاری ہو گیا، جس کی وجہ سے حالت تشویشناک حد تک پہنچ گئی۔ خدا کا شکر ہے کہ کافی علاج معالجہ اور جدوجہد کے بعد خطرہ جاتا رہا۔ لیکن ابھی مکمل صحت نہیں۔ ملک صاحب احباب کرام سے دعائے صحت کاملہ کے ملتجی ہیں۔

(۲) محترم شیخ برکت اللہ صاحب سیالکوٹی کی اہلیہ محترمہ کچھ عرصہ سے بیمار ہیں اور علاج کے لئے انہیں میو ہسپتال میں داخل کیا گیا ہے۔ احباب کرام سے ان کی صحت کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

93

روزہ سے ضبطِ نفس، تزکیہ و طہارت، تعلق باللہ اور مخلوق کیساتھ ہمدردی و ایثار کا سبق

"اُس مسلمان افسر کا کیا ہوگا، جس کے ماتحت اُسے جلّاد اور ظالم سمجھیں"

"اُس مسلمان کی کیا مسلمانی ہے جس کی بیوی جانتی ہو کہ میرا خاوند راشی ہے"

خطبہ عید الفطر مورخہ ۴ فروری ۱۹۶۵ء فرمودہ حضرت امیر قوم مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

یاایہا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون ——— (البقرہ)

روزہ سے قرب الٰہی

رمضان کا مہینہ ختم ہو چکا ہے مسلمان مساجد میں اور عید گاہوں میں جمع ہو کر شکر بجا لاتے ہیں کہ خدا تعالےٰ نے ان کو توفیق دی ہے کہ انہوں نے خدا تعالےٰ کے حکم کی فرمانبرداری کی اور مہینہ بھر پابند رہے اور روزے رکھے۔ روزہ اگرچہ ریاضت شاقہ ہے۔ لیکن اس میں بڑے فوائد ہیں۔ تمام قوموں کے سب انبیاء، صلحاء اور بزرگوں نے روزہ رکھا اور اللہ تعالےٰ کا قرب حاصل کیا۔ یہ تاریخی شہادت ہے اس بات پر کہ روزہ اور عبادت سے خدا تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ اس کا کوئی انکار نہیں کر سکتا۔

دجّال کا اثر اسلامی دُنیا پر

قرب الٰہی کا یہ مجرب طریق جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا ہے اس کی طرف ضرور توجہ کریں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انی لا اخاف ان تشرکوا باللہ ولکن اخشی علیکم الدنیا ان تنافسوا فیہا کہ مجھے اس بات کا خطرہ نہیں ہے کہ لوگ خدا تعالےٰ کے ساتھ شرک کریں گے بلکہ ڈر یہ ہے کہ لوگ دنیا کی لذات میں پھنس جائیں گے، مال و زر کے چکر میں گھر جائیں گے آرائشوں اور زیبائشوں میں مصروف رہیں گے اور اس طرح سے خدا تعالےٰ کی طرف سے غفلت اختیار کر لیں گے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اندیشہ صحیح تھا۔ آج دجّال کا اثر تمام اسلامی ملکوں پر چھا رہا ہے اور مسلمان ان طریقوں سے ہٹتے ہوئے نظر آ رہے ہیں جن کے ذریعہ اُمت میں صالحیت اور بزرگی پیدا ہوتی ہے اور جن پر چل کر قوم میں اولیاء، مجدد اور محدّث اور غوث اور قطب پیدا ہوتے ہیں۔

روزہ سے ضبطِ نفس اور تزکیہ و طہارت

حضور صلعم نے نماز روزہ کے ذریعہ قوم میں کیریکٹر پیدا کیا۔ سیرت و کردار کی بلندیاں پیدا کیں۔ روزہ سے ضبطِ نفس پیدا کیا۔ روزہ زبان، خواہشات اور جذبات پر قابو اور تزکیہ و طہارت پیدا کرتا ہے ایمان باللہ ایک ایسی چیز ہے جو مومن کے قلب کو منور کر دیتا ہے اور اعمال صالح اس نور کو چمکانے کا موجب ہیں۔

ضبطِ نفس کے علاوہ اس ماہ میں جہاں لوگوں نے روزے رکھے۔ تراویح پڑھیں۔ نوافل ادا کئے تلاوت قرآن کی وہاں صدقہ و خیرات بھی کی ہے۔

حضور نبی کریم صلعم کا مقام ــ خدا کیساتھ تعلق اور مخلوق کیساتھ تعلق۔

مسلمان کا ایک تعلق خدا کے ساتھ ہے اور دوسرا تعلق اس کی مخلوق کے ساتھ ہے۔ جس کا تعلق محض خدا کے ساتھ ہے۔ اور وہ مخلوق خدا کی کوئی خدمت نہیں کرتا۔ وہ اسلام پر کاربند نہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق خدا کے ساتھ بھی تھا اور خدا کی مخلوق کے ساتھ بھی۔ قرآن کریم میں مذکور ہے کہ حضور صلعم نے یہاں تک ترقی کی کہ قاب قوسین او ادنیٰ کے مقام پر فائز ہو گئے۔ عرب کے قبائل میں یہ رواج تھا کہ قبائل کے سردار ایک دوسرے کے حلیف بنتے تو ایک میدان میں ایک سردار دوسرے سردار کے کمان سے کمان ملاتا اور دونوں کمانوں سے ایک تیر مجمع کے سامنے چلایا جاتا تھا۔ جس کے معنے یہ ہوتے تھے کہ جو ایک کا دوست ہے وہ دوسرے کا دوست ہے، جو ایک کا دشمن ہے وہ دوسرے کا دشمن ہے۔ عرب کی اس روایت کو اللہ تعالےٰ نے اس آیت میں استعمال کیا ہے۔ فرمایا فکان قاب قوسین۔ محمد رسول اللہ کی کمان اور میری کمان کو ملا کر ہم نے تیر چلا دیا ہے۔ جو آپ کا دوست ہے وہ میرا دوست ہے۔ جو آپ کا دشمن ہے وہ میرا دشمن ہے او ادنیٰ۔ بلکہ ہمارا تعلق تو اس سے بھی بہت بڑھا ہوا ہے۔ لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جتنا خدا تعالےٰ کے قریب ہیں۔ اتنا ہی آپ مخلوقِ خدا کے قریب ہیں۔۔۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مخلوق خدا سے ہمدردی کرنے اور محبت کرنے میں کمال کر دکھایا۔

ڈکٹیٹر سے بڑھکر طاقت کے باوجود اختلاف رائے کی برداشت

آپ ڈکٹیٹر سے بڑھ کر قوت اور طاقت رکھتے تھے۔ ڈکٹیٹر اختلاف رائے کو برداشت نہیں کرتا۔ لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ۔۔۔ اختلاف رائے کی وجہ سے کسی سے خفا نہ ہوتے تھے، بلکہ اختلاف رائے کو باعث رحمت سمجھتے تھے۔ حضور صلعم کا رعب قوم کے دلوں پر تھا۔ لیکن حاکم ہو کر بھی آپ نے کبھی بھی کسی انسان کو معزول نہیں کیا، یورپ کے ڈکٹیٹر اختلاف کو برداشت نہیں کرتے۔ ماسکو اور جرمنی میں یہی ہوا اور آخر کار ان کا حشر بھی بہت بُرا ہوا۔

نوکر سے حُسنِ سلوک

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کے لئے نمونہ ہیں۔ آپ کا تعلق بھی انسانوں کے ساتھ رہا۔ حضرت انس رضی فرماتے ہیں کہ میں جتنا عرصہ آپ کی خدمت میں رہا آپ نے مجھے کبھی اُف تک نہ کہا اور کبھی نہ کہا کہ یہ کام کیوں کیا یا ایسا کیوں نہیں کیا۔ کتنے بڑے اخلاق ہیں۔ آپ مسلمان ہیں۔ بعض گھروں میں خادم بھی ہیں۔ آپ اندازہ لگائیں کہ آپ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق پر چلتے ہیں یا ایک متکبر انسان کے طریق پر۔

حقوق میں مساوات اور درجات میں تفاوت

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بادشاہ سے لے کر کسان تک کے لئے یکساں حقوق قائم کئے اس کو مساوات کہتے ہیں۔ لیکن شخصیت کو حضور نے بھی

پائمال نہیں کی۔ یہ نہیں کہا کہ کسان بادشاہ کے برابر ہے یا بیٹا باپ کے برابر ہے یا نائی کمانڈر کے برابر ہے۔ آپؐ نے شخصیت کو بھی قائم رکھا اور حقوق بھی برابر قرار دیئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا کی کہ اے خدا مجھے عمر بن ہشام یا عمر بن خطاب میں سے ایک عطا کیا جائے۔ یہ دونوں معزز ہستیاں ہیں، آپؐ کی دُعا سُنی گئی۔ عمر فاروق رضؓ آپؐ کے بازو بن گئے۔ اس سے قوم کے اندر قوت پیدا ہوگئی۔ مساوات اس کا نام نہیں کہ باپ بیٹے کے برابر ہے، کمانڈر نائی کے برابر ہے۔ بادشاہ رعایا کے برابر ہے هم درجات عند الله انسان کے درجات مختلف ہیں۔ ان کے اعمال کے مطابق ان کے درجات علیحدہ علیحدہ ہیں۔ لیکن بحیثیت انسان سب کے حقوق برابر ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مخلوق کے ساتھ بےحد ہمدردی کی ہے حضرت عائشہ رضؓ کی روایت ہے امرنا رسول اللهؐ ان ننزل الناس على قدر مراتبهم۔ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں کے مراتب کا لحاظ رکھو۔ اور حقوق میں مساوات قائم کرو۔ اس کو کہتے ہیں اعتدال کا رستہ۔

جانوروں پر رحم کھاؤ۔

آپؐ نے جہاں انسانوں کے دُکھ سکھ کا احساس فرمایا وہاں جانوروں پر رحم کی تلقین بھی فرمائی۔ حضور نبی کریم صلعم نے ایک جگہ ایک اونٹ کو دیکھا وہ نہایت دُبلا ہو چکا تھا فرمایا اتقوا في هٰذه البهائم المعجمة ان بے زبانوں کے معاملہ میں خدا سے ڈر جاؤ۔ یہاں بھی تقوے کا لفظ آپ نے استعمال کیا۔ میونسپل کارپوریشن بھی رحم حیوانات کا خیال رکھتی ہے۔ لیکن یہاں خدا کے ڈر اور خوف کی وجہ سے جانوروں پر رحم اور اُن سے ہمدردی ہے۔ فرمایا فاركبوها صالحة و كلوها صالحة۔ وہ تندرست ہوں تو اُن سے سواریوں کا کام لو۔ اور وہ تندرست ہوں تو ان کو خوراک بناؤ۔

حضرت انس رضؓ فرماتے ہیں جب کبھی ہم جہاد کے لئے نکلتے تو جہاں کہیں ہم ڈیرہ لگاتے۔ کوئی شخص وہاں نماز نہ پڑھتا تھا جب تک جانوروں کے پالان وغیرہ نہ اتار دیئے جاتے تھے۔ اور ان کو چارہ نہ ڈال دیا جاتا اور پانی نہ پلا دیا جاتا۔

عید کے دن نماز سے پہلے غرباء کے لئے فطرانہ

آج عید کے دن بھی حضورؐ نے اسی قسم کا حکم دے رکھا ہے کہ نماز ادا کرنے سے پیشتر غرباء کی خاطر فطرانہ کا ادا کرنا از بس ضروری ہے۔ مسلمان نماز کو مقدم نہیں کر سکتا جب تک غرباء کے لئے فطرانہ ادا نہ کر دیا جائے۔ سولہ سترہ لاکھ کی آبادی ہمارے شہر لاہور کی ہے۔ فی کس فطرانہ کم از کم ایک روپیہ ہے، وہ بچہ جو ماں کے پیٹ میں ہے اس کا بھی فطرانہ واجب ہے چھوٹے سے لے کر بڑے تک ہر گھر کے ہر فرد پر فطرانہ کی ادائیگی واجب ہے۔

فطرانہ کی تنظیم اور اس کے فوائد

اگر یہ فطرانہ ایک منظم طریق پر وصول کر کے ایک جگہ پر جمع ہو تو ۱۶/۱ لاکھ روپیہ ایک دن میں جمع ہو سکتا ہے اس سے حضورؐ کے اقتصادیاتی نظم کا اندازہ ہو سکتا ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف نماز روزہ وغیرہ ہی کی تلقین نہیں فرمائی بلکہ اجتماعی زندگی بسر کرنے کی بھی تلقین فرمائی ہے۔ جب تک اجتماعی زندگی نہ ہو، نیکی کا کام نہیں ہو سکتا۔ اور نہ کوئی دنیا کا کام بہ احسن طریق چل سکتا ہے۔ ایسے موقعہ پر فطرانہ ادا کرنے اور اسکو ایک منظم طریق پر جمع کرنے سے ایک شہر لاہور سے ۱۶/۱۷ لاکھ روپیہ جمع ہو سکتا ہے جس سے غرباء کے لئے ٹیکنیکل کالج کھل سکتے ہیں، اور بیماروں کے لئے ہسپتال جاری ہو سکتے ہیں اور بہت سارے خدمت خلق اور رفاہ عامہ کے کام ایک سال میں سرانجام پا سکتے ہیں اور ہر سال اُن کے استحکام کے لئے رقم فراہم ہو سکتی ہے۔ یہ صرف ایک شہر کا ذکر ہے۔ اسی طرح پاکستان کے ہر شہر سے فطرانہ وصول کیا جائے تو اندازہ لگائیے کہ کس قدر رقم بن جائے گی اور اس سے کس قدر فوائد حاصل ہوں گے۔ ضرورت ہے کہ حکومت اس طرف توجہ کرے اور فطرانہ کی رقوم اکٹھی کرنے کا مناسب و معقول انتظام کرے اس قوم کے اندر قربانی کی لہر پیدا ہو جائے گی۔ اس سے انگلستان میں اشاعت اسلام اور تبلیغ دین کے مراکز کھل سکتے ہیں اور یورپ فتح ہو سکتا ہے۔ جہاں علم کی روشنی ہو وہاں اسلام کا بیج ڈالنے سے بہت جلد بارآور ہو سکتا ہے۔

یورپ میں اسلام کی مقبولیت

اسلام اپنے اندر فطری دلائل رکھتا ہے جو اہلِ عقل و علم کے لئے مقبول ہیں۔ ایسے دلائل نہ ہندومت میں ہیں اور نہ عیسائیت کے اندر ہیں۔ یورپ اور روس عیسائی مذہب سے بیزار ہیں۔ روس نے تو عیسائیت کی وجہ سے مذہب کو ناپسندیدہ اور باطل قرار دے کر اپنے وطن سے نکال باہر کیا۔ لیکن اگر اُن کے سامنے اسلام کی صحیح تصویر پیش کی جائے تو اس کے ماننے سے انہیں انکار نہ ہوگا۔ جب میں پہلی دفعہ ولایت سے واپس آیا تو نواب ذوالفقار علی صاحب نے میرے اعزاز میں دعوت دی جس میں رؤسا اور اہلِ علم حضرات میں انگریز بھی شریک تھے۔ میرے ساتھ میجر سرونٹس بیٹھے تھے۔ وہ گورنمنٹ کالج کے پرنسپل تھے وہ مجھ سے کہنے لگے کہ وہ کونسے [illegible] ہیں جن کی وجہ سے آپ یورپ میں تبلیغ اسلام میں کامیاب ہوتے ہیں۔ میں نے اُن کو جواب دیا کہ دو سبب ہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ زمین موزوں ہے، وہ لوگ اہلِ علم و عقل ہیں۔ دوسرا سبب یہ ہے کہ میرے مذہب کا بیج Rational ہے۔ زمین موزوں میں یہ بیج پنپتا ہے۔ بعض لوگ اسے قبول کرتے ہیں۔ میں نے کہا انگلستان میں یونیورسٹی کا کوئی لکھا پڑھا انسان عیسائی نہیں ہے۔ وہ کہنے لگے کہ میں بھی عیسائی نہیں ہوں رسم کے طور پر بھی میں گرجے نہیں جاتا۔ اور جب گورنر صاحب گرجے میں جاتے تھے تب بھی میں گرجے میں نہیں جاتا۔ یہ اس ملک کی صورت حال ہے امریکہ میں بھی ہمارا یہی تجربہ ہے اور جرمنی میں بھی یہی تجربہ ہے

اجتماعی زندگی اور ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردانہ برتاؤ

تو فطرانہ سے جہاں غرباء کی مدد ہوتی ہے وہاں دینی امور کی بھی مدد ہوتی ہے۔ آپ اجتماعی زندگی بسر کرنے کی کوشش کریں۔ غرباء کے ساتھ غمخواری کریں۔ ان کو اپنا بھائی سمجھیں۔ ایک دوسرے کا ادب کریں۔ ایک دوسرے سے خوش خلقی سے پیش آئیں اس کے بغیر اجتماعی زندگی پیدا نہیں ہوتی۔ جو آپ کے ساتھ ایک دفعہ مل بیٹھے، جو ہم سفر ہو جائے، جو آپ کا کلرک ہو یا آپ کا افسر ہو، آپ کا خادم ہو، اس کے مراتب اور حقوق کا خیال رکھو۔ اور اس کی تکریم کرو۔ اس مسلمان افسر کا کیا ہوگا جس کے ماتحت اسکو جلاد اور ظالم سمجھیں، اس مسلمان کی کیا مسلمانی ہے کہ جس کی بیوی جانتی ہو کہ میرا خاوند راشی ہے اور وہ درندہ ہے۔

بیماروں اور تکلیف زدوں کے لئے دعا

بعض احباب کے خطوط آتے ہیں کہ وہ بیمار ہیں یا اُن کے عزیز رشتہ دار علیل ہیں یا بعض مصائب میں مبتلا ہیں۔ ان کے لئے اور اپنے مصیبت زدہ کشمیری بھائیوں کے لئے دُعا کریں کہ اللہ تعالےٰ اُن کے مصائب دُور فرمائے۔

اطلاع

— ایمان افروز مستقل فیچر کے علاوہ
— مکرم مولینا عبدالحق صاحب ودیارتھی محقق اسلام فاضل سنسکرت و عبرانی۔
— محترم مولینا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری
— جناب میاں رحیم بخش صاحب کراچی
— السلاح حنا ز احمد صاحب فاروقی

کے رُوح پرور اور بلند پایہ رشحاتِ قلم ماہ فروری ۱۹۶۲ء رُوحِ اسلام میں مطالعہ فرمائیں۔

— مینجر ماہنامہ روحِ اسلام

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خُدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرہ عالم بنا دیا
(حضرت مسیح موعودؑ)

(مرتبہ :- شیخ غلام قادر ڈار صاحب)

نائیجیریا

ترجمہ خط مسٹر ٹیجانی یوسف البشا - نائیجیریا -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

آپ کا ارسال کردہ انگریزی ترجمۃ القرآن مل گیا ہے - جب میں نے قرآن شریف کو وصول کیا تو مجھے انتہائی خوشی ہوئی - اس کے مطالعہ سے میرے کئی ایک مسائل حل ہو جائیں گے اور روحانی تعلیم میں ترقی ہوگی - اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں قرآن کریم کی تعلیم پر عمل کروں گا میں آپ کی عنایت کا مشکور رہوں -

اللہ تعالےٰ ہمیں قرآن سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق دے - اور اندھیرے سے روشنی کی طرف لائے اور اگر آپ مجھے انگریزی نماز ارسال کریں تو کرم فرمائی ہوگی۔

والسلام

(مُسلم پریئر بک ارسال کی گئی)

ترجمہ خط :- اموداادین لیلا عبدالقادر - الورن - نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

آپ کے ارسال کردہ پمفلٹس کا شکریہ - آج دوپہر کے بعد آپ کی کتابیں موصول ہوئیں - یہ آپ ہی کی کوشش کا نتیجہ ہے - اور میں سمجھتا ہوں کہ آپ ہم سے محبت رکھتے ہیں کیونکہ آپ نے ایسی قیمتی کتابیں ہم کو مفت ارسال کی ہیں - خدا آپ کا حامی و ناصر ہو -

میں خدا کے فضل سے آپ کے ساتھ تعلق رکھوں گا - میں مزید خوش ہوں گا اگر آپ مجھے اس خط کا جواب جلدی دیں - اور میری خوشی ہے کہ آپ مجھے مزید لٹریچر ارسال کریں - والسلام

ترجمہ خط - وائی - کے - بلوگن ذاریا - نائیجیریا -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

آپ کا ارسال کردہ خط موصول ہوا - جس کا بہت بہت شکریہ -

اللہ تعالےٰ آپ کی کوششوں کو بارآور کرے وہ مطلق العنان خدا جانتا ہے - کہ میں نے اپنے بندوں کو کیا انعامات دیتے ہیں - جو اپنے بھائیوں کے ساتھ نیک سلوک کرتے ہیں - اور جو دنیا میں مذہبی تبلیغ کے سلسلہ میں کوشاں ہیں -

میں نے کتابوں کو پڑھ لیا ہے - اور اب میں ان کو پھر دوہرا رہا ہوں - میں بہت مشکور ہوں گا اگر آپ مجھے نماز کے متعلق کتابیں ارسال کریں جس میں سنت اور فرض کے متعلق مفصل تحریر ہو - اگرچہ آپ نے ارسال کی ہیں مگر تعلیم کی کوئی انتہا نہیں -

میں اپنے گہرے قلب سے آپ کے لئے دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالےٰ عزّ وجلّ آپ کو اس نیک کام کی مزید توفیق اور زیادہ سے زیادہ اجر دے

گھانا

ترجمہ خط :- عبدالرؤف سلامی، گھانا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

میں یہ خط لکھتے ہوئے بہت خوش ہو رہا ہوں آپ کا خط مجھے اکتوبر میں ملا تھا - مگر میں بروقت جواب نہ دے سکا - معذرت خواہ ہوں - پارسل جو آپ نے مجھے ارسال کیا تھا وہ مجھے موصول نہیں ہوا - آپ اس کے متعلق دریافت کریں -

میرے چند دوست ہیں جو مسلمان ہونا چاہتے ہیں - اگر آپ قبول فرمائیں -

آپ کے جواب کا منتظر

(ان کو لٹریچر بھیجا گیا اور جواب دیا گیا)

انڈونیشیا

ترجمہ خط :- بکیسر کہا - انڈونیشیا -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

مجھے بہت افسوس ہے کہ میں آپ کے سات دسمبر کے خط کا جواب دیر سے دے رہا ہوں - مجھے امید ہے کہ آپ مجھے اپنا مسلمان بھائی تصوّر کریں گے اور میری طرف خاص توجہ کریں گے -

آپ کا خط موصول ہوا - لیکن آپ کا لٹریچر مجھے ابھی تک موصول نہیں ہوا - میں نے اس کا ہم جنوری تک انتظار کیا -

برادرم میں نے اپنا ایڈریس تبدیل کر لیا ہے کیونکہ مجھے پون تیانک (مغربی کلیمنٹیان) میں ملازمت مل گئی ہے - اس لئے مجھے لٹریچر اس پتہ پر ارسال کریں -

امید ہے کہ آپ مجھے میرا لٹریچر میرے نئے ایڈریس پر جو کہ میرے لفافہ کے اوپر لکھا ہوا ہے ارسال کریں گے - میں آپ کے جواب کا منتظر رہوں گا - نئے سال اور ماہ رمضان کی مبارک باد دیتا ہوں -

(ان کو چند انگریزی رسالے ارسال کئے گئے)

ماریشس

ترجمہ خط :- حاجی محبوب سلیمان - ماریشس

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

آپ کے دو عدد پارسل موصول ہوئے شکریہ - میں بہت مشکور ہوں - آپ لوگوں کا جو اسلام کی ترقی کے لئے کوشش کر رہے ہیں ... اللہ تعالےٰ آپ کو اس کا بہت بڑا اجر دے گا -

میں بہت خوش ہوں گا اگر مجھے حضرت رسول کریمؐ کی اور خلفاء راشدینؓ کی سوانح عمری ارسال کریں تاکہ میں مفت تقسیم کر سکوں - بعض نوجوان طبقہ رسول کریم صلعم اور اسلام کی تعلیمات پر اعتراض کرتا ہے -

پچھلے نومبر میں چند آدمیوں نے اخبار میں لکھا تھا کہ نشہ آور چیزوں کا بیچنا ممنوع نہیں کیونکہ قرآن میں ایسی کوئی آیت نہیں - مجھے مجبوراً اس سوال کو لکھنا پڑا - میں معافی چاہتا ہوں کہ پارسل کی رسید سے جلد آپ کو اطلاع نہ دے سکا -

(ان کو خط لکھا گیا اور کتابیں بھیجی گئیں)

جماعت احمدیہ کراچی کی نمازِ عیدالفطر

اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے اس سال احباب سلسلہ کثرت کے ساتھ نماز عیدالفطر میں شامل ہوئے - فطرانہ - عید فنڈ اور مسجد فنڈ کی مدات میں مبلغ -/650 سے زائد رقم موصول ہوئی - دس پندرہ احباب نماز عید کے لئے وقت مقررہ کی غلط فہمی کے باعث اس وقت تشریف لائے جبکہ خطبہ عید دیا جا رہا تھا - اگر یہ احباب شروع نماز تشریف لاتے تو یقیناً مسجد احمدیہ کے ہال سے باہر بھی نماز کی ادائیگی کے لئے انتظام کرنا پڑتا -

اسی طرح نماز جمعۃ الوداع میں بھی مسجد میں کافی رونق اور چہل پہل تھی - ہر دو نمازوں میں خواتین نے بھی کثرت کے ساتھ شمولیت فرمائی جو خاکسار کی اقتداء میں ادا ہوئی - یہ خدا تعالےٰ کا رحم ہے کہ احباب سلسلہ نے میرے ہر دو خطبوں کو بہت پسند فرمایا -

شیخ عبدالحق مناظر اسلام
مبلغ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کراچی

ایک قابلِ تقلید نمونہ

انجمن کے اخبارات "پیغام صلح" "لائٹ" اور "روحِ اسلام" کی توسیعِ اشاعت کے لئے خاکسار نے گذشتہ سال سے تحریک کی ہوئی ہے۔ الحمد للہ کہ احباب نے اس سلسلہ میں مجھے مایوس نہیں کیا۔ گذشتہ سال قریباً یکصد نئے خریدار پیغام صلح کے اور ۴۵ خریدار "لائٹ" کے بنائے گئے۔ اللہ تعالےٰ ان احباب کو جزائے خیر دے جنہوں نے اخبارات کی توسیعِ اشاعت میں حصہ لیا۔

امسال صاحب ثروت احباب سے اپیل کی گئی تھی کہ وہ اپنی طرف سے اخبارات کی توسیعِ اشاعت کے لئے عطیہ جات دے کر خریداری بڑھائیں۔ ہماری اس اپیل پر جماعت کے نہایت مخیر بزرگ محترم میاں فضل الرحمٰن صاحب ملتانی نے -/250 روپے پیغام صلح کی توسیعِ اشاعت کے لئے اور -/250 روپے لائٹ کی توسیعِ اشاعت کے لئے مرحمت فرمائے ہیں۔ اللہ تعالےٰ اس محترم ہستی کو اجرِ عظیم مرحمت کرے۔ آمین

میاں صاحب موصوف کا یہ ایثار ایک قابلِ تقلید نمونہ ہے۔ مجھے امید ہے کہ جماعت کے دوسرے صاحب ثروت احباب بھی ہماری اپیل پر لبیک کہتے ہوئے انجمن کے اس ضروری شعبہ کو مالی مشکلات سے نجات دلائیں گے اور عند اللہ ماجور ہوں گے۔

سعید احمد۔ جنرل سیکرٹری

کھدوا (کشمیر سٹیٹ) میں ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن کا قیام

خدا کے فضل و کرم سے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کھدواہ کے ماتحت جماعت کے نوجوانوں نے اپنی ایک یونین جس کا نام "ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن کھدواہ" ہے۔ بنائی ہے۔ اس کے حسب ذیل عہدیداران کا اعلان ہوا ہے۔ قارئین اخبار اور بزرگانِ سلسلہ سے درخواست دعا ہے کہ یہ جماعت اور ایسوسی ایشن پھلے اور بڑھے اور اسلام کی خدمت کرے۔

(۱) سرپرست ایسوسی ایشن - چوہدری عبد الحمید صاحب گنائی - بی اے بی ٹی
۲- پریزیڈنٹ - چوہدری عبد الجبار صاحب گنائی - فاضل
۳- نائب صدر - خواجہ عبد الحفیظ صاحب سٹوڈنٹ ایف اے
۴- جنرل سیکرٹری - ماسٹر عبد الحی صاحب فاضل
۵- نائب سیکرٹری - چوہدری عبد الرؤف صاحب - ایف ایس سی
۶- پبلسٹی سیکرٹری - ماسٹر عبد الجبار صاحب فاضل زبان
۷- نائب پبلسٹی سیکرٹری - چوہدری عبد الرشید صاحب فسٹ ایر سٹوڈنٹ
۸- خزانچی (ایمن) چوہدری عبد الحق صاحب گنائی سیکنڈ ایر سٹوڈنٹ
۹- محاسب آڈیٹران - چوہدری عبد الحمید سیکنڈ ایر - عبد اللطیف صاحب محمد اقبال صاحب سیکنڈ ایر۔
۱۰- آرگنائزر - چوہدری عبد المجید صاحب گنائی ایف ایس سی۔
۱۱- ممبران ورکنگ کمیٹی - چوہدری عبد الحمید صاحب سیکنڈ ایر - غلام محمد صاحب گنائی - ارشاد احمد صاحب - احمد اللہ صاحب - عبد الواحد صاحب

خاکساران:- عبد الحی جنرل سیکرٹری ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن کھدواہ
عبد الجبار گنائی پبلسٹی سیکرٹری ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن کھدواہ

ذکرِ صدیق

جناب مفتی حکیم فضل الرحمٰن صاحب نے جناب بابو رشید احمد صاحب ریٹائرڈ سب پوسٹ ماسٹر قادیان حال قلعہ لچھمن سنگھ کو سنایا کہ :-

حضرت خلیفۃ المسیح مولانا نور الدین ؓ فرمایا کرتے تھے کہ ہم سفارش کر دیتے ہیں۔ کوئی مانے یا نہ مانے۔

ایک دفعہ ایک شخص نے آپ کو لکھا کہ آپ ہر ایک کی سفارش کر دیتے ہیں آپ ذرا احتیاط برتا کریں۔ تو آپ نے اس کو یہ شعر لکھ بھیجا ؎

بسان چشم کہ گریاں برائے ہر عضوے
غمے کہ بر تو رسد کند ملول را

کسی عضو کو تکلیف ہو تو آنکھ اشکبار ہوتی ہے۔

اسی طرح اگر کسی کو تکلیف پہنچے تو میں ملول ہو جاتا ہوں۔ جب حضور کا یہ خط پہنچا تو وہ شخص شرمندہ ہوا اور اس نے حضور سے معافی مانگی اور لکھا کہ حضور جتنی چاہیں سفارشیں کریں میں حتی المقدور ان کو مانوں گا۔

والسلام

عبد الوہاب عمر
دواخانہ نور الدین، جودھامل بلڈنگ۔
لاہور

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک نور الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور (مولوی) دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور سے شائع کیا۔

جماعت احمدیہ کیپ ٹاؤن (جنوبی افریقہ)

تبلیغی خطوط وکتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
حضرت مسیح موعودؑ

(مرتبہ :- غلام قادر ڈار صاحب)

تانگے جیریا

ترجمہ خط :- نول - وائی - اے - او - ابراہیم - الیشا نائجیریا -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

آپ کے قیمتی لٹریچر کا میں نے بغور مطالعہ کیا ہے اور ان کو بہت مفید پایا ہے - ان کا شکریہ - جو خدمت اسلام کی آپ کر رہے ہیں وہ قابلِ تعریف ہے - جزاک اللہ

میں آپ کی کوئی خدمت تو نہیں کر سکتا - لیکن اللہ تعالےٰ آپ کو اس کا اجر مزید دے گا - مہربانی فرما کر مجھے ممبرشپ سرٹیفکیٹ اور بیعت فارم ارسال کریں کیونکہ میں آپ کے احمدیہ مشن کے ساتھ مل کر کام کرنا چاہتا ہوں -

امید ہے کہ میرے خط پر غور کیا جائے گا اور میری درخواست منظور فرمائی جائے گی -

جواب کا منتظر

(ان کو بیعت فارم - ممبرشپ سرٹیفکیٹ اور خط کا جواب دیا گیا)

یو - ایس - اے (امریکہ)

ترجمہ خط :- ہومرایل - بریڈ شا - یو - ایس - اے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

اللہ تعالےٰ ہماری نمازیں اور ماہ رمضان کے روزے قبول فرمائے خط کے جواب میں تاخیر ہو گئی ہے معافی چاہتا ہوں -

آپ کا اخبار لائٹ باقاعدہ ملتا ہے - اور قرآن شریف اور دیگر کتب مل گئی ہیں جن کا شکریہ اور میں آپ کا اور ان بھائیوں کا جنہوں نے میری مدد کی ہے اور جو اسلام کی اشاعت کی خاطر محنت کر رہے ہیں اور خدا کے دین کو دنیا میں پہنچا رہے ہیں تہ دل سے شکر گذار ہوں اور نیز دعا ہے کہ خدا تعالےٰ آپ کے اس کام میں برکت دے گولڈن جوبلی پر آنے کی میری بہت خواہش تھی مگر خدا کو منظور نہ تھا - اور یہ خیال تھا کہ ان فرشتوں کی جماعت کا دیدار کروں مگر افسوس کہ دیدار سے محروم رہا اور اب انشاء اللہ کسی وقت پاکستان آؤں گا اور اپنی دینی تعلیم مکمل کروں گا - یہ میری دلی خواہش اور تڑپ ہے -

اس خط کے ساتھ میں نے ایک کاپی جو میں نے اسلامی نمائندوں کو اس ملک میں بھیجی نقل شامل ہے اس سے پہلے میں نے تقریباً ...... امریکن مسلمانوں کو اینول میسیج یا سالانہ پیغام کی کاپیاں تقسیم کیں - اس میں سیاہ فام مسلمان بھی شامل ہیں -

بدقسمتی سے چند U - A - R کے مسلمانوں نے اس اینویل میسیج (سالانہ پیغام) کو اپنے پراپیگنڈا کے لئے استعمال کیا - ہماری خواہش ہے کہ عرب کے چند لیڈر جس میں مصر کے صدر امام شامل ہوں ایک اسلامی فیڈریشن قائم کی جائے - کیونکہ عرب لوگ بہت پسماندہ ہیں اور عرصہ دس سال میں یہ ہماری فیڈریشن کافی مضبوط ہو جائے گی اور عرب لوگ ترقی کریں گے -

امریکہ اور پاکستان کی زبان انگریزی ہے ، اور پاکستان میں اسلامی کتابیں انگریزی میں چھپتی ہیں اس لئے ہم پاکستان کے ساتھ مل کر کتابوں کی چھپائی کیا کریں گے ہم دیو بندیوں - مودودیوں اور جماعت اسلامی سے کسی صورت میں تعاون نہیں کریں گے - ہم کو اس ملک کے لئے وہ علماء درکار ہیں جو فرقہ بندی سے علیحدہ ہوں - اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو امریکہ کو بچا سکتا ہے اور اسلام ہی دنیا کو بھی بچا سکتا ہے - ان خیالات کو میں نے آپ پر ظاہر کر دیا ہے - اور آپ اس پر غور کریں - اور ہماری مدد کریں اور آزادانہ اس پر تبصرہ کریں اور جواب دیں - ہمیں اپنی نمازوں میں یاد کیا کریں -

والسلام

(جواب دیا گیا)

ترجمہ خط ایم - الابی - ادی یا لو یو - ایس - اے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

میں ابھی R.S - U میں وسکانسن سٹیٹ یونیورسٹی میں تعلیم کے لئے پہنچا ہوں - میں یہاں مسلم سٹوڈنٹس یونین قائم کرنا چاہتا ہوں - اس لئے مجھے ایک قرآن شریف انگریزی مفت ارسال کیا جائے اور کچھ دوسری کتابیں اور اخبارات بھی جو مسلمان طلباء کے لئے مفید ثابت ہوں -

(ان کو قرآن شریف - ٹیچنگز آف اسلام اور چند دیگر انگریزی رسالے ارسال کئے گئے اور جواب بھی دیا گیا -

---

ترجمہ خط ابو علی بیکھر اد - بہاولپور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

گذشتہ موسم گرما میں کچھ لٹریچر مجھے ملا ہے اسے پڑھ کر بہت متاثر ہوا - میں اپنا مطالعہ جاری رکھنا چاہتا ہوں - امید ہے کہ آپ اس سلسلہ میں مجھے اور لٹریچر بھیجیں گے قرآن شریف انگریزی مترجم کی بہت ضرورت ہے - کیونکہ میں احمدیت کا گہرا مطالعہ کرنا چاہتا ہوں اور اس کے ترقیاتی پہلو اور دیگر معاملات کا اور سچائی پر غور کرنا چاہتا ہوں ! امید ہے کہ میری درخواست رائیگاں نہ جائے گی اور مجھے نا امید نہ کیا جائے گا - والسلام

(ان کو ٹیچنگز آف اسلام اور لٹریچر بھیجا گیا)

ترجمہ خط مسٹر ایم - اصغر علی صاحب بیرسٹرایٹ لاء

لاہور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

آپ کے ارسال کردہ لٹریچر و کتابیں مجھے مل گئی ہیں - میں انشاء اللہ تعالےٰ ان پر غور کروں گا - اور میری خواہش ہے کہ میں احمدیت کا بغور مطالعہ کروں - اور مجھے امید ہے کہ یہ کتابیں میری کافی امداد کریں گی - میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں -

والسلام

(ان کو ٹیچنگز آف اسلام - لونگ تھاٹس - ضرورت مجدد مرزا غلام احمد وغیرہ لٹریچر بھیجا گیا)

کیرالا

ترجمہ خط :- مسٹر ایچ خالد III D.S.C کیرالا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' -

مجھے معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ آپ کی جماعت اشاعت اسلام کا کام بہت کر رہی ہے اور مجھے اس بات کا بہت اثر ہوا ہے -

میں کیرالا یونیورسٹی میں ایک مسلمان طالب علم ہوں - اور میرا اسلامی مطالعہ بہت کم ہے اور مجھے قرآن کے معانی کا بالکل علم نہیں اور میرے پاس کوئی کتاب نہیں جس سے رسول کریمؐ کی زندگی کے حالات کا مطالعہ کر سکوں - میں چاہتا ہوں کہ دنیا میں اسلام نے کہاں تک انقلاب برپا کیا ہے - سائنس اور مادیت نے اگرچہ اتنی ترقی کی ہے - مگر انسان کا اخلاق پست ہوتا چلا جاتا ہے - اس لئے مجھے کچھ لٹریچر مطالعہ کے لئے اور اگر ممکن ہو تو ایک انگریزی قرآن شریف بھی ارسال کریں -

والسلام

(ان کو ٹیچنگز آف اسلام - ریلیجن آف اسلام اور لونگ تھاٹس بھیجی گئی)

مثالی شہر

ماہنامہ روح اسلام بابت ماہ فروری ۱۹۶۰ء

میں

ملاحظہ فرمائیں

مسیح کی آمد ثانی اور ختم نبوت

مودودی رسالہ ترجمان القرآن بابت ماہ فروری ۱۹۶۵ء میں قادیانیوں کے دلائل کا علمی جائزہ کے زیر عنوان قاضی عبدالنبی کوکب کا ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں حضرت عائشہ رض کی طرف منسوب قول قولوا انہ خاتم الانبیاء ولاتقولوا لا نبی بعدہ پر جرح کرتے ہوئے اس کی یہ توجیہہ کی گئی ہے کہ:۔

"لانبی بعدہ کے الفاظ سے حضرت عیسٰے علیہ السلام کے دوبارہ آنے کے متعلق بظاہر شبہ ہو سکتا تھا۔ ازواج مطہرات اور صحابہ کرام جس طرح ختم نبوت کے عقیدے پر کامل یقین رکھتے تھے۔ اسی طرح حضرت عیسٰے علیہ السلام کی آمد ثانی کا مسئلہ بھی ان کے معتقدات میں شامل تھا، کیونکہ ان حضرات نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے واضح ارشادات بار بار سنے تھے کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام قیامت سے پہلے تشریف لائیں گے۔ ان حضرات میں سے بعض کو یہ بات کھٹکی کہ اگر حضرت عیسٰے کی آمد ثانی کا انکار کرنے والا کوئی گروہ پیدا ہو گیا تو ممکن ہے کہ وہ "لانبی بعدی" کے الفاظ سے استدلال کرے اور کہے کہ جس طرح حضور کے بعد کوئی نیا نبی پیدا نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح پہلے ہو چکنے والے انبیاء میں سے بھی کوئی حضور کے بعد ظہور پذیر نہیں ہو سکتا۔"

ہمیں حیرت اور افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ حضرت عیسٰے کی دوبارہ آمد کے غلط عقیدہ کی بناء پر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کھلے فرمان لانبی بعدی کی (جو احادیث میں مختلف طریقوں سے مروی ہے) ایسی توجیہات کی جاتی ہیں جو واقعات اور دلائل کی روشنی میں کسی طرح صحیح ثابت نہیں ہوتیں، یہ کہنا کہ حضرت عیسٰے پہلے ہو چکنے والے انبیاء میں سے ہیں، اس لئے ان کا دوبارہ آنا لانبی بعدی کے خلاف نہیں، عقل و فکر کے صریحاً خلاف ہے، کیا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لانبی بعدی کے ارشاد کے ساتھ الا عیسٰی کا استثناء نہیں کر سکتے تھے تو پہلے ہو چکنے والا نبی بعد میں بھی نبی ہی ہے اگر وہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دوبارہ آجائے تو لانبی بعدی کا ارشاد تو صحیح نہ رہا۔ کیونکہ اس ارشاد میں (ی نفی عام ہے، نبی خواہ پہلے کا ہو یا پیچھے کا، لانبی بعدی میں دونوں شامل ہیں اس میں نئے اور پرانے کی کوئی تفریق موجود نہیں، پھر یہ کیسے کہا جاتا ہے کہ حضرت عیسٰے چونکہ پہلے کے نبی ہیں اس لئے لانبی بعدی سے مستثنٰی ہیں۔

رہ گئی یہ بات کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام کی آمد ثانی کا مسئلہ ازواج مطہرات اور صحابہ کرام کے معتقدات میں شامل تھا، اس کا کیا ثبوت ہے، کوکب صاحب نے خود اسی مضمون میں حضرت عائشہ رض سے یہ روایت نقل کی ہے:۔

عن عائشۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال لایبقیٰ بعدہ من النبوۃ الا المبشرات قالوا یارسول اللہ ما المبشرات؟ قال الرویاء الصالحۃ یری المسلم او تُری لہ۔	حضرت عائشہ رض کے ذریعے سے حضور سے مروی ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ آپ کے بعد نبوت میں سے کچھ باقی نہ رہے گا فقط مبشرات باقی رہیں گے۔ اس پر لوگوں نے دریافت کیا، مبشرات کیا چیز ہے؟ تو آپ نے جواب دیا وہ رویائے صالحہ جو کوئی مسلمان خود دیکھے یا اس کے حق میں کسی دوسرے کو دکھایا جائے۔

غور کیجئے جس حالت میں حضرت عائشہ رض خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد لوگوں کو سناتی ہیں کہ نبوت میں سے مبشرات کے سوائے کچھ بھی باقی نہیں رہا تو حضرت عیسٰی جو ایک نبی ہیں ان کی دوبارہ آمد کی وہ کیسے قائل ہو سکتی ہیں کیا وہ ان کو وحی نبوت سے محروم کر کے عام مومنین کے رویائے صالحہ کے درجہ تک ہی رکھنے کی قائل تھیں، ظاہر ہے کہ ایک نبی خواہ پہلے ہی کا کیوں نہ ہو، وحی نبوت سے محروم نہیں کیا جا سکتا، یہ گویا منصب نبوت سے ان کی معزولی اور پرلے درجہ کی ذلت اور ہتک کا موجب ہوگا۔

پھر حضرت عائشہ ہی کے والد ماجد حضرت ابوبکر صدیق رض نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر مجمع عام میں جو خطبہ دیا اس میں انہوں نے اس آیت سے استدلال فرمایا ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل، محمد ایک رسول ہیں ان سے پہلے جس قدر رسول تھے وہ بھی وفات پا چکے ہیں، کیا اس خطبہ کوسن کر حضرت عائشہ رض یا صحابہ کرام یہ کہہ سکتے تھے کہ پہلے رسولوں میں سے کم از کم حضرت عیسٰے علیہ السلام تو ابھی آسمان پر زندہ موجود ہیں اور انہوں نے دوبارہ دنیا میں آنا ہے اس لئے قد خلت من قبلہ الرسل میں ان کو شامل نہیں کیا جا سکتا۔ تاریخ کو پڑھ جیئے ایک بھی صحابی اس موقعہ پر نہ اٹھا جس نے حضرت عیسٰی کی آمد ثانی کا مسئلہ پیش کر کے حضرت ابوبکر رض سے اختلاف کیا ہو، کیا حضرت عائشہ اور صحابہ کرام کا یہ اجماع اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کافی نہیں، کہ وہ لوگ حضرت عیسٰے کی حیات اور ان کی آمد ثانی کے قائل نہ تھے۔

کہا جائے گا کہ پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس قول کا کیا مطلب ہے کہ قولوا انہ خاتم الانبیاء ولاتقولوا لانبی بعدہ؟ اس بارہ میں کوکب صاحب خود ارشاد فرما چکے ہیں کہ "یہ روایت بے سند محض ہے"۔ پس جس روایت کی کوئی سند ہی موجود نہیں اسکو حضرت عائشہ رض کی طرف منسوب کرنا اور اس کی یہ توجیہہ کرنا کہ حضرت عائشہ نے لاتقولوا لا نبی بعدہ اس وجہ سے کہا کہ حضرت عیسٰے بعد میں دوبارہ آنے والے تھے، کہاں تک صحیح اور حق بجانب ہے، اسی سلسلہ میں مغیرہ بن شعبہ کا بھی ایک قول تفسیر در منثور سے نقل کیا گیا ہے، جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ انہوں نے کسی شخص کے یہ کہنے پر کہ صلی اللہ علی محمد خاتم الانبیاء ولانبی بعدہ اسے یہ جواب دیا کہ:۔

"خاتم الانبیاء کہہ دینا ہی تیرے لئے کافی تھا، کیونکہ ہم یہ بیان کرتے رہے ہیں کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام نے ظہور فرمانا ہے چنانچہ اگر آپ ظہور پذیر ہوئے تو آپ کی حیثیت یہ ہوگی کہ آپ حضور سے پہلے بھی آئے تھے اور بعد میں بھی آئیں گے۔"

(در منثور جلد ۵ صـ۲۰۴)

اس بارہ میں بھی سب سے پہلا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کہ حضرت مغیرہ اس وقت کہاں تھے جب حضرت ابوبکر رض نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر تمام صحابہ کے اجتماع میں ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل کی آیہ کریمہ پڑھی؟ اس وقت کیوں انہوں نے حضرت ابوبکر رض کو یہ نہ کہا کہ ہم تو حضرت عیسٰے علیہ السلام کی دوبارہ آمد کے منتظر ہیں، ان کو دوسرے نبیوں کی طرح وفات یافتہ کس طرح کہا جا سکتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قول بھی جو حضرت مغیرہ کی طرف منسوب کیا گیا ہے اسی طرح کا بے سند قول ہے جیسے حضرت عائشہ رض کی طرف منسوب شدہ قول، بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو بار بار فرمائیں کہ لانبی بعدی، اور حضرت مغیرہ کہیں کہ نہیں حضرت عیسٰے آپ کے بعد آنے والے ہیں، اور لطف یہ ہے کہ تفسیر در منثور کے اسی صفحہ پر جہاں حضرت مغیرہ کا قول درج کیا گیا ہے، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی موجود ہے کہ:۔

"میری اور پہلے نبیوں کی مثال اس شخص کی سی ہے، جس نے ایک گھر بنایا پس اسے

باقی پر صـ۱۸

مولانا کوثر نیازی جماعت اسلامی سے مستعفی ہو گئے

مولانا مودودی کے آمرانہ رویہ کے خلاف احتجاج

جماعت اسلامی اپنے نصب العین سے ہٹ گئی

جماعت اسلامی لاہور کے امیر اور ہفت روزہ شہاب کے ایڈیٹر مولانا کوثر نیازی جماعت اسلامی سے مستعفی ہو گئے ہیں۔ انہوں نے کل ایک تحریری بیان میں جماعت کے تنظیمی ڈھانچے اور امیر جماعت مولانا مودودی کے آمرانہ رویہ پر شدید نکتہ چینی کی ہے اور کہا ہے کہ جماعت صرف سیاسی بے اصولی کا ارتکاب نہیں کر رہی بلکہ وہ واضح شرعی احکام کی بھی اپنے مفاد کے مطابق تاویل کر رہی ہے جو ناقابل برداشت ہے۔

مولانا کوثر نیازی نے اپنے بیان میں ان واقعات کا بھی تذکرہ کیا ہے جن کی وجہ سے وہ جماعت سے علیحدگی اختیار کرنے پر مجبور ہو گئے۔ واضح رہے کہ اس سے قبل عورت کی سربراہی کے مسئلہ پر حال ہی میں جماعت کے متعدد ممتاز رہنما مستعفی ہو چکے ہیں۔

مولانا کوثر نیازی کے بیان کا متن یہ ہے:۔

میں انتہائی غم و اندوہ، سخت قلبی اذیت اور المناک ذہنی کرب کے ساتھ یہ اعلان کر رہا ہوں کہ میں نے جماعت اسلامی کی رکنیت سے استعفیٰ دے دیا ہے۔ اس جماعت کے ساتھ سترہ سال طویل مدت تک وابستہ رہنے کے بعد قطع تعلق کا یہ فیصلہ کیوں کرنا پڑا۔ اس سوال کا مختصر جواب تو یہ ہے کہ جس منزل تک پہنچنے کی جدوجہد جماعت اسلامی کا اصلی نصب العین تھا۔ وہ منزل نہ صرف یہ کہ نظروں سے اوجھل ہوتی جا رہی ہے بلکہ جماعت کی مرکزی قیادت اسے بدستور غلط راہوں پر چلائے لئے جانے کی کوشش کر رہی ہے۔

میں کچھ عرصہ سے جماعت اسلامی کے داخلی نظم کی خامیوں، اس کی تباہ کن سیاسی پالیسیوں، اور گمراہ کن افکار و نظریات کے بارے میں اپنی بے اطمینانی اور بے چینی کا اظہار جماعت اسلامی پاکستان کے امیر مولانا مودودی صاحب سے زبانی اور تحریری دونوں صورتوں میں کرتا رہا ہوں اور میں نے پوری کوشش کی ہے کہ جماعت میں رہتے ہوئے اصلاح احوال کی کوشش کروں۔ مگر افسوس کہ میری یہ ساری کوششیں بے سود ثابت ہوئیں اور بالآخر مجھے بہ تکلیف وہ فیصلہ کرنا پڑا ہے کہ میں جماعت سے اپنا تعلق قطع کر لوں۔

آمرانہ مزاج

حال ہی میں میں نے مولانا مودودی کے نام ایک مفصل مکتوب لکھا تھا جس میں بڑی دردمندی کے ساتھ ان اصولی اور عملی خرابیوں کی نشاندہی کی گئی تھی جو جماعت کے موجودہ طریق کار اور اس کی مرکزی قیادت کے طرز فکر و عمل سے رونما ہو رہی ہیں اور انہیں توجہ دلائی تھی کہ ان خرابیوں کے انسداد کے لئے مؤثر تدابیر اختیار کرنے کی ضرورت ہے۔ ورنہ ہماری تنظیم ملک و ملت، اور دین و شریعت کی کوئی خدمت انجام دینے کی بجائے الٹا ان کی ضرر رسانی کا ذریعہ بن جائے گی۔ اس سلسلہ میں میں نے پاکستان بھر کے ارکان جماعت کا اجتماع بلانے کی تجویز بھی پیش کی تھی، مگر مولانا مودودی نے اس مکتوب کے جواب میں جو طرز عمل اختیار کیا وہ حد درجہ افسوسناک اور ان کے آمرانہ مزاج کا کھلا ثبوت ہے۔

جمہوری حالت

جماعت کی دینی اور جمہوری حالت اس وقت یہ ہے کہ صدارتی انتخاب کے موقعہ پر پچھلے دنوں جماعت کی مجلس مشاورت سے جو قرارداد پاس کی تھی وہ جیل میں مولانا مودودی نے لکھی تھی اور اسے لفظ بلفظ مجلس مشاورت کا فیصلہ قرار دے کر جمہوریت، کا منہ چڑایا گیا تھا۔ "جماعت" بنیادی جمہوریتوں پر تنقید اور بالغ رائے دہی کا مطالبہ کرتی ہے مگر خود اس نے اپنے نظام میں اس طرح کی درجہ بندی قائم کر رکھی ہے اور ہزاروں کارکنوں میں سے صرف پندرہ سو ارکان کو ووٹ کا حق دیتی ہے جماعت پر تنخواہ دار لیڈر شپ مسلط ہے۔ اس کا عنصر پندرہ ھواں رکن تنخواہ دار ہے۔ حد یہ ہے کہ اس کی ہیئت حاکمہ، مجلس عاملہ تک کے ارکان ایک آدھ کے سوا سب کے سب تنخواہ دار ہیں۔ اور مولانا مودودی انہیں شوریٰ میں نامزد کرتے ہیں۔ اگر کوئی رکن جماعت کی پالیسی تبدیل کرنے کے لئے جماعت کے اندر بھی اظہار رائے کر دے تو وہ جماعتی دستور کی رو سے جماعت کا عہدہ دار نہیں رہ سکتا۔

سیاسی بے تدبیریوں کا عالم یہ ہے کہ ایک طرف تو واضح اصولی اور بنیادی اختلافات اور ارکان جماعت کی بے چینی کے باوجود جماعت متحدہ محاذ میں شامل ہو گئی اور دوسری طرف صرف ایک ٹکٹ نہ ملنے کی وجہ سے اس نے محاذ میں رہتے ہوئے محاذ کے پارلیمانی بورڈ سے علیحدگی . . . . کا اعلان کر دیا۔

دین میں مداخلت

جماعت اسلامی کے بگاڑ کا مسئلہ اگر سیاسی میدان تک ہی محدود رہتا تو ممکن تھا کہ اسے مزید کچھ دیر کے لئے برداشت کرنے کی کوشش کی جاتی لیکن بدقسمتی سے نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ سیاسی مصلحتوں کے لئے واضح شرعی حرمتوں کو سراسر غلط اور ناجائز طور پر "ابدی" اور "غیر ابدی" حرمتوں میں تقسیم کرنے کی جسارت کی جا رہی ہے اور جماعت کے جبری نظام میں اس کے خلاف آواز اٹھانے کی گنجائش بھی نہیں چھوڑی گئی۔

حقیقت یہ ہے کہ جماعت اسلامی جو ابتدائی دور میں بلا شبہ ایک با اصول دینی جماعت تھی، اب ایک دینی جماعت تو درکنار، ایک با اصول سیاسی پارٹی کے مقام سے بھی گر چکی ہے اور دینی و اصلاحی معاملات میں اس کی سرگرمیاں بالکل برائے نام رہ گئی ہیں، جماعت کے مخلص کارکنوں کی میرے دل میں اب بھی بے حد قدر ہے اور آئندہ بھی رہے گی، مگر مجھے افسوس ہے کہ کچھ یہ اپنے اندھا دھند اعتماد کی وجہ سے اور کچھ جماعت کے آمرانہ نظام کی وجہ سے بالکل بے بس بنا کر رکھ دیئے گئے ہیں اور ان کی طرف سے جماعت کی غلط روش تبدیل کرنے کی کوشش مؤثر نہیں ہو سکتی۔"

(روزنامہ مشرق)

اخبارات کی توسیع اشاعت

گذشتہ سال مجلس معتمدین کے اجلاس میں یہ فیصلہ ہوا تھا کہ مجلس کا ہر ممبر انجمن کے اخبارات پیغام صلح، روح اسلام اور لائٹ کی توسیع اشاعت کے سلسلہ میں کم از کم پانچ خریداروں کا چندہ انجمن کو دے یا کوشش کر کے کم از کم پانچ خریدار بہم پہنچائے ایسا ہی دوسرے احباب جماعت سے بھی اپیل کی گئی تھی کہ وہ اخبارات کی اشاعت بڑھانے میں حسب توفیق امداد دیں۔ جس پر نہ صرف ممبران مجلس معتمدین بلکہ بعض دوسرے اصحاب کی طرف سے بھی کافی تعداد میں اخبارات مختلف لوگوں کے نام جاری کرنے کے لئے رقوم وصول ہوئیں۔ فجزاہم اللہ خیر الجزاء۔

اب اس پر ایک سال گذر چکا ہے اور موصول شدہ چندے جو ایک سال کے لئے تھے ختم ہو چکے ہیں اس لئے تمام ممبران مجلس معتمدین سے بالخصوص اور دیگر مخلص احباب سے بالعموم یہ درخواست کی جاتی ہے کہ از راہ کرم اپنے قومی اخبار کے لئے اول الذکر اصحاب پانچ پانچ اور دوسرے دوست جس قدر ممکن ہو حسب استطاعت مزید پرچوں کے جاری کرنے کے لئے رقوم منظور فرمائیں یا خریدار بہم پہنچائیں تاکہ اخبارات کی تعداد اشاعت گرنے نہ پائے جو پہلے ہی خسارہ پر چل رہے ہیں اور انجمن کو ان کے لئے آمد سے زیادہ خرچ کرنا پڑتا ہے امید ہے سب دوست اس طرف خاص توجہ فرما کر عنداللہ ماجور ہوں گے۔ والسلام

سعید احمد۔ جنرل سیکرٹری

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام۔ لاہور

اللہ تعالیٰ کی فعلی اور قولی کتاب کے قوانین میں یکسانیت

کائنات کے ہر شعبہ اور کتاب روحانیات کی ہر ہدایت میں علم و حکمت کے چشمے

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۱۹ فروری ۱۹۶۵ء - فرمودہ حضرت امیر قوم مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

وللہ ما فی السمٰوٰت وما فی الارض - ولقد وصینا الذین اوتوا الکتٰب من قبلکم وایاکم ان اتقوا اللہ.....
وکان اللہ غنیا حمیدا ----- (سورۃ النساء)

اللہ تعالیٰ کی فعلی اور قولی کتاب

اس آیت میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے دو چیزیں بیان فرمائی ہیں۔ ایک اپنا قول اور دوسرا فعل۔ اللہ تعالیٰ کا فعل اس کی کائنات ہے۔ وہ اس کائنات کا پیدا کرنے والا ہے اور موجد ہے۔ چنانچہ فرمایا وللہ ما فی السمٰوٰت وما فی الارض زمین و آسمان کی کل کائنات اللہ تعالیٰ ہی کی پیدا کردہ ہے اور اس پر اسی کی حکومت ہے۔ اور اس کا قول قرآن کریم ہے جس میں فرمایا ولقد وصینا الذین اوتوا الکتٰب من قبلکم وایاکم ان اتقوا اللہ - ہم نے وصیت کی ان کو جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی اور تم کو بھی وہی وصیت کرتے ہیں کہ تقویٰ اختیار کرو، وصیت سب کے لئے ایک ہی ہے۔ پہلوں کے لئے بھی اور تمہارے لئے بھی۔ جس طرح یہ کائنات ایک ہے اور صدیوں سے آج تک ایک ہی طرح چل رہی ہے اور جو قوانین اس کائنات میں جاری وساری ہیں۔ وہ بھی شروع سے آج تک ایک ہی طرح کے ہیں اسی طرح سے وہ دین جو تمہیں اور دوسری قوموں کو مختلف ادوار اور دیار میں دیا جاتا رہا وہ بھی ایک ہے۔ صدیاں گذر گئیں خدا کا فعل بھی وہی ہے اور اس کا قول بھی وہی ہے ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا۔ خدا تعالیٰ کی سنت غیر متغیر ہے۔ اس کائنات کے قوانین میں کبھی تغیر نمودار نہیں ہوا۔ اسی طرح سے وہ دین جو مختلف قوموں، مختلف انبیاء کو مختلف زمانوں میں دیا گیا وہ ایک ہی دین ہے۔

فعلی اور قولی کتاب کا ایک ہی سرچشمہ خیر و برکات

خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ آپ اس کائنات کی طرف توجہ کریں۔ اس کا مطالعہ کریں۔ اس پر غور و فکر کریں۔ اس مطالعہ اور غور و فکر کا جو نتیجہ حاصل ہوگا وہ اس بات کی نشاندہی کرے گا کہ اس کا موجد و خالق صاحب علم و قدرت ہے۔ سرچشمہ خیر و برکات ہے اسی طرح اس کتاب کے مطالعہ سے اس کے نازل کرنے والے کے متعلق پتہ چلتا ہے کہ وہ صاحب علم ہے اور صاحب قدرت ہے اور سرچشمہ برکات ہے۔ فرمایا کہ تم اس پانی پر غور کرو۔

جسمانی اور روحانی بارش

انا انزلنا من السماء ماءً مبارکاً - ہم نے پانی آسمان سے نازل کیا ہے۔ اس کے اندر برکات ہیں۔ خدا تعالیٰ کی ہر تخلیق اور ایجاد کے اندر برکات ہیں۔ آسمان سے پانی اُترتا ہے۔ اس سے پہاڑوں پر بے شمار جڑی بوٹیاں اور درخت پیدا ہو جاتے ہیں۔ خوبصورت پرند سے چہچہانے لگتے ہیں۔ چشمے اور دریا بہنے لگتے ہیں اور میدانوں کو سیراب کرتے ہیں غلہ جات۔ باغات۔ مویشی پانی کی وجہ سے لہلہاتے ہیں۔ فرمایا کہ جس طرح سے پانی کو ہم نے کائنات اور جسمانیات کے لئے خیر و برکات کا موجب بنایا ہے اسی طرح یہ روحانی بارش جو اس کتاب کی شکل میں کی گئی، مبارک ہے ھٰذا الکتٰب انزلناہ مبارکًا یہ کتاب جو ہم نے نازل کی ہے یہ روحانیات کے لئے باعث برکات ہے۔ یہ کتاب اس خدا کی طرف سے نازل ہوئی ہے جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا ہے۔

زمین و آسمان اور دین کے قوانین میں توافق

ولقد وصینا الذین اوتوا الکتاب من قبلکم وایاکم جو قومیں اور انبیاء تم سے پہلے ہو گذرے ہیں ان پر بھی کتاب نازل کی گئی تھی۔ الکتاب جنس کے لئے آتا ہے۔ ہر وہ وحی جو پہلے انبیاء پر اتری وہ کتاب کہلاتی ہے۔ انجیل ہو یا تورات۔ زبور ہو یا اور کوئی آسمانی صحیفہ وہ الکتاب ہے۔ ہر آسمانی کتاب کو الکتاب کہا گیا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کے قول و فعل میں یکسانیت پائی جاتی ہے اور خدا تعالیٰ کے قول و فعل سے معلوم ہوتا ہے کہ زمین آسمان اور دین کے قوانین ایک ہیں۔ ان دونوں میں توافق ہے۔ کائنات اور دین کے قوانین متضاد نہیں ہیں۔ فرمایا تبارک الذی بیدہ الملک - یہ تمہارا مشاہدہ ہے کہ اس کائنات کا بادشاہ سرچشمہ برکات ہے۔ اسی طرح فرمایا تبارک الذی نزل الفرقان علیٰ عبدہ - یہی بات قرآن کریم کے متعلق بھی فرمائی ہے کہ یہ قرآن کریم بھی اسی سرچشمہ برکات کی طرف سے نازل کیا گیا ہے۔ تو جہاں کہیں کائنات کا ذکر ہے وہاں قرآن کریم کا بھی ذکر ہے۔

کھانے پینے کی چیزیں اللہ تعالیٰ کے علم اور قدرت سے پیدا ہوئیں

فرمایا لہ ملک السمٰوٰت والارض اللہ تعالیٰ ہی زمین و آسمان کا حاکم ہے۔ زمین و آسمان اور اس کی چیزوں پر غور کرو۔ ان کے اندر کس قدر برکات ہیں فلینظر الانسان الیٰ طعامہ۔ تم اپنے کھانے پینے پر غور کرو۔ تم جانور نہیں ہو کہ تمہیں چارہ ڈال دیا جائے اور کھا لیا۔ یہ انڈا جو تم کھاتے ہو اس انڈے کو انسان کے سر کے ساتھ کس قدر مشابہت ہے اس کے اندر کس قدر فوائد ہیں۔ تمہارے سامنے پالک ہے، مالٹا ہے۔ لیموں ہے، مچھلی ہے۔ انکے کھانے سے انسانی جسم کو کس قدر فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کائنات کا کوئی بادشاہ ہے جس کے علم اور قدرت کے ماتحت یہ چیزیں پیدا ہوئیں۔

کائنات کے ہر شعبہ میں علم و حکمت کے چشمے

بغیر علم و قدرت کے یہ تخلیق کیسے ہو گئی۔ غور کرو سوچو۔ فرمایا جعلنا من الماء کل شیٔ حی - پانی سے کائنات تخلیق کی گئی ہے۔ پانی سے ہی زندگی ہے۔ اور پانی ہی سے زندگی کا قیام ہے۔ نباتات حیوانات۔ پرندے۔ چوپائے۔ درخت اور انسان پانی پیتے رہتے ہیں۔ اس پانی کی بہت بڑی برکات ہیں۔ فرمایا ھٰذا الکتاب انزلناہ مبارکاً یہ کتاب بھی سرچشمہ برکات ہے۔ یبدؤا الخلق ثم یعیدہ - خدا تعالیٰ پیدا کرتا ہے۔ پھر اس کو بار بار دہراتا رہتا ہے۔ آم۔ بیری۔ امرود کا درخت ہوتا ہے وہ مرجاتا ہے۔ ان درختوں کا بیج ہوتا ہے

اس کو زمین میں رکھتے ہیں۔ تو یہ بیج پھر درخت بن جاتا ہے۔ غلہ جات اُگتے ہیں۔ اور ختم ہو جاتے ہیں پھر ان کا بیج بو دیا جاتا ہے اور وہ پھر اُگ کھڑا ہوتا ہے۔ اس طرح یہ تکرار جاری و ساری رہتی ہے۔ فرمایا ان اللہ فالق الحب والنوی خدا تعالےٰ کی قدرت کا کرشمہ یہ ہے کہ گٹھلی سے درخت بنتا ہے۔ آم بیری اور کھجور گٹھلی سے پیدا ہوتے ہیں پیپل، بوڑھ یا برگد کا درخت جس کے تنے بڑے موٹے ہوتے ہیں اور شاخیں نہایت بلند ہوتی ہیں جن کا سایہ وسیع ہوتا ہے۔ جو دو تین سو سال بلکہ اس سے بھی زیادہ دیر تک قائم رہتا ہے۔ ان کا بیج خشخاش کے دانے کے برابر ہوتا ہے۔ اس بیج کے اندر پتے۔ تنے۔ شاخیں سب کچھ مکمل درخت کا درخت ہوتا ہے۔ یہ کس نے تمہارے سامنے معجزہ دکھلایا ہے۔ فرمایا ہماری ہر تخلیق پر غور کرو تخلیق کے ہر شعبہ میں علم کے چشمے بہتے نظر آتے ہیں۔ نباتات میں علم، کیڑے مکوڑوں اور ہر چیز میں علم نظر آتا ہے۔ سمندروں کے اندر مرجان کا درخت کا درخت بن جاتا ہے جو پتھر کی طرح سخت ہوتا ہے یہ بیا کی طرح کیڑے کی صنعت کاری ہے۔ مرجان بھی حکیم و طبیب بیمار لوگوں کے لئے تجویز کرتے رہیں۔ اس کے اندر بے نظیر خواص ہیں پھر انسان کی کھوپڑی کا علم ہے اس کو علم نفسیات (Psychology) کہتے ہیں۔ انسان کی کھوپڑی کے اندر کیلے کے رنگ کا گودا ہوتا ہے اس ذرا سے گودے کے ذریعہ انسان کتنا علم حاصل کرتا کس قدر زبانیں سیکھتا اور کیسی کیسی ایجادات کرتا ہے۔

توریت و انجیل کا غیر معقول بیان تخلیق

یہ مذہب جو قرآن پیش کرتا ہے دنیا میں پیش کرنے کے قابل ہے۔ یہ ایک ہی کتاب ہے جو اس زمانہ میں پیش کرنے کے قابل ہے۔ توراۃ اور انجیل میں جو تخلیق بیان کی گئی ہے وہ عیسائی سائنسدانوں کے نزدیک غیر معقول ہے۔ توراۃ میں لکھا ہے۔ کہ خدا کی روح پانیوں پر سیر کرتی تھی۔ اناجیل میں سے صرف یوحنا کی انجیل میں تخلیق کا ذکر یوں ہے کہ ابتداء میں کلام تھا یہ کلام خدا کے ساتھ تھا اور کلام خدا تھا یہ کس قدر غیر معقول بیان ہے۔

قرآن کا بیان تخلیق اور روحانی تربیت کا بیان

اس کے مقابلہ میں قرآن کریم کا بیان تخلیق معقول سائنس ہے اور اسی طرح سے قرآن کا وہ حصہ جو روحانیت کی تربیت کے لئے ہے سائنس ہے۔ فرمایا ان اللہ مع الذین اتقوا خدا تعالےٰ کی معیت ان لوگوں کو میسر آتی ہے جو خوف خدا سے کام لیتے ہیں۔ والذین ھم محسنون اور ان لوگوں کو بھی حاصل ہوتی ہے جو خدا کی مخلوق کے ساتھ

ہمدردی کا برتاؤ کرتے ہیں۔ ان پر اپنا روپیہ خرچ کرتے ہیں۔ اپنا وقت صرف کرتے ہیں۔ یہ دین کا نچوڑ ہے جو قرآن کریم میں بیان کیا گیا ہے۔

فرمانبرداری و نافرمانی میں انسان کا اپنا نفع و نقصان

اس مضمون کو بیان کرنے کے بعد دوبارہ فرمایا للہ ما فی السمٰوٰت الخ یعنے خدا کو انسان کی اطاعت سے فائدہ نہیں پہنچتا اور نہ ہی اس کی نافرمانی سے خدا کو نقصان پہنچتا ہے۔ وہ غنی ہے اس کی ملکیت ساری کائنات ہے۔ یہ کائنات اور اس کا ایک ایک حصہ نافرمانی کرے۔ شرک کرے۔ کونے کونے پر پتھر رکھ کر اپنا سر پھوڑے۔ اس خدا کی شان میں کوئی کمی نہیں ہوتی وہ غنی ہے۔ اگر اس کے احکام پر چلنے کا فائدہ ہو سکتا ہے تو وہ انسان کو ہو سکتا ہے اگر ساری کی ساری دنیا پاک و مطہر اور متقی ہو جائے۔ تو خدا کی شان میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا اور اسی طرح اگر ساری کی ساری دنیا گناہ میں لت پت ہو جائے تو خدا کی شان میں ذرہ بھر کمی نہیں آتی۔

اس کائنات اور قرآن کے قوانین بابرکت ہیں۔ اگر کوئی ان قوانین کی خلاف ورزی کرے تو وہ اسی کے لئے نقصان دہ ہے اور جو ان کا پابند ہو اس کے لئے موجب رحمت و برکت ہے۔

بیماروں اور مصیبت زدوں کیلئے دعا

ہمارے بعض دوست بیمار ہیں۔ محمد زمان خان صاحب آف زیدہ کے متعلق میں پہلے بھی احباب سے دعا کی تحریک کر چکا ہوں۔ وہ حیدرآباد کے ہسپتال میں زیر علاج ہے۔ ان کے لئے دعا فرمائیں۔

محترم شیخ نیاز احمد صاحب مرحوم کی صاحبزادی (اہلیہ صاحبہ شیخ برکت اللہ صاحب) میو ہسپتال میں بیمار ہیں۔ ان میں اپنے والد مرحوم کے اخلاق ہیں۔ وہ بڑے بااخلاق اور باخدا انسان تھے۔ بے انداز فیض تھے بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ وہ خوبیاں ان کی صاحبزادی میں بھی نظر آتی ہیں۔ وہ سخت بیمار ہیں۔ ڈاکٹر دو تین دن سے معائنہ کر رہے ہیں۔ آج تک معلوم نہیں ہو سکا کہ کیا بیماری ہے اور کیا علاج ہو۔ میں ان کی احوال پرسی کے لئے اور ان کو تسلی دینے کے لئے ہسپتال گیا تھا۔ خدا تعالےٰ ان پر رحم فرمائے آپ ان کے لئے دعا کریں۔ ہمارے محترم بھائی خواجہ امیر بخش صاحب کا صاحبزادہ بھی بیمار ہے۔ ان کی صحت یابی کے لئے دعا کریں۔

ان کے لئے اور ان سب کے لئے جو بیمار ہیں یا مالی اور دوسری مشکلات میں مبتلا ہیں۔ دعا فرمائیں اللہ تعالےٰ ان پر رحم کرے۔

بحر حکمت کے موتی

عن رافع بن مکیث وکان ممن شھد الحدیبیۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسن الملکۃ نماء و قال یمن وسوء الخلق شوم اخرجہ ابوداؤد والنماء الزیادۃ والیمن ضد الشوم (تلخیص الصحاح حصہ چہارم صفحہ ۲۵۶)

ترجمہ:۔ رافع بن مکیث سے روایت ہے اور وہ حدیبیہ میں حاضر تھے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نیک عادت اور خوش خوئی زیادتی اور برکت کا باعث ہے۔ اور بدخوئی بے برکتی کا سبب ہے۔

نوٹ:۔ خوش خلقی اور شیریں گفتگو اور نیک کردار اپنے اندر مقناطیسی کشش رکھتے ہیں۔

فرمایا:۔

وقولوا للناس حسنا
(۲:۸۳)

ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ و جادلھم بالتی ھی احسن
(۱۶:۱۲۵)

فرعون کی طرف انبیاء کو بھیجتا ہے تو فرماتا ہے:۔

اذھبا الی فرعون انہ طغی فقولا لہ قولا لینا لعلہ یتذکر او یخشی
(۲۰:۴۳)

عاشقان الٰہی کی فطرت میں عجز و نیاز ہے

خوئے عشاق عجز بست و نیاز
نشنیدیم عشق و کبر انباز

عشق اور تکبر کا جوڑ نہیں

گر بجوئی سوار این راہ راست
اندر آنجو کہ گرد نجاست
اندر آنجا بجو کہ زور نماند
خود نمائی و کبر و شور نماند

(مسیح موعود)

(غلام قادر ڈار عفی عنہ)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں (منیجر)

مولانا شیخ عبدالرحمٰن مصری صاحب

مامور من اللہ کی شناخت کے معیار اور مجدد اعظم حضرت مسیح موعودؑ کی اصلاحات اور اُن سے اختلاف کا عدم وجود

اولوالامر کی اطاعت کن امور میں لازمی ہے

گزشتہ اقساط میں اس امر پر کافی روشنی ڈالی جا چکی ہے کہ اولوالامر کی اطاعت ان امور میں لازمی ہے جن پر انہیں اختیار دیا جاتا ہے یا جن امور کی سرانجام دہی شریعت اُن کے سپرد کرتی ہے تمام مامورین اور مجددین کی اطاعت بھی اسی اصول کے ماتحت آتی ہے اس امر میں بھی حضرت نبی کریم صلعم کا اسوۂ حسنہ ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔

کھجوروں کی پیوندی والا واقعہ

آنحضور صلعم نے ایک دفعہ صحابہ کرام رض کو کھجوروں کی پیوندی سے منع فرمایا جس پر عمل کرنے سے پھل خاطر خواہ نہ آیا اس پر آنحضور صلعم نے اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے یہی فرمایا۔ . . . .

انتم اعلم بامور دنیاکم۔

لونڈی بریرہ والا واقعہ

اسی طرح لونڈی بریرہ کو جب آزادی مل گئی تو اس نے اپنے خاوند کے نکاح میں رہنے سے انکار کر دیا کیونکہ لونڈی کو اختیار ہے کہ آزادی کے بعد اپنے نکاح کو قائم رکھے یا فسخ کر دے۔ لیکن اس کا خاوند اسکو اپنے نکاح میں رکھنے کا بہت ہی خواہشمند تھا لیکن بریرہ کسی صورت میں بھی راضی نہ ہوتی تھی اس کا خاوند اس کے فراق میں گلیوں میں زار و قطار روتا پھرتا تھا خاوند کی اس حالت زار کو دیکھ کر حضرت نبی کریم صلعم نے بھی بریرہ کے پاس اُس کی سفارش کی جس پر اُس نے یہی عرض کیا کہ اگر آپ حکم دیتے ہیں تو میں ماننے کے لئے تیار ہوں آپ نے فرمایا ایسا تو نہیں اس پر وہ اپنے پہلے فیصلہ پر ہی قائم رہی۔ ان مثالوں سے واضح ہوتا ہے کہ وہ امور جو نبوت کے دائرہ کے اندر نہیں آتے ان میں خود نبی کے حکم کی اطاعت بھی ضروری نہیں۔ ادب و احترام کو مدنظر رکھتے ہوئے اگر اطاعت کر لی جائے تو اور بات ہے ورنہ لازمی نہیں۔

. . . .

غزوہ بدر میں ایک صحابی کا مشورہ

اسی طرح غزوہ بدر میں آنحضور صلعم نے اسلامی لشکر کو جس مقام پر اُترنے کا ارشاد فرمایا وہ ایک صحابی کے نزدیک جنگی نقطہ نگاہ سے مناسب نہ تھا اس لئے اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگر حضور نے اللہ تعالےٰ کی وحی کے ماتحت اس مقام کو انتخاب کیا ہے تو پھر تو میں کچھ نہیں کہتا لیکن اگر ایسا نہیں تو میں عرض کروں گا کہ اس مقام کی بجائے فلاں مقام زیادہ مناسب ہے اس پر آنحضور صلعم نے فرمایا وحی الٰہی کے ماتحت تو ایسا نہیں کیا گیا یہ فرما کر حضور نے اپنی غلطی کو محسوس کر کے لشکر کو اس جگہ منتقل ہونے کا حکم دے دیا جسے اس صحابی نے پسند کیا تھا۔

خالی حکم اور حکم مبنی بر وحی الٰہی میں فرق

یہ واقعہ اس امر پر قطعی دلیل ہے کہ نبی بھی اگر کوئی ایسا حکم دے جس کی بناء وحی الٰہی پر نہ ہو تو اس سے اختلاف کرتے ہوئے اس کی غلطی کی طرف اسے توجہ دلائی جا سکتی ہے لیکن ایسا کرنے میں پورا ادب اور احترام رکھنا ضروری ہے۔ یہ واقعہ اس طرف بھی رہنمائی کرتا ہے کہ قطعی الہام کی بناء پر جو امر مامور من اللہ اختیار کرے اس میں اختلاف کی کوئی گنجائش نہیں اسے تو بلا چون و چرا تسلیم کرنا پڑے گا خواہ یہ الہام نبی کا ہو یا غیر نبی مامور من اللہ کا ہو جیسا کہ ایک غیر نبی کے الہام کی اطاعت نہ کرنے والوں کے متعلق قرآن شریف میں آتا ہے کہ وہ اس نافرمانی کی وجہ سے قہر الٰہی کا نشانہ بنے جیسے بنی اسرائیل کے ایک نبی نے ہی بادشاہ مقرر کیا تھا حالانکہ یہ بادشاہ مامور من اللہ بھی نہ تھا یہ واقعہ صریح دلیل ہے اس امر پر کہ حضرت مسیح موعودؑ جن کے الہامات قطعی اور یقینی ہیں کسی ایسے امر میں آپ کے ساتھ اختلاف کسی صورت میں بھی جائز نہیں ہو سکتا جس کی بناء حضور کے الہام پر ہو، چنانچہ جب آپ نے انجمن کی بناء ڈالی اور اس کے فیصلوں کے متعلق یہ ارشاد فرمایا کہ وہ قطعی ہوں گے لیکن ساتھ ہی یہ استثناء بھی کر دیا کہ سچے دکھانے کے جہاں ممکن ہے کسی فیصلہ کو خدا تعالےٰ کا الہام رد کر دے جس سے معلوم ہوا کہ حضور کا الہام قطعی ہے۔ اس کی اطاعت ضروری ہے کسی احمدی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ اس کے خلاف کرے یا اس میں بیان کردہ امر میں اختلاف کرے۔

اللہ اور رسول کی طرف معاملہ کو لوٹانے کا مطلب

دوسری بات جو گزشتہ اقساط میں واضح کی جا چکی ہے، وہ یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف امر کو لوٹانے کا مطلب یہ ہے کہ جو اصول اور معیار خدا اور اس کے رسول محمد مصطفےٰ صلعم نے ماموروں کی شناخت کے لئے مقرر کئے ہیں ان پر اگر کوئی مدعی ماموریت پورا اتر آئے تو اسے فوراً قبول کر لیا جائے۔ اس کے بعد اس کے مفوضہ کاموں میں قرآنی حکم کے ماتحت کہ اولوالامر کی اطاعت کرو اور نیز حدیث الامام جُنَّۃٌ یقاتل من ورائہٖ کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کے ارشادات کی تعمیل میں سستی اور کوتاہی کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ہمہ تن تیار ہو جاؤ۔

معیار کی تفصیل

مامور کی شناخت کے معیار مندرجہ ذیل ہیں سب سے پہلے یہ دیکھنا ہوگا کہ مدعی ماموریت کا ظہور ضرورت حقہ کے وقت ہوا یا وہ بے وقت آیا ہے اگر زمانہ کی ضرورت اس کے بلانے کی متقاضی ہے تو وہ یقیناً راستباز ہے۔ اب یہ یقینی بات ہے جس کا انکار ناممکن ہے کہ جس وقت حضرت مرزا صاحب نے دعوےٰ کیا اس وقت اس قدر فساد دنیا میں پھیلا ہوا تھا کہ وہ اپنی اصلاح کے لئے کسی عظیم الشان مصلح کے ظہور کا متقاضی تھا مسدس حالی پر نظر ڈال کر دیکھ لو کہ وہ امت کی بدحالی کا نقشہ پیش کر کے کس طرح حضرت نبی کریم صلعم کے حضور دہائی دیتے ہیں کہ اُمت کی خبر لو اور ابوالکلام آزاد زمانہ کی برائیوں کو بیان کر کے لکھتے ہیں کہ یہ برائیاں چاہتی ہیں کہ اُن کی اصلاح کے لئے کوئی عظیم الشان مجدد ظاہر ہو۔

حضرت نبی کریم صلعم اپنی بعثت ثانیہ کی رُو سے حضرت مرزا کے وجود میں ظاہر ہو گئے ہیں اور حالی کی دعا قبول ہو گئی لیکن باوجود خدا سے طلب کرنے کے اس کا اسی طرح انکار کر دیا گیا۔ جس طرح حضرت نبی کریم صلعم کی بعثت اولیٰ کے وقت یہود نے آنحضور صلعم کا انکار کر دیا تھا حالانکہ آنحضور کے ظہور سے قبل اللہ تعالیٰ سے آنجناب صلعم کے ظہور کے لئے دعائیں کر رہے تھے۔

سچے مامور من اللہ کی نشانی

گویا سچے مامور من اللہ کی صداقت کی یہ بھی ایک نشانی ہے کہ اس کے ظہور کے متعلق ایک خیالی نقشہ لوگوں نے اپنے ذہنوں میں جمایا ہوا ہوتا ہے اور اس سچے مامور کو اس کے مطابق نہ پا کر اسکو قبول کرنے سے انکار کر دیا

جاتا ہے یہی معاملہ حضرت مرزا صاحب سے بھی ہوا۔

دوسرا معیار

دوسرا معیار یہ ہے کہ اس کے زمانہ کی جس قدر علامات بطور پیشگوئی الہامی کتب میں مذکور ہوتی ہیں وہ سب کی سب لفظاً یا استعارۃً یا تعبیراً یا الہامی زبان کے محاورہ کے مطابق پوری ہو جاتی ہیں۔ چنانچہ مہدی و مسیح کے متعلق جو علامات قرآن کریم اور حدیث نبوی میں بیان کی گئی تھیں وہ سب کی سب مندرجہ بالا رنگوں میں سے کسی نہ کسی رنگ میں حضرت مرزا صاحب کے وجود میں پوری ہو گئیں۔ رمضان میں کسوف و خسوف کا ہی لے لو جو مہدی کے ظہور کی بطور سب سے بڑی علامت کے احادیث میں مذکور ہے کس صفائی سے حضرت مرزا صاحب کے حق میں پوری ہوئی ہے اور مسیح موعود کی جو سب سے بڑی علامت قرآن کریم اور احادیث میں مذکور ہے کہ وہ اسلام کو دیگر تمام ادیان پر غالب کرے گا ۱۸۹۶ء میں جلسہ مذاہب اعظم کے موقعہ پر کس صفائی سے حضرت مرزا صاحب کے ذریعہ پوری ہوئی لیکن باوجود اس کے انکار کرنے والے اپنے انکار پر ہی مصر رہے اس انکار کی وجہ صرف ایک ہی تھی اور وہ یہ کہ ان کے خیالی نقشہ کے مطابق حضرت مرزا صاحب کا ظہور نہیں ہوا۔

تیسرا معیار

تیسرا معیار سچے مامور من اللہ کی شناخت کا یہ ہے کہ وہ اپنے مخالفین اور دشمنوں کے مقابلہ میں مؤید من اللہ اور کامیاب ثابت ہو اس کے دشمن اس کی بیخکنی کے لئے ہزار کوشش کریں۔ مگر اللہ تعالےٰ اُن کی ہر کوشش کو ناکام بنا دے۔ اور ان کی ناکامی اور اپنے مامور کی کامیابی کے متعلق قبل از وقت اپنے مامور کو بشارتوں پر بشارتیں دے کہ اس کے دل کو تقویت پہنچاتا رہے جیسا کہ حضرت نبی کریم صلعم کے ساتھ خدا کا معاملہ رہا۔ پھر ان بشارتوں کو اپنے وقت پر پورا بھی کر دے۔ اسی طرح حضرت مرزا صاحب کے ساتھ ہوا۔ دعوےٰ کرتے ہی مخالفت کا طوفان اُٹھا اور ہر قوم کی تمام بڑی بڑی قوتیں اور بڑے بڑے رسوخ کے مالک آپ کو گرانے کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے اور اس کوشش میں ایڑی چوٹی کا زور صرف کر دیا کہ کوئی شخص آپ کے دعوے کو قبول نہ کرے لیکن اس کے مقابل اللہ تعالےٰ آپ کو بشارتوں پر بشارتیں دیتا رہا کہ یہ تمام مخالفین ناکام رہیں گے اور تو ہی غالب آئے گا۔ چنانچہ دنیا جانتی ہے کہ مغلوب کون ہوا اور غالب کون رہا۔ ظفر علی خان صاحب نے بھی مخالفت میں کافی حصہ لیا مگر آخر کار انہیں بھی اقرار کرنا پڑا کہ احمدیت اب ایسا تن آور درخت بن گیا ہے کہ اب اس کو اُکھیڑنا انسان کے بس کی بات نہیں رہا۔

چوتھا معیار

چوتھا معیار مامور من اللہ کی شناخت کا یہ ہے کہ جس کام کے لئے اس کی بعثت ہوتی ہے اس کے سرانجام دینے میں کیا خدا کی تائید اس کے شامل حال ہے یا نہیں اگر اپنے مفوضہ کام کے سرانجام دینے میں وہ خدا تعالےٰ کی طرف سے تائید یافتہ ہے تو اس کے سچا ہونے میں کسی شبہ کی گنجائش نہیں ہو سکتی۔

حضرت مرزا صاحب اس معیار پر بھی پورے اترتے ہیں اسلام کو دیگر مذاہب پر غالب کر دکھلانا آپ کا سب سے بڑا کام تھا جو آپ نے دلائل اور نشانات دونوں کے ذریعہ پورا کر کے دکھلا دیا۔

دوسرا کام آپ کا اپنے ماننے والوں کے دلوں میں خدا کی ہستی، اسلام کے زندہ مذہب ہونے اور رسول کریم صلعم کے زندہ رسول ہونے کے متعلق یقین سے بھرا ہوا ایمان پیدا کرنا تھا وہ بھی آپ نے پورا کر کے دکھلا دیا۔ اپنے ماننے والوں کے دلوں میں اسلام کے لئے مالی قربانی کرنے کی روح پیدا کر کے انہیں اکرم النّاس بنانا آپ کا کام تھا وہ بھی آپ نے کر دکھلایا اس حقیقت کا کون انکار کر سکتا ہے کہ اشاعت اسلام کے لئے مالی قربانی کا جو نمونہ جماعت احمدیہ نے پیش کیا ہے اس کی نظیر کسی دوسری جماعت میں نہیں پائی جاتی۔

اسی طرح ان کو اعلم النّاس اور انفع النّاس بنانا آپ کا کام تھا۔ اس حقیقت کا بھی انکار نہیں ہو سکتا کہ اسلام کو جس خوبصورتی کے ساتھ جماعت احمدیہ نے دنیا کے سامنے پیش کیا اور کوئی نہیں کر سکا اور اس راہ میں مصائب کو برداشت کرنے کی جس شجاعت کا مظاہرہ اس جماعت نے دکھلایا ہے وہ بھی بے نظیر ہے۔

قدم قدم پر خدائی تائید آپ کے شامل حال نظر آتی رہی مخالفین باوجود علم میں برتری کے دعووں کے قرآن کریم کے حقائق بیان کرنے میں باوجود چیلنج پر چیلنج کے میدان۔ مقابلہ میں نہ نکل سکے۔ دعا اور اس کی قبولیت میں مقابلہ کرنے کی کسی کو جرأت نہیں ہوئی دعوت مباہلہ کو قبول کرنے میں پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے۔

خدا سے الہام پا کر غیب کی خبریں بتلانے کے مقابلہ میں بلایا گیا تو کوئی مقابلہ میں نہ آیا یہ چند معیار میں نے اختصار کے ساتھ بیان کر دیئے ہیں فائدہ اُٹھانے والے ان سے فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔ جو انکار پر ہی ادھار کھائے بیٹھے ہیں ان کا کوئی علاج نہیں۔

مامورین اللہ کے ساتھ تنازع کا فیصلہ کرنے کے لئے خدا اور اس کے رسول محمد مصطفےٰ صلعم نے مندرجہ بالا معیار مقرر کئے ہیں اور قرآن کریم میں تنازع کو خدا اور اس کے رسول کی طرف لوٹانے کا جو حکم ہے اس کا یہی مطلب ہے کہ خدا اور اس کے رسول کے مقرر کردہ معیاروں کو فیصلہ کا ذریعہ بناؤ ورنہ اگر اس لوٹانے سے مراد الفاظ قرآنی یا حدیثیہ کو فیصلہ کا ذریعہ بنانا ہو تو جھگڑا کبھی ختم ہی نہیں ہو سکتا کیونکہ ہر فریق انہی معنوں پر اڑا رہے گا جن کو وہ اپنے زعم میں صحیح سمجھتا ہے اور کہے گا کہ خدا اور رسول کا فیصلہ اسی کے حق میں ہے۔ اگر اسی کو معیار بنایا جائے تو کسی نبی یا مامور من اللہ کا منکر نہ کافر ہو سکتا ہے اور نہ گنہگار یہود جو حضرت عیسیٰؑ کے دعوے کو قبول کرنے سے انکار کر رہے تھے ان کے ہاتھ میں اپنے اس انکار کے لئے ملاکی نبی کے الفاظ کہ پہلے ایلیا نبی آسمان سے اترے گا پھر مسیح کا ظہور ہوگا زبردست دلیل تھے اگر وہ حضرت مسیح کے ساتھ ہونے والے تائیدی نشانات پر غور کرتے اور اس انقلاب پر نظر ڈالتے جو حضرت مسیحؑ دلوں میں پیدا کر رہے تھے تو ملاکی نبی کے الفاظ کی جو تشریح حضرت مسیحؑ نے کی تھی اسے فوراً قبول کر کے حضرت مسیحؑ پر ایمان لانے کی سعادت حاصل کر لیتے اسی طرح یہود اگر حضرت نبی کریم صلعم کے ساتھ لفظی جھگڑوں میں پڑنے کی بجائے آنحضور صلعم کے کارہائے نمایاں کو دیکھتے اور اس عظیم الشان انقلاب کو مشاہدہ کرتے جو آنحضور صلعم کے ذریعہ رونما ہوا تھا تو کبھی بھی آنجناب صلعم پر ایمان لانے میں تردّد نہ کرتے قوموں کی ایمان سے محرومی صرف اسی وجہ سے ہوتی ہے کہ لفظی جھگڑوں میں پڑ کر قومیں اصل معیاروں کو پس پشت ڈالتے ہوئے ان سے آنکھیں بند کر لیتی ہیں۔

حضرت مرزا صاحب کے دعوے مسیحیت کو قبول کرنے میں بھی مسلمانوں کے لئے سب سے بڑی روک یہی تھی خدا اور اس کے رسول کی طرف سے مقرر شدہ معیاروں پر ان کے دعووں کو پرکھنے کی بجائے رفع اور نزول کی پیچیدہ اُلجھنوں میں پھنس گئے حالانکہ خدا کی وہ تائید اور نصرت جو حضرت مرزا صاحب کے شامل حال رہی ان کو ان اُلجھنوں سے نکالنے اور صراط مستقیم کی طرف رہنمائی کرنے کے کافی سامان اپنے اندر رکھتی تھی۔

حضرت مرزا صاحب کی اصلاحات

امت جن اعتقادی یا عملی غلطیوں کا شکار ہو جاتی ہے انہی کی اصلاح کے لئے اللہ تعالےٰ نے امت مسلمہ میں مجددین کا سلسلہ قائم کیا ہے پہلی صدیوں میں جو غلطیاں معمولی نوعیت کی پیدا ہوتی رہی ہیں لیکن پھر بھی ان کو دور کرنے کے لئے مجددین کی بعثت وقوع میں آتی رہی ہے لیکن چودھویں صدی تو ایسی آنے والی تھی جس میں غلطیوں کا انبار لگ جانا تھا عقائد بھی بگڑ جانے تھے اور عملی حالت بھی اپنی خرابی میں انتہا کو پہنچ جانی تھی جیسا کہ احادیث میں آتا ہے ایمان محض نام کا ایمان رہ جانا تھا اور اسلام چند رسوم سے عبارت بن جانا تھا ایسی حالت کے پیدا ہونے پر امت کو ایک عظیم مجدد کی بشارت دی گئی تھی جس کا نام دجالی فتنہ کو پاش پاش کرنے کی وجہ سے مسیح رکھا گیا اور مسلمانوں کی اعتقادی اور عملی حالت کو درست کرنے کے لحاظ سے مہدی رکھا گیا اور اس کا ساتھ دینے کی امت کو سخت

تاکید کی گئی۔

قرآن کریم کے متعلق مسلمانوں کے اعتقادات اور ان کی اصلاح اور حضرت امیر مرحوم و مغفور کا مسلک

قرآن کریم جس پر ہدایت کا دارومدار ہے اور جس کا ایک ایک لفظ اگر اس پر عمل کرنے والوں کے دلوں میں روشنی پیدا کرنے کا ذریعہ ہے اس کے متعلق مسلمانوں میں عجیب غریب خیالات پیدا ہو گئے تھے اس کی متعدد آیات کو منسوخ قرار دے دیا گیا تھا جس کے معنے یہ ہوتے کہ وہ آیات مسلمانوں کے عمل سے نکل گئیں اب ان سے جو ہدایت مسلمانوں کو ملتی تھی اس سے مسلمان لازماً محروم ہو گئے حضرت مسیح موعود نے پہلی اصلاح یہ کی کہ بڑے زور سے اس امر کا اعلان کیا کہ قرآن کریم میں کوئی آیت منسوخ نہیں اس کے ایک ایک لفظ پر عمل ضروری ہے ان پر عمل چھوڑ کر کیوں اپنے آپ کو ان آیات کے فیوض سے محروم کرتے ہو۔ کیا حضرت امیر مرحوم و مغفور نے اس اصلاح کے ساتھ اختلاف کیا ہرگز نہیں۔

دوسری اصلاح

مسلمانوں میں ایسے فرقے پیدا ہو گئے تھے جو حدیث کو قرآن پر مقدم کرتے تھے اور بعض ایسے لوگ تھے جو فقہ کو قرآن اور حدیث دونوں پر مقدم کرتے تھے اس غلطی کی اصلاح فرماتے ہوئے آپ نے دلائل قاطعہ سے ثابت کیا کہ قرآن کریم سب پر مقدم ہے وہ قول فیصل ہے وہ اپنے متعلق فرماتا ہے فبای حدیث بعدہ یؤمنون آپ نے فرمایا کہ قرآن کے بعد دوسرے نمبر پر سنت نبوی ہے اس سے مراد قرآنی احکام پر نبی کریم صلعم کا عمل ہے۔ مثلاً قرآن میں نماز کا حکم ہے حضرت نبی کریم صلعم نے اس حکم کی تعمیل میں جس طرح نماز ادا کر کے دکھلائی یہ سنت ہے اور یہ قرآن کے ساتھ ساتھ چلتی ہے۔ اس کو قرآن سے الگ نہیں کیا جا سکتا یہ تعاملی حصہ جو احادیث کی کتب میں ضبط میں آیا ہے حدیث نہیں بلکہ سنت کہلاتا ہے اس کے علاوہ جو احادیث ہیں وہ اسی صورت میں قابل قبول ہوں گی جبکہ وہ قرآن کے خلاف نہ ہوں گی اگر کوئی حدیث قرآن کے خلاف نظر آئے تو کوشش کی جائے کہ قرآن اور حدیث میں تطابق پیدا کیا جائے اگر مطابقت پیدا کرنے کی تمام کوششیں ناکام ہو جائیں تو پھر قرآن کو نہیں بلکہ حدیث کو ترک کیا جائے۔ اسی طرح فقہ کے متعلق آپ کا یہی فیصلہ تھا کہ فقہ پر قرآن اور حدیث کو مقدم رکھا جائے۔

کیا اس اصلاح کے ساتھ حضرت امیر مرحوم و مغفور نے اختلاف کیا ہرگز نہیں۔

تیسری اصلاح

قرآن کریم کے متعلق بعض مسلمانوں میں یہ خیال پیدا ہو گیا تھا کہ اس کے الفاظ خدا تعالیٰ کے نہیں بلکہ حضرت نبی کریم پر معانی نازل ہوتے اور انہیں الفاظ کا جامہ خود آنحضرت صلعم نے پہنایا۔ حضرت مسیح موعود نے اس خیال کی تردید کرتے ہوئے فرمایا کہ قرآن کریم کے الفاظ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہ ہوتے تو ان میں اتنی وسعت کس طرح پیدا ہو سکتی تھی کہ ہر زمانہ کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے سامان ان میں موجود ہوتے اور وہ لامحدود حقائق پر مشتمل ہوتا حضرت امیر مرحوم و مغفور نے کیا اس نظریہ سے اختلاف کیا ہرگز نہیں۔ مسلمانوں میں یہ عقیدہ بھی عام ہو گیا تھا کہ حضرت نبی کریم صلعم کے بعد وحی کا دروازہ مطلقاً بند ہو گیا ہے اس کی تردید کرتے ہوئے فرمایا کہ وحی نبوت کا دروازہ تو بے شک بند ہو گیا ہے ——— لیکن وحی ولایت کا دروازہ قیامت تک کھلا ہے کیا اس نظریہ سے اختلاف کیا گیا ہرگز نہیں۔

اسی طرح حضرت مسیح ناصری کی وفات قرآن کریم سے احادیث سے اقوال آئمہ سے ثابت کی کیا اس سے اختلاف کیا ہرگز نہیں۔

پھر اپنے الہام اور قرآن کریم کی آیات اور احادیث سے ثابت کیا کہ آنے والا مسیح اسی امت میں سے ہو گا اور مہدی اور مسیح ایک ہی شخص ہو گا کیا اس سے اختلاف کیا ہرگز نہیں۔

اسی طرح اس بات کا بھی اعلان کیا کہ مسیح اور مہدی تلوار سے نہیں بلکہ دلائل اور نشانات کے ذریعہ اسلام کو دیگر ادیان پر غالب کرے گا۔ کیا اس سے اختلاف کیا ہرگز نہیں۔ حضور نے اس بات کو بھی بڑے زور شور سے پیش کیا کہ اسلام کبھی بھی تلوار کے ذریعہ نہیں پھیلا بلکہ ہمیشہ دلائل اور اپنی روحانی قوت سے ہی پھیلا ہے کیا اس سے اختلاف کیا ہرگز نہیں۔

یاجوج ماجوج اور دجال کے متعلق فرمایا کہ وہ ایک شخص کا نہیں بلکہ ایک قوم کا لقب ہے جو شیطان کا مظہر اتم ہے اور وہ یورپین اقوام ہیں اور اس کے متعلق جو علامات احادیث میں دی گئی ہیں ان کی جو تشریح حضور نے فرمائی کیا اس کے ساتھ اختلاف کیا ہرگز نہیں۔

جہاد کے متعلق جو نظریہ حضور نے پیش کیا کیا اس کے ساتھ اختلاف کیا ہرگز نہیں بلکہ اب تو مخالفت کرنے والے بھی اس سے متفق ہو گئے ہیں۔ دیکھو شبلی مرحوم اور سلیمان ندوی کی تصنیف کردہ سیرت نبوی۔ اپنے الہامات کو قطعی اور یقینی بتلایا کیا اس میں اختلاف کیا۔ ہرگز نہیں۔

پیشگوئیوں کی صحت کو پرکھنے کے لئے جو معیار مقرر کئے کیا ان کے ساتھ اختلاف کیا ہرگز نہیں حضور کے دعاوی میں سے کیا کسی دعوے کے ساتھ اختلاف کیا ہرگز نہیں۔

اسلام کو دنیا میں پھیلانے کے متعلق بتلائے ہوئے طریق کار سے کیا اختلاف کیا ہرگز نہیں۔

ملک میں امن و امان قائم رکھنے کے لئے جو ہدایت حضور نے دی کیا اس سے اختلاف کیا ہرگز نہیں۔

غرضیکہ اسلام کے متعلق جس قدر غلط خیالات مسلمانوں میں پیدا ہو گئے تھے ان سب کی حضرت مسیح موعود نے اصلاح فرمائی اور یہی اصولی باتیں تھیں جن کی اصلاح کے لئے مجدد اعظم حضرت مسیح موعود اور مہدی معہود کی بعثت عمل میں لائی گئی تھی۔ ان میں سے حضرت امیر مرحوم و مغفور نے کسی کے ساتھ بھی اختلاف نہیں کیا بلکہ ساری عمر انہی کو رائج کرنے میں مصروف رہے اور اسی کی تائید میں بیش قیمت لٹریچر پیدا کیا جو آج تک صرف مسلمانوں کی رہنمائی کے لئے ہی کام نہیں دے رہا بلکہ غیر مسلموں کے دلوں سے بھی اسلام کے متعلق غلط فہمیوں کو دور کر رہا ہے اور ان دلوں کو اس نے اسلام کی روشنی سے منور کیا ہے اور انشاء اللہ آئندہ بھی کرتا رہے گا۔ باقی رہا یہ سوال کہ کیا کسی امر میں انہوں نے حضرت مسیح موعود سے اختلاف کیا ہے۔ میری رائے میں تو قطعاً نہیں کیا اس کی تفصیل انشاء اللہ آئندہ قسط میں آئے گی۔ — والسلام

ابنِ رشد

قاضی اکمل کی گلوخ اندازی کے جواب میں

فیضِ فطرت نے تجھے دیدۂ شاہیں بخشا
اس میں رکھ دی غلامی نے نگاہِ خفاش

حضرت مولانا صدر الدین صاحب نے ایک خطبے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک الہام کا ذکر کیا جس میں عید کے متعلق خبر تھی۔ حالانکہ ہلال کے نظر نہ آنے کی وجہ سے لوگوں کا روزہ تھا۔ لوگوں نے الہام کے سننے کے بعد روزہ کھولنے کی اجازت طلب کی اور بعض نے روزے کھول دیئے۔ لیکن چونکہ از روئے شریعت جب تک دو مسلمان چاند کے دیکھنے کا بیان نہ دیں، روزہ واجب ہے۔ اس لئے حضور نے روزہ توڑنے سے احتراز کو پسند فرمایا۔ چونکہ مامور من اللہ کا الہام تھا۔ خدا نے اس کی تصدیق بھی کر دی یعنی اسی روز نا رہن آ گئیں کہ اسی دن عید ہے۔ حضرت مولانا صاحب کے اس تذکرے کا سیاق و سباق یہ تھا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے شریعت کا احیا کیا کیونکہ ان کی بعثت کا مقصد اسلام کو زندہ مذہب کے طور پر پیش کرنا تھا۔ اس لئے اُن کا کوئی قول و فعل ایسا نہ تھا جس سے اُمّت میں تفرقہ پیدا ہو۔ اس لئے دشمنوں کا یہ الزام کہ حضور کی وجہ سے شریعت میں اختلال پیدا ہوا سراسر کذب اور افترا ہے۔ حضور کے مندرجہ بالا الہام کو حضرت نے ایسے[1] اسلوب سے پیش کیا کہ حضور کے دشمن بھی شرمسار اور منفعل ہو گئے ہوں گے۔ مگر ربوہ میں جناب قاضی اکمل صاحب کو اس میں استخفاف نظر آیا اور ایک مضمون داغ دیا۔

غور کرنے کی بات ہے کہ جب انہی قاضی صاحب نے "خلیفہ صاحب مکرم" کے ان بیانوں کو پڑھا جو انہوں نے منیر ٹریبونل کے سامنے دیئے جس میں اعلان تھا کہ حضرت مسیح موعود کا ماننا جزو ایمان نہیں۔ اور یہ کہ مسلمانوں کا جنازہ پڑھنا بھی جائز ہے جبکہ قائد اعظم کے جنازے کو ممنوع قرار دے چکے تھے۔ تو قاضی صاحب کو استخفاف کا کوئی پہلو نظر نہ آیا۔ جب "قصر خلافت" سے یہ منشور جاری ہوا کہ اگر حکومت پاکستان نے احمدیوں کو اقلیت قرار دیا تو احمدیت کی اصطلاح منسوخ کر دی جائے گی۔ اس میں بھی قاضی صاحب کے لئے کوئی مضائقہ نہ تھا۔ ممکن ہے ہر دو صورت ذہنی اذیت ہوئی ہو لیکن کبھی ترقیات دامنگیر ہو گئی ہو اور کبھی رفاہیت گلوگیر۔ اس تاریخی پس منظر کے ہوتے ہوئے قاضی اکمل صاحب کا حضرت مولانا صدر الدین پر زبان طعن دراز کرنا کتنا ظلم ہے۔ حضرت مولانا ... اس حرف گیری کو دیکھ کر قاضی صاحب کو یہی کہہ سکتے ہیں۔

میرا لہو بھی خوب ہے تیری حنا کے بعد

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی پاک تصانیف سے ایوانِ اسلام کو منور کیا۔ ان کے احترام میں ہی نجات ہے۔ کیونکہ حضور کی توقیر و تکریم سے مسلمان مسلمان رہ سکتا ہے حضور کا استخفاف کرنے والوں کے لئے خدا کی طرف سے پے در پے خواریاں ہوتیں۔ حضور کی تحریریں ان کے ماننے والوں کے لئے شمس و قمر اور ان کے منکرین کے لئے برق تپاں بنیں۔ اُن کے متبعین پر فرض عاید ہوتا ہے کہ وہ فرقِ مراتب کو ملحوظ رکھیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ امام کے اتباع اور شریعت کی حرمت میں توازن بگڑ جائے۔ اور رسالت عظمیٰ کا جلی یا خفی استخفاف ہو جائے۔ جب حضرت امام الزمان نے اس کا خاص اہتمام فرمایا کہ ان کی طرف کوئی بات ایسی منسوب نہ ہو۔ جو شریعت کی نقیض متصور ہو سکے۔ تو اُن کے ماننے والوں کو بھی لازم ہے کہ رسالت عظمیٰ اور شریعت غرا کی فوقیت اور برتری کا خاص خیال رکھیں۔ یہی وہ احتیاط کا پہلو تھا جو قادیانی خلافت نے فنا کر دیا۔ اور "خلیفہ صاحب" نے ایک خطبے میں اعلان کر دیا کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑا انسان بھی ہو سکتا ہے۔ پھر کئی ماہ تک اس کی توجیہیں کرتے رہے۔ منیر ٹریبونل کے سامنے بھی سرور کائنات کی معصومیت کے متعلق ایک بیان دیا جس پر تردد، تذبذب اور تامل کی پرچھائیاں تھیں۔

تب، احتجاج طوفان بن کر سامنے آیا۔ تو تاویلیں شروع کر دیں۔ لیکن جماعت کی طرف سے کسی نے بھی تعرض کرنے کی جرأت نہ کی اور نہ ہی قاضی اکمل صاحب کو اپنے "خلیفہ صاحب" کی سطحیات میں کوئی استخفاف کا پہلو نظر آیا۔ یہ اس وجہ سے کہ ان کے قلوب و ذہول کی تربیت اس انداز سے ہوئی کہ وہ خفی طور پر اس مقام سے ہٹتے چلے گئے۔ جہاں مقیم ہو کر حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور کبریائی کی خفیف سے خفیف نقی سے بھی مسلمان لرزہ براندام ہو جاتا ہے۔ اعتزال اور ابتذال کی یہ قیامت نصف صدی میں اس جماعت کے اندر برپا ہوئی جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے الحاد اور فتنہ انکار سنت کے استیصال کے لئے بنائی تھی۔ وہ لوگ بھی آج صید زبوں کی طرح ہو کر رہ گئے ہیں جو حضرت مامور زماں کے زیر تربیت رہے ہر دور میں چنگیزی کسی نہ کسی روپ میں انسانیت پر حملہ آور ہوتی رہی ہے۔

تیمور و چنگیز کے ہاتھوں سے جہاں میں
سو بار ہوئی حضرتِ انساں کی قبا چاک

قاضی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عید کے متعلق الہام کے بارے میں جناب خلیفہ صاحب کی طول لاطائل "تشریح تذکرہ" سے نقل فرمائی۔ اور عید سے مراد بعثت نبی لے کر الہام کو کچھ کا کچھ بنا دیا۔ لیکن یہی خلیفہ صاحب معمولی سے معمولی ابتلاء کے وقت مزعومہ نبوت کی تشریحات سے منحرف ہوتے رہے۔ قاضی صاحب اور ان جیسے مشاہرہ دار قصیدہ خوانوں کو بزدلانہ فرار میں کوئی عیب اور سقم نظر نہ آیا۔ کیونکہ جب اُن کے سامنے خلیفہ صاحب کا معاملہ ہو تو ان کو فرار میں قرار اور ہزیمت میں عزیمت نظر آتی ہے۔ یہ خلافت "لاثانی" کا اعجاز ہے کہ جن کو حضرت بانیٔ سلسلہ نے فلک پیما شاہین بنایا تھا وہ "جادوئے محمودؑ" کے اعجاز سے کنجشک فرومایہ بن کر رہ گئے۔ وہ اس وقت بھی ایک معذور انسان کو حضرت مسیح موعود کا مصلح موعود مانتے ہیں۔ گویا ید بیضا کے منکر اور دمِ مبردم کے مفتون ہیں۔

[1] اس واقعہ کا ذکر اخبار بدر مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۰۷ء میں اس طرح درج ہے۔

"یہاں قادیان میں جمعرات کے دن حضرت کو الہام ہوا تھا کہ عید تو آج ہے چاہو کرو یا نہ کرو، اس الہام کو سن کر بعض احباب نے روزے بھی کھول دیئے۔ مگر حضرت نے فرمایا اس کی ضرورت نہیں۔"

حیات نور پر ایک نظر

ابھی حال ہی میں ربوہ سے حکیم الامت حاجی الحرمین الشریفین علامہ نورالدین اعظمؓ کی حیات طیبہ کے متعلق دو کتابیں شائع ہوئی ہیں۔ پہلی حیات نور کے نام سے جناب مولوی عبدالقادر صاحب (سابق سوداگرمل) نے لکھی ہے اور دوسری مولوی دوست محمد صاحب ریاوئی کی تالیف ہے جو تاریخ احمدیت کے سلسلہ کی چوتھی جلد ہے۔ اس سے پہلے اس نام کی تین جلدیں وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سوانح و سیرت کے متعلق شائع کر چکے ہیں۔

حضرت حکیم الامۃ کا مقام سلسلہ کی تاریخ میں بہت بلند ہے۔ حضرت اقدسؑ نے انہیں جماعت کے لئے بطور اسوہ پیش فرمایا تھا۔ جیسا کہ اس شعر سے ظاہر ہے۔ ؎

چہ خوش بودے اگر ہر یک ز امت نور دیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پر از نور یقیں بودے

دوم یہ کہ حضرت ممدوح کی وفات پر اب پوری نصف صدی ختم ہونے کو ہے اس طویل عرصہ میں خلیفہ ربوہ نے ان کے نام کو مٹانے اور ان کی حقیقی عظمت کو جماعت کی نظروں سے گرانے کی پوری کوشش کی تھی۔

حضرت حکیم الامت علامہ دوران تھے۔ ان کا تقوےٰ ان کا علم اور ان کا مقام بہت ہی بلند تھا لیکن اس کے مقابلے میں میاں محمود جنہیں ان کی گدی پر بیٹھنے کا دعوےٰ ہے ان صفات حسنہ سے خالی تھے۔ حضرت حکیم الامۃ کو مسیح موعود علیہ السلام سے حد درجہ محبت تھی۔

میاں صاحب حضرت کے بیٹے تھے اس لئے انہوں نے کوشش کی کہ کسی طرح یہ کچھ علوم دینیہ ہی سیکھ لیں میاں صاحب کی آنکھیں کمزور اور بیمار رہتی تھیں۔ ایک آنکھ میں تو نور تھا ہی نہیں۔ دوسری میں اکثر آشوب رہتا تھا اس لئے حضرت حکیم الامۃ بڑی شفقت سے اپنے پاس بٹھا لیتے اور میاں صاحب کو پڑھانے کی کوشش کرتے تھے۔

اس طرح انہیں کچھ شد بد ہو گئی لیکن علامہ حکیم الامت کے علم و فضل کے سامنے ان بچارے کی اس معمولی تعلیم کی حیثیت ہی کیا تھی۔ ؎

چہ نسبت خاک را بعالم پاک

اب جو بقول خود ان کی گدی پر بیٹھے تو سمجھ آئی کہ دونوں خلیفوں کے علم و کمال میں تو زمین و آسمان کا فرق ہے جسے ایک کور دور نگاہ بھی جانچ سکے گی۔

اس لئے اوّل تو حکیم الامت کو استاذی المکرم وغیرہ لکھ کر اس کمی کو پورا کرنے کے لئے کوشش کی کہ اس نسبت ہی سے لوگ سمجھیں گے کہ اتنے بلند استاد کا شاگرد آخر کچھ تو ہو گا ہی۔ دوسری کوشش یہ تھی کہ حضرت حکیم الامۃ کے حالات اور ان کے علم و فضل کے واقعات سے جماعت کو غافل کر دیں اور ایسی صورت پیدا کر دی کہ نصف صدی تک حضرت حکیم الامۃ کی کوئی سوانح حیات شائع نہ ہو سکی۔ صرف یہی نہیں کیا کہ حضرت ممدوح کی گدی پر بیٹھ کر آپ کے حالات کو مرتب کروانے کی طرف کوئی توجہ نہ دی بلکہ بچارے اکبر شاہ خاں نجیب آبادی نے جو سوانح حیات مرقات الیقین کے نام سے شائع کی تھی اس کی اشاعت اپنے دور اقتدار میں یک قلم بند کرا دی۔ اور اگر کسی مخلص نے من و عن شائع کرنا چاہا تو اسے ڈرا دھمکا کر اس کام سے باز رکھا اور اگر کسی نے باہر سے اسے فروخت کرنے کی کوشش کی تو اس کا بائیکاٹ کروا دیا۔ خلیفہ صاحب کی زندگی کے یہ بڑے تلخ حقائق ہیں۔ نصف صدی کوئی معمولی عرصہ نہیں ہوتا جماعت کے بقول خود بچانوے فی صد حصہ پر قابض ہو کر اپنے آقا، سید، مطاع، اور استاد، کے حالات سے یہ بے اعتنائی بلکہ ان کی اشاعت میں مختلف رنگوں میں روک بننا اتنا بڑا جرم ہے جسے آئندہ کا مؤرخ کبھی معاف نہیں کرے گا۔ میں عرض کر چکا ہوں کہ نصف صدی سے ربوہ کی جماعت اپنے پاک مقتدا حضرت نورالدین اعظمؓ کی لائف کے متعلق بڑی شدت سے تشنگی سی محسوس کر رہی تھی اور وہ اپنی جماعت کی زندگیوں میں ایک شدید خلا اور زبردست کمی محسوس کر رہے تھے۔ اس لئے اب جبکہ یہ کتب شائع ہوئی ہیں تو مجھے یقین ہے کہ ان کی خوب اشاعت ہو گی۔

ان کتب کی بکثرت بکری کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ جناب خلیفہ صاحب ربوہ نے صرف یہی جرم نہیں کیا کہ جماعت کو حضرت حکیم الامت کے بلند و بالا مقام سے کماحقہٗ آگاہ نہ ہونے دیا اور بڑی چالاکی اور بے باکی سے کام لیتے ہوئے ان کے نام سے جماعت کے جو ادارے وابستہ تھے۔ ان کے نام بھی بدل ڈالے اور نور ہسپتال کا نام بدل کر فضل عمر ہسپتال لکھ دیا اور یہاں تک کہدیا کہ خاکش بدہن۔ نورالدین کا سر قیامت میں ندامت کے ساتھ جھکا ہوا ہو گا۔ اور یہاں تک لن ترانیاں ہانکیں کہ مولوی نورالدین کو ہم نے بھی دیکھا ہے۔ انہوں نے کس ملک میں تبلیغ اسلام کی ہے یہ اس شخص کا انداز گفتگو ہے۔ جس کا ذرہ ذرہ حضرت مولانا محترم کے احسانات سے دبا ہوا ہے۔ تفو بر تو اے چرخ گردوں تفو۔ اب پانی سر سے گذر چکا تھا۔ جماعت کے لئے حضرت حکیم الامت کے متعلق جناب میاں صاحب کا رویہ ناقابل برداشت تھا۔ اس لئے انہوں نے بڑی شدت کے ساتھ اس کے خلاف احتجاج کیا اور جماعت کی تلخی اتنی شدت اختیار کر گئی کہ جناب مرزا بشیر احمد صاحب مرحوم کو بیچ میں آ کر بچاؤ کرنا پڑا اور خلیفہ صاحب نے اپنی زبان کو لگام دے لی۔ لیکن جناب خلیفہ صاحب کی ان حرکات کے خلاف شدید ردّ عمل ہو چکا تھا۔ یا تو یہ حال تھا کہ حیات نور پر کبھی کوئی کتاب شائع نہ ہونے دی اور جو شائع ہو چکی تھی اس کی اشاعت میں روڑے اٹکائے گئے اور یا یہ حالت ہو گئی کہ کم از کم چھ جگہ حضرت حکیم الامت کی سوانح حیات پر کام شروع ہو گیا ہے۔ جن میں سے ایک جگہ لندن بھی ہے۔ حیات نور کے جستہ جستہ حالات شائع ہو رہے ہیں۔ وہی کتاب مرقاۃ الیقین جس کی خلیفہ صاحب نے اپنے دور اقتدار میں اشاعت ممنوع کر رکھی تھی۔ خود ربوہ سے شائع ہوئی اور اب یہ دو ضخیم کتابیں شائع ہوئی ہیں مولوی دوست محمد صاحب ریاوئی اور مولوی عبدالقادر صاحب دونوں۔ اس لحاظ سے ہمارے شکریہ کے مستحق ہیں کہ انہوں نے بہت سے بکھرے ہوئے حالات کو سمیٹنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن ان میں چار سقم ایسے ہیں جن کی طرف میں ان کی اور ان کے قارئین کی توجہ مبذول کرنا ضروری خیال کرتا ہوں۔

پہلی قابل افسوس بات تو یہ ہے کہ دونوں مؤلف ایسے ہیں۔ جنہوں نے حضرت نورالدین اعظم کے روئے زیبا کے دیکھنے سے اپنی آنکھیں روشن نہیں کیں اور انہیں ان کا زمانہ جانچنے کا موقع نہیں ملا۔ اس میں ان کا کوئی قصور نہیں۔ لیکن ضرورت یہ تھی کہ وہ اس کمی کی دو طرح تلافی کرتے اور اپنے اوقات کا بیشتر حصہ اُن لوگوں کی صحبت میں گذارتے جنہوں نے وہ نورانی دور پانے کی سعادت حاصل کی تھی۔ دوسرے یہ کہ مستقل طور پر نہیں تو کم از کم نورالدین کے سوانح لکھتے وقت اُن کے اخلاق، کردار، اقوال، اور انداز بیان کو اپنے اوپر وارد کر لیتے۔ اور ان چیزوں کو اپنا لیتے برا تاثر یہ ہے کہ انہوں نے نہ صرف اپنے اندر یہ کیفیت پیدا ہی نہیں۔ بلکہ انہوں نے اس کے لئے یکسر کوئی کوشش بھی نہیں کی۔ میں نے دیکھا ہے کہ اس کتاب کے لکھتے وقت ان کا دماغ بری طرح اس پروپیگنڈے سے ماؤف تھا۔ جو حضرت حکیم الامت کے خلاف آمر ربوہ نے کیا ہوا ہے اور ان کا دماغ پوری طرح اس سانچے میں ڈھلا ہوا تھا جو خلیفہ صاحب نے اپنی اغراض مخصوصہ کے لئے تیار کیا اور کوشش کی کہ جماعت کی آئندہ پود اپنے ذہنوں کو اس سانچے میں ڈھال لے چنانچہ کتاب کے متعدد مقامات سے اس نقص کی نشاندہی

لی جاسکتی ہے ۔

میں تسلیم کرلیتا ہوں کہ مؤلفین کو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے خیالات اور معتقدات سے اتفاق نہیں بفرض محال میں یہ بھی تسلیم کرلیتا ہوں۔ کہ ان کی تحقیق یہی ہے کہ مولوی محمد علی صاحب ۔ خواجہ کمال الدین صاحب ...... ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب ۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب ۔ مولوی محمد احسن صاحب امروہوی ۔ مولوی صدرالدین صاحب ایسے اراکین کی سرگرمیاں ان کے لئے مضر ہیں ۔ لیکن ان کتابوں میں یہ دوست اپنے معتقدات نہیں لکھ رہے تھے بلکہ حضرت حکیم الامت نورالدین کے سوانح حیات کو قلمبند کرنا ان کا فرض تھا اور ان سے امید کی جاتی تھی کہ وہ ایسی کتابیں پڑھنے والوں کے ہاتھ میں دیں گے جنہیں پڑھتے وقت پڑھنے والا اپنے آپ کو اب سے نصف صدی پیچھے اس ماحول میں محسوس کرے جو کہ نورالدین کا ماحول تھا ۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ دونوں کتابوں کے بعض حصے یقیناً ایسے ہیں ۔ جن میں یہ خوبی موجود ہے ۔ لیکن دونوں مؤلف مجھے معاف فرمائیں کہ وہ اس تاثر کو ان صفحات میں قائم کرنے سے یکسر ناکام ہوئے ہیں ۔

ان کتابوں میں جہاں "منکرین خلافت" کا ذکر انہوں نے اپنی کتب میں کیا ہے وہاں صاف نظر آتا ہے کہ ان مواقع پر مصنف نورالدین کی محفل سے نکل کر غالی محمودیوں کے زمرے میں بیٹھے ہوئے ہیں اور تمام ان اصطلاحات اور فقرات سے کام لیا جا رہا ہے ۔ جو خلافت مآب ربوہ کی مخصوص ٹکسال میں ڈھلے ہیں ۔ اور اسی رنگ و استدلال کو استعمال کیا ہے ۔ جو ساری دنیا کے کلمہ گو اور اہل قبلہ کی تکفیر و تفسیق کرنے والے ...... انہیں نے تیار کر رکھا ہے ۔ دونوں مؤلف مجھے معاف فرمائیں اگر میں اُن سے کہوں کہ تم توکل کی پیدا وار ہے ۔ کیا تمہیں زیب دیتا ہے کہ تم ان اکابر، جن سے مسیح موعودؑ خوش گئے ، جن سے حضرت حکیم الامت خوش گئے اور جنکی قربانیوں اور عظمتوں کی گرد کو بھی تم نہیں پہنچ سکتے ...... کا ذکر ایسے ناخوشگوار انداز میں کرو ۔ تم حضرت حکیم نورالدین کے سوانح اور سیرت لکھ رہے تھے ۔ یہ اکابرین نورالدین کے پہلے مخاطب تھے ۔ کیا انہوں نے ...... بھی انہیں کبھی ایسے نا ملائم الفاظ سے یاد کیا تھا جن سے تمہاری تحریریں عاغدار ہیں ۔ اور انہوں نے بھی اُن کے خلاف معاندانہ رنگ اپنی تحریر اور تقریر میں پیدا کیا جس نے تمہاری قابل قدر کوششوں کو گندگی سے ملوث کر دیا ۔ وہ تو ہمیشہ یہ فرماتے رہے کہ میرے لاہور والے دوستوں کے خلاف ایسی باتیں بدظنی پر مبنی ہیں ، بدظنی سے باز آجاؤ ۔

میرے بھائیو! اختلاف کوئی بری چیز نہیں ۔ نبی اکرم صلعم کا فرمان ہے اختلاف امتی رحمۃ لیکن تمہاری تحریروں نے اختلاف سے گذر کر انشقاق کی سرحدوں کو بھی عبور کر لیا ہے ۔

اس ضمن میں دونوں کتابوں کا دوسرا سقم یہ ہے کہ انہوں نے فرق مراتب نہیں رکھی ۔ اور واقعات کے ساتھ بیان واقعات کا کوئی تناسب نہیں ۔ کتابوں کو ختم کرکے کچھ یوں معلوم ہونے لگتا ہے کہ نورالدین اعظم کی درخشاں اسی سالہ زندگی کا بہت بڑا حصہ لیس "منکرین خلافت" کے ساتھ بے بسوں کی لڑائی لڑتے میں گذر گیا ہے ۔ اختلاف جماعت کی لے کو دونوں مصنفوں نے اتنا بڑھا دیا ہے کہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ دو تین سال سے چند لمحے نہیں بلکہ نورالدین کی پوری عملی زندگی کا ایک ایک لمحہ مسیح موعودؑ کے چند شوریدہ سر بے ایمان ۔ منافق ۔ جھوٹے حواریوں کی سرکوبی میں ہی ختم ہو گیا ۔

اور یہ ایسے ظالم لوگ تھے کہ جب بے جان نورالدین بے بس ہو جاتا تھا تو حضرت صاحبزادہ فضل عمر المصلح موعود مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفہ ثانی" ان کی مدد کو پہنچ جاتے تھے انا للہ وانا الیہ راجعون اور یہ بے چارہ بیس پچیس سالہ ناز و نعمت میں پلا ہوا صاحبزادہ اگر نورالدین اس کی حفاظت نہ کرتے تو اس کے مخالف اسے چٹکیوں میں مل کر راکھ کر دیتے اس کی کیا حیثیت تھی ...... نورالدین اعظم ایسے لوگوں کی امداد سے یکسر بے نیاز تھا ۔

اختلاف جماعت کی بحث شروع کرتے وقت کتاب کا ہیرو تو کہیں گوشۂ گمنامی میں چلا جاتا ہے اور اور پڑھنے والا یوں محسوس کرتا ہے کہ وہ نورالدین کی نہیں بلکہ مرزا محمود احمد کی زندگی پڑھ رہا ہے ۔ دونوں کتابوں میں بڑا بھاری فنی اور واقعاتی نقص ہے ۔ دونوں کتابوں کا سبق یہ ہے کہ ان میں کچھ مواد جمع کیا گیا ہے ۔ لیکن اس میں کوئی خاص علمی نقطۂ نگاہ مؤلفین کے پیش نظر نہیں معلوم ہوتا ۔ کیونکہ کتاب ختم کرنے وقت کوئی معین مرکزی نقطہ اور قاری کے ذہن میں ابھاگر نہیں ہوتا ۔ اس سے البتہ اختلاف سلسلہ کی بحث مستثنیٰ ہے ۔ اس میں مؤلفین نے اس نقطۂ نگاہ پر اپنی پوری توجہ مرکوز کر دی ہے کہ اکابر لاہور کو گالیاں دی جائیں اور ان کی ایک بڑی بھیانک تصویر پڑھنے والے کے ذہن پر مرتسم کر دی جائے ۔ خواہ اس سے حضرت مسیح موعودؑ کی قوت قدسیہ اور نورالدین رح کی عظمت و بلندی ہی کیوں نہ مجروح ہو جائے ۔ موٹی سی بات ہے صدر انجمن احمدیہ کے چودہ ممبر تھے اُن میں سے کچھ تو خود "خاندانِ نبوت" ہی کے افراد تھے باقی قریباً سب کے سب بقول ان صاحب کے جھوٹے ۔ مکار ۔ لالچی ۔ ہوس پرست ، کذاب تھے ۔ اپنے والیان نعمت اور ان کے خاندان کو (کیونکہ دونوں مصنف خلیفہ صاحب کے تنخواہ دار ہیں) تو ان کا قلم غلط کا دکھ ہی سہیں سکتا تھا اس طرح گویا مسیح موعودؑ نے جو چوٹی کے افراد پیدا کئے وہ روحانی اور اخلاقی لحاظ سے گرے ہوئے افراد تھے ۔ ایک یہودی اسکریوطی اور پطرس کو تو مسیح موعود نے عمر بھر معاف نہ کیا اور یہ لکھ لکھ کر عیسائیوں کا ناطقہ بند کر دیا کہ تمہارے مسیح کے چودہ حواریوں میں سے ایک کا حال یہ ہے کہ اس نے ۳۰ روپے کے عوض میں مسیح کو پکڑوا دیا اور دوسرے نے ایک سخت خطرے کے وقت اس پر لعنت بھیجی حالانکہ اس کے بعد دونوں اپنی ان حرکتوں پر پچھتائے اور سخت افسوس کا اظہار کیا اور تلافی مافات کے لئے اپنی زندگیاں قربان کر دیں لیکن مثیل مسیح کے چوٹی کے حواریوں کی اگر وہی اخلاقی اور روحانی حالت ہے جس کی نشان دہی ان کتابوں میں کی گئی ہے ان مصنفوں نے اپنی تالیفات کرکے سینکڑوں صفحے داغدار کر ڈالے ہیں تو حقیقت حالم بالا معلوم شد ۔

میرے بھائیو! اس انداز فکر اور طرز تحریر سے تمہارے گریڈوں میں تو شاید کچھ اضافہ ہو جائے لیکن اس طرح مسیح موعود کی جو اہانت ہوتی ہے اس کا بھی کچھ خیال کرو یہ نا قابل معافی جرم ہے ۔ خدارا لاہور کے پاک ضمیروں کی مخالفت اور دشمنی میں اتنے نہ بڑھ جاؤ کہ ہمارے دل و جان سے پیارے مسیح موعود کے انفاس قدسیہ ہی کو داغدار کرنے لگ جاؤ ۔

عائشہ رض اور علی کرم اللہ وجہہ کی جنگ بھی ہوئی اور اور معاویہ رضی بھی برسر پیکار رہے لیکن یہ براہ راست جنگیں تھیں اور آج جب ایک خدا ترس مؤرخ کا قلم ان اختلافات پر اٹھتا ہے تو اس کی دیانت ، اس کا تقوےٰ اور صحابہ کرام سے اس کی عقیدت اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ کی عظمت و بلندی اس سے جس رنگ میں اس بحث کو لکھواتی ہے وہ یکسر اس سے مختلف ہے جو ان دو نوجوانوں نے اختیار کیا ہے ۔

وہ اختلاف سلسلہ کی اس ساری بحث کو متانت اور سنجیدگی کے ساتھ اس طرح بھی لکھ سکتے تھے کہ حضرت مسیح موعود کی قوت قدسیہ پر کوئی حرف نہ آتا اور نورالدین اعظم کی بزرگی مجروح نہ ہوتی ۔

یہ دونوں مصنف مدرسہ احمدیہ کے مولوی فاضل پاس ہیں انہوں نے هل شققت قلبه کی حدیث کئی بار پڑھی ہوگی ۔ لیکن اس کے باوجود ان کا بے باک قلم بار بار یہ لکھنے سے نہ رک سکا کہ گو بظاہر مسیح موعودؑ کے ان صحابہ نے توبہ قبول کرلی اور اپنے رویے کو بدل لیا لیکن پھر بھی ان کے دلوں میں نفاق اور فسق بھرا ہوا تھا ۔ میں پوچھتا ہوں آپ کو تو شاید ان اکابر کی شکل دیکھنے کی سعادت بھی حاصل نہ ہو سکی ہوگی آپ کو ان کے دل کی بات کیسے معلوم ہو گئی ۔

پوری کتاب پڑھ کر انسان جو تاثر لے سکتا ہے وہ یہ ہے کہ دور "خلافت اولیٰ" میں اسلام کی اشاعت اور زمین کے کناروں تک قرآن مجید کی تبلیغ کا کام تو محض ضمنی سا تھا اور وہ بھی چند نا سمجھوں کے ہاتھ میں اور رہا مدین قوم مرکز میں بیٹھے ہوئے اقبل بعضهم علی بعض یتلاومون کی تفسیر کر رہے تھے اور ان میں تنازع نعلین کی بحث ہو رہی تھی ، فرق صرف اتنا ہے کہ نحویوں کے ہاں اعراب کا سوال ہے اور یہاں اقتدار خلافت اور اثر و رسوخ کا عمل و دخل ہے ۔

(باقی برصفحہ ۲۲)

الٰہی بخش صاحب راولپنڈی

تحقیقاتی عدالت میں

خلیفہ صاحب ربوہ کے بیان پر تبصرہ

(بسلسلہ اشاعت گذشتہ)

خلیفہ صاحب کا یہ استدلال حضرت اقدس کے کامل اور محکم ایمان اور صریح اور واضح سابقہ اعلان کی روشنی میں سراسر باطل اور افتراء ہے۔ حضرت اقدس تو اس قدر محتاط انسان تھے کہ براہین احمدیہ میں غلطی سے توفی کے معنے ایک جگہ پورا دینے کے کر دیئے تو اس کا بدیں الفاظ اعتراف کیا:-

"میں مانتا ہوں کہ یہ میری غلطی ہے الہامی غلطی نہیں۔ .... خدا کا الہام غلطی سے پاک ہوتا ہے مگر انسان کا کلام غلطی کا احتمال رکھتا ہے۔"

(ایام الصلح ص۱۴۲)

تو اگر خلیفہ صاحب کا تبدیلی عقیدہ کا افسانہ کچھ بھی حقیقت پر مبنی ہوتا تو حضرت اقدسؑ اپنی پہلی غلطی اور تبدیلی عقیدہ جو بقول خلیفہ صاحب وحی اور الہام کی بناء پر کیا تھا کا اعلان کیوں ضروری نہ سمجھتے اور نہ کرتے؟ اس لئے خلیفہ صاحب کی اس دلیل کو کوئی عقلمند اور حق شناس تسلیم نہیں کر سکتا۔ کیونکہ مندرجہ ذیل اعلانات:-

"کہ میں محکم ایمان اور کامل یقین سے آنحضرت کے خاتم النبیین ہونے کا قائل ہوں اور علیٰ رؤس الاشہاد گواہی دیتا ہوں کہ اس امت میں آنحضرت صلعم کے بعد کوئی نبی نیا ہو یا پرانا نہیں آسکتا کیونکہ آیت خاتم النبیین اور حدیث لا نبی بعدی کسی نبی کے آنے میں ایک لاینحل روک ہے جو باب نبوت ہمیشہ کے لئے بند کرتی ہے۔ اور اس لئے میں خانۂ خدا مسجد میں صاف صاف اقرار کرتا ہوں کہ میں ختم نبوت کا قائل اور اس کے منکر کو بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں اور یہ اعتراض ہو کہ نبوت کا دعوے کیا ہے اور وہ کلمہ کفر ہے تو بجز اس کے کیا کہیں کہ لعنت اللہ علی الکاذبین المفترین۔"

کے بالمقابل جب تک حضرت اقدسؑ ان جیسے زوردار الفاظ میں مساجد میں قسم کھا کر اپنے عقیدہ کی تبدیلی کا اعلان نہ کریں ایک حق پسند کی تشفی کیسے ہو سکتی ہے؟ اور اگر فی الواقع حضرت اقدس نے ایک وقت کے بعد بغیر اعلان کے اپنا عقیدہ تبدیل کر لیا ہوتا تو ان کی زندگی میں ہی ان پر وہ اعتراض بھی کیا جاتا جو خود خلیفہ صاحب نے اب سوال کے رنگ میں پیش کیا ہے دگر ایک مخالف تو اب یہ اعتراض بھی بجا طور پر کر سکتا ہے کہ ایسا اعلان شاید عمداً نہ کیا گیا مبادا مرید بدظن ہو کر انہیں چھوڑ نہ دیں۔ اس لئے تبدیلی عقیدہ خلیفہ صاحب کا من گھڑت افسانہ ہے جس سے حضرت اقدسؑ کی پوزیشن نہایت خطرناک ہو گئی ہے۔ اگرچہ ان کی ذات جیسا کہ ہم ابھی ثابت کریں گے اس الزام سے پاک ہے۔

اب ہم پہلے خلیفہ صاحب کے اس دعوے کو لیتے ہیں کہ سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد حضرت اقدس نبی کی تعریف صرف فلا یظہر علیٰ غیبہ احداً ہی قرار دیتے تھے۔ اور شریعت لانا یا نبی سابق کی امت نہ ہونا ضروری نہیں سمجھتے تھے۔ اور چونکہ حضرت مسیح موعود نے اپنے لئے اظہار غیب کا ہونا لکھا ہے جو خلیفہ صاحب نبی کی شرط سمجھتے ہیں۔ اس لئے ان کے خیال میں آپ رسول اور حقیقی نبی ہیں کیونکہ فلا یظہر علیٰ غیبہ کے یہ معنے ہیں کہ اللہ تعالےٰ اپنے غیب کا اظہار کسی پر نہیں کرتا مگر اس رسول پر جس سے راضی ہوتا ہے۔ اگر خلیفہ صاحب کی یہ توجیہہ درست ہوتی تو حضرت مسیح موعودؑ اپنے آپ کو حقیقی رسول اور نبی کیوں نہیں لکھتے تھے؟ اور کیوں وفات تک خود یہ لکھتے رہے کہ اظہار علی الغیب والی نبوت حقیقی نبوت نہیں حالانکہ بقول خلیفہ صاحب سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد آپ کو حقیقی نبوت کے یہ معنے معلوم بھی ہو گئے تھے کہ حقیقی نبی کے لئے صاحب شریعت ہونا ضروری نہیں۔ چنانچہ اپنی آخری تقریر اخبار بدر ۲۵ر جون سنہ ۱۹۰۸ء میں حضرت اقدس فرماتے ہیں:-

"ہر صدی کے سر پر موجودہ مفاسد کے لحاظ سے مصلح ہوتا ہے جس سے خدا مکالمہ مخاطبہ کرتا ہے جب خدا کسی سے بکثرت ہم کلام ہو اور اپنے غیب کی باتیں کثرت سے اس پر ظاہر کرے تو یہ نبوت ہے مگر یہ حقیقی نبوت نہیں۔"

گویا صرف اظہار غیب حقیقی نبوت نہیں۔ اس کے جواب میں کہا جاتا ہے کہ حقیقی نبوت سے مراد تشریعی نبوت ہے تو حضرت اقدسؑ کو سنہ ۱۹۰۱ء میں پتہ لگ گیا تھا کہ نبی فی الحقیقت وہی ہوتا ہے جس کو کثرت مکالمہ مخاطبہ حاصل ہو تو پھر وہ یہ کیوں لکھتے ہیں کہ وہ نبوت تو ہے مگر حقیقی نبوت نہیں۔ اور اگر فی الواقع آپ حقیقی نبی کے معنی صاحب شریعت سمجھتے تھے تو سراج منیر میں ایک غیر تشریعی نبی یعنی حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو عبارت ذیل میں حقیقی نبی کیوں کہا:-

"پس جب قرآن کے بعد بھی ایک حقیقی نبی آ گیا اور وحی نبوت کا سلسلہ شروع ہوا تو کہو ختم نبوت کیونکر اور کیسے ہوا۔"

یہاں حقیقی نبی کی بھی تشریح کر دی کہ جس پر وحی نبوت نازل ہو وہی حقیقی نبی ہوتا ہے اس لئے فلا یظہر میں لفظ رسول سے حقیقی رسول اور نبی مراد نہیں بلکہ محدث مراد ہے جو حضرت اقدس کے تیئس سالہ اعلان اور ایمان کے مطابق ہے۔ چنانچہ حضرت اقدس لکھتے ہیں:-

"اللہ جلشانہٗ مدعی صادق کے لئے یہ علامت قرار دے کر فرماتا ہے ...
فلا یظہر علیٰ غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسول۔
رسول کا لفظ عام ہے (نہ کہ اصطلاح اسلام والا جیسا کہ خلیفہ صاحب نے لکھا ہے) جس میں لفظ رسول اور نبی اور محدث داخل ہیں۔"

پھر سراج منیر میں ہی حضرت اقدس یہی آیت اپنی صداقت کے لئے پیش کرتے ہیں حالانکہ اس وقت (خود بقول خلیفہ صاحب) وہ نبی ہونے سے انکار کرتے تھے۔ یہ معنے کرتے ہیں کہ

"غیب کو چنے ہوئے فرستادوں کے سوا کسی پر نہیں کھولا جاتا۔ یہاں رسول کے معنے چنا ہوا فرستادہ کے ہیں نبی نہیں کئے۔"

پھر حضرت اقدس فرماتے ہیں:-

"محدث بھی ایک معنے سے نبی ہی ہوتا ہے۔ گو اس کے لئے نبوت تامہ نہیں .... اور رسولوں اور نبیوں کی وحی کی طرح اس کی وحی کو بھی دخل شیطان سے منزہ کیا جاتا ہے ..... اور بعینہٖ انبیاء کی طرح مامور ہو کر آتا ہے"

(توضیح مرام)

"محدث وہ لوگ ہوتے ہیں جو شرف مکالمہ الٰہی سے مشرف ہوتے ہیں اور اُن کا جوہر نفس انبیاء کے جوہر نفس سے اشد مشابہت رکھتا ہے اور وہ خواص عجیبہ نبوت کے لئے بطور آیات باقیہ ہوتے ہیں"

(برکات الدعا صہ ۱۴)

اس لئے فلا یظہر علیٰ غیبہ احدا میں رسول بمعنی بھیجا ہوا فرستادہ یعنی محدث ہے نہ حقیقی رسول اور نبی۔ رہا عقیدہ اور دعوے میں غلطی کا قصہ سو خلیفہ صاحب حقیقت النبوت میں لکھتے ہیں کہ ابتداء سے ہی حضرت اقدسؑ کو۔

(۱) نبی اور رسول کر کے پکارا گیا

(۲)۔ اپنی وحی میں نبی کہا اور

(۳)۔ نبی کے مقام پر کھڑا کیا کیونکہ

(۴)۔ شروع دعوے ہی سے آپ میں نبوت کی سب شرائط پائی جاتی تھیں۔

(۵)۔ اس لئے خود حضرت اقدسؑ ان ساری باتوں کا دعوے بھی کرتے تھے جن سے کوئی شخص نبی ہو جاتا ہے۔ باایں نبی ہونے سے انکار کرتے رہے۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر آپ نے ایسا کیوں کیا۔ خلیفہ صاحب کے نزدیک اس کی وجہ یہ تھی کہ:۔

"مسیح موعود علیہ السلام شروع میں اس اجتہادی غلطی میں مبتلا تھے کہ ان چیزوں کا نام نبوت نہیں۔" (ملفوظات خلیفہ صاحب الفضل ۲۰ر مئی ۱۹۴۹ء)

کیونکہ وہ

"نبی کی یہ تعریف فرماتے تھے کہ نبی وہ ہوتا ہے جو نئی شریعت لائے یا بعض احکام منسوخ کرے یا بلاواسطہ نبی ہو۔"

(حقیقت النبوۃ صہ ۱۲۴)

اور:۔

"جب تک نبی کی یہ تعریف کرتے رہے ...
...... نبی ہونے سے انکار کرتے رہے"

اور اس لئے نبی کی تعریف غلط سمجھتے اور نبوت سے انکار کرنے میں حضرت اقدسؑ غلطی پر تھے اور برابر تیئیس سال تک اس غلطی میں مبتلا رہے۔ چنانچہ خلیفہ صاحب فرماتے ہیں:۔

(۱) "آپ نے تیئیس سالہ پچھلی وحی کو دیکھا تو اس میں برابر ان ناموں (یعنی نبی۔ رسول) سے آپ کو یاد کیا گیا پس آپ کو اپنا عقیدہ بدلنا پڑا۔"

(حقیقۃ النبوت صہ ۱۲۳)

کیا معرفت کی بات کہی ہے کہ پہلے تو پرواہ نہ کی البتہ تیئیس سال کے بعد پچھلی وحی کو دیکھا تو ان ناموں کا علم ہوا تو عقیدہ بدلنا پڑا۔

(۲) "بار بار کی وحی نے آخر آپ کی توجہ کو اس طرف پھیر دیا کہ تیئیس سال سے جو مجھ کو نبی کہا جا رہا ہے تو یہ محدث ...... نہیں بلکہ ...... نبی ہی مراد ہے۔"

(حقیقت النبوت صہ ۱۲۴)

لیکن اس کے برعکس ہم تو اس مرید کا تجزیہ سمجھتے ہیں جس نے حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت کا انکار کیا تو اس کو سمجھ آئی کہ یہ تو میری غلطی ہے۔ کہ میں نبی ہونے سے انکار کرتا ہوں مگر اپنی غلطی پر بھی ڈھٹا اپنے مرشد کو شاید اپنی غلطی چھپانے کے لئے۔ لیکن یہ حقیقت کے خلاف ہے۔ یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ اگر بقول خلیفہ صاحب حضرت مسیح موعود کی غلطی تیئیس سال کے بعد کھلی تھی تو کیوں حضرت اقدس نے کہیں ایسا اعلان نہیں کیا۔ آخر اللہ تعالےٰ کا اس میں کیا منشاء تھا۔ کہ اپنے ایک فرستادہ اور مامور کو اتنی طویل مدت تک غلطی میں مبتلا رکھا حالانکہ مامور من اللہ تو اپنے دعوے میں غلطی نہیں کر سکتا اگر حضرت مرزا صاحب فی الواقع نبی تھے مگر اپنی نبوت سے انکار کرتے رہے تھے تو نبوت کا انکار تو کفر ہے اس کی بناء پر خود خلیفہ صاحب نے حضرت مرزا صاحب کے نہ ماننے والوں کو کافر قرار دے رکھا ہے پس اگر ان کے نزدیک خود حضرت مرزا صاحب اپنی وحی اور الہام کے صحیح مفہوم کے خلاف اپنی نبوت کا انکار کرتے رہے۔ تو وہ نعوذ باللہ کافر کیوں نہ ہوئے نبی تو اوّل المومنین ہوتا ہے اس لئے یہ باطل عقیدہ ہے اور خلیفہ صاحب خود غلطی میں مبتلا ہیں جس کی رُو سے وہ حضرت اقدس مرزا صاحب کو بیک وقت نبی بھی مانتے ہیں اور اپنی نبوت کا منکر بھی۔ یہ شاید اس لئے کہ

"وہ علم وہ معرفت، وہ فراست نہیں رہی
وہ فکر وہ قیاس وہ حکمت نہیں رہی"

یہی وجہ ہے کہ فرقان قادیان ستمبر ۱۹۴۵ء میں بھی ربوی حضرات لکھتے ہیں کہ

(۱) "مخالف علماء ...... خدائی الہامات میں وضاحت سے ...... سمجھ رہے تھے کہ ان میں نبوت کے علاوہ کوئی اور بات پیش نہیں کی گئی۔ اور یہی ان کی طرف سے کفر کا باعث ہوا۔"

(۲) "فی الواقعہ حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات میں حضور کی نبوت ہی تھی جس پر مخالفین نے کفر کے فتوے لگائے۔"

(۳) "خدا کی وحی میں دعوئے نبوت موجود تھا لوگ ...... دعوئے نبوت محسوس کر رہے تھے۔"

(۴) "وحی الٰہی میں اس وضاحت کے ساتھ حضور کی نبوت کو پیش کیا گیا تھا کہ جس کی صرف علماء دور کی تاویل فرما رہے تھے ...... مخالفین ...... نبوت کے علاوہ کسی اور بات کو ماننے کے لئے تیار ہی نہ تھے۔"

(۵)۔ "براہین کے زمانہ کے الہامات سے نبوت اس وضاحت سے ثابت ہو رہی تھی کہ مخالفین ...... حضور پر فتوے کفر لگانے کے لئے معذور اور مجبور تھے۔"

خلاصہ کلام یہ کہ اس وقت سب مخالف تو ان الہامات کا مفہوم صحیح سمجھتے تھے اور کسی بے علمی یا غلطی میں مبتلا نہ تھے۔ البتہ صرف ایک حضرت مرزا صاحب ہی تھے جو خدا کی وحی اور الہام کا اصل مفہوم سمجھنے میں نعوذ باللہ یا غلطی پر تھے یا سرے سے بے علمی کی وجہ سے الہام کا مفہوم سمجھنے کی استعداد ہی نہ رکھتے تھے اور اس لئے نبی ہونے سے انکار کرتے تھے۔ بدیں وجہ ربوی حضرات ان مخالفین اور مکفرین کی تعریف کرنا اپنا فرض جانتے ہیں۔ چنانچہ اسی فرقان میں ہے:۔

"اشد ترین مخالف بھی اگر صحیح بات کہ جاوے تو اسے اس کا حق دینا مومن کا فرض ہے ہم ان مکفرین کی اس جگہ تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔"

یعنی مخالف صحیح بات کہتے تھے اس لئے تعریف کے حقدار ہیں اور حضرت مرزا صاحب غلط۔ مگر اس کے برعکس خود حضرت اقدس حمامۃ البشریٰ میں فرماتے ہیں کہ:۔

"مکفرین کے اعتراضوں میں سے ایک اعتراض یہ ہے کہ یہ شخص نبوت کا مدعی ہے ...
...... اور جانتا ہے کہ ان کا یہ قول صریح کذب ہے اور اس میں ذرا بھی سچائی کی چاشنی نہیں"

یعنی جس بات کو حضرت اقدس صریح کذب کہتے ہیں۔ فرقان اسے صحیح بات کہکر اس کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتا اس لئے ہر حق شناس کا فرض ہے کہ ربوی مومنوں کے حق و انصاف کرنے میں دریادلی کی داد دے۔ کیونکہ جن الہامات کا صحیح مفہوم خود ملہم نہ سمجھ سکا وہ مکفرین اور مخالفین جھٹ ہی سمجھ گئے تھے۔ یہ ہے ربوی علم کلام اور ان کا بے بنیاد الزام۔ معلوم نہیں کہ ان کی عقل و دانش اور فہم و فراست پر یہ کیسے پردے پڑ گئے ہیں کہ مکفرین کے جن الزامات کو خود حضرت اقدس اپنی زندگی میں سراسر افتراء اور صریح کذب قرار دے کر ان کی تردید اور تکذیب کر گئے ہیں آج انہی الزامات کو صحیح سمجھ کر ربوی حضرات ان کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اگر مخالفین کی بات ہی سچی تھی تو ان کی بات کو حضرت اقدسؑ کا صریح کذب قرار دینا کیا ہوا گویا ربوی مومنوں کی نظر میں حضرت مرزا صاحب اتنے مومن بھی نہ تھے کہ اگر مکفرین کی صحیح بات کی تعریف کر کے ان کا حق نہ دے سکتے تھے تو کم از کم اس بات کی تردید اور تکذیب تو نہ کرتے اور پھر اگر مکفرین دعوئے نبوت منسوب کرنے میں حق پر تھے تو ان کا فتوئے کفر بھی لازماً برحق تھا۔ اور حضرت اقدس اور ان کی جماعت (نعوذ باللہ) کافر اور دجال ثابت ہوتے ہیں۔ لیکن طرفہ یہ کہ اس کے

برعکس خود ربوہ کی حضرات ہی ایسے مخالفین اور منکرین کو کافر اور خارج از دائرہ اسلام ہی سمجھتے ہیں تو گویا منہ سے یہ کہنے والی جماعت ربوہ عملاً حق و انصاف کا حق نہیں دیتے۔ دراصل متعصب اور جاہلی انسان معقولیت کے لحاظ سے اندھا ہوتا ہے۔ مولوی ظفر علی خاں نہ حضرت مرزا صاحب کو کافر جانتے تھے بلکہ ان کو بھی جو حضرت کو مسلمان سمجھیں مگر اتفاق حسنہ یہ کہ خود ظفر علی خاں کے والد بزرگوار حضرت اقدس کو پکا مسلمان سمجھتے تھے تو ظفر علی خاں کے نزدیک آن کے والد کیا ہوئے؟ اسی طرح ربوی حضرات کا عقیدہ بروئے قرآن تو یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی طرف دعوےٰ نبوت منسوب کرنے اور ان پر فتوے کفر لگانے والے کافر یا فاسق ہو سکتے تو کیا ان کے فتوے کے رُو سے حضرت اقدس اور ان کی جماعت نعوذ باللہ کافر اور دجال نہ ٹھہری؟ اور پھر مخالفت کافر کیوں ہیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

آخر میں ہم جماعت ربوہ کے اہل علم اور ذی فہم حضرات سے استدعا کرتے ہیں کہ جو کچھ ہم نے اب تک بیان کیا ہے۔ اس پر ٹھنڈے دل سے غور کریں تو واضح ہو جاوے گا کہ خلیفہ صاحب نے حضرت اقدس کے عقیدہ اور عمل کے خلاف بالکل الگ عقیدہ اور مذہب بنا لیا ہے۔ بے شک حضرت اقدس کا بیٹا ہونے کی وجہ سے وہ قابل احترام تو ہیں۔ لیکن جس وجود مسعود کی وجہ سے وہ قابل احترام ہیں ان کو ایسا مانیں اور پیش کریں کہ وہ

(۱) - نعوذ باللہ بے علم تھا۔

(۲) - اپنے دعوے کو نہ سمجھ سکا اور اپنے الہام کی غلط تاویل کرتا رہا۔:-

(۳) - جس کو مکفر فوراً سمجھ گئے تھے اور:-

(۴) - اس لئے حضرت اقدس پر فتوی کفر لگانے میں اگرچہ وہ حق پر تھے۔ تاہم:-

(۵) - حضرت اقدس ان کو ہی کافر بھی کہتے تھے۔ حالانکہ

(۶) - تیئیس سال کے بعد اپنی غلطی تسلیم کر کے اپنے الہامات اور دعوے کا وہی مفہوم صحیح قرار دیا جو مکفرین نے سمجھا تھا۔ اور اس لئے نبوت کا دعوےٰ کر دیا۔ درحالیکہ:-

(۷) - تیئیس سال تک مسجدوں میں قسمیں کھا کر تحدی کے ساتھ یہ اعلان کرتے رہے اور مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے رہے۔

اور:-

(۸) - حضرت اقدس کی سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کی تمام مکتوبات اور تحریرات کو منسوخ قرار دیا۔

تو حضرت اقدس کے سب متبعین کا فرض ہونا چاہیئے کہ حضرت اقدس کو نعوذ باللہ ایسی اہانت اور ذلت سے بچانے کے لئے ان خطرناک عقائد کی تردید کریں۔ اور ان کو فوراً چھوڑ دیں۔ پھر خلیفہ صاحب نہ مامور وقت کو حکم و عدل مانتے ہیں نہ آن کے فتووں پر عمل کرنا ضروری سمجھتے ہیں (نماز جنازہ کے متعلق حضرت اقدس کا فتوےٰ مل جانے پر بھی اسے صرف زیرِ غور رکھا ہوا ہے) تو حضرت اقدس نے مسجدوں میں قسمیں کھا کر حقیقی نبی ہونے سے تحدی کے ساتھ انکار کیا ہے۔ مگر خلیفہ صاحب انہیں حقیقی نبی مانتے ہیں۔ حضرت نبی کریم صلعم کی حدیث لانبی بعدی اور اللہ تعالےٰ کے فرمان مندرجہ آیت خاتم النبیین پر پورا ایمان نہیں رکھتے اس لئے باب نبوت مسدود نہیں مانتے اور اگرچہ عدالت کے روبرو اپنے سابقہ غیر اسلامی عقائد سے انکار کر کے عدالت کے روبرو صرف انہی عقائد کو سچا اور صحیح تسلیم کر لیا ہے۔ جو خود حضرت اقدس کے یا جماعت احمدیہ لاہور کے ہیں۔ پھر بھی وہ اپنے سابقہ عقائد پر قائم اور عمل پیرا ہیں مگر غیر مسلم اقلیت قرار پانے سے بچانے کے لئے اپنے اصلی عقائد کو چھپایا ہے۔ جس سے خلیفہ صاحب کے ایمان کی کمزوری ثابت ہوتی ہے۔ بہرحال خلیفہ صاحب کے معتقدات غلط اور گمراہ کن ہیں۔ ان کو چھوڑ کر حضرت مسیح موعودؑ کے صحیح عقائد کو قبول کر کے ان کے مطابق عمل کریں۔ تاکہ روز قیامت خدا۔ رسولؐ اور خود مسیح موعودؑ کے سامنے سرخرو ہوں۔ ذیل میں ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں عرض کرتے ہیں۔ کہ:-

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج
جس کی فطرت نیک ہے وہ آئیگا انجام کار
ان دلوں کو خود بدل دے اے مرے قادر خدا
تو تو رب العالمیں ہے اور سب کا شہریار
صاف دل کو کثرت اعجاز کی حاجت نہیں
اک نشاں کافی ہے گر دل میں ہے خوف کردگار
جب کھل گئی سچائی پھر اس کو مان لینا
نیکوں کی ہے یہ خصلت راہِ حیا یہی ہے
اگر ہاتھ سے وقت جاتا نکل
تو پھر ہاتھ مل مل کے رونا ہے کل
کرو توبہ کہ تا ہو جائے رحمت
دکھاؤ جلد تر صدق و انابت
قرآن کو یاد رکھنا پاک اعتقاد رکھنا
فکر معاد رکھنا پاس اپنے زاد رکھنا

یعنی آیت خاتم النبیین کو یاد کر کے حضرت اقدسؑ کی نسبت یہ پاک اعتقاد رکھنا کہ وہ حقیقی نبی نہیں تھے۔

ہم اپنا فرض دوستو اب کر چکے ادا
اب بھی اگر نہ سمجھو تو سمجھائیگا خدا

لندن کی عید

ووکنگ میں بین الاقوامی اسلامی اجتماع

روزنامہ "انجام" کے لندنی نامہ نگار کے قلم سے

انگلستان کے مسلمانوں کی عید بخیر و خوبی گذر گئی۔ اب "ٹو" حاضر خدمت ہے

عید کے دن وہی ہوا جو ہر سال ہوتا ہے یعنی لندن برمنگھم۔ بریڈ فورڈ، مانچسٹر اور دوسرے تمام شہروں میں جہاں پاکستانی موجود ہیں، ہزاروں آدمیوں — اور عورتوں نے نماز ادا کی۔ مگر سینکڑوں ایسے تھے جو فیکٹریوں میں کام کرتے رہے اور برس کے برس دن بھی دوگانے سے محروم رہے اس لئے کہ یہاں عید کی چھٹی نہیں آئی۔

حد یہ کہ پاکستانی بنک بھی کھلے تھے چونکہ ان کی چھٹیاں بنک آف انگلینڈ کے قواعد کے مطابق ہوتی ہیں نمازوں میں ہر جگہ پاکستانی ہی اکثریت میں رہے۔ لیکن ہر نماز میں ہندوستانی عربی، افریقی اور جنوب مشرقی ایشیا کے لوگ بھی کافی تعداد میں شریک ہوئے۔

انگلستان میں عید کی نمازوں میں ایک خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ مردوں کے ساتھ خواتین بھی آتی ہیں۔ لندن میں ریجنٹ پارک کے اسلامی مرکز میں خواتین کے لئے شامیانے کا الگ انتظام ہوتا ہے۔

امام کی آواز لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ پہنچائی جاتی ہے ووکنگ کے مشہور عالم مسلم مشن کی طرف سے نماز کا انتظام ایک بہت بڑے شامیانے میں کیا گیا تھا۔ اگرچہ خواتین کا الگ شامیانہ نہ تھا۔ مگر ان کی صفیں علیحدہ ایک کونے میں قائم کی گئی تھیں اور اس طرح وہ شریک نماز بھی ہوئیں اور مردوں کے شانے سے شانہ ملا کر کھڑے ہونے کی ضرورت بھی پیش نہ آئی۔

بلکہ خواتین کی موجودگی نے اس موقعہ کو خاص رونق بخشی، چونکہ دو ہزار مردوں، عورتوں اور بچوں کا یہ اجتماع واقعتاً ایک بین الاقوامی اسلامی اجتماع معلوم ہوتا تھا جس میں اکثر مرد سوٹ میں ملبوس تھے۔ لو شیروانیاں اور عربی جُبّے بھی نظر آتے تھے۔

پاکستانی خواتین کی ساڑیاں اور دوپٹے بھی جھلملا رہے تھے اور افریقی عورتوں کے سر پر وہ رنگین رومال جیسے پھول بھی کھلے ہوئے تھے۔ ہر رنگ، ہر نسل، ہر طبقے کے لوگ جو مختلف زبانیں بولتے تھے اور مختلف ملکوں سے تعلق رکھتے تھے یہاں موجود تھے۔

امام صاحب نے خطبہ انگریزی، عربی اور اردو میں ادا کیا۔ یعنی چند باتیں ہر زبان میں کہیں۔ عربی کا خطبہ تو روایتی تھا مگر انگریزی میں انہوں نے بعض نصائح بیان کئے جو ہم سب کو معلوم ہے۔ اور جن پر ہم سب فخر کرتے ہیں۔ مگر بہت کم لوگ عمل کرتے ہیں۔ مثلاً انہوں نے کہا کہ ہمیں صاف رہنے کا حکم مذہب کی طرف سے دیا گیا ہے۔

غسل، وضو اور طہارت مسلمانوں کے لئے ضروری ہے اور عموماً مسلمان اپنے جسم صاف رکھتے ہیں۔ مگر انگلستان میں ان کی گندگی کی شکایت کی جاتی ہے۔ یہاں انگریز جسم ناپاک اور گھر صاف رکھتے ہیں۔

مسلمانوں کو چاہیئے کہ جسم کی طرح گھر بھی صاف رکھیں اور پاکی و صفائی کا ایک ایسا نمونہ پیش کریں جس پر لوگ عش عش کر اٹھیں۔

دوسری بات بھی انہوں نے ٹھیک ہی کہی مگر ادھوری انہوں نے فرمایا۔ کہ

مساوات اسلام کی ایک نہایت اہم بنیادی بات ہے، جس کا ثبوت یہ ہے کہ اس نماز میں ہر نسل، ہر رنگ اور ہر طبقے کے لوگ شریک ہیں کسی بڑے آدمی کے لئے کوئی جگہ مقرر نہیں اور کوئی چھوٹا آدمی کسی سے کم تر نہیں۔ یہاں سب برابر ہیں۔

مگر انہوں نے یہ بات نہ کہی کہ اس شامیانے کے باہر بھی اگر سب لوگ برابری کا برتاؤ کریں تو مناسب ہوگا اس لئے کہ اسلام کی نظر میں سرمایہ دار اور مزدور، زمیندار اور کسان، حاکم و محکوم سب برابر ہیں اور کسی کو کسی وجہ سے فوقیت نہیں سوائے تقویٰ کے۔

ووکنگ مشن نے اسلام کی بڑی خدمت کی ہے نصف صدی سے یہ تبلیغ میں مصروف ہے اور مغرب میں یہ اہم اسلامی مرکز ہے۔ اس لئے اس کے پلیٹ فارم سے ہماری سوشل اور سماجی برائیوں کو دور کرنا ہے۔ جو کچھ کیا جا رہا ہے، وہ خوب مگر جو کمی ہے وہ پوری ہو جائے تو بہتر ہوگا۔ مثلاً امام نے جنسی بے راہ روی کے خلاف خاص طور پر زور دیا ہے۔ بلکہ شاید بے ضرورت مسز ولسن کے کسی بیان کا حوالہ دیا ہے، جس میں انہوں نے کہا تھا۔ کہ کوئی بے راہ رو ہو تو یہ اس کا فعل ہے۔ انہیں دلچسپی نہیں۔

جنسی بے راہ روی کے متعلق ہر مسلمان کو مذہب کا حکم معلوم ہے، اس کا اعادہ ضروری سہی لیکن چھوٹی چھوٹی باتوں پر بھی توجہ دینی ضروری ہے۔ مثلاً نماز کے بعد اگر افراتفری ہو کر عورتیں بے چاری کونے میں دبک جائیں، تاکہ دھکے نہ کھائیں، تو یہ جنسی نہ سہی مگر سماجی بے راہ روی ضرور ہے —

ایک صاحب کے جوتے دوسرے نے پہن لئے۔ جس کا اعلان مائیک پر کیا گیا۔ کھانا کھلانے کے لئے والنٹیئروں کا پہلے انتظام نہ تھا۔ مگر کھانے کا انتظام ضرور تھا۔ چنانچہ بعض لوگ صرف اس لئے والنٹیئر ہو گئے کہ جلد کھانا مل جائے گا اور پھر اپنے گھر جائیں۔

یہ سب باتیں ایک جاندار مہذب اور معقول قوم کو زیب نہیں دیتیں مگر ہوتیں اور ہوتی رہتی ہیں۔ لوگوں کو یہ کہتے سنا گیا کہ انگریزوں کے گرجا میں یہ افراتفری نہیں ہوتی۔ حد یہ ہے کہ چرچل کے جنازے میں کئی لاکھ آدمی شریک ہوئے مگر مشین کی طرح سب کام ٹھیک ٹھاک ہو گیا مگر پوری قوم کے لوگ ہی منظم ہیں —

یہاں یہ نظم و ضبط، قطار بندی کی عادت، دھکے دینے سے پرہیز کرنا، اور دوسرے کو اس کا حق اور اس کی جگہ دینا جمہوریت کی نشانی سمجھی جاتی ہے —

تبصرہ

دربار نبوی کے معاہدے اور تبلیغی خطوط

محمد سلطان نظامی مصنف — توحید، ملفوظات غوث اعظمؒ اور وصیٔ رسول اللہ — نے جو ۱۶۴ صفحات پر مشتمل اس کتاب میں تاجدار دو عالم، محسن انسانیت سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے ان معاہدوں کو ترتیب دیا ہے جو حضورؐ نے مشرکین عرب اور یہود و نصاریٰ سے فرمائے اور ان خطوط کو نقل کیا ہے جو حضور صلعم نے شاہان عرب و عجم کے نام دعوت اسلام کے متعلق تحریر فرمائے۔ اس خط کا بھی فوٹو دیا گیا ہے جو حضور صلعم نے خسرو پرویز شاہ ایران کے نام لکھا اور اس نے اسے پھاڑ کر دو ٹکڑے کر دیا، اس کی خبر جب حضورؐ کو ملی تو فرمایا "اس کی سلطنت پارہ پارہ ہو گئی"۔ چنانچہ چند دن بعد خسرو پرویز کے بیٹے شیرویہ نے اسے قتل کر دیا اور سلطنت کسریٰ پارہ پارہ ہو گئی۔ اور اس کے بعد حضرت عمرؓ کے زمانہ میں یہ عظیم الشان سلطنت مسلمانوں کے قبضہ میں آ گئی، اس موقعہ کا ذکر کرتے ہوئے فاضل مصنف نے ایرانی شیعہ مذہب اور دین اسلام میں جو تقابل فرمایا ہے وہ بالخصوص پڑھنے کے قابل ہے۔

اس کتاب کی تصنیف میں مستند تاریخی کتب مواہب لدنیہ۔ کتب احادیث، تفاسیر اور شیعہ کتب سے بھی استفادہ کیا گیا ہے جو معاہدات اور تبلیغی خطوط درج کئے گئے ہیں وہ ہر فرد و بشر، ہر حکومت اور ہر دور کے لئے شمع ہدایت ہیں۔ خصوصاً آج کے دور میں ان ہدایات اور تعلیمات پر عمل عالم انسانیت کو چین و قرار اور سکون و قناعت عطا کر سکتا ہے۔ خطوط رسولؐ کے فوٹو بھی شامل ہیں۔ یہ کتاب محققین اور طلباء تاریخ اسلام و سیاست کے مطالعہ کے لئے از حد ضروری ہے۔

ناشران:- شرکت ادبیہ پنجاب۔ شاہی محلہ لاہور سے بہ قیمت ڈیڑھ روپیہ طلب فرمایئے۔

تبلیغ و اشاعت اسلام افضل ترین کام ہے

جلسہ خواتین احمدیہ میں بیگم شیخ میاں فاروق احمد صاحب کی صدارتی تقریر

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر واولٓئک ھم المفلحون ۔

تم میں سے ایک جماعت ایسی ہو جو اچھے کاموں کی دعوت دے نیکیوں کی طرف بلائے اور برائیوں سے بچائے اور یہی لوگ ہیں جو فلاح پائیں گے ۔

معزز خواتین ۔ قرآن پاک کے اس ارشاد کے مطابق اس چودھویں صدی میں حضرت میرزا غلام احمد علیہ الرحمۃ نے اس جماعت کی بنیاد ڈالی ۔

آج سے پچاس سال پہلے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نہایت بے سروسامانی کی حالت میں عمل میں آئی ۔ چند لوگ جو حضرت میرزا صاحب کے خادموں میں سے تھے ۔ اور حضرت صاحب کے صاحبزادے موجودہ قادیانی جماعت کے سربراہ میاں محمود احمد کے اس عقیدے سے اختلاف رکھتے تھے کہ حضرت صاحب نبی ہیں اور اُن کے نہ ماننے والے تمام مسلمان کافر ۔ ان سے الگ ہو کر لاہور چلے آئے اور انہوں نے حضرت مولانا محمد علی مرحوم کے زیر قیادت اس انجمن کی بنیاد رکھی ۔ اس وقت نہ ان کے پاس کوئی جائداد تھی نہ روپیہ ۔

چند مخلص درویش تھے جن کو ایک لو لگا دی تھی انہوں نے جب اس مقصد کو قادیان میں پورا ہوتے نہ دیکھا تو لاہور سے اشاعت اسلام کا کام شروع کر دیا ۔ اور پچاس سال کے عرصہ میں لگاتار نہ صرف ہندوستان اور پاکستان میں بلکہ یورپ امریکہ و دیگر ممالک میں تبلیغ دین کے مشن قائم کئے اور دہریت اور عیسائیت ترقی یافتہ دنیا میں ووکنگ (انگلینڈ) ہالینڈ ۔ برلن (جرمنی) میں عظیم الشان مساجد اور مشن قائم کئے گئے اور ان مشنوں کے ذریعہ سینکڑوں سفید

لوگ مسلمان ہو چکے ہیں

ہمارے نزدیک تمام کلمہ گو خواہ وہ کسی بھی فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں مسلمان ہیں ۔ مگر اشاعت اسلام کے کام کو انجام دینے کے لئے حضرت مجدد وقت کا ساتھ دینا اور اس جماعت کی قوت کو بڑھانا ضروری ہے ۔

پیاری بہنو ! ہمارے جلسے کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے ۔ گو جلسے سلور جوبلیاں تو اس زمانے میں عام ہوتی ہیں ۔ لیکن ہمارا جلسہ اور جوبلی اپنے اندر ایک خاص معنے رکھتے ہیں ۔ جیسا کہ حضرت اقدس میرزا صاحب اپنے ملفوظات میں ارشاد فرماتے ہیں کہ اس جلسہ کی اغراض میں سے ایک بڑی غرض تو یہ ہے کہ ہر ایک مخلص دینی فائدہ اُٹھائے ! اور ان کی معلومات وسیع ہوں ! اللہ تعالےٰ کے فضل سے ان کی معرفت ترقی پذیر ہو ۔ پھر اس کے ضمن میں یہ بھی فائدہ ہے کہ اس جلسہ میں سب بھائیوں کا تعارف بڑھے گا ۔

ماسوا اس کے ۔ اس جلسے میں یہ بھی ضروریات میں سے ہے کہ یورپ اور امریکہ کی دینی ہمدردی کے لئے تدابیر حسنہ پیش کی جائیں کیونکہ یہ امر بھی تسلیم شدہ ہے اور واقعات نے ثابت کر دیا ہے کہ یورپ کے لوگ اسلام قبول کرنے کے لئے تیار ہو رہے ہیں ۔ سو یہ جلسہ کئی بابرکت مصلحتوں پر مشتمل ہے ۔ اس لئے اس جلسہ کو معمولی جلسوں کی طرح خیال نہ کیا جائے ۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق پر بنیاد ہے اور یہ وہی راہ ہے جس کو قرآن لایا تھا اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو سکھلائی تھی ۔

عزیز بہنو ! اس ترقی یافتہ مغربی تہذیب کے زمانہ میں قوموں اور ملکوں کی توجہ دنیاوی ترقی ۔ ملکی ترقی اور تعلیمی ترقی اور معیار زندگی بلند کرنے کی طرف توجہ ہے اور اس کے حاصل کرنے میں قومیں اور جماعتیں شب و روز لگی ہوئی ہیں ۔ یہ تمام ترقیاں اپنی جگہ پر ضروری ہیں ۔ اور بہت اچھائیاں رکھتی ہیں ۔

کتنے لوگ اور کتنی جماعتیں فی زمانہ ایسی ہیں جو دین کی ترقی کے لئے کوشاں اور تبلیغ اسلام میں مصروف ہیں کلمۂ حق کی تبلیغ تو درکنار ان کو کلمۂ حق سننے کی بھی فرصت نہیں

حالانکہ اسلام اور اشاعت دین رسول اللہ کے نزدیک سب سے بڑا جہاد اور افضل کام تھا ۔ اور قرآن کریم کی ان آیات میں جو میں نے شروع میں پڑھی ہیں اسی مقدس کام کا حکم دیا گیا ہے لیکن آج عام لوگوں نے اور جماعتوں نے اس کام کو چھوڑ دیا ہے ۔ لیکن یاد رکھیں کہ جس کام کو خدا نے افضل ٹھہرایا ہو اس کو پورا کرنے کے انتظامات بھی وہی خدا کر دیتا ہے ۔ چنانچہ اس مقصد کو پانے کے لئے ہر صدی میں اپنا ایک مامور بھیج دیتا ہے جو تقاضائے زمانہ کے مطابق ایک جماعت تیار کرتا ہے جو اشاعت اسلام کے مقصد عظیم کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں کوشاں ہوتی اور اس کے لئے ان کے دلوں میں ایک تڑپ پیدا ہو جاتی ہے ۔ غور کریں کہ حضرت مرزا صاحب نے کس عزم اور پختگی سے فرمایا ۔ کہ یہ ثابت شدہ امر ہے کہ یورپ اور امریکہ کے سعید لوگ اسلام قبول کرنے کے لئے تیار ہیں ۔

آپ خود دیکھ لیں اور غور کر لیں کہ اس مادی زمانہ میں اس عظیم المرتبت امام کی زبان سے ہی صرف یہ نعرہ بلند ہوا جسکی تائید میں اس چھوٹی سی جماعت نے یورپ میں اسلام کے جھنڈے گاڑ دیئے ۔

یہی وجہ ہے کہ بانی جماعت نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں ۔ یہ وہ امر ہے جسکی خالص تائید حق پر بنیاد ہے ۔ آخر میں منتظمین

میں یہ بتا دینا چاہتی ہوں کہ یہ جماعت حضرت میرزا غلام احمد صاحب کو صرف مجدد اور مسیح موعود مانتی ہے مسیح موعود اس لئے کہ وہ عیسائیوں کو راہ راست پر لانے کے لئے مبعوث ہوئے ۔ اور مجدد اس لئے کہ اسلام میں جو غلط باتیں راہ پا گئی تھیں ان کی اصلاح اور تجدید دین کی اور مسلمانوں کے دلوں میں ہستی باری تعالےٰ پر از سر نو ایمان پیدا کیا ، اور ایک تبلیغ دین پیدا کرنے والی جماعت پیدا کی ۔

آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے ٭ لو تمہیں طورِ تسلی کا بتایا ہم نے

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام (لاہور) بدوملہی ضلع سیالکوٹ

کا

سالانہ جلسہ

مورخہ ۲۵-۲۶ر فروری ۱۹۶۵ء مطابق ۲۲-۲۳ر شوال المکرم ۱۳۸۴ھ بروز جمعرات وجمعہ منعقد ہو رہا ہے۔ جس میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے سربرآوردہ علماء اور مقررین، حاضرین کو اپنے مواعظِ حسنہ سے مستفیض فرمائیں گے۔ برادرانِ اسلام اور ہر مکتبِ فکر سے تعلق رکھنے والے احباب سے درخواست ہے کہ وہ جلسہ میں شرکت فرما کر ان کارہائے نمایاں سے واقفیت حاصل کریں جو اس چھوٹی سی جماعت نے تبلیغ اسلام اور اشاعت قرآن مجید اور سیرت نبوی کے سلسلہ میں دنیا کے ممالک میں سرانجام دیئے ہیں اور ان سرگرمیوں کی بدولت ہزاروں افراد حلقہ بگوش اسلام ہو چکے ہیں۔ اور مغرب کے مادہ پرست مفکرین کا نقطہ نظر اسلام کے متعلق یکسر تبدیل ہو چکا ہے۔ اس جلسہ میں علمائے کرام بانی سلسلہ حضرت مرزا غلام احمدؒ مجدد صد چہاردہم سے متعلق پیدا شدہ غلط فہمیوں کا بھی ازالہ فرمائیں گے اور برادرانِ اسلام پر واضح فرمائیں گے۔

ما مسلمانیم از فضلِ خدا ٭ مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام ٭ ہر نبوت را برو شد اختتام

(کلام حضرت مرزا غلام احمدؒ بانیٔ سلسلہ احمدیہ)

پروگرام

مورخہ ۲۵ر فروری ۱۹۶۵ء - بروز جمعرات

نشست اول:- ۹ بجے صبح سے ½۱۲ بجے دوپہر تک

تلاوت قرآن کریم:- خواجہ عبدالحفیظ صاحب بٹ

نعت ونظم:- قدوس اختر وطلباء مسلم ہائی سکول بدوملہی۔

ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ

مقررین:

(۱) محترم حافظ شیر محمد صاحب خوشابی مولوی فاضل و پروفیسر ادارہ تعلیم القرآن مسلم ٹاؤن۔ لاہور۔

(۲)۔ مولوی مسیح الزمان صاحب مولوی فاضل مسلم ہائی سکول بدوملہی۔

(۳)۔ محترم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب ریٹائرڈ کیمیکل ایگزامینر۔

(۴)۔ حضرت مولانا محمد یعقوب خان صاحب سابق امام مسجد شاہجہان ووکنگ (انگلستان)

نشست دوم:- ۲ بجے دوپہر سے ½۵ بجے شام تک

تلاوت قرآن مجید:- محترم حافظ شیر محمد صاحب خوشابی - مولوی فاضل۔

نعت ونظم:- محترم محمد اعظم صاحب علوی - لاہور

مقررین:

(۱)۔ خواجہ عبدالحفیظ صاحب بٹ - ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول بدوملہی۔

(۲)۔ محترم کرنل سعید احمد صاحب جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور۔

(۳)۔ محترم حکیم عبدالعزیز صاحب آف قادیان

(۴)۔ حضرت مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی - فاضل سنسکرت وعبرانی پرنسپل ادارہ تعلیم القرآن مسلم ٹاؤن لاہور۔

مورخہ ۲۶ر فروری ۱۹۶۵ء بروز جمعۃ المبارک

۹ بجے صبح سے ۱۲ بجے دوپہر تک

تلاوت قرآن کریم:- طلبائے مسلم ہائی سکول بدوملہی

نعت ونظم:- اسحاق اختر وطلبائے مسلم ہائی سکول بدوملہی۔

ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ

مقررین:

(۱) مولانا احمد یار صاحب ایم اے ایم او ایل - پروفیسر ادارہ تعلیم القرآن مسلم ٹاؤن - لاہور

(۲) حضرت مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری۔ لاہور

(۳)۔ محترم مولانا حبیب الرحمٰن صاحب صادق ہزاروی

خطبہ جمعہ ½۱ بجے سے

از حضرت مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی۔ فاضل سنسکرت وعبرانی پرنسپل ادارہ تعلیم القرآن مسلم ٹاؤن - لاہور

الداعی

شیخ اللہ بخش - سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام (لاہور) بدوملہی (ضلع سیالکوٹ)

اخبار احمدیہ

عطیہ جوبلی فنڈ چوہدری محمد حسین صاحب ٹھیکیدار کچہری روڈ ملتان نے یکصد روپے برائے گولڈن جوبلی فنڈ عطیہ دیا ہے۔ فجزاہ اللہ۔ چوہدری صاحب علیل ہیں ان کی صحت کاملہ وعاجلہ کے لئے احباب کرام سے دعا کی درخواست ہے۔

کامیابی اور عطیہ مسٹر طاہر حسین صاحب ایم ایس سی کی شادی کی خوشی میں دس روپے - ڈاکٹر منور طاہر حسین صاحب کے امتحان ایم بی بی ایس میں کامیاب ہونے پر دس روپے - اور تنویر شوکت علی صاحب کو وظیفہ ملنے کی خوشی میں ۱۵ روپے اشاعت قرآن انجمن کو دیئے گئے۔

تذکرۃ الشہادتین کا انگریزی ترجمہ سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کے فرمودات اور ارشادات زیادہ تر اردو زبان میں کتابی شکل میں ہیں۔ جن سے اردو دان طبقہ ہی مستفید ہو سکتا ہے — انگریزی خوان طبقہ اور مغربی دنیا میں حضرت صاحب کا پیغام پہنچانے کی غرض سے آپکی بعض کتب کا ترجمہ ہو چکا ہے اور بعض کا ہو رہا ہے۔ آجکل محترم کرنل سعید احمد صاحب جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب تذکرۃ الشہادتین کے انگریزی ترجمہ میں مصروف ہیں جو بالاقساط لائٹ میں شائع ہوتا رہے گا۔

تعلیم قرآن کریم

— مولوی احمد گل صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ چوہدری منصور احمد صاحب کی بچیوں (منیرہ منصور اور نصیرہ منصور) نے قرآن مجید ناظرہ ختم کرنے کی خوشی میں پانچ پانچ روپے اشاعت اسلام کے لئے دیئے ہیں۔ دعا ہے کہ خدا تعالےٰ ہر دو بچیوں کے دلوں میں دین اسلام کی خدمت کرنے اور قرآن مجید سے لگاؤ کا جذبہ پیدا کر دے۔ آمین۔

جلسہ تنظیم خواتین تنظیم خواتین احمدیہ لاہور کا ماہوار اجلاس بروز جمعہ مورخہ ۲۶/۲/۶۵ ... [illegible]

آپ کے خطوط

امام زمانؑ کی صدائے بازگشت

مکرمی ایڈیٹر صاحب ہفت روزہ پیغام صلح سلمکم اللہ تعالےٰ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یہ بات جناب پر بخوبی روشن ہے۔ کہ اُمتِ محمدیہ کے زوال کے اسباب کی شناخت میں مفکرین اسلام ناکام ہو گئے ہیں۔ یہ اس وقت جب تمام اسلامی دنیا اہل یورپ کے نرغے میں پھنسی ہوئی تھی۔ چودھویں صدی ہجری کے آغاز پر حضور امام مہدیؑ کا ظہور ہوا۔ انہوں نے مسلمانوں کو زوال کے اسباب میں سے بنیادی سبب بتا کر اُن پر احسان عظیم کیا ہے۔ مسلمان جس قدر اس کا شکریہ ادا کریں کم ہے۔ انہوں نے مسلمانوں کو آگاہ کر دیا کہ علماء کی طرف سے مسلمانوں کی تکفیر بازی کے باعث اُمتِ محمدیہ کا شیرازہ بکھر گیا ہے۔ جب تک علماء اس سے باز نہ آجائیں مسلمان ترقی کی راہ پر گامزن نہیں ہو سکیں گے۔ چنانچہ اس کا علاج انہوں نے یہ بتا دیا کہ ہر کلمہ گو کو مسلمان سمجھا جائے۔ جس کے نتیجہ میں مسلمانوں کے مابین باہمی منافرت ختم ہو کر ان میں اخوت کا رشتہ از سرِ نو قائم ہو جائے گا اور اتحاد کی برکت سے وہ غلامی کی زنجیریں توڑنے میں کامیاب ہوں گے۔

چنانچہ اس راز کو برصغیر ہند و پاک میں قائد اعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ بھانپ گئے۔ اور انہوں نے مسلم لیگ کے جھنڈے تلے سب متفرق فرقہائے مسلمانان کو جمع کیا۔ اور اتحاد کی برکت سے صدیوں کی پرانی غلامی کی زنجیروں کو توڑ کر رکھ دیا۔ اور پاکستان جیسی عظیم مملکت ہمیں نصیب ہوئی یہ اسی اصول کی واضح فتح ہے۔

اس عظیم تحریک کی دعوت جماعت احمدیہ لاہور گزشتہ نصف صدی سے دے رہی ہے۔ اور اس کا اثر مسلمانوں کے سنجیدہ طبقہ پر نہایت اچھا پڑ رہا ہے چنانچہ منسلکہ تراشہ روزنامہ انجام جلد ۱۱ شمارہ ۲۱ مطابق ۱۲ فروری ۱۹۷۵ء کے اندر شائع شدہ مضمون "اصلاحی معاشرہ" سے بخوبی اس کی تائید ہوتی ہے۔ اس کے فاضل مؤلف ڈاکٹر ابن علی وہیوؔ نے اس حقیقت کو نہایت دلیری کے ساتھ پیش کیا ہے جیسا کہ مضمون کے آخر میں وہ تحریر فرماتے ہیں :-

> "ہمارے پیارے نبیؐ نے مسلمان کی جو تعریف کی تھی۔ اس میں واضح طور پر سمجھایا گیا تھا۔ کہ مسلمان وہ ہے کہ جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان سلامتی میں رہیں۔ لیکن یہ ہماری کتنی بڑی بدقسمتی ہے۔ کہ اسلام کے پیرو اور مصطفےٰ کے وارث اللہ کے گھروں میں سب کو کافر بنانے میں مصروف ہیں۔ اور اُن کو خدا اور رسولؐ کا خوف نہیں جس کو مسلمان بنانے کے لئے رسول صلعم نے پتھر کھائے اور مشکلیں برداشت کیں۔ دعائیں کیں۔ کہ وہ ہدایت پا جائیں۔ انہیں یہ چودھویں صدی ہجری کے بزرگ کس بے دردی سے اپنے ہونٹوں کی ایک جنبش کے ساتھ کافر اور غیر مسلم قرار دیتے ہیں۔"

پھر آگے اس کا علاج نہایت خوبی کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔ لکھا ہے :-

> "اس کا مقابلہ وہ صرف اس صورت میں کر سکتے ہیں۔ کہ ہر کلمہ گو کو مسلمان سمجھے۔ اور صرف ایسی مساجد میں نماز ادا کرے۔ جہاں کا خطیب و امام فرقہ وارانہ ذہنیت اور تنگ نظری سے پاک ہو۔"

آخر پر وہ تحریر فرماتے ہیں :-

> "آیئے ہم سب مل کر اسلام اور مسلمان زندہ باد کا نعرہ لگائیں۔ اور فرقہ بندی کے اس بوجھ کو اپنے گلے سے اُتار پھینکیں جس کی موجودگی میں ہم کبھی بھی پورے خلوص سے متحد ہو سکیں گے۔"

یہ اس زمانے کے امام کی تحریک کی صدائے بازگشت ہے جو فاضل مصنف نے نہایت دلیری کے ساتھ بلند کی ہے۔ میں آپ سے درخواست کروں گا۔ کہ آپ اپنے مؤقر جریدہ اور رسالہ "روح اسلام" کے آخری شمارہ کے قیمتی صفحات میں شائع فرما دیں تاکہ قارئین کرام اس کے مطالعہ سے اپنی تحریک کی تائید پا کر اپنے مشن کو مزید خلوص کے ساتھ جاری رکھیں۔　　والسلام

آپ کا عبد الباقی۔ ہیڈ کلرک دفتر تعلیم کوہاٹ

صریح جھوٹ اور الزام تراشی

مسٹر محمد صدیق فانی کلرک ڈی سی آفس پونچھ کشمیر سٹیٹ نے ایک مضمون اخبار بدر ۲۶ دسمبر ۱۹۶۴ء کی اشاعت میں شائع کرایا ہے۔ جس میں انہوں نے اپنی شکست اور غالبانہ نادانی کے فاش شدہ راز کو چھپانے اور دوسری طرف اپنی جماعت کا سربلند عزیز اور زبردست مناظر ثابت ہونے کی بے جا کوشش کی ہے۔ پھر کچھ مولویانہ شان کا بھی مظاہرہ کیا ہے۔ فانی صاحب موصوف نے اپنے اس سارے مضمون میں جناب چوہدری غلام مصطفےٰ صاحب ریٹائرڈ اسسٹنٹ ڈپٹی رجسٹرار جو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی شاخ کے ایک ممتاز رکن ہیں کے ساتھ کئے گئے کسی مباحثہ کا ذکر کیا ہے اور یہ جتلانے کی کوشش کی ہے کہ چوہدری صاحب موصوف اور ان کی جماعت (لاہوری) کی بناء نعوذ باللہ کمزور بنیادوں پر ہے) فانی صاحب نے ایک تصوراتی مناظرہ ومباحثہ کا ایک فرضی بُت بنا کر جناب چوہدری غلام مصطفےٰ صاحب اور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کو بعد رواہ اور مرکز کو کوسا ہے۔ اب ناظرین اخبار ہذا ضرور سوچیں گے کہ فانی صاحب کو یہ ہوائی قلعے بنانے کی کیا ضرورت پیش آئی۔ سو سنیئے! اس مضمون کو پڑھنے کے بعد ایک ماہ سے بھی زائد عرصہ ہوا میں نے چوہدری صاحب موصوف سے۔ پونچھ کے کچھ ذی شعور لوگوں سے اور جموں میں آئے ہوئے کچھ پونچھی دوستوں سے اس معاملہ کی حقیقت دریافت کی۔ سو مجھے ذی شعور اور حقیقت حال سے واقف بھائیوں و بزرگوں نے بتایا کہ فانی صاحب موصوف کا اور چوہدری غلام مصطفےٰ صاحب کا کوئی مباحثہ نہیں ہوا۔ البتہ پونچھ کی قادیانی جماعت جن لوگوں کو غلط عقائد کے سبز باغ دکھاتے دکھاتے کچھ متاثر کر چکے تھے وہ مجدد کے مقام تک تو حضرت مسیح موعودؑ کو تسلیم کر چکے ہیں۔ چونکہ مقام نبوت اُن کی سمجھ میں آنے کی چیز نہیں۔ لہذا اس قسم کے کچھ افراد نے چوہدری صاحب سے مسئلہ نبوت۔ اور حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے دعاوی کی اصل حقیقت دریافت کی۔ محترم چوہدری صاحب نے حضرت اقدسؑ کا دعوےٰ مجددیت مخصوص معنوں میں پیش کر کے بتلایا کہ حضرت مرزا صاحب نے ہرگز نبوت کا دعوےٰ نہیں کیا ہے۔ وہ مدعی نبوت کو ملعون اور کافر سمجھتے ہیں۔ اس قسم کے حوالجات اور حقائق پیش کر کے چوہدری صاحب (غلام مصطفےٰ صاحب) اپنے فرائض سے سبکدوش ہوئے۔ چوہدری صاحب کا یہ لیکچر اور بات چیت کیا تھی یہ ربوائی جماعت پونچھ کے ایوانوں کے لئے ایک زلزلہ عظیمہ تھا۔ چونکہ ہمارے فانی صاحب اور ان ربوائی دوستوں کے پاس دلیل تو ہے نہیں لہذا فانی صاحب نے دلائل وبراہین سے اپنے آپ کو تہیدست پا کر جناب چوہدری غلام مصطفےٰ صاحب کی شان میں سر بازار بدکلامی شروع کی۔ یہ مجھے ایک پونچھ کے دوست نے جو جموں آیا تھا بتایا۔

گالی کا تو ہمارے پاس جواب نہیں البتہ ناظرین جنہوں نے فانی صاحب کا متذکرہ بالا مضمون پڑھا ہے کی واقفی کی خاطر عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جن چوہدری صاحب کی ذات گرامی کو بدنام کرنے اور حقیر بتلانے کی فانی صاحب نے کوشش کی ہے وہ چوہدری صاحب خدا کے فضل کرم سے صاحب کشف ہیں۔ ریاست جموں کشمیر کے مذہبی سیاسی۔ اقتصادی تمام حلقوں میں جناب چوہدری صاحب کو عزت اور قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اس لئے نہیں کہ چوہدری صاحب کو ان حلقوں اور شعبوں کے ساتھ دلچسپی ہے بلکہ مسلم اور غیر مسلم یکساں طور پر شامل ہیں)

کسی قسم کی شراکت اور رشتہ داری ہے۔ نہیں ایسی بات نہیں اگر چوہدری صاحب معزز اور محترم ہیں تو محض سچائی دیانتداری تقویٰ اور طہارت کی وجہ سے۔ محترم چوہدری صاحب موصوف عالم باعمل۔ تہجد گذار اور خلق خدا کے معاون و مددگار ہیں۔ اور سچے احمدی اور خادم احمدیت ہیں۔

چھتیس برس چوہدری صاحب موصوف نے سرکاری ملازمت میں گذارے ہیں کیا فانی صاحب بتلا سکیں گے کہ انہوں نے . . . . کبھی . . . . کی طرح کسی قسم کی بدعنوانی سے اپنے آپ کو ملوث کیا۔ یا ان کی ذات پر کبھی اس قسم کا کوئی گندہ الزام آسکا۔

فانی صاحب! آپ نے اپنے مضمون مذکورہ اخبار بدر ۲۴ دسمبر ۱۹۶۴ء کے کالم نمبر ۳ کی سطر نمبر ۱۰ میں میرا نام بھی لکھا ہے اور بتلایا ہے کہ گویا جناب چوہدری صاحب کی غلطی کو میں بھی محسوس کروں گا۔ فانی صاحب ذرا خدا کا خوف کیجئے۔ یہ بہتان تراشی کا کھیل رچانے کی ضرورت آپ کو کیوں پیش آئی۔ عقائد احمدیت۔ مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی، مسئلہ کفر و اسلام۔ مسئلہ نبوت پر آپ کی اور ہماری جماعت کی کافی بحث ہوئی ہے اور ہو رہی ہے۔ آپ اچھی طرح جان گئے ہیں کہ جو عقائد احمدیت حضرت مولانا محمد علی علیہ الرحمۃ نے حضرت مرزا صاحبؑ کی کتب سے کھول کھول کر دنیا کے سامنے پیش کئے کہ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔ تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں۔ آنحضرت صلعم آخری نبی ہیں۔ آنحضرت صلعم کے بعد نبوت کا دروازہ بند ہے۔ البتہ مجددین آتے رہیں گے۔ وغیرہ اب ان عقائد کے آگے تمام مسلمانوں کی گردنیں جھک گئی ہیں۔ حتیٰ کہ آپ کی جماعت کے بعض زعمائے کرام نے بھی ۱۹۵۳ء میں تحقیقاتی عدالت کے سامنے غیر محسوس طریقہ سے ان ہی عقائد کا اعتراف و اقرار کیا ہے جو ہماری جماعت پیش کرتی ہے۔ اب آپ کے اور آپ کی جماعت کے عقائد میں بھی وہ شدت نہیں رہی جو ۱۹۵۳ء سے پہلے تھی۔ ذرا غور کیجئے۔ غیر احمدی مسلمانوں کو آپ لوگ پہلے مسلمان ہی نہ مانتے تھے۔ ان کے جنازوں میں شرکت کرنا گناہ سمجھتے تھے۔ غیر احمدی مسلمان کے بچے کو سانپ کا بچہ بنتے کہتے آپ لوگوں کی زبانیں اور قلمیں رات دن کی فتوے سازی سے تھکتی ہی نہیں تھیں۔ اب تو بات ہی کچھ اور ہے۔

میں از راہ ہمدردی آپ سے یہی استدعا کروں گا کہ خواہ مخواہ کسی شریف انسان پر اس طرح خاک نہ اڑایا کریں۔ یہ تقویٰ کے خلاف ہے مسیح موعود علیہ السلام احمدیت کا اصل جوہر تقویٰ ہی قرار دیتے ہیں خدا کے خوف سے ڈریئے۔ والسلام۔

آپ کا دیرینہ خادم

ماسٹر عبدالکریم احمدی سیکرٹری انجمن اشاعت اسلام۔ مظفر آباد کشمیر

(جو پیغام صلح کا اشتہار دیتے کہ پیغام صلح دیا کرد فروغ ہے۔)

آئینۂ صدق و صفا

مرزا مسعود بیگ صاحب کے نام ایک خط۔

اخویم مکرم محترم جناب مرزا صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

میں نے آپ کی لکھی ہوئی کتاب آئینۂ صدق و صفا شروع سے آخر تک پڑھی ہے۔ آپ نے بزرگان کی سوانح حیات اور سیرت شائع کر کے قوم پر ایک بہت بڑا احسان کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا اجر عظیم دے گا۔ اس کتاب کے پڑھنے سے انسان کی روحانیت میں ایک خاص کیفیت محسوس ہوتی ہے۔ اور یہ دیکھ کر انسان محو حیرت ہو جاتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت کے فیض سے ہماری جماعت کے بزرگان نے کس قدر روحانی ترقی حاصل کی۔ اور ان کے اخلاق اتنے بلند تھے۔ کہ غیر مذاہب کے لوگ بھی ان کے آگے سرنگوں ہو جاتے تھے۔ میں نے حضرت قبلہ ڈاکٹر مرزا یعقوب صاحب علیہ الرحمۃ کی زیارت کی تھی اور اُن سے مجھے بارہا ملنے کا اتفاق ہوا تھا۔ لیکن حضرت مرزا ایوب بیگ صاحب علیہ الرحمۃ کے حالات سے روشناسی آپ کی بدولت ہوئی ہے۔

مجھے یہ پڑھ کر کتنی حیرانگی ہوئی ہے کہ حضرت مرزا ایوب بیگ صاحب مرحوم و مغفور نے اپنی تھوڑی سی عمر میں کتنے اعلیٰ روحانی مدارج حاصل کئے اور اللہ تعالیٰ کے کس قدر رحمتیں بہا افضال اُن پر نازل ہوئے۔ کہ جوانی کی عمر میں ہی اُن پر الہامات و کشوف کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ یہ سب کچھ حضرت مسیح موعودؑ کی بدولت تھا۔ اور کس قدر خوش نصیب تھے وہ لوگ جن کو حضرت مسیح موعود کی صحبت نصیب ہوئی۔ اور ان کی بدولت اعلیٰ روحانی مدارج انہوں نے حاصل کئے۔

حضرت مرزا ایوب بیگ صاحب علیہ الرحمۃ کی سوانح حیات میں جو چیز سب سے زیادہ جاذبیت اپنے اندر رکھتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ یہ سیرت حضرت قبلہ مرزا یعقوب بیگ صاحب کی قلم سے تحریر ہوئی ہے۔ جو خود ولی اللہ کا درجہ رکھتے تھے۔ انہوں نے اپنی روحانی طاقت و علمیت کی وجہ سے اپنے پیارے بھائی کی سیرت کو ایسے اعلیٰ دل کش پیرایہ میں تحریر فرمایا ہے کہ مجھ جیسا نالائق و گنہگار انسان بھی کافی سبق سیکھ کر اپنی زندگی کو سنوار سکتا ہے۔ بہرحال آپ نے اس کتاب کو شائع کرنے میں کافی محنت سے کام کیا ہے جس کا آپ کو بہت بھاری اجر ملے گا۔ آپ نے ان دونوں بزرگان کی سیرت کو پبلک کے سامنے پیش کر کے ایک مخصوص قومی خدمت سرانجام دی ہے۔ جس کے پڑھنے سے ہر انسان خواہ وہ کسی مذہب و ملت سے تعلق رکھتا ہو اپنی زندگی سنوار سکتا ہے۔ آپ پر اللہ تعالیٰ کا بہت ہی احسان ہے کہ آپ نے بھی ان بزرگان سے سبق سیکھا۔ ان کے درمیان بیٹھے۔ اور اُن سے وہی لقمہ لیا جو انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ سے لیا تھا اللہ تعالیٰ آپ کی زندگی دراز فرمائے۔ اور آپ کو بھی وہی اعلیٰ روحانی مدارج حاصل ہوں جو حضرت مرزا ایوب بیگ صاحبؒ کو حاصل تھے۔

والسلام

عبدالرحیم چانڈیہ۔ ڈیرہ غازی خان

مسیح کی آمد ثانی اور ختم نبوت

(بقیہ مقالہ از صفحہ ۳)

شاندار بنایا اور اس کے کونے میں ایک اینٹ کی جگہ خالی رہ گئی . . . ، لوگ اس کے گرد گھومتے اور تعجب کرتے ہیں کہ وہ اینٹ کیوں نہیں لگائی گئی، فانا ھذہ اللبنۃ وانا خاتم النبیین لانبی بعدی، وہ اینٹ میں ہوں، اور میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں"

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بخاری مسلم اور دیگر کتب حدیث میں مختلف طریقوں سے مروی ہے اور دیگر کئی ایک ارشادات میں بھی وہی انا خاتم النبیین لانبی بعدی فرمایا ہے اور تفسیر درمنثور کے اسی صفحہ پر بھی جہاں حضرت مغیرہ کی طرف مندرجہ بالا قول منسوب کیا گیا ہے حضرت نبی کریم صلعم کے مندرجہ بالا ارشاد کو تین چار مرتبہ دہرایا گیا ہے۔ اب فرمایئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کو مانا جائے کہ "میرے بعد کوئی نبی نہیں" یا حضرت مغیرہ کی طرف منسوب شدہ قول کو کہ آپؐ کے بعد حضرت عیسیٰ آنے والے ہیں، یہ کہنا غلط ہے کہ حضرت عیسیٰ چونکہ پہلے کے نبی ہیں، اس لئے لانبی بعدی سے مستثنیٰ ہیں کیا جب وہ دوبارہ آئیں گے تو وہ بعد کا زمانہ نہ ہوگا پھر لانبی بعدی کس طرح صحیح ٹھہرے گا۔

حقیقت یہ ہے کہ نزول مسیح کی احادیث پر اگر غور کیا جائے تو وہ ایسے استعارات سے بھری ہوئی ہیں جو تاویل طلب ہیں اور انہیں حقیقت پر محمول کرنا کسی طرح صحیح نہیں، خاتم النبیین کی آیہ کریمہ اور لانبی بعدی کے ارشاد نبوی کے ساتھ ان کی مطابقت اسی صورت میں ہو سکتی ہے، کہ ان احادیث کے الفاظ کو حقیقت پر محمول کرنے کے بجائے ان کی تاویل کی جائے اور ان کے وہ معنے کئے جائیں جو انا خاتم النبیین لانبی بعدی کے متعارض نہ ہوں۔ ہم آئندہ اشاعت میں اس پر مفصل روشنی ڈالیں گے۔

ہماری جماعتی سرگرمیاں

جماعت بھدرواہ کی تبلیغی سرگرمیاں

بھدرواہ (مقبوضہ کشمیر) سے عبدالکریم صاحب سیکرٹری جماعت بھدرواہ لکھتے ہیں :-

(۱) - اگرچہ جماعت بھدرواہ کشمیر سٹیٹ نے گولڈن جوبلی اور جلسہ پر لاہور آنے کی خاطر دو ڈھائی ماہ پہلے سے ہی اپنی حکومت سے اجازت نامہ پاسپورٹ وغیرہ حاصل کرنے کی حسب ضابطہ درخواستیں دی تھیں اور اور آنریبل پرائم منسٹر صاحب سے بھی مؤثر انداز میں بات چیت کی تھی لیکن افسوس کہ جلسہ اور گولڈن جوبلی کے ایام بھی بیت گئے۔ یہاں ہماری درخواستوں کی ابھی تک انکوائری ہو رہی ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کو منظور ہوا اور اب بھی اجازت مل گئی تو چند احباب زیارت مرکز اور ملاقات بزرگان سلسلہ کی خاطر ضرور حاضر خدمت ہوں گے۔

(۲) - جماعت حسب دستور تبلیغ و اشاعت کے کام میں مصروف ہے۔ ماہ دسمبر ۱۹۶۴ء میں جماعت کے تین تربیتی اجلاس ہوئے اور اخبارات پیغام صلح، "نور اسلام" کے نئے اور پرانے پرچے تقریباً ۲۰۰ افراد تک پہنچائے گئے۔ اس کے علاوہ دیگر لٹریچر اور ٹریکٹوں کی ۵۸ کاپیاں مفت تقسیم کی گئیں۔ خدا کے فضل و کرم سے عام مسلمانوں میں ہماری جماعت کا خاطر خواہ اثر ہے اور جماعت غیر محسوس طریق سے توانا ہو رہی ہے۔ قبل از ماہ رمضان ہمارے احباب کی نمازیں فجر، مغرب، عشاء باقاعدہ با جماعت ہوتی رہیں اور اب ماہ رمضان کے لئے درس قرآن، تراویح اور مغرب و عشاء اور فجر کی نمازوں میں ۱۰۰٪ فیصدی حاضری رہی ہے یہ خدا کا فضل ہے کہ اپنی جماعت کی مجموعی تعداد سے دگنے غیر از جماعت احباب ہماری مسجد میں آ کر ہماری اقتداء میں نماز پڑھتے ہیں۔ یہ سب کچھ پیغام صلح اور سلسلہ کے ٹھوس لٹریچر کی اشاعت کا نتیجہ ہے۔ ہمارے دونوں محلوں کے غیر احمدی بچے احمدیہ مدرسہ بھدرواہ کے اثر سے اپنے آپ کو فخریہ احمدی بتلاتے ہیں۔ الحمد للہ

(۳) - خدا کے فضل و کرم سے مدرسہ احمدیہ بھدرواہ باقاعدہ چل رہا ہے اس وقت مدرسہ میں حسب ذیل تعداد ہے۔

درج رجسٹر	۵۸ :	اوسط حاضری روزانہ	۲۰
غیر احمدی	۲۰ :	قادیانی	۱۰ :
اپنی جماعت سے	۲۸ :	ترجمہ پڑھنے والے	۵ :
ناظرہ قرآن مجید	۱۸ :	یسرنا القرآن بغدادی	۳۵ :

نوٹ :- جملہ طلباء کو مسائل اسلام و احمدیت۔ تاریخ اسلام احمدیت۔ اشعار در ثمین وغیرہ یاد کرنے کو دیئے جاتے ہیں۔

معلمہ محترمہ تسنیم اختر صاحبہ ایک محنتی اور مخلص استانی ہیں جب سے یہ استانی صاحبہ سکول میں آئی ہیں اس دن سے نماز جمعہ اور دیگر مستورات کے تربیتی اجتماعات کی تعداد بڑھ گئی ہے۔ حتیٰ کہ احمدی اور غیری مستورات کی حلقہ اور جماعت میں ایک خاص تبدیلی پیدا ہوتی ہوئی نظر آ رہی ہے۔ معلمہ محترمہ میٹرک پاس (سیکنڈ ڈویژن) جی ای سی (ڈی کی) ٹرینڈ۔ عربی۔ فارسی۔ اردو میں بولنے کی ماہر ہیں اس کے علاوہ انگریزی تحریر میں بھی خاطر خواہ مہارت ہے۔ ہر قسم کی کتاب اور لٹریچر پڑھ سکتی ہیں۔

(۴) - خدا کے فضل و کرم سے وقت نزدیک آ رہا ہے کہ نہ صرف بھدرواہ میں بلکہ کشتواڑ۔ ڈوڈہ۔ رام بن بانہال۔ اودھم پور۔ پونچھ۔ اور جموں میں ہماری باقاعدہ جماعتیں پیدا ہوں گی۔ اب لوگوں کے دلوں پر سے ملاں کا اثر۔ حیات مسیح کا غلط عقیدہ۔ حضرت مرزا صاحبؓ کی طرف دعاوی نبوت کا منسوب کرنا وغیرہ شکوک پیغام صلح اور لٹریچر سلسلہ نے دور کر دیئے ہیں۔ اور ہر پڑھا لکھا نوجوان وفات مسیح ناصری کا قائل ہو چکا ہے۔ الحمد للہ۔

دعا فرماویں کہ خدا تعالیٰ اس پہاڑی علاقہ کو نور اسلام اور ضیائے احمدیت سے پوری طرح منور کرے اور جو مشکلات احمدیت کو یہاں قائم رکھنے کی خاطر ہمارے بزرگوں نے برداشت کی ہیں وہ رنگ لائیں۔ والسلام

آپ کا تابعدار۔ عبدالکریم سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام ضلع ڈوڈہ کشمیر سٹیٹ

جماعت پشاور کا تربیتی اجلاس

مورخہ ۱۲ فروری ۱۹۶۵ء کو بعد از نماز جمعہ ہمارا تربیتی اجلاس زیر صدارت محترم جناب ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب ریٹائرڈ سول سرجن صدر جماعت پشاور منعقد ہوا صاحبزادہ فضل عالی خان نے تلاوت قرآن شریف سے جلسہ کا آغاز کیا۔ عزیزم عبدالرحمٰن نے حضرت مسیح موعود کے ملفوظات کشتی نوح سے پڑھ کر سنائے۔ پھر عزیزم عبدالغفور متعلم جماعت ششم نے "احمدیت کیا ہے" کے موضوع پر تقریر کی۔ آپ نے جماعت احمدیہ کے عالم وجود میں آنے کے وجوہات بیان کئے اور بتایا کہ اس جماعت کا نام آنحضرت صلعم کے جمالی نام احمدؐ پر رکھا گیا ہے۔ یہ بالکل غلط ہے کہ حضرت صاحب نے اپنے نام پر جماعت کا نام رکھا ہے۔

اس کے بعد عزیزم محمد جمیل الرحمٰن نے اس موضوع پر کہ "جماعت احمدیہ نے بدعات اور رسومات کا خاتمہ کیا" مفصل روشنی ڈالی اور بتایا کہ حضرت مسیح موعود کے دعویٰ کے وقت اور اب بھی اکثر مسلمان بدعات اور بدرسومات کی لعنت میں مبتلا ہیں حضرت مسیح موعود نے آ کر ان تمام بدعات اور رسومات کا خاتمہ کر دیا۔ اور مسلماں را مسلماں باز کردند کا مصداق بنا دیا۔ ہم پر آپ (حضرت مسیح موعودؑ) کا عظیم احسان ہے کہ ہمیں ان بدعات اور لعنتوں سے نجات بخشی ورنہ ہم بھی قبروں کے طواف کرتے۔ درختوں کی کھوؤں۔ پانی اروں۔ وغیرہ کی پوجا میں لگے رہتے۔ بیاہ شادی۔ ختنوں، اور بچہ کی پیدائش پر کیا کیا بدعات دیکھنے میں آ رہی ہیں۔ مگر ہم خدا کے فضل سے ان سب سے آزاد ہیں۔ یہ اس مجدد اعظم کے احسانات ہیں۔ عزیز موصوف نے اپنے علاقہ میں مروجہ رسومات کا نہایت خوبصورتی سے تجزیہ کیا۔ آپ کی تقریر کو کافی پسند کیا گیا۔

اس کے بعد عزیزم عبیداللہ میاں متعلم خضر ڈاہر میڈیکل کالج نے احمدی اور غیر احمدی کے فرق پر تقریر کی۔ عزیز مذکور نے نہایت وضاحت سے احمدی کی امتیازی خصوصیات کو بیان فرمایا۔

آپ کے بعد خاکسار نے "جماعت احمدیہ کے مقاصد اور ہمارا نظام" کے موضوع پر کچھ عرض کرنا تھا مگر وقت کی قلت کی وجہ سے کسی دوسرے وقت پر ملتوی کر دیا اور اراکین جماعت سے درخواست کی کہ وہ بچوں کی حوصلہ افزائی کے لئے کچھ وقت دیا کریں اور اپنے بچوں کو احمدیت کی تعلیم سے جو صحیح اسلامی تعلیم ہے روشناس کریں، ورنہ خدائے عظیم کے سامنے وہ جوابدہ ہوں گے۔ میں نے یہ بھی درخواست کی کہ تمام دوست اپنی مستورات کو نماز جمعہ میں ضرور شامل کریں اور ان کی باقاعدہ تنظیم ہونی چاہیئے جیسا کہ میں نے عید کے موقعہ پر تحریک کی تھی اس کو عملی جامہ پہنائیں۔ میں اپنی بہن محترمہ اہلیہ صاحبہ ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ وہ میری ہر تحریک پر لبیک کہتی ہیں اور مجھے پوری پوری امید ہے کہ وہ پشاور کی مستورات میں ایک زندگی پیدا کر دیں گی۔ ان کا خاندان جماعت احمدیہ میں ایک مثالی حیثیت رکھتا ہے۔

اسی سلسلہ میں میں نے محترم جناب ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب صدر جماعت۔ محترم ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب۔ اور محترم شیخ اللہ بخش صاحب ایڈووکیٹ اور دوسرے احباب کا شکریہ ادا کیا۔ جنہوں نے اس جلسہ میں شرکت کر کے ہمارے بچوں اور نوجوانوں کی حوصلہ افزائی کی۔ آخر میں صدر جلسہ ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب نے بھی مکرر طور پر احباب کا شکریہ ادا کیا اور فرمایا کہ زندہ جماعتوں کا کام ہے کہ وہ اپنی اولاد اور اپنے نوجوانوں کے اندر وہ زندگی پیدا کریں کہ وہ جماعت کے قائم کردہ اصولوں کو ہمیشہ کی زندگی دے سکیں۔ یہ جلسہ دعا پر برخاست کیا گیا۔

جلسہ کے بعد ہمارے معزز اور واجب الاحترام بزرگ جناب شیخ اللہ بخش صاحب نے کھڑے کھڑے ہمیں چند قیمتی نصائح فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ آپ کو قرآن شریف کی اسی وقت سمجھ آسکے گی جب آپ حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کا کئی بار نہایت تدبر اور غور سے مطالعہ کریں گے۔ فرمایا قرآن شریف ایک نور ہے۔ اس نور کو دیکھنے کے لئے نورانی بصارت آپ کو ماموروقت کے خزانوں سے حاصل ہو سکتی ہے۔

فہرست آمد چندہ گولڈن جوبلی فنڈ

اوکاڑہ

رسید نمبر	اسمائے گرامی	چندہ
۲۶۲۶	چوہدری سلطان احمد صاحب چک ۵۶	15/-
۲۶۲۷	چوہدری ظہور احمد صاحب " "	40/-
۲۸۲۰	قاضی طارق محمود صاحب چک 6/4-ایل	5/-
۱۷۸۵	چوہدری شبیر احمد صاحب چک 2/4-ایل	30/-
۲۳۳۳	مختلف احباب چک 2/4-ایل	85/-
۲۳۳۶	میاں احمد علی صاحب چک ۵۶	25/-
۲۳۵۴	میاں علی محمد صاحب چک 6/4-ایل	10/-
۲۳۵۵	چوہدری فضل داد صاحب چک 6/4-ایل	10/-
۲۵۲۶	چوہدری غلام باری صاحب کوئیانہ	10/-
"	چوہدری محمد طفیل صاحب " "	2/-
"	چوہدری مظفر حسین صاحب خادم	10/-
"	بیگم صاحبہ " " "	10/-

مانسہرہ

رسید نمبر	اسمائے گرامی	چندہ
۲۴۰۲	شاہ عبدالعزیز صاحب ایس ڈی-او	100/-
۲۴۹۳	غلام نبی صاحب	50/-
۲۳۲۱	خانبہادر غلام ربانی خان صاحب	5/-
"	مولوی عبدالاحد صاحب	5/-
"	ڈاکٹر منیر احمد صاحب	5/-
۲۳۲۱	ڈاکٹر محمد دین صاحب مانسہرہ	5/-
"	سعیدہ دختر ڈاکٹر محمد دین صاحب	5/-
"	والدہ سعید الدین صاحب	5/-

ایبٹ آباد

رسید نمبر	اسمائے گرامی	چندہ
۱۶۳۷	خان بہادر ڈاکٹر سعید احمد صاحب	100/-
۲۲۵۹	ماسٹر محمد اصغر علی صاحب	10/-
۲۴۹۸	بیگم صاحبہ پرنسپل شیخ عبدالرحمن صاحب	25/-
۲۵۱۹	شیخ عبدالحق صاحب	30/-
"	احمد صادق صاحب	10/-

ڈاوڑ

رسید نمبر	اسمائے گرامی	چندہ
۲۵۲۷	لالہ گل زمان صاحب	1/-
"	فضل احمد "	1/-
"	خورشید عالم صاحب	1/-
"	علی بہادر صاحب	2/-
"	فقیر محمد صاحب	5/-

ٹاہلی - کچھی

رسید نمبر	اسمائے گرامی	چندہ
	فضل الرحمن صاحب	1/-
	محمد یوسف خان صاحب	3/-
۲۲۴۷	جان محمد صاحب	1/-
۲۲۴۷	مبارک جان صاحبہ	3/-
"	اہلیہ مولوی عبدالرحمن صاحب کچھی	5/-
"	حکیم مبارک عبداللہ صاحب دربند	5/-
"	ڈاکٹر عبدالرزاق "	10/-
"	سمندر خان صاحب	5/-
"	عبدالعلی صاحب "	5/-
"	ہادی خان صاحب سرائی "	4/-
"	حاجی رحمت اللہ عالم خان صاحب	5/-
"	بوستان خان صاحب	1/-
"	حبیب الرحمان صاحب	2/-
۲۲۴۷	فضل الرحمن صاحب	1/-
۲۲۳۵	ڈاکٹر عبدالرحمن صاحب ہری پور	10/-
	لالہ گل زمان کچھی	2/-

پشاور - ضلع مردان

رسید نمبر	اسمائے گرامی	چندہ
۱۸۹۶	عبداللہ خان صاحب انجنیئر	25/-
۱۹۰۵	ماسٹر محمد اسحق صاحب زیدہ	3/-
۱۹۴۹	ضیاء زمان صاحب لگہ والا	5/-
۱۹۸۶	کندل خان صاحب سفید ڈھیری	100/-
۲۱۹۰	محمد زمان صاحب " "	5/-
"	عبدالولی صاحب "	6/-
"	شاہ ولی صاحب " "	5/-
"	شاہدہ بیگم صاحبہ " "	1/-
۲۱۸۳	حاجی نور محمد صاحب پشاور	100/-
"	عبدالرحیم صاحب	10/-
"	عبدالباری خان ایڈووکیٹ	40/-
"	گلاب شیر خان سفید ڈھیری	10/-
"	عبدالکریم سعید پاخشا	10/-
"	نذیر احمد صاحب پشاور	5/-
"	صوبیدار میجر عبدالحکیم	10/-
"	میاں عبداللہ شاہ صاحب چارسدہ	100/-
"	عبداللہ جان صاحب اسلامیہ کالج	10/-
"	میاں عبداللہ شاہ صاحب	100/-
۲۷۰۷	میاں محمد زمان خان بازید خیل	500/-
۲۳۴۷	بابو محمد صادق صاحب پشاور	10/-
"	سردار خان صاحب	10/-
"	صاحبزادہ فضل عالی بازید خیل	5/-
"	پروفیسر عزیز احمد صاحب پشاور	10/-
"	ڈاکٹر عبدالرحمن صاحب	100/-
"	پروفیسر محمد فاضل صاحب	100/-
"	گل رحمن خان صاحب	100/-
"	محمد الرحمن صاحب	20/-
"	بادشاہ خان صاحب لگہ والا	5/-
۲۳۴۷	عبدالودود خان صاحب	10/-
"	ڈاکٹر عبدالعزیز خان صاحب	101/-
۲۵۳۰	شیخ شریف احمد صاحب	10/-
"	عمر خطاب صاحب	5/-
"	محمد علی صاحب بازید خیل	5/-
۲۳۲۹	ماسٹر محمد اسحق صاحب زیدہ	3/-
۲۴۸۰	احباب جماعت سفید ڈھیری	28/-
۲۵۳۰	ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب پشاور	100/-
"	صاحبزادہ ظہور احمد صاحب	5/-
	سید علی بادشاہ	12/50
	فضل حق بادشاہ صاحب	12/50
۲۶۶۱	جماعت مسیح محمدی	40/-

بنوں کوہاٹ

رسید نمبر	اسمائے گرامی	چندہ
۲۴۶۳	ماسٹر عبدالباری صاحب بنوں	10/-
۱۸۱۶	ڈاکٹر محمد زبیر صاحب پاراچنار	20/-
۲۴۴۵	" " " "	10/-
۲۵۵۸	مولوی عبدالباقی صاحب کوہاٹ	20/-

کوئٹہ

رسید نمبر	اسمائے گرامی	چندہ
۱۸۳۹	ماسٹر انعام اللہ خان سالاری چمن	10/-
۲۲۱۰	ڈاکٹر ایم کے سگو کوئٹہ	15/-
۲۵۴۹	عبدالسبحان خان و بیگم عبدالعزیز خان صاحبان	15/-

سندھ

رسید نمبر	اسمائے گرامی	چندہ
۲۵۶۶	مرزا سلطان احمد و محمد اکبر صاحبان نواب شاہ	10/-

مشرقی پاکستان

رسید نمبر	اسمائے گرامی	چندہ
۲۲۵۶	مرغوب عالم صاحب چٹاگانگ	5/-
۲۶۹۳	مسٹر عطاء الرحمن صاحب ڈھاکہ	10/-
۲۶۹۴	محمد حسن صاحب ڈھاکہ	10/-
۲۶۹۵	ایم اے رشید صاحب ڈھاکہ	5/-
۲۶۹۰	عبدالصمد جانی صاحب ڈھاکہ	5/-

باقی ——— باقی

حیات نور پر ایک نظر - از صفحہ ۱۲

دوستو یہ اختلافی معاملات حضرت مسیح موعود کے مشن لو دلدادین ایسے معمور الاوقات انسان کی زندگی سے وابستہ نہیں تھے پھر تم نے حیات نور اور تاریخ احمدیت قلمبند کرتے وقت اپنے اوقات اور کتاب کے اتنے بڑے حصہ کو کیوں برباد کیا۔ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی پاک روح کو اس جرم کی تلافی کی توفیق مرحمت فرمائے۔ اور کسی کی محبت و عداوت میں غلو سے پاک ہو کر اس عظیم اور قابل تقلید انسان کے حقیقی مقام اور کردار کو قوم کے سامنے پیش کرنے کی سعادت بخشے۔

جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے

خریداران پیغام صلح میں سے جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے ان کے نمبر خریداری اور چندہ جو اُن سے واجب الوصول ہے ذیل میں درج ہے۔ بعض احباب کے ذمہ کچھ بقایا ہے۔ اس لئے اس بقایا کو شامل کر کے ان کے ذمہ رقم لگائی گئی ہے۔ ایسے احباب اگر یکمشت رقم نہ دے سکیں تو سالانہ چندہ کے علاوہ سابقہ بقایا اقساط میں سے بجودہ سہولت سے دے سکیں دیدیں تاکہ آپ کے قومی جریدہ کو نقصان نہ اُٹھانا پڑے بہر صورت تمام معاونین کرام ذیل کی فہرست دیکھ لیں کہ آیا ان میں آپ کا خریداری نمبر تو شامل نہیں ہے اگر ہے تو مہربانی فرما کر ۵ مارچ ۱۹۶۵ء تک اپنے نمبر پر لکھی ہوئی رقم یا اس کا کچھ حصہ بصورت منی آرڈر بھجوا دیں یا دفتر کو مطلع فرمائیں کہ کب تک آپ یہ رقم ادا کر سکیں گے۔ اگر ۵ مارچ ۱۹۶۵ء تک آپ کی طرف سے کوئی رقم موصول نہ ہوئی تو ۹ مارچ ۱۹۶۵ء کو آپ کے نام کا وی پی پی روانہ کر دیا جائے گا جس کا چھڑانا آپ کا اخلاقی فرض ہوگا۔ ورنہ آپ کے قومی جریدہ کو خواہ مخواہ وی پی پی کے محصول ڈاک کا بھی نقصان اُٹھانا پڑے گا۔ جو آپ کے چندہ کے حساب میں اضافہ کا موجب ہوگا۔ آسانی کے لئے ہر خریدار کی چٹ کا نمبر نیچے دیا گیا ہے چٹ پر سرخی سے گول دائرہ بنا دیا گیا ہے۔

(مینیجر پیغام صلح)

سالانہ خریدار

نمبر	رقم	نمبر	رقم
۱۹	6.00	۶۱۷	6.00
۱۰۰	6.00	۶۴۳	6.00
۱۲۰	6.00	۶۱۰	6.00
۱۴۲	12.00	۹۳۱	6.00
۱۹۰	6.00	۹۹۰	6.00
۲۳۰	18.00	۹۹۵/۲۲۳	6.00
۲۹۲	6.00	۱۰۳۵	6.00
۲۹۴	24.00	۱۰۶۰	6.00
۳۱۹	6.00	۲۱۶۵	6.00
۵۵۵	18.00	۲۱۴۲	6.00
۵۷۱	6.00	۲۱۴۸/۴۵۲	6.00
۶۰۰	6.00		
۶۲۴	12.00		
۶۳۳	12.00		
۶۸۸	18.00		
۶۹۸	12.00		

رعائتی

نمبر	رقم	نمبر	رقم
۷۵/R	12.00	۵۲/R	24.00
۵۴/R	4.00	۵۹/R	12.00
۴۱۹/R	6.00	۵۸/R	6.00
۱۵۰/R	3.00	۶۳/R	15.00
۱۶۸/R	6.00	۶۸/R	24.00
۱۴۷/R	4.00	۶۹/R	6.00
۲۴۲/R	4.00	۱۰۱/R	3.00
۲۵۴/R	12.00	۱۱۲/R	12.00
۳۵۲/R	12.00	۱۲۵/R	12.00
۳۶۱/R	8.00	۱۳۸/R	20.00
۴۱۲/R	6.00	۲۴۴/R	26.00
۴۱۷/R	6.00		

پیغام صلح ۲۴ فروری ۱۹۶۵ء رجسٹرڈ ایل ۵۳۶ شمارہ ۸

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک نور الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور سے شائع کیا۔

خط و کتابت
کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ مینجر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

پیغام صلح لاہور

تار کا پتہ: تبلیغ لاہور

زرِ مبادلہ
پاک و ہند سے چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

مدیر: دوست محمد
مدیر معاون: بشیر احمد سوز

قیمت فی پرچہ: ۱۳ پیسے

جلد ۵۳ | یوم چہار شنبہ مؤرخہ ۲۸ شوال المبارک ۱۳۸۴ھ مطابق ۳ مارچ ۱۹۶۵ء | نمبر ۹

حضرت مسیح موعود اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بر و شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست
بادہ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲- کوئی کلمہ گو کافر نہیں
۳- قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی
۴- سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابلِ احترام ہیں۔
۵- سب مجددوںؒ کا ماننا ضروری ہے۔
۶- اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

بحرِ حکمت کے موتی

عن ابی ہریرۃؓ قال شکی رجلٌ من الانصار الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ انی لاسمع منک الحدیث فیعجبنی ولا احفظہ فقال صلی اللہ علیہ وسلم استعن بیمینک واومابیدہ الی الخط اخرجہ الترمذی (تلخیص الصحاح چہارم ص۲۵۱)

ترجمہ:- ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ ایک انصاری مرد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شکایت کی (یعنی افسوس کیا) اور عرض کیا کہ یا حضرتؐ میں آپ سے حدیث سنتا ہوں تو مجھے پسند آتی ہے لیکن مجھے یاد نہیں رہتی تو آپؐ نے فرمایا کہ اپنے ہاتھ سے مدد لے اور اپنے ہاتھ سے لکھنے کی طرف اشارہ کیا۔

نوٹ:- حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے اور آپؐ کے زمانہ میں کوئی کوئی صحابی احادیث قلمبند کرتا رہتا تھا صحیح حدیث قرآن شریف کی روح پرور تفسیر ہے۔ وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا (۵۹:۷) اس آیت کے الفاظ کی عمومیت صاف بتلاتی ہے کہ اس میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کل احکام و نواہی آجاتے ہیں پس اہمیت و عمل بالحدیث کے لئے یہ آیت بھی حجت ہے بشرطیکہ اس حدیث کی صحت بھی ثابت ہو۔

یا نبی اللہ لب تو چشمہ جاں پرور است
یا نبی اللہ توئی در راہ حق آموز گار
(مسیح موعود)

قرآن کریم کو اپنا پیشوا پکڑو اور ہر ایک بات میں اسی سے روشنی حاصل کرو

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

(۱) "اے میری عزیز جماعت یقیناً سمجھو کہ زمانہ اپنے آخر کو پہنچ گیا ہے اور ایک صریح انقلاب نمودار ہو گیا ہے سو اپنی جانوں کو دھوکہ مت دو اور بہت جلد راستبازی میں کامل ہو جاؤ قرآن کریم کو اپنا پیشوا پکڑو اور ہر ایک بات میں اس سے روشنی حاصل کرو اور حدیثوں کو بھی ردی کی طرح مت پھینکو کہ وہ بڑی کام کی ہیں اور بڑی محنت سے ان کا ذخیرہ تیار ہوا ہے لیکن جب قرآن کے قصوں سے حدیث کا کوئی قصہ مخالف ہو تو ایسی حدیث کو چھوڑ دو تا گمراہی میں نہ پڑو۔ قرآن شریف کو بڑی حفاظت سے خدا تعالےٰ نے تمہارے تک پہنچایا ہے۔ سو تم اس پاک کلام کی قدر کرو۔ اس پر کسی چیز کو مقدم نہ سمجھو کہ تمام راست روی اور راستبازی اسی پر موقوف ہے۔ کسی شخص کی باتیں لوگوں کے دلوں میں اسی حد تک مؤثر ہوتی ہیں جس حد تک اس شخص کی معرفت اور تقوےٰ پر لوگوں کو یقین ہوتا ہے۔"

(تذکرۃ الشہادتین مع رسالہ عربی وعلامات المقربین)

(۲) "اور تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے۔ ان کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا ــــــ نوع انسان کے لئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن۔ اور تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ و جلال کے نبی کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ۔"

(کشتی نوح ص۱۹ مطبوعہ ۵ اکتوبر ۱۹۰۲ء)

منظوم ترجمہ:- اے نبی اللہ! تیرے ہونٹ زندگی بخش چشمہ ہیں۔ اور اے نبی اللہ! تو ہی خدا تعالےٰ کے راستہ کا راہنما ہے۔

(غلام قادر ڈار صاحب)

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام بدوملہی ضلع سیالکوٹ (برانچ لاہور) کا سالانہ جلسہ

علماء سلسلۂ احمدیہ کی ایمان افروز تقاریر

(نمائندہ خصوصی احمدیہ نیوز سروس)

جماعت احمدیہ بدوملہی (شاخ لاہور) کی تاریخ بڑی پرانی ہے تبلیغ دین اور اشاعت اسلام کے سلسلہ میں اس جماعت کا انہماک ومساعی اور مالی ایثار و قربانیاں اور جماعت کی ترقی و توسیع کے لئے یہاں کے بزرگوں کا جذب وشوق بڑا قابل قدر ہے۔ ایک لمبے تعطل کے بعد جماعت نے اپنی روایتی تبلیغ و تحریک کی سرگرمیوں کی پھر سے طرح ڈالی ہے اور سالانہ جلسہ کے انعقاد کا سلسلہ شروع کیا ہے۔ اللہ تعالےٰ ان فی سبیل اللہ مساعی کی قدر فرمائے اور اس علاقہ میں اپنے دین کو فروغ عطا فرمائے

جماعت احمدیہ بدوملہی کچھ عرصہ سے سالانہ جلسہ کے انعقاد کا پروگرام طے کئے ہوئے تھی۔ لیکن بعض موانع کی بناء پر اسکو ملتوی کرنا پڑا۔ اب جبکہ خدا تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے راہیں استوار کر دیں تو مورخہ ۲۵۔۲۶ فروری ۱۹۶۵ء کو دو روزہ تبلیغی سالانہ جلسہ کا انتظام کیا گیا۔ جس میں بدوملہی اور قریبی مواضعات کی خواتین و احباب سلسلہ و معززین اور لاہور کے علماء کرام اور احباب نے شرکت فرمائی۔ اس دو روزہ سالانہ جلسہ میں توحید و رسالت، صداقت اسلام اور جماعت احمدیہ لاہور کی دعوت و تحریک اسلام کی عالمی تبلیغی سرگرمیوں پر روح پرور اور ایمان افروز تقاریر ہوئیں۔ ضلع سیالکوٹ میں عیسائیت کی تبلیغ بڑے زور و شور سے جاری ہے اور دجالی فتنہ جس سرعت سے پر پرزے نکال رہا ہے اور ارتداد پھیلا رہا ہے اس کی مدافعت کے لئے اس علاقہ میں جماعت احمدیہ نے تبلیغی جدوجہد کا آغاز کر کے اسلام کی حمایت و معاونت کا بیڑا اٹھایا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ دوسری اسلامی انجمنوں جماعتوں اور تنظیموں کو بھی توفیق دے کہ وہ باہمی رسہ کشی کو چھوڑ کر اتحاد عمل اور اتفاق فکر سے دجالی فتنے کو دور کرنے کے لئے مستعد ہو جائیں اور جماعت احمدیہ کے قدم مضبوط کریں جو پہلے ہی عیسائیت کے ابطال کے لئے برسرپیکار ہے ایسے خدا ایسا ہی کر۔ کہ اس علاقہ کے چپہ چپہ پر نت نئے روز تبلیغی اجلاس منعقد ہوں تاکہ صداقت اسلام لوگوں کے دلوں میں گھر کر جائے اور ارتداد کا سیلاب رک جائے۔

جماعت احمدیہ بدوملہی کا یہ اقدام تحسین اور مبارک کا مستحق ہے کہ انہوں نے تائید دین الٰہی، حمایت اسلام اور رد عیسائیت کے لئے عملی قدم اٹھایا ہے اللہ تعالیٰ استقامت عطا فرمائے۔

جماعت احمدیہ بدوملہی کے دو روزہ تبلیغی سالانہ جلسہ کا انعقاد مورخہ ۲۵ فروری ۱۹۶۵ء بروز جمعرات ۹½ بجے صبح مسجد احمدیہ میں زیر صدارت چوہدری محمد شفیع صاحب منعقد ہوا۔ خواجہ عبدالحفیظ صاحب بٹ ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول بدوملہی نے اسٹیج سیکرٹری کے فرائض سر انجام دیئے۔ اور محمد مشتاق صاحب نے قرآن کریم کی تلاوت کی۔ مسٹر سردار محمد نے سیدنا حضرت مسیح موعود کے منظوم کلام

"وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا" ترنم سے پڑھ کر حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو خراج عقیدت پیش کیا۔ نذر حسین اور محمد اشرف نے کلام امام سے نظم ــ جمال و حسن قرآں نور جان ہر مسلماں ہے ــ گا کر سامعین کو محظوظ کیا۔ بعد ازاں حافظ مولینا ملک شیر محمد صاحب خوشابی پروفیسر ادارہ تعلیم القرآن نے جلسہ کو خطاب فرمایا۔ آپ نے سورہ جمعہ کی آیات ــ هو الذي بعث في الأميين رسولا يتلو عليهم آياته الخ ــ سے اپنی تقریر کا آغاز کیا اور دوران تقریر حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا مقصد اور غرض و غایت۔ قبل از بعثت عالم عرب کی حالت۔ حضور صلعم کے پیدا کردہ انقلاب کا نقشہ اور آپ کی قوت قدسی کا اثر۔ آپ کی عالمگیر تعلیمات کا اثر و نفوذ اور اس کی برکات پر تفصیل سے روشنی ڈالتے ہوئے حضور صلعم کی دُور رس نگاہ کا ذکر کیا۔ جس میں حضور نبی کریم صلعم نے ایک ایسے وقت کی نشاندہی فرمائی تھی کہ جس میں مسلمان دینی۔ علمی۔ سماجی، معاشرتی۔ اقتصادی اور ملکی لحاظ سے تہیدست ہوں گے۔ ایمان ثریا پر اٹھ جائے گا۔ دہریت۔ الحاد۔ ارتداد۔ زندیقیت۔ اور مادہ پرستی کی طاغوتی طاقتیں دین و مذہب کی اقدار چاٹ جائیں گی۔ اسلام اور مسلمان کی مرثیہ خوانی کے اس مایوس کن اور بحرانی دَور میں خدا تعالیٰ اپنی جناب سے ایک امام ہادی، مہدی اور مسیح بنا کر بھیجے گا جو اسلام کی تائید اور حمایت میں ثابت قدمی دکھلائے گا اور اس دین کو دیگر ادیان باطلہ پر غالب کر دے گا۔ بے دینی۔ اور شرک و الحاد کی قوتوں کو پامال کر کے رکھ دے گا اور ایمان کو ثریا سے اتار لائے گا۔

مولوی صاحب موصوف نے حضور نبی کریم صلعم کی اس خبر و بشارت کو قرآن و حدیث۔ اقوال آئمہ کرام۔ تاریخ مشاہدات اور واقعات کی روشنی میں واضح کر کے فرمایا کہ وہ دَور موجودہ دَور ہے اور وہ امام، حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود اور مہدی معہود ہیں۔ حضرت مسیح موعود کی ماموریت۔ صداقت اور آپ کے دینی اور تبلیغی کارہائے نمایاں پر روشنی ڈالتے ہوئے مسلمانوں کو ترغیب دلائی کہ آپ حضرت اکرم صلعم کی بشارت پر ایمان لا کر امام وقت کی جماعت کے ساتھ شامل ہو جائیں اور ثواب دارین حاصل کریں، حافظ صاحب موصوف کی مدلل تقریر کے بعد مکرم مولینا احمد یار صاحب ایم اے ایم او ایل۔ پروفیسر ادارہ تعلیم القرآن کی تقریر کا آغاز ہوا۔ مولینا صاحب موصوف نے قرآن کریم کی سورۃ۔ الزلزال تلاوت کرنے کے بعد حاضرین جلسہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ اس دو روزہ تبلیغی جلسہ کے انعقاد کی غرض و غایت، اسلام و رسالت کی حقانیت اور حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود کے دعاوی کی صداقت، احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے مسلک کی وضاحت اور ادیانِ باطلہ کی تردید ہے۔ مولانا صاحب قبلہ نے فرمایا کہ ہم حضرت مرزا صاحبؑ کی قیادت میں انہی اغراض و مقاصد کی تعمیل و تکمیل میں سرگرم عمل ہیں۔ اسلام آخری دین ہے، قرآن آخری کتاب ہے اور رسول صلعم آخری رسول ہیں۔ مولانا نے غیر از جماعت احباب کو دعوت دی کہ آپ صرف سنی سنائی باتوں پر کان دھر کر اس جماعت سے بدظن اور اس سعادت سے محروم نہ ہوں جو یہ حاصل کر رہی ہے۔ آپ اپنی آنکھوں سے مع تزات اور اعمال و افعال اور کام کا خود مطالعہ و مشاہدہ کریں۔ ان کی نماز وہی ہے ان کا حج وہی ہے، ان کا روزہ نماز و زکوٰۃ وہی ہے۔ ان کا ایمان توحید و رسالت پر ہے۔ اس کا کام قرآن و سنت کی اشاعت و ترویج ہے۔ اس جماعت کا کوئی الگ مذہب و مسلک نہیں ہے سوا اس کے کہ اسلام کی اشاعت اور دین کی مدافعت اس کے قیام کا اصلی مقصد ہے۔ مولانا صاحب موصوف نے حضرت امام زمان علیہ السلام کی حیات مقدسہ پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ ان کی رگ رگ میں دین اسلام رچا ہوا تھا۔ ان کے عشق قرآن و رسولؐ نے ہی ان کو خدائی قرب کی نعمت سے متمتع کیا۔ وہ اس زمانے کے ہادی مجدد اور مہدی بن کر آئے۔ انہوں نے جہاں مسلمانوں کے مردہ ایمان کی آبیاری کی وہاں ادیان باطلہ پر بھی یلغار کی۔ اور ان پر دین اسلام کی صداقت و حقانیت اور رسول کریم صلعم کی عظمت و شان بیان کی۔ انہوں نے عیسائیت کے زور آور حملوں کو پاش پاش کر دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت امام زمانؑ کا اسلام اور مسلمانوں پر احسان ہے۔ کہ آپ نے قوم کی ایسے وقت میں رہنمائی کی جبکہ یہ تشکک اور الحاد کے بھنور میں پھنسنے کو تیار تھے۔ اور اسلام کی حمایت ایسے دَور میں کی جبکہ ادیان باطلہ اسکو بیجان سمجھ کر پامال کرنے کی جدوجہد میں مصروف تھے۔ محترم مولینا نے فرمایا کہ اس جماعت نے قرآن و حدیث کو مختلف اقوام میں انکی اپنی زبانوں میں ترجمہ کر کے ان کے پاس پہنچایا ہے اور اسلام پر وہ نادر لٹریچر پیدا کیا ہے جس کو قبول عام کی سند حاصل ہو رہی ہے۔ اور کہا کہ اگر جماعت کو سب مسلمانوں کا اتحاد و اتفاق میسر آ جائے تو بہت جلد یورپ میں اسلام اور توحید کے غلغلے بلند ہو سکتے ہیں۔

مولینا موصوف کی موثر تقریر کے بعد مکرم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب ریٹائرڈ کیمیکل اگزامینر نے تقریر فرمائی۔ جو آئندہ اشاعت میں درج ہوگی۔ ...... آپ کی تقریر دلپذیر کے بعد اجلاس کی کاروائی کی ---- پہلی نشست ختم ہوئی۔ باقی ــ باقی

ہفت روزہ پیغامِ صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۱۷ر مارچ ۱۹۶۵ء

مسیح کی آمدِ ثانی اور ختمِ نبوّت

(۲)

قاضی عبدالنبی کوکب صاحب نے نزول مسیح کے بارہ میں جو دو تین احادیث نقل کی ہیں، اُن میں سے ایک حسب ذیل ہے :-

مفیت فی ح عیسیٰ انه یقتل الخنزیر ویکسر الصلیب ویزید فی الحلال ای یزید فی حلال نفسه بان یتزوج ویولد له وکان لم یتزوج قبل رفعه الی السماء فزاد بعد الهبوط فی الحلال فج یومن کل احد من اهل الکتاب للتیقن بانه بشر وعن عائشة قولوا انه خاتم الانبیاء ولا تقولوا لا نبی بعده وهذا ناظر الی نزول عیسٰی ....

....

(تکملہ مجمع البحار صفحہ ۸۵)

حضرت عیسٰی کے بارے میں ہے کہ وہ خنزیر کو ہلاک کریں گے، صلیب توڑ ڈالیں گے اور حلال میں اضافہ کریں گے یعنی اپنے حق میں۔ اور وہ اس طرح سے کہ آپ نکاح کریں گے اور آپ کی اولاد ہوگی : آپ نے آسمان کی طرف اُٹھائے جانے سے پہلے نکاح نہیں کیا تھا۔ پس آسمان سے نازل ہو کر اس حلال چیز کا اپنے لئے اضافہ کریں گے۔ اس وقت اہلِ کتاب میں سے ہر شخص ایمان قبول کرے گا۔ کیونکہ یہ بات یقینی سے معلوم ہو جائے گی کہ آپ بشر ہیں۔ اور حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ حضورؐ کو خاتم الانبیاء کہو اور "لانبی بعدہ" نہ کہو۔ اور حضرت عائشہؓ نے یہ جو فرمایا ہے کہ "لانبی بعدہ" نہ کہو تو یہ حضرت عیسٰیؑ کے نازل ہونے کے پیش نظر فرمایا ہے۔"

اس حدیث میں سب سے پہلی بات جو غور کرنے کے قابل ہے، وہ اس کے آخری الفاظ ہیں، جن میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف یہ قول منسوب کیا گیا ہے کہ قولوا انه خاتم الانبیاء ولا تقولوا لا نبی بعده ان الفاظ کے متعلق ہم سابقہ اشاعت میں وضاحت کے ساتھ بیان کر چکے ہیں کہ

(۱)۔ قاضی کوکب صاحب نے اسی مضمون میں قادیانیوں کو جواب دیتے ہوئے خود لکھا ہے کہ "یہ روایت بے سند ہے" پس اگر یہ قادیانیوں کے لئے بے سند روایت ہے تو نزول عیسٰیؑ کے قائلین کے لئے اسے مستند کس طرح مانا جا سکتا ہے۔

(۲)۔ حضرت عائشہ ہی سے ایک مستند روایت اسی مضمون سے متعلق خود قاضی کوکب صاحب نے نقل کی ہے جس میں انہوں نے فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوّت میں سے صرف مبشرات باقی رہ گئے ہیں، یعنی رویائے صالحہ۔ ایسی صورت میں حضرت عیسٰی جو ایک نبی ہیں، دوبارہ نزول کے وقت وحی نبوت سے محروم رہیں گے، اور یہ ہو نہیں سکتا کہ ایک شخص نبی ہو اور وحی نبوّت اس پر نازل نہ ہو، اس لئے یہ حدیث حضرت عیسٰیؑ کی آمدِ ثانی کے منافی ہے۔

(۳)۔ لانبی بعدی کے قولِ رسول صلعم کے ہوتے ہوئے جو بار بار کئی حدیثوں میں مروی ہے کسی کا یہ کہنا کہ لا تقولوا لانبی بعدہٗ کسی طرح جائز نہیں اور اس فرمانِ رسول صلعم کی رُو سے آپ کے بعد حضرت عیسٰیؑ کے آنے کا کوئی امکان باقی نہیں رہتا یہ کہنا کہ وہ پہلے سے نبی ہیں، اس لئے لانبی بعدی میں شامل نہیں، اس وجہ سے صحیح نہیں کہ بعد میں جب وہ آئیں گے تو پھر بھی نبی ہوں گے۔ اور رسول کریم صلعم نے .... لانبی بعدی میں پرانے یا نئے کا کوئی استثنا نہیں کیا۔

ان وجوہ کی بنا پر مندرجہ بالا حدیث کا یہ حصہ کہ نزول عیسٰیؑ کے پیش نظر لانبی بعدہٗ نہیں کہنا چاہیئے، کسی طرح سے قابل قبول نہیں ہو سکتا۔

دوسری چیز جو اس حدیث میں بیان کی گئی ہے، وہ یقتل الخنزیر ویکسر الصلیب کا کام ہے جو حضرت عیسٰیؑ کی طرف منسوب کیا گیا ہے کہ وہ دوبارہ آ کر یہ خنزیروں کو قتل کریں گے، اور صلیبوں کو توڑیں گے، کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ وہ سانسیوں کی طرح جنگلوں میں مارے مارے پھریں گے اور جہاں کہیں کوئی خنزیر ملیگا اس کو قتل کریں گے، اور عیسائیوں کے گرجوں وغیرہ سے لکڑی یا لوہے یا پیتل کی صلیبوں کو توڑتے پھریں گے، ظاہر ہے کہ یہ نبی کا کام نہیں ہو سکتا، محدثین نے اس کا یہی مطلب لیا ہے، کہ وہ خنزیر صفت لوگوں کو قتل کریں گے یعنی انکی خنزیری خصائل و عادات کو قطع کریں گے، اور صلیبی دین کو دلائل قاطعہ کے ساتھ توڑیں گے۔

کیا یہ ایسا مشکل کام ہے جس کے لئے حضرت عیسٰیؑ کا دوبارہ آنا ضروری ہے باوجودیکہ حضرت خاتم النبیین صلعم کے بعد کسی بھی نئے یا پرانے نبی کا آنا قرآن و حدیث کے رُو سے ممتنع ہے۔ یہ وہ کام ہے جو اُمت محمدیہ کے بڑے بڑے متکلمین و محدثین اپنے اپنے زمانہ میں بقدر ضرورت کرتے چلے آئے ہیں اور اس زمانہ میں جبکہ فتنہ صلیب اپنی انتہا کو پہنچ گیا اور خنزیر صفت لوگ دین اسلام اور رسول کریم صلی اللہ کی ذات اقدس پر اپنے خبث باطن سے گند اچھالنے لگے

(باقی پر صفحہ ۹ کالم ۲)

اخبارِ احمدیہ

ایک بہت بڑے زمیندار کی شمولیت جماعت

——— کراچی سے شیخ عبدالحق صاحب مناظر اسلام اطلاع دیتے ہیں کہ ایک بہت بڑے زمیندار جن کا اسم گرامی حاجی چوہدری محمد علی صاحب ہے، جماعت احمدیہ لاہور میں شامل ہوئے ہیں۔ یہ صاحب پہلے جماعت اہلحدیث کے رُکن تھے۔ بہت بڑے صاحب جائداد ہیں گلبرگ لاہور میں ان کی تین کوٹھیاں ہیں، جن میں سے دو میں مغربی پاکستان کے دو وزیر اقامت پذیر ہیں۔ اور ایک میں خود سکونت رکھتے ہیں۔ کراچی میں وہ ایک بنگلہ کی خرید کے سلسلہ میں ٹھہرے ہوئے ہیں، چوہدری محمد حسن صاحب ایڈووکیٹ گجرات کی لڑکی کے نکاح میں وہ شامل تھے اور محترم کرنل سعید احمد صاحب جنرل سیکرٹری انجمن نے جو خطبہ نکاح دیا وہ بھی انہوں نے سنا تھا، ہمارے جلسہ سالانہ پر آنے والے سب بھائیوں کے اخراجات طعام میں گندم دینے کا انہوں نے وعدہ کیا تھا، جو ان کے بھتیجوں کی غلط فہمی کی وجہ سے وقت پر نہ پہنچ سکی۔

حاجی صاحب کی شمولیت جماعت کا اعلان شیخ عبدالحق صاحب نے ۱۹ر فروری کے خطبہ جمعہ میں کیا۔ وہ لکھتے ہیں کہ حاجی صاحب موصوف مجھے بھی اس سال حج کے لئے سعودی عرب لے جا رہے ہیں، امید ہے کہ جلد پاسپورٹ اور ویزا مل جائے گا اور ۲۵ر مارچ کو اُن کے ہمراہ بذریعہ سعودی ایئر لائنز مکہ معظمہ جاؤں گا، انشاء اللہ تعالیٰ۔

پیغام صلح :- حاجی صاحب ممدوح کی شمولیت جماعت پر ہم مبارکباد عرض کرتے ہیں، دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں استقامت عطا فرمائے اور ان کے پاک عزائم کو شرف قبولیت بخشے اور کامیابی عطا فرمائے۔

میاں محمد زمان صاحب آف زیدہ کی وفات

——— یہ افسوسناک خبر جماعت کے تمام حلقوں میں نہایت رنج و اندوہ کے ساتھ سنی جائے گی کہ میاں محمد زمان صاحب آف زیدہ ضلع مردان جو کچھ عرصے سے ضلع نوابشاہ سندھ میں سکونت پذیر تھے اور وہاں انجمن کی زمینوں کی کاشت کا ٹھیکہ لے رکھا تھا، ایک طویل علالت کے بعد انتقال فرما گئے ہیں، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم نہایت نیک، مخلص اور درد دل رکھنے والے انسان تھے اور احمدیت کے صحیح نمونہ تھے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

مرحوم کا جنازہ غائبانہ لاہور میں ۲۶ر فروری ۱۹۶۵ء کو بعد از نماز جمعہ حضرت امیر ایدہ نے پڑھایا۔ تمام بیرونی جماعتوں سے بھی نماز جنازہ غائبانہ کی درخواست کی جاتی ہے۔ ان کے صاحبزادے فضل الرحمٰن صاحب کا پتہ یہ ہے:-

احمدیہ فارم قاضی احمد ضلع نوابشاہ (سندھ)

دین ظاہری رسم و رواج کا نام نہیں بلکہ تعظیم لامر اللہ اور شفقت علیٰ خلق اللہ اصل دین ہے

تحویل قبلہ اور انبیاءؑ پر ایمان بین الاقوامی اتحاد پیدا کرنے اور منافرت کو مٹانے کا ذریعہ ہے

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۲۶ فروری ۱۹۶۵ء فرمودہ حضرت امیر مولینا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ۔ بمقام جامع احمدیہ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

لیس البرّ ان تولّوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب ولٰکن البرّ من اٰمن باللہ والیوم الاٰخر والملٰئکۃ والکتب والنبیّین واتی المال علیٰ حبّہ ذوالقربیٰ والیتٰمیٰ والمسٰکین وابن السبیل والسآئلین وفی الرقاب واقام الصلوٰۃ واتی الزکوٰۃ والموفون بعھدھم اذا عاھدوا والصابرین فی البأسآء والضرّآء وحین البأس۔ اولٰئک الذین صدقوا واولٰئک ھم المتقون ——— (البقرۃ - ۱۷۷) ———

عمل کے لحاظ سے مشکل آیت

یہ آیت بہت مشکل ہے، اس کا پڑھ لینا آسان ہے لیکن اس پر عمل کرنا بہت مشکل ہے۔ اور جب تک مشکل اعمال پر قدرت نہ ہو اور ان کو سرانجام نہ دیا جائے اس وقت تک قرب الٰہی حاصل نہیں ہو سکتا، قرب الٰہی تو ایک طرف وہ شخص مسلمان کہلانے کا بھی حقدار نہیں جو احکام الٰہی پر عمل پیرا نہ ہو۔

تحویل قبلہ اور یہودیوں کے اعتراضات

مدینہ طیبہ میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سترہ مہینہ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے۔ سترہ مہینہ کے بعد آپ کو حکم ہوا کہ خانہ کعبہ کی طرف منہ کیا جائے۔ حضرتؐ کو یقین تام تھا کہ جو وحی آپ پر نازل ہوتی ہے وہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے آتی ہے، اس کی تعمیل میں کسی سوچ بچار کی ضرورت نہیں، اس لئے آپ نے اس حکم الٰہی کی تعمیل میں فوراً مکہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنی شروع کر دی اور ایسا کرنے سے اپنے خلاف ایک طوفان عظیم کھڑا کر لیا۔ یہودیوں نے آپؐ کے خلاف یہ طوفان کھڑا کیا کہ بیت المقدس تمام انبیاءؑ کا قبلہ رہا ہے، یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم توریت کو مانتے ہیں، اور بنی اسرائیل کے انبیاءؑ پر ایمان لاتے ہیں، اور حال یہ ہے کہ سترہ مہینہ تک بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے اور اب انبیاءؑ کے اس قبلہ کی طرف سے منہ پھیر کر کعبہ کی طرف کر لیا۔ یہ لوگ اپنے عقیدہ سے پھر گئے، اور اپنے عمل سے روگردانی کر لی، ان کی نماز بارگاہ الٰہی میں قبول ہی نہیں ہو سکتی۔ یہودی بہت بڑی قوم تھی......، اس کے اندر بڑے بڑے علماء اور حبر موجود تھے۔ وہ کہتے تھے عرب میں تو کوئی نبی ہوا ہی نہیں انبیاء تو شام ہی میں آتے رہے، توریت مسلمانوں سے پہلے نازل ہوئی، اس لئے کعبہ کی طرف رُخ کرنے سے نماز ناجائز ہے۔ نماز صرف بیت المقدس کی طرف رُخ کرنے سے قبول ہوتی ہے اور مسلمان اس بات پر زور دیتے تھے کہ کعبۃ اللہ حضرت ابراہیمؑ کا بنا کردہ ہے اور وہ تمام اقوام کے باپ ہیں اس لئے نماز میں رُخ ان کے تعمیر کردہ کعبہ کی طرف کرنا ہی ضروری ہے۔

تحویل قبلہ کی غرض بین الاقوامی اتحاد قائم کرنا ہے

اندازہ لگائیے یہودیوں کے ان اعتراضات نے کس قدر مصیبت حضورؐ کے لئے کھڑی کر دی۔ حضورؐ چاہتے تھے کہ دنیا ایک ہو جائے اور قوموں کی باہمی منافرت مٹ جائے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو تین قومیں اپنا باپ سمجھتی تھیں، عرب کے لوگ جو حضرت ابراہیمؑ کی اولاد میں سے تھے۔ ایسا ہی یہودی کے بھی آپ باپ تھے، اور عیسائی بھی انہیں اپنا باپ مانتے تھے۔ ان حالات میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو حکم ہوا وہ بڑی دانشمندی پر مبنی تھا۔ غرض یہ تھی کہ وہ شخص جس کو تین بڑی بڑی قومیں اپنا باپ سمجھتی ہیں ان کے مقام کو قبلہ بنانا باہمی اتحاد کا موجب ہوگا۔ اس لئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قوموں کو ایک کرنے کے لئے یہ اقدام کیا۔ لیکن آپؐ کے خلاف ایک طوفان بپا ہو گیا۔ تاہم آپؐ نے اس کی پروا نہ کی اور خدا کے حکم کے مطابق عمل کیا۔

قبلہ کی طرف منہ کرنا اصل مقصد نہیں

حقیقت یہ ہے کہ لوگوں نے چھوٹی چھوٹی رسوم کو اصل دین سمجھ رکھا ہے۔ یہودیوں نے سمجھ لیا ہے کہ بیت المقدس کی طرف منہ نہ کیا جائے تو نماز نہیں ہوتی، اللہ تعالےٰ نے فرمایا لیس البرّان تولّوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب۔ اس کے اندر کوئی بات نہیں کہ کوئی شخص مشرق کی طرف منہ کرتا ہے یا مغرب کی طرف یہ حقیقی نیکی نہیں، خدا تو تمام اطراف میں ہے، جس طرف منہ کیا جائے خدا تعالےٰ بھی اسی طرف ہے، اس لئے اعراض کی وجہ سے ہم نے خانہ کعبہ کو قبلہ نہیں بنایا، لیس المقصود امر القبلۃ اصل مقصود قبلہ نہیں۔

اصل مقصد پاک خصائل کا حصول ہے۔

اصل مقصد تو ان خصائل کا حصول ہے جو یہاں بیان کی گئی ہیں وہ یہ ہے خدا پر ایمان لانا، اعمال کی جزاء سزا پر ایمان لانا۔ اقوام عالم میں اتحاد پیدا کرنے کے لئے تمام قوموں کے انبیاءؑ پر ایمان لانا، اور تمام قوموں کی مذہبی کتب پر ایمان لانا ہے۔ اپنے اموال غرباء کی بہتری کے لئے صرف کرنا، مصائب میں صبر سے کام لینا۔ معاملات میں عہد کی پابندی کرنا، ان اوصاف کا حاصل کرنا اصل نیکی ہے، اس کے خلاف مشرق و مغرب کی طرف رُخ کر کے عبادت کرنا دین کا حقیقی پہلو نہیں ہے۔ مسلمان کو کعبۃ اللہ یا حجر اسود کی پرستش کرنے کا حکم نہیں ہے چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں بیٹھ کر توحید کا ایسا سبق پڑھا کہ انہوں نے خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے حجر اسود کے متعلق کہا اے کالے بے ڈھنگ پتھر اللہ کی قسم میں جانتا ہوں تو پتھر ہی ہے تو نہ نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ ہی فائدہ۔ اور اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے چومتے نہ دیکھا ہو، تو میں تجھے کبھی نہ چومتا، یہ عرفان حضرت نبی کریم صلعم کی صحبت سے حاصل ہوا اور بتایا کہ اس گھر کی پرستش ہم نہیں کرتے، کعبہ کی طرف منہ کر کے ربّ کعبہ کی عبادت کرتے ہیں فلیعبدوا ربّ ھٰذا البیت۔ قبلہ امر مطلوب نہیں۔

انبیاءؑ پر ایمان لانے سے قوموں سے تعلقات استوار ہوتے ہیں۔

ولکن البرّان من اٰمن باللہ والیوم الاٰخر الخ۔ اصل نیکی تو اللہ تعالےٰ پر ایمان لانا ہے اس کی عبادت کرنا اور یہ یقین کرنا ہے کہ اس نے تمام اقوام میں انبیاء بھیجے۔ اس سے انسان کے قلب کے اندر وسعت پیدا ہوتی ہے، اخلاق بلند ہوتے ہیں، دوسری اقوام کے ساتھ تعلقات استوار ہوتے ہیں، اور باہمی منافرت ختم ہو جاتی ہے۔

پہلی قوموں میں نیک لوگوں کی موجودگی

انبیاء دنیا میں کس لئے آتے، ان کے آنے کی غرض یہی ہے کہ قوموں کے اندر نیکی اور تقوےٰ اور بلند اخلاق پیدا کئے جائیں۔ ان کی تعلیمات سے قوموں کے اندر نیکی پیدا ہوئی، ان کے اندر بڑے بڑے نیک لوگ پیدا ہوئے قرآن کریم کی پہلی سورۃ میں جو دعا سکھائی گئی ہے اھدنا

الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم ۔ یہ انعمت علیھم پہلی قوموں میں سے تھے ۔ گویا عبادت کے اندر پہلی قوموں سے ہمارا رشتہ جوڑ دیا ۔ دوسری جگہ بتایا کہ وہ کون لوگ تھے انعم اللّٰہ علیھم ۔ جن پر پہلی قوموں میں انعام کیا گیا ، النبیین ۔ یہ پہلی قوموں کے نبیوں کا ذکر ہے والصدیقین یہ پہلی قوموں کے صدیق ہیں ، والشھداء یہ پہلی قوموں کے شہید ہیں ، والصالحین یہ پہلی قوموں کے صالح لوگ ہیں جن کی معیت کی بشارت دی ہے ۔

دوسروں کی نیکیوں کے اعتراف سے قوموں میں محبت اور دین میں کشش پیدا ہوتی ہے ۔

معلوم ہوا دوسری قوموں کے اندر بھی نیک لوگ پیدا ہوئے ۔ ان کی نیکیوں کا اعتراف کرنے سے منافرت دور ہوتی ہے ، اس سے قوموں میں محبت پیدا ہوتی ہے اس سے آپ کے اپنے دین میں کشش پیدا ہوتی ہے ۔

ایک دفعہ میں اور مسٹری صاحب شاہ عالمی دروازہ کے باہر ایک مندر میں لکچر دینے گئے ۔ وہاں کثرت سے ہندو عورتیں جمع تھیں اور مرد بھی بہت تھے ۔ میں نے جب وہاں یہ کہا کہ تمام قوموں کے اندر انبیاء آئے ہیں ، جنہوں نے نیکی کی تعلیم دی ، ہندوؤں کے اندر بھی نیک لوگ اور رشی منی پیدا ہوئے تو وہ خوشی سے نعرے لگانے لگے اور اسلام کی اس تعلیم کو بہت سراہا ۔

غرض یہ وہ تعلیم ہے جس سے قوموں میں منافرت ختم ہو جاتی ہے ، اور باہم محبت اور ارتباط بڑھتا ہے اس کو چھوڑ کر اس بات پر زور دینا کہ منہ اس طرف کرنا چاہیئے یا اس طرف ، دین کا مغز یہ نہیں ۔

یوم آخر پر ایمان کی غرض

اور من امن باللّٰہ کے ساتھ ایک اور مشکل بات فرمائی والیوم الاخر ۔ آخرت کے دن پر ایمان ، یہ ایمان کس طرح پیدا ہوتا ہے کہ کون آخرت کے دن کو مانتا ہے ، جس کا عمل بتاتا ہو کہ اسے اس بات کا احساس ہے ، کہ اس نے ایک دن اپنے اعمال کی جوابدہی کرنی ہے اور وہ اس کے لئے اپنے کردار اور چال چلن کو بہتر بناتا اور رضائے الٰہی کے مطابق نیک زندگی بسر کرتا ہے ، وہ خیال کرتا ہے کہ کیا منہ لے کر اس دن دربار خداوندی میں جاؤں گا ، موت تو ایک دن آنی ہے ۔ اس دنیا سے جوان بھی رخصت ہوتے ہیں ، اور بوڑھے بھی ، بچے بھی مر جاتے ہیں اور بڑے بڑے شہ زور پہلوان بھی ۔ ابھی پچھلی عید کے موقع پر آسٹریلیشیا بنک کے منیجر مسٹر محمود یہاں نماز پڑھنے آئے ، خوب جوان اور مضبوط آدمی تھے ۔ آج وفات پا گئے ۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون ۔ تو جب موت برحق ہے اور سب پر آتی ہے تو اپنے اعمال کو دیکھو کہ کیا اعمال لے کر وہاں جاؤ گے ، قیامت کو یونہی مان لینا کافی نہیں اصل ایمان یہ ہے کہ قیامت کو مدنظر رکھکر نیک اعمال بجا لائے جائیں ۔

غریبوں ، یتامیٰ اور مساکین پر مال خرچ کیا جائے

اور ایک اور بات فرمائی واتی المال علی حبہ ۔ خدا سے محبت کی وجہ سے اپنا مال اس کی راہ میں خرچ کرو ۔ انفاق مال سے خدا سے محبت کا ثبوت دو ۔ انسان اپنے آرام اور آسائش کے لئے مال پیدا کرتا ہے ، اس لئے مال سے دلی محبت ہو جاتی ہے ۔ مال دل کا ٹکڑا بن جاتا ہے ۔ اسی لئے مالی قربانی کی قدر و قیمت ہے ۔ مال کس کو دے دو ۔ ذوی القربیٰ ۔ اپنے رشتہ داروں پر مال صرف کرو ۔ والیتٰمیٰ اور یتیموں کی مدد کرو ، والمساکین ۔ مسکینوں کو دو ، جن کے کام میں سکون آ گیا ہو ، ذرائع نہ ہونے کی وجہ سے کام ٹھنڈا پڑ گیا ہو ، ان لوگوں کی مدد کرو تاکہ ان کے کام چل پڑیں اور وہ بھی روٹی پیدا کر سکیں ۔

مسافر اور مہمان کی عزت اور قرضداروں کی امداد

وابن السبیل مسافر کی مدد کرو کیونکہ مسافرت کی حالت میں اس کا کوئی ماں باپ نہیں وہ رستہ کا بیٹا ہے اگر ایک مسافر کو اتنا ہی کہدیں کہ آیئے ایک چائے کا پیالہ پی لیں ، تو اس کا دل خوش ہو جاتا ہے ، اس کی تکریم کریں فلیکرم ضیفہ ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ مہمان کی عزت کرو ، نرا روٹی کھلا دینا کافی نہیں ، اگر اس کے ساتھ تکریم نہیں تو کچھ بھی نہیں ، روٹی تو انسان کتے کو بھی ڈال دیتا ہے ، مہمان اور مسافر کی عزت کے ساتھ تواضع کرنا ضروری ہے والسائلین سوالیوں کی مدد کرو ، وفی الرقاب اور جن کی گردنیں قرضہ میں پھنسی ہوئی ہیں ، یا جو غیر قوم کے جوئے کے تلے تکلیف کی زندگی بسر کر رہے ہیں ، ان کی آزادی پر مال خرچ کرو ، یہ ہے اصل نیکی اور یہ عملی دین ہے ۔

نماز اور زکوٰۃ کی ادائگی اور عہد کی پختگی

اس کے بعد فرمایا واقام الصلوٰۃ ۔ اس عملی دین کے بعد اب نماز پڑھو ، خدا کے آگے اس کی شکر گذاری میں سربسجود ہو جاؤ ، واتی الزکوٰۃ ۔ اجتماعی زندگی پیدا کرنے کے لئے اپنے مال خرچ کرو ، والموفون بعھدھم اذا عاھدوا جب مسلمان عہد کر لے تو اس کو پختہ کر کے دکھا دے اور اسکو پورا کرے مسلمان کا پہلا عہد اللہ تعالےٰ کے ساتھ ہے ، اور دوسرا اس کے رسول کے ساتھ ، لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ میں انہی دو عہدوں کا ذکر ہے ، اس عہد کو پورا کرنا یعنی اللہ تعالےٰ کے احکام کی فرمانبرداری اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی اتباع کرنا مسلمان کا سب سے پہلا فرض ہے ، اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اوفوا بعھدی اوف بعھدکم اگر تم میرا عہد پورا کرو گے ، میرے حکموں پر چلو گے تو میں بھی تمہارا عہد پورا کر دوں گا ۔

بیماری اور تنگی تکلیف میں صبر و استقامت

والصابرین فی الباساء والضراء یعنی یہ بھی ہے کہ بیماریوں اور تنگی ترشی میں صبر کر کے دکھایئے واویلا کرنے سے کچھ حاصل نہیں ، بیماری تنگی تکلیف میں ایسا رنگ اختیار کرو کہ اس کی خدا کے ساتھ صلح ہے ، ابتلاء بھی فائدہ کا موجب ہوتے ہیں ۔

جنگوں میں استقلال اور استقامت

وحین الباس اور جنگوں میں صبر اور استقامت کے جوہر دکھائے ، صحابہ کرامؓ نے یہ رنگ بدرجۂ کمال اپنے اندر پیدا کیا ہے ، انہیں اس بات کی غیرت تھی ، کہ جنگوں میں استقلال اور استقامت دکھائیں اور کسی حالت میں پیٹھ نہ پھیریں ۔

مسلمان کا اعلیٰ درجہ کا نقشہ

معلوم ہوا مسلمانوں کو اللہ تعالےٰ اعلیٰ درجہ کی قوم بنانا چاہتا ہے ۔ یہ نقشہ جو مسلمان کا پیش کیا گیا ہے نہایت اعلیٰ ہے اسکو یقین ہو کہ خدا ہے ، اور وہ ہمارے اعمال کو دیکھتا ہے ، اسکو یقین ہو کہ یوم آخرت میں اپنے اعمال کی جوابدہی کرنی ہوگی ، اس یقین کے ساتھ غرباء اور مساکین پر مال خرچ کرے ۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تصدقوا فان الصدقۃ خیر لکم اپنے مال خرچ کرو ، اس سے تمہارے گھروں پر تمہاری اولاد پر برکت اترتی ہے ۔

نماز کے لئے ذوق و شوق

اور نماز میں پختگی اختیار کرو ، میں نے قادیان میں دیکھا تھا کہ بچے بھی نہایت ذوق و شوق سے نماز میں شامل ہوتے تھے ، میرا اپنا بیٹا ملک محمد امین ایڈووکیٹ جو جوانی کی عمر میں فوت ہو گیا ، وہاں چھٹی ساتویں جماعت میں پڑھتا تھا ، لیکن ہر نماز میں یہاں تک کہ صبح کی نماز میں بھی برابر شامل ہوتا تھا ، ایک فضا تھی جو سب کو دین میں رنگے ہوئے تھی ، تو نمازوں میں استقامت اور مداومت اختیار کرو ۔ اور یہ بھی سمجھو کہ تمہاری کمزوری کا دوسروں پر اور تمہاری اولاد پر کیا اثر پڑے گا ۔

باجماعت نماز فوت ہو جانے کا احساس

حضرت مولانا نورالدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں مدینہ منورہ میں ایک دن مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کے لئے گیا ، یہ دیکھ کر کہ وہاں نماز ہو چکی تھی ، شدت غم سے بے ہوش ہو گیا ۔ تھوڑی دیر کے بعد ہوش آئی تو سامنے دیوار پر لکھا ہوا نظر پڑا ۔ یا عبادی الذین اسرفوا علیٰ انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللّٰہ ان اللّٰہ یغفر الذنوب جمیعا ، اس سے دل کو ڈھارس ہوئی ، یہ تھا احساس ان لوگوں کے دلوں میں ، یہ لوگ بڑائی کے معیار تھے ، اپنے اعمال کی وجہ سے لوگوں کے

دلوں پر اثر ڈالتے تھے، اب تم خدا سے محول کرتے ہو، پابندی وقت نہیں ہے، نماز کا شوق نہیں ہے، اس شوق کو اپنے اندر پیدا کرو، اور پابندی وقت کے ساتھ نماز پڑھو۔

دین کا سب سے بڑا جزو

اور اٰتی الزکوٰۃ پر بھی عمل کرو، قرآن کریم نے نماز اور زکوٰۃ دونوں کو ملا کر بار بار ذکر کیا ہے، اصل نیکی یہی ہے کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں ادا کئے جائیں، عبادت الٰہی کے ساتھ مخلوق پر شفقت اور احسان دین کا سب سے بڑا جزو ہے۔ قبلہ رُخ ہونا حقیقت دین نہیں ہے، اصل چیز دین پر عمل پیرا ہونا ہے، اصل دین اور دین کا مغز یہ چیزیں ہیں جن کا حکم دیا گیا ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علیٰ بصیرۃٍ انا ومن اتبعنی، ہم آنکھوں والے ہیں، اہل علم ہیں، اہل معرفت ہیں، اپنی آنکھوں سے دیکھ کر، علم سے دین کی حقیقت معلوم کر کے اور معرفت کے ساتھ اس کے حسن اور خوبیوں کو پہچان کر اس کو اختیار کیا ہے۔

ظاہری رسم و رواج اور عملی حقائق

غرض قبلہ پر دونوں قوموں میں لڑائی ہو گئی، یہود نے مسلمانوں پر الزام دیا کہ انبیاء کا قبلہ چھوڑ کر کعبہ کی طرف رُخ کر لیا، اور مسلمانوں نے کہا کہ اصل قبلہ کعبۃ اللہ ہی ہے اسی کی طرف رُخ کرنا ضروری ہے، فرمایا لیس البر ان تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب، یہ کوئی نیکی نہیں کہ مشرق کی طرف منہ کر لیا یا مغرب کی طرف یہ تو ظاہری باتیں ہیں اصل نیکی وہ اعمال ہیں، جو خدا اور مخلوق کے بارہ میں انسان پر عائد کئے گئے ہیں، دوسری جگہ اسی قسم کے چھلکوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا اجعلتم سقایۃ الحاج وعمارۃ المسجد الحرام کمن اٰمن باللہ والیوم الاٰخر وجاھد فی سبیل اللہ لا یستون مکّہ والے مغرور تھے کہ کعبۃ اللہ ہماری تولیت میں ہے مسلمان اس کو چھوڑ کر چلے گئے، اس مرکز سے علیحدہ ہو گئے، اس لئے وہ اصل دین سے منحرف ہو گئے ہیں، فرمایا یہ خدا کے گھر میں چراغ کرنا یا حاجیوں کو پانی پلانا کوئی حقیقت نہیں رکھتا، وہ لوگ جن کے دلوں میں ایمان کی روشنی پیدا ہوئی اور انہوں نے خدا کے دین کے لئے ہجرت کی اور خدا کے رستہ میں جہاد کیا، ان کا بہت درجہ ہے، حاجیوں کو پانی پلانا ان کے برابر درجہ نہیں رکھتا، خدا کے رستہ میں مال اور جان دینا سب سے بڑی نیکی ہے، بڑے تعجب کے ساتھ فرمایا اجعلتم سقایۃ الحاج، حاجیوں کو پانی پلانا بھی کوئی کام ہے، جس کو تم اتنی اہمیت دیتے ہو؟ تو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رسومات کی پرواہ نہیں کی رسم و رواج کو وہ اہمیت حاصل نہیں جو اعمال کو حاصل ہے۔

قبولیت اسلام کے لئے رسم کی ضرورت نہیں۔

ایک دفعہ میں لنڈن کے ایک گرجے میں لیکچر دے رہا تھا، وہاں اسلام کی حقیقت کو جب واضح کیا تو لوگوں پر بہت بڑا اثر ہوا اور پریزیڈنٹ نے اسے بہت سراہا، یہ لیکچر رات کو دیر سے ختم ہوا، اور میں واٹرلو اسٹیشن سے آخری ٹرین پر ووکنگ آیا، دوسری صبح کو چاشت کے وقت اس گرجے کے پریزیڈنٹ کا خط ملا اس میں لکھا تھا، کہ رات کے لیکچر میں اسلام کی جو حقیقت آپ نے بتلائی اسے سن کر میں مسلمان ہو گیا ہوں، میں چاہتا تھا کہ اسی وقت اعلان کر دوں، لیکن میں ڈر گیا کہ نہ معلوم مسلمان ہونے کے لئے کیا کیا رسوم ادا کرنی پڑیں گی اس وجہ سے اظہار نہ کیا، آپ بتائیے کہ مجھے اسلام لانے کے لئے کیا کرنا چاہیئے، میں نے انہیں لکھا کہ تم تو اسی وقت سے مسلمان ہو گئے جب تم نے خدا کو ایک اور محمد صلعم کو رسول مان لیا، کوئی رسوم اس کے لئے ادا کرنا ضروری نہیں، یہ تو تمہارا اور خدا کا معاملہ ہے کہ تم سچے دل سے مسلمان ہو گئے، لیکن مسلمانوں کو بتانے کے لئے کہ تم اسلامی برادری میں شامل ہو گئے ہو، مجمع میں اعلان ہونا چاہیئے، اس لئے اتوار کو ووکنگ آ کر مجمع میں اعلان کریں، چنانچہ وہ اتوار کو آئے اور لیکچر کے بعد اپنے اسلام قبول کرنے کا اعلان کیا، ان کے ساتھ ان کی سیکرٹری بھی مسلمان ہو گئی۔ ہمیشہ اتوار کو لیکچر کے بعد عصر کی نماز پڑھتے ہیں، نماز جب کھڑی ہوئی تو وہ ایک طرف کونہ میں کھڑے ہو گئے۔ میں نے کہا کہ آپ کیوں شامل نہیں ہوتے، کہنے لگے نماز نہیں آتی، میں نے انہیں کہا کہ آپ سب کے ساتھ ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو جائیں اور کہیں اے اللہ میاں تیری جناب میں دست بستہ حاضر ہیں، پھر سب کے ساتھ رکوع میں جائیں اور کہیں کہ خداوندا تیرے حضور میں جھکتا ہوں، پھر سجدہ میں جائیں تو کہیں تیرے حضور سربسجود ہوتے ہیں، یہ نماز ہے، الفاظ پیچھے یاد کر لینا، چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ نماز ادا کر لینے کے بعد اس عورت نے کہا کہ تمام نماز میں ایک فرشتہ میرے ساتھ تھا اور کہہ رہا تھا تمہاری نماز قبول ہو گئی۔

عیسائیت اور یہودیت کے رسوم و رواج

غرض ہمارے پیغمبر ہیں جنہوں نے رسومات کو ختم کر دیا، انگلستان میں عیسائیت نے کئی رسومات بنا رکھی ہیں، پہلے بچہ پیدا ہوتے ہی اسے پادری صاحب بپتسمہ دیتے ہیں، اگر بپتسمہ کے بغیر مر جائے تو وہ عیسائی قبرستان میں دفن نہیں ہو سکتا اس کی نجات نہیں ہوتی، ان کا اعتقاد ہے کہ جو بچہ بپتسمہ کے بغیر مرے وہ دوزخ کی سطح پر رینگتا رہتا ہے، پھر چودہ برس کے بعد اس کے لئے بپتسمہ لینا ضروری ہے، اور بھی کئی رسومات ہیں، اسی طرح یہودی مذہب میں بھی کئی رسومات ہیں۔

متقی اور نیک اعمال لوگ

یہ اسلام ہی ہے جس نے تمام رسومات کو ختم کر دیا اور دین کو فلسفہ بنا دیا۔ ایسے ہی لوگوں کے متعلق جو دین کی حقیقت کو سمجھتے اور ان باتوں پر عمل کرتے ہیں جن کا اس آیت میں ذکر ہے فرمایا اولٰئک الذین صدقوا واولٰئک ھم المتقون یہی لوگ ہیں جنہوں نے دین کو عملاً سچ کر دکھایا۔ اور یہی لوگ متقی ہیں یعنی خدا خوف اور نیک اعمال ہیں۔

میاں محمد زمان آف زیدہ کی وفات

کل ایک بڑی افسوسناک خبر آئی ہے، میاں محمد زمان صاحب آف زیدہ نواب شاہ میں وفات پا گئے بڑے مخلص، بڑے دیندار اور اعمال کے پختہ تھے وہ ہماری جماعت کے قیمتی رکن تھے۔ مجھے ان کی وفات سے بڑا صدمہ ہوا ہے۔ ان کی اولاد کو صدمہ ہوا ہے۔ جماعت کا بھی بڑا نقصان ہے۔ نماز کے بعد ان کا جنازہ غائبانہ پڑھا جائے گا۔

اس کے علاوہ جو لوگ بیمار ہیں یا مشکلات میں مبتلا ہیں، ان کے لئے دعا کریں۔ (دعا کی گئی)

بقیہ مقالہ از صفحہ ۳

بقیہ مقالہ از صفحہ ۳

تو اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے حضرت مرزا غلام احمد صاحبؒ کو مجدد بنا کر بھیجا۔ جس نے ان ہر دو فتن کا قلع قمع کر کے رکھ دیا غور کیجئے کہ کیا اس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت ہے کہ آپ کا ایک امتی آپؐ کے فیض روحانی سے حصہ لے کر صلیبی اور خنزیری فتن کے مقابلہ میں دین اسلام کی مدافعت کرے یا ایک سابقہ نبی جو آپ کی اُمت میں سے نہیں اس کام کے لئے دوبارہ دنیا میں آئے۔ واقعات نے ثابت کر دیا ہے کہ اول الذکر طریق ہی صحیح ہے، اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام جو قرآن کریم کے رُو سے وفات پا چکے ہیں، ان کا دوبارہ آنا نصوص قرآنیہ و حدیثیہ کی رُو سے بالکل ممتنع ہے، افسوس ہے کہ قاضی کوکب صاحب اور دوسرے علماء ان نصوص سے قطع نظر کرتے ہوئے حضرت عیسیٰؑ ہی کو دوبارہ لانے پر تلے بیٹھے ہیں اور حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک و توہین کر رہے ہیں۔ اس کے برخلاف حضرت مرزا صاحبؒ نے ہر قسم کے نئے یا پرانے نبی کا آنا ممتنع قرار دے کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کو برقرار رکھا اور ختم نبوت کی تائید کی ہے، اور نزول عیسیٰ کے وہ معنے کئے ہیں جو ختم نبوت کے منافی نہیں۔

مولانا شیخ عبدالرحمن صاحب مصری

حضرت امیر مرحوم و مغفور کا اختلاف

حضرت اقدسؑ سے نہیں بلکہ عام مسلمانوں سے تھا

قرآن کریم کی شان و عظمت کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کا نظریہ

قرآن کریم غیر محدود حقائق کا خزانہ ہے اس کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ اپنی کتاب کرامات الصادقین کے صفحہ ۱۹ صفحہ ۲ پر فرماتے ہیں :-

"تو جس مخلوقات بے حد اور بے نہایت ہیں اور جبکہ ہر ایک چیز اور ہر ایک مخلوق کے خواص بے حد اور بے نہایت ہیں اور ہر ایک چیز غیر محدود عجائبات پر مشتمل ہے تو پھر کیونکر قرآن کریم جو خدا تعالےٰ کا پاک کلام ہے صرف ان چند معانی میں محدود ہو گا جو چالیس پچاس یا مثلاً ہزار جزو کی کسی تفسیر میں لکھے ہوں یا جس قدر ہمارے سید و مولےٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے .... ایک زمانہ محدود میں بیان کئے ہوں نہیں بلکہ ایسا کلمہ منہ پر لانا میرے نزدیک قریب قریب کفر ہے اگر عمداً اس پر اصرار کیا جائے تو اندیشہ کفر ہے یہ سچ ہے کہ جو کچھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کے معنے بیان فرمائے ہیں وہی صحیح اور حق ہیں مگر یہ ہرگز سچ نہیں کہ جو کچھ قرآن کریم کے معارف آنحضرت صلعم نے بیان فرمائے ان سے زیادہ قرآن کریم میں کچھ بھی نہیں (ایسا ہی حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق بھی قیاس کر لیا جائے۔ ناقل) یہ اقوال ہمارے مخالفوں کے صاف دلالت کرتے ہیں کہ وہ قرآن کریم کی غیر محدود عظمتوں اور خوبیوں پر ایمان نہیں لاتے ان کا یہ کہنا کہ قرآن کریم امیوں کے لئے اترا ہے جو امی تھے بھی اس امر کو ثابت کرتا ہے کہ وہ قرآن شناسی کی بصیرت سے بکلی بے بہرہ ہیں وہ نہیں سمجھتے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم محض امیوں کے لئے نہیں بھیجے گئے بلکہ ہر ایک رتبہ اور طبقہ کے انسان ان کی امت میں داخل ہیں اللہ جلشانہ فرماتا ہے قل یا ایھا الناس انی رسول اللّٰہ الیکم جمیعاً پس اس آیت سے ثابت ہے کہ قرآن کریم ہر ایک استعداد کی تکمیل کے لئے نازل ہوا ہے اور درحقیقت آیت ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین میں بھی اسی کی طرف اشارہ ہے پس یہ خیال کہ گویا جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کے بارہ میں بیان فرمایا اس سے بڑھ کر ممکن نہیں بدیہی البطلان ہے (حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق بھی یہی کچھ سمجھ لیا جائے ناقل) ہم نہایت قطعی اور یقینی دلائل سے ثابت کر چکے ہیں کہ خدا تعالےٰ کے کلام کے لئے ضروری ہے کہ اس کے عجائبات غیر محدود اور بے مثل ہوں اور اگر یہ اعتراض ہو کہ اگر قرآن کریم میں ایسے عجائبات اور خواص مخفیہ تھے تو پہلوں کا کیا گناہ تھا کہ ان کو ان اسرار سے محروم رکھا گیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ بکلی اسرار قرآن سے محروم تو نہیں رہے بلکہ جس قدر معلومات عرفانیہ خدا تعالےٰ کے ارادہ میں ان کے لئے بہتر تھے وہ ان کو عطا کئے گئے اور جس قدر اس زمانہ کی ضرورتوں کے موافق اس زمانہ میں اسرار ظاہر ہونے ضروری تھے وہ اس زمانہ میں ظاہر کئے گئے مگر وہ باتیں جو مدار ایمان ہیں اور جن کے قبول کرنے اور جاننے سے ایک شخص مسلمان کہلا سکتا ہے وہ ہر زمانہ میں برابر طور پر شائع ہوتی رہیں۔"

دوسرا حوالہ

حضور اپنی کتاب آئینہ کمالات اسلام از صفحہ ۳۸ تا ۴۲ میں فرماتے ہیں :-

"خدا تعالےٰ پر اسی شخص کا ایمان مستحکم ہو سکتا ہے جس کا اس کی کتاب پر ایمان مستحکم ہو اور اس کی کتاب پر تبھی ایمان مستحکم

ہو سکتا ہے کہ جب بغیر حاجت منقولی معجزات کے کہ جو اب آنکھوں کے سامنے بھی موجود نہیں ہیں خود خدا تعالےٰ کا پاک کلام اعلیٰ درجہ کا معجزہ اور معارف و حقائق کا ایک ناپیدا کنار دریا نظر آوے پس جو لوگ ایک مکھی کی نسبت تو یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ اس میں بے شمار عجائبات قدرت قادر ایسے موجود ہیں کہ کوئی انسان خواہ کیسا ہی فلاسفر اور حکیم ہو ان کی نظیر نہیں بنا سکتا اور ایک جو کی نسبت ان کا یہ اعتقاد ہے کہ اگر تمام دنیا کے حکیم قیامت کے دن تک اس کے عجائبات اور خواص مخفیہ کو سوچیں تب بھی یقیناً نہیں کہہ سکتے کہ انہوں نے وہ تمام خواص دریافت کر لئے ہیں۔ لیکن یہی لوگ مسلمان کہلا کر اور مسلمانوں کی ذریت کہلا کر قرآن کریم کی نسبت یہ یقین رکھتے ہیں کہ وہ بجز موٹے الفاظ اور سرسری معنوں کے اور کوئی باریک حقیقت اپنے اندر نہیں رکھتا اور کلام الٰہی کے نکات اور اسرار اور معانی کو اس حد تک ختم کر بیٹھے ہیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بقدر ضرورت وقت و بلحاظ موجودہ استعدادات کے فرمائے تھے اور یہ بھی جانتے ہیں کہ تمام فرمودہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم باستیفا ضبط میں بھی نہیں آیا اور نہ جیسا کہ چاہیئے محفوظ رہا۔ مگر باوجود ان سب باتوں کے اسرار جدیدہ قرآنیہ کے دریافت کرنے سے بکلی فارغ اور لاپروا ہیں۔

یاد رہے کہ اسرار جدیدہ سے ہمارا یہ مطلب نہیں کہ ایسی باتیں قرآن کریم سے روز بروز نکل سکتی ہیں جو اس کی مقررہ معروفہ شریعت کے مخالف ہوں بلکہ اسرار و نکات اور دقائق سے وہ امور مراد ہیں جو شریعت کی تمام باتوں کو مسلم رکھ کر ان کی پوری پوری شکل کو ظاہر کرتے ہیں اور ان کی حقیقت کاملہ کو بمنصۂ ظہور لاتے ہیں۔ یہاں تک کہ منقول کو معقول کر کے دکھلا دیتے ہیں سو انہیں اسرار کی ہر معقولیت کے زمانہ میں ضرورت تھی۔ جہاں تک نظر اٹھا کر دیکھو یہی سنت اللہ پاؤ گے کہ ہمیشہ خدا تعالےٰ زمانہ کی ضرورتوں کے موافق اپنے دین کی مدد کرتا رہا ہے اور جس قسم کی روشنی کے دیکھنے کے لئے زمانہ کی حالت نے بالطبع خواہش کی وہی روشنی اپنے کلام اور کام میں سے اپنے کسی برگزیدہ کی معرفت دکھلاتا رہا ہے تا اس بات

کا ثبوت دے کہ اس کا کلام اور کام ناقص نہیں اور نہ کمزور اور ضعیف ہے ۔۔۔۔ ۔۔۔۔ ہمارے سید و مولا خاتم المرسلین کے زمانہ کی ضرورتیں درحقیقت کسی ایک نوع میں محدود نہ تھیں اور یہ زمانہ کبھی کوئی محدود زمانہ نہ تھا بلکہ ایسا وسیع تھا جس کا دامن قیامت تک پھیل رہا ہے اس لئے خداوند قدیر و حکیم نے قرآن کریم کو بے نہایت کمالات پر مشتمل کیا اور قرآن کریم بوجہ اپنے ان کمالات کے جن میں سے کوئی دقیقہ خیر کا باقی نہیں رہا تھا ہر ایک زمانہ کے فساد کا کامل طور پر تدارک کرتا رہا چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بڑا کام قرآن کریم کا خلق اللہ کے اصولوں کی اصلاح تھی سو اس نے تمام دنیا کو صاف اور سیدھے اصول خداشناسی اور حقوق عباد کے عطا کئے اور گم گشتہ توحید کو قائم کیا اور دنیا کے پرظلمت خیالات کے مقابل پر وہ پرحکمت اور پرنور اور نہایت اعلیٰ درجہ کا بلیغ و فصیح کلام پیش کیا جس نے تمام اس وقت کے موجودہ خیالات کو باطل یا ثابت کر دیا اور حکمت اور معرفت اور بلاغت اور فصاحت اور نورانیت میں ایک عظیم الشان معجزہ دکھلایا۔ پھر ایسا ہی ہر وقت میں جب کسی قسم کی ظلمت جوش میں آتی رہی تو اسی پاک کلام نے اس ظلمت کا مقابلہ کرتا رہا ہے کیونکہ وہ پاک کلام ایک ابدی معجزہ اور مختلف زمانوں کی مختلف تاریکی کے اٹھانے کے لئے ایک کامل روشنی اپنے اندر رکھتا تھا لہذا وہ ہر قسم کی تاریکی کو اپنے نور کی قوت سے دفع و قمع کرتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ زمانہ آ گیا کہ جس میں ہم ہیں اور جیسا کہ قرآن کریم نے پیشگوئی کی تھی زمین نے ہمارے زمانہ میں وہ تمام تاریکیاں جو زمین کے اندر مخفی تھیں باہر رکھ دیں۔ اور ایک سخت جوش ضلالت اور بے ایمانی اور بد اعمالی اور عقل کا برپا ہو گیا۔ یہ وہی طبائع ناشیہ کا جوش ہے جس کو دوسرے لفظوں میں دجال کے نام سے موسوم کیا گیا تھا اور خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں خبر دی تھی کہ تعالی شان اور کامل کلام اس طوفان پر بھی غالب آئے گا۔ ضرور تھا کہ کلام الٰہی میں وہ سچا فلسفہ بھرا ہوا ہوتا جو دجال کے دہوکے دینے والے فلسفہ پر غالب آ جاتا کیونکہ وہ ابدی اصلاحوں کے لئے آیا ہے وہ نہ مٹے گا اور نہ درماندہ ہو گا جب تک کہ ہر ایک سلیم طبیعت میں اپنی سلطنت قائم نہ کرے اور فلسفہ کی زہر کھانے والے اس تریاق کے منتظر تھے سو خدا تعالیٰ نے اس کو ظاہر کر دیا اور ناپاک معقولیت کا غلبہ توڑنے کے لئے ۔۔۔۔ اس نے یہی چاہا ۔۔۔۔ کہ قرآنی معقولیت کو پیش ڈالے۔ مگر افسوس ان لوگوں پر جو وقت کو شناخت نہیں کرتے۔ انہیں اس بات کا کبھی خیال نہیں کہ مسلمانوں کی ذریت کو بیرونی حملوں اور فتنوں کی وجہ سے کیسی ہر روز ناقابل برداشت تکلیفیں پیش آ رہی ہیں۔ اور کس قدر اسلام کو فلسفیانہ و سائنس سے صدمہ پہنچ گیا ہے یہاں تک کہ ہر ایک بڑا حصہ تعلیم یافتہ مسلمانوں کا ایسا اسلام سے دور جا پڑا ہے کہ گویا اس نے اسلام کو چھوڑ دیا ہے ایسا ہی بہت سے نادان اور کم عقل اسلام کی روشنی کو ترک کر کے عیسائی عقائد کی ظلمت میں داخل ہو گئے اور ایک قابل شرم عقیدہ جو جائے ننگ و عار ہے اختیار کر لیا ہے اس کا یہی سبب ہوا کہ زمانہ حال کے بیہودہ اعتراضات بوجہ ہونے اور سفسطہ سے بھرے ہوئے تھے ان کی نظر ناقص میں باوقعت معلوم ہوئے۔"

قرآن کریم سے اس نظریہ کی تصدیق

حضرت مسیح موعودؑ کے بیان کردہ نظریہ کی تصدیق قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیات سے ہوتی ہے سورۃ حم سجدہ رکوع ۵ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وانہ لکتاب عزیز لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ تنزیل من حکیم حمید یعنی یہ کتاب سب پر غالب آنے والی کتاب ہے باطل کسی طرف سے بھی اس پر حملہ آور نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ اس خدا کی طرف سے نازل کی گئی ہے جو حکیم اور حمید ہے۔ سورۃ الانبیاء رکوع ۲ میں فرماتا ہے:۔ بل نقذف بالحق علی الباطل فیدمغہ فاذا ھو زاھق و لکم الویل مما تصفون یعنی باطل جب زور پکڑتا ہے تو ہم حق کو پھینک کر اس کو باطل کے سر پر مارتے ہیں جس سے اس کا بھیجا نکل جاتا ہے پھر باطل کیلئے بھاگنے کے سوا اور کوئی چارہ نہیں رہتا اور باطل کے پرستاروں کے لئے ویل ہی باقی رہ جاتا ہے اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ باطل کو کچلنے کے لئے اللہ تعالیٰ کیا سامان پیدا کرتا ہے۔ اس کا ذکر سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۹ میں فرمایا ہے:۔

قل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا و ننزل من القرآن ما ھو شفاء و رحمۃ للمؤمنین ولا یزید الظالمین الا خسارا۔ کہہ دے کہ حق آ گیا ہے اور باطل بھاگ کھڑا ہوا ہے اور باطل اس حق کے سامنے ہمیشہ بھاگتا ہی رہے گا۔ آیت میں زھوق کا لفظ صاف دلالت کر رہا ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم کے زمانہ کے بعد بھی باطل بار بار سر اٹھاتا رہے گا اور حق پر غالب آنے کی کوشش میں لگا رہے گا لیکن اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو بشارت دے رہا ہے کہ یہ حق جو ہم نے اتارا ہے ہمیشہ ہی باطل پر غالب آتا رہے گا اس کی تفصیل آیت کے اگلے حصہ میں بیان فرما دی ہے یعنی کوئی نیا حق نازل نہیں کیا جائے گا بلکہ اسی قرآن سے جس طرح ہم اب حق اتار رہے ہیں اسی طرح ہمیشہ اسی قرآن میں سے ہی وہ علوم اتارتے رہیں گے جو مؤمنوں کی روحانی امراض کو شفا دینے کے بھی موجب ہوں گے ۔۔۔۔۔۔۔ اور ان کے لئے رحمت بھی ثابت ہوں گے اور ظالموں کو جو اس کتاب کی مخالفت کر رہے ہوں گے خسران کا شکار بنا دیں گے یعنی اس حق کو مٹانے کی کوششوں میں انہیں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑے گا۔ آیت میں ننزل کا لفظ مضارع کا صیغہ ہے اور ہر عربی دان جانتا ہے کہ مضارع حال اور استقبال دونوں پر دلالت کرتا ہے۔

اب اس آیت سے واضح ہو گیا کہ باطل حملہ آور تو ہوتا رہے گا لیکن اس کو کچلنے اور شکست دینے کے لئے قرآنی علوم ہی کافی ہوں گے اور وہ سنت اللہ کے موافق کسی خاص بندے پر ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کئے جائیں گے ایسے اشخاص کو قرآن کریم میں خلفاء الرسول اور حدیث میں مجددین کے اسم سے موسوم کیا گیا ہے۔

اس مضمون کی آیات تو بہت ہیں۔ لیکن اختصار کو مدنظر رکھتے ہوئے انہی چند آیات پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

حقیقی اور اصلی معلم نبی کریم صلعم ہی ہیں

حضرت مسیح موعودؑ کے کلام میں جو یہ بیان کیا گیا ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم نے قرآنی علوم کا اسی قدر التفات کیا ہے جتنا آنحضور صلعم کے زمانہ کے لئے ضروری تھا اور قرآن کریم تو غیر محدود علوم کا خزانہ ہے جو ہر زمانہ میں خدا کے خاص برگزیدہ بندوں کے ذریعہ اس کی ضرورتوں کے مطابق ظاہر ہوتے رہیں گے حضور کے اس کلام کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ آنحضور صلعم کی روح پر تو تمام قرآنی علوم سے بھرپور تھی لیکن ان کا ظہور آہستہ آہستہ ہر زمانہ میں آنحضور صلعم کے کامل متبعین کے ذریعہ ہوتا رہے گا جو حدیث العلماء ورثۃ الانبیاء کے مصداق ہونے کی وجہ سے روحانی طور پر آنحضور صلعم سے ہی ان علوم کو حاصل کریں گے اور آنحضور صلعم کے فیوض روحانی سے ہی مستفیض ہو کر دنیا پر ان قرآنی علوم کو ظاہر کریں گے اور ان سے ان کی روحانی پیاس کو بجھائیں گے یہ ایک روحانی کیفیت ہے جس کی حقیقت اہل دل ہی سمجھ سکتے ہیں کیونکہ ان پر یہ واردات ہی ہوتی ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ بھی

فرماتے ہیں ؎

دگر استاد را نامے نہ دانم
کہ خواندم در دبستانِ محمدؐ

آپ کے مندرجہ ذیل الہامات میں بھی صراحت سے اس کا ذکر موجود ہے کل برکۃ من محمد صلی اللہ علیہ وسلم فتبارک من علّم وتعلّم

قرآن کریم سے تصدیق

قرآن کریم سے بھی اس حقیقت کی تصدیق ہوتی ہے چنانچہ سورۃ الجمعہ میں فرمایا :-

ھو الذی بعث فی الامیین رسولًا منھم یتلوا علیھم ایاتہ و یزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین واخرین منھم لما یلحقوا بھم وھو العزیز الحکیم یعنے حضرت نبی کریم صلعم جس طرح اپنے صحابہ کرامؓ کو کتاب اور حکمت سکھلا رہے ہیں اسی طرح آنے والی نسلوں کو بھی سکھلائیں گے اور بخصوصیت سے مسیح موعود کو پس حقیقی اور اصلی معلم قیامت تک کتاب اور حکمت سکھلانے والے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں - آیت ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ میں بھی مسیح موعود کے فعل کو رسول کریم صلعم کا ہی فعل قرار دیا گیا ہے - اور آیت وکیف تکفرون وانتم تتلیٰ علیکم ایات اللہ وفیکم رسولہ میں بھی رسول اللہ صلعم کا قیامت تک امت میں رہنا اور ان پر آیات کا پڑھنا صراحت کے ساتھ مذکور ہے - ظاہر ہے کہ آنحضور صلعم کے خلفاء راشدین ہی یہ کام قیامت تک انجام دیں گے لیکن آیت میں ان کے کام کو رسول کا ہی کام قرار دیا گیا ہے اور یہ اسی صورت میں درست ہو سکتا ہے جبکہ یہ تمام خلفاء حضرت نبی کریم صلعم کے مدرسہ کی ہی پیداوار ہوں - یہ آیتیں بالصراحت اس بات پر بھی دلالت کر رہی ہیں کہ امت کا کوئی فرد ہی اسلام کو غالب کر کے دکھلائے گا اور وہی حق کو نمایاں کر کے باطل کو شکست دے گا اور اس کا سر کچل کر رکھ دے گا باہر سے کوئی نہیں آئے گا - کیونکہ باہر سے آنے والے کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود نہیں قرار دیا جا سکتا چنانچہ آیت وکذالک جعلناکم امۃ وسطًا لتکونوا شھداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شھیدًا بھی اسی حقیقت کی نشاندھی کر رہی ہے -

تدریجاً علوم کے اظہار پر دلالت کرنیوالی آیات

قرآن کریم کی آیت سنقرئک فلا تنسیٰ الا ما شاء اللہ انہ یعلم الجھر وما یخفیٰ بھی یہی بتلاتی ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم کو اللہ تعالے نے پڑھا تو سب کچھ دیا لیکن وہ حصہ جس کے اظہار کی اسوقت ضرورت نہیں تھی بلکہ اس کا تعلق ان امور سے تھا جو ابھی مخفی تھے وہ جب تک اللہ تعالے چاہے گا بھولے رہیں گے وقت آنے پر یاد آ جائیں گے و نیسرک للیسریٰ کی بشارت کے ماتحت اس کے اظہار کے لئے سہولت پیدا ہو جائے گی -

پھر آیت ثم ان علینا بیانہ بھی اسی حقیقت پر دلالت کر رہی ہے کہ قرآن کریم کا بیان بوقت ضرورت کھلتا رہے گا اور حضرت نبی کریم صلعم کو ہی حکم دیا جاتا ہے فاذا قرأناہ فاتبع قرانہ -

پھر سورۃ بنی اسرائیل ۱۲ میں فرمایا وقراٰنًا فرقناہ لتقراہ علی الناس علیٰ مکث ونزلناہ تنزیلًا یعنے اس قرآن کو ہم نے الگ الگ کیا ہے یعنی کچھ اس زمانہ کے لئے اور کچھ آیندہ زمانوں کے لئے تاکہ تو اسے لوگوں پر پڑھتا رہے ٹھہر ٹھہر کر یعنے وقفوں کے بعد اب ظاہر ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم تو قیامت تک کے لئے رسول ہیں، اور آنحضور صلعم نے ہی قیامت تک لوگوں پر اس قرآن کو پڑھنا ہے جیسا کہ لتقراہ علی الناس سے ظاہر ہے لیکن بظاہر پڑھنے والے تو آنحضور صلعم کے کامل متبعین ہی ہوں گے اور ان کا پڑھنا حضرت نبی کریم صلعم کا پڑھنا تبھی کہلا سکتا ہے جبکہ وہ اسی علم سے لوگوں کو آشنا کریں جو حضرت نبی کریم صلعم سے انہوں نے سیکھا ہو اور چونکہ یہ سب کچھ مختلف زمانوں میں وقوع میں آئے گا اس لئے آیت میں علیٰ مکث کہا گیا ہے -

خلاصہ کلام

پس خلاصہ کلام یہ کہ حضرت نبی کریم صلعم کے بعد قرآن کریم کے جو علوم امت کے مختلف افراد سے ظاہر ہوں گے وہ درحقیقت نبی کریم صلعم سے ہی سیکھے ہوئے ہوں گے اس لئے وہ اپنی حقیقت میں حضرت نبی کریم صلعم کے ہی علوم کہلائیں گے - حضرت عمر رضؓ کے ہاتھ میں جو کسریٰ کے خزانوں کی چابیاں آئیں تو ان کے ہاتھ کو جو نبی کریم صلعم کا ہی ہاتھ قرار دیا جاتا ہے وہ بھی مندرجہ بالا اصول کی وجہ سے ہی ہے کیونکہ پیشگوئی تو بظاہر یہ تھی کہ حضرت نبی کریم صلعم کے ہاتھ میں یہ چابیاں آئیں گی -

حضرت مسیح موعودؑ کی تشریح

اپنی کتاب ایام الصلح کے صفحہ ۵ پر حضورؑ فرماتے ہیں :-

اور کفر کے مقابلہ پر مثلاً زید یا بکر یا خالد یا کوئی اور شخص جو کچھ عمدہ معارف بیان کرے گا وہ سب معارف مسیح موعود کے طفیل ہوں گے اور اسی کی طرف منسوب کئے جائیں گے کیونکہ وہی ہے جس کے ساتھ فرشتے آئے اور وہی ہے جو روحانی انوار کے لحاظ سے آسمان سے نازل ہوا"

پھر اسی صفحہ کے حاشیہ پر فرماتے ہیں ...

"یہ سنت اللہ ہے کہ جب ایک مامور آتا ہے تو آسمان سے اس کے ساتھ فرشتے یا یوں کہو کہ نور اترتا ہے اور وہ نور مستعد دلوں پر پڑتا ہے اور ان کو روشن کرتا اور ان کو قوت دیتا ہے اور ہر ایک شخص قوت پا کر روحانی امور کو سمجھنے لگتا ہے چونکہ اس نزول نور کا اصل سبب وہ مامور ہی ہوتا ہے اس لئے اس زمانہ کے تمام دینی معارف اسی کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں"

پس اس زمانہ کے اہم کفر یعنی تثلیثی مذہب کو شکست دینے کے لئے اگر حضور کے کسی کامل متبع پر کسی دلیل کا انکشاف ہو جائے تو وہ حضرت مسیح موعود کا ہی انکشاف کہلائیگا - اور یہ اسی اصول کی وجہ سے ہے جو اوپر بیان کیا گیا ہے

حضرت مسیح موعودؑ کی تحریروں کے سمجھنے کے لئے ایک زرّین اصول -

میرے تمام بیانوں سے جو مختلف قسطوں میں مذکور ہیں واضح ہے کہ ہمارے امیر مرحوم ومغفور نے حضرت اقدسؑ سے نہ تو کسی اصولی بات میں اختلاف کیا ہے اور نہ ہی قرآن کریم کے بیان کردہ حقائق میں اختلاف کیا ہے اور نہ ہی ان امور میں اختلاف کیا ہے جن کی بناء حضور کے الہامات پر ہے بلکہ آپ تو اپنی تفسیر بیان القرآن کے ابتداء میں یہ لکھتے ہیں :-

" میری زندگی میں جس شخص نے قرآن کریم کی محبت اور خدمت قرآن کا شوق پیدا کیا وہ اس صدی کے مجدد حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہیں اور ان کے بعد فہم قرآن میں جس شخص نے سب سے زیادہ مجھے امداد دی وہ استاذی المکرم حضرت مولوی نور الدین صاحب مرحوم ہیں ......

...... میں محض مئی ہوں اگر اس میں کچھ خوشبو کسی کو معلوم ہو تو وہ کسی اور کی پھونکی ہوئی روح ہے

جمال ہمنشیں در من اثر کرد
وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

معاندین کی کوشش

حضرت امیر مرحوم ومغفور کے معاندین نے بڑی تگ و دو کے بعد اختلاف کی یہ مثال نکالی ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے حضرت مسیح ناصریؑ کی پیدائش کو بن باپ لکھا ہے اور حضرت امیر مرحوم نے ان کا باپ تسلیم کیا ہے -

ایسا اعتراض کرنے والوں نے حضرت مسیح موعودؑ کی تحریروں کو غور سے نہیں پڑھا - حضرت اقدس کا اصول یہ تھا کہ مسلمانوں میں مروجہ عقائد میں سے جب تک کسی عقیدہ کی غلطی خدا تعالیٰ صریح الہام یا القاء ربانی کے ذریعہ

واضح ہو جاتے اس وقت تک اہل سنت والجماعت کے عقائد پر ہی قائم رہتے تھے جیسا کہ حضور نے اپنی کتاب آسمانی فیصلہ کے ص۳ اور الحکم نومبر ۱۹۰۲ء میں وضاحت سے فرمایا ہے

۔۔۔۔ "یس مسیح کے بن باپ ہونے کا عقیدہ بھی انہی عقائد ۔ ۔ ۔

۔ ۔ ۔ ۔ میں سے ہے جو نکہ اہل سنت والجماعت مسلمان ۔ ۔ ۔

۔ ۔ ۔ ۔ حضرت مسیح کو بن باپ مانتے چلے آ رہے تھے ۔ ۔ ۔

۔ ۔ ۔ اس لئے حضرت اقدسؑ نے بھی اسی طرح اپنی کتابوں میں اس کا ذکر کر دیا۔ مصلحت الہٰی نے اس وقت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس کی تردید ضروری نہ سمجھی کیونکہ قوم ابھی ابتدائی حالت میں تھی حضرت مسیحؑ کی وفات کے ذکر پر ہی قیامت برپا ہو گئی تھی۔ مسلمان اسی کو ماننے کے لئے تیار نہ تھے اگر ان کی بن باپ پیدائش کا ذکر کرتے تو وہ اور بھی حضرت اقدسؑ سے دور اور متنفر ہو جاتے اور اس کی اس وقت خاص ضرورت بھی نہ تھی کیونکہ وفات کو ثابت کرنے سے تثلیثی مذہب کا طلسم پاش پاش ہو جاتا تھا۔ اور اس کی بلند عمارت دھڑام سے زمین بوس ہو جاتی تھی چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلعم خانہ کعبہ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر قائم کرنا چاہتے ہیں مگر قوم کے ابتلاء سے رک کے رہے کیونکہ لوگ نئے نئے اسلام میں داخل ہوئے تھے آنحضور صلعم کے بعد جب اسلام پر قوم پختہ ہو گئی تو انہی بنیادوں پر اسے کھڑا کر دیا گیا بعینہٖ اسی طرح یہاں بھی ہوا۔ حضرت اقدس کی تحریروں میں ایسی بہت سی باتیں ملیں گی جو محض مسلمانوں کے عام عقیدہ کے مطابق لکھی گئی ہیں حضور خود ان سے متفق ہرگز نہ تھے۔

ایک مثال

چنانچہ ذیل میں ایک مثال پیش کی جاتی ہے لیکھرام کے قتل ہونے کے بعد مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے گورنمنٹ کو کہا کہ مرزا صاحب سے کہا جائے کہ وہ خدا سے دریافت کر کے قاتل کا پتہ بتلائیں اس پر حضرت اقدس نے مندرجہ ذیل جواب دیا:۔

"لیکن اس بات پر زور دینا کہ میں لیکھرام کے قاتل کا نام بیان کر دوں صحیح نہیں ہے خدا تعالےٰ اپنے مصالح میں کسی کا محکوم نہیں ہو سکتا اگر اس نے ایک بات کو مخفی کرنا چاہا ہے تو ہم اس پر زور نہیں ڈال سکتے کہ وہ ضرور اس بات کو ظاہر کرے جو شخص خدا تعالےٰ پر ایسی حکومت چلانا چاہتا ہے یا چلانے کے لئے درخواست کرتا ہے تو وہ عبودیت کے آداب سے بالکل بے نصیب ہے خدا اعلم غیب اپنی مرضی سے ظاہر کرتا ہے انسان کی مرضی سے ظاہر نہیں کرتا دیکھو حضرت یعقوب علیہ السلام کو اس پتہ کے لگانے کی کس قدر ضرورت تھی کہ ان کا بیٹا مر گیا یا زندہ ہے اور اس غم سے وہ چالیس برس تک روتے رہے لیکن جب تک خدا تعالیٰ کا ارادہ نہ ہوا ان پر ہرگز نہ کھولا گیا کہ کیوں غم کرتا ہے تیرا بیٹا تو مصر میں عزت و حرمت نائب السلطنت ہے"۔

اس تحریر میں حضرت یعقوب علیہ السلام کی جو مثال پیش کی گئی ہے کیا حضرت امیر مرحوم و مغفور کے مخالفین یقین کرتے ہیں کہ حضور کا حضرت یعقوب علیہ السلام کے متعلق یہی عقیدہ تھا جو اس تحریر میں بیان کیا گیا ہے یا ان کا اعتقاد بالکل اس تحریر کے خلاف ہے مجھے یقین ہے کہ کوئی احمدی بھی اس سے متفق نہیں ہو سکتا ظاہر ہے کہ حضور نے یہ مثال محض مسلمانوں کے عام عقیدہ کو مد نظر رکھتے ہوئے مولوی محمد حسین پر حجت پوری کرنے کے لئے بطور الزامی جواب کے دی ہے۔ اب اگر کوئی احمدی اس خیال سے اختلاف کرے اور قرآن کریم سے یہ ثابت کرے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی غم میں قطعاً وہ حالت نہیں ہوئی جو اس تحریر میں بیان کی گئی ہے تو وہ قطعاً حضرت اقدس کے ساتھ اختلاف کرنے والا نہیں کہلائے گا بلکہ وہ عام مسلمانوں کے ساتھ اختلاف کرنے والا کہلائے گا ٹھیک اسی طرح حضرت مسیح کی بن باپ پیدائش کے متعلق بھی حضور کی تحریر سے اختلاف کرنے والا حضرت اقدس سے اختلاف کرنے والا نہیں کہلا سکتا بلکہ عام مسلمانوں سے اختلاف کرنے والا کہلا سکتا ہے۔ کیونکہ حضرت اقدس نے انہی میں مروجہ عقیدہ کو بیان کیا ہے نہ کہ اپنے کسی الہام یا القاء ربانی کی بنا پر اسے بیان فرمایا ہے۔

حضرت عمرؓ کی مثال

قرآن کریم میں جب حضرت نبی کریم صلعم کو منافقین کے لئے استغفار کرنے سے ان الفاظ میں روکا گیا کہ اگر تم ستر بار بھی استغفار کرو گے تو خدا ان کی مغفرت نہیں کرے گا۔ حضرت نبی کریم صلعم جب ایک منافق کا جنازہ پڑھانے لگے تو حضرت عمرؓ نے توجہ دلائی کہ خدا تو منع کر رہا ہے لیکن حضرت نبی کریم صلعم یہ کہہ کر کھڑے ہو گئے کہ میں ستر سے زیادہ بار مغفرت طلب کر لوں گا لیکن خدا نے حضرت عمرؓ کے معنی کو صحیح قرار دیتے ہوئے قطعی طور پر منع کر دیا۔

اسی طرح مال غنیمت کی تقسیم کے متعلق حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور العمل یہی رہا کہ جو صحابہؓ اس جنگ میں شریک ہوتے تھے انہی میں اس جنگ کا مال غنیمت تقسیم کر دیا جاتا تھا۔ لیکن حضرت عمرؓ نے ایک قرآنی آیت کے ماتحت ہی اس طریق کو بدل دیا کیا اب یہ کہا جائے گا کہ حضرت عمرؓ نے نبی کریم صلعم سے اختلاف کیا آیت تو حضرت نبی کریم صلعم کے سامنے بھی تھی لیکن آپ نے اسی طریق کو جاری رکھا جو عام طور پر عربوں میں رائج تھا آنحضور صلعم کے بعد اگر حضرت عمرؓ پر اس آیت کی حقیقت منکشف ہوئی تو وہ بھی درحقیقت حضرت نبی کریم صلعم کے انوار کا ہی پرتو تھا اس کو حقیقی اختلاف کا نام دیا جانا جہالت ہے۔

فہرست چندہ آمد

گولڈن جوبلی فنڈ

ضلع سیالکوٹ

رسید نمبر	اسمائے معطی صاحبان	روپے
۹۱۲۰	حاجی عبدالکریم صاحب نذر گر سیالکوٹ	4/-
״	ماسٹر محمد سیف الدین صاحب ״	1/-
״	ماسٹر عبدالقیوم صاحب ״	-/50
״	مرزا محمد ابراہیم صاحب ״	5/-
۲۳۴۶	حکیم عبدالکریم صاحب پیکو والہ ״	4/-
۲۴۰۰	چوہدری محمد سعید صاحب بھٹہ	200/-
۲۴۲۰	عملہ سکول بدوملہی بذریعہ عبدالحفیظ ہیڈ ماسٹر صاحب	500/-
۲۵۳۲	احباب جماعت بدوملہی	19/-
۲۵۴۰	مولوی محمد رمضان صاحب	5/-
״	ماسٹر اللہ بخش صاحب	5/-
״	شیخ اللہ بخش صاحب	20/-
״	حکیم محمد اسلم صاحب	2/-
۲۵۵۴	چوہدری محمد طیب صاحب	5/-
״	چوہدری محمد حنیف صاحب معہ اہلیہ صاحبہ	20/-
۲۶۰۹	چوہدری محمد طیب صاحب	5/-
״	چوہدری عبدالغفور صاحب	15/-
۲۶۱۲۷	چوہدری حاجی محمد عبداللہ صاحب سیالکوٹ	100/-
״	بابو رحمت اللہ صاحب	30/-
״	ماسٹر سیف الدین صاحب	2/-
״	شیخ محمد اصغر صاحب	15/-
״	شیخ غلام حسین صاحب سیالکوٹ	5/-
״	چوہدری برکت اللہ صاحب	20/-
״	محمد حسین شاہ صاحب نقیب	2/-
״	محمد امین صاحب	2/-
״	حاجی سراج الدین صاحب	200/-
״	شیخ محمد عبداللہ صاحب	10/-
״	سید احمد علی شاہ صاحب	5/-
״	سراج الدین ذکی صاحب	5/-
״	شیخ بشارت علی صاحب	5/-
״	ماسٹر ہارون الرشید صاحب	10/-
״	مرزا ابراہیم صاحب حاجی پورہ	10/-
۲۶۵۶	احباب جماعت سیالکوٹ چھاؤنی	70/-
۲۸۸۵	شیخ میاں نثار احمد صاحب ״	100/-
۲۱۱۵	بذریعہ ڈاکٹر عطاء اللہ صاحب ״	100/-

(باقی باقی)

خط و کتابت کرتے وقت چندہ نمبر کا حوالہ دیں۔ منیجر

میں نے جماعت اسلامی سے استعفےٰ کیوں دیا؟

جماعت کی پوری تاریخ سنگین تضادات کی تاریخ ہے

مولانا کوثر نیازی کا خط مولینا مودودی کے نام

(قسط اوّل)

جماعت اسلامی کے ایک دیرینہ رکن اور جماعت کے حلقہ لاہور کے امیر مولینا کوثر نیازی مدیر ہفت روزہ شہاب لاہور کا ایک مختصر بیان گذشتہ اشاعت میں درج کیا جا چکا ہے۔ جس میں انہوں نے جماعت اسلامی کی رکنیت سے استعفےٰ کا ذکر کرتے ہوئے امیر جماعت مولانا مودودی پر بعض الزامات عائد کئے ہیں۔ اس بارہ میں مولانا مودودی کو جو خط انہوں نے لکھا تھا۔ اس کی نقل ذیل میں ہدیہ قارئین کرام ہے۔

محترم امیر جماعت! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

پچھلے دنوں میں نے ایک تفصیلی ملاقات کے لئے آپ سے حاضر ہونے کی اجازت چاہی، حاضر بھی ہوا مگر آپ خواجہ عبدالحی مرحوم کی فاتحہ خوانی کے لئے تشریف لے جا رہے تھے سرسری سی بات ہوئی اور تفصیلات پھر کسی وقت کے لئے ملتوی ہو گئیں۔ بعد میں مجھے دوبارہ درد گردہ کا دورہ پڑ گیا۔ اب طبیعت بحال ہے مگر مسلسل نشست رکھنے میں تکلیف ہونے لگتی ہے یہی وجہ ہے کہ آج تحریری طور پر آپ کو مخاطب کر رہا ہوں۔

متحدہ محاذ میں جماعت کی شمولیت پر میرے خیالات آپ سے اور دوسرے رفقاء سے ڈھکے چھپے نہیں۔ جب ۱۹۶۲ء میں مسٹر سہروردی مرحوم سے آپ نے متحدہ محاذ کے سلسلے میں گفت گو کا آغاز کیا تھا تو میں نے شہاب مورخہ ۲۱ اکتوبر ۱۹۶۲ء) میں "مسٹر سہروردی سے چند سوالات" کے زیر عنوان ایک ادارتی شذرہ سپرد قلم کیا تھا۔ مقصد یہی تھا کہ جو لوگ غیر اسلامی نظریات کے علمبردار اور ملک میں جمہوریت کے قائل ہیں، جماعت ان کی طرف دست تعاون بڑھانے سے باز رہے۔ اس پر آپ نے ایک ملاقات میں مجھے اس طرح کی تحریریں لکھنے سے منع کر دیا۔ کیونکہ آپ کے نزدیک اس سے جماعت کی پوزیشن خراب ہوتی تھی۔ میں نے آپ کے اس حکم کی تعمیل کی، مگر اس کے ساتھ میں برابر "شہاب" کے ذریعہ ایک اسلامی محاذ کی تشکیل پر زور دیتا رہا۔

رہروان پشت بمنزل

۱۹۶۴ء میں جماعت کو خلاف قانون قرار دے دیا گیا اور اس زمانے میں مرکزی دفتر کے باقی ماندہ اصحاب نے محاذ کے قیام کے لئے دوسری پارٹیوں کے ساتھ پھر سے مذاکرات شروع کر دیئے۔ میرا خیال یہ تھا کہ جماعت موجود نہیں اور یہ اصحاب اپنی ذاتی حیثیت میں محاذ میں شریک ہو رہے ہیں۔ اس لئے میں نے ۱۶ فروری ۱۹۶۴ء کے شہاب میں ایک مرتبہ پھر تفصیل سے اپنے نقطۂ نظر کا اظہار کیا اور بدلائل واضح کیا کہ اس طرح کے متضاد اور متصادم عناصر کا اتحاد ملک اور ملت، دینی اقتدار اور خود جماعت کے لئے سخت تباہ کن ثابت ہوگا۔ اس مضمون کے چھپتے ہی ان رفقاء نے میرے خلاف پروپیگنڈے کی مہم تیز کر دی۔ کارکنوں کو یہ یقین دلایا گیا کہ انہوں نے یہ سب کچھ جیل سے آئی ہوئی ہدایات کے مطابق کیا ہے اور دوسری طرف یہ دھمکی دے کر میرا منہ بند کرنے کی کوشش کی گئی کہ اگر میں اس طرح کے خیالات ظاہر کرنے سے باز نہ آیا تو خلاف قانون دیئے جانے کے باوجود جماعت کا جو ڈھانچہ اپنے طور پر انہوں نے قائم کر رکھا ہے وہ پورے متعلقین کو جماعت سے میرے نکل جانے کی اطلاع کر دے گا۔

میں پروپیگنڈے کی اس مہم سے متاثر نہیں ہوا اس لئے کہ میرے خلاف اس طرح کی کئی مہمیں عرصہ سے بعض ممتاز اصحاب کے زیر سایہ جاری ہیں اور میں زبانی اور تحریری طور پر کئی دفعہ آپ کو ان کی اطلاع بھی دے چکا ہوں اور بطور احتجاج اس سلسلے میں اپنے منصب سے استعفٰی بھی دے چکا ہوں۔ لیکن اس خیال سے کہ آپ کی عدم موجودگی اور جماعت کی بندش کے باوجود اس طرح کے اختلافات جگ ہنسائی کا موجب بنیں گے اور اس سے ہمارے سادہ دل کارکنوں کو بہت صدمہ ہوگا۔ میں خاموش ہو گیا تا آنکہ جماعت نے صدارتی انتخابات میں اپنے سابقہ موقف کو چھوڑ کر محترمہ مس فاطمہ جناح کی حمایت کو دین اسلام کا تقاضا اور جہاد قرار دے دیا۔ آپ باہر تشریف لے آئے اور جماعت کی پوری طاقت کو [illegible] انتخابی مہم میں جھونک دیا۔ یہ مرحلہ بظاہر اب ختم ہو چکا ہے مگر اس کے خطرناک نتائج اور عواقب کارکنان جماعت میں بڑھتی ہوئی مایوسی اور اضمحلال اور جمود کی صورت میں ہمارے سامنے ہیں۔ جماعت جس غلط راستے پر چل پڑی ہے۔ بلکہ اس راستے کی جس منزل پر جا کر رُک گئی ہے۔ اس کی مثال ایک تنگ گلی کی سی ہے جس سے پیچھے ہٹنے یا آگے بڑھنے کی کوئی صورت نظر نہیں آ رہی۔ دوسرے لفظوں میں ہماری تحریک "رہروان پشت بمنزل" کا قافلہ بن چکی ہے۔ کفرانِ حق ہوگا۔ اگر میں جماعتی خیر خواہی کے لئے آپ کے سامنے اپنے قلبی احساسات کی یہ تصویر نہ رکھوں کہ جن تصوّرات کے تحت میں جماعت میں شامل ہوا تھا آج وہ تصوّرات نگاہوں سے اوجھل ہو چکے ہیں اور اپنی ذاتی اصلاح اور تکمیل کا جو مقصد مجھے جماعت میں لایا تھا۔ جماعت کی پالیسی اور طرز عمل نے دوسرے بہت سے ارکان کی طرح مجھے اس مقصد سے محروم ہی نہیں کیا بہت دُور پھینک دیا ہے۔

ہولناک غلطیاں

صدارتی انتخاب کی مہم کے دوران جو غلطیاں ہم سب نے کی ہیں۔ وہ اتنی ہولناک ہیں کہ ان کے تذکرے سے بھی دل کانپتا ہے اور چونکہ جماعت کی پالیسی کے تحت مجھے بھی ان غلطیوں کا ارتکاب کرنا پڑا ہے اس لئے میں ان کی شدت کو بہت زیادہ محسوس کر رہا ہوں۔ مجلس عاملہ کے حالیہ اجلاس میں اگر اپنی غلطیوں کا احساس و اعتراف کر کے راست روی اختیار کر لی جاتی تو شاید اس احساس میں کمی واقع ہو جاتی۔ مگر عاملہ نے اس سلسلے میں جو قرارداد منظور کی ہے میں اس پر مسلسل غور و خوض کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ اس سے جماعت ایک ایسے راستے پر ڈال دی گئی ہے جو دینی اعتبار سے سخت دوغلے پن بلکہ (مجھے اس سخت لفظ کے استعمال کے لئے معاف فرمائیے) نفاق کا راستہ ہے اور سیاسی حیثیت سے فہم و فراست اور حکمت و دانش کے پہلو سے ہمارے دیوالیہ ہو جانے کا اعلان عام ہے اس قرارداد کا تضاد خلق خدا کے ساتھ ساتھ مضطرب ارکان اور کارکنوں کو مغالطے میں ڈالنے کی ایک دردناک مثال پیش کرتا ہے۔ اس قرارداد کے ایک حصہ میں تو کھلم کھلا اعتراف کیا گیا ہے کہ

"یہ اخلاقی حالت اگر ہماری قوم کی نہ ہوتی تو انتخابات کے یہ نتائج ہرگز ہرگز برآمد نہ ہو سکتے تھے۔ یہ صورت حال اس امر کی ضرورت کو بالکل واضح کر دیتی ہے کہ خود جمہوریت کی بحالی کے لئے بھی قوم کی اخلاقی اصلاح ناگزیر ہے جب تک ہم طبقات کے اخلاق کو پختہ بنیادوں پر استوار کرنے کی فکر اور کوشش نہ کریں گے اس وقت تک دھن دھونس اور دھاندلیوں کے ذریعے سے مسلط ہونے کا دروازہ بند نہ ہو سکے گا"۔

اور اس کے دوسرے حصوں میں یہ کہکر مغالطہ دہی کی حد کر دی گئی ہے کہ :-

"گذشتہ تین ماہ میں قوم جس آزمائش سے گزری ہے اس سے اس کا یہ احساس بالکل واضح ہو گیا ہے کہ وہ اب بیدار ہے اور اپنے حقوق کے لئے ہر ممکن جدوجہد کا عزم رکھتی ہے۔"

اسی کے ساتھ دوسرے فیصلوں میں اس امر کا بھی واشگاف الفاظ میں اعلان کیا گیا کہ :-

" جماعت اسلامی متحدہ محاذ کا بدستور ساتھ دیتی رہیگی"

ان قرار دادوں کا جو مطلب میں سمجھا ہوں اور جو میرے خیال میں ہر پڑھا لکھا آدمی سمجھے گا، یہ ہے کہ جماعت اپنے ارکان کے اندر پیدا شدہ بے چینی کو الفاظ کے گورکھ دھندے میں دبا دینا چاہتی ہے۔ اس میں ان لوگوں کے لئے بھی سامان تسکین موجود ہے جو اصلاح معاشرہ کے طویل اور کٹھن کام کو مجذوب کی بڑ سمجھتے اور اس لادینی سیاست کے چکر میں الجھ کر متحدہ محاذ کا ساتھ دینا چاہتے ہیں اور اس میں ان لوگوں کے ذوق کو بھی نظر انداز نہیں کیا گیا جو انقلاب قیادت کے لئے خود معاشرہ کی اصلاح کو ضروری قرار دیتے ہیں۔ اس طرح کے دو متصادم نظریات کو ایک ہی سانس میں دوہرا دینے کا مفہوم اس کے سوا کچھ نہیں کہ جماعت کی قیادت اب بھی اپنے ارکان اور کارکنوں سے صفائی کے ساتھ بات نہیں کرنا چاہتی اور اسے اپنی سابقہ غلطیوں کا اعتراف کرنے میں شدید تامل ہے۔

محترم مولانا۔ اس وقت ہماری حالت یہ ہے کہ دوسری بہت سی اصولی غلطیوں کے علاوہ ہم نے عورت کی صدارت کے مسئلہ میں جو روش اختیار کی، اللہ تعالےٰ کے ہاں اس کی جو سزا ملے گی اس کا مسئلہ تو الگ ہے۔ اس دنیا میں بھی اندرون اور بیرون ملک ہماری دینی حیثیت ختم ہو چکی ہے۔ اگر ہمیں صدر ایوب کی مخالفت کرنی ہی تھی اور محترمہ مس فاطمہ جناح کا ساتھ دینا ہی تھا تو سیاسی اور جمہوری ضرورتوں کا اظہار کر کے ایسا کیا جا سکتا تھا۔ مگر اس کے لئے ہم نے شریعت اسلام پر جو نوازش کی ہے اور حرمتوں کی ابدی اور غیر ابدی تقسیم کا جو نیا نظریہ پیش کیا ہے اس کے بعد دینی حلقے تو ایک طرف رہے دوسرے غیر جانبدار عناصر حتیٰ کہ اپوزیشن تک کے بعض نمایاں افراد ہمیں ابن الوقت اور سیاست کی خاطر دین میں ترمیم و تحریف کرنے والا گروہ تصور کرنے لگے ہیں۔ آپ عالم اسلام کی صف اول کے عالم دین ہیں، اور میں ایک معمولی طالب علم، میں نے کچھ سیکھا بھی ہے تو آپ کے طفیل۔ لیکن اگر آپ اجازت دیں تو عرض کروں کہ حرمتوں میں ابدی اور غیر ابدی کی یہ تقسیم مان لینے کے بعد ہمارا موقف منکرین حدیث کے گمراہ کن نظریہ سے بھی زیادہ خطرناک ہو جاتا ہے۔ منکرین حدیث کا نظریہ یہی تو ہے کہ وہ فقط قرآن میں بیان کردہ حرمتوں کو ابدی مانتے ہیں۔ حدیث کی حرمتیں ان کے نزدیک غیر ابدی ہیں۔ مگر ہم یہ کہکر ان سے بھی دو قدم آگے بڑھ جاتے ہیں کہ تمام ساری حرمتیں قرآن کی ہوں یا حدیث کی سب کی سب ابدی اور غیر ابدی کے خانوں میں تقسیم ہیں۔

جماعتی پالیسی کی جبریت

محترم مولانا۔ یقین فرمایئے کہ اس نظریہ کی تاویل میں اب تک آپ نے یا دیگر حضرات نے جو کچھ لکھا یا کہا ہے وہ جبر کا نظریں سے (اور یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے کہ جماعتی پالیسی کی جبریت کے تحت میں خود آپ کے اس نظریہ کا دفاع کرنے والوں میں شامل رہا ہوں) مگر اس کے باوجود اس نظریہ کی صحت

مجھ پر واضح نہیں ہو سکی اور آج جبکہ یہ سطور لکھتے وقت میرا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو رہا ہے، میں آپ کا بد ترین بد خواہ ہونگا اگر اس مہلک نظریہ کے متعلق میں اپنے دل کی بات آپ کے سامنے بیان نہ کرتا۔ قرآن اور حدیث میں حرمتوں کے متعلق "ابدی" اور "غیر ابدی" کا تصور ضرور پایا جاتا ہے مگر ابدی اور غیر ابدی کا نہیں۔ مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے یہ دروازہ کھول کر ہم نے تجدد پسندوں کو دین کی پامالی کا اذن عام دے دیا ہے۔ غیر ابدی حرمتوں کی لکھی لکھائی فہرست تو کہیں درج نہیں، ہوگا یہی کہ جو شخص یا گروہ اپنی ضرورتوں اور مصلحتوں کے تحت چاہے گا، کسی حرمت کو غیر ابدی ٹھہرائیگا آخر کسی حرمت کو غیر ابدی ٹھہرانے کا حق صرف ہمیں ہی تو حاصل نہیں ہوا۔ دوسرے بھی تو اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

ایسی صورت میں ہم یہ تو کہہ سکیں گے کہ جن ضرورتوں اور مصلحتوں کی خاطر تم ایک حرمت کو جائز قرار دے لیتے ہو۔ یہ ضرورتیں اور مصلحتیں معتبر نہیں۔ مگر اس کا کیا جواب ہوگا جب پلٹ کر کسی نے کہہ دیا کہ یہ اجتہادی مسئلہ ہے آپ کے نزدیک یہ مصلحتیں غیر معتبر ہیں۔ ہمارے نزدیک معتبر۔ اور جہاں تک نظریہ کا سوال ہے وہ تو آپ ہی کا عطا کردہ ہے۔ اس لئے ہم نے اپنے غلط اجتہاد پر عمل کرتے ہوئے بھی ؎ ع

"سو حرمتوں کو حکم دیا ہے جواز کا"

تو ہم اس لئے ثواب کے امید وار ہیں کیونکہ مجتہد کے نامۂ اعمال میں غلط اجتہاد پر بھی نیکی لکھی جاتی ہے۔ مجھے اس سے پیشتر آپ کے نظریہ حکمت عملی کے ان خطرناک پہلوؤں

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک نور الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور سے شائع کیا

جلد ۵۳ | یوم چہار شنبہ مؤرخہ ۶ ذیقعد ۱۳۸۴ھ مطابق ۱۰ مارچ ۱۹۶۵ء | نمبر ۱۰

حضرت مسیح موعود اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دُوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی
(۴) سب صحابہؓ اور آئمہ رحٓ قابلِ احترام ہیں۔
(۵) سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
(۶) اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

بحرِ حکمت کے موتی

لَیس المؤمن بطعّان
ولا فاحشٍ ولا بذیٍّ
الترمذی بحوالہ انتخاب
صحاح ستّہ

ترجمہ:

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طعن کرنیوالا۔ فحش بکنے والا اور بدزبان شخص ایماندار نہیں ہے

نوٹ:

یہ نصائح صالح معاشرہ کے لئے بنیادی اصولوں میں سے ہیں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

یا یھا الذین اٰمنوا لا یسخر قوم من قوم عسٰی ان یکونوا خیراً منھم ولا نساء من نساء عسٰی ان یکن خیراً منھن ولا تلمزوا انفسکم ولا تنابزوا بالالقاب......
یا یھا الذین اٰمنوا اجتنبوا کثیراً من الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضًا۔

(الحجرات آیات ۱۱، ۱۲)

ہر ایک سے محبت سے پیش آؤ تاکہ تمہارا معاشرہ دنیا میں قابلِ تقلید بن جائے ؎

از محبت تلخہا شیریں شود ۔ از محبت مسہا زریں شود
از محبت دُردہا صافی شود ۔ از محبت دردہا شافی شود

(رومیؒ) ۴۴

سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہونیکی اصل اور حقیقی غرض

ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

میری تمام جماعت جو اس جگہ حاضر ہیں یا اپنے مقامات میں بود و باش رکھتے ہیں اس وصیت کو توجہ سے سُنیں کہ وہ جو اس سلسلہ میں داخل ہو کر میرے ساتھ تعلق ارادت اور مریدی کا رکھتے ہیں اس سے غرض یہ ہے کہ تا وہ نیک چلنی اور نیک بختی اور تقویٰ کے اعلےٰ درجہ تک پہنچ جائیں اور کوئی فساد اور شرارت اور بدچلنی ان کے نزدیک نہ آسکے وہ پنج وقت نماز باجماعت کے پابند ہوں۔ وہ جھوٹ نہ بولیں، وہ کسی شرارت اور ظلم اور فساد اور فتنہ کا خیال بھی دل میں نہ لاویں۔ غرض ہر ایک قسم کے معاصی اور جرائم اور ناکردنی اور ناگفتنی اور تمام نفسانی جذبات اور بیجا حرکات سے مجتنب رہیں اور خدا تعالےٰ کے پاک دل اور بے شر اور غریب مزاج بندے ہو جائیں اور کوئی زہریلا خمیر ان کے وجود میں نہ رہے..... اور تمام انسانوں کی ہمدردی ان کا اصول ہو اور خدا تعالےٰ سے ڈریں اور اپنی زبانوں اور ہاتھوں اور اپنے دل کے خیالات کو ہر ایک ناپاک اور فساد انگیز طریقوں اور خیانتوں سے بچائیں اور پنج وقتہ نماز کو نہایت التزام سے قائم رکھیں اور ظلم اور تعدی اور غبن اور رشوت اور اتلاف حقوق اور بیجا طرفداری سے باز رہیں۔ اور کسی بدصحبت میں نہ بیٹھیں اور اگر بعد میں ثابت ہو کہ ایک شخص جو ان کے ساتھ آمد و رفت رکھتا ہے وہ خدا تعالےٰ کے احکام کا پابند نہیں ہے .... یا حقوق عباد کی کچھ پرواہ نہیں رکھتا اور یا ظالم طبع اور شریر مزاج اور بدچلن آدمی ہے، اور یا یہ کہ جس شخص سے تمہیں تعلق بیعت اور ارادت ہے اس کی نسبت ناحق اور بے وجہ بدگوئی اور زبان درازی اور بدزبانی اور بہتان اور افترا کی عادت جاری رکھ کر خدا تعالےٰ کے بندوں کو دھوکا دینا چاہتا ہے۔ تو تم پر لازم ہوگا کہ اس بدی کو اپنے درمیان سے دُور کرو اور ایسے انسان سے پرہیز کرو جو خطرناک ہے اور چاہیئے کہ کسی مذہب اور کسی قوم اور کسی گروہ کے آدمی کو نقصان رسانی کا ارادہ مت کرو اور ہر ایک کے لئے سچے ناصح بن جاؤ اور چاہیئے کہ شریر اور بدمعاشوں اور مفسدوں اور بدچلنوں کو ہرگز تمہاری مجلس میں گذر نہ ہو۔ اور نہ تمہارے مکانوں میں رہ سکیں کہ وہ کسی وقت تمہاری ٹھوکر کا موجب ہوں گے۔"

(تبلیغ رسالت جلد ہفتم صفحہ ۴۲ و صفحہ ۴۳)

محبت سے کڑوی چیز میٹھی ہو جاتی ہے۔ محبت سے مس سونا بن جاتی ہے۔ محبت سے تلچھٹ صاف بن جاتی ہے۔ محبت سے درد دوا ہو جاتا ہے

(غلام قادر ڈار عفی عنہ)

تبلیغی خطوط وکتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
(حضرت مسیح موعودؑ)

(مرتبہ: شیخ غلام قادر ڈار صاحب)

نائیجیریا

ترجمہ خط نورین اولا سمقبجو ؤد۔ نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ازراہ کرم مفید لٹریچر ارسال فرما کر شکریہ کا موقعہ عنایت فرمائیں۔ مشکور رہوں گا۔

میں نے کچھ رسالے اپنے ایک دوست کے ہاتھ میں دیکھے جس نے مجھے کہا کہ یہ میں نے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور سے منگوائے ہیں۔

میں نے یہ ایڈریس لے کر آپ کو کتابوں کے لئے لکھا ہے نیز مجھے ایسی کتابیں بھی درکار ہیں جو طالبعلموں کے لئے مفید ہوں اور میرے علم میں اضافہ کریں۔

میں نے قرآن شریف کی بہت سی آیات پڑھی ہیں میں نے ان کو بہت مفید پایا۔ اس لئے میری التجا ہے کہ مجھے یہ انگریزی قرآن شریف بہت جلد ارسال فرمایا جائے۔

امید ہے کہ میری التماس کو قبول فرمائیں گے اور مجھے مطلوبہ کتب ارسال فرما دیں گے۔ والسلام

(ان کو ٹیچنگز آف اسلام۔ نیو ورلڈ آرڈر۔ کرائسٹ از کم اور چند دیگر پمفلٹس ارسال کئے گئے اور ان کے خط کا جواب بھی دیا گیا۔)

(۲)

ترجمہ خط: از عبدالقدیر سلامی۔ نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں مذاہب کے تقابلی مطالعہ کا خواہشمند ہوں۔ میں نے ابھی ابھی اسلام قبول کیا ہے۔ جب میں نے مشن سکول میں داخلہ لیا تو مجھے عیسائی بنایا گیا۔ حالانکہ میرا اس عمر میں عیسائی ہونے کا خیال نہ تھا۔ مجھے استاد سے بار بار التجا کرنی پڑی کہ مجھے بپتسمہ دے دیا جائے تاکہ میں اپنی بخوبی تعلیم حاصل کرسکوں۔ میں نے عیسائیت کو عارضی طور پر قبول کیا۔

اب میں نے تعلیم حاصل کر لی ہے اور جو عیسائیت کا بانڈ میرے اوپر دس سال تک رہا وہ ختم ہوگیا۔ اسلام میں آنا میری خواہش بھی تھی۔ اور یہ خواہش اس وقت پوری نہ ہوئی کیونکہ اللہ تعالےٰ کو منظور نہ تھا۔ اب روشنی ہوگئی ہے اور اندھیرا جاتا رہا۔

مشکل یہ ہے کہ میں عربی نہیں پڑھ سکتا۔ اسی دوران میں میرے ایک دوست نے مجھے آپ کا ایڈریس دیا اور کچھ لٹریچر بھی پڑھنے کے لئے دیا اور نیز یہ بھی کہا کہ یہ جماعت دنیا میں اسلام کا پرچار کر رہی ہے۔

میری التماس ہے کہ مجھے مفت لٹریچر ارسال کیا جاوے تاکہ میں دوسروں کو بھی تقسیم کرسکوں۔ اور قرآن شریف انگریزی بھی ارسال کریں۔ جو قرآن شریف یہاں ہیں وہ عربی میں ہیں اور وہ عربی دان ہی مطالعہ کرسکتے ہیں۔

برائے مہربانی مجھے فہرست کتب ارسال کریں تاکہ میں حسب ضرورت بڑی کتابیں منگا سکوں۔

مہربانی فرما کر جلدی جواب ارسال فرمائیں اور میں آپ لوگوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ والسلام

(ان کو عیسائیت کے متعلق لٹریچر بھیجا گیا)

(۳)

ترجمہ خط از باوا کنگاما معرفت باریا موگرا۔ الورن نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

یہ عریضہ اس لئے آپ کو لکھ رہا ہوں کہ میں پہلے عیسائی تھا۔ اور جب میں سکنڈری سکول میں آیا میں نے اپنا مذہب بدل لیا اور مسلمان ہوگیا۔ اور مجھے اسلام کے متعلق زیادہ واقفیت نہیں۔ اس لئے مہربانی فرما کر چند کتابیں ارسال کریں جو اسلام کے متعلق ہوں اور میں انہیں حاصل کر کے بہت مشکور رہوں گا۔ امید ہے کہ کتابیں جلدی ارسال کریں گے۔

(ان کو عیسائیت کے متعلق لٹریچر اور مزید دیگر کتب روانہ کی گئیں)

(۴)

ترجمہ خط از عبدالاحی الکیٹی۔ نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

گذارش ہے کہ میں یہ خط پہلی بار لکھ رہا ہوں تاکہ آپ سے مذہب کے متعلق کچھ معلومات حاصل کرسکوں۔

میں عربی سکول میں ہیڈ ماسٹر ہوں اور ہم غریب ہونے کی وجہ سے مذہبی کتابیں حاصل نہیں کر سکتے۔ اس وجہ سے میں آپ سے اپیل کرتا ہوں کہ مہربانی فرما کر اسلام کی ترقی کے لئے اور خدا کے لئے مندرجہ ذیل کتابیں میرے مندرجہ بالا ایڈریس پر ارسال فرمائیں۔

(۱) انگریزی ترجمۃ القرآن
(۲) فقہی کتابیں۔ اور دیگر کتب
(۳) اور قواعد کے متعلق کتب

میں ان کتابوں کا بڑے شوق سے انتظار کروں گا اور جلدی روانہ فرما کر مشکور فرمائیں۔ والسلام

(ان کو ٹیچنگز آف اسلام، عیسائی معتقدات اور مزید لٹریچر بھیجا گیا)

برلن مسجد کے لئے قوم سے اپیل

مولانا محمد یحییٰ بٹ صاحب امام مسجد برلن کا مکتوب :ــــ

"میرے محترم مکرم جناب، مولانا دوست محمد صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
امید ہے آپ بخیریت ہوں گے۔

جلسہ گولڈن جوبلی کی کامیابی کی خبر اور اس کی تفصیلات آپ کے مؤقر جریدہ "پیغام صلح" میں پڑھ کر بڑی خوشی ہوئی، مسٹر شلکے نے بھی اپنی آنکھوں دیکھا نظارہ مجھے سنایا۔ وہ اپنے ساتھ جلسہ کے اجتماع اور لاہور کے دیگر مناظر کی تصاویر لائے تھے، یہ تصاویر انہوں نے یہاں گذشتہ ہفتے (ہفتہ کی شام کو) دکھلائیں جامع مسجد کی خوبصورتی ماشاء اللہ بہت بڑھ گئی ہے اور بڑا دلکش ہے، اس کے ساتھ ہی مہمانوں کے لئے نئے کمروں کی تعمیر اس خوبصورتی کو بڑھانے کا موجب ہے۔۔۔۔۔۔

"ان تصاویر کو دیکھ کر جامع مسجد احمدیہ بلڈنگس کی یاد تازہ ہوگئی، خدا کرے اب برلن جیسے خوبصورت شہر کی مسجد اور اس سے ملحقہ مکان اور اس کے ساتھ باغ کی خوبصورتی کو بڑھانے کے لئے بھی انجمن خاطر خواہ رقم منظور کرے تا اس کی مرمت ہو سکے اور اس کا رنگ و روغن ہو جانے پر خدا کا یہ گھر بھی خوبصورت ہو جائے۔ یہاں باغ کی حالت بھی اچھی نہیں، مکان باہر سے ٹوٹ گیا ہے، اندر قالین، میز کرسیوں میں کوئی خوبصورتی نہیں، باہر جنگلے کی حالت تو بہت خراب ہو گئی ہے رنگ اتر گیا ہے اور زنگ نظر آتا ہے، اس طرف توجہ کرنے کی بہت ضرورت ہے۔"

امام مسجد برلن کے یہ الفاظ قوم کی خصوصی توجہ کو چاہتے ہیں، برلن مسجد وسط یورپ میں تبلیغ اسلام کا واحد مرکز ہے اور اس کی عمارت جس شان اور خوبصورتی کی حامل ہے، اس پر اور تو اور مغربی جرمنی کی حکومت بھی فخر یہ اس بات کا اظہار کر چکی ہے کہ یہ مسجد برلن کا زیور ہے۔ اس مسجد کو تعمیر ہوئے کم و بیش پینتیس چھتیس سال کا عرصہ گذر چکا ہے، اس اثنا میں دوسری جنگ عظیم کی گولہ باری نے بھی اسے نقصان پہنچایا، قوم نے اس کی تعمیر پر لکھوکھہا روپیہ خرچ کیا ہے، عورتوں نے اپنے زیورات بیچ کر اسے بلند و بالا میناروں کا زیور پہنایا، اس قدر اخراجات کے بعد اس کی موجودہ حالت کی طرف توجہ نہ کرنا کالتی نقضت غزلها من بعد قوة انكاثا (اس عورت کی طرح جس نے اپنا سوت کاتنے کے بعد ٹکڑے کر دیا) کا مصداق ہو گا۔

کیا قوم کے مستطیع اصحاب سرزمین تثلیث میں خدائے واحد کے اس گھر اور اس کے ملحقہ مکان اور باغ کی درستی کا سامان بہم پہنچا کر اسلام کی دعوت و تبلیغ کو مؤثر بنانے میں حصہ لیں گے؟

اخبار احمدیہ
(بقیہ از کالم ۳)

عزم حج

ــــ جماعت احمدیہ لاہور چھاؤنی کے پریذیڈنٹ سید سلطان علی شاہ صاحب مورخہ ۱۳/۳/۶۵ کو بغرض حج کے لئے بذریعہ تیزگام کراچی تشریف لے جا رہے ہیں اور وہاں سے بذریعہ ہوائی جہاز مکہ معظمہ جائیں گے۔ احباب جماعت سے استدعا ہے کہ ان کی خیریت سے واپسی کے لئے دعا فرمائیں۔

اخبار احمدیہ

تولد مسرت

عبدالسلام صاحب فرزند حضرت مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی کو اللہ تعالےٰ نے ۱۲ مارچ ۱۹۶۵ء کو فرزند عطا فرمایا۔ نومولود حضرت مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی کا پوتا اور حضرت شیخ غلام قادر صاحب کا نواسہ ہے۔ اس خوشی کے موقعہ پر ہر دو بزرگان نے پانچ پانچ روپے بطور عطیہ انجمن کو دیئے۔ بزرگانِ قوم سے التماس ہے کہ وہ نومولود کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ اسے اپنے نانا اور دادا کی طرح نیک اور دین کا خادم بنائے اور لمبی [illegible]

منٹو صاحب کی واپسی

ــــ میاں بشیر احمد منٹو صاحب مبلغ افریقہ لاگوس میں تین سال تبلیغ کرنے کے بعد ۲/۳/۶۵ کی شام بذریعہ ہوائی جہاز راولپنڈی پہنچ گئے ہیں۔

سعید احمد جنرل سیکرٹری
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

جماعت راولپنڈی کا جلسہ سالانہ

ذیل کی اطلاع راولپنڈی سے کرنل سعید احمد صاحب جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے نام موصول ہوئی ہے :ــ

اخویم مکرم جناب کرنل صاحب سلمکم اللہ تعالےٰ

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ

کل جمعہ کی نماز کے بعد جلسہ سالانہ کے انعقاد سے متعلق جماعت کے ساتھ مشورہ کیا گیا۔ فیصلہ یہ ہوا کہ ۳ و ۴ اپریل بروز ہفتہ اتوار جلسہ منعقد کیا جائے۔ آج شام سب کمیٹی پروگرام وغیرہ مرتب کرے گی۔ اس کے متعلق بھی انشاء اللہ کل آپ کو مطلع کر دیا جائے گا۔

آپ کا مخلص
محمد عبداللہ راولپنڈی

(باقی اخبار احمدیہ کالم اوّل کے نیچے)

اخبار و افکار

ظہور امام مہدی

معاصر "تنظیم اہل حدیث لاہور" نے ۲۶ر فروری ۱۹۶۵ء کی اشاعت میں "امام مہدی کا ظہور ؟ ــــ امت مرزائیہ خبردار" کے عنوان سے کسی پاکستانی منجم پروفیسر نذیر احمد کی یہ پیشگوئی کی ہے کہ "۱۹۶۵ء وہ سال ہے جبکہ امام مہدی کا بھی ظہور ہو گا اور وہ دنیا میں امن و امان قائم کریں گے"

پاکستانی منجم کی اس پیشگوئی پر تبصرہ کرتے ہوئے معاصر موصوف رقمطراز ہے :-

"اگر خیر سے کوئی مہدی صاحب تشریف لے آئے تو پھر قادیانی مہدی کی پوزیشن بے حد نازک اور قابل رحم ہو گی ــــ اس لئے امت مرزائیہ کو خبردار رہنا چاہیئے"

معاصر موصوف کا شکریہ "امت مرزائیہ" ــــ نہیں بلکہ جماعت احمدیہ جو رسول کریم صلعم کے اسم گرامی احمد کے ساتھ منسوب ہے ــــ تو خدا کے فضل سے ہمیشہ سے خبردار ہے کہ بموجب حدیث نبوی ہر صدی کے سر پر مجدد آیا ہی کرتا ہے اگر کوئی مجدد مہدی کے نام پر آجائے تو اس میں کوئی اچنبھا اور مستبعد بات نہ ہو گی ہاں آپ اپنی خبر لیجئے جو کسی مہدی صاحب کا ظہور حضرت عیسٰے علیہ السلام کے نزول کے ساتھ وابستہ ہے، یہاں تک کہ نمازوں میں انہوں نے ہی حضرت عیسٰے کا امام بننا اور انکے ساتھ مل کر دنیا کو تہ تیغ کرنا ہے اگر وہ ۱۹۶۵ء میں آ گئے تو عیسٰے کہاں ہوں گے پہلے عیسٰے کو آسمان سے اتار کر لایئے پھر مہدی کا نام لیجئے۔

اونٹ بیکار ہو گئے

اسی پاکستانی منجم کی پیشگوئی کا ذکر کرتے ہوئے "تنظیم اہل حدیث" نے یہ بھی لکھا ہے کہ :-

"اسے پڑھکر ہمیں مرزا غلام احمد قادیانی یاد آ گئے ، ان کی پیشگوئیاں بھی خاصی دلچسپ اور لطف آمیز ہوا کرتی تھی۔ بطور نمونہ ہم ناظرین کرام کو ایک پیش گوئی دکھاتے ہیں جو انہوں نے ۱۹۰۲ء میں کی تھی اس کے الفاظ یہ ہیں:-

"ارض حجاز یعنی مکہ اور مدینہ کی راہ میں ریل بھی تیار ہو رہی ہے"
(کشتی نوح ص ۸ مطبوعہ ۱۹۰۲ء)

مرزا صاحب اپنی دوسری کتاب تحفہ گولڑویہ مطبوعہ ۱۹۰۲ء میں اس پیشگوئی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

"تعجب نہیں کہ تین سال کے اندر یہ حکم کہ مکہ اور مدینہ کی راہ کا تیار ہو جائے" (ص ۶۴)

اس قادیانی پیشگوئی کا جو حشر ہوا وہ مرزائیوں کو بھی معلوم ہے کہ آج ۱۹۶۵ء تک بھی مکہ مدینہ کی راہ میں ریل کا نام و نشان نہیں۔"

خود کیجئے کشتی نوح اور تحفہ گولڑویہ سے جو الفاظ نقل کئے گئے ہیں، کیا انہیں پیشگوئی کہا جا سکتا ہے ؟ یہ تو اس زمانہ کی بات ہے جب حجاز ریلوے کا منصوبہ زیر عمل تھا اور حجاز کے ایک حصہ میں ریل بن بھی گئی تھی، جو بعد میں ترک کر دی گئی، انہی حالات کے پیش نظر حضرت مرزا صاحب نے امید ظاہر کی (جیسا کہ "تعجب نہیں" اور "تیار ہو رہی ہے" کے الفاظ سے ظاہر ہے) کہ تین سال کے اندر اندر مکہ اور مدینہ کی راہ میں ریل بن جائے گی، یہ کوئی پیشگوئی نہیں، نہ اس منصوبہ کے فیل ہونے سے حضرت مرزا صاحب پر کوئی حرف آسکتا ہے۔

لیکن حضرت مرزا صاحب کے اس بیان کا اصل مقصد کیا تھا، مکہ اور مدینہ میں ریل کے اجراء کا ذکر آپ نے کیوں کیا ؟ اصل مقصد قرآن کریم اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ارشادات کی طرف توجہ دلانا تھا، جن میں یہ پیشگوئی کی گئی ہے کہ مسیح کے وقت میں اونٹ بیکار ہو جائیں گے ملاحظہ ہوں الفاظ ذیل :-

"ایسا ہی اس نے (اللہ تعالےٰ نے۔ ناقل) نبیوں کی پیشگوئی کے موافق زمین پر بھی دو نشان ظاہر کئے ایک وہ نشان ہے جس کو تم قرآن شریف میں پڑھتے ہو واذا العشار عطلت[1] اور حدیث میں پڑھتے ہو :- ولیترکن القلاص فلا یسعٰی علیھا[2] جس کی تکمیل کے لئے ارض حجاز میں مدینہ اور مکہ کی راہ میں ریل بھی تیار ہو رہی ہے۔"

ظاہر ہے کہ اس عبارت میں حضرت مرزا صاحب قرآن اور حدیث کی پیشگوئی کے پورا ہونے کا ذکر کر رہے ہیں۔ "تنظیم اہل حدیث" کو یہ ذکر پسند نہیں اس لئے صرف آخری فقرہ کو نقل کر کے قرآن و حدیث کی پیشگوئیوں کا ذکر چھوڑ دیا، تاکہ مولویانہ "غیرت" کا پردہ فاش نہ ہو، اگر کہو کہ مکہ اور مدینہ کی راہ میں چونکہ ریل نہیں بن سکی اس لئے پیشگوئیاں پوری نہیں ہوئیں تو یہ تمہارے لئے اور بھی رونے کا مقام ہے کہ تم خدا و رسول کی عظیم الشان پیشگوئیوں کے پورا ہونے کے منکر ہو، پیشگوئیاں تو پوری ہو گئیں، ریل کے ذریعہ نہیں تو نہ سہی مکہ اور مدینہ کی راہ میں موٹروں اور ہوائی جہازوں کے چلنے سے اونٹ تو بیکار ہو چکے ہیں، یہ الگ امر ہے کہ تم اہلحدیث ہو کر حدیث کی صداقت سے بھی انکار کر دو، اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی اور قرآن کریم کے ارشاد کو پورا ہوتے ہوئے دیکھ کر بھی تم "میں نہ مانوں" کی رٹ لگاتے جاؤ کہ مبادا اس سے مرزا صاحب سچے ثابت ہو جائیں۔ واقعات نے تو انہیں سچا ثابت کر دیا، تمہارے انکار سے واقعات تو نہیں بدل سکتے۔ صدق اللّٰہ و رسولہ واذا العشار عطلت و لیترکن القلاص فلا یسعٰی علیھا

[1] جب اونٹ بیکار ہو جائیں گے
[2] اونٹنیاں ترک کر دی جائیں گی اور کوئی ان پر سواری نہ کرے گا۔

"وہ کیا ہوتا ہے"

علامہ شبیر بخاری نے حال ہی میں اسلامک سوسائٹی میں اسلامی نظام تعلیم پر تقریر کرتے ہوئے بتایا ہے کہ :-

"اونچی سوسائٹی کے اٹھانوے فیصد لوگوں کے بچے کانونٹ اور مشنری سکولوں میں پڑھتے ہیں، میں نے ایک ایسے ہی سکول کا معائنہ کیا بچوں نے میرے سامنے اونچی پہاڑی پر یسوع مسیح کا وعظ فرفر سنا دیا۔ ایک بچے سے میں نے پوچھا :-
"بیٹا کلمہ سناؤ"
"وہ کیا ہوتا ہے ــــ معصوم بچے نے حیرت سے پوچھا۔"

کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ ہماری اونچی سوسائٹی کے مسلمان اپنے معصوم بچوں کو مشنری سکولوں میں تو بھیجتے ہیں، لیکن انہیں کلمہ تک نہیں پڑھاتے، چہ جائیکہ اسلام کی کوئی تعلیم انہیں دیں، یہ ٹھیک ہے کہ عام سکولوں میں تعلیم کا بہتر انتظام نہ ہونے کی وجہ سے مجبوراً انہیں مشنری سکولوں میں بھیجنا پڑتا ہے لیکن اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ آپ کلمہ تک انہیں نہ پڑھائیں، اور اپنے مذہب سے انہیں آگاہ ہی نہ کریں۔ اگر گھروں میں روزانہ اٹھتے بیٹھتے کوئی نہ کوئی اسلامی آیت ان کے کانوں میں ڈال دی جائے تو انہیں اپنے دین کا کافی علم ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر والدین خود ہی دین سے بیگانہ اور اس سے متنفر ہوں تو اس کا کیا علاج ! کاش حکومت پاکستان مشنری اور کانونٹ سکولوں کے معیار کے مطابق ایسے سکولوں کے اجراء کا بندوبست کرے، جن میں اسلامی تعلیم کا بھی انتظام ہو، تو یہ مصیبت ختم ہو سکتی ہے، ورنہ مسلمان بچوں کا خدا حافظ !

امریکہ کے کالے مسلمان

امریکہ کے کالے مسلمانوں کا قصہ مدت سے اخباروں میں چل رہا ہے۔ حال ہی میں انہی ... کے ایک گروہ کے قائد مسٹر میلکم ایکس کو نیویارک کے ایک جلسہ میں گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا، کہا جاتا ہے کہ مسٹر میلکم ایکس پہلے کالے مسلمانوں کے قائد ایلیجا محمد کے گروہ میں شامل تھے لیکن جب حج بیت اللہ اور جامع ازہر سے دینی تعلیم حاصل کر کے واپس آئے تو ایلیجا محمد کی رسالت کو ماننے سے انکار کر دیا اور انہیں صاف کہا کہ آپ سیدھے سادے مسلمان کی حیثیت سے محمد رسول اللہ کو آخری نبی اور قرآن

(باقی بر صفحہ ۹ کالم اول کے نیچے)

مولانا شیخ عبدالرحمٰن مصری صاحب

حضرت مسیح موعودؑ کی قرآن دانی پر معترض کا اعتراض فضول ہے

ایک دریدہ دہن مخالف کا اعتراض

ہمارے ایک معزز دوست نے لکھا ہے کہ ایک مخالف نے دریدہ دہنی سے کام لیتے ہوئے کہا ہے کہ مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ زانی کی سزا سنگساری ہے۔ یہ ہے مرزا صاحب کی قرآن دانی حضرت مرزا صاحب نے یہ بات کہاں لکھی ہے اس کے ثبوت میں اُس نے حضور کی مندرجہ ذیل عبارت پیش کی ہے:۔

"بعض اوقات خدا تعالےٰ نے قرآن شریف میں بعض درمیانی وسائط اُٹھا کر اپنے علت العلل ہونے کا ذکر کیا جیسے کہ کہا کشتی جو دریا میں چلتی ہے یہ ہمارا ہی احسان ہے غرض اس جگہ ہم نے آپ کو کافی جواب دے دیا ہے کہ قرآن شریف پر جبر کا اعتراض نہیں ہوسکتا اور نہ ہم جبریہ کہلاتے ہیں آپ کو ابھی تک مسلمانوں کے عقیدہ کی بھی کچھ خبر نہیں یہ بھی آپ نہیں جانتے جس حالت میں چور کے ہاتھ کاٹنے کے لئے اور زانی کے سنگسار کرنے کے لئے قرآن کریم میں صاف حکم فرمایا ہے تو پھر اگر جبری تعلیم ہوتی تو کون سنگسار ہو سکتا تھا"

(کتاب جنگ مقدس گیارہواں پرچہ بیان حضرت مرزا صاحب ۲ رجون ۱۸۹۳ء)۔

حوالہ نقل کرنے والے نے لفظ "تھا" کی بجائے "ہے" نقل کیا ہے ان دونوں لفظوں کے مفہوم میں فرق ہے اس کے بعد کی عبارت بھی ترک کردی گئی ہے جو یہ ہے:۔

"قرآن شریف میں نہ ایک نہ دو بلکہ صدہا آیات انسان کے اختیار کی پائی جاتی ہیں اگر آپ چاہیں گے تو کوئی مکمل فہرست پیش کر دی جائے گی"

عبداللہ آتھم صاحب کا اعتراض

۱۸۹۳ء میں عیسائیوں اور مسلمانوں کے درمیان ایک مباحثہ بمقام امرتسر ہوا تھا مسلمانوں کی طرف سے حضرت مرزا صاحب مباحث تھے اور عیسائیوں کی طرف سے عبداللہ آتھم صاحب تھے۔ مباحثہ کے دوران عیسائی مباحث عبداللہ آتھم صاحب نے ایک اعتراض پیش کیا کہ قرآن شریف جبر کی تعلیم دیتا ہے اور کہتا ہے کہ خدا تعالےٰ تمام اختیار اپنے ہی ہاتھ میں رکھتا ہے اور انسان کو اس کے افعال میں مجبور محض قرار دیتا ہے اور اس کے اختیار میں کچھ نہیں رہنے دیتا۔

حضرت مرزا صاحب کا جواب

حضرت مرزا صاحب نے اس اعتراض کا کافی مفصل اور نہایت ہی معقول جواب دے کر عیسائی مباحث کا منہ بند کر دیا اسی جواب میں سے مندرجہ بالا وہ عبارت نقل کی گئی ہے جس میں زانی کے لئے سنگساری کا ذکر ہے

خلاصہ جواب

حضرت مسیح موعودؑ کے جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر قرآن شریف کے نزدیک انسان اپنے افعال کے ارتکاب میں مجبور محض ہے اور اختیار سے بکلی محروم ہے تو کسی حکم کی نافرمانی پر اسے سزا کس طرح دی جاسکتی ہے اور وہ سزا کو کس طرح خوشی سے قبول کرسکتا ہے ایسی حالت میں جبکہ اُسے اپنے افعال پر کوئی اختیار ہی نہیں اور وہ اس کے کرنے پر مجبور محض ہے تو کیا یہ سراسر ظلم نہیں ہے کہ ایک طرف اس سے جبراً ایک فعل کروایا جائے پھر اسی فعل پر اس کو مورد سزا بنایا جائے لیکن قرآن کریم نے بعض افعال پر سزا مقرر کرکے ثابت کر دیا ہے کہ اس کے نزدیک خدا تعالےٰ نے انسان کو مجبور محض نہیں بنایا بلکہ .... اسکو یہ اختیار حاصل ہے کہ خدا تعالےٰ کے احکام کی اطاعت کرے یا نافرمانی کرے ہاں اطاعت کی جزا اور نافرمانی کی سزا بھی بتلا دی ہے اب اسے اختیار ہے کہ جزا والے پہلو کو اختیار کرے یا سزا والے پہلو کو۔

دو مثالیں

اس کے ثبوت میں حضورؑ نے قرآن شریف سے دو مثالیں پیش کی ہیں ایک مثال تو چور کی دی ہے فرمایا کہ قرآن شریف میں اللہ تعالےٰ نے چوری سے منع فرمایا ہے اور انسانوں کو حکم دیا ہے کہ وہ چوری سے اجتناب کریں۔ اور ساتھ ہی یہ بھی بتلایا ہے کہ جو شخص اس حکم کی نافرمانی کرے گا اس کی سزا یہ ہے کہ اس کے ہاتھ کاٹ دو (قطع ید کے وسیع مفہوم پر میں اس جگہ بحث نہیں کر رہا عام مشہور معنی بیان کر رہا ہوں۔ ناقل) حضور عبداللہ آتھم صاحب کو اپنے جواب میں یہ بتلا رہے ہیں کہ اگر ہر شخص ایسا بنایا گیا ہے کہ وہ چوری کرنے پر مجبور ہے اور اس سے مجتنب رہنے کی طاقت ہی نہیں رکھتا تو چوری کرنے پر اس کو ہاتھ کاٹنے کی سزا جیسی سنگین سزا کس طرح دی جاسکتی ہے۔ سزا کا مقرر کرنا ہی بتلاتا ہے کہ قرآن شریف کی تعلیم اس عقیدہ کے بالکل خلاف ہے کہ انسان چوری کرنے پر مجبور ہے اس سے چوری کروانا کلیتہً و خالصتہً خدا کے اختیار میں ہی ہے جیسا کہ عبداللہ آتھم صاحب کہہ رہے تھے اگر قرآن کریم کی یہ تعلیم ہوتی تو اس میں چوری کی سزا کا قطعاً ذکر ہی نہ ہوتا چہ جائیکہ ایسی سنگین سزا مذکور ہوتی یہ تو ایک مثال ہے ورنہ کسی بھی بُرے فعل کی سزا کا ذکر نہ ہوتا جیسا کہ بعد کی عبارت سے حضور نے ظاہر فرما دیا ہے۔

دوسری مثال

دوسری مثال زانی کی سنگساری کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:۔

"جس حالت میں اللہ تعالیٰ چور کے ہاتھ کاٹنے کے لئے اور زانی کے سنگسار کرنے کے لئے قرآن کریم میں صاف حکم فرماتا ہے"

(یاد رہے کہ قرآن کریم کے ساتھ موجودہ کا لفظ نہیں ہے۔ ناقل)

چور کے ہاتھ کاٹنے کے متعلق تو قرآن کریم کے صریح الفاظ والسارق والسارقۃ فاقطعوا ایدیھما میں موجود ہے گو میرے نزدیک ان الفاظ کا مفہوم صرف ظاہری ہاتھ کاٹنے تک محدود نہیں بلکہ یہ الفاظ اپنے اندر وسیع مفہوم رکھتے ہیں جس پر روشنی اس وقت نہیں کسی اور مناسب موقعہ پر ڈالی جائے گی بہرحال خیر یہ کہ اس وقت کی حالت کو مدنظر رکھتے ہوئے ظاہری شکل میں ہی اس سزا کو جاری کیا گیا تھا اور اس وقت کے حالات کا تقاضا تھا اسی لئے حضرت اقدسؑ نے "ہے" کی بجائے "تھا" کا لفظ اختیار کیا ہے۔

سنگساری کی سزا کے متعلق مسلمانوں کا مذہب۔

اب رہا زانی کو سنگسار کرنے کی سزا دینے کا سوال کیا اس کا ذکر قرآن کریم میں موجود ہے سو اس کے متعلق عام طور پر مسلمانوں کا جو مذہب ہے اس کا یہاں پہلے ذکر کر دینا ضروری ہے عام طور پر اس کے بارے میں مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ قرآن کریم میں رجم کے متعلق حکم نازل ہوا تھا اور اس پر عمل بھی ہوتا رہا لیکن اس کے بعد اس آیت کی تلاوت منسوخ ہوگئی ہے جس میں رجم کا حکم تھا لیکن عمل اس پر منسوخ نہیں ہوا گو ذاتی طور پر مجھے مسلمانوں کے اس عقیدہ سے اتفاق نہیں لیکن بہرحال

مسلمانوں میں یہ عقیدہ اس وقت پایا جاتا تھا جب حضرت اقدس نے اپنے جواب میں اس کا ذکر فرمایا اور اب بھی پایا جاتا ہے۔

آیت رجم کا نزول قرآن میں

روایات پر اگر غور کیا جائے تو بغیر کسی شک کے تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ شروع میں رجم کا حکم قرآن شریف کی وحی میں نازل ضرور ہوا تھا لیکن وہ وقتی ... تھا جو عربوں میں چوری کی طرح زنا کی کثرت کو روکنے کے لئے بطور سخت سزا کے نازل کیا گیا تھا لیکن بعد میں اس قرآن میں سے جسے مستقل طور پر ہمیشہ کے لئے دنیا کو دینے کا ... منشاء الٰہی تھا اسے نکال دیا گیا اور ایسی اور بھی آیات ہیں جو وقتی اغراض کے لئے نازل ہوئیں لیکن بعد میں قرآن کریم سے نکال دی گئیں آیت رجم بھی انہی آیات میں سے تھی جیسا کہ حضرت عمر رضہ کی مندرجہ ذیل روایت سے ثابت ہے وہ فرماتے ہیں ان کے عربی الفاظ کا ترجمہ حسب ذیل ہے:-

حضرت عمر رضہ کی روایت

"اللہ تعالے نے جو کچھ اپنے رسول (صلعم) پر اتارا اس میں آیت رجم بھی تھی سو ہم نے اسے پڑھا اور اسے یاد کیا اور رسول اللہ صلعم نے رجم کیا اور آپ کے بعد ہم نے بھی رجم کیا سو میں ڈرتا ہوں کہ لوگوں پر لمبا زمانہ گزر جائے تو کوئی کہنے والا ہے کہ ہم آیت رجم کتاب اللہ میں نہیں پاتے پس ایک فریضہ کے ترک کی وجہ سے گمراہ ہو جائیں جس کو اللہ تعالے نے اتارا ہے"

یاد رہے کہ یہ بات انہوں نے کثیر التعداد صحابہ رضہ کی موجودگی میں ایک خطبہ میں فرمائی تھی۔

روایت میں چار باتیں

اس روایت سے ایک بات تو یہ ظاہر ہے کہ قرآنی وحی میں رجم کے متعلق آیت ضرور نازل ہوئی تھی اگر نہ ہوئی ہوتی تو حضرت عمر رضہ کے اس قول پر کہ حضرت نبی کریم صلعم پر جو وحی نازل ہوئی اس میں آیت رجم بھی تھی صحابہ رضہ بول اٹھتے کہ یہ بات غلط ہے ایسی کوئی آیت قرآنی وحی میں نازل نہیں ہوئی، پس صحابہ رضہ کا سکوت یقینی ثبوت ہے اس بات کا کہ ایسی آیت ضرور نازل ہوئی تھی دوسری بات اس روایت سے یہ ظاہر ہے کہ قرآن شریف سے بعد میں اس آیت کو نکال دیا گیا اس پر بھی تمام صحابہ رضہ کا اتفاق نظر آتا ہے کیونکہ کسی صحابی رضہ نے قرآن شریف میں اس آیت کی موجودگی کا اظہار نہیں کیا اور تیسری بات اس سے یہ ظاہر ہوتی ہے کہ حضرت عمر رضہ کے عہد خلافت میں قرآن شریف لکھا ہوا موجود تھا چوتھی بات اس سے یہ ظاہر ہوتی ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم کے زمانہ میں بھی رجم کی سزا شادی شدہ زانی کو دی گئی اور خلفاء کے زمانہ میں بھی دی گئی، خلفاء کے زمانہ میں حضرت نبی کریم صلعم کے عمل کے تتبع میں دی جاتی رہی جیسا کہ حضرت علی رضہ کے عمل سے ثابت ہے انہوں نے ایک شادی شدہ زانی میں جلد اور رجم دونوں سزا دیں کو جمع کر دیا اور دلیل یہ دی کہ کوڑے تو میں قرآنی حکم کے تحت لگواتا ہوں اور رجم کی سزا حضرت نبی کریم صلعم کی سنت پر عمل کرتے ہوئے دیتا ہوں اور یہ ظاہر ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم کی سنت کا ماخذ قرآن کریم ہی ہو سکتا ہے۔

وقتی حکم سے بھی استدلال ہو سکتا ہے

اب جبکہ یہ بات ثابت شدہ ہے کہ قرآن شریف میں رجم کا حکم نازل ہوا ہے خواہ وقتی اور عارضی طور پر ہی تھا، بہرحال نازل تو ہوا تھا تو جبر کی تردید میں اس سے استدلال تو کیا جا سکتا ہے یعنی یہ تو کہا جا سکتا ہو کہ اگر زنا کرنے پر انسان مجبور پیدا کیا گیا ہے اور اس فعل بد سے رکنے کے لئے بندہ کو کوئی طاقت ہی نہیں دی گئی تو سنگساری جیسی سنگین سزا کو وہ اختیار کرنے کے لئے کیسے تیار ہو سکتا ہے کیا وہ اس پر احتجاج کرتے ہوئے یہ نہیں کہے گا کہ میں اس سزا کو کیوں قبول کر دوں جبکہ میں مجبور پیدا کیا گیا ہوں۔

موضوع بحث کیا تھا اور حضور کا استدلال

حضرت مسیح موعودؑ عبداللہ آتھم کے ساتھ مباحثہ کے دوران اسلام میں زانی کی سزا کی نوعیت کے متعلق بحث نہیں کر رہے تھے کہ اسکو یہ بتلاتے کہ موجودہ قرآن میں زانی کی سزا صرف جیلد ہی ہے خواہ وہ شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ ہو اور کتنے کوڑے مارنے کی تفصیل پر بحث کرتے ... ان کے سامنے تو عبداللہ آتھم صاحب کا صرف یہ سوال تھا کہ قرآن شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان ہر فعل میں مجبور پیدا کیا گیا ہے، حضرت اقدس نے اسے یہ بتلانا تھا کہ تمہارا یہ خیال غلط ہے مجملہ اور دلائل کے آپ نے دو نہایت ہی سنگین سزاؤں کا بھی بطور مثال کے ذکر کیا کہ مجبور انسان ایسی سنگین سزا کس طرح قبول کرنے کے لئے تیار ہو سکتا ہے۔

عربوں کی اُفتاد طبیعت

عرب کے لوگ تو بڑے آزاد واقع ہوئے تھے وہ کسی کی جابرانہ حکومت کو برداشت کر ہی نہ سکتے تھے اگر وہ لوگ بھی جن کی طبیعت کی افتاد ایسی تھی قرآن کی تعلیم کا وہی مفہوم سمجھتے تھے جو عبداللہ آتھم صاحب پیش کر رہے تھے تو ایسی سزا کو یہ کہکر قبول کرنے سے فوراً انکار کر دیتے کہ ایک طرف تو ہمیں مجبور بتلا رہے ہو اور دوسری طرف ہمارے لئے ایسی سنگین سزا تجویز کرتے ہو جس کے نتیجہ میں یا ہم جان سے ہاتھ دھو بیٹھیں اور یا ہمیشہ کے لئے ہاتھوں جیسی نعمت سے محروم ہو جائیں معلوم ہوا کہ عرب کے لوگ جو عربی زبان کو اچھی طرح سے سمجھتے تھے عبداللہ آتھم صاحب کی طرح قرآن کریم کے کسی لفظ سے یہ نہیں سمجھتے تھے کہ وہ مجبور پیدا کئے گئے ہیں بلکہ اس کے برعکس وہ یہی سمجھتے تھے کہ وہ اپنے افعال کرنے یا نہ کرنے پر قدرت رکھتے ہیں کسی فعل کو وہ چھوڑ بھی سکتے ہیں اور اسے عمل میں لا بھی سکتے ہیں دونوں حالتوں میں اپنے فعل کے مناسب حال نتائج انہیں بھگتنے پڑیں گے۔

حضور کے طرز استدلال کی درستگی

عبداللہ آتھم صاحب کے اعتراض کا رد مستقل اور عارضی دونوں قسم کے حکموں سے کیا جا سکتا تھا جو حضرت مسیح موعودؑ نے کر کے دکھلا دیا شادی شدہ زانی کے لئے سنگساری کی سزا اگرچہ عارضی نوعیت کی تھی لیکن عبداللہ آتھم صاحب کے اعتراض کو دفع کرنے کے لئے کافی سامان اپنے اندر رکھتی تھی اور اسی سے حضور نے فائدہ اٹھایا۔

شادی شدہ زانی کی سزا کے متعلق موجودہ قرآن میں کسی قسم کا ذکر ہونے یا نہ ہونے کا سوال ہی زیر بحث نہ تھا کہ جواب میں اس کے متعلق حضور کچھ فرماتے اور نہ ہی حضور نے اپنے جواب میں یہ تحریر کیا ہے کہ موجودہ قرآن میں یہ حکم موجود ہے کہ حضور کی قرآن دانی کو محل اعتراض بنایا جائے آپ نے صرف مطلق قرآن میں ایسے حکم کے موجود ہونے کا ذکر کیا ہے اور روایات سے ثابت ہے کہ شروع میں قرآن میں ایسا حکم ضرور موجود تھا اور یہ بھی ثابت ہے کہ بعد میں اسے نکال دیا گیا اسی لئے حضرت اقدسؑ نے "ہے" کی بجائے "تھا" کا لفظ استعمال کیا ہے تا اس طرف اشارہ کریں کہ حضرت نبی کریم صلعم کے زمانہ میں کوئی زانی ایسی سنگین سزا کو کس طرح قبول کر سکتا تھا موجودہ قرآن میں تو یہ حکم ہے ہی نہیں کہ آپ یہ فرماتے کہ کس طرح قبول کر سکتا ہے۔

حضرت اقدس کی قرآنی علوم پر گہری نظر

آپ کا جواب تو قرآن دانی کے فقدان کی بجائے قرآنی علوم پر آپ کی گہری نظر کا ثبوت دے رہا ہے مسلمانوں کے جس عقیدہ کو پیش کر کے آپ نے عیسائیوں پر حجت قائم کی اور ان کا منہ بند کیا اس عقیدہ کی صحت جیسا کہ اوپر ثابت کیا گیا ہے روایات سے ثابت ہے ان کی صرف یہ غلطی ہے کہ وہ اس منسوخ شدہ حکم کو اب بھی قرآن کی رُو سے واجب العمل سمجھتے ہیں جبکہ خدا تعالے نے خود اپنی کتاب سے اسے نکلوا دیا ہے تو ہمیں بھی اسے ترک کر دینا چاہیئے حضرت عمر رضہ کا ذاتی خیال بطور حجت پیش نہیں کیا جا سکتا .... بہرحال حضرت اقدسؑ کو اس وقت ان تفصیلی بحثوں میں جانے کی ضرورت نہ تھی آپ کی غرض اتنی بات کو ہی پیش کرنے سے پوری ہو سکتی تھی کہ قرآن کریم میں ایسا حکم ابتداء میں نازل ہوا تھا سو اتنی ہی بات کو آپ نے پیش فرما دیا۔

ایک تائیدی مثال

اس بات کے ثبوت میں کہ ابتداء میں قرآن کریم میں بعض آیات ایسی نازل ہوئی تھیں جو بعد میں قرآن کریم سے خارج کر دی گئیں ذیل کی مثال بھی پیش کی جا سکتی ہے بخاری "باب العون فی المدد" میں مندرجہ ذیل حدیث وارد ہوئی ہے حضرت انس رضہ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم کے پاس قبائل رعل۔ ذکوان - عصیّة

(باقی بر صفحہ کالم اوّل)

مکتوب برلن ——— مولانا محمد یحییٰ بٹ صاحب امام مسجد برلن

برلن (مغربی جرمنی) میں عید الفطر

عید الفطر کا مبارک تہوار امسال ہم نے یہاں مسجد برلن میں مورخہ ۱۲ر فروری بروز بدھ منایا۔ خدا کے فضل سے مسجد بھری پڑی تھی۔ حاضرین میں مرد و زن، مسلمان بھائی اور ہمارے عیسائی دوست، شہزادی کامار تقی، بیرن اور فان جرمن فیمیلیز، افغانستان کے سابق سفیر جرمنی میں میڈیکل ڈاکٹرز، سوداگران اور یونیورسٹی کے طلباء اور دیگر احباب موجود تھے۔ اس کے علاوہ مقامی اخبارات کے نمایندے، رپورٹر اور فوٹوگرافرز بھی شامل تھے۔

حسب پروگرام ہمارا اجتماع ساڑھے دس بجے صبح شروع ہونا تھا۔ احباب دس بجے ہی آنے شروع ہو گئے۔ میں مسجد کے دروازے کے باہر کھڑا احباب کا استقبال کر رہا تھا احباب کے جمع ہو جانے سے مسجد میں قرآن شریف اور درود شریف کے پڑھا جانے کی آواز بلند ہونے لگی۔ اس دفعہ ترکی سے آئے ہوئے نوجوان نے خوش الحانی سے قرآن کریم کی تلاوت کی۔

نماز شروع کرنے سے پیشتر میں نے مسلمان بھائیوں کو صدقۃ الفطر کے ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی اور بتایا کہ اس کا ادا کرنا سیدنا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہر ذی استطاعت مرد و زن پر واجب قرار دیا گیا ہے۔ فطرانہ کی ادائیگی کے بعد میں نے ایک اور اعلان کیا اور یہ اعلان نماز میں تکبیروں کے متعلق تھا۔ یعنی یہ کہ پہلی رکعت میں سات بار اور دوسری رکعت میں پانچ بار تکبیر کہی جائے گی۔

نماز ادا کرنے کے بعد میں نے حاضرین کو خطاب کیا اور خطبہ مسنون کے بعد قرآن کریم سے آیت واعتصموا بحبل اللہ جمیعًا ولا تفرقوا ...... تلاوت کی۔

میں نے کہا کہ یہ عید کا تہوار رمضان کے مہینہ سے وابستہ ہے۔ اور یہ وہ مہینہ ہے جو نفس امارہ سے مجاہدہ کا مہینہ ہے۔ اس مہینہ میں افراد اور قوموں کو اطمینان قلب اور حقیقی راحت کے حاصل کرنے کا طریق بتایا گیا ہے۔ یعنی یہ کہ طبعی خواہشات پر قابو پانا اور انہیں خدا کی بتائی ہوئی حدود کے اندر استعمال کرنا۔ موجودہ تہذیب کا علمبردار انسان آج مادی لحاظ سے طاقتور ہے۔ لیکن دنیا میں امن قائم کرنے میں وہ نہایت ہی کمزور واقع ہوا ہے تمام نسل انسانی کو آج ایٹم کی قوت سے مہیب خطرہ درپیش ہے۔ اور ڈر ہے کہ موجودہ تہذیب کا عقلمند انسان کسی دن اپنے ہاتھوں سے اپنی بنائی ہوئی تہذیب کو تباہ و برباد کر دے گا۔ اس خطرہ کی حقیقی وجہ ایٹم سے حاصل کی ہوئی طاقت نہیں بلکہ خطرہ کی وجہ یہ ہے کہ انسان نے مادی اور روحانی اقدار کا توازن کھو دیا ہے۔ میں نے کہا امن اسی صورت میں ممکن ہے جبکہ انسان اس توازن کو مساوی کرنے کی کوشش کرے گا۔ یوں امن قائم کرنے کی ذمہ داری صرف حکومتوں پر ہی نہیں بلکہ ہر فرد انفرادی طور پر اسکو بحال کرنے کا ذمہ دار ہے۔

اسلام نے اس انفرادی ذمہ داری کو افراد میں بیدار کرتے ہوئے اسلامی برادری کا ایک حلقہ پیدا کیا ہے۔ اور یہ سیدنا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بہت بڑا معجزہ ہے کہ خدا پر ایمان کی بدولت تمام قوموں کو گوری ہوں یا کالی، مشرق میں رہنے والی ہوں یا مغرب میں، آپ نے اسلامی برادری میں منسلک کر دیا ہے ہم مسلمانوں کو آپ کے اس معجزہ کی توقیر کرنی چاہیئے ہر اس کو جو لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار کرتا ہے اسے اپنا بھائی سمجھنا چاہیئے۔ میں نے کہا کہ اسلام کے پانچ بنیادی رکن۔ کیا مسلمان کو اکٹھا رکھنے کے لئے کافی نہیں؟ یقیناً یہ کافی ہیں تاہم فروعی اختلافات کو ...... ختم کرنا چاہیئے۔

مسلمانوں کی باہمی اخوت کا رشتہ مضبوط کر کے سیدنا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور اعلیٰ مقصد مسلمانوں کے سامنے رکھا ہے اور وہ ہے تمام قوموں کو ایک خدا پر ایمان کے مرکزی نقطہ پر جمع کرنا۔ آپ یوں ایک بہت بڑا بلاک بنانا چاہتے ہیں، جس کا مرکزی نقطہ خدا پر ایمان ہوگا۔ یہ وہ بلاک ہے جسکی موجودہ دنیا کو آج ضرورت ہے۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ عیسائی دوستوں کو اس بلاک میں شمولیت کی دعوت دیں۔

خطبہ کے اختتام پر میں نے ایک اعلان کیا، اور یہ اعلان قرآن کریم کے جرمن ترجمۃ القرآن مع تفسیر سے متعلق تھا۔ جسے حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب نے پہلی بار ۱۹۳۹ء میں چھپوایا۔ اور دوسری بار صدر انجمن نے حال ہی میں طبع کرایا ہے۔ اس اعلان کے ساتھ قرآن کریم کی کاپی احباب کرام کو دکھائی گئی۔

اس کے بعد احباب کو عید مبارک کہی گئی۔ اور احباب ایک دوسرے کو عید ملنے میں مشغول ہو گئے۔ حاضرین کی تواضع چائے ڈبل روٹی۔ مکھن۔ پلاؤ۔ گوشت کی گئی۔ ان کی تیاری میں میری اہلیہ، م منصور اور میرے عزیز بھائی عبد الرب نے بڑی محنت سے کام کیا۔ اس کی تقسیم میں مسلمان بہن بھائیوں نے جس میں نومسلمین بھی شامل تھے ہاتھ بٹایا۔

دو گھنٹے تک دوست و احباب مسجد میں رہے باہم ملاقات کی۔ اکٹھے ماحضر، مشروبات و ماکولات پی گئیں اور کھائی گئیں۔ اور یوں عید کا مبارک اجتماع بخیر و خوبی سرانجام پایا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ برتنوں کو اکٹھا کرنے دھونے وغیرہ کا کام جرمن خواتین نے سرانجام دیا۔ اللہ تعالیٰ ان تمام کو جزائے خیر دے۔

آمین

دوسرے دن دو مقامی اخبارات مارگن پوسٹ اور بی زیڈ۔ نے ہمارے اجتماع کی تصویر شائع کی۔ اور اخبار DIE WELT ڈی ویلٹ نے ۶۰ لائنوں پر مشتمل ایک مضمون شائع کیا۔ جس میں خطبہ کے چند الفاظ اور مہمانوں کی تواضع وغیرہ کا ذکر تھا۔ برلن میں بعض نوجوانوں نے ہم سے ایک دن پہلے ہی یعنی منگل کے روز عید کا تہوار منایا تھا۔

راولپنڈی میں تنظیم خواتین احمدیہ

بخدمت جنرل سیکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ ایک مدت سے یہ محسوس کیا جا رہا تھا کہ جماعت راولپنڈی کے شعبہ خواتین کی تنظیم کی جائے تاکہ ہماری خواتین بھی جماعتی سرگرمیوں اور خدمت دین میں عملی دلچسپی لے سکیں، اور اس طرح وہ صحیح معنوں میں اچھی مائیں، بہنیں اور بیٹیاں بن کر آئندہ نسلوں کی راہنمائی صحیح اسلامی خطوط پر کر سکیں، چنانچہ بزرگوں کی اس دیرینہ خواہش کے مطابق راولپنڈی جماعت کے بابرکت اتحاد کے پیش نظر خواجہ نصیر اللہ صاحب اور ملک ظفر اللہ خان صاحب کی جد و جہد کے نتیجہ میں ۱۹ر فروری ۱۹۷۵ء کو بعد از نماز جمعہ جماعت سے متعلق خواتین کی ایک خاصی تعداد کا اجتماع ہوا جس میں شعبہ خواتین کی داغ بیل ڈالی گئی۔ خوش قسمتی سے محترمہ بیگم نصیر احمد فاروقی صاحب ایسی درد دل رکھنے والی معزز خاتون اپنی بے انتہاء مصروفیات کے باوجود سب کی خواہش کے مطابق شعبۂ خواتین کی صدارت پر رضامند ہو گئیں متفقہ طور پر ذیل کے عہدہ داران کا انتخاب عمل میں لایا گیا۔

صدر :۔ محترمہ بیگم صاحبہ نصیر احمد فاروقی
نائب صدر اوّل :۔ محترمہ بیگم صاحبہ شیخ محمد اقبال
نائب صدر دوم :۔ محترمہ حسن آرا ملک
سیکرٹری :۔ مس شاہدہ ملک
خزانچی :۔ محترمہ شاہین ملک

شاہدہ ملک۔ سیکرٹری
تنظیم خواتین احمدیہ۔ راولپنڈی

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔ مینجر

عالمگیر وحدت کے حصول کا قرآنی نسخہ نیکی اور بھلائی میں مسابقت

حضرت مسیح موعودؑ کے نزول کی غرض دجّالی تہذیب کا استیصال ہے

جماعت احمدیہ اپنے اعلیٰ نمونہ اور تبلیغ سے غلبۂ اسلام کے لئے کوشاں ہے

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام بدوملّھی (شاخ لاہور) کے دو روزہ تبلیغی سالانہ جلسہ منعقدہ مورخہ ۲۵-۲۶ فروری سنہ ۱۹۶۵ء کے پہلے اجلاس میں ڈاکٹر اللہ بخش صاحب ریٹائرڈ کیمیکل ایگزامینر نے آیت کریمہ ولکل وجھۃ ھو مولیھا کی تلاوت کرتے ہوئے ایک بصیرت افروز لیکچر دیا جس کا متن حسب ذیل ہے (نمائندہ خصوصی احمدیہ نیوز سروس)

ہر قوم اپنی زندگی کا کوئی نہ کوئی مقصد رکھتی ہے ہمارا مقصد فاستبقوا الخیرات ہے۔ کہ تم ایک دوسرے سے نیکی اور تقوے میں سبقت لے جاؤ۔ اس سعی اور جدوجہد کا نتیجہ یہ ہوگا این ما تکونوا۔ یہاں کہیں بھی تم ہوگے یأت بکم اللہ جمیعا۔ اس سبقت الی الخیر کی وجہ سے تم سب کو خدا تعالیٰ ایک وحدت میں منسلک کر دے گا اور اتحاد نسل انسانی قائم ہو جائیگا وحدتِ نسلِ انسانی کا گُر اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے سے نیکی اور بھلائی کے کاموں میں سبقت کرنا بتلایا ہے مذکورہ آیت تحویل قبلہ کے ذکر میں آئی ہے تحویل قبلہ کا ارشاد بادی بھی وحدت پیدا کرنے کا ذریعہ ہے۔ وہ ظاہری ذریعہ ہے۔ سُنا گیا ہے کہ کبھی امریکہ سے ایک شخص کو بھیجا گیا تھا کہ وہ حج کے موقعہ پر وہاں کا منظر دیکھے۔ مگر وہ شخص وحدتِ اسلامی کے نظارہ سے اتنا متاثر ہوا کہ وہ مسلمان ہو گیا۔ وحدت کا ظاہری ذریعہ بھی اثر انگیز ہوتا ہے۔ جب نماز میں شانہ بشانہ ایک امام کے پیچھے کھڑے ہوتے ہیں تو اجتماعیت اور مساوات کا یہ نظارہ بھی باعث کشش ہوتا ہے۔ مگر قرآن کریم نے حقیقی وحدت کا جو مجرب گُر بتایا ہے وہ نیکی اور طہارت میں ایک دوسرے سے بڑھ جانا ہے۔ چنانچہ اس مقصد حیات کو اپنا کر حضورؐ نے اور صحابہ رضؓ نے ایک بڑی عالمگیر وحدت و مساوات پیدا کر کے دکھا دی۔ آج اس دَور میں اس بات کی سب سے بڑی ضرورت ہے۔ کہ عالمگیر اخوت پیدا کی جائے لیکن جب تک قرآنی اُصول فاستبقوا الخیرات کو مقصد حیات نہ بنایا جائے، اس وقت تک یہ عالمگیر اخوت و مساوات اور وحدتِ نسلِ انسانی قائم نہیں ہو سکتی سبقت کا جذبہ انسانی فطرت میں مرکوز کیا گیا ہے اس لئے اگر اس جذبہ کو نیکی اور طہارت اور وحدت و اخوت کے لئے بروئے کار نہ لایا جائے تو یہی جذبہ مسابقت انسان کو نفس پرستی اور جنس پرستی کی طرف لے جاتا ہے۔

دجّالی تہذیب کی چند اہم خصوصیات

دجّالی تہذیب کا پورا نقشہ آج سے چودہ سو برس پیشتر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کشفی آنکھ کو دکھلایا گیا تھا چنانچہ اس کی چند اہم خصوصیات زبان مبارک نبوی سے بیان کی گئی ہیں:-

(۱) دجّال کی ایک آنکھ روشن اور ایک اندھی ہوگی۔ جو اشارہ ہے اس امر کی طرف کہ دجّال کی دنیاوی آنکھ روشن ہوگی۔ یہ آنکھ دجّال کی مادی تہذیب سے چندھیا جائے گی۔ چنانچہ دجّالی اقوام دنیاوی لحاظ سے بڑی ترقی پر ہیں، سائنس اور مصنوعات کی ایجادات اور ترقیات زوروں پر ہیں۔ اس کے برعکس اس کی دوسری آنکھ اندھی ہے۔ یعنی اخلاقی، روحانی اقدار مفقود ہیں۔ اس تہذیب کا یہ دور عرفان خدا سے دُور ہے۔

(۲)۔ دجّال کی دوسری خصوصیت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت نبی کریم صلعم کے فرمان کے مطابق دجّال زبردست مادی وعسکری قوت کا مالک ہوگا۔ یہاں تک کہ اس کا کوئی مقابلہ نہ ہوگا چنانچہ آج دجّالی اقوام کے پاس جس قدر قوت ہے وہ ظاہر وباہر ہے۔

(۳)۔ تیسری خصوصیت یہ ہے کہ اس کی پیشانی پر "ک ف ر" لکھا ہوا ہوگا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس تہذیب کی وجہ سے کفر وشرک اور دوسری روحانی اقدار کا نمایاں فقدان ہوگا، اور بدی کی لعنتیں عام ہوں گی۔

(۴)۔ چوتھی خصوصیت یہ ہے کہ یطوا بین السماء والارض وہ آسمان وزمین کے درمیان اُچھلتا پھرے گا۔ آپ دیکھتے ہیں یہ اقوام فضا آسمانی میں اڑتی پھرتی ہیں صبح کہیں ہیں تو شام کہیں قرآن کریم میں بھی یہ ذکر آیا ہے وھم من کل حدب ینسلون کہ یاجوج ماجوج تمام روئے زمین پر پھیل جائے گا کھل گئے یاجوج اور ماجوج کے لشکر تمام چشم مسلم دیکھ لے تفسیر حرف ینسلون

یاجوج ماجوج کی ایک اور خصوصیت قرآن کریم میں ان الفاظ میں آئی ہے۔ وھم یحسبون انھم یحسنون صنعا۔ کہ وہ اپنی صناعات اور ایجادات پر نازاں ہوں گے چنانچہ یہ واقعات ہیں کہ دجّالی تہذیب کا سارا تفاخر مادی ترقی و مصنوعات پر قائم ہے جس کے طلسم سے ساری دنیا مرعوب ہو رہی ہے۔ آج صاف نظر آ رہا ہے کہ یہ دجّالی آشوب کا زمانہ ہے۔ حضور نبی کریم صلعم کی پیشگوئیاں ہمارے سامنے پوری ہو رہی ہیں۔ علمائے اسلام اس دَور کو دجّالی دَور شمار کرتے ہیں۔ مگر کس قدر تعجب ہے کہ اس دَور کے مسیحا کے بارے میں خاموش ہیں۔

دجّال کا نمک کی مانند گھُل جانا

اس دجّالی فتنہ کو دُور کرنے کے لئے اس زمانہ میں ایک امام۔ مہدی معہود اور مسیح موعودؑ کا ظہور ہوا۔ انہوں نے فرمایا کہ دجّال ایسی آسانی سے پگھل جائے گا جس طرح سے پانی میں نمک گھُل جاتا ہے۔ یہ نظارہ ہماری آنکھوں کے سامنے سیاسی میدان میں ہی دیکھ لیا جائے کہ دجّالی اقوام باوجود اپنی بے نظیر مادی وعسکری قوتوں کے کس آسانی سے اپنے غلبہ اور اقتدار کو کھوتی چلی جا رہی ہیں۔

مذہبی نقطۂ نگاہ سے بھی آج سے پچاس سال پہلے کس طرح ایک جماعت اٹھی جس نے کہا کہ اسلام کے اصول و نظریات نہ صرف درست ہیں بلکہ غالب ہیں۔ اس کا نمونہ حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ اور حضرت خواجہ کمال الدین رحؒ کی زندگیاں پیش کرتی ہیں کہ کس طرح ان اصحاب اور جماعت احمدیہ کی مساعی کے ذریعہ باوجود بے سروسامانی اور مادی سامانوں سے محرومی کے دجّال کے مذہب یعنی عیسائیت کے برخلاف ایک عظیم الشان کامیاب تحریک پیدا کر دکھلائی۔

اگر آپ غور سے سوچیں ان کے پاس کیا چیز تھی ان کے پاس ظاہر طاقت وقوت کے لحاظ سے کچھ بھی نہ تھا۔ اور دعوے یہ تھا کہ ہم ساری دنیا کو اسلام کا غلام بنا دیں گے۔ کوئی طاقت نہیں۔ کوئی خزانہ نہیں۔ کوئی لشکر نہیں۔ کوئی بھاری جمعیت نہیں، ان کے پاس کیا تھا۔ یہی کچھ جو آپ کے سامنے بیٹھے ہیں کہ چوہدری سید احمد صاحب و چوہدری اللہ بخش صاحب۔ سید عابد علی مرحوم۔ چوہدری غلام حیدر مرحوم، اللہ اکبر! ایک نے تفسیر قرآن کا بیڑا اٹھایا اور دوسرے نے کہا کہ میں لنڈن میں جا کر تبلیغ دین کا علم بلند کرتا ہوں۔ اور یہ ایسا دَور تھا کہ جب عالم اسلام

(باقی بر صفحہ ۹ کالم ۲)

(بقیہ صفحہ ۶)

اور بنو لحیان آئے اور کہا کہ ہم مسلمان ہو گئے ہیں ہماری قوم مخالفت کر رہی ہے آپ ہماری مدد کریں حضرت نبی کریم صلعم نے ۷۰ انصار ان کی مدد کے لئے ان کے ساتھ کر دیئے حضرت انس رضؓ کہتے ہیں کہ ہم ان انصار کو قراء کے نام سے پکارا کرتے تھے۔ دن کو یہ لوگ لکڑیاں لادا کرتے تھے اور رات کو نماز پڑھا کرتے تھے یہ انصار ان قبائل کے ساتھ چلے گئے اور جب یہ لوگ راستہ میں بئر معونہ پر پہنچے تو ان لوگوں نے عہد شکنی کر کے ان انصار کو قتل کر دیا حضرت نبی کریم صلعم نے ایک ماہ تک قنوت کرتے ہوئے ان قبائل پر بد دعا کی۔ حضرت قتادہ رضؓ کہتے ہیں کہ حضرت انس رضؓ نے ہم سے بیان کیا کہ ان انصار کے بارے میں انہوں نے قرآن پڑھا یعنی اُن کے بارے میں قرآنی وحی نازل ہوئی جسے وہ پڑھا کرتے تھے جس کے الفاظ یہ تھے :-

"الا بلّغوا عنّا قومنا بأنّا قد
لقینا ربّنا فرضی عنّا و ارضانا
ثمّ رفع بعد ذالك"

یعنی ہماری طرف سے ہماری قوم کو یہ پیغام پہنچا دو کہ ہمیں اپنے ربّ کی لقا کا شرف حاصل ہو گیا ہے وہ ہم سے راضی ہو گیا اور اس نے ہم کو بھی راضی کر دیا اس کے بعد حضرت انس رضؓ فرماتے ہیں کہ یہ قرآنی وحی جو ہم پڑھا کرتے تھے بعد میں اُٹھالی گئی یعنی قرآن سے خارج کر دی گئی۔

مثال میں وقتی آیات کے نزول کا ثبوت

اس مثال سے صاف واضح ہو رہا ہے کہ جب قرآن شریف نازل ہو رہا تھا تو اس وقت بعض آیات ایسی بھی نازل ہو جاتی تھیں جو محض وقتی نوعیت کی ہوتی تھیں جو بعد میں اس قرآن کریم سے خارج کر دی گئیں جس کو دائمی طور پر قیامت تک کے لئے دنیا کو دینا تھا پس اگر رجم کی آیت کے متعلق بھی تسلیم کر لیا جائے کہ شروع میں ملکی حالات کے ماتحت زنا جیسی بدی کی کثرت کو دور کرنے کے لئے ایسی سنگین سزا کو وقتی طور پر قائم رکھنے کیلئے رجم کا حکم نازل کر دیا ہو اور بعد میں اسے خارج کر دیا گیا ہو تو اس میں کون سا استبعاد عقلی ...... یا کونسی قباحت لازم آسکتی ہے۔

خدا کرے کہ اس دریدہ دہن معترض کے دل میں اپنے بے جا اعتراض پر ندامت محسوس ہو اور آئندہ اعتراض کرنے میں جلد بازی سے کام لینے سے رُک جائے۔

اخبار و افکار ——— از صفحہ ۴

کو آخری کتاب تسلیم کیجئے اور پیغمبری کے دعوے کو چھوڑیئے، ایجا محمد کے اصرار پر مسٹر میلکم ایکس اس سے الگ ہو گئے اور اپنا علیحدہ گروہ بنا لیا اور علی الاعلان اسلام کی تلقین شروع کر دی، جس پر امریکہ کے سفید لوگ جو پہلے ایجا محمد سے خائف تھے اور زیادہ برافروختہ ہو گئے۔ اور پھر کسی سر پھرے نے بھرے جلسہ میں ان پر گولی چلا دی۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔

یہ ایک نہایت افسوسناک واقعہ ہے جو امریکہ کے کالے مسلمانوں کے ساتھ سفید رنگ امریکنوں کے انتہائی بغض

(باقی کالم ۳ کے نیچے)

عالمگیر وحدت کے حصول کا قرآنی نسخہ

(بسلسلہ صفحہ ۳)

انتہائی مایوس تھا۔ آپ اس کا اندازہ ایک واقعہ سے کر سکتے ہیں کہ خواجہ کمال الدینؒ کی وفات پر تعزیت کا اجلاس ہوا۔ ڈاکٹر خلیفہ شجاع الدین نے خواجہ صاحب کو کہلوایا کہ آپ جو لنڈن میں جا کر تبلیغ دین اور اشاعت اسلام کا عزم رکھتے ہیں، اس میں مایوسی ہی نظر آتی ہے آج لوگ مذہب کو چھوڑ چکے ہیں۔ دین اسلام سے مغربی لوگ متنفر ہیں۔ آپ محکوم ہیں اور وہ حاکم ہیں۔ ان کی تہذیب بالاتر۔ ان کی حکومت دنیا پر۔ ان کا اثر مشرق و مغرب پر۔ لہٰذا خواجہ صاحب کو سمجھائیں کہ آپ مغرب میں تبلیغ اسلام کے خواب نہ دیکھیں۔ اگر شوق تبلیغ ہے تو مشرق میں جا کر پورا کریں۔

اسلام سے مایوسی کیونکر اس کے غلبہ کے یقین سے بدل گئی۔

چنانچہ ڈاکٹر خلیفہ شجاع الدین نے کہا کہ خواجہ صاحب مرحوم کے ۱۹۱۲ء میں انگلستان میں تبلیغ کے کام کو شروع کرنے کے وقت تو میرا یہ خیال تھا مگر آج میں اعلان کرتا ہوں کہ میں غلط تھا اور خواجہ صاحب مرحوم درست تھے۔ اب وہاں اسلام کا جھنڈا گاڑا جا رہا ہے۔ لارڈ ہیڈلے اور بڑے بڑے اہل علم و فکر مغرب میں اسلام قبول کر چکے ہیں۔ مقرر صاحب موصوف نے اپنی تقریر کو جاری رکھتے ہوئے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی تبلیغ دین اسلام کی تاریخی خدمات کا ذکر کیا اور فرمایا کہ اس انجمن نے دین اسلام پر نہایت نادر علم کلام پیدا کیا ہے۔ قرآن و حدیث کے تراجم و تفاسیر مختلف زبانوں میں شائع کی ہیں۔ مغرب میں کامیاب طور پر اشاعت اسلام کا کام جاری ہے۔ اس کی وجہ سے جہاں مغربی دنیا میں دین اسلام کی اشاعت و تبلیغ ہوئی وہاں مسلمانوں کے ایمان بھی تازہ اور پختہ ہوئے، اور اسلامک آئیڈیالوجی پر ایمان راسخ ہو گیا۔ پاکستان کا حصول اور قیام اسی اتحاد عمل اور اتحاد فکر کا نتیجہ ہے۔ ایک دفعہ قائد اعظم کے پاس بھی بعض لوگ گئے کہ احمدی کافر ہیں ان کو مسلم لیگ سے نکال دینا چاہیئے مگر آپ نے اتحاد اسلام کو قائم رکھتے ہوئے فرمایا کہ جو اپنے آپ کو مسلمان تسلیم کرتا ہے وہ مسلمان ہے۔ اگر حضرت قائد اعظم اس جھگڑے میں پڑ جاتے۔ تو یقیناً پاکستان کا حصول ناممکن ہوتا۔ تاریخ شاہد ہے کہ جب کلمہ شریعت پر مسلمانوں کا اتحاد ہوا تو اس کی وجہ سے انہوں نے بڑی بڑی قوتوں کو نیست و نابود کر ڈالا غلبۂ اسلام کے نظریہ پر اسی اتحاد کے طفیل یہاں پاکستان ملا اور اب اسی کے مد نظر پاکستان کی بقا ممکن ہے حضرت بانیٔ سلسلہ نے اس حقیقت نفس الامری کو اپنے ایک شعر میں یوں بیان کیا ہے ؎

از وہ دیں پروری آمد عروج اندر نخست ٭ باز ہوں آید بیاید ہم ازیں رہ بالیقیں

تم نہی اصول اور مقاصد کو پیش نظر رکھو۔ جو پہلے رکھے گئے تھے۔ وہ یہی ہیں کہ مسابقت الی الخیر۔ اس اصول کی وجہ سے مسلمانوں میں اتفاق فکر اور اتحاد عمل بھی پیدا ہو، اور دین اور دنیا کی نعمتیں بھی حاصل ہوئیں۔

ڈاکٹر صاحب نے علامہ اقبال کے مرد مومن کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ مرد مومن کون تھا۔ جس نے اس وقت مسلمانوں کے ایمان کو تازہ کیا۔ اور ان کی مایوسیوں اور پریشانیوں کو امید و اطمینان میں بدل دیا۔ اور ان کو یقین کر دایا کہ دین اسلام کی اقدار زندہ ہو گئیں ہیں اور یہ اسلام برحق اور غالب آنے والا دین ہے

؏ کوئی اندازہ کر سکتا ہے اس کے زور بازو کا
نگاہِ مردِ مؤمن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
ولایت پادشاہی علمِ اشیاء کی جہانگیری
سب کیا ہیں فقط اک نقطۂ ایماں کی تفسیریں

یہ مردِ مؤمن کیا تمہیں قادیان کے علاوہ اور کہیں نظر آتا ہے؟

حضرت مرزا صاحب علیہ السلام ہم سے یہی چاہتے تھے کہ تم اسمی اور رسمی اسلام پر ناز نہ کرو۔ اسلام کا زندہ ہونا تم سے ایک فدیہ مانگتا ہے اور وہ ہے ہمارا اس کی راہ میں مرنا یعنی زندہ رہتے ہوئے موت قبول کرنا۔ حرص و ہوا کے جذبات، مادہ پرستی اور نفس پرستی کے علائقات سے علیحدہ ہو کر اسلام کے اصولوں کے مطابق زندگی بسر کرنا دینی و دنیاوی کامیابیوں کی کلید ہے۔ جماعت احمدیہ نے اس زمانہ میں پھر سے اس اصول کو اپنایا۔ اور صحابہ کرام رضؓ کا نمونہ پیدا کر دکھلایا۔ چنانچہ اسی ضمن میں سیالکوٹ کے میر حامد شاہ صاحب مرحوم کا واقعہ ہے کہ کس طرح انہوں نے قتل کے مقدمہ میں اپنے بیٹے کے خلاف سچی گواہی دی۔ ایسے نمونوں کو دیکھ کر علامہ اقبال نے علیگڑھ میں غیر احمدیوں کے ایک مجمع میں کہا تھا کہ اگر تم نے اس زمانہ میں ٹھیٹھ اسلام کا نمونہ دیکھنا ہو تو وہ اس فرقہ میں تمہیں آج ملے گا جو قادیان میں پیدا ہوا ہے"

ڈاکٹر صاحب موصوف نے اپنی تقریر کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ تبلیغ اسلام ثانوی چیز ہے۔ اصل چیز اجتماعی نمونہ و کردار ہے اجتماعیت کے نتیجہ میں دجالی تحریکیں اور فتن پانی کی طرح گھل جائیں گے۔ فتح اسلام کا گُر یہ ہے کہ ایک ایسی جماعت تیار کی جائے جو اسلام کے اصولوں پر کاربند ہو جس کا نمونہ یا حرکت کشش ہو وہ جہاد ظاہری میں بھی مصروف ہو اور باطنی میں بھی۔ حقیقی طور پر اللہ تعالےٰ پر ایمان رکھتی ہو۔ صالحہ اعمال بجا لاتی ہو۔ خدا کو حاضر و ناظر جانتی ہو، اور ایک دوسرے کے مقابلہ میں نیکی میں سبقت کرتی چلی جائے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تم عالمگیر اخوت و مساوات پیدا کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے ٭

بقیہ کالم اوّل

تعصب کا مظہر ہے، لیکن انہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ کالے مسلمانوں کی تحریک اس قسم کی سفاکانہ حرکات سے رُک نہیں سکتی بلکہ اور بھی زیادہ جوش و خروش سے ابھرے گی اور دیا تو سفید رنگ امریکنوں کو بھی اسلام کا گرویدہ بنا کر موجودہ نسلی امتیاز کو مٹانے اور کالے اور گورے میں مساوات قائم کرنے کا موجب ہوگی، یا بقول ایجا محمد اب اس قوم [illegible]

میں نے جماعت اسلامی سے استعفیٰ کیوں دیا؟

جماعت کے دینی اور سیاسی افکار پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا

مولانا کوثر نیازی کا خط مولانا مودودی کے نام

(۲)

جیل سے خط

میں آپ کے سامنے انتہائی ندامت کے ساتھ خود اپنے بارے میں بھی یہ اظہار ضروری سمجھتا ہوں کہ اپنے حقیر سے علم اور مطالعہ کی بناء پر میری رائے یہی تھی کہ موجودہ سیاسی اور جمہوری روایات کی بات تو دوسری ہے لیکن شرعاً عورت کسی بھی صورت میں صدر مملکت نہیں بنائی جا سکتی اور اس کا تو میں کوئی تصور اپنے ذہن میں نہیں رکھتا تھا کہ کبھی ہم بھی اسلام کے نام پر ایک خاتون کی حمایت میں ایسی تحریک چلا سکتے ہیں۔ چنانچہ میں نے اپنی مسجد میں سوالات کا جواب دیتے ہوئے سینکڑوں افراد کے سامنے قرآن و حدیث کے دلائل سے اپنے اس عقیدے کی وضاحت کی اور بعد میں اخباری نمائندوں کی خواہش پر اس خطبہ کا خلاصہ اخبارات کو بھی بھجوا دیا۔ مگر اس دوران مجھ پر یہ انکشاف ہوا کہ جماعت اس سے الگ نقطہ نظر پر سوچ رہی ہے اور امکان غالب اس کا ہے کہ مس فاطمہ جناح کی حمایت کا فیصلہ کیا جائے گا۔ میں اس انکشاف پر سراسیمگی کا شکار ہو کر رہ گیا۔ اور جماعت کے فیصلے کے انتظار میں اس بیان کو واپس لے لیا۔

مجھے بعد میں یہ جان کر خوشی ہوئی کہ آپ نے جیل سے مرکز جماعت کو یہ ہدایت بھجوائی ہے کہ اس مسئلہ پر ہرگز متحدہ محاذ سے اختلاف کا ساتھ نہ دیا جائے۔ آپ کی گذشتہ تحریروں کی روشنی میں امید بھی اسی بات کی تھی۔ لیکن جب مجلس مشاورت میں جیل سے آئی ہوئی آپ کی وہ تحریر پڑھ کر سنائی گئی (جسے بعد ازاں لفظ بلفظ مجلس مشاورت کی قرارداد کی صورت میں اخبارات کو ارسال کر دیا گیا) تو میرے حسن ظن کو انتہائی ٹھیس پہنچی۔ شاید آپ کو معلوم نہ ہو میں یہاں یہ بھی وضاحت کر دوں کہ مجلس مشاورت کے جس اجلاس میں محترمہ کی حمایت کا فیصلہ کرتے ہوئے اس قرارداد کو منظور کیا گیا میں اس میں اپنی غلط فہمی (یا وقت کے بارے میں غلط اطلاع ؟) کی وجہ سے شریک نہ ہو سکا جب میں پہنچا تو یہ قرارداد اخبارات کو بھجوائی جا چکی تھی۔ کاش میں اس وقت موجود ہوتا اور اس غلط نظریہ پر اہل مجلس کو متنبہ کر کے کم سے کم قرارداد کے الفاظ تو تبدیل کرا دیتا۔ ظاہر ہے اس کے بعد "تیر از کمان رفتہ" والا معاملہ تھا۔ اب جماعتی دستور کی رو سے میں اس فیصلہ کی تائید پر مجبور تھا۔ اور جس رائے کو میں دلائل کی بناء پر مرجوح بلکہ غلط سمجھتا تھا اب صرف اس لئے کہ وہ قرارداد منظور ہو چکی ہے جماعت اور مجلس مشاورت کا رکن ہونے کی وجہ سے میں تحریر و تقریر کے ذریعے اس کی تائید و توثیق کرنے لگا۔

مولانا۔ میں بہت گنہگار ہوں مگر میری پوری زندگی کے گناہ ایک طرف اور یہ اکیلا گناہ دوسری طرف، کہ میں نے جس بات کو شرعاً درست نہیں سمجھا تھا صرف جماعتی قواعد و ضوابط کی وجہ سے اس معصیت پر مجبور ہو گیا کہ اب اس کی نمائندگی کروں؟ اللہ میرے اس جرم کو معاف فرمائے ورنہ ڈرتا ہوں کہ کہیں اس جرم کی وجہ سے میرا دل رہے سہے ایمان سے محروم نہ ہو جائے۔ نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا۔

مولانا! میری رائے یہ ہے کہ اب ہماری یہ محبوب جماعت اسلامی ایک عجیب و غریب صورت حال سے دو چار ہے۔

۱۔ اس جماعت کی ابتداء کے وقت نظام حکومت کی اصلاح کا جو تصور آپ نے پیش کیا تھا اس کا خلاصہ یہ تھا کہ افراد میں ایمان و اسلام اور احسان کا صحیح شعور پیدا کر کے انہیں انفرادی زندگی میں متقی بنایا جائے اور ان افراد کے ذاتی عمل اور شہادت حق کے ذریعے معاشرے کی اصلاح کی جائے اس طریقے سے نظام حکومت کی اصلاح آپ سے آپ یوں ہو گی جیسے سنگترے کے بیج سے سنگترے کا درخت اُگے پھر اس درخت سے سنگترے کا پھل پیدا ہوتا ہے۔ اس عمل کے طور پر اسلامی حکومت اسی اصلاح یافتہ معاشرے سے ظہور پذیر ہو گی۔ یہ تصور اگر جماعت کی نگاہوں سے اوجھل ہوتا تو کسی اہم مرحلے پر اسے اجاگر کرنے کے بعد پھر سے زیر عمل لایا جا سکتا تھا۔ لیکن دوسرے بہت سے اصحاب قلم کے علاوہ خود آپ نے پچھلے آٹھ دس برس میں جماعت کو جو فکری غذا دی ہے اور جس طرح پہلے۔ دوسرے اور تیسرے مرحلے کا تصور اقامت دین ہی کا نتیجہ ہے جو آپ نے شروع میں پیش فرمایا تھا۔ اس کے بعد جماعت کے کارکنوں کو پھر سے اصلاح ذات اور اصلاح معاشرہ کے کاموں پر لگا دینے کا کوئی امکان باقی نہیں رہا۔ مزید براں ہم نے پچھلے چند سالوں میں بالعموم اور صدارتی انتخاب میں بالخصوص جس قسم کی پوزیشن کا کردار ادا کیا ہے، ارباب اقتدار کو اپنا ہدف بنایا اور خود جس طرح ان کے حریف بنے ہیں اس کے بعد داعی دین کی حیثیت سے ہمارے لئے ملک میں کام کرنے کی کوئی صورت موجود نہیں۔ اس پہلو سے میری مایوسی اس وجہ سے اور بھی زیادہ بڑھ گئی ہے کیونکہ ہم نے ۱۹۶۴ء کی انتخابی پالیسی سے لے کر عورت کے مسئلہ صدارت تک ہر منصفانہ دیانت کے لئے جس طرح نصوص قرآن و حدیث کو پیش کیا ہے اس کے بعد اس ملک میں کوئی ذی فہم آدمی ہماری پیش کردہ دینی اور اسلامی دعوت پر اعتماد نہیں کر سکتا۔

ماضی اور حال

تفصیلات میں جانے کی ضرورت نہیں۔ تضادات کا شکار ہوتے جانے کے سارے ادوار آپ سے بڑھ کر کس پر روشن ہوں گے۔ پہلے ہم نے امیدواری کو حرام قرار دیا۔ اس کے لئے صحابہ تک کی کسی جلیل القدر شخصیت میں امیدواری کا کوئی پہلو ہمارے سامنے پیش کیا گیا تو ہم نے اپنی اجتہادی رائے کو نص کا درجہ دے کر اس پر تنقید کرنے سے بھی دریغ نہیں کیا۔ مگر اب ہم اپوزیشن کے ساتھ مل کر امیدواروں سے خود درخواستیں طلب کر رہے ہیں۔ ہم نے کہا کہ صالح نمائندہ پنچائتی سسٹم سے آئے جس جماعت یا گروہ سے بھی تعلق رکھتا ہو۔ پھر ہم نے صالح نمائندوں کو جماعت کے دائرے میں محصور کر دیا۔ پہلے ہم پارٹی ٹکٹ کو لعنت کہتے تھے۔ اب محاذ کے ساتھ شریک ہو کر "غیر صالحین" کو بھی ٹکٹ بانٹ رہے ہیں۔ ہم نوٹ پر قائد اعظم کی تصویر چھاپنے پر سخت برہم تھے۔ صدارتی انتخاب میں ہمارے کارکنوں نے ان کی بہن کے تصویری ووچر گلی گلی فروخت کئے۔ پہلے ہم نے صدارتی سے بھی بڑھ کر امارتی تصور خلافت پیش کیا تھا۔ اب ہم پارلیمانی نظام جمہوریت کو اسلامی قرار دیتے ہیں۔ پہلے ہم اسمبلیوں میں اراکین کی الگ پارٹیاں بنانے کو غیر اسلامی قرار دیتے تھے بعد میں ہم نے خود اس پر عمل کیا۔ پہلے ہم مخلوط جلسوں میں شریک نہیں ہوتے تھے اب مخلوط جلسوں کی صدارت کرتے اور ان میں تقریریں کرتے ہیں۔ پہلے ہم علماء کے اتحاد کی کوشش کرتے اور موجودہ پارٹیوں کو ساتھ ملانا غلط سمجھتے تھے۔ اب علماء کے اتحاد سے بے نیاز اور سیاسی پارٹیوں کے محاذ کو مضبوط کرنا تقاضائے اسلام سمجھتے ہیں۔ پہلے ہم خواتین کو ووٹ کا حق دینے میں راضی نہ تھے۔ اب ان کی صدارت تک کے لئے کوشش کرتے ہیں۔ پہلے ہم اپوا کے زبردست ناقد تھے اور اب انہیں کا ایک حصہ متحدہ حزب اختلاف کی خواتین کمیٹی کی صورت میں منتقل ہوا ہے تو ہمارے اکابرین کی بیگمات ان کے جلسوں سے خطاب فرماتی ہیں۔ پہلے ہم طلباء کو عملی سیاست میں حصہ لینے سے روکتے تھے۔ اب ان سے عملی سیاست میں شریک ہونے کی اپیلیں کرتے ہیں۔ پہلے ہم جلسوں جلوسوں اور نعروں کو غیر اسلامی کہتے تھے۔ اب علاقہ کچہری تک کے جلوس نکالتے اور اپنے رہنماؤں کے لئے زندہ باد کے نعرے لگاتے ہیں۔ پہلے ہم ان انسانی (غیر اسلامی) قوانین پر چلنے والی عدالتوں میں مقدمات لے جانا بہت بڑا گناہ سمجھتے تھے۔ اب انہی عدالتوں کو ہم عدل و انصاف کا محافظ قرار دیتے ہیں۔ پہلے ہم وکیلوں کو شیطانی برادری کا رکن سمجھتے تھے۔ اب انہی کو جمہوریت کا سرپرست کہتے ہیں۔

میں یہ عرض نہیں کرنا چاہتا کہ ہماری ان باتوں سے کونسی بات صحیح تھی اور کونسی غلط۔ یہ تو محض نمونہ از خروارے

ہے اور یقین مانئے انتہائی دُکھ کے ساتھ میں نے جماعتی تاریخ کی طرف یہ اشارے کئے ہیں۔ عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ جب اتنے واضح تضادات کو وقت کی گردش کے ساتھ ساتھ ہم اسلامی اور دینی سمجھ کر چھوڑتے اور اختیار کرتے رہے ہیں تو اب "ترک و اختیار" کے ان مظاہروں کے بعد اپنے ارکان کے سوا کون ہمارے دینی فکر پر بھروسہ کرے گا؟

غیر جمہوری نظام

(۲) اگر ہم دین کے لئے کوئی کام نہ کر سکتے تھے تو ہمارے لئے ایک سیاسی پارٹی کی حیثیت سے کام کرنے کا دوسرا میدان باقی تھا۔ مگر میں نہایت افسوس کے ساتھ عرض کر رہا ہوں کہ ہماری تنظیم کے قواعد اور اس کی موجودہ ہیئت اس کے لئے سخت غیر موزوں اور نامناسب ہے۔ ہمارے نظام میں محدود رکنیت کا جو طریقہ اختیار کیا گیا ہے اس کی وجہ سے ہمارے ارکان کی تعداد ابھی تک ڈیڑھ ہزار سے متجاوز نہیں ہو سکی۔ اس میں بھی ہر پندرھواں رکن تنخواہ دار ہمہ وقتی کارکن ہے جماعت کے پورے در و بست اور قیادت پر انہی ہمہ وقتی کارکن اصحاب کا قبضہ ہے، یہ ٹھیک ہے کہ ان میں انتہائی مخلص لوگ شامل ہیں۔ لیکن جیسا کہ آپ کی طرف سے قیم حلقہ ہونے کی بالاصرار دعوت پر میں نے عرض کیا تھا ہمہ وقتی ہونے کے بعد تنخواہ اور معاوضہ کی شرح سے کام کی پیمائش ہوتی ہے اس کے لئے غریب کارکنوں کو اپنے مواقع میں بہت کچھ کارگزاری بیان کرنا پڑتی ہے۔ معترض ارکان کا جواب دینے کے لئے حامی ارکان ڈھونڈنے پڑتے ہیں نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بے لوث تنخواہ دار قیادت بھی سازشوں کا اور گروپ بندیوں کا شکار ہو جاتی ہے۔ ہمارے ہاں معیار بدقسمتی سے یہ نہیں کہ کون اہل ہے۔ جسے اعزازی طور پر ہی سہی جماعت کی قیادت سونپ دی جائے معیار یہ ہے کہ کون فارغ یا معاشی پریشانیوں میں مبتلا ہے جسے ہمہ وقتی بنا کر قائد بنا دیا جائے آپ ناراض نہ ہوں تو عرض کروں کہ آج جماعت کی ہیئت حاکمہ مجلس عاملہ تک میں ایک آدھ رکن کو چھوڑ کر باقی سب حضرات یہی تنخواہ پانے والے ہمہ وقتی رفقاء ہیں۔ ان کی سیرتیں بہت بلند سہی مگر ظاہر ہے جماعت سے معاشی وابستگی کے بعد وہ پورے زور اور جرأت سے اختلاف رائے کا اظہار نہیں کر سکتے۔ اس صورت میں تو یہ بات اور مشکل ہو جاتی ہے جبکہ ہمارے دستور (بمطابق قرارداد ماچھی گوٹھ) کی رُو سے وہ شخص جماعت کے کسی منصب پر فائز ہو ہی نہیں سکتا جو کبھی جماعت کی طے شدہ پالیسی سے اختلاف رائے کا اظہار کر چکا ہو خواہ یہ اظہار اختلاف خود آپ کے سامنے ہی کیوں نہ ہو)

پھر رائے دہندگی کے معاملہ میں بھی ہم نے لینے اور دینے کے باٹ الگ الگ بنا رکھے ہیں ہم پورے ملک میں تو بالغ رائے دہی چاہتے اور بنیادی جمہوریتوں کے نظام پر سخت سے سخت تنقید کرتے اور حقوق کے معاملہ میں درجہ بندیوں کو از روئے اسلام ظلم عظیم سمجھتے ہیں مگر خود اندرون جماعت ہمارا رویہ یہ ہے کہ ہم نے اس میں متاثر، ہمدرد، متفق اور رکن کی درجہ بندیاں قائم کر رکھی ہیں اور جماعت کے عہدیداروں وغیرہ کے انتخاب میں ان ارکان کو بھی ووٹ دینے کا حق نہیں دیتے جو سالہا سال سے نہایت اخلاص اور ایثار کے ساتھ جماعت کی خدمت بجا لا رہے ہیں۔ جو اس کی مالی امداد کرتے، اس کے جلسوں میں دریاں بچھاتے۔ اس کی وجہ سے ملازمتوں سے ہاتھ دھوتے اور زمانہ بھر کی مخالفتوں کا مقابلہ کرتے ہیں۔ ووٹ کا حق ہمارے ہاں صرف رکن کو ہے متاثر، ہمدرد، کارکن اور متفق اس سے محروم ہیں۔ البتہ ارکان کے ووٹوں سے بنے ہوئے نظم کی سمع و طاعت از روئے اسلام ان کا فرض ہے۔ جماعت کی بنیادی پالیسیاں ارکان کے اجتماع کی بجائے مجلس شوریٰ اور مجلس عاملہ میں طے ہوتی ہیں اور اب تو ایک عرصہ سے (بالخصوص ۵۷ء میں جماعتی دستور کی ترامیم کے بعد) شوریٰ کو بھی کم ہی زحمت دی جاتی ہے فیصلے کرنے کے لئے سارا دار و مدار آپ کی کیبنٹ یعنی عاملہ پر ہے۔ جو فیصلہ یہ کر دے اس سے کوئی رکن اختلاف نہیں کر سکتا۔ اختلاف کرے تو جماعت اسے باہر کا راستہ دکھا دیتی ہے۔ (باقی آئندہ)

مسلم ہائی سکول (۱) کی تقریری مقابلوں میں مزید کامیابیاں

(۱) ۳۰ جنوری ۱۹۶۵ء کو اسلامیہ ہائی سکول مصری شاہ لاہور میں رمضان المبارک کی خوبیوں کے موضوع پر زیر صدارت جناب احسان قریشی صاحب ہیڈ ماسٹر المدارس تقریری مقابلہ منعقد ہوا جس میں لاہور کے چیدہ چیدہ ۱۴ ہائی سکولوں کے طلباء نے حصہ لیا ہمارے سکول سے سہیل شوکت جماعت ششم نے مقابلہ میں حصہ لیا۔ اور خدا کے فضل سے نمایاں کامیابی حاصل کر کے امتیازی سند حاصل کی۔

(۲) ۲۰ فروری ۶۵ء کو ٹیکسٹرز ویلفیئر سوسائٹی مغلپورہ لاہور کے زیر اہتمام "مار پیٹ نہ کی جائے تو بچے بگڑ جاتے ہیں" کے موضوع پر آل مغربی پاکستان بین المدارس مباحثہ منعقد ہوا جس میں گوجرانوالہ، ملتان اور منٹگمری وغیرہ اضلاع کے ہائی سکولوں کے طلباء نے بھی حصہ لیا۔ ہمارے سکول سے آفتاب احمد جماعت نہم اور حافظ فضل الٰہی جماعت ہفتم نے مباحثہ میں حصہ لیا۔ آفتاب احمد نے موضوع کے حق میں تقریر کی اور تیسرے انعام کا کپ جیت لیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

برکت علی انچارج سپیکرز کلب مسلم ہائی سکول نمبر ۱ لاہور

تعلیمی پرنٹنگ پریس ... روڈ لاہور میں باہتمام
ملک نور الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد
صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس
براندرتھ روڈ لاہور سے شائع کیا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

جلد ۵۳ | یوم چہارشنبہ ۱۳ ذیقعد ۱۳۸۴ھ ۔ مطابق ۱۷ مارچ ۱۹۶۵ء | ۱۱

اصل نماز وہی ہے جس میں انسان خدا کو دیکھتا ہے

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

دیکھو یہ بات انسان کی فطرت میں ہے کہ خواہ کوئی ادنیٰ سی بات ہو جب اس کو پسند آجاتی ہے تو پھر دل خواہ مخواہ اس کی طرف کھنچا جاتا ہے۔ اسی طرح پر جب انسان اللہ تعالےٰ کو شناخت کر لیتا ہے اور اس کے حسن و احسان کو پسند کرتا ہے تو دل بے اختیار ہو کر اسی کی طرف دوڑتا ہے اور بے ذوقی سے ایک ذوق پیدا ہو جاتا ہے۔ اصل نماز وہی ہے جس میں خدا کو دیکھتا ہے۔ اس زندگی کا مزا اسی دن آسکتا ہے جبکہ سب ذوق اور شوق سے بڑھکر جو خوشی کے سامانوں میں مل سکتا ہے تمام لذت اور ذوق دعا ہی میں محسوس ہو۔ یاد رکھو کوئی آدمی کسی کی موت و حیات کا ذمہ دار نہیں ہو سکتا۔ خواہ رات کو موت آجائے یا دن کو جو لوگ دنیا سے ایسا دل لگاتے ہیں کہ گویا کبھی مرنا ہی نہیں وہ اس دنیا سے نامراد جاتے ہیں وہاں اُن کے لئے خزانہ نہیں ہے جس سے وہ لذت اور خوشی حاصل کر سکیں۔

انسان جس لذت کا تو گرفتہ اور عادی ہو جب وہ اس سے چھوڑائی جاوے تو وہ ایک دُکھ اور درد محسوس کرتا ہے اور یہی جہنّم ہے۔ پس جبکہ ساری لذتیں دنیا کی چیزوں میں محسوس کرنے والا ہو تو ایک دن یہ ساری لذتیں تو چھوڑنی پڑیں گی۔ پھر وہ سیدھا جہنم میں جاوے گا۔ لیکن جس شخص کی ساری خوشیاں اور لذتیں خدا میں ہیں اسکو کوئی دُکھ اور تکلیف محسوس نہیں ہو سکتی۔ وہ اس دنیا کو چھوڑتا ہے تو سیدھا بہشت میں ہوتا ہے۔"

(اخبار الحکم جنوری ۱۹۰۳ء)

بحرِ حکمت کے موتی

وعن حذیفۃ رضؓ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا حزنہٗ امرٌ صلّی اخرجہ ابوداود حزنہ بالزاء والنون ای نزل بہ واو وقعہ فی الحزن (بحوالہ تلخیص الصحاح حصہ سوم ص۱۳)

ترجمہ:—

حذیفہ رضؓ سے روایت ہے کہ جب کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی غمناک واقعہ پیش آتا تھا تو آپ نماز پڑھا کرتے تھے۔ (نوافل)

نوٹ:— یہ انبیاءؑ کی سنت چلی آئی ہے کہ ہر غم و فکر کے موقعہ پر اپنے اپنے طریق پر اللہ تعالےٰ کے حضور حاضر ہو کر یہ بزرگ دعا کرتے چلے آئے ہیں۔ چنانچہ حضرت یونسؑ نے ایسے موقعہ پر دُعا کی لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظلمین۔ تو اللہ تعالےٰ نے بطور استجابت فرمایا فاستجبنا لہ ونجینٰہ من الغم وکذالک ننجی المؤمنین (۸۸ و ۸۷:۲۱) اس میں ہمارے لئے بیش بہا سبق ہے کہ مصائب مشکلات اور غموم و ہموم میں اللہ تعالےٰ کے حضور سجدہ ریز ہو جائیں۔ واویلا کرنے کی ضرورت نہیں ؎

تا نہ کارے دلت بجاں نرسد
بخُدا پیغام زِ دلستاں نرسد (درِ ثمین)

ترجمہ:— جب تک تیرے دل کا کام موت کی حد تک نہ پہنچ جائے تب تک اس دلبر کا پیغام تجھ تک کیونکر پہنچے گا۔

(غلام قادر ڈار عفی عنہ)

تبلیغی خطوط وکتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
(حضرت مسیح موعودؑ)

(مرتبہ: شیخ غلام قادر ڈار صاحب)

برٹش گیانا

ترجمہ خط از شیخ ہارون مسلم مشنری برٹش گیانا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

جو کتابیں آپ نے ارسال کی ہیں ان کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔

میں نے دس ہزار پمفلٹس ذیل کے تین مضمونوں پر تقسیم کرنے کے لئے لکھے

۱۔ اسلام اور کمیونزم متفق نہیں ہو سکتے

۲۔ کمیونزم مسلمانوں کے لئے ٹھیک نہیں

۳۔ کاکیشین مسلمان سویٹ گورنمنٹ کے سایہ میں

اور میں نے ان کی تین کاپیاں آپ کو بھی ارسال کی تھیں جاجی ٹاؤن کی انجمن نے کمیونزم کے بارے میں اعتراضات کئے لیکن میں نے کوئی پرواہ نہ کی اور میں نے ان مسلمانوں کو جواب دیا جو ہم کو کافر کہتے ہیں اور آپ کو بھی کاپی ارسال کی تھی۔

میں نے آپ کو ۲۰ر نومبر ۱۹۶۴ء کو قرآن شریف کے متعلق لکھا تھا کہ مجھے بیچنے کے لئے چند کاپیاں ارسال کریں دوسرے لوگ میری مسجد کو دیکھنے کے لئے آتے ہیں۔

(ان کو خط کا جواب دیا گیا)

(۲)

ترجمہ خط از شیخ ہارون مسلم مشنری۔ برٹش گیانا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مجھے توقع ہے کہ آپ اور آپ کے دفتر کے اصحاب اور دفتر کا کام اللہ کے فضل سے بخوبی کامیابی سے سرانجام پا رہا ہوگا۔ میں اور میرے ساتھی بھی خدا کے فضل سے ٹھیک ہیں۔ میں نے آپ کے آخری خط ۲۵ر دسمبر ۱۹۶۴ء کا بہت شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں آپ کی کتابوں کا بھی جو آپ نے بھیجی ہیں شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور میں نے آپ کو کچھ لٹریچر ارسال کیا تھا۔۔۔ ساتھ ہی اپنے ملک کے وزیر کا خط بھی بھیجا تھا۔ میں بہت خوش ہوں گا اگر آپ میرا خط کسی وقت اخبار میں شائع کردیں۔ اور میں نے اپنی تصویریں بھی آپ کو ارسال کی تھیں۔

کیا حضرت مسیح کی عورت اور بچے تھے۔ اس کے متعلق اگر کوئی کتاب ہو تو ارسال کریں۔ اور ایک اور سوال ہے کیا احمدی اہل سنت جماعت کی طرح حج پر جاتے ہیں؟

بہت سے لوگ حضرت مولینا محمد علی صاحب کا انگریزی ترجمۃ القرآن پسند کرتے ہیں مجھے چند کاپیاں اُن کی ارسال کریں تاکہ میں ان لوگوں کو دوں

میرا خیال ہے کہ میں پاکستان میں اسلام کی تعلیم لینے کے لئے آؤں مگر اس سے پہلے میں یونائیٹڈ کنگڈم میں جاؤں گا تاکہ میں اپنی تعلیم مکمل کرلوں اور میں ووکنگ مسجد میں بھی جاؤں۔ اور اتنی دیر میں لندن میں رہوں گا میں تعلقات ووکنگ کے ساتھ رکھوں گا اور اس کے متعلق۔۔۔ مکرم مولانا ایس ایم طفیل صاحب کو مطلع کردیں۔ اور میں آپ کی سفارش سے کروں گا امید ہے کہ آپ اس کے متعلق جلدی غور کریں گے کیونکہ میں جون ۱۹۶۵ء کو جانا چاہتا ہوں۔

اللہ تعالے آپ کی نصرت فرمائے اور آپ کو اس کا صلہ دے۔ اور آپ مجھے جلدی جواب دیں

والسلام

الجواب:

حضرت عیسٰے علیہ السلام کے متعلق اور دیگر کل انبیاء کے متعلق صاف طور پر (پارہ ۱۳ سورۃ الرعد۔ رکوع ۔ ۵) میں تحریر ہے کہ ہم نے تم سے پہلے رسول بھیجے اور ان کو بیبیاں دیں اور اولاد بھی اور کسی رسول کا یہ اختیار نہیں کہ کوئی نشان لائے بغیر حکم اللہ کے۔

(ان کو خط کا جواب دیا گیا)

نائیجیریا

ترجمہ خط یوسف امودا۔ لاگس۔ نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا مرسلہ خط مؤرخہ ۲۸ $\frac{1}{65}$ موصول ہوا۔ بہت خوشی ہوئی۔ میں بشیر احمد صاحب منٹو سے ملاقی ہوا اور قرآن شریف . . . . انگریزی کا مطالبہ کیا انھوں نے کہا کہ اس وقت قرآن شریف انگریزی کی کوئی کاپی موجود نہیں ہے۔ مگر انہوں نے چند پمفلٹس مجھے دیئے

میں نے اُن سے کہا کہ میں کب قرآن شریف کے لئے آپ کے پاس آؤں انھوں نے جواب دیا کہ میں وعدہ نہیں کرتا۔ جب میں پاکستان سے واپس آؤں گا پھر دیکھا جائے گا کیونکہ آپ مفت نہیں دے سکتے اس لئے اس کی قیمت لکھکر بھیجدیں۔

آپ نے مجھے جو پمفلٹ ارسال کئے تھے وہ مل گئے ہیں مگر علماء مصر کا فتوے اور سیلبس آف دی من ان اسلام ان میں نہیں تھے اس لئے یہ دونوں اور دیگر نئے ٹریکٹ جو چھاپے ہوں وہ ارسال کریں۔

(ان کو پمفلٹس اور سیلبس آف اسلام بھیجے گئے اور خط کا جواب دیا گیا)

نئی کتابیں

حمائل شریف مترجم

★ ۔ حضرت مولانا محمد علی صاحب مفسر قرآن کا اُردو میں قرآنی معانی اور تحقیق کا مختصر وجامع شاہکار۔

★ ۔ جدید اور سلیس عربی متن بالمقابل اُردو ترجمہ کا حامل۔

★ ۔ حضرت مولانا کے بیان القرآن کے حواشی کی نہایت جامع تلخیص خود ان کے اپنے قلم سے

★ ۔ قرآن مجید اور اسلام پر اعتراضات کے مدلل اور ٹھوس جوابات ان حواشی میں ملاحظہ فرمائیں۔

★ ۔ زبان آسان اور با محاورہ

★ ۔ فہم قرآن کو لوگوں میں عام کرنے کے لئے اس کی مفت تقسیم بہترین کارخیر ہے۔

★ ۔ لاہور احمدیہ تحریک نے قرآن مجید کے معانی اور تفسیر کے ذخیرہ میں جدید علوم اور روزمرہ کے مسائل اور غیر مسلم حضرات کے اعتراضات کو مدنظر رکھتے ہوئے جن اچھوتے خیالات اور نکات کا اضافہ کیا ہے۔ اس کے پیش نظر احباب جماعت کو چاہیئے کہ اس مترجم حمائل شریف کو خرید کر لوگوں میں زیادہ سے زیادہ تقسیم کریں۔

★ ۔ شادی بیاہ اور دیگر مواقع کے لئے نادر تحفہ

★ ۔ بچوں اور معمر لوگوں کی سہولت کے پیش نظر عربی متن اور ترجمہ کی قلم کو جلی رکھا گیا ہے۔

★ ۔ بارہ سو صفحات پر مشتمل، اعلےٰ کاغذ، دیدہ زیب بلاکس کی طباعت، مضبوط اور خوبصورت جلد کی حامل ہے۔ قیمت بیس روپے محصول ڈاک علاوہ

تاریخ احمدیت حصہ دوم احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی اشاعت اسلام اور تبلیغ دین کی پچاس سالہ مساعی کا خاکہ۔ قیمت ۲ روپے

یاد رفتگان حصہ اول یعنی تذکرہ انصار احمدیہ ان اصحاب کبار کے مختصر حالات زندگی جنہوں نے جماعت احمدیہ لاہور کے قیام اور ترقی و تبلیغ میں قابل قدر خدمات انجام دیں اور اپنے حقیقی مولیٰ سے جا ملے۔ قیمت ۵ روپے

تفہیمات احمدیہ انتخاب ارشادات حضرت مسیح موعودؑ و خطبات قائدین سلسلہ۔ قیمت دو روپے پچاس پیسے

کلام احمدیہ انتخاب منظوم کلام حضرت مسیح موعودؑ اور شعراء سلسلہ۔ قیمت ایک روپیہ۔

احمدیہ کیلنڈر دیدہ زیب۔ خوبصورت۔ رنگین اور باتصویر کیلنڈر۔ جس پر جماعت کے مقاصد، عقائد، اور مساعی کا اجمالی خاکہ دیا گیا ہے قیمت صرف۔ آٹھ آنے

آئینہ صدق وصفا ۔ حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اور حضرت مرزا ایوب بیگ صاحب کی سوانح حیات۔ قیمت ایک روپیہ

مینجر دار الکتب اسلامیہ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس ۔ لاہور

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مؤرخہ ۱۷ مارچ ۱۹۶۵ء

سزائے رجم اور قرآن کریم

گذشتہ اشاعت میں محترم جناب شیخ عبدالرحمن صاحب مصری کا مضمون حضرت مسیح موعودؑ کی قرآن دانی پر ایک معترض کے جواب میں شائع ہوا ہے۔ جہاں تک اس حوالہ کا تعلق ہے جو معترض نے "جنگ مقدس" سے پیش کیا ہے اور اس سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ قرآن نہیں جانتے تھے اس کا جواب جناب مصری صاحب نے نہایت معقول اور مدلل دیا ہے کہ :-

"اب رہا زانی کو سنگسار کرنے کی سزا دینے کا سوال، کیا اس کا ذکر قرآن میں موجود ہے سو اس کے متعلق عام طور پر مسلمانوں کا جو مذہب ہے اس کا یہاں پہلے ذکر کر دینا ضروری ہے عام طور پر اس کے بارے میں مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ قرآن کریم میں رجم کے متعلق حکم نازل ہوا تھا اور اس پر عمل بھی ہوتا رہا لیکن اس کے بعد اس آیت کی تلاوت منسوخ ہو گئی ہے جس میں رجم کا حکم تھا لیکن اس پر عمل منسوخ نہیں گو ذاتی طور پر مجھے مسلمانوں کے اس عقیدہ سے اتفاق نہیں لیکن بہر حال مسلمانوں میں یہ عقیدہ اس وقت پایا جاتا تھا جب حضرت اقدسؑ نے اپنے جواب میں اس کا ذکر فرمایا اور اب بھی پایا جاتا ہے۔"

مصری صاحب کے اس جواب کے علاوہ یہ امر بھی قابلِ غور ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ جو رات دن قرآن کریم کو پڑھتے اور اس سے مضامین اخذ کرتے اور پیش آمدہ مسائل کے متعلق قرآن کریم ہی کی مختلف آیات سے استدلال کرتے اور ایسے ایسے حقائق و معارف بیان کرتے تھے جن کو پڑھ کر وجد آ جاتا ہے کس طرح وہ بات قرآن کی طرف منسوب کر سکتے تھے، جو اس میں موجود نہیں یہ تو ایک ادنیٰ علم کا آدمی بھی نہیں کر سکتا اس لئے یا تو یہ کاتب کی غلطی ہے جس نے کوڑوں کی سزا کے بجائے سنگسار کرنا لکھ دیا یا زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ ایک قسم کی مسامحت ہے جو آتھم کے ساتھ بحث کا پرچہ لکھواتے ہوئے آپ سے ہوئی، اس سے آپ کی قرآن دانی کو محل اعتراض ٹھہرانا معترض کی اپنی کوتاہ فہمی اور بغض و تعصب کا نتیجہ ہے۔

اس کے ساتھ ہی ان روایات پر بھی ایک نظر ڈالنا ضروری ہے، جن کی بناء پر زانی کے لئے سزائے رجم کا عقیدہ مروجہ شریعت اسلامی میں داخل کیا گیا ہے، اس بارہ میں حضرت امیر مرحوم مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سورہ نور کی آیت الزانیۃ والزانی فاجلدوا کل واحد منہما مائۃ جلدۃ کی تفسیر کرتے ہوئے سزائے رجم کے متعلق جو کچھ لکھا ہے وہ ذیل میں ہدیۂ قارئین کرام ہے :-

"ایک نہایت ضروری سوال جو پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ آیا رجم یعنی سنگسار کرنا بھی زنا کی سزا ہے یا نہیں۔ جہاں تک تعلیم قرآنی کا تعلق ہے سوائے اس ایک آیت کے اور کہیں زنا کی سزا کا ذکر نہیں (سوائے اس کے کہ یہ ذکر ہے کہ لونڈی اگر زنا کرے تو اس کی سزا آزاد عورت سے نصف ہے) اور اس ایک آیت میں اس قدر واضح الفاظ میں زانی اور زانیہ کی سزا بتا دی ہے کہ ادنیٰ شبہ کی گنجائش نہیں اور زنا کا لفظ بھی زبان عربی میں وسیع ہے یعنی ہر ناجائز ہمبستری پر بولا جاتا ہے خواہ ایسے لوگوں میں ہو جن کے زوج یا زوجہ موجود ہوں اور خواہ ایسے لوگوں میں ہو جن کے ابھی نکاح نہ ہوئے ہوں، لفظ قطعاً ان دونوں میں کوئی فرق نہیں کرتی۔ لیکن تعامل اور احادیث دونوں میں بیاہے ہوؤں کے لئے سزا رجم ہے اور بن بیاہوں کے لئے سو جلد۔ اور پھر بعض نے کہا کہ بیاہے ہوؤں کے لئے جلد اور رجم دونوں ہیں۔ اور بعض نے صرف رجم کہا ہے اور ایسا ہی بن بیاہوں کے لئے بعض نے صرف جلد سزا قرار دی ہے۔ اور بعض نے کسی حدیث کی بناء پر جلد کے علاوہ ایک سال کی جلا وطنی بھی بتائی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ قرآن شریف کے صریح الفاظ کے بالمقابل کونسی سند ہے جس کی بناء پر سنگساری کی سزا دی جا سکتی ہے۔ اول وہ روایات ہیں جن میں حضرت عمرؓ کا قول منقول ہے کہ قرآن شریف میں کوئی آیت رجم کے متعلق تھی۔ ایک روایت میں جو صحیحین میں ہے یہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا فکان فیما انزل علیہ آیۃ الرجم فقرأناھا و وعیناھا ورجم رسول اللہ صلعم ورجمنا بعدہ فاخشی ان یطول بالناس زمان ان یقول قائل لا نجد آیۃ الرجم فی کتاب اللہ فیضلوا بترک فریضۃ قد انزلھا اللہ۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے جو کچھ اپنے رسول پر اتارا اس میں آیت رجم بھی تھی سو ہم نے اسے پڑھا اور یاد کیا اور رسول اللہ صلعم نے رجم کیا اور آپ کے بعد ہم نے بھی رجم کیا سو میں ڈرتا ہوں کہ لوگوں پر لمبا زمانہ گذر جانے تو کوئی کہنے والا کہے کہ ہم آیت رجم کتاب اللہ میں نہیں پاتے پس ایک فریضہ کے ترک کی وجہ سے گمراہ ہو جائیں جو اللہ تعالیٰ نے اتارا ہے۔ اور امام احمدؒ کی روایت میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ لوگ کہتے ہیں کہ رجم کا حکم کتاب اللہ میں نہیں اس میں جلد ہے...... اور اگر کوئی یہ کہنے والا نہ ہوتا کہ عمرؓ نے کتاب اللہ میں وہ بات بڑھا دی جو اس میں سے نہیں ہے تو میں اسے لکھ دیتا جس طرح اس کا نزول ہوا۔ اور امام احمدؒ کی ایک اور روایت میں ہے کہ "اگر کہنے والے یہ نہ کہتے کہ عمرؓ نے کتاب اللہ میں ایسی بات بڑھا دی ہے جو اس میں نہیں تو میں قرآن شریف کے ایک کونہ میں یہ لکھ دیتا" یہ ایک ایسی کچی بات ہے کہ ایک لمحہ کے لئے بھی قبول نہیں کی جا سکتی اور نہ حضرت عمرؓ کی طرف منسوب ہو سکتی ہے۔ قرآن شریف میں ایک آیت اترتی ہے اسے لوگ پڑھتے ہیں یاد بھی رکھتے ہیں پھر حضرت عمرؓ کہتے ہیں میں اسے قرآن میں نہیں لکھ سکتا کیونکہ لوگ کہیں گے عمر نے کتاب اللہ میں بڑھا دیا بظاہر تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ نے اس خوف سے اسے نہیں لکھا کہ لوگ ایسا کہیں گے مگر حضرت عمر جیسا جری القلب انسان لوگوں سے ڈر کر کس طرح ایک حق بات کو ترک کر سکتا تھا اور پھر یہ کیونکر ہو سکتا تھا کہ سوائے حضرت عمرؓ کے اور کسی کو اس آیت کا علم بھی نہ ہوتا اور یہ جو ان بے معنی الفاظ کی توجیہ کی گئی ہے کہ اس کی تلاوت منسوخ ہو گئی تھی اور حکم باقی رہ گیا تھا تو یہ اصل قول سے بھی بڑھ کر بے معنی ہے۔ آخر اس کا مطلب کیا ہے کہ ایک حکم تو باقی ہے مگر اس کے لفظ باقی نہیں یا کم از کم پڑھے نہیں جا سکتے یا قرآن کریم کا حصہ نہیں رہے جو حکم اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتا رہا ہے جب سے دنیا ہوئی الفاظ میں ہی آتا رہا ہے اب ایک حکم الفاظ میں اترتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ حکم تو باقی ہے مگر لفظ نہیں رہے۔ پہلے ہی بغیر لفظوں کے اتر آتا تو بھی کچھ بات ہوتی لیکن یہ گورکھ دھندا کسی کی سمجھ میں نہیں آ سکتا کہ حکم لفظوں میں اترا کیونکہ بغیر لفظوں کے اتر نہ سکتا تھا پھر لفظ منسوخ ہو گئے اور حکم رہ گیا۔ کیا وہ حکم صحیح تھا اور الفاظ غلط تھے؟ آخر بات وہ کہنی چاہیئے جو عقل انسانی میں آ سکے۔ اور منسوخ التلاوت کے بارے میں جن کا حکم منسوخ نہ ہو اتقان میں یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ ایسی روایات سب خبر احاد ہیں اور خبر احاد سے نہ نزول قرآن ثابت ہوتا ہے اور نہ اس کا نسخ اور یہی مذہب معقول ہے۔

نہ صرف عقل ہی بالبداہت اس بات کو غلط ٹھہراتی ہے، بلکہ صحابہ رضوان اللہ علیہم میں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ جیسے انسان کی شہادت اس کے خلاف ہے کیونکہ انہوں نے جب ایک شادی شدہ عورت شراحہ پر حد لگائی تو جلد اور رجم دونوں کا حکم دیا اور فرمایا کتاب اللہ کے ساتھ میں نے اسے جلد کیا اور سنت رسول اللہ کے ساتھ رجم کیا۔ اگر کتاب اللہ کی آیت کا حکم باقی ہوتا تو حضرت علیؓ کس طرح اس سے بے خبر رہ سکتے تھے۔ پس اب دوسرا سوال یہ ہے کہ آیا رجم واقعی سنت رسول اللہ ہے اور اس نے کتاب اللہ کے حکم کو دو بار محصن کے منسوخ کر دیا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ قرآن کریم نے بعض احکام کی تفصیلات بیان نہیں کیں تو سنت رسول اللہؐ نے ان تفصیلات پر ہم کو آگاہ کر دیا مثلاً اقیموا الصلوٰۃ حکم قرآن ہے سنت نے بتا دیا کہ کون کون سی نمازیں کن کن اوقات میں ہیں اور کتنی

دکھات ہیں۔ لیکن یہاں تو تفصیلات کا کوئی سوال نہیں۔ ایک حکم موجود ہے اور صاف الفاظ میں موجود ہے زانی مرد اور زانی عورت کو سو دفعہ جلد کرو یا سو کوڑے لگاؤ تو یہاں تفصیل کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ سزا بتانا مقصود ہے اور وہ بتا دی ہے۔ ہاں اگر یوں ہوتا کہ زانیوں کو کچھ سزا دو اور سنت تشریح کر دیتی تو ٹھیک تھا اور یا یوں ہوتا کہ زنا کی سزا جلد اور رجم ہے اور سنت میں تفصیل ہو جاتی کہ جلد فلاں کے لئے ہے اور رجم فلاں کے لئے تو بھی ہو سکتا تھا یا اگر یہاں زنا کی سزا کے ذکر کے علاوہ کہیں اور بھی زنا کی سزا کا ذکر ہوتا اور وہ صراحت سے رجم نہ ہوتا اور سنت اسے رجم قرار دیتی تو بھی ماننے کے قابل بات تھی لیکن سنت قرآن کو منسوخ کر دے یہ ناقابل تسلیم بات ہے۔ اس کے یہ معنی ہوتے کہ اللہ تعالےٰ قرآن شریف میں ایک حکم نازل کرتا ہے اور رسول اللہ صلعم اس کے خلاف حکم دیتے ہیں۔ سچ یہ ہے کہ احادیث میں رجم کی سزا کا ذکر ہے مگر یہ یقینی کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا کہ ایک خاص رجم کا واقعہ اس آیت کے نزول کے بعد کا ہے اور جب تک یہ ثابت نہ ہو اس وقت تک یہ دعوےٰ ثابت نہیں کہ سنت نے قرآن کو منسوخ کر دیا۔ اتنا عظیم الشان دعوےٰ کہ نبی کریمؐ کا عمل قرآن کو منسوخ کر دے حالانکہ قرآن میں صاف لکھا ہوا ان اتبع الا ما یوحیٰ الیّ ایسی فرضی باتوں سے ثابت نہیں ہو سکتا۔ ہمیں علم نہیں کہ رجم کا حکم نبی کریم صلعم نے اس آیت کے نزول کے بعد دیا اس لئے ہم یونہی تسلیم کریں گے کہ جب قرآن شریف میں زنا کے لئے جلد کا حکم آ گیا تو پھر نبی کریم صلعم نے اس کے خلاف عمل نہیں کیا ہاں اس کے نزول سے پہلے شریعت سابقہ کے مطابق اگر رجم کیا ہو تو یہ امر دیگر ہے الگ الگ احادیث پر بحث کی یہاں گنجائش نہیں۔

تیسری بات جو اس بارہ میں کہی جاتی ہے وہ اجماع ہے۔ اجماع اصل میں کوئی دلیل نہیں اور کم از کم اس پر تو اتفاق ہے کہ اجماع ناسخ نہیں اور یہاں بغیر نسخ کے کام نہیں بنتا۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ رجم پر اجماع کیونکر کہا جا سکتا ہے جب صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں بھی بعض لوگ ایسا کہتے تھے کہ رجم کا حکم کتاب اللہ میں نہیں اس لئے سزائے رجم نہیں دی جا سکتی ان اناسا یقولون ما الرجم فی کتاب اللہ وانما فیہ الجلد یہ روایت احمد کے الفاظ ہیں۔ مروان کے سامنے بھی کوئی ایسا ہی ذکر ہوا، پھر عمر بن عبدالعزیزؒ کے سامنے بھی یہی قصہ پیش آیا، پھر خوارج سارے کے سارے رجم کے منکر ہیں تو اسے اجماع کہنا صحیح نہیں اصل پرکھ یہی ہے کہ ایک بات کتاب میں ہے یا نہیں اگر کتاب اللہ میں صراحت سے ہے تو کوئی حدیث اس کے خلاف قبول نہیں کی جا سکتی۔ اگر کتاب اللہ میں اجمال ہے یا مسئلہ نہیں تو حدیث سے لیں گے اس کے بعد قیاس ہے اور یہ بات کہ رجم زنا کی سزا ہے پہلے معیار پر ہی غلط ٹھہرتی ہے۔ اس لئے یہاں نہ حدیث کی ضرورت ہے نہ قیاس کی اور خلاف تصریح قرآن کریم جو حدیث یا قیاس ہو وہ قبول نہیں کیا جا سکتا اور اجماع محض ایک وقتی حادثہ کا فیصلہ ہوتا ہے۔

قرآن کریم کے دوسرے مقام سے اس نتیجہ کی تائید ہوتی ہے۔ سورۃ نساء میں جہاں لونڈیوں کے نکاح کے احکام ہیں۔ وہاں یہ بھی ذکر ہے کہ اگر لونڈیاں نکاح کے بعد ارتکاب زنا کریں تو ان کے لئے اس کی نصف سزا ہے جو محصنات کے لئے ہے فاذا احصن فان اتین بفاحشۃ فعلیھن نصف ما علی المحصنٰت من العذاب (النساء ۲۵) اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک صرف سو جلدۃ ہی سزا ہے جس کا نصف ہو سکتا ہے اگر رجم بھی اللہ تعالےٰ کے نزدیک اس شریعت میں سزائے زنا ہوتی تو نصف ما علی المحصنٰت کا لفظ استعمال نہ کیا جاتا پس قرآن کریم کی یہ دوسری آیت بھی صاف بتاتی ہے کہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک رجم زنا کی سزا نہیں۔"

حضرت امیر مرحوم کی اس وضاحت کے بعد اس امر میں کوئی شک و شبہ نہیں رہ جاتا کہ جن احادیث کی بناء پر سزائے رجم کا عقیدہ تراشا گیا ہے وہ قرآن کریم کی نص صریح کے بالمقابل قابل حجت نہیں۔

اس کے ساتھ ہی ایک اور حدیث پر بھی روشنی ڈالنا ضروری ہے جس کے متعلق یہ خیال کیا جاتا ہے کہ وہ آیت قرآنی تھی لیکن اسکو منسوخ کر دیا گیا، یہ حدیث صحیح بخاری کتاب الجہاد والسیر باب العون بالمدد میں بیان ہوئی ہے۔ اس کا خلاصہ مضمون یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض قبائل کی درخواست پر ستر قاری ان کی تعلیم کے لئے بھیجے جنہیں رستہ میں بئر معونہ پر قتل کر دیا گیا، اس حدیث کے آخر میں یہ الفاظ آتے ہیں حدثنا انس انھم قرؤا بھم قرآناً الا بلغوا عنا قومنا بانا قد لقینا ربنا رضی عنا وارضانا ثم رفع بعد یعنے حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ ان ستر قاریوں کے بارے میں انہوں نے قرآن پڑھا کہ:-

"ہماری طرف سے ہماری قوم کو یہ پیغام
پہنچا دو کہ ہمیں اپنے رب کی لقا کا مقام
حاصل ہو گیا وہ ہم سے راضی ہو گیا اور اس
نے ہم کو بھی راضی کر دیا"

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ بعد میں اس کو (یعنے اس وحی کو) اٹھا لیا گیا۔

حضرت انسؓ کے ان الفاظ کے متعلق حضرت امیر مرحوم لکھتے ہیں:-

"یہاں قرآن صرف پڑھنے کے معنے میں ہے آیت قرآنی مراد نہیں"

دوسری جگہ باب من ینکب فی سبیل اللہ (صحیح بخاری کتاب الجہاد والسیر) میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی اسی روایت میں ثم رفع بعد کی جگہ ثم نسخ بعد کے الفاظ آتے ہیں۔ جس پر حضرت امیر مرحوم لکھتے ہیں:-

"بلغوا قومنا الخ قرآن کریم کے الفاظ نہ تھے اس حدیث میں یہ ذکر ہے کہ ان کو قرآن کے طور پر پڑھا جاتا تھا بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان شہیدوں کی یاد میں یہ کلمات بعض لوگ دہراتے تھے، ثم نسخ بعد کے یہی معنے ہیں کہ بعد میں انہیں ترک کر دیا گیا یا ممکن ہے اس خیال سے اسے روک دیا گیا ہو کہ لوگ ان الفاظ کو قرآن کریم کا حصہ ہی نہ سمجھنے لگ جائیں۔"

حضرت امیر مرحوم کی یہ تصریح کسی تبصرہ کی محتاج نہیں اس سے ظاہر ہے کہ جن روایات کو آیات قرآنی سمجھتے ہوئے یہ عقیدہ بنا لیا گیا کہ پہلے وہ قرآن میں شامل تھیں بعد میں منسوخ کر دی گئیں وہ قرآنی وحی نہیں کہلا سکتیں، ایسی روایات کو اصطلاح حدیث میں حدیث قدسی کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔

ایک مفید تجویز

انجمن کے ایک بہی خواہ محترم ایم۔ایچ حکیم صاحب (گجرات) نے ایک نہایت مفید تجویز بھیجی ہے کہ انجمن ہر شہر میں اپنی لائبریری کھولے اور آٹھ آنہ چندہ پر ممبر بنائے جائیں، جس پر مجلس منتظمہ نے ۲/۶۵-۱۹ کے اجلاس میں غور کر کے اس تجویز کو نہایت مفید پایا اور فیصلہ فرمایا ہے کہ جہاں جہاں ممکن ہو لائبریری کھولی جائے۔ جگہ کا انتظام مقامی احباب کے ذمہ ہو گا کتب سلسلہ اور اخبارات سلسلہ انجمن مہیا کرے گی۔ جملہ سیکرٹری صاحبان جماعتہائے بیرونی اپنی جماعتوں سے مشورہ کر کے مرکز کو اپنے فیصلہ سے آگاہ کریں تاکہ اس مفید تجویز کو عملی جامہ پہنایا جائے۔ والسلام

سعید احمد۔ جنرل سیکرٹری

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مصائب و مشکلات میں خدا تعالیٰ پر زبردست ایمان و یقین

مصائب سے انسانی جوہر کھلتے ہیں۔ بھارت کی حالت زار اور کشمیر کے بدلے ہوئے حالات

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۱۲ مارچ ۱۹۶۵ء فرمودہ حضرت امیر قوم مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام جامع احمدیہ بلڈنگس لاہور

الّا تنصروہ فقد نصرہ اللہ اذ اخرجہ الذین کفروا ثانی اثنین اذ ھما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا فانزل اللہ سکینتہ علیہ وایدہ بجنود لم تروھا وجعل کلمۃ الذین کفروا السفلیٰ۔ وکلمۃ اللہ ھی العلیا۔ واللہ عزیز حکیم ——— (سورۃ التوبۃ)

آنحضرت کا مشکلات میں خدا پر ایمان

اس ایک ہی آیت کریمہ میں کئی ایک سبق آموز حالات جمع کر دیئے گئے ہیں۔ ایک تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیکسی کا نقشہ کھینچا گیا ہے موت ان کے سامنے کھڑی تھی اور اس موت سے بچانے کے لئے کوئی سلطنت اور کوئی قبیلہ ان کو پناہ دینے کے لئے تیار نہیں تھا۔ ایسی حالت میں آپؐ کا امتحان ہوتا ہے۔ اور ان امتحانوں میں آپؐ کا عمل ظاہر کرتا ہے کہ آپؐ کو خدا پر ایمان ہے اور پہاڑ سے زیادہ مضبوط استقلال ہے۔ اس ایمان کا اثر آپؐ کے ساتھی حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ پر پڑتا ہے۔ ان کے عرفان میں جو اضافہ ہوا ہو گا اس کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔ ساتھی کو بھی بیکسی کا علم ہے۔ حضرت ابوبکرؓ چاہتے ہیں کہ اگر میں مر جاؤں تو کچھ نہیں بگڑتا اور اگر آپؐ فوت ہو گئے تو سب کچھ بگڑ جائے گا اس نازک حالت میں انہوں نے حضورؐ کی لا جواب ہمت اور ایمان کا مشاہدہ کیا اس وقت کی بیکسی کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔ الّا تنصروہ فقد نصرہ اللہ اگر تم حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت کے لئے تیار نہیں ہو تو خدا آپؐ کی نصرت کرنے کے لئے تیار ہے۔ اس کی کیفیت بیان فرمائی ہے اذ اخرجہ الذین کفروا جب دشمنوں نے آپ کے وطن سے نکال دیا ثانی اثنین تو یہ حالت تھی کہ . . . .

دو آدمی ہیں۔ ایک کماندر ہے دوسرا سپاہی اس سے چھوٹی فوج نہیں ہوتی، کوئی قبیلہ کوئی سردار اور کوئی سلطنت ان کو پناہ دینے کے لئے تیار نہیں ہے اذ ھما فی الغار۔ پناہ کہاں لی۔ ایک جنگل میں ایک غار میں جہاں سانپوں کی ڈرا دینے والی فضا ہے۔ قیصر ولیم جب جرمنی سے فرار ہوا تو ہالینڈ نے اسے پناہ دے دی۔ حضورؐ دو جہان کے بادشاہ ہیں لیکن کوئی بھی پناہ نہیں دیتا۔ ایسا کرکے کون اپنے لئے لڑائی خریدے پہلی حالت ثانی اثنین اور دوسری اذ ھما فی الغار کی حالت ہے

- - - - - - - - - - - -

حضرت ابوبکرؓ کا مقام

حدیث شریف میں ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے حضورؐ سے عرض کی۔ یا رسول اللہ پہلے میں اس غار میں جاتا ہوں۔ حضورؐ اس خدمت کو کبھی نہیں بھولے۔ اور امن النّاس علیّ من مالہ و صحبتہ ابوبکر سب سے زیادہ احسان جس شخص نے مجھ پر کیا وہ ابوبکرؓ ہے روپیہ بھی اس شخص نے خرچ کیا اور میری خدمت بھی کی۔ آپؐ اپنے ساتھی اور کام پڑے کے احسانمند ہیں پیر تو مرید کا احسان قطعاً نہیں مانتا یہ حضرت اکرمؐ کا ہی اخلاق ہے کہ آپؐ سب کا احسان یاد رکھتے ہیں۔

نازک ترین حالات میں ایمانی کیفیت

غرض حضرت ابوبکرؓ نے غار کے اندر جا کر دیکھا کہ کوئی خطرہ تو نہیں۔ اذ ھما فی الغار۔ یہ علیحدہ علیحدہ حالتیں بیان کرنے کے لئے ہے۔ ایک حالت ثانی اثنین میں بیان کی اور دوسری غار میں دونوں کے اکٹھا جانے کے متعلق بیان کی، اس وقت موت سامنے کھڑی ہے۔ اور حضرت ابوبکرؓ کو یہ خیال لاحق ہے کہ میں مر جاؤں تو کوئی حرج نہیں۔ مگر رسول کریم صلعم کو کوئی گزند نہ پہنچے دشمن نے صحرا و جنگل چھان مارا آخر تک دشمن سر پر آ گیا ہے گویا موت سامنے آ کھڑی ہوئی۔ حضرت ابوبکرؓ فرماتے ہیں لو ان احدھم نظر تحت قدمیہ لابصرنا اگر کسی نے تھوڑا سا نیچے جھانک کر دیکھا تو ہم نظر آ جائیں گے اس کے جواب میں حضور فرماتے ہیں ما ظنک یا ابابکر باثنین اللہ ثالثھما یا ابوبکر ان دو کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے جن کا تیسرا اللہ ہو اور فرماتے ہیں لا تحزن ان اللہ معنا ڈرو نہیں خدا تعالےٰ ہمارے ساتھ ہے آپؐ کے اس ایمان اور استقلال کو دیکھ کر ابوبکرؓ کا ایمان جس قدر بڑھا ہو گا وہ بیان سے باہر ہے۔ ہزار کتابیں مطالعہ کیجئے۔ لیکچر سنئے گا۔ لیکن تھوڑی کی صحبت مردان خدا منٹوں میں ایک انسان کو بے شمار منازل طے کرا دیتی ہے

جان نثاران رسولؐ

حضرت نبی کریمؐ نے اپنے دو دوستوں پر کامل اعتماد ظاہر کیا۔ ایک حضرت علیؓ پر جنہیں اپنے بستر پر لٹا دیا۔ اور دوسرے حضرت ابوبکرؓ کو اپنے ساتھ لے لیا۔ دونوں جان دینے کے لئے تیار ہیں، نہ حضرت علیؓ کو خوف ہے کہ وہ بستر پر لیٹ کر جان گنوا لیں گے۔ اور نہ حضرت ابوبکرؓ کو ڈر ہے کہ آپؐ کا ساتھ دے کر زندہ نہ رہ سکیں گے بعض عیسائی مصنفین نے لکھا ہے کاش حضرت مسیحؑ کے ساتھی بھی اس قسم کی وفا کا مظاہرہ کرتے۔ احد کی لڑائی میں حضرت نبی کریمؐ پر حملہ ہوا تو ابو طلحہؓ نے آگے بڑھ کر اپنا ہاتھ کٹوا دیا۔ عمیرؓ نے اپنا سر کٹوا دیا۔ ابو دجانہؓ نے تیروں کے سامنے اپنی پیٹھ کر دی ابو عبیدہؓ بن جراح کو علم ہوا تو وہ پرندے کی طرح اڑ کر آیا اور خود کا کنارہ جو آپؐ کی پیشانی میں گھسا ہوا تھا اپنے دانت سے پکڑ کر نکالا، اس کے دانت بھی ٹوٹ گئے۔

عیسائی مصنفین کا رشک

عیسائی مصنفین کو افسوس ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کے بعض شاگردوں نے انہیں گالیاں دیں۔ ایک نے تیس درہم لے کر پکڑوا دیا، اور ایک نے ان پر لعنت بھیجی . . . . عیسائی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ کی گرفتاری کے وقت باقی سارے شاگرد بھاگ گئے اور اپنے آقا کو اکیلا چھوڑ گئے۔ غرض ایسی حالت میں جب دشمن سر پر ہے اور موت یقینی نظر آتی ہو۔ آنحضرت صلعم فرماتے ہیں لا تحزن ان اللہ معنا۔

مصائب میں جوہر کھلتے ہیں

اور کیا ایمان کی مضبوطی ہے اور کس قدر سبق آموز ہے۔ ابتلاء نہ آتے تو انسان کے جوہر نہیں کھلتے۔ اگر مکہ سے مدینہ جانے کے لئے خدا براق بھیج دیتا۔ جس پر سوار ہو کر آپؐ مدینہ پہنچ جاتے تو آپؐ کے جوہر نہ کھلتے اور لوگوں پر کوئی اثر نہ ہوتا۔

نصرت الٰہی

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے فانزل اللہ سکینتہ علیہ ان لرزہ خیز حالات میں اللہ تعالےٰ نے حضور پر اور حضورؐ کے ساتھی پر سکینت نازل فرمائی۔ وایدہ بجنود لم تروھا وجعل کلمۃ الذین کفروا السفلیٰ اور ایسی افواج سے آپ کی مدد کی جو نظر نہ آسکتی تھیں اور کفار کی بات کو نیچا کر دیا۔ وکلمۃ اللّٰہ ھی العلیا اور اللہ ہی کا کلمہ بلند ہے۔

حضورؐ کی ہجرت مدینہ

کہاں یہ مجبوری کہ مسلمان دشمن کے ظلم سے تنگ آکر ایک ایک کرکے وطن سے ہجرت کر رہے ہیں۔ اور آپؐ ہیں کہ اس کپتان کی طرح جس کا جہاز غرق ہو رہا ہو اور جب تک وہ ایک ایک آدمی کو نکال نہ لے تختہ جہاز پر کھڑا رہتا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ بھی بار بار اجازت طلب کرتے لیکن ان کو ٹھہر جانے کا حکم دیتے تھے۔ حالات یہاں تک بگڑے کہ آخر شب رات کے وقت حضورؐ اپنا مکان چھوڑ کر حضرت ابوبکرؓ کے ہاں پہنچے۔ اور چل دینے کو کہا۔ حضرت ابوبکرؓ نے دو سانڈنیاں تیار کر رکھی تھیں۔ زاد راہ اٹھا لیا حضرت ابوبکرؓ کی صاحبزادی اسماءؓ نے اپنی نطاق توڑ کر حضورؐ کا تھیلا مضبوطی سے بند کیا اور مکان سے نکلے اور غار ثور میں جا پہنچے

کلمۃ اللہ کی سربلندی

بار بار حضرتؐ کو۔ آپؐ کے دین کو اور آپؐ کی جماعت کو مٹانے کے لئے حملے ہوتے ہیں۔ ہم نے ان تمام مصیبتوں کو ختم کر دیا۔ کفار کو نیچے کرکے دکھلا دیا۔ ان کو شکست دے دی و کلمۃ اللّٰہ ھی العلیا۔ خدا کی بات ہمیشہ اونچی رہتی ہے واللّٰہ عزیز حکیم۔ اس لئے کہ وہ اللہ عزیز ہے حکیم ہے۔ وہ غالب ہے حکمت والا ہے۔ یہ ابتلاء اعلیٰ درجہ کے اخلاق پیدا کرنے کے لئے آتے ہیں ابتلاء کے اندر ایک مقصد ہے۔ براق کے اوپر بیٹھ کر مکہ سے مدینہ چلے جاتے تو کیا ہوتا

ان ابتلاؤں کے بچانے کے لئے اللہ تعالےٰ نے حضورؐ کے لئے کوئی براق مہیا نہ فرمایا۔ اس حکیم خدا کو ابتلاء میں حضورؐ کے اخلاق فاضلہ دکھانا مطلوب تھا۔ حضورؐ کا تکلیفیں اٹھا کر اور چل کر مدینے جانا اپنے اندر حکمت رکھتا ہے۔ اگر ابتلاء نہ ہوتے تو اخلاق کی بلندیاں کیسے ظاہر ہوتیں۔ اور خدا تعالیٰ کی قدرت کی کرشمہ

قدرت الٰہی اور اس کی کرشمہ سازیاں

قرآن کریم میں اس قسم کی مثالیں ہیں۔ فرعون جیسا انسان بنی اسرائیل کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھا۔ فرمایا واغرقنا آل فرعون وانتم تنظرون۔ وہ جن پر ظلم کئے گئے تھے

بھارت کی حالتِ زار

فرعون کو خدا نے لوگوں کے سامنے غرق کیا۔ اور وہ خدا کی اس قدرت کا مشاہدہ کر رہے تھے وانتم تنظرون انہوں نے ظالم کی حالت زار کو بچشم خود دیکھا اور اپنے کلیجے کو ٹھنڈا کیا۔ اس مضمون میں ہندوستان کا بھی ذکر کرنا ضروری ہے مسلمان اپنے دشمن کی مشکلات پر خوش نہیں ہوتا ہم اس بات پر قطعاً خوش نہیں ہیں کہ ہندوستان کی حالت خراب ہو یہ عبرت آموز ہے۔

قیام پاکستان پر بھارت کے خیالات

پاکستان کے وجود میں آنے کے بعد نہرو نکیز کہا کرتے تھے کہ پاکستان کے مسلمان جلد ہمارے سامنے گھٹنے ٹیک دیں گے اور کہیں گے پاکستان کو ہندوستان میں پھر سے ضم کر دیا جائے۔ پاکستان کے پاس خزانہ نہیں ہے۔ ان کے پاس کارخانے نہیں ہیں یہ لوگ حساب کتاب نہیں جانتے۔ کاروبار سے واقف نہیں ہیں۔ حکومت پاکستان میں استقلال نہیں ہے یہ چند دنوں کی مہمان ہے۔ تمام دنیا میں پروپیگنڈا کرتا تھا کشمیر کے معاملہ میں بھارت نے کس قدر رائے عامہ اپنے ساتھ کر لی تھی۔ امریکہ، روس اور انگلستان کو اپنا ہمنوا بنا رکھا تھا۔ بھارت کو یقین تام تھا کہ کشمیر کی طرف کوئی آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھ سکتا اور مسلمانوں کو یقین ہو چلا تھا کہ کشمیر نہیں مل سکتا۔

بھارت کی موجودہ حالت

لیکن آج کیا صورت حال ہے۔ آج حالات بدل گئے ہیں۔ ہندوستان کے وزیر خزانہ کا بیان ہے کہ ہمارا ریزرو فنڈ نہایت تھوڑا رہ گیا ہے۔ یہ امر باعث تشویش ہے۔ ہندوستان میں لوگ کمی غذا کی وجہ سے مر رہے ہیں اور گورنمنٹ کے خلاف جگہ جگہ ہڑتال ہو رہی ہے۔ ہندی پر ہڑتال ہے کشمیر کے متعلق ہڑتال ہے۔ گورنمنٹ پر اعتماد نہیں رہا۔ دنیا میں یہ چرچا ہو رہا ہے کہ کشمیر کشمیریوں کا حق ہے وہ لوگ جو بھارت کے دوست تھے ان کا رنگ بدل گیا ہے۔ اس کو کہتے ہیں خدا اور اس کی قدرت کاملہ کا اظہار۔ کشمیری بنی اسرائیل کی طرح بھارت کے ہزار مظالم کا شکار ہے وہ فرعون کی طرح ان پر غالب ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وجعل کلمۃ الذین کفروا السفلیٰ۔ ہم ان کی بات کو نیچا کرکے دکھائیں گے۔

کرشتا مینن کشمیریوں کے حق میں

خدا کی بات اس وقت جبکہ حالات خراب تھے پوری ہوئی اور آج بھی یہی بات ہے وہ حالات بدل چکے ہیں۔ وہی کرشتا مینن جو چھ چھ گھنٹے چوہدری ظفر اللہ خان کے مقابلہ میں معاملۂ کشمیر پر تقریر کیا کرتا تھا آج وہ کہتا ہے کہ کشمیریوں کو غلام بنائے رکھنا نہ اخلاقی طور پر ہمارا حق ہے نہ قانونی طور پر ہمارا حق ہے۔ آپ دور دور کر دعائیں کریں کہ کشمیری بھائی جو غلامی کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں وہ آزاد ہو جائیں۔

خدا پر ایمان رکھو

تو خدا جو سنتا اور دیکھتا ہے وہ حالات کو بدل کر رکھ دے گا۔ خدا پر ایمان رکھو۔ خدا کے ہو کر تا کہ خدا تمہارا ہو جائے و کلمۃ اللّٰہ ھی العلیا۔ خدا کی بات تو ہمیشہ ہی اوپر رہے گی۔ مسلمان اگر پکے مسلمان بن جائیں تو خدا ان کے ساتھ ہوگا۔ خدا غالب ہے۔ لیکن امتحان بھی لینا چاہتا ہے۔ اللہ تعالےٰ معاف فرمائے ہم اس امتحان کے قابل نہیں ہیں ہمیں خدا توفیق دے کہ اس کے احکام پر عمل کریں۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشق رکھیں اور آپؐ کے ارشادات کی پابندی کریں۔

احباب کے لئے دعا

کچھ خواتین و احباب بیمار ہیں بعض کو مختلف پریشانیاں لاحق ہیں۔ آپ ان کے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ ان کو صحت دے اور ان کے مصائب دور فرمائے۔

میں نے جماعت سے استعفےٰ کیوں دیا؟ بقیہ ص۱۱

اور ارکان آزاد ہیں، وہ جو راستہ چاہیں اختیار کر لیں کبھی خیال آتا ہے ہمیں ایک بہادر انسان کی طرح مان لینا چاہیئے کہ ہمارا فکر اور عمل دونوں غلط تھے، اب ہم ارکان جماعت کا ایک کل پاکستان اجتماع بلا کر اپنے لئے ازسرنو لائحہ عمل ترتیب دیں گے۔

یہ سوچ بچار ایک طرف تو اس مایوسی کا مظہر ہے جو میں نے مندرجہ بالا تینوں پہلوؤں میں محسوس کی اور دوسری جانب یہ نتیجہ ہے، اس تھوڑے بہت احساس ذمہ داری کا اور عنداللہ مسئولیت کا جو بچا کھچا میرے اندر موجود ہے اور خطرہ ہے کہ اگر کچھ عرصہ مزید اس نہج پر اپنے قلب و ذہن کے خلاف لکھتا اور بولتا رہا تو کہیں اس متاع عزیز سے بھی محروم نہ ہو جاؤں آپ کو میری اس کیفیت کا صحیح اندازہ لگانے میں زحمت نہ ہوگی۔ اس کیفیت کے سبب ہو سکتا ہے میرے خط میں کہیں تلخی بھی پیدا ہو گئی ہو جس کے لئے پیشگی معافی چاہتا ہوں۔ اب میری اپنی قوت فیصلہ شل ہے اور میں بے چینی سے آپ کے جواب کا منتظر ہوں۔ خدا کرے آپ قلم مشفقہ کی جگہ شفقت کے ساتھ اس تحریر کا مطالعہ کریں اور مجھے اپنے جواب کے ذریعہ اس مایوسی سے نکلنے میں مدد فرمائیں۔

کوثر نیازی

لاہور ۔ ۱۲ / فروری ۱۹۶۵ء

مولانا شیخ عبدالرحمن مصری صاحب

کیا لونڈی کے متعلق کوئی اختلاف ہے

حضرت مسیح موعودؑ اور ہمارے امیر مرحوم و مغفور کی تحریروں میں ایک اختلاف یہ پیش کیا گیا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ لونڈی کے ساتھ زن و شوئی کے تعلقات بغیر نکاح جائز سمجھتے ہیں اور جناب امیر مرحوم و مغفور بغیر نکاح اسے جائز نہیں سمجھتے :۔

جہاں تک میں نے دونوں تحریروں کو پڑھا ہے مجھے اس بارے میں ان دونوں بزرگوں کی تحریروں میں کوئی اصولی اور بنیادی اختلاف نظر نہیں آیا۔

ذیل میں دونوں تحریروں کو بالمقابل پیش کر دیا جاتا ہے جس سے نمایاں ہو جائے گا کہ دونوں ایک ہی مفہوم کی حامل ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کی تحریر جو چشمہ معرفت ص۲۴۳ سے لی گئی ہے اور سائل نے بھی اسی کا حوالہ دیا ہے حضورؑ فرماتے ہیں :۔

"حضرت مسیح موعودؑ کا نظریہ"

"یاد رہے کہ نکاح کی اصل حقیقت یہ ہے کہ عورت اور اس کے ولی کی اور نیز مرد کی بھی رضامندی لی جاتی ہے لیکن جس حالت میں ایک عورت اپنی آزادی کے حقوق کھو چکی ہے اور وہ آزاد نہیں ہے بلکہ وہ ان ظالم طبع جنگ جو لوگوں میں سے ہے جنہوں نے مسلمانوں کے مردوں اور عورتوں پر بے جا ظلم کئے ہیں تو ایسی عورت جب گرفتار ہو کر اپنے اقارب کے جرائم کی پاداش میں لونڈی بنائی گئی تو اس کی آزادی کے حقوق سب تلف ہو گئے لہٰذا اب وہ فتحیاب بادشاہ کی لونڈی ہے اور ایسی عورت کو حرم میں داخل کرنے کے لئے اس کی رضامندی کی ضرورت نہیں بلکہ اس سے جنگجو اقارب پر فتحیاب ہو کر اس کو اپنے قبضہ میں لانا ہی اسکی رضامندی ہے یہی توراۃ میں بھی موجود ہے ہاں قرآن شریف میں فَكُّ رَقَبَةٍ یعنی لونڈی غلام کو آزاد کرنا بڑے ثواب کا کام بیان فرمایا ہے اور عام مسلمانوں کو رغبت دی ہے کہ اگر وہ ایسی لونڈیوں اور غلاموں کو آزاد کر دیں تو خدا کے نزدیک بڑا اجر حاصل کریں گے اگرچہ مسلمان بادشاہ ایسے خبیث اور جنگ باز لوگوں پر فتحیاب ہو کر غلام اور لونڈی بنانے کا حق رکھتا ہے مگر پھر بھی بدی کے مقابل پر نیکی کرنا خدا نے پسند فرمایا ہے یہ بہت خوشی کی بات ہے کہ ہمارے زمانہ میں اسلام کے مقابل پر جو کافر کہلاتے ہیں انہوں نے یہ تعدی اور زیادتی کا طریق چھوڑ دیا ہے اس لئے اب مسلمانوں کے لئے بھی روا نہیں کہ ان کے قیدیوں کو لونڈیاں غلام بناویں کیونکہ خدا قرآن شریف میں فرماتا ہے جو تم جنگ جو فرقہ کے مقابل پر صرف اسی قدر زیادتی کرو جس میں پہلے انہوں نے سبقت کی ہو پس جبکہ اب وہ زمانہ نہیں ہے اور اب کافر لوگ جنگ کی حالت میں مسلمانوں کے ساتھ ایسی سختی اور زیادتی نہیں کرتے کہ ان کو اور ان کے مردوں اور عورتوں کو لونڈیاں اور غلام بنا دیں بلکہ وہ شاہی قیدی سمجھے جاتے ہیں اس لئے اب اس زمانہ میں مسلمانوں کو بھی ایسا کرنا ناجائز اور حرام ہے۔"

"جناب محترم امیر مرحوم و مغفور کا نظریہ"

"جناب محترم امیر مرحوم و مغفور بیان القرآن جلد اوّل کے ص۴۹۲ پر اس بارے میں مفصل بحث کرنے کے بعد ساری بحث کا خلاصہ مندرجہ ذیل الفاظ میں پیش کرتے ہیں :۔

"ایک اور سوال یہ ہے کہ کیا مالک کے لئے محض ملک یمین کی وجہ سے لونڈی سے زن و شوہر کا تعلق رکھنا جائز ہے یا وہ بھی ان شرائط کے ماتحت ہے جن کا ذکر اوپر ہوا جہاں تک موجودہ زمانہ کا سوال ہے نہ وہ دینی جہاد اس وقت ہیں نہ ملک یمین کا سوال پیدا ہوتا ہے تاہم ایک مسئلہ کے رنگ میں یہ بیان کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ جن وجوہات کی بناء پر غیر مالک کو لونڈی کے ساتھ نکاح کرنے سے حتی الوسع روکا ہے، وہی وجوہات مالک کے لئے موجود ہیں بلکہ مالک کے لئے ..... تو ادر بھی آسان راہ ہے کہ اگر کوئی ملک یمین والی عورت اس کو پسند آئے تو وہ آزاد کر کے اس سے نکاح کر سکتا ہے اور چونکہ ایسی صورت میں آزادی عطا کرنا ہی مہر کے قائم مقام بھی ہو سکتا ہے جیسا کہ حضرت صفیہ کی حالت میں ہوا اس لئے اس کے لئے کوئی مشکل بھی نہیں لیکن جب تک وہ اس کو لونڈی کی حیثیت میں رکھنا چاہتا ہے وہ ان تمام شرائط کا کاربند ہے ہاں بعض شرائط اس کی حالت میں خود زائل ہو جاتی ہیں .... مثلاً یہ کہ مالک کے اذن سے نکاح کیا جائے سو اس کو کوئی اذن بکار نہیں یا یہ کہ مثلاً مہر دیا جائے کیونکہ لونڈی کا مال مالک کا مال متصور ہوتا ہے اس لئے اس کو مہر دینے کی ضرورت نہیں باقی رہا اعلان سو وہ ضروری ہے۔"

نکاح کی شرائط

اسلام میں نکاح کے لئے مندرجہ ذیل شرائط مذکور ہیں :۔

(۱) عورت اور اس کے ولی کی رضامندی
(۲) نکاح کرنے والے مرد کی رضامندی
(۳) مہر کا مقرر کرنا
(۴) اعلانِ نکاح

مندرجہ بالا چاروں امور میں حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کے شاگرد جناب امیر مرحوم و مغفور میں اتفاق نظر آتا ہے۔

شرط اوّل

شرط اوّل یعنی عورت اور اس کے ولی کی رضامندی کی دونوں ضرورت نہیں سمجھتے جو عورت قید ہو کر آتی ہو اس کے ولی تو پیچھے رہ گئے ہیں اس لئے اس کی رضامندی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ملک لونڈی کا مالک بطور ولی اس کا نکاح کسی کے ساتھ کر سکتا ہے۔ باقی رہا عورت کی رضامندی تو جناب امیر مرحوم و مغفور اس لونڈی کی رضامندی حاصل کرنے کی بھی ضرورت محسوس نہیں کرتے جس کا مالک اسے آزاد کر کے اس کے ساتھ باقاعدہ شرعی نکاح کرنا چاہتا ہے حالانکہ آزادی کے بعد تو بظاہر اسے یہ حق ہونا چاہیئے کہ اگر وہ نکاح پر راضی ہو تو اسے نکاح میں لایا جائے لیکن ایسا نہیں ہوتا جب آزاد کردہ لونڈی سے بھی اس کی رضامندی حاصل کرنے کی ضرورت نہیں تو جس لونڈی کو آزاد بھی نہیں کیا گیا تو اس کی رضامندی حاصل کرنے کا تو اس صورت میں سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور یہی حضرت اقدس مسیح موعود نے بھی فرمایا ہے۔

دوسری شرط

دوسری شرط مرد کی رضامندی کے متعلق ہے سو وہ اگر راضی ہو گا تبھی اپنی لونڈی کو بطور بیوی استعمال کریگا ورنہ اس کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ عدم رضامندی کی صورت میں یا اسے فروخت کر دے گا یا کسی دوسرے سے اس کا نکاح کر دے گا یا ہبہ میں دیدے گا۔

تیسری شرط

تیسری شرط مہر کے متعلق ہے سو دونوں کی تحریریں ظاہر کرتی ہیں کہ لونڈی کے بارے میں مہر کا بھی سوال نہیں پیدا ہوتا خواہ اسے آزاد کر کے اس کے ساتھ نکاح کیا جائے یا ویسے ہی بطور بیوی کے رکھا جائے۔

چوتھی شرط

چوتھی شرط اعلان کے ساتھ تعلق رکھتی ہے

شریعت میں تو صرف دو مردوں کی گواہی سے ہی اعلان کی شرط پوری ہو جاتی ہے لیکن لونڈی کو بطور بیوی استعمال کرنے کا اعلان تو ساری سوسائٹی میں ہو جاتا ہے کیونکہ

ساری سوسائٹی جانتی ہے کہ فلاں عورت فلاں شخص کی لونڈی ہے جو اسے بطور بیوی استعمال کر رہا ہے یہ کوئی پوشیدہ امر نہیں ہوتا کہ اس کے اعلان کی خاص ضرورت پیش آئے کیونکہ جب تمام سوسائٹی میں یہی دستور ہو تو پھر خاص اعلان کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا آخر نکاح میں اعلان سوسائٹی کے علم میں اس بات کو لانے کے لئے ہی ہوتا ہے کہ فلاں عورت فلاں مرد کی بیوی بن گئی ہے اور اس کے اس پر کچھ حقوق قائم ہو گئے ہیں اور یہ امر جب کسی عورت کے محض ملک یمین کی حیثیت سے ہی کسی مرد کے قبضہ میں آ جانے سے حاصل ہو جاتا ہے تو مزید اعلان کی کیا ضرورت باقی رہتی ہے۔ چنانچہ جب اس لونڈی کے بطن سے بچہ پیدا ہو جاتا ہے تو ساری سوسائٹی اس بچہ کو اس لونڈی کے مالک کی طرف ہی منسوب کرتی ہے، اور شریعت بھی اس کے بچہ کو مالک کا جائز بچہ تسلیم کرتی ہے چنانچہ ایک مقدمہ میں حضرت نبی کریم صلعم نے بچہ لونڈی کے مالک کا ہی قرار دیا حالانکہ ایک شخص کا دعوے تھا کہ اس کی لونڈی سے اس کے ناجائز تعلقات تھے اور یہ بچہ اسی کے نطفہ سے پیدا ہوا ہے لیکن حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا الولد للفراش وللعاھر الحجر یعنی بچہ اسی کا قرار دیا جائے گا جس کی وہ لونڈی ہے اور زانی کے لئے پتھر ہیں۔ اگر شریعت اور سوسائٹی میں لونڈی کو مالک کی بیوی کی حیثیت نہ دی گئی ہوتی تو مندرجہ بالا فیصلہ کس طرح کیا جا سکتا تھا چنانچہ بچہ کی پیدائش کے بعد وہ لونڈی ام الولد کہلاتی ہے اس کا مالک اب اسے نہ فروخت کر سکتا ہے اور نہ کسی کو بطور ہبہ دے سکتا ہے اور نہ کسی سے اس کا نکاح کر سکتا ہے، بلکہ شریعت کی رُو سے اب اس لونڈی کا یہ حق قائم ہو جاتا ہے کہ اپنے مالک کی وفات کے بعد وہ خود بخود آزاد ہو جاتی ہے کسی سے آزادی حاصل کرنے کی وہ محتاج نہیں رہتی۔

اعلان کے متعلق جناب امیر مرحوم ومغفور کا نظریہ

اعلان کے متعلق جناب امیر مرحوم ومغفور کا بھی یہی نظریہ ہے کہ سوسائٹی کا علم اعلان کے قائم مقام ہو جاتا ہے چنانچہ آپ بیان القرآن کے صفحہ ۱۸۲ پر متعہ کو مسافحات میں داخل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"اور اگر یہ کہا جائے کہ متعہ میں اعلان ہوتا ہے تو اعلان ایک گونہ مسافحات میں بھی ہوتا ہے مسافحت کے معنی ہی علی الاعلان مرد اور عورت کا اکٹھا رہنا ہیں یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے مسافحت کے ساتھ ایک جگہ چھپی آشنائی کو الگ بیان کیا ہے محصنین غیر مسافحین ولا متخذی اخدان

ظاہر ہے کہ لونڈی اور مالک کے باہمی زن وشوہر کے تعلق کو نہ سوسائٹی اور نہ ہی شریعت عزاء متخذی اخدان میں شمار کرتی ہے بلکہ علی الاعلان ان کے تعلق کو جائز شمار کرتی ہے حالانکہ مسافحت کے مرتکبین کو گو ان کا یہ ارتکاب علی الاعلان ہی ہوتا ہے لیکن پھر بھی اسے سوسائٹی ناجائز ہی قرار دیتی ہے۔

اس اجازت کی وجہ

لونڈی کو بطور بیوی استعمال کرنے کی اجازت دینے کی وجہ صرف یہ تھی کہ غیر مسلم مسلمان عورتوں کے ساتھ یہی سلوک کرتے تھے ورنہ اگر موجودہ زمانہ کا ہی طریق اس وقت کی سوسائٹیوں میں رائج ہوتا کہ اسیران جنگ کو خواہ وہ مرد ہوں یا عورتیں محض بطور سرکاری قیدی کے رکھا جاتا اور صلح کے بعد آپس میں ان کا تبادلہ ہو جاتا تو پھر شریعت اس کی قطعًا اجازت نہ دیتی اور یہی بات حضرت مسیح موعودؑ اور جناب امیر مرحوم ومغفور نے لکھی ہے۔

جنگ کے بغیر لونڈی اور غلام بنانے کی ممانعت

اس زمانہ میں تو بغیر جنگ کے بھی یونہی کسی کو پکڑ کر غلام اور لونڈی بنا لیا جاتا تھا اسلام نے اس کی سختی سے ممانعت کر دی صرف جنگ کی صورت میں ہی غلام اور لونڈی بنانے کی اجازت تھی اور وہ بھی اس لئے کہ بالمقابل ایسا کیا جاتا تھا لیکن باوجود اجازت کے پھر بھی جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے تحریر فرمایا ہے مسلمانوں کو لونڈیوں اور غلاموں کو آزاد کر دینے کی ترغیب دی گئی ہے اور اسے بڑے ثواب کا کام قرار دیا ہے اور خود حضرت نبی کریم صلعم نے اپنے عملی نمونہ سے اس کی مثال بھی قائم کر دی۔ اگر مسلمان قرآنی ہدایت امامنًا بعد واما فداءً پر عمل کرتے رہتے تو تھوڑے عرصہ میں ہی غلام بنانے کا رواج ختم ہو جاتا اور اس کا نام ونشان ہی مٹ جاتا۔ بہرحال اسلام کی تعلیم یہی ہے کہ اس رواج کو کلیۃً مٹا دینے کی کوشش کی جائے۔ بالکل ابتدائی سورت میں ہی فک رقبۃ کا حکم موجود ہے لونڈیوں کے متعلق تو اسلام نے مالکوں کو اسی بات کی ترغیب دی ہے کہ لونڈیوں کو اچھی تعلیم دے کر اور اچھا ادب سکھا کر اور پھر انہیں آزاد کر کے اُن سے اگر نکاح کریں تو ان کے لئے یہ بہت بڑے ثواب کا کام ہوگا۔ اس مقالہ کا مقصد چونکہ غلاموں کے متعلق مفصل بحث کرنا اور اس پر روشنی ڈالنا نہیں بلکہ اس کا مقصد صرف یہ بتلانا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ اور جناب امیر مرحوم ومغفور کے خیالات میں اس بارے میں اختلاف نہیں اس لئے جس قدر لکھا گیا اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے کافی ہے آخر میں مَیں پھر اس بات کو واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ ہمارے امیر مرحوم ومغفور نے کسی اصولی بات میں حضرت مسیح موعودؑ سے اختلاف نہیں کیا

اور نہ ہی کسی ایسے امر میں اختلاف کیا ہے جس کی بنیاد حضور کے صریح الہام یا القاء قرآنی پر تھی۔ ان ہی باتوں میں اختلاف درحقیقت قابل اعتراض ہو سکتا ہے باقی حضور نے اگر کسی جگہ کسی مصلحت کی بناء پر محض مسلمانوں میں بعض مروجہ عقائد کا اپنی تحریروں میں ذکر کیا ہے تو اُن میں اختلاف حضرت مسیح موعودؑ سے ...... نہیں بلکہ عام مسلمانوں سے اختلاف کہلا سکتا ہے اس قسم کے اختلافات تو خود جناب میاں محمود احمد صاحب نے بھی کئے ہیں اور ان کی جماعت بھی کرتی رہتی ہے نہ معلوم پھر وہ جناب امیر مرحوم ومغفور پر کیوں معترض ہوتے ہیں۔

اخبارِ احمدیہ

روانگی حج بیت اللہ

—— محترم جناب شیخ میاں فضل الرحمٰن صاحب ملزاوزر معہ اپنی بیگم صاحبہ ودختر نیک اختر صفیہ بیگم ومحترمہ بیگم میاں رشید احمد صاحب فیاض مورخہ ۵ مارچ ۶۵ء بروز جمعہ مبارک شام کو بذریعہ تیزگام حج بیت اللہ شریف کے لئے ملتان سے روانہ ہو گئے۔ اسٹیشن پر احباب جماعت کے علاوہ محترم جناب میاں صاحب ممدوح کا تمام عملہ الوداع کہنے کے لئے آیا ہوا تھا۔ چنانچہ جناب میاں صاحب موصوف کو مخلصانہ دعاؤں کے ساتھ وداع کہا گیا۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل وکرم سے جملہ افراد کو بخیریت منزل مقصود پر پہنچائے اور بخیر وعافیت سے واپس لائے۔ آمین۔

شادی خانہ آبادی

مورخہ ۲۵ فروری ۱۹۶۵ء بروز ہفتہ عزیزہ قمر شہناز صاحبہ بنت مکرم میاں محمد ظفر صاحب کا نکاح عزیز شیخ میاں جاوید فضل صاحب کے ہمراہ بعوض ایک ہزار روپیہ حق مہر خاکسار نے پڑھایا۔ یہ تقریب سعید بالکل اسلامی طریق پر نہایت سادگی سے عمل میں آئی۔ کوئی ڈھول باجا وغیرہ تک نہ تھا۔ اس خوشی کے سلسلہ میں دولہا کے والد نے انجمن کو مبلغ دس روپے عطیہ اشاعت اسلام مرحمت فرمائے۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ اس تعلق کو دونوں خاندانوں کے لئے خوشی وراحت اور خیر وبرکت کا موجب بنائے آمین۔ والسلام خاکسار محمد علی۔ ملتان چھاؤنی ۶۵/۳/۶

درخواست دعا

—— راولپنڈی سے خواجہ نصیر اللہ صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ ہماری جماعت کے محترم بزرگ ملک الٰہی بخش صاحب ایک ماہ سے بیمار چلے آ رہے ہیں احباب سے درخواست ہے کہ ان کی صحت کاملہ کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں۔

تبلیغی دورہ

—— حکیم قاضی عبد الرشید صاحب ساکنہ کنڈن سیان ضلع سیالکوٹ انجمن کی طرف سے تبلیغی دورہ پر جا رہے ہیں۔

تنظیم خواتین احمدیہ

—— تنظیم خواتین احمدیہ لاہور کا ماہوار جلسہ اپریل کے ...

مکتوبِ انگلستان ——— خالد اقبال ایم۔ اے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت صلیب پر نہیں ہوئی

ایک معروف مسیحی ڈاکٹر کی شہادت

کسرِ صلیب کا ایک نشان

لندن کے مشہور ہفت روزہ اخبار نے اپنی ۱۴ جنوری ۱۹۶۵ء کی اشاعت میں ڈاکٹر جے۔ جی۔ بورن (جو سینٹ تھامس اور سالسبری ہسپتال گروپ کے بے ہوشی سے متعلق شعبہ کے قابل اور مشہور ڈاکٹر ہیں) کی تحقیق کے اقتباسات سے تیار کیا ہوا ایک مضمون شائع کیا ہے اس مضمون میں جو اختصار کے باوجود کوئی چودہ سو الفاظ پر مشتمل ہے۔ ڈاکٹر موصوف نے بڑے محققانہ انداز میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت صلیب پر نہیں ہوئی۔ بلکہ وہ بے ہوشی کے عالم میں تھے کہ انہیں مردہ سمجھ کر چھوڑ دیا گیا۔ ڈاکٹر موصوف نے تاریخی۔ عقلی اور طبی نقطۂ نظر سے بڑے اچھے اور عام فہم اسلوب میں اپنی اس تحقیق کو بیان کیا ہے ——— ان کی تحریر نے نہ صرف بہت سے مسیحی محققین کو ایک بار پھر اس مسئلہ میں اپنے نظریات بدلنے کا موقعہ فراہم کیا ہے بلکہ اس تحریر کا ہر لفظ قرآن کریم کی اس آیت کی عظمت کی شہادت دیتا ہے جس میں ڈاکٹر موصوف اور دوسرے محققین کی تحقیقات سے چودہ سو برس پہلے یہ اعلان کر دیا گیا تھا۔ کہ :—

وقولهم انا قتلنا المسيح عيسى ابن مريم رسول الله ج وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم ط وان الذين اختلفوا فيه لفي شك منه ما لهم به من علم الا اتباع الظن ج وما قتلوه يقينا ۵ (النساء)

اور ان کے یہ کہنے کی وجہ سے کہ ہم نے عیسٰے بن مریم اللہ کے رسول کو قتل کر دیا ہے اور انہوں نے نہ اسے قتل کیا اور نہ اسے صلیب پر مارا۔ مگر وہ ان کے لئے اس جیسا بنا دیا گیا۔ اور یقیناً وہ لوگ جنہوں نے اس کے متعلق اختلاف کیا اس بارہ میں شک میں ہیں۔ ان کو اس کا کوئی علم نہیں صرف گمان کے پیچھے چلتے ہیں اور انہوں نے اسکو یقینی طور پر قتل نہیں کیا۔

اس سے پیشتر کہ میں ڈاکٹر بورن کے مضمون کے مختلف حصوں سے آپ کو روشناس کراؤں یہ ظاہر کر دینا چاہتا ہوں کہ میں خود اس مضمون پر کوئی خاص تبصرہ کرنا نہیں چاہتا۔ بلکہ قارئین آیت موصوفہ بالا کی تشریح مفہوم کو سامنے رکھکر یہ اندازہ بخوبی لگا سکتے ہیں کہ ڈاکٹر موصوف اور ان جیسے دوسرے محققین اپنی محنت شاقہ اور تحقیق و تجسس سے جس نتیجہ پر آج پہنچ رہے ہیں قرآن کریم نے کئی سو سال پہلے اس کے نتائج کا کھلے طور پر اعلان کر دیا تھا۔

اس مسئلہ کو موجودہ صدی میں منظر عام پر لانے کے باعث حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد صاحب کی ذات ہے۔ جنہوں نے کوئی پون صدی قبل نہ صرف کسرِ صلیب کا کام کر دکھایا بلکہ حضرت عیسٰے علیہ السلام کی طبعی موت کے بارے میں بھی قرآن مجید۔ احادیث اور تاریخ و انجیل سے دلائل جمع کر کے اس مسئلہ کا رخ ہی پھیر دیا۔ انہی کے ایک لائق شاگرد حضرت مولینا محمد علی مرحوم کا ترجمۃ القرآن اس وقت میرے سامنے ہے جس میں مولانا نے بڑے ہی احسن طریق سے اپنے استاد کی شاگردی کا حق ادا کیا ہے۔ (دیکھیں بیان القرآن مترجم و مفسر مولانا محمد علی مرحوم صفحات ۷۸ - ۷۹ - اور ۵۷۵ سے ۵۷۸ تک)۔

ڈاکٹر جے۔ جی۔ بورن جو ۱۹۵۵ء سے بیہوشی سے متعلق مریضوں کی تشخیص اور تحقیق کرتے چلے آ رہے ہیں۔ ۱۹۵۷ء میں اپنی اس تحقیق کو منظر عام پر لائے۔ اس کے بعد انہوں نے اس کا رخ حضرت عیسٰے علیہ السلام کی صلیب پر موت اور اس سے متعلقہ واقعات کی طرف پھیر دیا۔ اس میں شک نہیں کہ اس تحقیق کے بعد جو نتائج انہیں ملے وہ خود ان جیسے پختہ یقین رکھنے والے مسیحی کے عقائد کے برعکس تھے۔ لیکن انہوں نے انتہائی دیانتداری کا ثبوت دیتے ہوئے ان نتائج کو چھپانے کی کوشش نہیں کی اور ایک ہفت روزہ اخبار کی حالیہ اشاعت میں اس تحقیق کا اعلان کر دیا۔

اس مضمون میں کسی قدر تمہید کے بعد ڈاکٹر صاحب موصوف لکھتے ہیں :—

" لیکن اس امر کا جواز موجود ہے کہ حضرت مسیح جنہیں صلیب پر مردہ سمجھ لیا گیا تھا دراصل وہ بے ہوشی کے عالم میں تھے اور پھر اس حالت کے بعد ہوش میں آ گئے تھے۔"

اس بارے میں ڈاکٹر موصوف . . . . نے ڈاکٹر سی۔ پی۔ کلارک (نیویارک میڈیکل ریکارڈ ۱۹۰۵ء) اور پروفیسر ایس ڈیبس (۱۹۳۵) جو غشی کے ماہر ڈاکٹر ہیں ان کی تحریرات کا حوالہ بھی دیا ہے اور طبی نقطۂ نظر سے اپنے ان موافق ڈاکٹروں کا ذکر کرتے ہوئے غشی سے متعلق دوسرے امور پر بحث کی ہے۔ پھر وہ غشی کی کیفیات سے متعلق لکھتے ہیں :—

" (ایسی صورت میں ناقل) خون کا دباؤ یکبارگی گر جاتا ہے۔ دماغ کو آکسیجن پہنچنے میں کمی آ جاتی ہے۔ ہوش و حواس غائب ہو جاتے ہیں۔ اور انسان نیچے گر جاتا ہے ——— سانس کی رفتار بہت دھیمی ہو جاتی ہے۔ آنکھوں کی پتلیاں پھیل جاتی ہیں۔ موت کی مردنی چھا جاتی ہے اور غشی کی یہ حالت موت کی حالت کے بعینہٖ مشابہ ہوتی ہے"

" اس طرح پٹھوں کی طاقت بھی ختم ہو جاتی ہے۔ یہ امر دماغ کو آکسیجن کی کمی پوری کرنے میں مدد دیتا ہے۔ انسان کے نیچے گر جانے (گردن ڈھلک جانے وغیرہ سے۔ ناقل) اور متوازی حالت میں ہونے سے دوسرا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ خون کا دباؤ درست ہونا شروع ہو جاتا ہے اور ہوش و حواس قائم ہونے لگتے ہیں ——— لیکن یہ بھی عین ممکن ہے کہ موت کی سی یہ کیفیت پیچوٹری ہارمون (PITUITARY HARMONE) اور کسی حد تک پچھلی حالت کے ردِ عمل کے طور پر ایک گھنٹہ یا زیادہ دیر کے لئے برقرار رہے"

ڈاکٹر موصوف اس سلسلہ میں دوسرے ضروری امور کا تذکرہ کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔ کہ ایسے حالات میں "موت، کا سبب عموماً آکسیجن کی کمی سے دماغ کی رگوں کا پھٹنا ہوتا ہے جس کی وجہ سے موت دو یا تین منٹ میں یا کئی دنوں تک بھی ملتوی ہو سکتی ہے" اسی طرح طبی نقطہ نظر اور اپنے مشاہدات کی رو سے ڈاکٹر بورن غشی اور اس سے متعلقہ کیفیات کی وضاحت کرتے ہوئے پھر حضرت مسیح کے واقعہ صلیب پر آ جاتے ہیں :—

" حضرت مسیح کو صلیب پر چڑھانے کا عمل (انجیل اور روایات کی مسیح کی زندگی کی رو سے) دوپہر کے قریب وقوع پذیر ہوا۔ اور ان کی ظاہری موت اچانک تین بجے بعد دوپہر ہو گئی۔ پھر انہیں نیچے اتار کر ایک مقبرہ میں لٹا دیا گیا۔ مگر چالیس

گھنٹے بعد اتوار کو پَو پھٹتے ہی وہ وہاں سے غائب ہو گئے۔ اسی دن۔ دن میں پانچ مرتبہ انہیں چلتے پھرتے اور لوگوں سے باتیں کرتے ہوئے دیکھا گیا۔ سب سے پہلے مریم مگدلینی کے ساتھ صبح سویرے ہی جو پہلے پہل انہیں نہ پہچان سکے پھر انہوں نے اپنے پہچانے جانے سے قبل ہی شاگردوں کے ساتھ دیر تک بات چیت کی۔"

پھر ڈاکٹر موصوف فرماتے ہیں کہ :۔

"حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معاملہ میں ٹھیک طور سے نہیں کہا جا سکتا کہ انکے خون کا دباؤ کس درجہ پر تھا۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ غشی کا یہ وقفہ زیادہ نہ تھا۔"

اس بارے میں ڈاکٹر صاحب نے سینٹ جان کی تحریر کا حوالہ بھی دیا ہے کہ یہودی آنے والے سبت (SABBATH) کی وجہ سے لاشوں کو صلیب پر لٹکے رہنے دینا نہیں چاہتے تھے اس لئے انہوں نے پلاطوس سے ان کو اتارنے کے لئے کہا۔

"سپاہیوں نے حسب معمول پہلے اور دوسرے مجرم کی ٹانگیں توڑیں لیکن جب وہ حضرت مسیح کی طرف آئے تو انہیں مردہ پاکر ان کی ٹانگیں نہ توڑیں۔ سپاہیوں میں سے ایک نے بھالے سے ان کی پسلی چھیدی اور فی الفور اس سے لہو اور پانی نکلا"

حضرت مسیح کے متعلق سپاہیوں وغیرہ کے ہمدردانہ رویہ کا تذکرہ کرنے کے بعد دوسری جگہ ڈاکٹر موصوف لکھتے ہیں :۔

"پھر یہ کیسے ہوا کہ (ان کے) زخم سے لہو نکل آیا۔ ایک مردہ جسم کی کٹی ہوئی شریانوں سے خون رِستے دیگا لیکن سینٹ جان نے اس واقعہ کی جو تصویر کھینچی ہے۔ اس میں رِسنے والی بات نہیں (بلکہ خون کے بہہ نکلنے کا ذکر ہے۔ ناقل) (دل کی بیماری میں اپریشن کرتے ہوئے لہو کا نکلنا اس امر کی شہادت ہے کہ دل کی دھڑکن ابھی جاری ہے اور ایسی صورت میں ایک سرجن سینہ کھولنے کی جرأت نہیں کرے گا۔) غشی کے عالم میں بھی اس بات کی امید کی جا سکتی ہے کیونکہ (اس وقت) چھوٹے پھیپھڑوں کی شریانیں پھیل جاتی ہیں (حضرت عیسیٰ کے معاملہ میں۔ ناقل) اس بات کا قوی امکان ہے کہ بھالا پھیپھڑوں کو چیرتا ہوا نکل گیا ہو، اور زخم عین دل کے نچلے حصہ میں جہاں غشی کی حالت میں بھی خون کا دباؤ اچھا خاصا ہوگا لگا ہو"

"علاوہ اس کے غشی اور موت میں بہت قریبی تعلق ہے۔ موت کی تشخیص ہمیشہ آسانی سے نہیں ہو پاتی اور اس سلسلہ میں آج کل بھی غلطیاں ہوتی رہتی ہیں۔ میں بذات خود دو ایسے اشخاص کو جانتا ہوں جنہیں مکمل ڈاکٹری معاینہ کے بعد مردہ قرار دے دیا گیا تھا۔ اور وہ مردہ خانہ میں اٹھ بیٹھے۔ ان میں سے ایک تیرہ دن بعد اپنے پاؤں چل کر ہسپتال سے واپس آیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح کی موت کی تشخیص سپاہیوں کی طرف سے ہوئی۔ اور اس طوفان بے تمیزی میں یہ تو ایک طرف اس سے زیادہ غلط فیصلہ کا بھی امکان ہو سکتا تھا۔"

"اور نہ ہی یہ بات حیران کن ہے کہ (صلیب کے واقعہ کے بعد) حضرت مسیح کے حواریوں نے شروع میں انہیں نہ پہچانا۔ (کیونکہ اس وقت) وہ بیمار اور بدلی ہوئی حالت میں نظر آئے۔ اس بارے میں ایک اعتراض یہ بھی ہو سکتا ہے کہ صلیب کے واقعہ کے بعد مسیح کا وہ زور خطابت اور الفاظ میں لطافت باقی نہ رہی تھی۔ جو اس سے قبل ان کے الفاظ میں تھی ممکن ہے صلیب پر .....
CEREBRAL ANOXIA
کے باعث ذہن پر برا اثر قائم رہا ہو"

"لوگ اکثر و بیشتر مسیح کی صلیب پر موت کی حقیقت یا پھر اس کے بعد جی اٹھنے کے مسئلہ میں شک کرتے ہیں۔ ڈاکٹر کا ارک نے پون صدی قبل یہ رائے ظاہر کی تھی کہ مسیح کی موت صلیب پر نہیں ہوئی بلکہ وہ (اس پر) بے ہوش ہو گئے تھے۔ اور دینیان کے قربان کے مطابق صلیب سے اتارے جانے کے بعد مسیح کا ٹھیک ہو جانا زمانہ قدیم سے معروف ہے"

آخر میں ڈاکٹر لیدن لکھتے ہیں کہ :۔

"اگر مسیح کی آمد ثانی میں کوئی بہت ہی خاص بات پنہاں نہیں تھی تو پھر اس کی تعلیم کے ماننے میں یہ امر کس طرح روک ثابت ہو سکتا ہے۔ مسیح کی زندگی اپنی فوق فطرتی قوتوں کے بغیر بھی اسی طرح عظیم الشان ہے۔ اور روح کے معجزات کو اس سے علیحدہ نہیں کیا جا سکتا۔

ڈاکٹر بورن کے مضمون کے اقتباسات کا کسی حد تک آزاد ترجمہ تو ضرور کیا گیا ہے۔ لیکن مفہوم سے کسی طور ہٹنے کی کوشش نہیں کی گئی۔ امید ہے قارئین پیغام صلح کے لئے یہ مضمون دلچسپی کا باعث ہوگا۔

فہرست آمد گولڈن جوبلی فنڈ

کراچی

رسید نمبر	اسمائے گرامی معطی حضرات	رقم
۲۱۴۶	شیخ میاں آفتاب احمد صاحب	1000/-
۲۱۴۷	والدہ شیخ محمد طفیل صاحب بذریعہ ڈاکٹر اللہ بخش صاحب	10/-
۲۱۹۸	مالکان کیپھے گراونڈ	500
۲۳۵۳	ایم اے باسط صاحب	50
۲۵۷۵	ملک لعل خان صاحب	15/-
۲۵۷۶	خانصاحب میاں رحیم بخش صاحب	100/-
	چوہدری نوشی محمد صاحب	50/-
	اہلیہ صاحبہ خان محمد حسن جان صاحب	5/-
	میسرز مقبول کمپنی لمیٹڈ	1000/-
	شیخ انعام الحق صاحب ایڈووکیٹ	50/-
۲۹۳۵	احباب جماعت کراچی	763/-
	بیگم صاحبہ خواجہ صلاح الدین محمود صاحب	52/-
۲۹۶۸	تنویل برادرز	10/-

مختلف احباب

رسید نمبر	اسمائے گرامی معطی حضرات	رقم
۲۰۳۹	میاں محمد دین صاحب ٹھیکیدار دہاڑی	25/-
۲۱۰۰	مسٹر محمد بشیر صاحب ملتان	200/-
۱۹۲۴	ایم محمد الرحمن صاحب پشاور	5/-
۲۹۵۶	میاں محمد احمد صاحب لاہور	25/-
۲۹۷۲	جی این دین صاحب فجی	62/-
۳۰۲۸	بذریعہ امام صاحب برلن مشن	910/95
۲۵۵۵	بابو شیخ عزیز احمد صاحب وزیر آباد	10/-
۳۰۴۰	حکیم مولوی اللہ صاحب وزیر آباد	20/-
۰۰	شیخ محمد عبداللہ صاحب ۰۰	50/-
۳۱۱۴	ایم محمد الرحمن صاحب پشاور	5/-
	ام داؤد صاحبہ بنارس بھارت	5/-
	ثریا دختر داؤد صاحبہ ۰۰	2/-
	فریدہ معرفت ام داؤد صاحبہ	2/-

افسوسناک سانحہ

اوکاڑہ کے میاں فضل احمد صاحب مرحوم کے فرزند محمود احمد صاحب جو ضلع میانوالی میں سب انسپکٹر پولیس کے عہدہ پر تعینات تھے بدمعاشوں اور پولیس کے مابین فائرنگ کے نتیجہ میں گولی لگنے سے ہلاک ہو گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہمیں مرحوم کے تمام خاندان اور پسماندگان سے دلی ہمدردی ہے اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحوم کی موت شہادت اور مغفرت کا موجب ہو۔ احباب سے جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔

میں نے جماعت اسلامی سے استعفیٰ کیوں دیا؟

جماعت کے دینی اور سیاسی افکار پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا

مولانا کوثر نیازی کا خط مولانا مودودی کے نام

(۳)

قیادت و امارت

یہی صورت ہمارے ہاں قیادت و امارت کی ہے ۱۹۴۱ء سے لے کر اب تک ہمارے ہاں کوئی ایک فرد بھی جماعتی تربیت سے ایسا تیار نہیں ہوا جو آپ کے بعد (اللہ تعالیٰ آپ کو تا دیر سلامت رکھے) جماعت کی قیادت کر سکتا ہو یا جو جماعت کے اندر اور باہر اپنی صلاحیتوں کے اعتبار سے نمایاں اور ممتاز ہو جس جماعت کی جمہوری اور عددی صورت حال یہ ہو جس کی قیادت اوّل سے آخر تک تنخواہ دار ہو جس میں اظہار رائے پر قدغن ہو جس میں معدودے چند لوگ ووٹ کا حق رکھتے ہوں جس میں آپ کی پیش کردہ علمی اور دینی آراء سے اختلاف کرنا جماعت کی مخالفت کرنے کے مترادف ہو اس میں ایسا آدمی کیسے داخل ہو سکتا ہے جو خود سوچنے سمجھنے کی صلاحیت رکھتا ہو ایسا شخص تفصیلات معلوم کئے بغیر شامل ہو بھی جائے تو وہ یہاں پنپ نہیں سکے گا۔ آپ کی تو پورے عالم کی وسیع سیاسیات پر نظر ہے آپ سے بڑھ کر کون جان سکتا ہے کہ جس جماعت میں فقط وہی لوگ چل سکتے ہوں جو آمنّا وصدقنا اور احسنت و مرحبا کی صدا بلند کرنے ہی کو سعادت سمجھیں وہ جماعت کبھی ایک زندہ قوم کی راہنمائی نہیں کر سکتی۔

خدمتِ خلق کے کام

(۳) تیسری صورت یہ تھی کہ ہم سیاست اور اصلاح و تزکیہ دونوں اہم کاموں سے دستکش ہو کر رفاہِ عامہ کا منصوبہ بناتے اور خدمتِ خلق کے لئے کام شروع کر دیتے مگر سالہا سال کے غور و فکر اور مطالعہ و مشاہدہ سے نظر یہ آتا ہے کہ ہم اس میدان کے بھی مرد نہیں، ہم نے اپنے کارکنوں کو (الا ماشاء اللہ) جو ذہن دیا ہے وہ یہ ہے کہ خدمت خلق کا کام سیاسی نتائج حاصل کرنے کا ایک ذریعہ ہے اور بس۔ ہم نے ہمیشہ اپنے شفاخانوں اور خدمت خلق کے دوسرے کاموں کو جماعت کے اثر و رسوخ اور سیاسی مواقع کے حصول کے پیمانے سے ناپا ہے اس کا نتیجہ یہ ہے کہ کسی سیاسی اور ہنگامی مقصد کے بغیر ہم خدمت خلق کا کوئی بھی منصوبہ زیرِ عمل نہیں لا سکتے۔

ہماری اخلاقی حالت

محترم امیر جماعت! یہ تینوں صورتیں ممکن تھیں مگر میں ان تینوں کا دروازہ جماعت کے لئے بند پاتا ہوں اور اس کے ساتھ ساتھ جب میں دیکھتا ہوں کہ جماعت کی اخلاقی حالت (میں اپنے آپ کو مستثنیٰ قرار نہیں دوں گا) انتہائی حد تک زوال پذیر ہو چکی ہے اور اس پہلو میں حالات روز بروز بد سے بدتر ہوتے جا رہے ہیں تو میری مایوسی اور شدید ہو جاتی ہے میں نے اس سلسلہ میں کئی مرتبہ آپ کو توجہ دلائی ہے اور مجھے یاد ہے ہر بار آپ دل گرفتہ ہو کر سر تھام کر بیٹھ جاتے تھے اور اعتراف کر لیتے تھے کہ یہ سب کچھ آپ کو معلوم ہے مگر آپ کچھ نہیں کر سکتے۔ ۱۳ اکتوبر ۱۹۶۳ء کو اپنے منصب سے مستعفی ہوتے وقت میں نے تحریری طور پر عرض کیا تھا کہ :-

"میں عرصہ سے دیکھ رہا ہوں کہ احیائے دین کا کام کرنے کے لئے جو کم سے کم ضروری صفات ہم میں ہونی چاہئیں، ہماری عملی زندگی ان کی شہادت نہیں دیتی جماعت کے دو بیسٹ، پرقابض بھاری بھاری مشاہرے لینے والے ہمارے بعض رہنما ایک دوسرے کی ٹانگ کھینچنے الزامات عائد کرنے، اور چغلی اور غیبت کرنے میں مشغول رہتے ہیں، بعضوں کی بول چال تک آپس میں بند ہے یہ ایک دوسرے پر جماعت کے اندر گروپ بندی تک کے الزامات لگاتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ "گیلانی برادران" اور "کراچی گروپ" وغیرہ کی افسوسناک اصطلاحیں آپ کے کانوں کے لئے بھی اجنبی نہیں ہوں گی اختلاف رائے کو برداشت نہیں کیا جاتا، ہاں میں ہاں ملانے والے، علم دین سے کورے اور عربی زبان سے بالکل نابلد افراد کو جماعت کی صف اوّل میں لانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ تقویٰ علم دین اور دوسرے خصائص ہماری نگاہ میں ثانوی بنتے جا رہے ہیں۔ اب "نائب امیر" کے منصب کے لئے بھی ہماری نگاہ جاتی ہے تو چوہدری غلام محمد صاحب جیسے رفیق پر جاتی ہے جو بیچارے علم دین تو بڑی بات ہے اردو کے چند فقرے بھی صحیح نہیں بول سکتے۔ میں چونکہ ایسے لوگوں کی سرداری سے اختلاف کرنے کا شعور دار ہوں، ان خرابیوں کا ناقد ہوں، چوہدری صاحب کی شائع کردہ ایک کتاب "فقہ السنہ" پر بے لاگ تبصرہ کر چکا ہوں۔ اس لئے مجھے اس جرم کی سزا مرکزی شوریٰ کے ہر اجلاس پر بھگتنی پڑتی ہے، جگہ جگہ میرے بارے میں سرگوشی کیا جاتا ہے جس کی صفائی پیش کرتے کرتے اب قریب قریب عاجز آ چکا ہوں۔ یہ صورت حال یقیناً آپ سے بھی مخفی نہیں۔ سخت افسوسناک ہے۔ ہماری تنظیم میں یہ رجحانات ہمارے لئے سب سے بڑا خطرہ ہیں اور اس وقت ملک میں لوگ اگر ہمارے باہمی تعاون اور تعلقات کے مداح ہیں تو اس کا سبب یہ ہے کہ ہمارے اندرونی حالات خوش قسمتی سے اخبارات میں شائع نہیں ہوتے۔

اندریں حالات میں نے فیصلہ کیا ہے کہ میں جماعت میں اپنے منصب اور ذمہ داری سے سبکدوش ہو جاؤں۔ جماعت کے جلسہ ہائے عام سے خطاب نہ کروں۔ ایک معمولی رکن کی حیثیت سے خدمت انجام دیتا رہوں تاکہ جماعت میں جو لوگ اپنی بیش قیمت صلاحیتیں خواہ مخواہ مجھے بدنام کرنے میں صرف کرتے رہتے ہیں ان کے لئے تسکین دل کا سامان فراہم ہو سکے۔"

یہ ۱۳ اکتوبر ۱۹۶۳ء کی تحریر ہے۔ آج تقریباً ڈیڑھ سال کے بعد ان خرابیوں میں اضافہ ہی ہوا ہے کمی نہیں ہوئی۔ باہمی عداوتیں ترقی پر ہیں، لیکن دین کے معاملات میں کارکن تو ایک طرف رہے ہمارے رہنما تک افسوسناک کردار رکھتے ہیں، امانتیں ضائع ہو رہی ہیں، عشر اور زکوٰۃ کی رقوم خالص سیاسی اور انتخابی مہمات اور ہمہ وقتی کارکنوں کی تنخواہوں پر صرف کی جا رہی ہیں۔ رائج الوقت سیاسی بحثیں اتنی مرغوب ہو چکی ہیں کہ ہمارا مجلس میں خدا اور رسول کا تذکرہ بھی برائے بیت رہ گیا ہے۔ عبادات میں ہم سخت تساہل کا شکار ہیں اور شاید یہ بھی ہمارے لٹریچر کا غیر شعوری اثر ہے جس میں عبادات کو مقصود کے لئے ذریعہ اور وسیلہ قرار دیا گیا ہے۔

میں مایوسی کا شکار ہوں

حضرت مولانا! میرا خط طویل ہو گیا۔ اس میں بعض تکلیف دہ باتیں بھی یقیناً ہوں گی اور آپ ہمیشہ مجھ پر جو شفقت فرماتے رہے ہیں اس کے پیش نظر اتنی جرأت بھی مجھے جسارت نظر آتی ہے لیکن خدا گواہ ہے میں نے یہ سب کچھ معاندانہ جذبہ سے نہیں ایک حقیقی بہی خواہ اور ہمدرد کے جذبے سے سپرد قلم کیا ہے جماعت سے میرا پندرہ سالہ تعلق مجبور کرتا ہے کہ میں آپ کے دوسرے مشیروں کی طرح سب اچھا کی رپورٹ آپ کے سامنے پیش نہ کروں بلکہ پوست کندہ حقائق پر آپ کو غور و فکر کرنے کی دعوت دوں، اب کیا ہو، میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا۔ کبھی سوچتا ہوں ہمیں کھلم کھلا اعتراف کر لینا چاہئے کہ ہم اپنی اسکیموں میں ناکام ہو گئے ہیں۔ لہٰذا جماعت کے کارکن

ذکرِ صدیق

قیامت کے دن ہاتھ پاؤں کا باتیں کرنا

بابو رشید احمد صاحب ریٹائرڈ سب پوسٹ ماسٹر قادیان نے بیان کیا کہ ایک دفعہ ایک پنڈت قادیان آیا اور حضرت مولانا نور الدین رحمۃ اللہ علیہ سے کہنے لگا کہ قرآن کریم میں لکھا ہے کہ قیامت کے دن ہاتھ پاؤں گواہی دیں گے آپ نے اس کا چہرہ دیکھ کر کہا کہ آپ کا چہرہ بتاتا ہے کہ آپ کو سخت قسم کی آتشک ہے۔ پہلے تو اس نے انکار کیا کہ آپ مجھ پر الزام لگاتے ہیں۔ اور پوچھا کہ آپ کو کس طرح پتہ لگا۔ آپ نے فرمایا تمہارے چہرہ پر لکھا ہوا ہے۔

پھر اس نے عرض کیا کہ میرا علاج کر دیں۔ چنانچہ آپ نے اس کا علاج کیا اور فرمایا کہ میں ایک کمزور انسان ہوں مجھے آپ کے چہرہ سے آپ کی مرض کا حال بتا دیا خدا احکم الحاکمین کے لئے کیا مشکل ہے۔ والسلام

عبد الوہاب عمر۔ دواخانہ نور الدین
چودھامل بلڈنگ لاہور

بچوں کے لئے پانچ نہایت مفید کتابیں

صرف پچاس پیسے میں

ڈاک کے اخراجات کے لئے بذریعہ بک پوسٹ ۳۱ پیسے بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک ۸۱ پیسے

(۱) محمد مصطفیٰ صلعم } از حضرت مولانا محمد علی صاحب مرحوم و مغفور۔ صفحات ۱۰۴۔ مندرجات بعثت سے پیشتر کے حالات، مکی زندگی، مدنی زندگی، اصلاح کا بے نظیر کام۔ آپ کی تعلیم میں رواداری۔ متعدد نکاحوں پر اعتراض، عادات و اخلاق

(۲) سیرت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ } از حضرت مولانا محمد علی صاحب مرحوم و مغفور۔ صفحات ۸۰۔ ابتدائی حالات زمانہ خلافت

(۳) سیرت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ } از حضرت مولانا محمد علی صاحب مرحوم و مغفور۔ صفحات ۱۱۲۔ ابتدائی زمانہ خلافت

(۴) غذا و صحت } از ممتاز احمد فاروقی صاحب۔ صفحات ۱۲۰۔ مندرجات:- غذاؤں کے اجزاء اور ان کی مناسب مقدار موٹاپا اور دبلا پن۔ بچوں کی غذا صحت اور صحت سے متعلقہ دیگر علمی نکات و معلومات۔

(۵) تسہیل القرآن } صفحات ۵۲۔ جس میں قرآن مجید پڑھنے کے تمام قواعد مفصل درج ہیں جنہیں تھوڑی سی رہنمائی سے قرآن مجید آسانی پڑھ سکتے ہیں۔ بچوں کی تربیت کو مدنظر رکھتے ہوئے انجمن نے ان مفید اور پُر از معلومات کتابچوں میں بہت کمی کر دی ہے۔ احباب کرام ...... خود اپنے بچوں کے لئے ان مفید کتابوں کو خرید کر دیں یہ رعایت ۱۵ اپریل تک رہے گی۔ اپنے آرڈر بپتہ ذیل پر ارسال کریں:-

دار الکتب اسلامیہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام۔ احمدیہ بلڈنگس
براندرتھ روڈ لاہور (مغربی پاکستان)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیغامِ صلح لاہور

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

تار کا پتہ:- تبلیغ لاہور
فون نمبر:- ۳۷۳۷

زرِ مبادلہ
پاک و ہند سے چودہ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

ایڈیٹر:- دوست محمد
مدیر معاون:- بشیر احمد سوز

فی پرچہ:- ۱۲ پیسے

جلد ۵۳ | یوم چہارم شنبہ ۲۰ ذی قعدہ ۱۳۸۴ھ - مطابق ۲۴ مارچ ۱۹۶۵ء | ۱۲

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰؐ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۳۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
۴۔ سب صحابہؓ اور ائمہ قابل احترام ہیں۔
۵۔ سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
۶۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

بحرِ حکمت کے موتی

عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الرفق ما کان فی شیءٍ الا زانہ ولا ینزع من شیءٍ الا شانہ اخرجہ مسلم و ابو داود وفی روایۃ رکبت بعیراً فیہ صعوبۃ فجعلت اردّدہ فقال صلی اللہ علیہ وسلم علیک بالرفق۔ الشین العیب وھو ضد الزین۔

ترجمہ:- حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نرمی جس میں ہوتی ہے اسکو خوشنما اور حسین بنادیتی ہے اور جس کے دل سے نرمی نکل جاتی ہے اس کو بدنما اور معیوب کردیتی ہے ایک روایت میں ہے کہ حضرت عائشہؓ ایک اونٹ پر سوار ہوئیں جو منہ زور تھا اس کو ادھر ادھر پھیرنے لگیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمکو نرمی اختیار کرنی چاہیئے

نوٹ:- حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم الشان خوبیوں میں سے یہ نمایاں خوبی وانک لعلیٰ خلق

فبما رحمۃ من اللہ لنت لھم ولو کنت فظاً غلیظ القلب لانفضوا من حولک

(۳:۱۵۸)

داعی الی اللہ وہی کامیاب ہوسکتا ہے جو اخلاق کے ... ہو ... اعلیٰ اخلاق اہل انسانیت ... اور انسان کو حیوان سے ممیز کرتے ہیں حضرت نبی کریم کے متعلق حضرت صاحب فرماتے ہیں

انبیاء از سینۂ نورانی کند ... با تبرات با پنہانی کند

خدا نے مجھے بھیجا ہے تاکہ میں اس بات کا ثبوت دوں کہ زندہ رسول محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

(۱) "ایک بڑی دلیل اس بات پر کہ حضرت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم روحانی طور پر اعلیٰ زندگی رکھتے ہیں دوسرا کوئی نہیں رکھتا آپؐ کی تاثیرات اور برکات کا زندہ سلسلہ ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ سچے مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی پیروی کرکے خدا تعالیٰ کے مکالمات سے شرف پاتے ہیں اور خوارق العادت خوارق ان سے صادر ہوتے ہیں اور فرشتے ان سے باتیں کرتے ہیں دعائیں ان کی قبول ہوتی ہیں اس کا نمونہ ایک میں ہی موجود ہوں کہ کوئی قوم اس بات میں ہمارا مقابلہ نہیں کرسکتی۔" (الحکم ۳۱ مئی سنہ ۱۹۰۰ء)

(۲) "خدا تعالےٰ نے مجھے بھیجا ہے کہ تا میں اس بات کا ثبوت دوں کہ زندہ کتاب قرآن ہے اور زندہ .... دین اسلام ہے۔ اور زندہ رسول محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے دیکھو میں زمین اور آسمان کو گواہ کرکے کہتا ہوں کہ یہ باتیں سچ ہیں اور خدا وہی ایک خدا ہے جو کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں پیش کیا گیا ہے اور زندہ رسولؐ وہی ایک رسولؐ ہے جس کے قدم پر نئے سر سے مُردے زندہ ہو رہے ہیں نشان ظاہر ہو رہے ہیں برکات ظہور میں آرہے ہیں۔ غیب کے چشمے کھل رہے ہیں۔"

الحکم ۳۱ مئی سنہ ۱۹۰۰ء

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
حضرت مسیح موعود

(مرتبہ :- شیخ غلام قادر ڈار صاحب)

نائیجیریا

ترجمہ خط :- منکیلا مجید - نائیجیریا
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

جناب مکرم ! ایک کاپی قرآن شریف کی درکار ہے - میں پہلے عیسائی تھا - ماہ رمضان کے مہینے میں میرے ایک دوست مقیم احمدیہ مسجد لاگس سے میری غلط فہمیاں دور ہو گئیں میں نے مسلمان ہونا چاہا - دو ہفتے کے بعد میں مسلمان ہو گیا اور میرا نام مجید رکھا گیا - میرے عیسائی دوست مجھے بہت مذاق کرتے ہیں اور میں نے ان سے کہا کہ میں ہرگز عیسائیت قبول نہیں کروں گا -

اصل میں مجھے عربی قرآن نہیں آتا - اگر مجھے انگریزی ترجمہ قرآن مل جائے تو اس کے پڑھنے سے میرے بہت سے شکوک رفع ہو جائیں گے - اور انشاء اللہ میں اپنے دوستوں اور ماں باپ کو بھی مسلمان کرنے میں کامیاب ہو جاؤں گا -

جب میرے والدین نے میرے متعلق سُنا انہوں نے میرے ساتھ گفتگو بند کر دی اور میں نے اس کی کوئی پرواہ نہ کی اور کہا کہ اب میں تمام عمر مسلمان ہی رہوں گا اس لئے مجھے وہ کتاب ارسال کریں چاہے اس کی کتنی قیمت ہے اور دیگر کتابیں جو مذہب کی طرف رغبت دیں ارسال کریں - کتابیں بھیجتے وقت میرا مسلمان نام کا ایڈریس لکھا جائے -

آپ کے جواب کا منتظر

(اس کو لٹریچر بھیجا گیا اور خط کا جواب بھی دیا گیا اور ان کو قرآن کی قیمت بھی لکھی گئی)

(۲)

ترجمہ خط از صالح اشولا بیلو نائیجیریا
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میری مؤدبانہ التماس ہے - کہ آپ مجھے اسلام اور احمدیت کے متعلق لٹریچر ارسال کریں اور اگر عنایت ہو تو ایک عدد انگریزی قرآن شریف بھی تاکہ مطالعہ سے مزید لیاقت حاصل ہو - امید ہے کہ میری گذارش قبول فرمائیں گے - والسلام

(ان کو انگریزی لٹریچر بھیجا گیا)

(۳)

ترجمہ خط شعیبو - ٹی - اینسی بولا - نائیجیریا
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کے ارسال کردہ لٹریچر کا شکریہ میں نے تمام لٹریچر کا مطالعہ کر لیا ہے اور خوب سمجھ لیا ہے - لیکن میں مزید مطالعہ چاہتا ہوں - اس لئے مجھے انگریزی ترجمۃ القرآن ارسال کریں -

مندرجہ بالا تذکرہ کے بعد گذارش ہے کہ مجھے چھوٹا یا بڑا انگریزی ترجمۃ القرآن ضرور بھیجیں -

آپ حیران ہوں گے کہ کتابوں کے مطالعہ کے بعد میں نے اپنے عیسائی دوستوں کو اسلام کی طرف راغب کر لیا ہے - اور چند اور بھی انشاء اللہ اسلام قبول کریں گے میں اور دیگر دوست اسطرح اسلام کی تعلیم سے اثر انداز ہوتے ہیں - کہ وہ اللہ تعالیٰ سے نازیں دعا مانگتے ہیں کہ اللہ ہمیں بہشت عطا فرما اور ہمارے گناہ بخش دے اگر میری قرآن شریف انگریزی کی درخواست منظور ہو گئی تو میں بہت مشکور ہوں گا -

اُمید ہے کہ جلدی جواب دیں گے

(۴)

ترجمہ خط مسٹر محمد سالی احمد گوساؤ نائیجیریا
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ملتمس ہوں کہ مجھے انگریزی ترجمۃ القرآن بمعہ دیگر پمفلٹس ...... ارسال کریں میں پہلے عیسائی تھا اور اب میں مسلمان ہونا چاہتا ہوں - میں نے ساتویں جماعت تک تعلیم حاصل کی ہے اور سلائی کا کام سیکھ رہا ہوں - . . . غریب ہوں قیمت کتب ادا نہیں کر سکتا اور جب میں تین ۵ تھا تو میری والدہ فوت ہو گئیں اور مجھے کسی نے تعلیم کے لئے امداد نہ دی اب میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ مسلمان ہونے کی وجہ سے میں اسلامی تعلیم سیکھوں گا اور جو مشکل مجھے درپیش ہو گی وہ آپ کو لکھوں گا - میرا عیسائی نام جبریل تھا اور اب میرا اسلامی نام محمد سالی ہے - اور میں نے مکہ اور مدینہ میں بھی جانے کا ارادہ کیا ہوا ہے اور حضرت رسول کریم کے روضہ مبارک کی زیارت کروں گا اور پاکستان میں آنے کا بھی ارادہ ہے اور وہ جگہ جہاں آپ لوگ بیٹھ کر اشاعت اسلام کا کام کرتے ہیں دیکھوں گا -

جواب کا منتظر

(ان کو تھینکنگ آف اسلام لٹریچر اور جواب لکھا گیا)

ہفت روزہ پیغام صلح —— لاہور —— مؤرخہ ۲۴ مارچ ۱۹۶۵ء

یومِ جمہوریۂ پاکستان

۲۳ مارچ کا دن پاکستان کی تاریخ میں بہت بڑی اہمیت رکھتا ہے یہ سب سے پہلا دن ہے جب ۱۹۴۰ء میں اس خداداد مملکت کے مطالبہ کی تجویز مسلمانوں کی طرف سے کی گئی - اس وقت اس تجویز کو مجنون کی بڑ سمجھا جاتا تھا اور نہ صرف ہندو بلکہ مسلمانوں کی اکثریت بھی اس کو ایک عقدۂ لاینحل سمجھتی تھی، کون جانتا تھا کہ اس کے بعد صرف سات سال کے عرصہ میں یہ تجویز عملی رنگ میں ایک عظیم اسلامی سلطنت کی صورت اختیار کرے گی - قائد اعظم محمد علی جناح نے اس کے حصول کے لئے جو جدوجہد کی، جو مشکلات اور مصائب اس رستہ میں انہیں پیش آئیں اور جس طرح ان سے عہدہ برآ ہوئے وہ تاریخ کا ایک اہم کارنامہ ہے - انگریز اور ہندو کی دو بڑی طاقتوں سے چھٹکارا حاصل کرنا کوئی معمولی بات نہ تھی، بالخصوص جب مسلمانوں کا بھی ایک طبقہ علی الاعلان اس کی مخالفت پر تلا ہوا تھا - ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کی خاص مشیت اس میں کام کر رہی تھی جس نے ان تمام مشکلات اور مخالفتوں کے باوجود اس سلطنت کے قیام میں نمایاں کامیابی عطا فرمائی، اسی لئے ہم اس کو خداداد مملکت، کا نام دیتے ہیں -

قیام پاکستان کے بعد خیال کیا جاتا تھا کہ مسلمان اس کو ڈھائی دن بھی چلا نہیں سکیں گے، نہ کاغذ نہ پنسل، نہ میز نہ کرسی، نہ خزانہ اور فوج، تجارت، صنعت و حرفت اور حساب کتاب، سب چیزوں میں مسلمان پھسڈی - کیا کوئی کہہ سکتا تھا کہ ایسے حالات میں اتنی بڑی سلطنت کو مسلمان چلا سکیں گے؟ لیکن ہوا وہی جو خدا کو منظور تھا اور آج یہ دیکھ کر دنیا حیران ہے کہ کس سرعت کے ساتھ انہیں پھسڈی مسلمانوں نے اس کو ایک مضبوط اور پائدار سلطنت بنا دیا - اٹھارہ سال کے قلیل عرصہ میں اندرون ملک اور بیرونی دنیا میں جو ترقیات اور شہرت اسے حاصل ہوئی وہ ایک محیّر العقول واقعہ ہے - اس دوران میں مفاد پرستوں نے اس مملکت پر قبضہ حاصل کر کے اپنے ذاتی فوائد کے حصول کے لئے جو جو حرکات کیں انسے ایک ملک کی تباہی کا سامان پیدا ہو گیا لیکن خدا تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے ان کے پنجہ سے ملک کو چھڑا کر ایسے ہاتھوں میں دے دیا جن سے ملک کو اب دن دگنی اور رات چوگنی ترقی حاصل ہو رہی ہے -

لیکن اس کے ساتھ ہی یہ کہنا بے محل نہ ہوگا کہ جہاں ملکی اور صنعتی و زراعتی، ہر قسم کے ترقیاتی کام بخوبی سرانجام پا رہے ہیں، وہاں اخلاقی لحاظ سے ملک دن بدن رُو بہ انحطاط ہے، ناجائز کاروبار، لوٹ کھسوٹ سمگلنگ اشیائے صرف کی گرانی اور ان میں ملاوٹ، رشوت ستانی سود خوری، شراب نوشی، زناکاری، اور سب سے بڑھ کر غنڈاپن اور قتل و غارت کی اس قدر فراوانی ہے کہ الاماں!

جس دن ہمارے صدر محترم فیلڈ مارشل محمد ایوب خان صاحب نے زمام اقتدار کو ہاتھ میں لے کر سمگلنگ اور اشیائے صرف پر کنٹرول شروع کیا تھا، خیال تھا کہ تمام برائیاں اب ختم ہو جائیں گی، لیکن تھوڑے عرصہ بعد کنٹرول کی باگ ڈور ڈھیلی ہو جانے سے ہر قسم کے فواحش نے وہ ترقی کی ہے، کہ اس ملک کو "پاکستان" کہنے کی بجائے "ناپاکستان" کہنا زیادہ موزوں ہوگا، ہمارا معاشرہ اس قدر گندہ ہو چکا ہے، کہ عورتوں اور ماؤں بہنوں کی بھی عزت باقی نہیں رہی، سر بازار لڑکیوں پر آواز سے کسے جاتے اور ایسی ناپاک حرکات کی جاتی ہیں کہ شرم و حیا ان سے کان پکڑتی ہے، ذرہ ذرہ سی بات پر چھریوں، چاقوؤں، بندوقوں اور پستولوں کی گولیوں سے انسانی جانوں کو بیدریغ قتل کر دیا جاتا ہے، لوٹ کھسوٹ کا وہ عالم ہے کہ دن دیہاڑے چاقو دکھا کر زبردستی لوگوں سے روپیہ چھین لیا جاتا ہے - خفیہ طور پر جیبیں کتر لی جاتی ہیں، سودی کاروبار پاکستان بننے سے پہلے ہندو کرتے تھے، لیکن شرح سود بہت کم ہوتی تھی - آج پاکستان میں مسلمانوں نے جن کو متنبہ کیا گیا تھا کہ سودی کاروبار کرنا خدا کے ساتھ جنگ کرنا ہے ساہوکارہ بنک قائم کر کے سود خواری کی وہ لوٹ مچا رکھی ہے جس کی انتہا نہیں - پاکستان بننے سے پہلے زیادہ تر ولایتی کپڑا تن ڈھانکنے کا ذریعہ تھا، جو سستا بھی تھا اور ساخت کے لحاظ سے بھی بہتر کوالٹی رکھتا تھا - آج ہمارے اپنے ملک میں کپڑے کی ملیں جگہ بہ جگہ قائم ہیں، جن میں بے شمار کپڑا بنتا ہے، لیکن ملک کی بدقسمتی ہے کہ کوالٹی کے لحاظ سے تو خیر چنداں بُرا نہیں اگرچہ ولایت کا مقابلہ نہیں کر سکتا لیکن قیمت کے لحاظ سے عام آدمی کی قوتِ خرید سے بالاتر ہے - اور عام اشیائے صرف کی تو کچھ پوچھئے ہی نہیں دن بدن قیمتیں چڑھتی جاتی ہیں، اور جب ایک دفعہ کسی چیز کی قیمت بڑھ گئی تو پھر کم ہونے میں نہیں آتی -

غرض کہاں تک بیان کیا جائے، ضرورت اس بات کی ہے کہ ہمارے حکام جہاں ملک کی صنعتی اور اقتصادی و زرعی ترقی میں کوشاں ہیں وہاں ان حالات کو بھی سدھارنے کا بندوبست کریں، اور ملک سے غنڈاپن، رشوت ستانی، لوٹ کھسوٹ اور سود خواری اور شراب اور جوئے کی لعنتوں کے استیصال کے لئے مؤثر تدابیر عمل میں لائیں، اور نہ صرف حکام بلکہ علمائے دین کا بھی فرض ہے کہ وہ سیاسی جھمیلوں میں پڑنے کے بجائے اپنے مواعظ اور اخلاقی نصائح سے لوگوں کے اندر یہ احساس پیدا کریں کہ وہ ان ناپاک اعمال سے باز آجائیں - خدا پر ایمان اور یوم عقوبت پر یقین وہ چیز ہے جو انسان کے دل کو بدیوں اور برائیوں سے پاک کر سکتا ہے اسی کی آج کمی ہے، کاش اس کمی کو دور کرنے کا بھی سامان کیا جائے - یوم جمہوریہ ہمیں دعوت دیتا ہے کہ جس پاکستان کو ہم نے اس جدوجہد سے حاصل کیا اور اس کے لئے جانیں دیں اس کے نام کی رعایت سے اسے حقیقی معنوں میں "پاکستان" بنایا جائے ÷

سیکرٹری صاحبان کی توجہ کیلئے

سیکرٹری صاحبان جماعتہائے احمدیہ کو جلسہ گولڈن جوبلی سے پہلے شعبۂ گولڈن جوبلی کی طرف سے عطیہ گولڈن جوبلی کی فراہمی کے لئے رسید بکیں بھجوائی گئی تھیں - بذریعہ خطوط اور اخبار ہذا حساب عطیہ جات اور رسید بکیں واپس کرنے کے لئے ان کی خدمت میں لکھا گیا تھا - مگر بہت کم سیکرٹری صاحبان نے اس طرف توجہ فرمائی ہے -

جن حضرات نے ابھی تک حساب و رسیدات ارسال دفتر نہیں کیں از راہ مہربانی پہلی فرصت میں بھجوا کر مشکور فرمائیں -

سعید احمد - جنرل سیکرٹری

مولانا کوثر نیازی صاحب کا استعفےٰ

(بسلسلہ صفحہ ۱۲)

نقاب اُٹھ جائے گا اور اس دن میں داورِ محشر کے حضور آپ سے ان دوسرے محرکات کو متعین کرنے کا سوال کر سکوں گا -

مولانا! آپ کے اس خط کے بعد اب میں جماعت میں شریک رہنے کا کوئی جواز نہیں پاتا - لہٰذا میں جماعت اسلامی کی رکنیت سے مستعفی ہوتا ہوں اور اپنے رؤف و رحیم رب سے انتہائی شرمساری اور عاجزی کے ساتھ دعا کرتا ہوں کہ جماعت کے جبری نظام کے تحت میں نے جماعت کی جن غلط باتوں کی تائید کی ہے اور بالخصوص جن بعض دینی حقائق کو جماعت کے غلط فیصلوں کی وجہ سے غلط تاویلات کی صورت میں پیش کرنے کا مرتکب ہوا ہوں اللہ تعالےٰ انہیں معاف فرمائے اور مجھے اس کی تلافی کرنے کی توفیق عطا فرمائے -

کوثر نیازی

لاہور - ۱۹ فروری ۱۹۶۵ء

اخبار احمدیہ

درس قرآن کریم مکرم میاں اللہ بخش صاحب نے نرسنگھ داس بلڈنگ ۲۲ مال روڈ پر ماہانہ مولینا محمد یعقوب خاں صاحب کے درس قرآن کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے، آیندہ یہ درس ۲۹ مارچ کو ساڑھے چار بجے ہوگا، درس سے پہلے ٹھیک چار بجے حاضرین کی تواضع چائے سے کی جائے گی۔

حضرت مسیح موعودؑ کی کتابوں کے تراجم انجمن نے حضرت مسیح موعودؑ کی متعدد کتابوں کے انگریزی تراجم کرنے کا انتظام کیا ہے تاکہ انگریزی دان ملکوں میں حضرتؑ کے علم کلام اور فیوضِ روحانیہ کی اشاعت کی جا سکے۔ اس سلسلہ میں فی الحال حسب ذیل کتب کے تراجم کرائے جا رہے ہیں:—

(۱) تذکرۃ الشہادتین (۲) فتح اسلام (۳) توضیح مرام
(۴) برکات الدعاء (۵) ایام الصلح

ان تراجم کی تیاری اور طبع وغیرہ کے اخراجات میں جو احباب حصہ لینا چاہیں اپنے عطیات کرنل سعید احمد صاحب جنرل سیکرٹری کو ارسال فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

معاینہ سکول بدوملہی - ڈپٹی انسپکٹر صاحب کی رائے ہیڈ ماسٹر صاحب مسلم ہائی سکول بدوملہی اطلاع دیتے ہیں کہ ڈپٹی انسپکٹر آف سکولز نے سکول کا معاینہ کرنے کے بعد حسب ذیل رائے لکھی ہے:—

"سکول بدوملہی کا سالانہ معائنہ نومبر ۱۹۶۴ء میں ہم نے کیا۔ ہم ہیڈ ماسٹر صاحب اور ان کے سٹاف کی انتہائی تعریف کرتے ہیں جنہوں نے تعلیم و تدریس اور نظم و ضبط کا اس قدر اعلیٰ اور قابلِ ستائش معیار قائم کر رکھا ہے۔ نیز ہم اس بات کو بھی سراہتے ہیں کہ انجمن نے جس کی مالی حالت بہت ہی اچھی ہے سرکاری گریڈ اساتذہ کو عنایت فرمانے میں سبقت کی ہے۔"

ڈپٹی انسپکٹر آف سکولز۔ لاہور ڈویژن

شکریہ تعزیت چونکہ ہندوستان و پاکستان اور ریاست کشمیر کے اطراف و اکناف سے احباب جماعت اور غیراز جماعت دوستوں و بزرگوں نے ہمارے ایک نوجوان چوہدری عبدالرحیم گنائی کی موت پر ہمارے ساتھ ہمدردی کا اظہار اپنے خطوط میں فرمایا ہے۔ اس قدر بھاری تعداد کے خطوط کا انفرادی جواب دینا ناممکن ہے۔ لہٰذا جماعت بھدرواہ اور چوہدری عبدالرحیم مرحوم کے پسماندگان سب دوستوں کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اور محسوس کرتے ہیں کہ واقعی ہماری جماعت کے افراد ایک کا دکھ سب کا دکھ اور ایک کی خوشی سب کی خوشی محسوس کرتے ہیں۔ گویا جماعت جو دنیا کے کناروں میں پھیلی ہوئی ہے خدا کے فضل و کرم سے ایک وجود کی حیثیت رکھتی ہے۔ خدا تعالےٰ ایسی فعال جماعت کو ترقی دے۔ آمین ثم آمین۔ فقط والسلام۔ خاکسار۔ عبدالکریم۔ سیکرٹری

(۲) مکرمی ایڈیٹر صاحب سلمکم اللہ تعالےٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

قبلہ والد صاحب مرحوم (محمد زمان خانصاحب آف زیدہ) کی بیماری کے دوران جن احباب نے ان کی صحت یابی کے لئے ان کو اپنی قیمتی دعاؤں میں یاد رکھا۔ نیز ان کی وفات حسرت آیات پر بھی بہت سے احباب نے تعزیت نامے ارسال فرمائے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ میں کسی صاحب کو جواب نہ دے سکا ہوں۔ اس لئے میں بذریعہ اخبار ہذا ان تمام احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ فقط والسلام۔ خاکسار۔ فضل الرحمن ولد محمد زمان خان آف زیدہ

احمدیہ دارمرتضیٰ قاضی احمد ضلع نواب شاہ۔ سندھ

جلسہ بدوملہی کی رپورٹ جلسۂ سالانہ بدوملہی کی روئیداد گذشتہ اشاعتوں میں درج ہوتی رہی ہے باقی روئداد اگلی اشاعت میں ہدیہ قارئین کرام ہوگی۔

جلسہ سالانہ ۱۹۶۵ء احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی

مؤرخہ ۳، ۴ اپریل بمقام جناح گرلز ہائی سکول ریلوے روڈ صدر

پہلا اجلاس ۳۔ اپریل بروز ہفتہ زیر صدارت جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب ریٹائرڈ کیمیکل اگزامینر
(۳۰-۲ بجے بعد دوپہر سے ۱۵-۶ بجے تک)

مولوی عبدالرحمٰن صاحب امام مسجد مری : تلاوت قرآن مجید ۵ منٹ
شاہ اسد اللہ صاحب : کلام منظوم ۵ "
خواجہ عبدالسلام صاحب : ملفوظات ۵ "
ڈاکٹر اللہ بخش صاحب ریٹائرڈ کیمیکل اگزامینر - افتتاحی تقریر ۴۵-۲ سے ۱۵-۳ تک
محمد جمیل الرحمٰن صاحب .. .. : تقریر ۱۵-۳ سے ۴۵-۳ "
چوہدری علی محمد صاحب - .. : صداقت مسیح موعودؑ ۴۵-۳ سے ۱۵-۴ "
الحاج میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی - : تقریر - - ۱۵-۴ سے ۴۵-۴ "
کرنل سعید احمد صاحب جنرل سیکرٹری - : تقریر - - ۴۵-۴ سے ۱۵-۵ "
مولوی احمد یار صاحب ایم اے - .. : نشانِ آسمانی - - ۱۵-۵ سے ۴۵-۵ "
حافظ شیر محمد صاحب خوشابی - - : مسیح موعودؑ اور ختم نبوت ۴۵-۵ سے ۱۵-۶ "

دوسرا اجلاس - ۴ اپریل بروز اتوار زیر صدارت مولینا عبدالحق صاحب ودیارتھی فاضل سنسکرت و عبرانی - (۴۵-۸ صبح سے ایک بجے تک)

حافظ شیر محمد صاحب خوشابی - - : تلاوت قرآن مجید : ۵ منٹ
محمد اعظم علوی صاحب - - : نظم - - : ۵ "
مولوی عبدالرحمٰن صاحب امام مسجد مری : ملفوظات - - : ۵ "
مسٹر سائیڈ ویلیغ کیپ ٹاؤن افریقہ .. : تقریر انگریزی .. : نو بجے سے ۳۰-۹ تک
" " : اردو ترجمہ - : ۳۰-۹ سے ۴۵-۹ تک
شیخ غلام قادر صاحب - .. : تقریر .. - : ۴۵-۹ سے ۱۵-۱۰ "
ملک ظفر اللہ خاں صاحب - .. : استغفار - : ۱۵-۱۰ سے ۴۵-۱۰ "
مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع - .. : تعلق باللہ .. : ۴۵-۱۰ سے ۲۰-۱۱ "
مولینا عبدالرحمٰن صاحب مصری .. - : مجددین امت میں حضرت مرزا صاحب کا مقام : ۲۰-۱۱ سے ۳۰-۱۲ "
الحاج حافظ چوہدری محمد حسن چیمہ صاحب : تقریر - .. : ۳۰-۱۲ سے ایک بجے تک

تیسرا اجلاس - زیر صدارت ڈاکٹر سعید احمد صاحب ستارہ خدمت پاکستان
(۳۰-۲ بجے بعد دوپہر سے ۳۰-۶ بجے تک)

الحاج ڈاکٹر سعید احمد صاحب - - : تلاوت قرآن مجید : ۵ منٹ
عبدالعلی صاحب .. - : نظم - - : ۵ "
مولوی عبدالرحمٰن صاحب مری - - : ملفوظات - - : ۵ "
خانبہادر غلام ربانی خانصاحب - - : خدا کی محبت قرآن شریف اور حدیث شریف کی روشنی میں : ۴۵-۲ سے ۱۵-۳ تک
مرزا معصوم بیگ صاحب سابق ایڈیٹر لائٹ : بہائیوں کی قیامت : ۱۵-۳ سے ۰۰-۴ تک
مولینا عبدالحق صاحب ودیارتھی فاضل سنسکرت و عبرانی : تقریر - - : ۰۰-۴ سے ۰۰-۵ تک
ڈاکٹر اللہ بخش صاحب - - : دینی اور لادینی کی موجودہ کشمکش : ۰۰-۵ سے ۰۰-۶ تک
ڈاکٹر سعید احمد صاحب - - : اختتامی تقریر - - : ۰۰-۶ سے ۳۰-۶ تک

نوٹ:۔ احباب موسم کے لحاظ سے بستر ہمراہ لائیں۔ اور سیدھے جناح گرلز ہائی سکول ریلوے روڈ صدر میں تشریف لاویں اور اپنے آنے کی اطلاع ایک ہفتہ پہلے مہتمم جلسہ سالانہ کو دیں۔

المشتہر:۔ خواجہ محمد نصیر اللہ مہتمم جلسہ سالانہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی
دبرانچ لاہور) H/359 کالج روڈ۔ راولپنڈی۔

چار بیماریاں جو قوموں اور جماعتوں کی تباہی کا موجب ہوتی ہیں

(۱) ذاتی اور انفرادی فواحشات (۲) سوسائٹی کے گناہ (۳) شرک باللہ (۴) افتراء علی اللہ

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۱۹ مارچ ۱۹۶۵ء۔ فرمودہ حضرت امیر قوم مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام جامع احمدیہ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

قل انما حرم ربی الفواحش ما ظهر منها وما بطن والاثم والبغی بغیر الحق۔ وان تشرکوا باللہ ما لم ینزل به سلطنا وان تقولوا علی اللہ ما لا تعلمون۔ (سورۃ الاعراف)

افراد، قوموں اور جماعتوں کی چار خطرناک بیماریاں

قرآن کریم کے عجائبات میں سے یہ بات بھی ہے کہ یہ نہایت ہی تھوڑے جملوں میں وسیع مضمون بیان کر دیتا ہے۔ اس مختصر سی آیت کریمہ میں بھی چار مضمون بیان ہوئے ہیں۔ اور یہ چاروں مضامین فرد قوم اور جماعت تندرست نہیں ہو سکتی۔ خدا تعالیٰ کا منشا ہے کہ مسلمان قوم بحیثیت قوم ہر قسم کی بیماریوں سے پاک و صاف ہو جائے۔ جس طرح جسمانی کمزوریاں جسم کو تباہ کر دیتی ہیں۔ اور کبھی یہ قوم کی قوم کو لگ جاتی ہیں اور قوم کی قوم ان بیماریوں اور وباؤں کی شکار ہو جاتی ہے۔ اسی طرح سے روحانی بیماریاں بھی ہیں جو کسی فرد یا قوم کو لگ جائیں تو تباہ کر دیتی ہیں۔ مذکورہ آیات کریمہ میں چار بیماریوں کا ذکر ہے اور ان کا درجہ بدرجہ ذکر کیا ہے۔ ایک کے بعد دوسری، پہلی سے بڑھ کر بیماری کا ذکر کیا ہے۔ اور اسی طرح دوسری کے بعد تیسری اور بالآخر چوتھی بیماری کا ذکر بھی کیا ہے جو نہایت ہی خطرناک ہے۔

ظاہری اور باطنی فواحشات

فرمایا قل انما حرم ربی الفواحش ما ظهر منها وما بطن۔ تمام قسم کی فواحشات جنہیں مسلمان ہی نہیں بلکہ ہر مذہب و ملت میں گناہ اور برائی سمجھا جاتا ہے جوا ہے، شراب ہے۔ ڈاکہ ہے۔ بدکاری ہے۔ بداخلاقی ہے۔ ظلم و جور ہے۔ ان سب کو خدا تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے مسلمان کا کام نہیں کہ وہ کسی بیہودہ حرکت میں مبتلا ہو جائے۔ ما ظهر منها وما بطن۔ ہر ظاہر اور چھپی ہوئی بدی سے باز آ جاؤ تم آسمان و زمین کے کسی گوشہ میں کسی تنہائی کے مقام پر کسی تاریکی کے اندر کسی بدی اور بداخلاقی کا ارتکاب کرو تو اس کا پتہ چل جاتا ہے۔

پوشیدہ فواحشات ظاہر ہو جاتی ہیں

بہت لوگوں نے کوشش کی کہ چوری چھپی شراب جوا اور ناجائز دوستیاں لگاتے کہ کسی کو پتہ نہ چلے۔ لیکن وہ ظاہر ہو جاتی ہیں۔ جو کچھ تم کرو گے وہ سامنے آ جائے گا۔ خدا تعالیٰ کا قانون یہی ہے واللہ مخرج ما کنتم تکتمون۔ جو بدیاں تم کرتے ہو وہ کتنی گہرائی اور چالاکی سے کی جائیں۔ اس کا پتہ چل جاتا ہے اور اس لاہور یا کسی اور شہر میں کوئی شخص یہ سمجھ کر کہ میں بہت باریکی سے کام لے رہا ہوں کسی بدی کا ارتکاب کرے خدا تعالیٰ اس کی گہرائیوں کے پردے نکال کر باہر رکھ دیتا ہے۔ ما ظهر منها وما بطن۔ گناہ لوگوں کے سامنے کرتا ہو یا چھپ کر کرتا ہو وہ حرام ہے۔

یورپ کے بڑے آدمیوں کی چھپی دوستیاں

بعض قوموں اور یورپ نے بعض گناہوں کو اپنا لیا ہے بعض چھپ کر کرتے ہیں اور بعض علانیہ، یورپ کے بڑے بڑے لوگ کوئی داشتہ رکھ لیتے ہیں اور کہتے کہ یہ عورت ہماری دوست ہے یا مسٹرس ہے۔ پہلے چھپا کر رکھتے ہیں پھر جب ظاہر ہو جائے تو مجالس میں اس کو مسٹریس کہہ دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مؤمن کی شان نہیں کہ وہ کسی کو مسٹرس بنائے یا چھپا یارانہ رکھے بعض بلند پایہ لیڈیز بھی کسی مرد کے ساتھ تعلق کا نمونہ لیتی ہیں اور کہتی ہیں کہ یہ میرا دوست ہے بوائے فرینڈ (Boy Friend) ہے مردوں کی طرح عورتیں بھی چھپ چھپ کر دوستی لگاتی ہیں۔ یہ درست نہیں نہ مرد اور نہ عورتیں اس قسم کے تعلقات نہیں لگا سکتیں۔ بڑے آدمیوں سے اس بدکاری کو فیشن بنا لیا ہے اور لوگوں نے ان پر حرف گیری چھوڑ دی ہے وہ سمجھتے ہیں کہ یہ بہت بڑے آدمی ہیں اور بڑے آدمی ایسا کیا ہی کرتے ہیں یہ ان کا فیشن ہے، فرمایا ولا متخذی اخدان مسٹریس نہ رکھا کرو۔ مسلمان کا کام نہیں ہے کہ ان فواحش سے اپنے دامن کو داغدار کرے۔ خدا ان کو حرام قرار دیتا ہے۔

گناہ کیا ہے؟

دوسری بیماری فرمائی والاثم والبغی بغیر الحق۔ اثم کیا ہے؟ کوئی چیز جس پر گناہ کا لفظ استعمال ہو سکتا ہے اس کو اثم کہا جاتا ہے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الاثم ما حاک فی صدرک گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹکا پیدا کرے۔ انسان کے دل میں ایک پولیس کا سپاہی رکھا ہوا ہے جس کو نفس لوامہ کہا جاتا ہے، جب تم بدی کا ارتکاب کرنے لگتے ہو تو یہ پولیس مین تمہارے اندر کھٹکا کر دیتا ہے اور متنبہ کرتا ہے کہ دیکھو یہ کام نہیں کرنا۔

سوسائٹی کے گناہ

والبغی بغیر الحق۔ کچھ گناہ ایسے ہیں جو بڑی حد تک انسان کی ذات کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ ان سے بڑھ کر وہ ہیں جن کی وجہ سے سوسائٹی کو نقصان پہنچتا ہے یہ پہلی نوع کے گناہ سے زیادہ نقصان دہ ہے۔ البغی کہتے ہیں تجاوز کرنے اور تعدی اور ظلم کرنے کو اس میں لوگوں کے حقوق کو نقصان پہنچتا ہے۔ اس لئے فرمایا لوگوں کے حقوق پامال نہ کرو نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ قلم سے نہ تلوار سے کسی پر زیادتی نہیں کرنا۔ خدا تعالیٰ نے ایک ایسی قوم پیدا کرنا چاہتا ہے جس کا وجود اس بات کا ضامن ہو کہ نہ وہ کسی ظاہری طاقت کے مظاہرہ سے مرعوب کرے گا نہ زبان سے نہ کسی کو دکھ دے گا نہ قلم سے کسی کی توہین کرے گا نہ اپنے فیصلوں سے لوگوں کے حقوق تلف کرے گا۔ پہلا تو ذاتی گناہ تھا جو انسان کا انفرادی فعل ہے والبغی بغیر الحق میں ایسے گناہوں کا ذکر ہے جن کا اثر دوسرے لوگوں پر پڑتا ہے اسی لئے فرمایا کہ کسی قسم کی زیادتی نہ کرو، لوگوں کی دلآزاری نہ کرو، ان کے حقوق نہ مارو۔

تیسرا گناہ۔ شرک باللہ

اس کے بعد تیسرے گناہ کا ذکر کیا وان تشرکوا باللہ۔ خدا تعالیٰ کی ذات کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ یہ گناہ پہلے دونوں گناہوں سے بڑھ کر ہے کہ انسان مخلوق کو تکلیف دیتا دیتا خود خدا کی ذات کو بھی نہیں چھوڑتا ہے۔ اس کے ساتھ دوسروں کو شریک ٹھہراتا ہے اور ایسا کرنے سے وہ خدا سے ہٹ کر انسانوں ... زیارتوں، قبروں

اور زندہ انسانوں کو حاجت روا سمجھنے لگتا ہے۔

یورپ میں غیر اللہ کی پرستش

اس گناہ کے اندر ایک دنیا مبتلا ہے۔ یورپ کے اندر اس روشن صدی میں اور اس جگہ جہاں علم و ہنر نے بہت ترقی کی ہے عیسیٰ ہمارا نجات دہندہ ہے اور یورپ کا ایک حصہ ایسا ہے جو حضرت عیسیٰ کی پرستش کے ساتھ ساتھ ایک عورت — حضرت مریمؑ کی بھی پرستش کرتا ہے۔ یورپ میں جگہ جگہ حضرت عیسیٰؑ اور حضرت مریمؑ کے سنگ مرمر کے بت نصب ہیں۔ جب ہماری انجمن نے اوکاڑہ کی زمین عیسائیوں سے حاصل کی تو وہاں باغ میں حضرت عیسیٰ کا سنگ مرمر کا بُت رکھا ہوا تھا۔ وہ رومن کیتھولک تھے۔ جن کی وہ اراضیات تھیں۔

علم کی روشنی میں بدامنی اور غیر اللہ کی پرستش

یورپ کا ایک حصہ اس روشن صدی میں بت پرستی کے لحاظ سے اور ظلم و ستم کے لحاظ سے بڑا تاریک ہے وہاں سائنس نے بڑی ترقی کی ہے وہ تیو کلر و بیٹیں رکھتا ہے۔ اس نے جاپان کے ایک حصہ کو تباہ کر کے رکھ دیا تھا۔ ایک طرف یہ علم و سائنس ہے اور دوسری طرف عیسیٰ مسیح کی پوجا ہے۔ اپنے علم کے زور سے وہ دنیا میں بدامنی پیدا کرتا ہے اور اپنے اسلحہ سے دنیا پر رعب قائم رکھنا چاہتا ہے کہ قومیں اور ممالک ہم سے ڈرتے رہیں۔ یہ رنگ ڈھنگ اختیار کر کے یورپ اور امریکہ نے دنیا میں اضطراب پیدا کر رکھا ہے۔ یہ ظلمات میں پھنسی ہوئی قومیں ہیں جو یورپ اور امریکہ میں رہتی ہیں۔ ان قوموں اور دوسرے لوگوں کو جو بتوں اور انسانوں کی پرستش کرتے ہیں، متنبہ کیا ہے کہ خدا کا شریک بنانا بہت بڑی اور خطرناک بیماری ہے جو انسان کو انسانیت سے گرا دیتی ہے

پیروں اور گدی نشینوں کا غلط طریق سب سے خطرناک گناہ — افترا علی اللہ

چوتھا گناہ جو سب سے زیادہ نقصان دہ ہے وہ یہ ہے کہ وان تقولوا علی اللہ مالا تعلمون یہ ان گدی نشینوں کیلئے ہے جو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی گدی پر بیٹھتے ہیں اور وہ باتیں کہتے ہیں جو خدا کی شریعت میں جائز نہیں، کوئی شخص پیر یا خلیفہ ہو کر جب اپنے مفاد کے پیش نظر قرآن و حدیث کو بیان کرے تو وہ افترا علی اللہ کرتا ہے۔ یہ سب سے بڑا ظلم ہے۔ ایسے لوگ جب کہتے ہیں کہ یہ بات قرآن و حدیث میں ہے تو لوگ سمجھتے ہیں کہ مولوی نے بیان کیا ہے۔ وہ قرآن و حدیث سے واقف ہے حالانکہ قرآن و حدیث میں وہ بات نہیں ہوتی یہ بہت بڑا ظلم اور سنگین جرم ہے۔ شرک میں پھنسے ہوئے آدمی کو تو سمجھایا جا سکتا ہے لیکن جو غلط رو پیر و گدی نشین کے پیچھے میں پھنس جاتے ہیں ان کو سمجھانا

مشکل ہوتا ہے .... یصدون عن سبیل اللہ یہ لوگ غلط مسائل بیان کر کے لوگوں کو صحیح رستہ سے روکتے ہیں۔ ویاکلون اموال الناس اس ڈھب سے لوگوں کے اموال سمیٹتے اور کھاتے پیتے ہیں۔

حضرت ابوبکرؓ کا احساس ذمہ داری

حضرت ابوبکر رضؓ نے فرمایا لوگو دیکھو تم نے مجھے اپنا امیر بنا لیا ہے۔ یہ انتظام کی بات ہے میں سب سے اچھا آدمی نہیں ہوں۔ اب تمہارا کام ہے کہ جب تک میں خدا اور رسول کے احکام کی پابندی کرتا رہوں تو آپ میری متابعت کریں اور جب میں ٹیڑھا ہو جاؤں۔ تو مجھے سیدھا کر دیں۔ کیسا عمدہ قانون بیان فرمایا ہے۔ اور فرمایا۔ ای سماء تظلنی وای ارض تقلنی کونسا آسمان ہے جو مجھ پر سایہ فگن رہے گا اور کونسی زمین ہے جو مجھے اپنی پیٹھ پر اٹھائے رکھے گی اذا قلت فی کتاب اللہ مالا اعلم۔ کہتے ہیں حضور نبی کریم صلعم گدی پر بیٹھنا۔ ان کو اس مقام کی نزاکت کا احساس تھا کہ اللہ اور رسول کے احکامات سے سر مو ادھر ادھر نہ ہو جائیں۔ اور فرمایا کہ مجھے چین نہیں آئے گا جب تک میں کمزور آدمی کا حق بڑے آدمی سے دلوا نہ دوں۔ قوم کو یقین ہو گیا کہ خلیفہ نے یہ بات اپنے ذمہ لے لی ہے کہ کمزوروں کے حقوق پامال نہیں ہوں گے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا یقدس امۃ لا یاخذ الضعیف حقہ من القوی۔ اس قوم کے اندر برکت نہیں رہتی جہاں ضعیف آدمی اپنا حق بڑے آدمی سے نہ لے سکے خلیفہ رسولؐ۔ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے یہ بے نظیر اعلان اسی ارشاد رسولؐ کی تعمیل میں کیا۔

حضرت عمرؓ کا احساس ذمہ داری

اس طرح سے حضرت عمر رضؓ جن کا رعب ایسا تھا کہ شام میں بیٹھے ہوئے .... لوگ بھی خوف کھاتے تھے کہ اگر ہم نے کوئی ناجائز کام کیا تو عمرؓ ہمارے نچلے جبڑے پر پاؤں رکھ کر اوپر کے جبڑے کو کھینچ کر چیر دیگا یہ خدا کے لئے سارا رعب تھا۔ ایسا رعب رکھنے والا شخص بھی فرماتا ہے بھائیو! جس نے میرے اندر ٹیڑھا پن دیکھا ہو وہ مجھے سیدھا کر دے من رای فی اعوجاجاً فلیقومہ اپنے آپ کو قوم کے سپرد کر دیتے تھے ایک دفعہ خطبہ دے رہے ہوتے ہیں۔ ایک عورت ان کو چیلنج کرتی ہے۔

ایک عورت کا حضرت عمرؓ کو انتباہ اور حضرت عمرؓ کا اعتراف حق۔

اس قوم میں فرمانبرداری ہے۔ فرمانبرداری کی انتہا ہے، لیکن آزادی رائے بھی ہے۔ عورت نے حضرت عمر رضؓ کو بھری مجلس میں یہ چیلنج کیا کہ یا ابن الخطاب اللہ یعطینا وانت تمنعنا۔ اگر خلیفہ با خدا نہ ہوتا تو اس عورت کے اس ہتک آمیز جملہ کا نتیجہ یہ ہوتا کہ خلیفہ کہتا کہ اس عورت کو کتوں کے آگے پھینک دو — بعد میں ہم اس مسئلہ پر روشنی ڈالیں گے۔ بعد میں جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ لیکن حضرت عمرؓ نے اپنی بات کو واپس لے لیا۔ اور غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے فرمایا کہ مدینہ کی عورتیں عمر رضؓ سے زیادہ قرآن جانتی ہیں۔

سب گناہوں سے زیادہ نقصان دہ گناہ

یہ ہے ہمارا دین۔ یہ ہے گدی۔ اس گدی پر بیٹھ کر قرآن و حدیث کو اپنے مفاد کے لئے غلط طور پر بیان کرنا افتراء علی اللہ ہے۔ یہ نہایت خطرناک راستہ ہے اس افترا علی اللہ کا قرآن کریم کی قریباً تیس آیتوں میں ذکر فرمایا ہے۔ غلط شریعت بنانا افترا ہے۔ خدا کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا یہ بھی افترا ہے۔ غلط اعتقاد رکھنا بھی افترا علی اللہ ہے۔ یہ سب سے زیادہ خطرناک بات ہے جس کا انسان مرتکب ہوتا ہے۔ اس زمانہ میں جو لوگ کسی گدی پر بیٹھتے ہیں۔ اپنے مفاد کے پیش نظر قرآن و حدیث کو غلط رنگ میں بیان کرتے ہیں۔ آج اس زمانہ میں بھی ایسا ہی ہو رہا ہے۔ لیکن میں نام نہیں لینا چاہتا ہوں۔ قرآن و حدیث کو اپنے مفاد کے پیش نظر غلط رنگ دے کر بیان کیا جاتا ہے اور اپنا رعب جمایا جاتا ہے اس غلط بیانی سے لوگ گمراہ ہوتے ہیں اس لئے یہ سب گناہوں سے زیادہ نقصان دہ گناہ ہے۔

صحابہ کرامؓ کی فرمانبرداری اور آزادی رائے

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو شمع تھے جس پر صحابہ رضؓ پروانہ وار فدا تھے۔ ایسی عزت، ایسا عشق اور ایسی فرمانبرداری کسی کو نصیب نہیں ہوئی۔ لیکن حضورؐ نے قوم کو آزادی رائے کی تعلیم بھی دی تھی، بدر کی لڑائی کے لئے جا رہے تھے رستہ میں ایک جگہ ڈیرہ لگایا۔ منذر نوری رضؓ نے کہا فالصواب یا رسول اللہ ان ترحل من ھنا وتنزل علی الماء حضور بہتر یہ ہے کہ یہاں سے کوچ فرمائیے اور پانی کی جگہ پر ڈیرہ لگائیے وہاں ہم پیاسے بھی نہیں مریں گے اور دشمن کا بھی خوف نہیں ہوگا۔ حضور نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ یہ بات سچ ہے فامر بالرحیل وہاں سے کوچ کا حکم دیا۔ آپؐ نے قوم کے ایک فرد کی صائب رائے مان کر اس پر عمل فرمایا۔ یہ شان ہے ہمارے رسولؐ کی۔ اور ان کے اتباع میں خلفاء راشدینؓ بھی اسی طریق کار پر کاربند رہے۔ ان کی مثال گدی نشینوں کے لئے مشعل راہ ہونا چاہیئے تھی۔ لیکن یہ طبقہ عموماً بے باک ہے۔

اربابًا من دون اللہ

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب آیت اربابًا من دون اللہ پڑھی تو عدی نے پوچھا کیا ارباب

(باقی بر صفحہ ...)

مولانا شیخ عبد الرحمن صاحب مصری

حضرت مسیح ناصری کی حیات پر دلائل کا رد

جماعت اہل حدیث سے تعلق رکھنے والے ایک صاحب نے حضرت مسیح ناصریؑ کو آسمان پر بجسم عنصری ثابت کرنے کے لئے چند دلائل لکھ کر بھیجے تھے۔ ان کو جو جواب لکھا گیا ایک دوست کے اصرار پر اسے دوسرے لوگوں کی واقفیت کے لئے شائع کیا جاتا ہے۔ مکرمی آپ نے اپنے پرچے میں حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کو آسمان پر مع جسدہ العنصری زندہ بیٹھے ہوئے ثابت کرنے کی ناکام کوشش فرمائی ہے اور قرآن کی چند آیات اور چند احادیث سے استدلال کیا ہے مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ان کا مفہوم آپ نے درست نہیں سمجھا۔

(۱)۔ آیت " مکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین " کو پیش کرتے ہوئے آپ نے یہ خود تسلیم کیا ہے کہ یہود کا مکر یہ تھا کہ وہ حضرت عیسٰے کو پھانسی پر چڑھا دیں اور مار دیں۔ اگر تو حضرت عیسٰے پھانسی پر مر جاتے تو بے شک یہود کا مکر کامیاب ہو جاتا لیکن خدا تعالےٰ صاف الفاظ میں فرماتا ہے ما قتلوہ و ما صلبوہ۔ یعنی یہود نہ حضرت مسیح کو قتل کے ذریعہ مار سکے اور نہ پھانسی کے ذریعہ مار سکے بائبل اس امر کی تصدیق کرتی ہے کہ وہ پھانسی سے زندہ ہی اتارے گئے تھے۔

۲۔ " توفی " ——— آپ نے اپنے پرچے میں جسم اور روح کا جھگڑا خواہ مخواہ چھیڑ دیا ہے عربی زبان میں فعل توفی کا فاعل جب اللہ تعالےٰ ہو اور انسان اس کا مفعول ہو تو سوائے قبض روح کے اور کوئی معنی اس کے نہیں ہوتے۔ خدا تعالےٰ جب کسی انسان کو یہ بشارت دے گا کہ میں ہی تیری توفی کروں گا تو مخاطب کرتے وقت تو جسم اور روح دونوں رکھنے والے انسان کو ہی مخاطب کرے گا لیکن معنی اس بشارت کے یہی ہوں گے کہ ... جب تمہاری طبعی موت کا وقت آئے گا تو میں ہی تمہاری روح قبض کروں گا پس آیت متوفیک کے معنی یہی ہیں کہ اے عیسٰے جس وقت تم جسم و روح کا مجموعہ ہو جب تمہاری طبعی موت کا وقت آئے گا تمام دیگر انسانوں کی طرح میں ہی تمہاری روح کو قبض کر لوں گا اور جس طرح دوسرے لوگوں کے جسم کو زمین پر چھوڑ دیتا ہوں اسی طرح تمہارے جسم کو بھی زمین پر چھوڑ دوں گا۔ ان الفاظ میں جسم اور روح دونوں کو لے جانے کا مفہوم (آسمان پر) کہاں سے نکل آیا؟ حضرت ابن عباس رض نے انی متوفیک کے معنے انی ممیتک کے ہی کئے ہیں۔ دیکھیے بخاری کتاب التفسیر زیر آیت فلما توفیتنی اور دیگر مفسرین نے بھی اس کے معنے انی ممیتک کے ہی کئے ہیں۔

اب میں آپ کی توجہ قرآن کریم میں بیان کردہ اصل کی طرف مبذول کراتا ہوں۔ اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے اللہ یتوفی الانفس حین موتھا والتی لم تمت فی منامھا فیمسک التی قضیٰ علیھا الموت و یرسل الاخریٰ الیٰ اجل مسمیٰ۔ اللہ تعالےٰ نفوس کو قبض کرتا ہے ان کی موت کے وقت اور جن پر ابھی موت نہیں آئی ہوتی ان کو قبض کرتا ہے ان کی نیند کے وقت پس جن نفوس پر موت کا فیصلہ اللہ تعالےٰ نافذ کرتا ہے ان کو تو اپنے پاس ہی روک لیتا ہے یعنی دوبارہ ان کو دنیا میں نہیں بھیجتا اس کے بالمقابل دوسرے نفوس کو ایک وقت مقررہ تک دنیا میں بھیج دیتا ہے غور فرمائیں کہ آیت میں لفظ الانفس سے کیا مراد ہے اگر اس لفظ سے مطلق انسان مراد لئے جائیں جو جسم و روح کا مجموعہ ہوتے ہیں تو کیا انسان کی موت کے وقت اللہ تعالےٰ ان کو مع جسم و روح لے جاتا ہے یا موت کے وقت صرف ان کی روح کو لے جاتا ہے موت تو نام جسم و روح کی مفارقت کا ہی ہے پس واضح ہو گیا کہ توفی کے وقت روح ہی خدا کے پاس جاتی ہے جسم زمین پر ہی رہتا ہے بلکہ اگر حقیقت پر غور کیا جائے تو دونوں جسم اور روح خدا کے قبضہ میں ہی ہوتے ہیں جسم گو زمین میں ہی رہتا ہے لیکن ہوتا ... خدا کے قبضہ میں ہے اب یہ خدا کی مرضی ہے کہ انسان کے دونوں حصوں میں سے ہر حصہ کو جہاں چاہے رکھے ایک حصے یعنی روح کے متعلق اس کا یہی قانون ہے کہ اسکو زمین میں ہی لپیٹے دیتا ہے چنانچہ فرمایا الم نجعل الارض کفاتا احیاء و امواتا (المرسلات) یعنی کیا ہم نے زمین کو ایسا نہیں بنایا کہ وہ زندہ اور مردہ دونوں کو اپنے اندر سمیٹ لیتی ہے ظاہر ہے کہ زندہ کے جسم اور روح دونوں کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے اور مردوں کے صرف جسموں کو ... اپنے اندر سمیٹے رکھتی ہے یہاں پر بھی غور فرمائیں کہ مسیح زندہ ہوں یا فوت شدہ زمین سے باہر نہیں جا سکتے کیونکہ دونوں کے لئے زمین ہی کفات ہے پھر سورۃ عبس کے الفاظ ثم اماتہ فاقبرہ پر بھی غور فرمائیں دونوں ضمیریں انسان کی طرف ہی راجع ہیں پھر انسان کو خدا موت دے دیتا ہے یعنی اس کی روح اور جسم کو ایک دوسرے سے الگ کر دیتا ہے اب فاقبرہ میں ضمیر گو انسان کی طرف ہی جاتی ہے جو مجموعہ ہے جسم اور روح کا لیکن مراد اس جگہ انسان کی صرف روح ہی ہے کیونکہ حدیث میں آتا ہے القبر روضۃ من ریاض الجنۃ او حفرۃ من حفر النیران یہ حدیث صاف بتلاتی ہے کہ مومن کی روح کو اس کے درجات کے مطابق اللہ تعالےٰ جنت کے باغوں میں سے کسی باغ میں رکھ دیتا ہے اور کافر کی روح کو دوزخ کے کسی گڑھے میں پھینک دیتا ہے باقی رہا جسم سو بعض اجسام تو زیر زمین دفن ہو جاتے ہیں اور بعض آتش کی نذر ہو جاتے ہیں اور بعض مچھلیوں کی خوراک بن جاتے ہیں لیکن رہتے خدا کے قبضے میں ہی ہیں اس لئے ظاہر ہے کہ روح اور جسم کو رکھنے کے لئے خدا نے الگ الگ جگہیں مقرر کی ہوئی ہیں۔ جسم کی جگہ زمین ہی ہے اسے وہ آسمان پر نہیں لے جاتا ذیل میں آپکے غور کے لئے توفی کے متعلق چند مثالیں بھی پیش کی جاتی ہیں ۱۔ سورۃ آل عمران میں ہے ربنا فاغفر لنا ذنوبنا و کفر عنا سیاتنا و توفنا مع الابرار ——— دعا کرنے والے جسم و روح کا مجموعہ ہوتے ہیں کیا اس دعا کا منشاء یہ ہوتا ہے کہ ہماری روح کو مع جسم اٹھا لیجیو ظاہر ہی اس سے مراد صرف موت ہی ہوتی ہے۔ پھر آپ انی متوفیک کے معنے مع جسم کے کیوں کرتے ہیں؟ ۲۔ سورۃ الاعراف میں ساحروں نے حضرت موسٰے پر ایمان لانے کے بعد فرعون کی دھمکی کے بعد ان الفاظ میں دعا کی ربنا افرغ علینا صبرا و توفنا مسلمین کیا اس دعا سے ان کا منشاء یہ تھا کہ ہمیں جسم سمیت اٹھا لے ۳۔ حضرت یوسف اپنے رب کو مخاطب کرتے ہوئے دعا کرتے ہیں " توفنی مسلما و الحقنی بالصالحین " کیا اس کے یہ معنے ہیں کہ وہ خدا سے یہ درخواست کرتے ہیں کہ مجھے جسم اور روح سمیت اٹھا لو۔ آپ کے معنی کی رو سے تو اس دعا میں الحقنی بالصالحین سے تمام صالحین کا جسم و روح سمیت آسمان پر جانا ثابت ہے کیونکہ اگر صالحین بجسم آسمان پر نہیں اٹھائے گئے تھے تو حضرت یوسف ان کے ساتھ کس طرح مل سکتے تھے۔ پس ثابت ہوا کہ توفی کے معنے مع جسم آسمان پر اٹھانے کے نہیں صرف روح کے لے جانے کے ہی ہیں باوجود اس کے کہ تمام صالحین کے اجسام آسمان پر نہیں لے جائے گئے تھے پھر بھی ... لفظ توفی ہی حضرت یوسف علیہ السلام استعمال کرتے ہیں اور صالحین سے ملائے جانے کی درخواست کرتے ہیں .... احادیث سے بھی ہمارے دعوے کی تائید ہوتی ہے بخاری باب توفی رسول اللہ صلعم " میں حضرت ابن عباس سے یہ حدیث مروی ہے کہ رسول کریم صلعم فرماتے ہیں کہ قیامت کے روز میری امت کے کچھ لوگ دوزخ کی طرف لے جائے جائیں گے تو میں کہوں گا " یارب اصیحابی " جواب ملے گا تجھے علم نہیں کہ تیرے بعد انہوں نے کیا کچھ کیا فرماتے لگے فاقول کما قال العبد الصالح فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم ... ——— وانت علیٰ کل شئ شھید۔ اس حدیث میں حضرت نبی کریم صلعم نے توفیتنی کا لفظ اپنے متعلق استعمال کرکے ایک تو توفی کے معنے قبض روح میں متعین کر دیا دوسرے حضرت عیسٰیؑ کی وفات بھی کھلے لفظوں میں ثابت کر دی اور بتلا دیا کہ حضرت عیسٰی نے بھی فلما توفیتنی میں وفات ہی مراد لی ہے پھر حدیث میں آتا ہے ... سعد بن معاذ (حین توفی) یعنی اُن کا انتقال ہوا تو آنحضرت رو دئے۔ دوسری حدیث میں ہے عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال

[illegible]

المتوفی عنہا زوجہا لا تلبس المعصفرۃ من الثیاب (مسند احمد بن حنبل مطبوعہ مصر جلد ۶ صفحہ ۱۰۲) لغات عرب میں بھی توفی کے معنے موت کے ہی ہیں دیکھیں ۱۔ لسان العرب ۲۔ تاج العروس ۳۔ قاموس وغیرہ وغیرہ

۳۔ رفع :- آپ نے اپنی تائید میں صرف رفع کے متعلق ایک قاعدہ پیش کیا ہے جو محض آپ کا من گھڑت ہے آپ اس کی صحت نہ ہی قرآن پاک اور نہ ہی لغات عرب اور نہ ہی احادیث صحیحہ سے پیش کر سکتے ہیں دیکھئے تفسیر صافی میں زیر آیت ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل حضرت نبی کریم کی وفات کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے رفعہ اللہ الیہ یعنے اللہ نے ان کو موت دے کر اٹھا لیا اب غور فرمائیں آپ کا بیان کردہ کلیہ کس بری طرح ٹوٹ رہا ہے اس میں فاعل اللہ ہے اور مفعول بہ جوہر ہے صلہ بھی الی ہے اس کا مجرور بھی ضمیر ہے جو فاعل کی طرف لوٹتی ہے لیکن معنے آسمان پر اٹھانے کے نہیں۔ اللہ تعالے کے وعدہ انی رافعک الی میں آپ نے ان الفاظ کے معنے کرتے ہوئے ایک آسمان کا لفظ اپنے پاس سے زائد کر لیا ہے دوسرے ایک من گھڑت قاعدہ کے ذریعہ آسمان پر اٹھانے کے کئے ہیں جس کا غلط ہونا میں پہلے بھی ثابت کر چکا ہوں کیونکہ انی متوفیک سے ثابت کیا جا چکا ہے کہ روح کے قبض کرنے کا ہی وعدہ تھا تو ظاہر ہے کہ قبض روح کے بعد صرف روح کو ہی اوپر اٹھایا جائیگا علاوہ ازیں رفع کے متعلق حدیث میں آتا ہے "اذا تواضع العبد رفعہ اللہ الی السماء السابعۃ" (کنز العمال جلد ۲ صفحہ ۲۵) غور فرمائیں حدیث میں تو خالی سماء کا لفظ ہی نہیں بلکہ ساتویں آسمان پر لے جانے کا ... ذکر ہے لیکن علماء اس کے معنے درجات کی بلندی ہی کے کرتے ہیں۔ پھر یہ بھی سوچ لیں کہ عبد جسم و روح کا مجموعہ ہے۔ لیکن رفع کے وقت جسم زمین پر ہی رہ جاتا ہے پھر آپ حضرت عیسیٰ کو آسمان پر زندہ اٹھائے جانے کے معنے کیونکر کرتے ہیں؟

لغت میں رفع کے معنے

لسان العرب جلد ۹ صفحہ ۴۸۸ پر لکھا ہے:-

"فی اسماء اللہ الرافع ھو الذی یرفع المؤمن بالاسعاد و اولیاءہ بالتقریب"

خدا تعالے جب کسی مؤمن کے لئے رفع کا لفظ استعمال کرے تو اس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ اللہ تعالے اسے سعادت کی نعمت سے متمتع کرتا ہے اگر وہ اپنے کسی خاص ولی کے لئے اس لفظ کو استعمال کرے تو اس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ اسے وہ اپنے قرب کی نعمت بخشتا ہے اس کے بعد لکھا ہے الرفع تقریبک الشیٔ من الشیٔ یعنی کسی چیز کو کسی چیز کے قریب کرنا وفی التنزیل وفرش مرفوعۃ ای مقربۃ لھم ویقال نساء مرفوعات ای مکرمات من قولک ان اللہ یرفع من یشاء وقولہ تعالیٰ فی بیوت اذن اللہ ان ترفع قال الزجاج قال الحسن تاویل ان ترفع ان تعظم ——— لسان العرب لغت کی نہایت مستند کتاب ہے اسی طرح صحاح جوہری میں بھی لکھا ہے "الرفع تقریبک الشیٔ من الشیٔ" یعنے رفع کے معنے ہیں تیرا کسی چیز کو قریب کر دینا انہی معنوں کی بناء پر کہا جاتا ہے رفعہ الی السلطان یعنی فلاں آدمی کو بادشاہ کا مقرب بنا دیا گیا اور یہ محاورہ لغت کی کتابوں میں لکھا ہوا موجود ہے اس لئے رافعک الی کے معنے ہوں گے اے عیسیٰ یہود تجھے ملعون یعنی مجھ سے دور ثابت کرنے کی کوشش کریں گے لیکن میں تجھے اپنا مقرب ثابت کروں گا۔ تاج العروس جو لغت کی سب سے مستند کتاب ہے اس میں بھی لکھا ہے "الرفع ضد الوضع و منہ حدیث الدعاء اللھم ارفعنی" اب جب ہم قرآن کریم پر غور کرتے ہیں تو ہمیں وہاں بھی یہی نظر آتا ہے کہ جہاں بھی انسان کے لئے "رفع" کا لفظ استعمال ہوا ہے وہاں تعظیم و تکریم ہی مراد لی گئی ہے۔ جیسا کہ فرمایا ولو شئنا لرفعناہ بھا ولکنہ اخلد الی الارض (الاعراف) ورفعناہ مکانا علیا (مریم) یرفع اللہ الذین امنوا (مجادلہ) احادیث میں بھی یہ لفظ انہی معنوں میں بار بار استعمال ہوا ہے جیسا کہ حضرت نبی کریم صلعم نے اپنے چچا حضرت عباس کو رفعک اللہ یا عم (کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۶۸) فرمایا

مفسرین کے نزدیک رافعک الی کے معنی

تفسیر کبیر صفحہ ۶۹ میں ہے:-

"ورافعک الی ای رافع عملک الی وھو کقولہ الیہ یصعد الکلم الطیب والمراد من ھذہ الآیۃ انہ تعالیٰ بشرہ بقبول طاعتہ واعمالہ وعرفہ ان ما یصل الیہ من المتاعب والمشاق فی تمشیۃ دینہ واظہار شریعتہ من الاعداء فھو لا یضیع اجرہ"

تفسیر جامع البیان صفحہ ۵۲ پر لکھا ہے:-

"رافعک الی محل کرامتی"

تفسیر روح البیان جلد ۱ صفحہ ۳۳۱ میں ہے:-

"ورافعک الآن الی محل کرامتی ومقر ملائکتی وجعل ذالک رفعا الیہ للتعظیم مثلہ قولہ انی ذاھب الی ربی وانما ذھب ابراھیم علیہ السلام من العراق الی الشام"

اسی طرح قرآن کریم میں خدا کی طرف جانے کا ذکر الی کے ساتھ متعدد آیات میں آیا ہے۔ مثلاً انی ذاھب الی ربی ——— انی مھاجر الی ربی ——— انا للہ وانا الیہ راجعون ——— ان آیتوں میں ضمیریں مجموعہ جسم اور روح کی طرف ہی راجع ہیں لیکن یا تو مراد صرف روح ہی ہے یا خدا کے ساتھ تعلق کا اظہار مقصود ہے آپ نے اپنی تائید میں آیت "واذ کففت بنی اسرائیل عنک" پیش کی ہے اور اس کے ترجمہ میں اپنی طرف سے ہاتھ کا لفظ بڑھا کر استدلال پورا کیا ہے کہ یہود کا ہاتھ بھی مسیح کو نہیں لگ سکا سولی پر چڑھانا اور طمانچے وغیرہ مارنا کس طرح ممکن ہو سکتا ہے۔ لیکن اس استدلال کو پیش کرتے وقت معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم کی یہ آیت آپ کی نظر سے اوجھل ہو گئی ہے۔ سورۃ مائدہ میں اللہ تعالے فرماتا ہے یا ایھا الذین امنوا اذکروا نعمت اللہ علیکم اذ ھم قوم ان یبسطوا الیکم ایدیھم فکف ایدیھم عنکم اب دیکھ لیں کہ اس آیت میں ہاتھ کا لفظ تو صراحت سے مذکور ہے پھر بھی مراد وہ نہیں لی جاتی جو آپ لے رہے ہیں مراد صرف اتنی ہی ہے کہ کفار اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوں گے یعنی کفار جو تم پر غلبہ حاصل کرنے کی آرزو رکھتے ہیں یہ آرزو ان کی پوری نہیں ہو گی اسی طرح حضرت مسیح کو خدا نے بشارت دی کہ یہود تمہیں پھانسی پر مار کر ملعون ثابت کرنا چاہتے ہیں مگر میں انہیں اس مقصد کو حاصل کرنے سے روک دوں گا بلکہ اس کے برعکس تمہیں اپنا مقرب ثابت کروں گا۔ پھر آپ نے آیت اذ ایدتک بروح القدس پیش کی ہے اور معنے یہ کئے ہیں یعنی آسمان پر اٹھا لیا۔ نہ معلوم آپ نے روح القدس کی تائید کے ذکر سے اٹھا لینا کیسے مراد لے لیا۔ حضرت نبی کریم صلعم نے حضرت حسان بن ثابتؓ کے متعلق دعا کی "اللھم ایدہ بروح القدس" تو کیا اس دعا سے حضرت نبی کریم صلعم کی یہ مراد تھی کہ یا اللہ حسان کو آسمان پر اٹھا لے۔ قرآن کریم میں مومنوں کے متعلق آتا ہے "اولئک کتب فی قلوبھم الایمان وایدھم بروح منہ"۔ پھر فرماتا ہے "ینزل الملائکۃ بالروح من امرہ علی من یشاء من عبادہ ان انذروا انہ لا الہ الا انا فاتقون"۔ معلوم ہوا کہ روح القدس کی تائید محض کفار پر حجت تمام کرنے اور انذار کو مؤثر بنانے کے لئے ہوتی ہے۔

اسی طرح سورۃ المؤمن میں فرماتا ہے "یلقی الروح من امرہ علی من یشاء من عبادہ لینذر یوم التلاق"۔ اس آیت میں بھی روح کی تائید کی غرض انذار ہی بتلائی ہے۔ کیونکہ تائید الٰہی اگر شامل حال نہ ہو تو انذار مؤثر نہیں ہو سکتا اسی طرح بار بار مومنوں کے ساتھ تائید الٰہی کے شامل ہونے کا ذکر قرآن مجید میں پایا جاتا ہے لیکن کسی جگہ بھی آسمان پر

اُٹھانے کا مفہوم نہیں لیا جاتا اسی طرح کی تائید کا ذکر حضرت مسیحؑ کے متعلق بھی مذکور ہے جو ان کی زندگی میں ہی دشمنوں کے مقابل ان کے شامل حال رہی جیسا کہ فرمایا "وآتینا عیسی ابن مریم البینٰت وایدنٰہ بروح القدس" اور فرمایا "وآتینا عیسی بن مریم البینٰت وایدنٰہ بروح القدس افکلما جاءکم رسول بما لا تھوی انفسکم استکبرتم ففریقا کذبتم وفریقا تقتلون" یہ آیت واضح دلیل ہے اس بات پر کہ حضرت مسیحؑ کی روح القدس سے تائید دشمنوں کے مقابلہ میں ان کی زندگی میں ہی ہوا کرتی تھی یہ نہیں کہ جب مخالفین پر حجت پوری کرنے کی ضرورت پیش آئی تو انہیں آسمان پر اُٹھا لیا گیا۔ آخری آیت آپ نے "وقولھم انا قتلنا المسیح عیسی ابن مریم رسول اللہ وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم وان الذین اختلفوا فیہ لفی شک منہ ما لھم بہ من علم الا اتباع الظن وما قتلوہ یقینا بل رفعہ اللہ الیہ وکان اللہ عزیزا حکیما" پیش کی ہے۔ اس آیت میں بھی "بل رفعہ اللہ الیہ" کے معنے آپ نے آسمان پر اُٹھا لینے کے لئے ہیں حالانکہ جیسا کہ میں نے پیچھے ثابت کیا ہے کہ بعینہٖ یہی الفاظ تفسیر صافی میں حضرت نبی کریم صلعم کے لئے استعمال ہوئے ہیں پھر رفع کے معنے بھی بتلا چکا ہوں کہ مقرب بنا لینے کے ہیں پس اس آیت کا مطلب صرف اتنا ہی ہے کہ یہود قتل اور صلیب کے ذریعہ مارنے کے دعوے کے ذریعہ سے یہ ثابت کرنا چاہتے تھے کہ مسیح نعوذ باللہ ملعون ہے خدا کہتا ہے یہ دعوے ان کا غلط ہے وہ ملعون نہیں بلکہ مقرب الٰہی ہے آیت میں بل کا لفظ ان کے دعوے کے ابطال پر دلالت کرتا ہے یعنی ملعونیت کی نفی کر کے مقرب الٰہی ہونے کا اثبات کرتا ہے۔ آپ جسم اور روح کے جھگڑے میں بار بار خواہ مخواہ اُلجھ جاتے ہیں۔ اگر ضمیریں جسم اور روح دونوں کی طرف جاتی ہیں تو کیا ان کے قول "انا قتلنا المسیح" میں یہود کی مراد یہ ہو سکتی ہے کہ ہم نے مسیح کی روح اور جسم دونوں کو قتل کر دیا کیا کوئی شخص روح کے قتل کا بھی دعوےٰ کر سکتا ہے پس "ما قتلوہ وما صلبوہ" کی نفی صرف اس بات کی ہے کہ یہود نے حضرت مسیح کے جسم اور روح میں مفارقت نہ بذریعہ قتل پیدا کی اور نہ ہی بذریعہ صلیب اس لئے وہ ان کے دعوے کے مطابق یعنی لعنتی موت سے نہیں مرے بلکہ مقربانِ الٰہی کی طرح ہی ان کے جسم اور روح میں مفارقت وقوع میں آئی، پس خدا تعالےٰ نے دوسرے مقربانِ الٰہی کی طرح ہی بعد وفات ان کی روح کو اپنے مقام قرب میں اسی قسم کے جسم کے ساتھ جگہ دی جس قسم کے جسم کے ساتھ دوسرے انبیاء علیہم السلام کو جگہ دی۔ چنانچہ معراج کی شب حضرت نبی کریم صلعم نے مختلف نبیوں کو مختلف آسمانوں پر دیکھا اور سب کو جسموں کے ساتھ ہی دیکھا لیکن ان کے اجسام وہ جسم تو نہیں تھے جو وہ دنیا میں رکھتے تھے بلکہ وہ جسم تھے جو مرنے کے بعد پاک روحوں کو عطا کئے جاتے ہیں پس اسی طرح حضرت نبی کریم صلعم نے حضرت مسیح علیہ السلام کو بھی دوسرے آسمان پر حضرت یحییٰ علیہ السلام کے ساتھ دیکھا پس جیسا جسم حضرت یحییٰ کا تھا ویسا ہی جسم حضرت مسیحؑ کا تھا، دونوں کے جسم میں کوئی فرق نہ تھا پس یہ جسم موت کے بعد ملتا ہے نہ موت سے پہلے، پس جن جسموں کے ساتھ دیگر انبیاء علیہم السلام کو موت کے بعد اللہ تعالےٰ اُٹھاتا ہے اسی قسم کے جسم کے ساتھ خدا تعالےٰ نے حضرت مسیح علیہ السلام کو بھی ان کی وفات کے بعد اُٹھایا۔ پس جسم تو ساتھ ضرور ہوتا ہے لیکن یہ جسم عنصری نہیں جو دنیا میں انسان کو دیا جاتا ہے بلکہ کسی اور قسم کا جسم ہوتا ہے آپ اس بات پر بھی غور کریں کہ کیا جو شخص قتل اور صلیب کے ذریعہ موت کا شکار نہ ہو کیا وہ لازماً آسمان پر اُٹھایا جاتا ہے۔

جھگڑے کو صاف کرنے کے لئے چند ایک آیات بھی قرآن کریم سے پیش کی جاتی ہیں۔ ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل۔ یعنی مسیح ابن مریم نہیں ہیں مگر ایک رسول بے شک تمام رسول ان سے پہلے فوت ہو چکے ہیں۔

۲۔ وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل۔ یعنے محمد صلعم صرف ایک رسول ہی ہیں۔ بے شک اُن سے پہلے سب کے سب رسول فوت ہو چکے ہیں۔ اس آیت کے مفہوم پر تمام صحابہ رض کا اجماع بھی ہو چکا ہے۔

. . . .

کیا یہ دونوں آیتیں صاف دلالت نہیں کر رہیں کہ جس طرح حضرت مسیح علیہ السلام سے قبل تمام انبیاء کرام فوت ہو چکے تھے اسی طرح حضرت نبی کریم صلعم سے قبل بھی تمام انبیاء علیہم السلام بشمولیت حضرت مسیح ناصریؑ فوت ہو چکے تھے اگر ایسا نہ ہوتا تو تمام صحابہ رض حضرت نبی کریم صلعم کی وفات پر کبھی یقین نہ کرتے حضرت ابوبکرؓ کے اس آیت کی تلاوت پر ہی انہیں آنحضور صلعم کی وفات کا یقین ہوئی اور ساتھ ہی اس امر پر بھی ان کا اجماع منعقد ہو گیا کہ آنحضور صلعم سے قبل تمام انبیاء علیہم فوت ہو چکے ہیں۔

اس صاحب نے اپنی تائید میں جو احادیث پیش کی تھیں ان کا جواب پہلے شائع کیا جا چکا ہے۔

بقیہ خطبہ جمعہ — بسلسلہ صـ۶

من دون اللہ کون ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ تم اپنے حبروں کو ارباباً من دون اللہ مانتے ہو، جس چیز کو وہ حلال کہیں تم اسکو حلال مانتے ہو اور جس کو وہ حرام کہیں تم اس کو حرام قرار دیتے ہو۔

قرآن کریم کی بے نظیر تعلیم

تورات اور انجیل سے اس کا مقابلہ کریں کیا ان میں اس قسم کے احکام موجود ہیں۔ احکام قرآنی بے نظیر ہیں۔ ان میں فلسفہ بھی ہے اور سائیکالوجی بھی ہے اور تعلیم میں جامعیت بھی اور اہمیت بھی۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مطالعہ قرآن بہت گہرا تھا اس کا ذکر آپ نے یوں فرمایا ہے، اوتیت جوامع الکلم مجھے جامع کلام عطا کیا گیا ہے۔ چھوٹے چھوٹے جملوں کے اندر بڑے وسیع اور ہمہ گیر اسباق و قوانین بیان ہوئے ہیں۔ مذکورہ آیت کے اندر ایک دریا بہتا ہوا نظر آتا ہے اس آیت میں جو سبق دیا گیا ہے آپ اس پر عمل کریں۔

ملک امیر بخش صاحب کے صاحبزادہ کی وفات

ایک تکلیف دہ خبر میں آپ کو سناتا ہوں ہمارے ایک نہایت مخلص دوست ملک امیر بخش صاحب ہیں ان کو آپ ہر جمعہ میں یہاں دیکھتے ہیں۔ ان کو خدا نے دین کے ساتھ بڑی وابستگی عطا فرمائی ہے ان کے لڑکے مبارک احمد صاحب فوت ہو گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ وہ خاص الخاص نوجوان تھے۔ ہزاروں آدمی انکو جانتے اور ان کی تعریف کرتے تھے خدا نے ان کو بلند اخلاق دیئے تھے۔ اور وہ بڑے فیاض بھی تھے۔ ماں کے ایک ہی بیٹے تھے۔ ان کے مر جانے کے بعد ملک صاحب نے دوسری شادی کی۔ دوسری اولاد ہوئی تو مرحوم ان سے غیر معمولی اچھا سلوک رکھا۔ اور سگے اور سوتیلے کا احساس بالکل نہ ہونے دیا۔ کسی بھائی نے ہزاروں روپے طلب کئے فوراً دے دیئے۔ ایسے اشخاص دنیا میں بہت کم پیدا ہوتے ہیں۔ ملک صاحب کو اپنے بیٹے کی وفات کا بہت صدمہ ہے مجھے بھی بہت صدمہ ہے۔ میں ان کو ہسپتال میں دیکھنے کے لئے گیا۔ ڈاکٹروں نے اپنے علم کے مطابق پورا زور لگایا اور علاج معالجہ میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی۔ خون بھی دیا گیا بہت روپیہ خرچ کیا گیا۔ لیکن کچھ نہ بنا۔ لاکھوں کا مالک تھا لیکن روپیہ بے دریغ خرچ کرنے پر بھی بچا نہ سکا۔ باپ بھی کچھ نہیں کر سکتا، روپیہ بھی ساتھ نہیں دے سکتا۔ یہ بڑا دردانگیز واقعہ ہے۔ موت انسان کو آنا لازمی ہے بوڑھے، بچے، مرد، عورت نے مر جانا ہے، ہمیں بھی خبر نہیں کہ کب بلاوا آ جائے۔ بادشاہ، ولی اور پیغمبر فوت ہو گئے ایسے واقعہ سے عبرت حاصل کرنا چاہیئے اور خدا کی طرف توجہ دینی چاہیئے۔

محمود احمد صاحب کی وفات

ایک اور نوجوان محمود احمد صاحب انسپکٹر پولیس ڈاکوؤں کی فائرنگ سے ہلاک ہو گئے۔ ان کی جوانی کی موت بھی دردانگیز ہے اللہ تعالےٰ ان کے لواحقین کو صبر کی توفیق بخشے۔ ان دونوں کے لئے جمعہ نماز کے بعد دعائے مغفرت کی جائے گی (نماز کے بعد جنازہ

مولینا مودودی کی طرف سے کوثر نیازی کے خط کا جواب

اور کوثر نیازی صاحب کا استعفٰے

مولانا کوثر نیازی مدیر شہاب نے ۱۷ فروری کو امیر جماعت اسلامی مولینا ابوالاعلیٰ مودودی کے نام جو طویل خط لکھا تھا اور جس کا متن پیغام صلح کی سابقہ اشاعتوں میں درج ہو چکا ہے اس کے جواب میں مولانا مودودی نے صرف ۱۵۱ الفاظ پر مشتمل ایک تحریر بھیجی جس میں مدیر شہاب کو جماعت اسلامی سے استعفٰے دینے کی ہدایت کی گئی ہے مولانا مودودی کا یہ جواب اور مولانا کوثر نیازی کے استعفٰے کا متن درج ذیل ہے۔

استعفٰے دے دیجئے

محترمی جناب کوثر صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا مفصل خط مجھے ملا۔ اس کو بغور پڑھنے کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ آپ کو اب سے بہت پہلے جماعت سے الگ ہو جانا چاہئے تھا۔ آپ نے غلطی کی کہ اتنی طویل مدت سے یہ احساسات رکھنے کے باوجود آپ جماعت کے ساتھ چلتے رہے بہرحال اب مناسب یہی ہے کہ آپ مستعفی ہو جائیں، اس کے بعد آپ کا جو طرز عمل رہے گا اس کو دیکھ کر یہ رائے قائم کی جا سکے گی کہ آپ نے اس خط میں جو کچھ لکھا ہے وہ للّٰہ و فی اللہ اور حقیقی خیر خواہ و ہمدردی کے جذبے سے لکھا ہے یا نہیں۔ اگر خدانخواستہ اس کے محرکات کچھ دوسرے بھی ہوئے تو آپ اطمینان رکھیں کہ اس سے پہلے جن حضرات نے بڑی خدا ترسی کے ساتھ مجھ پر کرم فرمائیاں کی ہیں، ان کی باتوں پر جس طرح میں نے صبر کیا، آپ کی عنایات پر بھی صبر کروں گا۔

خاکسار - ابوالاعلیٰ

کوثر نیازی صاحب کا استعفٰے

محترم و مکرم جناب مولانا سیّد ابوالاعلیٰ مودودی امیر جماعت اسلامی پاکستان۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ، آپ کی طرف سے میرے خط محررہ ۱۲ فروری ۱۹۶۵ء کا جواب موصول ہوا مجھے افسوس ہے کہ اپنے خط کے آخری حصے میں میں نے جس خدشے کا اظہار کیا تھا کہ کہیں ان دردمندانہ معروضات پر غور کرنے کی بجائے آپ غصے میں نہ آ جائیں، وہی ہوا اور آپ نے مختصر جواب میں وہ سب کچھ کہہ دیا جو غصے کی حالت میں کہا جا سکتا تھا۔

آپ نے فرمایا کہ جماعت کی پالیسی اور حالات کے متعلق ایک مدت سے میں جس اضطراب میں مبتلا تھا اس کے ہوتے ہوئے مجھے بہت عرصہ پہلے جماعت سے مستعفی ہو جانا چاہئے تھا۔ آپ کا یہ ارشاد بظاہر قابل التفات نظر آتا ہے لیکن اگر آپ تھوڑی دیر کے لئے جذبات میں آنے کی بجائے ٹھنڈے دل سے غور کرتے تو اس طرح کا انداز ہرگز اختیار نہ فرماتے۔ میں نے جن بلند توقعات اور اصلاح ذات اور خدمت دین کی جن حسین آرزوؤں کے ساتھ جماعت اسلامی میں شرکت کی تھی، ان میں اتنی قوت تھی کہ میں جب کبھی جماعت کی تباہ کن غلطیوں سے مضطرب ہو کر جماعت کو چھوڑنے کا ارادہ کرتا تھا، مجھے یوں محسوس ہوتا تھا جیسے میری روح قبض ہو رہی ہے اور یہ ایک ایسی نفسیاتی حالت ہے جسے ہر وہ شخص بآسانی سمجھ سکتا ہے جس کے پہلو میں دل ہو جس نے خدمت دین اور نجات اُخروی کی خاطر شوق سے کسی تنظیم میں شرکت ہی نہ کی ہو بلکہ اس کے لئے والدین اور اعزا اور اقربا کو چھوڑا، اپنوں کو بیگانہ بنایا اور دنیا بھر سے لڑائی مول لی۔

دوسری وجہ جماعت میں برابر شامل رہنے کی یہ تھی کہ جماعت ایک مدت سے ابتلاء کے دور سے گذر رہی تھی اور اگرچہ یہ ابتلاء خود جماعت کی بعض غلطیوں کا ہی نتیجہ تھا۔ لیکن میں نہیں چاہتا تھا کہ جماعت آزمائش اور امتحان کے مرحلہ سے گذر رہی ہو اور میں اس سے الگ ہو جاؤں، اس طرح تو میں اپنے بعض اوچھے ساتھیوں کو تہمتیں تراشنے اور اپنے خلاف سطحی پروپیگنڈا کرنے کا موقع خود ہی فراہم کر دیتا۔

یہ قدم نہ اٹھانے کی تیسری وجہ یہ بھی تھی کہ میں نے ان خرابیوں کو جب کبھی آپ کے سامنے پیش کیا تو آپ نے بظاہر بڑی فکرمندی کا اظہار فرمایا اور یہ تاثر دینے کی کوشش کی کہ آپ ان حالات سے آگاہ بھی ہیں اور اصلاح کا بھی کچھ نہ کچھ جذبہ رکھتے ہیں۔ ظاہر ہے جب تک میں کلیتہً مایوس نہ ہو جاتا اور یہ یقین نہ کر لیتا کہ دوسرے حضرات کے ساتھ ساتھ جماعت کو اس غار ہلاکت میں دھکیلنے کے خود آپ بھی پوری طرح ذمہ دار ہیں میں اس آخری اقدام کے لئے تیار نہ ہو سکتا تھا۔ میں ایک لمحہ کی تاخیر کئے بغیر اس فرض سے عہدہ برآ ہو رہا ہوں۔

آپ نے اپنے انداز خاص میں میرے آئندہ طرز عمل کا بھی ذکر فرمایا ہے۔ محترم مولانا! میرا ماضی کا طرز عمل تو یہ رہا ہے کہ میں نے جماعت کو حق کا علمبردار سمجھا تو اس کی ایک ایک بات کی تبلیغ و تائید میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی اور جن لوگوں نے جماعت کی مخالفت کی ان کے حملوں سے اسے محفوظ رکھنے کے لئے اپنی تمام توانائیوں کو نچوڑ دیا اور اس سلسلے میں نہ تو کسی با جبروت قوت سے مرعوب ہوا اور نہ اپنے تعلقات عقیدت و محبت اور اپنے دوسرے احوال و ظروف کا لحاظ کیا۔ اب اگر میں اپنے سترہ سالہ تجربات کی بناء پر اس آخری فیصلے پر پہنچ چکا ہوں کہ جماعت فکری و عملی دونوں پہلوؤں سے صراط مستقیم سے بھٹک چکی ہے اور اس فیصلے کا اظہار میں اس لئے لوگوں کے سامنے کروں کہ جن ہزاروں افراد کو میں نے جماعت سے متعارف کرایا، کم از کم ان کے سامنے بری الذمہ ہو جاؤں، تو میرا یہ طرز عمل کیوں للّٰہ فی اللہ اور حقیقی خیر خواہی پر مبنی نہیں ہو گا؟

مولانا مکرم! یہ عجیب بات ہے کہ ایک طرف تو آپ تجدید و احیائے دین کا کام کرنے کے لئے اولین ضرورت یہ محسوس فرماتے ہیں کہ صدیوں پہلے فوت ہونے والے ان نفوس قدسیہ پر شدید ترین تنقید کریں، جو تقویٰ، للّٰہیت، اخلاص اور دین کے لئے ایثار کرنے میں ضرب المثل ہوں اور پھر اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے آپ مستقل تصانیف شائع فرمائیں، لیکن اگر کوئی شخص دیانتداری سے مسلسل تجربات و شواہد کے بعد آپ کے بارے میں یہ رائے قائم کرے کہ آپ کا طرز عمل غلط، دین کے خلاف یا مسلمانوں کے لئے گمراہ کن ہے اور وہ اپنی اس رائے کو باقاعدہ دلائل کے ساتھ پیش کرے تو آپ اس شخص کے بارے میں یہ فتوے صادر فرما دیں کہ یہ اخلاص اور للّٰہیت سے محروم ہو چکا ہے اور بعض "دوسرے محرکات" کے تحت یہ کام کر رہا ہے۔

مولانا محترم! آپ نے بین السطور کچھ "دوسرے محرکات" کا بھی ذکر فرمایا ہے، میں حیران ہوں اس کے بارے میں کیا عرض کروں جماعت کے احوال و کوائف سے آگاہی رکھنے والا ہر شخص جانتا ہے کہ ۱۹۴۱ء سے لے کر اب تک کسی شخص نے (خواہ وہ کتنا ہی متقی ہو، خدا ترس اور دین کے لئے سراپا ایثار کیوں نہ ہو) جماعت سے اختلاف کیا یا علیحدگی اختیار کی، آپ نے ہمیشہ اس کے بارے میں انہی دوسرے محرکات کا ذکر فرمایا اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ وہ اس اختلاف میں مخلص نہ تھا۔ اگر بہت سے خدام دین اور بعض اہل اللہ تک کے بارے میں آپ دوسرے محرکات کا ذکر فرماتے رہے ہیں، تو مجھ ایسا سراپا معصیت آپ کی اس نوازش پر شکوہ سنج کیوں ہو۔ البتہ یہ بات انتہائی تعجب کا باعث ہے کہ کل تک جو شخص خود آپ کے نزدیک پورے حلقے کے قیم سے لے کر امیر تک کے لئے انتہائی موزوں آدمی تھا، اس فیصلے کے بعد آپ اس کے "دوسرے محرکات" کو متعین فرمانے لگے ہیں کیا اس طرز عمل کے بعد ان لوگوں پر تنقید کی جا سکتی ہے جو سیاسی اختلافات کے بعد اپنے مخالفین کو بددیانت اور مفاد پرست کہہ کر دیانتداری کے اجارہ دار بنتے ہیں؟

جماعت میں میری شمولیت کے محرکات کیا تھے اور جو گلوری بہت خدمت دین پر توفیق ایزدی میں نے انجام دی ہے اس کے محرکات کیا تھے اور اب اس فیصلے اور آپ کے اس طرز عمل کے خلاف اظہار رائے کے محرکات کیا ہیں؟ ان کا بھید اس روز کھلے گا جس دن تمام چہروں سے

باقی بر صفحہ ۳ کالم ۳

ڈھاکہ مسلم مشن کی تبلیغی سرگرمیاں

بابت ماہ جنوری ۱۹۶۵ء

یکم جنوری ۱۹۶۵ء - کو مشنری انچارج مولانا عبد الصمد صاحب جمالی نے مشن ہاؤس میں نماز جمعہ پڑھائی - آپ نے قرآن کریم کی سورۃ نصر کی تلاوت کرتے ہوئے اپنے خطبہ میں فرمایا کہ تمام عالم اسلام میں ایک نئی بیداری پیدا ہو رہی ہے اور اس بات پر زور دیا کہ ایشیا، یورپ - افریقہ اور امریکہ کے مختلف ممالک میں جو اصحاب نور اسلام پھیلانے میں سرگرداں ہیں۔ ان کے ہر لحاظ سے قدم مضبوط کئے جائیں۔

(۲) اس روز دوپہر کے وقت تحریک احمدیہ مشرقی پاکستان کے اراکین کا اجلاس صوفی عطاء الرحمٰن صاحب کی صدارت میں منعقد ہوا - مولوی عبد الصمد صاحب نے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی تقریب گولڈن جوبلی کا آنکھوں دیکھا خوش کن حال بیان فرمایا . . . . اور بتایا کہ اس تقریب میں نہ صرف مغربی پاکستان کے سرگرم احمدی احباب سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا جو ہر رنگ میں محض فی سبیل اللہ تبلیغی خدمات سر انجام دے رہے ہیں۔ بلکہ ان متعدد مجاہدین اسلام سے بھی تعارف حاصل ہوا جو قدیم و جدید دنیا کے دور دراز علاقوں میں علم تبلیغ بلند کئے ہوئے ہیں اور ہالینڈ، جرمنی جنوبی افریقہ، سوڈان، جنوبی امریکہ، انڈونیشیا اور چین کے نمائندگان کے جذبہ ایثار و قربانی پر روشنی ڈالی۔ مقرر صاحب موصوف نے فرمایا کہ زمانہ کے مجدد اعظم کی بعثت کے بعد سے دنیا بھر میں غلبۂ اسلام کے لئے تائید الٰہی زور شور سے نظر آرہی ہے - اور اس امر کی ضرورت ہے - کہ قرآن کریم کے ارشاد کے مطابق تمام مسلمان اس تحریک میں شامل ہو کر اللہ تعالیٰ کے دین کی تائید و حمایت میں مدد دیں اور اپنی خطا اور کمزوریوں کی اس سے معافی طلب کریں

۳- ماہ رمضان میں مولانا عبد الصمد صاحب میمن سنگھ کے علاقہ مینا میں تشریف لے گئے

جہاں روزہ اور اس سے متعلق موضوعات پر چار تقریریں فرمائیں۔ تین جمعہ نمازوں سے پہلے مینا سنٹرل مسجد میں اور ایک تیسرے جمعہ چار یار مسجد میں ماہ فروری میں عید الفطر کے دن مولانا صاحب نے مینا کی عیدگاہ میں ایک بڑے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے اخوت اسلامی اور ضرورت تبلیغ پر اپنے خیالات کا اظہار فرمایا -

۴ ماہ جنوری میں ہر جمعہ ڈھاکہ مشن ہاؤس میں جمعہ نمازیں پڑھی گئیں اور درس قرآن ہوا صوفی عطاء الرحمٰن صاحب ہر جمعہ شام کو درس قرآن کریم دیتے رہے - ۱۷ جنوری کو چار بجے شام مشن ہاؤس میں ایک اجلاس ہوا - مولوی محمد عبد الستار صاحب مبلغ نے صدارت فرمائی اور ماہ رمضان پر تقریر کی - اس ماہ بارہ کے قریب اشخاص مشن ہاؤس پاس کے جائے رہائش پر ملاقاتیں کی گئیں اور ان سے مذہبی امور پر گفت و شنید کی گئی -

۵ تاریخ سے آخر جنوری تک مولوی محمد عبد الستار صاحب مبلغ

خصوصی رعائت سیٹ نمبر ۲

صرف -/12/ روپے میں ۱۵ کتابیں - ڈاک خرچ مفت

انجمن نے کتابوں کی اشاعت کی غرض سے قیمتوں میں بہت کمی کر دی ہے۔ تاکہ اسلامی تعلیمات پر یہ مفید کتب زیادہ سے زیادہ ہاتھوں میں پہنچیں۔ احباب جماعت کو چاہیئے کہ ان کتب کو خود بھی خریدیں۔ اور اسلامی کتب سے دلچسپی رکھنے والے اصحاب کو خرید کر دیں - اور ثواب دارین حاصل کریں -

۱- **غلامی** - از شیخ احمد دین - صفحات ۸۸ - رعایتی قیمت ۱۳ - پیسے

۲- **اسلامی عقائد** - مذہبی معلومات کا انسائیکلو پیڈیا از مولوی محمد نور الدین قادری صفحات ۹۷ - رعایتی قیمت ۲۵ پیسے

۳- **اظہار النصائح** } از مولانا سید محمد احسن صاحب امروہی ائمہ احمد، نبوت مطلقہ اور تکفیر عام کے مسائل پر حضرت مسیح موعودؑ کی کتب سے حوالے اور خلیفہ ربوہ کے موقف کی بنا پر روشنی ڈالی گئی ہے - صفحات ۵۸ - قیمت ۱۳ پیسے -

۴- **سنۃ ضروری** - رپورٹ مباحثہ رامپور از سید محمد احسن صاحب امروہی صفحات ۸۰ رعایتی قیمت ۱۹ پیسے

۵- **قمر الہدیٰ** } از شیخ قمر الدین صاحب جہلمی - حضرت مسیح موعودؑ کی طرف منسوب دعوے نبوت پر خود ان کی تحریرات کی روشنی میں وضاحت کی گئی ہے - صفحات ۲۹۲ - رعایتی قیمت ۵۰ پیسے

۶- **میثاق النبیین حصہ دوم** } از حضرت مولانا عبد الحق صاحب ودیارتھی عالم سنسکرت و عبرانی۔ بدھ مذہب کی کتب میں نوید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ ایک اچھوتی تحقیق - صفحات ۳۱۲ - رعایتی قیمت دو روپے -

۷- **آئینہ حق نما حصہ اول** } از حضرت مولانا عبد الحق صاحب ودیارتھی عالم سنسکرت و عبرانی، ستیارتھ پرکاش کے چودھویں باب کا مدلل اور منقولی جواب صفحات ۴۴۰ رعایتی قیمت 50/1 روپے

۸- **آئینہ حق نما حصہ دوم** } از حضرت مولانا عبد الحق صاحب ودیارتھی عالم سنسکرت و عبرانی۔ مطالعہ ویدک آریہ دھرم پر نہایت دقیق و عالمانہ تحقیق۔ صفحات ۱۵۹ - رعایتی قیمت ۲ روپے -

۹- **بھگوت گیتا** } از حضرت مولانا فضل الکریم صاحب - انگریزی میں نہایت عالمانہ تنقید جس میں گیتا میں [illegible] اور تحریف کی تفصیلی بحث ہے صفحات ۱۱۲، رعایتی قیمت ۵۰ پیسے -

۱۰- **ارتقائے نسل انسانی بجواب ہبوطِ نسل انسانی** } از حضرت مولانا عبد الحق صاحب ودیارتھی عالم سنسکرت و عبرانی کی کل نسل انسانی کو رطور ورثہ ملا ہے پادری سلطان محمد کی کتاب ہبوطِ نسل انسانی کا جواب بائیبل اور قرآن مجید کی روشنی میں۔ صفحات ۶۴ رعایتی قیمت ۱۲ پیسے

۱۱- **تطہیر الاولیاء امت معہ ملفوظات اولیاء** } مصنفہ میر مدثر شاہ صاحب گیلانی صفحات ۱۹۹ رعایتی قیمت ۵۰ پیسے -

۱۲- **یجر وید کا اردو ترجمہ** } ترجمہ نہایت صحیح و با محاورہ معہ دیباچہ جس میں یجر وید کے مختلف پہلوؤں پر عالمانہ بحث کی گئی ہے از حضرت مولانا عبد الحق صاحب ودیارتھی فاضل سنسکرت و عبرانی

۱۳- **مباحثہ راولپنڈی** } مباحثہ راولپنڈی۔ جولائی ۱۹۳۷ء میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی اور جماعت قادیان راولپنڈی کے مابین ۱- پیشگوئی مصلح موعود ۲- خلافت اور انجمن، ۳- نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام - ۴- مسئلہ کفر و اسلام کے سوالات پر ہوا - صفحات ۲۷۸ - رعایتی قیمت ۵۰ روپے

۱۴- **آئینہ احمدیت حصہ اول** } از مولوی دوست محمد صاحب ایڈیٹر ہفت روزہ پیغام صلح - سید حبیب کی تحریک قادیان پر ایک تنقیدی نظر۔ صفحات - ۲۶ رعایتی قیمت ۷۵ پیسے -

۱۵- **آئینہ احمدیت حصہ دوم** } از مولوی دوست محمد صاحب - جس میں حضرت مسیح موعودؑ پر چند اعتراضات کے جواب اولیائے امت کے اقوال و الہامات کی روشنی میں دیئے گئے ہیں۔ صفحات ۲۲ رعایتی قیمت ۱۳ پیسے -

یہ رعایت خصوصی چند ماہ تک رہے گی - اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے جلد از جلد اپنے آرڈر ذیل کے پتہ پر روانہ کریں -

نوٹ - سٹ ہذا میں ذیل کی کتب شامل ہیں۔ محمد مصطفےٰ - غذا و صحت تسہیل القرآن - رسالہ حضرت ابو بکرؓ رسالہ حضرت عمرؓ - قیمت صرف ۵۰ پیسے - محصول ڈاک علاوہ ۳۱ پیسے بذریعہ بک پوسٹ بذریعہ رجسٹری ۸۱ پیسے

ملنے کا پتہ } **مینیجر دار الکتب اسلامیہ - احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس - لاہور ۷**

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک نور الٰہی صاحب پرنٹر چھپا۔ اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور سے شائع کیا۔

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
(حضرت مسیح موعودؑ)

(مرتبہ: شیخ غلام قادر ڈار صاحب)

نائیجیریا

ترجمہ خط آر۔ او۔ اے۔ سلاد و میدوگری۔ نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کے خط مورخہ ۲۶ر جنوری ۱۹۶۵ء کا شکریہ

الحمدللہ میں نے احمدیت کی دعوت و تحریک کا کام شروع کر دیا ہے۔ احمدیہ تحریک اس وقت تک نہیں پھیل سکتی جب تک کہ اچھے لٹریچر کن تبلیغ پر نہ بھیجے جائیں۔

یہاں پر تین اور جماعتیں ہیں انصار الدین۔ ینگ نوائر الدین سوسائٹی اور زمرۃ الاسلامیہ سوسائٹی۔ مسلم لیگ اور اسلامیہ سوسائٹی۔ پہلی تین سوسائٹیوں کا ہیڈ آفس مغربی نائیجیریا میں ہے بمعہ احمدیہ سوسائٹی کے اور آخری دو شمال میں ہیں، آپ یہ پڑھکر خوش ہوں گے کہ میرا امکان مغربی نائیجیریا میں ہے۔

ہمارا احمدیہ تحریک کا ہیڈ آفس لاگس ۴۵ میں ہے یہاں پر کافی پرائمری اور سیکنڈری سکول اور دوسرے ادارے جو مسلم لیگ اور اسلامیہ سوسائٹی نے بنائے ہوئے ہیں موجود ہیں۔ مغرب میں ۷۸ فیصدی مسلمان اور ۲۲ فیصدی دوسری اقوام ہیں۔ اور شمال میں ۹۶ فیصدی مسلمان اور ۴ فیصدی دوسری قومیں ہیں اور مشرقی علاقہ میں مسلمان صرف ۳ فیصدی اور ۹۵ فیصدی عیسائی اور ۲ فیصدی دوسری قومیں ہیں۔

اس مناسبت سے آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ جو اطلاع میں آپ کو دوں وہ بالکل ٹھیک ہوگی فی الحال میں احمدیہ تحریک کی تنظیم کر رہا ہوں۔ جب یہ مکمل ہو جائے گی تو ایک فہرست ممبران و عہدیداران آپ کو ارسال کی جائے گی، اور عہدیداران کے کام اور ایجنڈا تمام سال کا بھی بھیجا کروں گا اور یہ آپ بھائیوں کے لئے مفید ہوگا۔

اگر آپ کے پاس کوئی ایسی تجاویز ہوں جو سوسائٹی کی تنظیم کے متعلق ہوں وہ بغیر حیل و حجت بھیجدیں۔ اور کارا تبدیل شدہ ایڈریس بھی لکھ لیں۔ اور مجھے دیر سے جواب دینے کا افسوس ہے۔ لاؤ میں آپ کے خط کا جواب تب دوں گا جب آپ مجھے اس کا جواب دیں گے۔

آپ کے جواب کا منتظر ....

(انہیں خط لکھا گیا)

(۲)

ترجمہ خط غلام محمد ڈیلو۔ لاگس نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں آپ کی عنایات کو کبھی نہیں بھول سکتا۔ چند دن ہوئے جو کتاب لونگ تھاٹس آپ نے مجھے بھیجی تھی وہ مل گئی ہے اس کا بہت بہت شکریہ۔ میں اس لئے بھی خوش ہوں کہ آپ کا مشن گاہ بگاہ لٹریچر بھیجتا رہے گا اللہ تعالیٰ مشن پر رحمتیں نازل کرے اور کام کرنے والوں کے اوپر بھی اللہ تعالیٰ اپنی برکتیں اور رحمتیں نازل کرتا رہے۔

جواب کا منتظر ....

(ان کو انگریزی لٹریچر بھیجا گیا)

(۳)

ترجمہ خط ملام شوایوٹی۔ اینی سی۔ نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کی امداد کا بہت بہت شکریہ۔ میں نے کتاب ٹیچنگز آف اسلام کا بغور مطالعہ کیا اور بہت مفید پایا ہے۔ اب میں قرآن شریف کا مطالعہ چاہتا ہوں۔ اگر آپ مجھے عنایت کریں تو بہت مشکور ہوں گا۔

آپ حیران ہوں گے کہ کتابوں کے مطالعہ کے بعد میں نے اپنے پانچ دوستوں کو مسلمان کیا ہے۔ اور مزید دوست مسلمان ہوں گے۔

میں اور دیگر صاحب اسلام کی تعلیم سے بہت اثر پذیر ہوئے ہیں۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری امداد کریگا اگر میری یہ درخواست منظور ہوگئی کہ مجھے قرآن شریف ملے گا تو میں بہت مشکور ہوں گا۔

جواب کا منتظر ....

(ان کو قرآن شریف اور جواب دیا گیا)

گھانا

ترجمہ خط از احمد۔ ایس۔ نوشیتی۔ گھانا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا ارسال کردہ لٹریچر مجھے مل گیا ہے اور مطالعہ کرنے سے بہت مفید پایا۔ میں نے اپنے علاقہ میں قرآن شریف انگریزی کے خریدنے کے لئے عام دکانیں چھان ماریں۔ مگر کہیں سے نہیں ملا۔ اس لئے میں آپ کو تکلیف دیتا ہوں کہ آپ مجھے فہرست کتب ارسال کریں تاکہ میں قیمت دیکھ کر آپ کو قیمت ارسال کروں تاکہ مجھے قرآن شریف ارسال کر دیں۔

میری التماس ہے کہ مجھے پیپر بیک اور قرآن شریف کی قیمت ضرور ارسال کریں۔ میرا سب کو سلام ہو۔ اور شکریہ کام کرنے والوں کا۔ امید ہے کہ جواب دیں گے۔

(انہیں فہرست کتب۔ ٹیچنگز آف اسلام روانہ کیا گیا اور خط کا جواب بھی دیا گیا)

"اسلام کے رُخسارِ نازک پر......"

ہفت روزہ اخبار "چٹان" مؤرخہ ۲۲ مارچ ۱۹۶۵ء میں جناب شورش کاشمیری نے "یوم پاکستان" پر اداریہ لکھتے ہوئے بزعم خود "ایک دردناک پہلو" کی طرف توجہ دلائی ہے وہ لکھتے ہیں:۔

"اسلام کے ساتھ کیا بیتی؟ اور اب تک کیا بیت رہی ہے ہمارے نزدیک اسلام کی اس تصویر یا بقول قیادت اس سب سے بڑی اسلامی مملکت کا یہ پہلو حد درجہ دردناک ہے کہ اس سرزمین میں جو ہمیں جان سے بھی زیادہ عزیز ہے اور جس کا مستقبل ہم سب کا مستقبل ہے ابھی تک ایک متنبی کی اُمت اور اس کے جانشینوں کی خلافت نشو ونما پا رہی ہے، ہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ جو ملک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر بنا ہو، اس ملک میں اگر کوئی گروہ کسی جعلی نبوت کا کاروبار لے کر اُمتِ مسلمہ کا جزو لاینفک کہلاتا ہے تو یہ اسلام کے رخسارِ نازک پر سب سے بڑا طمانچہ ہے"

ہمیں افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ جناب شورش کا یہ بیان حد درجہ خطرناک اور پاکستان کی سب سے بڑی اسلامی مملکت کے منہ پر ایک ایسا طمانچہ ہے جو ساری اُمتِ مسلمہ کے لئے بدنامی کا موجب ہو سکتا ہے۔ ایک پاکباز انسان کو جس نے غیر مذاہب کے مقابلہ میں اسلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدافعت کا بیڑا اُٹھایا اور ایک ایسی جماعت قائم کی جو نہ صرف پاکستان بلکہ غیر ممالک میں بھی اسلام کا جھنڈا بلند کئے ہوئے اس کی تبلیغ و اشاعت میں سرگرم ہے متنبی کے نام سے پکارنا حد درجہ افسوسناک اور پرلے درجہ کا ظلم عظیم ہے مانا کہ اس کی جماعت کا ایک حصہ نادانی سے اسے منصب نبوت پر بٹھانے میں کوشاں رہا ہے، لیکن یہ ایسا ہی ہے جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کے پیرو خدا کا بیٹا بنا کر انہیں منصب اُلوہیت پر بٹھا رہے ہیں، حالانکہ حضرت عیسےٰ نے کھلے طور پر اس کی تردید کرتے ہوئے محض توحید الٰہی اور اپنی رسالت کا اعلان کیا، بعینہٖ اسی طرح حضرت مرزا صاحب نے جن کو "متنبی" ـ حقیر نام سے پکار کر جناب شورش نے مسلمانوں کی ایک بہت بڑی جماعت کے دلوں کو زخمی کیا ہے تمام عمر بار بار ببانگ دہل اُٹھا اُٹھا کر اس بات کا اعلان کیا کہ وہ حضرت خاتم الانبیاء صلعم کی ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور آپ کے بعد کسی نبی کے آنے کے قائل نہیں نہ انہیں خود کوئی دعوےٰ نبوت ہے، ملاحظہ ہوں فقرات ذیل:۔

"خدا تعالےٰ جانتا ہے کہ میں مسلمان ہوں اور ان سب عقائد پر ایمان رکھتا ہوں جو اہل سنت الجماعت مانتے ہیں اور کلمہ طیبہ لا اِلٰہ اِلا اللہ محمد رسول اللہ کا قائل ہوں اور قبلہ کی طرف نماز پڑھتا ہوں اور میں نبوت کا مدعی نہیں بلکہ ایسے مُدعی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں"

(آسمانی فیصلہ صٓ)

"افتراء کے طور پر یہ تہمت لگاتے ہیں کہ گویا ہم نے نبوت کا دعوےٰ کیا ہے اور گویا ہم معجزات اور فرشتوں کے منکر ہیں، لیکن یاد رہے کہ یہ تمام افتراءات ہیں، ہمارا ایمان ہے کہ ہمارے سید و مولےٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور ہم فرشتوں اور معجزات اور تمام عقائد اہل سنت کے قائل ہیں۔" (کتاب البریہ صـ۱۸۲)

"میں علےٰ رؤس الاشہاد گواہی دیتا ہوں کہ ہمارے نبی صلعم خاتم الانبیاء ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔"

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر ایمان رکھتا ہوں اور وہ نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت جو زیر سایہ اور بہ اتباع آنجناب اولیاء کو ملتی ہے اس کے ہم قائل ہیں اور اس سے زیادہ جو شخص ہم پر الزام لگاوے وہ تقویٰ اور دیانت کو چھوڑتا ہے غرض نبوت کا دعوےٰ اس طرف بھی نہیں صرف ولایت اور مجددیت کا دعوےٰ ہے۔" (مجموعہ اشتہارات حصہ دوم صـ۱۰)

بعثنی علےٰ رأس المائۃ لاحیی الدین (حقیقۃ الوحی ضمیمہ استفتاء صـ۲)

"میں نماز جمعہ کے بعد اقرار اس خانۂ خدا مسجد (جامع مسجد دہلی) میں کرتا ہوں کہ میں جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا قائل ہوں، اور جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اس کو بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔" (اعلان در جامع مسجد دہلی مندرجہ مجموعہ اشتہارات صـ۲۳۳)

"پھر ایک نادانی یہ ہے کہ جاہل لوگوں کو بھڑکانے کے لئے کہتے ہیں کہ اس شخص نے نبوت کا دعوےٰ کیا ہے حالانکہ یہ ان کا سراسر افتراء ہے۔" (حقیقۃ الوحی صـ۳۹۱)

اس قسم کے بیسیوں بلکہ سینکڑوں اعلانات ہیں جو حضرت مرزا صاحب کی کتابوں اور اشتہارات وغیرہ میں موجود ہیں، جن میں انہوں نے دعوےٰ نبوت سے انکار...... اور خادم اسلام ہونے کا اقرار کیا۔ ان سب کے باوجود انہیں "متنبی" کہہ کر پکارنا کس قدر ظلم عظیم اور حق سے کس قدر انحراف ہے۔

ہم اُوپر بتا چکے ہیں کہ قادیانی جماعت کا انہیں نبی ماننا ایسا ہی ہے جیسے حضرت عیسےٰ کے پیرو انہیں خدا کا بیٹا قرار دیتے اور تختِ الوہیت پر بٹھاتے ہیں نہ عیسائیوں کے اس عقیدہ کے ذمہ دار حضرت عیسےٰ ہیں اور نہ قادیانی جماعت کے عقائد کی ذمہ داری حضرت مرزا صاحب پر عائد ہوتی ہے۔

اس کے ساتھ ہی یہ امر بھی قابل غور ہے کہ جس حالت میں جناب شورش اور ان کے ہمنوا مسلمان حضرت خاتم الانبیاء رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک سابقہ نبی حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے دوبارہ آنے کے قائل ہیں وہ ان لوگوں کو بدعت اعتراض بنانے کا کیا حق رکھتے ہیں جو ایک نئی نبوت کے قائل ہیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو لا نبی بعدی فرما کر نئی اور پرانی ہر قسم کی نبوتوں کا خاتمہ کر دیا۔ ایسی حالت میں اگر ایک نئی نبوت ماننے والے (جو اس غلط عقیدہ کے ماسوا باقی تمام اسلامی عقائد کو مانتے اور اعمال اسلامی بجا لاتے ہیں) اگر "اسلام کے رخسارِ نازک پر سب سے بڑا طمانچہ ہیں" تو ختم نبوت کے بعد پرانے نبی کو دوبارہ لانے والے کیوں اسی رخسارِ نازک کے لئے اتنا ہی بڑا طمانچہ نہیں؟

اس کے ساتھ ہی ہم اپنے قادیانی دوستوں سے بھی یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ وہ اس بات پر غور کریں کہ حضرت مجدد وقت کو منصب نبوت پر بٹھا کر وہ آپ کی کس قدر بدنامی اور مسلمانوں کے اشتعال کا موجب بن رہے ہیں، جس چیز کی حضرت مسیح موعود تمام عمر تردید کرتے رہے اور اسے افتراء قرار دیتے رہے اور یہاں تک فرمایا کہ

"چونکہ ایسے لفظوں (نبی اور رسول) سے جو محض استعارہ کے رنگ میں ہیں اسلام میں سخت فتنہ پڑتا ہے اور اس کا نتیجہ سخت بد نکلتا ہے اس لئے اپنی جماعت کی معمولی بول چال اور دن رات کے محاورات میں یہ لفظ نہیں آنے چاہئیں اور دلی ایمان سے سمجھنا چاہئے کہ نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولٰکن رسول اللہ وخاتم النبیین

(باقی بر صفحہ کالم اول کے نیچے)

تحفۂ گولڑویہ میں

ایک ضروری اصلاح

حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب موسومہ "تحفہ گولڑویہ" طبع ستمبر ۱۹۰۲ء بار اول میں صفحات ۱۱۴ تا ۱۱۷ پر دانیال نبی کی کتاب کا اور یسعیا نبی کی کتاب کا حوالہ عبرانی اور اس کا اردو ترجمہ درج کیا گیا ہے دانیال نبی کی کتاب کا حوالہ باب ۱۲ دیا گیا ہے جو صفحہ ۱۱۷ سطر ۳ پر ختم ہو جاتا ہے اس کے بعد کچھ جگہ سفید چھوڑ کر دوسرا حوالہ نقل کیا گیا ہے جو یسعیا نبی کی کتاب کا ہے مگر وہاں یسعیا نبی کا حوالہ دیگر دونوں حوالہ جات کو علیحدہ علیحدہ نہیں کیا گیا جو سہو کاتب معلوم ہوتا ہے اس کے بعد قادیان میں جو دوسرا ایڈیشن چھپا ہے اس میں بھی دونوں حوالجات کو الگ الگ نہیں کیا گیا جن دوستوں کے پاس یہ کتاب موجود ہو وہ کتاب میں دانیال کا حوالہ ۱۲ : ۱ تا ۱۳ اور ص ۱۱۷ سطر ۳ کے بعد یسعیا ۱۴ : ۱ تا ۱۴ کی عبارت ہے یہ حوالہ بطور یادداشت لکھ لیں ورنہ کسی وقت دشمن دھوکہ دے سکتا ہے کہ یہ عبارت حضرت صاحب نے دانیال نبی کی طرف منسوب کی ہے جو دانیال کے کسی نسخہ میں نہیں ہے۔ عبدالحق ودیارتھی

(بقیہ مقالہ از صـ ۳)

اس آیت کا انکار یا استخفاف کی نظر سے دیکھنا درحقیقت اسلام سے علیحدہ ہوتا ہے
جلد ۳ نمبر ۲۹ مورخہ ۱۷ اگست ۱۸۹۶ء

اس کھلے ارشاد کے باوجود آپ کو نبی کہہ کر پکارنا اور لوگوں کے طعن و تشنیع کا مورد بنانا ایسا ہی ظلم عظیم ہے جیسا شورش صاحب کا انہیں "متنبی" قرار دینا۔ اب جبکہ ان کے خلیفہ صاحب علانیہ کہہ رہے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کا ماننا جزو ایمان نہیں تو ان کو نبی ماننے پر اصرار کرنا کہاں تک جائز ہے۔

ہم نے اسلام کو خود تجربہ کرکے دیکھا۔ نور ہے نور اٹھو دیکھو سنایا ہم نے

پروگرام جلسہ سالانہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی (مرکز لاہور)

مؤرخہ ۳، ۴ اپریل ۱۹۶۵ء بمقام جناح گرلز ہائی سکول ریلوے روڈ راولپنڈی صدر

پہلا اجلاس ۳ اپریل ۱۹۶۵ء بروز ہفتہ زیر صدارت جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب ریٹائرڈ کیمیکل اگزامینر ۔ ۳۰-۲ سے ۱۵-۶ شام تک

نام	موضوع	وقت
مولوی عبدالرحمٰن صاحب امام مسجد مصری	تلاوت قرآن مجید	۵ منٹ
شاہ اسداللہ صاحب	کلام منظوم مسیح موعود علیہ السلام	۵ منٹ
خواجہ عبدالسلام صاحب	ملفوظات	۵ منٹ
ڈاکٹر اللہ بخش صاحب ریٹائرڈ کیمیکل اگزامینر	تقریر	۴۵-۲ بجے سے ۱۵-۳ تک
محمد جمیل الرحمٰن صاحب	تقریر	۱۵-۳ سے ۴۵-۳ تک
چوہدری علی محمد ماجی	صداقت مسیح موعود علیہ السلام	۴۵-۳ سے ۱۵-۴ تک
الحاج میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی	تقریر نفس کا محاسبہ اور ارتقائے عہد	۱۵-۴ سے ۴۵-۴ تک
کرنل سعید احمد صاحب جنرل سیکرٹری	تقریر	۴۵-۴ سے ۱۵-۵ تک
مولانا احمد یار صاحب ایم اے	نشانِ آسمانی	۱۵-۵ سے ۴۵-۵ تک
حافظ شیر محمد صاحب خوشابی	مسیح موعود اور ختم نبوت	۴۵-۵ سے ۱۵-۶ تک

دوسرا اجلاس ۴ اپریل ۶۵ء بروز اتوار زیر صدارت مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی فاضل سنسکرت و عبرانی (۴۵-۸ صبح سے ۱ بجے تک)

نام	موضوع	وقت
حافظ شیر محمد صاحب خوشابی	تلاوت قرآن مجید	۵ منٹ
محمد اعظم صاحب علوی	نظم	۵ منٹ
مولوی عبدالرحمٰن صاحب امام مسجد مصری	ملفوظات	۵ منٹ
مسٹر سائیڈ مبلغ کیپ ٹاؤن افریقہ	تقریر انگریزی	۹ بجے صبح سے ۳۰-۹ بجے تک
" "	(" ترجمہ)	۳۰-۹ سے ۴۵-۹ تک
شیخ غلام قادر صاحب افسر فارن مشن	تقریر	۴۵-۹ سے ۱۵-۱۰ تک
ملک ظفر اللہ خان صاحب	استغفار	۱۵-۱۰ سے ۴۵-۱۰ تک
مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع فاتح فجی	تعلق باللہ	۴۵-۱۰ سے ۳۰-۱۱ تک
مولانا عبدالرحمٰن صاحب مصری	مجددین امت میں حضرت مرزا صاحب کا مقام	۳۰-۱۱ سے ۳۰-۱۲ تک
حافظ محمد حسن صاحب چیمہ ایڈووکیٹ	تقریر	۳۰-۱۲ سے ۱ بجے تک

تیسرا اجلاس زیر صدارت ڈاکٹر سعید احمد صاحب ستارۂ خدمت ۱۵-۲ بجے بعد دوپہر سے ۱۵-۶ بجے مغرب تک

نام	موضوع	وقت
الحاج ڈاکٹر سعید احمد صاحب	تلاوت قرآن مجید	۵ منٹ
بابو عبدالعلی صاحب	نعت یا نظم	۵ منٹ
مولوی عبدالرحمٰن صاحب مصری	ملفوظات	۵ منٹ
خان بہادر غلام ربانی خان صاحب (سابق امام مسجد ووکنگ انگلستان)	خدا کی محبت قرآن شریف اور حدیث شریف کی روشنی میں	۳۰-۲ بعد دوپہر سے ۳ بجے تک
مرزا معصوم بیگ صاحب سابق ایڈیٹر لائٹ	بہائیوں کی قیامت	۳ سے ۴۵-۳ تک
مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی فاضل سنسکرت و عبرانی	تقریر	۴۵-۳ سے ۴۵-۴ تک
ڈاکٹر اللہ بخش صاحب ریٹائرڈ کیمیکل اگزامینر	دینی اور لادینی کی موجودہ کشمکش	۴۵-۴ سے ۴۵-۵ تک
الحاج ڈاکٹر سعید احمد صاحب ستارۂ خدمت	اختتامی تقریر	۴۵-۵ سے ۱۵-۶ تک

نوٹ:- ہر مذہب و ملت کے علم دوست حضرات سے استدعا ہے کہ شمولیت فرما کر عالمانہ لیکچروں سے مستفید و مستفیض ہوں۔ مستورات کے لئے پردہ کا خاص انتظام ہوگا۔

خواجہ محمد نصیر اللہ مہتمم جلسہ سالانہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی

350 کالج روڈ

اخبار احمدیہ مولوی عبدالغنی درویش صاحب مبلغ ڈیرہ غازی خان نشتر ہسپتال ملتان میں زیر علاج ہیں ۔ ۲۔ چوہدری غفور احمد صاحب کارکن انجمن کے بھائی منظور احمد صاحب اور ان کا [illegible] کافی دنوں سے بیمار ہیں ان سب کے لئے احباب سے دعائے صحت کی درخواست ہے۔

باغات کی پیدائش اور نشوونما میں اللہ تعالیٰ کے علم و قدرت اور احسانات کا مظاہرہ

انسان کی روحانی تربیت کے سامان ——— انبیاء اور مجددین کی بعثت

دین میں بصیرت اور عقل سے ایمان و اخلاق کی تقویت

خطبہ جمعہ مورخہ ۲۶ فروری ۱۹۶۵ء۔ فرمودہ حضرت امیر قوم مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

ان اللہ فلق الحب والنوی۔ یخرج الحی من المیت و یخرج المیت من الحی ذالکم اللہ فانی تؤفکون
——— وما انا علیکم بحفیظ ——— (سورۃ الانعام) ———

اللہ تعالیٰ کی قدرت، علم اور فیاضی و احسانات کا ذکر

قرآن کریم میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی قدرت اور علم کا بار بار ذکر فرمایا ہے۔ اور جہاں جہاں اپنی قدرت و علم کا ذکر کیا وہاں اپنی فیاضی اور احسانات کا بھی ذکر کیا ہے اور بتایا ہے کہ وہ صرف قدرت اور علم کا ہی مالک نہیں بلکہ اس کی ذات سرچشمہ برکات ہے تمام کی تمام دنیا کو اس کی رحمت و کرم اور فیض پہنچ رہا ہے۔

زمین میں بیج اور گٹھلی کی نشوونما

ان آیات میں جو میں نے تلاوت کی ہیں، فرمایا کہ تمہارے سامنے یہ نظارہ ہے ان اللہ فالق الحب والنوی۔ کھیتوں اور باغات میں تم بیج اور گٹھلی ڈالتے ہو۔ جب تم دانے یا گٹھلی کو پھینکتے ہو تو زمین، ہوا، سورج، روشنی اور پانی سب مل کر اس دانے اور گٹھلی کی تربیت اور نشوونما میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ ورنہ کسی انسان کی طاقت نہیں کہ اس زمین کے اندر جو چیزیں اور جو معدنیات ہیں ان سے فائدہ اٹھائے بغیر اور سورج، بارش اور ہواؤں کی مدد کے بغیر اس دانے سے کھیت بنا سکے یا گٹھلی سے باغ تیار کر سکے۔

ستاروں اور سورج چاند کے اثرات

اسی دانے اور گٹھلی کی تربیت و نشوونما کا یہاں ذکر کیا ہے۔ فرمایا فالق الاصباح۔ زمین کے جوہروں کو بیدار کرنے کے لئے روشنی چاہیئے۔ وہ روشنی آسمان پر سے آتی ہے۔ اسی ضمن میں فرمایا تبارک الذی جعل فی السماء بروجا۔ یہ زمین بیکار ہے جب تک آسمان سے زمین پر برکات نازل نہ ہوں۔ صرف یہی نہیں کہ ہم ان سیاروں کے خالق ہیں، بلکہ ان کے پیدا کرنے میں بھی ہمارا ایک مقصد ہے۔ یہ سیارے فیض رسانی کا کام سرانجام دے رہے ہیں۔ غلہ جات اور باغات کے پھل ایک جگہ سے دوسری جگہ تک لے جانے کے لئے دن کے وقت سورج اور رات کے وقت چاند راہنمائی کرتے ہیں اور سمندروں اور صحراؤں کے سفر میں ستارے راہنمائی کا کام انجام دیتے ہیں۔ وجعل فیہا سراجا وقمرا منیرا۔ ان سب سیاروں میں سے دو سیارے بہت قریب ہیں۔ ایک سورج ہے جو ایک بڑی روشن مشعل ہے۔ یہ نہ صرف راہنمائی کرتا ہے بلکہ کھیتوں اور باغات کو پانی، ہوا، گرمی اور روشنی پہنچاتا ہے رات کے وقت بھی ہم نے کچھ انتظام کیا ہے۔ ایک نورانی مشعل رات کو روشن کی جاتی ہے جو رات کو سفر کرنے والوں کی مدد کرتی ہے۔ والنجوم لتہتدوا بہا فی ظلمت البر والبحر اور ستارے بھی روشنی دے رہے ہیں تاکہ تم صحراؤں اور سمندروں میں راستہ پا سکو۔ جہاں غلہ جات کے پیدا کرنے کا سامان خدا تعالیٰ نے کیا ہے وہاں ان خوردنی اشیاء کو ایک شہر یا ملک سے دوسرے شہر یا ملک تک پہنچانے کے سامان بھی پیدا کئے ہیں۔ خشکی یا سمندر، یہ ہم طے نہیں کر سکتے جب تک آسمان رہنمائی نہ کرے۔

پانی سے زندگی

فرمایا ھو الذی انزل من السماء ماءً۔ یہاں روشنی کا ذکر کیا ہے اور سیاروں اور ستاروں کا ذکر کیا ہے۔ وہاں یہ بھی فرمایا ہے کہ وہی ذات ہے جو اس دانے یا گٹھلی کی نشوونما کرنے کے لئے سورج کی گرمی، روشنی، ہوا اور پانی مہیا کرتی ہے وجعلنا من الماء کل شیء حی۔ پانی کے بغیر نہ نباتات ہے نہ چرند و پرند ہیں اور نہ انسان کی زندگی ہے۔

درخت اور جڑیں خدا تعالیٰ نے بیج اور گٹھلی کے اندر اس کے بارآور ہونے کی ہدایت ودیعت کر رکھی ہے۔ بیج یا گٹھلی میں سے جب سبز کونپل نمودار ہوتی ہے تو ساتھ ہی جڑ کی شاخ زمین کی نچلی طرف گھر بناتی ہے۔ جتنا اونچا درخت ہوگا اور جس قدر اس کا پھیلاؤ ہوگا، اس کے مطابق اس کی جڑیں زیادہ گہری ہوں گی اور گرداگرد پھیلی ہوئی ہوں گی تاکہ درخت قائم رہ سکے۔

خدا تعالیٰ کی ہدایت

یہ کس نے ہدایت کی ہے کہ شاخیں اوپر کو اٹھیں اور جڑیں نیچے جانے کا رخ کریں۔ یہ خدا تعالیٰ کی ہی قدرت کا نتیجہ ہے فرمایا ربنا الذی اعطی کل شیء خلقہ۔ خدا ہی نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے۔ ثم ھدی، پھر اس کی جو غرض ہے اسکو پورا کرنے والے قوے اسکے اندر رکھ دیئے ہیں۔ پرند چرند، حیوان اور انسان ان سب کی زندگی کا ایک مقصد ہے اور اس مقصد کو پورا کرنے والی استعدادیں اور خواص ہر ایک کے اندر رکھے ہیں۔ تو اس دانے اور گٹھلی کی رہنمائی کرنے والا خدا ہے۔

درختوں کی سو سو فٹ کی بلندی پر پانی کیسے پہنچتا ہے

بعض بعض درخت سو سو فٹ اونچے جاتے ہیں جیسے برگد کا درخت ہے جس کو پنجابی میں بوڑھ کہتے ہیں۔ پیپل کا درخت ہے۔ یورپ میں اوک کا درخت ہوتا ہے۔ پھر دیودار کا درخت ہے۔ یہ سو فٹ سے زیادہ بلندی پر پہنچ جاتے ہیں۔ ان کے اوپر جو شاخیں اور پتے ہوتے ہیں ان کے اندر خوراک کیسے پہنچتی ہے سو سو فٹ تک نہ صرف پانی پہنچتا ہے بلکہ وہ ضروری چیزیں جو ان کی نشوونما کے لئے ضروری ہیں وہ بھی پانی میں جذب ہو کر وہاں تک پہنچتی ہیں۔ انسان کو پچاس ساٹھ فٹ کی بلندی تک پانی پہنچانے کے لئے موٹر اور پمپ

لگانا پڑتا ہے۔ لیکن درختوں پر سو سو فٹ کی بلندی تک پانی کیسے پہنچ گیا۔ سائنسدان کہتے ہیں کہ ایک قوت ہے جس کا نام Capillary ہے اس کی برکت سے پتوں تک خوراک پہنچ جاتی ہے۔ یہ تو انسان کا صرف مشاہدہ ہے کہ ایسا ہو رہا ہے اس کی وجہ کو بیان کرنا سائنسدان کی طاقت سے باہر ہے اس کی وجہ کوئی سائنسدان بیان نہیں کر سکتا۔ آپ کسی پتے کو دیکھیں۔ اس کے درمیان ایک ڈنٹھل ہوتا ہے اس سے شاخیں رگوں کی صورت میں پتے کے کناروں تک پھیلی ہوئی ہے جن کے ذریعہ ان حصوں میں خوراک پہنچائی جاتی ہے۔

پھلوں اور پھولوں کے مختلف رنگ ذائقہ اور تاثیرات

درختوں کے پتوں کے علاوہ پھول ہیں پھل ہیں ہر ایک کا الگ الگ رنگ ہے۔ مالٹے کا الگ رنگ ہے لیموں کا الگ ہے۔ آم کا الگ ہے یہ رنگ کہاں سے آ گئے اور یہ خوشبوئیں کیونکر پیدا ہوئیں اور ذائقہ کہاں سے آ گیا۔ ایک اور چیز جو مخفی ہے .... وہ ہے اس کی تاثیر۔ جو ہمیں نظر نہیں آتی۔ تمام درختوں۔ پھلوں، پھولوں اور جڑی بوٹیوں کے اندر تاثیرات اور خواص موجود ہیں۔ جو نظر نہیں آتے لیکن استعمال سے محسوس ہوتے ہیں۔ انسان لیموں کا استعمال کرتا ہے اس کو یقین ہے کہ یہ مفید ہے۔ مالٹے کا استعمال کرتا ہے اس کو یقین ہے کہ یہ مفید ہے اور سیب کا استعمال کرتا ہے اس کو یقین ہے کہ یہ مفید ہے ان چیزوں کے اندر خدا تعالیٰ نے مختلف تاثیریں رکھی ہیں۔ اور ان سب کو انسان کے جسم کے ساتھ مناسبت ہے

ہر چیز کے مقررہ انداز ے اللہ تعالیٰ کے علم اور قدرت پر شاہد ہیں

ذالک تقدیر العزیز العلیم۔ یہ اندازے کس نے بنائے ہیں یہ اس خدا نے بنائے ہیں جو غالب ہے اور علیم ہے یہ اس کے علم اور قدرت اور ربوبیت کی دلیل ہے۔ اس میں کس قدر معجزہ نمائی نظر آتی ہے کہ تم نے دانے اور گٹھلی پھینکی اس کے اندر پہلے سے ہی تنے۔ شاخیں۔ پھول اور پھل موجود تھے۔ یہ تمام چیزیں اس ذرہ سے دانے اور چھوٹی سی گٹھلی کے اندر موجود تھیں اگر زمین و آسمان کے جو ہر اور استعدادیں ان پر اثر انداز نہ ہوں تو وہ پودہ نہیں بن سکتا۔ درخت نہیں بن سکتا۔ پھول اور پھل نہیں لا سکتا۔ خدا نے توجہ دلائی ہے کہ اس دانے اور گٹھلی کے اندر سب کچھ ہے تمہارے سامنے یہ معجزہ ہے۔ موجودات کی ہر چیز کا ایک پیمانہ مقرر کیا گیا ہے۔ اس کا جسم اس کا رنگ۔ اس کی خوشبو اس کی خاصیت وغیرہ وغیرہ اور کائنات کی ہر چیز کا دوسرے سے ربط ہے۔ یہ مشاہدہ بتاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی قدرت اور اس کا علم لامحدود ہے اور یہ کہ وہ مخلوق پر اپنے کرم و فضل کی بارش برساتا رہتا ہے۔

اشیاء کے باہمی روابط

تم زمین والے کچھ نہیں کر سکتے جب تک آسمان والے کی عنایت کی نظر نہ ہو۔ جو اس مربوط کارخانے کو چلاتا ہے۔ ایک چیز کا دوسری چیز سے ربط ہے۔ یہ تمام رابطے جس نے پیدا کئے ہیں یہ خدا ہی .... ہے جس کا علم و قدرت سب پر محیط ہے اور اس کا مقصد یہ ہے کہ انسان کی تربیت ہو وعلی اللہ قصد السبیل۔

روحانی تربیت کے سامان

علاوہ ازیں خدا نے اپنے اوپر لازم کر رکھا ہے کہ جس طرح وہ انسان کی جسمانی پرورش کے سامان کرتا ہے اسی طرح انسان کی روحانی اور اخلاقی تربیت کے لئے بھی سامان مہیا کرے ..... وہ اپنے انبیاء اور مجددین کے ذریعہ سے ان کی روحانی تربیت کے سامان بھی مہیا کرتا ہے۔ بعثت انبیاء کا زمانہ جب گذر گیا تو خدا نے اپنے کرم سے مجددین کا سلسلہ جاری کیا۔ اس کا احسان ہے کہ تمام انبیاء کے بعد سب سے کامل شریعت اور مفید ضابطۂ حیات لانے والے خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ آپ نے فرمایا لانبی بعدی میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

خاتم النبیین کے بعد مجددین کا سلسلہ

ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی رأس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا ہر صدی کے سر پر مجدد آیا کریں گے وحی الٰہی جو نبوت کی صورت میں نازل ہوتی تھی وہ اب بند ہو چکی ہے لیکن وحی ولایت قیامت تک جاری ہے اس کی وجہ سے ایمان تازہ ہوتا رہتا ہے۔

خدا کے سوائے کوئی عبادت کے لائق نہیں

ذالکم اللہ ربکم یہ ہے تمہارا خالق اور رب جو تمہاری پرورش کے سامان فراہم کرتا ہے لا الٰہ الا ھو وہی معبود حقیقی ہے۔ اس کے مقابلہ میں نہ کوئی پیغمبر ہے نہ ولی اور نہ کوئی اور جس کی پوجا کی جائے خالق کل شیء ہر شے کا خالق وہی ہے۔ اس کے سوا کائنات کی ہر چیز مخلوق ہے مربوب ہے۔ جو چیز مخلوق اور مربوب ہے وہ معبود نہیں ہو سکتی۔ فاعبدوہ۔ اس خدا کی عبادت کرو وھو علی کل شیء وکیل وہ ہر چیز کا کارساز ہے

اخلاقی ترقی کا ذریعہ

فرمانبرداری کے لئے احکام الٰہی پر عمل کرو اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی تعمیل کرو۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے معنی بھی یہی ہے کہ خدا اور رسول کی فرمانبرداری کی جائے کیونکہ ایسا کرنے سے انسان کے قوی اور اخلاق ترقی کرتے۔ ایسا کرنے سے وہ مخلوق کے لئے بابرکت ثابت ہوتا ہے۔

دین میں عقل اور بصیرت

فرمایا قد جاءکم بصائر من ربکم آنکھیں اور دل روشن کرنے کے لئے یہ دلائل دیئے گئے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ دلائل کی روشنی میں ہمارے دین پر عمل ہو۔ لا دین لمن لا عقل لہ وہ دین جس میں عقل کا دخل نہ ہو وہ دین نہیں ہوتا ہم دلائل رکھتے ہیں اور ان کے ذریعہ سے تربیت کرنا چاہتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلعم نے فرمایا علیٰ بصیرۃ انا ومن اتبعنی میں اور ہمارے متبعین مسلمانوں کی یہ شان ہوتی چاہیئے کہ مسلمان خود دین کو سمجھیں اور پرکھیں یہ نہ ہو کہ ہمارے مولوی صاحب نے ایسا کہا ہے اس سے دل اور دماغ کے اندر روشنی پیدا نہیں ہوتی۔ قلب و نظر دلیل اور تفہیم سے تقویت پکڑتے ہیں۔ جب ان میں روشنی پیدا ہوتی ہے تو اخلاق اور اعمال پیدا ہوتے ہیں۔

مولینا شیخ عبدالرحمٰن مصری صاحب

مجدد اعظم کے ظہور کی پیشگوئی

مسلمانوں اور دیگر قوموں کی حالت

اور مامور کی صداقت کو پرکھنے کے لئے علامات

سورۃ حدید میں مسلمانوں کے روحانی انحطاط کی پیشگوئی

سورۃ حدید کے ۲ع میں مسلمانوں کی مذہبی حالت کی گراوٹ کا نقشہ پیش کر کے ایک عظیم الشان مجدد یعنی مسیح موعود اور مہدی معہود کے ظہور کی پیشگوئی کی گئی ہے اور اس کے بعد آخر سورۃ تک اس کے طریق کار اور اس کے زمانہ کے تمام حالات اور اس کی صداقت کے دلائل پیش کئے گئے ہیں فرمایا الم یان للذین امنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ وما نزل من الحق یعنی کیا وقت نہیں آیا ان لوگوں کے لئے جو اپنے آپ کو مومن کہتے ہیں کہ ان کے دل اللہ تعالےٰ کے ذکر کے لئے خشوع یعنی سوز و گداز سے بھر جائیں اور پورے اطمینان اور سکون اور کامل انکساری اور عاجزی کے ساتھ ذکر اللہ میں مشغول ہو جائیں چنانچہ سورۃ المومنون میں کامیابی کا پہلا زینہ خشوع کو ہی قرار دیا ہے جیسا کہ فرمایا قد افلح المومنون الذین ھم فی صلوٰتھم خاشعون اور پھر فرمایا کہ یہ خشوع صرف ذکر اللہ تک ہی محدود نہ رہے بلکہ کامیابی کیلئے احکام حق کو پوری انکساری اور عاجزی کے ساتھ قبول کرتے ہوئے اس پر عمل پیرا ہونا بھی ضروری ہے پس مطلب آیت کا یہ ہوا کہ کیا منہ سے ایمان کا اظہار کرنے والوں کے لئے وقت نہیں آیا کہ وہ ذکر اللہ کے وقت بھی اور سارے قرآن کریم کی اطاعت کے وقت بھی خاشع ہوں قرآن کریم کے یہ الفاظ بتا رہے ہیں کہ مسلمانوں پر ایسا وقت آنے والا ہے جب ان کا ذکر اللہ میں مشغول ہونا اور قرآن کریم کی اطاعت کا دم بھرنا محض ....

...... رسم کے طور پر ہوگا دل خشوع سے خالی ہو گا اس لئے وہ کامیابی سے ہمکنار ہونے سے بھی محروم ہو جائیں گے کیونکہ سورۃ المومنون میں بیان کردہ باقی صفات جیسا کہ لغو سے اعراض زکوٰۃ کی ادائیگی فروج کی حفاظت امانتوں اور عہد کی رعایت رکھنا اور نمازوں کی محافظت وغیرہ بغیر خشوع کے بعیر پیدا ہی نہیں ہو سکتیں ان سب سے عاری رہیں گے اور کامیابی حاصل کرنے کے لئے ان کا پایا جانا نہایت ہی ضروری ہے۔

خشوع اور قرآن کا سب سے پہلے اٹھنا

اور اسی بناء پر شداد بن اوس کا قول ہے کہ اوّل ما یرفع من الناس الخشوع یعنی سب سے پہلے لوگوں سے خشوع اٹھایا جائے گا اور دوسری حدیث میں سب سے پہلے قرآن کے اٹھائے جانے کا ذکر ہے اور دونوں ہی درست ہیں اور قرآن کریم کے اٹھائے جانے کی تشریح حدیث میں ہی آئی ہے اتلی فلا یعمل بی فعند ذالک یرفع القراٰن یعنی میں پڑھا تو جاؤں گا لیکن مجھ پر عمل نہیں کیا جائے گا اور یہی مطلب ہے قرآن کے اٹھائے جانے کا۔ اور دوسری حدیث میں آتا ہے کہ مسلمان قرآن پڑھیں گے تو سہی لیکن ان کے حلقوں کے نیچے نہیں اترے گا پھر ایک حدیث میں آیا ہے کتاب اللہ پر ایسی رات آئے گی کہ لوگ جب صبح کریں گے تو مسلمان کے پیٹ میں نہ اس کی کوئی آیت ہوگی اور نہ اس کا کوئی حرف ہوگا۔ مگر وہ مدت چکا ہوگا۔

نبی کریم صلعم کے زمانہ کے مسلمانوں کا نقشہ

ظاہر ہے کہ اس آیت میں جو نقشہ مسلمانوں کا پیش کیا گیا ہے یہ حضرت نبی کریم صلعم کے زمانہ کے مسلمانوں کا تو ہو نہیں سکتا کیونکہ اس زمانہ کے مسلمانوں کی حالت تو سورۃ الانفال ۱ع میں بدیں الفاظ بیان کی گئی ہے مومن وہ لوگ ہیں جب ان کے سامنے اللہ کا ذکر آتا ہے تو ان کے دل لرز جاتے ہیں یعنی اسی وقت اللہ کے ارشاد پر عمل کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں اور جب ان پر قرآن کریم کی کوئی آیت پڑھی جاتی ہے تو وہ ان کے ایمان میں اضافہ کرنے کا موجب بنتی ہے اور وہ پوری طرح اپنے آپ کو اپنے رب کے سپرد کر دیتے ہیں وہ نمازوں کو قائم رکھتے ہیں ....

...... اور خدا کی دی ہوئی نعمتوں سے خرچ کرتے ہیں یہی پکے مومن ہیں۔ ہاں بے شک ان کے درجات مختلف ہیں لیکن مغفرت الٰہی ان سب کے شامل حال رہتی ہے ان سب کو اللہ تعالےٰ رزق کریم سے نوازتا رہتا ہے پھر ان مومنوں کو تو خدا کی طرف سے رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ کی سند بھی مل چکی ہے۔ پس اس سے ظاہر ہے کہ یہ کسی آئندہ زمانہ کے متعلق ہی پیشگوئی ہے۔

اگلے حصّہ کی صراحت

آیت کا اگلا حصہ تو بالوضاحت ثابت کر رہا ہے کہ آئندہ کسی خاص زمانہ کے ساتھ ہی اس کا تعلق ہے چنانچہ فرمایا ولا یکونوا کالذین اوتوا الکتاب من قبل فطال علیھم الامد فقست قلوبھم وکثیر منھم فاسقون یعنی مومن کہلانے والے نہ ہو جائیں ان لوگوں کی مانند جن کو ان سے پہلے کتاب دی گئی تھی پس جب ان پر لمبی مدت گذر گئی تو ان کے دل سخت ہو گئے یعنی ان کے دلوں میں خشوع اور رقت کی بجائے قساوت پیدا ہو گئی اور اس قساوت کے پیدا ہونے کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کا اکثر حصہ خدا کے احکام کی نافرمانی کرنے والا بن گیا اور ان کی زندگی فاسقانہ ہو گئی۔

اس حصّہ آیت کی دلالت

آیت کا یہ حصہ صاف دلالت کر رہا ہے کہ لمبا عرصہ گذر جانے کے بعد مسلمانوں کی بھی یہی حالت ہو جائے گی۔ پس آیت میں فطال علیھم الامد کے الفاظ صاف بتلا رہے ہیں کہ مسلمانوں کی مندرجہ بالا حالت یعنی خشوع کا دلوں سے نکل جانا اور قرآن کریم کی اطاعت کا جوا گردنوں سے اتار دینا کافی لمبے عرصہ کے بعد وقوع میں آئے گا اور اس کے آخری نتیجہ کی طرف بھی اشارہ کر دیا کہ مسلمانوں کی زندگی میں بھی فسق راہ پا جائے گا اور احادیث سے پتہ لگتا ہے کہ تین صدیوں کے بعد فیج اعوج کے زمانہ کی بناء پڑ جائے گی اور آہستہ آہستہ ترقی کرتے کرتے چودھویں صدی میں مسلمانوں میں فساد اپنے انتہاء کو پہنچ جائے گا جیسا کہ سورۃ السجدۃ ۱ع میں وضاحت سے اس کا ذکر موجود ہے ثم یعرج الیہ فی یوم کان مقدارہ الف سنۃ مما تعدون ذالک عالم الغیب والشھادۃ العزیز الرحیم حضرت نبی کریم صلعم کی تفسیر کے مطابق یہ ہزار سال تین صدیوں کے بعد ہی شروع ہو سکتا ہے جن کو آنحضور نے خیر القرون قرار دیا ہے اور اس کے بعد فیج اعوج کی ابتدا بتلائی ہے گویا اس آیت کے مطابق بھی اور احادیث میں بیان کردہ معیار کے مطابق بھی چودھویں صدی ہی ایسی صدی قرار پاتی ہے جس میں مسلمانوں کی دینی حالت کی گراوٹ اپنے انتہاء کو پہنچ جائے گی طائر خشوع دلوں سے پرواز کر گیا ہوگا قرآن کی عظمت دلوں سے مٹ چکی ہوگی پڑھیں تو ضرور مگر حلقوں سے نیچے نہیں اترے گا قوت عمل مفقود ہو چکی ہوگی بالکل پہلے اہل کتاب کے نقش قدم پر چل رہے ہوں گے اگرچہ آیت وان من

امۃ الا خلا فیھا نذیر اور آیت ولکل قوم ھاد کے ماتحت تمام قومیں ہی اہل کتاب کہلانے کی مستحق ہیں اور آیت ظھر الفساد فی البر والبحر بتلاتی ہے کہ تمام قومیں ہی بگڑ چکی ہونگی گویا بالفاظ دیگر تمام قوموں کے فساد مسلمانوں میں رونما ہو جائیں گے۔

واقعات کی شہادت

واقعات کی شہادت بھی یہی ہے کہ تمام وہ برائیاں جو مختلف قوموں کی قرآن شریف میں بیان ہوئی ہیں وہ سب کی سب مسلمانوں میں پائی جاتی ہیں اور قرآنی الفاظ وکثیر منھم فاسقون کی صداقت پر مہر تصدیق ثبت کر رہی ہیں۔ احادیث میں صراحت کے ساتھ آتا ہے کہ میری امت پہلی قوموں کے ساتھ ایسی مشابہت پیدا کر لے گی جیسا کہ ایک بالشت دوسری بالشت کے مشابہ ہوتی ہے یہاں تک فرمایا کہ اگر کسی نے ماں کے ساتھ زنا کیا ہے تو میری امت کے بعض لوگ بھی اس فعل شنیع کے مرتکب ہوں گے پھر فرمایا کہ میری امت کے بہت سے لوگ مشرکین کے ساتھ مل جائیں گے اب یہ حقیقت ہے کہ لاکھوں مسلمان عیسائیت کی آغوش میں جا کر خطرناک شرک میں مبتلا ہو گئے ہندوستان میں تو بعض ہندو جیسی مشرک قوم میں بھی جا شامل ہوئے بہرحال قرآن کریم نے جن الفاظ میں جو نقشہ مسلمانوں کا پیش کیا ہے احادیث میں بڑی تفصیل کے ساتھ اس کی تشریح موجود ہے اور چودھویں صدی کو ہی مسلمانوں کے انتہائی انحطاط کا زمانہ قرار دیا گیا ہے جس میں مسیح موعود اور مہدی معہود کے ظہور کی پیشگوئی بھی کی گئی ہے ....

مسیح موعودؑ کے ظہور کی پیشگوئی

چنانچہ قرآن نے بھی مسلمانوں کے انحطاط کا نقشہ پیش کرنے کے بعد ہی فرمایا ہے اعلموا ان اللہ یحی الارض بعد موتھا قد بینا لکم الایات لعلکم تعقلون یعنی اوپر بیان کردہ حالت کو دیکھ کر تم اے مسلمانو جان لو کہ یقیناً اللہ تعالیٰ زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کیا کرتا ہے یہ اس کا اٹل قانون ہے .... اور یہی اس کی سنت مستمرہ ہے جو ان علینا للھدی کے حتمی وعدہ کے مطابق ابتداء دنیا سے اسی طرح کام کرتی چلی آ رہی ہے زمین کے مردہ ہونے کی علامات ہم نے اوپر کھول کر بیان کر دی ہیں تاکہ تم کو اس موعود کی صداقت کے سمجھنے میں دقت نہ ہو جس کو خدا تعالیٰ زمین کو زندہ کر[نے کے لئے بھیجے گا] حدیث میں صاف آتا ہے کہ جس طرح جسم مرتے ہیں اسی طرح مسلمان کا دل بھی مر جائے گا کیونکہ اہل ارض کو موت کے بعد زندہ کرنے کا طریق خدا کے ہاں یہی چلا آتا ہے کہ وہ اپنی رحمت سے کسی ایسے شخص کو مبعوث کرتا ہے جس کے اندر روح القدس کام کر رہی ہوتی ہے اور اس روح القدس کی تاثیر سے وہ دلوں سے قساوت کو مٹا کر ان میں رقت پیدا کر دیتا ہے اور فسق و فجور کو ختم کر کے ان میں پاکیزگی اور طہارت کا بیج بو دیتا ہے اور خدا کی کتاب سے اعراض کی بجائے اس کا عاشق اور محب بنا دیتا ہے گویا آیت کے ان الفاظ میں صراحت سے یہ پیشگوئی فرما دی ہے کہ وہ وقت ہوگا جبکہ ساری دنیا پر موت وارد ہو چکی ہوگی کیونکہ مسلمان جو خدا کی طرف سے شھداء علی الناس اور خیر امت اخرجت للناس بنائے گئے تھے وہی جب بگڑ جائیں گے اور انہی کے دلوں سے خشوع نکل جائے گا اور وہی کتاب اللہ کو چھوڑ بیٹھیں گے اور ان کے اپنے دل قساوت کا شکار ہو جائیں گے اور انہی کی تعداد کثیر فسق میں مبتلا ہو جائے گی تو باقی دنیا کی اصلاح کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اسی لئے فرمایا کہ جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ ساری زمین کو ہی موت کے بعد زندہ کرے گا جس کے معنی دوسرے لفظوں میں یہ ہوئے کہ ظھر الفساد فی البر والبحر کا نظارہ دنیا کو دوبارہ دیکھنا پڑے گا اور اس حقیقت کا انکار نہیں کیا جا سکتا کہ جتنا بڑا فساد ہوگا اس کی اصلاح کے لئے مصلح بھی اتنا ہی بڑا آئے گا پس حدیث ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا کے ماتحت اس عظیم الشان فساد کی اصلاح کے لئے جو مجدد مبعوث کیا جائے گا وہ لامحالہ اپنی شان میں تمام مجددوں سے بڑھ کر ہی ہوگا اسی لئے حدیث میں اسکو مسیح موعود اور مہدی معہود کے نام سے پکارا گیا ہے اور دوسرے مجددین کے مقابلہ میں اس کی آمد کو خصوصیت کے ساتھ بڑی اہمیت دی گئی ہے اور اس کی شناخت کے لئے پیشگوئیوں کا انبار لگا دیا گیا ہے اب کیا اس حقیقت کا انکار کیا جا سکتا ہے کہ جب سیدنا حضرت مرزا صاحب نے مسیح موعود اور مہدی معہود ہونے کا دعوے کیا کیا اس وقت مسلمانوں کی بعینہٖ یہی حالت نہ تھی جس کا ذکر قرآنی آیت میں موجود ہے اور کیا ساری دنیا ہی بگاڑ کا شکار نہ ہوئی ہوئی تھی۔

ادائیگی فریضہ کے لئے مالی تعاون حاصل کرنے کا طریق

اس کے بعد اپنے فریضہ کو ادا کرنے کے لئے قوم کے مالی تعاون کو حاصل کرنے کے لئے جو طریق وہ عظیم الشان مصلح اختیار کرے گا اس کا ذکر بعد کی آیت میں کیا گیا ہے ان المصدقین والمصدقت واقرضوا اللہ قرضا حسنا یضاعف لھم ولھم اجر کریم یعنی خیراتی کاموں میں روپیہ خرچ کرنے والے مرد اور خرچ کرنے والی عورتیں اور وہ لوگ جنہوں نے اللہ کی راہ میں اپنے اموال کے ایک حصہ کو نہایت خوبصورت طریق سے الگ کر دیا ان کو بڑھ چڑھ کر اجر دیا جائے گا یعنی ان کے مال میں برکت ڈالی جائے گی اور ان کے لئے عزت والا اجر ہے اس آیت میں مالی امداد حاصل کرنے کے لئے دو طریق بتلائے گئے ہیں اور یہ دونوں طریق حضرت مسیح موعودؑ نے اختیار کئے پہلے عام چندہ کا طریق جاری کیا

الوصیت کی تحریک

اور بعد میں اشاعت اسلام کے لئے اموال کا ایک خاص حصہ الگ کرنے کی ہدایت جاری کی اس انتظام کو الوصیت کا نام دیا گیا یعنی اپنی جماعت میں تحریک کی کہ ہر شخص اپنی جائیداد کے کم از کم دسویں حصہ کی وصیت کرے اور ایک انجمن کی بنا رکھی جو اس روپیہ کو جمع کر کے اشاعت اسلام کی تمام شاخوں میں اسے خرچ کرے جماعت کے اخلاص کا یہ عالم تھا کہ جو احباب جائیدادوں کے مالک نہ تھے انہوں نے درخواست کی کہ ہمیں کیوں اس ثواب سے محروم رکھا جاتا ہے ہمیں اجازت دیں کہ ہم اپنی آمدنی سے دسواں حصہ دیا کریں۔ چنانچہ ان کی درخواست پر حضور نے اس کی اجازت مرحمت فرما دی۔

وعدوں کا پورا ہونا

اموال میں برکت کا وعدہ بھی خدا نے نمایاں طور پر پورا کیا آج دونوں جماعتوں کے بجٹ لاکھوں تک پہنچے ہوئے ہیں اور اجر کریم کے وعدوں کا ایفا بھی نمایاں طور پر پورا ہو رہا ہے ہزاروں آدمی اس بابرکت تحریک کے نتیجہ میں جماعت کے ذریعہ اسلام میں داخل ہو چکے ہیں اور دن بدن اس تعداد میں اضافہ ہی ہو رہا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا اجر کریم ہوگا چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ ایک آدمی کا ہدایت پانا سرخ النعم سے بہتر ہے۔

نبی کی اطاعت میں سب سے بڑا مقام

اس کے بعد ایک اہم امر پر روشنی ڈالی جس سے جماعت احمدیہ کے دونوں گروہوں میں متنازعہ فیہ امر حل ہو جاتا ہے اور وہ یہ کہ آیا نبی کی اطاعت کے نتیجہ میں انسان کو بڑے سے بڑا کونسا روحانی مقام حاصل ہو سکتا ہے فرمایا والذین امنوا باللہ ورسلہ اولئک ھم الصدیقون والشھداء عند ربھم یعنی وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسولوں پر حقیقی ایمان لاتے ہیں وہ صدیقیت اور شہادت کے بلند مقام تک ہی پہنچتے ہیں، نبی نہیں بنائے جاتے، کیونکہ اللہ عالم الغیب والشھادۃ کو علم تھا کہ مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد ان کی جماعت میں یہ تنازعہ پیدا ہوگا کہ حضرت نبی کریم صلعم کی پیروی سے انسان نبی بن سکتا ہے یا صدیقیت کے مقام تک ہی رہتا ہے اس لئے خدا تعالیٰ نے اس جھگڑے کا بھی فیصلہ فرما دیا کیونکہ اس کا تعلق بھی حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں انہی کی ذات سے تھا اور معین طور پر بتلا دیا کہ وہ جماعت انبیاء کے فرد نہیں ہونگے بلکہ جماعت صدیقین کے ہی

فرد ہوں گے جیسا کہ رسولوں کے کامل متبعین ہوا کرتے ہیں۔ جماعت ربوہ سے تعلق رکھنے والے احباب کا یہ خیال کہ اس آیت میں صرف پہلے رسول کا ذکر ہے اس لئے غلط ہے کہ اس آیت کے سیاق و سباق میں صرف امت مسلمہ کا ہی ذکر ہے پہلی امتوں اور ان کے رسولوں کا یہاں کوئی ذکر نہیں۔

دنیا کی محبت کے غلبہ کا نشان

چونکہ اس عظیم الشان مامور کے زمانہ میں دنیا کی محبت نے دلوں پر پورا قبضہ جمائے ہوئے ہونا تھا اس بنا پر دنیاوی مال و متاع کو ہی تمام عزت کا مدار ٹھہرایا جانا تھا اس لئے اس کے بعد دنیا پر بے جا اترانے کی مذمت کرتے ہوئے اسکی بے ثباتی کی طرف توجہ دلائی ہے چنانچہ فرمایا اس بات کو اچھی طرح جان لو کہ دنیاوی زندگی کی حقیقت لہو و لعب سے بڑھ کر نہیں اور محض زیب و زینت کا ہی نام ہے جس کے پیچھے اصلیت کچھ بھی نہیں ایک شو ہی شو ہے اور آپس میں ایک دوسرے سے فخر سے مقابلہ کرنے اور دیکھنے کی کثرت میں مقابلہ کرنے کا ہی نام ہے اس کی مثال ایسی ہی ہے کہ بارش آتی ہے زمین اپنی پیداوار دیتی ہے کسان اسے لہلہاتا دیکھ کر خوش ہوتا ہے لیکن آخر وہ کوڑا کرکٹ ہی بن جاتی ہے اسی طرح جو اس کے گرویدہ رہتے ہیں انہیں انجام کار مصیبت ہی اٹھانی پڑتی ہے اسی لئے اس زمانہ کے مامور یعنی مسیح موعودؑ نے اپنے بیعت کنندگان سے بیعت میں یہ عہد لیا کہ وہ دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے اصل بات یہ ہے کہ دنیا کی محبت ہی تمام برائیوں کی جڑ ہے اسے اگر دلوں سے نکال دیا جائے تو اصلاح احوال میں بڑی مدد مل جاتی ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ نے اس فریضہ کو بڑی خوبی سے سرانجام دیا۔ دین کی خاطر قربانی کرنے کی ایسی زبردست روح اپنے ساتھ تعلق رکھنے والوں میں پھونکی کہ دنیا دیکھ رہی ہے کہ آپ کی جماعت دین کے لئے مالی قربانی میں سب جماعتوں سے سبقت لے گئی ہے اور خدا کے فضل سے ابھی تک تھکی نہیں بلکہ اس روح میں زندگی کے آثار مضبوط سے مضبوط تر ہوتے جا رہے ہیں۔

مغفرت اور رضوان الٰہی اصل چیز ہے

اسی لئے آگے فرمایا کہ اصل پائدار اور سودمند چیز خدا کی مغفرت اور رضوان کو حاصل کرنا ہے۔ اس لئے مسیح موعود کے ذریعہ یہ حکم دیا جائے گا کہ دنیا کے مفاد پر لات مارتے ہوئے اپنے مالوں کی قربانی کے ذریعہ خدا کی مغفرت اور رحمت کو حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ جماعت احمدیہ نے جس اخلاص کے ساتھ اس حکم کی تعمیل کی ہے اسے ساری دنیا دیکھ رہی ہے۔

مصائب میں مبتلا ہونے کی پیشگوئی

پھر فرمایا کہ دنیا جو عام مصائب کا شکار ہو رہی ہے اور اے مسلمانو! تم پر بھی جو مصائب آرہے ہیں ان کی اطلاع خدا اپنے اس مامور کو قبل از وقت دے گا۔ چنانچہ آپ نے قبل از وقت دنیا میں یہ الہام شائع کر دیا تھا:۔

"دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے
اسے قبول نہ کیا خدا اسے قبول
کرے گا اور بڑے زور آور حملوں
سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا"

چنانچہ ہر زور آور حملہ سے قبل اس حملہ سے دنیا کو مطلع کر دیا جاتا تھا یہ علامت بھی صفائی سے پوری ہوگئی۔ ویسے بھی دنیا پر عموماً اور مسلمانوں پر خصوصاً جو مصائب وارد ہوئے وہ ان کی بداعمالیوں کا ہی نتیجہ تھیں پھر فرمایا جو کچھ تم سے جاتا رہے اس پر کف افسوس ہی نہ ملتے رہو، اور جو کچھ تمہیں دیا گیا تھا اسی پر ہی نہ اتراتے رہو بلکہ خدا نے مامور بھیج کر تمہیں پھر اپنے انعامات کا مورد بنانا چاہا ہے سو اٹھو اور اس کے ساتھ مل کر اپنے قلوب کی اصلاح میں لگ جاؤ، بخل کو چھوڑ دو، دین کے لئے مالی قربانیاں پیش کرو اور رحمن اور رحیم خدا سے تعلق پیدا کرو۔

بیّنات قرآنی کی ضرورت

دیکھو ہم نے رسولوں کو بیّنات دے کر بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان اتاری تاکہ لوگ انصاف کو دنیا میں قائم رکھیں خدا کے ساتھ بھی قسط کا معاملہ کریں یعنی اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائیں نہ قول میں نہ عمل میں اور محمد رسول اللہ صلعم بھی جن کی تم امت ہو وہ بھی خدا کے رسول ہیں اور چونکہ وہ قیامت تک کے لئے رسول ہیں اس لئے آپکی رسالت کو ثابت کرنے کے لئے ہر زمانہ میں بیّنات کی ضرورت پیش آئے گی جیسا کہ پہلے رسولوں کو پیش آتی رہی اس لئے آنحضور صلعم کی امت میں ایسے لوگوں کا قیامت تک پیدا ہوتے رہنا ضروری ہے جن کو خدا بیّنات عطا کرے جو رسول کریم صلعم کی صداقت پر واضح اور جیتی جاگتی دلیل کا کام دیں۔

میزان کی ضرورت

کتاب کے ساتھ چونکہ میزان کا ہونا بھی ضروری ہے یعنے اس کتاب کی پیروی کے نتیجہ میں پیروی کرنے والوں کو ان وعدوں کے مطابق نعماء الٰہی کا ملنا بھی ضروری ہے جن کا وعدہ کتاب دے رہی ہے یہی میزان ہے جو اس کتاب کی صداقت کو ثابت کر دیتی ہے اسی میں ان وعدوں کو تولا جا سکتا ہے اگر وہ پورا اترتے ہیں تو کتاب سچی ہے ورنہ وہ خدا کی کتاب نہیں ہو سکتی چنانچہ حضرت مسیح موعود نے ساری دنیا کو چیلنج کیا کہ اس معیار پر اپنی اپنی کتابوں کو پرکھ لو سوائے قرآن کریم کے اور سوائے رسول کریم صلعم کے اس معیار پر کوئی بھی پورا نہیں اترے گا۔

ایک زبردست علامت اس مامور کے زمانہ کی یہ بتلائی کہ اس کے زمانہ میں فولاد سے بہت کام لیا جائے گا صرف جنگی سامان ہی اس سے تیار نہیں ہوگا بلکہ لوگوں کے فائدے کے لئے اور بھی بہت سے کام اس سے لئے جائیں گے لوگ اس علامت کو پورا ہوتے روزانہ مشاہدہ کر رہے ہیں۔ اسکی افادیت ایسی واضح ہے۔

پہلے رسول اور پہلی کتابیں ختم ہوگئیں

اس کے بعد پہلے رسولوں کا ذکر فرما کر بتلایا کہ اب ان کی پیروی کرنے والوں میں سے کوئی بھی ان نعماء الٰہی کو حاصل نہیں کر رہا جو الٰہی کتابوں اور خدا کے رسولوں کی پیروی سے ملا کرتی تھیں۔ رسول کریم صلعم اور قرآن کریم کی پیروی ہی انسان کو نعماء الٰہی کا مورد بنا رہی ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود کو بنا کر دکھلا دیا۔

سورۃ کا خاتمہ

اسی لئے اس سورت کو آخر اس دعوے پر ختم کیا کہ محمد رسول اللہ صلعم کی پیروی سے ہی نور ملتا ہو باقی سب اہل کتاب اس نور سے محروم ہیں۔ یہی حضرت نبی کریم صلعم کی خصوصیت اور فضیلت ہے اور یہی خاتم النبیین کی حقیقت ہے کہ آنحضور صلعم نے تمام نبیوں کی تاثیروں کو ختم کر کے نور عطا کرنے کی تاثیر کو خود اپنے اندر لے لیا ہے اور یہ عطاء الٰہی ہے جس کو وہ چاہتا ہے دیتا ہے۔ قرآن کریم کے اس دعوے کو حضرت مسیح موعود نے ہی سچا ثابت کیا ہے اگر انکے وجود کو درمیان سے نکال دیا جائے تو پھر یہ دعوے قرآنی بھی دوسری کتابوں کے دعاوی کی طرح محض دعویٰ کی حد تک ہی رہتا ہے کوئی عملی ثبوت اس کا دنیا میں نظر نہیں آسکتا۔ پہلی کتابوں اور پہلے رسولوں کا صرف نام ہی نام باقی رہ گیا ہے۔ ان کی تاثیریں ختم ہو چکی ہیں اسی طرح قرآن کریم اور رسول کریم صلعم کے متعلق بھی یہ اعتراف کرنا پڑے گا حضرت مسیح موعود نے قرآن کریم کو بھی زندہ کتاب اور رسول کریم صلعم کو بھی زندہ رسول ثابت کر دیا۔ کاش ہمارے دوسرے مسلمان بھائی اس پر غور کریں اور مسیح موعودؑ کی جماعت میں شامل ہو کر سعادت دارین حاصل کریں۔ اللہ تعالےٰ ہی توفیق عطا فرمائے۔

والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

13

کتب مسیح موعودؑ کے انگریزی تراجم

کرنل سعید احمد صاحب کی خدمت میں ہدیہ مبارکباد

(از ڈاکٹر محمد احمد خاں صاحب داؤد زئی ماہر فلکیات)

میری مسرتوں کی کوئی انتہا نہیں رہی جب میں نے سُنا کہ ہمارے اولوالعزم ناظم اعلیٰ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور حضرت امام زماںؑ کی معرکتہ الآراء تصنیف تذکرۃ الشہادتین کا انگریزی ترجمہ کر رہے ہیں اور بعض اور کتب کے تراجم کا بھی ارادہ رکھتے ہیں۔ میرے دل سے ان کے لئے دعائیں نکلیں کہ وہ وقت کی اہم ضرورت کو پورا کر رہے ہیں۔

ہم آج ایٹمک دور سے گذر رہے ہیں جبکہ سائنس نے مادی سرحدوں کو پار کر کے فطرت کے مخفی رازوں کو فاش کر دیا اور ثابت ... کر دیا ہے کہ علوم پیغمبرانہ کی جو خبریں مذاہب نے دی ہیں وہ حقیقت کا درجہ رکھتی ہیں۔ اس انکشاف نے صدیوں کے فلسفیوں کے الحاد کا قلع قمع کر دیا ہے کہ جو کچھ ہمیں نظر آ رہا ہے اس کے علاوہ کچھ نہیں۔ اس آخری دور میں اس زمانہ کے امام مسیحائے زمان حضرت مرزا غلام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے دنیا کے ملحدوں اور فلسفیوں کو چیلنج کر کے دقیق علوم و معارف کا وہ خزانہ پیش کیا کہ جو دنیا کے لئے مشعل راہ بن سکتا تھا۔ آپ نے مخفی علوم کو ایک سائنس کی شکل میں پیش کر کے دنیا کے دانشوروں کے سامنے ایک نیا موڑ پیدا کر دیا جو موجودہ زمانہ کی مادی سائنس کے ہم آہنگ ہے گویا سائنس قرآن کے سامنے سرنگوں ہے اور قرآن کی تفسیر نئے انداز سے آسمانوں پر لکھی جا رہی ہے۔

حضرت سرور کائنات رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام قاب قوسین اس امر کی نشان دہی کرتا ہے کہ آپ روحانی اور مادی سرحدوں کے درمیان نقطہ اتصال قائم کرنے کے منصب پر فائز تھے اور اس آخری دور میں آپ کے نائب امام زماںؑ نے اسی منصب اعلیٰ کی وضاحت کرتے ہوئے خود کو اپنے آقا کا نشان ثابت کیا اور وہ نشان اس ایٹمک دور کی فضاؤں میں واضح طور پر نظر آ رہا ہے۔

اس لئے آج کے سائنس دانوں کے سامنے آپ کا علم الکلام سائنسی انقلاب میں فہم پیدا کرنے کا موجب ہو سکتا ہے اور یہی ایک احمدی کا منصب ہے آج سے اسی سال پہلے امام زماںؑ نے ایک نعرہ لگایا تھا کہ ع

قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

آج واقعات نے ثابت کر دیا کہ دنیا میں دو گروہ منصۂ شہود پر فائز ہو گئے۔ ایک سائنسدانوں کا گروہ ہے جو چاند کی تسخیر کر رہے ہیں دوسرا احمدیوں کا گروہ ہے جو بلا شرکت غیرے قرآنی علوم کے فہم کی مہم پر مامور ہیں۔ گویا خدا کے قول اور فعل کے لئے یہ الٰہی منصوبہ روئے کار ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے بیان کردہ حقائق و معارف قرآنی کو انگریزی کا جامہ پہنا کر ان لوگوں کے پاس بھیجا جائے جو چاند کی تسخیر کی جد و جہد میں مصروف ہیں تاکہ اس روحانی چاند کی روشنی سے بھی انہیں حصہ مل سکے جو قرآن کریم کی شکل میں دنیا کو منور کرنے کے لئے آیا ہے۔

بقیہ رپورٹ جلسۂ سالانہ بدوملہی ضلع سیالکوٹ

(بسلسلہ صفحہ ۱۳)

(۶) - ماسٹر غلام حیدر صاحب
(۷) - شیخ اللہ بخش صاحب
(۸) - چوہدری محمد اختر صاحب
(۹) - چوہدری محمود بشیر صاحب
(۱۰) - چوہدری منظور احمد صاحب
(۱۱) - چوہدری غفور احمد صاحب
(۱۲) - چوہدری محمد شفیق صاحب
(۱۳) - چوہدری عبدالحق صاحب

نیز اس جلسہ کے لئے مجلس قرار مثالی سعی سیکرٹری تنظیم خواتین محترمہ غلام زہرہ صاحبہ اہلیہ چوہدری غضنفر علی

باقی کالم ۲ کے نیچے

جماعت کے باہمی رشتوں ناطوں کے متعلق

ایک ضروری گذارش

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جہاں اپنے مریدوں کی ایک علیحدہ جماعت بنائی۔ وہاں یہ بھی خاص طور پر تاکید فرمائی۔ کہ رشتے ناطے بھی آپس میں کئے جائیں۔ اس طرح سے جماعت کے افراد میں آپس میں محبت بڑھتی ہے۔ اور جو آئندہ اولاد پیدا ہوتی ہے وہ ماں باپ کے احمدی ہونے کی وجہ سے احمدیت کے لئے خیر و برکت کا موجب ہوتی ہے۔ اسی غرض سے ہماری انجمن نے رشتوں ناطوں کے متعلق ایک علیحدہ شعبہ قائم کر رکھا ہے جس کی طرف سے آئے دن ضرورت رشتہ کے اعلانات ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ ان اعلانات کی طرف بہت کم توجہ کی جاتی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہماری جماعت نے اس کام میں دلچسپی لینا چھوڑ دیا ہے۔ میں نے لاہور میں ایک دو بزرگان سے اس کے لئے جب ذکر کیا۔ تو انہوں نے صاف طور پر فرما دیا۔ کہ جماعت کے لوگ اس بارہ میں تعاون نہیں کرتے۔ یہ کتنی ہی افسوسناک بات ہے۔ کہ جماعت کے لڑکے بھی غیر احمدی لڑکیوں سے شادی کریں۔ اور اسی طرح لڑکیاں بھی غیر احمدی گھرانے میں چلی جاویں گو اصولاً یا عقیدتاً میں اس بات کا قائل ہوں کہ ہماری جماعت کے لڑکے یا لڑکیاں مسلمانوں کے کسی فرقہ سے شادیاں کر سکتے ہیں۔ اس میں کوئی ناجائز امر نہیں۔ مگر جماعت کی ترقی اور استحکام کی غرض سے بہتر یہی ہے۔ کہ یہ رشتے ناطے آپس میں ہی کئے جاویں۔ مجھے اچھی طرح معلوم ہے۔ کہ ہماری جماعت میں درجنوں اعلیٰ تعلیم یافتہ لڑکیاں غیر شادی شدہ موجود ہیں۔ جن کے لئے مناسب رشتے نہیں ملتے۔ اور وہ والدین کے لئے پریشانی کا موجب ہیں۔ اگر ہم لوگ اس بارہ میں فوراً توجہ نہیں کریں گے تو یہ پریشانی اور بھی بڑھتی چلی جائے گی۔ میں جماعت کے بزرگوں اور دوستوں سے خاص طور پر گذارش کرتا ہوں۔ کہ وہ اس ضروری کام کے لئے خاص طور پر توجہ دیویں۔ اور جماعت کے بہت سے افراد بھی اس پریشانی کو دور کرنے کے لئے عملی تجاویز سوچیں۔ لڑکے تو بہرحال کسی نہ کسی جگہ شادی کر ہی لیتے ہیں۔ مگر جماعت کے بیشتر اصحاب کی لڑکیوں کی شادیوں کا مسئلہ ایک نازک مشکل اختیار کر گیا ہے۔ اگر اپنی جماعت بھی اس ضروری مسئلہ کے حل کے لئے دلچسپی نہ لے۔ تو وہ سپرٹ اور اخوت جس کے لئے جماعت بنائی گئی ہے بہت حد تک مفقود ہو جاتی ہے۔ میں اس کے لئے یہ تجویز بھی پیش کرتا ہوں۔ کہ لاہور سے باہر جو مبلغین رہتے ہیں ان کے ذمہ علاوہ دیگر فرائض کے یہ ڈیوٹی بھی لگائی جائے۔ کہ وہ اپنے علاقہ جات میں جماعت کے تمام افراد سے اس کام کے لئے رابطہ قائم کریں۔ اور اپنے پاس ایسی فہرستیں موجود رکھیں۔ جن میں جماعت کے تمام غیر شادی شدہ لڑکوں اور لڑکیوں کے نام درج ہوں۔ اور اس فہرست کی ایک نقل مرکزی شعبہ رشتہ ناطہ کو بھی وہ بھیجا کریں اس کے ساتھ ہی وہ اپنے طور پر کوشش کریں کہ ان کے علاقہ میں جماعت میں آپس میں رشتے ناطے ہو جاویں اور ایسے رشتے ہو جانے پر ان کی بھی اطلاع مرکزی شعبہ کو دے دیا کریں۔ یہ ڈیوٹی بھی مبلغین کے لئے خاص کارگذاری شمار کی جاوے۔ اس طرح سے جماعت کے بہت سے والدین کی پریشانی دور ہو سکے گی۔

علاوہ ازیں مرکز میں بھی اس کے لئے خاص توجہ کی ضرورت ہے۔ اور جماعت کے افراد بھی اس ضروری کام کے لئے انجمن کے کارپردازان سے تعاون فرماویں۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ میری اس عرضداشت پر ضرور توجہ کی جاوے گی۔

والسلام

عبدالرحیم خاں چانڈیہ بلاک ۱۳ ڈیرہ غازی خان

بقیہ از کالم ۲ :- صاحب نے کی ہے وہ نہایت درجہ قابل قدر ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے اور بیش از بیش خدمت دین کی توفیق بخشے۔

آمین ثم آمین

مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی

پادری عبدالحق کے مضامین پر اظہارِ خیال

مسیحی علماء شرق و غرب کا اقرار کہ تثلیث کا اثبات عقل سے نہیں ہو سکتا

بسلسلہ اشاعت مؤرخہ ۲۷ جنوری ۱۹۶۵ء

(۱۳)

پادری عبدالحق ہی نہیں ان سے پیشتر مسیحی علماء نے بھی کھلم کھلا اقرار کیا ہے کہ اس عقیدہ کو عقل سے سلجھانا ناممکن ہے۔ چنانچہ پادری جے ایم آرنلڈ لکھتے ہیں:۔

"تثلیث کا راز فہم انسانی سے بالاتر ہے اور دلائل عقلی سے اس کا ثبوت اور ابطال دونوں ناممکن ہیں (پادری صاحب کا یہ جملہ تو بے معنی ہے کیونکہ جس کا ثبوت عقل سے نہیں ہو سکتا اس کا باطل ہونا ثابت ہو گیا اور جس کا ابطال عقل سے نہ ہو سکے اس کا ثبوت مہیا ہو گیا) کیونکہ یہ امر منطق کے مسلمات کے خلاف ہے کہ جزو اپنے کل کے برابر ہو..... ہم تثلیث پر ایمان رکھتے ہیں پر اس امر کا اعتراف کرتے ہیں کہ اس کے سمجھنے اور سمجھانے سے قاصر ہیں۔

(اسلام اینڈ کرسچینٹی مصنفہ جے ایم آرنلڈ ڈی ڈی مطبوعہ لندن صفحہ ۳۳۳ - ۳۳۴ مطبوعہ ۱۸۷۴ء)

(۲) پادری فنڈر میزان الحق میں لکھتے ہیں:۔

"اگر کوئی پوچھے کہ خدا کی یکتائی کے سامنے مسیح کی الوہیت کیونکر ٹھہر سکتی ہے تو ہمارا جواب یہ ہے کہ ہو جب انجیل مسیح کی الوہیت سے خدا کی توحید میں کچھ فرق نہیں آتا۔ در حقیقت ایک خدائے واحد ہے اور بس لیکن اس امر کی کیفیت ہم سے تشخیص نہ کی جائے گی بلکہ کسی آدمی کی طاقت نہیں کیونکہ یہ ایک ایسی بات ہے جو خدا کے پاک بھیدوں سے علاقہ رکھتی ہے۔"

(کتاب مذکور صفحہ ۱)

(۳) پادری فنڈر کی دوسری کتاب مفتاح الاسرار میں ہے:۔

"تثلیث ان مسائل میں سے ہے جن میں عقل کو دخل نہیں" (صفحہ ۲۹)

(۴) "تثلیث پر دلائل طلب کرنا خلاف عقل ہے"

(نغمہ طنبوری، پادری عماد الدین)

(یعنی پادری عبدالحق کی اثبات التثلیث کلہم خلاف عقل ہے)

(۵) "خلقت کے استدلال اور دلائل عقلیہ تثلیث کے ثبوت میں نہیں چل سکتے اس کا ثبوت اناجیل پر موقوف ہے"

تشریح التثلیث ڈی ڈبلیو ٹامس

(۶) "تثلیث ان مسائل میں سے ہے جن میں عقل کو دخل نہیں"

نیاز نامہ صفدر علی صفحہ ۱۵

(۷) "خداوند کا تجسم مسیح علیہ السلام کا اہم ترین راز ہے جس میں عقل کو دخل نہیں"

(تفسیر انجیل یوحنا پادری ای ڈبلیو ایس ڈی ٹی)

(۸) "مجسم ہو کر قیود الوہیت اس پر عارض نہیں ہو سکتے" جی بی لیک مین ڈی ڈی

(۹) "الوہیت کس طرح مجسم ہوئی اس کا بیان ہم سے ہو نہیں سکتا یہ راز اگر معلوم ہوگا تو انجیل سے ہوگا"

ایل ایبٹ مسئلہ تثلیث اور اناجیل

مذکورہ بالا حوالجات سے جو علماء مسیحی کے اپنے اقوال ہیں یہ ظاہر ہے کہ اس مسئلہ پر عقلی دلائل نہیں ہیں۔ یہ راز ہے اور خلاف عقل یا مافوق العقل ہے مگر اناجیل سے ثابت ہے لہٰذا اب ہم اناجیل کی بناء پر اس مسئلہ پر بحث کرتے ہیں کیونکہ یہ پادریوں کا آخری سہارا ہے جس کے زیر سایہ وہ پناہ لیتے ہیں مگر یہاں بھی صرف ایک حوالہ ہے جو اناجیل اربعہ کا نہیں نامہ یوحنا کا ہے نامہ ۵: ۷ ہے۔ حوالہ کے اصل الفاظ جو پرانے یونانی نسخہ میں ملتے ہیں یہ ہیں:۔

oti treis eisin oi

marturountes

لفظی ترجمہ انگریزی میں یہ ہے:۔

That three are they who

are bearing witness

مروجہ نسخوں میں اس کے بعد کی عبارت الحاقی ہے اور کسی پرانے نسخہ کی نہیں۔

یہ الحاقی عبارت نسخہ اسکندریہ۔ نسخہ سینائی۔ نسخہ ویٹیکن۔ ہریلیانوس۔ اور ساٹیر یا اور اس نامۂ یوحنا کے Genesis (نسخہ خط شکستہ) میں موجود نہیں ہے۔ پرانے نسخوں میں اس الحاقی عبارت کا نام و نشان تک نہیں۔ تاریخ مسیحی کی پہلی چار صدیوں کے یونانی یا دیگر زبانوں کے نسخوں میں یہ عبارت موجود نہ تھی۔ جیسا کہ پہلے بتایا

179

بتایا جا چکا ہے اس لفظ کو مروجہ مسیحی اصطلاح میں سب سے پہلے استعمال کرنے والا تھیوفلس تھا جیسا کہ ہیسٹنگز انسائیکلوپیڈیا کے حوالہ سے پہلے لکھا جا چکا ہے اب اسی کی تائید میں بھی ایک دوسرے فورم کا مضمون ملاحظہ کیجئے:۔

Early in the Christian era the Devil got in his work for the purpose of confusing men concerning these very questions. The clergy have at all times posed as the representative of God on earth. Satan over reached the minds of these clergymen and infected into their minds doctrines, which doctrines the clergy taught the people concerning Jesus and his sacrifice. These doctrines have brought great confusion. The apostles taught the truth, but it was not long after their death untill the devil found some clergymen wise in his conceit who thought he could teach more than the inspired apostles. The doctrines of the trinity was introduced into the Christian Church by a clergyman of Antioch named Theophilus. The doctrine so taught by that clergyman, and which since have been followed by others, is in brief that there are three gods in one, to wit, God the Father, god the Son, and god the holy ghost, all three equal in power, substance, and eternity; the Father, the Word, and the holy ghost." A council of the clergy

(3)

was held at Nice in 325 A.D. which Council Confirmed the doctrine of the trinity and a similar Council at Constantinople, by Confirming the divinity of the holy Ghost and the Unity of God, declared the doctrine of the trinity in unity to be the doctrine of the Church. The clergy have ever held to this senseless, God dishonouring doctrine. To aid his agents to keep this doctrine before their minds the devil must have some visible object symbolizing it. The mystic triangle was adopted as a symble which may be found in the tombs of those who were buried contemporaneous by therewith. Also there was an attempt to prove it by three heads or face on one neck, the eyes becoming a part of each individual face. Also a Combination of the triangle & circle and sometimes the trefoil was used for the same purpose. If you ask a clergyman what is meant by the trinity, says: "That is a mystery. He does not know and no one else knows, because it is false.

Never was there a more deceptive doctrine advanced than that of the trinity. It could have originated only in one mind, and that mind of Satan the Devil.

Who would be interested in causing such confusing on? Satan the Devil. To bring about this confusion he used selfish and ambitious man. He induced them to make two other equal with God and to worship the creature more than creator."

"Reconciliation" by J. F. Rutherford. p 100-102, Watch Tower Society, New York.

واچ ٹاور یہوداہ وٹنس یہ مسیحی صاحبان کی ایک فعال اور زبردست پروپیگنڈا کرنے والی ایک سوسائٹی ہے امریکہ انگلینڈ اور دنیا کے تمام ممالک میں ان کے بے شمار مشنری کام کر رہے ہیں۔ آجکل صدہا مرد اور عورتیں پاکستان کے طول و عرض میں اس مشن کی تبلیغ میں مصروف ہیں یہ کتاب جس کا ایک طویل حوالہ اوپر ان کی شائع کردہ کتاب سے دیا گیا ہے اس پورے اقتباس کا ترجمہ کرنا ہماری بحث سے باہر ہے کیونکہ انہوں نے تثلیث کے خلاف ایسے سخت الفاظ استعمال کئے ہیں جن کی متحمل ہماری زبانیں نہیں ہو سکتیں اس لئے پورے مضمون کا ایک حصہ چھوڑ بھی دیا گیا ہے۔ اس کا استقصاء نہایت نرم الفاظ میں یہ ہو سکتا ہے:-

"پادریوں نے صد مسیحیت کے زمانہ میں بہت سے غلط اور جھوٹے عقائد ایجاد کئے اور جناب مسیح کے متعلق نہایت مبالغہ آمیز افتراء وضع کئے ان میں سے ایک تثلیث کا ڈھونگ ہے جو جناب مسیح کی وفات کے بعد رچایا گیا یہ الہامی نوشتوں کے قطعاً خلاف ہے یہ عقیدہ سب سے پہلے پادری تھیوفلس نے ایجاد کیا پھر اس کے بعد دوسرے پادری بھی اسے لے اڑے اس عقیدہ کا خلاصہ یہ ہے کہ خداؤں کی تثلیث توحید الٰہی میں مرکوز ہے ایک خدا باپ ہے اور دوسرا خدا بیٹا ہے اور تیسرا روح القدس ہے یہ تینوں قدرت ماہیت اور ازلی ابدی ہونے میں برابر ہیں پادریوں کی ایک مجلس شوریٰ ۳۲۵ء میں نیقیا کے مقام پر منعقد ہوئی یعنی وفات مسیح سے ۳۰۰ سال بعد۔ اس میں تثلیث کا عقیدہ اپنایا گیا مگر اقنوم کے تعین اور تشخص میں اختلاف رہا۔ خداوند عالم کی ہتک کرنے والا یہ عقیدہ تسلیم کر لیا گیا۔ اس کے بعد اس کے اظہار کے نشان وضع کئے گئے ایک مثلث بنا کر قبروں میں دفن کیا جانے لگا۔ کہ یہ مردہ تین خداؤں کی مدد سے عذاب سے نجات پا سکے اور دوزخ میں نہ جائے۔ پھر ہندوؤں کی طرح ایک گردن کے اوپر تین چہرے معہ سر جوڑ دیئے گئے جن کے تین متعین متوں کی طرف مگر گردن ایک ہی تھی کبھی ایک دائرہ میں مثلث کی شکل بنا دی گئی اور کبھی تین شاخوں والا ایک ترسول بنا لیا گیا[1] تثلیث سے بڑھکر فریب دہ اور کوئی عقیدہ نہیں۔ دنیا کی سب سے بڑی بدروح شیطان نے یہ عقیدہ دلوں کے اندر پھونکا ہے کہ ایک خدا کے ساتھ اتنے ہی بڑے بڑے دو اور بھی خدا ہیں یعنی ترسول کی تین شاخیں برابر ہیں"

(دیکھئے واچ ٹاور سوسائٹی کی شائع کردہ کتاب دی کنسیلیئیشن .... Reconciliation صفحہ ۲۰۰ سے ۲۰۳)

مسئلہ تثلیث ...... مسیحی علماء میں ۳۲۵ء سے لیکر کہ جب یہ پہلی مرتبہ مشرک قوموں کی ترمورتی اور یونانی اصنام پرستی سے ادھار لیا گیا آج تک مختلف فیہ رہا ہے۔ تیسری صدی عیسوی سے لے کر چوتھی صدی تک کلیساؤں کے اندر اقانیم ثلاثہ کے تعین اور تشخص کے متعلق جھگڑے اور فساد ہوتے رہے جو اس امر کی ناقابل شکست دلیل ہے کہ جناب مسیح نے کبھی بھی تین خدا ہونے کا ذکر نہیں کیا وہ صرف ایک خدا کی ہستی کے قائل اور مبلغ تھے جیسا کہ یہوداہ وٹنس واچ ٹاور کے مندرجہ بالا اقتباس سے ظاہر ہے دو خدا یا تین خدا کے خلاف جناب مسیح نے بار بار اپنی آواز بلند کی اور اسے شیطانی عقیدہ قرار دیا بلاحظہ ہوں ذیل کے حوالہ جات:-

متی ۴: ۸ — ۱۰-

"پھر ابلیس اسے ایک بہت اونچے پہاڑ پر لے گیا اور دنیا کی ساری بادشاہتیں اور شان و شوکت اسے دکھائی اور اس سے کہا کہ اگر تو جھک کر مجھے سجدہ کرے تو یہ

[1] اس کے متعلق قرآن مجید میں فرمایا گیا "انطلقوا الی ظل ذی ثلاث شعب لا ظليل ولا يغني من اللهب انها ترمي بشرر كالقصر" قیامت کے دن فرشتے تثلیث پرستوں کو کہیں گے اس تین شاخوں والے (ترسول کی طرف چلو جو تمہیں جہنم کی آگ سے بچا نہ سکے گا۔ کیونکہ اس میں سے (توپ کے بلند) محلوں کے برابر اڑنے والے آگ کے شعلے نکلتے ہوں گے۔ (۷۷: ۳۰)

بہت کچھ بخش دوں گا یسوع نے
اس سے کہا اے شیطان دور ہو کیونکہ
لکھا ہے تو خداوند اپنے خدا کو سجدہ کر
اور صرف اسی کی عبادت کر"

اس عبارت سے ظاہر ہے کہ یہ مسیح کا ایک مرکا شفہ ہے کیونکہ دنیا کی بادشاہتیں اور ان کی شان و شوکت کسی پہاڑ پر چڑھ کر نظر نہیں آسکتی۔ اور جناب مسیح کا ابلیس کے ساتھ پھرنا اور آزمایا جانا صرف اسی بناء پر ہو سکتا ہے کہ وہ ایک انسان تھے ابلیس کو کم از کم اتنا تو معلوم ہو گا کہ خدا کو آزمانا تو کجا بندے بھی اس کے پھندے میں نہیں آسکتے پس اس مکاشفہ سے صاف ظاہر ہے کہ ان کے ماننے والوں کو دنیا کی بادشاہت شیطان کو سجدہ کرنے سے حاصل ہو گی جب تک وہ ایک خدا کو سجدہ کریں گے دنیا کی بادشاہت ان کو نہیں مل سکتی کیونکہ مسیحی لوگوں کا عقیدہ یہ ہے کہ خدا کی بادشاہت ہو گی تو کہیں سات آسمانوں کے اوپر ہو گی، دنیا کا سردار تو شیطان ہے۔ جناب مسیح نے شیطان کو سجدہ نہ کیا تو ان کو داؤد کا تخت ملا اور نہ ہی یہودیوں کی بادشاہت ملی بے چارے مجوسیوں کا یہودیوں کے فرضی بادشاہ کو سونا نذر کرنا بے سود گیا اور حواریوں کے بارہ تختوں کے خواب خیال ہو گئے۔ بہر حال جناب مسیح نے اس حوالہ میں صاف فرما دیا کہ ایک خدا کے سوا دوسرے کو سجدہ کرنا شیطان کو سجدہ کرنا ہے۔

یہی حوالہ لوقا ۴: ۸ میں بھی ہے مگر کسی قدر اختلاف عبارت کے ساتھ۔ البتہ لوقا نے جو صحیح صحیح حالات دریافت کر کے انجیل لکھی ہے اس میں یہ جملہ نہایت معنی خیز ہے کہ جناب مسیح کی آزمائش کے بعد "کچھ عرصہ کے لئے (ابلیس) اس سے جدا ہو گیا"

اسی متی کی انجیل میں لکھا ہے کہ ایک عالم شرع نے اس سے پوچھا کہ :-

"توریت میں کونسا حکم بڑا ہے اس نے
اس سے کہا کہ خداوند اپنے خدا سے
اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان اور
اپنی ساری عقل سے محبت رکھ اور اپنے
پڑوسی سے اپنے برابر محبت۔ انہی دو
حکموں پر تمام توریت اور انبیاء کے
صحیفوں کا مدار ہے" (۲۲: ۳۷)

یعنی توحید الٰہی کا عقیدہ تمام انبیاء کی متفقہ تعلیم ہے کہ اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان اور اپنی ساری عقل سے ایک خدا کے سوا کسی سے محبت نہ کرے۔ لوقا نے جو صحیح بات دریافت کر کے لکھی ہے وہ متی کی تردید کرتی ہے کہ مسیح نے توریت کا حکم اسے نہیں سنایا بلکہ اس عالم شرع نے سنایا اور مسیح نے اس کی تائید کی۔

(لوقا ۱۰: ۲۷)

مرقس کی انجیل جو متی اور لوقا دونوں کی دادی اماں ہے اس میں پوچھنے والے نے توریت کا پہلا حکم مسیح سے نہیں پوچھا بلکہ خود حکم سنا کر مسیح کی رائے پوچھی ہے اور جواب میں مسیح نے وہی کہا ہے جو متی کے حوالہ سے اوپر نقل کیا گیا ہے۔ پھر یوحنا کی انجیل جو ۹۲ فیصدی متی اور لوقا کی نسبت نئی کہانیاں سناتی ہے اس میں لکھا ہے :-

"یسوع نے یہ باتیں کہیں اور اپنی آنکھیں
آسمان کی طرف اٹھا کر کہا کہ اے باپ
وہ گھڑی آپہنچی۔ اپنے بیٹے کا جلال ظاہر
کر تاکہ بیٹا تیرا جلال ظاہر کرے تاکہ جنہیں
تو نے اسے بخشا ہے انہیں ہمیشہ کی
زندگی دے اور ہمیشہ کی زندگی یہ ہے
کہ وے تجھ کو اکیلا سچا خدا اور[1] یسوع
مسیح کو جسے تو نے بھیجا ہے جانیں"
(یوحنا ۱۷: ۳)

اگر وہ خود خدا تھا تو اسے آسمان کی طرف دیکھنے کی کیا ضرورت تھی ۔ وہ جو چاہے کر سکتا تھا۔ جب باپ اور بیٹا دونوں قدرت مطلق ہیں تو ایک خدا دوسرے خدا کی طرف کیوں دیکھتا ہے اس کا آسمان کی طرف دیکھنا اس کی دلی بے چینی کو ظاہر کرتا ہے اور وہ گھڑی جس سے وہ خائف تھا سامنے کھڑی تھی کتنی بے تکی سی بات انجیل نویس نے لکھدی کہ "اپنے بیٹے کا جلال ظاہر کر" بیٹا اگر خدا ہے تو وہ خود ہی اپنا جلال کیوں نہیں ظاہر کرتا؟ اور پھر لطف یہ کہ "اگر تو میرا جلال ظاہر کرے تو میں بھی تیرا جلال ظاہر کروں گا"۔ اور نتیجہ بخیر یا بسلامت یہ ظاہر ہے کہ از روئے اناجیل باپ نے اس دکھ کی گھڑی سے اپنے منہ بولے بیٹے کو نہ بچایا لہٰذا بیٹے نے بھی باپ کا جلال ظاہر نہ کیا ہو گا۔ مگر باپ کا جلال بیٹے پر منحصر نہیں خدا باپ کا جلال تو ظاہر ہے کہ وہ آسمانوں کے آسمان پر تخت نشین ہے اور بیٹے کا جلال لوگوں کو صلیب پر لٹکا نظر آیا۔

اناجیل کے ان حوالجات پر ریفرینس بائیبل میں استثنا ۴: ۳۹ و ۱۰: ۲۰ و ۱۲: ۱۳ و ۱۳: ۴ و ۶: ۵ و ۱۱: ۱۳ و ۳۰: ۱۹، ۲۰۔ یسوع ۴: ۲۴ و ۱۴ سموئیل اوّل ۷: ۳ کے حوالجات دیئے گئے ہیں یعنی ان تمام حوالجات میں خدا کی خالص توحید کا ذکر ہے کسی جگہ دو خدا یا تین خدا ہونے کا عقیدہ موجود نہیں بلکہ اس کے خلاف دوسرا خدا ماننے پر اظہار غیظ و غضب موجود ہے۔ اور بقول مسیح :-

"اسی پر توریت اور انبیاء کے صحیفوں کا
مدار ہے" (متی ۲۲: ۳۷)

---

[1] انجیل کے نئے ترجموں میں یسوع مسیح کے ساتھ خداوند کا لفظ ایزاد کر دیا ہے مترجمین کی بے ایمانی کو ظاہر کرتا ہے اصل یونانی عبارت کا ترجمہ صرف یہ ہے :-

That they may be knowing you the only true God and whom you commission Jesus

یعنی ایک ہی سچا خدا ہے اور مسیح اس کا رسول۔

تاریخ کلیسا اور عقیدہ تثلیث

صدر مسیحیت میں تثلیث کا عقیدہ کبھی بھی مسلمہ عقیدہ نہ تھا جن لوگوں نے تاریخ کلیساء کو پڑھا ہے انہیں معلوم ہے .... کہ مسیحیوں کی مختلف کونسلیں جو ہوتی رہیں ان کے اندر عیسائی ..... عقائد ہمیشہ بدلتے رہے ہیں وہ لوگ جو تثلیث پرست ہیں ان میں اور موحدین میں تکرار اور بحثوں سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جناب مسیح کا اپنا کوئی قول ایسا نہیں جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ خدا تین ہیں نیقیہ کی مشہور کونسل میں یہ جھگڑا ۱۰۰ برس تک چلتا رہا موضوع بحث یہ تھا کہ مسیح اور خدا کا جوہر ایک ہے یا الگ الگ (۲) وہ باپ کے برابر ہے یا کمتر (۳) وہ مخلوق ہے یا مولود اس بحث میں سب سے پیش پیش ایریس (مسند ...) تھا اس کے مخالف اور مقابل آرتھوڈاکس .... (Athanasius) پادری تھے جن کی تعداد صرف ۲۰ تھی اور ایریس کے ہمزبان ۲۰۰ پادری تھے جن کا عقیدہ یہ تھا کہ باپ ایک اکیلا خدا ہے جو غیر مولود ازلی ابدی خدا ہے اور غیر متغیر ہے مسیح صرف دوسرے درجہ کا خدا ہے۔ اس کا اور باپ کا جوہر جدا جدا ہے [illegible] سے پیشتر باپ نے اسے نیست سے ہست کیا [illegible] مسیح مخلوق ہے خالق نہیں۔ پادری عبدالحق کا عقیدہ بھی قریب قریب یہی ہے مگر عوام تثلیثوں سے ڈر کر صرف اتنا تسلیم کرتا ہے کہ

"مسیح ازلی اور ابدی نہیں صرف ۲۰۰۰
سال سے مجسم ہوا ہے اس سے پہلے
صرف ایک خدا تھا اس لئے مسیح
حادث ہے"

جس پر ایریس کا سوال قائم ہے کہ خدا میں سے خدا اپنے آپ اچھل کر باہر نکل آیا یا خدا نے اسے پیدا کیا اگر پیدا کیا تو مخلوق ہے اپنے آپ باپ کے پیٹ سے اچھل پڑا تو خدا کے کلمہ کا مجسم ہونا غلط ہوا کیونکہ خدا کے کلمہ کا مجسم ہونا یہ معنی رکھتا ہے کہ خدا نے کہا ہو وہ ہو گیا۔ کہا ہوا یہ حکم ہے اور ہو گیا اس کی تشکیل اور تجسیم ہے جو خدا کے کلمہ سے پیدا ہوا وہ مخلوق ہے حادث ہے متغیر ہے اور اپنی ذات میں فانی ہے۔ رد تھرفورڈ جس کا حوالہ اوپر دیا جا چکا ہے لکھتا ہے :-

There is but one first cause; He who is from everlasting to everlasting. and "Whose name alone is Jehovah.

صرف ایک علت اولی ہے وہ جو ازل سے ابد تک ہے۔ وہی اکیلا جس کا نام یہوہ ہے ساری زمین پر بلند و بالا ہے

(زبور ۹۰: ۲ اور ۸۳: ۱۸)

وہی ذاتی طور پر غیر فانی ہے۔

"جسے کسی نے کبھی نہیں دیکھا اور نہ دیکھ سکتا ہے وہ خود کہتا ہے میں ہی خدا ہوں اور کوئی نہیں میرے سوا کوئی معبود نہیں"

(یسعیاہ ۴۵:۵)

"میں اور صرف میں ہی خدا ہوں میرے سوا کوئی نجات دینے والا نہیں یہوواہ میں ہوں یہ میرا نام ہے اور اپنی شوکت دوسرے کو نہ دوں گا"

(یسعیاہ ۴۲:۸)

تثلیث کے بارہ میں کیتھولک پادریوں کا عقیدہ

مذہب نصاریٰ کے دو بڑے فرقے ہیں یعنی کیتھولک اور پروٹسٹنٹ کیتھولک فرقہ کی تعداد اب بھی پروٹسٹنٹ سے بہت زیادہ ہے یہ لوگ کٹر تثلیث پرست اور بت پرست ہیں۔ بہرحال ان کا عقیدہ یہ ہے:-

"There is but one God, the Creator of heaven and earth the supreme in-corporeal, uncreated Being and that in one God there are three persons. The Father, the Son and the holy ghost, realy distinct one from the other, and equal in eternity, power immensity and all other perfections, because all the three persons have one and the same divine nature or essence."

Catholic Belief
by
The Very Reverend
Jos. Faa di Bruno D.D.

"It is profound mystery revealed to us by God surpassing all understanding on earth."

تثلیث یہ ایک راز سربستہ ہے جو ہمارے خدا نے ہمارے اوپر ظاہر کیا ہے اور یہ روئے زمین پر ناقابل فہم عقیدہ ہے۔ صدر اول کے عیسائیوں میں کبھی جمہوریہ کا عقیدہ نہیں رہا۔ اصل عقیدہ توحید تھا جو تمام حواری میں تھے۔

For There is One God and one mediator between God and the man Christ Jesus.

"کیونکہ خدا ایک ہی ہے اور ایک درمیانی یسوع مسیح جو انسان ہے"

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔
منیجر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام بدوملہی ضلع سیالکوٹ

(برانچ لاہور) کے دو روزہ سالانہ جلسہ کی روئیداد

(بسلسلہ اشاعت مورخہ ۱۰ مارچ ۱۹۶۵ء)

(از نمائندہ خصوصی پیغام صلح)

دوسرا اجلاس

سوا تین بجے سہ پہر دوسرا اجلاس زیر صدارت چوہدری محمد شفیع صاحب منعقد ہوا۔ امام صاحب مسجد احمدیہ بدوملہی نے قرآن کریم کی تلاوت فرمائی محمد سرور اور ان کے ساتھی نے حضرت مسیح موعودؑ کے منظوم کلام ——— نور فرقاں ہے جو سب نوروں سے اجلا نکلا ——— پڑھکر سنایا۔ اس کے بعد محمد اعظم صاحب علوی نے اپنے تازہ کلام سے سامعین کو محظوظ فرمایا۔ اور ربیعہ سلطانہ روز بنت حکیم عبد العزیز صاحب آف قادیان نے ایک مقالہ پڑھا جو درج ذیل ہے :-

"جن لوگوں کو جماعت احمدیہ سے واقفیت نہیں وہ سمجھتے ہیں۔ کہ احمدی لوگ حضرت نبی کریم صلعم کو نہیں مانتے اور ان کا دین کوئی اور دین ہے۔

لیکن میں آپ بزرگوں کو حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی ایک کتاب سے چند سطریں پڑھکر سناتی ہوں اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ حضرت بانیٔ سلسلہ کی تعلیم کیا ہے اور حضورؑ کا کیا مذہب ہے۔ حضرت اقدسؑ فرماتے ہیں :-

" نوع انسان کے لئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن۔ اور آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ و جلال کے نبیؐ کے ساتھ رکھو۔ اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ اور یاد رکھو کہ نجات وہ چیز نہیں جو مرنے کے بعد ظاہر ہوگی، بلکہ حقیقی نجات وہ ہے کہ اسی دنیا میں اپنی روشنی دکھلاتی ہے۔ نجات یافتہ کون ہے؟ وہ جو یقین رکھتا ہے۔ جو خدا سچ ہے۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہے۔ اور آسمان کے نیچے نہ اس کے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے اور نہ قرآن کے ہم مرتبہ کوئی اور کتاب ہے اور کسی کے لئے خدا نے نہ چاہا۔ کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے۔ مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کے لئے زندہ ہے۔ اور اس کے ہمیشہ زندہ رہنے کے لئے خدا نے یہ بنیاد ڈالی ہے کہ اس کے افاضۂ تشریعی اور روحانی کو قیامت تک جاری رکھا اور آخر کار اس کی روحانی فیض رسانی سے اس مسیح موعود کو دنیا میں بھیجا۔"

چنانچہ حضور فرماتے ہیں :-

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمد دلبر میرا یہی ہے

رابعہ سلطانہ روز کے بعد محترم حکیم عبد العزیز صاحب آف قادیان نے تقریر فرمائی۔

تقریر حکیم عبد العزیز صاحب

وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنھم کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا۔

کانوا بنو اسرائیل تسوسھم الانبیاء کلما ھلک نبیٌ خلفہٗ نبی ولکن انا خاتم النبیین لا نبی بعدی ۔

اس زمانہ کے امام کا اعلان و اوحی الی ان الدین ھو الاسلام وان الرسول ھو المصطفٰی سید الانام فکما ان ربنا واحد یستحق العبادۃ وحدہٗ فکذالک رسولنا المطاع واحدٌ لا نبی بعدہٗ ولا شریک معہٗ وانہ خاتم النبیین

(منن الرحمٰن)

سیکون بعدی خلفاء وتکثرون۔

ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علٰی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا۔ پڑھکر بیان فرمایا۔

یہ جو عام قاعدہ بیان فرمایا۔ پھر چودھویں صدی کے مجدد کو مسیح کا خطاب دے کر اس کا کام کسر الصلیب بیان فرمایا کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم و امامکم منکم ——— پھر اس کا کام یہ بیان فرمایا یکسر الصلیب اور اس کی علامت یہ بیان فرمائی۔ ان لمھدینا ایتین لم تکونا منذ خلق السموٰت والارض۔ چنانچہ ۱۸۹۴ء میں ۱۳ر کو چاند گرہن اور ۲۸ر کو سورج گرہن ہوا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ خود فرماتے ہیں :-

چوں مرا نورے پئے قوم مسیحی دادہ اند
مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند

ماجئتکم فی غیر وقتٍ عابثًا
قد جئتکم والوقت وقت مظلم

میں وہ پانی ہوں کہ آیا آسمان سے وقت پر
میں وہ ہوں نور خدا جس سے ہوا دن آشکار

حضرت اقدس کے دعوے سے قبل عیسائی اور آریہ سخت اودھم مچا رہے تھے۔ اور پادری گھر گھر دندناتے پھرتے تھے۔ یہاں تک کہ لاٹ پادری نے ہندوستان میں مسلمانوں کے عیسائی ہونے کی کثرت دیکھ کر یہ کہا تھا کہ آئندہ عیسائیت کی پچاس سالہ جوبلی شاہی مسجد دہلی میں منائی جائے گی۔

مولینا حالیؔ جیسے درد اسلام رکھنے والے ...... اسلام کی مرثیہ خوانی کر رہے تھے۔ اور مسلمانوں کے خاندانوں کے خاندان عیسائیت کی آغوش میں جا رہے تھے۔ بڑے بڑے تعلیم یافتہ لوگ اسلام سے برگشتہ ہوتے جا رہے تھے۔ یہاں تک کہ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب جیسے شخص بھی عیسائیت سے متاثر ہو کر عیسائیت کا بپتسمہ لے لیتے اگر حضرت امام الزمان مرزا غلام احمد صاحب اسلام کی حفاظت اور حقانیت ثابت کرنے کے لئے خدا تعالےٰ کی طرف سے مامور کرکے نہ بھیج دیئے جاتے۔ حضرت اقدس نے براہین احمدیہ جیسی معرکۃ الآرا کتاب لکھی اور اسلام قرآن اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقانیت کھول کر بیان فرمائی اور غیر مسلموں کو دس ہزار روپیہ کا انعامی اشتہار دیا۔

لیکن کسی غیر مسلم کو اس کے جواب کی ہمت نہ ہوئی اور اس کتاب براہین احمدیہ کے متعلق اہل حدیث کے سرتاج عالم بے بدل مولنا مولوی محمد حسین صاحب نے اپنے رسالہ اشاعت السنۃ جلد ۷ ...... میں یہ ریمارک شائع کئے :-

" یہ کتاب اس زمانہ میں موجودہ حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں شائع نہیں ہوئی اور آئندہ کی خبر نہیں لعل اللہ یحدث بعد ذالک امرا......

...... اور اس کا مؤلف بھی اسلام کی مالی و جانی و قلمی و لسانی و حالی و قالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے۔ جس کی نظیر مسلمانوں میں بہت ہی کم پائی جاتی ہے۔ ہمارے ان الفاظ کو کوئی ایشیائی مبالغہ سمجھے تو ہم کو کم سے کم ایک ہی ایسی کتاب بتادے جس میں جملہ فرقہ ہائے مخالفین اسلام خصوصاً آریہ و برہمو سماج

سے اس زور شور سے مقابلہ پایا جاتا ہو اور دو چار ایسے اشخاص انصار اسلام کی نشان دہی کرے۔ جنہوں نے اسلام کی نصرت مالی و جانی، قلمی و لسانی کے علاوہ حالی نصرت کا بھی بیڑا اٹھا لیا ہو اور مخالفین اسلام اور منکرین الہام کے مقابلوں میں مردانہ تحدی کے ساتھ یہ دعوے کیا ہو کہ جس کو وجود الہام کا شک ہو وہ ہمارے پاس آ کر اس کا تجربہ و مشاہدہ کر لے اور تجربہ و مشاہدہ کا اقوام غیر کو مزہ بھی چکھا دیا ہو"

پھر یورپ کے فلسفہ سے بڑے بڑے مسلمان عمائد بھی خائف تھے اور ان کے مقابلہ میں احساس کمتری محسوس کرتے ہوئے اسلام کو ان کے مقابلہ میں کمزور سمجھتے تھے۔ اس وقت امام الزمان نے یہ اعلان فرما کر جہاں مسلمانوں کے حوصلوں کو بلند کیا وہاں دشمنان اسلام کے گھر میں صف ماتم بچھ گئی۔

حضور فرماتے ہیں:—

"یقیناً سمجھو کہ اسی لڑائی میں اسلام کو مغلوب اور عاجز دشمن کی طرح صلح جوئی کی حاجت نہیں بلکہ زمانہ اب اسلام کی روحانی تلوار کا ہے جیسا کہ کسی وقت وہ اپنی طاقت دکھا چکا ہے۔ یہ پیشگوئی یاد رکھو کہ عنقریب اس لڑائی میں دشمن ذلت کے ساتھ پسپا ہوگا اور اسلام فتح پائے گا حال کے علوم جدیدہ کیسے ہی زور آور حملے کریں کیسے ہی نئے نئے ہتھیاروں کے ساتھ چڑھ چڑھ کر آئیں انجام کار ان کے لئے ہزیمت ہے بلکہ شکر نعمت کے طور پر کہتا ہوں۔ کہ اسلام کی اعلیٰ طاقتوں کا مجھے علم دیا گیا ہے جس علم کے رو سے میں کہتا ہوں کہ اسلام نہ صرف فلسفۂ جدیدہ کے حملہ سے اپنے تئیں بچائے گا بلکہ حال کے علوم مخالفہ کی جہالتیں ثابت کرے گا۔ ......

اس کشتی کا ناخدا خداوند تعالیٰ ہے وہ ہمیشہ اسکو طوفان اور باد مخالفت سے بچاتا رہے گا جیسا کہ فرماتا ہے انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون"

(آئینہ کمالات اسلام)

حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات ثابت کر کے جہاں عیسائیت کی بیخکنی کی وہاں بانیٔ اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی زندہ نبی ثابت کیا جیسا کہ فرماتے ہیں قبل مات عیسیٰ مطرقا ونبینا حی واللہ انی الیوم حی وافاتی اور حضور نبی صلعم کے دین اسلام کو ہی زندہ مذہب ثابت فرمایا جس پر عملدرآمد کر کے ایک پکا مسلمان باخدا ہو سکتا ہے اور اپنے آپ کو بطور نمونہ دنیا کے سامنے مقابلہ کے لئے پیش کیا

کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشان دکھلائے
یہ ثمر باغ محمد سے ہی کھایا ہم نے

اسلام کی تائید میں ۸۴ کتابیں لکھیں اور جواب لکھنے والوں کے لئے بڑے بڑے انعامی چیلنج دیئے مگر کسی کو مقابلہ کی جرأت نہ ہوئی۔ یا تو عیسائیت مسلمانوں کو کھا رہی تھی یا پھر پادریوں کو یہ ریزولیوشن پاس کرنے پڑے کہ مرزا صاحب کے ساتھ بحث نہ کرنا۔

نہ صرف مسلمان ہی پکے مسلمان بن گئے اور عیسائیت کے حملہ سے بچ گئے بلکہ حضرت اقدس کے کشف کے مطابق:—

"میں نے دیکھا کہ میں شہر لنڈن میں ایک منبر پر کھڑا ہوں اور انگریزی زبان میں ایک نہایت مدلل بیان سے اسلام کی صداقت ظاہر کر رہا ہوں۔ بعد اس کے میں نے بہت سے پرندے پکڑے جو چھوٹے چھوٹے درختوں پر بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے رنگ سفید تھے اور شاید تیتر کے جسم کے موافق ان کا جسم ہوگا۔

سو میں نے اس کی یہ تعبیر کی کہ اگرچہ میں نہیں مگر میری تحریریں ان لوگوں میں پھیلیں گی اور بہت سے راستباز انگریز صداقت کا شکار ہو جائیں گے"

یورپ میں عیسائی بکثرت حلقہ بگوش اسلام ہونے لگے یہاں تک کہ برنارڈ شا جیسا مفکر یورپ یہ کہنے پر مجبور ہو گیا کہ اگر اسی طرح اسلام یورپ میں پھیلتا گیا تو ایک سو سال کے اندر تمام یورپ کا مذہب اسلام ہوگا۔

اور اللہ تعالیٰ نے اپنے سچے خلفاء کی یہی علامت قرار دی ہے۔

لیمکنن لهم دینهم الذی ارتضیٰ لهم ولیبدلنهم من بعد خوفهم امنا۔ کہ ان کے ذریعہ اسلام مضبوط ہو جاتا ہے اور مخالف مغلوب۔ چنانچہ حضرت اقدس کی وفات پر بڑے بڑے غیر از جماعت اخبارات نے جو ریمارکس کئے اُن میں سے بطور نمونہ پیش کرتا ہوں تاکہ آپ حضرات کو علم ہو جائے کہ حضرت امام الزمان نے اسلام کے لئے کس قدر خدمات سر انجام دیں اور اسلام جو دشمنوں کے نرغے میں گھر کر مغلوب دکھائی دے رہا تھا اس فتح نصیب جرنیل کے ذریعہ دوبارہ اس کا پرچم کل روئے زمین پر لہرانے لگا۔

والفضل ما شهدت به الاعداء۔

اس کے بعد حکیم صاحب نے اخبارات وکیل امرتسر صادق الاخبار ریواڑی علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ اور کرزن گزٹ دہلی کے وہ اقتباسات پڑھ کر سنائے جن میں حضرت مرزا صاحب کی علمی و دینی خدمات پر انہیں خراج تحسین ادا کیا گیا ہے۔

کرنل سعید احمد صاحب کی تقریر

والعصر ان الانسان لفی خسر الا الذین امنوا وعملوا الصلحت۔ وتواصوا بالحق۔ وتواصوا بالصبر۔ کی تلاوت کرنے کے بعد حاضرین سے خطاب کیا آپ نے فرمایا:—

قرآن کریم کا دعوے ہے کہ یہ رشد و ہدایت کی کامل کتاب ہے۔ اس کا مطلب جیسا کہ بعض حضرات کا خیال ہے یہ نہیں کہ دنیا بھر کے علوم جدیدہ سائنس فلسفہ اس میں بھرے ہوئے ہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی قولی کتاب ہے اور یہ کائنات جو ہمیں اپنے گرد و پیش نظر آتی ہے یہ اس علیم و حکیم کی فعلی کتاب ہے اور یہ دونوں ہی اپنی اپنی جگہ رشد و ہدایت کا سامان اپنے اندر رکھتی ہیں۔ کیونکہ اس جہان کی مکمل ترین مخلوق انسان تھا جس کو باری تعالیٰ نے علم و حکمت کے زیور سے نوازا اور اس ہستی کی جسمانی پیدائش مکمل کرنے کے بعد اس میں اخلاقی اور روحانی زندگی کی نشوونما کے لئے بیج بھی رکھ دیا۔ کرنل صاحب مکرم نے فرمایا کہ:—

جہاں ایک طرف اس دنیا میں جو عالم ظاہر ہے انسان کو جسمانی زندگی گزارنے کے لئے مکمل علم دینا ضروری تھا۔ وہاں اس کی اخلاقی اور روحانی زندگی کی نشوونما کے لئے جو عالم باطن سے تعلق رکھتی ہے، ہدایت دینا بھی ضروری تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں ہدایتوں کا ذکر اپنی پاک کتاب قرآن کریم میں کیا ہے۔ چنانچہ آیت و علم ادم الاسماء کلها، اس بات کی طرف دلالت کرتی ہے کہ انسانی دماغ میں خواص اشیاء کا علم ودیعت کیا گیا ہے اور اگر وہ آیت لیس للانسان الا ما سعیٰ کے ماتحت اپنے دماغ کو استعمال کرے تو اس دنیا کی ترقی کے سامان اسکو مہیا ہو سکتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ کی صفت الرحمٰن بھی اسی بات کی طرف دلالت کرتی ہے کہ اس رحیم و کریم ہستی نے انسان کو اس دنیا میں بے دست و پا نہیں بھیجا۔ اگر ایک طرف اس کی ضروریات کا سامان اس کے وجود میں آنے سے پہلے مہیا فرمایا تو دوسری طرف اس سامان سے کام لینے کی ہدایت بھی انسان کی فطرت میں ودیعت کر دی۔ چنانچہ جب کوئی انسان اس ہدایت سے کام لیتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی صفت الرحیم کے ماتحت اپنی محنت کا پھل پا لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فیوض جو اس کی صفات رب۔ رحمٰن اور رحیم کے ساتھ وابستہ ہیں کسی خاص قوم یا مذہب سے مخصوص نہیں۔ یہ عالمگیر اور ہمہ گیر صفات ہیں۔ جو تمام عالم کا احاطہ کئے ہوئے ہیں۔ مقرر محترم نے فرمایا کہ تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ جس قوم نے بھی اپنے دماغ و عقل سے کام لیا اور محنت کی تو اللہ تعالیٰ نے اس محنت کا اجر دیا۔ آیت وسخر لکم ما فی السموٰت

والارض میں کیسی ہی راز پنہاں ہے کہ زمین و آسمانوں کی طاقتوں، استعدادوں اور صلاحیتوں کو تمہاری خدمت میں لگایا پس اللہ تعالےٰ کی ودیعت کردہ استعدادوں سے ان کو کام میں لاؤ۔ آپ نے اسکی وضاحت کے پیش نظر ایک مثال دیتے ہوئے فرمایا کہ آپ زمیندار لوگ ہیں کیا آپ اپنی کھیت کی دیکھ بھال کا کام ایسے شخص کو سونپیں گے جو زمینداری کے معمولی اصولوں سے بھی ناواقف ہے ظاہر ہے کہ آپ ایسا نہیں کریں گے۔ پس اللہ تعالےٰ ـــ جس کا علم و حکمت کامل ہے، انسان کو علم و حکمت اور فہم و فراست دیئے بغیر اس زمین کی خلافت کیسے سونپ سکتا تھا۔ آج یورپ کی اقوام کو دیکھ لیجئے یہ لوگ خدا داد استعدادوں اور صلاحیتوں کو کام میں لائے تو دنیاوی علوم و فنون میں ہر طرح کی ترقیات کیں۔ کرنل صاحب نے اس حقیقت کا اظہار فرمایا کہ جب علم و حکمت اور ایجادات کی صلاحیتیں انسان کے اندر ودیعت ہیں تو ایک ایسی کتاب جس کا مقصد دنیاوی مقاصد سے ارفع اعلیٰ ہے۔ اس علم سے بے نیاز ہوگئی اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس دنیاوی زندگی میں قرآن کریم کی ہدایت و رہنمائی کی ضرورت نہیں بلکہ میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کریم نے وہ اصول بیان کئے ہیں جو دنیاوی علوم پر حاوی ہیں اور جن پر عمل کرنے سے انسان دنیاوی علوم کو نسل انسانی کی فلاح و بہبود کے لئے استعمال کر سکتا ہے۔ ان اصولوں کی سرتابی فساد اور بگاڑ کا موجب ہوگی آپ نے اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ انسان دنیاوی علوم میں کتنی بھی ترقی کر لے لیکن یورپ کی گذشتہ پچھلی دو عالمی جنگیں اور اقوام عالم کا موجودہ اضطراب اس بات کا شاہد ہے کہ صرف دنیاوی علوم ہی ہماری رہبری نہیں کر سکتے وہ تو ہمارے خادم ہیں اُن سے تعمیری یا تخریبی کام لینا انسان کے ہاتھ میں ہے اگر وہ اللہ تعالےٰ کی رشد و ہدایت پر عمل پیرا ہو جائے تو جہان تو تعمیر کرے گا اور اس سے ہٹ کر تخریب کا موجب بنے گا۔

کرنل صاحب نے مسلمانوں کے زوال کے اسباب بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ:۔

مسلمانوں نے جب اپنی غفلتوں سے سب کچھ کھو دیا تو بجائے اس کے کہ اپنے اخلاق اور روحانی تنزل کی وجوہات پر غور کرتے اور قرآن کریم نے جو نسخے اصلاح کے لئے تجویز کئے ہیں انہیں استعمال کرتے مگر ہوا یہ کہ یورپ کی ترقیات دیکھ کر احساس کمتری میں مبتلا ہوگئے اور یہ ثابت کرنے کی کوششیں شروع کیں کہ قرآن کریم میں علوم جدیدہ و سائنس وغیرہ کا علم موجود ہے۔ یہ طرز عمل دقیانوسی خیالات تھی اور شکست خوردہ ذہنیت کے لوگوں کا شغل ہے انہوں نے کبھی یہ نہیں سوچا کہ یورپ کی ترقی کا راز اُن کے مذہبی عقائد کی وجہ سے نہیں بلکہ عمل پیہم کی وجہ سے ہے۔

اس میں کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالےٰ نے اپنی کتاب میں اپنے علم کامل سے چند ایک ایسے حقائق بیان فرمائے ہیں جن کا علم آج سائنس کو ہوا ہے مثال کے طور پر :۔

(۱)۔ اولم یرالذین کفروا ان السموات والارض کانتا رتقا ففتقنٰھما ط و جعلنا من الماء کل شیءٍ ـــ افلا یؤمنون۔ زمین اور آسمان گٹھڑی کی طرح بند تھے ہم نے انہیں کھولا اور ہر ذی نفس کو پانی سے پیدا کیا۔ آج سائنس بھی اسی نتیجے پر پہنچی ہے کہ یہ عالم سمٹا ہوا پڑا تھا (IN A COMPRESSED STATE) اور پھر اس میں ایک ایٹمی دھماکے کی وجہ سے چاند۔ سورج۔ ستارے وغیرہ پھیل گئے اور موجودہ تحقیقات کا نچوڑ بھی یہی ہے کہ زندگی کی ابتداء پانی سے ہوئی۔ اس آیت میں ایک پیشگوئی بھی پنہاں ہے کہ اس عالم کی پیدائش کی حقیقت بھی وہ لوگ دریافت کریں گے جو خدا کے وجود سے انکاری ہیں (یعنی مادہ پرست سائنسدان) اسی لئے اولم یرالذین کفروا میں اُن سے خطاب کر کے فرمایا کہ تم اس حقیقت سے واقف ہو کہ اس عالم کو وجود میں لانا کس علم و حکمت کی متقاضی ہے پس خالق کو کیوں نہیں مانتے (الحمد للہ کہ چند سائنسدانوں نے اس حقیقت سے فائدہ اُٹھا کر خدا کے وجود کا اقرار کر لیا ہے)

(۲)۔ سبحٰن الذی خلق الازواج کلھا ..... لا یعلمون۔ یہ حقیقت بھی آج منکشف ہوئی ہے کہ ہر چیز کا جوڑا ہے چنانچہ ایٹم تک کا جوڑا ہے۔

(۳)۔ ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا۔ آج سائنس نے دریافت کیا ہے کہ فطرت کے قوانین اٹل ہیں اور ذرہ بھر اُن کی سرتابی کوئی نہیں کر سکتا مثال کے طور پر پانی کے لئے اللہ تعالےٰ کا قاعدہ ہے کہ وہ ایک سو سنٹی گریڈ پر اُبلتا ہے اور صفر سنٹی گریڈ پر برف بن جاتا ہے۔ اب پانی کو منطقہ حارہ میں لے جاؤ یا منطقہ بارد میں یہ قانون نہیں بدلتا اگر اللہ تعالےٰ کے قوانین اٹل نہ ہوتے کیا مصیبت ہوتی انسان پانی پینے کے لئے جاتا اور پانی صاحب کھولنا شروع کر دیتے یا نہانے کے لئے جاتا تو پانی جم جاتا در اصل اللہ تعالےٰ کے کامل علم کا تقاضا بھی یہی تھا کہ اُس کے بنائے ہوئے قوانین اٹل ہوں۔ کیونکہ وہی قوانین تبدیل ہوتے ہیں جو ناقص علم سے وجود میں آئیں جیسے انسان کے بنائے ہوئے قوانین کہ اُن میں رد و بدل کی ضرورت پیش آتی ہے۔

ان باتوں کو بیان کرنے کا مقصد یہ نہیں کہ قرآن کریم علوم دنیاوی کی کتاب ہے۔ بلکہ یہ باتیں ہمارے ازدیاد ایمان کا باعث ہیں کہ واقعی ہمارا خالق صادق، علیم و حکیم اور برحق ہے۔ اسی نے ایک اُمّی کی زبان سے وہ باتیں کہلوائیں جن کو سائنسدانوں نے ہزاروں برس کی سعی و محنت کے بعد دریافت کیا۔ پس یہ کتاب حق ہے اور انسانی نجات اسی پر ہی عمل کرنے سے ہو سکتی ہے

مکرم کرنل صاحب نے حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ :۔

قرآن کریم کا مقصد اس بیج کو نشوونما دینا ہے جو اخلاق فاضلہ اور روحانی زندگی کی نشوونما کے لئے انسان کے اندر رکھا گیا ہے۔ جسمانی طور پر انسان اس کائنات میں کی مکمل ترین تخلیق ہے اور علم کی وجہ سے ہی انسان کو اللہ تعالےٰ نے اس زمین پر تصرف تام دیا۔ لیکن چونکہ اس کی جسمانی زندگی۔ روحانی زندگی کا پیش خیمہ ہے اس لئے اخلاقی اور روحانی طور پر انسان طفل مکتب ہوتا ہے اسی لئے اس قادر کریم نے روحانی تعلیم کا انتظام بعثت انبیاء سے فرمایا اور سب سے آخر میں کامل ضابطہ قرآن کریم کی صورت میں انسان کی روحانی ہدایت کے لئے نازل فرمایا۔ اس ضابطہ کا مقصد نہایت ارفع اور اعلیٰ ہے وہ یہ کہ انسان کو ابدی زندگی کے لئے اس طور سے تیار کرنا کہ اس دنیا کی زندگی بھی اُس کے لئے . . . .

. . . جنت بن جاوے۔ اور جب وہ اس دنیا میں اعمال صالحہ کا اچھا نتیجہ دیکھے تو آخرت پر ایمان اور بھی مضبوط ہو۔ پس اُن اخلاقی اور روحانی استعدادوں کو جو ہمارے اندر مخفی ہیں اُجاگر کرنا ہی قرآن کریم کی مشن ہے۔ اگر انسان اپنی اخلاقی اور روحانی اقدار کو قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق بلند کرے تو یہ دنیا جنت بن جائے۔ خدائی بادشاہت جس کے متعلق انبیاء کہتے چلے آئے ہیں آجائے اور انسان ابدی زندگی کا وارث ہو۔

مقرر صاحب موصوف نے فرمایا کہ :۔

مادہ کی انتہا روحانیت کی ابتداء ہے جیسا کہ قرآن کریم کی سورۃ مومنون میں انسان کی جسمانی زندگی کی پیدائش کے مراحل پہلے بیان فرمائے۔ چنانچہ ولقد خلقنا الانسان من سلٰلۃ من طین...... فکسونا العظام لحما۔ یعنی مٹی سے انسان کی پیدائش کو شروع کیا۔ مٹی کی حالت پر موت وارد طاری ہوئی تو نطفہ بنا نطفہ کی حالت پر موت طاری کی علقہ بنا غرض موت و حیات کا سلسلہ گوشت پوست تک پہنچا۔ پھر فرمایا ثم انشانٰہ خلقا اٰخر یعنی پھر ہم اسکو ایک اور پیدائش دیتے ہیں یہ نفس ناطقہ کی پیدائش ہے جس کے ذریعہ انسان نے اُخروی زندگی کے لئے تیاری کرنا ہے اور یہ نفس ناطقہ مادی چیز نہیں چنانچہ اس سے اگلی دو آیتیں پھر موت و حیات کا ذکر کرتی ہیں اور اس بات پر بند ہیں وہ زندگی جو ثم انکم یوم القیٰمۃ تبعثون والی ہے روحانی زندگی ہے۔ میں عرض کر رہا تھا کہ مادہ کی انتہاء روح کی ابتداء ہے اس لئے ضروری تھا کہ انسان کو جو صاحب فہم و بصیرت ہستی ہے آہستہ آہستہ مادیت سے روحانیت کی طرف لے جایا جاتے۔ کیونکہ دفعۃً ایک منزل سے دوسری منزل کو پھلانگنا بے فائدہ ہوتا ہے۔ عالم باطن چونکہ ہماری نظر سے مخفی ہے اس لئے اگر انسان کو دفعۃً بغیر سمجھ بوجھ کے اس عالم کے عجائبات کی سیر کرائی جاتی

جہاں اُس نے ابدی زندگی گذارنی ہے تو نتیجہ سوائے دیوانگی کے اور کچھ نہ ہوتا۔ پس اس خبیر نے اپنی حکمت سے یہ چاہا کہ انسان کو اس دنیا میں رہتے ہوئے تدریجاً اُس آنے والی زندگی سے واقفیت بخشی جائے اور اس مقصد کے لئے دنیاوی زندگی کو ہی بنیاد بنا کر استعمال کیا جاوے۔ چنانچہ فرمایا الذی خلق الموت والحیاۃ لیبلوکم ایکم احسن عملا یعنی یہ زندگی تمہارے لئے بطور ابتلا ہے۔ یعنی وہ ذریعہ جس کے ذریعہ تمہارے اخلاق فاضلہ کی چھپی ہوئی استعدادوں نے خدا کی ہدایت کے ماتحت ابھرنا ہے اور یہی زندگی اُس روحانی زندگی کی ابتداء ہے جو بعد الموت تمہیں نصیب ہوگی۔ پس اللہ تعالےٰ نے اخلاق فاضلہ کے عمل میں اپنی محبت کی چاشنی رکھ دی تاکہ انسان اس دنیا میں ہی اللہ تعالےٰ کی محبت کا مزہ چکھ لے اور اس کے لطف سے روشناس ہو کر مناسب ادراک ہو جائے۔

وبشر الذین امنوا...... کلما رزقوا منہا من ثمرۃ رزقا۔ قالوا ھذا الذی رزقنا من قبل واتوا بہ متشابہا۔ جنتی زندگی کے پھلوں (جو عمل کے پھل ہیں) کا اس دنیا کے پھلوں سے مشابہ ہونا بتا دیا ہے کہ اللہ کی محبت کے آثار اسی زندگی میں شروع ہو جاتے ہیں اور یہ سب نیک عملوں کے نتیجہ ہیں آیت کو وبشر الذین امنوا وعملوا الصلحت سے شروع کیا ہے یعنی خوشخبری ایمانداروں اور اعمال صالحہ کرنے والوں کے لئے ہے۔

عیسائی بھی ہمیں ایک خوشخبری (GOSPEL) سناتے ہیں یعنی حضرت مسیحؑ نے تمام نسلِ انسانی کے گناہوں کا بوجھ اُٹھا لیا ہے اور جو اُن پر ایمان لائے اس کو کھلی چھٹی ہے جو مرضی ہے کرتا پھرے۔ یہ تو اعمال سوء کی ترغیب وتحریک ہے اور یورپ میں جو فحاشی نظر آتی ہے اسی تعلیم کا نتیجہ ہے۔

کرنل صاحب نے فرمایا کہ:۔

غرض قرآن کریم نے وہ تمام اصول وذرائع جو انسان کو کامل بنانے کے لئے ضروری تھے بتلا دیئے قرآن کریم کے بتائے ہوئے قوانین پر عمل کرنا انسان کے لئے ہی مفید ہے، اللہ تعالےٰ کو اس سے کچھ فائدہ نہیں پہنچتا۔ اس کی مثال یوں سمجھئے جیسے آپ بازار سے ایک ریڈیو خریدتے ہیں۔ اس ریڈیو کے ساتھ آپ کو ہدایات کی ایک کتاب بھی ملتی ہے جس میں (DOS AND DONTS) یعنی اوامر ونواہی ہوتے ہیں کہ اگر ریڈیو سے ٹھیک کام لینا ہے تو یہ یہ باتیں کرو اور یہ نہ کرو۔ نواہی اس لئے ہوتے ہیں کہ وہ اکائی مشین کو بیکار کر دیتا ہے چونکہ ہم جانتے ہیں کہ یہ ہدایات کی کتاب اس ریڈیو کے بنانے والے نے لکھی ہے جو اس کی ماہیت سے کماحقہ واقف ہے اسی لئے ہم ان تمام ہدایات پر پوری طرح عمل کرتے

ہیں۔ یہی حال قرآن کریم کا سمجھ لیجئے یہ ایک انسٹرکشن بک ہے جو انسانی مشینری پیدا کرنے والے کی طرف سے ہے اور اس کے اوامر ونواہی ہی انسان کی مشینری کو ٹھیک چلا سکتے ہیں کہ وہ اپنا مقصد پورا کرے۔

صاحب موصوف نے ایک اور مثال اوامر ونواہی کی دیتے ہوئے فرمایا کہ اگر آپ کسی موٹر کو چلا رہے ہوں جس کی بریکیں نہ ہوں تو آپ ضرور کہیں ٹکرا جائیں گے۔ اور اس کے نتیجے میں دوسرے کی مال وجان کو تباہ کریں گے نیز اپنی جان ومال بھی تباہ ہوگی۔ لیکن اگر کار کی بریکیں ٹھیک ہیں تو آپ بلا خوف وخطر شاہراہ پر چل سکتے ہیں۔ پس اللہ تعالےٰ کے اوامر ونواہی وہ بریکیں ہیں جو آپ کو اور سوسائٹی کے دوسرے افراد کو محفوظ رکھتی ہیں (ایک دوسرے کے شر سے) الغرض قرآن کریم کی اصل شان یہی ہے اُس نے وہ تمام قوانین جو نسل انسانی کی راہبری کے لئے ضروری تھے بیان کر دیئے اب ممکن نہیں کہ اس سے بہتر واضح قوانین کوئی اور دے سکے اسی لئے اللہ تعالےٰ نے اپنی کتاب حکیم میں تمام دنیا کو چیلنج کیا فاتوا بسورۃ من مثلہ آج سے تیرہ سو برس سے یہ چیلنج موجود ہے لیکن کوئی اس کا جواب دینے کی جرأت نہ کر سکا۔ قرآن کریم نے کن کن طریقوں سے انسان کی اصلاح کی ہے۔ اس کا بیان ایک دفتر چاہتا ہے۔ میں مختصراً دو چار باتیں عرض کروں گا۔

آپ نے فرمایا کہ قرآن کریم مسلمانوں کے لئے تربیتی کتاب یا (TRAINING MANUAL) ہے۔ آج کے مشینی اور ایٹمی دور میں جبکہ انسان کا دماغ ارتقاء کی انتہائی منازل طے کر رہا ہے انسان نے بھی تربیت دینے کے لئے قوانین وضع کئے ہیں یہ قوانین وضع کرتے وقت انسانی فطرت اور اس کی نفسیات کو مدنظر رکھا گیا ہے چنانچہ کچھ بڑے بڑے اصول تعلیم وتربیت کے لئے وضع ہوئے ہیں وہ یہ ہیں:۔

(۱) EXHORTATION یعنی پند وعظ

(۲) REPITITION یعنی تکرار

(۳) ENCOURAGEMENT حوصلہ افزائی

(۴) DEMONSTRATION مثالی دلائل

قرآن کریم نے اسلام کو دین فطرت قرار دیا ہے یعنی اس کی تعلیم فطرت انسانی کے مطابق ہے۔ ان اصولوں کا استعمال (جو انسان نے آج دریافت کئے ہیں) اس میں عام ہے پہلا یعنی پند ونصائح لیجئے تو بار بار اللہ تعالےٰ نے مواعظ حسنہ سے انسان کو سمجھایا ہے۔ مثلاً ان اللہ یامر بالعدل والاحسان...... الخ ولا تقربوا مال الیتیم الا بالتی ھی احسن لا تقربوا الزنیٰ انہ کان فاحشۃ یایھا الناس اتقوا ربکم وغیرہ وغیرہ

دوسرا طریقہ تکرار کا بھی قرآن کریم میں بڑے موثر طریقہ سے استعمال ہوا ہے چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ولقد صرفنا فی ھذا القرآن لیذکروا۔ یعنی ہم نے قرآن کریم میں بار بار مختلف پیرایوں سے سمجھایا ہے تاکہ نصیحت حاصل کریں۔ پھر اقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ کو دہرایا ہے۔ پھر بار بار دنیا کے نظارہ کی طرف توجہ دلائی ہے۔ غرض یہ تکرار کا طریقہ خوب ہی استعمال کیا ہے۔

(۳) حوصلہ افزائی۔ ایمان لانے والوں کے لئے بشارتوں کا وعدہ ہے اس زندگی اور اُخروی زندگی میں۔

(۴) مثالی دلائل۔ یہ طرز بیان بھی قرآن میں عام ہے اگر ایک طرف عام فہم مثالوں سے مقاصد کو واضح کیا ہے جیسے مثلھم کمثل الذی استوقد ...نارا۔ مثل کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ وغیرہ تو دوسری طرف قوموں کے عروج و زوال کی تاریخ کو بھی بطور مثال پیش کیا ہے جیسے الم تر الی الملاء من بنی اسرائیل۔

اب میں اُس سورت کے مضمون کو لیتا ہوں جو میں نے تلاوت کی ہے۔ عصر زمانہ یا گذرتے ہوئے وقت کو کہتے ہیں۔ اگر غور کریں تو انسان کی زندگی کا زمانہ اس دنیا میں ایک سمندر میں قطرے کے برابر بھی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہر متمدن قوم میں وقت کی قدر پر بڑا زور دیا گیا ہے۔ مثلاً گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں۔ TIME IS MONEY وغیرہ وغیرہ۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ مقاصد کو پا لینے کے لئے بروقت عمل ضروری ہے۔ یہ چیز روزمرہ کے مشاہدہ میں آتی ہے کہ وقت پر اپنا کام نہ کرنے والا آدمی خواہ وہ طالب علم ہو تاجر یا نوکری پیشہ آخر خسارہ میں رہتا ہے۔ اب جب سے انسان وجود میں آیا ہے وہ چار گروہوں میں بٹا رہا۔

(۱) اوّل وہ گروہ جنہوں نے اس مادی دنیا کو ہی سب کچھ سمجھ لیا ہے وہ نتائج اعمال کے قائل نہیں اسی لئے اُن کے مذہب میں مادی اغراض کے حصول کے لئے سب کچھ جائز ہے یہ لوگ اخلاق فاضلہ سے بکلی عاری ہیں اور چونکہ بل تؤثرون الحیوٰۃ الدنیا کے مصداق ہیں اس لئے اُخروی اور ابدی زندگی میں ان کے لئے خسارہ ہے۔

(۲) دوسرا گروہ جو خدا کا قائل تو ہے لیکن اُس نے اس کے ساتھ شجر وحجر تک کو شریک بنا لیا پس چونکہ وہ سرچشمہ ہدایت کو چھوڑ چکا اس لئے ضلالت میں مبتلا ہو کر خائب وخاسر ہے۔

(۳) تیسرا گروہ ان لوگوں کا ہے جنہوں نے خدا کو تو مانا لیکن اس زندگی کو محض حیوانی قرار دے کر اس سے راہِ فرار اختیار کی اور چونکہ فطری تقاضوں کو اس فرار کی وجہ سے کنٹرول نہ کر سکا اس لئے گناہ میں ملوث ہو گیا اللہ تعالےٰ نے قرآن میں ان کا ذکر یوں کیا ہے کہ ان لوگوں نے رہبانیت کی ابتداء کی لیکن اس راہ پر چل نہ سکے پس چونکہ یہ گروہ بھی ضلالت میں بھٹک رہا ہے اس لئے خسارہ میں ہے۔

(۴) چوتھا گروہ موحدین کا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے خداوند تعالےٰ پر ایمان لا کر اُس کے احکام کی پیروی کی اور حقوق اللہ وحقوق العباد کو کماحقہ ادا کیا اور

بقول انگریزی مقولہ (They lived a miserable life) بھرپور زندگی بسر کی پس اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی ایسے لوگوں کے لئے فائدہ ہی فائدہ ہے۔

پس وقت اس بات پر گواہی دیتا ہے کہ ایماندار اور عمل صالحہ کرنے والے ہی سرفراز ہوتے ہیں۔ مذکرہ بالا تین گروہ کو نتیجہ کے لحاظ سے ایک ہی گروہ شمار کیا جاوے گا اس لئے اللہ تعالےٰ نے دو گروہوں کا ذکر فرمایا یعنی ایک وہ جو ایمان اور عمل کا قائل ہے اور دوسرا وہ جو ان دونوں باتوں سے عاری ہے۔

حضور نبی کریمؐ کے زمانے میں ہمیں اس بات کی قطعی شہادت ملتی ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے حضور نبی کریمؐ کو مانا وہ ایک روحانی انقلاب کو دجود میں لائے اور مخالفت گھاٹے میں رہے حقیقت بھی یہی ہے کہ کسی بھی مقصد کو حاصل کرنے کے لئے پہلا جزو ایمان کا ہے جب تک کسی چیز کے ملنے پر ایمان نہ ہو اس کے حصول کی کوشش انسان شروع نہیں کرتا۔

چنانچہ اللہ تعالےٰ کی معرفت حاصل کرنے میں بھی پہلا قدم ایمان ہی ہے۔ ایمان کے لئے تین چیزیں علم۔ یقین اور ارادہ انتہائی ضروری ہیں۔ اور یہ لازم و ملزوم ہیں کیونکہ علم سے یقین اور یقین سے قوت عمل پیدا ہوتی ہے۔ اور یہ قوت عمل پیدا ہو . . . . کہ جب انسان اللہ تعالےٰ کے احکامات کو بجا لاتا ہے تو گویا ایمان مکمل ہوا۔

ایمان کے بعد اللہ تعالےٰ نے اعمال صالحہ کا ذکر کیا ہے جاننا چاہیئے کہ اعمال صالحہ کا مطلب ہر تعمیری کام (Constructive work) ہے اور تخریبی کام (destructive work) عمل سُوء ہے پس ترقی کے لئے ضروری ہے کہ انسان تعمیری کام میں اپنے آپ کو لگائے کیونکہ عمل سُوء میں خسارہ ہی خسارہ ہے۔

اب ایمان اور عمل کو قائم رکھنا۔ حق اور صبر کو چاہتا ہے کیونکہ حق بات کرنا اور اپنے اعمال کو ایک ضبط کے ماتحت رکھنا کوئی معمولی کام نہیں چنانچہ سورۃ لقمان میں اس کو عزم الامور کہا گیا ہے یعنی یہ پختہ ارادہ رکھنے والوں کے کام ہیں۔ پس صبر اور حق کی تلقین وہی لوگ کر سکتے ہیں جو پہلے خود اس کا نمونہ ہوں حق کی تبلیغ ویسے بھی بڑا صبر چاہتی ہے کیونکہ الحق مُرٌّ۔ حق بات کڑوی ہوتی ہے اور اس کو کرنے والا مطعون کیا جاتا ہے۔

اس زمانہ کے امام حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اپنی جماعت کو صبر اور تبلیغ حق کی تلقین کی ہے کیونکہ اس جماعت کا کام اشاعت اسلام تھا اور جب تک یہ جماعت خود سچائی اور صبر کا اچھا نمونہ پیش نہ کرتی اس کے لئے داعی الی اللہ ہونا نا ممکن تھا چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ نے اسی لئے اپنی بیعت میں دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد لیا۔

سو بھائیو! ہم میں سے ہر ایک اپنی حالت پر غور کرے اور سوچے کہ کیا ہمارے اندر کوئی کمزوری تو نہیں آ گئی اور کیا ہم حق اور صبر کو چھوڑ تو نہیں بیٹھے اللہ تعالےٰ ہم سب کو توفیق دے کہ ہم باایمان۔ باعمل اور حق اور صبر کی تلقین کرنے والے گروہ صالحین میں شامل ہوں۔

تیسرا اجلاس

۲۵ر فروری ۱۹۶۵ء بروز جمعرات بعد از نماز عشاء احمدیہ انجمن اشاعت اسلام بلڈنگس برانڈرتھ لاہور کے دو روزہ سالانہ جلسہ کا تیسرا اجلاس زیر صدارت محترم کرنل سعید احمد صاحب جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور منعقد ہوا۔

حافظ مولینا شیر محمد صاحب نوشاہی معلّم ادارہ تعلیم القرآن نے "ختم نبوت" کے موضوع پر تقریر فرمائی مولینا صاحب نے کتاب و سنت، آئمہ دین اور حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات سے ثابت کیا کہ حضرت اقدس سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا اور نہ پرانا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر باب نبوت مسدود ہو چکا ہے۔ مولینا نے قرآن کریم کی روشنی میں بتفصیل بیان فرمایا کہ آپؐ کے بعد خلافت امامت، ولایت اور مکالمہ مخاطبہ جاری ہے اور احادیث نبوی کی رو سے بھی ان روحانی مقامات اور مجددیت محدثیت مثیل انبیاء۔ دجال فارس۔ مسیح و مہدی کے متعلق وضاحت کی مولوی صاحب نے اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ حضرت مسیح موعودؑ کی استعمال کردہ بعض اصطلاحات ——ظلّی نبوت۔ بروزی نبوت۔ امتی اور نبی وغیرہ ——صوفیاء سلف اور بزرگان دین کی اصطلاحات ہیں جو ولایت، خلافت اور امامت کے مترادف ہیں یہ نہ تو کتاب و سنت کی اصطلاحات ہیں اور نہ نبوت کی قسمیں ہیں۔ مقرر موصوف نے حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کے حوالہ جات ولایت ظلّ نبوت است۔ یا النبی کالاصل والولی کالظل یا غیر نبی بروز کے طور پر قائم مقام نبی کے ہوتا ہے۔ یا مورد پر وزحکم نفی وجود کا رکھتا ہے وغیرہ —— بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ آپؐ نے جہاں جہاں اپنی تحریرات میں ان اصطلاحات سے کام لیا ہے وہ خلافت۔ امامت۔ محدثیت۔ مجددیت اور ولایت کے رنگ میں ہی استعمال کی ہے آپ کی مدلل تقریر کے بعد اجلاس ختم ہوا۔

دوسرا دن۔ پہلا اجلاس

. . . . دوسرے روز مورخہ ۲۶ر فروری ۱۹۶۵ء کو چوہدری سعید احمد صاحب کی زیر صدارت جلسہ شروع ہوا۔ مسٹر محمد مشتاق نے قرآن کریم کی تلاوت کی۔ بعد ازاں خواجہ عبدالحفیظ صاحب بٹ۔ ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی اسکول برانڈرتھ نے اجلاس کو خطاب فرمایا۔ خواجہ صاحب نے قرآن کریم کی سورت شریفہ الکہف کی پہلی اور آخری دس آیات کی تلاوت کرتے ہوئے کہا۔۔ کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی دجال کے شر سے بچتے رہنا ہے اسے چاہیئے کہ وہ سورۃ کہف کی پہلی اور آخری دس آیات کی تلاوت کیا کرے جن میں دجالی اقوام۔ ان کی خصوصیات۔ ان کی ترقیات، ان کے باطل معتقدات کا ذکر ہے۔ اور ان کے اثر سے بچے رہنے کی تلقین کی ہے۔

خواجہ صاحب نے احادیث نبوی در بارہ بعثت مسیح موعودؑ اور آپ کی پیشگوئیوں اور بشارات کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ بعثت مسیح کا دور موجود ہے۔ جبکہ دجال اور اس کی زیر اثر اقوام نے ایمان کش تحریکات کا جال بچھایا ہوا ہے اور اپنی مادی ترقیات پر اس قدر نازاں ہیں کہ اپنے خالق و مالک خدا کو بھی بھلا دیا ہے اور دین و مذہب کو انسان کی اختراعات تصوّر کرنے لگے ہیں۔ ایسے وقت میں جبکہ روحانی اقدار کو حرف غلط سمجھ کر مٹایا جا رہا تھا۔ مسیح موعود مبعوث ہوا۔ اور آپ نے دعویٰ کیا کہ میں زمانہ کا امام ہوں مہدی ہوں اور مسیح ہوں۔ خدا تعالےٰ نے مجھے مصلح زمانہ بنا کر بھیجا ہے۔ یہ انگریز دجالی قومیں ہیں۔ میں ان کو قتل کرنے آیا ہوں اور ان کے تثلیث و تصلیب کے غلط اور مشرکانہ اور باطل عقائد کو مٹانے آیا ہوں۔ اور اسلام کو غالب دین ثابت کرنے کے لئے آیا ہوں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ کے مقام اور آپؑ کی خدمات دینیہ پر خواجہ صاحب موصوف نے مفصل روشنی ڈالی اور فرمایا کہ جماعت احمدیہ حضرت صاحب کی اقتداء میں دعوت و تحریک کا آسمانی فریضہ سر انجام دے رہی ہے۔ اور مغرب کے مادہ پرستوں کو روحانیات سے روشناس کرا کر ان کو توحید و رسالت کا والہ و شیدا بنا رہی ہے۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی عظیم الشان خدمات کا ذکر کرتے ہوئے محترم بٹ صاحب نے فرمایا کہ ایسی خدمات اسلامی کی نظیر چودہ سو سال میں بھی نظر نہیں آتی۔ اس تحریک سے نہ صرف دین اسلام کو تقویت حاصل ہوئی اور مسلمانوں کا ایمان تازہ ہوا بلکہ اسلام کی حقانیت اور صداقت ثابت ہوئی اور عالم روحانیت کو مسلمات کا درجہ حاصل ہوا۔ بٹ صاحب نے فرمایا کہ اس جماعت نے ذرائع و وسائل کی آسانیاں نہ ہوتے ہوئے جو دنیا بھر میں وسیع پیمانہ پر ایمان افروز لٹریچر شائع کیا ہے اور جو اسلام کی خدمت کی ہے وہ کسی بادشاہ کو بھی نصیب نہیں ہوئی۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس جماعت کی مساعی کی بارگاہ الٰہی میں بڑی قدر و منزلت ہے اور نصرت الٰہی اس کے شامل حال ہے۔ اپنی تقریر کے آخر میں بٹ صاحب موصوف نے مسلمانوں کو دعوت دی کہ وہ اس جماعت کے ساتھ ہو کر تبلیغ اسلام کا حق ادا کریں۔

بٹ صاحب محترم کے بعد حافظ مولینا ملک شیر محمد صاحب نوشاہی معلّم ادارہ تعلیم القرآن نے مسئلہ کفر و اسلام پر مفصل روشنی ڈالی۔ آپ نے اپنی تقریر کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا کہ اسلام وہ دین ہے جو منتشر و متفرق نسل انسانی کو وحدت کی لڑی میں

پیدا کرنے کے لئے آیا ہے۔ اور ابن آدم کو آدمیت کا حقیقی تصور پیش کیا اور ان کی تکریم و تحریم واضح کی۔ اسلام نے نہ صرف وحدت آدمیت کا نظریہ ہی پیش کیا بلکہ اس کی زندگی کی عملیات میں سمو کر دکھلا دیا۔ اور وحدت انسانیت کا جیتا جاگتا نمونہ پیش کیا۔ مولوی صاحب موصوف نے وحدت انسانی کے اس تاریخی باب کو سمیٹتے ہوئے انتشار اسلامی اور افتراق مسلمانان کے اس تاریک دور پر بھی نگہ بہ و تاری کی جبکہ اسلام کی پیدا کردہ مثالی وحدت ملیا میٹ ہو کر رہ گئی اور مسلمان جو ایک دوسرے کو کافر، فاسق اور مرتد کے فتوے سے نوازنے لگے۔

یوں مسلمان لڑی کے دانوں کی طرح بکھر کر رہ گیا۔ اس انتشار اور تفرقہ کے جو ہولناک نتائج مسلمان کی دینی، روحانی، اخلاقی، سماجی اور معاشرتی، اقتصادی اور ملکی بحران کے طور پر ظاہر ہوئے۔ اور جو ذلت و مسکنت مسلمان پر طاری ہوئی وہ اسلامی تاریخ کا نہایت تاریک باب ہے۔

مولوی صاحب موصوف نے نتائج و عواقب کا پس منظر بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ کفر بازی کفر سازی کے ان فتاویٰ کے لئے قرآن و سنت سے ہمیں کہیں جواز نہیں ملتا۔ کہ ہم محض فروعی اختلافات معمولی ذہنی ٹکراؤ اور ذاتی تضاد کی بنا پر کتاب و سنت کی آڑ لے کر کفر کے فتاویٰ لگائیں۔ مولوی صاحب موصوف نے مسئلہ کفر و اسلام کو قرآن و سنت، خلفاء اور آئمہ مجتہدین کی مباحث کی روشنی میں بیان کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ اسلام نے مسلمان اور کافر کی غیر مبہم اور واضح تعریف کر دی ہے۔ ایسی تعریف کہ اس کی کوئی مزید تعبیر اور شرح کی گنجائش نہیں۔ جو کوئی قولی اور قلبی طور سے توحید و رسالت پر ایمان لاتا ہے وہ مسلمان ہے۔ کوئی قاضی کوئی مفتی کوئی مولوی ملاں اس کو اس حق سے محروم نہیں کر سکتا اور جو کوئی توحید و رسالت کا انکار کرتا ہے تو وہ کافر ہے تعریف کفر کی ذیل میں مولینا موصوف نے اس کی دو قسمیں بتائیں۔ (۱) ایک اصل کا کفر دوسرے فروع کا کفر۔ اصل کا کفر انسان کو اسلام سے خارج کر دیتا ہے اور فروع کا کفر خارج نہیں کرتا۔ حضرت نبی کریم صلعم کے ارشادات میں سستی کرنے والا زیادہ سے زیادہ گنہگار ہے۔ اس لحاظ سے مولینا نے مسلمانوں کو ان کی فتویٰ بازی کی مرض کی طرف توجہ دلائی۔ اور کہا کہ انہیں سنجیدگی سے اس کا تدارک کرنا چاہئے۔ اور مسلمانوں کو کافر بنانے کی اس غیر اسلامی روش کو ختم کر دینا چاہئے۔ آپ نے جماعت احمدیہ کے مسلک کو واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ آج اس دور میں صرف ایک ہی جماعت احمدیہ ایسی ہے جو کفر بازیوں اور کفر سازیوں کی مؤید نہیں۔ اس کے نزدیک ہر وہ مسلمان ہے جو قولی اور قلبی طور پر کلمہ شہادت کا اقرار کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس جماعت کے ممبران اراکین اور معاونین کسی کلمہ گو کو کافر نہیں سمجھتے۔ یہ باعث ایک خالص دینی اور اسلامی جماعت ہے جو اشاعت اسلام کے لئے دامے۔ درمے سخنے اور قدمے مصروف کار ہے۔ خدا تعالےٰ نے اسے اپنی بہترین نصرتوں اور تائیدوں سے نوازا ہے۔ اس کا کام توحید و رسالت کا فیض دنیا میں عام کرنا ہے۔ اس لئے وہ مسلمان خواہ وہ کسی طبقہ۔ قوم اور فرقہ سے تعلق رکھتا ہو۔ جو اس جماعت کے مقاصد میں عملی طور پر ممد ہے وہ اس جماعت کا فرد ہے۔ اس لئے مسلمان بھائیوں کو چاہئے کہ اس کار خیر میں جماعت کے ساتھ شریک ہو کر اسلام و رسالت کی تبلیغ کا فریضہ سر انجام دیں۔ بعد ازاں مولینا شیخ عبد الرحمٰن .... آپ کے بعد محترم مولینا احمد یار صاحب...... معلم ادارہ تعلیم القرآن نے جلسہ سے خطاب فرمایا۔ آپ نے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے معتقدات اور تاریخ پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ یہ جماعت خالص اسلامی اور تبلیغی جماعت ہے۔ اس کے عقائد قرآن و سنت کے عین مطابق ہیں۔ ہم مسلمان ہیں اسلام ہمارا دین ہے۔ حضرت خاتم النبیین صلعم ہمارے امام و پیشوا ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہ آسکتا ہے اور نہ پرانا۔ حضور پر تمام نبوتیں اور رسالتیں ختم ہو گئی ہیں۔ قرآن کریم کی تعلیمات تا قیامت جاری رہیں گی۔ اس میں کسی قسم کی ترمیم و تنسیخ کے قائل نہیں۔ اور ہمارا ایمان ہے کہ اسلام آخری مذہب ہے جو تمام بنی نوع انسان کے لئے ہے، یہ تمام ادیان پر غالب آئے گا۔ ہمارے نزدیک، کوئی کلمہ گو کافر نہیں ہے۔ اسلام میں کوئی فرقہ نہیں۔ ہماری جماعت بھا دفی سبیل اللہ میں مصروف ہے ہر مسلمان اس جماعت کا رکن بن کر تبلیغ اسلام کا کام کر سکتا ہے۔ ہم سب صحابہ رض آئمہ کرام۔ محدثین۔ مؤرخین اور اولیائے عظام کا احترام کرتے ہیں۔ اور حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی رحمۃ اللہ علیہ کو اس صدی کا مامور مانتے ہیں۔ کسی مجدد اور مامور کو ماننے سے ایمان میں کمی نہیں آتی۔

مولینا صاحب قبلہ نے اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ اس جماعت کی پچاس سالہ تاریخ بفضل خدا نہایت درخشندہ ہے۔ اور دعوت و تحریک اسلام کا سنہری باب ہے۔ اس تحریک نے بڑے عظیم فرزندان اسلام کو جنم دیا ہے۔ جنہوں نے فروغ اسلام کی خاطر قولی، علمی اور مالی قربانیاں کی ہیں۔ اس جماعت کا طرۂ امتیاز رہا ہے کہ اس کا ہر فرد ایک ذہین مبلغ کا حق ادا کرتا تھا۔ بڑے بڑے تجار، صنعت کار۔ ڈاکٹر اور کاروباری لوگ ایک طرف اپنے پیشہ میں ہوشیار اور دوسری طرف ایک کامیاب مبلغ ہوتا ہے۔ آج بھی خدا کے فضل و کرم سے ہر احمدی غیر از جماعت مسلمانوں کی نسبت دین کا علم زیادہ جانتا اور سمجھتا ہے اور غیر مذہب شخص کے ساتھ غالب طور پر دین کے معاملہ میں گفتگو کر سکتا ہے۔ مکرم مولینا نے مؤثر تبلیغ و تحریک کے طریقہ کار پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ یہ کوئی جبری اور اکراہی منصوبوں سے نہیں ہو گی۔ دین کا معاملہ دل سے تعلق رکھتا ہے۔ جب تک دل متاثر نہ ہو اس وقت تک دین کی تبلیغ و ترغیب کی تمام مساعی غیر مفید ہوں گی۔

کتاب و سنت نے جن امور کو ذریعہ تبلیغ قرار دیا ہے ان کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ مبلغ کو نرم بات کرنا چاہئے کسی کا دل نہیں دکھانا چاہئے۔ حکمت اور موعظت سے حق تبلیغ ادا کرنا چاہئے اور صفات الٰہی میں رنگین ہو کر دعوت و تحریک کرنی چاہئے۔ مولینا نے قیام جماعت کی اغراض بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم دنیا میں عالمگیر اسلامی اتحاد پیدا کرنا چاہتے ہیں اور دنیا جہان کو اسلام کا پیغام پہنچانا چاہتے ہیں تاکہ تمام نسل انسانی۔ آخری۔ فطری اور زندہ اسلام کو قبول کر کے امن و سکون حاصل کرے۔ اور ابن آدم کا اکرام قائم ہو۔ یہ آرام و اکرام، توحید و رسالت پر ایمان لائے بغیر ناممکن ہے۔

مکرم مولینا نے ایک بار پھر اس حقیقت کا اعادہ فرمایا کہ یہ جماعت صرف دینی اور تبلیغی جماعت ہے اس کو سیاست سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ جماعت ہر اس سیاست اور سلطنت کی مددگار ہے۔ جو حقوق اللہ اور حقوق العباد کی تحفظ کرتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہم نے انگریز کی غلامی سے چھٹکارا حاصل کر کے پاکستان حاصل کیا۔ جو اتحاد فکر و عمل کا نتیجہ تھا۔ اس کے حصول میں مسلمانوں کو جانی اور مالی قربانیاں دینا پڑیں۔ ۱۸ سال کے اندر ہم نے اپنے قوم و ملک کے لئے جو کچھ کیا ہے آپ کے سامنے ہے۔ آپ نے اس بات پر اظہار افسوس کیا ہے کہ موجودہ حکومت سے پہلے سیاسی بحران قوم و ملت کے دامن پر داغ کی حیثیت رکھتا ہے۔ ابن الوقت اور خود غرض وزارتوں سے ہمارے ملک کی ساکھ گر گئی تھی لیکن خدا تعالےٰ نے مسلمانوں کی ۱۸ سال قبل کی قربانیوں کو ضائع نہیں کرنا تھا۔ اس لئے زمام اقتدار ایک ایسے انسان کے ہاتھ میں دے دی جو ہر لحاظ سے اس کے قابل ہے۔ اس دور میں ہر جہت میں ترقی ہے اور ہماری قوم جہاں اندرونی خوشحالی حاصل کرنے میں سرگرم عمل ہے وہاں بیرون ملک بھی ہماری ساکھ مضبوط ہوتی چلی جا رہی ہے۔ اور ہمارا اعتماد پھر سے بحال ہو رہا ہے۔ دعا ہے اللہ تعالےٰ ملک کو کامرانیوں کی نعمتیں عطا فرمائے اور قوم کو توفیق دے کہ اتحاد و اتفاق سے توحید و رسالت کا پیغام اکناف عالم میں پہنچا کر بنی نوع انسان کو سعادات اُخروی سے متمتع کرے۔

مولینا صاحب موصوف کی تقریر کے بعد اجلاس ختم ہوا۔ قبلہ مولینا شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری نے جمعہ کا خطبہ دیا اور امامت فرمائی۔

اس کامیاب جلسہ کے انعقاد اور انتظام کے لئے جماعت بدو ملہی مبارکباد کی مستحق ہے اور احباب ذیل جنہوں نے جلسہ کے ایام میں انتھک۔ جذب و شوق اور محبت و خلوص سے رضاکارانہ خدمات انجام دی ہیں وہ نہیں بھولیں گی۔ اللہ تعالےٰ انہیں اجر و ثواب مرحمت فرمائے۔

(۱) حکیم خلیفہ محمد اسلم صاحب
(۲) خواجہ عبد الحفیظ بٹ صاحب
(۳) مولوی مسیح الزمان صاحب
(۴) ماسٹر عبد الغنی صاحب
(۵) ماسٹر بشیر احمد صاحب

(باقی بر صفحہ ۱۰)

خواتین کا صفحہ

مجلسِ خواتین احمدیہ کی تنظیم

(زمرد رمضان سیکرٹری تنظیم خواتین احمدیہ)

آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے
لو تمہیں طورِ تسلی کا بتایا ہم نے

حسب پروگرام ماہوار جلسہ تنظیم خواتین احمدیہ لاہور ماہ فروری ۱۹۶۵ء کے آخری جمعہ کو منعقد ہوا۔ عورتیں، لڑکیاں اور بچیاں کثیر تعداد میں شامل ہوئیں۔ محترمہ والدہ صاحبہ خلیل صاحب کی صدارت میں یہ جلسہ شروع ہوا اور حسب پروگرام محترمہ بیگم رضیہ مدد علی صاحبہ کی تقریر تھی، کیونکہ ماہ جنوری کے جلسہ کے بعد ہی یہ پروگرام طے ہو چکا تھا۔ چنانچہ محترمہ بیگم رضیہ مدد علی صاحبہ نے اپنی تقریر میں بہت مفید تجاویز پیش کیں، جس کی تائید باقی خواتین اور محترمہ صدر صاحبہ نے بھی کی۔ تجاویز حسب ذیل ہیں:-

(۱) - خواتین احمدیہ کا جلسہ سہ ماہی ہوا کرے اور اسے بڑے پیمانہ پر ہوا کرے۔

(۲) - بارہ یا جس قدر بھی لاہور کے مختلف حلقہ جات کی خواتین ہوں ان میں سے ہر حلقہ کی ایک خاتون اپنے حلقہ کی تنظیم کی ذمہ دار بنائی جائے جن کے ذمہ اس کے اپنے حلقہ کی ہر احمدی خاتون سے تعلق پیدا کرنا۔ اُن سے چندہ فراہم کرنا اور اسے تنظیم کے خزانچی تک پہنچانا ہو جب سہ ماہی جلسہ ہو تو خواتین کو جلسہ اور اس کے پروگرام سے مطلع کرنا اور انہیں جلسہ میں لانے کی کوشش کرنا۔ بھی ان کے ذمہ ہو۔

(۳) - سات سال سے کم عمر کے بچے ساتھ نہ لائے جائیں۔

(۴) - سب کمیٹی جو ہر حلقہ کے ایک ایک ممبر پر مشتمل ہو گی بوقت ضرورت بلائی جایا کرے گی۔ اور اس کا اجلاس حسب موقع اور ضرورت ہوا کرے گا جس میں مختلف مشوروں، تجاویز اور ضروریات پر غور کیا جائے گا۔

(۵) - یہ سب کمیٹی ایک آئین بنائے گی جس کے تحت ہر ممبر اور عہدے دار کو اپنے اپنے فرائض سرانجام دینا ہونگے۔

(۶) - سب کمیٹی جلسہ کا پروگرام بھی مرتب کیا کرے گی۔

(۷) - اس سب کمیٹی کے ممبر اپنے اپنے حلقہ سے چندہ اکٹھا کر کے جمع کرایا کریں گے اور چندہ حضرت امیر قوم کے فرمان کے مطابق ہر عورت سے ایک روپیہ اور بچے سے چار آنے لیا جائے گا۔

پہلی تجویز کے تحت آئندہ جلسہ ماہ اپریل کے آخری جمعہ کو ہو رہا ہے۔ جس کا اعلان پچھلی اخبار میں بھی کیا جا چکا ہے۔ ممبر خواتین کچھ تو اسی جلسہ میں چن لی گئی تھیں۔ ان کی میٹنگ طلب کر کے پروگرام بھی مرتب کیا جائے گا، جس کو اخبار میں شائع کر دیا جائے گا۔ جن حلقوں سے تنظیم خواتین نہیں چنی جا سکیں وہ ماہ اپریل کے جلسہ میں منتخب کر لی جائیں گی۔ اور اس سب کمیٹی کا آئین بھی اسی دن مرتب کر لیا جائے گا۔ چندہ کی فراہمی اور حساب کتاب کی آسانی کے لئے رسید بکیں چھپوالی گئی ہیں ہر معطی کو اس کی رقم کی رسید دی جایا کرے گی۔ ماہ جنوری کے چندہ سے رسیدوں کا انتظام کر دیا گیا ہے۔

مجھے انتہائی خوشی ہوتی ہے کہ راولپنڈی کی جماعت نے بھی اپنی تنظیم خواتین قائم کر لی ہے جس کے سلسلے میں انہیں ہدیہ تبریک پیش کرتی ہوں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ ان کے نیک مقصد کو ترقی دے اور ان کے گھروں میں اللہ کی رحمت و برکت نازل ہو۔ آمین۔

وزیر آباد کی خواتین کی تنظیم بھی بڑی خوش اسلوبی سے چل رہی ہے۔ ان کی ماہوار رپورٹ پہنچنے پر دلی مسرت حاصل ہوتی ہے۔ اسی طرح باقی جماعتوں جہلم، پشاور، ایبٹ آباد، اوکاڑہ وغیرہ وغیرہ سے بھی درخواست ہے کہ اپنے اپنے ہاں تنظیم خواتین قائم کریں اور اس کے ماتحت کام کریں اور رپورٹ بھیجا کریں تاکہ جلسہ سالانہ پر ہر جماعت کی سیکرٹری صدر اور خزانچی وغیرہ سے ملاقات کر کے باقی جماعتوں کی خواتین سے بھی تعلق مضبوط کیا جائے۔

والسلام
بیگم زمرد رمضان
سیکرٹری تنظیم خواتین احمدیہ

تحریک احمدیت کا پس منظر اور ہمارے پچاس سالہ تبلیغی کارنامے

(تقریر بیگم ڈاکٹر بشیر احمد صاحب بر موقعہ جلسہ سالانہ انجمن خواتین احمدیہ)

محترمہ بیگم ڈاکٹر بشیر احمد صاحب نے "تحریک احمدیت کا پس منظر اور ہمارے پچاس سالہ تبلیغی کارنامے" کے موضوع پر تقریر شروع کرتے ہوئے فرمایا:-

معزز بہنو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

انیسویں صدی میں ہندوستان میں انگریز کے تسلط اور مضبوط گرفت نے مسلمانوں کی نہ صرف دنیاوی شان و شکوہ کو خاک میں ملا دیا۔ بلکہ انہیں ایک ایسے احساس کمتری میں مبتلا کر دیا کہ وہ ہر شعبۂ زندگی میں خود کو رہنما سمجھنا تو درکنار رہ رو منزل سمجھنے میں بھی حجاب محسوس کرنے لگے تھے۔ مسلمانانِ برصغیر ہند و پاکستان جو عالم اسلام کی آئے دن شکست و ریخت اور مد و جزر کا تماشہ دیکھ رہے تھے۔ اپنی ویرانی سے ایسے دل برداشتہ ہو گئے کہ اسلام اور اسلامی اقدار کا کوئی وزن انہیں محسوس نہ ہوتا تھا۔ اس کے بالمقابل عیسائیت نے حکومت کی باگ ڈور سنبھالتے ہی مسلمانوں کی کس مپرسی سے ہر جائز و ناجائز فائدہ اُٹھانے کا جامع منصوبہ بنایا اور حکومت کی پشت پناہی، عیسائی مشنریوں کا مخصوص طرزِ تبلیغ، مال و دولت کی چکا چوند نے سادہ لوح مسلمانوں کو اسی راہ کو فلاح کا راستہ سمجھنے پر مجبور کر دیا۔

مشرقی طالب علم نے اپنے علوم جو روحانیت اور سکونِ دل کا موجب تھے ترک کر کے مغربی علوم کو جو دہریت اور الحاد کی طرف رہنمائی کرتے تھے۔ اپنا لیا۔ یہ قاعدہ ہے کہ حکمران قوم کا مذہب محکوم قوم کے لئے اپنے اندر جاذبیت رکھتا ہے۔ اور جب اس مذہب کی نشر و اشاعت کے لئے ہر فریب اور حیلہ کو منظم طور پر پرکشش بنا لیا گیا ہو۔ تو پھر دوسرے مذاہب کا خدا ہی حافظ ہے۔

اسلام اپنے اندر ایک مکمل ضابطۂ حیات رکھتا ہے۔ اور یہ ضابطۂ حیات ایسے خطوط پر قائم ہے جو حاکم یا محکوم کسی کو بھی کسی صورت میں بھی اخلاق اور صداقت کے اصول سے انحراف کی اجازت نہیں دیتے

اس کے برعکس عیسائی مشنریوں نے بے دریغ روپیہ خرچ کر کے جابجا رفاہِ عامہ کے ادارے کھول کر عوام سے خوشنودی کی سند حاصل کرنا شروع کر دی۔ اور اپنے تبلیغی مقاصد کو ان اداروں کی ظاہری خوبصورتی میں لپیٹ کر در پردہ اسلام اور ہادی اسلام پر طرح طرح کے بیہودہ الزامات اور اعتراضات شروع کر دیئے۔ حضرت نبی کریم صلعم کی سوانح حیات کو غلط رنگ میں ذہن نشین کروانا شروع کر دیا۔ اور حضور صلعم کی زندگی کی تصویر کو نہایت مہیب رنگ میں پیش کرنے کے لئے من گھڑت قصے کہانیوں کی اشاعت شروع کر دی۔ اور اس طرح غیر محسوس طور پر حضور نبی کریم صلعم سے نفرت کے بیج بو دیئے گئے یہ سب کچھ ایسے غیر محسوس طریق پر اور ایسے پُر فریب اور منظم طریق پر سرانجام دینا شروع کیا گیا۔ کہ وہ مسلمان جو پہلے ہی اپنی کمزوریوں کے سبب اپنے مسلک سے بہت دور تھا۔ اس نئے جال میں آسانی سے آ گیا۔ اور اپنے مذہب کی قوتوں اور اپنے آباؤ اجداد کی پاک روایات سے منہ موڑ بیٹھا۔

ان حالات میں اور ایسے نازک وقت میں مذہب کو مذہب کے ساتھ ہی شکست دی جا سکتی تھی۔ اس کا جواب ایک زندہ اسلام سے ہی دیا جا سکتا تھا۔ اور وہ اسلامی جرنیل ہی دے سکتا تھا جو خداوند تعالےٰ کی تائید پا کر کھڑا ہو۔ وہ دنیاوی ساز و سامان جو اس

وقت عیسائیت کو حاصل ہے وہ کسی اسلامی مجاہد کو میسر نہ آ سکتے تھے۔ اس وقت ایسے پہلوانوں کی ضرورت تھی جو عیسائیت کے بنیادی اصولوں کی کھوکھلے پن سے لوگوں کو نہ صرف آگاہ کرے بلکہ انہیں جڑ سے اُکھاڑ پھینکے۔ اور اس کی بنیادوں کو اس طرح ہلا دے کہ اسے اپنے گھر کی پڑ جائے۔ حالات کا تقاضا تھا کہ کوئی ایسی تحریک پیدا ہو۔ جو اس بڑی مہم کو سرانجام دے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ جب کوئی قوم زوال پذیر ہوتی ہے تو اس کے کردار میں اور اس کے اخلاق میں اتنی کمزوری آ جاتی ہے کہ بعض اوقات چالاک اور ہوشیار دشمن ان اخلاقی گراوٹوں کو اس قوم کے مذاہب کی گراوٹ سے وابستہ کر دیتا ہے۔ مسلمانوں کی کمزوریوں سے عیسائی مبلغین نے بھی ایسے فائدے اُٹھائے انہوں نے ان کی کمزوریوں کو تعلیم اسلام کا نتیجہ قرار دینا شروع کر دیا۔ کیونکہ ان کے ہاں مذہب کو پھیلانے کے لئے جھوٹا پروپیگنڈا کوئی عیب نہیں تھا۔ چنانچہ مسیحی مبلغوں نے اس میں کوئی کسر نہ اُٹھا رکھی۔ اور ہر لحاظ سے تعلیم اسلام کو غلط رنگ میں پیش کر کے مسلمانوں میں احساس کمتری پیدا کرنے کی کوشش کی۔ ان حملوں کے جواب میں اسلام کے اندر سے ہی ایک ایسی جماعت کا کھڑا ہونا ضروری تھا جو اخلاقی لحاظ سے بہت بلند ہو۔ جس کی سچائی اور نیکی مسلمہ ہو۔ اور جس کا اخلاقی نمونہ عیسائیوں کے جھوٹے پروپیگنڈے کے لئے زہر قاتل ہو۔ حالات ایسے پیدا ہو چکے تھے۔ کہ عیسائیت کا مغربی دیو جبڑے کھول کر اُمت مسلمہ کو نگلنے کے درپے تھا۔ مسلمانوں کے بڑے بڑے گھرانے عیسائیت کی طرف مائل ہو رہے تھے۔ عیسائی مبلغوں کی ظاہری ٹیپ ٹاپ دیکھ کر سیدھے سادے مسلمان اُن کی طرف کھنچے جا رہے تھے۔ کہ یکایک ان مایوسیوں میں ایک تھرتھراہٹ پیدا ہوئی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے مطابق وقت کا مجدد روشن دلائل لے کر میدان میں آ پہنچا اور اس نے دشمن کو ہر محاذ اور ہر میدان میں پکارا لیکن ؎

آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

اگر ایسے وقت میں مجدد وقت اسلام کی حفاظت کو نہ پہنچتے تو اسلام کی طاقت کا اندازہ نہ ہو سکتا تھا۔ اور اسلام کے عالمگیر اور زندہ مذہب ہونے اور تمام دنیا کا مذہب قرار پانے کا دعوے باطل ٹھہرتا۔

ایسے نازک وقت میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب تائید اسلام کے لئے کھڑے ہوئے اور مسیحی اصولوں کو بدلائل قاطعہ غلط ثابت کر کے عیسائیت کے گھر میں ماتم بپا کر دیا۔ اور کلیسا کی طرف سے یہ احکامات جاری ہو گئے کہ مرزا غلام احمد یا ان کے پیروؤں کے ساتھ بحث و مناظرہ نہ کیا جائے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کے دلوں میں اسلام کی صداقت و عظمت پر از سر نو ایمان پیدا ہو گیا۔

افسوس ہے کہ یہ تحریک ایک اندرونی خلفشار سے دو چار ہو کر ۱۹۱۴ء میں دو حصوں میں بٹ گئی۔ اس میں سے ایک حصہ وہ ہے جو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے نام سے اللہ کے فضل سے کام سنبھالے ہوئے ہے اور جسے اسلام کی تبلیغ اور اشاعت قرآن مجید کرتے ہوئے پچاس سال گزر چکے ہیں۔ ان پچاس سالوں میں انجمن نے اندرون ملک ہی نہیں بلکہ دوسرے ممالک میں بھی تبلیغی مراکز قائم کر کے اسلام کی ایسی تصویر دنیا کے سامنے پیش کی۔ کہ یورپ کے مفکرین کا نقطۂ نظر اسلام کے متعلق یکسر تبدیل ہو چکا ہے جو ایک بہت بڑی کامیابی ہے۔ قرآن مجید کے دس زبانوں میں تراجم کئے گئے جن میں سے پانچ زبانوں اُردو، انگریزی، جرمن، ڈچ اور ملائی میں تراجم شائع کئے جا چکے ہیں۔ اور سواحیلی گورمکھی، ہندی، تامل اور بنگلہ زبان کے تراجم مکمل ہو چکے ہیں جو زیور طبع سے آراستہ ہونے والے ہیں۔ یہ اتنا بڑا کام ہے جس کی نظیر کوئی انجمن اور ادارہ پیش نہیں کر سکتا۔

سیرت نبوی اور اسلامی لٹریچر دنیا کی تیس زبانوں میں ترجمہ ہو کر لاکھوں کی تعداد میں چھپوایا گیا۔ اور منظم طور پر پھیلایا گیا جس میں حضور نبی کریم صلعم پر مخالفین کے اعتراضات کا مسکت جواب موجود ہے۔ اور مسلمان کے ہاتھ میں یہ ایسا ہتھیار دے دیا گیا ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے کسی مخالف کو اسلام یا بانئ اسلام پر انگلی اٹھانے کی جرأت نہیں ہو سکتی۔

حضرت مسیح موعودؑ نے مایوسی کے عالم میں مسلمانوں کو "فتح اسلام" کا مژدۂ جانفزا سنا کر چوکنا کر دیا تھا۔ اور ہر میدان میں مخالفین کو پچھاڑ کر مسلمانوں کے حوصلے بلند کر دیئے تھے۔ انجمن نے اس کام کو اتنی وسعت دی۔ کہ مخالفین کو اپنی پڑ گئی۔ انجمن کے مبلغین امام وقت کے پیدا کردہ علم کلام کو لے کر یورپ اور امریکہ تک پہنچے اور مخالفین اسلام کے دلوں میں اسلام کی صداقت و عظمت قائم کر دی اور بڑی بڑی ہستیوں کو حلقہ بگوش اسلام کر لیا۔ یہ کامیابیاں اسلام کی صداقت اور احمدیت کے ساتھ تائید خداوندی کا ثبوت ہیں۔

عزیز بہنو! تبلیغ دین کا یہ کام ختم ہونے والا نہیں۔ زمانہ تیزی سے ترقی کر رہا ہے۔ اور ہر دور میں مخالفین اسلام نئے نئے روپ بدل کر سامنے آتے ہیں۔ ضرورت ہے کہ ہماری تبلیغی کوششیں زمانہ کی رفتار کے ساتھ ساتھ تیز ہوتی چلی جائیں۔ اس کے لئے ہمیں مل جل کر زیادہ سے زیادہ قربانیاں پیش کرنی چاہئیں۔ خواتین اسلام نے ہر موقع اور ہر مشکل میں مردوں کے دوش بدوش ملت بیضا کی بقا کے لئے کام کیا ہے۔ ہمیں بھی ان ذمہ داریوں سے اپنے آپ کو سبکدوش نہ سمجھنا چاہیئے اور کسی نہ کسی رنگ میں انجمن کی امداد کرنا چاہیئے تاکہ دین کا بول بالا ہو۔

خواتین احمدیہ وزیر آباد کا ماہانہ اجلاس

محترمہ جناب سیکرٹری صاحبہ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

وزیر آباد کی احمدی خواتین کا ماہانہ جلسہ مورخہ ۲۸ فروری ۱۹۶۵ء بروز اتوار منعقد ہوا۔ کیونکہ جمعہ کے روز بعض طالبات جلسہ میں شرکت نہیں کر سکتی تھیں۔ اس لئے جلسہ جمعہ کی بجائے اتوار کو کیا گیا۔ جلسہ کی کارروائی تلاوت قرآن پاک سے فرخ امتیاز نے کی۔ اس کے بعد ایک نعت پڑھی۔ پھر صنوبر صفیہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں ہدیہ عقیدت پیش کیا اور حضور صلعم کے چیدہ چیدہ حالات مختصراً بیان کئے۔ اس کے بعد مسرت صاحبہ سیالکوٹی نے نعت شریف

جمال حسن و قرآن نور جان ہر مسلمان ہے

بڑے اچھے انداز میں پڑھی۔

رخسانہ صاحبہ نے ایک مقالہ اس موضوع پر پڑھا کہ خدا تعالے کی ہستی اور اس کی صفات کا پتہ انبیاء و ماموریں سے ہی ملتا ہے۔ نائلہ ممتاز نے مسلمانوں کو ناز دل کے لئے تیار ہو جاؤ کے عنوان سے ایک نظم پڑھی۔ ساجدہ رخسانہ نے ارشادات باری تعالے پڑھ کر سنائے۔ اس کے بعد پروین صاحبہ نے حضرت مسیح موعودؑ کی نظم

ابن مریم مر گیا حق کی قسم

پڑھ کر سنائی۔ ثریا ممتاز صاحبہ نے ارشادات سیدنا حضرت مسیح موعودؑ پڑھے۔ پھر مسرت شاہ صاحبہ نے نعت پڑھی۔ بعد ازاں ثریا صاحبہ دختر نواب دین صاحب نے ایک مدلل تقریر کی جس کا عنوان تھا "مسلمانوں کو تکفیر سے روکنے کی کوشش"۔ اس میں انہوں نے احمدیہ عقائد کو بھی واضح کیا اور ان مسلمانوں پر افسوس کا اظہار کیا۔ جو احمدیہ لٹریچر کا مطالعہ کئے بغیر تکفیر بازی شروع کر دیتے ہیں۔

اس کے بعد نوید ممتاز نے نعت پڑھی۔ پھر بشریٰ صاحبہ نے تفسیر قرآن کا کچھ حصہ پڑھ کر سنایا اور انشاء اللہ آئندہ بھی پڑھ کر سناتی رہیں گی۔ کیونکہ اکثر خواتین گھریلو مصروفیت کی وجہ سے ان کتب کا مطالعہ نہیں کر سکتیں۔

اصغری صاحبہ بیگم غلام احمد صاحب نے قرآن کریم کی تعلیم کی طرف توجہ پر مضمون پڑھا۔ اس کے بعد ساجدہ اور فرحت ممتاز نے نعت پڑھی۔ آخر میں بیماروں۔۔۔ نادارں اور طالب علموں کے لئے دعا کی گئی اور چندہ کی وصولی کے بعد جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

والسلام

صنوبر جان

ایس ایم عبد اللہ بازار محلہ شیخاں مغربی

وزیر آباد

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

پیغامِ صلح لاہور

تار کا پتہ: "تبلیغ" لاہور
فون نمبر: ۳۷۳۷

زرِ مبادلہ
پاک و ہند سے چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

ایڈیٹر: دوست محمد
مدیر معاون: بشیر احمد سوز

فی پرچہ: ۱۳ پیسے

جلد ۵۳ | یوم چہار شنبہ مورخہ ۴ ذی الحج ۱۳۸۴ ھ مطابق ۷ اپریل ۱۹۶۵ء | نمبر ۱۴

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکے گا نہ نیا نہ پرانا
۲۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں
۳۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آیندہ ہوگی
۴۔ سب صحابہ اور ائمہ قابلِ احترام ہیں
۵۔ سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
۶۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آسکے گا۔

نوافل کے ذریعہ انسان بہت بڑا درجہ قرب حاصل کرتا ہے

یہاں تک کہ وہ اولیاء اللہ کے زمرہ میں داخل ہو جاتا ہے

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

یاد رکھو کہ خدا سے محبت تام نفل ہی کے ذریعہ ہوتی ہے اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ پھر میں ایسے مقرب اور مومن بندوں کی نظر ہو جاتا ہوں یعنی جہاں میرا منشا ہوتا ہے وہیں ان کی نظر پڑتی ہے۔ ان کے کان ہو جاتا ہوں۔ یہ اس بات کی طرف ...... اشارہ ہے۔ کہ جہاں اللہ کی یا اس کے رسولؐ کی یا اس کی کتاب کی تحقیر اور ذلت ہوتی ہے۔ وہاں سے بیزار اور ناراض ہو کر اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ وہ سن نہیں سکتے اور کوئی ایسی بات جو اللہ تعالےٰ کی رضا اور حکم کے خلاف ہو نہیں سنتے اور ایسی مجلسوں میں نہیں بیٹھتے۔ ایسا ہی فسق و فجور کی باتوں اور سماع کے ناپاک نقاروں اور آوازوں سے پرہیز کرتے ہیں۔ نامحرم کی آواز سن کر برے خیالات کا پیدا ہونا زناء الاذن ہے اسی لئے اسلام نے پردہ کی رسم رکھی ہے ...... مسیح کا یہ کہنا کہ زنا کی نظر سے نہ دیکھ کوئی کامل تعلیم نہیں ہے۔ اس کے مقابلہ میں کامل تعلیم یہ ہے جو مبادی گناہ سے بچاتی ہے۔ قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم یعنی کسی نظر سے بھی نہ دیکھیں کیونکہ دل اپنے اختیار میں نہیں ہے یہ کیسی کامل تعلیم ہے۔

پھر فرماتا ہے ہو جاتا ہوں اس کے ہاتھ۔ بعض وقت انسان ہاتھوں سے بہت بیرحمی کرتا ہے خدا فرماتا ہے کہ مومن کے ہاتھ بے جا طور پر اشتعال سے نہیں بڑھتے۔ وہ نامحرم کو ہاتھ نہیں لگاتے۔ پھر فرماتا ہے کہ اس کی زبان ہو جاتا ہوں اسی پر اشارہ ہے ما ینطق عن الھوٰی۔ اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا وہ اللہ تعالےٰ کا ارشاد تھا اور آپ کے ہاتھ کے لئے فرمایا مارمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ۔ غرض نفل کے ذریعہ انسان بہت بڑا درجہ اور قرب حاصل کرتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اولیاء اللہ کے زمرہ میں داخل ہو جاتا ہے۔ پھر من عادیٰ لی ولیا فقد بارزنی بالحرب جو میرے ولی کا دشمن ہو میں اسکو کہتا ہوں کہ اب میری لڑائی کے لئے تیار ہو جا۔ حدیث میں آیا ہے کہ خدا شیرنی کی طرح جس کا کوئی بچہ اٹھا کر لے جاوے اس پر جھپٹتا ہے۔

غرض انسان کو چاہیئے کہ وہ اس مقام کے حاصل کرنے کے لئے ہمیشہ سعی کرتا رہے۔ موت کا کوئی وقت معلوم نہیں ہے کہ کب آجاوے۔ مومن کو مناسب ہے کہ وہ کبھی غافل نہ ہو اور خدا تعالےٰ سے ڈرتا رہے۔"

(الحکم ۱۰ دسمبر ۱۹۰۰ء)

بحرِ حکمت کے موتی

اذا خطب الیکم من ترضون دینہ و خلقہ فزوجوہ ان لا تفعلوہ تکن فتنۃ فی الارض و فساد عریض۔
(الترمذی انتخاب صحاح ستہ)

ترجمہ:-

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی ایسا شخص تمہیں نکاح کا پیغام بھیجے کہ تم اس کے دین اور خلق (یعنی اعلیٰ اخلاق) سے راضی ہو تو اس کے ساتھ (اس کی مطلوبہ کا) نکاح کر دو اگر تم نہیں کروگے تو ملک میں فتنہ و فساد برپا ہوگا۔

نوٹ:- آج مسلم معاشرہ کا زوال ناہموار مناکحت کی وجہ سے ہے لوگ شرافت اور دین داری کو نظر انداز کرتے ہیں اعلیٰ اخلاق کو نظر انداز کر دیتے ہیں اور مال کی طرف نگاہ رکھتے ہیں دوسری روایت جو ترمذی کے سوا صحاح ستہ میں سے دیگر پانچ کتب میں یہ فرمایا ہے کہ عورت سے اس کی چار خوبیوں کے لئے نکاح کیا جاتا ہے۔

(۱) اس کا مال
(۲) اس کا گھرانہ
(۳) اس کا حسن
(۴) اور اس کا دین

پس تو دین والی عورت کو حاصل کر (ورنہ) تیرے ہاتھوں خاک۔

غلام قادر۔ ڈار عفی عنہ

(مرتبہ :- شیخ غلام قادر ڈار صاحب)

جرمنی

از مسٹر شلاسکے یومن مسلم - برلن

مکرمی - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مجھے خط جلد نہ لکھنے کا بے حد افسوس ہے میں برلن پہنچنے کے بعد سفر کی کوفت کی وجہ سے بیمار ہو گیا تھا۔ اس لئے دوستوں کو خط نہ لکھ سکا اور شکریہ ادا کرنے میں بھی دیر ہو گئی۔

میں نے اس سفر میں بہت کچھ حاصل کیا ہے جو کہ صرف کتابیں پڑھنے سے حاصل نہیں ہو سکتا تھا۔ باہر سے آنے والے دوستوں سے مل کر بھی میرے ایمان اور یقین میں اضافہ ہوا ہے۔ اور خصوصاً مقامی بزرگوں کے اخلاص۔ علم اور یقین نے مجھے بہت کچھ سکھلایا ہے جناب کرنل سعید جنرل سیکرٹری کا میں بے حد مشکور ہوں کہ انہوں نے مجھے آرام پہنچانے اور میری مشکلات کو حل کرنے کے لئے بہت تکلیف اٹھائی۔ انہیں میرا برادرانہ سلام اور شکریہ پہنچا دیں - خصوصاً میرے شکریہ کے حقدار جناب میاں ظہور احمد صاحب ہیں جنہوں نے ذاتی توجہ دے کر میرے لئے ہر طرح کی آسانی پیدا کی اور میری مشکلات کو حل کیا۔ ان کے کارڈ کی وصولی سے میں انتہائی خوش ہوا۔ لیکن افسوس میں فی الحال انگریزی میں جواب نہیں لکھ سکتا۔ انہیں میں علیحدہ لکھوں گا۔ میاں صاحب کی خدمت میں بہت بہت سلام اور شکریہ -

میرے دو دوست محمد رمضان اور الیاس صاحب ہیں، ان کو میرا سلام دیں اور محمد رمضان صاحب کو کہیں ان کی امانت میرے پاس ہے میں موزوں وقت دوست کے ہاتھ روانہ کروں گا انشاءاللہ۔ مسٹر الیاس کے ہوائی اڈہ پر نہ پہنچنے کا مجھے بے حد رنج ہوا

جناب ڈاکٹر صدرالدین صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ کے علم و فضل اور ہمہ گیر شخصیت سے میں بہت متاثر ہوا ان کی خدمت میں میرا سلام پیش کریں۔

نیز مندرجہ ذیل سوالات کا جواب سیکرٹری جنرل صاحب عنایت فرما دیں - کیونکہ میں نے ان کی ہدایت کے مطابق ان طلباء کے شکوک رفع کرنے کی کوشش کی ہے جو مسئلہ سے کچھ دوری رکھتے ہیں -

۱ - لاہور کی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو کیا مانتی ہے ؟

۲ - کیا ان کے انکار سے کوئی کافر ہو سکتا ہے ؟

۳ - نبوت کے متعلق لوگوں کا کیا خیال ہے ؟

۴ - ربوہ والے حضرت صاحب کو کیا مانتے ہیں

۵ - لاہور کی جماعت کا اصل مشن اور مقصد کیا ہے ان کا باقی مسلمانوں سے کیا تعلق ہے اور کیا فرق ہے۔

مہربانی فرما کر جواب جلد دیجئے

الجواب :-

(۱) - لاہور جماعت حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو مجدد صدی چہاردہم مسیح موعود اور مہدی معہود کی پیشگوئی کا مصداق مانتی ہے۔

(۲) - ان کے انکار سے کوئی شخص کافر اور دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہو سکتا۔ البتہ قابل مواخذہ ہے اور عرفان الٰہی سے محروم

(۳) - نبوت حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی ہے ظلی بروزی اور مجازی نبوت یعنی محدثیت کا سلسلہ اس امت میں جاری ہے۔

(۴) - ربوہ والے حضرت صاحب کو ظلی نبی مان کر انہیں زمرۂ انبیاء میں داخل کرتے ہیں جس کے انکار سے ایک مسلمان کافر ہو جاتا ہے۔

(۵) - لاہور کی جماعت کا اصل مقصد اشاعت اسلام ہے۔ یعنی ہم زندہ خدا کو پیش کرتے ہیں جو اب بھی بولتا اور دعاؤں کو سنتا ہے۔ مسلمانوں سے ہمارا برادرانہ تعلق ہے۔

غلام قادر ڈار

ہفت روزہ پیغام صلح —— لاہور —— مورخہ ۷ اپریل ۱۹۶۵ء

عیدِ قربان اور ہماری ذِمّہ داریاں

عید قربان یا عید الاضحیٰ ایک عظیم الشان قربانی کی یاد ہمیں دلاتی ہے جو ابو الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام سے صادر ہوئی، یہ عظیم الشان انسان اللہ کا اس قدر فرمانبردار بندہ تھا کہ اس نے ایک خواب کی بناء پر محض رضائے الٰہی کے لئے اپنے نوجوان اکلوتے فرزند کو ذبح کرنے سے دریغ نہ کیا۔ یہ الگ بات ہے کہ اللہ تعالےٰ نے عین اس وقت جب باپ نے بیٹے کے گلے پر چھری رکھ دی، اُن کو اس قربانی سے روک دیا، لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی طرف سے کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی، اسی کا نتیجہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ان کی اس قربانی کی یادگار چوپایوں کی قربانی کی صورت میں ہمیشہ کے لئے قائم کر دی۔

لیکن کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ محض رسم کے طور پر بکروں اور گایوں وغیرہ کے گلے پر چھری پھیر کر گوشت کھا لیا جائے اور عید منا لی جائے، اور کوئی سبق اس سے حاصل نہ کیا جائے؟ ایسا کرنا تو اپنی حیوانیت کا ثبوت دینا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس سنت ابراہیمیؑ میں وہی سبق ہمیں دیا گیا ہے، جو حضرت ابراہیمؑ کی قربانی میں مضمر تھا۔ یعنے احکامِ الٰہی کی فرمانبرداری۔ جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے رضائے الٰہی کے لئے اپنے اکلوتے بیٹے کو قربان کرنے سے دریغ نہ کیا، اسی طرح اس حیوانی قربانی میں ہمیں یہ سبق دیا گیا ہے کہ ضرورت پیش آنے پر خدا کے رستہ میں اپنے اہل و عیال کو قربان کرنے اور خود اپنی جان فدا کرنے کی ضرورت پیش آئے تو ایک مسلمان کو اس سے دریغ نہیں ہونا چاہیئے۔

اسی بات کو اس آیت کریمہ میں واضح کیا گیا ہے۔

قل ان کان اٰباؤکم و ابناؤکم و اخوانکم و ازواجکم و عشیرتکم و اموال ن اقترفتموھا و تجارۃ تخشون کسادھا و مسٰکن ترضونھا احب الیکم من اللہ و رسولہ و جہاد فی سبیلہ فتربصوا حتّٰی یاتی اللہ بامرہٖ واللہ لا یھدی القوم الفٰسقین، یعنے (اے رسُول) کہدے کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے کنبے اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور تجارت جس کے سرد پڑ جانے کا تمہیں خطرہ ہے، اور مکانات جن کو تم پسند کرتے ہو، اللہ اور رسول کے رستہ میں جہاد سے زیادہ محبوب ہیں تو انتظار کرو، یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ اپنا حکم جاری کر دے اور اللہ فاسقوں کی قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔

یہ ہے عید کی قربانی کا مقصد، خدا اور اس کے رسول کی اطاعت تمام علائق دنیوی اور عزیز ترین رشتہ داریوں اور مال و املاک سے بڑھ کر محبوب ہونی چاہیئے اور اگر ضرورت پیش آئے تو انسان سب علائق کو چھوڑ کر خدا کے رستہ میں نکل پڑے۔

لیکن کتنے ہیں جو جانوروں کے گلے پر چھری رکھتے ہوئے اس مقصد کو سامنے رکھتے ہیں، کتنے ہیں جو اس جہادِ اکبر کے لئے جس کی دعوت امام زمانہ نے ہمیں دی ہے، یعنے اشاعت اسلام، اپنے دنیوی بندھنوں کو توڑ کر خدا کے رستہ میں نکلنے کے لئے تیار ہیں۔ اگرچہ جماعت خدا کے فضل سے اس بارہ میں بہت آگے نکل چکی ہے اور امام وقتؑ کے انفاس قدسیہ سے ایسے مردانِ خدا اس جماعت میں پیدا ہوئے ہیں جنہوں نے عملاً اپنے تمام علائق دنیوی سے الگ ہو کر خدا کے دین کے لئے اپنے آپ کو قربان کر دیا اور یہ انہی کی برکت ہے کہ یورپ اور دیگر ممالک میں اسلام کا اثر بڑھتا چلا جا رہا ہے تاہم اس بڑھتے ہوئے اثر کو قائم رکھنے اور دنیا کے مختلف گوشوں میں اسلام کی آواز پہنچانے کے لئے ابھی اور قربانیوں کی ضرورت ہے۔ عید قربان ہم سے چاہتی ہے کہ جانوروں کے گلے پر چھری رکھتے ہوئے اس قربانی کے لئے بھی اپنے آپ کو تیار کیا جائے اور نہ صرف مالی اور درہم قربانیاں پیش کی جائیں بلکہ اپنی ذات کو بھی خدمت دین کے لئے وقف کر کے جہاں ضرورت پیش آئے جانے کے لئے تیار ہو جائیں۔ جانوروں کی قربانی تو ایک تصویری سبق ہے جو خدا کے رستہ میں اپنے آپ کو قربان کرنے کے لئے ہمیں سکھایا گیا ہے۔

افسوس ہے کہ آج مسلمانوں میں وہ لوگ بھی پیدا ہو گئے جو حیوانی قربانی کو ناجائز، خونریزی اور اسراف قرار دیتے ہوئے مصر ہیں کہ جانور کی قربانی دینے کے بجائے نقد خدا کی راہ میں دے دیا جائے اور وہ لوگ بھی ہیں، جو صرف مکہ میں حاجیوں کے لئے ہی قربانی جائز سمجھتے ہیں، اور دوسرے شہروں میں عوام الناس کی طرف سے قربانی جائز نہیں سمجھتے، یہ ایک صریح مغالطہ ہے، احادیث میں صاف طور پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں عید الاضحیٰ پر جانوروں کی قربانی دینے کا ارشاد فرمایا ہے، آپؐ نے عید الاضحیٰ کا خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ان اول ما نبدا بہ من یومنا ھذا ان نصلّی ثم نرجع فننحر فمن فعل فقد اصاب سنتنا یعنی پہلا وہ کام جسے ہم آج کے دن شروع کرتے ہیں یہ ہے کہ نماز پڑھیں، پھر لوٹ جائیں اور قربانی کریں، جس نے اس طرح کیا وہ ہماری سنت پر چلا (بخاری کتاب العیدین) اس قسم کی متعدد حدیثیں موجود ہیں، جن میں سے ایک حدیث یہ بھی ہے کہ ——— ایک صحابیؓ نے نماز عید سے پہلے قربانی دے دی، اس کی اطلاع جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئی تو آپؐ نے اسکو عید کی قربانی قرار نہیں دیا، بلکہ فرمایا کہ تیری بکری صرف گوشت کی بکری ہے، اور پھر اس شخص نے جب پوچھا کہ "ہمارے پاس ایک سال سے کم کی پٹھی ہے جو مجھے دو بکریوں سے زیادہ عزیز ہے۔ تو کیا وہ میری طرف سے کافی ہوگی آپؐ نے فرمایا ہاں اور تیرے بعد کسی کے لئے کافی نہ ہوگی"۔

ان احادیث کی روشنی میں جو چودہ سو سال سے اُمت کے تعامل میں آ جانے کے سبب اپنی صحت پر مہر تصدیق ثبت کر چکی ہیں، صاف طور پر ثابت ہے کہ عید اضحٰے پر جانوروں کی قربانی صرف مکہ میں حج کے موقعہ پر ہی نہیں بلکہ ہر جگہ ہر صاحب استطاعت مسلمان پر واجب ہے اور اس کے بجائے نقد چندہ دینا قربانی کی اصل حقیقت کو زائل کرنا ہے۔

غرض عید قربان ہمارے لئے قربانی کا بہت بڑا سبق لے کر آتی ہے، یہ عید ہماری ذمہ داریوں کو جو خدا کے رستہ میں ہم پر عائد ہوتی ہیں، یاد دلاتی ہے، اسی وجہ سے اسکو ایک خوشی کا دن قرار دیا گیا ہے، اور مسلمانوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ نہا دھو کر اور عمدہ لباس پہن کر دو رکعت نماز ادا کریں اور پھر قربانیاں دیں۔ رسمی طور پر نہیں بلکہ اس کی حقیقت کو سمجھتے ہوئے کہ اسی میں ہماری فلاح و بہبود مضمر ہے۔

قُربانی کی کھالیں اور عید فنڈ

تمام بیرونی سیکرٹری صاحبان سے التماس ہے، کہ عید الاضحیٰ کے موقعہ پر جو اصحاب قربانیاں دینے والے ہوں ان سے قربانی کی کھالیں یا ان کی قیمت کی وصولی کا خاص طور پر انتظام فرمائیں۔

مرکزی انجمن میں کھالوں کی وصولی کا خاص طور پر انتظام کیا گیا ہے، لاہور میں قربانیاں دینے والے اصحاب انجمن کے دفتر میں یا نماز عید کے موقعہ پر اسی ڈیوٹی پر متعین اصحاب کو اپنے نام اور پتے اور تاریخ و اوقات قربانی نوٹ کرا دیں تاکہ وہ ان سے کھالیں وصول کرنے میں سہولت حاصل کر سکیں۔ اس کے علاوہ عید کی خوشی میں اشاعت اسلام کے لئے "عید فنڈ" میں کچھ نہ کچھ مرحمت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

خاکسار سیکرٹری

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

مکتوب برلن ——— مولانا محمد یحییٰ بٹ صاحب امام برلن مسجد

یوم ولادت مسیح

(۲)

عید الفطر کے اس اجتماع کے علاوہ مسجد میں ہونے والے اجتماعات میں سے ایک اور اجتماع بھی قابل تذکرہ ہے اور یہ وہ اجتماع ہے جو ہم نے ۲۲ دسمبر کو حضرت عیسیٰ کی یوم ولادت منانے کے سلسلہ میں مسجد میں منعقد کیا۔ اول اس اجتماع کے لئے عیسائی دوستوں کو دعوت نامے بھیجے گئے اور ان کے سرورق پر قرآن کریم کی ایک آیت مع ترجمہ لکھی گئی، یہ آیت یہ تھی انما المسیح عیسی ابن مریم رسول اللہ وکلمتہ القاھا الی مریم وروح منہ - اس کے اندرونی صفحہ پر ذیل کا پروگرام درج تھا۔

(۱) - تلاوت قرآن کریم اور ترجمہ
(۲) - انجیل شریف سے تلاوت
(۳) - حمد الٰہی منظوم جرمن زبان میں
(۴) - مجھے تقریر کرنا تھا
(۵) - جلسہ کی صدر صاحبہ شہزادی کاجار فقی کی تقریر تھی۔

سات بجے شام اس اجتماع کی کارروائی شروع ہوئی باوجود اس کے کہ باہر برف پڑ رہی تھی اور کافی سردی تھی - ڈیڑھ سو کے قریب مرد و زن نے اس میں شرکت کی۔ حسب پروگرام شہزادی صاحبہ نے مسٹر المنشن ایک مصری نوجوان کو قرآن شریف کی تلاوت کے لئے کہا المنشن صاحب نے سورہ مریم کا دوسرا رکوع پڑھا بعد میں ایک جرمن نو مسلم مسٹر ہارٹ مین نے جرمن ترجمۃ القرآن مع تفسیر سے اس کا ترجمہ پڑھ کر سنایا۔ اس کے بعد مسٹر ابیر ہارٹ سیکرٹری متحدہ چرچ آرگنائزیشن برلن نے انجیل شریف سے ایک حصہ پڑھا۔ اس حصہ کی تلاوت سے پیشتر مسٹر ابیر ہارٹ نے چند منٹ تقریر کی اور انہوں نے بتایا کہ مسجد میں حضرت عیسیٰ کی یوم ولادت منایا جانا اور اس میں انجیل شریف سے پڑھنے کے لئے مرا بلایا جانا اسلام کے جذبہ Tolerance کو ثابت کرتا ہے۔ مسٹر ابیر ہارٹ نے اپنی تقریر کو جاری رکھتے ہوئے کہا کہ مسجد کے امام صاحب نے ہمیں ایک اچھا نمونہ دکھایا ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم عیسائی بھی اسلام سے متعلق اپنے رویہ کو بہتر بنانے کی کوشش کریں۔ انہوں نے مزید کہا کہ اسلام حضرت عیسیٰ کو ایک نبی کی حیثیت دیتا ہے لیکن ہم عیسائیوں کے نزدیک جو حضرت عیسیٰ کی حیثیت ہے اس کا ذکر انجیل کے اس حصہ میں ہے جو آج میں آپ کے سامنے پڑھتا ہوں، اس کے بعد انہوں نے خط بنام Helmers سے ایک حصہ پڑھا۔ بعد ازیں ایک جرمن نو مسلمہ مس Hentschall اور ان کے ساتھ ان کی سہیلی عیسائی خاتون مس Schumann نے مل کر خدا کی حمد جرمن زبان میں گائی۔

اس کے بعد میں نے احباب کو خطاب کیا اور ایک گھنٹہ تقریر کی۔ اس دوران میں میں نے بتایا کہ انجیل شریف میں حضرت عیسیٰ کی نسبت خدا کا بیٹا کے مستعمل الفاظ مجازی معنوں میں استعمال ہوئے ہیں۔ میں نے مزید کہا کہ حضرت عیسیٰ کی بزرگی ان کی اس حیثیت میں ہے کہ وہ خدا کے مرسل تھے اس حیثیت میں ان کی تین ذمہ داریاں تھیں اور ان ذمہ داریوں کو انہوں نے باوجود صدہا مشکلات کے بڑی کامیابی سے سرانجام نبھایا۔ اول خدا کے پیغام کو سننا۔ دوئم اسے لوگوں تک پہنچانا اور تیسرے خود اپنی زندگی میں نمونہ قائم کرنا - خدا کا پیغام لوگوں تک پہنچانے میں جو انہیں مشکلات کا سامنا کرنا پڑا اس کی مختلف وجوہ تھیں - پہلے یہ کہ اس زمانہ میں یہودی قوم ظاہریت پر بڑا زور دیتی تھی اور وہ دین کے حقیقی مغز کو بھول چکی تھی - حضرت عیسیٰ نے انہیں مغز کی طرف توجہ دلائی - دوسرے یہودی قوم کسی ایسے مسیح کے آنے کی منتظر تھی جو انہیں حکومت واپس دلاتے - حضرت مسیح نے اس پیشگوئی کی ایسی تاویل کی جو یہودی علماء کے موسوی مسیح کے بالکل الٹ تھی - اس پر تمام قومیں مخالف ہو گئیں۔ اس مخالفت کا مقابلہ جس طرز پر حضرت عیسیٰ نے کیا اس میں حضرت مسیح کی بزرگی ظاہر ہوتی ہے۔ اور اس میں ہر اس شخص کے لئے جو خدا کو پانا چاہے ایک نمونہ ہے وہ طرز کیا تھا؟ خدا کے حضور گرنا اس سے مدد مانگنا چاہئے حضرت مسیح نے اس حربہ سے کام لیا اور یہودیوں کی خطرناک تدابیر سے رہائی پائی۔

آخر میں میں نے حضرت مسیح کی پہاڑی تعلیم سے چند ایک فقرات دہرائے اور تقریر ختم کی۔ اس تمام تقریر کا انگریزی ترجمہ مکرم و محترم جناب مولانا محمد یعقوب خان صاحب کو بھجوایا ہے امید ہے وہ لائٹ میں شائع کر دیں گے۔ میری تقریر کے بعد شہزادی صاحبہ نے چند ایک کلمات کہے اور جلسہ ختم ہوا۔ جلسہ کے اختتام پر حاضرین کی تواضع چائے - ڈبل روٹی، مکھن - انڈے اور زردہ چاول سے کی گئی - شہزادی صاحبہ نے اپنی طرف سے کیک بھجوائے۔ شام ۹ بجے تک احباب ہمارے ہاں رہے اور خدا کے فضل سے یہ اجتماع بخیر و خوبی سرانجام پایا۔ بعض مقامی اخبارات نے اس جلسہ کے انعقاد کی تاریخ کو ایک دن پیشتر بطور خبر شائع کیا اور اس کے انعقاد کے بعد اس پر مفصل الفاظ لکھے۔ مسجد میں انتظامات کے کرنے اور مہمانوں کے لئے کھانے کی چیزوں کو تیار کرنے میں میری اہلیہ اور میرے بھائی عبدالرب نے امداد کی - جزاھم اللہ

جمعہ کے اجتماعات خدا کے فضل سے حسب معمول جاری رہے۔ زائرین کا سلسلہ بھی جاری رہا - اور ہفتہ کے دن بھی بعض احباب جمع ہوتے رہے۔

جماعت احمدیہ پشاور کا

جلسہ

جماعت احمدیہ پشاور کا جلسہ مسجد احمدیہ محلہ گل بادشاہ میں مورخہ ۱۷/۱۸ اپریل ۱۹۶۵ء کو منعقد ہو رہا ہے۔ تمام احباب جماعت سے خصوصاً جماعتہائے مانسہرہ۔ ایبٹ آباد ڈاڈر - دیب گراں - کچھی ٹالی سران - گندف - دربند - داتہ - سنخانہ - زیدہ زروبی - مردان - چارسدہ - راولپنڈی جہلم - سرائے نورنگ - عظیم کلہ - کوہاٹ سفید ڈھیری - شیخ محمدی وغیرہ سے درخواست ہے کہ شامل ہو کر جلسہ کی رونق بڑھائیں اور ہماری حوصلہ افزائی فرمائیں۔

دوست موسم کے مطابق بستر ہمراہ لائیں۔ والسلام

محمد الرحمٰن سیکرٹری جماعت پشاور

اعلان تعطیل

عید الاضحیٰ کے موقعہ پر ۱۲-۱۳ اور ۱۴/۱۳ اپریل ۱۹۶۵ء کو دفتر انجمن اور پریس بند رہے گا اس لئے ۱۴ اپریل کا اخبار شائع نہ ہو سکے گا - آئندہ پرچہ ۲۱ اپریل ۱۹۶۵ء کو

اسلامی تعلیمات کا امتیازی مقصد اخلاق و اعمال میں اخلاص پیدا کرنا ہے

نیک اعمال جو ناپاک اغراض پر مبنی ہوں قابلِ قبول نہیں ہو سکتے

حضرت نبی کریم صلعم کا پاکیزہ نمونہ اور موجودہ گدّی نشینوں کا غلط طریقِ اعمال

خطبہ جمعہ مورخہ ۲ اپریل ۱۹۶۵ء فرمودہ حضرت امیر قوم مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام جامع احمدیہ-احمدیہ بلڈنگس لاہور-

قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب ولا اقول لکم انی ملک ان اتبع الا ما یوحیٰ الیّ - قل ہل یستوی الاعمیٰ والبصیر افلا تتفکرون (سورۃ انعام ـ رکوع ۵)

نبی کریم صلعم کا امت کو اخلاص کا سبق

اس آیت میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم کو اخلاص کا سبق دیا ہے۔ تمام خواہشات سے پاک ہو کر تمام اپنی ذاتی اغراض سے علیحدہ ہو کر خدا کے لئے ہو جانا اسلامی تعلیمات کا امتیازی مقصد ہے اخلاص کا سبق دینے کے لئے حضور صلعم نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ اس بات کا اعلان کر دو۔ لا اقول لکم عندی خزائن اللہ۔ کوئی شخص جو میرے پاس آنا چاہے اس کو یہ نہیں سمجھ لینا چاہیئے کہ میرے ماننے کی وجہ سے دولت ملے گی رزق بڑھے گا۔ مویشی بڑھ جائیں گے۔ کھیتوں اور باغات کو زیادہ پھل لگیں گے۔ تمہاری تنخواہ بڑھ جائے گی تمہارا رزق زیادہ ہو جائے گا۔ تمہارے کھیتوں اور باغات کے پھل دوگنے ہو جائیں گے۔ میرے پاس یہ اغراض لے کر مت آؤ۔ نہ ہی خدا کے خزانے میرے پاس ہیں اور نہ ہی میرا کائنات پر تصرف ہے ولا اعلم الغیب۔ اگر کوئی قسمت پوچھنا چاہتے ہو تو وہ بھی میرے پاس اس قسم کی حاجات لے کر نہ آئے میں غیب کا علم نہیں جانتا۔ میں نہیں بتلا سکتا کہ تمہاری عمر کتنی ہوگی۔ تمہاری اولاد کیسی ہوگی۔ تمہیں دولت ملے گی یا نہیں۔ تم بادشاہ بن جاؤ گے یا نہیں۔ میں کچھ نہیں بتا سکتا۔ ولا اقول لکم انی ملک اور نہ ہی میرا یہ ادعا ہے کہ میں فرشتہ ہوں، میں تو بشر ہوں۔ تم میرے پاس اس قسم کے خیالات لے کر مت آؤ۔ میں انسان ہوں فرشتہ نہیں ہوں۔ میرے پاس خدائی نہیں، غیب دانی نہیں، میرا کائنات پر تصرف نہیں۔ اس کائنات پر صرف خدا کا تصرف ہے۔ میں تو خود رہنمائی کا محتاج ہوں اور وہ جناب الٰہی سے بذریعہ وحی میسر آتی ہے۔ ان اتبع الا ما یوحیٰ الیّ - میں اپنی طرف سے کوئی تعلیم پیش نہیں کر سکتا اور نہ کوئی ایسے عقائد تلقین کرتا ہوں جو خدا کی طرف سے نہ ہوں۔

نبی کریم صلعم کی کامل عبودیت اور آپکا معراج

میں اللہ تعالےٰ کا فرمانبردار ہوں۔ اس کے احکام کی پوری پوری پابندی اور فرمانبرداری کرتا ہوں۔ سبحٰن الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ الذی بارکنا حولہ۔ اس کامل فرمانبرداری کی وجہ سے جب آپؐ کی عبودیت کمال کو پہنچی تو خدا نے آپؐ کو معراج کروا دیا۔ فاوحیٰ الیٰ عبدہ ما اوحیٰ۔ اپنے عبد پر اپنا کلام نازل کیا وہ بے نظیر کلام ہے۔ ان اتبع الا ما یوحیٰ الیّ میں تو اسی کی اتباع کرتا ہوں جو میری طرف وحی کی جاتی ہے۔ انا اوّل المسلمین۔ سب سے بڑھ کر میں خدا تعالےٰ کے احکامات کا فرمانبردار ہوں۔

نبی کریم صلعم کا اخلاص اور کامل متابعت الٰہی

حضور نبی کریم صلعم کی زندگی بتلاتی ہے کہ آپؐ میں حرص و ہوا کا نام و نشان نہ تھا۔ آپؐ کے دل میں کچھ بھی خواہشات نہ تھیں۔ عزیز و اقارب کو کوئی جاگیریں دینے کا خیال آپؐ کے دل میں نہیں۔ آپؐ کی زندگی سے عیاں ہے کہ آپؐ کے اندر اخلاص ہے قولوا عبدہ و رسولہ۔ میں پہلے عبد ہوں اور پھر رسول ہوں۔ پہلے خود احکام الٰہی پر عمل کرتا ہوں۔ پھر دوسروں کو تلقین کرتا ہوں۔ آپؐ کی ساری زندگی نمونہ ہے۔ افراد اور مختلف اقوام نے حضورؐ کو خراج تحسین پیش کیا کہ حضورؐ بے نظیر انسان ہیں۔

حصول مقصد کے مقابلہ میں بادشاہت کو ٹھکرا دیا۔

حضورؐ نے ۱۳ سال تک اپنی قوم سے مار کھائی۔ جب وہ لوگ تنگ آ گئے تو انہوں نے آپ سے کہا کہ ہم آپ کو اپنا بادشاہ بنا لیتے ہیں۔ جو شخص مار پیٹ کھا کھا کر تنگ آ چکا ہو۔ اس کے ساتھی تنگ آ چکے ہوں۔ اس کے لئے یہ بڑا اچھا موقعہ تھا کہ قوم کی پیشکش کو قبول کر لیتے قوم کہتی ہے کہ ہم آپ کو اپنا بادشاہ بنا لیتے ہیں۔ اگر آپ کو کوئی طمع اور لالچ ہوتا تو بادشاہت کو فوراً قبول کر لیتے لیکن حضورؐ نے فرمایا کہ میری زندگی کا مقصد ہے کہ میں اس قوم کو اخلاق سے آراستہ کروں۔ میں اس قوم سے تمام برائیاں از قسم شراب۔ جوا۔ ڈاکہ چوری۔ بدکاری وغیرہ ختم کرنے آیا ہوں ان کے اندر اخلاقی اور روحانی تبدیلی پیدا کرنا میرا مقصد ہے اس مقصد کے حصول کے بجائے سلطنت لینے پر راضی ہو جانا درست نہیں یہ لالچ کی انتہا ہے۔ اور آپؐ کا رویہ بے غرضی کی انتہا۔

عبادت الٰہی اور مال دنیا سے علیحدگی

حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقوم باللیل حتیٰ تورمت قدماہ۔ رات کے وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نمازوں میں اس قدر قیام کرتے کہ آپؐ کے پاؤں سوج جاتے۔ یہ آپؐ کی عبادت کا رنگ ہے۔ اور دنیا کا رنگ یہ ہے کہ ما ترک رسول اللہ عند وفاتہ درہمًا ولا دینارًا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بادشاہت حاصل کرنے کے بعد بھی اپنی وفات کے موقعہ پر کوئی درہم و دینار گھر میں نہیں چھوڑا۔ دوسری دولت اہل عرب کی بھیڑ بکریاں تھیں اس کے متعلق فرمایا ولا شاۃ ولا بعیرا نہ پیچھے بھیڑ بکری چھوڑی اور نہ ہی اونٹ ولا امۃ ولا عبدا اور عرب کے امراء کے پاس لونڈی غلام ہوتے ہیں۔ حضورؐ نے اس قسم کی دولت کے کوئی آثار پیچھے نہیں چھوڑے۔ تجہیز و تکفین کے وقت بھی شاہی شان و شوکت کا کوئی نشان نظر نہیں آتا۔ بلکہ حضورؐ کو تین چادروں میں لپیٹا گیا اور بغیر صندوق کے مٹی کی قبر میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

. . . .

قوم کو اعلیٰ کردار پیدا کرنے کی ہدایت

قوم کو اپنے عمل سے یہ سبق دینا مقصود ہے کہ خواہشات اور حرص و ہوا سے بلند ہو کر اعلےٰ کردار پیدا کریں۔ ایک مثال سنئے۔ ایک شخص کو میدان جہاد میں تیر لگا۔ لوگوں کو یقین ہو گیا کہ وہ انتقال کر جائے گا۔ انہوں نے جوش بھرے الفاظ میں اس کو مبارکباد دی۔ هنيئاً لك الشهادة هنيئاً لك الشهادة۔ اے مرنے والے تجھے شہادت مبارک ہو۔ تجھے شہادت مبارک ہو۔ حضور نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ یہ غلط ہے اسے شہادت نصیب نہیں ہوئی۔ حضور نے فرمایا ان الشملة التي اخذها من غنائم خيبر لتشتعل عليه ایک چادر جو اس شخص نے خیبر کے مال غنیمت سے اُٹھائی تھی وہ اس مرنے والے شخص پر آگ بن کر شعلہ زن ہو گی۔ حضورؐ اپنے جانباز سپاہیوں کے دلوں میں مضبوط اخلاص پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ کمانڈر اپنے سپاہیوں کے متعلق۔ جو اس کے لئے جان دے رہے ہیں ایسے کلمات استعمال نہیں کر سکتا کہ مال غنیمت میں سے کوئی شخص ذرہ سی چیز اُٹھا نہیں سکتا۔ سعد بڑے آدمی تھے انہوں نے کہا کہ ایک دشمن نے میرے بھائی سعید کو قتل کر دیا تھا۔ میرا کلیجہ ٹھنڈا نہیں ہوا جب تک میں نے ان دشمنوں کو قتل نہیں کر دیا۔ یہ تلوار جو مقتول دشمن کی میرے ہاتھ آئی ہے مجھے عنایت کر دی جائے تاکہ میں اس کو بطور یادگار اپنے پاس رکھوں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابھی تک مجھے مال غنیمت تقسیم کرنے کے متعلق حکم نہیں ملا۔ حضور حکم الٰہی کے پورے پورے پابند تھے۔ سعد کہتے ہیں کہ میں نے تلوار پھینک دی لیکن بہت صدمہ زدہ ہوا۔ اس پر بہت وقت نہ گزرا تھا کہ حضورؐ میرے پاس پہنچے اور فرمایا کہ غنیمت کا مال تقسیم کرنے کا اختیار مجھے دیا گیا ہے یہ تلوار آپ لے لیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ حضور راہِ خدا میں جان دینے کی تلقین کرتے ہیں اور ساتھ ہی اخلاص کا سبق بھی سکھاتے ہیں بالخصوص ایسے مشکل مواقع پر۔

مشکل ترین جہاد اعلائے کلمۃ اللہ

ایک شخص نے پوچھا کہ حضورؐ! جو کوئی شخص جنگ میں شجاعت دکھانے کے لئے جاتا ہے، یا غیرت کی بنا پر یا دولت حاصل کرنے کے لئے جنگ کرتا ہے۔ ان میں سے کونسا آدمی ہے جو فی سبیل اللہ مجاہد ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو خدا تعالےٰ کی بات کو بلند کرنا چاہتا ہے۔ وہ اصل مجاہد ہے۔ یہ جہاد مشکل ترین فعل ہے۔ جہاد میں اعلائے کلمۃ اللہ کے علاوہ کوئی غرض سامنے نہ ہونا چاہیئے۔

تعمیر مسجد اور ہر نیک کام نیک نیتی پر مبنی ہونا چاہیئے

جس طرح سے جہاد ایک اعلےٰ درجہ کا کام ہے اور اسے خدا پسند کرتا ہے۔ اسی طرح سے مسجد بنانا بھی اعلےٰ درجہ کا کام ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من بنى مسجداً بنى الله بيتاً في الجنة۔ جس شخص نے خدا کا گھر بنایا۔ خدا جنت میں اس کے لئے گھر بنائے گا۔ مگر ایسی مسجدیں بھی بنائی جا سکتی ہیں جن کی غرض مسلمانوں کو تباہ کرنا ہو۔ الذين اتخذوا مسجداً ضراراً وكفراً وتفريقاً بين المؤمنين ایسی مسجد تعمیر کرنا جس کا مقصد ضرر پہنچانا، کفر پھیلانا، اور مسلمانوں میں تفریق پیدا کرنا ہو یہ خدا کے ہاں مقبول نہیں۔ مسجد بنانے کا فعل کس قدر خوبصورت ہے اور بظاہر کس قدر نیکی اور ثواب کا کام ہے۔ لیکن خدا فرماتا ہے کہ بظاہر خوبصورت فعل کی اگر نیت اچھی نہیں تو خوشنما سے خوشنما عمل بھی بجائے ثواب کے گناہ بن جاتا ہے۔

ابو عامر کا بغض و حسد اور مسجد ضرار کی تعمیر

مسجد ضرار کی حقیقت یہ ہے کہ ایک شخص ابو عامر مدینہ طیبہ میں جاہلیت کے زمانہ میں عیسائی ہو گیا قوم میں اس نے وقار پیدا کر رکھا تھا۔ جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں تشریف لے گئے۔ تو وہ حضورؐ کے سامنے ماند پڑ گیا اس لئے اس کے اندر حسد کی آگ بھڑک اٹھی۔ اس نے ارادہ کر لیا کہ آپؐ کو اور آپؐ کے دین کو اور آپؐ کی قوم کو تباہ کر کے چھوڑوں گا۔ وہ مکہ میں گیا اور وہاں لوگوں کو جنگ کے لئے اکسایا اور اس کے بعد جنگیں ہوئیں جن میں کفار کو شکستیں ہوئیں اس وجہ سے ابو عامر کی غرض پوری نہ ہوئی۔ حنین کی جنگ کے بعد اس نے ارادہ ظاہر کیا کہ میں اب قیصر روم کے پاس جاؤں گا اور وہاں سے بہت بڑا لشکر ساتھ لاؤں گا۔ اور مسلمان قوم کو تباہ کر کے رکھ دوں گا۔ کچھ آدمی جو کمزور طبیعت اور کمزور ایمان تھے اس راہب کے ساتھ ہو گئے انہوں نے ابو عامر کے ایما پر مسلمانوں کو کمزور کر دینے کی خاطر قبا میں ایک مسجد بنائی تاکہ اسلام کی خیر خواہی کے پردہ میں مسلمانوں میں تفریق پیدا کی جائے کچھ بدظنیاں پھیلائی جائیں۔ عقائد اسلامی پر طعن و تشنیع کی جائے۔ اسلام اور نبی کریم صلعم کے خلاف نفرت پھیلائی جائے۔ انہوں نے حضورؐ سے درخواست کی کہ حضور وہاں جو بوڑھے آدمی رہتے ہیں وہ آپ کی مسجد تک بسا اوقات نہیں آ سکتے۔ راتیں سرد ہوں، بارش ہو رہی ہو تو انہیں مسجد آنے میں تکلیف ہوتی ہے اس لئے وہاں ایک مسجد بنا لی ہے آپ تشریف لائیے اور وہاں نفل ادا کیجئے تاکہ برکت ہو۔ خدا تعالےٰ نے فرمایا کہ ایسی مسجد میں نماز پڑھنا جائز نہیں۔ حضورؐ نے حکم دیا اس مسجد کو مسمار کر دیا جائے

ناپاک اغراض کے ماتحت نیک اعمال قابل قبول نہیں

جس چیز کے اندر نیکی نہیں وہ قابل قبول نہیں ہو سکتی۔ جہاد ہو، حج ہو، نماز ہو، روزہ ہو، زکوٰۃ ہو یا خیرات ہو، جب تک وہ اغراض سے پاک نہ ہو اس وقت تک اچھے سے اچھے نظر آنے والے عمل بھی بیکار ہوتے ہیں۔ خدا انہیں پسند نہیں کرتا۔ سنا ہے کہ حج کے لئے کوئی صاحب گئے۔ اور اپنے ساتھ دس پندرہ ٹین لے گئے۔ اور ظاہر کیا کہ ان میں گھی ہے۔ کسٹم والوں کو اب خدا جانے الہام ہونے لگے ہیں۔ انہوں نے ان ٹینوں کی تلاشی لی اندر سے چرس برآمد ہوئی۔ ایسا حج کس طرح قبول ہو سکتا ہے۔ حج ہو یا خیراتی کام ہوں اگر وہ نام و نمود کے لئے ہوں تو خدا ایسے اعمال کو پسند نہیں کرتا کعبۃ اللہ کی زیارت کو جاتے ہیں لیکن دل میں ناپاک اغراض اور خواہشات مضمر ہوتی ہیں۔ ایسا حج، نماز، زکوٰۃ، یا خیرات اور روزہ وغیرہ پسندیدہ اعمال نہیں ہیں۔

حضرت نبی کریم صلعم کا پیدا کردہ انقلاب

حضور صلعم نے کتنا بڑا انقلاب پیدا کیا۔ آپؐ نے معاشرہ کے اخلاق میں لاجواب تبدیلی پیدا کر دی جو ہزار ہا برکات کی باعث ہوئی اور جس کی وجہ سے قوم بلند مقام پر پہنچی۔

گدی نشینوں کے باطل ادّعا

وہ لوگ جو آپؐ کی گدی پر بیٹھتے ہیں وہ اس پر غور کریں کہ وہ اپنے اخلاق و اعمال سے حضور نبی کریمؐ کو تو بدنام نہیں کر رہے تم کہیں یہ تو نہیں کہتے کہ خدا نے بہت سے اختیار ہمارے سپرد کر دیئے ہیں۔ ہم جو چاہیں وہ ہو جاتا ہے۔ ہم غیب سے آگاہ ہیں۔ علوم کے ذخیرے ہمارے دماغ میں جمع کر دیئے گئے ہیں اور یہ اور وہ اختیارات ہمیں حاصل ہیں۔ ہماری جن پر نظر عنایت ہو ان کا بیڑا پار ہو جاتا ہے، اور جن سے ہم خفا ہو جائیں ان کا بیڑا غرق ہو جاتا ہے۔ حضورؐ تو فرماتے ہیں کہ میں فرشتہ نہیں ہوں۔ خدا نہیں ہوں، غیب دان نہیں ہوں۔ میرے ساتھ وہ لوگ ہوں جو اغراض سے پاک ہوں، جہاں کہیں آپ کی تربیت یافتہ قوم گئی تو لوگوں نے آنکھ سے دیکھ کر فیصلہ کیا کہ یہی قوم ہے جو اغراض سے پاک ہے۔ ان کو دیکھ کر لوگ مسلمان ہو جاتے تھے مگر ان کی گدی پر بیٹھ کر ان کی نمائندگی کے دعویدار حضورؐ کی تعلیمات کے برخلاف ڈینگیں مارتے اور لوگوں کو گمراہ کرتے اور ان کے اموال پر ڈاکہ ڈالتے ہیں اس لئے ان کے ہاں چہل پہل ہوتی ہے آسائش و آرائش کے سامان ہوتے ہیں، مرد اور عورتیں بطور خدمتگار کام کرتے ہیں۔

نبی کریم صلعم کا نمونہ

کیا ان لوگوں کے سامنے حضور صلعم کا نمونہ نہیں حضور نے تو کبھی ایسے دعوے نہیں کئے نہ اپنی ذات کے لئے مال دنیا سے کوئی حصہ لیا نہ اپنی بیٹی یا بیوی کے لئے کچھ رکھا۔ آپؐ کی لخت جگر حضرت فاطمہ رضؓ نے کہا کہ چکی پیس پیس کر میرے ہاتھوں میں آبلے پڑ گئے ہیں ایک

(باقی بر صفحہ ۸ کالم ۲)

مولٰنا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری

اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" کی تشریح کیوں ضروری ہے

جماعت ربوہ سے تعلق رکھنے والے ایک بھائی نے ایک سوال بھیجا ہے جس کا جواب ذیل میں لکھا جاتا ہے:-

مکرمی آپ کا پوسٹ کارڈ ملا۔ آپ لکھتے ہیں "کہ ہماری جماعت کے امیر اس تجویز کو کیوں منظور نہیں کرتے کہ اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" بغیر کسی حاشیہ آرائی کے شائع کیا جائے اور دونوں جماعتوں کے امیر لکھدیں کہ ہمارا یہی عقیدہ ہے جو اس میں مرزا صاحب نے لکھا ہے۔"

برادرم یہ تجویز اس لئے منظور نہیں کی جاسکتی کہ یہ ہردو فریق میں سے کسی کو بھی فائدہ نہیں پہنچا سکتی اور مومن کوئی ایسا کام نہیں کرسکتا جس سے کسی فائدہ کی امید نہ ہوسکے قرآن کریم کا ارشاد مومنوں کو یہی ہے والذین ھم عن اللغو معرضون آپ غور فرمائیں کہ ہماری جماعت کا جو فرد اس اشتہار کو پڑھے گا تو وہ یہی کہے گا کہ اس میں وہی کچھ لکھا ہوا ہے جو حضور کی پہلی کتب میں لکھا ہوا ہے جو مقام حضور نے اپنا پہلی کتب میں بیان کیا ہے وہی اس اشتہار میں بیان فرمایا ہے اور آپ کی جماعت کا آدمی جب اسکو پڑھے گا تو یہی کہے گا کہ حضور نے اس اشتہار میں اپنے سابقہ مقام میں تبدیلی کر دی ہے کیونکہ ان کے ذہن نشین یہی کرایا گیا ہے۔ جب دونوں فریق مجرد اشتہار کے پڑھنے سے اپنے اپنے خیال پر ہی قائم رہے تو بغیر تشریح کے مجرد اشتہار کو شائع کرنا کیا عبث کام نہیں ہوگا۔ اس سے بہتر تو وہ طریق تھا جو ہمارے امیر مرحوم و مغفور نے اختلاف شروع ہوتے ہی پیش کیا تھا یعنی یہ کہ دونوں جماعتوں کے وہ ستر ستر آدمی جنہوں نے اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" شائع ہونے سے قبل حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کی تھی وہ اپنا اپنا حلفیہ بیان شائع کریں کہ اس اشتہار کے شائع ہونے سے قبل ہمارا علم یہی تھا کہ حضور اپنے آپ کو زمرۂ اولیاء کا فرد لکھا کرتے تھے لیکن اشتہار مذکور شائع ہونے پر ہم نے یہی سمجھا تھا کہ حضورؑ نے اپنے مسلک میں تبدیلی کرلی ہے اور اشتہار کے ذریعہ اعلان فرما دیا ہے کہ آئندہ سے حضور کو زمرۂ انبیاء کا فرد سمجھا جائے امیر مرحوم کے ساتھیوں .... میں سے ستر احمدیوں نے اپنا حلفیہ بیان شائع کر دیا لیکن جناب میاں صاحب محترم نے اپنے ساتھیوں کو ایسا کرنے سے روک دیا کیوں روکا اس کی مصلحت وہ خود ہی جانتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ولا تکتموا الشھادۃ ومن یکتمہا فانہ آثم قلبہ (البقرہ ع ۳۹) بہرحال میں یہاں گذشتہ جھگڑوں کو چھیڑنا پسند نہیں کرتا صرف آپ کے غور کے لئے اس امر کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ جب ایک تحریر متنازعہ فیہ بن گئی ہے ہردو فریق اس تحریر کے الفاظ کے مختلف معانی کر کے مختلف نتیجے نکالتے ہیں تو اگر حق اور صداقت تک پہنچنا مدنظر ہو تو ہر دو فریق کا فرض ہے کہ اپنا اپنا نقطۂ نگاہ وضاحت کے ساتھ ایک دوسرے کے سامنے رکھیں تا دونوں فریق غور سے کام لیتے ہوئے کسی صحیح فیصلہ پر پہنچ سکیں اور جس فریق پر بھی یہ واضح ہوجائے کہ اس نے اس تحریر سے جو نتیجہ نکالا تھا وہ درست نہیں تھا بلکہ دوسرے فریق کا نکالا ہوا نتیجہ ہی درست ہے تو دیانتداری اور تقویٰ کا تقاضا یہی ہے کہ وہ اپنے غلط نتیجہ کو چھوڑ کر دوسرے فریق کے صحیح نتیجہ کو اختیار کرلے سلف صالحین کا یہی طریق رہا ہے اور اسی پر گامزن ہوتے ہوئے انہوں نے جب بھی اپنے اجتہاد کے خلاف اپنے فریق مقابل کے اجتہاد کو درست پایا تو اپنے اجتہاد کو فوراً ترک کر دیا اور اپنے فریق مقابل کے اجتہاد کو اختیار کرلیا۔ حضرت عمرؓ نے بھی یہی فرمایا ہے الرجوع الی الحق خیر من التمادی فی الباطل یعنی باطل پر اڑے رہنے سے حق کی طرف رجوع کرلینا بہتر ہے یعنی اپنی غلطی کو چھوڑ کر صحیح بات تسلیم کر لینے میں ہی خیر و برکت ہے۔

پس آپ بھی ان بزرگوں کی راہ پر قدم مارتے ہوئے اس تبصرہ پر غور کریں جو آپ کے سامنے پیش کیا گیا ہے اس میں آپ سے یہی تو درخواست کی گئی ہے کہ اگر اس میں آپ کو کوئی غلطی نظر آئے تو ہمیں بتلائیں ہم سنجیدگی سے اس پر غور کریں گے آپ کو چاہیئے تو یہ تھا کہ آپ ہمیں بتلاتے کہ "اشتہار ایک غلطی کا ازالہ" میں فلاں عبارت واضح طور پر اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ حضور نے اپنے آپ کو زمرہ انبیاء میں داخل کیا ہے حالانکہ پہلی کتب میں اپنے آپ کو زمرۂ اولیاء میں شمار کرتے تھے اور اس واضح عبارت کا حل آپ کے تبصرہ میں موجود نہیں۔

بحث مباحثہ تو مدنظر نہیں تبادلۂ خیالات کے ذریعہ حق و صداقت اور حقیقت تک رسائی حاصل کرنا مقصود ہے۔ آپ سے یہ امر مخفی نہیں کہ آپ کی جماعت کے نزدیک حضورؑ نے جو اپنے آپ کو زمرۂ اولیاء سے نکال کر زمرۂ انبیاء میں داخل کیا ہے تو اس کا اظہار حضورؑ نے سب سے پہلے اپنے اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" میں ہی کیا ہے اگر یہ ثابت ہوجائے کہ اس اشتہار میں ایسی کسی تبدیلی کا وجود تک نہیں تو بعد کی کتب میں کس طرح ایسی کوئی تبدیلی پائی جاسکتی ہے باوجود اس کے اس تبصرہ میں کہدیا گیا تھا کہ بعد کی کتب میں بھی جن عبارتوں سے ایسا خیال کیا جاتا ہے ان کی تشریح بھی کر دی جائے گی اور ثابت کر دیا جائے گا کہ ان میں بھی حضور نے اپنا مقام وہی بیان فرمایا ہے جو پہلی کتب میں لکھا ہے جہاں تک حضور کے مقام کا تعلق ہے وہ شروع سے لیکر آخر تک ایک ہی رہا ہے اور وہ ہے مقام ولایت نہ کہ مقام نبوت اور جماعت اولیاء میں آپ سرفہرست ضرور ہیں سو حقیقۃ الوحی سے جو عبارت آپ نے پیش کی ہے اس کا حل بھی رسالہ روح اسلام کے ماہ مارچ کے ایشو میں شائع ہوگیا ہے اسے مطالعہ فرمالیں۔

میں پھر آپکی توجہ اسی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ آپ کے نزدیک تبدیلی کا اعلان سب سے پہلے اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" میں ہی ہوا ہے نہ کہ حقیقۃ الوحی میں جس کی تصنیف ۱۹۰۷ء میں ہوئی تھی اس لئے اس اشتہار پر جو تبصرہ آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا ہے اس کے استدلال میں اگر کوئی غلطی ہے تو اسے واضح کریں تا اس پر غور کیا جائے محض یہ کہدینا تو مناسب نہیں کہ اشتہار کو بغیر تشریح کے کیوں شائع نہیں کیا جاتا۔ دیکھیں جب حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں اس اشتہار میں تو کوئی نئی بات نہیں لکھی گئی اس میں تو وہی کچھ لکھا گیا ہے جو پہلی کتب میں لکھا جا چکا ہے چنانچہ مولٰینا نے حضور کی ہدایت کے مطابق اس کا جواب لکھا جو نومبر ۱۹۰۱ء میں ہی اخبار الحکم میں شائع ہوگیا اس جواب میں بھی وہی جزوی نبوت کا دعویٰ ہی ثابت کیا گیا جو پہلی کتب میں پایا جاتا تھا۔

کیا اس سے یہ حقیقت واضح نہیں ہوجاتی کہ اگر کسی تحریر کی ...... طرف کوئی غلط بات منسوب کر دی جائے تو اصل حقیقت کو سامنے لانے کے لئے اس کی ایسی تشریح کرنا ضروری ہوجاتا ہے جس سے اس تحریر کے متعلق پیدا شدہ غلط فہمی دور ہوجائے پس اگر ہم نے حضرت مسیح موعود کے طریق پر ہی عمل کرتے ہوئے اس اشتہار کے متعلق پیدا شدہ غلط فہمی کو دور کرنے کی کوشش کی تو یقیناً ہم نے راہ صواب پر ہی قدم مارا ہے اور حضرت اقدس کی ہی تقلید کی ہے جس غلطی فہمی کو حضور خود دور فرما چکے تھے اسی غلط فہمی کو جب دوبارہ دور کرنے کی ضرورت پیش آئی تو ہم نے بھی حضور ہی کے نقش قدم پر چل کر اسی غلط فہمی کو دوبارہ دور کر دیا۔ پس آپ سوچیں کہ آپ لوگ کہیں محمد یوسف صاحب کے نقش قدم پر تو نہیں چل رہے اور وہی انداز فکر تو آپ لوگوں نے اختیار نہیں کرلیا جو محمد یوسف صاحب نے اس اشتہار کے شائع ہونے پر کیا تھا۔ غور فرماویں

ایک اور مثال سے بھی میں تشریح کرنے کی ضرورت واضح کرنا چاہتا ہوں قرآن کریم میں یہ آیت ہے انّ الذین اٰمنوا والذین ھادوا والنصاریٰ والصابئین من اٰمن باللہ والیوم الاٰخر

ر ضمہ اسنے لکھا جائے گا

وعمل صالحاً فلهم اجرهم عند ربهم ولا خوف عليهم ولا هم يحزنون البقرہ ع۸ - زمانہ حال کے بعض مفسروں نے جن میں ڈاکٹر عبدالحکیم پٹیالوی اور ابوالکلام آزاد جیسے عالم شامل ہیں اس آیت سے یہ نتیجہ نکالا کہ نجات پانے کے لئے صرف اللہ اور یوم آخر پر ایمان لے آنا کافی ہے رسولوں اور کتابوں اور فرشتوں پر ایمان لانا ضروری نہیں حضرت اقدس نے اس غلط خیال کی تردید کرتے ہوئے اس آیت کی تشریح میں حقیقۃ الوحی کے صفحے کے صفحے بھر دیئے اب اگر کوئی شخص حضرت اقدس کو یہ کہتا کہ اتنی لمبی چوڑی تشریح کی کیا ضرورت ہے اس آیت کو بغیر کسی حاشیہ آرائی کے لکھکر ہم دونوں دستخط کر دیں کہ اس آیت میں جو عقیدہ بیان کیا گیا ہے وہی ہمارا عقیدہ ہے تو کیا آپ کے نزدیک ایسا شخص حق بجانب ہوتا اور حضور اس کی تجویز رد کرنے میں غلطی پر قرار دیئے جاتے۔

آپ لکھتے ہیں کہ تبصرہ میں یہ لکھا گیا ہے کہ زید بکر کی تشریحات کی پیروی نہیں کرتی چاہیئے واضح ہو کہ اس قسم کے الفاظ کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ متنازعہ فیہ تحریر کے متعلق اگر متضاد نظریئے اختیار کر لئے گئے ہوں تو اس کے متعلق اس نظریہ کو واضح کرنے کے لئے بھی کسی کو تشریح کرنے کا حق حاصل نہیں بلکہ اس تحریر کے مصنف کے نزدیک صحیح نظریہ - - - - - - - - -

ہے۔ ایسے الفاظ کا مطلب صرف اتنا ہی ہوتا ہے کہ اگر کسی شخص نے خواہ وہ کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو ایسی تحریر کی غلط تشریح کی ہے تو اسے قبول نہ کیا جائے یہ مطلب ہرگز نہیں ہوتا کہ تشریح کا حق ہی چھین لیا جائے اب آپ تبصرہ پر غور کی نظر ڈالیں اور دیکھیں کہ تبصرہ میں کی ہوئی تشریح اگر صحیح اور حضور کے منشا اور حضور کی سابقہ کتب کے مطابق ہے تو اسے قبول فرمالیں یہی تقوٰے کا تقاضا ہے اور اس کے مقابلہ میں اگر دوسری تشریحیں حضور کے منشاء کے خلاف ہیں تو انہیں ترک کر دیں حق آپ سے یہی مطالبہ کرتا ہے ورنہ آپ ہمیں صحیح تشریح سے آگاہ کریں تا ہم اس پر غور کر کے اپنے خیالات کی اصلاح کر لیں۔ ہم نے تو بڑے اخلاص کے ساتھ آپ کے سامنے اپنی تشریح رکھی ہے اور لکھا ہے کہ اگر آپ کے نزدیک ہماری تشریح درست نہیں تو آپ وہ تشریح پیش کریں جو آپ کے نزدیک درست ہے ہم اس پر غور کریں گے "اشتہار ایک غلطی کا ازالہ" کی عبارتوں کو پہلے صاف کر لیں پھر دوسری کتب کی عبارتوں پر بھی تبادلہ خیال کر لیا جائے گا کیونکہ تبدیلی کی بنیاد اسی اشتہار پر ہے نہ کہ حقیقۃ الوحی پر۔ حقیقۃ الوحی والے حوالہ کا اصل مطلب روح اسلام میں شائع ہو گیا ہے اسے مطالعہ کر کے اپنی رائے سے مطلع کریں۔

درخواست دعا

عزیز منظور احمد خان تھی میرا چھوٹا بھائی کافی عرصہ سے بعارضہ پیچش بیمار ہے اب چند یوم سے اس کی بیماری زور پکڑ گئی ہے اور جسم تمام کا تمام متورم ہو گیا ہے علاج

قربانی اور عید اضحیٰ کے مسائل

(۱) - خدا کی راہ میں جو قربانی ہو وہ جس قدر اعلیٰ درجہ کی ہو اتنی ہی افضل ہے۔ نکمی یا ناقص قربانی قابل قدر نہیں ہوا کرتی۔ اس لئے بکرا یا بھیڑ یا دنبہ عمدہ اور تندرست ہونا چاہیئے۔ کوئی عیب نہ ہو، لولا - لنگڑا، کانا یا سینگ جڑ سے کٹا ہوا نہ ہو خصی ہونے کا کوئی حرج نہیں۔ گائے میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں۔ اونٹ میں دس۔

(۲) - قربانی کا وقت دس ذی الحجہ یعنی عید کے دن نماز عید و خطبہ کے بعد سے لیکر ۱۲ ذی الحجہ عصر تک ہے ایک کنبہ کی طرف سے ایک بھیڑ یا بکرا کافی ہے

(۳) - قربانی کرتے وقت خدا کا نام لینا اور تکبیر کہنا چاہیئے بعض نصاب پیر کا نام لیا کرتے ہیں جن سے بچنے کا اہتمام پہلے سے کر لینا چاہیئے

(۴) - قربانی کا گوشت اور خون خدا کو نہیں پہنچتا بلکہ دلوں کا تقوٰے خدا تک پہنچتا ہے۔ پس قربانی کرتے وقت اس بات کو یاد رکھنا چاہیئے کہ دراصل وہ خدا کے حکم کے آگے اپنی حیوانیت کو ذبح کر رہا ہے یعنے اپنے تمام جذبات حیوانی کو خدا کی رضا کے آگے وہ قربان کرنے کا اقرار کر رہا ہے۔ یعنے جب تک یہ تقوٰے مدنظر نہ ہو قربانی کے قبول ہونے کی صورت نظر نہیں آتی۔

(۵) - قربانی کے گوشت کو تین حصوں میں تقسیم کرنا مسنون ہے ایک حصہ خود کھائے اور اس کے اہل و عیال کھائیں، اور دوسرا حصہ دوستوں اور رشتہ داروں میں تقسیم کرے، تیسرا حصہ مساکین اور یتامیٰ کو دے۔

(۶) - عید کے دن باہم ملنا جُلنا، کھانا پینا خوشی کرنا عین منشائے اسلام ہے۔ نماز پڑھ کر گھروں میں گھس رہنا یا سو کر دن کاٹ دینا اور اس گوشہ نشینی کا نام دینداری رکھنا غلط ہے۔

(۷) ۹ تاریخ ذی الحجہ کی فجر کی نماز سے شروع کر کے ۱۲ ذی الحجہ کی عصر کی نماز تک بلند آواز سے تکبیر کہنے کا حکم ہے اور وہ یہ ہے:-

الله اكبر الله اكبر لا اله الا الله والله اكبر الله اكبر ولله الحمد

(۸) - عید کی خوشی کے موقعہ پر بہت سے لوگ روپیہ کپڑوں، کھانوں اور بچوں پر صرف کرتے ہیں ایسے موقع پر اشاعت اسلام کے لئے بھی کچھ خرچ کرنا آج وقت کا تقاضا ہے۔ پھر ایک پیسہ کی کس عید فنڈ بھی دینا اسلام کی محبت پر دلالت کرتا ہے۔ علاوہ ازیں ہماری انجمن نے مساجد فنڈ کے لئے جو اپیل کی ہوئی ہے وہ بھی ہر ایک دوست کے مدنظر رہنی چاہیئے۔ جہاں جہاں ہماری جماعتیں ہیں وہاں مساجد کی تعمیر سلسلہ کے استحکام و ترقی کے لئے بیحد ضروری ہے۔

(۹) - قربانی کی کھالیں خدا کی راہ میں دینا اشاعت اسلام کا بہترین مصرف ہے۔ قصاب کو اُجرت میں دے دینا جائز نہیں۔

خطبہ جمعہ از صفحہ

خادمہ دے دیجئے جو گھر کا کام کر دیا کرے۔ فرمایا ایک وظیفہ بتاتا ہوں ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ، اور ۳۳ مرتبہ الحمد للہ۔ ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر صبح شام پڑھ لیا کرو۔ کام آسان ہو جائے گا۔

بیویوں نے کہا کہ مسلمان امیر ہوتے جا رہے ہیں ہمیں بھی کچھ زیور اور روپیہ مرحمت فرمایئے۔ حکم ہوا کہ اس گھر میں قرآن اُترتا ہے یہ مہبط وحی الٰہی ہے اس گھر کے اندر زیورات اور دولت جمع نہیں ہو سکتے اس گھر کی یہ شان نہیں ہے کہ مال و دولت جمع کیا جائے لیکن میں کنجوس بھی نہیں ہوں، میں آپ کو زیور دے سکتا ہوں۔ دولت دے سکتا ہوں لیکن پھر تم اس گھر میں نہیں رہ سکو گی، میری شان تو شاہی میں فقیری ہے۔

حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی سادگی

حضرت ابوبکرؓ نے جب وفات پائی تو فرمانے لگے کہ یہ جو کپڑے میرے بدن پر ہیں انہیں میں میری تجہیز کی جائے۔ نئے کپڑے زندوں کے لئے ہوتے ہیں مُردوں کو کوئی ضرورت نہیں عمرؓ جیسا بلند مرتبہ بادشاہ، جس نے ایران، شام اور مصر کو فتح کیا اس قدر سادہ مزاج تھا کہ ایک دفعہ شام کا ایلچی آیا وہ مسجد میں لیٹے ہوئے تھے اس نے تعجب سے پوچھا کہ بادشاہ ہو کر یہ کیسے بے خوف خطر لیٹے ہوتے ہیں نہ کوئی پہرہ دار ہے نہ پاسبان؟ جواب دیا گیا کہ یہ تو ساری قوم کے محبوب ہیں نہ یہ ظلم کرتے ہیں نہ حق تلفی کرتے ہیں یہ قوم تھی جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیدا کی، وہ حقیقی خلفاء رسولؐ تھے۔ وہ اصل گدی نشین تھے۔ آج لوگ حضورؐ کی گدی پر بیٹھے ہوئے ہیں ان کو اپنے عمل اور اپنے مقام پر غور کرنا چاہیئے۔

درخواست دعا

ہماری جماعت کے محترم بزرگ صاحبزادہ عبدالقدوس اور صاحبزادہ عبدالوہاب صاحبان جو صاحبزادہ عبداللطیف شہید کے قریبی اعزا میں سے ہیں آج کل بنوں میں مخالفین کے ہاتھوں اذیت اٹھا رہے ہیں اور ایک جھوٹا مقدمہ ان پر بنا دیا گیا ہے، احباب کرام سے دعا

میاں محمد انور مالک پاک آئل مل سرگودھا

کی سماجی خدمات

ہماری جماعت کے بزرگ، میاں مولا بخش صاحب مالک باغ والی مل لائل پور کے فرزند اکبر میاں محمد انور صاحب مالک پاک آئل مل سرگودھا ان خاموش سماجی کارکنوں میں سے ہیں، جو مخلوق خدا کی بہبودی کے لئے زر کثیر سے ہر قسم کی خدمات سرانجام دے رہے ہیں اور اپنا نام ظاہر نہیں ہونے دیتے۔ ان کی بعض سماجی خدمات کا ذکر روزنامہ مشرق مؤرخہ ۲۷ مارچ ۱۹۶۵ء میں بایں الفاظ ذیل کیا گیا ہے :—

اس مادہ پرست دور میں بھی ایسے لوگ موجود ہیں جو اس اصول ارشاد کے پابند ہیں کہ جس ہاتھ سے کسی کی مدد کی جائے اس کا علم دوسرے ہاتھ کو نہ ہو۔ پاک آئل ملز سرگودھا کے مالک میاں محمد انور صاحب کچھ ایسے ہی اصولوں کی روشنی میں زندگی گذار رہے ہیں۔ نمائندہ مشرق ان کی سماجی خدمات کی تفصیل معلوم کر رہا تھا اور میاں محمد انور صاحب ہر سوال کا جواب یہ جان کر دے رہے تھے جیسے واقعی ان کو یہ احساس نہیں کہ یہ جواب اخبار کے کالم میں بھی چھپ جائیں گے۔ جب انہیں یہ احساس ہوا تو وہ تھوڑی دیر کے لئے تاؤ میں آ گئے مگر اس دلیل پر غصہ کی لہر کم ہو گئی کہ اگر اچھے کاموں کی زندہ مثالیں دوسروں کے سامنے نہ رکھی جائیں تو اچھے لوگوں کی تعداد اضافہ کس طرح ممکن ہے۔ نیکی کا پرچار ستائش اور نمائش کے جذبے سے نہیں ہونا چاہیئے بلکہ اس میں دوسروں کو نیک کاموں کی طرف راغب کرنے کا جذبہ کارفرما ہونا چاہیئے۔

میاں محمد انور نے ۱۹۴۹ء سے سرگودھا میں کاروباری زندگی کا آغاز کیا۔ ابتداء میں انہوں نے سرگودھا کی مشہور ملیں موہنی فلور مل اور جگدیش کاٹن فیکٹری ٹھیکہ پر حاصل کیں۔ اس کے بعد بیشتر کاروباری اداروں کے آنے جانے کا سلسلہ جاری رہا۔ بالآخر موجودہ مل حاصل کر لی اور پھر یہیں مستقل طور پر کام کر رہے ہیں۔ گویا ۵۳ء میں پاک آئل مل کے نام سے کام شروع کیا۔ گراؤنڈ لینڈ خریدنے کے بعد کاروباری اور رہائشی عمارتیں تعمیر کر لیں۔

۱۹۵۴ء میں میاں محمد انور صاحب نے صحیح معنوں میں عوامی اور سماجی خدمات کا آغاز کیا۔ ابتدائی تعلیم لائل پور میں حاصل کی۔ ایف اے تک تعلیم پانے کے بعد آپ نے کالج چھوڑ دیا چونکہ علوم شرقیہ سے بے حد لگاؤ تھا چنانچہ اس شوق کی بنا پر ادیب فاضل اور منشی فاضل کے امتحانات بھی پاس کئے۔ جب میاں محمد انور صاحب سے یہ سوال کیا گیا کہ شہر اور ضلع میں انتہائی مقبولیت کے باوجود آپ انتخابات میں حصہ کیوں نہیں لیتے۔ تو کچھ توقف کے بعد مسکراتے ہوئے انہوں نے کہا کہ مجھ میں وہ صفات موجود نہیں ہیں جو ایک امیدوار میں ہونی چاہئیں۔ انہوں نے کہا کہ میں طویل مدت سے دو سبق پڑھ رہا ہوں۔ ایک سچ اور دوسرے وعدہ کی پابندی۔ یہ دو سبق جب مکمل طور پر ازبر ہو گئے۔ پھر تیسرے سبق کا آغاز کر دوں گا۔

موجودہ دور میں عوام اور خصوصاً باشعور طبقہ کے لوگوں کو وقت کے تقاضوں کے مطابق کام کرنے کے مطابق کام کرنے کی دعوت کس طرح دی جا سکتی ہے اور موجودہ معاشرتی برائیوں کا حل کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ قصبوں اور شہروں میں معاشرتی اور سماجی اصلاح و فلاح کی تنظیمیں قائم کی جانی چاہئیں۔

۱۹۶۴ء میں میاں محمد انور صاحب نے ۲۵ ہزار روپے سے بھی زیادہ لاگت سے گورنمنٹ کالج سرگودھا میں آڈیٹوریم تعمیر کرایا۔ کچھ عرصہ سے انہوں نے اپنے والد میاں مولا بخش صاحب مرحوم[1] کے نام پر ہسپتال تعمیر کرنے کا کام شروع کر رکھا ہے۔ ابتداء میں اس پر ڈیڑھ لاکھ روپیہ صرف ہو گا۔ اس کے بعد میاں محمد انور صاحب مزید ایک لاکھ روپیہ صرف کر کے اس ہسپتال کو مکمل کریں گے۔ اس ہسپتال میں زچہ و بچہ کے مرکز کے علاوہ ڈاکٹری علاج کا شعبہ بھی کام کرے گا۔ یاد رہے کہ سرگودھا میں ایک اچھے ہسپتال کی ضرورت سالہا سال سے محسوس کی جا رہی تھی۔

میاں محمد انور صاحب گورنمنٹ کالج سرگودھا کے چار مستحق اور لائق طلباء کو دو طلائی اور دو چاندی کے میڈل دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ متعدد طلباء و طالبات کی مالی سرپرستی بھی کرتے ہیں۔ (روزنامہ مشرق ۲۷ مارچ ۶۵ء)

[1] پیغام صلح :— مرحوم کا لفظ غلط لکھا گیا۔ میاں مولا بخش صاحب بفضلہ تعالیٰ بقید حیات ہیں اور لائل پور میں اپنے کاروباری مشاغل کے ساتھ ساتھ مذہبی اور جماعتی خدمات بھی سرانجام دے رہے ہیں۔

آپ کے خطوط

مراسلہ نگاروں کی رائے سے ایڈیٹر کا متفق ہونا ضروری نہیں

قرآنی تعزیر زنا

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے اخبار میں قرآنی تعزیر زنا کے بارے میں مضامین پڑھے ہیں۔ اور اس پر جلد اور رجم پر بحث کی گئی ہے۔ ایک دوست نے تو بحث کرتے ہوئے عارضی اور مستقل قرآن کا بھی فتنہ پیدا کر دیا ہے۔ اور پھر حضرت عمرؓ کے وقت میں اور حضرت علیؓ کی خلافت کے زمانہ میں دونوں سزاؤں کو جاری ذکر کیا ہے میں نے اس پر غور کیا ہے۔ اور یہی نتیجہ نکالا ہے۔ کہ سورۃ نور میں بھی دونوں سزائیں پائی جا سکتی ہیں۔ دراصل حضور صلعم جہاں تک تعزیر کا سوال ہوتا وہاں توریت سے کام لیتے تھے تاوقتیکہ وہ قرآن نے منسوخ نہ کر دی ہو۔ لہٰذا آپ کا یہ قول درست ہے کہ سورہ نور کے نزول سے پہلے رجم کی سزا دی ہو۔ لیکن قرآن نے رجم پر رافۃ کو استعمال فرما کر جلد قائم کر دیا اور اس پر کوئی نرمی کا حکم نہیں دیا۔ قانون میں اس میں ابتدا سے جتنی تعزیریں ہوتی ہیں وہ زیادہ سے زیادہ اور کم سے کم ہوا کرتی ہیں۔ اخلاق بھی یہی گوارا کرتا ہے کہ سزا میں ایک لچک ہونی ضروری ہے کیونکہ ایک جرم کی نوعیت میں فرق ہوتا ہے۔ عام طور پر مسلمانوں میں یہ اعتقاد پایا جاتا ہے کہ جو قرآن میں مقرر ہے اس سے کم سزا دینا گناہ ہے۔ مثلاً چوری کی سزا قطع ید ہے۔ لیکن اس کے ساتھ یہ حکم نہیں ہے کہ اس سے کم سزا نہ دو۔ لہٰذا جرم کی نوعیت اور حالات کا جائزہ لیتے ہوئے قاضی اس سے کم سزا بھی دے سکتا ہے۔ یہ سزا، سرقہ بھاری یا عادی سارق کے لئے مقرر کر دیئے اور کسی نادان بچے نے اگر کوئی ۲ر کی لکڑی چوری کر لی ہو تو اس کو ہلکی سزا دے سکتا ہے۔ میں نے عرب میں ایک بچے کا ہاتھ کٹا ہوا دیکھا جس نے کسی کی جلانے کی لکڑی چوری کر لی تھی۔ الغرض زنا میں یہ حکم ہے کہ یہ سزا کم سے کم ہے۔ چونکہ شرط سالانہ ہے کہ اس میں کوئی رافت کی گنجائش نہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے حضور صلعم جو سزا رجم دیتے تھے اور وہ توریت کی رو سے دیتے تھے اس توریتی تعزیر میں نرمی کی کوئی گنجائش نہ تھی۔ اسلام نے اس میں نرمی کی گنجائش نکال کر جلد کی حد تک قائم رکھا ہے۔ علاوہ زنا کی نوعیت مختلف ہیں، توریت میں بھی زنا کی مختلف حالتیں بیان کی ہیں۔ لواطت۔ حیوان سے بدکاری۔ ۱۲ سال کی لڑکی سے بدکاری نابالغ کنواری سے زنا بالجبر، کنواری کو اغوا۔ منکوحہ عورت کی بدکاری۔ شادی شدہ نوجوان کی بدکاری۔ بوڑھے شادی شدہ کی بدکاری۔ وغیرہ وغیرہ ان تمام حالتوں کی سزا یکساں عقل کے خلاف ہے۔ نیز یہ بھی واضح رہے کہ زنا کی سزا قرآن نے مجرموں کی اصلاح کے لئے مدنظر رکھی ہے بلکہ اس میں دوسروں کے لئے عبرت کا پہلو مدنظر ہے لہٰذا موجودہ مذکورہ سزا عبرت کے پہلو سے ہے۔ باقی اگر زنا بدترین قسم کا ہو۔ تو سزا رجم حسب سابق قائم رہ کر بھی اس پر مزید سخت سزا دی جا سکتی۔ مثلاً جائداد کی ضبطی۔ یا قتل۔ یا اور جو معاشرہ قائم کرے اغلباً حضرت علیؓ نے جو دونوں سزائیں دی تھیں اس میں یہی نقطۂ نگاہ ہوگا۔ الغرض ہمارے علماء کو کوئی ضرورت نہیں کہ وہ رجم کی آیات کو کسی عارضی قرآن میں بیان کریں۔ کہ رجم کی سزا سورہ نور نے منسوخ نہیں کی ہے۔ فقط

از طرف عاجز ڈاکٹر ایس ملے صوفی بلاک ۱۱ سرگودھا ۱۹/۳

ہندوستان تمام مسلمان ہونے والا ہے

محب الفقراء جناب مولوی دوست محمد خان صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گذارش ہے کہ ۲۴-۲۵ اپریل ۱۹۶۵ء کو ایک جلسہ عام بمقام خالقدینا ہال کراچی بندر روڈ بعنوان "ہندوستان تمام مسلمان ہونے والا ہے" کا انعقاد منجانب اراکین مرکزی شوریٰ و عاملہ دیندار انجمن ہو رہا ہے پوسٹر جلسہ جناب کی خدمت میں ارسال ہے۔ اس سلسلہ میں آپ سے امداد و تعاون چاہتے ہیں۔ امید ہے کہ آپ پیغام صلح کی اشاعت میں اس جلسہ کی اطلاع شائع فرما کر ہمیں ممنون و مشکور فرمائیں گے

فدوی فقیر حبیب اللہ غفاء ناظم جلسہ

کالونی سرحد ٹیکسٹائل ملز نوشہرہ
کے نفیس پارچات
لٹھا
پاپلین
ململ
وائل
POPLINS, LATHA,
MULS, VOILS
LATHA
CHAR CHABI چار چابی
CHAR SIKKA چار سکہ
CHAR CHIRAGH چار چراغ
POPLINS
SARHADDI سرحدی
MORNI مورنی
CHAR TOPE چار توپ
26-THE POPLIN چھبی دی پاپلین
MULS
26-THE MULMUL چھبی دی ململ
VOILS
DACCA QUEEN ڈھاکہ کوئین
Colony
Sarhad
کالونی سرحد ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ اسماعیل کوٹ نوشہرہ
TEXTILE MILLS LTD.
Ismailkot NOWSHERA
آپ ہمیشہ سرحد ملز نوشہرہ کے نفیس پارچات طلب فرمائیں۔ سرحد کے پارچات عمدگی اور مضبوطی میں بے مثال ہیں!
CSTM 1/65
CRESCENT

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک نور الہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور سے شائع کیا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

پیغام صلح

لاہور

تار کا پتہ: "تبلیغ لاہور"

فون نمبر: ۳۷۳۷

زر مبادلہ
پاک و ہند سے چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

مدیر: دوست محمد

مدیر معاون: بشیر احمد سوز

فی پرچہ ۱۳ پیسے

جلد ۵۳ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۱۸ ذی الحجہ ۱۳۸۴ھ مطابق ۲۱ اپریل ۱۹۶۵ء | نمبر ۱۵-۱۶

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بر و شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲- قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
۳- سب صحابہؓ اور آئمہ قابل احترام ہیں۔
۴- کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۵- سب مجددوںؒ کا ماننا ضروری ہے۔
۶- اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

مکہ معظمہ (سعودی عرب) سے وفاتِ مسیحؑ کا اعلان

مسیحؑ کے رفع جسمانی کا قرآن اور مستند احادیث سے قطعاً کوئی ثبوت نہیں ملتا

اس سلسلہ میں قدیم مفسرین کے بیانات ردّ کر دینے کے لائق ہیں

مکہ معظمہ سے ایک نئے انگریزی ترجمۃ القرآن کی اشاعت

(از محمد خالد اقبال ایم اے مقیم ووکنگ (انگلستان))

آج تک حیات و وفاتِ مسیح ناصری کے متعلق بہت کچھ لکھا جا چکا ہے اور یہ مسئلہ اب ہمارے لئے نیا نہیں۔ دراصل مسیحؑ کی حیات اور اس کے بجسد عنصری آسمان پر اٹھائے جانے کی داستان ہمارے بعض پرانے مفسرین کی لاعلمی کے سبب عالم اسلامی میں راہ پا گئی۔ اور ایک زمانہ تک اکثر مسلمان اسے اسلام کا حصہ سمجھ کر قبول کرتے رہے۔ اس صدی کے مجددؒ نے انہیں اس خواب خرگوش سے جھنجھوڑا۔ جیسے

غیرت کی جا ہے عیسیٰ زندہ ہوں آسماں پر
مدفون ہو عرب میں شاہِ جہاں ہمارا

حضور نے اللہ تعالیٰ سے علم پا کر بڑے زور دار الفاظ میں مسیحؑ کی وفات کا اعلان کیا اور قرآن کی محکم آیات سے اس مسئلہ پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔

گذشتہ صدی کے علماء کرام حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانیؒ کے اس اعلان پر بہت برہم ہوئے۔ لیکن پھر ایک وقت آیا کہ مصر کے علامہ محمد عبدہ اور علامہ رشید رضا نے بھی انہی خیالات کی تائید کی اور بالآخر جامع الازہر یونیورسٹی کے پروفیسر محمود شلتوت نے اپنے ایک فتوے میں وفاتِ مسیحؑ کا صاف الفاظ میں اعلان کیا۔ (یہ فتوے اردو و انگریزی میں معہ متن شائع شدہ موجود ہے) مصر کے بعض علماء نے اس فتوے کی مخالفت میں بہت کچھ لکھا۔

محمود شلتوت نے ان اعتراضات کا جواب لکھا اور یہ بحث قاہرہ کے الرسالۃ میں کچھ دیر تک جاری رہی۔ الازہر یونیورسٹی قاہرہ سے اب کوئی اس مسئلہ سے متعلق پوچھتا ہے تو وہاں سے یہی جواب ملتا ہے کہ مسیح وفات پا چکے ہیں (ملاحظہ ہو۔ خط بنام الجیہ اکبر "پرافیسیز آف دی ہولی قرآن" PROPHECIES OF THE HOLY QURAN صفحہ ۲ شائع کردہ ووکنگ مسلم مشن۔ انگلستان)

غیر وہ کو محمد عبدہ۔ رشید رضا۔ محمود شلتوتؒ کی قاہرہ سے آواز بلند ہوئی تھی لیکن حجاز کی سرزمین سے اس کی تائید میں کوئی اعلان نہ ہوا تھا۔ لیکن اب مکہ معظمہ سے قرآن کریم کا جو انگریزی ترجمہ شائع ہوا ہے۔ اس میں یہ واضح بیان موجود ہے۔ کہ

"اکثر مسلمانوں کے اس عام عقیدہ کی کہ خدا نے عیسیٰ علیہ السلام کو بجسد عنصری اوپر آسمان پر اٹھا لیا قرآن میں کسی جگہ بھی کوئی سند نہیں ملتی"

اس اعلان کی تکمیل ان الفاظ میں کی گئی ہے:-

"اس بارے میں مسلمانوں میں بہت سے عجیب و غریب قصے پائے جاتے ہیں .... مگر ان میں سے کسی کہانی کا قرآن

(باقی بر صفحہ ۵)

تبلیغی خطوط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
(حضرت مسیح موعود)

(مرتبہ :- شیخ غلام قادر صاحب ڈار)

نیویارک

ترجمہ خط مسٹر جی۔ آئی۔ شریف صاحب۔ نیویارک

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ یہ پڑھ کر خوش ہوں گے کہ جو آیات قرآنی آپ نے بطور مثال لکھی تھیں وہ برمحل تھیں۔ اور اُن سے کافی سبق حاصل کیا گیا۔

مجھے یقین ہے کہ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ اور قرآن شریف ہر شخص کے لئے پوری ہدایت کا موجب ہے۔ ابھی بھی ہم ناواقفیت کی وجہ سے اور تعلیمیافتہ ہونے کی حالت میں بھی مغربی اقوام کی تقلید کرتے ہیں باوجود اسلام کو ایک سچا مذہب سمجھتے ہوئے ہم بعض اوقات اس کی سچائی سے منحرف ہو جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر ہم ایک سوال کے حل کرنے کے لئے غلط استدلال لے بیٹھتے ہیں جو کہ اسلامی تعلیم کے خلاف ہوتا ہے اگرچہ وہ ہم کو اخلاقی طور پر صحیح معلوم ہوتا ہے اور ہم اس پر کاربند رہتے ہیں۔ اس وجہ سے ہمیں اسلامی تعلیم کے سیکھنے کی بہت ضرورت ہے۔ ہمیں اسلامی تعلیم کو کافر لوگوں تک پہنچانے کے لئے ہر وقت فہم فراست سے اور ہوشیاری سے کام لینا چاہیئے ہمیں اسلام سے بخوبی واقفیت ہونی چاہیئے تاکہ فیصلہ کر سکیں کہ کونسا پہلو اسلام کے معاشرتی اور اقتصادی نظام کے قیام کے لئے زیادہ مفید ہے۔ کیا حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ قلم سے ہی جہاد کا کام لینا چاہیئے۔

خدا تعالےٰ نے مجھے اچھی پوزیشن سے نوازا ہے اور میں نے انتظام کیا ہے کہ میں جمعہ نزدیک کی مسجد میں ادا کیا کروں کچھ ادبا کے مسلمان اور کچھ امریکن یہاں اکٹھے ہوتے ہیں۔ نیویارک میں ایک اور مسجد ہے جہاں پہ الازہر کے ایک گریجویٹ ہو ظہر کے وقت عربی کلاس لگاتے ہیں میں وہاں عربی سیکھنے اور اسلام کی معلومات حاصل کرنے جاتا ہوں۔

انشاء اللہ میں مالی حالت میں اس قابل ہو جاؤں گا کہ مسلم ممالک میں اسلام کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے جاؤں

میں یہ سنکر بہت خوش ہوا ہوں کہ آپ مجھے حضرت مولینا محمد علی صاحب مرحوم کی ریلیجن آف اسلام ارسال کر رہے ہیں ایسا عمدہ کام ہمارے یہاں کے لوگوں کے لئے نہایت سودمند ثابت ہوگا۔ اللہ تعالےٰ مجھے توفیق دے کہ میں اسلام کی سچائی ظاہر کروں (انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا)

میں اسلامی کیلنڈر وصول کر کے خوش ہوں گا اور اگر کوئی ایسی کتاب اسلام کے متعلق تقسیم کرنیوالی ہو تو وہ بھی ارسال کریں۔ اس وقت میرا رجحان زیادہ تر اسلامی مطالعہ کی طرف ہے تاکہ میری زندگی اسلامی ہو جائے۔ میں ہر روز دعا کرتا ہوں اور ارادہ رکھتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ مجھے اسلامی زندگی میں ڈھال دے میں آپ کو خفیف سی تکلیف بھی دینا نہیں چاہتا۔ مگر آپ کے جواب کا بڑی بے صبری سے منتظر رہوں گا اور مجھے اسلام کے متعلق ضرور امداد دیتے رہا کریں میرے کام سے آپ کو یقین ہو گیا ہوگا کہ میں اس قابل ہوں کہ آپ کی توجہ میری طرف ہو جائے۔ خدا سب کچھ جانتا ہے۔

(انہیں ریلیجن آف اسلام بھیجی گئی اور خط لکھا گیا)

سوامی کلجگانند کا عطیہ

برعظیم ہند و پاک کے اچھوتوں کے رہنما سوامی کلجگانند جی مہاراج کبیر پنتھی جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمات سے متاثر ہیں۔ اور عموماً جب بھی لاہور تشریف لاتے ہیں تو انجمن کے مہمان خانہ میں قیام فرماتے ہیں۔ اس مرتبہ انہوں نے مہمانخانہ کو سو روپے کا چیک عطا کیا ہے جس کے لئے ہم تہ دل سے مشکور ہیں۔ نیز ہماری انجمن ہمیشہ سے اچھوت اقوام کی ہمدرد اور معاون رہی ہے۔ اب بھی ہماری ہمدردیاں ان کے ساتھ ہیں ÷ اکبر یار اسسٹنٹ سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

قربانی سے بلند مقامات کا حصول

اسلام اور پاکستان کو زندہ رکھنا چاہتے ہو تو قربانی کے لئے تیار ہو جاؤ

خطبہ حجۃ الوداع میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت

خطبہ عید الاضحی مؤرخہ ۱۳ اپریل ۱۹۶۵ء۔ فرمودہ حضرت امیر مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ۔ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

قالوا ابنوا لہ بنیانا فالقوہ فی الجحیم ...... فلما بلغ معہ السعی قال یا بنی انی اری فی المنام انی اذبحک فانظر ماذا تری قال یا ابت افعل ما تؤمر ستجدنی ان شاء اللہ من الصابرین .... سلم علی ابراہیم کذلک نجزی المحسنین ——— (سورۃ الصّٰفّٰت آیات ۹۷ تا ۱۱۰) ———

توحید الٰہی اور وحدتِ نسلِ انسانی کا عملی نظارہ

آج ساٹھ کروڑ مسلمان خدا تعالےٰ کی تکبیریں پڑھ رہا ہے۔ اور آج دس لاکھ مسلمان مکہ معظمہ میں عرفات اور منیٰ کے درمیان لبیک اللّٰھم لبیک کی آوازیں بلند کر رہا ہے، یہ مجمع ایک عظیم الشان شخصیت کی اتباع میں ہر سال منعقد ہوتا ہے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے توحید الٰہی کی تعلیم دینے کے بعد وحدتِ نسلِ انسانی پر زور دیا ہے جس کا یہ نتیجہ ہے کہ دنیا کے ہر حصہ اور ہر وطن کے لوگ نسلی اور لونی اختلافات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے خانہ کعبہ میں جمع ہو کر اخوتِ باہمی اور وحدتِ نسلِ انسانی کا عملی ثبوت پیش کرتے ہیں۔ حضور نے تلقین فرمائی ہے کہ کائنات کا نظام ایک ایسی ہستی کے ہاتھ میں ہے جو صاحب قدرت اور صاحب علم ہے اور دلوں پر اس کا تصرف ہے۔ حضور نے فرمایا ساری قومیں ایک جماعت کا حکم رکھتی ہیں آپ نے نہ صرف عرب کے مختلف قبائل کو جمع کیا، بلکہ مصر سے، حبشہ سے، روم اور ایران سے کالے اور گورے ہر نسل کے انسانوں کو اکٹھا کر دیا۔ توحید الٰہی کا تمام مقصد انسانوں میں وحدت پیدا کرنا ہے۔ آج دنیا کے سامنے حضرت کا یہ حیرت انگیز معجزہ ہے کہ خانہ کعبہ میں ہر ملک اور ہر نسل کے انسان خدائے واحد کی عبادت کے لئے جمع ہو گئے ہیں ہاں بادشاہ اور گدا ایک ہی لباس میں، وحدتِ نسلِ انسانی کا عملی نظارہ کر رہے ہیں۔

خطبہ حجۃ الوداع میں وحدت نسل انسانی کا وعظ

حضور صلعم نے جہاں وحدتِ نسلِ انسانی کا سبق دیا وہاں حجۃ الوداع کے موقعہ پر اقوام عالم میں امن قائم کرنے کے لئے ایک خطبہ بھی ارشاد فرمایا، جس میں یہ تلقین فرمائی کہ لا فضل لعربی علی اعجمی ولا لعجمی علی عربی، کسی عرب کے رہنے والے کو دوسرے ملکوں کے باشندوں پر کوئی فضیلت حاصل نہیں اور نہ کسی غیر عربی پر فضیلت حاصل ہے ولا لاسود علی احمر ولا لاحمر علی اسود اور نہ ہی کسی کالے رنگ کے انسان کو کسی سفید رنگ کے انسان پر فضیلت ہے اور نہ ہی سفید کو کالے پر فضیلت ہے۔ فضیلت کی ایک ہی بات ہے ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم جو فرد اور جو قوم خدا سے ڈر کر زندگی بسر کر رہی ہے وہی خدا کے نزدیک دوسرے لوگوں پر فضیلت رکھتی ہے۔ آج اس چودھویں صدی میں ہٹلر اور انگریز یہ اعلان کرتے ہیں کہ ہماری قوم دوسری اقوام عالم سے برتر حیثیت رکھتی ہے، ہمیں دوسری اقوام پر نسلی فضیلت حاصل ہے۔ اس سے قوموں میں منافرت، حقارت، اور تنازعات پیدا ہوتے ہیں اس کے خلاف حضور نے فرمایا میری قوم کو دوسری کسی قوم پر فضیلت نہیں ہے۔ یہ نہایت ہی قیمتی سبق ہے جو حضور نے دیا۔ اور آج اس کی اور زیادہ ضرورت ہے۔ حضرت صلعم نے نسلی، وطنی اور لونی ہر قسم کے امتیازات کو ختم کر کے تمام قوموں اور ساری انسانیت کو ایک رشتۂ اخوت میں منسلک کر دیا، اور ان تمام فسادات کو جو اس قسم کے امتیازات سے پیدا ہوتے ہیں مٹا کر رکھ دیا۔

غلاموں سے حسنِ سلوک

حضرت نے جہاں قومی اور نسلی امتیازات کو ختم کیا، وہاں مخلوق کے دو حصے ایسے ہیں جو مظلوم چلے آتے ہیں۔ ان کی رستگاری کا بھی سامان آپ نے فرمایا چنانچہ ارشاد فرمایا ہے ارقاکم ارقاکم سُن لو تمہارے گھروں میں لونڈیاں اور غلام ہیں، یہ سب خدا کی مخلوق ہیں، ان کو وہی کھانا دو جو خود کھاتے ہو، وہی لباس دو جو خود پہنتے ہو۔ یہ اس زمانہ کے لئے ہی نہیں آج بھی گھروں میں نوکر اور نوکرانیاں ہیں، ان سے اچھا سلوک نہیں کیا جاتا۔ آج عہد کر کے جاؤ کہ ہم اپنے نوکروں سے حضرت صلعم کے ارشاد کے مطابق اچھا سلوک کریں گے اور اللہ تعالےٰ نے انسان کو عزت و تکریم عطا کی ہے ولقد کرمنا بنی آدم۔ اس خدا کی دی ہوئی عزت کو بحال رکھو اور انسانیت کو ذلیل نہ ہونے دو۔

عورتوں سے اچھا سلوک

دوسرا قیمتی سبق جو حضور صلعم نے دیا اس کی مسلمانوں کو آج بہت زیادہ ضرورت ہے۔ فرمایا تم نے اپنی بیویوں کو امانت کے طور پر لیا ہے الا استوصوا بالنساء خیراً عورتوں کے ساتھ نیکی سے پیش آؤ تمہارے گھروں میں تمہاری مائیں ہیں۔ تمہاری خالائیں ہیں، پھوپھیاں ہیں، ان سب کا ادب کرو، ان سے نرمی اور ملائمت سے پیش آؤ، اپنی بیویوں کے ساتھ حسنِ سلوک سے کام لو، جنٹل مین وہ نہیں، جو باہر اچھے اخلاق کا اظہار کرے اور لیکن گھر میں بد اخلاقی سے پیش آئے، وہ شخص جو ماں کا ادب نہیں کرتا، بیوی کو غلام سمجھتا ہے اور اس کے ساتھ برا برتاؤ کرتا ہے وہ جنٹلمین نہیں کہلا سکتا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے خیرکم خیرکم لاھلہ۔ تم میں سے اچھا شخص وہ ہے جو اپنے اہل و عیال کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے۔ ان کو غلام نہ سمجھو، ان کو آزادی حاصل ہے۔

اولاد کی عزت

ایسا ہی آپ نے فرمایا اکرموا اولادکم اپنی اولاد کی عزت کرو، ان کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آؤ۔ اپنے بچوں کا اکرام نہیں کرو گے تو ان بچوں کی تربیت تعلیم کیا ہو گی، وہ کیا اخلاق لے کر بڑے ہوں گے۔

مسلمانوں کا اسلامی تعلیمات سے عملی انحراف اور کافروں کا عمل

دیکھو حجۃ الوداع ہوا، حضرت کی وصیت ہو وصیت ان امور کے متعلق ہوتی ہے جو نہایت ضروری

ہوتے ہیں اس لئے اس پر عملدرآمد کرنا ہم سب کا فرض ہے۔ وہ شخص مرد نہیں جو اپنی بیوی اور بچوں کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کرتا، وہ شخص اچھا نہیں جس کے اخلاق اچھے نہیں، ابھی کل ایک شخص میرے پاس آیا اس نے کہا میں ۱۹۱۴ء میں امریکہ چلا گیا تھا، وہاں ہی اتنی مدت رہا ہوں۔ پہلے بھی ایک مرتبہ دورے پر آیا تھا، اب پھر آیا ہوں، لیکن اس وطن کے اندر آکر شرمندہ ہوتا ہوں کہ یہاں کے لوگوں کے اخلاق ان کا طور و طریق اچھا نہیں میں دیکھتا ہوں کہ اسلامی تعلیمات پر عمل کافروں کے اندر پایا جاتا ہے۔ امریکہ کے کافروں کے اندر اسلام ہے، ان کی ہر چیز ملاوٹ سے پاک ہے۔ کوئی بے ایمانی ان کے اندر نہیں۔ جس چیز کو وہ مکھن لکھ کر بیچتے ہیں وہ مکھن ہی ہوتا ہے کوئی مارگرین وغیرہ اس کے اندر نہیں ہوتی۔ اگر آپ ایک پونڈ مکھن بھیجیں گے تو وہ ایک ہی پونڈ ہوگا کوئی کمی یا زیادتی نہیں ہوگی۔ کوئی ایک دوسرے سے لڑتا نہیں، سب ایک دوسرے کی عزت اور احترام کرتے ہیں، لیکن جب سے ہندوستان یا پاکستان آیا ہوں یہاں میں اسلام نہیں پاتا، اسلام ان لوگوں میں ہے جن کو کافر کہا جاتا ہے۔

غرض جہاں تک اخلاق و اعمال کا تعلق ہے بہت کم لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر عمل پیرا ہیں۔ بکرے کی گردن پر چھری پھیر لینا آسان ہے لیکن اس کی سپرٹ کو سمجھنا اور اس پر عمل پیرا ہونا مشکل ہے اگر آپ کے دل میں نبی کریم صلعم کی محبت ہے۔ تو ان کے ارشاد پر عمل کرو۔

حضرت ابراہیمؑ کی قربانی

رہا قربانی کا مسئلہ، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا کے حکم سے اپنے بیوی بچوں کو وادی مکہ میں جو اس وقت ایک بیابان تھا، کوئی آبادی وہاں نہ تھی، لاکر چھوڑ دیا۔ وہاں سے جب روانہ ہونے لگے تو حضرت ہاجرہؑ نے پوچھا آپ اس بیابان میں جہاں نہ کوئی آدم زاد ہے نہ جانور۔ پرندہ تک کوئی نہیں ہمیں کس کے سپرد کر کے جاتے ہیں الیٰ من تکلنا: تو انہوں نے کہا:- اکلکم الی اللہ۔ میں تمہیں اللہ کے سپرد کرتا ہوں، اور پھر بیوی کا ایمان دیکھئے۔ کہنے لگیں اذاً لا یضیعنا اللہ اگر آپ ہمیں اللہ کے سپرد کرتے ہیں تو پھر وہ ہمیں ضائع نہیں کرے گا۔ یہ ہے دو قدم میاں بیوی کا ایمان، بچہ بڑھاپے کی دعاؤں کا نتیجہ ہے، خدا کا حکم ہوا اور اس کو ویرانے میں چھوڑ دیتے ہیں، اور دعا کرتے ہیں ربنا انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع عند بیتک المحرم ربنا لیقیموا الصلوٰۃ فاجعل افئدۃ من الناس تھوی الیھم وارزقھم من الثمرات لعلھم یشکرون۔ اے اللہ میں اپنی ذریت کو اس ویرانہ میں چھوڑتا ہوں۔ جہاں سبزی کا نام و نشان نہیں، اس کو تیرے محترم گھر کے نزدیک بساتا ہوں تاکہ وہ نماز قائم کریں پس تو لوگوں کو ان کی طرف مائل کر دے اور انہیں پھلوں سے رزق عطا کرنا تاکہ وہ شکر کریں، خدا نے ان کی دعا کو سنا اور آج آپ دیکھتے ہیں کہ کس طرح رزق دنیا کے تمام کناروں سے وہاں پہنچتی ہے۔ اور کس قدر رزق اللہ تعالےٰ نے ان کو دیا ہے۔

حضرت ہاجرہؑ کی دعا اور قربانی

پھر حضرت ہاجرہؑ کی دعا کو بھی خدا نے سنا جب وہاں پانی ختم ہو گیا، اور بچہ پیاس سے تڑپنے لگا۔ موت دونوں ماں بیٹے کے سامنے آگئی ماں کو اپنی موت کی فکر نہیں وہ بچہ کے لئے ادھر ادھر دوڑتی ہے۔ کبھی صفا کی پہاڑی پر چڑھتی اور ادھر ادھر نظر دوڑاتی ہے۔ پانی نہ پاکر پھر مروہ پر چڑھتی ہے اسی طرح سات دفعہ چڑھتی اور اترتی ہے۔ سات چکروں کے بعد خدا نے اسی جگہ چشمہ پیدا کر دیا جہاں بچہ تڑپ رہا تھا، اس طرح خدا نے حضرت ہاجرہؑ کی قربانی کو قبول کیا اور ان کی دعا کو سنا اور بچہ کی جان بچ گئی۔

باپ بیٹے کا مہذبانہ کلام

اور پھر فلما بلغ معہ السعی جب بچہ کام کاج کی عمر کو پہنچ گیا اور باپ کا ہاتھ بٹانے کے قابل ہو گیا تو باپ نے کہا یٰبنی انی اریٰ فی المنام انی اذبحک۔ اے میرے پیارے بیٹے میں نے تو اب میں دیکھا ہے کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں۔ فانظر ماذا تریٰ۔ آپ ہی بتایئے کہ آپ کی کیا رائے ہے۔ کس قدر مہذب کلام ہے۔ بچے سے رائے پوچھتے ہیں۔ کوئی اجڈ آدمی ہو تو رائے پوچھنا گوارا نہ کرے گا کہے گا چل بے تو کون ہے لیکن یہاں خدا کا حکم ہوتے ہوئے بچہ سے رائے پوچھتے ہیں لوگ چاہتے ہیں کہ بچوں کو زبردستی اپنے ماتحت چلائیں یہ ٹھیک نہیں، بچے ماتحت نہیں چلتے وہ بھی آزادی اور ایسے باپ کی مخالفت پر اتر آتے ہیں جو بدتہذیبی اور جبر سے کام لے۔ لیکن جس تہذیب کا اظہار حضرت ابراہیمؑ نے کیا ہے۔ اس کا اثر بیٹے پر بھی ہے، وہ بھی کہتا ہے یٰابت افعل ما تؤمر ستجدنی ان شاء اللہ من الصابرین۔ اے میرے پیارے باپ جس بات کا آپ کو حکم دیا گیا وہ کر گزریں آپ مجھے انشاء اللہ صابر پائیں گے۔

فرمانبرداری کی انتہا

اس طرح باپ بیٹا دونوں نے اللہ تعالےٰ کے آگے سپر ڈال دی اور حضرت ابراہیمؑ نے بیٹے کو اوندھا لٹا دیا فلما اسلما وتلہ للجبین جب دونوں نے فرمانبرداری اختیار کر لی اور اسمٰعیلؑ کو ماتھے کے بل لٹا دیا تاکہ آنکھیں چار نہ ہوں وناديناه ان یٰابراھیم قد صدقت الرؤیا انا کذالک نجزی المحسنین پھر ہم نے آواز دی اے ابراہیم آپ نے خواب کو سچ کر دکھایا ہم اسی طرح نیکیوں کو ان کی قربانیوں کا بدلہ دیتے ہیں۔ ہمارا یہ قانون ہے جو جان و مال کی قربانی دینے کے لئے دے گا اس کے ساتھ یہی سلوک کیا جائے گا ان ھٰذا لھو البلٰؤا المبین یہ ایک کھلا امتحان تھا وفدینٰہ بذبح عظیم اس کے بدلے ایک عظیم الشان ذبیحہ ہم نے جاری کر دیا وترکنا علیہ فی الاٰخرین اور پچھلوں میں اسکو باقی رکھا۔

قربانی کی حقیقی سپرٹ اور دعا

یہ ہے قربانی، خدا تو دل کی ......
Attitude کو دیکھتا ہے۔ اس کو جانوروں کے گوشت و خون سے کیا غرض لن ینال اللہ لحومھا ولا دماءھا ولٰکن ینالہ التقویٰ منکم۔ اسکو تو تمہارے دلوں کی حالت کو تبدیل کرنا مدنظر ہے، وہ تو چاہتا ہے کہ اپنی بری عادات پر چھری پھیر دو، اپنے آپ کو مہذب اور خداترس انسان بناؤ اپنی ماؤں بہنوں سے ادب سے پیش آؤ۔ اپنی بیویوں کی عزت کرو۔

قربانی میں اسلام کی زندگی

یاد رکھو اگر پاکستان کو اور اسلام کو زندہ رکھنا چاہتے ہو تو قربانی کے لئے تیار ہو جاؤ، اسلام تم سے قربانی چاہتا ہے، حضرت صلعم نے اپنا ولولہ ظاہر کیا کہ میں خدا کے رستہ میں لڑتا ہوا شہید ہو جاؤں، پھر زندہ ہوں، پھر شہید ہوں، پھر زندہ ہو کر پھر شہید ہوں، یہ ولولہ اسلام کی زندگی کا موجب ہے۔

حضرت صلعم نے اپنی اور اعزا و اقربا کی قربانی پیش کی۔

لوگ تو میدانِ جنگ سے اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کو دور رکھنا چاہتے ہیں، مجھے یاد ہے ۱۹۱۴ء کی عالمگیر جنگ میں سرگودھا کے میجر مبارک کے بھائی میجر ممتاز بھرتی ہو کر گئے۔ وہ دو کنگ میں میرے پاس آئے۔ بڑے تنومند جوان تھے۔ لوگ انہیں دیکھنے آتے تھے انہوں نے بتلایا کہ میرے بھائی میجر مبارک نے ایک پلٹن کو راشن دینے کا وعدہ کیا ہے اس شرط پر کہ مجھے میدانِ جنگ میں نہ رکھا جائے اور دفتری کام پر لگایا جائے۔ لیکن محمد رسول اللہ صلعم اپنے رشتہ داروں کو ساتھ لے کر میدانِ جنگ میں جاتے ہیں، اور سب سے پہلے اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کو آگے کرتے ہیں یا حمزہؓ قم، یا علیؓ قم، یا عبیدہؓ قم۔ ایک جنگ میں حضرت زبیر زخمی ہو گئے۔ حضرت علی کے ماتھے پر عبدود نے تلوار مار کر زخمی کر دیا اور انہوں نے ایک ہی وار سے

(باقی بر صفحہ ۱۶)

مکہ معظمہ سے وفاتِ مسیح کا اعلان -- (بسلسلہ صفحہ اوّل)

کریم اور مستند احادیث سے ذرہ بھر بھی ثبوت نہیں ملتا"

پھر نہ صرف قرآن و احادیث میں اس کی کوئی سند نہیں ملتی بلکہ آگے چل کر مترجم لکھتا ہے کہ:-

"اس سلسلہ میں قرآن کے کلاسیکی مفسرین نے جو قصے بیان کئے ہیں وہ ہر طرح سے رد کر دینے کے لائق ہیں"

کیا یہ وہی بات نہیں جو اس زمانے کے امام نے آج سے نصف صدی پیشتر کہی تھی۔ کاش اس وقت ہمارے مسلمان علماء کرام نے اپنی آنکھوں سے تعصب کا پردہ ہٹا کر دیکھا ہوتا۔ اور مجدد وقت کی اس آواز پر ٹھنڈے دل سے غور کیا ہوتا:-

"ہر ایک مخالف یقین رکھے۔ کہ اپنے وقت پر وہ جان کندن کی حالت تک پہنچے گا۔ اور مرے گا۔ مگر حضرت عیسیٰ کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گا۔ یہ بھی میری ایک پیشگوئی ہے جس کی سچائی کا ہر ایک مخالف اپنے مرنے کے وقت گواہ ہوگا۔ جس قدر مولوی اور مُلاّں ہیں اور ہر ایک اہلِ عناد جو میرے مخالف کچھ لکھتا ہے۔ وہ سب یاد رکھیں کہ اس امید سے وہ نامراد مریں گے کہ حضرت عیسیٰ کو آسمان سے اُترتے دیکھ لیں۔ وہ ہرگز ان کو اُترتے نہیں دیکھیں گے۔ یہاں تک کہ بیمار ہو کر غرغرہ کی حالت تک پہنچ جائیں گے۔ اور نہایت تلخی سے اس دنیا کو چھوڑیں گے۔ کیا یہ پیشگوئی نہیں۔ کیا وہ کہہ سکتے ہیں کہ پوری نہیں ہوگی؟ ضرور پوری ہوگی۔ پھر اگر ان کی اولاد ہوگی۔ تو وہ بھی یاد رکھیں۔ کہ اس طرح وہ بھی نامراد مریں گے اور کوئی شخص آسمان سے نہیں اُترے گا۔ اور اگر پھر اولاد کی اولاد ہوگی۔ تو وہ بھی اس نامرادی سے حصہ لیں گے۔ اور کوئی ان میں سے حضرت عیسیٰ کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گا"

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۹۷)

آج اور کل میں زیادہ فرق تو نہیں لیکن اب بھی بہت سے ایسے لوگ ہوں گے جنہیں آج بھی حضرت عیسیٰ کی آسمان سے آمد کا انتظار ہوگا۔ لیکن جب مسیح ناصری فوت ہو گئے تو بھلا اب آسمان سے کون اُترے گا ــــ یہ کس قدر عجیب منطق ہے کہ ایک طرف حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر ایمان کے دعوے اور دوسری طرف ایک اسرائیلی نبی کی آمد کا انتظار۔ اور اب جو دلکشی اس انتظار کے انتظار میں تھی وہ بھی قاہرہ اور مکہ کے اسلامی مرکزوں کے اعلانات سے ختم ہوتی جا رہی ہے۔ کوئی عجب نہیں کہ دیوبند اور بریلی سے بھی اس قسم کا اعلان ہو جائے۔ پھر اس مسئلہ کا صرف ایک رُخ قابلِ تشریح رہ جائے گا کہ جب مسیح فوت ہو گئے تو احادیث میں جو مسیح کی آمدِ ثانی کا ذکر ہے اس کی کیا تاویل ہوگی۔ کیا ان احادیث کو یکسر منسوخ قرار دے کر چھوڑ دینا ہوگا۔ یا ان کی وہ تشریح قبول کرنا ہوگی۔ جو امام الزمان نے ہمارے سامنے خدا سے علم پا کر پیش کی ہے۔ یہ دوسری بحث ہے اس وقت مکہ معظمہ سے وفاتِ مسیح کا جو اعلان ہوا ہے اس کا تعارف مجھے قارئین پیغام صلح سے کرانا ہے۔

مشہور نو مسلم محمد اسد جو اس ترجمۃ القرآن کے مصنف ہیں۔ عالمِ اسلامی کے علمی حلقوں میں ہر طرح جانے پہچانے ہوئے ہیں۔ یہ نیا انگریزی ترجمۃ القرآن انہوں نے کیا ہے جو مسلم ورلڈ لیگ مکہ (رابطہ عالم اسلامیہ مکہ) کی طرف سے شائع ہوا ہے۔ اس رابطہ عالم الاسلامیہ میں دنیائے اسلام کے بہت سے علماء شریک ہیں اور اس لئے اس ترجمہ کو رابطہ عالم اسلامیہ مکہ کی طرف سے شرفِ قبولیت بخشا جانا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ علماء کی جماعت اس اختلافی مسئلہ میں بہت رواداری کا ثبوت دے رہی ہے۔

علامہ عبداللہ یوسف علی مرحوم نے بہت عرصہ پیشتر جب انگریزی کا ترجمۃ القرآن شائع کیا تو اس میں ایک جگہ حضرت مسیح کو وفات یافتہ لکھ گئے اور یہی بات تفسیر میں بھی درج کر دی بدقسمتی سے احراری جماعتوں نے ان کے اس نظریہ کو اپنے اخبارات میں نمایاں جگہ دی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ قرآن کی فروخت پر یکدم زلزلہ آ گیا۔ پبلشرز نے یہ صورتِ حال دیکھ کر جلد بندی کی غرض سے ان پاروں کی حاشیہ ترجمہ اور تفسیر میں مناسب تبدیلیاں کروا لیں۔ پھر بھی کہیں کہیں وہ نسخے محفوظ بھی رہ گئے۔ اس کے علاوہ علامہ یوسف علی مرحوم نے دوسرے مقامات پر وفاتِ مسیح کی طرف جو اشارے کئے تھے وہ اسی طرح ان کے ترجمہ میں چھپے ہوئے موجود ہیں۔

اب رابطہ عالم اسلامیہ کے شائع کردہ ترجمہ میں جن آیات وفاتِ مسیح پر استدلال کیا گیا ہے وہ مع اصل انگریزی ترجمہ اور عربی متن کے ذیل میں نقل کی جاتی ہیں تاکہ اگر کسی کو میرے بیان کی صحت پر شک ہو تو وہ خود انگریزی متن کو دیکھ کر موضوعِ زیرِ بحث کو صحیح طور پر سمجھ لے:-

وَاِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَاُمِّیَ اِلٰـھَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ ؕ قَالَ سُبْحٰنَکَ مَا یَکُوْنُ لِیْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَیْسَ لِیْ بِحَقٍّ ؕ اِنْ کُنْتُ قُلْتُہٗ فَقَدْ عَلِمْتَہٗ ؕ تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِکَ ؕ اِنَّکَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ۝ مَا قُلْتُ لَھُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِیْ بِہٖٓ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰہَ رَبِّیْ وَرَبَّکُمْ ۚ وَکُنْتُ عَلَیْھِمْ شَھِیْدًا مَّا دُمْتُ فِیْھِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ کُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْھِمْ ؕ وَاَنْتَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَھِیْدٌ ۝

(سورۃ ۵ آیت ۱۱۶-۱۱۷) ناقل

انگریزی ترجمہ:-

Ch. V verse 116—117.

God will say [on the Judgment Day]: "And Lo! God will say unto him, O Jesus, son of Mary! Didst thou say unto men, "worship me and my mother as deitites besides God"?

"[Jesus] will answer: Limitless art Thou in Thy glory! It is not conceivable that I should have said what I had no right to [say]! Had I said this, Thou wouldst indeed have known it! Thou knowest all that is within myself, whereas I know not what is in Thy self. Verily it is Thou alone who fully knowest all the things that are beyond the reach of human perception.

"Nothing did I tell them beyond what Thou didst bid me [to say]: "Worship God, [who is] my sustainer as well as well as your Sustainer"; and I bore witness to what they did as long as I dwelt amongst them; but since Thou hast caused me to die, Thou alone has been their keeper: for Thou art witness unto everything.

اردو ترجمہ:-

"اور دیکھ جب خدا (فیصلہ کے دن) کہے گا۔ اے عیسیٰ ابن مریم کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا:-

"خدا کے سوا مجھے اور میری ماں کو معبود بنا لو"؟

"(عیسیٰ علیہ السلام) جواب دیں گے۔ خدایا تیری ذات پاک ہے۔ مجھے جس بات کے (کہنے) کا حق نہ تھا میں کیسے کہہ دیتا؟ میں نے اگر یہ کہا ہوتا تو تجھے ضرور اس کا علم ہوتا۔ میرے دل کی باتیں تجھ پر بخوبی روشن ہیں۔ جبکہ مجھے اس کا علم نہیں جو تیرے جی میں ہے۔ بے شک صرف تو ہی غیب کا پورا علم رکھنے والا ہے"

"میں نے ان سے ہرگز کچھ نہیں کہا مگر وہی جس کا تو نے مجھے (کہنے کے لئے) حکم دیا۔ کہ:-

"خدا کی عبادت کرو (کیونکہ) میرا رب اور تمہارا رب ہے اور میں ان کے اعمال پر گواہ تھا جب تک میں ان میں رہا۔ لیکن جب سے تو نے مجھے وفات دی ہے۔ تو صرف تو ہی ان پر نگہبان رہا ہے۔ اور تو ہر چیز پر گواہ ہے"

ان آیات میں فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ کا ترجمہ صاف طور پر "جب سے تو نے مجھے وفات دی ہے" کیا گیا ہے اس مقام پر مترجم نے کوئی فٹ نوٹ نہیں لکھا اس لئے کہ اس سے قبل وہ اس مسئلہ پر تفصیل سے روشنی ڈال چکے ہیں۔ ملاحظہ ہوں سورۃ النساء کی ذیل کی آیات:-

وَقَوْلِھِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِیْحَ عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ رَسُوْلَ اللّٰہِ ۚ وَمَا قَتَلُوْہُ وَمَا صَلَبُوْہُ وَلٰکِنْ شُبِّہَ لَھُمْ ؕ وَاِنَّ الَّذِیْنَ اخْتَلَفُوْا فِیْہِ لَفِیْ شَکٍّ مِّنْہُ ؕ مَا لَھُمْ بِہٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوْہُ یَقِیْنًا ۝ۙ بَلْ رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ ؕ وَکَانَ اللّٰہُ عَزِیْزًا حَکِیْمًا ۝

انگریزی ترجمہ:-

Verse 157-158 "And their boast, Behold, we have slain the Christ Jesus, son of Mary, [who claimed to be] God's apostle!"

(However, they did not slay him, and neither did they crucify him, but it only seemed to them [as if it had been] so; • and verily those who hold conflicting views about this matter are indeed confused, having no [real] knowledge thereof, and following mere conjecture. For of a certainty, they did not slay him; God exalted him unto Himself • • and God is indeed almighty, wise."

(page 177)

اردو ترجمہ :-

" اور ان کی یہ لن ترانی کہ دیکھو ہم نے مسیح ابن مریم (جو اپنے آپ کو کہتا تھا) خدا کا نبی اسے قتل کر دیا۔ (حالانکہ) انہوں نے نہ تو اسے قتل کیا اور نہ ہی اسے صلیب دی۔ بلکہ ان کو بظاہر یہی نظر آیا (کہ ایسا ہو گیا) اور بیشک وہ لوگ جو اس بارے میں متصادم نظریات رکھتے ہیں۔ وہی الجھن میں پڑے ہوئے ہیں۔ انہیں اس کے متعلق کوئی (حقیقی) علم نہیں صرف گمان کے پیچھے چلتے ہیں۔ اور یقیناً انہوں نے اسے قتل نہیں کیا بلکہ خدا نے اپنی طرف اس کا رفع کیا۔ اور بے شک خدا بڑا زبردست اور پوری حکمتوں والا ہے۔"

صفحہ ۱۷۷

ان آیات کے ترجمہ کے نیچے دو حواشی ہیں ایک ولکن شبہ لهم پر اور دوسرا رفع سے تعلق ہے۔ پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو۔

انگریزی حصہ تفسیر :-

Commentary

• "Thus, the Qur'an categorically denies the story of the crucifixion of Jesus. There exist, among Muslims, many fanciful legends telling us that at the last moment God substituted for Jesus a person closely resembling him (according to some accounts, that person was Judas), who was subsequently crucified in his place. However, none of these legends finds the slightest support in the Qur'an or authentic traditions, and the stories produced in this connection by the classical commentators of the Qur'an must be summarily rejected. They represent no more than the confused attempts at "harmonizing" the Qur'anic statement that Jesus was *not* crucified with the graphic description in the Gospels, of his crucifixion. The story of the crucifixion as such has been succinctly explained in the Qur'anic phrase *wa-lakin shubbiha lahum*, which I render as "but it only appeared to them as if it had been so"-implying that in the course of time, long after the time of Jesus, a legend had somehow grown up (possibly under the then-powerful influence of Mithraic beliefs) to the effect that he had died on the cross in order to atone for the "original sin" with which mankind is allegedly burdened: and this legend became so firmly established among the latter-day followers of Jesus that even his enemies, the Jews, began to believe it - albeit in a derogatory sense (for crucifixion was, in those times, a heinous form of death penalty reserved for the lowest of criminals. This, to my mind is the only satisfactory explanation of the phrase *wa-lakin shubbiha lahum*, the more so as the expression *shubbiha li* is idiomatically synonymous with *khuyyila li*, "[a thing] became a fancied image to me" *i.e.*. "in my mind" - in other words, "[it] seemed to me" (see *Qamus*, art, *khayala*, as well as Lane II, 833, and IV 1500).

اُردو ترجمہ :-

" پس قرآن کریم عیسیٰؑ کے صلیب دیئے جانے کے قصے کو قطعی طور پر رد کرتا ہے۔ ہاں اس بارے میں مسلمانوں میں بہت سی بے بنیاد روایات پائی جاتی ہیں جن میں مذکور ہے کہ عین آخری وقت خدا نے عیسیٰ کے بدلے اس سے انتہائی مشابہت رکھنے والے ایک دوسرے شخص کو بھیج دیا (بعض تفاصیل کے مطابق یہ شخص یہودا تھا) ۔ جسے بالآخر عیسیٰؑ کی جگہ صلیب دے دی گئی۔ تاہم ان میں سے کسی روایت کا قرآن کریم اور مستند احادیث میں ذرہ بھر بھی ثبوت نہیں ملتا اور اس سلسلہ قرآن کے کلاسیکی مفسرین نے جو قصے بیان کئے ہیں۔ وہ ہر طرح سے رد کر دینے کے لائق ہیں۔ ۔ ۔ ۔

- - - - - - - - - - - - - - ایک طرف عیسیٰؑ کو صلیب دیئے جانے کا جو تفصیلی نقشہ اناجیل میں کھینچا گیا ہے اور دوسری طرف قرآن کا یہ بیان کہ مسیح کو صلیب پر نہیں مارا گیا۔ درحقیقت یہ قصے ان دو بیانات کو "ہم آہنگ" کرنے کی ابتر اور پریشان کوششوں کے علاوہ اور کسی امر کی طرف راہنمائی نہیں کرتے۔ صلیب پر دیئے جانے کی اس حکایت کو قرآن کریم کے مختصر اور جامع جملہ ولکن شبہ لهم میں کس خوبی سے بیان کر دیا گیا ہے۔ جس کا ترجمہ میں نے یوں کیا ہے :-
" بلکہ ان کو بظاہر یہی نظر آیا کہ ایسا ہو گیا ہے"۔ اس سے مراد یہ ہے کہ بعد زمانہ میں مسیح کے زمانہ کے بہت عرصہ بعد کسی نہ کسی طرح یہ داستان تشکیل پا گئی (یہ ممکن ہے کہ یہ اس وقت کے متھرائی عقائد کے غالب اثر کا نتیجہ ہو) کہ وہ اس طبعی گناہ کے کفارہ کے طور پر صلیب دیئے گئے۔ جس کے متعلق یہ ادعا ہے کہ اس بوجھ تلے انسانیت دبی ہوئی ہے۔ یہ روایت عیسیٰؑ کے بعد میں آنے والے پیروؤں میں اتنی شدت سے رچ گئی کہ یہودی بھی جو حضرت عیسیٰؑ کے دشمن تھے۔ اسے تسلیم کرنے لگے۔ گو تحقیر آمیز انداز ہی میں سہی (اس زمانہ میں صلیب کی موت۔ ایک نفرت انگیز سزائے موت تھی جو سب سے نچلے درجے کے مجرموں کے لئے مقرر تھی) میرے نزدیک قرآنی الفاظ ولکن شبہ لهم کی صرف یہی ایک توضیح قابل قبول ہے۔ اس کا مزید ثبوت یہ ہے کہ شبہ لی کا محاورہ خیل لی کے مترادف ہے "(یہ شے) میرے لئے ایک خیالی تصویر بن گئی" یعنی "میرے ذہن میں" ــــ دوسرے لفظوں میں "(یہ) مجھے ایسا لگا"۔

(ملاحظہ ہو قاموس مضمون خیل۔ نیز۔ لغات لین جزو دوم صفحہ ۸۳۳ اور جزو چہارم صفحہ ۱۵۰۰)

دوسرا حاشیہ انگریزی تفسیر بحوالہ آیت اذ قال اللہ یعیسیٰ انی متوفیك و رافعك الیّ الخ حسب ذیل ہے :-

Cf. 3:55, where God says to Jesus, "Verily, I shall cause thee to die, and shall exalt thee unto Me." The verb *rafa'ahu* (lit., "he raised him" or "elevated him") has always, whenever the act of *raf'* ("elevating") of a human being is attributed to God the meaning of "honouring" or "exalting". Nowhere in the Qur'an is there any warrant for the popular belief of many Muslims that God has "taken up" Jesus bodily to heaven: The expression that "God exalted him unto Himself" in the above verse denotes the elevation of Jesus to the realm of God's special grace - a blessing in which all prophets partake, as is evident from 19:57, where the verb *rafa'nahu* ("We exalted him") is used with regard to the Prophet Idris. (See also Muhammad 'Abduh in Manar III, 316 f. and VI, 20 f.) The "nay" (bal) at the beginning of the sentence is meant to stress the contrast between the belief of the Jews that they put Jesus to a shameful death on the cross and the fact of God's having "exalted him unto Himself".

(pp. 177-8)

اُردو ترجمہ :-

" جہاں خدا عیسیٰؑ سے خطاب کرتا ہے۔ بے شک میں تجھے وفات دینے والا ہوں اور اپنی طرف تیرا رفع کرنے والا ہوں۔ اس میں فعل رفعہ (لفظی طور پر۔ اس نے اسے اٹھایا یا اس کا درجہ بلند کیا) ۔ جہاں کہیں انسان کے رفع (بلندی درجات) کو خدا کی طرف منسوب کیا جائے۔ تو اس سے

ہمیشہ اعزاز بخشنا یا بلندی درجات مراد ہوتی ہے ۔ اکثر مسلمانوں کے اس عام عقیدہ کی کہ خدا نے عیسیٰ علیہ السلام کو بجسد عنصری آسمان پر اٹھایا قرآن کریم میں کسی جگہ بھی کوئی سند نہیں ملتی ۔ آیت بالا کا یہ بیان کہ "خدا نے اپنی طرف اسکا رفع کیا" اس بات کی علامت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام خدا کے فضل خصوصی کے دائرہ میں شامل کئے گئے ہیں جیسے اس رحمت الٰہی میں جس میں سب انبیاء شریک ہیں ۔ جیسا کہ سورہ ۱۹ ۔ آیت ۵۷ سے ظاہر ہے [وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا ۝ ناقل] جس میں فعل رفعناہ (ہم نے اس کا مرتبہ بلند کیا ") حضرت ادریس علیہ السلام کے لئے ہوا ہے ۔ (نیز ملاحظہ ہو ۔ محمد عبدہ کی تفسیر المنار جلد سوم ص ۳۱۶ حاشیہ اور جلد چہارم ص ۲۰ حاشیہ میں) اس جملہ (بَل رَّفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ ناقل) کے شروع میں بلکہ (بَلْ) کا لفظ یہودیوں کے اس عقیدہ کے مقابلہ میں کہ انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو ایک شرمناک صلیبی موت دی ۔ اس حقیقت کو واضح کرنے کے لئے لایا گیا ہے ۔ کہ خدا نے اسے اپنا قرب عطا کیا " ص ۱۷۷-۱۷۸

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اب اس انگریزی ترجمۃ القرآن کے مندرجہ بالا حصص سے جو نتائج اخذ ہوتے ہیں اختصار کیساتھ انکا اعادہ کیا جائے تا کہ قارئین ایک نظر میں اس ساری بحث کے مفہوم کو بخوبی ذہن نشین کر سکیں ۔

(۱) ۔ سورۃ المائدہ کی آیت فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنتَ أَنتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ ۔ کے ترجمہ میں محمد اسد صاحب نے یہ کہکر کہ :۔

"جب سے تو نے مجھے وفات دی ہے صرف تو ہی ان پر نگہبان رہا ہے"

اس مسئلہ کو بالکل واضح کر دیا ہے ۔ اگر وہ دوسری آیات سے متعلق تفصیلات نہ بھی لکھتے تو بھی ایک ثبوت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت کر دینے کے لئے کافی تھا ۔ ع

ابن مریم مر گیا حق کی قسم
داخل جنت ہوا وہ محترم (مسیح موعود)

(۲) ۔ دوسری جگہ وَلَٰكِن شُبِّهَ لَهُمْ کا ترجمہ مترجم نے یوں کیا ہے :۔

" بلکہ ان کو بظاہر یہی نظر آیا (کہ ایسا ہو گیا)

کیا وہ مسلک نہیں جس کا اعادہ احمدی جماعت کم و بیش نصف صدی سے عالم اسلامی میں کرتی چلی آ رہی ہے ؟

(۳) ۔ حواشی میں جو بات کہی گئی ہے اس میں مسلمانوں کے لئے ایک لمحۂ فکریہ ہے وہ لکھتے ہیں کہ :۔

" اس بارے میں مسلمانوں میں بہت سی بے بنیاد روایات پائی جاتی ہیں جن میں مذکور ہے کہ عین آخری وقت خدا نے عیسیٰ کے بدلے اس سے انتہائی مشابہت رکھنے والے ایک دوسرے شخص کو بھیج دیا (بعض تفاصیل کے مطابق یہ شخص یہودا تھا) ۔ جسے بالآخر صلیب دے دی گئی "

یہ روایات خواہ انہیں کچھ نام بھی دے دیا جائے یا پھر مترجم کے الفاظ کا کوئی دوسرا ترجمہ بھی کر لیا جائے بات آ جا کر وہیں رہتی ہے ۔ کہ یہ خیال آرائیاں ۔ حکایتیں قصے کہانیاں سب باطل اور بے بنیاد ہیں ۔!

۴ ۔ اور یہی نہیں کہ ان روایات کا کوئی سر پیر نہیں بلکہ بقول مترجم :۔

"ان میں سے کسی روایت کا قرآن کریم اور مستند احادیث میں ذرہ بھر بھی ثبوت نہیں ملتا ۔"

۵ ۔ ایک لطیف پیرائے میں محمد اسد صاحب مفسرین کے بیانات کو اسرائیلیات کے غالب اثرات کا سبب قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں :۔

"اس سلسلہ میں قرآن کے کلاسیکی مفسرین نے جو قصے بیان کئے ہیں ۔ وہ ہر طرح سے رد کر دینے کے لائق ہیں ۔ ایک طرف عیسیٰؑ کو صلیب دیئے جانے کا جو تفصیلی نقشہ اناجیل میں کھینچا گیا ہے اور دوسری طرف قرآن کا یہ بیان کہ مسیح کو صلیب پر نہیں مارا گیا ۔ درحقیقت یہ قصے ان دو بیانات کو ہم آہنگ کرنے کی ابتر اور پریشان کوششوں کے علاوہ اور کسی امر کی طرف رہنمائی نہیں کرتے ۔"

(۶) ۔ مسیح کی حیات اور ان کے مشابہ شخص کی صلیب پر موت ایسی روایات پر اظہار خیال کرتے ہوئے محمد اسد لکھتے ہیں :۔

"مرور زمانہ سے مسیح کے زمانہ کے بہت عرصہ بعد کسی نہ کسی طرح یہ داستان تشکیل پا گئی (عین ممکن ہے کہ یہ اس وقت کے مشرقی عقائد کے غالب اثر کا نتیجہ ہو) کہ وہ "اس طبعی گناہ" کے کفارہ کے طور پر صلیب دیئے گئے ....

یہ روایت عیسیٰ کے بعد میں آنے والے پیرؤوں میں اتنی شدت سے رچ گئی کہ یہودی بھی جو حضرت عیسےٰ کے دشمن تھے ۔ اسے تسلیم کرنے لگے ۔

(۷) ۔ دراصل خود عیسائیوں میں مسیح کے صلیب پر فوت ہو کر کفارہ ہو جانے کا تصور بعد کی پیداوار ہے ۔ حضرت مسیح خود "فطری گناہ" کے قائل نہیں ۔ اناجیل میں ان کے مواعیظ میں ان کا کوئی ذکر نہیں ملتا ۔

(اس زمانہ میں صلیب کی موت ۔ ایک نفرت انگیز سزائے موت تھی ۔ جو سب سے نچلے درجے کے مجرموں کے لئے مقرر تھی ۔)"

(۸) ۔ یہودیوں نے بھی مسیح کی صلیب پر وفات کو تسلیم کر لیا ۔ "گو تحقر آمیز انداز ہی میں سہی" ۔ بائبل میں لکھا ہے کہ :۔

" کیونکہ وہ جو پھانسی دیا جاتا ہے خدا کا ملعون ہے "

(استثنا باب ۲۱ آیت ۲۳)

(۹) ۔ تمام ابتر منتشر روایات کو قرآن کریم کے ان الفاظ وَلَٰكِن شُبِّهَ لَهُمْ نے صاف کر دیا ہے اور اس کی صرف ایک ہی توضیح و توجیہہ مترجم کے نزدیک قابل قبول ہے کہ مسیح کی ایسی کیفیت ہو گئی کہ انہیں مردہ سمجھ لیا گیا ۔ مترجم کے الفاظ ہیں :۔

" بلکہ ان کو بظاہر یہی نظر آیا (یہ ایسا ہو گیا ہے)"

اگر ہمارے مسلمان بھائی اس مسئلہ میں اس لئے ہم سے متفق نہیں ہو سکتے کہ یہ احمدی جماعت کے مخصوص عقائد کا حصہ ہے تو انہیں مکہ معظمہ سے شائع ہونے والے اس ترجمہ قرآن کے بیانات کو ہی اپنا لینا چاہیئے ۔ خدا کرے یہ آواز ہمارے مسلمان دوستوں کے لئے اس پیغام کو سمجھنے میں ممد ہو جو عصر حاضر کے امام حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے آج سے نصف صدی پیشتر دنیا کے سامنے پیش کیا تھا ۔

انشاءاللہ آئندہ قسط میں مکہ معظمہ سے دوسرے دو اہم اعلانات پر تبصرہ کیا جائے گا ۔ وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۔

نوٹ ۱ ۔ محمد اسد صاحب کے اس انگریزی ترجمۃ القرآن کے نسخے جن میں شروع قرآن کریم سے لیکر سورۃ التوبہ کے آخر تک ترجمہ و تفسیر شامل کی گئی ہے اور یہ جلد ۴۰۱ صفحات پر مشتمل ہے) ووکنگ مسلم مشن ۔ ووکنگ سرے ۔ انگلستان سے ۲۵ شلنگ فی کاپی اور محصول ڈاک رجسٹرڈ ۴ شلنگ روانہ کر کے منگوائے جا سکتے ہیں ۔ لکھائی چھپائی کا معیار بہت اعلیٰ ہے ۔

میرا قبول اسلام

ترجمہ و ترتیب ——— بشیر احمد سوز

جماعت احمدیہ کی تبلیغی سرگرمیوں کی برکت سے مغرب کے ظلمتکدوں میں توحید و رسالت کی شمع فروزاں ہو رہی ہے اور وہاں کی روحیں اس شمع سے اکتساب نور و ہدایت کر رہی ہیں — وہ — کیوں اور کیسے — اس تفصیل جمیل کی ایک حسین جھلک — میرا قبول اسلام — میں ملاحظہ فرمایئے ۔ یہ تالیف لطیف ان مسلمان خواتین و حضرات کی امنگوں ، ولولوں اور جذبات و خیالات کا مرقع ہے جو زندگی کے ہر شعبہ سے متعلق ہیں میرا قبول اسلام — آپکی لائبریری کی زینت اور دوستوں کے لئے تحفہ ہے ۔ کتابت طباعت عمدہ صفحات ۲۵۰ قیمت دو روپے ۔ پتہ : مسلم بک سوسائٹی ۔ ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور نمبر ۷

احمدیت اسلام کی حقیقی تصویر ہے

جو پُرامن ذرائع سے تبلیغی جہاد میں مصروف ہے

نماز کا اثر انسانی معاشرہ و اخلاق پر

اسلام میں انسانی قدر و منزلت —— گناہ انسانی سرشت میں داخل نہیں

مشرقی پاکستان اسلام مشن کی تبلیغی سرگرمیاں ماہ فروری ۱۹۶۵ء میں

چار فروری ۱۹۶۵ء کو مشنری انچارج مولینا عبدالصمد صاحب جمالی نے عید گاہ میں "اسلامی فرقے اور اسلامی برادری" کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ آپ نے بتلایا کہ تاریخ میں مسلمانوں کے فرقے کیونکر اور کیسے وجود میں آئے۔ انہوں نے بتایا کہ مسلمانوں کے مذہبی اختلافات اور فرقہ بندی اسلام کے بنیادی عقائد پر مبنی نہیں بلکہ معمولی فروعی اختلافات کی وجہ سے عمل میں آئی ہے، اس لئے ان کو فرقہ کہنا صحیح نہیں یہ ایک قسم کے مکاتیب فکر ہیں اس ضمن میں مولینا موصوف نے بطور مثال احمدیہ تحریک کی حیثیت حقیقت پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ یہ تحریک، ذات باری تعالےٰ اور اس کی صفات اور قدرت کاملہ پر ایمان رکھتی ہے۔ ملائک۔ جنت۔ دوزخ۔ تقدیر۔ یوم حشر اعمال کی جزا و سزا اور خدا تعالےٰ کے تمام مبعوث کردہ رسولوں پر ایمان اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر نبوت کے خاتمہ پر کلی ایمان رکھتی ہے، اور نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کی اسی طرح پابند ہے جیسے دوسرے مسلمان۔ آپ نے فرمایا کہ احمدیت جدید روشنی میں قدیم اسلام کو پیش کرتی ہے اور اس نے اس بات کو واضح کیا ہے کہ نام نہاد فرقے ایسے نہیں جیسے ہندو مت اور عیسائیت وغیرہ میں فرقے پائے جاتے ہیں جن میں اصولی اور بنیادی اختلافات ہیں آپ نے فرمایا کہ احمدی جماعت نے دنیا کے مختلف علاقوں میں تبلیغ اسلام کا جو سلسلہ شروع کر رکھا ہے وہ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشن تعلیمات کے عین مطابق ہے۔ آیات قرآنی اور حیات نبوی کے چند پہلوؤں کا حوالہ دیتے ہوئے واضح فرمایا کہ امام زمان کا مکتب فکر اسلامی تعلیمات کا صحیح نمونہ ہے اور مجدد دوران .... نے اسلام اور مسلمانوں کے دفاع میں جو سینکڑوں کتب لکھی ہیں۔ اور غیر مسلموں میں "ووکنگ" اور "امریکہ" جیسے ممالک میں خصوصاً تبلیغ اسلام کے جو مراکز قائم کئے ہیں تو یہ سب کچھ قرآنی تعلیمات اور سنت نبوی کے مطابق ہے آپ نے بتایا کہ پہلے فرقوں کی تعمیری اور عمدہ خدمات کی طرح تحریک احمدیہ نے بھی جو کامیابی حاصل کی ہے۔ اس نے اسلام کی شان و شوکت میں اضافہ کیا ہے۔ لہذا اسلامی فرقوں کے رویہ میں کوئی ایسی بات نہیں ہونی چاہئے جس سے باہم اختلاف پیدا ہو۔ تمام مسلمانوں نے صرف ایک برادری اور اخوت قائم کی ہے اور احمدی حضرات اسلام کے اس ہراول دستہ کی حیثیت رکھتے ہیں جو پُرامن ذرائع سے قدیم و جدید دنیا میں تبلیغ اسلام کا جہاد جاری کئے ہوئے ہیں۔

مولینا اپنی تقریر کو ختم کرتے ہوئے اس بات پر زور دیا کہ معمولی اور فروعی مسائل میں مختلف خیالات کے باوجود تمام مسلمان بھائی بھائی ہے اور اس سلسلہ اخوت کو ایسے فروعی اختلافات کی وجہ سے نقصان پہنچانا نہایت مضر ہے۔

ایک خطبہ جمعہ

۵ر فروری بروز جمعہ کو مولینا عبدالصمد جمالی نے میتا کی جامع مسجد میں جمعہ کا خطبہ دیا۔ اور اس میں "رمضان شریف کے بعد مسلمانوں کے فرائض" کے موضوع پر تقریر کی۔ آپ نے سامعین کو توجہ دلائی کہ ضبط نفس اور اخلاقی اور روحانی ارتقاء کا جو کام ماہ صیام میں شروع کیا گیا تھا وہ کسی طرح پر کم نہ ہونے دینا چاہئیے بلکہ آئندہ ماہ صیام تک سال بھر اس کو زیادہ تقویت دینے کی کوشش کی جائے۔

نماز کا اثر انسانی معاشرہ و اخلاق پر

۲۱ر فروری کو مولینا عبدالصمد صاحب جمالی کے زیر صدارت ڈھاکہ مشن ہاؤس میں ایک مختصر سا اجلاس منعقد ہوا۔ زیر بحث موضوع "نماز کی معاشرتی قدر" تھا۔ ایم اے ستار صاحب نے بحث کا آغاز فرمایا اور اس کے بعد دوسرے مقررین نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اس اجلاس میں یہ بات واضح کی گئی کہ نماز یا صلوٰۃ جو کہ باقاعدہ عبادتوں کی اسلامی صورت ہے اور وہ مسلمان مرد و عورت کے لئے لازمی ہے اور ہمارے خالق و مالک کے سامنے اظہار و فریاد کا نہایت عمدہ ذریعہ ہے اس کا مطلب صرف تعمیر کردار اور اصلاح نفس ہی نہیں بلکہ ایک ایسی موثر تحریک ہے جس کی وجہ سے باہمی نفرت و حقارت اور دشمنی ختم ہو جاتی ہے۔ اور نمازیوں میں ہمدردی قائم ہوتی ہے۔ خواہ وہ معاشرہ کے مختلف طبقات سے ہی تعلق کیوں نہ رکھتے ہوں۔ اسی مقصد کے پیش نظر حضرت نبی کریم صلعم نے تلقین فرمائی کہ جہاں تک ممکن ہو، نماز ہمیشہ با جماعت ادا کی جائے۔

انسانی قدر و منزلت اسلام میں

۲۰ر فروری کو مولینا عبدالصمد صاحب جمالی اور محمد عبدالستار صاحب نے پرانا پلٹن ڈھاکہ کے سنٹرل آڈیٹوریم میں ایسٹ پاکستان اسلامی اکیڈمی کی محفل شام میں شرکت کی جس میں زیر بحث موضوع "اسلام میں انسانی قدر و منزلت" تھا۔ مولینا جمالی صدر مجلس تھے انہوں نے اپنی آخری صدارتی تقریر میں مقررین حضرات کی تقاریر کا ملخص بیان فرمایا اور غیر مذاہب کے مقابلہ میں قرآن و حدیث سے انسانی قدر و منزلت کا ذکر کرتے ہوئے شرق و غرب کے انسانی معاشروں کی قدیم و جدید تاریخ کے حقائق سے ثابت کیا کہ اسلام نے انسان کو نہایت اعلیٰ ارفع مقام بخشا ہے۔ جس کی نظیر دوسرے مذاہب اور معاشروں میں نہیں ملتی۔

گناہ اور نجات پر پادری سے بحث

۲۷ر فروری کو کومیلا میں شام کے وقت ایک امریکی بپٹسٹ چرچ کے پادری صاحب کے ساتھ مولینا عبدالصمد جمالی نے "گناہ اور نجات" کے موضوع پر گفتگو کی۔ اس مجلس میں مسلم اور عیسائی اہل علم حضرات موجود تھے۔ سلسلۂ گفتگو ایک گھنٹہ جاری رہا۔ عیسائی مشنری نے کہا کہ ابتدائی گناہ بنی نوع انسان کی سرشت میں داخل ہے۔ اور اس سے نجات صرف یسوع مسیح کی صلیبی موت پر ایمان لانے سے ہی ہو سکتی ہے۔ مولینا عبدالصمد صاحب جمالی نے کہا کہ اسلام کے نزدیک گناہ صرف وہ ہے جو مرد یا عورت خدا تعالےٰ کی نافرمانی کے نتیجہ میں کرے۔ یہ انسان کی سرشت میں داخل نہیں بلکہ ہر انسانی بچہ بے گناہ پیدا ہوا ہے۔ آپ نے دعویٰ کیا کہ قرآنی تعلیمات معقول منطقی اور سائنٹیفک ہیں۔ لیکن پادری صاحب موصوف نے یہ کہتے ہوئے اپنی شکست کا احساس ظاہر کیا کہ بائبل سائنس منطق اور دلیل سے کام نہیں لیتی۔

جلسہ جماعت پشاور

کی روئداد آئندہ اشاعت میں درج ہوگی۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔ (ایڈیٹر)

مولانا شیخ عبد الرحمن مصری صاحب

مجددین اُمّت میں سیّدنا حضرت مرزا صاحب کا مقام

(قسط اوّل)

قرآنی آیت کی تفسیر روح المعانی میں

سورۃ المؤمن میں اللہ تعالے فرماتا ہے :- رفیع الدرجات ذو العرش یلقی الروح من امرہ علٰی من یشاء من عبادہ لینذر یوم التلاق - یعنے اللہ تعالے انسانوں کے درجات کو بلند کرنے والا ہے یا تو دعتدی کے انتہائی مقام پر ہے جس تک رسائی حاصل کرنے کے لئے مجاہدات کے کئی مراحل طے کرنے پڑتے ہیں اور اس کی حکومت کائنات کے ذرہ ذرہ پر ہے اور وہ وراء الوراء مقام میں ہے اس کے اور بندوں کے درمیان اسباب کے دبیز پردے حائل ہیں۔ عام طور پر لوگوں کی نظریں ان اسباب سے آگے نہیں جاتیں کہ وہ ان کو پیدا کرنے والی ذات اور ان پر حکمران ہستی کی معرفت حاصل کر کے اس سے حقیقی تعلق پیدا کریں اس لئے عام لوگوں کی سہولت کے لئے اور انہیں اپنے وجود پر یقین دلانے کے لئے اس رحیم و کریم مولے نے یہ اختیار کیا ہوا ہے کہ اپنے بندوں میں سے کسی بندہ کو انتخاب کر کے اس پر روح القدس نازل فرماتا ہے جس سے اس کا دل خدا کی ہستی پر یقین اور بصیرت سے بھر جاتا ہے اور اس کے اندر اس ذریعہ سے ایک جذب پیدا ہو جاتا ہے جس سے وہ لوگوں کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور اپنے ساتھ تعلق پیدا کرنے والوں کے دلوں کو بھی اس معرفت اور یقین سے بھر دیتا ہے جو اسے خود حاصل ہوا ہوا ہوتا ہے تب لوگوں کی نظریں اسباب سے اٹھ کر خالق الاسباب پر جا ٹکتی ہیں اور وہ اپنے حقیقی مولے کی عبادت میں منہمک ہو کر اپنی زندگی کے اصل مقصد کو پانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔

اس امر کو مد نظر رکھتے ہوئے تفسیر روح المعانی کے مصنف نے آیت مندرجہ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا ہے فان الالقاء لم یزل من لدن آدم الی انتھاء زمان نبینا صلی اللہ علیہ وسلم وھو فی الحکم المتصل الی قیام الساعۃ باقامۃ من یقوم بالدعوۃ علی ما روی ابو داؤد عن ابی ھریرۃ عن النبی صلعم انہ قال ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی رأس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا ای یحییہ بما اندرس من العمل بالکتاب والسنۃ - یعنے اللہ تعالے کا اپنے کسی بندہ پر روح القدس کا نازل کرنا حضرت آدمؑ سے لے کر ہمارے نبی کریم صلعم کے زمانہ کے انتہاء تک رہا لیکن یہ القاء یہیں تک ختم نہیں ہوا بلکہ یہ قیامت تک چلتا رہے گا یعنی قیامت تک اللہ تعالے ایسے بندوں کو کھڑا کرتا رہے گا جو دعوت الی الحق کے فریضہ کو سر انجام دیتے رہیں گے جیسا کہ ابو داؤد نے ابو ہریرہ سے اور انہوں نے حضرت نبی کریم صلعم سے روایت کیا ہے آنحضور صلعم نے فرمایا کہ یہ یقینی بات ہے جس میں شک کی قطعاً گنجائش نہیں کہ اللہ تعالے اس اُمت کے فائدہ کے لئے یعنی اسکو حق پر قائم رکھنے کے لئے ہر صدی کے سر پر کسی ایسے بندہ کو مبعوث کرتا رہے گا جو اس امت کے لئے اس کے دین کو تازہ بتازہ کرتا رہے گا یعنی کتاب اور سنت نبوی پر جو عمل مٹ جلے گا اس کو از سر نو زندہ کر دیا کرے گا اگر چہ حفاظ نے اس حدیث کی صحت کو تسلیم کیا ہوا ہے لیکن واقعات نے بھی اس کی صحت پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے کیونکہ امت میں متعدد افراد نے مجدد ہونے کا دعوے کیا صرف دعوے ہی نہیں کیا بلکہ اس کام کو بھی بااحسن وجوہ سرانجام دیا جو اس حدیث میں مجددین کا بتلایا گیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ اسلام کا باغ آج تک ہرا بھرا چلا آرہا ہے دوسرے مذاہب کے باغوں کی طرح بربادی کا شکار نہیں ہو گیا مصنف روح المعانی کی تفسیر سے ظاہر ہے کہ انہوں نے نبیوں اور مجددوں میں جہاں تک القاء الروح کا تعلق ہے ان میں کوئی فرق نہیں کیا کیونکہ دونوں کا کام اصلاح نفوس ہے جو بغیر روح القدس کی مدد کے ناممکن ہے فرق انہوں نے صرف اس امر میں کیا ہے کہ نبیوں کی لائی ہوئی کتاب اور ان کی سنت موجود ہوتی ہے مجدد خود اسی کتاب اور سنت پر عمل کر کے قرب الٰہی کے اس بلند مقام پر پہنچ جاتا ہے کہ اس پر روح القدس کا نزول ہو جاتا ہے اور اسی کتاب اور سنت کی طرف ہی وہ دوسروں کو بھی دعوت دیتا ہے اور اسی پر عمل کرنے کی توفیق ان میں پیدا کرتا ہے اس کے مقابل انبیاء ضرور کوئی نہ کوئی نئی ہدایت لاتے ہیں جس کا وجود ان کے زمانہ کے لوگوں کی رہنمائی اور روحانی ترقی کے لئے ضروری ہوتا ہے حضرت نبی کریم صلعم کی آمد سے چونکہ شریعت اور ہر قسم کی ہدایت اپنے انتہاء کو پہنچ چکی ہے اس لئے اب صرف مجددین ہی آسکتے ہیں جو قرآن کریم اور سنت نبوی کو زندگی بخش پیغام ثابت کرنے کے لئے اسی کی طرف لوگوں کو دعوت دیتے رہیں۔

دوسری احادیث سے اس حدیث کی تائید

یہ حدیث صرف اکیلی ہی نہیں بلکہ اس کو دوسری احادیث سے بھی کافی تقویت مل رہی ہے مثلاً حضرت نبی کریم صلعم فرماتے ہیں ان للہ ریحاً یبعثھا علی رأس مائۃ سنۃ تقبض روح کل مومن کنز العمال جلد سابع ص۱۸۲ یعنی اللہ تعالے ہر صدی کے سر پر ایسی ہوا چلاتا ہے جو ہر مومن کی روح کو قبض کر لیتی ہے یعنی سو سال کے بعد کامل بصیرت رکھنے والے مومن ختم ہو جاتے ہیں جو دوسروں کے ایمانوں کو قائم رکھنے کے لئے ایسے مومن کو پیدا کرنا پڑتا ہے جو از سر نو مسلمانوں کے دلوں کو ایمان کی حرارت سے گرما دے اور قرآن اور سنت کی صحیح تعلیم پر آگاہ کر کے اس پر عمل کرنے کی رغبت دلوں میں پیدا کر دے پھر اسی صفحہ پر فرمایا ان لکل امۃ اجلا وان لامتی مائۃ سنۃ فاذا مرت علی امتی مائۃ سنۃ اتاھا ما وعدھا اللہ اور ص۱۸۳ پر یہ حدیث درج ہے لاخیر فی السن بعد مائۃ سنۃ یعنی ہر امت کے لئے ایک وقت مقرر ہے اور میری امت کے لئے سو سال مقرر ہیں یعنی سو سال کے بعد ان میں خرابی راہ پا جائے گی۔ پس جب میری امت پر سو سال گذر جائیں گے تو اُن پر وہ حالت وارد ہو جائے گی جس کا اللہ تعالے نے وعدہ کیا ہے۔ پھر اس کے ساتھ ہی فرمایا سو سال کے بعد دنیا میں خیر نہیں رہے گی اور سب سے بڑی خیر تو قرآن اور سنت کا صحیح علم اور اس پر صحیح عمل ہی ہے مندرجہ بالا احادیث سے واضح ہے کہ سو سال کے بعد امت میں خرابی کا پیدا ہونا لازمی ہے جس کی اصلاح کے لئے مجدد کی ضرورت پیش آیا کرے گی۔

بعثت مجددین کی تصدیق قرآن کریم سے

بعثت مجددین کی تصدیق ایک تو سورۃ المؤمن کی مندرجہ بالا آیت سے ہی ہو رہی ہے اور دوسری آیت جس سے حدیث مجددین کی تصدیق ہوتی ہے وہ سورہ النحل ع کی مندرجہ ذیل آیت ہے ینزل الملائکۃ بالروح من امرہ علی من یشاء من عبادہ ان انذروا انہ لا الٰہ الا انا فاتقون یعنی اللہ تعالے اپنے امر سے فرشتوں کو روح کے ساتھ اتارتا رہا ہے اور آئندہ بھی اتارتا رہے گا اپنے بندوں میں سے ان پر جن پر وہ چاہتا رہا ہے اور جن پر وہ چاہتا رہے گا جن کا کام یہ ہوگا کہ وہ بندوں کو آگاہ کر دیں کہ میرے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ پس وہ مجھے ہی اپنی ڈھال بنائیں اور میری نافرمانی سے بچتے رہیں پس

یہ آیت بھی سورۃ المؤمن والی آیت کے مفہوم کو ہی زیادہ وضاحت کے ساتھ بیان کر رہی ہے۔

ایک خاص مجدد کی پیشگوئی

عام طور پر بعثت مجددین کی پیشگوئی کے علاوہ قرآن اور احادیث سے ایک خاص مجدد کی پیشگوئی کا بھی پتہ چلتا ہے جسے احادیث میں مسیح اور مہدی کے لقب سے پکارا گیا ہے اور اس کی چند اہم امتیازی خصوصیات بیان کر کے اس کے مقام کی بلندی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور دوسرے مجددین کے مقابلہ میں اسکو خاص امتیاز اور خاص اہمیت دی گئی ہے۔ سیدنا حضرت مرزا صاحب کا دعوےٰ یہی تھا کہ آپ اسی پیشگوئی کے مصداق ہیں۔

پہلی امتیازی خصوصیت

پہلی امتیازی خصوصیت تو اس پیشگوئی کے مصداق کے متعلق یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ تمام عالم اسلامی کا امام ہوگا جبکہ پہلے مجدد خاص خاص علاقوں کے امام ہوتے تھے۔ اور دنیا کے تمام مسلمانوں پر فرض ہے کہ اس کی اطاعت کریں اور اس کے ساتھ ہو کر خدمت دین کو اس طریق پر سرانجام دیں جس طریق پر وہ انہیں چلائے چنانچہ بخاری اور مسلم جیسی صحیحین میں آتا ہے کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم و امامکم منکم اور ینزل عیسےٰ ابن مریم فامکم یعنے اسے مسلمانو! تمہاری حالت اس وقت بہت ہی بری ہوگی جبکہ تم میں ابن مریم نازل ہوگا اور وہ تمہارا راہنما ہوگا اور تمہیں میں سے ہوگا عیسےٰ بن مریم نازل ہوگا پس وہی تمہاری رہنمائی کرے گا ان دونوں حدیثوں میں امام کا لفظ اور امکم کا لفظ ہی اس بات پر دلالت کر رہا ہے کہ امت کو اسی کی راہنمائی میں کام کرنا ہوگا اور اسی کی اتباع میں خدمت دین کا فریضہ سرانجام دینا ہوگا۔ لیکن اس کے علاوہ امام کی حقیقت پر مندرجہ ذیل دو حدیثیں بھی پوری روشنی ڈال رہی ہیں۔ پہلی حدیث تو یہ ہے الامام جنۃ یقاتل من ورائہ یعنے امام ڈھال ہوتا ہے۔ اسی کے پیچھے ہو کر یعنے اسی کی پناہ اور اسی کی رہنمائی میں کامیابی کے ساتھ دشمن کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے وہی ڈھال کی طرح مسلمانوں کو محفوظ رکھنے کا ذریعہ ہوگا۔ دوسری حدیث یہ ہے من لم یعرف امام زمانہ مات میتۃ الجاھلیۃ یعنے جس شخص نے اپنے زمانہ کے امام کو شناخت نہ کیا وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔

سیدنا حضرت مرزا صاحب کا دعوےٰ

سیدنا حضرت مرزا صاحب کا دعوےٰ یہی تھا کہ جس ابن مریم کے نزول کا وعدہ مندرجہ بالا احادیث میں دیا گیا ہے وہ میں ہی ہوں اور آپ نے قرآن اور احادیث سے نہایت ہی قوی دلائل پیش کر کے اس بات کو ثابت کر دیا کہ ابن مریم سے مراد بنی اسرائیل کا نبی عیسےٰ ابن مریم نہیں بلکہ ایسا امتی مراد ہے جو نبی عیسیٰ ابن مریم سے شدید مشابہت رکھتا ہوگا جس پر الفاظ امامکم منکم بھی صراحت سے دلالت کر رہے ہیں۔

قابلِ غور بات

اب دیکھنے اور غور کرنے کے قابل بات یہ ہے کہ کیا فی الحقیقت سیدنا حضرت مرزا صاحب کے دعوےٰ مسیحیت اور مہدویت کرنے کے وقت مسلمانوں کی ایسی ہی بری حالت تھی جس کا نقشہ حدیث کے الفاظ کیف انتم میں پیش کیا گیا ہے اور کیا آپ کی ہی پیروی سے مسلمانوں نے اپنی خستہ حالت سے خلاصی پائی ہے یا نہیں اور کیا مسلمان آپ کو شناخت کرنے کے نتیجہ میں اپنی جہالت سے نجات حاصل کر کے معرفت سے ہمکنار ہوتے ہیں یا نہیں۔ اگر آپ کے دعوےٰ کے وقت مسلمانوں کی گراوٹ فی الحقیقت اپنے انتہا کو پہنچ چکی تھی اور پھر اسی مجدد اعظم یعنی مدعی مسیحیت و مہدویت کے ذریعہ ہی انہیں سربلندی حاصل ہوئی اور ان کا ادبار عروج کے ساتھ بدل گیا اور ان کی مردنی زندگی میں تبدیل ہو گئی اور پھر اگر واقعات نے بھی اس بات کو پایہ ثبوت تک پہنچا دیا کہ آپ ہی مسلمانوں کے لئے ڈھال بنے اور آپ کی ہی پناہ لے کر مسلمان دشمنان اسلام پر فتحیاب ہوئے اور جس جہالت میں مسلمان مبتلا تھے آپ کے ہی ذریعہ اس سے نکلے اور آپ کے ہی ذریعہ ان کے عقائد اور اعمال درست ہوئے اور شریعت حقہ کی روح اور اس کے صحیح علم سے انہیں آگاہی حاصل ہوئی تو آپ کا دعوےٰ بھی سچا اور وہ احادیث بھی سچی جن میں ان امور کا ذکر پایا جاتا ہے۔

مہدی اور مسیح سے مراد ایک ہی شخص ہے

پیشتر اس کے کہ سیدنا حضرت مرزا صاحب کے ظہور کے وقت اسلام پر دشمنوں کے حملوں کی شدت اور مسلمانوں کی کمزور مدافعت کا ذکر کیا جائے یہ بتا دینا بھی ضروری ہے کہ احادیث میں مسیح اور مہدی کے ظہور کی جو پیشگوئی کی گئی ہے اس سے دو الگ الگ شخصیتیں مراد نہیں بلکہ مراد اس سے ایک ہی شخص ہے جس کے مختلف دو کاموں کی وجہ سے جن کا سرانجام دینا اس کے سپرد کیا جانا تھا، اس کے دو الگ الگ نام تجویز کئے گئے ہیں۔

مہدی نام رکھنے کی وجہ

ایک کام تو اس مجدد اعظم کا یہ تھا کہ پہلے خود حضرت نبی کریم صلعم کی کامل پیروی سے ہدایت یافتہ ہو کر مسلمانوں کی اصلاح کرے اس اعتبار سے اسے مہدی کے لقب سے پکارا گیا اور دوسرا کام اس کا عیسائیت کے فتنہ کو دور کرنا تھا جس کا دوسرا نام احادیث میں دجالیت کا فتنہ رکھا گیا ہے۔ قرآن کریم اور احادیث سے ثابت ہے کہ سارا مذہبی و غیر مذہبی دنیا اسی فتنہ کے اثر کے نیچے آ جائے گی کچھ حصہ اس کے فلسفہ سے متاثر ہوگا اور کچھ حصہ اس کے سیاسی اور تمدنی تفوق کی وجہ سے اثر پذیر ہوگا چونکہ تمام مذاہب اور تمام مکاتیب فکر اس سے ہی متاثر ہو رہے ہیں..... چونکہ اس لئے عیسائیت کے فتنہ کو دور کرنے کے ضمن میں اس مجدد اعظم کا کام سارے مذاہب اور سارے مکاتب فکر کے فتنوں کو دور کرنا اور ان پر اسلام کی برتری کو ثابت کرنا ہوگا۔ اس اعتبار سے اس مجدد اعظم کا نام احادیث میں مسیح رکھا گیا ہے ورنہ یہ نہیں کہ ایک ہی کام کے لئے دو الگ الگ شخص امت میں ظاہر ہوں گے اسی لئے حدیث میں صاف الفاظ میں آیا ہے لا مھدی الا عیسیٰ یعنے دجالی فتنوں کے وقت میں ہدایت یافتہ حضرت عیسےٰ ہی ہوگا یعنے حضرت نبی کریم صلعم کی محبت اور اتباع میں فنا ہو کر ہدایت یافتہ ہونے والا ہی عیسےٰ ہوگا یہ حدیث بھی صاف اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اس امت میں آنے والا بنی اسرائیل والا عیسےٰ نہیں ہوگا کیونکہ وہ تو حضرت نبی کریم صلعم کی اتباع سے ہدایت یافتہ نہیں بلکہ وہ تو تمام انبیاء علیہم السلام کی طرح خدا سے براہِ راست ہدایت یافتہ تھا۔

غلطی کی وجہ

مسلمانوں کو عام طور پر جو اس حدیث کا صحیح مطلب سمجھنے میں غلطی لگ رہی ہے اس کی وجہ صرف یہی تھی کہ وہ بنی اسرائیل والے نبی حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی آمد کے منتظر تھے اور اسی بنا پر وہ دو الگ الگ شخصیتوں کے منتظر تھے ورنہ حدیث تو صاف الفاظ میں ایک ہی شخصیت کی آمد کی پیشگوئی کر رہی تھی۔

ایک حدیث کا صحیح مطلب

آنے والے مسیح کی عظمت شان ایک حدیث میں بدیں الفاظ بیان کی گئی ہے کیف تھلک امۃ انا فی اولھا و عیسی ابن مریم فی اٰخرھا یعنے حضرت نبی کریم صلعم فرماتے ہیں وہ امت کس طرح ہلاک ہو سکتی ہے جس کے ابتداء میں میں خود ہوں اور جس کے آخر میں عیسےٰ ابن مریم یعنے امت کا مسیح ہے ان الفاظ سے ہر صحیح الدماغ مسلمان اس بات کا اندازہ بآسانی لگا سکتا ہے کہ دیگر مجددین کے مقابلہ میں اس مجدد اعظم یعنے اس امت میں ظاہر ہونے والے مسیح کی کتنی بڑی شان بیان کی گئی ہے اور اس کے مقام کی عظمت کہاں تک پہنچی ہوئی ہے کہ جہاں تک امت کو ہلاکت سے بچانے کا کام ہے اس میں آنحضور صلعم آنے والے مسیح کو اپنے ساتھ برابر کا شریک ٹھہرا رہے ہیں۔ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے

کہ جس طرح حضرت نبی کریم صلعم کے ظہور کے وقت دنیا ہلاکت کے گڑھے پر کھڑی تھی اور حضرت نبی کریم صلعم نے انہیں اس مقام سے نکال کر سلامتی کے کنارے پر پہنچا دیا تھا اسی طرح مسیح کی آمد کے وقت بھی اُمت ہلاکت کے گڑھے پر پہنچی ہوئی ہو گی اور مسیح کے ذریعہ ہی وہ اس سے نکل کر سلامتی کے کنارے پر پہنچے گی گویا حضرت نبی کریم صلعم نے اس ارشاد عالی میں اپنے اور اُمت میں ظاہر ہونے والے مسیح کے کام کی نوعیت ایک جیسی ہی بتلائی ہے اور سیدنا حضرت مرزا صاحب کے دعوئے مسیحیت کے وقت مسلمانوں کی بالکل ایسی ہی حالت تھی جس کا نقشہ حدیث کے الفاظ پیش کر رہے ہیں اور کوئی مؤرخ بھی اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتا۔ قریباً ۔۔ سال قبل کے حالات کا مطالعہ کرنیوالا ہر انسان مسلمانوں کی گراوٹ کے متعلق اسی نتیجہ پر پہنچے گا جس کا ذکر اُوپر کیا گیا ہے۔

ایک اور حدیث اور اس سے استدلال کی غلطی۔

اس حدیث کے مقابلہ میں ایک اور حدیث پیش کی جاتی ہے جس سے اہل پیغام یہ نتیجہ نکالنے اور دنیا کو یہ تاثر دینے کی کوشش کر رہے ہیں کہ مہدی اور مسیح دو الگ الگ شخصیتیں ہیں۔ مہدی کا ظہور ہو گا اور اس کے بعد مسیح کا ظہور ہو گا اور وہ حدیث یہ ہے

کیف تھلک امۃ انا فی اولھا وعیسی بن مریم فی اٰخرھا والمھدی فی اوسطھا۔

ان دوستوں کا اس حدیث سے یہ استدلال کرنا کہ حضرت نبی کریم صلعم اور آنے والے مسیح کے درمیان مہدی کا ظہور پہلے ہو چکا ہو گا دو وجوہ سے غلط ہے ایک تو یہ کہ احادیث سے ثابت ہے کہ مہدی اور مدعی مسیحیت اکٹھے ہی ایک وقت میں کام کریں گے ایک بحیثیت مہدی ہونے کے اور ایک بحیثیت مسیح ہونے کے ایسی ایک بھی حدیث نہیں جو یہ بتلاتی ہو کہ مہدی کے مر جانے کے بعد مدعی مسیحیت کا ظہور ہو گا لیکن بہائیوں کی تاریخ اس کے برعکس ہے ان کا مزعومہ مہدی قتل ہو چکا تھا اس کے قتل ہونے کے بعد بہاء اللہ نے مسیح ہونے کا دعوئے کیا ان کی زندگی میں بہاء اللہ کا دعوئے مسیحیت ہرگز ثابت نہیں دوسرے یہ استدلال اس وجہ سے بھی غلط ہے کہ حدیث لا المھدی الا عیسٰی اس استدلال کی کھلے الفاظ میں تردید کر رہی ہے۔ شرعی امور میں اگر کہیں اختلاف نظر آئے تو قابل عمل اصول یہی ہے کہ ان دونوں میں نظر آنے والے اختلافات کو دُور کر کے ان میں تطبیق کی راہ تلاش کی جائے سو ان دونوں حدیثوں میں جن میں سے بقول ان دوستوں کے ایک تو مسیح اور مہدی کو دو الگ الگ شخصیتیں ظاہر کر رہی ہے اور دوسری دونوں کو واقعہ میں ایک ہی شخصیت قرار دے رہی ہے بڑی آسانی سے تطبیق دی جا سکتی ہے۔

تطبیق کی راہ

دونوں حدیثوں میں تطبیق کی راہ پانے کے لئے یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ احادیث جو ایسی پیشگوئیوں پر مشتمل ہوتی ہیں درحقیقت حضرت نبی کریم صلعم کے رؤیا یا کشوف ہیں جن کے متعلق تمام سلف صالحین کا اتفاق ہے کہ ان میں سے بعض تو اپنے اصل الفاظ کے لحاظ سے ظاہری طور پر ہی پورے ہوتے ہیں اور بعض تعبیر کے لحاظ سے پورے ہوتے ہیں اور بعض کا ایک حصّہ ظاہری طور پر اور دوسرا تعبیری طور پر پورا ہوتا ہے۔ پس اس مندرجہ بالا قاعدہ کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمیں دونوں حدیثیں ایک ہی مفہوم پر مشتمل نظر آتی ہیں بلکہ وہ حدیث جس میں المھدی فی اوسطھا کے الفاظ آئے ہیں ایک زائد حقیقت پر زیادہ وضاحت سے روشنی ڈالتی ہے اور وہ حقیقت یہ ہے کہ جس شخص نے اُمت میں ان دونوں جلیلہ عہدوں پر خدا کی طرف سے سرفراز کیا جانا تھا اس کے لئے ضروری قرار دیا ہے کہ عیسٰی بن مریم سے کامل مشابہت پیدا کر کے عیسٰے کہلانے سے قبل آیت قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ کے ماتحت حضرت نبی کریم صلعم کی کامل اتباع کر کے خدا کا محبوب بن جائے اور اس حد تک خدا اس سے پیار کرنے لگ جائے کہ وہ خدا تعالےٰ سے ہدایت پانے والا یعنی کامل طور پر ہدایت یافتہ قرار پا جائے اور پھر حدیث علماء اُمتی کانبیاء بنی اسرائیل کی رو سے اس کے قلب صافی میں حضرت مسیح علیہ السلام کی روحانی تصویر تراشی جائے یعنی حضرت مسیح علیہ السلام سے اسکو کامل مشابہت پیدا ہو جائے جس سے وہ عیسٰی بن مریم کہلانے کا مستحق ٹھہر جائے پس اس تقریر سے ظاہر ہے کہ اس اُمتی کے لئے عیسوی حالت تک پہنچنے سے قبل مہدی بننا ضروری ہے اور کشفی زبان میں والمھدی فی اوسطھا کے الفاظ اسی روحانی تعلق کی طرف اشارہ کرنے کے لئے استعمال کئے گئے ہیں کیونکہ جب تک کوئی اُمتی حضرت نبی کریم صلعم کا بروز نہیں بنتا اس وقت تک وہ کسی پہلے نبی سے مشابہت بھی پیدا نہیں کر سکتا کیونکہ مہدی حضرت نبی کریم صلعم کا کامل بروز ہے اس لئے اس کے وجود میں حضرت مسیح علیہ السلام کی روحانیت کی کامل تصویر تراشی گئی ہے جس سے اسے مسیح علیہ السلام سے کامل مشابہت حاصل ہو گئی ہے اور اسی وجہ سے اُسے حدیث میں عیسیٰ نہیں کہا گیا بلکہ عیسٰی بن مریم کے نام سے ہی پکارا گیا ہے سورۃ تحریم کے آخر میں جو کامل مؤمنوں کو حضرت مریم سے تشبیہ دی گئی ہے، پھر اس میں روح پھونکنے کا ذکر ہے اس سے بھی یہی مراد ہے کہ اُمت میں ایک ایسا مؤمن بھی ہو گا جو مریمی حالت سے عیسوی حالت کی طرف منتقل ہو جائے گا پس مہدی بن کر عیسٰی بننا اور مریم بن کر عیسٰی بننا ان دونوں کا ایک ہی مفہوم ہے اور دونوں ایک ہی حقیقت کی نشاندہی کر رہے ہیں۔ حدیث میں آنے والے مسیح کو عیسٰی بن مریم بالکل اسی طرح کہا گیا ہے جس طرح ایک ایسے بہادر کو جسے شیر سے کامل مشابہت ہوتی ہے شیر کی مانند کہنے کی بجائے شیر کہدیا کرتے ہیں یا جس طرح ایک بہادر انسان اور ایک سخی انسان کو رستم اور حاتم کی مانند کہنے کی بجائے رستم اور حاتم کہدیا کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم نے آنے والے مہدی کی شان میں فرمایا ان لمھدینا اٰیتین یعنی ہمارے مہدی کے لئے دو نشان ہیں حضرت نبی کریم صلعم نے ان الفاظ میں اور نیز ان الفاظ میں کہ وہ میرے خلق پر ہو گا جو خصوصیت سے اپنا مہدی قرار دیا ہے اور اسے اپنا کامل بروز ٹھہرایا ہے اس سے ایک تو آنحضور صلعم کا مقصد امت کے دوسرے ہدایت یافتہ مومنوں کے مقابلہ میں اس کی امتیازی حیثیت بیان کرنا ہے اور دوسرے اس کا کامل مہدی ہونا بتلانا مقصود ہے کیونکہ نام ہمیشہ کسی کامل صفت سے متصف ہونے کے بعد ہی دیا جاتا ہے۔

اس تقریر سے ہر شخص بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ دونوں حدیثیں یعنی حدیث لا المھدی الا عیسٰی اور حدیث المھدی فی اوسطھا ایک ہی مفہوم کی حامل ہیں اور ان دونوں میں قطعاً کوئی اختلاف نہیں ہاں کشف یہاں اپنے .... ظاہری الفاظ کے لحاظ سے نہیں بلکہ تعبیری لحاظ سے پورا ہوا ہے یعنی پہلے مہدی بن کر پھر عیسٰے بننے کے مفہوم میں پورا ہوا ہے۔

مہدی اور مسیح کی اطاعت کی تاکید

حدیث میں آنے والے مسیح اور مہدی کی جو امتیازی خصوصیت ساری اسلامی دنیا کے لئے امام ہونے کی بیان کی گئی ہے تو اس خصوصیت میں ہی تمام مسلمانوں پر یہ واجب قرار دیا گیا ہے کہ وہ مسیح اور مہدی کی پوری طرح اطاعت کریں اور انہی کے مقرر کردہ لائحہ عمل کے مطابق ہی خدمت دین کے فریضہ کو سرانجام دیں لیکن احادیث میں صرف لفظ امام کے استعمال پر ہی اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ صریح الفاظ میں بھی اس کی تاکید کی گئی ہے احادیث میں یہاں تک تاکیدی الفاظ استعمال کئے گئے ہیں کہ کہا گیا ہے کہ اگر تم کو صندوقوں میں بھی بند کیا گیا ہو اور تمہیں علم ہو جائے کہ مہدی کا ظہور ہو گیا ہے تو صندوقوں کے تالے توڑ کر اس کے پاس پہنچو پھر یہاں تک زور دیا گیا ہے کہ اگر تمہیں ہاتھوں اور گھٹنوں کے بل برف پر رینگ کر بھی اس کے پاس جانا پڑے تو جاؤ اور اس کی بیعت کرو اور یہ بیعت بھی محض اللہ کے لئے ہو کسی دنیاوی غرض کی ملونی اس بیعت میں نہ ہو اسمعوا واطیعوا اس کی بات پر کان دھرو اور اس کی اطاعت کرو یہاں تک فرمایا کہ یاد رکھو کہ مسیح کا ساتھ دینے والے دوزخ کی آگ سے محفوظ رہیں گے قرآن کریم کی بھی یہی ہدایت

ہے کہ کونوا مع الصادقین یعنی جب خدا کی طرف سے کسی صادق بندہ کا ظہور ہو تو اے مسلمانو! اس کے ساتھ ہو جاؤ۔ سورۃ فاتحہ کی دعا کے الفاظ صراط الذین انعمت علیہم بھی اسی طرف اشارہ کر رہے ہیں کہ جب کوئی منعم علیہ بندہ پیدا ہو تو اس کے بتلائے ہوئے راستہ پر گامزن ہو جاؤ تاکہ تم بھی الٰہی انعاموں کے وارث بن جاؤ۔ اسی کی طرف حدیث نبوی کے الفاظ علیکم بسنتی و سنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین اشارہ کر رہے ہیں کیونکہ حضرت نبی کریم صلعم کے راشد اور ہدایت یافتہ نائبین ہی حضرت نبی کریم صلعم کی صحیح سنت پر عمل پیرا ہوں گے ان کی سنت در حقیقت حضرت نبی کریم صلعم کی ہی سنت ہو گی جو دوسرے لوگوں سے اوجھل ہو چکی ہو گی۔ ایسے نائبین جو آنحضور صلعم کی سنتوں کو زندہ کرنے والے ہوں گے مجدد کے متعلق تو صریح الفاظ میں احادیث میں آتا ہے کہ وہ سنن نبویہ کو زندہ کرے گا اور بدعات کو مٹائے گا اور حقیقی اسلام کو دنیا کے سامنے پیش کرے گا۔

امام ڈھال ہوتا ہے

امام کے متعلق حدیث میں جیسا کہ ذکر کیا گیا ہے یہ الفاظ آتے ہیں الامام جُنّۃ یقاتل من ورائہ۔ سیدنا حضرت مرزا صاحب کے وجود کے ذریعہ اس حدیث کی صداقت اظہر من الشمس ہوئی ہے کہ ماننے والے تو الگ رہے نہ ماننے والے وہ مسلمان بھی جنہوں نے آپ کے دعاوی کو تسلیم نہیں کیا وہ بھی عملاً اس حقیقت کا اعتراف کئے بغیر نہ رہ سکے۔ اوپر بتلایا جا چکا ہے کہ سیدنا حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ کے وقت سارے مذاہب اسلام پر اعتراضات کی بوچھاڑ کر رہے تھے خصوصیت سے عیسائیوں نے تو حد ہی کر دی تھی۔ مذاہب کے علاوہ دہریہ۔ فلاسفہ کے الہام اور وحی کے منکرین ان تمام نے ہلّہ بولا ہوا تھا اور مسلمان علماء دفاع کی سکت نہ رکھتے تھے۔ ان کی اس عاجزی اور کمزوری کو دیکھ کر ہزاروں مسلمانوں نے اسلام کو چھوڑ کر عیسائیت کی آغوش میں پناہ لے لی تھی اور ہزاروں کے دلوں سے اسلام نکل چکا تھا غرضیکہ چاروں طرف مایوسی کے بادل چھائے ہوئے تھے کہ یکلخت آسمان سے امید کی کرن حضرت مرزا صاحب کے وجود میں اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ چمک اٹھی۔ چنانچہ جو علم کلام آپ نے اسلام کی برتری ثابت کرنے کے لئے اور دیگر مذاہب کی کمزوری اور فلاسفہ اور دہریوں وغیرہ کی غلطیوں کو واضح کرنے کے لئے تیار کیا اس نے بالکل پانسہ ہی پلٹ دیا۔ مسلمانوں کے دل تو تقویت سے بھر گئے اور اسلام کو نیچا دکھلانے کے لئے غیر مسلم جو منصوبے تیار کر رہے تھے وہ سب خاک میں مل گئے۔ ومکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین کی صداقت کو دنیا نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا اور وعدہ الٰہی انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون کو پورا ہوتے بھی سب نے مشاہدہ کر لیا۔

اس حقیقت کا بجز خاص متعصبین کے اور کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ حضور کا یہ علم کلام ہی ہے جس کو ہاتھ میں لے کر احمدی دنیا میں جہاں جہاں جاتے ہیں کامیاب ہو رہے ہیں اور اسلام کی برتری کا سکہ سب کے دلوں میں بٹھاتے چلے جا رہے ہیں۔ اور دشمنان اسلام... ... ان کے سامنے ٹھہر ہی نہیں سکتے ہر جگہ شکست پر شکست کھا رہے ہیں جس کا اقرار متعصب مزاج مسلم مفکرین نے اپنی تحریروں میں برملا کیا ہے برطانوی حکومت کے زمانہ میں جب کبھی مسلمانوں کو آریہ سماجی مبلغوں اور عیسائی مشنریوں سے مقابلہ کرنا پڑتا تھا۔ تو وہ احمدی علماء کو ہی اس مقابلہ کے لئے بلایا کرتے تھے یہ گویا ان کا عملی اعتراف تھا کہ مخالفین اسلام کا مقابلہ حضرت مرزا صاحب کے پیدا کردہ علم کلام کے ذریعہ ہی ہو سکتا ہے۔

جاہلیت سے کس نے نکالا

پھر امام کے متعلق حدیث میں یہ الفاظ بھی موجود ہیں کہ جو شخص امام وقت کو نہیں شناخت کرتا وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے یعنی جن غلط عقائد میں وہ مبتلا ہوتا ہے انہی غلط عقائد کے ساتھ دنیا سے اس کو رخصت ہونا پڑتا ہے اور اس کے ساتھ ہی معرفت الٰہی سے بھی وہ محروم ہی رہ جاتا ہے گویا وہ اس آیت کا مصداق ہوتا ہے من کان فی ھذہ اعمٰی فھو فی الاخرۃ اعمٰی۔ یہاں تک کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے اس سلوک کے بعد ومن اعرض عن ذکری فان لہ معیشۃ ضنکا ونحشرہ یوم القیامۃ اعمٰی کہنا پڑے گا قال رب لم حشرتنی اعمٰی وقد کنت بصیرا یعنی اے میرے رب مجھے تو نے اندھا کیوں اٹھایا ہے میں تو بصیر تھا جس کے معنی یہ ہیں کہ وہ امام وقت کے مقابلہ میں اپنے آپ کو حق پر سمجھتا تھا اور بصیرت پر قائم قرار دیتا تھا لیکن حقیقت میں وہ خدا کے نزدیک اندھا ہی تھا اسی لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قال کذلک اتتک ایاتنا فنسیتھا وکذلک الیوم تنسیٰ (طٰہٰ) یعنی بصیرت دینے کے لئے میری آیات تیرے پاس آئیں لیکن تو نے ان کو پس پشت ڈال دیا حالانکہ وہی تو بینائی دینے والی تھیں جب تو نے انہیں چھوڑ دیا تو تو بینائی سے محروم ہو گیا اسی وجہ سے اب تجھے بینائی سے محروم ہی چھوڑا جاتا ہے خدا کی آیات سے فائدہ نہ اٹھانے والوں کی یہی جزا ہوا کرتی ہے آئندہ قسط میں انشاء اللہ بتلایا جائے گا کہ سیدنا حضرت مرزا صاحب کے ظہور کے وقت مسلمان کن کن جہالتوں میں پھنسے ہوئے تھے اور سیدنا حضرت مرزا صاحب نے انہیں ان جہالتوں سے کس طرح نکالا اور کس طرح ان کے دل معرفت الٰہی سے بھر دیئے نیز... اس امام ہمام کی دیگر امتیازی خصوصیات پر بھی روشنی ڈالی جائے گی۔

اللہ تعالےٰ کی تعلیمات اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوۂ حسنہ

ہی ہمیشہ رہنے والی چیزیں ہیں

انبیاء کرامؑ کی بعثت کا مقصد انسان کے اندر عبودیت اور رحمانیت پیدا کرنا ہے

حضرت نبی کریم صلعم کا اسوۂ حسنہ اور گدی نشینوں کے لئے لمحۂ فکریہ

خطبۂ جمعہ مورخہ ۹ اپریل ۱۹۶۵ء فرمودہ حضرت امیر قوم مولینا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ بمقام جامع احمدیہ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

وما نرسل المرسلین الا مبشرین و منذرین۔ فمن اٰمن و اصلح فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون ——— افلا تتفکرون ——— (سورہ انعام رکوع ۵) ———

دو گرانقدر چیزیں کتاب اللہ اور سنّت نبوؐی

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن قوم کو مخاطب کرنے کے لئے کھڑے ہوئے۔ قام رسول اللہ صلعم خطیبًا۔ اور فرمایا یوشک ان یأتینی رسول ربی عزّوجل۔ ہوسکتا ہے کہ میرے پاس میرے ربّ کا فرشتہ آئے۔ فاجیب اور میں اسکو لبیک کہوں۔ واموت مرجاؤں۔ تو اس صورت میں تم کیا کروگے۔ فرمایا کہ گھبرانے کی بات نہیں ہے۔ میں رسول ہوں۔ انسان ہوں رسول آتے ہیں اور مرجاتے ہیں۔ میرے لئے بھی خدا کی طرف سے فرشتہ آئے اور میں لبیک کہوں۔ اور مرجاؤں تو گھبرانے کی چنداں ضرورت نہیں ترکت فیکم ثقلین۔ دو گرانقدر اور قیمتی باتیں میں تمہارے درمیان چھوڑے چلا جاتا ہوں کتاب اللہ وسنّتی۔ ایک تو خدا تعالےٰ کی کتاب ہے اور دوسری میری سنّت یعنی میرا طریق عمل جو میں نے تمہارے سامنے اختیار کر رکھا ہے۔ یہ دونوں چیزیں میں تمہارے لئے چھوڑتا ہوں۔ لوان تمسکتم بھما اگر تم نے مضبوطی سے ان پر پنجہ مارا تو لن تضلوا ابدًا۔ پھر تم کبھی گمراہ نہیں ہوگے۔ میرا مرجانا یا زندہ رہنا ہر دو صورتوں میں ایک ہی مقصد رکھتا ہے کہ خدا تعالےٰ کے احکام کی فرمانبرداری کی جائے

کتاب اللہ اور سنّتِ نبوؐی ہمیشہ رہیں گی

صحابہ کرامؓ کو اس بات کا علم تھا کہ حضرت نبی کریم صلعم ہمیشہ ہمارے ساتھ نہیں رہیں گے۔ انہوں نے آخر کار خدا کے پاس چلے جانا ہے۔ کوئی بھی انسان ہمیشہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ اگر کوئی چیز ہمیشہ رہنے والی ہے تو وہ خدا تعالےٰ کی ذات ہے اور اس کا کلام ہے اور حضرت نبی کریم صلعم کی سنت ہے۔

حضرت نبی کریم صلعم احد کی لڑائی میں زخمی ہوکر گر پڑے اور مشہور ہوگیا کہ حضرتؐ کا وصال ہوگیا ہے اس وقت حضرت انس بن النضر کہنے لگے کہ کیا معرفت کا کلام کہا کہ حضور صلعم کے مرجانے کے بعد تم کیا کروگے۔ فان کان قد قتل محمد فان اللّٰہ حی لا یموت قاتلوا علیٰ ما قاتل علیہ وموتوا علیٰ ما مات علیہ اگر حضرت نبی کریم صلعم کی وفات ہوگئی ہے تو خدا اور خدا کا کلام زندہ ہے۔ وہ اصول اور وہ کام جس کے لئے حضور صلعم نے جان دی اور جہاد کیا تم بھی اس کے لئے جنگ کرو۔ اسی بات کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل سبھی انبیاءؑ اور رسولوںؑ کا طریقہ یہی رہا ہے کہ وہ خدا کا پیغام پہنچا کر [illegible] چلے [illegible] صاحب [illegible] انہی کی طرح رسولؐ ہیں۔ اگر آپؐ فوت ہوجائیں یا میدانِ جنگ میں شہید ہوجائیں افان مات او قتل انقلبتم علیٰ اعقابکم تو کیا اس دین کو جس پر انہوں نے جان دی اس کو تم چھوڑ دو گے؟

کلامِ الٰہی کے قوانین مستقل اور ابدی ہیں

اصل چیز خدا تعالےٰ کا کلام ہے۔ وہ کلام قائم و دائم ہے۔ کیونکہ اس میں ابدی اصول ہیں جس طرح خدا تعالےٰ کے قوانین اس تیجر میں مستقل اور ابدی ہیں اور ان میں یکسانیت ہے اسی طرح سے قرآن کریم کے قوانین ابدی اور ہمہ گیر اور عالمگیر ہیں۔ - - - - - - - - ان میں یکسانیت ہے۔

قرآن کریم کا فیضان

ہر زمانہ میں لوگوں نے قرآن کریم کے احکامات پر عمل کیا ہے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی ہے۔ اور اس کے نتیجہ میں ہر ملک کے اندر اولیاء کرامؒ پیدا ہوتے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت صلعم اور آپؐ کی تعلیمات زندہ اور موثر ہیں اور اسکو پھل لگتے ہیں۔ تاریخ ایک زبردست حقیقت ہے اسکو کوئی شخص جھٹلا نہیں سکتا تمام اسلامی ممالک میں اولیاءؒ پیدا ہوتے رہے ہیں۔ تمام ممالک میں کیوں ؟ ! اس لئے کہ قرآن کریم ہر دور اور ہر ملک کے لئے ایک ہی تعلیم رکھتا ہے ہمارے زمانہ میں بھی ہمارے قریب چاچڑاں شریف میں غلام فریدؒ پیدا ہوئے وہ اولیاء کرام میں سے تھے۔ حضرت مولینا نورالدین رح اولیاء میں سے تھے [illegible] اللہ [illegible] تھے۔ ان تینوں اولیاء کرامؒ نے باوجودیکہ وہ خود مقام ولایت کے مالک ہیں انہوں نے .... حضرت مرزا صاحب کے مجدد ہونے کی تصدیق کی۔ دیکھئے یہاں تین اولیاء بیک وقت موجود ہیں وجہ یہ ہے کہ انہوں نے قرآن کریم کی تعلیمات اور سنت رسول صلعم پر پوری طرح عمل درآمد کیا ہے معلوم ہوا کہ قرآن کریم اور سنتِ نبوی کی کامل اطاعت سے اولیاء اللہ پیدا ہوتے ہیں۔

انبیاء کرامؑ کی بعثت کا مقصد

ان آیات کریمہ میں یہی مقصد بیان کیا گیا ہے فرمایا وما نرسل المرسلین الا مبشرین و منذرین۔ پیغمبروںؑ کا ایک کام یہ ہوتا ہے کہ وہ لوگوں کو خدا تعالےٰ کے احکامات

پر عمل کرنے کی تلقین کرتے ہیں تاکہ ان کی زندگیوں میں برکت ہو اور وہ پرلطف اور مزیدار زندگی بسر کریں۔ من عمل صالحاً من ذکر او انثیٰ فلنحیینہ حیوۃ طیبۃ۔ احکام الٰہی اور ارشادات نبوی صلعم کی پیروی کرکے مرد ہو یا عورت۔ حیاتِ طیبہ حاصل کرتے ہیں۔ ان کی زندگیاں پرلطف ہو جاتی ہیں۔ کون نہیں چاہتا کہ میری زندگی مزیدار اور پرلطف ہو۔ لوگوں کو اعمال حسنہ کی تلقین کریں جو لوگ ان کی ہدایت پر عمل پیرا ہوں اور احکام الٰہی کی اتباع کریں ان کی زندگیوں میں برکت ڈال دی جاتی ہے اور جو نافرمانبرداری کرتے ہیں۔ ان کی زندگیاں تباہ ہو جاتی ہیں۔ اس کی تشریح اگلے حصہ میں کی گئی ہے۔

ایمان اور تکذیب کے نتائج

فرمایا فمن اٰمن و اصلح۔ ان انبیاء کرامؑ کی باتوں کو جس نے مان لیا۔ اور اپنی زندگیوں کے اندر اصلاح پیدا کرلی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون ان کی زندگی پُرامن ہو جاتی ہیں۔ ان کو کوئی خوف و خطر لاحق نہیں ہوتا۔ والذین کذبوا بایٰتنا جو لوگ خدا تعالیٰ کے احکام کی تکذیب کرتے ہیں یمسھم العذاب وہ عذاب و عتاب کا شکار ہو جاتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ مبشرین اور منذرین کا کام یہ ہوتا ہے کہ نیک عمل کرنے والوں کو بشارت دیں اور نافرمانبرداروں کو انذار کریں۔ پیشگوئیاں تعلیماتِ حقہ کی مزید تائید کا باعث ہوتی ہیں وہ خود تعلیمات نہیں ہوتیں۔

کفّار کی طرف سے طلب معجزہ

اگلی آیت میں لکھا ہے قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب ولا اقول لکم انی ملک۔ لوگ کہتے ہیں کہ آپ [illegible] تو کوئی نشان اور معجزہ کیوں نہیں دکھلاتے ہو۔ ہمارے بتوں کی توہین کرتے ہو۔ تم نے ہر گھر میں فساد پیدا کر رکھا ہے۔ اگر آپ سچے ہیں تو یہی معجزہ دکھلائیں کہ اس لق و دق صحرا اور بیابان سے نہریں جاری کر دیں۔ پھر کون بدبخت ہے جو آپ کو نہ مانے۔ و قالوا لن نؤمن لک حتی تفجر لنا من الارض ینبوعا اور اگر تم ملک کی سیرابی کا معجزہ نہیں دکھلا سکتے تو کوئی کھجوروں اور انگوروں کے باغ ہی تمہارے پاس ہوں جس کے نیچے نہریں بہتی ہوں۔ او تکون لک جنۃ من نخیل و عنب فتفجر الانھار خلٰلھا تفجیرا۔ تم کیسے پیغمبر ہو۔ نہ ملک کے لئے کوئی نشان ہے اور نہ اپنی ذات کے لئے کوئی آرام کی صورت ہے۔ ۔۔۔

- - - - - - - - - - - - -

حضورؐ کا حقیقی مقام

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں خدا نہیں ہوں میں تو اس کا رسول ہوں۔ اس خدا کا پیغام لے کر آیا ہوں سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا۔ میں تو بشر ہوں۔ میرا دعویٰ رسالت کا ہے الوہیت کا دعویٰ نہیں لا اقول لکم عندی خزائن اللہ۔ سنو لوگو! اگر تم میرے پاس اس لئے آؤ کہ تمہاری دولت بڑھ جائے۔ غلہ جات میں اضافہ ہو۔ مویشی بڑھ جائیں تو یہ میرا کام نہیں اور نہ میرا ایسا دعویٰ ہے ولا اعلم الغیب۔ میں غیب بھی نہیں جانتا ہوں۔ لوگوں کو شوق ہوتا ہے کہ یہ معلوم کریں کہ میرے بیٹا ہوگا یا بیٹی۔ لڑکے یا لڑکی کی شادی ہوگی تو اس کا کیا نتیجہ نکلے گا۔ مقدمہ کا کیا انجام ہوگا۔ ایسی کوئی بات میں نہیں بتا سکتا۔ اور میں وہ احکام الٰہی لایا ہوں جن پر چل کر زندگی کے اندر انقلاب پیدا ہو جاتا ہے۔ ولا اقول لکم انی ملک میں فرشتہ بھی نہیں ہوں۔ میں تو فیضانِ الٰہی کا محتاج ہوں ان اتبع الا ما یوحیٰ الی۔ میں تو خدا تعالیٰ کے احکام کی اتباع کرتا ہوں۔

قرآن کریم کی تعلیمات ابدی اور باعث رحمت ہیں۔

پس یہ حقیقت ہے کہ یہ قرآن کریم ہمیشہ کے لئے ہے۔ اس کتاب کی پابندی سے زندگیوں میں رحمت اترتی ہے۔ رسول مر جاتا ہے لیکن کتاب زندہ رہتی ہے میں تو خود محتاج ہوں۔ خدا تعالیٰ کے احکام کی پابندی کرتا ہوں۔ حضور نے اپنی قوم کو تلقین فرمائی کہ اس کتاب کی پابندی کرو۔ اس کے اندر تمام برکات ہیں۔

حدیث کو قرآن پر پیش کرو

[illegible] فرمایا [illegible] حدیث فاعرضوہ علی کتاب اللہ فان وافق فاقبلوہ وان لا یوافق فردوہ میری کوئی بات تمہیں پہنچے تو اس حدیث کو قرآن کریم کے سامنے پیش کرو۔ اگر وہ اس کے مطابق ہو تو مان لو اور اگر قرآن کے مطابق نہ ہو تو اسکو پھینک دو۔ اصل چیز قرآن ہے اس کے خلاف کوئی بات قبول نہیں کی جا سکتی، اور جو بات قرآن کے خلاف ہو وہ رسول کی حدیث نہیں ہو سکتی۔ اس زمانہ کے امامؑ نے بھی یہی فرمایا ہے کہ وہ تمام چیزیں جو قرآن کریم کے مطابق نہیں وہ مردود ہیں۔

فرمان الٰہی کی پابندی کی برکات

اصل چیز تو یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے جو بندے آتے ہیں وہ احکام لاتے ہیں۔ ان احکام کے اندر زندگی ہوتی ہے۔ اگر کوئی ان احکام کی پابندی کرے تو اس کی زندگی میں برکت ہوتی ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالیٰ کے احکام کی پابندی پورے طور پر کی۔ فرمایا انا اول المسلمین میں تمام انسانوں سے بڑھ کر خدا تعالیٰ کا فرمانبردار ہوں۔ صحابہ کرامؓ نے بھی قرآن کریم کی پابندی کی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے رضی اللہ عنہم کہہ کر اپنی رضا کا اظہار کیا۔ احکام الٰہی کی پابندی کی وجہ سے وہ ان سے راضی ہو گیا۔

نبوت اکتساب سے حاصل نہیں ہوتی

میں نے ایک شخص کو لکھا کہ اگر کوئی شخص احکام الٰہی اور سنتِ نبویؐ کی کامل پیروی سے نبی بن سکتا ہے تو صحابہ کرامؓ نبی ہونے چاہئیں تھے کیونکہ ان سب نے احکام الٰہی اور سنت نبوی کی پوری پابندی کی، چنانچہ خدا تعالیٰ ان پر راضی ہوا اور ان کو رضی اللہ عنہم کا سرٹیفکیٹ عطا کیا۔ نبی انتخاب سے ہوتا ہے اکتساب سے نبی نہیں بنتا۔ اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ۔ معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ مقام نبوت اور مقام مجددیت کس کے سپرد کی جائے۔ اور مجددین امت کا بھی وہی انتخاب کرتا ہے۔ فرمایا یلقی الروح علیٰ من یشاء من عبادہ جس پر چاہے خدا تعالیٰ اپنی وحی نازل کرتا ہے اکتساب سے مجدد نہیں بنتا۔ اگر اکتساب اور کوشش اور پابندی سنت سے کوئی نبی ہو سکتا ہے تو ابوبکرؓ عمرؓ۔ عثمانؓ۔ حیدرؓ۔ زبیرؓ اور عبدالرحمٰن بن عوف نبی ہو جاتے۔ لیکن ایسا نہیں ہوا جس طرح سے کالج کے پہلے سال کا طالب علم اگر ذہین ہے محنتی ہے تو ضرور ہے کہ وہ ایم اے پاس کر جائے۔ مگر حصول نبوت یا مجددیت کا یہ طریق نہیں ہے یہ مقام اکتساب اور محنت سے نہیں بلکہ انتخاب سے میسر آتا ہے۔ اگر امر نبوت اور مجددیت اکتساب پر منحصر ہوتا تو حضرت نبی کریم صلعم کے ساتھی سب سے زیادہ اس کے مستحق تھے حضرت امام الزمانؑ نے اس اہم مسئلے پر کافی روشنی ڈالی ہے۔ اور صحابہ کرام کا بلند ترین مقام بیان کرتے ہوئے کہا کہ میں ان کا کفش بردار اور ان کا خاک پا ہوں۔

امرِ الٰہی کی اطاعت کی دو مثالیں

جس طرح حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے احکام کی پوری پوری اطاعت فرمائی اسی طرح سے آپؐ کے صحابہ کرامؓ نے بھی کامل فرمانبرداری کی۔ انہوں نے کبھی خلافت کی مسند پر بیٹھ کر تعلیمات قرآن سے انحراف نہیں کیا۔ بلکہ وہ نہایت [illegible] رنگ میں قرآن کریم اور [illegible] کی پابندی کرنے والے پائے گئے۔ آپ کو میں دو واقعے سناتا ہوں۔ حضرت ابوبکرؓ کے خلافت کے زمانہ میں ایک شخص آیا حج کا وقت تھا وہ احرام باندھے ہوئے تھا اتفاق

سے اُس نے ہرنی مار ڈالی ۔ اُس نے حضرت ابوبکرؓ سے دریافت کیا کہ میں کیا کروں ۔ حضرت ابوبکرؓ نے ابی بن کعب سے اس بارے میں مشورہ کیا کہ کیا کرنا چاہیئے انہوں نے مشورہ دیا کہ ایک بھیڑ اس کے عوض دے دی جائے۔ اس پر خلیفہ نے کہا میرا بھی یہی خیال ہے۔ اس پر وہ شخص کہنے لگا کہ آپ خلیفۂ وقت ہیں امیر المومنین ہیں۔ آپ کو اتنا بھی دین نہیں آتا کہ ایک مسئلہ بتا سکیں دوسرے سے مشورہ لیتے ہیں۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ قرآن کا ارشاد ہے یحکم بہ ذوا عدل منکم ایسے امر میں دو شخص مل کر فیصلہ کریں ۔ چنانچہ ایک میں ہوں اور دوسرے یہ صاحب ہیں ۔ میں خدا تعالےٰ کے احکام کا انکار نہیں کر سکتا ۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں بھی ایسا ہی واقعہ پیش آیا، ان کے پاس بھی ایک شخص قبیصہ نامی آیا۔ اس نے کہا کہ میں حالتِ احرام میں تھا۔ مجھ سے ایک ہرنی شکار ہو گئی ہے مجھے کیا کرنا چاہیئے ۔ حضرت عمرؓ نے عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے پوچھا کہ آپ کی اس معاملہ میں کیا رائے ہے انہوں نے کہا اسکو ایک بھیڑ معاوضہ میں قربانی دے دینی چاہیئے ۔ فرمایا۔ میری بھی یہی رائے ہے ۔ اس شخص نے بھی اسی طرح کہا کہ کمال ہے کہ آپ خلیفہ ہیں، امیر المومنین ہیں، آپ کو اتنا بھی دین نہیں آتا۔ آپ دوسرے سے مشورہ لے رہے ہیں تو حضرت عمرؓ نے قرآنی حکم کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کا یہ حکم ہے یحکم بہ ذوا عدل منکم دو عادل شخصوں کا مشورہ ضروری ہے اس لئے فیصلہ میں ایک میں ہوں اور دوسرے یہ صاحب ہیں ۔

خلفاء راشدینؓ کا مقام

حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ سے بڑھکر کون قرآن جانتا اور اُس پر عمل کر سکتا ہے ۔ ان کے دماغ میں کبھی نہ آیا کہ ہم خلیفہ ہیں ۔ اب تمام امور ہمارے اختیار میں ہیں ۔ اور ہمارے دل و دماغ تمام علوم کے خزانے ہیں اس لئے ہم نبی ہو سکتے ہیں ۔ یہ شان تھی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء راشدینؓ کی ۔ کہ گدی پر بیٹھ کر ان میں تکبر اور رعونت پیدا نہیں ہوتی، انہوں نے بڑی باریکی سے قرآن کریم پر عملدرآمد جاری رکھا۔ ان کو احساس تھا کہ یہ مقام بڑا مشکل مقام ہے ۔

گدی نشینوں کیلئے مقام فکر

یہ وہ چیزیں ہیں جو مسلمانوں کو اپنے ہمیشہ سامنے رکھنی چاہئیں۔ ہر قدم پر خدا تعالےٰ اور سنت نبویؐ کا پابند رہنا چاہیئے ۔ حضورؐ کی گدی پر بیٹھنے والوں کو تواضع و انکساری سے کام لینا چاہیئے اور ڈرتے رہنا چاہیئے کہ کسی امر میں انحراف نہ پایا جائے کہ میں علوم کا اب سرچشمہ ہو گیا ہوں ۔ وہ گدی نشین جو اس قسم کے خیالات رکھتے ہیں وہ گمراہی پھیلاتے ہیں اور یہ سب سے زیادہ گناہ ہے ۔ ان کو چاہیئے کہ وہ خدا سے دعا کریں کہ ہمیں خدا اور رسول صلعم کے طریقہ پر چلنے کی توفیق عطا ہو ۔

جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے

خریداران پیغام صلح میں سے جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے ان کے نمبر خریداری اور چندہ جو اُن سے واجب الوصول ہے ذیل میں درج ہے ۔ بعض احباب کے ذمہ کچھ بقایا ہے ۔ اس لئے اس بقایا کو شامل کر کے ان کے ذمہ رقم لگائی گئی ہے ۔ ایسے احباب اگر یکمشت رقم نہ دے سکیں تو سالانہ چندہ کے علاوہ سابقہ بقایا اقساط میں سے جو وہ سہولت سے دے سکیں دے دیں تاکہ آپ کے قومی جریدہ کو نقصان نہ اُٹھانا پڑے ۔ بہر صورت تمام معاونین کرام ذیل کی فہرست دیکھ لیں کہ آیا ان میں آپ کا خریداری نمبر تو شامل نہیں ہے اگر ہے تو مہربانی فرما کر ۵ مئی ۱۹۶۵ء تک اپنے نمبر پر لکھی ہوئی رقم یا اس کا کچھ حصہ بصورت منی آرڈر بھجوا دیں یا دفتر کو مطلع فرمائیں کہ کب تک آپ یہ رقم ادا کر سکیں گے ۔ اگر ۵ مئی ۱۹۶۵ء تک آپ کی طرف سے کوئی رقم موصول نہ ہوئی تو ۹ مئی ۱۹۶۵ء کو آپ کے نام کا وی پی پی روانہ کر دیا جائے گا۔ جس کا چھڑانا آپ کا اخلاقی فرض ہوگا ۔ ورنہ آپ کے قومی جریدہ کو خواہ مخواہ وی پی پی کے محصول ڈاک کا بھی نقصان اُٹھانا پڑے گا ۔ جو آپ کے چندہ کے حساب میں اضافہ کا موجب ہوگا ۔ آسانی کے لئے ہر خریدار کا نمبر نیچے دیا گیا ہے اور چٹ پر سرخی سے گول دائرہ بنا دیا گیا ہے ۔

مینجر پیغام صلح

سالم خریدار

نمبر	رقم	نمبر	رقم
۳۸	6.00	۲۸۴	6.00
۵۶	6.00	۲۹۱	12.00
۹۵	6.00	۲۹۹	6.00
۹۶	6.00	۳۵۳	6.00
۱۰۸	12.00	۳۶۵	6.00
۱۴۰	6.00	۳۷۵	6.00
۱۴۲	6.00	۳۹۸	18.00
۱۴۸	6.00	۵۲۹	5.00
۱۵۶	6.00	۵۵۵	24.00
۱۶۲	18.00	۵۵۹	6.00
۲۰۱	6.00	۵۹۰	6.00
۲۰۶	6.00	۵۹۱	6.00
۲۲۰	6.00	۵۹۹	12.00
۲۳۰	6.00	۶۲۴	18.00
۲۴۹	6.00	۶۴۹	6.00
۲۵۳	6.00	۶۵۳	6.00
۲۵۵	6.00	۶۷۸	6.00
۲۶۱	6.00	۶۸۸	6.00
۲۷۲	6.00	۷۲۲	6.00
۲۷۸	6.00	۷۴۳	6.00
۲۸۳	12.00	۷۴۴	6.00
۷۶۳	6.00	۱۰۱۱	6.00
۷۶۴	2.00	۱۰۱۷	12.00
۷۶۶	12.00	۱۰۱۸	6.00
۹۳۲	12.00	۱۰۱۹	6.00
۹۴۲	6.00	۱۰۵۳/۲۵۴	18.00
۹۵۷/۳۲۲	12.00	۱۰۶۳	6.00
۹۶۴	6.00	۲۰۰۵	12.00
۹۸۷/۳۲۹	6.00	۲۰۳۲	3.00
۹۹۶/۳۳۲	6.00	۲۰۴۲	12.00
۱۰۰۷	6.00	—	

بحرِ حکمت کے موتی

جب علاقہ بحرین کا رئیس مسلمان ہوا تو آنحضرت صلعم نے اسے ہدایت بھجوائی کہ :-

افرض علیٰ کل رجل لیس لہ ارض اربعۃ دراھم وعباءۃ ذرقاً

بحوالہ ابن مندہ جلد ۳ صفحہ ۲۵۲ و خاتم النبیین)

یعنی جن لوگوں کے پاس زمین نہیں (یعنی جن کے ذرائع آمدنی غیر مکتفی ہیں ان میں سے ہر شخص کو ملکی خزانہ میں سے چار درہم اور لباس گزارہ کے لئے دیا جائے ۔

نوٹ :- قرآن شریف اسی اصول کی طرف اشارہ کرتا ہے :-

انّ لک الّا تجوع فیھا ولا تعریٰ وانّک لا تظمؤا فیھا ولا تضحیٰ ۔ (طٰہٰ ع ۷)

پس ہر اسلامی حکومت کا فرض ہے کہ وہ اس بات کا انتظام کرے کہ ملک و قوم کا کوئی فرد ضروریات زندگی سے جو بنیادی ضرور بنی ہیں محروم نہ رہے ۔

(غلام قادر ڈار ۔ عفی عنہ)

جلسۂ خواتین

تنظیم خواتین احمدیہ لاہور کا سہ ماہی جلسہ ۲۰ اپریل بروز جمعہ جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور میں ہو رہا ہے ۔ والدہ خلیل صاحبہ ۔ بیگم فضل فاروقی احمد صاحبہ و بیگم رضیہ مدد علی صاحبہ اپنے خیالات سے مستفید فرمائیں گی ۔ والسلام

زمرد رمضان

(خطبہ عید الاضحیٰ)

اس کو دو ٹکڑے کر دیا۔

صحابہؓ کا ولولۂ شہادت

حضرت ...ؓ کہتے تھے، ہزار چوٹیں اور زخم مجھے لگیں وہ میرے لئے سہل ہیں لیکن گھر کے اندر فرش پر مرنا مجھے گوارا نہیں۔ حضرت خالدؓ نے مرض الموت میں کہا کہ میرے جسم پر کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں زخموں کے نشان نہ ہوں۔ لیکن آج میں میدانِ جنگ کے بجائے بستر پر پڑا ہوں، اموت کما یموت الحمار۔ ایک جنگلی گدھے کی طرح میں یہاں لیٹے ہوئے جان دے رہا ہوں۔ احد کی لڑائی میں حضرت سعدؓ زخمی ہوئے انہوں نے اپنے زخموں کی پرواہ نہ کی اور کہا کہ نبی صلعم کا حال کیا ہے، حضرت حمزہؓ کی لاش کو ابو سفیان کی بیوی ہندہ نے مثلہ کر کے ان کے کلیجے کو چبایا اور کانوں اور ناک وغیرہ کا ہار بنا کر پہنا۔ ان کی بہن حضرت صفیہؓ کو جب بھائی کی شہادت کا علم ہوا تو وہ دیکھنے کے لئے مدینہ سے بھاگ کر آئیں، رسول اللہ صلعم نے پہلے سے کہہ دیا تھا کہ ان کو لاش نہ دکھائی جائے کیونکہ صدمہ زیادہ ہوگا۔ حضرت صفیہؓ نے کہا۔ لبلغنی ما فعل بہ جو کچھ حمزہؓ کے ساتھ ہوا ہے مجھے اس کی خبر مل گئی ہے وذالک یسیر فی جنب طاعۃ اللہ یعنے خدا کی اطاعت کے سامنے یہ تھوڑی سی قربانی ہے۔

ایک عورت حضرت نبی کریم صلعم کے زخمی ہونے کی خبر پر مدینہ سے بھاگ کر آئی۔ اور میدان جنگ میں آکر پوچھا ما فعل النبیؐ نبی کریم صلعم کے ساتھ کیا ہوا۔ لوگوں نے کہا تیرا باپ شہید ہو گیا۔ اس نے پھر پوچھا ما فعل النبی مجھے نبی کریم صلعم کا حال بتائیے، اسے کہا گیا تیرا خاوند بھی شہید ہو گیا، اس نے پھر یہی سوال کیا۔ اسے جواب ملا تیرے بیٹے بھی شہید ہو گئے۔ اس نے کہا میں یہ نہیں پوچھتی مجھے نبی کریم صلعم کا حال بتاؤ۔ اور جب اُسے کہا گیا کہ آپؐ زندہ ہیں اور اس نے آپ [illegible] تیرے بچ جانے کے بعد تمام مصیبتیں آسان ہیں، یہ رنگ عورتوں میں تھا اور یہی مردوں میں تھا۔

قربانی سے بلند مقامات کا حصول

قربانی کا ولولہ ہو تو جان کی پرواہ نہیں ہوتی، عزیز و اقارب کی پرواہ نہیں ہوتی، اسلام اور محمد رسول اللہ صلعم کے لئے قربانی دینا مسلمان کی سب سے بڑی مراد ہونی چاہیئے، یہی بکروں کی قربانی کی غرض ہے۔ مسلمانو! یہ تمہارے پیغمبر کا رنگ ہے، جو انہوں نے قوم کے اندر پیدا کیا۔ قربانی ایک ایسی چیز ہے جس سے مقامات عالیہ حاصل ہوتے ہیں۔ قوم قربانی سے ہی اونچے مقام کو حاصل کر سکتی ہے۔

رسول کریم صلعم کی بلند تعلیمات

رسول کریم صلعم کی تعلیم یہ ہے جو ایک صحابیؓ نے ایک بادشاہ کے دربار میں پیش کی یامرنا بالصلوٰۃ والصدق والعفاف والصلۃ آپؐ نے ہمیں نماز کا حکم دیا، سچائی اور راستبازی کی تعلیم دی، اپنے پیٹ کو عفیف بنانے اور حرام مال اور بدکاری سے بچنے کی تلقین کی اور صلہ رحمی اور باہم اتحاد پر زور دیا۔ اس تعلیم کو اپنا وظیفۂ عمل بناؤ۔

مسلمانوں کا تفرقہ اور رسول کریمؐ کی وصیت

محمد رسول اللہ صلعم وہ پیغمبر ہیں جو ساری قوموں کو ایک کرنا ... تفرقہ سے منع کرتا ہے تفرقہ ساری قوم کو تباہ کر دیتا ہے، وہ پیغمبر جو دوسروں کو اپنے ساتھ ملانا چاہتا تھا، آج اس کے ماننے والے ایک دوسرے کو دین سے نکال رہے ہیں۔ وہ پیغمبر جس نے وصیت کی تھی، ان دماءکم واموالکم واعراضکم بینکم حرام کحرمۃ یومکم ھذا فی شھرکم ھذا فی بلدکم ھذا۔ تمہارے خون، تمہارے اموال، تمہاری عزتیں، ایک دوسرے پر اسی طرح حرام ہیں جیسے یہ آج کا دن اس مہینہ میں اس شہر میں حرمت رکھتا ہے، اس پیغمبر کے ماننے والے ایک دوسرے کا گلا کاٹتے، ایک دوسرے کا مال کھاتے، ایک دوسرے کی عزت پر حملہ آور ہو رہے ہیں، جو بڑی افسوسناک بات ہے۔ یہ ہے ہمارا پیغمبر اس کی تعلیمات روشن ہیں مفید ہیں اور سب کے لئے تازہ ہیں۔

فہرست رقوم احمدیہ ہال

براپیل حضرت امیر قوم ایدہ اللہ بموقعہ جلسہ سالانہ

(۱) - محمد حسن خان صاحب ... 100.00
(۲) - ڈاکٹر حسن علی صاحب گوجرانوالہ ... 100.00
۳ - سیٹھ عبدالمالک صاحب جہلم ... 50.00
۴ - مستری فضل دین صاحب ... 50.00
۵ - مہردین صاحب معہ شوکت صاحب 50.00
۶ - ملک منظور احمد صاحب ... 100.00
۷ - سمندر خان صاحب ... 5.00
۸ - شیخ عبدالعزیز صاحب ... 50.00
۹ - شیخ عبدالحق صاحب پشاور ... 110.00
۱۰ - عبدالرب صاحب ... 5.00
۱۱ - محمد فاضل صاحب ... 100.00
۱۲ - سردار عبدالرحیم صاحب چانڈیہ ... 150.00
۱۳ - محمد زمان صاحب ... 200.00
۱۴ - عبدالحمید صاحب ... 10.00
۱۵ - عبدالحق صاحب وزیر آباد ... 30.00
۱۶ - محمد حسن صاحب چیمہ ... 1000.00
۱۷ - سعید احمد صاحب ... 10.00
۱۸ - ڈاکٹر اویس صاحب ... 30.00
۱۹ - کمال الدین صاحب ... 2.00
۲۰ - گھنڈے خان صاحب ... 100.00
۲۱ - گل رحمن صاحب پشاور ... 20.00
۲۲ - شوکت احمد صاحب ... 20.00
۲۳ - ملک خدا بخش صاحب ... 100.00
۲۴ - عبدالرشید صاحب ... 100.00
۲۵ - منیر احمد صاحب ... 10.00
۲۶ - ہارون صاحب ... 2.00
۲۷ - شیخ حفیظ اللہ صاحب ... 5.00
۲۸ - محمد علی صاحب ... 10.00
۲۹ - شاہد حمید صاحب ... 2.00
۳۰ - [illegible] صاحب ... 2.00
۳۱ - محمد زبیر طارق فاروق صاحبان ... 10.00
۳۲ - جماعت دیگران بذریعہ محمد مسکین صاحب ... 40.00
۳۳ - مولوی فضل علی صاحب ... 5.00
۳۴ - عبدالعزیز صاحب کچھی ... 5.00
۳۵ - ظہور احمد صاحب ... 5.00
۳۶ - غلام سرور صاحب ... 25.00
۳۷ - سلطان احمد صاحب ... 30.00
۳۸ - رحمت اللہ صاحب ... 1.00
۳۹ - قاضی غلام مصطفےٰ صاحب ... 40.00
۴۰ - خان عبدالعزیز خان صاحب زیدہ ... 50.00
۴۱ - پروفیسر غلام احمد صاحب ... 50.00
۴۲ - چوہدری محمد لطیف صاحب خانیوال ... 10.00
۴۳ - محمد اسحاق صاحب مردان ... 5.00
۴۴ - عبدالکریم صاحب ... 10.00
۴۵ - عبدالرحیم صاحب ... 30.00
۴۵ - عبداللطیف صاحب ... 10.00
۴۶ - اہلیہ صاحبہ سیٹھ عبدالمالک صاحب جہلم 10.00
۴۷ - شلزکے صاحب (جرمن) ... 2 پونڈ
۴۸ - میجر شوکت صاحب ... 50.00
۴۹ - پروفیسر محمد احمد صاحب ... 100.00
۵۰ - عزیز احمد صاحب ... 5.00
۵۱ - عبدالمجید صاحب ... 10.00
[illegible]
۵۳ - کیپٹن انعام الحق صاحب ... 20.00
۵۴ - ڈاکٹر عبدالرزاق صاحب دربند 20.00
۵۵ - سید علی مبارک صاحب ستھانہ ... 5.00
۵۶ - ناصر خسرو صاحب ... 5.00
۵۷ - والد محمد احمد صاحب ستھانہ ... 5.00
۵۸ - دختر شاہجہان بادشاہ ... 2.00
۵۹ - ڈاکٹر مبارک عبداللہ صاحب دربند ... 5.00
۶۰ - میاں علی محمد صاحب چک نمبر ۶ سیالکوٹ ... 10.00
۶۱ - ابراہیم صاحب ... 20.00
۶۲ - کھیوہ صاحب ... 10.00

مندرجہ بالا رقوم بذریعہ رسید نمبر ۷۶۴۴ داخل خزانہ انجمن ہوئیں۔

جنرل سیکرٹری

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی مرکز لاہور کے

دو روزہ سالانہ جلسہ کی مختصر روئیداد

نمائندہ خصوصی پیغام صلح لاہور

(۱)

جماعت احمدیہ راولپنڈی کا دو روزہ جلسہ سالانہ مورخہ ۳-۴ر اپریل ۱۹۶۵ء کو بمقام جناح گرلز ہائی سکول ریلوے روڈ راولپنڈی صدر منعقد ہوا۔ جلسہ میں مقامی احمدی اور غیر از جماعت احباب کے علاوہ سابق صوبہ سرحد (ہزارہ اور پشاور وغیرہ) کی جماعتہائے احمدیہ کے احباب نے بھی شرکت فرمائی۔

مورخہ ۳ر اپریل ۱۹۶۵ء بروز ہفتہ کو تین بجے بعد دوپہر جناب محترم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب ریٹائرڈ کیمیکل انجینئر کی زیر صدارت جلسہ کا آغاز ہوا۔ مولوی عبدالرحمٰن صاحب امام مسجد احمدیہ مری نے قرآن کریم کی تلاوت فرمائی۔ شاہ اسداللہ صاحب نے سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کا منظوم کلام ؎

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دین محمدؐ سا نہ پایا ہم نے

ترنم سے پڑھا۔ اس کے بعد مولوی عبدالرحمٰن صاحب امام مسجد احمدیہ مری نے ملفوظات حضرت اقدسؑ پڑھکر سنائے۔

صدر جلسہ کی افتتاحی تقریر

محترم صدر جلسہ نے افتتاحی تقریر میں جماعت راولپنڈی کو ان کے اتحاد و اتفاق پر مبارکباد دی۔ آپ نے فرمایا کہ اتحاد و اتفاق بڑی زبردست قوت ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے بھی اپنی جماعت کو وصیت کی تھی کہ میرے بعد سب مل کر کام کرو۔ ایک دوسرے کی اصلاح چاہو مگر نرمی اور اخلاق پر زور دیتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت صاحب کی وفات کے بعد حضرت مولینا نورالدین رح نے بلند ہمتی، صبر، بلند حوصلگی اور علم و حکمت سے جماعت میں اتحاد قائم رکھا۔ مگر بعد میں جو نا اتفاقی ہوئی اس نے قوم کو دو ٹکڑوں میں کاٹ کر رکھ دیا۔ ایک فریق کا یہی موقف تھا کہ جماعت کا نظام جمہوری طریق پر ہونا چاہیئے اور حضرت مسیح موعودؑ کے ارشاد کے مطابق کثرت رائے سے جو امر طے ہو جائے وہی صحیح سمجھا جائے۔ جس فریق نے کثرت رائے پر قدم مارا اور جمہوری نظام قائم کیا وہ جماعت احمدیہ لاہور ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جمہوری طریق اختیار کرنا اور پھر اتحاد قائم رکھنا بڑا مشکل اور بہتر کام ہے۔ آپ نے جماعت راولپنڈی کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ نے بڑی مشکل اور کٹھن گھاٹی کو عبور کیا ہے۔ یہ بڑی نفس کشی کی بات ہے۔ آپ نے جو اتحاد و اتفاق کا نمونہ دکھلایا ہے۔ جو محض خدا کے لئے ہے۔ یہ بڑی بلند، نمایاں اور زندہ مثال ہے۔ جو ہمارے لئے فخر کا باعث ہو سکتی ہے۔ میں تہ دل سے مبارکباد دیتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ آپکی جماعت مضبوط سے مضبوط تر ہو۔ اور افراد کا باہمی تعلق، نسبت، اخوت، اور مودت میں تبدیل ہوتا جائے تاکہ جس نیک کام کے لئے آپ برسرپیکار ہیں۔ اس میں برکت اور کامیابی ہو۔

ڈاکٹر محمود احمد صاحب کی تقریر

بعد ازاں ڈاکٹر محمود احمد صاحب داؤد زئی ماہر فلکیات نے "علوم غیبیہ" کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ آپ نے کہا کہ آدم علیہ السلام کی اولاد اب دو فریقوں میں منقسم ہے۔ ایک تو مادہ پرست ہے اور دوسرا انبیاء علیہم السلام کا گروہ۔ مادہ پرست گروہ علوم غیبیہ پر یقین نہیں رکھتا اور انبیاء کا گروہ یقین رکھتا ہے کہ اس مادی موجودات کے علاوہ اور بہاں اور بھی علوم ہیں غیب کا مطلق علم اللہ کو ہے وہ انسان کو جتنا چاہتا ہے دیتا ہے آپ نے فرمایا کہ اس دور میں حضرت مسیح موعودؑ نے یہ اعلان کیا کہ اسلام قصہ کہانیوں کا ذخیرہ نہیں ہے۔ اس کی صداقت کے نشان ہر زمانہ میں ظاہر ہوتے ہیں قرآن شریف ایک زندہ اور کامل کتاب ہے اور اس میں ایسے علوم غیبیہ بیان کئے گئے ہیں جن کا انکشاف آج ہمارے سامنے ہو رہا ہے۔ ڈاکٹر صاحب محترم نے کہا کہ ٹھیک ایسے وقت میں جبکہ تمام دنیا پر مادیت چھائی ہوئی تھی۔ ایک انقلاب آیا اور انسان تسخیر کائنات سے آگے بڑھا ہوا۔ اور سائنسی ترقیات سے وہ باتیں معلوم ہوئیں جو قرآن چودہ سو برس پہلے بتا چکا ہے۔ غیب کے علوم ظاہر ہوئے اور مادیت شکست کھا گئی اور ثابت ہو گیا کہ اسلام قصہ کہانیوں کا مذہب نہیں۔ آج قرآن کی تفسیریں لیبارٹریوں میں بیٹھ کر سمجھی جا سکتی ہیں۔ قرآن کریم جامع سائنس ہے اور مادی سائنس نے جن علوم کو بیان کیا ہے وہ قرآن سے ثابت ہو رہے ہیں جس سے نہ صرف حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت ثابت ہوتی ہے بلکہ مامور زمانہ کی صداقت بھی ثابت ہو رہی ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ اس دور میں حضرت مسیح موعودؑ رحمت بن کر آئے۔ انہوں نے ان گتھیوں کو سلجھایا جن کی وجہ سے انسان روحانی امور سے نا آشنا تھا۔ حضرت صاحب حقائق اور دلائل کے نشان لے کر اٹھے اور دعاوی کے اعلیٰ مقام پر فائز ہو کر اسلام کو سائنس کے طور پر پیش کیا۔ اس کا یہ نتیجہ ہے کہ آج سائنسدان اسلام کے حق میں ہیں اور وہ خدا کا وجود مان رہے ہیں اور روحانی علوم کے قائل ہوتے جا رہے ہیں۔

ایک مقالہ

ڈاکٹر محمود احمد صاحب کی تقریر کے بعد چوہدری علی محمد صاحب ماہی نے "صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام" پر ایک مقالہ پڑھا جو کسی آئندہ اشاعت میں شائع کیا جائے گا۔

فاروقی صاحب کی تقریر

بعد ازاں الحاج میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی نے "نفس کا محاسبہ اور ایفائے عہد" کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ آپ نے سورۃ شریف المنٰفقون کی آخری تین آیات — یٰایھا الذین اٰمنوا لا تلھکم اموالکم ولا اولادکم عن ذکر اللہ الخ کی تفسیر بیان فرماتے ہوئے اس امر کی وضاحت کی کہ انسانی پیدائش ایک خاص غرض اور مقصد کے ماتحت ہوئی ہے اور وہ ہے حصول قرب الٰہی اس غرض کے پیش نظر انسان کو تگ و دو کرنا چاہیئے۔ اور اپنے نفس کا محاسبہ کرتے رہنا چاہیئے اور جو جو رکاوٹیں اس راہ میں حائل ہوں ان کو اپنے عمل پیہم اور بارگاہ الٰہی میں دعاؤں اور استغفار سے دور کرتے رہنا چاہیئے۔ محترم فاروقی صاحب نے فرمایا کہ انسان کی یہ فطرت ہے کہ جب اس کے پاس مال و دولت آ جاتا ہے تو خدا بہت کم یاد رہتا ہے۔ کوشش کرنی چاہیئے کہ دولت و ثروت کی فراخی کے وقت یاد الٰہی سے انسان غافل نہ رہے آپ نے فرمایا کہ ذکر الٰہی اگرچہ انسان اکیلا اور گھر پر بھی کر سکتا ہے لیکن جہاں تک پانچ نمازوں کی ادائیگی کا تعلق ہے وہ مسجد میں بھی پابندی وقت کے ساتھ پڑھنی چاہئیں۔ پابندی جماعت سے نمازوں میں جہاں باہم روحانی تعلق پیدا ہوتا ہے وہاں سماجی اور معاشرتی قدریں بھی مضبوط اور استوار ہوتی ہیں۔ نمازیں باجماعت پڑھنے کے متعلق حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی تاکید فرمائی ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جی چاہتا ہے کسی اور کو کھڑا کر دوں اور جو لوگ نمازوں میں شامل نہیں ہوتے ان کے گھروں کو آگ لگا دوں۔ فاروقی صاحب نے فرمایا کہ باہمی تعلقات کو نماز جمعہ کے ذریعہ اور بھی وسعت دی گئی ہے اور تاکید کی گئی ہے کہ جمعہ میں شمولیت کے لئے اپنے کاروبار بند کر کے آ جانا چاہیئے اس سے نہ صرف خطبہ جمعہ سے انسان فائدہ اٹھاتا ہے۔ بلکہ احباب سے تعارف بھی بڑھتا ہے۔

مساجد کی اہمیت کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا مسجدوں میں نہ صرف نمازیں پڑھی جاتی ہیں بلکہ یہ اصلاح و ارشاد اور مقننہ اور عدلیہ اور انتظامیہ کے لئے بھی انہیں مرکزی حیثیت حاصل رہی ہے۔ آپ نے تاریخ کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا کہ مساجد میں جہاں ذکر الٰہی بھی ہوتا تھا، وہاں معاشرتی، سماجی، اقتصادی اور سیاسی امور بھی طے ہوتے تھے۔ مسجد مسلمانوں کا مرکز ہے۔ مساجد کے ساتھ ایسے

حجرے ہوا کرتے تھے جن میں طالب علم قیام کرتے تھے اور ان میں لائبریری بھی بن سکتی تھی۔ حضور نبی کریمؐ نے فرمایا کہ جو دنیا میں اللہ کا گھر بناتا ہے۔ خدا جنت میں اس کا گھر بناتا ہے۔ آپ نے کہا کہ میں مسجد کی اہمیت پر اس لئے زور دے رہا ہوں کہ راولپنڈی جماعت کی کوئی مسجد نہیں ہے جماعت اس طرف توجہ کرے فنڈ قائم کرے۔ جہاں تک ہو سکے گا مرکز بھی مدد دے گا جماعت بندی بڑی چیز ہے۔ آپ نے سکھوں کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ سکھ جہاں جاتے ہیں وہاں سب سے پہلے اپنا گوردوارہ قائم کرتے ہیں۔ امریکہ کینیڈا کیلیفورنیا جہاں جہاں بھی پہنچا میں نے سکھوں کے گوردوارے پائے اس لئے کہ اس قوم کو احساس ہے کہ گوردوارہ سے جماعت بندی ہو سکتی ہے۔ اسی بناء پر مسلمانوں کو مسجد کی تعمیر کا احساس بہت دلایا گیا ہے۔ خدا کرے جماعت راولپنڈی اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے اس طرف غور کرے

آپ نے انفاق فی سبیل اللہ کے قرآنی احکام کی طرف بھی حاضرین کی توجہ دلائی۔ اور زکوٰۃ کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے بتایا کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضؓ خلیفہ ہوئے تو بعض لوگوں کے زکوٰۃ کی ادائیگی سے انکار پر آپ نے اُن سے جنگ کی اور فرمایا کہ زکوٰۃ کے حصہ کی اگر اونٹ کی رسی بھی کسی نے نہ دی تو وہ بھی میں لے کر رہوں گا۔ آپ نے فرمایا کہ ہماری انجمن کا بیت المال بھی ہے۔ اس سے اشاعت اسلام۔ اور تالیف قلوب کا کام کیا جاتا ہے۔ نادار لوگوں اور مستحق طلباء کو وظائف دیئے جاتے ہیں۔ ہم لوگوں کو جو حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت میں شامل ہیں اس کی طرف خاص طور پر متوجہ ہونا چاہیئے حضرت اقدس نے ماہوار چندوں پر بھی بڑا زور دیا ہے اور فرمایا کہ کوئی شخص جتنا دے سکے ضرور دے۔ مگر باقاعدگی سے دیں اگر کوئی تین ماہ متواتر چندہ نہیں دیتا تو ایسے شخص کا میرے سلسلہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس لئے ماہوار چندوں کی ادائیگی ضروری ہے اس کے بغیر اشاعت اسلام کا کام نہیں ہو سکتا۔

توجہ دلائی اور اس بات پر زور دیا کہ احباب کو اپنے وعدے پورے کرنے چاہئیں۔ بعض اوقات جماعتی امور کے لئے چندہ کی تحریک کی جاتی ہے تو بعض احباب وعدہ کر کے بھول جاتے ہیں۔ یاد رہے کہ یہ ایک ضروری عہد ہے اور عہد کے متعلق بھی قیامت کے روز پوچھا جائے گا۔ لہٰذا جماعت کو اپنے وعدہ اور فرائض سے عہدہ برآ ہونے کی پوری کوشش ہونی چاہیئے۔ آپ نے فرمایا۔ آج اسلام کی خدمت کے لئے تو تم سے صرف مال ہی طلب کیا جاتا ہے۔ وہ بھی تھے کہ جنہوں نے اسلام کے لئے اپنی جانیں بھی دے دیں۔ کیا آپ شہزادہ عبداللطیف رحمۃ اللہ علیہ کی قربانی اور ایثار بھول گئے ہیں جنہوں نے راہ حق میں اپنا سر بھی دے دیا۔ لہٰذا احباب کو اس طرف خاص توجہ دینا چاہیئے۔ محاسبہ نفس کے ساتھ ایفائے عہد بھی ضروری ہے۔ کیونکہ یہاں محاسبہ نفس سے ذاتی مضبوطی پیدا ہوتی ہے۔ ایفائے عہد سے جماعتی امور میں استحکام پیدا ہوتا ہے۔

مولٰنا احمد یار صاحب

فاروقی صاحب کی تقریر کے بعد مولٰنا احمد یار صاحب ایم اے ایم او ایل نے "نشانِ آسمانی" کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ آپ نے اس بات پر زور دیا کہ ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا ہادی اور رہبر بنایا۔ پھر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق امام زمان علیہ السلام کو قبول کرنے کی سعادت ہمیں نصیب ہوئی۔ یہ خدا تعالےٰ کی خاص مہربانی ہے۔ اس کا جتنا بھی شکریہ ادا کیا جائے کم ہے۔ لیکن ہماری فلاح کامرانی اور سعادت اُخروی کے لئے صرف یہی کافی نہیں کہ ہم نے حضرت مسیح موعودؑ کو تسلیم کر لیا ہے بلکہ ایمان باللسان کے ساتھ ساتھ اعمال کی بھی ضرورت ہے۔ ایمان بغیر عمل کے کسی کام نہیں آ سکتا۔ آپ نے فرمایا کہ احمدیت کے خلاف اخبارات آئے دن کچھ نہ کچھ لکھتے رہتے ہیں۔ جب انہیں اپنی تشہیر کا کوئی اور پہلو نظر نہیں آتا تو احمدیوں کے خلاف لکھ کر پبلک جذبات کو اُبھارتے اور اپنا وقار قائم کرنے کی کوشش کرتے ہیں حالانکہ انہیں احمدیت اور حضرت مسیح موعودؑ کے لٹریچر سے قطعاً کوئی واقفیت نہیں ہوتی انہیں معلوم نہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کا کیا مقام تھا اور ان کا کیا مشن تھا۔ آپ نے جو کام کیا وہ بہت بلند ترین ہے۔ آپ نے اسلام کو پھر سے زندہ کیا اور اس کی عزت و شان دنیا میں قائم کی اور آسمانی نشان ظاہر فرمائے۔ جنہیں ہم آج ان کو ایک ایک پورا ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ پس چاہیئے کہ وہ لوگ جنہوں نے امام زمانؑ کو شناخت نہیں کیا، آپ کے حالات کو دیکھیں آپ کی تعلیمات کا مطالعہ کریں اور ان نشانات پر غور کریں جو آپ سے صادر ہوئے اور اس جماعت میں جو خدمتِ اسلام کا آسمانی فریضہ ادا کر رہی ہے شامل ہو کر خدا تعالےٰ کی خوشنودی

مولٰینا شبیر محمد صاحب

حافظ شبیر محمد صاحب خوشابی معلم ادارہ تعلیم القرآن نے "مسیح موعود اور ختم نبوت" کے موضوع پر ایک ایمان افروز تقریر فرمائی۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کے صحیح مقام اور مسئلہ ختم نبوت پر مفصل روشنی ڈالی۔ مولوی صاحب موصوف کی مکمل تقریر کسی آئندہ اشاعت میں ہدیۂ قارئین کرام کی جائے گی۔۔ اس تقریر کے بعد پہلا اجلاس ختم ہوا۔ دوسرا اجلاس اگلے روز ۴ راپریل ۱۹۶۵ء کو صبح پونے نو بجے شروع ہوا۔ جس کی روئداد آئیندہ اشاعت میں درج ہوگی۔

خط و کتابت کرتے وقت چِٹ نمبر کا حوالہ دیں۔

نئی کتابیں

حمائل شریف مترجم

- حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ مفسر قرآن کا اُردو میں قرآنی معانی اور تحقیق کا مختصر و جامع شاہکار۔
- جدید اور سلیس عربی متن بالمقابل اُردو ترجمہ کا حامل
- مولاناؒ کے بیان القرآن کے حواشی کی نہایت جامع تلخیص خود ان کے اپنے قلم سے
- قرآن مجید اور اسلام پر اعتراضات کے مدلل اور ٹھوس جوابات ان حواشی میں ملاحظہ فرمائیں۔
- زبان آسان اور بامحاورہ
- فہم قرآن کو لوگوں میں عام کرنے کے لئے اس کی مفت تقسیم بہترین کارِ خیر ہے
- لاہور احمدیہ تحریک نے قرآن مجید کے معانی اور تفسیر کے ذخیرہ میں جدید علوم اور روزمرہ کے مسائل اور غیر مسلم حضرات کے اعتراضات کو مدنظر رکھتے ہوئے جن اچھوتے خیالات اور نکات کا اضافہ کیا ہے اس کے پیش نظر احباب جماعت کو چاہیئے کہ اس مترجم حمائل شریف کو خرید کر لوگوں میں زیادہ سے زیادہ تقسیم کریں۔
- شادی بیاہ اور دیگر مواقع کے لئے نادر تحفہ
- بچوں اور معمر لوگوں کی سہولت کے پیش نظر عربی متن اور ترجمہ کی قلم کو جلی رکھا گیا ہے۔
- بارہ سو صفحات پر مشتمل، اعلےٰ کاغذ، دیدہ زیب بلاکس کی طباعت۔ مضبوط اور خوبصورت جلد کی حامل ہے۔ قیمت بیس روپے۔ محصولڈاک ۲ روپے

تاریخ احمدیت حصہ دوم } احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی اشاعت اسلام اور تبلیغ دین کی پچاس سالہ مساعی کا خاکہ۔ قیمت دو روپے

یادِ رفتگان حصہ اوّل } یعنی تذکرۂ انصار احمدیہ۔ ان اصحاب کبار کے مختصر حالات زندگی جنہوں نے جماعت احمدیہ لاہور کے قیام اور ترقی و توسیع دین کے لئے خدمات انجام دیں اور اپنے حقیقی مولیٰ سے جا ملے۔ قیمت ۵ روپے۔

تفہیماتِ احمدیہ } انتخاب ارشادات حضرت مسیح موعودؑ اور خطبات قائدین سلسلہ۔
قیمت دو روپے پچاس پیسے۔

کلام احمدیہ } انتخاب منظوم کلام حضرت مسیح موعودؑ اور شعراء سلسلہ۔ قیمت ایک روپیہ۔

احمدیہ کیلنڈر } دیدہ زیب خوبصورت۔ رنگین اور باتصویر۔ کیلنڈر میں پر جماعت کے مقاصد اور مساعی کا اجمالی خاکہ دیا گیا ہے۔
قیمت صرف آٹھ آنے

آئینہ صدق و صفا } حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اور حضرت مرزا ایوب بیگ صاحب کی سوانح حیات۔ قیمت ایک روپیہ۔

پتہ: مہتمم دارالکتب اسلامیہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

تعلیمی پریس ... روڈ لاہور میں باہتمام ملک نور الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور سے شائع کیا۔

پیغامِ صلح
رجسٹرڈ ایل
لاہور
شمارہ ۱۷
مورخہ ۲۹ اپریل
ادارہ
جامع احمدیہ - احمدیہ انجمن اشاعت اسلام - تائیوان - جمہوریہ چین

برٹش گیانا

ترجمہ خط از شیخ ہارون صاحب۔ برٹش گیانا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

امید واثق ہے کہ میرا خط آپ کو پہنچ گیا ہوگا اور غالباً اچھی حالت میں ملا ہوگا۔ اللہ تعالےٰ آپ کی تحریک کو سلامت رکھے اور اس کے کارکن بھی خیریت سے رہیں۔

میں آپ کا بہت شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے خط لکھا۔ اور میری خواہش ہے کہ میں اسلام کی دل وجان سے خدمت کروں اور مزید شکریہ اس بات کا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے چند کتابیں اور رسالے ارسال کئے ہیں۔

اس دفعہ مجھے صرف پمفلٹس ہی ارسال نہ کریں بلکہ تمام اچھی کتابیں ارسال کریں تاکہ میں اچھی طرح سے کام کر سکوں۔ میں ان کتابوں کو نہ ضائع کرونگا اور نہ ہی ادھر ادھر پھینکوں گا بلکہ ان کا خوب بہترین استعمال کروں گا جیسا کہ رسول کریمؐ کے ایک عزیز نے فرمایا تھا۔ کتابیں علم کا باغ ہیں۔ ہمارا ملک اچھی حالت میں ہے۔ اس لئے میرے لئے یہ ایک بہترین موقع ہے کہ میں اسلام کے لئے خوب کام کروں۔

آپ یہ خیال نہ کریں کہ میں سستی کروں گا ہرگز نہیں۔ میرا خدا آپ پر رحمتیں نازل کرے ....
اور آپ کی مدد کرے اور ہر ایک کو کوشش کرنی چاہیئے کہ اچھی زندگی بسر کرے۔

مہربانی کر کے مجھے جلدی جواب دیں

والسلام

تانگانیکا

ترجمہ خط از این سیدو۔ ایم صاحب اوزی کس سوکوڈ
تانگانیکا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ نے جو پمفلٹس اور رسائل ارسال فرمائے ہیں اس کا شکریہ۔ رکنیت کا سرٹیفکیٹ مل گیا ہے مگر بیعت فارم ابھی تک نہیں ملا ہے۔ مہربانی فرما کر اس پر جلدی عمل درآمد کریں۔ ہماری اسلامی تعلیم دن بدن بڑھتی جا رہی ہے، زیادہ سے زیادہ لوگ ہماری طرف آ رہے ہیں لیکن انہوں نے ممبر شپ کے متعلق اپنے نام نہیں دیئے۔ کچھ سوال کے جواب کے لئے ارسال ہیں۔

(۱)۔ کچھ نمازیں آدھی رات کو ادا کرتی ہوتی ہیں کیا ان کا پڑھنا لازمی امر ہے یا جب دل چاہے پڑھ لی

(۲)۔ کیا ایک آدمی ایک سے زیادہ بیویاں ایک وقت میں رکھ سکتا ہے۔ کیا ایک آدمی دس تک بیویاں رکھ سکتا ہے اگر اس میں استطاعت ہو۔ اگر نہیں تو کیوں نہیں۔

(۳)۔ کئی آدمی عیسائی لڑکی سے شادی کرتے ہیں۔ کیا وہ اپنے اپنے مذہب میں رہ سکتے ہیں۔ کیا یہ درست ہے اگر نہیں تو واضح کریں۔

(۴)۔ اگر ایک آدمی کافی عمر تک بت پرستی کرتا رہے اور آخیر وقت میں وہ اس سے توبہ کر لیتا ہے اور پانچ وقت نماز بھی ادا نہیں کر سکتا۔ اور مرنے کے وقت وہ توبہ کر لیتا ہے کیا خدا اس کی توبہ قبول کر لے گا۔ اسوقت صرف یہی سوال ہیں۔ میں مشکور ہوں گا اگر مجھے زیادہ پمفلٹس ارسال کریں مسلم پریئیر بک بھی بھیجیں۔

جواب کا جلدی منتظر

جوابات:—

(۱)۔ یہ نماز تہجد کہلاتی ہے اگر توفیق ملے تو یہ نماز تہجد پڑھنی چاہیئے۔

(۲)۔ انہیں قرآن شریف کی آیت چار سورۂ نساء کی طرف توجہ دلائی

(۳)۔ اہل کتاب عورت سے شادی جائز ہے۔

(۴)۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے انی لغفار لمن تاب وامن وعمل صالحا ثم اھتدی (۲۰:۸۲)
توبہ کے ساتھ ایمان کامل اور اعمال صالح ضروری ہیں۔

(ان کو خط کا جواب دیا گیا اور پمفلٹس بھی بھیجے گئے)

انڈونیشیا

ترجمہ خط از محمد ارشاد صاحب۔ انڈونیشیا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

امید ہے کہ جماعت کے اولوالعزم افراد دعاؤں میں مجھے ضرور یاد کرتے ہوں گے۔ اور میں بھی آپ سب کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھتا ہوں۔ یہ برادرانہ تعلق وہمدردی ایک دوسرے کے لئے بہت خوش کن ہے۔ اور یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کی ایک نشانی ہے۔ الحمد للہ

مجھے امید ہے کہ آپ نے انجمن کی میٹنگ میں انڈونیشیا کے لئے تیس سیٹوں کے متعلق ضرور فیصلہ کرایا ہوگا اور ان کو بھیجنے کا بندوبست بھی کیا ہوگا۔ اور یہ فیصلہ ہوا تھا کہ جو کتابیں موجود ہوں گی وہ ارسال کی جائیں گی۔ مجھے امید ہے کہ آپ نے انڈونیشیا کے منسٹر آف ریلیجن امور کی معرفت لائبریری ناگرا انڈونیشیا اونیورسٹی آف مزاہٹ سمرانگ جن کے مکمل ایڈریس بھیجے گئے تھے کتابیں بھیجدی ہوں گی۔

جب سے میں انڈونیشیا میں آیا ہوں جاگی کارتا میں کافی میٹنگز ہوتی ہیں اور آئندہ مہینہ میں دونو سولو۔ پروکرتو۔ سورابایا اور ملانگ میں میٹنگیں ہوں گی۔

نیز ایک نوجوانوں کی جماعت لاہور کی جماعت کی طرح جس کا نام ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن رکھا ہے قائم کی گئی ہے۔ یہ جماعت میرے یہاں پہنچنے کے پانچ دن کے بعد بنائی ہے۔

امید ہے کہ آپ سب دوست بخیریت ہوں گے۔ میرا اسلام و نیاز سب کو پہنچا دیا جاوے۔

والسلام

(خط کا جواب دیا گیا)

آپ کے فائدہ کی بات

بہت سے حضرات کے پاس کچھ ایسی کتابیں بھی جمع ہو جاتی ہیں جو ان کے مصرف کی نہیں ہوتیں اور بلاوجہ الماری میں جگہ گھیرے رہتی ہیں۔ ان حضرات سے التماس ہے کہ وہ اگر ان کتابوں کو علیحدہ کرنا چاہیں تو ہم سے خط وکتابت کریں۔ انشاءاللہ ہم ان کو مناسب قیمت پر علیحدہ کرانے میں ان کی مدد کریں گے اور وہ اسی رقم سے نئی کتب آسانی سے تبدیل کر لیں گے یا ممکن ہو تو ہمیں ایسی کتابوں کی فہرست بنا کر بھیجدیں ورنہ کم از کم یہ تحریر کریں کہ کتابیں زیادہ تر کس فن پر ہیں۔ خاکسار احمد علی لائبریرین احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مؤرخہ ۲۸ اپریل ۱۹۶۵ء

"ایشیا" کے محاکمہ پر ایک نظر

کسی سابقہ اشاعت میں معاصر چٹان کے ایک اداریہ پر تبصرہ کرتے ہوئے ہم نے اس بات کو واضح کیا تھا کہ قادیانی جماعت کا حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو نبی قرار دینا ایسا ہی ہے جیسے حضرت عیسیٰؑ کے متبعین ان کو خدا کا بیٹا یقین کرتے ہیں حالانکہ نہ حضرت عیسیٰؑ نے خدا کا بیٹا ہونے کا دعوے کیا اور نہ حضرت مرزا صاحب نے دعوے نبوت کیا، اس لئے معاصر چٹان کا ان کو "متنبی" کا خطاب دینا سراسر ناجائز اور ناپسندیدہ ہے۔

ہمارے اس بیان پر معاصر "ایشیا" نے محاکمہ کرتے ہوئے اس امر کی طرف توجہ دلائی ہے کہ :-

"مرزا صاحب نے نبوت کا دعوے کیا تھا یا نہیں یہ ان کے متبعین کا گھریلو مسئلہ ہے، مگر صورت حال اپنی جگہ پر موجود ہے کہ ان کی نبوت کی تبلیغ کرنے والی ایک قوم موجود ہے اور اس کی خلافت پاکستان میں نشوونما پا رہی ہے"

اس کے جواب میں ہم معاصر ایشیا سے یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ کیا اس کی ذمہ داری حضرت مرزا صاحب پر عائد ہوتی ہے کہ ان کی نبوت کی تبلیغ کرنے والی ایک قوم موجود ہے اور اس کی خلافت پاکستان میں نشوونما پا رہی ہے" اگر یہی صورت حالات ہے تو کیا اسی پاکستان میں حضرت عیسیٰ کی الوہیت کی تبلیغ کرنے والی ایک قوم موجود نہیں اور اس کی خلافت (پوپ کی قیادت) بڑے زور وشور سے نشوونما نہیں پا رہی؟ پھر کیا اس کی ذمہ داری آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر عائد کریں گے؟ ہمارا موقف قادیانی جماعت کی تبلیغ نبوت کی حمایت کرنا نہیں بلکہ اس کے سراسر خلاف ہمارا موقف صرف یہ ہے کہ قادیانی جماعت کے اس فعل کا ذمہ دار حضرت مرزا صاحب کو قرار دینا اور انہیں "متنبی" کا خطاب دینا ایک ظلم عظیم ہے، جس حالت میں حضرت مرزا صاحب کی متعدد عبارات سے (جن میں سے چند ایک ہم "پیغام صلح" کے محولہ بالا مضمون میں نقل کر چکے ہیں) یہ ثابت ہے کہ انہوں نے دعوے نبوت سے انکار کیا ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مدعی نبوت کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا ہے تو پھر انصاف کا تقاضا یہ ہے قادیانی جماعت کے عقائد اور ان کی تبلیغ نبوت کی ذمہ داری حضرت مرزا صاحب پر عائد نہ کی جائے اور انہیں "متنبی" وغیرہ قرار دینے سے احتراز کیا جائے، بلکہ ان کے انکار دعوے نبوت کی عبارات کو پیش کر کے قادیانی تبلیغ نبوت کی تردید کی جائے، یہی وہ صحیح طریق ہے جس سے آپ قادیانی خلافت کی نشوونما کو روک سکتے ہیں۔

اسی سلسلہ میں معاصر "ایشیا" نے اس بات کی طرف توجہ دلائی ہے کہ :-

"اصل سوال یہ نہیں کہ مرزا غلام احمد نے دعوے نبوت کیا تھا یا نہیں بلکہ یہ ہے کہ قادیانی جماعت ان کو نبی مانتی اور ان کی نبوت کی طرف مسلمانوں کو دعوت دیتی ہے اور جو نہ مانے اسے دائرہ اسلام سے خارج قرار دے کر افتراق امت کی دیوار کھڑی کرتی ہے۔ اگر عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا قرار دے کر پاکستان میں ایک مستقل تحریک جاری کر دیں اور وہ تحریک نشوونما پائے تو قدرتی طور پر ایک مسلمان کا دل دکھے گا اور وہ کہنے پر مجبور ہوگا کہ اس سب سے بڑی اسلامی مملکت کا یہ پہلو بے حد درجہ دردناک ہے، کہ یہ ملک بنایا تو گیا تھا اسلام کے نام پر جو خالص توحید کا علمبردار ہے مگر یہاں تثلیث کا کاروبار فروغ پا رہا ہے۔"

بجا فرمایا! لیکن کیا اس کی ذمہ داری حضرت مرزا صاحب پر عائد ہوتی ہے، کہ ان کے انکار دعوے نبوت کے باوجود آپ انہیں "متنبی" کا خطاب دیتے ہیں؟ کیا انہیں قادیانی جماعت کے عقائد سے بری الذمہ قرار دیئے بغیر آپ اپنے موقف کو پیش نہیں کر سکتے؟ آپ نے خود لکھا ہے کہ :-

"جو لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعوت توحید کا اقرار کرتے ہیں وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دعوت تثلیث سے بری الذمہ قرار دے سکتے ہیں، مگر کاروبار تثلیث کے وجود کو تو گوارا نہیں کر سکتے۔"

یہ صحیح ہے اور اسی کے مطابق حضرت مرزا صاحب کے انکار نبوت کے پیش نظر انہیں دعوے نبوت سے بری الذمہ قرار دیتے ہوئے بھی اس موقف کو پیش کیا جا سکتا ہے جس کی طرف "چٹان" اور "ایشیا" حکومت کو توجہ دلاتے رہتے ہیں۔

معاصر ممدوح آگے چل کر لکھتا ہے :-

"ہمارے نزدیک معاصر چٹان نے جو کچھ لکھا ہے اس پر "پیغام صلح" کو برہم ہونے کی ضرورت نہیں تھی، اگر وہ مرزا صاحب کی نبوت کے عقیدے کو خلاف اسلام سمجھتا ہے تو وہ چٹان کے تبصرے کا مخاطب نہیں"

یہ صحیح ہے کہ چٹان کے تبصرے کے ہم مخاطب نہیں لیکن یہ بھی ہمیں گوارا نہیں کہ قادیانی جماعت سے خطاب کرتے ہوئے یا اس کے متعلق کچھ لکھتے ہوئے حضرت مرزا صاحب کو ہدف بنایا جائے۔ "چٹان" کا قادیانی جماعت کو "متنبی کی امت" قرار دینا کسی صورت میں جائز نہیں اور نہ ہم حضرت مرزا صاحب کے متعلق "متنبی" کا لفظ سننے کی تاب رکھتے ہیں، اگر قادیانی جماعت کے عقیدہ نبوت پر بحث کرتے ہوئے حضرت مرزا صاحب کو درمیان میں نہ لایا جائے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔

اس کے ساتھ ہی ہم اپنے قادیانی دوستوں سے بھی عرض کرنا چاہتے ہیں کہ وہ اس بات پر غور کریں کہ اُن کے عقائد حضرت مسیح موعودؑ کی کس قدر بدنامی کا موجب ہو رہی ہیں۔ جس حالت میں حضرت مسیح موعودؑ کا یہ کھلا ارشاد ہے کہ :-

"چونکہ ایسے لفظوں سے جو محض استعارہ کے رنگ میں ہیں، اسلام میں فتنہ پڑتا ہے اور اس کا نتیجہ سخت بد نکلتا ہے اس لئے اپنی جماعت کی معمولی بول چال اور دن رات کے محاورات میں یہ لفظ نہیں آنے چاہئیں اور دلی ایمان سے سمجھنا چاہیئے کہ نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی ہے۔"

اور ان کے موجودہ خلیفہ صاحب بھی کھلی عدالت میں یہ اعتراف کر چکے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کا ماننا جزو ایمان نہیں تو پھر وہ کیوں ایسے الفاظ استعمال کر کے اور نہ ماننے والوں کو کافر قرار دے کے اسلام میں فتنہ پیدا کرتے ہیں؟

مشاہدات

۱۷، ۱۸ اپریل ۱۹۶۵ء کو جماعت پشاور کا جلسہ تھا، اس جلسہ کی رپورٹ لینے کے لئے مدیر پیغام صلح کو بھی پشاور کا لمبا سفر اختیار کرنا پڑا۔ مولینا احمد یار صاحب اور جنوبی افریقہ کے مسٹر داؤد سیڈو بھی ہمسفر تھے۔ ۱۶ اپریل کی صبح کو بذریعہ ریل کار لاہور سے روانہ ہوئے۔ راولپنڈی پہنچکر گورنمنٹ ٹرانسپورٹ کے اڈہ پر پہنچنے کے لئے ٹانگہ دو روپے سے کم میں مل سکتا تھا تھوڑی تگ و دو کے بعد ایک ٹیکسی مل گئی جس پر صرف ۸۰ پیسے خرچ ہوئے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ٹانگہ سروس کا اب آخری دور ہے۔ لاہور اور پشاور میں بھی یہی حال ہے کہ ٹیکسی رکشا پر ٹانگہ کی نسبت کم کرایہ لگتا ہے بشرطیکہ میٹر لگا ہوا ہو اور وہ صحیح حالت میں ہو۔ ورنہ ٹیکسی ڈرائیور بھی گاہکوں کو بُری طرح لوٹتے ہیں بہرحال گورنمنٹ ٹرانسپورٹ کے اڈہ پر پشاور جانے والی بس تیار کھڑی تھی جس پر سوار ہو کر قریباً ۵½ بجے شام پشاور پہنچے۔

محلہ گُل بادشاہ میں جماعت کی مسجد ہے، پہلے یہ مسجد ایک معمولی کمرہ کی صورت رکھتی تھی۔ اور اس کے ساتھ ایک دو کمرے بطور مہمانخانہ استعمال ہوتے تھے۔ اب مسجد کی موجودہ صورت کو دیکھ انتہائی خوشی حاصل ہوئی۔ محترم ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب ریٹائرڈ سول سرجن نے جو نشتر آباد کے علاقہ میں اپنی پریکٹس کرتے ہیں، اس مسجد کو از سرِ نو تعمیر کرا کر بہت بڑی نیکی اور ثواب کا کام کیا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ تعمیر کے اخراجات جماعت کے چندوں اور مرکزی انجمن کی امداد سے ہوئے۔ لیکن ڈاکٹر صاحب نے اپنی وسیع پریکٹس اور گوناگوں مصروفیات کے باوجود جو وقت اور محنت اس پر صرف کی ہے، وہ ہر طرح لائق ستائش ہے۔ اب مسجد پہلے سے زیادہ وسیع، خوبصورت اور دو منزلہ بن گئی ہے، نچلا حصہ مردوں کے لئے اور اوپر کی منزل عورتوں کے لئے مخصوص ہے۔ لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ خطبات اور تقاریر سے مرد اور عورتیں اور بیرونی لوگ بھی مستفید ہوتے ہیں۔ مہمانخانہ بھی پہلے سے زیادہ وسیع اور دو منزلہ بن گیا ہے۔ جہاں باہر سے آنے والے مہمانوں کے آرام کا پورا سامان ہے۔ کھانے کا انتظام اس میں نہیں۔ کیونکہ پشاور شہر میں جہاں یہ مسجد ہے کھانے کی ہر چیز بازار سے میسر آسکتی ہے اور جہاں تک سنا گیا ہے عموماً گھروں والے بھی بازار سے کھانا منگواتے ہیں، بہرحال اس مسجد اور اس کے انتظام کو دیکھ کر طبیعت خوش ہو گئی۔ فالحمد للہ

مسجد میں پہنچکر جماعت پشاور کے سرگرم سیکرٹری محمد الرحمان صاحب ڈپٹی جیلر سے مل کر اور ان کی مشفقانہ توجہات سے مستفید ہو کر سفر کی تمام تکان دُور ہو گئی۔ آپ جماعت پشاور کے روحِ رواں ہیں اور دیگر جماعتی کاموں کے علاوہ نوجوانان جماعت کی دینی تربیت کے لئے ہر ممکن کوشش کرتے رہتے ہیں اور وقتاً فوقتاً ان کے لئے خاص اجلاس منعقد کر کے علمی و دینی موضوعات پر لیکچر دلواتے رہتے ہیں۔ ان لیکچروں کی تیاری میں نوجوانوں کی دینی معلومات میں بڑا اضافہ ہوتا ہے، اور یہ امر موجب مسرت ہے، کہ جماعت پشاور کے کئی نوجوان دین سے پورا لگاؤ رکھتے اور جماعتی سرگرمیوں میں پورا حصہ لیتے ہیں، اس سلسلہ میں ایک نوجوان محمد جمیل الرحمان خاص طور پر قابل ذکر ہیں، یہ بچہ محترم محمد الرحمان صاحب کا صاحبزادہ ہے، اور چھوٹی عمر ہونے کے باوجود دین سے خاصی واقفیت رکھتا اور نہایت عمدہ مقالات لکھ کر جلسوں میں پڑھتا ہے۔ پشاور کے اس جلسہ میں بھی حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت پر ایک مقالہ پڑھا جس کو بہت پسند کیا گیا۔ اس کے علاوہ محترم ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب کے صاحبزادگان اور بعض دیگر نوجوان انتظامات جلسہ میں حصہ لیتے اور مہمانوں کی خدمت سرانجام دیتے رہے۔

جلسہ پہلے دن پروفیسر محمد فاضل صاحب کے زیر صدارت منعقد ہوا جس میں مولانا فضل عالی نے تلاوت قرآن کریم کی اور ایک نوجوان عبدالرحمٰن نے نعت پڑھی۔ اس کے بعد سیکرٹری صاحب نے افتتاحی تقریر کی اور مولانا احمد یار صاحب محمد جمیل الرحمان صاحب اور ملک ظفر اللہ صاحب نے تقاریر کیں اور مقالات پڑھے، دوسرے دن مولانا عبدالرحمٰن صاحب امام مسجد کوہ مری کی تلاوت قرآن کریم اور عبدالغفور صاحب کی نعت خوانی کے بعد شیخ شریف احمد صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کے ملفوظات پڑھ کر سنائے اور مولینا شیر محمد صاحب، کرنل سعید احمد صاحب، مولوی عبدالرحمان صاحب امام مسجد کوہ مری۔ مولینا عبدالحق صاحب ودیارتھی اور میاں ظہور احمد صاحب نے تقاریر کیں۔ جو آئندہ مختلف اشاعتوں میں درج ہوتی رہیں گی، اس دوسرے دن کی کارروائی کو ایک حادثہ کی وجہ سے مختصر کرنا پڑا کیونکہ دوران جلسہ ہی میں موضع سفید ڈھیری کے ملک عبدالباری صاحب وکیل کی والدہ صاحبہ کی وفات کی خبر آگئی، اس لئے مقررین صاحبان سے تقاریر مختصر کرنے کی درخواست کی گئی۔ اور جلسہ ۱۲ بجے ختم کر کے کھانا کھانے کے بعد کئی دوست جنازہ میں شمولیت کے لئے سفید ڈھیری تشریف لے گئے۔ راقم الحروف کو بھی ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب اسی ارادہ سے اپنے مکان پر لے گئے کہ وہاں سے ہوتے ہوئے سفید ڈھیری جائیں گے۔ لیکن ان کو مریضوں سے جو صبح سے منتظر بیٹھے تھے، فرصت نہ مل سکی، ہمیں محترم عبدالباری صاحب سے اس صدمہ میں دلی ہمدردی ہے۔ دعا ہے اللہ تعالےٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحومہ کو جنت نصیب کرے، احباب کرام سے جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔

اسی دن تیسرے پہر محترم میاں ظہور احمد صاحب کی طرف سے ان کی فلور مل میں احباب کے لئے شاندار عصرانہ دیا گیا اس تقریب پر جنوبی افریقہ کے داؤد سیڈو صاحب اور مولینا عبدالحق صاحب ودیارتھی نے تقاریر کیں۔ محترم سیڈو صاحب نے حضرت نبی کریم صلعم کی ختم نبوت پر زور دیتے ہوئے آپ کے بعد سلسلۂ مجددین کا ذکر کیا اور حضرت مسیح موعودؑ کی تجدید دین اور خدمت اسلامی کو بیان کیا، مولانا عبدالحق صاحب کی عالمانہ تقریر کسی آئندہ اشاعت میں درج ہوگی۔

دوران جلسہ میں آندھی اور بارش کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ جو ساری رات جاری رہا۔ حتیٰ کہ ۱۹ اپریل کی صبح کو واپس ہوتے وقت بھی بارش کا سلسلہ جاری تھا۔ مولانا احمد یار صاحب، سیڈو صاحب اور بعض اور دوست تو بذریعہ ریل راولپنڈی اور لاہور روانہ ہو گئے، اور راقم الحروف ایک عزیز سے ملنے کے لئے بذریعہ بس مردان روانہ ہوا۔ راستہ میں موسلا دھار بارش کی وجہ سے ایک دریا کا پانی چڑھ آیا۔ خدا کا شکر ہے کہ ہماری بس بخیر و عافیت گزر گئی، لیکن بعد میں آنے والی بسوں کو رکنا پڑا۔ اور پشاور اور مردان کے درمیان کچھ دن کے لئے ٹریفک بند ہو گیا۔ یہ غیر معمولی بارشیں قدرت الٰہی کے کرشمے ہیں، جن سے ثابت ہے کہ ایک قادر مطلق ہستی اس کائنات کی فرمانروا ہے جس کے حکم سے ایسے اتفاقات رونما ہوتے ہیں، جو عقل... سے بالاتر ہیں اور انسانی طاقت سے باہر ہیں۔

جماعت لاہور کا تربیتی اجلاس

کئی مہینوں سے مقامی جماعت لاہور کے ماہوار تربیتی اجلاس بعض ضروری مصروفیات کی وجہ سے انعقاد پذیر نہیں ہو سکے، اب پھر حسب دستور ان اجلاسوں کا سلسلہ شروع کیا جا رہا ہے لہٰذا جملہ احباب مقامی جماعت لاہور کی خدمت میں التماس ہے کہ آئندہ ماہ کے پہلے جمعہ یعنی مورخہ ۷/۵/۶۵ کو جو تربیتی اجلاس جامع احمدیہ بلڈنگس میں بعد از نماز جمعہ منعقد ہو رہا ہے اس میں شمولیت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ اس اجلاس میں محترم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب اور محترم ڈاکٹر سید ..... صاحبان مقررین سے خطاب فرمائیں گے۔ والسلام۔ خاکسار احمد یار۔ اسسٹنٹ سیکرٹری

خدا تعالےٰ کی ذات کامل الوہیت و ربوبیت کی مالک ہے

اس کائنات کے قوانین مفید اور ہمہ گیر ہیں

حضرت نبی کریم صلعم کی کامل عبودیت - قوم کو اخلاص و اطاعت کی تلقین

حفظِ مراتب اور احساس ذمہ داری

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۱۶ اپریل ۱۹۶۵ء - فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بمقام جامع احمدیہ - احمدیہ بلڈنگس لاہور (17)

قل ان صلوٰتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین - لاشریک لہ - وبذالک امرت وانا اول المسلمین - قل اغیر اللہ ابغی ربا وھو رب کل شیئ ــــــ و انہ لغفور رحیم ــــــ (الاعراف)

کائنات کا خالق و مالک

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو توحید کامل کا سبق دیا - فرمایا ان اللہ خالق السموٰت والارض - خلق اللہ السموٰت والارض وما بینھما - لہ الخلق ولہ الامر - وہ خدا زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا ہے وہ موجد ہونے کی وجہ سے کائنات پر اس کی حکومت ہے - یہ کائنات دیکھنے والے پر ظاہر کرتی ہے کہ اس میں قوانین ایسے ہیں جو مفید ہونے کے ساتھ ساتھ عالمگیر بھی ہیں - اس کے معنی یہ ہیں کہ حکومت ایک ہی خدا کے ہاتھ میں ہے -

حضرت نبی کریم صلعم کی کامل عبودیت

کامل الوہیت اور کامل ربوبیت کے عرفان کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق خدا تعالےٰ نے فرمایا - کہ آپ کی عبودیت بھی کامل ہے - خدا حکم دیتا ہے کہ قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین لوگوں کے سامنے آپؐ کی زندگی موجود ہے - وہ سب کچھ جانتے ہیں - لیکن ہم بھی سرٹیفکیٹ دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان لوگوں کو کہدو کہ آپ کی عبادت، آپؐ کی قربانی آپؐ کی زندگی، آپؐ کی موت للہ رب العلمین یہ ساری کی ساری خدا کے لئے وقف ہے - اس خدا کے لئے جو اقوام عالم کا رب ہے - جہاں خدا تعالےٰ کی توحید کامل کا بیان ہوا وہاں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا کمال بھی بیان ہوا - اور نماز تو وہ چیز ہے کہ المصلی یناجی ربہ خدا کی عبادت کرنے والا خدا سے باتیں کرتا ہے -

کسی نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ما الاحسان یارسول اللہ آپؐ نے فرمایا کہ یہ ایک کیفیت ہے - ان تعبد ربک کانک تراہ - اس رنگ میں خدا کی عبادت کرنا کہ گویا اپنے آقا کو دیکھ رہا ہے - جس کا آقا اس کے سامنے ہو تو وہ کیسی محبت اور اخلاص کے ساتھ اس کے احکام کی اطاعت کرتا ہے - اور اگر ایسا نہ ہو سکے - فانہ یراک تو یہ کیفیت پیدا ہونی چاہیئے کہ وہ آقا تمہیں دیکھتا ہے -

حضرت نبی کریم صلعم کے متعلق اس رنگ کے پیدا ہونے کا ثبوت خدا تعالےٰ نے دیا ہے کہ وہ اپنے مولے کو دیکھتے ہیں - آپ کی عبادت، قربانی زندگی اور موت، جینا اور مرنا یہ تمام کا تمام خدا کے لئے ہے -

حضرت نبی کریم صلعم کی فرمانبرداری

نسک لغت میں چاندی کے ان ٹکڑوں کو کہتے ہیں جن کی میل کچیل نکل گئی ہو - ناسک کون ہے وہ عابد جس نے اپنے آپ کو تمام قسم کے گناہوں اور بداخلاقیوں کی میل سے پاک کر لیا ہو - اور اپنے نفس کو اس قدر صاف کر لیا ہو جیسے چاندی کا ایک ٹکڑا پگھلا کر میل کچیل سے صاف و پاک کیا جاتا ہے - ایسی عبادت کرنے والا شخص ناسک کہلاتا ہے -

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری فرمانبرداری ناسک کی طرح ہے - میرا زندہ رہنا تمہارے سامنے ہے - اپنی قوم کے سامنے بھی ہے اور غیروں کے سامنے بھی ہے - جذب منفعت اور ذاتی اغراض حضور نبی کریم صلعم کے سامنے نہیں - آپؐ نے فرمایا انا امین فی السماء وانا امین فی الارض - میں خدا کے سامنے بھی پورا پورا دیانتدار ہوں اور اس کی مخلوق کے سامنے بھی دیانتدار ہوں -

حجر اسود کے نصب کرنے کا واقعہ

ایک دفعہ خانہ کعبہ کی دیواریں سیلاب کی وجہ سے گر گئیں - اس خانۂ خدا کی بت پرستوں اور مشرکین کے دل میں بھی عظمت ہے - وہاں کانٹوں اور جھاڑیوں کو کوئی نہیں توڑتا اور نہ کاٹ سکتا ہے - اور کیڑے مکوڑوں کو بھی کوئی نہیں مار سکتا - اس گھر کی بڑی عظمت ہے اس کے متعلق حضرت عمر رضی اللہ نے فرمایا لو ظفرت علےٰ قاتل ابی اگر یہاں میرے باپ کا قاتل بھی آجائے ما مسستہ میں اسکو ہاتھ نہیں لگاؤں گا اس عظمت کو دل میں لئے ہوئے تمام قبائل کے سردار خانہ کعبہ کی تعمیر کے لئے اکٹھے ہو جاتے ہیں - جب حجر اسود کے نصب کرنے کا وقت آیا - تو جھگڑا پیدا ہو گیا - ہر قبیلہ کا سردار یہی چاہتا تھا کہ مجھے ہی یہ فخر حاصل ہونا چاہیئے - ہر ایک نے اصرار کیا - کوئی فیصلہ نہ ہو سکا - اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ لڑائی کا خطرہ پیدا ہو گیا - طبیعتیں مشتعل ہو گئیں - ان کا تکبر و نخوت اور عزو و بڑائی یہ برداشت نہیں کر سکتے تھے کہ یہ عزت کسی دوسرے کے حصہ میں آ جائے ایک طوفان اٹھنے والا تھا - آخر تجویز یہ ہوئی کہ علی الصبح جو پہلا شخص خانہ کعبہ میں داخل ہوگا - وہ اس پتھر کو نصب کرے گا - صبح ہوئی تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پہلے شخص تھے جو سب سے پہلے خانہ کعبہ میں تشریف لے آئے آپ کو دیکھکر سب نے کہا جاء الامین جاء الامین - سب خوش ہو گئے کہ امانت و دیانت کا پختہ انسان آ گیا ہے - کتنا بڑا سرٹیفکیٹ ہے جو قوم

نے حضور صلعم کو دیا۔ ایک سرٹیفکیٹ آپ کو خدا تعالےٰ نے دیا۔ اور دوسرا آپ کو قوم نے دیا۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر بچھائی اور حجرِ اسود کو اس میں رکھا اور فرمایا کہ تمام سردار مل کر اس چادر کو اٹھائیں۔ حضرت صلعم قوموں اور قبائل کو ایک کرنا چاہتے تھے اور حضور صلعم پتھر خود اکیلے رکھکر بھی یہ فخر و مباہات کا مقام خود حاصل کر سکتے تھے لیکن حضرت نبی کریم صلعم کے پیش نظر بڑائی کا حصول نہیں آپ قوم کو ایک کرنا چاہتے ہیں۔ جس قوم میں تفرقہ اور انتشار کی آگ لگی ہوئی تھی آپ اسکو متحد کرنا چاہتے تھے چنانچہ تمام قبائل کے سرداروں نے چادر کے پلو پکڑ کر پتھر کو جائے نصب تک اُونچا اٹھایا اور حضرت صلعم نے اسکو اپنے دست مبارک سے نصب کر دیا۔

نبی کریم صلعم کی بعثت کا مقصد

یہ واقعہ حضرت نبی کریم صلعم کی سیرت کو واضح کرتا ہے کہ آپ کے دل میں جلب منفعت اور خود غرضی نہیں بلکہ ایک ہی مقصد پیش نظر ہے کہ قوم ایک ہو جائے آپ نے قوم کو ایک کر کے دکھلا دیا۔ یہ بڑا مشکل معجزہ ہے۔ فرمایا میری زندگی کو دیکھ لو۔ و مماتی اور میری موت کو دیکھ لو۔ میدان جنگ میں ساتھ جاتا ہوں۔ جان دینے کے لئے جاتا ہوں۔

خدا تعالےٰ ربّ العٰلمین ہے

میرا مرنا اور جینا ظاہر کرتا ہے کہ میں خدا تعالےٰ کے لئے وقف ہوں۔ کس خدا کے لئے للّٰہ ربّ العلمین جو دنیا جہان کا ربّ ہے۔ حضور صلعم کو یقین ہے کہ ساری قوموں کا ربّ ایک ہے۔ تمام قومیں خدا کو مانتی ہیں۔ بُت پرست بھی پرمیشر کو مانتے ہیں۔ تثلیث پرست بھی خدا کو God Almighty تسلیم کرتے ہیں خدا کو سب مانتے ہیں۔ لیکن خدا کو رب العلمین تسلیم نہیں کرتے مسلمان ہی ہے جو اپنے خدا کو سب قوموں کا خدا اور ربّ تسلیم کرتا ہے۔ یہ وہ حقائق ہیں جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم کو سکھائے کہ خدا سب قوموں کا خدا ہے اس نے تمام قوموں میں انبیاء و رسل ہدایت کے لئے مبعوث فرمائے۔ ان کی تعلیم ایک ہی تھی اور وہ تھی توحید۔ یہ سبق حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی نے نہیں دیا۔ خدا تعالےٰ تمام قوموں کی ربوبیت کرتا ہے۔ اور اس نے اب میرے ذریعہ سے یہ کام لینا ہے کہ میں تمام قوموں کی روحانی تربیت کروں۔ وہ خدا رب العالمین ہے۔ لا شریک لہ۔ کسی نے سوائے اس کے اس کائنات کی تخلیق نہیں کی۔ کوئی ہستی سوائے خدا کے اس نظام پر حکومت نہیں کرتی۔ اور اس کائنات پر کسی کا تصرف نہیں ہے۔ نہ ابن اللہ کہنے والوں کی بات درست ہے کہ مسیح کا ہاتھ اس کائنات کے نظام میں شامل ہے اور نہ کرشن۔ بدھ۔ شجر۔ حجر۔ دریا۔ پہاڑ اس نظام میں کوئی دخل رکھتے ہیں، نہ یزدان اور اہرمن وغیرہ کسی کا ہاتھ اس میں ہے۔ لاشریک لہ کائنات کی حکومت میں کسی کا دخل نہیں اس کام میں خدا کو شریک کی حاجت نہیں ہے۔ وبذٰلک امرت اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے۔ یہ باتیں جو میں نے تلقین کی ہیں۔ آپ بھی اپنی زندگی کو اسی راہ پر لگائیں۔ ایسے خدا کے لئے اپنی زندگی صرف کریں جو ربّ العالمین ہے۔ یہ اعتقادات دنیا میں پھیلاؤ۔ انا اوّل المسلمین۔ میں ان اعتقادات پر سب انسانوں سے بڑھ چڑھ کر کاربند ہوں۔ میں سب سے بڑھکر احکام الٰہی کی فرمانبرداری کرنے والا ہوں دوسری جگہ فرمایا قل اغیر اللّٰہ ابغی ربًّا کس قدر بدبختی کی بات ہے کہ تمہارا ایک ربّ ہو ایک خالق ہو، ساری کائنات کا وہ ربّ ہو اور ساری کائنات اس کی مربوب ہو، مسیح بھی اس کا مخلوق اور مربوب ہو، کرشن اور بدھ بھی اس کا مخلوق اور مربوب ہوں۔ تو یہ بڑے تعجب کی بات ہو کہ تم اپنے ربّ اور خالق کو چھوڑ کر محتاج اشخاص کو جو مخلوق اور مربوب ہیں اس کو اپنا ربّ اور معبود تسلیم کر لو۔

معبود حقیقی - خدا تعالیٰ کی ذات ہے

مصر سے جب حضرت موسےٰ اپنی قوم بنی اسرائیل کو کنعان کے صحرا میں لے آئے تو ان کی قوم نے کہا کہ خاموشی اور ویرانی کی زندگی ہمیں پسند نہیں۔ یہاں کوئی رونق پیدا کی جائے۔ کوئی بت نہ بناؤ کہ میلہ لگتا رہے۔ اور چہل پہل کا بازار گرم ہو اس کے جواب میں بھی یہی بات فرمائی گئی۔ اور اس میں بھی تعجب کا اظہار کیا گیا ہے کہ کیا میں تمہارے لئے ان چیزوں کو معبود بناؤں حالانکہ انسان کو ان چیزوں سے افضل بنایا گیا ہے اغیر اللّٰہ ابغیکم الٰہًا وھو فضلکم علی العالمین۔ یہ زمین اور اس پر کی تمام مخلوق انسان کی خادم ہے۔ تم خادموں کو اپنا مخدوم بناتے ہو۔ یہ تمہاری ہتک ہے کہ خدا نے تمہیں معزز و مکرم بنایا اور تم خادموں کو مخدوم بنالو۔ یہ ٹھیک نہیں ہے۔ وہ خدا خالق ہے معبود ہے اور فرمایا ولا تکسب کل نفس الا علیھا اگر تم خدا تعالےٰ کی نافرمانی کرو گے تو اس خدا کا کچھ نہیں بگڑے گا۔ وہ غنی عن العالمین ہے۔ اگر بگڑے گا تو تمہارا بگڑے گا۔

لا تزر وازرۃ وزر اُخریٰ

- - - - - - - - - - - اور یاد رکھو کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ عیسیٰ مسیح۔ بدھ اور کرشن وغیرہ تمہارا بوجھ نہیں اٹھا سکتے۔ دنیا میں کوئی شخص کسی کا بوجھ نہیں اُٹھا سکتا۔ بیٹے کو تپ محرقہ ہو جاتا ہے تو ماں باپ اپنا سب کچھ لٹانے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ فرمایا کہ تمہارے عذر کا تمہارا کسی قسم کا بوجھ نہیں اٹھا سکتے۔ ثم الیٰ ربکم مرجعکم۔ تمہیں خدا تعالےٰ نے زندگی ایسی نعمت عطا فرمائی ہے لیکن زندگی کو قائم رکھنا تمہارے اختیار میں نہیں ہے۔ پھر تم کس منہ سے کہہ سکتے ہو کہ کوئی شخص سوائے خدا کے تمہیں بچا سکتا ہے۔ خدا ہی ہے جس نے تمہیں زندگی عطا کی پھر اسی کے حضور حاضر ہونا ہے۔

بدکاری کے نتائج

ایک دفعہ مالیر کوٹلہ کے نواب احسان احمد صاحب نے مجھ سے ذکر کیا کہ راجہ پٹیالہ جب بیمار ہو گیا تو ولایت اور پیرس سے ڈاکٹر علاج کے لئے آئے اس کی بدکاری کی وجہ سے چمڑا گوشت سے علیحدہ ہو چکا تھا۔ بیکسی کا عالم ہے۔ کچھ بن نہیں سکتا۔ بادشاہوں پر بھی بیکسی کا عالم طاری ہوتا ہے۔ امراض خبیثہ اُن پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ کبھی اُن کے اپنے نفس پر اور کبھی ان کی اولاد پر۔

حفظِ مراتب

یہ سارے نظارے دن رات ہماری آنکھوں کے سامنے آتے ہیں۔ ہمیں کیا پتہ ہے کہ کب موت کا پیغام آ جائے۔ آج ہیں کل نہ ہوں۔ الیٰ ربکم مرجعکم غفلت شعاری چھوڑ دو۔ تم محتاج ہو۔ بے بس ہو۔ تم اس مولیٰ سے تعلق رکھو جس نے تمہیں زندگی ایسی بیش قیمت نعمت دی۔ اور زمین و آسمان کی تمام برکات تمہاری خدمت میں لگا دی ہیں فینبئکم بما کنتم فیہ تختلفون۔ پھر تمہارے اعمال سامنے آ جائیں گے وھو الذی جعلکم خلٰئف فی الارض۔ ورفع بعضکم فوق بعض درجٰت لیبلوکم فی ما اٰتٰکم۔ مرتبہ والوں کا ادب لحاظ کرو۔ تم کو خدا نے اپنا خلیفہ بنایا ہے۔ ایک خلیفہ خدا کا آدم تھا۔ فرمایا کہ تم میں ہر ایک بادشاہ ہے۔ خاوند بادشاہ ہے کہ وہ خاندان کی کفالت کرتا ہے۔ بیوی ملکہ ہے وہ عیال کی تربیت کرتی ہے۔ گھر کی دیکھ بھال کرتی ہے نوکر بھی اپنے دائرہ کار میں بادشاہ ہے۔ اس کے بھی فرائض ہیں۔ مرتبے کے لحاظ سے مساوات نہیں ہے۔ درجات الگ الگ ہیں لیکن حقوق سب کے ایک ہیں۔ حفظ مراتب کا لحاظ رکھو۔

احساس ذمہ داری

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن مسعودؓ کو فرمایا۔ کہ اقرأ علی القراٰن مجھے قرآن کریم پڑھ کر سناؤ۔ ابن مسعودؓ نے حیران ہو کر پوچھا کہ ءاقرأ علیک انزل یا رسول اللّٰہ یہ قرآن کریم تو آپ پر اترا ہے اور آپ کو ہی میں پڑھ کر سناؤں؟ حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ ہاں

احب ان اسمع من غیری - مجھے دوسرے سے سننے میں لطف آتا ہے - ابن مسعود رضؓ کہتے ہیں کہ میں نے سورۃ النساء پڑھی - جب میں اس آیت پر پہنچا فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشھید وجئنا بک علی ھٰؤلاء شھیدًا یعنی ایک دن ہم ہر ایک گروہ کے لوگ اپنے پاس بلائیں گے آپ کو بھی پیش ہونا ہوگا - جب یہ حصہ آیا تو حضور نبی کریم صلعم نے فرمایا حسبک الاٰن حسبک الاٰن بس بس کافی ہے - ابن مسعودؓ نے حضور صلعم کی طرف دیکھا تو آپؐ کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگی ہوئی تھی - آپؐ کو اپنے فرض کا احساس تھا -

الگ الگ درجات

ایک نوکر کو - ایک آقا کو ایک حاکم کو یا افسر کو ماتحت کو ہر کسی کو اپنے فرائض کے متعلق پوچھا جائے گا - جو جو کام بھی تمہارے سپرد ہیں - ان کا حساب کتاب لیا جائے گا - اور یہ بھی تہذیب سیکھو کہ تم برابر نہیں ہو - قوانین میں مساوات ہے - درجات میں مساوات نہیں ہے - کیا بیٹا باپ کے برابر ہو سکتا ہے ؟ تامی - جرنیل کے برابر ہو سکتا ہے ؟ رعایا سلطان کے برابر ہو سکتی ہے ؟ امت پیغمبر کے برابر ہو سکتی ہے ؟ ھم درجات عند اللہ - اللہ تعالےٰ کے نزدیک سب کے الگ درجات ہیں یہ یہی تہذیب سکھاتی ہے کہ لوگوں کے مراتب کا لحاظ رکھو ، جو حفظِ مراتب کا خیال نہیں رکھتا وہ مسلمان کہلانے کا مستحق نہیں ہے -

امیر غریب کا امتحان

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں کے مراتب کے لحاظ سے ان کے ساتھ سلوک کیا جائے گا جن کو رتبہ ملا ہے ان کا اس میں امتحان ہے ، کسی کو مقتدر بنایا ہے - اس کا امتحان ہے امیر آدمی چھوٹے آدمی سے غلط سلوک کرتا ہے تو اسکے بارے پوچھا جائے گا - اگر دولت کی وجہ سے انسانیت بھاگ گئی تو کیا رہا - ایک غریب آدمی کا امتحان ہے کہ غربت کی وجہ سے ، بے ایمانی تو نہیں کرنا چاہتا - غربت تمہیں آمادہ نہ کرے کہ تم حرام کی روٹی کھاؤ غریب کا بھی امتحان ہے اور امیر کا بھی - ان ربک سریع العقاب - اللہ تعالےٰ جلد ہمارے گناہوں کی سزا دینے والا ہے - یہ قاعدہ ہیں - ہم امتحان لیتے ہیں اگر کوئی اس امتحان میں فیل ہو گیا - تو وہ گھاٹے میں رہا - اگر کسی نے اپنی عادت اچھی کر لی فانہ لغفور رحیم - تو وہ خدا غفور ورحیم ہے - انسان کو چاہیئے کہ خدا کے غفر اور رحمت سے فائدہ اٹھاوے

خط وکتابت

کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں - (منیجر)

خصوصی رعائیت سیٹ نمبر ۲

صرف -/12 روپے میں ۱۵ کتابیں - ڈاک خرچ مفت

انجمن نے کتابوں کی اشاعت کی غرض سے قیمتوں میں بہت کمی کر دی ہے تاکہ اسلامی تعلیمات پر یہ مفید کتب زیادہ سے زیادہ ہاتھوں میں پہنچیں - احباب جماعت کو چاہیئے کہ ان کتب کو خود بھی خریدیں - اور اسلامی کتب سے دلچسپی رکھنے والے اصحاب کو خرید کر دیں - اور ثواب دارین حاصل کریں -

۱ - غلامی - از شیخ احمد دین صاحب صفحات ۸۰ - رعایتی قیمت ۱۳ پیسے -

۲ - اسلامی عقائد - مذہبی معلومات کا انسائیکلو پیڈیا از مولوی محمد نور الدین قاری صفحات ۹۲ - رعایتی قیمت ۲۵ پیسے

۳ - اظہار النصائح - از مولینا سید محمد احسن صاحب امروہی - اسمہ احمد ، نبوت مطلقہ اور تکفیر عام کے مسائل پر حضرت مسیح موعودؑ کی کتب سے حوالے اور خلیفہ ربوہ کے موقف کی بنیاد پر روشنی ڈالی گئی ہے صفحات ۸۰ - قیمت ۱۲ پیسے

۴ - ستہ ضروری - رپورٹ مباحثہ رامپور از سید محمد احسن صاحب امروہی صفحات ۸۰ - رعایتی قیمت ۱۹ پیسے -

۵ - قمر الہدیٰ } از شیخ قمر الدین صاحب جہلمی حضرت مسیح موعودؑ کی طرف منسوب دعوےٰ نبوت پر خود ان کی تحریرات کی روشنی میں وضاحت کی گئی ہے - صفحات ۲۹۲ - رعایتی قیمت ۵۰ پیسے -

۶ - میثاق النبیین حصہ دوم } از حضرت مولنا عبد الحق صاحب ودیارتھی عالم سنسکرت وعبرانی - بدھ مذہب کی کتب نوید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم - ایک اچھوتی تحقیق - صفحات ۳۱۲ - رعایتی قیمت ۲ دو روپے

۷ - آئینہ حق نما حصہ اول } از حضرت مولینا عبد الحق صاحب ودیارتھی عالم سنسکرت وعبرانی ، ستیارتھ پرکاش کے چودھویں باب پر نہایت مدلل اور معقول جواب صفحات ۲۴۰ - رعایتی قیمت ۵۰ پیسے

۸ - آئینہ حق نما حصہ دوم } از حضرت مولینا عبد الحق صاحب ودیارتھی عالم سنسکرت وعبرانی - مطالعہ ویدک آریہ دھرم پر نہایت دقیق وعالمانہ تحقیق - صفحات ۱۵۹ - رعایتی قیمت ۲ دو روپے -

۹ - بھگوت گیتا } از حضرت مولنا فضل الکریم صاحب - انگریزی میں نہایت عالمانہ تنقید جس میں گیتا میں تضاد اور تحریف کی تفصیلی بحث ہے - صفحات ۱۱۲ - رعایتی قیمت ۵۰ پیسے -

۱۰ - ارتقائے نسل انسانی بجواب ہبوطِ نسل انسانی } مصنفہ میر مدثر شاہ صاحب گیلانی - صفحات ۱۹۹ رعایتی قیمت ۵۰ پیسے -

۱۱ - یجروید کا اردو ترجمہ } ترجمہ نہایت صحیح وبامحاورہ معہ دیباچہ جس میں یجروید کے مختلف پہلوؤں پر عالمانہ بحث کی گئی ہے از حضرت مولینا عبد الحق صاحب ودیارتھی فاضل سنسکرت وعبرانی قیمت ۵۰ پیسے

۱۲ - مباحثہ راولپنڈی } مباحثہ راولپنڈی ۶ جون ۱۹۳۷ء میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی اور جماعت قادیان راولپنڈی کے مابین ۱ - پیشگوئی مصلح موعودؑ ۲ - خلافت اور انجمن ۳ - نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام - ۴ مسئلہ کفر واسلام کے سوالات پر ہوا - صفحات ۲۲۸ - رعایتی قیمت ۵۰ پیسے -

۱۳ - آئینہ احمدیت حصہ اول } از مولوی دوست محمد صاحب ایڈیٹر ہفت روزہ پیغام صلح - سید حبیب کی تحریک قادیان پر ایک تنقیدی نظر - صفحات ۲۶۰ - رعایتی قیمت ۷۵ پیسے

۱۴ - آئینہ احمدیت حصہ دوم } از مولوی دوست محمد صاحب - جس میں حضرت مسیح موعودؑ پر چند اعتراضات کے جوابات اولیائے امت کے اقوال اور الہامات کی روشنی میں دیئے گئے ہیں - صفحات ۲۲ - رعایتی قیمت ۱۳ پیسے

۱۵ - تطہیر الاولیاء امت معہ ملفوظات اولیاء } مصنفہ میر مدثر شاہ صاحب گیلانی - صفحات ۱۹۹ - رعایتی قیمت ۵۰ پیسے -

یہ رعایت خصوصی چند ماہ تک رہے گی - اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے جلد از جلد اپنے آرڈر ذیل کے پتہ پر روانہ کریں -

نوٹ : سٹ نمبر ۱ میں ذیل کی کتب شامل ہیں - محمد مصطفےٰ - غذا وصحت ، تسہیل القرآن - رسالہ حضرت ابوبکرؓ - رسالہ حضرت عمرؓ - قیمت صرف پچاس پیسے - محصول ڈاک علاوہ ۳۱ پیسے بذریعہ بک پوسٹ - بذریعہ رجسٹری ۸۱ پیسے -

ملنے کا پتہ

مینیجر دار الکتب اسلامیہ - احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور ۷

مکتوبِ برلن — مولانا محمد یحییٰ بٹ صاحب امام مسجد برلن

برلن (جرمنی) مغربی (جرمنی) میں
عید الاضحیٰ کا اجتماع

عید الاضحیٰ کا مبارک تہوار ہم نے امسال مسجد برلن میں ۱۲ اپریل بروز سوموار کو منایا۔ حسب سابق اس تہوار میں شمولیت کے لئے مسلمان بھائیوں اور عیسائی دوستوں کو دعوت نامے بھیجے گئے۔ گیارہ اپریل بروز اتوار مجھے ہامبرگ سے ٹیلیفون آیا تھا کہ سمالیہ۔ مشرقی افریقہ کے پریزیڈنٹ جناب آدن عبداللہ عثمان صاحب ۱۲۔ اپریل کو برلن پہنچ رہے ہیں۔ اور وہ عصر کی نماز مسجد میں ہمارے ساتھ ادا کریں گے۔ یہ ٹیلیفون اُن کے ایک سیکرٹری کا تھا۔ پریزیڈنٹ صاحب ۱۲ اپریل کو دس بجے صبح بذریعہ طیارہ برلن پہنچے۔ مقامی حکومت نے ان کا استقبال کیا۔ اس کے بعد وہ معہ اپنے وزرا اور دیگر افسران کے ساڑھے دس بجے کے بعد تشریف لائے۔ میں نے مسجد سے باہر کھڑے ان کا استقبال کیا اور فوٹو گرافرز نے جو خاصی تعداد میں جمع ہوئے تھے ہماری باہر کھڑے ہوئے تصاویر اتاریں۔ پروگرام میں نماز کا وقت دس بجے مقرر کر رکھا تھا۔ چنانچہ پریزیڈنٹ صاحب موصوف کی تشریف آوری سے پیشتر ہی مسجد میں احباب جمع ہو چکے تھے۔ مصر کے ایک نوجوان قرآن کریم کو خوش الحانی سے پڑھتے رہے۔ حاضرین میں پاکستان کے آنریری کونسل متعینہ برلن، افغانستان کے سابق سفیر متعینہ جرمنی، گورنمنٹ افسران جن میں ایک مقامی ادارہ کے ڈائرکٹر ہیں مع اہلیہ انجنیئرز اور حلقہ ولمسرڈورف کے افسر تعلیم جنہوں نے میئر صاحب کی نمائندگی کی۔ اور طلباء شامل تھے۔ ان احباب نے میرے دعوت نامے پہنچنے پر اپنی غیر حاضری کی اطلاع مجھے پہلے ہی سے کر دی تھی۔

نماز شروع کرنے سے پیشتر میں نے احباب کو ہر دو رکعات میں تکبیروں کی سات اور پانچ بار دہرانے کی یاد دہانی کرائی اور بعد نماز ہم سب نے مل کر تین بار اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد۔ خدا کی حمد کا ترانہ گایا۔ ان الفاظ کا ترجمہ میں نے حاضرین کو جرمن زبان میں سنایا۔

خطبہ قریباً آدھ گھنٹہ تک جاری رہا۔ خطبہ کے دوران میں نے عید قربان اور حج سے متعلقہ امور پر روشنی ڈالی اور ان کی ادائیگی سے جو مسلمان کو زندگی کے اصول سکھائے گئے ہیں ان کو واضح کیا۔ اسی ضمن میں سیدنا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات کو جو حضور نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمائے دہرایا اور نسل انسانی کے ایک ہونے اور عورت کے حقوق کو واضح کیا۔ قربانی کے مفہوم پر روشنی ڈالتے ہوئے میں نے کہا کہ اسلام نے قربانی کی رسم کو ایک نئے رنگ میں پیش کیا ہے اور وہ یہ کہ انسان اپنے حیوانی جذبات کو خدا کے حضور قربان کرے۔ ورنہ ذبح کئے ہوئے جانور کا گوشت یا لہو خدا کو نہیں پہنچتے۔ قلب کی وہ کیفیت کہ مؤمن خدا کے احکام کے سامنے اپنی سفلی خواہشات کو قربان کر دے گا۔ اور اس کے احکام کی پیروی میں خواہ کتنی ہی تکالیف اُٹھانی پڑیں وہ خدا کی رضا کی خاطر اُن سب کو برداشت کرے گا۔ اور اس کے بتائے ہوئے راستہ سے وہ نہیں ہٹے گا۔ یہ وہ کیفیت ہے جو خدا کے ہاں مقبول ہے۔ قربانی کے اس نئے مفہوم سے اسلام نے انسانیت کو بلند کیا ہے اور خدا کا قرب یا نجات حاصل کرنے کے لئے اُس نے یہ اصول سکھایا ہے کہ ہر انسان اپنی حیوانی خواہشات کو خدا کے لئے ذبح کرے۔ اسلام انسانیت کو گناہ سے بچانے کے لئے خدا کو زمین پر لا کر اس کے مر جانے اور ذبح ہو جانے کا فلسفہ ہی پیش نہیں کرتا ہے۔ بلکہ وہ انسانیت کو آسمان پر لے جا کر خدا کے سامنے اپنی خواہشات کو قربان کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ تا ہر انسان اپنی اس قربانی سے نجات حاصل کرے۔

میں نے مزید کہا کہ حج کے دوران میں مسلمان مرد یا عورت کا صفا اور مروہ کی پہاڑیوں پر دوڑنا۔ اس امر کو ذہن نشین کرتا ہے کہ مشکلات کے اندر اور ایسی صورت میں جبکہ ظاہری اسباب کامیابی کے نظر نہ آتے ہوں تو مسلمان کو خدا کی مدد پر بھروسا رکھنا چاہیئے اور اس توکل کی حالت میں ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر نہیں بیٹھ جانا چاہیئے۔ بلکہ اپنی طرف سے پوری کوشش کرنی چاہیئے اور ساتھ ہی خدا کی طرف سے امداد کرنے پر پورا یقین اور پوری امید رکھنی چاہیئے۔ بعینہٖ اسی طرح جس طرح حضرت ہاجرہؑ نے بچے کو پانی دینے کے لئے اپنی طرف سے پانی کی تلاش کے لئے پوری کوشش کی۔ غرض اسی طرح میں نے نو (۹) اصول زندگی بیان کئے جو ہمیں اس تہوار کے ذریعہ ذہن نشین کرائے گئے ہیں۔ آخر پر میں نے احباب کو عید مبارک کہی اور خطبہ ختم ہوا۔ احباب آپس میں عید ملنے لگے۔

خطبہ کے اختتام پر میں نے اعلان کیا کہ اب مسجد سے باہر باغ میں بکرا ذبح کیا جائے گا۔ یہ جانور میری اہلیہ نے اپنی طرف سے ذبح کرایا۔ اس کی قربانی کے لئے مقامی حکومت سے اجازت پہلے ہی سے لے لی تھی۔ اور اس امر کا اعلان دعوت نامے پر مندرج تھا۔ قربانی کی رسم ادا کرنے کے بعد حاضرین کو چائے، ڈبل روٹی۔ مکھن وغیرہ دیا گیا اور اعلان کیا گیا کہ احباب تشریف رکھیں۔ گوشت کو پاکستانی طریق پر پکایا جائے گا اور حاضرین کو کھلایا جائے گا۔ بہت سے احباب گوشت کے پکنے تک انتظار نہ کر سکے۔ اور جو دوست ہمارے ہاں ٹھہرے انہیں گوشت کھلایا گیا۔ کچے گوشت کا ایک حصّہ یہاں یتامٰی کو بھیجا گیا۔ عیسائی دوستوں اور مسلمان بھائیوں کو ایک ایک ٹکڑا ساتھ ہی دے دیا گیا تا وہ گھر پہنچ کر حسب منشا پکا لیں۔ ہمسایوں کو پکا کر گوشت بھیجا گیا۔ غرضیکہ خدا کے فضل سے یہ تہوار بخیر و خوبی سرانجام پایا الحمد للہ علیٰ ذالک۔

اسی دن شام چار بجے ایک ادارہ نے پریزیڈنٹ صاحب کو دعوت دی۔ اس میں مجھے اور میری اہلیہ کو بھی مدعو کیا گیا۔ اسی دوران میں وزیر خارجہ اور دیگر وزراء سے گفتگو کرنے کا موقعہ ملا۔

دوسرے دن تین مقامی اخبارات نے ہمارے ہاں مسجد میں ہونے والے اجتماع کی تصاویر شائع کیں اور باقی ہر اخبار نے پریزیڈنٹ صاحب کے مسجد میں نماز ادا کرنے کا ذکر کیا۔ ان میں سے دو اخبارات میں چھپی ہوئی دو مختلف تصاویر آپ کو بھیجتا ہوں۔ اگر مناسب سمجھیں تو اخبار میں شائع فرما دیں۔ والسلام

خاکسار محمد یحییٰ بٹ

فہرست عطیہ گولڈن جوبلی فنڈ

نام	رقم	رسید نمبر
مختلف احباب بذریعہ مولٰینا احمد یار صاحب	-/6	۳۲۹۰
ڈاکٹر ملک نذیر احمد صاحب لاہور	-/45	۳۱۴۰
تنولی برادرز کراچی	-/10	۳۲۰۵
محمد بشیر بٹ "	-/15	"
بیگم صاحبہ "	-/5	"
میاں محمد احمد صاحب لاہور	-/25	۳۲۲۵
چوہدری فضل الٰہی صاحب ڈھڈیال آزاد کشمیر	-/10	۳۲۳۵
سید مصطفٰے حسین صاحب خانپور	-/5	۳۲۴۰
شیخ نثار احمد اینڈ برادرز وزیر آباد	-/100	۳۲۶۵
عبد المجید خان صاحب۔ خانپور	-/10	۳۲۶۱
بشیر احمد صاحب لاہور	-/4	۳۲۴۷
تنولی برادرز کراچی	-/10	۳۴۲۰

مولانا شیخ عبدالرحمٰن مصری صاحب

مجدّدینِ اُمّت میں سیّدنا حضرت مرزا صاحب کا مقام

(۴)

قرآن کریم سے مسلمانوں کی بے اعتنائی

قرآن کریم کو مسلمانوں کی دینی و دنیوی ترقیات کا واحد ضامن قرار دیا گیا ہے اور جس نے اپنی اس شان کو عملی طور پر ثابت بھی کر دیا ہوا تھا مگر پھر بھی سیّدنا حضرت مرزا صاحب کے دعوے مسیحیت اور مہدیت کے وقت مسلمانوں کی یہ حالت تھی کہ انہوں نے عملاً اسکو بالکل چھوڑ دیا ہوا تھا حالانکہ اس کی شان میں ارشادِ خداوندی ان الفاظ میں وارد تھا فاستمسک بالذی اوحی الیک انک علیٰ صراط مستقیم یعنے اس قرآن کو جو تیری طرف وحی کیا گیا ہے۔ اس کو مضبوط پکڑے رکھو اس کو مضبوطی سے پکڑے رکھنے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تو یقیناً صراط مستقیم پر قائم رہے گا یہ خطاب صرف حضرت نبی کریم صلعم کو ہی نہیں بلکہ ہر مسلمان ان الفاظ کا مخاطب ہے۔ چنانچہ الانبیاء رکوع ۲ میں صاف فرمایا لقد انزلنا الیکم کتاباً فیہ ذکرکم افلا تعقلون یعنی ہم نے تمہاری طرف یہ کتاب اتاری ہے اس میں تمہارا شرف ہے کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے کاش اس وقت مسلمان عقل سے کام لیں اور اپنی زندگیوں کو اس کی ہدایت کے مطابق ڈھال لیں تا کھوئی ہوئی عظمت کو از سرِ نو حاصل کر لیں امامِ وقت حضرت مسیح موعود نے کیا سچ فرمایا ہے۔

از ذرہ دیں پروری آمد عرقِ اندر تحست
باز چوں آید بیادم ازیں رہ بالیقیں

اس نے یہ بھی فرمایا

وانہ لذکر لک ولقومک فسوف تسئلون الزخرف ع ۴ یاد رکھو کہ یہ قرآن کریم ہی یقیناً تیرے لئے بھی اور تیری قوم کے لئے بھی شرف کا موجب ہے اور اس کے چھوڑنے پر تم خدا کے ہاں مسئول ہو گے یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ جب تک مسلمانوں نے اس پاک کتاب پر پنجہ مارے رکھا اور اس کی ہدایات پر عمل کرتے رہے اور اسی کو مشعل راہ بنائے رکھا تو قرآن کریم کے وعدہ کے مطابق وہ دنیا میں بھی معزز رہے اور دینی حالت بھی ان کی درست رہی چنانچہ ان کا اخلاقی کردار دنیا میں ضرب المثل تھا لیکن جب انہوں نے اس پاک کتاب سے منہ موڑ لیا تو دنیاوی عزت سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے اور اخلاقی لحاظ سے بھی گر گئے چنانچہ فسوف تسئلون کے ماتحت ان پر وہ وقت آ گیا جس کا نقشہ سورۃ الفرقان ع ۳ میں ان الفاظ میں پیش کیا گیا ہے ویوم یعض الظالم علیٰ یدیہ یقول یا لیتنی اتخذت مع الرسول سبیلاً یا ویلتیٰ لیتنی لم اتخذ فلاناً خلیلاً لقد اضلنی عن الذکر بعد اذ جاءنی وکان الشیطان للانسان خذولاً وقال الرسول یا رب ان قومی اتخذوا ھذا القرآن مھجوراً یعنی ظالم اپنے ہاتھوں کو کاٹیں گے یعنی سخت پچھتائیں گے اور کہیں گے اے کاش میں اپنا راستہ رسول کے ساتھ ہی بنائے رکھتا یعنے اسی کے بتائے ہوئے طریق پر عمل پیرا رہتا ہائے افسوس کاش میں فلاں کو اپنا دوست نہ بناتا جیسا کہ آج کل مسلمان اشتراکیت یا سرمایہ داری کے قائلین یا بعض یورپ کے فلاسفروں کو اپنا دوست بنائے بیٹھے ہیں اور انہی کی پیروی کو اپنی دنیاوی ترقی کا واحد ذریعہ سمجھے ہوئے ہیں۔ وقت آئے گا کہ قرآن کی پیشگوئی کے مطابق ان کو کہنا پڑے گا کاش ہم ان مادہ پرستوں کو اپنا دوست نہ بناتے اور اپنے رسول کے اسوۃ پر عمل کو ہی اپنی دینی و دنیوی ترقی کا ذریعہ یقین کرتے ان دوستوں نے تو ہمیں اصلی ذکر سے جو ہمارے شرف کا موجب تھا دور پھینک دیا بعد اس کے کہ وہ ہمارے پاس آ گیا تھا یعنی اس سے پہلے ذکر ہونے کا ثبوت بہم پہنچا دیا تھا آخر ان پر ثابت ہو جائے گا کہ شیطان ہی انسان کے دلوں میں ایسے گمراہ کرنے والے دوستوں کی پیروی کی طرف دعوت دیتا تھا۔ انہوں نے اس کی اس دعوت کو قبول کر لیا تھا۔ اس نے بھی ان کا ساتھ چھوڑ دیا اور ان کی مدد سے کنارہ کش ہو گیا۔ مسلمانوں کی گراوٹ جب اس پستی تک پہنچ جائے گی تو رسول اللہ صلی اللہ صلعم کی روح پکار اُٹھے گی اور خدا کے حضور التجا کرتے ہوئے درخواست کرے گی کہ اے میرے رب میری قوم نے تو اس قرآن کو بالکل چھوڑ دیا ہے یعنی اب آپ ہی ان کو قرآن کی طرف لانے کے لئے اپنی طرف سے سامان کیجئے تب اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون کو پورا کرتے ہوئے اپنے ایک بندہ کو مبعوث کرے گا جو مسلمانوں کو پھر قرآن کریم کی طرف آنے کی دعوت دے گا جیسا کہ اس نے اس تاریک دور میں سیّدنا حضرت مرزا صاحب کو مبعوث کر دیا جنہے دوبارہ مسلمانوں کو قرآن شریف کی طرف متوجہ کر دیا جن کی سعی جمیلہ سے آج چاروں طرف قرآن کریم کی ہدایات کو اپنانے کا چرچا ہو رہا ہے اور ہر طرف سے یہ آواز اٹھ رہی ہے واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا آل عمران ع ۱۱ یعنی اللہ کی رسّی کو مضبوط پکڑ لو اور اس سے علیحدگی اختیار نہ کرو گو جس شخص نے سب سے پہلے یہ آواز اُٹھائی اس کی طرف ابھی تک بے توجہگی ہے یعنی حضرت مسیح موعود و مہدی معہود کو امام الزمان تسلیم کرنے میں ابھی تردد ہے۔ لیکن اس کی آواز پر لبیک ضرور کہا جا رہا ہے انشاء اللہ وہ وقت بھی قریب آ رہا ہے کہ مسلمان پوری طرح اس کے حلقہ غلامی میں داخل ہونے کو اپنا فخر سمجھیں گے اور یاد رکھیں کہ بغیر اس کے حقیقی اور مکمل کامیابی سے ہم کنار ہونا بھی محال ہے کامیابی انہی مسلمانوں کے قدم چوم رہی ہے جنہوں نے اپنے آپ کو اس کے دامن سے وابستہ کیا کیونکہ انہی کے دلوں میں قرآن کریم کی حقیقی عظمت قائم ہوئی ہے اور انہی کے دلوں میں اس پاک کتاب پر بصیرت سے بھرا ہوا ایمان پیدا ہوا ہے جس نے ان کی زندگیوں میں انقلاب پیدا کر دیا ہے اور جس نے اس کی خدمت کے لئے ہر قسم کی قربانی کا جذبہ ان کے قلوب میں پیدا کر دیا ہے اور وہ دوسروں کے مقابلہ میں صحابہ رضوان اللہ کی طرح اس کی اشاعت میں دن رات دل و جان سے لگے ہوئے ہیں اور یورپ اور غیر یورپ سب جگہ اسلام کی برتری کے جھنڈے گاڑتے چلے جا رہے ہیں صرف غیر مسلموں کو ہی اسلام میں داخل نہیں کر رہے بلکہ مسلمانوں میں بھی زندگی کی روح پھونکتے جاتے ہیں کاش مسلمان اس ضرب المثل پر غور کرنے کہ ......

درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ سیّدنا حضرت مرزا صاحب کے دعوے کی صداقت پر اگر کوئی اور دلیل نہ بھی ہو تو قرآن کریم کے ساتھ جو عشق انہوں نے اپنے ساتھ تعلق پیدا کرنے والوں کے دلوں میں پیدا کیا ہے وہ اپنی ذات میں ان کی صداقت پر اکیلی ہی کافی دلیل ہے ہر اس شخص کے لئے جو تعصب اور عناد کی عینک اتار کر انصاف کی عینک سے آپ کے پیدا کردہ انقلاب کو دیکھے۔

احادیث میں مسلمانوں کی قرآن کریم کی طرف سے بے اعتنائی کی تفصیل

قرآن کریم میں جس بے اعتنائی کا اظہار پایا جاتا ہے احادیث میں اسکو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے کیونکہ احادیث درحقیقت قرآن کریم کی ہی تفسیر ہیں مسیح موعود کے زمانہ کی علامات میں سے سب سے پہلی علامت بیان کی گئی ہے اقلّ ما یرفع الرکن والقرآن والرؤیا التی فی المنام کنز العمال جلد سابع صفحہ ۱۷۴ چنانچہ اسی صفحہ پر کوئی کے اٹھ جانے

گا تشریح ان الفاظ میں بیان کی گئی ہے یدرس الاسلام کما یدرس وشی الثوب لا یدری ما صیام ولا صلوٰۃ ولا نسك ولا صدقۃ یعنی اسلام اس طرح بوسیدہ ہو جائیگا جس طرح کپڑے کا نقش و نگار بوسیدہ ہو جاتا ہے یہاں تک کہ لوگوں کے دل اس حقیقت سے خالی ہو جائیں گے کہ روزہ کا کیا فلسفہ اور اس کے کیا فوائد ہیں نماز کی بنیاد کن حکمتوں پر مبنی ہے اور یہ کس طرح روحانی ترقیات کا ذریعہ بنتی ہے۔ قربانی کن مصلحتوں پر واجب کی گئی ہے اور صدقہ کس طرح دلوں کو صاف کرتا اور مطہر بناتا ہے خلاصہ کلام یہ کہ اسلامی ارکان کی حکمتیں دلوں سے محو ہو جائیں گی محض رسم ہی رسم رہ جائے گی لوگوں کے ہاتھوں میں محض چھلکا رہ جائے گا مغز عنقا ہو جائے گا اس کے بعد کے الفاظ اوپر بیان کردہ مفہوم کے ہی مؤید ہیں فرمایا ولیسری علی کتاب اللہ فی لیلۃ فلا یبقی فی الارض منہ آیۃ و تبقی طوائف من الناس الشیخ الکبیر والعجوز یقولون ادرکنا آباءنا علی ھذہ الکلمۃ لا الہ الا اللہ فنحن نقولھا یعنی اللہ تعالے کی کتاب پر ایک رات میں ہی ایسی حالت پیدا ہو جائے گی (رات سے مراد تاریکی سے بھرا ہوا زمانہ ہے) کہ زمین میں اس کی ایک آیت بھی باقی نہیں رہے گی حدیث کے یہ الفاظ قرآن کریم سے اس بے توجہگی اور بے اعتنائی کا مکمل نقشہ پیش کر رہے ہیں جو مسلمانوں کی طرف سے اس زمانہ میں ظہور میں آرہی ہو گی فرمایا کہ اس تاریکی کے زمانہ میں کچھ بوڑھے مرد اور کچھ بوڑھی عورتیں ہوں گی جو کہیں گی کہ ہم نے اپنے بڑوں کو کلمہ لا الہ الا اللہ کہتے ہوئے سنا ہوا ہے سو ہم بھی اسے کہہ لیتے ہیں مطلب یہ کہ ہمیں اس کی حقیقت کا تو کچھ علم نہیں صرف زبان سے اس کلمہ کو رسم کے طور پر اسی طرح دہرا دیتے ہیں جس طرح ہم نے بڑوں کو کہتے ہوئے سنا ہے پھر ص۱۷۷ پر یہ حدیث ہے ان یصلی خمسون نفساً لا تقبل لاحد ھم صلوٰۃ یعنی پچاس آدمی نماز پڑھیں گے لیکن قبول ایک کی بھی نہیں ہو گی کیونکہ قرآن شریف میں ہے فویل للمصلین الذین ھم عن صلاتھم ساھون۔

رفع قرآن کا مطلب

ص۱۷۹ پر یہ حدیث لکھی ہے ثم تلی فلا یجمد بی ستمن ذالك برفع القرآن یعنی قرآن کی زبان سے کھلوایا جا رہا ہے کہ میں پڑھا تو جاؤں گا لیکن مجھ پر عمل نہیں کیا جائے گا اور یہی معنی ہیں رفع قرآن کے۔ پھر دوسری حدیث میں آیا ہے لیسری علی کتاب اللہ لیلاً فیصبح الناس لیس فیہ آیۃ ولا حرف فی جوف مسلم الا نسخت یعنی اللہ تعالے کی کتاب پر ایسی رات آئے گی کہ اس کی صبح کو لوگ اس حالت میں اٹھیں گے کہ مسلمان کے پیٹ میں اس کی نہ کوئی آیت ہوگی اور نہ کوئی حرف ہو گا مگر وہ مٹ چکا ہو گا۔

پھر ص۱۷۵ پر حدیث ہے ثم یاتی من بعد ذالك زمان یقرأ القرآن رجال من امتی لا یجاوز تراقیھم یعنی ایسا زمانہ آئے گا کہ میری امت کے لوگ قرآن کریم کی تلاوت تو کریں گے لیکن وہ ان کے حلقوں کے نیچے نہیں اترے گا یعنی دلوں پر اس کا کوئی اثر نہیں ہو گا اسی لئے ص۱۷۸ پر آنحضور صلعم کے یہ الفاظ درج ہیں ان بین یدی الساعۃ فتناً یموت فیھا قلب الرجل کما یموت بدنہ یعنی ایسے حالات پیدا ہو جائیں گے کہ انسان کا دل موت کا شکار ہو جائے گا جس طرح کہ اس کا بدن موت کا شکار ہوتا ہے

قرآن کریم پر دوسری چیزوں کو ترجیح دینا

قرآن کریم سے بے اعتنائی کا ذکر مذکورہ بالا احادیث سے واضح ہے جن چیزوں کو اس پر ترجیح دی جائے گی ان کا ذکر بھی مندرجہ ذیل دو حدیثوں میں موجود ہے ص۱۸۱ پر یہ حدیث مذکور ہے لا تذھب الایام واللیالی حتی یخلق القرآن فی صدور اقوام من ھذہ الامۃ کما تخلق الثیاب ویکون ماسواہ اعجب لھم یعنی قرآن کریم اس امت کی بعض اقوام کے سینوں میں اس طرح بوسیدہ ہو جائے گا جس طرح کپڑے بوسیدہ ہو جاتے ہیں اور قرآن کے علاوہ جو کتب وغیرہ ہوں گی وہ انہیں زیادہ پسند ہوں گی اسی طرح دوسری حدیث میں واضح الفاظ میں آیا ہے یقرأ فی القوم المثناۃ لیس فیہ احد ینکرھا قیل وما المثناۃ قال ما کتب سوی کتاب اللہ یعنی قوم میں مثناۃ پڑھی جائے گی کوئی بھی قوم میں ایسا نہیں ہو گا جو اسے برا منائے۔ عرض کیا گیا مثناۃ کیا چیز ہے فرمایا اللہ تعالے کی کتاب کے سوا ... جو کچھ لکھا جائے گا وہ سب کا سب مثناۃ ہی ہے اب آج سے ۷۵ سال قبل کے حالات پر نظر ڈالو جبکہ سیدنا حضرت مرزا صاحب نے دعوی مجددیت مسیحیت کا کیا، کیا مسلمانوں کی بعینہ یہی حالت نہ تھی جو مندرجہ بالا احادیث میں بیان کی گئی ہے اور کیا ابھی تک مسلمان اسی نہج پر نہیں چل رہے کیا یورپ کے فلاسفروں کی کتب اور ناولوں وغیرہ کے پڑھنے کو قرآن کریم کے پڑھنے پر ترجیح نہیں دی جا رہی اور کیا قرآن کریم کے مقابلہ میں دوسرے فلسفے انہیں زیادہ پسند نہیں

علماء کی کم علمی اور غیر مسلموں کے حملے باعث بنے

مسلمانوں کی قرآن کریم سے بے توجہگی کی دو بڑی وجوہ تھیں ایک تو حقیقی علماء کا فقدان جو قرآن کریم کی روح اور اس کی حکمت کو سمجھنے کا اہلیت رکھتے ہوں تا وہ دوسروں کے دلوں کو اس کی معرفت سے پھر دیں اور اس کے کتاب اللہ ہونے پر یقین سے انہیں لبریز کر دیں چنانچہ حدیث میں اس کا ذکر بھی موجود ہے چنانچہ حضرت نبی کریم صلعم علامات بیان کرتے ہوئے اس زمانہ کی ایک علامت یہ بیان کی ہے کثرۃ القراء وقلۃ الفقہاء یعنی اس کے مغز اور اس کی روح کو سمجھنے والے کم ہوں گے اسی طرح متعدد احادیث میں اس زمانہ کے علماء کا نقشہ نہایت ہی برے الفاظ میں پیش کیا گیا ہے جن کے ذکر سے اجتناب ہی بہتر ہے۔

غیر مسلموں کے حملے

دوسری وجہ بے توجہگی کی غیر مسلموں کے حملے ہے چنانچہ ابو داؤد کتاب الملاحم میں حضرت نبی کریم صلعم کا فرمان بدیں الفاظ درج ہے عن ثوبان قال قال رسول اللہ صلعم توشك الامم ان تداعی علیکم کما تداعی الاکلۃ الی قصعتھا فقال قائل ومن قلۃ نحن یومئذ قال بل انتم یومئذ کثیر ولکنکم غثاء کغثاء السیل ولینزعن اللہ من صدور عدوکم المھابۃ منکم ولیقذفن اللہ فی قلوبکم الوھن فقال قائل یا رسول اللہ ما الوھن قال حب الدنیا وکراھیۃ الموت فرمایا کہ قومیں تم پر اس طرح ٹوٹ پڑیں گی جس طرح کھانے والے کھانے کے برتن پر ٹوٹ پڑتے ہیں کسی شخص نے دریافت کیا کہ کیا اس وجہ سے یا رسول اللہ کہ ہم اس وقت تھوڑے ہوں گے فرمایا نہیں بلکہ تعداد میں تم اس دن زیادہ ہو گے لیکن تم کوڑا کرکٹ ہو گے اس کوڑا کرکٹ کی مانند جو سیلاب میں بہتا چلا جاتا ہے اللہ تعالی تمہارے دشمنوں کے سینوں سے تمہارا رعب نکال دے گا اور اللہ تعالے تمہارے دلوں میں وھن ڈال دے گا۔ ایک شخص نے پوچھا یا رسول اللہ وھن کیا چیز ہے فرمایا دنیا کی محبت اور موت سے کراہت

اب دیکھ لو دنیا سے بے انتہا محبت ہی تمام خرابیوں کی جڑ تھی چنانچہ امام الزمان نے اس بیماری کی تشخیص کی اور اس کے علاج کے طور پر اپنے ہاتھ پر بیعت کرنے والوں سے یہ عہد لیا کہ وہ دین کو دنیا پر مقدم کریں گے اور اسی عہد کے ساتھ ہی ایسا مقناطیسی اثر ان کے قلوب پر پڑا کہ ان کے دل دنیا کی محبت سے فوراً صاف ہو گئے اور وہ خدمت دین کے لئے مالی قربانیوں میں سب سے پیش پیش نظر آنے لگے اور ساتھ ہی ان کے کردار میں اتنی بلندی پیدا ہو گئی کہ وہ حرام کی کمائی سے بالکل مجتنب ہو گئے۔

عیسائیوں کے حملے

مندرجہ بالا حدیث تو قوموں کے حملوں کا اجمالی نقشہ پیش کر رہی ہے ان حملوں کی تفصیل دوسری

احادیث میں موجود ہے کہ عیسائیوں کی طرف سے مسلمانوں کے دلوں میں اس قدر وساوس پیدا کئے جائیں گے کہ اگر ایک مسلم رات کو مسلمان ہونے کی حالت میں سوئے گا تو صبح کافر ہونے کی حالت میں اٹھے گا اور صبح مسلمان ہونے کی حالت میں اٹھے گا تو شام کافر ہونے کی حالت میں سوئے گا۔ مسلمانوں کی حالت محصور قوم کی طرح ہوگی یعنی جس طرح محصور قوم محاصرہ کرنے والوں کا مقابلہ کرنے سے عاجز ہوتی ہے اسی طرح مسلمان عیسائیوں کے اعتراضات کا جواب دینے سے عاجز ہوں گے اس کا جو نتیجہ نکلے گا اس کا ذکر یہاں حدیث میں کیا گیا ہے۔ لاتقوم الساعۃ حتی تلحق قبائل من امتی بالمشرکین وحتی تعبد الاوثان یعنی میری امت کے بہت سے قبائل مشرکین کے ساتھ مل جائیں گے اور بتوں کی پرستش کرنے لگ پڑیں گے کیا اس حقیقت کا کوئی انکار کر سکتا ہے کہ مسلمان اپنے علماء کے پاس عیسائیوں کے اعتراضات کا جواب نہ پاکر ہزاروں نہیں لاکھوں کی تعداد میں عیسائی ہو گئے اور ان سب نے خدائے وحدہ لاشریک کی پرستش چھوڑ کر یسوع اور مریم کے بتوں کی پرستش شروع کر دی اور توحید کو خیرباد کہہ کر تثلیث کے شیدائی بن گئے اور بعض ان میں سے ہندوستان کے مشرکین یعنی ہندوؤں کے ساتھ بھی جا ملے کنز العمال جلد سابع ص۱۲۳ پر ص۱۷۵ پر حدیث ہے یجادل المشرک باللہ المؤمن فی مثل ما یقول یعنی مسلمان علماء کی کمزوری اس حد تک پہنچ گئی ہوگی کہ اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانے والی قوموں کو مومن کہلانے والوں کے ساتھ ان عقائد میں مجادلہ کرنے کی جرأت پیدا ہو جائے گی جو وہ رکھتے ہوں گے اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ عیسائیوں یا دوسرے مشرکین کا حملہ مسلمانوں پر تیر و تفنگ سے نہیں ہوگا بلکہ دلائل کے ہتھیاروں سے وہ حملہ آور ہوں گے اور مسلمان ان کے دلائل کا مقابلہ کرنے سے عاجز ہوں گے ان حملوں کے اثر کا نقشہ ص۱۳۱ پر مندرجہ ذیل حدیث کے ان الفاظ میں پیش کیا گیا ہے:—
تنقض عری الاسلام عروۃ عروۃ ولتکونن ائمۃ مضلون یعنی اسلام کے تمام عقائد جو مضبوط ہینڈل کا کام دینے والے ہیں ایک ایک کر کے ٹوٹتے چلے جائیں گے، اور مسلمانوں کے امام یعنی علماء ہی لوگوں کو گمراہ کرنے کا موجب ہوں گے کیونکہ ان کے اختیار کردہ غلط اور اسلام کے خلاف عقائد ہی مسلمانوں کو گمراہی کے گڑھے میں دھکیلنے کا موجب بنیں گے۔ چنانچہ حضرت مسیح کی حیات کا عقیدہ اور اسلام کا تلوار کے ذریعہ پھیلنے کا عقیدہ اور اسی قسم کے دیگر عقائد ہی زیر تنقید آئے جن کا دفاع مسلم علماء کر ہی نہ سکے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمان اپنے مذہب سے بدظن ہو گئے اور ان کو عیسائی مذہب سچا نظر آنے لگ پڑا اور ان کو یقین ہو گیا کہ ان کی نجات عیسائیت کی پناہ میں جانے میں ہی ہے اور وہ دھڑا دھڑ عیسائی ہونا شروع ہو گئے۔

مہدی کے ظہور کی علامت

مہدی کے ظہور کے متعلق احادیث میں آتا ہے کہ وہ اس زمانہ میں ظاہر ہوگا جب تاریکی پھیلی ہوئی ہوگی اور شرک کا غلبہ ہوگا۔ اب کیا اس حقیقت سے انکار کیا جا سکتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے دعوے کے وقت ظلمات کی گھٹائیں مسلمانوں پر چھائی ہوئی تھیں سیاسی طاقت ختم ہو چکی تھی مذہبی حالت بھی ہر لحاظ سے کمزور پڑ چکی تھی مسلمانوں کو کوئی جائے پناہ نظر نہ آتی تھی، کیا اس سے بڑھکر بھی اور کوئی تاریکی ہو سکتی تھی کہ اسلام پر چاروں طرف سے حملے ہو رہے ہوں اور جواب دینے والا کوئی نہ ہو مشرکانہ عقائد پھیل رہے ہوں اور ان کی رو کو روکنے کی کسی میں سکت نہ ہو ایسی حالت میں بھی اگر خدا اپنے وعدہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون کے ایفاء میں آسمانی مدد نہ بھیجتا تو پھر کس وقت بھیجتا خدا کا الذکر تو اس وقت خطرہ میں پڑا ہوا تھا زمینی ذرائع تو ختم ہو چکے تھے آسمانی ذرائع کی طرف ہی لوگوں کی نظریں لگی ہوئی تھیں مسدس حالی کو پڑھ کر دیکھ لو کہ وہ کس الحاح سے الہٰی مدد کو طلب کر رہے ہیں یہی حال دیگر مفکرین کا تھا اس لئے حدیث میں ہے کہ امت کو پناہ صرف مہدی میں ہی ملے گی اور یہ حقیقت ہے کہ ان تمام فتنوں سے خلاصی حاصل کرنے کے لئے مسلمانوں کو پناہ حضرت مرزا صاحب کے وجود میں ہی ملی۔

حضرت مرزا صاحب کی بعثت اور اسلام کا غلبہ

پس خدا جو دین اسلام کا حامی ہے اور جس نے اسے قیامت تک غالب رکھنے کا وعدہ کیا ہوا ہے اس نے عین ضرورت کے وقت حضرت مرزا صاحب کو مسیح اور مہدی کے عہدہ جلیلہ پر سرفراز کر کے بھیجا جنہوں نے ظہور کرتے ہی تمام حملہ آوروں کو میدان سے بھگا دیا اور اسلام کی برتری کا سکہ دلوں میں بٹھلا دیا اور اس پیشگوئی کے مطابق تمام ادیان پر غالب کر دکھایا ان کی صداقت کو پرکھنے کا یہی ایک معیار ہے کہ جس کام کے سرانجام دینے کے لئے انہیں مبعوث کیا گیا تھا کیا اس کام کو انہوں نے کر کے دکھلا دیا ہے یا نہیں اگر وہ کام انہوں نے بخیر و خوبی سرانجام دے دیا ہے تو وہ اپنے دعوے میں یقیناً سچے ہیں اور ان کا منجانب اللہ ہونا پایۂ ثبوت کو پہنچ جاتا ہے اگر ایک طرف قرآن شریف ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ فرما کر اسی کے زمانہ میں غلبہ اسلام کی بشارت دیتا ہے تو دوسری طرف حدیث یھلک الملل کلھا فی زمنہ الا الاسلام پیشگوئی کر رہی ہے کہ اس کے زمانہ میں سوائے اسلام کے تمام مذاہب دلائل کی رو سے ہلاک ہو جائیں گے چنانچہ اس حقیقت کا کون عقلمند انکار کر سکتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے اپنے دعوٰے مسیحیت اور مہدویت کو ان دونوں پیشگوئیوں کو اپنے وجود کے ذریعہ پورا کر کے اپنے سچے مسیح اور مہدی ہونے کا ثبوت بہم پہنچا دیا۔

اگر قرآن کریم نے سورۃ المائدہ ع۸ میں یہ فرمایا کہ اے مسلمانو! جب تم میں سے بعض لوگ اپنے دین سے مرتد ہونا شروع ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ ایسی قوم پیدا کر دے گا جن سے وہ محبت کرے گا اور وہ اس سے محبت کریں گے۔ مومنوں کے لئے وہ بڑے نرم ہوں گے اور ان کی عزت کا موجب ہوں گے اور کافروں پر وہ بڑے سخت ثابت ہوں گے، وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں دشمن کا مقابلہ ایسے رنگ میں کریں گے کہ لوگ اس قسم کے مقابلہ کو ناپسند کریں گے مگر وہ مقابلہ کامیاب رہے گا لوگ اس کے ایسے طریق کو اختیار کرنے کی وجہ سے انہیں ملامت کریں گے مگر وہ ان ملامت کرنے والوں کی ملامت کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنے کام میں لگے رہیں گے۔ اور اس کے نتیجہ میں اللہ کے فضلوں کے وارث بن جائیں گے خدا کی نصرت اور تائید ان کے شامل حال رہے گی مسلمانوں کو یقین دلایا تھا کہ ان میں جب ارتداد کی لہر اٹھے گی تو اسکو روکنے کے لئے مندرجہ بالا صفات والی جماعت پیدا کر دی جائے گی۔ اب کیا کوئی بتلا سکتا ہے کہ احمدیوں کے سوا مسلمانوں میں کیا کوئی اور جماعت بھی پیدا ہوئی ہے جن پر مندرجہ بالا صفات منطبق ہوتی ہوں۔ کیا قوم نے ان کے جہاد بالقلم اور جہاد بالقرآن کو برا مناکر انکو اپنی ملامتوں کا ہدف نہیں بنایا اور ان کی کامیابی کی راہ میں مشکلات کے پہاڑ کھڑے نہیں کئے لیکن کیا جماعت احمدیہ کو اپنے مقصد میں کامیابی حاصل نہیں ہوئی اور کیا اس کامیابی کو دیکھکر بعض دوسری اسلامی جماعتیں بھی اس جماعت کی نقل کرنے پر مجبور نہیں ہو گئیں

اگر قرآن کریم ایک طرف ایسا فرما رہا ہے تو دوسری طرف حدیث میں بھی یہ بشارت موجود ہے عن جابر رض قال قال رسول اللہ صلعم لاتزال طائفۃ من امتی یقاتلون علی الحق ظاہرین الی یوم القیامۃ حجج الکرامۃ ص۴۲۳۔ دوسری حدیث میں یہ الفاظ ہیں لاتزال طائفۃ من امتی لایضرھم من خالفھم حتی یاتی امر اللہ۔ پھر تیسری حدیث کے یہ الفاظ ہیں۔ لاتزال طائفۃ من امتی منصورین لایضرھم من خذلھم یعنی میری امت کا ایک گروہ منصور اور تائید یافتہ رہے گا جو لوگ ان کی مدد چھوڑ دیں گے وہ انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ مسلمانوں میں صرف ایک ہی جماعت اس زمانہ میں پیدا ہوئی

جس نے حق کو غالب کر کے دکھلا دیا اور اس کی مخالفت بھی سخت ہوئی لیکن یہ مخالفت ان کا کچھ بھی بگاڑ نہ سکی علماء کی شدید مخالفت کے باوجود اس جماعت کا قدم آگے ہی آگے بڑھتا چلا گیا اور اسلام کے دشمنوں کے دانت کسی اگر کھٹے کئے تو اسی جماعت نے کئے جانتے ہو کہ یہ کونسی جماعت ہے یہ وہی جماعت ہے جسے امام الزمان مدعی مسیحیت و مہدویت نے تیار کیا جس نے نہ صرف ہندوستان میں بلکہ بیرون ہند بھی اسلام کے جھنڈے گاڑ دیئے ہیں اور ہزاروں غیر مسلموں کو حضرت نبی کریم صلعم کی غلامی میں داخل کر دیا ہے۔ یہی وہ امر اللہ ہے یعنی کامیابی کا وعدہ جو اس جماعت کے ذریعہ ہی پورا ہوا۔ علماء خود بھی اس جماعت کی مدد سے کنارہ کش ہو گئے اور دوسروں کو بھی کنارہ کش رہنے کی تلقین کی لیکن باوجود اس کے اس کی کامیابی کی رفتار کو روک نہ سکے۔

حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ مسلمانوں میں خوشی کی لہر

حضرت مرزا صاحب جب مسیحیت و مہدویت کے دعوے کے ساتھ کھڑے ہوئے تو مسلمانوں کو چاروں طرف سے مایوسی کے بادلوں نے گھیرا ہوا تھا لیکن آپ کے ظہور کے ساتھ ہی یہ بادل چھٹنے شروع ہو گئے اور مایوسی کی جگہ امید نے لے لی اور ان کے شکوک و شبہات اسلام کی سچائی کے متعلق یقین میں تبدیل ہو گئے چنانچہ مندرجہ ذیل احادیث میں آنے والے مسیح اور مہدی کے زمانہ کا یہی نقشہ پیش کیا گیا ہے حدیث میں ہے کہ مہدی کا ظہور اس وقت ہو گا جب مسلمانوں میں سخت اختلافات پیدا ہو چکے ہوں گے اور وہ ان اختلافات میں حکم بن کر ان کو دور کرنے کی راہ بتلائے گا۔ چنانچہ لکھا ہے یرد اللہ الی المسلمین الفتھم ونعمتھم و قاصیھم ودانیھم حجج الکرامۃ ص ۳۶۲ یعنی اللہ تعالیٰ پھر مہدی کے ذریعہ مسلمانوں میں الفت پیدا کر دے گا اور اتحاد کی نعمت واپس لے آئے گا اور ان کے دور و نزدیک کو اکٹھا کر دے گا اب یہ حقیقت ہے کہ مسلمانوں کے مختلف فرقوں سے جو آپس میں ایک دوسرے کے سخت دشمن تھے اور ایک دوسرے سے اس قدر دور پڑے ہوئے تھے کہ آپس میں ایک دوسرے کے قریب آنے کی کوئی صورت ہی نہ تھی لیکن جو مسلمان حضرت مسیح موعود کی بیعت میں داخل ہوئے ان کی عداوتیں دور ہو گئیں اور ایک دوسرے سے دوری جاتی رہی اور وہ فاصبحتم بنعمتہ اخوانا کا مصداق بن کر بھائی بھائی بن گئے تھے بھی حضور نے اتحاد بین المسلمین کے وہ اصول بتلائے کہ اگر مسلمان ان کو اپنا لیں تو ان کی پرانی دشمنی دوستی میں بدل جائے اور وہ اتحاد کی لڑی میں پروئے جائیں۔

. . . .

امت کی خوشی اور نعمت سے مالا مال ہو جانا

مہدی کے ظہور کے وقت دل مر چکے ہوں گے مہدی کے ذریعہ انہیں زندگی حاصل ہو گی اور یہ بہت بڑی نعمت الٰہی ہے جو اس سے تعلق پیدا کرنے والے مسلمانوں کو حاصل ہو گی اسی لئے حدیث میں ابو ہریرہ سے روایت آئی ہے تنعم فیھا امتی نعمۃ لم ینعموا بمثلھا حجج الکرامۃ ص ۳۶۲ امت کے افراد اس قدر نعمت الٰہی سے متمتع ہوں گے کہ اس سے قبل اس قدر کبھی متمتع نہیں ہوئے ہوں گے اب یہ حقیقت ہر ایک کے مشاہدہ میں ہے کہ احمدیوں کو امام الزمان کے ذریعہ معرفت الٰہی محبت قرآن محبت رسول اشاعت اسلام کے لئے شدید خبت اور اس کے لئے قربانی کے جذبہ کی جو نعمت ملی اس کی نظیر کہیں نہیں ملتی خصوصاً ایسے زمانہ میں جبکہ یہ سب چیزیں عنقا ہو چکی تھیں کیونکہ اس کے زمانہ میں اسلام کو تمام دیگر ادیان پر غلبہ حاصل ہو گا اس لئے وہ مسلمان جو اس کے دامن سے وابستہ ہوں گے ان کے دل غلبۂ اسلام کو دیکھ کر خوشی سے بھر جائیں گے اور یہ دلی خوشی ہی انہیں اس راہ میں قربانیاں کرنے پر آمادہ کرانے کا موجب ہو گی۔ اسی لئے حدیث میں آتا ہے کہ ساکن الارض اور ساکن السماء سب اس پر خوش ہوں گے چونکہ یہ حصہ اس مضمون کا کافی تفصیل چاہتا ہے اس لئے اس پر آئندہ قسط میں روشنی ڈالی جائے گی۔

رؤیا کا اٹھ جانا

تیسری چیز جس کے اٹھ جانے کا ذکر حدیث میں آیا ہے وہ رؤیا فی المنام ہے حضرت مرزا صاحب کے دعوے سے قبل مسلمان روحانی حالت میں اس قدر گر چکے تھے کہ باوجود اس کے کہ حدیث میں صریح پیشگوئی تھی کہ اس امت میں رؤیا صالحہ دیکھنے والے پیدا ہوتے رہیں گے اور اس کے علاوہ رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء کی پیشگوئی بھی موجود تھی اور قرآن کریم کامل مومنوں پر فرشتوں کے نزول اور ان کی کلام کرنے کا وعدہ بھی کرتا تھا لیکن مسلمان چونکہ اس نعمت سے محروم ہو چکے تھے اس لئے اس کا انکار ہی کر بیٹھے تھے کہ کسی مومن کے ساتھ یقینی مکالمہ مخاطبہ الٰہی ہو سکتا ہے حضرت مرزا صاحب نے قرآن کریم اور احادیث کی ان بشارتوں کی سچائی کو زبردست نشانوں کے ذریعہ ثابت کر کے دکھلا دیا فرمایا۔

کرامت گرچہ بے نام و نشان است
بیا بنگر ز غلمان محمد

آپ کی ہزاروں پیشگوئیاں جن کی خبر قبل از وقت خدا سے علم پا کر حضور نے دی پوری ہوئیں اور انہوں نے پورا ہو کر ثابت کر دیا کہ فی الحقیقت اس امت میں حسب بشارت مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کا سلسلہ جاری ہے صرف یہی نہیں بلکہ آپ کے ساتھ حقیقی تعلق پیدا کرنے والوں میں سے بھی سینکڑوں صاحب الہام بن گئے اس پر بھی کسی مناسب موقعہ پر مفصل روشنی ڈالی جائے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

جلسۂ خواتین

تنظیم خواتین احمدیہ لاہور کا سہ ماہی جلسہ ۲۳ اپریل بروز جمعہ جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور میں ہو رہا ہے۔ والدہ خلیل صاحبہ بیگم ثریا فاروق احمد صاحبہ و بیگم رضیہ مدثر علی صاحبہ اپنے خیالات سے مستفید فرمائیں گی۔

والسلام
زمرد رمضان

مکتوبِ انگلستان — خالد اقبال ایم-اے

ووکنگ میں عید الاضحیٰ پر

دو ہزار فرزندانِ توحید کا اجتماع

دو افراد کا قبولِ اسلام

عید کے دن بارش کا نام سنتے ہی خیال اس پرانی روایت کی طرف چلا جاتا ہے جو کسی نہ کسی طور ہمارے ذہنوں میں ایک وہم کی طرح داخل ہو گئی ہے کہ ووکنگ میں عید کے دن اللہ میاں بارش نہیں برساتے۔ نیچے ہوں یا بڑے بارش والی عید پر ان کا منہ بننے لگتا ہے۔ ادھر یہ حال تھا کہ عید کا اعلان ہوا۔ پھر تین روز قبل شامیانے لگتے ہی آسمان پر بادلوں نے قبضہ جما لیا۔ اتوار کو عید کے دن کی آخری تیاریاں مکمل ہوتی رہیں۔ اس میں پندرہ بیس مقامی حضرات و خواتین باوجود موسم کی خرابی کے ہر طرح کے کام انجام دے رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد بارش اور ہوا کے جھونکے محکمہ موسمیات والوں کی خبروں کی تصدیق کر رہے تھے۔

ایک موہوم سی تسلی یوں ہو جاتی کہ دو تین روز کے خراب موسم کے بعد عید کا دن خدا کے فضل و کرم سے اچھا ہی ہوگا۔

دل کے بہلانے کو غالب یہ خیال اچھا ہے

غسل خانوں سے لے کر مسجد، مکان، اور اس کے ارد گرد میدانوں کی صفائیاں ہوئیں۔ کتابوں کا سٹال لگا۔ شامیانے کے باہر بارہ اسلامی ممالک کے جھنڈے لہرانے لگے۔ ٹیلیفون کی گھنٹیاں بجیں لیکن موسم میں کوئی حوصلہ افزا تبدیلی نہ ہوئی۔ ہاں مقامی حضرات اور کچھ ترک گھرانوں کے اتوار کو آ جانے سے عید سے قبل ہی عید کا سا سماں بن گیا۔ اور یوں ووکنگ کی غیر مسلم آبادی نے ان دنوں لاؤڈ سپیکر سے دی گئی اذانیں بھی سنیں۔

اللہ دتہ عید کے دن کا تعین غیر معمولی طور پر صرف ایک ہفتہ قبل ہوا۔ دعوت نامے، چندہ کی اپیل سب کام تاریخ کے عدم تعین کے باعث رکے ہوئے تھے۔ پھر قاہرہ ریڈیو سے کہ معظمہ کی عید کا اعلان ہوتے ہی یہاں سے بھی یہ اعلان کر دیا گیا۔ کچھ مقامی حضرات کو پکڑا۔ چھوٹے بڑوں کو بلایا اور یہ کام شروع ہوا ——— لیکن ابھی زیادہ دیر نہ ہوئی تھی کہ نفی انیسہ طفیل نے عید کا اشتہار پڑھنا شروع کیا........

۱۱-اپریل ۱۹۶۴ء اس نے کوئی دو تین بار دہرایا۔ پھر کیا تھا سب بچوں نے شور مچانا شروع کر دیا۔ لیجئے ایک اور بیگار پڑ گئی۔ جلدی میں یہاں سہو غلطی ہو گئی تھی کہ ۱۹۶۵ء کی بجائے ایک جگہ ۱۹۶۴ء چھپ گیا۔ قرار واقعی بربانِ درویش اس کی اصلاح کو بھی عید کے کاموں میں شامل کر لیا گیا۔ دوسرے کاغذات میں البتہ سب تاریخیں وغیرہ درست تھیں۔ اس لئے صرف اشتہار میں ۴ کو ۵ بنانے کا مرحلہ طے کرنا پڑا ——— لگ لپٹ کر دو دن میں یہ بھاری کام نکل گیا۔ تین چار ہزار دعوت نامے بھیجنے کا مرحلہ عیدین پر سب سے پہلا اور اہم کام ہوتا ہے۔ ویسے لوگوں کو زبانی کلامی بھی اطلاعات مل جاتی ہیں لیکن بعض لوگ دعوت نامہ نہ ملنے پر شکایت کرتے ہیں۔ یہاں کی عام ریت ہے۔

عید کے دن تعین کی مشکل ہمیں تو جو پڑی سو پڑی دوسرے شہروں اور مسجدوں سے جو ٹیلیفون اس بارے میں آئے ان سے پتہ چلا کہ ان کا حال ہم سے بھی خراب رہا۔ یہاں تک کہ نیو کاسل کی مسجد سے تین روز قبل اطلاع مانگی گئی اور برسٹل والوں نے ایک دن قبل عید کا فیصلہ کیا۔ ویسے ہم سے جہاں تک ہو سکتا ہے انگلستان کی سب مسجدوں کو بھی ہم اپنے فیصلہ سے مطلع کر دیتے ہیں۔ برسٹل والوں نے جبرا اتوار کو منائی لندن کی ایک مسجد سے منگل کی عید کا اعلان ہوا لیکن بعد میں ہائی کمیشن کی ہدایات کے مطابق کہ جب ووکنگ والے اور لندن کے اسلامک سنٹر والے سوموار کو عید کر رہے ہیں تو آپ لوگ بھی اسی دن کیوں نہیں کرتے پھر وہاں بھی سوموار ہی کو عید ہوئی۔ البتہ برمنگھم میں سنا ہے عید منگل کو ادا کی گئی۔

خیر سوموار آ پہنچا اور عید شروع ہو گئی۔ حسبِ معمول مٹھائی کے سٹال لگ گئے۔ آنس کریم کی لاری والے بھی آ پہنچے اور ایک کونے میں نصیر صاحب نے چائے کا گرما گرم سٹال بھرے میدان میں جا لگایا۔ موسم کچھ زیادہ ہی خوشگوار نظر آ رہا تھا۔ خبروں میں بارش، ہوا کے طوفان اور انگلستان کے بعض حصوں میں برف پڑنے کی اطلاعات ہو چکی تھیں۔ لیکن اس کے باوجود یہ سب دوکانداریاں کھلے میدان میں کھلے آسمان تلے اپنی بہار دکھلا رہی تھیں۔

نماز کا وقت بھی وہی تھا جو عموماً یہاں ہوتا ہے یعنی پونے گیارہ بجے لیکن گیارہ بجے آسمان نے اپنا رنگ بھی بدل لیا۔ بارش شروع ہو گئی اور سب نے بڑے خیمے میں پناہ لی۔ موسم کے اس نظارہ کو دیکھتے ہوئے بہت کم لوگوں کے آنے کی توقع تھی۔ لیکن پھر مسجد کے ارد گرد سب میدان، سڑکیں اور کوٹھے کاروں سے بھرنے شروع ہو گئے۔ اور کار پارک کے انتظامات کے لئے بار بار مائیکروفون استعمال کرنا پڑا۔ لوگوں کی اس رفتار کو دیکھتے ہوئے نماز بیس پچیس منٹ دیر سے شروع ہوئی۔ ہاں اس بارش کا ایک بڑا فائدہ یہ ہوا کہ عید پر تشریف لانے والے سب بڑے بوڑھے بچے وقت سے پہلے ہی نماز والے بڑے خیمہ میں جمع ہونے شروع ہو گئے اور کسی کو اس قسم کے اعلانات کرنے کی زحمت ہی نہ ہوئی۔ نماز کے اس خیمہ میں کوئی ڈیڑھ دو ہزار آدمیوں کے لئے انتظام ہوتا ہے۔ زمین پر جو موٹا ٹاٹ بچھایا جاتا ہے اس پر نماز کے لئے سفید چادریں بھی بچھائی جاتی ہیں اور نماز کے بعد چادریں اٹھا کر کھانے کے میز لگا دیئے جاتے ہیں۔ اتنے وسیع انتظامات کے باوجود اگر کسی کو نماز کی جگہ نہ ملے تو وہ یہاں کہیں بھی جو نماز ادا کر سکتا ہے۔

نماز کی ادائیگی سے قبل ترک جماعت کے امام اور دوسرے حضرات تلاوتِ قرآن کرتے رہے۔ پھر کچھ دیر کے لئے قرآن کریم کی مصری تلاوت کے ریکارڈ لگا دیئے گئے۔ اس دفعہ بھی امامت کے فرائض طفیل صاحب نے ہی ادا کئے اور نماز کے بعد حج، قربانی اور اسلامی مساوات سے متعلق ایک دلنشین خطبہ بھی خود انہوں نے دیا۔ جسے نہ صرف مسلمانوں نے سراہا بلکہ غیر مسلم مہمانوں نے بھی بہت پسند کیا۔ ورلڈ سپریچول کونسل (WORLD SPIRTUAL COUNCIL) والوں نے تو اسکو اپنے رسالہ میں شائع کرنے کا خیال بھی ظاہر کیا ہے۔ اس کی تفصیل میں جانا طوالت کا باعث ہوگا۔ اس لئے اسکو یہیں چھوڑتا ہوں۔

عید ملن کے وقفہ میں طفیل صاحب نے اچانک اعلان کیا کہ ایک انگریز خاتون اور ایک مرد اپنے قبولِ اسلام کا اعلان کرنا چاہتے ہیں ——— اور ایک مختصر مگر پُر اثر تقریب اس سے متعلق بھی ہو گئی جس میں خیمے کے اندر اور باہر بیشتر لوگوں نے شرکت کی۔

عید کے پروگرام جب اس حد تک ختم ہو چکتے ہیں تو مائیکروفون ہر کسی کے ہاتھ میں چلا جاتا ہے اس دفعہ ظفر اقبال قریشی صاحب جو پاکستان فورم کے جنرل سکرٹری ہیں اور ہائیڈ پارک کے سپیکر کارنر میں اس فورم کے تحت ہر اتوار کو جلسے منعقد ہوتے ہیں۔ انہوں نے کچھ دیر اپنے فورم اور اس کے مقاصد سے لوگوں کو آگاہ کیا۔ یہ صاحب ریٹائرڈ کرنل ہیں۔ بہت عرصہ سے عیدوں پر گوشت بھی مہیا کرتے ہیں۔ اور اب کچھ عرصہ سے ہائیڈ پارک میں گرما گرم تقاریر سے لوگوں میں سیاسی شعور پیدا کرنے کی سعی کر رہے ہیں اسی طرح کئی دوسرے سوسائٹیوں کے نمائندوں نے بھی اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

پھر نوجوانوں اور بچوں نے اپنی اپنی زبان میں نعتوں۔ قوالیوں۔ غزلوں۔ گانوں سے حاضرین کو محظوظ کیا۔ دراصل یہ سارے پروگرام جو خطبۂ عید کے بعد ہوتے ہیں اس میں لوگ خیمہ کے اندر کم اور باہر زیادہ ہوتے ہیں۔ اور اس موقعہ پر لوگ اپنی اپنی زبانوں میں مائیکروفون کا استعمال کرتے ہیں

ہر ملک کے رواج الگ الگ ہیں۔ لباس اور زبانیں مختلف ہیں۔ لیکن اسلامی مساوات میں سب برابر کے شریک ہیں۔ یہاں نہ زنجبار سلطان کے لئے الگ جگہ مخصوص تھی اور نہ کسی چھوٹے بڑے کے لئے کوئی الگ مقام تجویز کیا گیا تھا۔ ایک طرف مہمانوں کے لئے کرسیاں بچھی ہوئی تھیں۔ اور باقی خیمے میں دوسری طرف خواتین کا حصہ بنا ہوا تھا۔ درمیان میں ہر ملک و قوم کے بچوں، بڑوں، بوڑھوں کے لئے انتظام ہو جاتا ہے اس تقسیم کے علاوہ کسی میں کوئی تفریق روا نہیں رکھی جاتی۔

کھانے کا وقت عموماً ایک بجے ہوتا ہے بارش کی تیزی کے باوجود اس متبادل انتظام پر عمل کرنے پر طبیعت مائل نہ ہوتی تھی۔ جس کی ہدایات بڑے غور و خوض کے بعد ہمیں مل چکی تھیں۔ ان ہدایات کا مطلب یہ تھا کہ کھانے کی تقسیم والے خیمہ سے سارا انتظام بڑے خیمہ میں ہو جہاں سے ۲۰ گز کے فاصلہ پر نصب تھا بدل دیا جائے اور نئے سرے سے انتظام کیا جائے ــــ لیکن ہم سوچ رہے تھے کہ انتظام کو بدلنے سے بہتر ہو گا کہ آدھ پون گھنٹہ تک بارش رکنے کا انتظار کر لیا جائے۔ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس انتظام کی نوبت ہی نہ آئی۔ اور بوندا باندی کا زور کم ہونا شروع ہو گیا۔

بارش کا بڑا مرحلہ گذر چکا تھا۔ کھانے کے انتظامات حسب معمول میجر فاروق فارمر کے سپرد تھے مگر اس دفعہ عید الفطر کے انتظامات میں کچھ تبدیلیاں کر دی گئی تھیں۔ کھانا نئے باورچی خانہ سے لا کر چھوٹے خیمہ سے تقسیم کیا جا رہا تھا۔ کھانے کے لئے سخت کی کسی قدر بڑی پلیٹیں استعمال ہوئیں۔ جن کا ایک نقصان یہ ہوا کہ رضاکاروں اور اپنے لوگوں کے لئے چاول نہ بچ سکے۔ اور ڈبل روٹی اور دوسری دیگ سے کام چلانا پڑا۔ تجربہ سے مسئلہ بھی بخوبی حل ہو گیا۔

پچھلی عید کے مناظر تو ٹیلیویژن والوں نے بھی فلمائے تھے اور اس طرح ٹیلیویژن پر یہ عید ہم فروری کی شام کو ہم نے دوبارہ دیکھ لی۔ اس دفعہ ٹیلیویژن والے تو نہ آئے البتہ مقامی اخبارات کے علاوہ انٹرنیشنل پریس سروس کے نمائندوں نے اپنا کام کیا۔ دوسری باتوں کے علاوہ عید ملاپ کے پروگرام کو خاص طور پر فلمایا گیا ہے امید ہے۔ اس طرح اسلامی مساوات کے یہ نظارے دوسرے ممالک میں بھی دیکھے گئے ہوں گے۔

اسی دن شام کو عدن کے نوجوانوں نے جو کسی وجہ سے دیر سے ووکنگ پہنچ سکے تھے مغرب اور عشاء کی نمازیں ہمارے ساتھ ادا کیں۔ امید ہے ان میں سے کچھ لوگ اتوار کو بھی ووکنگ آ جایا کریں گے ـــ پھر دوسرے دن منگل کو بھی ایک دوسرے دستے کے مسلمان عید منانے آ گئے۔ کسی نے لندن سے منگل کی عید کی اطلاع انہیں دے دی تھی۔ پاکستان میں بھی آپ اسی دن عید منا رہے ہوں گے۔ ہماری عید ختم ہوئی۔ یہاں کا لٹر وہمیں بہت مہنگا پڑتا ہے ـــ شامیانوں کے اٹھتے ہی ہر طرف کی صفائی کا کام اگر تیزی سے نہ ہو تو ہفتہ بھر وہ پھیلا رہتا ہے۔ ہر چیز کو اس کی جگہ پہنچانا اسے وہاں سے اٹھا لینے سے بہت مشکل ہے۔ اس عید پر حسب معمول گھر کے افراد کے علاوہ ووکنگ میں مقیم بہت سے پاکستانیوں نے رضاکارانہ سارے انتظامات میں ہماری مدد کی اور اس تقریب کو کامیاب بنایا۔ اس کے لئے ہم سب کے ممنون ہیں۔

جلسہ سالانہ ۱۹۶۵ء احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی مرکز لاہور کے اجلاس دوم کی روئیداد

—— نمائندہ خصوصی پیغام صلح لاہور

(۲)

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی (مرکز لاہور) دو روزہ جلسہ سالانہ کا دوسرا اجلاس مؤرخہ ۴ اپریل ۱۹۶۵ء بروز اتوار زیر صدارت مکرم مولینا شیخ عبدالرحمن صاحب مصری منعقد ہوا۔ مولوی عبدالرحمن صاحب امام مسجد احمدیہ مری نے قرآن کریم کی تلاوت فرمائی۔ محمد اعظم صاحب علوی نے اپنے منظوم کلام سے حاضرین کو محظوظ کیا ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام مولوی عبدالرحمن صاحب امام مسجد احمدیہ مری نے پڑھ کر سنائے۔

تقریر محترم کرنل سعید احمد صاحب جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

محترم کرنل سعید احمد صاحب خلف الرشید حضرت مکرم ڈاکٹر غلام محمد صاحب مرحوم و مغفور نے قرآن شریف کی سورہ شریفہ الدہر کی ابتدائی تین آیات کریمہ

هل اتى على الانسان حين من الدهر لم يكن شيئا مذكورا ـــــــ انا هديناه السبيل اما شاكرا واما كفورا

کی تلاوت سے اپنی تقریر کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا کہ انسان جب سے پیدا ہوا ہے۔ وہ ہمیشہ اسی سوچ و فکر میں رہا ہے کہ وہ کب کیسے اور کیوں پیدا ہوا ہے۔ یہ زندگی کہاں سے اور کس لئے معرض وجود میں آئی۔ اس غور و فکر اور سوچ بچار کے نتیجہ میں دو علوم نے جنم لیا۔ ایک علم ظاہری اور دوسرا علم باطنی یا روحانی علم۔ ان ہر دو علوم میں انسان نے بتدریج ترقی اور تحقیق و تفتیش اور مطالعہ و مشاہدہ سے بہت کچھ اضافہ کیا ہے۔ ظاہری علم نے تو اس روشن انیسوی صدی میں ترقیوں کا کمال یہ دکھایا کہ انسان سمجھ بیٹھا کہ کائنات کی زندگی صرف انسان کی عقل کی وجہ سے ہے اور یہ سب کچھ عقل کے طفیل ہی ہے۔ عقل سے ماوراء کوئی چیز نہیں عالم محسوسات ہی سب کچھ ہے غیر محسوسات کی دنیا محض قصہ کہانیاں ہیں۔ ظاہری علم کی اس منزل پر پہنچکر انسان مادہ پرست ہو گیا ہے خدا کا منکر بن بیٹھا۔ مادہ ازل سے ہے اور ابد تک رہے گا۔ نہ یہ پیدا کیا گیا ہے اور نہ یہ مرتا ہے۔ وہ دنیا جسے ہماری آنکھ دیکھ نہیں سکتی اور عقل پہنچ نہیں سکتی، وہ کچھ بھی نہیں ہے۔ خدا۔ ملائکہ۔ پیغمبر کتب اور یوم آخر وغیرہ اپنے اندر کچھ حقیقت نہیں رکھتے۔ یہ انسان کے خوف و خطر کی پیداوار ہیں۔ ظاہری علم کے تلخ پھلوں کی زہر نے مغرب سے لے کر مشرق تک ذہنوں کو مسموم کر کے رکھ دیا ہے اور باطن کو اتنا کمزور کر دیا ہے کہ عالم روحانیات کا خیال ہی وہم نظر آنے لگا ہے۔ محترم کرنل صاحب موصوف نے اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ کل ہی کی بات ہے میں پاکستان ٹائمز اخبار پڑھ رہا تھا۔ اس کے کالم "ایڈیٹر کے نام خطوط" میں ایک صاحب ابن سلے ہاشم کا خط شائع ہوا ہے اس میں نامہ نگار نے لکھا ہے کہ زندگی موت اور یوم آخر کچھ نہیں۔ یہ سب باتیں قیاسات میں سے ہیں۔ اس قسم کے خیالات کا اظہار سائنسی علوم کی ترقیوں کی زہر کے نتیجہ ہیں۔ جو بڑی سرعت سے دماغوں پر اثر انداز ہو رہی ہے اور قلب و نظر کو ماؤف کر رہی ہے۔

محترم مقرر نے فرمایا کہ اس قسم کا انداز فکر محض اس وجہ سے پیدا ہو رہا ہے کہ نت نئے روز سائنس کی ایجادات ہونے لگی ہیں۔ اور ایسے ایسے کل پرزے تیار ہو گئے ہیں۔ جن کی وجہ سے انسانی محنت بے کار ہو کر رہ گئی ہے اور انسانی مسائل کو خیرباد کہہ دیا گیا ہے اور مادہ پرست انسان اب یہ سمجھنے لگ گیا ہے کہ سائنس و تحقیقات کے نتیجے سے جو ہم تہذیب پیدا کر رہے ہیں وہ اب کمال کو پہنچ گئی ہے وہ اب ہمیشہ قائم دائم رہے گی۔ مادرائی اور عالم غیر محسوسات کی باتیں لا شئے اور بے معنی ہیں۔ ان میں انسان کو اپنی عقل اور وقت ضائع نہیں کرنا چاہیئے بقول شخصے کہ

سمجھائے کون بلبل غفلت شعار کو
محدود کر لیا ہے خزاں تک بہار کو

مکرمی کرنل صاحب موصوف نے مزید فرمایا کہ ظاہری علوم نے مسئلہ ارتقاء کو جنم دیا۔ اور کہا گیا کہ یہ دنیا کسی سوچے سمجھے ہوئے پروگرام کے تحت وجود میں نہیں آئی بلکہ یہ اتفاقی امر ہے اور حادثات سے بنی ہے اور پیہم حادثات اور متواتر تغیرات و سنوار سے انسان بن گیا ہے۔ ۱۸۵۹ء میں ڈارون نے یہ نظریہ پیش کیا کہ انسان بتدریج بندر سے ترقی کر کے بنا ہے جب ڈارون نے یہ تھیوری پیش کی تو اکبر الہ آبادی نے شعر کہے

منصور نے کہا کہ خدا ہوں میں
ڈارون بولا بوزنہ ہوں میں
سُن کے یہ بولے میرے اک دوست
فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

بات بھی ٹھیک تھی، ڈارون نے جو یہ نظریہ پیش کیا ہے اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ ایک ایسی فضا کا پروردہ تھا جہاں مادہ پرستی کی حکومت تھی۔ جہاں عقل کو ہی اعلیٰ وارفع قوت تسلیم کیا گیا تھا۔ اخلاق و کردار کی قدریں ناپید تھیں۔ جس کی لاٹھی اس کی بھینس کے اصول پر عمل تھا۔ دوسری قوموں پر غلبہ اور تسلط کا جذبہ کارفرما تھا۔ ہر کہیں STRUGLE FOR EXISTANCE نظر آتی تھی لیکن بعد میں اب ڈارون نے خود اعتراف کیا کہ میں آخری نتیجہ پر نہیں پہنچ سکا ہوں۔ مقرر موصوف نے حاضرین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ سائنس کے ساتھ ساتھ فلسفہ نے بھی زہر پھیلایا ہے۔ اس سے علم الحیات پر اثر پڑا۔ اور اس نے مادہ پرستی کے نظریہ کو اور تقویت دی۔ لوگ اس کے نتیجہ میں وحی و الہام کے منکر ہو گئے یورپ کی مادہ پرست زمین سے یہ دو آتشہ زہر بھی مشرق میں پہنچی اور اسے متاثر کیا۔ مشرق کا مولوی اس وقت جو اسلام پیش کرتا تھا وہ اس قدر حقائق سے دور اور صداقتوں سے عاری تھا کہ دماغ اس کو قبول کرنے کے لئے قطعی تیار نہ تھے اور دوسری وجہ یہ کہ سائنس اور فلسفے نے اس کا دل و دماغ ماؤف کر رکھا تھا۔

کرنل صاحب نے اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ ایک دوسرا طبقہ ایسا تھا جو دین سے مس ضرور رکھتا تھا۔ لیکن وہ سائنس و فلسفہ کے ان نظریات کو قرآن سے تطابق دینا چاہتے تھے۔ سر سید احمد مرحوم ایسے مفکرین میں سے ایک تھے۔ جو سائنس اور مذہب کی جنگ کو دیکھکر ان دونوں کے درمیان ایک میانہ راستہ اختیار کرنا چاہتے تھے۔ بظاہر تو یہ ایک صائب راستہ معلوم ہوتا تھا۔ لیکن حقیقت میں اس طرز عمل سے مذہب کی قدریں پامال ہو رہی تھیں اور مذہب کی اپنی کوئی بنیاد نہ سمجھ کر سائنس اور فلسفہ کی بنیادوں پر مذہب کو استوار کرنا چاہتے تھے۔ جو دین کی تخریب کا موجب تھا ایسے وقت میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام مبعوث ہوئے انہوں نے ان زہروں کا تریاق پیش فرمایا۔ آپ نے فرمایا۔

"اس زمانہ میں جو مذہب اور علم کی نہایت سرگرمی سے لڑائی ہو رہی ہے اس کو دیکھ کر اور علم کے مذہب پر حملے مشاہدہ کر کے بیدل نہیں ہونا چاہیئے۔ حال کے علوم جدیدہ کیسے ہی زور آور حملے کریں۔ کیسے ہی نئے نئے ہتھیاروں کے ساتھ چڑھ چڑھ کر آویں۔ مگر انجام کار ان کے لئے ہزیمت ہے۔ اسلام نہ صرف فلسفہ جدیدہ کے حملہ سے اپنے تیئں بچائے گا بلکہ حال کے علوم مخالفہ کی جہالتیں ثابت کر دیگا۔ اسلام کی سلطنت کو ان چڑھائیوں سے کچھ بھی اندیشہ نہیں جو فلسفہ اور طبعی کی طرف سے ہو رہے ہیں۔ اس کے...

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذکر اور ارشادات بیان کرتے ہوئے مقرر موصوف نے فرمایا کہ گذشتہ دو عظیم جنگیں برپا ہوئیں جن کی وجہ سے قیامت خیز تباہی ہوئی۔ تمام دنیا میں اس کی آگ بھڑک اٹھی اور جان

مال کا بے اندازہ نقصان ہوا۔ ان دو تباہ کن جنگوں کو دیکھ کر مادہ پرست انسان ورطۂ حیرت میں گم ہو گیا۔ وہ جو اپنی خود تعمیر کردہ تہذیب پر نازاں تھا۔ اور یقین کرتا تھا کہ میری یہ خود تراشیدہ تہذیب بڑی مستحکم اور پختہ لہٰذا دائمی ہے۔ لیکن اس خطرناک اور روح فرسا تباہی اور بربادی کے بعد اپنے نظریات پر پھر سے نظر ثانی شروع کی۔ اور غور و فکر کا اس نہج سے آغاز کیا کہ ہم نے جو نظریاتی تہذیب استوار کی تھی۔ اس کے نتائج کیسے تھے وہ نتائج عالم انسان کے لئے ممد تھے یا ضرر رساں اگر ممد و معاون ہوتے تو ان کے طفیل اخلاقی ترقی ہونی چاہیئے تھی نہ کہ تباہی و بربادی؟

پہلے تو مشاہدہ کو ہی حق الیقین کا درجہ دیا جاتا رہا اور اب اس نظریہ کو غلط قرار دے کر کہا جاتا ہے کہ انسان کو مشاہدہ پر یقین نہیں کرنا چاہیئے۔ اس موقف کی توثیق میں سائنسدانوں نے مثالیں بھی دی ہیں:۔

(۱) کسی چیز کو پھینکنے کی مثال؟

انسان سمجھتا ہے کہ وہ سیدھی جا رہی ہے درحقیقت ایسا نہیں۔

(۲) ہوائی جہاز کی مثال؟

ہوائی جہاز ہم کو سیدھا چلتا نظر آتا ہے لیکن اگر اس کو مشتری سے دیکھا جائے تو یوں معلوم ہوگا جیسے کوئی پیچ کش چل رہا ہے

(۳) بلیڈ ظاہری نظر سے ایک خط مستقیم دکھائی دیتا ہے۔ تو ردبین سے دیکھا جائے تو یہ ہم کو ایک ٹیڑھی لائن نظر آئے گا۔

اگر ایٹمی نظریہ سے دیکھا جائے تو یہ بہت سے ذرات کا مجموعہ ہے جو بڑے زور سے حرکت کر رہے ہیں۔

چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ جب انسانی مشاہدہ کا یہ حال ہے تو اس پر بھروسہ کما حقہ طور پر نہیں کیا جا سکتا دوسری چیز آلات مشاہدہ کے اندر بھی غلطی ہو سکتی ہے اس لئے انسانی مشاہدہ پر قائم ہو جانا غلط ہے۔

اسی طرح سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے بھی فرمایا کہ انسانی علم ناقص چیز ہے۔ ادھورا ہے۔ غیر مکمل ہے اس کو حتمی چیز نہیں سمجھا جا سکتا اور نہ اس پر یقین تام کیا جا سکتا ہے۔ مسئلہ ارتقاء جو ڈارون نے پیش کیا وہ اس کو بھی غلط قرار دیتے ہیں۔ اولاً جب ہم مشاہدہ کرتے ہیں کہ یہ کائنات حادثات سے وجود میں نہیں آئی اگر یہ حادثات کی تخلیق ہوتی۔ جو اس میں قانون جاری ہیں وہ نہ ہوتے۔ بے جان مادہ پر علیحدہ قانون ہیں جانداروں کے لئے الگ ہیں۔ پھر انسانوں کے لئے علیحدہ ہیں۔ اگر حیوان از قسم بیل کسی کو سینگ مار کر مار دیتا ہے تو اس کو تو پھانسی نہیں دی جاتی لیکن اگر مرد کسی کو مار دیتا ہے تو اس کو پھانسی کا حکم ہو جاتا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ نظام کائنات قوانین کے نتیجہ میں معرض وجود میں آیا ہے اور قوانین کا علیحدہ علیحدہ ہونا اس امر پر دلیل ہے کہ اس کائنات کی خالق

مالک علم اور حکمت والی ہستی ہے۔

کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے جو ارتقاء کی بنیاد رکھی ہے۔ اس کا مقصد انسان کی پیدائش تھی، پہلے ہر ایک چیز میں ایک ایک CELL تھا۔ کسی کے اندر کیلشیم کسی کے اندر آئرن۔ اور کسی کے اندر کاپر، بعد ازاں خدا تعالےٰ نے ان CELLS کو خاص انداز سے ملایا حتیٰ کہ انسان بن گیا۔

مکرم کرنل صاحب نے محققانہ تقریر کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ انسان کی سرشت میں نفس ناطقہ ودیعت کیا گیا ہے۔ پہلے قوانین و تقاضے تھے۔ پھر آزادی دی گئی اور اب مختار ہے۔ کہ کچھ کرے یا نہ کرے۔ یہ آزادی انسانی وقار کی ضامن ہے۔ اگر انسان کو یہ آزادی نہ ملتی تو اس کا وقار قائم نہیں ہو سکتا تھا۔ اس آزادی کے ساتھ ساتھ ایک ذمہ داری بھی رکھدی۔ اگر وہ چاہے تو ذمہ داری کی آزادی سے کام لیتے ہوئے اپنی ترقی کو عروج دے یا غیر ذمہ داری کی آزادی سے اپنی ترقیوں کو روک دے۔ محققین اور مفکرین کا کہنا ہے کہ انسان کو جو آزادی اور ذمہ داری کے دو امور دیئے گئے ہیں یہ اس انسان کے عظیم المرتبت ہونے کے شاہد ہیں۔

محترم کرنل صاحب نے فرمایا کہ جہاں تک قرآن کریم کا تعلق ہے اس نے آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پہلے انسان کی پیدائش پر روشنی ڈالی ہے۔ خدا نے جب انسان کو پیدا کیا تو اسے حکم دیا کہ ولا تقربا ھٰذہ الشجرۃ کہ اس درخت کے قریب نہ جانا۔ نہی کا حکم اسی کو دیا جاتا ہے جو سمجھ بوجھ رکھتا ہو اور جو کسی عمل کے کرنے کے قابل ہو دوسری چیز کہ جو میں پہلے عرض کرنا بھول گیا ہوں وہ ہے مافی الضمیر۔ حیوان مطلق اپنے مافی الضمیر کو ادا نہیں کر سکتا۔ لیکن انسان اپنے مافی الضمیر کو ادا کر سکتا ہے قرآن کریم میں خدا تعالےٰ نے انسان کی پیدائش کا ذکر فرمایا ہے ولقد خلقنا الانسان من سلالۃ من طین۔ ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کیا۔ ثم جعلنٰہ نطفۃ فی قرار مکین پھر نے اس نطفہ کو ایک حفاظت کی جگہ رکھا۔ ثم خلقنا النطفۃ علقۃ۔ پھر نطفہ کو لوتھڑا بنایا۔ لوتھڑے کو بوٹی کی شکل دی۔ بوٹی میں ہڈیاں بنائیں پھر ہڈیوں پر گوشت چڑھایا۔ یہاں تک کہ جسمانی ساخت مکمل ہوئی ثم انشانٰہ خلقاً آخر پھر ہم نے اسکو دوسری پیدائش دی۔ جو نفس ناطقہ کی پیدائش ہے۔ یہاں بھی یہ سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے کہ انسان پہلے بے جان تھا۔ پھر بتدریج درجوں کی موت و حیات کے بعد انسانی شکل بنی۔ پھر نفس ناطقہ ملا۔ اور پھر آزادی دی گئی۔

نفس ناطقہ کے ساتھ روحانی زندگی کا تعلق ہے میں نے جو یہ آیات پڑھی ہیں۔ اس میں خدا تعالےٰ نے انسان کی روحانی زندگی کا ذکر فرمایا ہے۔ اور بیان فرمایا کہ انسان پر ایک ایسا وقت بھی آیا ہے جبکہ وہ لاشے تھا۔ پھر یہ وجود میں آیا۔ قرآنی مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جب خدا تعالےٰ نے انسان کو اپنا خلیفہ بنانے کا ارادہ فرمایا تو انسان موجود تھا۔ اس کی تخلیق ہو چکی تھی۔ اسی لئے تو ملائکہ نے جو رضائے الٰہی پر چلنے والی مخلوق ہے۔ .... کہا تھا کہ اے اللہ تو اس مفسد انسان کو خلیفہ بنائے گا جو مٹی سے اٹھایا گیا ہے جو دنیا میں فساد برپا کرے گا۔ حق تعالےٰ نے فرمایا کہ میں اس مخلوق کو خاص مقصد کے پیش نظر عالم وجود میں لایا ہوں۔ حدیث شریف میں بھی یہی مضمون بیان ہوا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا میں چھپا ہوا خزانہ تھا میں نے چاہا کہ میں ظاہر ہو جاؤں۔

مقرر صاحب موصوف نے فرمایا کہ انسان دنیا میں خدا تعالےٰ کا خلیفہ ہے۔ خلیفہ بادشاہ کا معاون ہوتا ہے۔ وائسرائے کو بھی شاہی اختیارات ہوتے ہیں چنانچہ انسان بھی روحانی طور پر منشاء الٰہی میں معاون ہے انسان کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ روحانی ترقی خود کرے فرمایا انا خلقنا الانسان من نطفۃ امشاج یعنی انسان کو ملے جلے نطفہ سے پیدا کیا گیا ہے اس میں خدا تعالےٰ نے لطیف نکتہ رکھا ہے وہ یہ کہ دنیا میں رہنے کے لئے جن استعدادوں کی ضرورت ہے وہ اس نطفہ کے اندر رکھ دیئے گئے ہیں۔ پھر اخروی زندگی کے لئے جن استعدادوں کی ضرورت تھی ان کے بیج بھی انسانی نطفہ میں مخفی ہیں تاکہ انسان اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی ترقی کر سکے فجعلنٰہ سمیعاً بصیراً۔ اس لئے ہم نے اس کو کان دیئے اور آنکھ دی ہے کیونکہ دنیا کے جتنے علوم ہیں ان سب کی تحصیل کے لئے یہ دو حواس ظاہری ہی ممد و معاون ہوتے ہیں۔ جب ہمارے اندر یہ استعدادیں رکھدی ہیں تو ضروری تھا کہ خدا تعالےٰ ہماری رہنمائی کرتا۔ چنانچہ انا ھدینٰہ السبیل اما شاکراً و اما کفوراً۔ ہم نے راہ پر دکھائی ہے تاکہ اخروی زندگی میں بھی انسان ترقی کرتا رہے اور عطاء غیر مجذوذ سے حصہ لیتا رہے۔ اگر اس ہدایت پر کاربند ہو تو یہ اس کی شکر گزاری کی علامت ہے اور اگر انکار کرتا ہے تو اس کے لئے خسران عقاب کا موجب ہے اور اس کی ناشکری ہے۔ آگے فرمایا ہے انا اعتدنا للکٰفرین سلٰسلا۔ کہ ہم نے کافروں کے لئے اور ناشکروں کے لئے ہتھکڑیاں تیار کر رکھی ہیں۔ یہاں پر اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ جو لوگ کافر ہیں عمل انکار میں ان کا اپنا نقصان ہے۔ انکار سے ان کے لئے جو نتائج مترتب ہوتے ہیں وہ ان کی روحانی ترقی کے لئے روک ثابت ہوتے ہیں اور جس طرح ہتھکڑیاں اور بیڑیاں انسان کی حرکت میں روک ثابت ہوتی ہیں۔ بعینہ اسی طرح بعثت الٰہیہ کا انکار انسان کی روحانی پرواز میں روک بن جاتا ہے ...... سعیراً اور ان منکرین کے لئے دہکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے یہ ناکامی کی آگ ہے۔ یوم محشر میں جبکہ ہر ایک انسان کے سامنے اپنا اپنا اعمالنامہ سامنے آئے گا تو منکرین محسوس کریں گے اور دوست تاسف ملیں گے کہ ہم نے دنیا کے لئے تو بہت کچھ سعی کی۔ دن رات اس کے حصول کے لئے سرگرم عمل رہے مگر اس نے ہمیں کچھ فائدہ نہیں دیا دنیا کی چاہت نے ان کی روحانی قوتوں کو ختم کر دیا تھا۔ روحانی ترقیوں کے لئے روک بن گئیں۔ یہ احساس محرومی ان کے

دجالی اور دینی زندگیوں میں مابہ الامتیاز

سفلی جذبات یا اعلےٰ استعدادوں کا ارتقاء

مکرم کرنل صاحب کی تقریر کے بعد مسٹر داؤد سیڈ از کیپ ٹاؤن جنوبی افریقہ نے انگریزی میں تقریر فرمائی۔ جس کا اردو ترجمہ کر کے حاضرین کو سنایا گیا۔ ان کی تقریر کا مکمل متن قریبی اشاعت میں درج کیا جائے گا۔ بعد ازاں مکرم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب ریٹائرڈ کیمیکل ایگزامینر نے تقریر فرمائی جو درج ذیل ہے:—

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ

باطنی حواس اور باطنی قوتیں

حضرات! میں نے جو آیت کریمہ تلاوت کی ہے۔ اس کا مضمون آپ پر روشن ہے۔ جماعت احمدیہ کا یہ ایمان ہے کہ اسلام کی تعلیم غالب آنے والی ہے۔ اس لئے ہم اس کی اشاعت میں سرگرم عمل ہیں۔ اس وقت اصل مرض کیا ہے۔ یہ بات کیا ہے کہ اس زمانہ میں بہت سی جماعتیں تحریکیں موجود ہیں۔ لیکن وہ بات جو پیدا ہونی چاہیئے تھی، اس کا تھوڑا سا عنصر بھی پیدا ہوا نظر نہیں آتا۔ اس وقت دین اور لادینی کی زبردست کشمکش ہے۔ ہمیں دیکھنا ہے کہ دین کا خلاصہ کیا ہے لادینی کا خلاصہ کیا ہے اور اس کی کون کونسی صورتیں ہیں

آپ اس بات کو سمجھتے ہیں کہ دین کا مقصد اور خلاصہ یہ ہے کہ اس ظاہری نظام کے علاوہ ایک باطنی نظام بھی موجود ہے۔ اور ظاہری حواس کے علاوہ باطنی حواس بھی کارفرما ہیں۔ انسان کی زندگی کا مقصد کیا ہے یہی کہ اس دنیا میں باطنی صلاحیتوں اور روحانی قوتوں کی پوری طرح نشوونما اور ترقی ہو۔ ایک باطنی عالم ہے، وہ ہے ہستی باری تعالےٰ۔ ملائکہ اور عالم آخرت۔ بہشت دوزخ۔ یہ روحانی نظام ہے۔ اگر انسان اس باطنی نظام کو مان لے۔ اور یقین کر لے۔ تو اس کے اندر ایسے مخفی جوہر ہیں جو ظاہر ہو سکتے ہیں جن کا کوئی حد و حساب نہیں جو زبردست طاقت کی چیزیں ہیں۔

اس وقت دو بیماریاں پیدا ہو گئی ہیں، ایک تو نظریہ کی بیماری ہے مادی سائنس اور تحقیقات اور محض ظاہری حواس پر ایمان کی وجہ سے باطنی عالم پر انکار موجود ہے دوسری مرض بےعملی کی ہے۔ اس میں ایک یہ دقت پیدا ہو گئی ہے جو لوگ نظام باطنی پر ایمان لانے کا دعویٰ کرتے ہیں ان کے اس دعویٰ کی تصدیق و تائید ان کی زندگیوں میں مفقود ہے اور وہ چیزیں نمایاں ان کی زندگیوں سے مترشح نہیں ہو رہی ہیں جو دین کے نتیجہ میں پیدا ہونی چاہئیں۔ گویا مدعیانِ دین کے دعاوی تو موجود ہیں مگر وہ ثمر جو اس کے نتیجہ میں پیدا ہونے کا وعدہ ہے وہ مفقود ہے۔

اشتراکی اور سرمایہ دارانہ نظام

اس زمانہ میں جو باطنی نظام کا انکار ہے اس کی انتہائی شکل آپ کو اشتراکی نظام میں نظر آئے گی وہ علی الاعلان اس روحانی نظام کا انکار کرتے ہیں اور اسے غلط قرار دیتے ہیں۔ اور اگر ہو سکے تو لوگوں کو اس سے بہ جبر دور ہٹانے کی کوشش کرتے ہیں وہ کہتے ہیں یہی ظاہری عالم سب کچھ ہے۔ اس کے ماوراء اور کچھ نہیں محض قصے کہانیاں ہیں۔ مذہب تو خوف و خطر کا دوسرا نام ہے۔ مذہب ایک افیون ہے۔ جس کو کھا کر انسان کی استعدادیں اور صلاحیتیں بےکار ہو کر رہ جاتی ہیں اور قوتیں شل ہو جاتے ہیں حضرات! کہاں باطنی قوتوں کی نشوونما کرنا اور اعلیٰ معراج حاصل کرنا اور بلند مقامات حاصل کرنا۔ اور کہاں ان لے دینوں کا ایمان اور یقین کہ مذہب بےکار چیز ہے۔ مذہب کو مٹا دو اور نہ صرف نظریہ کے پرچار سے بلکہ زبردستی سے طاقت و قوت سے!

ایک اور دھوکہ ہے سرمایہ پرستی کا۔ اور کس قدر زبردست غلطی ہے۔ سرمایہ پرستی کا نظریہ ہے کہ انسان کی ترقی اور فلاح و بہبود کا خلاصہ و معیار یہ ہے کہ وہ اس عالم کے مادی سامانوں سے زیادہ سے زیادہ متمتع ہو جائے۔ اور بس! یہی انسان کا کمال ہے اور یہی اس کا معراج ہے۔

دجال کی دراصل دو شاخیں ہیں۔ اور یہ ان دونوں کا بنیا باطل نظریۂ حیات ہے کہ ہم آسمان کی بلندیوں پر ہیں اور مذہب پستی میں دھکیلتا چاہتا ہے۔ یہ جو مادہ پرستی کا نظام ہے اگر وہ خدا کا انکار نہیں کرتا مگر عالم باطن کا ضرور انکار کرتا ہے۔ آپ اس نتیجہ پر ضرور پہنچے ہوں گے کہ دراصل یہ دو امراض ہیں جو اس وقت دنیا میں پیدا ہو چکی ہیں، اور ہمیں ان کا علاج سوچنا چاہیئے۔

ہم کیسے یقین کریں کہ خدا ہے۔ ہمیں تو کسی طرح نظر نہیں آ سکتا ہم کیسے یقین دلائیں کہ دعا بھی کوئی چیز ہے۔ افضال الٰہی بھی کچھ شئے ہیں۔ دنیا آج خدا سے انکار کرتی ہے۔ وحی و الہام کی منکر ہے۔ باطنی نظام کی قائل نہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ عالم ماورائی کوئی شئے نہیں ہے۔ ایک اشتراکیت کی مرض ہے جو خدا اور باطنی عالم کا کھلم کھلا انکار کر رہی ہے دوسری الحاد اور زندقہ کی مرض ہے وہ خدا کے منکر تو نہیں لیکن صفات الٰہی کے منکر ہیں۔ اس کا کیا علاج ہے؟

اشتراکیت اور سرمایہ پرستی میں فی الحقیقت کوئی فرق نہیں ہے۔ یہ دونوں ایک ہی درخت کی دو شاخیں ہیں۔ یہ دونوں ایک ہی درخت کے دو ثمر ہیں ان کے بنیادی نظریات کا خلاصہ یہی ہے کہ ظاہر پرستی پر ایمان اور اس کے حصول کے لئے کوشش، سرمایہ داری کا نظریہ ہے کہ فرد کو آزادی حاصل ہے جتنی چاہے دولت حاصل کرے اور اس کے فیوض سے بہرہ ور ہو۔ اس کے مقابل جب سرمایہ داری نظام کی خرابیوں کو اشتراکیوں نے دیکھا کہ اس نظام میں ایک طرف مظلوم و مقہور طبقہ پیدا ہوتا ہے تو دوسرا ظالم و قاہر جس میں ایک امیر سے امیر تر ہے تو دوسرا غریب سے غریب تر تو انہوں نے یہ ندا بلند کی کہ اس نظام کی بجائے ایک ایسے نظام کی طرح ڈالی جائے جو مادی سامانوں کو افراد میں یکساں طور پر تقسیم کر دے اگر بنظر غور مطالعہ کیا جائے تو ثابت ہو جائے گا کہ ان دونوں نظاموں اور نظریوں میں بنیادی فرق کوئی نہیں۔ بلکہ یہ دونوں نظام حصول مادہ کے دو الگ الگ طریق ہیں مگر مطمح نظر ایک ہی ہے یعنی مادی منفعت۔

مادہ پرستانہ اور باطنی نظاموں میں بنیادی فرق

سرمایہ دارانہ اور اشتراکی نظاموں کا نظریہ ہے کہ انسان اپنے سفلی جذبات کی تسکین کے لئے مادی سامان بڑھ چڑھ کر حاصل کرے۔ یہ نظریہ ایک حیوانی نظریہ سے بنیادی طور پر کیسے مختلف ہے؟ ایک حیوان کا مقصد بھی یہی ہے کہ اس کے جذبات بھوک پیاس افزائش نسل کی تسکین ہو اور اس غرض کے لئے ایک حیوان دوسرے حیوان سے برسرپیکار ہوتا ہے۔ اگر انسان کا مقصد بھی انہی جذبات کی تسکین اور ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر منفعت حاصل کرنے تک محدود ہے تو ظاہر ہے کہ یہ تو کوئی بنیادی فرق حیوان اور انسان کی زندگیوں میں نہ ہوا بلکہ جب حصول غرض ایک ہی بات رہی یعنی سفلی جذبات کی تسکین۔ تو ایک انسان اگر ان کی تسکین کے سامان اعلےٰ و عمدہ طور پر اختراع کر لیتا ہے مگر حیوان انہیں ادنےٰ طور پر بجا لاتا ہے تو کیا یہ کوئی اصل و بنیادی فرق ہوا؟

غرض مقصد تو ایک ہی رہا چنانچہ اسی بات کو قرآن کریم نے ان پیارے الفاظ میں ادا کیا ہے یاکلون کما تاکل الانعام۔ جن لوگوں کا نظریہ اعلیٰ استعدادوں کی نشوونما نہیں ان کا کیا حال ہے؟ یہ اسی طرح کھانے پینے اور حصول شہوات میں مشغول ہیں جس طرح ایک حیوان

کی زندگی کا یہی مقصد ہے۔ لیکن اگر ایک انسان کے پیش نظر محض نفسانی جذبات کی تسکین ہی نہ بلکہ اس کے سامنے اپنی اعلیٰ مگر مخفی صلاحیتوں کا ارتقاء ہو اور اس غرض کے حصول کے لئے وہ سچے و کامل مذہب کا راستہ اختیار کرے تو یہی انسان اور حیوان کی زندگیوں میں بنیادی فرق ظاہر ہوتا ہے۔

اس کے مقابلہ پر دینی اور باطنی نظام کوئی اور چیز پیدا کرنا چاہتا ہے وہ ہے مقام قرب الٰہی کے ذریعہ باطنی صلاحیتوں کا ارتقاء۔ بہت سے فرقے اور تحریکیں ہیں۔ مذہب کو تو عیسائی بھی مانتے ہیں۔ یہودی بھی مانتے ہیں۔ وہ خدا اور عالم آخرت کے انکاری نہیں ہیں۔ لیکن باوجود اس کے جب وہ چیز حاصل نہیں ہوتی جو اس نظام کو ماننے کے یقینی نتائج میں سے ہے تو دنیا میں مذہب سے انکار پیدا ہوتا ہے۔

اصل انکار مذہب کی وجہ سے نہیں ہے کہ مذہب تو غرض کو حاصل کرنے کا ذریعہ ہے اصل بنیاد اور ہے مذہب کی اسلامی صورتیں مندرجہ ذیل ہیں

مذہب کی ظاہری صورتیں

(۱)- پیرو کی ظاہری شکل و صورت ایسی ہو کہ وہ مذہبی انسان کہلا سکے یعنی صرف جبہ و دستار میں ملبوس ہو جائے۔

(۲)- دین کا بڑا علم و فضل حاصل ہے۔ آپ آئیں اور اعلیٰ علم و فضل سے مرعوب ہو کر جائیں۔

(۳)- فقہ کی موشگافیاں پیدا کرتے رہنا کہ وضو کیسے ہو، نماز کیسے ترک ہو جاتی ہے، اعتقادات کی بحثیں وغیرہ

(۴)- ظاہری ارکان کی بجا آوری مقصود ہو جائے صرف ظاہری طور پر صوم و صلوٰۃ کا پابند ہو جاؤں۔ اور احکام شریعت کو ظاہری طور پر بجا لا کر مطمئن ہو لیا جائے۔

(۵)- مذہب کا غلط قسم کا ظاہری تصور کہ ہم مراقبے میں بیٹھے رہیں اور منہ سے ورد کرتے رہیں۔ تسبیح و تہلیل جاری رہے جس کا کوئی اثر ہماری باطنی اصلاح پر نہ ہو۔

حضرات! میرے اس بیان سے آپ یہ نہ سمجھیں کہ میں ان احکامات و ارکان کو بے معنی سمجھتا ہوں۔ لیکن میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر ان کی باطنی روح مفقود ہے تو پھر یہ سب کچھ عبث ہے۔ قرآن کریم میں بھی یہی ارشاد ہوا کہ فویل للمصلین۔ لعنت ہے ایسے نمازیوں پر الذین ہم عن صلاتہم ساہون جو بظاہر نماز تو پڑھتے دکھائی دیتے ہیں۔ لیکن ان میں روح، جذبہ اور ذوق کا رفرما نہیں۔ دوسری جگہ فرمایا کہ لن ینال اللہ لحومہا ولا دماءھا ولکن ینالہ التقویٰ منکم۔ یہاں ظاہر پرستی کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا ہے۔ اور ایک جگہ فرمایا

کہ لا تبطلوا صدقٰتکم بالمن والاذیٰ کہ اپنی خیرات کو جتلا کر باطل نہ کرو۔ کس قدر قرآن کریم کا کمال ہے۔ دوسرے کی محتاجی کو دور کرنا کتنی اچھی بات ہے۔ مگر فرمایا کہ تم اپنے احسان اور مہربانی کو جتلا کر محتاج کے لئے اذیت کا موجب ہو جاتے ہو اور اس طرح اصل مقصد کو کھو دیتے ہو جو حقیقتاً یہ ہے کہ غریب کی دلجوئی اور دلنوازی کی جائے۔

(۶)- مذہب کی چھٹی شکل یہ ہے کہ پیروں اور قبروں سے فیض حاصل کرنا۔ نذر نیاز چڑھاوے لئے جائیں۔ مگر باطنی کمالات حاصل نہ کئے جائیں بلکہ عیسائیوں کے مسئلہ کفارہ کی طرح نجات حاصل کی جائے۔

یہ ایک عام مرض ہے جو مسلمانوں میں پیدا ہو چکی ہے۔

بنیادی احکام کی خلاف ورزی مگر نجات کے حصول کا ڈھکوسلہ

مذہب نے جھوٹ نہیں سکھلایا۔ لیکن میں جھوٹ بولتا ہوں۔ کہتا ہوں مسلمان ہوں لیکن کرتا ہوں منکروں اور کافروں کے کام۔ کیونکہ میرے دل میں یہ ہے کہ میں نماز پڑھتا ہوں۔ آخرت میں کیسے نہیں بیڑا پار ہوگا۔ ایک پلڑے میں میرے ورد و وظائف ہوں گے اور دوسرے میں بدیاں ہوں گی۔ وظائف کا پلڑا بھاری ہو جائے گا۔ پس نجات حاصل ہو جائے گی۔ یہ سب ضلالتیں اس لئے پھیل رہی ہیں اور مذہب اس لئے بدنام ہو رہا ہے کہ یہ پتہ ہی نہیں کہ ایمانیات و ارکان دین کے ثمرات کیا ہیں جو اصل حصول مقصد ہیں۔ اس سے قطعی بے خبری و لاعلمی ہے کہ اصل و انتہائی غرض تو اپنی باطنی صلاحیتوں کا ارتقا ہے جو ایمانیات، و اعتقادات اور ارکان و وظائف سے حاصل کرنا مقصود ہے۔

حضرات! ہم نے جو یہ مذہب کی شکلیں بنا رکھی ہیں۔ اس سے بے دینی کو بہت فروغ حاصل ہو رہا ہے۔

مرض دنیا میں اس وقت ایک ہی ہے۔ وہ چاہے دینی شکل میں ہو یا دنیاوی صورت میں۔ وہ ہے ظاہر پرستی کو باطنی۔ باطنی عالم کے حقائق سے بے خبری۔ خدا تعالیٰ کا انکار اور انسانی زندگی کے نصب العین سے بے خبری اور اس بات کا انکار کہ روحانی استعدادیں اور اخلاقی بلندیاں بھی کوئی شئے ہیں۔ معلوم ہوا کہ اس وقت کا اصل مرض باطل فلسفۂ زندگی ہے۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک وقت ایک قوم پیدا ہوگی۔ اور دنیا پر غالب آ جائے گی وہ قوم دجال۔ دجال کے دو معنی ہیں یعنے دھوکہ خوردہ اور دھوکہ باز۔ دجال نے ہر جگہ اور ہر کہیں دھوکہ ہی دھوکا پھیلا رکھا ہے۔

آج ہم آزاد ہیں۔ لیکن نفس کا کیا حال ہے۔ نفس شیطان کے پنجہ کا اسیر ہے۔ ہم پر سفلی جذبات پوری طرح غالب آ چکے ہیں۔ ہم سب نے دیکھ لیا کہ

۸ا سال کی نام نہاد آزادی کا کیا حال ہوا؟ اگر ہم اپنی حالت اور اعمال و افعال پر غور کریں اور دین کی تعلیمات پر غور کریں تو ہم سے بڑھ کر اسفل السافلین میں گرنے والا اور کوئی نہیں ہے۔ چوٹی سے ایڑی تک منافقت ہے کہتے ہیں اپنے آپ کو مسلمان اور کرتوت ہیں کافروں کے۔ کہتے ہیں دین کے لئے اور کرتے ہیں بے دینی کی باتیں۔

اس مرض کا علاج کیا ہے۔ مسیحا کے وقت تشریف لے آئے ہیں امراض کا علاج کرنے کے لئے لے آئے ہیں۔ انہوں نے علاج فرمایا کہ تم خدا تعالیٰ پر یقین پیدا کرو۔ مگر قانون اور ڈنڈے سے یہ یقین پیدا نہیں کیا جا سکتا بلکہ علم۔ دلائل اور فوائد سے یہ یقین پیدا ہو سکتا ہے۔ انہوں نے زندگی کی ظاہری شکل سے انکار نہیں کیا۔ اور یہ بھی نہیں فرمایا کہ تم زندگی کے اعلیٰ کمال حاصل نہ کرو۔ بلکہ فرمایا کہ ارضی اور سفلی جذبات کو زندگی کا مقصود و مطلوب نہ سمجھو۔ اس سفلی زندگی پر نجات نہیں ہے۔ دولت و ثروت کی دنیا میں اطمینان نہیں۔ اس میں انفرادی خوشی مفقود ہے۔ آپ جتنی جتنی دولت حاصل کرتے جائیں یہ آگ اور بھڑکتی رہتی ہے۔

اس دنیا میں دولت اور مزید دولت اور ہوس کا یہ عالم ہے کہ جس کے پاس ایک دو فیکٹریاں ہیں وہ کہتے ہیں کہ میرے پاس دس بیس فیکٹریاں ہونی چاہئیں امیر اپنی جگہ غیر مطمئن ہے کہ میں زیادہ امیر کیوں نہیں اور غریب یہ رو رہا ہے کہ میں غریب کیوں ہوں، غربت میں گذر اوقات مشکل ہے، ناداری دذلت ہے۔ حضرات! یہ کس قسم کی تہذیب و ترقی ہے جو انسان نے نکالی ہے کہ مادی اشیاء کی فراوانی و تنوع کی کوئی حد نہیں لیکن اندرونی امن و اطمینان بالکل مفقود اور باہمی چین و سکون قطعی عنقا ہو چکے ہیں۔ کیا یہ صریح دجل ود ہوکہ نہیں جس میں آج انسانیت گرفتار ہو چکی ہے۔ کیا ہی سچ فرمایا حضرت مسیح موعودؑ نے کہ

جن مور کھوں کو کاموں پہ اس کے یقین نہیں
پانی کو ڈھونڈتے ہیں عبث وہ سراب میں

اسی کے مطابق علامہ اقبالؔ نے سچ ہی فرمایا تھا کہ

جو شاخ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائدار ہوگا

آج دنیا میں اجتماعی ایمان و عمل مفقود ہے۔ ہر وقت سرد جنگ کا خوف دلوں پر مسلط ہے۔ اس کا علاج انسان کے بس کی بات نہیں۔ علاج آسمان سے آتا ہے ایک علاج یہ ہے کہ دل میں یقین پیدا کرو کہ خدا ہے۔ ایک روحانی نظام ہے۔ حقوق کا لحاظ رکھو۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم کسی برائی کو ہاتھ سے نہیں مٹا سکتے تو زبان سے ہی برا کہو اور اگر زبان سے نہیں منع کر سکتے تو کم از کم دل سے ہی برا سمجھو۔ کہ ہم تو دجل کا شکار ہو گئے ہیں۔ ایک تو یہ یقین پیدا کرنا ہے کہ خدا ہے۔ ملائکہ ہیں۔ یوم آخرت ہے ایک روحانی عالم ہے۔

. . . .

باطنی عالم اور مخفی استعدادوں پر تین شہادتیں

سوال یہ ہے کہ باطنی عالم پر یقین کیونکر پیدا ہو، اس کے متعلق میں تین زبردست شواہد پیش کرتا ہوں ایک جملہ انبیاء و مصلحین ربانی کی متفقہ و متحدہ شہادت ہے کہ یہ باتیں حقیقت ہیں ڈھکوسلہ یا توہم پرستانہ اعتقادات نہیں۔ دنیا میں یہ انبیاء و مصلحین ربانی کی ایک قوم ہے جو یہ کہتے ہیں کہ روحانی عالم حقائق و شواہد ہیں۔ فرضی قصے و کہانیاں نہیں ہیں، اب قابل غور بات یہ ہے کہ کیا یہ تمام شہادتیں رد کرنے کے قابل ہیں؟ آخر ہم کیا نظریہ قائم کریں گے کہ یہ سب لوگ مکار و فریبی یعنی خودغرض دنیاء پرست انسان تھے؟ یا یہ کہ یہ سب لوگ مجنون و فاتر العقل تھے؟ ان اصحاب کی بدولت دنیا میں نہ صرف نیکی و نکوکاری قائم ہوئی بلکہ انہوں نے راستبازی و صدق کے سلسلے قائم کر دکھلاتے۔ پھر دوسری شہادت جو باطنی نظام کے متعلق ہے۔ وہ اس زمانہ کے امام کی زبردست شہادت ہے۔ وہ ہے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی ماموریت۔ لوگ کہتے کہ چھوٹی چھوٹی باتیں میں حضرت مرزا صاحب کو لے آتے ہیں۔ انہیں کیا معلوم کہ آج حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے کو تسلیم کرنے میں دہریت اور زندیقیت کا قلع قمع کرتا ہے حضرت صاحبؑ نے فرمایا کہ میری شہادت مانو کہ میرے ساتھ خدا ہے۔ سر سید احمد خاں مرحوم کو چیلنج کیا کہ تم عالی دماغ ہو۔ مگر تم وحی و الہام کے منکر ہو۔ دعا کے منکر ہو تعلق الٰہی کے منکر ہو۔ اگر تم میرے پاس آؤ تو میں تمہیں ان حقائق سے روشناس کرا دیتا ہوں اور خدا اور اس کی کارسازیوں سے مطلع کرا دیتا ہوں۔ یہ شہادت جو آپ نے پیش کی ہے یہ عالم باطنی پر ایمان کی زبردست شہادت ہے اور مادیت کے خلاف زبردست للکار ہے، اور یہ زمانہ کے چیلنج و طلب کا اصل جواب ہے

فطرتِ انسانی کی اندرونی آواز

تیسری شہادت کہ امور غیبیہ برحق امور ہیں عام فطرت انسان کی اندرونی نِدا ہے، اکثر انسانوں کو قبل از وقت ایسے نظارے خواب میں دکھلائے جاتے ہیں جو بظاہر واقعات اور عقل کے خلاف معلوم دیتے ہیں لیکن وہ سچے ثابت ہوتے ہیں اور بعد کے آنے والے واقعات ان کی تصدیق کر دیتے ہیں۔ یہ علم غیب جس پر کوئی انسانی عقل دخل حاوی نہیں کیونکر انسان پر منکشف ہو جاتا ہے؟ حدیث شریف میں یہ بات آئی ہے کہ سچی خواب یا رؤیا نبوت کا چالیسواں حصہ ہے یعنی یہ کہ نبوت کی حقیقت کو واضح کرنے کے لئے عام فطرتِ انسانی میں غیب کے راز معلوم ہو جانے کی استعداد رکھی گئی ہے پس یہ تین زبردست شہادتیں ایمانی حقائق اور امور غیبیہ کے بارہ میں موجود ہیں، ان کو پیش کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ جملہ مصلحین انبیاء کی متفقہ و متحدہ شہادت۔ اس زمانہ کے مامور کی تازہ ترین شہادت اور عام فطرتِ انسانی کی اجتماعی شہادت۔

اعلیٰ صلاحیتوں کا ارتقاء

انبیاء و مامورین کی زندگیوں میں نہ صرف امور غیبیہ کے حقائق ہونے کا ثبوت ملتا ہے بلکہ ان کے اپنے وجود میں اور ان کے سچے و کامل پیروؤں کے وجودوں میں وہ ثمرات ملتے ہیں جن کا حصول اصل غرض زندگی ہے یعنے انسان کی مخفی مگر اعلےٰ استعدادوں کی نشوونما۔ ہمیں تاریخ کا مطالعہ یہ بتلاتا ہے کہ کس طرح یہ لوگ اپنی ادنےٰ خواہشات و جذبات کو تابع کر کے اپنی اعلیٰ صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہیں، ان کی زندگیوں میں ہمیں یہ سبق لکھا ہوا ملتا ہے کہ زندگی کی حقیقی بلندیاں کیونکر حاصل ہوتی ہیں۔ کس قدر اعلےٰ نمونے ہمارے سامنے آ جاتے ہیں کہ کیونکر مخلوق کی خدمت کے عوض ان لوگوں نے اپنے آپ کو دکھوں و تکلیف میں ڈالا اور کس طرح اپنے پاس بیٹھنے والوں کی باطنی قوتوں کو ترقی پذیر کر دیا۔

جماعتِ احمدیہ کے لئے لائحہ عمل

حضرت مسیح موعودؑ نے بھی ہمارے سامنے یہی لائحہ عمل رکھا ہے کہ ہم خدا تعالےٰ سے تعلق پیدا کر کے اپنے باطنی قویٰ کو ظاہر کرنے والے ہو جائیں، مادیت کے اس دور میں نہ صرف ایک معجزانہ ایمان حقیقی کی ضرورت ہے بلکہ مادیت سے محبت و دلبستگی سے بلند ہو کر ایسی زندگیوں کے پیش کرنے کی ضرورت ہے کہ آس پاس بیٹھنے والے یہ تاثر لیں کہ ان لوگوں کی زندگیوں کا مقصد وہ نہیں جسے عام دنیا اپنا چکی ہے، یہ احساس ماحول میں سرایت کرے کہ ایک احمدی کی زندگی دوسروں سے ایک الگ و جدا نظریہ زندگی پیش کرتی ہے۔ جس طرح پہلے دور کے احمدیوں نے اپنے اردگرد میں یہ اثر پیدا کیا کہ ان کے مقاصد و عزائم دنیاوی سامان اور جاہ و حشم کی بجائے اخلاقی و ایمانی بلندیوں کا حصول رہا۔ یہی اثر و احساس قائم و برقرار رکھنے کی آج بھی ضرورت ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے ہاتھ پر کئے ہوئے عہد کی کہ میں دین کو دنیا پر مقدم کروں گا۔ از سر نو چمک و تازگی پھر سے دکھلانے کی حاجت ہے۔ نفس اور خودی کے جس قدر ذاتی محرکات و جذبات ہیں ان سب کو قربان کر کے اعلےٰ روحانی و اخلاقی بلندیوں کو اپنی زندگیوں میں اجاگر کر دکھلانا ہی آج کی امراض زمانہ کا اصل علاج ہے جس کے لئے مسیحا نے وقت تشریف لائے چنانچہ ہوا و حرص سے اجتناب کے بارہ میں تو حضرت مسیح موعودؑ نے الوصیت میں یہاں تک فرمایا کہ تمہاری ساری اغراض اور سارے ارادے خدا کے لئے ہونا چاہئیں، اگر یہ نہیں بلکہ تمہارے کچھ ارادے خدا کے لئے ہوں اور کچھ دنیا کے لئے۔ یعنی اگر تمہاری اغراض میں ذرہ بھر بھی دنیا کی ملونی ہے تو اس صورت میں تم ہرگز کامیاب نہیں بلکہ تمہاری ساری عبادتیں عبث ہیں۔ پھر نفس کے جوشوں اور انتقام کے بارہ میں یہاں تک حضرت مسیح موعودؑ نے تعلیم دی کہ فرمایا۔ سچے ہو کر جھوٹوں کی طرح تذلل اختیار کرو۔ تم مقصد اصلاح کو نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے حاصل کرو۔ اسی طرح آپ کی نظموں میں بھی اپنی عالی جذبات کا اظہار کیا گیا ہے جب فرمایا۔ ع

گالیاں سُن کے دُعا دو پا کے دکھ آرام دو
وہ اگر پھیلائیں بدبو تم بنو مشک تاتار

غرض جبکہ اس زمانہ میں نفسانیت کے جملہ جذبات کی نشوونما کو ہی معراج ترقی سمجھا گیا ہے تو مذہب کو سچے رنگ میں قائم کرنے والی جماعت کی تمامتر کامیابی اسی راز زندگی کو نظریاتی اور عملی رنگ میں پھیلانے میں ۔ ۔ ۔ ہے کہ معراج کمال یہ نہیں بلکہ اس کے برعکس ان امور میں مضمر ہے کہ زندگیوں میں مادیت سے بے رغبتی، نفسانی جوشوں اور ادنےٰ اغراض سے اجتناب، انتقام و تفاخر اور تکبروں و تعلیوں کی تمام راہوں سے پرہیز ہے، جس کا خلاصہ ان دو قرآنی جملوں میں آ جاتا ہے کہ ان الذین آمنوا وعملوا الصلحٰت۔ ایک ایسا اجتماعی ماحول معرض وجود میں لانا کہ جس میں ایمانی و اخلاقی بلندیاں نمایاں طور پر غالب و مؤثر ہوں۔

بحرِ حکمت کے موتی

انسؓ انی لادخل فی الصلوٰة و انا ارید اطالتها فاسمع بکاء الصبی فاتجوز فی صلوٰتی مما اعلم من شدة وجد امه من بکائه۔ بخاری اور مسلم بحوالہ مشارق الانوار۔ تحفۃ الاخیار حدیث ۱۳۲

ترجمہ:—

انسؓ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
میں نماز میں داخل ہوتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ لمبی نماز پڑھوں پھر سنتا ہوں (کسی) لڑکے کا رونا تو اپنی نماز میں تخفیف کر دیتا ہوں بدیں وجہ کہ میں جانتا ہوں اس کی ماں کے شدت رنج اور قلق کو اس کے رونے کے سبب سے

نوٹ:— اس میں مسجدوں کے اماموں کے لئے لمحۂ فکریہ ہے۔

فاقرءوا ما تیسر من القرآن
الآیۃ ۷۳:۲۰
(غلام قادر ڈار عفی عنہ)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔
(منیجر)

مسز فاطمہ حکیم صاحبہ بی اے بی ٹی

خواتین کا صفحہ

صبر کا اسلامی تصوّر

گزشتہ دنوں "نوائے وقت" کے خواتین کے صفحہ میں ایک خاتون ذکیہ ناہید صاحبہ کا مضمون بعنوان "صبر کا اسلامی تصوّر" نظر سے گزرا۔ محترمہ ذکیہ صاحبہ نے اگرچہ ابتدائی تصوّر صبر کے متعلق صحیح دیا تھا۔ مگر بہت جلد انہوں نے صبر کے تمام تر معانی کو قناعت کے معنوں میں مدغم کر دیا۔ اور سارے کے سارے مضمون پر ایک عجیب سی بے کسی چھائی ہوئی محسوس ہوتی۔

مجھے اکثر اوقات پڑھکر بہت افسوس ہوتا ہے کہ اسلامی موضوعات پر لکھنے والے ہمارے بھائی بہن نیکی کا صرف ایک ہی پہلو پیشِ نظر رکھتے ہیں یعنی دوسروں سے بڑا نرم سلوک۔ محبت۔ شفقت اور ہمدردی سراپا، اور وہ یہ کہ نیکی کا ایک دوسرا پہلو بھی ہے۔ یعنی سختی اور شدّت۔ اور یہ بھی بسا اوقات ہمدردی کہلاتی ہے۔ کچھ دنوں پہلے اسی طرح کا ایک اور مضمون بھی نوائے وقت میں کسی نامہ نگار صاحب نے حضرت ابوبکر صدیق رض کے متعلق دیا تھا۔ جس میں انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رض کی ایک نہایت غریب محنت کار کی حیثیت سے تصویر کشی کی تھی۔ جہاں وہ ایک تجارتی جہاز پر دو چار آنے کی مزدوری کے لئے بڑے عجز اور الحاح کے ساتھ زاری کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ کہ دو آنے چار آنے کی مزدوری دے دیں۔ ورنہ میرے بچے بھوکے مرجائیں گے وغیرہ اس قسم کی کہانیاں اور خیالات پڑھ کر دل کو بڑی کوفت ہوتی ہے۔ جیسے ہمارا مذہب بڑا یتیم سا مذہب ہو۔ اور اس کے نمائندہ بس یونہی مسکنت اور عجز کا شکار ہوں حالانکہ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔ میری حقیر معلومات کا تعلق جہاں تک میرے پیارے مذہب کے متعلق ہے وہ یہ ہے۔ کہ دنیا کا کوئی مذہب اتنا راست۔ بلند۔ جرأت آموز باوقار ٹھوس اور خوبصورت نہیں۔ جتنا کہ مذہب اسلام ہے۔ نیکی کی تعریف میں اسلام صرف بعض مقامات پر عجز کو پسند کرتا ہے۔ ورنہ اس کی بڑی خوبی راست اقدام یا نفیس دلائل ہیں۔ ایک حدیث ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اُنصر اخاک ظالمًا او مظلومًا۔ تو ظالم کی مدد کے ضمن میں ارشاد گرامی یہ تھا۔ کہ ظالم کے ہاتھ ظلم سے کاٹ دو۔ اور یہ کس قدر واضح اور منفرد تعلیم ہے۔

میرا اصل موضوع بحث صبر ہے۔ اور میں اوّلاً صبر اور قناعت کا فرق واضح کرنا چاہتی ہوں۔ قناعت کا مطلب یہ ہے کہ ہم کم سے کم سامانِ زندگی پر راضی ہو جائیں۔ اور اسی پر خوش رہیں۔ یعنی اپنی تمام تر محنت و کوشش کے بعد جو کچھ ہمیں میسر آتا ہے۔ ہم اس پر خوش رہیں۔ لیکن صبر کا مطلب یہ ہے کہ ہم اُن تکالیف پر راضی ہو جائیں۔ اور ان کی شدّت پر جزع فزع نہ کریں۔ جن کو دُور کرنے کے لئے ہمارے پاس کوئی ذرائع نہیں۔ اور جن کو رفع کرنے کی سبیل صرف خدا تعالےٰ کے پاس ہے۔ صبر کے ایک اور معنی بھی آتے ہیں۔ یعنی تعیش اور آرام کے وقت بھی خدا تعالےٰ انتہا پرستی سے بچائے۔ روایت ہے کہ حضرت عمر رض کی خلافت کے دَور میں ایک دفعہ بہت سا مال غنیمت آیا۔ جو انہوں نے مسجد میں ڈلوا دیا۔ اور دعا کی کہ یا اللہ تنگی اور آرام میں ہمیں صبر عطا فرما اور آزمائش سے بچا۔ بڑا عہدہ اور طاقت بھی اکثر اوقات بڑی مصیبت ہے۔ جو انسان کو راہ راست سے بھٹکا دیتی ہے۔ فارسی میں اسی مضمون کا شعر ہے۔

باده نوشیدن و ہشیار نشستن سہل است
گر بدولت برسی مست نگردی مردی

یعنی شراب پی کر ہوشیار بیٹھنا آسان ہے۔ لیکن مرتبے پر پہنچکر انسان بدمست نہیں ہوتا۔ تو وہ مرد ہے ظاہر ہے کہ صبر اور قناعت کے معنوں میں بڑا فرق ہے مگر اس واضح فرق کے باوجود وہ فرق ہے۔ جو ہمارے سادہ خیال مسلمان بھائی "قناعت" کے معنوں میں کرتے ہیں۔ ان کے خیال میں کم سے کم سامانِ زندگی پر راضی ہو جانا قناعت ہے اور پھر اس پر کوشش اور کفایت جو کہ دولت اور دنیاوی جاہ و عزت کے بڑھانے میں ہو۔ شرک اور برخلاف توکل ہے۔ حالانکہ اسلام اس تصوّر کے خلاف ہے۔ علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں ؎

تو ہی ناداں چند کلیوں پر قناعت کر گیا
ورنہ گلشن میں علاجِ تنگیٔ داماں بھی تھا

یہ تصوّر حیات کی سرگرمیوں پر سکوت کی حیثیت رکھتا ہے۔ زندگی کی قوّت نمو میں رکاوٹ پیدا کرتا ہے۔ اور افراد کی زندگی کے ساتھ ساتھ قومی اجتماعی ترقی کے لئے زہر ہلاہل ہے۔ اسلام بیش از بیش خیالات ترقی پسند کا متقاضی ہے۔ اس کا منشا یہ ہے کہ

ہے جستجو کہ خوب سے ہے خوب تر کہاں
اب دیکھئے ٹھہرتی ہے جاکر نظر کہاں

اپنی پوری کوشش کے بعد جو نتائج برآمد ہوتے ہیں اُن پر مطمئن رہنا قناعت کی اصل تعریف ہے

صبر ایک بے نظیر صفت ہے۔ جو گھر۔ محلّہ، اور سوسائٹی کے افراد کے لئے بڑے سکون اور راحت کا باعث ہے۔ خدا تعالےٰ نے انسانی زندگی کو بڑا قیمتی ٹھہرایا ہے۔ اور یہ زندگی انفرادی ہو یا اجتماعی بڑی اہم ہے۔ ہماری تعلیم تمام سوشل معاملات پر بڑا زور دیتی ہے۔ ہمیں حکم ہے کہ ہم صورت نہ صرف ہم اپنی زندگی کی ہی حفاظت کریں۔ بلکہ دوسروں کی زندگی اور زندگی سے متعلقہ جذبات۔ خیالات۔ خواہشات۔ ضروریات اور تقاضات کی پوری ذمہ داری سے حفاظت کریں۔ تاکہ دوسرے افراد کی زندگی تمام اطراف سے صحت مند اور تندرست ہو۔ ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن مجید نے اہل ملک، اہلِ شہر۔ ہمسائے، ماں باپ۔ بہن بھائی۔ میاں بیوی، کاروباری حضرات تمام کے لئے الگ الگ قاعدے اور ضابطے مقرر کئے ہیں۔ خدا اور رسول کی اطاعت کے بعد اولوالامر کی اطاعت لازمی قرار دی۔ اہلِ شہر کی بہتری کے لئے وضع کئے گئے ضابطوں کی پابندی اخلاق کا حصہ قرار دی گئی۔ ہمسائے کے ساتھ حسنِ سلوک پر اتنا زور دیا گیا۔ کہ صحابہ کرام رض کو یہ ڈر پیدا ہوا کہ کہیں وراثت میں بھی حصہ دار قرار نہ دیا جائے۔ ماں باپ کی تعظیم کے حکم میں انہیں اُف تک کہنے سے منع فرمایا۔ بہن بھائی کے ساتھ حسنِ سلوک اور صلہ رحمی کا حکم دیا گیا۔ اور بیوی سے حسنِ معاشرت اور حقوق کی حفاظت کا حکم ہوا۔ اور یہ تمام فرائض صرف اُسی صورت میں ممکن ہو سکتے ہیں جبکہ ہم صبر۔ استقامت اور میانہ روی سے کام لیں۔ حقیقت میں ہمیں اپنے غلط اور حد سے بڑھے ہوئے جذبات، خواہشات رنج و غم اور شکوہ و شکایت سے پرہیز کرنی لازمی ہوگی۔ روتا ہوا چہرہ دوسروں کے دل کو ضروری غمزدہ کر دے گا۔ جبکہ ہنستا ہوا چہرہ ہمارے لئے مسرّت و شادمانی کا باعث ہوگا۔ میں پہلے عرض کر چکی ہوں کہ انسانی زندگی کی خوشی بڑی اہم چیز ہے۔ بحیثیت انسان ہمارا یہ حق ہے۔ کہ ہم انسان کو وہ کچھ دیں۔ جس کی اسے تلاش ہے۔ اور امن و راحت کے سوا ہماری تلاش کیا ہو سکتی ہے؟

اب میں صبر کے متعلق قرآنی تعلیم کی طرف آتی ہوں۔ حضرت مسیح موعودؑ علیہ السلام فرماتے ہیں ؎

"منجملہ انسان کے طبعی امور کے ایک صبر ہے جو اس کو ان مصیبتوں اور بیماریوں اور دکھوں پر کرنا پڑتا ہے۔ جو اس پر ہمیشہ پڑتے رہتے ہیں۔ اور انسان بہت سے سیاپے اور جزع فزع کے بعد صبر اختیار کرتا ہے۔ لیکن جاننا چاہیئے کہ خدا تعالےٰ کی پاک کتاب کی رُو سے وہ صبر اخلاق میں داخل نہیں ہے۔ بلکہ وہ ایک حالت ہے۔ جو تھک جانے کے بعد ضرورتاً ظاہر ہو جاتی ہے۔ یعنی

انسان کی طبعی حالتوں میں سے یہ بھی ایک حالت ہے۔ کہ وہ مصیبت کے ظاہر ہونے کے وقت پہلے رونا پیٹنا سر پیٹتا ہے۔ آخر بہت سا بخار نکال کر جوش ختم جاتا ہے۔ اور انتہا تک پہنچکر پیچھے ہٹنا پڑتا ہے۔ پس یہ دونوں حرکتیں طبعی حالتیں ہیں۔ ان کو خلق سے کچھ تعلق نہیں۔ بلکہ اس کے متعلق منطق یہ ہے کہ جب کوئی چیز اپنے ہاتھ سے جاتی رہے تو اس چیز کو خدا تعالےٰ کی امانت سمجھ کر کوئی شکایت منہ پر نہ لاوے۔ اور یہ کہکر کہ خدا کا تھا۔ خدا نے لے لیا۔ اور ہم اس کی رضا کے ساتھ رضی ہیں۔ اس خلق کے متعلق خدا تعالےٰ کا پاک کلام قرآن شریف ہمیں یہ تعلیم دیتا ہے :-

ولنبلونکم بشیٍٔ من الخوف والجوع ونقصٍ من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصابرین ۝ الذین اذا اصابتھم مصیبۃٌ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون ۝ اولٰئک ھم المھتدون ۝

ترجمہ :- یعنی اے مومنو! ہم تمہیں اسی طرح پر آزماتے رہیں گے۔ کہ کبھی کوئی خوفناک حالت تم پر طاری ہوگی۔ اور کبھی فقر وفاقہ تمہارے شامل ہوگا۔ اور کبھی تمہارا مالی نقصان ہوگا۔ اور کبھی جانوں پر آفت آئے گی۔ اور کبھی اپنی محنتوں میں ناکام رہوگے اور حسب المراد نتیجے کوششوں کے نہیں نکلیں گے۔ اور کبھی تمہاری پیاری اولاد مرے گی۔ پس ان لوگوں کو خوشخبری ہو۔ کہ جب ان کو کوئی مصیبت پہنچے تو وہ کہتے ہیں۔ کہ ہم خدا کی چیزیں ہیں اور اس کی امانتیں اور اس کے مملوک ہیں۔ پس حق یہی ہے۔ کہ جس کی امانت ہے اس کی طرف رجوع کرے۔ یہی لوگ ہیں جن پر خدا کی رحمتیں ہیں اور یہی لوگ ہیں جو خدا کی راہ کو پا گئے۔

غرض اس خلق کا نام صبر اور رضا برضا الہٰی ہے۔ اور ایک طور سے اس خلق کا نام عدل بھی ہے۔ کیونکہ جبکہ خدا تعالےٰ انسان کی تمام زندگی میں اس کی مرضی کے موافق کام کرتا ہے۔ اور نیز ہزارہا باتیں اس کی مرضی کے موافق ظہور میں لاتا ہے۔ اور انسان کی خواہش کے مطابق اس قدر نعمتیں اسکو دے رکھی ہیں۔ کہ انسان شمار نہیں کر سکتا۔ تو پھر یہ شرط انصاف نہیں۔ کہ اگر وہ کبھی اپنی مرضی بھی منوانا چاہے تو انسان منحرف ہو۔ اور اس کی رضا کے ساتھ راضی نہ ہو۔ اور چون و چرا کرے یا بے دین اور بے راہ ہو جائے۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی)

مسیحیوں کی نمائندگی!

برطانیہ کی صد سالہ دور اقتدار کی پیداوار اور یادگار "مسیحی اقلیت" کی طرف سے "مملکت جمہوریہ اسلامیہ پاکستان" کی قومی اور صوبائی اسمبلیوں میں ان کے لئے نشستیں مخصوص کرنے کا بار بار مطالبہ کیا جا رہا ہے۔ پاکستان کے صدارتی انتخاب کے دوران تو ان کے اس مطالبہ کی شدت کا یہ عالم تھا کہ مسیحی انجمنوں کے نمائندوں نے نہ صرف بھوک ہڑتالیں کیں بلکہ انتخابات کے مقاطعہ تک کی دھمکی دی۔ اب اخبارات میں شکوہ کیا جا رہا ہے کہ اگر مخلوط انتخاب نہ ہوتا تو صرف کراچی سے کم از کم پچاس بی۔ ڈی ممبر "منتخب ہو کر" مؤثر آواز رکھتے اور برسر اقتدار پاکستان مسلم لیگ سے گزارش کی جا رہی ہے کہ وہ ان کی خاطر پھر جداگانہ طریق انتخاب نافذ کر دے۔ اس شکوہ کے ساتھ ہی یہ اعتراف کیا جا رہا ہے کہ :-

"اللہ کے فضل وکرم سے پاکستان میں مسیحیوں کے ساتھ انتہائی باعزت سلوک روا رکھا جاتا ہے۔" (ونسن خادم کا مراسلہ روزنامہ جنگ ۷ فروری ۱۹۶۵ء)

دراصل حکومت پاکستان کی حد سے بڑھی ہوئی رواداری نے مینٹ پال مسیحیوں کے حوصلے اتنے

(باقی بر صفحہ ۲۲)

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک نور الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا۔

آپ کے خطوط

(بسلسلہ صفحہ ۲۱)

بڑھا دیئے ہیں کہ اب وہ کھل کر یہاں کی سیاست میں دخیل ہونے لگے ہیں۔ مسلمانوں کی فریضہ تبلیغ سے مجرمانہ غفلت کی وجہ سے گذشتہ اٹھارہ سال میں مسیحیوں کی تعداد اسی ہزار سے بڑھکر بارہ لاکھ تک جا پہنچی ہے اور نہ صرف مسیحی مشنریوں کو یہ دعوے کرنے کا موقعہ ملا کہ مسیحی مشن کو سب سے زیادہ کامیابی پاکستان میں حاصل ہوئی ہے بلکہ ۱۹۶۱ء کی مردم شماری کی رپورٹ میں حکومت پاکستان کو بھی اعتراف کرنا پڑا کہ:-

"حالیہ سالوں میں عیسائیوں کی تعداد میں حیرت انگیز اضافہ ہوا ہے، پاکستان میں عیسائیت نے تمام مذاہب کے مقابلے میں سب سے زیادہ تیز رفتاری سے ترقی کی ہے"

(مردم شماری کی سرکاری رپورٹ ۲ صفحہ ۱۹)

صدر مملکت کے "میرا منشور" کے عنوان سے ۲۳ مارچ ۱۹۶۱ء کو اپنی نشری تقریر میں یہ الفاظ کہ:-

"پاکستان ایک نظریاتی مملکت ہے، لہذا ہمارا اولین مقصد یہ ہے کہ اسلامی نظریہ حیات کے پابند رہیں۔ اس نظریہ کی بناء پر ہم نے پاکستان کا مطالبہ کیا اور اس نظریہ کی برکت سے ہمیں کامیابی نصیب ہوئی۔ اسلام ہماری سب سے بڑی قوت اور ہمارے لئے باعث اتحاد و رحمت ہے۔ اسلام کو مشعل راہ بنانا فرض ہے"

پاکستان کے ہر باشندے کے لئے تازیانہ عمل ہیں۔ اگر اس کھلے اعلان کے بعد بھی اسلامی اقدار کی حفاظت و نگہداشت میں کوتاہی کی گئی تو یہ فرض ناشناسی ہمیں اللہ کے عذاب کی لپیٹ میں لے آئے گی۔

اسلامی قانون میں ذمیوں کی جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت اور ان کے جائز حقوق کی نگہداشت مملکت اسلامیہ کا اہم ترین دینی فریضہ ہے۔ لیکن اسلام کا قانون کسی غیر مسلم کو مملکت اسلامیہ کی مجلس شوریٰ میں رکنیت کا حق نہیں دیتا۔ اسلام کا یہ فیصلہ کوئی تعصب یا تنگ نظری نہیں ہے بلکہ انصاف کے تقاضا کے عین مطابق ہے۔ کسی مملکت کے بنیادی عقیدے سے اختلاف رکھنے والوں کو اس کے مرکز امر میں شریک ہونے کا کوئی حق نہیں پہنچتا۔ اسی اصول کی بناء پر کیمونسٹ روس، کسی سامراجی کو اور جمہوریت کے دعویدار امریکہ و برطانیہ کسی کیمونسٹ ہی کو نہیں بلکہ کسی غیر عیسائی کو بھی اپنی قانون ساز اسمبلیوں کا رکن نہیں بناتے بلکہ برطانیہ میں تو کسی تعلیمی ادارے کو یہ حق بھی حاصل نہیں کہ پروٹسٹنٹ یا کیتھولک عقائد کے علاوہ کسی اور عقیدے کی تعلیم دے سکے۔

پاکستان کی مسیحی اقلیت "انجیل کے بشارت دادہ آسمانی باپ، سچائی کا روح جو ابد تک ساتھ رہنے والا ہے، وہ نبی، آگ اور روح القدس سے بپتسمہ دینے والے نبی جلالی اور جمالی نبوت کاملہ کے حامل احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ رحمت کی نہ صرف منکر ہے بلکہ ان میں وہ مرتدین بھی بڑی تعداد میں شامل ہیں جنہوں نے سینٹ پالی تحریص و ترغیب کا شکار ہو کر اسلام سے ارتداد کر کے مسیحیت قبول کی ہے ایسی اقلیت کس منہ سے مملکت جمہوریہ اسلامیہ پاکستان کی اسمبلیوں میں نمائندگی کا حق طلب کرتی ہے۔ بحیثیت پاکستانی شہری ہر مسلمان ان کی جان و مال عزت و آبرو اور جائز حقوق کا محافظ و نگران ہے کیونکہ پر امن، وفادار، ذمیوں کی جان و مال کی حفاظت ہر کلمہ گو کا دینی فریضہ ہے۔ لیکن کوئی مسلمان یہ نہیں برداشت نہیں کر سکتا کہ اسلام کے مرتدین سے تشکیل یافتہ اقلیت، اسلام دشمن طاقتوں کی آلۂ کار بن کر بھوک ہڑتال اور انتخاب کے بائیکاٹ کی دھمکیوں سے جداگانہ انتخاب کا فتنہ برپا کر کے مملکت اسلامیہ کے استحکام کو پارہ پارہ کرنے کی سازش کرے۔

بیرونی مسیحی طاقتوں کی...... سرگرمیوں کے متعلق روزنامہ جنگ کراچی کے ۱۸ دسمبر ۱۹۶۲ء کے اداریئے "نیا خطرہ" کا یہ اقتباس ہر باشعور کی آنکھیں کھول دینے کے لئے کافی ہے:-

"امریکہ کے بین الاقوامی ادارہ جاسوسی یعنی انٹیلیجنس ایجنسی (سی-آئی-اے) کی عالمگیر سرگرمیوں کے بارہ میں ایک امریکن مصنف نے اپنی کتاب میں اس ادارے کے بڑے بڑے کارناموں کا جو تجزیہ پیش کیا ہے اس کا نچوڑ یہ ہے کہ:- یہ ادارہ دنیا بھر میں من مانی کارروائیاں کرتے ہوئے ان ملکوں کی داخلی سیاست میں دخیل ہوتا ہے اور اقتصادی اور سیاسی اثر و رسوخ اور دباؤ سے کام لیکر مشرق و مغرب کے اکثر ملکوں میں حکومتوں کا تختہ الٹنا اس کا محبوب ترین مشغلہ ہے۔ اقتصادی، فنی، اسلحی اور زرعی امداد کے بہانے امریکہ کے وظیفوں اور دنیا کے مختلف ممالک میں موجود ہیں اور ترقی پذیر ممالک میں ان کی تعداد بے حد و حساب ہے۔ سی آئی اے کے انکشافات کی رو سے تخریبی کارروائیاں براہ راست امریکن سفارت خانے ہی نہیں بلکہ بیشتر اس قسم کے غیر سرکاری امریکی ادارے اور افراد کرتے ہیں جن پر عام طور سے شبہ بھی نہیں کیا جا سکتا"۔ غالباً اسی پالیسی کے پیش نظر سابق صدر امریکہ مسٹر آئزن ہاورنے کراچی کے امریکی سفارت خانے میں پاکستان میں مقیم امریکنوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا تھا کہ "مجھے امید ہے کہ ہر امریکی اپنے رسم و رواج اور اعتقادات کے مطابق خود اس ملک پر اثر ڈال سکتا ہے"۔ (جنگ ۱۰ دسمبر ۱۹۵۹ء)

ان تشویشناک انکشافات کی روشنی میں پاکستانی حکومت اور عوام کی۔۔۔

ادارہ تعلیم القرآن میں داخلہ

احباب جماعت یہ سن کر بہت خوش ہوں گے کہ ادارہ تعلیم القرآن میں داخلہ یکم جون ۱۹۶۵ء سے شروع ہو رہا ہے۔ جو نوجوان تبلیغ و اشاعت اسلام کے لئے زندگی وقف کرنا چاہتے ہیں وہ داخلہ کے لئے اپنی درخواستیں زیر دستخطی کے پاس ۲۰/۵/۶۵ تک بھجوا دیں۔ درخواست کنندہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ میٹرک پاس ہو۔ تبلیغ اسلام کا شوق و جذبہ رکھتا ہو، اور علوم دینیہ کے حصول کے لئے دل میں تڑپ ہو، منتخب طلباء کو ۷۵/- روپے ماہوار وظیفہ دیا جائے گا۔

کورس کی کتابیں بھی انجمن طلباء کو مفت مہیا کرے گی۔

جو نوجوان امسال میٹرک کا امتحان دے چکے ہوں اور نتیجے کی انتظار میں ہوں وہ بھی درخواست دے سکتے ہیں۔ ایسے درخواست کنندگان کے متعلق فیصلہ نتیجہ نکلنے کے بعد کیا جائے گا۔

خاکسار

احمد یار۔ اسسٹنٹ سیکرٹری

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام

احمدیہ بلڈنگس لاہور

اخبارِ احمدیہ

ولادت اور عطیہ

— فیاض احمد صدیقی صاحب آف بہاولپور کو اللہ تعالے نے فرزند عطا فرمایا ہے۔ اس خوشی میں انہوں نے -/5 روپے بطور عطیہ انجمن کو بھیجے ہیں۔

نومولود عبدالعزیز صدیقی صاحب (مرحوم) بہاول نگر کا پوتا ہے۔

درخواست دعا

— میرے بہنوئی محمد یحییٰ صاحب یکم اپریل کو جھنگ روڈ پر بس کے حادثہ میں وفات پا گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم نے اپنے پیچھے ایک بیوہ کے علاوہ تین کم سن بچے چھوڑے ہیں۔ احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالے بچوں کا حافظ و ناصر ہو اور مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ دے۔ آمین

محمد صالح نور

پریمیئر کلاتھ ملز۔ لائل پور

ایک بیوہ کا عطیہ اور درخواست دعا

— جزائر فیجی سے عبدالرزاق صاحب لکھتے ہیں:—

"احباب جماعت کو یہ جان کر افسوس ہوگا کہ کچھ دنوں سے میری اہلیہ زینب بی بی کو غدہ کی بیماری ہے۔ میری درخواست ہے کہ سب احمدی احباب مل کر اللہ تعالے سے دعا کریں۔ میری اہلیہ نے انجمن کو دس روپے اپنی طرف سے بھیجے ہیں۔ انجمن جہاں چاہے خرچ کرے"

انجمن، ابن رشد کورنگی ٹاؤن ۲ کراچی ۳۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

پیغام صلح

لاہور

زرِ مبادلہ
پاک و ہند سے چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

مدیر:- دوست محمد
مدیر معاون:- بشیر احمد سوز

فی پرچہ ۱۳ پیسے

جلد ۵۳ | یوم چہار شنبہ مورخہ ۳ محرم الحرام ۱۳۸۵ھ مطابق ۵ مئی ۱۹۶۵ء | نمبر ۱۸

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بر و شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲- قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں ہے۔
۳- سب صحابہؓ واجب الاحترام ہیں۔
۴- سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۵- کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶- اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

گناہ۔ خدا سے جدا ہو کر پیدا ہوتا ہے

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

"گناہ درحقیقت ایک ایسا زہر ہے جو اس وقت پیدا ہوتا ہے کہ جب خدا کی اطاعت اور خدا کی پرجوش محبت اور محبانہ یادِ الٰہی سے محروم اور بے نصیب ہو......... گناہ کے دُور کرنے کا علاج صرف خدا کی محبت اور عشق ہے۔ لہٰذا وہ تمام اعمالِ صالحہ جو محبت اور عشق کے سرچشمہ سے نکلتے ہیں گناہ کی آگ پر پانی چھڑکتے ہیں کیونکہ انسان خدا کے لئے نیک کام کر کے اپنی محبت پر مُہر لگاتا ہے۔ خدا کو اس طرح پر مان لینا کہ اسکو ہر ایک چیز پر مقدم رکھنا یہاں تک کہ اپنی جان پر بھی، یہ وہ پہلا مرتبہ محبت ہے جو درخت کی اس حالت سے مشابہ ہے جبکہ وہ زمین میں لگایا جاتا ہے۔ اور پھر دوسرا مرتبہ استغفار جس سے یہ مطلب ہے کہ خدا سے الگ ہو کر انسانی وجود کا پردہ نہ کھل جائے اور یہ مرتبہ درخت کی اس حالت سے مشابہ ہے جبکہ وہ زور کر کے پورے طور پر اپنی جڑھ زمین میں قائم کر لیتا ہے۔ اور پھر تیسرا مرتبہ توبہ جو اس حالت سے مشابہ ہے کہ جب درخت اپنی جڑیں پانی سے قریب کر کے بچہ کی طرح اس کو چوستا ہے۔ غرض گناہ کی فلاسفی یہی ہے کہ وہ خدا سے جدا ہو کر پیدا ہوتا ہے۔ لہٰذا اس کا دُور کرنا خدا کے تعلق سے وابستہ ہے۔ پس وہ کیسے نادان لوگ ہیں جو کسی خودکشی کو گناہ کا علاج کہتے ہیں۔ یہ ہنسی کی بات ہے کہ کوئی شخص دوسرے کے سر درد پر رحم کر کے اپنے سر پر پتھر مارے۔ یا دوسرے کے بچانے کے خیال سے خودکشی کرلے۔"

(سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب ص ۱۲)

بحرِ حکمت کے موتی

صفة الجليس الصالح وجليس السوء كحامل المسك ونافخ الكير فحامل المسك اما ان يحذيك و اما ان تبتاع منه ونافخ الكير اما يحرق ثيابك او تجد منه ريحا خبيثة (الشيخان بحواله انتخاب صحاح ستہ)

ترجمہ:-

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نیک ہمنشین اور بد ہمنشین کی مثال گاندھی اور لوہار کی ہے گاندھی .... تو تمہیں ایک پھویہ عطر کا نذر کرے گا یا خود تم اس سے عطر خرید و گے اور لوہار یا تو تمہارے کپڑے جلائے گا یا تمہیں اس سے خراب ہوا (لوہے کی بدبو) آئے گی۔

نوٹ:- مومن ہمیشہ صالحین کی صحبت اور مرتبہ کے خواہشمند رہتے ہیں۔

ونطمع ان يدخلنا ربنا مع القوم الصّٰلحين (۵:۸۴)

گِل خوشبوئے در حمام روزے ٭ رسید از دست محبوبے بدستم
بدو گفتم کہ مشکی یا عبیری ٭ کہ از بوئے دل آویز تو مستم
بگفتا من گِل ناچیز بودم ٭ ولیکن مدتے باگل نشستم
جمالِ ہمنشیں در من اثر کرد
وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

(غلام قادر ڈار)

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک نور الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا

تبلیغی خطوط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
(حضرت مسیح موعودؑ)

(مرتبہ:- شیخ غلام فاروق ڈار صاحب)

نائیجیریا

ترجمہ خط:- از زینب احمد صاحبہ - نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

میں یہ چند سطور اس لئے لکھ رہی ہوں کہ آپ میری مشکل دور کریں، وہ یہ ہے کہ مجھے مذہب اسلام سے بہت کم واقفیت ہے اور میری خواہش ہے کہ مذہب کو اچھی طرح سمجھوں - اس لئے میں بہت مشکور ہوں گی اگر آپ مجھے قرآن شریف اور دوسرے پمفلٹس ارسال فرمائیں - والسلام

(ان کو ٹیچنگز آف اسلام اور مزید لٹریچر بھیجا گیا اور خط کا جواب بھی دیا گیا)

ترجمہ خط:- از لاول - اسے - اوسگے سکوٹی - نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

میں بڑی خوشی سے یہ خط آپ کو تحریر کر رہا ہوں اور امید ہے کہ آپ بمعہ دیگر احباب کے خیریت سے ہوں گے جو پمفلٹس آپ نے ارسال کئے تھے وہ مجھے مل گئے ہیں۔

بہ عجت قائم ہو کر سکے ارسال خدمت ہے - مجھے انگریزی ترجمۃ القرآن - محمد دی پرافٹ - لونگ تھاٹس آف پرافٹ محمد ترجمت فرما کر مشکور فرمائیں - والسلام

(ان کو محمد دی پرافٹ - لونگ تھاٹس ارسال کی گئی)

ترجمہ خط از سیلیو الاؤگک - اورن - نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

میں آپ کی دو کتابیں وصول کر کے بہت خوش ہوا ہوں اب مجھے انگریزی قرآن شریف کی انتظار ہے - میں نے اس سے پہلے گذارش کی تھی کہ میں یتیم ہوں، اور میری والدہ نے ایک عیسائی سے شادی کر لی ہے۔ جب اس نے عیسائیت قبول کرنے کے لئے کہا اور ایک دو دفعہ مجھے خفیہ طور پر بلا کر عیسائی کرنا چاہا مگر میں نہ مانا۔ مگر اب وہ مجھ سے نفرت کرتے ہیں۔

ایک کتاب جو آپ نے اسلام اور کرسچنٹی بھی ارسال کی تھی۔ اب آپ مجھے ایسی کتاب ہرگز نہ بھیجیں کیونکہ اب میں نے اپنے آپ کو خدا پر چھوڑ دیا ہے اور میرا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کامل ایمان ہے۔ اور اس کی کتاب اور خدا پر بھی ایمان ہے۔ اگر میں فیس ادا کر لوں تو کالج حاضر ہو سکتا ہوں۔ اگر نہیں تو دوسرے کوئی فیس کی ذمہ داری نہیں لیتے۔

میری التماس ہے کہ مجھے قرآن شریف ارسال کریں اگر ارسال نہیں کر سکتے تو ٹیچر میں اورن ٹریننگ کالج چھوڑنے کے بعد میں کام کر کے اس کی قیمت ادا کر دوں گا۔

میں خدا تعالیٰ اور رسول کریم صلعم کے نام سے اپیل کرتا ہوں کہ مجھے قرآن شریف ارسال کریں - میں اللہ پر سب کام چھوڑتا ہوں۔

امید ہے کہ آپ مجھے ضرور قرآن شریف ارسال کریں گے۔ والسلام

(انہیں فی الحال ٹیچنگز آف اسلام اور مزید لٹریچر بھیجا گیا)

سیلون

ترجمہ خط از:- یو - ایل - ایم - محی الدین صاحب - سیلون

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

آپ کے خط کا بہت بہت شکریہ - میں نے خط پڑھ کر بڑی خوشی محسوس کی ہے کہ آپ خدا کے فضل سے بخیریت ہیں۔ خداوند کریم آپ کی صحت برقرار رکھے اور خوش و خرم بھی رکھے۔

اس وقت میں خدا کے فضل سے خیریت سے ہوں مگر افسوس سے لکھنا پڑتا ہے کہ اس دفعہ گورنمنٹ نے مجھے حج کی اجازت نہیں دی۔ انشاء اللہ تعالیٰ اگلے سال نئی گورنمنٹ شاید مجھے حج بیت اللہ شریف کی اجازت دے دے۔

آپ کا کتابوں کا پارسل مجھے مل گیا ہے اور خاص کر حضرت مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں کے مطالعہ سے میں بہت متاثر ہوا ہوں۔ اور جس وقت ایام الصلح چھپ کر تیار ہو جائے مجھے ضرور ارسال کریں۔ مجھے اسلامک ریویو باقاعدہ آ رہا ہے۔ اور امید ہے اخبار لائٹ بھی آپ جاری فرما دیں گے۔ جواب کا منتظر

(ان کو خط لکھا گیا)

ویسٹ انڈیز

ترجمہ خط از:- الحاج - ایم - ایوب خان صاحب - ٹرینیڈاڈ - ویسٹ انڈیز

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

مجھے خوشی ہوئی کہ آپ نے میری بیعت منظور کر لی ہے - بہت بہت شکریہ - میں انشاء اللہ ایک اچھے مسلمان کی حیثیت سے زندگی بسر کروں گا۔

ہم اس جزیرہ میں دوستوں اور رشتہ داروں کو فرما رہے ہیں۔ اور مرزا صاحب کی تعلیمات کا پرچار کرتے ہیں میں مشکور ہوں گا اگر آپ مجھے کتابیں اور پمفلٹس ارسال کریں۔ تاکہ احمدیت کا اچھی طرح مطالعہ کریں اور مطالعہ کے بعد اشاعت میں مخالفوں پر حجت قائم کریں۔

اللہ تعالیٰ آپ کو مضبوط ایک جنتی کی تلقین دے۔ میرا سلام مولانا یعقوب خان صاحب اور مولانا عبدالحق صاحب کو پہنچا دیں۔ والسلام

(ان کو ٹریکٹ بھیجے گئے اور خط لکھا گیا)

اخبارِ احمدیہ

دورۂ تبلیغ و استحکام جماعت

قاضی عبدالرشید صاحب کنڈن سیان کو انجمن نے اپنا مبلغ مقرر فرما کر ان کے سپرد یہ کام کیا ہے کہ وہ ایک ماہ میں کم از کم بیس دن پروگرام کے مطابق جماعتوں میں دورے کریں، انہوں نے ماہ مارچ میں ضلع سیالکوٹ کی جماعتوں کا دورہ کیا ہے اور رپورٹ بھیجی ہے لکھا ہے کہ احباب نے ہر جگہ ان سے تعاون فرمایا ہے۔ ان کی تحریک پر شہاب علی صاحب کے نام اخبار پیغام صلح جاری کیا گیا ہے۔ نیز انہوں نے لکھا ہے کہ چوہدری غضنفر علی صاحب بدوملہی کے صاحبزادہ منظور احمد بیمار ہیں احباب ان کے لئے درد دل سے دعا فرماویں۔

آہ پنڈت قادر بخش

جماعت کے تمام حلقوں میں یہ خبر نہایت افسوس کے ساتھ سنی جائے گی کہ حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب مرحوم و مغفور کے قدیم خادم پنڈت قادر بخش صاحب ۱۲-۱۳ مئی ۱۹۶۵ء کی درمیانی شب کو اس جہان فانی سے انتقال فرما گئے انا للہ وانا الیہ راجعون - پنڈت صاحب بڑے نیک، دیانتدار اور پارسا انسان تھے - حضرت شاہ صاحب کی وفات کے بعد کرنل سید بشیر حسین صاحب کے زیر سایہ تمام زندگی بسر کر دی ان کی زندگی کے حالات اور ذاتی اوصاف آئندہ اشاعت میں ہدیہ قارئین ہوں گے - ان کی میت ۱۳ مئی کو شاہ صاحب مرحوم کے ذاتی قبرستان واقعہ شاہ جمال میں سپرد خاک کی گئی۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے، احباب کرام سے جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے -

درخواست دعائے صحت

مولینا عبید اللہ جان صاحب پشاوری (فرزند اکبر مولانا غلام حسن صاحب مرحوم) کچھ عرصہ سے بیمار چلے آ رہے ہیں اور آجکل لاہور میں اپنے فرزند عبدالحی صاحب کے ہاں ماڈل وحدت کالونی میں قیام پذیر ہیں - احباب سے ان کی صحت کے لئے دعاؤں کی ضرورت ہے -

۲- ڈاکٹر محمود احمد صاحب داؤد زئی - چوہدری غضنفر علی صاحب کے لڑکے منظور احمد صاحب اور میاں محمد احمد صاحب بیمار ہیں اور دیگر احباب جو بیماریوں میں مبتلا ہیں یا دوسری پریشانیوں کا شکار ہیں - ان سب کے لئے دعا فرمائیں۔

اسلام میں مساواتِ حقوق اور آزادیٔ رائے

غلاموں، عورتوں اور ذمیوں کو اسلام کی عطا کردہ مراعات

حضرت نبی کریم صلعم اور خلفائے راشدینؓ کا طرزِ عمل

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۳۰ اپریل ۱۹۶۵ء۔ فرمودہ حضرت امیرِ قوم مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام جامع احمدیہ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

یایھا الذین امنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم فان تنازعتم فی شئی فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تؤمنون باللہ والیوم الاخر۔ ذالک خیر و احسن تاویلا (النساء)

مسلمانوں کے لئے رہنمائی کا اصول

خدا تعالےٰ نے اس آیت میں مسلمانوں کی ہمیشہ کے لئے رہنمائی کا ایک اصول بتلایا ہے۔ فرمایا اطیعوا اللہ اللہ تعالےٰ کی اطاعت کرو یہ پہلی چیز ہے۔ اور دوسری چیز یہ ہے واطیعوا الرسول۔ محمد رسول اللہ صلعم کی اطاعت کرو۔ ایک اور گروہ ہے جس کا ذکر تیسرے نمبر پر ہے واولی الامر منکم۔ تمہارے حاکم وقت ہوں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء۔ دونوں میں سے کوئی ہو، اس کی بھی اطاعت کرنا ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ فان تنازعتم فی شئی اگر کسی معاملہ میں تنازعہ ہو جائے۔ فردوہ الی اللہ والرسول، تو اپنا مقدمہ اللہ اور رسول صلعم کی کچہری میں پیش کرو۔

نبی کریم صلعم کی حکومت کے امتیازات

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت کے کئی ایک امتیازات ہیں وہ امتیازات کسی بادشاہ کو نصیب نہیں ہو سکے۔ ان امتیازات کے کچھ حصہ کا رنگ حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کی خلافت میں نظر آتا ہے ان کے عمل میں ان امتیازات کا اثر پایا جاتا ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت میں وہ باتیں ہیں جو دنیا کے بادشاہوں کے لئے رہنمائی کا موجب ہیں۔

نبی کریم صلعم کی طرزِ زندگی

بادشاہت بھی آپؐ کی زندگی میں کوئی فرق نہ پیدا کر سکی یعنی جو طرزِ زندگی زمانہ عسرت میں تھی وہی طرز بادشاہت کے حاصل ہو جانے کے بعد بھی نظر آتی ہے۔ اگر آپؐ رسالت کے ملنے سے پیشتر غارِ حرا میں جا کر عبادت کیا کرتے تھے تو رسالت کے بعد برابر ابتداء سے لے کر آخر دم تک تہجد پڑھتے رہے۔ عبادت میں استغراق کا یہ عالم تھا کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ کھڑے کھڑے آپؐ کے قدم سوج جایا کرتے تھے۔ آج کوئی شخص تھانیداری کے معمولی عہدہ پر پہنچ جائے تو اس کا رنگ ہی بدل جاتا ہے۔ اس کا لباس بدل جاتا ہے۔ کھانا بدل جاتا ہے۔ اس کی طرزِ زندگی بدل جاتی ہے۔ گھر میں باورچی آ گیا۔ کراکری آ گئی۔ حضرت صلعم بادشاہ ہیں آپؐ کی قوم آپ کے اشارے پر جان قربان کرنے کے لئے تیار ہے۔ لیکن آپؐ نے اپنے لئے محل نہیں بنایا۔ مسجد کے ساتھ سولہ سترہ فٹ کے حجرے آپ کا محل ہیں کوئی تخت نہیں بنایا۔ مسجد کی پرانی چٹائی آپؐ کا تخت ہے کوئی تاج نہیں تیار کرایا۔ پرانا عمامہ آپ کا تاج ہے۔ غرض کوئی تبدیلی آپؐ کے طرزِ زندگی میں نہ آئی۔ نہ عبادت میں نہ عام اور گھریلو زندگی کے معاملات میں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب آپؐ کا وصال ہوا تو آپؐ کو تین چادروں میں لپیٹ کر سپردِ خاک کر دیا گیا۔ کوئی صندوق نہیں بنایا گیا۔ کوئی جلوس نہیں نکالا گیا۔ جہاں فوت ہوئے وہیں دفن کر دیئے گئے۔ آپؐ بادشاہوں اور غریبوں دونوں کے لئے نمونہ ہیں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں ما ترک رسول اللہ صلعم عند وفاتہ درھمًا ولا دینارًا ولا امۃ ولا عبدًا ولا شاۃ ولا بعیرًا۔ حضرت نبی کریم صلعم نے جب وفات پائی تو آپؐ نے روپیہ پیسہ کوئی نہیں چھوڑا۔ اس ملک میں لونڈی غلام بھی دولت سمجھے جاتے تھے کوئی لونڈی غلام بھی آپؐ نے نہیں چھوڑا۔ بھیڑ بکری بھی اس ملک کی بڑی دولت تھی وہ بھی آپؐ نے ترکہ میں نہ چھوڑی۔ اس کے برعکس دنیا کے بادشاہ قوم کا روپیہ بے دریغ صرف کرتے ہیں۔ طرح طرح کی سیرگاہیں تیار کرتے ہیں۔ لیکن حضورؐ بادشاہ ہو کر ان اخراجات کو غیر ضروری سمجھتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں الفقر فخری۔ بادشاہت میں فقیرانہ رنگ بہت مشکل ہے میرے لئے یہ فقیری فخر کی بات ہے۔

یورپی اور امریکی حکومتوں میں نسلی امتیازات

غیر مذاہب کے لوگوں پر جس طرح آپؐ نے حکومت کی وہ بھی آج تک لوگوں کے لئے نمونہ ہیں۔ انگریزوں نے آج بیسویں صدی کے علم و فضل کے زمانہ میں بھی جنوبی افریقہ میں کالے رنگ کے آدمیوں کے ساتھ بڑا بے ہودہ سلوک روا رکھا ہے ان کے اپنے لئے قانون الگ ہیں اور دیسی آبادی کے لئے الگ قانون ہیں۔ ان کو ذلیل کیا جاتا ہے امریکہ میں بھی حبشیوں کی بہت بڑی تعداد ہے۔ ان میں سے اکثر کو عیسائی بھی بنا لیا گیا ہے۔ پھر بھی وہ امریکہ کے سفید آدمی کے ساتھ عزت سے وہ نہیں سکتے۔ سفید آدمی کے ہوٹل میں کھانا نہیں کھا سکتے۔ ان کے ریسٹورنٹ میں داخل نہیں ہو سکتے۔ ان کے سکولوں اور کالجوں میں کالے آدمی کو داخلہ نہیں مل سکتا کوئی کالا آدمی سفید آدمی کے گرجا میں نہیں جا سکتا۔

حضرت نبی کریم صلعم کا سلوک غیر اقوام سے

لیکن حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حبشیوں اور سفید لوگوں کو ایک کر دیا۔ انہیں بھائی بھائی بنا دیا۔ ان کو عزت اور مرتبہ بخشا۔ بت پرستوں، عیسائیوں یہودیوں کو خانہ خدا میں اتارا۔ ان کی عزت اور تواضع کی عیسائیوں کو جب دیکھا کہ گرجا کرنے کے لئے مضطرب ہیں تو مسجد میں ہی انہیں گرجا کرنے کی اجازت دے دی۔ کیا کسی مذہبی رہنما کی زندگی میں ایسا نظر آتا ہے؟ حضرت نبی کریم صلعم کے حکم کے ماتحت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وفات کے وقت اپنے جانشین کو وصیت کی اوصیہ بذمۃ اللہ و ذمۃ رسولہ۔ جو غیر مسلم لوگ ہیں خدا اور رسولؐ سے ان کا عہد ہو چکا ہے کہ ان کی عزت و مال اور جان کی حفاظت کی جائے گی۔ اس عہد کو پورا کرنا ضروری ہے کتنا بڑا مرتبہ غیر مسلموں کو دے دیا کہ ان کا عہد خدا اور رسولؐ سے ہو چکا ہے فرمایا دماؤھم کدمائنا ہمارے ماتحت غیر قوموں کے جو لوگ ہیں ان کا خون ایسی ہی عزت رکھتا ہے جیسا کہ ہمارا واموالھم کاموالنا یعنی ان کے اموال کی قانونی حیثیت وہی ہے جو ہمارے اموال کی ہے۔ ان کی عزت

زید اور جان و مال کا تحفظ ہمارا فرض ہے۔ کوئی انکو مذہبی اختلاف کی وجہ سے قتل نہیں کر سکتا۔ لا اکراہ فی الدین کوئی زبردستی ان کو مسلمان نہیں بنا سکتا۔ مسلمانوں کے ساتھ ذمیوں اور غیر قوموں کے مقدمے ہوتے۔ ان کے مقابلہ میں جس مسلمان کا جرم ثابت ہوا وہ پٹ گیا۔ ایسے مجرموں کو سزائیں دی گئیں۔

انگریز اور دیسی کے مقدمہ میں انگریز جج کا طرزِ عمل

یہاں ہائی کورٹ کے ایک چیف جسٹس مسٹر ٹریور ہیرس Sir Trevor Harries سے ایک دفعہ ملاقات کے دوران میں نے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ انگریز اچھا جج ہے لیکن اسی وقت تک جب تک ہندو اور مسلمان کے درمیان کوئی تنازعہ ہو۔ لیکن جب کسی انگریز کا کسی ہندوستانی کے ساتھ مقدمہ پیش ہوا۔ ہمیشہ انگریز جج فیل ہو گیا اس نے ہمیشہ انگریز مجرم کی طرفداری کی اور اسکو بری کیا۔

پیغمبر خدا صلعم کا طریقِ عمل

لیکن میرے پیغمبرؐ کو قرآن کریم میں حکم ہوتا ہے :—
لا تکن للخائنین خصیما اگر کوئی مسلمان خائن ہوگا تو وہ پٹ جائے گا۔ چنانچہ جب ایک مسلمان طعمہ اور ایک یہودی کا مقدمہ پیش ہوا تو مسلمان کے جرم ثابت ہونے پر اسے سزا دی گئی۔ وہ جج حیران ہو گیا۔

حضرت نبی کریم صلعم نے آزادی عطا کی

حضرت نبی کریم صلعم نے انسان کو آزادیاں عطا کی ہیں۔ اپنوں اور غیروں کو آزادیاں بخشی ہیں۔ آپ نے غلاموں کو آزاد کر دیا۔ فرمایا ما خلق اللہ شیئاً علی وجہ الارض احب الیہ من العتاق۔ غلام کو آزاد کر دینا خدا کو بہت پیارا ہے۔ عورتوں کے متعلق فرمایا کہ عورت اور مرد ایک ہی نسل سے ہیں۔ عورتوں کے بھی ویسے ہی حقوق ہیں جیسے مردوں کے ہیں۔ دیکھو عورتوں کے ساتھ مہر و وفا سے اور رافت و رحمت سے پیش آؤ۔ فرمایا جنتیں وہ ہے جو بیوی کے نزدیک جنتیں ہے۔ بیوی کی یہ حالت نہ ہو کہ گھر میں خاوند کیا آیا آفت آگئی۔ حضور صلعم نے عورتوں کو جیسی آزادی دی ہے یورپ کی عورتوں کو آج تک نصیب نہیں ہوئی۔

حضورؐ کی ازواج مطہرات کا علم و عقل

عورتوں میں بھی علم و عقل اور دانائی پائی جاتی ہے حضرت عائشہ رضؓ کے متعلق لکھا ہے کانت عالمۃ زاھدۃ فقیھۃ — وہ عالم تھیں، زاہدہ اور عبادت گذار تھیں۔ فقیہہ تھیں۔ خلفائے راشدہؓ کے زمانہ میں ان کا فتوے چلتا تھا۔ حدیبیہ کے میدان میں حضرت ام سلمہ رضؓ حضرت رسول کریم صلعم کے ساتھ تھیں جب وہاں ایسی شرائط پر صلح کی گئی جن میں بظاہر شکست نظر آتی تھی تو مسلمان بے تاب تھے وہ حضرت صلعم کے ساتھ لڑتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کیا ہمارے دشمن بے دین نہیں۔ کیا ہم مومن نہیں۔ کیا وہ باطل پر نہیں۔ کیا ہم حق پر نہیں ہمارے دین میں یہ ذلت کیسی؟ حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ یہ صلح ہمارے حق میں فتح ثابت ہوگی۔ بالآخر ہم غالب آئیں گے لیکن اس وقت مسلمانوں کے دلوں میں رنج اور تکلیف تھی۔ جو دو سو اونٹ قربانی کے لئے مسلمان اپنے ساتھ لاتے تھے۔ قوم صدمہ زدہ ہے۔ حضرت سوچتے ہیں کہ ان کو کیسے کہوں کہ اونٹ ذبح کر دیئے جائیں یہ اونٹ تو خانہ کعبہ میں قربانی دیئے جانے کے لئے ساتھ لائے تھے۔ اس بارے میں حضرت ام سلمہؓ سے مشورہ لیتے ہیں۔ وہ کہتی ہیں گھبرانے کی کوئی بات نہیں یہ بالکل سہل امر ہے۔ تھوڑی دور میدان میں اپنا اونٹ لے جاکر آپ ذبح کر دیں۔ یہ لوگ آپ کے پروانے ہیں وہ خود بخود اٹھ کر اپنی قربانیاں دیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ آپؐ کو اپنی قربانی ذبح کرتے دیکھ کر سارے مسلمانوں نے اپنے اونٹ ذبح کر ڈالے۔ جب پہلی وحی آپؐ پر نازل ہوئی خوف زدہ حالت میں حضرت خدیجہ رضؓ کے پاس آئے اور ان سے کہتے ہیں خشیت علی نفسی مجھے خدا تعالےٰ نے پیغام دیا ہے کہ اس قوم کی اصلاح کروں اور انہیں توحید کی دعوت دوں یہ بت پرست قوم بہت سخت ہے۔ یہ مجھے مار ڈالیں گے۔ یہ سن کر حضرت خدیجہؓ کہتی ہیں کلا واللہ لا یخزیک اللہ ابداً انک لتصل الرحم وتحمل الکل وتکسب المعدوم وتقری الضیف وتعین علی نوائب الحق وتصدق الحدیث وتودی الامانۃ خدا کی قسم اللہ تعالےٰ آپ کو کبھی رسوا نہ کرے گا آپ صلہ رحمی کرتے ہیں اور ناتوان کا بوجھ اٹھاتے ہیں، اور جن کے پاس کچھ نہیں انہیں کما کر دیتے ہیں اور مہمان نوازی کرتے ہیں اور حادثوں میں حق کی مدد کرتے ہیں۔ سچ بولتے ہیں۔ اور امانت ادا کرتے ہیں۔ یہ بھی ایک عورت ہے جس نے آپ کے اعلےٰ درجے کے اخلاق کے پیش نظر آپ کو تسلی دی۔ غرض جس طرح حضورؐ نے غلاموں کو آزادی بخشی اسی طرح عورتوں کو بھی آزادی عطا کی۔

حضور صلعم نے قوم کو ذہنی آزادی عطا کی

ایسا ہی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم کو ذہنی آزادی عطا کی۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کو حکم دیا :— شاورھم فی الامر۔ بے شک تو خدا کا پیارا ہے اس کا بھیجا ہوا پیغمبر ہے باوجود اس کے سلطنت کے امور کو طے کرنے کے لئے قوم سے مشورہ لیا کرو۔ اور حضورؐ آزادی رائے کا اظہار کرنے کی تلقین کرتے ہوئے فرماتے ہیں اختلاف امتی رحمۃ۔ جب قوم مشورہ کے بعد کسی فیصلہ پر پہنچی ہے تو اس پر آپ عملدرآمد کرتے ہیں۔ اس فیصلہ کی عزت کرتے ہیں VITO نہیں کرتے جیسے انگریز گورنر اور وائسرائے ویٹو کرتے ہیں۔ ایسی صورت میں مشورے کا کیا فائدہ جو ویٹو سے شوری کا بیڑا غرق ہو گیا۔

جنگِ اُحد کے موقعہ پر اپنے خلاف مشورہ پر عمل

اُحد کی لڑائی میں حضرت صلعم نے قوم سے مشورہ لیا۔ اور فرمایا کہ میری رائے یہ ہے کہ شہر کے اندر رہ کر دشمن کا مقابلہ کیا جائے آپ کی یہ رائے ایک خواب کی بناء پر تھی۔ لیکن قوم نے آپ کی رائے سے اتفاق نہیں کیا اور کہا کہ ہم چوہے نہیں ہیں کہ بلوں کے اندر گھس جائیں اس طرح دشمنوں کی حوصلہ افزائی ہوگی۔ کثرت سے یہی فیصلہ ہوا کہ باہر نکل کر دشمن کا مقابلہ کیا جائے۔ حضورؐ نے شوریٰ کے اس فیصلہ پر ویٹو نہیں کیا بلکہ اپنی رائے کو قربان کر دیا۔ فوراً اٹھ کھڑے ہوئے اور زرہ بکتر پہن لی۔ قوم نے سمجھا کہ شاید حضورؐ خفا ہو گئے انہوں نے کہا کہ ہم اپنی رائے اور فیصلہ کو واپس لیتے ہیں۔ اگر کوئی اور لیڈر ہوتا تو خفا ہو جاتا اور ظاہر طور پر زرہ بکتر پہن کر قوم کو برا بھلا کہتا کہ تم نے ہماری رائے کو نہیں مانا اب نتیجہ کے تم ذمہ دار ہو۔ اور قوم کے کہنے سے زرہ بکتر اتار دیتا۔ مگر حضرتؐ فرماتے ہیں کہ پیغمبر جب زرہ بکتر پہن لیتا ہے تو جب تک خدا فیصلہ نہ کرے اتار نہیں سکتا۔ لڑائی میں کچھ نقصان ہوا اور آپؐ زخمی بھی ہوئے۔ لیکن قوم کو جتلایا نہیں کہ دیکھا تم نے میری رائے اور خواب پر عمل نہیں کیا۔ اس لئے نقصان اٹھایا ہم نہیں کہتے تھے کہ شہر کے اندر محصور رہو، پر تم نہ مانے۔ نہیں آپؐ نے آزادی رائے کی عزت کی اور قوم کو اشارۃً بھی برا نہ کہا۔

ارباباً من دون اللہ کی غلامی سے آزادی

ایک اور غلامی ارباباً من دون اللہ کی ہے۔ ہمارے اس زمانہ میں بھی یہ غلامی چلتی ہے۔ عیسائی قوم کے نزدیک پوپ گویا خدا کی مسند پر ہے۔ حضور نبی کریم صلعم کے زمانہ میں رہبان تھے۔ حبر تھے۔ یہ روحانی لوگ بادشاہوں پر بھی حکومت کرتے تھے۔ اور اپنی بات منواتے تھے۔ لوگ ان کے فرمودہ کے خلاف کچھ نہ کر سکتے تھے۔ ان کو خدا کا درجہ دیا جاتا تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان رب نہیں ہے۔ وہ مخلوق ہے۔ جب حضور نبی کریم صلعم پر یہ آیت نازل ہوئی اتخذوا احبارھم ورھبانھم ارباباً من دون اللہ تو عدی بن حاتم نے جو عیسائیت سے اسلام میں آیا تھا، رسول کریم صلعم کی خدمت میں عرض کی کہ ہم تو ان کو خدا نہیں مانتے۔ حضرت صلعم نے فرمایا ایحلون ما حرم اللہ و یحرمون ما احل اللہ کیا وہ اس چیز کو حلال قرار دیتے ہیں جس کو خدا نے حرام قرار دیا ہے؟ اور اس چیز کو حرام ٹھہراتے ہیں جس کو خدا نے حلال کیا ہے؟ عدی نے کہا ہاں یہ تو ہے تو فرمایا یہی تو ان کو ارباباً من دون اللہ قرار دینا ہے۔

قوم کو خلیفہ یا امیر کی غلطی کی اصلاح کا حق

حضرت ابو بکر رضؓ نے خلیفہ ہو کر جو تقریر فرمائی اس میں فرمایا میں تمہارا امیر تو بن گیا ہوں۔ لیکن میں تم سب سے

(باقی بر صفحہ ۱۱)

مولانا شیخ عبدالرحمن مصری صاحب

مجددینِ اُمّت میں سیّدنا حضرت مرزا صاحب کا مقام

(۳)

احادیث کی تصدیق قرآن کریم سے

مسلمانوں کی قرآن کریم سے بے اعتنائی۔ اس کے علوم سے ناواقفیت علماء کی رُوح اسلام سے بے خبری غیرمسلموں کے اسلام پر علمی رنگ میں شدید حملے اور مسلمانوں کی طرف سے دفاع میں انتہائی کمزوری جس کے نتیجہ میں مسلمانوں میں ارتداد کی زبردست رَو کا پیدا ہو جانا ان سب باتوں کی تفصیل از روئے احادیث گذشتہ قسط میں پیش کی جا چکی ہے۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ کیا قرآن کریم میں بھی اس کی تصدیق پائی جاتی ہے سو یہ تصدیق ہمیں سورۃ نور کی آیت استخلاف میں مل جاتی ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وعد اللہ الذین امنوا منکم و عملوا الصالحات لیستخلفنّھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکّننّ لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم ولیبدّلنّھم من بعد خوفھم امنا یعبدوننی لایشرکون بی شیئًا ومن کفر بعد ذالک فاولٰئک ھم الفاسقون واقیموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ واطیعوا الرسول لعلکم ترحمون لاتحسبن الذین کفروا معجزین فی الارض و ماوٰھم النار ولبئس المصیر۔

(النور ع۷)

اللہ تعالےٰ وعدہ کرتا ہے ان لوگوں سے جو تم میں سے اے مسلمانو! صحیح عقائد پر قائم ہوں گے اور اعمال بھی صالح رکھتے ہوں گے اس بات کا کہ وہ ان کو اسی طرح کے خلیفے بنائے گا جس طرح کے خلیفے اُس نے ان سے پہلی امتوں میں بنائے یعنی اس اُمت کے خلفاء بنی اسرائیل کے خلفاء کے مشابہ ہوں گے۔ حضرت نبی کریم صلعم نے ان دونوں قسم کے خلفاء میں صرف یہ فرق کیا ہے کہ بنی اسرائیل میں انبیاء اور محدثین دونوں قسم کے خلفاء ہوتے رہے ہیں لیکن اس امت میں بوجہ باب نبوت مسدود ہونے کے صرف مجددین ہی بطور خلفاء پیدا ہوتے رہیں گے چنانچہ مندرجہ بالا حدیث کے علاوہ فرمایا علماء اُمّتی کانبیاء بنی اسرائیل یعنی میری امت کے محدثین و مجددین بنی اسرائیل کے نبیوں کی مانند ہوں گے یعنی اس امت کے مجددین اصلاح کا وہی کام سرانجام دیں گے جو کام اصلاح کا حضرت موسےٰ کے بعد بنی اسرائیل میں انبیاء کرتے رہے ہیں اور ان خلفاء کے ذریعہ اللہ تعالےٰ مسلمانوں کے لئے ان کے دین کو جسے اُس نے ان کے لئے پسند کیا ہوا ہے ضرور استحکام عطا کرے گا جس کے معنی دوسرے لفظوں میں یہ ہوئے کہ جس وقت بھی دین میں کسی قسم کا ضعف پیدا ہو گا اسی وقت اللہ تعالےٰ اس ضعف کو قوت میں تبدیل کرنے کے لئے ایسے انسان پیدا کرتا رہے گا جو حضرت نبی کریم صلعم کے نائب ہونے کی حیثیت سے آنحضور صلعم کے وارث ہو کر دین میں پیدا شدہ ضعف کو دُور کر کے اس میں از سرِ نو قوت پیدا کر دیں گے اور یہی معنی ہیں حدیث ان اللہ یبعث لھٰذہ الامۃ علےٰ راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا کے۔ اس وعدہ کا تعلق تو عام ضعف سے ہے لیکن اس کے بعد دوسرا وعدہ جن الفاظ میں دیا گیا ہے وہ اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ امت پر ایسا وقت بھی آنے والا ہے جبکہ اسلام کے مٹ جانے کا خوف پیدا ہو جائے گا چنانچہ فرمایا ضرور بالضرور اللہ تعالےٰ مسلمانوں کے خوف کے بعد ان کے خوف کو امن میں بدل دے گا۔

خوف کا زمانہ

اس قسم کا خوف ۱۳۰۰ برس میں مسلمانوں میں کبھی بھی پیدا نہیں ہوا کہ ان کو اسلام کے مٹ جانے کا خطرہ محسوس ہوا ہو یہ خطرہ سیّدنا حضرت مرزا صاحبؑ کے دعوےٰ مسیحیت و مہدویت کے ساتھ کھڑا ہونے سے قبل ہی پیدا ہوا تھا غیرمسلم بھی اپنے حملوں کی شدت اور ان کی کامیابی کو دیکھ کر یہ کہہ رہے تھے کہ اب اسلام صرف چند دنوں کا مہمان ہے اب یہ آخری سانسوں پر ہے اور خود مسلمانوں کے دل بھی بول اٹھے تھے کہ اب اسلام کا کوئی مستقبل نہیں اب اس کے دن پورے ہو چکے ہیں نہ یہ عیسائیوں کے حملوں کی تاب لا سکتا ہے اور نہ یورپین تہذیب کا مقابلہ کر سکتا ہے اور نہ ان کے فلسفہ کے سامنے ٹھہر سکتا ہے اس لئے اب یہ مٹا کہ مٹا چنانچہ ہزاروں مسلمان کھلم کھلا عیسائی ہو گئے اور بالعموں کے دلوں سے اسلام نکل گیا۔ ظاہرًا گو مسلمان ہی نظر آتے تھے لیکن دلوں میں عیسائیت یا دہریت سمائی ہوئی تھی اور باطن میں یورپین تہذیب کے شیدائی بن چکے تھے۔

ظاہر ہے کہ ایسے خطرناک وقت میں جبکہ اسلام کی کشتی ہولناک طوفان میں گھری ہوئی تھی اور ایسے گہرے اور بھیانک بھنور میں پھنسی ہوئی تھی جس سے نکلنے کی کوئی سبیل نظر نہ آتی تھی۔ اس کشتی کو ایسے بھنور سے نکال کر سلامتی کے ساحل پر پہنچانے کے لئے لازمًا بہت ہی زبردست ملاح کی ضرورت تھی اسی ملاح کو احادیث میں مسیح اور مہدی کے لقب سے ملقب کیا گیا ہے۔

مسیح اور مہدی کا ظہور اور الٰہی وعدہ کا پورا ہونا

چنانچہ عین اس شدید ضرورت کے وقت اللہ تعالےٰ نے اپنے وعدہ کو پورا کرتے ہوئے سیّدنا حضرت مرزا صاحب کو مسیح اور مہدی کا لقب عطا کر کے مبعوث فرمایا تا آپ مسلمانوں کے احساس کمتری کو احساس برتری میں بدل دیں اور خوف کی حالت کو امن کی حالت میں تبدیل کر دیں اور دشمنانِ اسلام کے منصوبوں کو بھی خاک میں ملا دیں جو اس کے مٹ جانے کی امیدیں لگائے بیٹھے تھے۔

اگر یہ دونوں وعدے یعنی ضعف کا قوت میں اور خوف کا امن میں تبدیل ہو جانا سیّدنا حضرت مرزا صاحب کے ذریعہ وقوع میں آ گیا ہے تو اُن کے دعاوی کی سچائی کو پرکھنے کے لئے اور کسی معیار کی ضرورت باقی نہیں رہتی اور ان وعدوں کو آپ کے ذریعہ پورا ہونا تو ایسا اظہر من الشمس ہے کہ کوئی اندھا ہی اس کا انکار کر سکتا ہے ورنہ بینا لوگوں نے تو کھلم کھلا اس کا اعتراف کیا ہے ان وعدوں کو پورا ہوتے دیکھنے کے بعد تسلیم کرنا پڑے گا کہ ان کے عقائد بھی اسلام کے مطابق اور ان کے اعمال بھی خدا کے نزدیک صالح اور ان پر اعتراض کرنے والے خدا کے نزدیک یقینًا غلطی پر ہیں کیونکہ یہ وعدہ ہی ایسی مومن کے ساتھ کیا ہے جو امنوا و عملوا الصالحات کا مصداق ہو گا اور جس شخص کے ذریعہ یہ وعدہ پورا ہو گیا ہے نہ اس کے ایمان میں شک کیا جا سکتا ہے اور نہ اس کے اعمال پر نکتہ چینی کی گنجائش ہو سکتی ہے کیونکہ خدا اس کے صحیح ایمان اور اس کے اعمال صالحہ کے متعلق اپنی تائیدی شہادت دے رہا ہے اور خدا کی شہادت سے بڑھ کر کس کی شہادت ہو سکتی ہے۔ آخر جس شخص سے خدا نے دین میں قوت پیدا کرنے کا کام لیا ہے اس کے مومن ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔

ان کی عملی حالت کا نقشہ

اس کے بعد اس عظیم الشان مصلح اور اس کی جماعت کی عملی حالت کا نقشہ ان الفاظ میں پیش کیا ہے یعبدوننی لایشرکون بی شیئًا یعنی وہ میری عبادت کرنے والے ہوں گے میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتے ہوئے یعنی ان کی عبادت الٰہی ہر قسم کے شرک کی ملونی سے پاک ہو گی

قرآن کریم کی یہ آیت وما یؤمن اکثرھم باللہ الا وھم مشرکون یوسف ع ۱۲ بتلا رہی ہے کہ اکثر لوگوں کا ایمان تو اللہ تعالےٰ پر ہوتا ہے مگر اس ایمان میں شرک کی ملونی ہوتی ہے۔

مسلمانوں کی حالت

اب جب ہم مسلمانوں کی حالت پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں ان کے ایمان اور عبادت میں شرک کی ملونی صاف نظر آ رہی ہے حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کو دو ہزار برس سے ان کے جسم عنصری کے ساتھ زندہ تسلیم کرنا اور پھر بغیر کھانے پینے کے زندہ تسلیم کرنا خدا کی اس صفت میں ان کو شریک ٹھہرانا نہیں تو اور کیا ہے پھر خدا کی صفت خالقیت اور احیاء موتی میں ان کو شریک ٹھہرانا کیا کھلا کھلا شرک نہیں حالانکہ اللہ تعالےٰ نے کھلے الفاظ میں فرمایا ہے کہ خدا کے سوا اور کوئی خالق نہیں اور یہ کہ مردوں کو زندہ کرنا صرف اسی کی صفت ہے علاوہ ازیں عبادت میں قبروں کی پرستش ہو رہی ہے ان کو مستجیب الدعوات اور حاجت برار یقین کر کے ان سے دعائیں مانگی جا رہی ہیں اور حاجتیں طلب کی جا رہی ہیں، احمدیوں کی عبادت خدا کے فضل سے اس قسم کے تمام شرکوں سے مبرا ہے اور ان کے ایمان بھی سیدنا مسیح موعودؑ کی طفیل شرک کی ملونی سے بالکل پاک ہو گئے اور انہوں نے اپنے آپ کو پوری طرح آیت یعبدوننی لا یشرکون بی شیئاً کا مصداق ثابت کر دیا ہے۔

نماز وغیرہ کی تاکید

چونکہ مسلمان بالعموم مسیح موعود کے ظہور سے قبل اسلامی ارکان کو ترک کر چکے ہوں گے یا اگر ان کے پابند بھی ہوں گے تو ان کے مغز اور روح سے غافل ہوں گے اس لئے اس کے بعد فرمایا کہ مسیح موعودؑ کے ذریعہ محمد رسول اللہ صلعم کے دین کے ساتھ خدا کی تائید اور نصرت کو دیکھ کر اب نمازوں کو حقیقی معنوں میں قائم کر دو اور اپنے مالوں کی زکوٰۃ بھی ادا کرو بلکہ خدا کے رسول یعنی محمد مصطفےٰ صلعم کی اپنی ہر حرکت و سکون میں اطاعت کرو تا تم کامیاب زندگی سے ہمکنار ہو جاؤ اور خدا کی رحمتوں کے وارث بن جاؤ۔ چنانچہ اس حقیقت کا کون انکار کر سکتا ہے کہ جن مسلمانوں نے حضرت مرزا صاحب سے تعلق قائم کیا ان کے متعلق سخت سے سخت معاندین نے بھی شہادت دی کہ ان کی نمازیں سوز سے بھری ہوئی ہوتی تھیں اور احمدی ہونے کے بعد ہر احمدی پوری طرح نمازوں کا پابند ہو جاتا تھا اور ان کی مالی قربانیاں تو ایسی نمایاں تھیں اور ہیں کہ کسی کو انکار کی گنجائش ہی نہیں اس کے علاوہ ہر احمدی اس بات میں کوشاں نظر آتا ہے کہ اپنی زندگی اطاعت اللہ و اطاعت الرسول میں گذارے ان باتوں کا نتیجہ جو لعلکم ترحمون کے الفاظ میں بیان کیا ہے وہ بھی احمدیوں کے حق میں پورا ہوتے ہوئے ہر ایک کو نظر آ رہا ہے اس سے بڑھ کر رحمت الٰہی کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ حضرت مسیح موعود سے تعلق رکھنے والوں کو خدمت دین اور اشاعت اسلام کی جو زبردست توفیق ملی ہے اس کی نظیر اس زمانہ میں اور کسی اسلامی جماعت میں نہیں پائی جاتی اور پھر اس سے بڑھ کر رحمت الٰہی کے مورد بن جانے کی اور کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ مخالفین اسلام کو احمدی ہر میدان میں نیچا دکھا رہے ہیں اور اسلام کی برتری کا سکہ دلوں میں جما رہے ہیں اور دیگر ادیان پر اس کے غلبہ کو نمایاں کر رہے ہیں۔

ایک زبردست بشارت اور عظیم الشان پیشگوئی

اس مضمون کا خاتمہ ایک زبردست بشارت اور عظیم الشان پیشگوئی پر کیا ہے فرمایا ہرگز کبھی یہ خیال نہ کرنا کہ اسلام کے منکرین اسلام کو دنیا میں عاجز کر سکیں گے خدا کا وعدہ ہے کہ وہ اسلام کو ہر زمانہ میں دیگر ادیان پر غالب رکھے گا جو منکر بھی اسلام کو مٹانے کے لئے اٹھے گا وہ اوندھا منہ کے بل گرے گا۔ اس دنیا میں بھی اسے ناکامی کی آگ میں جلنا ہوگا اور آخرت میں بھی اس کا ٹھکانا آگ ہی ہوگا اور اس کا انجام بہت برا ہوگا کیا واقعات خدا تعالےٰ کے اس قول کی صداقت پر مہر تصدیق ثبت نہیں کر رہے کیا سیدنا حضرت مرزا صاحب کی بعثت کے بعد مخالفین اسلام جو نعوذ باللہ اس کی تباہی کو دیکھنے کے متمنی تھے ناکامی کا شکار نہیں ہو گئے کیا خدا تعالیٰ نے حضرت مرزا صاحب کو مبعوث کر کے اپنی زبردست قدرت کا ہاتھ نہیں دکھلایا اور کیا اس نے اپنے مامور کو ایسے یقینی اور سچے اور حقیقی علم سے مسلح کر کے دنیا میں نہیں بھیجا جو تمام دیگر علوم پر غالب آ گیا اور جس نے براہین قاطعہ سے ثابت کر دیا کہ جن علوم پر آپ کی بعثت سے قبل دنیا کو ناز تھا وہ علوم نہیں تھے بلکہ محض جہالتیں تھیں جو بالآخر سیدنا حضرت مرزا صاحب کے پیشکردہ علوم کے سامنے سراب ثابت ہوئیں اور جو اپنی ان جہالتوں کو علم سمجھ کر بڑھ بڑھ کر اسلام پر حملہ آور ہو رہے تھے وہ سیدنا حضرت مرزا صاحب کے ایک وار کی تاب بھی نہ لا سکے اور و بئس المصیر کی وعید کے مطابق ان کا انجام ایسا برا ہوا کہ اپنے تمام ہم مذہبوں کو یہ کہتے ہوئے میدان مقابلہ سے بھاگ کھڑے ہوئے کہ اگر سلامتی چاہتے ہو تو احمدیوں کے مقابلہ میں آنے کی کبھی جرأت نہ کرنا سیدنا حضرت مرزا صاحب کے مقام کو خدا تعالےٰ کے نزدیک جو عظمت حاصل ہے اس کا ذکر انشاءاللہ آئندہ قسط میں کیا جائے گا۔

(بقیہ خطبہ جمعہ از صفحہ)

تو اٹھ کر خطبہ دینے لگے لیکن کچھ نہ بول سکے اور صرف اتنا کہہ کر بیٹھ گئے کہ پہلی مرتبہ سواری کرنا مشکل ہوتا ہے ظاہر ہوتا ہے کہ خلفائے راشدینؓ بشر تھے اور مسند خلافت پر بیٹھتے ہی سارے علوم کے جان لینے کا اعلان نہ کرتے تھے۔ اب اگر کوئی شخص گدی پر بیٹھتے ہی تمام علوم کا سرچشمہ بن جانے کا دعوےٰ کرے تو اس کو کس طرح تسلیم کیا جا سکتا ہے خلفاء راشدینؓ نہایت باریک رنگ میں احکام الٰہی اور ارشادات نبویؐ پر عملدرآمد کرتے تھے اور کسی قسم کی تعلّی سے کام لینا گناہ سمجھتے تھے بلکہ ان پر خوف طاری رہتا تھا

تبصرہ

از قلم چوہدری محمد حسن صاحب چیمہ بی اے ایل ایل بی گجرات

"محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم"

مصنفہ حضرت مولینا صدر الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ برانڈرتھ روڈ لاہور

حال ہی میں حضرت مولانا مولوی صدر الدین صاحب کے قلم حقیقت رقم سے ایک نہایت ہی قیمتی علمی خزانہ معرض وجود میں آیا ہے "محمد مصطفیٰ" زمانۂ حال کے پیغمبر" اقوام عالم کے پیغمبر" اس بیش بہا کتاب کا نام ہے۔ مصنف نے توضیحات قرآنی اور واقعات عالم سے یہ ثابت کر دیا ہے۔ کہ زمانۂ حال کے جس قدر پیچیدہ مسائل انسانی معاشرہ کے لئے لاینحل بنے ہوئے ہیں۔ اور جن کی وجہ سے انسانیت سخت مصیبت اور الم میں گرفتار ہے۔ اس کا حل صرف محمد رسول اللہ صلعم کے پاس ہے۔ اور دنیا کے تمام مفکر، فلاسفر، سائنسدان، ماہرین اقتصادیات معاشیات، اپنے گوناگوں نظریات اور رشحات فکر سے ان مسائل کو اور بھی پیچیدہ بنا رہے ہیں۔ ہر ایک مفکر کی راہ مختلف ہے اور ہر دوسرے مفکر کی نظر میں اس کا فلسفہ محل نظر ہے۔ اب دنیا مجبور ہو چکی ہے۔ کہ اسے ان مسائل کا یقینی اور عالمگیر حل دستیاب ہو۔ اور یہ حل اب کسی ایک انسان یا انسانوں کے کسی گروہ کے قبضۂ قدرت سے باہر ہے۔

فاضل مصنف نے آج دنیا کی جغرافیائی کیفیتوں کے لحاظ سے انسانوں میں مجتمع ہو جانے کا نقشہ بھی قرآن ہی سے کھینچا ہے، اور بتلایا ہے کہ قرآن نے ہمیشہ انسان کو ایک برادری، ایک نسل، ایک یگانگت، ایک وحدت، اور ایک سلک میں پروئی ہوئی اکائی اور اخوت قرار دیا ہے۔ فاضل مصنف نے نہایت دل نشین پیرایہ میں خدا کی وحدانیت کے اصول، وحدت نسل انسانی کی حقیقت کو ان الفاظ میں منضبط کیا ہے:—

"اس سے ظاہر ہوا کہ ہم سب کے سب خدا کا بڑا کنبہ ہیں اور ہم سب ایک قوم کی حیثیت رکھتے ہیں اس لئے ہم پر ایک دوسرے سے محبت کرنا اور ہمدردی کرنا واجب ہے۔ اور ہمارے لئے غیر واجب ہے کہ ہم ایک دوسرے سے نفرت کریں۔ اور بدامنی اور فساد کرتے رہیں قوموں کے ان مشاہدات کو قرآن کریم کی اس آیت میں یوں بیان کیا گیا ہے:—

یا ایھا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون الذی جعل لکم الارض فراشا والسماء بناء وانزل من السماء ماء فاخرج بہ من الثمرات رزقا لکم فلا تجعلوا للہ اندادا وانتم تعلمون۔

ترجمہ:—

"اے لوگو عبادت کرو اپنے پرورش کرنے والے کی جس نے تم کو زندگی عطا کی اور جس نے تمہارے بزرگ آبا و اجداد کو زندگی عطا کی پس تم پر واجب ہے۔ کہ خدا خوف اور نیک عمل بن جاؤ۔ اسی خدا نے تمہاری رہائش کی خاطر زمین کو بمنزلہ فرش بنایا اور آسمان کو بمنزلہ چھت کے۔ اس گھر کو آباد کرنے کے لئے وہی خدا آسمان سے بارش نازل کرتا ہے اور اس کے ذریعہ تمہاری معیشت کے سارے سامان پیدا کرتا ہے اس خدا کے سوا کسی دوسرے کو خدا نہ مانو۔ کیونکہ تم جانتے ہو کہ صرف وہی تمام کے تمام موجودات اور کائنات کا خالق ہے۔ اور صرف وہی موجودات کی ربوبیت کے سامان مہیا فرماتا ہے۔"

اور فرمایا کان الناس امۃ واحدۃ۔ تم سب کے سب ایک ہی قوم ہو جو ایسے گھر میں بستی ہے۔ جس کا فرش زمین اور چھت آسمان ہے۔

(۴)

اور جس گھر کو آباد رکھنے والا ایک ہی رحیم و کریم خدا ہے جو رب العالمین ہے۔ وہ صرف رب المسلمین نہیں۔ وہ صرف ہندو کا رب نہیں۔ وہ صرف یہودی یا عیسائی کا خدا نہیں۔ نہیں۔ نہیں بلکہ وہ تمام اقوام عالم کا پیدا کرنے والا اور تمام اقوام عالم کا پرورش کرنے والا ہے اس سے ثابت ہوا کہ ہم سب کے سب خدا کو یکساں طور پر محبوب ہیں اس نے نہ تو اپنی عنایات کسی ایک قوم کے لئے مختص کر رکھی ہیں اور نہ کسی قوم کو ان عنایات و برکات سے محروم کر رکھا ہے۔ بلکہ وہ یکساں طور پر ساری قوموں سے محبت کرتا ہے۔ جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا المخلوق عیال اللہ۔ یعنی خدا کی مخلوق خدا کا کنبہ ہے۔ فان احبھم الی اللہ انفعھم لعیالہ۔ پس خدا کا پیارا وہ ہے جو خدا کے کنبہ کے لئے زیادہ سے زیادہ نفع رساں ہو۔ اور حضورؐ نے فرمایا:—

اللھم ربنا ورب کل شئی انا شھید ان العباد کلھم اخوۃ

ترجمہ:—

اے ہمارے مولیٰ جو ساری کائنات کا مولیٰ ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سب بندے بھائی بھائی ہیں۔ اور فرمایا ہم سب کے سب آدم کی نسل سے ہیں وآدم من تراب اور آدم مٹی سے پیدا کیا گیا۔

حضرت پیغمبر خدا صلعم کو نسل انسانی کے باہمی اجتماع اور قرب مکانی کے وقت کے نزدیک ہونے کا علم بھی خداوند تعالےٰ سے ہو چکا تھا۔ اور تمام عالم کی ربوبیت کا سامان بھی ایک عالمگیر فلسفہ کی شکل میں جو ایک عالمگیر پیغمبر پر نازل ہوا۔ قرآن کریم کے صفحات میں ثبت کر دیا گیا۔ اور تمام نسل انسانی کو پیش آنے والے مسائل قرآن کریم میں نظری طور پر اور سیرت محمدی میں عملی طور پر حل کر کے دکھا دیئے گئے ہیں۔ فاضل مصنف نے روحانیت کے "عالمگیر نظام" اور "بین الاقوامی مذہب" کے عنوانات کے تحت علم و معرفت کے دریا بہا دیئے ہیں۔ اور جو بات اپنے قلم سے لکھی ہے اس کی سند کلام پاک یعنی قرآن مجید و فرقان حمید سے اور گاہ بگاہ حضور نبی کریم صلعم کے ارشادات سے مہیا کی ہے۔ مصنف کی رائے میں قرآن کریم کا کمال یہ ہے۔ کہ اس نے قوموں کے دلوں میں ایک دوسرے کیلئے محبت و موانست کے جذبات پیدا کئے۔ تعصب اور عناد کے غبار دلوں سے صاف کر دیئے۔ اور بین الاقوامی فضا میں تکدر اور وحشت کو دور کر دیا۔ اسے محبت اور الفت کے نور سے درخشاں کر دیا۔ کہیں یہودیوں کے نیک اور متقی لوگوں کی شان میں تعریف کے نغمے گائے۔ کہیں قوم کے اکابر کے مناقب گنوائے۔ اور کہا کہ ان لوگوں میں علماء اور بلند پایہ مشائخ ہیں جو پاک طبع اور منکسر المزاج ہیں۔ اور تکبر اور نخوت سے پاک ہیں۔ اسی طرح قرآن پاک نے تمام اقوام عالم کے ہادیان دین اور مامورین خدا کی بعثت کو بطور اصول اور بطور ایک حقیقت الامری منوا کر تمام انسانوں کو مساوات کی ایک ہی صف میں کھڑا کر دیا۔ اس موضوع پر مصنف نے فی الواقعہ معلومات کا ایک وسیع مواد دنیا کے سامنے رکھ دیا ہے۔ اور اس کی لذت اور سرور اصل کتاب کے مطالعہ ہی سے حاصل ہو سکتی ہے۔ مصنف کی رائے میں انسان کے موجودہ مصائب اور مشکلات کا حل زیادہ تر انسانوں

کے دلوں میں باہمی یگانگت اور محبت، اُنس اور ہمدردی کے جذبات کی پرورش سے ہوسکتا ہے۔ جب تک تعصّب اور برتری کا جنون اور نسلی تفوّق کا خبط نا سور بن کر دلوں میں موجود ہے انسانی مشکلات میں اضافہ ہی ہوگا اور انسان درندوں کی طرح ایک دوسرے کو چیرتا پھاڑتا رہے گا۔ اسلام نے نسل انسانی کو اکٹھا کرنے کا ایک جامع منصوبہ تیار کر رکھا ہے۔ اس کی روشن مثالیں قرآن کریم سے دی گئی ہیں۔ اور تاریخ اسلام سے اس پر عمل کے خوبصورت نمونے بھی پیش کر دیئے گئے ہیں۔ غیر مسلموں سے مسلم حکمرانوں نے کس طرح عدل کیا، اور اس کے متعلق قرآن کریم کے بیان کردہ فلسفہ کو کس طرح عمل میں لایا گیا، اس کی روشن مثالیں اسوۂ حسنہ نبی کریم صلعم اور صحابہ کرامؓ اور بعد میں آنے والے شاہانِ اسلام کے تاریخی کارناموں سے واضح کی گئی ہیں۔ فاضل مصنّف نے نہایت سادہ الفاظ اور سادہ پیرایہ میں ایک عنوان "اعمال جن کی برکت سے جنتی زندگی میسّر آتی ہے" تمام بنی نوعِ انسان کو ایسے مفید گُر سکھاتے ہیں۔ کہ اُن پر عمل پیرا ہو کر انسان اپنے تمام اضطرابات اور آلام کو دُور کر سکتا ہے۔ اس موضوع پر مصنّف کا قلم چشمے رواں کی طرح بڑے لذّت آمیز نغمے گاتا ہوا انسانی دل و دماغ کو تازگی بخشتا چلا جاتا ہے ہم ذیل میں مصنّف ہی کے الفاظ نقل کر کے سامعین کو ان حقائق سے لذّت آشنا کرتے ہیں:۔

"اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ومن احسن ممن اسلم وجھہ للہ وھو محسن۔ اس شخص سے زیادہ کون اچھا ہوسکتا ہے۔ جو تمام استعدادوں کو اور تمام اموال کو خدا کی رضا کے لئے وقف کر دیتا ہے اور خدا کی مخلوقات سے محبت و ہمدردی کرتا اور ان کی بہبود کے لئے جدوجہد کرتا ہے۔ یہ مختصر و جامع تعلیم ساری انسانیت کے لئے یکساں مفید ہے۔ انسان کسی وطن اور کسی قوم کا ہو وہ ضرور سعادت و راحت کی زندگی سے ہمکنار ہوگا بشرطیکہ اُس نے اس تعلیم پر کاربند ہونے کا ارادہ کر لیا۔ ایسا کرنے سے ہر شخص کو خدا کی رضا حاصل ہوتی ہے اس تعلیم کو ذیل کی آیت میں بھی دہرایا گیا ہے:۔

ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون یقیناً یقیناً خدا کی محبت اور نصرت ان لوگوں کو حاصل ہوتی ہے جو خدا خوفی اور نیک عملی کی زندگی بسر کرتے ہیں اور جو خدا کی مخلوق پر احسان کرتے ہیں اس مضمون کو خدا تعالےٰ نے ایک دوسرے مقام پر تاکید کے طور پر یوں بیان فرمایا ہے وللہ ما فی السمٰوٰت وما فی الارض ولقد وصینا الذین اوتوا الکتاب من قبلکم وایاکم ان اتقوا اللہ وان تکفروا فان للہ ما فی السمٰوٰت وما فی الارض وکان اللہ غنیا حمیداً۔ یعنے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب خدا تعالےٰ کے تصرف میں ہے۔ اس کے تصرف حکومت سے بابرکت نظام چلتا ہے۔ ان نظام عالم کے قوانین پراز حکمت ہیں اور سرچشمہ فیوض ہیں ان قوانین نیچر میں کبھی تبدیلی رونما نہیں ہوتی جس رحیم و کریم خدا نے یہ نظام عالم جسمانیات میں قائم کر رکھا ہے۔ اسی نے عالم روحانیات میں بھی یہ قانون جاری کر رکھا ہے۔ اور وہ یہ ہے ولقد وصینا الذین اوتوا الکتاب من قبلکم وایاکم ان اتقوا اللہ۔ اے مسلمانو! تم سے پیشتر جس قدر انبیاء گذرے ہیں اور جس قدر روحانیات کی تعلیم ان کو آسمانی کتابوں کی شکل میں دی گئی ہے وہ وہی ہے جو تمہیں دی جا رہی ہے اور وہ یہ ہے ان اتقوا اللہ یعنے خدا پرستی اور خدا خوفی اور نیک عملی کی زندگی بسر کرو نیچر کے قوانین کی طرح یہ روحانی تعلیم ہمیشہ ایک ہی ہے اور اس میں تبدیلی کبھی نہیں ہوتی۔ یہ ابدی ازلی تعلیم ہے اور ہمہ گیر ہے اس تعلیم پر اگر تم کاربند ہو گے تو تم خدا کی سلطنت میں کسی طرح کا بگاڑ پیدا نہیں کر سکو گے تمہاری نافرمانی سے خدا کا کچھ نقصان نہیں ہو سکتا۔ یہ تعلیم جو مندرجہ بالا سطور میں قلم بند کی گئی ہے فطرت انسانی کو اپیل کرتی ہے فطرتِ انسانی میں خدا الٰہی مرکوز ہے۔ اور اسی طرح

سے بنی نوع انسان کی ہمدردی کا جذبہ بھی نہاں در نہاں قلب میں موجزن ہے خدا تعالےٰ نے فرمایا۔ فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیھا ذالک الدین القیم۔ فطرۃ انسانی خدا کی عطا کردہ فطرت ہے اور سب انسانوں کی تخلیق میں یہی فطرت ودیعت کی گئی ہے اور یہی مضبوط سیدھا دین ہے خدا کا رسول دنیا کو اس دین پر قائم کرنا چاہتا ہے۔ جس دین کو ہر شخص اپنی فطرت کا آئینہ دار پاتا ہے اور یہی حقیقت اس دین کی مضبوطی کا باعث ہے اس کے متعلق مزید فرمایا بل ھو ایات بینات فی صدور الذین اوتوا العلم یہ تعلیمات وہ ہیں جو پہلے ہی سے اہل علم کے سینوں میں ودیعت کی گئی ہیں اہل علم ضرور اس تعلیم کو اپنائیں گے کیونکہ وہ اس کو اپنی فطرت صحیحہ اور خداداد عقل و فہم کے مطابق پائیں گے بعض اہل مذاہب کی تعلیمات ایسی غیر معقول ہیں جو علم کی روشنی برداشت نہیں کر سکتیں۔ اس لئے اہل علم اندر ہی اندر ان تعلیمات سے بیزار ہوتے رہتے ہیں یہاں تک کہ ان کو ترک کر دیتے ہیں۔ لیکن تعلیمات ایسی ہیں جو علوم کی بڑھتی ہوئی روشنی میں زیادہ ابھرتی ہیں اور معقول ہونے کے باعث زیادہ اطمینان پیدا کرتی ہیں" صفحہ ۱۳۰ تا ۱۳۳

یوں تو مصنّف نے اس کتاب میں جو ۲۴۴ صفحات پر مشتمل ہے گوناگون مسائل زیر بحث لاکر انسان کی ہر نوع کی تشنگی بجھانے کا سامان فراہم کر دیا ہے مگر قرآن کریم نے انسان کی فطرت کا جو نقشہ کھینچا ہے اُسے بڑی خوبی سے اور بڑے دلآویز پیرایہ میں بیان کیا ہے اور صفاتِ الٰہی پر ایسے خیال افروز طریق پر روشنی ڈالی ہے کہ علمی حلقے اس سے بہت مستفیض ہوں گے۔ یہ تمام بیش بہا علمی جواہرات ہیں جو ہمیشہ قدر و تشکر کے جذبات سے دیکھے جائیں گے مگر مصنّف کی کتاب کا جو حصہ صفحہ ۱۷۸ کے اخیر اور ۱۷۹ سے شروع ہوتا ہے اور کتاب کے اختتام تک چلا جاتا ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے حالات کو اس خوبصورتی اور وجد آفرینی سے بیان کرتا ہے کہ درحقیقت وہ اس کتاب کی جان اور اس تصنیف کی رُوح ہے۔ اس کو بار بار پڑھنے کو جی چاہتا ہے اور انسان کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ یہ داستان اور دراز ہو اور کاش! کہ وہ بھی اُس زمانہ میں پیدا ہوتا اور یہ معجز نمائیاں نور پاشیاں اور بندہ نوازیاں اور دل ستانیاں اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتا ہم ذیل میں اس حصہ سے جستہ جستہ عبارتیں نقل کئے دیتے ہیں تاکہ قارئین کو معلوم ہوسکے کہ اس کتاب میں کیسا لذیذ شہد انسانوں کے لئے بطور شفاء الصدور تیار کر دی گئی ہے۔ اس سلسلہ میں فاضل مصنّف یوں رقمطراز ہیں:۔

"غرض ان کی زندگی قوم کے نزدیک بے لوث تھی۔ جن واقعات نے قوم کو متاثر کیا تھا ان میں سے ایک واقعہ درج کر دینا کافی ہوگا۔ ایک دفعہ سیلاب سے کعبۃ اللہ کی عمارت منہدم ہو گئی۔ قوم نے اس عمارت کو جو ان کے نزدیک نہایت قابل احترام تھی دوبارہ تعمیر کرنا شروع کیا۔ اس کام میں سب عمائدین نے شرکت کرنا موجب فخر سمجھا۔ جب تعمیر کا کام اس حد تک پہنچا جہاں حجر اسود نصب کیا جاتا تھا۔ تو قوم کے سرداروں میں اس بات پر تنازع شروع ہو گیا کہ یہ ممتاز خدمت کس سردار کے حصہ میں آنی چاہیئے کہ وہ اس پتھر کو نصب کرے فخر و مباہات پر وہ قوم مرمٹتی تھی ان میں سے ہر سردار یہ تڑپ رکھتا تھا کہ یہ سعادت میرے نصیب ہو۔ اس پر ان کا تنازع ہوا۔ تنازع نے شدت اختیار کرلی ہر سردار باصرار یہی کہتا تھا۔ کہ میں ہی سب سے زیادہ اس کام کو انجام دینے کا اہل ہوں۔ سب سردار نہایت مشتعل ہو گئے تھے۔ ایسا نظر آتا تھا کہ قبائل میں جنگ چھڑ جائے گی۔ جس کی وجہ سے جان و مال تباہ ہو جائیں گے اس خطرہ سے بچنے کے لئے آخر انہوں نے یہ تجویز پیش کی کہ جو صاحب سب سے پہلے کعبۃ اللہ میں تشریف لے آئیں اس تنازع کا فیصلہ کرنا ان کے سپرد کیا جائے خدا کا کرنا تھا کہ حضور نبی کریم صلعم کعبہ میں تشریف لے آئے۔ پھر کیا تھا ہر طرف سے خوشی کے نعرے بلند ہوئے جاء الامین جاء الامین۔ قوم نے اطمینان کا سانس لیا کیونکہ ان کو یقین تام تھا کہ حضور صحیح فیصلہ صادر فرمائیں گے۔ حضورؐ نے ایک چادر بچھائی

اور حجرِ اسود اُٹھا کر اس پر رکھ دیا پھر تمام سرداروں سے کہا کہ سب مل کر اس چادر کو اُٹھائیں اور حجرِ اسود کو اس کی معین جگہ تک پہنچائیں چنانچہ سب نے خوشی خوشی حضورؐ کے ارشاد کی تعمیل کی اور پتھر کو اس کی معین اونچائی تک پہنچایا وہاں پر حضورؐ نے اس پتھر کو نصب کر دیا حضورؐ نے اس طرح خوش اسلوبی سے قوم کے اشتعال کو فرو کر دیا۔ اس نازک ترین معاملہ میں جہاں ان کی دانشمندی اور بے نفسی کا اظہار ہوا وہاں اس جذبہ کا اظہار بھی کہ حضورؐ قوم میں اتحاد قائم کرنے کے خواہشمند ہیں۔ چنانچہ انہوں نے اپنی جان نثار میں عرب جیسے ملک میں امن وامان و اتحاد قائم کر دکھایا جن کا متحد کر دینا ایک عظیم الشان معجزہ ہے۔ اس قسم کے واقعات نے اپنوں اور غیروں کو حضورؐ کا متوالا و شیدا بنا رکھا تھا۔"

اور صفحہ ۱۹۳ پر حضور پر نور کی قدردانی اور وفا شعاری کی چند مثالیں یوں بیان کی گئی ہیں۔

"حضورؐ کی والدہ ماجدہ آمنہ مدینہ طیبہ کے ایک ذی اثر قبیلہ کی خاتون تھیں۔ جب حضور چھ سال کے تھے تو ان کی والدہ محترمہ کو اپنے عزیز و اقارب کی ملاقات کے لئے مدینہ جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں سے واپسی پر خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ وہ راستہ میں آناً فاناً بیمار ہو گئیں اور ابوا کے مقام پر واصل بحق ہو گئیں اور ننھے محمد شفقت مادری سے محروم ہو گئے۔ ان کی حبشی خادمہ ام ایمن نے جن کا نام برکت تھا۔ حضورؐ کو نہایت شفقت سے سنبھالا اور ان کو لے کر مکہ معظمہ پہنچ گئیں۔ حضورؐ نے ام ایمن کی اس مروت کو ہمیشہ یاد رکھا۔ ماں کی طرح ان کی تعظیم کی اور انہیں مخاطب کر کے فرمایا انت امی بعد امی۔ یعنی ماں کے بعد آپ ہی میری ماں ہیں۔ ام ایمن کا نکاح زید سے ہوا تھا۔ ان کے ہاں اسامہ پیدا ہوا۔ جس کے خد و خال ماں کی طرح حبشی تھے۔ حضورؐ اس حبشی بچے کو حسن کی طرح پیار کرتے حسن خورد تھا اور اسامہ حبشی دونوں کو حضور اپنی گود میں بٹھا لیتے اور دونوں کے لئے جناب الٰہی میں ان الفاظ میں دعا کرتے اللھم انی احبھما احبھما اے میرے مولیٰ میں ان دونوں سے محبت رکھتا ہوں۔ تو بھی ان دونوں سے محبت کر۔ اسامہ کی یہاں تک قدر افزائی کی کہ ان کو ایک دفعہ لشکر کا کمانڈر مقرر کیا۔ اور اسامہ کی والدہ ام ایمن کی تعظیم و تکریم اس حد تک کی کہ دو جہان کے بادشاہ چل کر ام ایمن کے ہاں جایا کرتے تھے۔ اور اس تعظیم و تکریم کے پیش نظر حضورؐ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر و حضرت عمر بھی ام ایمن کے ہاں تشریف لے جایا کرتے تھے۔

ام ایمن کے علاوہ جس عورت نے حضرت کی پرورش میں حصہ لیا تھا وہ تھیں حلیمہ سعدیہ۔ حلیمہ سعدیہ قبیلہ بنی سعد سے تھیں جو اپنی شرافت اور زبان کی پاکیزگی کے لئے مشہور تھا۔ حضورؐ نے رضاعت کا زمانہ ان کے ہاں گزارا تھا۔ حضورؐ حلیمہ سعدیہ کو ادب سے اماں کے لفظ سے مخاطب کیا کرتے تھے اور بنی سعد کی پاکیزہ زبان سے مستفید ہونے کا ذکر فرمایا کرتے تھے ادبنی ربی فاحسن تادیبی واسترضعت فی بنی سعد یعنی بنی سعد کے زیر اثر میں نے رضاعت کا زمانہ بسر کیا۔ ان کی رضاعی بہن تھیں شیما اور حلیمہ۔ دونوں بنی ہوازن کی جنگ کے بعد مقام جعرانہ پر آئیں تا کہ وہ بنی سعد کے اسیروں کی رہائی کے لئے حضورؐ سے سفارش کریں۔ دونوں فوجی کیمپ میں جہاں حضورؐ تشریف رکھتے تھے جا پہنچیں۔ ان کو دیکھ کر حضور احتراماً اٹھ کھڑے ہوئے اور ان کی نشست کے لئے اپنی چادر بچھائی اور سپاہیوں اور فوجی افسروں کے سامنے اعلان کیا کہ یہ میری اماں ہیں اور ان کی سفارش پر بنی ہوازن کے چھ ہزار اسیروں کو رہا کر دیا اور شیما سے کہا اگر آپ پسند کریں تو مدینہ میں قیام کریں آپ کو نہایت محبت و اکرام سے اپنے پاس رکھوں گا اور اگر واپس جانا چاہیں تو آپ کے لئے اونٹ اور خادم اور زادِ راہ حاضر ہیں۔"

اور حضرت ابوبکر صدیق کی رفاقت اور جاں نثاری کے متعلق نبی کریم کی قدردانی ......

اور پاسداری۔ عزت افزائی کو یوں بیان کیا گیا ہے۔

"حضرت ابوبکرؓ نے مشکل ترین حالات میں حضور کی مصاحبت اختیار کی اور محبت و خلوص سے اُن کی خدمت سرانجام دی اور ان پر اپنا مال صرف کیا اس وجہ سے حضور کے دل میں حضرت ابوبکر کے لئے بہت بڑی قدر و منزلت تھی۔ چنانچہ ان کے حق میں فرماتے ہیں ان امن الناس علیّ فی صحبته وماله ابابکر۔ یعنی سب لوگوں سے زیادہ جس شخص نے مجھ پر احسان کیا وہ ابوبکر ہیں۔" ص ۱۹۹

حضرت عمر کو یوں خراج تحسین ادا کیا گیا ہے:۔

"کیا بلحاظ خدمت گزاری اور مصاحبت کے اور کیا بلحاظ مال صرف کرنے کے حضرت عمر کے کمالات کو عبقری کے لفظ سے ادا کیا یعنی وہ غیر معمولی کمالات و صفات کے مالک ہیں ان کو الفاروق کا خطاب دیا۔ کہ ان کا وجود حق و باطل میں تمیز پیدا کرتا ہے۔ ان کے حق میں فرمایا جس راستہ پر فاروق چلتا ہے اس راستہ کو شیطان چھوڑ جاتا ہے۔" ص ۲۰۰

حضور پر نور کی بے نظیر شجاعت کو مصنف نے یوں خراج تحسین پیش کیا ہے۔

"حضور کی شجاعت حضور کے لئے بے انتہا تکلیف اور ابتلاؤں کا باعث ہی۔ لیکن ان ابتلاؤں نے حضورؐ کی شجاعت کو اور زیادہ روشن اور متمیز کر دیا اور یہ ابتلا کبھی ان کو پست ہمت نہ کر سکے۔ اکثر کمانڈر ایسے حالات سے دو چار ہونے کے بعد زیادہ محتاط نظر آتے ہیں۔ اور کمانڈر کے ساتھی ان سے درخواست کرتے ہیں کہ آپ کی زندگی زیادہ قیمتی ہے آپ اپنے تئیں محفوظ فرمالیں۔ مگر نبی کریمؐ فرمایا کرتے لوددت انی اقتل فی سبیل اللہ۔ میرا دل یہ ہے کہ میں خدا کے رستہ میں لڑتا ہوا مارا جاؤں۔ حضور اپنے بچاؤ کے لئے اس قسم کی احتیاط کے پاس بھی نہ جاتے تھے۔ چنانچہ حضور باوجود تازہ زخموں کی اذیت کے دشمن کے تعاقب میں حمراء الاسد تک جا پہنچے دشمن مرعوب ہو کر بھاگ گیا۔ یہی نقشہ حنین کی جنگ میں اپنوں اور پرایوں نے مشاہدہ کیا جو کس ہمت و استقلال سے انہوں نے اس میدان میں کمال کر دکھائی اور جب ان کی قوم بے پناہ تیروں کی بارش کی تاب نہ لا کر تتر بتر ہوئی۔ تو حضورؐ نے خچر کی پیٹھ پر سے پھر وہی للکار بلند کی جو جنگ احد میں کی تھی۔ انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب حضور کا لشکر بارہ ہزار جوانوں پر مشتمل تھا۔ اتنے بڑے لشکر کے پاؤں اکھڑ جانے سے کمانڈر کے دل میں طبعاً کمزوری پیدا ہوتی ہے اور وہ بے اختیار جان بچانے کا راستہ اختیار کرتا ہے۔ مگر رسول کریمؐ صلعم کا ایمان اس قدر مضبوط تھا۔ کہ ان پر کمزوری پیدا کرنے والے اسباب کا کوئی اثر نہ ہوتا تھا۔ حضور نے اپنے چچا عباس کو کہا کہ قوم کو پکارو اور للکار کر انہیں بیعت رضوان یاد دلاؤ۔ اس پر حضرت عباس نے جن کی آواز نہایت بلند تھی للکارا اور قوم کو ان کا جانبازی کا عہد یاد دلایا۔ چنانچہ لشکر پر حضورؐ کی بے نظیر شجاعت اور اس یاد دہانی کا اثر ہوا اور قوم نے مجتمع ہو کر اس بے جگری سے دشمن پر حملہ کیا کہ اُن کے اوسان خطا ہو گئے اور وہ میدان چھوڑ کر بھاگ نکلے۔ ان کے قیدی اُن کے اُونٹ ان کی بھیڑ بکریاں ان کی نقدی مسلمانوں کے ہاتھ آئی۔ بھیڑ بکری کی تعداد چالیس ہزار تھی، اونٹوں کی چالیس ہزار اور چاندی کے سکوں کی تعداد چار ہزار تھی۔" ص ۲۰۹-۲۱۰-۲۱۱

زمانۂ زبردستی اور کمزوری میں بھی حضور کے سینہ میں شیر کا دل تھا۔ تکالیف اور مصائب میں حضور نے ایسا استقلال، عزم، اور ایمان کے نمونے دکھلائے کہ ان عجائبات اور معجزنما کارناموں سے صفحات تاریخ تحیر اور تعجب میں ڈوبے ہوئے نظر آتے ہیں۔ مگر یہ تحیر اور بڑھ جاتا ہے۔ جب ایسا وقت آتا ہے کہ حضور تمام عرب پر غالب آجاتے ہیں۔ تو ان کے سامنے یہ حیران کن نظارہ نگاہوں کو خیرہ اور دلوں کو مسحور کرنے لگ جاتا ہے کہ شکوہ وقت دنیا کا مسکین ترین درویش نظر آنے لگتا ہے۔ تکبر کی بجائے حلم، تفاخر کی بجائے انکساری، تعلّی کی بجائے شکر، اور سختی کی بجائے نرمی کا پیکر اور رحمت اور محبت کا

مرقع بن کر جھلکنے لگتا ہے۔ یہاں آ کر تاریخ پھر ورطۂ حیرت میں کھو جاتی ہے مصنف ہی کے قلم سے حضور کا یہ نمونہ بھی پڑھ لیجئے:۔

"حضور اپنی ذاتی اغراض پورا کرنے کی طرف مائل نہ ہوتے تھے۔ اپنے لئے تخت نہ بنوایا۔ نہ تاج۔ نہ لباس فاخرہ زیب تن کیا نہ محل استوار کیا۔ وہی پرانی وضع قطع ہے۔ وہی سادہ لباس ہے وہی سادہ کھانا پینا ہے۔ وہی عبادت میں استغراق۔ وہی دوسروں کی ہمدردی کی طرف پوری توجہ ہے۔ علاوہ ازیں جس طرح حضورؐ نے اپنے آپ کو خود غرضی سے محفوظ رکھا اسی طرح انہوں نے اپنے اقرباء کو بھی اس سے محفوظ رکھا۔ نہ حسن حسین کے لئے کوئی جائداد وقف کی، نہ علی رضؓ کے لئے نہ فاطمۃ الزہراؓ کے لئے۔ آپؐ فرمایا کرتے تھے لا اسئلکم علیہ من اجر۔ میں اپنی جد و جہد اور قربانی وغیرہ کے معاوضہ میں کچھ دنیاوی جاہ و جلال اور دنیاوی آرام و زیبائش کے سامان طلب نہیں کرتا اور ان کی ازواج مطہرات کسی قسم کے حرص و ہوا سے ملوث نہ ہوئیں) ان کی زندگی کا یہ باب نہایت بلند اخلاقی پر دلالت کرتا ہے کہ انہوں نے جائز ضروریات کو پورا کرنا بھی پسند نہ کیا اور شاہی میں فقیری کا رنگ اختیار کئے رکھا۔ یہ نہایت ہی مشکل مقام ہے۔ جس پر حضور کا قدم تھا۔ وہ صحیح طور پر فرماتے ہیں:۔ الفقر فخری یعنے میرے لئے یہ فخر کی بات ہے کہ بادشاہ ہو کر فقیری اختیار کئے ہوئے ہوں، دنیا کے حکمران و بادشاہ قوم کے خزانوں کو اپنے آرام کی خاطر بیدردی سے لٹاتے ہیں لیکن یہ بادشاہ قوم کے خزانے سے کوئی سروکار نہیں رکھتا۔ نہ مکان بنوایا نہ محل تعمیر کرایا نہ بیگمات کی تفریح کے لئے باغ بنوایا نہ سیرگاہیں نہ شکارگاہیں نہ لباس فاخرہ نہ ہی گوناگوں سواریاں نہ مادرجی نہ ہی ظروف، اگر امیری میں کوئی بات ابھری ہوئی نظر آتی ہے تو یہ کہ یا تو عبادت کرنا ان کا شغل ہے یا غرباء کی عملاً ہمدردی کرنا۔ ان کا پچھلی رات کا اٹھنا اس وقت شروع ہوا جب انہوں نے رسول ہونے کا دعوے کیا تھا اور بادشاہ ہو کر بھی اس رنگ کو قائم رکھا ان کا یہ عمل ولولہ کا رنگ رکھتا تھا۔ طلوع آفتاب سے ڈیڑھ گھنٹہ پیشتر وہ صبح کی نماز ادا کرنے کے لئے تیار ہوتے تھے اور کم و بیش دو گھنٹے اور اس نماز سے پہلے تہجد کے لئے اٹھتے۔ اور اس ذوق و شوق سے خدا کے حضور کھڑے رہتے کہ حضور کے قدم سوج جاتے تھے حضرت عائشہؓ نے ان کی عبادت اور ان کے قیام کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ کان رسول اللہ یقوم بالیل حتی تورمت قدماہ یعنے رات کے وقت عبادت میں قیام اتنا لمبا فرماتے کہ حضورؐ کے پاؤں سوج جاتے۔ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک رات حضور میرے ہاں تشریف لائے میرے ساتھ لیٹ گئے۔ لیٹ جانے کے بعد فرمایا یا عائشہ ھل لک ان تاذنی لی اللیلۃ فی عبادۃ ربی۔ اے عائشہ کیا ممکن ہو سکتا ہے کہ آپ مجھے اجازت دیں کہ میں یہ رات خدا کی عبادت میں گذار دوں۔ وہ کہتی ہیں میں نے کہا انی احبک واحب مرادک قد اذنت لک میں اگرچہ حضورؐ سے محبت رکھتی ہوں اور آپؐ کی جدائی پسند نہیں کرتی۔ لیکن میں آپؐ کے مقصد کو بھی پسند کرتی ہوں چنانچہ آپ کو عبادت الٰہی میں رات گذارنے کی اجازت دیتی ہوں۔ حضور رات عبادت کرنے میں گذارتے تھے اور دن امور سلطنت و معاشرت کی انجام دہی میں صرف فرماتے تھے۔ آپ پانچ وقت جماعت مسلمین کے ساتھ مل کر نماز ادا کرتے تھے۔ ماہ رمضان میں تیس دن روزے رکھتے اور آخری دس دن گھریلو زندگی ترک کر کے سارا وقت مسجد میں عبادت گذاری کے لئے صرف کرتے تھے اہل یورپ کے سیاستدان اور ان کے پادری یا تو ان حالات سے واقف نہیں یا ازراہ ان حالات پر پردہ ڈالتے ہوئے حضور کی مقدس زندگی اور عبادت گذاری کے متعلق ذکر تک نہیں کرتے۔ اس کے برخلاف وہ خود ساختہ باتیں بیان کر دیتے ہیں اور انہی کی اشاعت کرتے ہیں۔ ایسا کرنے سے انہوں نے بہت سارے لوگوں کو گمراہ کیا ہے۔ ایسا کرنا پرلے درجہ کی حق ناشناسی اور بے باکی ہے۔ نفس پرست انسان رات کو عبادت نہیں کیا کرتے۔ ان کا مشغلہ اور قسم کا ہوتا ہے۔ نفس پرست انسان دن کو سوتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ نفس پرست خود اور اس کے گھر کے لباس فاخرہ پہنتے ہیں۔ ان کے اہل خانہ زیورات اور ملبوسات کی طرف متوجہ رہتے ہیں۔ نفس پرست خصوصی غذا اور مشروبات کے شائق ہوتے ہیں لیکن یہاں تو غیر معمولی سادگی کے سوا کچھ نظر نہیں آتا۔ نفس پرست انسان اس طرز زندگی کو اختیار نہیں کر سکتا جس طرز زندگی کو حضورؐ نے آخری دم تک اختیار کئے رکھا۔ دعا کیا کرتے تھے ربّ احینی مسکیناً و امتنی مسکیناً و احشرنی فی زمرۃ المساکین اے میرے مولیٰ میری زندگی کا رنگ مسکینوں کا سا ہو۔ میری موت بھی مسکینوں کی سی ہو اور قیامت کے دن میرا حشر زمرۂ مساکین میں ہی ہو۔ چنانچہ جب حضور کی وفات واقع ہوئی تو ان کی تجہیز و تکفین مسکینوں کی طرح ہوئی۔ اس بارے میں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں ما ترک رسول اللہ عند وفاتہ درھماً ولا دیناراً۔ لا شاۃ ولا بعیراً۔ لا امۃ ولا عبداً۔ یعنے حضورؐ نے مرتے وقت ورثہ میں نہ تو درہم و دینار چھوڑے نہ بھیڑ بکری اور نہ ہی لونڈی و غلام اور فرمایا حضورؐ کی میت کو غسل دینے کے بعد تین سفید چادروں میں لپیٹا گیا۔ ان کے سر پر عمامہ نہ رکھا گیا تھا۔ نہ ہی ان کو قمیص پہنائی گئی تھی اور ان کو صندوق میں رکھنے کے بغیر سپرد خاک کر دیا گیا تھا۔

حضور اس قدر حلیم اور رحیم و کریم مرد خدا تھے کہ انہوں نے کبھی کسی خادم کے لئے بھی درشت کلامی روا نہیں رکھی بلکہ وہ خادموں کے لئے شفقت مجسم تھے فرماتے تھے خادم تمہارے بھائی ہیں ان سے ہر طرح نرمی و حسن سلوک سے پیش آنا۔ حضور نے اپنے متبعین کو پوری آزادی دے رکھی تھی۔ وہ مشاورت سے امور سلطنت طے فرمایا کرتے تھے۔ وہ لوگ جو رائے کا اختلاف رکھتے ہوں۔ حضورؐ ان سے نہ کبھی ناراض ہوتے اور نہ ہی انہیں اپنی نوازشات سے محروم کرتے تھے۔ یاد رہے وہ خدا سے ہمکلام ہوتے تھے اور قوم ان کے اشارہ پر جان و مال قربان کر دینا سعادت دارین یقین کرتی تھی۔ باوجود اس کے حضور ان سے مشورہ کر کے امور سلطنت سرانجام دیا کرتے اور فرماتے تھے اختلاف امتی رحمۃ دوسروں کے اختلاف رائے سے خفا ہونا تو درکنار اختلاف رائے کو باعث رحمت سمجھتے تھے۔ یورپ کے بادشاہ اور بالخصوص ڈکٹیٹر جس کو اپنی مرضی کے خلاف پاتے ہیں اس کو زندہ نہیں رہنے دیتے لیکن حضور دل سے اپنے دوستوں سے محبت رکھتے تھے اور ان کا دل سے احترام کرتے تھے۔ اس فضا میں کسی کو کسی عہدہ سے محروم ہو جانے یا جان سے ہاتھ دھونے کا کبھی خطرہ لاحق نہ ہوا تھا۔ خطرہ کا کیا سوال ہے قوم ان پر فدا تھی اور وہ قوم پر فدا تھے۔ یہ روحانی فضا جو حضور نے پیدا کر رکھی تھی کسی دوسری شخصیت کو نصیب نہ ہوئی۔ عروہ کا شمار آنحضرت کے بدترین دشمنوں میں ہوتا تھا۔ اس نے اپنی قوم کے سامنے بیان کیا۔ کہ میں ایران و شام کے بادشاہوں کے درباروں میں وفد لے کر گیا ہوں۔ لیکن میں نے کسی قوم کو اپنے بادشاہ سے وہ محبت کرتے نہیں دیکھا جو محبت مسلمان رسول اللہ سے کرتے ہیں۔ اسی طرح ابو سفیان جو حضور کا سخت ترین دشمن تھا وہ بھی حضور کے بارے میں بیان کرتا ہے ما رایت احد یحب احداً کما یحب اصحاب محمد محمداً یعنے میں نے کبھی کسی کو کسی سے ایسی محبت کرتے نہیں دیکھا جو اصحاب محمدؐ محمدؐ سے محبت کرتے ہیں۔ آخرش عروہ اور ابو سفیان دونوں ہی حضورؐ کے فدائی اور غلام بن گئے۔" صفحات ۲۱۵ تا ۲۲۱

مصنف نے یہ کتاب لکھ کر نوع انسانی کی بڑی خدمت کی ہے۔ یہ کتاب حضور کی زندگی اور حضورؐ کی تعلیمات کا ایک انسائیکلوپیڈیا ہے اور اس میں ہر قسم کے مضامین جمع کر دیئے گئے ہیں۔ اور ہر موضوع پر اس کی امداد سے ایک ضخیم کتاب لکھی جا سکتی ہے۔

ہم توقع رکھتے ہیں کہ اس کتاب کی عام اشاعت کی جائے گی۔ حضور پاک کی سیرت پر ہزارہا کتابیں لکھی گئیں اور لاتعداد اور لکھی جائیں گی۔ مگر یہ کتاب پڑھنے والے کو نئی لذت اور نئی غذا بخشتی ہے

یہ کتاب اس دور کی قابل قدر لٹریچر کا ایک نہ مٹنے والا حصہ ہے۔ اور ہماری جماعت کے مقصد کے عین مطابق ہے۔ اس سے تبلیغ اسلام کا بڑا فریضہ باحسن الوجوہ سرانجام پاتا ہے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعہ دلوں میں خدا اور رسولؐ کی محبت پیدا کرے تاکہ انسانوں کے قلوب میں دوسرے انسانوں کے لئے جذبات خیر خواہی اور روا داری پیدا ہوں اور دنیا امن و راحت کا ایک گلزار بن جائے اور اس کرۂ ارضی سے جنگ و فساد مٹ جائیں اور انسان انسان کا حقیقی بھائی بن کر زندگی کے اصل مقصد کو پورا کرنے میں لگ جائے۔ ہم آخر میں حضرت امیر کی درازی عمر کے لئے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ انہیں مزید خدمات اسلام کے سرانجام دینے کی توفیق بخشے اور ان کی قیمتی زندگی کے قیمتی لمحات کو خدمت دین میں صرف کرے۔ آمین ثم آمین۔

خطبہ جمعہ — بسلسلہ صفحہ ۴

بہتر نہیں ہوں۔ اس کو کہتے ہیں حضورؐ کا خلیفہ۔ انہوں نے کہا کہ میرا کام یہ ہے کہ میں خدا اور رسولؐ کے فرمان پر عملدرآمد کروں اور وہ کام کروں جو حضور صلعم نے کئے یہ تو میرا فرض ہے۔ ایک فریضہ قوم کا ہے وہ یہ کہ اگر میں ٹیڑھا چلوں۔ خدا اور رسولؐ کے احکام سے انحراف کروں تو تمہارا فرض ہے کہ مجھے سیدھا کر دو۔ ان کے الفاظ یہ ہیں :-

ولیت امرکم ولست بخیرکم
اطیعونی ما اطعت اللّٰہ ورسولہ
وان زغت فقومونی۔ قالوا ان
زغت لقومناک باسنۃ رماحنا

اس کو کہتے ہیں خدا کا خلیفہ، اس کو کہتے ہیں قوم اور اس کو کہتے ہیں مساوات، حریت اور آزادی۔ حضور صلعم نے اپنی قوم کو بھیڑ بکریاں نہیں بنایا۔ آپؐ کے خلفاء رضؓ نے قوم کو بھیڑ بکریاں نہیں سمجھا۔ بلکہ جہاں امیر کی اطاعت کرنا واجب ٹھہرایا وہاں قوم کو یہ سبق سکھایا کہ تم خلیفہ کی غلطی کی اصلاح کر دیا کرو۔ لیکن قوم بھی اپنے مقام کو خوب سمجھتی تھی۔

شرک کے بارہ میں والدین کے حکم سے انحراف

قرآن کریم نے والدین کا ادب کرنے پر بڑا زور دیا ہے، یہاں تک کہ خدا کی عبادت کے ساتھ والدین کی عزت و تکریم کیسا تھ مقرون کر دیا۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی حکم دیا ہے کہ ان جاھدٰک علیٰ ان تشرک بی ما لیس لک بہ علم فلا تطعھما اگر وہ تمہیں شرک کی تعلیم دیں تو ماں باپ کے اس حکم کو نہیں ماننا۔ یہاں بھی آزادی کا سبق دیا ہے۔ رائے کی آزادی بڑی قیمتی امانت ہے۔

خلفائے راشدینؓ کا طریق عمل

حضرت ابوبکر رضؓ نے فرمایا ای السماء تظلنی وای الارض تقلنی اذا قلت فی کتاب اللّٰہ ما لیس بہ علم۔ اگر میں اپنی رائے سے وہ بات کہوں جو قرآن و حدیث میں نہیں ہے تو کونسا آسمان مجھ پر سایہ افگن ہوگا اور کونسی زمین مجھے اپنی پیٹھ پر برداشت کرے گی۔ یعنی خلیفہ رسولؐ کی جانشینی کا تقاضا ہے کہ میں قرآن کریم کی ہدایات سے سرمو انحراف نہ کروں۔ بلکہ دل و جان سے پابند رہوں جس طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے لئے اور اپنے عزیز و اقارب کے لئے زہد برتا اور دولت اپنے لئے اور اقرباء کے لئے [illegible] نہ کی۔

اسی طرح حضرت ابوبکر رضؓ نے حضرت عائشہ رضؓ کے لئے کوئی جاگیر نہیں مختص کی۔ وہ پیغمبرؐ کی بیوی ہیں۔ بیوہ ہو چکی ہیں۔ ان کے گھر میں دوگی آتی ہے۔ غرض اس مکان کے در و دیوار پاکیزہ ہیں۔ لیکن حضرت ابوبکر رضؓ ان کے لئے کوئی جاگیر مقرر نہیں کرتے۔ اور اپنی ذات کا یہ حال ہے کہ مرتے وقت یہ وصیت کرتے ہیں کہ جن کپڑوں میں میں ملبوس ہوں انہی میں مجھے دفن کیا جائے۔ نئے کپڑے تو زندوں کے لئے ہوتے ہیں۔ اسی طرح دوسرے خلیفہ کا رنگ ہے۔ حضرت عمر رضؓ باوجود اس کے کہ نہایت بارعب تھے اپنی قوم کو یہ حق دیتے ہیں کہ احب الناس الیّ من رفع الیّ عیوبی جو کوئی مجھے میرے قصور بتائے وہ مجھے سب سے پیارا ہے۔ ایسی تلقین سے آپ قوم کی آزادی رائے کی تربیت کرتے ہیں اور اپنوں کے لئے دولت سمیٹنے سے پرہیز کرتے ہیں چنانچہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری طرح پیروی کرتے ہیں اقربا نوازی نہیں کرتے۔ جب مہاجرین کے وظائف مقرر ہوئے تو اپنے بیٹے کے لئے دوسروں سے پانصد روپے کم مقرر کیا۔ اس پر قوم نے کہا کہ ان کا وظیفہ کیوں کم مقرر کیا جاتا ہے۔ حضرت عمر رضؓ فرماتے ہیں کہ مہاجر وہ ہوتا ہے جو اپنے ارادے اور خیال سے ہجرت کرے۔ ہجرت کے وقت عبداللہ چھوٹا بچہ تھا، اپنے ماں باپ کے ساتھ آ گیا۔ یہ مہاجر نہیں ہے۔ پھر آپؓ نے بیٹے کو خلافت کا حقدار بنانا بھی مناسب نہ سمجھا۔ چنانچہ فرمایا کہ میرے مرنے کے بعد عثمان رضؓ علی رضؓ زبیرؓ اور طلحہ رضؓ میں سے کسی کو اپنا خلیفہ چن لینا۔ میرے بیٹے کو خلیفہ نہ بنایا جائے، کیونکہ خلافت کسی خاندان کی وراثت نہیں۔ یہ حالات ظاہر کرتے ہیں کہ خلفائے راشدینؓ خواہشات کے بندے کبھی نہیں ہوئے، وہ پورے پابند شریعت رہے۔ اور زندہ ان کا امتیازی نشان رہا۔

حضرت عثمان رضؓ جب مسند خلافت پر متمکن ہوئے

کالونی سرحد ٹیکسٹائل ملز نوشہرہ
کے نفیس پارچات
لٹھا
پاپلین
ململ
وائل
POPLINS, LATHA,
MULS, VOILS
LATHA
CHAR CHABI
چار چابی
CHAR SIKKA
چار سکہ
CHAR CHIRAGH
چار چراغ
POPLINS
SARHADDI
سرحدی
MORNI
مورنی
CHAR TOPE
چار توپ
26-THE POPLIN
چھبی دی پاپلین
MULS
26-THE MULMUL
چھبی دی ململ
VOILS
DACCA QUEEN
ڈھاکہ کوئین
Colony
Sarhad
کالونی سرحد ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ اسماعیل کوٹ نوشہرہ
TEXTILE MILLS LTD.
Ismailkot NOWSHERA
آپ ہمیشہ سرحد ملز نوشہرہ کے نفیس پارچات طلب فرمائیں۔ سرحد کے پارچات عمدگی اور مضبوطی میں بے مثال ہیں!
CSTM 1/65
CRESCENT

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

تار کا پتہ:۔ تبلیغ لاہور

پیغام صلح لاہور

زرِ مبادلہ
پاک و ہند سے چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

فی پرچہ:۔ ۱۲ پیسے

مدیر:۔ دوست محمد
مدیر معاون:۔ بشیر احمد سوز

جلد ۵۳ | یوم چہار شنبہ مورخہ ۱۰ محرم الحرام ۱۳۸۵ھ۔ مطابق ۱۲ مئی ۱۹۶۵ء | نمبر ۱۹

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفیٰؐ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نامِ اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۳۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی
۴۔ سب صحابہؓ اور ائمہؒ قابل احترام ہیں۔
۵۔ سب مجددوںؒ کا ماننا ضروری ہے
۶۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آسکے گا۔

سب طرف سے آنکھیں بند کرکے پہلے تقوےٰ کے منازل طے کرو

کلمات طیبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ہم اپنی جماعت کو کہتے ہیں کہ صرف اتنے پر وہ مغرور نہ ہو جائے کہ ہم نماز روزہ کرتے ہیں یا موٹے موٹے جرائم مثلاً زنا چوری وغیرہ نہیں کرتے۔ ان خوبیوں میں تو اکثر غیر فرقہ کے لوگ مشرک وغیرہ تمہارے ساتھ شامل ہیں۔ تقویٰ کا مضمون باریک ہے اسکو حاصل کرو۔ خدا کی عظمت دل میں بٹھاؤ۔ جس کے اعمال میں کچھ بھی ریاکاری ہو خدا اُس کے عمل کو واپس اُلٹا کر اس کے منہ پر مارتا ہے۔ متقی ہونا مشکل ہوتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی تجھے کہے کہ تُو نے قلم چرایا ہے تو تو کیوں غصہ کرتا ہے۔ تیرا پرہیز تو محض خدا کے لئے ہے۔ یہ طیش اس واسطے ہوا کہ رُو بحق نہ تھا۔ جب تک واقعی طور پر انسان پر بہت سی موتیں نہ آجائیں وہ متقی نہیں بنتا۔ معجزات اور الہامات بھی تقوےٰ کی فرع ہیں۔ اصل تقوےٰ ہے۔ اس لئے ..... تم الہامات اور رؤیا کے پیچھے نہ پڑو۔ بلکہ حصولِ تقوےٰ کے پیچھے لگو۔ جو متقی ہے اسی کے الہامات بھی صحیح ہیں۔ اور اگر تقوےٰ نہیں تو الہامات بھی قابلِ اعتبار نہیں ان میں شیطان کا حصہ ہو سکتا ہے کسی کے تقوےٰ کو اُس کے مُلہم ہونے سے نہ پہچانو بلکہ اُس کے الہاموں کو اس کی حالت تقوےٰ سے جانچو اور اندازہ کرو۔ سب طرف سے آنکھیں بند کرکے پہلے تقوےٰ کے منازل طے کرو۔

(الحکم ۱۷ جون ۱۹۰۱ء)

بحرِ حکمت کے موتی

عن ابوسعید قال رسول اللہ ...... صلی اللہ علیہ وسلم یا ابا سعید من رضی باللہ ربا و بالاسلام دینا و بمحمد نبیا وجبت لہ الجنۃ ثم قال واُخری یرفع بہا العبد مائۃ درجۃ فی الجنۃ ما بین کل درجتین کما بین السماء والارض قال وما ھی یا رسول اللہ قال الجہاد فی سبیل اللہ الجہاد فی سبیل اللہ الجہاد فی سبیل اللہ (مسلم بحوالہ تحفۃ الاخیار۔ مشارق الانوار)

ترجمہ:۔ ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوسعید جو راضی ہو گیا خدا تعالیٰ اور دین اسلام اور محمدؐ کی نبوت سے وہ بہشت کے لائق ہو گیا پھر حضرت نے فرمایا کہ ایک دوسری عبادت ہے کہ جسکے سبب سے بندے کے سو درجے بلند ہوتے ہیں ان کے درجوں میں اتنا فرق ہے جتنا آسمان و زمین کے درمیان۔ ابوسعیدؓ نے کہا یا رسول اللہ وہ کونسی عبادت ہے حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا تعالےٰ کی راہ میں جہاد کرنا۔ یہ بات تین دفعہ دہرائی

(حدیث نمبر ۸ تا ۹)

نوٹ:۔ جہاد بالقرآن۔ جہاد بالنفس۔ اور ضرورت پڑے تو جہاد بالسیف۔ الغرض جہاد کو سب سے زیادہ فضیلت ہے۔ اللہ تعالےٰ مجاہد کی نصرت فرماتا ہے۔ من یہاجر فی سبیل اللہ یجد فی الارض مراغماً کثیراً وسعۃ

ہم میں کچھ آبلہ پا تھک کے جہاں رُک جائیں
وہ بیابان گلستان میں بدل جاتا ہے

(غلام قادر ڈار عفی عنہ)

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
حضرت مسیح موعودؑ

(مرتبہ :- غلام قادر ڈار صاحب)

برلین (جرمنی)

ترجمہ خط از مسٹر محمد یحییٰ شلیکے صاحب از برلن

آپ کے مکتوب سے میرے کئی ایک شکوک کا ازالہ ہو گیا ہے۔ اور آئندہ بھی جو سوال مجھے پوچھنا ہوں گے آپ لوگوں کو تکلیف دوں گا۔ اُمید ہے میرے تمام مسلمان بھائی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بخیر و عافیت ہوں گے۔

اس مرتبہ ہم لوگوں نے عید قربان بڑی دھوم دھام سے منائی۔ مسجد میں اچھا انتظام تھا۔ جرمنی سے باہر کے دوست بھی آئے ہوئے تھے۔ اخبارات میں خاصا چرچا ہوا۔ امام صاحب کی تقریر پسند کی گئی۔

یہاں ایک تنظیم طلباء کی بنی ہوئی ہے۔ جو مسجد جرمنی کے خلاف غلط پروپیگنڈا کرتی ہے۔ ان لوگوں کو بعض غلط فہمیاں ہیں جو کہ رفتہ رفتہ دُور ہو رہی ہیں۔ مجھے ان لوگوں نے مدعو کیا تھا۔ یہ ایک میونخ ہال میں جلسہ کرتے ہیں۔ مجھے ابھی تک پتہ نہیں چلا کہ میونخ میں کسی پروفیسر نے حضرت رسول مقبول صلعم کی شان میں گستاخی کی ہے معلوم کر کے صحیح حالات لکھوں گا۔ اب چند استفسارات ہیں۔

(۱)۔ طلباء کی جماعت کے سامنے فی الحال دو بڑے سوالات ہیں (۱) اوّل یہ کہ ہم لوگ حضرت عیسٰے علیہ السلام کو فوت شدہ تسلیم کرتے ہیں۔ اور باقی لوگ ان کی حیات کے قائل ہیں۔ اس میں یہی طلباء کے ساتھ نہیں۔ میرے خیال میں وہ غلطی پر ہیں۔

(۲) امام مسجد کا یہ خیال ہے۔ کہ حضرت کے والد تھے۔ اور آپ عام آدمیوں کی طرح ماں باپ سے پیدا ہوئے لیکن میرا اس بات پر ایمان نہیں کیا یہ ہماری جماعت کا بنیادی مسئلہ ہے؟ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ عیسٰے کی مثال حضرت آدم کی طرح ہے۔

یحییٰ شلیکے

اخیم مکرم مسٹر محمد یحییٰ شلیکے

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

آپ کا گرامی نامہ ملا۔ الحمد للہ آپ کو میرے خط سے اطمینان ہوا۔ اور آپ کے شکوک کا ازالہ ہو گیا۔

حضرت مسیحؑ کی وفات کے متعلق اب تو مکہ معظمہ سے بھی اعلان ہو گیا ہے۔ یہ اعلان مکہ معظمہ سے ایک نئے انگریزی ترجمۃ القرآن میں ہوا ہے۔ اس سے پہلے جامعہ ازہر قاہرہ کے ڈین علامہ شلتوت کا فتویٰ وفاتِ مسیح کے متعلق شائع ہو چکا ہے ولادتِ مسیح کا مسئلہ کوئی بنیادی مسئلہ نہیں۔ ہم ہر سوال کا جواب دینے کے لئے حاضر ہیں۔

غلام قادر ڈار

آپ کا پارسل کتب مجھے موصول ہوا اور میری خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی جب میں نے دیکھا کہ کتابیں میرے حسب منشاء ہیں۔ آپ کا بہت شکریہ اللہ تعالیٰ آپ کو کامیابی عطا فرمائے (آمین)

میں خط کا جواب کبھی کا دے دیتا مگر میں اور امام صاحب کام میں مصروفیت کی وجہ سے ملک کے دوسرے حصہ میں گئے ہوئے تھے۔

مجھے آپ کی مدد کی ضرورت ہے مجھے افسوس ہے کہ میں ان حوالجات کو جو آپ نے ارسال کئے عربی قرآن میں سے نہیں پڑھ سکتا۔ خاصکر کتاب لونگ تھاٹس آف پرافٹ محمد۔

میں عیسائی سکول میں تعلیم حاصل کرتا رہا جہاں عربی نہیں سکھائی جاتی جب میں نے ۱۹۶۲ء میں پرائمری سکول سے تعلیم ختم کی تو میرے والد نے مجھے عربی سکول میں داخل کیا۔ مگر ابھی عربی الفاظ پڑھ نہیں سکتا۔ میں انگریزی بخوبی پڑھ سکتا ہوں اس لئے مجھے انگریزی قرآن شریف ارسال کریں تاکہ میں آیات کو بخوبی سمجھ سکوں اور اسلامی تعلیم بھی سمجھ سکوں مسلمان ہونے کی حیثیت سے آپ مجھے ضرور قرآن شریف ارسال کریں اسلامی تعلیمات سے مجھے اتنی واقفیت نہیں۔ اگر مجھے قرآن شریف ارسال کریں گے تو میں ضرور اسلام کے متعلق علم حاصل کروں گا اور کچھ نہیں کہنا چاہتا۔ والسلام

(ان کو قرآن شریف اور مزید لٹریچر روانہ کیا گیا)

سیلون

ترجمہ خط از ایچ۔ ایل۔ نخودنگ سیلون

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ آپ کا ارسال کردہ قرآن شریف موصول ہوا شکریہ میں دوسری کتابیں سیلون میں نہیں خرید سکتا کیونکہ میری مالی حالت ٹھیک نہیں ہے۔ اس لئے آپ میری امداد کریں یہ کتابیں نہایت ضروری ہیں۔ اور مذہبی نقطۂ نگاہ سے بھی بہت اہم ہیں میں بہت مشکور ہوں گا اگر آپ کی مجموعہ مینول آف حدیث۔ اسلام اور مسلم پریئر بک اور ریلیجن آف اسلام مجھے ارسال کریں۔ کچھ سیلون کے مسلمانوں کے پاس حدیث کی کتاب ہے۔ مگر یہ حدیث قرآن شریف سے مطابق نہیں اور حوالہ جات بھی ٹھیک نہیں۔ یہاں چند عیسائی ایسے ہیں جو اسلام کی تعلیمات سے

تائے جیریا

ترجمہ خط از عبدالرزاق۔ آدو باتی۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ کچھ عرصہ ہوا
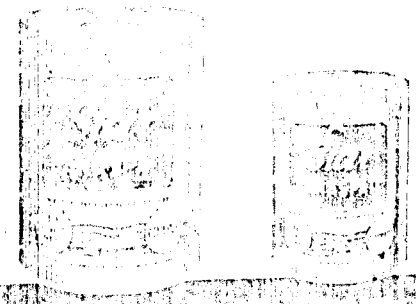
"الفضل کا مخلصانہ مشورہ"

ربوائی معاصر "الفضل" نے اپنی دو اشاعتوں (۷ر اور ۹ر مئی ۱۹۶۵ء) میں غیر مبائعین دوستوں کو ایک "مخلصانہ مشورہ" کے عنوان سے ایک طویل مقالہ تحریر کیا ہے، جس میں یہ شکایت کی گئی ہے کہ :۔

"سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے مقام کی اچھی طرح وضاحت کر دی ہوئی ہے اور جماعت احمدیہ اسکو اچھی طرح سمجھتی ہے مگر غیر مبائعین دوستوں نے منکرانہ طریق اختیار کر کے اس مسئلہ میں گڑبڑ ڈال رکھی ہے اگر وہ منکرانہ طریق کو چھوڑ کر سیدھی طرح اس مقام کی تشریح کرتے تو اس سے بڑا فائدہ ہوتا۔ مگر انہوں نے یہ سراسر غلط پراپیگنڈا کر رکھا ہے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کسی قسم کی نبوت کا کوئی دعوے کیا ہی نہیں، ہمیں یقین ہے، غیر مبائعین دوست بھی آپ کو "امتی نبی" تسلیم کرتے ہیں۔ گو وہ امتی نبی کے کچھ بھی معنی کریں، اگر یہ دوست غلط بیانی سے احتراز کریں، تو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو "امتی نبی" کی وضاحتیں کی ہیں، ان کو پیش کر کے وہ مخالفین کے اس جھوٹے الزام کا جواب باصواب دے سکتے ہیں کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نعوذ باللہ سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بالمقابل نبوت کا دعوے کیا ہے اور امتِ محمدیہ سے الگ امت بنائی ہے۔"

بہتر ہوتا اگر اس مخلصانہ مشورہ کے ساتھ "امتی نبی" کی وہ وضاحتیں بھی نقل کر دی جاتیں، جن کو پیش کرنے سے بقول "الفضل" غیر مبائعین احتراز کرتے ہیں۔ "پیغام صلح" تو "امتی نبی" کے متعلق وہ تمام وضاحتیں ہمیشہ پیش کرتا رہا ہے جو حضرت مسیح موعودؑ نے کی ہیں۔ مثلاً حضرت مسیح موعودؑ نے "امتی نبی" کی یہ وضاحت کی ہے کہ :۔

"آنے والے مسیح کو نبی کر کے بھی بیان کیا گیا ہے مگر اس کو امتی کر کے بھی تو بیان کیا گیا ہے بلکہ خبر دی گئی کہ اسے امتی لوگو وہ تم ہی میں سے ہی ہوگا اور تمہارا امام ہوگا اور نہ صرف قولی طور پر اُس کا امتی ہونا ظاہر کیا بلکہ فعلی طور پر بھی دکھلا دیا کہ وہ اُمتی لوگوں کے موافق صرف قال اللہ وقال الرسول کا پیرو ہوگا اور حل معلقات و معضلات دین نبوت سے نہیں بلکہ اجتہاد سے کرے گا اور نماز دوسروں کے پیچھے پڑھے گا، اب ان تمام اشارات سے صاف ظاہر ہے کہ وہ واقعی اور حقیقی طور پر نبوت تامہ کی صفت سے متصف نہیں ہوگا۔ ہاں نبوت ناقصہ اس میں پائی جائے گی، جو دوسرے لفظوں میں محدثیت کہلاتی ہے اور نبوت تامہ کی شانوں میں سے ایک شان اپنے اندر رکھتی ہے، سو یہ بات کہ اسکو امتی بھی کہا اور نبی بھی اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دونوں شانیں امتیت اور نبوت کی اس میں پائی جائیں گی، جیسا کہ محدثیت میں ان دونوں شانوں کا پایا جانا ضروری ہے لیکن صاحب نبوت تامہ تو صرف ایک شان نبوت ہی رکھتا ہے، غرض محدثیت دونوں رنگوں سے رنگین ہوتی ہے اسی لئے خدا تعالےٰ نے براہین احمدیہ میں بھی اس عاجز کا نام اُمتی بھی رکھا اور نبی بھی"

(ازالہ اوہام ص $\frac{۵۳۲}{۵۳۳}$)

فرمایئے اس سے بڑھکر "امتی نبی" کی اور کیا وضاحت ہوگی۔ کیا "الفضل" اور جماعت ربوہ کے احباب اس وضاحت کو ماننے کے لئے تیار ہیں؟ یہ وہ وضاحت ہے جس کی روشنی میں حضرت مسیح موعودؑ کے اصل مقام محدثیت کو ہم ہمیشہ پیش کرتے رہے ہیں، اور اسی وضاحت کی روشنی میں آپ کی طرف دعوئے نبوت تامہ منسوب کرنے سے ہمیں انکار ہے، کیا یہ غلط بیانی ہے، جس کا الزام "الفضل" نے غیر مبائعین پر دیا ہے؟

آپ کہیں گے کہ یہ "ازالہ اوہام" کا حوالہ ہے، جس کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کا نظریہ بعد میں تبدیل ہو گیا، اگرچہ اس کی کوئی سند آپ کے پاس موجود نہیں نہ حضرت مسیح موعودؑ نے کبھی یہ اعلان کیا کہ ازالہ اوہام میں "امتی نبی" کی جو تعریف کی گئی ہے اور اس کو محدثیت قرار دیا گیا ہے، وہ صحیح نہیں، "امتی نبی" فی الحقیقت مقام نبوت کا حامل ہے لیکن آپ کے اطمینان کے لئے ہم "امتی نبی" کی وضاحت حضرت مسیح موعودؑ کے آخری ایام کی تحریرات سے بھی پیش کئے دیتے ہیں، جن میں آپ نے "امتی نبی" ہونے کے باوجود اپنی نبوت کو ظلی، مجازی، اعزازی، انعکاسی اور غیر حقیقی قرار دیا ہے چنانچہ لکھا ہے :۔

"اسی طرح خدا تعالےٰ کی طرف سے دو نام میں نے پائے ایک میرا نام اُمتی رکھا گیا، جیسا کہ میرے نام غلام احمد سے ظاہر ہے دوسرا میرا نام ظلی طور پر نبی رکھا گیا ہے جیسا کہ خدا تعالےٰ نے حصص سابقہ براہین احمدیہ میں کوئی شخص اس جگہ نبی ہونے کے لفظ سے دھوکہ نہ کھاوے، میں بار بار لکھ چکا ہوں کہ یہ وہ نبوت نہیں ہے۔ جو ایک مستقل نبوت کہلاتی ہے... بلکہ ایک اعزازی نام ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے حاصل ہوا تا حضرت عیسےٰ سے تکمیل مشابہت ہو۔"

(حاشیہ ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۸۳)

اس عبارت میں حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے آپ کو امتی قرار دینے کے باوجود اپنی نبوت کو "ظلی" اور "ایک اعزازی نام" قرار دیا ہے، کیا "اعزازی نام" پانے والا فی الحقیقت وہی ہو جاتا ہے جس نام کا اعزاز اسے دیا جاتا ہے؟

ایک اور جگہ فرماتے ہیں :۔

"خدا تعالےٰ نے ابتداء سے ارادہ کیا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات ..... کے اظہار اور اثبات کے لئے کسی شخص کو آنجناب کی پیروی اور متابعت کی وجہ سے وہ مرتبہ کثرت مکالمات و مخاطبات الٰہیہ بخشے کہ جو اس کے وجود میں عکسی طور پر نبوت کا رنگ پیدا کر دے، سو اس طور سے خدا نے میرا نام نبی رکھا یعنے نبوت محمدیہ میرے آئینہ نفس میں منعکس ہو گئی، اور ظلی طور پر نہ اصلی طور پر مجھے یہ نام دیا گیا۔"

(چشمہ معرفت حاشیہ ص ۳۲۴)

فرمایئے عکسی طور پر کی نبوت فی الحقیقت نبوت ہو سکتی ہے؟ کیا شیشہ میں آپ اپنا عکس دیکھ کر یا پانی کے اندر سورج وغیرہ کا عکس پا کر آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ جو کچھ نظر آتا ہے وہ اصلی اور حقیقی ہے؟ اور آپ خود شیشہ کے اندر داخل ہو گئے ہیں یا سورج پانی کے اندر گھس گیا ہے؟

ایک جگہ فرماتے ہیں :۔

"حدیث میں آیا ہے کہ علماء اُمتی کانبیاء بنی اسرائیل یعنی میری امت کے علماء ربانی بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہیں اس حدیث میں علماء ربانی کو ایک طرف اُمتی کہا اور دوسری طرف نبیوں سے مشابہت دی ہے"

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۸۳)

بتایئے اب علماء ربانی بھی "امتی نبی" بن گئے، ان کو آپ کس زمرہ میں شمار کریں گے؟ اس کے ساتھ ہی "انجام آتھم" کی یہ وضاحت بھی پڑھ لیجئے کہ :۔

"بعض اوقات خدا تعالےٰ کے الہامات

ہیں جیسے الفاظ استعارہ اور مجاز کے طور پر اس کے بعض اولیاء ...... کی نسبت استعمال ہو جاتے ہیں اور وہ حقیقت پر محمول نہیں ہوتے سارا جھگڑا یہ ہے کہ جس کو نادان متعصب اور طرف کھینچ کر لے گئے ہیں کہ آنے والے مسیح کا نام صحیح مسلم وغیرہ میں زبان مقدس نبوی سے نبی اللہ نکلا ہے وہ انہی مجازی معنوں کی رو سے ہے جو صوفیاء کرام کی کتابوں میں مسلم اور ایک معمولی محاورہ مکالمات الٰہیہ کا ہے ورنہ خاتم الانبیاء کے بعد نبی کیسا؟

یہ وہ وضاحتیں ہیں جو "امتی نبی" کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کے کلام سے ہم ہمیشہ پیش کرتے رہے ہیں، ان سے صاف صاف ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے نزدیک

(۱) - "امتی نبی" محدث ہوتا ہے

(۲) - "امتی نبی" حقیقی نہیں بلکہ ظلی طور پر نبی ہوتا ہے۔

(۳) - "امتی نبی" میں "نبی" ایک اعزازی نام ہے۔

(۴) - "امتی نبی" میں عکسی اور ظلی طور پر نبوت کا رنگ پایا جاتا ہے اصلی طور پر نہیں۔

(۵) - "امتی نبی" علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کا مصداق ہونے کی وجہ سے انبیاء سے مشابہت رکھتا ہے۔

(۶) - "امتی نبی" میں استعارہ اور مجاز کے طور پر بعض اولیاء کی نسبت نبی کا لفظ استعمال ہوا ہے جس کو حقیقت پر محمول نہیں کیا جا سکتا۔

فرمایئے اس سے بڑھ کر اور کیا وضاحت "امتی نبی" کی ہو سکتی ہے، اور کونسی غلط بیانی ان وضاحتوں کے پیش کرنے میں ہم سے سرزد ہو رہی ہے؟ ان وضاحتوں کے باوجود اگر آپ لوگ حضرت مسیح موعودؑ کو محدثیت سے اٹھا کر نبوت کے مقام پر کھڑا کرنا چاہیں ..... اور انہیں کو مدعی نبوت قرار دیں، جس کی انہوں نے بار بار تردید کی ہے اور قسمیں اٹھا اٹھا کر دعوئے نبوت سے انکار کیا ہے تو ہم کیسے یہ مان لیں کہ ہم ہمارے اس صاف اور کھلے رویہ کو آپ اس مسئلہ میں گڑبڑ ڈالنا اور "سراسر غلط پراپیگنڈا" قرار دیتے ہیں، تو یہ الزام ہم پر عائد نہیں ہوتا بلکہ اس مقدس وجود پر عائد ہوتا ہے جس کی مندرجہ بالا اور دیگر سینکڑوں تحریرات نے ہمیں اس نظریہ پر قائم کیا کہ

حضرت مسیح موعودؑ مجددؑ اور محدث ہیں نبی اللہ نہیں

"الفضل" نے بعض اور باتیں بھی اسی مقالہ میں لکھی ہیں، جن پر ہم آئندہ مضمون میں غور کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

"روحِ اسلام" مسیح موعودؑ نمبر

۲۰ رمئی ۱۹۶۵ء کو شائع ہوگا۔

اخبارِ احمدیہ

ڈچ گیانا سے چند دوستوں کی آمد

—— گذشتہ ہفتہ ڈچ گیانا (جنوبی امریکہ) کے چار اصحاب فریضہ حج کی ادائیگی کے بعد مرکز کی زیارت اور بزرگان جماعت سے ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ ان کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں:-

(۱) - الحاج مولوی عبدالرحیم جگو صاحب (آپ تیسری مرتبہ پاکستان تشریف لائے ہیں۔ پہلے آج سے پندرہ سال قبل بحیثیت طالب علم تشریف لائے تھے، اور کچھ عرصہ تعلیم دین حاصل کرنے کے بعد اپنے وطن واپس چلے گئے اور وہاں تبلیغ و تنظیم جماعت کا کام نہایت خوش اسلوبی سے سرانجام دیتے رہے، دوسری مرتبہ گذشتہ سال وہاں کے ایک اہل سنت والجماعت لیڈر جناب عابد چاند صاحب اور مرحوم صدر جماعت جمال الدین صاحب کی اہلیہ صاحبہ کے ساتھ آئے تھے جو بہت اچھا اثر لے کر یہاں سے گئے۔ اب تیسری مرتبہ دو اور دوستوں کے ساتھ آئے ہیں، جن کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں) :-

۲ - الحاج جناب حبیب اللہ رحمل صاحب

۳ - الحاج جناب عبدالغفور صاحب معہ اہلیہ الحاجہ کریمی جوائی صاحبہ

یہ تمام صاحبان مرکز کے مختلف اداروں کو دیکھ کر اور بزرگانِ جماعت بالخصوص حضرت امیر ایدہ اللہ سے مل کر ..... بہت خوش ہوئے۔ ۷ رمئی کو نماز جمعہ کے بعد جگو صاحب نے جماعت کے سامنے ایک پرجوش تقریر کی جس میں ڈچ گیانا کی جماعت کے حالات بتائے۔ ۹ رمئی کو یہ سب صاحبان بدوملہی تشریف لے گئے۔ جہاں اسکول کو دیکھ کر اور جماعت سے مل کر بہت متاثر ہوئے ۱۱ رمئی کو لائلپور تشریف لے گئے جہاں جماعت اور حضرت ۱۴ رمئی کو واپس روانہ ہو جائیں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

تنظیمی و تبلیغی دورہ

—— مکرمی عبدالرشید صاحب ساکن کنڈن سیان ضلع سیالکوٹ انجمن کی طرف سے بیرونی جماعتوں کے تبلیغی دورہ کے لئے تشریف لے گئے ہیں۔ آج کل ضلع سیالکوٹ کی جماعتوں میں تبلیغ و تنظیم کا کام کر رہے ہیں۔

درخواست دعائے صحت

(۱) - مکرم محترم شیخ مولا بخش صاحب ملازم قلائل پور کے صاحبزادہ میاں حفیظ الرحمن صاحب کچھ دنوں سے بہت بیمار چلے آ رہے ہیں۔

(۲) اہلیہ صاحبہ حبیب الرحمن صادق صاحب کچھ عرصہ سے بیمار ہیں اور الحاج ڈاکٹر سعید احمد صاحب کے زیر علاج ہیں۔

(۳) - محترم میاں محمد احمد صاحب خلف الرشید حضرت امیر مرحوم مولانا محمد علی صاحب بھی کچھ دنوں سے بیمار چلے آ رہے ہیں۔

(۴) - چوہدری غضنفر علی صاحب بدوملہی کا بیٹا منظور احمد بیمار ہے۔

(۵) - اہلیہ صاحبہ شیخ برکت اللہ صاحب سیالکوٹ (صاحبزادی شیخ نیاز احمد صاحب مرحوم) کچھ عرصہ سے بیمار چلی آ رہی ہیں۔

(۶) - محترم شیخ غلام قادر ڈار صاحب بعارضہ بخار بیمار ہیں۔

(۷) - مولوی عبداللہ جان صاحب پشاوری کئی دنوں سے بیمار ہیں اور ہسپتال میں ہیں

ان سب کے لئے احباب کرام سے دعائے صحت کی درخواست ہے۔

تقریب نکاح

—— مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب چک $\frac{2}{4-L}$ اوکاڑہ کی صاحبزادی اختر النساء بیگم کا نکاح ۲ رمئی کو چوہدری علاؤالدین ولد چوہدری حسن دین صاحب سے پانچہزار روپیہ حق مہر پر مولوی محمد علی صاحب مبلغ ملتان نے پڑھایا۔ اس تقریب سعید پر فریقین نے ایک ایک سو روپیہ انجمن کو اشاعت اسلام کے لئے دیئے جزاھما اللہ احسن الجزاء۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ اس تعلق کو جانبین کے لئے موجب خیر و برکت بنائے آمین۔

(طارق محمود از اوکاڑہ)

ضرورتِ کتب

—— ایک دوست کو حضرت امیر مرحوم کی تفسیر بیان القرآن ہر سہ جلد کی ضرورت ہے ایک اور دوست خلافت راشدہ مصنفہ حضرت مولانا عبدالکریم صاحب مرحوم کے طالب ہیں۔ اگر کوئی صاحب قیمتاً دینا چاہیں تو منیجر صاحب دارالکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور سے خط و کتابت کریں۔

آئندہ پرچہ

مسیح موعودؑ نمبر ہوگا

"پیغامِ صلح" کے زیرِ نظر شیوع کے بعد آئندہ پرچہ "مسیح موعودؑ نمبر" ہوگا جو ۲۶ رمئی کو (حضرت مسیح کے وصال کے دن) شائع ہوگا۔ ۱۹ رمئی کا پرچہ شائع نہ ہو سکے گا۔ قارئین کرام مطلع رہیں۔

خدا تعالیٰ کی عظمت و کبریائی علم و قدرت اور احسانات کے پیش نظر تقویٰ کی زندگی بسر کیجائے

حضرت نبی کریم صلعم کی بلند پایہ تعلیم سے جذبۂ شہادت و ایثار سے سرشار قوم پیدا ہوئی

کعبۃ اللہ کی برکات —— ڈچ گائنا (جنوبی امریکہ) سے احباب سلسلہ کی تشریف آوری

خطبۂ جمعہ مورخہ ۷ مئی ۱۹۶۵ء فرمودہ حضرت امیر مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

یاایھا الذین امنوا اتقوا اللہ حق تقتہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون۔ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا واذکروا نعمت اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا —— کذالک یبین اللہ لکم اٰیتہ لعلکم تھتدون —— (سورۃ اٰل عمران)

خدا خوفی

ان آیات میں اللہ تعالےٰ نے دو اہم سبق دیئے ہیں۔ جن کی طرف قوم کو توجہ دینا چاہیئے۔ ایک یہ ہے اتقوا اللہ حق تقتہ۔ خدا تعالےٰ سے ڈرنے کا جو حق ہے اس طرح سے ڈر کر زندگی بسر کرو۔ انسان کبھی ماں باپ کے ڈر سے صحیح طریقے پر چلتا ہے۔ کبھی پولیس کے ڈر سے اور کبھی بڑے افسر ڈپٹی کمشنر۔ راجہ۔ نواب کے ڈر سے اچھے طریقے اختیار کرتا ہے۔ اسے نافرمانی یا قانون شکنی پر سزا پانے کا خوف ہوتا ہے اور کبھی افسر کو خوش کر کے انعام پانے کا خیال ہوتا ہے۔ خدا زمین و آسمان کا بادشاہ ہے اس سے ڈر کر زندگی بسر کرنا سب سے زیادہ ضروری ہے اس سے کوئی بات چھپی ہوئی نہیں ہے۔ وہ ہر چیز کو خود جانتا ہے۔ وہ سی۔ آئی ڈی کی رپورٹ پر فیصلے نہیں کرتا۔ وہ ہمارے ارادوں سے واقف ہے۔ اور ہمارے اعمال پر نگاہ رکھتا ہے۔ اس لئے فرمایا اتقوا اللہ حق تقتہ۔ خدا تعالےٰ کی عظمت۔ کبریائی۔ احسانات اور علم و قدرت کو سامنے رکھ کر اس کا تقوےٰ اختیار کرو۔

تقوےٰ کی تعریف

حضرت عمرؓ نے ایک بہت بڑے عالم ابی بن کعبؓ کو مخاطب کر کے فرمایا ما ھو التقوٰی۔ تقوےٰ کس کو کہتے ہیں۔ اس پر انہوں نے جواب دیا اما سلکت طریقا ذات شوک۔ کبھی ایسے راستے پر چلنے کا اتفاق نہیں ہوا جس پر خار دار جھاڑیاں ہوں۔ نعم۔ ہاں۔ ابی نے کہا ما فعلت۔ تو ایسی صورت میں آپ نے کیا کیا۔ فرمایا شمرت۔ میں نے اپنے کپڑے سمیٹ لئے واجھدت اور اس فکر اور کوشش میں چلتا رہا کہ کہیں کانٹا نہ لگ جائے اس پر ابی بن کعبؓ نے کہا ذالک ھو التقوٰی۔ تقویٰ اسی کو کہتے ہیں۔ زندگی کا سفر بھی خار دار اور کٹھن ہے۔ اس سفر میں گناہوں اور نافرمانیوں کے کانٹوں اور جھاڑیوں سے نکل جانا چاہیئے التقوٰی ان لا یراک حیث نھاک۔ تقوےٰ یہ ہے کہ تیرا مولا جس نے تجھے پیدا کیا ہے۔ جس کے احسانات کے تم زیر بار ہو۔ وہ تمہیں وہاں نہ دیکھے۔ اور وہ کام کرتا ہوا نہ دیکھے جس سے اس نے تمہیں منع کیا ہے۔ اور تقوےٰ اسکو بھی کہتے ہیں۔ ان تزین سرک وباطنک للخالق کما تزینت ظاھرک للمخلوق اپنے باطن کو اللہ تعالےٰ کے لئے اس طرح آراستہ کریں جس طرح سے کسی مجلس میں جانے سے پیشتر تم اپنے آپ کو آراستہ کرتے ہو۔ لوگوں کی تعریف اور ستائش حاصل کرنے کے لئے تم اپنے آپ کو صاف ستھرا اور آراستہ و پیراستہ کرتے ہو۔ اسی طرح خدا تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے تم اپنے باطن اور اندرونے کو پاک و مزکی بناؤ۔ فرمایا ولا تموتن وانتم مسلمون تم یہ رنگ اختیار کرو اور آخر دم تک اسی پر قائم رہو تا کہ تمہاری زندگی ثابت کرے کہ تم خدا خوف ہو اور اپنے مولےٰ سے ڈر کر زندگی گذر بسر کرتے ہو۔

حصول غلبہ کا طریقہ

ان اللہ مع الذین اتقوا۔ خدا تعالےٰ کی معیت اور نصرت ان کو نصیب ہوتی ہے جو خدا خوفی کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ والذین ھم محسنون۔ اور خدا اپنی تائیدات اور نصرتوں سے ان کو نوازتا ہے جو مخلوق خدا کے لئے اپنی توجہ اور وقت اور مال خرچ کرتے ہیں اور انکی مشکلات کے وقت ...... خیر خواہی اور ہمدردی کرتے ہیں۔ اگر ساری کی ساری قوم کا یہ رنگ ہو جائے تو وہ دنیا پر غالب آسکتی ہے اور دوسروں کے لئے نمونہ بن سکتی ہے۔

حضرت نبی کریم صلعم کی قوم

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا بے نظیر قوم پیدا کی اور کیسی اعلےٰ تعلیم انہیں دی۔ اس نے تمہیں بہترین قوم بنایا ہے کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تمہیں مخلوق خدا کی بھلائی کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ یہ قوم اپنے اعمال سے اور اپنی طرز زندگی سے ثابت کرے کہ وہ خدا خوف ہے اور اپنے پہلو میں درد بھرا دل رکھتی ہے۔ حضرت نبی کریم صلعم نے قوم کو ایسی راہ بتائی ہے کہ تم اس پر چل کر بڑے مقام تک پہنچ سکتے ہو۔ آپؐ نے وہ تعلیم دی ہے جو قوم کو بڑے بلند مقام تک پہنچا دیتی ہے۔

حضرت نبی کریم صلعم کی قوم

ابو سفیان نے ایک عیسائی بادشاہ کے دربار میں کہا کہ حضور صلعم کی تعلیم یہ ہے یامرنا بالصلوٰۃ والصدق والعفاف والصلۃ۔ بت پرستی چھوڑ کر ایک خدا کی عبادت کرو۔ راستی اور حق پرستی اختیار کرو۔ والعفاف پیٹ کے اندر حلال طیب روٹی جانی چاہیئے۔ اس سے دل کے اندر تقویٰ پیدا ہوتا ہے۔ والصلۃ آپس میں مل جل کر رہو، اسی تعلیم کو حضرت جعفر نے نجاشی شاہ حبشہ کے سامنے دہرایا تھا۔ غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے راستبازی اختیار کرنے پر اور حلال طیب روٹی کھانے پر بڑا زور دیا ہے ایسا کرنے سے دل نورانی ہو جاتا ہے۔ اور ایسا کرنے سے سب شرارتیں اور گناہ ختم ہو جاتے ہیں۔

مقامات عالیہ کا حصول

اگر قوم حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ نصائح بحیثیت قوم اختیار کرے تو یہ دنیا کے لئے نمونہ بن سکتی ہے۔ قرآن کریم نے اسی حقیقت کی طرف ان الفاظ میں اشارہ کیا ہے۔ انما المؤمنون الذین اٰمنوا باللہ ورسولہ ثم لم یرتابوا وجاھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ ھم الصادقون۔ مقامات عالیہ اس سے حاصل ہوتے ہیں کہ خدا تعالےٰ اور حضرت نبی کریم صلعم پر ایمان اور آپ کے ارشادات پر عمل ہو۔ اور کسی قسم کا شک و شبہ دل میں باقی نہ رہ جائے۔ اپنا مال و جان خدا کے رستہ میں خرچ کرنے سے

دریغ نہ ہو وطن اور دین کی حفاظت میں پوری قوت صرف کی جائے یہ لوگ ہیں جو اپنے اعتقادات پر مہر تصدیق ثبت کر دیتے ہیں راستبازی اور طیب خوراک دل کو نورانی بناتی ہے۔ اور خدا کے رستہ میں جان و مال کو قربان کرنے سے مقامات عالیہ حاصل ہوتے ہیں۔

شہادت اور قربانی کا جذبہ

حضرت نبی کریم صلعم کے وقت کے قاری اور حافظ قرآن بھی یقین کرتے تھے کہ ہمارے لئے جہاد میں جانا اسی طرح ضروری ہے جس طرح سپاہی لڑائی میں جاتے ہیں۔ چنانچہ بئر معونہ میں ستر قاری دھوکہ سے قتل کر دیئے گئے تھے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے بہت صدمہ ہوا تھا۔ حضور کو تسلی دینے کے لئے اللہ تعالےٰ نے ستر قاریوں کی جانب سے یہ پیغام دیا۔ بلغ نبینا انا قد لقینا ربنا فرضی عنا و رضینا عنہ۔ انہوں نے کہا اے ہمارے رب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ خبر پہنچا دے۔ لقد لقینا ربنا۔ ہم مرے نہیں ہیں۔ ہم اپنے رب سے ملاقی ہو گئے ہیں۔ ملاقات ہی نہیں بلکہ وہ ہم سے راضی ہو گیا ہے اور ہم اس سے راضی ہو گئے ہیں۔ قربانی کا یہ جذبہ عورتوں کے دلوں میں بھی موجزن تھا۔ ایک مسلمان عورت جس کا نام خنساء ہے وہ درد بھرا دل رکھتی تھیں۔ شاعرہ بھی تھیں۔ ان کے بھائی کا نام صخر تھا صخر چٹان کو کہتے ہیں۔ ان کا وہ بھائی وفات پا گیا۔ اس کے غم میں اس نے یہ شعر کہا ؎

یذکرنی طلوع الشمس صخرا
واذکرہ بکل غروب شمس

صبح سورج طلوع ہوتا ہے تو بھائی صخر مجھے یاد آتا ہے اور ہر شام جب سورج غروب ہوتا ہے تو میں اسے یاد کرتی ہوں۔ لیکن جب اسی خاتون کے تین بیٹے میدان جنگ میں شہید ہو گئے۔ تو اس نے الحمد للہ الذی اکرمنی بشہادتھم۔ میں خدا کی حمد و ثنا کا گیت گاتی ہوں جس نے میرے بچوں کی شہادت کی وجہ سے میری عزت افزائی فرمائی ہے۔

تحریک دعا

جماعت کے کچھ مرد اور عورتیں بیمار ہیں۔ حضرت شیخ نیاز احمد صاحب مرحوم کی صاحبزادی بیمار ہیں وہ ایسے باپ کی صاحبزادی ہیں جو ولی اللہ تھا۔ عابد اور قیانت تھا۔ ان کی صاحبزادی کو دیکھ کر مجھے بڑا دکھ ہوا ہے۔ مولنا غلام حسن خانصاحب پشاوری کا بڑا صاحبزادہ عبداللہ جان صاحب نیازی بہت بیمار ہیں۔ میں انہیں دیکھنے کے لئے گیا ان کے چہرے پر گوشت کا نام و نشان باقی نہیں۔ بدوملہی کے چوہدری غضنفر علی صاحب کا لڑکا منظور احمد اور لائلپور کے شیخ مولا بخش صاحب کا لڑکا بیمار ہے ان سب کے لئے دعا کریں۔ اور ان تمام لوگوں کے لئے بھی دعا کریں جو مشکلات اور پریشانیوں میں مبتلا ہیں۔ محمد احمد صاحب خلف الرشید امیر مرحوم بھی علیل ہیں ان کے لئے بھی دعا کریں۔

خطبہ ثانی

ڈچ گیانا سے احباب جماعت کی آمد

آج ہمارے درمیان ایک خاتون اور تین مرد ایسے ہیں جو جنوبی امریکہ سے آئے ہیں۔ یہ ہماری جماعت کے رکن ہیں۔ وہ فریضہ حج سے فارغ ہو کر مرکز میں اپنے احباب سے ملاقات کے لئے آئے ہیں۔ ان میں سے ایک صاحب عبدالرحیم جگو آج سے پندرہ سال پہلے تعلیم حاصل کرنے کے لئے یہاں آئے تھے واپس جا کر انہوں نے جماعت بنائی ہے، ان کی طبیعت میں ایک جوش اور ولولہ ہے سوائے خدا کے ان کو کسی کا ڈر نہیں ہے لومۃ لائم سے وہ خائف نہیں۔

کعبۃ اللہ کی کشش

ہمیں ان کو دیکھ کر بہت خوشی ہوتی ہے۔ اسلام نے مسلمانوں کے اندر کیا رشتہ مودت و اخوت پیدا کیا ہے کہ دور دراز کے لوگ ایک دوسرے کو اپنا بھائی سمجھتے ہیں کعبۃ اللہ ہر سال دنیا کے سامنے یہ مشاہدہ پیش کرتا ہے۔ کعبۃ اللہ کے لئے کیا کشش اسلام نے پیدا کر دی ہے۔ وہاں کسی قسم کی کوئی ظاہری کشش نہیں۔ اس کے باوجود سفر کی صعوبتیں برداشت کر کے اور روپیہ خرچ کر کے لوگ وہاں پہنچتے ہیں۔ اگر وہاں کشمیر کی طرح چشمے بہتے ہوتے۔ پھل پھول ہوتے۔ تو دنیا کہتی کہ وہاں سبزہ زار ہے اس لئے لوگ وہاں کھچے چلے جاتے ہیں۔ لیکن مکہ میں قطعاً کوئی ایسی کشش کی چیز نہیں یہ قدرت الٰہی کا بہت بڑا کرشمہ ہے اور ایک معجزہ ہے

سینٹ پیٹر کا چرچ

مجھے اٹلی جانے کا اتفاق ہوا تو سینٹ پیٹر کا چرچ دیکھ کر کعبۃ اللہ یاد آ گیا۔ حضرت عیسیٰؑ نے اپنے شاگرد پطرس کو مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ اے پیٹرس تمہارے اوپر گرجا بناتا ہوں۔ اسی قول کو پورا کرنے کے لئے یورپ کے بادشاہوں نے اپنے خزانے انڈیل دیئے اور نہایت خوشنما سنہری اور روپہلی کام اس میں کیا گیا ہے۔ پھر وہ اٹلی جیسے شہر میں تعمیر ہوا۔ جہاں سبزہ زار ہے۔ پھل پھول ہیں۔ بے نظیر تعمیرات اور بے نظیر مجسمے پائے جاتے ہیں۔ اس ملک میں کشش کے کئی ایک سامان ہیں۔ اس کلیسا کو دیکھنے کے بعد میں نے وہاں کے محافظ سے کہا کہ میں اتوار کو گرجے میں حاضر ہونا چاہتا ہوں۔ اس نے کہا کہ یہاں گرجا نہیں ہوتا میں حیران رہ گیا اور میں نے پوچھا کہ کیوں گرجا نہیں ہوتا۔ کہا گیا کہ پوپ نے اپنے محل میں ایک گرجی سی بنا رکھی ہے وہیں گرجا کیا جاتا ہے۔

خدا کی شان! جہاں ہر قسم کی کشش موجود تھی وہ گرجا ویران پڑا ہے۔ اور کعبۃ اللہ جہاں کسی قسم کی کوئی کشش نہیں وہاں تمام دنیا کے لوگ کھنچے ہوئے چلے جاتے ہیں۔

دعائے ابراہیمؑ کی قبولیت

یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعاؤں کا نتیجہ ہے حضرت ابراہیمؑ نے دعا کی کہ اے اللہ میں نے اپنی اولاد کو تیرے ہمسایہ میں بسایا ہے۔ اس کی لاج رکھنا۔ گویا یہ کعبہ بندہ کعبہ ہمسایۂ خدا ہے۔ میں اس عزت والے گھر کے پاس اپنے بیٹے اور بیوی کو چھوڑتا ہوں۔ اس کو مثابة للناس بنائیو۔ بار بار لوگ اس کی طرف آئیں۔ دنیا نے دیکھ لیا کہ یہ دعا کس طرح پوری ہوئی اور خدا کے اس گھر کی طرف کس طرح جوق در جوق لوگ دنیا کے تمام کناروں سے آتے ہیں۔ رہتی دنیا تک یہ معجزانہ اجتماع لوگوں کو قیمتی سبق دیتا رہے گا۔

جماعت لائلپور کا ماہوار تربیتی اجلاس

بروز جمعہ مورخہ ۹-۴-۶۵ کو ہماری لائلپور کی جماعت کا ماہوار جلسہ حضرت میاں مولا بخش صاحب ملہ اوتری کی کوٹھی پر منعقد ہوا صدارت کے فرائض میاں مولا بخش صاحب نے انجام دیئے۔ کارروائی تلاوت قرآن پاک سے شروع ہوئی۔ تلاوت مولوی غلام حسین صاحب نے فرمائی۔ بعدہٗ عبدالرحیم صاحب نے حضرت مجدد زمان مسیح موعودؑ کے ملفوظات پڑھ کر سنائے اس کے بعد صاحب صدر میاں مولا بخش صاحب نے صداقت حضرت مسیح موعودؑ پر ایک بسیط اور پُر معارف مقالہ پڑھ کر سنایا۔ آپ نے بیان کیا۔ کہ ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث میں مسیح موعود کے لاتعداد علامات بیان فرمائے۔ جن میں سے کسوف اور خسوف کا واقعہ بیان فرمایا اور ایک یہ نشان بھی بیان فرمایا۔ کہ میرا مہدی توام ہوگا اس کے زمانہ میں عیسائیت کو بہت فروغ حاصل ہوگا۔ اور میرا مسیح کسر صلیب۔ اور قتل خنزیر کرے گا۔ اس کے بعد صاحب صدر نے ختم نبوت پر بھی بڑے ٹھوس براہین و دلائل پیش کئے۔ آپ نے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا تھا کہ جس اصطلاح کے معنی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دیئے ہوں۔ اس کی تاویل نہیں کی جا سکتی۔ خاتم النبیین کے معنی حضورؐ نے لا نبی بعدی کئے تھے۔ اس لئے لغو کی طرف نہیں جانا چاہیئے۔ اس کے معنی صاف ہیں کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نیا نہ پرانا۔ اس کے علاوہ بھی حاضرین جلسہ کو آپ نے بہت سی نصائح کیں۔ اور کہا۔ کہ ہمیں آپس میں محبت و یگانگت پیدا کرنی چاہیئے۔ اور ایک دوسرے کے دکھ اور تکلیف میں شریک ہونا چاہیئے۔

اس کے بعد ہمارے ایک دوست چوہدری عبدالرزاق صاحب نے "اسلامی معاشرے میں احمدیت کا مقام" کے موضوع پر ایک سیر حاصل تقریر فرمائی۔ اور فرمایا۔ کہ ہم لوگ بڑے خوش قسمت ہیں جنہیں دولت احمدیت نصیب ہوئی۔ جو عین اسلام ہے۔ لوگ تبلیغ اسلام کا نام بالکل فراموش کر چکے تھے۔

(باقی بر صفحہ ۹ کالم ۱)

مولانا شیخ عبدالرحمن صاحب مصری

مجددینِ امت میں سیدنا حضرت مرزا صاحب

(المسیح الموعود) کا مقام اور آپکی عظمت شان

(۴)

مسیح کی آمد اور حضرت نبی کریم صلعم کی آمد ایک ہی ہے۔

اُمت میں آنے والے مسیح کی عظمت شان کا اندازہ اس امر سے بآسانی لگایا جا سکتا ہے کہ مسیح کی آمد کو حضرت نبی کریم صلعم نے اپنی ہی آمد قرار دیا ہے جیساکہ مندرجہ ذیل احادیث سے ظاہر ہے کنز العمال جلد سابع صفحہ ۱۶۹ کی حدیث الدنیا سبعة الاف سنة انا فی اٰخرھا الفًا ہر سچے مسلمان کو دعوت غور دے رہی ہے اس حدیث میں حضرت نبی کریم صلعم فرماتے ہیں کہ دنیا کی عمر سات ہزار برس ہے اور میں آخری ہزار میں ہوں، ہر مؤرخ جانتا ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم کی بعثت پانچویں ہزار میں ہوئی تھی لیکن اس حدیث میں آنحضرت صلعم اپنی بعثت ساتویں ہزار میں بتا رہے ہیں جس کے معنے صاف ہیں کہ ساتویں ہزار میں بھی آنحضور صلعم کی بعثت مقدر ہے اور یہ بعثت لامحالہ کسی کامل بروز کے ذریعہ ہی ہو سکتی ہے ورنہ آنحضور صلعم اپنے جسم عنصری کے ساتھ دوبارہ تو دنیا میں آ نہیں سکتے ...... چنانچہ بعثت ثانیہ کی اس پیشگوئی کو اگر اُمت میں کسی شخص نے پورا کیا ہے تو وہ سیدنا حضرت مرزا صاحب ہی ہیں جنہوں نے ساتویں ہزار میں مسیح موعودؑ اور مہدی معہود ہونے کا دعویٰ کیا اور اپنے اس دعویٰ کی صداقت کو دلائل عقلیہ و نقلیہ اور بے شمار نشانات سماوی کے ذریعہ ثابت بھی کر دیا پس اس حدیث سے حضرت نبی کریم صلعم کے دو بعث یقینی طور پر ثابت ہوئے اول اس سے دوسرے بعث کے مصداق کی عظمت شان واضح ہے اس سے اُن لوگوں کی غلطی واضح ہو جاتی ہے کہ جو بنی اسرائیل کے نبی حضرت عیسیٰ ؑ کی دوبارہ آمد کے منتظر ہیں کیونکہ وہ تو حضرت نبی کریم صلعم کے بروز کسی صورت میں بھی نہیں ہو سکتے وہ تو خود مستقل نبی ہیں حضرت نبی کریم صلعم کی قوت قدسیہ ان میں کام نہیں کر رہی ہوگی اور نہ وہ آنحضور صلعم سے فیضیاب ہو سکے برخلاف حضرت مرزا صاحب کے کہ وہ کلی طور پر حضرت نبی کریم صلعم سے ہی فیضیاب ہیں جیساکہ اُن کے الہام کل برکة من محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ظاہر ہے۔

قرآن کریم سے اس کی تصدیق

مندرجہ بالا حدیث کی تصدیق قرآن کریم کی آیت و اٰخرین منھم لما یلحقوا بھم وھو العزیز الحکیم ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم سے بھی ہوتی ہے کیونکہ یہ آیت بھی یہی بتلا رہی ہے کہ آخری زمانہ کے لوگوں پر آیات پڑھنے والے اور انہیں پاک کرنے والے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھلانے والے حضرت نبی کریم صلعم ہی ہونگے پس ثابت ہوا کہ حدیث دونوں حضرت نبی کریم صلعم کے دو ہی بعث ثابت کر رہے ہیں اور دوسرا بعث اتنی عظمت شان کا حامل ہے کہ اس کو حضرت نبی کریم صلعم اپنا ہی ہونا قرار دے رہے ہیں اور یہ بعث سیدنا حضرت مرزا صاحب (مسیح موعودؑ) کے وجود میں ہی وقوع میں آیا ہے اور اللہ تعالےٰ اس کو اپنا فضل عظیم بتلاتے ہوئے امت کے اس شخص کو بڑا ہی خوش قسمت قرار دیتا ہے جو اس فضل عظیم کا مورد بنے گا ادھر سیدنا حضرت مرزا صاحب (مسیح موعودؑ) کا اس فضل عظیم کا مورد ہونا اظہر من الشمس ہے کیونکہ آیت میں مذکورہ تمام فرائض آپنے ہی بخیر و خوبی سرانجام دیئے ہیں اسی لئے حضرت نبی کریم صلعم نے آنے والے مہدی کے متعلق فرمایا کہ یواطیٔ اسمہ اسمی اور پھر فرمایا کہ وہ میرے خلق پر ہوگا۔ یعنی اس کی صفات میری صفات کے مطابق ہوں گی اور اور سب سے اعلےٰ صفات آنحضور صلعم کی قرآن کریم میں آیات کا پڑھنا تزکیہ نفوس کرنا کتاب اور اس کی حکمت سکھلانا ہی بتلائی گئی ہیں اور سیدنا حضرت مرزا صاحب نے جس خوبصورتی سے اسلامی تعلیم کی حکمت کو بیان کیا ہے اور جس کامل طور پر تزکیہ نفوس کیا ہے وہ اپنی نظیر آپ ہی ہے۔

ثریا پر جاکر ایمان کو پانا

اس بروز کامل کے متعلق حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا ہے لو کان الایمان معلقا بالثریا لنالہ رجل من ابناء فارس یعنے اگر ایمان ثریا پر بھی لٹکا ہوا ہوگا تو یہ بروز کامل جو فارس کی نسل سے ہوگا اسے وہاں بھی جا لے گا اسلامی اصطلاح میں ایمان سے مراد کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ہی حقیقی ایمان ہے ظاہر ہے کہ سیدنا حضرت مرزا صاحب کے ظہور کے وقت رسمی ایمان تو بےشک زمین پر موجود تھا لیکن حقیقی ایمان کی طرف رہنمائی کرنے والا کوئی نہ تھا اس لئے حدیث میں آتا ہے کہ مہدی کا ظہور اس وقت ہوگا جب دنیا میں تاریکی چھائی ہوئی ہوگی اور وہ آکر اسے دُور کرے گا۔

اب یہ ناقابلِ انکار حقیقت ہے کہ پہلے اولیاء کے طریق کے مطابق ان میں سے ہر ایک کسی نہ کسی دوسرے ولی سے فیضیاب ہوتا تھا اور حقیقی ایمان کی دولت اس سے حاصل کرتا تھا سیدنا حضرت مرزا صاحب (مسیح موعودؑ) کو حقیقی ایمان کی طرف رہنمائی کرنے والا کوئی ولی بھی نہ تھا اس لئے آپ کے لئے زمین سے حقیقی ایمان حاصل کرنے کے ذرائع بالکل مفقود تھے آپ نے ایمان کی دولت صرف اور صرف براہ راست حضرت نبی کریم صلعم کے ذریعہ آسمان سے ہی حاصل کی اور اس حدیث کو پورا کر دیا کہ اگر ایمان ثریا پر بھی ہوگا تو وہ اسے وہاں بھی جا لے گا چنانچہ حضور نے خود بھی آسمان سے ہی حقیقی ایمان حاصل کیا اور پھر اس حقیقی ایمان کو آسمان سے لاکر دوبارہ جس کی قوت قدسیہ اور جس کی رُوحانی صلاحیتیں تمام انسانوں سے بڑھ کر ہوں اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ایسا انسان دنیا میں ایک ہی ہے اور وہ ہمارے آقا حضرت نبی کریم صلعم ہی ہیں جو لوگ اس فتنہ کو فرو کرنے والا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سمجھے بیٹھے ہیں وہ غور کریں کہ اپنے اس اعتقاد کی رُو سے کیا وہ حضرت عیسیٰ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر فضیلت نہیں دے رہے اور کیا وہ ان کی قوت قدسیہ اور ان کی روحانی صلاحیتوں کو حضرت نبی کریم صلعم کی قوت قدسیہ اور آنحضور صلعم کی رُوحانی صلاحیتوں سے بڑھکر ثابت نہیں کر رہے اور یوں وہ غیر شعوری طور پر حضرت نبی کریم صلعم کی ہتک کے مرتکب نہیں ہو رہے کاش وہ اپنے اس عقیدہ سے جتنی جلد بھی ہو سکے توبہ کی طرف مائل ہو کر اس گناہِ عظیم سے اپنے آپ کو بچا لیں۔

دجّال کے ظہور کا زمانہ اور اس کا مقابلہ کرنے والا شخص۔

عقل سلیم اس بات کا حتمی فیصلہ دیتی ہے کہ اس فتنہ عظیم کی طاقت کو اگر کوئی توڑ سکتا ہے تو حضرت نبی کریم صلعم ہی توڑ سکتے ہیں۔ اور اس کے شر سے لوگوں کو اگر کوئی محفوظ رکھ سکتا ہے تو حضرت نبی کریم صلعم ہی رکھ سکتے ہیں لیکن احادیث صحیحہ یہ بتلاتی ہیں کہ اُمت میں آنے والے مسیح کے ہاتھ سے ہی دجّال کے فتنہ کا فرو ہونا مقدر ہے چنانچہ حضرت عمرؓ نے جب ابن صیاد کو دجّال سمجھ کر قتل کرنا چاہا تو حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا اگر یہی دجّال ہے تو اس کا قتل تو مسیح کے ہاتھ سے مقدر ہے تم اسے قتل نہیں کر سکتے اور اگر یہ دجّال نہیں تو اس کے قتل سے کوئی فائدہ نہیں اب یہ دو متضاد حقیقتیں ہمارے سامنے آتی ہیں ایک حقیقت تو یہی ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم کے سوا اور کوئی شخص اس فتنہ کے طلسم کو پاش پاش نہیں کر سکتا اور دوسری طرف مسیح کو اس فتنہ کو قلع قمع کرنے والا قرار دیا جاتا ہے۔

تضاد کے دُور کرنے کی صورت

یہ تضاد تبھی دُور ہو سکتا ہے جبکہ آنے والے مسیح کو حضرت نبی کریم صلعم کا کامل متبع اور آنجناب صلعم کی قوت قدسیہ کا ہی وارث قرار دیا جائے کیونکہ متبع اور وارث کا کام درحقیقت متبوع اور اصل کا ہی کام ہوتا ہے کیونکہ اس کے وجود میں نبی متبوع کی ہی قوت قدسیہ کام کر رہی ہوتی ہے جو کچھ ہوتا ہے انکی ہی ... از سر نو زمین پر قائم بھی کر دیا، اور ہزاروں دلوں کو اس کے نور سے منور بھی کر دیا اور ان کو اندھیروں سے روشنی میں بھی لے آئے۔ حضور پر ایمان نہ لانے والوں میں سے بھی جن میں اس وقت خدمت دین کا جذبہ نظر آ رہا ہے وہ بھی درحقیقت حضرت مسیح موعودؑ کے لائے ہوئے نور کا ہی رہین منت ہے ان لوگوں کے لٹریچر کا بغور مطالعہ کرنے والے احباب میرے اس قول کی بآسانی تصدیق کر سکتے ہیں بہر حال میرا مندرجہ بالا بیان ہر غیر متعصب مفکر کو اس بات کو تسلیم کرنے پر مجبور کر دے گا کہ سیدنا حضرت مرزا صاحب ہی حدیث اور

آیت کے مصداق ہیں اور یہ کہ دیگر مجددین کے مقابلہ میں جو عظمت آپ کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے عطا کی گئی ہے وہ یقیناً بےنظیر ہے اور کوئی اور مجدد اس میں آپ کا شریک نہیں اسی لئے آپ کو دیگر مجددین کے مقابلہ میں خاتم الخلفاء اور خاتم الاولیاء کا لقب عطا کیا گیا ہے ٹھیک اسی طرح جس طرح حضرت نبی کریم صلعم کو دیگر انبیاء کے مقابلہ میں خاتم الانبیاء کے لقب سے نوازا گیا ہے۔ خاتم الانبیاء اور خاتم الاولیاء کی حقیقت پر میں اپنے بعض گذشتہ مضامین میں کافی روشنی ڈال چکا ہوں اگر ضرورت محسوس ہوئی تو انشاء اللہ پھر بھی کسی وقت اس امر پر روشنی ڈال دی جائے گی۔

دجالی فتنہ اور اس کے زور کو توڑنے والے کی اہمیت

دجالی فتنہ قرآن کریم میں اجمالاً اور احادیث میں تفصیلاً اتنا بڑا فتنہ قرار دیا گیا ہے کہ جس کی تمام انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی امتوں کو ڈراتے رہے اور حضرت نبی کریم صلعم نے اس کے متعلق مندرجہ ذیل الفاظ فرمائے مابین خلق آدم الی قیام الساعۃ امر اکبر من الدجال رواہ مسلم۔ یعنی آدم کی پیدائش سے لیکر قیامت تک دجال سے بڑھکر کوئی فتنہ نہیں ہے۔

ظاہر ہے کہ اتنے بڑے فتنہ کا مقابلہ کرنے والا شخص وہی ہو سکتا ہے

متبوع کا ہی ہوتا ہے تابع کا اپنا کچھ نہیں ہوتا اور سیدنا حضرت مرزا صاحب کا یہی دعویٰ تھا کہ ہر کمال ان کو حضرت نبی کریم صلعم کے کمالات سے ہی ملا ہے وہ حضرت نبی کریم صلعم کے کمالات کے سمندر کا ایک قطرہ ہیں آپ کے دونوں الہام کل برکۃ من محمد صلعم اور تبارک من علّم وتعلّم بھی اسی حقیقت کی غمازی کر رہے ہیں۔

حدیث انا حجیجہ

یہی وجہ ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم فرماتے ہیں وان یخرج وانا فیکم فانا حجیجہ دونکم یعنی اگر دجال نکلے اور میں تم میں ہوں تو میں تمہیں اس کے شر سے محفوظ رکھنے کے لئے دلائل سے اس کا مقابلہ کروں گا ظاہر ہے کہ آنحضور صلعم نے تو اپنے جسم عنصری سے اس کے ظہور کے وقت موجود ہونا ہی نہیں اس لئے تسلیم کرنا پڑے گا کہ آنجناب صلعم بروزی رنگ میں ہی اس وقت موجود ہو سکتے ہیں سو اس حدیث میں بھی اس بروز کو جو دجال کا مقابلہ کرے گا آنحضور صلعم اپنا وجود ہی قرار دے رہے ہیں اس سے ظاہر ہے کہ وہ بروز یقیناً تمام بروزوں کے مقابلہ میں کامل بروز ہوگا اور دوسروں کے مقابلہ میں حضرت نبی کریم صلعم کی قوتِ قدسیہ کا سب سے بڑھ کر وارث ہوگا اور اس حد تک اسکو اپنے وجود میں جمع کرے گا جس حد تک کہ دجالی فتنہ کے مقابلہ کے لئے کافی ہوگی۔ پس حضرت نبی کریم صلعم کا اس بروز یعنی مسیح موعود اور مسلط وجود کو اپنا وجود قرار دینا اس کی جس عظمت شان پر دلالت کرتا ہے اس کا قیاس ہر شخص خود ہی بآسانی کر سکتا ہے۔

شہید اعظم

قرآن کریم کی یہ آیت وکذالک جعلناکم امّۃً وسطاً لتکونوا شھداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شھیداً ہمیں بتلاتی ہے کہ امت کے کاملین شہداء علی الناس ہوں گے۔ یہ بھی قرآن کریم سے واضح ہے کہ قیامت کے روز ہر نبی اپنی امت کے متعلق شہادت دے گا اور یہ ظاہر ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم کی امت آخر الامم ہونے کی وجہ سے قیامت تک چلے گی اور یہ ناممکن ہے کہ قیامت تک آنے والے امتیوں کے متعلق حضرت نبی کریم صلعم شہادت دے سکیں کیونکہ ان کے افعال کے متعلق ان کو قطعاً کوئی علم نہیں ہوگا ایک حدیث میں صاف آتا ہے کہ بعض لوگوں کو دوزخ کی طرف لے جاتے ہوئے دیکھکر آنجناب صلعم فرمائیں گے اصیحابی اصیحابی تو فرشتے کہیں گے لا تدری ما احدثوا بعدک تو آپ فرمائیں گے میں بھی وہی کہوں گا جو حضرت عیسیٰ نے کہا کنت علیھم شھیداً ما دمت فیھم فلمّا توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم وانت علیٰ کل شئی شھید جس سے معلوم ہوتا ہے کہ موت کے بعد نبی کو بھی علم نہیں ہو سکتا کہ اس کی امت کے افراد اس کی موت کے بعد کن افعال کے مرتکب ہوتے رہے ہیں۔ لیکن نبی نے اپنی امت کے متعلق شہادت بھی ضرور دینی ہوگی اس لئے اس کا طریق خدا نے اس امت کے لئے یہ مقرر کر دیا ہے کہ اس امت میں ایسے کاملین پیدا ہوتے رہیں گے جو شھداء علی الناس ہونے کی حیثیت سے شہادت کے ادا کرنے میں حضرت نبی کریم صلعم کے ایک رنگ میں معاون ہوں گے تا ان کی شہادت کی مدد سے حضرت نبی کریم صلعم قیامت تک آنے والے افراد امت کے متعلق شہادت کا فریضہ ادا کر سکیں اسی لئے قرآن کریم میں آیا ہے وجیئ بالنبیین والشھداء یعنی قیامت کے روز صرف نبیوں کو ہی نہیں لایا جائے گا بلکہ ان کے ساتھ دیگر شہداء کو بھی لایا جائے گا پس اس امت میں جسقدر مجددین ہوئے ہیں وہ اپنے اپنے زمانہ کے لوگوں کے متعلق شہادت کا فریضہ ادا کریں گے ....

اور ان کی شہادت حضرت نبی کریم صلعم کی ہی شہادت قرار دی جائے گی

اعظم النّاس شہادۃً

ان تمام شہداء کے مقابلہ میں ایک شہید کے متعلق حدیث میں یہ الفاظ وارد ہوئے ہیں " ھذا اعظم النّاس شھادۃ عند ربّ العالمین" یعنی یہ شہید اللہ تعالےٰ کے نزدیک تمام شہداء سے شہادت میں بڑھکر ہوگا اور یہ الفاظ حضرت نبی کریم صلعم نے امت میں آنے والے مسیح کے متعلق ہی فرمائے ہیں جس سے صاف ظاہر ہے کہ امت کے مسیح کو دیگر تمام مجددین پر خصوصیت بھی اور فضیلت بھی حاصل ہے اور اسی امتی کے متعلق صاف الفاظ میں حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ جو دجال کا پتہ دے گا وہ مرا درجہ میں سب سے بڑھکر ہوگا۔ آنحضور صلعم کے الفاظ یہ ہیں ھذا اقرب النّاس منّی درجۃً واعظم النّاس شھادۃ عند ربّ العالمین اور دجال کا پتہ سیدنا حضرت مرزا صاحب (مسیح موعود) نے ہی دیا اور اس قوم کا دجال ہونا واقعات اور دلائل قویہ سے ثابت بھی کر دیا۔

امت کے اوّل وآخر کا مقابلہ

آنے والے مسیح کی عظمت شان ان الفاظ میں بھی حضرت نبی کریم صلعم نے بیان فرمائی ہے" امتی کالمطر لایدری اوّلہ خیر ام آخرہ" یعنی میری امت کو بارش سے تشبیہ دی جا سکتی ہے اس لئے اس بات کا پتہ لگانا مشکل ہے کہ اس کا اوّل بہتر ہے یا آخر بہتر ہے۔ دوسری حدیث میں آتا ہے کیف تھلک امۃ انا فی اوّلھا والمسیح بن مریم فی آخرھا اس حدیث سے ظاہر ہے کہ امت کا آخری حصہ امت میں آنے والے مسیح سے ہی تربیت یافتہ ہوگا۔ گویا مسیح کے تربیت یافتہ بالواسطہ حضرت نبی کریم صلعم کے ہی تربیت یافتہ ہوں گے اور وہ بھی حضرت نبی کریم صلعم کے صحابہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم کی طرح اپنے زمانہ میں جو تاریکی سے لبریز ہونے کی وجہ سے ظھر الفساد فی البرّ والبحر کا ہی نظارہ پیش کر رہا ہوگا دینی خدمات سرانجام دینے والے ہوں گے اور ایمان کو از سرِ نو دنیا میں قائم کرنے کا ذریعہ بنیں گے اس لئے اللہ تعالےٰ کے نزدیک ان کی خدمات بھی اسی طرح قبولیت کا شرف حاصل کرنے والی ہوں گی جس طرح صحابہ کرام رض کی خدمات نے قبولیت کا شرف حاصل کیا تھا گو اور کئی رنگوں میں صحابہ کرام رض کو فضیلتیں حاصل ہیں جن کو ان کے بعد کوئی بھی حاصل نہیں کر سکتا لیکن حدیث کا صرف یہی منشاء ہے کہ دونوں جماعتوں کی دینی خدمات میں موازنہ مشکل ہے اسی بناء پر حضرت حذیفہ رض نے فرمایا ہے مہدی کے ظہور سے امت کو غلبہ حاصل ہوگی گویا کہ حضرت نبی کریم صلعم کے صحابہ ان میں موجود ہوں گے اسی لئے حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا بدأ الاسلام غریباً سیعود غریباً فطوبیٰ للغرباء۔ اس حدیث سے بھی آنے والے مسیح کی عظمت شان کا جو اظہار ہوتا ہے وہ دیگر تمام مجددین پر آپکی فضیلت کو ثابت کرنے کیلئے کافی ہے۔

دجّال کو کون پائے گا

حضرت نبی کریم صلعم فرماتے ہیں سیدرکہ من قد رانی وسمع کلامی یعنی دجّال کو ضرور پائے گا وہ شخص جس نے مجھے دیکھا اور میرے کلام کو سنا ظاہر ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم کے اس قول کا یہ مطلب تو ہو نہیں سکتا کہ آنحضور صلعم کے زمانہ کے لوگ دجال کو پائیں گے کیونکہ اس کے خروج کا تعلق تو مسیح موعود کے زمانہ کے ساتھ ہے۔ پس آنحضور صلعم کے اس کلام کا مصداق وہی امتی ہو سکتا ہے جس کو روحانی طور پر کشفاً حضرت نبی کریم صلعم کی زیارت کا اور آنحضور صلعم کے کلام کے سننے کا شرف حاصل ہوگا چنانچہ سیدنا حضرت مرزا صاحب (المسیح الموعود) کے بالکل ابتدائی کشف ہم کو بتلاتے ہیں کہ حضور کو ایک واضح کشف میں حضرت نبی کریم کی زیارت بھی ہوئی اور حضور کو آنجناب صلعم کے کلام سننے کا بھی شرف حاصل ہوا پھر ایک دفعہ ہی نہیں بلکہ متعدد مرتبہ اس سے آپ مشرف ہوئے۔ پس حدیث سیدرکہ من قد رانی وسمع کلامی پوری طرح سیدنا حضرت مرزا صاحب (المسیح الموعود) پر چسپاں ہو رہی ہے امت میں آپ ہی ایک ایسے شخص ہیں جس نے یقینی طور پر دجال اور یاجوج ماجوج کا امت کو پتہ دیا اور ان کے فتنہ سے اپنے ساتھ تعلق رکھنے والوں کو محفوظ کر دیا گو شروع میں مخالفت ہوئی لیکن اب ان کی تحقیقات کو آہستہ آہستہ دوسرے لوگ بھی تسلیم کرتے جا رہے ہیں۔

حضرت نبی کریمؐ کا سلام

دوسرے مجددین کے مقابلہ میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خصوصیت سے امت کو وصیت کی ہے کہ وہ آنیوالے...

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام پشاور کے جلسہ کی مختصر روئیداد

سیکرٹری صاحب کی افتتاحی تقریر

قبل ازیں جماعت پشاور کے جلسہ کے مختصر حالات "مشاہدات" کے عنوان سے ان کالموں میں درج کئے جا چکے ہیں۔ ذیل میں جناب محمد الرحمان صاحب سیکرٹری جماعت پشاور کی افتتاحی تقریر کا ملخص ہدیہ قارئین کرام ہے :۔

آپ نے سورۃ فاتحہ کی تلاوت کرنے کے بعد فرمایا کہ ایک وقت تھا کہ مسلمان نہایت مایوسی کے عالم میں پڑے ہوئے تھے اور لاکھوں کی تعداد میں مسلمان عیسائی ہو چکے تھے۔ مسلمانوں کا سیاسی غلبہ ختم ہو چکا تھا۔ ۹۰۰ سال حکومت کرنے کے بعد ان پر ایک اجنبی قوم حکمران ہو گئی تھی۔ جس نے مسلمانوں کو مرتد کر کے اسلام کو مٹانے کی ایک منظم سکیم تیار کر لی۔ عیسائی مشنریوں کے غول کے غول اس برصغیر ہند و پاک پر چھا گئے اور عیسائیت کی تبلیغ بڑے زور و شور سے شروع ہو گئی۔ جس کے نتیجہ میں مسلمان عیسائیت کی آغوش میں چلے گئے۔ اسی طرح اس وقت ہندوؤں کے اندر بھی چند تحریکات مذہبی لبادہ پہنے ہوئے سامنے آئیں۔ ان میں آریہ سماج کی تحریک نہایت خطرناک تھی۔ انہوں نے اسلام اور بانئ اسلام صلعم پر طرح طرح کے حملے کئے اور نہایت دل آزار کتابیں اور پمفلٹ اسلام کے خلاف شائع کئے گئے۔ جس سے ناواقف مسلمانوں میں اپنے مذہب کے بارہ میں بہت سی غلط فہمیاں پیدا ہو گئیں، اور اکادکا مسلمان مرتد بھی ہو گئے۔ ان حالات کے پیش نظر مفکرین اسلام نہایت مایوس نظر آ رہے تھے۔ وہ درد رکھتے تھے لیکن کوئی چارہ کار نظر نہ آتا تھا۔ اس وقت اللہ تعالےٰ نے اپنے وعدہ "انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون" کے ماتحت ایک گمنام بستی سے ایک شخص کو کھڑا کیا اور اس نے پکار کر کہا مایوس ہونے کی ضرورت نہیں دشمن پسپا ہوگا اور نہایت ذلت سے مغلوب ہوگا۔ اسلام کے روشن ہونے کے دن آ گئے ہیں اور اسلام پھر اپنی سابقہ آب و تاب کے ساتھ چمکے گا۔ محمد مصطفےٰ نبیوں کا سردار ہے۔ اور اس کی سرداری تمام دنیا پر قائم ہو کر رہے گی اور اس کا جھنڈا تمام دنیا پر لہرائے گا۔

اس اعلان کے ساتھ ہی یہ مامور وقت ایک جری پہلوان کی طرح میدان میں آ گیا اور ہر مخالف کو مقابلہ کی دعوت دی، اس دعوت کے جواب میں جو بھی سامنے آیا۔ نہایت ذلت سے پسپا ہوا۔ حضرت مجدد وقت نے آریہ سماج اور عیسائیت کے بالمقابل نمایاں فتح حاصل کی اور آیہ کریمہ "ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر" ایک جماعت کی بنیاد رکھ دی جس کے اندر اشاعت اسلام کی ایسی تڑپ اور جذبہ پیدا کر دیا کہ وہ دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو کر تبلیغ دین میں مصروف ہو گئے اور قرآن حکیم کو ہاتھ میں لے کر دنیا کے کونے کونے میں پھیل گئے ان کی مساعی اور تائید الٰہی سے نصف صدی کے اندر اندر دنیا کے نظریات جو پہلے اسلام کے خلاف معاندانہ رنگ رکھتے تھے بالکل بدل گئے اور رسول کریم صلعم کی عظمت دلوں میں پیدا ہو گئی اس جماعت نے صرف عیسائیت کی بڑھتی ہوئی یلغار کو روکا بلکہ ہزاروں کی تعداد میں یورپ اور امریکہ کے بڑے بڑے تعلیم یافتہ عیسائیوں کو اسلام کی آغوش میں لانے کا باعث ہوئے۔ حضرت مامور زمانہ نے ایک آزمودہ کار جرنل کی طرح اپنی جماعت کے ہر ممبر سے یہ وعدہ لیا کہ :۔

"میں دین کو دنیا پر مقدم کروں گا"

یہی وعدہ اس جماعت کا نصب العین ہے۔ اور یہی اس کا ماٹو ہے۔

اپنی تقریر کو جاری رکھتے ہوئے سیکرٹری صاحب نے فرمایا کہ یہ اجلاس بھی اسی عہد کی یاد کو تازہ کرنے کے لئے ہے ہم سب اس لئے اکٹھے ہوئے ہیں کہ ہم اس محبت اور اخوت کو تازہ کریں۔ جس کے لئے ہم نے اس جماعت میں شمولیت کی ہے یہ اجلاس ایک روحانی تازگی کو پیدا کرنے کے لئے منعقد ہوا ہے اسی غرض سے احباب دور دراز سے سفر کی تکلیف برداشت کر کے یہاں تشریف لاتے ہیں۔ ایسا ہی یہ اجلاس اس روحانی کیفیت کو بھی ظاہر کرتا ہے جس کا تقاضا مامور وقت نے ہم سے کیا ہے کہ

"ایک ہو اور نیک ہو"

خدا کے فضل سے یہ ایک چھوٹی سی جماعت عقائد صحیحہ پر قائم ہے۔ یہ مسلمانوں کی سچی ہمدردی کا جذبہ لے کر کھڑی ہوئی ہے تبلیغ دین کے علاوہ اس کا مقصد مسلمانوں میں یکجہتی کرنا بھی ہے کیونکہ اس جماعت کا عقیدہ ہے کہ ہر کلمہ گو مسلمان ہے مسلمانوں کے درمیان اتفاق اور اتحاد اگر ہو سکتا ہے تو اسی ایک کلمہ سے اور یہ جماعت خدا تعالےٰ کے فضل سے پچھلی نصف صدی سے اس کا پرچار کر رہی ہے۔

فاضل مقرر نے فرمایا کہ اجتماعات کے ذریعہ سے اتحاد و یکجہتی پیدا کرنے کی بنیاد حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود رکھی ہے اور ان کو اسلامی عبادات کا جزو قرار قرار دیا ہے۔ مثلاً روزانہ پنجوقتہ نمازیں اور عیدین کی نماز اور حج کا عظیم الشان فریضہ جہاں تمام دنیا کے مسلمان ایک ہی لباس میں نظر آتے ہیں "انما المؤمنون اخوۃ" کا عملی نمونہ پیش کرتے ہیں۔

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز

آپ نے فرمایا کہ اس جلسہ کا مقصد بھی یہی ہے کہ ہمارے اور ہمارے بچوں کے اندر اسلام کا وہ رنگ پیدا ہو اور ان کے اندر بھی وہی جذبہ کارفرما ہو جو ہمارے بزرگوں میں پایا جاتا ہے۔ اسی سلسلہ میں آپ نے فرمایا کہ خداوند تعالےٰ کے فضل و کرم اور آپ بزرگوں کی دعا سے میں بطور تحدیث نعمت یہ کہہ سکتا ہوں کہ کہہ سکتا ہوں کہ جماعت پشاور اپنے بچوں اور نوجوانوں کی صحیح صحیح تربیت کر رہی ہے۔ اس کے بعد آپ نے مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے فرمایا۔ محترم مولینا صاحب وہ بزرگ ہستی ہیں جو اسلام کے لئے کارہائے نمایاں انجام دے چکے ہیں اور دے رہے ہیں۔ ہمیں ان کی خدمت پر بجا طور پر فخر ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ کس محنت اور جانفشانی سے انہوں نے ہمیں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کی پیشگوئیاں تمام کتب مقدسہ سے نکال کر پیش کیا ہے میں نہایت زور کے ساتھ ہر ایک مسلمان سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ آپ کی مصنفہ کتاب میثاق النبیین ہر دو حصص کو ضرور پڑھیں اور اپنے ایمانوں کو تازہ کریں۔

حال ہی میں مولانا صاحب نے دنیا کا دورہ کر کے اسلامی حقائق سے اقوام عالم کو روشناس کیا ہے مولانا کے علاوہ اس جلسہ میں مسٹر داؤد سیڈ و صاحب جو کیپ ٹاؤن جنوبی افریقہ سے تشریف لائے ہیں اور آپ کے سامنے ہی موجود ہیں جو اخوت اسلامی کا زندہ ثبوت پیش کر رہے ہیں۔

جناب کرنل سعید احمد صاحب جنرل سیکرٹری، مولانا احمد یار صاحب اسسٹنٹ سیکرٹری مجاہد اسلام ملک ظفر اللہ خان صاحب۔ حضرت مرزا معصوم بیگ صاحب، مولوی عبدالرحمٰن امام مسجد اور دیگر حضرات کا جو اس جلسہ میں تشریف فرما ہیں

جماعت لائلپور کا تربیتی اجلاس

(بسلسلہ صـ ۶)

حضرت مجدد زمانؑ نے اس کام کا دوبارہ احیاء کیا اور لوگوں کے دلوں میں نئے سرے سے تبلیغ اسلام کا جذبہ اور تڑپ پیدا کر دی۔ آپ نے فرمایا کہ اسلام ہی تمام مذاہب پر غالب آئے گا۔ اور اسی میں دنیا کی فلاح و نجات ہے۔ اس کے بعد آپ نے حضرت مرزا مظفر بیگ ساطع صاحب کی ایک نظم سنائی جس سے سامعین بہت محظوظ ہوئے۔ اور جلسہ دعا پر برخاست ہوا۔ آخر میں میاں مولا بخش صاحب نے حاضرین کی پر تکلف چائے سے تواضع کی۔

نذر حسین ۔ سیکرٹری لائل پور
انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لائل پور

آفتاب الدین احمد ہومیو پیتھک خیراتی دارالشفاء

سال رواں کی دوسری سہ ماہی کارگذاری

فروری، مارچ، اپریل ۱۹۷۰ء میں مریضوں کی تعداد ۹۷۵ ہے جو لاہور کے مختلف حصوں سے آئے علاوہ ازیں لاہور سے باہر حسب ذیل مقامات سے بذریعہ خط و کتابت مریضوں کی تشخیص و علاج کیا گیا۔ بنوں ۲ پشاور ۱۔ ڈھاکہ ۱۔ سیالکوٹ ۱۔ کھنڈ ورضلع سانگھڑ ۱۔ لائلپور ۲۔

اس سہ ماہی میں احباب نے ۶۱۶/- روپیہ کے عطیات مرحمت فرمائے اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔ یہ دارالشفا خیر الناس من ینفع الناس کی عملی تفسیر ہے، آپ بھی اس نافع الناس ادارہ کی امداد فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ (عطیات محاسب صاحب احمدیہ انجمن

ممبرانِ معتمدین توجّہ فرمادیں

مندرجہ ذیل اپیل مجلس معتمدین کے فیصلہ کے مطابق ممبران کرام کی خدمت میں بھیجی گئی تھی۔ احباب نے اس پر بہت کم توجّہ فرمائی ہے

لہذا بذریعہ اخبار دوبارہ توجّہ دلا رہا ہوں۔ مجھے امید ہے احباب اپنے اس قومی آرگن کی توسیع اشاعت کے لئے ہر ممکن سعی فرما کر عنداللہ ماجور ہوں گے۔

خاکسار احمد یار برائے جنرل سیکرٹری

مکرم محترم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

امید ہے آپ بخیریت ہوں گے

اسلامی دنیا میں عموماً اور مغربی ممالک میں خاص طور پر اسلام کی حقیقی تصویر پیش کرتے میں انجمن کے ہفت روزہ "آرگن" لائٹ" کی خدمات کسی بیان کی محتاج نہیں ہیں۔ پاک و ہند کا یہ سب سے پرانا ہفت روزہ ہے۔ جو اسلام کی مدافعت میں مسلسل جہاد کر رہا ہے۔ اس کی توسیع اشاعت اور مالی معاونت خدمت دین اور اشاعتِ اسلام کے مترادف ہے۔

اخبار کا چندہ سالانہ مبلغ -/5 ہے جو ہر شخص بآسانی ادا کر سکتا ہے۔ آپ بھی اس کارِ خیر میں شرکت کے لئے آج ہی -/5 روپے بھیجکر پرچہ جاری کروائیں اور عنداللہ ماجور ہوں اگر آپ خود انگریزی نہیں پڑھ سکتے تو اپنی طرف سے کسی انگریزی خواں کے نام پرچہ جاری کروائیں اور اس طرح شریک ثواب ہوں۔

گذشتہ سال انجمن نے مجلس معتمدین کے ممبران کے لئے تو ضروری قرار دیا تھا کہ وہ پانچ پانچ خریدار اپنی طرف سے بنائیں اور اگر وہ خریدار نہ بنا سکیں تو اپنی طرف سے پانچ خریداروں کا چندہ بھجوا کر پانچ دوستوں کے نام مفت جاری کروائیں۔ اس تحریک پر چند معتمدین صاحبان نے لبیک کہا۔ مگر بہت سے ابھی تک خاموش ہیں۔ لہذا ان کی خدمت میں پر زور درخواست ہے کہ وہ انجمن کے ایک فیصلہ کا احترام فرماتے ہوئے اخبار کی خریداری بڑھا کر "ہم خرما و ہم ثواب" کے مصداق بنیں۔ اللہ آپ کا حامی و ناصر ہو۔ آمین۔ والسلام

خاکسار۔ سعید احمد جنرل سیکرٹری

آہ! پنڈت قادربخش

پنڈت قادربخش صاحب کی وفات کی اطلاع گذشتہ اشاعت میں درج ہو چکی ہے ذیل میں ان کے حالات زندگی درج کئے جاتے ہیں جو کرنل بشیر حسین صاحب نے لکھ کر بھیجے ہیں:-

پنڈت قادربخش صاحب آگرہ کے برہمن خاندان سے تھے۔ جن کا ہندو نام پنڈ گھمنڈی لال تھا۔ پنڈت صاحب مرحوم نے سنہ ۱۹۰۱ء میں جبکہ اُن کی عمر کوئی ۲۵ سال کی تھی اسلام قبول کیا، جس پر انکی برادری نے ان کو علیحدہ کر دیا۔ چنانچہ وہ سنہ ۱۹۰۴ء میں وطن چھوڑ کو چھوڑ کر لاہور آ گئے۔ اور محنت مزدوری سے اپنا گذر اوقات کرنے لگے۔ ان کی بیوی اُن کے ہمراہ تھی۔ چند دنوں بعد قبلہ ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب مرحوم نے ان کو اپنے پاس رکھ لیا۔ اور وہ اپنی ذاتی خوبیوں کی وجہ سے وہ شاہ صاحب کے تمام کاروبار میں ان کے نائب ہو گئے۔ یہاں تک کہ شاہ صاحب مرحوم کا سب لین دین پنڈت صاحب کے سپرد تھا۔ اوّل زمانہ احمدیت میں پنڈت صاحب نے احمدیوں کی بہت خدمت کی حضرت مسیح موعود اور حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ جب کبھی لاہور تشریف لائے۔ پنڈت صاحب ان کی خدمت میں نمایاں حصہ لیتے تھے جماعت کی تفریق کے بعد وہ اکثر وقت جماعت قادیان کے لاہور احباب سے بحث میں گذارتے تھے۔

وہ شاہ صاحب کے کمپونڈر ڈسپنسر بھی رہے۔ اور اس طرح انہوں نے کافی فراغت دیکھی۔ شاہ صاحب کی وفات کے بعد ۱۹۳۹ء سے انہوں نے کوئی کام کرنے سے انکار کر دیا تھا اور اپنے پرانے کمرے میں اپنی پرانی برہمنی وضع میں زندگی بسر کرنی شروع کر دی۔ یعنی وہ روٹی کسی کے ہاتھ کی پکی نہ کھاتے تھے۔ البتہ ترکاری وغیرہ کھا لیتے تھے۔

شدھی کے دنوں میں انہوں نے ملکانہ راجپوتوں میں جا کر کئی سال تبلیغ کی اور بڑی کامیابی حاصل کی۔ افسوس کہ دو اور تین مئی کی درمیانی شب کو تقریباً ۹۰ سال کی عمر میں سوتے میں ہی وفات پا گئے۔ مرنے کے بعد ان کے سرہانے میں سے ۵۶۰ روپے اور ایک وصیت نکلی جس میں وہ اپنا تمام احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو دے گئے۔ ان کی اہلیہ تو ۱۵ سال ہوئے وفات پا چکی تھیں ان کی کوئی اولاد نہ تھی۔ ۳ مئی کو بعد از دوپہران کو شاہ صاحب کے اپنے قبرستان شاہ جمال میں دفن کر دیا گیا انا للہ و انا الیہ راجعون۔

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور۔ مورخہ ۱۲ مئی ۱۹۶۵ء جلد ۵۲ رجسٹرڈ ایل ۴۳۸ شمارہ ۱۹

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک نورالہیٰ صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور سے شائع کیا۔

حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود مہدی معہود مجدد صد چہاردہم

اسمعوا اصوات السّماء جاء المسیح جاء المسیح

حضرت مجدد زمان مسیح موعود علیہ السلام کا کلام واجب الاذعان

کیوں عجب کرتے ہو گر میں آگیا ہو کر مسیح
خود مسیحائی کا دم بھرتی ہے یہ بادِ بہار

آسماں پر دعوتِ حق کے لئے اِک جوش ہے
ہو رہا ہے نیک طبعوں پر فرشتوں کا اُتار

آ رہا ہے اس طرف احرارِ یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگہ زندہ وار

کہتے ہیں تثلیث کو اب اہلِ دانش الوداع
پھر ہوئے ہیں چشمۂ توحید پر از جاں نثار

باغ میں ملت کے ہے کوئی گلِ رعنا کھلا
آئی ہے بادِ صبا گلزار سے مستانہ وار

آ رہی ہے اب تو خوشبو میرے یُوسف کی مجھے
گو کہو دیوانہ میں کرتا ہوں اُس کا انتظار

ہر طرف ہر ملک میں ہے بُت پرستی کا زوال
کچھ نہیں انساں پرستی کو کوئی عزّ و وقار

آسماں سے ہے چلی توحیدِ خالق کی ہوا
دل ہمارے ساتھ ہیں گو منہ کریں بک بک ہزار

اسمعوا اصوات السماء جاء المسیح جاء المسیح
نیز بشنو از زمیں آمد امامِ کامگار

"الفضل" کا "مخلصانہ مشورہ"

(۲)

سابقہ اشاعت میں ہم معاصر "الفضل" کے مشورہ "امتی نبی" کی وہ وضاحتیں اور تشریحات پیش کر چکے ہیں جو حضرت مسیح موعودؑ نے ابتدائے دعوےٰ سے لے کر آخری زمانہ تک اپنی مختلف تحریرات تصنیفات میں کیں اور جن سے یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہے کہ "امتی نبی" محدث ہی کا دوسرا نام ہے جو بقول حضرت مسیح موعودؑ امتیت اور نبوت دونوں رنگوں سے رنگین ہوتا ہے۔ اسی کو آپ نے جزئی نبوت، مجازی اور ظلی نبوت وغیرہ قرار دیا ہے اور اسی کا اپنے آپ کو حامل قرار دیتے ہوئے واضح الفاظ میں بتایا ہے۔ کہ یہ اصلی اور حقیقی نبوت، یا نبوت تامہ نہیں) کیونکہ بقول آپ کے:۔

"صاحب نبوت تامہ تو صرف ایک شان نبوت ہی رکھتا ہے غرض محدثیت دونوں رنگوں سے رنگین ہوتی ہے"

(ازالہ اوہام ص ۵۲۳-۵۲۴)

لیکن اس قدر کھلی وضاحتوں کے ہوتے ہوئے بھی جو کئی مرتبہ ہماری طرف سے پیش کی جا چکی ہیں۔ "الفضل" اس بات پر مصر ہے کہ:۔

"اگر یہ دوست (غیر مبائعین) اس ہدایت پر کاربند ہوتے جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تصنیف "ایک غلطی کا ازالہ" میں فرمائی ہے تو نہ تو وہ خود الجھنوں میں گرفتار ہوتے اور نہ وہ جماعت احمدیہ پر مخالفین احمدیت کی الزام تراشی کے مؤید ہوتے، کہ احمدی گویا سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایسا نبی مانتے ہیں جو اپنی نبوت کا ادعا نعوذ باللہ سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بالمقابل رکھتا ہے۔ یہ غلط رویہ اختیار کر کے "غیر مبائعین" دوست نہ صرف "اہل حق" کو مخفی رہنے میں مدد دیتے ہیں بلکہ مخالفین احمدیت کو احمدیت کے خلاف تقویت دیتے ہیں۔"

سبحان اللہ ھٰذا بہتان عظیم! ہم نے کب مخالفین احمدیت کی اس الزام تراشی کی تائید کی کہ قادیانی جماعت حضرت مسیح موعود کو سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بالمقابل مدعی نبوت مانتی ہے، یہ تو آپ کے اپنے بیانات ہیں جو مخالفین احمدیت کی الزام تراشی کی تائید میں شائع ہوتے رہتے ہیں، مثلاً مخالفین احمدیت کا حضرت مسیح موعودؑ پر یہ الزام ہے کہ:۔

"اگرچہ قادیانی نے یہ بات کہدی ہے کہ جس نبوت کا اسکو دعوےٰ ہے اور اس کا دروازہ قیامت تک کھلا رہے گا اس کا دوسرا نام محدثیت ہے اور اسی محدثیت کے معنے سے نبوت کا وہ مدعی ہے مگر ساتھ اس کے اس نے محدثیت کے معنے ایسے بیان کئے ہیں اور اسکی حقیقت کی ایسی تشریح بیان کر دی ہے کہ اس سے بجز نبوت اور کچھ مراد نہیں ہو سکتی"

(فتوےٰ کفر صفحہ ۷۶-۷۷)

بعینہٖ یہی بات آپ کے خلیفہ صاحب نے بھی لکھدی ہے کہ:۔

"باوجود اس کے کہ وہ سب شرائط جو نبی کے لئے واقع میں ضروری ہیں آپ میں پائی جاتی تھیں آپ نبی کا نام اختیار کرنے سے انکار کرتے رہے اور گو ان ساری باتوں کا دعوےٰ کرتے رہے جن کے پائے جانے سے کوئی شخص نبی ہو جاتا ہے لیکن چونکہ آپ ان شرائط کو نبی کی شرائط نہیں خیال کرتے تھے، بلکہ محدثیت کی شرائط سمجھتے تھے اس لئے اپنے آپ کو محدث کہتے رہے **اور نہیں جانتے تھے** کہ میں دعوےٰ کی کیفیت تو وہ بیان کرتا ہوں جو نبیوں کے سوائے اور کسی میں پائی نہیں جاتی، اور نبی ہونے سے انکار کرتا ہوں"

(حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۱۲۴)

اب فرمائیے! مخالفین احمدیت کی خلافِ احمدیت (بلکہ خلاف مسیح موعودؑ) الزام تراشی کے مؤید ہم ہیں یا آپ اور آپ کے خلیفہ صاحب؟ جو الزام مخالفین احمدیت نے کفر کا فتوےٰ دیتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ پر لگایا کہ "آپ دعوےٰ تو محدثیت کا کرتے ہیں لیکن اس کی تشریح ایسی بیان کرتے ہیں کہ اس سے بجز نبوت کے اور کچھ مراد نہیں ہو سکتا" وہی بات خلیفہ صاحب ربوہ نے کہدی کہ "آپ دعوےٰ تو محدثیت کا کرتے تھے، لیکن اس کی کیفیت وہ بیان کرتے تھے جو نبیوں کے سوائے اور کسی میں پائی نہیں جاتی" اور یہ کہکر نہ صرف مخالفین احمدیت کی کھلی تائید انہوں نے کی بلکہ "**نہیں جانتے تھے**" کے الفاظ میں اس مامور من اللہ کو جسے نبوت کے منصب پر بٹھایا جا رہا ہے، نادان بھی قرار دے دیا اور اسی بات کو مدنظر رکھتے ہوئے جماعت ربوہ کے ایک بڑے عالم نے یہ بھی لکھ دیا کہ فتوےٰ کفر میں حضرت مسیح موعود کے دعوےٰ کی جو حقیقت بیان کی گئی ہے وہ ٹھیک ہے بعض وقت مخالف بھی کوئی سچی بات کہدے تو اسے مان لینا چاہئے ایسا لکھتے ہوئے نہ اس عالم کو غیرت آئی کہ خدا کا مامور ساری عمر جن مخالفین کے الزامات کی تردید کرتا رہا اور ان کو جھوٹے الزامات قرار دیتا رہا انہیں کی وہ تائید کر رہا اور بتائے فتوےٰ کفر کو صحیح قرار دے رہا ہے۔ نہ خلیفہ صاحب یا جماعت ربوہ کے کسی ایک فرد نے بھی اس سے اتنا بھی کہا کہ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔

غور کیجئے کیا باتیں "غیر مبائعین" کی طرف سے ہو رہی ہیں؟ کیا ہم مخالفین احمدیت کی خلافِ احمدیت الزام تراشی کے مؤید ہیں یا آپ؟ کیا احمدیت کے خلاف انکی تقویت کا موجب ہم ہو رہے ہیں یا آپ اور آپ کے خلیفہ صاحب؟ ہم تو رات دن مخالفین احمدیت کے اس الزام کی تردید کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود کا دعوےٰ نبوت کا تھا اور بار بار آپ کی محکم تحریرات سے یہ ثابت کر چکے ہیں کہ آپ کا دعوےٰ نبوت کا نہیں بلکہ محدثیت کا دعوےٰ تھا لیکن اس کو کیا کیا جائے کہ آپ محدثیت کا انکار کرتے اور "امتی نبی" کے وہ معنی کرتے ہیں جن سے مخالفین احمدیت کی تائید ہوتی ہے اور وہ مشتعل ہو کر مخالفت پر اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ اسی لئے حضرت مسیح موعودؑ نے بڑے زور سے اس بات کی تاکید کی تھی کہ:۔

"چونکہ ایسے لفظوں سے جو محض استعارہ کے رنگ میں ہیں اسلام میں فتنہ پڑتا ہے اور اس کا نتیجہ سخت بد نکلتا ہے اس لئے اپنی جماعت کی معمولی بول چال اور دن رات کے محاورات میں یہ لفظ نہیں آنے چاہئیں"

فرمائیے ہم حضرت مسیح موعودؑ کا حکم مانیں یا آپ کا یہ مشورہ کہ "اُمتی نبی" "اُمتی نبی" کہتے رہو اور محدثیت کا نام نہ لو، نہ یہ کہو کہ آپ کا دعوےٰ نبوت کا نہیں، ہم نہیں سمجھتے کہ وہ کونسی اُلجھنیں ہیں جن میں آپ ہمیں گرفتار بتاتے ہیں۔ اُلجھنیں تو آپ لوگوں نے ڈال رکھی ہیں، جن کی وجہ سے اپنے آپ کو بھی مبتلائے مصیبت کر رکھا ہے، اور مخالفین کی الزام تراشیوں کو بھی تقویت پہنچا کر حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کے پاک سلسلہ کی بدنامی کا بھی موجب ہو رہے ہیں۔

"الفضل" نے "ایک غلطی کا ازالہ" میں حضرت مسیح موعودؑ کی جس ہدایت کی طرف توجہ دلائی ہے اس پر آئندہ اشاعت میں غور کیا جائے گا۔

(انشاء اللہ)

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝ وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ

حادثۂ عظیم

گذشتہ جمعرات (۲۰ مئی) کو پاکستان کو ایک بہت بڑا حادثہ پیش آیا، جس پر جس قدر رنج و غم کا اظہار کیا جائے کم ہے۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ پاکستان انٹرنیشنل ایئرلائنز کا بوئنگ طیارہ ایک نئی سروس کے سلسلہ میں کراچی سے براستہ قاہرہ لندن جا رہا تھا کہ عین اس وقت جب وہ قاہرہ کے ہوائی اڈہ پر اُترنے ہی والا تھا، کسی نامعلوم دھماکہ سے نذرِ آتش ہو گیا۔ اس طیارہ میں ۱۲۸ مسافر سوار تھے۔ جن میں سے ۱۲۱ وہیں جل کر خاک سیاہ ہو گئے، صرف چھ زندہ بچے جنہیں شدید زخمی حالت میں قاہرہ کے قریب ایک فوجی ہسپتال میں داخل کر دیا گیا۔ مرنے والوں میں پی آئی اے کے افسر، نیشنل پریس ٹرسٹ کے چیئرمین میجر جنرل حیاء الدین - ۲۱ ممتاز صحافی متعدد ٹریولنگ ایجنٹ اور کئی دوسرے افراد شامل ہیں۔

یہ حادثہ قاہرہ سے صرف ۱۹ میل کے فاصلہ پر ریگستانی علاقہ میں پیش آیا جہاں طیارہ اپنے بدقسمت مسافروں سمیت گر کر تباہ ہو گیا۔ اس حادثہ کا ایک المناک پہلو یہ ہے کہ باوجودیکہ قاہرہ کے ہوائی اڈہ سے طیارہ کی آتشزدگی فضا میں آگ کے گولہ کی صورت میں دیکھی گئی۔ لیکن بدقسمت مسافروں کو بچانے کے لئے پانچ گھنٹے تک کوئی امداد نہ پہنچ سکی اور بیچارے مسافر وہیں سسک سسک کر کفرتہ ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ایک اور المناک پہلو یہ ہے کہ گردوپیش کے دیہاتی لوگوں نے مسافروں کی امداد کرنے کی بجائے ان کا سامان وغیرہ سب کچھ لوٹ لیا۔

مرنے والے (۱۲۱) افراد میں سے صرف چار پاکستانیوں کی لاشیں شناخت ہو سکیں جنہیں بذریعہ طیارہ پاکستان لا کر اُن کے ورثاء کے سپرد کیا گیا۔ باقی ۱۴۳ افراد جن کی شناخت نہ ہو سکی ان کو وہیں قاہرہ کے کردی قبرستان میں سپردِ خاک کر دیا گیا۔ اس حادثہ کی خبر ملنے پر تمام پاکستان میں صفِ ماتم بچھ گئی، اس قومی حادثہ پر جس میں نہ صرف بوئنگ طیارہ کی تباہی سے پاکستان کو بہت بڑا مالی نقصان اُٹھانا پڑا بلکہ اس کے قیمتی فرزندوں کی اس المناک موت نے قوم کو اُن کی اعلیٰ اور روشن خدمات سے محروم کر دیا اور کئی بچوں کو یتیم، کئی سہاگنوں کو بیوہ اور کئی والدین کو اپنے چہیتے اور قابل بیٹوں سے محروم کر کے انہیں ہمیشہ کے لئے غم و الم کی آگ میں سلگنے کے لئے چھوڑ دیا۔ پاکستان کا ہر شخص سوگوار اور ماتم کناں ہے۔ دُعا ہے اللہ تعالےٰ مرحومین کی رُوحوں کو راحت و تسکین عطا فرمائے اور انہیں اعلےٰ علیین میں جگہ دے۔ ہم حکومتِ پاکستان اور اُن قومی و ملکی اداروں اور ان صحافیوں کے ساتھ جن کے سب بھی اور کارکن اس ہولناک حادثہ میں کام آئے اور مرنے والوں کے ورثاء کے ساتھ دلی ہمدردی اور تعزیت کا اظہار کرتے ہیں اور دُعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صبرِ جمیل عطا فرمائے اور قوم کو نعم البدل عطا کرے۔ آمین

جماعت احمدیہ لاہور کی طرف سے دُعائے مغفرت

گذشتہ جمعہ ۲۱ مئی ۱۹۶۵ء کو حضرت مولنا صدر الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور نے خطبہ جمعہ کے بعد اس ہولناک حادثہ کا ذکر کرتے ہوئے مرحومین کے لئے دعائے مغفرت کی تحریک کی، جس پر حضرت ممدوح کی قیادت میں تمام جماعت نے مل کر دُعا کی۔

آہ! شیخ غلام قادر ڈار

جماعت کے تمام حلقوں میں یہ خبر نہایت رنج و افسوس کے ساتھ پڑھی جائے گی کہ ہماری جماعت کے ایک ممتاز فرد شیخ غلام قادر ڈار جنہوں نے اپنی عمر کا ایک بہت بڑا حصّہ قومی خدمت کے لئے وقف کئے رکھا، کچھ دن بیمار رہ کر ۲۴ مئی ۱۹۶۵ء کو اس جہانِ فانی سے عالمِ جاودانی کو انتقال فرما گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

شیخ صاحب ممدوح کے دل میں دین کی محبت، حضرت مسیح موعودؑ سے عشق اور خدمت قومی کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ ان کی ابتدائی زندگی سگنیلنگ ٹریفک انسپکٹر کی حیثیت سے ریلوے کی ملازمت میں گذری، اس دوران میں بھی جہاں کہیں وہ گئے کسی نہ کسی رنگ میں جماعت کی ترقی اور استحکام کے لئے خدمات بجا لاتے رہے۔ ریلوے سے ریٹائر ہونے کے بعد انہوں نے انجمن کے زیرِ سایہ محض خدمتِ دین کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیا اور حضرت مولینا عزیز بخش صاحبؒ کی وفات کے بعد جنہوں نے بابو منظور الٰہی صاحب مرحوم کی طرح بیرونی ممالک کے ساتھ تبلیغی خط و کتابت کا کام سنبھال رکھا تھا اس کام کا چارج لے لیا، اور نہایت مستعدی اور محنت کے ساتھ خط و کتابت کے ذریعہ غیر ممالک میں اسلام اور سلسلہ احمدیہ کی آواز پہنچاتے رہے۔ ان کی اس خط و کتابت سے (جس کے اقتباسات پیغامِ صلح میں شائع ہوتے رہتے ہیں) بہت سے بیرونی ممالک میں احمدیت کے ہمنوا اور اسلام کے شیدائی پیدا کر دیئے اور سلسلہ کا بہت سا لٹریچر ان کے ذریعہ سے بیرونی لوگوں تک پہنچ کر ان کی تشنہ کامی کو سیراب کرنے کا موجب ہوا۔ کئی دینی سوالات اور مشکل سے مشکل مسائل جن کے متعلق بیرونی ممالک سے استفسار کیا جاتا تھا وہ نہایت محنت اور عرق ریزی کے ساتھ حل کر کے اور بعض اوقات مسیح موعودؑ کی کتب کے اقتباسات انگریزی میں لکھ کر بھیجتے تھے۔ آپکی وفات ایک بہت بڑا قومی نقصان ہے، جس کی تلافی موجودہ حالات میں بظاہر ناممکن نظر آتی ہے، دعا ہے اللہ تعالےٰ ان کی رُوحِ پُرفتوح کو اعلےٰ علیین میں جگہ دے اور قوم کو ان کا نعم البدل عطا کرے۔ اس صدمہ میں ہمیں ان کے پسماندگان سے دلی ہمدردی ہے۔ انہوں نے اپنے پیچھے دو بیٹے عبد العزیز صاحب اور عبد الحمید صاحب جو سرکاری ملازمت میں ہیں اور تین لڑکیاں چھوڑی ہیں جو سب شادی شدہ ہیں، دعا ہے اللہ تعالےٰ ان سب کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ مرحوم کا جنازہ ۲۴ مئی کو ۵ بجے سہ پہر ان کے مکان واقعہ نقشبندیہ سٹریٹ احمدیہ بلڈنگس لاہور سے اُٹھایا گیا اور احمدیہ قبرستان واقعہ میانی صاحب میں سپردِ خاک کر دیا گیا، جنازہ کے ساتھ حضرت امیر ایدہ اللہ اور جماعت لاہور کے بیشتر اصحاب شامل تھے، نمازِ جنازہ محترم شیخ میاں رحمٰن صاحب مصری نے جنازگاہ واقعہ میانی صاحب میں پڑھائی۔

ایک اور جانکاہ حادثہ - آہ! شاہ ولی خاں

احبابِ جماعت کو یہ خبر پڑھ کر صدمہ ہوگا کہ ہمارا عزیز بھائی شاہ ولی خان سیکرٹری جماعت سفید ڈھیری ایک حادثہ میں مورخہ ۵/۱۵ ۲ اکتوبر شام کے ۵ بجے سخت زخمی ہو کر جان بحق ہو گیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ برادر عزیز ڈاکخانہ میں ریلوے انسپکٹر کام کرتے تھے شام کو ڈیوٹی سے واپسی پر بذریعہ سائیکل گھر جا رہے تھے کہ پیچھے سے ایک کار آئی۔ برادر مرحوم نے اپنے آپ کو بچانے کی کافی کوشش کی مگر کار چلانے والا جو کہ انجینئرنگ کالج پشاور کا سٹوڈنٹ بیان کیا جاتا ہے شراب کے نشہ میں چُور تھا۔ دھوکھی کی حالت میں برادر مرحوم کو ٹکر لگنے کا دی حرکت کی برادر مذکور زخمی حالت میں ہسپتال میں پہنچائے گئے لیکن زخموں کی تاب نہ لا کر وفات پا گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہ پانچ سال کے تھے کہ ان کے والد وفات پا گئے تھے۔ انکی تربیت

باقی بر صفحہ کالم ۳

فتنہ اور گمراہی سے بچنے کے لئے متشابہ کلام کو محکم کے تابع کرنا چاہیئے

خطبۂ جمعہ مؤرخہ ۱۴ مئی ۱۹۶۵ء فرمودہ حضرت امیر قوم مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

الم۔ اللہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم .... ھو الذی انزل علیک الکتاب منہ ایات محکمات ھن ام الکتاب واخر متشابھات فاما الذین فی قلوبھم زیغ فیتبعون ما تشابہ منہ ابتغاء الفتنۃ وابتغاء تاویلہ۔ الخ

یہ سورۃ آل عمران کی آیات ہیں جو میں نے تلاوت کی ہیں۔ عمران، حضرت موسےٰؑ اور ہارونؑ کے باپ کا نام تھا۔ آل عمران۔ حضرت موسےٰ اور ہارون علیہما السلام کی قوم کو کہتے ہیں۔ اس قوم کے آخری نبی حضرت عیسےٰؑ ہیں۔ ان انبیاء کی قوموں نے باوجود اس کے کہ خدا کی جناب سے ان پر آسمانی کتب نازل ہوئیں۔ اور انہیں انبیاء کی صحبت نصیب ہوئی اور ان کے روحانی فیوض سے متمتع ہوئے اور وہ انعمت علیہم کے گروہ میں شامل ہوئے۔ لیکن یہ آل عمران جس کا ایک حصہ یہودی اور دوسرا حصہ نصرانی ہیں، باوجود انعمت علیہم کے اندر شامل ہونے کے مغضوب علیہم اور ضالین میں شامل ہو گئے۔

کسی نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا مغضوب علیہم اور ضالین سے مراد یہود اور نصاریٰ ہیں، آپؐ نے فرمایا ہاں۔ یہود حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے انکار اور ان کو دکھ دینے کی وجہ سے خدا کے غضب کے نیچے آ گئے اور نصاریٰ نے ان کو ان کے مرتبہ سے بڑھا کر اور خدا کا بیٹا بنا کر گمراہی کا رستہ اختیار کیا۔ نصاریٰ کے اسی غلط اعتقاد اور گمراہی کے پیش نظر ان آیات میں ایک اصول کی طرف توجہ دلائی ہے۔ جس کے متمسک ہونے سے انسان گمراہی سے بچ سکتا ہے۔ اس بارے میں فرمایا ھو الذی انزل علیک الکتب منہ ایات محکمت ھن ام الکتاب واخر متشبھت۔ خدا تعالےٰ کی کتاب میں کچھ اصولی باتیں ہوتی ہیں جن کو آیات محکمات کہتے ہیں ھن ام الکتاب وہ اصول ہوتے ہیں واخر متشبھت اور بعض فروعی باتیں ہوتی ہیں جن میں بعض وقت ذومعنی الفاظ ہوتے ہیں جن کو متشابہات کہتے ہیں۔ فرمایا فاما الذین فی قلوبھم زیغ فیتبعون ما تشابہ منہ ابتغاء الفتنہ وابتغاء تاویلہ جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہوتی ہے وہ محکمات کو چھوڑ کر متشابہات کو اپنا لیتے ہیں اور اسی کو اعتقاد کی بنیاد قرار دے دیتے ہیں۔ جب وہ متشابہ کلام کے پیچھے لگ جاتے ہیں۔ اور محکمات کو چھوڑ دیتے ہیں تو ایک دوسری غلطی میں مبتلا ہو جاتے ہیں وہ یہ کہ متشابہ کلام کی من مانی تاویلیں اور تفسیریں کرنے لگتے ہیں جو محکمات کے خلاف ہوتی ہیں اور اس سے فتنہ پیدا ہوتا ہے۔ فرمایا وما یعلم تاویلہ الا اللہ ان متشابہ آیات کے معنے اللہ تعالےٰ جانتا ہے والراسخون فی العلم اور خدا تعالےٰ کے وہ بندے جو پختہ علم رکھتے ہیں اور جن کو خدا تعالےٰ کی طرف سے معرفت اور عرفان بخشا گیا ہے یقولون امنا بہ کل من عند ربنا وہ کہتے ہیں کہ ہم محکم اور متشابہ دونوں قسم کی آیات پر ایمان لاتے ہیں یہ سب کی سب آیات جناب الٰہی کی طرف سے ہیں اس لئے ان کو الگ الگ کرنا اور محکم کو چھوڑ کر متشابہ کے پیچھے لگنا صحیح نہیں، وہ متشابہ آیات کو محکم آیات کے ماتحت لے آتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا۔ یہ اھدنا الصراط المستقیم کی طرف اشارہ ہے اور بتایا ہے کہ ہدایت یافتہ قوم گمراہ بھی ہو جاتی ہے۔ یہ لوگ جناب الٰہی میں دعا کرتے ہیں کہ اے خدا صراط مستقیم کی ہدایت دینے کے بعد ہمارے دلوں میں ٹیڑھا پن نہ پیدا کیجئے جس سے انسان متشابہ کلام کا غلام بن جاتا ہے۔

یہاں پر بالخصوص حضرت عیسےٰؑ کی قوم کی طرف اشارہ ہے جن کے معتقدات میں محکم کو چھوڑنے اور متشابہ کلام کی پیروی کرنے سے خرابی پیدا ہو گئی اور وہ گمراہی کی طرف چل نکلے۔ اس کو مدنظر رکھتے ہوئے اس آیت میں اس قوم کی رہنمائی کی ہے اور بتایا ہے کہ کلام میں محکم اصول بھی ہوتے ہیں اور متشابہ باتیں بھی ہوتی ہیں۔ متشابہ باتوں کو ہمیشہ محکم اصولوں کے ماتحت لانا چاہیئے۔ یہ قرآن کریم کے کمالات میں سے ہے اور اس کے آخری دستور العمل ہونے کا ثبوت بھی ہے کہ اس نے دنیا کے مذاہب میں جہاں جہاں غلطیاں ہیں انہیں درست کیا ہے اور ان کے لئے ایک اصول باندھا ہے۔ مثلاً ایک جگہ حضرت عیسٰی کا یہ کلام نقل کیا ہے کہ انی اخلق لکم من الطین کھیئۃ الطیر فانفخ فیہ فیکون طیراً باذن اللہ۔ میں مٹی میں پھونک مارتا ہوں جس سے پرندہ بن جاتا ہے۔ اس آیت کے مطابق ایک عیسائی کسی مولوی صاحب سے جا کر پوچھتا ہے کیوں جناب حضرت عیسیٰؑ خالق طیور بھی ہیں؟ مولوی صاحب کہتے ہیں ہاں ہیں ۔ حضرت عیسےٰؑ بھی خالق ہیں اور پرندے بنایا کرتے تھے۔ تو مولوی صاحب نے ایک متشابہ آیت کی وجہ سے حضرت عیسےٰؑ کو خالق بھی مان لیا۔ حالانکہ قرآن کریم کی محکم آیات میں یہ اصول بتایا گیا ہے کہ صرف اللہ تعالےٰ ہی تمام کائنات کا خالق ہے، دوسرا کوئی خلق نہیں کر سکتا۔ فرمایا خلق کل شیئ وھو بکل شیئ علیم اللہ تعالےٰ نے ہی تمام کائنات کو پیدا کیا اور وہی سب چیزوں کے قانون تخلیق کا پورا علم رکھتا ہے خالق کل شیئ فاعبدوہ اللہ تعالیٰ ہی سب چیزوں کا خالق ہے، اور وہی عبادت کے لائق ہے۔

حضرت عیسےٰ علیہ السلام اگر مخلوق ہیں تو وہ خالق نہیں ہو سکتے۔ فرمایا ارونی ما ذا خلقوا مجھے دکھاؤ کہ تمہارے ان معبودوں نے (جن میں حضرت عیسےٰ بھی شامل ہیں) کونسی چیز پیدا کی ہے معلوم ہوا کہ حضرت عیسےٰ خالق نہیں اس لئے وہ معبود نہیں ہو سکتے۔ ایک اور جگہ فرمایا لا یخلقون ذبابا۔ یہ تمہارے معبود ایک مکھی یا مچھر کی ٹانگ تک پیدا نہیں کر سکتے۔ اور یہ بھی فرمایا ام خلقوا کخلق اللہ فتشابہ الخلق علیھم۔ کیا تمہارے ان معبودوں نے اللہ تعالےٰ کی تخلیق کی طرح کوئی تخلیق کی ہے، جو خدا کی پیدا کردہ چیزوں میں مل جل گئی ہو۔ یہ وہ محکم آیات ہیں جن کو نظر انداز کر کے حضرت عیسٰی کو خالق طیور مان لیا گیا۔

ایسا ہی مسلمان کہتے ہیں کہ حضرت عیسےٰؑ مردے زندہ کیا کرتے تھے۔ ایک عیسائی مولوی صاحب سے سوال کرتا ہے کیوں جناب یہ صحیح ہے کہ حضرت عیسےٰ مردے زندہ کیا کرتے تھے۔ مولوی صاحب کہتے ہیں ہاں انہوں نے مردے زندہ کئے ہیں، حالانکہ قرآن کریم میں لکھا ہے کہ جو مر جاتا ہے وہ واپس نہیں آیا کرتا فیمسک التی قضیٰ علیھا الموت، جس ذی روح پر موت وارد ہو جاتی ہے۔ اس کی روح کو ہم روک لیتے ہیں اور دوبارہ واپس نہیں کرتے۔ اس محکم اصول کو پیش نظر رکھتے ہوئے ماننا پڑے گا کہ مردے زندہ کرنے سے مراد روحانی مردوں کو جن کے دل مر چکے ہیں کلام الٰہی کی پھونک سے زندہ کرنا ہے جیسا کہ رسول کریم صلعم کے متعلق فرمایا ہے یایھا الذین امنوا استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم۔ معلوم ہوا کہ اصول کو چھوڑ کر متشابہ کلام پر اعتقاد رکھنے سے لوگ خود بھی گمراہ ہو جاتے ہیں اور قوم کو بھی گمراہ کر دیتے ہیں۔ یہاں اس آیت میں خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے والراسخون فی العلم وہ لوگ جن کو علم اور معرفت نصیب ہوتی ہے اور علم کی دولت میسر ہے وہ بتا سکتے ہیں کہ متشابہ کلام کیا ہے اور وہ متشابہ کلام کو محکم کلام کے تابع کر دیتے ہیں۔

آج بھی اسی قسم کے واقعات ہمارے سامنے ہیں اس چودھویں صدی میں ایک مجدد ہمارے سامنے آیا جس نے معرفت اور بصیرت کے ساتھ دینی علوم ہمیں سکھائے جس شخص کو خدا تعالےٰ امام اور مجدد بنا کر بھیجتا ہے وہ اعتقادات کے بیان کرنے میں غلطی نہیں کر سکتا وہ دین کا متبع ہو کر دین کو بدل دینے کی کبھی جرأت نہیں کر سکتا۔ امور معاشیہ کا علم بڑھ سکتا ہے۔ لیکن اس کے اعتقادات کے اندر اضافہ نہیں ہو سکتا۔ اعتقادات کے

کے متعلق ان کو قریب سے روشنی حاصل ہوتی ہے۔ وہ اہل بصیرت ہوتے ہیں۔ اعتقاد یمان کو شرح صدر ہوتا ہے۔ رسول کریم صلعم کو بھی دعا بھی سکھائی گئی ربّ زدنی علماً۔ علم بڑھ سکتا ہے لیکن اعتقاد یا اصولی چیز ہے اس کے اندر کبھی کمی بیشی نہیں ہو سکتی۔

ان اہم امور کو مدِّنظر رکھتے ہوئے میں کہنا چاہتا ہوں کہ دیوہ اور ہمارے درمیان جو اعتقادی تنازعہ ہے اس پر حضرت مجدد وقت کی محکم تعلیمات کی روشنی میں غور کیا جائے تو آسانی سے حل ہو سکتا ہے۔ تنازعہ خدا اور اس کے رسول کو پسند نہیں۔ تنازعہ نقصان کا باعث ہوتا ہے اس کو مٹانے کی کوشش کرنا چاہیئے لیکن کوئی تنازعہ نہیں مٹ سکتا جب تک یہ اصول نہ قائم کر لیا جائے کہ یہ دین کے محکمات ہیں اور یہ متشابہات ہیں۔ اگر قوم کے دونوں حصے اس بات کو قبول کر لیں کہ متشابہ کو محکم کے ماتحت کرنا از بس ضروری ہوتا ہے تو اس صورت میں دونوں جماعتوں کے اندر اتفاق و اتحاد پیدا ہو سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق حدیث میں حکماً عدلاً فرمایا گیا ہے اس لئے جو شخص حکم اور عدل کے مقام پر کھڑا ہو، اس کے بیان کردہ اعتقادات اور تشریحات کو تسلیم کر لینا جادۂ صواب پر چلنا ہے چنانچہ حضرت صاحب فرماتے ہیں:۔

" نہ مجھے اور نہ کسی اور انسان کو انبیاء علیہم السلام کے بعد معصوم ہونے کا دعوےٰ ہے" (کرامات الصادقین صفحہ ۵)

بس بات ختم ہو گئی جب انبیاء علیہم السلام کے بعد آپ کو معصوم ہونے کا دعوےٰ نہیں تو ثابت ہو گیا کہ آپ انبیاء میں سے نہیں۔

ایک اور بات آپ نے لکھی ہے کہ ہمارے سید و مولیٰ نے آنے والے مسیح کے لئے نبوت شرط نہیں ٹھیرائی

پھر اسی اصول کی تائید میں آپ فرماتے ہیں:۔

" ماسوا اس کے جو شخص ایک نبی متبوع علیہ السلام کا متبع ہے اور اس کے فرمودہ پر اور کتاب اللہ پر ایمان لاتا ہے اس کی آزمائش انبیاء کی طرح کرنا ایک قسم کی ناسمجھی ہے" (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۳۹)

اس عبارت میں بھی وہ اپنے تئیں انبیاء میں شمار نہیں کرتے۔

ایک اور جگہ فرمایا کہ میرے اوپر وحی ولایت اترتی ہے۔ وحی نبوت نہیں اترتی۔ چنانچہ لکھا:۔

" حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وحی نبوت ختم ہو چکی ہے لیکن وحی ولایت جاری ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہ ہوگا"

"میں نے دیکھا ہے کہ اس وحی کے وقت جو برنگ وحی ولایت میرے پر نازل ہوتی ہے ایک خارجی اور شدید الاثر تصرف کا احساس ہوتا ہے۔" (برکات الدعا صفحہ ۱۷)

" غرض نبوت کا دعوےٰ اس طرف سے بھی نہیں صرف ولایت اور مجددیت کا دعوےٰ ہے" (مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ ۲۹۸)

پھر لکھا ہے :۔

" میں ملہم من اللہ ہوں۔ کیا اگر کوئی شخص دعوےٰ الہام کرے تو اس سے دعوےٰ نبوت بھی لازم آ گیا"

ایک اور جگہ فرمایا:۔

"ظاہر ہے کہ اگرچہ ایک ہی دفعہ وحی کا نزول فرض کیا جائے اور صرف ایک ہی فقرہ حضرت جبرئیل لاویں اور پھر چپ ہو جائیں تو یہ امر بھی ختم نبوت کے منافی ہے"

" بعد وفات رسول اللہ صلعم جبرئیل ہمیشہ کے لئے وحی نبوت لانے سے منع کیا گیا ہے" (ازالہ اوہام صفحہ ۵۷۷)

اور فرمایا کہ اگر خدا کے علم میں بھی کوئی شخص نبی ہو تو ختم نبوت کی مہر ٹوٹ جائے گی۔ ایسا ہی فرمایا:۔

" خدا تعالےٰ ایسی ذلت اور رسوائی اس امت کے لئے اور ایسی ہتک اور کسر شان اپنے نبی مقبول خاتم الانبیاء کے لئے ہرگز روا نہیں رکھے گا کہ ایک رسول بھیجکر جس کے ساتھ جبرئیل کا آنا ضروری ہے اسلام کا تختہ الٹ دے۔" (ازالہ اوہام صفحہ ۵۷۷)

اسی ضمن میں حضرت مجدد زمان نے تلقین فرمائی ہے کہ میرے نہ ماننے کی وجہ سے کوئی مسلمان کافر نہیں ہو جاتا۔ اور اسی ضمن میں تلقین فرمائی کہ میری جماعت اپنی بول چال میں میری نسبت نبی کا لفظ استعمال نہ کیا کریں کیونکہ اس سے فساد پیدا ہوتا ہے۔

اسی ضمن میں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ ایک مولوی نے حضرت مسیح موعودؑ سے یہ سوال کیا کہ آپ اپنے تمام الہامات شائع کیوں نہیں کرتے تو آپ نے اس کا یہ جواب دیا کہ میں ملہم ہوں، ملہم کو اختیار ہے کہ اپنے الہام شائع کرے یا نہ کرے۔ اس سے بھی ثابت ہے آپ اپنے آپ کو نبی نہیں سمجھتے تھے اور اسی طرح سے فرماتے ہیں میں مسائل کو نبوت سے نہیں بلکہ اجتہاد سے حل کرتا ہوں۔ پھر آپ نے قسمیں اٹھا اٹھا کر یہ لکھا ہے کہ میں حضرت نبی کریم صلعم کو خاتم الانبیاء یقین کرتا ہوں اور فرمایا ہے کہ جس قدر رسول کریم صلعم کے نام ہیں جس قدر قرآن کریم کے حروف ہیں ان سب کی قسمیں کھاتا ہوں، کہ میں اس بیان میں صادق ہوں۔ اس کو کہتے ہیں محکم کلام۔ اس کے بعد نبوت کی بحث ختم ہو جاتی ہے۔

فتح اسلام حضرت صاحب کی پہلی تصنیف ہے اس میں آپ نے اولیاء کی صفات بیان فرمائی ہیں۔ اس کا جواب آپ نے ازالہ اوہام میں دیا ہے۔ فرماتے ہیں:۔

" اما الجواب نبوت کا دعوےٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعوےٰ ہے جو خدا تعالےٰ کے حکم سے کیا گیا ہے" (ازالہ اوہام صفحہ ۴۲۱)

یہ خیال کہ حضرت صاحب کو اپنے دعوےٰ کے متعلق غلطی لگ گئی، قطعاً غلط ہے کیونکہ ماموریں کو ان کا مقام اور منصب بہت قریب سے دکھایا جاتا ہے چنانچہ حضرت مسیح موعود لکھتے ہیں:۔

" جس یقین کو نبی کے دل میں اس کی نبوت کے بارے میں بٹھایا جاتا ہے وہ دلائل تو آفتاب کی طرح چمک اٹھتے ہیں اور اس قدر تواتر سے جمع ہوتے ہیں کہ وہ امر بدیہی ہو جاتا ہے۔ . . . . نبیوں اور رسولوں کو ان کے دعوے کے متعلق اور بہت نزدیک سے دکھایا جاتا ہے اور اس میں اس قدر تواتر ہوتا ہے جس میں کچھ شک باقی نہیں رہتا۔" (اعجاز احمدی صفحہ ۲۶)

حضرت صاحب کی یہ تحریرات اصولی اور محکمات میں سے ہیں، جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کا دعوےٰ نبوت کا نہیں، آپ کا صرف مجددیت کا دعوےٰ تھا جو شروع سے لے کر آخر دم تک ایک ہی رہا۔

آپ کی پہلی کتاب فتح اسلام اور آخری کتاب حقیقۃ الوحی ہے ان میں آپ کا ایک ہی دعوےٰ ہے۔ چنانچہ حقیقۃ الوحی میں لکھا ہے:۔

" ۲۵ سال سے دعوےٰ کر رہا ہوں کہ میں اس صدی کا مجدد ہوں" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۹۴ صفحہ ۱۹۵)

ان تمام عبارات سے ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کا دعوےٰ نبی ہونے کا نہیں۔ ان اعلانات اور بیانات کے ہوتے ہوئے آپ کے برخلاف آپ کا فرزند یہ کہتا ہے کہ "اللہ تعالےٰ نے صاف لفظوں میں آپ کا نام نبی اور رسول رکھا اور کہیں بروزی اور ظلی نہ کہا پس ہم خدا کے حکم کو مقدم کریں گے" (اخبار الحکم ۲۱ اپریل ۱۹۱۴ء)

خدا تعالےٰ نے تو بتا دیا تھا کہ کلام میں محکمات اور متشابہات ہوتے ہیں۔ جس شخص کو خدا تعالےٰ کے رسول . . . صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم و عدل فرمایا اس کی بات کو رد نہیں کرنا چاہیئے۔ یہ قرآن کریم کی تعلیمات کے خلاف ہے۔ حضرت نبی کریم صلعم کے ارشاد کے خلاف ہے۔ اور حضرت مرزا صاحب کے واضح بیانات کے خلاف ہے انہوں نے فرمایا کہ میں مدعی نبوت پر لعنت بھیجتا ہوں (مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ ۲۲۳) اور صاف لکھا ہے کہ:۔

"جاہل لوگوں کو بھڑکانے کے لئے کہتے ہیں کہ اس شخص نے نبوت کا دعوےٰ کیا ہے" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹)

لیکن حضرت صاحب کے ان کھلے ارشادات کے باوجود کفر کا فتوےٰ دیتے ہوئے جو بات مکفر مولویوں نے کہی تھی وہی خلیفہ صاحب ربوہ نے کہدی ہے۔ مولویوں نے کفر کے فتوے میں یہ لکھا ہے کہ

" اگرچہ قادیانی نے یہ بات کہدی کہ جس نبوت کا اس کو دعوےٰ ہے اور اس کا دروازہ قیامت تک کھلا رہے گا۔ اس کا دوسرا نام محدثیت ہے اور اسی محدثیت کے معنے سے نبوت کا وہ مدعی ہے مگر ساتھ اس کے اس نے

محدثیت کے معنے ایسے بیان کئے ہیں اور اس کی حقیقت کی ایسی تشریح کر دی ہے کہ اس سے بجز نبوت اور کچھ مراد نہیں ہو سکتا۔"

(قیسے کفر صفحہ ۷۶-۷۷)

یہی بات خلیفہ صاحب ربوہ نے لکھی ہے:-

"گو ان ساری باتوں کا دعوےٰ کرتے رہے جن کے پائے جانے سے کوئی شخص نبی ہو جاتا ہے لیکن چونکہ ان شرائط کو نبی کی شرائط نہیں خیال کرتے تھے بلکہ محدث کی شرائط سمجھتے تھے اس لئے اپنے آپ کو محدث کہتے رہے اور نہیں جانتے تھے کہ میں دعوےٰ کی کیفیت تو وہ بیان کرتا ہوں جو نبیوں کے سوائے اور کسی میں پائی نہیں جاتی اور نبی ہونے سے انکار کرتا ہوں" (حقیقۃ النبوۃ ص۱۲۴)

ان دونوں عبارات سے ظاہر ہے کہ فتوے کفر مرتب کرنے والے اور خلیفہ ربوہ دونوں بعینہٖ وہی بات فرزند لبند نے کہدی دونوں یہی کہتے ہیں کہ آپ کا دعوےٰ دراصل نبوت کا تھا لیکن نادانی کی وجہ سے یا جان بوجھ کر اپنے آپ کو محدث کہتے تھے۔

مکفر مولویوں کے مذکورہ بالا فتوے پر حضرت مجدد زمان نے ذیل کا محاکمہ کیا ہے جو خلیفہ ربوہ کے اس بیان پر بھی صادق آتا ہے فرماتے ہیں:-

"انی کتبتُ فی بعض کتبی ان مقام التحدیث اشد تشبیھاً بمقام النبوۃ ولا فرق الا فرق القوۃ والفعل وقالوا ان ھذا الرجل یدعی النبوۃ واللہ یعلم ان قولھم ھذا کذب بہت لا یمازجہ شئی من الصدق ولا اصل لہ اصلاً۔ ترجمہ: میں نے اپنی بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ مقام محدثیت مقام نبوت سے شدید مشابہت رکھتا ہے اور ان میں قوت اور فعل کے سوائے اور کوئی فرق نہیں اور وہ (مخالف مولوی) کہتے ہیں کہ اس شخص نے نبوت کا دعوےٰ کیا ہے حالانکہ اللہ تعالےٰ جانتا ہے کہ ان کا یہ قول صریح کذب و بہتان ہے اس میں سچائی کی کوئی چاشنی نہیں اور نہ اس کی کوئی بنیاد ہے"

پس حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ خدا تعالےٰ جانتا ہے کہ ان کا کلام جھوٹ ہے۔ اس کے اندر صدق کی چاشنی تک نہیں ہے اس کی بنیاد کوئی نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعود کے کلام میں کتنی بڑی وضاحت ہے باوجود اس کے آپ کی طرف دعوےٰ نبوت منسوب کرنا اور ایسی باتیں کہنا جو آپ نے نہیں کہیں آپ کو خواہ مخواہ بدنام کرنا ہے۔

ایک جگہ حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ:-

"کیا ایسا بد بخت مفتری جو خود رسالت اور نبوت کا دعوےٰ کرتا ہے قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہے؟ اور کیا ایسا وہ شخص جو قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہے اور آیت ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کو خدا کا کلام یقین کرتا ہے وہ کہہ سکتا ہے کہ میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد رسول اور نبی ہوں؟ (انجام آتھم حاشیہ ص۲۷)

کس قدر صریح کا اظہار ہے ایک جگہ آپ نے تحدی سے یہ کہا ہے کہ خدا تعالےٰ کی شان کے یہ منافی ہے کہ آیہ کریمہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین میں جو وعدہ خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے اس کے خلاف آپ کے بعد کوئی رسول اور نبی بھیجے، خدا تعالےٰ صادق الوعد ہے وہ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کر سکتا۔

غرض حضرت امام الزمانؑ نے پُر زور الفاظ میں اس امر کو واضح کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر تمام نبوتیں اور رسالتیں ختم ہو گئی ہیں۔ اور کسی قسم کی نبوت باقی نہیں رہی ان کے الفاظ یہ ہیں:-

"خدا تعالےٰ نے اپنی تمام نبوتوں اور رسالتوں کو قرآن شریف پر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کر دیا۔ وہ شخص غلطی کرتا ہے جو میرے الہام میں لفظ نبی سے حقیقی نبوت اور رسالت مراد لیتا ہے۔ دین کو بچوں کا کھیل نہیں بنانا چاہیئے۔ ہمیں بجز خادم اسلام ہونے کے کوئی دعوےٰ بالمقابل نہیں" (الحکم جلد ۳ ص۲۹ مورخہ اگست ۱۸۹۹ء)

حضرت کا یہ اعلان جن نصوص قرآنیہ و حدیثیہ پر مبنی ہے وہ یہ ہیں:-

(۱) ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین (۲) الیوم اکملت لکم دینکم (۳) ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا نبی بعدی ولا رسول (۴) لا نبی بعدی (۵) ختم بی النبیون (۶) کنت اوّل النبیین خلقاً واٰخرھم بعثاً۔

نبوت کے ختم کر دینے کے بعد اللہ تعالےٰ نے امت کے ایمان کی آبیاری کے لئے سلسلہ مجددیت جاری کر رکھا ہے جس کی حقانیت پر اسلامی تاریخ شاہد ہے اور جس کی بنا پر مجدد الزمان نے اپنی ابتدائی کتاب فتح اسلام میں مجدد ہونے کا دعوےٰ کیا اور آخری کتاب حقیقۃ الوحی میں فرمایا کہ میں پچیس سال سے دعوےٰ مجدد کر رہا ہوں۔ یقیناً وہ روشن خدمات جو انہوں نے سر انجام دی ہیں ان کے مجدد ہونے پر مُہر تصدیق ثبت کرتی ہیں۔

20

ان سب بیانات کے ہوتے ہوئے کیا کوئی کہہ سکتا ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحبؒ مدعی نبوت ہیں ایک اور اصولی بات انہوں نے لکھی ہے۔ اکابرین اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ امت مسلمہ میں اولیاء اللہ پیدا ہوتے ہیں۔ اور ان سے مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ ہوتا ہے۔ چنانچہ چودہ سو سال کی اسلامی تاریخ اس پر شاہد ہے کہ اولیاء، اقطاب - غوث اور مجددین اس امت میں پیدا ہوئے۔ تو یہ تاریخ بھی ہے اور اکابر آئمہ دین کا اعتقاد بھی ہے۔ کہ سلسلہ الہام امت میں برابر پایا جاتا ہے۔

یہی حضرت مسیح موعود نے لکھا ہے۔ کہ مجھے خدا تعالےٰ سے مکالمہ مخاطبہ کا شرف حاصل ہے مترض اس قسم کا حضرت صاحب کا بین اور واضح کلام موجود ہے اگر دونوں جماعتیں قرآن کریم کی طرف توجہ دیں۔ اور حضرت نبی کریم صلعم کے اس ارشاد کو مانیں کہ مسیح موعود حکم و عدل ہو کر آئے گا۔ تو تنازعہ ختم ہو جاتا ہے۔

بیماروں اور تکلیف زدوں کے لئے تحریک دعا

شیخ بابو غلام قادر صاحب بیمار ہیں۔ بہت کمزور ہیں۔ ایسے کارندے بھی بہت کم ملیں گے۔ انہوں نے دین کی بڑی خدمت کی ہے۔ بابو منظور الٰہی صاحب کے بعد وہ ان کی جگہ بلا دِ غیر کے لوگوں کے ساتھ تبلیغی خط و کتابت کا کام کر رہے ہیں۔ ان کی صحت کے لئے دعا کی جائے۔

ایسا ہی مولانا غلام حسن صاحب پشاوری کے صاحبزادے مولوی عبد اللہ جان صاحب بہت زیادہ بیمار ہیں۔

بدوملہی کے چوہدری محمد شفیع صاحب کے لڑکے کے دماغ میں خلل آ گیا ہے وہ گھر سے باہر چلا گیا ہے۔

شیخ نیاز احمد صاحب وزیرآبادی کی صاحبزادی بیمار ہیں ان کے اندر اپنے باپ کی صفات نظر آتی ہیں سلسلہ کی خدمت کا جذبہ رکھتی ہیں اور بھی ایسے لوگ ہیں جن کا ذکر سننے میں نہیں آیا اور بیمار ہیں یا مصائب میں مبتلا ہیں۔ ان سب کے لئے دعا کریں۔ (دعا کی گئی)

آئینۂ صدق و صفا کے متعلق بعض احباب کی آراء

سلسلہ احمدیہ کی دو عظیم شخصیتوں حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اور ان کے برادر خورد حضرت مرزا ایوب بیگ صاحب رحمہم اللہ تعالیٰ کے سوانح حیات کتابی شکل میں زیر عنوان بالا گذشتہ دسمبر میں احباب جماعت کی خدمت میں پیش کئے گئے تھے۔ اس کتاب کے بارہ میں جماعت کے بہت سے دوستوں نے زبانی اور تحریری طور پر توصیفی کلمات استعمال کئے اور اسے ایک مفید تالیف قرار دیا ہے۔ میں ان خطوط کی اشاعت میں اکثر متامل رہا اس لئے کہ بعض احباب نے میری ذات کے متعلق بھی چند تعریفی باتیں کہی ہیں جن کا میں مستحق نہیں۔ لیکن ان آراء کی اشاعت سے مجھے اپنی حسن سعی کی تشہیر مقصود نہیں بلکہ جماعت کے دوستوں اور بالخصوص اپنے نوجوان عزیزوں کو ان مادر الوجود بزرگوں ...... کے حالات زندگی کی طرف متوجہ کرانا ہے جو حضرت مسیح موعودؑ کی قوت قدسی کا نشان اور انفاس مسیحائی کا زندہ ثبوت تھے۔ اگر درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے تو ان بزرگوں کی سیرت سے ہم امام زمان کی عظمت کا اندازہ کر سکتے ہیں کیونکہ انہوں نے جو کچھ حاصل کیا وہ حضرت اقدس کے فیض صحبت سے ہی حاصل کیا تھا۔

میری دلی خواہش ہے کہ ہمارے احباب اور جماعت کے بزرگوں کی اولادیں اس کتاب کو پڑھیں اور یہ زیادہ سے زیادہ ہاتھوں میں پہنچ جائے اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہمیں اتباع اسلام اور اسوۂ حسنہ نبی کریم صلعم کی پیروی اور امام وقت کے تتبع کی توفیق عطا فرمائے اور ہم دوسروں کے لئے نمونہ بنیں۔ ان معروضات کے ساتھ دو تازہ خطوط کا خلاصہ پیش خدمت ہے:-

پروفیسر سید عبدالقادر صاحب

پروفیسر سید ایف ایم عبدالقادر صاحب بھاگل پوری ایم اے علیگ ریٹائرڈ انسپکٹر آف سکولز (جو جماعت ربوہ سے تعلق رکھتے ہیں) تحریر فرماتے ہیں :- "آپکی یہ قیمتی تالیف سلسلۂ احمدیہ کی کتب تاریخ و سیرت میں ایک گرانقدر اضافہ ہے جن دو بزرگوں کے حالات زندگی پر مشتمل ہے وہ اس تحریک میں بڑی ممتاز حیثیت کے مالک تھے اور تمام جماعت میں محبت و احترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ ان کی مثال "مشرق کے ان دانشوروں" کی سی تھی جن کا ذکر انجیل مقدس میں آیا ہے اور جنہوں نے مسیح علیہ السلام کو فوراً شناخت کر لیا تھا اور اپنی اندرونی روشنی کی بدولت اول المومنین قرار دیئے گئے۔ قرآن مجید نے اس مقام کو یوں بیان فرمایا ہے لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح و قاتل اولئک اعظم درجۃ من الذین انفقوا من بعد و قاتلوا۔

مجھے حضرت مرزا ایوب بیگ صاحب سے ملاقات کا شرف تو حاصل نہیں ہوا لیکن مجھے اچھی طرح علم ہے کہ وہ سلسلہ کے السابقون الاولون میں سے تھے اور حضرت مسیح موعود کے مقربین اور خاص احباب میں شامل تھے۔ اللہ تعالیٰ کی مصلحتوں نے انہیں بہت دیر تک اس عالم سفلی میں نہ رہنے دیا اور جلد ہی اپنے حضور میں بلا لیا۔ البتہ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ سے ملنے کے مجھے بہت مواقع حاصل ہوتے رہے ۱۹۱۳ء میں جبکہ میں اسلامیہ کالج لاہور میں پروفیسر تھا ڈاکٹر صاحب مرحوم کے زیادہ قریب رہنے کا موقع ملا اور ان کی بہت سی عنایات میرے شامل حال رہیں۔ میں ان کے اخلاق فاضلہ اور اوصاف حمیدہ سے ہمیشہ بہت متاثر ہوا۔ وہ نہ صرف ایک بلند پایہ طبیب تھے بلکہ ایک انسان کی حیثیت سے اور ایک مسلمان کی حیثیت سے بھی بڑی اونچی پوزیشن کے مالک تھے۔ تحریک کے لئے انہوں نے ایسی خدمات سرانجام دی ہیں جنہیں فراموش نہیں کیا جا سکتا۔

آپ کے والد مرحوم مرزا سکندر بیگ صاحب میرے خاص الخاص دوستوں میں تھے اور ہمیں کافی دیر اکٹھے رہنے کا موقع ملا ہے وہ بھی ایک نہایت مخلص انسان تھے۔ ان کے لئے شہادت کی موت مقدر تھی جو اپنی جگہ بڑا درجہ رکھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی روح پر اپنی خاص برکات نازل فرمائے۔ آمین"

پروفیسر شیخ محمد فاضل صاحب

ہمارے مکرم دوست پروفیسر شیخ محمد فاضل صاحب پشاور سے رقمطراز ہیں :- "آپ کی یہ تصنیف ساری قوم کے واسطے عطیہ ہے۔ آپ نے نہایت قلیل وقت کے اندر یہ قیمتی کتاب لکھدی ہے جس میں حضرت امام الزمان کی قلم کی برکات ظاہر ہوتی ہیں۔ ان کے قلم کے اندر بڑی جولانی اور روانی تھی۔ مجھے خاص خوشی یہ ہے کہ اس کتاب کو لکھ کر ہماری قوم کی بلند شخصیتوں کے حالات قلمبند کرکے آپ نے ہم پر بڑا بھاری احسان کیا ہے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے انکے قریب کا وہ قیمتی موقع بخشا تھا جو بیٹوں کو نصیب ہوتا ہے۔ اس سوانح حیات کی تالیف سے آپ نے ایک صحیح خلف اور اعلیٰ مرتبت بیٹے کی ذمہ داری کا حق کما حقہ ادا کر دیا ہے اللہ تعالیٰ آپکو بڑا اعلیٰ صلہ عطا فرمائے"!

ایڈیٹر صاحب اخبار الفضل ربوہ

از میاں محمد صادق صاحب ریٹائرڈ ڈی۔ ایس۔ پی لاہور

اخی المکرم عزیز تنویر صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ "غیر مبائعین دوستوں کو ایک مخلصانہ مشورہ" کی سرخی کے ساتھ آپ کا مضمون میں نے بغور پڑھا۔ اگر آپ نے اس میں جماعت احمدیہ لاہور کی طرف منافقت اور دسیسہ کاری منسوب کرکے مولویانہ ذہنیت کا اظہار نہ کیا ہوتا۔ تو جو مشورہ آپ نے دیا تھا۔ مخلصانہ کہلا سکتا تھا۔ اور اس سے کوئی مفید نتیجہ نکلنے کی امید ہو سکتی تھی۔ میں نے لاہوری اور ربوی جماعت کے لٹریچر در بارہ نبوت حضرت مسیح موعودؑ کا بغور مطالعہ کیا ہے۔ ہر دو جماعت سے میرا تعلق احمدیت کی وجہ سے چلا آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس میں سے کسی ایک سے بھی میرا ذاتی یا نفعی تعلق نہیں رہا جو میرے خیالات پر اثر انداز ہو سکے۔ میرے نزدیک ہر دو جماعتوں میں حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت کے متعلق مباحثہ صرف نزاع لفظی ہے۔ مگر اس نبوت سے جو نتائج اخذ کئے جاتے ہیں وہ مختلف ہیں۔ آپ اپنی تصریحات کی ماتحت حضرت مسیح موعودؑ کے نہ ماننے والوں کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دے چکے ہیں جس کا تحریری اور شائع شدہ ثبوت آئینہ صداقت کے صفحہ ۳۵ میں ملتا ہے۔ اگرچہ آپ کے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی منیر ٹربیونل کے سامنے اپنے حلفی بیان میں تسلیم فرما چکے ہیں کہ حضرت مسیح موعود کا ماننا جزو ایمان نہیں۔ (دیکھو "بیان" جو آپ کی طرف سے پمفلٹ کی صورت میں شائع ہو چکا ہے) مگر علماء کرام ربوہ قاضی محمد نذیر احمدی صاحب لائلپوری و ابو العطاء صاحب جالندھری ابھی تک تکفیر اہل قبلہ کی رٹ لگاتے جاتے ہیں۔ اور جماعت ربوہ میں سے کوئی ان کو روکنے والا نہیں۔ اگر آپ اپنی طرف سے اخلاص کے مدعی ہیں۔ تو از راہ کرم کھلے طور پر اعلان فرما کر ثواب حاصل کریں۔ کہ جماعت ربوہ اہل قبلہ کی تکفیر کی حامی نہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے نہ ماننے والوں کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج نہیں فرمایا۔ اور اگر ان کو اپنی نبوت کی وہ تشریح ---- پسند تھی جو آپ فرما رہے ہیں۔ تو وہ بجائے حقیقۃ الوحی نے حقیقۃ النبوۃ لکھتے جس کا شرف آپ کے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کو حاصل ہے۔ میرے نزدیک تکفیر اہل قبلہ کا مرض احمدیت کے لئے زہر ہلاہل سے کم نہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس سے نجات بخشے۔ اور احمدیت پر جو اعتراضات کتاب حقیقۃ النبوۃ اور دیگر ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی وجہ سے ہوتے ہیں اس سے محفوظ فرما دے۔

والسلام

محمد صادق ریٹائرڈ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس

مسلم ٹاؤن۔ لاہور

۱۵ مئی ۱۹۶۵ء

مولانا شیخ عبدالرحمن مصری صاحب

مجددین اُمت میں سیدنا حضرت مرزا صاحب (المسیح الموعودؑ) کا مقام اور آپکی عظمت شان

(۴)

مسیح کی آمد اور حضرت نبی کریم صلعم کی آمد ایک ہی ہے۔

اُمت میں آنے والے مسیح کی عظمت شان کا اندازہ اس امر سے بآسانی لگایا جا سکتا ہے کہ مسیح کی آمد کو حضرت نبی کریم صلعم نے اپنی ہی آمد قرار دیا ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل احادیث سے ظاہر ہے۔ کنز العمال جلد سابع ص ۱۶۹ کی حدیث الدنیا سبعۃ الاف سنۃ انا فی اخرھا الف ہر سچے مسلمان کو دعوت غور دے رہی ہے اس حدیث میں حضرت نبی کریم صلعم فرماتے ہیں کہ دنیا کی عمر سات ہزار برس ہے اور میں آخری ہزار میں ہوں، ہر مورخ جانتا ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم کی بعثت پانچویں ہزار میں ہوئی تھی لیکن اس حدیث میں آنحضور صلعم اپنی بعثت ساتویں ہزار میں بتلا رہے ہیں جس کے معنے صاف ہیں کہ ساتویں ہزار میں بھی آنحضور صلعم کی بعثت مقدر ہے اور یہ بعثت لامحالہ کسی کامل بروز کے ذریعہ ہی ہو سکتی ہے ورنہ آنحضور صلعم اپنے جسم عنصری کے ساتھ دوبارہ تو دنیا میں آ نہیں سکتے ...... چنانچہ بعثت ثانیہ کی اس پیشگوئی کو اگر امت میں کسی شخص نے پورا کیا ہے تو وہ سیدنا ... حضرت مرزا صاحب ہی ہیں جنہوں نے ساتویں ہزار میں مسیح موعود اور مہدی معہود ہونے کا دعوےٰ کیا اور اپنے اس دعوےٰ کی صداقت کو دلائل عقلیہ و نقلیہ اور بے شمار نشانات سماوی کے ذریعہ ثابت بھی کر دیا۔ پس اس حدیث سے حضرت نبی کریم صلعم کے دو بعث یقینی طور پر ثابت ہیں اور اس سے دوسرے بعث کے مصداق کی عظمت شان واضح ہے اس سے ان لوگوں کی غلطی واضح ہو جاتی ہے کہ جو بنی اسرائیل کے نبی حضرت عیسیٰؑ کی دوبارہ آمد کے منتظر ہیں کیونکہ وہ تو حضرت نبی کریم صلعم کے بروز کسی صورت میں بھی نہیں ہو سکتے وہ تو خود مستقل نبی ہیں حضرت نبی کریم صلعم کی قوت قدسیہ ان میں کام نہیں کر رہی ہوگی اور نہ وہ آنحضور صلعم سے فیضیاب ہوں گے۔ برخلاف حضرت مرزا صاحب کے کہ وہ کلی طور پر حضرت نبی کریم صلعم سے ہی فیض یاب ہیں جیسا کہ آپ کے الہام کل برکۃ من محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ظاہر ہے۔

- - - - - - - - - - - - - - - - -

قرآن کریم سے اس کی تصدیق

مندرجہ بالا حدیث کی تصدیق قرآن کریم کی آیت واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم وھو العزیز الحکیم ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم سے بھی ہوتی ہے کیونکہ یہ آیت بھی یہی بتلا رہی ہے کہ آخری زمانہ کے لوگوں پر آیات پڑھنے والے اور انہیں پاک کرنے والے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھانے والے حضرت نبی کریم صلعم ہی ہوں گے پس آیت اور حدیث دونوں حضرت نبی کریم صلعم کے ہی دو بعث ثابت کر رہے ہیں اور دوسرا بعث اتنی عظمت شان کا حامل ہے کہ اس کو حضرت نبی کریم صلعم اپنا ہی وجود قرار دے رہے ہیں اور یہ بعث سیدنا حضرت مرزا صاحب (مسیح موعودؑ) کے وجود میں ہی وقوع میں آیا ہے اور اللہ تعالےٰ اسکو اپنا فضل عظیم بتلاتے ہوئے اُمت کے اس شخص کو بڑا ہی خوش قسمت قرار دیتا ہے جو اس فضل عظیم کا مورد بنے گا اور وہ سیدنا حضرت مرزا صاحب (مسیح موعود) کا اس فضل عظیم کا مورد ہونا اظہر من الشمس ہے کیونکہ آیت میں مذکورہ تمام فرائض آپ نے ہی بخیر و خوبی سرانجام دیئے ہیں۔ اسی لئے حضرت نبی کریم صلعم نے آنے والے مہدی کے متعلق فرمایا کہ یواطی اسمہ اسمی اور پھر فرمایا کہ وہ میرے خلق پر ہو گا۔ یعنی اس کی صفات میری صفات کے مطابق ہوں گی اور سب سے اعلیٰ صفات آنحضور صلعم کی قرآن کریم میں آیات کا پڑھنا تزکیہ نفوس کرنا کتاب اور اس کی حکمت سکھانا ہی بتلائی گئی ہیں اور سیدنا حضرت مرزا صاحب نے جس خوبصورتی سے اسلامی تعلیم کی حکمت کو بیان کیا ہے اور جس کامل طور پر تزکیہ نفوس کیا ہے وہ اپنی نظیر آپ ہی ہے۔

ثریّا پر جا کر ایمان کو پانا

اس بروز کامل کے متعلق حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا ہے لو کان الایمان معلقاً بالثریا لنالہ رجل من ابناء فارس یعنے اگر ایمان ثریا پر لٹکا ہوا ہو گا تو یہ بروز کامل جو فارس کی نسل سے ہو گا اسے وہاں بھی ...... جا لے گا اسلامی اصطلاح میں ایمان سے مراد کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

یہی حقیقی ایمان ہے ظاہر ہے کہ سیدنا حضرت مرزا صاحب کے ظہور کے وقت رسمی ایمان تو بے شک زمین پر موجود تھا لیکن حقیقی ایمان کی طرف راہنمائی کرنے والا کوئی نہ تھا اسی لئے حدیث میں آتا ہے کہ مہدی کا ظہور اس وقت ہوگا جب دنیا میں تاریکی چھائی ہوئی ہوگی اور وہ آکر اسے دور کر دے گا۔

اب یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ پہلے اولیاء کے طریق کے خلاف جن میں سے ہر ایک کسی نہ کسی دوسرے ولی سے فیض یاب ہوتا تھا اور حقیقی ایمان کی دولت اس سے حاصل کرتا تھا۔ سیدنا حضرت مرزا صاحب (مسیح موعود) کو حقیقی ایمان کی طرف راہنمائی کرنے والا کوئی ولی بھی نہ تھا اس لئے آپ کے لئے زمین سے .... حقیقی ایمان حاصل کرنے کے ذرائع بالکل مفقود تھے آپ نے ایمان کی دولت صرف اور صرف براہ راست حضرت نبی کریم صلعم کے ذریعہ آسمان سے ہی حاصل کی اور اس حدیث کو پورا کر دیا کہ اگر ایمان ثریا پر بھی ہو گا تو وہ اسے وہاں بھی .. جا لے گا چنانچہ حضور نے خود بھی آسمان سے ہی حقیقی ایمان حاصل کیا اور پھر اس حقیقی ایمان کو آسمان سے لا کر دوبارہ از سر نو زمین پر قائم بھی کر دیا، اور ہزاروں دلوں کو اس کے نور سے منور بھی کر دیا، اور ان کو اندھیروں سے روشنی میں بھی لے آئے۔ حضور پر ایمان نہ لانے والوں میں سے بھی جن میں اس وقت خدمت دین کا جذبہ نظر آ رہا ہے وہ بھی درحقیقت حضرت مسیح موعود کے لائے ہوئے نور کا ہی مرہون منت ہے ان لوگوں کے لٹریچر کا بغور مطالعہ کرنے والے احباب میرے اس قول کی بآسانی تصدیق کر سکتے ہیں بہرحال میرا مندرجہ بالا بیان ہر غیر متعصب مفکر کو اس بات کو تسلیم کرنے پر مجبور کر دے گا کہ سیدنا حضرت مرزا صاحب ہی حدیث اور آیت کے مصداق ہیں اور یہ کہ دیگر مجددین کے مقابلہ میں جو عظمت آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کی گئی ہے وہ یقیناً بے نظیر ہے اور کوئی مجدد اس میں آپ کا شریک نہیں اسی لئے آپ کو دیگر مجددین کے مقابلہ میں خاتم الخلفاء اور خاتم الاولیاء کا لقب عطا کیا گیا ہے۔ ٹھیک اسی طرح جس طرح حضرت نبی کریم صلعم کو دیگر انبیاء کے مقابلہ میں خاتم الانبیاء کے لقب سے نوازا گیا ہے۔ خاتم الانبیاء اور خاتم الاولیاء کی حقیقت پر میں اپنے بعض گذشتہ مضامین میں کافی روشنی ڈال چکا ہوں اگر ضرورت محسوس ہوئی تو انشاء اللہ پھر بھی کسی وقت اس امر پر روشنی ڈال دی جائے گی۔

دجالی فتنہ اور اس کے زور کو توڑنے والے کی اہمیت

دجالی فتنہ قرآن کریم میں اجمالاً اور احادیث میں تفصیلاً اتنا بڑا فتنہ قرار دیا گیا ہے کہ جس سے تمام انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی اُمتوں کو ڈراتے چلے آئے اور حضرت نبی کریم صلعم نے اس کے متعلق مندرجہ ذیل الفاظ فرمائے ما بین خلق اٰدم الی قیام الساعۃ امر اکبر من الدجال۔ رواہ مسلم۔ یعنی آدم کی پیدائش سے

لے کر قیامت تک دجال سے بڑھ کر کوئی فتنہ نہیں ہے ظاہر ہے کہ اتنے بڑے فتنہ کا مقابلہ کرنے والا شخص وہی ہو سکتا ہے جس کی قوت قدسیہ اور جس کی روحانی صلاحیتیں تمام انسانوں سے بڑھ کر ہوں اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ایسا انسان دنیا میں ایک ہی ہے اور وہ ہمارے آقا حضرت نبی کریم صلعم ہی ہیں جو لوگ اس فتنہ کو فرو کرنے والا حضرت عیسٰے علیہ السلام کو سمجھے بیٹھے ہیں وہ غور کریں کہ اپنے اس اعتقاد کی رُو سے کیا وہ حضرت عیسٰے کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر فضیلت نہیں دیتے اور کیا وہ ان کی قوت قدسیہ اور ان کی روحانی صلاحیتوں کو حضرت نبی کریم صلعم کی قوت قدسیہ اور آنحضور صلعم کی روحانی صلاحیتوں سے بڑھ کر ثابت نہیں کر رہے اور بدیں وجہ غیر شعوری طور پر حضرت نبی کریم صلعم کی ہتک کے مرتکب نہیں ہو رہے۔ کاش وہ اپنے اس عقیدہ سے جتنی جلد بھی ہو سکے توبہ کی طرف مائل ہو کر اس گناہ عظیم سے اپنے آپ کو بچالیں۔

دجّال کے ظہور کا زمانہ اور اس کا مقابلہ کرنے والا شخص

عقل سلیم اس بات کا حتمی فیصلہ دیتی ہے کہ اس فتنۂ عظیمہ کی طاقت کو اگر کوئی توڑ سکتا ہے تو حضرت نبی کریم صلعم ہی توڑ سکتے ہیں۔ اور اس کے شر سے لوگوں کو اگر کوئی محفوظ رکھ سکتا ہے تو حضرت نبی کریم صلعم ہی رکھ سکتے ہیں لیکن احادیث صحیحہ ہمیں بتلاتی ہیں کہ اُمت میں آنے والے مسیح کے ہاتھ سے ہی دجّال کے فتنہ کا فرو ہونا مقدر ہے چنانچہ حضرت عمرؓ نے جب ابن صیاد کو دجّال سمجھ کر قتل کرنا چاہا تو حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا اگر یہی دجّال ہے تو اس کا قتل تو مسیح کے ہاتھ سے مقدر ہے تم اسے قتل نہیں کر سکتے اور اگر یہ دجّال نہیں تو اس کے قتل سے کوئی فائدہ نہیں اب یہ دو متضاد حقیقتیں ہمارے سامنے آتی ہیں۔ ایک حقیقت تو یہی ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم کے سوا اور کوئی شخص اس فتنہ کے طلسم کو پاش پاش نہیں کر سکتا اور دوسری طرف مسیح کو اس فتنہ کا قلع قمع کرنے والا قرار دیا جاتا ہے۔

تضاد کے دُور کرنے کی صُورت

یہ تضاد تبھی دُور ہو سکتا ہے جبکہ آنے والے مسیح کو حضرت نبی کریم صلعم کا کامل متبع اور آنجناب صلعم کی قوتِ قدسیہ کا ہی وارث قرار دیا جائے کیونکہ متبع اور وارث کا کام درحقیقت متبوع اور اصل کا ہی کام ہوتا ہے کیونکہ اس کے وجود میں بھی متبوع کی ہی قوت قدسیہ کام کر رہی ہوتی ہے جو کچھ ہوتا ہے اس کے وجود میں بھی متبوع کا ہی ہوتا ہے تابع کا اپنا کچھ نہیں ہوتا اور سیدنا حضرت مرزا صاحب کا یہی دعوے تھا کہ ہر کمال ان کو حضرت نبی کریم صلعم کے کمالات سے ہی ملا ہے وہ حضرت نبی کریم صلعم کے کمالات کے سمندر کا ایک قطرہ ہیں آپ کے دونوں الہام کلّ برکۃ من محمد صلعم اور تبارک

من علّم وتعلّم بھی اسی حقیقت کی غمازی کر رہے ہیں۔

حدیث انا حجیجہ

یہی وجہ ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم فرماتے ہیں وان یخرج وانا فیکم فانا حجیجہ دونکم یعنے اگر دجال نکلے اور میں تم میں ہوں تو میں تمہیں اس کے شر سے محفوظ رکھنے کے لئے دلائل سے اس کا مقابلہ کروں گا۔ ظاہر ہے کہ آنحضور صلعم نے تو اپنے جسم عنصری سے اس کے ظہور کے وقت موجود ہونا ہی نہیں اس لئے تسلیم کرنا پڑے گا کہ آنجناب صلعم بروزی رنگ میں ہی اس وقت موجود ہو سکتے ہیں سو اس حدیث میں بھی اس بروز کو جو دجّال کا مقابلہ کرے گا آنحضور صلعم اپنا وجود ہی قرار دے رہے ہیں اس سے ظاہر ہے کہ وہ بروز یقیناً تمام بروزوں کے مقابلہ میں کامل بروز ہوگا اور دوسروں کے مقابلہ میں حضرت نبی کریم صلعم کی قوت قدسیہ کا سب سے بڑھ کر وارث ہوگا اور اس حد تک اس کو اپنے وجود میں جمع کرے گا جس حد تک کہ دجّالی فتنہ کے مقابلہ کے لئے کافی ہوگی۔ پس حضرت نبی کریم صلعم کا اس بروز یعنی مسیح موعود اور اپنے وجود کو ایک ہی وجود قرار دینا جس عظمت شان پر دلالت کرتا ہے اس کا قیاس ہر شخص خود ہی بآسانی کر سکتا ہے۔

شہید اعظم

قرآن کریم کی یہ آیت وکذالک جعلناکم اُمّۃً وسطاً لتکونوا شھداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شھیداً ہمیں بتلاتی ہے کہ اُمت کے کاملین شھداء علی النّاس ہوں گے یہ بھی قرآن کریم سے واضح ہے کہ قیامت کے دن ہر نبی اپنی اُمت کے متعلق شہادت دے گا اور یہ ظاہر ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم کی امت آخر الامم ہونے کی وجہ سے قیامت تک چلے گی اور یہ ناممکن ہے کہ قیامت تک آنے والے امتیوں کے متعلق حضرت نبی کریم صلعم شہادت دے سکیں کیونکہ ان کے افعال کے متعلق ان کو قطعاً کوئی علم نہیں ہوگا ایک حدیث میں صاف آتا ہے کہ بعض لوگوں کو دوزخ کی طرف لے جاتے ہوئے دیکھ کر آنجناب صلعم فرمائیں گے اُصیحابی اُصیحابی تو فرشتے کہیں گے لا تدری ما احدثوا بعدک تو آپ فرمائیں گے میں بھی وہی کہوں گا جو حضرت عیسٰے نے کہا کنت علیہم شہیداً مادمت فیہم فلمّا توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم وانت علٰے کل شیئی شہید جس سے معلوم ہوتا ہے کہ موت کے بعد نبی کو بھی علم نہیں ہو سکتا کہ اس کی اُمت کے افراد اس کی موت کے بعد کن افعال کے مرتکب ہوتے رہے ہیں۔ لیکن نبی نے اپنی امت کے متعلق شہادت بھی ضرور دینی ہوگی اس لئے اس کا طریق خدا نے اس امت کے لئے یہ مقرر کر دیا ہے کہ اس امت میں ایسے کاملین پیدا ہوتے رہیں گے

جو شھداء علی الناس ہونے کی حیثیت سے شہادت کے ادا کرنے میں حضرت نبی کریم صلعم کے ایک رنگ میں معاون ہوں گے تا ان کی شہادت کی مدد سے حضرت نبی کریم صلعم قیامت تک آنے والے افراد امت کے متعلق شہادت کا فریضہ ادا کر سکیں۔ اسی لئے قرآن کریم میں آیا ہے وجایٔ بالنّبیّین والشھداء یعنی قیامت کے روز صرف نبیوں کو ہی نہیں لایا جائے گا بلکہ ان کے ساتھ دیگر شہداء کو بھی لایا جائے گا۔ پس اس امت میں جس قدر مجدد دین ہوئے ہیں وہ اپنے اپنے زمانہ کے لوگوں کے متعلق شہادت کا فریضہ ادا کریں گے اور ان کی شہادت حضرت نبی کریم صلعم کی ہی شہادت قرار دی جائے گی۔

اعظم النّاس شہادۃ

ان تمام شہداء کے مقابلہ میں ایک شہید کے متعلق حدیث میں یہ الفاظ وارد ہوئے ہیں ھذا اعظم النّاس شہادۃ عند ربّ العالمین یعنے یہ شہید اللہ تعالےٰ کے نزدیک تمام شہداء سے شہادت میں بڑھ کر ہوگا اور یہ الفاظ حضرت نبی کریم صلعم نے امت میں آنے والے مسیح کے متعلق ہی فرمائے ہیں جس سے صاف ظاہر ہے کہ امت کے مسیح کو دیگر تمام مجددین پر خصوصیت بھی اور فضیلت بھی حاصل ہے اور اسی امتی کے متعلق صاف الفاظ میں حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ جو دجّال کا پتہ دے گا وہی درجہ میں سب سے بڑھ کر ہوگا۔ آنحضور صلعم کے الفاظ ہیں ھذا اقرب النّاس منی درجۃً واعظم النّاس شہادۃً عند ربّ العالمین اور دجال کا پتہ سیدنا حضرت مرزا صاحب (مسیح موعودؑ) نے ہی دیا اور اس قوم کا دجّال ہونا واقعات اور دلائل کے ذریعہ سے ثابت بھی کر دیا۔

اُمّت کے اوّل و آخر کا مقابلہ

آنے والے مسیح کی عظمت شان ان الفاظ میں بھی حضرت نبی کریم صلعم نے بیان فرمائی ہے امتی کالمطر لا یدری اولہ خیر ام اٰخرہ" یعنی میری امت کو بارش سے تشبیہ دی جا سکتی ہے اس لئے اس بات کا پتہ لگانا مشکل ہے کہ اس کا اول بہتر ہے یا آخر بہتر ہے۔ دوسری حدیث میں آتا ہے کیف تھلک امّۃ انا فی اوّلھا والمسیح بن مریم فی اٰخرھا اس حدیث سے ظاہر ہے کہ امت کا آخری حصہ اُمت میں آنے والے مسیح سے ہی تربیت یافتہ ہوگا۔ گویا مسیح کے تربیت یافتہ بالواسطہ حضرت نبی کریم صلعم کے ہی تربیت یافتہ ہوں گے اور وہ بھی حضرت نبی کریم صلعم کے صحابہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم کی طرح اپنے زمانہ میں جو تاریکی سے لبریز ہونے کی وجہ سے ظھر الفساد فی البرّ والبحر کا ہی نقشہ پیش کر رہا ہوگا دینی خدمات سرانجام دینے والے ہوں گے

اور ایمان کو از سرِ نو دنیا میں قائم کرنے کا ذریعہ بنیں گے اس لئے اللہ تعالےٰ کے نزدیک ان کی خدمات بھی اسی طرح قبولیت کا شرف حاصل کرنے والی ہوں گی جس طرح صحابہ کرام رضؓ کی خدمات نے قبولیت کا شرف حاصل کیا تھا گو کئی اور رنگوں میں صحابہ کرام رضؓ کو فضیلتیں حاصل ہیں جن کو ان کے بعد کوئی بھی حاصل نہیں کر سکتا لیکن حدیث کا صرف یہی منشا ہے کہ دونوں جماعتوں کی دینی خدمات میں موازنہ مشکل ہے اسی بنا پر حضرت سوزیدہ رضؓ نے فرمایا ہے مہدی کے ظہور سے اُمت کو مخلصی حاصل ہوگی گویا کہ حضرت نبی کریم صلعم کے صحابہ رضؓ ان میں موجود ہوں گے اسی لئے حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا بدأ الاسلام غریبًا فطوبیٰ للغرباء۔ اس حدیث سے بھی آنے والے مسیح کی عظمت شان کا جو اظہار ہوتا ہے وہ دیگر تمام مجددین پر آپ کی فضیلت کو ثابت کرنے کے لئے کافی ہے۔

دجّال کو کون پائے گا

حضرت نبی کریم صلعم فرماتے ہیں سیدرکہ من قد رانی وسمع کلامی یعنی دجّال کو ضرور پائے گا وہ شخص جس نے مجھے دیکھا اور میرے کلام کو سنا ظاہر ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم کے اس قول کا یہ مطلب تو ہو نہیں سکتا کہ آنحضور صلعم کے زمانہ کے لوگ دجّال کو پائیں گے کیونکہ اس کے خروج کا تعلق تو مسیح موعودؑ کے زمانہ کے ساتھ ہے۔ پس آنحضور صلعم کے اس کلام کا مصداق وہی امتی ہو سکتا ہے جس کو روحانی طور پر کشفًا حضرت نبی کریم صلعم کی زیارت کا اور آنحضور صلعم کے کلام کے سننے کا شرف حاصل ہوگا۔ چنانچہ سیدنا حضرت مرزا صاحب (المسیح الموعود) کے بالکل ابتدائی کشف ز بتلاتے ہیں کہ حضور کو ایک واضح کشف میں حضرت نبی کریم صلعم کی زیارت بھی ہوئی اور حضور کو آنجناب صلعم کے کلام سننے کا بھی شرف حاصل ہوا پھر ایک دفعہ ہی نہیں بلکہ متعدد مرتبہ اس سعادت سے آپ مشرف ہوئے۔ پس حدیث سیدرکہ من قد رانی وسمع کلامی پوری طرح سیدنا حضرت مرزا صاحب (المسیح موعود) پر چسپاں ہو رہی ہے امت میں آپ ہی ایک ایسے شخص ہیں جس نے یقینی طور پر دجّال اور یاجوج ماجوج کا امت کو پتہ دیا اور ان کے فتنہ سے اپنے ساتھ تعلق رکھنے والوں کو محفوظ کر لیا گو شروع میں اسے تسلیم کرنے میں مخالفت ہوئی۔ لیکن اب اس حقیقت کو آہستہ آہستہ دوسرے لوگ بھی تسلیم کرتے جا رہے ہیں۔

حضرت نبی کریمؐ کا سلام

دوسرے مجددین کے مقابلہ میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خصوصیت سے اُمت کو وصیت کی ہے کہ وہ آنے والے مسیح کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام پہنچائے اس سے بھی مسیح موعودؑ کی عظمت شان کا اندازہ ہو سکتا ہے

صحیح احادیث میں آنیوالے مسیح کی شان

امت میں آنے والے مسیح کی دیگر مجددین کے مقابلہ میں جو شان احادیث میں بیان کی گئی ہے اس سے پتہ لگتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک آپ کا مقام کس قدر بلند ہے اور آپ کے ہاتھ سے اسلام کی کس قدر شاندار خدمات سرانجام پانے والی ہیں۔

بخاری اور مسلم دونوں میں آنے والے مسیح کی شان میں یہ حدیث وارد ہوئی ہے آنحضرت صلعم فرماتے ہیں:۔ "اُرانی اللیلۃ عند الکعبۃ فی المنام فاذا رجل آدم کاحسن ما یُری من آدم الرجال تضرب لمتہ بین منکبیہ رجلُ الشعر یقطر رأسہ ماءً واضعًا یدیہ علی منکبی رجلین وھو یطوف بالبیت فقلت من ھٰذا فقالوا ھٰذا المسیح بن مریم ثم رأیت رجلًا وراءہ جعدًا قططًا اعور عین الیمنی کاشبہ من رأیت بابن قطن واضعًا یدیہ علی منکبی رجل (اور ایک روایت میں رجلین بھی آیا ہے) یطوف بالبیت فقلت من ھٰذا قالوا المسیح الدجال۔

ایک روایت میں مسیح کے بالوں کے متعلق آتا ہے قد رجّلہ اور قد سرّحہ ودھنہ کے الفاظ بھی آتے ہیں۔

اور ایک روایت میں اس کا دیماس یعنی حمام سے غسل کر کے نکلنے کا بھی ذکر ہے اور ایک روایت میں ہے فاذا اقرب من رأیت بہ شبھًا عروۃ ابن مسعود۔

ایک روایت میں مسیح کے ساتھ مالک خازن النار اور دجّال کو دیکھنے کا ذکر بھی پایا جاتا ہے اور اس کے علاوہ اسی کشف میں دیگر بہت سی آیات کا بھی آنحضور کو دکھلایا جانا مذکور ہے اور ایک اور روایت میں اس کا نزول مبین ممصرتین یعنی دو زرد رنگ کی چادروں میں بیان کیا گیا ہے۔ مندرجہ بالا احادیث سے ظاہر ہے کہ اُمت میں آنے والے مسیح کے متعلق آنحضرت صلعم کو جو کچھ دکھلایا گیا وہ منام یعنے خواب میں ہی دکھلایا گیا اور خواب کے نظارے تعبیر طلب ہوتے ہیں۔

آنحضور صلعم کا خواب اور اس کی تعبیر

چنانچہ حضرت انس بن مالک رضؓ سے روایت ہے "ان رسول اللہ صلعم قال رأیت اللیلۃ کأنی فی دار عقبۃ بن رافع واُتینا برطب من رطب ابن طاب فاوّلت ان الرفعۃ لنا فی الدنیا والعاقبۃ فی الآخرۃ وان دیننا قد طاب اب دیکھئے آنحضرت صلعم نے رافع سے رفعۃ فی الدنیا مراد لی ہے اور عقبہ سے عاقبۃ فی الآخرۃ مراد لی ہے اور طاب سے دین کا طیب ہونا مراد لیا ہے۔

علماء کی تعبیر

اسی بنا پر مندرجہ بالا احادیث میں جو نظارہ آنحضرت صلعم نے خواب میں دیکھا ہے علماء نے بھی اس کی تعبیر ہی کی ہے۔ چنانچہ فتح الباری میں بیت اللہ کے طواف کی تعبیر میں لکھا ہے امام سے امر مطلوب کو حاصل کرنا والدین سے نیکی کرنا عالم کی خدمت کرنا امام کے امر میں داخل ہو جانا اپنے آقا کی خیر خواہی کرنا۔ آنے والے مسیح کے امام حضرت نبی کریم صلعم ہی ہیں مسیح جو کچھ حاصل کریگا آنحضور صلعم سے ہی حاصل کرے گا۔ چنانچہ سیدنا حضرت مرزا صاحب کے الہام کل برکۃ من محمد صلعم سے اسی حقیقت پر روشنی پڑتی ہے آپ کے روحانی والد حضرت نبی کریم صلعم ہی ہیں آنجناب صلعم کی جو خدمت حضرت مرزا صاحب نے کی ہے وہ اظہر من الشمس ہے۔ حضرت نبی کریم صلعم کے امر میں آپ ایسے داخل ہوئے کہ ساری عمر اسی کو مضبوطی کے ساتھ قائم کرنے میں صرف کر دی، آنحضرت صلعم ہی حقیقی عالم ہیں جن سے آپ نے تمام روحانی علوم کا ورثہ پایا جیسا کہ آپ کا الہام تبارک من علّم وتعلّم اس پر دلالت کر رہا ہے۔ کس صفائی سے تعبیر کی ایک ایک علامت سیدنا حضرت مرزا صاحب پر چسپاں ہو رہی ہے۔

اسی طرح مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد پنجم صفحہ ۲۱۰ پر علامہ توربشتی رحؒ کا مندرجہ ذیل قول منقول ہے عربی الفاظ کا ترجمہ حسب ذیل ہے:۔

بوجہ کافر ہونے کے دجّال کے طواف کعبہ کی تعبیر کی جائے گی کیونکہ حضرت نبی کریم صلعم کی رؤیا آنحضور صلعم کے مکاشفات میں سے ہے جس میں آنحضور صلعم پر یہ انکشاف کیا گیا۔ پس اس کی تعبیر یہ ہے کہ عیسیٰ اپنی غیر معروف شکل میں جس پر وہ نازل ہوگا اس کے طواف کعبہ سے مراد یہ ہے کہ وہ دین کے ارد گرد گھوم رہا ہوگا تاکہ اس میں پیدا کردہ کجی کو سیدھا کر دے اور اس میں پیدا کردہ فساد کی اصلاح فرما دے اور دجال جو اپنی مکروہ شکل میں ظاہر ہوگا اس کے طواف کعبہ کی تعبیر یہ ہے کہ وہ دین اسلام کے ارد گرد گھوم رہا ہوگا تاکہ وہ دین اسلام میں کجی اور فساد پیدا کرے۔ تعبیر حضرت مرزا صاحب (المسیح الموعود) نے بھی فرمائی ہے وہ فرماتے ہیں کہ جس طرح مالک مکان اور چور دونوں ہی مکان کے گرد گھوم رہے ہوتے ہیں مالک مکان کا مقصد تو یہ ہوتا ہے کہ اگر کوئی رخنہ ہے تو اس کو درست کر دے اور چور کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اگر کوئی شگاف نظر آئے تو اس کے ذریعہ مکان کے اندر داخل ہو کر اس کا سامان لوٹ لے جائے۔ ٹھیک اسی طرح دجّال کا طواف دین کو نقصان پہنچانے کی نیت سے ہوگا اور مسیح کا طواف دین کی حفاظت اور اسے نقصان سے بچانے کے لئے ہوگا۔ چنانچہ واقعات نے بھی اس تعبیر کے درست ہونے پر شہادت دے دی۔ دجّال نے دین اسلام میں کس کس طرح رخنہ ڈالا اور حضرت مسیح موعودؑ نے کس طرح انہیں درست کیا اور ان کی اصلاح کر کے اسے ناقابل تسخیر بنا دیا۔

حضرت عیسےٰ ابن مریم ان احادیث کے مصداق نہیں ہو سکتے

وہ لوگ جو اس غلط فہمی میں ابھی تک مبتلا ہیں وہ

ان احادیث پر غور کریں ان میں ان دوستوں کو ایسی علامات مل جائیں گی جو حضرت مسیح ناصری علیہ السلام پر چسپاں ہی نہیں ہو سکتیں مثلاً حضرت نبی کریم صلعم جب مسیح کو کشف میں دیکھتے ہیں تو فرماتے ہیں فسألت من هٰذا میں نے دریافت کیا کہ یہ شخص کون ہے جواب ملا یہ ابن مریم یا مسیح ابن مریم ظاہر ہے کہ آنحضور صلعم کا یہ کشف مدینہ کا ہے اور معراج مکہ میں ہوا تھا اور یہ حقیقت ہے کہ معراج کی رات آنجناب صلعم حضرت مسیح ناصری سے اس کشف سے قبل ملاقات کر چکے تھے اور ان سے سلام کا تبادلہ بھی ہو چکا تھا اور باہمی گفتگو بھی ہو چکی تھی جس کے معنے یہ ہوئے کہ آنحضور صلعم حضرت مسیح ناصری کو اچھی طرح پہچانتے تھے پس اگر کشف میں حضرت مسیح ناصری ہی دکھلائے گئے تھے تو اُن کے متعلق تو آنجناب صلعم یہ سوال کر ہی نہ سکتے تھے کہ یہ شخص کون ہے بلکہ انہیں تو دیکھتے ہی انہیں السلام علیکم اور اهلاً و سهلاً و مرحبًا کہتے نہ کہ دوسروں سے دریافت کرتے کہ یہ شخص کون ہے ایک جانے پہچانے آدمی کے متعلق ایسا سوال بالکل بے معنی سوال تھا۔ پس آنحضور صلعم نے پہلے کبھی نہیں دیکھا ہوا تھا نام میں اشتراک ضرور تھا لیکن شخصیتیں الگ الگ تھیں نام میں اشتراک محض بوجہ کامل مشابہت کے تھا۔

دوسری مشابہت

حضرت مسیح ناصریؑ کا حلیہ اور اس مسیح کا حلیہ جو ایک کشف میں دکھلایا گیا احادیث میں مختلف بیان کیا گیا ہے۔ حضرت مسیح ناصریؑ کا رنگ احمر یعنی سرخ بتلایا گیا ہے اور بال اُن کے گھونگریالے بتلائے گئے ہیں اور اُمت میں آنے والے مسیح کا رنگ اسمر یعنی گندمی اور بال سیدھے دکھلائے گئے ہیں اور جن راویوں نے غلطی سے آنے والے مسیح کا رنگ احمر روایت کیا ہے علماء نے ان کی تردید کی ہے اور کہا ہے کہ انہیں غلطی لگی ہے اس کا رنگ حضرت نبی کریم صلعم نے اسمر ہی بتلایا ہے اور اسمر والی روایت ہی اصح اور اثبت ہے اور چونکہ دجال کا مقابلہ امت میں آنے والے مسیح نے کرنا تھا اس لئے دجال آنحضور صلعم کو اسی مسیح کے ساتھ دکھلایا گیا ہے اور مالک خازن النار کا بھی ساتھ دکھلایا جانا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس مسیح کے انکار اور اس کو ایذا دینے کی وجہ سے بہت سے لوگ دوزخ میں داخل کئے جائیں گے اور انہیں دوزخ کا ایندھن بننا پڑے گا چنانچہ قرآن کریم کی سورۃ زخرف رکوع ۲ میں مالک، خازن النار کے متعلق آتا ہے کہ دوزخی اسے کہیں گے ونادوا یا مالك ليقض علينا ربك قال انكم ماكثون لقد جئناكم بالحق ولكن اكثركم للحق كارهون یعنے دوزخی مالک خازن النار کو آواز دیں گے اور کہیں گے کہ اے مالک اپنے رب سے کہو کہ ہمیں ختم کر دے وہ جواب میں کہے گا تمہیں دوزخ میں ہی رہنا پڑے گا ہم تمہارے پاس یقیناً حق لائے تھے لیکن تم حق کو ناپسند کرنے والے بن گئے۔ اسی طرح سورۃ الملک رکوع ۱ میں آتا ہے کہ دوزخی جب دوزخ میں پھینکے جائیں گے تو دوزخ کے خازن انہیں کہیں گے کہ کیا تمہارے پاس خدا کی طرف سے نذیر نہیں آیا تھا۔ وہ کہیں گے نذیر تو ہمارے پاس آیا تھا لیکن ہم نے اس کی تکذیب کی اور ہم نے اسے کہا اللہ نے کچھ بھی نہیں اُتارا تم نہیں ہو مگر بڑی گمراہی میں۔ اور کہیں گے اگر ہم خدا کے مامور کی بات کو غور سے سنتے اور عقل سے کام لیتے ہم تو آج ہم دوزخیوں میں نہ ہوتے۔ اسی طرح سورۃ المؤمن میں آتا ہے کہ وہ لوگ جو دوزخ میں پڑے ہوئے ہوں گے جہنم کے خازنوں کو کہیں گے اپنے رب سے کہو کچھ وقت کے لئے ہی ہمارے عذاب میں تخفیف کر دے وہ خازن جواب میں کہیں گے کیا تمہارے پاس خدا کے فرستادہ بیّنات لے کر نہیں آتے تھے دوزخی کہیں گے ہاں آتے تو تھے خازن کہیں گے پھر جتنی دعا کرنی ہے کر لو خدا کے فرستادہ کا انکار کرنے اور ان کو ایذا دینے والوں کی دعا رائگاں ہی جائے گی یہ آیات بتلاتی ہیں کہ جہنم کے خازنوں کو خدا کے فرستادوں کے منکرین اور ان کو ایذا دینے والوں کے ساتھ خاص واسطہ پڑتا ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم کے کشف میں امت میں آنے والے مسیح اور مالک خازن النار اور دجال کو اکٹھا دکھلایا گیا ہے ورنہ مسیح کے ساتھ مالک خازن النار کو خاص طور پر دکھلانے کی اور کوئی وجہ نظر نہیں آتی آخر دیگر فرشتے خصوصاً رحمت کے فرشتے کیا کم تھے ان سب کو چھوڑ کر صرف مالک خازن النار کو ہی دکھلانا اسی مناسبت کی وجہ سے ہی ہو سکتا ہے جس کا ذکر ہم نے اوپر کیا ہے۔

تیسری علامت

القرطبی اپنے تذکرہ میں لکھتے ہیں آنے والا مسیح کوئی نئی شریعت نہیں لائے گا۔ اس کی شریعت حضرت نبی کریم صلعم کی ہی شریعت ہوگی وہ حضرت نبی کریم صلعم کے متبع ہونے کی حیثیت سے ہی آئے گا وہ حَکم مقسط ہوگا جب اس نے حکم ہونے کی حیثیت سے آنا ہے تو اس وقت اس کے سوا مسلمانوں کا اور کوئی امام قاضی اور مفتی نہ ہوگا اور یہی قول دیگر علماء کا بھی ہے پس جب اُسے حضرت نبی کریم صلعم کا متبع تسلیم کر لیا گیا ہے تو حدیث میں مسیح سے مراد حضرت مسیح ناصریؑ نہیں ہو سکتے کیونکہ وہ تو مستقل نبی تھے حضرت نبی کریم صلعم کی اتباع سے انہوں نے کوئی روحانی فیض نہیں پایا تھا اُن پر متبع کا لفظ اطلاق پا سکے۔

خواب کی مکمل تعبیر

مندرجہ بالا تاویلیں جو بعض علماء نے بیان کی ہیں وہ خواب کے صرف بعض اجزاء کی ہیں ذیل میں تمام اجزاء کی تاویل درج کی جاتی ہے تا قارئین کرام دیکھ سکیں کہ خواب کی ایک ایک جزو کس طرح سیدنا حضرت مرزا صاحب (المسیح الموعود) پر چسپاں ہو رہی ہے۔

شعر یعنی بالوں کی تاویل

حضرت نبی کریم صلعم کے خواب میں آنے والے مسیح کے بال لمبے اور سبط یعنی سیدھے دکھلائے گئے ہیں سب سے پہلے اسی کی وہ تعبیر درج کی جاتی ہے جو تعطیر الانام میں لکھی ہے الشعر في المنام مال وطول عمر فمن رأى ان شعره اسله طال فانه يطول عمره یعنے خواب میں بال سے مراد مال اور لمبی عمر ہوتی ہے پس جو شخص دیکھے کہ اس کے سر کے بال لمبے ہو گئے اس کی عمر لمبی ہوتی ہے۔

اس کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات اور رزق کی فراوانی

اب یہ دونوں علامتیں نہ صرف حضرت مرزا صاحب (مسیح موعودؑ) پر چسپاں ہوتی ہیں بلکہ ان دونوں کے متعلق حضور کے الہامات میں بھی بشارات موجود ہیں چنانچہ حضور کے والد محترم مرحوم کی جب وفات ہوئی تو ایک خفیف سا خیال آپ کے دل میں گذرا کہ آمدنی کے ذرائع تو اب بند ہو جائیں گے تو خاندان کے گذارہ کی کیا صورت ہوگی تو فوراً آپ پر الہام نازل ہوا الیس اللہ بکاف عبدہ کیا اللہ اپنے بندہ کے لئے کافی نہیں چنانچہ اس الہام کے بعد خدا نے ایسی کفالت کی کہ ساری عمر آپ مالی کشائش سے ہی متمتع رہے اور کبھی تنگی کا منہ نہ دیکھنا پڑا تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں یہ کسی اور موقع پر کی جائے گی بہرحال یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ کثرت سے مال آپ کے پاس آتا رہا اور بڑی عزت کی زندگی آپ نے بسر کی اس طرح خواب کی ایک تعبیر آپ کے حق میں پوری ہو گئی اور ساتھ ہی الہام کی صداقت بھی ثابت ہو گئی۔

طول عُمر

دوسری تاویل طول عمر بتلائی گئی ہے اس کے متعلق بھی آپ کو الہاماً بتلایا گیا تھا کہ ۸۰ سے چار یا پانچ سال کم یا زیادہ آپ کی عمر ہوگی۔ چنانچہ خواب کی تعبیر اور الہام کے مطابق آپ نے ۷۶ سال کی عمر پائی جو طویل عمروں میں شمار ہوتی ہے

سیدھے بالوں کی تاویل

تعطیر الانام میں لکھا ہے اگر کوئی دیکھے کہ اس کے سر کے بال سبط یعنی سیدھے ہیں تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کو عزت اور بزرگی حاصل ہوگی چنانچہ جس عزت اور بزرگی کے مقام پر آپ پہنچے اس کا عنید سے عنید دشمن بھی انکار نہیں کر سکتا کیا یہ کم عزت ہے کہ ہزاروں انسانوں کی ہدایت کا آپ ذریعہ بنے اور وہ سب کے سب آپ کے دلی جاں نثار تھے آپ کے الہامات میں بھی آپ کو عزت عطا کرنے کے وعدے موجود تھے جو سب کے سب بڑی شان کے ساتھ پورے ہوئے پھر لکھا ہے کہ اگر کوئی دیکھے کہ اس کے بال نرم اور ملائم ہیں تو اس کے آقا کی شان بلند ہوگی چنانچہ اس حقیقت کا کون انکار کر سکتا ہے کہ آپ کے ذریعہ آپ کے آقا حضرت نبی کریم صلعم کی شان جس قدر اس زمانہ میں بلند ہوئی ہے وہ فقید المثال ہے

اور آنحضرت صلعم کی عظمت کا جو سکہ آپ کی کوششوں سے دلوں میں بٹھلایا گیا وہ بھی اپنی نظیر آپ ہی ہے اس حقیقت کے اقرار سے تعصب مانع ہو تو ہو ورنہ کوئی منصف مزاج اس کا انکار نہیں کر سکتا۔

جمّۃ الشعر کی تاویل

جمۃ الشعر کی تاویل یہ لکھی ہے کہ ہتھیار اٹھانے والے کو بچاؤ کا سامان میسر آئے گا اور ان اسلحہ کی وجہ سے ایک طرف اس کو علو حاصل ہوگا اور دوسری طرف دشمنوں کے دلوں میں ایک ہیبت بیٹھ جائے گی چنانچہ سیدنا حضرت مرزا صاحب (المسیح الموعودؑ) کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خدمت دین کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے جو دلائل اور آسمانی نشانوں کے ہتھیار عطا کئے گئے انہوں نے دشمنان اسلام کے دلوں میں دہشت بٹھلا دی۔ چنانچہ عیسائیوں نے تو اپنے مشنریوں کو ہدایت کر دی کہ احمدیوں کے ساتھ گفتگو نہ کیا کریں اسی طرح دیگر مذاہب والوں نے بھی آپ کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے مخالفین اسلام کا مقابلہ جن زبردست دلائل سے آپ نے کیا اس نے آپ کی عظمت کا سکہ بھی دلوں میں بٹھلا دیا اور خواب کے اس حصہ کی تعبیر بھی پوری طرح آپ پر چسپاں ہوگئی۔

کنگھی کرنے اور تیل لگانے کی تعبیر

اسی طرح بالوں کو کنگھی کرنے اور انہیں تیل لگانے کی تعبیر ایک تو یہ لکھی ہے کہ قضاء و قدر اس کے موافق ہوگی اور اس کی زینت کا موجب ہوگی چنانچہ حضور کی زندگی میں ایسا ہی ہوتا رہا جو پیشگوئیاں آپ نے دشمنوں پر غلبہ کے متعلق کیں وہ سب پوری ہوتی رہیں طاعون سے محفوظ رہنے کی پیشگوئی کو پورا کرنے میں قضاء و قدر نے کس طرح آپ سے موافقت کی۔ دشمنوں نے آپکو مقدمات میں پھنسانے کے لئے جو کوششیں کیں قضاء و قدر نے آپ کے ساتھ موافقت کرتے ہوئے کس طرح ان کو ناکام بنا دیا اور آپ کو اپنی پیشگوئیوں کے مطابق ہر مقدمہ میں عزت کے ساتھ بری کرایا اور یہ تمام امور آپکی زینت کا موجب بنے۔

دوسری تعبیر

اس کی یہ لکھی ہے کہ ایسا شخص دنیا کا محسن ثابت ہوگا اور اپنے عہد کو پورا کرے گا چنانچہ اسلام کی تائید میں جو قیمتی لٹریچر آپ نے مسلمانوں کو دیا جس کے ذریعہ انہیں مخالفین کے پیدا کردہ شکوک و شبہات سے نجات ملی یہ کتنا بڑا احسان تھا جو ان پر آپ نے کیا اور پھر کس خوبی اور کس عمدگی کے ساتھ اس عہد کو پورا کیا جو بحیثیت ایک سچے مسلمان ہونے کے آپ نے خدا اور اس کے رسول صلعم کے ساتھ کیا تھا۔

تیسری تعبیر

اس کی یہ لکھی ہے کہ ایسا شخص مفسدین کو انکی زمین سے نکال دے گا اب یہ حقیقت ہے کہ اسلام کے مخالفین جو فساد برپا کر رہے تھے اور باطل عقائد کی جس زمین پر کھڑے ہو کر وہ ایسا کر رہے تھے آپ نے ان پر ایسا وار کیا کہ زمین ان کے پاؤں تلے سے نکل گئی اور ان کو اپنا محاذ چھوڑنا پڑا۔

چوتھی تعبیر

اس کی یہ لکھی ہے کہ ایسے شخص کا سینہ پاک ہوگا اور اس کے اعمال صالحہ ہوں گے اور وہ دنیا میں خیر کو پھیلانے والا ہوگا اور وہ اشعار کے ذریعہ بھی خدمت دین بجا لائے گا چنانچہ یہ سب باتیں آپ میں نمایاں طور پر پائی گئیں۔ قلب سلیم اور اعمال صالحہ کے متعلق اس سے بڑھکر اور کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ آپ نے ساری دنیا کو فقد لبثت فیکم عمراً من قبلہ افلا تعقلون کا نعرہ لگاتے ہوئے چیلنج کیا کہ کوئی عیب مجھ میں لگا کر دکھلاؤ لیکن کسی کو جرأت نہیں ہوئی کہ اس چیلنج کو قبول کر سکے ان لوگوں نے بھی جو آپ کی بیعت میں داخل نہ تھے آپ کی طہارت قلبی اور پاکیزہ زندگی کے متعلق برملا شہادت دی۔ اشعار کے ذریعہ بھی جو خدمت دین آپ نے حسان بن ثابت رضؓ کی طرح سرانجام دی وہ بھی واضح ہی ہے۔

رأس کی تعبیر

خواب میں عالم کا رأس اس کے علم وافر۔ الذکر الجمیل اور حکمت اور عقل پر دلالت کرتا ہے آپ کے دماغ سے دین اسلام کو دیگر ادیان پر غالب ثابت کرنے کے لئے جو علوم نکلے ہیں انہوں نے اسلام کی برتری کا اعتراف ساری دنیا سے کروا لیا چنانچہ اس کا ثبوت آپ کا وہ مضمون ہے جو ۱۸۹۶ء میں لاہور کے جلسہ اعظم مذاہب میں پڑھا گیا جسے تمام مذاہب کے نمائندہ علماء کے تمام مضمونوں پر بالا تر ہونے کا سارٹیفکیٹ تمام سننے والوں کی طرف سے ملا اس کے بعد بھی آپ کے علم وافر حکمت اور عقل کی شہادت قوم کے متعدد اصحاب الرائے مفکرین نے دی جو احمدی نہ تھے ذکر جمیل آپ کا دنیا کے کونہ کونہ میں پایا جاتا ہے۔

الماء کی تعبیر

الماء کی تعبیر تو قرآنی آیت وجعلنا من الماء کل شیئٍ حیّ سے ظاہر ہے آپ کے ذریعہ ان لوگوں کو جنہوں نے آپ سے تعلق پیدا کیا جو روحانی حیات کی نعمت ملی اس کا کون انکار کر سکتا ہے اسی لئے اس کی تعبیر حیات طیبہ لکھی ہے۔

الحمام کی تعبیر

الحمام کی تعبیر میں لکھا ہے دار العلم والرباط۔ الجامع اب یہ حقیقت ہے جس کا انکار کوئی نہیں کر سکتا کہ حضور کی زندگی میں قادیان دار العلم تھا جہاں سے علم کی روشنی منور ہو کر لوگ باہر جا کر دیگر لوگوں کو منور کرتے تھے یہ مقام رباط کا کام بھی دے رہا تھا کہ وہاں دین کے مبلغ تیار کئے جاتے تھے اور جامع کی غرض کو بھی پورا کر رہا تھا چنانچہ مختلف الخیال لوگ وہاں اکٹھے ہو کر بھائی بھائی بن گئے ان سب کو قادیان نے ایک کلمہ پر متحد کر دیا ہمارے امیر مرحوم و مغفور حضرت مولوی محمد علی صاحب کے ذریعہ جو علم دنیا میں پھیلا ہے وہ بھی قادیان میں ہی آپ کو حضور سے ورثہ میں ملا تھا۔

طواف بالکعبہ کی تعبیر

کعبہ کے طواف کرنے کی تعبیر یہ لکھی ہے کہ آگے بڑھنے کی صلاحیت رکھنے والا آگے بڑھے گا۔ اور بلند مرتبہ حاصل کرے گا اور اس کے دین میں اصلاح اور استقامت پیدا ہوگی اور صحیح منہاج پر گامزن رہے گا اور خدا تعالیٰ کی طرف سے ثواب عظیم کا مستحق ہوگا اور جو لوگ خوف پیدا کرنے کا موجب ہو رہے ہوں گے ان سے امن حاصل ہوگا چنانچہ قرآنی آیت ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا اس تعبیر کی تصدیق کرتی ہے چنانچہ حضور نے آتے ہی دین کو اس خوف سے آزاد کر دیا جو اس پر طاری ہو رہا تھا اور قرضہ ادا کر دے گا۔ چنانچہ مخالفین اسلام کا جو قرضہ اعتراضات کی شکل میں اسلام کے ذمہ تھا وہ سب آپ نے چکا دیا امام کے امر میں داخل ہونے اور امانتوں کو ادا کرنے پر بھی طواف بیت اللہ دلالت کرتا ہے چنانچہ آپ نے حضرت نبی کریم صلعم کے امر میں داخل ہو کر سب امانتوں کو جو بحیثیت ایک سچے مسلمان ہونے کے اس کے ذمہ تھیں خدا کو واپس لوٹا دیں اسی طرح باقی مسلم تعبیریں بھی آپ کے حق میں پوری ہوگئیں۔

دو آدمیوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھنے کی تعبیر

حدیث میں لکھا ہے کہ مسیح دو آدمیوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے نازل ہوگا اس کے معنی صاف ہیں کہ دو قسم کے انسان اس کے مقاصد کو پورا کرنے میں اس کے معاون ہوں گے چنانچہ دینی علماء اور انگریزی خوان طبقہ دونوں نے اس مشن کو کامیابی کے ساتھ چلانے میں آپ کی مدد کی اور اس طرح حدیث کے الفاظ علی منکبی رجلین کو پورا کر دیا اور یہ مدد اب تک جاری ہے۔

دو زرد رنگ کی چادروں کی تعبیر

دو زرد رنگ کی چادروں میں نزول کا جو ذکر حدیث میں موجود ہے۔ تعبیر نامہ میں زرد رنگ کی چادر سے بیماری مراد لی گئی ہے چنانچہ حضور ساری عمر دو بیماریوں کا شکار رہے۔ دورہ سر درد اور کثرت بول۔ یاد رہے ان بیماریوں کے باوجود جو خدمات آپ سرانجام دیتے رہے وہ اپنے اندر معجزانہ رنگ رکھتی ہیں۔

عروۃ بن مسعود

آنے والے مسیح کو عروۃ بن مسعود سے تشبیہ دی گئی ہے کشفی زبان میں اس کے معنے صاف ہیں ۔۔۔۔

آفتاب الدین احمد ہومیوپیتھک خیراتی دارالشفاء

سال رواں کی دوسری سہ ماہی کی کارگذاری

اس سہ ماہی میں احباب نے -/۵۱۵ روپیہ کے عطیات مرحمت فرمائے۔ اللہ تعالیٰ انکو جزائے خیر دے

یہ دارالشفاء

خیر الناس من ینفع الناس کی عملی تفسیر ہے۔ آپ بھی اس نافع الناس ادارہ کی امداد فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ (عطیات محاسب صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے نام بھی بھیجے جا سکتے ہیں۔

اعزازی مہتمم دارالشفاء

جس طرح ابن طالب سے حضرت نبی کریم صلعم نے دین کا طلب ہونا مراد لیا ہے اسی طرح عروۃ بن مسعود سے مراد یہ ہے کہ آنے والا مسیح دین کے لئے ایک مضبوط ہینڈل کا کام دے گا جس کے متعلق قرآن کریم میں لا انفصام لہا آیا ہے اور یہ ہینڈل سعادت سے بنا ہوا ہوگا یعنی آنے والے مسیح کی سعادت ازلی ہی درحقیقت اسکو ہینڈل بنانے کا موجب ہوگی مسیح کے مقابل دجال کو ابن قطن سے۔ آنش بیبر گا ایف آیف معکد سیکرٹا حضرت مرزا صاحب (مسیح موعودؑ) کی زندگی کے واقعات پر چسپاں ہو رہا ہے اور دین اسلام کی وہ خدمت بھی اس زمانہ میں آپ سے ہی سرانجام پائی جس کا ذکر تعبیر کے لحاظ سے آنحضور صلعم کے کشف میں پایا جاتا ہے۔ پس یہ وہ ارفع مقام ہے جو دیگر مجاہدین کے مقابلہ میں بحیثیت مسیح موعود ہونے کے حضور کو حاصل تھا اور یہ رفعت مقام خدا اور خدا کے رسول نے شروع سے ہی آپ کے لئے مقدر اور مقرر کی ہوئی تھی واقعات کی شہادت ان تمام علامتوں پر مُہر تصدیق اثبت کر رہی ہے اور واقعات کی شہادت ایسی قوت اپنے اندر رکھتی ہے کہ اس کا انکار کیا جا سکتا ہی نہیں اس حدیث میں حضرت نبی کریم صلعم نے دجال کو بھی دو آدمیوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے طواف کرتے دیکھا اس کے معنی بھی صاف ہیں کہ ایک طرف پادری اور دوسری طرف سیاسی اقتدار رکھنے والے اور اس قوم کے فلاسفران کے گندے خیالات کو پھیلانے میں مصروف ہوں گے ان علامات کے علاوہ حدیث ہمیں یہ بھی بتلاتی ہے کہ اور بھی بہت سی آیات آنحضور صلعم کو دکھلائی گئی تھیں انشاءاللہ ان کا ذکر آئندہ قسط میں کیا جائے گا۔

جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے

خریداران پیغام صلح میں سے جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے ان کے نمبر خریداری اور چندہ جو ان سے واجب الوصول ہے ذیل میں درج ہے۔ بعض احباب کے ذمہ کچھ بقایا ہے۔ اس لئے اس بقایا کو شامل کر کے ان کے ذمہ رقم لگائی گئی ہے ایسے احباب اگر یکمشت رقم نہ دے سکیں تو سالانہ چندہ کے علاوہ سابقہ بقایا اقساط میں سے جو وہ سہولت سے دے سکیں دے دیں تاکہ آپ کے قومی جریدہ کو نقصان نہ اٹھانا پڑے بہر صورت تمام معاونین کرام ذیل کی فہرست دیکھ لیں کہ آیا ان میں آپ کا خریداری نمبر تو شامل نہیں ہے اگر ہے تو مہربانی فرما کر ۵ رجون ۶۵ء تک اپنے ذمہ لکھی ہوئی رقم یا اس کا کچھ حصہ بصورت منی آرڈر بھجوا دیں یا دفتر کو مطلع فرمائیں کہ کب تک یہ رقم ادا کر سکیں گے۔ اگر ۵ رجون ۱۹۶۵ء تک آپ کی طرف سے کوئی رقم موصول نہ ہوئی تو ۷ رجون کو آپ کے نام کا وی پی روانہ کر دیا جائے گا۔ جس کا چھڑانا آپکا اخلاقی فرض ہوگا۔ ورنہ آپ کے قومی جریدہ کو خواہ مخواہ وی پی کے محصول ڈاک کا بھی نقصان اٹھانا پڑے گا۔ جو آپ کے چندہ کے حساب میں اضافہ کا موجب ہوگا آسانی کے لئے ہر خریدار کا نمبر نیچے دیا گیا ہے اور چٹ پر سرخی سے گول دائرہ بنا دیا گیا ہے۔ (مینیجر پیغام صلح)

نمبر	رقم
۱۵	6.00
۲۰	6.00
۲۱	6.00
۳۰	6.00
۳۸	6.00
۴۰	6.00
۴۱	6.00
۴۸	6.00
۵۵	6.00
۵۶	6.00
۶۵	6.00
۹۳	6.00
۹۵	6.00
۹۶	6.00
۹۷	6.00
۹۹	6.00
۱۰۱	6.00
۱۰۲	6.00
۱۰۶	24.00
۱۰۸	12.00
۱۱۳	12.00
۱۱۵	6.00
۱۲۲	6.00
۱۲۸	12.00
۱۴۳	6.00
۱۴۸	6.00
۱۵۱	6.00
۱۵۴	6.00
۱۵۶	6.00
۱۶۱	6.00
۱۶۲	18.00
۱۷۱	18.00
۱۷۲	18.00
۱۷۴	6.00
۱۷۵	6.00
۱۹۶	6.00
۲۰۱	6.00
۲۰۲	6.00
۲۰۳	6.00
۲۰۶	6.00
۲۱۲	6.00
۲۱۹	6.00
۲۲۰	6.00
۲۳۵	6.00
۲۳۷	4.00
۲۴۲	6.00
۲۴۳	6.00
۲۴۴	6.00
۲۴۵	6.00
۲۴۷	6.00
۲۴۹	6.00
۲۵۳	6.00
۲۵۵	6.00
۲۶۲	6.00
۲۷۸	6.00
۲۸۳	6.00
۲۸۷	6.00
۲۹۱	12.00
۲۹۴	24.00
۲۹۵	6.00
۲۹۸	6.00
۳۰۲	12.00
۳۰۵	7.00
۳۰۶	18.00
۳۰۷	6.00
۳۴۴	12.00
۳۵۲	6.00
۳۷۵	6.00
۳۷۷	6.00
۴۱۹	18.00
۴۲۶	12.00
۴۳۵	12.00
۴۴۲	12.00
۴۴۶	18.00
۴۷۷	36.00
۴۸۱	6.00
۴۹۱	6.00
۴۹۲	6.00
۴۹۹	6.00
۵۰۶	6.00
۵۲۵	6.00
۵۲۹	6.00
۵۵۵	18.00
۵۵۸	6.00
۵۵۹	6.00
۵۷۱	6.00
۵۷۸	6.00
۵۹۹	12.00
۶۱۵	6.00
۶۱۹	24.00
۶۲۴	12.00
۶۲۶	6.00
۶۵۳	6.00
۶۷۸	6.00
۷۲۲	6.00
۷۶۶	6.00
۹۳۲	12.00
۹۳۳	6.00
۹۵۷ / ۳۲۲	12.00
۹۶۴ / ۳۵۷	6.00
۱۰۱۱	6.00
۱۰۱۹	6.00
۱۱۵۰ / ۳۵۱	6.00
۱۱۶۴ / ۳۵۴	12.00
۱۰۹۳ / ۳۶۰	6.00
۲۰۰۵ / ۳۷۷	6.00
۲۰۴۵	6.00

اسمہٗ احمد کی پیشگوئی کے حقیقی مصداق

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں

خطبہ جمعہ مورخہ ۲۱ مئی ۱۹۶۵ء - فرمودہ حضرت امیر مولینا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بمقام جامع احمدیہ بلڈنگس لاہور

واذ قال عیسی ابن مریم یٰبنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم مصدقا لما بین یدیّ من التوراۃ ومبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہٗ احمد - فلما جاءھم بالبیّنٰت قالوا ھٰذا سحر مبین - ومن اظلم ممن افترٰی علی اللہ الکذب وھو یدعٰی الی الاسلام - واللہ لایھدی القوم الظٰلمین یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہٖ ولو کرہ الکافرون ھو الذی ارسل رسولہ بالھدٰی ودین الحق لیظھرہٗ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون —— (سورۃ الصف) ——

ان آیات میں حضرت عیسیٰؑ کی زبانی ایک بشارت دی گئی ہے - وہ بشارت حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہے - وہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے اپنی قوم بنی اسرائیل کو مخاطب کرتے ہوئے کہا انی رسول اللہ الیکم - میں خدا تعالےٰ کی جناب سے تمہاری طرف پیغمبر بن کر آیا ہوں - مصدقا لما بین یدیّ اور تمہاری کتاب توراۃ کی تصدیق کرتا ہوں - مجھ سے پہلے حضرت موسےٰ پر جو کتاب توراۃ خدا تعالےٰ کی طرف سے نازل ہوئی اسکو درست پاتا ہوں - اور ایمان رکھتا ہوں کہ وہ جناب الٰہی کی طرف سے ہے - اس کی تعلیمات برحق ہیں - اس کے ساتھ ساتھ میں ایک اور بات بھی کہتا ہوں، وہ پیشگوئی کے طور پر نہیں بشارت کے طور پر ہے مبشراً برسول میں بشارت دیتا ہوں ایک عظیم الشان رسول کے متعلق - لفظ رسول کے نیچے تنوین ہے جو تفخیم کے لئے آتی ہے - یعنی رسول کے اجلال اور اس کی عظمت کو ظاہر کرنے کے لئے - یاتی من بعدی وہ رسول میرے بعد آئے گا - اسمہٗ احمد اور اس عظیم الشان رسول کا نام احمد ہوگا - یہ بشارت ہے - بشارت کا لفظ بھی اہمیت رکھتا اور تعظیم کے اظہار کے لئے ہے یعنی ان کی رسالت کی وجہ سے قوم پر فیضان الٰہی کی بارش ہوگی - اور فرمایا کہ اس عظیم الشان موعود رسول کی دو علامتیں ہیں ایک تو یہ کہ من بعدی وہ میرے بعد آئیں گے - دوسرے یہ کہ ..... احمد ان کا نام احمد ہوگا فلما جاءھم بالبیّنٰت جب اس پیشگوئی کے مطابق حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور قوم کے سامنے بیّنات پیش کیں تو ان کی دعوت پر بولے قالوا ھٰذا سحر مبین کہ یہ تو جادو کا کلام ہے - ایسا کہنے والوں اور آپ کی مخالفت کرنے والوں کے متعلق یہ فرمایا ہے و من اظلم ممن افترٰی علی اللہ الکذب ان لوگوں سے بڑھ کر ظالم کون ہو سکتا ہے، جو اللہ تعالےٰ پر افترا باندھتے ہیں افتری علی اللہ کرنے والے قرآن کریم کے محاورہ میں وہ لوگ ہیں، جو معبودان باطلہ کی پرستش کرتے ہیں وہ بت پرست اور تثلیث پرست لوگ ہیں وہی خدا پر افترا باندھتے ہیں - قرآن کریم نے ان کے عقاید کو افتری علی اللہ قرار دیا ہے اور ان پر حجت تام کرنے کی غرض سے فرمایا ان کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی جاتی ہے مگر یہ لوگ اپنی بت پرستی پر مصر ہیں اور داعی الی الخیر کی طرف توجہ نہیں دیتے واللہ لایھدی القوم الظٰلمین - ایسے ظالم لوگ جو بت پرستی اور تثلیث پرستی پر قائم ہیں ان کو اسلام کی طرف دعوت دی جاتی ہے مگر ان کو اپنے غلط عقائد پر اصرار ہے - ایسی ظالم طبع قوم کو خدا کامیاب نہیں کرتا یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواھھم یہاں اس قوم کا ایک اور رنگ بیان کیا ہے - فرمایا خدا کے نور کو، اسلام کے دین کو، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے پیش کردہ بیّنات کو منہ کی پھونکوں سے بجھا دینا چاہتے ہیں - واللہ متم نورہٖ لیکن اللہ تعالےٰ اپنے اس نور کو کامل کرکے دکھائے گا ولو کرہ الکافرون وہ جو ظالم طبع کفران نعمت کر رہے ہیں وہ خواہ کتنے ہی کڑھتے رہیں خدا تعالےٰ کا نور مکمل ہو کر رہے گا - ھو الذی ارسل رسولہ بالھدٰی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون یہ تو ایسا دین ہے جو تمام ادیان عالم پر غالب ہو کر رہے گا وہ دین حق ہے - اس کا غالب ہونا جناب الٰہی میں مقدر ہو چکا ہے خواہ یہ بات مشرکوں کو بری ہی لگے - یہ تمام کی تمام آیات نہایت واضح طور پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر صادق آتی ہیں اور ان میں سے ایک آیت بھی حضرت مجدد زمان پر صادق نہیں آتی نہ وہ دین حق لائے نہ وہ احکامات و بیّنات لائے نہ وہ نور لائے جس کو عیسائی منہ کی پھونکوں سے بجھانے کی کوشش کرتے ہیں - مفتری قوم کے لئے اللہ تعالےٰ نے تین لفظ ان آیات میں استعمال کئے ہیں یعنی الظٰلمین - کافرون - مشرکون

یہ تینوں صفات حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل کی قوم کے لئے ہیں ان آیات میں عیسائی قوموں کا بالخصوص ذکر ہے جو ہمیشہ سے اور آج بھی اسلام کو ختم کرنے کے لئے جد و جہد میں مصروف ہیں، وہ قوم بالخصوص ارادہ رکھتی ہے کہ اس نور اور الہیات اور اس دین اسلام کو مٹا دیں فرمایا یہ ایسا نہیں کر سکیں گے یہ نور اور یہ دین غالب ہو کر رہے گا - یہ تمام آیات اور ان کا سیاق و سباق اس بات پر شاہد ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کی جس بشارت کا ذکر کیا گیا ہے وہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہے - لیکن خلیفہ قادیان یا خلیفہ ربوہ نے بڑے شد و مد کے ساتھ اعلان کر رکھا ہے کہ یہ پیشگوئی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق نہیں ہے بلکہ حضرت مرزا صاحب کے متعلق ہے، اب ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ کیا قرآن اس بات پر خلیفہ ربوہ کی تائید کرتا ہے؟ کیا آنحضرت صلعم کی حدیث اس کی تائید کرتی ہے اور کیا صحابہ کرام ان کے بیانات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ پیشگوئی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق نہیں؟ بلکہ اس کے اصل مصداق حضرت مرزا صاحب ہیں؟ کیا حضرت امام الزمان نے کبھی اس پیشگوئی کو اپنے اوپر چسپاں کیا یا انہوں نے اس کے برعکس اس پیشگوئی کا مصداق حضور نبی کریم صلعم کو قرار دیا؟

اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ قرآن کریم کو سب سے بہتر سمجھنے والے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کے قلب مطہر پر اس کا نزول ہوا آپ مہبط وحی ہیں اس لئے آپ سے بہتر کون اس کے حقائق و معارف کو سمجھ سکتا ہے اس لئے ہمیں سب سے پہلے یہ دیکھنا چاہیئے کہ مبشراً برسول کی پیشگوئی کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں - اس بارے میں حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا انا دعوۃ ابی ابراھیم و

وبشارة اخی عیسٰے کہ میں اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعاؤں کا نتیجہ ہوں اور اپنے بھائی حضرت عیسٰے علیہ السلام کی بشارت کے مطابق آیا ہوں۔ قرآن کریم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا یوں بیان ہوئی ہے کہ ربّنا وابعث فیھم رسولا منھم یتلوا علیھم اٰیٰتک ویعلمھم الکتاب والحکمۃ ویزکیھم انک انت العزیز الحکیم۔ اے مولا! اس قوم کے اندر انہی میں سے ایک رسول بھیجئے منھم وہ اسی قوم کا ہو تاکہ قوم اس کے حسب نسب اس کے حالات زندگی، اس کی راستبازی، اس کی عفت اس کے معاملات اور اس کے شب و روز سے اچھی طرح واقف ہو۔ یتلوا علیھم اٰیٰتک وہ احکام الٰہی کو پڑھ کر سنائے ویعلمھم الکتاب ان کو کتاب الٰہی کی تعلیم دے والحکمۃ دین کا فلسفہ انہیں سمجھائے ویزکیھم اور قوم کو تمام رذائل اور بدعات سے پاک کر دے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ دعا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور کسی کے لئے نہیں ہو سکتی۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دعائے ابراہیم کے مطابق تمام عرب کو ہر قسم کے رذائل اور گندوں سے پاک کر دیا۔ جنگ و جدل، فتنہ و فساد، قتل و غارت، بدکاری، جوا، شراب نوشی وغیرہ تمام رذائل اور اخلاقی، معاشرتی برائیوں کو ختم کر دیا قوم ایک ہو گئی معلوم ہوا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا کہ میں دعائے ابراہیم کا نتیجہ ہوں سچ ہے واقعات نے اس پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے۔ دوسری بات جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی وہ ہے انا بشارۃ اخی عیسٰے میں اپنے بھائی عیسٰے کی بشارت ہوں، کونسی بشارت ہے جو حضرت عیسٰے نے قوم کو دی۔ اور وہ بشارت اس آیت کے سوائے قرآن کریم کے اور کونسے مقام پر ہے۔ ظاہر ہے کہ اس آیت کے سوا اور کوئی ایسی آیت قرآن کریم میں نہیں جس میں حضرت عیسٰی کی طرف سے کسی اور بشارت کا ذکر ہو اور جس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر منطبق کیا جا سکے۔ حضرت نبی کریم صلعم مہبط وحی الٰہی تھے اس وحی کا آپ کے دل کے ساتھ اعلیٰ درجہ کا تعلق تھا اور آپ وحی الٰہی کے مطلب و مفہوم کو بہتر طور پر سمجھتے تھے، وہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے بھائی عیسٰے کی بشارت کے مطابق آیا ہوں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس واضح ارشاد کے بعد کسی شخص کو کس طرح زیب دیتا ہے کہ وہ اعلان کرے کہ اس آیت کریمہ کے مصداق حضور نبی کریم نہیں ہیں۔ بلکہ حضرت مرزا صاحب ہیں۔ یہ ناقابل برداشت جسارت ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امر کی مزید وضاحت ذیل کے الفاظ میں فرمائی ہے:۔ انا محمد وانا احمد۔ میں محمدؐ ہوں اور میں احمد ہوں۔ اس اعلان کے بعد جو حضرت نبی کریم صلعم سے صادر ہوا یا ور نہیں کیا جا سکتا کہ اسمہ احمد کی پیشگوئی جس کا ذکر زیر بحث آیہ کریمہ میں کیا گیا ہے۔ حضرت صلعم کے سوا کسی اور شخص پر منطبق ہو سکتی ہے، اس کے بعد سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا حضرت مرزا صاحب نے کبھی اپنے تئیں اس آیت کا مصداق قرار دیا .... اس کو حضرت نبی کریم صلعم کے لئے بیان کیا۔ آیا رہ میں حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ یاتی من بعدی اسمہ احمد کی آیہ کریمہ سے حضرت عیسٰی کی وفات ثابت ہوتی ہے کیونکہ حضرت عیسٰی کے بعد احمد صلعم آ چکے ہیں فرماتے ہیں:۔

> "مسیح کی گواہی قرآن کریم میں اس طرح پر لکھی ہے کہ مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد یعنے میں ایک رسول کی بشارت دیتا ہوں جو میرے بعد یعنے میرے مرنے کے بعد آئے گا اور نام اس کا احمد ہو گا پس اگر مسیح اب تک اس عالم جسمانی سے گذر نہیں گیا تو اس سے لازم آتا ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی اب تک اس عالم میں تشریف فرما نہیں ہوئے کیونکہ نص اپنے کھلے کھلے الفاظ سے بتلا رہی ہے کہ جب مسیح اس عالم جسمانی سے رخصت ہو جائے گا تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس عالم جسمانی میں تشریف لائیں گے وجہ یہ کہ آیت میں آنے کے مقابل میں جانا بیان کیا گیا ہے۔"
>
> (آئینہ کمالات اسلام ص۴۲)

اس سے ظاہر ہے کہ خود حضرت مرزا صاحب کے نزدیک بھی احمد سے مراد حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ پس حضرت امام الزمان جن کو اسمہ احمد کی پیشگوئی کا مصداق بیان کیا جاتا ہے وہ خود انکار کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اس پیشگوئی کے اصل مصداق حضرت نبی کریم صلعم ہیں اور اگر انہیں مصداق نہ مانا جائے تو ماننا پڑے گا کہ حضرت عیسٰیؑ ابھی مرے نہیں کیونکہ ان کے مرنے کے بعد احمد نے آنا تھا۔ حضرت امام الزمان کے اس کھلے ارشاد کے ہوتے ہوئے کسی کا کیا حق ہے کہ اسمہ احمد کی پیشگوئی کا مصداق حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بجائے حضرت امام الزمان کو قرار دیا جائے۔ یہ جادۂ صواب سے کھلا انحراف ہے۔

حضرت امام الزمان نے اس پر مزید روشنی ڈالی ہے فرمایا جب آدم کے سامنے اسماء پیش ہوئے تو سب سے پہلے محمدؐ اور احمدؐ کے نام تھے۔ چنانچہ حضرت نبی کریم فرماتے ہیں انا اول النبیین خلقا وآخرھم بعثا یعنے جب اللہ تعالےٰ نے کائنات کا نقشہ بنایا یا تصور الٰہی میں کائنات کا جو نقشہ تھا، اس میں سب سے پہلے میں موجود تھا اور بعثت کے لحاظ سے میں سب سے آخر میں مبعوث ہوا ہوں۔ زمانے کے لحاظ سے ہی آخر میں نہیں بلکہ کمالات کے لحاظ سے بھی آخر میں مبعوث ہوا۔ آدم سے قوت شروع ہوئی۔ اس محل یا درخت کی آہستہ آہستہ تکمیل ہوتی گئی اور اسے پھل لگتا گیا آخری پھل جو اس درخت کو لگا اور جو ہر طرح پختہ اور مکمل ترین ہے وہ میں ہوں یہ ہے حضرت نبی کریم صلعم کا ارشاد جس کے رو سے آپ ہی مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد کے مصداق ہیں، اور حضرت امام الزمان کا بھی یہی موقف اور ایمان ہے۔ لیکن ان کے فرزند یہ کہتے ہیں کہ اس آیت کے حقیقی مصداق میرے ابا جان ہیں یہ تو حضرت امام الزمان کی توہین کرنا ہے اور ان کو دنیا میں بدنام کرنا ہے۔ جیسا کہ ابھی مذکور ہوا۔ وہ تو فرماتے ہیں کہ آدم کے سامنے سب سے پہلے جو نام پیش کئے گئے تھے وہ محمدؐ اور احمدؐ تھے۔ اور وہ اپنی جماعت کو مردم شماری کے موقعہ پر بھی یہی فرماتے ہیں کہ حضور کے دو نام ہیں محمدؐ اور احمدؐ۔ قوم کو چاہیئے کہ احمد صلعم کے نام پر اپنا نام احمدی مسلمان درج کرائیں۔

یہ دونوں نام محمدؐ اور احمدؐ صحابہ کرام کے بیانات میں بھی موجود ہیں۔ چنانچہ جب آنحضرت صلعم کا وصال ہوا تو حضرت فاطمۃ الزھرا رضؓ غم و حزن کی تصویر بنی ہوئی قبر پر کھڑی تھیں۔ اس وقت انہوں نے جو مرثیہ کہا اس کا ایک شعر یہ ہے:۔

ماذا علی من شمّ تربۃ احمد
ان لا یشمّ مدی الزمان غوالیا

ترجمہ:۔ جس کسی نے احمد (یعنے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) کی تربت کی مٹی کو سونگھ لیا۔ ساری عمر وہ کوئی خوشبو نہ سونگھے تو اس کو کوئی ضرورت نہیں۔ ایسا ہی حضرت حسانؓ نے اپنے مرثیہ میں احمد کا لفظ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے استعمال کیا ہے ؎

صلّی اللہ لہ ومن یحفّ بعرشہ
والطیبون علی المبارک احمد

ترجمہ:۔ درود بھیجتے ہیں اللہ اور فرشتے جو اس کے عرش کے ارد گرد ہیں اور تمام طیب لوگ اس پر جس کا نام مبارک احمد ہے۔

معلوم ہوا کہ حضرت نبی کریم نے بھی فرمایا کہ انا محمد وانا احمد اور قوم کو بھی پتہ تھا کہ آپ احمد ہیں۔ حضرت مرزا صاحب نے اپنے آپ کو احمد نہیں بلکہ غلام احمد لکھا چنانچہ التبلیغ ص۲۸۷ پر لکھتے ہیں:۔

واللہ یعلم انی عاشق الاسلام
وفدا حضرۃ خیر الانام و
غلام احمد المصطفٰے۔

ایسا ہی حضرت مرزا صاحب نے لکھا ہے:۔

خدا جانتا ہے کہ میرا نام غلام احمد ہے (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۸۸) ہاں البتہ ظلی طور پر مجھے احمد کہہ کر پکارا گیا ہے۔ یہ قاعدہ اللہ تعالےٰ کے علم سے ہے اس امت میں ہزارہا اولیاء ہوئے ہیں جن کا نام آسمان پر محمدؐ اور احمدؐ ہے .... ان میں سے میں بھی ایک ہوں خدا نے میرا نام محمدؐ اور احمدؐ رکھا اور خاتم الانبیاء کی طرح خاتم الاولیاء کا خطاب دیا۔ نزول المسیح ص۳۹۲۔

حضرت مولینا نورالدین صاحبؓ نے بھی فرمایا ہے

کہ حضرت مرزا صاحب کا نام غلام احمد ہے۔ (دیکھو اخبار بدر جلد ۹ نمبر ۵۱ کالم نمبر ۱)
اخبار الحکم جلد ۱۲ نمبر ۲۷ مورخہ ۱۸ اپریل ۱۹۰۸ء
جہاں فرمایا:۔

وہ شخص غلطی کرتا ہے جو بروز اور اصل میں کوئی فرق نہیں کرتا۔ آقا اور غلام میں بڑا فرق ہے۔ اسی واسطے غلام احمد نام ہے۔

حضرت امام الزمانؑ نے نجم الہدیٰ میں لفظ احمد کی تشریح یوں بیان فرمائی ہے:۔

کوئی نبی یا رسول پہلے نبیوں میں سے احمد کے نام سے موسوم نہیں ہوا کیونکہ ان میں سے کسی نے بھی خدا کی توحید و ثنا ایسی بیان نہیں کی جیسی آنحضرتؐ نے کی ہے۔ احمد آنحضرت کا نام اس لئے رکھا گیا کہ خدا کی تعریف انہوں نے وہ کی ہے کہ فکر اس حد تک نہیں پہنچ سکتا۔ خدا کی تعریف کمال تک پہنچانے کی وجہ سے وہ احمد الحامدین ٹھہرے۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کے بیان کرنے کا ایک قاعدہ سکھلایا ہے۔ معاذ بن جبل اور ابو عبیدہ بن جراح کو جب آپ نے قاضی اور گورنر بنا کر روانہ کیا تو فرمایا بم تحکم۔ تم جا تو رہے ہو وہاں مسائل کا حل کیسے کرو گے تو انہوں نے کہا کہ بکتاب اللہ ہم خدا کی کتاب کو سامنے رکھ کر مسائل کا حل ڈھونڈیں گے۔ فرمایا فان لم تجد۔ اگر تم کوئی مسئلہ قرآن کریم میں نہ پاسکو تو پھر کیا کرو گے تو کہا بسنت رسول اللہ۔ تو پھر ہم سنت رسول اللہ کو سامنے رکھ کر مسائل کو حل کریں گے۔ یہ ہے دین کو سمجھنے کا طریق۔ یہی قاعدہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نے اپنے گورنروں اور کمانڈروں کو تلقین کیا۔ یہ جو حضرت نبی کریم صلعم کا فرمان ہے اور جو خلفائے راشدین کا طریق ہے اس کے مطابق ہی حضرت مرزا صاحب کا عمل ہے۔ ان کا عمل قرآن اور حدیث کے مطابق ہے۔ ان کا دستور یہ تھا کہ مسائل کے بیان کرتے وقت وہ آیات قرآنیہ اور ارشادات نبویہ پیش کیا کرتے تھے۔ اور یہی طریق آئمہ دین نے مسائل بیان کرنے کے وقت اختیار کیا۔

دین کے ان تاریخی شواہد و حقائق کے ہوتے ہوئے جو شخص یہ کہتا ہے کہ میری رائے یہ ہے کہ یہ پیشگوئی حضرت مرزا صاحب کے متعلق ہے اور وہ قرآن اور حدیث کو سامنے نہیں رکھتا نہ حضرت امام الزمان کے ارشادات کی پیروی کرتا ہے۔ وہ کتاب و سنت اور صحابہ کرامؓ اور حضرت مرزا صاحب کے فرمان و عمل کو جھٹلاتا ہے اور ان کی تکذیب کرتا ہے۔

مذکورہ بالا بیانات نے واضح کر دیا ہے کہ اس آیت کے مصداق اور اسمہ احمد کے مصداق حضور سرور کائنات ہی ہیں تاہم ان آیات کریمہ کے الفاظ کی مزید تشریح و توضیح مفید ہوگی چنانچہ فرمایا مبشراً برسول یعنی میں ایک عظیم الشان رسول کی بشارت دیتا ہوں۔ رسول وہ عظیم الشان پیغامبر ہوتا ہے جس کے پاس رسالات ربی ہوں، اس کے پاس راہنمائی کے لئے احکامات ہوں۔ ان معانی کے مصداق حضرت رسول کریمؐ ہی ہو سکتے ہیں جیسا کہ آنحضرتؐ نے اپنے تئیں اس کا مصداق ٹھہرایا اور جیسا کہ حضرت مرزا صاحب نے بھی حضور کو اس آیت کا مصداق قرار دیا۔ اور حضرت مرزا صاحب نے کہیں بھی اپنے تئیں اس آیت کا مصداق نہیں ٹھہرایا نہ وہ عظیم الشان رسول ہیں اور نہ ہی ان کے پاس احکامات ہیں۔ بلکہ وہ واضح الفاظ میں اعلان کرتے ہیں کہ میرے پاس احکام الٰہی نہیں ہیں حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ:۔

"ہم خادم دینِ اسلام ہیں اور یہی ہمارے ظہور کی علت غائی ہے ......
ہمیں بجز خادم اسلام ہونے کے اور کوئی دعوے بالمقابل نہیں۔"

وہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلعم معرفت کا سمندر ہیں میں اس میں سے ایک قطرہ ہوں اور ان کے نور کی ایک تنک سایہ ہوں، حضرت مرزا صاحب کہیں نہیں فرماتے کہ احکام الٰہی مجھ پر اترتے ہیں پھر آپ اس آیت کے مصداق کیسے ہو سکتے ہیں۔ حضرت عیسےٰؑ فرماتے ہیں کہ وہ رسول میرے بعد آئے گا۔ بعد سے یہی مراد ہے کہ ان کے بعد جو رسول آئے گا وہ اس بشارت کا مصداق ہوگا اگر بعد سے یہ مراد لی جائے کہ قیامت تک ان کے بعد ہی کا زمانہ ہے تو بعد کا لفظ بے مقصد اور بے کار ہو گیا۔ ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ کے بعد کون رسول آیا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی ان کے بعد تشریف لائے۔

اس واسطے خلیفہ ربوہ جو حضرت مرزا صاحب کو ان قرآنی آیات کا مصداق قرار دیتے ہیں۔ وہ ارشادات نبویؐ اور حضرت مرزا صاحب کے ارشادات کے خلاف ہے

باقی رہ گیا من اظلم ممن افتریٰ علی اللہ الکذب الخ کا مطلب، اس کے متعلق خلیفہ ربوہ کا یہ بیان کس قدر افسوسناک ہے کہ اس آیت میں حضرت مرزا صاحب کا ذکر ہے کہ ان کو لوگ مفتری علی اللہ کہتے ہیں وھو یدعیٰ الی الاسلام اور ان کو اسلام کی طرف بلایا جاتا ہے، یہ صریحاً غلط ترجمہ ہے۔ میں پہلے بتا چکا ہوں کہ مفتری علی اللہ ان بت پرستوں اور تثلیث پرستوں کو قرار دیا گیا ہے جو حق کی تکذیب کرتے، بینات کو جو رسول اللہ صلعم لے کر آئے جھٹلاتے اور خدا کے نور کو منہ کی پھونکوں سے بجھانا چاہتے ہیں۔ قرآن کریم کی متعدد آیات میں حق کی تکذیب کرنے اور غیر اللہ کو معبود بنانے والوں کو مفتری علی اللہ کہا گیا ہے۔ یہ امر خلاف واقع ہے کہ علماء حضرت مرزا صاحب کو کہتے تھے کہ مسلمان ہو جا بلکہ حضرت مرزا صاحب بار بار لوگوں کو یقین دلاتے رہے کہ میں مومن ہوں اور میں قرآن کریم اور رسول کریمؐ کی صداقت پر محکم یقین رکھتا ہوں۔ لیکن ان بیانات کے ہوتے ہوئے علماء ان کو کافر کہتے رہے۔ انہوں نے کبھی ایسی بیہودہ حرکت نہیں کی کہ وہ حضرت مرزا صاحب کو کہتے کہ مسلمان ہو جاؤ کیا وہ نعوذ باللہ عیسائی ہو گئے تھے جو علماء ان کے سامنے حقانیت اسلام پیش کر کے ان کو مسلمان ہو جانے کی تلقین کرتے تھے؟ وھو یدعیٰ الی الاسلام کا یہ ترجمہ غلط ہے اور صریح طور پر خلاف واقع بھی۔

ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص جادہ صواب سے ہٹ جاتا ہے وہ خود بھی گمراہی کا راستہ اختیار کرتا ہے اور قوم کو بھی صحیح راستہ سے ہٹا کر غلط راستے کی طرف لے جاتا ہے۔ بڑے افسوس کا مقام ہے، خلیفہ ربوہ اور ان کے متبعین کو اس پر غور کرنا چاہیئے۔ اس زمانہ میں ایک امام آیا کہ وہ قرآن و حدیث پر لوگوں کو چلائے۔ اس غرض سے قادیان سے علم کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر یہ نکلا جس نے دنیا کو علم و حکمت سے سیراب کیا، آج اسی قادیان سے ایک شخص اٹھتا ہے اور قرآن اور حدیث اور خود حضرت مرزا صاحب کے ارشادات کو پس پشت ڈال کر کہتا ہے کہ میرے نزدیک اسمہ احمد کی پیشگوئی حضرت مسیح موعودؑ پر منطبق ہوتی ہے۔ وہ تمام مسلمانوں کو چیلنج کرتا ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم اس پیشگوئی کے مصداق نہیں یہ اس علم کے سمندر کو جو حضرت مرزا صاحب نے دیا ناپاک کرنے والا خیال ہے اس سے بچنا چاہیئے

وہ آیات جن کے الفاظ ومن اظلم ممن افتریٰ علی اللہ اور وھو یدعیٰ الی الاسلام کی تشریح و توضیح ہوتی ہے حسب ذیل ہیں:۔

(۱) یونس نمبر ۱۰ آیت نمبر ۱۷:۔

فقد لبثت فیکم عمراً من قبلہ افلا تعقلون ○ فمن اظلم ممن افتریٰ علی اللہ کذبا او کذب بایاتہ انہ لا یفلح المجرمون

ان دو آیات میں پہلے مخالف قوم کا ذکر کیا ہے۔ پھر اس مخالف قوم کے باطل اعتقاد کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے ممن افتریٰ علی اللہ کذبا کہ اس قوم سے زیادہ اور کون ظالم ہو سکتا ہے جو خدا پر بہتان باندھتی ہے یعنی باطل مذہب پر مصر ہے بالخصوص جبکہ ان کے سامنے خدا تعالےٰ کی معقول اور مفید تعلیمات پیش کی جاتی ہیں اور یہ لوگ ان کی تکذیب کرتے ہیں۔ خدا تعالےٰ ایسی مجرمانہ انداز فکر رکھنے والی قوم کو کبھی کامیاب نہیں کرتا۔

یہاں داعی الی اللہ حضور نبی کریمؐ ہیں۔ افتریٰ علی اللہ کرنے والے باطل پرست ہیں۔ داعی ان کے سامنے آیات الٰہیہ پیش کرتے ہیں جن کی وہ تکذیب کرتے ہیں فمن اظلم میں لفظ مَن واحد ہے لیکن مفہوم جمع کا ادا کرتا ہے چنانچہ انہ لا یفلح المجرمون کے الفاظ کو جمع کے صیغہ

الا کی وضاحت کر دی گئی ہے کہ مَنْ کا مفہوم جمع کا ہے اگرچہ شکل واحد کی ہے۔

(۲) ذیل کی آیات میں بھی افتریٰ علی اللہ کے الفاظ بت پرست قوم کے لئے آئے ہیں نہ کہ داعی الی الاسلام کیلئے۔ اور ان میں اس قوم کو آیات اللہ کی طرف دعوت دی گئی ہے۔ یہ دعوت داعی کو نہیں دی گئی۔ فرمایا:-

انہ الحق من ربک ولکن اکثر الناس لا یؤمنون ومن اظلم ممن افتریٰ علی اللہ کذبا اولئک یعرضون علیٰ ربھم ویقول الاشھاد ھؤلاء الذین کذبوا علیٰ ربھم الا لعنۃ اللہ علی الظلمین (سورہ ہود۔ آیت ۱۸)

اسی طرح سے آیہ زیر بحث میں یعنے مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد .... من اظلم ممن افتریٰ علی اللہ کذبا وھو یدعیٰ الی الاسلام واللہ لا یھدی القوم الظالمین۔ میں مَنْ کا لفظ واحد ہے لیکن مفہوم جمع کا رکھتا ہے جیسا کہ آیت کے آخری الفاظ القوم الظلمین میں جمع کا صیغہ استعمال کر کے اس امر کی وضاحت کر دی گئی ہے کہ مَنْ جمع کے لئے استعمال ہوا ہے۔

اس آیۃ کریمہ سے پہلی آیت میں مخالف قوم کا ذکر ان الفاظ میں کیا گیا ہے قالوا ھذا سحر مبین۔ پھر اس قوم کے اعتقاد کا ذکر فمن اظلم ممن افتریٰ علی اللہ کذبا میں کیا ہے اور اس قوم پر حجت قائم کرنے کا ذکر وھو یدعیٰ الی الاسلام کے الفاظ میں کیا ہے اور آیت کے ابتداء میں الفاظ فمن اظلم اور آخر میں القوم الظالمین ہیں یعنے بت پرست قوم جو افتریٰ علی اللہ کرتی ہے ظالم قوم ہے۔ اس آیت کی ضمائر من اور ھو شکل میں واحد ہیں لیکن مفہوم جمع کا رکھتی ہیں۔

(۳) الکہف ۱۸۔ آیت ۵۷ :-

و یجادلون الذین کفروا بالباطل لیدحضوا بہ الحق واتخذوا اٰیاتی و ما انذروا ھزوا ٥ ومن اظلم ممن ذکر باٰیات ربہ فاعرض عنھا ونسی ما قدمت یداہ -

اس آیت میں پہلے بت پرست قوم کا ذکر کیا ہے جو داعی کا مقابلہ کر رہی ہے اور اس کی تکذیب کر رہی ہے۔ اس قوم کے متعلق ومن اظلم ممن ذکر باٰیات ربہ کے الفاظ آتے ہیں کہ اس قوم سے زیادہ ظالم کون ہو سکتا ہے جس کے سامنے اسلامی تعلیمات پیش کی جاتی ہیں اور وہ اعراض کرتے ہیں یہاں وھو یدعیٰ الی الاسلام کے مقابلہ میں ذکر باٰیات ربہ کے الفاظ رکھے گئے ہیں۔ یہ دونوں ظاہر کرتے ہیں کہ دشمن قوم کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی جاتی ہے۔ یہ بھی نوٹ کرنے کے قابل امر ہے کہ ومن اظلم میں مَنْ واحد ہے مگر مفہوم جمع کا ادا کرتا ہے۔

(۴) سورۃ الکہف ۱۸ - آیت ۱۵ :-

ھؤلاء قومنا اتخذوا من دونہ الھۃ لولا یاتون علیھم بسلطان بین فمن اظلم ممن افتریٰ علی اللہ کذبا - اس آیت میں بھی پہلے بت پرست قوم کا ذکر کیا ہے پھر ان کے بت پرستی کے اعتقاد کو افتریٰ علی اللہ کہا ہے۔ جس سے کھل کر ظاہر ہوا کہ افتریٰ علی اللہ کرنے والے بت پرست ہوتے ہیں اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ ضمیر واحد ہے مگر مفہوم جمع کا ادا کرتی ہے۔

آیت زیر بحث میں الفاظ ومن اظلم ممن افتریٰ علی اللہ کذبا۔ بت پرست قوم کے لئے استعمال ہوئے ہیں۔ اور لفظ مَنْ جمع کا مفہوم ادا کرتا ہے۔ اس میں واحد کا مفہوم لے کر ترجمہ کرنے سے غلطی لگتی ہے۔

(۵)۔ الاعراف ۷۔ آیت ۳۶ :-

والذین کذبوا باٰیاتنا واستکبروا عنھا اولئک اصحاب النار ھم فیھا خالدون ٥ فمن اظلم ممن افتریٰ علی اللہ کذبا او کذب باٰیاتہ۔ اس آیت میں بھی بت پرست قوم کا ذکر ہے کہ ان کے سامنے تعلیمات ربانی پیش کی گئیں۔ مگر انہوں نے ان کی تکذیب کی۔ اس قوم کی نسبت فمن اظلم ممن افتریٰ علی اللہ کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں نہ کہ داعی کی نسبت۔ اور ان کو دعوت الی الحق دی گئی ہے نہ کہ داعی کو اور انہیں کے متعلق فرمایا او کذب باٰیاتہ اس آیت میں بھی مَنْ کا لفظ جو شکل میں واحد ہے جمع کا مفہوم ادا کرتا ہے۔

یہ آیت بھی زیر بحث آیت پر ہر پہلو میں روشنی ڈالتی ہے اور جو ترجمہ خلیفہ ربوہ نے کیا ہے اسکو غلط قرار دیتی ہے۔ خلیفہ صاحب موصوف نے اسمہ احمد کے الفاظ کو رسول کریمؐ کے واضح الفاظ کے برخلاف حضرت امام الزمانؑ پر چسپاں کرنے میں ناقابل معافی غلطی کا ارتکاب کیا ہے اور پھر غلطی کرتے چلے گئے ہیں۔ اور افتریٰ علی اللہ کے توہین آمیز الفاظ کو بھی حضرت امام الزمانؑ پر چسپاں کر دیا۔ کہ وہ افترے کرتے تھے اور لوگ ان کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دیتے تھے یعنے وہ جرم جو خداتعالےٰ کا کلام بت پرست قوم پر عائد کرتا ہے خلیفہ ربوہ اس جرم کا ارتکاب کرنے والا امام الزمانؑ کو قرار دیتا ہے۔ اور جو حجت قرآن کریم نے وھو یدعیٰ الی الاسلام کے الفاظ میں بت پرستوں پر قائم کی ہے وہ حجت خلیفہ ربوہ امام ہمام پر قائم کرتے ہیں۔ کسی دشمن نے بھی حضرت مجدد زمان پر اس قسم کا توہین آمیز حملہ نہیں کیا جو خلیفہ ربوہ نے ان پر کیا ہے۔ امام حجۃ اللہ کو مسلمانوں نے ان کی عین حیات میں بھی پکا مسلمان یقین کیا اور ان کی وفات پر بھی ان کے حق میں اخلاص سے تحسین وتوصیف کے کلمات استعمال کئے۔

امام الزمان کے وہ چند اشعار جن میں آپ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو احمد کے نام سے یاد کیا ہے۔ حسب ذیل ہیں:-

(۱)۔ بڑھ کر گمان و وہم سے احمدؐ کی شان ہے
جس کا غلام دیکھو مسیح زمان ہے

(۲)۔ تیرے منہ کی قسم میرے پیارے احمدؐ
تیری خاطر سے یہ سب بار اٹھایا ہم نے

(۳)۔ بیکسے شد دینِ احمدؐ ہیچ خویش و یار نیست
ہر کسے در کار خود با دینِ احمد کار نیست

(۴)۔ احمدِ آخر زماں کو اولیں را جائے فخر
آخریں را مقتدا و ملجا و کہف و حصار

(۵)۔ بسرے دارم فدائے خاکِ احمد
دلم ہر وقت قربانِ احمد

(۶)۔ شانِ احمد را کہ داند جز خداوند کریم
آں چناں از خود جدا شد کز میاں افتاد میم

آہ! شاہ ولی خان۔ سلسلہ ص۲

ان کی بیوہ والدہ اور دادا احمد خان پر منحصر تھی۔ ملک کندل خان صاحب نے بھی ان کی روحانی تربیت کی۔ قرآن شریف با ترجمہ پڑھایا اور سلسلہ کی کتب سے دلچسپی بڑھائی۔ برادر موصوف میٹرک پاس کر کے ملٹری میں بھرتی ہو گئے تھے لیکن وہاں سے جلد ہی فارغ ہو کر محکمہ ڈاکخانہ جات میں بطور کلرک کام کرنے لگے۔ حال ہی میں ترقی پا کر انسپکٹر ہو گئے تھے کہ اللہ کو پیارے ہو گئے۔ مرحوم نہایت اعلیٰ کردار کے مالک تھے۔ جماعت سفید ڈھیری کا پانچ سال سے بطور سیکرٹری کام کر رہے تھے اور نہایت ہی سرگرم اور جوشیلے کارکن تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی کتب پر کافی عبور رکھتے تھے۔ ان کی بے وقت جدائی ہماری جماعت کے لئے ایک المناک سانحہ ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں استقامت بخشے اور مرحوم کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ مرحوم اپنے پیچھے ایک سوگوار والدہ، ایک بیوہ، پانچ معصوم بچے چھوڑ گئے ہیں۔ احباب جماعت سے نماز جنازہ غائبانہ پڑھنے کی درخواست ہے۔ خاکسار محمد الرحمان پشاور

محترم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب ریٹائرڈ کیمیکل ایگزامینر

مجدّدِ صدِ چہاردہم کی حقیقی عظمت و مقام

مفاسدِ زمانہ کا مداوا اور کامل تعلیمِ دینِ اسلام

حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعودؑ کی اعلیٰ خدمات درباره احیاءِ اسلام اس قدر روشن و واضح ہیں کہ جن سے کسی بڑے سے بڑے مخالف کو بھی انکار کی گنجائش نہیں بلکہ کسی منصف مزاج انسان کو انہیں مجدّد صدِ چہاردہم تسلیم کرنے سے بھی انکار نہیں۔ تاہم بعض قلوب میں یہ وسوسہ ہے کہ آپ چونکہ چودھویں صدی کے مجدّد ہیں اور آپ کا زمانہ قریب الاختتام ہے اس لئے صدی کے مجدّد سے وابستگی اختیار کرنا۔ مندرجہ ذیل سطور میں اس امر پر روشنی ڈالی گئی ہے کہ کیوں چودھویں صدی کے مجدّد کا زمانہ تا قیامت ممتد ہے اور وہ کونسی پیش آمدہ ضروریات ہیں جن کی وجہ سے آپ کے دامن فیوض سے وابستگی لازم و ضروری ہے؟ نیز آپ نے اپنے بارہ میں خاتم الخلفاء اور خاتم الاولیاء کے جو دعاوی کئے ہیں، ان میں کونسی حکمت و حقیقت مضمر ہے؟ جبکہ دیگر مجدّدین نے کوئی جماعت نہیں بنائی تو آپ کی جماعت میں شمولیت پر اس قدر اصرار کس لئے اور کیوں لازم و ضروری ہے؟

صفِ دشمن کو کیا ہم نے بحجّت پامال
سیف کا کام قلم سے ہے دکھایا ہم نے

قرآن کریم میں دجّال اور یاجوج ماجوج کے مفاسد کا ذکر موجود ہے اور اس امر کا بھی بالصراحت ذکر آیا ہے کہ دینِ اسلام جب اپنی انتہائی حالتِ انحطاط کو پہنچ چکا ہوگا تو اس وقت اس کامل دین کا احیاء دوبارہ ہوگا۔ ظاہر ہے کہ جبکہ یاجوج ماجوج کے فتنہ سے بڑھ کر کوئی اور فتنہ و فساد نہیں اور جبکہ دینِ اسلام اپنی انتہائی زبوں حالی کو پہنچ چکا ہوگا تو اس وقت جو ربّانی مصلح دوبارہ احیاءِ دین کے مقصد کو انجام دے گا وہ یقیناً نہایت عظیم الشان و بلند مقام مُصلح ہوگا۔

احادیث میں نہ صرف دجّالی فتنہ کا ذکر زیادہ تفصیل سے آیا ہے بلکہ اس فتنہ کے قلع قمع کے لئے جس مسیحِ ثانی کی بشارت اُمّتِ مسلمہ کو دی گئی ہے اس کی عظمتِ شان کا ذکر بھی صاف صاف اور تکرار سے کیا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ جب سے زمین و آسمان پیدا کئے گئے تب سے دجّال کے فتنہ سے بڑھ کر اور کوئی فتنہ پیدا نہیں ہوا۔ پھر اپنی اُمّت کو یہ ہدایت کی کہ جب مسیح دوبارہ نازل ہوں گے تو انہیں میری طرف سے سلام دینا۔ چودھویں صدی کے مجدّد کے بارہ میں آنحضورؐ نے یہ فرمایا کہ لو کان الایمان معلقًا بالثریا لنالہ رجلٌ من ابناء فارس۔ آنجناب صلعم نے ایک طرف دجّال کو کعبہ کا طواف کرتے دیکھا کہ وہ دینِ اسلام کی بیخکنی کر رہا ہے تو دوسری طرف مسیح کو اپنی کشفی آنکھ سے دجّال کے مقابل کعبہ کا طواف کرتے ہوئے دیکھا۔ جس کا مطلب ہے کہ دجّالی فتنہ کا قلع قمع حضرت مسیح کرے گا اور دینِ اسلام کو غالب کر دکھلائے گا۔

پھر فرمایا ویدفن معی فی قبری، مسیحِ ثانی میرے ہی ساتھ میری قبر میں دفن ہوگا۔ جس سے اتحادِ مقاصد کا کمال ظاہر کرنا مقصود ہے۔ غرضیکہ قرآن کریم اور احادیثِ صحیحہ سے جو عالی مقام اور عظمتِ شان چودھویں صدی کے مجدّد یا مسیح موعودؑ کی ظاہر ہوتی ہے وہ نہ صرف اس قدر روشن اور واضح ہے کہ جس سے کسی کو انکار کی گنجائش نہیں بلکہ تیرہ سو سال سے ساری اُمّتِ مسلمہ اس کی قائل و معترف رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جس شدت سے نزولِ مسیح کا انتظار ہوتا رہا کسی اور مصلح و مجدّد کا ایسا انتظار کبھی نہ کیا گیا تھا، جس طرح منبروں پر چڑھ چڑھ کر اس کی آمد کی بشارتیں دی جاتی رہیں اور جس کی بعثت کے لئے تڑپ تڑپ کر دعائیں کی جاتی رہیں کسی دیگر مجدّد کے لئے ان میں سے کوئی بات کبھی نہیں کی گئی۔

عظمت و شان کا مدار مقاصد و عزائم پر

جبکہ قرآن کریم اور احادیثِ صحیحہ میں مسیحِ ثانی کی اس قدر اہمیت و عظمت بیان ہوئی ہے اور جبکہ تیرہ صدیوں میں ساری اُمّتِ مسلمہ ایسے شدید انتظار و تڑپ سے اس کے نزول کی منتظر رہی ہے تو کیا اس امر میں کوئی شک و شبہ باقی رہ جاتا ہے کہ چودھویں صدی کے مجدّد یا مسیح موعودؑ کی عظمت و شان اُمّت کے دیگر مصلحین مجدّدین سے یقیناً نرالی و یکتا ہی ہے؟ کیا ایسی مسلّمہ عظمت و شان بلا کسی وجہ و سبب کے ہے؟

اصل بات یہ ہے کہ جیسے کہ احادیث میں فتنۂ دجّال کو روئے زمین پر تمام فتنوں سے بڑا قرار دیا ہے اسی طرح اس سے صاف یہ لازم آتا ہے کہ جس مصلح کے ذریعہ فتنۂ کبریٰ کا استیصال ہوگا یقیناً وہی شخص اپنے کام کی عظمت کی وجہ سے اُسی قدر عظمت و شان کا مالک ہوگا۔ جب ہم واقعات کو دیکھتے ہیں تو ہمیں یہی نقشہ نظر آتا ہے کہ واقعی دجّال اور یاجوج و ماجوج کا موجودہ فتنہ تمام مفاسد و مفاتن سے بازی لے گیا ہے۔ کیونکہ جس طرح آج ہوائے نفس اور خودی کے ادنیٰ جذبات کی نشو و نما ہوئی ہے کبھی پہلے بھی اس کا سواں حصہ ہوا؟ اخلاقی اقدار سے انحراف و انکار اور سفلی جذبات و ادنیٰ خواہشات کی ترقی و ترویج پر اصرار جس وسیع و عالمگیر پیمانہ پر اس زمانہ میں ہوا کہ اس کی کوئی ادنیٰ مثال بھی کہیں پیش کی جا سکتی ہے؟ بین الاقوامی معاملات ہوں یا قومی و انفرادی تعلقات، انسانیت و انصاف اور اخوّت و مساوات کے عالی جوہروں کی جس طرح اس وقت مٹی پلید کی گئی ہے کیا کبھی پہلے بھی ایسا ہوا؟ باوجود انواع و اقسام کے مادی سامانوں کی فراوانی کے طمانیتِ قلب اور امن و سلامتی کو جو خطرات و خوف اس وقت درپیش ہیں کیا کبھی ایسی بے چینی و اضطراب ایسی وسیع و عالمگیر سطح پر پھیلی؟ یہ تو دنیاوی عالم کی حالت ہے، اگر دینی لحاظ سے دیکھا جائے تو ایک طرف تو خدا اور مذہب سے جو بیزاری آج پیدا ہوئی کیا اس کا عشرِ عشیر بھی کہیں نظر آتا ہے؟ باطل معتقدات بالخصوص کلیسائی اصولوں کی ترقی و ترویج کی جو مثال اس وقت موجود ہے ایسی کوئی اور نظیر بطلان کی کہاں دکھلائی جا سکتی ہے؟ زندگی کے مقاصد کو جو سطحیت اور ادنیٰ حیثیت اس وقت دے دی گئی ہے، ایسی بے حقیقتی شاید ہی کہیں دی گئی ہو؟ انسانی زندگی کی بلند صلاحیتوں اور عالی استعدادوں سے جو اغماض آج برتا گیا ہے عالمگیر پیمانہ پر اس کی مثال ڈھونڈے سے نہ ملے گی۔

اسی امر کو بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ ایک جگہ خروجِ دجّال کے اعتراض کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ صاحبو! آج یہاں وہ دجّالیتیں پھیل رہی ہیں جو تمہارے فرضی دجّال کے باپ کو بھی یاد نہ ہوں گی۔ خلاصہ یہ ہے کہ چودھویں صدی کے مفاتن و مفاسد اور باطل نظریات و معتقدات ایسے وسیع و عالمگیر سطح پر پھیل گئے ہیں کہ واقعاتی رنگ میں یہ اپنی نظیر آپ ہی ہیں۔ پس قرآن کریم اور احادیثِ صحیحہ میں جو اخبار فتنۂ دجّال و یاجوج و ماجوج کی دی گئی تھیں واقعات میں آج ان کی صداقت کس قدر صفائی سے روشن ہو چکی ہے۔

مفاسدِ زمانہ کا علاج

تو اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایسے عظیم مفاسد کا علاج مسیح موعودؑ نے کیا کیا ہے؟

اس ضمن میں سب سے پہلی بات یاد رکھنے کے لائق یہ ہے کہ اس زمانہ کی ظاہر پرستی اور حقیقت سے دوری کی جو عالمگیر وبا ہے حضرت مسیح موعودؑ نے سب سے

پہلے اس کا علاج تجویز کیا اور دین و مذہب کو اس کے حقیقی رنگ میں دنیا کے سامنے پیش کیا ہے یعنی تعلیمات مذاہب کی اور صورتوں کے جو کھینچی جاتی ہیں آپ نے اس کی اصلیت و حقیقت پر بڑا زور دیا ہے اور جس کا خلاصہ یہ ہے جیسے کہ خود قرآن کریم نے اسی حقیقت کی طرف مختلف پیرایوں میں ادا فرمایا ہے۔ بلیٰ من اسلم وجهه لله وهو محسن۔ یعنی دین کی روح ان دو اصولوں میں مضمر ہے خدا تعالےٰ کی کامل فرمانبرداری اور مخلوق خدا کی سچی ہمدردی۔ اگر یہ حقیقت موجود نہیں تو کسی قسم کی ظاہر پرستی یا رسوم پر کاربند ہی کوئی کام نہیں دے سکتی۔

خدا تعالےٰ کی ذات پر حقیقی ایمان پیدا کرنے کے لئے جو رنگ آپ کی تحریرات میں دکھلائی دیتا ہے قرآن حکیم کی تعلیم کے بعد شاید ہی کہیں اور اس یقین و ایمان کی جھلک دکھلائی دیتی ہو۔ ایک دہریہ منش انسان کا قول ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی تحریرات کو پڑھ کر یہ خطرہ پیدا ہو جاتا ہے کہ کہیں خدا پر ایمان ہی پیدا نہ ہو جائے۔ تعلیم اسلام کی صداقت و افضلیت جس طرح حضرت مسیح موعودؑ نے ثابت کر دکھلائی اس کی بھی شاید ہی کوئی اور ہی مثال ہو۔ متعدد واقعات ایسے ہیں کہ انگریز افسروں کے نام پر جب احمدیوں کی طرف سے انگریزی رسالہ ریویو آف ریلیجنز جاری کرایا گیا تو ان میں سے کئی ایک نے کچھ دیر بعد یہ کہا کہ براہ خدا اس رسالہ کو ہمارے نام بند کر دو ورنہ یہ خطرہ ہے کہ ہم کہیں مسلمان نہ ہو جائیں۔ مجھے خود یاد ہے کہ حضرت والد صاحب مرحوم فرمایا کرتے تھے کہ اس رسالہ کو پڑھنے کے بعد ایک انگریز ڈپٹی کمشنر کے ریمارک تھے کہ:-

WELL WHAT WILL BE HAPPEN WHEN MIRZA DIES.

یعنی اب تو دین اسلام کی صداقت و افضلیت کو ایسے عمدہ رنگ میں پیش کیا جا رہا ہے کہ انکار کی گنجائش نہیں ہو سکتی مگر یہ سلسلہ حضرت مرزا صاحبؑ کی وفات کے بعد کیسے جاری رہے گا۔؟

تو حضرت والد صاحب قبلہ نے جواباً فرمایا کہ اسلام کا خدا زندہ موجود ہے اور وہی اس دین کا حافظ و ناصر ہے۔

اس ایک واقعہ سے ہی یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ غیر مسلموں کو دین اسلام کا قائل کرنے کی کیسی نمایاں خصوصیت صلاحیت حضرت مسیح موعودؑ کو عطا کی گئی تھی۔ کچھ اس قسم کا واقعہ لیکچر سیالکوٹ والا ہے کہ وہاں کے پادری سکاٹ صاحب نے حضرت کا لیکچر سننے کے بعد کہا ویل ہم کو ایک بات قطعاً سمجھ میں نہیں آتی کہ یہ شخص (مراد حضرت مرزا صاحبؑ) تو دین اسلام کو تمام ادیان پر افضل و غالب کرنا چاہتا ہے مگر پھر یہ مسلمان لوگ اس کی کیوں مخالفت کرتے ہیں۔

حضرت مرزا صاحب نے واقعی غلبۂ دین اسلام کر دکھلایا

انفرادی مثالوں کے علاوہ حضرت اقدسؑ کا لیکچر "اسلامی اصول کی فلاسفی" بھی اس امر کا شاندار ثبوت ہے کہ آپ کو یہ معجزہ خدا تعالےٰ نے عطا کیا تھا کہ اصول اسلام کی صداقت و افضلیت کے قائل و معترف کرنے میں آپ ید طولےٰ رکھتے تھے جس میں کوئی شخص آپ کا مقابلہ کرنے سے عاجز تھا۔

علم و سائنس کے زمانہ میں مذہب کی صداقت کا ثبوت

علم و سائنس کے زمانہ میں الہیات کے اصولوں کو تسلیم کرا دینا جن کا وجود ماوراء الطبیعات سے ہے اس حدیث کی صداقت پر گواہی پیش کرتا ہے جس میں یہ الفاظ آتے ہیں کہ اگر ایمان ثریا پر چلا گیا ہو تب بھی مسیح موعودؑ اسکو وہاں سے واپس لے آئے گا۔

جب یہ امر دیکھا جاتا ہے کہ علم و سائنس کے اس زمانہ میں ایمانی امور کو حضرت مسیح موعودؑ نے بذریعہ علم و دلائل دلوں میں گاڑ دیا تو حیرت ہوتی ہے، زمانہ کی یہی تبدیل شدہ حالت ہے اور حضرت اقدسؑ کا یہی بابی معجزہ ہے جس کے باعث ہمیں یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ جو کام آپ نے سرانجام دیا وہ کسی دوسرے مجدد سے نہ ہوا اور یہی وہ بات ہے جو نہ صرف آپ کو دیگر مجددوں سے ممتاز کرتی ہے بلکہ اسی میں یہ راز پوشیدہ ہے کہ اب جو مجدد آئے گا اس کا قدم آپ کے قدموں پر ہی ہو گا۔ کیونکہ جہالت اور توہم پرستی کا زمانہ ختم ہو چکا، اب علم و سائنس نے تسلط حاصل کر لیا ہے۔ اس دور میں جو شخص دین مذہب کی صداقت کا قائل کر سکتا ہے وہ وہی ہو سکتا ہے جو علم اور دلائل، بینات اور ربانی نشانوں سے ہی قائل کر سکتا ہے۔ بجز اس کے ممکن نہیں۔ اس لئے جبر و اکراہ اور دنیاوی شوکت و عظمت سے اب دین کا فروغ مقدر نہیں بلکہ یہ دور اب اسلام کی جمالی صفت کا ہے

ع ہو چکا اس دین کی شان جلالی کا ظہور
ہے مگر باقی اس کی شان جمالی کا ظہور

مجددین میں امتیازی و اعلیٰ شان مقام کے اصل وجوہ

سائنس و علم کی روشنی کے عالمگیر طور پر پھیل جانے کے سبب دین کی ترقی و فروغ اب تا قیامت دین اسلام کی خوبصورت تعلیم کے پھیلانے اور اس کی افادیت ثابت کرنے میں ہی مضمر ہو چکی ہے۔ اب جو بھی مجدد و مصلح آئے گا اس کا قدم اسی راستہ پر ہو گا کیونکہ یہ زمانہ کا تقاضا اور اس کا مطالبہ ہے، دوسرا کوئی راستہ کامیابی کا موجود نہیں

ع لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود
ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

پس اصل معنی میں حضرت مسیح موعودؑ خاتم الخلفاء اور خاتم الاولیا ہیں کہ دنیا نے ایک نیا کروٹ بدلا ہے ایک نئی عالمگیر ذہنیت کارفرما ہے، دین کی فتح و کامیابی کا راستہ اب بجز اسلام کی تعلیم کی افادیت اور اس کے اصولوں کی عمدگی و خوبی بوتی بذریعہ علم کلام کے ظاہر کرنے ممکن نہیں۔

اشاعت و تبلیغ دین کا وہ راستہ یا جہاد زمانہ کا وہ طریق کار جو حضرت مسیح موعودؑ نے نہایت عظیم کامیابی سے دنیا پر واضح کیا ہے، اب کلید ہے جس سے فتح و غلبۂ اسلام وابستہ کر دیا گیا ہے۔ قوم کے جملہ ہمدرد طبقہ کے لئے یہ امر قابل غور ہے کہ دین کی فتح کا یہ بلا امیدا طریق کار اگر وہ اختیار کریں اور جماعت احمدیہ لاہور کے مسلک پر اگر وہ گامزن ہوں تو یہی ایک راستہ مذہب کی ترقی و فروغ کا رہ گیا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ مندرجہ ذیل وجوہ کے باعث حضرت مسیح موعودؑ کا زمانہ تا قیامت ممتد ہے جس سے آپ کا مقام تجدید و احیائے دین دیگر مصلحین امت سے بالکل ممتاز ثابت ہوتا ہے:-

(۱) - دین کی حقیقی روح کو دوبارہ دلوں میں قائم کر دکھلانا یعنی رواج و رسوم اور ریاکاری و اسراف کی بنا پر اعمال کو بجا لانے کی بجائے معہ حقیقی پر سچا ایمان پیدا کر کے اس کی بنا پر اعمالِ صالحہ کو بجا لانا

(۲) - خدا تعالیٰ کی صفات، ملائکہ، یوم آخرت، جنت و دوزخ، کلام الٰہی، نیکی بدی - جملہ امور معاد کی صحیح حقیقت پر روشنی ڈالنا۔

(۳) - جہاد اسلام کی راہیں تبدیل شدہ ذہنیت زمانہ کے باعث علم و دلائل، بینات و شواہد اور عملی زندگی میں اصول دین کی افادیت کا ثبوت دینے سے وابستہ کرنا، غلبۂ اسلام کے لئے ظاہری عظمت و شوکت اور عسکری طاقت و قوت، جبر و اکراہ اور تشدد و ظلم کی جملہ راہوں سے اجتناب۔

(۴) - عالمگیر پیمانہ پر جملہ ادیان و ملل کے مقابل دین اسلام کے اصولوں کی صداقت و افضلیت کو ثابت کر دکھلانا۔

یہ مرکزی امور ایسے ہیں کہ جن سے حضرت مسیح موعودؑ کی عظمت اور بلند مقام روشن ہے، کیا ان امور کے ماسوا کوئی اور اصول ہیں جن کے ذریعہ اب تا قیامت احیائے دین کا مقصد مقدر ہو چکا ہے؟ یا کیا ان کو ترک کر کے اب دین کی ترقی کی کوئی راہ ممکن ہے؟ پس جب آپ کا وضع کردہ طریق کار تا قیامت کارگر و کامیاب ہے تو پھر جو بھی حقیقی فتح و غلبہ ہو گا وہ ان وجوہ سے آپ کے دعوائے مجددیت کے طفیل ہی ہو گا۔

لیکچر مرزا مظفر بیگ ساطع صاحب بر موقعہ جلسہ سالانہ (پلیتری)

تعلق باللہ اور جماعت احمدیہ

والعصر ان الانسان لفی خسر ...... الخ

دعویٰ ہے انہیں عرش بریں میرا ہے
دعوےٰ ہے مجھے عرش نشیں میرا ہے

تعلق باللہ سے پہلے خود اللہ کی ذات پر کچھ بیان کرنا میں ضروری سمجھتا ہوں۔

ایک ادیب نے کیا اچھا لکھا ہے:۔

"انسان بھی عجیب شئے ہے۔ ماننے لگے تو
اپنے ہاتھ سے بنائے ہوئے بتوں کو بھی
خدا مان لے اور نہ مانے تو اپنے بنانے
والے خدا کا بھی انکار کر دے"

اس مختصر سے وقت میں خدا کی ہستی پر میں صرف دو دلیلیں پیش کروں گا۔

(۱) بجلی کے بلب۔ ٹیوبیں۔ پنکھے۔ ریڈیو۔ ٹیلی ویژن۔ بڑی بڑی ملیں دیکھ کر ہم یقین کرتے ہیں کہ ان کے پیچھے کام کرنے والی کوئی طاقت اور قوت موجود ہے جو اگرچہ نظر تو نہیں آتی مگر ہے ضرور۔ اسی طرح چاند۔ سورج۔ سیارے۔ ستارے۔ یہ آسمانی بلب از خود روشن ہیں ان کے پیچھے بھی کوئی عظیم قوت موجود ہے جو بجلی کی طرح نظر تو نہیں آتی مگر ہے ضرور۔ جیسا کہ قرآن حکیم نے بجا فرمایا:۔

اللّٰہ نور السمٰوٰت والارض

اللہ ہی آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔۔۔

اہل جہاں کے کفر و توہم کا کیا علاج
آئینہ کہہ رہا ہے کہ آئینہ ساز ہے

(۲)۔ کسی جنگل میں ایک مکان ہو، ہم اس میں داخل ہوں۔ چولہے میں آگ روشن ہو، آٹا تازہ گندھا پڑا ہو۔ تازہ پانی۔ تازہ گوشت۔ تازہ سبزی۔ تازہ پھل موجود نظر آ رہے ہوں۔

• ہر کمرے میں سامان و فرنیچر قرینے سے سجایا ہوا ہو۔ مگر اس مکان کا مکین کہیں باہر گیا ہو تو مکان کی ان تمام چیزوں کو دیکھ کر ہم اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ اس گھر کا مالک اگرچہ نظر نہیں آتا مگر ہے ضرور۔

ٹھیک اسی طرح زمین و آسمان کے اعلیٰ پایہ کے نظام تازہ بتازہ سبزیوں۔ پانیوں۔ پھلوں۔ پھولوں۔ اور غلوں کا انتظام کیا اس امر پر دلالت نہیں کرتا کہ اس گھر کا بھی کوئی مالک ہے جو اگرچہ نظر نہیں آتا مگر ہے ضرور ؎

وَفِی کُلِّ شَیْئٍ لَہٗ اٰیَۃٌ
تَدُلُّ عَلٰی اَنَّہٗ وَاحِدٌ

زمین اور آسمان کی ہر شئے خدا کی ہستی پر ایک نشان ہے جو دلالت کرتی ہے کہ واحد خدا موجود ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ اس دنیا سے خدا کی ہستی پر ایمان لا کر ہی آگے جانا فائدہ مند ہے۔ ایک منکر خدا اس دنیا سے جب آگے جاتا ہے تو آگے اگر خدا نہ ہوا تو وہ بچ گیا اور اگر خدا موجود ہوا تو وہ پکڑا گیا مگر اس کے برعکس خدا پر ایمان لانے والا ہر طرح سے محفوظ ہے۔ اگر آگے خدا نہیں تو اس سے کس نے پوچھنا ہے کہ تم خدا کو کیوں مانتے رہے اور اگر آگے خدا موجود ہے اور یقیناً موجود ہے تو خدا پر ایمان لا کر آگے جانے والا کامیاب رہا۔

خدا کو ماننے والوں کو چار حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:۔

(۱)۔ ہندو جو ۳۳ کروڑ خداؤں کی پوجا کرتے ہیں۔
(۲)۔ عیسائی جو تین خداؤں کی پوجا کرتے ہیں۔
(۳)۔ زرتشتی جو دو خداؤں کے پرستار ہیں۔
(۴)۔ مسلمان جو صرف ایک خدا کی عبادت کرتے ہیں۔

چند اندھوں نے ہاتھی کو اپنے ہاتھوں سے ٹٹولا اور لگے ہاتھی کا نقشہ بیان کرنے۔ جس اندھے نے ہاتھی کی سونڈ پر ہاتھ پھیرا تھا کہنے لگا ہاتھی تو سانپ کا سانپ ہے۔ جس اندھے نے ہاتھی کے پیٹ پر ہاتھ پھیرا تھا کہنے لگا ہاتھی تو ڈھول کا ڈھول ہے۔ اور جس اندھے نے ٹانگوں پر ہاتھ پھیرا تھا کہنے لگا ہاتھی تو چار ستونوں کا نام ہے۔ ایک آنکھوں والا یہ سن کر کہنے لگا ؎

فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

یہ بیچارے اندھے کیا جانیں کہ ہاتھی کا اصلی نقشہ کیا ہے؟

ٹھیک اسی طرح انبیاء علیہم السلام نے خدا کی اصلی و صحیح تصویر جو دنیا میں الہامی کتب کے ذریعہ پیش کی تھی وہ مرور زمانہ کی وجہ سے دنیا سے گم ہو گئی تھی۔ پنڈتوں، پادریوں، راہبوں نے روایتی اندھوں کی طرح خدا کا غلط نقشہ دنیا میں پیش کرنا شروع کر دیا۔ موجودہ محرف و مبدل بائیبل میں لکھا ہے کہ اہولہ و اہولیبہ خدا کی دو بیویاں ہیں۔ ویدوں میں لکھا ہے مریض ہوتے تکشمیش پتیو۔ شری اور لکشمی پرماتما کی دو بیویاں ہیں۔ پادریوں نے کہا یسوع خدا کا بیٹا ہے۔ پنڈتوں نے کہا۔ آریہ ایشور پترا۔ آریے ایشور کے پتر ہیں۔

بائیبل میں لکھا ہے کہ خدا کی بے وقوفی بھی ہماری عقلمندی سے بہتر ہے۔ (نعوذ باللہ جیسے کوئی کہے کہ خدا کا جھوٹ بھی ہمارے سچ سے بہتر ہے)

ویدوں میں بھی ایسی عقلمندی کی بات ہے۔ لکھا ہے اے کھانے تجھے بھوک نہیں لگتی۔ اور اے پانی تجھے پیاس نہیں لگتی۔ (جیسے کوئی کہے اے آگ تجھے سردی نہیں لگتی اور اے پانی تجھے گرمی نہیں لگتی)

پنڈتوں نے بتوں کے رنگ میں خدا کو بھوگ لگائی یعنی کھانا پیش کیا اور پھر دھرم شاستر میں لکھا ہے کہ جب پرماتما سو جاتا ہے تو ساری دنیا سو جاتی ہے۔ پنڈتوں کو کیا پتہ تھا کہ ہمارے ہاں رات ہوتی ہے تو امریکہ میں دن ہوتا ہے۔ آدھی دنیا جاگ رہی ہوتی ہے اور پھر خود ہماری دنیا میں بھی کارخانوں، ملوں، فیکٹریوں ریلوے اسٹیشنوں، ہسپتالوں وغیرہ میں لوگ اپنی اپنی ڈیوٹی پر جاگ رہے ہوتے ہیں۔

بائیبل میں لکھا ہے کہ خدا نے چھ دنوں میں زمین و آسمان کو بنایا اور ساتویں دن آرام کیا۔ گویا بائیبل کا خدا صرف چھ دن ہی کام کر کے تھک گیا اور اس کو آرام کی ضرورت پڑ گئی۔

غرض اسلام کے سوا دیگر موجودہ مذاہب نے روایتی اندھوں کی طرح خدا کا نہایت غلط نقشہ پیش کیا۔

مہبط وحی سرکار دو جہاں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق قرآن کریم نے اعلان فرمایا مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی۔ خدا کے جمال کے مشاہدہ سے محمد رسول اللہ صلعم کی نظر نہ پتھرائی اور نہ اس نے حد سے تجاوز کیا۔ گویا خدا کا پورا پورا اور صحیح نقشہ ملاحظہ فرمایا خدا کا یہی صحیح اور مکمل نقشہ تھا جو قرآن کریم کے ذریعہ دنیا جہان میں پیش فرمایا گیا۔

قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ۔ اعلان کر دو کہ اللہ ایک ہے۔ ۳۳ کروڑ نہیں جیسا کہ ہندو کہتے ہیں۔ تین نہیں۔ جیسا کہ عیسائی کہتے ہیں۔ دو نہیں جیسا کہ زرتشتی کہتے ہیں۔

لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ۔ نہ خدا کسی کا بیٹا ہے نہ خدا کا کوئی بیٹا ہے۔ نہ یسوع بیٹا ہے نہ آریے بیٹے ہیں۔ وَلَمْ تَکُنْ لَّہٗ صَاحِبَۃٌ۔ خدا کی کوئی بیوی نہیں۔ نہ اہولہ و اہولیبہ اس کی بیویاں ہیں اور نہ شری اور لکشمی اس کی بیویاں ہیں۔

وَھُوَ یُطْعِمُ وَلَا یُطْعَمُ۔ وہ دوسروں کو کھانا کھلاتا ہے خود کھانا نہیں کھاتا۔

لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ۔ خدا کو نہ اونگھ پکڑتی ہے نہ نیند آتی ہے۔ جب پرماتما سو جاتا ہے تو ساری دنیا سو جاتی ہے سب فرضی ڈھکوسلے ہیں۔

وَمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ۔ خدا کو تکان نہیں ہوتی کہ آرام کرتا پھرے۔

کُلَّ یَوْمٍ ھُوَ فِیْ شَاْنٍ۔ خدا ہر روز کام کرتا رہتا ہے۔ اسلام کا خدا چھ دن کیا ازل سے ابد تک کام کرتا اور کرتا رہے گا۔ مگر تھکے گا نہیں۔ خدا کا یہ صحیح اور اصلی نقشہ پیش کرنا مَا زَاغَ الْبَصَرُ کے مصداق صاحب

بصارت اور عَلٰی بَصِیْرَۃٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِیْ کے مصداق صاحب بصیرت حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی کام تھا۔

یورپ کے ایک مفکر نے کیا اچھا لکھا ہے :۔

"مہاتما بدھ کے بتوں کے آگے پھولوں
کے ڈھیر۔ ہندوؤں کے مندروں میں
نقش و نگار والے بت، عیسائیوں کے
گرجوں میں پیانو کی دھنیں۔ لیکن مسلمانوں
کی مسجدوں میں ان ظاہری چیزوں میں سے
کچھ بھی نہیں صرف اور صرف ایک خدا کا
صحیح تصور ہے"

اس روشن زمانے میں آج بھی بھارت کے سکولوں میں خدا کا جو نقشہ پیش کیا جا رہا ہے۔ وہ ایک گیت ہے۔ آپ بھی سنئے اور سر دھنئے۔

اے ایشور تو کیسا ہوگا
لڈو جیسا پیلا ہوگا * برفی سے چکیلا ہوگا
خربوزے سے موٹا ہوگا * رس گلے سے چھوٹا ہوگا
اے ایشور تو کیسا ہوگا

انا للہ وانا الیہ راجعون ؎

گر ہمیں مکتب و ہمیں پنڈت
کار طفلاں خراب تمام شد

خدا تعالےٰ کی ہستی پر اس مختصر بحث کے بعد میں تعلق باللہ پر کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ سرکار دو جہاں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح خدا کا مکمل اور صحیح تصور دنیا کو پیش فرمایا۔ ٹھیک اسی طرح خود حضرت انسان کا بھی صحیح مقام اس کے سامنے رکھا۔

قرآن کریم میں ارشاد فرمایا:۔ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ۔ خدا نے انسان کو مکرم و معظم بنایا ہے۔ اس میں اپنی جمالی و جلالی صفات اُتار کر اور اسکو اپنے اخلاق سے رنگین کر کے اس کی تکریم و تعظیم کو قائم فرمایا۔

علامہ اقبال نے فرمایا ؎

یہ غازی یہ تیرے پُراسرار بندے
جنہیں تو نے بخشا ہے ذوقِ خدائی

اس شعر میں مجھے صرف ایک لفظ کے تصرف کی اجازت دیجئے میں کہوں گا

یہ انساں یہ تیرے پُراسرار بندے
جنہیں تو نے بخشا ہے ذوقِ خدائی
دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا
سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی

اس خدائی ذوق اور خدائی صفات و اخلاق والے انسان کو جو شکل و صورت بخشی گئی اس کے لئے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا گیا ہے لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ۔ خدا نے انسان کو حسین و جمیل پیدا کیا ہے ؎

جس بھی فنکار کے شاہکار تم ہو
اس نے صدیوں تمہیں سوچا ہوگا

اور پھر انسان کے سب سے بڑے مقام کا اعلان ان الفاظ میں فرمایا گیا :۔ اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً

اس زمین میں انسان خدا کا خلیفہ ہے اور نائب ہے۔ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ آسمانوں اور زمین کی حکومت اس کے حوالے کی گئی۔

سورج، چاند کی پوجا کرنے والوں کو فرمایا تم اشرف المخلوقات ہو سَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآئِبَيْنِ۔ سورج، چاند کی پوجا مت کرو، یہ تو تمہارے غلام ہیں۔

گنگا جمنا کے پجاریوں کو فرمایا سَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ۔ گنگا جمنا وغیرہ کی پوجا مت کرو یہ دریا تو تمہاری خدمت کے لئے ہیں۔ ان دریاؤں، نہروں کی تو حقیقت ہی کیا ہے جن سے سمندروں سے بادل اٹھتے برف اور بارش کے رنگ میں پہاڑوں پر برستے ہیں، اور پھر پہاڑوں سے یہ چند لکیریں (دریا) بہہ نکلتی ہیں۔ سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ وہ سمندر بھی تمہاری غلامی میں دے دیئے گئے ہیں۔ غرض کتنا احسان ہے سرور کائنات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ جہاں حضور صلعم نے بنی نوع انسان کے سامنے خدا کا صحیح اور مکمل نقشہ اور تصور پیش فرمایا وہاں خود حضرت انسان کو اس کا اصل مقام یاد دلایا۔ اللّٰھم صل علےٰ محمد وعلےٰ آل محمد وبارک وسلم۔

سبزیوں، غلوں۔ پھلوں اور پھولوں کے بیج اگر سونے چاندی۔ موتیوں اور جواہرات میں ملا کر ہزاروں سال بھی رکھ دیئے جائیں تو بھی ان قیمتی اشیاء کی تاثیر سے بیجوں کے اصل جوہر شگوفہ۔ پھول اور پھل وغیرہ ظاہر نہ ہوسکیں گے اور قدرت کی کوئی شئے ان بیجوں کی امداد نہیں کرے گی۔ مگر جونہی ان بیجوں کا تعلق اور پیوند زمین کی مٹی سے ہوگا بیجوں کے اصل جوہر باہر آجائیں گے۔ قدرت کی تمام قوتیں سورج چاند، ہوا، بارش وغیرہ ان کی امداد میں لگ جائیں گی۔

قرآن کریم میں ارشاد فرمایا گیا ہے :۔

قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ۔

جن لوگوں نے خدا سے پیوند جوڑنے سے انکار کیا وہ لوگ خسارے میں رہے۔ اگرچہ وہ بادشاہوں اور شہنشاہوں کے ہم مجلس ہی کیوں نہ ہوں۔ ان کے فطری کمالات اور جواہر خدا سے تعلق پیدا کرنے میں ہی اجاگر ہوسکتے ہیں اور بیج کی طرح ان کی پرورش ہونے لگتی ہے۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

وَمَنْ طَلَبَ الْعُلٰى سَهِرَ اللَّيَالِيْ
يَغُوْصُ الْبَحْرَ مَنْ طَلَبَ اللَّآلِيْ

جس نے بلندی چاہی وہ راتوں کو جاگا۔ جس نے موتی چاہے اُس نے سمندر میں غوطہ لگایا۔

سمندروں کی تاریکی میں غوطہ لگانے والے تو کبھی سینکڑوں غوطوں کے بعد کوئی معمولی موتی پاتے ہوں گے مگر رات کی تاریکی میں غوطہ لگانے (سجدہ کرنے) والے ہر غوطہ پر اجر کے عظیم و نایاب موتیوں سے اپنے دامن کو بھر لیتے ہیں۔ قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے :۔

وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ۔ مٹی پر سر رکھ دو خدا کے مقرب بن جاؤ گے ؎

وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات (اقبال)

اسلام نے مٹی سے پیدا ہونے والے انسانوں کا سر پھر مٹی میں رکھوا کر انہیں مٹی میں نہیں ملایا بلکہ خدا سے ملا دیا۔ اسی لئے حضور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الصلوٰۃ معراج المؤمنین۔ نماز مومن کا معراج ہے۔

حضور سرور کائنات صلعم دو سجدوں کے درمیان جو دعا فرمایا کرتے تھے اس میں آخری لفظ ہے وَارْفَعْنِيْ اے خدا مجھے اوپر اٹھا۔ دعا تو اوپر اٹھا لے کی فرماتے تھے مگر اس کے ساتھ ہی معًا بعد اپنا سر مبارک دوسرے سجدے کے لئے مٹی میں رکھ دیتے تھے۔

انسان کی اصل زندگی تعلق باللہ کا دوسرا نام ہے یہاں ایک مثال عرض کرتا ہوں۔ غور فرمایئے :۔

کلائی کی گھڑی ہو کہ ٹائم پیس ہو یا کلاک ہو اگر ان کے ڈائل سے گھنٹہ اور منٹ کی دونوں سوئیاں اُتار دی جائیں تو وہ چل تو رہی ہوں گی مگر اپنی اصل غرض یعنی حقیقت کے اظہار سے وہ عاری ہوں گی۔ اسی طرح جن لوگوں کا تعلق خدا اور رسول سے منقطع ہو جاتا ہے اور اُن کے قلب سے یہ دونوں سوئیاں الگ ہو جاتی ہیں وہ لوگ زندہ تو ہوتے ہیں مگر زندگی کی اصل غرض سے محروم ہو جاتے ہیں۔

"زندگی سے بندگی شرمندگی"

اللہ کریم نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا ہے:۔ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً اے میرے محبوب میرے نشانات میں سے یہ بھی ایک نشان ہے کہ آپ دیکھئے زمین جھکی ہوئی ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ حضور صلعم کو آسمانوں اور زمینوں کے تمام عجائبات دکھائے گئے۔ عربی میں خشوع جسم سے جھکنے کو کہتے ہیں اور خضوع دل سے جھکنے کو کہتے ہیں۔ آج سائنسدان کہتے ہیں کہ پہاڑوں کے بوجھ کی وجہ سے زمین شمال کی طرف بائیس ڈگری پر جھکی ہوئی ہے۔

ایک سائنسدان کہتا ہے۔ کاش کوئی ایسا انتظام ہوسکتا کہ ہم کسی ستارے پر کھڑے ہو کر کسی لمبے بانس سے زمین کو بائیس ڈگری اوپر اٹھا دیتے۔ ایسا ہو جانے سے موسمی تغیرات ختم ہو جاتے اور بارہ مہینے بہار ہی بہار رہتی۔ مگر اس سائنسدان کو شاید یہ علم نہیں کہ موسمی تغیر و تبدل، سخت سردی۔ سخت گرمی سے نباتات جمادات حیوانات اور خود بنی نوع انسان کو جو عظیم فوائد پہنچ رہے ہیں وہ ایک جیسا موسم رہنے سے میسر نہیں آسکتے تھے۔

کچھ عرصہ گزرا یہی سائنسدان کہتے پھرتے تھے کہ سانپوں اور بچھوؤں کو پیدا کر کے قدرت نے ایک خطرناک غلطی کی ہے مگر اب یہی سائنسدان فرما رہے ہیں کہ فضا کی بہت سی زہریلی گیسیں جن کو یہ سانپ اور بچھو چوس رہے ہیں۔ پیچ ہے۔ مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا۔ خدا نے کوئی شئے باطل پیدا نہیں کی۔ اس کا کوئی نہ کوئی مقصد اور غرض ہے۔

وَمِنْ اٰیٰتِہٖٓ اَنَّکَ تَرَی الْاَرْضَ خَاشِعَۃً

سرور کائنات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم، اسلام اور قرآن کریم کی صداقت پر ایک چمکتا ہوا ثبوت ہیں۔ جو چیز سائنسدانوں کو آج معلوم ہوئی کہ زمین بائیس ڈگری پر جھکی ہوئی ہے وہ آج سے ڈیڑھ ہزار سال پہلے قرآن کریم میں لکھوا دی گئی تھی۔

اس جھکی ہوئی زمین سے پیدا ہونے والوں کی عظمت جھکنے ہی میں ہے۔ اکڑنے والے شداد، نمرود، فرعون، ہامان اور ابوجہل کا انجام چشم فلک نے حیرت سے دیکھا۔ ان کی زندگیوں میں ہی انہیں ذلت و رسوائی نصیب ہوئی مگر اُن کے مقابلے میں خدا کے حضور جھکنے والے انبیاء کو خدا نے سربلند و سرفراز فرمایا ؎

بکسے چوں مہربانی میکنند
از زمینی آسمانی میکنند

دیگر مذاہب کے مقابلہ میں یہ اسلام ہی کا کمال ہے کہ اس نے ہمیں ایک ایسا طریق عبادت بخشا ہے کہ دیگر مذاہب میں اس کی مثال نہیں ملتی۔

ایک مسلمان حالت رکوع میں تسبیح پڑھ رہا ہوتا ہے، سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ۔ پاک ذات ہے میرا رب جو عظمت والا ہے۔ جب ایک مسلمان یہ تسبیح پڑھ رہا ہوتا ہے تو وہ ان الفاظ کی عملی تصویر بھی بنا ہوا ہوتا ہے۔ وہ عظمت والے خدا کے حضور جسمانی طور پر بھی جھکا ہوا ہوتا ہے۔

پھر وہ سجدے کے لئے زمین پر گر جاتا ہے اور اس حالت میں یہ تسبیح پڑھتا ہے سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی۔ پاک ذات ہے میرا رب جو اعلیٰ ہے۔ جب وہ اس تسبیح کے ذریعہ اپنے پاک رب کے اعلیٰ ہونے کا اقرار کرتا ہے تو وہ خود جسمانی طور پر زمین پر گرا ہوا اپنے ادنیٰ ہونے کا نقشہ پیش کر رہا ہوتا ہے۔

دنیا میں کوئی مذہب ایسا نہیں جس نے عابد کو اپنی عبادت کی تصویر بنا کر رکھ دیا ہو۔ یہ عزت اور کمال صرف اسلام نے ہی بنی نوع انسان کو بخشا۔ اس ضمن میں اور بھی بہت کچھ بیان کیا جا سکتا ہے مگر وقت کی کمی کی وجہ سے میں مجبور ہوں۔

اس زمانے کے امام حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام نے آریوں، دہریوں، عیسائیوں اور بہائیوں سے جو علمی لڑائی لڑ کر بفضل خدا ہمیشہ کے لئے عظمت اسلام کو قائم فرما دیا۔ مگر حضرت امام علیہ السلام نے اس علمی جنگ کو ایک ضمنی شئے قرار دیا اور فرمایا کہ حضرت اقدس کی بعثت کی اصل غرض ایک پاکباز جماعت پیدا کرنا ہے۔

مجھے یہ کہنے کی اجازت دیجئے کہ آپ حضرات کو ڈاکٹروں کی دوکانوں، بزازی کی دوکانوں، سنیاری کی دوکانوں، کریانہ کی دوکانوں، پھل فروشوں، سبزی فروشوں کی دوکانوں، دوا فروشوں، صرافوں کے دوکانوں، فیکٹریوں، ملوں، بنکوں، ڈاک خانوں، تار گھروں، سکولوں، کالجوں، ہسپتالوں، فوج، پولیس، ریلوے، ہوائی جہازوں، بحری جہازوں وغیرہ وغیرہ۔ غرض زندگی کے ہر شعبے میں تو احمدی نظر آئیں

گے۔ مگر کیا وجہ ہے کہ شراب خانوں، جوا خانوں، رنڈی خانوں میں احمدی نظر نہیں آتے۔ کیا یہ حضرت مرزا غلام احمد کا ایک عظیم معجزہ نہیں؟ ؎

تجھ سے وہ چیز ملی ہے ترے دیوانوں کو
جو حقیقت میں بدل دیتی ہے افسانوں کو

حضرت موسےٰ علیہ السلام نے اپنا عصا مار کر دریائے نیل کو ٹھنڈا کر دیا تھا اور اپنی قوم کے سمیت پار اُتر گئے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مصر کے گورنر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی طرف سے رپورٹ پہنچی کہ دریائے نیل سال میں ایک بار طغیانی میں آ کر تباہی پھیلاتا ہے۔ اہل مصر ایک نوجوان لڑکی کو پارچات اور زیورات سے سجا کر ہر سال دریائے نیل میں پھینکنے کی رسم ادا کرتے ہیں۔ اور ان کا عقیدہ ہے کہ اگر وہ ایسا نہ کریں گے تو تباہی زیادہ پھیلے گی۔ دربار خلافت سے جو حکم ہو عمل کیا جائے گا۔ خلیفۃ المسلمین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک خط دریائے نیل کے نام لکھا جس کا مفہوم یہ تھا کہ

"اے دریائے نیل اگر تیرا اُترنا چڑھنا تیرے بس میں ہے تو جو چاہے کر لے اور اگر تیری باگ ڈور خدا کے ہاتھ میں ہے تو خبردار آئندہ تجھ سے اہل مصر کو کوئی نقصان نہ پہنچے"

عمر ابن الخطاب

مصر کے گورنر کو ہدایت فرمائی کہ کسی بے گناہ لڑکی کو دریا کے نذر نہ کیا جائے۔ قرآن کریم نے فرمایا ہے بِاَیِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ قیامت کے دن بے قصور بچیوں کو قتل کرنے کی جوابدہی کرنا ہو گی۔ میرا یہ خط دریا میں پھینکو لڑکی کو مت پھینکو۔

جو کام حضرت موسےٰ علیہ السلام کے مضبوط اور ٹھوس ڈنڈے نے کیا وہ کام حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک غلام نے کاغذ کا ایک ٹکڑا مار کر دکھایا اور دریا ہمیشہ کے لئے ٹھنڈا ہو گیا۔

حضرات! میں ایک انتہائی گنہگار انسان ہوں اور میرے گناہ اس کثرت سے ہیں کہ میں مارے ندامت کے آسمان کی طرف دیکھ نہیں سکتا۔ کسی فخر کے طور پر نہیں تحدیث نعمت کے طور پر جزائر فیجی کے واقعہ کا ذکر کرنا میں ضروری سمجھتا ہوں۔

جزائر فیجی کے شہر ناندی میں بال بچوں سمیت میں قیام پذیر تھا۔ مجھے بتلایا گیا کہ برسات کا موسم قریب ہے۔ دریائے ناندی اس شہر کے قریب سے گذرتا ہے۔ اس لئے اس دریا کا نام بھی دریائے ناندی ہے۔ دریائے ناندی کے پل کی سطح اور شہر ناندی کی سطح برابر ہے۔ جب پانی پل کے اُوپر ہو جاتا ہے تو سارا شہر زیر آب ہو جاتا ہے اور لوگ پاور ہاؤس کے پچھواڑے پہاڑوں پر بال بچوں سمیت بھاگ جاتے ہیں اور ہر سال بہت تباہی پھیلتی ہے۔

اس پر میں نے کہا کہ انشاء اللہ العزیز آئندہ یہ دریا تباہی نہ پھیلا سکے گا۔ برسات کا موسم شروع ہوا۔ دریا پہاڑوں کے پانی اور مقامی بارشوں سے چڑھتا گیا۔ اور جب پانی پل کے قریب ہونے لگا تو میں چند دوستوں اور گواہوں کو لے کر پل پر برستی بارش میں گیا۔ ہم سب پل پر چھتریاں تانے کھڑے تھے۔ میں نے اپنی جیب سے ایک خط نکالا اور سب کے سامنے بلند آواز سے وہ خط پڑھ کر سنایا۔ جس کا مضمون یہ تھا

"اے دریا ناندی اگر تیرا اترنا چڑھنا تیرے بس میں ہے تو پھر جو تباہی پھیلا سکتا ہے پھیلا تا رہ اور اگر تیری باگ ڈور خدا کے ہاتھ میں ہے تو پھر خبردار آئندہ شہر ناندی کو تجھ سے گزند نہ پہنچے۔

دستخط مرزا مظفر بیگ ساطع مبلغ اسلام
حال وارد ناندی جزائر فیجی

یہ خط میں نے سب کے سامنے دریا میں ڈال دیا۔ مغرب کا وقت تھا۔ پانی برابر چڑھ رہا تھا اس لئے تمام لوگ شہر کو خالی کر گئے مگر میں بال بچوں سمیت اپنی قیامگاہ پر موجود رہا موت کے ڈر سے بھاگنا پسند نہ کیا۔ کھانے اور نماز وغیرہ سے فراغت پر ہم بے فکر ہو کر مزے سے سو گئے۔ بارہ بجے کے قریب پہلے ایک دوست آئے اور مجھے جگایا کہ جلدی کریں بال بچہ کو لے کر ہمارے ساتھ یہاں سے نکل جائیں پانی شہر کی طرف آ رہا ہے۔ میں نے کہا آپ ہماری طرف سے بے فکر رہیں ہم یہیں رہیں گے۔ وہ صاحب تشریف لے گئے تو تھوڑی دیر کے بعد ایک دوسرے دوست ہانپتے ہوئے آئے اور بہت غصے میں تھے۔ چند تلخ کلمات بھی اُن کی زبان سے نکلے مگر میں نے انہیں بھی واپس کر دیا۔ ہم بفضل خدا رات پچھلے پہر اُٹھے صبح کی نماز کے بعد ناشتہ کیا چند دوست بھی تشریف لے آئے معلوم ہوا کہ پانی جب پل سے اُوپر ہو گیا تو پھر شہر کی طرف بڑھا مگر عبد الغنی صاحب جنرل مرچنٹ کے بنگلہ کے پاس پہنچ کر گھاس پھوس اپنی نشانی چھوڑ کر واپس چلا گیا۔ کیا یہ میری کرامت تھی، قطعاً نہیں۔ بات صرف اتنی ہے کہ جب ہم مشن لے کر تبلیغ اسلام کے کام پر باہر نکلتے ہیں تو آن ڈیوٹی ہوتے ہیں اس آن ڈیوٹی ہونے کی لاج رکھی جاتی ہے۔ جو ہم چاہتے ہیں ہو جاتا ہے۔ ایمان مضبوط ہونا چاہیئے۔

بہائی کہتے ہیں کہ اب اسلام اور قرآن میں وہ تاثیر نہیں مگر اس واقعہ کا کیا جواب ہے اگر عمرؓ نے ایک کاغذ کا پرزہ مار کر دریائے نیل کو ٹھنڈا کر دیا تھا تو ڈیڑھ ہزار سال کے بعد مظفر نے بھی ایک کاغذ کا پرزہ مار کر دریائے ناندی کو ٹھنڈا کر دیا۔ وما توفیقی الا باللہ۔

حضرات، ایک شاعر کہتا ہے ؎

سَلَامٌ عَلٰی مَنْ بَایَعَ اللّٰہَ شَارِیًا
وَلَیْسَ عَلَی الْحِزْبِ الْمُقِیْمِ سَلَامٌ

سلام اس پر جو اپنے آپ کو بیچ کر اللہ کو خریدتا ہے۔ اور بیٹھے رہنے والے گروہ پر سلام نہیں۔ اسی شئے کو قرآن کریم نے ان الفاظ

(باقی بر صفحہ ۳۴۳ کالم ۳)

ملک ظفر اللہ خان صاحب بر موقعہ جلسہ جماعت راولپنڈی

ایمان کی حقیقت اور معرفت کا نور جو مسیح موعودؑ کو عطا ہوا

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِیْرُ ۝

وہ لوگ جو ایمان لاتے اور اچھے عمل کرتے ہیں ان کے لئے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ یہ بڑی کامیابی ہے۔

حقیقت ایمان کو سمجھنے سے پہلے اس بات کو سمجھنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم کے اندر فرماتا ہے:- مَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا بَاطِلًا۔ کہ ہم نے آسمانوں اور زمینوں کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے بے فائدہ پیدا نہیں کیا۔ تو پھر انسان کو جو اشرف المخلوقات ہے کس غرض و غایت کے لئے پیدا کیا گیا، سو اس کے متعلق خود ہی فرماتا ہے:- مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ یعنے میں نے جنوں اور انسانوں کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ مجھے جانیں اور میری پرستش کریں۔

پس اس آیت کی رو سے اصل مدعا انسان کی زندگی کا خدا تعالیٰ کی معرفت اور خدا تعالیٰ کے لئے ہو جانا ہے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ انسان کو تو یہ مرتبہ حاصل نہیں ہے کہ اپنی زندگی کا مدعا اپنے اختیار سے آپ مقرر کرے کیونکہ انسان نہ اپنی مرضی سے آتا ہے اور نہ اپنی مرضی سے واپس جائے گا بلکہ وہ ایک مخلوق ہے اور جس نے پیدا کیا اور تمام حیوانات کی نسبت عمدہ اور اعلیٰ قویٰ اس کو عنایت کئے اسی نے اس کی زندگی کا ایک مدعا ٹھہرا رکھا ہے خواہ کوئی انسان اس مدعا کو سمجھے یا نہ سمجھے لیکن انسان کی پیدائش کا مدعا بلاشبہ خدا کی پرستش اور خدا تعالیٰ کی معرفت اور خدا تعالیٰ میں فانی ہو جانا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اس مقصد یعنے اللہ تعالیٰ کی معرفت اور خدا تعالیٰ میں فانی ہونے کے لئے کونسا صراط مستقیم ہے کیونکہ قانون قدرت بتا رہا ہے کہ ہر ایک چیز کے حصول کے لئے ایک صراط مستقیم ہے اور اس کا حصول اسی پر قدرتاً موقوف ہے۔ چونکہ مختلف الخیال لوگوں نے اپنے اپنے خیال کے مطابق ایک راہ مذہب کے نام پر اختیار کر لی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے صراط مستقیم سے بھٹک گئے ہیں۔ جس کی وجہ سے ان کی روحانی زندگی بہت کمزور ہو گئی ہے اور ان کی بے جا آزادی اور ضعف ایمان نے بہت ہی برا اثر ان کے ارادت باطنی اور ان کی دینی اولوالعزمی اور ان کی اندرونی حالت پر ڈالا ہے اور عجیب طور پر انھوں نے ضلالت کو صداقت کے ساتھ ملا لیا ہے۔ سو مذہب وہ چیز ہے جس کی برکات کی اصل جڑ ایمان واعتبار و حسن اعتقاد ہے و حسن ظن و اطاعت و اتباع مخبر صادق و کلام الٰہی ہے لیکن فلسفی لوگ اپنے غلط فلسفہ کی وجہ سے مذہب کی حقیقت کچھ اور ہی سمجھ رہے ہیں سو انہیں لازم ہے کہ تعصب اور خود پسندی کے شور و غوغا سے اپنے تئیں الگ کر کے سیدھی نظر اور سیدھے خیال سے اس سوال پر غور کریں کہ **ایمان** کیا شئے ہے اور اس پر ثواب مترتب ہونے کی کیوں امید کی جاتی ہے سو جاننا چاہیئے کہ ایمان اس اقرار لسانی و تصدیق قلبی سے مراد ہے جو تبلیغ و پیغام کسی نبی کی نسبت محض تقویٰ اور دور اندیشی کے لحاظ سے صرف نیک ظنی کی بنیاد پر یعنی وجوہ کو معتبر سمجھ کر اور اس طرف غلبہ اور رجحان پا کر بغیر کامل انتظار اور قطعی و انکشاف ثبوت کے دلی انشراح سے قبولیت و تسلیم ظاہر کی جائے لیکن جب ایک خبر کی صحت پر وجوہ کاملہ قیاسیہ اور دلائل کافیہ عقلیہ مل جائیں تو اس بات کا نام **ایقان** ہے جس کو دوسرے لفظوں میں **علم الیقین** بھی کہتے ہیں اور جب خدا تعالیٰ خود اپنے خاص جذبۂ ربوبیت سے خارق عادت کے طور پر انوار ہدایت کھولے اور اپنے آلاء و نعماء سے آشنا کرے اور لدنی طور پر عقل اور علم عطا فرماوے اور ساتھ اس کے ابواب کشف اور الہام بھی منکشف کر کے عجائبات الوہیت کا سیر کرا دے اور اپنے محبوبانہ حسن و جمال پر اطلاع بخشے تو اس مرتبہ کا نام **عرفان** ہے جس کو دوسرے لفظوں میں **عین الیقین** اور ہدایت اور بصیرت کے نام سے موسوم کیا گیا ہے اور جب ان تمام مراتب کی شدت اثر سے عارف کے دل میں ایک ایسی کیفیت حالی عشق اور محبت کے باذنہ تعالیٰ پیدا ہو جائے کہ تمام وجود عارف کا اس کی لذت سے بھر جائے اور آسمانی انوار اس کے دل پر بکلی احاطہ کر کے ہر یک ظلمت و قبض و تنگی کو درمیان سے اٹھا دیں یہاں تک کہ بوجہ کمال رابطۂ عشق و محبت و باعث انتہائی جوش صدق و صفا کی بلا و مصیبت بھی محسوس اللذت و مدرک الحلاوت ہو تو اس درجہ کا نام **اطمینان** ہے جس کو دوسرے لفظوں میں **حق الیقین** اور فلاح اور نجات سے بھی تعبیر کرتے ہیں۔ مگر یہ سب مراتب **ایمانی مرتبہ** کے بعد ملتے ہیں اور اسی پر مترتب ہوتے ہیں جو شخص اپنے ایمان میں قوی ہوتا ہے وہ رفتہ رفتہ ان سب مراتب کو پا لیتا ہے لیکن جو شخص ایمانی طریق کو اختیار نہیں کرتا اور ہر ایک صداقت کے قبول کرنے سے اول قطعی اور یقینی اور نہایت واشگاف ثبوت مانگتا ہے۔ اس کی طبیعت کو اس راہ سے کچھ مناسبت نہیں اور وہ اس لائق ہرگز نہیں ہو سکتا کہ اس قادر غنی بے نیاز کے فیوض حاصل کرے۔ عادت اللہ قدیم سے اسی طرح پر جاری ہے اور یہ فن علم الٰہی کا **نہایت باریک نقطہ** ہے جس پر سعادت مندوں کو غور کرنی چاہیئے کہ ہمیشہ ثواب اور فیضان سماوی **ایمان** پر ہی مترتب ہوتا ہے اس راہ کا سچا فلسفہ یہی ہے کہ انسان دین قبول کرنے کی ابتدائی حالت میں اس بے نیاز مطلق اور اس کی قدرت اور اس کے وعدہ و عید اور اس کے اخبار و اسرار قبول کرنے سے غرض یہ ہے کہ وہ طریق اختیار کیا جائے جس سے خدائے غنی مطلق جو مخلوق اور مخلوق کی عبادت سے بکلی بے نیاز ہے راضی ہو جائے اور اس کے فیوض رحمت اترنے شروع ہو جائیں جس سے اندرونی آلائشیں دور ہو کر صحن سینہ یقین اور معرفت سے پُر ہو جائے سو یہ تدبیر اپنی فکر سے پیدا کرنا انسان کا کام نہیں تھا اس لئے اللہ جل شانہٗ نے اپنے وجود اور اپنے عجائبات قدرت خالقیت یعنی ارواح و اجسام و ملائکہ و دوزخ و بہشت و بعث و حشر و رسالت و دیگر تمام اسرار مبداء و معاد کو یکساں طور پر پردہ غیب میں رکھ کر اور کچھ کچھ قیاسی یا امکانی طور پر عقل کو اس کوچہ میں گذر بھی دے کر غرض کچھ کھلا کر اور کچھ چھپا کر بندوں کو ان سب باتوں پر ایمان لانے کے لئے مامور کیا اور یہ سب کچھ اس لئے کیا کہ جب بندہ باوجود کشمکش مخالفانہ خیالات کے خدائے تعالیٰ کی ہستی پر ایمان لائے گا اور سب عجائبات اس کی وجود دوزخ و بہشت و ملائکہ وغیرہ کو اس کی قدرت میں داخل سمجھ کر دیکھنے سے پہلے ہی قبول کرے گا تو یہ قبول کرنا اس کے حق میں **صدق** شمار کیا جائے گا کیونکہ ہنوز یہ چیزیں در پردہ غیب ہیں اور مرئی اور مشہود طور پر ظاہر اور نمایاں نہیں ہیں سو یہ صدق خدائے تعالیٰ کی توجہ رحمت کے لئے ایک موجب ہو جائے گا کیونکہ خدا تعالیٰ بوجہ اپنی استغنائے ذاتی کے انہی لوگوں پر توجہ رحمت کرتا ہے جن کا صدق ظاہر ہوتا ہے یوں تو انسان کی فطرتی عادت ہے کہ جو چیز کھلے کھلے طور پر مضر یا مفید ہو اس سے بہ تقاضائے فطرت بھاگتا ہے یا اس کے لینے کو بصد رغبت دوڑتا ہے یعنی جیسی صورت ہو لیکن وہ اپنی اس عادت سے کبھی ثواب کا مستحق نہیں ٹھہر سکتا۔

سو ثواب حاصل کرنے اور یقینی معرفت حاصل کرنے کے لئے ایمان ایک زینہ ہے جس پر چڑھنے کے بغیر سچی معرفت کو طلب کرنا باریک غلطی ہے اور اس زینہ پر چڑھنے والے معارف صافیہ اور مشاہدات شافیہ کا چہرہ دیکھ لیتے ہیں۔ سو ایمانیات میں سب سے مقدم امر خدا تعالیٰ کی ہستی اور اس کے علیم و حکیم اور قادر

مطلق اور مدبر بالارادہ اور وہ وحدہ لاشریک اور ازلی ابدی اور ذوالعرش اور بصیر ہر جگہ حاضر و ناظر ہونے پر ایمان لاتا ہے اور یہ ایمان لانا اس طور پر ہے جس کا ثبوت اعمال صالحہ کے رنگ میں ہے۔ چنانچہ بشر الذین امنوا وعملوا الصلحت میں صاف طور پر ایمان کو باغ سے مشابہت دی ہے جس کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ گویا جو رشتہ نہروں کا باغ کے ساتھ ہے وہی رشتہ اعمال صالحہ کا ایمان کے ساتھ ہے جیسے کوئی باغ بدوں پانی سرسبز نہیں رہ سکتا ایسے ہی کوئی ایمان بدوں اعمال صالحہ کے زندہ ایمان نہیں کہلا سکتا۔ اگر ایمان ہو اور اعمال نہ ہوں تو وہ اعمال ریاکاری [illegible] اسی کے اعمال صالحہ ہیں جن کی لذت اسی دنیا میں شروع ہو جاتی ہے اور پوشیدہ طور پر ایمان اور اعمال کے بلانظر آتے ہیں اور نہریں بھی دکھائی دیتی ہیں لیکن عالم آخرت میں یہی باغ کھلے طور پر محسوس ہوں گے خدا کی پاک تعلیم ہمیں یہی سکھلاتی ہے کہ سچا پاک اور مستحکم اور کامل ایمان جو خدا اور اس کی صفات اور اس کے ارادوں کے متعلق ہو وہ بہشت خوشنما اور بارور درخت ہے اور اعمال صالحہ اس کی نہریں ہیں۔ وہ مومن جن کا ایمان بدون اعمال صالحہ کے ہے ایسے لوگوں کے متعلق اللہ تعالے فرماتا ہے:۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ آمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ ۝ اور کچھ حصہ ان تمام لوگوں میں سے ان کا ہے جو بتاتے ہیں کہ ایمان لائے ہم اللہ پر اور یوم آخرت پر اور وہ مومن نہیں ہیں امنا باللہ وبالیوم الآخر کے الفاظ کہنے میں یہ بھی سر ہے کہ منافقوں کی عملی حالت کی سستی کو بھی دکھایا جائے کیونکہ سورہ بقر کی ابتدائی آیات میں متقی کے لئے یؤمنون بالغیب کے بعد اعمال کا ذکر ہے اور یہاں منافقان اعتقادی کی حقیقت ان الفاظ سے ظاہر ہوتی ہے گویا عملی حصہ میں سستی ہیں اعتقادی نفاق تو یہ ہوتا ہے کہ جو افعال اور اعمال زبان اور دیگر جوارح سے بطرز مومن صادر ہوتے ہیں ان کا یقین قطعاً قطعاً دل میں نہیں ہوتا بلکہ اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر ارکان ایمان پر ایمان نہیں ہوتا چونکہ اعمال بدون ایمان کچھ نتیجہ پیدا نہیں کر سکتے اس لئے ایسے منافق بہت ہی بری حالت میں ہوتے ہیں **عملی نفاق** یہ ہے کہ بات کرے تو جھوٹ بولے۔ وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے امانت میں خیانت کرے۔ معاہدہ کرے تو غداری کرے۔ لڑائی میں غلیظ گالیاں دے۔ عشاء اور فجر کی نمازوں میں عموماً سست ہو۔ عام طور پر نمازوں میں حضور قلب اور صدق نیت سے شامل نہ ہو بلکہ نمائش اور ریاکاری کے طور پر خدا تعالے کی راہ میں خرچ کرنے سے بچ جائے کوئی دوسرا بھلا کام کرے خواہ وہ ادنے ہو یا اعلے اس میں نکتہ چینی کرے مومنوں کے رنج و راحت میں شریک نہ ہو۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا کیا جائے جس سے کامل ایمان پیدا ہو کہ اعمال صالحہ سرزد ہوں اور انسان گناہ کی زہر سے بچ جائے۔

اس کے لئے یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیئے کہ انسان جو گناہ کرتا ہے اور نافرمانی کرتا ہے اور اس کے دل پر لرزہ نہیں پڑتا اس کی وجہ یہ ہے کہ خدا شناسی کی معرفت اسے حاصل نہیں ہو سکی اس لئے گناہ کا سوائے اس کے کوئی دوسرا علاج نہیں ہے اور وہ یہی ہے کہ لوگوں کو خدا تعالے کی معرفت ہو تمام سعادتوں کا مدار خدا شناسی پر ہے اور نفسانی جذبات اور شیطانی حرکات سے روکنے والی صرف ایک ہی چیز ہے جو خدا تعالے کی معرفت کہلاتی ہے۔ [illegible] پس جب تک انسان امنت باللہ کی حدود سے نکل کر عرفت اللہ کی منزل میں قدم نہیں رکھتا تب تک اس کا گناہوں سے بچنا محال ہے پس جب تک انسان میں خدا کی معرفت اور گناہوں کے زہر کا یقین پیدا نہ ہو کوئی اور طریق خواہ وہ کسی کی خودکشی ہو یا قربانی کا خون نجات نہیں دے سکتا اور گناہ کی زندگی پر موت وارد نہیں کر سکتا تو ایسے یقین کے خواہشمند کے لئے ضروری ہے کہ وہ کونوا مع الصادقین سے حصہ لے جس کی ہر بات صداقت اور راستی ہونے کے علاوہ اس کے تمام حرکات و سکنات و اقوال صدق سے بھرے ہوئے ہوں گویا یوں کہو کہ اس کا وجود ہی صدق ہو گیا ہو اور اس کے صدق پر بہت سے تائیدی نشان اور آسمانی خوارق گواہ ہوں چونکہ صحبت کا اثر ضرور ہوتا ہے اس لئے جو شخص ایسے آدمی کے پاس جو اپنے حرکات و سکنات و اقوال و افعال میں خدائی نمونہ اپنے اندر رکھتا ہے صحت نیت اور پاک ارادے اور مستقیم جستجو سے ایک مدت تک رہے گا تو یقین کامل ہے کہ اگر وہ دہریہ بھی ہوگا تو آخر خدا تعالے کے وجود پر ایمان لے آئے گا۔ انسان اصل میں انسان کا مجموعہ ہے اس لئے ایک کامل انسان کی صحبت اور صادق کی معیت اسے وہ نور عطا کرتی ہے جس سے وہ خدا تعالے کو دیکھ لیتا ہے اور گناہوں سے بچ جاتا ہے۔ انسان کے دراصل دو وجود ہوتے ہیں۔ ایک پیدائشی اور ایک صادق کی صحبت میں تیار ہوتا ہے اس کے پیدا ہونے پر اس مادی وجود پر ایک قسم کی موت وارد ہو جاتی ہے یہ سنت اللہ اور استمراری عادت اللہ ہے کہ جب دنیا میں بدی پھیلتی ہے اور لکھے پڑھے بھی بندر اور سؤر اور عبد الطاغوت ہو جاتے ہیں خدا کا خوف دلوں سے اٹھ جاتا ہے، اور انسانیت مسخ ہو کر حیوانیت اور بہیمیت سی ہو جاتی ہے پھر اللہ تعالے محض اپنے فضل و کرم سے تباہ شدہ مخلوق کی دستگیری کے لئے ایک مامور دنیا میں بھیجتا ہے جو ان کی گمشدہ متاع پھر ان کو دیتا ہے اور خبیثوں اور طیب لوگوں میں امتیاز ہو جاتا ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے سے قبل قرآن مجید ذیل کے الفاظ میں دنیا کی حالت کا نقشہ کھینچتا ہے:۔ ظہر الفساد فی البر والبحر۔ جنگلوں اور سمندروں میں غرض ہر جگہ تری اور خشکی میں فساد نمودار ہو گیا تھا وہ جو اپنے آپ کو ابراہیم کے فرزند کہلاتے تھے ان کی نسبت قرآن ہی نے شہادت دی ہے:۔

اکثرھم فاسقون ان میں اکثر لوگ فاسق تھے اور یہاں تک فسق و فجور نے ترقی کی ہوئی تھی کہ جعل منھم القردۃ والخنازیر۔ یہ اس وقت کے پڑھے لکھے علماء سجادہ نشین خدا کی مقدس کتاب کے واقف لوگوں کا نقشہ ہے کہ وہ ایسے ذلیل و خوار ہیں جیسے بندر اور ایسے شہوت پرست جیسے خنزیر۔ اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ دنیا کی حالت بالطبع چاہتی تھی۔ مردے از غیب بروں آید وکارے بکند چنانچہ اللہ تعالے نے اپنے فضل و کرم سے ایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عربوں میں مبعوث کیا جیسا کہ فرمایا ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منھم پہلا کام یہ کیا کہ ان پر خدا کی آیات پڑھیں دوسرا کام ان کو پاک کیا ہے۔ ویزکیھم۔ اس دھونے کا نتیجہ بھی۔ یا جبکہ ان میں حیرت انگیز تبدیلی پیدا کر دی وہ قوم جو بت پرستی میں غرق تھی لا الہ الا اللہ بھی کہنا بھی گوارا نہیں ہوتی بلکہ توحید کو جو شغف اور صدق سے انہوں نے قبول کیا کہ تلواروں کے سایہ میں بھی اس اقرار کو نہیں چھوڑا۔

فدم الرجال لعدن فھم فی حیھم
تحت السیوف اریق کالقربان

سچائی مردوں کے خون ان کی خلوص محبت کے باعث تلواروں کے نیچے قربانیوں کی طرح بہائے گئے۔

ملک و مال۔ احباب رشتہ داروں کو چھوڑنا منظور کر لیا مگر اس چھوڑی ہوئی بت پرستی کو پھر منظور نہ کیا۔

جب آپؐ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے گئے تو ایک صحابی کثیر جائداد کی وجہ سے مدینہ میں ہی رہ گئے تھے کچھ دنوں بعد آپ کی محبت نے تنگ کیا اور مدینہ جانے کے لئے تیار ہو گئے۔ وہاں کے سرکردہ لوگوں نے کہا تمہاری جائداد ضبط کر لی جائے گی اور تمہیں یہاں سے کوئی چیز نہ لے جانے دی جائے گی اس نے کہا کوئی بات نہیں لے لو میں اب نہیں رک سکتا آپؐ کی مہجوری کا صدمہ برداشت نہیں کیا جاتا۔ جب جانے کے لئے تیار ہوا تو کہا کہ کپڑے اور جوتے بھی اتار دو گویا ایک چھوٹی سی دھوتی باندھ کر وہ کپڑے اور جوتے بھی اتار لئے اس پر بھی اس نے مدافعت اور اصرار نہ کیا اور پھر پا برہنہ تین صد میل کی مسافت طے کر کے اپنے حبیب کے پاس پہنچ گیا۔ اللھم صل علی۔

سارت بتھو سین کالعریان
نسترتھم بملاحف الایمان

وہ تیرے پاس لٹے کھٹے مانند برہنہ آ پہنچے پس تو نے انہیں ایمان کی چادریں اوڑھا دیں۔

گویا ان لوگوں نے اپنے سید و مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وہ وفاداری اور ثبات قدم دکھایا جس

کی نظیر دنیا کی کوئی قوم پیش نہ کر سکتی تھی۔ مکہ میں عناق نامی کنچنی زمانۂ جاہلیت میں تھی ایک صحابی کا زمانہ جاہلیت میں اس سے تعلق تھا۔ جب وہ مسلمان ہو تو وہ تعلق بھی جاتا رہا وہ ہمیشہ مدینہ سے مکہ آتے اور مسلمان قیدیوں کو چھڑا کر لے جاتے۔ یہ بدکار قوم ایسی ہے کہ جب کوئی نہ ملے تو دیر تک چراغ جلا کر بیٹھتی ہے ایک رات وہ جو آیا تو اس کا گذر ادھر سے اس کے گھر کے پاس سے ہوا۔ تو اس نے کہا او جابر! میں جانتی ہوں تو کس غرض کے لئے آیا ہے میں تیری غرض میں مدد دوں گی، تھوڑی دیر کے لئے یہاں آ جاؤ۔ جابر نے کہا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کر دیا ہے اس نے کہا محمد فی المدینۃ این ینظر۔ یعنے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو مدینہ میں ہے۔ وہ کہاں دیکھتا ہے۔ جابر نے کیا اچھا جواب دیا رب محمد ینظر۔ اس پر کنچنی نے کہا کہ پرانا زمانہ یاد کرو۔ مگر اس پر بھی اس کا مطلب پورا نہ ہوا تو کہا تمہیں مشکلات میں ڈلوا دوں گی۔ اس نے اس پر بھی کچھ پرواہ نہ کی کیونکہ وہ تو اللہ تعالےٰ کے جلال اور جمال کی آگ میں بھسم ہو چکا تھا۔ یہ سن کر وہ چلائی کہ مکہ والو تمہارے قیدیوں کو چھڑا لے جانے والا موجود ہے۔ اس پر سب لوٹ پڑے۔

كَانَ الْحِجَازُ مَغَازِلَ الْغِزْلَانِ
فَجَعَلْتَهُمْ فَانِيْنَ فِي الرَّحْمَانِ

اہل حجاز جو خوبصورت عورتوں سے عشقبازی
میں محو تھے تو نے انہیں فانی فی اللہ بنا دیا۔

ان کے تزکیہ کی حالت قرآن اپنے الفاظ میں یوں بیان کرتا ہے۔ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا۔ وہ روتے ہوئے ٹھوڑی کے بل گر پڑتے اور ان کو فروتنی میں ترقی ملتی ہے۔ اور يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا اپنے خدا کے سامنے سجدہ اور قیام میں رات کاٹ دیتے ہیں

تَرَكُوا الْغَبُوْقَ وَبَدَّلُوْا مِنْ ذَوْقِهٖ
ذَوْقَ الدُّعَاءِ بِلَيْلَةِ الْاَحْزَانِ

انہوں نے شام کی شراب چھوڑ دی اور اس کے ذوق کی جگہ غم کی راتوں میں دعا کی لذت اختیار کر لی۔

تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا۔ راتوں کو اپنی خوابگاہوں اور بستروں سے اٹھ اٹھ کر خوف اور امید سے اپنے رب کو پکارتے ہیں پھر یہاں تک ان کا تزکیہ کیا کہ آخر رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ کی سند ان کو مل گئی۔

یہ تھا اس صادق کی صحبت اور قوتِ قدسی کا نتیجہ بلکہ اس عزیز و حکیم رب نے آپ کی قوت قدسی کا فیضان یہاں تک وسیع فرمایا کہ ایک اور گروہ کا بھی آپ ہی تزکیہ کریں گے

هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ

لَوْ لَمْ تَكُنْ دَامَتْ فَتَنْ اُخِّرَتْ
مِنْ ذَالِكَ اَبَدُ الرَّسُوْلِ اَصْحَابِيْ

ایک قوم تیرے دیدار سے مشرف ہوئی اور ایک جماعت نے اس بدر کی خبر سنی جس نے مجھے اپنا فریفتہ اور شیدا بنا لیا حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ہم نبی صلعم کے پاس بیٹھے تھے تو آپ پر سورہ جمعہ نازل ہوئی تو میں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ میں کن کا ذکر ہے تو آپ نے تین دفعہ سوال دہرانے پر اپنا ہاتھ سلمان فارسیؓ کے کندھے پر رکھا اور فرمایا لَوْ كَانَ الْاِيْمَانُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَيَّا لَنَالَهٗ رَجُلٌ مِّنْ فَارِسَ یعنی اگر ایمان ثریا پر بھی چلا جائے گا تو بھی اس کو ایک فارسی النسل آدمی اتار لائے گا۔

گویا دو وقت ایسے آئے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے امیوں میں اپنے رسول کو بھیجا ہے ایک وقت وہ تھا جب کل دنیا پر تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ خصوصاً عرب میں اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ضرورت تھی۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے اپنے وعدے کے موافق اور ابراہیمؑ و اسمٰعیلؑ کی دعا کے نتیجہ میں ان میں رسول مبعوث کیا اور اب آپ کو آئے تیرہ سو سال گذرنے کے بعد جب اسلام کی حالت پر تینت غالب ہو گئی اور اخلاقی اور ایمانی اور عملی قوتیں کمزور اور مردہ ہو گئیں اور قرآن شریعت کی طرف بالکل توجہ نہ رہی بلکہ وہ وقت آ گیا کہ رَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا کا مصداق ہے اور قرآن آسمان پر اٹھ گیا اور ہر طرف سے اسلام اور قرآن پر حملے ہونے لگے تو خدا کے اس وعدے کا وقت آ گیا۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ۔ اس کی حفاظت کی ضرورت ہے اور چونکہ وہ آسمان پر اٹھ گیا ہے گویا اس کے دوسرے نزول کی ضرورت ہے تب ہی تو اٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ والی قوم کا معلم ضرور ہے کہ وہی احمدؐ ہو (صلی اللہ علیہ وسلم) جو کہ مکہ میں مبعوث ہوا تھا پس اس وقت وہی احمد بروزی رنگ میں آیا دیکھنے والوں نے دیکھا جن کو توفیق نہ ملی وہ نہ دیکھ سکے گویا جس طرح صحابہؓ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلیم پائی تھی اسی طرح اس آیت کا مصداق رسول کریمؐ کی روحانیت کا تربیت یافتہ انسان ہوگا۔

مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فنا فی الرسول کا مقام بیان فرماتے ہیں:—

ہم چنیں عشقم بروئے مصطفےٰ
دل پرد چوں مرغ سوئے مصطفےٰ
تا مرا دادند از حسنش خبر
شد دلم از عشق او زیر و زبر
منکہ می بینم رخ آں دلبرے
جاں فشانم گر دہد دل دیگرے
ساقیٔ من ہست آں جاں پرورے
ہر زماں مستم کند از ساغرے
. . . .
محو روئے او شد است ایں روئے من
بوئے او آید ز بام و کوئے من
بسکہ من در عشق او ہستم نہاں
من ہمانم من ہمانم ۔ من ہماں
جانِ من از جانِ او یابد غذا
از گریبانم عیاں شد آں ذکا
احمد اندر جانِ احمد شد پدید
اسم من گردید آں اسم وحید
فارغ اُفتادم بدو از عزّ و جاہ
دل ز کف دادہ فرق اُفتادہ کلاہ
بر من ایں بہتاں کہ من زاں آستاں
تافتم سر ایں چہ کذب فاسقاں
سر بتابد زاں مہ من چوں سہے
لعنتِ حق بر گمانِ دشمنے
آں منم کاندر رہ آں سرورے
درمیان خاک و خوں بینی سرے
تیغ گر بارد بکوئے آں نگار
آں منم کاوّل کند جاں را نثار
گر ہمیں کفر است نزد کیں ورے
خوش نصیبے آں کہ چوں من کافرے

فرماتے ہیں:— میرا مذہب یہ ہے کہ وہ خدا جس کو ہم دکھانا چاہتے ہیں وہ دنیا کی نظروں سے پوشیدہ ہے اور دنیا اس سے غافل ہے۔ اس نے مجھ پر اپنا جلوہ ظاہر کیا جو دیکھنے کی آنکھ رکھتا ہو دیکھے۔ دو قسم کے لوگ ہیں ایک وہ جو خدا کو مانتے ہیں اور دوسرے وہ جو دہریہ کہلاتے ہیں۔ جو مانتے ہیں ان میں بھی دہریت کی ایک رگ ہے کیونکہ اگر وہ خدا کو کامل یقین کے ساتھ مانتے ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ اس قدر فسق و فجور اور بے حیائی میں ترقی ہو رہی ہے ایک انسان کو مثلاً سنکھیا یا سٹرکنیا دیا جاوے جبکہ اس کو اس بات کا علم ہے کہ یہ زہر قاتل ہے تو وہ اس کو کبھی نہیں کھائے گا خواہ اس کے ساتھ تم اسے کس قدر بھی لالچ دو۔ اس لئے کہ اسکو اس بات کا یقین ہے کہ میں نے اس کو کھایا اور ہلاک ہوا۔ پھر کیا وجہ ہے کہ لوگ یہ جانتے ہیں کہ خدا تعالےٰ گناہ سے ناراض ہوتا ہے اور پھر بھی اس زہر کے پیالے کو پی لیتے ہیں۔ جھوٹ بولتے ہیں زنا کرتے ہیں۔ ڈاکہ ڈالنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ بارہ بارہ آنہ یا ایک روپیہ کے زیور پر معصوم بچوں کو مار ڈالتے ہیں اس قدر بے باکی اور شرارت و شوخی کا پیدا ہونا پکے علم اور پورے یقین کے بعد تو ممکن نہیں اس سے معلوم ہوا کہ ان کو ہرگز یہ معلوم نہیں کہ یہ بدکاری کا زہر ہلاک کرنے میں سنکھیا یا سٹرکنیا کے زہر سے بھی بڑھ کر ہے اگر ان کا ایمان اس بات پر ہوتا کہ خدا ہے اور وہ بدی سے ناراض ہوتا ہے اور اس کی پاداش میں سخت سزا ملتی ہے تو گناہ سے بیزاری کرنے اور بدیوں سے ہٹ جاتے لیکن گناہ کی زندگی عام ہوتی جاتی ہے اور بدی اور فسق و فجور سے نفرت کی بجائے محبت بڑھتی جاتی ہے۔ اس لئے میں یہی کہوں گا اور یہی سچ ہے کہ آج کل دہریہ ملت پھیلا ہوا ہے

(باقی بر صفحہ ۲۹)

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی

(مرکز لاہور) کے دو روزہ سالانہ جلسہ کی مختصر روئیداد

نمایندہ خصوصی پیغام صلح لاہور

(۳)

اجلاس سوم

۴ اپریل ۱۹۶۵ء بروز اتوار سوا دو بجے بعد دوپہر جماعت احمدیہ راولپنڈی کا تیسرا اجلاس زیر صدارت مکرم الحاج ڈاکٹر سعید احمد صاحب ستارہ خدمت منعقد ہوا قرآن کریم کی تلاوت قبلہ ڈاکٹر صاحب موصوف نے کی۔ محترم ابو عبد العلی صاحب نے سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کا منظوم کلام "اے خدا کارساز و عیب پوش و کردگار" ترنم سے پڑھ کر سنایا۔ مولوی عبد الرحمٰن صاحب امام مسجد احمدیہ مری نے فرمودات سیدنا حضرت مسیح موعودؑ از کتاب ملفوظات حصہ سوئم ص۲۰ سے پڑھ کر سنائے۔

خدا کی محبت قرآن و حدیث کی روشنی میں

خانبہادر غلام ربانی خانصاحب سابق امام مسجد ووکنگ انگلستان نے موضوع بالا پر تقریر فرمائی آپ نے اپنی تقریر کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا کہ محبت الٰہی کا بیان انہی لوگوں کا حصہ ہے جو صاحب حال ہیں اور اس نعمت سے مشرف ہیں میں اس کوچہ میں قدم نہیں رکھتا ہوں۔ مجھے علم کی کوتاہی کا بھی احساس ہے۔ تاہم میں ایک واقعہ کے تحت اس موضوع کو آج کی تقریر کا موضوع بنا رہا ہوں۔ خانصاحب موصوف نے فرمایا کہ میں جب انگلستان گیا تو عیسائیوں کو بھی کہتے سنا کہ ہماری کتاب میں لکھا ہے کہ خدا محبت ہے۔ مجھے خیال آیا کہ کیا محبت کا لفظ کہہ دینا ہی کافی ہے یا اس سے بڑھ کر کسی اور بات کی بھی ضرورت ہے۔ میں نے اس سلسلہ میں بائبل اور قرآن و حدیث کا تقابلہ مطالعہ کیا اور انجام کار میں نے یہ اخذ کیا کہ بائبل کے خدا اور قرآن و حدیث کے خدا اور اس کی محبت میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ انجیل کے خدا کی محبت یہی ہے کہ اس نے دنیا جہان کے گناہوں کے کفارہ کے لئے اپنے اکلوتے بیٹے کو قربان کر دیا۔ باوجود اس بھاری قربانی کے پھر بھی دنیا کے انسان سے گناہ اور بدی دور نہ ہوئی۔ اور انسان عہد عتیق تک بدی اور برائی کا ہی مجسمہ رہا۔ لیکن جب قرآن و حدیث کا اس نکتہ نظر سے مطالعہ کیا تو معلوم ہوا کہ وہ ذات پاک غنی العالمین ہے۔ حسن و احسان کی مالک ہے تمام خوبیوں کی مالک ہے تمام خوبصورتیاں اس کی ہیں۔ زمین و آسمان کا مربوط و منظم نظام اس کی حکمت و عظمت اور قدرت کے ماتحت چل رہا ہے۔ خانصاحب مکرم نے فرمایا کہ حصول محبت الٰہی ایک مجاہدہ ہے۔ اس مجاہدہ میں نفس کی تمام برائیوں اور بدیوں کو مارنا پڑتا ہے اور خدا اور رسولؐ کے اوامر و نواہی پر عمل کرنا پڑتا ہے۔ محبت الٰہی کا حصول ہی انسانی پیدائش کی اصل غرض ہے۔ جن لوگوں کو یہ مقام حاصل ہو گیا۔ ان کے لئے ایک اور دنیا جہان پیدا کیا گیا۔ دنیا والوں کی دھن دھونس اور دھاندلیوں نے ان کی اس محبت میں کچھ کمی نہ ڈالی۔ نہ آگ اس محبت کو جلا سکی اور نہ تختۂ دار اس محبت کو سلا سکا۔ اور نہ قید و بند کی صعوبتیں اس عشق کو ٹھنڈا کر سکیں۔ مقرر موصوف نے فرمایا کہ عشق الٰہی کے بڑے درجے ہیں۔ خدا تعالیٰ کبھی عاشق بھی ہوتا ہے اور معشوق بھی۔ ان میں سے کوئی بھی مقام حاصل ہو جائے۔ وہی انسان کی خوش بختی کی دلیل ہے۔ اور روحانی ترقیوں کی مفتاح ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ ان راہوں پر قدم ماریں جو ہمیں اس محبت الٰہی کی منزل پر پہنچا دے۔

تقریر الحاج ڈاکٹر سعید احمد صاحب ستارۂ خدمت

خانبہادر صاحب موصوف کے بعد مکرم صاحب صدر نے تقریر فرمائی۔ آپ نے قرآن کریم کی سورۃ شریفہ الحجرات کی تلاوت سے اپنی تقریر کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا کہ اگرچہ مجھے اختتام جلسہ پر آج کے اجلاس کی تقاریر کے متعلق مختصر طور پر اپنے حقیر خیالات کا اظہار کرنا تھا۔ چونکہ مجھے حکم ہوا ہے کہ اسی وقت میں کچھ عرض کروں اس لئے حکم کی تعمیل کے طور پر جو کچھ بیان کروں گا امید ہے کہ آپ اسے دلوں میں جگہ دیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ اس دو روزہ جلسہ سالانہ میں آپ نے تقاریر سنی ہیں جو علمی لحاظ سے بلند پایہ تھیں اور روحانیت میں ڈوبی ہوئی تھیں۔ ان تقریروں کے کرنے والے بھی باعمل لوگ تھے۔ اس لئے ان کا اثر بھی ہے۔ قبلہ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ سیدنا حضرت مسیح موعودؑ دو چیزیں لے کر دنیا میں تشریف لائے تھے حضرت صاحبؑ نے ایک بےنظیر علم الکلام کی بنیاد ڈالی۔ اور اسے ضروریات زمانہ کے مطابق مہیا فرمایا۔ یہ زمانہ بڑا پُرآشوب تھا معلوم ہوتا تھا کہ خدا کی بادشاہت اس جہان سے ہٹ گئی ہے اور شیطان اس پر مسلط ہو گیا ہے۔ اس تاریک دور کے اندر آپ کی جماعت جسے دیوانوں کی جماعت کہنا چاہیئے۔ دنیا سے الگ تھلگ اپنے امامؑ کے راستہ پر گامزن ہے۔ اس کے امامؑ نے اس جماعت کو ایک عدیم النظیر علم الکلام عطا کیا ہے۔ جس کے متعلق آپ بہت کچھ سن چکے ہیں۔ وہ ایک چیز ہے جو ایک ہتھیار کا کام دے رہی ہے۔ جو آج کی سائنٹیفک دور میں استعمال ہو رہا ہے۔ ورنہ اس کے بغیر اسلام کا نام و نشان پیش نہیں کیا جا سکتا۔ دوسری چیز۔ وہ عمل اور نمونہ ہے جو بیت مرد کا ہے۔ حضرت صاحبؑ نے اس پر بڑا زور دیا ہے۔ قبلہ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعودؑ جو نظریات لے کر آئے تھے۔ وہ اسلامی عقیدے تھے۔ ان عقائد کی تجدید کر کے آپ نے دنیا کے سامنے پیش کیا۔ اور ان میں ذرہ بھر بھی فرق اور انحراف نہیں کیا۔ جہاں جہاں عقائد میں غلطیاں تھیں۔ انہوں نے مہدی کی حیثیت سے ہدایت کا راستہ بتایا۔ ان کی جو جماعت ہے وہ ہمارے سامنے ہے۔ پھر حضرت صاحب نے جو جماعت پیدا کی۔ اس کا اکثر حصہ غلو کا شکار ہو گیا۔ اس حصہ نے اپنے عقائد کی ترویج کی جو حضرت مسیح موعودؑ نے بیان نہیں کئے تھے اور جن لوگوں نے یعنی احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے حضرت صاحب کے بتائے ہوئے راستہ پر قدم مارا۔ اور صحیح عقائد پیش کئے اس کے خلاف پروپیگنڈا کیا جاتا ہے۔ یہ بڑا المناک حادثہ ہے۔ تجربہ یہ بتاتا ہے کہ فاسد عقائد کی اگر ترویج ایک دفعہ ہو جائے تو پھر وہ بڑھتے ہی جاتے ہیں۔ ان غلط عقائد کی اصلاح کا ایک موقعہ ۱۹۵۳ء میں آیا تھا۔ مگر ایسا نہ ہو سکا۔ اور وہ سلسلہ اب تک بدستور جاری رہا۔ افسوس تو یہ ہے کہ وہ لوگ جو لٹریچر پیدا کرتے ہیں وہ اس انجمن کے خلاف حقارت اور نفرت پیدا کرنے کا باعث ہے۔ انہوں نے اصل موضوع کو چھوڑ کر مسلمانوں میں سے ایک فرقہ کی طرح حضرت صاحب کے ساتھیوں کو مطعون کرنا شروع کیا ہوا ہے۔ یہ بڑا افسوسناک پہلو ہے۔ ان حالات میں آپ اپنی بےبسی اور قلت تعداد اور وسائل کی بےبضاعتی پر نوحہ کریں ان سے حوصلہ پست نہیں ہونا چاہیئے۔ لیکن اس وقت میرا ایمان اور یقین ہے۔ کہ اس خدا کی زمین پر آپ کی ہی واحد جماعت ہے جو خدا تعالیٰ کے بتائے ہوئے سچے دین پر ہر طرح قائم و دائم ہے۔ آپ کے ایسے سچے اور حقیقی نظریات ہیں جنہیں آپ جہاں کہیں لے جائیں لے جا سکتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب قبلہ نے فرمایا کہ ہمیں فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں۔ یہ خدا کے ارشاد ہوتے ہیں۔ وہ ہر طور اپنی تدبیروں کو پورا کر کے چھوڑتا ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنی کمزوریوں کا جائزہ لیں۔ اگر ان میں کہیں اصلاح کی گنجائش ہو تو اصلاح کریں۔

ڈاکٹر صاحب قبلہ نے قرآن کریم کی سورۃ کریمہ الحجرات کے بیان کی طرف حاضرین کی توجہ دلائی۔ اور فرمایا کہ قرآن کریم کی تعلیمات تا قیامت جاری و ساری رہیں گی۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے معلم ہیں ان کے اندر روح کی بلندی پیدا کی۔ اسی طرح واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم کے ماتحت اس کا خطاب آپ ہی کی طرف ہے۔ اور اس تعلیم سے ہمیں بھی روشنی حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔

قبلہ صدر صاحب نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود جب تشریف لائے تو انہوں نے اپنے ارد گرد لوگ جمع کر لئے جو اٰخرین منھم کا نمونہ تھے۔ جن کی ایمان افروز زندگیاں تھیں جن کو دیکھ کر روح کو حرکت ہوتی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ جو لوگ حضرت صاحب کے قدموں میں تھے انہوں نے ضرور وہ تمام چیزیں حاصل کیں اور انہوں نے اس کا پھل کھایا لیکن ہم محض اس بات پر اپنی کامرانی کی بنیاد نہیں رکھ سکتے کہ ہمارے اسلاف کے اعمال اچھے تھے بلکہ یہ اسی وقت ممکن ہے جب ہم بھی باعمل ہو جائیں۔ اور وہی تعلیمات اپنے اندر جذب کر لیں۔ اگر ہم یہ نمونہ اپنے اندر پیدا کر لیں تو پھر ہمیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں

ڈاکٹر صاحب نے اپنی تقریر کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ اگر ہم اس پر نہیں ہوں گے کہ خدا تعالیٰ کی بادشاہت کی منادی کر سکیں تو دوسرے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کھڑا کر دے گا۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں غلاموں اور خادموں کی کمی نہیں ہے یاد رکھیئے کہ دین اسلام کا غلبہ مقدرات میں سے ہے۔ یہ تو آسمان پر فیصلہ ہو چکا ہے کہ غلبۂ اسلام کے لئے تم کو ذریعہ کار بنایا جائے گا۔ اس جماعت نے حضرت صاحب کی تعلیم کو پورے طور پر اپنایا ہوا ہے۔ اگر وہ لوگ حضرت صاحب کی نبوت کے باطل عقائد کو دنیا میں پھیلا سکتے ہیں مسلمانوں کو کافر کہکر اپنے معتقدات کی تبلیغ کر سکتے ہیں تو ہمارے لئے تو سہل ہے کہ ہم خدا کے فضل و کرم سے حقیقی اسلام کے علمبردار اور ختم نبوت محمدیہ کے داعی ہیں۔

آپ نے سورۃ الحجرات کی تعلیمات کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ خدا تعالیٰ آسمانوں اور زمین کی چھپی ہوئی باتیں جانتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ تمہارے عملوں کو دیکھ رہا ہے جب یہ یقین ہو کہ خدا سب کچھ دیکھتا ہے تو انسان خدا سے ڈر کر زندگی گذارتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ ایک دوسری آیت میں خدا اور رسولؐ کے احکام کے متعلق آداب سکھائے ہیں۔ فرمایا کہ اللہ اور رسولؐ کے آگے نہ بڑھو اور تم اپنی آوازوں کو حضرت نبی کریم صلعم کی آوازوں سے اونچا نہ کرو۔ یہاں حفظ مراتب کا سبق دیا ہے۔ میں یہاں کے دوستوں سے پھر عاجزانہ عرض کرتا ہوں۔ میں نے پہلے بھی اس درد کا اظہار کیا ہے اور اب بھی کرتا ہوں کہ چھوڑ دو ان رنجشوں کو۔ ہمیں ذاتی شائستگی اور پاکیزگی کی تعلیم دی گئی ہے۔ حدیث نبوی ہے جو شخص غصہ کے وقت اس پر ضبط کر لیتا ہے۔ اس کا دل ایمان سے بھر دیا جاتا ہے۔ صحابہ کرامؓ نے اپنے وقت میں بڑے صبر اور ضبط کا نمونہ دکھلایا تھا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے بہت زور دیا ہے کہ ہماری جماعت کے اندر پاکیزگی کمال درجہ کی ہونی چاہیئے۔ چوتھی بات جو بیان کی گئی ہے وہ جماعت کی وحدت، یگانگت، محبت اور مودت ہے۔ جھگڑے انسانی معاشروں میں ناگزیر ہوتے ہیں۔ لیکن ان جھگڑوں اور تنازعات کو ہوا نہیں دینا چاہیئے۔ ہماری جماعت کا ایک ایک انسان موتی ہے گوہر ہے۔ ایک ایک کی قیمت جانو اور اس کی قدر کرو کون ہے جو اللہ تعالیٰ کے فضل کا متلاشی نہیں۔ اگر خدا کا فضل چاہتے ہو، تو توازن اور اعتدال اپنی مجلسوں میں پیدا کرو۔

پانچویں بات جو بیان ہوئی ہے وہ وحدت نسل انسانی ہے۔ بنی آدم کی اولاد قابل تکریم ہے۔ انسان انسان کے برابر ہے اگر فضیلت ہے تو صرف تقویٰ اور طہارت کی بناء پر ہے۔ امیر غریب، حاکم محکوم، شاہ و گدا کی بناء پر کسی قسم کی تفریق کی اسلام میں گنجائش نہیں ہے بلکہ ایک عام قانون بیان فرمایا کہ معزز وہ شخص ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے فرمایا ایمان ضروری شرط ہے قوت عمل پیدا کرنے کے لئے ایمان اور یقین کا ہونا ضروری ہے اور اس کے ساتھ استقامت اختیار کرو۔ آپ نے اپنی تقریر ختم کرتے ہوئے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے محض اپنے فضل و کرم سے ہمیں امام وقتؑ کی شناخت

فرمائی ہے۔ ہمیں کوشش کرنا چاہیئے کہ خدا، رسول اور امام وقتؑ کے احکامات کی تعمیل کریں۔ آپس میں محبت اور الفت کے نمونے پیدا کریں۔ اور اپنی انفرادی اور جماعتی کمزوریوں کو دور کریں۔

تقریر حضرت مولینا عبدالحق صاحب ودیارتھی

مکرم ڈاکٹر صاحب موصوف کی تقریر کے بعد مکرم مولینا عبدالحق صاحب ودیارتھی محقق اسلام فاضل سنسکرت و عبرانی نے سورۃ شریفہ الکوثر کی روح پرور اور ایمان افروز تفسیر بیان فرمائی۔ آپ نے فرمایا کہ یہ سورۃ شریفہ قرآن کریم کی سب سے چھوٹی سورۃ ہے۔ پہلے زمانہ میں یہ خیال تھا کہ کوئی چیز جتنی زیادہ بڑی اور لمبی چوڑی ہوگی اتنی ہی ہیبت ناک ہوگی۔ لیکن اس زمانہ میں یہ نظریہ بدل گیا ہے۔ اور اب یہ کہا جاتا ہے کہ کوئی چیز جتنی بھی چھوٹی سے چھوٹی ہوگی۔ اس میں اتنی ہی زیادہ اثر اور طاقت ہوگی، اگر پہلے خونخوار ذہنیت کے ہاتھی کا تصور و خیال انسان پر لرزہ طاری کر دیتا تھا تو آج ایٹم کی تباہ کاریوں نے ذہن پر خوف مسلط کیا ہوا ہے۔

میں نے جو سورۃ الکوثر پڑھی ہے۔ یہ قرآن کریم کی چھوٹی سی سورت ہے۔ صرف تین مختصر سی آیتوں پر مشتمل ہے۔ بہت تھوڑے الفاظ ہیں لیکن اس میں بہت سے حقائق و معارف رکھدیئے گئے ہیں اور ایک وسیع مضمون اس میں رکھدیا گیا ہے۔ مکرم مولینا صاحب نے فرمایا کہ اس سورۃ شریفہ کی علماء اسلام نے بڑی بڑی تفاسیر کی ہیں اور اکثر اس بات پر متفق ہیں کہ الکوثر ایک حوض کا نام ہے۔ قیامت کے بعد حضرت نبی کریم صلعم اس پر کھڑے ہو کر آب کوثر تقسیم فرمائیں گے۔ اس کوثر کا اندازہ لگانا دنیا میں مشکل ہے یا تو یہ ایک ایسا حوض ہے جس کے اندر بہت سی نہریں آ کر ملتی ہیں۔ یا اس سے بہت سی نہریں نکلتی ہیں۔ بہرحال یہ کیفیت تو ہمیں وہاں جا کر ہی معلوم ہوگی۔ لیکن میری تحقیق کے مطابق اس کوثر کا وعدہ ہی نہیں کیا گیا بلکہ خدا تعالیٰ نے انا اعطینٰک الکوثر فرما کر ہمیں اس کوثر سے متمتع بھی فرما دیا ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ ہم دیں گے۔ اور کوثر کے معنی خیر کثیر کے ہیں۔ وہ کیا خیر کثیر ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ قرآن کریم ہے۔ قرآن کے معنی ہیں حوض جہاں نہریں جمع ہوں اور پھر وہاں سے مزید نہریں جاری ہوں۔ اس کے اندر انجیل وید اور دیگر صحائف آسمانی کی نہریں گرتی ہیں اسی لئے یہ کوثر ہے۔ اور نہریں کون کونسی ہیں۔ وہ یہ کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اعلیٰ درجہ کے تمام اخلاق اجتماعی طور پر دیئے گئے ہیں۔ جو انبیاء سابقینؑ کو خدا تعالیٰ نے انفرادی رنگ میں عطا فرمائے تھے۔ گویا مختلف اخلاق اور عادات کی نہریں اس حوض کے اندر آ کر مل گئیں اور پھر اس بڑی حوض سے اخلاق و کردار کے چشمے پھوٹے کہ تاریخ اس پر نازاں ہے۔ اور خدا جانے قیامت تک اس چشمۂ فیض سے کتنی پیاسی روحیں اپنی تشنگی بجھاتی رہیں گی۔ حضرت صلعم کو ایک جماعت ملی۔ جو عمل و علم۔ سیرت و کردار کی پیکر تھی۔ وہ بے نظیر قوم تھی۔ حضرت صلعم پر جان نچھاور کرتی تھی۔ اور آپ پر فدا تھی ایک اشارہ پر جان قربان کرنے والی قوم تھی۔ قوم کے ہر فرد نے آپ سے عشق کیا۔ جو قوم حضورؐ کو میسر آئی ویسی کو نہیں ملی۔

ایک کعبۃ اللہ کا کوثر ہے۔ وہ ایسی چھاتیاں ہیں کہ اس کے اندر ایسا دودھ ہے کہ تمام دنیا کو سیراب کرتے رہے گا اور اس کی چھاتیاں کبھی خشک نہیں ہونگی۔ حضرت مولینا نے مذاہب عالم کے مختلف مقدس شہروں کی تاریخ پر مفصل روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ اسلام کا مقدس شہر البلد "مکہ معظمہ" ہی اصل وہ مقام ہے جو امن اور سلامتی والا ہے۔ نہ گیا ہے۔ نہ اجڑا ہے اور یروشلم اور بابل کا شہر ہے۔ ان کو تو اب "تاریخ نے اپنے گہرے سینے میں دفن کر دیا ہے۔ یہ خرابہ اور ویرانے میں تبدیل ہو چکے ہیں۔ لیکن مکہ معظمہ ہی ایک ایسا شہر ہے کہ یہ بڑا امن والا ہے، بڑی سلامتی والا ہے اس پر دشمنوں نے بارہا یلغار کی لیکن ہمیشہ منہ کی کھائی۔ یہ کتنی خیر کثیر ہے جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کی گئی ہے۔

مکرم مولینا صاحب کی تقریر دلپذیر کے بعد مکرم مولینا شیخ عبدالرحمٰن مصری صاحب نے مجددین امت میں حضرت مرزا صاحب کا مقام" کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ جو پیغام صلح ...... میں ہدیۂ قارئین کرام کی جا چکی ہے تقریر مولینا کے بعد محترم مرزا معصوم بیگ صاحب بی اے سابق ایڈیشنل سیکرٹری وزارت داخلہ نے "بہائیوں کی قیامت" کے موضوع پر تقریر کی جو ماہنامہ روح اسلام بابت ماہ اپریل ۱۹۶۵ء میں شائع ہو چکی ہے۔

محترم مرزا صاحب کی تقریر کے بعد یہ اجلاس بخیر و خوبی ختم ہوا۔ جلسہ کی انتظامیہ نے دوران جلسہ متعلقہ امور کا انتظام جس حسن و خوبی اور مہمان حضرات کا جس قدر خیال رکھا گیا وہ قابل ستائش ...... اور شکریہ کا مستحق ہے اللہ تعالیٰ انہیں دین کے ہر جذب و شوق سے متمتع فرمائے۔

مکتوبِ لندن

محمد خالد اقبال صاحب ووکنگ

انگلستان کے اخبارات میں وفات و حیات مسیح پر بحث

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب ہفت روزہ پیغام صلح لاہور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

۱۷ مارچ ۱۹۶۵ء کے پیغام صلح میں جو میرا مضمون ڈاکٹر جے بی۔ بورن کی حضرت عیسٰی علیہ السلام کے واقعہ صلیب کی تحقیق سے متعلق شائع ہوا ہے۔ اس کے شروع ہی میں ہفت روزہ اخبار سنڈے ٹائمز کا نام کسی طرح شامل ہونے سے رہ گیا۔ قارئین پیغام صلح اس کی تصحیح فرمالیں۔

ڈاکٹر موصوف کے مضمون کی اشاعت کے بعد اس اخبار کے کالموں میں ایک گرما گرم بحث مسیح کی صلیبی موت و حیات کے بارے میں چل پڑی۔ اور ہر طرف سے اس اخبار کو خطوط لکھے گئے۔ شیخ محمد طفیل صاحب امام شاہجہان مسجد ووکنگ نے بھی اخبار کے ایڈیٹر کو ایک خط لکھا اور پھر کتاب جیسس ان ہیون آن ارتھ (JESUS IN HEAVEN ON EARTH) کا ایک موزوں اشتہار اپنی طرف سے اسی اخبار میں دے دیا جس کا خاطر خواہ نتیجہ برآمد ہوا اور اندرون و بیرون انگلستان سے اس کی بدولت کتاب کے آرڈر آج تک چلے آتے ہیں۔ اسلامک ریویو کے اپریل ۱۹۶۵ء کے پرچہ میں ڈاکٹر جے۔ جی۔ بورن کا مکمل مضمون سنڈے ٹائمز کے شکریہ کے ساتھ اور اس سلسلہ میں طفیل صاحب کا خط شائع شدہ موجود ہے۔

اس وقت ہفت روزہ مشرق، لندن کا ایک تراشہ حاضر ہے جس پر ایک محترمہ شائستہ اے شاد نے اسی مضمون سے متعلق سنڈے ٹائمز کی بحث کے حوالے سے یہ بتایا ہے کہ مسلمان حضرت عیسٰی کی وفات اور سرینگر میں دفن کئے جانے کے واقعہ کو تسلیم نہیں کرتے۔ اس خط کی اشاعت کے بعد ایک خط خاکسار نے بھی مشرق کے ایڈیٹر صاحب کو لکھا ہے۔ قارئین پیغام صلح کی دلچسپی کے لئے محترمہ شائستہ اے شاد صاحبہ کے خط کا تراشہ اور اس سلسلہ میں میرا جواب حاضر ہے :۔

"مسلمان اسے نہیں مانتے"

۱۴ فروری کے سنڈے ٹائمز میں لندن میں احمدی فرقہ کی مسجد کے امام صاحب کا ایک مراسلہ شائع ہوا جس میں انہوں نے لکھا کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کی قبر سرینگر میں ہے۔ میں نے اس سلسلہ میں سنڈے ٹائمز کو ایک خط لکھا اور بتایا کہ یہ محض افسانہ طرازی ہے اور مسلمان اسے تسلیم نہیں کرتے۔ اس دعوے کی تائید میں احمدیہ فرقہ کی طرف سے جو دلائل دیئے جاتے ہیں۔ وہ مسلمانوں کے عقائد سے مختلف ہیں مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی تھے۔ اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ میں نے پورے دلائل کے ساتھ احمدی فرقہ کے امام صاحب کے نظریات کی تردید کی تھی لیکن سنڈے ٹائمز نے میرا جواب ابھی تک شائع نہیں کیا۔ افسوس ہے کہ بعض اخبارات محض ایک خاص قسم کے خیالات کی اشاعت سے دلچسپی رکھتے ہیں میں نے یہ خط اس لئے لکھا تھا کہ مسلمانوں کے صحیح نظریات و عقاید سے لوگوں کو آگاہ کردیا جائے"

شائستہ اے۔ شاد

۱۲۳، مولز ورتھ سٹریٹ، روچڈیل

ہفت روزہ مشرق لندن۔ ۲۷ مارچ ۱۹۶۵ء

میرا جواب :۔

نہ کوئی نیا نبی آسکتا ہے نہ پرانا

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب ہفت روزہ "مشرق" لندن

سلام مسنون

۲۷ مارچ کے مشرق میں محترمہ شائستہ اے شاد صاحبہ کا خط "مسلمان اسے نہیں مانتے" بڑی دلچسپی سے پڑھا۔ اتفاق سے سنڈے ٹائمز کے جس مضمون کے بعد حضرت عیسٰی کی وفات کی بحث اس اخبار کے کالموں کی زینت بنی مجھے بھی اس کا بغور مطالعہ کرنے کا موقعہ ملا ہے۔ ڈاکٹر جے۔ جی۔ بورن جو ایک معروف مسیحی ڈاکٹر ہیں انہوں نے اپنی کئی برسوں کی تحقیق کے بعد یہ نتائج اخذ کئے ہیں کہ حضرت عیسٰی کی موت صلیب پر نہیں ہوئی بلکہ وہ غشی کے عالم میں تھے کہ انہیں مردہ سمجھ لیا گیا اور بعد میں وہ ہوش میں آگئے۔ (ملاحظہ ہو سنڈے ٹائمز ۲۴ جنوری ۱۹۶۵ء میں ڈاکٹر جے۔ جی بورن کا مضمون)

مجھے محترمہ شائستہ صاحبہ کے اس خیال سے قطعاً اتفاق نہیں کہ مسلمان حضرت عیسٰی علیہ السلام کی طبعی موت کے قائل نہیں۔ علماء الازہر یونیورسٹی نے بہت عرصہ قبل ایک فتوے علامہ محمود شلتوت (جو اس یونیورسٹی کے ریکٹر تھے۔ اب فوت ہو چکے ہیں) دستخطوں سے جاری کیا تھا۔ جس میں قرآن کریم کی آیات سے ثابت کیا گیا تھا کہ حضرت عیسٰی وفات پاچکے ہیں۔ یہ فتوے کچھ عرصہ قبل الازہر کے فتاوے کی کتاب میں بھی شامل کردیا گیا ہے۔ اور الازہر یونیورسٹی سے خط لکھ کر اس امر کی وضاحت آج بھی ہوسکتی ہے۔

اسی طرح مکہ معظمہ سے شائع ہونے والے محمد اسد کے انگریزی ترجمۃ القرآن میں واضح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ مسیح کے رفع جسمانی کے قصے جو تفاسیر میں مذکور ہیں رد کر دینے کے قابل ہیں قرآن اور مستند احادیث میں حیات مسیح کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ (دی میسیج آف دی قرآن۔ جلد اول ۱۹۶۴ء محمد اسد ناشر مسلم ورلڈ لیگ مکہ ص۱۰۰)

علامہ سید رشید رضا مصری مرحوم جو مفتی محمد عبدہٗ کے شاگرد ہیں اور جنہوں نے مفتی ممدوح کے درس قرآن کے تفسیری نوٹ جمع کئے ہیں۔ مسئلہ وفات مسیح میں اپنے استاد کے مذہب کی تائید میں لکھتے ہیں :۔

"فقرارہ الی الھند وموتہ فی ذالک البلد لیس ببعید عقلاً ونقلاً"

(تفسیر القرآن الحکیم تالیف السید رشید رضا الجزء السادس ص۲۲ و ۴۳)

ترجمہ :۔

پس ان کا (یعنی مسیح علیہ السلام کا) ہندوستان میں تشریف لے جانا اور آپ کا اس ملک میں وفات پانا عقل و نقل کے خلاف نہیں ہے۔

بہرحال جب مسیح علیہ السلام طبعی طور پر وفات پاگئے تو وہ فلسطین میں دفن ہوں یا سرینگر میں، یہ مسئلہ ہمارے لئے کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ آخر دوسرے سب انبیاء کے مقبروں کا ہمیں کہاں علم ہے۔

درحقیقت ختم نبوت کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ کوئی نیا نبی آسکتا ہے نہ پرانا۔ اور یہی محکم اصول مسلمانوں کے لئے قابل قبول ہے نہ کہ اسرائیلی قصے جو زعماسیر میں راہ پاگئے۔ والسلام

محمد خالد اقبال۔ ایم اے

بقیہ ملک ظفر اللہ صاحب از ص

فرق صرف اتنا ہے کہ ایک گروہ زبان سے کہتا ہے کہ خدا ہے مگر مانتا نہیں اور دوسرا گروہ صاف انکار کرتا ہے۔ حقیقت میں دونوں ملے ہوئے ہیں۔ اس لئے میں خدا تعالےٰ پر ایسا ایمان پیدا کرانا چاہتا ہوں کہ جو خدا تعالےٰ پر ایمان لاوے وہ گناہ کی زہر سے بچ جاوے اور اس کی فطرت اور سرشت میں ایک تبدیلی پیدا ہو جاوے اس پر موت وارد ہو کر ایک نئی زندگی اسکو ملے۔ گناہ سے لذت پانے کی بجائے اس کے دل میں نفرت پیدا ہو۔ جس کی یہ صورت ہو جاوے وہ کہہ سکتا ہے کہ میں نے خدا کو پہچان لیا ہے۔ خدا خوب جانتا ہے کہ اس زمانہ میں یہی حالت ہو رہی ہے کہ خدا کی معرفت نہیں رہی کوئی مذہب ایسا نہیں رہا جو اس منزل پر انسان کو پہنچاوے اور یہ فطرت اس میں پیدا کرے۔ ہم کسی خاص مذہب پر کوئی افسوس نہیں کر سکتے یہ بلا عام ہو رہی ہے اور یہ وبا خطرناک طور پر پھیلی ہے۔ میں سچ کہتا ہوں خدا پر ایمان لانے سے انسان فرشتہ بن جاتا ہے۔ بلکہ ملائکہ کا مسجود ہوتا ہے۔ نورانی ہو جاتا ہے غرض جب اس قسم کا زمانہ دنیا پر آتا ہے کہ خدا کی معرفت باقی نہیں رہتی اور تبہ کاری اور ہر قسم کی بدکاریاں کثرت سے پھیل جاتی ہیں۔ خدا کا خوف اٹھ جاتا ہے اور خدا کے حقوق بندوں کو دیئے جاتے ہیں تو خدا تعالےٰ اسی حالت میں ایک انسان کو اپنی معرفت کا نور دے کر مامور فرماتا ہے۔ اس پر لعن طعن ہوتا ہے اور ہر طرح سے اسکو ستایا جاتا ہے اور دکھ دیا جاتا ہے لیکن آخر وہ خدا کا مامور کامیاب ہو جاتا ہے اور دنیا میں سچائی کا نور پھیلا دیتا ہے اسی طرح اس زمانہ میں خدا نے مجھے مامور کیا اور اپنی معرفت کا نور مجھے بخشا ہے۔

خواتین کا صفحہ

تقریر بیگم مولانا عبدالمنان صاحبہ ——— بموقعہ جلسہ خواتین احمدیہ

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی بعثت کی غرض اور ہمارا فرض

اُنیسویں صدی کے نصف آخر میں پوری اسلامی دنیا کا ضعف و زوال اپنی انتہا کو پہنچ گیا تھا۔ رُوحانیت کی روشنی سینے سے اور اقتدار کی دولت مٹھی سے نکل چکی تھی اور نوع بشر کی سب سے برگزیدہ امت دنیا کی سب سے پست قوموں میں کھڑی کر دی گئی تھی۔ غفلت کی اس بیہوشی میں جب مسلمانوں کو احساس زیاں تک جاتا رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اصلاح و تجدید دین کے لئے اپنے خاص الہام سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث کیا تا ثابت ہو کہ اسلام سے بہتر کوئی مذہب نہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی رسول نہیں اور نہ ہی قرآن مجید کے ہم مرتبہ کوئی کتاب ہے۔ اور کسی کے لئے اللہ تعالیٰ نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ کے لئے زندہ رہے مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کے لئے زندہ ہے۔ اور اس کے ہمیشہ زندہ رہنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ پسند فرمایا کہ اس کی فیض رسانی سے مسیح موعودؑ کو دنیا میں بھیجا تا اسلام بانیٔ اسلام۔ اور قرآن پاک کی عظمت دنیا میں قائم ہو اور اس کا جلال ظاہر ہو۔

زندہ مذہب

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :۔

"وہ مرتبہ مکالمہ و مخاطبہ خدا کی عنایت نے مجھے عطا فرمایا ہے تاکہ میں اندھوں کو بینائی بخشوں اور ڈھونڈنے والوں کو اس گم گشتہ کا پتہ دوں اور سچائی کو قبول کرنے والوں کو اس پاک چشمہ کی خوشخبری سنا دوں جس کے ملنے میں انسان کی دائمی خوشحالی اور نجات ہے وہ سرچشمہ بجز قرآن شریف کی پیروی سے ہرگز نہیں مل سکتا۔ وہ کامل علم کا ذریعہ جس سے خدا نظر آتا ہے۔ وہ میل اتارنے والا پانی جس سے تمام شکوک دُور ہو جاتے ہیں۔ وہ آئینہ جس سے اُس بلند و برتر ہستی کا درشن ہوتا ہے (جس کو خدا کہتے ہیں) سوائے کتاب اللہ اور الہام الٰہی کے کچھ نہیں۔ صرف اسلام ہی ہے جو راہِ حق کا پتہ دیتا ہے۔ دوسری قومیں تو خدا کے الہام پر مدت سے مُہر لگا چکی ہیں۔"

"میں پھر ایک طالب حق کو یاد دلاتا ہوں کہ دینِ حق کے نشان اور اسلام کی سچائی کے آسمانی گواہ جو مجھے عطا کئے گئے ہیں اور جس کے لئے مجھے بھیجا گیا ہے تا میں ثابت کر دوں کہ ایک اسلام ہی ہے جو زندہ مذہب ہے اور وہ کرامات مجھے دیئے گئے ہیں جن کے مقابلے سے تمام مذاہب عاجز ہیں۔ میں ہر ایک مخالف (اسلام) کو دکھا سکتا ہوں کہ قرآن شریف کی تابعداری سے علوم غیبیہ کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور دنیا میں کسی بھی مذہب والا روحانی برکات میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا چنانچہ میں اس میں خود صاحب تجربہ ہوں میں دیکھتا ہوں کہ بجز اسلام تمام مذہب مردہ ان کے خدا مردہ اور خود وہ تمام پیرو مردہ ہیں خدا تعالیٰ کے ساتھ حقیقی اور زندہ تعلق ہو جانا سوائے اسلام کے ہرگز ممکن نہیں۔"

حضرت مسیح موعودؑ کا یہ محض دعوے ہی دعوے نہ تھا بلکہ اپنی بات کی حقانیت کو ثابت کرنے کے لئے دلائل کے انبار آپ نے پیش کئے۔ ان بے شمار دلائل میں سے صرف دو آسمانی نشانوں کی طرف توجہ دلاتی ہوں۔

لیکھرام کی ہلاکت کا نشان

اسی شہر لاہور میں لیکھرام نام ایک بڑا ہی بدزبان مخالف اسلام آریہ تھا۔ اُس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نہایت ناپاک الزامات لگائے تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے پہلے تو اسے بدزبانی سے منع فرمایا پھر اس کی اسلام کے خلاف بغض اور کینہ سے بھری ہوئی کتابوں کا جواب دیا۔ جب وہ کسی طرح بھی باز نہ آیا تو آپ نے اعلان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے کہ یہ لیکھرام اپنی بدزبانی کی سزا میں قتل ہو جائے گا۔ بلکہ یہاں تک بتلایا کہ لیکھرام خنجر کے ذریعہ قتل ہو گا۔ اس کے قتل کا دن عید سے اگلا دن ہو گا۔ اور چھ سال کے اندر مارا جائے گا چنانچہ چھ سال کے اندر چھ مارچ ۱۸۹۷ء کو یہ دشمن اسلام بالکل الہام کے الفاظ کے مطابق لاہور میں قتل ہو گیا اور خدا کی بات پوری ہوئی۔

طاعون سے حفاظت کا نشان

پھر آپ نے اللہ تعالیٰ سے اطلاع پاکر اعلان کیا کہ آپ کو کبھی طاعون کی بیماری نہیں ہو گی۔ نہ صرف آپ کو بلکہ جو شخص آپ کے گھر کی چار دیواری میں رہے گا اور آپ کا سچا مرید ہو گا۔ وہ بھی اس بیماری سے محفوظ رہے گا۔ اور آپ نے لکھا :۔

"میری اس بات پر بعض نادان چونک پڑیں گے اور بعض ہنسیں گے اور بعض مجھے دیوانہ قرار دیں گے اور بعض حیرت میں آئیں گے کہ کیا ایسا خدا موجود ہے کہ جو بغیر رعایت اسباب کے بھی رحمت نازل کر سکتا ہے۔ اس کا جواب یہی ہے کہ بلاشبہ ایسا قادر خدا موجود ہے اور اس کا کلام ہے جس نے طاعون نازل کی اور جو اس کو دُور کر سکتا ہے"

(کشتی نوح)

یہ پیشگوئی بھی بڑی صفائی اور وضاحت سے پوری ہوئی آپ کا گھر اس خوفناک بیماری سے محفوظ رہا۔ حالانکہ ملک بھر میں موتا موتی لگ رہی تھی۔ اور ہر شخص نے دیکھ لیا کہ احمدیوں کو اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر طاعون سے محفوظ رکھا۔

۱۹۰۲ء کی بات ہے ملک میں طاعون کا بڑا زور تھا اور قادیان کے ارد گرد کے دیہات میں طاعون کی وبا سے قیامت برپا تھی۔ حضرت مولانا محمد علی صاحب مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر میں ہی رہتے تھے اتفاق سے انہیں سخت بخار ہو گیا۔ حضرت امیر کو خیال ہوا کہ مجھے طاعون ہو گئی چنانچہ آپ نے اپنے دوست مفتی محمد صادق صاحب کو بلا کر وصیت بھی لکھوا دی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خبر ہوئی، آپ فوراً حضرت مولوی صاحب کے کمرے میں تشریف لے گئے اور حال دریافت فرمایا۔ مولوی صاحب نے عرض کی مجھے طاعون ہو گئی ہے دیکھئے کس قدر تیز بخار ہے۔ حضرت اقدس نے بڑے زور، تحدی اور جذبے کے ساتھ فرمایا :۔

"مولوی صاحب! اگر آپ کو طاعون ہو گئی ہے تو پھر میں جھوٹا ہوں، اور میرا دعوےٰ الہام غلط"

اس کے بعد جو آپ نے مولوی صاحب کی نبض پر ہاتھ رکھا تو بخار اتر چکا تھا۔

کیسا شاندار معجزہ ہے۔ کتنا زبردست نمونہ قدرت ہے۔ ایک شخص نہایت زور سے کہتا ہے مجھے کبھی طاعون نہیں ہو گی، میرے گھر میں رہنے والوں کو طاعون نہیں ہو گی۔ میرے سچے مریدوں کو طاعون نہیں ہو گی۔ بھلا کس انسان میں یہ جرأت ہے کہ اتنا بڑا دعوے کرے اور اس کے

مطابق ہو جاتے۔ کیا اس سے ظاہر نہیں ہوتا کہ اللہ تعالےٰ زندہ۔ قادر اور توانا ہے۔ اسلام کی متابعت میں وہ اپنے پاک بندوں سے بولتا ہے اور اپنے علم غیب سے حصہ دیتا ہے۔

وقت کے پیش نظر مثال کے طور پر میں نے صرف دو واقعات ہی بیان کئے ہیں ورنہ ایسے ہزاروں نشانات ہیں جن میں سے بعض تو قہری تجلیات ہیں اور بہت سے ایسے معجزات ہیں جن سے اللہ تعالےٰ کی رافت اور شفقت کا اظہار ہوتا ہے اور رحمت کے نشان ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل پیروی اور قرآن مجید کی برکت سے دیئے گئے ان نشانوں سے روز روشن کی طرح کھل جاتا ہے کہ اسلام کا خدا ایک زندہ خدا ہے۔ قرآن مجید ایک زندہ کتاب ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک زندہ رسول ہیں۔ اور یہ معجزہ اور یہ علم ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی معرفت حاصل ہوا اور یہی آپ کی بعثت کی پہلی ضرورت اور پہلی وجہ ہے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"نوع انسان کے لئے روئے زمین پر اب
کوئی کتاب نہیں مگر قرآن اور آدم زادوں
کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر
محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سو تم کوشش کرو
کہ سچی محبت اُس جاہ و جلال کے نبی کے
ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی
نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات
یافتہ لکھے جاؤ۔"

کسرِ صلیب

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی دوسری غرض اس نام میں مضمر ہے جو آپ کو مسیح ابن مریم کہا گیا ہے

"ازل سے یہ مقدر تھا کہ آخری زمانہ میں مسیحیت
بہت زور سے خروج کرے گی اور اس
فتنے کے استیصال کے لئے امت محمدیہ
میں سے ایک شخص کو مامور کیا جائے گا
اور وہ اس فتنہ کو پاش پاش کر دے گا۔

اس میں شک نہیں کہ اس زمانے میں اسلام کا مقابلہ ایک مذہب سے نہیں سب مذاہب سے ہے اور کم و بیش یہ مقابلہ اسلام کو پہلے بھی پیش آتا رہا۔ مگر اس زمانہ کی یہ خصوصیت ہے کہ اس سے پہلے ایسا کوئی زمانہ اسلام پر نہیں آیا جب عیسائیت نے اپنی پوری قوت سے اسلام کو مٹانے کا قصد کیا ہو۔ پیشتر ازیں ایسا زمانہ ضرور آیا جب اسلام اور عیسائیت کی مُلکی رنگ میں بڑی بڑی جنگیں ہوتی رہیں جو Crusades یا صلیبی جنگوں کے نام سے مشہور ہیں۔ لیکن جو سازو سامان اسلام کو بحیثیت مذہب مٹانے کے لئے اس زمانے میں کیا گیا ہے اور جس طرح اس غرض کے لئے روپیہ پانی کی طرح بہایا جا رہا ہے اور مفت لٹریچر اسلام کے خلاف کثرت سے پھیلایا جا رہا ہے۔ اس کی کوئی نظیر تاریخ عالم میں نہیں ملتی اور یہ اس لئے کہ مسیحی پادری اس بات کو سختی سے محسوس کر چکے ہیں کہ عیسائیت کا مدمقابل صرف ایک ہی مذہب ہے اور وہ اسلام ہے

پس خدا تعالےٰ کے منشاء کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مسیح ہی کی خو بو دیکر اور اس کا مثیل بنا کر امت محمدیہ میں سے مبعوث کیا گیا۔ وہ اس عظیم فتنے کا استیصال کریں۔ حدیثوں میں مسیح موعود کے جو کام بتائے گئے ہیں ان میں کسر صلیب اور قتل خنزیر کو سب کاموں پر فوقیت دی گئی ہے۔ کسر صلیب کا مقصد ہے عیسائیت کے مذہب کو ہلاک کرنا اور خنزیر وہ ناپاک طبع لوگ ہیں جو اسلام اور بانی اسلام پر ناپاک حملے کرتے رہتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان دونوں مشنوں کو کامیابی کے ساتھ سرانجام دیا اور عیسائیت کی تردید میں ایسے زبردست دلائل پیش کئے کہ عیسائی پادری دنگ رہ گئے۔ آخر ان کی مرکزی مجلس نے اپنے مشنریوں کو ہدایت کی کہ احمدیوں سے مذہبی بحثیں بالکل بند کر دیں۔ یہ نتیجہ تھا اس زبردست مشہور بحث کا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بمقام امرتسر مسٹر عبداللہ آتھم کے ساتھ چودہ دن تک کی اور اس میں ایسے شکست فاش دی۔ دلائل ہی کے ساتھ ہی نہیں بلکہ آسمانی نشانوں کے ساتھ بھی انہیں لاجواب کیا۔ پہلے آتھم الٰہی عذاب کا نشانہ بنا پھر امریکہ میں ڈاکٹر ڈوئی ہلاک ہوا۔

مغرب سے طلوعِ آفتاب

پس یہ خدائی فیصلہ ہے کہ پہلے حضرت مسیح موعود عیسویت کے عظیم قلعوں کو مسمار کر دیں گے اور پھر اس سرزمین پر اسلام کی فلک بوس عمارت تعمیر ہوگی۔ پہلے آفتاب اسلام مشرق کو اپنی کرنوں سے منور کرتا تھا۔ اس لئے اب اس کا رُخ مشرق کی طرف زیادہ رہا اور آخری زمانہ میں جو مسیح موعودؑ کا زمانہ ہے اس آفتاب نے مغرب کو منور کرنا تھا۔ اس کو احادیث میں مغرب سے طلوع آفتاب کے رنگ میں بیان کیا گیا ہے اور اسی کی طرف اشارہ ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُعْطِیْتُ کَنْزَیْنِ اَحْمَرَ وَالْاَبْیَضَ کہ مجھے دو خزانے دیئے گئے ہیں ایک سرخ یعنے مشرقی لوگ اور دوسرا سفید یعنی مغربی لوگ۔

یہ طلوع آفتاب ہی مغرب سے ہو رہا ہے کہ ووکنگ مشن۔ جرمن مشن۔ ہالینڈ مشن، بڑی کامیابی کے ساتھ مغرب کے سعید پرندوں کو پکڑ رہے ہیں اور دائرہ اسلام میں لا رہے ہیں یہ سب کچھ اس مسیح محمدی کے ہی طفیل ہے

تجدیدِ دینِ اسلام

مسیح موعودؑ کا تیسرا عظیم الشان کام تجدید دین اسلام ہے اور اس لئے آپ کو مجدد کے نام سے نوازا گیا ہے۔ اس جہت سے آپ کا کام تھا کہ اسلام کا استحکام کریں۔ اس کے متعلق غلط فہمیوں کو دُور کریں۔ ہر قسم کی افراط و تفریط سے امت اسلامیہ کو بچائیں مسلمانوں کو ایک نظام میں منسلک کریں۔ اُن کے سامنے اشاعت اسلام کے بلند اور بالا مقصد کو رکھیں۔ اس پہلو سے حدیثوں میں آپ کو مہدی کہا گیا۔ یوں سمجھیئے مسیح اور مہدی چودھویں صدی کے مامور کے دو خطابات ہیں جو خدا اور اس کے رسول کے دربار سے آپ کو ملے ہیں اور ان میں دو کاموں کے لحاظ سے آپ کو دو نام مسیح اور مہدی کے دیئے گئے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ آپ مسیح موعودؑ اور مہدی معہود کہلاتے ہیں۔

آپ نے تجدید دین کے بہت سے کام سرانجام دیئے۔ اسلام کی صحیح تصویر جو قرآن اور سنت اور احادیث صحیحہ کے مطابق تھی پیش کی اور ہر ایک بدعت اور بد رسوم جو فیج اعوج کے زمانہ میں اسلام میں داخل ہو گئیں تھیں انہیں دُور کیا۔ مسلمانوں کے اصولی مسائل اور معتقدات ان کے تمام باہمی اختلافات اور تنازعات کا حق و انصاف کے ساتھ فیصلہ دیا۔ حدیث و قرآن کے مقام کو واضح کیا۔ وحی و الہام کی حقیقت سے پردہ اُٹھایا۔ عقل اور مذہب کا مقام متعین کیا اور بتایا کہ اگر قرآن مجید اور حدیث کے مقابل پر جہاں عقلی دلائل کو دیکھو تو اسے ہرگز قبول نہ کرو اور یقیناً سمجھو کہ عقل نے لغزش کھائی ہے۔ کیونکہ خدا تعالےٰ کا علم غلط نہیں ہو سکتا اس طرح آپ نے خلاف عقل اور بالاتر از عقل کے فرق کو واضح کیا۔ اللہ تعالےٰ کی ذات۔ صفات۔ افعال علم اور قدرت وغیرہ کے متعلق صراط مستقیم کی طرف رہنمائی کی۔ وحدت وجود کا رد کر کے اس کے مقابلے میں وحدت شہود کو پیش کیا۔ معجزات کی حقیقت بتائی۔ فرشتوں کے متعلق جو رطب و یابس خیالات لوگوں نے قائم کر رکھے تھے۔ ان کی تصحیح کر کے ملائکہ کی حقیقت۔ ان کی ضرورت اور ان کے مقام کو بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا۔ قسمت اور تقدیر کے مسئلہ کو صاف کیا۔ شیطان اور ابلیس کی اصلیت آشکارا کی۔ دعا اور قبولیت دعا کے مسئلے کو ثابت کیا اور بتایا کہ مکالمات و مخاطبات الٰہیہ کا سلسلہ اُمت محمدیہ میں قیامت تک جاری ہے ناسخ اور منسوخ ... کے بے معنی مسئلے کو ختم کیا۔ جہاد بالقرآن کو رواج دیا۔ اور اس طرح مسئلہ جہاد کی اصلاح کی۔ تفسیر قرآن کے بنیادی اصل بتا کر مسلمانوں کو فہم قرآن کی سادہ۔ صاف اور روشن راہ پر ڈالا۔ عربی کو اُمُّ الْاَلْسِنَہ ثابت کیا۔ عربی زبان کو پڑھنے کی انگریزی تعلیم یافتہ مسلمانوں کو ترغیب دی۔ اس غلط خیال کی بیخ کنی کی کہ نجات کے لئے خشک توحید ہی کافی ہے اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا ضروری نہیں۔ شفاعت کے مسئلہ پر روشنی ڈالی۔ جنت اور جہنم کی حقیقت واضح کی۔ تعدد ازدواج۔ طلاق۔ خلع۔ میراث۔ حرمت سود۔ غلامی پردہ وغیرہ کے متعلق ٹھیک ٹھیک راہ بری کی، دجال کی حقیقت بتلائی۔ قرآن مجید۔ حدیث۔ اقوال صحابہ سے وفات مسیح ناصری کو ثابت کیا۔

میرے پاس وقت نہیں کہ میں ان تمام مسائل کا

ذکر بالتفصیل کر سکوں جن کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صحیح اسلامی نقطۂ نگاہ پیش کیا اور کھول کر بیان کر سکوں کہ کس طرح آپ نے مسلمانوں کے سامنے ان کا اصلی اور بلند روحانی نصب العین رکھ کر اصلاح و تجدید دین کا عظیم الشان مقصد پورا کیا۔ میں اس مختصر سے وقت میں بہنوں سے چند ایک باتیں عرض کر کے اپنے مضمون کو ختم کروں گی۔

علمِ دین حاصل کریں

میری عزیز بہنو! ہم جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قائم کی ہوئی جماعت سے وابستہ ہیں۔ اب ہمارا فرض ہے کہ ہم آپ کے قائم کردہ مشن کی اغراض کو اچھی طرح سمجھیں اور اس سلسلہ میں اپنے فرائض کو پہچانیں اور اپنی ذمہ داریوں کو ادا کریں۔ اور اپنے علم، اپنے وقت، اپنے آرام اور اپنے روپیہ کو اس راہ میں قربان کرتے چلے جائیں۔ وہ قوم کبھی کامیابی کا منہ نہیں دیکھ سکتی جو قربانی سے کتراتی ہے اور اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرنے سے ہچکچاتی ہے۔

دیکھیں دینی علوم سے ناواقفیت ہماری بہت بڑی بدقسمتی ہوگی۔ ہمارا اولین فرض یہ ہے کہ دینی علم خود بھی حاصل کرتے رہیں اور اپنی اولادوں کو بھی اس سے بہرہ ور کرنے کی کوشش میں کوتاہی نہ کریں۔ دینی علوم کا سرچشمہ قرآن مجید ہے۔ ایک جید عالم کا قول ہے ؎

وَکُلُّ الْعِلْمِ فِی الْقُرْاٰنِ لٰکِنْ
تَقَاصَرَ عَنْہُ اَفْہَامُ الرِّجَالِ

کہ قرآن مجید علوم کا خزانہ ہے اور ہر رنگ کا علم اس میں موجود ہے۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ ہر شخص کی اس کے علم پر نظر نہ پہنچ سکے۔ پس سب سے اہم بات یہ ہے کہ قرآن مجید کا علم حاصل کیا جائے۔ اسے ناظرہ پڑھنا سیکھا اور سکھایا جائے۔ جو بہنیں ناظرہ پڑھ سکتی ہیں وہ اس کا ترجمہ سیکھیں اور ترجمہ کے بعد اس کی تفسیر سے آگاہی حاصل کرنا بھی ضروری ہے۔

قرآن مجید تو اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ کلام اللہ کے بعد کلامِ رسول کا مقام ہے۔ حدیثوں سے واقفیت ہماری روزمرہ کی زندگی کو نیک اسلوب پر ڈھالنے کے لئے نہایت درجہ اہم ہے۔ میں یہ نہیں کہتی کہ ہر بہن صحاح ستہ ہی کی ماہر ہو، لیکن کس قدر افسوس کا مقام ہوگا اگر ہم اپنے پیارے رسول کی پیاری باتوں سے بھی پوری طرح آشنا ہو کر اپنے لئے رہبری نہ حاصل کریں۔ قرآن و حدیث کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بہنیں اپنے فارغ اوقات میں تاریخ اسلام پر آسان آسان کتب مثلاً خلفائے راشدین کے حالاتِ زندگی۔ اسوۂ صحابہ نبی اکرم اور اسوۂ صحابیات پر مشتمل اسلامک لٹریچر اپنے زیرِ مطالعہ رکھیں۔

خود ہمارے امام الزمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۸۰ سے زائد کتابیں لکھی ہیں۔ ان کتابوں میں نور ہی نور بھرا ہے۔ دینی علوم کا بے بہا خزانہ ہے جو ان لوگوں کے قلب و نظر، دل و دماغ کو معمور اور روشن کرتا ہے جو انہیں پڑھنا اپنا شعار بناتے ہیں۔

دو تین کتابیں ہی پڑھنے کے بعد جو سادہ اور آسان اردو میں لکھی ہوئی ہیں آپ محسوس کریں گی کہ بڑے بڑے عالموں سے آپ دینی بحث کرنے کے قابل ہیں، اور مخالفین کے اعتراضات کا جواب دے سکتی ہیں۔

مثلاً "کشتی نوح"، اور "اسلامی اصول کی فلاسفی"۔ دو کتابیں پڑھنے کے بعد آپ اپنے تئیں اس قابل محسوس کریں گی کہ مسیح موعودؑ کے مشن کو دلنشین انداز میں غیر احمدی بہنوں کے گوش گزار کر سکتی ہیں۔

آپ کی کتب کو پڑھنا اور ان پر تدبر کرنا خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں نہایت لابدی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"جس احمدی نے میری کتابوں کو کم سے کم
تین بار نہیں پڑھا مجھے اس کے ایمان پہ
شبہ ہے۔"

عمل کا مقام

علم کے بعد عمل کا مقام ہے۔ وہ علم رحمت نہیں نہیں بلکہ زحمت اور مصیبت ہے جس کے ساتھ عمل نہیں عمل میں سب سے مقدم نماز، روزہ اور زکوٰۃ۔ پانچوں نمازوں کو ان کے وقت پر ادا کرنا اور ماہ رمضان کے روزے رکھنا۔ عام صدقہ و خیرات کے علاوہ جن بہنوں کے پاس کچھ زیور ہے یا کچھ روپیہ نقد موجود ہے اس کے چالیسویں حصے کی زکوٰۃ ادا کرنا ہمارے خدا نے ہم پر فرض کیا ہے۔ ان فرائض سے کوتاہی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے۔ وہ پاک ذات ہمیں اس سے بچائیے۔

انسانی زندگی کی تین حالتیں

انسانی زندگی کی تین حالتیں ہیں۔ سب سے پہلے اس کی طبعی حالتیں ہیں ۔ جیسے صفائی پاکیزگی۔ دوسرے اخلاقی حالتیں جیسے دوسروں کے ساتھ خوش روئی اور خوش اخلاقی کے ساتھ پیش آنا۔ تیسرے روحانی حالتیں یعنے اللہ تعالیٰ سے تعلق۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے نفس کا محاسبہ کرتی رہیں اور ہر وقت اپنی تینوں حالتوں کی اصلاح کا فکر رکھیں اور اپنے اوپر کوئی وقت ایسا نہ آنے دیں جس وقت ہم اسلامی تعلیم کا عملی نمونہ نہ ہوں اور ہماری ان تینوں حالتوں میں سے کوئی حالت بھی ایسی نہیں ہونی چاہیئے جو کسی بھی جہت سے داغدار ہو۔

دنیا میں ہم دیکھ رہے ہیں کہ معمولی معمولی انسان چھوٹے چھوٹے مقاصد لے کر کھڑے ہوتے ہیں، سوسائٹیاں اور انجمنیں بناتے ہیں۔ اور ایسے یقینِ محکم اور عملِ پیہم سے کام کرتے ہیں کہ بہت سے باعمل لوگ سرگرم عمل رہنے کا مثالی کردار ادا کر کے کامیابی سے ہمکنار ہو گئے ہیں پھر کیا وجہ ہے کہ ہم جو اپنے دامن کو زمانے کے عظیم الشان انسان کے دامنِ پاک سے وابستہ کئے ہوئے ہیں کسی سے پیچھے رہیں۔ ہم نے امام الزمانؑ کی مطابعت اور فرمانبرداری کا عہد کیا ہوا ہے۔ ہمارے سوشل۔ مورل فزیکل اور سپریچوئل معیار تمام سوسائٹیوں سے اعلےٰ اور ارفع تمام انجمنوں سے بالاتر اور نمایاں ہونے چاہئیں۔ مومن وہ ہے جو اپنے وعدوں کی پابندی کرتا ہے۔

ہماری تنظیم

احمدیت کو اختیار کر کے جو عہد ہم نے باندھا تھا اس کے ایفا کا ایک تقاضا یہ ہے کہ ہم اس تنظیم جس کے ساتھ ہم نے اپنے آپ کو وابستہ کیا ہے کو مضبوط بنانے کی طرف کما حقہٗ توجہ کریں۔ جس قوم کی تنظیم مضبوط نہیں ہوتی وہ قوم مردہ ہوتی ہے تنظیم میں ہی زندگی اور تنظیم میں ہی ترقی ہے۔

خواتین احمدیہ کی تنظیم کو مضبوط رکھنے کا ایک ذریعہ یہ ہے کہ مرکز سے جو تحریک بھی جاری ہو، خواہ اس میں وقت کی قربانی مانگی گئی ہو یا روپیہ کی یا کسی اور رنگ میں مرکز نے کوئی مطالبہ کیا ہو خواتین کا فرض ہے کہ وہ اپنے فرض کو پہچانیں اور کسی بھی قربانی سے گریز نہ کریں۔ بلکہ ہر ایثار میں ایک دوسرے پر سبقت اور فوقیت حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ کہ یہ زندگی کی علامتیں اور ترقی کی راہیں ہیں۔

میں تو نہیں جانتی کہ آیا مرکزی تنظیم کی شاخیں ہر اس جگہ اور ہر اس شہر میں قائم ہیں جہاں احمدی خاندان موجود ہیں۔ اگر ایسا ہے تو خوشی کی بات ہے۔ ورنہ ضروری ہے کہ ہر شہر اور ہر شہر کے ہر محلہ میں جہاں احمدی بہنیں موجود ہیں تنظیم کی شاخیں قائم کی جائیں ان کی صدر اور سیکرٹری کا انتخاب کیا جائے۔ باقاعدہ جلسے کئے جائیں۔ ان کی رپورٹیں مرکز میں آئیں اور مرکز ان کے لئے سالانہ پروگرام تجویز کرے ہر ایسی مقامی تنظیم کا اپنا ایک فنڈ ہونا چاہیئے جس کا حساب کتاب سیکرٹری مال کے پاس رہے۔ اس فنڈ کو مضبوط بنانے کے لئے ہر احمدی بہن حسبِ توفیق ضرور حصہ لے بلکہ غیر از جماعت خواتین بھی اگر آپ کی اس تنظیم میں کار خیر سمجھتے ہوئے شامل ہونا چاہیں تو بابرکت ہی ہے۔ مقامی فنڈ کا کچھ حصہ مقرر کر لیا جائے جو مقامی طور پر خرچ ہو سکتا ہو اور دوسرا حصہ مرکزی تنظیم میں بھجوایا جائے کیونکہ مرکز کی مضبوطی پر حسن کارکردگی کا انحصار ہوتا ہے۔

دینی امتحانات

مرکزی تنظیم دیگر پروگراموں کے علاوہ یہ پروگرام بھی اگر اختیار کرے کہ سال میں دو یا تین مرتبہ قرآن مجید، حدیث نبوی صلعم، کتب مسیح موعود علیہ السلام اور دوسری کتب سلسلہ کے امتحانات کا بندوبست کرے۔ پہلے ایک ششماہی کا نصاب مقرر کیا جائے اور بہنوں میں اور بڑی بچیوں میں تحریک کی جا سکتی ہے کہ وہ ان امتحانات میں شمولیت اختیار کریں۔ مرکز میں پرچے تیار ہوں اور پھر جس جس شہر سے بہنیں امتحانات میں شامل ہوں وہاں پرچے بھجوا دیئے جائیں اور پرچہ جات جوابات مرکز میں جانچے جا سکتے ہیں۔ تحریص و ترغیب دلانے کے لئے وقتاً وقتاً انعامات بھی دیئے جا سکتے ہیں۔ اس ذریعے سے علم بھی پھیلے گا اور عمل کی راہیں بھی ہموار ہوں گی۔

غرض ایسے کئی مفید مطلب پروگرام تنظیم خواتین احمدیہ پایہ تکمیل تک پہنچا کر سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اغراض و مقاصد کے حصول میں ممد و معاون ہو سکتی ہے۔

اسلام کا زندہ ہونا ایک فدیہ مانگتا ہے

بہنو! یاد رکھئے وہ دن آنا مقدر ہے جس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرما گئے:-

"جب سچائی کی فتح ہوگی اور اسلام کے لئے پھر اسی تازگی اور روشنی کا دن آئے گا جو اپنے وقتوں میں آ چکا ہے اور آفتاب اپنے پورے کمال اور رعباء و جلال کے ساتھ پھر چڑھے گا جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے۔ لیکن ابھی ایسا ضروری ہے کہ آسمان اسے چڑھنے سے روکے رہے جب تک کہ محنت اور جانفشانی سے ہمارے جگر خون نہ ہو جائیں اور ہم سارے آراموں کو اس وقت کے ظہور کے لئے نہ کھو دیں اور اعزاز اسلام کے لئے ساری ذلتیں قبول نہ کر لیں۔ اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے وہ کیا ہے۔ ہمارا اسی راہ میں مرنا۔ یہی موت ہے جس پر اسلام کی زندگی، مسلمانوں کی زندگی اور زندہ خدا کی تجلی موقوف ہے اور یہی وہ چیز ہے جس کا دوسرے لفظوں میں اسلام نام ہے۔ اسی اسلام کا زندہ کرنا خدا تعالے اب چاہتا ہے۔"

اے خدا اپنے فضلوں سے ہمیں اس کی توفیق عطا فرما۔ آمین۔ ثم آمین

(بقیہ از کالم ۳)

جو ابھی تک اس اسلامی فوج میں بھرتی نہیں ہوئے آئیے قبول احمدیت فرما کر فتح و نصرت کا سہرا اپنے سر پہ باندھیئے

عشق کا ظرف آزما تو سہی
تو نظر سے نظر ملا تو سہی
دل کو تسکین نہ ہو تو میں ضامن
تو کبھی میکدے میں آ تو سہی

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔ مینیجر

تعلق باللہ
اور
جماعت احمدیہ

(بسلسلہ صفحہ ۲۳)

میں پیش فرمایا ہے۔

فضل اللہ المجاہدین علی القاعدین۔

اللہ نے مجاہدین کو اپنے گھروں میں بیٹھ رہنے والوں پر فضیلت بخشی ہے۔

جس طرح آج روس اور امریکہ کے راکٹ زمین کے گولے کے ارد گرد چکر کاٹ رہے ہیں۔ ٹھیک اسی طرح حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام مجدد صدی چہاردہم کے فتح نصیب مبلغ ساری زمین کو اپنے قدموں سے روند رہے ہیں اور زمین کی ہر بلندی پر پرچم اسلام بڑی شان سے لہرا رہے ہیں۔

آخر پر میں ان حضرات کو دعوت دیتا ہوں

(باقی کالم ۲ کے نیچے)

محمد الحنان احمدی عبقری ناظم مدرسہ مبین العلوم کلکتہ

مسیح اعظم مجدد صد چہاردہم
قرآن کے پارہ چہاردہم کی روشنی میں

کیا آیات کریمہ سے حضرت مرزا صاحبؑ کا مجدد ہونا اور ان کے اہم دعاوی کا صادق ہونا ثابت ہے یا ثابت ہو سکتا ہے؟ ہم کہتے ہیں کہ ہاں ثابت ہے۔

تیس روز میں ایک ماہ ہوتا ہے۔ والقمر قدرناہ منازل۔ قرآن مجید ماہ رمضان میں نازل ہوا یا رمضان کی فضیلت میں قرآن کریم اترا۔ شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن۔ اس معنی کے لحاظ سے قرآن کے تیس اجزاء (پارے) ہوتے ہیں۔ عرف عام میں تیس پارے کہتے ہیں۔ چودھواں ایک مبارک عدد ہے چودھویں تاریخ کا چاند بدر کہلاتا ہے۔ قرآن مجید میں ۱۱۴ سورۃ ہیں۔ یہاں سے چودہ کی ایک خصوصیت معلوم ہوتی ہے۔ غور کیجئے، صد چہار دہم کی مخصوص فضیلت کیا ہوگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں دین کی تکمیل ہوئی۔ الیوم اکملت لکم دینکم۔ مگر صد چہاردہم میں ظہور کمال دین ہونا چاہیئے اور ہوا۔ کما قال المسیح الموعود فی الخطبۃ الالہامیہ۔ اسی مناسبت سے ہم ضرور کہیں گے کہ چودھویں پارہ کی سورۃ النحل میں مجدد صد چہاردہم کے چند اہم دعاوی کی صداقت موجود ہے۔ یہ کتنا بڑا دعوی ہے کہ قرآنی اشارات سے حضرت مرزا غلام احمدؑ صاحب کا مجدد صد چہاردہم ہونا اور ان کے اہم دعاوی کا صادق ہونا ثابت ہے۔

کوئی کہہ سکتا ہے کہ ان باتوں کا ثبوت قرآن مجید میں تلاش کرنا فضول ہے یہ تو اس وقت ممکن ہے جب قرآن خود دعوے کرے کہ اس میں ہر اہم مضمون کا بیان ہے۔ ہم کہتے ہیں ہاں قرآن نے اس بات کا دعوے کیا ہے کہ اس میں ہر امر ضروری کا عبارۃً یا اشارۃً بیان موجود ہے۔

قرآن کان یکونُ کی پوری خبر دیتا ہے۔ حدیث مشکوٰۃ میں ہے لَا یَنْقَضِیْ عَجَائِبُہٗ قرآن کریم کے عجائب وغرائب ختم نہ ہوں گے ہم صرف سورۃ النحل کی چند آیات سے ان کے دعاوی کی دلیل بیان کرتے ہیں ارشاد ہے تبیاناً لکل شیءٍ (النحل) یعنے کتاب اللہ ہر چیز کو اچھی طرح بتانے والی ہے۔ قرآن مجید میں ہر اہم مضمون کی روشن تقریر ہے۔ مگر سمجھ اور غور درکار ہے۔ حضرت مرزا صاحبؑ نے دعوے کیا کہ میرے پاس وحی آتی ہے خدا مجھ سے ہمکلام ہوتا ہے۔

ارشاد رب العالمین ہے ینزل الملائکۃ بالروح من امرہٖ علٰی من یشاء من عبادہٖ۔ غور کیجئے۔ ینزل مضارع کا صیغہ ہے روح من امرہ سے مراد وحی الٰہی ہے۔ وحی الٰہی خدا کے خاص خاص بندوں پر حسب مشیت قیامت تک آتی رہے گی ینزل حال و مستقبل پر حاوی ہے۔ حضرت کی امت اجابت میں سے مجددین کا انبیاء بنی اسرائیل قیامت تک آتے رہیں گے۔ اور مقرب بندوں پر وحی الٰہی اترے گی بلکہ اترتی رہے گی۔ حضرت مسیح موعود کا یہی دعوے تھا جو اس آیت سے روز روشن کی طرح ثابت ہوا۔ مگر جو مدعی نبوت دعوی کرے کہ قرآن منسوخ ہے میں ایک نئی شریعت لایا ہوں اسی پر چلنا ہوگا وہ کاذب ثابت ہوگا اس سورۃ میں اللہ تعالے فرماتے ہیں واوحی ربک الی النحل" یعنے تیرے پروردگار نے شہد کی مکھی کی طرف وحی کی (سورۃ النحل) اس آیت سے حضرت مسیح موعودؑ کے دعوے کی مزید تائید ہوتی ہے جب شہد کی مکھی کی طرف وحی کی جاتی ہے تو خدا کے اولیاء کی طرف کیوں وحی نازل نہیں ہو سکتی۔ اگر کوئی کہے وحی سے مراد یہاں الہام ہے ہم کہتے ہیں خدا نے تو اوحی کا لفظ اختیار فرمایا یہاں سے خوب ثابت ہوتا ہے کہ مجددین کے الہامات وحی الٰہی ہیں۔ دیکھو اس سورۃ کی آیتوں سے حضرت مرزا صاحب کے دعوے کی صداقت کس صفائی کے ساتھ ثابت ہو رہی ہے۔ سچ ہے قرآن پاک میں ہر امر مشکل کا حل موجود ہے۔ حضرت مرزا صاحب کا ایک دعوی یہ بھی تھا کہ نزول قرآن سے پہلے کل انبیاء و مرسلین مر چکے ہیں اور معبودان باطلہ جن کی کفار پرستش کرتے ہیں وہ سب گذر چکے ہیں۔ ان اموات مزعومہ میں حضرت مسیحؑ اور حضرت مریم بھی داخل ہے جن کی کیتھولک نصاریٰ پرستش کرتے ہیں۔ اسی سورۃ میں ارشاد ہے اموات غیر احیاءٍ وما یشعرون ایّان یُبعثون یلفظ اللہ کے سوا جن کو پکارتے ہیں وہ کوئی چیز پیدا نہیں کرتے۔ اور وہ پیدا کئے گئے ہیں۔ مردے ہیں نہ زندہ اور نہیں جانتے ہیں وہ کب قیامت میں اٹھائے جائیں گے۔ اس آیت سے یقینی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام جن کو نصاریٰ نے خدا بنایا اور خدا خدا کرکے پکارتے ہیں وہ بھی اس آیت کے نزول کے وقت مردوں میں داخل تھے۔ علاوہ اس کے عیسیٰؑ کی وفات پر اور بھی دلیلیں موجود ہیں۔ قیامت کب ہوگی عیسیٰ علیہ السلام بھی نہیں جانتے ہیں کہ تاتی انجیل متی

مرزا صاحب نے یہ بھی دعوے کیا کہ فلما توفیتنی سے مسیح کی وفات ثابت ہوتی ہے کیونکہ توفی کے معنے جان کرنے کے ہیں۔ نزول قرآن سے پہلے مسیح وفات پا چکے ہیں (جب تو نے مجھے وفات دی) یہ مطلب نہیں ہو سکتا کہ جب تو نے مجھے آسمان پر اٹھا لیا۔ دلیل سورۃ النحل کی آیت ہے۔

الذین تتوفاھم الملائکۃ یعنی جن کی جانیں فرشتے قبض کرتے ہیں۔ اس سورۃ میں تتوفاھم دو بار آیا ۔۔ ہیں۔ اور تتوفا مشتق ہے توفی سے۔ ظاہر بات ہے کہ توفی کا فعل جب خدا یا فرشتوں کی طرف منسوب ہوتا ہے اس کا مطلب صرف قبض روح ہوتا ہے یہ مطلب توفی کا قیامت تک نہیں ہو سکتا کہ خدا یا فرشتے ان کو آسمان پر اٹھا لیتے ہیں۔ دیکھو مرزا صاحب کے دعوی کی صداقت کس صفائی کے ساتھ اس آیت سے ثابت ہوئی ہے

کوئی مانے یا نہ مانے مانتے ہیں ہم ضرور
دیکھنا ہے دیکھ لو اعجاز قرآن کا ظہور

نیز ارشاد ہے واللہ خلقکم ثم یتوفٰکم اللہ نے تم کو پیدا کیا پھر وہ تم کو وفات دیں گے۔

جب حضرت صاحب کے دعاوی کی دلیلیں چودھویں پارے کی آیات میں موجود ہیں تو یہاں سے کیوں ہم نہ کہیں کہ مرزا صاحب کا مجدد صد چہاردہم ہونا قرآنی اشارات سے ثابت ہے۔

ایک طالب علم نے قرآن مجید کی جامعیت اور کمال بلاغت دیکھکر شوق سے پوچھا چودھویں صدی حکمت و سائنس کی انتہائی ترقی کا حیرت انگیز دور ہے جس میں عجائب و غرائب مصنوعات (ٹرین۔ ایروپلین۔ راکٹ وغیرہ) ظاہر ہوئے ہیں۔ سورہ النحل میں ان چیزوں کی طرف کوئی بھی اشارہ ہے یا نہیں ۔۔۔۔۔۔۔ کیوں نہیں ضرور ہے اول رکوع میں ہے والخیل والبغال والحمیر لترکبوھا وزینۃً ویخلق ما لا تعلمون ترجمہ:۔ اور گھوڑے اور خچریں اور گدھے پیدا کئے تاکہ تم ان پر سوار ہو اور زینت کا سامان ہو اور اللہ پیدا کرتا رہتا ہے اور کرے گا ایسی چیزیں جنہیں تم ابھی نہیں جانتے ہو اس میں "ما" لفظ عام ہے اور "یخلق" مضارع کا صیغہ ہے جو مشتمل بر حال و استقبال ہے۔ لفظ ما میں حسب قواعد بلاغت مخترعات جدیدہ اور آلات عجیبہ داخل ہیں دیکھئے اس آیت میں سواری کا ذکر فرما کر ساتھ ہی بڑھا دیا کہ اللہ تعالے ایسی چیزوں کو بھی پیدا کرتا ہے اور کریگا جنہیں تم ابھی نہیں جانتے۔ سو اس میں بالخصوص ان چیزوں کی طرف صاف اشارہ ہے جو صد چہاردہم میں پیدا ہونیوالی تھیں اور پیدا بھی ہو گئیں اور آئندہ خدا ہی کو معلوم ہے کہ کتنی چیزیں ظاہر ہونے والی ہیں۔ اور بھی سنیئے۔ النحل کی ایک آیت میں ہوائی جہاز بنانے کی ترغیب و ترتیب کی طرف مزید اشارہ ہے الم یروا الی الطیر مسخرات فی جو السماء ما یمسکھن الا اللہ ان فی ذالک لآیات لقوم یؤمنون کیا انہوں نے

نے آسمان کی فضا میں پرندوں کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھا اس حال میں کہ وہ مسخر ہیں اللہ کے سوا ان کو کوئی نہیں تھامتا دیکھو اس میں بڑی الٰہی نشانیاں ہیں اس قوم کے لئے جو ایمان لاتے ہیں۔ اس آیت سے ہمارے

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک نور الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور سے شائع کیا۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا خصوصی ترجمان
ہفت روزہ

پیغام صلح لاہور

تار کا پتہ: تبلیغ لاہور

زر مبادلہ
پاک و ہند سے چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

مدیر: دوست محمد
مدیر معاون: بشیر احمد سود

فی پرچہ: ۱۳ پیسے

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفٰے ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آن کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا
۲- کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۳- قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی
۴- سب صحابہؓ اور ائمہ قابلِ احترام ہیں۔
۵- سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
۶- اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

جلد ۵۳ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ یکم صفر المبارک ۱۳۸۵ھ مطابق ۲ جون ۱۹۶۵ء | نمبر ۲۲

بحرِ حکمت کے موتی

(از مولانا شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری)

اصلاحِ نیّت کی اہمیّت

علقمۃ ابن وقاص اللیثی رضؓ یقول سمعت عمر ابن الخطابؓ علی المنبر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما الاعمال بالنیات وانما لکل امرئٍ ما نوی فمن کانت ہجرتہ الی الدنیا یصیبھا او الی امرأۃ ینکحھا فھجرتہ الی ما ھاجر الیہ

یعنی حضرت عمرؓ نے منبر پر وعظ کرتے ہوئے فرمایا کہ میں نے حضرت نبی کریم صلعم سے سنا ہوا ہے کہ اعمال کا انحصار نیتوں پر ہے ہر شخص کو اس کے عمل کی جزا اس کی نیت کے مطابق ہی ملتی ہے (آنحضور صلعم نے دو مثالوں سے اس حقیقت کو واضح فرمایا) فرمایا جو شخص ہجرت جیسا نیک عمل اس لئے اختیار کرتا ہے کہ دنیا کا کوئی مفاد حاصل کرے یا اس لئے بجا لاتا ہے کہ کسی عورت کو اپنے نکاح میں لائے پس اس کی ہجرت اللہ کی طرف نہیں بلکہ اسی چیز کی طرف ہے جس کی طرف اس نے ہجرت کی یعنی دنیاوی مفاد اور عورت کی طرف۔

اسی لئے قرآن کریم میں حضرت نبی کریم صلعم تک کو یہ حکم ہوتا ہے اعبد اللہ مخلصًا لہ الدین اور تمام مسلمانوں کو ہدایت کی کہ وہ اپنے اعمال میں دنیا کو دخل انداز نہ ہونے دیں بلکہ ہر عمل ابتغاءً لمرضات اللہ بجا لائیں۔ حضرت

اہلِ تقویٰ پر خدا کی تجلّی

خُدا کے پیاروں پر تکالیف کیوں آتی ہیں؟

کلمات طیّبات حضرت مسیح موعود رحمۃ اللہ علیہ

تقویٰ والے پر خدا کی ایک تجلّی ہوتی ہے وہ خدا کے سایہ میں ہوتا ہے۔ مگر چاہیئے کہ تقویٰ خالص ہو اور اس میں شیطان کا کچھ حصہ نہ ہو ورنہ شرک خدا کو پسند نہیں اور اگر کچھ حصہ شیطان کا ہو تو خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ سب شیطان کا ہی۔ خدا کے پیاروں کو جو دکھ آتا ہے وہ مصلحتِ الٰہی سے آتا ہے ورنہ ساری دنیا اکٹھی ہو جائے تو انکو ایک ذرہ بھر تکلیف نہیں دے سکتی۔ چونکہ وہ دنیا میں نمونہ قائم کرنے کے لئے آتے ہیں اس واسطے ضروری ہوتا ہے کہ خدا کی راہ میں تکلیف اٹھانے کا نمونہ بھی وہ لوگوں کو دکھائیں ورنہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھے کسی بات میں اس قدر تردد نہیں ہوتا کہ اپنے ولی کی قبض روح کروں۔ خدا تعالیٰ نہیں چاہتا کہ اسکے ولی کو کوئی تکلیف آوے مگر ضرورت اور مصالح کے واسطے وہ دکھ دیئے جاتے ہیں۔ اور اس میں خود ان کیلئے نیکی ہی۔ کیونکہ ان کے اخلاق ظاہر ہوتے ہیں۔ انبیاء اور اولیاء اللہ کیلئے تکلیف اس قسم کی نہیں ہوتی جیسی کہ یہود کو لعنت اور ذلت ہو رہی ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ کے عذاب اور اس کی ناراضگی کا اظہار ہوتا ہے۔ بلکہ انبیاء شجاعت کا ایک نمونہ قائم کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کو اسلام کے ساتھ کوئی دشمنی نہ تھی۔ مگر دیکھو جنگِ اُحد میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکیلے رہ گئے۔ اس میں بھی بھید تھا کہ آنحضرت صلعم کی شجاعت ظاہر ہو جبکہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دس ہزار کے مقابلہ میں اکیلے کھڑے ہو گئے کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ ایسا نمونہ دکھانے کا کسی نبی کو موقعہ نہیں ملا۔

(ملفوظات احمدیہ جلد اوّل صفحہ ۳۲۸ وصفحہ ۳۲۹)

تبلیغی خط وکتابت

نائیجیریا

ترجمہ خط از باباتا فا صاحب - نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

آپ کا خط میں نے بڑی خوشی سے موصول کیا جس کا بہت شکریہ میں آپ کو لٹریچر کے متعلق لکھنے والا تھا کہ مجھے اسلام کے متعلق لٹریچر مل گیا۔ جبکہ میں سکول میں تھا۔ جس کا شکریہ ادا کرتا ہوں

مجھے تعلیم کے دوران بالکل مذہب اسلام کے متعلق نہیں بتایا گیا کیونکہ میں اپنے شہر میں نہ تھا۔ اور ہم عیسائیوں کے شہر میں تھے۔ اور میں کچھ نہیں بتا سکتا تھا۔ میں چاہتا ہوں کہ مجھے اپنے مذہب کے متعلق کافی لٹریچر بھیجا جائے جو مجھے نماز اور نیکی کی طرف رغبت دلائے۔

میرے شہر الورن کے لوگ مسلمان ہیں اور میں مسلمان مذہب کے متعلق کافی معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ قرآن شریف پڑھ سکوں اور میں قرآن شریف انگریزی جو میں نے احمدیہ انجمن سے خریدا تھا پڑھتا ہوں۔ اگر کوئی ایسی اہم کتابیں مفت تقسیم کے لئے ہوں تو مجھے ارسال کریں اور خرید بھی سکتا ہوں۔ ان کی قیمت مجھے ارسال کریں اور ان کتابوں کو خرید کر علم حاصل کرنا چاہتا ہوں اور امید ہے کہ آپ میری مذہب کے متعلق ضرور مدد کریں گے۔ والسلام

(انہیں ٹیچنگز آف اسلام اور مزید لٹریچر روانہ کیا گیا اور خط کا جواب دیا گیا)

انگلینڈ

ترجمہ خط از مسٹر قبیلو صاحب - انگلینڈ

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں ڈرتا ہوں کہ میں نے خط کا جواب دیر سے دیا کیونکہ مجھ میں اتنی طاقت نہ تھی اب تندرست ہوں۔

میں اب آپ کو چند خبریں لکھ رہا ہوں جو بہت خوش کن ہیں۔ "ویسٹرن مارننگ نیوز" جو کہ روزانہ پلائی موتھ میں چھپتا ہے اور کثرت سے کارن وال سمرسٹ اور ڈارسٹ میں پڑھا جاتا ہے۔

ابھی ابھی ہمارے سکول میں مذہبی ہدایات کے متعلق خط وکتابت ہوئی اور دلائل اس قدر گڈمڈ اور خراب دیئے گئے کہ میں نے اسی اخبار کو خط لکھا کہ اسلام کے پاس ہر قسم کے شکوک کا ازالہ ہے اور اس وجہ سے میں مسلمان ہوا ہوں مجھے حیرانی ہوئی کہ میرا خط اخبار میں شائع ہو گیا۔ اور اسی دن ایک رپورٹر مجھے ملنے کے لئے آیا اور اسی دن میرا انٹرویو .... بی بی سی میں شائع ہو گیا انہوں نے ۳ منٹ ٹیپ ریکارڈنگ کیا اور صبح کے وقت ۷½ اور ۸½ بجے براڈکاسٹ کر دیا۔

چونکہ میں نے پہلے کبھی انٹرویو نہیں دیا تھا اور میں نے انکار کر دیا تھا۔ اور پھر میں نے محسوس کیا کہ یہ ایک نادر موقعہ ہے کہ اسلام کے متعلق جو غلط فہمیاں ہیں اور جو محض ناسمجھی کی وجہ سے لوگوں میں رائج ہیں ان کا رد کیا جائے اور اگر ایسا نہ کیا تو بڑی غلطی ہو گی۔

انٹرویو کے وقت مجھے ڈر تھا کہ اگر میں صاف جواب نہ دے سکا تو وہ اس کو غلط پیرایہ میں لے جائیں گے اور یہ ان کے لئے آسان ہے کہ وہ اچھی بات کو غلط رنگ میں لے جائیں۔ اور میں نے اپنے اصلی خط میں ان کو اپنی ووکنگ مسجد کا حوالہ دیا کہ اگر مزید کسی بات کی ضرورت ہو تو وہاں سے حاصل کریں۔

جب میں عید الاضحیٰ کے موقعہ پر ووکنگ میں محمد طفیل صاحب امام مسجد کو ملا تو میں نے اپنے انٹرویو کے خطوں کی کاپیاں ان کو دیں۔ اور میرے ان دونوں خطوں پر کافی نکتہ چینی ہو رہی ہے اور میں نے ان کو جواب لکھ دیا ہے اور یہ خط وکتابت بند ہو جائے گی تو میں دونوں کاپیاں آپ کو ارسال کروں گا اور اس کو ایک یا دو ہفتہ ضرور لگ جائیں گے۔ چونکہ خطوط بڑے قیمتی ہیں اور میں ان کو بذریعہ سمندری جہاز ارسال کروں گا۔ اور لا ہور بھیجنے میں کافی دیر لگ جائے گی۔ میں یہ آپ کو اس لئے پیشتر لکھ رہا ہوں کہ اس وقت انگلینڈ میں یہ کچھ ہو رہا ہے۔

(ان کو خط لکھا گیا کہ کاغذات ارسال کریں)

"الفضل" کا مخلصانہ مشورہ

(۳)

آئیے حضرت مسیح موعودؑ کی اس ہدایت پر بھی غور کر لیں جو بقول "الفضل" "ایک غلطی کا ازالہ" میں انہوں نے فرمائی ہے اس میں سے ذیل کے الفاظ الفضل نے چنے ہیں جن پر مزعومہ نبوت کی بنیاد رکھی گئی ہے :۔

"اگر خدا تعالےٰ کی طرف سے غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں پاسکتا تو پھر بتلاؤ کس نام سے اس کو پکارا جائے۔ اگر کہو کہ اس کا نام محدّث رکھنا چاہیئے...... تو میں کہتا ہوں تحدیث کے معنے کسی لغت میں اظہار غیب نہیں ہے مگر نبوت کے معنے اظہار امر غیب ہے اور نبی ایک لفظ ہے جو عربی اور عبرانی زبان میں مشترک ہے یعنے عبرانی میں اسی لفظ کو ناچی کہتے ہیں اور یہ لفظ نابا سے مشتق ہے جس کے یہ معنے ہیں کہ خدا سے خبر پاکر پیشگوئی کرنا اور نبی کے لئے شارع ہونا شرط نہیں ہے یہ صرف موہبت ہے جس کے ذریعہ سے امور غیبیہ کھلتے ہیں پس میں جبکہ ایک مدت ایک ڈیڑھ سو پیشگوئی کے قریب خدا کی طرف سے اکر بچشم خود دیکھ چکا ہوں، کہ صاف طور پر پوری ہوگئیں تو میں اپنی نسبت نبی یا رسول کے نام سے کیونکر انکار کر سکتا ہوں اور جبکہ خود خدا تعالےٰ نے میرے یہ نام رکھے ہیں تو میں کیونکر رد کر دوں یا اس کے سوا کسی دوسرے سے ڈروں"

(ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۱۳-۱۴)

یہ وہ الفاظ ہیں جن پر ربوائی عقیدۂ نبوت کا سارا دارومدار ہے، اور انہی الفاظ کی بناء پر حضرت مسیح موعودؑ کی تمام سابقہ تصانیف کو منسوخ قرار دے دیا گیا ہے، حالانکہ اگر غور کی نظر سے دیکھا جائے تو اس میں اور پہلی تصانیف میں کوئی فرق دکھائی نہیں دیتا، اس حوالہ میں حضرت مسیح موعود لغت سے محدّثیت اور نبوت کے معنے بیان کر رہے ہیں، اور یہ فی الواقع صحیح ہے کہ لغت میں تحدیث کے معنے اظہار امر غیب نہیں نہ ہم آپ کو لغوی معنوں میں محدّث کہہ سکتے ہیں۔ لغوی معنوں میں نبی کا نام آپ کو دیا جا سکتا ہے جس کے معنے ہیں امور غیبیہ پر اطلاع پانے والا۔ سابقہ تحریرات میں جو حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے آپ کو محدّث قرار دیا اور نبی ہونے سے انکار کیا ہے اس میں آپ نے اصطلاح اسلام کو مدّنظر رکھا ہے۔ یعنے اصطلاح اسلام کی رُو سے اپنے آپ کو محدّث کہا ہے، جس کے معنے ہیں بکثرت مکالمہ الٰہیہ پانے والا۔ چنانچہ حضرت مجدّد الف ثانی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ :۔

"جو شخص کثرت سے شرف ہمکلامی پاتا ہے اس کو محدّث بولتے ہیں۔" (ازالہ اوہام صفحہ ۹۱۴)

اور دوسری جگہ نبی، رسول اور محدّث کی بعض مشترک صفات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں :۔

"ایسے لوگوں کو اصطلاح اسلام میں نبی رسول اور محدّث کہتے ہیں اور وہ خدا کے پاک مکالمات اور مخاطبات سے مشرف ہوتے ہیں اور خوارق ان کے ہاتھ پر ظاہر ہوتے ہیں۔" (لیکچر سیالکوٹ ۱۹۰۴ء صفحہ ۳۰)

ایسا ہی حمامۃ البشریٰ میں تحریر فرماتے ہیں :۔

"تحدیث کا مقام مقام نبوت سے شدید مشابہت رکھتا ہے اور سوائے قوت اور فعل کے ان میں کوئی فرق نہیں۔"

یہ ہے اصطلاح اسلام کے رو سے محدّث کی تعریف اس تعریف کے مطابق آپ نے کبھی محدّث ہونے سے انکار نہیں کیا۔ لیکن اصطلاح اسلام کے رُو سے نبی کی جو تعریف آپ نے فرمائی ہے، اس کے مطابق نبی ہونے سے ہمیشہ انکار کیا ہے۔ چنانچہ مکتوب مندرجہ الحکم ۳-۱۷ اگست ۱۸۹۹ء میں تحریر فرماتے ہیں :۔

"اور نبی اور رسول کے لفظ استعارہ اور مجاز کے رنگ میں ہیں رسالت لغت عرب میں بھیجے جانے کو کہتے ہیں، اور نبوت یہ ہے کہ خدا سے علم پاکر پوشیدہ حقائق اور معارف کو بیان کرنا، سو اسی حد تک مفہوم کو ذہن میں رکھ کر دل میں اس کے معنے موافق اعتقاد کرنا مذموم نہیں ہے مگر چونکہ اصطلاح اسلام میں نبی اور رسول کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں یا بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرتے ہیں یا نبی سابق کی امّت نہیں کہلاتے اور براہ راست بغیر استفادہ کسی نبی کے خدا تعالےٰ سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے ہوشیار رہنا چاہیئے کہ اس جگہ بھی یہی معنے نہ سمجھ لیں"

دیکھا آپ نے ایک غلطی کے ازالہ میں نبی کی جو لغوی تعریف کی ہے وہی اس مکتوب میں بھی کی ہے اور ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا ہے کہ اصطلاح اسلام اس سے الگ ہے، اس کے رُو سے نبی کی جو تعریف فرمائی ہے وہ نہ آپ پر صادق آتی ہے اور نہ ایسا نبی ہونے کا آپ کو دعوےٰ ہے۔ صرف لغوی معنوں میں استعارہ اور مجاز کے طور پر نبی کا نام پانے کا دعوےٰ کیا ہے اور انہی لغوی معنوں میں نبی ہونا ایک غلطی کا ازالہ کے مندرجہ بالا فقرات میں لکھا ہے۔ پھر لغوی تعریف کا ذکر کرتے ہوئے یہ بھی فرما دیا ہے کہ اس حد تک مفہوم کو ذہن میں رکھ کر دل میں اس کے معنے کے موافق اعتقاد کرنا مذموم نہیں ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ مجھے نبی نبی کہتے پھرو، بلکہ فرمایا کہ ذہن میں اس مفہوم کو رکھو، اور دل میں یہ اعتقاد رکھو، جہاں تک منہ سے نبی کہنے کا سوال ہے فرمایا اس سے اسلام میں فتنہ پڑتا ہے اور اس کا نتیجہ سخت بد نکلتا ہے اس لئے اپنی جماعت کا معمولی بول چال اور دن رات کے محاورات میں یہ لفظ نہیں آنے چاہئیں۔

فرمایئے اس سے بڑھکر وضاحت اور کیا ہوگی۔ اور "ایک غلطی کا ازالہ" میں کونسی ایسی نئی ہدایت ہے جس کی طرف آپ توجہ دلانا چاہتے ہیں، وہی لغوی معنوں میں نبی ہونے کا ذکر ہے، جو پہلی تصنیفات میں فرماتے رہے ہیں، اصطلاح اسلام کے رُو سے نبی کی جو تعریف فرمائی ہے وہ اس سے بالکل الگ ہے اور اس تعریف کے مطابق نبی ہونے کا کبھی دعوےٰ نہیں کیا، بلکہ ایسا دعوےٰ کرنے والے پر لعنت کی اور اسے کافر اور کاذب قرار دیا، اور اپنی نبوت کو ولایت سے بڑھکر حیثیت نہیں دی چنانچہ فرماتے ہیں :۔

"ہم بھی نبوت کے مدّعی پر لعنت بھیجتے ہیں اور لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں اور وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت ...... جو زیر سایہ نبوت محمدیہ اور باتباع آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم اولیاء اللہ کو ملتی ہے اس کے ہم قائل ہیں اور اس سے زیادہ جو شخص ہم پر الزام لگاوے وہ تقوےٰ اور دیانت کو چھوڑتا ہے...... غرض جبکہ نبوت کا دعوےٰ اس طرف بھی نہیں صرف ولایت اور مجدّدیت کا دعوےٰ ہے"

(مجموعہ اشتہارات حصّہ سوم صفحہ ۲۲۳)

یہ ہے حضرت مسیح موعود کا اصل دعوےٰ جس کے سمجھنے میں کوئی اُلجھن نہیں پیدا ہوتی بشرطیکہ ضد اور تعصب عقل

آنکھوں کا اپریشن

بیگم صاحبہ ڈاکٹر اللہ بخش صاحب موتیا کے اپریشن کے لئے علی ہسپتال ٹمپل روڈ لاہور میں ۲۹ مئی سے داخل ہیں، احباب سے دعا کی درخواست ہے۔

جنگِ احزاب میں مسلمانوں پر شدید ترین زلزلہ اور نصرت الٰہی کا ہاتھ

پاکستان کے خلاف دشمن کے منصوبے اور پاکستانی افواج کی ہمت و حوصلہ اور عزم مومنانہ

خطبۂ جمعہ مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۶۵ء فرمودہ حضرت امیر قوم مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

یا یھا الذین اٰمنوا اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ جاءتکم جنود فارسلنا علیہم ریحًا و جنودًا لم تروھا ــــــ من المؤمنین رجال صدقوا ما عاھدوا اللہ علیہ۔ فمنھم من قضٰی نحبہ ومنھم من ینتظر وما بدلوا تبدیلا
لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ ــــــ (سورۃ الاحزاب) ــــــ

کامل دستور العمل

قرآن کریم کامل دستور العمل ہے تمام ضروری امور کے متعلق اس میں احکام بیان کئے گئے ہیں۔ سلطنت کے چلانے کے لئے۔ گھر کے معاملات کے لئے اور تمدن کے لئے قوم کو ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی رکھنا چاہیئے اور آپس میں خوشگوار تعلقات رکھنے چاہیئے۔ قوم کے کمزور حصے کے لئے ان پر روپیہ خرچ کیا جانے اور یہ کہ تجارت میں دیانت امانت ملحوظ ہونا چاہیئے اور راستبازی اختیار کرنا چاہیئے یہ تمام احکام و اصول قرآن کریم میں درج ہیں جن کی وجہ سے یہ کتاب بنی نوع انسان کے لئے کامل دستور العمل ہے۔

ایمان کی آبیاری

ان احکامات کے علاوہ ایک اہم امر ہے جو ان آیات میں بیان ہوا ہے وہ ہے ایمان کی آبیاری۔ ایمان کی آبیاری اسی طرح ضروری ہے جس طرح پودوں اور درختوں کی آبیاری ضروری ہے صرف کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ لینا کافی نہیں۔ اقرار باللسان اور چیز ہے اور اسے ترقی دینا اور دلوں کی گہرائیوں کے اندر پیوست کر دینا دوسری چیز ہے۔

جنگِ احزاب میں مسلمانوں پر دہشت و اضطراب

ان آیات شریفہ میں ایمان کی آبیاری کے سامان ہیں۔ جنگ احزاب کے موقعہ پر دشمن کی کثیر التعداد افواج مسلمانوں کے سامنے آموجود ہوئیں۔ دشمن کی تعداد قریبًا پندرہ ہزار تھی اور مسلمانوں کی تعداد قریبًا تین ہزار یہ نظارہ دلوں میں دہشت پیدا کرنے والا ہے۔ اسی دہشت اور اضطراب کا ذکر اس آیت میں کیا گیا ہے۔ واذ زاغت الابصار آنکھیں خوف سے ٹیڑھی ہو گئیں۔ وبلغت القلوب الحناجر کلیجے منہ کو آ گئے۔

دہشت کا اثر قلوب پر

دہشت کا یہ اثر مسلمانوں کے جسموں پر بھی تھا اور دلوں پر جو اثر تھا اس کی کیفیت یہ آیت ظاہر کرتی ہے۔ و تظنون باللہ الظنونا اللہ تعالےٰ کے متعلق طرح طرح کے خیالات دلوں میں پیدا ہو گئے کہ آیا خدا ہم کو ہلاکت کے سپرد کر دے گا ھنالک ابتلی المؤمنون مومنوں کے لئے یہ زبردست ابتلاء کا وقت تھا۔ وزلزلوا زلزالًا شدیدًا۔ وہ سختی کے ساتھ ہلا دیئے گئے۔ ایک زلزلہ برپا ہو گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ بہت بڑی آفت تھی جس نے قوم پر اس قدر دہشت اور لرزہ پیدا کر دیا، یہ آفت کیا تھی؟ تمام عرب مل کر بہت بڑی تعداد میں مسلمانوں کو مٹانے کے لئے مدینہ پر چڑھ آئے تھے۔

بدر میں جب اہلِ مکہ نے چڑھائی کی تو انہیں بری طرح سے شکست کھانی پڑی تھی۔ ان کے ستر آدمی مارے گئے۔ جن میں ابوجہل بھی تھا۔ اور ستر آدمی قید ہوئے۔ پھر احد کی جنگ میں انہیں شکست ہوئی۔ اب ان شکستوں کا انتقام لینے کے لئے تمام کے تمام مشرکین عرب اور سب قبائل نے مل کر مسلمانوں کے خلاف صف آرائی کی۔ پندرہ ہزار آدمی کا لشکر ہے۔ جب مدینہ میں خبر آئی ہوگی تو کیا زلزلہ نہ آیا ہوگا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ مقابلہ کے لئے تیار ہو جاؤ۔ سلمان فارسی رضی نے کہا کہ ہمارے ملک میں قاعدہ ہے کہ ایسے موقع پر شہر کے گرد خندقیں کھود دی جاتی ہیں۔

خندق کھودنے کا کام

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کا مشورہ قیمتی ہے اس پر عمل کیا جائے۔ مدینہ کے ایک حصہ کی طرف جہاں فوج کا سامنا تھا ایک لمبی چوڑی خندق کھود دی گئی۔ چالیس چالیس گز زمین میں خندق کھودنے کا کام دس دس صحابہؓ کے سپرد کر دیا گیا اس سے کام آسان ہو گیا۔ حضرت صلعم کو کام کا سلیقہ بھی آتا تھا۔ خندق سے یہ فائدہ ہوتا ہے کہ حملہ آور آسانی سے حملہ نہیں کر سکتا

. . . .

. . . .

آندھی کی صورت میں نصرت الٰہی اور دشمن کی سراسیمگی اور فرار

ان حالات میں جب کہ ہلاکت اور بربادی سامنے کھڑی تھی خدا تعالےٰ کی نصرت نے دستگیری کی جس سے مسلمانوں کا ایمان بڑھ گیا۔ ایمان ایسے ہی حالات میں ترقی کرتا ہے۔ انہی حالات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا یا یھا الذین اٰمنوا اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ جاءتکم جنود فارسلنا علیہم ریحًا وجنودًا لم تروھا۔ اے ہمارے ماننے والو۔ اور محمد رسول اللہ صلعم کا ساتھ دینے والو اپنا نقشہ تمہیں یاد ہے۔ دشمن کی تعداد کا تمہیں اندازہ ہے جس نے خوف اور دہشت تم پر طاری کر دی اس وقت خدا تعالےٰ نے تم پر فضل کیا ایک ہوا دشمن کے خلاف چلا دی جس کی شدت اور ٹھنڈک کی وجہ سے دشمن کی فوج میں بھگدڑ مچ گئی اور وہ نہایت سراسیمگی کی حالت میں بھاگ اٹھے۔ تیس دن تک ان کا محاصرہ رہا جس سے مسلمانوں پر رات دن خوف طاری رہا۔ اور ہلاکت سامنے نظر آ رہی تھی اس وقت خدا تعالےٰ نے ایک ایسی طوفانی ہوا چلائی جس کی شدت کی وجہ سے گرد و غبار اور کنکر اور پتھر دشمن کے مونہوں پر جا کر پڑتے تھے ان کے چولھے سرد ہو گئے تھے، دیگیں گر گئیں۔ خیمے زمین پر آ رہے اور دشمن سراسیمہ ہو کر بھاگ نکلا

آنحضرت صلعم کے رشتہ داروں کا ولولۂ جہاد

اس سے پہلے محاصرہ طول پکڑ گیا تھا۔ حضور نبی کریم نے ایک تجربہ کار کمانڈر کی طرح اعلان کیا کہ کون ہے جو دشمن کے اندر جا کر ضروری اطلاعات حاصل کر لائے۔ اس پر حضرت زبیر رضؓ کود کر سامنے آکھڑے ہوئے کہ یہ کام میں کروں گا۔ حضرت زبیر رضؓ حضور صلعم کی پھوپھی صفیہؓ کے بیٹے ہیں۔ دشمن کی صفوں میں جا گھسنا جان جوکھوں کا کام ہے آنحضرت صلعم پر آپ کے رشتہ دار فریفتہ تھے۔ وہ سمجھتے تھے کہ آپ صادق مصدوق ہیں اس لئے آپ کے رشتہ دار

سب سے پہلے جان دینے کے لئے تیار رہتے تھے۔

منافقوں کی بدظنی اور مومنوں کا ایمان اور قربانی۔

ان امور کے علاوہ اور پریشانیوں اور مشکلات کا بھی ان آیات میں ذکر ہے فرمایا واذ یقول المنٰفقون والذین فی قلوبھم مرض ما وعدنا اللّٰہ و رسولہ الا غرورا۔ منافقوں اور بعض کمزور دل لوگوں نے کہا کہ یہ تو خدا اور رسول نے ہمارے ساتھ دھوکا کیا ہے، ہمیں ہلاکت میں ڈال دیا گیا ہے۔ ہمیں مروانے کے لئے یہاں لایا گیا ہے۔ ایک طرف منافقوں کے یہ خیالات اور طرح طرح کی بدظنیاں تھیں اور دوسری طرف وہ لوگ بھی تھے جن کے دلوں میں ایمان گھر کر چکا تھا، انہوں نے دشمنوں کا لاؤ لشکر دیکھ کر کہا کہ ھٰذا ما وعدنا اللّٰہ ورسولہ یہ وہ موقع ہے جس کا وعدہ اللہ تعالےٰ نے اور اس کے رسول صلعم نے ہم سے کیا تھا، وصدق اللّٰہ ورسولہ اور خدا اور اس کے رسول نے جو فرمایا تھا وہ سچ نکلا وما زادھم الا ایمانًا وتسلیما۔ ان حالات کو دیکھ کر اُنکا ایمان اور مضبوط ہو گیا و تسلیمًا اور فرمانبرداری کا جذبہ اور بڑھ گیا پھر فرمایا من المؤمنین رجال صدقوا ما عاھدوا اللّٰہ علیہ۔ مومنوں میں وہ مرد بھی تھے جنہوں نے جو اقرار کیا ہوا تھا اسے عملاً سچ کر دکھایا فمنھم من قضٰی نحبہٗ ان میں سے وہ بھی ہیں جنہوں نے جان دیکر اپنے عہد کو پورا کر دیا ومنھم من ینتظر۔ اور ان میں سے وہ بھی ہیں جو اشتیاق سے انتظار کر رہے ہیں کہ کب خدا کی راہ میں جان دینے کے لئے ہماری باری آئے گی وما بدلوا تبدیلا۔ مصائب برداشت کرنے پر بھی ان کے عزائم میں کمزوری پیدا نہیں ہوئی، وہ جذبہ جان نثاری سے برابر سرشار رہے

سخت ترین ناموافق حالات اور نصرت الٰہی کا اعجازی ہاتھ

خدا تعالےٰ نے ان سب کا ذکر بیان کیا ہے، اور فرمایا کہ یہ مصیبت کا موقع اپنی آنکھوں کے سامنے لاؤ اس وقت ہم نے تمہارا ساتھ دیا۔ جب تک اس قسم کا موقعہ نہ آئے تو خدا کی نصرت کا پتہ کیسے چل سکتا ہے۔ ایسے وقت میں خدا تعالیٰ کی نصرت شامل حال رہی، معجزہ اسی کو کہتے ہیں کہ ایسے ناسازگار حالات ہوں جن کی وجہ سے شکست اور نامرادی کے سوا کچھ نظر نہ آتا ہو۔ پھر خدا تعالیٰ کی نصرت کے آثار نمودار ہو جائیں چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ایک سخت ہوا چلی تند ویلہ آندھی آئی جس میں شدت کی سردی تھی۔ اس سے دشمن کی آگ بجھ گئی، ان کی دیگیں چولہوں سے گر گئیں توہم پرست قوم تھی اس نے شگون بد لیا۔ خیموں کی طنابیں ٹوٹ گئیں۔ بے تحاشہ سراسیمہ ہو کر بھاگے ابوسفیان کے اس حالت سے اوسان خطا ہو گئے۔ وہ اپنے اونٹ پر سوار ہو کر بھاگنا چاہتا تھا اونٹ کو مارتا ہے پیٹتا ہے۔ لیکن وہ نہیں دیکھتا کہ اونٹ کے پاؤں بندھے ہوتے ہیں۔ غرض ایک ہوا کے چلنے سے سارے کا سارا لشکر ہراساں و پریشان ہو کر بھاگ نکلا حضرت نبی کریم صلعم اور صحابہ کرام رض کا ایمان تو پہلے ہی مضبوط تھا۔ لیکن یہ واقع اور بھی ایمان کی مضبوطی کا موجب ہے۔ یہاں خدا نظر آتا ہے، اور معلوم ہوتا ہے کہ خدا کی ذات کے سوا اور کسی کی ذات مصیبت و ابتلاء سے نجات نہیں دلا سکتی۔

جنگِ بدر میں نامساعد حالات اور نصرتِ الٰہی

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کی لڑائی میں جناب الٰہی میں بہت گریہ وزاری کی اور نہایت الحاح سے دعا فرمائی کہ اے مولا! اگر تیری یہ چھوٹی سی جماعت آج ہلاک ہو گئی، تو تیری عبادت کرنے والا کوئی باقی نہ رہے۔ اس قسم کے نقشے کیوں کھینچے گئے ہیں۔ اس کے بغیر تصور میں نہیں آسکتا کہ کیا حالات پیدا ہو گئے تھے اور نبی کریم صلعم کے دل میں توحید الٰہی کا جذبہ کس قدر شدت کے ساتھ موجزن تھا

بنی اسرائیل کے سامنے فرعون کا غرق ہونا

یہی نقشہ حضرت موسےٰ کی قوم نے مصیبت کے وقت دکھلایا۔ حضرت موسےٰ کی قوم فرعون کی سختیوں سے تنگ آکر بھاگ نکلی۔ فرعون نے بھی اس کا تعاقب کیا اور سردار بن کر اپنے لشکر کے آگے آگے چلا۔ قوم موسےٰ کے سامنے سمندر تھا اور ان کے تعاقب میں فرعون کا لشکر۔ ایک طرف سمندر ہے تو دوسری طرف موت ہے، ایک طوفان چلا آرہا ہے۔ گھوڑوں کا ہنہنانا فضا میں گونج رہا ہے۔ تلواریں اور تیر غبار میں بجلی کی طرح چمک رہے ہیں۔ موسےٰ کی قوم بڑی بےکل ہو رہی ہے۔ وہ چیخ اُٹھے۔ انہوں نے کہا یٰموسٰے انا لمدرکون اے موسےٰ ہم پکڑے گئے ہم مارے گئے۔ ان حالات میں خدا نے دستگیری کی۔ جب بچاؤ کا کوئی سامان نہ رہا اس وقت حضرت موسےٰ نے کہا گھبراؤ نہیں خدا تمہارے ساتھ ہے۔ انّ معی ربی سیھدین خدا ہمیں رستہ دے گا۔ چنانچہ قوم موسیٰ سمندر پار کر گئی اور سلامت رہی۔ اور فرعون کا لشکر جو ان کو تباہ کرنے کا ارادہ رکھتا تھا وہ غرق ہو گیا۔ خدا تعالےٰ نے فرمایا کہ تمہاری آنکھوں کے سامنے فرعون اور اس کے لشکر کو ہم نے غرق کر دیا۔

پاکستانی افواج کا عزم وہمت

آج پاکستان کو بھی ایسی ہی مشکلات درپیش ہیں آپ دعا کریں کہ خدا تعالےٰ ہماری فوجوں کے دلوں میں طاقت حوصلہ اور عزم بڑھائے تاکہ وہ دشمن پر غالب ہوں۔ جو ہمارے ملک کو اور ہم کو تباہ و برباد کرنا چاہتا ہے۔ خدا زندہ ہے حضور نبی کریم صلعم زندہ ہیں، قرآن زندہ ہے۔ یہ مومنوں کی فوج ہے اللہ تعالےٰ نے ان کے دلوں میں عزم و ہمت پیدا کر دی ہے انہیں طمانیت، جرأت اور حوصلہ اور شجاعت خدا نے دی ہے وہی ان کی رہنمائی کرے گا۔ ہمیں یقین ہے کہ وہ خدا جس کی یہ کتاب ہے یہ ایمان افزا حالات ہیں، وہ ضرور بہ ضرور پاکستانیوں کی حمایت کرے گا۔ اس نے ہمیں پاکستان کی نعمت عظمےٰ عطا فرمائی ہے۔ آزادی جیسی بیش بہا نعمت عطا فرمائی ہے۔ اس سلطنت اور آزادی کو قائم و دائم رکھے گا۔ اور دشمن جو ان نعمتوں کو برباد کرنے کے لئے صف آرا ہے اور طمطراق کے ساتھ مد مقابل پر آ گیا ہے۔ اس کا خیال ہے کہ ہمارے اس ملک کو ختم کر دے گا۔ لیکن وہ نہیں جانتے کہ خدا تعالےٰ کی طاقت سب سے بڑھ کر ہے۔ خدا کے فضل سے اکثر ایسا ہوا ہے کہ چھوٹی سی جماعت بڑی جماعت پر غالب آگئی کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ۔ آیئے ہم دعا کریں کہ خدا تعالےٰ اپنے فضلوں کی بارش نازل کرے اور اپنی نصرت کے لئے اپنے فرشتے نازل فرمائے۔

21

ایک لاعلاج مریض کے لئے حضرت مسیح موعود کی دعائے مستجاب

ایک واقعہ یاد آگیا۔ قادیان میں ایک لڑکا عبدالکریم نامی نویں دسویں جماعت میں پڑھتا تھا۔ اس نوجوان کو باؤلے کتے نے کاٹ لیا۔ حضرت صاحب پیش آمدہ مواقع پر اسباب سے کام لینا ضروری سمجھتے تھے۔ فرمایا کسولی میں بچے کو پہنچایا جائے۔ شملہ کے رستہ میں پہلے کسولی کا پہاڑ آتا ہے۔ وہاں پر باؤلے کتے کے کاٹے کا علاج ہوتا تھا اس نوجوان کو وہاں داخل کیا گیا۔ وہ تھوڑے دنوں بعد وہاں سے تندرست ہو کر آگئے۔ لیکن کچھ وقت کے بعد مرض پھر عود کر آئی، حضرت صاحب نے فرمایا کہ اسے پھر کسولی بھیج دیا جائے۔ اس بارے میں کسولی سے خط وکتابت کی گئی وہاں سے یہ جواب آیا کہ اگر یہ مرض دوبارہ عود کر آئے تو اس کا ہمارے ہاں کوئی علاج نہیں ہے۔ اس پر حضرت صاحب نے فرمایا کہ اگر اس کا علاج انسانوں کے پاس نہیں تو خدا کے پاس تو ہے۔ خدا زندہ ہے ہم دعا کریں گے۔ چنانچہ آپ نے دُعا کی اور وہ بیماری جاتی رہی، اس سے وہاں کے رہنے والوں اور دیکھنے والوں کا ایمان کس قدر بڑھا ہوگا ان واقعات سے خدا تعالےٰ کی ہستی کا ثبوت ملتا ہے۔

ایک آریہ مجسٹریٹ کا حضرت مسیح موعود کو سزا دینے کا ارادہ اور اس کا تنزل

ایک اور واقعہ ہے۔ حضرت صاحب پر ایک مقدمہ ہوا جو گورداسپور میں چلتا رہا۔ آریہ مجسٹریٹ اس بات پر تلا ہوا تھا کہ حضرت صاحب کو سزا دی جائے۔ خواجہ کمال الدین صاحب رحمۃ اور مولنا محمد علی صاحب وکیل ہیں، وہ مجسٹریٹ کے تیور بدلے ہوئے دیکھتے تھے۔ ایسے موقعہ پر شیخ رحمت اللہ صاحب بہت سے نوٹوں کا ایک بنڈل جیب میں رکھے ہوئے تھے اگر مجسٹریٹ نے جرمانہ کیا تو اس وقت یہ روپیہ کام آئے گا۔ اور ہتھکڑی کی نوبت تک نہ آسکے۔ لیکن حضرت صاحب کو الہام ہوتا ہے کہ یہ کچھ نہیں کر سکتے خدا نے ہمیں کہا ہے کہ میں تیرے ساتھ ہوں۔

چنانچہ جس دن مقدمہ کے متعلق حکم سنایا جانا تھا، اسی دن مجسٹریٹ کی تبدیلی کے آرڈر آ گئے۔ عین اجلاس

(باقی پر صفحہ ۱۰ کالم ۲)

چوہدری محمد حسن صاحب چیمہ ایڈووکیٹ گجرات

مودودی کے بعد پرویز کی داستان ان کے حامیوں کے قلم سے

ہم نے "روح اسلام" کے کسی پرچہ میں جماعت اسلامی سے کوثر نیازی کی علیحدگی کے حالات بیان کئے تھے۔ اور نیازی صاحب اور مودودی صاحب کے درمیان جو خط و کتابت ہوئی اسے بھی شائع کیا تھا اور یہ بتلایا تھا کہ حضرت مسیح موعودؑ کا یہ الہام انی مہین من اراد اھانتک انی معین من اراد اعانتک مودودی صاحب کے متعلق بھی پورا ہو گیا۔ نیازی صاحب نے مودودی صاحب کے سارے پردے کھول دیئے اور ان کی شخصیت کو منظر عام پر لا کر سے تو آنجہانی تمانی متی جیسے الفاظ سے انہیں مخاطب کر کے دنیا کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا اس سانحہ کی ایک جھلک "پیغام صلح" میں دکھا دی گئی تھی۔ ہمیں ہمیشہ یہ خیال آتا رہا کہ "طلوع اسلام" کا غلام احمد پرویز بھی حضرت صاحب کی توہین کرنے میں کسی سے پیچھے نہیں۔ ہمیں یقین تھا کہ مذکورہ بالا الہام کے ماتحت اس کے پیرو بھی ضرور اس کی اہانت کریں گے چنانچہ یہ اہانت ہوئی اور ایسی زبردست ہوئی کہ متاثر ہفت روزہ "شہاب" نے اپنے ۲۰ مئی ۱۹۶۵ء کے ایشوع میں اس المناک داستان کو خوب واشگاف کیا ہے مدیر شہاب اپنے اداریہ میں لکھتا ہے :-

"ہم پرویز صاحب کے پرانے ساتھیوں عقیدتمندوں اور ان کی بانسری کے مسحورین کی شکست فریب کی داستان ان کے اپنے مریدوں کی زبانی اس شمارے میں پیش کرتے ہیں۔ اس امید کے ساتھ کہ یہ داستان دوسرے مسحورین کے لئے بھی چشم کشا ثابت ہو گی اور وہ دین میں آزادگی (ANARCHY) پیدا کرنے کے گناہ سے بچنے کی کوشش کریں گے"

چنانچہ شہاب کے مندرجہ بالا شمارے کے صفحہ ۱۳ پر یہ عنوان قائم کیا گیا ہے :-

تحریک طلوع اسلام کا المیہ

پرویز صاحب کی کہانی ـــ اراکین کراچی کی زبانی

اس عنوان کے ماتحت بزم کراچی کو کالعدم قرار دیئے جانے کی داستان درج ہے۔ "حقیقت میں کراچی ہی کی بزم طلوع اسلام کی دعوت کی سب سے بڑی منادی تھی۔ جس میں بڑے بڑے لوگ شامل تھے۔ اس میں ایک خاصی تعداد سرمایہ داروں کی بھی تھی۔ یہ مضمون بہت طویل ہے اس کے چیدہ چیدہ اقتباسات ہم ذیل میں درج کرتے ہیں تاکہ معلوم ہو کہ قائد طلوع اسلام اپنے متبعین کے ہاتھوں کیسے رسوا ہو رہا ہے۔ اراکین بزم کراچی اس بارے میں یوں گویا ہیں :-

"مکتبہ پریس اور میزان

بات ۱۹۵۹ء سے شروع ہوتی ہے۔ جب پرویز صاحب نے کثیر خرچ سے مکتبہ طلوع اسلام قائم کر کے کتابیں چھاپنے اور بیچنے کا کام ادارے سے وہاں منتقل کیا۔ مکتبہ کے قیام سے مقصود برادر خورد کے لئے ذریعہ معاش مہیا کرنا تھا۔ کچھ عرصہ قبل لغات القرآن کی طباعت کے لئے پرویز صاحب نے بیس پچیس ہزار روپے کے خرچ سے پریس بھی نصب کیا لیکن لغات کی طباعت تقریباً سال بھر میں ختم ہوئی اور مکتبہ کا تجربہ کامیاب ثابت نہ ہوا تو پچیس تیس ہزار کی رقم کی بازیافت کے لئے چوہدری عبدالرحمٰن کے مشورے سے طے کیا کہ کراچی کے سرمایہ داروں کی اعانت سے پرائیویٹ لمیٹڈ کمپنی بنائی جائے۔ چنانچہ دونوں اصحاب کراچی پہنچے اور کراچی والوں کو کمپنی کی شرکت پر کسی نہ کسی طرح آمادہ کیا۔ ان کی آمادگی کا باعث یہ خیال ہوا کہ کمپنی کے قیام سے پرویز صاحب کا فکر قرآنی محفوظ ہو کر ان کے بعد بھی قرآنی تحریک زندہ رکھے گا اور بزم کراچی کی کارکردگی کو تیز تر کر دے گا۔ کیونکہ بزم اور کمپنی کو چلانے والا گروہ ایک ہی افراد پر مشتمل ہے۔ اس خیال سے مسحور ہو کر انہوں نے پرویز صاحب کی پیش کردہ ہر تجویز فوراً با قدر سے تائی کے بعد ان کی۔ اہم تجاویز یہ تھیں :-

میزان کی بنیادی شرائط

پرویز صاحب ساٹھ ہزار کے حصص خریدیں گے اور ان کی قیمت نقدی کی بجائے کتابوں کی شکل میں ادا کریں گے۔ یہ کتابیں کمپنی کو قیمت فروخت کے نصف پر دی جائیں گی۔ (جو بعض کتابوں کی لاگت سے دوگنی سے بھی زیادہ تھی)

کمپنی کے چیئرمین خود پرویز صاحب ہوں گے چوہدری عبدالرحمٰن صاحب کمپنی کے منیجنگ ڈائرکٹر ہوں گے۔ ان کی تنخواہ ایک ہزار روپے ماہانہ ہو گی۔ کمپنی کا دفتر لاہور میں ہو گا۔ ڈائرکٹران کی میٹنگ کا کورم دو ہو گا (پرویز صاحب اور چوہدری صاحب مل کر کمپنی کی میٹنگ کر سکتے تھے) پرویز صاحب کی جو تصانیف کمپنی چھاپے گی اس پر مصنف کی رائلٹی کم از کم بیس فیصدی ہو گی۔ اور کتابوں کی مطبوعہ (بجائے فروخت شدہ) تعداد پر محسوب کی جائے گی۔

ساٹھ ہزار کے حصوں کے عوض کتابیں لینے کا فیصلہ جس میٹنگ میں ہوا اس میں پرویز صاحب اور چوہدری عبدالرحمٰن صاحب حاضر تھے۔ اور چونکہ متعلقہ طلب معاملہ کا تعلق پرویز صاحب کی ذات سے تھا۔ اس لئے ان کی شمولیت خلاف قاعدہ تھی اور اس لئے فیصلہ صرف چوہدری صاحب کا ہوا۔

فیصلہ صرف پرویز صاحب کے لئے تھا لیکن انہوں نے اپنے ساتھ چوہدری صاحب کو بھی شامل کر لیا اور کتابوں کے عوض خود پچپن ہزار روپے کے حصے لئے اور پانچ ہزار کے حصے چوہدری صاحب کو دے ڈالے

پرویز صاحب نے چوہدری صاحب کو لائف ڈائرکٹر اور ایک ہزار روپے ماہانہ کا منیجنگ ڈائرکٹر بنایا۔ حالانکہ چوہدری صاحب نے کمپنی کو ایک پیسہ بھی جیب سے نہیں دیا۔ اپنی کتابوں کے عوض چوہدری صاحب کو پانچ ہزار کے حصے دینے کے بعد ان کی اپنے نام منتقلی کے لئے سادہ فارم پر دستخط کرا لئے۔

پرویز صاحب کا اصل مقصد

حصہ داروں سے پہلے مطالبہ پر کمپنی کو کوئی چھتن پچپن ہزار روپے وصول ہوئے اور اس رقم میں پرویز صاحب اور چوہدری صاحب نے باہم مشورے سے حسب ذیل اخراجات منظور کئے۔

(ا) - پرویز صاحب کا نصب کردہ پریس خریدا جائے۔ اصل لاگت پر ۱۷ــــ ۲۲۳۷۱ روپے

(ب) پرویز صاحب کے قائم کردہ مکتبہ کا فرنیچر خریدا جائے اصل لاگت پر ۸۸-۳۵۴۲ روپے۔

(ج) پرویز صاحب کے قائم کردہ مکتبہ کی کتب بقایا رقم ۷۹ــــ ۹٫۵۳۶ روپے

(د)۔ کتاب صحی الالہام کے ترجمہ اور کتابت کی اجرت جو پرویز صاحب ادا کر چکے ہیں انہیں دی جائے

اجرت ترجمہ و کتابت ۰۰ــــ ۲٫۳۰۶ روپے

کل ۷۹ء ۷۲۷۵۳ روپے

اس منظوری سے کمپنی کے قیام کا مقصد جو پرویز صاحب کے پیش نظر تھا یعنی پھنسی ہوئی رقم کی بازیافت۔ وہ فوراً پورا ہو گیا۔ کمپنی

کی شائع کردہ کتب پر رائلٹی کی رقم پرویز صاحب کے حساب میں جمع ہوتی رہی اور اس میں سے پہلے پانچسو روپے ماہوار انہیں ادا ہوتے رہے۔ رائلٹی کے حساب سے پرویز صاحب کو کمپنی نے کل ۲۰ ـــ ۱۶۵ر۱۷ روپے ادا کئے ہیں۔ کمپنی کے قیام کے چند ماہ بعد نااتفاقی کے باعث پرویز صاحب نے چوہدری صاحب کو منیجنگ ڈائریکٹری سے علیحدہ کر دیا اور ان کی جگہ میاں عبدالخالق صاحب کو مقرر فرمایا۔ میاں صاحب نے اس ذمہ داری کو یہ کہکر قبول فرمایا کہ وہ کام اعزازی طور پر کریں گے اور کمپنی کے مفاد کو ہمیشہ مدنظر رکھیں گے۔ میاں صاحب کے تقرر سے کمپنی کو دفعتہً ایک ہزار روپے کا فائدہ ہو گیا۔

میاں صاحب کی مخالفت کا آغاز

حسابات دیکھنے کے بعد میاں صاحب نے پرویز صاحب کو بتایا کہ پریس اور مکتبہ کا فرنیچر اصل لاگت کی بجائے موجودہ قیمت پر کمپنی کو خریدنا چاہئے تھا۔ اور یہ کہ برادر خورد کے حساب میں ساڑھے چھ سو روپے کا فرق ہے۔ نیز یہ کہ چونکہ کمپنی کے کام کی بجائے ان کی تمام تر دلچسپی علمی میدان میں ہے اس لئے ان کے لئے ملازمت کا کہیں اور انتظام ہونا چاہیئے۔ یہ باتیں پرویز صاحب کو ناگوار ہوئیں اور انہوں نے سمجھ لیا کہ چوہدری صاحب کی طرح میاں صاحب ان کی مرضی کے مطابق چلنے والے نہیں ہیں۔ اس لئے انہیں منیجنگ ڈائریکٹر رہنا نہیں چاہیئے۔ انہوں نے کہنا شروع کر دیا کہ میاں بوڑھا آدمی ہے۔ دوڑ بھاگ نہیں کر سکتا۔ وہ پورا وقت کمپنی کو نہیں دے سکتا کیونکہ اس کا اپنا کاروبار بھی ہے۔ کسی نوجوان کو منیجنگ ڈائریکٹر بنانا چاہیئے اور اور کراچی والے محمد اسلام کا نام تجویز بھی کر دیا۔ لیکن کراچی والوں نے اس تبدیلی کو ناپسند کیا۔ ان کے خیال میں میاں صاحب کو دوڑ بھاگ کرنے والا تنخواہ دار معاون دے دینا کافی ہونا چاہیئے تھا۔

میزان کو خسارہ سے بچاؤ

یہیں سے یہ بات بھی سامنے آئی کہ کمپنی کو کاروباری ... انداز سے چلانا ضروری ہے تاکہ وہ نقصان سے بچے اور کم از کم خود کفیل ضرور ہو جائے کمپنی میں بقول حاجی خیر محمد صاحب پراچہ جو ساٹھ ہزار کے حصہ دار ہیں۔ روپیہ اسی حالت میں لگانا چاہیئے جب وہ حقیقت میں کاروباری ہو۔ خطبات سے تحریکیں چلتی ہیں۔ کاروبار خطبات سے نہیں ہوتا لیکن پرویز صاحب کی خود مقرر کردہ شرائط کی موجودگی میں کمپنی کا خسارہ سے بچنا محال تھا۔ پرویز صاحب کی حصول کی کتابوں کی فروخت سے جو نصف قیمت پر ملی ہیں ہمیشہ ۱۷ ـ ۸ فی صدی کا نقصان ہونا لازم ہے کیونکہ جو کتابیں ایک سو روپے کی فروخت ہوں گی ان پر کمپنی کو ۱۱۸ کے قریب خرچ کرنا پڑے گا۔ کتاب کی لاگت ۵۰۔ تجارتی کمیشن ۳۳۔ کاروباری اخراجات ۳۵۔ کل ۱۱۸۔ اسی طرح خود چھپائی ہوئی کتابوں کی فروخت پر ۱۸ فیصدی سے زیادہ خسارہ ہوگا کتاب کی لاگت ۳۴۔ تجارتی کمیشن ۳۲۔ رائلٹی ۲۰۔ اور کاروباری اخراجات ۳۵۔ کل ۱۲۱۔ یعنی ۲۱ فیصدی کا خسارہ۔ اس لئے خسارہ سے بچنے کی پہلی شرط یہ ہوتی کہ حصص کی کتابوں کی قیمت ۵۰ کی بجائے ۳۳ فی صدی لگائی جائے اور رائلٹی ۲۰ کی بجائے ۱۰ فیصدی کے حساب سے فروخت شدہ کتب پر دی جائے۔

پرویز صاحب نے تجاویز مسترد کر دیں

لیکن خود مقرر کردہ شرائط میں کوئی تبدیلی پرویز صاحب کو منظور نہ تھی۔ اور انہوں نے صاف طور پر فرما دیا کہ چونکہ ان کے اپنے مفاد میں ٹکراؤ ہے۔ اس لئے اپنی کتابیں وہ خود چھاپیں گے۔ خواہ کمپنی رہے یا نہ رہے۔ چنانچہ کمپنی میں رہتے ہوئے پرویز صاحب نے سلسبیل خود چھاپی اور اس کا اشتہار مارچ ۱۹۶۴ء کے طلوع اسلام میں دے دیا اور اپنی کتابیں خود چھاپنے اور بیچنے کا سلسلہ شروع کر دیا۔ گویا پھر پھرا کر اسی مقام پر آ گئے جہاں سے چلے تھے۔ اور بالکل بھول گئے کہ یہ وہی کمپنی ہے جسے بہت تردد سے بنایا تھا۔ اور جس کے لئے کراچی والوں کا تعاون بمشکل حاصل کیا تھا۔ پرویز صاحب کے ناقابل فہم رویہ کے مختلف پہلوؤں کی وضاحت کراچی والوں کی طرف سے بڑی کاوش سے بار بار کی گئی جو بنیشنر عبدالرب صاحب کی ممنون احسان تھی۔ گذشتہ کنونشن میں بزم کراچی سے متعلق ہونے کے باعث انہیں شرکت کا موقعہ نہ مل سکا۔ ورنہ بہت باتیں وہیں صاف ہو جاتیں"

میاں عبدالخالق صاحب کے متعلق اراکین بزم کراچی کی رائے حسب ذیل ہے :-

"وہ قرآن اور تحریک کا شیدائی ہے ممبرداری کی ہوس اسے بالکل نہیں وہ نہ منافق ہے نہ مفسد البتہ مخالفین کے مقابلہ میں شدید ہے۔ اور اصول کے معاملہ میں وہ کسی کی رعایت نہیں کرتا خامیوں کے ساتھ وہ بہت سی خوبیوں کا مالک ہے اور کراچی والوں کے خیال میں میزان کو میاں ایسا کارکن ملا ہے۔ جس کا بدل ممکن نہیں۔ اس کے بے لوث اور پُرجرأت کارکردگی کا جواب نہیں"۔

میاں عبدالخالق کے متعلق طلوع اسلام کے متعدد شماروں میں ۱۹۶۱ء سے کر ۱۹۶۳ء تک احسان مندی شکر گذاری کے احساسات کے ساتھ مدحت سرائی ہوتی رہی۔ ہم یہاں چند ایک اقتباس پیش کرتے ہیں۔

طلوع اسلام ماہ مئی جون ۱۹۶۲ء صفحہ ۳۶ :-

"قرارداد ۱۳۔ کنونشن کا یہ اجلاس صدر کنونشن کمیٹی میاں عبدالخالق صاحب اور ان کے جملہ رفقاء کا شکر گذار ہے کہ انہوں نے کنونشن کے سلسلے میں ذمہ داریوں کا بارگراں اپنے سر لیا اور انتہائی سرگرمی اور حسن انداز سے ان کی تکمیل کی"

طلوع اسلام ماہ مئی جون ۱۹۶۲ء صفحہ ۳۶

قرارداد ۱۴۔ طلوع اسلام کنونشن کا یہ اجلاس میاں عبدالخالق صاحب اعزازی منیجنگ ڈائریکٹر میزان پبلیکیشنز لمیٹڈ کی خدمت میں ان کی بے لوث خدمات کے اعتراف میں جو انہوں نے قرآن حکیم کے پیغام کی نشرو اشاعت کے سلسلہ میں سرانجام دی ہیں۔ ہدیہ تشکر پیش کرتا ہے اور بارگاہ رب العزت دست بدعا ہے کہ وہ انہیں اپنی مساعی جمیلہ کو تیز تر کرنے کی ہمت عطا فرمائے"۔

طلوع اسلام ماہ مئی و جون ۶۳ء صفحہ ۳۹ :-

"قرارداد ۵ طلوع اسلام کنونشن کا یہ اجلاس میاں عبدالخالق صاحب آنریری منیجنگ ڈائریکٹر میزان پبلیکیشنز لمیٹڈ کو ان کی بے لوث خدمات کے اعتراف میں جو انہوں نے قرآن کریم کے پیغام کی نشرو اشاعت کے سلسلہ میں سرانجام دی ہیں۔ ہدیہ تشکر پیش کرتا ہے"۔

مگر ہم حسرت کے ساتھ اسی عبدالخالق کا عبرتناک انجام ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ مگر وہ اپنے انجام سے پیشتر اپنے قائد کی شخصیت، امانت کی بدنما سیاہی سے داغدار کر دیتے ہیں۔ جیسا کہ قرار داد جو اکتوبر ۱۹۶۴ء کو پرویز صاحب کی کوٹھی پر منعقدہ اجلاس میں پاس کرائی گئی ہیں سے ظاہر ہوتا ہے۔

"طلوع اسلام کی قرآنی تحریک کے نمائندوں کا یہ خصوصی اجلاس ان شر انگیز الزامات کی مذمت کرتا ہے جو میاں عبدالخالق صاحب نے اپنے استعفیٰ سے متعلق گشتی چٹھیوں کے ذریعہ نشر کئے ہیں۔ یہ اجلاس واضح کرتا ہے کہ اس قسم کی تخریبی حرکات بڑی پست ذہنیت کی مظہر ہیں۔ بنا بریں اجلاس ان پر انتہائی غم و غصہ کا اظہار کرتا ہے۔"

معلوم ہوتا ہے کہ کاروباری نقطہ نگاہ سے میاں عبدالخالق نے جو پرویز صاحب کی ذہنیت اور قلبی کیفیت کا جو نقشہ کھینچا ہے اسی کو "شر انگیز الزامات" کے الفاظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔

حافظ برکت اللہ صاحب سابق نمائندہ بزم طلوع اسلام کراچی نے بھی ایک طویل مضمون پرویز صاحب کی شخصیت پر لکھا ہے۔ اس میں سے ہم یہاں صرف ایک اقتباس پیش کرتے ہیں :-

"پرویز صاحب کا فکر قرآن ہی اور ان کا فکر قرآنی بیسویں صدی کے ذہن کے عین مطابق ہے لیکن بدقسمتی سے یہ فکر اُن کے ذہن تک محدود ہے۔

اور ان کے قلب تک ان کی رسائی نہیں ہو سکی پرویز صاحب کی زندگی قرآنی اقدار سے بے نیاز ہے۔ مثلاً تکریم۔ عدل واحسان، تعاون عفو و درگذر۔ تزمیل تدبیر۔ وغیرہ کا شائبہ بھی ان میں ڈھونڈے سے نہیں ملے گا جسے شبہ ہو ان کے ساتھ کچھ عرصہ رہ کر یا ہمسفر ہو کر یا معاملہ کر کے تجربہ کر لے لیکن بھولے بھالے عقیدت مند یہی سمجھتے ہیں کہ مفکر قرآن کی شخصیت قرآنی زندگی کا نمونہ ہے۔ پرویز صاحب کو ایسے عقیدت مند بھی ملے جن کے خلوص، ہمت، سمجھ بوجھ اور تعاون وغیرہ سے وہ بیحد متاثر تھے لیکن جب انہوں نے موصوف کی رائے سے اختلاف کیا یا ہاں میں ہاں ملانے پر آمادہ نہ ہوئے تو انہیں فوراً دھتکار دیا گیا۔ کراچی والوں کا معاملہ دیدنی ہے۔ انہوں نے قرآنی تحریک کو پھیلانے اور پرویز صاحب کی خدمت میں وقت، ہمت، روپیہ سب کچھ بے دریغ خرچ کیا۔ لیکن جب میزان اور تحریک کے مفاد میں چند تجاویز پر، پرویز صاحب کی طبیعت کے خلاف زور دیا۔ تو وہ دھتکار دیئے گئے۔ اور انہیں منافق۔ غدار۔ ملعون سب کچھ کہا گیا۔ حالانکہ طلوع اسلام کے گذشتہ سالوں کے پرچے ان الزامات کی نفی کرتے ہیں۔

"ادارہ" کا لفظ خاص طور پر قابل توجہ ہے۔ کان میں پڑتے ہی انسان سمجھتا ہے۔ کہ اس کے کچھ ارکان ہوں گے۔ جو کسی قاعدہ و قانون کے مطابق اختیارات کا استعمال کرتے ہوں گے۔ لیکن "ادارہ طلوع اسلام" ایسا عجیب ادارہ ہے۔ جس کا نہ کوئی رکن ہے، نہ قواعد و ضوابط بلکہ تنہا پرویز صاحب کی ذات بلا شرکت غیرے واحد مالک ہے اور اس کے فیصلے احکام اور اپیلیں سب پرویز صاحب کی مرضی اور خواہش کے تابع ہیں۔ ادارہ طلوع اسلام کی اس خصوصیت سے چشم پوشی مایوسی کا پیغام ہے۔

پرویز صاحب بے حد حساس ہیں۔ خفیف سی مخالفت بھی انہیں برداشت نہیں ہوتی۔ عفو اور درگذر سے وہ کلیۃً بے بہرہ ہیں جوش انتقام سے لبریز ہیں۔ مخالف کو بخشنا اُن کی لغت میں روا نہیں میزان۔ میاں (میاں عبدالخالق) اور کراچی والوں کے تجربہ سے فائدہ اُٹھانا ہر سمجھدار شخص کا کام ہے ہم نیک و بد حضور کو سمجھائے دیتے ہیں"

مورخہ ۴ر دسمبر ۱۹۶۴ء کی ایک چٹھی فدایان پرویز صاحب مسمیان ایس ایم امین، محمد انور، عبدالحفیظ، اے حنیف اور علاؤالدین کی طرف سے مورخہ ۲ رمئی ۱۹۶۵ء کے ہفت روزہ شہاب لاہور کے پرچے میں طبع ہوئی ہے جس میں پرویز صاحب سے اپنا پیش کردہ عطیہ واپس کرنے کا مطالبہ لیا گیا ہے:۔

"ہمارے اعتماد کو زبردست دھکا لگا ہے۔"

"ہمارا پیش کردہ عطیہ ہمیں واپس کر دیا جائے"

میزان پبلیکیشنز مینیجنگ ڈائرکٹر کے نام مکتوب:۔

"محترمی، السلام علیکم

میزان پبلیکیشنز لمیٹڈ کے قیام کے بعد ادارہ طلوع اسلام یعنی پرویز صاحب نے تقریباً بیالیس ہزار روپیہ کی ذمہ داری کمپنی کو سونپ دی تھی۔ یہ وہ رقم تھی جو مختلف افراد (بشمولیت دستخط کنندگان ہذا) اور بزم ہائے طلوع اسلام نے لغات القرآن اور مفہوم القرآن کی طباعت کے لئے پیش کی تھی اور جس کے استعمال کے متعلق پرویز صاحب نے اعلان کیا تھا کہ اس سے پہلے لغات چھپے گی اور اس کی فروخت سے جب رقم واپس ہوگی تو اردو مفہوم چھپے گا۔ اور جب اس کی فروخت سے روپیہ حاصل ہوگا۔ تو انگریزی مفہوم چھپے گا۔ اور جب اس کی فروخت سے روپیہ واپس آجائے گا۔ تو سوچا جائے گا کہ اس کا کیا کیا جائے۔ لیکن پرویز صاحب نے اس روپیہ کا استعمال اس طرح کیا کہ:۔

(۱) لغات کی پہلی تین جلدوں کی تین ہزار کاپیاں چھاپ، کر کوئی بارہ سو کاپیاں پندرہ روپیہ فی کاپی کے حساب سے بیچ کر تقریباً اٹھارہ ہزار روپے اپنے خرچ میں لئے۔

(۲) لغات کی چوتھی جلد پر جو کمپنی نے چھاپی تھی۔ پرویز صاحب نے سات ہزار روپے سے زاید بطور رائلٹی وصول کیا۔

(۳) لغات فنڈ بیالیس ہزار کی ذمہ داری کمپنی کو سونپتے ہوئے لغات کی پہلی جلدوں کی کاپیاں ساڑھے چھ روپے فی کاپی کے حساب سے دیں۔ حالانکہ ان کی لاگت تقریباً تین روپے فی کاپی تھی گویا تقریباً ایک سو بیس فی صدی منافع لیا۔

(۴) مفہوم القرآن کے پاروں پر جو کمپنی نے چھاپے ہیں تقریباً دس ہزار روپیہ بطور رائلٹی پرویز صاحب نے وصول کیا۔

ادارہ اور پرویز صاحب کے مذکورہ رویہ کی بناء پر ہمارے اعتماد کو زبردست دھکا لگا ہے۔ اور ہمارا مطالبہ ہے، کہ ہماری پیش کردہ رقم ہمیں واپس کر دی جائے۔ اس خط کی نقل دیگر معطیان اور افراد متعلقہ کی اطلاع کے لئے بھیجدی گئی ہے

ایس ایم امین۔ محمد انور۔ عبدالحفیظ۔ اے حنیف۔ علاؤالدین۔ مورخہ ۴ر دسمبر ۱۹۶۴ء"

ان واقعات سے صاف طور پر عیاں ہو گیا کہ حضرت مرزا صاحب کا یہ مُھین کس طرح اپنے عقیدت مندوں کے ہاتھوں ذلیل اور رسوا ہو رہا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ اور یہ جمہوریت اسلامیہ کا علمبردار کس طرح ڈکٹیٹرانہ فطرت رکھتا ہے۔ پرویز جو اس دور کا سب سے بڑے مصلح ہونے کا داعی ہے۔ اپنے عقیدتمندوں کے دلوں پر اپنی شخصیت کے کیسے حیرت انگیز نقوش ثبت کر رہا ہے۔ ہمیں افسوس ہے کہ بزم طلوع اسلام کی تحریک بھی بالکل کھوکھلی، اور محض لفاظی پر مبنی، سوز و درد سے خالی، اور خشک نعرہ بازی کی علمبردار ثابت ہوئی۔

اس کے بالمقابل مامور وقت کی تحریک احمدیہ عرصہ ستر برس سے اپنی تبلیغی جدوجہد میں مصروف ہے۔ اور اشاعت اسلام اعلائے کلمۃ اللہ کا پروگرام نہایت باقاعدگی اور پورے نظم و ضبط کے ساتھ عمل میں لایا جا رہا ہے۔

مجدد دوران کا تیار کردہ قافلہ اپنی منزل مقصود کی طرف، وقت کی تمام ترغیبات اور تحریصات سے لاپروا ہو کر نہایت متانت اور سنجیدگی سے بڑے پروقار اور پُر عظمت طریق سے جادۂ استقامت و عزیمت پر رواں دواں چلا جا رہا ہے۔ اور اسلام کے نام کو بلند کرنے اور قرآنی تعلیمات کو عام کرنے کے فریضہ کو نہایت خوبی اور خوش اسلوبی سے سرانجام دے رہا ہے۔ اور یہ جماعت اس آیت کریمہ کی صحیح تصویر ہے۔

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر واولئک ھم المفلحون ○

ترجمہ:۔ اور چاہیئے کہ تم میں سے ایک جماعت ہو جو بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھے کاموں کا حکم کریں اور برے کاموں سے روکیں اور وہی کامیاب ہونے والے ہیں۔"

(سورۃ آل عمران آیت ۱۰۴)

اور سورۃ جمعہ کی آیت ۳ میں ان لوگوں کی شان یوں بیان کی گئی ہے:۔

واخرین منھم لما یلحقوا بھم وھو العزیز الحکیم ○ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشآء واللہ ذو الفضل العظیم ○

ترجمہ:۔ اور ان میں سے اوروں کو بھی جو ابھی ان کو نہیں ملے۔ اور وہ غالب حکمت والا ہے۔ یہ اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے یعنی ایک دوسرا گروہ بھی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکتب سے فیض پائے گا۔ اور وہ لوگ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملحق ہو جائیں گے اور یہ بات خدا تعالےٰ سے بعید نہیں کیونکہ وہ عزت والا خدا ہے۔ جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے۔ اور غالب خدا ہے۔ جس امر کو کرنا چاہتا ہے اس کو کوئی روک نہیں سکتا اور وہ حکیم ہے اور اس کا کوئی فعل عبث نہیں کہلا سکتا۔ جس کو قابل اور لائق سمجھتا ہے۔ چن لیتا ہے۔ اس آیت کا شان نزول حدیث ذیل سے ظاہر ہے:۔

حدثنی عبد العزیز قال حدثنی سلیمان بن بلال عن ثور عن ابی الغیث عن ابی ھریرۃ قال کنا جلوساً عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فانزلت علیہ سورۃ الجمعۃ واخرین منھم لما یلحقوا بھم قال قلت من ھم یا رسول اللہ فلم یراجعہ حتی سئل ثلٰثاً وفینا سلیمان الفارسی وضع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدہ علی سلمان قال لو کان الایمان عند الثریا لنالہ رجال او رجل من ھؤلاء۔ رواہ البخاری۔ یعنے بخاری نے ابوہریرہ رض سے روایت کی ہے کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس

(باقی برصفحہ کالم ۳)

حضرت مرزا صاحب نے خدا تعالیٰ پر زندہ ایمان پیدا کیا

اور قوی دلائل اور نشانات سے اسلام کو تمام ادیان پر غالب کر دکھایا

جلسہ یوم وصال حضرت مسیح موعود میں مولینا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری کی تقریر

۲۶ مئی ۱۹۶۸ء کو بروز بدھ پونے پانچ بجے شام جامع احمدیہ، احمدیہ بلڈنگس لاہور میں امام الزمان مہدی معہود مسیح موعود حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ السلام کا یوم وصال منایا گیا۔ امیر قوم حضرت مولنا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ نے اجلاس کی صدارت فرمائی۔ حافظ قاری محمد بوستان صاحب کی تلاوت قرآن کریم سے کارروائی کا آغاز ہوا اور مولینا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری، مولینا عبدالمنان صاحب عمر اور ڈاکٹر اللہ بخش صاحب نے حضرت مسیح موعود کی صداقت اور اسلام کی مدافعت و اشاعت کے سلسلہ میں آپ کی بلند پایہ خدمات کا ذکر کرتے ہوئے آپ کو خراج عقیدت ادا کیا۔ مولینا مصری صاحب نے قرآن کریم کی آیہ کریمہ ومن احسن قولاً ممن دعا الی اللہ وعمل صالحاً وقال اننی من المسلمین (حم سجدہ ع ۵) کا ترجمہ کرتے ہوئے فرمایا کہ کس شخص کا قول اس شخص کے قول سے بہتر ہو سکتا ہے جو اللہ تعالےٰ کی طرف دعوت دے اور اس کی زندگی بھی پاکیزہ اور خدا کی تعلیم کے مطابق ہو، اور وہ دھڑلے سے کہہ سکتا ہو کہ میں فرمانبردار بندوں میں سے ہوں، قبلہ مولینا نے فرمایا کہ

"یہاں کامل مومن کی تین صفات بیان کی گئی ہیں جن کا حقیقی مصداق اس زمانہ میں صرف اور صرف سیدنا حضرت مرزا صاحب (المسیح الموعودؑ) ہی ہوتے ہیں، پہلی صفت دعوت الی اللہ ہے، یہ دعوت عام واعظین کی طرز پر نہیں بلکہ اس طرز پر ہوگی جس کا ذکر سورۃ یوسف ع ۱۲ کی آیت قل ھٰذہ سبیلی ادعوا الی اللہ علےٰ بصیرۃ انا ومن اتبعنی اس آیت آیۃ میں حضرت نبی کریم صلعم سے اعلان کروایا گیا ہے کہ وہ کہ دے کہ یہی میرا راستہ ہے یعنے اللہ تعالےٰ کی طرف لوگوں کو بلانا ہی میرا راستہ ہے اور یہ دعوت میں علیٰ وجہ البصیرت دیتا ہوں اور اسی طرح جو میرا کامل متبع ہوگا وہ بھی بصیرت کی بنا پر ہی داعی الی اللہ ہوگا اب دیکھ لو کہ سوائے حضرت مرزا صاحب (المسیح موعودؑ) کے اس زمانہ میں کون شخص ایسا ہوا ہے جس نے حضرت نبی کریم صلعم کی طرح لوگوں کو خدا کی طرف پوری بصیرۃ اور کامل یقین کے ساتھ دعوت دی ہو کیا آپ نے ہی یہ نہیں فرمایا آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے۔ لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے" یہ محض دعوے ہی نہ تھا بلکہ فی الحقیقت اپنی طرف آنے والے ہزاروں انسانوں کے دلوں کو بصیرت سے لبریز ایمان سے بھر دیا اور نور خدا کی روشنی سے ان کے دلوں کو منور کر دیا۔ سینکڑوں صاحب الہام ہو گئے اور ہزاروں قرآن کریم کے معارف وحقائق کی نعمت سے متمتع ہوئے اور سب کے دل اسلام کی محبت کی آگ سے اس قدر گرم ہو گئے کہ وہ اس کی اشاعت کے لئے سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ اب یہ ناقابلِ انکار حقیقت ہے کہ آپ کی آمد سے قبل حدیث نبویؐ لم یبق من الاسلام الا اسمہ ولم یبق من الایمان الا رسمہ کے مطابق اسلام صرف چند رسوم کا نام ہی رہ گیا تھا اور حقیقت عنقا ہو چکی تھی مسلمانوں کی اس کمزوری کو دیکھ کر ساری مخالف قومیں اس طرح اسلام پر ٹوٹ پڑیں تھیں جس طرح ایک عمدہ کھانے کے برتن پر کھانے والے ٹوٹ پڑتے ہیں حضرت نبی کریم صلعم کا ارشاد ہے کہ مسلمانوں کی حالت اس لئے ہوگی کہ وہ دنیا کی محبت میں منہمک ہو جائیں گے اور موت کو ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھنے لگ پڑیں گے جس کے نتیجہ میں دشمنوں کے دلوں سے ان کا رعب اور ان کی ہیبت نکل جاوے گی چنانچہ دیکھ لو کہ حضرت مرزا صاحب (المسیح الموعودؑ) نے دنیا کی محبت سے دلوں کو صاف کرنے کے لئے اپنے بیعت کنندگان سے عہد لیا کہ وہ دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے اور موت کا خوف ان کے دلوں سے ایسا نکالا کہ ہر شخص دین کی خاطر اپنی جان تک قربان کرنے کے لئے تیار رہتا بعض نے اپنے عملی نمونہ سے اس جذبہ کا ثبوت بھی بہم پہنچا دیا ایسے ہی داعی الی اللہ کے متعلق قرآن شریف میں آیا ہے ربنا اننا سمعنا منادیاً ینادی للایمان ان امنوا بربکم فامنا ربنا فاغفرلنا ذنوبنا وکفر عنا سیاٰتنا وتوفنا مع الابرار۔ کیا آپ کی بیعت میں داخل ہونے والوں نے بالکل وہی نمونہ نہیں دکھلایا جو اس آیت میں پیش کیا گیا ہے کیا ہر بیعت کنندہ اپنے نفسوں کی اصلاح میں مشغول نظر نہیں آتا اور اپنے ذنوب کی معافی طلب کرتے اور اپنی سیئات کی دوری کے لئے کوشاں دکھلائی نہیں دیتا تھا کیا فی الحقیقت ان لوگوں کی زندگی پاکیزہ نہیں بن گئی تھی کیا یہ حقیقت نہیں کہ مخالف بھی اصل بات کو محسوس کرتے تھے کہ احمدی ہونے کے بعد ہر شخص کی زندگی میں پاکیزگی اور طہارت کی طرف ایک نمایاں انقلاب نظر آنے لگ جاتا ہے۔ پس یہی دعوت الی اللہ ہے جس کو حقیقی معنی میں دعوت الی اللہ کہا جا سکتا ہے کہ خدا کو دلوں کی گہرائیوں میں اس قدر داخل کر دیا جائے کہ اس کا اثر لوگوں کے کردار میں نظر آنے لگ پڑے پس حضرت مرزا صاحب (المسیح موعودؑ) کی دعوت الی اللہ اپنی پوری تاثیروں کے ساتھ اور اپنے صحیح نتائج کو ساتھ لئے ہوئے ظاہر ہوئی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسلام کا درد رکھنے والی اور اس کی اشاعت کی تڑپ رکھنے والی ایک جماعت پیدا ہو گئی اور یہ سب سے بڑی کرامت ہے کہ دلوں کے اندر ایسی تبدیلی پیدا کر دی جائے کہ خدا [illegible] ہستی پر حضرت مسیح موعودؑ میں حیثیت ایک کامل مومن ہونے کے نمایاں طور پر پائی گئی۔ دوسری صفت ایسے داعی الی اللہ کی عملاً صالحاً بتلائی گئی ہے۔ حضرت صاحب کی زندگی مثالی مومن کی زندگی تھی۔ جس طرح حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی کو بطور حجت قوم کے سامنے پیش فرمایا اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ نے بھی اپنی زندگی کو قوم کے سامنے بطور حجت رکھا۔ جس طرح حضرت نبی کریم صلعم نے فقد لبثت فیکم عمراً من قبلہ کے نعرہ کے ساتھ دنیا کے سامنے اپنی ہی زندگی کو بطور دلیل پیش کیا بعینہ اسی نعرہ کے ساتھ حضرت مسیح موعودؑ نے بھی اپنی پاکیزہ زندگی کو بطور دلیل پیش کیا۔ دشمن چاروں طرف تھے لیکن کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ اس چیلنج کو قبول کرتے ہوئے ایک ادنےٰ سا دھبہ بھی آپ کے دامن طہارت پر لگا سکیں۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم ومغفور نے ایک دفعہ مولوی محمد حسین بٹالوی کو کہا کہ مولینا حضرت مرزا صاحب کے دعوے کے قبل کی زندگی کے پاکیزہ ہونے کی آپ نے شہادت دی کیونکہ آپ ان کی اس زندگی سے اچھی طرح واقف تھے دعوے کے بعد کی زندگی کو ہم نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے، اسی طرح آپ کی وفات پر بعض لوگوں نے جنہیں حضور کی بیعت میں داخل ہونے کا شرف حاصل نہیں ہوا تھا لیکن وہ حضور کی زندگی سے کافی واقفیت رکھتے تھے انہوں نے بھی آپ کی زندگی کے متعلق یہی شہادت دی کہ وہ نہایت ہی پاکیزہ زندگی تھی پس دوسری صفت عملاً صالحاً بھی آپ میں بدرجہ اتم پائی جاتی تھی جس کی شہادت اپنے اور بیگانے سب نے دی اور سب سے بڑی شہادت تو وہ پاکیزہ انقلاب ہے جو آپ کی صحبت میں رہنے والوں میں پیدا ہوا کیونکہ مشہور ضرب المثل ہے کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔

تیسری صفت اللہ تعالےٰ نے کامل مومن کی یہ بیان فرمائی ہے کہ وہ ببانگ دہل اعلان کر سکے انتی من المسلمین ویسے تو ہر شخص جو مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہوا اگر اس سے پوچھا جائے کہ تم کون ہو تو وہ یہی کہے گا کہ الحمدللہ میں مسلمان ہوں لیکن کامل مومن کا یہ اعلان اس نوعیت کا نہیں ہو سکتا اس کا ایسا اعلان کرنا اس بات کے مترادف ہے کہ میرا دعوے مسلمان ہونے کا محض دعوے ہی نہیں بلکہ میرا یہ دعوے ان تمام علامات کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے جو سچے اور کامل مسلمان کی قرآن کریم اور احادیث صحیحہ میں بیان کی گئی ہیں۔ اب دیکھ لو کہ حضرت مرزا صاحب (المسیح الموعودؑ) کے سوا اس زمانہ میں کیا ایک بھی مسلمان ایسا نظر آتا تھا جس نے ان معیاروں پر پرکھنے کے لئے اپنے وجود کو ساری دنیا کے سامنے پیش کیا ہو، خدا تعالےٰ نے قرآن شریف اور رسول کریم صلعم نے اپنی حدیث میں کیا کامل مومن کی یہ علامت بیان نہیں کی کہ اس پر فرشتے اترتے ہیں اس سے ہم کلام ہوتے ہیں ان کو بشارتیں ملتی ہیں خدا کے مکالمہ مخاطبہ سے وہ مشرف کیا جاتا ہے اس کی دعائیں کثرت سے قبول ہوتی ہیں خصوصاً دشمنوں کے مقابلہ میں قرآن کے حقائق ومعارف ......

...... اس پر زیادہ کھلتے ہیں کیا قرآن اور حدیث کے ان وعدوں کے مطابق اللہ تعالےٰ نے نشانات کی بارش آپ

پرتیں کی جو تبشیہ اور افسانہ دونوں کو اپنے پہلوؤں میں لئے ہوئے تھے اور کیا ہر ایک پیشگوئی آپ کی قرآنی اصولوں کے ماتحت پوری نہیں ہوئی کیا جس کثرت کے ساتھ آپ کو نشانات دیئے گئے اس کی نظیر کسی سابقہ مجدد میں پائی جاتی ہے اس کثرت سے نشانات عطا کئے جانے کی وجہ یہی تھی کہ آپ کا زمانہ دہریت اور مادہ پرستی کے زور کا زمانہ تھا جس کو بجز زبردست اور کثیر التعداد نشانوں کے اور کسی ذریعہ سے توڑا ہی نہیں جا سکتا تھا دعاؤں کی قبولیت کا نشان ایسا ظاہر و باہر تھا کہ اس کا انکار کوئی بھی منصف مزاج کر ہی نہیں سکتا، آپ نے دیگر ادیان کے رہنماؤں کے علاوہ مسلمانوں کے علماء، مشائخ، گدی نشینوں غرضیکہ سب ان رہنماؤں کو چیلنج کیا جو اپنے آپ کو رسول کریم صلعم کی گدی پر بیٹھے ہوئے ہونے کا دعوے کرتے تھے کہ آؤ قرعہ اندازی کے ذریعہ چند خطرناک بیماریوں میں مبتلا مریضوں کو آپ لے لیں اور چند کو میں لے لیتا ہوں فریقین اپنے اپنے مریضوں کی شفایابی کے لئے خدا تعالے سے دعا کریں جس کے مریض زیادہ اچھے ہو جائیں اسے خدا کے ہاں مقبول قرار دے دیا جائے مگر کسی کو بھی مقابلہ میں آنے کی جرأت نہ ہوئی۔ باب اور بہاء نے جب دعوے کیا کہ اسلام کے فیض کی نہر اب خشک ہو گئی ہے تو مسلمانوں میں صرف آپ نے یہ اعلان کیا کہ وہ نہر خشک نہیں ہوئی بلکہ جاری ہے اور اس سے میں سیراب ہو رہا ہوں جس کو یہ خیال ہو کہ قرآن کریم اور رسول کریم صلعم کی اطاعت سے باہر ہو کر مقرب الٰہی بن سکتا ہے تو وہ میرے مقابلہ میں نکل آئے لیکن بہائیوں کے لیڈر عبد البہاء کو مقابلہ میں آنے کی قطعاً جرأت نہ ہوئی۔ قرآنی حقائق و معارف کا جو نشان آپ کو دیا گیا اس کا ثبوت جلسہ مذاہب اعظم میں مل گیا۔ اس جلسہ میں تمام مذاہب کے نمائندے جو بڑے بڑے چیدہ علماء تھے اس میں شریک ہوئے اور سب نے ان پانچ سوالوں پر اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا اور اپنی اپنی کتابوں اور تعلیموں سے ان کا جواب دینے کی کوشش کی اسلام کی طرف سے حضرت مرزا صاحب (المسیح الموعودؑ) کے علاوہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اور مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے بھی قرآن کریم سے ان سوالوں کا جواب دینے کی کوشش کی لیکن ان کے مضمون کو ایک ذرہ بھر اہمیت نہ دی گئی اور ایک کلمہ بھی ان کی تعریف میں پریذیڈنٹ نے نہیں کہا حالانکہ وہ مسلمان تھا اور جج تھا اور اسی نے خاص کوشش کر کے مولوی محمد حسین صاحب کو دوبارہ وقت لے کر دیا تھا۔ لیکن ان کے مقابلہ میں حضرت مرزا صاحب (المسیح الموعودؑ) کا مضمون سب مضامین سے بالا قرار دیا گیا اور اس کے بالا رہنے کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ نے خدا سے الہام پا کر قبل از انعقاد جلسہ پیشگوئی بھی شائع کر دی تھی جو سب کے متفقہ اعتراف سے پوری ہو گئی۔ دوسرے نمبر پر جس کے مضمون کی زیادہ تعریف ہوئی وہ ایک سناتنی پنڈت کا مضمون تھا جو بت پرست تھا اگر اس جلسہ میں حضرت مرزا صاحب (المسیح موعودؑ) کا مضمون نہ پڑھا جاتا تو گویا اس دن توحید پر غالب آتی تو اسلام کے جھنڈے کی عزت اگر اس دن رکھی تو حضرت مرزا صاحب (المسیح موعودؑ) نے رکھی اور اسے بلند رکھا تو حضرت مرزا صاحب (المسیح الموعودؑ) نے رکھا اس قرآن کریم کی پیشگوئی ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین

کلہ اور حدیث کی پیشگوئی لتھلک الملل کلھا فی زمنہ (ای زمن المسیح الموعود) الا الاسلام حضرت مرزا صاحب (المسیح الموعودؑ) کے ہاتھ پر ہی پوری ہوئیں جنہوں نے پورا ہو کر حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ مسیحیت کی صداقت پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔

غرضیکہ اللہ تعالے نے خود حضرت مرزا صاحب (المسیح الموعودؑ) کے وجود میں سچے اور کامل مسلمان کی تمام علامتوں کو جمع کر کے عملی طور پر شہادت بہم پہنچا دی کہ وہی سچے اور حقیقی معنی میں داعی الی اللہ تھے اور وہی فی الحقیقت عملاً صالحا کے مصداق تھے اور وہی اس زمانہ میں اول المسلمین کہلانے کے مستحق تھے۔

غرضیکہ حضرت مرزا صاحب (المسیح الموعودؑ) نے خدا تعالے پر زندہ ایمان پیدا کیا۔ دلوں کو خدائی نور سے منور کر دیا صداقت اسلام کے متعلق قوی دلائل اور نشانات سے تمام دنیا پر حجت قائم کر دی اور اس کی حقانیت اور برتری کو دیگر ادیان پر ایسا نمایاں کیا کہ کسی عقلمند کو انکار کی گنجائش باقی نہ رہی۔

اگرچہ ہم اشاعت اسلام میں کافی اور بے مثال قربانیاں کر رہے ہیں لیکن دنیا کو ضلالت سے نکالنے اور راہ راست پر لانے کے لئے ابھی ہمیں مزید قربانیاں کرنے کی ضرورت ہے اللہ تعالے ہماری ہمتوں کو بلند تر کر دے اور بیش از بیش قربانیاں کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

خطبہ جمعہ

(بسلسلہ صفحہ ۵)

کے دوران میں اس آریہ مجسٹریٹ کو ڈپٹی کمشنر نے بلایا اور اس کو اطلاع دی کہ آپ کی تبدیلی کے احکامات آ گئے ہیں۔ اس لئے وہ فیصلہ نہیں لکھ سکتے۔ اس طرح خدا تعالے نے اپنے بندے کی نصرت کی اور جس سے قوم کے ایمان میں اضافہ ہوا اور اس کے رشتہ داروں پر عذاب کی صورت وارد ہو گئی۔ اس سے ظاہر ہے کہ خدا تعالے فرماتا ہے ھو یتولی الصالحین۔ خدا تعالے نیک بندوں سے دوستی رکھتا ہے۔ اور ایسے خطرناک موقعوں پر ان کی امداد کرتا ہے۔

بیماروں کے لئے دعا

کچھ لوگ بیمار ہیں۔ بعض کو حادثات پیش آئے ہیں اور بعض مشکلات میں مبتلا ہیں، ان سب کے لئے دعا کریں۔

(سب نے مل کر دعا کی)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔

ادارہ تعلیم القرآن میں داخلہ

احباب جماعت یہ سن کر بہت خوش ہوں گے کہ ادارہ تعلیم القرآن میں داخلہ یکم جون ۱۹۶۵ء سے شروع ہو رہا ہے۔ جو نوجوان تبلیغ و اشاعت کے لئے زندگی وقف کرنا چاہتے ہیں وہ داخلہ کے لئے اپنی درخواستیں زیر دستخطی کے پاس ۶۵-۶-۳۰ تک بھجوا دیں۔ درخواست کنندہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ میٹرک پاس ہو۔ تبلیغ اسلام کا شوق و جذبہ رکھتا ہو اور علوم دینیہ کے حصول کے لئے دل میں تڑپ ہو۔ منتخب طلباء کو ۷۵/- روپے ماہوار وظیفہ دیا جائیگا کورس کی کتابیں بھی انجمن طلباء کو مفت مہیا کرے گی۔

جو نوجوان اس سال میٹرک کا امتحان دے چکے ہوں اور نتیجے کی انتظار میں ہوں وہ بھی درخواست دے سکتے ہیں۔ ایسے درخواست کنندگان کے متعلق فیصلہ نتیجہ نکلنے کے بعد کیا جائے گا

خاکسار

احمد یار۔ اسسٹنٹ سیکرٹری

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

مودودی کے بعد پرویز

(بسلسلہ صفحہ ۸)

بیٹھے ہوئے تھے کہ سورۃ جمعہ کی آیت واخرین منھم لما یلحقوا بھم اتری تو میں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلعم وہ کون لوگ ہیں اس کا جواب نہ دیا یہاں تک کہ تین بار عرض کیا گیا۔ اس وقت ہم میں سلمان فارسی موجود تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمان پر اپنے ہاتھ رکھ کر کہا کہ اگر ایمان ثریا تک چلا گیا ہوگا تو ان میں سے بعض شخص یا ایک شخص اسے واپس لا کر لائے گا۔

(دیکھو بخاری مطبوعہ احمدی پریس ملتان ۷ ۱۱)

وفات

اخبار کی آخری کاپی پریس میں جا رہی تھی کہ یہ معلوم کر کے افسوس ہوا کہ ہمارے مخلص دوست جناب محمد سعید صاحب مبلغ کھاریاں (ربوہ) کے نوجوان فرزند نصیر اقبال صاحب چند دن کی علالت کے بعد ۲۹ مئی کو صبح سوا سات بجے وفات پا گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہمیں مخلصہ صاحب اور ان کے خاندان سے اس صدمہ میں دلی ہمدردی ہے۔ اللہ تعالے انہیں صبر جمیل عطا فرمائے۔ احباب سے جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔

LATHA
CHAR CHABI
CHAR SIKKA
CHAR CHIRAGH
POPLINS
SARHADDI
CHAR TOPE
28-THE POPLIN
MULS
28-THE MULMUL
VOILS
DACCA QUEEN

گالونی سرحد ٹیکسٹائل ملز نوشہرہ
کے نفیس پارچات
لٹھا
پاپلین
ململ
وائل
POPLINS, LATHA,
MULS, VOILS
LATHA
POPLINS
VOILS
گالونی سرحد ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ اسماعیل کوٹ نوشہرہ
TEXTILE MILLS LTD.
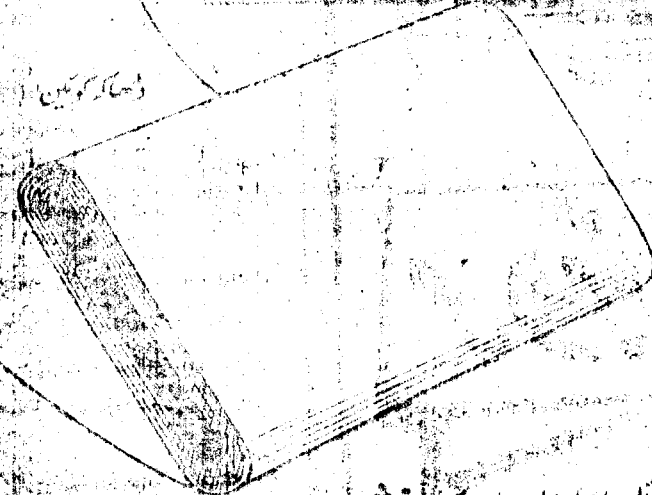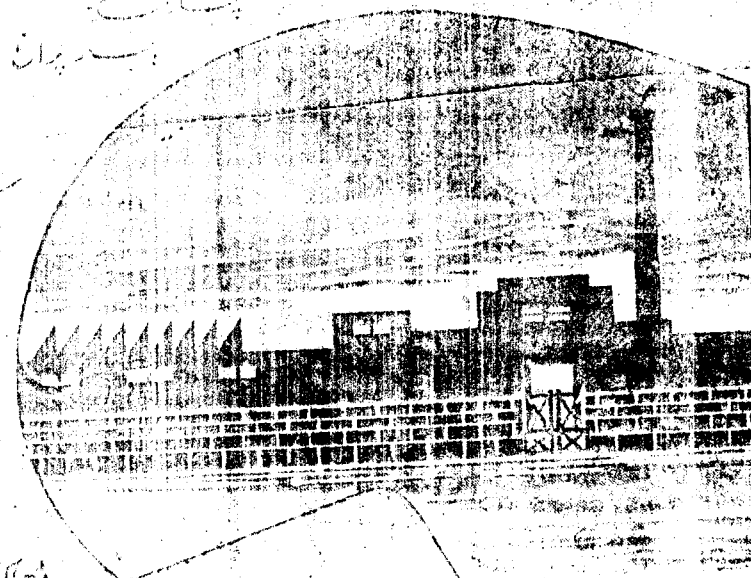
اخبار احمدیہ

جماعت کراچی کا قدم ترقی پر

کراچی سے شیخ عبدالحق صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ عیدالاضحیٰ کے موقع پر جماعت کو کل رقم مبلغ -/۳۲۷ وصول ہوئی اس سے صاف ثابت ہے کہ جماعت کا قدم خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے ترقی پر ہے - اس میں مولوی عبدالباسط (برادر مولوی عبدالمجید صاحب آف ووکنگ) اور میاں شیخ مقصود احمد صاحب کی رقوم شامل نہیں ہیں کیونکہ یہ ہر دو بزرگ حج بیت اللہ کے باعث کراچی سے باہر تھے - ایسا ہی خواجہ محمود صاحب یعیر کلکتہ بھی ان دنوں ووکنگ میں تھے اگر ان بزرگوں کا چندہ بھی شامل ہوتا - تو رقم مذکور میں معتد بہ اضافہ ہو جاتا - تاہم -/۳۲۷ روپے بھی اچھی رقم ہے جس سے جماعت کی مضبوطی کا کسی قدر علم ہو سکتا ہے - عیدالفطر کے موقعہ پر -/۲۵۰ روپے سے زائد فطرانہ بھی شامل تھا - اس لئے میرے نزدیک اس مقابلہ سے جماعت کی حالت خدا کے فضل و کرم سے تسلی بخش ہے -

(۲) یہاں پر ٹرنیڈاڈ گیانا کا ایک وفد مشتمل بر مولوی عبدالرحیم جگو صاحب - جناب حبیب اللہ صاحب اور بھائی عبدالغفور صاحب اور ان کی بیگم صاحبہ، ایک ہفتہ کے قریب ٹھہرا رہا - الحمد للہ ثم الحمد للہ - ان کی گفتگو سے یہ معلوم کر کے بہت خوشی ہوئی - کہ وہاں پر جماعت بہت مضبوط ہے

- - - - - - - - - - - - - - -

(۳) خانصاحب مولوی رحیم بخش صاحب جماعت کی ترقی اور باہر سے آنے والے مہمانوں کی خاطر مدارات کے سلسلہ میں گران قدر خدمات سرانجام دے رہے ہیں - اللہ تعالےٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے - خانصاحب کی ہستی جماعت کے لئے یہاں پر بہت مفید ثابت ہوئی ہے -

درخواست ہائے دُعا

(۱) خان مہر محمد خان سیال جو کہ جماعت کے سرکردہ رُکن ہیں اور جماعتی کاموں میں اکثر مالی قربانی کرتے رہتے ہیں ان کی بینائی بہت کمزور ہو چکی ہے اور عام طور پر شناخت نہیں کر سکتے - اور دماغی توازن اور حافظہ بھی کمزور ہے - عمر ۸۰ سال ہے احباب جماعت سے اپیل ہے کہ درد دل سے نمازوں میں ان کی کامل صحت اور درازیٔ عمر اور ان کی اولاد کی نیک تربیت کے لئے دعا کی جائے - خاکسار - حاجی اللہ رکھا -

(۲) ملک مذ حسین صاحب مقامی سیکرٹری جماعت لائلپور دل کے شدید دورہ کی وجہ سے صاحب فراش ہیں - ڈاکٹری ہدایت کے مطابق دو ماہ تک بستر پر رہیں گے - احباب کرام ان کی مکمل صحت یابی کے لئے دعا فرما دیں

(۳) چوہدری غلام ربانی صاحب آف کولیانہ کا لخت جگر چوہدری افضل باری صاحب جو کہ پیکجز لمیٹڈ ڈھاکہ میں ملازم ہیں - اچانک بیمار ہو گئے ہیں - احباب سلسلہ سے درخواست ہے کہ ان کی صحت کے لئے درد دل سے دعا فرمادیں - اس مقصد کیلئے چوہدری غلام باری صاحب نے مبلغ -/۱۵ روپے افضل باری صاحب کی طرف سے صدقہ انجمن کو عنایت فرمائے ہیں -

(۴) میرا بچہ عرصہ ایک سال سے بیمار ہے - اس کی صحت کے لئے احباب سلسلہ سے دُعا کا متمنی ہوں - (قاضی طارق محمود اوکاڑہ)

ضروری تصحیح

سابقہ اشاعت میں چوہدری بشیر احمد صاحب چک ۱/۴ – ۱۱ کی صاحبزادی کے نکاح کی خبر میں غلطی سے یہ لکھ دیا گیا کہ فریقین کی طرف سے ایک ایک سو روپیہ انجمن کو دیا گیا، یہ صحیح نہیں، صرف یکصد روپیہ فریقین نے انجمن کو عنایت کیا ہے -

دہبسرڈ ایل نمبر ۸۳۸

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

تار کا پتہ: تبلیغ لاہور

پیغام صلح لاہور

زرِ مبادلہ
پاک و ہند سے چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

مدیر: دوست محمد
مدیر معاون: بشیر احمد سوز

فی پرچہ: ۱۳ پیسے

جلد ۵۳ — یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۸ صفر المبارک ۱۳۸۵ھ — مطابق ۹ جون ۱۹۶۵ء — نمبر ۲۲

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفٰےؐ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بر و شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا۔
۲- کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۳- قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آیندہ ہوگی
۴- سب صحابہؓ اور ائمہ قابلِ احترام ہیں
۵- سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۶- اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

سچی خوشحالی سچی راحت کس طرح حاصل ہو سکتی ہے

کلمات طیّبات حضرت مسیح موعود علیہ السّلام

تم دیکھتے ہو کہ دولت مند زیادہ مال و دولت رکھنے والے ہر وقت خنداں رہتے ہیں مگر ان کی حالت جرب کے مریض کی سی ہوتی ہے جن کو کھجلانے سے راحت ملتی ہے لیکن اس تحارش کا آخری نتیجہ کیا ہوتا ہے؟ یہی کہ خون نکل آتا پس ان دنیوی اور عارضی کامیابیوں پر اس قدر خوش مت ہو کہ حقیقی کامیابی سے دور چلے جاؤ۔ بلکہ ان کامیابیوں کو خدا شناسی کا ایک ذریعہ قرار دو۔ اپنی ہمّت اور کوشش پر نازمت کرو اور مت سمجھو کہ یہ کامیابی ہماری کسی قابلیت اور محنت کا نتیجہ ہے۔ بلکہ یہ سوچو کہ اس رحیم خدا نے جو کبھی کسی کی سچی محنت کو ضائع نہیں کرتا ہے۔ ہماری محنت کو بارور کیا۔ ورنہ کیا تم نہیں دیکھتے کہ صدہا طالب علم آئے دن امتحانوں میں فیل ہوتے ہیں۔ کیا وہ سب کے سب محنت نہ کرنے والے اور بالکل غبی اور بلید ہی ہوتے ہیں؟ نہیں بلکہ بعض ایسے ذکی اور ہوشیار ہوتے ہیں کہ پاس ہونیوالوں میں سے اکثر کے مقابلہ میں ہشیار ہوتے ہیں۔ اس لئے واجب اور ضروری ہے کہ ہر کامیابی پر مومن خدا تعالیٰ کے حضور سجدات شکر بجالائے کہ اس نے محنت کو اکارت تو نہیں جانے دیا۔ اس شکر کا نتیجہ یہ ہوگا کہ خدا تعالیٰ سے محبت بڑھے گی اور ایمان میں ترقی ہوگی۔ اور نہ صرف یہی بلکہ اور بھی کامیابیاں ہوں گی۔ کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم میری نعمتوں کا شکر کروگے تو البتہ میں نعمتوں کو زیادہ کر دوں گا۔ اور اگر کفرانِ نعمت کروگے تو یاد رکھو عذاب سخت میں گرفتار ہوگے۔

(ملفوظات احمدیہ صفحہ ۳۲۶-۳۲۷)

بحرِ حکمت کے موتی

(مولینا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری)

جذبۂ خیر خواہی پیدا کرنے کی تلقین

حضرت نبی کریم صلعم کا ارشاد گرامی ہے :-

الدین النصیحۃ للّٰہ ولرسولہ ولائمۃ المسلمین وعامتھم عن جریر بن عبد اللّٰہ قال بایعت رسول اللّٰہ صلعم علی اقام الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ والنصح لکل مسلم۔

(البخاری کتاب الایمان)

دین خیر خواہی اور کامل اخلاص کا نام ہے اللہ کے لئے اور اس کے رسولؐ کے لئے اور عام مسلمانوں کے لئے اور ان کے اماموں کے لئے جریر بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت نبی کریم صلعم کی بیعت کی اس بات پر کہ میں نمازوں کو قائم رکھوں گا زکوٰۃ ادا کرتا رہوں گا اور ہر ایک مسلمان کا خیر خواہ اور مخلص رہوں گا۔

حضرت مسیح موعود نے بھی اپنے بیعت کنندگان سے یہ عہد لیا:-

"چہارم یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے نہم یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔"

(باقی بر صفحہ ۲ کالم ۳)

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
(حضرت مسیح موعودؑ)

گھانا (نائجیریا)

ترجمہ خط از ابیبی عبد اللہ گھانا - نائجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں یہ خط لکھتے ہوئے ازحد خوشی محسوس کرتا ہوں - ازراہِ کرم آپ میری اشاعت اسلام میں مدد کریں اور چند اسلامی کتابیں ارسال فرمائیں -

میں عربی اور انگریزی بخوبی پڑھ سکتا ہوں - میں نے آپ کی کتابیں اپنے ایک دوست کے پاس دیکھیں ان میں سے ایک کتاب اسی نے مجھے مطالعہ کے لئے دی - میں اس کو پڑھ کر بہت خوش ہوا ہوں - خدا تعالےٰ آپ پر رحمتیں نازل کرے -

(لٹریچر ...... اور جواب بھیجدیا گیا -

—————(۲)—————

ترجمہ خط الحاج - اے - آر - اے - امام الیشا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کے ارسال کردہ پمفلٹس اور سرٹیفکیٹ مل گئے اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا اجرِ عظیم دے - آمین

الحمد للہ میں آپ کی جماعت میں شامل ہو گیا ہوں اور خدا تعالےٰ کا بڑا احسان ہے کہ میں نے اس دفعہ مکہ اور مدینہ کا حج کر لیا ہے -

میں بہت مشکور ہوں گا جماعت اس دفعہ مجھے قرآن کریم انگریزی ارسال کرے تاکہ اس ذریعہ سے [illegible] کی اشاعت نائجیریا - الیشا اور اپنے گاؤں میں کر سکوں - اور اگر ہو سکے بقیہ حدیث کی کتاب بھی ارسال فرمایئے -

(ان کو ونگ تھاٹس آف پرافٹ محمدؐ بھیجی گئی اور خط کا جواب دیا گیا -)

—————(۳)—————

ترجمہ خط از آر اولو گیلے ٹریننگ کالج شمالی

میں یہ خط آپ کو پہلی دفعہ لکھ رہی ہوں - میں نائجیریا کے کالج کی طالبہ ہوں اور عیسائی خاندان سے ہوں -

میں نے کالج میں ۱۹۶۳ء میں داخلہ لیا - اور میری ایک ہم جماعت سے دوستی ہو گئی اور وہ مسلمان ہے اور اس مسلمان لڑکی نے مجھے اسلام قبول کرنے کے لئے کہا اور وہ کامیاب ہو گئی - اور میں نے مسلمان مذہب قبول کر لیا - میرے مسلمان ہونے سے میرے عیسائی بھائی بہت خفا ہوئے - کیونکہ ان کو ہرگز یہ توقع نہ تھی کہ یہ مسلمان ہو جائے گی - میں نے اس لڑکی کو اپنی تکلیفات بتائیں .... خدا کو ایسا ہی منظور تھا -

میں اب قرآن پڑھنا چاہتی ہوں - اس لئے آپ مجھے انگریزی ترجمۃ القرآن اور کچھ پمفلٹس ارسال کریں -

اگر آپ مجھے قرآن شریف ارسال کریں گے تو اس کا اثر دوسروں پر بھی پڑے گا اور مزید طالبات اسلام میں داخل ہونگی

(ان اسلام دی ریلیجن آف ہیومینیٹی - پرافٹ آف اسلام سیئنگس آف دی من ان اسلام بھیجی گئیں - اور خط کا جواب دیا گیا)

برٹش گیانا

ترجمہ خط شیخ ہارون - برٹش گیانا -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کے ارسال کردہ مکتوب گرامی کا شکریہ - اللہ تعالیٰ آپ کی عمر دراز کرے اور مزید کتابیں لوگوں کے فائدے کے لئے لکھ سکیں - آپ بالکل محسوس نہ کریں کہ برٹش گیانا کے لوگ آپ کو بھول گئے ہیں - ہمارے دل میں آپ کی بہت قدر ہے - جب ہم آپ کی کتابوں کا مطالعہ کرتے ہیں ہم ہمیشہ اللہ تعالےٰ سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی زندگی تا قیامت رکھے -

مہربانی فرما کر میرے لئے انگریزی میں گوشت خوری کے متعلق ہندو کتابوں میں سے حوالے لے کر ایک کتاب تصنیف کریں کیونکہ اس دفعہ مجھے خدشہ ہے کہ میرا مقابلہ ہندوؤں سے ہو گا -

اور میں نے آپ سے التماس کی تھی کہ مہربانی فرما کر آئینہ حق نما کا انگریزی ترجمہ کریں تاکہ دنیا میں لوگوں کو سوامی دیانند کی کمزوری معلوم ہو سکے - جواب جلدی دیں

(ان کو آئینہ حق نما بھیجی گئی اور خط کا جواب دیا گیا)

بحرِ حکمت کے موتی ——— (بقیہ از صفحہ اوّل)

انبیاء علیہم السلام جو دنیا کے لئے اصلی اور حقیقی ناصح ہوتے ہیں اُن کے کامل متبع ہونے کی حیثیت سے حضرت مسیح موعودؑ نے بھی اسی رنگ کو اختیار کرتے ہوئے مندرجہ ذیل الفاظ میں اپنے ناصح ہونے کا اعلان فرمایا ہے -

"ہمیں کچھ کیں نہیں بھائیو نصیحت ہے غریبانہ
کوئی جو پاک دل ہووے دل و جاں اس پہ قرباں ہے"

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۹ جون ۱۹۶۵ء

الفضل کا مخلصانہ مشورہ

(۴)

کچھ دن ہوئے ہفت روزہ "چٹان" نے جماعت احمدیہ کو "ایک متنبی کی امت" کا خطاب دیتے ہوئے پاکستان میں اس کے وجود کو "اسلام کے رخسار نازک پر ایک طمانچہ" قرار دیا تھا، جس کے جواب میں ہم نے حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات سے یہ واضح کیا تھا کہ آپ کا دعوٰے نبی ہونے کا نہیں اور اگر ان کی جماعت کا ایک فریق ان کو مدعی نبوت قرار دیتا ہے تو اس کی ذمہ داری ان پر عائد نہیں ہوتی ا جیسے عیسائیوں کے عقیدہ ابنیت کی ذمہ داری حضرت عیسٰے پر عائد نہیں ہوتی، اس کے ساتھ ہی ہم نے قادیانی دوستوں کی خدمت میں بھی یہ عرض کیا تھا کہ :۔

"جس حالت میں حضرت مسیح موعودؑ کا یہ کھلا ارشاد ہے کہ چونکہ ایسے لفظوں سے جو محض استعارہ کے رنگ میں ہیں اسلام میں فتنہ پڑتا ہے اور اس کا نتیجہ سخت بد نکلتا ہے اس لئے اپنی جماعت کی معمولی بول چال اور دن رات کے محاورات میں یہ لفظ نہیں آنے چاہئیں اور دلی ایمان سے سمجھنا چاہیئے کہ نبوت آنحضرت صلعم پر ختم ہو گئی" اور ان کے موجودہ خلیفہ صاحب بھی کھلی عدالت میں یہ اعتراف کر چکے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کا ماننا جزو ایمان نہیں تو پھر وہ کیوں ایسے الفاظ استعمال کر کے اور نہ ماننے والوں کو کافر قرار دے کر اسلام میں فتنہ پیدا کرتے ہیں"

"الفضل" نے ہماری اس عرضداشت کو اپنے "مخلصانہ مشورہ" میں نقل کر کے اس پر جو ریمارک کئے ہیں وہ بھی سن لیجئے اور اس اخلاص کی داد دیجئے جو اس مشورہ کی تہ میں پنہاں ہے۔ ارشاد فرماتے ہیں :۔

"اس میں جس دسیسہ کاری سے کام لیا گیا ہے وہ ظاہر ہے، احمدی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نصیحت پر ہمیشہ ہی عامل رہے ہیں اور انہوں نے محض غیر مبائعین کی غلطی کو دور کرنے کے لئے اگر لکھا ہے تو لکھا ہے"

فرمایئے مندرجہ بالا تحریر میں کونسی دسیسہ کاری سے کام لیا گیا، کیا حضرت مسیح موعود کی تحریر جو ہم نے پیش کی ہے وہ غلط ہے ؟ یا خلیفہ صاحب ربوہ کے جس بیان کا ہم نے حوالہ دیا ہے وہ صحیح نہیں ؟ آخر اس "دسیسہ کاری" کی وضاحت تو کی ہوتی، جو مندرجہ بالا تحریر کی بناء پر ہماری طرف منسوب کی گئی ہے۔ آپ تو خود کہتے ہیں :۔

"احمدی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نصیحت پر ہمیشہ ہی عامل رہے ہیں"

تو پھر اس میں دسیسہ کاری کیسی ؟ اور یہ بھی فرما دیجئے کہ حضرت مسیح موعود کی نصیحت پر ہمیشہ عامل رہنے سے آپ کی کیا مراد ہے؟ ہم تو نہیں کہتے لیکن آپ خود سوچ لیجئے کہ دن رات "نبی" "نبی" پکارنے والی قوم اگر یہ کہے کہ ہم ہمیشہ حضرت مسیح موعودؑ کی اس نصیحت پر عامل رہے ہیں کہ :۔

"اپنی جماعت کی معمولی بول چال اور دن رات کے محاورات میں یہ لفظ نہیں آنے چاہئیں"

تو دسیسہ کاری سے وہ کام لے رہی ہے یا ہم ؟ رہی ہماری "غلطی" جس کو دور کرنے کے لئے آپ نے "اگر لکھا ہے تو لکھا ہے" تو بہتر ہوتا کہ آپ اس غلطی کو بھی واضح کر دیا ہوتا، کیا یہ کہنا ہماری غلطی ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ پر لفظ نبی کا استعمال استعارہ اور مجاز کے طور پر ہوا ہے، جیسا کہ انہوں نے مندرجہ بالا تحریر میں بھی واضح کیا ہے اور آخری کتاب حقیقۃ الوحی میں بھی لکھا ہے کہ سمیت **نبیا علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقت** یا کیا یہ کہنا غلطی ہے کہ مجاز کو حقیقت نہ بناؤ۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کو حقیقی معنوں میں نبی قرار نہ دو ؟ پھر کیا یہ کہنا غلطی ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کا دعوٰے محدث اور مجدد ہونے کا ہے اور امتی نبی کے لفظ محدثیت کے معنوں میں انہوں نے استعمال کئے ہیں ؟ جیسا کہ لکھا ہے :۔

"سو یہ بات کہ اس کو (مسیح موعودؑ کو) امتی بھی کہا اور نبی بھی اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دونوں شانیں امتیت اور نبوت کی اس میں پائی جائیں گی جیسا کہ محدث میں ان دونوں شانوں کا پایا جانا ضروری ہے لیکن صاحب نبوت تامہ تو صرف ایک شان نبوت ہی رکھتا ہے غرض محدثیت دونوں رنگوں سے رنگین ہوتی ہے" (ازالہ اوہام صفحہ ۵۳۳)

پھر کیا یہ کہنا غلطی ہے کہ ظلی نبوت اصلی اور حقیقی نبوت نہیں ہوتی، جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ خود فرماتے ہیں :۔

"میری نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ظل ہے نہ کہ **اصلی نبوت**" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۰ حاشیہ)

پھر کیا یہ کہنے میں ہم غلطی کر رہے ہیں کہ نبی کا نام محض اعزاز کے طور پر حضرت مسیح موعود کو دیا گیا جیسا کہ لکھا ہے :۔

"یہ صرف خدا تعالٰے کی طرف سے **ایک اعزازی نام ہے** جو آنحضرت صلعم کی اتباع سے حاصل ہوا"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۸۸)

پھر کیا یہ کہنا غلط ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ پر وحی نبوت نہیں، وحی ولایت نازل ہوتی تھی، جیسا کہ آپ کا ارشاد ہے :۔

"وحی نبوت نہیں بلکہ **وحی ولایت** جو زیر سایہ نبوت محمدیہ اور باتباع آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم اولیاء اللہ کو ملتی ہے اس کے ہم قائل ہیں" (مجموعہ اشتہارات حصہ سوم صفحہ ۲۲۳)

اور فرمایا :۔

"میں نے دیکھا ہے کہ اس وحی کے وقت جو برنگ وحی ولایت میرے پر نازل ہوتی ہے ایک خارجی اور شدید الاثر تصرف کا احساس ہوتا ہے"

(برکات الدعا صفحہ ۱۴)

اور یہ بھی فرمایا کہ :۔

"کیا کبھی دنیا میں یہ ہوا کہ کاذب کو خدا تعالٰی ایسی مدد دے کہ وہ گیارہ برس سے خدا تعالٰی پر افتراء کر رہا ہے کہ اس کی وحی وحی ولایت ہے اور وحی محدثیت میرے پر نازل ہوتی ہے اور خدا تعالٰے اس کی رگ جان نہ کاٹ دے"

(مجموعہ اشتہارات حصہ دوم صفحہ ۱۶۴)

آخر ہمیں بتایا جائے کہ ان میں سے کونسی بات ہے جس کو ہماری غلطی قرار دیا جا سکتا ہے اور جس کو دور کرنے کے لئے آپ نے "اگر لکھا ہے تو لکھا ہے" اور لکھا کیا ہے ؟ اس پر ہم آیندہ اشاعت میں روشنی ڈالیں گے انشاء اللہ تعالٰی۔

اخبار احمدیہ

انتقال پُر ملال

——— یہ خبر نہایت افسوس کے ساتھ سنی جائے گی ہمارے محترم دوست شیخ برکت اللہ صاحب (سیالکوٹ) کی اہلیہ محترمہ گزشتہ ۲ جون ۱۹۶۵ء کو ایک طویل علالت کے بعد وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ شیخ نیاز احمد صاحب مرحوم وزیر آبادی کی صاحبزادی تھیں .... اور اپنے جلیل القدر والد کی طرح بڑی خوش اخلاق، نیک اور پارسا خاتون تھیں، دعا ہے اللہ انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ ہمیں مرحومہ کے تمام خاندان سے اس صدمہ میں دلی ہمدردی ہے۔ گزشتہ جمعہ حضرت امیر ایدہ اللہ کی قیادت میں مرحومہ کا جنازہ غائبانہ پڑھا گیا۔ بیرونی احباب سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

پیغام صلح کا ایڈیٹوریل

محترم محمد الرحمٰن صاحب سیکرٹری جماعت پشاور لکھتے ہیں :۔

"آپ کا ۱۲ مئی کے اخبار کا ایڈیٹوریل پڑھ کر دل سے دعائیں نکل رہی ہیں کہ اللہ تعالٰی آپ کو لمبی عمر عطا فرمائے تاکہ سلسلہ کی زیادہ سے زیادہ خدمت کر سکیں، بہت ہی خوب لکھا ہے اور ایسا مدلل اور مسکت، اللہ تعالٰی جزائے خیر دے"

درخواست دعا

——— الحاج شیخ مولا بخش صاحب مل اونر پانچ والی مل لائلپور کا صاحبزادہ حفیظ الرحمٰن بعارضہ دمہ سخت بیمار ہے۔ (۲) ملک نذر حسین صاحب ملک آٹا مل لائلپور بعارضہ قلب صاحب فراش ہیں (۳) خواجہ طاہر صاحب ایڈووکیٹ لاہور کی اہلیہ ٹرک کے حادثہ میں شدید زخمی ہو کر میو ہسپتال میں داخل ہیں۔

شیخ غلام قادر صاحب مرحوم کے متعلق تعزیتی پیغامات

آہ! شیخ غلام قادر صاحب رح

- انا للہ و انا الیہ راجعون -

(از الحاج شیخ میاں محمد صاحب)

تمہیں مردہ کہوں کیونکر کہ تم زندوں میں زندہ ہو
تمہاری نیکیاں زندہ تمہاری خوبیاں باقی!

جن لوگوں کا نام آسمان پر روشن ہو جاتا ہے ان کے مٹی تلے دفن ہو جانے پر بھی ان کی زندگی میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ شیخ غلام قادر صاحب مرحوم و مغفور علیہ الرحمۃ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے خاموشی سے خدا کے نام کو دنیا کے کناروں تک پہنچایا اور جو لوگ خدا کے نام کو بلند کرتے ہیں ان کا روشن نام رہتی دنیا تک قائم رہتا ہے۔ حضرت امیر مرحوم علیہ الرحمۃ کی وفات کے بعد میں نے شیخ صاحب مرحوم و مغفور سے درخواست کی کہ جو کام آپ کچھ عرصہ سے بذریعہ خط و کتابت اور ترسیل لٹریچر بلادِ غیر میں تبلیغ اسلام کا کر رہے ہے اسکو زیادہ مؤثر رنگ میں اور تمام وقت اسی کے لئے قربان کرنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ یہ واقعہ اکتوبر ۱۹۵۱ء کا ہے۔ انہوں نے بڑی خوشی اور انشراح صدر سے میری درخواست کو منظور فرمایا اور تادمِ زیست بڑی مستعدی اور مضبوطی سے اس مبارک بوجھ کو اٹھائے رکھا۔ اور جب پیغام صلح کے پرچہ کا صفحہ قارئین کرام کے سامنے آتا تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ شعر

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا

نظروں کے سامنے آتا تو احساس ہوتا تھا کہ خدا تعالےٰ کی اس مشیت کو پورا کرنے میں محترم شیخ صاحب مرحوم کس قدر ولولہ اور جنون کا ثبوت دیتے ہیں۔

گذشتہ سالانہ جلسہ پر جو مندوبین ممالک غیر سے تشریف لائے تھے انہوں نے تبادلہ خیالات کے وقت ذکر کیا کہ ہم تو سمجھتے تھے کہ شیخ غلام قادر صاحب بڑے مضبوط اور صحت مند اور توانا اور بہت بڑے سند یافتہ عالم انسان ہوں گے کیونکہ جس رنگ میں انہوں نے دنیا کے کناروں تک خدا اور خدا کے رسولؐ کا نام بلند کیا اس کی نظیر بہت کم ملتی ہے ایک گمنام سی جگہ میں بیٹھ کر دنیا کے مختلف ممالک میں جماعتیں پیدا کر دیں اور وہ عظیم الشان کام کر کے دکھایا جو کام مبلغوں سے بھی نہ ہو سکا۔ گو انہوں نے بے شمار روپیہ اور بے شمار سامان کے ساتھ مشن گھر کھولے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ خدا تعالےٰ کا کوئی خاص ہاتھ آپ کے ساتھ کام کر رہا تھا۔ جو وہ مرنجان مرنج خاموشی اور بے نفسی سے کلمۂ حق کے پہنچانے میں منہمک رہے۔ وہ تو اس مقام پر پہنچ گئے جو خدا کے نام کو بلند کرنے والوں کو ملتا ہے لیکن قوم اور وہ لوگ جن کو خط و کتابت سے فائدہ پہنچتا تھا وہ محروم ہو گئے۔

پہلے یہی کام جناب بابو منظور الٰہی صاحب مرحوم و مغفور کرتے تھے۔ انکی وفات پر ہم لوگ مایوس تھے کہ ان کی جگہ کون سنبھالے گا۔ لیکن خدا تعالےٰ کی جب مشیت ہو جاتی ہے تو کام کرنے والے بھی پیدا ہو جاتے ہیں، یہ مشیت ایزدی ہے کہ اسلام کا غلبہ دنیا پر قائم ہو جائے تو یہ تو ہو کر رہے گا خدا تعالےٰ چاہے گا تو شیخ صاحب مرحوم کی جگہ کوئی درد دل رکھنے والا انسان پیدا ہو جائے گا۔ گو بظاہر کوئی سامان نظر نہیں آتا لیکن تصرفات الٰہی کے آگے کچھ بعید نہیں۔ دعا ہے کہ خداوند کریم ... کی روح کو اس صدقہ جاریہ کا جو وہ اپنے عمل سے قائم کر گئے ہیں اور ایک دروازہ کھول گئے ہیں ثواب ملتا رہے اور اس دین کے لئے ہاں اس دین کے لئے جس کی تڑپ ہمارے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سینہ مبارک میں تھی ایک پائیدار نمونہ قائم کر گئے ہیں خدا تعالےٰ بعض اوقات ایک لکڑی سے بھی وہ کام لے لیتا ہے جو بڑے سامانوں سے بھی نہیں ہو سکتا اور اس کی رحمت سے کچھ بعید نہیں کہ وہ ہم میں سے کسی کو کھڑا کر دے جو شیخ صاحب کے کام کو جاری رکھ سکے گو ایسے انسان جو اپنی زندگی کو اسلام کی اشاعت کے لئے قربان کر دیتے ہیں اور عسر اور یسر میں جنون کے ساتھ کام میں لگے رہتے ہیں ان کا ملنا بہت محال ہے اس لئے میں بارگاہ الٰہی میں بڑے عجز اور نیاز کے ساتھ دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ ہم میں سے کسی کو اس کام کے لئے چن لے کیونکہ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے ومن احسن قولاً ممن دعا الی اللہ۔ اس سے بڑھ کر کوئی کام دنیا کے اندر نہیں کہ خدا کا نام بلند کیا جائے اور یہی احمدیت کا طغرائے امتیاز ہے۔

بابو غلام قادر ڈار صاحب کے خصائل حسنہ

(محترمہ زمرد رمضان از راولپنڈی)

آہ جمعہ کے روز بابو غلام قادر ڈار صاحب کی غائبانہ نماز جنازہ نے دل پر کس قدر اثر کیا بیمار تو وہ مدتوں سے چلے آ رہے تھے مگر بیماری سے جو مقابلہ انہوں نے کیا وہ صرف انہی کا کام تھا۔ ان کی اپنے کام میں باقاعدگی اس بڑھاپے اور کمزوری میں دوسروں کو احساس ہی پیدا نہ ہونے دیتی کہ وہ زیادہ بیمار ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آخری ایام بیماری کا مجھے علم بھی نہ ہو سکا اور ان کی اچانک موت کی خبر نے دل کو انتہائی رنجیدہ کیا یہ بزرگ ہستی کتنی شفیق اور مخلص تھی اس کا اندازہ ان کے ملنے والوں کو ہوگا عزیز رشتہ دار تو بہر عزیز ہوتے ہی ہیں مگر ہر ملنے والا انہیں اپنے ہی سمجھتا تھا جیسے وہ اسی کے ہمدرد اور مشفق ہیں۔ آج سے تقریباً ایک ڈیڑھ ماہ پہلے تک وہ نماز کی ادائیگی کے لئے مسجد کے صحن میں گذرتے ہوئے نظر آتے تھے تو دل خود بخود ان کی صحت و درازی عمر کی دعا مانگتا وہ کبھی کبھی ہفتہ عشرہ کے بعد ضرور رحمانخانہ کے اوپر کے کمرہ میں جہاں ہماری رہائش ہے ملنے کے لئے تشریف لے آتے۔ بڑی تسلی اور نیکی کی باتیں سمجھاتے جب کبھی تنظیم خواتین کا جلسہ ہوتا عموماً ضرور پوچھنے آتے کہ کیسا رہا۔ اگر مجھے کوئی پریشانی ہوتی یا شکوہ ہوتا کہ عورتیں باوجود بلانے کے کم ہی آتی ہیں تو مجھے فرماتے "کام کرتی چلی جاؤ۔ انسان کا فرض یہی ہے خدا اپنے کام خود کروا لیتا ہے۔ گھبرانا نہیں تم دیکھو گی خدا کس قدر اسباب خود مہیا کر دیتا ہے"۔ اور واقعی ہر دفعہ مجھے ان کے کہے ہوئے الفاظ پورے ہوتے دکھائی دیئے۔ آج ان کی غیر موجودگی میں مجھے یہ احساس ہوتا ہے۔ کہ ایسی محبت آمیز اور حوصلہ بڑھانے والی تسلیاں اب کون دے گا۔

میں ہمیشہ جب کبھی کسی کام میں اپنے آپ کو سست دیکھتی یا مجبور دیکھتی اور خیال کرتی کہ کام کی زیادتی ہے یا گھر کی ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ کچھ طبیعت کی بھی خرابی ہے تو مجھے بابو صاحب کی پامردی اور بیمار زندگی کی انتھک کوشش کا تصور تمام مجبوریوں کی زنجیروں کو توڑ دیتا۔ کبھی کہ اگر نماز کی پابندی کی تلقین کرنی ہوتی اور وہ کوئی مجبوری پیش کرتا تو میں ہمیشہ اس کے سامنے بابو صاحب مثال رکھتی اور اس کو لاجواب ہونا پڑتا۔ خود اپنے نفس کو بھی وہی ہستی دکھائی۔ آہ

سب کہاں کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہو گئیں
خاک میں کیا صورتیں ہوں گی کہ پنہاں ہو گئیں

سب سے پہلے میری بابو صاحب سے ملاقات بہن فاطمہ حکیم کے ذریعہ ہوئی وہ ان کی بڑی معتقد ہیں! اس وقت بھی انہوں نے بڑی حکیمانہ باتیں بیان کیں میں نے پوچھا بابو صاحب دل بہت چاہتا ہے کہ ہم یہ کریں وہ کریں مگر نیک لوگوں کی طرح ہم سے کوئی کام نہیں ہو سکتا۔ ... عمل اور کامیابی دونوں مفقود ہیں وہ کیسے لوگ تھے اور ہم میں وہ چیز کیوں پیدا نہیں ہوتی ہم دیکھتے ہیں کہ مذہب سے دوری ہی دوری اور بے دلی ہی بے دلی ہے۔ فرمانے لگے بیٹا گھبرانا نہیں چاہیئے نیک نیت ہو کر کام کرتے رہنا چاہیئے۔ گلاس، جگ، صراحی اور مٹکے میں جتنا حجم ہوتا ہے اتنا ہی اس میں پانی آتا ہے بس خدا جتنا جس سے کام لینا چاہتا ہے اس کو وہ قوت دیتا ہے ہاں نیک کوشش میں لگے رہنا ہی اس کا حکم ہے۔

(باقی رصفحہ ۱ کالم ۳)

اسلام اور کعبۃ اللہ کی حفاظت کے لئے اللہ تعالیٰ کی معجز نما قدرت نمائی

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۴ر جون ۱۹۶۵ء۔ فرمودہ حضرت امیر قوم مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام جامع احمدیہ بلڈنگس لاہور

الم تر کیف فعل ربک باصحاب الفیل ۔ الم یجعل کیدھم فی تضلیل ۔ وارسل علیھم طیرا ابابیل ۔ ترمیھم بحجارۃ من سجیل ۔ فجعلھم کعصف ماکول ۔ (سورۃ الفیل)

رسول کریم صلعم کی مشکلات

صلعم کو ختم کرنا چاہتے تھے۔ آپ کی جماعت کو برباد کرنا اور آپ کے دین کو مٹانا چاہتے تھے۔ قبائل عرب کی طاقت بہت بڑی تھی۔ اور ان کے دلوں کے اندر غیرت اور انتقام کی آگ بھڑک اٹھی تھی کہ ہمارے بتوں کی مخالفت کرنے والا ہماری آنکھوں کے سامنے زندہ نظر آتا ہے۔ اس سے گھر گھر، قبیلہ قبیلہ میں آگ لگا رکھی ہے اس کو ختم کرنا چاہیئے دشمن کے پاس طاقت ہے۔ جمعیت ہے۔ لاؤ لشکر ہے۔ ایسی حالت میں حضور صلعم اور آپ کے ساتھیوں کو سخت خطرہ درپیش ہے۔ اگر خطرہ لاحق نہ ہوتا تو آپ کے ساتھی دو دفعہ بھاگ کر حبشہ کی طرف نہ جاتے۔ اور اگر خطرہ لاحق نہ ہوتا تو تیسری دفعہ جان بچانے کے لئے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت نہ کرتے۔ غرض چاروں طرف دشمن ہی دشمن تھے۔

آنحضرت صلعم کی تسلی کے لئے اصحاب فیل کے واقعہ کا ذکر

ان حالات میں حضرت صلعم کی تسلی کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ سورۃ شریفہ نازل فرمائی۔ فرمایا الم تر کیف فعل ربک باصحاب الفیل۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا تھا۔ یہ آپ کی پیدائش سے پہلے کا واقعہ ہے کہ مکہ پر ایک بھاری لشکر نے چڑھائی کی تھی۔ اس لشکر کے ساتھ بارہ ہاتھی بھی تھے۔ عربوں نے ہاتھی نہیں دیکھے تھے۔ پنجاب میں بھی ہاتھی کبھی کبھی نظر آجاتا ہے تاہم لوگ اس عجیب جانور سے ڈرتے ہیں۔ اہل مکہ نے جب بھاری لشکر ہاتھیوں کا آتے ہوئے دیکھا تو مارے خوف کے وہ پہاڑیوں پر چڑھ گئے۔ یہ واقعہ تو آپ کی پیدائش سے پہلے کا تھا اس پر چالیس سے زیادہ سال گذر چکے تھے تاہم فرمایا کیا تو نے اس واقعہ کو نہیں دیکھا۔ دیکھنے کا مطلب یہ ہے کہ یہ ایک ایسا مشہور واقعہ ہے جس کو سارا عرب جانتا ہے ہاتھیوں کا آنا اور اہل عرب کے مقدس معبد یعنی کعبۃ اللہ کو منہدم کرنے کے لئے آنا کس کو معلوم نہ تھا اور کون اس اہم تاریخی امر کو فراموش کر سکتا تھا اس لئے فرمایا گیا آپ کے سامنے یہ امر نہیں ہے کہ تیرے رب نے اس کثیر لشکر کے ساتھ اور ہاتھیوں کے ساتھ کیسا معاملہ کیا تھا۔

کہ جس رب نے آپ کو رسالت دے کر مبعوث فرمایا ہے اور دین دیا ہے جس کا مرکز کعبۃ اللہ ہے اور اس دین کی تعلیم کی وجہ سے دنیا جہان کے لوگوں کو کعبۃ اللہ میں جمع کیا جائیگا یعنی جس طرح پہلے کعبۃ اللہ کی حفاظت کی وہی اس دین کی بھی حفاظت کرے گا۔ کیف یہ کیفیت کی بات ہے کہ کثیر لشکر اور ہاتھی جن کا مقابلہ کرنا ممکن نہ تھا اور جن کی وجہ سے اہل مکہ کے سامنے بربادی و ہلاکت سامنے آکھڑی ہوئی تھی وہ کس طرح برباد کر دیئے گئے ایسا کرنے سے خدا تعالیٰ نے ان کا منصوبہ خاک میں ملا دیا تھا۔ چنانچہ فرمایا الم یجعل کیدھم فی تضلیل۔

عیسائیوں کا منصوبہ

عیسائیوں کا منصوبہ تھا کہ مکہ جو تجارت کا مرکز ہے۔ کعبۃ اللہ کی وجہ سے یہاں رونق ہے۔ اس کعبۃ اللہ کے بجائے صنعا میں ایک گرجا بنایا جائے ان کا خیال تھا۔ یہ بیت اللہ تو ایک معمولی کوٹھا ہے۔ ہم ایسا گرجا بنائیں گے کہ سارا عرب ہماری طرف آجائے گا۔ یہ انکی کید ہے۔ کید باریک تدبیر اور ہوشیاری اور چالاکی کے منصوبہ کو کہتے ہیں، ان کا خیال تھا کہ وہ عزت اور شرف جو کعبہ کو حاصل ہے وہ اس گرجا کو حاصل ہوگی۔ چنانچہ صنعا میں گرجا کی تعمیر کی گئی۔ سفید سنگ مرمر اور مختلف رنگوں کے دوسرے سنگ مرمر اور مختلف قیمتی پتھروں سے اسے بنایا گیا اور اس پر روپہلی اور سنہری کام کیا گیا۔ بلندی اس قدر تھی کہ دیکھنے والے کی ٹوپی گر جاتی۔ غرض وہ گرجا نہایت شان و شوکت کا منظر پیش کرتا تھا یہ خیال کیا گیا کہ اس کی وجہ سے مکہ کے بجائے لوگ صنعا کی طرف رُخ کریں گے۔

آگ سے گرجا کی تباہی

خدا تعالیٰ نے اپنے بندوں کی نصرت و حمایت کئی رنگوں میں کی ہے۔ بدر کی لڑائی میں بارش نے دشمنوں کو شکست دے دی۔ احزاب کی لڑائی میں بڑی تیز و تند آندھی نے مخالفین کے چھکے چھڑا دیئے اور وہ بھاگ نکلے۔ اس گرجے کو جلانے کے لئے اسی خدا نے آگ کو حکم دیا جس سے یہ گرجا جل کر خاک کا ڈھیر بن گیا۔

اہل عرب کے لئے شرف کا باعث ہے اور ان کی اقتصادیات کو فروغ دیتا ہے مسمار کر دوں گا چنانچہ وہ لشکر جرار کے ساتھ ہاتھی بھی لے کر آیا۔

اہل مکہ کا خوف اور عبد المطلب کی بہادری اور ایمان

غنیم کی اس دہشت ناک چڑھائی کو دیکھ کر اہل مکہ خائف ہو کر پہاڑوں پر جا چڑھے صرف عبد المطلب شہر میں مقیم رہے۔ یہ غیر معمولی شجاعت کے مالک تھے۔ ان کو ایمان کی دولت بھی حاصل تھی لکھا ہے کہ جس طرح حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غار حرا میں عبادت کے لئے جایا کرتے تھے۔ حضور کی پیدائش سے بہت پیشتر عبد المطلب بھی غار حرا میں جا کر عبادت کیا کرتے تھے۔ اس ملک میں جہاں شراب ہے۔ جوا ہے۔ ڈاکہ ہے معصیت اور بد خلقی ہے بدکرداری ہے، ایسے ماحول میں عبد المطلب پاکی اور طہارت کی زندگی بسر کرتے تھے۔ حرم الخمر علیٰ نفسہ انہوں نے اپنے اوپر شراب حرام کر رکھی تھی۔ وکان عبد المطلب مستجاب الدعوۃ۔ خدا ان کی دعاؤں کو شرف قبولیت بخشتا تھا۔

ابرہہ سے عبد المطلب کی گفتگو

تو اس وقت جب دہشت پھیلی ہوئی تھی اور ابرہہ کے لشکر نے لوٹ مار شروع کر دی تھی۔ دو دو سو اونٹ عبد المطلب کے پکڑ کر لے گئے۔ عبد المطلب بڑے ہی بارعب اور وجیہہ انسان تھے اور وہ اس وادی کے سردار تھے۔ بلند کردار اور بڑے اخلاق کے مالک تھے ابرہہ نے بھی اُن کے متعلق بہت کچھ سُن رکھا تھا۔ جب عبد المطلب ابرہہ کے پاس گئے اور اپنے اونٹ طلب کئے۔ تو ابرہہ نے کہا کہ میں نے تمہارے متعلق بہت کچھ سُن رکھا تھا لیکن اس درخواست کی وجہ سے آپ میری نظروں سے گر گئے۔ میں تو تمہارے کعبہ کو اور تمہارے دین کو مٹانے کے لئے آیا ہوں اور تمہیں اپنے اونٹوں کی پڑی ہوئی ہے۔ عبد المطلب نے جواب دیا۔ انا

رب الابل ۔ میں تو صرف اونٹوں کا مالک ہوں ۔ وان للبیت ربا سیمنعہ ۔ کعبہ کا بھی رب اور مالک ہے وہ خود اس کی حفاظت کرے گا ۔ ابرہہ نے کہا کہ آج وہ خدا اپنے گھر کی حفاظت نہیں کر سکتا ۔ عبدالمطلب نے جواب دیا انت وذالک ۔ یعنے تم جانو اور خدا ۔

عبدالمطلب کی دعا

اس کے بعد عبدالمطلب واپس آ گئے انہوں نے کعبۃ اللہ کا حلقہ پکڑا اور جناب الٰہی میں یوں زاری کی

لاھم ان المرء یمنع رحلہ فامنع رحالک
وانصر علی آل الصلیب وعابدیہ الیوم آلک
لا یغلبن صلیبہم ومحالہم ابدا محالک
یا رب لا ارجو لہم سواکا
یا رب فامنع حماکا

...... یعنے تجھے کیا ڈر ہے جبکہ انسان کا بچہ بھی اپنے گھر کی حفاظت کرتا ہے اے خدا تو اپنے گھر کی حفاظت فرما ۔ تیری قوم کے مقابلہ پر اہل صلیب اور صلیب کے پرستار ہیں ۔ اپنی قوم کو صلیب پر غلبہ عطا فرما ۔ لا یغلبن صلیبہم تیری قوم پر ان کی صلیب غالب نہ آ جائے اور نہ ہی ان کی طاقت غالب ہو ۔ .... اے مولا میں ان سے بچاؤ کے لئے تیرے سوا کسی کے سامنے التجا نہیں لے جاتا ۔ اے مولا اپنی مقدس جگہ کی حفاظت فرما ۔

دعا کی قبولیت اور ابرہہ اور اس کے لشکر کی تباہی ۔

باری تعالے نے عبدالمطلب کی دعا کو شرف قبولیت بخشا اور آن کی آن میں چھوٹے چھوٹے پرندوں کے جھنڈ کے جھنڈ آ جمع ہوئے انہوں نے لشکر پر اور ہاتھیوں پر کنکریاں پھینکنا شروع کیں ۔ ان پرندوں نے جہاں ہاتھیوں کو تباہ کیا وہاں سارے لشکر کو زمین پر لٹا دیا ۔ ان زہریلی کنکریوں کی وجہ سے شدید قسم کی چیچک کی وبا پھیلی جس کی لپیٹ میں ہاتھی اور انسان اور خود ابرہہ بھی آ گیا ۔

رسول کریم کی تسلی کے لئے اس واقعہ کا ذکر

یہ واقعہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی کے لئے خدا تعالے نے بیان فرمایا ہے کہ تیرے رب نے کعبۃ اللہ کی حفاظت فرمائی تھی اب بھی تیرا رب تیری حفاظت کرے گا ۔ اس نے ایسے موقع پر ایسے رنگ میں حفاظت کی جبکہ مدد کا کوئی ذریعہ نظر نہیں آتا تھا ۔

اللہ تعالے نے حضرت نبی کریم صلعم اور آپ کے صحابہ رضہ کو کتنی بڑی تسلی دی ہے ۔ یہ ایک تاریخی واقعہ ہے جس کی حقیقت سب پر عیاں ہے ۔

ایک اور ابرہہ اور اس کی تباہی

میں نے بھی اپنی آنکھوں سے ایک ابرہہ کو دیکھا ہے جو خانہ کعبہ کو تباہ کرنے کا مصمم ارادہ کر چکا تھا ۔ میں نے اس کو اس وقت دیکھا جب میں ووکنگ میں تھا ۔ اس کا نام لارڈ کچنر تھا ۔ اس نے اعلان کیا تھا کہ میں کعبۃ اللہ کو اصطبل بناؤں گا ۔ یہ کس چیز کا گھمنڈ تھا اسے اپنی طاقت کا گھمنڈ تھا ۔ وہ جانتا تھا کہ تمام ممالک میں انگریز قوم کی حکومت ہے ۔ تمام بندرگاہیں ان کی تجارت سے مالا مال ہیں ۔ دنیا کے مختلف حصوں پر ان کا قبضہ ہے ۔ ان کے پاس لشکروں کے علاوہ جنگی ساز و سامان ہیں اور مسلمان قوم کو وہ کمزور اور ناتوان خیال کرتا تھا لیکن اس قوم کے خدا کی طاقت سے بے خبر تھا ۔ یہ پہلی جنگ عظیم کا واقعہ ہے کہ کچنر سکاٹ لینڈ کے شمال سے ایک جنگی جہاز میں سوار ہوا تاکہ سمندر کے راستے شمال کی جانب سے روسیوں کو ہر طرح اسلحہ وغیرہ پہنچائے مگر دشمن زیر آب کام کرنیوالے جہاز نے اس پر حملہ کر کے اسکو غرق کر دیا ۔ اس میں جو شخص سوار تھا وہ فرعون ثانی ابرہہ کا بھائی تھا خدا نے اس کو غرق کر کے اس کے تمام منصوبوں کو خاک میں ملا دیا ۔

کچنر کی موت پر خوشی کا اظہار

میں نے اس کی موت پر خوش ہو کر اپنی مسجد میں جھنڈے بلند کر دیئے کہ کعبۃ اللہ کا خدا نظر آ گیا ہے ۔ مشیر حسین قدوائی صاحب لکھنؤ کے رئیس اور بیرسٹر ان دنوں میرے پاس مقیم تھے ۔ انہوں نے کہا یہ کیا کرتے ہو، جنگ کا زمانہ ہے جھنڈے لہرانا ٹھیک نہیں ۔ میں نے کہا کہ آج سے بڑھ کر خوشی کا اور کونسا دن ہو گا ۔ کہ میں نے دشمن خدا ، فرعون ثانی ، ابرہہ کی ذریت اور دجال کے فرزند کو غرق ہوتے دیکھا ہے اور خدائے کعبہ کی قدرت نمائی کا مشاہدہ کیا ہے ۔

کعبۃ اللہ کی بربادی کے لئے ایک اور شخص کی باریک تدبیر

ایک اور شخص کو میں نے اپنے ملک میں دیکھا ہے جو کعبۃ اللہ کو ختم کرنے کا ارادہ رکھتا ہے ۔ وہ ابرہہ سے زیادہ خطرناک ہے ۔ کچنر تو خانہ خدا کی اینٹ سے اینٹ بجانا چاہتا تھا ۔ جو بعد میں بھی تعمیر ہو سکتا تھا ۔ لیکن اس شخص نے ایک اور کیس (باریک تدبیر) کی ہے وہ یہ کہ دماغوں میں ایسی بات بٹھا دی جائے ۔ جس کی وجہ سے خانہ خدا کی عزت و احترام لوگوں کے دلوں سے اٹھ جائے جب کعبۃ اللہ کی تعظیم دلوں میں باقی نہ رہیگی تو کوٹھہ نہ بھی مسمار کیا جائے تو بھی وہ مسمار شدہ سمجھا جا سکتا ہے یہ تدبیر ابرہہ اور کچنر کی تدبیر سے زیادہ خطرناک ہے اس شخص نے وعظ کیا کہ کعبۃ اللہ کا دودھ خشک ہو گیا اب وہاں جا کر کیا کرو گے ۔

خدا تعالے نے تو کعبۃ اللہ کے متعلق فرمایا ہے مثابۃ للناس ۔ دنیا جہان کے لوگ بار بار آیا کریں گے ۔ مبارکا ۔ اس کی برکات کبھی ختم نہیں ہوں گی ۔ ان اعلانات الٰہی کے مقابل پر کس نے یہ کہا ہے کہ کعبۃ اللہ کی چھاتیوں کا دودھ خشک ہو گیا ہے ۔ اس نے خدا کی توہین کی ہے اس شخص کا حال زار ہمارے سامنے ہے

....

ایک اور دشمن کی ناپاک تدابیر

آج ہمارے سامنے ایک اور دشمن ہے ۔ وہ کعبۃ اللہ کا تو دشمن نہیں ہے پاکستان کا دشمن ہے پاکستان جب وجود میں آیا تو یہ کمزور تھا ۔ اس کے پاس خزانہ نہیں تھا دفاتر میں قلم دوات نہیں تھی ۔ فوج بہت تھوڑی اور کمزور تھی ، اسلحہ نہیں تھا ۔ دشمن بڑا خطرناک تھا ۔ اس نے خیال کر رکھا تھا کہ پاکستان ہر طرح سے کمزور ہے ۔ یہ خود بخود ہی گھٹنے ٹیک دے گا اور خود ہی یہ لوگ کہیں گے کہ پاکستان کو ہندوستان کا حصہ بنا لیا جائے ۔ پھر اسے اس قدر تکبر ہے کہ طاقت کے بل پر کشمیر کو آزادی رائے کا حق دینے کے وعدے توڑ دیئے ہیں ۔ نہرو نے وعدہ کیا کہ حق ارادیت نہیں دیا جائے گا ۔ لیکن انگلستان اور امریکہ اسکے ساتھ تھا ۔ ان سے خفیہ معاہدات تھے کہ کشمیر کا فیصلہ نہیں ہونے دیا جائے گا ۔ پاکستان ایران ، ترکی وغیرہ اسلامی ممالک کمزور ہیں ۔ کون ہے جو کشمیر لے سکتا ہے ۔ لیکن خدا پاکستان کا حامی نظر آتا ہے آج پاکستان کے خزانے بھرپور ہیں ۔ یورپ کو اعتراف ہے کہ اس کی اقتصادی حالت مضبوط ہے اس کی حکومت مضبوط ہے ۔ افریقہ اور ایشیا کی سرداری پاکستان کے لئے نظر آتی ہے ۔ اب خدا نے ایسے سامان پیدا کر دیئے ہیں کہ روس پاکستان کی حمایت کرتا نظر آ رہا ہے ۔ چین تو اسکے ساتھ یک جان ہو گیا ہے ۔ چین کے وزیر اعظم پرسوں پاکستان آئے ...... وقت میں یہاں پہنچے ہیں کہ نہ صرف ہندوستان بلکہ یورپ حیران ہے ۔

پاکستان پر اللہ تعالے کے احسانات

اللہ تعالے فرماتا ہے ونرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض ہمارا ارادہ ہے کہ جن کو کمزور سمجھا جاتا ہے ان کی ہم حمایت کریں ۔ آج پاکستان کی حالت دیکھیں ۔ اس کی اقتصادی حالت اچھی ہے کارخانے کھل گئے ہیں ۔ دولت کی فراوانی ہے ۔ اس کی کمزوریوں کو بھی خدا نے دور کر دیا ہے ۔ ایران ۔ ترکی ۔ انڈونیشیا ۔ سیلون اور نیپال وغیرہ اس کے ساتھی ہیں ۔ یہ کیا کرشمہ ہے ۔ یہ وہی پاکستان ہے جس کو ہندوستان اپنا شکار سمجھتا تھا اور آج اس پر حملہ کرنے کی تیاریاں کر رہا ہے ۔

پاکستانی باخدا ہو جائیں

چاہیئے کہ ہم پاکستانی باخدا ہو جائیں قرآن کریم کی تعلیمات پر چلنے کا ارادہ کر لیں ۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پر عمل کرنے کا تہیہ کر لیں ۔ خدا تعالے نے ہم پر احسان کیا ہے ہم باخدا ہو جائیں ۔ اپنا تعلق خدا تعالیٰ کے ساتھ جوڑیں اس کے اندر زندگی اور ترقی کا راز مضمر ہے ۔

یہ واقعات پختگی ایمان کا ذریعہ ہیں

قرآن کریم نے ایسے واقعات کا ذکر کر کے مسلمانوں کا ایمان کس قدر پختہ کیا ہے اور کوئی آسمانی کتاب ایسی نہیں ہے جس میں ایمان و ایقان کی تقویت کے سامان موجود ہوں ۔

باقی بر صفحہ

مولانا شیخ عبد الرحمن صاحب مصری

مسیح موعود اور مہدی معہود کے زمانہ کی ایک علامت

(۵)

آیات دکھلانے کا تعلق زمانہ مسیح کیساتھ

گذشتہ سے پیوستہ قسط میں بتلایا جا چکا ہے کہ احادیث سے ثابت ہے کہ امت میں ظاہر ہونے والے مسیح کو مالک خازن اموال اور دجال کے علاوہ اور بھی بہت سی آیات دکھلائی گئیں ظاہر ہے کہ نازل ہونے والے مسیح کے ذکر کے ضمن میں بہت سی دیگر آیات کے دکھلائے جانے کا تذکرہ کرنا اسی طرف اشارہ کرتا ہے کہ ان آیات کا تعلق بھی آنے والے مسیح کے زمانہ کے ساتھ ہی ہے چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ احادیث اور آثار میں ان آیات کا تفصیلی ذکر بھی موجود ہے ذیل میں اُن میں سے بعض آیات کو درج کیا جاتا ہے تاکہ انکو پورا ہوتا دیکھ کر ماننے والوں کے ایمان کو مزید تقویت پہنچے اور جنہوں نے اب تک حضرت مرزا صاحب کو قبول نہیں کیا انہیں قبول کرنے کی توفیق ملے اس مقالہ میں صرف ایک ہی آیت کا ذکر ہے دوسری آیات کا ذکر انشاء اللہ آئندہ اقساط میں کیا جائے گا۔

پہلی آیت اور اس میں ایک پیشگوئی کا مضمر ہونا

مسیح موعود کے زمانہ کی ایک علامت احادیث میں ان الفاظ میں بیان کی گئی ہے <u>الروم اکثر الناس</u> یعنی عیسائی اس زمانہ میں دوسری قوموں کے مقابلہ میں زیادہ تعداد میں ہوں گے قرآن کریم اور احادیث سے ثابت ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام صرف بنی اسرائیل کی طرف رسول ہو کر آئے تھے دوسری قوموں سے ان کا کوئی تعلق نہ تھا انکو دعوت دینا اور ان کو اپنی جماعت میں داخل کرنے کو وہ ایسا سمجھتے تھے جیسا اپنے بچوں کی روٹی کتوں کے آگے پھینک دی جائے اگر حضرت عیسٰی علیہ السلام کی قوم اسی اصول پر کاربند رہتی تو ان کی تعداد میں اس قدر اضافہ ہو ہی نہیں سکتا تھا کہ وہ "اکثر الناس" کہلانے کے مستحق بن سکتے جیسا کہ ان میں سے وہ فرقہ جو موحد کہلاتا ہے اور حضرت مسیح کے بتائے ہوئے اصولوں پر ہی کاربند رہنے کا مدعی ہے وہ تعداد میں کوئی ترقی نہیں کر سکا لیکن دوسرے عیسائی جنہوں نے حضرت مسیح کے اصولوں کو خیرباد کہکر دوسری قوموں کو اپنے میں ملانے کی مہم شروع کر دی وہ تعداد میں ترقی کرتے کرتے اس حد تک پہنچ گئے کہ وہ سب پر تعداد میں سبقت لے گئے پس اس سے ثابت ہوا کہ حضرت نبی کریم صلعم کے الفاظ:- "الروم اکثر الناس" میں ضمناً یہ پیشگوئی مضمر تھی کہ عیسائی قوم کی تبلیغی کوششیں اپنے انتہاء کو پہنچ جائیں گی اور انہیں ان کوششوں میں کامیابی بھی ہو گی جس کے نتیجہ میں وہ اپنی تعداد میں معتدبہ اضافہ کر لیں گے یہاں تک کہ وہ "اکثر الناس" کہلانے کے مستحق ہو جائیں گے۔

مسلمانوں میں ارتداد کی رَو

اور تو اور مسلمان قوم جس کے افراد کی گھٹی میں توحید کا سبق رچایا گیا تھا اس کے افراد بھی کثیر تعداد میں اس قوم کے غلط پراپیگنڈا کا شکار ہو جائیں گے اور توحید کو چھوڑ کر انسان پرستی کی لعنت کو گلے کا ہار بنا لیں گے قرآن کریم سے بھی اور احادیث سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ مسلمانوں پر ایسا وقت آنے والا ہے کہ جب عیسائیوں کی تبلیغ سے متاثر ہو کر مسلمانوں میں ارتداد کی رَو چل پڑے گی اور یہ رَو مسیح موعودؑ کے ظہور سے ہی رُکے گی۔

حضرت مرزا صاحب کے ظہور سے اس رَو کا رُکنا

چنانچہ یہ واقع ہے کہ سیدنا حضرت مرزا صاحب کے ظہور کے بعد ہی اس رَو کا زور ٹوٹنا شروع ہوا اور ان کی زندگی میں اس کا زور قریبًا قریبًا بالکل ٹوٹ چکا تھا اور اس قوم پر اپنی کامیابی کے متعلق مایوسی کے بادل چھانے شروع ہو گئے تھے حتیٰ کہ ان لوگوں نے اپنے مشنریوں کو ہدایت کر دی کہ وہ احمدیوں کے ساتھ بحث ترک کر دیں

کسرِ صلیب اور قتل دجال متحد المفہوم ہیں

احادیث میں آنے والے مسیح کا کام اگر ایک طرف یکسر الصلیب بتلایا گیا ہے تو دوسری طرف الفاظ یقتل الدجال میں قتلِ دجال بتلایا گیا ہے اور یہ عجیب بات ہے کہ جن احادیث میں یکسر الصلیب آتا ہے ان میں یقتل الدجال نہیں آتا اور جن میں یقتل الدجال آتا ہے ان میں یکسر الصلیب نہیں آتا اس سے معلوم ہوا کہ یکسر الصلیب اور یقتل الدجال کا ایک ہی مفہوم ہے۔

اس کا مزید ثبوت ایک اور ارشاد نبوی سے

چنانچہ حضرت نبی کریم صلعم نے یہ فرما کر کہ جو شخص سورۃ کہف کی پہلی دس آیات اور آخری دس آیات پڑھے گا وہ دجال کے فتنہ سے محفوظ رہیگا اب جب ہم ان آیات پر غور کرتے ہیں تو پہلی دس آیات میں ہمیں عیسائی قوم کے اس عقیدہ کی تردید ملتی ہے کہ خدا کا بھی کوئی بیٹا ہے۔

قرآن کریم کی برتری کے ذکر کی وجہ

[illegible] اثر سے اپنے آپ کو محفوظ کر لیں۔ اسی لئے ان کے عقیدہ اتخاذ الولد کا ذکر بعد میں کیا ہے اور ساتھ ہی بتلایا ہے کہ یہ بڑی خطرناک اور گمراہ کن بات ہے جو ان کے منہ سے نکل رہی ہے اگرچہ ان کے پاس اپنے اس عقیدہ کی سچائی پر کوئی دلیل نہیں ہے اور نہ ہی ان کے بڑوں کے پاس کوئی دلیل تھی مگر باوجود اس کے اس کذب اور بہتان والے عقیدہ کو پھیلانے میں لگے رہیں گے اگر عیسائیوں کے عقیدہ اتخاذ ولد کے پھیلنے کے نتیجہ میں پیدا ہونے والا فتنہ اور دجالی فتنہ ایک نہ ہوتا تو نبی کریم صلعم کبھی یہ نہ فرماتے کہ سورۃ الکہف کی پہلی دس آیات کا مطالعہ کرنے والا مسلمان دجالی فتنہ سے محفوظ رہے گا۔ اس عیسائی عقیدہ سے پیدا ہونے والا فتنہ کس قدر اہمیت اپنے اندر رکھتا ہے اس کا اندازہ قرآن کریم کے الفاظ لعلك باخع نفسك علٰی اٰثارهم ان لم یؤمنوا بهٰذا الحدیث اسفا سے لگایا جا سکتا ہے یعنی اس عقیدہ کے قائلین جو اثر دنیا میں پیدا کریں گے اس کو دیکھ کر کیا تو افسوس اور صدمہ سے اپنی جان کو ہلاک کر لیگا ظاہر ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم کے زمانہ میں عیسائیوں کا نہ اس قدر زور تھا اور نہ ہی وہ کوئی ایسا اثر پیدا کر رہے تھے جس سے حضرت نبی کریم صلعم اس قدر غمزدہ ہوتے کہ آنحضور صلعم کی زندگی کو خطرہ لاحق ہو جاتا کیونکہ یہ اثر تو مسیح کے ظہور کے قریب کے زمانہ میں پیدا ہونے والا تھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عیسائی قوم کی ان مساعی کا نظارہ حضرت نبی کریم صلعم کو مسیح کے زمانہ کے ساتھ تعلق رکھنے والے دیگر نظاروں کی طرح کشفًا ہی دکھلایا گیا تھا۔ چنانچہ انکی مساعی کے برے نتائج کو دیکھ کر ہی آنجناب صلعم کی روح پر نور کو جو صدمہ ہوا ہے اسی کا نقشہ مندرجہ بالا الفاظ میں پیش کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم کے زمانہ میں عیسائیوں کی تبلیغی کوششوں کے ایسے آثار نہ تھے جو آنحضرت صلعم کو اس قدر غمزدہ کرنے کا موجب ہوتے کہ اللہ تعالےٰ کو یہ کہنا پڑا کہ کیا آپ یہ دیکھکر کہ لوگ اعلےٰ درجہ کی تعلیم اور خالص توحید کا سبق سکھلانے والے ہدایت نامہ کو چھوڑ کر انسان پرستی کو اختیار کر رہے ہیں غم سے اپنی جان کو ہلاک کر لیں گے یہ صرف ایسی بعد کی حالت کے نظارہ کا کشفًا انکشاف ہی ہو سکتا ہے جو آنجناب صلعم کو اس قدر غم میں مبتلا کرنے کا موجب بنا کیونکہ یہ ہو نہیں سکتا کہ اللہ تعالےٰ اپنے حبیب کو اس قدر شدید غم میں مبتلا کرنے والا نظارہ تو دکھلائے لیکن

اس کے بعد تسلّی دلانے والے کلمات سے اپنے حبیب کے غم کو دور نہ کرے

تسلّی آمیز الفاظ اور تباہی کی پیشگوئی

چنانچہ اس آیت کے بعد جو آیات نازل کیں ان میں آنحضور صلعم کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے زبردست تسلّی دی گئی ہے فرمایا کہ ان کی زیب و زینت اور ان کی آرائش کے سامان جن کا نظارہ ہم نے تجھ کو دکھلایا ہے بے شک لوگوں کو اپنی طرف کھینچنے کا ذریعہ بنیں گے، لیکن یہ سب کچھ عارضی ہے بعد میں ان پر تباہی کی آندھیاں ایسی چلیں گی کہ اُن کے ممالک بالکل چٹیل میدان بن جائیں گے اس تباہی سے ان کی شان و شوکت کے تمام ذرائع کو ختم کردیا جائے گا یہاں تک کہ ان کے ممالک اس تباہی کے بعد "صَعِیۡدًا جُرُزًا" کا نظارہ پیش کر رہے ہوں گے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قوم کی دولت اور دنیا کے سامان عیش و عشرت ہی لوگوں کے لئے کشش کا باعث ہوں گے چنانچہ ایسا ہی مشاہدہ میں آرہا ہے اور احادیث سے بھی ایسا ہی پتہ چلتا ہے کہ مال کی فراوانی ہی لوگوں کو اس قوم کی طرف لے جانے کا باعث ہوگی۔ چنانچہ حدیث میں صاف آتا ہے کہ لوگ کہیں گے کہ ہم ان کے ساتھ ان کے طعام کی وجہ سے شامل ہیں لیکن قرآن کریم کی مندرجہ بالا آیت تسلّی دلاتی ہے کہ بالآخر ان کی تباہی مقدر ہے اور اب تو اس کے آثار بھی ہم ملاحظہ کر رہے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کی تباہی کا وقت اب قریب سے قریب تر ہوتا جاتا ہے۔ ہائیڈروجن بموں ایٹمی ہتھیاروں کی ایجاد نے ان کی تباہی کو ایسا قریب اور سہل الحصول بنا دیا ہے کہ اس میں دیر لگنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس کے علاوہ دیگر آتشیں اسلحہ کی ایجاد بھی اس تباہی کو جلد لانے میں کوئی کم مؤثر ثابت نہیں ہوگی صرف جنگ شروع ہونے کی دیر ہے جس کے بادل ہر وقت منڈلاتے رہتے ہیں کہ تباہی اپنا ڈیرہ ان ممالک میں ڈال لے گی اور جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے کہ ان قوموں کی تباہی ان کے اپنے ہی ایجاد کردہ ہتھیاروں سے وقوع میں آئے گی سو ایسے ہتھیاروں کا ایجاد ہونا حدیث کی صداقت پر زبردست دلیل ہے اور دوسرے حصہ کے پورا ہونے کا بھی یقین دلا رہا ہے۔

گو ساری سورۃ میں ہی اسی قوم کو زیر بحث لایا گیا ہے لیکن اس کے رکوع میں تو بڑی وضاحت سے دو شخصوں کی مثال پیش کر کے مسلمانوں اور عیسائیوں کی حالت کا بالکل صحیح نقشہ کھینچ کر رکھ دیا ہے اس مثال میں ایک شخص کے متعلق تو یہ بتلایا ہے کہ اس کے پاس مال کی فراوانی ہے اور جو فوج اس کے پاس ہے وہ بھی بڑی طاقتور اور غالب آنے والی فوج ہے اور اپنی اس فوج اور اپنے اس مال پر اسے بڑا ناز اور فخر ہے ادھر عقائد اس کے مشرکانہ ہیں اور اسے اپنی طاقت پر اتنا گھمنڈ ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ اس کی اس طاقت پر کبھی زوال نہیں آئے گا اور اس پر تباہی کی گھڑی آسکتی ہی نہیں۔ اپنی اس دنیاوی کامیابی کو وہ اپنے مذہب کی سچائی پر دلیل ہی گردانتا ہے یہاں تک کہ تمسخر کے لہجہ میں کہتا ہے کہ اگر خدا کے پاس جانا بھی پڑا تو وہاں بھی مجھے جو کچھ ملے گا وہ بھی یہاں کے سامانوں سے بہتر ہی ہوگا۔ ان الفاظ میں قرآن کریم نے جو نقشہ پیش کیا ہے اس کا ایک ایک لفظ عیسائی قوم پر صادق آرہا ہے اس کے مقابلہ میں اسی رکوع میں ایک دوسرے شخص کی حالت ان الفاظ میں بیان کی گئی ہے فرماتا ہے اس کا ساتھی اسے کہے گا کیا تو اس ذات کا انکار کرتا ہے جس نے تجھے مٹی سے پیدا کیا پھر نطفہ سے یہاں تک کہ تجھے مکمل طور پر قوی انسان بنا دیا لیکن میرا ربّ تو اللہ ہی ہے میں تو اپنے ربّ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا (یعنی تو تو چاہے کہ خدا کے ساتھ شریک ٹھہرا رہا ہے لیکن میں ایسا نہیں کرسکتا کہ کسی انسان یا غیر انسان کو اس کے ساتھ شریک ٹھہراؤں یہی مسلمان کا مذہب ہے جس کی بنیاد خالص توحید پر رکھی گئی ہے اور اسی کو وہ اپنے عیسائی ساتھی کے سامنے پیش کرتے ہوئے کہتا ہے کاش تو بھی اپنی طاقت اور اقتدار کی جنت میں داخل ہوتے ہوئے ماشاء اللہ کہتا اور اقرار کرتا کہ تمام قوتوں اور طاقتوں کا مالک اللہ ہی ہے (یعنی وہ جس کو چاہے دیدے اور جس سے چاہے واپس لے لے) اگر تو سمجھ رہا ہے کہ تیرے مقابلہ میں میرے پاس مال بھی کم ہے اور میرا جتھا بھی کمزور ہے تو کیا ہوا مجھے اپنے ربّ پر امید ہے کہ وہ تیرے اس باغ سے بہتر مجھے عطا کرے گا اور تیرے اس باغ پر آسمان سے ایسا بگولا بھیجے گا کہ یہ تیرا باغ پھسلنے والے میدان میں منتقل ہوجائے گا (پہلے رکوع میں صَعِیۡدًا جُرُزًا فرمایا تھا اور یہاں صَعِیۡدًا زَلَقًا فرمایا ہے) اور تمہارے اقتدار کا پانی اس قدر زمین کے نیچے چلا جائے گا کہ طلب کرنے سے بھی نہیں مل سکے گا یعنی تو مکمل تباہی کا شکار ہوجائے گا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا یعنی ایسا ہی وقوع میں آئے گا اس کی کوششوں کے تمام نتائج کا احاطہ کر لیا گیا ہے اور بالآخر وہ کفِ افسوس ملتا رہ جائے گا اس مال پر جو اس نے خرچ کیا ہوگا اور جو اپنے اقتدار کے محل اس نے تعمیر کئے ہوئے ہوں گے وہ سب اُس کی آنکھوں کے سامنے اسے گرے ہوئے نظر آرہے ہوں گے اور وہ کہہ رہا ہوگا کاش میں اپنے ربّ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا اللہ کے مقابلہ میں جس کی طرف سے یہ عذاب اس پر نازل ہوگا کوئی جماعت ایسی نہ نکلے گی جو اس کی مدد کرسکے اور وہ خود بھی اپنی مدد آپ نہ کرسکے گا (کیا قرآن کریم کے یہ الفاظ ایک حد تک پورے نہیں ہوگئے کیا بیشتر قومیں ان کے پنجۂ اقتدار سے نکل نہیں گئیں کیا ان کی گلو خلاصی کے سامان محض خدا کی طرف سے ہی پیدا نہیں ہوئے کیا ان سے آزاد ہونے والے ممالک دن بدن اپنی طاقت میں ترقی نہیں کرتے جاتے اور کیا ان کے استحکام میں دن بدن اضافہ نہیں ہو رہا)

خدا کی ہستی پر ایمان کا پیدا ہونا

اس کے بعد فرمایا اس طاقتور قوم کی طاقت کا خاتمہ اس امر کا یقینی ثبوت بہم پہنچا دے گا کہ حقیقی اور سچی ولایت درحقیقت خدا کی ہی ہے وہی بہترین اجر دینے والا اور بہترین انجام عطا کرنے والا ہے اس کے بعد فرمایا کہ دنیاوی زندگی کی مثال ایسی ہے کہ آسمان سے بارش نازل ہوتی ہے زمین کی پیداوار اس کے ذریعہ سے خوب ہری ہوجاتی ہے لیکن انجام اس کا یہی ہوتا ہے کہ وہ کوڑا کرکٹ بن جاتی ہے جس کو ہوا اڑاتی پھرتی ہے حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ ہی ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے یہ مال اور جتھے (جن پر انسان کو ناز ہوتا ہے) دنیوی زندگی کی زینت ہی ہیں (جس کا وجود محض عارضی ہی ہوتا ہے) باقی رہنے والی چیز درحقیقت نیک اعمال ہی ہیں وہی درحقیقت تیرے ربّ کے ہاں سے بہترین اجر لانے اور بہترین امید لانے والے ہوتے ہیں۔

دونوں قوموں کے نقشے

اس رکوع میں اللہ تعالےٰ نے عیسائی قوم اور مسلمان قوم کا ایک نقشہ تو یہ پیش کیا ہے کہ ایک وقت ایسا آئیگا کہ مسلمان کمزور ہوجائیں گے اور عیسائی اُن پر غالب آجائیں گے ایک طرف وہ اپنے مال اور اپنے جتھے پر نازاں ہونگے اور دوسری طرف یہ اپنی دنیاوی برتری کو اپنے مذہب کی برتری پر دلیل گردانیں گے حالانکہ ان کا مذہب مشرکانہ عقائد کا مجموعہ ہوگا۔ پھر وقت آئے گا کہ اللہ تعالےٰ مسلمانوں کی کمزوری کو طاقت میں تبدیل کردے گا اور عیسائی قوم کی دنیاوی طاقت کو ختم کردے گا اور ان پر ایسی تباہی لائے گا کہ ان کے ہوش ٹھکانے لگ جائیں گے اور ساتھ ہی یہ بھی پیشگوئی کردی ہے کہ اس وقت وہ شرک سے توبہ کرکے توحید کو اختیار کریں گے اور ان کو سمجھ آجائے گی کہ حقیقی امن خدا تعالےٰ سے سچا تعلق پیدا کرنے سے ہی حاصل ہوتا ہے اور اطمینان قلب ذکر اللہ ہی عطا کرسکتا ہے دنیاوی طاقتیں عارضی ہیں اور پائیدار چیز اعمال صالحہ ہی ہیں دنیاوی طاقت کو چھوڑ کر انہی سے اپنی امیدیں وابستہ کرنی چاہئیں۔

آخری دس آیات

دجّالی فتنہ سے محفوظ رہنے کے لئے سورۃ الکہف کی آخری دس آیات مطالعہ کرنے کے متعلق بھی ارشاد نبوی ملتا ہے ان آیات میں ایک تو یاجوج ماجوج اور ان کے فساد برپا کرنے کا ذکر ہے اور پھر ان کے بندوں کو خدا بنانے کا ذکر کرکے ان کے عیسائی ہونے کی طرف اشارہ کردیا ہے پھر اس بات پر روشنی ڈالی ہے کہ وہ دنیا کی محبت میں غرق رہیں گے اور ان کی تمام مساعی کا رُخ دنیا کمانے کی طرف ہی رہے گا اور خدا کی آیات اور اس کے رسولوں پر ہنسی اُڑائیں گے انجام ان کا بھی تباہی ہوگا اور آخر میں بتلایا کہ یہ پیشگوئی ضرور پوری ہوگی اور اس لعنت سے مخلصی اسی وقت حاصل ہوگی جب یہ قرآن شریف اور محمد رسول اللہ صلعم پر ایمان لاکر شرک سے مجتنب ہوجائیں گے گویا ان آیات میں اس قوم کی ترقی اور سیاسی اقتدار کو پامال کیا گیا ہے جیسا کہ سورۃ الانبیاء رکوع میں اس کی وضاحت ان الفاظ میں کردی گئی ہے حَتّٰۤی اِذَا فُتِحَتۡ یَاۡجُوۡجُ وَ مَاۡجُوۡجُ وَ ہُمۡ

من کُلِّ حدبٍ ینسلون اس کے ساتھ ہی واقترب الوعد الحق فاذا ھی شاخصۃ ابصار الذین کفروا یاویلنا قد کنا فی غفلۃ من ھذا بل کنا ظٰلمین فرما کر ایک الٰہی وعدہ کے پورا ہونے کے وقت کے قریب آجانے کی پیشگوئی فرمادی ہے جس کے پورا ہونے پر اس قوم کی آنکھیں حیرت سے دیکھتی رہ جائیں گی کہ یہ کیا ہوگیا ہماری طاقت پر زوال کس طرح آگیا اور وہ کفِ افسوس ملتے ہوئے کہیں گے ہم تو اس وقت کی آمد سے غفلت میں پڑے ہوئے تھے بلکہ فی الحقیقت ہم دوسری قوموں پر ظلم کر رہے تھے ان کے ساتھ ہمارا سلوک غیر منصفانہ اور ظالمانہ تھا۔

مسیح موعود کے ظہور کا وعدہ

جس وعدہ کا ذکر ان آیات میں کیا گیا ہے وہ مسیح موعود کے ظہور کا ہی وعدہ ہے جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے اسی کے ظہور سے ہی وہ انقلاب رونما ہوگا جس کے ظہور کا آیات مندرجہ بالا میں وعدہ کیا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت مرزا صاحب کے دعوے مسیحیت کے بعد یہ انقلاب آیا اور ایسا نمایاں طور پر آیا کہ اس کا انکار کوئی بھی نہیں کر سکتا کس طرح محکوم قومیں ان کے استبداد کے پنجہ سے رہائی حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئی ہیں اور کس صفائی سے ان قوموں کو اپنے ظلم کا احساس ہو رہا ہے اور کس طرح ان مظلوم قوموں کے ساتھ اب انصاف کرنے کی تدابیر اختیار کی جا رہی ہیں۔

انقلاب پیدا کرنے کا کونسا طریق مسیح اختیار کرے گا

احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ انقلاب ظاہری اسلحہ سے رونما نہیں ہوگا بلکہ مدعی مسیحیت کی دعائیں اس کے لانے کا موجب ہوں گی چنانچہ مسلم کی حدیث میں صاف یہ الفاظ ہیں۔ اللہ تعالےٰ مسیح کو وحی کرے گا (وحی کے منکر حدیث کے الفاظ اذ اوحی اللہ الی عیسٰے پر غور کریں) میں نے اپنے ایسے بندے نکالے ہیں جن کے ساتھ جنگ کرنے کی کسی کو طاقت نہیں پس تو میرے بندوں کو طور کی پناہ میں لے جا یعنی اسی طرح دعا میں مشغول ہو جا جس طرح حضرت موسےٰ نے کوہ طور پر دعا کی تھی حدیث بتلاتی ہے کہ ان بندوں سے مراد یاجوج ماجوج ہی ہیں جن کے ساتھ ظاہری جنگ کی طاقت کسی کو نہ ہوگی پھر اسی حدیث میں آتا ہے فیرغب عیسٰے واصحابہ۔ مشکوٰۃ میں لکھا ہے کہ یرغب عیسٰے الی اللہ ویدعوا الھلاک یاجوج وماجوج یعنی عیسٰے اللہ کی طرف متوجہ ہوگا اور یاجوج ماجوج کی ہلاکت کے لئے دعا کرے گا اس سے معلوم ہوا کہ آنے والے مسیح کو ظاہری جنگ نہیں لڑنی پڑے گی (جو لوگ آنے والے مسیح کے متعلق یہ خیال دل میں جمائے بیٹھے ہیں کہ وہ ظاہری جنگوں کے ذریعہ اسلام کو غالب کرے گا وہ مندرجہ بالا حدیث پر غور کریں کیا اس سے صاف معلوم نہیں ہو رہا کہ اسلام کو غلبہ صرف مسیح کی دعاؤں سے حاصل ہوگا اور یاجوج ماجوج یعنی عیسائی قوموں کا اقتدار بالآخر اسی کی دعاؤں سے ہی ختم ہوگا اور ان پر تباہی اسی کی دعاؤں سے آئے گی چنانچہ آگے حدیث میں لکھا ہے کہ ان پر تباہی مسیح موعودؑ کے ظاہری ہتھیاروں سے نہیں بلکہ ان کے اپنے ہی ایجاد کردہ ہتھیاروں سے آئے گی مسیح کی تو صرف دعا ہی اپنا اثر دکھلائے گی چنانچہ ایک حدیث میں ابو داؤد پیشگوئی کے یہ الفاظ موجود ہیں حتیٰ تقتتل فئتان عظیمتان تکون بینھما مقتلۃ عظیمۃ دعوا ھما واحدۃ ... کا ایک ایک لفظ یورپ اور امریکہ اور روسی قوم پر صادق آتا ہے دو جنگیں ان کے درمیان ہو بھی چکی ہیں اور تیسری جنگ کے بادل سر پر منڈلا رہے ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کی دعائیں

اب یہ دیکھنا باقی ہے کہ کیا حضرت مرزا صاحب (المسیح الموعودؑ) نے ان کی ہلاکت کے متعلق دعائیں کی ہیں سو اس کے لئے میں قارئین کرام کی توجہ حضور کے اس عربی قصیدہ کی طرف منعطف کرانا چاہتا ہوں جو حضور کی کتاب نور الحق حصہ اول میں درج ہے سارا قصیدہ تو نقل کرنا مشکل ہے اس کے چند اشعار ذیل میں نقل کر دیئے جاتے ہیں ان اشعار میں اس قوم پر بددعا کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

یاربِّ خذھم مثل اخذک مفسدا
قد افسد الآفاق طول زمانھم

اے میرے رب ان پر ایسی گرفت کر جیسی تو مفسدوں پر کیا کرتا ہے ان کے زمانہ کے طول نے آفاق میں فساد برپا کر دیا ہے۔

ادرک رجالاً یا قدیر ونسوۃً
رحماً و نجّ الخلق من طوفانھم

اے قادر ان کے مردوں اور عورتوں کو پکڑ ہم پر رحم کرتے ہوئے اور مخلوق کو ان کے طوفان سے نجات دے

حلّت بارض المسلمین جنودھم
فسرت غوائلھم الی نسوانھم

مسلمانوں کے ملکوں میں ان کے لشکر اتر پڑے ہیں اور ان کے مفاسد عورتوں تک پہنچ گئے ہیں

یاربِّ احمد یا الٰہ محمد
اعصم عبادک من سموم دخانھم

اے احمد صلعم کے رب اے محمد صلعم کے معبود۔ اپنے بندوں کو ان کے دھوئیں کے زہروں سے محفوظ کر دے

یارب سحّقھم کسحقک طاغیا
وانزل بساحتھم لھدم مکانھم

اے میرے رب ان کو اس طرح پیس ڈال جس طرح کہ تو سرکشوں کو پیس ڈالتا ہے۔ ان کے مکانوں کو گرانے کے لئے ان کے صحنوں میں اتر پڑ۔

یاربّ مزّقھم وفرّق شملھم
یاربّ قودھم الیٰ ذوبانھم

اے میرے رب ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے اور ان کے اجتماع کو تفرقہ میں بدل دے اور ان کے اتحاد کو پارہ پارہ کر دے۔ اے میرے رب ان کو ایسی طرف چلا دے کہ جہاں یہ پگھل جائیں۔

یاربِّ ارنی یوم کسر صلیبھم
یاربّ سلّطنی علےٰ جدرانھم

اے میرے رب مجھے ان کی صلیب ٹکڑے ٹکڑے ہو جانے کا دن دکھلا دے اے میرے رب مجھے ان کی دیواروں پر مسلط کر دے

یہ وہ بددعائیں ہیں جو مشتے از خروارے کے طور پر بطور نمونہ پیش کی گئی ہیں۔ قارئین کرام ان سے ایک تو اس درد کا اندازہ کر لیں جو حضرت مرزا صاحب (المسیح الموعودؑ) کے دل میں مسلمان قوم کے اقتدار کے زوال کو دیکھ کے متعلق تھی اور دوسرے یہ بھی ملاحظہ کر لیں کہ کس طرح خدا نے ان دعاؤں کو قبولیت کا شرف عطا کر کے آخر ان پر زوال لانے کے سامان پیدا کر دیئے برطانیہ جس کی حکومت پر کبھی سورج غروب ہی نہیں ہوتا تھا۔ اب یہ حالت ہے کہ اس پر کبھی طلوع ہی نہیں ہوتا۔ یہی حالت قریباً دوسری یورپین حکومتوں کی ہے کہ ان کی نو آبادیاں ایک ایک کر کے ان کے نیچے سے نکلتی جا رہی ہیں کیا حضرت نبی کریم صلعم کے الفاظ کہ مسیح ان کی ہلاکت کے لئے دعا کرے گا اور اس سے ان کی ہلاکت کے سامان پیدا ہو جائیں گے صفائی سے پورے نہیں ہو رہے کاش کوئی تعصب سے خالی ہو کر ان حقائق پر غور کرے اور ان سے فائدہ اٹھاتے ہوئے خدا کے مسیح کے دامن کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ کر کے سعادت دارین کی نعمت سے اپنی جھولیاں بھر لے۔

اس مضمون کی چند مزید احادیث

ذیل میں چند مزید احادیث درج کی جاتی ہیں جن سے پتہ لگتا ہے کہ آنے والا مسیح ظاہری سامانوں سے نہیں بلکہ روحانی سامانوں سے ہی ان پر فتح پائے گا اور مسلمانوں کو ان کے شر سے مخلصی اسی کے ہاتھ سے ملے گی وہ احادیث یہ ہیں۔

پہلی حدیث

(۱) من سمع بالدجال فلینأ عنہ واللّٰہ ان الرجل لیاتیہ وھو یحسب انہ مؤمن فیتبعہ مما یبعث بہ من الشبھات یعنی دجال شبہات پیدا کرنے کے ذریعہ دلوں سے ایمان نکالے گا اور اپنے پیچھے لگا لے گا۔ ظاہر ہے کہ اس کا علاج تلوار نہیں ہو سکتی بلکہ علمی دلائل کے ذریعہ ہی شبہات کو دلوں سے نکالا جا سکتا ہے اور یہی مؤثر طریق ہے اسی لئے سورۃ الکہف کی آیات پڑھنے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے اسی لئے رسالہ حشریہ میں مذکور ہے کہ ایک بزرگ جو کمال جوانی میں ہوگا وہ دجال کے ساتھ مناظرہ کرنے کے لئے نکلے گا۔ (حجج الکرامۃ صفحہ ۱۳) اب دیکھ لو کہ کیا حضرت مرزا صاحب کے سوا کسی اور شخص نے بھی اس قوم کے ساتھ کامیاب مناظرہ کیا ہے۔ امرتسر میں عیسائیوں کے ساتھ جو مناظرہ ہوا جس میں عیسائیوں کو شکست فاش ہوئی اسے کون نہیں جانتا عیسائیوں کی اس شکست کے متعلق ۱۳۰۰ برس قبل حضرت نبی کریم صلعم پیشگوئی فرما چکے ہیں۔ حجج الکرامۃ صفحہ ۴۴۵ پر یہ روایت ہے مہدی کی علامات میں سے ایک علامت یہ ہے کہ آسمان سے منادی آواز دے گا کہ آگاہ رہو کہ حق آل محمد میں ہے اور زمین

سے منادی آواز دے گا کہ حق آل عیسیٰ میں ہے۔ یاد رکھو کہ پہلی آواز فرشتہ کی ہوگی اور دوسری آواز شیطان کی ہوگی اخرجہ ابو نعیم عن ابی جعفر۔ اب دیکھ لو کہ خدا کے الہام نے جو فرشتہ کے ذریعہ حضرت مرزا صاحب پر نازل ہوا اس نے تو یہی شہادت دی کہ عبداللہ آتھم والی پیشگوئی سچی نکلی اور عیسائیت کو شکست فاش ہوئی اور غلبہ دین محمد صلعم کو ہی حاصل ہوا اور شیطانی لوگوں کی آواز اس وقت یہی تھی کہ عبداللہ آتھم والی پیشگوئی غلط نکلی اور عیسائیت کو فتح نصیب ہوئی لیکن ہمارے رسول محمد صلعم ۱۳۰۰ برس پہلے فرما گئے ہوئے ہیں اور مسلمانوں کو ہدایت کر گئے ہیں کہ یاد رکھنا کہ یہ آواز شیطان کی ہوگی خبردار اس آواز کے پیچھے نہ لگنا اور نہ شیطان کا ساتھ دے کر اس کے ہم نوا بننا۔

دوسری حدیث

(۲) ابن جوزی نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے کہ کہتے ہیں مہدی سوتے ہوئے کو جگائے گا نہیں اور خون نہیں بہائے گا کیا یہ حدیث صاف دلالت نہیں کر رہی کہ مہدی جہاد بالسیف نہیں کرے گا۔

تیسری حدیث

(۳) حجج الکرامہ ص ۳۶۷ مہدی روم کے ساتھ امن کے لئے صلح کر لے گا۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ حضرت اقدس مرزا صاحب نے ہی ملک میں امن قائم رکھنے کے لئے عیسائیوں کو بار بار اس امر کی طرف دعوت دی کہ ہمارے نبی کریم صلعم کے خلاف گالیوں کا سلسلہ بند کر دو اور ہم بھی تمہارے یسوع کے متعلق کچھ نہیں کہیں گے مذہبی مناظرات کو شرافت سے سرانجام دینے کا اور اس بات کا معاہدہ کر لو کہ فریقین ایک دوسرے کے مذہب پر ایسا کوئی اعتراض نہ کریں جو خود ان کے اپنے مذہب پر پڑتا ہو۔ ملک میں امن قائم رکھنے کیلئے حکومت برطانیہ ...

چوتھی حدیث

(۴) حجج الکرامہ ص ۳۵۵ مہدی حصون ضلالت و قلوب غلفت کو فتح کرے گا۔ کیا ضلالت کو تلوار سے دور کیا جا سکتا ہے یا قلوب کو تلوار سے فتح کیا جا سکتا ہے پانچویں حدیث ص ۳۷۸ پر روایت ہے کہ مہدی کی تکبیر سے کفر کی دیواریں گریں گی۔

چھٹی حدیث

مشکوٰۃ ص ۴۶۷ پر یہ حدیث ہے۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلعم ھل سمعتم بمدینۃ جانب منھا فی البر وجانب منھا فی البحر (بر البطنیۃ کا نقشہ) قال لا تقوم الساعۃ حتی یغزوھا سبعون الفا من بنی اسحاق فاذا جاءوھا نزلوا فلم یقاتلوا بسلاح ولم یرموا بسھم قالوا لا الہ الا اللہ واللہ اکبر فیسقط احد جانبیھا ثم یقولون الثانیۃ لا الہ الا اللہ واللہ اکبر فیسقط جانبھا الاخر ثم یقولون الثالثۃ لا الہ الا اللہ واللہ اکبر فیفرج لھم فید خلونھا

اب دیکھ لو کہ برطانیہ میں احمدی مبلغ ہی گئے جن کے پیچھے تمام احمدی قوم تھی جو روپیہ سے ان کی مدد کر رہی تھی اور بار بار اسی قوم نے مبلغ بھیجے جنہوں نے اسکو فتح کرنے کے لئے کوئی ظاہری ہتھیار استعمال نہیں کئے صرف توحید الٰہی اور اللہ تعالیٰ کی کبریائی کا درس ہی وہاں کے باشندوں کو دیا اور آخران کے ہاتھ پر یہ ملک فتح ہوا یعنے کئی لوگ اسلام میں داخل ہوئے اور اب تک ہو رہے ہیں جس کے متعلق حضرت نبی کریم کی پیشگوئی کہ سورج مغرب سے نکلے گا اور حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی کہ اہل مغرب اسلام میں داخل ہوں گے دونوں پوری ہوئیں۔ اگرچہ احادیث اور بھی باقی ہیں سردست یہی کافی ہیں۔

چیلنج مناظرہ منظور

رسالہ الفرقان ماہ مئی و جون ۱۹۶۸ء

(مسیح موعودؑ نمبر)

کے صفحہ ۷۷ پر خاکسار کو مولوی ابوالعطاء صاحب جالندھری کی طرف سے تحریری مناظرہ کا چیلنج دیا گیا ہے موضوع یہ ہے:۔

"کیا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام زمرہ انبیاء کے فرد ہیں یا زمرۂ اولیاء کے"

مولوی ابوالعطاء صاحب ۷ پرچے تجویز کرتے ہیں چار مدعی کے اور تین معترض کے مجھے ان کی یہ شرط بھی منظور ہے وہ اس بات کے مدعی ہیں کہ حضرت اقدس زمرۂ انبیاء کے فرد ہیں اس میں ان کے چار پرچے اور خاکسار کے تین پرچے اور خاکسار اس امر کا مدعی ہے کہ حضرت اقدس زمرۂ اولیاء کے فرد ہیں اس میں میرے چار پرچے اور مولوی صاحب موصوف کے تین پرچے ہوں گے۔

فریقین کے تمام پرچے طبع ہوں گے۔ اخراجات طبع و تقسیم نصف نصف برداشت کریں گے تعداد تین ہزار ہوگی ہر فریق کو ڈیڑھ ہزار کاپی دی جائے گی جنہیں وہ اپنی صوابدید کے مطابق تقسیم کر دے گا۔ والسلام

خاکسار۔ شیخ عبدالرحمان مصری

رسالہ کے اسی نمبر کے ص ۹۶ پر میرے لڑکوں کی طرف چند باتیں منسوب کی گئی ہیں۔ اخبار چونکہ اس وقت پریس میں جا رہا ہے اس لئے اس وقت میں صرف اتنا ہی کہنے پر اکتفا کرتا ہوں کہ یہ سب باتیں سفید جھوٹ کا پلندہ ہیں تفصیل کسی مناسب موقعہ پر بیان کی جائے گی۔

خاکسار۔ شیخ عبدالرحمان مصری

خطبہ جمعہ بسلسلہ ص ۶

ہم خدا تعالےٰ کا جس قدر شکر ادا کریں کم ہے کہ خدا تعالیٰ نے ہمیں ایسی عظیم کتاب دی اور ایسا عظیم پیغمبر مبعوث کیا آپ پاکستان کی سالمیت اور استحکام و ترقی کے لئے اور پاکستانی باشندوں کی بہبودی کے لئے دعا کریں۔

اہلیہ شیخ برکت اللہ صاحب کے لئے دعائے مغفرت

شیخ برکت اللہ صاحب سیالکوٹ کی اہلیہ کا انتقال ہو گیا ہے۔ مرحومہ شیخ نیاز احمد صاحب مرحوم وزیر آبادی کی صاحبزادی تھیں اپنے اندر اپنے بلند پایہ والد کی صفات رکھتی تھیں مجھے شیخ صاحب کے ہاں خان بہادر محمد اسمٰعیل صاحب کے ... اکثر جاکر ٹھہرنے کا اتفاق ہوتا رہا ہے ویسے بھی جب کبھی میں ان کے ہاں گیا مرحومہ نے ہمیشہ بلند اخلاق کا اظہار کیا۔ میرے دل میں ان کی بڑی قدر ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت میں جگہ دے ان کے لئے نماز کے بعد دعائے مغفرت کی جائے گی۔

بیماروں اور مصیبت زدوں کیلئے دعا

عبدالحفیظ بٹ صاحب ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول پنڈی کے صاحبزادہ خواجہ طاہر بٹ کی اہلیہ صاحبہ ٹریفک کے حادثہ میں زخمی ہو کر ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔

بعض اور احباب بھی بیمار ہیں، بعض مشکلات اور حادثات کا شکار ہیں۔ ان سب کے لئے احباب درد دل سے دعا فرمائیں۔

تعزیتی پیغامات

(بسلسلہ صفحہ ۴)

میں کہاں تک لکھوں بو جی کی باتیں تو اتنی ہیں کہ لکھنے سے ختم نہ ہوں وہ بچوں اور نوکروں سے بھی انتہائی خوش اخلاقی سے ملتے۔ میرا بھتیجا طاہر اور نوکر دتا کبھی انہیں مسجد یا بازار میں مل جاتا تو فوراً خیر خیریت دریافت کرتے اور دعا دیتے۔

آخر اسی پر ختم کرنا پڑتا ہے کہ اے مولا تو اس ہستی کو اپنی خاص رحمت سے نواز اور جنت الفردوس کے بلند درجات عطا فرما انہوں نے تیرے دین اور تیرے انسانوں کی خدمت کی ہے تو ہی اس کا اجر عظیم دینا اور ہمیں توفیق دینا کہ ہم ان کے نقش قدم پر چل سکیں میں دور ہوں اور ان کے عزیزوں کے پاس اظہار افسوس بھی نہیں کر سکی خدا تعالےٰ انہیں صبر جمیل عطا کرے۔ آمین۔ والسلام

جلسہ ہائے یوم وصال

اسمٰعیل آباد میں

۲۶ مئی کو جماعت اسمٰعیل آباد نے خاکسار کے کوارٹر میں حضرت مسیح موعودؑ کی یاد میں جلسہ یوم وصال منعقد کیا جس میں قاضی بشیر محمد صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کے فضائل پر تقریر فرمائی اور حبیب احمد صاحب اور میاں عبداللہ صاحب نے کشتی نوح اور مجدد اعظم سے چند سطور پڑھ کر سنائیں۔ حاضرین کی تعداد خلاف توقع پچیس تک ہو گئی تھی۔ خاکسار محمد داؤد دہلوی

بہار (بھارت) میں

کل بعد نماز مغرب بموقعہ یوم وصال حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعودؑ، صدر اعظم ہاؤس مقام معروف گنج، گیا، صوبہ بہار (بھارت) میں ایک جلسہ بصدارت جناب ایم اے صمد صاحب ریٹائرڈ سب جج منعقد ہوا۔ اس میں حضرت مسیح موعودؑ کی ان خدمات کا ذکر ہوا جو آپ نے اسلام کی ترقی کے لئے کی ہیں۔ حاضرین جلسہ نے بہت دلچسپی لی۔ آخر میں فاتحہ خوانی ہوئی جلسہ میں عورتوں نے بھی شرکت کی اور ان پر اسا...

کالونی سرحد ٹیکسٹائل ملز نوشہرہ
کے نفیس پارچات
لٹھا
پاپلین
ململ
وائل
POPLINS, LATHA,
MULS, VOILS
LATHA
CHAR CHABI
CHAR SIKKA
CHAR CHIRAGH
چار چابی
چار سکہ
چار چراغ
POPLINS
SARHADDI
MORNI
CHAR TOPE
26-THE POPLIN
سرحدی
مورنی
چار توپ
چھبی دی پاپلین
MULS
26-THE MULMUL
چھبی دی ململ
VOILS
DACCA QUEEN
ڈھاکہ کوئین
Colony
Sarhad
کالونی سرحد ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ، اسماعیل کوٹ نوشہرہ
TEXTILE MILLS LTD.
Ismailkot NOWSHERA
آپ ہمیشہ سرحد ملز نوشہرہ کے نفیس پارچات طلب فرمائیں۔ سرحد کے پارچات عمدگی اور مضبوطی میں بے مثال ہیں!
CRESCENT
CSTM 1/65

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک نور الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

پیغامِ صلح لاہور

تار کا پتہ "تبلیغ" لاہور
فون نمبر ۶۷۳۴۷

زرِ مبادلہ
پاک و ہند سے چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

مدیر — دوست محمد
مدیر معاون: بشیر احمد سوز

فی پرچہ ۱۳ پیسے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

جلد ۵۳ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۱۵ صفر المبارک ۱۳۸۵ھ مطابق ۱۶ جون ۱۹۶۵ء | نمبر ۲۳

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفٰے ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نامِ اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا
۲- کوئی کلمہ گو کافر نہیں
۳- قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آیندہ ہوگی
۴- سب صحابہؓ اور آئمہ قابلِ احترام ہیں۔
۵- سب مجدّدین کا ماننا ضروری ہے۔
۶- اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

نماز میں لذّت اور سرور کس طرح حاصل ہو سکتا ہے

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

"ارکان نماز دراصل روحانی نشست و برخاست ہیں۔ انسان کو خدا تعالیٰ کے روبرو کھڑا ہونا پڑتا ہے اور قیام بھی آداب خدمتگاران میں سے ہے۔ رکوع جو دوسرا حصہ ہے بتلاتا ہے کہ گویا تیاری ہے کہ وہ تعمیل حکم کو کس قدر گردن جھکاتا ہے اور سجدہ کمال آداب اور کمال تذلل اور نیستی کو جو عبادت کا مقصود ہے۔ ظاہر کرتا ہے۔ یہ آداب اور طرق ہیں جو خدا تعالیٰ نے بطور یادداشت کے مقرر کر دیئے ہیں اور جسم کو باطنی طریق سے حصہ دینے کی خاطر ان کو مقرر کیا ہے۔ علاوہ ازیں باطنی طریق کے اثبات کی خاطر ایک ظاہری طریق بھی رکھ دیا ہے۔ اب اگر ظاہری طریق میں (جو اندرونی اور باطنی طریق کا ایک عکس ہے) صرف نقال کی طرح نقلیں اتاری جاویں اور اسے ایک بارِ گراں سمجھ کر اتار پھینکنے کی کوشش کی جاوے تو تم ہی بتاؤ اس میں کیا لذت اور حظ آسکتا ہے اور جب تک لذت اور سرور نہ آئے اس کی حقیقت کیونکر متحقق ہوگی۔ اور یہ اس وقت ہوگا جبکہ روح بھی ہمہ نیستی اور تذلل تام ہو کر آستانۂ الوہیت پر گرے اور جو زبان بولتی ہے روح بھی بولے اس وقت ایک سرور اور نور اور تسکین حاصل ہو جاتی ہے۔ میں اس کو اور کھول کر لکھنا چاہتا ہوں کہ انسان جس قدر مراتب طے کر کے انسان ہوتا ہے۔ یعنی کہاں نطفہ۔ بلکہ اس سے بھی پہلے نطفہ کے اجزا یعنی مختلف قسم کی اغذیہ اور ان کی ساخت و بناوٹ۔ پھر نطفہ کے مختلف مدارج کے بعد بچہ۔ پھر جوان۔ بوڑھا۔ غرض ان تمام عالموں میں جو اس پر مختلف اوقات میں گذرے ہیں اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا معترف ہو اور وہ نقشہ ہر آن اس کے ذہن میں کھنچا رہے تو بھی وہ اس قابل ہو سکتا ہے کہ ربوبیت کے مدِ مقابل میں اپنی عبودیت کو ڈال دے غرض مدعا یہ ہے کہ نماز میں لذت اور سرور بھی عبودیت اور ربوبیت کے ایک تعلق سے پیدا ہوتا ہے۔ جب تک اپنے آپ کو عدم محض یا مشابہ بالعدم قرار دے کر جو ربوبیت کا ذاتی تقاضا ہے نہ ڈال دے۔ اس کا فیضان اور پرتو اس پر نہیں پڑتا اور اگر ایسا ہو تو پھر اعلیٰ درجہ کی لذت حاصل ہوتی ہے جس سے بڑھ کر کوئی حظ نہیں ہے۔ اس مقام پر انسان کی جب روح ہمہ نیستی ہو جاتی ہے تو وہ خدا کی طرف ایک چشمہ کی طرح بہتی ہے اور ماسوی اللہ سے اسے انقطاع تام ہو جاتا ہے اس وقت خدا تعالیٰ کی محبت اس پر گرتی ہے۔ اس اتصال کے وقت ان دو جوشوں سے جو اوپر کی طرف سے ربوبیت کا جوش اور نیچے کی طرف سے عبودیت کا جوش ہوتا ہے ایک خاص کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ اس کا نام صلوٰۃ ہے۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ ۱۶۴ و ۱۶۵)

بحرِ حکمت کے موتی

(از مولانا شیخ عبدالرحمٰن مصری صاحب)

حقیقتِ تقویٰ

قال ابن عمرؓ لایبلغ العبد حقیقۃ التقوٰی حتی یدع ما حاک فی الصدر۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ بندہ تقویٰ کی حقیقت تک نہیں پہنچ سکتا تھا جب کہ وہ اس چیز کو بھی نہ چھوڑ دے جو اس کے سینہ میں کھٹکتی یا خلش پیدا کرتی ہے (بخاری کتاب الایمان) قرآن کریم میں جو فرمایا ہے یا ایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ حق تقاتہٖ (آل عمران۔ ع۱۱) اس میں بھی اسی حقیقت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ بھی یہی فرماتے ہیں:۔

"ہر ایک نیکی کی جڑ یہ اتقا ہے ٭ اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے"

پھر مسلمانوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

عجب گوہر ہے جس کا نام تقویٰ ٭ مبارک وہ ہے جس کا کام تقویٰ
سنو ہے حاصلِ اسلام تقویٰ ٭ خدا کا عشق مے اور جام تقویٰ
مسلمانو بناؤ تام تقویٰ ٭ کہاں ایماں اگر ہے خام تقویٰ"

پھر دینا پر تباہیوں کے آنے کی وجہ فقدان تقویٰ کو قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

کیوں نہ آویں زلزلے تقویٰ کی راہ گم ہو گئی
ایک مسلماں بھی مسلماں صرف کہلانے کو ہے"

کاش اس وقت ہم مسلمان حقیقی تقویٰ کو اپنے اندر پیدا کریں تا ان تباہیوں سے محفوظ ہو جائیں جو آئے دن ہمیں اپنا شکار بنا رہی ہے ٭

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرہ عالم بنا دیا

(مرتبہ:۔ میاں ممتاز احمد فاروقی صاحب۔ لاہور)

نوٹ:۔ برائے قارئین کرام۔ ہماری جماعت کے بزرگ شیخ غلام قادر ڈار صاحب کی وفات سے جہاں جماعت احمدیہ لاہور کا ایک رکن جاتا رہا۔ وہاں ایک اور خلا پیدا ہو گیا کیونکہ وہ تبلیغی خط و کتابت کے کالم کو اخبار پیغام صلح میں نہایت محنت اور خوش اسلوبی اور محبت سے چلاتے تھے۔ اس مبارک کام پر پہلے ہماری جماعت کے کئی ایک بزرگ کام کر چکے ہیں۔ بابو منظور الٰہی صاحب مرحوم و مغفور اور مولوی عزیز بخش صاحب مرحوم و مغفور اور پھر شیخ غلام قادر ڈار صاحب جو کہ اب اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔ یہ کالم بہت مفید اور ضروری ہے۔ اور اس کا جاری رہنا نہایت ضروری ہے۔ اس لئے جب تک کوئی اور بہتر انتظام نہیں ہو جاتا۔ میں نے انجمن کی منظوری سے اس کام کو اپنے ذمہ لیا ہے۔ یہ کام لوجہ اللہ ہے۔ اور میں احباب سے استدعا کروں گا کہ میرے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس کام کے لئے توفیق بخشے اور راضی ہو۔ آمین۔ "بحر حکمت کے موتی"۔ کا کالم جناب مولانا شیخ عبدالرحمٰن مصری صاحب لکھا کریں گے جزاہ اللہ تعالیٰ۔

خاکسار:۔ ممتاز احمد فاروقی۔ لاہور۔ ۱۰ر جون ۱۹۶۵ء

پیپر بیک یا کوئی اور نماز کے متعلق کتاب ضرور ارسال کریں تاکہ ہم اس سے اصل غرض نماز کی سمجھ سکیں۔ اور میں مزید مشکور ہوں گا اگر آپ ٹیچنگ آف اسلام کی کتاب بھی ارسال کریں اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم اسلام کی اشاعت کا کام کچھ مشکل نہ ہو گا۔ اس لئے امید ہے کہ آپ ضرور یہ کتابیں ارسال کریں گے کیونکہ ان کی اشد ضرورت ہے اور مجھ میں اتنی طاقت نہیں کہ میں قیمتاً خرید سکوں۔ امید ہے کہ آپ ضرور خدا کے لئے اس پر غور کریں گے اور مطلوبہ کتب ارسال کریں گے

والسلام

(ان کو مسلم پریئر بک اور لونگ تھاٹس بھیجی گئی اور خط کا جواب دیا)

انگلستان

ترجمہ خط۔ پروفیسر جیمز ڈالبسن یو۔ کے

آپ کے خط کا شکریہ۔ اور ووکنگ مشن کے تعلقات جو تحریر کئے ہیں بہت مشکور ہوں اور ان کے متعلق میں نے مسٹر ڈیوڈ محمد ان سے گفتگو کی تھی جس نے مجھے واضح کیا کہ انجمن اور ووکنگ مشن دونوں الگ الگ ہیں اور نیز یہ دونوں ادارے اور اسلامک ڈیوڈ بھی اکٹھے پڑھتے ہیں۔ ہمیں براہِ مہربانی اسلام اور مسلم

(باقی بصفحہ)

برٹش گیانا

ترجمہ خط۔ محمد آر بخش صاحب۔ برٹش گیانا۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

امید ہے کہ میرا خط آپ کو جب ملے گا آپ بمعہ اہل و عیال خیر و عافیت سے ہوں گے۔ یہاں کے ہندو مذہب کے معاملہ میں بہت تنگ کرتے ہیں۔ اس لئے آپ مہربانی کر کے ہماری امداد کریں۔ کیونکہ وہ اپنے ویدوں پر بہت ناز کرتے ہیں اور قرآن شریف کو ٹھکراتے ہیں۔ مہربانی فرما کر مندرجہ ذیل کتب اگر موجود ہوں تو ہم خریدنا چاہتے ہیں:۔

(۱) رگوید اور اس کی تعلیم کے رد کے متعلق

(۲) یجروید کا اردو ترجمہ از مولوی عبدالحق صاحب

(۳)۔ اردو یا انگریزی ترجمہ منوسمرتی

(۴)۔ انگریزی ترجمہ ستیارتھ پرکاش۔ ستیارتھ پرکاش۔ آئینہ حق نما حصہ اوّل و دوئم یا اور کوئی ہندو مذہب کے رد کے متعلق ہو۔

نیز فہرست کتب ارسال کریں، اور ان کتابوں پر کیا رعایت دیں گے

والسلام

(ان کو خط لکھا گیا اور کتابوں کی قیمتیں بھی لکھی گئیں)

سیلون

ترجمہ خط۔ ایچ۔ ایل۔ مخفورنگ۔ سیلون

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

آپ کی ارسال کردہ مینول آف حدیث موصول ہوئی ہیں اور میری اہلیہ آپ کی تہہ دل سے مشکور گذار ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ خداوند کریم احمدیہ موومنٹ کو دن دگنی اور رات چوگنی ترقی دے۔ ہم ان کتابوں کا بغور مطالعہ کر رہے ہیں) اور خوب فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ ہم نے اپنے مکان میں ایک سوسائٹی قائم کی ہوئی ہے اور اس میں کافی ممبر شامل ہیں اور اکٹھے مل کر اسلام کی اشاعت کے متعلق غور و خوض کرتے ہیں اور نماز

ہفت روزہ پیغام صلح ـــ لاہور ـــ مورخہ ۱۶ / جون ۱۹۶۵ء

۱۶ / جون ۱۹۶۵ء
339
332

حقیقت کیا ہے؟

"الفضل" کے "مخلصانہ مشورہ" کی تفصیلات پر ابھی ہم غور کر ہی رہے تھے، کہ ۸ / جون ۱۹۶۵ء کے "الفضل" میں "کاش وہ سمجھ جائیں" کے عنوان سے ایک اور مقالہ نظر سے گذرا، جس میں یہ ارشاد فرمایا گیا ہے کہ :-

"ہمارے غیر مبائعین دوستوں نے جماعت میں تفریق پیدا کرنے کے لئے مصنوعی تفرقات بنا رکھے ہیں، حالانکہ یہ لفظی نزاع بھی نہیں کہلا سکتے، ایک مسئلہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کا ہے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صاف صاف فرمایا ہے کہ جن معنی میں میں نے نبوت سے انکار کیا ہے وہ "ختم نبوت" کے منافی ہے۔ لیکن میں اس نبوت کا اقراری ہوں جو ختم نبوت کے منافی نہیں۔ مگر ہمارے غیر مبائعین دوست اس کے باوجود لوگوں سے یہ کہتے چلے جاتے ہیں کہ ہم تو نہیں مانتے کہ آپ نے کسی قسم کی نبوت کا دعوےٰ کیا ہے یہ جرم تو قادیان والے یا ربوہ والے کرتے ہیں۔"

یہ امر کہ "غیر مبائعین" نے "جماعت میں تفریق پیدا کرنے کے لئے مصنوعی تفرقات بنا رکھے ہیں" کہاں تک صحیح ہے الفضل کے اگلے ہی فقرہ میں اس کی وضاحت موجود ہے:-

"حالانکہ یہ لفظی نزاع بھی نہیں کہلا سکتے"

جب یہ لفظی نزاع نہیں ہے تو اسے مصنوعی تفرقات آپ کیسے کہہ سکتے ہیں۔ لیکن اس قسم کے طنزیہ کلمات سے قطع نظر کرتے ہوئے ہم یہ پوچھنا چاہتے ہیں، کہ حضرت مسیح موعودؑ کے جس بیان کی طرف آپ نے توجہ دلائی ہے، وہ کہاں، کس کتاب یا کونسی تحریر میں حضور نے ارشاد فرمایا ہے کاش اس کا حوالہ آپ نے دے دیا ہوتا۔

اس سے بھی اغراض کرتے ہوئے ہم دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ وہ کونسی نبوت ہے جو ختم نبوت کے منافی نہیں اور حضرت مسیح موعودؑ نے اس کا دعوےٰ کیا ہے، کاش آپ کی تحریرات میں سے کوئی ایک آدھ حوالہ ہی نقل کر دیا ہوتا جس میں آپ نے ایسی نبوت کا دعوےٰ کیا ہو جو ختم نبوت کے منافی نہیں اور ساتھ اس کے یہ بھی بتایا ہو کہ یہ نبوت اصطلاح اسلام کی رُو سے حقیقی اور اصلی نبوت ہے، یہ تو حضور نے فرمایا ہے کہ

ما عنی اللہ من نبوتی الا کثرۃ المکالمۃ والمخاطبۃ ولعنۃ اللہ علیٰ من اراد فوق ذالک

یعنے میری نبوت سے اللہ تعالےٰ کی مراد کثرت مکالمہ اور مخاطبہ کے سوا ئے اور کچھ نہیں اور اللہ تعالےٰ کی لعنت اس پر جو اس امر سے اوپر کچھ ارادہ کرے۔

لیکن اسی کثرت مکالمہ مخاطبہ والی نبوت کو انہوں نے اسی جگہ مجاز کہکر حقیقت سے انکار کر دیا۔ ملاحظہ ہوں آپ کے الفاظ :-

وسمیت نبیا من اللہ علیٰ طریق المجاز علیٰ وجہ الحقیقۃ

میرا نام اللہ کی طرف سے مجاز کے طور پر نبی رکھا گیا حقیقت کے طور پر نہیں۔

اب آپ ہی غور فرمائیے کیا مجازی نبوت، نبوت کی کوئی قسم ہوتی ہے؟ کیا کسی بہادر انسان کو مجازاً شیر کہا جائے تو اس کو شیر کی جنس قرار دیا جائے گا؟

ایسا ہی ظلی، بروزی، امتی نبوت کا حال ہے، اس کو آپ حقیقت نہیں قرار دے سکتے نہ نبوت کی قسم اسے کہہ سکتے ہیں یہ تو ولایت اور محدثیت کے لئے اعلےٰ ترین مدارج کے نام ہیں اور حضرت مسیح موعودؑ نے کھلے لفظوں میں ارشاد فرمایا ہے کہ

"حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وحی نبوت ختم ہو چکی ہے لیکن وحی ولایت جاری ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہ ہوگا"

(برکات الدعا صـ ۱۷)

اور پھر فرمایا کہ :-

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر ایمان رکھتا ہوں اور وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت جو زیر سایہ نبوت محمدیہ اور بہ اتباع آنجناب اولیاء کو ملتی ہے اس کے ہم قائل ہیں اور اس سے زیادہ جو شخص ہم پر الزام لگاوے وہ تقوےٰ اور دیانت کو چھوڑتا ہے غرض نبوت کا دعوےٰ اس طرف بھی نہیں صرف ولایت اور مجددیت کا دعوےٰ ہے"

(مجموعہ اشتہارات حصہ دوم صـ ۱۰۲)

ان عبارات سے ظاہر ہے کہ جو نبوت ختم نبوت کے منافی نہیں، وہ ولایت و محدثیت سے بڑھکر نہیں اور اسی کا دعوےٰ حضرت مسیح موعودؑ کو ہے اس کو اگر آپ نبوت کی قسم قرار دیتے ہیں تو کیا عجب ہے آپ کل کو کسی بہادر انسان کو جسے شیر کا خطاب دیا جائے درندوں کی کوئی قسم سمجھ لیں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے نبی کے نام کو ایک خطاب اور ایک اعزازی نام ہی قرار دیا ہے اصل منصب نہیں ٹھہرایا۔ اس بات کو بھی جو شخص نہ سمجھ سکے اس کی عقل و فہم کو کیا کہا جائے؟

اس کے ساتھ ہی معاصر موصوف نے ایک پہیلی بھی ہمارے سامنے رکھی ہے فرماتے ہیں :-

"غور کیجئے ایک آدمی کہتا ہے میں مسلمان ہوں مگر اسلام کی کسی بات پر عمل نہیں کرتا عمداً نماز نہیں پڑھتا۔ عمداً زکوٰۃ نہیں دیتا۔ عمداً شرائط موجود ہونے کے باوجود حج نہیں کرتا، عمداً طاقت ہونے کے باوجود روزے نہیں رکھتا آپ ایسے شخص کے متعلق کیا کہیں گے۔ ہم کہتے ہیں کہ ایسا شخص سیاسی لحاظ سے امت محمدیہ سے تو خارج نہیں ہے کیونکہ وہ اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے مگر اسلام میں بھی داخل نہیں کیونکہ وہ اسلام کی کسی بات پر عملاً عمل نہیں کرتا آپ اگر اسکو خارج از اسلام کہدیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔

اگر یہ بات آپ کی سمجھ میں آگئی ہے تو آپ کی سمجھ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت اور کفر و اسلام کی بات بھی آسانی سے سمجھ آسکتی ہے اور آپ کا یہ غلط اعتراض بھی دور ہو جاتا ہے کہ تحقیقاتی عدالت میں سابقہ عقیدہ سے انحراف کیا گیا۔"

اس پہیلی کا حل ہم قارئین کرام پر ہی چھوڑتے ہیں، ہماری سمجھ سے تو باہر ہے کہ ایک شخص مسلمان ہو کر اگر احکام اسلام پر عامل نہیں تو اسے خارج از اسلام کس طرح کہا جا سکتا ہے شریعت میں تو اس کو کفر دون کفر ہی قرار دیا گیا ہے، ایسے شخص کو کافر یا خارج از اسلام قرار نہیں دیا، اور پھر یہ بھی سمجھ نہیں آتا کہ خلیفہ ربوہ کے اس بیان کو کہ جو شخص مسیح موعود کی بیعت میں نہیں، خواہ وہ آپ کو دل سے سچا مانتا ہو اور زبان سے بھی اقرار کرتا ہو لیکن اسے بیعت میں کچھ توقف ہے کافر اور خارج از اسلام ہے، ان کے تحقیقاتی عدالت کے بیان کے ساتھ کہ حضرت مسیح موعود کا ماننا جزو ایمان نہیں

جنوبی افریقہ میں ایک مسجد کے لئے اہلِ ثروت سے اپیل

کیپ ٹاؤن (جنوبی افریقہ) میں ہماری جماعت کو ایک مسجد کی اشد ضرورت ہے، لیکن بعض ناگفتہ بہ حالات کی وجہ سے ہم مالی لحاظ سے اس قابل نہیں کہ مسجد تعمیر کرا سکیں اس لئے میں جماعت کے اہل ثروت اصحاب سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس کار خیر میں امداد دے کر عند اللہ ماجور ہوں۔ اس سے ہماری تبلیغی مساعی کو معتد بہ فائدہ حاصل ہوگا مسجد کے بغیر جماعت کا استحکام اور تبلیغی مساعی کا فروغ مشکل ہے امید ہے اہل ثروت اصحاب اس طرف توجہ فرما کر اجر عظیم حاصل کریں گے۔ خاکسار داؤد سیڈو۔ امام جماعت احمدیہ کیپ ٹاؤن جنوبی افریقہ : حال مقیم احمدیہ بلڈنگس لاہور۔

شیخ غلام قادر صاحب کی وفات پر تعزیتی پیغامات اور قراردادیں

۱۔ جماعت کراچی

جمعہ ۲۸ مئی کو غائبانہ نماز جنازہ ادا کی گئی، اور یہ قرارداد پاس کی گئی کہ جماعت کراچی کو شیخ صاحب ممدوح کی وفات سے سخت صدمہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ دے۔ شیخ صاحب کی وفات نہ صرف ان کے لواحقین اور احباب کے لئے انفرادی طور پر المناک ہے بلکہ تمام جماعت کے لئے ایک غمناک واقعہ ہے، شیخ صاحب مرحوم جماعت کے ایک نہایت قیمتی وجود تھے اور اپنی مخلصانہ انتھک اور خاموش دینی خدمات میں منفرد تھے ان کی وفات جماعت اور انجمن کے لئے ناقابلِ تلافی نقصان ہے۔

خاکسار۔ رحیم بخش

۲۔ جماعت لائل پور

ہم ممبران جماعت لائل پور کو حضرت شیخ غلام قادر صاحب ڈار علیہ الرحمۃ کی وفات کی خبر سنکر انتہائی دُکھ اور دلی قلق ہوا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ نہایت مخلص، متقی، پرہیزگار اور خدارسیدہ بزرگ تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کا جیتا جاگتا اور چلتا پھرتا نمونہ تھے۔ آپ کے اخلاق عالیہ اور حسن سلوک سے ہر کوئی پہلی ملاقات میں آپ کا گرویدہ ہو جاتا تھا۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور میں آپ انجمن کی روح رواں تھے۔ آپ نے ایک طویل عرصہ تک خط و کتابت اور ترسیل لٹریچر کے ذریعہ گھر بیٹھے کو ممالک غیر میں اسلام کا پیغام پہنچایا اور ہزارہا لوگوں کی ہدایت کا موجب ہوئے آپ نہایت خاموشی سے بہت عظیم امور کی سرانجام دہی کی صلاحیت رکھتے تھے۔ آپ نے ریلوے کی ملازمت کے دوران میں بھی پیغام احمدیت پہنچانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا اور ملازمت سے فراغت کے بعد اپنی تمام تر توانائیاں اور صلاحیتوں کو خدمت اسلام کے لئے وقف کئے رکھا آپ خاص طور پر "بحر حکمت کے موتی" اور "تبلیغی خط و کتابت" کے عنوان سے لکھتے تھے۔

آپ کی وفات سے ایک ناقابلِ تلافی نقصان ہوا ہے۔ خدا تعالیٰ آپ کو اعلیٰ علیین میں مقام عطا فرمائے اور جماعت اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔

تمام جماعت نے متفقہ طور پر فیصلہ کیا کہ اس قرارداد کی نقول شیخ صاحب مرحوم کے صاحبزادگان کو اور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو بھجوائی جاویں۔

محمد صالح نور
برائے سیکرٹری جماعت لائل پور

۳۔ جماعت جہلم

ہفت روزہ اخبار لائٹ میں جماعت کے مخلص بزرگ شیخ غلام قادر ڈار صاحب کی وفات کے متعلق پڑھکر تمام احباب کو بے حد صدمہ ہوا۔ اُسی روز بعد از نماز جمعہ مرحوم کی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے غائبانہ نماز جنازہ ادا کی گئی۔ جماعت جہلم اس صدمہ میں ان کے پسماندگان اور لواحقین سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتی ہے۔ مرحوم کا تقویٰ اور دینی خدمات محتاج بیان نہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں داخل فرمائے۔ ہمیں ان کا نعم البدل عطا فرمائے اور ان کے متعلقین کو صبر جمیل نصیب ہو۔ آمین۔

نیز دوسرے دن مؤرخہ ۲۹ مئی ۱۹۶۵ء بروز ہفتہ اخبار پیغام صلح موصول ہوئی جس میں شاہ ولی خان سیکرٹری جماعت سعیدو شریف کی اچانک وفات کی افسوسناک خبر پڑھکر جماعت جہلم کو مزید رنج ہوا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر و استقامت عطا کرے۔ آمین۔ والسلام

خاکسار۔ محمد شریف راجوروی (مولوی فاضل)
جامعہ احمدیہ، میدان پاکستان۔ جہلم شہر

ایک دردمندانہ اپیل

(از میاں محمد صادق صاحب ریٹائرڈ۔ ڈی۔ ایس۔ پی)

جوں جوں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی مرزا محمود احمد صاحب کی علالت طوالت کھینچتی جاتی ہے ربوہ میں خلافت کی ضرورت اور حمایت میں روزنامہ الفضل میں طرح طرح کے مضامین شائع ہو رہے ہیں اور غیر مبائعین کو مخلصانہ مشورے بھی دیئے جا رہے ہیں۔ اس ضمن میں خلافت نمبر ۱۹۶۵ء میں چالیس برس کی پرانی ایک تقریر بھی شائع ہوئی ہے۔ جو کبھی خلیفہ صاحب ربوہ نے فرمائی تھی۔ اس تقریر کا خلاصہ اس عنوان سے ظاہر ہے۔ جس کے نیچے یہ شائع کی گئی ہے اور وہ یہ ہے۔ "خلافت کے بغیر وحدت نہیں ہو سکتی اور وحدت کے بغیر ترقی ممکن نہیں۔ خلافت روحانی ترقی کا ایک عظیم الشان ذریعہ ہے" اس تقریر میں خلافت ماموریت اور خلافت نائب مامورین پر بحث کی گئی ہے اور اس قسم کی خلافت کی ضرورت پر زور دیا گیا ہے۔ یہ مسلم ہے کہ کسی جماعت، سوسائٹی، یا انجمن کا نظام بغیر کسی سربراہ کے قائم رہنا ناممکن ہے۔ اس ناظم کا نام خلیفہ یا امیر یا لیڈر رکھ لو۔ مقصد میں فرق نہیں پڑتا۔ مقصد بڑا اعلیٰ ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی جب صفحہ ۳۵ آئینہ صداقت کی طرف خیال جاتا ہے۔ تو سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ کیا یہ تقریر مخلصانہ ہے۔ اور یہ تقریر اس شخص کی ہے جو آئینہ صداقت صفحہ ۳۵ میں بڑی شدومد سے اعلان کر چکا ہے۔ کہ جو شخص حضرت مسیح موعود مرزا صاحب کو نہیں مانتا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے اور اس طرح وحدت اسلامی کو پارہ پارہ کر چکا ہے اور حضرت مسیح موعود کی تصنیف "حقیقت الوحی" کے بالمقابل "حقیقت النبوت" شائع کر چکا ہے جسکو مطالعہ کرنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ کتاب حضرت مرزا صاحب کی تائید میں لکھی گئی ہے۔ مگر جب اس حلفی بیان پر نظر پڑتی ہے جو آنجناب نے منیر ٹریبونل کے سامنے دیا جس میں آپ نے تسلیم کیا ہے کہ مرزا صاحب کا ماننا جزو ایمان نہیں (تو خلیفہ صاحب یا ان کی خلافت کا ماننا کیونکر ضروری ہو سکتا ہے) ۔ تو امید بندھتی ہے کہ

یہ تنگ دو نہیں یونہی اے دل
کچھ تو ہے جس پہ آہ و زاری ہے

یعنی ربوہ میں تکفیر اہلِ قبلہ کے مسئلہ کے متعلق ضرور کچھ ہلچل ہے۔ خدا تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ ممکن ہے کہ حق و صداقت کے غلبہ کا وقت آ پہنچا ہو۔ اس لئے میں اس دردمندانہ اپیل کی جرأت کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ ربوہ کو قاضی محمد نذیر لائلپوری کے دجل و فریب سے نجات بخشے۔ اس نے اب نبوت کی ایک اور تعریف ایجاد کی ہے۔ اور نبوت حضرت مسیح موعود کا نام نبوت مطلق رکھا ہے۔ یہ ایک مغالطانہ تعریف ہے۔ نبوت مطلق کے معنی محض لغوی نبوت بھی ہو سکتے ہیں۔ اور نبوت ناقص یعنی غیر تشریعی نبی بھی۔ مقصد اس عالم دین کا یہ ہے کہ تکفیر اہل قبلہ کا مسئلہ برابر جاری ہے۔ اور اس کا جلوہ مائدہ قائم رہے۔ میں اس شخص کی خدمت میں بھی عرض کرتا ہوں۔ کہ اگر اس کو احمدیت پر رحم نہیں آتا، تو کم از کم اپنے آقائے نعمت پر ہی رحم کرے۔ جو ایک عرصہ دراز سے بیمار چلے آ رہے ہیں۔ اور جن پر قطع تین والا وار بھی ہو چکا ہے اور اپنے بعض بلند دعاوی کی بدولت سخت بے چینی اور ضعف کی تکلیف میں مبتلا ہیں۔

ربوہ میں بلائیں دو ہی تو ہیں ایک قاضی ہے ایک ناقص ہے
اک جھوٹ کا چلتا جھکڑ ہے اک مکر کا اُٹھتا بادل ہے

محمد صادق مسلم ٹاؤن
۳۰ مئی ۱۹۶۵ء

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زمانۂ حال کے پیغمبر اور اقوام عالم کے رہنما ہیں

اسلام عالمی سیاست کی اُلجھنوں کو کامیابی کے ساتھ سُلجھا سکتا ہے

اسلام کی خوبیوں اور کمالات پر امریکہ کے آٹھ پروفیسروں کے لیکچر

حضرت مجدد زمانہ کے کشف کی صداقت کا عملی نظارہ

خُطبۂ جمعہ۔ مؤرخہ ۱۱ جون ۱۹۶۵ء۔ فرمودہ حضرت امیر قوم مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ۔ بمقام جامع احمدیہ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

الحمد للہ رب العالمین۔ الرحمٰن الرحیم۔ مالک یوم الدین۔ ایاک نعبد و ایاک نستعین اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم۔ غیر المغضوب علیھم ولا الضالین۔ (سورۃ الفاتحہ)

مجدد وقت کا کشف اور یورپ کا قبول اسلام

یہ سورۃ شریفہ جو ہم نمازوں میں پڑھتے ہیں۔ یہ قرآن کریم کی پہلی سورت ہے۔ اس کو روزانہ بار بار ہم پڑھتے ہیں اور روزانہ اس کے اندر لذّت محسوس کرتے ہیں آج میں نے خیال کیا کہ خطبہ میں اسکو پڑھا جائے۔ کیونکہ آج مجھے ایک خاص مژدہ اور خوشخبری ملنے آئی ہے وہ یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود مجدد زمانہ نے ایک کشف دیکھا تھا کہ یورپ کے لوگ اسلام کی طرف آ رہے ہیں۔ انکے اس کشف کی بناء پر اس جماعت نے انگلستان جرمنی اور امریکہ میں مشن کھولے۔ تو ان کی وجہ سے ان ممالک میں بہت سے لوگ مشرف بہ اسلام ہوئے ان میں وہ بھی تھے جن کا ان ممالک میں اقتدار مسلم تھا۔ اگر انگلستان میں لارڈ ہیڈلے مسلمان ہوئے تو جرمن میں بیرن عمر ایرنفلز نے اسلام قبول کیا۔ اگر انگلستان کے اعلےٰ پڑھے لکھے طبقہ میں سے مارماڈیوک پکتھال مسلمان ہوئے تو جرمنی کے ایک بہت بڑے ڈاکٹر مارقوس مشرف بہ اسلام ہوئے۔ یہ تو وہ لوگ ہیں جنھوں نے اسلام قبول کیا اور ان کے علاوہ داخل اسلام ہونیوالوں کی تعداد ہزاروں تک پہنچی ہے لیکن لاکھوں کی تعداد میں وہ لوگ بھی ہیں جو ان مشنوں کی وجہ سے متاثر ہوکر اسلام قبول کئے بغیر اعتراف کرتے ہیں کہ اسلام کے اصول ہمہ گیر ہیں اور یہ ایک بین الاقوامی مذہب ہے جو دنیا کی سیاسی اُلجھنوں کو کامیابی کے ساتھ سلجھا سکتا ہے۔

امریکہ کے آٹھ پروفیسروں کے اسلام پر لیکچر

اسی ضمن میں آج میرے پاس ایک اشتہار آیا ہے۔ جس کی وجہ سے میں نے سورۃ الحمد تلاوت کی ہے۔ اس اشتہار میں یہ بتایا گیا ہے کہ امریکہ میں ایک جلسہ ہوا۔ جس میں آٹھ پروفیسروں نے اسلام پر لیکچر دیئے۔ اور اسلام کے کمالات بیان کئے اور کہا کہ یہ بین الاقوامی مذہب ہے۔ عالمی سیاست میں اس کی وجہ سے مفید تغیر ہو سکتا ہے۔ ہر شخص نے ۲۵ صفحات پر مشتمل مقالہ پڑھا۔ ان مقالہ جات کو وہاں کی ایک فرم نے کتابی شکل میں شائع کیا ہے جو ۲۲۱ صفحات پر مشتمل ہے۔ اور اس کی قیمت ۴۲ شلنگ ہے۔ اس کتاب کی تشہیر و فروخت کے سلسلہ میں اس فرم نے یہ اشتہار تقسیم کیا ہے۔ جس کو آپ دیکھ رہے ہیں۔ (اشتہار خطبہ میں دکھایا گیا۔ ایڈیٹر)

اسی موضوع پر میری نئی تصنیف

اس سُرخ رنگ کے اشتہار کے ساتھ ایک سرخ رنگ کی کتاب بھی اس وقت اسی موضوع کے متعلق میں لے آیا ہوں جو میں نے حال ہی میں تصنیف کی ہے۔ اس کتاب کے اندر بھی یہی بات بیان کی گئی ہے کہ اس زمانہ کے پیغمبر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپؐ اقوام عالم کے پیغمبر ہیں۔ آپؐ کی تعلیم سے اقوام عالم کی ضروریات وابستہ ہیں۔ اقوام یورپ کے پولٹیکل اور مذہبی امور کا ذکر اس کتاب میں کیا گیا ہے۔ اس کتاب نے کیا ذکر کرنا ہے یہ ذکر کرنے والی کتاب قرآن کریم ہے۔

حضرت نبی کریمؐ تمام جہان کے پیغمبر ہیں

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کو ارشاد الٰہی ہوا کہ:۔

قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا الذی لہ ملک السمٰوٰت والارض۔ آپؐ اعلان کر دیں کہ اے لوگو زمین و آسمان میں جس قدر بھی انسانیت ہے۔ ان سب کی رہنمائی کے لئے میں اس خدا تعالیٰ کی جانب سے ایلچی ہو کر آیا ہوں، جس کی حکومت آسمانوں اور زمین پر ہے جو کتاب آپ کو دی گئی اس میں تمام اقوام عالم کی رہنمائی کے اصول جمع کر دیئے گئے ہیں اس خیال کے پیش نظر الحمد شریف کا پڑھنا لطف دیتا ہے کہ چودہ سو سال پیشتر تمام انسانیت کی رہنمائی کے سامان خدا تعالیٰ نے اس کتاب کے ذریعہ نازل فرما دیئے

قرآن کریم اور نبی کریمؐ بیسویں صدی کے رہنما کی حیثیت میں

آج یورپ کو اپنے علم و فضل پر فخر ہے۔ وہ کہتا ہے کہ بیسویں صدی روشنی کی صدی ہے اس روشنی کے زمانہ میں دنیا آج فضا بدلی ہوئی نظر آتی ہے۔ آج وہ لوگ حضرت عیسےٰ کو خدا بنانے کے لئے تیار نہیں ہے۔ اس کے برعکس حضرت نبی کریم صلعم کو اقوام عالم کا پیغمبر ماننے کے لئے تیار ہیں یہ کرشمہ ہے اس کتاب کا۔ فرمایا ان ھو الا ذکر للعٰلمین قرآن کریم سب اقوام عالم کے لئے شرف و عزت کا باعث ہے۔ اور فرمایا تنزیل من رب العٰلمین یہ کتاب اقوام عالم کے رب کی جانب سے ہے۔ پھر فرمایا تبارک الذی نزل الفرقان علےٰ عبدہٖ لیکون للعالمین نذیرا۔ وہ ذات سرچشمۂ برکات ہے جس نے قرآن کریم جیسی کتاب اپنے بندے پر نازل فرمائی ہے۔ تاکہ وہ ساری اقوام کو معصیت الٰہی ترک کرنے کی تلقین کرے اور فرمایا وانہٗ لذکر لک ولقومک یہ قرآن کریم حضرت نبی کریم صلعم اور مسلمانوں کے شرف کا موجب ہے۔

آج ہم لذّت کے ساتھ قرآن کریم کی اس سورۃ شریفہ (الحمد) کو پڑھتے ہیں۔ ہمارے سامنے یہ حقیقت ہویدا ہو رہی ہے کہ یورپ کا وہ حصہ جس کو مغرب کہتے ہیں۔ اس نے صدیوں سے اسلام کی دشمنی مول لے رکھی تھی۔ اور اسلام کو مٹانے کا تہیّہ کیا ہوا تھا۔ وہاں کے پڑھے لکھے لوگ اب کہتے ہیں کہ اسلام عالمگیر مذہب ہے۔ اس کا عالمی سیاست پر بڑا اثر ہے۔ یہی ایک دین ہے جو دنیا جہان کا مذہب ہو سکتا ہے۔

اسلام کے سوائے دوسری اقوام کی تنگ نظری

یوں تو تمام دنیا خدا کو مانتی ہے لیکن سوائے اسلام کے …… باقی دنیا خدا کو رب العالمین نہیں مانتی۔ ہندو کہتا ہے کہ ہندوستان سے باہر جو لوگ ہیں وہ ملیچھ ہیں۔ بلکہ اپنے ملک کے دس کروڑ اچھوتوں کو بھی وہ انسانیت کا درجہ نہیں دیتے۔ اور یورپ جس کو فخر ہے اپنے علم و فضل کا۔ اور جہاں عقل

کی روشنی کارفرما ہے وہاں بھی دوسری اقوام کے لئے ایسا ہی تعصب پایا جاتا ہے جیسا کہ ہندو قوم مسلمانوں اور اچھوتوں کے ساتھ تعصب روا رکھتی ہے۔ امریکہ کہتا ہے کہ یہ GOD'S LAND (خدا کی دھرتی) ہے۔ وہاں بھی کالے آدمی کو ذلیل کیا جاتا ہے۔ سفید آدمی کے ساتھ کالا آدمی نہ بیٹھ سکتا ہے نہ سکول جا سکتا ہے، نہ گرجا میں داخل ہو سکتا ہے اور نہ ریسٹورنٹ میں کھانا کھا سکتا ہے۔ سوچئے یہاں کونسی روشنی نظر آتی ہے۔ یہاں تو اندھیری رات چھائی ہوئی ہے۔ کالے آدمی کو قابل نفرت سمجھا جاتا ہے۔ اگرچہ انہوں نے عیسائیت بھی قبول کر لی ہے ان کو انسان نہیں سمجھا جاتا۔ معاشرہ میں ان کے لئے کوئی مقام نہیں۔ ایسا ہی یہودی کہتا ہے نحن ابناء اللہ واحباؤہ۔ ہم خدا کے بیٹے اور اس کے محبوب ہیں۔ اور ہم ہی اس کی روحانی تعلیمات کے وارث ہیں۔ اس لئے وہ کہتے ہیں لا تؤمنوا الا لمن تبع دینکم۔ کسی شخص کی بات پر کان نہ دھرو جب تک وہ تمہارا دین قبول نہ کرے۔ ان یوتیٰ احد مثل ما اوتیتم ..... اور یہ بھی یقین نہ کرو۔ کہ جو کتاب تمہارے لئے نازل کی گئی ہے۔ اس قسم کی کتاب کسی دوسری اقوام کو بھی دی گئی ہے۔ وہ دوسری قوموں کو پلید، کتے کافر اور بے دین قرار دیتے ہیں۔

بلالؓ زنگی کی اسلام میں قدر و منزلت

کیا شان ہے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آج سے چودہ سو سال قبل ایک کالا کلوٹا زنگی کلمہ پڑھتا ہے آپؐ اسے اپنی چھاتی سے لگا لیتے ہیں۔ کیا لطف آیا ہوگا یہ دیکھ کر کہ ایک سفید آدمی کالے آدمی سے بغلگیر ہے محض اس لئے کہ اس نے کلمہ شریف پڑھ لیا ہے۔ اور اسلامی برادری میں شامل ہو گیا ہے۔ اس کالے کلوٹے شخص کی یہاں تک عزت کی گئی کہ تمام قوم اسکو سیدنا بلالؓ کہکر پکارتی ہے اور اسی کالے کلوٹے شخص کے متعلق حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے بلال! میں دیکھ رہا ہوں کہ جنت میں تم میرے آگے آگے چل رہے ہو۔ میں تمہاری جوتی کی آواز سن رہا ہوں۔ انی اسمع دق نعلیک بین یدیّ فی الجنۃ۔

حضرت نبی کریم کی تعلیم مساوات اور بنی آدم کی تکریم

چودہ سو سال پہلے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ نظریہ اور عمل اور آج کے علم کی روشنی اور جدید انسان کے ترقی یافتہ ذہن کے فکر و عمل کے اندر کس قدر تفاوت ہے۔ وہاں حکمت اور بلندی شان اور مساوات نظر آتی ہے اور یہاں پستی اور جہالت دکھائی دیتی ہے۔ حضرت کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللھم ربنا و رب کل شئی انا شھید ان العباد کلھم اخوۃ۔ اے ہمارے مولا! جو ہمارا اور ساری کائنات کا رب ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سب بندے بھائی بھائی ہیں اور فرمایا کہ ہم سب کے سب آدم کی نسل سے ہیں ولقد کرمنا بنی آدم۔ ہر وہ شخص جس پر انسان کا لفظ بولا جاتا ہے وہ قابل تکریم ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی ایک ایسی شخصیت ہیں جنہوں نے فرزند آدم کی تکریم کی تلقین فرمائی اور اس پر عمل کر کے دکھایا۔

کیا شان ہے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اور کیا شان ہے اس تعلیم کی جو آپؐ نے دنیا کو دی۔ یہ وہ نظریات اور اعتقادات ہیں جو دلوں کو منور کرتے ہیں۔ اور تعصب اور تنگ نظری کو ختم کر دیتے ہیں۔ یہ تعلیم جہاں انسانیت کے پسماندہ حصہ کو ایک بلند مقام عطا کرتی ہے۔ وہاں متکبر انسانوں کے لئے ایک تازیانہ ہے کیوں نہ سجدہ کریں اس دین کو جس نے نسل انسانی کو اس قدر عزت اور وقار عطا فرمایا۔ بھارت کے دس کروڑ اچھوت اور امریکہ کے زنگی حبشی اسی دین سے عزت اور وقار حاصل کر سکتے ہیں۔ کیونکہ انسان کے بچے کی اور وقار اسی دین سے وابستہ ہے۔ اسی کو کہتے ہیں دنیا کا مذہب، اسی کو کہتے ہیں عالمگیر دین!

اسلام کے عالمگیر نظریات

آج انسان کے بچے کی تذلیل کی جا رہی ہے اس کی دستگیری کے لئے اگر کسی کا ہاتھ بڑھا ہے۔ تو وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ انہوں نے فرمایا خدا رب العالمین ہے الذی جعل لکم الارض فراشًا والسماء بناءً وانزل من السماء ماءً فاخرج بہ من الثمرات رزقًا لکم۔ وہ خدا ساری قوموں کی پرورش کرتا ہے۔ یہ زمین ساری قوموں کے لئے جائے مسکن ہے۔ اور یہ آسمان سب کے لئے خیمہ ہے۔ ایک لالٹین دن کے لئے اور ایک رات کے لئے ہے۔ وہی خدا آسمان سے بارش نازل کرتا ہے اور اس کے ذریعہ سے تمہاری معیشت کے سارے سامان پیدا کرتا ہے . . . .

. . . . وہی سب قوموں کے لئے غلہ جات اور پھل پھول پیدا کرتا ہے۔ اس نے عملاً بتلا دیا کہ میں رب بھی ہوں رحیم بھی ہوں اور رحمان بھی ہوں۔ وہ رب العالمین ہے۔ وہ صرف رب المسلمین نہیں، وہ صرف ہندو، عیسائی یا یہودی کا ہی خدا نہیں الخلق عیال اللہ۔ خدا کی مخلوق خدا کا کنبہ ہے۔

تمام اقوام کے لئے ہادی اور پیغمبر مبعوث ہوئے

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس طرح خدا تعالیٰ نے جسمانی نظام قائم کیا ہے، اور وہ آسمان سے بارش نازل کرتا ہے اسی طرح تمام قوموں پر روحانی بارش بھی کرتا ہے۔ انما انت منذر ولکل قوم ھاد۔ جس طرح آپؐ کو بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے مامور کیا گیا ہے اسی طرح ہر قوم کے لئے ہادی گزر چکے ہیں۔

تمام اقوام میں نیک لوگ پیدا ہوئے۔

چونکہ خدا تعالیٰ نے ہر قوم میں ہادی اور رہبر بھیجے ہیں اس لئے ان کی تعلیمات کی برکت سے اور ان کے ذاتی اثر سے قوموں میں نیک بندے پیدا ہوتے رہے ہیں چنانچہ فرمایا اولٰئک انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین دنیا کی ہر قوم میں بزرگ ہستیاں موجود تھیں، ان میں نبی بھی تھے صدیق اور شہید بھی تھے اور صالح لوگ بھی ان میں تھے۔

آج حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور کون ہے جو یہ اعلان کرے کہ ہر قوم کے اندر نیک اور صالح بزرگ پیدا ہوئے۔ فرمایا لیسوا سواءً منھم امۃ قائمۃ یتلون آیات اللہ اناء اللیل وھم یسجدون۔ یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر۔ قوموں کے سب لوگ برابر نہیں ہوتے ان میں وہ لوگ بھی پائے جاتے ہیں۔ جو تعلیمات الٰہیہ پر قائم ہوتے ہیں اور عدل و انصاف سے کام لیتے ہیں۔ وہ رات کے لمحات میں کلام الٰہی کی تلاوت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہوتے ہیں۔ وہ لوگوں کو نیکی کی زندگی اختیار کرنے اور بدروش سے اجتناب کرنے کی تلقین کرتے ہیں اور نیکی میں سبقت کرتے رہتے ہیں واولٰئک من الصالحین یہ تو صالح لوگ ہیں وما یفعلوا من خیر فلن یکفروہ ان اللہ یحب المتقین یہ لوگ نیکی کا جو کام بھی کریں گے اس کی ناقدری نہ کی جائے گی بلکہ اس کا ثمرہ انہیں دیا جائیگا اللہ تعالیٰ ایسے خدا ترس اور نیک عمل لوگوں سے محبت کرتا ہے۔ فرمایا من قوم موسیٰ امۃ یھدون بالحق وبہ یعدلون۔ موسیٰؑ کی قوم میں حقیقت پسند اور حق کی تعلیم دینے والے اور عدل و انصاف سے کام لینے والے لوگ پائے جاتے ہیں۔ اور فرمایا وممن خلقنا امۃ یھدون بالحق وبہ یعدلون۔ یعنی خدا کی مخلوق میں ایسے گروہ ملتے ہیں جو راستی کی تعلیم دیتے اور انصاف سے کام لیتے ہیں۔ غرض خدا کی مخلوق میں ایسے لوگ ہر جگہ پائے جاتے ہیں جو حق کی تلقین کرتے ہیں اور حق کے ساتھ عدل و انصاف کے کام سرانجام دیتے ہیں۔

خدا کے ہاں اعمال دیکھے جاتے ہیں حسب و نسب نہیں۔

فرمایا لیس بامانیکم ولا امانی اھل الکتاب من یعمل سوءً یجز بہ ومن یعمل صالحًا من ذکر او انثیٰ فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون۔ اے مسلمانو! تمہاری خواہش کے مطابق ہم نہیں چلیں گے۔ یہ ہمارا قانون نہیں ہے اور نہ ہی اہل کتاب کی تمناؤں کو پورا کرنا ہمارا قانون ہے۔ بلکہ مسلمان ہو یا ہندو۔ سکھ ہو یا عیسائی، کوئی بھی ہو، مرد ہو یا عورت جو کوئی بھی بدی کرے گا سزا پا جائے گا اور جو کوئی نیک کام کرے گا اس کے لئے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ خود اپنے متعلق حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انی اخاف ان عصیت ربی عذاب یوم عظیم۔ اگر میں بھی اپنے رب کی نافرمانی کروں تو مجھے بھی ایک عظیم دن کی سزا کا ڈر ہے اور اس سے بڑھ کر کیا جمہوریت ہو سکتی ہے کہ حضور صلعم نے

فرمایا کہ اے میری پھوپھی صفیہ اور اے میری پیاری بیٹی فاطمۃ الزہراء ایتونی یوم القیامۃ باعمالکم ولا بانسابکم۔ قیامت کے دن حشر کے میدان میں میرے پاس اعمال لے کر آنا یہ نہ کہنا کہ ہم نبی کے رشتہ دار ہیں۔ لا املک لکم من اللہ شیئاً ولا اغنی عنکم من اللہ شیئا۔ میرا وہاں کوئی اختیار نہ ہوگا اور نہ میں تمہارے کام آسکوں گا۔ فرمایا من یعمل من الصالحات من ذکر او انثی لنحیینہ حیوۃً طیبۃ۔ قانون ایک ہی ہے۔ نیک اعمال سے خدا خوش ہوتا ہے۔ اعمال ہی سے اس کی عزت بڑھتی ہے۔

دیانت ہی عزّت کا موجب ہے

گوبند رام نامی ایک عطر رنگ محل لاہور میں دوکان کیا کرتا تھا۔ وہ نہایت خالص اور دیانت تیار کیا کرتا تھا۔ اس کی دوائی کے مقابلہ میں کوئی مسلمان ایسی خالص دوائی تیار نہ کرتا تھا۔ اسی وجہ سے ہندو ہونے کے باوجود وہ عزّت پا گیا۔ ہر شخص یقین کرتا ہے کہ اس کی دوکان سے جو دوائی میں لے رہا ہوں وہ درست ہے۔ اصلی ہے۔ صاف ستھری ہے۔ یہ بنیا ایماندار ہے۔ میں نے اس کی دکان سے جوارش جالینوس منگوائی وہ بہترین تھی۔ اس کے بعد دہلی کے بہت بڑے معروف دواخانہ سے یہ دوائی منگوائی۔ لیکن گوبند رام کے مقابلہ میں یہ دوائی کچھ نہ تھی۔

انعام یافتہ لوگوں کا راستہ

صراط الذین انعمت علیہم

کی دعا مسلمان ہر روز کئی دفعہ پڑھتا ہے کہ اے اللہ پہلی قوموں کے صالح بزرگوں کے نقش قدم پر ہمیں چلنے کی توفیق بخش۔ اور جس طرح ان پر انعام نازل فرماتے ہیں ہم پر بھی انعام نازل فرما۔ جہاں یہ معلوم ہوا کہ سابقہ قوموں میں بزرگ پیدا ہوتے رہے ہیں وہاں یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ ہر وہ قوم جس پر خدا کے فضل و کرم اترتے ہیں اگر وہ خدا کے احکام کو توڑ دیں تو وہ ضال اور مغضوب ہو جاتے ہیں۔ تو یہ ڈرنے کا مقام ہے۔ فرمایا ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا۔ خدا کے قانون یکساں ہیں۔ اس قانون کی زد میں جو آئے گا سزا پا جائے گا۔

دو نعمتیں جو مسلمانوں کو میسر ہیں

مسلمانوں کو سوچنا چاہیئے کہ وہ کس طرح کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ کیا وہ احکام الٰہی کی پابندی کر رہے ہیں۔ کیا وہ رسول کریم صلعم کے ارشادات پر عامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں پاکستان دیا ہے یہ بہت بڑی نعمت ہے۔ سب سے بڑی نعمت نبوّت ہے۔ اور اس کے بعد دوسرے درجہ کی نعمت سلطنت ہے۔ بنی اسرائیل کے متعلق قرآن کریم کا ارشاد ہے جعل فیکم انبیاء وجعلکم ملوکا۔ ہم نے تم میں سے بعض کو نبی بنایا ہے اور تم کو بادشاہ بنایا ہے۔

آپ مسلمان ہیں۔ خدا تعالیٰ نے آپ کو وہ دوہری نعمت عطا کی ہے۔ تمہیں کتاب بھی دی ہے جو بے نظیر ہے اور پیغمبر صلعم بھی دیا ہے جس کا فیض تا قیامت جاری رہے گا اور پھر سلطنت بھی دے دی ہے۔ اگر تم ان نعمتوں کے حاصل کرنے کے بعد ان کو ضائع کر دو اور خائب و خاسر ہو جاؤ، تو یہ خدا کا قصور نہیں۔ بلکہ یہ بدنصیبی تمہارے اپنے اعمال کا نتیجہ ہوگی۔

کتاب "محمد رسول اللہ زمانہ حال کا پیغمبر" کے انگریزی ترجمہ کی ضرورت

اس کتاب "محمد رسول اللہ زمانہ حال کا پیغمبر" میں میں نے بالتفصیل ذکر کیا ہے کہ اسلام عالمگیر دین ہے۔ اور حضرت نبی کریم صلعم زمانہ حال کے اور اقوام عالم کے پیغمبر ہیں اور ماڈرن پیغمبر ہیں۔ کیا اس کتاب کی چند ہزار کاپیاں انگریزی میں ترجمہ کر کے نہ بھیجی جائیں۔ میاں سعید احمد صاحب کے ایک عزیز میاں بشیر احمد صاحب نے مجھے کہا ہے کہ جب میں نے یہ کتاب پڑھی تو میرا دل چاہتا تھا کہ اس کتاب کو یورپ بھیجا جائے۔ اس کے انگریزی ترجمہ کے لئے میں خود بھی روپیہ دینے کے لئے تیار ہوں اور اپنے دوستوں سے بھی اپیل کرتا ہوں اور بالخصوص میاں سعید احمد صاحب اور ان کے برادر میاں بشیر احمد صاحب سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس مفید کام کو انجام دیں۔

مجدد زمان کی تبلیغی مساعی کا پھل یورپ اور امریکہ میں

یورپ میں تو تحریک شروع ہو چکی ہے اور اس تحریک کو شروع کرنے والے حضرت مسیح موعودؑ مجدد زمان ہیں جن کی مساعی جمیلہ کو پچاس سال کے بعد یہ پھل لگا ہے کہ وہاں کے بڑے بڑے عالم و فاضل مسلمان ہو چکے ہیں اور اکثر اسلام سے متاثر ہیں اور آج ایک امریکن یونیورسٹی کے آٹھ پروفیسر اسلام کی حقانیت اور صداقت پر لیکچر دیتے نظر آتے ہیں۔ یہ اشتہار جب میرے پاس آیا تو میرے دل میں لذت پیدا ہوئی اور اس لذت کے اثر سے میں نے الحمد للہ پڑھی کہ اسلام۔ حضرت نبی کریم صلعم اور حضرت مسیح موعود مجدد زمان برحق ہیں، اور آج ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ لوگ اُن سے متاثر ہیں۔ ان کے مؤید ہیں اور کہتے ہیں کہ اسلام کا عالمی معاملات اور سیاسیات پر اثر ہے۔ اس سے ہمارا ایمان زندہ ہوتا ہے۔

پاکستان کی سالمیت کیلئے دعاؤں کی ضرورت

میں پچھلے دو تین جمعوں سے دعا کی تحریک کر رہا ہوں۔ دشمن ہماری سرحدوں پر چڑھ آیا ہے۔ وہ بڑے تکبر سے طمطراق اور ساز و سامان سے للکارتا ہے۔ تعداد اور جدید اسلحہ کی فراوانی کے گھمنڈ میں وہ ہماری سرحدوں پر ڈیرے ڈالے ہوئے ہے۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ۔ خدا کا فضل ہو تو تھوڑی تعداد بھی بھاری دشمنوں پر غالب آسکتی ہے اور یہ تاریخی مشاہدہ بھی ہے آپ دعا کریں کہ پاکستانی سلطنت کی نعمت جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا کی ہوئی ہے محفوظ و مصئون رہے اور خدا تعالیٰ خود پاکستان کا حامی و ناصر ہو۔

ملک عبد الغنی صاحب کے لئے دعا کی ضرورت

ہمارے کچھ احباب بیمار ہیں۔ ملک عبد الغنی صاحب (مالک امپیریل الیکٹرک کمپنی) کی آنکھیں بیمار ہیں وہ یورپ گئے وہاں اپریشن کرایا کوئی فائدہ نہ ہوا۔ ملک صاحب نے بڑی محنت سے روپیہ کمایا۔ دولت جمع ہوئی تو بینائی جاتی رہی لذت باقی نہیں رہی۔ وہ دوبارہ اپریشن کرانے کے لئے یورپ کا قصد کر رہے ہیں۔ ملک صاحب موصوف نہایت مخلص رکن ہماری جماعت کے ہیں ان کے لئے دعا کریں۔

جنوبی افریقہ میں احمدیوں کیخلاف فتوے

(23)

داؤد سیڈو صاحب جنوبی افریقہ سے آئے ہوئے ہیں۔ افریقہ کی جماعت پر ان دنوں آفت آئی ہوئی ہے۔ لوگ برخلاف ہیں۔ افریقہ کی جوڈیشل کونسل نے فتوے دے دیا ہے کہ احمدی اور بہائی کافر ہیں انکو مسلمانوں کے قبرستانوں میں دفن کرنیکی اجازت نہیں۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس جماعت کی حفاظت فرمائے۔

جماعت ربوہ کے سمجھدار لوگوں کا حق کی طرف رجوع۔

ربوہ جماعت کے ایک بہت بڑے رکن ہماری جماعت میں شامل ہو گئے ہیں اور ہمارے مبلغ بھی بن گئے ہیں۔ اسی پایہ کے ایک اور شخص بھی ہیں جو اس جماعت کی طرف رخ کرتے نظر آتے ہیں۔ دعا کریں اللہ تعالیٰ ان پر بھی حق کھول دے اور انہیں شرح صدر عطا فرمائے۔ یہ آپ کے لئے خوشی کا باعث ہے کہ جس طرح سے یورپ نے حضرت عیسٰی کو خدا بنایا اور پھر آہستہ آہستہ اس غلطی کا احساس کیا اور انکے حقیقی مقام کا پتہ لگایا۔ اسی طرح سے بعض لوگوں کی غلطی سے اور رسمی عاشق کی وجہ سے مجدد زمان کو نبی بنایا گیا۔ اور اس طرح ان کی تذلیل کی گئی اب جوں جوں اُن کو معلوم ہوتا جا رہا ہے کہ حضرت صاحب کی عزت تو مجدد ہونے میں ہے وہ ہماری طرف آ رہے ہیں۔ علمائے امت کے نزدیک یہ مسلّم امر ہے کہ چودھویں صدی کا مجدد مسیح موعودؑ ہوگا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ میں اس صدی کا مجدد ہوں میں مسیح موعود ہوں۔ معلوم ہوا کہ حضرت صاحب نے اپنے عقیدے میں کوئی تبدیلی نہیں کی حقیقت الوحی صفحہ ۱۴۴ پر درج ہے کہ ۲۴ سال سے میرا دعویٰ برابر مجدد ہونے کا ہے آپ ۔۔۔ نبوت کی بیعت لیتے تھے کبھی نبوت کی بیعت نہیں لی۔ اس بلڈنگ میں میرے بالمقابل ان کا وصال ہوا اس وقت تک یہی بیعت لیتے رہے۔ وفات کے بعد بھی انکی قبر کا کتبہ گواہی دیتا رہا کہ وہ صدی چہاردہم کے مجدد تھے۔ اور دشمنوں کے سامنے بھی یہی بیعت تھی۔

حضرت مجدد زمان کا دعویٰ نبوت سے انکار

حضرت صاحب نے فرمایا کہ انبیاء کے بعد نہ میں اور نہ کوئی اور معصوم ہے اور فرمایا ہمارے سید و مولا نے نبوت کی شرط نہیں رکھی پھر فرمایا میرے دعوے کے انکار سے کوئی شخص کافر نہیں ہو جاتا اور فرمایا انبیاء کی طرح میری آزمائش کرنا نادانی ہے اور فرمایا میرا دعوےٰ نبوت کا نہیں بلکہ مجددیت کا ہے اور ان کا ہے

مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی

بہائیت اور اسلام

ایک سوال اور اس کا جواب

بخدمت اقدس جناب مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی۔

مکرمی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آنجناب کے علم وفضل کا یہ خاکسار مدت دراز سے معتقد ہے۔ آنجناب کے مضامین جو اکثر اخبار پیغام صلح میں چھپتے ہیں رموز و نکات کا خزانہ ہوتے ہیں۔ اے کاش جناب کی صحبت علمی سے براہ راست استفادہ کرنے کے مواقع میسر آئیں۔

ایک استفسار آنجناب سے کرنے کی جرأت کرتا ہوں۔ امید ہے معاف بھی فرمائیں گے اور اس کے جواب سے بھی کسی جلد فرصت میں مطلع بھی کریں گے۔

بہائی تحریک کی اکثر کتب میرے زیر مطالعہ ہیں اور میں اس سے بے حد متاثر ہوں۔ کیا آپ کوئی دو چار ذتی موٹی ایسی باتیں نہیں بتا سکتے کہ بہائی تحریک کی حقیقت سامنے آجائے۔

اکناف و اطراف عالم میں کس سرعت سے پھیل رہے ہیں یہ لوگ۔ پھر مدعی دعوائے رسالت کا کرتا ہے اور نئی شریعت پیش کرتا ہے پھر اس کو ماننے والے ہزاروں نہیں لاکھوں افراد پیدا ہو جاتے ہیں اور اس کی شریعت پر کاربند ہو جاتے ہیں اس کے لئے تن من دھن کی قربانیاں پیش کرتے ہیں جو تعلیم مدعی بہاء اللہ پیش کرتا ہے وہ اقتضائے وقت سے کافی ہم آہنگ ہے۔ انسداد غلامی اور انسداد گداگری تنسیخ تعدد ازدواج، سود کا جواز۔ مساوات مرد وزن کم از کم پردہ کی شدائد کی تنسیخ یہ سب امور آج مسلمانوں کے ہر ملک میں جاری وساری ہیں جیسے بے ماننے قبولیت کا شرف حاصل کئے ہوئے ہیں ......

کیا تاریخ عالم میں کسی ایسے مدعی کا نشان ملتا ہے جو کاذب بھی ہو اور نئی شریعت کا اجراء کرے اور اس کو ماننے والے بھی لاکھوں ہوں؟ ....

عطاء اللہ خاں ۷۷۔ ڈیوس روڈ لاہور

جواب

بہت دن ہوئے جب آپ کا یہ خط مجھے ملا اور فرصت کی تلاش میں رہا یہ کتنی بڑی بھول ہے کہ آپ کو رسید تک بھی نہ بھیج سکا۔ یہ عذر کہ مجھ سے مضامین کے تقاضاؤں کی بھرمار کچھ کرنے نہیں دیتی۔ قابل پذیرائی نہ ہوگا بہائی مذہب پر مجھ سے زیادہ اچھا لکھنے والے بہت ہیں ان سے آپ استفادہ کرتے تو زیادہ مفید ہوتا۔ بہائی مذہب کی اکثر کتب آپ کے زیر مطالعہ ہیں، اور یہاں حال ہے کہ شاذ ہی کوئی کتاب دیکھنے کا موقعہ ملا ہوگا۔ محفوظ الحق صاحب علمی میرے دوست ہیں۔ قریشی حشمت اللہ صاحب سے اور مہر محمد خاں شہاب سے بمبئی میں ۳۰ برس سے زیادہ عرصہ گزرا ملاقات ہوئی تھی۔ شہاب صاحب اس وقت بہائیت ترک کر چکے تھے اور اپنے آپ کو سیدھا سادہ مسلمان بتاتے تھے۔

آپ کا خط پڑھ کر میں نے سوچا تو بہاء اللہ اور بہائیت کے متعلق میرے ذہن میں ذیل کے خیالات ابھر آئے ممکن ہے میری واقفیت اور علم کے کم ہونے کی وجہ سے یہ کچھ زیادہ موثر نہ ہوں:۔

(۱)۔ بہاء اللہ کے دعوے کے متعلق کوئی قطعی اور یقینی رائے قائم کرنا مشکل ہے کہ ان کا دعوےٰ نبی اور رسول ہونے کا تھا۔ نبی اور رسول مبعوث کرنے کا تھا۔ مظہر اللہ یا خدا کا اوتار ہونے کا تھا۔

(۲)۔ غلطی یہ ہوئی کہ ان کی شریعت کی کتاب (اقدس) پردۂ اخفا میں رہی۔ اور اگر ان کے دشمن اس کتاب کو روشنی میں لاتے تو یہ کتاب اغلباً کبھی بھی منصۂ شہود میں نہ آتی اس کے خفیہ رکھنے کی آخر کوئی معقول وجہ تو ہوگی؟

انسدادِ گداگری و غلامی

اب رہیں ان کی شریعت کی جزئیات انسداد غلامی اور انسداد گداگری قرآن مجید میں پیشتر سے یہ تعلیم موجود ہے کہ اسلامی حکومت ایک بیت المال قائم کرے جس میں مسلمانوں کی صدقات کا روپیہ جمع ہو اور اس کے ذریعہ ایسے شعبے قائم ہوں کہ غلاموں کو آزاد کیا جائے اور فقراء و مساکین کو کام کے قابل بنایا جائے اور جو بالکل ہی اپاہج ہوں ان کی خبرگیری کی جائے۔ فرمایا انما الصدقات للفقراء والمساکین والعاملین علیہا والمؤلفۃ قلوبہم وفی الرقاب (۹: ۶۰)۔ صدقات جن کے خرچ کرنے کا حکم دیا گیا اس کا ایک مصرف غیر مسلموں کی تالیف قلوب۔ غلاموں کو آزاد کرنے اور قرضداروں کی گردن چھڑانے کے لئے ہے۔ یہ اللہ کی طرف سے تمہارے اوپر فرض ہے۔ اس میں "والعاملین علیہا" کے الفاظ ظاہر کرتے ہیں کہ یہ اسلامی حکومت کے ایک محکمہ کا کام ہے اس میں انفرادی خیرات کا ذکر نہیں انسداد غلامی اور گداگری کے اس اسلامی محکمہ میں اگر بہائی لوگ کوئی اچھا مشورہ دے سکتے ہوں تو وہ شکریہ کے ساتھ قبول کر لیا جائے گا۔ والذین یبتغون الکتاب مما ملکت ایمانکم فکاتبوہم غلام جو آزاد ہونا چاہیں ان کو آزاد کر دو۔ اگر بہائی لوگ یہ کام کر سکتے ہوں کہ ایسے لوگوں کی درخواستیں اسلامی حکومت کو بھجوائیں اسلامی حکومت کا فرض ہے ان کو آزاد کریں۔

ان لوگوں کو جو اس نیک کام میں حصہ لیں گے حدیث رسول اللہ میں وعدہ ہے:۔

من اعان مکاتبًا علیٰ فک رقبۃ اظلہ اللہ فی ظل عرشہ۔ جس نے غلاموں اور قرضداروں کی گردن آزاد کرانے اور فقراء و مساکین کی بیکاری کی زنجیریں کاٹنے میں مدد کی اللہ تعالیٰ خود اپنے عرش حکومت کا اس پر سایہ ڈالے گا۔ اس قوم کو اللہ تعالیٰ حکمران اور فاتح بنا دے گا۔

ایک اور روایت میں ہے ان رجلا قال للنبی صلعم علمنی عملا یدخلنی الجنۃ قال لئن کنت اقصرت الخطبۃ لقد اعظمت المسئلۃ اعتق النسمۃ و فک الرقبۃ۔ غلام آزاد کرنے کے ایک ہی عمل سے جنت میں داخل ہو جائے گا۔ قرآن مجید میں فرمایا:۔ وما ادراک ما العقبۃ فک رقبۃ۔ اور تجھے کیا خبر ہے کہ اونچی گھاٹی جس پر ایک مومن کو پہنچنا چاہیے کیا ہے یہ آزادی غلاماں اور ہر قسم کی زنجیروں سے لوگوں کو آزاد کرنا ہے۔ عملی طور پر جب ایک گدا رسول اللہ صلعم کے پاس آیا اور سوال کیا آپ نے اس کی چادر صحابہ کو خرید لینے کی سفارش کی اور فرمایا اس کی قیمت سے کلہاڑی خرید لاؤ۔ اس میں دستہ خود دست مبارک سے لگا دیا۔ فرمایا جاؤ جنگل سے لکڑی کاٹ کر لاؤ اور بازار میں بیچو۔

گداگری کے پیشہ سے ڈراتے ہوئے فرمایا کہ گداگر کے منہ پر قیامت کے دن گوشت نہ ہوگا۔

قابل امداد کون محتاج ہیں؟ فرمایا لا یسئلون الناس الحافا۔ یحسبہم الجاہل اغنیاء من التعفف۔ لوگوں سے لپٹ کر مانگنے والے نہیں بلکہ وہ جیسے سوال سے رکے رہنے کی وجہ سے ناواقف غیر محتاج سمجھ لیتے ہیں۔

جوازِ سود کا مسئلہ

انسداد غلامی اور گداگری کے ساتھ جواز سود کا جوڑ لگا دینا اچھا نہیں سود صدقات کی ضد ہے ایک گر محتاج سے لیتا ہے تو دوسرا محتاج کو دیتا ہے۔ یہ بلا سبق قابل غور ہے کہ:۔

بداد نِ قرضِ الحسن کمیاب است فضلاً علی الجبابہ
ربا را مثل معاملات دیگر کہ مابین تاجر متداول
است قرار فرمودیم یعنی بح نقود از ین حین
کہ حکم مبین است از سماءِ شیعت نازل شد

حلال، طیب و طاہر است"

یہ ظاہر ہے کہ قرض حسنہ یا تعاون باہمی کی سوسائٹیاں اور اور گورنمنٹ کے ایسے شعبے نہایت مفید شعبہ جات ہیں یعنی ایک امر بذاتہ مفید ہے مگر اس کا علاج یہ نہیں کہ اسے ترقی دی جائے بلکہ اس مفید کام کو بند کر کے اس کی ضد یعنی نسل انسانی کے لئے جو مضر ہے اسے حلال طیب اور طاہر قرار دیا جائے۔ صدقات سود کی ضد ہونے کے علاوہ محنت کے بھی خلاف ہے اس لئے کہ روپیہ سے روپیہ کمانا ہی وہ لعنت ہے جس نے کرونسٹ بلاک کو جنم دیا ہے اور ہمیشہ ہمیشہ جنگ اور بربادئ عالم کا باعث ہوا ہے کیونکہ سودی روپیہ جنگ کو طول دیتا ہے۔

تعدد ازدواج

اسی طرح تعدد ازدواج کے مقابل زنا ہے یورپ اور امریکہ ریڈرز ڈائجسٹ کے اعداد و شمار کی بناء پر ۹۵ فیصدی سے زیادہ کالج کی لڑکیاں زنا کے طوفان میں بہتی نظر آتی ہیں جس دن وہ گریجویٹ کی ڈگری لیتی ہیں وہ دن اور اس کے بعد رات شراب اور زنا سے ایک دو بچے سے ہی نپٹتے ہوں گے اس سونے پر سہاگہ بے پردگی بے حجابی، بے حیائی، اور عورتوں کا نیم برہنہ، بلکہ برہنہ باہر نکلنا ہے۔ بہائیت کا اقتضاء وقت سے ہم آہنگ ہونا ابھی بالکل ابتدائی منزل ہے یورپین ممالک میں عورت اور مرد کا باہمی رضامندی سے زنا زنا نہیں کہلاتا۔ زنا اس وقت کہلائے گا جب کسی کنواری کو حمل ہو جائے گا اور اس کا ذمہ دار کسی کو ٹھہرانا پڑے گا اور وہ انکار کرے گا۔ میرے قیام امریکہ میں سائیکلوجسٹ اس کوشش میں تھے کہ زنا کے اس قحبہ خانہ کے اوپر ایک بالائی منزل گورنمنٹ تعمیر کرے یعنی لواطت عامہ کیونکہ مرد طبعاً Promiscuous واقع ہوا ہے وہ ایک عورت پر قناعت نہیں کر سکتا جیسا قانون دوسری بیوی سے روکتا ہے تو زنا میں سہولت اور رعایت ضروری ہے مگر اس سے مزید بیماریوں کی کثرت کا خطرہ ہے لہذا homosexuality اواطت قانوناً جائز، حلال۔ طاہر اور طیب قرار دی جانی چاہیئے۔ اور یہ اقتضائے وقت سے بالکل ہم آہنگ ہے۔ ڈاکٹر فرائیڈ مشہور سائیکلوجسٹ کے نظریہ کی بنا پر زنا نہ کرنا جرم ہے آپ کا کسی کے ابھرے ہوئے جذبات کو ٹھکرانا اور اس کی بات نہ ماننا اس کے احساسات پر چھری چلا دینے کے برابر ہے جس کی آپ کو اجازت نہیں دی جا سکتی۔

بہائی مذہب عورت اور مرد میں مساوات پیدا کرنے میں ناکام ہے۔ حکم ہوتا ہے:۔

"باید دانست کہ تعدد زوجات در امر بہائی مطلوب نیست اگرچہ تاہ وازدواج برائے ہر مرد در کتاب اقدس تجویز شدہ ولے مقید بعدالت"

مگر اصل کتاب اقدس میں ایسی کوئی شرط نہیں اصل کتاب اقدس کے شائع کرنے کی ممانعت میں یہی راز مضمر تھا کہ جب چاہیں حسب منشاء تبدیلی کرتے رہیں گے۔

. . . .

دعوتِ عمومی کا دین صرف اسلام ہے

پروفیسر میکسمولر جو مشرقی کتب مقدسہ کی ۵۰ مجلدات کے ایڈیٹر تھے انہوں نے اپنے آخری مضامین میں مذاہب عالم کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ تبلیغی مذاہب اور غیر تبلیغی مذاہب۔ اسلام اور مسیحی مذہب کے سوا انہوں نے تمام دینوں کو غیر تبلیغی مذہب قرار دیا ہے۔ چونکہ وہ خود مسیحی تھے اس لئے ان کا مسیحی مذہب کو تبلیغی مذہب قرار دینا کوئی تعجب کی بات نہیں۔ بہرحال اسلام اور اسلام سے پہلے کے تمام مذاہب میں ایک اصولی اور بیّن فرق یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کے تمام مذاہب قبائلی اور قومی مذاہب تھے مگر آنحضرت صلعم کی دعوت کل نسل انسانی کے لئے تھی۔ اگر ہر نبی اپنی اپنی قوم کا ایک نقطۂ مرکزی تھا اور مطلوب اس سے وحدت قومی تھی تو آنحضرت صلعم کی بعثت کی غرض وحدت ادیان و اقوام عالم تھی۔ آپ کی بعثت کے بعد قومی انبیاء کا سلسلہ ہر قوم میں ختم ہو گیا یا قومی حدبندیوں کو توڑ کر ایک دائرہ کل اقوام عالم کے لئے مہیّا کر دیا گیا اور اتحاد اقوام عالم کا مقصد اور مدعا خاتم النبیّین کے وجود سے پورا ہو گیا۔ اب اس کے بعد کسی نبی کی بعثت ظاہر ہے کہ اس دائرہ کو توڑنے والی ہو گی اور اس مقصد عظمےٰ کو مٹا دینے والی ہو گی۔

(۲) رحمۃ العالمین جو رب العالمین کا کامل مظہر ہے مبعوث ہو چکا اب آپ کے بعد اگر کوئی نبی مبعوث ہو تو وہ دو حیثیتوں سے خالی نہیں ہو سکتا یا تو آنحضرت صلعم سے ماقبل زمانہ کی طرح وہ ایک قوم کی طرف مبعوث ہوا ہو یا کل اقوام عالم کے لئے اسکی دعوت عمومی ہو۔ بہائی لوگوں کا دعوےٰ ہے۔ بہاء اللہ کی دعوت عمومی کا ہے یعنی تمام انبیاء عالم کے بالمقابل صرف دو نبی ساری دنیا یا کل اقوام عالم کے نبی ہیں سوال یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کسی نبی کو کل اقوام عالم کے لئے کیوں مبعوث نہیں کیا گیا؟ بہائی دعوے اسلامی دعوت عمومی کی صرف نقل کیوں نہیں؟ جو چیز پہلے سے حاصل ہے اسے دنیا کے لئے تحصیل حاصل ہی سمجھا جائے گا مگر اس کا نقصان اتنا بڑا نقصان ہے کہ اس حاصل شدہ وحدت اقوام عالم کو توڑ دینے والا ہے اور خدا کا اس عورت کا مصداق سمجھا جائے گا التی نقضت غزلھا من بعد قوۃ انکاثا جس نے بڑی محنت کے بعد سوت کاتا اور پھر اسے توڑ پھوڑ کر پھینک دیا۔ حضرت آدمؑ سے لے کر مسیح علیہ السلام تک۔ ویدوں سے لے کر انجیل تک جتنے نبی مبعوث ہوئے سب نے آنحضرت کے متعلق بشارات اپنی اپنی قوم کو دیں (دیکھو ہماری کتاب میثاق النبیین) مگر جب وہ موعود کل ادیان آ گیا تو اللہ تعالےٰ کو بہت جلد اپنی غلطی معلوم ہو گئی کہ اس دائرہ کو توڑ کر اس میں ایک اور نبی نہیں بلکہ نبی کے بعد نبی بھیجکر بلکہ ہمیشہ ہمیشہ اس دائرہ کو توڑتے رہنا چاہیئے کہ دنیا کبھی بھی ایک دین پر جمع نہ ہونے پائے۔

(۳) جس نبی کو ساری قوموں کے لئے مبعوث کیا جائے گا ظاہر ہے کہ اس کی وحی میں کل قوموں کی تربیت کا سامان ہو گا وہی ساری نسل انسانی کا مبلغ اوّل ہو گا کل قوموں کی تربیت کا سامان دو صورتوں سے خالی نہ ہو گا اس کی کتاب اور وحی پہلی تمام کتابوں کی صداقتوں کی جامع ہو گی اور کل قابل اصلاح اور محتاج التکمیل امور کی اس میں تکمیل کر دی گئی ہو گی۔ قرآن مجید کا دعوےٰ یہ ہے الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔ اب یہ دین تمہارے لئے میں نے کامل کر دیا اور اپنی نعمت تمہارے اوپر تمام کر دی اور تمہارے لئے دین اسلام میں نے پسند کیا۔ یہ دین جو کامل ہوا کل نسل انسانی کے لئے کامل ہوا۔ اس دین کی ساری نسل انسانی کے لئے کامل ہونے کی وجہ سے یہ نعمت بھی اپنی تکمیل کو پہنچ گئی جو اصلاح ضروری تھی وہ بھی کر دی گئی اور جس کی تکمیل کی ضرورت تھی وہ بھی پوری ہو گئی اس سے پیشتر اگرچہ ہر نبی کا دین اسلام ہی تھا جیسا کہ قرآن مجید میں ہر نبی کا اقرار نقل کیا گیا ہے مگر ابھی اس اسلام کی تکمیل نہ ہوئی تھی اس لئے کسی نبی کی امت کو یہ نام نہ دیا گیا اب اس دین میں جو کسی ایک نبی کا دین نہیں بلکہ کل انبیاء کا دین ہے تکمیل ہو کر دین اسلام کے نام کی رضامندی اللہ تعالےٰ نے دے دی اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہر نبی اور اس کی امت کا دین اسلام جزئی طور پر تھا تو اب کلی طور پر ساری قوموں کے دین کا نام اسلام قرار پایا نہ پہلے اسلام کے سوا کوئی دین تھا نہ اب اسلام کے بعد کوئی اور نام ہو گا۔ یہ دعوے نہ صرف قرآن مجید سے ہم ثابت کر سکتے ہیں بلکہ توریت و انجیل و ژند و اوستا۔ وید اور کتاب الموتیٰ مصر سے بھی ثابت کر سکتے ہیں۔

(۴) پھر فرمایا رسول من اللہ یتلوا صحفاً مطھرۃ فیھا کتب قیمۃ۔ تمام وہ کتابیں جو شروع دنیا سے انبیاء پر نازل ہوئیں پاک اور صاف کی ہوئی یہ اللہ کا رسول پڑھتا ہے۔

قرآن مجید کے بعد جو شخص یہ دعوے کرتا ہے کہ اس کی دعوت بھی عمومی ہے تو ظاہر ہے کہ اس کی کتاب بھی کل سابقہ کتابوں کی جامع کتاب ہونی چاہیئے بہاء اللہ کی کتاب میں یہ دعوے موجود نہیں اگر ہو بھی تو تحصیل حاصل ہو گا۔

اب قرآن مجید کا یہ دعوےٰ ہے اور کتاب اقدس کا بھی یہی تو ایک ہی حقیقت یا مضمون کی دو کتابیں ہو گئیں ان دونوں میں از روئے عقل اختلاف نہیں ہو سکتا۔

(۵) قرآن مجید کا یہ دعوےٰ اپنے اندر اس قدر دلائل کے انبار رکھتا ہے کہ جس کا استقصاء اس مختصر سے مضمون میں ناممکن ہے مگر ہم اس اپنے دعوے کو دلائل کی برہان سے تشنہ بھی چھوڑنا نہیں چاہیئے اس لئے دنیا کی تمام متمدن قوموں اور ملکوں کی ۱۵ کتابوں کو جو مسلمان اسلام نے لکھی ہیں اور ان کتابوں میں سے بہت سی کتابوں پر ان کی گورنمنٹوں نے ان کو اعلیٰ کتاب سمجھ کر انعام دیئے ہیں اور ان کا موضوع صرف ایک ہے کہ قرآن مجید ہماری کتابوں کی نقل ہے الفضل بما شھدت

یہ العلیٰ ہے۔ فضیلت اس کا نام ہے کہ دشمن بھی اس کی شہادت دیئے بغیر نہ رہ سکے۔ پادری سینٹ کلیر ٹسڈل نے فارسی زبان میں کتاب لکھی۔ نام ینابیع الاسلام یعنی اسلام کے سرچشمے، یہ کتنی اعلیٰ درجہ کی کتاب سمجھی گئی، سر ولیم میور نے اس کا ترجمہ انگریزی میں SOURCES OF ISLAM کیا اور تمام دنیا کے اندر اس کی اشاعت کی۔ جرمنی میں فرانس میں، انگلستان میں، امریکہ میں، آریوں نے، عیسائیوں نے، یہودیوں نے کتابیں وقتاً فوقتاً شائع کیں۔ خود [illegible] نے کتاب لکھی کہ قرآن مجید کی یہ تعلیم ژند اوستا میں سے لی گئی ہے۔ لیکن آج تک کسی نے یہ نہیں لکھا کہ کتاب اقدس بھی پہلی صحف انبیاء کی جامع اور نقل ہے اور لکھتا بھی کوئی کیا جبکہ یہ کتاب بہائیوں نے شائع ہی نہیں کی۔ مصلحت اسی میں تھی کہ [illegible] پردہ راز سے کبھی باہر نہ ہو مگر آہ! ازلیوں نے اسے باہر نکلوا کر دیا۔

قرآن مجید نہ صرف کتب مقدسہ عالم کی محافظ ہے کہ ان کو گوشہ گمنامی سے کھینچکر اصلی رنگ میں دوبارہ منصۂ شہود پر لاتی ہے بلکہ ان انبیاء پر جو الزامات عائد ہوتے ہیں ان سے ان کو بری ٹھہرا کر ان کی عظمت، عزت اور عصمت از سر نو قائم کرتی ہے۔ اس کی بیسیوں مثالوں میں سے اس وقت صرف ایک مثال بیان کرتا ہوں۔ یعقوب جن کے نام پر بنی اسرائیل کی ساری قوم بنی اسرائیل کہلاتی ہے اس کے معنے عبرانی لغت اور بائیبل کی اپنی کہانی میں دوسرے کا حق دھوکا سے مار لینے والا ہیں، اور ان کی ساری زندگی پیدائش سے لے کر مرنے تک انہی معنی کی تصدیق کرتی ہے۔ حقیقی بھائی کو دھوکہ، بوڑھے باپ سے دھوکا، سسرال میں سسر اور نسبتی بھائیوں کو پے درپے دھوکے۔ کتنا کمال ہے قرآن مجید کا کہ آپ کی خوبیوں کا ذکر تو کرتا ہے مگر اس نام کی برائی کی طرف کہیں اشارہ تک نہیں بلکہ اس کی تردید کر کے آپ کی نبوت اور عصمت کو قائم کرتا ہے۔ محمد رسول اللہ صلعم یقیناً عبرانی زبان نہ جانتے تھے، مگر آپ کی وحی میں [illegible] (وہ ایک گالی ہے) کی بجائے ان کا نام یعقوب بتایا گیا ہے اور اس کے معنے ہیں اپنے دادا کے نقش قدم پر چلنے والا یعنی حضرت یعقوب تو اپنے دادا حضرت ابراہیم کے نقش قدم پر چلنے والے [illegible] سے اپنے [illegible] کی جس کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے۔

یہ شخص [illegible] اس زمانہ کا نبی یا مظہر اللہ اور خود خدا سمجھا جاتا تھا اور [illegible] لوگ اس کی قبر کی پوجا کرتے ہیں اسے قرآن مجید کے حقائق و معارف سے کوئی بہرہ حاصل نہ تھا اس نے قرآن کو اسی نگاہ سے دیکھا جس نگاہ سے اس زمانہ کے ملاں دیکھتے ہیں۔

میرے دوستو! اللہ تعالیٰ نے مجھے غیر مذاہب کی کتب اور ان کی زبانیں سمجھنے کی اہلیت دے کر قرآن مجید کے کلام الٰہی اور زندہ کتاب ہونے پر [illegible] مختصر سی فہرست [illegible] بیان کرنا محال ہے [illegible]

اللہ تعالیٰ کا نام اور تصورِ الٰہی

ہمارے خالق اور مالک ہستی کا نام قرآن مجید میں اللہ ہے جس کے معنے ہیں مستجمع جمیع صفات کاملہ

Comprising all the attributes of perfection (Lane)

دنیا کی کسی زبان میں خدا کا نام اس کامل تصور الوہیت کو نہیں بتاتا جو اللہ کے معنی اور مفہوم میں موجود ہے۔ ایلوہیم، خدا، یہوہ، گاڈ، [illegible]، یزدان اور بہاء وغیرہ دنیا کی ۲۰۰ زبانوں کے نام اس ذات کی صرف ایک ایک صفت کو ظاہر کرتے ہیں تمام صفات حسنہ پر حاوی نہیں ہیں۔ یہاں تک کہ خدا کا نام بہاء بھی اس کے کامل تصور کو ظاہر نہیں کرتا اور اس کا صیغہ تفضیل ابہیٰ ہے۔ بہاء اللہ کے ماننے والوں سے میں نے پوچھا۔ بہاء اور اللہ دونوں میں سے اسم ذات کونسا ہے اگر اللہ اسم ذات ہے اور بہاء اس کی صفت ہے تو بہاء سے بڑھ کر ابہیٰ ہے تو بہترین ترکیب اور نام بہاء الابہیٰ ہونا چاہیئے تھا۔ کیا وجہ ہے کہ مذہب کی یہ ترقی یافتہ شکل اللہ سے بڑھکر کوئی تصور پیش نہ کرسکی بلکہ رجعت کر کے اس کے صرف ایک صفاتی نام پر آگئی۔

اسلام کا خلاصہ اصولاً صرف تین باتیں ہیں:۔

(۱) اللہ تعالیٰ کا کامل تصور

(۲) آخری اور کامل نبی کا تصور

(۳) کامل کتاب کا تصور

خدا کا کامل تصور جو اسم ذات اللہ کے اندر موجود ہے کہ وہ تمام اعلیٰ درجہ کی صفات پر مشتمل اور جامع ہے اس سے بڑھ کر کوئی دنیا کا بڑے سے بڑا عالم کوئی تصور پیش نہیں کرسکتا۔

تمام عالمین اور انواع مخلوقات کی پیدائش درجہ بدرجہ نشو و نما اور تکمیل و ارتقاء کے لئے جن صفات کا ہونا ضروری ہے وہ سب اسم ذات اللہ میں موجود ہیں یا ان صفات کاملہ کا وہ موصوف ہے۔

رسالت اور نبوت کا کامل تصور

وہ صفات اور اخلاق فاضلہ جو الگ الگ ہر نبی سے ظاہر ہوئے ان تمام کا کامل مظہر محمد رسول اللہ ہے جو یتیمی اور بے کسی اور تنہائی کے نقطہ سے شروع ہوئی، [illegible] ہزار اس کی جان کے دشمن اور اسے دنیا میں ناکام بنانے اور مٹا دینے کے درپے مگر جب وہ دنیا سے اُٹھا تو اس کے اُٹھنے سے پیشتر وہی دشمن اپنی جان اس پر فدا کرنے کو تیار رہتے۔ اس نے دس ہزار قدوسی اپنی زندگی میں پیدا کر کے دکھا دیئے اور یہ عبارات پہلے سے اس کے متعلق کتب مقدسہ میں موجود تھیں اس کی آنکھوں کے سامنے دنیا کی ایک گمنام قوم جو اپنے ہی ملک میں بادشاہت کا نمونہ پیش نہ کرسکی اس نے ایران اور روما کی حکومتوں کو شکست دے دی۔ اور [illegible] برس کے اندر تمام مشرق و مغرب تک چھا گئی کیا اس کے بعد مثالی نبوت وہ کہلا سکتی ہے جو جیل کی چار دیواری میں ایڑیاں رگڑ رگڑ کر ختم ہو گئی۔ محمد رسول اللہ کی شان کیا "آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری" اور اس کی جو امر اسی دنیا میں آپ کو وہ ملی جو کل انبیاء کو انفرادی طور پر ملی تھی۔ خدا کے لئے اس کامل تصور نبوت کے بعد کسی اور ہستی کے پیچھے جا کر اپنی بے عقلی کا ثبوت نہ دو۔

کامل کتاب کا تصور

قرآن مجید اپنے معنی اور مفہوم کے لحاظ سے یا تو ایک ایسا (قرء) حوض ہے جس میں ارد گرد کی نہروں کا پانی آکر جمع ہو جاتا ہے یا ایسا چشمہ ہے جس سے نہریں نکلتی ہیں۔ قرء اقراء سے اس کے دوسرے معنے پڑھنا ہو کہ یہ ایک ایسی کتاب ہے جو دنیا میں کثرت کے ساتھ پڑھی جائے گی۔ جس دن سے قرآن مجید اترنا شروع ہوا اسی دن سے اسے حفظ کر کے پانچ نمازوں میں اور جمعہ اور عیدین کے خطبوں میں رمضان کے مہینہ میں اس کثرت سے پڑھا جانے لگا کہ دنیا کی کوئی اور کتاب اس کثرت سے نہیں پڑھی جاتی۔ کتاب اقدس کی تو شکل دیکھنے سے لوگ منع کئے گئے اور خدا بھلا کرے ان کے دشمنوں کا کہ جنہوں نے اسکو بڑی کوشش سے حاصل کر کے چھاپا۔

اپنے پہلے معنوں کے لحاظ سے قرآن مجید قیامت تک کے لئے معجزہ ہے کہ اس میں کل کتب مقدسہ کو از سر نو پاک اور صاف کر کے جمع کر دیا گیا اور اس کا اقرار دنیا کے متمدن ممالک کے علماء نے خود کر کے اپنی کتابوں پر انعام حاصل کئے ہیں۔ اور اس کا ذکر میں نے اوپر اسی مضمون میں کر دیا ہے۔ ہستی باری تعالیٰ کا تصور۔ کامل نبوت اور رسالت کا تصور۔ یہ تین اصولی امور ہیں جن کی بناء پر اسلام دنیا کا آخری اور کامل دین ثابت ہوتا ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

تبلیغی خط و کتابت

(بسلسلہ صفحہ ۲)

غیر فرقہ پرست ہیں۔

آپ کا جواب بنک کے سود کے متعلق حیران کن تھا۔ میری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ بنک والے کس طرح سود کو عیسائی مشنریوں میں دے سکتے ہیں اور یہ بنک کی پالیسی کے خلاف ہے۔ میں نے قاہرہ کے ایک امیر آدمی کے متعلق سنا ہے کہ اس نے بنک سے سود لینے سے انکار کر دیا اور تحائف لینے جائز سمجھے اور بنک یہ مجاز نہیں کہ سود کو اپنی مرضی سے جس کو چاہے بانٹ دے۔ اتفاقاً میں نے احمدیہ لٹریچر میں جو دولت عیسائیوں میں بانٹی جاتی ہے مطالعہ کیا وہ کبھی امیر نہیں ہو سکتے تھے۔ انکی مشنری بہت کام کرتی ہے اور غریبوں کی امداد کرتی ہے بعض ممالک میں خاصکر سوڈان کا ملک مشنریز کی مخالفت کرتا ہے۔

احمدیوں کی تعداد کا شکریہ۔ کچھ عرصہ ہوا مجھے ٹیچنگز آف اسلام، [illegible] کی کتابیں مل گئی ہیں۔ جواب میں تاخیر اس وجہ سے ہوئی کہ میرے سوالوں کا جواب نہ ملا۔ آخر میں نے خط ارسال کر دیا۔ جو لٹریچر آپ نے ارسال کیا ہے اس کا شکریہ۔

کالونی سرحد ٹیکسٹائل ملز نوشہرہ
کے نفیس پارچات
لٹھا
پاپلین
ململ
وائل
POPLINS, LATHA,
MULS, VOILS
LATHA
CHAR CHABI
چار چابی
CHAR SIKKA
چار سکہ
CHAR CHIRAGH
چار چراغ
POPLINS
SARHADDI
سرحدی
MORNI
مورنی
CHAR TOPE
چار توپ
26-THE POPLIN
چھبیس دی پاپلین
MULS
26-THE MULMUL
چھبیس دی ململ
VOILS
DACCA QUEEN
ڈھاکہ کوئین
Colony
Sarhad
کالونی سرحد ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ اسماعیل کوٹ نوشہرہ
TEXTILE MILLS LTD.
Ismailkot NOWSHERA
آپ ہمیشہ سرحد ملز نوشہرہ کے نفیس پارچات طلب فرمائیں۔ سرحد کے پارچات عمدگی اور مضبوطی میں بے مثال ہیں!
CRESCENT
CSTM 1/65.

حضرت مسیح موعودؑ کی کتابوں کے انگریزی تراجم

مَیں تیری تبلیغ کو دُنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا

حضرت مسیح موعودؑ کا مشہور کشف تو آپ سب دوستوں کو یاد ہوگا۔ جس میں حضورؑ لنڈن میں ممبر پہ کھڑے تقریر فرما رہے ہیں اور اس کے بعد آپ نے سفید پرندے پکڑے جس کی تعبیر بھی حضورؑ نے خود ہی فرما دی تھی کہ آپ کا علم الکلام یورپین اقوام تک پہنچے گا۔ اور بہت سی سعید روحیں صداقت کا شکار ہو جائیں گی۔

حضرت صاحب کے اس مشن کی تکمیل کے لئے ضروری تھا کہ انگریزی میں حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کے تراجم کر کے اہل یورپ کے مادہ پرست لوگوں کی رہنمائی کے لئے شائع کئے جائیں چنانچہ انجمن نے اس کام کو کسی نہ کسی رنگ میں جاری رکھا اور اب حضرت مسیح موعودؑ کی حسب ذیل کتب کے تراجم اسی غرض کے لئے کئے جا رہے ہیں۔

(۱) تذکرۃ الشہادتین (۴) برکات الدعا
(۲) فتح اسلام (۵) ایام الصلح
(۳) توضیح المرام

یہ تراجم امید ہے جلسۂ سالانہ سے قبل مکمل ہو جائیں گے۔ فتح اسلام اور ایام الصلح کا ترجمہ محترم مرزا معصوم بیگ صاحب کر رہے ہیں۔ توضیح المرام کا ترجمہ عزیزی اقبال احمد صاحب خلف مولٰنا آفتاب الدین احمد مرحوم نے کیا ہے اور تذکرۃ الشہادتین اور برکات الدعا کے تراجم محترم کرنل سعید احمد صاحب جنرل سیکرٹری کر رہے ہیں۔ تذکرۃ الشہادتین کا ترجمہ قریب الاختتام ہے۔

ضرورت ہے

کہ احباب جماعت ان تراجم کی طباعت و اشاعت کے لئے آگے بڑھیں۔ اور کم از کم پانچ ہزار روپیہ اکٹھا کر دیں۔ اور اس طرح پر مامور وقتؑ کے اس کشف کی جو انہوں نے ۱۸۹۱ء میں دیکھا تھا کی عملی تصویر بن کر ثواب دارین حاصل کریں۔

مجھے امید ہے کہ ہمارے انتھک احباب جو آئے دن قربانیاں فرماتے رہتے ہیں اس مجاہدہ میں بھی دامے درمے حصہ لے کر عنداللہ ماجور ہوں گے۔ والسلام

غلام قادر۔ ڈار
آفیسر انچارج شعبہ مفت اشاعت

مشرقی پاکستان کے مصیبت زدگان کے لئے امدادی فنڈ

انجمن نے مشرقی پاکستان کے طوفان زدہ لوگوں کی امداد کے لئے امدادی فنڈ کھولنے کا فیصلہ کیا ہے، احباب سے اپیل کی جاتی ہے کہ وہ حسب توفیق اس کار خیر میں حصہ لیکر عنداللہ ماجور ہوں۔ اس سلسلہ میں فوری طور پر رقم مہیا ہونا ضروری ہے تاکہ بروقت کام آ سکے۔

جملہ رقوم محاسب صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے نام پر ارسال کی جائیں۔

خاکسار۔ احمد یار۔ سیکرٹری

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور۔ مورخہ ۱۶ اء

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں دوست محمدؐ صاحب پبلشر نے شائع کیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

پیغامِ صلح لاہور

تار کا پتہ:- "تبلیغ" لاہور
فون نمبر:- ۳۷۳۷

زرِ مبادلہ
پاک و ہند سے:- چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

مدیر:- دوست محمد
مدیر معاون:- بشیر احمد سوز

فی پرچہ:- ۱۳ پیسے

جلد ۵۳ | یوم چہار شنبہ - مؤرخہ ۲۲ صفر المبارک ۱۳۸۵ھ - مطابق ۲۳ جون ۱۹۶۵ء | نمبر ۲۵

حضرت مسیح موعود اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفیٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا۔
۲- کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۳- قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی
۴- سب صحابہؓ اور آئمہ قابلِ احترام ہیں۔
۵- سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
۶- اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

مسیح موعود کے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں دفن ہونیکے معنے

از حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود علیہ السلام

"اور یہ پیشگوئی کہ مسیح موعود بعد وفات کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں داخل ہوگا اس کے یہ معنی کرنا کہ نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کھودی جائے گی۔ یہ جسمانی خیال کے لوگوں کی غلطیاں ہیں جو گستاخی اور بے ادبی سے بھری ہوئی ہیں، بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ مسیح موعود مقام قرب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قدر ہوگا کہ موت کے بعد وہ اس رتبہ کو پائے گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب کا رتبہ اسکو ملیگا۔ اور اس کی روح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح سے جا ملے گی گویا ایک ہی قبر میں ہیں۔ اصل معنی یہی ہیں جس کا جی چاہے دوسرے معنی کرے اس بات کو روحانی لوگ جانتے ہیں۔ کہ موت کے بعد جسمانی قرب کچھ حقیقت نہیں رکھتا بلکہ ہر ایک جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روحانی قرب رکھتا ہے۔ اس کی روح آپ کی روح سے نزدیک کی جاتی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:- فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۱۳)

حکمت کے موتی

امن اور ہمدردی کا مذہب

(از مولینا شیخ عبدالرحمٰن مصری صاحب)

عن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما عن النبی صلعم قال المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ والمھاجر من ھجر ما نھی اللہ عنہ یعنی مسلم وہ ہے جس کی زبان اور جس کے ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں یعنی کسی مسلمان کو نہ اسکی زبان سے دکھ پہنچے اور نہ ہاتھ سے ایذا پہنچے اور مہاجر وہ ہے جو اللہ تعالےٰ کی منہیات سے کنارہ کش رہے چنانچہ مسلمان کو دکھ پہنچانے سے مسلمان کو روکا گیا ہے اس کے لئے اگر وہ مہاجر بننے کا ثواب حاصل کرنا چاہتا ہے تو اس نہی سے بھی کنارہ کش رہے۔

عن ابی موسیٰ رضؓ قال قالوا یا رسول اللہ ای الاسلام افضل قال من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ۔ یعنی حضرت نبی کریم صلعم سے صحابہؓ نے دریافت کیا کونسا اسلام افضل ہے فرمایا جس کی زبان اور جس کے ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں۔

(بخاری کتاب الایمان)

اگر مسلمان اس ارشاد نبوی پر عمل پیرا ہوتے تو نہ ان میں تکفیر بازی شروع ہوتی اور نہ ان پر خانہ جنگیوں کی وجہ سے ادبار آتا کاش اب بھی مسلمان اس ارشاد نبوی پر عمل پیرا ہو کر اپنی زندگی کو جنتی زندگی بنالیں۔

اسی مضمون کی ایک روایت یہ بھی ہے من سلم

شیخ غلام قادر صاحب مرحوم کی وفات پر تعزیتی پیغامات

بسلسلہ اشاعت گذشتہ

چوہدری محمد سعید بھٹہ صاحب ۔ لکھاسی (گھانا)

آج لائٹ آیا - اس میں حضرت شیخ غلام قادر صاحب کا فوٹو اور وصال کی خبر تھی - خبر کیا تھی ایک روح اور ذہن کے لئے دھکا تھا - انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اسلام اور احمدیت کا ایک اور چمکتا ہوا ستارہ ڈوب گیا - مرحوم کی ذات ستودہ صفات اپنی آپ توصیف تھی - انکے کام کو خانصاحب بابو منظور الہٰی صاحب نے شروع کیا - پھر حضرت مولانا عزیز بخش صاحب نے چلایا - اور اس کے بعد شیخ صاحب مرحوم نے اسے کمال تک پہنچا دیا - صبر استقلال - صلح جوئی - ولولہ دین شرافت دیانت، علم، غرضیکہ مرحوم ایک بہت بلند پایہ ہستی تھے - جو کہ خاموشی سے دنیا کے کونے کونے میں دین کو پھیلا رہی تھی تو میں حیران ہوں کہ وہ اتنے پیسے کہاں سے لے لیتے تھے۔

قلم غم کے بوجھ سے اتنی دب گئی ہے اور وفور جذبات نے دل و دماغ پر اتنا غلبہ پا لیا ہے کہ زیادہ لکھنے سے قاصر ہوں خدا تعالیٰ مرحوم کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے آمین اور جماعت کو نعم البدل عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ ان کے ایک فرزند میرے شاگرد تھے جو کہ دونوں میں سے چھوٹے تھے ان کا پتہ مجھے یاد نہیں - اس لئے پیغام صلح کے ذریعہ سے ان کے ساتھ اظہار ہمدردی کر لیتا ہوں۔

والسلام نیازمند - محمد سعید بھٹہ۔

عبد الرحمٰن مبشر صاحب ڈیرہ غازی خان

مکرم و محترم جناب شیخ غلام قادر صاحب مرحوم و مغفور کی وفات کی خبر پڑھکر دل کو از حد صدمہ ہوا - انا للہ وانا الیہ راجعون - مرحوم بیشمار خوبیوں کے مالک تھے نہایت درجہ با اخلاق ہونے کے ساتھ ساتھ سلسلہ کی خدمت کا سچا جوش اور صادق جذبہ ان میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا - اور جب سے راقم الحروف کا ان سے تعارف ہوا نہایت محبت اور احترام سے پیش آتے اور اس ناکارہ و درماندہ کی تالیف و تصنیف کے قدردان اور مداح تھے - میرے نام انہوں نے پیغام صلح جاری کرا رکھا تھا جو باقاعدگی سے آ رہا ہے - مرحوم کی احادیث کی تشریح والا کالم جو آیات قرآنی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اشعار سے مؤید ہوتا تھا بہت ہی مفید تھا جسے پڑھے بغیر چین نہیں آتا تھا - امید ہے آپ یہ کالم کو بند نہیں ہونے دیں گے - اسی طرح غیر ممالک کے متلاشیان حق سے ان کی خط و کتابت اور ترسیل کتب وغیرہ بھی ان کا عظیم کارنامہ ہے - فجزاک اللہ احسن الجزاء فی الدارین

دعا ہے کہ مولا کریم مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور ابرار و اخیار کے ساتھ ان کا حشر ہو - مرحوم کے لواحقین اور پسماندگان تک بھی میرا پیغام تعزیت بذریعہ پیغام صلح پہنچا کر ممنون فرماویں

غمزدہ - عبد الرحمٰن مبشر رحمانیہ منزل بلاک جی - ڈیرہ غازی خان

۴ - عبد الرؤف صاحب (منڈی بہاؤ الدین)

پیغام صلح مجریہ ۲۷ مئی سے قبلہ شیخ غلام قادر صاحب کی فوتیدگی کی غمناک خبر ملی - شیخ صاحب کی وفات سے صرف ان کے عزیز ہی نہیں - پوری جماعت ان کی برکات سے محروم ہو جانے کے باعث قابل تعزیت ہے، دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے۔

۵ - عبد الجلیل صاحب مردان

اخبار ہٰذا میں بزرگوارم غلام قادر صاحب کے ارگے

سید علی مبارک شاہ پتھانہ ضلع ہزارہ

ہفتہ کا شمارہ ملا - بحر حکمت کے موتی مولینا شیخ عبد الرحمٰن مصری صاحب نے چنے تھے - متلاشی نگاہیں دوسرے صفحہ پر سے دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا

گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا

کے نیچے کسی کا نام ڈھونڈھنے لگیں شکوک و شبہات کے بادل ابھرے مگر دل کی تسلی کے لئے وجوہات غیر حاضری - بیماری یا دوسری کوئی وجہ ہوگی .... مگر صفحہ ۲ الٹتے ہی جو خدشہ اور کھٹکا دل میں تھا وہ اک آہ بن کر زبان پر آ گیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آہ! شیخ غلام قادر صاحب مرحوم خدا آپ کو غریق رحمت کرے - آمین - خاکسار - علی مبارک شاہ

یحییٰ بٹ صاحب - برلن (جرمنی)

پیغام صلح کے تازہ پرچہ سے محترم بابو غلام قادر صاحب کی وفات کی خبر پڑھ کر بڑا افسوس ہوا - انا للہ وانا الیہ راجعون بابو صاحب مرحوم مسجد احمدیہ بلڈنگس کی رونق تھے - ان کی گفتگو نوجوانوں کے لئے حوصلہ افزا ہوتی تھی - دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت فردوس میں جگہ دے - اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے - آمین - والسلام خاکسار - محمد یحییٰ بٹ

نیا سوال

"پھر بھی مخلصانہ مشورہ" کے عنوان سے "الفضل" نے ایک اور اداریہ ۱۳ جون ۱۹۶۵ء کی اشاعت میں لکھا ہے جس میں ریاضی کے کسی طالب علم کی مثال دیتے ہوئے (کہ) امتحان میں ہر سال بائنومیل تھیورم کے سوال کو حل نہ کر سکنے کی وجہ سے فیل ہوتا رہا اور آخر ایک سال جب اس نے اس سوال کو خوب رٹ لیا تو ممتحن نے پرچہ میں وہ سوال ہی نہ دیا لیکن مذکورہ طالب علم نے اس کی پروا نہ کرتے ہوئے بغیر پوچھے اس سوال کو پرچہ میں حل کر دیا اور پہلے کی طرح پھر فیل ہو گیا، الفضل لکھتا ہے :۔

"ہم نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مندرجہ ذیل حوالہ پیش کیا تھا :۔

"ہم اگر نبی کا لفظ اپنے متعلق استعمال کرتے ہیں تو ہم ہمیشہ وہ مفہوم لیتے ہیں جو کہ ختم نبوت کا مخل نہیں ہے اور جب اس کی نفی کرتے ہیں تو وہ معنی کرتے ہیں جو ختم نبوت کے مخل ہیں" (ملفوظات جلد پنجم ص ۳۸۲)

یہ حوالہ فیصلہ کن ہے اور اس سے کوئی نادان سے نادان بھی انکار نہیں کر سکتا کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایسی نبوت کے ادعا سے انکار نہیں جو ختم نبوت کے منافی نہ ہو مگر ہمارے دوست اس حوالہ کو تو نگل گئے ہیں اور مذکورہ بالا طالب علم کی طرح اداریہ پر اداریہ اس ثبوت میں لکھے جا رہے ہیں کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام رسالہ "ایک غلطی کا ازالہ" میں جو کچھ لکھا وہی کچھ آپ پہلے بھی لکھتے چلے آئے ہیں حالانکہ یہ سوال اب کے پرچے میں ڈالا ہی نہیں گیا"

ہمارے دوست کو یاد نہیں رہا کہ اپنے "مخلصانہ مشورہ" کی پہلی قسط میں انہوں نے "ایک غلطی کا ازالہ" کا ہی حوالہ پیش کیا تھا اور اور جب ہم نے اس پر حضرت مسیح موعودؑ کی اگلی پچھلی تحریرات سے روشنی ڈال کر یہ ثابت کر دیا کہ آپ ...... اپنے متعلق نبی کا لفظ ہمیشہ لغوی معنوں میں ہی استعمال کرتے رہے ہیں جو اصطلاح اسلام میں محدثیت کا مقام ہے اور اصلی اور حقیقی نبوت سے آپ ہمیشہ انکار کرتے رہے تو آپ کو بائنومیل تھیورم کا طالب علم یاد آ گیا اور ایک نیا سوال ہمارے سامنے رکھ دیا جس کا جواب ہم گذشتہ اشاعت میں دے بھی چکے ہیں، ہمیں خوشی ہے کہ ہمارے معاصر کو "ایک غلطی کا ازالہ" کے متعلق اپنی غلط فہمی کا احساس ہو گیا اور اس سوال کو چھوڑ کر آپ حضرت مسیح موعودؑ کے مندرجہ بالا کلام کے ماتحت پناہ لینے کی کوشش کر رہے ہیں۔

بہرحال یہ نیا سوال جو ہمارے معاصر نے تمام سابقہ بحث سے لاجواب ہو کر ہمارے سامنے رکھا ہے اور اسے فیصلہ کن قرار دیا ہے، اس کا جواب ہم سابقہ اشاعت میں دے چکے ہیں اور اب پھر اس بات کو دوہرانا چاہتے ہیں کہ جو نبوت ختم نبوت کے منافی نہیں وہ حضرت مسیح موعودؑ کے اپنے فرمان کے مطابق ولایت اور محدثیت سے بڑھ کر نہیں وہ استعارہ اور مجاز کا رنگ رکھتی ہے اور اس کو نبوت کی ایک قسم قرار دینا ایسا ہی ہے جیسے کسی بہادر آدمی کو شیر کہنے سے یہ سمجھ لیا جائے کہ وہ درندوں کی کوئی قسم ہے۔

لیکن ہمارے معاصر کو یہ اصرار ہے کہ :۔

"اس وقت ہمارا مشورہ یہ ہے کہ آپ اپنے طریق جواب کو تبدیل کر دیں اور وہ اس طرح کہ آپ کہیں ہاں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آپ کے لئے نبی کا لفظ استعمال کیا ہے، اور آپ نے بھی کیا ہے مگر یہ نبوت ختم نبوت کے منافی نہیں یہ ایسی ہے یہ ایسی ہے"

لیکن گذارش یہ ہے کہ جس چیز کو ہم "نبوت" سمجھتے ہی نہیں اس کے متعلق کیسے کہہ دیں کہ "یہ نبوت ختم نبوت کے منافی نہیں"۔ بے شک خدا اور رسول نے حضرت مسیح موعود کو نبی کا خطاب دیا۔ حضرت مسیح موعود نے بھی اپنی تحریرات میں اپنے متعلق نبی کا لفظ استعمال کیا۔ لیکن کبھی اسے حقیقی معنوں میں نبوت قرار نہیں دیا نہ اسے نبوت کی کوئی علیحدہ قسم قرار دیا، بلکہ اسے استعارہ اور مجاز اور ایک خطاب اور اعزازی نام ہی قرار دیا، اور کھلے لفظوں میں یہ ارشاد فرمایا کہ :۔

"چونکہ ایسے لفظوں سے جو محض استعارہ کے رنگ میں ہیں اسلام میں فتنہ پڑتا ہے اور اس کا نتیجہ سخت بد نکلتا ہے اس لئے اپنی جماعت کی معمولی بول چال اور دن رات کے محاورات میں یہ لفظ نہیں آنے چاہئیں"

(مخطوطہ رجہ الحکم ۱۳ / ۱۷ اگست ۱۸۹۹ء)

آخر آپ حضرت مسیح موعود کے اس کھلے ارشاد کو کیوں تسلیم نہیں کرتے اور کیوں اس کو "الفضل" میں شائع کر کے جماعت کو متنبہ نہیں کرتے کہ نبی کا نام جو حضرت مسیح موعودؑ کو دیا گیا استعارہ کے رنگ میں ہے جس کو جماعت کی معمولی بول چال اور دن رات کے محاورات میں استعمال کرنے سے حضرت مسیح موعودؑ نے منع فرمایا ہے کیوں آپ جماعت کو یہ نہیں بتلاتے کہ :۔

"یہ صرف خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک اعزازی نام ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے حاصل ہوا"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم حاشیہ ص ۱۸۸)

کیوں آپ اعلان نہیں کرتے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے یہ لکھا ہے کہ :۔

"میرا ابتداء سے یہ مذہب ہے کہ میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہو سکتا۔"

(تریاق القلوب ص ۱۳۰)

اور اس پر یہ نکتہ بیان فرمایا ہے کہ

"اپنے دعوے کا انکار کرنے والے کو کافر کہنا صرف ان نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں لیکن صاحب الشریعت کے ماسوا جس قدر ملہم اور محدث ہیں گو وہ کیسی ہی جناب الٰہی میں اعلیٰ شان رکھتے ہوں ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا۔"

(ایضاً حاشیہ ص ۱۳۰)

حضرت مسیح موعودؑ کی اس تحریر سے صاف ثابت ہے کہ ختم نبوت کے منافی صرف صاحب شریعت ہونے کا ادعا ہے اس کے ماسوا کوئی دوسری ایسی قسم نہیں جسے نبوت کہا جا سکے صاحب الشریعت کے ماسوا جو بھی مامور ہو وہ صرف ملہم اور محدث ہوتا ہے۔

کیا الفضل حضرت مسیح موعود کے ان ارشادات کو ماننے کے لئے تیار ہے؟

ہم اپنے معاصر کو دلی اخلاص کے ساتھ یہ مشورہ دیتے ہیں کہ وہ حضرت مسیح موعودؑ کے ان کھلے ارشادات کو "الفضل" میں شائع کر کے جماعت کو صحیح راستہ پر لانے کی کوشش کرے تاکہ روز روز کی بحث ختم ہو اور کسی مخالف کو مسیح موعودؑ پر اعتراض کرنے کی جرأت نہ ہو۔

یہ امر بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے جس ارشاد کی طرف "الفضل" نے توجہ دلائی ہے کہ :۔

"ہم اگر نبی کا لفظ اپنے متعلق استعمال کرتے ہیں تو ہم ہمیشہ وہ مفہوم لیتے ہیں جو کہ ختم نبوت کا مخل نہیں ہے"

یہ ایک متشابہ کلام ہے جو حضرت مسیح موعودؑ کی قلمی تحریرات میں سے نہیں بلکہ ایک زبانی ارشاد ہے جو کسی دوسرے شخص نے قلمبند کیا اس کی وہ حیثیت نہیں ہو سکتی جو آپ کی قلمی تحریرات اور محکم کلام کی ہے آپ کا محکم کلام جو اوپر نقل کیا گیا ہے آپ کی قلمی تحریرات میں سے ہے "الفضل" کو چاہیئے کہ اسکو پیش نظر رکھ کر فیصلہ کرے کہ آپ کا دعویٰ نبوت کا ہے یا ولایت و محدثیت کا؟

دولت و اقتدار کے نشہ میں چور ہونے والی اقوام و افراد کے لئے یوم الحسرت کی پیشگوئی

ہرقل۔ بادشاہِ شام کا حسرتناک انجام

ہندوستان کی جارحانہ سرگرمیاں اور پاکستان اور کشمیر کی نصرت کیلئے دُعا

خطبہ جمعہ۔ مورخہ ۱۸ جون ۱۹۶۵ء۔ فرمودہ حضرت امیر قوم مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ تعالے۔ بمقام جامع احمدیہ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

وانذرھم یوم الحسرۃ اذ قضی الامر وھم فی غفلۃ وھم لا یؤمنون انا نحن نرث الارض ومن علیھا والینا یرجعون۔
(سورۃ مریم۔ ۱۹ : ۴۰)

شاہ ہرقل کی شوکت واقتدار

ان آیات میں ایک عظیم الشان پیشگوئی کا ذکر کیا گیا ہے اس پیشگوئی کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اس کے علاوہ اس پیشگوئی میں بہت بڑا سبق بھی دیا گیا ہے۔ شام کی سرزمین پر ہرقل بادشاہ کی حکومت تھی۔ وہ وسیع سلطنت کا مالک تھا۔ اس کا تخت وتاج اس کے محلات، اور سیر گاہیں، اس کا جاہ و جلال اور خدم وحشم بہت بڑی شان رکھتے تھے بہت بھاری لشکر اور رسالے اس کے پاس تھے غرض اس کو ہر طرح کا اقتدار وشوکت اور آسائش حاصل تھی مگر وہ اور اس کی قوم غفلت شعار تھے۔ عملاً خدا کو نہ مانتے تھے۔

غفلت شعاری تباہی اور عذاب کا موجب ہوتی ہے

ہر وہ فرد جس کو اقتدار حاصل ہو اور ہر وہ قوم جو عظمت جلال کی مالک ہو ان کے لئے اس آیت میں عبرتناک سبق ہے اور انداز ہے کہ جس خدا کی طرف سے ایک وقت اُن پر انعام اکرام ہوتے ہیں، اور افضال وبرکات ان پر نازل ہوتے ہیں۔ دوسرے وقت جب وہ غفلت شعار ہو جاتے ہیں تو خدا تعالے کی طرف سے ان پر تباہی اور بربادی اور عذاب وعتاب بھیجا جاتا ہے۔ اور ان کی عظمت وشان۔ جاہ وجلال اور عزت شان چھن جاتی ہے۔

فرمایا یایھا الناس ماغرکم بربکم اے لوگو! تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اپنے محسن سے غفلت شعاری کرتے اور اسکو بھول جاتے ہو۔ ہر وہ فرد اور قوم جس کو اللہ تعالے نے اقتدار اور عظمت سے نوازا ہے وہ غور کرے کہ افراد اور اقوام پر ایک وقت ایسا بھی آتا ہے کہ وہ اپنے اقتدار اور عظمت ومرتبہ کے نشہ میں اپنے مالک حقیقی کو بھول جاتے ہیں اور پھر اس کا بہت بُرا نتیجہ بھگتنا پڑتا ہے۔

ہرقل کی سلطنت کی تباہی کی پیشگوئی

یہ پیشگوئی جس کا ذکر ان آیات میں کیا گیا ہے ہرقل بادشاہ شام کے متعلق ہے۔ ایک وقت تھا کہ اس کی سلطنت بہت وسیع تھی بے بہا خزانہ رکھتا تھا۔ اس کی شان وشوکت کا شہرہ تھا۔ رعب اور دبدبے کا طوطی بولتا تھا۔ اس عظمت و اقتدار کے وقت یہ بات ذہن میں آہی نہیں سکتی تھی کہ یہ سب کچھ جاتا رہے گا۔ اللہ تعالے فرماتا ہے وانذرھم یوم الحسرۃ اذ قضی الامر۔ ایک حسرت کا دن آئے گا جب تمام امور کا فیصلہ ہو جائے گا اور وہ تباہ و برباد ہو جائیں گے وھم فی غفلۃ وہ اس وقت غفلت کی حالت میں ہوں گے، خدا تعالے کو بھولے ہوئے اور عیش وعشرت میں بدمست ہوں گے۔ ان کے وہم وخیال میں بھی نہیں ہو گا کہ ہم پر کوئی حسرت کا دن آنے والا ہے وھم لا یؤمنون۔ وہ مان نہیں سکتے کہ ایسی سلطنت بھی زوال پذیر ہو سکتی ہے۔ لیکن یہ خدم وحشم اور جاہ وجلال تباہ و برباد ہو جائے گا تو وہ حسرت سے ہاتھ ملتے رہ جائیں گے۔

یہودیوں اور نصرانیوں کی تباہی کی پیشگوئی

اس پیشگوئی کی تفصیلات قرآن کریم میں دوسری جگہ بیان ہوئی ہیں۔ سورۃ مائدہ میں فرمایا ہے لعن الذین کفروا من بنی اسرائیل علی لسان داؤد وعیسی ابن مریم۔ یہ پیشگوئی یہودیوں اور نصرانیوں دونوں کے متعلق ہے۔ تورات اور انجیل میں بھی ایسی ہی پیشگوئیاں موجود ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ غفلت اور نافرمانی اور بدعملی کی وجہ سے ان پر بربادی آئے گی اللہ تعالے نے ان کو بہت بڑے انعامات سے نوازا اور انہیں تلقین کی کہ احکام الٰہی کی فرمانبرداری کرتے رہیں۔ لیکن اگر قوت اقتدار اور آسانیاں حاصل ہونے کے باوجود غفلت شعار ہو جاؤ گے تو تباہ و برباد کر دیئے جاؤ گے۔

بنی اسرائیل پر دو دفعہ عذاب الٰہی

اگر تورات وانجیل میں ان کی بدعملی کی وجہ سے ان کو ڈرایا گیا ہے تو قرآن کریم میں بھی ان کا ذکر کیا گیا ہے۔ سورۃ بنی اسرائیل میں فرمایا ہے وقضینا الی بنی اسرائیل فی الکتب لتفسدن فی الارض مرتین ولتعلن علوا کبیرا۔ یعنے ہم نے بنی اسرائیل کو ان کی کتاب میں یقینی خبر دے دی تھی کہ ضرور تم ملک میں دو دفعہ فساد کرو گے اور بڑی سرکشی اختیار کرو گے۔ اور آگے فرمایا فاذا جاء وعد اولھما بعثنا علیکم عبادا لنا اولی باس شدید فجاسوا خلل الدیار وکان وعدا مفعولا۔ سو جب بربادی کا پہلا موقعہ آیا تو ہم نے تم پر اپنے سخت لڑنے والے بندوں بابلیوں کو مسلط کر دیا۔ انہوں نے تم پر یلغار کی۔ وہ شہروں کے اندر گھس آئے کئی لاکھ آدمی شام سے پکڑ کر لے گئے۔ ملک چھن گیا۔ بہت سے لوگ لقمہ اجل ہو گئے۔ ہیکل کو جلا دیا گیا۔ مقدس کتاب کو نذرِ آتش کر دیا گیا۔ اور ان پر اسیری کا اس قدر لمبا زمانہ گذرا کہ وہ اپنی زبان تک بھول گئے۔ تورات نیست ونابود کر دی گئی۔ پھر فرمایا ثم رددنا لکم الکرۃ علیھم وامددنکم باموال وبنین وجعلنکم اکثر نفیرا۔ پھر تمہیں غلبہ عطا کیا۔ کثرت اموال سے نوازا اولاد بخشی اور بڑی بھاری جمعیت عطا کی اور تمہیں تلقین کی کہ ان احسنتم احسنتم لانفسکم وان اساتم فلھا۔ اگر نیکی کے کام کرو گے تو تمہارے اپنے کام آئیں گے اور اگر بدی کا رستہ اختیار کرو گے تو خود ہی تکلیف اٹھاؤ گے۔ لیکن پھر کیا ہوا فاذا جاء وعد الاخرۃ لیسوء وجوھکم ولیدخلوا المسجد کما دخلوہ اول مرۃ ولیتبروا ما علوا تتبیرا۔ تم پھر غفلت شعار ہو گئے اور اس کے نتیجے میں ہمارا دوسرا وعدہ آ گیا اور دشمنوں نے تمہارا بُرا حال کر دیا اور وہ تم پر مسلط ہو گئے۔ اور ہیکل کو اور ہر چیز کو انہوں نے تباہ و برباد کر کے رکھ دیا۔

حضرت عیسیٰؑ کی پیشگوئی۔

یہ بنی اسرائیل کی تاریخ ہے۔ قرآن کریم میں ایسے عبرتناک تاریخی واقعات کی طرف اشارے کئے گئے ہیں حضرت داؤد نے قبل ازیں پیشگوئی کی تھی اور پھر حضرت عیسےٰ نے پیشگوئی کی۔ حضرت عیسےٰؑ نے فرمایا:۔

"پھر جب تم یروشلم کو فوجوں سے گھرا ہوا دیکھو تو جان لو کہ اس کا اُجڑ جانا قریب ہے۔ اس وقت جو یہودیہ میں ہوں پہاڑوں پر بھاگ جائیں یروشلم کے اندر ہوں تو باہر

نکل جائیں۔ جو دیہات میں ہوں وہ شہروں میں نہ آئیں کیونکہ انتقام کے دن آگئے۔ کتاب میں جو باتیں لکھی گئی ہیں وہ سب پوری ہو کر رہیں گی۔"

جب ان کے شاگردوں نے ہیکل کی عمارت کی اُن کو سیر کرائی تو فرمایا کہ پتھر پر پتھر نہیں رہے گا۔

حضرت عیسیٰؑ کی تعلیم کفارہ کے منافی ہے

اگر حضرت عیسیٰؑ لوگوں کو نجات دینے کے لئے آئے تھے جیسا کہ مسیحی لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں تو حضرت عیسیٰؑ نے بداعمالی کے باعث تباہی سے کیوں ڈرایا۔ معلوم ہوا حضرت عیسیٰؑ کا دعویٰ نجات دینے کا نہیں ہے۔ وہ تو فرماتے ہیں کہ میں داؤد کی بادشاہت کو قائم کرنے آیا ہوں میں بنی اسرائیل کی گمشدہ بھیڑوں کی تلاش میں نکلا ہوں، وہ تو فرماتے ہیں کہ اعمال کی وجہ سے تم نجات پا سکتے ہو۔ اگر حضرت عیسیٰؑ کی قوم کو نجات مل گئی تھی تو ان پر بربادی کیسی اور تباہی کیوں؟ انجیل میں کہیں نہیں لکھا کہ میں تمہاری نجات کے لئے آیا ہوں۔

ان آیات میں جو میں نے تلاوت کی ہیں فرمایا ہے وان اللّٰہ ربی وربکم فاعبدوہ۔ خدا تعالیٰ میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی۔ ھٰذا صراط مستقیم سو اس کی عبادت کرو یہی سیدھا راستہ ہے۔ یہی تعلیم انجیل میں حضرت عیسیٰؑ نے دی ہے۔

متی باب ۲ آیت دس میں لکھا ہے کہ:۔

ایک خدائے واحد کی پرستش کرو

پھر یوحنا باب ۱ آیت چار میں درج ہے کہ:۔

اگر تم نجات چاہتے ہو تو خدائے واحد کی پرستش کرنا اور عیسیٰؑ کو اس کا رسول ماننا۔

معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰؑ نے قوم کو توحید کا سبق دیا تھا اور اپنی رسالت کی تعلیم دی تھی۔ لیکن ان کی قوم نے اس سیدھے رستہ کو چھوڑ کر انہیں معبود بنا لیا۔ اور انہیں اپنے گناہوں کا کفارہ قرار دے کر فسق و فجور میں مبتلا ہو گئے۔ اس کا نتیجہ کیا ہوا، فرمایا وانذرھم یوم الحسرۃ ایک دن آنے والا ہے جب اُن پر بربادی آئے گی اور وہ حسرت سے ہاتھ ملتے رہ جائیں گے۔

صاحب اقتدار لوگوں کیلئے عبرتناک سبق

خدا تعالیٰ سبق دینا چاہتا ہے کہ بڑی سے بڑی قوم جو خدا تعالیٰ سے انعام یافتہ ہو اور اس کی برکات و نعماء سے متمتع ہو۔ اگر وہ خدا تعالیٰ کو عملاً نہیں مانتی تو وہ قوم تباہ و برباد ہو جاتی ہے۔ لہٰذا وہ فرد اور قوم جس کو دولت حاصل ہے اقتدار حاصل ہے ان کے لاکھوں روپے کے ملازم ہیں انہیں عبرت ہونی چاہئیے اور ڈرتے رہنا چاہیئے کہ اگر وہ غفلت سے کام لیں گے تو ان پر حسرت کا ایک دن آئے گا جبکہ ان کی دولت اور اقتدار کسی کام نہیں آئے گا۔ اور وہ تباہ و برباد ہو کر رہ جائیں گے۔

فرمایا انا نحن نرث الارض۔ اس دن نظر آجائے گا کہ عملاً اس زمین کے ہم وارث ہیں۔ اس دن نہ اقتدار کام آئے گا اور نہ دولت کی فراوانی ساتھ دے سکے گی۔ فرعون ہو، نوح کی قوم ہو، انگلستان کے بسنے والے ہوں یا امریکہ کے اگر وہ غفلت شعار ہیں تو ختم کر دیئے جائیں گے۔ ومن علیھا۔ کوئی بھی جو اس زمین پر آباد ہے وہ ہمارے قبضہ میں ہے والینا یرجعون۔ ہر قوم کا ہماری طرف آنا لازمی ہے۔

ہرقل کا یوم الحسرت

ہرقل کے زمانہ میں یہ پیشگوئی پوری ہوئی تو ان پر بُری طرح تباہی آئی۔ ہرقل کو جان بچانے کی غرض سے ملک چھوڑنا پڑا وہ جہاز پر سوار ہوا اور لبنان کی چوٹیوں کو مخاطب کر کے کہا الوداع اے سرزمین شام الوداع ہمیشہ کے لئے الوداع۔ یہ یوم الحسرت تھا۔ کیا حسرت کا دن تھا۔ اسمع بھم۔ اس دن اُن کے کان کیسے سننے والے ہوں گے۔ وابصر۔ ان کی آنکھیں دیکھتی رہ جائیں گی۔ اگرچہ آج غفلت کی وجہ سے نہ کچھ دیکھتے ہیں اور نہ کچھ سنتے ہیں۔

قرآن کریم کی بلندیٔ شان

قرآن کریم کیسی بے نظیر کتاب ہے۔ کوئی آسمانی کتاب اس قسم کے تاریخی واقعات پیش نہیں کرتی۔ ہر متکبر انسان کے سامنے یہ واقعات رکھے گئے ہیں۔ یہ کتاب ایک ضابطۂ حیات بھی ہے اور تاریخ کی بھی کتاب ہے۔ عبرتناک تاریخی واقعات کو درج کر کے لوگوں کو غفلت ترک کرنے کی طرف توجہ دلاتی ہے۔ قرآن کریم جس قلب صافی پر نازل ہوا اس کی وسعت اور عرفان کا کیا اندازہ ہو سکتا ہے۔ تبارک الذی نزل الفرقان علیٰ عبدہ لیکون للعلمین نذیرا۔ یہ وہ کتاب ہے جو دنیا جہان کو ان کی بداعمالیوں اور غفلت شعاریوں کے نتائج سے ڈراتی ہے۔ فرمایا کہ یہ وہ رسی ہے جو آسمان سے خدا تعالیٰ نے زمین پر نازل کی۔ جو اسکو پکڑتا ہے اسکو بلندی میسر آتی ہے۔ نبی کریم صلعم نے فرمایا سنو لوگو! فیہ خبر ما قبلکم ونبأ ما بعدکم وحکم ما بینکم انہ لا یخلق علیٰ کثرۃ الرد۔ اس میں ماضی کی خبریں ہیں۔ مستقبل کے حالات ہیں۔ اور اس کے اندر زمانہ حال کے لئے احکام ہیں، سماج و معاشرت کی باتیں ہیں۔ فرمایا یہ کتاب فرسودہ نہیں ہو گی۔ باقی دنیا کی کتابیں عرفان کا چشمہ نہیں ہیں۔ ان میں جو واقعات بیان کئے گئے ہیں، صحیح نہیں ہیں۔ لیکن قرآن کریم علم و عرفان اور حکمت و موعظت کا مخزن ہے جوں جوں یہ کتاب پڑھی جائے گی یہ فرسودہ نہیں ہو گی بلکہ زیادہ سے زیادہ اثر پذیر اور لذت بخش ہو گی کیا بتاؤں کہ اس پر کن کن لوگوں نے کیا کیا کچھ لکھا ہے۔ جوں جوں علم بڑھا۔ قرآن کریم کے علوم اتنے ہی چمکے اور اس کا نور پھیلا۔ قرآن کریم کی ایک ایک آیت پر لوگوں نے اتنا کچھ لکھا ہے کہ اسے پڑھ کر حیرانی ہوتی ہے۔ علامہ زمخشری نے کشاف لکھکر اور امام رازی نے آٹھ مجلد لکھ کر دین کا فلسفہ بیان کیا ہے۔ امام ابن جریر نے تیس ضخیم جلدیں لکھ کر حضور نبی کریمؐ کے ارشادات اور صحابہ کرامؓ کی روایات سے کتاب کو مزین کیا ہے۔

بائبل پر تنقیدات

لیکن اس بیسویں صدی میں تورات اور انجیل کا کیا حال ہوا۔ اور لوگوں نے اس پر کیا کچھ اعتراضات کئے ہیں۔ خود انجیل کے ماننے والوں نے اس کے اندر بے شمار غلطیاں نکالی ہیں اور کئی کتابیں اس پر شائع کی ہیں۔ ایک کتاب کا نام ہے Higher Criticism of the Bible.

قرآن کریم کے نظریات عالمگیر ہیں

پچھلے جمعہ میں نے بتایا تھا کہ میں نے ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے "محمد مصطفےٰ زمانۂ حال کے پیغمبر"۔ آج کس قدر فخر کا دن ہے کہ اس بیسویں صدی میں جو کتاب روشن تر ہے۔ جس کے نظریات ہمہ گیر اور عالمگیر ہیں وہ قرآن کریم ہے جس کا اعتراف ایک دنیا کرتی ہے۔

مال و دولت میں غفلت شعاری کا نتیجہ

ہر وہ شخص اور ہر وہ قوم جس کو خدا تعالیٰ نے اقتدار دیا ہے۔ دولت کی فراوانی عطا کی ہے وہ ان آیات پر غور کرے اور خدا تعالیٰ کی نافرمانی سے باز آجائے۔ خدا تعالیٰ کے فرمودات سے رُوگردانی اور غفلت نہ کرے۔ غفلت کی سزا تباہی اور بربادی ہے۔ دولت خدا سے دُور لے جاتی ہے۔ خدا کے راستہ میں روک ہے۔ جب دولت آتی ہے تو نمازوں میں غفلت پیدا ہو جاتی ہے۔ ثعلبہ نے حضور صلعم سے عرض کیا کہ دعا فرمائیں میری تنگدستی دُور ہو جائے۔ مجھے مال میسر آجائے تو میں مال سے دین کی خدمت کروں۔ دعا قبول ہوئی۔ ثعلبہ امیر ہو گیا۔ مگر اس کے عمل میں پورے درجے کی کمزوری پیدا ہو گئی۔ جمعہ بھی جاتا رہا۔ لوگوں نے جا کر کہا کہ زکوٰۃ دو، تو جواب دیا کہ یہ کیا تحصیلدار آگئے ہیں۔ محنت ہم کرتے ہیں اور لے جائیں آپ۔ جب ہوش آیا تو حضورؐ کے پاس مال لے کر حاضر ہوا مگر حضورؐ نے قبول نہ کیا اور نہ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ نے اس کی زکوٰۃ قبول کی۔

اہلِ پاکستان سے خطاب

اے پاکستان کے بسنے والو! یاد کرو اس دن کو جبکہ پاکستان تمہیں ملا۔ اس دن تم نے عہد کیا کہ ہم پکے مسلمان بنیں گے۔ بعض لوگوں نے چند سال سے بڑے وثوق سے کہنا شروع کیا کہ حکومت کو چاہیئے کہ قانون بنائے کہ ہم احکام شریعت بجا لائیں حالانکہ حکومت کا اس سلسلہ میں کوئی عمل دخل نہیں۔ سامنے کی کتاب ہمارے پاس ہے۔ اس کا نمونہ ہمارے پاس ہے اس پر عمل کر جن لوگوں نے اپنی زندگی اچھی بنائی اور کردار کی بلندیاں پیدا کیں۔ وہ نمونے ہمارے سامنے ہیں، ہر مسلمان جانتا ہے کہ خدا کا حکم کیا ہے، حضرت نبی کریم صلعم کا کیا اسوہ حسنہ ہے، دین و شریعت پر قائم اور پابند کرنا حکومت کا کام نہیں۔ اور نہ جبر اور

(باقی بر صفحہ ۔)

خطبہ جمعہ (بسلسلہ صفحہ ۵)

سختی اور قانون کی تعزیر اس پر اثر کرتی ہے۔ دین اور ایمان کا تعلق دل سے ہے ہر مرد و عورت کا خود اپنا کام ہے کہ دین کو سمجھے اور اس پر عمل پیرا ہو۔

اگر خدا کی نوازشات چاہتے ہو!

اگر تم چاہتے ہو کہ خدا تعالیٰ تم پر نوازشات کی بارش کرے تو غفلت کو چھوڑ دو۔ غفلت کو چھوڑ دو۔ غفلت کو چھوڑ دو۔ خدا کی عبادت کرو۔ اموال کی زکوٰۃ دو۔ اس سے عزت بڑھتی ہے اخلاق سے اخلاص سے، یگانگت اور مساوات سے۔ محبت اور پیار سے ایک دوسرے کے ساتھ برتاؤ کرو۔ اگر زندہ رہنا اور عزت حاصل کرنا چاہتے ہو تو بدیوں سے بچ جاؤ اور اگر نہیں چاہتے تو تمہارا معاملہ خدا کے سپرد ہے۔

ہندوستان کی پاکستان کے خلاف جارحانہ سرگرمیاں

دو تین جمعوں سے میں توجہ دلا رہا ہوں کہ ہمارا ہمسایہ ملک ہندوستان پاکستان کو مٹانے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا ہے۔ ہندوستان نے مظلوم کشمیریوں کو آزادی دینے کے معاملہ میں وعدے بھی کئے۔ لیکن امریکہ اور برطانیہ سے ساز باز کر کے اس معاملہ کو کھٹائی میں ڈال دیا اور غریب کشمیریوں پر ظلم و ستم کرتا جا رہا ہے وہ بے ایمان ہے۔ یہ ہمیشہ سے اسلام کا دشمن چلا آتا ہے۔ یہ لوگ نام کو عدل و انصاف کرتے ہیں۔ لیکن ان کا معیار عدل یہ ہے کہ طاقتور قوم کا ساتھ دیتے ہیں اور کمزور قوم کا ساتھ نہیں دیتے تتخذون ایمانکم دخلاً بینکم ان تکون امۃ ھی اربیٰ من امۃ۔ ۱۸ سال سے کشمیری مسلمان ہندوستان کے جبر و استبداد کا شکار چلے آتے ہیں۔ ان کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑا جا رہا ہے۔ ایک وقت تک ان پر مایوسی طاری رہی۔

پاکستان کی ساکھ

لیکن آج وہ بات نہیں ہے اب حالات تبدیل ہو چکے ہیں آج پاکستان کی ساکھ قائم ہو چکی ہے۔ اس کی حکومت مضبوط ہے۔ آج اس کے صدر کی عزت ہے۔ آج آپ کے وزیر خارجہ مسٹر بھٹو کی عزت ہے اور آپ کے وزیر خزانہ شعیب کی عزت ہے آج ہم ممتاز ہو گئے ہیں۔ یہ خدا کے فضل کی بات ہے۔

پاکستان اور کشمیر کی نصرت کیلئے دعا

دعا کریں کہ وہ قوم جو متکبر ہے۔ جس کے پاس اسلحہ ہے فوج ہے، اس کے مقابلہ پر اللہ تعالےٰ ہماری نصرت فرمائے اور کشمیری مسلمانوں کو ہندوستان کے ظالم ہاتھوں سے نجات دے۔ ان بیچاروں کا خون ان کے سلطہ ارزاں ہو چکا ہے سب لوگ ان کے لئے دعا کریں۔ (اسی وقت دعا کی گئی۔ ایڈیٹر)

---

* مفصل حالات آئندہ اشاعت میں درج ہوں گے۔ احباب کرام سے جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔

اخبار احمدیہ

میری اہلیہ کا اپریشن اور شکریہ احباب

میری اہلیہ کو نہ صرف دونوں آنکھوں میں موتیا بند کی تکلیف مدتوں سے چلی آ رہی تھی جس کے باعث اب گذشتہ چند سالوں سے وہ چلنے پھرنے سے بھی معذور ہو چکی تھیں ...... بلکہ انہیں کچھ عرصہ سے ذیابیطس کی موذی مرض بھی لاحق ہو چکی ہے۔ اس مرض کی موجودگی میں کسی قسم کا اپریشن کرانا کئی ایک خطرات کا موجب ہوا کرتا ہے۔ بالآخر محترمی ڈاکٹر رمضان علی صاحب ماہر امراض چشم نے تمام حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کی دائیں آنکھ کا اپریشن ۲۸ جون کو اپنے علی آئی ہسپتال میں کر دیا۔ یہ خدا تعالےٰ کا خاص فضل ہے کہ اپریشن کامیاب رہا اور کوئی پیچیدگی پیدا نہیں ہوئی۔ اب ڈاکٹر صاحب موصوف عنقریب انکی بائیں آنکھ کا اپریشن بھی کریں گے۔

میری اہلیہ نے پچاس روپے بطور شکرانہ انجمن میں دیئے ہیں۔

مجھے ان تمام اعزہ و احباب کا شکریہ ادا کرنا ہے جنہوں نے اس اپریشن کے دوران اپنی ہمدردی اور دعاؤں سے میری امداد فرمائی۔ اللہ تعالےٰ انہیں جزائے خیر دے۔

احباب سلسلہ کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ یہ بھی دعا فرمائیں کہ خدا تعالےٰ میرے لئے ایسے سازگار حالات بنائے کہ بقایا ایام زندگی میں کسی اعلیٰ خدمت دین کی توفیق نصیب ہو۔

ڈاکٹر اللہ بخش

خوشخبری

احباب یہ سن کر خوش ہوں گے کہ عبد المنان خالد عمر فرزند ارجمند مولانا عبد المنان عمر حسن ابدال کیڈٹ کالج سے میٹرک کے امتحان میں ۷۰۷ نمبر حاصل کر کے کامیاب ہوئے ہیں۔ خدا ان کو مستقبل میں مزید علمی کامیابیوں سے نوازے۔ مولانا صاحب کے فرزند اکبر لطف المنان عاصم عمر پنجاب یونیورسٹی سے ایم ایس سی پاس کر کے ایم ڈی کی اعلیٰ ڈگری حاصل کرنے کی غرض سے جرمنی پہنچ گئے ہیں۔ احباب دعا کریں کہ خدا ان کو اس اعلیٰ ڈگری میں نمایاں کامیابی عطا فرمائے۔

آہ! حاجی مشعل خان

محترم محمد الرحمان صاحب سیکرٹری جماعت پشاور کی طرف سے یہ اطلاع افسوس کے ساتھ پڑھی جائے گی کہ ہماری جماعت کے ایک نیک دل بزرگ حاجی سیف الرحیم مشعل خان صاحب سکنہ باڑہ تحصیل نو سال کی طویل علالت کے بعد داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم نے اپنے پیچھے ایک بیوہ تین لڑکیاں اور پانچ لڑکے چھوڑے ہیں بڑا لڑکا بابو عبد الحلیم خاں مردان کے جنرل پوسٹ آفس میں پوسٹ ماسٹر ہیں۔ ہماری دعا ہے اللہ تعالےٰ ان پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔ مرحوم کے *

مسلم ہائی سکول لاہور کا شاندار نتیجہ

کامیاب اٹھاسی فی صد۔ کمپارٹمنٹ سمیت چھیانوے فیصد

اکابرین سلسلہ اور احباب جماعت کو یہ معلوم کر کے خوشی ہو گی کہ بفضلہ تعالےٰ سکول ہذا کا نتیجہ امتحان سیکنڈری سکول امسال پہلے سے بھی زیادہ شاندار رہا ہے۔ ہمارے سکول سے کل نوے طالب علم اس امتحان میں شریک ہوئے تھے۔ جن میں سے ۱۴ فسٹ ڈویژن میں ۴۳ سیکنڈ ڈویژن میں۔ اور ۲۱ تھرڈ ڈویژن میں کامیاب ہوئے۔ اور آٹھ کمپارٹمنٹ میں آئے۔ کامیاب طلباء کا نتیجہ اٹھاسی فیصد رہا۔ لیکن اگر کمپارٹمنٹ والوں کو بھی شمار کر لیا جائے۔ تو پھر نتیجہ ۹۶ فیصد ہو گا۔

یہ شاندار کامیابی اساتذہ کرام کی محنت اور کاوش کا نتیجہ ہے۔ لیکن ماسٹر ریاض احمد صاحب کی خدمات خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ یوں تو ماسٹر صاحب موصوف کئی سال سے جماعت دہم کو پانچ مضامین پڑھا رہے ہیں۔ اور ان میں سو فیصد یا اس کے قریب قریب نتائج دکھا رہے ہیں۔ لیکن ان کا اس سال کا خصوصی کارنامہ یہ ہے۔ کہ ہمارا جنرل ریاضی والا فریق کچھ اس قدر کمزور تھا۔ کہ ہمارے بہترین اور تجربہ کار ریاضی دان بھی اس سے مایوس ہو چکے تھے۔ اور اس بات کا اندیشہ تھا۔ کہ ہمارا نتیجہ خدانخواستہ بہت نیچے گر جائیگا۔ اس آڑے وقت میں ریاض صاحب نے اپنی خدمات پیش کیں۔ اور نہایت ہی قلیل عرصہ میں اس جماعت کو جس خوبی سے تیار کیا۔ اس کے لئے ہم سب اُن کے ممنون ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں۔ کہ خداوند تعالےٰ اس نوجوان کو دین و دنیا کی نعمتوں سے سرفراز فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

عبد المجید ہیڈ ماسٹر

مسلم ہائی سکول بدوملہی کا شاندار نتیجہ

مسلم ہائی سکول بدوملہی کا نتیجہ حسب سابق اللہ تعالےٰ کے فضل سے نہایت شاندار رہا ہے۔ الحمد للہ رب العالمین۔

تعداد طلباء شامل امتحان ۳۵۔ کامیاب طلباء ۳۰۔ نتیجہ ۸۶ فی صد۔ فسٹ ڈویژن ۵۔ سیکنڈ ڈویژن ۲۰۔ تھرڈ ۵۔ مزید چار طلبہ کی ایک ہی مضمون میں فیل ہونے سے کمپارٹمنٹ آئی ہے اور وہ سپلیمنٹری امتحان میں شامل ہوں گے۔ اگر انہیں بھی کامیاب شمار کیا جائے تو نتیجہ ۹۷ فیصد ہو جاتا ہے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔

بورڈ کا مجموعی سکولوں کا نتیجہ ۵۸ء۷ فیصد ہے۔

عبد الحفیظ

ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی بدوملہی

مری تشریف لیجانیوالے احباب سے گذارش

جو احباب کہ مری تشریف لے جاتے اور ایک دو روز کے لئے احمدیہ مسجد مری کے ملحقہ کمروں میں قیام کا ارادہ رکھتے ہوں ان کی خدمت میں گذارش ہے کہ اپنے بستر وغیرہ

مولانا شیخ عبدالرحمن صاحب مصری

رسالہ الفرقان کے مسیح موعودؑ نمبر پر ایک طائرانہ نظر

حقائق سے روگردانی اور مغالطوں کی فراوانی

اختلاف کی نوعیت سے ناواقفیت یا کتمانِ حق۔

رسالہ الفرقان کا ماہ مئی و جون ۱۹۶۵ء نمبر جسے مسیح موعودؑ نمبر کا نام دیا گیا ہے اتفاق سے میرے ہاتھ آ گیا اس نمبر میں حضرت مسیح موعودؑ کو زمرہ انبیاء کا فرد ثابت کرنے کے لئے جو دلائل دیئے گئے ہیں انہیں پڑھکر میں دریائے حیرت میں غرق ہو گیا کہ آیا ان دلائل کو پیش کرنے والے کیا ابھی تک اس بات سے ناواقف ہی چلے آتے ہیں کہ دونوں احمدی جماعتوں میں اس بارہ میں اختلاف کیا ہے یا وہ تجاہل عارفانہ سے کام لیتے ہوئے اپنی جماعت کے احباب سے عمداً حق کو چھپانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ مولوی اللہ دتہ صاحب جالندھری جیسے کہنہ مشق عالم کے متعلق یہ خیال بھی نہیں کیا جا سکتا کہ وہ اصل اختلاف کی نوعیت سے ناواقف ہوں۔ دوسری شق کا ذکر کرتے ہوئے قلم رکتی ہے کیونکہ یہ حق پوشی انسان کو "تقویٰ کی راہ گم ہو گئی" کے مقام پر لے جاتی ہے تعجب ہے اس نمبر کو نام تو فریق لاہور کے لئے "تحفہ" کا دیا گیا ہے لیکن اس میں "انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور" کے عقائد کو اصلی اور صحیح شکل میں پیش کرنے سے عمداً گریز کیا گیا ہے۔

آٹھ موضوع اور موضوع اوّل کی حقیقت

اس نمبر میں ۸ موضوعوں پر اظہار خیال کیا گیا ہے (۱) نبوت مسیح موعودؑ اور تکفیر اہل قبلہ ...... (۲) خلافت (۳) جماعت احمدیہ لاہور کے بزرگوں پر طعن و تشنیع (۴) جناب مرزا محمود احمد صاحب کی بیجا تعریف اور ان کی شان میں بیجا تعلّی (۵) جماعت احمدیہ ربوہ کے حق پر ہونے کا غلط دعوے (۶) جماعت احمدیہ لاہور کو جناب مرزا محمود احمد صاحب کی بیعت کرنے کی ناصحانہ رنگ میں دعوت (۷) خاکسار کو مناظرہ کا چیلنج (جس کے قبول کرنے کا اعلان پیغام صلح کے گذشتہ سے پیوستہ نمبر میں کر دیا گیا ہے) (۸) خاکسار کے خاندان کے بعض افراد کے متعلق غلط بیانیاں ان میں سے ہر ایک موضوع کے متعلق سخت غلط بیانی اور مغالطہ دہی اور انحراف عن الحق سے کام لیا گیا ہے۔ اس پر انشاءاللہ چند اقساط میں روشنی ڈالی جائے گی وباللہ التوفیق۔

بہر صورت سب سے پہلے مسئلہ نبوت کو ہی زیر بحث لایا جاتا ہے کیونکہ اس نمبر میں اسی مسئلہ کو اصل قرار دیا گیا ہے باقی تمام مسائل کو اس کی فرع کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔

....

خیالات میں تضاد

مولوی اللہ دتہ صاحب جالندھری اپنے مقالہ افتتاحیہ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعوے خود حضور کے اپنے الفاظ میں پیش ہے جو لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو صادق اور راستباز مانتے ہیں ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ حضور کی تشریح کے مطابق حضور کے اس دعوے پر بھی ایمان لائیں ایڈیٹر"

مندرجہ بالا تحریر سے عیاں ہے کہ مولوی صاحب موصوف کے نزدیک حضرت مسیح موعودؑ کی تشریح کو ماننا ضروری ہے۔ اس پر ہم بھی صاد کرتے ہیں حضرت اقدس کی تشریحات کو اگر علماء ربوہ تسلیم کر لیں تو اختلافی مسائل کا ایک دن میں فیصلہ ہو سکتا ہے اور دونوں جماعتیں حضورؑ کے مقام عالی کی نوعیت پر آسانی سے متفق ہو سکتی ہیں لیکن اب جماعت ربوہ کی حالت یہ ہو رہی ہے کہ حضور کی تشریحات کو حضور کا اجتہاد قرار دے کر اسے پس پشت پھینکا جا رہا ہے اور کہا جا رہا ہے ہم صرف الہام کو مانیں گے حضور کے اجتہاد کو نہیں مانیں گے جیسا کہ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب کے مضمون سے واضح ہے جسے مولوی صاحب موصوف نے اپنے رسالہ میں نقل کرتے ہوئے ص۱۶۷ پر ان کا یہ قول نقل کیا ہے:۔

"بہرحال آپ بھی جانتے ہیں کہ نبی بعض اجتہادی غلطیاں بھی کر سکتا ہے بعض تفہیم بھی اس کی غلط ہو سکتی ہے بعض وہ باتیں جن کو وہ کہتا ہے میرے دل میں ڈالی گئیں بسبب بشریت اور بعض دیگر ذہنی وجوہات کے مل جانے کے وہ ان میں بھی غلطی کر جاتا ہے لیکن خود خدا کا لفظی کلام جو اس پر اترتا ہے اس میں چونکہ بشری ذہن کا تعلق نہیں ہوتا اس لئے وہ کلام ایسی غلطیوں سے بالکل پاک ہوتا ہے مثلاً حضرت مسیح ناصری کی بابت حضور نے لکھا کہ وہ زندہ ہیں اور آئیں گے اور دوسری جگہ فرمایا کہ وہ فوت ہو گئے اور میں آنے والا ہوں"

اظہار افسوس

لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہ لوگ فی الحقیقت الہام کو بھی ماننے کے لئے تیار نہیں اور اس کو بھی اپنے خیال اور قیاس کے تابع کرنے کی کوشش میں مصروف نظر آتے ہیں جیسا کہ عنقریب ثابت کیا جائے گا یہ صرف اسی عقیدہ کو صحیح تسلیم کرنے پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں جس کی طرف انکے دماغ نے رہنمائی کی ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی ہتک

دعویٰ اور عام الہام میں فرق

جناب ڈاکٹر صاحب موصوف کی مندرجہ بالا عبارت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقام عالی کی جس قدر ہتک کی گئی ہے ہر صاحب بصیرت اس کو اچھی طرح سمجھ سکتا ہے اس میں اجتہادی غلطی کے ناقابل اعتبار ہونے پر جو زور دیا گیا ہے اول تو ایسی غلطی صرف ان الہامات کے متعلق ہے جو پیشگوئیوں پر مشتمل ہوتے ہیں دعوے اور اپنے مقام کی تعیین میں کبھی کوئی مامور من اللہ اجتہادی غلطی نہیں کر سکتا جیسا کہ خود حضرت اقدس نے اپنی کتاب اعجاز احمدی کے صفحہ ۲۶ و ۲۴ پر اس کی وضاحت فرمائی ہے:۔

"بعض کا یہ خیال ہے کہ اگر کسی الہام کے سمجھنے میں غلطی ہو جائے تو امان اٹھ جاتا ہے اور شک پڑ جاتا ہے کہ شاید اس نبی یا رسول یا محدث (محدث کا لفظ محض اپنے دعوے محدثیت اور اپنے اصلی مقام پر روشنی ڈالنے کے لئے بڑھایا ہے فتدبروا ایھا الاخوان۔ ناقل) نے اپنے دعوے میں دھوکا کھایا ہے (احباب دیکھیں کہ مطلق الہام کو الگ الگ کر کے بیان کیا ہے صاف بتا دیا ہے کہ مطلق الہام میں اجتہادی غلطی ہو سکتی ہے دعوے والے الہام میں اجتہادی غلطی نہیں ہو سکتی۔ ناقل) یہ خیال سراسر غلط ہے اور جو لوگ نیم سودائی ہوتے ہیں وہ ایسی ہی باتیں کیا کرتے ہیں"

دعویٰ کے متعلق اجتہادی غلطی نہ ہونیکی وجہ

پھر اس بات کی کہ کیوں نبی۔ رسول۔ محدث اپنے دعوے میں غلطی نہیں کھا سکتا وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"جس یقین کو نبی کے دل میں اس کی نبوت کے بارے میں بٹھایا جاتا ہے وہ دلائل تو آفتاب کی طرح چمک اٹھتے ہیں اور اس قدر تواتر سے جمع ہوتے ہیں کہ وہ امر بدیہی ہو جاتا ہے اور پھر بعض دوسری جزئیات میں اگر اجتہاد کی غلطی بھی ہو تو وہ اس یقین کو مضر نہیں ہوتی .... نبیوں اور رسولوں کو ان کے دعوے کے متعلق اور ان کی تعلیموں کے متعلق بہت نزدیک سے دکھایا جاتا ہے اور اس میں اس قدر تواتر ہوتا ہے جس میں کچھ شک باقی نہیں رہتا لیکن جزوی امور جو اہم مقاصد میں سے نہیں ہوتے ان کو نظر کشفی دور سے دیکھتی ہے اور ان میں کچھ تواتر

نہیں ہوتا اس لئے ان کی تشخیص میں دھوکا بھی کھالیتی ہے"۔

حضورؑ کی مندرجہ بالا عبارات سے بھی واضح ہے کہ حضورؑ دعوے والے الہامات اور دوسرے عام الہامات میں فرق کر رہے ہیں دعوے والے الہامات میں قطعاً غلطی نہیں لگ سکتی کیونکہ وہ بہت ہی قریب سے دکھلائے جاتے ہیں ان کے متعلق ملہم کے دل کو یقین سے بھر دیا جاتا ہے ان میں تواتر ہوتا ہے جو اس یقین میں اضافہ کرنے کا موجب ہوتا ہے۔ دوسری قسم کے الہامات اول تو اہم مقاصد میں سے نہیں ہوتے صرف جزوی امور کے متعلق ہوتے ہیں اور قریب سے بھی نہیں دکھلائے جاتے اس لئے صرف ان میں غلطی لگنے کا احتمال ہو سکتا ہے

پہلی غلطی

پس جناب ڈاکٹر صاحب موصوف نے ایک تو یہ غلطی کی کہ اجتہادی غلطی کے احتمال کو جو محض پیشگوئیوں یا بعض دیگر جزوی امور تک محدود ہوتا ہے اسے کھینچکر دعوے والے الہام تک لے گئے ہیں جس کی حضورؑ نے کھلے طور پر تردید فرمائی ہوئی ہے۔ جناب مولوی اللہ دتہ صاحب جالندھری تو حضور کی تشریح کو قبول کرنے پر زور دے رہے ہیں لیکن جناب ڈاکٹر صاحب حضورؑ کے اجتہاد کو نظر انداز کرنے کی تلقین فرما رہے ہیں ان دونوں کے اقوال میں جو تضاد ہے وہ اظہر من الشمس ہے۔

دوسری غلطی

دوسری غلطی جس کا ارتکاب جناب ڈاکٹر صاحب سے ہوا ہے وہ بہت ہی خطرناک اور حضرت مسیح موعودؑ کے مقام کو گرانے والی اور حضور کی صریح ہتک کا موجب ہے اور وہ یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں کہ حضور کو اگر خدا کی طرف سے بھی کسی الہام کی تفہیم عطا کی جائے تو اس میں بھی نعوذ باللہ حضورؑ غلطی کر سکتے ہیں نیز اگر کسی الہام کے معنی خدا کی طرف سے بھی حضور کے دل میں ڈالے جائیں تو اس میں بھی حضور سے غلطی کا ارتکاب ہو سکتا ہے۔ اللہ اللہ نبوت کے مقام پر سے جاتے جاتے ذہنی لحاظ سے کس قدر پست مقام پر حضور کو نعوذ باللہ لا کھڑا کیا ہے کہ خدا خود ایک الہام کے معنی آپ کو سمجھائے یا آپ کے دل میں ڈالے لیکن حضور نعوذ باللہ اس قدر کند ذہن ہیں کہ خدا کے سمجھانے پر بھی نہیں سمجھ سکتے خدا ایک معنی بتلاتا ہے لیکن حضورؑ اپنی خواہشات کو مقدم رکھتے ہوئے خدا کے بتلائے ہوئے معنی کو پس پشت ڈال دیتے ہیں اور اپنی خواہشات کی پیروی میں اپنے معنی کو ترجیح دیتے ہوئے اسے بیان کرنا شروع کر دیتے ہیں کیا کسی مامور من اللہ کی اس سے بڑھ کر بھی ہتک ہو سکتی ہے انا للہ و انا الیہ راجعون۔ کیا مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری اور ان کے دیگر مضامین نگار جو ہمیں اپنے ہم نوا بننے کی دعوت دے رہے ہیں کیا وہ ہمیں بھی اپنی طرح حضرت مسیح موعودؑ کی اس قسم کی ہتک کا مرتکب بنانا چاہتے ہیں۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہ وبا جماعت ربوہ میں پھیلتی چلی جا رہی ہے چنانچہ چند ہی دن ہوئے جماعت ربوہ سے تعلق رکھنے والے ایک شخص کا خط مجھے آیا اس میں بھی اس دوست نے یہی لکھا ہے کہ ہم حضور کے اجتہاد کو نہیں مانیں گے، کیونکہ حضور اجتہاد میں غلطی کر سکتے ہیں۔ خدا نے الہام میں نبی کہا ہے حضور اس کی کچھ بھی تشریح کریں ہم تو نبی ہی مانیں گے، ان دوستوں کو افسوس اتنا بھی علم نہیں کہ خدا کے الہاموں میں حضورؑ کو ولی کہکر بھی پکارا گیا ہے تفصیل انشاء اللہ آگے آئے گی ان الہاموں کو کیوں نظر انداز کرتے ہیں۔

اس بارے میں حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم

جناب ڈاکٹر صاحب کا مندرجہ بالا نظریہ علاوہ عقل کے خلاف ہونے کے خود حضرت اقدسؑ کی تصریحات کے بھی صریح خلاف ہے۔ سبز اشتہار صفحہ ۱۰ پر حضور فرماتے ہیں:۔

"یہ مسئلہ بالاتفاق مانا گیا اور قبول کیا گیا ہے کہ ہر ایک نبی اور ولی سے اپنے مکاشفات اور پیشگوئیوں کی تشخیص و تعیین میں کہ جہاں خدا تعالیٰ کی طرف سے بخوبی تفہیم نہیں ہوتی غلطی واقع ہو سکتی ہے"

جماعت ربوہ سے تعلق رکھنے والے ہر منصف مزاج احمدی بھائی سے میں اپیل کرتا ہوں کہ وہ خدارا حضرت مسیح موعودؑ کے مندرجہ بالا الفاظ پر غور کریں کیا حضور صراحت سے نہیں فرما رہے کہ غلطی صرف اس الہام کے سمجھنے میں ہو سکتی ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تفہیم نہ عطا کی گئی ہو مگر اس کے برخلاف جناب ڈاکٹر صاحب اور ان کی اتباع میں مولوی اللہ دتا صاحب ہم سے یہ منوانا چاہتے ہیں کہ خدا کی طرف سے تفہیم ہو بھی جائے پھر بھی حضورؑ نعوذ باللہ غلطی کر سکتے ہیں۔

کیا حضور کے مسلک اور ان دوستوں کے مسلک میں زمین آسمان کا فرق نہیں۔

دوسری تصریح

حضرت اقدسؑ کی ایک پیشگوئی پر اعتراض کیا گیا کہ وہ پوری نہیں ہوئی حضورؑ نے اس اعتراض کا جو جواب دیا وہ احباب ربوہ کے ملاحظہ کے لئے ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ حضور فرماتے ہیں:۔

"سو اب یہ پیشگوئی انہیں منظور کرنی پڑی کیونکہ اس پیشگوئی کا مطلب یہ ہے کہ حمل دوم بالکل خالی نہیں جائے گا ضرور لڑکا پیدا ہوگا اور وہ حمل بھی کچھ دور نہیں بلکہ قریب ہے۔ یہ مطلب اگرچہ اصل الہام میں مجمل تھا لیکن میں نے اسی اشتہار میں لڑکا پیدا ہونے سے ایک ماہ چار مہینے پہلے روح القدس سے قوت پاکر مفصل طور پر مضمون مذکورہ بالا لکھ دیا"

(معلوم ہوا کہ ملہم اگر روح القدس سے قوت پاکر کسی الہام کی تشریح کرتا ہے تو وہ حتمی طور پر صحیح ہوتی ہے اسے قبول کرنا اور اسے صحیح سمجھنا ہر ایک پر فرض ہے۔ میں انشاء اللہ آگے چل کر بتلاؤں گا کہ ان الہامات کی جن میں نبی اور رسول کا لفظ آیا ہے حضور نے جو یہ تشریح فرمائی ہے کہ ان الہامات کے ہوتے ہوئے بھی حضورؑ زمرہ انبیاء کے فرد نہیں بن سکتے یہ تشریح حضور کی وحی الٰہی اور تفہیم الٰہی اور روح القدس کی قوت سے ہی کی گئی ہے اس لئے اس کا انکار درحقیقت اصل الہام کا ہی انکار ہے) اس کے بعد فرماتے ہیں:۔

"کسی الہام کے وہ معنی ٹھیک ہوتے ہیں کہ ملہم آپ بیان کرے اور ملہم کے بیان کردہ معنوں پر کسی اور کی تشریح اور تفسیر ہرگز فوقیت نہیں رکھتی کیونکہ ملہم اپنے الہام سے اندرونی واقفیت رکھتا ہے اور خدا تعالیٰ سے طاقت پاکر اس کے معنی کرتا ہے ۔۔۔۔ تو الہامی عبارت کے وہ معنی قبول نہ کرنا جو خود ایک خفی الہام نے میرے پر ظاہر کئے اور پیش از ظہور لفظی تحائف تک پہنچا دیئے گئے کیا ہٹ دھرمی ہے یا نہیں کیا ملہم کا اپنے الہام کے معانی بیان کرنا یا مصنف کا اپنی تصنیف کے کسی عقدہ کو ظاہر کرنا تمام دوسرے لوگوں کے بیانات سے عند العقل زیادہ معتبر نہیں ہے بلکہ خود سوچ لینا چاہیئے کہ ملہم جو کچھ پیش از وقوع کوئی امر غیب بیان کرتا ہے اور صاف طور پر ایک بات کی نسبت دعوے کر لیتا ہے تو وہ اپنے الہام اور اس تشریح کا آپ ذمہ دار ہوتا ہے اور اس کی باتوں میں دخل بیجا دینا ایسا ہے جیسے کوئی کسی مصنف کو کہے کہ تیری تصنیف کے یہ معنے ہیں جو میں نے سوچے ہیں۔"

حضرت اقدسؑ کی مندرجہ بالا عبارت سے عیاں ہے کہ ملہم اپنے الہام کے جو معنی وحی خفی کے ماتحت کرتا ہے وہی حجت ہوتے ہیں اس کے خلاف دوسرے لوگوں کے بیان کردہ معانی قطعاً قابل التفات نہیں ہوتے وحی خفی کے ماتحت کئے ہوئے معنی کو قبول نہ کرنا حضور کے نزدیک ہٹ دھرمی ہے اور مامور کی باتوں میں بیجا دخل دینے کے مترادف ہے۔

اب حضورؑ کی اس واضح تصریح کے مقابلہ میں مولوی صاحب موصوف اور ڈاکٹر صاحب موصوف ہم سے یہ منوانا چاہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور کے دل میں ڈالی ہوئی بات کو بھی جسے دوسرے لفظوں میں وحی خفی کا نام دیا جاتا ہے درست نہ سمجھو بلکہ الہام کے الفاظ کے جو معانی ہم کرتے ہیں اسے صحیح تسلیم کرو۔

معارف فرقانی کا تازہ ہونا۔

پیشگوئیوں کے متعلق حضور فرماتے ہیں:۔

"پس ہر ایک پیشگوئی جو وحی اور الہام کے ذریعہ ہوگی ضرور ہے کہ وہ اسی سنت کے موافق ہو جو خدا تعالےٰ کی کتابوں میں قرار پا چکی ہے اور اس زمانہ میں اس سے یہ فائدہ بھی منظور ہے کہ جو علوم ربانی دنیا سے اُٹھ گئے تھے پھر لوگوں کی ان پر نظر پڑے اور معارف فرقانی کی تجدید ہو جائے اور نہ صرف پیشگوئی ظاہر ہو بلکہ ساتھ اس کے معارف بھی تازہ ہو جائیں۔"

(اشتہار متعلق پیشگوئی احمد بیگ صفحہ ۵ و ۶)

حضرت اقدس تو خدا تعالےٰ کی تفہیم اور اس کی وحی خفی کی بناء پر کی ہوئی تشریحات سے ہمیں علوم ربانی اور معارف فرقانی سے مالا مال کرنا چاہتے ہیں مگر ہمارے یہ دوست کہتے ہیں کہ حضور کی ایسی تشریحات کی بھی پرواہ مت کرو گویا بالفاظ دیگر یہ دوست ہمیں معارف قرآنی سے ہی محروم کرنا چاہتے ہیں۔

وحی خفی کی وجوہ کی اہمیت

وحی خفی کا مفہوم اور اس کی اہمیت حضور کے مندرجہ ذیل قول سے واضح ہے۔ مباحثہ لدھیانہ کے صفحہ ۱۱۶ پر حضور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"آپ کو معلوم نہیں کہ وحی متلو کا خاصا ہے جو اس کے ساتھ تین چیزیں ضرور ہوتی ہیں خواہ وہ وحی رسول کی ہو یا نبی کی یا محدث کی"

اس کے بعد تیسری چیز کے متعلق فرماتے ہیں:۔

"سوم وحی متلو کے ساتھ ایک خفی وحی عنایت ہوتی ہے جو تفہیمات الٰہیہ سے نامزد ہو سکتی ہے یہی وحی ہے جس کو وحی غیر متلو کہتے ہیں اور صوفیہ اس کا نام وحی خفی اور وحی دل بھی رکھتے ہیں اس وحی سے غرض یہ ہوتی ہے کہ مجملات اور اشارات وحی متلو کے منزل علیہ پر ظاہر ہوں......

......اور ہر ایک رسول اور نبی اور محدث کو اس کی وحی کے ساتھ یہ تینوں چیزیں حسب مراتب اپنی اپنی حالت قرب کے دی جاتی ہیں۔ چنانچہ اس بارہ میں راقم تقریر ہذا صاحب تجربہ ہے یہ مؤیدات ثلاثہ یعنی کشف اور رؤیا اور وحی خفی در اصل امور زائدہ نہیں ہوتے بلکہ وحی متلو کے جو متن کی طرح ہے مفسر اور مبین ہوتے ہیں۔ فتدبر"

اب حضور تو جماعت کو وحی خفی اور تفہیمات الٰہیہ کو ماننے کی تلقین فرمائیں اور ہمارے یہ دوست ہمیں اس صراط مستقیم سے ہٹا کر ان کے انکار کی طرف ترغیب دلائیں افسوس صد افسوس!

یہ من گھڑت اصول کیوں گھڑا گیا

اس من گھڑت اور حضور کی تعلیم کے صریح خلاف اصول کے گھڑنے کی وجہ یہ نظر آتی ہے کہ حضور نے جو زمرۂ انبیاء کا فرد ہونے سے انکار کیا ہے اس کی بناء گو حضور نے وحی الٰہی پر ہی رکھی ہے لیکن حضور کی اس بناء سے جماعت کی توجہ ہٹانے کے لئے یہ اصول اختراع کیا گیا ہے کہ حضور نے محض اپنے اجتہاد سے زمرۂ انبیاء کا فرد ہونے سے انکار کیا ہے حالانکہ یہ بات بالکل غلط ہے جیسا کہ حضور کے مندرجہ ذیل فرمان سے واضح ہے جو سراج منیر کے صفحہ ۲ و صفحہ ۳ و صفحہ ۴ پر درج ہے

"بے ہودہ اعتراضوں کو چھوڑ دو۔ اور ناحق کی نکتہ چینیوں سے پرہیز کرو اور فاسقانہ خیالات سے اپنے تئیں بچاؤ۔ جھوٹے الزام مجھ پر مت لگاؤ کہ حقیقی طور پر نبوت کا دعویٰ کیا۔ کیا تم نے نہیں پڑھا کہ محدث بھی ایک مرسل ہوتا ہے۔ کیا قراءت ولا محدث کی یاد نہیں رہی پھر یہ کیسی بیہودہ نکتہ چینی ہے کہ مرسل ہونے کا دعوےٰ کیا ہے۔ اے نادانو! بھلا بتلاؤ کہ جو بھیجا گیا ہے اسکو عربی میں مرسل یا رسول ہی کہیں گے یا کچھ اور کہیں گے۔ مگر یاد رکھو کہ خدا کے الہام میں اس جگہ حقیقی معنی مراد نہیں جو صاحب شریعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ بلکہ جو مامور کیا جاتا ہے وہ مرسل ہی ہوتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ وہ الہام جو خدا نے اپنے اس بندہ پر نازل فرمایا اس میں اس بندہ کی نسبت نبی اور رسول اور مرسل کے لفظ بکثرت موجود ہیں۔ سو یہ حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں۔ ولکل ان یصطلح سو خدا کی یہ اصطلاح ہے جو اس نے ایسے لفظ استعمال کئے ہیں

ہم اس بات کے قائل اور معترف ہیں کہ نبوت کے حقیقی معنوں کی رُو سے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ کوئی نیا نبی آسکتا ہے اور نہ پرانا۔ قرآن ایسے نبیوں کے ظہور سے مانع ہے مگر مجازی معنوں کی رُو سے خدا کا اختیار ہے کہ کسی ملہم کو نبی کے لفظ سے یا مرسل کے لفظ سے یاد کرے۔ کیا تم نے وہ حدیثیں نہیں پڑھیں جن میں رسول رسول اللہ آیا ہے۔ عرب کے لوگ اب تک انسان کے فرستادہ کو بھی رسول کہتے ہیں پھر خدا کو کیوں یہ حرام ہو گیا کہ مرسل کا لفظ مجازی معنوں پر استعمال کرے۔ کیا قرآن میں سے فقالوا انا الیکم مرسلون بھی یاد نہیں رہا۔ انصافاً دیکھو کیا یہی تکفیر کی بناء ہے اگر خدا کے حضور میں پوچھے جاؤ تو بتاؤ کہ میرے کافر ٹھہرانے کے لئے تمہارے ہاتھ میں کونسی دلیل ہے۔ بار بار کہتا ہوں کہ یہ الفاظ رسول اور مرسل اور نبی کے میرے الہام میں میری نسبت خدا تعالےٰ کی طرف سے بیشک ہیں لیکن اپنے حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں اور جیسے یہ محمول نہیں ایسے ہی وہ نبی کر کے پکارنا جو حدیثوں میں مسیح موعود کے لئے آیا ہے وہ بھی اپنے حقیقی معنوں پر اطلاق نہیں پاتا۔ یہ وہ علم ہے جو خدا نے مجھے دیا ہے جس نے سمجھنا ہو سمجھ لے۔ میرے پر یہی کھولا گیا ہے کہ حقیقی نبوت کے دروازے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بکلی بند ہیں۔ اب نہ کوئی جدید نبی حقیقی معنوں کے رُو سے آسکتا ہے اور نہ کوئی قدیم نبی۔ مگر ہمارے ظالم مخالف ختم نبوت کے دروازوں کو پورے طور پر بند نہیں سمجھتے۔ بلکہ اُن کے نزدیک مسیح اسرائیلی نبی کے واپس آنے کے لئے ابھی ایک کھڑکی کھلی ہے۔ پس جب قرآن کے بعد بھی ایک حقیقی نبی آ گیا اور وحی نبوت کا سلسلہ شروع ہوا تو کہو کہ ختم نبوت کیونکر اور کیسا ہوا۔ کیا نبی کی وحی وحی نبوت کہلائے گی یا کچھ اور۔ کیا یہ عقیدہ ہے کہ تمہارا فرضی مسیح وحی سے بکلی بے نصیب ہو کر آئے گا؟ توبہ کرو اور خدا سے ڈرو اور حد سے مت بڑھو۔ اگر دل سخت نہیں ہو گئے تو اس قدر کیوں دلیری ہے کہ خواہ نخواہ ایسے شخص کو کافر بنایا جاتا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حقیقی معنوں کی رُو سے خاتم الانبیاء سمجھتا ہے اور قرآن کو خاتم الکتب تسلیم کرتا ہے تمام نبیوں پر ایمان لاتا ہے اور اہل قبلہ ہے اور شریعت کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھتا ہے۔

اے مفتری لوگو! میں نے کسی نبی کی توہین نہیں کی۔ میں نے کسی عقیدہ صحیحہ کے برخلاف نہیں کہا۔ پر اگر تم خود نہ سمجھو تو میں کیا کروں۔ تم تو قائل ہو کہ جزئی فضیلت ایک ادنےٰ شہید کو ایک بڑے نبی پر ہو سکتی ہے۔ اور یہ سچ ہے کہ میں خدا کا فضل اپنے پر مسیح سے کم نہیں دیکھتا۔ مگر یہ کفر نہیں یہ خدا کی نعمت کا شکر ہے۔ تم خدا کے اسرار کو نہیں جانتے اس لئے کفر سمجھتے ہو۔ اس کو کیا کہو گے جو کہہ گیا ہو افضل من بعض الانبیاء اگر میں تمہاری نظر میں کافر ہوں تو بس ایسا ہی کافر جیسا کہ ابن مریم یہودی فقیہوں کی نظر میں کافر تھا میرے پاس خدا کے فضل کی اس سے بھی بڑھ کر

باتیں ہیں مگر تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے
خوب یاد رکھو کہ مجھ کو کافر کہنا آسان نہیں
تم نے ایک بھاری بوجھ سر پر اٹھایا ہے
اور تم سے ان سب باتوں کا جواب پوچھا
جائے گا!!!"

فرمان مندرجہ بالا سے واضح ہے کہ حضور اپنے آپ کو جماعت محدثین میں ہی داخل قرار دیتے ہیں نبیوں کے زمرہ میں اپنے آپ کو داخل نہیں کرتے اپنے حق میں رسول، مرسل وغیرہ کے الفاظ کا استعمال محض لغوی معنی میں بتلاتے ہیں اور ان الفاظ کا استعمال محض مجاز کے طور پر قرار دیتے ہیں اس امر کو بھی واضح فرماتے ہیں کہ شریعت اسلامیہ کی رو سے حقیقی معنی میں نبی اور رسول وہی ہو سکتا ہے جو براہ راست خدا سے نبوت کے مقام پر کھڑا کیا جائے اسی کی وحی کو وحی نبوت کے نام سے نامزد کرتے ہیں ان تمام باتوں کے متعلق فرماتے ہیں

"یہ وہ علم ہے جو خدا نے مجھے دیا ہے جس
نے سمجھنا ہو سمجھ لے میرے پر یہی کھولا گیا
ہے کہ حقیقی نبوت کے دروازے خاتم النبیین
صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بکلی بند ہیں
اب نہ کوئی جدید نبی حقیقی معنوں کی رو سے
آسکتا ہے اور نہ کوئی قدیم نبی"۔

کیا خدا کا دیا ہوا علم بھی غلط ہو سکتا ہے اور کیا جس حقیقت کو خدا نے کھول کر بتلا دیا کیا اس میں بھی غلطی کا احتمال ہو سکتا ہے۔ کاش ہمارے بھائی حضور کے ان الفاظ پر صدق دل سے غور کریں۔ عبارت مندرجہ بالا میں اس امر کو بھی واضح کر دیا گیا ہے کہ خدا کی یہ بھی اصطلاح ہے کہ حقیقی معنی کے علاوہ لغوی معنی میں بھی الفاظ نبی رسول وغیرہ استعمال کر لیتا ہے اور شرعی اصطلاح کے مقابلہ میں جو حقیقی اصطلاح ہے مجاز کے طور پر بھی اس لفظ کو استعمال کر لیتا ہے اسی لئے حقیقۃ الوحی کے ساتھ جو استفتاء لگایا گیا ہے اس میں بھی یہی فرمایا سمیت نبیا من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ۔ پھر منن الرحمٰن کے صفحہ ۲ پر فرماتے ہیں عربی کا اردو ترجمہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے:۔

"اللہ تعالیٰ نے مجھے وحی کی ہے (اس وحی کو خواہ وحی متلو مانو یا وحی خفی بہرحال خدا کی وحی ہے جس کے خلاف جانا کسی مومن کا کام نہیں ہو سکتا) کہ دین اسلام ہی ہے اور یہ کہ سچا رسول مصطفےٰ صلعم ہی ہے جو تمام مخلوق کا سردار ہے وہ رسول امی اور امین ہے جس طرح کہ ہمارا رب ایک ہی ہے وہ اکیلا ہی عبادت کا مستحق ہے اسی طرح ہمارا رسول مطاع بھی ایک ہی ہے اس کے بعد کوئی نبی نہیں اور کوئی اس کے ساتھ شریک نہیں وہی خاتم النبیین ہے اسی کی ہدایت سے میں نے ہدایت پائی ہے اور اسی کی روشنی سے میں نے حق کو دیکھا ہے اور اسی کے دونوں ہاتھوں نے مجھے پاک کیا ہے اور میرے رب نے ہی میری پرورش کی ہے جیسا کہ وہ اپنے ان بندوں کی پرورش کرتا ہے جو اس کی طرف کھینچے جاتے ہیں اسی نے مجھے ہدایت دی ہے اور اسی نے سب علم دیا ہے اور دکھلایا ہے مجھ کو جو کچھ اس نے دکھلایا یہاں تک کہ میں نے حق کو دلائل قاطعہ سے شناخت کر لیا اور حقیقت کو براہین ساطعہ سے پا لیا اور میں حق الیقین تک پہنچ گیا"

حضور کے مندرجہ بالا واضح ارشادات سے لوگوں کو دور رکھنے کے لئے ہی یہ اصول گھڑے گئے کہ تفہیم الٰہی میں بھی غلطی ہو سکتی ہے وحی خفی میں بھی غلطی ہو سکتی ہے۔

ایک مثال اور غلط قیاس

اپنے پیش کردہ نظریہ کو درست ثابت کرنے کے لئے جناب ڈاکٹر صاحب موصوف نے ایک مثال پیش کی ہے لکھتے ہیں:۔

"مثلاً حضرت مسیح ناصری کی بابت حضور نے
لکھا کہ وہ زندہ ہیں اور آئیں گے اور دوسری
جگہ فرمایا کہ وہ فوت ہو گئے اور میں آنے
والا ہوں"

اجتہادی غلطی کی بحث میں اس مثال کو لانا قیاس مع الفارق کی ذیل میں آتا ہے کیا براہین احمدیہ کی تصنیف کے وقت۔۔ - - - - - - - - - حضرت اقدس کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے کوئی ایسا الہام ہوا تھا جس نے بتلایا ہو کہ حضرت مسیح ناصری فوت ہو گئے ہیں اور اب میں آنے والا مسیح تم ہی ہو لیکن باوجود اس الہام کے حضور نے ان کو زندہ لکھا ہو اور اس الہام کے سمجھنے میں اجتہادی غلطی کا شکار ہو گئے ہوں اگر کہا جائے کہ "یا عیسیٰ" کے الفاظ سے آپ کو مخاطب کیا گیا تھا تو آپ کو آدم۔ نوح۔ ابراہیم۔ موسےٰ۔ سلیمان۔ داؤد۔ یحییٰ وغیرہم انبیاء کے الفاظ سے بھی مخاطب کیا گیا تھا۔ اسی طرح اگر یا عیسیٰ سے بھی مخاطب کیا گیا تو اس سے یہ کس طرح آپ سمجھ سکتے تھے کہ مسیح ناصری فوت ہو چکے ہیں اور آنے والے مسیح آپ ہی ہیں اس لئے یہ مثال اصل مسئلہ پر قطعاً کوئی روشنی نہیں ڈالتی۔

مغالطہ دہی انتہا کو پہنچ گئی

خود مولوی اللہ دتا صاحب کے مضمون میں بھی اور دیگر مضامین نگاروں کے مضامین بھی حضرت اقدس کی نبوت کو بروزی اور ظلی نبوت ہی ظاہر کیا گیا ہے اور حضور کو حضرت نبی کریم صلعم کا کامل بروز ہی قرار دیا گیا ہے اور حضور کے وجود میں نبوت محمدیہ کو ہی جلوہ گر تسلیم کیا گیا ہے۔ کیا ان حقائق کا انکار احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور سے تعلق رکھنے والے احباب کی طرف سے کبھی کیا گیا ہے کہ آپ نے ان الفاظ سے خواہ مخواہ رسالہ کے اتنے صفحے سیاہ کر دیئے اختلاف تو اس امر میں ہے کہ آیا زمرہ انبیاء کا فرد ہوتا ہے یا زمرہ اولیاء کا ہم حضور کو کامل بروز تسلیم کرتے ہوئے بھی حضور کو جماعت اولیاء کا ہی فرد قرار دیتے ہیں گو ولیوں کا سردار مانتے ہیں اس اختلاف کو دور کرنے کے لئے اس رسالہ میں ایک لفظ بھی نہیں ملتا لفظ نبی وغیرہ کے استعمال سے ہم نے کب انکار کیا ہے ہمارا موقف تو یہ ہے کہ لفظ نبی و رسول مشترک لفظ ہے جو ولی اور نبی دونوں پر مختلف مفہوموں کے لحاظ سے بولا جاتا ہے۔ حضرت اقدس نے بحیثیت جماعت اولیاء کا فرد ہونے کے اپنے لئے یہ لفظ محض لغوی معنی کے لحاظ سے استعمال کیا ہے نہ کہ بحیثیت جماعت انبیاء کے فرد ہونے کے شرعی یا اسلامی اصطلاح کے لحاظ سے پس جب تک آپ یہ ثابت نہ کریں کہ حضور نے یہ لفظ بحیثیت جماعت انبیاء کے فرد ہونے کے اپنے لئے استعمال کیا ہے اس وقت تک آپ کا یہ رسالہ بالکل بے معنی اور حقیقت کو چھپانے کی ایک کوشش سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا مفصل روشنی انشاء اللہ آئندہ قسط میں ڈالی جائے گی؀

بحرِ حکمت کے موتی

(سلسلۂ اوّل)

الناس من لسانہ ویدہ۔ یعنی جس کی زبان اور جس کے ہاتھ سے تمام انسان محفوظ رہیں۔ چنانچہ اسی ارشاد نبوی کو زندہ کرنے اور اسی پر عمل کروانے کے لئے حضرت مسیح موعود نے بھی اپنے بیعت کنندگان سے یہ عہد لیا:۔

"عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً
اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز
تکلیف نہیں دے گا نہ زبان سے نہ ہاتھ
سے نہ کسی اور طرح سے۔ یہ کہ عام خلق اللہ
کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا
اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد
طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے
گا"

جماعت احمدیہ کے لئے بھی اس میں لمحہ فکریہ ہے۔ اسلامی تعلیم کا خلاصہ بھی التعظیم لامر اللہ والشفقۃ علےٰ خلق اللہ ہی ہے؀

احباب محتاط رہیں

مرکز میں ایسے خطوط موصول ہوتے ہیں کہ بعض افراد نے یہ طریق اختیار کر رکھا ہے کہ وہ جماعت کے مخیر اور صاحب ثروت احباب سے مالی امداد حاصل کرنے کے لئے ان کو براہ راست خطوط لکھتے رہتے ہیں اور بعض صورتوں میں وہ کچھ نہ کچھ فائدہ بھی اٹھا لیتے ہیں، یہ صورت حال افسوسناک بھی ہے اور خطرناک بھی۔

لہٰذا بذریعہ سطور ہذا جملہ احباب سلسلہ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ وہ کسی فرد کی درخواست پر کوئی امداد دینے کی بجائے اس کی درخواست مرکز میں بھجوا دیں، کیونکہ یہ طریق جماعتی نظام کے سخت خلاف ہے۔ علاوہ ازیں بعض احباب نے اسے پیشہ بنا لیا ہے اور بعض صاحب احمدی کہلا کر جماعت کے احباب سے دھوکہ اور مکر سے روپیہ بٹور رہے ہیں۔

355

24

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک نور الہٰی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور سے شائع کیا۔

ہفت روزہ
پیغامِ صلح
لاہور

بیرونی مندوبین گولڈن جوبلی حضرت امیر قوم اور دیگر اراکین انجمن کی معیت میں

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مُسلمانیم از فضلِ خُدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوّت را بر و شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نامِ اوست
بادۂ عرفان ما از جامِ اوست
یک قدم دُوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات
۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا نہ نیا نہ پُرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۳) ۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آیندہ ہوگی۔
(۴) سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابلِ احترام ہیں۔
(۵) سب مجددینؒ کا ماننا ضروری ہے۔
(۶) اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

شمارہ ۲۵ - ۷ر جولائی ۶۵ء ۷ ربیع الاول ۱۳۸۵ھ خاتم النبیین نمبر و تتمہ گولڈن جوبلی نمبر

بحرِ حکمت کے موتی

سب و شتم اور تکفیر بازی سے پرہیز کی ہدایت

(از مولینا شیخ عبدالرحمان مصری صاحب)

گذشتہ قسط میں ارشاد نبویؐ درج کیا گیا تھا کہ مسلم وہی ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں اس کی ایک عملی صورت تو آنحضور صلعم سے یہ مروی ہے عن عبد اللہ عن النبی صلعم قال سباب المسلم فسوق و قتالہ کفر یعنے مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اس سے جنگ کرنا کفر ہے پھر ارشاد ہوتا ہے عن ابی ذر رضی اللہ سمع النبی صلعم یقول لا یرمی رجل رجلاً بالفسوق ولا یرمیہ بالکفر الا ارتدت علیہ ان لم یکن صاحبہ کذالک یعنے کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو نہ فاسق کہے اور نہ کافر کہے ورنہ وہ خود کفر اور فسق کا شکار ہو جائے گا اگر دوسرا شخص فسق اور کفر سے پاک ہے۔ بخاری کتاب الایمان۔ پھر حجۃ الوداع میں منیٰ میں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ تمہارے خون تمہارے اموال اور تمہاری عزتیں ایک دوسرے پر حرام ہیں۔

کیا ہم پاکستان کے مسلمانوں کا ان ارشادات نبویؐ پر عمل ہے گالی گلوچ تو ہمارا معمول بنا ہوا ہے خون کر دینا بھی اس سے کم نہیں عزتوں پر حملہ بھی عام ہو رہا ہے اور ایک دوسرے کو کافر کہنا تو عام مشغلہ قرار دیا جا چکا ہے حالانکہ اسی نافرمانی نے ہم مسلمانوں کو تباہی کی غار میں دھکیل دیا تھا لیکن ابھی تک ہم نے عبرت حاصل نہیں کی۔ کاش ہماری آنکھیں کھلیں اور حضرت نبی کریم صلعم کی ہدایت پر کاربند ہو کر ہم ثواب دارین حاصل کریں، ہمارا معاشرہ بھی سنور جائے اور عاقبت بھی درست ہو جائے۔

ایڈیٹر ۔ دوست محمد

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب انبیاءؑ سے بڑھ کر سب سے افضل ۔ اعلیٰ ۔ اکمل ۔ ارفع ۔ اجلیٰ اور اصفیٰ ہیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قلم حقیقت رقم سے

"چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پاک باطنی و انشراحِ صدری و عصمت و حیا و صدق و صفا و توکل و وفا اور عشقِ الٰہی کے تمام لوازم میں سب انبیاء سے بڑھکر اور سب سے افضل و اعلیٰ و اکمل و ارفع و اجلیٰ و اصفیٰ تھے اس لئے خدائے جلشانہ نے ان کو عطرِ کمالاتِ خاصہ سے سب سے زیادہ معطر کیا۔ اور وہ سینہ اور دل جو تمام اولین و آخرین کے سینہ و دل سے فراخ تر و پاک تر و معصوم تر و روشن تر و عاشق تر تھا وہ اسی لائق ٹھہرا کہ اس پر ایسی وحی نازل ہو کہ جو تمام اولین و آخرین کی وحیوں سے اقویٰ و اکمل و اتم ہو کر صفاتِ الٰہیہ کے دکھانے کے لئے ایک نہایت صاف اور کشادہ اور وسیع آئینہ ہو۔ سو یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف ایسے کمالاتِ عالیہ رکھتا ہے جو اس کی تیز شعاعوں اور تیز کرنوں کے آگے تمام صحفِ سابقہ کی چمک کالعدم ہو رہی ہے۔ کوئی ذہن ایسی صداقت نکال نہیں سکتا جو پہلے ہی سے اس میں درج نہ ہو۔ کوئی فکر ایسی برہانِ عقلی پیش نہیں کر سکتا جو پہلے ہی سے اس نے پیش نہ کی۔ کوئی تقریر ایسے قوی اثر کہ دل پر ڈال نہیں سکتی جیسے قوی اور پُر شوکت اثر لاکھوں دلوں پر وہ ڈالتا آیا ہے۔ وہ بلاشبہ صفات کمالیہ حق تعالےٰ کا ایک نہایت مصفّا آئینہ ہے جس میں وہ سب کچھ ملتا ہے جو ایک سالک کو مدارجِ عالیہ تک پہنچنے کے لئے درکار ہے۔"

(سُرمہ چشمِ آریہ صفحہ ۲۲، ۲۳ حاشیہ)

نائب مدیر ۔ بشیر احمد سونی

آئندہ پرچہ ۲۱ر جولائی ۱۹۶۵ء کو شائع ہوگا

اشاعت ہذا گولڈن جوبلی اور میلاد النبی صلعم کی دو تقریبات کی وجہ سے ۴۴ صفحات پر مشتمل ہے ...... مندوبین گولڈن جوبلی اور بیرونی جماعتوں کی تصاویر اس کے علاوہ ہیں، اس طرح حجم بہت بڑھ جانے کی وجہ سے آئندہ ۱۴ر جولائی ۱۹۶۵ء کا پرچہ شائع نہ ہو سکے گا۔ اس کے بعد ۲۱ر جولائی کو پرچہ شائع ہوگا انشاء اللہ تعالےٰ۔ (مدیر)

اخبارِ احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ بفضلہ بخیر و عافیت ہیں،

تعمیری کام

—— احمدیہ ہال سے ملحقہ دوکانوں اور کمروں کی تعمیر کا کام حضرت امیر ایدہ اللہ کے زیر نگرانی جاری ہے، امید ہے کہ سال رواں کے آخر تک دوکانوں اور فلیٹوں وغیرہ کا سلسلہ برانڈرتھ روڈ تک انشاءاللہ پہنچ جائے گا۔

درسِ قرآن

—— مرکزی احمدیہ مسجد میں ہر روز نماز فجر کے بعد جناب مولینا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری قرآن کریم کا درس دیتے ہیں جس کے بعد حضرت مسیح موعودؑ کے ملفوظات سنائے جاتے ہیں۔

عقد نکاح

—— وزیر آباد سے شیخ عبیداللہ صاحب شہزادہ بوٹ ہاؤس (سیکرٹری جماعت) رقمطراز ہیں:-

" عزیزم شیخ مسعود اختر صاحب چیف آفیسر آف لون اینڈ سٹرل ڈویلپمنٹ آف پاکستان کراچی کی رسم نکاح بر وز جمعہ راولپنڈی میں دختر جناب سردار محمد اشرف صاحب پی۔سی۔ایس۔ اسسٹنٹ کمشنر آف راولپنڈی بعوض مبلغ پچیس ہزار روپیہ حق مہر ہوئی اس خوشی میں والدہ صاحبہ شیخ مسعود اختر و ہمشیرہ صاحبہ شیخ مسعود اختر (بیگم شیخ محمد طفیل صاحب امام آف ووکنگ) نے مبلغ -/۷۵ روپے برائے مفت اشاعت قرآن فنڈ اور مبلغ -/۲۵ روپے برائے مولوی آفتاب الدین ہومیو پیتھک ہسپتال کے لئے عنایت فرمایا ہے۔

نیز ہمشیرہ صاحبہ شیخ مسعود اختر (بیگم صاحبہ شیخ محمد طفیل نے) -/۵۰۱ روپے برائے گولڈن جوبلی فنڈ عنایت فرمایا ہے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ یہ رشتہ جانبین کے لئے بابرکت کرے۔ آمین"

جہلم میں درسِ قرآن

—— مولوی محمد شریف صاحب راجوروی (مولوی فاضل) امام جامع احمدیہ جہلم لکھتے ہیں:-

اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے آج مورخہ ۳۰ جون ۱۹۶۵ء کو قرآن کریم کے پہلے تین پاروں کا درس تقریباً ڈیڑھ سال کے عرصہ کے بعد مکمل ہو چکا ہے۔

یکم جولائی ۱۹۶۵ء سے قرآن کریم کے چوتھے پارے کا درس شروع ہو رہا ہے۔ درس میں الفاظ کی لغوی تشریحات کے علاوہ ربط فی الآیات، تفسیر القرآن بالقرآن، تفسیر القرآن بالاحادیث والآثار کو خاص کر مدنظر رکھا جاتا ہے۔

لہذا مقامی احباب سے اپیل ہے کہ روزانہ بعد از نماز درسِ قرآن و ملفوظات حضرت مسیح موعود کی سماعت میں شرکت فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔ والسلام

ہفت روزہ پیغام صلح ــــ لاہور ــــ مؤرخہ ۷ جولائی ۱۹۶۵ء

ڈاکٹر اللہ بخش صاحب

ہمارا مستقبل

مثل کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلها ثابت وفرعها فی السماء تؤتی اکلها کل حین باذن ربها ــــ (الفرقان) ــــ

"میں تیرے خالص اور دلی محبّوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دوں گا"

ــــ (الہام حضرت مسیح موعودؑ) ــــ

گذشتہ جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ لاہور کے لئے ایک اہم سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے، نہ صرف اس وجہ سے کہ بیرونی ممالک سے جماعت کے مندوبین نے شرکت فرمائی بلکہ اپنے غیر معمولی تاثر کے لحاظ سے یہ جلسہ خاص اہمیت کا حامل ہے۔ جرمنی، ہالینڈ، جنوبی افریقہ، جنوبی امریکہ، انڈونیشیا سے نمائندگان جماعت اور بعد میں ملک چین سے آمدہ احمدی وفد سے احباب کی جب ملاقات ہوئی اور جب ان تمام اصحاب نے بتلایا کہ کس طرح ان کے ممالک میں اشاعت اسلام کے لئے جماعت احمدیہ لاہور کی شاخیں قائم ہو چکی ہیں جنہوں نے نہ صرف تبلیغ اسلام میں نمایاں کام کیا ہے بلکہ جماعتی ترقی و توسیع کے لئے وہ کس طرح سرگرم عمل ہیں تو قدرتاً اس نظارہ سے جماعت کے مستقبل کے متعلق یقین میں بہت اضافہ ہوا اور دوسری طرف مندوبین کے ایمان میں بھی اضافہ ہوا جب انہوں نے یہ دیکھا کہ کس طرح ایک مختصر مگر ثبات قدم رکھنے والی جماعت نے انتہائی مخالف حوادث زمانہ کا پچاس سال تک پامردی سے مقابلہ کرکے تحریک اشاعت کو دنیا کے اکناف و اطراف میں پھیلا دیا ہے۔

اگر یہ جماعت کروڑہا افراد کی تعداد پر مشتمل ہوتی، اگر اس کے پاس اموال کی کثرت ہوتی، اگر کثیر علماء و فضلاء کی اسے تائید میسر ہوتی تو اشاعت و تبلیغ کے میدان میں اس کے یہ کارنامے شاید تعجب انگیز نہ ہوتے، لیکن ایک قلیل جماعت جو دنیاوی اسباب سے بھی مالا مال نہیں اسکی طرف سے عالمگیر پیمانہ پر احیاء اسلام کی تحریک کو کامیابی سے نصف صدی تک انتہائی نا مساعد حالات میں چلائے چلے جانا حتیٰ کہ ہر ملک و قوم میں تحریک کی شاخیں قائم ہو جائیں واقعی ایک حیرت انگیز کارنامہ ہے چنانچہ مصنف کتاب موج کوثر نے بھی اس بات پر حیرت کا اظہار کیا ہے کہ یہ جماعت احمدیہ لاہور جس کی تعداد چند ہزار ہے کیونکر ایک عالمگیر انقلاب لانے میں کوشاں ہے۔

مسلمان قوم کی موجودہ حالت کو مدنظر رکھا جائے تو یہ امر بھی حیرت انگیز بات ہو جاتی ہے کیونکہ اول تو اس قوم میں خالصتاً اشاعت اسلام سے متعلق کسی دینی تحریک کا قیام کہیں نظر ہی نہیں آتا، اور اگر کبھی کہیں دین کی بنیادوں پر کوئی تحریک قائم بھی ہوتی تو وہ چند روز سے زیادہ زندہ نہ رہ سکی بلکہ جلد ہی حوادث زمانہ کا شکار ہو گئی۔ پھر اگر ایسے نا مساعد حالات میں جماعت احمدیہ لاہور ۱۹۱۴ء سے ۱۹۶۴ء پچاس سال تک خالصتہً احیاء دین اسلام کے لئے کوشاں رہی ہے اور اس نے غیر ممالک میں بھی اپنی مضبوط شاخیں قائم کر لی ہیں تو یقیناً یہ ایک معجزہ ہے جو تائید ایزدی کے بغیر رونما نہیں ہو سکتا۔

۱۹۱۴ء میں جماعت احمدیہ لاہور کا قیام

تاریخ اس امر پر شاہد ہے کہ اس جماعت کا ۱۹۱۴ء میں قائم ہونا بھی مشیت الٰہی کے ماتحت ہوا۔ ع

قادر ہے وہ بارگاہ جو ٹوٹا کام بناوے

کیونکہ یہ امر واقعہ ہے کہ محض گنتی کے چند اصحاب نے قادیان کی موجودہ خلافت سے علیحدگی اختیار کرکے اس کی بنیاد رکھی تھی آخر کیا یہ ٹھوس واقعات نہیں کہ بجز ایمان، اخلاص اور جذبہ خدمت اسلام کے اور کوئی دنیاوی طاقت اس کے قیام کا باعث نہیں ہوئی؟ انتہائی کس مپرسی اور نہایت بے سرو سامانی کی حالت میں حضرت مسیح موعودؑ کے چند مخلص احباب نے اس جماعت کی بناء لاہور میں اس لئے رکھی کہ قادیان میں حضرت مولانا نورالدین رح کی وفات پر ایک آمرانہ و جابرانہ اور متعصبانہ نظام کو جماعت احمدیہ پر مسلط کر دیا گیا۔ جائے غور ہے کہ اس وقت وہ کونسی دنیاوی طاقت تھی جس کے بل بوتے پر ہماری اس جماعت کی بنیادیں رکھی گئیں اور وہ کونسے ذرائع میسر تھے جن کی بناء پر اس کا قیام مضبوط ہو گیا؟

۱۹۱۴ء میں قیام جماعت کے وقت نہ صرف جملہ دنیاوی اسباب و ذرائع کا فقدان تھا بلکہ کئی حلقوں میں اسکے متعلق قطعی مایوسی کا اظہار ہوا اور مختلف اطراف سے اس کی ناکامی یا بربادی کی حتمی پیشگوئیاں کی گئیں، أخرج منه اليزيديون اور ليمزقنهم کے الہامات اس پر چسپاں کئے گئے۔ لیکن خدا کی تقدیر کو یہی منظور تھا کہ اشاعت علوم قرآنیہ کا وہ پودا جسے حضرت مسیح موعودؑ نے لگایا تھا دوبارہ لاہور میں قائم ہو کر اپنے پھل لائے، چنانچہ یہ واقعاتی امر ہے کہ حضرت سلطان القلم کی حقیقی اتباع میں صداقت اصول اسلام پر جو علم الکلام جماعت احمدیہ لاہور کی طرف سے گذشتہ نصف صدی کے دوران اشاعت پذیر ہوا اس زمانہ میں اس کی نظیر موجود نہیں۔

صداقت اسلام پر بے مثل علم الکلام

اگر کسی کو ہمارے اس بیان سے اختلاف ہو یا وہ اسے مبالغہ سمجھے تو ہم یہاں اپنے بیان کی صداقت میں صرف دو جید علماء کے بیانات پیش کرتے ہیں:۔

"مولانا محمد علی صاحب کے ترجمۃ القرآن کی خوبی اور اس کی مؤثر تبلیغی افادیت سے انکار کرنا گویا آفتاب کی روشنی سے انکار کرنا ہے اس کے ذریعہ ہزارہا غیر مسلموں کو دین حق کی راہ دیکھنی نصیب ہوئی اور لاکھوں اس دین کے نزدیک آ گئے۔"

(مولانا عبدالماجد صاحب)

حضرت مولانا محمد علی صاحب رح کی دوسری معرکۃ الآراء تصنیف "دی ریلیجن آف اسلام" پر ریویو کرتے ہوئے مسٹر مارماڈیوک پکتھال تحریر فرماتے ہیں:۔

"جس قدر طویل اور مفید خدمات درباره تجدید احیاء اسلام اس زمانہ میں مولانا محمد علی صاحب آف لاہور کے ہاتھوں انجام پائی ہیں وہ کسی اور انسان کو میسر نہیں آئیں۔۔۔۔۔ ہماری رائے میں یہ آپ کی بہترین تصنیف ہے۔ اسلام کی یہ تصویر ایسے شخص کی طرف سے ہے جسے سنت رسولؐ پر بخوبی عبور حاصل ہے اور جس کے دل میں گذشتہ پانچ صدیوں کے انحطاط اسلام کا احساس موجود ہے تو اس کے قلب میں اس دین کے احیاء کی امیدیں موجزن ہیں۔ جن کے آثار اب ہر طرف دکھلائی دے رہے ہیں عبادات و فرائض کے بارہ میں احکام سے سر مو تجاوز کئے بغیر مصنف نے یہ دکھلایا ہے کہ کن معاملات میں تبدیلی نہ صرف ممکن بلکہ واجب ہے کیونکہ ان رسوم و رواج کی بناء قرآن و سنت رسول پر ہرگز نہیں"

(ریویو از پکتھال)

یہ دو آراء ان اصحاب کی ہیں جو جماعت احمدیہ لاہور سے وابستہ نہیں، پس تجدید و احیاء اسلام جو کہ حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کی اصل غرض تھی کے حصول میں جماعت احمدیہ لاہور کو مسلمہ طور پر وہ امتیاز حاصل ہے کہ جو نہ صرف لاثانی ہے بلکہ عرفانی ہے۔ کیونکہ بموجب ارشاد باری تعالیٰ کلمہ حق کی بنیادیں محکم و مضبوط اور اس کی ثمر آور شاخیں آسمان پر پھیلی ہوئی ہوتی ہیں۔ راسخ علم پر بنا ہونے کے باعث کلمہ حق کی جڑیں نہایت مضبوطی سے فطرت انسانی کے اندر دھنسی ہوئی ہوتی ہیں اور ان کے ثمرات سے ہر وقت تمتع ملتا رہتا ہے۔ لہذا جماعت احمدیہ لاہور کے پیدا کردہ علم الکلام کی دوامی افادیت اور اس لئے اس جماعت کے مستقبل کی درخشانی اس امر سے ثابت ہے۔

جماعت احمدیہ لاہور کے منفرد عقائد

اس زمانہ میں اصول اسلام کی صداقت و ترویج

کے لئے کسی جماعت کا مختص ہو جانا بھی بے نظیر کارنامہ ہے لیکن یہ امر بھی قابلِ غور ہے کہ اس وقت مسلمان قوم میں ایک اور صرف ایک ہی جماعت ایسی ہے جو علی الاعلان ایسے بنیادی عقائد پر قائم ہے کہ ...... انہیں تسلیم کئے بغیر کسی مسلمان کو چارہ نہیں۔

(۱) تعلیم فرقان اور سنّت رسولؐ تکمیل دین

رواج راہ پا گئے ہیں اور وہ دین کا درجہ حاصل کر گئے ہیں ان میں اس جماعت کے نزدیک ، تبدیلی ممکن بلکہ واجب ہے۔

صراطِ مستقیم کی یہی وہ راہ ہے کہ جس سے نہ صرف قرآن سنّت رسولؐ کا کمال، ان کی عظمت اور ان کی دوامی افادیت وابستہ ہے بلکہ اسی سے یہ لازم آتا ہے کہ رسوم و رواج میں زمانہ کے تقاضوں کیوجہ سے تبدیلی بھی اسلام کی تعلیم کا عین منشاء ہے۔ اگر ہم اس راستہ سے ایک طرف تجاوز کریں تو قرآن و سنّت کا ترک کرنا اور کسی نئے دین کی بنیاد ڈالنا لازم آتا ہے اور اگر دوسری طرف جائیں تو ترقی کی راہیں بکلّی مسدود ہو جاتی ہیں۔ ہٰذا اس میں کیا شبہ ہے کہ جماعت احمدیہ لاہور کا یہ عقیدہ اگر ایک طرف تکمیلِ دین کا ضامن ہے تو دوسری طرف نئی تحقیق و ترقی کی راہیں کھولنے والا ہے۔

(۲) ختم نبوّت

اس عقیدہ میں بھی یہ جماعت منفرد ہے، کیونکہ اس اصول کے ماتحت اگر کمالاتِ نبوّت کو آنحضرت صلعم کی بابرکت ذات پر ختم ماننا لازم آتا ہے تو دوسری طرف یہ بھی تسلیم کرنا واجب ہے کہ اب جملہ برکات و فیوضِ روحانیہ کا منبع آنجناب صلعم کی ہی ذاتِ اقدس ہے گویا نہ کوئی نیا نبی آسکتا ہے نہ پُرانا، مگر خدا تعالےٰ سے ہمکلام ہونے والے اصحاب اب صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تربیت و فیض یافتہ ہونگے بجز اس کے ممکن نہیں کہ کوئی خدا تک پہنچ سکے۔ غور کرو کہ کیا اس وقت مسلمانوں میں کوئی دوسری جماعت ہے جو بعثتِ انبیاء کے بند ہو جانے مگر فیوضِ نبوّت کے آنحضرت صلعم کی ذاتِ مبارک سے اجراء کی قائل ہو ؟

(۳) اتحاد بین المسلمین

اسلام نے ایک عالمگیر اخوت کی بنا ڈالی ہے جس کی بناء کلمہ طیبہ پر ایمان لانے پر قائم ہے۔ اگر قرآن کریم کی ہدایت اور آنحضرتؐ کی نبوّت پر ایمان لانے کے بعد بھی کسی اور شئے پر ایمان لانا اخوت اسلامی میں داخلہ کے لئے ضروری ہو تو پھر عالمگیر اخوت کی بنیاد قرآن و رسولؐ پر قائم نہیں رہ سکتی۔ اس وقت مسلمانوں میں صرف ایک ہی جماعت ایسی ہے جو بانگِ دہل اس امر کی داعی ہے کہ ہر کلمہ گو اسلامی اخوت کا فرد ہے اور یہ صرف ایک ہی جماعت ہے جس کے نزدیک اتحادِ اسلامی کا یہ ستون تب مستحکم ہوتا ہے جب اتحاد و اخوت کے اس اصول کو توڑنے والے پر وہی سزا وارد کی جائے جو وہ اپنے دوسرے بھائی یا جماعت پر وارد کرنا چاہتا ہے۔ یعنی تکفیر کی مہلک مرض کا علاج مکفرین سے بیزاری میں مضمر ہے۔ کیا کوئی دوسری جماعت ہے جو اتحادِ اسلام کے اس اعلےٰ اصول کی داعی ہو ؟

(۴) اشاعت و تبلیغ اسلام

اسلام اور مسلمانوں کی نجات کو اس زمانہ میں خالصتاً اشاعت

جماعت احمدیہ لاہور نے گذشتہ نصف صدی میں صرف اشاعت تبلیغ کے ذریعہ دنیا کا نقطۂ نگاہ اسلام کی نسبت بدلنے میں جو کامیابی حاصل کی ہے وہ نہ صرف اپنی مثال نہیں رکھتی بلکہ اس امر میں بھی مختص ہے۔

(۵) اسلامی جمہوری نظامِ جماعت

اس جماعت کی پانچویں انفرادی خصوصیت یہ ہے کہ اس کا نظام صحیح اسلامی جمہوریت پر قائم ہے جس میں کسی شخص کو پیرانہ یا امرانہ حیثیت حاصل نہیں" نہ ہی عامۃ الناس اپنی صحیح اسلامی آزادی کے سپرٹ سے محروم اور غلامی کی زنجیروں میں اسیر ہیں۔ اس معاملہ میں بھی اس جماعت کا قدم نہ صرف صحیح و معتدل اسلامی مسلک کا احیاء کرتا ہے بلکہ ایک معجزانہ رنگ اپنے اندر رکھتا ہے، اس لئے کہ مسلمان قوم کی دوگونہ انتہائی حالت کا یہ نقشہ ہے کہ یا تو وہ اپنی جائز آزادی کو بھی کھو دیں گے اور یا انتشار و بے نظمی کا شکار ہو جائیں گے۔

عقلی استدلال اور علمِ غیب

جماعت کے مقاصد و عزائم اور معتقدات و طریقِ کار کی اس واقعاتی تشریح کے بعد ایک منصف مزاج انسان کے لئے یہ یقین کرنا کچھ مشکل نہیں کہ جو جماعت ایسے نظریات کی حامل و قائل ہو اس کے مستقبل کے متعلق کیا رائے قائم کی جاسکتی ہے۔ اگر احیاء دین مقدر ہے اور اگر بے دینی میں دنیا کی نجات نہیں تو یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ ایسی نجات بجز اسلام اور کوئی دین دینے کے قابل نہیں۔ اور اگر اس زمانہ میں دین اسلام ہی دنیا کے لئے راہِ نجات ہے تو غور کرنا چاہیئے کہ اس دین کی وہ کونسی تصویر ہے جو اس وقت قابل قبول ہو سکتی ہے ؟ کیا متذکرہ بالا مقاصد و معتقدات جن پر جماعت احمدیہ لاہور قائم ہے انکے علاوہ کوئی اور عملی تصویر دین اسلام کی موجود ہے جس سے اس وقت قبولیّت عامہ کی توقع وابستہ کی جاسکے ؟ اگر ان سوالات کا جواب ایک اور صرف ایک ہی ہے تو پھر جماعت احمدیہ لاہور کے مستقبل کے بارے میں بھی ایک اور صرف ایک ہی رائے قائم کی جانا ممکن ہے۔ آسمان سے آیا ہوا علم غیب قلب کی گہرائیوں میں جو یقین پیدا کرنے کا موجب ہوتا ہے ایسا حق الیقین کسی دوسری طرح پیدا نہیں ہو سکتا اس لئے جہاں ہم نے متذکرہ بالا سطور میں انسانی فہم و علم نیز واقعات حقّہ کی بناء پر ثابت کر دکھلایا ہے کہ بموجب اصولِ قرآنیہ فاما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض۔ مثل کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلھا ثابت و فرعھا فی السماء چونکہ صرف جماعت احمدیہ لاہور کے مقاصد و معتقدات ہی ایسے ہیں جو آیندہ عالمگیر مقبولیت کے حامل ہیں۔ اس لئے جماعت کا مستقبل دوامی حیثیت رکھتا اور نہایت روشن و درخشاں ہے مگر یہ بات نامکمل رہے گی اگر ہم بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے ان الہامات کا ذکر نہ کریں جن میں انہوں نے خدا تعالےٰ سے علم صحیح و قطعی پاکر اس جماعت کے مستقبل ... [illegible]

جماعت احمدیہ لاہور کے قائدِ اوّل کی نسبت نہایت اختصار سے ان الہامات اور کشوف و رؤیا کا ذکر کرنا ضروری ہے جو اس وقت واقعات میں پُوری اور سچی ثابت ہو چکی ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ ایک کشف میں انہیں ایک کتاب دی گئی جس کی نسبت معلوم ہوا کہ یہ تفسیر قرآن ہے جسے علی نے تالیف کیا ہے اور اب علی وہ تفسیر مجھے دیتا ہے۔

اسی طرح ایک الہام میں کتاب الولی ذوالفقار علی کا جملہ آتا ہے۔ پھر کتاب ازالہ اوہام میں یہ پیشگوئی فرمائی کہ ہمارا ارادہ ہے کہ قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ و تفسیر شائع کی جائے اور حضرت اقدس فرماتے ہیں کہ میں یہ کہنے سے رُک نہیں سکتا کہ یہ میرا کام ہے جیسے مجھ سے ہوگا یا اس سے جو میری شاخ ہو کر مجھ میں داخل ہے ایسا ہرگز کسی دوسرے سے نہ ہوگا۔

یہ پیشگوئیاں کس صراحت سے حضرت مولینا رحمۃ اللہ کے ترجمۃ القرآن کے ذریعہ واقعات میں اپنی صداقت ثابت کر چکی ہیں!

اختلافِ سلسلہ کے متعلق پیشگوئیاں

حضرت مسیح موعودؑ کا ایک اور کشف جس میں اختلاف جماعت اور حضرت مولانا دونوں کا ذکر ہے واقعات میں پیدا ہو چکا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے۔

میں گھوڑے پر سوار جا رہا ہوں تو راستہ میں گھٹا ٹوپ اندھیرا چھا گیا، لڑکوں اور عورتوں نے شور مچا دیا یہاں تک کہ مجھے واپس آنا پڑ گیا پھر دیکھا کہ روشنی ہوئی اور مولوی عبدالکریم صاحب آرہے ہیں انہوں نے ایک خاص قلم پیش کیا، میں نے کہا یہ قلم میں نے نہیں منگوایا انہوں نے کہا کہ پھر مولوی محمد علی صاحب نے منگوایا ہوگا۔ میں نے کہا اچھا میں مولوی صاحب کو یہ قلم دے دوں گا۔

- - - - - - - - - -

. . . .

اس کشف میں حضرت صاحب کو صاف دکھا دیا گیا ہے کہ آپ کے مقاصد یعنے احیاءِ دین و اشاعت اسلام پر بعض جذباتی لوگوں (لڑکوں اور عورتوں نے) گرد و غبار ڈال دیا اور اس طرح سے جب کامل اندھیرا چھا جائے گا تو اس وقت مولوی محمد علی صاحب ہی اپنے قلم سے ان پر روشنی ڈالیں گے۔ اب یہ واقعات سے ثابت ہے کہ اگر جماعت احمدیہ لاہور کے قائدِ اوّل اپنے بے مثل علم کلام اور خدمات قرآن و اسلام سے دنیا میں روشنی پیدا نہ کرتے تو آج جماعت قادیان یا ربوہ کے مسلک و طریق کار سے جو اندھیرا چھا گیا تھا اس میں روشنی کی کوئی جھلک نہ تھی۔

جماعت لاہور کے متعلق الہامات

نہ صرف اس جماعت کے قائد اوّل کے نیک و صالح مقاصد پر خدا سے اطلاع پاکر آپ نے یہ خبر دی بلکہ بحیثیت جماعت بھی جماعت لاہور کی بابت کشوف و الہامات میں اس کے مستقبل سے مطلع فرمایا۔ ایک کشف میں دو قائد دکھلائے گئے آپ اُن سے ایک لاکھ فوج کا مطالبہ کرتے ہیں، زمین پر بیٹھا قائد خاموش رہتا ہے مگر چھت کے قریب بیٹھا قائد پانچ ہزار سپاہی دینے کے لئے لبیک کہتا ہے پھر آپ یہ آیت بھی کشف میں پڑھتے ہیں کم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله۔ اب کیا اس امر میں کوئی شک شبہ ہے کہ جماعتِ احمدیہ کے دو فریقوں میں سے لاکھوں کی جماعت صحیح طریق کار و صحیح معتقدات سے محروم ہو چکی ہے اور قلیل التعداد (ہزاروں کی جماعت) ہی اصل مقاصد پر گامزن ہے؟ پھر اس الہام الٰہی نے کیا اسی قلیل ہزاروں کی جماعت کے بالآخر غلبہ کی غیر صریح الفاظ میں نہیں دی؟

خدا کی معیت اور پھوٹ کا ثمرہ

ایک الہام میں پھوٹ کا ثمرہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ خدا تعالےٰ کی معیت سے ایک فریق محروم ہو جائے گا۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا وہ فریق جس نے آمریت و استبداد کا نظام اپنایا ہے خدا کی معیت کا مستحق ہو سکتا ہے؟ کیا وہ فریق جس نے ختم نبوت ایسے مستحکم و بنیادی اصُول اور اتحادِ اسلامی اور عالمگیر اخوت کے ستون پر تبر رکھا خدائی معیت کا حقدار ہو سکتا ہے یا وہ جس نے ان اصولوں کو پھر سے رائج کیا؟ قرآن کریم اور تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں جس فریق کو مسلّم طور پر بے نظیر خدمات کی توفیق ملی، کیا یہ خدائی تائید کو حاصل کرنے والا ہے؟ وہ جس کے مسلک و معتقدات کی وجہ سے دنیا میں حضرت مسیح موعودؑ کا اصل مقصد ہی اوجھل و مشتبہ ہو گیا؟ وہ نظام جس کے نہ صرف اعتقادات ہی غلط و گمراہ کن ہیں بلکہ جس نے خود بانیٔ سلسلہ پر بھی تبدیلی عقیدہ کا گھناؤنا الزام لگایا اور جسے پھر عدالت کے خوف سے اپنے غلط عقیدہ میں تبدیلی کرنی پڑ گئی۔ کیا وہ خدائی معیت کا حامل ہو سکتا ہے یا کیا وہ نظام خدائی تائید کا مستحق ہو سکتا ہے جس نے خالصتہً اشاعتِ دین کے راستہ سے انحراف کر کے اور سیاست میں ٹانگ اڑا کر مخالفت کی آگ کو بھڑکایا؟

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر" اور "لاہور میں ہمارے پاک محبّ"

الہام الٰہی نے اس فریق کی نسبت جسے یہ فخر ہے کہ وہ کثیر تعداد میں ہے اور علماء کی اکثریت بھی اُن کے ساتھ ہے یہ خبر دی:—

"ان علماء نے میرے گھر کو بدل ڈالا"

یہ کس قدر دلچسپ بات ہے کہ قادیانی و ربوائی علماء نے وہ طرح سے حضرت اقدس کے گھر کو بدلا۔ معتقدات کے معاملہ میں تو وہ خود کہنے لگے کہ حضرت اقدسؑ نے اپنے عقیدہ میں تبدیلی کی، یعنی وہ تبدیلی جو خود ان علماء نے کی اسے بانیٔ سلسلہ کے سر تھوپ دیا اور تبدیلی ان علماء نے مقاصد کے بارہ میں کی یعنی جہاں حضرت اقدس کی بعثت کا مقصد ایک ایسی جماعت کی تعمیر تھا جو خالصتہً دینی مقاصد کی حامل ہو اور سیاست و دنیاوی خواہشات سے دستکش ہو وہاں اپنی اولے آرزو کی خاطر یہ علماء سیاست کے پھڈے میں ٹانگ اڑا کر وہ مرتبہ جماعت کے خلاف مخالفت بھڑکانے کا موجب ہوئے۔ پہلی مرتبہ ۱۹۳۵ء میں جب کشمیر کمیٹی کی صدارت کا سوال تھا اور دوسری دفعہ ۱۹۵۳ء میں جب پاکستان میں وزارت عظمےٰ کے لئے کشمکش پیدا ہوئی۔

مگر جماعت لاہور کی نسبت صریح و واضح الفاظ میں الہام الٰہی نے یہ خبر دے رکھی ہے کہ یہ فریق ایسا ہے کہ جہاں علماء کی بجائے ممبرشپ ہے اور وہ ان اخلاقی کمزوریوں سے پاک ہیں جن کا الزام دوسری جماعت میں زبان زدِ خلائق ہو چکا ہے۔

آخر میں اس وسوسہ کو دُور کرنے کے لئے کہ یہ فریق لاہور قلیل تعداد رکھتا ہے الہام الٰہی نے ان کے مستقبل کے بارہ میں صاف صاف یہ پیشگوئی کر دی کہ:—

"میں تیرے خالص اور دلی محبّوں کا گروہ
بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و
اموال میں برکت دوں گا"

یہ خالص دلی محبّوں کا گروہ کونسا ہے؟ کیا یہ وہی نہیں جسے دوسرے الفاظ میں "لاہور میں ہمارے پاک ممبر" اور "لاہور میں ہمارے پاک محبّ" کہا گیا ہے؟

پھر خود یہ بات کہ میں ان کے گروہ کو بھی بڑھاؤں گا کیا صاف اس امر پر دلالت نہیں کرتی کہ ابتداء میں یہ فریق قلیل تعداد میں ہوگا اور اس بات سے قدرے شک و وہم پیدا ہوگا کہ یہ گروہ کیونکر غالب آئے گا تو اس وہم کو دُور کرنے کے لئے یہ پیشگوئی فرمائی کہ میں تیرے اس خالص دلی محبّوں کے گروہ کو بھی جو اگرچہ شروع میں دوسرے فریق کی نسبت تھوڑا ہوگا بڑھاؤں گا اور ان کے قلت ذرائع کو بھی تبدیل کر کے اُن میں برکت ڈالوں گا۔ گویا یہ مزید تشریح اس کشف کی کر دی کہ جس میں فرمایا تھا کہ پانچ ہزار سپاہی دیا جائے گا اور جس پر آپ نے بھی کشف میں یہ خیال فرمایا کہ پانچ ہزار تو تھوڑے ہیں پر اگر خدا چاہے تو تھوڑے بہتوں پر فتح پا سکتے ہیں اور پھر یہ آیت بھی تلاوت فرمائی کہ کم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله۔

اسی امر کی طرف اس جملہ میں اشارہ فرمایا:—

لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں

آگے آتا ہے کہ:—

"وسوسہ نہیں رہے گا مگر مٹی رہے گی"

الغرض گذشتہ جلسہ گولڈن جوبلی پر جس قسم کے تاثرات قلوب میں پیدا ہوئے وہ تمام نہ صرف عقلی استدلال اور واقعات سے حقہ ثابت شدہ ہیں بلکہ اس جماعت کے مستقبل کے بارہ میں مشیّت ایزدی میں جو کچھ مقدّر ہے اور جو خدا تعالےٰ نے اپنے مامور و مجدّد کے قلب پر بھی منکشف کر دیا ...... اس علمِ غیب کے بھی وہ عین مطابق و موافق ہیں۔ ان حالات میں احباب جماعت سے استدعا ہے کہ غیر از جماعت اور ربوی احباب... کے جملہ وساوس کو دُور کرنے میں پوری ہمت و یقین کے ساتھ اُٹھ کھڑے ہوں تا وہ خدا تعالےٰ کی اس نصرت کے جس میں یہ وعدہ ہے کہ "میں تیرے خالص اور دلی محبّوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا" کے جاذب ہو کر اس کے پورا ہونے کے دن قریب تر لانے کا موجب بن جائیں۔ وعلی الله فليتوكل المؤمنون۔

کلامِ امام

در مدحِ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

عجب نوریست در جانِ محمدؐ ❊ عجب لعلیست در کانِ محمدؐ

ز ظلمتہا دلے آنگہ شود صاف ❊ کہ گردد از محبّانِ محمدؐ

عجب دارم دلِ آں ناکساں را ❊ کہ رُو تابند از خوانِ محمدؐ

ندانم ہیچ نفسے در دو عالم ❊ کہ دارد شوکت و شانِ محمدؐ

خدا زاں سینہ بیزار است صد بار ❊ کہ ہست از کینہ دارانِ محمدؐ

خدا خود سوزد آں کرمِ دنی را ❊ کہ باشد از عدوانِ محمدؐ

اگر خواہی نجات از مستیٔ نفس ❊ بیا در ذیلِ مستانِ محمدؐ

اگر خواہی کہ حق گوید ثنایت ❊ بشو از دل ثنا خوانِ محمدؐ

اگر خواہی دلیلے عاشقش باش ❊ محمدؐ ہست برہانِ محمدؐ

سرے دارم فدائے خاکِ احمدؐ ❊ دلم ہر وقت قربانِ محمدؐ

بگیسوئے رسول اللہ کہ ہستم ❊ نثارِ روئے تابانِ محمدؐ

دریں رہ گر کشندم ور بسوزند ❊ نتابم رُو ز ایوانِ محمدؐ

بکارِ دیں نہ ترسم از جہانے ❊ کہ دارم رنگِ ایمانِ محمدؐ

بسے سہل ست از دنیا بریدن ❊ بیادِ حسن و احسانِ محمدؐ

فدا شد در رہش ہر ذرۂ من ❊ کہ دیدم حسنِ پنہانِ محمدؐ

دگر استادے را نامے ندانم ❊ کہ خواندم در دبستانِ محمدؐ

بدیگر دلبرے کارے ندارم
کہ ہستم کشتۂ آنِ محمدؐ

دو عظیم الشّان پیشگوئیاں
جو حضرت نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم اور قرآن کریم کی صداقت کا نمایاں ثبوت ہیں

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۲۵ جون ۱۹۶۵ء فرمودہ حضرت امیر قوم مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ

بمقام جامع احمدیہ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

الم۔ غلبت الروم۔ فی ادنی الارض و ھم من بعد غلبھم سیغلبون۔ فی بضع سنین۔ للہ الامر من قبل و من بعد۔ و یومئذ یفرح المؤمنون بنصر اللہ۔ ینصر من یشاء۔ و ھو العزیز الرّحیم۔ وعد اللہ۔ لا یخلف اللہ وعدہٗ۔ ولکن اکثر النّاس لا یعلمون ——— اولم یتفکروا فی انفسھم ما خلق اللہ السمٰوٰت والارض و ما بینھما الا بالحق و اجل مسمّٰی۔ وان کثیرا من النّاس بلقاء ربھم لکٰفرون ———(الرّوم)———

دو پیشگوئیاں

ان آیات میں دو ایسی پیشگوئیاں ہیں جو ایسے حالات میں کی گئیں۔ جو یقین دلاتے تھے کہ یہ پوری ہو سکتی ہی نہیں۔ اسی سے خدا تعالےٰ کی قدرت کا پتہ چلتا ہے۔ اور اس کے علم کا پتہ چلتا ہے۔ اور اس سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی صداقت کا پتہ چلتا ہے۔ پیشگوئی کا پورا ہونا امر محال نظر آتا ہو اور وہ اپنے وقت پر پوری ہو جائے۔ اس کو صداقت کی دلیل کہتے ہیں۔

یہ پیشگوئیاں کچھ اپنوں کے متعلق اور کچھ غیروں کے لئے ہیں۔ اس قسم کی پیشگوئیاں اللہ تعالےٰ کی قدرت نمائی کے لئے اور ایمان کی تقویت کے لئے کی جاتی ہیں۔

رومی سلطنت کی مغلوبیت

عرب کے شمال میں روم کا علاقہ ہے۔ حضرت نبی کریم صلعم کے زمانہ میں رومی سلطنت بڑی طاقت و سطوت اور جاہ و جلال کی مالک تھی یہ عیسائی حکومت تھی۔ ایرانیوں نے جو آتش پرست قوم تھی۔ رومی سلطنت پر بارہ تیرہ سال تک پے در پے حملے کئے اور اس کے علاقوں پر قابض ہوتے گئے۔ حتیٰ کہ ایک وقت آیا کہ دمشق اور یروشلم کو انہوں نے فتح کر لیا اور بڑی صلیب بھی اُٹھا کر لے گئے۔ یہ ۶۱۶ء کا واقعہ ہے۔ جب روم کی عیسائی سلطنت نیست و نابود ہو گئی۔ اور ان کی طاقت ختم ہو گئی۔

مغلوبیت کے بعد رومیوں کے غلبہ کی پیشگوئی

اس وقت اللہ تعالےٰ نے حضرت نبی کریم صلعم پر یہ آیت نازل کی الم۔ (انا اللہ اعلم) ہم کائنات کے خالق و موجد ہیں۔ اس لئے آئندہ کا پورا علم ہم کو حاصل ہے۔ غلبت الروم فی ادنی الارض۔ یہ رومی عیسائی یہ قریب کے ملک میں آتش پرستوں سے مغلوب ہو چکے ہیں۔ وھم من بعد غلبھم سیغلبون۔ ہم کہتے ہیں کہ یہ رومی مغلوب ہونے کے بعد پھر غالب آجائیں گے۔ حالانکہ رومی سلطنت اس وقت مٹ چکی تھی سارے علاقہ پر آتش پرست قابض تھے۔ ان حالات میں فرمایا وھم من بعد غلبھم سیغلبون یہی قوم جو مغلوب ہو چکی ہے پھر غالب آئے گی۔ فی بضع سنین۔ چند سال میں ایسا ہوگا۔ للہ الامر من قبل و من بعد۔ کائنات پر اللہ تعالےٰ کا راج ہے پہلے بھی رومی اللہ تعالےٰ کے امر کے مطابق مغلوب ہوئے اور پھر بھی وہ اللہ تعالےٰ کے امر کے ماتحت غالب آئیں گے۔

مسلمانوں کے غلبہ کی پیشگوئی

و یومئذ یفرح المؤمنون۔ اسی دن مومنوں کو بھی ایک خوشی حاصل ہوگی ان کو بھی شادمانی اور کامرانی نصیب ہوگی۔ یہ دونوں باتیں ناممکن نظر آتی تھیں۔ اس وقت بہت تھوڑے سے آدمی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کا ساتھ دینے والے تھے۔ یہ لوگ بہت کمزور ہیں۔ مظلوم ہیں مقہور ہیں۔ ان کو سزائیں دی جا رہی ہیں ان کی زندگی دشوار کی جا رہی ہے۔ صفا کی پہاڑی پر حضرت ارقم رضی اللہ عنہ کے گھر میں چھپ کر نماز پڑھی جاتی تھی مسلمانوں کے پاس نہ جمعیت تھی نہ طاقت اور لشکر اور نہ کوئی خزانہ اور اسلحہ تھا۔ ایسے وقت میں فرمایا ویومئذ یفرح المؤمنون بنصر اللہ۔ کہ اس روز مومن اللہ کی مدد سے خوش ہو جائیں گے یعنی وہ بھی مغلوب رومیوں کی طرح غالب آئیں گے۔

اہلِ مکہ کی مخالفت

جب یہ دونوں پیشگوئیاں کی گئیں۔ مکہ میں آگ لگ گئی کہ ہمارے خلاف پیشگوئیاں کی جاتی ہیں۔ یہ پاگل پن ہے۔ بھلا جو قوم مر چکی ہے وہ دوبارہ کیسے زندہ ہو سکتی ہے۔ اور وہ جو مغلوب ہو چکے ہیں۔ وہ غالب نہیں آسکتے۔ اور مسلمانوں کے لئے خوشی کا دن دیکھنا تو اور بھی محال ہے۔ لہٰذا یہ دونوں باتیں غلط ہیں۔ انہوں نے کہا کہ رومی اہل کتاب ہیں اور وہ آتش پرستوں سے مغلوب ہو چکے ہیں۔ اسی طرح ہم بھی بُت پرست ہیں ہم بھی مسلمانوں پر غالب رہیں گے۔

حضرت ابوبکرؓ اور ابی بن خلف کی شرط

ایک شخص ابی بن خلف اہل مکہ میں بڑی طاقت کا مالک تھا وہ مسلمانوں کے دشمنوں کی صفِ اوّل میں شمار ہوتا تھا وہ بڑا غضب آلودہ ہوا اور اس نے شور مچایا کہ پیشگوئیاں وہم ہیں۔ یہ کبھی پوری نہیں ہو سکتیں۔ حضرت ابوبکرؓ کو یقین تام حاصل تھا کہ جو بات حضورؐ کے منہ سے نکلتی ہے وہ خدائے قادرِ مطلق کا کلام ہے اور ضرور پورا ہو کر رہے گا۔ اس پر ابی بن خلف اور حضرت ابوبکرؓ کے مابین شرط بدھ گئی۔ ایک طرف ابی بن خلف ہے اور دوسری طرف حضرت ابوبکرؓ وہ فرماتے ہیں کہ یہ خدا کا کلام ہے یہ پورا ہو کر رہے گا۔ پیشگوئی کے پورا ہونے کے لئے تین سال کی مدت اور دس دس اونٹ مقرر ہو گئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات بتائی تو حضرت صلعم نے فرمایا کہ بضع کا لفظ ۹ سال تک کے عرصہ پر حاوی ہے۔ اس وجہ سے شرط میں تین سال کی بجائے ۹ سال رکھے گئے اور دس دس اونٹوں کی بجائے سو سو اونٹ رکھے گئے۔

رومیوں کا غلبہ اور پیشگوئیوں کا پورا ہونا

لکھا ہے کہ ۶۱۶ء کے بعد کرنا خدا کا ایسا ہوا کہ ہرقل نے دوبارہ کچھ جمعیت تیار کر لی۔ اور آہستہ آہستہ اس جمعیت کی وجہ سے شام کے کچھ حصص واپس لے لئے۔ اور برابر قدم آگے بڑھاتے گئے حتیٰ کہ ساری رومی سلطنت ان کے قبضے میں آگئی۔ جس طرح آتش پرستوں نے دمشق اور یروشلم اور صلیب پر قبضہ کر لیا تھا۔ ہرقل نے ایران کا بڑا آتشکدہ جلا کر راکھ کر دیا۔ یہ تاریخی واقعہ ہے۔ یہ واقعہ ثابت کرتا ہے۔ کہ للہ الامر۔ اس زمین پر خدا کا راج ہے جس طرح حکم الٰہی سے رومی لوگ مغلوب ہوئے تھے اسی طرح حکم الٰہی سے وہ غالب آگئے

دوسری پیشگوئی کے مطابق جنگ بدر میں مسلمانوں کی فتح۔

دوسری پیشگوئی مسلمانوں کے متعلق تھی کہ ویومئذ یفرح المؤمنون اسی دن جب روم کی عیسائی سلطنت کو دوبارہ غلبہ حاصل ہوا جنگ بدر میں بھی خدا تعالےٰ نے مسلمانوں کو فتحیاب کیا دشمن کے ستر آدمی مارے گئے۔ ستر قید

ہوئے اور یہ دونوں پیشگوئیاں ایک ہی وقت میں پوری ہوئیں۔ یہ ایک بہت بڑا تاریخی معجزہ ہے اور جب تک تاریخ دنیا میں باقی رہے یہ معجزہ ہستی باری تعالیٰ اور اسلام کی صداقت کا زندہ ثبوت پیش کرتا رہے گا کہ مردوں کو زندہ کر دیا جاتا تھا چار روٹیوں کو چار سو بنا دیا جاتا تھا۔ مگر ان کا ثبوت نہیں ملتا۔ لیکن یہ ایک ثابت شدہ تاریخی واقعہ ہے۔ اس حقیقت کو مٹایا نہیں جا سکتا۔

قدرت الٰہی اور قرآن کریم کی صداقت کا ثبوت

اس میں خدا تعالیٰ کی قدرت اور علم نظر آتا ہے۔ اس علم کا اظہار اس وقت کیا گیا جب وہ ایک امر محال اور ناممکنات میں سے نظر آتا تھا لیکن اللہ تعالیٰ کی قدرت نے اس کو حقیقت ثابت کر دیا اور یہ ثابت ہو گیا کہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور نبی کریم صلعم اس کے رسول برحق ہیں۔ فرمایا ینصر من یشاء۔ ہم نے ارادہ کر لیا ہے کہ ہم اس کمزور قوم کی مدد کریں۔ وھو العزیز الرحیم۔ ہم غالب آکر رہنے والے ہیں۔ اور وہ لوگ جن پر ظلم ہو رہا ہے۔ ان پر رحم کرنے والے ہیں۔ ہم غالب ہیں دشمنوں پر اور رحیم ہیں مسلمانوں پر۔ وہ جو ظالم تھے مغلوب ہو گئے۔ بدر کی لڑائی میں ابوجہل کی جب گردن مسلمان گروہ کاٹنے لگے تو اس نے کہا گردن نیچی کر کے کاٹنا تاکہ جہاں تمام گردنیں رکھی جائیں وہاں بھی سردار نظر آؤں۔ ایک اور شخص امیہ بن خلف تھا جو حضرت بلال رض کو تنگ کیا کرتا تھا۔ وہ بھی مارا گیا۔

مسلمانوں کے لئے خوشی کا دن

حضرت بلال رض کو کیا خوشی ہوتی ہو گی ویومئذ یفرح المومنون۔ اس دن کی کیفیت مسلمان جانتے ہیں۔ کہ جب انہیں لذت آئی ہو گی اور خدا نظر آیا ہو گا۔ امیہ بن خلف کے وارثوں سے حضرت ابوبکر رض نے سو اونٹ وصول کئے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کے مطابق غرباء میں تقسیم کر دیئے۔

انتہائی کمزوری میں نبی کریم صلعم کی دعا اور نصرت الٰہی

کمزوری کا یہ حال تھا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک چھپر کے نیچے آہ و زاری کر رہے ہیں اور فریاد کر رہے ہیں اللھم ان اھلکت ھذہ العصابۃ فلن تعبد فی الارض ابداً۔ اے مولا! آج اگر یہ تیری قوم تباہ ہو گئی تو پھر تیرا نام لینے والا بھی کوئی نہ ہو گا۔ ۳۱۳ کی تعداد ہے۔ کوئی رسالہ نہیں۔ کوئی تیر و تفنگ نہیں۔ دشمن تیرہ سو کی تعداد میں ہیں وہ اونچی جگہ پر ہیں۔ حضرت نبی کریم صلعم رو رو کر بے حال ہو گئے چادر کندھے پر سے گر گئی۔ حضرت ابوبکر رض نے اٹھائی اور عرض کیا۔ حضور آپ کے الحاح کا یہ حال ہے۔ خدا تعالیٰ آپ کی ضرور سنے گا اور مدد کرے گا۔ حضرت نبی کریم صلعم کو یقین ہو گیا کہ ہم فتح پائیں گے ینصر من یشاء۔ وھو العزیز الرحیم۔ خدا غالب ہے۔ جو اس کے ساتھ تعلق لگاتا ہے۔ خدا تعالیٰ اس کی مدد کرتا ہے۔ دشمن پر غالب ہے اور بےکس و مظلوم کے لئے رحیم ہے وعد اللہ۔ کوئی معمولی بات نہیں۔ یہ خدا کا وعدہ ہے۔ لا یخلف اللہ وعدہ۔ خدا تعالیٰ زمین و آسمان کا مالک ہے۔ وہ وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ ولکن اکثر الناس لا یعلمون۔ یہ دنیا پرست انسان اس بات کو نہیں جانتے نہیں سمجھتے۔ یہ تو ظاہری طور پر دنیا کی طاقت کو دیکھ کر فیصلہ کرتے ہیں کہ یہ ختم ہو جائیں گے۔ یہ جانتے نہیں کہ خدا تعالیٰ کارساز ہے۔

جسمانی اور روحانی قوانین قدرت

اولم یتفکروا فی انفسھم ما خلق اللہ السمٰوات والارض وما بینھما۔

خود اپنے نفس کا مطالعہ کریں اور زمین و آسمان کا مطالعہ کریں تمہارے اپنے اندر اور اس کائنات میں جو قوانین کام کرتے نظر آتے ہیں ان کے اندر حق و حکمت ہے۔ جسم اپنا ہے تو بھی اپنے اختیار میں نہیں ہیں۔ قوانین کو توڑو گے بد اعتدالیاں کرو گے تو ضرور ہے کہ بیمار پڑ جاؤ گے۔ مال ضائع جائے گا اور شہرت و عزت برباد ہو جائے گی۔ اگر صحت کا خیال رکھو گے تو ضرور ہے کہ تم مضبوط و توانا رہو۔

یہی قوانین روحانی رنگ میں بھی کام کر رہے ہیں وہ جو روحانی بیمار ہیں ان کا روپیہ جاتا رہتا ہے۔ ان کی عزت ختم ہو جاتی ہے۔ اس کی صحت ختم ہو جاتی ہے۔ کئی امیر کبیر نوجوان دیکھے ہیں۔ نہایت خوبصورت اعلیٰ درجہ کا لباس پہننے والے لیکن نالائق آدمیوں کی صحبت سے ان کا سب کچھ جاتا رہا۔ ان کی جوانی ان کی عزت۔ ان کی شہرت اور دولت سب کچھ تباہ ہو گیا۔ یہ قانون الٰہی ہے۔ جس کو کوئی ٹال نہیں سکتا۔ زمین و آسمان کے اندر خدا تعالیٰ کے قوانین کام کرتے ہیں۔

فضائے آسمانی اور انسان کی بے چارگی

یہاں ایک اور لفظ وما بینھما استعمال ہوا ہے۔ کسی آسمانی کتاب کے اندر یہ لفظ نہیں پایا جاتا۔ اس لفظ کو زمانہ کے حالات سے تعلق ہے کہ اس فضا کے اوپر جو غیر محدود ہے کسی انسان کی حکومت نہیں۔ ساری دنیا کے سائنسدان مل کر زور لگا لیں لیکن اس پر کنٹرول مشکل ہے فضا میں کئی لہریں چلتی ہیں، فضا میں بادلوں کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ کبھی ان کے طیارے آسمان کی بلندیوں سے گر کر تباہ ہو جاتے ہیں۔ کبھی ان کے قیافے غلط ٹھہرتے ہیں نہ باد و باران پر اختیار ہے۔ مسموم ہوا چلتی ہے کس کی طاقت میں ہے کہ اس کو ٹھنڈا کر دے۔ ہوائی جہاز کبھی دھند کی وجہ سے یہاں اتر نہیں سکتا۔ راولپنڈی کی راہ پر چلا جاتا ہے وہاں بھی دکھائی نہیں دیتا پشاور پہنچ جاتا ہے۔ فضا پر کس کی حکومت ہے!۔

نبی کریم صلعم قیامت تک کے لئے سراجاً منیراً ہیں۔

فرمایا واجل مسمّٰی۔ ہم نے ہر چیز کے لئے وقت مقرر کر رکھا ہے۔ مرغی چھ ماہ میں جوان ہو جاتی ہے۔ گائے۔ بھینس چار سال میں جوان ہوتی ہے۔ اور انسان کا بچہ ۲۵ سال میں جوان ہوتا ہے۔ پودے چند مہینے ہی قائم رہتے ہیں۔ انسان کا ستر سال کے بعد قویٰ کمزور ہو جاتا ہے بصارت چلی گئی۔ شنوائی ختم ہو گئی دانت ہل گئے معدہ دماغ اور دوسرے اعضا کمزور پڑ جاتے ہیں۔

سورج کی عمر بڑی لمبی ہے صدیوں سے روشنی اور گرمی مہیا کر رہا ہے۔ کسی نہ کسی وقت یہ بھی ختم ہو جائے گا۔ اگر کسی کی روشنی نہیں ختم ہو سکتی تو وہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو سراجاً و منیراً یہ نورانی شمع آخری وقت تک روشن رہے گی اور اپنی ضیا پاشی سے دنیا کی راہنمائی کرتی رہے گی۔ اگر مشرق میں حضور صلعم کا چہرہ چمک رہا ہے اگرچہ سارے عیسائی مسلمان نہیں ہو گئے ہیں تاہم ہر جگہ ایسے لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ حقیقی برادری، اخوت، مساوات اسلام نے پیدا کی ہے۔ مغرب میں یہ بات نہیں ہے۔

حضرت نبی کریم صلعم نے بے مثال قوم پیدا کی

مجھے غیر علاقہ میں جانے کا اتفاق ہوا۔ خان بڑا مہمان نواز ہوتا ہے وہ شخص خان نہیں کہلاتا جس کے ہاں فالتو چارپائیاں اور بستر نہیں ہیں اور مہمان کی خاطر تواضع کے لئے وہ دنبہ ذبح کر دیتا ہے۔ ان کی زمینوں پر دنبے رکھے ہوتے ہیں۔ ایک دفعہ راقم کو کسی خان کے ہاں ایک مہمان پہنچا۔ خان صاحب کے دنبے زمین پر تھے جو مکان سے بہت دور تھی اس نے مہمان کی عزت کے لئے گدھا ذبح کر دیا اور کہا کہ یہ اس لئے کیا ہے کہ تم یہ نہ کہہ سکو کہ میں بخیل ہوں۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو قوم پیدا کی وہ لوگوں کے لئے مثال تھی۔ حضرت نبی کریم صلعم نے سلطنت کے جو اصول بنائے وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے عمل میں لانے والے ہیں اور آپ نے فرمایا کہ امور الٰہی میں تبدیلی نہیں ہوتی تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سراج منیر ہیں جو برابر قیامت تک چمکتے اور دمکتے رہیں گے۔

بیگم ڈاکٹر اللہ بخش کا اپریشن اور ڈاکٹر صاحب کا جذبۂ خدمت دین

ہمارے کچھ دوست بیمار ہیں، کچھ مالی مشکلات میں مبتلا ہیں۔ ڈاکٹر اللہ بخش صاحب کی بیگم صاحبہ کی ایک آنکھ کا اپریشن کامیابی سے ہو گیا ہے الحمدللہ یہ خدا کا احسان ہے بیگم صاحبہ بڑی مخلص بڑی فیاض بڑی خوش اخلاق خاتون ہیں۔ میں نے اُن کے لئے دل سے دعائیں کی ہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو پھر سے بینائی بخشی ہے یہ آنکھ وہ ذریعہ ہے جو کروڑوں روپیہ میں بھی نہیں ملتا۔ جس کی آنکھیں ہیں اسکو چاہیئے کہ خدا کی شکر گذاری کرے۔ ڈاکٹر اللہ بخش صاحب نے احباب سے درخواست کی ہے کہ دعا کی جائے کہ میری باقی زندگی دین کی خدمت میں صرف ہو۔ یہ توفیق جاری رہے۔ انہوں نے اپنی زندگی میں دنیا طلبی پر کوئی توجہ نہیں دی۔ مخلص سادہ لوح دیندار انسان کی حیثیت سے زندگی گذاری ہے یہ روح ایک

موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کے مقابلہ میں قدرت الٰہی کا کرشمہ

فرعون کا تکبر اور مال و دولت اس کی تباہی کا موجب ہوا

فرعون کی لاش کی حفاظت ـــــ نبی کریم صلعم کا ایک خطبہ

حفاظت حدیث کی تائید میں

خطبہ جمعہ مورخہ ۲ جولائی ۱۹۶۵ء ـ فرمودہ حضرت امیر قوم مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ تعالےٰ

بمقام جامع احمدیہ ـ احمدیہ بلڈنگس لاہور

وقال موسیٰ ربنا انک اتیت فرعون وملاٗہ زینۃ واموالاً فی الحیوٰۃ الدنیا ربنا لیضلوا عن سبیلک ـ ربنا اطمس علیٰ اموالھم واشدد علیٰ قلوبھم فلا یؤمنوا حتی یروا العذاب الالیم ـ قال قد اجیبت دعوتکما فاستقیما ولا تتبعٰن سبیل الذین لا یعلمون ـ وجاوزنا ببنی اسرائیل البحر فاتبعھم فرعون وجنودہ بغیاً وعدواً حتیٰ اذا ادرکہ الغرق قال اٰمنت انہ لا الٰہ الا الذی اٰمنت بہ بنوا اسرائیل وانا من المسلمین ءآلئٰن وقد عصیت قبل وکنت من المفسدین ـ

فرعون کے مظالم سے تنگ آکر بنی اسرائیل کی ہجرت

ایک بڑی زبردست قوم اور ایک بڑے زبردست بادشاہ کا مقابلہ ایک کمزور اور غلام قوم کے ساتھ ہوا ـ یہ مصر کی رہنے والی قوم تھی اور مصر کا بادشاہ تھا ـ ان کے تحت قوم بنی اسرائیل غلامانہ زندگی بسر کر رہی تھی ـ اور بڑے مصائب اور بڑے دکھ درد اور مشکلات کی شکار تھی ـ حضرت موسےٰ نے ان کو آزاد کرانے کی کوشش کی ـ ان کے سامنے وہاں سے ہجرت کرکے کسی اور ملک میں چلے جانے کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں تھا ـ غلامی کی زنجیروں کو توڑنے کے لئے آخرش یہ تجویز ہوئی کہ ساری کی ساری قوم راتوں رات اس ملک مصر کو چھوڑ کر کسی آزاد فضا میں سانس لے ـ اور اس ملک کو ہمیشہ کے لئے خیرباد کہہ دے جہاں ان پر ظلم و جور ہوتا تھا ـ جہاں آزادی میسر آنے کا موقعہ ہی نہیں مل سکتا تھا ـ

حضرت موسےٰ کی دعا

حضرت موسےٰ نے جناب الٰہی میں دعا کی ـ اور دعا میں اس قوم کا ذکر کیا جو بنی اسرائیل پر غالب تھی اور اس نے بنی اسرائیل کو غلام بنا رکھا تھا ـ اور اس قوم کے بادشاہ کا ذکر ہے جس نے بنی اسرائیل پر ظلم و ستم ڈھا رکھا تھا ـ وقال موسیٰ ربنا انک اتیت فرعون وملاٗہ زینۃ و اموالاً فی الحیوٰۃ الدنیا ـ اے میرے مولیٰ! میں جانتا ہوں کہ یہ تیری عطا ہے کہ تو نے فرعون کو اور اس کی قوم کو آسائش و آرام دے رکھا ہے ـ ان کو مالا مال کر رکھا ہے ـ تیرے اس فضل و کرم سے بجائے اس کے کہ وہ لوگ تیرے ممنون و مشکور ہوتے اور تیری عبادت و فرمانبرداری کرتے لیضلوا عن سبیلک ان کا حال یہ ہے کہ وہ تیرا راستہ چھوڑ گئے ہیں تیرے ساتھ انہوں نے کوئی تعلق نہیں رکھا ـ اور گمراہی کا رستہ اختیار کر لیا ربنا اطمس علیٰ اموالھم اے میرے رب ان کے یہ اموال اور عیش و آرام جو تیری طرف سے ان کی غفلت کا باعث ہوتے ہیں تباہ و برباد کر دے ـ اور انکی دنیوی زندگی کو خائب و خاسر بنا دے ـ

اموال و اولاد سے غفلت کی زندگی

خدا تعالےٰ کے احسانات انسان پر بے اندازہ ہیں افراد پر بھی اور قوموں پر بھی اس کے افضال و برکات ہیں لیکن بجائے اس کے کہ ان افضال و اکرام کی وجہ سے وہ اللہ تعالےٰ کی عبادت اور فرمانبرداری اختیار کریں ـ اور اس کے مرہون منت رہیں ـ ان کے اموال و اولاد اور ان کا اقتدار ان کو غافل بنا دیتا ہے ـ حضرت موسےٰ علیہ السلام نے دعا کی اے خدا ـ جن اموال و اسباب نے ان کو تیری ذات سے غافل کر دیا ہے ـ ان کو برباد کر دے واشدد علیٰ قلوبھم جن دلوں پر تیرا نام اور تیری ذات سے چاہئیں تھے وہ غافل ہو گئے ہیں ـ ان پر تیرا عذاب اترے فلا یؤمنوا یہ اپنے آرام و اقتدار اور غفلت کی وجہ سے ماننے والے نہیں ہیں ـ حتیٰ یروا العذاب الالیم ـ جب تک یہ دردناک عذاب کو نہ دیکھ لیں ان کی اصلاح نہیں ہو سکتی ـ

دعا کی قبولیت

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے قال قد اجیبت دعوتکما ہم نے حضرت موسےٰ اور ان کے بھائی ہارون کی دعا کو سن لیا ـ معلوم ہوا کہ ایک دعا سے پہاڑوں کے پہاڑ اڑ جاتے ہیں دعا کے ذریعہ ظالم بادشاہوں کو ختم کیا جا سکتا ہے بشرطیکہ دعا اخلاص پر مبنی ہو اور ایسے دل سے اٹھی ہو جہاں خدا بستا ہے ـ خدا دلوں کو جاننے والا ہے ـ اگر دلوں میں اخلاص ہے تو تمہاری دعا قبول ہوگی ـ

دشمن کے مقابلہ میں ثبات قدم کی نصیحت

دعا کی قبولیت کی بشارت دینے کے بعد فرمایا ـ فاستقیما دونوں ثابت قدم رہو ـ استقلال دکھانا ـ مضبوطی دکھانا ولا تتبعٰن سبیل الذین لا یعلمون اور اس بدبخت قوم کے طریقے پر نہ چلنا ـ کمزوری نہ دکھانا ـ

بعض بڑے بڑے آدمیوں کی لغزش

کبھی کبھی دشمن قوم کا رعب اس کے اموال کا لالچ بڑے بڑے آدمیوں کو گرا دیتا ہے ـ چند دنوں کی بات ہے ڈاکٹر ذاکر حسین وائس پریذیڈنٹ بھارت کے متعلق یہ رپورٹ دیکھنے میں آئی کہ وہ مسلمان سلطنتوں کا دورہ کرکے پاکستان کے خلاف پراپیگنڈا کر رہے ہیں ـ ڈاکٹر ذاکر حسین بڑے قابل انسان ہیں لیکن آج وہ ایک دشمن قوم کی مشینری کا پرزہ بن گئے ہیں ـ یہ جو فرمایا ولا تتبعٰن سبیل الذین لا یعلمون دیکھو مستقل مزاجی دکھانا ـ ان کے ساتھ نہیں مل جانا ـ یہ گناہ ہے خدا معاف فرمائے مولینا ابوالکلام آزاد کو خدا معاف فرمائے ـ وہ بہت بڑے قابل انسان تھے ـ وہ خدا پر، اسلام پر، قرآن کریم پر حدیث پر اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر پختہ ایمان رکھتے تھے ـ لیکن دشمن قوم کے پنجہ میں آ گئے اور اس کی مشینری کا پرزہ بن گئے انہوں نے بھی اسی طرح ایک دفعہ اسلامی حکومتوں کا دورہ کیا تھا ـ آج ان کے نقش قدم پر چل کر ڈاکٹر ذاکر حسین اسلامی ممالک میں پاکستان کے خلاف پروپیگنڈا کرنے جاتے ہیں ـ اللہ تعالےٰ نے فرمایا وہ بدبخت جو خدا تعالےٰ کو نہیں مانتے ان کے عہدہ، اقتدار، دولت وغیرہ سے مرعوب نہ ہو جانا ـ یہ آسان بات نہیں ہے ـ انسان کے اندر بڑی استقامت چاہیئے ـ بڑا جگر کڑا ہونا چاہیئے ـ

حضرت موسےٰ نے دعا کی ربنا لا تجعلنا فتنۃ للقوم الظٰلمین ـ کہ اے مولا! میں نے مصر کے بادشاہوں کے محل میں پرورش پائی ہے ـ ایسا نہ ہو کہ میں اس ظالم سلطنت کی مشینری کا پرزہ نہ بن جاؤں ـ فلن اکون ظھیراً للمجرمین اور مجرموں کا ساتھ دینے لگوں ـ

بنی اسرائیل کی ہجرت اور فرعون کا تعاقب

چنانچہ حضرت موسےٰ کی دعا قبول ہوئی ـ خدا تعالیٰ نے ان کو ہدایت کی کہ قوم کو ہجرت کرنے کا حکم دے دو ـ چنانچہ قوم بنی اسرائیل راتوں رات وہاں سے نکل گئی ـ جب فرعون کو معلوم ہوا کہ قوم ان کے ہاتھ سے جاتی ہے تو ان کا پیچھا کرنے کے لئے تیار ہو گیا ـ وہ اس قوم کی قوم کو ذلیل کرتا تھا ـ طرح طرح کی بیگاریں لیتا تھا ـ ان کے خون و پسینہ کی کمائی سے آرام و آسائش حاصل کرتا تھا ـ وہ خود باہر نکل آیا ـ اور اپنی فوج لے کر ان کا پیچھا کیا ـ اندازہ لگایئے کہ بنی اسرائیل کمزور ہیں، بے بس ہیں ـ ان کے پاس اسلحہ نہیں ہے ـ ظالم قوم سے آزادی حاصل کرنے کے لئے رات کو بھاگ کھڑے ہوئے ہیں ـ فرعون ان کے تعاقب میں بڑے طمطراق سے نکلتا ہے ـ

فرعون کا لاؤ لشکر اور بنی اسرائیل کی بے چارگی

فاتبعھم فرعون وجنودہ بغیاً وعدواً ـ سرکشی اور شرارت سے انہوں نے پیچھا کیا اور ایسے موقعہ پر پہنچ گیا کہ دونوں پارٹیاں ایک دوسرے کو

دیکھ رہی تھیں۔ فرعون کا بے انداز لشکر ہے۔ گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز آ رہی ہے اور اس سے اُڑنے والے غبار کا بادل بنا ہوا ہے۔ اس گرد و غبار کے بادل میں نیزے چمک رہے ہیں جیسے بجلیاں کوند رہی ہوں۔ آپ اندازہ لگائیے کہ فرعون کو کیا تکبر ہوگا کہ ہم اس نہتی قوم کو تباہ کر دیں گے۔ ان کا قیمہ کر کے رکھ دیں گے۔ ان کو زندہ نہیں رہنے دیں گے ایک طرف تو یہ تکبر اور گھمنڈ ہے اور دوسری طرف یہ حال ہے کہ قال اصحاب موسیٰ انا لمدرکون۔ موسیٰ کے ساتھی گھبرا گئے اور انہوں نے کہا، ہم پکڑے گئے۔ یقیناً یقیناً ہم دشمنوں کے ہاتھوں مارے گئے۔ ایک طرف پانی کا سمندر ہے اور دوسری طرف دشمن کے لشکر کا سمندر ہے۔ دونوں طرف موت ہے۔ یہاں دونوں جماعتوں کے دلوں کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ ایک کو اپنی طاقت پر گھمنڈ ہے کہ ہم بنی اسرائیل کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے اور دوسری کمزور قوم کو یہ خیال ہے کہ انا لمدرکون۔ یقیناً یقیناً ہم مارے گئے۔

بنی اسرائیل کے سامنے فرعون کی غرقابی

فلما تراء الجمعان دونوں جماعتیں ایک دوسرے کے سامنے موجود ہو گئی ہیں دونوں کے ارادے مختلف ہیں۔ بنی اسرائیل کو یقین تام ہو چکا ہے کہ ہم ختم ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ اس وقت اپنی قدرت اور رحم کا کرشمہ دکھاتا ہے۔ فرمایا فاغرقنا ھم وانتم تنصرون یعنے تمہارے ظالم و مقتدر بادشاہ کو غرق کر کے تمہاری آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچائی اور تم نے خدا کی قدرت اور کرم کا اپنی آنکھوں کے سامنے مشاہدہ کیا وانتم تنظرون کے الفاظ تعبیر افروز ہیں۔ فرمایا وجاوزنا ببنی اسرائیل البحر۔ ہم نے بنی اسرائیل کو سمندر کے پار کر دیا۔ اس کو کہتے ہیں خدا کی قدرت۔ اور ایسے حالات میں کہ بنی اسرائیل فرعون کا شکار ہیں۔ فرعون کہتا ہے کہ یہ لوگ جانے نہ پائیں وہ بھی فوجوں کے ساتھ سمندر میں اتر گیا۔ اس وقت کرشمہ الٰہی نمودار ہوا وہ فرعون جو بنی اسرائیل کو شکار سمجھتا تھا خود غرق ہوا حتیٰ اذا ادرکہ الغرق۔

غرق ہوتے ہوئے فرعون کا ایمان لانا

جب فرعون کو غرق ہونے کا یقین ہو گیا قال اٰمنت انہ لا الٰہ الا الذی اٰمنت بہ بنوا اسرائیل اس نے کہا کہ میری آنکھیں کھل گئی ہیں۔ خدا نے بنی اسرائیل کی مدد کی۔ اور میرے لشکر کو تباہ کیا میں اب مانتا ہوں کہ بنی اسرائیل کا خدا سچا ہے وانا من المسلمین۔ میں اب خدا کا قائل اور مسلمان ہو گیا ہوں۔

موت کے وقت ایمان کا فائدہ نہیں

فرمایا۔ اٰلئٰن وقد عصیت قبل وکنت من المفسدین۔ اب جب تو غرق ہو رہا ہے، زندگی بچتی نظر نہیں آتی، اب ایمان لاتا ہے؟ اس کا کیا فائدہ۔ ایمان کا فائدہ تو تب ہوتا کہ ایمان لانے کے بعد اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کر کے اس کی رضا کے تحت زندگی بسر کرتا۔ جب طاقت اور اقتدار کا نشہ تھا۔ اس وقت ہمارے نافرمان تھے۔ فساد کرتے تھے۔ اور جب غرق ہونے لگے تو ایمان لے آئے۔

فرعون کی لاش کی حفاظت

فالیوم ننجیک ببدنک لتکون لمن خلفک اٰیۃ۔ اب تم غرق ہو جاؤ گے مگر تمہاری لاش غرق نہیں ہونے دی جائے گی ہم اسکو بچا رکھیں گے۔ تاکہ آئندہ آنیوالی نسلیں اس واقعہ کو دیکھ کر خدا تعالیٰ کی قدرت اور ظلم اور کمزور و غریب قوم کی نصرت کا اندازہ لگائیں اور ظالم کو اپنے ظلم کی سزا ملنے سے عبرت حاصل کریں۔ وان کثیرا من الناس عن اٰیٰتنا لغٰفلون۔ بے شمار لوگ ہیں جن کو ہماری طاقت کا علم حاصل نہیں ہے ایسے لوگ جو اس لاش کو دیکھیں تو ان کو معلوم ہو گا کہ خدا بہت بڑی قدرت والا ہے۔

مصر کی تاریخ میں دو عبرت آموز باتیں

دو باتیں مصر کی تاریخ میں ایسی ہیں جن سے بہت بڑی عبرت اور سبق حاصل ہوتا ہے۔ ایک تو یہی فرعون کی غرقابی اور اس کی لاش کی حفاظت کا واقعہ ہے جس سے خدا کی قدرت ثابت ہوئی کہ ایک کمزور و ناتوان قوم کا ساتھ دیا اور اس بہت بڑے بادشاہ کو جو ظلم و جور میں بے باک ہو چکا تھا غرق کیا اور اس کی لاش کو بغرض عبرت بچائے رکھا۔ دوسری ایک اور بات ہے جس سے حدیث نبوی کی صحت اور حفاظت کا پتہ چلتا ہے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خط مقوقس شاہ مصر کو لکھا تھا۔ اس نے حفاظت سے صندوقچی میں رکھا ہوا تھا۔ جس طرح سے فرعون کی لاش مصر میں محفوظ رہی۔ اسی طرح سے یہ خط بھی محفوظ رہا۔

مصر میں قدیم بادشاہوں کی ممیاں

وہ لوگ جن کو مصر میں جانے کا موقعہ ملتا ہے۔ وہ بادشاہوں کی لاشیں ممی شدہ پڑی دیکھ کر حیران رہ جاتے ہیں کہ کس طرح سے ان کو محفوظ کیا گیا۔ مجھے کئی ایک بادشاہ کی ممی کو دیکھنے کا موقعہ ملا ہے اس کے دربہ چاندی کے ستونوں کا شامیانہ ہے نیچے بادشاہ گویا آرام کر رہے ہیں۔ سر اور چہرہ پر سونے کا خول ہے۔ جو اس قدر چمکدار ہے کہ لاہور کے پالش شدہ زیورات بھی اتنے چمکیلے نہیں ہوتے۔ معلوم ہوا کہ مصر کے لوگ بہت متمدن اور صنعت و حرفت میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ بڑی ترقی یافتہ قوم تھی وہ اس قسم کی چیزیں بنا سکتے اور مسالہ کے ذریعہ انسان کے جسم کو محفوظ رکھ سکتے تھے۔ فرعون موسیٰ رعمسیس ثانی کی لاش کو بھی خدا نے لوگوں کی عبرت کے لئے محفوظ فرمایا

مقوقس کے نام حضرت نبی کریم صلعم کا خط اور صحت حدیث کا ثبوت

اسی طرح سے وہ خط جو مقوقس کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھا تھا۔ وہ ایک صندوقچی میں محفوظ مل گیا۔ میں نے ووکنگ میں اسلامک ریویو کے اندر اس خط کا فوٹو شائع کیا تھا یہ خط اور حدیث میں جو اس کی نقل ہے وہ ایک دوسرے کے بالکل مطابق ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حدیث کے راوی ایمانداری سے اور تفحص سے کام لیتے تھے وہ جو روایت کرتے تھے صحیح پر مبنی ہوتی تھی۔ حدیث شریف میں خط کے نیچے وہ مہر بھی نقل کی گئی ہے جو اصل خط کے نیچے لگی ہوئی ہے یہ مہر اس طرح ہے۔ (اللہ / رسول / محمد) اس مہر میں ادب پایا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلعم نے اپنا نام محمد سب سے نیچے رکھا، اس سے اوپر رسول کا لفظ اور اس سے اوپر اللہ تعالیٰ کا نام۔ خدا تعالیٰ نے اس خط کو ظاہر کر کے حضرت نبی کریم صلعم کی صداقت لوگوں پر ثابت کر دی ہے۔ ان حقائق و شواہد کو دیکھ کر انسان کا ایمان خدا تعالیٰ کی ہستی اور اس کے علم و قدرت پر مضبوط ہوتا ہے اور حضرت نبی کریم صلعم کی صداقت ثابت ہوتی ہے۔

ایک صراحی

قدیم مصری لوگوں کی صناعیوں میں سے ایک مصر کے عجائب گھر میں میں نے دیکھی تھی۔ شیشے کی طرح تو نہیں مگر کافی شفاف تھی۔ اس کے اندر جو تیل تھا چھ انگلی کے برابر خوشبو اس میں موجود تھی جو ہزاروں سال کے بعد بھی ختم نہیں ہوئی۔

فرعون کے ذکر میں حضرت نبی کریم صلعم کے مخالفین کی تباہی کی پیشگوئی

قرآن کریم نے حضرت موسیٰ کے واقعہ کا اس لئے ذکر کیا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں کو یقین ہو جائے کہ جس طرح حضرت موسیٰ کا مقابلہ ایک فرعون کے ساتھ ہوا جس میں حضرت موسیٰ کی خدا تعالیٰ نے نصرت فرمائی۔ اسی طرح سے عرب میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقابلہ ایک فرعون سے نہیں بلکہ بہت سے فراعنہ کے ساتھ ہے جو سب کے سب فرعون موسیٰ کی طرح تباہ و برباد کر دیئے جائیں گے۔ چنانچہ بدر کی لڑائی میں بڑے بڑے فرعون مارے گئے۔ عتبہ۔ شیبہ۔ ابوجہل و امیہ بن خلف جو مکہ کے سرداروں میں سے تھے، قتل کر دیئے گئے۔ کل ستر مشرکین تہ تیغ ہوئے اور ستر آدمی مسلمانوں کی قید میں آئے، یہ ایک ہزار کے لشکر کے مقابلہ میں صرف ۳۱۳ مسلمانوں کا کارنامہ ہے۔ ونرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض۔ ہم ان لوگوں پر جو زمین میں کمزور ہیں احسان کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

پاکستان کے مقابلہ میں بھارت کی ذلت

آج بھی خدا تعالیٰ نے اپنی قدرت کا کرشمہ دکھایا ہے۔ بھارتی دشمنوں نے پاکستانی سرحدوں پر ڈیرے لگا رکھے تھے ان کو اپنے لشکر اور اسلحہ پر گھمنڈ تھا اور معاملات کو طاقت کے بل پر درست کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ لیکن قدرت الٰہی کا کرشمہ دیکھئے کہ یہی اسلحہ اور جمعیت رکھنے والی قوم مسلمانوں کی کمزور قوم کے مقابلہ میں پسپا ہو کر ذلیل ہو گئی۔ اس کو خدا کی قدرت اور معجزہ کہتے ہیں۔ بھارت کو اس جگہ سے جس پر وہ زبردستی قبضہ کرنا چاہتا تھا ہٹنا پڑا۔ اب دنیا میں مشہور ہو گیا ہے کہ بھارتی قوم کوئی لائق اور شجاع قوم نہیں ہے اس کا انتظام نہیں ہے۔

پاکستان کا لوہا مان لیا گیا

وہ قوم جس کو ختم کر دینے کے منصوبے باندھے جاتے تھے اس قوم کو خدا تعالیٰ نے آج زندہ کر دیا ہے۔ آج یورپ آپ کے حکمرانوں کی سیاست و تدبر سمجھ بوجھ کا اعتراف کرتا ہے یورپ میں آج آپ کے صدر اور ان کے وزراء کا خصوصاً وہ الفاظ میں یورپ کا لوہا مان لیا گیا۔ فالحمد للہ رب العٰلمین۔

ایک حادثہ اور دعا

مولا بخش صاحب مرحوم پیرہ لاہو کے صاحبزادہ عبدالرحمٰن کو ٹانگہ کی سواری میں جاتے ہوئے حادثہ پیش آگیا ہے جس سے انکے بازو کی ایک ہڈی ٹوٹ گئی ہے وہ ریلوے ہسپتال لاہور میں زیر علاج ہیں ان کیلئے

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام انڈونیشیا

مختصر تاریخ اور موجودہ سرگرمیاں

بیسویں صدی عیسوی کے ابتدائی سالوں میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام سے متاثر ہونے والے انگریزی لٹریچر نے انڈونیشیا کے پڑھے لکھے طبقہ میں اسلامی تعلیمات کے متعلق ایک نئی طرزِ فکر کی داغ بیل ڈال دی اور مسلمانوں میں بیداری کے آثار پیدا ہونے شروع ہوئے۔ احساس کمتری کی جگہ مسلمانوں میں اسلامی تعلیمات کی برتری پر ایمان بڑھنے لگا۔ اور یہ طرزِ فکر ایک تحریک کی صورت اختیار کر گئی۔ سب سے پہلے جنہوں نے تحریک احمدیت میں شمولیت اختیار کی اور اسلام کے متعلق تحریک احمدیہ لاہور کے لٹریچر کو ڈچ زبان میں ترجمہ کر کے ہر طبقہ کے لوگوں تک اس نقطہ نگاہ کو پہنچایا وہ جناب ایچ او، ایس چوکرو مینوتو تھے جو مسلمانوں کے ایک ممتاز سیاسی راہنما تھے۔ انہوں نے سب سے پہلے حضرت مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ کے کتابچہ کا جس میں دورِ جدید میں تبلیغ اسلام کی اہمیت پر زور دیا ہے، ڈچ ترجمہ کر کے کافی تعداد میں لوگوں میں تقسیم کیا۔ دوسرا شخص جس نے احمدیت قبول کی وہ ایک پرجوش نوجوان تھے جو اب پروفیسر محمد ارشاد صاحب کے نام سے مشہور ہیں، انہوں نے انڈونیشیا میں تبلیغ و اشاعت کے سلسلہ میں قابلِ قدر خدمات سر انجام دیں۔ ان کا تفصیلی تعارف ہم آگے چل کر درج کریں گے۔

دونوں مبلغین نے تبلیغ اسلام کے لئے انڈونیشیا میں قیام کو ضروری سمجھا عیسائیت کے بڑھتے ہوئے سیلاب کے متعلق انہیں پہلے سے ہی خبر تھی اور اس بات کے پیش نظر وہ چین جاتے ہوئے انڈونیشیا میں رک گئے تھے۔ حالات کو دیکھ کر انہوں نے انجمن کو لکھ دیا کہ وہ انڈونیشیا میں حالات کے پیش نظر کام شروع کر رہے ہیں، چین کے لئے کسی اور کو بھیج دیا جائے۔

۱۹۲۴ء میں حضرت مولانا احمد صاحب مرحوم و مغفور جنہیں قرآن و حدیث کے معارف کا گہرا مطالعہ تھا اور مرزا ولی احمد بیگ صاحب چین میں تبلیغ اسلام کی غرض سے تشریف لے جاتے ہوئے جوگجا کارتا میں ٹھہر گئے۔ وہاں کی انجمن محمدیہ کے اراکین نے ان کا بڑے تپاک سے خیر مقدم کیا۔ مقامی اخبار بینتانگ، تھاجہ تیمور وغیرہ نے ان مبلغین کی آمد کو خوب سراہا۔ حضرت مولانا احمد صاحب کے پُر معارف درس قرآن نے لوگوں میں ایک خاص اثر پیدا کیا۔ اور لوگوں میں قرآن مجید پر غور و تدبر کا شوق پیدا ہونے لگا۔ اور قرآن مجید کی تعلیمات حقیقت میں مسلمانوں کے لئے ایک دفعہ پھر زندگی بخش ثابت ہونے لگیں۔ لیکن افسوس کہ حضرت مولانا احمد صاحب بیمار پڑ گئے اور انہیں اپنے وطن واپس آنا پڑا۔

حضرت مولانا احمد صاحب کی واپسی کے بعد مرزا ولی احمد بیگ صاحب نے جوگجا کارتا میں انگریزی زبان میں تبلیغ و اشاعت کا کام شروع کر دیا۔ اور ساتھ ہی ملائی اور انڈونیشین زبانیں سیکھنی شروع کر دیں۔ مرزا صاحب کی کوششوں سے مسلمانوں کی ایک جماعت ان کے کام میں ان کی معاونت کرنے لگی اور ان کے دلوں میں تبلیغ اسلام کا جذبہ یہاں تک موجزن ہو گیا کہ انہوں نے خواہش ظاہر کی کہ ان کی اولاد کو تبلیغ اسلام کے لئے تیار کیا جائے چنانچہ انجمن محمدیہ کے صدر جناب ایچ۔ اے۔ دہلان نے اپنے بیٹے عرفان دہلان کو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے تبلیغی کالج یعنی اشاعت اسلام کالج لاہور میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے بھیج دیا۔ عرفان صاحب اشاعت اسلام کالج میں تعلیم مکمل کرنے کے بعد سیام میں قیام پذیر ہوئے۔ انہوں نے وہاں جا کر "دی اسلام" کے نام سے ایک کتاب ڈچ زبان میں لکھی اور دعوت عمل از حضرت مولانا محمد علی مرحوم و مغفور کا ملائی زبان میں ترجمہ کیا ۱۹۳۶ء میں جناب جوجو سوگیتو، صاحب نے مرزا ولی بیگ صاحب کو مشورہ دیا کہ انڈونیشیا کی جماعت کو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام سے ملحق کرنا چاہیئے۔ لیکن مرزا صاحب نے اس وقت انڈونیشیا کی جماعت کو خاص حالات کے پیش نظر وابستہ کرنا مناسب نہ سمجھا اور عیسائیت کے مقابل میں اسلام کے دفاع کی مہم جاری رکھی۔ اور جلد ہی وہ اسلامی تعلیمات کو دوسرے مذاہب کے مقابل میں اعلیٰ اور معقول ثابت کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ اسلامی تعلیمات کے متعلق اس نئے طرزِ فکر نے اسلام کے نور سے انڈونیشیا کے دُور دراز کناروں کو منور کر دیا۔ اسلام دشمن طاقتوں نے تقاریر اور لٹریچر کے ذریعہ پوری کوشش کی کہ اس بڑھتی ہوئی اسلامی ترقی کو روک دیں۔ لیکن ایسی تمام کوششیں رائیگاں گئیں۔ لیکن افسوس ۱۹۲۵ء میں مولانا عبد العلیم صدیقی نے انڈونیشیا کے بہت سے علاقوں کا دورہ کیا اور اپنی تقاریر میں اسلامی تعلیمات کی تبلیغ و اشاعت کی بجائے مسلمانوں کو تحریک احمدیت کے خلاف بھڑکایا۔ ان تقاریر نے مخالف عناصر کو موقع دے دیا۔ اور احمدیت کے خلاف مخالفت کی ایک آگ بھڑکا دی گئی، اور تبلیغ و اشاعت کے کام میں دشواریاں پیدا ہو گئیں۔ لیکن مرزا ولی احمد بیگ صاحب اور ان کے رفقا نے ہمت و استقلال سے کام کو جاری رکھا اور بالآخر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام انڈونیشیا تبلیغ و اشاعت اسلام کے لئے ایک خصوصی امتیاز حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئی اور لوگ اس کی اسلامی خدمات کے معترف ہو گئے۔ ۱۹۲۹ء سے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام انڈونیشیا نے اپنے مخصوص طریق پر تبلیغ و اشاعت کا کام شروع کر دیا۔ مرزا ولی احمد بیگ صاحب ۱۴ سال تک انڈونیشیا میں رہے اور انجمن کو ایک مستحکم بنیاد پر قائم کر کے واپس چلے آئے۔ آخری دو سال انہوں نے جکارتہ میں گذارے جہاں ڈچ ترجمۃ القرآن ان کی نگرانی میں طبع ہوا۔

اس انجمن کے اراکین نے انڈونیشیا، ڈچ اور جاوی زبانوں میں بیش قیمت لٹریچر پیدا کیا جس کی فہرست اس رپورٹ کے آخر میں درج کی جا رہی ہے۔ ان زبانوں میں تراجم کے کام میں ذیل کے احباب کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں:۔

(۱) الحاج مہاج الرحمٰن جوجو سوگیتو صاحب (۲) جناب پروفیسر سودیو صاحب

(۳) جناب مفتی شریف صاحب (۴) جناب پروفیسر محمد ارشاد صاحب

(۵) جناب شاشترا ورجہ صاحب (۶) محمد حنیف صاحب

(۷) جناب بریگیڈیر محمد بہرون صاحب (۸)

انجمن کی آٹھ شاخیں ذیل کے شہروں میں کام کر رہی ہیں:۔

(۱) جاکارتہ (۲) پورو کارتو (۳) جوگجا کارتا (۴) جولو (۵) سمارانگ (۶) دونو سوو (۷) مرہیون (۸) مالانگ

انجمن کے زیر اہتمام چار سکول بھی چل رہے تھے:۔

(۱) پرائمری سکول (۲) مڈل سکول (۳) سینئر کمرشل سکول (۴) ٹیچرز ٹریننگ سکول۔ چونکہ ان سکولوں کے انتظامی امور انجمن کا بہت سا وقت لے لیتے تھے اور تبلیغ و اشاعت کے کام کی طرف پوری توجہ نہ ہو سکتی تھی، اس لئے انجمن نے گذشتہ کئی سالوں سے تعلیمی انتظامات کے لئے ایک الگ تنظیم پرگوران اسلام دی پبلک انڈونیشیا (پی۔آئی آر۔آئی) یعنی اسلامک ایجوکیشنل انسٹی ٹیوٹ آف دی پبلک انڈونیشیا کے سپرد کر دیا ہے۔ جو تعلیمی انتظامات کے تمام معاملات کی نگرانی کرتی ہے۔ گو تنظیم کافی حد تک با اختیار ہے لیکن اس کی سرپرست اعلیٰ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام انڈونیشیا ہی ہے۔

پروفیسر محمد ارشاد کی تبلیغی سرگرمیاں

رسائل

۱۹۲۹ء ملک کارسپونڈنٹ۔ بلاڈ۔ ڈچ زبان میں شائع ہوتا رہا جس میں اسلام پر بلند پایہ مضامین اور اسلامک ریویو مجریہ لندن اور دی لائٹ لاہور کے مضامین کے تراجم اور

تبلیغی سرگرمیاں شائع ہوتے رہتے تھے۔

۱۹۲۷ء میں انڈونیشین زبان میں ایک ماہنامہ رسالہ "اکورہ" کا اجراء کیا گیا جس کی ادارت کے فرائض جناب پروفیسر محمد ارشاد صاحب سرانجام دیتے رہے ہیں۔

۱۹۵۵ء میں "النور" ہفتہ وار کا اجراء کیا گیا جس میں انڈونیشین زبان میں اسلام پر مضامین شائع ہوتے ہیں۔ اب اس کو ماہنامہ کر دیا گیا ہے اور "النور" کی بجائے انڈونیشی نام "عنا سلام" رکھا گیا ہے۔ اس کو بھی پروفیسر محمد ارشاد صاحب ایڈٹ کرتے ہیں۔

ان رسالہ جات کے علاوہ تبلیغ و اشاعت کا کام ذیل کے طریق پر کیا جاتا ہے۔ اس سارے کام کی ذمہ داری ہمارے نہایت ہی لائق اور جوشیلے رکن جناب پروفیسر محمد ارشاد صاحب پر ہے جو اس کو کمال خوبی سے سرانجام دے رہے ہیں۔

سنڈے مارننگ کلاس

۱۹۵۲ء سے پروفیسر محمد ارشاد صاحب یونیورسٹی کے طلباء کو اسلامی تعلیمات کے بارے میں ہر اتوار کی صبح کو لیکچر دیتے ہیں۔

محمدؐ دی پرافٹ کلاس

ہفتہ میں دو بار رسول اکرم صلعم کی سیرت پر لیکچر دیتے ہیں۔

ارلی کیلیفٹ کلاس

ہفتہ میں دو بار خلفائے راشدین کی سیرت اور ان کے سیاسی اور مذہبی کارناموں کے متعلق طلباء کو لیکچر دیتے ہیں

ریلیجن آف اسلام

اتوار کو بعد از دوپہر "ریلیجن آف اسلام" کے عنوان سے لیکچروں کا ایک سلسلہ ہوتا ہے جس میں عام لوگوں کے علاوہ زیادہ تعداد میں یونیورسٹی کے طلباء شرکت کرتے ہیں۔

درس قرآن

اتوار کے علاوہ ہر روز قرآن مجید کا درس ہوتا ہے۔

سنڈے مارننگ کلاس

مہینہ میں ایک مرتبہ شہر سسولا میں سنڈے مارننگ کلاس ہوتی ہے۔ پروفیسر محمد ارشاد صاحب اس میں قرآن مجید کی روشنی میں مسائل حاضرہ پر طلباء کو خطاب کرتے ہیں

مسائل حاضرہ پر خطاب

ہر تیسرے ماہ جاکارتہ میں اتوار کی صبح کو طلباء کی ایک جماعت اور دیگر لوگوں سے اسلام اور مسائل حاضرہ پر پروفیسر ارشاد صاحب خطاب کرتے ہیں۔

پروفیسران یونیورسٹی سے خطاب

مہینہ میں ایک بار بنڈونگ ٹیکنیکل یونیورسٹی کے پروفیسروں سے اسلام کے مختلف پہلوؤں پر خطاب کرتے ہیں۔

دوسرے شہروں میں

اسی طرح مہینہ میں ایک بار سورابایا (مشرقی جاوا) اور سمارانگ میں بھی طلباء اور دیگر احباب سے اسلامی تعلیمات کے بارے میں خطاب کرتے ہیں۔

غرضیکہ جناب پروفیسر محمد ارشاد صاحب کا ہر لمحہ اشاعت و تبلیغ اسلام کے لئے وقف ہے۔ پروفیسر صاحب موصوف زیادہ توجہ اور وقت نوجوانوں کو اسلامی تعلیمات کی افادیت، قرآن مجید اور علوم جدیدہ کی روشنی میں ان پر واضح کرنے کا کوئی موقعہ ہاتھ سے جانے نہیں دیتے بلکہ کسی ایک نوجوان یا نوجوانوں کو دیکھ کر ان کا دل آن تک اسلامی تعلیمات کی اصل روح پہنچانے کو بے اختیار ہو جاتا ہے۔ ان کا انداز گفتگو اتنا لطیف، دلائل اتنے ٹھوس اور علمی ہوتے ہیں کہ جس کسی کو ان سے ملنے یا کسی مسئلہ پر تبادلہ خیالات کرنے کا موقعہ ملا وہ ان کا گرویدہ ہو گیا۔ اور اسلامی تعلیمات کے متعلق اس میں ایک لگن پیدا ہو گئی۔

پروفیسر محمد ارشاد صاحب کے مختصر حالات

پروفیسر محمد ارشاد صاحب ۱۹۰۵ء میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۲۷ء میں ٹیچرز ٹریننگ کالج سے انگریزی، عربی اور دینیات میں خاص سند حاصل کیں۔ چھ سال تک ایک جرمن فرم میں ملازمت کی جو سائیکل اور گھڑیوں کا کاروبار کرتی تھی۔ ۱۹۴۶-۱۹۶۱ء تک گورنمنٹ جونیئر ماڈل اور ہائی سکول میں پڑھاتے رہے۔ ۱۹۵۵ء میں انڈونیشیا کی مجلس قانون ساز کی اس کمیٹی کے ممبر منتخب ہوئے جو فلسفہ کے متعلق انڈونیشی زبان میں اصطلاحات مرتب کرنے پر مامور کی گئی تھی۔ اس کمیٹی کا نام پانتیا اصطلاح فلسفہ تھا۔ ۱۹۵۹ء میں سٹیٹ لائبریری کے لائبریرین مقرر ہوئے۔ ان کے سپرد عربی، اردو اور فارسی علوم کے ہر شعبہ سے متعلق کتب کے ذخائر تمام دنیا سے اکٹھے کرنے کا کام کیا گیا۔ اب وہ ریٹائر ہو چکے ہیں اور ...... اسلامی تعلیمات کی اشاعت و تبلیغ کے کام میں ہمہ تن مصروف ہیں اور احمدیہ نقطہ نگاہ نے اسلامی تعلیمات کو جو نئی طرز فکر عطا کی ہے اس کی روشنی میں مسائل جدیدہ کو حل کرنے میں اپنی تمام طاقت علم اور وقت صرف کر رہے ہیں۔ ہم سب کی یہ دعا ہے کہ خدا ان کو اس نیک کام میں ہمت، استقلال اور ترقی عطا فرمائے۔ آمین۔

تراجم کتب

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام سنٹرم انڈونیشیا نے اب تک ہماری جن کتب کے ڈچ، انڈونیشیا اور جاوی زبانوں میں تراجم کئے ہیں ان کتب اور مترجم صاحبان کے نام ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:۔

ا۔ جناب سودیو صاحب جو انڈونیشیا جماعت کے ایک بڑے عالم ہیں اور زیادہ تر کتب کے انہوں نے ہی ڈچ اور انڈونیشی زبانوں میں ترجمے کئے ہیں۔ ذیل میں ان کتب کی فہرست دی جاتی ہے:۔

(۱)۔ انگریزی ترجمۃ القرآن از حضرت مولنا محمد علی صاحب کا ڈچ ترجمہ ۱۹۳۲ء میں شائع ہوا۔
(۲)۔ محمدؐ دی پرافٹ از حضرت امیر مولینا محمد علی کا ڈچ ترجمہ ۱۹۳۰ء میں شائع ہوا
(۳)۔ ٹیچنگز آف اسلام از حضرت مسیح موعودؑ کا ڈچ ترجمہ۔
(۴)۔ انٹروڈکشن ٹو دی سٹڈی آف ہولی قرآن از حضرت مولینا محمد علی کا ڈچ ترجمہ
(۵)۔ ریلیجن آف اسلام از حضرت مولنا محمد علی صاحب کا ڈچ ترجمہ ۱۹۳۰ء میں شائع ہوا۔
(۶)۔ برتھ آف جیسس از حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کا ڈچ ترجمہ
(۷)۔ مرزا غلام احمد آف قادیان از مولنا محمد یعقوب خان صاحب کا ڈچ ترجمہ۔
(۸)۔ ڈچ ترجمہ سورسز آف کرسچینٹی از حضرت خواجہ کمال الدین صاحبؒ۔
(۹)۔ ڈچ ترجمہ اسلامک لاء آف میرج اینڈ ڈائیورس از حضرت مولینا محمد علی صاحبؒ۔
(۱۰)۔ ڈچ ترجمہ انسٹی ٹیوشن آف اسلامک پریئر از حضرت مولنا محمد علی صاحبؒ
(۱۱)۔ ڈچ ترجمہ سیکریٹ آف ایگزسٹینس از حضرت خواجہ کمال الدین صاحبؒ

ب۔ تراجم از الحاج منہاج الرحمٰن جوجوسوگیتو

(۱۲)۔ انڈونیشی ترجمہ "ٹرو کنسپشن آف احمدیہ موومنٹ" از حضرت مولینا محمد علی صاحبؒ
(۱۳)۔ انڈونیشی ترجمہ "فیکٹس اباؤٹ دی احمدیہ موومنٹ" از حضرت مولینا محمد علی صاحبؒ
(۱۴)۔ جاوی ترجمہ عربی متن قرآن مجید۔ اس کے تفسیری نوٹ کا ترجمہ مفتی محمد شریف صاحب مرحوم و مغفور نے مکمل کئے۔ یہ جاوی ترجمہ عنقریب شائع ہونے والا

(ج) تراجم از پروفیسر محمد ارشاد صاحب

(۱۵)۔ انڈونیشی ترجمہ یاجوج و ماجوج از حضرت مولنا محمد علی صاحب رحؒ
(۱۶)۔ انڈونیشی ترجمہ اسلام از لوو کرافٹ جو النور میں اقساط میں شائع ہو چکا ہے۔
(۱۷)۔ انڈونیشی ترجمہ اسلام از مودرن از حضرت مولنا صدرالدین صاحب
(۱۸)۔ انڈونیشی ترجمہ "پرامسڈ مسیح مہدی" از حضرت مولنا محمد علی صاحبؒ
(۱۹)۔ انڈونیشی ترجمہ فتح اسلام از حضرت مسیح موعودؑ۔
(۲۰)۔ انڈونیشی ترجمہ "الوصیت" از حضرت مسیح موعود
(۲۱)۔ انڈونیشی ترجمہ "مارکسزم اینالائزڈ" از مولینا آفتاب الدین احمد صاحب مرحوم
(۲۲)۔ انڈونیشی ترجمہ "سیئنگز آف محمدؐ" از حضرت خواجہ کمال الدین صاحبؒ

(د) جن کتب کے تراجم پر کام شروع ہو چکا ہے اور مکمل ہونے پر زیور طبع سے مزین کئے جائیں گے۔ ان کے نام معہ اسمائے مترجمین ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:۔

(۲۳)۔ بیان القرآن کے متن اور حواشی کے حصہ کا انڈونیشی زبان میں ترجمہ کے کام کو جناب پروفیسر ارشاد صاحب نے شروع کر رکھا ہے۔
(۲۴)۔ قرآن مجید کا انڈونیشی زبان میں ترجمہ کا کام جناب محمد حسان صاحب نے شروع کر رکھا ہے یہ ترجمہ عنقریب مکمل ہونے والا ہے۔ اس کی طباعت کے لئے انتظامات بھی تقریباً مکمل ہیں
(۲۵)۔ ٹیچنگز آف اسلام از حضرت مسیح موعودؑ کا انڈونیشی زبان میں ترجمہ جناب ویدو شاتیہ

(باقی برصفحہ ۱۲)

چائنیز مسلم یوتھ لیگ اور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

چین سے ایک احمدی وفد کی آمد

(مرتبہ ناصر احمد صاحب)

جلسہ سالانہ گولڈن جوبلی پر انجمن نے بیرونی ممالک سے کئی ایک نمایندوں کو دعوت دی تھی چنانچہ مغربی جرمنی، ہالینڈ، انڈونیشیا، سوڈان، مغربی افریقہ اور ٹرینیڈاڈ کے نمایندے تو بروقت پہنچ گئے تھے لیکن فارموسا کا چینی وفد ویزا کی دقت کی وجہ سے جلسہ گولڈن جوبلی میں شرکت نہ کر سکا اور ۳۰ دسمبر ۱۹۶۴ء کو لاہور پہنچا۔

ممبران وفد

یہ وفد چار افراد پر مشتمل تھا جن کی قیادت جناب حاجی محمد اسحاق صاحب ہوشیو کر رہے تھے یہ اسلامک ریویو ایسوسی ایشن کے دینی راہنما اور صدر ہونے کے علاوہ فارموسا کی نیشنل اسمبلی کے ممبر بھی ہیں انہوں نے چینی زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ شروع کر رکھا ہے۔ خدا انہیں اس کام کی تکمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ وفد کے دوسرے ممبر جناب یوسف ماین شو تھے۔ یہ اسلامک ریویو ایسوسی ایشن کے جنرل سیکرٹری ہیں۔ اسلامک ریویو (چینی) کے ایڈیٹر ہیں اور کتب کے زیادہ تر چینی زبان میں تراجم انہوں نے کئے ہیں۔ یہ پیشے کے لحاظ سے انجنیئر ہیں۔ ہماری زیادہ تر خط و کتابت محترم یوسف ماین شو سے ہوتی ہے۔ یہ انگریزی زبان سے اچھی واقفیت رکھتے ہیں اور وفد کے قیام پاکستان کے دوران میں ہر جگہ ترجمانی کا کام کرتے رہے۔ تیسرے ممبر جناب ڈاکٹر احمد سے تھے جو اسلامک ریویو ایسوسی ایشن کے نو (۹) ڈائرکٹرز میں سے ایک ہیں اور ورلڈ وژن ہسپتال میں ڈاکٹر ہیں۔ چوتھے ممبر جناب محمد ایوب صاحب تھے یہ بھی ڈائرکٹروں میں سے ایک ہیں اور پیشہ کے لحاظ سے سکول ماسٹر ہیں۔

جماعت ہائے احمدیہ سے تعارف

یہ وفد تقریباً پچیس دن ٹھہرا جس میں ان کو مختلف جماعتوں سے متعارف کرایا گیا۔ اس مختصر وقت میں اور رمضان کی وجہ سے زیادہ جگہوں پر لے جانا ممکن نہ تھا۔ چنانچہ ان کو سیالکوٹ، لائلپور، راولپنڈی، پشاور اور کراچی کی جماعتوں سے متعارف کرایا جا سکا۔ ان جگہوں پر ان کے اعزاز میں متعدد دعوتیں کی گئیں جن کی مختصر روئداد ہم آگے چل کر پیش کریں گے۔ فی الحال ان تبلیغی مساعی کا ذکر کرنا چاہتے ہیں جو ارکان وفد نے چین میں شروع کر رکھی ہیں۔

چائنیز مسلم یوتھ لیگ کی تشکیل

چائنیز مسلم یوتھ لیگ کے نام سے ایک ادارہ ۱۹۴۹ء میں جناب حاجی محمد اسحاق ہوشیو نے قائم کیا۔ ۱۹۵۳ء میں اس لیگ نے اسلامی تعلیمات کی ترویج شروع کی اور ان فاسد عقائد اور بد رسومات کو جو بیرونی اثرات کے ماتحت اسلام میں داخل ہو چکی تھیں اصلاح کی طرف قدم اٹھایا۔ اس کام میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے لٹریچر اور رسائل نے ان کو کافی فائدہ پہنچایا۔ یہ لیگ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے عقائد اور مقاصد کی علمبردار ہے اور یہ یقین رکھتی ہے کہ اس تحریک کا اسلامی تعلیمات کے متعلق نقطۂ نگاہ روشن ذہنوں کو اسلام کی طرف کھینچتا ہے۔ اس لیگ کے دس ہزار ممبر ہیں۔ ہر کمانے والا ممبر لیگ کو باقاعدہ چندہ دیتا ہے۔ اس لیگ کے ۹ ڈائرکٹر ہیں۔

احمدیہ لٹریچر کے تراجم

اس لیگ کا چینی زبان میں ایک ماہوار رسالہ اسلامک ریویو نکلتا ہے۔ جس میں ہمارے ہفتہ وار اخبار لائٹ، اسلامک ریویو مطبوعہ لندن کے مضامین اور ہمارے دیگر لٹریچر اور کتب کے اقتباسات کا چینی ترجمہ شائع ہوتا ہے۔ اس لیگ نے اب تک اسلامی اصول کی فلاسفی، لونگ تھاٹس آف پرافٹ محمد، اسلامک فنڈامینٹلز اینڈ تھیوریس، پرافٹ آف اسلام کے چینی ترجمے شائع کر چکی ہے۔ امام الحاج محمد اسحاق ہوشیو نے قرآن مجید کا چینی زبان میں ترجمہ شروع کر دیا ہے۔ اب اس لیگ کا ارادہ ہے کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے زیادہ سے زیادہ لٹریچر کو چینی زبان میں ترجمہ کر کے مسلمانوں اور غیر مسلموں میں پھیلایا جا سکے۔ ان کے نزدیک تحریک احمدیہ کے بانی حضرت مسیح موعود اور حضرت مولانا محمد علی مرحوم و مغفور اور حضرت خواجہ کمال الدین مرحوم و مغفور کی تحریرات بہا انقلابی تخیلات ہیں جن کی اشاعت سے اسلام کی نشاۃ ثانیہ وابستہ ہے۔

وفد کا استقبال

مہمانان چین مورخہ ۳۰ دسمبر ۱۹۶۴ء کو چین سے لاہور پہنچے۔ ہوائی اڈا پر محترم کرنل سعید احمد صاحب جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور اور دیگر احباب جماعت نے ان کا استقبال کیا۔ وفد مذکور نے قیام لاہور کے دوران بزرگان دین اور احباب سلسلہ سے ملاقاتیں کیں اور یہاں کے تاریخی مقامات کی سیر کی۔ مختلف تقاریب میں شرکت کی۔ ۲۳ مال روڈ پر ہفتہ میں دو دفعہ درس ہوتا ہے۔ اس میں شمولیت فرمائی۔ معزز مہمانوں کے اعزاز میں ... حضرت امیر قوم ایدہ اللہ، محترم میاں محمد احمد صاحب خلف الرشید حضرت امیر مرحوم، کرنل سید بشیر حسین صاحب، شیخ میاں ظہور احمد صاحب، شیخ میاں سعید احمد صاحب اور حافظ ملک شیر محمد صاحب ناظم ادارہ تعلیم القرآن نے دعوتیں دیں۔

چینی وفد سیالکوٹ میں

۲۴ جنوری کو چینی وفد اور جناب پروفیسر محمد ارشاد صاحب نمائندہ انڈونیشیا بذریعہ ریل سیالکوٹ تشریف لے گئے اسٹیشن پر ان کے استقبال کے لئے جماعت کے سیکرٹری جناب شیخ نثار احمد صاحب اور جناب شیخ انعام اللہ صاحب موجود تھے۔ یہاں سے بذریعہ کار غلام قادر اینڈ کمپنی کی کیبفے واقع صدر گئے۔ جہاں ان کی تواضع وغیرہ کی گئی ۲½ بجے تمام جماعت کی طرف سے ایک عصرانے کا اہتمام کیا گیا جس میں جماعت کے لوگوں کے علاوہ شہر کے معززین کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔ اسی دن صدر پاکستان فیلڈ مارشل محمد ایوب خان کی کامیابی کا جشن منایا جا رہا تھا اور اس خوشی میں ایک سرکاری عصرانے کا اہتمام ضلع کے کمشنر کی طرف سے کیا گیا۔ اس کا وقت ۴½ بجے تھا۔ اس لئے شہر کے معززین نے شرکت سے معذوری ظاہر کی۔ لیکن اس کے ساتھ ہی سرکاری عصرانے کے منتظمین نے ان بیرونی مہمانوں کو خاص دعوت نامے بھجوائے تاکہ ان کے خیالات سے وہ بھی مستفید ہو سکیں ۲½ تک شہر اور چھاؤنی کے احباب جمع ہو چکے تھے۔ چنانچہ جلسہ کی کارروائی شروع کی گئی۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد شیخ نثار احمد صاحب نے چینی اور انڈونیشی مہمانوں کا نہایت محبت اور خلوص بھرے الفاظ میں خیر مقدم کیا اور تحریک احمدیہ لاہور کے عقائد اور اس کی تبلیغ اسلام کے لئے مساعی پر مختصر تقریر فرمائی۔ اس کے بعد چینی اور انڈونیشی مہمانوں کا تعارف کرایا گیا۔ بعد ازاں چینی وفد کے لیڈر امام الحاج محمد اسحاق ہوشیو نے چینی زبان میں تقریر کی جس کا انگریزی ترجمہ وفد کے رکن جناب محمد یوسف ماین شو کرتے جاتے تھے۔ امام صاحب نے نہایت جوش سے پاکستان کے مسلمانوں کی اسلام دوستی کو سراہا۔ انہوں نے فرمایا ہم ایک دور دراز ملک سے آئے ہیں لیکن ذہنی اور تمدنی طور پر ہم اپنے آپ کو اس ملک میں اجنبی نہیں پاتے اسلام کی بین الاقوامی برادری کا یہ زندہ مظاہرہ آج کے بین الاقوامی دور کے لئے مشعل راہ ہے اور خود اسلام کے زندہ مذہب ہونے کا ایک زندہ ثبوت ہے آپ نے فرمایا تحریک احمدیہ نے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی قیادت میں جو انقلابی نظریات کا حامل لٹریچر پیدا کیا ہے اس نے چین کے مسلمانوں میں بھی اسلامی تعلیمات کی افادیت اور زندگی افروز قوت کا یقین پھر سے ان کے دلوں میں اجاگر کر دیا ہے۔ وہ دل اور ذہن جن میں افسردگی، بے عملی اور مردنگی پیدا ہو چکی تھی ان میں بھی ایک زندگی اور جوش پیدا کر دیا۔ ہماری لیگ کے دس ہزار ممبر ہیں جنہوں نے اسلامی تعلیم کی ترویج اور اشاعت کا کام بالکل نئی نظریات اور سطور پر شروع کر رکھا ہے

جن کی نشاندہی تحریک احمدیہ کے ربانی بانی نے کی اور جس کی روشنی احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے لٹریچر نے ہم تک پہنچائی۔ گو ہماری لیگ ابھی ایک نو عمر بچے کی حیثیت رکھتی ہے کیونکہ صرف دس سال ہوئے کہ ہمارا تعلق احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور سے قائم ہوا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ اگر آپ لوگوں کا تعاون حاصل رہا تو انشاء اللہ ایک دن یہ بچہ ایک تنومند جوان بن جائے گا۔ اور یہ لیگ اسلام کے زندگی بخش پیغام کو چین کے کناروں تک پہنچائے گا۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا یہ اصول کہ ہر کلمہ گو مسلمان ہے اور فروعی اختلافات کی بنا پر تکفیر بازی مطلق جائز نہیں دو ایسے زرین اصول ہیں جو اسلامی برادری کی حیرت انگیز قوت کو قائم رکھنے کے لئے نہایت ضروری ہیں اور انہی اصولوں کو چھوڑ کر مسلمان انتشار اور درماندگی کا شکار ہوئے۔

چینی وفد کے تحائف

چینی وفد کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے سے چین کی دیرینہ تہذیب کی جھلکیوں سے بے حد مسرت ہوتی تھی اور ان کی عادات و اطوار میں باوجود مغربی طرز زندگی اور لباس کے مشرقیت کا حسین امتزاج نظر آتا تھا۔ یہ وفد جہاں بھی گیا جس کسی سے ملا۔ اس نے کوئی نہ کوئی تحفہ دیا۔ چنانچہ اس موقعہ پر بھی انہوں نے سجاوٹی سفیاں جو بانس کے چھلکے کی بنی ہوئی تھیں اور ان پر قرآن مجید کی آیات نہایت خوبصورت طریق پر لکھی ہوئی تھیں۔ ایک طرف مسجد اقصیٰ کی تصویر اور دوسری طرف مکہ معظمہ کی تصویر اور درمیان میں مدینہ منورہ کی تصویر تھی۔ ایک ایسا تحفہ انہوں نے جناب ڈاکٹر عطاء اللہ صاحب صدر جماعت سیالکوٹ چھاؤنی اور دوسرا جناب شیخ نثار احمد صاحب سیکرٹری جماعت چھاؤنی کو دیئے۔

انڈونیشی مہمان کی تقریر

اس حسین رسم کے بعد ہمارے انڈونیشی مہمان جناب پروفیسر محمد ارشاد صاحب نے نہایت خوش الحانی سے قرآن مجید پڑھا اور تحریک احمدیت کی اصل غرض و غایت پر روشنی ڈالی۔ انہوں نے کہا کہ اسلام ایک زندہ مذہب ہے۔ اس کا رسول زندہ۔ اس کی کتاب زندہ حقیقتوں کی حامل ہے مسلمانوں کو چاہیئے کہ اس زندگی بخش پیغام کو نہ صرف خود اپنائیں بلکہ اس کی اشاعت کے لئے اپنی تمام تر قوتیں صرف کر دیں۔ انہوں نے انڈونیشیا میں جماعت احمدیہ لاہور کی سرگرمیوں کی تفصیلات مختصراً بیان کیں اور بتایا کہ دیگر کتب کے علاوہ قرآن مجید کے ڈچ اور انڈونیشیا تراجم شائع ہو چکے ہیں اور اب مزید تراجم کا کام زیر تکمیل ہے۔ انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ موجودہ دور کے امام حضرت مسیح موعودؑ نے اسلامی تعلیمات پر غور و فکر کرنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کے لئے جن خطوط کی نشاندہی کی آج اسی طرز فکر نے اسلام کی افادیت اور فوقیت کو دنیا پر ثابت کر دیا۔

وقت کی تنگی کی وجہ سے وہ اپنی تقریر کو جاری نہ رکھ سکے کیونکہ سرکاری عصرانے میں شرکت کے لئے بھی جانا تھا۔ آخر میں جناب ڈاکٹر عطاء اللہ صاحب نے بیرونی مہمانوں کا شکریہ ادا کیا اور تبلیغ اسلام کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے تحریک احمدیت کے کارناموں کی طرف حاضرین کو توجہ دلائی۔

سرکاری عصرانہ میں شرکت

اس کے بعد ہمارے مہمان جناب شیخ نثار احمد صاحب، جناب شیخ انعام اللہ صاحب اور دیگر معززین کے ہمراہ جناح ہال تشریف لے گئے۔ جہاں سیالکوٹ کے جناب ڈپٹی کمشنر صاحب کی صدارت میں جناب صدر ایوب صاحب کی کامیابی کے سلسلہ میں ایک تقریب کا اہتمام کیا گیا تھا۔ یہاں بھی مشاعرے کے . . . .

بعد جناب ڈپٹی کمشنر صاحب نے ان مہمانوں کا تعارف کرایا اور ان کو اپنے خیالات کے اظہار کرنے کے لئے کہا۔ جناب حاجی محمد اسحاق صاحب ہوشیو اور جناب پروفیسر محمد ارشاد صاحب نے فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں کے دوبارہ صدر منتخب ہونے پر پاکستانی بھائیوں کو مبارکباد پیش کی اور اپنے اپنے ملک میں اسلامی خدمات کے کاموں کی تفصیلات مختصراً بیان کیں۔ ۲۰ ہزار پر مشتمل اس مجمع نے معزز مہمانوں کی تقاریر کو نہایت شوق سے سنا اور بار بار تالیوں سے خوشی کا اظہار کیا۔ اخبار مشرق نے اپنے شمارہ مورخہ ۵ رجنوری میں ہمارے مہمانوں کی تقاریر کے صرف اس حصہ کی رپورٹ درج کی ہے جو انہوں نے فیلڈ مارشل محمد ایوب خان صاحب کے دوبارہ منتخب ہونے کے بارہ میں کی تھی۔ یہ رپورٹ ذیل میں من و عن درج کی جاتی ہے:-

" شام کو جناح ہال میں مسٹر ایس اے جیلانی ڈپٹی کمشنر کی صدارت میں مشاعرہ منعقد ہوا جس میں انڈونیشیا کے پروفیسر ارشاد احمد اور چین کے خیر سگالی وفد کے قائد حاجی محمد اسحاق نے بھی شرکت کی۔

حاجی محمد اسحاق نے پاکستان کی ترقی کی تعریف کرتے ہوئے کہا پاکستان کے باشندوں نے صدر ایوب کو دوبارہ منتخب کر کے اپنی سیاسی بصیرت کا ثبوت دیا ہے۔

انڈونیشیا کے پروفیسر نے کہا کہ پاکستان اور انڈونیشیا کے درمیان صدر ایوب کے عہد میں بہت گہرے مراسم پیدا ہوتے ہیں اور دونوں ملک اسلام کی ترقی کے لئے کوشاں ہیں۔ انہوں نے کہا پاکستان کے عوام نے صدر ایوب کو دوبارہ سربراہ مملکت منتخب کر کے بڑی دور اندیشی کا ثبوت دیا ہے"

۵ رجنوری کو بعد از دوپہر سیالکوٹ سے واپسی ہوئی۔ مہمانوں کو الوداع کہنے کے لئے جناب شیخ نثار احمد صاحب، جناب شیخ انعام اللہ صاحب اور جناب برکت اللہ صاحب سٹیشن پر موجود تھے سیالکوٹ کے قیام کے دوران میں ان بیرونی مہمانوں کے قیام اور طعام وغیرہ کے انتظامات کے لئے انجمن جناب شیخ نثار احمد صاحب، جناب شیخ انعام اللہ صاحب اور غلام قادر اینڈ کمپنی کے مالکان کی ممنون ہے۔ جنہوں نے اپنی گوناگوں مصروفیتوں کے باوجود ان معززین کی خاطر مدارات میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء

دورۂ لائل پور

۹ رجنوری ۱۹۶۵ء کو چینی مہمانوں کا وفد حبیب الرحمٰن صاحب صادق کی معیت میں لائل پور گیا۔ لائل پور اسٹیشن پر محترم میاں فضل احمد صاحب مینیجنگ ڈائرکٹر پریمیئر کلاتھ ملز لمیٹڈ اور دیگر بزرگان احباب جماعت نے معزز مہمانوں کا پرجوش استقبال کیا اور ان کو مکرم میاں صاحب موصوف کے ہاں ٹھہرایا گیا۔ سرشام وفد کو پریمیئر کلاتھ ملز۔ گورنمنٹ زراعتی کالج اور شیخ میاں محمد مظہر منشی ہسپتال کا معائنہ کرایا گیا۔ بعد ازاں جناب میاں محمد امین صاحب مالک لائلپور ڈیری فارم کی دعوت پر ان کے ہاں روزہ افطار کیا گیا۔ اس دعوت میں مکرم الحاج شیخ میاں محمد صاحب۔ محترم میاں فضل احمد صاحب مولانا مرزا مظفر بیگ صاحب اور دیگر احباب شریک تھے۔ اگلے روز صبح کو یہ وفد بذریعہ موٹر کار چنیوٹ روانہ ہوا جہاں میاں محمد ٹرسٹ کے قائم کردہ ہسپتال کے معائنہ کے بعد ربوہ گئے۔ صاحبزادہ ناصر احمد صاحب اور دیگر معززین جماعت ربوہ سے ملاقات کی۔ صاحبزادہ صاحب نے وفد کے قیام پر اصرار فرمایا مگر پیہم مصروفیات کی وجہ سے وفد نے معذرت چاہی اور لائل پور واپس آ گئے۔ اسی روز شام افطاری محترم میاں فضل احمد صاحب کے ہاں ہوئی۔ جس میں معزز احباب جماعت نے شرکت فرمائی اور لاہور سے میاں عبدالغنی بٹ صاحب بھی شریک ہوئے۔ کھانے کے بعد قائد وفد جناب الحاج امام اسحاق سیاپنگ تانگ صاحب نے چینی زبان میں احباب سے خطاب کیا اور جناب حاجی یوسف ماین شو صاحب نے انگریزی زبان میں اس کا ترجمہ کیا۔ انہوں نے چین میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی تحریک و قیام پر روشنی ڈالی۔ انہوں نے کہا کہ ہمارا ملک حضرت امیر مرحوم مولانا محمد علی صاحب کے بے نظیر لٹریچر کے ذریعہ اس تحریک سے متعارف ہوا ہے اور ہم نے اس انجمن کی شاخ قائم کی ہے۔ اور انجمن کی شائع کردہ کتب چینی زبان میں ترجمہ کی ہے اور ایک مسجد بھی تعمیر کی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ آج کے دور میں ہمارے ملک میں بالخصوص اشاعت اسلام کی انتہائی ضرورت ہے۔ اور ہمیں یقین ہے کہ وہاں دعوت و تحریک اسلام کا فروغ اسی جماعت کے طفیل ہی ہوگا۔ اور اسی طریق پر ہوگا جس کی نشاندہی امام وقت نے فرمائی ہے۔ چینی امام صاحب نے فرمایا کہ جو جماعت دنیا میں بڑی جرأت سے تبلیغ اسلام کا کام کر رہی ہے وہ اپنے کارناموں سے تاریخ کا سنہری باب مرتب کر رہی ہے۔ آپ نے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی بے نظیر تاریخی خدمات اسلام پر بہت پر زور خراج تحسین ادا کیا۔ بعد ازاں مکرم میزبان نے معزز مہمانوں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ایک موثر تقریر فرمائی۔ جس کا ترجمہ الحاج یوسف ماین شو صاحب نے چینی زبان میں کیا۔ میاں صاحب کی دلپذیر تقریر کے بعد محترم میزبان اور معزز مہمان نے تحائف کا تبادلہ فرمایا وفد مذکور اگلے روز مورخہ ۱۱ رجنوری کو ربوہ واپس آ گیا۔

دورہ راولپنڈی

مورخہ ۱۴ رجنوری ۱۹۶۵ء کو وفد مذکور حبیب الرحمٰن صادق صاحب کی راہنمائی میں راولپنڈی روانہ ہوا۔ راولپنڈی اسٹیشن پر احباب جماعت راولپنڈی نے معزز وفد کا پرتپاک استقبال کیا

اس روز احباب سلسلہ نے معزز مہمانوں سے ملاقات کی اور تحائف کا تبادلہ ہوا۔ اگلے روز وفد نے پاکستان ہاؤس اور راول ڈیم کی سیر کی۔ نماز جمعہ کے وقت مولینا محمد یعقوب خاں صاحب نے انگریزی میں تقریر فرمائی۔ جس کا ترجمہ چینی زبان میں کیا گیا۔ اسی روز شام ملک ظفر اللہ خان صاحب اور ملک روح اللہ خان صاحب نے افطاری پر معزز مہمانوں کو دعوت دی اور جماعت راولپنڈی نے بڑے خلوص و جذبہ سے وفد مذکور کی خاطر و تواضع کی۔ اور دلی خلوص و محبت کا اظہار فرمایا۔

دورۂ پشاور

۱۶ر جنوری کو یہ وفد راولپنڈی سے پشاور پہنچا۔ اسٹیشن پر ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب۔ محمد الرحمٰن صاحب اور دیگر معززین جماعت نے گرمجوشی سے استقبال کیا۔ مکرم شیخ میاں ظہور احمد صاحب کے ہاں تین روز تک قیام رہا۔ یہ وفد محمد الرحمٰن صاحب سیکرٹری جماعت پشاور کی نگہداشت میں جمرود لنڈی کوتل اور طورخم بھی گیا اور واپسی پر وارسک ڈیم کی سیر بھی کی۔ قیام پشاور کے دوران جماعت احمدیہ پشاور نے وفد کے اعزاز میں افطاری کی دعوت دی۔ اس تقریب پر صدر جماعت پشاور جناب ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب و سیکرٹری جماعت محترم محمد الرحمٰن صاحب اور الحاج یوسف ما پن صاحب کی تقاریر ہوئیں اور نماز مغرب ادا کی گئی۔ صدر جماعت ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب نے بھی وفد محترم کو دعوت افطاری دی۔ یہ وفد ۱۸ر جنوری کو واپس لاہور پہنچا۔

۲۳ رمال روڈ میں تقریر

جنوری ۱۹۶۵ء کو ۲۳ رمال روڈ میں محترم میاں اللہ بخش صاحب کے زیر اہتمام ایک مجلس درس قرآن منعقد ہوئی اس مجلس میں حاضرین کی استدعا پر حاجی محمد اسحاق ہوشیو نے تقریر کی جس میں انہوں نے فرمایا :۔

قیام پاکستان کے بعد سے ہماری دلی خواہش تھی کہ بچشم خود آپ کی تبلیغی مساعی کی ترقی کو دیکھیں۔ خدا کا شکر ہے کہ آج ہماری یہ خواہش پوری ہوئی۔

میں خاص طور پر آج بے حد خوش ہوں کہ مجھے اس اجتماع سے خطاب کرنے کی سعادت نصیب ہوئی جو اسلامی جذبہ سے سرشار اور اخوت اسلامی میں منسلک ہے۔ مجھے یقین ہے کہ عنقریب زیادہ جوشیلے لوگ اسلام کی اس خدمت کو بجالانے کے لئے ہمارے ساتھ شامل ہوں گے۔ اسلام کا مستقبل روشن ہے اور اس لئے تبلیغ اسلام کی ترقی کے مواقع زیادہ آ گئے ہیں۔

چائنیز مسلم یوتھ لیگ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی شکر گذار ہے جنہوں نے اپنی پچاس سالہ گولڈن جوبلی میں شرکت کی ہمیں دعوت دی اور ہم نے اسے بصد خوشی قبول کیا۔ اور آج آپ کے سامنے موجود ہیں ہمیں پاکستان آئے ہوئے آج پندرہ دن ہو چکے ہیں۔ ان پندرہ دنوں میں ہمیں آپ کے متعدد رہنماؤں سے ملنے اور گفتگو کرنے کا موقعہ ملا ہے۔ ہم نے کئی ایک صنعتی اور معاشرتی بہبود کے ادارے دیکھے ہیں اور اس ترقی سے بے حد متاثر ہوئے۔ ہمیں اس دوران میں آپ کے معتمد احباب سے اسلام اور اسلامی تمدن کے بارے میں تبادلہ خیالات کا موقع بھی ملا۔

جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں دنیا میں تحریک احمدیت کے متعلق بہت سی غلط فہمیاں پھیلائی گئی ہیں لیکن ہم اس حقیقت کو بھی بخوبی جانتے ہیں کہ اعتراضات اپنے اندر ایک صحت مند پہلو بھی رکھتے ہیں وہ یہ کہ غیر احباب میں ہمارے عقائد اور کاموں کے متعلق تفصیلات معلوم کرنے کی دلچسپی پیدا ہونے لگتی ہے۔ ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم اس مخالفت کو نہایت صبر سے برداشت کریں اور اسلام کی بنیادی تعلیمات اور تحریک احمدیت کے پیغام کی اشاعت میں مشغول ہو جائیں تاکہ اس طرح تحریک کے متعلق بے بنیاد غلط فہمیاں خود بخود دور ہو جائیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ تحریک احمدیت سے نفرت کرتے ہیں اور اس کی مخالفت کرتے ہیں ان کو اس کے عقائد اور اشاعت اسلام کے کام سے بکلی ناواقفیت ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ احمدی رسول اکرم صلعم کو آخری پیغمبر نہیں مانتے حالانکہ اس تحریک کے بانی حضرت مرزا غلام احمدؑ نے بارہا اپنی تحریرات اور تقاریر میں اس غلط پروپیگنڈا کی تردید کی ہے۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا خصوصی اردو ترجمان پیغام صلح اپنے سرورق پر حضرت مسیح موعودؑ کے چند اشعار درج کرتا ہے جن میں بڑے زور سے یہ کہا گیا ہے کہ ہم حضرت رسول کریم صلعم کو آخری نبی مانتے ہیں اور یہ کہ ان پر تمام نبوتیں ختم ہو چکی ہیں اب نہ کوئی نیا نبی آسکتا ہے اور نہ پرانا۔

دنیا کی تاریخ کے مطالعہ سے یہ حقیقت واضح طور پر سامنے آئے گی کہ ہر نئے نظریے کی ہر جائز و ناجائز طریق پر شدید مخالفت ہوئی۔ لیکن ایسے نظریات اور تحریکات بالآخر کامیاب ہوئیں کیونکہ ان میں درماندہ معاشرہ کے لئے زندگی بخش سچائی اور فلاح موجود ہوتی ہے۔ ان نظریات کے علمبرداروں نے مخالفت کو نہایت صبر اور ہمت سے برداشت کیا۔

جمہوریہ چین کے دستور میں بلا امتیاز تمام مذاہب کو عبادت اور تبلیغ کرنے کے حق کی ضمانت کی گئی ہے۔ نیز چینی مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کی خاطر ۱۰ نشستیں قومی اسمبلی میں مخصوص ہیں۔

سارے چین میں مسلمانوں کی تعداد سات کروڑ ہے۔ ہماری تنظیم چائنیز مسلم یوتھ لیگ ہی واحد تنظیم ہے جو کہ تحریک احمدیہ کو چین میں متعارف کرا رہی ہے اور اس تحریک کے قیمتی اور خیال افروز لٹریچر کو چینی زبان میں ترجمہ کر رہی ہے اور مختلف موقعوں پر تقاریر کے ذریعہ اس تحریک کے نقطہ نگاہ کو پیش کرتی ہے۔ صرف گذشتہ دس سال سے ہمارا تعلق آپ کی انجمن سے ہوا ہے اور اب تک ہم نے جن کتب کا چینی زبان میں ترجمہ اور اس کی اشاعت کی ہے ان کے نام یہ ہیں :۔

(۱) ٹیچنگز آف اسلام مصنفہ حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعودؑ

(۲) لونگ تھاٹس آف پرافٹ محمدؐ مصنفہ حضرت مولینا محمد علی رح

(۳) اسلامک لاء آف میرج اینڈ ڈائیورس مصنفہ حضرت مولنا محمد علی رح

(۴) محمد مصطفےٰ مصنفہ حضرت مولینا محمد علی صاحب رح

ان کتب کی اشاعت نے مسلمانوں اور غیر مسلموں دونوں سے داد حاصل کی ہے۔ گو چند پرانی وضع کے علماء نے ہماری ان مطبوعات کو احمدیہ تحریک کے متعلق غلط فہمیوں کی وجہ سے پسند نہیں کیا تاہم ابھرتے ہوئے جدید علوم سے مذہبی ذہنوں نے اسلام کے متعلق اس کے ترقی پسند اور حقیقت پسند نقطہ نگاہ کو بہت سراہا ہے۔

ہمیں یقین ہے کہ ہم جلد ہی اس تحریک کے متعلق غلط فہمیوں کو دور کر سکیں گے۔ یہ تحریک ہی ہے جو اسلام کے پیغام کو موثر طریق پر دنیا کے کناروں تک پہنچانے کا کام نہایت کامیابی سے کر رہی ہے۔ ہم یہ بھی یقین رکھتے ہیں کہ یہ تحریک ہمارے تمدن اور طرز فکر کی راستی میں نمایاں کردار ادا کرے گی۔

کسی قسم کے خیالات یا کسی نظریہ کی جو بالخصوص اس زندگی اور اخروی زندگی کے بسر کرنے کے متعلق ایک لائحہ عمل پیش کرتا ہو، اشاعت کے لئے ایک مضبوط تنظیم کی ضرورت ہے۔ اگرچہ ہمارا مذہب پختہ اور ترقی پسند خیالات و اعمال پر مبنی ہے لیکن دنیا کے بہت سے ملکوں میں اس کے ماننے والے اقلیت میں ہیں اور چین میں بھی مسلمانوں کی تعداد کی یہی صورت ہے۔ دوسری طرف عیسائیت کی پشت پناہی کئی سرکاری اور غیر سرکاری ادارے کر رہے ہیں۔ فارموسا میں چالیس ہزار مسلمان ہیں، ان میں سے دس ہزار ہماری لیگ کے ممبر ہیں۔ یہ لیگ جیسا کہ آپ کو علم ہے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے عقائد اور مقاصد کی حامی ہے اور ان پر پوری مضبوطی سے قائم ہے۔ ہمارے ہاں مذہب اسلام کی ترویج و اشاعت کے لئے یوں تو کئی ایک تنظیمیں موجود ہیں لیکن ایک بین الاقوامی تنظیم کی ضرورت شدت سے محسوس ہو رہی ہے جو کہ تبلیغ اسلام کے لئے ہماری بین الاقوامی مساعی میں رابطہ پیدا کرے اور معین طور پر ان کی تنظیم کرے۔ پاکستان اسلامی بنیادوں پر استوار کیا گیا ہے، یہاں مسلمانوں میں اسلام پر مضبوط یقین اور ایک جوش پایا جاتا ہے اس لئے اسلامی دنیا میں اسے ایک خاص مقام حاصل ہے۔ ہم نہایت اخلاص سے امید رکھتے ہیں کہ عنقریب پاکستان تبلیغ اسلام کے کام کو وسعت دینے کی خاطر ایک بین الاقوامی تنظیم قائم کرے گا۔ ہم یہ بھی امید رکھتے ہیں کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور جو کہ اب تک تبلیغ اسلام کے میدان میں حیرت انگیز کام کر چکی ہے اپنی سرگرمیوں کو اور ترقی دے گی اور چین کے دور دراز کونوں تک جو تہذیب کا دیرینہ گہوارہ ہے اس ربانی پیغام کو پہنچانے میں کوئی پوری مستعدی دکھائے گی۔

آخر میں میں اپنی طرف سے اور اپنے رفقاء کی طرف سے صاحب صدر اور اراکین احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا دل سے شکر گذار ہوں جنہوں نے ہمارے اس مختصر لیکن یادگار قیام کو ہر طرح سے آرام دہ اور خوشگوار بنایا۔ اب ہم آپ سے رخصت ہوتے ہیں اور جلد واپسی کے سفر پر گامزن ہو جائیں گے لیکن اپنے ساتھ آپ کی ہمیشہ یاد رہنے والی خوشگوار یادیں لے جائیں گے۔

ایک دعوت عصرانہ میں تقریر

۱۷ر جنوری ۱۹۶۵ء کو محترم میاں سعید احمد صاحب ملتانی کی طرف سے کارڈینیا ہوٹل میں چینی مسلمانوں کے اعزاز میں ایک عصرانہ دیا گیا۔ جس میں امام صاحب حاجی محمد اسحاق ہوشیو نے حسب ذیل خیالات کا اظہار فرمایا :۔

جب سے پاکستان وجود میں آیا ہے فارموسا کے مسلمانوں کے دلوں میں اس وقت سے یہ اُمنگ چٹکیاں لے رہی ہے کہ ان کو پاکستان جانا نصیب ہو کہ وہ اس عظیم اسلامی مملکت کی اس مختصر سے عرصہ میں مختلف شعبوں کی ترقی کو بچشم خود ملاحظہ کریں۔ خدا کا شکر ہے کہ ستر سال کی لمبی مدت کے بعد خدا نے ہمیں یہ مبارک موقع فراہم کیا اور ہماری دیرینہ خواہش کو پورا کیا۔

آج ہم انتہائی خوش ہیں کہ ہمیں مسلم نوجوانوں کے اس اجتماع سے خطاب کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ ہمیں اسلامی برادری کے رشتہ نے ایک اخوت میں منسلک کر رکھا ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ مستقبل قریب میں نوجوانوں کی اور بھی جماعتیں اور تحریکات خدا کے پیغام کی اشاعت کے لئے میدان عمل میں نکل پڑیں گی۔

ہم ہزاروں میلوں کا طویل سفر طے کر کے پاکستان پہنچے ہیں۔ ہم ایک بالکل مختلف زبان جانتے اور بولتے ہیں۔ ایک بالکل مختلف تمدن اور آب و ہوا میں بستے ہیں لیکن ان اختلافات کے باوجود اسلامی برادری کی وحدت کیش طاقت نے ذہنی اور وجدانی طور پر ہمیں اتنا قریب کر دیا ہوا ہے کہ ہم یہاں بھی اپنے آپ کو بالکل اپنوں میں محسوس کرتے ہیں۔ یہ اسلام کی ایسی یکتا صفت ہے جس کی مثال آج تک کوئی بھی مذہب یا نظریہ حیات انسانی تاریخ میں پیش نہیں کر سکا۔ ایک زندہ خدا اور ایک انسانی برادری میں یقین کامل اسلامی تعلیمات کے بنیادی پتھر کی حیثیت رکھتے ہیں۔ آج کی ترقی یافتہ دنیا اسلام کی بین الاقوامی تعلیمات کی وجہ میں اسلام اپنی وحدت اور بین الاقوامیت کی بناء پر اقوام عالم کی راہنمائی کا بہترین کردار ادا کر سکتا ہے۔

آپ یہ معلوم کر کے خوش ہوں گے کہ یہ صرف آپ کا ہی ملک ہے جو ہمیں اسلامی تعلیمات پر قیمتی کتب مہیا کرتا رہتا ہے۔ امام ربانی اور اس دَور کے مجدد حضرت مرزا غلام احمد صاحب اور ان کے شاگردان رشید حضرت خواجہ کمال الدین مرحوم اور حضرت مولینا محمد علی مرحوم مغفور کی تحریرات نے ایک اچھوتے انداز میں اسلام کی تعلیمات کے زندگی بخش اور عملی اقدار سے روشناس کرایا۔ ہم آپ کے اس پاک ملک یعنی پاکستان کے ان روحانی ستاروں کے بحد ممنون ہیں۔

دنیا کے دوسرے حصوں میں رہنے والے مسلمانوں کی آپ سے جو تبلیغ اسلام کے علمبردار ہیں بہت سی امیدیں وابستہ ہیں۔ ہم احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے صدر اور ممبران کے بحد مشکور ہیں جنہوں نے انجمن کی ۵۰ سالہ گولڈن جوبلی میں شمولیت کی دعوت دی۔ یہ انجمن اتحاد مسلمین اور تبلیغ اسلام کی نہ صرف علمبردار ہے بلکہ ان مقاصد کے لئے سرگرم عمل ہے۔ اس نے دنیا کے مختلف ممالک میں اسلامی مشن قائم کئے ہیں اور اسلام پر انگریزی اور اُردو کے علاوہ دیگر زبانوں میں قیمتی لٹریچر پیدا کیا ہے اور اس لٹریچر کو زیادہ سے زیادہ حلقوں میں پہنچانے کے لئے بے مثال مالی قربانیاں کی ہیں۔ یہ انجمن اب تک قرآن مجید کا انگریزی، اردو، ڈچ، جرمن، جاوی زبانوں میں ترجمے کر چکی ہے۔ اب ہم نے قرآن مجید کا چینی زبان میں ترجمہ شروع کر دیا ہے۔

چینی زبان میں اسلام پر لٹریچر کی بے حد کمی محسوس کی جاتی ہے۔ چنانچہ ہم نے اسلامک ریویو کے نام سے ۱۹۵۴ء میں ایک ماہنامہ شروع کیا جس میں زیادہ تر مضامین انگریزی ماہنامہ اسلامک ریویو مجریہ لندن اور انگریزی ہفت روزہ دی لائٹ سے جو کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان ہے ترجمہ کئے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ ہم نے ٹیچنگز آف اسلام مصنفہ حضرت مرزا غلام احمدؒ، لونگ تھاٹس آف پرافٹ محمدؐ، اسلامک لاء آف میرج اینڈ ڈائیورس اور ریلجن آف اسلام کے جو کہ حضرت مولینا محمد علیؒ کی تصانیف ہیں چینی زبان میں تراجم کئے ہیں۔

ہم احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے اس بنیادی اصول کو کہ ہر وہ شخص جو کلمۂ توحید لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہے مسلمان ہے نہ صرف سراہتے ہیں بلکہ مضبوطی سے اس پر کاربند ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ اگر مسلمان ایک دوسرے کو معمولی معمولی باتوں پر کافر گردانتے کی بجائے اس سنہرے اصول پر مضبوطی سے عمل پیرا ہوں تو اس وحدت و یگانگت سے جو طاقت پیدا ہوگی وہ تاریخ کے صفحات کو بدل سکتے ہیں۔

اس عظیم اسلامی مملکت میں آنے کی ہماری سب سے بڑی غرض یہ ہے کہ ہم تبلیغ اسلام کے کام کی توسیع کے لئے جس کی ہمارے ملک میں بے حد ضرورت ہے تمام مسلمانوں کی امداد اور تعاون حاصل کریں۔ عیسائیت نے اپنے فرقوں کے باوجود جن میں باہم بہت ہی بنیادی اختلافات ہیں، ایک مشترک لائحہ عمل اختیار کر لیا ہے اور وہ سب بے دینی اور مادیت کا باہم مل کر مقابلہ کر رہے ہیں۔ تو کیا یہ ممکن نہیں کہ ہم جو کہ ایک کلمہ توحید لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے پڑھنے والے ہیں اپنے فروعی اختلافات کو دُور کر کے زندہ خدا کے پیغام کی اشاعت کے لئے ایک متحدہ محاذ قائم کریں۔

میرے پیارے بھائیو! اسلام زندہ اقوام کا مذہب ہے۔ وقت کی پکار کو سنو! آپ جو کہ اس ملک کے مستقبل کے رہنما ہیں آپ کو اس عظیم کام کا احساس کرنا چاہیئے۔ اور اس کی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کے لئے عزم پیدا کرنا چاہیئے۔ قومیں اور افراد معدوم ہو جاتے ہیں لیکن ان کے نیک خیالات اور نیک اعمال ان کے بعد چمکتے اور مہکتے رہتے ہیں ہم اُمید رکھتے ہیں اور دُعا کرتے ہیں کہ باہم خیر سگالی کے یہ جذبات پاکستان اور چین کے لوگوں کے تعلقات کو زیادہ مستحکم کریں گے۔

وفد کی واپسی

مورخہ ۱۹ جنوری ۱۹۶۵ء کو ہمارے چینی جہان پاکستان اور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے متعلق خوشگوار جذبات لئے ہوئے بذریعہ ہوائی جہاز واپس وطن روانہ ہوئے۔ راستہ میں کچھ دن کراچی میں وفد کا قیام رہا جہاں جماعت کراچی نے ان کے قیام و طعام کا خاطر خواہ انتظام کیا۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام انڈونیشیا کی مختصر تاریخ

(بسلسلہ صفحہ ۸)

کر رہے ہیں۔

(۲۶) - اسلام دی ریلیجن آف ہیومینیٹی از حضرت مولینا محمد علی صاحبؒ کا ڈچ ترجمہ جناب محمد حسین صاحب کر رہے ہیں۔

(۲۷) - اسلام دی ریلیجن آف ہیومینیٹی از حضرت مولینا محمد علی صاحبؒ کا انڈونیشی زبان میں ترجمہ جناب کیلان صاحب کر رہے ہیں۔

۲۸ - سیکریٹ آف ایگزسیٹنس از حضرت خواجہ کمال الدین صاحب انڈونیشی زبان میں ترجمہ کا کام جناب کنڈی صاحب سرانجام دے رہے ہیں۔

۲۹ - جیسس ان دی لائٹ آف بائیبل از بابو منظور الٰہی صاحب کا انڈونیشی زبان میں ترجمہ پروفیسر محمد ارشاد صاحب کر رہے ہیں۔

یہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام انڈونیشیا کی کارگزاری کی وہ مختصر رپورٹ ہے جو اس نے گذشتہ چالیس سالوں میں سرانجام دی ہیں۔ ہم سب کی پرخلوص دعائیں ہیں کہ وہ انجمن کے ارکین کو اس میدان میں زیادہ سے زیادہ کامیابی اور کامرانی عطا کرے اور ان کی پیش کردہ اسلامی تعلیمات سے مستفیض ہو کر مسلمان پھر سے دنیا کے رہبر بن سکیں۔

گھانا میں تبلیغی سرگرمیاں

(بسلسلہ صفحہ ۲)

جو رسول کریم صلعم کو گالیاں دے کر مسلم اور عیسائی گھانا والوں کو لڑاتے ہیں تم خوب یاد رکھو یہ طریق ہے .... نو آبادیات کا۔ اسی لئے میرا پیغام یہاں ہے کہ تم بھی رسول کریم صلعم کو جھوٹا نہ کہو تا کہ مسلمان اور عیسائی دوست بن جاویں اور تم ---------- نو آبادیاتی نعروں سے بچ جاؤ۔

مسجد کی تعمیر

ایک گاؤں میں ہمارے مشن نے ۲۰۰ پونڈ کے خرچ سے مسجد کھڑی کی ہے۔ لوگوں نے چندہ دیا ہے۔ اور اب وہاں باقاعدہ جمعہ ہوتا ہے اور نمازیں ہوتی ہیں اور ہمارا مشنری صالح وہاں مقیم ہے۔ یہ پگین گاؤں ہے لیکن وہاں نومسلمین کے لئے مسجد بنائی گئی ہے۔

علاج معالجہ وغیرہ

ہومیو دوائیں منگوائی گئی تھیں۔ چنانچہ اس تمام عرصہ میں قریباً ۱۰۰ مریضوں کا علاج کیا گیا اور بہت سے سکول اور کالج کے طلباء کو مختلف دینی علوم کا درس دیا گیا جس سے انہیں مشن کے کام سے ہمدردی پیدا ہوئی۔

افریقہ میں اسلام اور عیسائیت کی کشمکش

ایک سوڈانی نوجوان کا لیکچر

جلسہ گولڈن جوبلی سے چندماہ پیشتر ایک سوڈانی نوجوان مسٹر ابراہیم الیاس نائیجیریا کے علاقہ کانو سے تشریف لائے تھے۔ جہاں قاضی عبدالرشید صاحب ایڈووکیٹ انجمن کی طرف سے تبلیغی خدمات سرانجام دے رہے ہیں یہ صاحب وہاں بطور ٹیچر کام کرتے تھے، لیکن تبلیغ اسلام کا شوق انہیں پاکستان کھینچ لایا۔ جہاں ان کا ارادہ دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ ڈاکٹری کی تعلیم حاصل کرنا ہے جس کے بعد وہ افریقہ میں بطور ایک میڈیکل ڈاکٹر جسمانی علاج کے ساتھ دینی اور تبلیغی کام بھی کریں گے۔ ذیل کا لیکچر موصوف نے جلسہ گولڈن جوبلی میں انگریزی میں دیا تھا جس کا اردو ترجمہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

صاحب صدر، خواتین و حضرات۔

سب سے پہلے میں آپ سب کا شکر گزار اور ممنون ہوں جنہوں نے مجھے یہ موقع فراہم کیا کہ میں آج کے اس اجلاس سے خطاب کروں۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ آپ مجھ سے یہ توقع کر رہے ہوں گے کہ میں افریقہ میں عیسائی مشنریوں کی سرگرمیوں اور اسلام کی تبلیغی مساعی کی کچھ تفصیلات آپ کو سناؤں۔

خواتین و حضرات! میرے پاس اتنا وقت نہیں کہ میں اس موضوع کو پورے طور پر نباہ سکوں۔

افریقہ میں اسلام کی ابتدائی سرگرمیاں

پیشتر اس کے کہ میں موضوع کی تفصیلات میں جاؤں، میں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ براعظم افریقہ میں اسلام کی ابتدائی حالت کے متعلق مختصراً عرض کر دوں۔

سب سے پہلے اسلام کا طلوع شمالی افریقہ میں ہوا جبکہ مسلمانوں نے حضرت عمر بن عبدالخطاب خلیفہ ثانیؓ کے عہد میں مصر کو فتح کیا۔ لیکن اس وقت اسلام شمالی افریقہ تک ہی محدود رہا۔ مغربی، مشرقی اور وسط افریقہ اسلام کے اثر سے باہر رہے۔ اس کی کچھ وجہ براعظم کے جغرافیائی حالات اور کچھ کسی منظم تبلیغی سرگرمیوں کا فقدان تھا۔ ۱۸۸۱ء میں ایک مذہبی رہنما نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا۔ اور برطانوی سامراجی حکومت اور افریقہ میں اس کے بڑھتے ہوئے اثر کے خلاف بغاوت کر دی۔ اس نے عیسائیوں اور بت پرستوں کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔ یہ بغاوت جو کہ مذہبی اور سیاسی اصلاح کی ایک تحریک تھی کافی حد تک کامیاب رہی۔ اور اسلام کا نور وسط افریقہ تک پھیل گیا۔ لیکن بدقسمتی سے محمد احمد المہدی کی موت واقع ہو گئی اور برطانوی حکومت کو براعظم میں قدم جمانے کا پھر موقع مل گیا، اور انہوں نے بڑی سختی سے اس تحریک کی سرگرمیوں کو کچل کر رکھ دیا۔

دوسری تحریک جس کے بانی موجودہ شمالی نائیجیریا کے وزیر اعظم الحاج احمد وبیلو کے دادا تھے جو مشرقی افریقہ میں ہجرت کر کے آئے تھے۔ انہوں نے بھی مغربی افریقہ میں تبلیغ اسلام کے لیے سخت کاوش کی۔ ان کی تگ و دو سے تین ریاستیں حلقہ اسلام میں داخل ہوئیں۔ لیکن برطانوی حکومت جو اب اپنے قدم جما چکی تھی۔ اس نے اس تحریک کو بھی سختی سے دبا دیا۔ اس وقت تک اسلام شمالی اور وسطی افریقہ میں دریائے نیل تک پھیل چکا تھا۔ اور مغربی افریقہ کی کچھ ریاستیں بھی اسلام کے زیر اثر آ چکی تھیں۔

یورپی سیاسی ایجنٹ مشنریوں کے بھیس میں

میں اپنے بیان کو عیسائی مشنریوں کی سرگرمیوں تک محدود رکھوں گا۔ مجھے امید ہے آپ میں سے بہت سے اس حقیقت سے واقف ہوں گے کہ براعظم افریقہ میں قیمتی معدنیات اور دیگر بیش بہا قیمتی چیزوں کے خزانے موجود ہیں اور اس کی وجہ سے بیشتر یورپی اقوام نے اس براعظم میں دلچسپی لینا شروع کی۔ ان تمام حالات کو محسوس کرتے ہوئے یورپی اقوام نے اپنے سیاسی ایجنٹ بھیجے جو مشنریوں کے بھیس میں افریقہ میں آئے۔ انہوں نے کلیسا قائم کیے جو دراصل افریقہ میں سیاسی سرگرمیوں کے مراکز تھے۔ انہوں نے افریقی سرداروں کے ذہنوں میں ایک دوسرے کے خلاف زہر بھر کر اپنے زیر اثر کر لیا۔ اور اس طرح انہوں نے اپنے پنجے غریب افریقیوں پر مضبوط کر لیے۔ مذہب کے نام پر انہوں نے براعظم کو خوب لوٹا۔ مختصر یہ کہ یورپی اقوام مذہب کی تبلیغ کی خاطر افریقہ میں نہیں آئی تھیں۔ بلکہ ان تبلیغی سرگرمیوں کے پس پشت سیاسی مقاصد تھے۔ کلیساؤں میں عیسائی پادریوں کے ذریعہ سے ان کے سامراجی آقا اپنی شر انگیز تدابیر کو عملی جامہ پہنواتے تھے۔ اور اس طرح آہستہ آہستہ وہ افریقی باشندوں کو غلام بنا کر لے جانے لگے۔ غلاموں کو لے جانے کے لیے جو جہاز استعمال کرتے تھے ان میں سے ایک کا نام عیسیٰ رکھ کر معصوم افریقیوں کو دھوکا دیکر لے جاتے رہے۔

اسلام کے خلاف معاندانہ کوششیں

اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو دنیا کے سامنے آزادی، مساوات، اور اخوت کا صحیح نظریہ پیش کرتا ہے۔ اس لیے یورپی اقوام نے پوری کوشش کی کہ یہ افریقہ کے لوگوں تک نہ پہنچے اور اس طرح یہ سامراجی قومیں ہی افریقہ کی دولت سے فائدہ اٹھا سکیں۔ انہوں نے اپنی پوری قوت صرف کر دی کہ اسلام کا نام براعظم افریقہ سے مٹ جائے اور اس غرض سے اس کی بدترین سے بدترین شکل لوگوں کے سامنے پیش کی۔ ان عیسائی مشنریوں کی معاندانہ سرگرمیوں کا اصل نشانہ مسلمان تھے۔ انہوں نے مسلمانوں میں تفرقہ پیدا کر دیا تاکہ وہ آپس میں لڑیں اور اس طرح ان کو کمزور کر کے وہ ان پر حکومت کرتے رہیں۔ اس طریق پر انہوں نے عیسائیت کو سیاسی اغراض کے لیے استعمال کر کے اپنے قدم مضبوط کر لیے اور دوسرا قدم ناچ گانے، شراب خوری، سگریٹ نوشی، رشوت ستانی کے گھناؤنے طریق کو ترویج دیکر اور لوگوں کے اخلاق کو مفلوج کر کے ان کی سوچ و فکر کو بیکار کر دیا۔

مسیحی ہتھکنڈوں کا انکشاف

رفتہ رفتہ افریقی ریاستوں کے اہل دانش کو یہ سمجھ آئی کہ یہ عیسائی مشنری مذہبی اغراض سے نہیں بلکہ سیاسی اغراض سے یہاں سرگرم عمل ہیں۔ اور یہاں یہ سیاسی ایجنٹوں اور جاسوسی پروگراموں پر عمل کرتے ہیں گذشتہ سال حکومت سوڈان نے اس حقیقت کی نقاب کشائی افریقی ریاستوں کے سربراہوں کے اجلاس میں کی جو ادیس ابابا میں منعقد ہوا۔ جب اجلاس میں سوڈان کے اس ریزولیوشن پر بحث شروع ہوئی تو افریقہ کی عیسائی ریاستوں نے اس کی شدت سے مخالفت کی۔ اور یہ سوال اٹھایا کہ سوڈان اپنے اس فعل کا جواز پیش کرے کہ اس نے عیسائی مشنریوں کو اپنے ملک سے کیوں نکال دیا ہے۔ حکومت سوڈان نے اپنے فعل کی تائید میں بعض دستاویزات پیش کیں اس واقعہ کے چند ہی ماہ بعد گھانا کے صدر نکرومہ کو جب یہ ثبوت فراہم کیا گیا کہ یہ حکومت کا تختہ اُلٹنے کی کوشش کر رہے تھے تو اس نے چند عیسائی مشنریوں کو ملک سے نکال دیا۔ عیسائی مشنریوں کے یہ پوشیدہ ہتھکنڈے افریقی لوگوں پر اب عیاں ہو گئے ہیں اور اب ان کا ان عیسائی مشنریوں پر سے اعتماد ۔۔۔۔۔۔ بالکل اُٹھ گیا ہے۔

اسلام کا روشن مستقبل

ان حالات نے اسلام کے لیے سازگار ماحول پیدا کر دیا ہے۔ اس کے علاوہ بعض اور عناصر بھی ہیں جن کی بنا پر افریقہ میں اسلام کا مستقبل نہایت روشن ہے۔

ضروری تحریکات اعلانات

ایک ضروری تجویز

میرے معزز بھائیو! میں آپ کے سامنے ایک تجویز پیش کرتا ہوں مجھے امید ہے کہ آپ میری اس تجویز کو ضرور منظور فرمائیں گے۔ آپ اس حقیقت سے بخوبی واقف ہیں کہ موجودہ دور میں تبلیغ اسلام کے کام کو وسیع پیمانے پر کرنے کے لیے کافی سرمایہ کی ضرورت ہے۔ اس لیے ایسی تحریک کی سرگرمیوں کو چلانے کے لیے مستقل آمدنی کی کوئی صورت ضرور ہونی چاہیئے۔ انجمن کو چاہیئے کہ کوئی ایسا طریق اختیار کرے کہ جب کبھی کوئی ایسا پروگرام مرتب کرنا پڑے جس کے لیے مالی وسائل کی ضرورت ہو تو انجمن اس فوری ضرورت کو پورا کرنے کے قابل ہو۔ یہ کہتے ہوئے مجھے یہ احساس ہے کہ تحریک میں ایسے کتنے ہی اشخاص ہیں جنہوں نے اپنا وقت، مال اور تمام ذرائع اس کام کے لیے وقف کر رکھے ہیں اور ضرورت پیش آنے پر زیادہ سے زیادہ قربانی پیش کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ خدا ان سب کو زیادہ سے زیادہ اجر دے لیکن میں یہ ضرور کہوں گا کہ انجمن کو خود کفیل ہونے کی طرف چند مؤثر اقدامات کرنے چاہیئے۔ اس سلسلہ میں ایک تجویز تجارتی کمپنی کا قیام بھی ہو سکتی ہے۔ یہ خیال بعض کے نزدیک مضحکہ خیز ہو لیکن اگر ذرا سنجیدگی سے اس پر غور کیا جائے تو اس کی عملی افادیت آپ پر عیاں ہو جائے گی۔ آپ یہ سن کر حیران ہوں گے کہ اس دنیا کی سب سے بڑی تجارتی کمپنی کی مالک ایک عیسائی تحریک ہے۔ اس کا تمام منافع عیسائیت کی تبلیغ اور عیسائیوں کی فلاح و بہبود۔ ان کی تعلیم، مذہبی، معاشرتی اور جسمانی دیکھ بھال کے لیے صرف ہوتا ہے۔ اگر ہم بھی اپنی تحریک کے پروگراموں کے لیے روپیہ فراہم کرنے کی غرض سے ایسے وسائل اختیار کریں تو میرے نزدیک اس میں کوئی حرج نہیں ہوگا۔ مجھے امید ہے کہ میں نے اپنی اس تجویز کو مختصراً ایسے رنگ میں پیش کر دیا ہے کہ آپ پر اس کی افادیت ظاہر ہو چکی ہو گی۔

احمدیت کے تین ستارے

اب میں اپنے نوجوان بھائیوں سے اپیل کرتا ہوں کہ انہیں آگے آنا چاہیئے اور اپنی قابلیت، قوت، دولت اور زندگی اس ربانی تحریک کے لیے وقف کر دینا چاہیئے۔ ہم میں سے ہر ایک اس تحریک کے تین ستاروں کے نمونہ سے بخوبی واقف ہے۔

یہاں تک مجھے علم ہے ہمارے حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب نے اپنی ساری زندگی اس تحریک کے لیے وقف کر دی۔ نہ کوئی دولت جمع کی اور نہ کوئی جائداد بنائی۔ حضرت مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ کی عظیم شخصیت نے انگریزی زبان میں وہ گرانمایہ کتب دالٹریچر پیدا کیا جس نے بیرونی ممالک میں اسلام کے متعلق ایک صحت مند تبدیلی پیدا کی۔ اور اگر میں یہ کہوں تو مبالغہ نہ ہوگا کہ حضرت مولانا مرحوم کی شخصیت اس تحریک میں مرکزی حیثیت رکھتی ہے۔ حضرت مولانا مرحوم نے جہاں تک مجھے علم ہوا ہے، دو دفعہ اس تحریک کے لیے اپنی زندگی قربان کی۔ ایک دفعہ تو شروع میں اپنے روشن دنیاوی مستقبل کو چھوڑ کر قادیان میں حضرت مسیح موعودؑ کے قدموں میں بیٹھے اور اپنی اردو اور انگریزی تحریروں سے مذہبی دنیا میں ایک ارتعاش پیدا کر دیا۔ اور دوسری دفعہ قادیان سے ہجرت کر کے لاہور میں بالکل نئے سرے سے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام" کی بنیاد رکھی اور اس کے لیے دن رات کوشاں رہے اور اپنی موت تک اس کو ایک بین الاقوامی شہرت کا ادارا بنا دیا۔ حضرت مولانا مرحوم زندہ ہیں۔ ان کے ہی شاہکار ابد تک ان کے نام کو زندہ رکھیں گے

تیسرا ستارہ حضرت خواجہ کمال الدین مرحوم مغفور ہیں جنہوں نے دنیا کے تقریباً بیشتر حصہ کا سفر کیا اور اسلام کی تعلیم کو غیر مسلموں کے سامنے پیش کیا۔ اور دوکنگ مسلم مشن کو مضبوط بنیادوں پر استوار کیا۔ اور اپنی جائداد کو مشن کے لیے وقف کر دی۔

نوجوانوں سے اپیل

نوجوانوں کو چاہیئے کہ وہ ان چمکتے ہوئے نمونوں کو اپنے سامنے رکھیں اور ان کی پیروی کا عزم پیدا کریں۔ نوجوانوں کو یہ جان لینا چاہیئے کہ اسلام کی اشاعت کا کام ہم سے قربانی چاہتا ہے اور قربانی و ایثار کے بغیر ہم عیسائی چیلنج کا مقابلہ نہ کر سکیں گے۔ اور بزرگوں سے میری التماس ہے کہ وہ نوجوانوں کی حوصلہ افزائی کریں تاکہ وہ میدان عمل میں آئیں اور اس عظیم کام کو سنبھالنے کی اہلیت پیدا کریں۔

کارکنان انجمن سے ضروری گذارش

خدا تعالیٰ کا فضل و احسان ہے۔ کہ گذشتہ نصف صدی سے ہماری جماعت سے وابستہ بیشتر احباب مالی قربانیوں میں اپنی مثال نہیں رکھتے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی قوت قدسی کا یہ زبردست اثر ہے۔ کہ باوجود ہر قسم کے انقلابات زمانہ کے یہ جماعت اپنے دینی مقصد اشاعت و تبلیغ میں بدستور مشغول ہے۔ اگر انجمن کے کارکنان و عہدہ داران اپنی مساعی جمیلہ اور جد و جہد میں مزید اضافہ کریں۔ تو یہ یقین ہے۔ کہ نہ صرف اپنی جماعت کے احباب میں مالی قربانی کی روح زیادہ بڑھے۔ بلکہ غیر از جماعت احباب میں سے بھی وہ اصحاب جو انجمن کے جہاد زمانہ کو قدر و قیمت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ مالی معاونت میں حصہ لیا کریں۔ اس کا سارا دار و مدار کارکنان اور عہدہ داران کی مستعدی اور حرکت پر ہے۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ براہِ کرم آپ اپنی مساعی میں اضافہ کریں تاکہ وصولی چندہ میں اضافہ ہو کر انجمن کے مقاصد عالیہ میں ترقی اور امداد ہو سکے۔ امید ہے۔ آپ میری عرضداشت پر توجہ فرما کر مجھے جواب دیں گے۔ کہ یہ کہاں تک ممکن ہے۔ انجمن نے خاکسار کو خاص طور پر ہدایت فرمائی ہے۔ کہ ہمارے جملہ مبلغ و محصل اس طرف خاص توجہ کر کے اپنی فرض شناسی کا ثبوت دے کر عنداللہ ماجور ہوں۔

دستخط

(ڈاکٹر) اللہ بخش

مشرقی پاکستان کے مصیبت زدگان کیلئے امدادی فنڈ

انجمن نے مشرقی پاکستان کے طوفان زدہ لوگوں کی امداد کے لئے فنڈ کھولنے کا فیصلہ کیا ہے، احباب سے اپیل کی جاتی ہے کہ وہ حسب توفیق اس کار خیر میں حصہ لے کر عنداللہ ماجور ہوں۔ اس سلسلہ میں فوری طور پر رقم بھیجنا ہونا ضروری ہے تاکہ بروقت کام آ سکے۔

جملہ رقوم محاسب صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے نام پر ارسال کی جائیں۔

خاکسار۔ احمد یار۔ سیکرٹری

نتیجہ امتحان میٹریکولیشن مسلم ہائی سکول ۲ لاہور

اس سال مسلم ہائی سکول ۲ لاہور کا نتیجہ امتحان میٹرک نہایت شاندار رہا ہے۔ کل ۲۵ لڑکوں نے امتحان دیا تھا جس میں سے صرف چار لڑکے بدقسمتی سے فیل ہو گئے ہیں۔ سکول کا نتیجہ ۸۸.۰۰ فی صد رہا ہے اور ایک طالب علم سید صفدر حسین گیلانی نے ۶۲۵ نمبر حاصل کر کے وظیفہ بھی حاصل کیا ہے۔

مضمون وار نتیجہ بھی بورڈ کی پاس فیصد سے بہت بہتر رہا ہے اور جماعت کو پڑھانے والے اساتذہ مبارکباد کے مستحق ہیں کیونکہ اللہ تعالےٰ نے ان کی محنت اور کوشش کو بار آور فرمایا ہے۔ والسلام

عبدالحق۔ ہیڈ ماسٹر

نیو مسلم کالج سول لائنز لاہور

کی انٹر میڈیٹ کلاس کا داخلہ شروع ہے میٹریکولیشن میں پاس ہونیوالے احمدی طلباء بالخصوص اس کالج میں داخلہ لے کر مستفید ہوں۔

جماعت احمدیہ کیپ ٹاؤن

مسٹر عبدالطیف خان صاحب پشاوری

جماعت احمدیہ کیپ ٹاؤن

کیپ ٹاؤن کے مشنری انچارج مسٹر داؤد سانڈو جلسہ گولڈن جوبلی میں اجلاس سے خطاب کر رہے ہیں

حاجی احمد ایلم صاحب مرحوم کیپ ٹاؤن میں سب سے پہلا احمدی

سلیمان کریم ایک سرگرم نوجوان

مسٹر داؤد سیڈو ایک مناظرہ میں
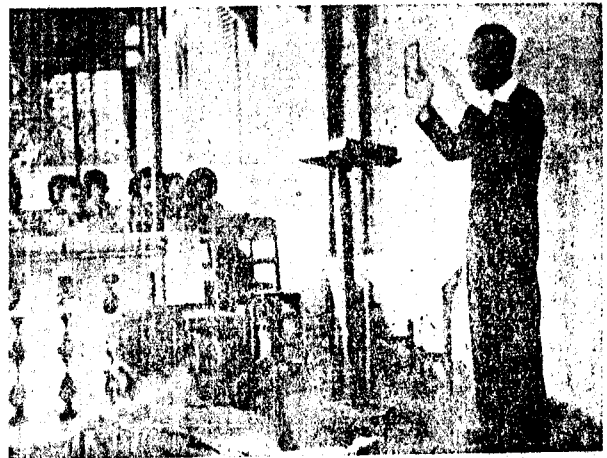
جماعت ہائے احمدیہ ڈچ گائنا - برٹش گیانا

الحاج حبیب اللہ صاحب

جناب محمد عیدو صاحب

احباب جماعت برٹش گیانا

الحاج عابد چاند صاحب

الحاج عبدالرحیم جگو
مشنری انچارج ڈچ گیانا

انجمن سرینام کی احمدی مستورات
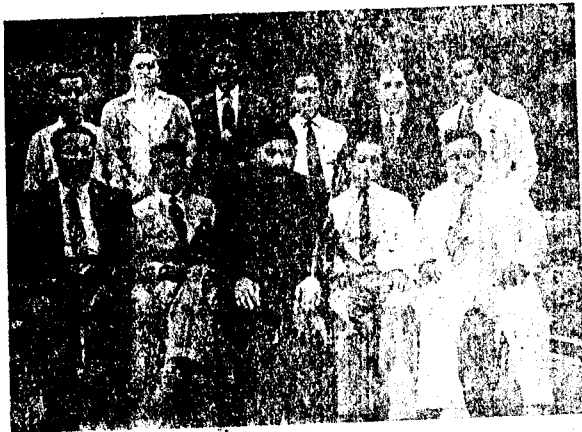
جماعت احمدیہ سرینام میاں بشیر احمد صاحب منٹو کے ساتھ

الحاج عبدالغفور صاحب

الحاج کرمی جورانی

مغربی افریقہ میں تبلیغ اسلام

مسٹر غلام نبی دین جزائر فیجی

مسٹر آدم عبداللہ الیاس

قاضی عبدالرشید صاحب بی اے ایل ایل بی
مبلغ کالو (نائجیریا)

قاضی عبدالرشید صاحب کالو مشن میں تقریر کر رہے ہیں

میاں بشیر احمد صاحب منٹو نائجیریا روانہ ہو رہے ہیں

چوہدری محمد سعید صاحب بوٹہ گھانا میں ایک اجتماع سے خطاب کر رہے ہیں

جنوبی افریقہ میں ہماری تبلیغی سرگرمیاں

جناب اؤدسائیڈوصاحب (کیپ ٹاؤن) کی مجاہدانہ سرگرمیاں

میڈی ایٹر اسلامک ایسوسی ایشن کیپ ٹاؤن (جنوبی افریقہ) کی کارگذاریاں گاہے بہ گاہے اس اخبار کے کالموں اور ہمارے انگریزی ہفت روزہ لائٹ میں شائع ہوتی رہتی ہیں۔ اس ایسوسی ایشن کے بانی و مبانی اور روح رواں جناب داؤد سائیڈو صاحب ہیں۔ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ جناب سائیڈو صاحب گولڈن جوبلی میں شرکت کرنے کے لئے احمدیہ بلڈنگس میں تشریف لے آئے اور ہمیں اس جانباز مجاہد سے شرف ملاقات نصیب ہوئی۔ جلسہ گولڈن جوبلی کے موقعہ پر انہوں نے اپنی ایسوسی ایشن کی آٹھ سال کی سرگرمیوں کا اجمالی خاکہ پیش کیا۔ سردست اس خاکہ کو طوالت کی وجہ سے یہاں درج نہیں کیا جارہا۔ آیندہ کسی موقعہ پر اس کو بھی ہدیہ قارئین کرام کیا جائے گا۔ اس موقعہ پہ اس ایسوسی ایشن کی مختصر تاریخ، جناب سائیڈو صاحب کی زندگی کے مختصر حالات، تحریک احمدیت سے وابستگی اور ایسوسی ایشن کی تبلیغی سرگرمیوں سے متعلق چند اہم کاموں کی تفصیل پیش کی جاتی ہے جو قارئین کرام کی دلچسپی کا باعث ہوگی۔

جناب سائیڈو صاحب ۱ ارفروری ۱۹۱۱ء میں جنوبی روڈیشیا کے شہر بولویز میں پیدا ہوئے۔ ان کے آباؤ اجداد اصل میں بنگال سے گئے اور ماریشس میں جاکر آباد ہوئے سائیڈو صاحب کے والد روزگار کے سلسلہ میں جنوبی روڈیشیا گئے اور پھر جب سائیڈو صاحب صرف سات ماہ کے تھے تو کمبرلے (جنوبی افریقہ) تشریف لے گئے۔ پہلی جنگ عظیم کی وجہ سے اور پھر نقل مکانی کے باعث سائیڈو صاحب کی تعلیم کا خاطر خواہ انتظام نہ ہوسکا۔ چنانچہ آپ نے کیپ ٹاؤن میں ایک بڑے پیمانہ پر سیلوں سے گذر اوقات شروع کردی۔ شروع سے ہی جناب سائیڈو صاحب کو مذاہب کے مطالعہ کا بیحد شوق تھا۔ انگریزی سکول میں تعلیم حاصل کرنے کی وجہ سے بائبل کا بڑا گہرا مطالعہ کیا۔ خوش قسمتی سے ۱۹۳۵ء میں اسلامک ریویو کا ایک شمارہ ہاتھ آگیا جس میں ایک نہایت دلچسپ اور علمی مضمون جس میں اسلامی قوانین پر سیر حاصل بحث کی گئی تھی۔ اس کے بعد لارڈ ہیڈلے الفاروق کی کتاب "تھری گریٹ پرافٹس" پڑھنے اور الحاج خواجہ کمال الدین مرحوم و مغفور کی کتاب نوروڈز اسلام کے پڑھنے کا موقع ملا۔ اس کتاب میں خواجہ صاحب نے اسلام کی خوبیاں بیان کرنے کے علاوہ اپنے روحانی تجربات بھی بیان کئے تھے وہ فرماتے ہیں کہ ان تحریرات نے میرے ذہن پر گہرا اثر چھوڑا۔ اسی دوران میں ان کے تعلقات جناب عالم صاحب اور جناب عیسٰے احمد صاحب سے گہرے ہوگئے۔ جناب عالم صاحب باقاعدہ طور پر سلسلہ احمدیہ میں بیعت شدہ اور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے باقاعدہ ممبر تھے۔ جناب عیسٰے احمد صاحب کیپ ٹاؤن کے ایک متمول مسلمان تھے ۱۹۲۶ء میں جب حضرت خواجہ صاحب مرحوم و مغفور الحاج ہیڈلے فاروق کی معیت میں افریقہ کے دورہ پر کیپ ٹاؤن آئے تو عیسٰے احمد کے مکان پر ٹھہرے۔ حضرت خواجہ صاحب نے ان دونوں اصحاب کو ترغیب دی کہ وہ ایک اسلامی جریدہ نکالیں۔ چنانچہ ان کے جانے کے بعد "مسلم آؤٹ لک" کے نام سے ایک ماہنامہ انگریزی زبان میں جاری ہوا لیکن مالی مشکلات کی بناء پر وہ زیادہ دیر جاری نہ رہ سکا۔ ایک روز جناب عیسٰے صاحب کے مکان پر جہاں حضرت خواجہ کمال الدین صاحب نے قیام کیا تھا حضرت مسیح موعود کے دعوے کے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔ جناب الحاج عالم صاحب نے دعوی مجدد کو بڑی وضاحت سے بیان کیا اور سائیڈو صاحب کو حضرت مسیح موعود کے دعوے کے متعلق تشفی ہوگئی۔ چنانچہ انہوں نے ۱۹۵۰ء میں باقاعدہ خط و کتابت اور اپنے اوراق پر مشتمل سائکلو سٹائلڈ ہینڈبلز کے ذریعہ تبلیغ کا کام کرتے رہے۔ ۱۹۵۰ء میں میڈی ایٹر اسلامک ایسوسی ایشن کی بنیاد رکھی ۱۹۵۸ء میں میڈی ایٹر سیریز کو باقاعدہ رجسٹرڈ کروایا۔ اور قارئین یہ پڑھ کر خوش ہوں گے کہ یہ کیپ ٹاؤن میں سب سے پہلا رجسٹرڈ شدہ مسلمانوں کا اخبار تھا۔ تین سال کے بالکل قلیل عرصہ میں اس رسالہ نے مسلمانوں میں اسلامی تعلیمات کے متعلق ایک انقلاب برپا کردیا اور

(مرتبہ:۔ ناصر احمد صاحب)

مسلمانوں میں ایک بیداری پیدا ہوگئی۔ لیکن ہماری بدقسمتی سے جماعت قادیان کے لوگ بیچ میں آ دھمکے اور مسئلہ نبوت اور اپنے دیگر مخصوص متنازعہ عقائد کے مباحث کو درمیان میں لاکر تحریک احمدیت کی مقبولیت کو سخت نقصان پہنچایا اور مسلمانوں کا کثیر حصہ تحریک احمدیت کی مخالفت میں کھڑا ہوگیا۔ جناب سائیڈو صاحب تن تنہا اس مخالفت کا بڑے استقلال کے ساتھ بلاخوف و خطر مقابلہ کرتے رہے۔ چنانچہ انہی کی انتھک کوششوں کا نتیجہ ہے کہ میڈی ایٹر اسلامک ایسوسی ایشن نے جو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے نقطۂ نگاہ کی علمبردار ہے اسلامی حلقوں میں ایک امتیازی حیثیت حاصل کرلی ہے۔

جناب سائیڈو صاحب ہر ۱۵ روز کے بعد ایک لیکچر دیتے ہیں اس کے علاوہ انہیں مختلف مجلسوں اور یونیورسٹیوں کی طرف سے دعوت نامے آتے ہیں۔ سائیڈو صاحب ایک عالم باعمل ہیں اپنے اسلامی کردار اور اسلام کے گہرے مطالعہ نے انہیں ایک خاص عزت و شرف بخشا ہے۔ میں یہاں صرف ایک دو واقعات قارئین کی دلچسپی کے لئے درج کرتا ہوں تاکہ ان کی شخصیت کے کچھ پہلوؤں کی جھلک نظر آئے۔

ایک موقعہ پر جناب سائیڈو صاحب کو گذشتہ ہجری سال نو کی تقریب پر بلایا گیا۔ سائیڈو صاحب نے نئے سال کی آمد کی خوشی میں مبارکباد دی۔ اور کہا کہ دل نئے سال کی آمد سے خوش ہوتا ہے۔ لیکن نئے سال کی ابتداء نئے عزائم کے ساتھ کرنا چاہیئے تاکہ آیندہ سال میں ہم کچھ مزید کامیابیاں حاصل کریں۔ اور نیز سال اسی رنگ میں ہمارے لئے نئی مسرتوں کا پیغامبر ہو سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ خدا تعالےٰ نے تو ہماری تخلیق کس معجزانہ طریق پر کی ہے اور پھر اس تخلیق کے بقاء کے لئے کتنی ہی نعمتیں مہیا کر رکھی ہیں۔ ان تمام عنایات کا ہم اس رنگ میں شکریہ ادا کرسکتے ہیں کہ آیندہ ہم جو بھی کام کریں اس میں خدا کی خوشنودی مدنظر ہو۔ آپ فرماتے ہیں کہ یہ تقریر خوب پسند کی گئی لیکن اس کے دوسرے ہی دن صبح کے وقت حسب عادت آپ سگرٹ کا کش لگا رہے تھے تو فوراً ان کے ذہن نے ان سے سوال کیا کہ کیا یہ خدا کی خوشنودی کے لئے ہے چند منٹوں تک ان کا ذہن ایک کشمکش میں مبتلا رہا۔ پھر انہوں نے سگریٹ کو بجھا دیا۔ لیکن پھر ذہن مختلف قسم کے حیلے تلاش کرنے لگا یہاں تک کہ پھر انہوں نے سگریٹ سلگایا لیکن وہ خیال ذہن میں اس بری طرح برسرپیکار تھا کہ ذہن کو سکون نہ ملا۔ بالآخر انہوں نے سگریٹ کو پھینک دیا اور پھر آج تک سگریٹ کو ہاتھ نہیں لگایا۔ سگریٹ کی عادت تو کئی لوگوں نے چھوڑی ہے لیکن جس رنگ میں سائیڈو صاحب نے چھوڑی وہ قابل رشک ہے۔ علم سے کہیں زیادہ عمل دوسروں کو نیکی کی طرف مائل کرتا ہے۔

ایک دفعہ کیپ ٹاؤن یونیورسٹی میں مذاہب پر تقابلی مطالعہ کی غرض سے تقاریر کے ایک سلسلہ کے لئے ان کو دعوت دی گئی سائیڈو صاحب نے تین موضوع اپنی تقاریر کے لئے منتخب کئے۔ (۱) بائبل میں تناقضات (۲) موجودہ بائبل خدا کی کتاب نہیں (۳) بائبل کی رو سے حضرت عیسٰی علیہ السلام فوت ہوچکے ہیں۔ سب سے پہلے موضوع پر بحث کے دوران میں جناب سائیڈو صاحب نے فرمایا کہ بائبل کی رو سے خدا تعالےٰ نے سب سے پہلے تین دن بنائے پھر تین راتیں اور چوتھے دن چاند اور سورج بنائے۔ لیکن یہ بیان سراسر غلط ہے کیونکہ سورج کے بغیر دن اور رات کا تصور ہی بالکل ناممکن ہے۔ اس پر بحث ہوتی رہی جب کچھ بن نہ پڑی تو یونیورسٹی کے طلباء نے کہا کہ اس بحث کو اب ایک ماہر فلکیات کی موجودگی میں جاری رکھا جائے۔ چنانچہ کیپ ٹاؤن یونیورسٹی کے ماہر فلکیات کی موجودگی میں اس مسئلہ پر پھر گفتگو شروع ہوئی پہلے انہوں نے چاند اور ارتقاء پذیر مسئلہ تخلیق پر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اور یہ کہ یہ تمام تخلیقات ارتقاء پذیر طریق تخلیق کے تحت وجود میں آئیں۔ جناب سائیڈو صاحب نے کہا کہ گو بائبل جامد مسئلہ تخلیق کا قائل ہے اور یہ قرآن ہی ہے جو ارتقاء پذیر طریق تخلیق کا علمبردار ہے۔ لیکن پھر بھی وہ ماہر فلکیات کی اس بات کو چند لمحوں کے لئے مان لیتے ہیں۔ پھر ماہر فلکیات نے کہا کہ دن کے لئے لاطینی زبان میں جو لفظ ہے اس کے معنی ایک لمبا عرصہ بھی ہوتے ہیں۔ جناب سائیڈو صاحب نے کہا کہ میں اس کو بھی ماننے کے لئے تیار ہوں کیونکہ عربی میں لفظ یوم بھی انہی معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ لیکن آپ

اس سلسلہ عرصہ کی مدت کو متعین نہ کریں۔ ماہر فلکیات صاحب خاموش رہے۔ اس پر سائیڈ وصاحب نے انہیں بتایا یا بائبل میں ہے کہ خدا کے نزدیک ایک دن ایک ہزار سال کی طرح ہے۔ گویا آپ یوم کی انتہائی مدت ایک ہزار سال مقرر کرنے کو تیار ہیں۔ اس پر ماہر فلکیات نے بڑے خوشی سے ہاں کر دی۔ سائیڈ وصاحب نے فرمایا کہ آپ اس کو پھر سوچ لیں کیونکہ اس سے آگے چل کر آپ کو دقت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ کیونکہ آپ کے عقیدہ کے مطابق خدا نے ساتویں دن آرام کیا اور اسی لئے عیسائی دنیا ساتویں دن آرام کرتی ہے۔ تو اس صورت میں وسعت کا دن ایک ہزار سال کا ہونا چاہیئے۔ اس جگہ آکر ماہر فلکیات اور تمام عیسائی علماء سکتہ میں آ گئے اور بالآخر یہ فیصلہ ہوا کہ وہ بائبل کے اس تناقض کا جواب دینے سے قاصر ہیں۔ ان اجلاسوں میں یونیورسٹی کے چیدہ چیدہ پروفیسر صاحبان کے علاوہ شہر کے علماء نے بھی شرکت کی۔ لیکن جناب سائیڈ وصاحب کو خدا کے فضل سے نمایاں کامیابی حاصل رہی۔

جناب محمد حسین اشٹیکر صاحب

اس جگہ مرکزی ایڈر اسلامک اسوسی ایشن کیپ ٹاؤن کے ایک اور نہایت سرگرم علم دوست اور پرجوش نوجوان محمد حسین اشٹیکر صاحب کا ذکر ناگزیر ہے۔ آپ اپنے کاروبار کے علاوہ سائیڈ وصاحب کے ساتھ دیہاتوں میں جس ایثار اور ولولہ سے شرکت کرتے ہیں وہ قابل ستائش ہے۔ اشٹیکر صاحب چونکہ اُردو اچھی طرح جانتے ہیں اس لئے انہیں حضرت مسیح موعودؑ کی اُردو تحریرات اور جماعت کے دوسرے اُردو لٹریچر سے اچھی خاصی واقفیت ہے۔ جناب اشٹیکر صاحب اپریل ۱۹۲۵ء میں کیپ ٹاؤن میں پیدا ہوئے اور ہوش سنبھالنے کے بعد وہاں اکھٹون سیلائی سٹور میں مشترک کاروبار چلا رہے ہیں۔ اشٹیکر صاحب کی مالی معاونت اور ذاتی دلچسپی کی وجہ سے دو ٹریکٹ میرکیولس کنیسپشن آف جیسس، اور احمدی مسلم چھپ کر ہزاروں کی تعداد میں تقسیم کئے گئے۔ حاجی عبداللہ کے سوالات کے جواب انگریزی میں ہزاروں کی تعداد میں شائع کئے گئے۔ اس کے علاوہ جناب اشٹیکر صاحب کی ہی ذاتی تگ و دو سے ایک الانصار کمیٹی کی تشکیل کی گئی ہے جو عیسائیت کے خلاف اور اسلام کی حمایت میں مضامین کو ہزاروں کی تعداد میں چھاپ کر تقسیم کرتی ہے۔ اس کمیٹی میں غیر از جماعت احباب بھی شامل ہیں۔ کمیٹی کے ممبروں کے نام حسب ذیل ہیں ہر ممبر دو پونڈ چندہ ماہوار دیتا ہے :-

(۱)۔ جناب محمد حسین صاحب اشٹیکر (۲) جناب عبدالعزیز صاحب
(۳) جناب عبدالرحمٰن صاحب (۴) جناب محمد سعید صاحب
(۵)۔ جناب۔ ایم۔ ایس جعفر صاحب

جناب اشٹیکر صاحب کو شروع سے ہی مذہبی کتابیں پڑھنے کا بے حد شوق تھا۔ چنانچہ وہ یہاں کے مختلف پبلشرز کی کتابیں پڑھتے رہتے تھے۔ جناب سائیڈ وصاحب کی تبلیغی سرگرمیوں کی خبر اُن تک پہنچی تو اُن سے ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ چنانچہ سائیڈ وصاحب کے پاس حضرت مولانا محمد علی صاحب مرحوم و مغفور کا تصنیف کردہ ٹریکٹ نماز اور ترقی کی تین راہیں پڑا تھا جس کے متعلق سائیڈ وصاحب کو کچھ علم نہ تھا کہ اس میں کیا لکھا ہے۔ کیونکہ وہ اُردو نہیں جانتے تھے۔ جناب اشٹیکر صاحب نے اُردو میں لٹریچر مانگا۔ سائیڈ وصاحب کے پاس اس وقت صرف وہی ایک ٹریکٹ تھا۔ چنانچہ انہوں نے اسے جناب اشٹیکر صاحب کو دے دیا۔ جب اشٹیکر صاحب نے اسے پڑھا تو وہ تو حضرت مولینا مرحوم کے علمی تبحر پر فریفتہ ہو گئے اور مزید کتب منگوائیں اس طرح اشٹیکر صاحب احمدیہ انجمن کے لٹریچر کو پڑھ کر حضرت مسیح موعودؑ کی سچائی کے قائل ہو گئے اور باقاعدہ جماعت میں شامل ہو گئے۔ جناب اشٹیکر صاحب ۲۰ جون ۱۹۶۶ء کو مرکز میں تشریف لائے تھے۔ ان کی خط و کتابت اور مذہبی ذوق و شوق سے ہمیں ان کے متعلق یہ اندازہ تھا کہ وہ ایک معمر شخص ہوں گے۔ لیکن جب ملاقات ہوئی تو ان کو ایک خوش طبع پابند صوم و صلوٰۃ نوجوان پایا۔ جن کو کتابوں کے حوالے زبانی یاد تھے۔ وہ اس جگہ سیر کرتے ہوئے ادھر ادھر کی گفتگو کی بجائے مختلف عیسائی مصنفین کی کتابوں کے حوالے سناتے رہے۔ کچھ عرصہ سے آپ ممبئی کے قریب

جناب اوڈ دینیڈ و سائیڈ وصاحب کی تقریر بر موقعہ جلسہ گولڈن جوبلی

۱۷ دسمبر ۱۹۶۷ء کو جناب سائیڈ وصاحب نے جلسہ گولڈن جوبلی کے موقعہ پر ذیل کی تقریر انگریزی میں کی جس کا اُردو ترجمہ ذیل میں پیش کیا جا رہا ہے :-

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرّجیم۔ بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم
الحمد للہ ربّ العٰلمین، الرّحمٰن الرّحیم

خدا اپنے بندے اور رسول محمد صلعم پر اپنی سلامتی اور برکات نازل فرمائے جو بڑا بلند مرتبت، منتخب، خاتم النبیین، تمام رسولوں کے سربراہ اور تمام انسانیت کے روحانی آقا ہیں، سلامتی ان کے قابل ستائش و حمید صحابہؓ، ان کے جانشین اور ان کے متبعین پر ہو۔ سلامتی تمام انبیاء رسولوں اور خدا کے نیک بندوں پر ہو۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

حضرت امیر قوم، بھائیوں، بہنوں اور پاک جماعت کے دوستو!

سب سے پہلے مجھے اس خدائے عظیم کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے جس نے مجھ عاجز کو یہ عزت عطا فرمائی کہ میں اس مؤقر اجتماع کو اس مبارک موقعہ پر خطاب کروں۔ میں کائنات کے اس عظیم و قدیر خدا کا شکر گزار ہوں جس کی ہدایت کاملہ سے اس ناچیز کے لئے بذریعہ ہوائی جہاز اس پاک سرزمین کی قدم بوسی نصیب ہوئی جہاں سے مجدد اعظم مسیح موعودؑ اور مہدی معہود کا ظہور ہوا۔

بھائیو! میں اس جگہ سے آیا ہوں جو یہاں سے کافی دور ہے۔ اور جہاں کے مسلمان آج احمدیت کے تجدیدی کام یعنی حقیقی اسلام کی تبلیغ و اشاعت کی اسی شدو مد سے مخالفت کر رہے ہیں جس طرح اس عظیم ملک میں مخالفت کا طوفان کھڑا ہوا تھا۔ گو خدا کے فضل سے اب یہ تحریک نمایاں حیثیت حاصل کرتی جا رہی ہے۔ اور ملک کے معاشرتی ڈھانچہ میں ایک نمایاں کردار ادا کر رہی ہے۔ اور ملک کی روحانی رہنمائی میں سب سے زیادہ مؤثر ذریعہ بن رہی ہے لیکن یہ بات نہایت افسوسناک اور رنجدہ ہے کہ تعصب نے تعلیمیافتہ ذہنوں تک کو اتنا اندھا کر دیا ہے کہ وہ اس ربانی تحریک کے مقاصد کو سمجھنے اور سراہنے کی طرف آتے ہی نہیں۔ کیا انہیں اس بات کا احساس نہیں کہ زمانے کے اس مجدد اعظم کے انکار سے صرف اسی کا انکار ہی نہیں ہوتا بلکہ سچائی کے اس عظیم علمبردار کی اس صداقت کا انکار لازم آتا ہے جو آج سے چودہ سو سال پہلے نازل ہوئی۔ اے مسلمان بھائیو! کیا یہی محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی ہے کہ تمہیں اس کی پیشگوئیوں کے پورا ہونے میں شک ہے! وہ وقت کب آئیگا جب تم اپنے اس مہدی اور مسیح کو قبول کرو گے جسے آسمانی نبی الامی صلعم کے وعدہ کے مطابق قبول کر لیا گیا ہے۔ مبارک ہیں وہ جنہوں نے زمانہ کے اس امام کو پہچانا۔

برادران اسلام! آج میرا یہاں موجود ہونا امام ہمام کی اس پیشگوئی کی صداقت کا زندہ ثبوت ہے، جو انہوں نے آج سے ستر سال پیشتر کی تھی۔ میں نے کہیں ان کی تحریروں میں پڑھا ہے کہ انہوں نے یہ پیشگوئی کی تھی کہ میں بیج ڈالنے آیا ہوں جو عنقریب ایک عظیم درخت بن جائے گا اور اس کی شاخیں تمام دنیا میں پھیل جائیں گی اور پھر کوئی بھی اسے اکھاڑ نہ سکے گا۔ آپ کو معلوم ہے کہ جمہوریہ جنوبی افریقہ سرزمین پاکستان سے صدہا میل دور ہے یہ بیج وہاں بھی لیا جا چکا ہے اور نہ صرف وہیں بلکہ احمدیت کے اس درخت کی شاخیں دوسرے ممالک میں بھی پھیل چکی ہیں۔ یہ درخت اس وقت بھی جبکہ ابھی بالکل ایک نازک پودے کی شکل میں تھا برباد نہ ہو سکا تو اب اسے کون اُکھاڑ سکتا ہے۔

ہمارے مخالفین کو اس سے نصیحت حاصل کرنی چاہیئے کہ اس درخت کی بربادی کی تمام کوششیں اب بیکار ہیں کیونکہ یہ درخت زمینی نہیں بلکہ آسمانی ہے۔ مخالفین کی ناکامی ایک لازمی امر تھا۔ ان کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اس درخت کو بونے والا اس عظیم آسمانی مالی کا شاگرد تھا جسے چودہ سو سال پہلے جہالت اور باطل کی ہولناک تباہ کن جھاڑیوں کو صاف کرنے کا مشکل ترین کام سپرد کیا گیا اور اس نے نہایت کامیابی سے اور اعجازی رنگ میں اس دنیا میں ایسے خوبصورت پھول اور پھل اُگائے۔ ان پھولوں اور پھلوں کی آبیاری اس قوم کے شہیدوں نے اپنے خون سے کی آج اس کے نائب مالی اور اس کے مخلص اور جاں نثار ساتھیوں نے اس ربانی گلستان یعنی اسلام کی آبیاری کے لئے جو محنت اور جدوجہد کی ہے اس میں نئی

مغربی افریقہ میں ہمارے تبلیغی مشن

مغربی افریقہ (نائیجیریا اور گھانا) میں ہمارے تین تبلیغی مشن کام کر رہے ہیں آئی تبلیغی مساعی کی مختصر روئداد ذیل میں ہدیۂ قارئین کرام ہے:—

(۱) لیگوس اور مشرقی نائیجیریا مشن

اس مشن کے انچارج میاں بشیر احمد صاحب منٹو (ایم اے آکسفورڈ) تھے وہ لکھتے ہیں:

نائیجیریا میں میرا قیام ۲۹ جنوری ۱۹۶۲ء سے ۲۷ فروری ۱۹۶۵ء تک رہا۔ کل مدت تین برس اور ایک مہینہ ہوئی۔ میرا کام لیگوس اور مشرقی نائیجیریا تک محدود رہا۔ لیگوس میں نائیجیرین براڈکاسٹنگ اسٹیشن سے مہینہ میں دو بار میری تقریریں نشر ہوتی تھیں بہتر کے قریب کل تقریریں ہوئیں۔ سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹی کے طلباء کو بھی بارہا خطاب کیا مسجدوں اور عام پبلک جلسوں میں بھی بیسیوں دفعہ بولا۔ انفرادی تبلیغ کا سلسلہ بھی جاری رہا۔

جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے میں نے انتہائی کوشش کی کہ وہ ایک دوسرے کے مددگار اور غمگسار بنیں۔ مذہبی، ملکی، قبائلی اور لوتی تعصبات کو رفع کرنے کی ہر ممکن سعی کی۔ لیگوس کی تقریباً ہر مسجد میں نمازیں پڑھیں اور ان کے اماموں اور سرکردہ آدمیوں سے تعلقات قائم کئے۔ "انصار الدین سوسائٹی" نائیجیریا میں مسلمانوں کی سب سے بڑی اور اہم مجلس ہے اس کے ماتحت کئی تعلیمی ادارے اور مسجدیں ہیں۔ الحاج ایکیموڈے اس کے چیف امام ہیں۔ ان کا پیغام "پیغام صلح" کے جوبلی نمبر میں شائع ہو چکا ہے، اسے پڑھنے کے بعد آپ معلوم کریں گے کہ وہ ہمارے کام کے کتنے مداح ہیں اور ان کے اور ہمارے خیالات میں کتنی ہم آہنگی ہے۔ "جماعت الاسلامیہ" بھی مسلمانوں کی ایک بڑی مجلس ہے۔ اس کے چیف امام حاجی آگسٹو بیرسٹرایٹ لاء ہیں۔ پچھلے برس انہوں نے ایک کتاب "جینزس اون دی ایڈوینٹ آف محمد" لکھی اور اس کا دیباچہ مجھ سے لکھوایا۔ کتاب جب مسودے کی حالت میں تھی تو انہوں نے اس کا مضمون مسلمانوں کے بعض سرکردہ آدمیوں کو پڑھ کر سنایا۔ ربوہ جماعت کے مغربی افریقہ مشن کے انچارج مولوی نور محمد نسیم سیفی صاحب نے اس کی بہت تعریف کی اور وعدہ کیا کہ کتاب طبع ہونے کے بعد وہ اس کی پانچسو کاپیاں خریدیں گے مگر وقت پر وہ اپنا وعدہ ایفا نہ کر سکے۔ الحاج آگسٹو کو انہوں نے وجہ یہ بتلائی کہ ان کی جماعت انہیں ایسی کوئی کتاب خریدنے کی اجازت نہیں دیتی جس پر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور اور اس کے کسی مبلغ کا نام ہو۔ آگسٹو صاحب کا اپنا ذاتی خیال یہ تھا کہ سیفی صاحب توقع رکھتے تھے کہ کتاب کا دیباچہ اُن سے لکھوایا جائے گا کیونکہ وہ بیس اکیس برس سے لیگوس میں مقیم تھے اور دوسرے انہوں نے کتاب کی ۵۰۰ کاپیاں خریدنے کا وعدہ کیا ہوا تھا۔ جب دیباچہ مجھ سے لکھوایا گیا تو انہیں مایوسی ہوئی اور انہوں نے کتابیں خریدنے سے انکار کر دیا۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ اصل وجہ کیا تھی مگر اتنا میں سمجھتا ہوں کہ سیفی صاحب پر مجھے فوقیت دینے کے معنی یہی تھے کہ آگسٹو صاحب ہماری جماعت کو ربوہ جماعت سے بہتر جانتے تھے اور ہمارے مسلک کے صائب ہونے کے معترف تھے۔

قل ورلڈ مسلم کانگریس (جس کی مجلس منتظمہ کے ممبر دنیائے اسلام کے مختلف حصوں کے سرکردہ آدمی ہیں اور مولانا مودودی ان میں سے ایک ہیں) نے اسلامک سینٹر کے نام سے نائیجیریا میں ایک مجلس قائم کی۔ اس کی غرض و غایت محض تبلیغ اسلام تھی نائیجیریا میں اردن کے سفیر ہز ایکسیلنسی کامل الشریف اس کے نگران تھے۔ اس بات کے جاننے کے باوجود کہ میرا تعلق احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور سے ہے مجھے تبلیغی مشن کا انچارج مقرر کیا گیا مندرجہ بالا تین مثالیں اس بات کے ظاہر کرنے کے لئے کافی ہیں کہ مسلمانوں کے مختلف حلقوں میں ہمارا کام منظر استحسان دیکھا جاتا تھا اور اس کا اظہار بھی کھلی طور پر ہوتا رہتا تھا۔

اگرچہ ہماری جماعت کا سیاست سے براہ راست کوئی تعلق نہیں مگر مسلمانوں کی پستی اور احساس کمتری کو دور کرنے اور ان کے خودداری کے جذبات کو ابھارنے کے لئے جدوجہد کرنا ہمارا فرض ہے۔ مجموعی طور پر نائیجیریا میں مسلمانوں کی آبادی غیر مسلموں سے زیادہ ہے مگر تعلیمی اور معاشی لحاظ سے وہ ان سے بہت پیچھے ہیں۔ اسلامی مدرسوں میں بھی اساتذہ کی کثیر تعداد کرسچین ہے مسیحی سکولوں میں صرف یہی نہیں کہ مسلمان طلباء بائبل پڑھنے پر مجبور ہیں۔ بلکہ انہیں گرجاؤں میں بھی عبادت کے لئے لے جایا جاتا ہے حالانکہ تمام تعلیمی اداروں کے پورے اخراجات حکومت ہی برداشت کرتی ہے۔ عیسائیت وہاں زیادہ تر سکولوں کے ذریعہ ہی پھیلی ہے۔

ابادان یونیورسٹی میں دو ہزار طلباء میں سے صرف دو سو کے قریب مسلمان تھے لیگوس یونیورسٹی میں بہتر میں سے صرف تین تھے۔ کنگز کالج، لیگوس میں ۳۷۵ طلباء میں سے مسلمانوں کی تعداد اسی سے زیادہ نہ تھی۔ اساتذہ تمام کے تمام غیر مسلم تھے۔ یہی حالت حکومت کے دوسرے تعلیمی اداروں کی ہے۔ مسلمانوں کی تعلیم پر بہت ہی کم خرچ ہوتا ہے۔ میں نے ہر ممکن کوشش کی کہ مسلمان اپنے حقوق کے لئے جدوجہد کریں اور حکومت سے مطالبہ کریں کہ وہ مسلمانوں کی تعلیم پر ان کی آبادی کے لحاظ سے خرچ کرے یا کم از کم اتنا ہی خرچ کرے جتنا کہ عیسائیوں کی تعلیم پر خرچ کرتی ہے۔ مسلمانوں کا ایک وفد مغربی نائیجیریا کے پریمیئر سے بھی ملا تھا مگر اس وقت انہیں جواب ملا کہ وہ لوگ نائیجیریا میں پاکستان بنانا چاہتے ہیں بہرحال مسلمانوں میں اپنے حقوق کی حفاظت کا احساس پیدا ہوتا جا رہا ہے۔

عیسائیوں سے متاثر ہو کر مسلمان کرسمس پر تو اپنے مسلمان عزیزوں اور دوستوں کو گریٹنگ کارڈ بھیجتے تھے مگر اپنی دو عیدوں پر اس کی ضرورت نہیں سمجھتے تھے۔ میری تحریک پر اب عید کارڈوں کے بھیجنے کا سلسلہ جاری ہو گیا ہے۔ میں خود انگلستان سے عید کارڈ منگوا کر مسلمانوں میں تقسیم کرتا رہا ہوں مسلم سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن نے اب یہ کام اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ یہ عادت آہستہ آہستہ مسلمانوں میں راسخ ہو جائے گی۔

نائیجیریا کے لوگ پاکستانیوں اور بھارتیوں میں فرق نہیں کرتے تھے بلکہ بہت سے لوگ پاکستان کے نام ہی سے ناآشنا تھے۔ اس لئے میں اپنی تقریروں میں پاکستان کا ذکر بھی کرتا رہتا تھا اور یہ بتلاتا تھا کہ ہمارا ملک کس طرح وجود میں آیا، کیا کچھ اس نے ترقی کی ہے اور اس کے موجودہ مسائل کیا ہیں۔ اس سلسلہ میں کشمیر کا خاص طور پر ذکر کرتا تھا۔

یہ بات بے حد تعجب کی ہے کہ باوجود اس کے کہ عیسائیت کی تبلیغ پر ایک مدت سے کروڑوں روپیہ خرچ کیا جا رہا ہے اور امریکہ اور یورپ کے بے شمار مشنری مقامی منادوں کی مدد سے نائیجیریا میں اپنے مذہب کی اشاعت کر رہے ہیں۔ اسلام پھر بھی لوگوں کے دلوں میں گھر کرتا چلا جا رہا ہے اور بت پرستوں کے علاوہ مختلف فرقوں کے عیسائی بھی مشرف باسلام ہوتے جا رہے ہیں حالانکہ ہمارا تبلیغ پر بہت ہی کم خرچ ہوتا ہے اور عام مسلمانوں کی اس کی طرف کوئی توجہ نہیں اور موجودہ اسلامی سوسائٹی میں بھی بظاہر کوئی خاص شوق موجود نہیں۔ مشرقی نائیجیریا میں عیسائیت کا ابھی تک بہت زور ہے اور مسلمانوں کی تعداد بہت ہی قلیل ہے۔ میں نے اس علاقہ کی طرف خاص طور پر توجہ کی تھی اور میں بغیر تامل کے یہ بات کہہ سکتا ہوں کہ اگر تبلیغ کا کام وہاں جاری رکھا جائے تو عیسائیت کا زور توڑا جا سکتا ہے اور لوگ فوج در فوج اسلام میں داخل ہو سکتے ہیں۔ ہماری کوشش اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے تین سو سے اوپر وہاں کے لوگ مشرف باسلام ہو چکے ہیں۔ اور وہیں مسلمانوں نے اپنی ہمت سے ایک مسجد، لائبریری اور مشنری کے رہنے کے لئے چند کمرے تعمیر کئے ہیں۔ پہلے وہاں ربوہ جماعت کے مبلغ رشید الدین چودھری صاحب کام کرتے رہے اور تقریباً سوا برس آرلو میں مقیم رہے مگر آخر انہوں نے ربوہ مشن سے تعلقات منقطع کر لئے اور اسلامک سنٹر کے ساتھ تعلقات استوار کر لئے اور ابھی تک اسلامک سنٹر کے مشنری ہی وہاں کام کر رہے ہیں۔ آرلو کے نو مسلموں کی تو خواہش تھی کہ ہماری انجمن آزادانہ طور پر اس کام کو سنبھال لے مگر میں نے مناسب یہی سمجھا کہ کام جیسے چل رہا تھا ویسے ہی چلتا رہے۔ کیونکہ موجودہ

صورت میں ان مبلغوں کے اخراجات "اسلامک سنٹر" کے ذمہ ہیں اور ہم پر کوئی بار نہیں پڑ رہا۔ ہاں البتہ میری رائے میں اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ ہماری اپنی ذاتی مسجد وہاں ہو کیونکہ مسجد ہی ایک ایسا ذریعہ ہے جس سے ہم ایسے لوگ پیدا کر سکتے ہیں جو ہمارے خیالات سے پورے طور پر متفق ہوں اور اپنی زندگیاں اشاعت اسلام کے لئے وقف کر سکیں۔ اس کے بغیر ہم خیال لوگوں کو منظم طور پر اکٹھا رکھنا بہت مشکل ہے۔ مسجد کا تعمیر کرنا بھی اتنا مشکل کام نہ ہوگا۔ نائیجیریا میں فی الحال ابھی آپ ایک ہی مشن لے لیتے دیں۔ دوسرے مشن کے کھولنے اور پاکستان سے ایک نئے مبلغ کے بھیجنے کا خیال چھوڑ دیں۔ جو روپیہ آپ نئے مشن پر خرچ کرنا چاہتے ہیں وہ رقم آپ مسجد کی تعمیر پر خرچ کریں میں وثوق سے یہ بات کہتا ہوں کہ مسجد کے وجود میں آنے کے بعد آپ کی جماعت مستقل طور پر قائم ہو جائے گی اور چند ہی برسوں میں اتنی طاقت حاصل کر لے گی کہ بجائے آپ پر بار ہونے کے آپ کی ہر طرح ممد و معاون ہو اور اپنے تمام مقامی اخراجات خود برداشت کر لے۔

بشیر احمد منٹو

آئی - ۱۵۴ - چھاچھی محلہ - راولپنڈی

نائیجیریا مسلم مشن کانو

اس مشن کے انچارج قاضی عبدالرشید صاحب بی اے ایل ایل بی ایڈووکیٹ ہیں وہ اپنی رپورٹ میں رقمطراز ہیں:-

(۱) حکومت برطانیہ کی سرپرستی ختم ہو جانے کے بعد آزاد مملکت نائیجیریا میں عیسائیت کا مستقبل مخدوش ہو چکا ہے۔ اگرچہ اس ملک میں عیسائی آبادی کی تعداد نصف سے کچھ کم ہے۔ مگر تعلیم و تجارت اور ہنر میں یہ لوگ ہر محکمہ میں نہ صرف پیش پیش ہیں۔ بلکہ تعداد میں بھی پیش پیش ہیں یورپین اقوام سے ان کی قلبی نفرت ہے۔ اسی لئے ہمارے پبلک جلسوں میں عیسائی سامعین کا ہجوم رہتا ہے اور ہماری اس تمہید سے کبھی بھی اختلاف نہیں کرتے کہ نائیجیریا میں بلکہ تمام افریقہ میں یورپین اقوام کی تبلیغ عیسائیت کا مقصد سیاسی تھا نہ کہ مذہبی۔ یہی وجہ ہے۔ کہ آج تک ہمارے جلسوں میں عیسائی سامعین کی طرف سے کوئی خاص فتنہ نہیں اٹھا۔ گو کہ حکومت کے عمال ایسے مذہبی اسلامی جلسوں میں جو عام پبلک میں کئے جاویں فسادات کے پیدا ہو جانے کا امکان زیر نظر رکھتے ہیں۔ اسی لئے مجھ سے انہوں نے ضمانت نامہ برائے ذمہ داری حفظ امن لیا تھا۔ اور اسی امکانی فساد کے خوف کے پیش نظر جماعت قادیان (یا ربوی) کے کسی مبلغ کی بھی کوئی پبلک تقریر نہیں ہوتی۔ ہذا تبلیغ اسلام کا یہاں میدان بہت وسیع اور امید افزا ہے اس امر کا اندازہ مزید اس بات سے بخوبی لگ سکتا ہے۔ کہ گذشتہ الیکشن کے دوران میں جو ماہ دسمبر ۱۹۶۴ء میں مرکزی پارلیمنٹ کے ممبران کے انتخاب کے سلسلہ میں ہوا۔ مسلمانوں اور عیسائیوں کے باہمی تعلقات اس قدر کشیدہ ہو چکے تھے۔ کہ بے شمار مقامات و بلدیات نائیجیریا میں خونی فساد ہوئے۔ خود کانو میں بھی اسی سلسلہ میں بلوے ہوئے اور کئی ایک جانیں ضائع ہوئیں۔ مگر سوائے چند ایام کے جو عین ووٹنگ کی تاریخوں سے پانچ چھ دن پہلے اور چند ایام بعد تک محدود رہے جس دوران میں نومسلموں کے مشورہ کے تحت ہم نے پبلک جلسے ملتوی کر دیئے تھے۔ ان ایام سے پہلے اور بعد آج تک ہمارے پبلک جلسے جاری رہے۔ تا آنکہ پبلک کی دلچسپی کے پیش نظر ہم نے ہفتہ میں دو بار کی بجائے قریباً ایک ماہ سے روزانہ پبلک جلسے شروع کر رکھے ہیں۔ لیکن کبھی بھی کوئی ناخوشگوار واقعہ ہمارے جلسوں میں نمودار نہیں ہوا۔ ان پبلک جلسوں کے ماسوا عیسائی درسگاہوں میں تقاریر کی ہمیں اجازت ملی

ان واقعات سے اس ملک میں تبلیغ اسلام کی اہمیت کا اندازہ بخوبی لگ سکتا ہے۔

(۲) اس ملک کی مسلمان آبادی کے جمود کا حال پاکستانی مسلمانوں کے مقابلہ میں بدتر ہے۔ تاہم اکے دکے حساس مسلمانوں کی تلاش ہم نے جاری رکھی ہوئی ہے نتیجہ یہ ہوا کہ ایسے مسلمان ہمارے ساتھ تعاون کے لئے نکل آئے ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو ہمارے مشن کے ساتھ منسلک کر دیا ہوا ہے۔ اور عملی طور پر ہمارا ہاتھ بٹا رہے ہیں

مثال کے طور پر نومسلموں کو عبادات اور معاملات کی اسلامی تفصیلات سے مفصل طور پر آگاہ کرنے کے لئے ایک شخص محمد سیبویہ زیان نے اپنے آپ کو پیش کر رکھا ہے یہ شخص مقامی بارکلے بینک میں ایک اعلیٰ عہدہ پر تعینات ہے۔ اور نومسلموں کو ہمارے مشن ہاؤس میں آکر اوقات مقررہ پر لیکچر دیتا رہتا ہے۔ اس کے علاوہ نومسلموں کو قرآن سکھانے کے لئے مقامی ممبران نائیجیریا مسلم مشن کانو نے اپنے خرچ پر ایک معلم قرآن رکھا ہوا ہے۔ نیز مسلمان ہو جانے کے بعد بعض نومسلموں کو ابتلا آتے ہیں۔ جن میں یہ مقامی ممبران نائیجیریا مسلم مشن کانو اُن کی اخلاقی اور بعض اوقات مالی امداد کے لئے دست تعاون بڑھاتے ہیں۔

یہاں کے نومسلموں اور مسلمان ممبران مشن کی متفقہ آواز ہے کہ تبلیغی رسالہ کا اجراء کیا جاوے۔ چنانچہ ایک نومسلم مالک و ایڈیٹر رسالہ موسومہ ہارائزن کے ساتھ طے کیا گیا۔ کہ اس کے رسالہ کو ہی اسلامی لباس دیا جاوے۔ مگر مقامی مطبع نے ماہواری رسالہ مذکور کے پہلے اسلامی لباس والے نمبر کو جو ماہ جنوری کی ابتداء میں چھپ کر پبلک میں آجانا چاہیے تھا۔ دو ماہ کے انقضاء کے بعد دیا۔ جس سے نومسلم مذکور کے خلاف ایک اشتہار دہندہ کمپنی نے مقدمہ کیا۔ جس پر ممبران کے مشورہ کے تحت اب ہمارا مشن واحد اپنا رسالہ موسومہ دینا لسٹنز جاری کرنے والا ہے۔ اور اس کا پہلا نمبر ۱۰ مارچ رواں کے خاتمہ سے قبل طبع ہو کر پبلک کے ہاتھوں میں پہنچ جائے گا۔ رسالہ جات مذکور کی طباعت کے لئے مقامی معاونین میں سے بعض نے معقول رقوم مطبع کو دیں۔ چنانچہ طباعت کی مقامی مشکلات کے پیش نظر اب یہ رسالہ موسومہ دینا لسٹنز لیگاس سے جاری کئے جانے کا مسئلہ زیر غور ہے۔ ان مختصر واقعات سے بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے۔ کہ مقامی مسلمانوں میں سے بعض اصحاب ہمارے مشن کی عملی امداد کے لئے میدان میں نکل آئے ہیں۔ حضرت مولانا محمد علیؒ کے پمفلٹ اسلام دی ریلیجن آف ہیومینیٹی (انگریزی) یہاں مقامی طور پر ہم دوبار چھپوا کر تقسیم کر چکے ہیں اور ان کا تمام خرچ مقامی مسلمانوں نے برداشت کیا ہے۔ اسی طرح حضرت مولانا صدرالدین صاحب کی کتاب غلبہ قرآن (انگریزی) کے ایک حصہ کو انہی لوگوں کی امداد سے جن میں نومسلم بھی شامل ہیں ہم چھپوا کر یہاں تقسیم کر چکے ہیں۔ ان مقامی طبع شدہ پمفلٹ ہا کے چند نسخے قبل ازیں انجمن کو بھجوائے جا چکے ہیں۔ لہذا بعض مقامی مسلمانوں کا یہ طرز عمل بہت حوصلہ افزا ہے۔

(۳) ماہ جون ۱۹۶۵ء سے جو لوگ حلقہ بگوش اسلام ہو چکے ہیں۔ اُن کی دو فہرستیں یہاں مقامی طور پر چھپ چکی ہیں۔ ایک فہرست کے رُو سے چودہ عیسائی نوجوانوں نے اسلام قبول کیا۔ اور دوسری فہرست کے رُو سے پانچ عیسائی نوجوانوں نے اسلام قبول کیا اس کے علاوہ دو اور نوجوان مسلمان ہوئے ہیں۔ ایک تو رسالہ ہارائزن کا مالک ایڈیٹر جبریل اور دوسرا مسٹر صالحو ہیں جو مقامی ایک انگریزی کمپنی کے خزانچی چلے آرہے ہیں۔ یہ لوگ ایک ایک کر کے مسلمان ہوئے ہیں۔ دونوں مطبوعہ فہرستیں ارسال ہیں۔ پہلی فہرست یہاں کے ایک انگریزی روزنامہ کا تراشہ ہے۔ اور دوسری فہرست رسالہ ہارائزن کا تراشہ ہے۔ ان میں نومسلموں کے نام اور پتے درج ہیں۔ پہلی فہرست کے نومسلموں میں سے بعض کے وجوہات قبول اسلام اخبار لائٹ میں بھی چھپ چکے ہیں۔ لہذا یہ امر ظاہر و باہر ہے۔ کہ اس ملک کی عیسائی آبادی کی طبائع اسلام کی طرف راغب ہو چکی ہیں۔ جس کے نتیجہ میں کانو مشن کو بھی خدا تعالےٰ نے کامیابیوں سے کارکنان کی ہمت و مقدرت کے مطابق نوازا ہے

فالحمد للہ علےٰ ذالک۔

خاکسار۔ قاضی عبدالرشید۔

گھانا میں تبلیغی سرگرمیاں

(از چوہدری محمد سعید بھٹہ صاحب مبلغ گھانا)

اگست کے اول ہفتہ میں اکرہ پہنچا۔ یہاں ویزا نہ ملنے کی وجہ سے لیگوس جانا پڑا اور ۱½ ماہ کے قریب متو صاحب کے ہاں ٹھہرا۔ مختلف لوگوں سے گفتگو رہی۔ ایک بہت پرانے عیسائی لیکچرار سے مناظرہ ہوا۔ پانچ آدمی مسلمان ہوئے۔ پھر نوار الدین سوسائٹی ابے کوٹا میں گیا۔ جہاں عربی میں ½ ۱ گھنٹہ لیکچر دیا۔ انہوں نے مجھے اپنا ممبر بنا لیا۔ یہ مرکزی جماعت ہے جس کی شاخیں نائیجیریا اور گھانا میں ہیں۔ یہ ایک تعلیمی سوسائٹی ہے۔ انہوں نے مجھے آل نائیجیریا مسلم کونسل کا ممبر بنایا۔ وہاں سے انہوں نے اپنا ایک ممبر ساتھ دے کر گھانا کماسی بھیجا اور یہاں کی سوسائٹی نے مجھے اپنا ایگزیکٹو ممبر چنا اور حکومت میں سپانسر شپ کے لئے درخواست دی۔ چنانچہ یہاں تین ماہ اور چھ ماہ کے ویزے ملے۔ بار بار اکرہ جانا پڑا۔ حتیٰ کہ ۶۴-۳-۱۱ سے ۶۵-۳-۱۰ تک کا مستقل ویزا مل گیا۔

یہ اس طرح ہوا کہ نوار الدین سوسائٹی کے ایک ممبر مسٹر عباس کماسی یہ چیف کمشنر کے بھائی ہیں اور دوسرے یہاں کے اشانتی کنگ کے Cousin ہیں۔ یہ مجھے ریجنل کمشنر کے پاس لے گئے اور وہاں میرا تعارف کرایا۔ کمشنر صاحب نے مجھ سے کہا کہ تم مشنری لوگ جب کے لباس میں یہاں آتے ہو (یہ جون ۱۹۶۳ء کا واقعہ ہے) لیکن یہاں سیاسیات میں دخل دینا شروع کر دیتے ہو۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ جب میں یہاں آیا تھا تو میرے قیام لیگوس کے دوران میں اینگلیکن چرچ کا آرچ بشپ اکرہ سے نکالا گیا تھا کہ اس نے سیاسیات میں دخل دیا تھا چنانچہ کمشنر صاحب کو کہا گیا کہ میں انگلستان سے نہیں کہ میرا مشن نو آبادیاتی ہو۔ میں تو آپ جیسے آزاد شدہ سابقہ غلام ملک سے ہوں میری آرزو کبھی نو آبادیاتی .... نہیں ہو سکتی بلکہ میں تو اس لئے آیا ہوں کہ مسلمان اور عیسائی اور پیگن کو پیغام اتحاد دوں اور گھانا کو اندرونی طور پر مضبوط بناؤں۔ اس سے وہ بہت مسرور ہوئے اور کہنے لگے کہ میں سمجھ گیا ہوں۔ کہنے لگے کہ عباس صاحب چونکہ آپ کے ساتھ آئے ہیں اور نوار الدین سوسائٹی بھی آپ کی پشت پناہی کر رہی ہے اس لئے میں بہت عمدہ سفارش حکومت میں آپ کے ویزا کے لئے کروں گا۔ میں جانتا ہوں کہ عباس میرا بھائی ہے اور حکومت کی پارٹی کا سرکردہ ممبر ہے۔ عباس کا آنا کافی ضمانت ہے کہ آپ کے سپانسر کرنے والے لوگ بہت مفید آدمی ہیں۔ چنانچہ ازاں بعد عباس صاحب مجھے اشانتی کنگ کے پاس لے گئے۔ ہاں تو کمشنر صاحب کو ترجمۃ القرآن اور دوسری کتب دی گئیں۔ اشانتی کنگ کو بھی دی گئیں اس کے بعد عباس صاحب مجھے چیف سپرنٹنڈنٹ پولیس اشانتی ریجن۔ سی آئی ڈی اور اسسٹنٹ پولیس کمشنر ریجن کے پاس لے گئے۔ ان کو بھی قرآن مجید پیش کئے گئے۔ پولیس افسروں نے سی۔ آئی۔ ڈی کے مخبر میری تحقیقات کے لئے شہر میں بھیجے اور وہ میرے پاس بھی آئے۔ اور دو گھنٹے ان کو تبلیغ کی گئی اور وہ بہت خوش گئے اور کہنے لگے کہ اگر یہ اسلام ہے تو ہم بہت خوش ہیں چنانچہ ہمارا لٹریچر لے جا کر اپنے دفتروں میں تقسیم کیا اور یہاں پبلک لیکچر کے لئے لائسنس کی ضرورت ہوتی ہے۔ چنانچہ کمشنر پولیس نے احتیاطاً لیکچر دینے کا عارضی لائسنس دیدیا۔ اور خود خفیہ طور پر میرے لیکچر میں آ گئے۔ اس وقت میرا موضوع یہ تھا کہ اے عیسائیو! اگر میں تمہیں پہلی دوں تو کیا تم مجھے ساتھ دو گے تو انہوں نے کہا کہ نہیں۔ پھر ان سے سوال کیا گیا کہ اگر میں تمہارے والد کی از حد تعریف کروں تو کیا تم میرے والد کو گالی دو گے۔ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ اب ان سے کہا کہ ہم مسلمان حضرت عیسیٰؑ کو ایک نہایت ہی پاک ہستی اور خدا کا فرستادہ تسلیم کرتے ہیں اور ان کو ماننا جزو ایمان سمجھتے ہیں تو بتاؤ اگر تم محمد رسول اللہ صلعم کو جھوٹا کہو تو کیا مسلمان گھانا کا تمہارا دوست بن سکتا ہے انہوں نے کہا کہ نہیں۔ اب اس موقعہ پر کمشنر صاحب اپنی کار کھڑی کر کے سن رہے تھے یہ بات مجھے بعد میں عباس صاحب نے بتائی کیونکہ وہ ترجمہ کر رہے تھے کہ وہ کھڑے تھے۔ میں نے انہیں دیکھا۔ اس پر عیسائیوں کو کہا گیا کہ وہ لوگ ہاتھ کھڑا کریں کہ جو گھانا کو ایک طاقتور ملک بنانا چاہتے ہیں تو سب نے ہاتھ کھڑے کئے پھر انہیں کہا گیا کہ وہ لوگ ہاتھ اٹھائیں جو گھانا کو کمزور بنانا چاہتے ہیں۔ لیکن اس سے پیشتر یہ دیکھو میرے عقب میں دو خفیہ پولیس کے سپاہی تمہارا نام لکھنے کے لئے کھڑے ہیں اس وقت مجھے معلوم نہیں تھا کہ کمشنر صاحب خود وہاں کھڑے ہیں اس پر بھلا کون ہاتھ کھڑا کرے۔ تو انہیں کہا گیا کہ اب بتاؤ کیا تم محمد رسول اللہ صلعم کو جھوٹا کہو گے جس سے گھانا کے لوگ لڑ پڑیں اور ملک کمزور ہو جائے تو سب نے کہا کہ ہم آپ کا پیغام سمجھ گئے۔ اب ہم ہاتھ اٹھا کر عہد کرتے ہیں کہ آج سے ہم محمد صاحب کو خدا کا سچا نبی تسلیم کریں گے اور سب نے حلف اٹھایا۔ اس پر جب دوسرے دن میں پولیس کمشنر صاحب کے پاس گیا تو وہ بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے یہ صحیح طریق مشن کا ہے میں آپ کو ہمیشہ کے لئے پریچنگ لائسنس دیتا ہوں۔ یہاں جو لوگ پہلے لیکچر دیتے رہے ہیں وہ ایک دوسرے کو کافر کہتے اور برا بھلا کہتے ہیں امید ہے آپ کا مشن گھانا کے لئے مضبوطی کا باعث ہو گا چنانچہ انہوں نے حکومت کو ہمارے مشن کی بابت بہت عمدہ رپورٹ کی ہے۔ جس کو ڈپٹی صاحب و کمشنر صاحب نے اوپر بھیجا اور وزارت میں بھی اس کی بڑی قدر ہوئی۔ چنانچہ خدا کے فضل سے وزارت سے ہمیں اپنی تمگ دو کے بعد ویزا مل گیا۔ اس میں نوار الدین سوسائٹی اور مسٹر نابو صاحب (جناب ہمارے اسسٹنٹ مشنری ہیں) اور عباس صاحب (اسسٹنٹ مشنری کا بڑا ہاتھ ہے۔ اس لئے ان دو شخصوں کو اپنا نائب بنایا گیا ہے۔

مسٹر نابو صاحب نوار الدین کے اعزازی جنرل سیکرٹری ہیں۔ سکولوں کے اعزازی پرنسپل ہیں۔ اس لئے ہمارے مشن کو تقویت پہنچ رہی ہے۔ عباس صاحب کے ساتھ بھی اشانتی کے لوگ .. ہم کے قریب ہیں جو کہ ہمارے مشن کے ممبر ہیں۔ اس وجہ سے ہمارے مشن کو لوکل امداد بہت حاصل ہو گئی ہے۔ اور یہ لوگ میرے ساتھ جلسوں کا انتظام کر رہے ہیں۔ بہر حال یہ عرض حال ہے کہ ہمارا مشن لوکل طور پر مضبوط بنیادوں پر قائم ہو گیا ہے۔

اب اس کے بعد مختصر کارروائی مشن اور اس کے اثرات ذیل میں مختلف سرخیوں کے ماتحت درج کی جاتی ہے۔

لٹریچر

چار عدد فری کتب جو لاہور سے آئیں۔ سینکڑوں کی تعداد میں لوگوں میں تقسیم ہوئیں (ا۔ اسلام دی ریلیجن آف ہیومینٹی (ب) دی رائٹ آف اسلام (ج) قرآن کا پیغام حریت انگریزی میں (د) مسیحی عقائد از روئے انجیل۔ یہ سب لوگوں میں مقبول ہوئیں۔ خصوصاً عیسائی لوگوں نے انہیں ہاتھوں ہاتھ لیا۔ اور ان کا ابھی تک زبردست تقاضا چلا آ رہا ہے۔

۲۱ عدد ہینڈ بل اسلام۔ قرآن اور رسول کریمؐ پر تعداد ۱۰۰۰ فی ہینڈ بل اور دو ورقہ پرچے ... ۴۲ صفحے فلسکیپ سائیکلو سٹائل شدہ مفت تقسیم کئے گئے۔ ان میں عیسائی لوگوں کے خیالات، یورپ اور امریکہ کے رہنے والوں کے خیالات و جذبات پیش کئے گئے، اور نو مسلمین کے جذبات و خیالات بھی پیش کئے گئے۔ یہ سلسلہ بہت ہی مقبول ہوا، مگر افسوس ہے کہ کاغذ کے نایاب ہو جانے کی وجہ سے یہ سلسلہ بند کرنا پڑا۔ اب خدا جانے کاغذ کب ملے۔ امید تو ہے کہ جلدی ملے۔

لائبریری

لائبریری کی کتب کے لئے لوگ آتے رہے۔ اور لٹریچر پڑھنے کے لئے بھی لے جاتے رہے۔ اور قرآن مجید مترجم اور دوسرا لٹریچر بھی خرید کر لے جاتے رہے۔ اور ابھی تک اس کی مانگ برابر جاری ہے۔

خط و کتابت اور ملاقاتیں

جب میں پاکستان سے آیا تو چند لوگوں کے پتے ساتھ لیتا آیا۔ ان سے خط و کتابت کی اور ان کے پاس دورے پر جاتا رہا۔ جس سے تبلیغ کے لئے میدان وسیع ہو گیا۔

لیکچر

نوار الدین سوسائٹی میں لیکچر ہوتے رہے اور اس سوسائٹی کے مختلف تہواروں یعنی شادی۔ مرگ۔ لیلۃ القدر۔ میلاد النبی پر میرے اور نابو صاحب کے لیکچر ہوتے رہتے ہیں اور سکولوں کے طلباء کی بھی اسلامی رنگ میں تربیت کی جاتی ہے جس کے لئے نابو صاحب بحیثیت پرنسپل ذمہ دار ہیں۔

دیہات کا دورہ

اشانتی لوگوں میں پبلک لیکچروں کا سلسلہ جاری ہے جس میں عباس صاحب لیکچر دیتے ہیں

اس میں مسحور ہو جاتے ہیں۔ وہ میرے لیکچروں کا بھی لوکل زبان میں ترجمہ کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ گھانا کے لوگ ہمارے مشن سے ملحق ہوئے ہیں وہ اپنے طور پر ہمارے ساتھ جوق در جوق مختلف دیہات میں جاتے ہیں اور بڑی شان سے لوکل زبان میں نعتیں گا گا کر ایک سماں پیدا کرتے ہیں ورنہ یہاں ایک آدمی کھڑا ہو کر لیکچر دے تو کیسے کامیاب ہو سکتا ہے۔ عباس صاحب مختلف دیہات کے چیفس سے تعارف کراتے ہیں جن کے اکثر فوٹو مرکز میں بھجوائے جا چکے ہیں۔

لیکچروں کا اثر

ان لیکچروں میں مسلم عیسائی اتحاد پر زور دیا جاتا ہے اور لوگ حیران ہو کر کہتے ہیں کہ ایسے صلح کل لیکچر کبھی نہیں سُنے البتہ ایک دوسرے کو گالی گلوچ دینا ضرور سُنا ہے۔ وہ کہتے ہیں یہاں قادیانی جماعت کے لوگ بھی لیکچر دیتے رہتے تھے لیکن وہ صرف اتنا ہی بتاتے تھے کہ تم مہدی کو نہیں مانتے تم جہنمی ہو۔ تم لوگ بڑے احمق ہو۔ عیسائی پادری بھی ہمیں روکتے ہیں اور کام کی بات بھی کچھ نہیں بتاتے یہ ہزاروں پونڈ لے لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تمہارے گناہ معاف ہو گئے لیکن آپ کا مشنری کسی سے کچھ نہیں لیتا لیکن بات وہ کرتا ہے جس سے ہمارے ملک کی فضا پُرامن ہوتی چلی جا رہی ہے۔

ان لوگوں کو بتایا جاتا ہے کہ انجیل شریف میں آتا ہے کہ :-

Blessed are the peace makers
for they shall be called children of God.

اس سے ظاہر ہے کہ یہ لوگ مسیح کے وقت میں نہ تھے بلکہ اس وقت تو سائیوں کے نیچے تھے۔ یہ آئندہ کسی قوم کا ذکر ہے چنانچہ Peacemaker کے لفظی معنے عربی میں مسلم کے ہیں۔ یعنی ترجمہ یہ ہوا کہ مبارک ہیں مسلم کیونکہ وہ خدا کے فرزند کہلائیں گے۔

اصلاحِ رسوم

پھر اصلاح رسوم۔ میت۔ بیاہ شادی۔ ختنہ۔ تسمیہ کی مُسرفانہ رسوم کی اصلاح کی جاتی ہے۔ بیاہ شادی پر مُسرفانہ رسوم کو عملاً بند کیا جاتا ہے۔ بجائے شراب کباب، ناچ، ڈھول کے ہم ماتم اور شادی کے موقعوں پر وعظ و نصیحت کی مجالس قائم کرتے ہیں جس سے وہ سب رنگ رلیاں خود بخود بند ہو جاتی ہیں۔

پیگن اور عیسائی لوگوں کے رسمِ جنازہ اور شادی پر ہم جاتے ہیں اور انہیں عملاً ان رسوم سے روکتے ہیں۔ کیونکہ سارا دن ہم وعظ پر لگاتے ہیں۔ جس سے یہ سب رسمیں خود بخود بند ہو جاتی ہیں غرضیکہ ہمارے اس مشن نے بڑے پیمانے پر لوگوں میں وہ اصلاحی قدم اُٹھایا ہے جس سے ایک انقلاب آ چکا ہے۔ مسلمانوں کی مجالس میں بھی تابو صاحب و عباس صاحب وعظ کرتے ہیں۔

میرے یہاں آنے پر دیکھا گیا کہ لوگ جب ایک دوسرے کو ملتے ہیں تو خاص طور پر نائیجیرین لوگ نوار الدین سوسائٹی کے۔ بزرگوں کے سامنے سجدہ کرتے ہیں اور بعض تو اوندھا لیٹ جاتے ہیں۔ چنانچہ اس بد رسم کو بار بار ٹوکا گیا اور انہیں بتایا گیا کہ یہ رسم تمہاری غلامی کی یادگار ہے۔ اب تم آزاد ہو۔ اس لئے اب قریبًا یہ رسم بند ہو چکی ہے۔

ایک اور رسم یہاں تھی کہ جب مسلمان بھی ایک دوسرے کو ملتے تھے تو گڈ مارننگ، گڈ ایوننگ اور Bye bye, welcome کہتے تھے۔ تو انہیں سمجھایا گیا کہ مسلمان کا کام السلامُ علیکم کہنا ہے۔ تو اب قریبًا سب لوگ السلامُ علیکم کہتے ہیں اور سجدہ بازی بند ہو چکی ہے۔

درسِ قرآن وحدیث

درس قرآن وحدیث جاری رہتا ہے۔ لوگوں کے تقاضے پر جمعہ کا انتظام کیا گیا ہے کیونکہ عام جمعوں میں چند عربی فقرات دہرائے جاتے ہیں لیکن جمعہ میں انگریزی میں قرآن وحدیث سناتا ہوں، اور عباس و تابو صاحب دو زبانوں میں ترجمہ سناتے ہیں۔

تعلیم ومسائلِ اسلام

لوگوں کو نماز کے آداب روزہ کے مسائل، حج، زکوٰۃ کے مسائل اور دوسرے اخلاقی پہلوؤں پر مسائل سنائے جاتے ہیں اصلاح رسوم پر بھی لیکچر دیئے جاتے ہیں۔

عیسائیت کا انحطاط

یہاں آنے پر دیکھا گیا کہ عیسائی منّاد مسلمانوں کو بہت تبلیغ کرتے اور حرج کرتے تھے۔ چنانچہ ہمارے یہاں آنے پر مسلمان ان کو پکڑ کر ہمارے مشن میں لاتے تو چند جھڑپوں کے بعد انہوں نے مسلمانوں کی طرف منہ کرنا تو درکنار اب ان کو اپنا بچاؤ کرنا پڑ رہا ہے۔ جب عام عیسائی ان کو مسائل سنائے جاتے ہیں اپنے پادریوں سے سوال کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ اسرار ہیں تم ان پر غور کرنا ہی چھوڑ دو مسلمانوں میں ایک زبردست احساس برتری پیدا ہو گیا ہے اب وہ سمجھنے لگ گئے ہیں کہ عیسائیت کا ڈھول کا پول کھل گیا ہے اور وہ سربلند ہو کر پھرتے ہیں۔ عیسائی لوگ بھی اب غور کرنے لگ گئے ہیں جب انہیں بتایا جاتا ہے کہ مسیح صلیب پر نہیں مرے زندہ ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ وہ بچ کر نکل گئے جیسا کہ مرقس کی آخری آیات میں ہے کہ وہ مشرق کی طرف چلے گئے۔ اور وہاں کشمیر میں ان کی قبر ہے ابن اللہ کا مسئلہ کفارہ کا مسئلہ ایسے واضح کر دیئے گئے کہ ان کو ہوش آ گیا ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام پر نہایت عمدہ خیالات پیدا کر دیئے گئے۔ غرضیکہ اسلام جو اس جگہ مغلوب تھا اب خدا کے فضل سے ایک غالب مذہب کی حیثیت رکھتا ہے۔

نومسلمین اور متاثرین

نومسلموں کی تعداد اگرچہ اب تک ۴۵ ہے لیکن متاثرین کی تعداد اس سے بہت زیادہ ہے۔ مختلف دوروں میں معلوم ہوا کہ بعض نومسلم دوستوں کی بیویاں ابھی تک عیسائی ہیں، انہیں کہا گیا کہ انہیں مسلمان کیوں نہیں کرتے تو انہوں نے کہا کہ یہ تو مسلمان ہونا چاہتی ہیں لیکن یہاں کے معلم کہتے ہیں کہ ہم کیسے مسلمان کریں جب تک کہ یہ چار سیسے ہم کو نہ دیں یا چار بکرے ذبح نہ کریں تو انہیں کہا گیا کہ یہ تو بہت آسان ہے۔ چنانچہ ان کی بیویوں کو کلمۂ شہادت پڑھا کر مسلمان کیا گیا۔ اس طرح بیشمار لوگ مسلمان ہونے کو تیار ہیں لیکن علماء کے ان مطالبات کی وجہ سے مسلمان نہیں ہوتے۔ ایک بہت بڑے افسر کے سیکرٹری نے عباس صاحب کو کہا کہ میں مسلمان ہونا چاہتا ہوں۔ لیکن یہ چھ فُٹ کا کرتہ کیسے پہن کر دفتر میں آ سکتا ہوں۔ تو اسے میرا فوٹو دکھایا گیا کہ دیکھو کہ ہمارے مشنری سوٹ ٹائی لگائے ہوئے ہیں۔ اسلام لباس میں نہیں یہ تو ملک اور موسم کا لباس ہے۔ صرف باعزت اور باحیا لباس ہونا چاہیئے۔

کالے اور گورے کی بحث

عیسائیوں سے کہا گیا کہ تم بتاؤ کہ اگر خدا سب کالے اور گورے امیر اور غریب کو یکساں سُورج چاند، بارش، ہوا، غرضیکہ سب نعمتیں دیتا ہے تو روحانی غذا وہ کیوں ہر قوم کو یکساں نہ دے۔ تو اب بتاؤ کہ مسیح کہتے ہیں کہ آدمی صرف روٹی سے نہیں جیتا بلکہ خدا کے کلمات سے جیتا ہے اور امریکہ کا سفید فام کہتا ہے کہ کالوں کو ہم کیوں برابر کے حقوق دے دیں جبکہ خدا نے تمہیں کبھی بھی اپنی طرف سے کسی نبی کے ذریعے کلام نہیں دیا تو تم میں عقل کیسے آ سکتی ہے ....

تو ان کالے عیسائیوں اور پیگنوں کو پوچھا گیا کہ بتاؤ کہ تم بائبل میں سے کوئی کالا نبی نکال سکتے ہو یا تم اپنی روایات سے ہی بتا سکتے ہو کہ تم میں کوئی کالا نبی آیا اور کوئی کتاب لایا تو کہنے لگے کہ کوئی نہیں۔ تو انہیں بتایا گیا کہ آؤ دیکھو کہ قرآن مجید تمہارے کالے نبی کا نام بھی بتاتا ہے لقمان۔ اور یہ بھی کہتا ہے حکمت پہلے لقمان کو دی گئی۔ یعنی گوروں نے کالے نبی سے حکمت سیکھی۔ چنانچہ لقمان کی کتاب .... Aesop's fables کے دیباچہ میں ہے کہ سقراط بقراط اور افلاطون نے لقمان سے حکمت سیکھی۔ اب بتاؤ کہ اُس دنیا میں تم کو کفارے سے جنت ملے گی لیکن یہاں تم کو عیسائی بن کر کیا مل رہا ہے۔ اس سکّے کا کیا فائدہ جس سے اگلے جہان میں سودا خرید سکو قرآن تو تمہیں اس دنیا میں ہی سربلندی دیتا ہے۔ کیا تم اس عیسائی دنیا میں گوروں کے امام یا کمانڈر بن سکتے ہو مگر اسلام میں تو حضورؐ کے وقت میں کالے غلام سب شرفاء کے کمانڈر رہتے۔ ہندوستان میں غلام بادشاہ ہوئے۔ پھر کسی نے پوچھا کہ بتایئے کالے پہلے پیدا ہوئے یا گورے لوگ تو انہیں بتایا گیا کہ اسلام کہتا ہے کہ زمین پہلے آگ کا گولہ تھی آہستہ آہستہ ٹھنڈی ہوتی چلی گئی وجعل لکم الارض ذلولاً۔ تو جیسے گرم تنور کی پہلی روٹی کالی ہوتی ہے اسی طرح لازمًا زمین پر پہلے کالے لوگ پیدا ہوئے بعد میں گوری نسلیں پیدا ہوئیں۔ غرضیکہ اسلام ہی تمہاری غلامی کا مداوا ہے۔ دیکھو یہاں کالے لوگ امام ہیں اور سب سفید فام ان کی اقتداء میں نماز پڑھتے ہیں۔ بلالؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جنت میں جاتے ہیں۔ کیا تم کسی گورے پادری سے پہلے جنت میں جا سکتے ہو۔

پھر جانتے ہو کہ جنت سے نکلنے کا کفارہ کیا تھا یہی تاکہ آدم خدا کی مثل عقلمند ہو گیا تو گویا عقلمند ہونا گناہ ہوا تو پھر صد رگھانا گویا تمہیں علم دے کر جنت سے نکالنے کی کوشش کر رہا ہے۔ پھر یہ لوگ

(باقی بر صفحہ ۱۲)

جرمنی میں تبلیغِ اسلام

میرے تاثرات — پاکستان میں

مسٹر شلز ایک جرمن نومسلم ہیں جو گذشتہ دسمبر ۱۹۶۴ء ہمارے جلسہ گولڈن جوبلی میں شمولیت کے لئے تشریف لائے تھے۔ انہوں نے پاکستان کے چند روزہ قیام میں جو کچھ دیکھا اور سنا اس کے تاثرات جرمن زبان میں مولانا محمد یحییٰ صاحب امام مسجد برلن کو لکھ دیئے جن کا ترجمہ درج ذیل ہے:

مجھے وہ دن یاد ہے کہ جب مسجد برلن کے امام مولانا محمد یحییٰ بٹ صاحب نے مجھے پوچھا کہ آیا میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی دعوت پر لاہور جانے کے لیے تیار ہوں۔ مجھے اس دعوت کے بارہ میں سن کر بڑی حیرت ہوئی میں حیران تھا کہ آخر پاکستان میں میرے مسلمان بھائیوں کو کون سی چیز نے آمادہ کیا ہے کہ وہ مجھے پاکستان آنے کی دعوت دے رہے ہیں۔ اور آنے جانے کا کرایہ اور بحیثیت میزبان میرے وہاں رہنے وغیرہ کے اخراجات بھی خود ہی برداشت کر رہے ہیں۔ لیکن جب مجھے یقین ہو گیا کہ امام صاحب واقعی مجھے انجمن کی طرف سے یہ دعوت دے رہے ہیں تو مجھے اس کو قبول کرنے میں بڑی خوشی ہوئی۔ لہٰذا میں نے اس دعوت کو قبول کیا اور اپنے ملک سے دور ایک اور براعظم کو جانے کے لیے تیار ہو گیا۔

اس سفر کے بارہ میں میرے تاثرات بڑے گہرے ہیں۔ نیا ماحول، نئے احباب اور ان احباب کی طرف سے میرا استقبال جن کو میں پہلے جانتا ہی نہ تھا ان تمام امور کا بحیثیت مجموعی مجھ پر بڑا گہرا اثر پڑا۔ میرا یہ استقبال بظاہر بردار ی کے طور پر نہیں کیا گیا جیسا کہ ہمارے ہاں ایک رواج ہے بلکہ یہ استقبال اخلاص بھرے دل سے تھا۔

اب بھی میرے سامنے لاہور کا ہوائی اڈہ ہے جب کہ میں کراچی سے بذریعہ ہوائی جہاز وہاں ایسے وقت پر پہنچا جس کی میرے دوستوں کو اطلاع نہ تھی یہ ایک اجنبی ملک تھا، میں کسی کو وہاں پہنچانتا نہ تھا۔ وہاں ہوائی اڈہ پر کوئی میری مادری زبان کو بولنے اور سمجھنے والا نہ تھا۔ میں ٹوٹی ہوئی انگریزی زبان میں ان سے بات کرتا تھا۔ باوجود اس کے ہوائی اڈہ کے سٹاف نے میری حوصلہ افزائی کی اور مجھے تسلی دی اور مجھے چائے کا پیالہ پیش کیا۔ اتنے میں میرے دوستوں نے میری بابت دریافت کیا۔ بس کیا تھا تھوڑے وقفہ کے بعد میرے تمام دوست ہوائی اڈہ پر پہنچ گئے اور انہوں نے بڑے اخلاص سے میرا استقبال کیا اور وہ مجھے اپنے ساتھ جائے قیام پر لے گئے۔

میں خوشی سے بھرپور دل کے ساتھ ان تمام ایام پر نظر ڈالتا ہوں اور سوچتا ہوں کہ کس طرح ان احباب نے میرے لیے تکالیف برداشت کیں۔ اور مجھے بڑی خوشی ہوئی جب کہ میں نے ان کے ہاں اپنی مادری زبان جرمن کو بولنے اور سمجھنے والے احباب سے ملاقات کی۔ اور اپنے ملک کے لوگوں سے جو پاکستان میں مکین ہیں مختلف مسائل پر گفتگو کی۔

یہ درست ہے کہ آپ کے ہاں سب احباب ہمارے جیسے یورپین حالات کے مطابق نہیں لیکن باوجود اس کے میں نے اپنے آپ سے کئی بار سوال کیا ہے آیا ایسا کہنا واقعی درست ہے جیسا کہ یہاں اکثر کہا جاتا ہے کہ آپ لوگوں کو اپنے ملک کو بہتر بنانے کے لئے ہم سے بہت کچھ سیکھنا ہے

اگر یہ درست ہے تو مجھے اب یقین ہو گیا ہے کہ ہمیں بھی آپ سے بہت کچھ سیکھنا ہے۔ وہ یہ کہ معمولی ذرائع زندگی کی موجودگی میں انسان کس طرح خوشی اور امن سے رہ سکتا ہے۔

پاکستان میں سب کے سب لوگ زیادہ امیر نہیں۔ بعض بہت غریب بھی ہیں۔ باوجود اس کے وہ بغیر کسی دباؤ کے پُرامن زندگی بسر کرتے ہیں۔ ہمارے ہاں کے لوگ ظاہرداری پر زیادہ زور دیتے ہیں۔ وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ جس کسی کے پاس خوب صورت گھر ہے، خوب صورت گاڑی ہے اور جو اچھے قیمتی کپڑے پہنتا ہے وہ سب سے زیادہ خوش نصیب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ان اشیاء کے جمع کرنے کی کوشش اور تگ و دو کرتے ہیں اور اسی کو ہی اپنی زندگی کا مقصد سمجھ لیتے ہیں۔ لیکن ایسے لوگوں کو بالآخر افسوس ہوتا ہے کہ وہ ان سب اشیاء کو جن کو انہوں نے اپنی زندگی کا مقصد سمجھ رکھا تھا۔ حاصل کرنے کے بعد بھی حقیقی خوشی سے بے نصیب ہیں آخر ان کو یقین ہوتا ہے کہ روپیہ کا جمع کر لینا اور حقیقی راحت کا حاصل کر لینا باہم مربوط نہیں ہیں۔ حقیقی خوشی اور سچی مسرت کامل بانا در حقیقت قلبی کیفیت کا دوسرا نام ہے۔ میں نے اپنے سفر کے دوران میں ایسے احباب کو دیکھا ہے جو ان چند محدود اشیاء ہی سے جو ان کو مہیا تھیں زیادہ خوشی کے مالک تھے۔ بہ نسبت ان لوگوں کے جن کے پاس ہمارے ملک میں کثرت سے مال و دولت ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ ایسی بہت سی باتیں ہیں جو آپ لوگ ہم سے سیکھ سکتے ہیں۔ لیکن باوجود اس کے آپ اس غلطی میں نہ پڑیں کہ آپ ہماری اندھی تقلید کریں۔ یہ اس لیے کہ اندھی تقلید تعمیری صلاحیت کی دشمن ہے۔ وہ قوم جو تعمیری صلاحیت کو کھو دیتی ہے وہ ترقی نہیں کر سکتی۔ ہم لوگ کوشش کرتے ہیں کہ ہم آپ کو جہاں اپنی مشینیں بیچتے ہیں وہاں اپنی سوسائٹی کا ڈھانچہ بھی آپ کے ہاں کھڑا کریں۔ مجھے افسوس تو یہ ہے کہ آپ اس ڈھانچہ کو بھی شکریہ کے ساتھ قبول کر رہے ہیں۔ میں یقین کرتا ہوں کہ ہمیں آپ کو موقعہ دینا چاہیئے کہ آپ ہماری امداد سے اپنے آپ کو خود تعمیر کریں۔ اور ہمیں خیال نہیں کرنا چاہیئے کہ یورپ کی راہ ترقی کے لیے بہترین راہ ہے۔

لاہور میں میں نے اسلامی کلچر کی پرانی یادگاریں دیکھی ہیں۔ ان میں مساجد کی عظمت اور ان کی خوبصورتی دیکھنے والے کے لیے دل کش ہے۔ میرے قیام کے دوران میں احباب نے اپنے گھروں میں مجھے دعوت دی اس سے مجھے احباب کی گھریلو زندگی کے مطالعہ کرنے کا موقعہ مل گیا۔ امراء اور غرباء ہر دو احباب نے جس دلی محبت سے میرے ساتھ سلوک کیا اس کا میں تہ دل سے شکرگزار ہوں۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے سالانہ جلسہ کا مجھ پر خاص اثر ہوا۔ اس سال گولڈن جبلی منائی گئی اور گولڈن جبلی ایسے موقع پر بہت سے احباب بیرونی ممالک سے جمع ہوئے۔ مجھے اپنے مسلمان بھائیوں سے جو نیوزیلینڈ، جنوبی افریقہ، وسطِ افریقہ، ...... اور ہالینڈ وغیرہ سے آئے تھے۔ گفتگو کرنے کا موقعہ ملا۔ اور انڈونیشیا سے آئے ہوئے ایک مسلمان بھائی کے ساتھ مجھے ایک ہی کمرہ میں رہنے کا موقعہ ملا۔ ہر ملک میں مختلف مسائل ہیں جن کو حل کرنا ہے تاہم ایک جگہ جمع ہو جانے سے تمام اسلامی ممالک کے مسائل کا ایک دوسرے کو علم ہو جاتا ہے اور ان مسائل

کو حل کرنے کا ایک موقعہ مل جاتا ہے اس لحاظ سے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ ایسے اجلاس اسلامی دنیا کے ممالک میں منعقد ہونے چاہئیں۔

جلسہ کے دوران میں تین دن مختلف موضوعات پر تقاریر ہوئیں۔ مقررین حضرات کے طرز بیان اور سننے والے احباب کے ہمہ تن گوش ہو کر سننے کے انداز سے میں نے اس محبت کا اندازہ کیا ہے جو ان کو آپس کے اندر ہے۔ افسوس کہ میں ان تقاریر کو سمجھ نہ سکا۔ اس لیے کہ اکثر تقاریر اردو زبان میں کی گئیں۔ میں حاضرین کے چہروں سے ان کے دلوں میں جھانکی لگاتا تھا۔ جلسہ کے اختتام پر حضرت امیر مولانا صدرالدین صاحب نے حاضرین سے اپیل کی کہ وہ تبلیغ اسلام ایسے بلند نصب العین کے لیئے اموال کی قربانی کریں۔ بس کیا ہوا۔ میں نے دیکھا کہ امرا اور غربا ہر دو نے اس اپیل پر لبیک کہتے ہوئے حسب مقدور روپیہ نچھاور کیا یہ سب اس لیے کہ اسلام کا پیغام یورپ میں پہنچایا جا سکے۔ اس نظارہ نے مجھ پر بڑا اثر کیا۔ اور اس نے مجھے اس امر پر غور کرنے کے لئے مجبور کیا ہے کہ جرمن میں بھی ایسی اسلامی جماعت کا ہونا نہایت ضروری ہے۔

بعض اوقات رات بھر احباب سے اسی امر پر گفتگو ہوتی رہی کہ اسلام کی خوب صورت تعلیم کو یورپ میں پہنچانے کے لئے کیا ذرائع اختیار کیے جائیں مجھے یقین ہے کہ یورپ میں ایسی جماعت کا زیادہ اثر ہوگا۔ جو اسلامی اصولوں کے مطابق اپنی زندگی بسر کرتی ہو۔ بہ نسبت اس کے کہ وہ صرف ان اصولوں کا پرچار کرتی ہو۔ یہ اس لیے کہ اسلام نام ہے عمل کا۔ صرف اعلیٰ نظریات اور دل کش تقاریر کا نام نہیں۔

میں نے پاکستان کا سفر اس لیے اختیار کیا تھا کہ میں اسلام کے نظریہ عالمگیر اخوت۔ کا مطالعہ کروں میں دیکھنا چاہتا تھا کہ آیا واقعی ایسا ہے کہ امیر اور غریب نماز میں ایک ساتھ کھڑے ہوتے ہیں۔ میں نے اس کا عملی نظارہ لاہور میں دیکھا۔ اور میں نے اس دلی محبت کو محسوس کیا جس کا اظہار دوستوں نے میرے ساتھ کیا۔ اور اس محبت کا اظہار جو احباب ایک دوسرے سے کرتے تھے۔ مجھے ان احباب سے علیحدہ ہونے میں سخت تکلیف ہوئی۔

میں نے نوجوانوں کے جذبات کا بھی مطالعہ کیا ہے اور مجھے یقین ہو گیا ہے کہ اسلام کا مستقبل روشن ہے دنیا میں ایسا کوئی مذہب نہیں جو نوجوانوں کے ان جذبات کا بدل مہیا کر سکے۔

جب میں واپسی پر لاہور سے کراچی کی طرف بذریعہ ہوائی جہاز روانہ ہوا تو میرے ساتھ جہاز میں ایک جرمن پادری بیٹھے تھے۔ دوران سفر میں ہم ایک دوسرے سے اسلام اور عیسائیت کے پیش کردہ نظریات پر تبادلہ خیالات کرتے رہے۔ اس گفتگو سے عیاں تھا کہ عیسائیت اعلیٰ نظریات سے کس قدر عاری ہے۔

میں نے اسلام کیوں قبول کیا؟

تقریر جرمن نو مسلم مسٹر شلز کے مندوب جرمنی

(جرمن سے اردو میں ترجمہ کیا گیا)

برادران اسلام! السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

الحمد للہ رب العالمین الخ

سورۃ فاتحہ سے قرآن پاک کی ابتداء ہوتی ہے میں بھی اپنی تقریر کی ابتداء تبرکاً اسی سورۃ کی تلاوت سے کرتا ہوں۔

اس عظیم الشان اجتماع میں میرے حاضر ہونے کے دو سبب ہیں۔ اول یہ کہ آپ کے وہ مسلمان بھائی جو جرمنی جیسے دور دراز ملک میں رہتے ہیں ان کا سلام آپ تک پہنچاؤں اور ان کے شکریہ کے جذبات آپ سب کی خدمت میں پیش کروں۔ وہ تمام لوگ اس انجمن کے شکرگزار ہیں جس نے ان کی ہدایت اور راہنمائی کے لیے عیسائیت کے مرکز میں مسجد بنا کر اور اسلامی مشن چلا کر ان کی روحانی مدد کی۔

دراصل ہم لوگ مذہب کے صحیح تصور سے قطعاً ناواقف تھے اور خصوصاً اسلام کے متعلق ہمارے دلوں میں عیسائی پادریوں نے اور مخالف لوگوں نے ہزاروں قسم کے شکوک و شبہات پیدا کیے ہوئے تھے۔ اب اللہ کے فضل سے برلن مشن ایک مدت سے بہت بڑا کام کر رہا ہے اور وہاں سے اسلام کی روشنی دور دور تک پھیل رہی ہے۔ میری ذاتی خواہش تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ موقعہ دے تو دنیاوی دھندوں سے نجات حاصل کر کے اس مرکز کے بزرگوں اور دوستوں کو خود [illegible] اور اپنے ایمان کو اور تقویت دی جائے چنانچہ اس غرض کو پورا کرنے کے لیے آج میں آپ میں موجود ہوں۔

دوم مقصد میرا یہ تھا کہ میں اپنے مسلمان ہونے کا سبب اس جلسہ میں بیان کروں ممکن ہے کسی اور سعید روح کو بھی میری طرح اسلام کی طرف راہنمائی ہو سکے۔

میں ایک اچھے عیسائی گھرانے میں پیدا ہوا

عیسائی مذہب دوسری جنگ عظیم کے دوران میں جو ایک مشکل دور تھا ہمارے ہاں فیل ہو گیا۔ اسلام کے ہمہ گیر نظریات اور اسلامی مساوات ایسا اعلیٰ نظریہ عیسائی دنیا کے پاس نہیں۔

یہ سب کچھ میں نے پاکستان میں آپ احباب کی دعوت پر دیکھا ہے۔ لہٰذا میں ایک دفعہ پھر آپ سب احباب کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ احباب نے مجھے ایسا موقعہ بہم پہنچایا۔ کہ جرمن کا ایک مسلمان دیگر ممالک کے مسلمان بھائیوں کے ساتھ رہ سکے۔

اور تمام وہ تعلیمات سیکھیں جو ایک عیسائی کو سیکھنی چاہیئے مگر اس کے باوجود میرے دل میں ہمیشہ بے چینی اور بے یقینی سی رہتی تھی اور مجھے اطمینان قلب نہیں ملتا تھا کیوں کہ جو کچھ بھی ہم لوگ مذہبی طور پر کرتے تھے اس میں بے شمار باتیں عقل و فہم کے خلاف تھیں۔ بلکہ میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ میری طرح کے بیشمار لوگ ہیں۔ جو دراصل اس تعلیم سے مطمئن نہیں لیکن کئی وجوہات سے خاموش ہیں۔ بعض کے نزدیک مذہب کے سلسلہ میں اس قدر تکلیف برداشت کرنے کی ضرورت نہیں۔ اور بعض کو مناسب حالات اور موقع نصیب نہیں ہوتے۔

یہ بے یقینی اور بے عملی کی زندگی کبھی حد تک تو انسان کا ساتھ دے دیتی ہے لیکن جب انسان کو زندگی کی عظیم مشکلات کا سامنا کرنا پڑے اور اخلاقی اور روحانی اقدار سے واسطہ پڑے تو پھر بے یقینی کی زندگی گزارنا ناممکن ہو جاتا ہے۔ پھر انسان کو اس کا صحیح حل تلاش کرنا پڑتا ہے۔ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا کہ انسان کسی مذہب یا وحی الٰہی میں سے وہ حصہ لے لے جو اس کی مرضی کے مطابق ہو اور وہ حصہ چھوڑ دے جو اس کو اچھا نہ لگے۔ ایمان اور عقیدہ ایک ایسی چیز ہوتے ہیں کہ اس کے حصے یا ٹکڑے نہیں کیے جا سکتے۔ اگر کوئی مذہب سچا ہے تو اس میں ساری سچائی ہونی ضروری ہے اور اگر اس میں کوئی حصہ غلط ہے تو پھر وہ قابل قبول نہیں ہو سکتا۔ ہمارے ہاں عیسائیت کی عجیب پوزیشن ہے کہ دعویٰ تو خدائی مذہب کا ہے لیکن تعلیم کے کچھ حصے ایسے ہیں جو عقل و فہم اور خدائی تصور کے بالکل خلاف اس لیے ضرورت پیش آتی ہے کہ اس پر نہایت سنجیدگی سے غور کیا جائے۔ چنانچہ میں نے مجبور ہو کر مختلف مذاہب کا مطالعہ شروع کیا۔ اس موقعہ پر میں آپ کی توجہ قرآن پاک کی اس آیت کی طرف مبذول کرتا ہوں۔

"ھو الذی انزل علیک الکتاب منہ آیات محکمات ھن ام الکتاب واخر متشابھات۔ فاما الذین فی قلوبھم زیغ فیتبعون ما تشابہ منہ ابتغاء الفتنۃ وابتغاء تاویلہ وما یعلم تاویلہ الا اللہ والراسخون فی العلم"

احکام الٰہی کی دو اقسام ہوتی ہیں ایک محکم اور ایک متشابہ۔ دراصل متشابہ کو ہمیشہ محکم کے ماتحت رکھنا چاہیئے کیونکہ محکم احکام بنیادی اور اصولی حیثیت

ہالینڈ میں تبلیغ اسلام

غلام احمد بشیر صاحب - مبلغ ہالینڈ

چودہ سال کے بعد پھر پاکستان میں

میرے تاثرات جلسہ جوبلی ۱۹۶۴ء

جلسہ سالانہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے موقعہ پر اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے میرے پاکستان جانے کے سامان پیدا کر دیئے۔ میں قریباً چودہ سال کے بعد پاکستان آیا اس سے قبل انیس سال ہوئے جلسہ سالانہ میں آخری دفعہ شرکت کی تھی۔ اس لئے یہ موقعہ میرے لیے انتہائی مسرت کا باعث تھا کہ میں جوبلی کے موقعہ پر اپنی جماعت کے کثیر احباب سے مل سکوں۔ جب سے میرا تعلق جماعت احمدیہ لاہور سے ہوا ہے مجھے سوائے چند بزرگوں اور دوستوں کے دوسرے احباب سے تعارف حاصل کرنے کا موقعہ نہیں ملا تھا۔ ان میں سے حضرت میاں محمد صاحب، مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی اور مولانا محمد یعقوب خاں صاحب خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ان بزرگوں کا مجھ پر بہت اثر تھا۔ جب میں پہلی دفعہ ان بزرگوں سے ملا تو میں نے احمدیت کے متعلق جو جذبہ ان میں دیکھا وہ نہایت ہی حیران کن تھا۔ پہلے میرا بھی یہ خیال تھا کہ لاہور والے اس قسم کا احمدیت کے ساتھ تعلق نہیں رکھتے جیسا کہ ربوہ والے رکھتے ہیں۔ لیکن ان بزرگوں سے مل کر معلوم ہوا کہ جماعت احمدیہ لاہور کے متعلق ایسا اثر بالکل غلط ہے۔ جماعت کے نوجوانوں میں سے برادرم مکرم شیخ محمد طفیل صاحب ایم۔ اے، مکرم ومحترم میاں فضل احمد صاحب و مکرم میاں محمد احمد صاحب اور مکرم میاں ظہور احمد صاحب اور ڈاکٹر مبارک احمد صاحب سے ملنے کا کافی موقعہ ملا تھا۔ ان کے دلوں میں بھی احمدیت اور اسلام کے متعلق خاص جذبہ پایا تھا۔ اب جب میں پاکستان پہنچا تو جماعت کے بہت سے بزرگوں اور احباب سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ اب سب سے مل کر مجھے انتہائی خوشی حاصل ہوئی اور مجھ پر خاص طور پر یہ اثر ہوا کہ ہماری جماعت کے بزرگوں اور نوجوانوں نے احمدیت کی سکھلائی ہوئی اخوت اور برادری کی تعلیم کو اپنے دلوں میں جگہ دی ہوئی ہے اگرچہ میں پہلی دفعہ ان سے ملا تھا مجھے ان کے درمیان کسی قسم کی اجنبیت محسوس نہیں ہوئی اور جو دوست مجھ سے ملتے تھے وہ بھی یہی خیال رکھتے معلوم ہوتے تھے کہ وہ مجھے شروع سے ہی جانتے ہیں۔ نہایت ہی بے تکلفی سے باتیں کرتے۔ بالکل اپنے بھائیوں کی طرح اس موقعہ پر مجھے جماعت کے چیدہ چیدہ اور اعلیٰ تعلیم یافتہ احباب کے ساتھ ملنے کا موقعہ بھی ملا۔ ان سب میں اخوت اور سادگی کی شرح انتہائی طور پر دیکھنے میں آئی۔ بڑے بڑے فیکٹریوں اور ملوں کے مالک جیسے مکرم میاں فائق احمد صاحب، میاں اللہ بخش، میاں ظہور احمد صاحب، میاں فضل احمد صاحب، میاں مولا بخش صاحب اور دوسرے احباب اس قسم کے لوگ مذہب کی تبلیغ کے لئے سرشار معلوم ہوتے تھے۔ ان تمام احباب کے چہرے اور ان کا ادھر ادھر گھومنا ابھی تک میری آنکھوں کے سامنے ہے۔ حضرت امیر مولانا صدرالدین صاحب نہایت محبت اور پیار سے لوگوں سے ملتے اور ہر نماز کے بعد کسی نہ کسی سے باتیں کرنے لگ جاتے۔ بالکل ایک شفیق باپ کی طرح آپ کا جماعت کے دوستوں سے پیار دیکھا۔ آپ میں تبلیغ اسلام کا بہت بڑا جذبہ پایا جاتا ہے۔ باوجود اتنی بڑی عمر کے جو کہ پچاسی سال کے قریب بتلائی جاتی ہے۔ آپ کا اسلام کی خاطر اس قدر جدوجہد کرنا کوئی عام بات نہیں۔ یہ جذبہ حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ وابستگی کے بغیر پیدا نہیں ہو سکتا۔ میں نے جب آپ سے تعارف حاصل کیا تو اس وقت آپ مسجد سے نکل رہے تھے۔ ایک دوست نے مجھ سے کہا کہ کیا آپ ابھی تک حضرت امیر سے نہیں ملے میں نے عرض کی کہ اس وقت تک موقعہ نہیں ملا۔ اس پر انہوں نے آپ کی طرف اشارہ کیا۔ جب میں نے آپ سے مصافحہ کیا تو آپ فرمانے لگے کہ ہم نے ملاقات کے لیے کوئی خاص وقت یا جگہ مخصوص نہیں کی ہوئی دوست جب چاہیں مجھ سے مل سکتے اور بات کر سکتے ہیں آپ کی اس سادگی اور محبت بھری بات سے مجھ پر از حد اثر ہوا کہ دراصل اسلام یہی سکھاتا ہے۔ امیر قوم باپ کی حیثیت رکھتا ہے جس سے بچے جب چاہیں ملیں اور اپنی مشکلات بیان کریں۔ حضرت مسیح موعود کی عادت بھی اس قسم کی بتلائی جاتی ہے۔ جو دوست باہر سے آتے آپ ان سے بھائیوں کی طرح ملتے حتیٰ کہ ان کے لیے ضروری چیزیں بھی خود ہی مہیا فرماتے۔

نوجوانوں میں سے سیکرٹری کرنل سعید احمد صاحب بھی خاص طور پر ذکر کے قابل ہیں۔ وہ جلسہ کے دوران میں نہایت ہی سادگی سے ادھر ادھر پھرتے اور کام کرتے دکھائی دیتے تھے۔ آپ کا وجود جماعت کی تنظیم کے لئے بہت ہی مفید معلوم ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ آپ کو زیادہ سے زیادہ خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔

مکرم و محترم شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری سے مجھے قریباً بائیس پچیس سال کے بعد ملنے کا موقعہ ملا۔ اس وقت آپ کی صحت بہت اچھی تھی۔ ابھی جوانی سے گذر رہے تھے اب آپ بوڑھے ہو چکے ہیں مگر احمدیت کی تعلیم کے پھیلانے کے متعلق ابھی ان میں وہی جذبہ پایا جاتا ہے۔ وہ ہم نوجوانوں کو جو اس وقت میدان عمل میں ہیں اس معاملہ میں ہمت دلاتے ہیں اور فرماتے تھے کہ ہمیں حضرت مسیح موعودؑ کی بتلائی ہوئی باتوں کو خاص طور پر اہل یورپ کے سامنے پیش کرنا چاہیئے۔

مکرم و محترم سیکرٹری تبلیغ جناب غلام قادر صاحب مرحوم اور ہمارے ایڈیٹر مولانا دوست محمد صاحب جن کے ناموں سے پہلے اچھی طرح واقفیت تھی اب ان سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ آپ بھی محبت سے لبریز نظر آتے تھے۔ جو کام وہ کر رہے ہیں وہ ان کی صحت اور عمر کو مدنظر رکھتے ہوئے بہت بڑا کام ہے۔ جو باہر سے انہیں ملنے کے لیے آئے وہ اگر ان کے نام سے واقف نہ ہو تو شاید خیال کرے کہ یہ بوڑھے صرف مسجد میں نمازیں پڑھ چھوڑتے ہوں گے۔ لیکن جو اخبار سے ان کے نام سے تعارف حاصل کر چکا ہو۔ وہ انہیں دیکھ کر حیران رہ جائے گا کہ اللہ تعالیٰ ان سے کتنا کام لے رہا ہے۔

میاں عبدالمنان صاحب عمر ایم اے سے میں آخری دفعہ ۱۹۵۰ء میں ملا تھا۔ آپ سے مل کر انتہائی مسرت حاصل ہوئی آپ پہلے سے کہیں بڑھ کر اسلام کی خدمت میں سرشار پائے گئے۔ آپ جس محبت سے مجھے ملے وہ بھولنے والی نہیں۔ پھر آپ نے جو اشاعت قرآن مجید کا کام شروع کیا اس کے متعلق معلومات حاصل کر کے اور بھی خوشی کا باعث ہوا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو پہلے سے کہیں زیادہ خدمت کی توفیق بخش رہا ہے۔

ہاں میں بھول گیا۔ جلسہ کے موقعہ پر مجھے کئی ایک احباب سے ملنے کا موقعہ ملا جو جماعت ربوہ سے الگ ہو کر لاہور کی جماعت کے ساتھ شامل ہو چکے ہیں۔ ان میں سے اکثر احمدیت کے متعلق وہی جذبہ رکھتے ہیں جو پہلے تھا۔ بعضوں کو ذرا شکایت تھی کہ لاہور کی جماعت میں ذرا تنظیم نہیں میرے

(باقی صفحہ ۴۳ پر)

تقریر از غلام احمد بشیر صاحب برموقعہ جلسہ سالانہ (جوبلی) دسمبر ۱۹۶۴ء

ہالینڈ میں تبلیغ اسلام

ہالینڈ کا ایک لمبے عرصہ تک انڈونیشیا پر قبضہ رہنے کی وجہ سے اسلام کے ساتھ بھی کافی تعلق رہا ہے مگر اسلام کا اس ملک میں پرچار ۱۹۳۶ء کے قریب منظم طور پر شروع ہوا جبکہ مکرم و محترم جناب مرزا ولی احمد بیگ صاحب اس ملک میں تبلیغ اسلام کے لیے پہنچے۔

آپ نے قلیل عرصہ میں اس ملک میں تبلیغ اسلام کی بنیاد کا کام نہایت ہی اعلیٰ پیمانہ پر شروع کر دیا تھا مگر جنگ عظیم ثانی کے شروع ہو جانے کی وجہ سے تبلیغ کا کام بند ہو گیا۔ جنگ کے ختم ہونے کے بعد اس ملک میں دوبارہ مبلغین کا ورود ہوا۔ ۱۹۵۰ء میں مکرم و محترم حضرت میاں محمد صاحب نے اپنے خرچ پر اس ملک میں ایک مشن کا اجرا کیا جو شیخ میاں محمد ٹرسٹ کی زیر نگرانی کام کر رہا ہے۔

اس مشن میں سب سے پہلے مسٹر المہدی عبدالرحمن کوپے کچھ سالوں تک بطور مبلغ کا کام کرتے رہے۔ پھر برادرم مکرم شیخ محمد طفیل صاحب ایم۔ اے۔ امام مسجد ووکنگ کے سپرد ہالینڈ مسلم مشن کیا گیا۔ آپ ۱۹۵۹ء تک اس مشن میں کام کرتے رہے۔ آپ کے بعد مشن کا چارج خاکسار کے سپرد کیا گیا۔

اس تمام عرصہ میں مشن نے خدا تعالیٰ کے فضل سے کافی کامیابی حاصل کی ہے۔ ایک اچھے پڑھے لکھوں کی تعداد ہمارے ساتھ ہو چکی ہے۔ ان کی تعداد اگرچہ کم ہے مگر اسلام کی تبلیغ کے سلسلہ میں وہ بہت مفید ثابت ہو رہے ہیں۔ ان میں سے برادرم عبداللہ خاں اونک۔ مسٹر سلامت ہوبک، مسٹر محمود خاں صاحب رضا المصطفےٰ میلہ خاص طور پر ذکر کے قابل ہیں۔ ہمارے ایک بھائی حبیب اللہ کرل بھی تھے جو خدا تعالیٰ کو پیارے ہو چکے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت کرے۔ آپ بہت قابل تھے اور اسلام کے متعلق اچھے مضامین لکھا کرتے تھے۔ مستورات میں سے مسٹر ادقیہ اور مسٹر سلطانہ مسرت خاص طور پر ذکر کے قابل ہیں۔ یہ بھی وقتاً فوقتاً اسلام کے متعلق مضامین لکھتی رہتی تھی اور مشن کے کاموں میں بہت دلچسپی سے حصہ لیتی ہیں۔

ہمارے مشن نے ۱۹۶۲ء میں اسلامی تعلیمی ادارے کا افتتاح کیا تھا جس کے ماتحت کافی تعداد میں ڈچ دوست عربی زبان سیکھ رہے ہیں۔ بہت سے

احباب اسلام کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لیے بھی باقاعدہ کلاس میں شامل ہوتے ہیں۔ ۱۹۶۰ء سے پہلا اسلامی رسالہ (الفاروق) طبع کروا کر شائع کر رہے ہیں جو کہ تبلیغ اسلام میں کافی مدد دے رہا ہے۔ اس میں ہم باقاعدہ اپنے نومسلم احباب کے مضامین شائع کرتے رہتے ہیں اور جو اعتراضات کتب وغیرہ میں اسلام کے خلاف کئے جاتے ہیں ان کے مبسوط اور مدلل جواب (الفاروق) میں شائع کیے جاتے ہیں۔ یہ رسالہ قریباً ۱۲ صد ماہوار کی تعداد میں نکلتا ہے اور ہالینڈ کی اکثر لائبریریوں کو (جن کی سو کے قریب تعداد ہے) مفت بھیجا جاتا ہے "انسٹی ٹیوٹ آف اسلام سٹیڈیز" کا اسلامی تعلیمی ادارہ اللہ کے فضل سے کافی مشہور ہو چکا ہے۔ بہت سے ہائی سکولوں اور ٹیچرز ٹریننگ کالجوں کی طرف سے ان کے ہاں تقاریر کی دعوت ملتی رہتی ہے۔

ہماری کامیابی

ہماری کامیابی صرف ان نومسلمین کی تعداد پر منحصر نہیں جو اپنے پہلے خیالات کو چھوڑ کر اسلام سے وابستہ ہونے کا اعلان کرتے ہیں بلکہ ہماری کامیابی اسی ذہنی رجحان کے پیدا کرنے میں ہے جو اسلام کے قبول کرنے کے لیے پیدا ہونا ضروری ہے۔ ہم اللہ کے فضل سے کہہ سکتے ہیں کہ اس میں ہمیں کافی کامیابی .... ہوئی ہے۔ جنگ سے پہلے اور معاً بعد اسلام کے متعلق لوگوں کا عجیب خیال تھا۔ اس وقت وہ اسلام کو ایک خونخوار انسان کی شکل میں دیکھتے تھے جو ایک ہاتھ میں قرآن اور دوسرے میں تلوار لیے لوگوں کو للکار رہا ہو۔ "ہاں لو تو خیر ورنہ قتل کر دیے جاؤ گے"۔ جب تک غیر مسلم اسلام کا اس قسم کا تصور رکھیں ان سے یہ توقع رکھنا کہ وہ اسلام کے دلدادہ ہو جائیں نہایت ہی غیر معقول بات ہے۔ اسلام کا ایسا تصور ایک طرف تو یورپین مصنفین نے دیا ہے اور دوسری طرف خود بعض مسلمان کہلانے والوں نے دنیا پر ایسا ہی اسلام کا اثر ڈالا ہے۔

ہمارا زور اس امر پر رہا ہے کہ یہ لوگ اسلام کے صحیح چہرہ سے روشناس ہو جائیں اس لئے ہم اس غرض کے لئے کتب و رسالہ جات کے علاوہ مختلف مقامات پر جلسوں اور تقاریر کا انتظام کرتے رہے ہیں۔

آج ہم کہہ سکتے ہیں کہ بہت سے لوگ اسلام کی بری صورت جو انہیں دکھلائی گئی تھی بھول کر اس کے متعلق نیا تصور قائم کر چکے ہیں اس قسم کے لوگ ہزاروں کی تعداد میں ہیں۔

پھر یورپین مصنفین نے اسلام کے متعلق یہ خیال پیدا کیا ہوا تھا کہ اسلام ایسا مذہب ہے جسے صرف جاہل اور کم تعلیم یافتہ ہی قبول کر سکتے ہیں۔ مہذب اقوام اس قسم کے مذہب کو جو غیر معقول تعلیم پیش کرتا ہے قبول نہیں کر سکتے۔ لیکن اب اسلامی تعلیم کے پھیلنے کی وجہ سے لوگوں کے دلوں سے اس قسم کے خیالات بھی دور ہو رہے ہیں۔ خاکسار کو کالجوں وغیرہ کے طلباء کے ساتھ کافی گفتگو کرنے کا موقعہ ملتا رہتا ہے۔ وہ جب اسلام کے متعلق ہمارے خیالات سنتے ہیں تو اسلامی تعلیم کی معقولیت کے قائل ہی نہیں ہوتے بلکہ یہ دیکھ کر حیرانگی کی کوئی انتہا بھی نہیں رہتی کہ اسلام کے اتنا معقول مذہب ہونے کے باوجود مصنفین اس کی طرف غیر معقول باتیں کس طرح لکھتے رہتے ہیں۔

ایک لیکچر کے بعد بحث کے دوران میں ایک طالبعلم کہنے لگے کہ اسلام عقل و فکر پر اتنا زور دیتا ہے کہ اہل یورپ اتنے معقول مذہب کو قبول نہیں کر سکیں گے کیونکہ ان کی تربیت جس مذہب کے زیر اثر ہوئی ہے۔ وہ عقل و فکر کو مذہب میں دخل دینے کی اجازت ہی نہیں دیتا۔ احباب کرام غور کیجئے اب معاملہ بالکل برعکس ہو گیا ہے۔ پہلے لوگ کہتے تھے کہ اسلام معقول مذہب نہیں اس لیے مہذب لوگ اسے قبول نہیں کر سکتے اور اب یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ اسلام دراصل اہل یورپ کی عقل سے بالا مذہب ہے۔

اسی طرح فوج کے بڑے بڑے پادریوں نے بھی ایک دفعہ خاکسار کو تقریر کے لیے مدعو کیا۔ تقریر کے بعد تبادلہ خیالات کا سلسلہ شروع ہوا جس کے دوران میں صاحب صدر فرمانے لگے کہ یہ عجیب بات ہے کہ اسلام جو مشرق والوں کا مذہب ہے وہ عقل و فکر سے کام لینے کی تلقین کرتا ہے لیکن (ان کے نزدیک مشرقی لوگ عقل و فکر سے کام نہیں لیتے) مگر اہل یورپ (جو ان کے نزدیک عام امور میں عقل و فکر کو زیادہ استعمال کرتے ہیں) کا مذہب بالکل اسلام کے برعکس عقل کو مذہبی امور میں دخل نہیں دیتا بلکہ وہ ایمان پر زور دیتا ہے۔

اس سے ظاہر ہے کہ یہ لوگ حقیقت کو تسلیم کرنے سے نہیں ہچکچاتے۔ بہرحال خدا تعالیٰ کے فضل سے ہمیں اسلام کا چہرہ روشن کر کے پیش کرنے میں انتہائی کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ یہ دراصل بانی سلسلہ احمدیہ کی برکت کا نتیجہ ہے کہ ہمیں اسلام کی یہ خدمت کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔

احباب کرام دعا فرماتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ سعید روحوں کو اسلام کا حلقہ بگوش کر دے۔ تاکہ تثلیث کدہ میں پرچم توحید ہمیشہ کے لیے لہراتا رہے۔

(اللّٰھم آمین)

مسلم سکول نے تین وظائف حاصل کئے

محکمہ تعلیم کے حالیہ فیصلہ کے بموجب بفضلہ تعالیٰ ہمارے سکول کے تین طالب علموں (۱) محمد منیر (۲) محمد زاد خان اور شفقت علی نے گورنمنٹ سکالرشپ حاصل کئے ہیں۔ ایسے تین وظیفے حاصل کرنے کا اعزاز سکول ہذا کو پہلا مرتبہ نصیب ہوا ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ ریاض صاحب چونکہ ان طلباء کو شروع سال سے ہی مفت سپیشل کوچنگ اسی غرض کیلئے دیتے رہے ہیں۔ اس لئے وہ ہمارے خصوصی شکریہ کے مستحق

(باقی بر صفحہ ۲۹ کالم ۳ کے آخر پر)

تعزیتی پیغامات

زبردست صدمہ

جسلہ ضلع علاقہ بمبئی - مورخہ ۷ر جون ۱۹۶۵ء

محترمی ایڈیٹر صاحب "پیغام صلح" مولینا دوست محمد صاحب -

السلام علیکم: مؤرخہ ۲۶ر مئی کے پیغام صلح میں یہ خبر پڑھ کر نہایت ہی افسوس ہوا کہ ہماری جماعت کی ایک بزرگ ہستی شیخ غلام قادر ڈاڈ صاحب دار البقا کو رحلت کر گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون - خاکسار کو اس خبر سے زبردست صدمہ پہنچا ہے موصوف نے بحیثیت فارن منسٹر افسر کے جو نمایاں خدمات انجام دی ہیں اُس سے نہ صرف دنیائے عالم کے کثیر حصوں کو روشنی ملی ہے بلکہ لوگوں کا رجحان ان دنوں مادہ پرستی سے روحانیت کی طرف بڑھ جانا ایک حقیقت ہے - اس سلسلہ میں آپ کے خطوط زندہ یادگار ہیں -

میری موصوف سے خط و کتابت مئی ۱۹۶۱ء میں شروع ہوگئی۔اس وقت میں کیپ ٹاؤن (جنوبی افریقہ) میں تھا آپ نے اس سے قبل بھی ہماری جماعت کی مرتے دم تک خدمت کی. آپ کے تمام خطوط جو حکمت کے موتیوں سے بھرے ہوتے ہیں آج بھی جماعت کے پاس محفوظ ہیں - افریقہ سے واپس بھارت آنے پر چند دنوں بعد میں نے شیخ صاحب کو تار دیا کہ میں لاہور پہنچ رہا ہوں ۲۸ر جون ۱۹۶۴ء کو میں لاہور پہنچا آپ نے ناصر احمد کو مجھے ملنے اسٹیشن پر بھیجدیا - ناصر احمد صاحب مجھے وہاں پہنچا نہ سکے - میں شیخ صاحب کے گھر آپہنچا - جماعت کے سب سے پہلے آپ ہی بزرگ تھے جن سے میری ملاقات ہوئی - وہاں سے آپ مجھے مہمان خانہ ساتھ لے گئے - باوجودیکہ آپ بیمار تھے اور نہایت کمزوری کی حالت میں تھے پھر بھی آپ مجھ سے ملنے مہمان خانہ آتے رہے - آپ کا یہ ہمیشہ سے یہ معمول رہا کہ آپ چند حدیثیں سُناتے - ایک دن میں نے موصوف سے کہا کہ آپ نے کونسی ڈگری حاصل کی ہوئی ہے تو نہایت ہلکی آواز میں جواب ملا :—

"I HAVE LEARNED AT THE UNIVERSTIY OF MUHAMMAD"
(P.B.U.H)

آپ کے یہ الفاظ میرے دماغ میں ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو گئے - قرآن و حدیث کے شوق کا یہ عالم تھا کہ ہر خط میں اسی سے ہماری رہنمائی کرتے رہے - شیخ صاحب موصوف میری آخری ملاقات ۵ر جولائی کو ہوئی - رخصت کے وقت آپ نے دعائیں کیں - اگرچہ شیخ صاحب آج ہم سب کو چھوڑ کر چلے گئے ہیں پھر بھی آپ کی یاد ہمارے دلوں میں ہے - آج ہم ایک بزرگ ہستی کو کھو بیٹھے ہیں جس کی تلافی نہیں ہو سکتی - حضرت امیر مرحوم مولینا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے کہ :-

"اسلامی احکام کے احترام کو اپنا شعار بناؤ
ایک دن آئے گا کہ تم اپنے ایک ایک بزرگ کے جسم کو اپنے ہاتھوں سے مٹی میں دفن کرو گے ۔"

آہ! آج شیخ صاحب ہم میں موجود نہیں ہیں - جماعت کا کوئی شخص اس صدمہ سے باہر نہیں رہ سکتا - خدائے پاک سے میری دعا ہے کہ وہ موصوف کے اہل و عیال کو صبر کامل عطا کرے - اور موصوف پر فضل باری سے عنایات کرے اور ان کے درجات بلند کر دے - آمین

خاکسار - محمد حسین اشتیکر

جماعت احمدیہ بدوملہی

گذشتہ جمعہ بعد از نماز جمعہ جماعت بدوملہی کا ایک تعزیتی اجلاس منعقد ہوا - جس میں مکرم بابو شیخ غلام قادر ڈاڈ مرحوم مغفور کی وفات حسرت آیات پر گہرے رنج و افسوس کا اظہار کیا گیا - دعا کی گئی کہ اللہ تعالےٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے قوم کو نعم البدل عطا فرمائے - شیخ صاحب مرحوم بڑے مخلص اور باعمل احمدی تھے - اور تبلیغ دین کے جذبہ سے سرشار تھے - قوم کا ایک ستون تھے - جن کے گرنے سے قوم کو بڑا بھاری نقصان ہوا ہے -

خاکسار کو کچھ مشکلات درپیش ہیں - احباب سے درخواست دعا ہے -

خاکسار - شیخ اللہ بخش - سیکرٹری جماعت بدوملہی

مسلم ہائی سکول ۱ لاہور

مؤرخہ ۲۵ر مئی ۱۹۶۵ء کو مسلم ہائی سکول ۱ لاہور کے اساتذہ و طلباء کا ایک ہنگامی اجلاس زیر صدارت جناب چوہدری عبدالمجید صاحب ہیڈ ماسٹر منعقد ہوا - جس میں قبلہ بابو غلام قادر صاحب مرحوم کی وفات حسرت آیات کے سلسلہ میں حسب ذیل قرارداد باتفاق رائے پاس کی گئی -

(۱) یہ اجلاس بابو غلام قادر صاحب مرحوم کی وفات حسرت آیات پر اپنے دلی رنج و غم کا اظہار کرتا ہے - اور اسے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے لئے ایک عظیم قومی نقصان تصوّر کرتا ہے - جبکہ قبلہ بابو صاحب مرحوم انتہائی ضعیفی کی عمر تک تبلیغ بلادِ غیر کی خدمات سر انجام دیتے رہے -

(۲) اجلاس ہذا بابو صاحب مرحوم کے فرزندانِ رشید جناب عبدالحمید صاحب - اور جناب عزیز احمد صاحب اور دیگر لواحقین سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتا ہے - اور دعا کرتا ہے - کہ اللہ تعالےٰ مرحوم و مغفور کو اپنے قرب رحمت میں اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے -

(۳) نیز قرار پایا کہ اس قرارداد کی ایک نقل قبلہ بابو صاحب مرحوم و مغفور کے فرزندانِ رشید کی خدمت میں ارسال کی جائے - اور ایک نقل برائے اشاعت پیغام صلح کو بھی بھیجی جائے -

برکت علی - شاہد سیکرٹری مسلم ہائی سکول ۱ لاہور -

خواتین کا کالم

لاہور میں سہ ماہی جلسہ خواتین

تنظیم خواتین کا سہ ماہی جلسہ تئیس اپریل کو منعقد ہوا بہت سی خواتین تشریف لائیں - اور جلسہ خدا کے فضل و کرم سے نہایت کامیاب رہا - تلاوت قرآن پاک سے جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی اور یہ جلسہ بیگم ڈپٹی خلیل الرحمٰن جو ڈھاکہ سے میرٹھ اور مقامات مسیح موعود کی زیارت کے لئے آئے ہوئے تھے ان کی صدارت میں ہوا -

یاسمین کی تلاوت قرآن پاک کے بعد بشریٰ آفتاب الدین احمد صاحب یاسمین اور رفعت نے کلام مسیح موعود پڑھا اور انکے بعد محترمہ فاطمہ حکیم صاحبہ نے جو ننکانہ سے خاص اس کارِ خیر میں حصہ لینے کی غرض سے تشریف لائی تھیں اپنا مقالہ "نوکروں سے حسنِ سلوک" کے بارے میں پڑھا اور ساتھ کئی ایک احادیث بھی بیان کیں - ان کے بعد محترمہ بیگم ثریا فاروق احمد صاحب نے امیر جماعت حضرت مولانا صدرالدین صاحب کی کتاب رحمۃ اللعٰلمین سے نماز کی پابندی اور اس کے درجات کے بارے میں کچھ حصہ پڑھ کر سُنایا اور اس بات پر زور دیا کہ ہمیں ہر وقت اور بزرگانِ دین کی قیمتی کتب کا مطالعہ کرتے رہنا چاہیئے - ان کے بعد محترمہ بیگم رضیہ مدد علی صاحبہ نے تنظیم کی تعریف کے ساتھ اپنے قیمتی خیالات کا اظہار کیا اور اس جماعت کے دینی مقاصد اور اہمیت کے ساتھ ساتھ اس کی کامیابی کا ذکر کیا - آخر میں محترمہ والدہ خلیل صاحبہ نے اپنے خیالات کا اظہار کیا اور عورتوں کو صاف گو صاف دل رہنے کی تلقین کی - سب سے آخر محترمہ صدر صاحبہ نے اپنی اختتامی تقریر میں شکریہ ادا کیا اور دعا کی کہ آئندہ بھی ہمیشہ جلسے کامیابی سے ہوتے رہیں اور میں پھر جب کبھی آؤں تو اس نیک قوم کو ترقی کی راہوں پر دیکھوں - اور اس بات پر بھی زور دیا کہ لڑکیوں کی دینی تربیت کے لئے کچھ خاص انتظام کرنا چاہیئے جس میں وہ قرآن و حدیث کی تعلیم حاصل کریں - سب سے آخر احقرہ نے تمام خواتین اور مقررین اور صدر صاحبہ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے جلسہ کے ختم ہونے کا اعلان کیا - جس کے ساتھ ہی محترمہ محمودہ بیگم صاحبہ نے کوکا کولا مشروب سے خواتین کی تواضع شروع کر دی اور اس طرح جلسہ نہایت کامیابی سے ختم ہوا -

بیگم زمرد رمضان
سیکرٹری تنظیم خواتین احمدیہ - لاہور

بقیہ از صـ ۲۸

ہیں -

نوٹ :- ۲۳ر جون کے پیغام صلح میں سکول ہذا کے نتیجہ کے متعلق جو خبر شائع ہوئی ہے - اس میں یہ بھی لکھا تھا - کہ ہماری جنرل ریاضی کی جماعت اس قدر کمزور تھی - کہ ہمارے بہترین ریاضی دان بھی اس سے مایوس ہو چکے تھے - چونکہ چوہدری عبدالحمید صاحب جماعت دہم کو ریاضی پڑھایا کرتے تھے - لہٰذا مندرجہ بالا فقرہ سے چوہدری صاحب کی عزت اور شہرت کو نقصان پہنچنے کا احتمال ہے - اس لئے میں یہ وضاحت ضروری خیال کرتا ہوں - کہ گذشتہ سال چوہدری صاحب

میں نے اسلام کیوں قبول کیا

(بسلسلہ از صفحہ ۲۸)

رکھتے ہیں - دنیا میں کئی قومیں اور لوگ اس لیے غلطی کا شکار ہوئے کہ انہوں نے متشابہ احکام کو محکم سے الگ کر دیا۔ عیسائیت کے علم برداروں نے بھی ایسی ہی غلطیاں کیں۔ محکم آیات کو چھوڑ کر متشابہ پر عمل شروع کر دیا۔

گذشتہ جنگ عظیم کے دوران کئی لوگوں کو شکایات کرتے سنا کہ اگر خدا ہے تو پھر وہ ایسی خلاف تہذیب اور خلاف عقل بات کی اجازت کیوں دیتا ہے اس وقت مجھے اس کا جواب نہیں آتا تھا مگر اب مجھے قرآن کی بدولت اس کا جواب مل گیا ہے۔ یہ جواب قرآن پاک کی تیسویں سورۃ کی ۳۷ آیۃ میں موجود ہے جہاں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "واذا اذقنا الناس رحمۃً فرحوا بھا۔ وان تصبھم سیئۃ بما قدمت ایدیھم اذا ھم یقنطون۔"

یہ صحیح تعلیم ہے اور یہ صحیح مذہب ہے جو زندگی کے ہر موڑ پر انسان کی راہنمائی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی کے لیے بُرا نہیں کرتے یہ ہمارے اپنے اعمال کا نتیجہ ہے جو اس دنیا میں اور آخرت میں بھی بھگتنا ہوگا۔

تعجب کی بات ہے کہ دنیا دی لحاظ سے جو چیزیں ہم نے بچپن میں سیکھی ہوتی ہیں بڑے ہو کر ان کو عملی زندگی میں ٹیسٹ کرتے ہیں اور ان کی صحت اور تندرستی کے متعلق دوبارہ رائے قائم کرتے ہیں مگر دین کے سلسلہ میں ہم لوگ لکیر کے فقیر رہتے ہیں اور جو کچھ بچپن میں سیکھا ہوتا ہے اسی پر قائم رہتے ہیں اگرچہ اُس کی صداقت پر ہم کو یقین نہیں لیکن دنیا کی خاطر یا برادری کی خاطر اسی پر ڈٹے رہتے ہیں۔ مگر میں نے ایسا نہیں کیا میں نے سوچا فطرت کا مذہب عقل کے خلاف نہیں ہو سکتا اور اللہ تعالےٰ نے عقل ایسی نعمت ہم کو اس لیے دی ہے کہ ہم اچھائی اور برائی میں تمیز کر سکیں۔ اور اس لیے میں نے اسلام کو مطالعہ کرنا شروع کیا۔ قرآن پاک کے مطالعہ سے میرے متعدد سوالات کا حل مجھے تسلی بخش مل گیا جو مجھے دوسری کتب میں نہیں ملا۔ دراصل بعض مسلمانوں نے بھی اللہ تعالیٰ کی پوری عظمت اور کبریائی کا اندازہ نہیں لگایا۔ مگر سائنس کی موجودہ ترقی کے باوجود دنیا اسی طرح محتاج ہے اور اللہ تعالیٰ کا علم اور طاقت اب بھی انسانی علم اور تصور سے باہر ہے۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اسلام پر ایک اعتراض ہے کہ اس میں تو صرف پرانی تعلیم کو دہرایا گیا ہے۔ اس میں کچھ شبہ نہیں کہ اسلام ان تمام سچائیوں کا مجموعہ ہے جو پہلے انبیاء لے کر آئے لیکن یہ کہنا بھی بیجا نہ ہوگا کہ اسلام نے ان مسائل کا حل نئے طور پر پیش کیا ہے جو پہلے کتب میں موجود نہیں تھا۔ اس لیے ہم کہہ سکتے ہیں کہ قرآن ایک کامل اور مکمل تعلیم ہے جس کا ذکر خود قرآن پاک میں ہے،

"الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔"

اس کے ساتھ ہی اسلام کا دعویٰ ہے کہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام دنیا کی ہدایت کے لیے بھیجا گیا جیسا کہ فرمایا: وما ارسلنک الا کافۃ للناس بشیرًا ونذیرًا ولکن اکثر الناس لا یعلمون۔

محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل میں حضرت مسیح کو صرف بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے لیے بھیجا گیا جیسا متی کی انجیل آیت ۲۴ میں مذکور ہے اور ایسے ہی قرآن میں بھی ہے ورسولًا الیٰ بنی اسرائیل۔

ان تمام حالات کو دیکھتے ہوئے میری نگاہ صرف اسلام پر ہی پڑی کیونکہ اسلام ہی ایک واحد عالمی مذہب ہو سکتا ہے اور قرآن ہی ایک واحد الہامی کتاب ہے جو زمانہ کی دست و برد سے محفوظ ہے اور اس میں کوئی تبدیلی نہیں۔ علاوہ ازیں قرآن کے اندر بے شمار نئے تصورات اور مسائل کا خاطر خواہ حل موجود ہے جو دوسری کتب نہیں پیش کر سکیں۔ قرآن نے ان بے شمار غلط فہمیوں کو بھی دور کیا ہے جو دوسرے مذاہب اور ان کے پیغمبروں کے متعلق بعض غلط ترجموں کی وجہ سے پھیل گئی تھیں۔ قرآن پاک کے مطابق نجات دہندہ صرف اللہ تعالےٰ ہے اس کے مقابل میں موجودہ عیسائیت مسیح کو خدا کا بیٹا اور مخلوق کا نجات دہندہ تصور کرتی ہے بلکہ مسیح کی موت پر دنیا کا دار و مدار ہے۔ یہ عقیدہ کس قدر لغو اور غلط ہے کہ کوئی نبی صلیب پر مر کر لوگوں کو نجات دلائے گا۔ حالانکہ انسان کو نجات اس کے اپنے اعمال صالح کی وجہ سے ملے گی نہ کہ کسی کی سفارش سے۔ قیامت کے دن صرف اللہ تعالےٰ ہی فیصلہ دیں گے جس کو مناسب سمجھیں گے جنت میں جگہ دیں گے۔ اور جس کے اعمال خراب ہوں گے اس کو سزا ملے گی۔ میں آپ کی توجہ اس سلسلہ میں قرآن پاک کی سورہ ۶ آیت ۱۶۵ کی طرف مبذول کرتا ہوں۔

" ولا تزر وازرۃ وزر اخریٰ۔ ثم الیٰ ربکم مرجعکم فینبئکم بما کنتم فیہ تختلفون۔"

انسان کو سوائے اپنے اعمال صالحہ کے اور کوئی چیز نجات نہیں دلا سکتی۔ اسلام میں اعمال صالح کی سخت قید ہے۔ کوئی سفارش اور کوئی رشتہ انسان کو کام نہیں آ سکتا اگر اس کے اپنے اعمال درست نہ ہوں۔ قرآن پاک میں صاف طور پر ذکر ہے کہ ذرّہ بھر نیکی اور ذرّہ بھر بدی کا حساب چکایا جائے گا۔ ومن یعمل مثقال ذرۃ خیرًا یرہ۔ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرًا یرہ۔

اسلام نے مذہب اختیار کرنے کے معاملہ میں مکمل آزادی دی ہے۔ اور یہ خیال بالکل غلط اور بے بنیاد ہے کہ اسلام جبر سے پھیلا ہے چنانچہ قرآن کریم کی تعلیم یہ ہے۔

"لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی۔"

اسلام ہر قدم پر عقل اور تدبر کو دعوت دیتا ہے۔ سوچنے کی بات ہے اگر اسلام جبر اور اکراہ سے پھیلا ہوتا تو جب سے اسلامی حکومتوں کا تنزل شروع ہوا لوگوں کو یہ مذہب چھوڑ دینا چاہیئے تھا لیکن ایسا نہیں ہوا بلکہ اس میں ترقی ہی ہوتی گئی۔

اسلام فطرۃ کا مذہب ہے اور اللہ تعالےٰ انسانوں سے کوئی مافوق الفطرت کام نہیں چاہتے۔ اور نہ ہی عقل کے خلاف کوئی کام کرواتے ہیں لا یکلف اللہ نفسًا الا وسعھا۔

جیسا پہلے بتایا جا چکا ہے اعمال صالح ہی نجات کا ذریعہ بن سکتے ہیں۔ سنہری خیالات اور دلچسپ تصورات بے معنی اور فضول ہیں جب تک وہ قابل عمل نہ ہوں۔ کسی نظریہ یا عقیدہ کی بڑائی اس بات میں مضمر ہے کہ وہ عملی زندگی سے کس قدر قریب ہے۔ مثال کے طور پر عیسائیت کی یہ تعلیم کہ اگر تمہارے ایک گال پر کوئی تھپڑ لگائے تو تم دوسرا گال بھی اس کے سامنے پھیر دو یا اگر تم سے کوئی قمیص مانگے تو تم اس کو کوٹ بھی اتار دو۔ کسی طرح قابل عمل نہیں اور نہ ہی عیسائی دنیا میں کبھی ایسا ہوا ہے۔ مجھے تو کوئی عیسائی ایسا نہیں ملا۔ بلکہ معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے۔ ظلم اور تشدد کی انتہا ہے اور اس کے باوجود لوگ اپنے کو مسیح علیہ السلام کا پیرو کہتے ہیں۔ یہ دراصل اپنے آپ کو دھوکا دینے کے مترادف بات ہے۔

اس کے مقابل اسلام انسان کو فطرتی تعلیم دیتا ہے اور ہم کو اپنے حقوق کے لیے اپنے ملک کی خاطر اور قوم کے لیے لڑنے کی اجازت ہی نہیں دیتا بلکہ حکم دیتا ہے کہ اپنی عزت، وطن اور مذہب کی حفاظت کے لیے جہاد کرو لیکن اس معاملہ میں بھی تمہاری طرف سے زیادتی نہ ہو۔ فاعتدوا بمثل ما اعتدی علیکم پر کاربند رہو۔

دراصل اللہ تعالیٰ جو سب کا خالق اور مالک ہے اور قادر مطلق ہے اس کے نزدیک تمام لوگ برابر ہیں۔ گورے کالے، امیر غریب سب اس کے بندے ہیں اس لیے ان کی راہنمائی کے لیے تعلیم بھی ایک ہی ہونی چاہیئے اور قابل عمل بھی ہو۔ اور یہ تعلیم صرف قرآن پاک میں ہے اور اس پر عملی طور پر چل کر پیغمبر اسلام نے نمونہ قائم کیا۔ انسانی نسل کی وحدت کا جو نمونہ اسلام نے پیش کیا ہے اس کی مثال اور کہیں نہیں ملتی۔ اسلام میں کسی فرد یا قوم کی بڑائی صرف اللہ تعالیٰ کے تقویٰ پر ہے۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقکم کہہ کر سب کو برابر کر دیا۔ اعمال صالح ہی سے بڑائی اور نیکی کا فیصلہ ہوتا ہے۔

آخر میں یہ عرض کیے بغیر نہیں رہ سکتا کہ جب مجھے اسلام کی طرف توجہ کرنی پڑی اور میں نے بہت سی

باقی بر صفحہ ۳۴ پر

جنوبی امریکہ میں ہماری تبلیغی سرگرمیاں

جنوبی امریکہ میں تین نوآبادیات برٹش گیانا، ڈچ گیانا اور فرنچ گیانا کے نام سے قائم ہیں۔ یہ تینوں نوآبادیات علی الترتیب برطانیہ، ہالینڈ اور فرانس کے زیر تسلط ہیں۔ ان نوآبادیات کے موجودہ باشندوں کے آباؤ اجداد بہت پرانے زمانہ میں زیادہ تر ہندوستان انڈونیشیا اور دیگر مقامات سے آبادکاری کے لئے لائے گئے تھے۔ ان تینوں نوآبادیات میں ہندو بھی ہیں، مسلمان بھی ہیں اور عیسائی بھی۔ برٹش گیانا اور ڈچ گیانا میں مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد جماعت احمدیہ میں شامل ہو چکی ہے۔

برٹش گیانا

برٹش گیانا میں ابتداءً جماعت احمدیہ کا نام ووکنگ مسلم مشن کے ذریعہ پہنچا جس کی تبلیغی مساعی کے شاندار نتائج بالخصوص لارڈ ہیڈلے اور دیگر سربرآوردہ انگریزوں کے قبول اسلام کی خبروں نے تمام دنیا میں ایک غلغلہ بپا کر دیا۔ سنہ ۱۹۲۰ء میں ایک مخلص مسلمان جناب طالب علی نے جو کتابوں کی دوکان کیا کرتے تھے، وہاں تحریک احمدیت کی بنیاد رکھی، موصوف انگلستان اور لاہور سے لٹریچر منگوا کر تقسیم کرتے تھے ہمارے سلسلہ کے ایک مجاہد بزرگ بابو منظور الٰہی صاحب مرحوم کے ساتھ خط و کتابت اور حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ اور حضرت خواجہ کمال الدین صاحبؒ کی کتب ان کی شمولیت سلسلہ کا موجب ہوئیں۔ اور اس ذریعہ سے جو بیج انہوں نے ڈالا خدا تعالےٰ نے انہیں کافی حد تک بارآور کیا اور برٹش گیانا میں ایک مضبوط احمدی جماعت قائم ہو گئی جو اس وقت قریباً ڈیڑھ ہزار افراد پر مشتمل ہے۔ آج کل اس جماعت کے پریذیڈنٹ جناب شیخ ہارون صاحب ہیں جنہوں نے جماعت کے انتظامی امور کی سرانجام دہی کے علاوہ مسلم ٹائمز نامی ایک ماہنامہ جاری کر رکھا ہے، جماعت کے سیکرٹری جناب رشید احمد صاحب ہیں۔ مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی متعدد بار وہاں جا چکے ہیں اور لیکچروں اور ریڈیو پر تقریروں کے ذریعہ تبلیغی فرائض انجام دیتے رہے ہیں۔ چند سال قبل وزیرآباد کے ڈاکٹر وزیر احمد قریشی بھی وہاں میڈیکل پریکٹس اور تبلیغ کے لئے تشریف لے گئے تھے، لیکن تھوڑے عرصہ بعد خرابی صحت کی وجہ سے واپس تشریف لے آئے اور بعارضہ قلب فوت ہو گئے۔ غرض برٹش گیانا میں اس وقت ایک مضبوط احمدی جماعت موجود ہے جو تبلیغ اسلام کا کام نہایت مستعدی سے سرانجام دے رہی ہے الحمد للہ۔

ڈچ گیانا

ڈچ گیانا میں جس کا صدر مقام سرینام ہے مسلمانوں کی تعداد پینتیس ہزار کے لگ بھگ ہے، جن میں سے قریباً دس ہزار افراد احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس جگہ جماعت احمدیہ کی ابتداء اس طرح ہوئی کہ سنہ ۱۹۳۰ء میں وہاں ایک مسجد تعمیر کی گئی جس کے لئے ایک دینی عالم کی ضرورت پیش آئی جو وہاں امامت کرانے کے علاوہ علم دین لوگوں کو سکھائے، اس غرض سے وہاں کے مسلمانوں نے انجمن حمایت اسلام لاہور کو لکھا کہ کسی مولوی کو بھیجا جائے انجمن نے اس کے جواب میں اپنی معذوری ظاہر کرتے ہوئے انہیں اطلاع دی کہ ہمارے ہمسایہ میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور بیرونی ممالک میں تبلیغ اسلام کا کام کر رہی ہے، ان کو اگر لکھا جائے تو ممکن ہے کسی مبلغ کو وہ بھیج سکیں، اس پر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور سے خط و کتابت کی گئی، اس وقت جناب بابو منظور الٰہی صاحب مرحوم انجمن کے سیکرٹری تھے، اور آپ بیرونی ممالک کے ساتھ تبلیغی خط و کتابت کا کام بھی کرتے تھے، ان کی وساطت سے ایسا دینی لٹریچر وہاں پہنچ گیا جس سے نہ صرف مسائل اسلامی سے وہاں کے مسلمانوں کو واقفیت حاصل ہو گئی بلکہ امام زمانہ کی شناخت بھی انہیں نصیب ہوئی) اور انہوں نے انجمن سے وابستگی اختیار کر کے اردو تبلیغی کام شروع کر دیا۔ ابتداءً جن لوگوں نے احمدیہ جماعت کی بنیاد ڈالی ان کے نام حسب ذیل ہیں:

(۱) سردار کرامت علی صاحب مرحوم (۲) اصغر علی صاحب مرحوم (۳) شکراللہ صاحب مرحوم (۴) محمد یونس اکبر صاحب مرحوم (۵) عبدالسبحان صاحب مرحوم۔ اللہ تعالےٰ جناب بابو منظور الٰہی صاحب اور ڈچ گیانا کے مذکورہ بالا بزرگوں کی روحوں پر ہزار ہزار برکات نازل کرے، جنہوں نے امام وقت کی دعوت کی طرف توجہ دلائی اور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی پیش کی ہوئی دینی نعمتوں سے مسلمانان سرینام کو متمتع کیا۔

ان بزرگوں کے گذر جانے کے بعد جماعت کی قیادت حسب ذیل اصحاب کے حصہ میں آئی (۱) شیخ جمال الدین صاحب جو حکومت میں کافی اثر و رسوخ رکھتے تھے اور چند سال ہوئے فوت ہو گئے۔ (۲) محمد علی محبو مرحوم (۳) عنایت اللہ صاحب (۴) بابو الٰہی بخش صاحب (۵) محمد راجا صاحب (۶) حسن محمد حمید صاحب مرحوم (۷) ایوب گلزار صاحب (۸) اشرف کرامت علی صاحب (۹) دل روشن صاحب مرحوم (۱۰) شکور صاحب (۱۲) عبدالرحیم جگو صاحب (۱۳) ولی محمد عید و صاحب۔ یہ سب اصحاب جن میں سے بعض فوت ہو چکے ہیں جماعت کی انتظامیہ کے ممبر ہیں۔ اس وقت وہاں کی انجمن کی جائداد پانچ لاکھ روپیہ سے کچھ زائد ہے۔

آج سے پندرہ سال قبل اسی مقام سے ایک ہونہار نوجوان عبدالرحیم جگو صاحب حصول علم دین کے لئے مرکز میں تشریف لائے اور کچھ دیر قیام کرنے اور علم دین سیکھنے کے بعد حج کے لئے روانہ ہو گئے۔ اور وہاں سے واپس آ کر وطن چلے گئے۔ وہاں انہوں نے کچھ تجارتی سلسلہ شروع کر رکھا ہے جس کے ساتھ جماعت کی ترقی اور استحکام کا کام بھی کرتے ہیں ایک طرح یہ وہاں کی جماعت کے امام ہیں۔

جگو صاحب کے جانے کے کچھ عرصہ بعد مولنا عبدالحق صاحب ودیارتھی بھی تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں وہاں پہنچے اور ایک دفعہ نہیں تین بار وہاں پہنچے اور اپنے فاضلانہ لیکچروں اور دینی معلومات سے وہاں کے ہندوؤں اور مسلمانوں کو صحیح اسلام کی روشنی پہنچائی۔

کچھ عرصہ قبل ایک نوجوان فاضل رمضان صاحب دینی تعلیم کے لئے مرکز میں آئے اور یہاں علم دین کے ساتھ مولوی فاضل کا امتحان بھی پاس کیا اور مستقل قیام کی غرض سے یہیں شادی کر کے اپنا کاروبار شروع کر دیا ہے۔

گذشتہ سال سرینام کے کچھ مسلمانوں نے حج بیت اللہ کا ارادہ کیا اور جناب عبدالرحیم جگو کو بھی اپنے ساتھ چلنے کے لئے مجبور کیا، حج کے بعد اس قافلہ میں سے اہل سنت والجماعت کے لیڈر جناب چاند عابد صاحب اور ڈچ گیانا کے مرحوم صدر جماعت احمدیہ جناب جلال الدین صاحب کی اہلیہ محترمہ جگو صاحب کے ساتھ مرکز احمدیت کو دیکھنے اور بزرگوں کی زیارت کے لئے لاہور تشریف لائے، یہاں کچھ قیام کرنے سے انہیں مرکزی جماعت اور بزرگوں کو مل کر بڑی خوشی ہوئی اور واپس وطن جا کر اپنے تاثرات سے لوگوں کو اس درجہ متاثر کیا کہ امسال کچھ اور لوگ حج بیت اللہ کے بعد مرکز احمدیت میں آنے کے لئے تیار ہو گئے، اور انہوں نے بھی جناب عبدالرحیم جگو صاحب کو اپنے ساتھ چلنے کے لئے مجبور کیا، چنانچہ یہ قافلہ جن میں حسب ذیل چار اصحاب شامل تھے۔ حج بیت اللہ کے بعد ۴ مئی سنہ ۱۹۶۵ء کو لاہور پہنچا اس وفد میں تین مرد (جناب الحاج عبدالرحیم جگو۔ الحاج حبیب اللہ اجمل صاحب، الحاج عبدالغفور صاحب) اور ایک خاتون (الحاجہ کریمی جوائی صاحبہ اہلیہ عبدالغفور صاحب) شامل تھے، دوران قیام میں ان لوگوں نے حضرت امیر ایدہ اللہ اور دیگر بزرگوں سے متعدد ملاقاتیں کیں، امیر قافلہ عبدالرحیم جگو صاحب نے جمعہ مورخہ ۷ مئی کو بعد نماز جمعہ ایک پُرجوش تقریر کی جس میں ڈچ گیانا کی جماعت کے حالات بیان کرتے ہوئے بتایا کہ گذشتہ سال جناب الحاج چاند عابد صاحب جو احمدی نہ تھے کافی اثر یہاں سے لے کر گئے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ انہوں نے وطن واپس جا کر احمدیت کے حق میں اپنے خیالات کا اظہار کیا جس سے اہل سنت والجماعت جن کے وہ لیڈر تھے ان سے الگ ہو گئے، اور اب وہ ہماری جماعت کے ساتھ ہیں۔ ۹ مئی کو یہ قافلہ ربوہ بھی گیا، اور وہاں کی جماعت سے ملاقات کر کے بہت متاثر ہوئے۔ ۱۲ مئی کو مکرم ناصر احمد صاحب کی معیت میں لائل پور تشریف لے گئے۔ جس کی مختصر رپورٹ ناصر احمد صاحب کے قلم سے درج ذیل ہے:۔

الحاج عبدالرحیم جگو امام احمدیہ انجمن اشاعت اسلام سرینام لائلپور میں

۱۱ مئی کو الحاج عبدالرحیم صاحب جگو اور ان کے ایک ساتھی جناب حبیب اللہ صاحب

بذریعہ ریل ٹرین لائلپور پہنچے۔ چونکہ لائلپور کا پروگرام فوری طور پر بنا۔ اس لئے لائلپور جماعت کو پہلے اطلاع نہ ہو سکی۔ جناب الحاج میاں محمد صاحب کو جب ٹیلیفون پر اطلاع دی گئی تو انہوں نے معزز مہمانوں کو فوراً کار بھیجکر ملاقات کا شرف بخشا۔ تقریباً دو گھنٹے تک ڈچ گیانا کی جماعت کے حالات اور مختلف مشکلات کے متعلق تفصیلی گفتگو ہوتی رہی اور کئی اہم تجاویز پر غور کیا گیا اس گفتگو میں جناب میاں ظہور احمد صاحب بھی شریک تھے ایک بجے کے قریب معزز مہمانوں کو آفیسرز کلب لے جایا گیا جہاں دن کے کھانے کا انتظام کیا گیا تھا۔

جناب میاں صاحب نے معزز مہمانوں کی ہر طرح کے آرام و دیگر انتظامات کے لئے محمد صالح نور صاحب کو خاص طور پر ہدایات دیں۔ دن کے کھانے کے بعد معزز مہمانوں نے جماعت کے سیکرٹری ملک نذر حسین صاحب کی عیادت کی خواہش ظاہر کی۔ جناب ملک صاحب کو حال ہی میں دل کا عارضہ ہوا ہے اور وہ صاحب فراش ہیں۔ ملک صاحب جماعت لائلپور کے ایک نہایت ہی مخلص اور گرمجوش کارکن ہیں۔ چنانچہ دوپہر کے کھانے کے بعد معزز مہمان محمد صالح نور صاحب کے ہمراہ ملک صاحب کے گھر تشریف لے گئے۔ ملک صاحب کو ڈاکٹر نے گفتگو اور ملاقات سے روک رکھا تھا۔ لیکن دور دراز سے آئے ہوئے مہمانوں کو دیکھ کر ملک صاحب کے بیمار چہرے پر خوشی کی ایک لہر دوڑ گئی اور انہوں نے مہمانوں کی آمد پر بڑی خوشی کا اظہار فرمایا اور اس امر پر افسوس کا اظہار کیا کہ وہ بیماری کی وجہ سے ان کی خاطر تواضع میں خود حصہ نہ لے سکے۔ ملک صاحب کی عیادت کے بعد معزز مہمانوں کو پریمیئر کلاتھ مل دکھائی گئی۔ روئی سے دھاگے کے کاتنے کے مرحلے سے کپڑے کی تیاری اور فنشنگ تک کے مراحل کی تفصیلات سے ان کو آگاہ کیا گیا۔ اس مل کو دیکھ کر معزز مہمانوں نے ٹیکسٹائل کی ترقی کو سراہا۔ جناب الحاج میاں محمد صاحب کی ہدایت پر معزز مہمانوں کو دو تھان کپڑا بطور تحفہ پیش کئے گئے۔ اس کے بعد معزز مہمانوں کو میاں محمد ٹرسٹ کے زیر اہتمام زچہ و بچہ ہسپتال دکھایا گیا۔ یہ ہسپتال بالکل جدید طرز پر ایک وسیع قطعہ پر تعمیر کیا گیا ہے۔ سردست پچاس مریضوں کے لئے انتظام ہے۔ کمرے نہایت کشادہ ہیں ہر کمرہ میں خوبصورت قدآور الماریاں بنی ہوئی ہیں۔ ایئرکنڈیشننگ کے انتظامات ہو رہے ہیں جو ساری عمارت کی تکمیل پر کام کرنا شروع کر دیں گے۔ یہ ہسپتال ۲۰ لاکھ روپے کی لاگت سے پایۂ تکمیل کو پہنچے گا۔ ۳۔ پورے وقت کے ڈاکٹر اس وقت کام کر رہے ہیں۔ جن میں ایک انگریز زچہ و بچہ کی ماہر خاتون ڈاکٹر ہیں کرنل سمیع بطور وزٹنگ سرجن کے ہفتہ میں ایک دفعہ آتے ہیں۔ اپریشن تھیٹر ابھی زیر تعمیر ہے۔ دوسری منزل کے لئے گنجائش رکھی گئی ہے۔ غرضیکہ یہ ہسپتال الحاج جناب میاں محمد صاحب کے انسانی ہمدردی کے جذبہ کی عکاسی کرتا ہے۔ معزز مہمانوں نے اس ہسپتال کو دیکھ بے حد خوشی کا اظہار کیا۔

شام پانچ بجے جماعت لائلپور کی طرف سے آفیسرز کلب میں الحاج عبدالرحیم جگو صاحب اور ان کے ہمراہیوں کے اعزاز میں ایک عصرانے کا انتظام کیا گیا۔ پروگرام کے مطابق تمام احباب فوری اطلاع کے باوجود کافی تعداد میں جمع ہو گئے تھے جن میں مل کے افسران بھی شامل تھے قرآن پاک کی تلاوت حافظ غلام حسین صاحب نے کی۔ اس کے بعد چوہدری عبدالرزاق صاحب نے مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع کی ایک نظم پڑھ کر سنائی جس میں حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کے وقت مسلمان علماء کی حالت کا نقشہ بڑے مؤثر انداز میں کھینچا گیا تھا۔ اور اس کے بعد بتایا کہ کس طرح حضرت مسیح موعودؑ کے علم کلام نے اسلام کے دشمنوں کو دلائل اور براہین سے شکست دی۔ اور تعلیمات اسلام کی فوقیت کو دوسرے مذاہب کے مقابل میں ثابت کر دکھایا۔ اس کے بعد محمد صالح نور صاحب نے معزز مہمانوں کی خدمت میں ذیل کا سپاسنامہ پیش کیا۔

برادران کرام۔ اھلاً و سھلاً و مرحبًا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ بھائیوں کا ہم تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں کہ آپ جنوبی امریکہ جیسے دور دراز علاقہ سے سفر کی تکالیف اور زحمتیں برداشت کرتے ہوئے اور فریضہ حج کی ادائیگی اور زیارت حرمین شریفین کے بعد ہمیں اپنی ملاقات سے مشرف کرنے کے لئے یہاں تشریف لائے ہیں ہم آپ کو اپنے درمیان دیکھ کر حد درجہ خوشی اور مسرت محسوس کرتے ہیں اور ہمارے پاس وہ الفاظ نہیں ہیں جن سے ہم اپنے جذبات محبت کا اظہار کر سکیں۔

یہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک بڑی نعمت ہے کہ اس نے اسلام کے نام لیواؤں کے دلوں میں ایک بے پناہ اور نہ مٹنے والی اخوت پیدا کی ہے اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صدہا معجزات میں سے ایک معجزہ ہے کہ **فاصبحتم بنعمتہ اخواناً** کے مطابق حضور کے وجود بابرکات سے منسلک ہونے کے بعد آپس میں کس درجہ تعلق اور مودّت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور یہی تقاضا طبیعی قوت آپ کو کشاں کشاں ہمارے پاس لے آتی ہے۔ چونکہ یہ زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جمالی نام احمدؐ کی جلوہ فرمائی کا زمانہ ہے۔ اور الحمد للہ رب العلمین کے مطابق خدا کی حمد کا زمانہ اس کی ربوبیت کا متقاضی ہے اور یہ ہمارا کام ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ روحانی مائدہ کو تمام جہان کی پرورش کے لئے دنیا میں تقسیم کریں۔ کیونکہ آج اس مادی دور میں تمام عالم ترقی کے معراج پر پہنچکر بھی ایک شدید قسم کی روحانی پیاس محسوس کر رہا ہے اور ان کی پیاس صرف اس آسمانی شربت سے بجھائی جا سکتی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے رنگ میں ہم کو عطا فرمایا ہے... ہم حتی المقدور کوشش کرتے رہے ہیں اور کر رہے ہیں کہ تمام دنیا میں اس روحانی مائدہ کو تقسیم کیا جاوے مگر ہماری طاقتیں اور ذرائع محدود ہیں۔ دنیا کی نظریں اس وقت ایسی تعلیم کی متلاشی ہیں جو ان کی تمام مشکلات کا حل پیش کر سکے اور وہ سوائے تعلیم قرآنی اور خلق محمدیؐ کے اور کہیں نہیں مل سکتی۔ جناب الحاج عبدالرحیم صاحب جگو! آپ کے رضاکارانہ طور پر تبلیغ اسلام میں ہمہ تن مصروف رہنے اور علاوہ ازیں اپنے کاروبار کو بھی چلانے کے جذبات کو ہم بہت قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ خدا تعالیٰ آپ کی مساعی جمیلہ کو بار آور فرمائے اور آپ کو اپنی جناب سے بہترین جزائے خیر عطا فرمائے۔

آپ کے ملک ڈچ گیانا میں تبلیغ اسلام کو وسیع پیمانہ پر چلانے کے لئے اور مسلم برادری کی تعلیم و تربیت کے لئے پروگرام ہمارے زیر غور ہے۔ امید ہے کہ ہم جلد ہی اس کو عملی جامہ پہناتے ہوئے آپ کے مشورہ اور رضامندی سے آگے بڑھ سکیں گے۔

ہم میں سے ہر ایک فرد آپ کے لئے محبت و اخوت اور تشکر و امتنان کے ملے جلے جذبات رکھتا ہے اور آپ کو خوش آمدید کہنے میں دلی مسرت اور خوشی محسوس کرتا ہے۔

آپ سے استدعا ہے کہ آپ ہماری مساعی کے بابرکات ہونے کے لئے دعا کریں اور آپ اپنے ملک جا کر تمام مسلمان بھائیوں کو ہمارے جذبات محبت سے آگاہ کرتے ہوئے ہمارا محبت بھرا اسلام ان تک پہنچائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو اور دین و دنیا میں اپنی برکات سے نوازے۔ آمین

سپاسنامہ کا جواب

بعد ازاں مبلغ اسلام الحاج عبدالرحیم صاحب جگو نے سپاسنامہ کا جواب دیتے ہوئے جماعت لائلپور کا نہایت پرجوش الفاظ میں شکریہ ادا کیا اور بتایا کہ یہ ان کی دیرینہ خواہش تھی کہ وہ لائلپور کی جماعت کے بزرگوں اور دوستوں سے ملیں۔ وہ گذشتہ سال بھی پاکستان آئے تھے لیکن لائلپور نہ آ سکے۔ جناب جگو صاحب نے اپنی تقریر میں تفصیلاً ڈچ گیانا میں تحریک احمدیت کے قیام کی تاریخ بیان کی جو پیغام صلح کے اسی شمارے میں اوپر درج ہے اس کے بعد انہوں نے ہالینڈ مشن کی سرگرمیوں کو خاص طور پر سراہا۔ انہوں نے بتایا کہ ہالینڈ مشن کا ماہوار رسالہ "الفارق" ڈچ گیانا میں بڑا ہی مفید کام سر انجام دے رہا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ چونکہ وہاں کی سرکاری زبان ڈچ ہے اس لئے بڑی مدت سے اس بات کی ضرورت تھی کہ ڈچ زبان میں لٹریچر پیدا کیا جائے۔ الفارق نے اس کمی کو کافی حد تک پورا کر دیا ہے۔ اس رسالہ کے بلند پایہ مضامین نے ڈچ گیانا میں تبلیغ اسلام کے لئے لوگوں میں ایک جوش اور ولولہ پیدا کر دیا ہے۔ جناب جگو صاحب نے الحاج میاں محمد صاحب کو اس مبارک کام کے لئے پرجوش مبارکباد پیش کی انہوں نے کہا کہ میں اور میرے ساتھی اس مبارک گھڑی کے لئے بے تابی سے منتظر تھے کہ اس بزرگ ہستی کی بذات خود جا کر زیارت کریں جس نے تبلیغ اسلام کے لئے اس مفید رسالہ کا اجراء کا بیڑا اٹھایا ہے۔

اس کے بعد نماز مغرب کا وقت ہو چکا تھا۔ ایک پرتکلف چائے پر اس تقریب کو ختم کیا گیا بعد ازاں جناب الحاج میاں محمد صاحب نے میاں فضل احمد صاحب کی کوٹھی پر مختصر سی تقریر کی انہوں نے فرمایا کہ خدا کے وعدے معجزانہ طریق پر پورے ہوتے ہیں۔ وہ خود ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے متعلق انسانی عقل سوچنے سے قاصر ہوتی ہے۔ اسلام پر ایک وہ وقت تھا کہ حضرت رسول کریمؐ نے غار حرا میں جا کر پناہ لی۔ یہ کس قدر بے کسی اور بے سروسامانی کا عالم تھا۔ لیکن پھر خدا وہ وقت بھی لاتا ہے کہ اسلام کے پیرو دنیا کے فاتح بن جاتے ہیں اور [illegible] سے اٹھنے والی قوم اتنی

(باقی بر صفحہ ۴۳)

الحاج عزیز احمد صاحب پریذیڈنٹ
ٹرینیڈاڈ مسلم لیگ

ٹرینیڈاڈ {جزائر غرب الهند} میں تبلیغی سرگرمیاں

الحاج عزیز احمد صاحب پریذیڈنٹ جنرل ٹرینیڈاڈ مسلم لیگ جو ایک بہت بڑے تاجر ہیں، جلسہ گولڈن جوبلی میں ٹرینیڈاڈ سے چل کر آئے اور ذیل کا پیغام انجمن کی سٹیج سے پیش کیا :-

برادرانِ اسلام

دُور دراز کی مسافت طے کر کے ٹرینیڈاڈ سے جو جزائر غرب الہند یعنی جنوبی امریکہ کے ساحل سے پرے واقع ہے۔ یہ آپ کا بھائی احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی گولڈن جوبلی میں شرکت کے لئے حاضر ہوا ہے اس علاقے کا رقبہ صرف ۱۸۰۰ مربع میل ہے۔ مگر اس کی آبادی قریباً نو لاکھ افراد پر مشتمل ہے جس میں دنیا کی ہر نسل کے انسان موجود ہیں۔

قریباً ایک صد اور انیس برس ہوئے کہ روزگار کی تلاش میں ہندوستان کے مہاجرین یہاں وارد ہوئے۔ ان لوگوں میں ہندو اور مسلمان بھی شامل تھے مسلمانوں میں کچھ لوگ تعلیم یافتہ بھی تھے اور اسی وجہ سے وہ اس جزیرہ میں علم اسلام کو بلند و بالا کرنے میں کامیاب ہو گئے انہوں نے یہاں کے مقامی باشندوں کو اردو اور عربی پڑھانے کی بہت کوشش کی اور ٹرینیڈاڈ کے مختلف حصوں میں مساجد تعمیر کیں۔

اس علاقہ میں اس وقت مولوی عبدالعزیز صاحب نے مسلمانوں کے لئے اچھا خاصا کام کیا۔ اسی وجہ سے مسلمانوں نے بھی انہیں ان کے آخری وقت تک اپنا رہنما اور نگران جانا۔

یہ ابتدائی محنتوں اور کوششوں کا نتیجہ ہے کہ اس وقت اس جزیرہ میں ذیل کی تین اسلامی انجمنیں قائم ہیں :-

(۱) ٹرینیڈاڈ مسلم لیگ۔ (۲) انجمن سنت الجماعت (۳) تقویت الاسلام ایسوسی ایشن

چالیس سال ہوئے کہ تحریک احمدیت کے پہلے مبلغ مولوی فضل کریم صاحب یہاں پہنچے۔ اپنے دو سالہ قیام میں مولوی صاحب موصوف نے نہایت دلیرانہ اور فاضلانہ سلسلہ تبلیغ جاری رکھا۔ جزیرہ ٹرینیڈاڈ کی تاریخ میں پہلا موقع ہے کہ ہم نے مولوی فضل کریم خان صاحب جیسا جید عالم اور نڈر لیڈر حاصل کیا اور مولانا صاحب نے دورانِ قیام جزیرہ سے ہندوؤں اور عیسائیوں کی پراپیگنڈہ ختم کر دی۔

تحریک احمدیت کی طرف سے یہاں دوسرے مبلغ مولوی بشیر احمد صاحب منٹو پہنچے۔ آپ نے ٹرینیڈاڈ مسلم لیگ کے مہمان کی حیثیت سے یہاں کچھ عرصہ قیام کیا اور دورانِ قیام اپنے لیکچروں اور تقاریر دلپذیر سے ہم جیسے دُور اُفتادہ لوگوں کو نوازتے رہے۔ اس کے بعد مولینا عبدالحق ودیارتھی صاحب تھوڑے عرصہ کے لئے یہاں بطور مہمان ٹرینیڈاڈ مسلم لیگ تشریف لائے۔ مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی کے بعد مولانا محمد سکوی صاحب اس علاقہ میں پہنچے اور کئی ایک مسلمانوں کے دلوں میں قادیانی عقائد گھر کر گئے۔

۱۹۶۴ء میں مولینا شیخ محمد طفیل صاحب امام مسجد ووکنگ، ٹرینیڈاڈ مسلم لیگ کی دعوت پر یہاں تشریف لائے اور آپ نے دو ماہ یہاں قیام فرمایا۔ اس عرصہ میں آپ میرے ہاں مہمان رہے دوران قیام آپ نے اشاعت اسلام کے سلسلہ میں چالیس لیکچر دیئے اور کئی اضلاع میں درس قرآن کا سلسلہ شروع کیا آپ نے تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں نہایت جانفشانی اور اولوالعزمی سے کام کیا۔ اور میں خاص طور پر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا ممنون ہوں، جنہوں نے شیخ محمد طفیل صاحب جیسے جلیل القدر مبلغ کو ہماری روحانیت میں زیادتی کے لئے یہاں بھیجا۔

مولانا شیخ محمد طفیل صاحب کی روانگی کے وقت ٹرینیڈاڈ میں کچھ افراد سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شریک ہو چکے تھے اور اس وقت بفضلِ خدا ہماری جماعت ۲۵۰ ممبروں پر مشتمل ہے۔ اس وقت لاہور میں گولڈن جوبلی کے جلسہ میں مَیں یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں۔ کہ اس میں ہمیں ٹرینیڈاڈ میں ایک نہایت قابل قدر اور جید عالم کی ضرورت ہے جو مولانا شیخ محمد طفیل صاحب یا مولانا فضل کریم خان صاحب کے پایہ کے ہوں۔
میں آپ حضرات سے دردِ دل سے التجا کرتا ہوں کہ اگر آپ نے ٹرینیڈاڈ برٹش گائنا اور برٹش انڈیز کے دیگر اضلاع میں نہایت قابل مبلغین بھیجنے کا بندوبست نہ کیا تو مجھے ڈر ہے کہ آئندہ مستقبل میں ٹرینیڈاڈ میں خدا اور رسولؐ کے نام لیوا نہایت تھوڑے رہ جاویں گے۔

اس وقت پچاس ہزار کے قریب مسلمان ٹرینیڈاڈ میں موجود ہیں۔ اور ۵۸ مسجدیں ہیں جن میں دن رات اللہ اکبر کی صدائیں بلند ہوتی ہیں۔ نیز پندرہ پرائمری سکول اور دو سیکنڈری سکول نہایت کامیابی سے جاری ہیں۔

میں آپ حضرات کے سامنے یہ امر واضح کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے بہت سے نوجوان مسلم دوسرے مذاہب میں شامل ہو رہے ہیں۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ ہماری رہنمائی کے لئے ہمارے پاس کوئی مبلغ نہیں۔ آپ حضرات علم اسلام کو بلند رکھنے میں ہماری امداد فرمائیں۔

آخر میں آپ حضرات کا نہایت شکر گذار ہوں کہ آپ نے گولڈن جوبلی میں دعوت دے کر میری عزت افزائی فرمائی۔ اللہ پاک آپ لوگوں پر اپنی برکات و رحمت کا نزول فرمائے۔ آمین۔

ٹرینیڈاڈ میں اسلام کی مختصر تاریخ

اٹھارویں اور انیسویں صدی میں ٹرینیڈاڈ میں گنّے کی کاشت افریقہ کے غلام مزدوروں کے ذریعہ ہوتی تھی۔ افریقہ کے غلاموں کا پہلا قافلہ جن میں کچھ مسلمان بھی تھے جنوبی ٹرینیڈاڈ کی بستی ماڈنگو میں آباد ہوا۔ یہ بستی اب تک موجود ہے اور یہاں کے رہنے والے "ماڈنگا" کہلاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہاں اب تک افریقی مسلمان آباد ہیں۔ گو وہ اقلیت میں ہیں۔

۱۸۳۳ء میں غلامی ممنوع ہو گئی اور اس طرح گنّے کی کاشت بہت مشکل ہو گئی اور ۱۸۴۳ء میں ہندوستانی مزدوروں کی بھرتی شروع ہو گئی۔ ہندوستانی مزدوروں کا پہلا جہاز کلکتہ سے ۱۸۴۴ء میں روانہ ہوا۔ اور ۱۸۴۵ء میں ٹرینیڈاڈ پہنچا۔ اس جہاز میں ہندوستانی مہاجروں کی تعداد ۲۲۷ تھی۔

ایک مسلمان مبلغ سید عبدالعزیز صاحب جن کی عمر ۲۱ سال تھی ۱۸۸۲ء میں مہاجروں کے "پی" نامی جہاز میں اس علاقہ میں وارد ہوئے۔ پانچ سال کا معاہدہ ختم ہونے پر وہ جنوبی ٹرینیڈاڈ کے گاؤں پرنسیس میں مقیم ہو گئے۔ جہاں ۱۹۲۷ء میں ان کا انتقال ہو گیا۔ وہ مذکورہ گاؤں کی اسلامک ایسوسی ایشن "اسلامک گاردن" کے بانی اور صدر بھی تھے۔ اس علاقہ میں انہوں نے مسلمانوں کی تنی پو کی مدد سے کئی ایک مساجد بھی تعمیر کیں۔ وہ ٹرینیڈاڈ کی انجمن تقویت الاسلام کے پہلے صدر رہے۔ ٹرینیڈاڈ کی گورنمنٹ نے انہیں مسلمان قوم کے نمایندہ کی حیثیت سے کئی دفعہ بلایا۔ وہ ۱۹۲۰ء ہز ہائی نس پرنس آف ویلز سے مسلم ڈیلی گیٹ کی حیثیت سے ملے۔

۱۹۲۰ء میں مولوی فضل کریم صاحب درانی (بی۔ اے) یہاں تشریف لائے اور انہوں نے اس علاقہ کے طول و عرض میں اپنی تبلیغ سے تہلکہ مچا دیا۔ نتیجۃً لوگ انہیں احمدی کہنے لگ گئے بدیں وجہ کچھ مخالفت بھی شروع ہو گئی۔ دو سال کے بعد انہوں نے ٹرینیڈاڈ چھوڑ دیا۔ مگر چند مقامی نوجوان مسلمانوں کو میدان تبلیغ کے اچھے مجاہد بنا گئے۔

اس سال ایک شخص مولوی امیر علی اشاعت اسلام کالج لاہور اور قاہرہ (مصر) کی قومی یونیورسٹی سے دینی تعلیم حاصل کرنے کے لئے روانہ ہو گیا۔

۱۹۳۱ء میں آٹھ سال کے بعد مولوی امیر علی واپس ٹرینیڈاڈ آ گئے اور مولوی فضل کریم خان صاحب کے نقش قدم پر مصروف تبلیغ ہو گئے۔ کچھ عرصہ کے بعد مسلمان نوجوانوں نے دیکھا۔ کہ مولوی امیر علی احمدیت کی تبلیغ نہیں کر رہے۔ برعکس اس کے انہوں نے سنیوں سے مل کر ایک علیحدہ انجمن "سنت الجماعت" بنا ڈالی۔ جس سے مسلمان پارٹیوں میں تقسیم ہو گئے۔ اور بنا بنایا اتحاد ٹوٹ گیا۔ لوگ انہیں قادیانی کہنے لگ گئے۔ گو کئی دفعہ انہوں نے اس کی تردید کی۔ مگر پھر بھی مسلمان انہیں قادیانی کہتے رہے۔ اور اب تک کہتے ہیں۔

اس کے بعد سنیوں نے ہندوستان میں اپنا ایک آدمی بھیجا کہ وہ وہاں سے ان کے لئے مبلغ لائے۔ وہ کچھ عرصہ لاہور میں رہ کر ۱۹۳۵ء میں مولوی نذیر احمد کو ٹرینیڈاڈ میں لے گیا۔ ٹرینیڈاڈ پہنچ کر جب اسے معلوم کہ وہ احمدیت کے مقابلہ کے لئے لایا گیا ہے۔ وہ واپس ہندوستان آ گیا۔

پھر تھوڑے عرصہ کے بعد مولوی بشیر احمد صاحب منٹو ٹرینیڈاڈ تشریف لائے۔ اور آپ نے نہایت اچھے طریقہ پر اسلام کی صحیح تصویر کو اس علاقہ کی فضا میں روشن کر دیا۔ منٹو صاحب ایک نہایت قابل اور بہادر مبلغ ہیں۔

مولوی بشیر احمد صاحب منٹو کے قیام ٹرینیڈاڈ میں مولانا عبدالعلیم صاحب صدیقی سنت الجماعت ایسوسی ایشن کی طرف سے تبلیغ کرتے رہے

۱۹۵۰ء میں مولوی محمد اسحاق صاحب اس علاقہ میں تحریک احمدیت کے قادیانی فریق کی طرف سے

لیکچر دیا، ۱۹۵۷ء میں مولینا عبدالحق صاحب ودیارتھی ٹرینیڈاڈ مسلم لیگ کے مہمان ہو کر آئے اور انہوں نے تحریک احمدیت کی نمایندگی فرمائی، سب سے آخر مولینا شیخ محمد طفیل امام شاہجہان مسجد ووکنگ شروع ۱۹۶۴ء میں یہاں آئے اور قریباً دو ماہ یہاں رہے۔ انہیں قوم کے اندر اسلام کے متعلق دلچسپی پیدا کرنے کا سب سے بڑھ کر موقع ملا، اور انہوں نے تمام مسلمانوں میں ایسا تاثر پیدا کیا جو کبھی مٹ نہیں سکتا، انہوں نے اعلان کیا کہ اسلام میں کوئی فرقہ نہیں، اور یہ پہلا موقعہ تھا کہ مسلم قوم کی تعمیر کی حقیقی بنیاد رکھی گئی۔ ان کے لیکچروں میں لوگ بہت کثرت سے جمع ہوتے تھے اور ٹرینیڈاڈ میں عام خیال یہ ہے کہ مولینا شیخ محمد طفیل صاحب نے اسلام کو اس جگہ وہ مناسب برتری عطا کی جس کی ضرورت تھی۔

بیعت کنندگان ٹرینیڈاڈ ویسٹ انڈیز

ٹرینیڈاڈ (جزائر غرب الہند) میں حسب ذیل اصحاب بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہوئے ہیں:-

(۱) - ہلی بین علی صاحب
(۲) جلیسی بین علی صاحب
(۳) لطیف محمد صاحب
(۴) عنبر تاج دین صاحب
(۵) صالحسا تاج دین صاحبہ
(۶) بی تاج دین صاحب
(۷) رسول محمد صاحب
(۸) بشیراً محمد صاحب
(۹) نذیراً محمد صاحبہ
(۱۰) منیا مینگوٹ
(۱۱) کاوڈن محمد صاحب
(۱۲) ہتر احمد صاحبہ
(۱۳) شکور محمد صاحب
(۱۴) نذیر محمد صاحب
(۱۵) سوفی محمد صاحب
(۱۶) یوسف علی صاحب
(۱۷) ایلینہ خان صاحب
(۱۸) مرتیبن خان صاحب
(۱۹) عثمان علی صاحب
(۲۰) مرتضیٰ خاں صاحب
(۲۱) صوفیاں مرتضےٰ صاحبہ
(۲۲) زہرہ خاں صاحبہ
(۲۳) ایمان خان صاحب
(۲۴) شمارول محمد صاحب
(۲۵) مختار خان صاحب
(۲۶) عیلٰے خان صاحب
(۲۷) کاوڈن محمد صاحب
(۲۸) محمد حسین صاحب
(۲۹) حصر احمد صاحبہ
(۳۰) نذیر علی خاں صاحب
(۳۱) میمون محمد صاحب
(۳۲) کوریشا محمد صاحب
(۳۳) عاقل محمد صاحب
(۳۴) ٹاکالو خان صاحب
(۳۵) حضیر احمد صاحبہ
(۳۶) کولا محمد صاحب
(۳۷) زیتول محمد صاحب
(۳۸) عبدالحمید رزاق صاحب
(۳۹) روسی رزاق صاحب
(۴۱) سلاسا خان صاحب
(۴۲) حسینہ محمد صاحبہ
(۴۳) سراج علی۔
(۴۴) رحمت اللہ علی صاحب
(۴۵) فیض محمد صاحب
(۴۶) نعمت خان صاحب
(۴۷) آزاد خان صاحب
(۴۸) ٹوٹی محمد صاحب
(۴۹) ابراہیم محمد صاحب
(۵۰) ظہراً محمد صاحبہ
(۵۱) پٹسی محمد صاحب
(۵۲) قاسم محمد صاحب
(۵۳) معصومہ صاحبہ
(۵۴) ستون محمد صاحب
(۵۵) صوان محمد صاحب
(۵۶) ہیو محمد صاحب
(۵۷) شیو محمد صاحب
(۵۸) مس امیران محمد صاحبہ
(۵۹) زیتون صبار صاحب
(۶۰) اصرافت علی صاحب
(۶۱) ایس۔ایس۔علی صاحب
(۶۲) جان محمد صاحب
(۶۳) اے۔علی۔ صاحب
(۶۴) اشہور علی صالادین صاحب
(۶۵) افضل خان صاحب
(۶۶) احمد کارمانی صاحب
(۶۷) میڈوٹ علی صاحب
(۶۸) اشرف کاظم صاحب
(۶۹) علان دیپانی صاحب
(۷۰) کاہارٹون صالادین صاحب
(۷۱) کاظم حسین صاحب
(۷۲) پاشا علی صاحب
(۷۳) اسماعیل خان صاحب
(۷۴) مشہود علی خان صاحب
(۷۵) عبدالحمید صاحب
(۷۶) حسن علی صاحب
(۷۷) شفیق صاحب
(۷۸) احمد عزیز صاحبہ
(۷۹) ایلینہ عزیز صاحبہ
(۸۰) شفیقہ عزیز صاحبہ
(۸۱) انیزال عزیز صاحب
(۸۲) رسولاً عزیز صاحبہ
(۸۳) عزیز صاحب
(۸۴) نہرا عزیز صاحبہ
(۸۵) طالب عزیز صاحب
(۸۶) زاہد عزیز صاحبہ
(۸۷) اسد عزیز صاحب
(۸۸) کارب نعمی صاحب

"شکریہ" برخوردار احمد حسین بھٹی کا ایکسرے لیا گیا اب بالکل ٹھیک ہے۔ میں اُن بزرگوں کا تہ دل سے مشکور ہوں جنہوں نے برخوردار کی شفایابی کے لئے دُعا کی۔ مبلغ دس روپے ارسال خدمت ہیں ازراہ کرم اشاعت اسلام فنڈ میں جمع فرمائیں مہربانی ہوگی۔ خیر اندیش۔ غلام حسین بھٹی گلبرگ لاہور۔

جنوبی امریکہ میں تبلیغی سرگرمیاں

(بسلسلہ صفحہ ۳۲)

المارم ہو جاتی ہے کہ مدینہ کی گلیوں میں کوئی آگاہ یلیتے والا نہیں ملتا جناب میاں صاحب نے دردبھرے الفاظ میں احباب سے اپیل کی کہ وہ اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے دل کھول کر امداد دیں۔ انہوں نے کہا کہ خدا کا یہ وعدہ کہ اسلام تمام ادیان پر غالب ہو کر رہے گا ضرور پورا ہو گا۔ خوش قسمت ہیں وہ جو اس کار خیر میں حصہ لیں۔ اگر ہم نے اس کام میں کوتاہی کی تو خدا اس کام کو کسی دوسری قوم کے سپرد کر دے گا۔ انہوں نے کہا کہ خدا کے راستے میں دیئے ہوئے مال سے کبھی کمی واقع نہیں ہوتی بلکہ خدا اس کے بدلے میں بیشمار نعماء سے نوازتا ہے۔ بعد ازاں معزز مہمانوں نے وہیں رات کا کھانا جناب میاں صاحب اور ان کے فرزندان کے ہمراہ کھایا۔ اس دوران میں بھی ڈیڑھ گھنٹہ تک تبلیغ اسلام کے متعلق گفتگو ہوتی رہی۔ معزز مہمان جناب میاں صاحب کے حسن سلوک اور تبلیغ اسلام کے لئے بے پناہ جوش سے اتنے متاثر ہوئے کہ جدا ہوتے وقت ان کی آنکھیں پرنم تھیں۔

یہ دوست اور ان کے تیسرے ساتھی اور ان کی اہلیہ جو دونوں بیمار ہو جانے کی وجہ سے لائلپور نہ جا سکے۔ ۱۴ مئی ۱۹۶۵ء کو بذریعہ ہوائی جہاز ہندوستان روانہ ہو گئے۔ جہاں مختلف شہروں اور اسلامی عمارات دیکھنے کے بعد بمبئی سے بذریعہ ہوائی جہاز برلن، ہالینڈ اور ووکنگ ہوتے ہوئے اپنے وطن واپس چلے جائیں گے، دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں بخیر و عافیت وطن پہنچائے اور خدمت دین کے بیش از بیش کام اُن سے لے۔

تقریر داؤد سائیڈو — بسلسلہ صفحہ ۲۰

زندگی اور تازہ بہار پیدا کر دی ہے خدا تعالیٰ نے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا ہے:-

قل جاء الحق و زھق الباطل - ان الباطل کان زھوقا

سچائی آشکارا ہے۔ باطل چھپ چکا ہے اور باطل ختم ہونے والی شئے ہے۔

برادران اسلام! آج ہمیں اسلام کے اس قابل ستائش فرزند کو خراج عقیدت پیش کرنا چاہیئے جس نے آج سے پچاس سال قبل تحریک احمدیت کے اس سچے درخت کو ان تباہ کن ہاتھوں سے بچا لیا جنہوں نے اپنے غلو کی دھن میں اس کو باطل کے پھل کا پیوند لگانے کی کوشش کی تھی۔ حضرت مولینا محمد علی مرحوم و مغفور کو خدا نے بے شک اپنی خاص رحمت اور حکمت سے نوازا اور انہوں نے اس پاک امام کے منصب اور دعاوی کی نہایت شرح و بسط کے ساتھ وضاحت کی۔ سب سے بڑی خدمت ہے جو انہوں نے انسانیت کے لئے سرانجام دی ہے وہ خدائے عظیم و بلند کے کلام پاک کا انگریزی ترجمہ ہے یہاں دیگر قلمی فتوحات کے علاوہ ہے جو انہوں نے اسلام کی حقانیت کے بارے میں تحریر کئے۔ اور ان کا یہ کارنامہ ان کے نام کو سچائی کے طالبوں کے ذہنوں میں ہمیشہ زندہ رکھے گا۔

ایک اور بطل جلیل کے ذکر کے لئے بھی میرا دل بیقرار ہے۔ وہ حضرت خواجہ کمال الدین مرحوم و مغفور کی بارعب و دلکش شخصیت ہے جن کے سپرد خدا کے امام نے عیسائی دنیا کے مرکز میں اسلام کی تبلیغ و اشاعت کا کام کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کی روح پر فتوح پر ہزار ہزار سلام اور برکات نازل فرمائے۔ میرے نزدیک یہ دونوں عظیم الشان ہستیاں خدائے پاک کے مجدد، مہدی اور مسیح کے دونوں بازوؤں کی حیثیت رکھتی ہیں یہ حقیقت ان کے حق میں ایک نہایت زبردست تعریف ہے کہ وہی لوگ جو تحریک احمدیت کے سب سے بڑے مخالف ہیں وہی زمانے کے اس عظیم امام کے ان قابل قدر حواریوں کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔

آخر میں ہم سب کو دعا کرنی چاہیئے کہ خدا تعالیٰ حضرت مولینا صدر الدین امیر قوم ایدہ اللہ کو اور زمانے کے امام کے بلند مرتبت صحابیوں کو جنہیں حضرت مسیح موعود کی صحبت صالحہ نصیب ہوئی طاقت اور توفیق عنایت فرمائے کہ وہ اس ربانی تحریک کو بادِ مخالف سے بچا کر ساحل مراد تک پہنچا دے اور اللہ تعالیٰ اس کشتی کے لئے قابل اور جاں نثار ناخدا پیدا کرتا رہے تاکہ یہ کامیابی اور کامرانی کے اس کنارِ عافیت پر جا پہنچے جہاں نسل انسانی کی فلاح کی آخری منزل ہے۔

مولانا شیخ عبد الرحمن مصری صاحب

رسالہ الفرقان کے مسیح موعود نمبر پر ایک طائرانہ نظر

حقائق سے روگردانی اور مغالطوں کی فراوانی

(۲)

علماء ربوہ کی طرف سے حضرت اقدس پر غلط الزام

گذشتہ قسط میں میں نے بتلایا تھا کہ جماعت ربوہ سے تعلق رکھنے والے ہمارے دوست خدا کے حکم عدل حضرت مسیح موعودؑ پر اب یہ الزام بھی لگانے لگ گئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی تفہیم کے باوجود آپ نعوذ باللہ اپنے اصلی مقام کو سمجھنے سے قاصر رہے خدا تو آپ کو بڑی وضاحت سے سمجھاتا ہے کہ نبی اور رسول کے الفاظ جو آپ کے الہامات میں میں نے استعمال کئے ہیں وہ محض لغوی معنی میں اور بطور مجاز اور استعارہ کے استعمال کئے ہیں شرعی اصطلاح میں ان الفاظ کے جو حقیقی معنی ہیں ان میں ہرگز ان الفاظ کو استعمال نہیں کیا گیا اور یہ حقیقت آپ پر بذریعہ وحی کھولی جاتی ہے اور حضور اللہ تعالیٰ کی اس تفہیم کے ماتحت خفاء کے تمام پردوں کو چاک کر کے اس حقیقت کو کھول کر بیان بھی کر دیتے ہیں اور یہ بھی بتلا دیتے ہیں کہ آپ کی وحی وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت ہے اور آپ زمرہ انبیاء کے نہیں بلکہ زمرۂ اولیاء کے فرد ہیں اور یہ کہ آپ کے انکار سے کوئی شخص کافر نہیں ہو سکتا ہاں آپ کا منکر ضال اور جادۂ صواب سے منحرف ضرور ہوگا لیکن کافر نہیں ہو سکتا کیونکہ کافر صرف انبیاء علیہم السلام کا منکر ہی ہو سکتا ہے ان تمام وضاحتوں کے باوجود جماعت ربوہ سے تعلق رکھنے والے ہمارے بھائی یہی کہتے چلے جا رہے ہیں کہ ہم تو الہام میں وارد شدہ لفظ نبی اور رسول کو پکڑے رکھیں گے اور اس بناء پر حضورؑ کو زمرۂ انبیاء کا فرد ہی قرار دیتے رہیں گے حضور ان الفاظ کی حقیقت خواہ کچھ ہی بیان کریں ہم تو اسے ماننے کے لئے تیار نہیں چنانچہ رسالہ کے صفحہ ۲۵ پر ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم کے جو الفاظ درج ہیں ان سے ان دوستوں کا یہ مسلک عیاں ہے لکھتے ہیں:۔

> "آپ اس طرف ہرگز نہ جائیں کہ مسیح موعود علیہ السلام نے مسئلہ نبوت کے متعلق اپنی تفہیم (اپنی نہیں خدائی تفہیم کی بناء پر جیسا کہ گذشتہ قسط میں ثابت کیا جا چکا ہے۔ ناقل) کی بناء پر کب کیا لکھا اور کس وقت کیا تحریر فرمایا کیونکہ وہاں ضرور کچھ اختلاف زمانی موجود ہے (یہ آپکا اپنی سمجھ کا قصور ہے ورنہ حضرت اقدس نے تو اپنی کتاب براہین احمدیہ سے لے کر آخری کتاب چشمہ معرفت تک بلکہ اخبار علم والے آخری خط تک اپنا ایک ہی مقام بیان فرمایا ہے کہ آپ زمرہ انبیاء کے نہیں بلکہ زمرہ اولیاء کے ہی فرد ہیں حضور کی تحریروں میں تو اختلاف آپ لوگ اپنی اغراض کے ماتحت خود پیدا کر کے اپنا اُلّو سیدھا کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں ایسا کرتے میں آپ لوگوں کو اتنا بھی خیال نہیں آتا کہ حضرت مسیح موعودؑ جسے اللہ تعالےٰ سلطان القلم کا لقب دے رہا ہے ان کی علمی پوزیشن پر کیسی خطرناک زد پڑتی ہے اور آپ کا مقام لوگوں کی نظر میں کیسا گر جاتا ہے۔ ناقل) اور ایک فتنہ پرداز جھگڑالو کے لئے دوسروں کا سر کھانے کو کچھ بہانہ اور عذر مل سکتا ہے۔

(معاف رکھیں اگر میں کہوں جیسا کہ آپ لوگوں نے ہٹ دھرمی اور محض تحکم کی راہ سے اور محض خود غرضی کی بناء پر اس مسئلہ کو جھگڑے کی بنیاد بنایا ہوا ہے اور آئے دن ہمارا سر کھاتے رہتے ہیں اور ہماری توجہ کو اصل خدمت اسلام سے ہٹاتے رہتے ہیں حالانکہ اگر تقویٰ سے کام لیں تو یہ ایسا مسئلہ نہیں کہ حل نہ ہو سکے اگر حل کرنے کی نیت ہو تو ایک دن میں حل ہو سکتا ہے لیکن اگر نیت میں خلل ہو تو پھر سیدھی اور صاف بات کو بھی انسان پیچیدہ بنا کر عوام کو غلطی میں ڈال سکتا ہے دیکھو فرعون نے اپنے جادوگروں کی شکست کو دیکھ کر بجائے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے کے انکار کے لئے کیسا بہانہ بنا کر کہا معلوم ہوتا ہے کہ موسیٰ تمہارا استاد ہے اور تم نے آپس میں مجھوتہ کر کے پہلے سے ہی یہ فیصلہ کیا ہوا تھا کہ مقابلہ میں عمداً شکست کا مظاہرہ کیا جائے تا کہ موسیٰ کی برتری اور فتح ثابت ہو جائے۔

بہانہ

کیا آپ دوستوں کی طرف سے اس مسئلہ کو پیچیدہ بنانے کے لئے یہ کھلا کھلا بہانہ نہیں تراشا گیا کہ حضرت اقدس نے اپنے الہامات کی جو تشریح فرمائی ہے وہ بھی اپنے کسی اجتہاد سے نہیں بلکہ خدائی تفہیم سے اسے ہرگز قبول نہ کیا جائے بلکہ صرف خدائی لفظ کو قبول کرو اس لفظ کی خدائی تشریح کو بھی قبول نہ کرو اور اسے حضور کا اجتہاد قرار دے کر اسے بھی رد کر دو۔

- - - - - - - - - - -

الہام کے متعلق خود حضورؑ کی تشریح

سنئے حضرت اقدس علیہ السلام الہام کے متعلق اپنی تشریح کے بارے میں کیا فرماتے ہیں:۔

> "کسی الہام کے وہ معنی ٹھیک ہوتے ہیں جو کہ ملہم آپ بیان کرے اور ملہم کے بیان کردہ معنوں پر کسی اور کی تشریح اور تفسیر ہرگز فوقیت نہیں رکھتی کیونکہ ملہم اپنے الہام سے اندرونی واقفیت رکھتا ہے اور خدا تعالیٰ سے طاقت پا کر اس کے معنی کرتا ہے ۔۔۔۔۔۔۔ کیا ملہم کا اپنے الہام کے متعلق بیان کرنا یا مصنف کا اپنی تصنیف کے کسی عقدہ کو ظاہر کرنا تمام دوسرے لوگوں کے بیانات سے عند العقل زیادہ معتبر نہیں ہے ۔۔۔۔۔۔۔ اور اس کی باتوں میں دخل بے جا دینا ایسا ہے جیسے کوئی کسی مصنف کو کہے کہ تیری تصنیف کے یہ معنی ہیں جو میں نے سوچے ہیں"۔ (اشتہار ۵ اگست ۱۸۸۷ء)

کیا جماعت ربوہ سے تعلق رکھنے والے ہمارے دوست یہی نہیں کہہ رہے کہ اے مسیح موعود جو معنی ہم نے آپ کے الہاموں کے سوچے ہیں وہی درست ہیں جو آپ بتلا رہے ہیں وہ نعوذ باللہ غلط ہیں آپ حکم نہیں بلکہ درحقیقت ہم آپ پر حکم ہیں جو نعوذ باللہ آپ کی غلطیاں نکالنے پر مامور ہیں کیا یہی پوزیشن نہیں جو رسالہ الفرقان کے موجودہ نمبر میں اختیار کی گئی ہے۔

خطرناک مغالطہ اور الہامات میں ولی کا لفظ

اس کے بعد جناب ڈاکٹر صاحب مرحوم لکھتے ہیں:۔

> "لیکن آپ سارا مجموعہ الہامات پڑھ جائیں اور ہم سب بھی یہی مطالبہ کریں تو آپ کو اس ضخیم مجلد میں ایک بھی لفظ وحی و الہام میں ایسا نہیں ملے گا جس میں یہ ذکر ہو کہ تو نبی نہیں تو رسول نہیں ہے تو مرسل نہیں ہے"

پھر اس پر زور دیتے ہوئے حضورؑ کے چودہ الہامات درج کئے ہیں جن میں رسول یا نبی یا مرسل کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں ان الہامات میں ایک الہام یہ بھی ہے کہ زمین کہتی ہے یا نبی اللہ کنت لا اعرفک تعجب ہے کہ ڈاکٹر صاحب کو مجموعہ الہامات میں یہ الہام نظر نہ آیا زمین کہتی ہے یا ولی اللہ کنت لا اعرفک پیشتر اس کے کہ میں ڈاکٹر صاحب کے مغالطہ کے راز کو طشت از بام کروں۔ حضور کے اُن الہامات کو درج کر دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں جن میں حضور ۔۔۔ کو ولی یا محدث یا امتی وغیرہ کے الفاظ سے مخاطب کیا گیا ہے۔

ہمارا عقیدہ اور الہامات سے اسکی تائید

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے متعلق ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ حضور خاتم الاولیاء ہیں اور آپ کا مقام تمام اولیاء امت

کے مقام سے بلند ہے گویا آپ اولیاء کی جماعت میں سر فہرست ہیں۔ ہمارے اس عقیدہ کی تائید حضور کے مندرجہ ذیل خوابوں سے ہوتی ہے۔ تذکرہ صلا پر حضور کا ایک خواب درج ہے جس میں حضور نے حضرت مسیح ناصری کو دیکھا اور دیکھا کہ حضور اور حضرت مسیح اور ایک اور کامل اور مکمل سید آل رسول ایک دالان میں خوش دلی سے ایک عرصہ تک کھڑے رہے اور سید صاحب کے ہاتھ میں ایک کاغذ تھا اس میں بعض افراد خاصہ اُمّت محمدیہ کے نام لکھے ہوئے تھے اور حضرت خداوند تعالیٰ کی طرف سے ان کی کچھ تعریفیں لکھی ہوئی تھیں چنانچہ سید صاحب نے اس کاغذ کو پڑھنا شروع کیا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ مسیح کو اُمّتِ محمدیہ کے مراتب سے اطلاع دینا چاہتے ہیں کہ عنداللہ ان کے لئے مقرر ہیں اور اس کاغذ میں عبارت تعریفی تمام ایسی تھی کہ جو خالص خدا کی طرف سے تھی۔ سو جب پڑھتے پڑھتے وہ کاغذ اخیر تک پہنچ گیا اور کچھ تھوڑا سا باقی رہا تب اس عاجز کا نام آیا جس میں خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ عبارت تعریفی عربی زبان میں لکھی ہوئی تھی هو منی بمنزلة توحیدی وتفریدی فکاد ان یعرف بین الناس یعنے وہ مجھ سے ایسا ہے جیسے میری توحید اور تفرید سو عنقریب لوگوں میں مشہور کیا جائے گا یہ اخیر فقرہ فکاد ان یعرف بین النّاس اسی وقت بطور الہام بھی القا ہوا۔

ظاہر ہے اور مسلم بھی ہے کہ امت کے تمام افراد خاصہ جماعت اولیاء کے ہی فرد تھے۔ اس فہرست کے آخر میں جس میں اولیاء امت کے اسماء درج تھے حضور کے نام کا درج ہونا کیا اس بات کی کھلی کھلی دلیل نہیں کہ حضور اس امت میں خاتم الاولیاء ہیں اور یہی ہمارا عقیدہ ہے جس کی تائید مندرجہ بالا خواب کر رہا ہے۔ یہ خواب بتلا رہا ہے کہ شروع سے ہی اللہ تعالیٰ نے حضور کو جماعت اولیاء میں ہی شمار کیا ہے۔

دوسرا خواب

صا۲۱ پر مندرجہ ذیل خواب درج ہے:۔

"فطرۃً بعض طبائع کو بعض طبائع سے مناسبت ہوتی ہے اسی طرح میری روح اور سید عبدالقادر کی روح کو خمیر فطرت سے باہم ایک مناسبت ہے جس پر کشوف صحیحہ صریحہ سے مجھ کو اطلاع ملی ہے اس بات پر ۳۰ برس کے قریب زمانہ گزر گیا ہے کہ جب ایک رات مجھے خدا نے اطلاع دی کہ اس نے مجھے اپنے لئے اختیار کر لیا ہے تب یہ عجیب اتفاق ہوا کہ اسی رات ایک بڑھیا کو خواب آئی جس کی عمر قریباً ۸۰ برس کی تھی اور اس نے صبح مجھ کو آکر کہا کہ میں نے رات سید عبدالقادر جیلانی رضی کو خواب میں دیکھا ہے اور ساتھ ان کے ایک اور بزرگ تھے اور دونوں سبز پوش تھے اور رات کے پچھلے حصہ کا وقت تھا دوسرا بزرگ عمر میں اُن سے کچھ چھوٹا تھا پہلے انہوں نے ہماری جامع مسجد میں نماز پڑھی اور پھر مسجد کے باہر کے صحن میں نکل آئے اور میں اُن کے پاس کھڑی تھی اتنے میں مشرق کی طرف سے ایک چمکتا ہوا ستارہ نکلا تب اس ستارہ کو دیکھ کر سید عبدالقادر بہت خوش ہوئے اور ستارہ کی طرف مخاطب ہو کر کہا السلام علیکم اور ایسا ہی ان کے رفیق نے السلام علیکم کہا اور وہ ستارہ میں تھا

المؤمن یرٰی او ترٰی له"

یہ خواب بھی صاف دلالت کر رہا ہے کہ حضور جماعت اولیاء کے ہی فرد ہیں ہاں سب سے بلند مقام رکھنے والے فرد ہیں کیونکہ سید عبدالقادر جیسے عظیم الشان ولی نے بھی ادب کے ساتھ انہیں السلام علیکم کہا۔

(۳) ۳۴ پر حضور کے یہ دو الہام درج ہیں کلّ برکة من محمد صلی اللہ علیه وسلم تبارك من علّم و تعلّم یہ دونوں الہام آپ کے اُمتی ہونے پر دلالت کرتے ہیں اور حضور نے بار بار فرمایا ہے کہ امتی اور نبی میں نسبت تباین کی ہے یعنی جو امتی ہو گا وہ نبی نہیں ہو سکتا اور جو نبی ہو گا وہ امتی نہیں ہو سکتا۔ امتی اور نبی یہ دونوں لفظ صرف محدث پر بولے جا سکتے ہیں۔ پس یہ دونوں الہام بھی حضور کے زمرۂ اولیاء کے فرد ہونے پر بالصراحت دلالت کر رہے ہیں۔

(۵) پانچواں الہام صو۴ پر مندرجہ ذیل الفاظ میں درج ہے انا فتحنا لك فتحًا مبینًا فتح الولی ونقربناه نجیًا اس الہام میں تو صراحت کے ساتھ حضور کو ولی قرار دیا گیا ہے۔

(۶) صلا پر الہام کتاب الولی ذو الفقار علی ولی کی کتاب علی کی تلوار کی طرح ہے۔

(۷) صو۹ پر مندرجہ ذیل الہام مع شرح درج ہے۔

جری اللہ فی حلل الانبیاء۔ جری اللہ نبیوں کے حُلوں میں۔ اس فقرۂ الہامی کے یہ معنی ہیں کہ منصب ارشاد اور ہدایت اور مورد وحی الٰہی ہونے کا دراصل حُلّہ انبیاء ہے اور ان کے غیر کو بطور استعارہ ملتا ہے اور یہ حُلّۂ انبیاء اُمّتِ محمدیہ کے بعض افراد کو بغرض تکمیل ناقصین عطا ہوتا ہے اور اسی کی طرف اشارہ ہے جو آنحضرت صلعم نے فرمایا علماء اُمتی کانبیاء بنی اسرائیل پس یہ لوگ اگرچہ نبی نہیں پر نبیوں کا کام ان کو سپرد کیا جاتا ہے۔ حلل الانبیاء ہونے کا مطلب واضح ہو گیا حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل میں تو صراحت سے اولیاء ہی مراد ہیں۔ اس حدیث سے حُلّہ کی تشریح کرتا صاف بتلاتا ہے کہ جو اُمتی حُلّۂ انبیاء پہن کر آتا ہے وہ جماعت اولیاء کا ہی فرد ہوتا ہے۔

(۸) صلا۸ پر الہام انت فیهم بمنزلة موسٰی کی تشریح فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"چونکہ اُمّت محمدیہ کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہیں اس لئے اس الہام متذکرہ بالا میں اس عاجز کی تشبیہ حضرت موسیٰ سے دی گئی۔"

(۹) صلا۹ الہام یا عبد القادر انی معك اسمع واری پہلے سید عبدالقادر کی روح کے ساتھ آپ کی رُوح کی شدید مناسبت کا ذکر حضور کے کشوف صریحہ میں کیا جا چکا ہے اسی مناسبت کی بنا پر حضور کو الہام میں عبدالقادر کے نام سے پکارا گیا ہے تا مشابہت تام ثابت ہو جائے۔

(۱۰) صہ۹۹۔ الہام لا تحاط اسرار الاولیاء یعنی اولیاء کے اسرار کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا۔ اس الہام میں صریح طور پر حضور کو جماعت اولیاء کا فرد قرار دیا گیا ہے۔

(۱۱) ص۹۷ الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیهم ولا هم یحزنون

(۱۲) ص۱۰۶ الہام۔ انت محدّث اللہ فیك مادة فاروقیة۔

اس الہام میں صراحت سے حضور کو محدّث قرار دیا گیا ہے۔ الہام کے الفاظ فیك مادة فاروقیة واضح قرینہ ہے اس بات پر کہ الہام میں محدّث کا لفظ اسلامی اصطلاح میں استعمال ہوا ہے۔

(۱۳) ص۱۲۲۔ الہام۔ تو مجھ سے ایسا ہے جیسے انبیاء بنی اسرائیل۔ اس الہام نے تو کلی طور پر فیصلہ کر دیا کہ آپ جماعت اولیاء کے ہی فرد ہیں جس طرح دیگر اولیاء کو انبیاء بنی اسرائیل سے صرف مشابہت ہی ہے لیکن وہ نبی نہیں اسی طرح حضور کو بھی انبیاء بنی اسرائیل سے صرف مشابہت ہی حاصل ہے حضور بھی زمرۂ انبیاء کے فرد نہیں الہام انت محدث اللہ اور یہ الہام دونوں صراحت سے حضور کو زمرۂ اولیاء ہی کا فرد قرار دے رہے ہیں۔ جو لوگ حضور کی تشریحات کو محض اجتہاد کی طرف منسوب کرتے ہیں یا علماء زمانہ کی اتباع کا نتیجہ بتلاتے ہیں وہ مندرجہ بالا دونوں الہاموں کو غور سے دیکھیں انسان غلطی کر سکتا ہے خدا تو غلطی نہیں کر سکتا کاش ہمارے غلطی خوردہ بھائی خدا کے لئے ان الہاموں کے آگے اطاعت کے ساتھ گردنیں جھکا دیں۔

(۱۴) ص۲۳۴ الہام۔ جری اللہ فی حلل المرسلین۔ تشریح پہلے گذر چکی ہے۔

ص۲۴۶۔ الہام۔ والتی فی روعی ان المراد من لفظ الروح فی آیة یوم یقوم الروح جماعة الرسل والنبیین والمحدثین اجمعین الذین یلقی الروح علیهم ویجعلون مکلّمین۔ محدثین کا لفظ محض حضور کے مقام کو بیان کرنے کے لئے بڑھایا گیا ہے۔

(۱۵) ص۲۵۶ الہام۔ احییت بالصدق ایها الصدیق۔ ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں حضور کو صدیق نہیں کہا گیا ان کے ساتھ مندرجہ بالا

الہام پر غور کریں۔

(۱۶) ص۲۷۹ الہام۔ انك انت هو فى حلل البروز وهذا هو الوعد الحق الذى كان كالسر المرموز۔ حلل البروز کا لفظ صریح طور پر حضور کو زمرۂ اولیاء کا فرد ثابت کر رہا ہے ڈاکٹر صاحب مرحوم کی شہادت کو خاص طور پر نمایاں کر کے شائع کیا گیا ہے انہوں نے بھی اپنی شہادت میں یہی کہا ہے کہ ۱۳ سو برس کے بعد حضرت نبی کریم صلعم کا بروز ہم میں بھیجدیا اور باقی تمام حوالے جو پیش کئے گئے ہیں ان میں بھی حضور کو حضرت نبی کریم صلعم کا بروز ہی ظاہر کیا گیا ہے۔ اس سے کس کو انکار ہے بروز ہونے کی حقیقت تو یہی ہے کہ اصل نبی ہوتا ہے اور اس کا بروز ولی ہوتا ہے جیسا کہ حضور نے فرمایا النبى كالاصل والولى كالظل اور پھر فرمایا قد اتفق اهل القلوب على ان الولاية ظل النبوة پس الہام نے حضور کو بروز قرار دے کر واضح طور پر حضور کو زمرۂ اولیاء میں داخل کر دیا ہے۔

(۱۷) ص۲۹۰۔ الہام۔ حالم کشف میں مَیں نے دیکھا کہ زمین نے مجھ سے گفتگو کی اور کہا یا ولى الله كنت لا اعرفك یعنی اے خدا کے ولی میں تجھ کو پہچانتی نہ تھی۔

(۱۸) ص۳۳۰ الہام۔ "آسمان سے کئی تخت اترے مگر تیرا تخت سب سے اونچا بچھایا گیا"۔ دو ہی قسم کے تخت آسمان سے اُترا کرتے ہیں۔ ایک نبیوں کا اور دوسرا اولیاء کا۔ پہلی قسم تو الہام میں مراد ہو نہیں سکتی کیونکہ ان سب کے اُوپر تو حضرت نبی کریم صلعم کا تخت بچھا ہوا ہے اس سے ظاہر ہے کہ تمام اولیاء امت کے تختوں کے اوپر ہی حضور کا تخت ہے اور یہی جماعت لاہور کا عقیدہ ہے کہ جس طرح حضرت نبی کریم صلعم بوجہ خاتم الانبیاء ہونے کے زمرۂ انبیاء میں سرفہرست ہیں اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ بوجہ خاتم اولیاء ہونے کے زمرۂ اولیاء میں سرفہرست ہیں اسی بناء پر حضرت اقدسؑ نے بار بار فرمایا کہ جس طرح میرے آقا حضرت نبی کریم صلعم خاتم الانبیاء ہیں اسی طرح میں خاتم الاولیاء ہوں یعنی آنحضرت صلعم کے وجود باوجود میں نبوت کے کمالات اپنے انتہاء کو پہنچ گئے اور فیض نبوت یعنی ولی بنانا آپ کے ذریعہ ہی اب قیامت تک جاری رہے گا اسی طرح ولایت کے کمالات میرے وجود میں انتہاء کو پہنچ گئے اور ولی کا جو کام ہے یعنی حضرت نبی کریم صلعم سے تعلق پیدا کرانا یہ کام اب قیامت تک میرے ذریعہ سے ہی ہوگا مجھ سے الگ رہ کر کوئی شخص حضرت نبی کریم صلعم سے روحانی تعلق پیدا نہیں کر سکتا اور بدیں وجہ وہ مقرب الٰہی بھی نہیں بن سکتا۔

(۱۹) ص۳۳۵ الہام۔ "گورنر جنرل کی پیشگوئیوں کے پورا ہونے کا وقت آگیا"۔ یعنی پہلے مجددین چونکہ خاص خاص محدود علاقوں کے لئے مجدد ہوتے تھے اس لئے وہ گورنر تھے لیکن یہ مجدد یعنی مسیح موعود چونکہ ساری دنیا کے لئے مجدد ہے اس لئے یہ گورنر جنرل کے لقب سے ملقب کیا گیا ہے جس طرح حکومت برطانیہ کے زمانہ میں صوبوں کے حاکم اعلیٰ گورنر کہلاتے تھے سارے ہند کا حاکم اعلیٰ گورنر جنرل کہلاتا تھا۔ الہام بھی یہی ثابت کرتا ہے کہ حضور کا مقام مجددیت کا ہی ہے دیگر مجددین کے مقابلہ میں حضور کا مقام سب سے بالا ہے گویا درجہ میں فرق ہے جنس میں فرق نہیں۔

(۲۰) ص۲۵۵ و ۳۶۶ الہام۔ انت الشيخ المسيح

(۲۱) انت الشيخ المسيح الذى لا يضاع وقته ان دونوں الہاموں میں مسیح کے ساتھ شیخ کا لفظ لگا کر واضح کر دیا ہے کہ حضور امت کے مقربان الٰہی کے اسی گروہ میں شامل ہیں جس گروہ کو مشائخ کے نام یاد کیا جاتا ہے خود حضور نے بھی خلافت کی بحث کرتے ہوئے اپنے آپ کو نبیوں کے مقابلہ میں اسی گروہ اولیاء میں ہی شامل کیا ہے۔

(۲۲) ص۴۴۴ الہام۔ "عشق الٰہی وسّے منہ پر ولیاں ایہہ نشانی"

(۲۳) ص۵۴۵ "انت منى بمنزلة بروزى" غور فرمائیں کیا خدا کا بروز خدا ہوتا ہے جو نبی کے بروز کو آپ نبی قرار دیتے ہیں۔

(۲۴) ص۵۸۵ الہام۔ "من عادى وليًا لى فقد اذنته للحرب"

(۲۵) ص۶ الہام۔ "اولیاء اللہ سے مخالفت رکھنا اس کا نتیجہ اچھا نہیں۔"

ایسے الہام تو اور بھی ہیں سردست انہی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

دونوں قسم کے الہاموں میں حضور کی تطبیق

اب ہمارے سامنے دو قسم کے الہامات ہیں بعض میں نبی۔ رسول۔ مرسل کے الفاظ ہیں اور بعض میں ولی کا لفظ ہے یا اتنی کیکر ولی ہونے کی تخصیص کی گئی ہے دونوں قسم کے الہام خدا کے ہی الہام ہیں اور اسی بناء پر دونوں ہی سچے ہیں اب غور طلب بات یہ ہے کہ ان میں تطبیق کس طرح دی جا سکتی ہے خود حضرت اقدسؑ نے ان میں تطبیق دی ہوئی ہے ہمیں اس کوشش میں وقت صرف کرنے کی ضرورت ہی نہیں، جن الہاموں میں رسول۔ نبی اور مرسل کے الفاظ آتے ہیں۔ یہ عجیب بات ہے کہ حضور نے انہی الہامات کی تاویل کی ہے اور صاف لکھا ہے کہ یہ الفاظ شرعی لحاظ سے حقیقی معنی میں استعمال نہیں ہوئے بلکہ محض لغوی معنی میں استعمال ہوئے ہیں اور خدا کی یہ اصطلاح ہے کہ وہ ان الفاظ کو شرعی اصطلاح میں استعمال کرنے کی بجائے اولیاء امت کے لئے محض لغوی اور مجازی معنی میں بھی استعمال کر لیتا ہے جیسا کہ سراج منیر کے حوالہ میں گذر چکا ہے۔ یہاں صرف دو مزید حوالے درج کر دینے کافی ہوں گے۔

اربعین ۲ کے ص۱ پر اپنے الہام جرى الله فى حلل الانبياء کی تشریح فرماتے ہوئے حاشیہ پر لکھتے ہیں :-

"یہ الفاظ بطور استعارہ ہیں جیسا کہ حدیث میں بھی مسیح موعود کے لئے نبی کا لفظ آیا ہے ظاہر ہے کہ جس کو خدا بھیجتا ہے وہ اس کا فرستادہ ہی ہوتا ہے اور فرستادہ کو عربی میں رسول کہتے ہیں اور جو غیب کی خبر خدا سے پا کر دیوے اسکو عربی میں نبی کہتے ہیں اسلامی اصطلاح کے معنی الگ ہیں (اس میں حضور نے شریعت کا لانا اور براہ راست ہونا ضروری قرار دیا ہے۔ ناقل) اس جگہ محض لغوی معنی مراد ہیں۔"

یہ کتاب ۲۹ ستمبر ۱۹۰۰ء کو شائع ہوئی اور اسی بات کو حضور نے اپنی وفات سے تین دن پہلے ... اپنے آخری خط بنام ایڈیٹر اخبار عام کو دہرایا فرماتے ہیں :-

"سو میں صرف اس وجہ سے نبی کہلاتا ہوں کہ عربی اور عبرانی زبان میں نبی کے یہ معنی ہیں کہ خدا سے الہام پا کر بکثرت پیشگوئی کرنے والا"

دیکھیں کہ وفات کے وقت بھی صرف لغوی معنی میں ہی اپنے لئے لفظ نبی کا استعمال جائز قرار دیا ہے کیا یہ افسوس کا مقام نہیں کہ اس خط سے اس اقتباس کو درج کرنے کے باوجود حضور کو زمرۂ انبیاء کا فرد قرار دینے کی جرأت کی گئی ہے حالانکہ یہی اقتباس اصل مسئلہ پر روشنی ڈالتا اور حضور کے مسلک کی وضاحت کرتا ہے کیا یہ غلط نتیجہ نکالنے کی بدترین مثال نہیں خلاصہ کلام یہ کہ حضور نے الہامات میں وارد شدہ الفاظ رسول۔ نبی۔ مرسل کو تو حقیقت سے پھیرا ہے لیکن الہامات میں ولی کے لفظ کی قطعاً تاویل نہیں کی یعنے یہ نہیں کہا کہ اصل میں تو میں نبی اور رسول ہی ہوں ولی کا لفظ میرے الہامات میں محض لغوی معنی یعنی پیارے کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ پس صاحب حال تو شرعی اصطلاح میں رسول اور نبی ہونے سے انکار کرتا ہے اور ولی کے لفظ کو اصطلاحی معنی پر برقرار رکھتا ہے لیکن ہمارے یہ احباب ہمیں مجبور کرتے ہیں کہ حضور کی تطبیق کو طاق نسیان پر رکھتے ہوئے اسے پس پشت ڈال دیں اور ان کی تطبیق کو اختیار کریں حالانکہ خود ملہم جو اپنے الہام کی اندرونی حقیقت سے اچھی طرح واقف ہے اور صاحب حال ہے وہ بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ اس کی شان میں یہ الفاظ کس مفہوم میں استعمال کئے جا رہے ہیں۔

ایک مغالطہ

ڈاکٹر صاحب موصوف نے کس سادگی سے لکھا ہے کہ الہامات میں یہ دکھلاؤ کہ تو نبی نہیں ہے تو رسول نہیں ہے تو مرسل نہیں ہے ہم سے یہ مطالبہ موجب حیرت ہے جب ہم حضرت اقدسؑ کی تحریروں اور تشریحات کے ماتحت یہ مانتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے محض لغوی معنی کو مدنظر رکھتے ہوئے اولیاء امت کے لئے ان الفاظ کے استعمال کو جائز سمجھا ہے اور اس میں اس کی ایک خاص مصلحت بھی ہے کہ اس نے حضرت مسیح موعود کے لئے اس لفظ کو ان معنوں میں استعمال کیا ہے۔ اس مصلحت پر کئی دفعہ روشنی ڈالی بھی جا چکی ہے اور انشاء اللہ آئندہ بھی ڈالی جائے گی تو ہم سے اس مطالبہ

کے کیا معنے جب خدا نے خود اپنے الہام کے ذریعہ صاحب وحی پر اس حقیقت کو کھول کر بتلا دیا ہے کہ تمہارے لئے یہ الفاظ محض لغوی معنی میں اور بطور مجاز استعمال کئے گئے ہیں تو ہم کون ہوتے ہیں کہ اسے یہ الفاظ ان معنوں میں استعمال کرنے سے روکیں اور کہیں کہ تمہیں یہ الفاظ استعمال نہیں کرنے چاہئیں تھے۔ الفاظ تو موجود ہیں اس میں تو اختلاف ہی نہیں۔ اختلاف تو دونوں جماعتوں میں یہ ہے کہ یہ الفاظ کس مفہوم میں استعمال ہوئے ہیں آپ کو ہم سے دریافت تو یہ کرنا چاہئے تھا کہ جس مفہوم میں ان الفاظ کا استعمال ہونا تم بتلاتے ہو وہ مفہوم حضور کی تحریروں میں کہاں لکھا ہے اور وہ مفہوم تو ہم نے پیش کر دیا ہے اب غور کرنا اور اسے قبول کرنا یا رد کرنا آپ لوگوں کا کام ہے۔ الہامات سے بھی ہم نے ثابت کر دیا ہے کہ حضور کو اللہ تعالیٰ نے زمرہ اولیاء میں ہی رکھا ہے اور حضور نے ان الہامات کی کوئی تاویل نہیں کی پس معلوم ہوا کہ اصلی مقام حضور کا اسلامی اصطلاح کے لحاظ سے ولایت کا ہی ہے نبوت کا ہرگز نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ان بھائیوں کے دماغوں کو روشنی عطا کرے کہ وہ اس حقیقت تک رسائی حاصل کر سکیں۔

مولوی اللہ دتہ صاحب جالندھری کا نظریہ درست نتیجہ غلط

مولوی اللہ دتہ صاحب جالندھری نے اپنے اداریہ میں مندرجہ ذیل چند نظریئے پیش کئے ہیں:-

"قرآن مجید نے بشارت دی ہے کہ آخری دور میں ایک دن اسلام ساری دنیا میں پھیل جائے گا اور اسے تمام ادیان باطلہ پر غلبہ حاصل ہو جائے گا فرمایا ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون یہ غلبہ حضرت سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہی ہونے والا ہے۔ اور آپ ہی کی قوت قدسیہ کا نتیجہ ہے۔

مفسرین نے بالاتفاق تسلیم کیا ہے کہ آیت مذکورہ میں جس غلبہ کا بیان ہے وہ آنحضرت کے بروز کامل یعنی مسیح موعود و مہدی معہود کی بعثت کے وقت کا غلبہ ہے اور وہی وقت اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا ہوگا ایک حدیث نبوی کے الفاظ یہلک اللہ فی زمانہ الملل کلھا الا الاسلام اسی حقیقت کا اظہار کرتے ہیں۔"

مفسرین کے مذہب کو گو صحیح طور پر بیان نہیں کیا گیا وہ حضرت مسیح ناصری کی طرف اس غلبہ کو منسوب کرتے ہیں نہ کہ امت کے کسی فرد کی طرف جو آنحضرت صلعم کے بروز کامل ہونے کی حیثیت سے اس کام کو سر انجام دے گا مگر اس وقت اس امر پر بحث کو میں ترک کرتا ہوں کیونکہ یہ اصل مقصود سے تعلق نہیں رکھتی اس لئے اس کو نظر انداز کرتے ہوئے میں کہتا ہوں کہ عبارت مذکورہ بالا میں جو سامنے امور بیان کئے گئے ہیں ان سب سے ہمیں اتفاق ہے صرف اس قدر میں زائد کہنا چاہتا ہوں کہ یہ تو درست ہے کہ جس غلبہ کی پیشگوئی اور جس کی بشارت مسلمانوں کو قرآنی آیت اور حدیث نبوی میں دی گئی ہے وہ فی الحقیقت جیسا کہ مولوی صاحب موصوف نے بھی لکھا ہے حضرت نبی کریم صلعم کے ذریعہ ہی پوری ہونے والی ہے لیکن آنحضور صلعم چونکہ اپنے جسم عنصری کے ساتھ نہ زندہ ہیں اور نہ آنجناب صلعم دوبارہ دنیا میں آ سکتے ہیں اس لئے آنجناب کے ذریعہ یہ بشارت اسی صورت میں عملی جامہ پہن سکتی ہے کہ آنحضور صلعم کا کوئی کامل بروز دنیا میں مبعوث کیا جائے اور اس کے ذریعہ یہ بشارت پوری ہو، چنانچہ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود و مہدی معہود ہی وہ کامل بروز ہیں جن کے ذریعہ یہ پیشگوئی پوری ہوئی اور دین اسلام کو حسب بشارت تمام ادیان باطلہ پر غلبہ حاصل ہوا ہے۔

نتیجہ کی غلطی

یہاں تک تو ہمیں مولوی صاحب موصوف سے کلی اتفاق ہے کیونکہ یہ نظریہ بالکل درست ہے اور واقعات کے عین مطابق ہے لیکن جو نتیجہ مولوی صاحب موصوف نے نکالا ہے وہ درست نہیں یعنی یہ کہ حضور بھی بروز ہونے کی وجہ سے زمرہ انبیاء کے فرد ہیں کیونکہ مولوی صاحب موصوف اور ان کے ہم نوا بروز کو بھی اس کے نبی متبوع کی طرح زمرہ انبیاء کا ہی فرد تسلیم کرتے ہیں اور اس کے منکرین وغیرہ پر کفر وغیرہ کے وہی احکام جاری کرتے ہیں جو نبی متبوع کے منکرین پر کرتے ہیں، لیکن ہم ان کے مقابلہ میں بروز نبی کو نبی نہیں بلکہ زمرہ اولیاء کا فرد یقین کرتے ہیں اور اس کے منکر کو کافر نہیں بلکہ محض ضال اور گنہگار قرار دیتے ہیں۔ پس یہی وہ امر ہے جس میں ہمارا اور ان کا اختلاف شروع ہوتا ہے۔

ہمارے اس موقف کی تائید حضور کے پیش کردہ اس شعر سے ہوتی ہے۔

انبیاء در اولیاء جلوہ دہند
ہر زماں آیند در رنگ دگر

یعنی انبیاء دنیا میں آتے رہتے ہیں اور اپنا کام کرتے رہتے ہیں مگر اپنے جسم عنصری کے ساتھ نہیں آتے بلکہ اپنی امت کے اولیاء کے وجود کے ذریعہ ظاہر ہوتے ہیں اور انہی کے ذریعہ اپنا مفوضہ کام سر انجام دیتے رہتے ہیں پس حضور کے اس قول کے مطابق غلبۂ اسلام کا کام تو حضرت نبی کریم صلعم نے ہی کیا ہے لیکن اپنے بروز کامل مسیح موعود کے ذریعہ پس حضور کے پیش کردہ مندرجہ بالا شعر کی رو سے حضور زمرۂ اولیاء کے ہی فرد قرار دیئے جائیں گے خواہ درجہ میں تمام اولیاء سے بڑھکر ہی ہوں اور واقعہ میں بھی بڑھکر ہی ہیں۔

حضور کے زمرۂ اولیاء کا فرد ہونے کے متعلق گذشتہ قسط میں حضور کے متعدد...... الہامات بھی پیش کئے گئے ہیں اور تمام جماعت بھی ہمیشہ حضور کو حضرت نبی کریم صلعم کا بروز ہی تسلیم کرتی رہی ہے اور ولایت کے مقام پر ہی حضور کو فائز کہتی رہی ہے جیسا کہ آگے چل کر ثابت کیا جائے گا۔

مولوی صاحب سے ایک سوال

اس جگہ میں مولوی صاحب موصوف سے صرف ایک سوال پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر نبی کا بروز بھی نبی ہی ہوتا ہے تو حضور کے مندرجہ ذیل الفاظ کے مولوی صاحب موصوف کیا معنے کریں گے اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" میں حضور فرماتے ہیں:-

"کیونکہ بار بار بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیۃ واخرین منھم لما یلحقوا بھم بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں"

کیا مولوی صاحب موصوف حضرت اقدس کو خاتم الانبیاء ماننے کے لئے تیار ہیں اگر نہیں تو کیوں؟

کیا حضرت مسیح موعودؑ اصل محمدؐ اور احمدؐ تھے

اسی طرح اسی اشتہار میں حضور فرماتے ہیں:-

"لیکن اگر کوئی شخص اسی خاتم النبیین میں ایسا گم ہو کہ بباعث نہایت اتحاد اور نفی غیریت کے اسی کا نام پا لیا ہو اور صاف آئینہ کی طرح محمدی چہرہ کا انعکاس ہو گیا ہو تو وہ بغیر مہر توڑنے کے نبی کہلائے گا کیونکہ وہ محمد ہے گو ظلی طور پر پس باوجود اس شخص کے دعوے نبوت کے جس کا نام ظلی طور پر محمد اور احمد رکھا گیا پھر بھی سیدنا محمد خاتم النبیین ہی رہا کیونکہ یہ محمد ثانی اسی محمد صلعم کی تصویر اور اسی کا نام ہے"

اس عبارت میں حضور نے اپنے آپ کو ظلی طور پر محمد اور احمد ظاہر کیا ہے کیا آپ لوگ حضور کو فی الحقیقت وہی محمد اور احمد تسلیم کرتے ہیں جو مکہ میں پیدا ہوئے تھے اور جن پر غار حرا میں وحی نازل ہوئی تھی اور جن پر قرآن کریم جیسی کامل کتاب نازل ہوئی تھی جو قیامت تک کے لئے ہدایت کا کام دے گی اور جس کی پیروی ہی سے سیدنا حضرت مرزا صاحب قرب الٰہی کے بلند مقام پر پہنچے کہ مسیح موعود اور مہدی معہود کا لقب حاصل کیا اور اولیاء کے سردار ہونے کی وجہ سے خاتم الاولیاء کے نام سے پکارے گئے اور جو خدا کی طرف سے خاتم النبیین بنائے گئے اگر نہیں تو کیوں؟ جب آپ ظل اور اصل کو ایک ہی قرار دیتے ہیں تو پھر آپ کے لئے حضرت مسیح موعود کو خاتم النبیین ماننے میں اور حضور کو ہی محمد اور احمد قرار دینے میں کیا چیز مانع ہے۔

دو مثالیں

حضور نے دو مثالوں سے ظل اور اصل کی حقیقت کو واضح کیا ہے جو ذیل میں...... درج کی جاتی ہیں۔

پہلی مثال اور ایک روایت

مکرمی میاں بشیر احمد صاحب

مرحوم نے اپنی کتاب سیرۃ المہدی کے حصہ اوّل میں آخری روایت مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کی ہے لکھتے ہیں:۔

" بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ ابتدائی زمانہ کی بات ہے (قارئین کرام ابتدائی زمانہ کے الفاظ یاد رکھیں ۔ ناقل) کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ نے مجھ سے فرمایا کہ ایک بادشاہ نے ایک نہایت اعلےٰ درجہ کے کاریگر سے کہا کہ تم اپنے ہنر اور کمال کا مجھے نمونہ دکھاؤ اور نمونہ بھی ایسا ہو کہ اس سے زیادہ تمہاری طاقت میں نہ ہو گویا اپنے انتہائی کمال کا نمونہ ہمارے سامنے پیش کرو اور پھر اس بادشاہ نے ایک دوسرے اعلےٰ درجہ کے کاریگر سے کہا کہ تم بھی اپنے کمال کا اعلےٰ ترین نمونہ بنا کر پیش کرو اور ان دونوں کے درمیان اس بادشاہ نے ایک حجاب حائل کر دیا ، کاریگر نمبر اوّل نے ایک دیوار بنائی اور اس کو نقش و نگار سے اتنا آراستہ کیا کہ بس حد ہی کر دی اور اعلےٰ ترین انسانی کمال کا نمونہ تیار کیا اور دوسرے کاریگر نے ایک دیوار بنائی مگر اس کے اوپر کوئی نقش و نگار نہیں کئے لیکن اس کو ایسا صاف کیا اور چمکایا کہ ایک مصفّٰے شیشہ سے بھی اپنے صیقل میں وہ بڑھ گئی پھر بادشاہ نے پہلے کاریگر سے کہا کہ اپنا نمونہ پیش کرو چنانچہ اس نے وہ نقش و نگار سے مزیّن دیوار پیش کی اور سب دیکھنے والے اسے دیکھ کر دنگ رہ گئے۔ پھر بادشاہ نے دوسرے کاریگر سے کہا کہ اب تم اپنے کمال کا نمونہ پیش کرو۔ اس نے عرض کیا کہ حضور درمیان سے حجاب اٹھا دیا جاوے ۔ چنانچہ بادشاہ نے درمیان سے اٹھوا دیا تو لوگوں نے دیکھا کہ بعینہ اسی قسم کی دیوار جو پہلے کاریگر نے تیار کی تھی دوسری طرف بھی کھڑی ہے کیونکہ درمیانی حجاب اٹھ جانے سے اس دیوار کے سب نقش و نگار بغیر کسی فرق کے اس دوسری دیوار پر ظاہر ہو گئے۔"

اس روایت کو بیان کرنے کے بعد میاں عبداللہ صاحب سنوری مرحوم نے بھی حضور کی اس بیان کردہ تمثیل کو ظلّی نبوت کی حقیقت کو بیان کرنے والی تمثیل قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ جب حضور نے ظلّی نبوت کا دعوےٰ کیا تو میں نے سمجھ لیا کہ حضور نے یہ تمثیل اپنی ذات کے متعلق ہی بیان کی تھی اور جناب محترم میاں صاحب مرحوم نے بھی اپنے مندرجہ ذیل ریمارکس میں اسی کی ہی تصدیق کی ہے لکھتے ہیں:۔

" خاکسار عرض کرتا ہے کہ واقعی حضرت مسیح موعودؑ کا کمال اسی میں ہے کہ آپ نے اپنے لوحِ قلب کو ایسا صیقل کیا کہ اُس نے سرورِ کائنات کے نقش و نگار کی پوری پوری تصویر اتار لی اور لاریب جو کوئی بھی اپنے دل کو پاک صاف کرے گا وہ اپنی استعداد کے مطابق آپ کے نقش و نگار حاصل کر لے گا، محمد رسول اللہ صلعم بخیل نہیں بلکہ بخیل ہم ہیں جو آپ کی اتباع کو کمال تک نہیں پہنچاتے"

تمثیل بیان کرنے کا زمانہ

مندرجہ بالا روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور نے بالکل ابتدائی زمانہ میں یہ تمثیل بیان کی تھی یعنے اس زمانہ میں جب کہ ابھی آپ نے اپنے لئے ظلّی طور پر نبی ہونے کا لفظ استعمال نہیں کیا تھا اور یہ لفظ جیسا کہ حضور کی تحریر سے ظاہر ہے مسیح موعود اور مہدی معہود کا دعوےٰ کرنے کے ساتھ ہی پہلی تین کتابوں میں استعمال کیا گیا ہے۔

تمثیل بیان کرنے کی غرض

اس وقت مولوی عبداللہ صاحب سنوری مرحوم نے سمجھ لیا کہ حضور نے اپنے اصل مقام کی حقیقت کو سمجھانے کے لئے یہ تمثیل بیان فرمائی تھی اس سے ظاہر ہے کہ باوجود اس لفظ کے استعمال کرنے کے حضور ہمیشہ اپنا مقام ولایت کا ہی مقام ظاہر کرتے رہے کہ جب نبوت کے ساتھ ظلّ کا لفظ لگا دیا جائے تو اس سے مراد نبوت نہیں بلکہ ولایت ہی مراد ہوتی ہے ۔ روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ دعویٰ سے قبل بھی حضور کا یہی مذہب تھا کہ اولیاء اللہ ظلّی طور پر نبی کہلا سکتے ہیں ورنہ اس تمثیل کے بیان کرنے کی کیا ضرورت تھی اور اسی عقیدہ پر آپ ہمیشہ قائم رہے چنانچہ اپنی کتاب لجۃ النور میں صریح الفاظ میں فرمایا ۔

"قد اتفق اہل القلوب علے
ان الولایۃ ظل النبوۃ"

اور اسی طرح کرامات الصادقین میں فرمایا:۔

"النبی کالاصل والولی کالظل"

اگر ہم مذکورہ بالا تمثیل پر نظر غائر ڈالیں تو وہ بھی اسی حقیقت کی وضاحت کر رہی ہے لیکن اس کی تشریح کرنے سے قبل حضور کی بیان کردہ دوسری مثال کا ذکر دینا بھی ضروری ہے تا دونوں مثالوں کی اکٹھی ہی تشریح کر دی جائے۔

دوسری مثال

اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" جب شائع ہوا تو ایک شخص حافظ محمد یوسف صاحب نے محترمی مولوی محمد احسن صاحب امروہی مرحوم و مغفور کو لکھا کہ مرزا صاحب نے اب دعوےٰ نبوت کر دیا ہے اور تم نے اسے تسلیم کر کے اپنے مقلد ہونے کا ثبوت دے دیا ہے اس لئے میں آئندہ آپ سے خط و کتابت نہیں کروں گا حضرت مولوی صاحب مرحوم نے حافظ صاحب کا خط حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی خدمت میں پیش کیا حضور نے جو کچھ فرمایا اسے ذیل میں ملاحظہ فرمایا جائے

. . . .

محمد یوسف کے خط پر حضور کا ارشاد

" ان کو جواب مفصل لکھ دیا جائے تاکہ تبلیغ ہو جائے فرمایا کہ تعجب کی بات ہے یہ لوگ اسے دعوےٰ جدید کہتے ہیں براہین احمدیہ میں ایسے الہامات موجود ہیں (معلوم ہوا کہ اشتہار میں کوئی جدید دعوےٰ مذکور نہیں سابقہ دعوے کو ہی اس اشتہار میں دوہرایا گیا ہے۔ ناقل) ہمارے نزدیک تو کوئی دوسرا آیا ہی نہیں نہ نیا نبی نہ پرانا نبی بلکہ خود محمد رسول اللہ صلعم ہی کی چادر دوسرے کو پہنائی گئی ہے اور وہ خود ہی آئے ہیں کیا اگر ایک شیشہ میں حافظ صاحب اپنی تصویر دیکھیں تو کیا عورتوں کو پردہ کر لینا چاہیئے کہ یہ کون غیر محرم گھس آیا ہے۔"

پہلی تمثیل کا مطلب

دیوار والی تمثیل میں یہ بتایا گیا ہے کہ دوسری دیوار بالکل نقش و نگار سے خالی بنائی گئی ہے لیکن اس کا کمال یہ ہے کہ اس کو اس قدر صیقل کیا گیا ہے کہ دوسری دیوار کے تمام نقش و نگار کے عکس کو مکمل طور پر اپنے اندر لینے کی صلاحیت اس میں پیدا ہو گئی ہے اسی طرح ایک امتی کا دل اپنی حقیقت کے لحاظ سے بالکل خالی ہوتا ہے لیکن جب وہ اپنے شیشہ دل کو اپنے نبی متبوع کی کامل اطاعت کے آلہ کے ذریعہ صیقل کرتا ہے اور صیقل کو انتہائی کمال تک پہنچاتا ہے تو اس کے دل میں اس کے نبی متبوع کے روحانی وجود کی مکمل تصویر بالکل اسی طرح منعکس ہو جاتی ہے جس طرح دوسری خالی دیوار میں پہلی دیوار کے نقش و نگار مکمل طور پر منعکس ہو گئے تھے جس طرح دوسری دیوار کا کمال صرف اس کی صفائی میں تھا اسی طرح امتی کا کمال بھی اس کے دل کی صفائی میں ہوتا ہے جس طرح دوسری دیوار میں جو نقش و نگار نظر آ رہے تھے وہ درحقیقت اس کے اپنے نقش و نگار نہ تھے بلکہ پہلی دیوار کے نقش و نگار کا عکس تھا ٹھیک اسی طرح امتی کے قلب صافی میں جو روحانی نقوش نظر آتے ہیں وہ اس کے اپنے نہیں ہوتے بلکہ اس کے نبی متبوع یعنے حضرت نبی کریم صلعم کے روحانی کمالات کے نقوش کا عکس ہوتے ہیں ان کو اصل یعنی امتی کے کمالات سمجھ لینا غلطی ہے۔

دوسری تمثیل کا مطلب

اسی طرح شیشہ والی مثال میں بھی اسی حقیقت کو زیادہ وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔ شیشہ میں اصل انسان کا جو عکس نظر آتا ہے اس عکس میں اصل انسان کے تمام خد و خال اسی طرح نظر آئیں گے جس طرح اصل انسان میں پائے جاتے ہیں بشرطیکہ شیشہ بالکل صاف ہو، اگر اصل انسان کے ہاتھ میں ایم ۔ اے کی ڈگری ہے تو عکس میں بھی وہی ڈگری نظر آئے گی اگر ملک کے ماتھے پر شہنشاہ لکھا ہوا ہے تو عکس میں بھی وہ لفظ اسی طرح لکھا ہوا نظر آئے گا۔ ٹھیک اسی طرح امتی جب اپنے شیشہ دل کو مکمل طور پر صاف کر لیتا ہے اور اس کو پوری طرح چمکا دیتا

ہے تو حضرت نبی اکرم صلعم کی روحانی تصویر اس میں کھنچ جاتی ہے چونکہ اصل تصویر میں محمد خاتم النبیین۔ محمد۔ احمد سب کچھ لکھا ہوا ہوتا ہے اس لئے عکس میں بھی لامحالہ یہ الفاظ منتقل ہونگے اسی لئے حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ میرے اندر نبوت محمدیہ جلوہ گر ہے میرا آنا گویا خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی آنا ہے روحانی طور پر میں کوئی دوسرا انسان نہیں کہ غیرت نبوی جوش میں آئے۔

چونکہ امتی میں حضرت نبی کریم صلعم کی نبوت کا ہی عکس ہوتا ہے اس لئے اس کا نام نبی نہیں بلکہ ولی رکھا جاتا ہے جس طرح چاند سورج کی روشنی کا عکس لینے کی وجہ سے سورج نہیں کہلا سکتا بلکہ چاند کے نام سے پکارا جاتا ہے حالانکہ نور سورج کا ہی ہوتا ہے، اسی طرح امتی حضرت نبی کریم صلعم کی نبوت کا عکس لینے کی وجہ سے نبی نہیں بلکہ ولی ہی کہلا سکتا ہے ہاں مجازاً اور استعارہ کے طور پر نبی کے لفظ کا اطلاق اس پر جائز ہے۔ محترم جناب میاں صاحب مرحوم نے بھی درست لکھا ہے کہ :۔

"حضرت مسیح موعود کا کمال اسی میں ہے کہ آپ نے اپنے لوح قلب کو ایسا صیقل کیا کہ اس نے سرور کائنات کے نقش و نگار کی پوری پوری تصویر اتار لی"

جب کہ حضور کا کمال صرف قلب کو صیقل کرنے میں ہے جس کے نتیجہ میں حضرت نبی کریم صلعم کی نبوت کا عکس آپ کے قلب صافی پر پڑ گیا تو عکس کو نبی کس طرح قرار دیا جا سکتا ہے اسکو نبی کی نبوت کا عکس ہی کہیں گے اور نبی کی اصل نبوت سے ممتاز کرنے کے لئے تمام اہل دل لوگوں کی اصطلاح میں اس کا نام ولایت رکھا گیا ہے اور حضور نے بھی اسی اصطلاح کو اختیار کیا اور اسی کو اپنی تحریروں میں استعمال فرماتے رہے۔

اب جب بروز کی حقیقت واضح ہو گئی کہ وہ زمرۂ اولیا کا فرد ہوتا ہے نہ کہ زمرۂ انبیاء کا تو حضرت مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم و مغفور کے پیش کردہ حوالوں میں جہاں جہاں حضرت مسیح موعود کو حضرت نبی کریم صلعم کا بروز قرار دیا گیا ہے اس سے اُن کی مراد ولی ہی لینی پڑے گی نہ کہ نبی چنانچہ ان کا مذہب خود مولوی اللہ دتہ صاحب نے رسالہ کے صفحہ ۲۷،۲۶ پر ان الفاظ میں لکھا ہے :۔

مولوی عبدالکریم صاحب کا مذہب

"یہی وراثت بلا کم و کاست ان کے حقیقی وارثوں کو بھی ملتی ہے فرق صرف اتنا ہوتا ہے کہ ایک فریق کو انبیاء کہتے ہیں دوسرے فریق کو اولیاء کے نام سے موسوم کرتے ہیں پہلا فریق متبوع ہوتا ہے اور دوسرا تابع ....

..... یہ (حضرت مسیح موعود) ولی اللہ پکا سچا حقیقی محمدی مسلمان ہے"

مولوی صاحب نے مولانا مرحوم کے جس قدر حوالے پیش کئے ہیں ان میں سے ایک میں بھی ان کے مندرجہ بالا عقیدہ کی نفی نہیں کی گئی بروز کے ذکر سے تو مندرجہ بالا عقیدہ کی تردید نہیں بلکہ تصدیق ہی ہوتی ہے ان سب حوالوں کے متعلق مفصل بحث انشاءاللہ کسی دوسرے مقالہ میں کی جائے گی۔

مولوی اللہ دتہ صاحب کا دوسرا نظریہ

مولوی صاحب موصوف اپنے اداریہ میں لکھتے ہیں :۔

"احادیث میں مسیح کے آنے کی پیشگوئی ہے اب صاف ظاہر ہے کہ اس آمد سے مراد یقیناً یہی ہے کہ امت محمدیہ کا کوئی فرد مسیح ابن مریم کے مقام اور منصب کو حاصل کر کے مبعوث ہونے والا ہے حدیث نبوی امامکم منکم اسی مفہوم پر دلالت کرتی ہے۔"

مولوی صاحب! ہماری جماعت کے لئے آپ کی طرف سے یہ کوئی نیا تحفہ نہیں یہ تو ہمیں ہمارے آقا حضرت مسیح موعود سے پہلے ہی ملا ہوا ہے ہم نے کب اس سے انکار کیا کہ آپ ہمارے سامنے تحفہ کی شکل میں اسے پیش کر رہے ہیں ہاں آپ تو اس کی تعبیر حضور کی صریح تعلیم کے خلاف کر رہے ہیں حضرت مسیح موعود نے تو اپنی تمام کتب میں بار بار یہی لکھا ہے کہ احادیث میں آنے والے مسیح کے لئے اگر نبی کا لفظ آیا ہے تو ساتھ ہی امامکم منکم کے الفاظ بھی آتے ہیں جن سے مراد اس کا امتی ہونا ہے اور امتی اور نبی مجموعی طور پر صرف محدث کے لئے ہی استعمال ہوتے ہیں نبی میں تو صرف ایک ہی شان نبوت کی پائی جاتی ہے امتیت کی شان تو اس میں ہوتی ہی نہیں پس جو تحفہ حضرت اقدس نے اپنی جماعت کو دیا وہ تو خالص حق کا تحفہ تھا آپ اب اس میں باطل کی آمیزش کر کے ہمارے سامنے پیش کر رہے ہیں اب آپ خود ہی غور کر لیں کہ خالص کو چھوڑ کر ملاوٹ والا تحفہ ہم کس طرح قبول کر سکتے ہیں۔

مولوی صاحب کا تیسرا نظریہ اور تلبیس الحق بالباطل کی بدترین مثال

مولوی صاحب موصوف اپنے اداریہ میں لکھتے ہیں :۔

"جہاں تک آمد ثانی کے وقت مسیح موعود کے منصب و مقام کا سوال ہے سب قوموں اور مسلمانوں کے جملہ فرقوں کا اس پر اتفاق ہے کہ وہ پہلی بعثت سے بڑھکر ہوگا مسلمان حضرت مسیح کو نبی مانتے ہیں (کس مسیح کو آیا حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کو یا کسی اور کو سوچکر جواب دیں۔ ناقل) ان کا عقیدہ ہے کہ اگر مسیح موعود کے بارے میں کوئی کہے کہ وہ نبی نہ ہوگا تو وہ واقعی کفر کا مرتکب قرار پائے گا من قال بسلب نبوتہ فقد کفر حقاً (حجج الکرامہ صفحہ ۴۳۱) پس مسیح موعود کا مقام درحقیقت کوئی اختلافی مسئلہ نہیں وہاں اتنا ضرور ہے کہ جس طرح حضرت مسیح ناصری کے بعد ایک عیسائی فرقہ بن گیا تھا یہ لوگ انہیں مسیح ماننے کے باوجود نبی نہ مانتے تھے صرف ولی مانتے تھے اسی طرح حضرت مسیح موعود کے بعد بھی ایک لاہوری فرقہ بن گیا ہے جو آپ کو مسیح موعود ماننے کے باوجود نبی نہیں مانتے صرف ولی مانتے ہیں"۔

مندرجہ بالا عبارت میں جس خطرناک فریب کاری سے کام لیا گیا ہے اس کا ارتکاب میں سمجھتا ہوں کسی معمولی انسان سے بھی سرزد نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ ایک ایسے شخص سے جو ایسی جماعت کا عالم کہلاتا ہو جو دنیا میں اتقی الناس ہونے کی مدعی ہو اس عبارت سے تو معلوم ہوتا ہے کہ تقویٰ ان کے دلوں سے عنقا ہو چکا ہے ورنہ دیدہ دانستہ مسلمانوں کے عقیدہ میں اس قدر تحریف کر کے اسے پیش نہ کرتے کیا مولوی صاحب اتنا بھی نہیں جانتے کہ حضرت اقدس کے دعوے سے قبل مسلمان حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے آسمان پر سے اترنے کے منتظر تھے چونکہ وہ نبی تھے اور ان کی نبوت مسلم تھی اس لئے ان کو نبی ماننے اور ان کی نبوت پر ایمان لانے کے بارے میں تو اختلاف موجود ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا تھا اختلاف تھا تو اس امر میں تھا کہ جب وہ دوبارہ آسمان سے اتریں گے تو ان کی کیا پوزیشن ہوگی اس بارے میں تین مشہور اقوال تھے ایک تو یہ کہ وہ نبی ہونے کی حیثیت سے ہی اتریں گے یہ قول آیت خاتم النبیین اور حدیث لانبی بعدی کے خلاف ہونے کی وجہ سے بعض کے نزدیک قابل قبول نہ تھا، دوسرا قول یہ تھا کہ وہ نبی تو ہوں گے لیکن اپنی نبوت کا نام نہیں لیں گے بلکہ نبی کریم صلعم کی امت میں داخل ہو کر اپنے فرائض بحیثیت امتی سرانجام دیں گے یہ قول بھی آیت اور حدیث کے خلاف ہونے کی وجہ سے بعض کو اپیل نہ کر سکا کیونکہ نبی تو وہ بہرحال رہیں گے اس لئے انہوں نے تیسرا قول پیش کیا کہ وہ مسلوب النبوۃ ہو کر آئیں گے۔ اس تیسرے گروہ کے متعلق حجج الکرامہ میں لکھا ہے کہ جو شخص یہ اعتقاد رکھے کہ مسیح ناصری علیہ السلام سے دوسری آمد کے وقت ان سے ان کی نبوت سلب کر لی جائے گی (اگر ایسا شخص جس کو خدا نبی بنا کر بھیجتا ہے اس کو نہ کبھی نبوت سے معزول کرتا ہے اور نہ اس سے نبوت کو واپس لیتا ہے سلب کا لفظ ہی اس بات پر واضح دلیل ہے کہ بحث ایسے شخص کے متعلق ہے جو نبی بنایا جا چکا ہو۔ چنانچہ اس کے بعد حجج الکرامہ میں صریح الفاظ موجود ہیں جنہیں مولوی صاحب نے عمداً حذف کر دیا ہے ومن قال بسلب نبوتہ (یعنی نبوت المسیح الناصری ناقل) فقد کفر حقاً کما صرح بہ السیوطی فانہ النبی لا یذہب عنہ وصف النبوۃ فی حیاتہ ولا اجل مماتہ یعنی جو شخص حضرت مسیح ناصری کی نبوت کے چھن جانے کا قائل ہے وہ یقیناً کافر ہے جیسا کہ امام سیوطی نے تصریح کی ہے کیونکہ وہ نبی ہے اور نبوت کی صفت نہ اُن کی زندگی میں اُن سے الگ ہو سکتی ہے اور نہ ان کی موت کے بعد ان سے الگ ہو سکتی ہے۔

بحث کس مسیح کے متعلق تھی

علماء سلف نے تو بحث حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے متعلق کی ہے کہ اُن سے نبوت سلب نہیں کی جا سکتی لیکن مولوی

اللہ دتہ صاحب بس ہوشیاری سے ان کے قول کو ہمارے خلاف بطور حجت استعمال کرنے کی جرأت کر کے لوگوں کو یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ اُمت میں آنے والے مسیح کو تو بالاتفاق نبی مانا جاتا ہے۔ یہ لاہوری جماعت ایسی نکلی ہے کہ تمام مسلمانوں کے متفقہ عقیدہ کے خلاف حضرت مسیح موعود کو نبی تسلیم کرنے کی بجائے نہیں ولی مانتی ہے حالانکہ مسلمان جو حضرت مسیح ناصری کے آسمان سے نازل ہونے کے قائل ہیں اس بارے میں ان کا عقیدہ یہی ہے کہ خاتم النبیین اور لا نبی بعدی کا مفہوم یہ ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم کے بعد کوئی شخص اب نبی بن نہیں سکتا ہاں جو شخص حضرت نبی کریم صلعم سے قبل نبی بن چکا ہے وہ آنحضرت صلعم کے بعد آسکتا ہے اس کا آنا ختم نبوت کے منافی نہیں پس جہاں تک کسی نئے نبی بننے کا سوال ہے ہمارا دوسرے مسلمانوں سے اتفاق ہے ان سے اختلاف ہے تو مولوی اللہ دتہ صاحب اور ان کے ہمنوا علماء کو ہے ان کا عقیدہ ہے کہ نیا نبی بن سکتا ہے پس ہم تو حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم کے ماتحت یہی عقیدہ رکھتے ہیں کہ نہ کوئی نیا نبی بن سکتا ہے اور نہ کوئی پہلا نبی آسکتا ہے یہ دونوں عقیدے خاتم النبیین اور لا نبی بعدی کے منافی ہیں ہاں حضرت نبی کریم صلعم کے بروز پیدا ہوتے رہیں گے جن پر مجازاً نبی کے لفظ کا محض لغوی معنی میں اطلاق ہو سکتا ہے مگر وہ اپنی حقیقت کے لحاظ سے ولی کہلائیں گے اس امت میں ہزاروں ایسے بروز پیدا ہوئے ہیں اور ہزاروں قیامت تک پیدا ہوتے رہیں گے باقی رہا نام کا دیا جانا سو وہ کمال پر جا کر ملتا ہے۔ مسیح موعود نے چونکہ کامل بروز ہوتا تھا اور بروز ہونے کی کیفیت کو مکمل طور پر اپنے اندر پیدا کرتا تھا اس لئے نام انہی کو دیا گیا باقی اولیاء گو وہ بھی سب کے سب بروزی نبی تھے لیکن نام سے محروم رکھے گئے۔ مفصل روشنی اس پر انشاء اللہ علیحدہ مقالہ میں ڈالی جائے گی۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ سلف صالحین نے تو حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کو مسلوب النبوت تسلیم کرنے والے کو کافر کہا ہے لیکن مولوی اللہ دتا صاحب حضرت مسیح موعود کو نبی نہ ماننے والے کے متعلق کہتے ہیں کہ وہ کافر ہے۔ میں جماعت ربوہ سے تعلق رکھنے والے ہر منصف مزاج احمدی بھائی سے پوچھتا ہوں کہ وہ خدارا بتلائے کہ کیا دیانتداری اسی کا نام ہے کیا تقوی اللہ اسی کو کہتے ہیں کیا یہ کھلی کھلی تحریف نہیں کیا تلبیس الحق بالباطل کی اس سے بڑھ کر بھی کوئی بدترین مثال ہو سکتی ہے۔

عقدہ کا حل

حدیث میں آنے والے مسیح کو نبی بھی کہا ہے اور امتی بھی کہا ہے یہ ایسا عقدہ تھا جس نے مسلمانوں کو پریشان کیا ہوا تھا اور جس کو کوئی بھی حل نہیں کر سکتا تھا یہاں تک کہ اس پیشگوئی کا مصداق ظاہر ہوا یعنی حضرت مرزا صاحب مبعوث ہوئے انہوں نے اس عقدہ کو حل کیا اور وہی کر سکتے تھے انہوں نے فرمایا کہ نبی کا لفظ جو حدیث میں آنے والے مسیح کے لئے استعمال ہوا ہے وہ اسلامی اور شرعی اصطلاح میں استعمال نہیں ہوا بلکہ محض لغوی معنی میں استعمال ہوا ہے یعنے اللہ تعالے کی طرف سے غیب کی خبریں اس کثرت سے اس کو دی جائیں گی کہ پہلے کسی ولی کو نہیں ملی ہوں گی کیونکہ اس کے زمانہ کی ضرورت اس کا تقاضا کر رہی ہوگی۔ لیکن اسلامی اصطلاح کی رُو سے وہ محدث یعنی جماعت اولیاء کا ہی فرد ہوگا۔ اس تشریح کی صحت کو واقعات نے بھی ثابت کر دیا جس قدر غیب کی خبروں پر آپ کو اطلاع ملی ۱۳۰۰ برس میں اس کی نظیر نہیں ملتی افسوس جماعت ربوہ نے حضورؑ کی اس صحیح اور اصلی تشریح کو پس پشت ڈالا ہوا ہے اور اُلٹا ہم پر معترض ہوتے رہتے ہیں۔

عنانیہ فرقہ کی مثال

مولوی اللہ دتہ صاحب نے ہماری جماعت کو جو عنانیہ فرقہ کے مشابہ قرار دیا ہے اس کی تردید تو پیغام صلح میں بالتفصیل شائع ہو چکی ہے اعادہ کی ضرورت نہیں لیکن اس جگہ میں ان سے صرف یہ دریافت کرتا ہوں کہ ان کے اپنے عقیدہ کی رُو سے تو حضرت مسیح موعود جو اپنے نبی ہونے سے انکار کرتے رہے اور اپنے آپ کو ولی ظاہر فرماتے رہے حضور پر مولوی صاحب موصوف کیا فتوے لگائیں گے کیا وہ بھی ان کے نزدیک عنانیہ فرقہ کے فرد تھے۔ اور خدا جو آپ کو بار بار ولی۔ محدث وغیرہ کے نام سے پکارتا رہا اس کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے۔ اس بارے میں ۲۵ الہام اسی قسط میں دوسری جگہ درج کئے جا چکے ہیں۔ کیا آپ کے نزدیک خدا بھی نعوذ باللہ بھول گیا تھا کہ بنایا تو میں نے نبی ہے لیکن میں بار بار ولی کہہ کر پکارتا ہوں اور جب نعوذ باللہ ہوش میں آکر نبی کہتا ہوں تو ساتھ ہی یہ بھی بتلا دیتا ہوں کہ یہ نبی کا لفظ اسلامی اصطلاح میں نہیں بلکہ محض لغوی معنی میں مجازاً اور استعارۃً میں نے استعمال کیا ہے کہیں اس لفظ سے دھوکہ کھا کر اپنے آپ کو زمرۂ انبیاء کا فرد نہ سمجھ لینا۔

حضرت مسیح موعودؑ کا ایک اور حوالہ

مولوی اللہ دتہ صاحب جالندھری نے اپنے اداریہ میں جس طرح سلف صالحین کے ایک قول کو غلط طور پر پیش کر کے نتیجہ بھی غلط نکالا ہے جس کا ذکر اوپر گذر چکا ہے اسی طرح حضرت اقدس کی ایک تحریر بھی ادھوری پیش کر کے اس سے بھی غلط نتیجہ نکال کر اپنے قارئین کو غلط تاثر دینے کی کوشش کی ہے ان کی پیش کردہ تحریر حسب ذیل ہے اس تحریر کی اہمیت کو واضح کرنے کے لئے بطور تمہید لکھتے ہیں:-

"حضرت قارئین! آپ اس خاص نمبر میں فریق لاہور کے عقائد و اعمال کے بارے میں بہت مفید معلومات پائیں گے (قارئین کرام انشاء اللہ دیکھ لیں گے کہ مولوی صاحب موصوف نے حضرت اقدس اور دیگر بزرگان سلسلہ کے حوالوں کو پیش کرنے میں کس قدر خیانت سے کام لیا ہے اور یہ بھی دیکھ لیں گے کہ انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور کے عقائد حضرت مسیح موعودؑ کے عقائد کے مطابق ہیں یا مولوی صاحب اور ان کے ہم نوا علماء کے ناقل) اگر یہ حضرات بھی خدا ترسی سے کام لیں (کاش مولوی صاحب موصوف خشیۃ اللہ سے کام لیتے ہوئے یہ نمبر شائع کرتے اگر ایسا کرتے تو حوالوں میں ان کو کتر بیونت کی ضرورت ہی پیش نہ آتی —— ناقل) تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقام کے بارے میں حضور کے مندرجہ ذیل دو حوالے ہی قطعی فیصلہ کر دیتے ہیں:-

"میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے۔" (تتمہ حقیقت الوحی ص۶۸)

ہمارے محترم احباب خواہ وہ جماعت ربوہ سے تعلق رکھتے ہوں یا جماعت لاہور سے اچھی طرح غور فرمائیں کہ مولوی صاحب موصوف اس حوالہ کو قطعی طور پر فیصلہ کن قرار دیتے ہیں اور ان کے نزدیک حضرت مسیح موعود کی مندرجہ بالا تحریر قطعی طور پر یہی فیصلہ دیتی ہے کہ حضور زمرۂ انبیاء کے فرد ہیں اور یہی تاثر آپ اپنے قارئین کو دینا چاہتے ہیں۔

نام نبی کن معنوں میں رکھا ہے

مندرجہ بالا تحریر میں حضور کے الفاظ "اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے" مولوی صاحب کے نزدیک حضور کو زمرہ انبیاء میں داخل کرنے کے لئے بطور نص کے ہیں ورنہ خدا کی طرف سے بھیجے جانے اور مسیح موعود کے نام سے پکارے جانے پر تو دونوں احمدیہ جماعتیں متفق ہیں لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ مولوی صاحب موصوف نے حضور کے اس حوالہ کو پیش کرتے وقت پوری دیانتداری سے کام نہیں لیا اول تو حوالہ مکمل پیش نہیں کیا دوسرے اس کی جو تشریح حضورؑ نے خود فرمائی ہے اس کو بھی نظر انداز کر دیا ہے۔ اگر حوالہ پورا نقل کرتے یا حضور کی اپنی تشریح بھی ساتھ درج کر دیتے جو اسی کتاب میں دوسری جگہ موجود تھی تو قارئین کرام یقیناً یہی فیصلہ دیتے کہ حضور کے یہ الفاظ یقیناً قطعی طور پر فیصلہ کن تو ہیں مگر جماعت لاہور کے حق میں نہ کہ جماعت ربوہ کے حق میں۔

حضورؑ کی تشریح

دیکھئے کس وضاحت سے الفاظ "خدا نے میرا نام نبی رکھا ہے" کی تشریح فرماتے ہیں "سمیت نبیاً من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ" (الاستفتاء ص۶۵ (یہ استفتاء حقیقۃ الوحی کے ساتھ بطور ضمیمہ لگا ہوا ہے —— ناقل) اس کے معاً بعد فرماتے ہیں "ثم ما قلت من نفسی شیئاً بل اتبعت ما اوحی الی من ربی" یعنے خدا تعالے نے جو میرا نام نبی رکھا ہے وہ مجاز کے طور پر رکھا ہے حقیقت کے طور پر میرا نام خدا نے نبی نہیں رکھا بلکہ مجاز کے طور پر رکھا ہے یہ میں اپنے نفس کی طرف سے نہیں کہہ رہا بلکہ اس کی وحی کی اتباع میں کہہ رہا ہوں جو میرے رب نے میری طرف کی ہے۔

جماعت ربوہ کے لئے لمحہ فکریہ

اب ربوہ سے تعلق رکھنے والا ہر احمدی بھائی

خدارا انصاف سے کام لیتے ہوئے بتلایئے کہ کیا مولوی اللہ دتہ صاحب کو اس بات کا علم نہیں تھا کہ حضور نے صاف الفاظ میں حقیقۃ الوحی میں ہی فرمادیا ہوا ہے کہ خدا نے میرا نام مجاز کے طور پر نبی رکھا ہے حقیقۃ کے طور پر نہیں تھا اور ضرور تھا لیکن باوجود اس علم کے انہوں نے حضور کی اس واضح تشریح کو اپنے قارئین سے کیوں پوشیدہ رکھا کیا کتمان حق کی اس سے بھی بڑھکر کوئی بری مثال ہوسکتی ہے کہ جس مصنف کا ایک قول پیش کیا جاتا ہے اس کی اس تشریح کو چھپا لیا جاتا ہے جو اس قول کا صحیح مطلب بتلا رہی ہو اور اس کے قول سے اس کے بیان کردہ صحیح معنی کا لباس اتار کر اس کو اس معنی کا لباس پہنایا جاتا ہے جو مولوی صاحب کے من گھڑت معنی ہیں اور طرفہ یہ کہ ان کے من گھڑت معنی حضور کے معنی کے بالکل ضد واقع ہوتے ہیں۔ حضور تو اپنی تشریح میں اس بات کو واضح کر دیتے ہیں کہ حضور زمرۂ انبیاء کے فرد نہیں۔۔ کیونکہ خدا نے ان کا نبی نام جو رکھا ہے وہ حقیقۃ کے طور پر نہیں رکھا بلکہ مجاز کے طور پر رکھا ہے اور مجاز کے طور پر نام رکھنا صاف اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ حضور زمرۂ انبیاء کے نہیں بلکہ زمرۂ اولیاء کے فرد ہیں جیسا کہ سراج منیر کے صلہ پر صاف وضاحت موجود ہے لیکن مولوی صاحب موصوف اس کے برعکس یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ حضور زمرۂ انبیاء کے فرد ہیں کیا یہ صریح حق پوشی نہیں اب مولوی صاحب بتلائیں کہ خدا ترسی سے کام لینے کی ہمیں تلقین کر رہے ہیں کیا اس خدا ترسی سے انہوں نے خود بھی کام لیا ہے۔

حوالہ نامکمل

تشریح کو مخفی رکھنے کے علاوہ مولوی صاحب موصوف نے حوالہ سے قبل کی عبارت کو بھی حذف کر دیا ہے اس سے قبل حضور نے اس موضوع پر مفصل بحث کی ہے قارئین کرام حقیقۃ الوحی کا صفحہ ۶۷ و ۶۸ دونوں ملاکر اگر پڑھیں گے تو ان میں مندرجہ ذیل عبارت پائیں گے:۔

"پس اس سے (یعنی آیۃ آخرین منھم لما یلحقوا بھم سے۔ ناقل) یہ ثابت ہوتا ہے کہ آنے والی قوم میں ایک نبی ہوگا کہ وہ آنحضرت صلعم کا بروز ہوگا"

پھر فرمایا:۔

"لہذا وہی فرد منھم میں داخل ہوسکتا ہے جس میں ایسا رسول موجود ہو کہ جو آنحضرت صلعم کا بروز ہے"

پھر فرمایا:۔

"اور خدا تعالے نے آج سے ۲۶ برس پہلے میرا نام براہین احمدیہ میں محمد اور احمد رکھا ہے اور آنحضرت صلعم کا بروز مجھے قرار دیا ہے"

پھر اپنا الہام کل برکۃ من محمد صلعم فتبارک من علم و تعلم درج فرما کر اپنا امتی ہونا ظاہر فرمایا ہے اور یہ امر بپایۂ ثبوت پہنچ چکا ہے کہ نبی کا بروز جماعت اولیاء کا فرد ہوتا ہے نہ کہ جماعت انبیاء کا فرد، اسی طرح کا امتی حقیقی معنی میں کبھی نبی ہوسکتا ہی نہیں کیونکہ دونوں زمروں کے درمیان نسبت تباین کی ہے۔

بحث کا خاتمہ

اس بحث کے خاتمہ پر لکھتے ہیں:۔

"اور یہ کہنا کہ نبوت کا دعوٰی کیا ہے کس قدر جہالت کس قدر حماقت اور کس قدر حق سے خروج ہے (غور فرمائیں حق سے کون خروج کر رہا ہے۔ ناقل) اے نادانو! (غور کریں یہ لفظ کس پر اطلاق پاسکتا ہے ناقل) میری مراد نبوت سے یہ نہیں ہے کہ میں نعوذ باللہ آنحضرت صلعم کے مقابل پر کھڑا ہو کر نبوت کا دعوٰی کرتا ہوں یا کوئی نئی شریعت لایا ہوں (ان الفاظ میں بھی اسلامی اصطلاح میں نبی ہونے سے انکار موجود ہے۔ ناقل) صرف مراد میری نبوت سے کثرت مکالمت و مخاطبت الٰہیہ ہے جو آنحضرت صلعم کی اتباع سے حاصل ہے (اسی کا نام حضور نے وحی ولایت رکھا ہے۔ ناقل) سو مکالمہ مخاطبہ کے آپ لوگ بھی قائل ہیں پس یہ صرف لفظی نزاع ہوئی یعنی آپ لوگ جس امر کا نام مکالمہ مخاطبہ رکھتے ہیں میں اس کی کثرت کا نام بموجب حکم الٰہی نبوت رکھتا ہوں ولکل ان یصطلح"

مکالمۂ الٰہیہ کی نوع

عبارت مندرجہ بالا میں اسی نوع کے مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہونے کا اعتراف کیا ہے جس نوع کے مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کے مسلمان قائل ہیں اب احباب جماعت ربوہ غور فرمائیں کہ کیا مسلمان کسی مسلمان پر وحی نبوت کے نزول کے قائل ہیں یا وحی ولایت کے نزول کے، چنانچہ حضور نے مسیح ناصری کی وفات پر دلائل دیتے ہوئے مسلمانوں پر یہ کہہ کر بھی حجت قائم کی ہے کہ اگر مسیح ناصری ہی دوبارہ آجائیں تو وہ چونکہ نبی ہیں اس لئے ان پر جو وحی نازل ہوگی وہ وحی نبوت ہوگی اور یہ ختم نبوت کے منافی ہے اور اس کے بنا ہونے کے تم بھی قائل ہو۔ جب یہ ثابت شدہ اور مسلمہ امر ہے کہ مسلمان عام طور پر کسی مسلمان پر وحی نبوت کے نہیں بلکہ وحی ولایت کے نزول کے قائل ہیں ...... تو حضور کی وحی کی قسم متعین ہوگئی یعنے حضور نے خود ہی ان الفاظ میں اعتراف کر لیا کہ حضور کی وحی وحی ولایت ہے، وحی نبوت نہیں پھر یہ فرما کر کہ یہ صرف لفظی نزاع ہوئی بات کو اور بھی صاف کر دیا ہے کیونکہ لفظی نزاع کی حقیقت حضور نے یہی بیان فرمائی ہوئی ہے کہ گو دو عبارتوں کے الفاظ میں بظاہر اختلاف ہو لیکن مفہوم دونوں عبارتوں کا ایک ہی ہونا چاہیئے، اسی صورت میں اس نزاع پر نزاع لفظی کا اطلاق ہوسکتا ہے اگر مفہوم مختلف ہوجائے تو پھر وہ نزاع لفظی نہیں کہلا سکتا۔ چنانچہ ایک شخص مولوی عبداللہ قصوری نے ایک رسالہ لکھا اور اس میں وحی پر الہام کا لفظ اطلاق کرنے پر اعتراض کیا حضور نے فرمایا کہ علماء وحی پر الہام کے لفظ کا اطلاق جائز سمجھتے ہیں اور دونوں لفظوں کو ایک مفہوم میں استعمال کرتے ہیں اس کے بعد مولوی صاحب کے خیال کی تردید کرتے ہوئے براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۲۲ پر فرماتے ہیں:۔

"لیکن اگر مولوی صاحب عرف علماء کو اختیار کرنا نہیں چاہتے تو انہیں اختیار ہے کہ جو اولیاء کو (لفظ اولیاء اللہ مدنظر رکھیں ـــ ناقل) خدا کی طرف سے کوئی غیبی خبر دی جاتی ہے اس کا نام وحی الطلاع اور وحی اعلام رکھیں مگر مناسب ہے کہ اس قدر ضرور ظاہر کر دیں کہ ہم میں اور دوسری تمام جماعت مسلمانوں میں نزاع لفظی ہے یعنی جن اعلامات الٰہیہ کا نام ہم (یعنی مولوی عبداللہ صاحب قصوری ناقل) وحی رکھتے ہیں انہیں کو علماء اسلام اپنے عرف میں الہام بھی کہہ دیا کرتے ہیں لیکن اصل مطلب میں ہمارا اور ان کا کلی اتفاق ہے تا لوگ ان کی نسبت شبہ اور شک میں نہ رہیں اور ان کا مشتبہ کلام موجب فتنہ نہ ٹھہرے"

عبارت مندرجہ بالا میں حضرت اقدس نے لفظی نزاع کی جو حقیقت بیان فرمائی ہے اسکو سامنے رکھتے ہوئے ہر غیر متعصب احمدی بھائی سے میں اپیل کرتا ہوں کہ وہ خود ہی فیصلہ کرلے کہ آیا حضور وحی نبوت کا دعوٰی کرتے ہیں یا وحی ولایت کا ہی دعوٰی کرتے ہیں اگر وحی نبوت کا دعوٰی ہے تو دوسرے مسلمانوں سے آپ کا نزاع لفظی نزاع نہیں کہلا سکتا کیونکہ مسلمان تو وحی ولایت کے قائل ہیں اور حضورؑ وحی نبوت کے قائل ہیں اس صورت میں تو دونوں کے مفہوم مختلف ہوں گے حالانکہ لفظی نزاع میں گو عبارت کے الفاظ مختلف ہوں لیکن مفہوم میں قطعاً اختلاف نہیں ہونا چاہیئے۔

حضور نے سراج منیر اور انجام آتھم میں کھول کر بتایا ہوا ہے کہ خدا کی یہ اصطلاح ہے کہ وہ ایک ولی کے لئے بھی نبی کا لفظ استعمال کر لیتا ہے لیکن محض لغوی معنے میں نہ کہ شرعی اصطلاح میں کیونکہ خدا کے لئے ممنوع نہیں کہ وہ شرعی اصطلاح سے ہٹ کر محض لغوی اصطلاح میں بھی ایک لفظ کو استعمال کرلے پس حضور کا یہ فرمانا کہ اس کی کثرت کا نام بموجب حکم الٰہی نبوت رکھتا ہوں محض لغوی لحاظ سے ہی ہے کیونکہ حکم الٰہی محض لغوی معنی میں ہی اس لفظ کے استعمال کو جائز قرار دیتا ہے جیسا کہ استفتاء کے الفاظ سمیت نبیا من اللہ علے طریق المجاز لا علے وجہ الحقیقۃ اس پر صراحت سے دلالت کر رہے ہیں اسی طرح سراج منیر اور انجام آتھم کے الفاظ بھی اسی حقیقت پر روشنی ڈالتے ہیں پس چونکہ یہ وزا درا ستی ہوسکے کا بار بار ذکر کرنے کے بعد اور مسلمانوں کے ساتھ لفظی نزاع کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا ہے خدا نے میرا نام نبی رکھا ہے اس لئے اس کے معنے صاف ہیں کہ اسی مفہوم میں حضور کو نبی کر کے خدا نے پکارا ہے جس مفہوم میں وہ اولیاء کو پکارا کرتا ہے اس کا مزید ثبوت حضور

. . . .

کے مندرجہ ذیل کلام سے بھی ملتا ہے۔ ازالہ اوہام کے صفحہ (۲۲-۲۱) پر اس سوال کا کہ رسالہ فتح اسلام میں نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں :۔

"نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعوٰی ہے جو خدا تعالےٰ کے حکم سے کیا گیا ہے"

پس محدثیت کا دعوے بھی بحکم الہٰی ہے اور نبوت نام بھی بحکم الہٰی رکھا گیا ہے خدا کے کلام میں تو تضاد نہیں ہو سکتا اس لئے دونوں حکم الہٰی درست ہیں محدث اسلامی اصطلاح میں اور نبوت لغوی اصطلاح میں۔ پس مختلف اعتباروں کی وجہ سے تضاد دور ہو گیا پس حقیقۃ الوحی میں لغوی اصطلاح ہی متعین ہو گئی۔

افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ مولوی صاحب موصوف نے اس سے ماسبق کی تمام عبارت حذف کر کے صرف آخری فقرہ حضور کی تحریر کا درج کر کے عمداً اپنے قارئین کو مغالطہ میں ڈالنے کی کوشش کی ہے اور یہ اقدام ان کا تقوےٰ کے صریح خلاف ہے۔

مولوی صاحب کا آخری کندحربہ

مولوی صاحب موصوف نے اپنے اداریہ کے آخر میں اخبار بدر سے ایک ڈائری نقل کی ہے :۔

"ایک شخص نے سوال کیا کہ آپ کے نہ ماننے والے کافر ہیں یا نہیں حضرت مسیح موعود نے فرمایا مولویوں سے جا کر پوچھو کہ اُن کے نزدیک جو مسیح موعود اور مہدی آنے والا ہے اس کو جو نہ مانے گا اس کا کیا حال ہے پس میں وہی مسیح اور مہدی ہوں جو آنے والا تھا"

اوّل تو ڈائری دونوں جماعتوں کے مسلمہ اصولوں کی رُو سے تحریر کے مقابلہ میں قابل سند نہیں ہو سکتی، تریاق القلوب میں حضور نے صریح لفظوں میں فرمایا ہے کہ حضور کے انکار سے کوئی کافر نہیں ہو سکتا حقیقۃ الوحی کی عبارت اس کے مقابلہ میں سوچ سمجھ کر پیش کریں کیونکہ آپ کے مفہوم کے لحاظ سے حقیقۃ الوحی کی عبارت اور تریاق القلوب کی عبارت میں تضاد ثابت ہوتا ہے لیکن حضور حقیقۃ الوحی میں تضاد تسلیم نہیں کرتے مفصل بحث اس مسئلہ پر مستقل مقالہ میں کی جائے گی۔ دوسرے مسلمان تو اس مسیح کے آنے کے منتظر ہیں جو نبی تھا۔ دوسرے وہ مہدی اور مسیح کو دو الگ الگ شخصیتیں تسلیم کرتے ہیں مہدی کی آمد مسیح کی آمد سے قبل مانتے ہیں اور مہدی کو وہ نبی تسلیم نہیں کرتے اگر اس کے منکر کو بھی وہ کافر مانتے ہیں تو اس کے معنے یہ ہوئے کہ وہ غیر نبی کے منکر کو بھی کافر تسلیم کرتے ہیں اور یہ غلط ہے پس معلوم ہوا کہ ڈائری نویس کو حضور کا مفہوم سمجھنے میں غلطی لگی ہے ورنہ ایسا مہمل کلام حضور کی طرف منسوب نہ کرتا...

دیگر حوالوں کے متعلق

مولوی اللہ دتہ صاحب نے اپنے رسالہ میں حضرت مسیح موعود کے دیگر حوالوں میں جس خیانت سے کام لیا ہے اس پردے پر وہ انشاء اللہ آئندہ قسط میں اٹھایا جائے گا۔

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم

"اسلام کیوں قبول کیا" از صفحہ ۲۶

کتب کا مطالعہ کیا تو بعض باتیں میری سمجھ میں نہیں آتی تھیں اس بارے میں نے برلن مسجد کے امام صاحب مسٹر محمد یحییٰ بٹ کی طرف توجہ کی اور انہوں نے نہایت مہربانی سے میرے تمام شکوک و شبہات کو دور کیا اور مجھے اپنے مسلمان بھائیوں کو قریب سے دیکھنے کا اور موقعہ ملا۔ جو جو خوبیاں قرآن پاک کی میری نظر سے اوجھل تھیں وہ بھی انہوں نے مجھے بتائیں جس کے لیے میں ان کا اور اس انجمن کا جنہوں نے میرے ہم وطنوں کیلئے ایک عظیم الشان مسجد برلن میں بنا کر ہم پر احسان عظیم کیا ہے شکر گزار ہوں۔ یہ مسجد یورپ کے لوگوں کے لیے عموماً اور جرمنوں کے لیے خصوصاً بہت بڑی خدمت سرانجام دے رہی ہے۔

گذشتہ شب احمدیہ بلڈنگس میں الیبوسی ایشن کی میٹنگ پر مجھے شامل ہونے کا موقعہ ملا۔ میری حیرانی اور خوشی کی انتہا ہو گئی جب مجھے یہ علم ہوا کہ اس جماعت نے ایسے نوجوان پیدا کیے ہیں جو اسلام کی خدمت اور اشاعت کا صرف جذبہ ہی نہیں رکھتے بلکہ اسلامی علوم اور فلسفہ حیات اسلامی سے باخبر ہیں اور اسلام کو دنیا کے کونے کونے تک پہنچانے کے لیے بے چین ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ دنیا میں اسلام کے مقابل کا دوسرا کوئی مذہب نہیں اور ایسے مذہب کو کسی قسم کا خطرہ نہیں جس کے پاس تجربہ کار دیندار اور دیانت دار سپاہیوں کی فوج موجود ہو۔ میں اپنے ساتھ نہایت عمدہ خیالات اس سلسلے میں لے کر جا رہا ہوں۔

میں تقریر ختم کرنے سے قبل آپ تمام بہنوں اور بھائیوں کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے یہاں اپنے خیالات پیش کرنے کا موقعہ دیا۔ خدا حافظ۔

بقیہ تاثرات از صفحہ ۲۷

خیال میں اگر نوجوانوں کی تنظیم کی جائے تو وہ مل کر اور بھی زیادہ مفید کام کر سکتے ہیں ان میں سے کئی ایک بیرونی ممالک میں تبلیغ کے لیے تیار ہو سکتے ہیں۔

باہر سے آئے والے تمام دوستوں پر جماعت کے احباب کا بہت ہی اچھا اثر تھا۔ وہ ان میں صحیح اسلامی اُخوت کا جذبہ پاتے تھے اور یہی جذبہ لیکر وہ واپس گئے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ یہ پیغام دوسروں تک بھی پہنچا دے کہ اسلامی برادری کا نمونہ اگر دیکھنا ہو تو جماعت احمدیہ لاہور میں جا کر دیکھیں۔

جناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب سے ملنے کا اتفاق بھی ہوا۔ آپ کی طبیعت نہایت ہی سادہ اور ملنسار ہے آپ بہت ہی محبت سے ملتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی عمر میں برکت ڈالے۔ جماعت کے بہت سے دوستوں نے میرے لاہور کے قیام میں نہایت ہی محبت کا سلوک کیا بہت سے احباب نے دعوتیں وغیرہ بھی کیں مگر بہت سے

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور - مورخہ ۷ جولائی ۱۹۷۵ء - رجسٹرڈ ایل ۲۳۶ شمارہ ۲۵

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک نور الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور سے شائع کیا۔

کالونی سرحد ٹیکسٹائل ملز نوشہرہ
کے نفیس پارچات
MULS, VOILS
ململ
وائل
LATHA
CHAR CHABI
CHAR SIKKA
CHAR CHIRAGH
چارچابی
چارسکہ
چارچراغ
POPLINS
SARHADDI
MORNI
CHAR TOPE
26-THE POPLIN
سرحدی
مورنی
چارتوپ
چھبتی دی پاپلین
MULS
26-THE MULMUL
چھبتی دی ململ
VOILS
DACCA QUEEN
ڈھاکہ کوئین
Colony
Sarhad
کالونی سرحد ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ، اسماعیل کوٹ نوشہرہ
TEXTILE MILLS LTD.
Ismailkot NOWSHERA
آپ ہمیشہ سرحد ملز نوشہرہ کے نفیس پارچات طلب فرمائیں۔ سرحد کے پارچات عمدگی اور مضبوطی میں بے مثال ہیں!
CRESCENT
CSTM 1/65

برلن سجد موجودہ شکل میں

حضرت مولٰینا صدر الدین ایدہ اللہ

بانی مسجد برلن (مغربی جرمنی)

جرمن نو مسلم مسٹر شلز کے

مولینا محمد یحیی بٹ صاحب امام برلن مسجد اور صومالیہ مشرقی افریقہ کے
صدر جناب ادن عبداللہ عثمان صاحب عیدالاضحی کی تقریب پر

جلد ۵۳ | یوم چہارشنبہ - مؤرخہ ۲۱ ربیع الاول ۱۳۸۵ھ - مطابق ۲۱ جولائی ۱۹۶۵ء | نمبر ۲۶

صرف ماننے سے اللہ تعالیٰ خوش نہیں ہوتا جب تک اچھے عمل نہ ہوں

ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

آدمی کو بیعت کر کے صرف یہی نہ ماننا چاہیئے کہ یہ سلسلہ حق ہے اور اتنا ماننے سے اسے برکت ہوتی ہے۔ صرف ماننے سے اللہ تعالیٰ خوش نہیں ہوتا جب تک اچھے عمل نہ ہوں۔ کوشش کرو کہ جب اس سلسلہ میں داخل ہوئے ہو تو نیک بنو۔ ہر ایک بدی سے بچو۔ یہ وقت دعاؤں سے گزارو۔ راتنہ اور دن تضرع میں لگے رہو۔ جب ابتلا کا وقت ہوتا ہے تو خدا تعالیٰ کا غضب بھی بھڑکا ہوا ہوتا ہے۔ ایسے وقت میں دُعا۔ تضرع۔ صدقہ۔ خیرات کرو زبانوں کو نرم رکھو۔ استغفار کو اپنا معمول بناؤ۔ نمازوں میں دعائیں کرو۔ مثل مشہور ہے کہ منتیں کرتا ہوا کوئی نہیں مرتا۔ نرا ماننا انسان کے کام نہیں آتا۔ اگر انسان مان کر پھر اسے پسِ پشت ڈال دے تو اسے فائدہ نہیں ہوتا۔ پھر اس کے بعد یہ شکایت کرنی کہ بیعت سے فائدہ نہیں ہوا بے سود ہے۔ خدا تعالیٰ صرف قول سے راضی نہیں ہوتا۔

قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے ایمان کے ساتھ عمل صالح بھی رکھا ہے۔ عمل صالح اسے کہتے ہیں جس میں ایک ذرہ بھر فساد نہ ہو، یاد رکھو کہ انسان کے عمل پر ہمیشہ چور پڑا کرتے ہیں۔ وہ کیا ہیں؟ ریاکاری (کہ جب انسان دکھاوے کے لئے عمل کرتا ہے) عُجب (کہ وہ عمل کر کے اپنے نفس میں خوش ہوتا ہے) اور قسم قسم کی بدکاریاں اور گناہ جو اس سے صادر ہوتے ہیں ان سے اعمال باطل ہو جاتے ہیں۔ عمل صالح وہ ہے جس میں ظلم۔ عُجب۔ ریا۔ تکبر اور حقوقِ انسانی کے تلف کرنے کا خیال تک نہ ہو جیسے آخرت میں انسان عمل صالح سے بچتا ہے۔ ویسے ہی دنیا میں بھی بچتا ہے اگر ایک آدمی بھی گھر بھر میں عمل صالح والا ہوتا ہو تو سب گھر بچا رہتا ہے۔ سمجھ لو کہ جب تک تم میں عمل صالح نہ ہو صرف ماننا فائدہ نہیں کرتا۔ ایک طبیب نسخہ لکھ کر دیتا ہے تو اس سے یہ مطلب ہوتا ہے کہ جو کچھ اس میں لکھا ہے وہ لے کر اسے پیوے۔ اگر وہ ان دواؤں کو استعمال نہ کرے اور نسخہ لے کر رکھ چھوڑے تو اسے کیا فائدہ ہوگا۔

اب اس وقت تم نے توبہ کی ہے۔ اب آئندہ خدا تعالیٰ دیکھنا چاہتا ہے کہ اس توبہ سے اپنے آپ کو تم نے کتنا صاف کیا اب زمانہ ہے کہ خدا تعالیٰ تقویٰ کے ذریعہ سے فرق کرنا چاہتا ہے۔ بہت لوگ ہیں کہ خدا پر شکوہ کرتے ہیں اور اپنے نفس کو نہیں دیکھتے۔ انسان کے اپنے نفس کے ظلم ہی ہوتے ہیں ورنہ اللہ تعالیٰ رحیم و کریم ہے۔" (ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۲۴۲-۲۴۵)

بحرِ حکمت کے موتی

حلاوۃِ ایمان

عن انس رضؓ قال قال النبی صلعم لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین۔

حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا تم میں کوئی شخص بھی حقیقی مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ مجھ سے اپنے والدین اور اپنی اولاد اور دیگر تمام لوگوں سے بڑھ کر محبت نہ کرے۔ عن انس رضؓ عن النبی صلعم قال ثلاث من کن فیہ وجد حلاوۃ الایمان ان یکون اللہ ورسولہ احب الیہ مما سواھما وان یحب المرء لا یحبہ الا للہ وان یکرہ ان یعود فی الکفر کما یکرہ ان یقذف فی النار۔ (بخاری کتاب الایمان) حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا تین باتیں جس شخص میں پائی جائیں اس شخص نے ایمان کی حلاوت کو پا لیا ان میں پہلی بات یہ ہے کہ اللہ اور اس کا رسول سب ماسویٰ سے زیادہ عزیز ہوں یعنی اس کے عمل سے ایسا ظاہر ہو رہا ہو کہ وہ خدا اور اس کے رسولؐ سے سب سے زیادہ محبت کرتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جس شخص سے بھی وہ محبت کرے وہ محض للہ کرے تیسری بات یہ ہے کہ وہ کفر کی طرف لوٹنے کو ایسا ہی ناپسند کرے جیسا کہ وہ آگ میں ڈالے جانے کو ناپسند کرتا ہے۔

قرآن کریم میں بھی مومن کی یہی شان بیان کی گئی ہے فرمایا والذین آمنوا اشد حبا للہ بقرۃ ع۲ یعنی مومنوں کو خدا سے سب سے زیادہ محبت ہوتی ہے۔ ہر مسلمان کو

(باقی بر صفحہ)

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
(حضرت مسیح موعودؑ)

——(مرتبہ:- میاں ممتاز احمد فاروقی صاحب۔ لاہور)——

نائیجیریا

ترجمہ خط۔ امراڈو ابوبکر۔ نائیجیریا

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

میں مؤدبانہ آپ کی توجہ اپنے اس خط کی طرف مبذول کرتا ہوں اور التجا کرتا ہوں کہ مجھے اسلام کے متعلق چند کتب ارسال کریں۔ مجھے ان کتابوں کے پڑھنے کا بہت شوق ہے۔ نیز میں چاہتا ہوں کہ ان سے دوسرے لوگوں کو جو مسلمان نہیں ہیں وعظ کروں۔ اور ہمیں یہاں قرآن شریف انگریزی مترجم نہیں ملتا کیا آپ یہ دے سکتے ہیں، میرے غیر مسلم دوستوں نے مجھ سے کئی بار اس کا مطالبہ کیا ہے۔ اس لئے میں آپ کو لکھ رہا ہوں مجھے وعظ و نصیحت کرنے کا غیر مسلموں میں کافی موقعہ ملے گا۔

امید ہے مجھے جلدی جواب دیں گے۔

(ان کو لٹریچر بھیجا گیا اور قرآن شریف کی قیمت بھی لکھی گئی)

——(۲)——

ترجمہ خط۔ مسلم سٹوڈنٹ سوسائٹی۔ مغربی نائیجیریا۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

ہم بہت خوش ہوئے جب ہم نے یہ سنا کہ ایک جماعت ایسی ہے جو اسلام کی تبلیغ کا کام کرتی ہے۔ ہمارے عیسائی سکول میں جہاں پر ہمارے جیسے طالب علم تعلیم حاصل کر رہے ہیں کثرت سے عیسائی ہو رہے ہیں اور ہم ان کو اسلام کے متعلق بالکل کچھ نہیں بتا سکتے کیونکہ ہم اس سے بالکل بے بہرہ ہیں۔ اور ہم عربی سے بالکل ناواقف ہیں۔ صرف نماز میں سورۃ فاتحہ پڑھ لیتے ہیں۔ مگر ہم جاننا چاہتے ہیں کہ نماز جو ادا کی جاتی ہے اس کا کیا مطلب ہے۔ اس وجہ سے ہم چاہتے ہیں کہ ہمیں انگریزی میں نماز بتائی جائے اور دیگر کتب بھی اسلام کے لئے روانہ کی جاویں۔

ہماری سوسائٹی کے ایک ممبر نے سنا ہے کہ آپ نے قرآن کریم کا انگریزی میں ترجمہ کیا ہے اگر ایسا ہی ہے تو کس طرح دستیاب ہو سکتا ہے۔

خدا تعالےٰ ہماری نصرت کرے اور اسلام کی اشاعت کی توفیق عطا فرمائے۔

(ان کو مسلم پریئر بک اور لٹریچر بھیجا گیا اور قیمت قرآن کریم بھی لکھی گئی)

انڈونیشیا

ترجمہ خط۔ بکسر کہار۔ انڈونیشیا

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آپ کے خط اور کتابوں کے ارسال کرنے کا شکریہ۔ جواب میں تاخیر کی معافی چاہتا ہوں۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ میں جنوری تا مئی ۱۹۶۵ء اپنے ملک کے شمالی علاقہ کلی منتان میں نوکری کے لئے چلا گیا تھا۔ اب میں واپس آ گیا ہوں اور کتابوں کا مطالعہ کر رہا ہوں۔

مجھے پاکستان میں اور دنیا میں احمدیت کی تبلیغ کے سلسلہ میں کافی سمجھ آ گئی ہے اور نیز مرزا غلام احمد صاحب کی تاریخ کا مطالعہ بھی کیا۔ اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں آپ سے احمدیت کے متعلق کافی تعلیم حاصل کروں گا اور مندرجہ ذیل کتابیں مل گئی ہیں۔ احمدیہ موومنٹ۔ نیکسٹس اینڈ احمدیہ موومنٹ اسلام دی ریلیجن آف ہیومینٹی۔ فیوچر آف اسلام۔ دی پرافٹ آف اسلام۔ کرائسٹ از کم۔ پرامسڈ مسیح اور مہدی مرزا غلام احمد آف قادیان۔

(ان کو ٹیچنگز آف اسلام بھیجی گیا اور خط کا جواب دیا گیا)

انڈیا

ترجمہ خط۔ بی۔ احمد صاحب ——— انڈیا۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

میں تہ دل سے مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے حضرت مولینا محمد علی صاحب مرحوم و مغفور کا انگریزی ترجمۃ القرآن اور ٹیچنگز آف اسلام ارسال کیا ہے اور ان کتابوں کی مجھے بہت خواہش تھی۔ اور میں ان کتابوں سے انشاء اللہ روحانی غذا حاصل کروں گا۔ اور مجھ میں ایسی طاقت نہ تھی کہ میں قیمتاً خرید سکتا اور میں ان کتابوں کا مطالعہ کرنے کے بعد اشاعت اسلام کی طرف توجہ دوں گا۔

آپ کا مخلص بھائی

(ان کو خط لکھا گیا کہ وہ اپنی اشاعت اسلام کے متعلق رپورٹ تحریر کریں)

مسیحیت اور اسلام کی تبلیغی جدوجہد

پاکستان میں مسیحیت کے بڑھتے ہوئے سیلاب کا ذکر کئی مرتبہ اخبارات میں آچکا ہے، حال ہی میں پھر اس پر قومی اسمبلی میں بات شروع ہو کر اخبارات میں بحث و تمحیص کا ذریعہ بن گئی، قومی اسمبلی میں امور داخلہ کے پارلیمانی سیکرٹری جناب حامد رضا گیلانی نے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے بتایا کہ:۔

"پاکستان میں پانچسو مسیحی ادارے دن رات کام کر رہے ہیں اور وہ اس وقت ہزاروں پاکستانیوں کو جن میں غیر مسلموں کی تعداد بہت زیادہ ہے عیسائی بنانے میں کامیاب ہو گئے ہیں"

مسٹر حامد رضا خان کے اس انکشاف پر یہ سوال اٹھایا گیا ہے کہ حکومت مسیحی اداروں کی ان کوششوں کا سدباب کیوں نہیں کرتی۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ اسی سلسلہ میں مولینا احتشام الحق صاحب نے صاحب صدر سے ملاقات بھی کی ہے جس کا نتیجہ معلوم نہیں ہوا۔ لیکن اصل بات جو غور طلب ہے وہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے دینی ادارے اس بارہ میں کیا کر رہے ہیں، کیا ان کا یہ فرض نہیں کہ وہ مسیحی اداروں کے مقابلہ میں تبلیغی جدوجہد سے کام لیں؟ معاصر "شہاب" نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے بجا طور پر لکھا ہے کہ:۔

"پانچسو مشنری اداروں کے مقابلہ میں ہمارے کتنے تبلیغی ادارے ہیں جو غریب اور پسماندہ غیر مسلم بستیوں میں جاتے اور ان کے درمیان رہتے، ان کے دکھ سکھ میں ان کا ہاتھ بٹاتے اور دامے درمے، سخنے، ان کی مدد کر کے انہیں "مسلمان" کے مفہوم سے عملی طور پر آگاہ کرتے ہیں اللہ کا بڑا احسان ہے کہ ہم میں دینی مدرسوں کی کوئی کمی نہیں ہم نے لاکھوں روپے چندہ جمع کیا ہے اور ایک سے ایک شاندار مسجد کی تعمیر کی ہے ہر شہر میں اتنے دینی مدرسے ہیں کہ ہر سال قربانی کی کھالوں کے لئے پوسٹر چھاپنے پر ہزاروں روپے کا خرچ ہوتا ہے کیا ہم نے اپنے دینی مدرسوں میں تعلیم حاصل کرنے والوں کو یہ تربیت دینے کا اہتمام کیا ہے کہ وہ ان بستیوں میں جائیں مشقت اور محنت کی شدید اور تکلیف دہ زندگی بسر کریں اور اسلام کا پیغام غیر مسلم بستیوں میں پہنچائیں؟ ہم پیران طریقت کی بارگاہ میں بھی حاضر ہونا چاہتے ہیں اور ان سے یہ سوال پوچھتے ہیں کہ انہوں نے اس ضمن میں کیا خدمات انجام دی ہیں"

معاصر "شہاب" کے اس سوال کے جواب میں سوائے اس کے کیا کہا جا سکتا ہے کہ ہمارے دینی ادارے اور پیر صاحبان تبلیغ کی بجائے باہمی تکفیر پر عمل پیرا ہونا زیادہ موجب ثواب سمجھتے ہیں ایک طرف عیسائی مسلمانوں کو مرتد بنانے کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں اور دوسری طرف مسلمان اور پیران طریقت ایک دوسرے کو خارج از اسلام قرار دینے پر تلے ہوئے ہیں بقول شبلی مرحوم ؎

کر رہے ہیں شب و روز مسلمانوں کی تکفیر
بیٹھے ہوئے کچھ ہم بھی تو بیکار نہیں ہیں

اور اس سے بڑھ کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت و عقیدت کا جو نیا رنگ اختیار کیا جا رہا ہے، وہ عید میلاد النبیؐ کے جلسوں اور جلوسوں سے ظاہر ہے، جن پر معاصر چٹان کا یہ تبصرہ قابل غور ہے:۔

"اس دفعہ ہم نے جو کچھ میکلوڈ روڈ، ریلوے اسٹیشن، اور نسبت روڈ پر دیکھا واقعہ یہ ہے کہ جگر شق ہوا جاتا تھا۔ دل کانپتا تھا، نوجوانوں کے غول جانوروں کی بولیاں بولتے، لڑکیوں پر آوازے کستے، اڑتے پھر رہے تھے، ادھر ادھر تالیاں پیٹی جا رہی تھیں، عورتوں کو شوق چرایا تھا کہ رتھیاں دیکھنے کے لئے گھروں سے چلی آئی تھیں اور بے تحاشا قہقہوں کے ترنم میں بزعم خویش ثواب حاصل کر رہی تھیں، بے قابو نگاہیں اس پیغمبرؐ کی پیدائش کا دن منا رہی تھیں جس کے بارہ میں آغاز سخن میں نقل کیا گیا ہے کہ کنواریوں سے بڑھ کر اس کی آنکھوں میں حیا کا جادو تھا"

معاصر ممدوح نے بجا طور پر یہ سوال کیا ہے کہ:۔

"جو کچھ میلاد النبیؐ کے نام پر کئی برس سے ہو رہا ہے اور اب یہ جوش و خروش بگٹٹ ہو کر جس منزل میں داخل ہو چکا ہے وہ عین منشائے ایزدی ہے؟ سنت ختم المرسلین کے مطابق ہے؟ اہل بیعت نے اسکو سر انجام دیا؟ صحابہ رضنے اس کی داغ بیل ڈالی؟ تبع تابعین نے اس کی ضرورت کو محسوس کیا؟ اہل اللہ میں کس نے اس کے جواز پر صاد کیا؟ جن بزرگان اسلاف کا علم فقہ و حدیث ہمارے لئے مشعل راہ ہے ان کے کسی قول و فعل سے اس کی تائید ہوتی ہے؟"

معاصر موصوف نے علماء کو بھی للکارا ہے کہ:۔

"اے علمائے کرام آخر یہ سب کچھ دیکھ کر چپ کیوں ہو؟ سچ سچ کہو یہ دین ہے یا لہو و لعب اور اسراف و تبذیر؟ سچ بولو کہ سچ بولنا بھی سنت رسول ہے تم منبر رسول کے وارث ہو اور اس میں مجھ سے بے ریش و بے دست انسان کو شامل کرنا نہیں چاہتے سنت رسولؐ کے داعی ہو اور خود اس پر کان نہیں دھرتے، قوم سے بانگ دہل کہو، زیادہ سے زیادہ وہ تمہیں مارے گی، گالی دے گی، ہلاک کر دے گی تم قتل ہو جاؤ لیکن سنت رسول سے بغاوت نہ کرو اور جو لوگ اس سے بغاوت کرتے ہیں انہیں معبود نہ سمجھو، ان کے دروازوں پر عید میلاد النبیؐ کے نام پر بھیک مانگنے نہ جاؤ کھڑے ہو کر کہو کہ نئی پود اخلاق باختہ ہو گئی ہے۔
......"

ہم معاصر "چٹان" کے اس نعرۂ حق کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتے، اور صرف اتنا عرض کرنا چاہتے ہیں کہ عیسائیت کے بڑھتے ہوئے سیلاب کے مقابلہ میں مسلمانوں کا یہ طریق عمل سوائے اس کے کہ سنجیدہ اور فہمیدہ لوگوں کو اسلام سے بیزار کرتے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں غلط تصور قائم کرنے کا موجب ہو اور کیا نتیجہ ہو سکتا ہے، اس سیلاب کو روکنے اور اس نتیجہ کو ختم کرنے کے لئے جماعت احمدیہ جو کچھ کام کر رہی ہے، وہ بھی ہمارے معاصرین "شہاب" اور "چٹان" سے پوشیدہ نہیں، کاش کبھی اس کی بھی داد دینے کے لئے کلمۂ حق زبان قلم سے نکلا ہوتا۔

روح اسلام کے خصوصی نمبر

حال ہی میں ماہنامہ الفرقان ربوہ نے مسیح موعود نمبر کے نام سے ایک خاص نمبر شائع کیا ہے جس میں جماعت احمدیہ لاہور کے متعلق ایسے مضامین درج کئے گئے ہیں جو غلط بیانیوں، افتراء پردازیوں اور بہتانات سے پر ہیں اس کے جواب میں ماہنامہ روح اسلام کا ایک خصوصی شمارہ ماہ اگست ۱۹۶۵ء میں شائع کیا جا رہا ہے جس میں الفرقان کے مندرجات پر محققانہ مبسوط اور مدلل تبصرہ کرتے ہوئے حقیقت حال پر روشنی ڈالی جائیگی۔

اس کے بعد ماہ اکتوبر ۱۹۶۵ء کا روح اسلام بابو شیخ غلام قادر ڈار مرحوم و مغفور کی یاد میں شائع کیا جائیگا جس میں ان کی زندگی کی ایمان افروز جھلکیاں پیش کی جائیں گی۔ اور مرحوم کی روح پر فتوح کو خراج عقیدت پیش کیا جائیگا۔ احباب کرام سے گذارش ہے کہ شیخ صاحب مرحوم کے بارے میں جو کچھ بھی علم ہو ضبط تحریر میں لا کر ۲۰ اگست ۱۹۶۵ء تک دفتر میں ارسال فرمائیں۔

آپ کے خطوط

حضرت امیر کے دو خطبات

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب "پیغام صلح"

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

پیغام صلح کا مسیح موعودؑ نمبر نظر سے گذرا۔ تمام مضامین اعلیٰ پایہ کے تھے۔

یہ ایک قومی خدمت ہوگی اگر حضرت امیر کے دو خطبات جو اس نمبر میں چھپے ہیں ٹریکٹ کی صورت میں انجمن شائع کر دے اور وسیع پیمانہ پر پڑھے لکھے طبقہ میں اس ٹریکٹ کی تقسیم کا بھی انتظام کر دے۔ ہر ذی شعور جانتا اور سمجھتا ہے کہ اہل ربوہ کے غلط عقائد نے ایک فتنۂ عظیم کھڑا کر دیا ہے اور اس کا سدِ باب ضروری ہے۔ خدا خوش رکھے حضرت امیر کو جنہوں نے نہایت عالمانہ رنگ میں اور نہایت خوبی سے جماعت ربوہ کے غلط عقائد اور غیر منطقی استدلال اور خلیفہ صاحب ربوہ کی بودی دلیلوں کی دھجیاں بکھیر دی ہیں۔ ان خطبات کو بغور مطالعہ کرنے کے بعد یہ فیصلہ کرنے کے لئے بحث کی گنجائش ہی باقی نہیں رہتی کہ کونسا فریق راہ راست پر ہے۔

خاکسار

اے۔ آر۔ یوسف۔ ایڈووکیٹ لاہور

یادِ رفتگاں

بخدمت مکرم و محترم جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

"یادِ رفتگاں" کی اشاعت سے سلسلہ کے لٹریچر میں جو اضافہ ہوا ہے اس نے ایک بہت بڑی ضرورت کو پورا کیا ہے۔

ان تمام بزرگوں پر اللہ تعالےٰ ہزار ہزار رحمتیں نازل فرمائے ان کے حالات پڑھ کر ایمان تازہ ہو جاتا ہے اور دل سے دعا نکلتی ہے کہ انہوں نے اپنے نمونہ سے ایسا گہرا نقش چھوڑا ہے جو نوجوانوں کے لئے سرمایہ اور ورثہ کی طرح عزیز ہونا چاہیئے۔ یہ ہستیاں بھی اسی پرکشش دنیا میں رہتی تھیں۔ مگر انہوں نے حضرت مجددِ وقت کے دامن سے وابستہ ہو کر دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کیا تھا اس کو نبھایا اور خوب نبھایا۔ اولٰئک الذین صدقوا کے مصداق ہوئے۔ حق گوئی اور حق پرستی نے ان کو اس مقام پر پہنچایا۔ اس قحط الرجال کے زمانہ میں ان کی یاد اور بھی ستاتی ہے۔ قوم کی تعمیر کے لئے ایسے بزرگوں کا وجود کتنا غنیمت ہوتا ہے۔ اس مادیت پسند دور کی روش سے بآسانی اس کمی کا احساس ہوتا ہے اور بے ساختہ اس درد کا اظہار ہونا چاہیئے۔ ؎

اب انہیں ڈھونڈ چراغِ رُخِ زیبا لے کر

یہ ایمان افروز مجموعہ سوانح قوم کے لئے بالعموم اور جماعت کے نوجوانوں کے لئے بالخصوص ایک بیش قیمت خزانہ ہے اور زندگیوں کو ان کے نقشِ قدم پر ڈھالنے کا موجب ہونا چاہیئے اور ان کے نمونہ کو مشعل راہ بنانا ہماری اپنی ہی بھلائی کے لئے ہے۔ وان احسنتم احسنتم فی انفسکم

اللہ تعالیٰ توفیق دے اور ہم کوشش کریں کہ ہماری زندگیاں بھی ایسی اشاعت کے قابل ہوں۔

جس محنت اور جانفشانی سے آپ نے اس تالیف کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا ہے اس کا ذکر نہ کرنا بھی ایک کوتاہی ہوگی اللہ تعالےٰ آپ کو جزائے خیر دے۔ اور حامی و ناصر ہو کہ ان کی دوسری جلد جس کا آپ اہتمام فرما رہے ہیں وہ بھی جلد شائع ہو۔

احباب کی خدمت میں السلام علیکم۔

والسلام۔ مخلص طالب دعا۔ نثار احمد

ایک نئی احمدی جماعت کا قیام

جماعت کے حلقوں میں یہ خبر نہایت خوشی سے سنی جائے گی کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور سے وابستہ جماعتوں میں ایک اور مخلص جماعت کا اضافہ ہوا ہے۔ فالحمد للّٰہ علیٰ ذالک چک ۲۲ ضلع شیخوپورہ میں اس ضلع کے مشہور اعوان خاندان کی ملکیت ہے۔ اس خاندان کا ایک معزز فرد حضرت امام زمانؑ کی کتب کے مطالعہ اور بعض احباب کی تبلیغ پر حضرت مسیح الزمان کے مشن میں شامل ہو گئے اور سیدھے قادیان پہنچ کر بیعت کر لی۔ اس مردِ مومن نے اس گاؤں میں کافی جماعت بنالی اور ان کی وفات کے بعد ان کے لڑکوں نے ان کی جگہ لے لی اور بڑے جوش و جذبہ سے کام کرتے رہے۔ لیکن ایک وقت آیا کہ اپنی ایک لڑکی کی شادی اپنے ایک عزیز کے ساتھ (جس نے بیعت تو کر لی لیکن کسی نے رپورٹ کر دی کہ وہ دل سے بیعت نہیں کر رہا) کرنے پر امورِ عامہ قادیان کی تعزیرات میں دھر لئے گئے۔ مقاطعہ اور اخراج از جماعت۔ اسی طرح ایک بزرگ جن نے حضرت صاحبؑ کے ہاتھ پر بیعت کی ہوئی تھی۔ کو گاؤں بدر کرنے کے احکامات جاری کر دیئے گئے کچھ معافی مانگ گئے لیکن کچھ ڈٹ گئے کہ یہ غیر شرعی احکام ہیں۔ وقت گذرتا گیا۔ قادیان سے نکلنا اور کن پردوں میں نکلنا۔ منیر انکوائری کورٹ میں سابقہ عقائد سے انحراف جن عقائد سے انحراف پر انہوں پر مظالم ڈھائے جاتے تھے۔ القصہ ان اقدامات نے ان لوگوں کو اور بددل کیا۔ ۱۹۵۶ء میں حضرت مولانا نورالدینؓ کی توہین۔ آل نورالدینؓ اور بعض شریف مریدوں سے بہت نچلے درجہ پر اتر کر زیادتیوں نے ان لوگوں کو اور ٹھوکر لگائی چنانچہ ان لوگوں نے خاکسار سے اس بارہ میں بعض تفاصیل دریافت کیں، اور بہت سارے امور میں کریدا اور وہ لوگ یہ سمجھ گئے کہ ۱۹۱۴ء کے بعد مسیح موعودؑ کا مشن چھوڑ کر عملاً ایک علیحدہ مذہب کی بنیاد ڈالی گئی اور جماعت کا کثیر حصہ مرکزیت اور ابنیت کی وجہ سے جذباتی ہو کر ایک غلط رَو میں بہہ گیا۔ لیکن وہ جھوم اٹھے جب ان کو تفصیلاً سمجھایا گیا کہ ایک مردِ قلندر اور اس کے چند ساتھی جذباتی نہ بنے وہ اصول اور صحیح عقائد پر ڈٹ گئے۔ اپنی عزت، شہرت، جائیداد پر لات ماری اور اس یقین کے ساتھ کہ وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ۔ نئے سرے سے مسیح موعودؑ کے اصل مشن کی بنیاد ڈالی۔ انہوں نے کن حالات میں جہاد کیا۔ کیا کیا قلم سے کارنامے کئے اور کس طرح ایک عالم گرویدہ ہو گیا۔ انہوں نے عین مسیح موعودؑ کی طرح سلطان القلم بن کر قلم کے زور پر جماعت بنا ڈالی اور دنیا کے علمی حلقوں سے خراج وصول کیا۔ چنانچہ پچھلی عیدالاضحٰے کے موقعہ پر خاکسار کو موقعہ ملا کہ وہاں جا کر خطبہ دوں چنانچہ خاکسار نے حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیل کی قربانیاں گنواتے ہوئے ان لوگوں کو بتلایا کہ کس طرح فدینٰہ بذبحٍ عظیم کی پیشگوئی اس رنگ میں پوری ہوئی کہ رسول اللہ صلعم کے تحت بنی اسمٰعیل نے اپنی گردنیں جہاد میں پیش کیں اور پھر ان لوگوں نے کس طرح سارے جہان کو ان کے آگے جھکا دیا۔ خطبہ میں ان لوگوں کو بتایا کہ آج امام الزمان بھی تم کو جہاد اور قربانی کی طرف بلاتا ہے۔ اب جنگ اور قتال کی جگہ مالی قربانی کر کے اشاعت اسلام کرنے کا دور ہے۔ آئیے امام الزمان کے ارشادات کے تحت اس کی جماعت کے جھنڈے تلے جمع ہو کر اس مجاہد فوج میں شامل ہوں جو یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر کی دعویدار ہے۔ چنانچہ ان لوگوں نے اس آواز پر لبیک کہا اور قریب ساٹھ روپے فوری طور پر اپنی جیبوں سے نکال کر دیئے۔ ایک شخص امام الصلوٰۃ مقرر کیا گیا جو حضرت مسیح موعودؑ کے صحابی ہے اور ساتھ -/۳۰ روپے بطور امداد اور -/۳۰ روپے مرکز میں بطور عید فنڈ بھیجے گئے۔ نیز ان لوگوں نے عہد کیا کہ ہر دو فصلوں کے موقعہ پر وہ چندہ مرکز میں بھجوایا کریں گے۔ امام الصلوٰۃ میاں محمد عبداللہ صاحب روزانہ صبح بچوں کو باقاعدہ قرآن شریف پڑھاتے ہیں۔ جن لوگوں نے جماعتی رنگ میں تنظیم میں شمولیت اختیار کی ان کے اسمائے گرامی حسب ذیل درج ہیں:۔

میاں محمد عبداللہ صاحب امام الصلوٰۃ و معلم و مبلغ
ملک محمد یوسف صاحب
اہلیہ ملک محمد یوسف صاحب
ملک ناصر احمد صاحب
اہلیہ ملک ناصر احمد صاحب
اہلیہ ثانی ملک ناصر احمد صاحب
ملک عبدالمالک صاحب
نعیمہ بنت ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب
ملک محمد نواز صاحب

ہواؤں اور بارش سے مُردگی سے زندگی پیدا کرنے اور معرفت الٰہی کا سامان

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۹ جولائی ۱۹۶۵ء فرمودہ حضرت امیر قوم مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ

بمقام جامع احمدیہ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

وھو الذی یرسل الریح بشرا بین یدی رحمتہ حتیٰ اذا اقلت سحابا ثقالا سقنٰہ لبلد میت فانزلنا بہ الماء فاخرجنا بہ من کل الثمرٰت۔ کذٰلک نخرج الموتیٰ لعلکم تذکرون ——— (الاعراف رکوع ۷) ———

واللہ الذی ارسل الریح فتثیر سحابا فسقنٰہ الی بلد میت فاحیینا بہ الارض بعد موتھا۔ کذٰلک النشور ——— (فاطر رکوع ۲) ———

ہوائیں اور بارش معرفت الٰہی کا سامان ہیں۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ایک سوال پوچھا ہے فرمایا من یرسل الریح ہواؤں کو کون چلاتا ہے۔ یہ سوال کیوں کیا ہے۔ خدا تعالیٰ جس نے انسان کی فطرت کو پیدا کیا ہے وہ جانتا ہے۔ کہ انسان پر سوال کیا جائے تو وہ غور کرنے لگتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا من یرسل الریح اے انسانو! تم بتاؤ کہ ان ہواؤں کو کون چلاتا ہے پھر خود ہی جواب دیا کیونکہ انسان کے پاس اس کا جواب نہیں ہے۔ جو اللہ نے جواب دیا ہے۔ وہ بڑا مفصل ہے اور اس کے اندر معرفت کا سامان ہے۔ من یرسل الریح ہواؤں کو کون چلاتا ہے فتثیر سحابا ہوائیں پانی کو سمندر میں سے بخارات کی شکل میں اٹھاتی ہیں جو بادل بن کر ہوا کے پروں پر لدے ہوئے آتے ہیں۔ سقنٰہ الی بلد میت ہم ان کو ان بستیوں کی طرف لے جاتے ہیں جہاں بارش نہ ہونے سے مردگی چھا جاتی ہے دوسری جگہ فرمایا اللہ الذی یرسل الریح فتثیر سحابا فیبسطہ فی السماء کیف یشاء اللہ تعالیٰ ہواؤں کو بھیجتا ہے وہ بادلوں کو اٹھاتی ہے۔ ہم ان بادلوں کو اپنی حکمت کے مطابق جس طرح چاہیں آسمانوں میں پھیلا دیتے ہیں فتری الودق یخرج من خلالہ تم دیکھتے ہو کہ ان بادلوں میں سے بارش گرنا شروع ہو جاتی ہے فاذا اصاب بہ من یشاء من عبادہ اذا ھم یستبشرون۔ جب یہ بارش تمہارے باغوں تمہاری کھیتیوں کو سیراب کر دیتی ہے لوگ خوش ہوتے ہیں کہ ہمارے باغ اور کھیتیاں جو پانی نہ ملنے کی وجہ سے ویران خشک ہو رہی تھیں۔ اور مویشی مر رہے تھے۔ اب بارش کی وجہ سے ان کو تر و تازگی اور زندگی میسر آئی ہے۔ جب باغ اور کھیتیاں سوکھنے لگی تھیں تو یقین تھا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے بارش کے بغیر یہ ہرے اور سرسبز نہیں ہو سکتے۔ مویشی زندہ نہیں رہ سکتے اذا ھم یستبشرون وہ اس وقت خوشی مناتے ہیں کہ یہ خدا تعالیٰ کا احسان و کرم ہے۔ اگر اس کا فضل ہم پر نہ ہوتا تو ہماری کھیتیاں اور باغ ویران ہو جاتے اور مویشی مر جاتے۔ وان کانوا من قبل ان ینزل علیھم من قبلہ لمبلسین بارش اترنے سے پہلے تم مایوس ہو رہے تھے کہ اب کیا ہوگا۔ شہروں کے رہنے والے اکثر صرف اس لئے گھبراتے ہیں کہ گرمی کی شدت ہے۔ لیکن باغوں، کھیتوں اور مویشی والے لوگ جب تک بارش نہیں ہوتی وہ مایوسی کا شکار رہتے ہیں۔ کوئی حکومت کوئی سلطنت ان کے باغات اور کھیتوں کو زندہ نہیں رکھ سکتی۔ دنیا جہان کے تمام سائنسدان بھی مل کر یہ کام نہیں کر سکتے۔ اس لئے ساری توجہ آسمان والے کی طرف مرکوز ہو جاتی ہے فرمایا وھو الذی یرسل الریح بشرا بین یدی رحمتہ۔ ہوائیں چلتی ہیں ٹھنڈک محسوس ہونے لگتی ہے۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ بارش آ رہی ہے یہ بہت بڑی خوشخبری کی ابتدا ہوتی ہے۔ پھر بارش شروع ہو جاتی ہے جو دلوں میں مسرت پیدا کرتی ہے حتیٰ اذا اقلت سحابا ثقالا پھر جب یہ ہوائیں بوجھل دلوں کو اٹھائے ہوئے لاتی ہیں ...... لاکھوں کروڑوں من پانی ہوا کے پروں پر لدا ہوا آتا ہے۔ سقنٰہ لبلد میت فانزلنا بہ الماء بغیر ٹینکوں اور ڈرائیوروں کے سمندر سے اٹھا کر دور دراز خشک علاقوں تک آب حیات کو پہنچایا جاتا ہے۔

موت سے زندگی پیدا کرنے کا نظارہ

من یرسل الریح یہ ہوائیں چلانے والا کون ہے وہ خدا کی ذات ہے۔ فاخرجنا بہ من کل الثمرٰت پھر کھیتیاں اور باغات جو تباہ ہو رہے تھے پودے اور جنگل کے درخت یہ تمام کے تمام مردہ پڑے ہوئے تھے وہ زندہ ہو جاتے ہیں۔ اور اس پانی سے ہم طرح طرح کے پھل نکالتے ہیں کذٰلک نخرج الموتیٰ لعلکم تذکرون یہ موت سے زندگی پیدا کرنے کا نظارہ پیش کیا گیا ہے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ تمہارے اعمال کی پڑتال کے دن تمہیں زندہ کر سکتا ہے۔

پانی اور خشکی کا اندازہ

یہ سوال کتنا قیمتی ہے۔ جو خدا تعالیٰ نے فطرت انسانی کے مطابق کیا ہے کہ من یرسل الریح۔ ان ہواؤں کو کون چلاتا ہے۔ جو زندگی کا باعث ہیں جو مخلوق کا رزق پیدا کرتی ہیں۔ اور کارخانوں کے لئے دولت پیدا کرنے کا سبب ہیں جو جانوروں کو زندہ کرتی ہیں۔ خدا تعالیٰ نے کتنا بڑا سمندر بنایا ہے۔ تمام دنیا کے لئے پانی کا وافر حصہ مہیا کیا ہے۔ فرمایا کہ جب کائنات کو ہم نے پیدا کیا ہم نے اندازہ کیا تھا کہ پانی کتنا ہو خشکی کتنی ہو، خشکی سے تین گنا زیادہ سمندر بنایا ہے۔ تمام ملکوں میں دریا۔ چشمے نہریں اور آبشاریں پیدا کیں۔

پانی سے زندگی

وجعلنا من الماء کل شیء حی۔ زندگی پانی سے ہے۔ چھوٹی جھاڑیاں۔ بڑے درخت کیڑے مکوڑے حیوانات اور خود انسان پانی کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے۔ اور نہ ہی پانی کے بغیر زندگی پیدا ہو سکتی ہے اور نہ ہی پانی کے بغیر زندہ چیزوں کا قیام ممکن ہے۔ زندگی پانی سے پیدا ہوتی ہے۔ دنیا بھر کے نباتات اور حیوانات پانی پی پی کر ہی رہ سکتے ہیں۔ اس وجہ سے خدا تعالیٰ نے توجہ دلائی ہے من یرسل الریح ہوائیں کون چلاتا ہے اور خود ہی اس کا جواب دیا ہے کہ کس طرح سے ہم نے پانی کے اندر یہ خاصیت رکھی ہے۔ پانی کے بخارات ہوا کی نسبت ہلکے ہوتے ہیں ہوا انہیں اڑا کر کہیں سے کہیں لے جاتی ہے۔ دور دراز سمندر کا پانی پیاسی اور مردہ زمین کی پیاس بجھاتا ہے۔ ہوائیں خدا تعالیٰ نے اس لئے چلائی ہیں کہ ہوا کے اپنے پروں پر پانی کو لادے اور دنیا کی آبیاری کرے۔

سائنس اور حکومت ہوا اور بارش نہیں لا سکتے

یہ سامان کس نے کیا؟ کیا کوئی سائنسدان ایسا کر سکتا ہے؟ دنیا جہان کے سارے سائنسدان پانی کا ایک قطرہ نہیں بنا سکتے اور ہوا رک جائے تو اس کو حرکت میں نہیں لا سکتے بادلوں کو اپنے قبضہ میں نہیں لا سکتے۔ فرمایا فیبسطہ فی السماء کیف یشاء۔ ہم جس طرح چاہتے ہیں ان بادلوں کو پھیلا دیتے ہیں۔ پانی گرتا ہے تو قطرہ قطرہ ہو کر گرتا ہے۔ نل کی طرح گرتا تو سب چیزیں تباہ ہو جاتیں۔

غفلت انسانی کو دور کرنے والا سوال

بارش کے اس طرح برسنے میں کیا حکمت ہے اور کیا رحم ہے۔ اور کیا قدرت ہے۔ اس کرم کے لئے انسان خدا تعالیٰ کے احسان کے نیچے دبے ہوئے ہیں مگر غافل ہیں اس غفلت کو دور کرنے کے لئے سوال کیا من یرسل الریاح۔

یہاں لاہور میں لوگ شدت گرمی سے تڑپ رہے تھے پانی پی پی کر لوگ بیمار ہو گئے تھے آج وہ تپش اور پیاس نہیں ہے یہ تبدیلی کس کی قدرت کی ممنون منت ہے۔

بارش کے فوائد

قرآن کریم میں ارض و ما بینھما کے الفاظ آئے ہیں جس سے یہ بتانا مقصود ہے کہ زمین و آسمان کے اندر جو فضا ہے۔ اس پر بھی حکومت ہماری ہے۔ دنیا کی کوئی طاقت اور سلطنت اس پر حکومت نہیں کر سکتی۔ اس فضا میں ہوا بہت

کام کرتی ہے وہ بادلوں کو بھی لاتی ہے اور ۔۔۔۔ تیز آندھی اور تیز طوفان بھی لے آتی ہے ۔ یہ جراثیم کو مارتی ہے اور بارش جب آتی ہے تو تمام چیزیں دھل جاتی ہیں ۔ درختوں کے پتے اور پھل پھول جاتے ہیں ۔ مکانات اور سڑکیں صاف ہو جاتی ہیں تمام گند صاف ہو کر سمندر میں چلا جاتا ہے دنیا جہان کی کوئی کارپوریشن یہ انتظام نہیں کر سکتی نہ ان کے پاس اتنا پانی ہے اور نہ اتنا سامان ہے میونسپل کارپوریشن کا کام سورج کی روشنی اور حرارت جراثیم کو ختم کر دیتی ہے اسی طرح سے آندھی کے ذریعہ سے جراثیم ختم ہو جاتے ہیں بارش کے ذریعہ سے تمام چیزیں دھل جاتی ہیں ۔

ہواؤں کا اثر پھلدار درختوں پر

ایک اور بات فرمائی ہے وارسلنا الریح لواقح ہم ہواؤں کے ذریعہ سے درختوں کو پھلدار کرتے ہیں جس کو ہم گابھن کہتے ہیں ۔ درختوں کا کولن ہوا کے ذریعہ سے ایک جگہ سے دوسری جگہ چلا جاتا ہے ۔ تو درخت پھلدار ہو جاتے ہیں چنانچہ درخت اور پودے محتاج ہیں کہ ان تک وہ بیج پہنچایا جائے یہ کام ہوائیں کرتی ہیں اور کیڑے مکوڑوں سے بھی یہ کام لیا جاتا ہے بالخصوص پھلوں پر جس جگہ شہد کی مکھی نہ ہو وہاں پھل بھی نہیں ہو سکتا اور پھول نہ ہوں تو شہد کی مکھی نہیں ہو سکتی ۔ چنانچہ ہوائیں گابھن بھی کرتی ہیں ۔ یہ کیسا خوبی بھرا انتظام ہے ۔

بارش اور ہوا رحمت بھی ہے اور کبھی موجب عذاب بھی

اس کے علاوہ وہ بادل جو بارش مہیا کرتے ہیں ان میں بجلیاں بھی کوندتی ہیں جن کی وجہ سے بھی انسان متفکر ہوتے ہیں اور جناب الٰہی میں جھکتے ہیں ۔ بادل میں رحمت بھی موجود ہے اور اگر چاہے تو ہلاک بھی بجلیوں سے کر سکتا ہے

اللہ تعالےٰ یہ دکھلانا چاہتا ہے کہ کل اختیار ہمارے ہاتھ میں ہے ۔ فرمایا کہ کبھی کبھی ایسی ہوا آتی ہے جو عذاب کا باعث ہوتی ہے ۔ اس میں شدت کی سردی ہوتی ہے یا شدت کی گرمی ہوتی ہے ۔ بعض اوقات جس کی وجہ سے سبزیاں ترکاریاں جل جاتی ہیں کبھی آندھی ہوا کشتیوں مکانوں اور چھتوں کو اکھاڑ کر رکھ دیتی ہے یہ بھی اس کا کرشمہ ہے ۔ وہ انسان جو کسی وجہ سے غفلت میں پڑ جاتے ہیں وہ ڈر جائیں اور خدا یاد آ جائے ۔

وہ لوگ جن کو سمندر میں سفر کرنے کا موقع ملا ہے ۔ وہ جانتے ہیں کہ جب طوفان آتا ہے تو تمام لوگ بے بس و مجبور نظر آتے ہیں بہت بے کسی کا عالم ہوتا ہے پانی کی موجیں جہاز کے اوپر سے گذرتی ہیں کبھی کبھی کئی کئی دنوں تک جہاز زبردست موجوں سے ٹکراتا رہتا ہے ۔ لوگ حیران اور پریشان ہوتے ہیں ۔ کبھی کبھی ہوا کے ذریعہ سے جہازوں کو توڑ پھوڑ دیا جاتا ہے ۔ یہ انسان کی غفلت دور کرنے کے لئے ہے کہ جہاں خدا تعالےٰ اپنا فضل و کرم کرتا ہے وہاں اس کے اختیار میں سزا دینا بھی ہے یہی پانی جو بابرکت اور زندگی بخش ہے جس سے کھیتیاں اگتی ہیں ۔ باغ پھلدار ہوتے ہیں ، مویشیوں کے لئے چارہ پیدا ہوتا ہے ۔ یہی پانی سیلاب کی صورت میں تباہی اور بربادی کا موجب بن جاتا ہے تو خدا تعالےٰ نے دونوں باتیں بیان فرمائی ہیں تاکہ انسان خدا تعالےٰ کی رحمت سے خوش بھی ہو اور اس کا شکریہ ادا کرے اور اس کے دل میں یہ خوف پیدا ہو کہ اگر اس نے غفلت اور نافرمانی سے ۔۔۔۔

کام لیا تو یہی رحمت کا سامان اس کی تباہی اور بربادی کا موجب ہو جائے گا ۔

خدا تعالےٰ جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا ہے وہ اپنی مخلوق سے غافل نہیں ہے اس نے زندگی عطا کی پھر زندگی کے قیام کے لئے کتنا بڑا انتظام کر رکھا ہے زندگی کے تمام سامان عطا کئے ہیں لیکن جب انسان اس سے غافل ہو جاتے ہیں تو رحمت کی چیزیں ہلاکت کا باعث بن جاتی ہیں فرمایا وکاین من اٰیۃ فی السمٰوات والارض یمرون علیھا وھم عنھا معرضون خدا تعالےٰ کے نشانات ہیں یمرون علیھا ۔ جو خدا تعالےٰ کی طرف سے بھیجے جاتے ہیں چنانچہ ایک نشان ہوا کا بیان کیا ہے کہ ہواؤں کو کون چلاتا ہے ۔ کبھی کبھی ہوا کے نہ رکنے سے دم گھٹنے لگتا ہے تو کسی قوم اور حکومت کی طاقت میں نہیں ہے کہ ہوائیں چلائے ۔ بادِ صبا اور باد نسیم چلتی ہے تو دل کو فرحت حاصل ہوتی ہے ۔ اسی طرح سے سمندر کے قریب رہنے والوں کے لئے صبح و شام تازہ ہواؤں کے جھونکے آتے رہتے ہیں ۔

انگلستان کی سردی میں گرم فضا

انگلستان کے مغرب کی طرف سمندر میں گرم پانی کی نہر چلتی ہے یہ ابلا ہوا پانی ہوتا ہے اس کا مزا ان کو اس وقت آتا ہے جب سردی کے موسم میں بارش ہوتی ہے شدت کی سردی کے وقت جہاں بارش آتی وہاں انگلستان کی فضا گرم بھی مہیا ہو جاتی ہے ۔ مگر کون ہے جو ہواؤں کو چلاتا ہے ۔ وہ بڑے کرم و فضل والا خدا ہے جس کی رحمت کی کوئی انتہا نہیں اس کو کوئی مانے یا نہ مانے لیکن وہ الرحمٰن ہے ۔ تمام لوگوں تک اس کا کرم و برکات پہنچ رہی ہیں ۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ ہم یونہی خفا نہیں ہوتے لیکن جب غفلت بڑھ جاتی ہے تو ہم گرفت کرتے ہیں ۔

خطبہ ثانی

مولانا عبداللہ جان صاحب کی وفات

ایک افسوسناک خبر آپ کو سناتا ہوں ۔ حضرت مولانا غلام حسن خان صاحب پشاوری مرحوم جو حضرت مسیح موعود کے خاص الخاص احباب میں سے تھے ان کے بڑے صاحبزادے مولانا عبداللہ جان صاحب کا انتقال ہو گیا ہے ۔ وہ اپنے باپ کی بہت سی صفات اپنے اندر رکھتے تھے ۔ بڑے قابل آدمی تھے ۔ درس و تدریس جاری رکھتے تھے قوم کے لئے بالخصوص جماعت پشاور کے لئے ان کا وجود نہایت بابرکت تھا ۔ نہایت باوفا دوست تھے ان پر آدمی اعتماد کر سکتا تھا ۔ جماعت پشاور میں امام و خطابت بھی کرتے تھے ۔ اور باہر سے آنے والوں کی مہمان نوازی کا خیال بھی رکھتے تھے اور ان کی پرواہ کیا کرتے تھے ۔ ان کی وفات سے بہت بڑا نقصان ہوا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ نماز کے بعد ان کے لئے دعائے مغفرت کی جائے گی ۔

(نوٹ :- بعد نماز جمعہ جنازہ غائبانہ پڑھا گیا)

اخبار احمدیہ

اہلیہ صاحبہ ملک کرم الٰہی صاحب کی وفات

—— گذشتہ ماہ کا یہ افسوسناک واقعہ افسوس ہے کہ اس سے قبل اخبار میں درج نہ ہو سکا کہ ملک کرم الٰہی صاحب ڈپٹی ڈائریکٹر محکمۂ انہار کی اہلیہ محترمہ کراچی میں انتقال فرما گئیں مرحومہ کا جنازہ لاہور ان کے صاحبزادہ ملک اعجاز الٰہی کی کوٹھی واقعہ گلبرگ میں لایا گیا اور گلبرگ ہی کے قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا حضرت امیر اور دیگر احباب جماعت نے جنازہ میں شمولیت اختیار کی ۔

ہم بھی اس صدمہ میں ملک کرم الٰہی صاحب (جو ملازمت سے کراچی میں صاحب فراش ہیں) اور ان کے فرزندان گرامی کے ساتھ دلی ہمدردی رکھتے ہیں ۔ مرحومہ بڑی نیک دل اور صاحب علم خاتون تھیں ، سلسلہ احمدیہ کے متعلق ان کے دل میں بڑا جوش تھا اور وہ دینی خدمات میں ہمیشہ پیش پیش رہتی تھیں ، دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں جگہ دے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے ۔ احباب سے جنازہ غائبانہ کی استدعا ہے ۔

مولانا عبداللہ جان صاحب کا انتقال

اسی پرچہ میں دوسری جگہ مولانا عبداللہ جان صاحب پشاوری کی وفات کی خبر دی گئی ہے مولانا ممدوح اپنے خصائل حسنہ علمی فضائل ، درس و تدریس ، دوست نوازی اور خدمت دین کے لحاظ سے اپنے والد مرحوم (مولانا غلام حسن) کا پورا رنگ اپنے اندر لئے ہوئے تھے ، حضرت مسیح موعود کی صحبت گزیدگی کا شرف انہیں حاصل تھا ۔ ان کی وفات تمام قوم بالخصوص جماعت پشاور کے لئے ایک ناقابل تلافی نقصان ہے ، دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ انہیں اعلےٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے فرزندان اور بھائیوں اور اہلیہ محترمہ کو صبر جمیل عطا کرے ، مرحوم کا جنازہ غائبانہ گذشتہ جمعہ لاہور میں پڑھا گیا ، بیرونی جماعتوں سے بھی استدعا ہے کہ جنازہ غائبانہ پڑھ کر مرحوم کی روح کو ثواب پہنچائیں ۔

مولانا کے بارہ میں ایک مضمون اہلیہ صاحبہ ڈاکٹر کرم الٰہی کی طرف سے موصول ہوا ہے جو آئندہ اشاعت میں درج ہو گا انشاء اللہ ۔

امتحان میں نمایاں کامیابی

—— محترم مرزا مسعود بیگ صاحب کی صاحبزادی تمیمہ میٹرک کے امتحان میں فرسٹ ڈویژن میں اعلیٰ نمبروں پر کامیاب ہوئی ہیں اللہ تعالےٰ مبارک کرے اور بیش از بیش دینی و دنیوی حسنات و برکات سے بہرہ ور فرمائے ۔

مراجعت وطن

—— چوہدری منظور احمد صاحب برادر جناب چوہدری مشتاق صاحب چک $\frac{2}{4L}$ اوکاڑہ ٹیکسٹائل کے سہ سالہ کورس کی تکمیل کے بعد ستمبر ۱۹۶۵ء میں واپس وطن تشریف لا رہے ہیں ، اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم اور بزرگوں کی نیک دعاؤں کے طفیل دوران کورس چوہدری صاحب موصوف ہر سال طلباء میں امتیازی حیثیت سے اول درجہ حاصل کرتے رہے ہیں اس خوشی میں چوہدری مشتاق احمد صاحب نے دس روپے اشاعت اسلام فنڈ میں انجمن کو عطا کئے ہیں ۔ بزرگان و احباب دعا فرمائیں کہ ۔۔۔

مولانا شیخ عبد الرحمٰن مصری صاحب

رسالہ الفرقان مسیح موعود نمبر پر ایک طائرانہ نظر

حقائق سے روگردانی اور مغالطوں کی فراوانی

(۳)

مولوی اللہ دتہ صاحب کا عنوان اور انکی تمہید

رسالہ الفرقان کے مسیح موعود نمبر کے اداریہ میں حضرت مسیح موعودؑ کو زمرۂ انبیاء کا فرد ثابت کرنے کے لئے جو دلائل پیش کئے گئے ہیں ان کا بطلان وضاحت سے قسط نمبر ۲ میں ثابت کیا جاچکا ہے اب ایڈیٹر صاحب کے ان پچاس حوالوں کی حقیقت پر سے پردہ اٹھایا جاتا ہے جو انہوں نے اپنے مندرجہ بالا دعا کو ثابت کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود کی طرف منسوب کرتے ہوئے مندرجہ ذیل عنوان کے ماتحت "حضرت مسیح موعود کا دعوے اپنے الفاظ میں ۔۔ دعوے نبوت غیر تشریعی کے متعلق حضور کے پچاس حوالے" پیش کئے ہیں ان کو پیش کرنے سے قبل انہوں نے مندرجہ ذیل تمہیدی الفاظ بھی لکھے ہیں :۔

> "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعوے خود حضور کے اپنے الفاظ میں پیش ہے جو لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو صادق و راستباز مانتے ہیں ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ حضور کی تشریح کے مطابق حضور کے اس دعوے پر بھی ایمان لائیں"

عنوان میں حضور کی طرف دعوے نبوت غیر تشریعی منسوب کیا گیا ہے اور تمہید میں حضور کے اس دعوے کے متعلق حضور کی تشریح کا ماننا بھی ضروری قرار دیا گیا ہے۔

نبوت غیر تشریعی اور ولایت ہم معنی الفاظ ہیں۔

اس لئے سب سے پہلے ہمیں الفاظ نبوت غیر تشریعی پر غور کرنا ہوگا کہ کیا یہ کوئی نبوت کی قسم ہے یا یہ الفاظ ولایت کے مترادف ہیں اگر یہ ثابت ہو جائے کہ حضور کے نزدیک بھی اور پہلے سلف صالحین کے نزدیک بھی یہ نبوت کی کوئی قسم نہیں بلکہ یہ الفاظ ولایت کے ہی مترادف یعنی ہم معنی استعمال ہوتے ہیں تو حضور کی تشریح تو بخود متعین ہو جاتی ہے اور ساتھ ہی یہ بات بھی اظہر من الشمس ہو جائے گی کہ حضور کی تحریروں میں جہاں کہیں بھی حضور کے لئے نبی یا رسول یا مرسل استعمال ہوا ہے وہ انہی معنوں میں استعمال ہوا ہے جن معنوں میں یہ لفظ جماعت اولیاء کے افراد کے لئے استعمال ہوتا چلا آیا ہے اور یہ بھی دنیا پر واضح ہو جائے گا کہ حضور کی تشریح کے مطابق دونوں جماعتوں میں سے کونسی جماعت حضور کے دعویٰ پر ایمان رکھتی ہے اور کونسی جماعت حضور کو صادق اور راستباز مانتی ہے جماعت ربوہ یا جماعت لاہور۔

لفظ نبی مشترک

جب یہ ثابت ہو گیا کہ لفظ نبی رسول مرسل مشترک الفاظ ہیں جو مختلف معانی کے لحاظ سے اولیاء اور انبیاء دونوں پر بولے جاتے ہیں تو کسی محقق کے نزدیک بھی حضور کی تحریروں سے محض ان الفاظ کا دکھلا دینا حضور کو زمرۂ انبیاء کا فرد ثابت کرنے کے لئے کسی صورت میں بھی کافی نہیں ہو سکتا خصوصاً جبکہ حضور نے کھلے طور پر اپنے آپ کو ہمیشہ زمرۂ اولیاء کا ہی فرد قرار دیا ہو اور اپنی ۸۰ کتابوں میں کسی ایک جگہ بھی اپنے آپ کو زمرہ انبیاء کا فرد قرار دیا ہو بلکہ ہمیشہ اس کی نفی ہی کی ہو۔

تشریح کو چھپانے کا ارتکاب

اب مولوی اللہ دتہ صاحب اور ان کے ہم نوا دیگر تمام علماء جماعت ربوہ پچاس نہیں پچاس ہزار حوالے بھی حضور کے پیش کر دیں جن میں الفاظ نبی، رسول، مرسل کے استعمال ہوئے ہوں لیکن مندرجہ بالا تشریح کو نظر انداز کرتے ہوئے عمداً اسے چھپائے رکھیں تو اس کا مطلب بجز اس کے کچھ نہیں ہوگا کہ وہ نہ صرف عمداً حضور کی تشریح کو قبول کرنے سے گریز کر رہے ہیں بلکہ حق پوشی کا بھی وہ عمداً ارتکاب کر رہے ہیں اور یہ امر انسان کو جماعت يحرفون الكلم عن مواضعه میں شامل کر دینے کا موجب بن جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو ایسی خطرناک خیانت کے ارتکاب سے محفوظ رکھے آمین۔ آیئے ہم سب سے پہلے حضور کی تشریح پر غور کریں اور حضور کی کتابوں میں اس اصل کا مطالعہ کریں جو اس مسئلہ کی حقیقت کو سمجھنے کے لئے حضور نے قائم .... فرمایا ہے۔

415

حوالہ ست بچن

حضور نے اپنی کتاب ست بچن کے ص۶۶ و ص۶۷ پر بطور اصول کے یہ بات بیان فرمائی ہے کہ وہ لوگ جو خدا سے براہِ راست فیض لیتے ہیں وہ انبیاء ہوتے ہیں اور جو ان کے واسطے سے فیض الٰہی حاصل کرتے ہیں وہ اولیاء کہلاتے ہیں اور قرآنی آیت والشمس وضحاها والقمر اذا تلاها سے استدلال کیا ہے۔ حضور کی اصل عبارت مندرجہ ذیل ہے :۔

> " اور چونکہ خدا تعالےٰ نے ابتدا سے یہی چاہا کہ اس کی مخلوقات یعنی نباتات جمادات حیوانات یہاں تک کہ اجسام علوی میں بھی یہی تفاوت مراتب پایا جائے اور بعض مفیض اور بعض مستفیض ہوں اس لئے اس نے نوع انسان میں بھی یہی قانون رکھا اور اسی لحاظ سے دو طبقہ کے انسان پیدا کئے اوّل وہ جو اعلیٰ استعداد کے لوگ ہیں جن کو آفتاب کی طرح بلا واسطہ ذاتی روشنی عطا کی گئی ہے۔ دوسرے وہ جو درجہ دوم کے آدمی ہیں جو اس آفتاب سے نور حاصل کرتے ہیں اور خود بخود حاصل نہیں کر سکتے ان دونوں طبقوں کے لئے آفتاب اور ماہتاب نہایت عمدہ نمونے ہیں جس کی طرف قرآن شریف میں ان لفظوں میں اشارہ فرمایا گیا ہے کہ والشمس وضحٰها والقمر اذا تلٰها۔ جیسا کہ اگر آفتاب نہ ہو تو ماہتاب کا وجود بھی ناممکن ہے اسی طرح اگر انبیاء علیہم السلام نہ ہوں جو نفوس کاملہ ہیں تو اولیاء کا وجود بھی حیز امکان سے خارج ہے اور یہ قانون قدرت ہے جو آنکھوں کے سامنے نظر آ رہا ہے۔ چونکہ خدا واحد ہے اس لئے اس نے اپنے کاموں میں بھی وحدت سے محبت کی اور کیا جسمانی اور کیا روحانی طور پر ایک وجود سے ہزاروں کو وجود بخشا۔ سو انبیاء جو افراد کاملہ ہیں وہ اولیاء اور صلحاء کے روحانی باپ ٹھہرے جیسا کہ دوسرے لوگ اُن کے جسمانی باپ ہوتے ہیں اور اسی انتظام سے خدا تعالےٰ نے اپنے تئیں مخلوق پر ظاہر کیا تا اس کے کام وحدت سے باہر نہ جائیں اور انبیاء کو آپ ہدایت دے کر اپنی معرفت کا آپ موجب ہوا۔"

26

اب ظاہر اور مسلّم ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے فیض حضرت نبی کریم صلعم سے حاصل کیا ہے۔ پس لامحالہ مندرجہ بالا اصل کے ماتحت حضور جماعت اولیاء کے ہی فرد قرار پائیں گے کیا کوئی بتلا سکتا ہے کہ حضور نے اپنی اس تشریح کو اپنی کسی کتاب میں منسوخ کیا ہو اگر نہیں تو پھر کیا علماء جماعت ربوہ حضور کی اس تشریح کو ماننے کے لئے تیار ہیں اگر نہیں تو کیوں نہ ماننے کی صورت میں کیا وہ اپنی ہی تحریر کے مطابق حضور کو صادق

اور راستباز ماننے والے قرار دیئے جا سکتے ہیں ۔

نبی وغیرہ کے الفاظ کے مشترک ہونے کا ثبوت

میں نے پہلے بھی متعدد دفعہ پیغام صلح میں اس امر کو واضح کیا ہے اور اب اس مقالہ کے شروع میں بھی بتلایا ہے کہ الفاظ نبی ۔ رسول ۔ مرسل ۔ مشترک ہیں جو زمرۂ انبیاء کے افراد اور زمرۂ اولیاء کے افراد دونوں پر بولے جاتے ہیں اس کا ثبوت حضور کی مندرجہ ذیل تحریروں سے وضاحت سے ملتا ہے حضور اپنی کتاب انجام آتھم صفحہ ۲۸ کے حاشیہ پر فرماتے ہیں :-

" لیکن یاد رکھنا چاہیئے کہ جیسا کہ ابھی ہم نے بیان کیا ہے بعض اوقات خدا تعالےٰ کے الہامات میں ایسے الفاظ استعارہ اور مجاز کے طور پر اس کے بعض اولیاء کی نسبت استعمال ہو جاتے ہیں اور وہ حقیقت پر محمول نہیں ہوتے (دیکھ لیں لفظ) وغیرہ کا استعمال حضور صراحت سے اولیاء کی نسبت تسلیم کرتے ہیں جس سے ثابت ہوگیا کہ حضور کے نزدیک یہ الفاظ اولیاء کی شان میں بھی استعمال ہو جاتے ہیں لیکن ساتھ ہی فرماتے ہیں کہ جب یہ الفاظ اس حقیقت کے حامل نہیں ہوتے جس حقیقت کے حامل وہ اس وقت ہوتے ہیں جب یہ الفاظ زمرۂ انبیاء کے افراد کے لئے استعمال ہوں ۔ ناقل) سارا جھگڑا یہ ہے کہ جس کو نادان متعصب اور طرف کھینچ کر لے گئے ہیں (غور کریں متعصب لوگ حضور کے ساتھ کس بات پر جھگڑ رہے تھے کیا یہ لوگ اسی بات پر نہیں جھگڑ رہے تھے کہ حضور فرماتے تھے کہ نبی وغیرہ کے الفاظ میرے الہامات میں میرے لئے اسی معنی میں استعمال ہوئے ہیں جس معنے میں جماعت اولیاء کے افراد کے لئے استعمال ہوتے ہیں جو صوفیاء کرام کے ہاں مسلّم ہیں اور آپ کے متعصب مخالف آپ پر الزام لگاتے تھے کہ آپ ان الفاظ کو ان معنوں میں استعمال کرتے ہیں جن معنوں میں زمرۂ انبیاء کے افراد کے لئے یہ الفاظ استعمال ہوتے ہیں اس لئے آپ کا دعوےٰ ولایت کا نہیں بلکہ نبوت .... کا ہے گویا بالفاظ دیگر حضور کے مخالف حضور پر دعوےٰ نبوت کا الزام محض اس لئے لگاتے تھے کہ حضور کے الہامات میں حضور کے لئے لفظ نبی وغیرہ وارد ہوتے ہیں افسوس کا مقام ہے کہ جماعت ربوہ سے تعلق رکھنے والے ہمارے بھائی بھی اب مخالفین والے مسلک کو ہی اختیار کر رہے ہیں یہ بھی محض نبی کے لفظ کو الہامات میں دیکھ کر حضور کی طرف دعوےٰ نبوت منسوب کرنے لگ گئے ہیں ۔ ناقل) آنے والے مسیح موعود کا

(جو اولیاء کی شان میں استعمال ہوئے ہیں (اپنے الفاظ))

نام جو صحیح مسلم وغیرہ میں زبان مقدس حضرت نبوی سے نبی اللہ نکلا ہے وہ انہی مجازی معنوں کی رُو سے ہے جو صوفیہ کرام کی کتابوں میں مسلّم اور ایک معمولی محاورہ مکالمات الٰہیہ کا ہے ورنہ خاتم الانبیاء کے بعد نبی کیسا؟"

مخلصانہ اپیل

علماء ربوہ کی خدمت میں مخلصانہ اپیل کرتا ہوں کہ وہ خدارا حضور کی مندرجہ بالا عبارات پر غور کریں اور دیکھیں کہ کس صفائی اور کس وضاحت کے ساتھ حضور فرما رہے ہیں کہ لفظ "نبی" جو حدیث نبوی میں آنے والے مسیح کے لئے وارد ہوا ہے وہ صوفیاء کرام کی کتابوں میں جس معنی میں یہ لفظ استعمال ہوا ہوا ہے اسی مجازی معنی میں حدیث میں بھی استعمال ہوا ہے اور صوفیاء کی کتابوں میں جس معنی میں یہ لفظ استعمال ہوا ہے اسکو بھی حضور نے واضح کر دیا ہے کہ یہ بزرگ محض مکالمات الٰہیہ کے معنی میں نبی کے لفظ کو استعمال کرتے تھے ۔

تین باتوں کی وضاحت

اس سے تین باتیں واضح ہو جاتی ہیں ایک تو یہ کہ علماء ربوہ جو صوفیاء کرام کی کتابوں کے حوالے اپنے اس خیال کی تائید میں پیش کیا کرتے ہیں کہ امت میں وہ لوگ انبیاء کی بعثت کے قائل تھے ان کے اس استدلال کو حضور کی مندرجہ بالا عبارات بالکل غلط ثابت کر رہی ہے ۔ مندرجہ بالا عبارات میں حضور صاف فرماتے ہیں کہ ایسے لوگوں کے لئے گو لفظ نبی کا استعمال اُن کے نزدیک جائز ہے لیکن وہ فی الحقیقت جماعت اولیاء کے ہی فرد ہوتے ہیں یہ بزرگ ایسے مقربان الٰہی کو کبھی بھی زمرۂ انبیاء کا فرد نہیں قرار دیتے تھے دوسری بات اس عبارت سے یہ واضح ہو جاتی ہے کہ محض مکالمہ الٰہیہ سے مشرف ہونا کسی انسان کو زمرہ انبیاء میں داخل کرنے کا موجب نہیں بناتا پس اس سے یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ جس جس جگہ حضور نے اپنی نبوت سے مراد مکالمہ الٰہیہ بتلائی ہے اس سے مراد دوسرے لفظوں میں نبوت نہیں بلکہ ولایت ہی ہے ۔ تیسری بات یہ ثابت ہوتی ہے کہ جہاں جہاں حضور نے اپنی نبوت کو مجازی معنی میں لکھا ہے ان سب جگہوں میں حضور کی مراد ولایت ہی ہے نبوت نہیں ۔

حضور کی تشریح اور علمائے ربوہ کے نتیجہ میں تضاد

پس حضور کی اس واضح تشریح کے ہوتے ہوئے حضور کے ایسے حوالے پیش کر کے جن میں مجازی نبی یا مکالمہ الٰہیہ سے مشرف ہونے کا ذکر ہے یہ نتیجہ نکالنا کہ حضور اپنے آپ کو زمرۂ انبیاء کا فرد قرار دے رہے ہیں محض تحکم نہیں تو اور کیا ہے اب مولوی اللہ دتہ صاحب اور ان کے ہم نوا علماء بتلائیں کہ حضور کی تشریح کو کون پس پشت ڈال رہا ہے ہماری جماعت یا جماعت ربوہ اہل انصاف اس کا فیصلہ کریں ۔

حقیقی طور پر دعویٰ نبوت کی نفی اور اس کا نتیجہ

پھر اسی کتاب کے صفحہ ۲۷ کے حاشیہ پر فرماتے ہیں :-

" کیا ایسا بدبخت مفتری جو خود رسالت اور نبوت کا دعوےٰ کرتا ہے قرآن شریف پر ایمان رکھ سکتا ہے اور کیا ایسا وہ شخص جو قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہے اور آیت ولٰکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیّین کو خدا کا کلام یقین رکھتا ہے وہ کہہ سکتا ہے کہ میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد رسول اور نبی ہوں ۔ صاحب انصاف طلب کو یاد رکھنا چاہیئے کہ اس عاجز نے کبھی اور کسی وقت حقیقی طور پر نبوت یا رسالت کا دعوےٰ نہیں کیا اور غیر حقیقی طور پر کسی لفظ کو استعمال کرنا اور لغت کے عام معنوں کے لحاظ سے اسکو بول چال میں لانا مستلزم کفر نہیں مگر میں اس کو بھی پسند نہیں کرتا کہ اس میں عام مسلمانوں کو دھوکہ لگ جانے کا احتمال ہے لیکن وہ مکالمات اور مخاطبات جو اللہ جلشانہ کی طرف سے مجھ کو ملے ہیں جن میں یہ لفظ نبوت اور رسالت کا بکثرت آیا ہے ان کو میں بوجہ مامور ہونے کے مخفی نہیں رکھ سکتا ۔ لیکن بار بار کہتا ہوں کہ ان الہامات میں جو لفظ مرسل یا رسول یا نبی کا میری نسبت آیا ہے وہ اپنے حقیقی معنوں پر مستعمل نہیں ہے اور یہ الفاظ اب سے بلکہ سولہ برس سے میرے الہامات میں درج ہیں ۔ چنانچہ براہین احمدیہ میں ایسے کئی مخاطبات الٰہیہ میری نسبت پاؤ گے وہ اپنے حقیقی معنوں پر مستعمل نہیں ہیں اور اصل حقیقت جس کی میں علی رؤس الاشہاد گواہی دیتا ہوں یہی ہے جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ کوئی پرانا اور نہ کوئی نیا ۔ ومن قال بعد رسولنا وسیدنا انی نبی او رسول علیٰ وجہ الحقیقۃ والافتراء وترک القراٰن واحکام الشریعۃ الغراء فھو کافر کذاب "

(حاشیہ انجام آتھم صفحہ ۲۷)

دیکھ لیں کس وضاحت سے ایک طرف تو عبارت مندرجہ بالا میں یہ فرما رہے ہیں کہ میں نے کبھی اور کسی وقت بھی حقیقی طور پر نبوت کا دعوےٰ نہیں کیا اور دوسری طرف یہ فرما رہے ہیں کہ :-

" کیا اس بدبخت مفتری جو خود رسالت اور نبوت کا دعوےٰ کرتا ہے قرآن شریف پر ایمان رکھ سکتا ہے اور کیا ایسا وہ شخص جو قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہے اور آیت ولٰکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیّین کو خدا کا کلام یقین کرتا ہے وہ کہہ سکتا ہے کہ میں بھی آنحضرت صلعم کے بعد رسول اور نبی ہوں "

ان دونوں عبارتوں کو ملا کر اگر پڑھا جاوے تو نتیجہ صاف ہے

کہ نبوت اور رسالت کا مدعی وہی کہلا سکتا ہے جو حقیقی طور پر نبوت یا رسالت کا مدعی ہو اس کے بالمقابل جو شخص غیر حقیقی طور پر یا لغت کے عام معنی کے لحاظ سے اپنے لئے لفظ نبی استعمال کرتا ہے وہ مدعی نبوت نہیں کہلا سکتا۔

حوالہ حقیقت الوحی

اب علماء ربوہ بتلائیں کہ کیا حضرت اقدس نے اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں بھی جو ۱۹۰۷ء کی کتاب ہے یہ صاف نہیں لکھا کہ سمیت نبیًا من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ تو پھر کیوں آپ لوگوں نے حضور کی تشریح اور صریح ارشاد کو نظر انداز کر کے اپنا یہ مذہب بنالیا ہے کہ حضور زمرۂ انبیاء کے فرد ہیں اور حضور کی صریح ہدایت کے خلاف آپ ہر وقت اس لفظ کی استعمال کر رہے ہیں۔

مولوی عبدالحکیم صاحب کلانوری سے مباحثہ کے دوران حضورؑ نے جو اپنا بیان داخل کیا اس میں صاف لکھا ہے کہ میرا دعویٰ نبوت حقیقی طور پر نہیں بلکہ غیر حقیقی طور پر ہے جسے دوسرے لفظوں میں محدث کہتے ہیں گویا غیر حقیقی طور پر نبوت کی تشریح صاف فرما دی کہ اس کا مدعی زمرۂ اولیاء کا ہی فرد ہوتا ہے اور اس سے مراد صرف مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ ہی ہے اور اس کی تائید میں حدیث نبوی بھی پیش فرمائی ہے۔

اولیاء امت پر رسول کے اطلاق کا مزید ثبوت

اگرچہ اس کے متعلق کثیر التعداد حوالے ہیں لیکن سردست صرف چار کو پیش کرنے پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے۔

پہلا حوالہ

اپنی کتاب ایام الصلح صفحہ ۷۵ پر حضور فرماتے ہیں:۔

"حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ محدث بھی نبیوں اور رسولوں کی طرح خدا کے مرسلوں میں داخل ہے۔ بخاری میں وما ارسلنا من رسول ولا نبی ولا محدث کی قراءت خود سے پڑھو اور نیز ایک دوسری حدیث میں ہے کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل۔ صوفیہ نے اپنے مکاشفات میں بھی اس حدیث کی رسول اللہ صلعم سے تصحیح کی ہے یہ بھی یاد رہے کہ مسلم میں مسیح موعود کے حق میں نبی کا لفظ بھی آیا ہے یعنے بطور مجاز اور استعارہ کے۔"

دوسرا حوالہ

اسی کتاب کے صفحہ ۱۷۱ کے حاشیہ پر فرماتے ہیں:۔

"قرآن شریف میں ہے فلا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول یعنے کامل طور پر غیب کا بیان کرنا صرف رسولوں کا کام ہے دوسرے کو یہ مرتبہ عطا نہیں ہوتا رسولوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو خدا تعالےٰ کی طرف سے بھیجے جاتے ہیں خواہ وہ نبی ہوں یا رسول یا محدث اور مجدد ہوں"

کیا حضور کی تشریح کے بعد ہر احمدی اس بات کا پابند نہیں کہ الفاظ رسول وغیرہ کا اطلاق غیر انبیاء یعنے اولیاء پر جائز تسلیم کرلے ورنہ وہ حضور کی تشریح کو نہ ماننے والا قرار پائے گا جس کے متعلق مولوی اللہ دتہ صاحب لکھتے ہیں کہ اسکو ماننا ہر سچے احمدی کے لئے ضروری ہے کاش آپ بھی اس تشریح کو مان کر اپنے سچے احمدی ہونے کا ثبوت دیں۔

تیسرا حوالہ

مندرجہ بالا دونوں حوالوں میں تو اصولی طور پر بیان کیا ہے کہ رسول کا لفظ اولیاء پر بھی بولا جاتا ہے لیکن مندرجہ ذیل تیسرے حوالے میں امت کے تمام مجددین پر اس اصل کا عملاً اطلاق کر کے اس کی صحت کو ثابت کر دیا ہے اپنی کتاب تحفہ گولڑویہ کے صفحہ ۱۲۸ پر آیت اذا الرسل اقتت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے امت کے تمام مجددین کو حضور نے اس آیت کا مصداق قرار دیا ہے حوالہ لمبا ہے احباب خود پڑھ لیں۔

وحی نبوت بند وحی ولایت جاری

چوتھا حوالہ:۔ حضرت اقدس نے اپنی تمام کتب میں خواہ وہ ۱۹۰۱ء سے قبل کی ہوں یا بعد کی وحی نبوت کو ہمیشہ کے لئے بند قرار دیا ہے اور صرف وحی ولایت کو ہی جاری تسلیم کیا ہے جو وحی نبوت کی اتباع کے نتیجہ میں ملتی ہے۔ اس بات کو اصولی طور پر بیان کرنے کے بعد اپنی وحی کو بھی وحی ولایت ہی قرار دیتے ہیں مولوی غلام دستگیر قصوری کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"ان کا یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ میں تو نبوت کا مدعی نہیں کہ تا فوری عذاب نازل کر دوں ان پر واضح رہے کہ ہم بھی نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں۔ (علماء ربوہ غور کریں کہ باوجود اپنے متعلق لفظ نبی رسول استعمال کرنے کے پھر مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں معلوم ہوا کہ ان الفاظ کے استعمال سے انسان مدعی نبوت نہیں بن جاتا حضور کے ان الفاظ کی موجودگی میں مولوی اللہ دتہ صاحب کے پیش کردہ حوالوں کی کیا قدر و قیمت باقی رہ جاتی ہے یعنے جس غرض کے لئے وہ انہیں پیش کر رہے ہیں وہ غرض کس طرح پوری ہو سکتی ہے پھر حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹ و تتمہ صفحہ ۶۸ پر بھی اسی بات کو بڑے زور سے پیش کیا ہے۔ ناقل) اور لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل ہیں اور آنحضرت صلعم کے ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں اور وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت جو زیر سایہ نبوت محمدیہ اور باتباع آنجناب صلعم اولیاء اللہ کو ملتی ہے اس کے ہم قائل ہیں اور اس سے زیادہ جو شخص ہم پر الزام لگاوے وہ تقوےٰ اور دیانت کو چھوڑتا ہے"۔

پھر آخر میں فرماتے ہیں:۔

"غرض جبکہ نبوت کا دعوےٰ اس طرف بھی نہیں صرف ولایت اور مجددیت کا دعوےٰ ہے"

(تبلیغ رسالت جلد ششم اشتہار اوّل)

اب علماء ربوہ خود ہی غور کرلیں کہ کیا وہ بقول حضرت اقدس تقوےٰ اور دیانت کو چھوڑنے والے تو نہیں بن رہے۔

ایک مطالبہ

ہمارا مطالبہ شروع اختلاف سے ہی چلا آرہا ہے کہ علماء ربوہ حضور کی کتب سے ایک حوالہ بھی ایسا دکھلا دیں کہ وحی نبوت جاری ہے اور یہ کہ حضور نے کبھی اپنی وحی کو وحی نبوت کے نام سے نامزد کیا ہو تو ہم اپنی غلطی کو تسلیم کر لیں گے۔ ان کا اجتہاد اور قیاس درکار نہیں حضور کی صریح تحریر درکار ہے۔ لیکن اختلاف کو پچاس سال گذر گئے ہیں علماء ربوہ ایسا صریح حوالہ پیش کرنے سے قاصر چلے آرہے ہیں۔

قیاس پر مبنی جواب

رسالہ الفرقان کے اس نمبر کے صفحہ ۳۱ و صفحہ ۴۲ پر اس مطالبہ سے عہدہ برآ ہونے کی کوشش کی گئی ہے لیکن وہی قیاسات کے گھوڑے ہی دوڑائے گئے ہیں حضور کا صریح ارشاد دکھلانے میں ناکامی ہی نظر آرہی ہے۔ ان کی اس کوشش کی ناکامی پر انشاء اللہ اپنے موقعہ پر روشنی ڈالی جائے گی۔

محض لغوی اور اسلامی اصطلاح

مزید ثبوت اس بات کا کہ حضور نے اپنے متعلق جو الفاظ نبی وغیرہ استعمال فرماتے ہیں وہ اسی معنی میں استعمال ہیں جس معنی میں اولیاء کے لئے استعمال ہوتے ہیں یہ ہے کہ حضور نے نبوت کی دو الگ الگ اصطلاحیں قائم کی ہیں ایک محض لغوی اور دوسری اسلامی اور حضور کے نزدیک اسلامی اصطلاح میں جو نبی ہوگا وہی درحقیقت زمرۂ انبیاء کا فرد ہوگا اور محض لغوی اصطلاح میں نبی کہلانے والا جماعت اولیاء کا ہی فرد ہوگا جیسا کہ اوپر انجام آتھم کے حوالہ سے گذر چکا ہے یہ دونوں اصطلاحیں حسب ذیل ہیں:۔

محض لغوی اصطلاح

اپنی کتاب اربعین نمبر ۲ صفحہ ۱۸ و ۱۹ پر اپنے الہام جری اللہ فی حلل الانبیاء کی تشریح کرتے ہوئے حاشیہ میں لکھتے ہیں:۔

"یہ الفاظ بطور استعارہ ہیں جیساکہ حدیث میں بھی مسیح موعود کے لئے نبی کا لفظ آیا ہے ظاہر ہے کہ جس کو خدا بھیجتا ہے وہ اس کا فرستادہ ہی ہوتا ہے اور فرستادہ کو عربی میں رسول کہتے ہیں اور جو غیب کی خبر خدا سے پاکر دیوے اسکو عربی میں نبی کہتے ہیں اسلامی اصطلاح کے معنی الگ ہیں اس جگہ محض لغوی معنی مراد ہیں"

اسلامی اصطلاح

"مگر چونکہ اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں یا بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرتے ہیں یا نبی سابق کی اُمت نہیں کہلاتے اور براہ راست بغیر استفادہ کسی نبی کے خداتعالےٰ سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے ہوشیار رہنا چاہیئے کہ اس جگہ بھی یہ معنی نہ سمجھ لیں۔"

(خط ۱۷ اگست ۱۸۹۹ء)

مندرجہ بالا اقتباسات سے واضح ہے کہ حضور نے اسلامی اصطلاح میں نبی ہونے سے انکار کیا ہے اور محض لغوی معنی میں لفظ نبوت کے استعمال کو جائز قرار دیا ہے ہمارا دوسرا مطالبہ علماء ربوہ سے یہ ہے کہ حضور کی کسی تحریر میں دکھلادو کہ حضور نے اسلامی اصطلاح میں نبوت کا اقرار کیا ہو یا یہ لکھا ہو کہ اسلامی اصطلاح اور محض لغوی اصطلاح ایک ہی ہے۔ آج تک اس مطالبہ کو بھی پورا نہیں کیا گیا۔ پس جب یہ ثابت ہو گیا کہ حضور پر اسلامی یعنی شرعی اصطلاح میں لفظ نبی وغیرہ کا اطلاق جائز نہیں تو لامحالہ آپ زمرۂ انبیاء کے فرد بھی نہیں کہلا سکتے زمرۂ اولیاء میں ہی حضور کو شمار کرنا پڑے گا اور زمرۂ اولیاء والے احکام ہی جاری کرنے پڑیں گے۔ وحی غیر تشریعی پر انشاءاللہ آئندہ قسط میں مزید روشنی

بحر حکمت کے موتی۔

(بقیہ صفحہ اوّل)

چاہیئے کہ اپنے اعمال کا جائزہ لیتا رہے کہ آیا وہ حدیث میں بیان کردہ علامت پر پورے اتر رہے ہیں یا نہیں اگر نہیں تو اس کو اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہیئے۔ امام زمان حضرت مسیح موعودؑ نے تو اپنے قول اور عمل سے ثابت کر دیا کہ فی الحقیقت وہ پکے مومن تھے خدا اور اس کا رسول فی الواقع انہیں سب سے زیادہ عزیز تھے فرماتے ہیں

بعد از خدا بعشق محمدؐ مخمرم ٭ گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

اللہ تعالےٰ کے بعد میں محمد صلعم ... کے نشہ میں چور ہوں اے لوگو اگر اس وجہ سے مجھے کافر کہتے ہو تو میں اقرار کرتا ہوں کہ خدا کی قسم میں سخت کافر ہوں۔ یہ محض شاعرانہ کلام نہیں بلکہ آپ کے عمل نے اسے حقیقت کا جامہ پہنا کر رکھ دیا جس کا انکار شدید سے شدید دشمن بھی نہیں کر سکتا۔

تعزیتی پیغامات

بر وفاتِ شیخ غلام قادر ڈار مرحوم و مغفور

از وزیر آباد

مکرمی جناب سیکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اخبار پیغام صلح مؤرخہ ۲۶ رمئی میں حضرت شیخ غلام قادر صاحب کی وفات حسرت آیات کا پڑھکر ازحد صدمہ ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم بزرگ ان ہستیوں میں سے تھے جو جماعت کی تقویت کا موجب تھے آپ کی ساری زندگی دین اسلام اور احمدیت کی سربلندی میں گذری آپ احمدیت کا کامل نمونہ تھے آپ نے سلسلہ کی ترقی اور اسلام کی سربلندی کے لئے جو کام کیا ہے وہ ایک بلند معیاری حیثیت رکھتا ہے جو کام بڑی بڑی جماعتیں نہیں کرسکتیں وہ تن تنہا کرتے تھے یہ کہنا قطعی مبالغہ نہیں کہ مرحوم احمدیت کا ایک ایسا پہلوان تھے جو آخر دم تک سچائی اور اسلام کی بڑائی ثابت کرتے رہے مرحوم احمدیت کا کامل نمونہ تھے۔ وضع قطع نہایت ہی سادہ طبیعت کے نہایت ہی حلیم تھے جہاں بھی کسی احمدی سے ملاقات ہوتی بغلگیر ہو جاتے ایسا معلوم ہوتا جیسے مرحوم کو ملنے والے ہی سے محبت ہے۔ آخری عمر میں گو کمزور تھے مگر اشاعت اسلام کے کام میں بدستور مشغول رہے نمازوں کی باقاعدگی اور تہجد کی نماز بڑے خشوع وخضوع سے پڑھا کرتے تھے۔

خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنیوالے میں

مرحوم کے لواحقین سے اظہار تعزیت فرمادیں مشکور رہوں گا۔

والسلام۔ محمد عبداللہ ولد شیخ محمد جان صاحب وزیر آباد۔

راولپنڈی

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے ایک متدین اور خدا رسیدہ بزرگ شیخ غلام قادر ڈار صاحب کی وفات کے متعلق خبر پڑھکر تمام احباب جماعت کو بے حد صدمہ اور بہت دکھ پہنچا۔ اسی روز بعد از نماز جمعہ مرحوم کی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے غائبانہ نماز جنازہ ادا کی گئی۔

شیخ صاحب مرحوم ایک اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے مرنجاں مرنج طبیعت پائی تھی۔ دین کا جذبہ ان کے اندر کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ ان کی ہر مجلس میں دینی باتوں کا چرچا ہوتا تھا ساتھ بیٹھنے والوں کو بھی وہ انہی باتوں کی تلقین کیا کرتے تھے۔ اُن کی وفات سے جماعت میں ایک بہت بڑا خلا پیدا ہو گیا ہے۔ جس کا پُر ہونا بظاہر مشکل نظر آتا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس جماعت کو ان کا نعم البدل عطا کرے۔

جماعت راولپنڈی اس صدمہ میں مرحوم کے پسماندگان اور لواحقین سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتی ہے۔ دعا ہے اللہ تعالےٰ آپ کو اعلےٰ علیین میں جگہ دے اور انکے پسماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ خاکسار محمد عبداللہ۔

بغداد

آپ کا روانہ کردہ مسیح موعود نمبر ۵ جون کو مل گیا تھا۔ جس میں یہ المناک خبر درج تھی۔ کہ شیخ غلام قادر ڈار صاحب انتقال فرما گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالےٰ ان کی روح پر ہزار ہزار رحمتوں کی بارش فرمائے اور ان کو اعلےٰ علیین میں جگہ دے اور ہمارے لئے ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔ مرحوم بڑی خوبیوں کے مالک تھے سلسلہ کی خدمات اپنے آخری دم تک انجام دیتے رہے انکے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ اسی طرح کا ایک خط حضرت مولنا محمد سعید صاحب بھٹہ صاحب کا ویسٹ افریقہ گھانا سے وصول ہوا ہے۔ کہ سیالکوٹ میں بھٹہ صاحب کے چھوٹے صاحبزادے جن کی عمر قریباً ۲۵ سال تھی۔ قضاء الٰہی سے فوت ہو گئے ہیں۔ اس جانکاہ خبر سے سخت صدمہ ہوا ہے۔ سوائے صبر کے کوئی چارہ نہیں ہے۔ جو کچھ بھی رضائے مولا ہے وہی ہوتا ہے۔ خداوند کریم مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور بھٹہ صاحب اور باقی لواحقین اہل خانہ کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ ہر دو صاحبان کا جنازہ غائبانہ پڑھا گیا ہے اور دعائے مغفرت کی گئی ہے۔

عبدالصدیق

ڈنج گیانا

مجھے بہت غم ہوا ہے جب مجھے معلوم ہوا کہ شیخ غلام قادر صاحب ڈار کا انتقال ہو گیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بدقسمتی کی بات ہے کہ میں نے اُن سے دفتر میں ملاقات کی اور میرے رخصت ہو جانے کے بعد ہی وفات پا گئے۔ یہ اللہ تعالےٰ کو منظور تھا کہ ان کی ملاقات بھی ہو۔ اس صدمہ میں میں اور میری جماعت شریک ہیں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق دے اور مرحوم کو جنت نصیب کرے۔ آپ کا مخلص عبدالرحیم جگو۔

اوکاڑہ

پیغام صلح ۲۶ رمئی ۱۹۶۵ء جب پڑھنے بیٹھا تو مدیر پر شیخ غلام قادر ڈار صاحب کی وفات کی خبر نظر سے گذری۔ دل کو ایک دھکا لگا کہ شیخ صاحب جیسے عالی ہمت انسان بھی موت سے شکست کھا گئے۔ شیخ صاحب نہایت مخلص اور دینی جوش رکھنے والے آدمی تھے ان کو دفتر انجمن میں کام کرتے دیکھکر ہمیں رشک آتا تھا۔ کہ کس قدر عرق ریزی سے بلا دِ غیر کے لوگوں کے سوالات کے جوابات تسلی بخش طور پر دیتے ہیں احمدیت کی تبلیغ میں وہ صفِ اوّل کے مجاہدین میں سے

آہ! جماعت پشاور کی روشن قندیل بجھ گئی

احباب جماعت کو یقیناً یہ پڑھ کر سخت صدمہ ہوگا کہ ہمارے واجب الاحترام بزرگ حضرت قبلہ مولانا عبداللہ جان خاں نیازی، مؤرخہ ۵/۷/۶۵ کو بوقت ۱۰ بجے وفات پاگئے ہیں اناللہ وانا الیہ راجعون - مرحوم دو تین ماہ سے بوجہ سرطان معدہ بیمار چلے آتے تھے ان کے فرزندان نے ان کے علاج کے لئے کافی کوشش کی مگر وہ جانبر نہ ہو سکے - حضرت قبلہ مرحوم جماعت پشاور کے روح رواں تھے - آپ بہت بڑے عالم - متقی و پارسا - نہایت شفیق اور ہمدرد تھے - ان کی جدائی سے ہم روحانی طور پر یتیم ہوگئے ہیں - اللہ تعالیٰ صبر دے - سچ ہے کہ ایک عالم کی موت حقیقت میں ایک عالم کی موت ہوتی ہے -

آپ کے درسِ قرآن شریف - آپ کے خطبات - آپ کی ہمدردیوں اور شفقتوں سے ہم محروم ہوگئے ہیں - آپ تقویٰ کے بلند مقام پر تھے - جب کوئی آپ سے دعا کی درخواست کرتا تو فرماتے خود بھی دعا کرو اور جب کوئی دوست تکلیف میں ہوتا اس میں برابر شریک ہوکر دعا کی تلقین فرماتے - خود بھی اس کے لئے دعا کرتے - اگر کوئی دوست جمعہ کی نماز میں شرکت نہ کرتا تو خود حال معلوم کرنے کے لئے اس کے دولت خانہ پر حاضر ہوتے - بیمار کی عیادت کرنا آپ نے اپنے اوپر فرض کیا ہوا تھا - اس ضعیفی کی عمر میں بھی آپ نے تہجد پڑھنے میں کبھی ناغہ نہیں کیا -

آپ قوتِ ارادی میں بڑے مضبوط تھے بڑے بڑے مناظروں میں آپ کو مقابلہ کرتے ہوئے ہم نے دیکھا ایسے زبردست دلائل دیتے کہ مدِمقابل عاجز آجاتا -

آپ کی زندگی کے اکثر حالات آپ کی اپنی کتاب "حیاتِ حسن" میں موجود ہیں - مزید حالات انشاء اللہ پھر فراہم کرکے احباب جماعت کے سامنے پیش کر دیئے جائیں گے -

آپ کی جدائی سے ہمیں سخت صدمہ پہنچا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں صبر کی توفیق دے - آپ کی نماز جنازہ جناب پروفیسر محمدؐ فاضل صاحب نے اسی روز شام کے ساڑھے چھ بجے پڑھائی - آپ کے جنازہ میں ہزاروں کی تعداد میں لوگ موجود تھے - جماعت پشاور، جماعت سفید ڈھیری، جماعت یازید خیل - گگہ والا، شیخ محمدی اور چارسدہ کے علاوہ غیر از جماعت احباب بھی کافی تعداد میں موجود تھے - آپ کو ۷ بجے کے قریب احمدیہ قبرستان جماعت پشاور میں سپردِ خاک کیا گیا - آپ کے تمام فرزند اور اکثر احباب زار و قطار رو رہے تھے - اس موقعہ پر آپ کے فرزندوں اور آپ کے برادر خورد مولانا عبدالرحمٰن خاں صاحب نیازی کے علاوہ آپ کے اکثر رشتہ دار اور اقارب موجود تھے - جماعتہائے پشاور کے تمام افراد ان کے فرزندان اور ان کے بھائی مولانا عبدالرحمٰن صاحب نیازی کیساتھ اس صدمہ عظیمہ میں برابر کے شریک ہیں - دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور ان کے لواحقین اور ہم سب کو صبر جمیل کی توفیق بخشے - تمام احباب سے جنازہ غائبانہ پڑھنے کی درخواست ہے - والسلام - محمد الرحمٰن سیکرٹری جماعت پشاور

نرسوں کی ضرورت

شیخ میاں محمدؐ ٹرسٹ میٹرنٹی ہسپتال لائل پور (برائے زچہ بچہ) کے لئے دو سند یافتہ اے گریڈ نرسوں کی ضرورت ہے - گریڈ 400-15-325-15-220 ہے - درخواستیں حسب ذیل پتہ پر بھیجی جائیں :-

ایڈمنسٹریٹو آفیسر میاں محمدؐ ٹرسٹ میٹرنٹی ہسپتال سرگودھا روڈ پوسٹ بکس نمبر ۱۲۶ - لائلپور

پیغام صلح مورخہ ۲۱ جولائی ۱۹۶۵ء - رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۶ - شمارہ نمبر ۲۶

انتظامی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک نور الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور جناب پبلشر صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور سے شائع کیا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

پیغام صلح

لاہور

تار کا پتہ:- "تبلیغ" لاہور
فون نمبر:- ۳۷۳۷

زرِ مبادلہ
پاکستان و ہندوستان ... چھ روپے
بیرونی ممالک سے ... ایک پونڈ

مدیر:- دوست محمد
مدیر معاون:- بشیر احمد سوز

فی پرچہ:- ۱۳ پیسے

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوّت را برو شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲- کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۳- قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آیندہ ہوگی۔
۴- سب صحابہؓ اور ائمہؒ قابلِ احترام ہیں۔
۵- سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۶- اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

جلد ۵۳ | یوم چہار شنبہ مورخہ ۲۸ ربیع الاول ۱۳۸۵ھ مطابق ۲۸ جولائی ۱۹۶۵ء | نمبر ۲۷

خاتم النبیین صلعم کے بعد محدثیت یا

اللہ تعالےٰ سے ہمکلامی کا اجرا

ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

لاہور میں ایک شخص عبدالحکیم سے ۱۸۹۲ء میں میری بحث ہوئی۔ اس نے صاف کہدیا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی محدث نہ تھے۔ اور محدث والی حدیث کے یہ معنی کئے۔ کہ اگر محدث ہوتا تو عمرؓ ہوتا۔ گویا یہ ترجمہ کرکے اس نے خدا تعالےٰ پر الزام لگایا۔ کہ گویا اس نے اس اُمت کے آنسو پونچھ دیئے اور کچھ نہ کیا۔ مگر میں پوچھتا ہوں کہ ان لوگوں کو اتنی سمجھ نہیں۔ کہ کیا ایسی ہی کرتوتوں پر وہ اس اُمت کو خیر الاُمم قرار دیتے ہیں جس میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک شخص کبھی ایسا پیدا نہ ہو۔ جس کو خدا تعالیٰ سے کلام کرنے کا شرف ملا ہو۔ اور جو اسلام کی صداقت کے لئے ایک زندہ نمونہ ٹھہرتا۔ ان لوگوں نے عملی طور پر گویا مان لیا ہے۔ کہ اب نہ کسی کا خدا تعالےٰ سے تعلق ہے اور نہ کسی کو مکالمہ الٰہیہ کا شرف حاصل ہے۔ دعاؤں کی قبولیت کا کوئی نشان موجود نہیں ہے۔ بنی اسرائیل کی عورتوں تک کو بھی خدا تعالیٰ سے ہم کلام ہونے کا شرف ملتا تھا۔ لیکن کیا اسلام میں کوئی مرد بھی بنی اسرائیل کی عورتوں جیسا نہیں ہے؟ اے اسلام کے نادان دوستو! غور تو کرو۔ کہ اس سے اسلام پر کیسا حرف آتا ہے۔ کیا خدا تعالیٰ نے اسی واسطے اسلام کو تمہارے لئے پسند کیا تھا۔ اور اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین قرار دیا تھا۔ کہ آیندہ قیامت تک کوئی نشان آپؐ کی صداقت پر قائم نہ ہوتا اور زندگی کے نشان سنائے جاتے۔ مجھے بہت ہی افسوس ہوتا ہے جب میں ان لوگوں کے عقائد پر نظر ڈالتا ہوں۔ ان میں بجز الفاظ کے اور کچھ نظر نہیں آتا۔ اور جو کچھ انہوں نے مان رکھا ہے اس سے اسلام پر بڑے بڑے اعتراضات کرنیکا موقع ملا ہے۔

(تقریر ۲۷ دسمبر ۱۹۰۲ء الحکم جلد ۸ صفحہ ۲۶)

بحر حکمت کے موتی

شریعت اسلامی گنہ گار کو کافر کہنے کی اجازت نہیں دیتی

امام بخاری نے کتاب الایمان میں یہ باب باندھا ہے کہ:-

المعاصی من امر الجاهلية ولا يكفر صاحبها بارتكابها الا بالشرك۔

یعنی معاصی گو... افعال جاہلیہ تو کہلا سکتے ہیں لیکن ان کے مرتکب کو کافر نہیں کہا جا سکتا سوائے اس کے کہ وہ شرک کا مرتکب ہو۔

اس کی تائید میں وہ یہ حدیث لاتے ہیں عن المعرور قال لقيت اباذر بالربذة وعليه حلة وعلى غلامه حلة فسألته عن ذالك فقال انى ساببت رجلاً فعيرته بامه فقال لى النبى صلعم يا اباذر أعيرته بامه انك امرؤ فيك جاهلية اخوانكم خولكم جعلهم الله تحت ايديكم فمن كان اخوه تحت يده فليطعمه مما ياكل وليلبسه مما يلبس ولا تكلفوهم ما يغلبهم فان كلفتموهم فاعينوهم۔ یعنی معرورؓ بیان کرتے ہیں کہ میری ربذہ میں حضرت ابو ذرؓ سے ملاقات ہوئی تو میں نے دیکھا کہ انہوں نے نیا عمدہ حلہ پہنا ہوا ہے اور ویسا ہی حلہ ان کے غلام نے پہنا ہوا ہے میں نے ان سے اس کا سبب دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ میری ایک شخص سے گالی گلوچ ہوئی میں نے اس کو ماں کی گالی دی حضرت نبی کریم صلعم نے اس پر مجھے فرمایا اے اباذر کیا تو نے اس کو ماں کی گالی دی ہے معلوم ہوا تیرے اندر جاہلیۃ کی رگ ہے دیکھو تمہارے بھائی ہی تمہارے غلام بنے ہوئے ہیں جنہیں خدا نے تمہارے ماتحت کر دیا ہے پس جس شخص کا بھائی اس کے ماتحت آجائے اسے چاہیئے کہ جو کچھ

(باقی برصفحہ ۳)

تبلیغی خطوط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
(حضرت مسیح موعودؑ)

(مرتبہ :- میاں ممتاز احمد فاروقی صاحب - لاہور)

ویسٹ انڈیز

ترجمہ خط سلیم خان - ٹرینیڈاڈ - ویسٹ انڈیز - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ - آپ کا خط پڑھکر از حد خوشی ہوئی - اور مجھے زیادہ خوشی اس بات کی ہوئی کہ آپ مجھے کتابیں ارسال کر رہے ہیں میں اب مزید اپنی تحریک میں دلچسپی لینے لگا ہوں - اور میری سوسائٹی کے ممبر آپ کی انجمن کے لئے بہت دعائیں کرتے ہیں - ہمارے پریذیڈنٹ صاحب کو مولینا محمد طفیل صاحب نے اسلام کے متعلق کتابیں بھیجنے کا وعدہ کیا - میں نے اپنے سابقہ خط میں تحریر کیا تھا کہ مجھے کتابیں مل گئی ہیں - اور پڑھ کر اپنے دوستوں کو پڑھنے کے لئے دیں۔

ہماری تجویز ہے کہ ایک کاپی قرآن شریف انگریزی مولینا محمد علی صاحبؒ کی ہر ممبر کو دی جائے - کیا آپ مجھے بتائیں گے کہ اگر یک صد قرآن شریف خرید لئے جائیں تو کیا قیمت ادا کرنی پڑے گی - اس طرح اسلام کے زندہ رہنے کا بہترین طریقہ ہے - جب مولینا محمد طفیل صاحب یہاں تھے تو وہ چند اپنے ساتھ لائے تھے اور انہوں نے ۹ شلنگ کے حساب سے فروخت کئے۔

امید ہے کہ آپ پوری کوشش کریں گے اور ہماری تجویز رائیگاں نہ جائے گی - امید ہے کہ جلدی جواب دیں گے - والسلام

(ان کو لٹریچر بھیجا گیا اور قرآن شریف کی قیمت تحریر کی گئی)

بھارت

ترجمہ خط - اے - این - پی - کھدر کوٹی - بھارت

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ - چھ ماہ پہلے آپ کی کتابیں موصول ہوئیں - میں نے ان کا بغور مطالعہ کیا - ان سے اسلام کے متعلق کافی روشنی حاصل ہوئی - اللہ تعالیٰ آپ کی نصرت کرے میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں - دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے مشن کو ترقی دے میں وعدہ کرتا ہوں کہ آپ کے اصولوں پر اسلام کی ترقی کی کوشش کروں گا اور اسلام کی سچائی لوگوں پر ظاہر کروں گا۔

میں پھر التماس کرتا ہوں کہ مجھے مزید کتابیں جتنی جلدی ہو سکے ارسال کریں میں سوائے آپ کی کتابوں کے اور کسی کتاب سے بھائیوں کو تعلیم نہ دوں گا امید ہے کہ آپ میری درخواست ضرور قبول کریں گے - والسلام

(ان کو لٹریچر بھیجا گیا)

ترجمہ خط - سیکرٹری ہدایا لائبریری - انڈیا -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ - مجھے بہت خوشی ہوتی ہے کہ مندرجہ ذیل کتابیں پرافٹ آف اسلام - اسلام اینڈ کرسچینٹی - اور نیو ورلڈ آرڈر موصول ہوئی ہیں لیکن مجھے اخبار لائٹ نہیں ملی مہربانی فرما کر بہت جلدی اخبار لائٹ مجھے ارسال کریں - ان کتابوں کے مطالعہ سے مجھے اسلام کے متعلق علم ہوا ہے - ان کتابوں سے انگریزی نو (مسلم)

لوگوں نے بہت علم حاصل کیا ہے - مہربانی فرما کر ہماری لائبریری کے لئے ریلیجن آف اسلام - ارلی کیلیفیٹ - ٹیچنگز آف اسلام ضرور ارسال کریں - آپ کی بہت نوازش ہوگی -

(ان کو ٹیچنگز آف اسلام - ریلیجن آف اسلام ارلی کیلیفیٹ ارسال کی گئی اور خط کا جواب بھی دیا گیا)

نائیجیریا

ترجمہ خط - ملام داؤد - ڈی - احمد - زاریہ - نائیجیریا -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ - امید واثق ہے کہ میرا خط آپ کو جلدی موصول ہوگا اور میری فوری مدد کریں گے کیونکہ میں نیا مسلمان ہوا ہوں - میرا نام ڈیوڈ ڈالو ڈی احمد تھا اور اب میرا نام داؤد الو ڈی احمد ہے آپ کی بڑی نوازش ہوگی اگر آپ مجھے مسلم پریئر بک عربی اور انگریزی کی ارسال کریں - نیز میں بہت خوش ہوں گا اگر آپ مجھے انگریزی ترجمۃ القرآن ارسال فرمائیں - امید ہے کہ اس پر ضرور غور کریں گے۔

(ان کو پریئر بک - اسلام دی ریلیجن آف ہیومینٹی فیکٹس اباؤٹ احمدیہ موومنٹ ارسال کی گئی اور خط کا جواب دیا گیا)

(۲)

ترجمہ خط - ملام عبدالکریم صلاح الدین الورن - نائیجیریا -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ - میں یہ چند سطور آپکی خدمت میں تحریر کر رہا ہوں - میری غرض ہے کہ میں احمدیہ لٹریچر کا مطالعہ کروں جس کی مجھے کئی سالوں سے خواہش تھی -

میں نے فیصلہ کیا ہے کہ سوائے احمدیہ تحریک کے اور کوئی جماعت میری اور میرے خاندان کی اسلام کے متعلق امداد نہیں کر سکتی میں بہت مشکور ہوں گا اگر آپ مجھے چند کتابیں اسلامی تعلیم کے متعلق ارسال کریں - میں پرائمری سکول میں عربی استاد بھی ہوں - اگر قرآن شریف اور چند مذہبی کتابیں لڑکوں کو پڑھانے کے لئے ارسال کریں تو بہت مشکور ہوں گا -

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۲۸ جولائی ۱۹۶۸ء

جنوبی افریقہ میں جماعتِ احمدیہ کی مشکلات اور ایک مسجد تعمیر کرنے کی ضرورت

جنوبی افریقہ میں جماعت احمدیہ اس وقت بعض سخت ترین مصائب و مشکلات میں سے گزر رہی ہے۔ مولویوں کے غلط پروپیگنڈا سے متاثر ہو کر وہاں کی جوڈیشل کونسل نے یہ ریزولیشن پاس کیا ہے کہ:۔

(۱)۔ تمام، قادیانی اور بہائی مرتد ہیں۔

(۲)۔ ان کو مسلمانوں کی مساجد میں داخلے کی اجازت نہیں۔

(۳)۔ وہ مساجد میں شادیوں کی تقریبات ادا نہیں کر سکتے۔

(۴)۔ کوئی مولوی یا امام ان کی شادیوں میں شامل نہیں ہو سکتا۔

(۵)۔ احمدیوں اور مسلمانوں کے مابین رشتہ ناطہ نہیں ہو سکتا۔

(۶)۔ انہیں مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنے کی اجازت نہیں اور نہ ہی ان کے جنازہ میں کوئی مسلمان شامل ہو نہ نماز جنازہ پڑھے۔

(۷)۔ ان کا ذبیحہ کوئی مسلمان نہ کھائے نہ انہیں ذبیحہ بھیجے۔

جوڈیشل کونسل کے اس فیصلہ سے جو نتائج پیدا ہو سکتے ہیں اور جماعت کے رستہ میں جو مشکلات حائل ہو گئی ہیں وہ ناقابلِ بیان ہیں۔ ان مشکلات سے عہدہ برآ ہونے کے لئے ضرورت ہے کہ ایسے سامان بہم پہنچائے جائیں جو مولویوں کی پیدا کردہ غلط فہمیوں کو رفع کرنے اور جوڈیشل کونسل کے فیصلہ کو بدلوانے کا موجب ہوں۔ اس غرض کے لئے میاں حماد احمد صاحب فاروقی انچارج فارن مشن کی طرف سے ایسا لٹریچر وہاں بھیجا جا رہا ہے جس میں احمدیت کی صحیح پوزیشن اور تعلیمات کو واضح کیا گیا ہے۔ حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب مرحوم کی کتاب مجددِ اعظم کے دو ابواب "احمدیت علمی رنگ میں" اور "احمدیت عملی رنگ میں" اور حضرت مسیح موعود کے اپنے تحریر کردہ عقائد کے انگریزی تراجم بھی وہاں بھیجے گئے ہیں جو امید ہے اچھا اثر پیدا کرنے کا موجب ہوں گے۔

اسی سلسلہ میں جماعت کے استحکام اور تقویت کے لئے جس چیز کی وہاں سب سے زیادہ ضرورت ہے وہ ایک احمدیہ مسجد کا قیام ہے، مسجد جماعت کے اجتماع اور تبلیغ دین کا بہترین ذریعہ ہے حضرت مسیح موعود نے اس ذریعہ کے مؤثر ہونے اور مسجدیں بنانے پر خاص طور پر زور دیا ہے آپ فرماتے ہیں:۔

"اس وقت ہماری جماعت کو مساجد کی بڑی ضرورت ہے، یہ خانہ خدا ہوتا ہے، جس گاؤں یا شہر میں ہماری جماعت کی مسجد قائم ہو گئی، تو سمجھو کہ جماعت کی ترقی کی بنیاد پڑ گئی، اگر کوئی ایسا گاؤں ہو یا شہر جہاں مسلمان کم ہوں یا نہ ہوں اور وہاں اسلام کی ترقی کرنی ہو تو ایک مسجد بنا دینی چاہیئے پھر خدا تو مسلمانوں کو کھینچ لاوے گا لیکن شرط یہ ہے کہ قیام مسجد میں نیت بہ اخلاص ہو، محض للہ اسے کیا جاوے نفسانی اغراض یا کسی شر کو ہرگز دخل نہ ہو تب خدا برکت دے گا۔" (البدر جلد ۳ نمبر ۳۲ مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۰۴ء)

حضرت مسیح موعود کے اس ارشاد سے مسجد کی اہمیت واضح ہے اسی اہمیت کے پیش نظر جنوبی افریقہ کے امام جماعت احمدیہ مسٹر داؤد سیڈو جو کچھ عرصہ سے احمدیہ بلڈنگس لاہور میں مقیم ہیں جماعت کے اہل ثروت اصحاب سے اپیل کی ہے کہ وہ جنوبی افریقہ کے دارالخلافہ کیپ ٹاؤن میں ایک مسجد کی تعمیر کے لئے مالی امداد دیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ:۔

"کیپ ٹاؤن (جنوبی افریقہ) میں ہماری جماعت کو ایک مسجد کی شدید ضرورت ہے لیکن بعض ناگفتہ بہ حالات کی وجہ سے ہم مالی لحاظ سے اس قابل نہیں کہ مسجد تعمیر کرا سکیں اس لئے میں جماعت کے اہل ثروت اصحاب سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس کار خیر میں امداد دے کر عنداللہ ماجور ہوں اس سے ہماری تبلیغی مساعی کو معتد بہ فائدہ حاصل ہوگا مسجد کے بغیر جماعت کے استحکام اور تبلیغی مساعی کا فروغ مشکل ہے امید ہے اہل ثروت اصحاب اس طرف توجہ فرما کر اجر عظیم حاصل کریں گے۔"

اس جگہ یہ بتانا ضروری ہے کہ مسٹر داؤد سیڈو جنوبی افریقہ کی احمدی جماعت کے روح رواں ہیں، وہ غیر از جماعت مسلمانوں اور عیسائیوں میں احمدیت اور اسلام کی حقیقت کو نہایت کامیابی کے ساتھ واضح کرتے رہے ہیں اور انہی کی انتھک کوششوں کا نتیجہ ہے کہ جنوبی افریقہ میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی ایک شاخ قائم ہو گئی ہے۔ اسی شاخ کی نمائندگی کیلئے مسٹر سیڈو گذشتہ دسمبر ۱۹۶۴ء میں گولڈن جوبلی کے جلسہ میں تشریف لائے ان کی علمی قابلیت اور حضرت مسیح موعود کے ساتھ والہانہ محبت و عقیدت کا اظہار ان تقاریر سے ہوتا ہے جو انہوں نے مرکز اور بیرونی جماعتوں میں پھر کر کیں، وہ چند ماہ کے بعد یہاں سے اپنے وطن واپس تشریف لے جانے والے ہیں، اور چاہتے ہیں کہ واپسی سے پیشتر تعمیر مسجد کے لئے مالی امداد فراہم ہو جائے۔ تاکہ مذکورہ بالا مشکلات کے پیش نظر جماعت کو ایک ایسی پناہ گاہ مل جائے، جو اس کے استحکام اور ترقی کا موجب ہو اور جنوبی افریقہ میں تبلیغ اسلام کا جو پودا انہوں نے لگا رکھا ہے وہ ضائع ہونے سے بچ جائے۔

امید ہے احباب کرام اس اہم قومی ضرورت کی طرف خاص توجہ فرمائیں گے اور سیڈو صاحب کی اپیل کا تسلی بخش جواب دے کر عنداللہ ماجور ہوں گے۔

بحر حکمت کے موتی — بسلسلہ صفحہ (۲)

وہ خود کھاتا ہے اسی سے وہ اپنے بھائی کو کھلاتے اور جو کچھ وہ خود پہنتا ہے ویسا ہی لباس اس کو پہنائے (اسی لئے میرے اور میرے غلام کے حلّہ میں آپ فرق نہیں دیکھتے) ایسے کام کرنے کا انہیں مکلف مت بناؤ جس کا سرانجام دینا ان کی طاقت سے بڑھ کر ہو اگر ایسا کرو تو پھر اس کو سرانجام دینے میں ان کی مدد کرو۔ یہ حدیث بتلا رہی ہے کہ غلاموں کے ساتھ کس قسم کا سلوک اسلام چاہتا ہے کہ کیا جائے۔ یہ کہہ کر کہ تمہارے بھائی ہی تمہارے غلام بنے ہوئے ہیں ان کو آزاد کرنے کی ترغیب دلاتا ہے۔ دوسرا گالی نکالنے کو اسلام کس قدر ناپسند کرتا ہے کہ اسے بھی افعال جاہلیہ میں شمار کرتا ہے اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ صحابہؓ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو عملی جامہ پہنانے میں کس قدر مستعد رہتے تھے اور اس کو اپنے لئے کتنی بڑی سعادت یقین کرتے تھے۔ پھر سب سے بڑھ کر یہ حدیث اس امر پر بھی روشنی ڈالتی ہے کہ گناہ کا ارتکاب کرنے والا مسلمان گو اس کا فعل جاہلیت کا ہی فعل کیوں نہ ہو اس پر کفر کا فتوے نہیں لگایا جا سکتا امام الزمان کو شناخت نہ کرنے والا گو جاہلیت کی موت مرتا ہے پھر بھی اسے کافر نہیں قرار دیا جا سکتا۔

حضرت مسیح موعودؑ نے اسی بناء پر اپنے منکر کو کبھی کافر نہیں کہا بلکہ زیادہ سے زیادہ گنہگار ہی قرار دیا ہے چنانچہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۳ پر فرماتے ہیں:۔

"پس جس شخص پر میرے مسیح موعود ہونے کے بارہ میں خدا کے نزدیک اتمام حجت ہو چکا ہے اور میرے دعوے پر وہ اطلاع پا چکا ہے وہ قابل مواخذہ ہوگا کیونکہ خدا کے فرستادوں سے دانستہ منہ پھیرنا ایسا امر نہیں ہے کہ اس پر کوئی گرفت نہ ہو اس گناہ کا دادخواہ میں نہیں ہوں بلکہ ایک ہی ہے جس کی تائید کے لئے میں بھیجا گیا یعنی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ میرا نہیں بلکہ اس کا نافرمان ہے جس نے میرے آنے کی پیشگوئی کی"

مبارک تقریب

۲۵ جولائی ۱۹۶۸ء کو عزیزہ مبارکہ احمد صاحبزادی مولینا آفتاب الدین احمد صاحب مرحوم ...... کی شادی کی تقریب فضل اشرف صاحب (بی۔ ایس۔ سی۔ انجنیئر) کے ساتھ عمل میں آئی۔ حضرت امیر ایدہ اللہ نے مسلم ہائی سکول نمبر ۱ میں خطبہ نکاح پڑھا اور

آپ کے خطوط

جلسہ میلاد النبی صلعم

محترم مولٰینا صاحب۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

جلسہ سیرت النبی کی رپورٹ برائے اشاعت اخبار پیغام صلح ارسال ہے۔

"۱۲۔ ربیع الاوّل کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یوم ولادت کے موقعہ پر جماعت احمدیہ لائل پور نے مسجد احمدیہ میں بعد از نماز مغرب جلسہ سیرت النبی کا انعقاد کیا۔ جلسہ کی حاضری بہت خوش کن تھی۔ اجلاس کے خاتمہ پر احباب میں شیرینی تقسیم کی گئی۔ مندرجہ ذیل احباب نے آنحضرت صلعم کی سیرت اور اسوۂ حسنہ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔

عبدالرّب خان صاحب برہم۔ چوہدری علی محمد صاحب ماہی۔ محترم جساوت خانم صاحبہ ایم اے۔ محترم حافظ شیر محمد صاحب نوشہابی۔ مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع۔

مکرم الحاج شیخ مولا بخش صاحب نے درود شریف کی خاص طور پر تلقین فرمائی۔"

خاکسار۔ محمد صالح نور۔ لائل پور

زندہ جاوید ہستیاں

محترم ایڈیٹر صاحب پیغام صلح۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

مرحوم و مغفور شیخ غلام قادر صاحب کی ذات کی خبر رحلت ایک سانحہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ نائیجیریا میں حضرت مرزا صاحب کے علاوہ جماعت احمدیہ کی جن بزرگ ہستیوں کا نام یہاں آنے کے بعد میں نے لوگوں سے سنا اُن میں یہ مجاہد انسان بھی ہے۔

حضرت مولٰنا محمد علی علیہ الرحمۃ۔ حضرت خواجہ کمال الدین علیہ الرحمۃ کے بعد مولٰنا یعقوب خان۔ حضرت مولٰینا صدرالدین صاحب اور رندھاوا صاحب کے نام سرزمین نائیجیریا میں زندہ رہیں گے۔

نائیجیریا میں کوئی لکھا پڑھا مسلمان ایسا نہیں ہے۔ جو تحریک احمدیت سے ان زندہ جاوید ہستیوں کے پھلوں سے فیض یاب نہ ہوا ہو۔ یہ وہ لوگ ہیں جو یہ کہنے کے مستحق ہیں ؎

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

مخالفین تحریک احمدیت کے اگر کان اور آنکھیں ہیں۔ تو یہاں آکر سنیں اور دیکھیں۔ کہ آسمان اور زمین کس کی وفات پر روتے ہیں۔ کوئی ایسا تعلیم یافتہ انسان ہے جو حضرت مولٰنا محمد علی رحمۃ اللہ کا ذکر آنے پر فوراً ہی نہ کہہ اٹھتا ہو Of Blessed Memory اگر احمدیت کے ان مجاہدین اسلام کی تحریریں اس ملک میں نہ آتیں۔ تو تعلیم یافتہ لوگوں میں شاید ہی کوئی مسلمان نظر آتا۔ ابھی چند دنوں کی بات ہے۔ ایک مجلس میں ایک غیر احمدی مسلمان بزرگ نے علانیہ اعتراف کیا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے بعد مرزا صاحب کا کام پہلے درجہ پر ہے۔ پاکستان و ہندوستان میں تحریک احمدیت کے مخالفین جو اس تحریک کے خلاف اور اپنی نسبت جو ملامت ترقی کر رہی ہیں حضرت مرزا صاحب کے اس چیلنج کا جواب دینے میں سب ناکام ہیں۔ وہ اگر مردی ہو تو دائرہ اسلام اندر آئے۔ شیخ صاحب مرحوم بھی اس ...... ملک میں اسی طرح زندہ ہیں۔ جس طرح حضرت مولانا محمد علی رح و حضرت خواجہ کمال الدین اور بعید نہیں کہ جس طرح مجھے ایک تعلیم یافتہ گروہ سے یہ بات سننے کا ایک بار شمالی نائیجیریا میں موقعہ ملا۔ کہ مولانا محمد علی رح مرے نہیں بلکہ زندہ آسمان پر اٹھائے گئے ہیں۔ چنانچہ جیسے میں نے چشم دید شہادت مولانا مرحوم کے مدفون ہونے کی دی۔ مگر ان نوجوانوں نے میری شہادت کو تسلیم نہ کیا۔ اسی طرح شیخ غلام قادر صاحب مرحوم کی نسبت بھی جماعت احمدیہ کا کوئی فرد نائیجیریا میں مسلمانوں کو یہ کہتا سنے گا کہ اُن کا بھی رفع جسمانی ہوا ہے۔ اور اس کی شدید تردید بھی اُن مسلمانوں کو شیخ صاحب کی جسمانی موت کا قائل نہ کر سکے۔ والسلام

(قاضی عبدالرشید۔ لیگاس نائیجیریا)

قابلِ غور برائے احمدی احباب (ربوہ)

مکرمی ایڈیٹر صاحب پیغام صلح۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

میرے برادر حقیقی چوہدری محمد یونس صاحب کی اہلیہ صاحبہ مرحومہ کی وفات حسرت آیات پر ہر دو احمدی جماعتوں نے میری اقتدا میں نماز جنازہ ادا کی۔ جس کی چوہدری فیض احمد صاحب۔ امیر جماعت ربوہ نے اجازت دی اور کچھ آدمیوں کو خود بھیجا۔ قبل اس کے راقم الحروف نے حاجی اللہ بخش ...... صاحب کی خدمت میں استدعا کی۔ کہ نماز جنازہ پڑھائیں اور اصرار بھی کیا۔ لیکن حاجی صاحب موصوف نے فرمایا۔ کہ راقم الحروف ہی نماز جنازہ پڑھائے۔ چنانچہ جنازہ پڑھایا گیا۔ جو اسلامی اتحاد اور جماعتی استحکام کا منہ بولتا ثبوت تھا۔ جس کا بہترین نتیجہ اور اثر پیدا۔ لیکن افسوس! کہ دو تین دن کے بعد مقامی جماعت نے اس اتحاد کا وہ ستیاناس کیا کہ باید و شاید۔ الامان والحفیظ۔ واقعہ یوں ہوا کہ کچھ آدمیوں نے بروز جمعہ مسجد میں سوال اٹھایا۔ کہ راقم الحروف کی اقتداء میں نماز جنازہ ناجائز ہے۔ اگر جائز ہے تو ہمیں اندھیرے میں آج تک کیوں رکھا گیا۔ اور مقامی امام جماعت احمدیہ چوہدری فیض احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ ربوہ نے معترضین کی بات کی تصدیق کی۔ اور فرمایا کہ حاجی اللہ بخش صاحب نے سخت غلطی کی ہے۔ جس کی حاجی صاحب موصوف کو معافی مانگنی چاہیئے۔ چنانچہ حاجی صاحب موصوف نے معافی مانگ لی اور معافی دے دی گئی۔ میں اُن حضرات کا تہ دل سے مشکور ہوں جنہوں نے سوال اٹھا کر آپ کا کردار واضح کر دیا۔ اور قول و فعل کا بھانڈا چوراہے میں پھوڑ دیا۔ اور کبر مقتاً عند اللہ ان تقولون ما لا تفعلون کی اچھی تفسیر کروائی۔ کہ آپ کے قول اور عمل میں مطابقت ضروری نہیں۔ گویا قول خداوندی کو نظر تحقیر دیکھا نہ شریعت اسلام کا پاس کیا۔ نہ احمدیت کی تعلیم کو اپنایا۔ بلکہ ہوائے نفس کی پیروی کی اور فخلف من بعدھم خلف اضاعوا الصلوٰۃ واتبعوا الشھوات (ترجمہ:۔ جب ناخلف پیدا ہوتے ہیں۔ تو اپنی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں۔ اور اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم ولا تتبعوا من دونہ اولیاء (ترجمہ:۔ جو تمہاری طرف تمہارے رب نے نازل کیا ہے۔ اسی کی پیروی کرو۔ اس کے سوائے اور سرپرستوں اور رفیقوں کی پیروی مت کرو۔ لیکن یہاں تو معاملہ ہی اُلٹا ہے۔ میرے احمدی بھائیو! اس دن سے ڈرو جس وقت سب تعلقات منقطع ہوں گے۔ اور خداوند کریم کے روبرو پیش ہوں گے۔ اس وقت سرور دو جہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بڑے درد دل سے دربار خداوندی یوں گویا ہوں گے:۔

وقال الرسول یا رب ان قومی اتخذوا ھذا القرآن مھجورا ۵ (ترجمہ:۔ اور اس وقت رسول کہے گا۔ اے میرے رب اس قوم نے اس قرآن کو چھوڑ دیا۔ امور مذکورہ بالا کو دیکھتے ہوئے مندرجہ ذیل سوالات پیدا ہوتے ہیں کہ:۔

(ا) ۔ کیا شریعت اسلام میں مندرجہ بالا بات کا کوئی ثبوت موجود ہے؟

(ب) ۔ کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لٹریچر میں یہ بات پائی جاتی ہے؟

(ج) ۔ کیا سلسلہ احمدیہ کے قانون میں یہ امر داخل ہے؟

اب دوسرا رخ ملاحظہ فرمائیں:۔

(ا) ۔ کیا حاجی اللہ بخش صاحب کا معافی مانگنا از روئے شرائط بالا جائز ہے؟

(ب) ۔ کیا چوہدری فیض احمد صاحب کو بحیثیت امام مقامی جماعت شریعت اور تعلیم مسیح موعود علیہ السلام کو بدل ڈالنے کا حق حاصل ہے؟

(ج) کیا کسی احمدی کا کسی احمدی کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے؟

امر واقعہ پر بھی ایک نظر ڈالیں:۔

(ا) ۔ کیا بزرگوارم چوہدری غلام محمد صاحب امیر مرحوم برادرم محمد یونس کے پیچھے نماز جنازہ میں کھڑے نہیں ہوتے تھے؟

(ب) کیا چوہدری صاحب مرحوم مغفور نے بڈھا کشمیری (غیر احمدی) سکنہ پولہ مہاراں کا جنازہ نہیں پڑھا تھا؟

(ج) ۔ کیا بڈھا کشمیری مخالف نہ تھا۔ اور بُرا نہ بولتا تھا؟

فتدبروا یا اولی الالباب

میرے بزرگو اور دوستو!

اگر یہ واقعات صحیح ہیں۔ اور یقیناً صحیح ہیں۔ تو پھر آپ کا اور حاجی صاحب موصوف کا یہ عمل محل نظر ہے۔ اگر حاجی اللہ بخش صاحب اور آپ اس کا کوئی تردیدی ثبوت پیش نہ کر سکیں۔ اور یقیناً نہ کر سکیں گے۔ تو کیا عذر گناہ بدتر از گناہ کا مصداق نہ بنیں گے۔

اگر در خانہ کس است ہمیں قدر بس است

؎ اے احمدی جماعت تیرے دل کو کیا ہوا
تو جاگتی ہے یا تری باتیں ہیں خواب میں
ہمیں کچھ کیوں نہیں بھائیو نصیحت ہے غریبانہ
کوئی جو پاک دل ہووے دل و جاں اُس پہ قرباں ہے

والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔

السائل الی الخیر (احقر) اللہ دتہ مواحد (احمدی)

از منگولہ ۲۴

بقیہ مبارک تقریب از صفحہ ۳

دلہن کے بھائی میاں ناصر احمد نے احباب کو پُر تکلف دعوت طعام دی۔ ہم اس تقریب سعید پر بیگم صاحبہ مولٰینا آفتاب الدین احمد صاحب اور میاں ناصر احمد صاحب کو تہ دل سے مبارکباد عرض کرتے ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ اس تعلق کو جانبین کے لئے موجب خیر و برکت فرمائے۔ آمین۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک تعلیمات دنیا میں قیامِ امن کا موجب ہیں

میلاد النبی صلعم کی سب سے بڑی غرض نبی کریم صلعم کی تعلیمات پر عمل کرنا ہے

خطبہ جمعہ مورخہ ۱۶ جولائی ۱۹۶۵ء۔ فرمودہ حضرت امیر قوم مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

ان اللہ وملٰئکتہ یصلون علی النبی۔ یایھا الذین اٰمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما ——— (الاحزاب) ———

اللہ تعالیٰ اور ملائکہ کی طرف سے رسولِ کریم صلعم پر درود

اللہ تعالیٰ اعلان فرماتا ہے۔ کہ اللہ اور اس کے فرشتے سب مل کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں کسی اور آسمانی کتاب میں کہیں ایسا نظر نہیں آتا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ اعلان فرمایا ہو کہ میں اور میرے فرشتے فلاں نبی اور فلاں رسول پر درود بھیجتے ہیں۔ زمین و آسمان کا بادشاہ جو کسی کا محتاج نہیں وہ ایک شخص پر فرشتوں کے ساتھ مل کر درود بھیجتا ہے۔ معلوم ہوا کہ اس شخص نے کوئی بہت اہم کارنامہ انجام دیا ہے جس کی وجہ سے ان پر درود بھیجا جاتا ہے۔ انسان تو اللہ تعالیٰ کی مدح سرائی کرتا ہے لیکن یہاں اللہ تعالیٰ انسان کی مدح سرائی کر رہا ہے۔

حضرت نبی کریم صلعم کا مشکل ترین کام

اللہ تعالیٰ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد جو کام کیا ہے وہ مشکل تھا عرب کے لوگوں کو صحیح راستہ پر لانا جبکہ وہ طرح طرح کی بیماریوں میں مبتلا تھے آسان نہ تھا۔ وہ قوم بت پرستی کرتی اور اس پر فخر کرتی تھی۔ بتوں پر وہ شیدا تھے اور حضرت نبی کریم صلعم کی یہ بات برداشت نہیں کر سکتے تھے کہ بت کسی کام کے نہیں۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اعلان اہلِ عرب میں برہمی اور سخت ناراضی پیدا کرنے کا موجب تھا، اس کی وجہ سے ساری کی ساری قوم حضرت صلعم کے مقابلہ پر کھڑی ہو گئی۔ انہوں نے ارادہ کر لیا کہ جو شخص ہمارے بتوں کی توہین کرتا ہے ہم اس کو زندہ نہیں رہنے دیں گے بت پرستی کے علاوہ عرب قوم طرح طرح کی اخلاقی بیماریوں میں مبتلا تھی۔ شراب خواری، بدکاری اور جوا عام تھا دن رات جنگ رہتی تھی۔ ملک کے اندر فساد برپا تھا۔ اتنے بڑے ملک اور اس قسم کی قوم کی اصلاح کے لئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مقرر کیا گیا۔ اسی وجہ سے حضرت صلعم نے فرمایا تھا خشیت علی نفسی مجھے اپنی جان کے لالے پڑ گئے ہیں کہ یہ کام کس طرح سے سرانجام دیا جائے گا۔ کوئی ایک بات ہو تو اس کی اصلاح کی جائے۔ یہاں تو بے شمار باتیں ہیں جو قابلِ اصلاح ہیں۔ قوم کی قوم بدیوں اور بد اخلاقیوں کی شکار ہے۔

شراب کو کون چھوڑتا ہے۔ اور شراب کے جو نتائج ہیں اور اس سے جو بدکاریاں پیدا ہوتی ہیں ان کو کون نہیں جانتا تاہم شراب کے رسیا اس کا پینا ترک نہیں کرتے وہ جوا کھیلتے تھے۔ لڑائی کے موقع پر بالخصوص جوا کھیلا جاتا۔ وہ جو جوا ہار جاتا وہ قوم کو اور لشکر کو گوشت مہیا کرتا۔ جوا آج بھی خطرناک طور پر یورپین ممالک میں کھیلا جاتا ہے شراب خواری اور اس کے نتائج وہاں کھلے طور پر پائے جاتے ہیں۔

شدید ترین ایذا رسانیاں

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جیسا کہ فرمایا خشیت علی نفسی ان کو ۱۳ سال قوم سے مار کھانا پڑی۔ آپ کے ساتھیوں کو لگاتار دکھ درد میں مبتلا کیا گیا۔ ان کی بے حرمتی کی جاتی تھی لیکن مرد ہو یا عورت جو ایک دفعہ کلمہ پڑھ لیتا تھا اس کو دنیا کی کوئی مصیبت و مشکل منحرف نہیں کر سکتی تھی۔ عورتوں میں بھی اسی قسم کا استقلال تھا۔ بڑی بڑی ایذائیں مسلمان عورتوں کو دی گئیں لیکن ان کا ایمان بالکل متزلزل نہ ہوا۔ ابوطالب کے پاس قوم آئی۔ کہ عمارہ بن ولید ایک خوبرو نوجوان ہے۔ آپ کو نوجوان مطلوب ہے۔ ہم آپ کو وہ نوجوان دے دیتے ہیں۔ آپ اپنے بھتیجے کو ہمارے حوالہ کر دیں جو قوم و ملک میں فساد برپا کرتا اور ہمارے بتوں کی توہین کرتا ہے۔ ہمارے آباؤ اجداد کے مذہب کو برا کہتا ہے۔ اس کو ہمارے سپرد کر دیں تاکہ ہم اس کا سر قلم کر دیں۔۔۔ ابوطالب نے ان کو جواب دیا کہ۔ اذا تروح الابل ان حنت ناقۃ الی غیر فصیلھا دفعتہ الیکم۔ جب شام کے وقت اونٹنیاں اپنی چراگاہوں سے واپس گھروں کو آتی ہیں تو ان کے دودھ کی جگہ دودھ بھرپور ہوتی ہے۔ یعنی ان کے تھن دودھ سے بھرے ہوئے ہوتے ہیں۔ اگر کوئی اونٹنی اپنے بچے کو چھوڑ کر کسی دوسرے بچے کو دودھ پلا سکتی ہے تو میں بھی اپنے بچے کو تمہارے حوالے کر دوں گا۔ اگر جانور ایسا نہیں کر سکتے تو میں انسان ہو کر اپنے بچے کو تمہارے سپرد کیسے کر سکتا ہوں۔

اندازہ لگایئے کہ حضرت نبی کریم صلعم کے متعلق کس حد تک خطرناک دشمنی ہے۔ اور کس حد تک وہ لوگ تیار ہیں کہ حضرت صلعم کو ختم کر دیں اور آپؐ کے ساتھیوں کو اور آپؐ کے دین کو نیست و نابود کر دیں۔

ابوطالب کی طرف سے آنحضرت صلعم کی امداد اور ستائش

ابوطالب نے آنحضرت صلعم کے کان میں کہا واللہ لن یصلوا الیک بجمعھم حتی اوسد فی التراب دفینا

خدا کی قسم اگر سارے کا سارا ملک حملہ کر کے تمہاری جان لینا چاہے تو بھی تمہارا بال بیکا نہیں کر سکتا جب تک میں مر کر مٹی نہ ہو جاؤں اس وقت تک دشمن تم کو ہاتھ نہیں لگا سکتا۔ اور ایک قصیدہ میں حضرت صلعم کا یہ مقام بیان کیا

وشق لہ من اسمہ لیجلہ
فذو العرش محمود وھذا محمد

یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے نام کا ایک حصہ کاٹ کر محمدؐ کو دے دیا ہے تاکہ ان کا جلال قائم ہو۔ سو ذوالعرش کا نام محمود ہے۔ اور ان کا محمدؐ (یعنی دونوں میں صرف د کا فرق ہے) یہ دونوں قابلِ ستائش ہیں۔

اہلِ عرب کی یورشیں اور نبی کریمؐ اور صحابہؓ کا ثبات و استقلال۔

حضرت نبی کریم صلعم نے ۱۳ سال مار کھائی اور عزیز و اقارب اور ساتھیوں کو دو دفعہ حبشہ میں جا کر جان بچانا پڑی۔ تیسری دفعہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود اور سارے ساتھی بھاگ کر مدینہ چلے گئے۔ یہ کتنی بڑی مصیبت ہے۔ جو حضرتؐ کو اور آپ کے رشتہ داروں اور ساتھیوں کو برداشت کرنا پڑی لیکن یہ تمام تکالیف ان کو متزلزل نہ کر سکیں جتنی بڑی مصیبتیں اٹھائیں اتنے ہی بڑے مقام انہیں حاصل ہوئے حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا نحن معاشر الانبیاء اشد بلاءً پہلے پیغمبری تو دی جاتی ہے۔ لیکن مصیبتیں بھی بڑی جھیلنا ہوتی ہیں طرح طرح کے پہاڑ ہم پر گرائے جاتے ہیں تمام دنیا سے بڑھ کر ہم پر مشکلات آتی ہیں۔ وہ مصیبت حضرت صلعم پر آئی۔ وہ مصیبت حضرت صلعم نے دیکھی ہے۔ آپ کے رشتہ داروں نے دیکھی ہے جو دوسرے کسی نبی کی زندگی میں نظر نہیں آتی مدینہ پر بھی مکہ کے لوگوں نے یورش پر یورش کی لڑائیوں میں حضرت نبی کریم صلعم زخمی ہوئے۔ آپؐ کے ساتھی زخمی اور شہید ہوئے باوجود ان تکالیف کے یہ شخص استقلال کا پہاڑ ہے۔ پاؤں میں لغزش نہیں آئی۔

نبی کریم صلعم کے نمونہ کا اثر اہلِ عرب کی اصلاح

آپؐ نمونہ ہیں ان لوگوں کے لئے جو کہتے ہیں کہ مشکلات بہت ہیں اور اس وجہ سے کلمہ حق کہنے اور خدمت دین سے گریز کرتے ہیں، جو نمونہ حضرت صلعم نے پیش کیا اس کو دیکھ کر آخر کار سارے کا سارا عرب مسلمان ہو گیا۔ جو دن رات لڑتے تھے وہ شیر و شکر ہو گئے۔ بھائی بھائی بن گئے۔ ایک دوسرے کے غم خوار ہو گئے۔ دنیا نے ایسی اخوت کہیں نہیں دیکھی جو حضرت صلعم نے اپنے متبعین کے اندر پیدا کی حضرت صلعم نے ملک کو ہر قسم کی بدیوں اور برائیوں سے پاک و صاف کر دیا۔ شراب قوم کی گھٹی میں پڑی ہوئی تھی۔ تمام لوگوں نے شراب کے برتن توڑ دیئے۔ مدینہ کی گلیوں میں شراب بہہ نکلی۔

انگلستان اور امریکہ شراب کو نہیں چھوڑ سکتے۔

پچھلی جنگِ عظیم میں انگلستان کے بادشاہ جارج نے کہا کہ میں شراب لوگوں کے سامنے نہیں پیئوں گا۔ یعنی گھر پر پیئوں گا۔ میں لوگوں سے کہتا ہوں کہ لوگ شراب چھوڑ دیں۔ معلوم ہوا کہ شراب

چھوڑنا بڑا مشکل ہے۔ امریکہ نے بھی قانون پاس کیا کہ شراب ترک کر دی جائے۔ مگر ایسا نہ ہو سکا۔ شراب کی عادت کو دُور کرنا کتنا مشکل ہے۔ پڑھے لکھے لوگ، شراب کے نقصانات کو جاننے والے لوگ اور بادشاہ یہ کہتے ہیں کہ شراب خود ہی ترک کرنی چاہیئے۔ لیکن اس پر عمل نہیں ہوتا۔

نبی کریم صلعم کی پیدا کردہ اصلاحات

اور جب حضرت صلعم حکم دیتے ہیں کہ شراب ترک کر دی جائے تو فوراً قوم اس پر عمل کرتی ہے برتن کے برتن توڑ دیئے جاتے ہیں۔ بدکاری کا نام و نشان مٹ جاتا ہے۔ لوگ عفیف ہو گئے۔ فرشتے بن گئے۔ وہ لوگ جو ساربان تھے، جاہل اور ناکردہ تراش تھے انہوں نے اتنی ترقی کی کہ بادشاہ بن گئے۔ بادشاہ بھی ایسے بن گئے جو مثالی بادشاہ تھے۔ ایسا کوئی دوسرا بادشاہ کسی اور قوم میں نہیں آیا۔ وہ جاہل تھے۔ لیکن اسلام اور نبی کریم صلعم کی برکت اور تعلیم سے دنیا کے معلم بن گئے۔

یہ ہیں ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم۔ جنہوں نے دنیا کو ایسا بے نظیر دین دیا کہ آج مخالف بھی اس دین کی تعریف کرتے ہیں۔ اور ایسی سلطنت قائم کی کہ آج دنیا یقین کرتی ہے کہ یہ مثالی حکومت تھی اور ایسی اخوت قائم کی جو آج بھی دنیا کو محو حیرت کر رہی ہے کتنا بڑا رحم و کرم اور فضل ہے۔ کہ ایک قوم ایسی پیدا کی جو دنیا کے لئے نمونہ ہو گئی۔ اور ایسی حکومت کی بنیاد ڈالی جو دنیا کے لئے نمونہ بنی۔ یورپ جب جہالت کی تاریکیوں میں ٹامک ٹوئیے مار رہا تھا سپین میں مسلمانوں نے یونیورسٹیاں قائم کر کے انہیں کو علم سے روشناس کیا۔

اللہ تعالیٰ اور ملائکہ کا درود بھیجنا انہی مشکلات اور کامیابیوں کا نتیجہ ہے

اللہ تعالیٰ نے حضرت نبی کریم صلعم کی مشکلات اور کامیابیوں کو سامنے رکھ کر فرمایا ان اللّٰہ وملٰئکتہ یصلون علی النبی۔ اللہ اور اس کے فرشتے سب مل کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں۔

نبی کریم صلعم کے احسانات کے پیش نظر ہر مسلمان کو درود بھیجنا چاہیئے۔

یا ایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ ہر مسلمان کو حضرت نبی کریم صلعم کے احسانات کو سامنے رکھ کر ہماری خاطر کیا کیا تکالیف آپ نے برداشت کیں۔ آپ پر درود بھیجنا چاہیئے۔ ہر وہ شخص جو حضرت نبی کریم صلعم کی تکالیف اور آپ کے احسانات کو دیکھ کر ان پر درود شریف پڑھتا ہے۔ اسکو لذت آتی ہے۔ اس کے دل کے اندر ایک تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے۔ چاہیئے کہ ہم بھی حضرت نبی کریم صلعم پر درود شریف پڑھیں اور ان کی تعلیم پر عمل پیرا ہوں۔ ان کی تعلیم آج بھی دنیا کے لئے مفید ہے۔

نبی کریم صلعم کے اخلاق و تعلیمات دشمن کے منہ سے

ابوسفیان آپ کا بڑا سخت جانی دشمن تھا۔ اتفاقاً اس وقت وہ شام میں تھا جبکہ حضرت نبی کریم صلعم نے بادشاہوں کو تبلیغی خطوط لکھے۔ شام کے بادشاہ نے عرب کے تاجروں کو جو وہاں گئے ہوئے تھے اپنے ہاں بلوایا اور کہا کہ جو شخص محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ جانتا ہے وہ آگے آجائے۔ ابوسفیان آگے ہوا اور کہا کہ میں بہت زیادہ جانتا ہوں۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ باقی قوم پیچھے کھڑی ہو جائے اور جو کچھ میں پوچھوں اس کے جواب میں ابوسفیان اگر کوئی غلطی کرے تو اسے فوراً ٹوک دو۔

بادشاہ نے بہت ساری باتیں پوچھیں، ان کے جواب ابوسفیان نے دیئے ان کا ذکر اس وقت میں نہیں کرتا۔ اس کے کچھ حصہ کو بیان کرتا ہوں۔ بادشاہ نے پوچھا کہ وہ شخص جس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے وہ کیا تعلیم دیتا ہے۔ ابوسفیان نے جو دشمن رسول اور دشمن اسلام تھا کہا اس کی تعلیم یہ ہے کہ اعبدوا اللّٰہ وحدہ ولا تشرکوا بہ شیئًا۔ خدائے واحد کو مانتا اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا ویامر بالصلوٰۃ والصدق والعفاف والصلۃ وہ حکم دیتا ہے کہ نماز پڑھا کرو اور تمام کاروبار میں راستی اختیار کرو۔ قول و عمل میں راستی اور راستبازی نظر آئے۔ تم عفیف زندگی بسر کرو تمہارا پیٹ عفیف ہو۔ حرام کی روٹی اس پیٹ میں نہ جائے۔ پاک دامن ہو جاؤ۔ اور تمہاری وجہ سے قوم و ملک میں اتحاد و اتفاق اور ارتباط ہے۔

ملک و معاشرہ میں امن و سکون پیدا کرنے والی تعلیمات

حضور صلعم کی تعلیم ابوسفیان جیسے دشمن نے غیر ممالک کے بادشاہ کے سامنے بیان کی اور حقیقت میں یہ وہ باتیں ہیں جو خدا کی عبادت کرنے کے ساتھ تمام اخلاق کی بڑھا اور دنیا میں امن و امان قائم کرنے والی ہیں۔

اگر یہ دو چیزیں قوم کو میسر آجائیں تو ملک و معاشرہ میں امن قائم ہو جائے۔ خدا کی رضا حاصل ہو جائے۔ اس کی برکات نازل ہوں۔ حلال طیب روٹی کھانے سے رشوت۔ سمگلنگ۔ چور بازاری، ملاوٹ دھوکا دہی ختم ہو جائیں گی غیبت، حسد، بغض۔ انتقام۔ جھوٹ، مکاری مٹ جائے گی۔ اس مختصر تعلیم سے دنیا جہان سے فساد ختم ہو جائیں گے اور امن و سکون قائم ہو جائے گا۔ ابوسفیان نے جو بات شام میں کہی وہی حضرت جعفرؓ نے افریقہ کے عیسائی بادشاہ نجاشی کو کہی۔ ساتھی اور دشمن ایک ہی بات کہتے ہیں۔ پس تم اس تعلیم کو اپناؤ۔ اس پر عمل درآمد کرو۔ اگر پاکستان کے مرد و عورت اس تعلیم پر عمل پیرا ہوں تو یہ سرزمین پاک ہو جائے۔

میلاد النبیؐ کی سب سے بڑی غرض

میلاد النبیؐ کی سب سے بڑی غرض یہ ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم کی تعلیم پر عمل کیا جائے۔ خدا کو ضرورت نہیں کہ اس کی توحید منوائی جائے۔ وہ کسی کا محتاج نہیں ہے۔ واللّٰہ غنی العالمین وہ تمام دنیا سے بے نیاز ہے لیکن توحید کے ماننے سے انسانوں کے اندر وحدت پیدا ہوتی ہے قلب کے اندر تغیر پیدا ہوتا ہے۔ اس توحید کی وجہ سے عرب کا ملک ایک ہو گیا۔ قوم پاک ہو گئی۔ یہی مطلب ہے ویزکیھم کا کہ حضرت نبی کریم صلعم نے قوم کو پاک کر دیا۔

دن کے ہر لمحہ میں نبی کریم صلعم پر درود اور بلندئ مراتب کی دُعا

ان تمام چیزوں کو دیکھ کر خدا تعالےٰ خوش ہے کہ میری مخلوق پر محمد رسول اللہ نے احسان کیا ہے وہ رحمۃ للعالمین ہے۔ اس لئے فرمایا کہ میں اور میرے فرشتے مل کر آپ پر درود بھیجتے ہیں اور لوگوں کو بھی آپ پر درود بھیجنے کی تلقین فرمائی۔ درود شریف نماز کے اندر پڑھا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ورفعنا لک ذکرک۔ ہم آپ کا ذکر بلند کریں گے تو کلمہ لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ میں ذکر بلند ہوتا ہے۔ اذان میں ذکر بلند ہوتا ہے، نماز میں ذکر بلند ہوتا ہے۔ دنیا جہان کے بچیاس ساٹھ کروڑ مسلمان نماز، اذان اور کلمہ اور درود شریف میں دن رات صبح و شام آپ کا ذکر کرتے ہیں، پانچ وقت کی نماز اسلامی دنیا میں ہر وقت ہوتی ہے یہاں سورج ہمارے لئے ڈھل گیا ہے لیکن وہ جو ہم سے پانچ چھ ہزار میل دُور ہیں ان کے لئے عصر کی نماز کا وقت ہے اور جو ملک وہاں سے اتنے ہی فاصلے پر واقع ہیں وہاں شام کی نماز پڑھی جا رہی ہے اور جو اس ملک سے دُور ہیں وہاں عشاء کا وقت ہے کسی کے لئے سُورج غروب ہو رہا ہے اور کسی کے لئے چڑھ رہا ہے تو چوبیس گھنٹے حضرت نبی کریم صلعم پر درود پڑھا جا رہا ہے۔ اس طرح خدا تعالیٰ نے اس وعدہ کو پورا کر دیا ہے ورفعنا لک ذکرک۔

غیر اقوام پر حکومت کس طرح کی جائے

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم آج بھی دنیا کے لئے مشرق و مغرب کے لئے مفید ہے۔ حضور نے غیر قوموں پر حکومت کر کے دکھائی۔ آج یورپین اقوام محتاج ہیں کہ ان کو سبق دیا جائے کہ غیر قوموں پر کس طرح حکومت کی جائے۔ آج یورپ کو اپنے علم و فضل پر فخر ہے لیکن غلام قومیں ان کے ظلم و ستم کا نشانہ ہیں۔ ان کو ایشیا پر حکومت کرنے کا موقعہ ملا تو مال غصب کر لیا۔ ہم نے اپنے ملک میں دیکھا ہے کہ انگریز نے اپنے لئے قواعد علیحدہ بنا لئے۔ ریل کے جس ڈبہ میں انگریز سوار ہوتا وہاں دیسی سوار نہیں ہو سکتا تھا۔ یہاں کی تمام چیزیں اپنے ملک میں لے گئے مال و متاع اور دولت سمیٹ لے گئے۔ غلام قوم پر انہیں رحم نہیں آیا۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر قوموں پر حکومت کر کے دکھائی یمن کی طرف اپنے وائسرائے کو بھیجا اور فرمایا کہ لا تکلوا اموالھم تم یمن والوں پر حکومت کرنے جا رہے ہو ان کا مال ہڑپ کرنے نہیں جا رہے ہو۔ یہ تعلیم آج یورپ کو نصیب نہیں۔ اس تعلیم کی آج یورپ کو بڑی ضرورت ہے۔ فرمایا اتق دعوۃ المظلوم جب انسان کے پاس اقتدار آجائے یا بادشاہ ہو، اس کو ظلم سے بچنا چاہیئے فانہ لیس بینھا وبین اللّٰہ حجاب۔ یہ آہ خدا تک پہنچتی ہے۔ اس کے درمیان اور بندے کی آہ کے درمیان کوئی روک نہیں۔ اگر کسی غیر مسلم پر بھی ظلم کرو گے تو خدا اس مظلوم کی آہ سنے گا اور مسلمان حاکم سزا پا جائے گا۔

مصر کے متعلق فرمایا یاد رکھو مصر میں حکومت کرنے جاؤ تو وہاں لوگوں کے ساتھ خیر خواہی کے ساتھ پیش آنا۔ اللہ اور رسول کا غیر مسلم رعایا کے ساتھ عہد ہے کہ ان کے جان و مال اور آبرو کی حفاظت کی جائے گی اہل مصر کے ساتھ ایک اور رشتہ ہے۔ ہماری دادی امّاں ہاجرہ اس ملک کی تھیں۔ اس رشتہ کا خیال رکھنا۔ اپنے عہد کو پورا کرنا۔ ان کی حفاظت کے لئے کسی سے جنگ کرنا پڑے تو ضرور کرنا ان سے بیگار نہ لینا .... ان کی طاقت سے بڑھ کر ان سے کام نہ لینا۔ ضرورت ہے کہ آج یہ تعلیم یورپین اقوام کے سامنے رکھی جائے۔

میلاد النبی صلعم پر آنحضرت صلعم کی تعلیمات پر عمل کرنے کا عہد کرو۔

حضرت نبی کریم زندہ نبی ہیں۔ قرآن کریم زندہ کتاب ہے اس کا خدا زندہ ہے۔ اس میلاد النبیؐ کے موقعہ پر ضرورت ہے کہ حضرت نبی

(باقی بر صفحہ ۹)

427

مولانا شیخ عبدالرحمن مصری صاحب

رسالہ الفرقان کے "مسیح موعود نمبر" پر ایک طائرانہ نظر

حقائق سے روگردانی اور مغالطوں کی فراوانی

کیا نبوّت غیر تشریعی نبوّت کی قسم ہے یا ولایت کی

(۴)

خلاصہ گذشتہ اقساط

گذشتہ تین قسطوں میں اصولی طور پر واضح کیا جا چکا ہے کہ اگر نبوت کے ساتھ اُمتی۔ ظلی۔ بروزی وغیرہ کے الفاظ زائد کر دیئے جائیں تو اس سے مراد ولایت ہوتی ہے اور ان الفاظ سے حضور نے بھی اپنی تحریروں میں ولایت ہی مراد لی ہے بلکہ بھی حضور نے اپنے آپ کو زمرۂ انبیاء کا فرد قرار نہیں دیا بلکہ ہمیشہ اپنے آپ کو زمرۂ اولیا کا ہی فرد قرار دیا ہے زمرۂ انبیاء کا فرد صرف اسی نبی کو قرار دیا ہے جو اسلامی اصطلاح میں نبی کہلانے کا مستحق ہو اس کے مقابلہ میں جس شخص پر محض لغوی معنی میں لفظ نبی رسول وغیرہ کا اطلاق پاتا ہو یا مجازی معنی میں اسے نبی کہا گیا ہو وہ جماعت انبیاء کا نہیں بلکہ جماعت اولیاء کا ہی فرد کہلاتا ہے اور یہ اصطلاح تمام صوفیاء کرام میں مسلم چلی آئی ہے اور گذشتہ قسط میں اس بات کو بھی صاف کیا گیا ہے کہ نبوت غیر تشریعی اور ولایت مترادف الفاظ ہیں لیکن اس پر مزید روشنی ڈالنے کا بھی وعدہ کیا گیا تھا جسے اس قسط میں پورا کیا جاتا ہے تا قارئین کرام پر اچھی طرح واضح ہو جائے کہ نبوت غیر تشریعی کو نبوت سمجھنا سخت غلطی ہے تمام سلف صالحین اس کو ولایت کے ہم معنی ہی قرار دیتے آئے ہیں جیسا کہ انجام آتھم میں خود حضور نے بھی اسے تسلیم کیا ہے جس کا حوالہ قسط دوم میں گذر چکا ہے۔

آخری خط کے حوالے اور اخفائے حق

حضور نے ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء کو ایک خط ایڈیٹر صاحب اخبار عام کے نام لکھا اور ۲۶ مئی کو حضور کا وصال ہو گیا گویا حضور کی یہ آخری تحریر ہے اس میں بھی حضور نے اسلامی اصطلاح میں نبی ہونے سے انکار کیا ہے اور اپنے متعلق محض لغوی معنی میں ہی اس لفظ کے استعمال کو جائز قرار دیا ہے مقام افسوس ہے کہ مولوی اللہ دتہ صاحب نے اس خط سے چار اقتباس اپنے اس نمبر میں درج کئے ہیں لیکن اس اقتباس کو حذف کر گئے ہیں جس میں اسلامی اصطلاح میں نبی ہونے سے انکار کیا گیا ہے کیا یہ کھلی کھلی بد دیانتی نہیں، حذف کرنے کی وجہ ایک ہی ہو سکتی ہے اور وہ یہ کہ چونکہ انہوں نے اپنا مذہب یہ بنا لیا ہوا ہے کہ حضور نے اسلامی اصطلاح میں جو امور لکھے ہیں انہیں منسوخ کر دیا ہوا ہے اور ادھر آخری خط میں ان کا ذکر موجود ہے اس لئے مصلحت اسی میں دیکھی کہ اس کو اپنے قارئین کے سامنے لایا ہی نہ جائے۔۔۔۔۔۔

استعمال لفظ اسلامی اصطلاح یا اس میں بیان کردہ امور کا بیان ہم معنی ہے

ظاہر ہے کہ یہ کہا جائے کہ میں اسلامی اصطلاح میں نبی نہیں ہوں یا اسلامی اصطلاح والے امور بیان کر کے کہا جائے کہ مجھ میں یہ امور نہیں پائے جاتے دونوں عبارتیں ایک ہی مفہوم کی حامل ہیں۔ اب اس طریق تعبیر کو سامنے رکھ کر حضور کے مندرجہ ذیل اقتباس پر غور کریں فرماتے ہیں :-

"جناب ایڈیٹر صاحب اخبار۔ پرچہ اخبار عام ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء کے پہلے کالم کی دوسری سطر میں میری نسبت یہ خبر درج ہے کہ گویا میں نے جلسہ دعوت میں نبوت سے انکار کیا۔ اس کے جواب میں واضح ہو کہ اس جلسہ میں میں نے صرف یہ تقریر کی تھی کہ میں ہمیشہ اپنی تالیفات کے ذریعہ سے لوگوں کو اطلاع دیتا رہا ہوں۔ اور اب بھی ظاہر کرتا ہوں کہ یہ الزام جو میرے ذمہ لگایا جاتا ہے کہ گویا میں ایسی نبوت کا دعوےٰ کرتا ہوں جس سے مجھے اسلام سے کچھ تعلق باقی نہیں رہتا اور جس کے یہ معنے ہیں کہ میں مستقل طور پر اپنے تئیں ایسا نبی سمجھتا ہوں کہ قرآن شریف کی پیروی کی کچھ حاجت نہیں رکھتا اور اپنا علیحدہ کلمہ اور علیحدہ قبلہ بناتا ہوں اور شریعت اسلام کو منسوخ کی طرح قرار دیتا ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقتدا اور متابعت سے باہر جاتا ہوں یہ الزام صحیح نہیں ہے بلکہ ایسا دعوےٰ نبوت کا میرے نزدیک کفر ہے اور نہ آج سے بلکہ اپنی ہر ایک کتاب میں ہمیشہ یہی لکھتا آیا ہوں کہ اس قسم کی نبوت کا مجھے کوئی دعوےٰ نہیں اور یہ سراسر میرے پر تہمت ہے اور جس بناء پر میں اپنے تئیں نبی کہلاتا ہوں وہ صرف اس قدر ہے کہ میں خدا تعالےٰ کی ہمکلامی سے مشرف ہوں اور میرے ساتھ بکثرت بولتا اور کلام کرتا ہے اور میری باتوں کا جواب دیتا ہے اور بہت سی غیب کی باتیں میرے پر ظاہر کرتا اور آئندہ زمانوں کے وہ راز میرے پر کھولتا ہے کہ جب تک انسان کو اس کے ساتھ خصوصیت کا قرب نہ ہو۔ دوسرے پر وہ اسرار نہیں کھولتا۔ اور انہیں امور کی کثرت کی وجہ سے اس نے میرا نام نبی رکھا ہے۔ سو میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں۔ اور اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر انکار کر سکتا ہوں میں اس پر قائم ہوں۔ اس وقت تک جو اس دنیا سے گذر جاؤں"۔ مگر میں ان معنوں سے نبی نہیں ہوں کہ گویا میں اسلام سے اپنے تئیں الگ کرتا ہوں یا اسلام کا کوئی حکم منسوخ کرتا ہوں۔ میری گردن اس جوئے کے نیچے ہے جو قرآن شریف نے پیش کیا اور کسی کو مجال نہیں کہ ایک نقطہ یا شعشہ قرآن شریف کا منسوخ کر سکے۔ میں صرف اس وجہ سے نبی کہلاتا ہوں کہ عربی اور عبرانی زبان میں نبی کے یہ معنے ہیں کہ خدا سے الہام پا کر بکثرت پیشگوئی کرنے والا اور بغیر کثرت کے یہ معنی تحقیق نہیں ہو سکتے جیسا کہ صرف ایک پیسہ سے کوئی مالدار نہیں کہلا سکتا۔"

حضور کی یہ تحریر وضاحت سے بیان کر رہی ہے کہ حضور نے اسلامی اصطلاح میں نبوت کا انکار کیا ہے کیونکہ ان تمام امور کی نفی کی ہے جو اسلامی اصطلاح میں حضور نے بیان فرمائے ہوئے ہیں اور صرف لغوی معنے سے اقرار کیا ہے اور فرماتے ہیں کہ میں شروع سے ہی ایسا کرتا چلا آیا ہوں اب بتلایئے تبدیلی کہاں ہوئی۔ اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" سے بھی مولوی صاحب نے تین حوالے نقل کئے ہیں لیکن وہاں بھی اس حوالہ کو حذف کر گئے ہیں جو اسلامی اصطلاح میں انکار پر مشتمل ہے جسے قارئین کرام کی اطلاع کے لئے ۔۔۔ ذیل میں درج کیا جاتا ہے حضور فرماتے ہیں :-

"اور جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں"۔ اگر زید کو انسان کی بجائے حیوان ناطق کہہ دیا جائے ۔۔۔

غور فرمائیں کہ اسی طرح اگر اسلامی اصطلاح میں بیان کردہ امور کی ۔۔۔

"مگر ان معنوں سے کہ میں نے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لئے اس کا نام پا کر اس کے واسطہ سے خدا کی

طرف سے علم غیب پایا ہے رسول اور
نبی ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت کے اس
طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار
نہیں کیا بلکہ انہی معنوں سے خدا نے مجھے
نبی اور رسول کر کے پکارا ہے"

آپ لوگ تو کہتے ہیں کہ آپ اس اشتہار سے قبل انکار کرتے رہے ہیں جس حقیقت کا آپ اقرار کر رہے ہیں وہ اولیاء والی نبوت ہی ہے اسی کے متعلق حضور نے یہ شعر پیش کیا ہے

انبیاء در اولیاء جلوہ دہند
ہر زماں آئند در رنگ دگر (نافل)

اس اشتہار میں جس نبوت کا اقرار ہے وہ وہی لغوی نبوت ہے جو اولیاء اللہ کو ملتی ہے چنانچہ فرماتے ہیں:۔

" اور یہ بھی یاد رہے کہ نبی کے معنی لغت کی
رو سے یہ ہیں کہ خدا کی طرف سے اطلاع پاکر
غیب کی خبر دینے والا"

اب ہر سچے احمدی سے میں اپیل کرتا ہوں کہ وہ تو غور کرے کہ کیا حضور بالکل کتب سابقہ کے مذہب کو ہی نہیں دہرا رہے یعنی اسلامی اصطلاح میں نبوت سے انکار اور محض لغوی معنی میں اقرار اور یہی اولیاء کی شان ہے کہ ان کو غیب کی خبروں سے مطلع کیا جاتا ہے ۔ پہلے اولیاء کو نبی کیوں نہیں کہا گیا اور حضور کو کیوں کہا گیا اس کی حکمت پر انشاء اللہ علیحدہ مقالہ میں روشنی ڈالی جائے گی ۔ اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" پر ہماری جماعت کی طرف سے تبصرہ شائع کیا جا چکا ہے جس کو شائع ہوئے کافی عرصہ گذر چکا ہے اس کا جواب جماعت ربوہ کی طرف سے ابھی تک نہیں نکلا جس سے پتہ لگتا ہے کہ اس تبصرہ کو صحیح تسلیم کر لیا گیا ہے ۔ مولوی اللہ دتہ صاحب نے مناظرہ پر آمادگی ظاہر کی تھی جسے قبول کر لیا گیا تھا اس کے بعد سے مولوی صاحب پر خاموشی طاری ہو چکی ہوئی ہے

توضیح مرام کا حوالہ

توضیح مرام جو دعوے مسیحیت کے بعد حضور کی ابتدائی کتاب ہے جس میں اپنے اصلی مقام کو وضاحت سے حضور نے بیان فرمایا ہے اس کے صفحہ ۱۷ تا ۲۰ پر فرماتے ہیں:۔

" اس جگہ اگر یہ اعتراض پیش کیا جائے کہ مسیح کا
مثل بھی نبی چاہیئے کیونکہ مسیح نبی تھا تو اس کا
اول جواب تو یہی ہے کہ آنے والے مسیح کے
لئے ہمارے سید و مولیٰ نے نبوت شرط نہیں
ٹھہرائی ۔ بلکہ صاف طور پر یہی لکھا ہے کہ وہ
ایک مسلمان ہوگا اور عام مسلمانوں کے موافق شریعت
فرقانی کا پابند ہوگا اور اس سے زیادہ کچھ بھی
ظاہر نہیں کرے گا کہ میں مسلمان ہوں اور مسلمانوں کا
امام ہوں ۔ ماسوا اس کے اس میں کچھ شک نہیں
کہ یہ عاجز خدا تعالیٰ کی طرف سے اس امت
کے لئے محدث ہو کر آیا ہے اور محدث بھی ایک
معنی سے نبی ہی ہوتا ہے گو اس کے لئے نبوت
تامہ نہیں مگر تاہم جزئی طور پر وہ ایک نبی ہی ہے
کیونکہ وہ خدا تعالیٰ سے ہمکلام ہونے کا ایک
شرف رکھتا ہے امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے
جاتے ہیں اور رسولوں اور نبیوں کی وحی کی طرح
اس کی وحی کو بھی دخل شیطان سے منزہ کیا جاتا ہے
اور مغز شریعت اس پر کھولا جاتا ہے اور بعینہ
انبیاء کی طرح مامور ہو کر آتا ہے اور انبیاء کی طرح
اس پر فرض ہوتا ہے کہ اپنے تئیں بآواز بلند
ظاہر کرے اور اس سے انکار کرنے والا ایک
حد تک مستوجب سزا ٹھہرتا ہے اور نبوت کے
معنے بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ امور متذکرہ
بالا اس میں پائے جاتے ہیں"

ہر مسلمان عالم عموماً اور احمدی عالم خصوصاً اس بات کو اچھی طرح جانتا ہے کہ صحیح مسلم کی حدیث میں آنے والے مسیح کو نبی اللہ کہا گیا ہے لیکن حضور اپنی اس تحریر میں فرماتے ہیں:۔

کہ آنے والے مسیح کے لئے ہمارے سید و مولیٰ نے
نبوت شرط نہیں ٹھہرائی"

اس قول کی دو میں سے ایک ہی وجہ ہو سکتی ہے یا لاعلمی اس حق کو غالباً علماء ربوہ بھی تسلیم نہیں کریں گے یا آنے والے مسیح کے حق میں حدیث میں جو لفظ نبی وارد ہوا ہے اس سے حضور جماعت انبیاء کا فرد مراد نہیں سمجھتے تھے اور یہی شق درست ہے کیونکہ اپنی تمام کتب میں جہاں بھی اس لفظ کی وضاحت کی ضرورت پیش آئی حضور نے اس لفظ کا یہی مفہوم لکھا ہے بلکہ خود اس عبارت میں بھی یہی مفہوم بیان کیا ہے ۔ کیونکہ صاف لفظوں میں حدیث میں وارد شدہ لفظ نبی سے مراد محدث تحریر فرمایا ہے اور فرمایا کہ محدث بھی چونکہ ایک معنی سے نبی ہوتا ہے اس لئے حدیث میں آنے والے مسیح کے لئے لفظ نبی صرف اسی مفہوم میں استعمال کیا گیا ہے اس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ حضور کے نزدیک ایک معنی سے نبی کہلانے والا زمرۂ انبیاء کا فرد نہیں ہو سکتا ورنہ یہ نہ فرماتے کہ پھر اس حوالہ میں اس بات کو بھی واضح کر دیا کہ امتی زمرۂ انبیاء کا فرد نہیں ہو سکتا ۔

پھر فرماتے ہیں:۔

" اور محدث بھی ایک معنی سے نبی ہی ہوتا ہے گو
اس کے لئے نبوت تامہ نہیں مگر جزوی طور پر وہ
ایک نبی ہی ہے"

معلوم ہوا کہ حضور کے نزدیک ایک معنی سے نبی کہلانے والا نبوت تامہ کا حامل نہیں ہو سکتا اور جب تک کوئی شخص نبوت تامہ کا حامل نہ ہو وہ زمرۂ انبیاء میں داخل نہیں ہو سکتا بلکہ زمرۂ محدثین یا بالفاظ دیگر زمرۂ اولیاء میں ہی شامل رہتا ہے ۔ جب نبوت تامہ اسے حاصل نہیں تو لامحالہ جزوی طور پر ہی نبی کہلائے گا اور جزوی طور کی نبوت نبوت تامہ کے مقابلہ میں ناقص ہوگی اور ناقص نبوت کا حامل زمرۂ انبیاء کا فرد ہونے سے صاف انکار کر رہے ہیں ۔

محدث میں کس جزو کی نفی کی گئی ہے

اب غور طلب بات یہ ہے کہ وہ کونسا جزو ہے جس کے نہ پائے جانے کی وجہ سے محدث کی نبوت ناقص رہتی ہے اور یہی وجہ وہ زمرۂ انبیاء میں شمار نہیں کیا جاتا حضور نے محدث میں جن باتوں کا وجود تسلیم کیا وہ سب ذیل ہیں:۔

(۱) خدا تعالیٰ سے ہم کلامی کا شرف ہونا (۲) امور غیبیہ سے مطلع کیا جانا (۳) رسولوں اور نبیوں کی وحی کی طرح اس کی وحی کا دخل شیطان سے منزہ ہونا (۴) مغز شریعت کا اس پر کھولا جانا ۔ (۵) بعینہ انبیاء کی طرح مامور ہو کر آنا (۶) انبیاء کی طرح بلند آواز سے اپنے آپ کو ظاہر کرنا (۷) اس کے منکر کا ایک حد تک مستوجب سزا ٹھہرنا ۔

اب ہر انصاف پسند شخص بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ اگر کس چیز کو باہر رکھا گیا ہے تو وہ صرف شریعت یا شریعت کا کوئی حصہ ہے یعنے محدث کو اس بات کا اہل نہیں قرار نہیں دیا گیا کہ اس پر کامل شریعت یا شریعت کا کوئی حصہ نازل ہو ۔ اولیاء کو براہ راست خدا سے تعلق رکھنے لئے کیونکہ صاف فرمایا کہ محدثیت یا جزوی نبوت حضرت نبی کریم صلعم کی پیروی سے ملتی ہے چنانچہ اس امر کی وضاحت کہ محدث نبوت تامہ کا حامل کیوں نہیں ہوتا مندرجہ ذیل الفاظ میں کر دی ہے فرماتے ہیں عربی عبارت کا اردو ترجمہ ذیل میں لکھا جاتا ہے:۔

" اے فہم و بصیرت رکھنے والے ناقد غور کر کے
دیکھ کہ کیا نبوت کا دروازہ کلی طور پر بند کیا
گیا ہے کیا حدیث اس بات پر صریح دلالت نہیں
کرتی کہ نبوت تامہ جو وحی شریعت کی حامل ہوتی ہو
وہ منقطع ہوتی ہے لیکن وہ نبوت جس میں صرف
مبشرات ہوتے ہیں وہ قیامت تک باقی ہے
وہ ہرگز منقطع نہیں ہوئی کیا تم نے کتب حدیث
میں نہیں پڑھا کہ رؤیاء صالحہ نبوت تامہ کا چھیالیسواں
جزو ہے جب رؤیاء کو یہ مرتبہ حاصل ہے تو اس کلام
کا مرتبہ . . . . خود ہی قیاس
کر لے جس کا نزول محدثین کے قلوب پر ہوتا ہے"

حضور کی مندرجہ بالا عبارت سے کیا یہ بات قطعی طور پر واضح نہیں ہو جاتی ... کہ محدثین کی نبوت نبوت غیر تشریعی ہوتی ہے اگر علماء ربوہ محدثین کو جو محض شریعت کو نہ پانے کی وجہ سے جزوی نبی یا صرف ایک معنی سے نبی کہلاتے ہیں زمرۂ انبیاء کا فرد قرار دینے کے لئے تیار نہیں بلکہ انہیں زمرۂ اولیاء میں ہی شمار کرتے ہیں تو پھر نبوت غیر تشریعی کو کس طرح نبوت کی قسم قرار دے سکتے ہیں لامحالہ اسے ولایت ہی قرار دینا پڑے گا اور ولایت کی ہی تعبیر ثانی اسے ماننا پڑے گا ۔

حضور نے ان سات باتوں کو بیان کرنے کے بعد جن کے وجود کو محدث میں تسلیم کیا ہے لکھا ہے:۔

" اور نبوت کے معنی بجز اس کے کچھ نہیں
کہ امور متذکرہ بالا اس میں پائے جائیں"

علماء ربوہ سے ایک مطالبہ

ہمارے بھائی علماء ربوہ جہاں بھی حضور کی کتابوں میں لفظ "نبی" یا "نبوت" دیکھتے ہیں فوراً اس سے نبیوں والی نبوت مراد لے کر شور مچانا شروع کر دیتے ہیں کہ دیکھو حضور نے زمرۂ انبیاء کا فرد ہونے کا دعوےٰ کر دیا ہے اب وہ حضور کی مندرجہ بالا تحریر کو اپنے اسی اصل کے ماتحت حل کر کے دکھلائیں اگر خالی لفظ "نبوت" سے مراد نبیوں والی نبوت ہی ہوتی ہے تو اس عبارت میں علماء ربوہ کیوں لفظ "نبوت" سے نبیوں والی نبوت مراد نہیں لیتے خصوصاً جبکہ حضور کی تحریر میں "نبوت کے معنی بجز اس کے اور کچھ نہیں" کے الفاظ موجود ہیں ان الفاظ میں حضور صراحت کے ساتھ امور متذکرہ بالا امور کو ہی نبوت قرار دے رہے ہیں ۔ آپ کے

طرزِ تعبیر کی رو سے تو یہ نبوت کی تعریف بن جاتی ہے پھر باوجود اس کے حضور زمرۂ انبیاء کے فرد ہو گئے تو یہ کیوں نہ سمجھا گیا معلوم ہوا کہ آنے والے مسیح کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ صرف ایک معنی سے ہی نبی کہلائے اور اتنی ہی بات حضرت مسیح ناصری کی نبوت سے مشابہت ثابت کرنے کے لئے کافی ہے مشابہت میں مشبہ اور مشبہ بہ کی صفات ساری ایک جیسی تو نہیں ہوتیں کچھ نہ کچھ فرق تو ضرور ہوتا ہے پس حضور باوجود زمرۂ اولیاء کا فرد ہونے کے پھر بھی زمرۂ انبیاء کے ایک فرد سے اس کی نبوت میں مشابہت کے حامل ہو سکتے ہیں گو آپ پر نبی کا لفظ بحیثیت ولی ہونے کے ہی بولا جاتا ہے اور وہ بھی صرف ایک معنی میں پس دونوں میں فرق یہی ہوگا کہ حضرت مسیح ناصری پر ہر پہلو سے یہ لفظ بولا جائے گا اور حضور پر صرف ایک پہلو سے بولا جائے گا اور مشابہت کیلئے اتنا ہی کافی ہے۔

پس غور کرو کہ باوجود اس کے حضور انہیں اپنی نبوت کو نبیوں والی نبوت نہیں قرار دیتے بلکہ اسے جزوی اور ناقص یعنی محدثین والی نبوت قرار دے چکے ہیں معلوم ہوا کہ محدثین والی ناقص نبوت پر بھی حضور خالی نبوت کا لفظ بول لیا کرتے ہیں کیونکہ یہ تو فریقین کو مسلم ہے کہ اس جگہ نبوت سے مراد محدثین والی نبوت ہی ہے گو لفظ مجرد نبوت کا ہی استعمال ہوا ہے۔

اس سے یہ بھی واضح ہو گیا ... کہ حضور اگر نبوت غیر تشریعی کے لئے مجرد نبوت کا لفظ استعمال کریں تو اس سے مراد نبیوں والی نبوت ...... نہیں ہوتی بلکہ ولیوں والی نبوت ہی مراد ہوتی ہے اور اس سے ساتھ ہی یہ بھی ثابت ہو گیا کہ محدث کو جو ایک معنی سے نبی کہا جاتا ہے وہ صرف اسی لئے کہا جاتا ہے کہ نبیوں کی وحی چونکہ دو چیزوں پر مشتمل ہوتی ہے ایک جزو ان کی وحی کی شریعت پر مشتمل ہوتی ہے اور دوسری مبشرات پر مشتمل ہوتی ہے اور ان کے مقابلہ میں محدث یا ولی کو صرف دوسری یعنی مبشرات والی جز ملتی ہے پہلی جز دیعنی شریعت سے وہ محروم ہوتا ہے اس لئے اس کی نبوت کو جزوی یا نبوت ناقصہ کہتے ہیں اگر اسے بھی شریعت والی جز دل جائے تو اس کی نبوت بھی نبوت تامہ بن جائے اور وہ بھی انبیاء کی جماعت میں داخل ہو جائے پس جبکہ وہ صرف شریعت نہ ملنے کی وجہ سے ہی انبیاء کی جماعت میں داخل ہونے سے روکا جاتا ہے تو معلوم ہوا کہ اس کی نبوت غیر تشریعی بالفاظ دیگر محدثیت ہی کہلائے گی گویا بالفاظ دیگر محدثیت یا ولایت اور نبوت غیر تشریعی ہم معنی الفاظ ہیں اور یہی ثابت کرنا مقصود تھا۔

دوسری دلیل

اسی حقیقت کو حضور نے اپنی کتاب برکات الدعا صفحہ ۱۲ پر مزید وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا ہے فرماتے ہیں:۔

> صاحب وحی محدثیت اپنے نبی متبوع کا پورا ہمرنگ ہوتا ہے اور بغیر نبوت اور تجدید احکام کے وہ سب باتیں اس کو دی جاتی ہیں جو نبی کو دی جاتی ہیں"

اس عبارت سے دو امر واضح ہیں ایک تو یہ کہ محدث کو وہ سب کچھ ملتا ہے اور سوائے دو چیزوں کے اس سب کچھ کی تفصیل توضیح مرام میں گذر چکی ہے اور وہ دو چیزیں یہ ہیں ایک نبوت اور دوسری تجدید احکام یعنی شریعت ظاہر ہے کہ اس کے نبی متبوع کی نبوت نبیوں والی نبوت ہوتی ہے پس نبوت نہ ملنے کی نفی سے ثابت ہو گیا کہ ایک تو محدث کو نبیوں والی نبوت نہیں مل سکتی اگر یہ نہ ملی تو وہ زمرہ انبیاء میں کس طرح داخل ہو سکتا ہے دوسری شریعت اس کو نہیں مل سکتی اب یہ تو مسلم ہے کہ محدث ہونے کی وجہ سے ایک معنی سے تو وہ نبی کہلا سکتا ہے اور ایک معنی سے نبی کہلانے کی وجہ صرف اسے شریعت کا نہ ملنا ہے تو لامحالہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ اس کی ایک معنی والی نبوت نبوت غیر تشریعی ہی ہوگی پس حضور کی اس تحریر سے بھی ثابت ہوا کہ نبوت غیر تشریعی اور محدثیت یعنی ولایت ہم معنی الفاظ ہیں۔

تیسری دلیل

حضور اپنی کتاب مواہب الرحمان کے صفحہ ۶۶-۶۷ پر تحریر فرماتے ہیں:۔

> "وللہ مکالمات ومخاطبات
> مع اولیائہ فی ھذہ الامۃ و
> انھم یعطون صبغۃ الانبیاء
> ولیسوا بنبیین فی الحقیقۃ
> فان القرآن اکمل وطر الشریعۃ
> ولا یعطون الا فھم القرآن"

یعنی اللہ تعالیٰ اس امت کے اولیاء کو اپنے مکالمہ مخاطبہ کا شرف عطا کرتا ہے اور امت کے ان اولیا کو نبیوں کا رنگ دیا جاتا ہے لیکن وہ اس رنگ سے فی الحقیقت نبی نہیں بن جاتے کیوں یہ اولیا نبیوں کے زمرہ میں داخل نہیں ہو جاتے اس کی وجہ ایک ہی بیان فرمائی اور وہ یہ کہ قرآن کریم نے شریعت کی حاجت کو پورا کر دیا ہے بالفاظ دیگر وجہ یہ بیان فرمائی کہ ان کو شریعت نہیں دی جاتی... انہیں صرف فہم قرآن عطا کیا جاتا اور یہی بات اپنی بالکل ابتدائی کتاب توضیح مرام میں بیان فرمائی تھی کہ ان پر صرف مغز شریعت ہی کھولا جاتا ہے اس تحریر میں بھی حضور نے واضح کر دیا کہ شریعت ہی ایک ایسی چیز ہے جو نہ ملنے کی وجہ سے اولیاء کی جماعت کے ہی فرد رہتے ہیں انبیاء کی جماعت کے فرد نہیں بنتے اور نبوت کا لفظ تو بہرحال ان کے لئے چونکہ استعمال ہوتا ہے اس لئے دونوں کی نبوت میں امتیاز قائم کرنے کے لئے نبیوں کی نبوت کو تشریعی نبوت کے نام سے نامزد کیا جاتا ہے اور اس کے مقابل اولیاء امت کی نبوت کو نبوت غیر تشریعی کے اسم سے موسوم کیا جاتا ہے پس ثابت ہوا کہ نبوت غیر تشریعی اور ولایت ہم معنی الفاظ ہیں اور یہی ثابت کرنا مقصود تھا۔

اس قسم کے حوالے تو کثیر التعداد ہیں لیکن طالبان حق کی تسلی کے لئے مندرجہ بالا تین حوالے ہی کافی ہیں۔

مولوی اللہ دتہ صاحب کے پیشکردہ حوالے ہماری تائید میں

مولوی اللہ دتہ صاحب نے جس قدر حوالے پیش کئے ہیں خواہ وہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ہوں خواہ وہ مولینا مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم کے ہوں خواہ وہ مولینا مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم کے ہوں خواہ وہ بزرگان جماعت لاہور کے ہوں ان سب کو پیش کرنے سے ان کا مقصد تو اتنا ہی ہے کہ حضور کی نبوت کو نبوت غیر تشریعی تسلیم کر لیا جائے اب جب یہ ثابت ہو گیا کہ نبوت غیر تشریعی ولایت کا ہی دوسرا نام ہے تو ان سب پیشکردہ حوالوں کا مفہوم یہی نکلا کہ حضور زمرۂ انبیاء کے نہیں بلکہ زمرۂ اولیاء کے ہی فرد ہیں اور حضور کا یہ مقام تو ہماری جماعت کے شروع سے ہی مسلم ہے۔ مولوی صاحب نے کونسی نئی بات ہمارے سامنے بطور تحفہ پیش کی ہے ہاں ان حوالوں سے اگر انہوں نے کچھ ثابت کیا ہے تو یہی کہ وہ خود نبوت غیر تشریعی کے مفہوم سے ناواقف ہیں ورنہ اتنے حوالے جمع کرنے کی محنت اور تکلیف اٹھانے کی انہیں ضرورت ہی نہ تھی۔ (باقی آئندہ)

خُطبۂ جُمعہ

(بسلسلہ صفحہ ۷)

کریم صلعم کی تعلیم پر عمل کیا جائے اور حضرت نبی کریم صلعم کی عادات کو اپنایا جائے۔ میلاد شریف کے موقع پر قوم کو عہد کرنا چاہیئے کہ وہ تمام چیزیں چھوڑ دیں گے جو حضرت نبی کریم صلعم کی نگاہ میں مذموم ہیں احکام الٰہی پر عملدرآمد کریں گے اور حضرت نبی کریم صلعم کے ارشادات کی پیروی کریں گے۔ کلمہ تو طوطا بھی پڑھ لیتا ہے اور مشین بھی کلمہ پڑھ لیتی ہے، لیکن طوطے اور مشین کے کلمہ پڑھ لینے سے کیا ہوتا ہے ایک مسلمان جو کلمہ پڑھتا ہے اور عہد نہیں کرتا کہ میں کتاب و سنت پر عمل کروں گا۔ اس کا کلمہ پڑھ لینا کچھ مفید نہیں۔ ہم آج ایک عظیم انسان رسول کی امت کے فرد ہیں اس بات کا ہمیں فخر ہے ہم کو چاہیئے کہ ہم اپنے پیغمبر کی عزت کو سامنے رکھیں۔ اور کوئی ایسا کام نہ کریں جس کی وجہ سے ہمارے پیغمبر اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر حرف آئے اور اسلام بدنام ہو۔

بیماروں اور مصیبت زدوں کے لئے دعا

جو احباب بیماریوں اور دیگر پریشانیوں میں مبتلا ہیں ان سب کے لئے دعا کریں۔

اخبارِ احمدیہ

سانحہ ارتحال

—— لاہور چھاؤنی کے قاضی محمد اسلم صاحب فرزند قاضی بشارت علی صاحب مرحوم جو لاہور کارپوریشن میں ایس۔ڈی۔او کے عہدہ سے ریٹائر ہوئے تھے۔ بروز سوموار مورخہ ۱۹ کو بوقت ۱۲½ بجے دوپہر حرکت قلب بند ہونے کی وجہ سے انتقال فرما گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ہمیں مرحوم کے تمام خاندان اور پسماندگان سے دلی ہمدردی ہے اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔ بیرونی جماعتوں سے درخواست ہے کہ وہ مرحوم کا جنازہ غائبانہ ادا کریں۔ (قاضی صاحب کا جنازہ غائبانہ جمعہ مورخہ ۲۳ جولائی کو بعد نماز جمعہ حضرت امیر ایدہ اللہ کی قیادت میں پڑھا گیا۔

خانبہادر غلام ربانی خانصاحب کی علالت

—— کل مورخہ ۱۷ خانبہادر غلام ربانی خانصاحب کوئٹہ سے بذریعہ خیبر میل لاہور تشریف لائے پلیٹ فارم پر نصف گھنٹہ ملاقات ہوئی مولانا محمد یار صاحب اور حبیب الرحمٰن صادق صاحب بھی ہمراہ تھے۔ خانبہادر صاحب کافی عرصہ سے آنکھوں کی

بیگم صاحبہ ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب پشاور

آہ! مولوی عبداللہ جان صاحب باڑی

پانچ جولائی کی منحوس صبح کو ہماری جماعت کے بزرگ حضرت صاحب کے صحابی اور میرے بچوں کے استاد حضرت مولینا عبداللہ جان صاحب باڑی تین ماہ کی شدید علالت کے بعد وفات پا گئے انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپ بڑے جید عالم اور تہجد خوان بزرگ تھے۔ موسم گرما میں اکثر رات کو آنکھ کھلتی تو ان کے قرآن پڑھنے کی آواز آتی تھی۔ اپنے تعلقات کے علاوہ تقریباً بیس سال سے وہ ہمسائے بھی تھے۔ اس عرصہ میں ان کی زندگی کا بیشتر حصہ قرآن و حدیث کی تحقیق میں صرف ہوتا تھا۔ مشکل سے مشکل مسئلہ کو وہ مختصر طریقہ پر حل کر دیتے تھے۔ اکثر اوقات مسجد احمدیہ پشاور میں کسی بات پر بحث ہو جاتی تو آپ خاموشی سے سنتے رہتے آخر میں میرے میاں کہتے مولوی صاحب آپ بھی کچھ فرمائیں اس پر آپ ایسے نکات بیان فرماتے کہ سب کی تسلی ہو جاتی۔ زیادہ بولنے کی عادت نہ تھی فضول بحثوں میں نہ پڑتے تھے مگر جو کچھ بیان فرماتے مختصر اور جامع ہوتا تھا۔

میرے چھوٹے لڑکے عبدالرحمان کو آپ سے بہت محبت تھی عشاء کی نماز کے بعد جب بیٹا واپس آتے تو وہ کہتے کہ مولوی صاحب کے منہ سے گویا پھول جھڑتے ہیں۔ اس چیز کو میں اپنی نہایت خوش قسمتی سمجھتی ہوں کہ میرے بچوں کو آپ کی شاگردی کا فخر حاصل ہوا اور اس کا ہمیں اتنا فائدہ ہوا کہ بچوں میں دینداری کے علاوہ اسلام سے بڑی واقفیت پیدا ہو گئی۔ ابھی چند دن ہوئے کہ میں نے اپنے چھوٹے لڑکے کو ایک پرائیوٹ ادارے میں میٹرک کے امتحان کی تیاری کے لئے داخل کیا کلاس لگی ہوئی تھی پڑھائی کے دوران ایک ماسٹر صاحب ڈارون کی تھیوری کی تعریف کر رہے تھے۔ سب لڑکے خاموشی سے سن رہے تھے میٹرک کے بچوں میں علمی لیاقت ہی کیا ہوتی ہے کہ کوئی جواب دے سکتا لیکن میرے بچے نے اسلام کے نظریہ سے جواب دینے شروع کر دیئے یہاں تک کہ ماسٹر صاحب مان گئے اور بڑی حیرت سے پرنسپل صاحب سے اس چیز کا ذکر کیا۔ اسی طرح ایک دفعہ دینیات کے پریڈ میں مجھے بڑے لڑکے نے بتایا کہ سب کلاس خالی ہو گئی اور میں لکھتا ہی رہا سپروائزر مجھے حیرت سے دیکھتا رہا۔ مولوی صاحب نے ان سوالات کے جوابات ہمیں سمجھائے ہوئے تھے۔ یہ سب برکت مولانا مرحوم کی تھی۔ مجھ سے انہیں بڑی محبت تھی۔ گھر میں کوئی آئے یا جائے وہ بالکل علیحدہ مطالعہ میں مصروف رہتے۔ مگر میں جب بھی جاتی چائے کے لئے خاص اہتمام کرتے کئی دفعہ خود بازار سے جا کر کچھ لے آتے میں بڑی شرمندہ ہوتی کہ میری وجہ سے انہیں اتنی تکلیف ہوتی ہے ان کی بیگم صاحبہ جنہیں ہم سب چاچی جی کہتے ہیں ہنس کر کہتیں کہ میں تو حیران ہوں کہ تو آجائے تو فوراً تواضع کی انہیں فکر پڑ جاتی ہے اور باقی کسی کا انہیں پتہ ہی نہیں ہوتا افسوس صد افسوس! پچھلے سال ان دنوں وہ اچھے بھلے تھے رات کو عشاء کی نماز کے بعد بیٹھ دروازے پر کھڑے ہو کر میرے بچوں سے باتیں کرتے رہتے کبھی چھوٹے لڑکے کو لے کر پیدل سیر کے لئے چلے جاتے۔ پچھلے رمضان میں میرا لڑکا بیمار ہوا تو دن میں کئی مرتبہ پوچھتے خود طبیعت کی خرابی کے باوجود روزہ رکھے ہوئے تھے اور بے حد کمزوری کے باوجود خود تشریف لاتے۔ ایک دفعہ رات کو میرے بیٹے کی بیمار پرسی کے لئے آئے تو میں نے کہا آپ نے کیوں تکلیف کی آپ خود کمزور ہیں۔ فرمانے لگے کیا کروں ہمارا یار بیمار ہو گیا۔ عید الفطر کے بعد ان کی طبیعت زیادہ کمزور ہو گئی اس لئے آپ نے ارادہ ظاہر کیا کہ میں اپنے بڑے لڑکے میجر عبدالقدوس کے پاس جانا چاہتا ہوں۔ ہم سب اداس ہو گئے کیونکہ وہ رات کو علالت کے باوجود مسجد میں درس قرآن دیتے تھے۔ آواز اور طرز بیان بڑی خوبصورت تھی خود بھی نہایت وجیہہ تھے۔ بڑی نورانی شکل تھی۔ پشاور کی جماعت کو عموماً اور ہمارے گھرانے کو خصوصاً آپ کی وفات سے بے حد نقصان پہنچا ہے۔ کل مجھے عبدالرحمن کہہ رہا تھا کہ جب بعض اوقات مسجد میں کوئی غیر از جماعت مولوی بحث کے لئے آجاتا تو ہم مولوی صاحب کی وجہ سے بڑے دلیر ہوتے تھے کیونکہ وہ نہ تو شور مچاتے تھے نہ ہی لڑتے جیسے کہ اکثر مولوی صاحبان کی عادت ہوتی ہے صرف تین چار آیتیں ہی ایسی کرتے کہ اگلے کو لاجواب کر دیتے۔ جب مجھے بہت رنج ہوتا ہے تو میں اس بات کو سوچ کر شکر کرتی ہوں کہ مسلمان کا تعلق مسلمان سے وفات کے بعد بھی رہتا ہے۔ ہم اپنے محسن کے لئے ہمیشہ نماز میں بخشش کی دعا مانگیں گے انشاء اللہ اور اس طرح وہ تعلق جو اسلام اور احمدیت کی وجہ سے اُن کے ساتھ ہمارا تھا قائم رکھیں گے۔ مگر اُن کی پاک صحبت سے جو بچے محروم ہو گئے ہیں اس کی تلافی تو ناممکن ہے ؎

> یک زمانہ صحبتے با اولیاء
> بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

انہیں کینسر کی مہلک بیماری ہو گئی تھی انکے بچوں نے بڑی خدمت کی اللہ تعالیٰ غریق رحمت فرمائے اور جنت الفردوس میں جگہ دے۔

> ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
> بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

اس ہستی پر اللہ تعالیٰ ہزاروں رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے جنہوں نے میرے بچوں کو حیوان سے انسان بنایا۔ دینی اور مذہبی تعلیم دی والدین کی تابعداری کی تلقین فرمائی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صبر جمیل عطا فرمائے۔ والسلام

عفوہ۔ بیگم ڈاکٹر کرم الٰہی پشاور

انتقال پُرملال ۲۵ جولائی ۱۹۶۵ء کو عبدالشکور ریشم کی والدہ محترمہ قریباً سو سال کی عمر میں انتقال فرما گئیں انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپ بڑی دیندار خاتون تھیں، دُعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں جنت نصیب فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے مرحومہ کا جنازہ مسجد احمدیہ بلڈنگس میں پڑھا گیا اور انجمن کے قبرستان واقع میانی صاحب میں دفن کیا گیا۔

حاجی سیف الرحیم المعروف مشعل خان مرحوم

حاجی سیف الرحیم مشعل خان مرحوم کی وفات کی خبر قبل ازیں پیغام صلح میں شائع ہو چکی ہے۔ میں ان کے حالاتِ زندگی کا مختصر طور پر ذکر کرنا چاہتا ہوں۔

آپ احمدیت کے ایک جری پہلوان تھے۔ آپ ۱۹۱۰ء میں حضرت خلیفہ نورالدین صاحبؓ کے ہاتھ پر بیعت کر کے احمدیت میں شامل ہوئے تھے احمدیت میں شمولیت کا باعث آپ کے ایک احمدی استاد مولوی محمد الیاس صاحب تھے جو کہ چارسدہ میں عربی ٹیچر تھے۔ مرحوم نے مولوی صاحب سے قرآن شریف باترجمہ پڑھا اور احمدیت کی حقیقت آپ پر روشن ہو گئی۔ اس پر آپ کی زبردست مخالفت شروع ہو گئی یہاں تک کہ آپ کے قتل کا منصوبہ بنایا گیا جس رات آپ پر حملہ ہونا تھا اسی رات قبل از وقت آپ کو علم ہو گیا تو آپ اسی رات قبل از... وقت اپنے کنبہ سمیت ہجرت کر کے بذریعہ کشتی نوشہرہ پہنچے اور پھر وہاں سے پشاور شہر آ گئے یہاں پر آپ کی ملاقات خان بہادر مولنا غلام حسن خان صاحب صاحبزادہ سیف الرحمٰن جیسے بزرگوں سے ہوئی۔ ان بزرگوں کی صحبت نے سونے پر سہاگہ کا کام کیا۔ آپ نے اپنا کاروبار پشاور میں شروع کر دیا۔ آپ کی پہلی بیوی کی وفات پر حضرت قبلہ صاحبزادہ سیف الرحمٰن کی چچازاد بہن سے شادی ہو گئی اور آپ نے اس وقت بازید خیل میں سکونت اختیار کر لی۔ یہ خاتون بہت بلند پایہ بی بی ہیں نہایت پارسا اور متقی ہیں اس خاتون نے اپنے مرحوم خاوند کی نو سالہ طویل بیماری میں جس طرح خدمت کی وہ ایک مثالی رنگ رکھتی ہے۔ ہم ان کے مرحوم خاوند کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔

مرحوم نے احمدیت کی مالی۔ لسانی ہر رنگ میں نمایاں خدمات سرانجام دی ہیں۔ مرحوم نہایت پارسا متقی اور تہجد خواں تھے راقم الحروف سے ان کے ذاتی تعلقات رہے ہیں اور بہت قریب سے دیکھنے کا موقعہ ملا ہے۔ آپ احمدیت کے فدائی تھے۔ بہت بڑے مہمان نواز۔ شیریں کلام اور اخلاق میں اعلیٰ مقام رکھتے تھے ؎

> کس کس کو یاد کر کے آنسو بہائیں ہم
> تیری ہر ایک خوبی یہاں پر لاجواب ہے

آپ اپنے پیچھے تین لڑکیاں۔ پانچ لڑکے اور ایک بیوہ چھوڑ گئے ہیں۔ آپ کا بڑا لڑکا بابو عبدالحلیم خان مردان کے جنرل پوسٹ آفس میں پوسٹ ماسٹر لگے ہوئے ہیں۔ باقی کاروبار کرتے ہیں۔

راقم الحروف کو اس بزرگ کی جدائی سے سخت صدمہ پہنچا ہے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا کرے۔

محمد الرحمٰن سیکرٹری جماعت پشاور

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔ مینجر

431
کالونی سرحد ٹیکسٹائل ملز نوشہرہ
کے نفیس پارچات
لٹھا
پاپلین
ململ
وائل
POPLINS, LATHA, MULS, VOILS
LATHA
CHAR CHABI
چار چابی
CHAR SIKKA
چار سکہ
CHAR CHIRAGH
چار چراغ
POPLINS
SARHADDI
سرحدی
MORNI
مورنی
CHAR TOPE
چار توپ
26-THE POPLIN
چھبی دی پاپلین
MULS
26-THE MULMUL
چھبی دی ململ
VOILS
DACCA QUEEN
ڈھاکہ کوئین
Colony
Sarhad
کالونی سرحد ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ، اسماعیل کوٹ نوشہرہ
TEXTILE MILLS LTD.
Ismailkot NOWSHERA
آپ ہمیشہ سرحد ملز نوشہرہ کے نفیس پارچات طلب فرمائیں۔ سرحد کے پارچات عمدگی اور مضبوطی میں بے مثال ہیں!
TM 1/65
CRESCENT

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

پیغام صلح

لاہور

تار کا پتہ:- "تبلیغ" لاہور

فون نمبر ۳۷۴۷

زرِ مبادلہ
پاک و ہند سے چھ روپے
بیرونی ممالک سے:-
ایک پونڈ

مدیر:- دوست محمد
مدیر معاون:- بشیر احمد سوز

فی پرچہ:- ۱۲ پیسے

جلد ۵۳ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۶ ربیع الثانی ۱۳۸۵ھ مطابق ۴ اگست ۱۹۶۵ء | نمبر ۲۸

حضرت مسیح موعود اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بر و شد اختتام
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ پرانا نہ نیا۔
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
(۴) سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابلِ احترام ہیں۔
(۵) سب مجددوںؒ کا ماننا ضروری ہے۔
(۶) اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

بحرِ حکمت کے موتی

عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلعم سئل
ای العمل افضل قال ایمان باللہ ورسولہ
قیل ثم ماذا قال حج مبرور
(البخاری کتاب الایمان)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم سے دریافت کیا گیا کہ کونسا عمل سب سے افضل ہے فرمایا اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔ عرض کیا گیا اس کے بعد کونسا فرمایا جہاد فی سبیل اللہ عرض کیا گیا اس کے بعد فرمایا حج جو اس کی پوری شرائط کے ساتھ ادا کیا جائے۔

حضرت نبی کریم صلعم نے ایمان کو بھی عمل میں داخل کیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ایمان ہی درحقیقت اعمال صالحہ کے درخت کے لئے بطور جڑ کے کام دیتا ہے اگر یہ جڑ مضبوط ہو اور درخت کو خوراک پہنچانے کی کامل صلاحیت رکھتی ہے تو اعمال صالحہ کا درخت ہرا بھرا رہے گا ورنہ سوکھ جائے گا ایمان سے مراد بھی وہ ایمان ہے جو دلوں کی گہرائیوں تک پہنچ کر باطن کے کونہ کونہ کو روشن کر دیتا ہے اور معرفت الٰہی کو اس حد تک میسر کرا دیتا ہے کہ خدا کی نافرمانی کو ناممکن بنا دیتا ہے اور بدیوں کو قریب نہیں آنے دیتا اسی لئے سورۃ الحجرات میں اللہ تعالیٰ نے اعراب کے دعوئی ایمان پر فرمایا کہ تم ایمان نہیں لائے ہو البتہ یہ کہو کہ ہم اسلام میں داخل ہو گئے ہیں ایمان تو ابھی تک تمہارے دلوں میں داخل ہی نہیں ہوا حقیقی ایمان کی علامت تو یہ ہے کہ خدا کی ہستی اور اس کے رسول کی صداقت میں شک بالکل نہ رہے اور مومن خدا کی راہ میں اپنے اموال اور اپنی جان قربان کرنے کے لئے اپنے آپ کو تیار پائے اس آیت سے پتہ لگتا ہے کہ اسلام ایسے ایمان کا تقاضا کرتا ہے جو دلوں تک پہنچا ہوا ہو اس سے ثابت ہوا کہ اسلام جبر سے منوانے کا قائل نہیں کیونکہ جبر کے ذریعہ پیدا کردہ ایمان کا اثر دل پر نہیں ہو سکتا اس کے بعد فرمایا کہ حقیقی ایمان کا لازمی نتیجہ ہے کہ اس کی

(باقی بر صفحہ ۹ کالم ملا)

پہلا فرض انسان کا یہ ہے کہ وہ ایمان باللہ کو اپنے اعمال سے ثابت کر دکھائے

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

خدا تعالےٰ پر ایمان دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک وہ ایمان ہے جو صرف زبان تک محدود ہے اور اس کا اثر افعال اور اعمال پر کچھ نہیں۔ دوسرا قسم ایمان باللہ کی یہ ہے کہ عملی شہادتیں اس کے ساتھ ہوں۔ پس جب تک یہ دوسری قسم کا ایمان پیدا نہ ہو۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ ایک آدمی خدا کو مانتا ہے، یہ بات میری سمجھ میں نہیں آتی کہ ایک شخص اللہ تعالیٰ کو مانتا بھی ہو اور پھر گناہ بھی کرتا ہو۔ دنیا کا بہت بڑا حصہ پہلی قسم کے ماننے والوں کا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ وہ لوگ اقرار کرتے ہیں کہ ہم خدا کو مانتے ہیں مگر یہ دیکھتا ہوں کہ اس اقرار کے ساتھ ہی وہ دنیا کی نجاستوں میں مبتلا اور گناہ کی کدورتوں سے آلودہ ہیں۔ پھر وہ کیا بات ہے کہ وہ خاصہ جو ایمان باللہ کا ہے۔ اس کو حاضر و ناظر جان کر پیدا نہیں ہوتا؟ دیکھو انسان ایک ادنےٰ درجہ کے چوہڑے چمار کو دیکھ کر اس کی چیز نہیں اٹھاتا۔ پھر اس خدا کی مخالفت اور اس کے احکام کی خلاف ورزی میں دلیری اور جرأت کیوں کرتا ہے جس کی بابت کہتا ہے مجھے اس کا اقرار ہے۔ میں اس بات کو مانتا ہوں دنیا کے اکثر لوگ ہیں جو اپنی زبان سے اقرار کرتے ہیں کہ ہم خدا کو مانتے ہیں۔ کوئی پرمیشر کہتا ہے کوئی گاڈ کہتا ہے کوئی اور نام رکھتا ہے۔ مگر جب عملی پہلو سے ان کے اس ایمان اور اقرار کا امتحان لیا جاوے اور دیکھا جاوے تو کہنا پڑے گا کہ وہ زا دعوےٰ ہے جس کے ساتھ عملی شہادت کوئی نہیں۔

انسان کی فطرت میں یہ امر واقعہ ہے کہ وہ جس چیز پر ایمان لاتا ہے اس کے نقصان سے بچنے اور اس کے منافع کو لینا چاہتا ہے۔ دیکھو سنکھیا ایک زہر ہے اور انسان جبکہ اس بات کا علم رکھتا ہے کہ اس کی ایک رتی بھی ہلاک کرنے کو کافی ہے تو کبھی وہ اس کو کھانے کے لئے دلیری نہیں کرتا اس لئے کہ وہ جانتا ہے کہ اس کا کھانا ہلاک ہوتا ہے۔ پھر کیوں وہ خدا تعالےٰ کو مان کر ان نتائج کو پیدا نہیں کرتا جو ایمان باللہ کے ہیں۔ اگر سنکھیا کے برابر بھی اللہ تعالےٰ پر ایمان ہو تو اس کے جذبات اور جوشوں پر موت وارد ہو جاوے مگر نہیں یہ کہنا پڑے گا کہ نرا قول ہی قول ہے۔ ایمان کو یقین کا رنگ نہیں دیا گیا ہے۔ یہ اپنے نفس کو دھوکا دیتا ہے اور دھوکا کھاتا ہے جو کہتا ہے کہ میں خدا کو مانتا ہوں۔

پس پہلا فرض انسان کا یہ ہے کہ وہ اپنے ایمان کو درست کرے جو وہ اللہ پر رکھتا ہے۔ یعنی اس کو اپنے اعمال سے ثابت کر دکھائے کہ کوئی فعل ایسا اس سے سرزد نہ ہو جو اللہ تعالیٰ کی شان اور اس کے احکام کے خلاف ہو۔" (ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۳۱۲-۳۱۳)

تبلیغی خطوط و کتابت

دیکھو خدا نے تمہارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پاکے شہرۂ عالم بنا دیا (حضرت مسیح موعودؑ)

(مرتبہ - الحاج میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی)

انڈونیشیا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - مجھے امید ہے کہ میرا خط آپ کو مل گیا ہوگا - میں اسلام کے متعلق تعلیم حاصل کرنا چاہتا ہوں اور میں اس کی تلاش میں ہوں - اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ تعالیٰ کی تعلیم پر چلنا چاہتا ہوں - میں کو نسا راستہ اختیار کروں - جس سے میں خدا اور اس کے رسولؐ کی خوشنودی حاصل کرلوں - نیز میں یہ بھی چاہتا ہوں کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کیا مشن لے کر آئے - میں آپ کی کتابوں کا انتظار کر رہا ہوں - ہم احمدیہ تحریک کو ہرگز نہ بھلائیں گے - ازراہ کرم کال آف اسلام - ٹیچنگز آف اسلام - ڈٹ فار گاڈ - چارج آف ہرسی وغیرہ کتب ارسال فرمائیں - والسلام - (ان کو لٹریچر بھیجا گیا اور خط بھی لکھا گیا)

(علی کرسمین)

ترجمہ خط ایم - غنی فواد - انڈونیشیا -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - میں نے آپکی کتابیں اور اخبار مطالعہ کی ہیں ان کو بہت مفید پایا ہے اور دین اسلام کی اشاعت کے مطابق پایا میں آپ کی کتابوں کا مطالعہ بہتر سمجھتا ہوں -

میں بہت حیران ہوں کہ آپ کی جماعت کی تبلیغ ...... کی میرے ملک میں خوب تکمیل ہوتی ہے اور تمام مسلمان آپ کی تعلیم کو خوب پسند کرتے ہیں اور میں بھی اس کو چاہتا ہوں - میری التماس ہے کہ مجھے اخبارات اور کتابیں اسلام کے متعلق اور قرآن شریف ارسال کریں - آخر میں آپ کی بہتری کی دعا کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں آپ پر نازل ہوں - (ان کو لٹریچر بھیجا گیا)

نائیجیریا

ترجمہ خط لوربامو - این - یو - محمد - نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ - میں آپ کا مسلمان بھائی ہوں - اور اسلام میرا مذہب ہے - مجھے انگریزی میں نماز چاہیئے اگر آپ کے پاس نماز ہو تو مجھے ارسال کریں - میں یہ نماز دوسرے لوگوں کو بھی سکھاؤں گا - مجھے قرآن شریف انگریزی کی قیمت ارسال کریں محمد رسول اللہؐ کی اتباع سے مسلمان کے قلب کو راحت ہوتی ہے اور یہ ہر مسلمان کا فرض ہے - محمد رسول اللہؐ کی اتباع کرے - میں مسلمان پیدائشی ہوں اور میری عمر ۲۰ سال ہوگئی ہے اور میں اپنے باپ کے مذہب پر رہنا چاہتا ہوں اور اسلام کے متعلق مزید معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں - میرے باپ کو فوت ہوئے ۹ سال ہوگئے ہیں - قرآن کہتا ہے کہ غریبوں کی امداد کرو اور یتیموں پر ہاتھ رکھو - اسلام حضرت نوحؑ - حضرت ابراہیمؑ - حضرت آدمؑ - اور حضرت موسیٰؑ کا مذہب تھا - امید ہے کہ آپ میری مدد کریں گے - اس لئے آپ مجھے نماز انگریزی اور لٹریچر ارسال کریں — والسلام (ان کو انگریزی نماز اور لٹریچر بھیجا گیا جواب بھی دیا گیا)

ترجمہ خط - وانی کے - لیگوس - نائیجیریا -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ - آپ کے ارسال کردہ تحفہ کا شکریہ - جو کتابیں آپ نے ارسال کی ہیں ... ایک بہترین تحفہ ہیں خداوند کریم آپ پر ہزاروں رحمتیں نازل فرمائے اور مگر ا ہوں ... کو راہ راست پر لانے والی ہیں - میں نے کتابوں کا مطالعہ کر لیا ہے اب میں دوبارہ غور سے مطالعہ کر رہا ہوں - میں بہت مشکور رہوں گا اگر آپ مجھے کتابیں اور لٹریچر ارسال کریں - اور مزید التماس ہے کہ مندرجہ اخبارات بھی ارسال کریں - مسلم ڈائجسٹ - دی اسلامک ریویو - مسلم ٹائمز وغیرہ سابقہ خط میں میں نے نماز کے متعلق لکھا تھا کہ کس طرح ادا کرنی چاہیئے - میں نے ایک لٹریچر میں حضرت عیسیٰؑ کے متعلق پڑھا ہے کہ وہ فوت ہوگئے ہیں - میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں - اور اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا بہتر صلہ دے - (ان کو کتابیں اور لٹریچر روانہ کیا گیا اور خط بھی لکھا گیا)

ترجمہ خط - محمد ایس - ماہی - مغربی افریقہ -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ - میں یہ خط لکھ کر آپکو بڑی خوشی محسوس کرتا ہوں - اور جو کتابیں آپ نے ارسال کی ہیں میں مطالعہ کر کے بہت خوش ہوا ہوں اور میرے ایک دوست نے ایک کتاب بنام کتاب الصلوٰۃ دی ہے وہ کتاب آپ مجھے ضرور ارسال کریں کیونکہ وہ بہت اچھی کتاب ہے - امید ہے کہ آپ مجھے یہ کتاب ضرور ارسال کریں گے - خداوند کریم آپ کو اور آپ کے اہل خانہ اور بچوں کو سلامت رکھے - مجھے ہرگز نہ بھولیں - میں آپ کو دعا دوں گا -

(ان کو مسلم پریئر بک ارسال کی گئی اور مزید لٹریچر ارسال کیا گیا اور خط کا جواب بھی دیا گیا)

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مؤرخہ ۴ راگست ۱۹۶۵ئہ

مسیحی مشنریوں کا طریقِ تبلیغ

چند دن ہوئے قومی اسمبلی میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے اس بات کا اعتراف کیا گیا کہ گذشتہ چند برسوں میں ہزاروں پاکستانیوں کو عیسائی بنایا جا چکا ہے۔ یہ انکشاف کوئی نیا نہیں اس سے پیشتر متعدد مرتبہ یہ حقیقت منظر عام پر آ چکی ہے کہ مسیحی مشنریوں کی کوششوں سے ہزارہا پاکستانی مسیحیت کی نذر ہو چکے ہیں اور ہوتے چلے جا رہے ہیں، ان میں اعلیٰ خاندانوں کے لوگ بھی ہیں اور غریب دیہاتی بھی، اس بڑھتے ہوئے سیلاب کو روکنے کے لئے مسلمانوں کی طرف سے کیا کارروائی کی گئی؟ چند دن اخباروں میں شور و غوغا برپا کرنے اور حکومت کو توجہ دلانے کے سوا اور کوئی کارروائی اب تک عمل میں نہیں آئی۔ نہ کسی اسلامی ادارہ نے کوئی ایسے مبلغ تیار کئے جو مسیحی معتقدات پر اسلامی تعلیمات کی فوقیت ثابت کرنے کی اہلیت رکھتے ہوں، اور شہروں اور دیہات میں پھر کر تعلیمات اسلام کا پرچار کر سکیں اور نہ ہی حکومت یا کسی ملکی ادارہ نے ان اقتصادی معاشرتی حالات کو سنوارنے کا کوئی منصوبہ بنایا جو عام طور پر ارتداد کا موجب ہو رہے ہیں۔ ہم بارہا اس بات کی طرف توجہ دلا چکے ہیں کہ مسیحی مشنریوں کے شکار عام طور پر وہ لوگ ہوتے ہیں جو اپنے مذہب کی خوبیوں سے بیگانہ ہونے کے علاوہ مختلف قسم کی اقتصادی و معاشرتی مشکلات میں گھرے ہوئے ہیں، یا وہ جو بیماریوں میں مبتلا ہو کر مشن ہسپتالوں اور مسیحی مشنریوں کی نظر التفات سے متاثر ہو کر بپتسمہ لے لیتے ہیں، ان میں وہ لوگ بھی شامل ہیں، جنہیں پادری صاحبان اپنی روحانی بزرگی کا یقین دلا کر ایسے تعویذات بنا دیتے ہیں جن میں یسوع مسیح سے مدد طلب کی جاتی ہے شفا دینے یا مشکلات سے نجات دینے والا خدا تو ہے اور جب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ لوگ مشکلات سے نکل جاتے ہیں تو اسے پادری صاحب کے روحانی اثرات اور ان کے دیئے ہوئے تعویذ کی برکت سمجھ کر عیسائیت کی آغوش میں چلے جاتے ہیں۔

یہ وہ ہتھکنڈے ہیں جو مسیحی مشنری عام طور پر جاہل اور سیدھے سادے لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے استعمال کرتے ہیں، لیکن نہ تو مسلمان علماء اور اسلامی اداروں کی طرف سے ان کی مدافعت کا کوئی سامان موجود ہے اور نہ حکومت ان ہتھکنڈوں سے انہیں باز رکھنے اور اسلام کی حفاظت کا مناسب بندوبست کرنے کے لئے تیار ہے۔

ان ہتھکنڈوں کے علاوہ مشنری سکولوں میں مسلمان طلباء کو مسیحیت کے زیر اثر لانے کے لئے جو کوششیں جاری ہیں وہ اور بھی خطرناک ہیں، مسلمان امراء اپنے بچوں کو جنہیں اسلام کا کوئی علم نہیں ہوتا مشنری سکولوں میں داخل کر کے مسیحیت کے اثرات کا شکار بنا دیتے ہیں، وہاں انہیں انجیل کا نام لئے بغیر مسیح کا پہاڑی وعظ یاد کرایا جاتا اور دوسری انجیلی تعلیمات سے متاثر کیا جاتا ہے انہیں اپنے مذہب کا کوئی علم نہیں ہوتا یہاں تک کہ کلمہ تک پڑھنا نہیں جانتے۔ پچھلے دنوں ایک مسلمان فاضل نے ایک مشنری سکول میں جا کر مسلمان بچوں سے ان کی مذہبی تعلیم کے متعلق پوچھ گچھ کی۔ ان کا بیان ہے کہ ان بچوں نے پہاڑی وعظ تو فر فر سنا دیا اور جب ایک بچے سے کہا گیا کہ کلمہ سناؤ تو اس نے تعجب سے پوچھا "وہ کیا ہوتا ہے" یہ تو مشنری سکولوں کے اثرات ہیں، دوسری طرف گھروں میں بھی انہیں اسلامی تعلیمات سے آشنا نہیں کیا جاتا۔ بلکہ عموماً گھر کا ماحول اور طریق بود و باش تمام تر مغربی رنگ میں رنگا ہوا ہوتا ہے ایسی حالت میں آئندہ نسلوں کا جو حشر ہو سکتا ہے وہ ظاہر ہے،

انہی باتوں کے پیش نظر قومی اسمبلی میں حال ہی میں مسیحی مشنریوں کی سرگرمیوں کے بارہ میں استفسار کیا گیا، تو ایک پارلیمنٹری سیکرٹری نے غیر مبہم الفاظ میں یہ بتایا کہ عیسائی مشنریوں پر پابندی آئین میں بنیادی حقوق کے منافی ہو گی انہوں نے کہا کہ پاکستان میں سب لوگوں کو مذہب کی تبلیغ کی اجازت ہے اس لئے خواہ اقلیتیں اور غیر ملکی باشندے اس حق سے محروم نہیں کئے جا سکتے، اس پر ارکانِ ... اسمبلی نے جب یہ بتایا کہ مسیحی مشنری سکول پاکستانی بچوں کو گمراہ کر رہے ہیں تو یہ جواب دیا گیا کہ "اپنے بچوں کو ان سکولوں میں نہ بھیجیں، مسلمان بھی ایسے مشن سکول کیوں نہیں کھول لیتے"

جہاں تک مسیحی مشنریوں کو تبلیغ کا حق دینے کا سوال ہے ہم پارلیمنٹری سیکرٹری سے متفق ہیں، کہ پاکستانی اقلیتوں میں شامل ہونے کی وجہ سے یہ ان کا بنیادی حق ہے اور اس سے انہیں محروم کرنا اسلامی رواداری کے قطعاً خلاف ہے لیکن سوال یہ ہے کہ اُن کا طریق تبلیغ کہاں تک جائز اور اس بنیادی حق کے مطابق ہے، بالخصوص غیر ملکی مشنریوں کا جو امریکی روپیہ اور اشیاء کے صرف سے پاکستانی باشندوں کو متاثر اور مرتد کرنے کی کوششیں کرتے ہیں، اس حق سے فائدہ اٹھانا کہاں تک حق بجانب ہے، کیا ان کی ناواجب سرگرمیوں پر پابندی عائد کرنا بھی آئین کے خلاف ہے؟ مشنری سکولوں میں بچوں کو نہ بھیجنے کے متعلق پارلیمنٹری صاحب کا فرمان صحیح، لیکن جو لوگ اس فرمان کی تعمیل کرنے کے لئے تیار نہیں کیونکہ انہیں مشنری سکولوں کی تعلیم کا معیار بہت بلند نظر آتا ہے، کیا اُن کے بچوں کو مسیحی اثرات سے بچانے کا کوئی انتظام نہیں ہونا چاہیئے؟ کیا دیہات کے سیدھے سادے مفلوک الحال مسلمانوں کو مسیحی امداد سے بے نیاز کرنے کا کوئی انتظام کرنا مناسب نہیں اسلامی اداروں میں تو اتنی سکت نہیں کہ وہ مشنری سکولوں کے پایہ کے سکول قائم کر سکیں۔ اور نہ وہ اقتصادی طور پر اپنے مسلمان بھائیوں کی مفلوک الحالی کو دُور کر سکتے ہیں، یہ حکومت کے کام ہیں اور پاکستانی حکومت کا فرض ہے کہ وہ ایک شعبۂ اسلامیات قائم کر کے اس کے ذریعہ مجبور و معذور پاکستانیوں کی امداد و اعانت اور تالیف قلوب کا بندوبست کرے اور محکمہ تعلیم کے ذریعہ مسیحی مدارس کے ہم پلّہ سکول جاری کرے۔

اس کے ساتھ ہی جیسا کہ ہم پہلے کہہ چکے ہیں مسلمان علماء اور اسلامی اداروں کو ایسے مبلغ تیار کرنے چاہئیں جو شہر بہ شہر اور گاؤں گاؤں پھر کر اسلامی محاسن سے لوگوں کو آگاہ اور مسیحی مذہب کی خامیوں سے متنبہ کرنے کی کوشش کریں۔ کہ اس کے بغیر مسیحی سیلاب کا بند مکمل طور پر نہیں ہو سکتا۔

اخبارِ احمدیہ

سانحۂ ناگہانی

——— چوہدری سلطان علی صاحب پنشنر ڈپٹی ڈائرکٹر ادارت السلطان بیرون بوہڑ گیٹ ملتان نے اطلاع دی ہے۔ کہ ان کے داماد لیفٹننٹ کرنل عطاء الحق صاحب میڈیکل سپیشلسٹ ملٹری ہسپتال راولپنڈی بتقاضائے الٰہی دل کے عارضہ کی وجہ سے ۲۴ جولائی ۱۹۶۵ئہ کو سی۔ ایم۔ ایچ راولپنڈی میں انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ڈاکٹر صاحب نوجوان تھے۔ ان کی عمر وفات کے وقت ۴۳ سال تھی۔ وہ بہت با اخلاق اور نیک سیرت انسان تھے۔ اپنے حُسنِ اخلاق کے باعث وہ اپنے ماتحتوں متعلقہ افسروں اور مریضوں میں بیحد مقبول تھے اور ان کی وفات سے وہ ایک بہت بڑا خلا محسوس کرتے ہیں۔ وہ ایک قابل افسر لائق اور ہمدرد ڈاکٹر تھے اور ان خوبیوں کی وجہ سے وہ بہت مقبول تھے۔

ان کا جنازہ راولپنڈی سے موضع چھدکسی تحصیل کبیر والا ضلع ملتان لے جایا گیا تھا۔ اور وہیں ان کو ان کی خواہش کے مطابق سپرد خاک کیا گیا۔ ایصال ثواب کی خاطر مبلغ ۱۰/- روپے چوہدری سلطان علی صاحب نے انجمن کو دیئے ہیں۔ مرحوم ایک بیوہ اور تین لڑکیاں چھوڑ گئے ہیں۔ احباب سے التماس ہے۔ کہ وہ مرحوم ڈاکٹر صاحب کی مغفرت کے لئے دعا فرمائیں۔ اور جملہ لواحقین اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا فرماویں۔ ان کی بخشش کے لئے احباب غائبانہ نماز جنازہ کا بعد نماز جمعہ اہتمام فرماویں۔

علالت

——— معلوم ہوا ہے کہ خانبہادر ڈاکٹر سعید احمد صاحب کی بڑی بیگم صاحبہ سخت علیل ہیں۔ ان کی صحت عاجلہ و کاملہ کے لئے احباب سے دعاؤں کی درخواست ہے۔

(خاکسار احمد یار سیکرٹری انجمن)

——— حبیب الرحمٰن صاحب صادق کی اہلیہ محترمہ عرصہ سے علیل ہیں اور خانبہادر ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب کے زیر علاج ہیں۔ احباب کرام ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دردِ دل سے دعا فرمائیں۔

(باقی بر صفحہ ۶ کالم ۳)

ربوہ سے ایک استفسار

اور اس کا جواب

استفسار۔ وہ کون ہے جس نے کہا تھا کہ مکّہ مدینہ کی چھاتیوں کا دُودھ خشک ہوگیا ہے ؟

الجواب:۔ ایسا اعلان کرنے والے خلیفہ ربوہ ہیں۔ ان کے اعلان کے الفاظ یہ ہیں

"تمہارا ایک ایسے مرکز سے تعلّق ہے جسے اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے تمام دُنیا کی اُم بنایا ہے .... اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے قادیان کو تمام بستیوں کی اُم بنا دیا ہے اس لئے اب وہی بستی پُورے طور پر رُوحانی زندگی پائیگی جو اس کی چھاتیوں سے دُودھ پیئے گی .... پس جو قادیان سے تعلّق نہیں رکھے گا وہ کاٹا جائے گا تم ڈرو کہ تم میں سے کوئی نہ کاٹا جائے پھر یہ تازہ دُودھ کب تک رہے گا آخر ماؤں کا دُودھ بھی سُوکھ جایا کرتا ہے، کیا مکّہ اور مدینہ کی چھاتیوں سے دُودھ سُوکھ گیا کہ نہیں"۔

(کتاب حقیقۃ الرُؤیا صفحہ ۴۵ و ۴۶)

روح اسلام کا خصوصی نمبر

ماہ ستمبر ۱۹۶۵ء کا رُوح اسلام شیخ بابو غلام قادر صاحب ڈار مرحوم و مغفور کی یاد میں شائع ہو رہا ہے جس میں ان کی زندگی کی ایمان افروز جھلکیاں پیش کی جائیں گی اور مرحوم کی رُوح پرفتوح کو خراج عقیدت پیش کیا جائے گا۔ احباب کرام سے گذارش ہے کہ شیخ صاحب مرحوم کے بارہ میں جو کچھ بھی علم ہو، ضبط تحریر میں لاکر ۲۰ اگست ۱۹۶۵ء تک ارسال فرمائیں۔

ایڈیٹر رُوح اسلام
احمدیہ بلڈنگس لاہور

شمولیت سلسلہ

محمد انور صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ای ڈی ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ سکول ریحانہ ضلع ہزارہ نے حضرت امیر ایدہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں شمولیت فرمائی ہے اللہ تعالیٰ استقامت عطا فرمائے۔

جلسہ عید میلاد النبیؐ صلعم

بزم احمدیہ تبلیغ الاسلام طلبائے جہلم کی طرف سے میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلّم کی تقریب سعید پر مورخہ ۱۲ ربیع الاوّل مطابق ۱۲ جولائی ۱۹۶۵ء جامع احمدیہ جہلم میں ایک جلسہ منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد مختلف طلباء نے حضور نبی کریمؐ کی شان میں نظمیں پیش کیں۔ بعد ازیں "سیرت النبی" کے موضوع پر تقاریر ہوئیں تقریری مقابلے میں طلباء میں سے مسٹر محمد فاروق اول آئے اور انہیں سلسلہ کے لٹریچر میں سے چند کتب بطور انعام دی گئیں۔ علاوہ ازیں طالبات کا جلسہ بھی ہوا۔ جس میں کوکب جبین اوّل آئیں اور انہیں بھی چند کتب بطور انعام دی گئیں۔ جلسہ دُعا پر اختتام پذیر ہوا۔

والسلام۔ خاکسار محمد شریف
راجوروی (مولوی فاضل) جامع احمدیہ میدان پاکستان جہلم شہر

آفتاب الدین احمدؒ

ہومیوپیتھک دار الشفاء

سال رواں کی تیسری سہ ماہی کی مختصر کارگذاری

مئی و جون اور جولائی ۱۹۶۵ء میں مریضوں کی کل تعداد ۵۹۹۵ ہے اس میں لاہور کے ہر حصہ کے علاوہ لاہور سے باہر حسب ذیل مقامات کے مریض بھی شامل ہیں جنہوں نے دار الشفاء سے استفادہ کیا:۔

اوکاڑہ ۱	راولپنڈی ۲	لائلپور ۳
بدوملہی ۱	سیالکوٹ ۷	منٹگمری ۱
چھانگا مانگا ۱	سید اشریف ۱	میانوالی ۱
جہلم ۱	سکھر ۱	نوشہرہ ۱
جھنگ ۱	گجرات ۱	وزیر آباد ۱

اس عرصہ میں احباب نے ۴۵۴ روپے کے عطیات مرحمت فرمائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔

یہ دار الشّفاء
آپ کا قومی ادارہ ہے

آپ بھی اس انسان دوست ادارہ کی امداد فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ عطیات محاسب صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور بھی قبول فرماتے ہیں۔

اعزازی مہتمم دار الشفاء ۸/۱/۶۵

درخواست دُعا۔ مکرمی ایڈیٹر صاحب پیغام صلح۔ موضع گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ میں میرے چھوٹے بھائی چوہدری نذیر احمد کے بیٹے محمد یوسف جب سے پیدا ہوئے اکثر بیمار رہتے ہیں۔ اب کچھ دنوں سے زیادہ بیمار ہیں۔ احباب جماعت، بزرگوں اور دوستوں سے درخواست ہے کہ چوہدری نذیر احمد کے بیٹے محمد یوسف کی کامل صحت اور عمر درازی کے لئے درد دل سے دربار خداوندی میں دعا فرمائیں بندہ ممنون ہوگا۔

حاجی اللہ رکھا سکنہ گھٹیالیاں۔ حال احمدیہ بلڈنگس لاہور

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آسمانِ ہدایت کے آفتاب ہیں

اور صحابہؓ اور مجددینؒ ستارے اور قمر

حضرت مرزا صاحب کا دعوےٰ محدثیت کا ہے نبوت کا نہیں

من رسلہ - وقالوا سمعنا واطعنا غفرانک ربنا والیک المصیر ——— (البقرہ) ———

کائنات کی ہر چیز کی فطرت میں ہدایت

اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں لوگوں کی ہدایت کے لئے فرمایا کہ اس کائنات کا موجد و خالق میں ہوں، اور میں نے کائنات کی ہر چیز کی فطرت و طبیعت میں ہدایت رکھدی ہے۔ وہ نباتات ہوں، کیڑے مکوڑے ہوں، چرند پرند ہوں۔ اور یا انسان ہوں۔ ان سب کے اندر خدا تعالےٰ نے ان کی ترقی کے لئے اور ان کی پیدائش کے مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہدایت رکھدی ہے۔ اللہ تعالےٰ نے سب چیزوں کو پیدا کیا ہے اور ان کے اندر ہدایت اور رہنمائی رکھدی ہے تاکہ پیدائش کے مقصد کو پورا کریں ربنا الذی اعطی کل شیئٍ خلقہٗ ثم ھدیٰ

اجرام سماوی کا باقاعدہ طلوع و غروب

اجرام سماوی یعنی جو ستارے اور سیارے ہیں ان میں جان نہیں ہے۔ لیکن ان کی فطرت اور پیدائش کے اندر بھی رہنمائی رکھدی ہے۔ کس باقاعدگی سے سورج طلوع و غروب ہوتا ہے۔ اور کس باقاعدگی کے ساتھ قمر طلوع ہوتا اور غروب ہوتا ہے ان کی رفتار میں نہ کمی ہوتی ہے اور نہ زیادتی۔ کس باقاعدگی اور کس اہتمام کے ساتھ یہ سیارے اور ستارے اس خدمت کو سرانجام دے رہے ہیں جو خدا تعالےٰ نے ان کی طبیعت میں رکھ دی ہے۔

کیڑوں اجرام سماوی اور چارپایوں کی غیر شعوری خدمات

کیڑے مکوڑوں کے اندر ان کی زندگی کے مقصد کو پورا کرنے کی ہدایت رکھدی ہے۔ اوحی ربک الی النحل شہد کی مکھی کے اندر بھی خدا تعالےٰ نے رہنمائی رکھدی ہے۔

سورج اور قمر کو معلوم نہیں کہ میں کیا کچھ کر رہا ہوں لیکن کس باقاعدگی کے ساتھ وہ زندگی کے قیام کا عالمگیر فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ اسی طرح شہد کی مکھی کو ارادے اور شعور میں نہیں ہے کہ وہ انسان کی خدمت کے لئے پیدا کی گئی ہے لیکن اس کی فطرت کے اندر یہ بات موجود ہے کہ وہ انسان کے لئے شہد تیار کرے۔ اسی طرح سے بھیڑ بکری اور گائے کے اندر یہ بات ہے کہ دودھ دے۔ ہمارے سامنے ان کو چارا ڈالا جاتا ہے جس کا دودھ بن جاتا ہے۔ یہ خدا تعالےٰ کی طرف سے رہنمائی ہے۔ ربنا الذی خلق کل شیئٍ ثم ھدیٰ۔ خدا تعالےٰ نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے۔ اور ہر چیز کے اندر رہنمائی کے سامان رکھدیئے ہیں۔

انسانی فطرت میں نیکی و بدی کی تمیز

انسان کی ذات ہی ایک ایسی ہستی ہے جس کی فطرت میں رہنمائی کے سامان بھی رکھ دیئے گئے ہیں اور اس کی مزید رہنمائی کے لئے خدا تعالےٰ نے وحی بھی نازل فرمائی ہے۔ فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیھا۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو صحیح فطرت پر پیدا کیا وھدینٰہ السبیل اس کے اندر نیکی اور بدی کی تمیز رکھ دی۔ وھدینٰہ النجدین جس طرح سے راہ چلتے دو پہاڑیاں نظر آتی ہیں اور وہ نظروں سے اوجھل نہیں ہو سکتیں۔ اسی طرح نیکی اور بدی بھی نمایاں طور پر نظر آتی ہے نیکی اور بدی کی پہچان انسانی فطرت کے اندر مرکوز ہے۔

وحی الٰہی کے ذریعہ انسان کی مزید رہنمائی

لیکن مزید رہنمائی کے لئے خدا تعالےٰ نے وحی نازل فرمائی ہے اور جن بزرگ ہستیوں پر وحی نازل فرمائی ان کو بطور نمونہ بھی پیش کیا۔ وہ خاص ہستیاں ہیں جن کو ہم انبیاء کہتے ہیں وہ سورج کی طرح روشن ہوتے ہیں اور دوسروں کو روشن کرتے ہیں۔

رسول کریم صلعم آفتاب ہدایت ہیں اور صحابہؓ آسمان ہدایت کے ستارے

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آفتاب کی طرح چمکتے ہوئے نور تھے۔ وہ صفات۔ عادات۔ اخلاق اور معاملات میں عظیم مقام کے مالک تھے۔ ان کی تعلیم بے مثال تھی۔ ان کی تعلیم اور عملی زندگی نے ایک قوم پیدا کی جو ستاروں کی طرح روشن تھی حضور آفتاب کی طرح روشن تھے تو قوم ستاروں کی طرح روشن ہوئی۔ فرمایا اصحابی کالنجوم بایّھم اقتدیتم اھتدیتم۔ میرے ساتھی ستاروں کی مانند ہیں۔ ان میں سے جس کسی کے پیچھے چلو گے صحیح راستہ پا جاؤ گے۔

رسول صلعم پر ایمان لانا کیوں ضروری ہے

تو رسول اور نبی پر ایمان لانا اس لئے فرض قرار دیا ہے کہ اس کی رہنمائی کے بغیر ہدایت نہیں مل سکتی خدا تعالےٰ کے احکام کی جو وہ تشریح اور تفسیر کرتے ہیں اور ان کو عمل میں لاتے ہیں وہ کوئی دوسرا نہیں کر سکتا۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے جس طرح توحید پر ایمان لانا فرض قرار دیا ہے اسی طرح حضرت نبی کریم صلعم کی نبوت اور آپؐ پر نازل شدہ وحی پر ایمان لانا فرض قرار دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا کہ امن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمؤمنون۔

نبی کا اپنی نبوت پر ایمان لانا ضروری ہے

حضرت صلعم نے بھی اس بات پر ایمان کا اظہار فرمایا کہ میں خدا تعالےٰ کا رسول ہوں اور اپنے متبعین سے بھی منوایا کہ آپ خدا کے رسول ہیں۔ حدیث میں بھی حضور کے اپنی نبوت پر ایمان لانے کا ذکر ہے فرمایا کہ امنت بکتابک الذی انزلت و بنبیک الذی ارسلت یعنے میں ایمان لایا اس کتاب پر جو تو نے نازل کی اور اس رسول پر جو تو نے مبعوث کیا ایسا ہی اللہ تعالےٰ نے یہ تلقین فرمائی ہے یاایھا الذین امنوا امنوا باللہ ورسولہ۔ یعنی خدا کی توحید پر ایمان لاؤ اور حضور کی نبوت پر ایمان لاؤ۔

حضرت امام الزمان نے بھی نبوت کی شرائط یہی قرار دی ہیں چنانچہ لکھا ہے :-

"اور اگر خدا تعالےٰ کی تمام کتابوں کو غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ تمام نبی یہی سکھلاتے آئے ہیں کہ خدا تعالےٰ کو واحد لاشریک مانو اور ساتھ اس کے ہماری رسالت پر بھی ایمان لاؤ اسی وجہ سے اسلامی تعلیم کا ان دو فقروں میں خلاصہ تمام امت کو سکھایا گیا کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔"

لیکن حضرت امام الزمان نے . . . . نہ کبھی یہ فرمایا کہ میرا دعویٰ نبوت کا ہے اور نہ ہی کبھی اس قسم کا اعلان کیا کہ میں اپنی نبوت پر ایمان لاتا ہوں اور نہ کبھی اپنے مریدوں کو تلقین فرمائی کہ تم میری نبوت پر ایمان لاؤ۔

وحی نبوت بند ہے اور وحی ولایت جاری

قرآن کریم نبی اس کو قرار دیتا ہے جس پر وحی نبوت نازل ہوتی ہے چنانچہ فرمایا قل من کان عدوا لجبریل فانه نزله علی قلبك جبرئیل تیرے قلب پر وحی نبوت لیکر نازل ہوا چنانچہ قرآن کریم کی روشنی میں حضرت صاحب نے لکھا ہے کہ نبی وہ ہے جس پر جبرئیل وحی نبوت لے کر اترے اور فرمایا کہ جبرئیل کے لئے حکم بند ہے کہ رسول کریم صلعم کے بعد نبوت کی وحی لائے، وحی نبوت اب تا قیامت بند ہے اور چودہ سو سال کی تاریخ گواہ ہے کہ اسلامی ممالک میں اولیاء اللہ اور مجددین پیدا ہوئے۔ انہیں خدا تعالےٰ سے ہمکلامی کا شرف حاصل ہوا۔

اولیاء اللہ قمر کی طرح آفتاب ہدایت (نبی کریم صلعم) سے روشنی لیتے ہیں۔

آفتاب خود روشن ہے۔ قمر خود روشن نہیں ہے۔ بلکہ وہ آفتاب سے مستعار روشنی لیتا ہے۔ اسی طرح سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم روحانیات کے آفتاب ہیں۔ ان کی روشنی اولیاء اللہ اور مجددین پر پڑتی ہے۔ تو وہ بھی روشن نظر آنے لگتے ہیں۔ یہ حضرت نبی کریم صلعم کے خلیفے کہلاتے ہیں۔

نبی کریم صلعم کے بعد خلفاء اور مجددین کا سلسلہ

امام راغبؒ نے لکھا ہے کہ والقمر اذا تلٰها قرآنی آیت کے لفظ تلٰها کے معنے پیچھے آنے اور اتباع کرنے کے ہیں، قمر سورج کی اتباع کرتا ہے اور وہ سورج سے نور لیتا ہے یہ اس کا خلیفہ کہلا سکتا ہے اسی طرح سے انبیاء کرام کے خلفاء ہیں جیسا کہ حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ نبی میرے آنے سے ختم ہو گئے ہیں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے کانوا بنی اسرائیل تسوسهم الانبیاء کلما هلك نبی خلفه نبی سیکون بعدی خلفاء بنی اسرائیل کی رہنمائی کے لئے نبی آیا کرتے تھے جب ایک نبی فوت ہو جاتا تو دوسرا آجاتا۔ لیکن میرے بعد خلفاء ہوں گے۔ جو میری اتباع میں دین کا احیاء کرتے رہیں گے دوسری حدیث میں ہے ہر صدی پر مجددین آیا کریں گے۔

حضرت مرزا صاحب نے بیعت نبوت نہیں بلکہ بیعت اخوت لی ہے۔

حضرت مجدد زمان نے فرمایا میرے اوپر جبرئیل وحی نبوت لے کر نہیں اترتا آپ نے اپنے مریدوں کو تلقین نہیں فرمائی کہ میں نبی ہوں اور مجھ پر ایمان لاؤ اپنے مریدوں سے بیعت اخوت لی ہے نبوت کی بیعت نہیں لی۔ الوصیت لکھتے ہیں تو اپنے تئیں بطور مجدد کے پیش کرتے ہیں اپنی نبوت پر ایمان لانے کی تلقین نہیں کرتے۔

پہلی اور آخری کتاب میں دعویٰ مجددیت

حقیقۃ الوحی میں رقمطراز فرماتے ہیں کہ یہ مسلمہ امر ہے کہ آخری مجدد مسیح موعود ہوگا۔ اگر میں اس صدی کا مجدد نہیں ہوں تو بتاؤ کہ اس صدی کا مجدد کون ہے اس صدی کا مجدد میں ہوں۔ اپنی پہلی کتاب ازالہ اوہام میں بھی یہی فرمایا کہ نبوت کا دعوےٰ نہیں بلکہ مجددیت کا دعوےٰ ہے جو خدا تعالےٰ کے حکم سے کیا گیا ہے اور آخری کتاب میں بھی دعوےٰ مجددیت کیا ہے۔

دعویٰ نبوت کی شرائط پوری نہیں کیں

اگر وہ نبی ہوتے تو ان کا فرض تھا کہ وہ اعلان کرتے کہ میرے اوپر وحی نبوت نازل ہوتی ہے ان کا فرض تھا کہ نبوت کا دعوےٰ کرتے۔ ان کا فرض تھا کہ اپنی نبوت پر ایمان لانے کا اعلان کرتے اور ان کا فرض تھا کہ اپنے متبعین کو اپنی نبوت پر ایمان لانے کی تلقین کرتے۔ مگر انہوں نے نبوت کی کسی شرط کو پورا نہیں کیا۔ بلکہ اس کے خلاف صاف صاف طور پر بار بار اعلان کیا کہ میں مدعی نبوت نہیں بلکہ مدعی نبوت پر لعنت بھیجتا ہوں۔

ختم نبوت کے بعد سلسلہ مجددین

پس قرآن کریم و حدیث اور حضرت مجدد دوران کی تعلیمات کے مطابق ہمارا ایمان ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ ہاں خلفاء مجددین کے طور پر آئیں گے۔

دوستوں اور دشمنوں کی گمراہی

حضرت مرزا صاحب کے متعلق دوستوں اور دشمنوں دونوں کو ٹھوکر لگی ہے۔ دشمن تو دشمنی کی وجہ سے حضرت صاحب کی طرف دعوےٰ نبوت منسوب کرتے ہیں اور دوست عشق اور غلو کی وجہ سے۔ لیکن یہ عشق اور ولولہ انہیں غلط راستہ کی طرف لے گیا اور حضرت صاحب کی بدنامی کا موجب ہوا۔

حضرت مجدد زمان کے دعویٰ مجددیت کے شیریں پھل

حضرت مرزا صاحب نے ایک قوم پیدا کی۔ جس میں آپ نے احکام الٰہی اور ارشادات نبویؐ پر عمل کرنے کا جذبہ پیدا کیا جس کے اندر خدمت دین کا ولولہ پیدا کیا۔ اور ایثار و قربانی کی قوت پیدا کی۔ ان کے ایثار اور قربانی کی وجہ سے یورپ میں بے شمار لوگ حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔ اگر ہزاروں کی تعداد میں لوگ مسلمان ہوئے تو لاکھوں کی تعداد میں ایسے لوگ ہیں جو پادریوں اور دشمن سلطنت کے باطل خیالات اور معتقدات کو چھوڑ گئے اور وہ جو حضرت صلعم کے خلاف کتابیں لکھتے تھے ان کو ایمان ہو گیا کہ حضرت صلعم حق پر تھے۔ پس حضرت مجدد زمان کے دعوے کو یہ شیریں پھل لگے۔ کہ ایک قوم پیدا ہوئی جس کے اندر اسلام پر چلنے اور اسلام کی طرف دعوت دینے کا ولولہ پیدا ہوا۔

(خطبہ ثانی)

ایک خبر سناتا ہوں۔ جو تکلیف دہ ہے۔ لاہور چھاؤنی کے قاضی محمد اسلم صاحب بڑے شریف خاندان سے تعلق رکھتے تھے اور بڑے نیک اور مخلص انسان تھے۔ وہ پرسوں فوت ہو گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ نماز جمعہ کے بعد ان کی مغفرت کے لئے جنازہ غائبانہ پڑھا جائے گا۔

(جنازہ پڑھا گیا)

اخبار احمدیہ

(بسلسلہ صفحہ ۳)

ایک نیک دل خاتون

والدہ صاحبہ میاں عبد الغنی بٹ و میاں عبد الشکور بٹ و محمد ابراہیم بٹ کے انتقال کی خبر گذشتہ اشاعت میں دی جا چکی ہے۔ ان تینوں کی طرف سے حسب ذیل تحریر موصول ہوئی ہے:۔

" والدہ صاحبہ مرحومہ کی عمر ۸۵ سال سے اوپر تھی اور حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ سے بیعت شدہ تھیں۔ آخر عمر تک صوم و صلوٰۃ کی پابند رہیں۔ تہجد گذار اور عابدہ زاہدہ تھیں۔ احمدیت کی شیدائی تھیں۔ بڑھاپے میں بھی نماز جمعہ بڑی پابندی اور باقاعدگی سے جامع احمدیہ بلڈنگس میں پڑھنے جایا کرتی تھیں اور جمعرات سے ہی تیاری کرتی رہتی تھیں۔ والد صاحب مرحوم و مغفور کے بعد مرحومہ کی فیض صحبت سے عزیز و اقارب میں احمدیت سے وابستگی اور محبت پیدا ہو گئی۔ اور انہوں نے اپنی اولاد پر احمدیت کی گہری چھاپ لگائی۔ مرحومہ حقوق اللہ کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کا بھی خیال رکھتی تھیں۔ عزیز و اقارب کے ساتھ مہر و محبت کا سلوک رکھتی تھیں اور باہمی یکجہتی اور اتحاد کا باعث تھیں۔

مرحومہ کی وفات حسرت آیات سے ہمارے خاندان کو بہت نقصان پہنچا ہے احباب سے درخواست ہے کہ مرحومہ کے لئے اللہ تعالےٰ سے جنت الفردوس . . . . . . اور ہمارے لئے صبر جمیل کی دعا فرمائیں۔ آمین۔

مشرقی پاکستان کے مصیبت زدگان کے لئے امدادی فنڈ

انجمن نے مشرقی پاکستان کے طوفان زدہ لوگوں کی امداد کے لئے فنڈ کھولنے کا فیصلہ کیا ہے۔ احباب سے اپیل کی جاتی ہے کہ وہ حسب توفیق اس کار خیر میں حصہ لے کر عند اللہ ماجور ہوں۔ اس سلسلہ میں فوری طور پر رقم مہیا ہونا ضروری ہے تاکہ بر وقت کام آسکے۔

جملہ رقوم محاسب صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے نام پر ارسال کی جائیں۔

خاکسار۔ احمد یار۔ سیکرٹری

مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری

رسالہ الفرقان کے مسیح موعود نمبر پر ایک طائرانہ نظر

حقائق سے رُوگردانی اور مغالطوں کی فراوانی

(۵)

مولوی صاحب کا پیش کردہ ایک ادھورا حوالہ اور اس سے غلط استدلال

مولوی اللہ دتہ صاحب نے اپنے رسالہ مذکورہ بالا میں جو پچاس حوالے حضرت اقدس کی کُتب وغیرہ سے درج کئے ہیں ان میں سے ایک حوالہ براہین احمدیہ حصہ پنجم سے بھی نقل کیا ہے جو انہی کے الفاظ میں ذیل میں درج کیا جاتا ہے :-

"میری دعوت کی مشکلات میں سے ایک رسالت اور وحی الٰہی اور مسیح موعود ہونے کا دعوےٰ تھا۔" (براہین احمدیہ پنجم ص۵۶)

(ص۵۶ نہیں بلکہ ص۵۳ ہے قارئین کرام درست کر لیں۔ ناقل)

ادھورا کہنے کی وجہ

میں نے اس حوالہ کو ادھورا اس لئے کہا ہے کہ جس عبارت پر یہ حاشیہ لکھا گیا ہے اس کو مولوی صاحب عمداً حذف کر گئے ہیں، حالانکہ اگر اسکو ساتھ ملا لیا جائے تو اس حاشیہ کا وہ مفہوم نہیں لیا جا سکتا جو مولوی صاحب نکالنا چاہتے ہیں اس لئے پہلے ذیل میں اس اصل عبارت کو نقل کیا جاتا ہے بعد میں ان کے استدلال کی غلطی کو واضح کیا جائے گا :-

"اور علاوہ اس کے اور مشکلات یہ معلوم ہوئے کہ بعض امور اس دعوت میں ایسے تھے کہ ہرگز اُمید نہ تھی کہ قوم ان کو قبول کر سکے اور قوم پر تو اس قدر بھی اُمید نہ تھی کہ وہ اس امر کو بھی تسلیم کر سکیں کہ بعد زمانہ نبوت وحی غیر تشریعی کا سلسلہ منقطع نہیں ہوا اور قیامت تک باقی ہے بلکہ صریح معلوم ہوتا تھا کہ ان کی طرف سے وحی کے دعوے پر تکفیر کا انعام ملے گا اور سب علماء متفق ہو کر درپئے ایذاء و بیخکنی ہو جائیں گے کیونکہ اُن کے نزدیک بعد سیدنا ختمی پناہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وحی الٰہی پر قیامت تک مہر لگ گئی ہے اور ۔۔۔ بالکل غیر ممکن ہے کہ اب کسی کو مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ ہو اور اب قیامت تک امت مرحومہ اس قسم کے رحم سے بے نصیب کی گئی ہے کہ خدا تعالیٰ ان کو اپنا ہم کلام کر کے ان کی معرفت میں ترقی بخشے اور براہ راست اپنی ہستی پر ان کو مطلع فرمائے۔"

اس عبارت پر وہ حاشیہ ہے جو مولوی صاحب نے درج کیا ہے جو اُوپر مذکور ہوا ہے۔

وحی غیر تشریعی اور وحی ولایت ہم معنی الفاظ

عبارت مندرجہ بالا سے ظاہر ہے کہ حضور اپنی وحی کو وحی غیر تشریعی سے ہی نامزد کر رہے ہیں اور اسی کے متعلق فرما رہے ہیں کہ قوم اس کو ماننے کے لئے تیار نہ تھی کیونکہ ان کا یہ اعتقاد تھا کہ حضرت نبی کریم صلعم کے بعد وحی پر مہر لگ چکی ہے۔

اب جن لوگوں نے حضور کی کُتب کو سرسری نظر سے بھی مطالعہ کیا ہے وہ جانتے ہیں کہ حضور وحی نبوت کو تو بعد آنحضرت صلعم قطعی طور پر بند یقین کرتے تھے اور اسی کا اظہار حضور نے اپنی تمام کتب میں کیا ہے اور اس کے بالمقابل وحی ولایت یا وحی محدثیت کو قیامت تک جاری بتلاتے تھے جیسا کہ توضیح مرام والے حوالے میں بھی اوپر گذر چکا ہے اور اپنی وحی کو بھی وحی ولایت سے ہی نامزد کرتے رہے۔ جیسا کہ غلام دستگیر قصوری کے مقابلہ میں صاف طور پر لکھا ہے کہ میری وحی وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت ہے جو زیر سایہ نبوت محمدیہ و باتباع آنجناب صلعم اولیاء اللہ کو ملتی ہے علاوہ ازیں اپنی تمام کتب اسی عقیدہ سے بھر دیں ہیں کہ وحی نبوت بند اور وحی ولایت قیامت تک جاری ہے۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ وحی غیر تشریعی اور وحی ولایت حضور کے نزدیک ہم معنی الفاظ ہیں اسی کا نام حضور نے اپنی مندرجہ عبارت بالا میں مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ بھی رکھا ہے اور اسی کو ہمیشہ کے لئے جاری تسلیم کیا ہے اور یہ امر ثابت کیا جا چکا ہے کہ حضور اس مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ کو جس سے کوئی امتی مشرف کیا جاتا ہے وحی ولایت کا ہی نام دیتے ہیں۔

مولوی صاحب کے پیش کردہ حوالہ کا مطلب

مولوی صاحب کے پیش کردہ حوالے میں چونکہ ... رسالت کا لفظ آگیا ہے اس لئے مولوی صاحب نے نہ آؤ دیکھا نہ تاؤ فوراً اپنے اس ادعاء کو ثابت کرنے کے لئے کہ حضور زمرہ انبیاء کے فرد ہیں اسے پیش کر دیا اور نہ یہ دیکھا کہ حضور تو اپنی وحی کو وحی غیر تشریعی یا بالفاظ دیگر وحی ولایت بتلا رہے ہیں پھر رسالت کے لفظ سے انبیاء والی رسالت کس طرح مراد لے سکتے ہیں اس لفظ سے حضور کی مراد یہاں بھی اولیاء والی رسالت ہی ہو سکتی ہے چنانچہ حضور نے ایام الصلح میں صریح الفاظ میں لکھا ہے کہ لفظ رسول میں نبی۔ رسول۔ مجدد۔ محدث سب داخل ہیں۔ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جس طرح مخالفین نے محض لفظ رسول کو حضور کی تحریروں میں دیکھ کر شور مچا دیا کہ یہ شخص مدعی رسالت و نبوت ہے اسی طرح ہمارے علماء ربوہ بھی محض اس لفظ کو لے کر وہی شور مچا رہے ہیں جو مخالف علماء نے مچایا اور نہیں دیکھتے کہ وہ کن لوگوں کے مسلک کو اختیار کر رہے ہیں۔

وحی غیر تشریعی سے مراد وحی ولایت ہونے پر حتمی دلیل۔

اس بات کا حتمی ثبوت کہ وحی غیر تشریعی سے مراد حضور نے وحی ولایت ہی لی ہے یہ ہے کہ حضور اس تحریر میں جن مشکلات کا ذکر فرما رہے ہیں وہ حضور کے ذہن میں اس وقت تھیں جب حضور کو خدا کی طرف سے ماموریت کے مقام پر کھڑا کیا گیا تھا اور اس کے متعلق حضور کو الہامات ہوئے چنانچہ جو شخص براہین احمدیہ حصہ پنجم کا صفحہ ۵۱-۵۲ اور ۵۳ ملا کر پڑھے گا۔ اس پر یہ حقیقت واضح ہو جائے گی گویا بالفاظ دیگر حضور نے وحی غیر تشریعی اور رسالت کے جو الفاظ اس تحریر میں لکھے ہیں اور ان کو اپنے دعوےٰ کی قبولیت کی راہ میں روک تبلایا ہے وہ بالکل دعوےٰ ماموریت کے ابتدائی زمانہ کی بات ہے اور یہ بات ہمارے بھائی علماء ربوہ کو بھی مسلم ہے کہ بالکل ابتدائی زمانہ میں حضور اپنی وحی کو وحی ولایت ہی قرار دیتے تھے اور رسالت سے مراد بھی ولایت ہی لیتے تھے۔ پس اس سے حتمی طور پر ثابت ہو جاتا ہے کہ لفظ وحی غیر تشریعی اور لفظ رسالت جو پیش کردہ عبارت میں استعمال کئے گئے ہیں ان سے حضور کی مراد وحی ولایت اور محدثیت ہی ہے نہ کہ نبیوں والی نبوت جیسا کہ مولوی اللہ دتہ صاحب ظاہر کرنا چاہتے ہیں گویا حضور اپنی اس تحریر میں یہ ظاہر فرما رہے ہیں کہ اس وقت کے مسلمان جب میں نے مسیح موعود ہونے کا دعوےٰ کیا اور وحی اور رسالت کے الفاظ استعمال کئے نہ تو وحی کا لفظ برداشت کر سکتے تھے اور نہ ہی رسول کے لفظ سن سکتے تھے اور نہ ہی مسیح ناصری کے علاوہ کسی اور کو اس امر کی اجازت دے سکتے تھے کہ وہ اپنے آپ کو مسیح موعود کی پیشگوئی کا مصداق قرار دے یہ تینوں باتیں ان کی برداشت سے باہر تھیں اس لئے فرمایا کہ جب مجھے خدا نے مامور بنا کر دنیا کو دعوت دینے کے لئے ارشاد فرمایا تو مجھے اس طرف لوگوں کو بلانے کے لئے یہ مشکلات نظر آئیں کہ میں جب لوگوں کو کہوں گا کہ مجھ پر وحی غیر تشریعی نازل ہوتی ہے اور میرے الہامات میں میرے لئے لفظ رسول۔ نبی۔ مرسل وغیرہ استعمال ہوئے ہیں تو لوگ ان الفاظ کو سنتے ہی بدک جائیں گے اور مجھے قبول کرنا

کیا میری بجلّی پر آمادہ ہو جائیں گے یہ نہیں کہ براہین احمدیہ حصہ پنجم لکھنے کے زمانہ کے متعلق کہہ رہے ہیں کہ اس وقت یہ مشکلات میری دعوت میں پیش آ گئی ہیں کہ مولوی صاحب کا استدلال اس قابل ہو کہ اس کی طرف توجہ بھی کی جائے کس قدر تعجب کی بات ہے کہ حضور تو بالکل اپنے دعویٰ کے ابتدائی زمانہ کی مشکلات کا ذکر کر رہے ہوں اور علماء ربوہ انہیں براہین احمدیہ پنجم کی تصنیف کے زمانہ کی مشکلات قرار دے کر دنیا کو مغالطہ میں ڈالنے کی کوشش کریں۔

زمرۂ اولیاء کا فرد ہونے کے متعلق حضرت مسیح موعود کا اپنا اعتراف

حضور کی کتاب براہین احمدیہ حصہ پنجم سے مولوی اللہ دتہ صاحب نے حوالے پیش کر کے اپنے قارئین کرام کو یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ حضور نے اپنے آپ کو بطور زمرۂ انبیاء کا فرد ہونے کی حیثیت سے پیش کیا ہے حالانکہ اسی کتاب میں حضور نے بالصراحت اپنے آپ کو زمرۂ اولیاء کا فرد پیش کیا ہے جن ایسے صریح حوالوں کو مولوی صاحب موصوف نے عمداً ترک کر دیا ہے حضور فرماتے ہیں:-

"وہ دین - دین نہیں ہے اور نہ وہ نبی نبی ہے جس کی متابعت سے انسان خدا تعالیٰ سے اس قدر نزدیک نہیں ہو سکتا کہ مکالمات الٰہیہ سے مشرف ہو سکے . . . بلکہ ایسا دین لعنتی اور قابل نفرت دین ہے —— سو ایسا دین بہ نسبت اس کے کہ اس کو رحمانی کہیں شیطانی کہلانے کا زیادہ مستحق ہوتا ہے ...... سو سچے دین کا متبع اگر خود نفس امارہ کے حجاب میں نہ ہو خدا تعالیٰ کے کلام کو سن سکتا ہے سو ایک امتی کو اس طرح کا نبی بنانا سچے دین کی ایک لازمی نشانی ہے . . . ورنہ اگر نبی کے صرف یہ معنی کئے جائیں کہ اللہ جل شانہ اس سے مکالمہ مخاطبہ رکھتا ہے اور بعض اسرار غیب اس پر ظاہر کرتا ہے تو اگر ایک امتی ایسا نبی ہو جائے تو اس میں ہرج کیا ہے خصوصاً جبکہ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں اکثر جگہ یہ امید دلائی ہے کہ ایک امتی مشرف مکالمہ الٰہیہ سے مشرف ہو سکتا ہے اور خدا تعالیٰ کو اپنے اولیاء سے مکالمات اور مخاطبات ہوتے ہیں"

اس سے ظاہر ہے کہ ہر نبی اپنے کامل متبع کو امتی نبی بناتا رہا ہے اور یہ ہمارے بھائی علماء ربوہ کو بھی مسلم ہے کہ انبیاء سابقین کے تیار کردہ امتی نبی محدث ہی کہلاتے تھے اور یہ بھی اس عبارت سے ثابت ہے کہ محض مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہو جانا ہی امتی نبی کہلانے کے لئے کافی ہے اور اس کا دروازہ قیامت تک اس امت کے لئے کھلا ہے اور یہی بات توضیح مرام میں فرمائی . . . .
پھر عبارت کے آخر میں امتی نبیوں کا نام اولیاء رکھ کر اس بات کو بالکل صاف کر دیا کہ امتی نبی اور ولی مترادف الفاظ ہیں کیس مولوی صاحب کا امتی نبی سے یہ استدلال کرنا کہ حضور زمرۂ انبیاء کے فرد ہیں حضور کی اس واضح تحریر سے غلط ثابت ہو گیا۔ عبارت مندرجہ بالا کے ابتدائی حصہ پر اپنے موقعہ پر الگ بحث کی جائے گی۔ پھر صفحہ ۱۸۱ پر ایک شخص کا سوال نقل کرتے ہیں جو یہ ہے کہ کیا قرآن اور حدیث سے ثابت ہو سکتا ہے کہ محدّث کو بھی نبی کہا گیا ہو اس کا آپ کے عقیدہ کے مطابق تو سیدھا جواب یہ تھا کہ آپ مجھے محدث سمجھنے میں غلطی کر رہے ہیں میں تو نبی ہوں اور قرآن اور حدیث میں محدث کو نہیں بلکہ نبی کو ہی نبی کہا گیا ہے لیکن آپ یہ جواب نہیں دیتے بلکہ اس امر کو پوری تفصیل سے بیان کرنے کے بعد کہ محدّث کن معنوں میں نبی کہلا سکتا ہے اپنے جواب کو اس بیان پر ختم کرتے ہیں:-

"دنیا میں صرف اسلام ہی یہ خوبی اپنے اندر رکھتا ہے کہ وہ بشرط سچی اور کامل اتباع ہمارے سیّد و مولا آنحضرت صلعم کے مکالمات الٰہیہ سے مشرف کرتا ہے اسی وجہ سے تو حدیث میں آیا ہے کہ علماء

اُمتی کانبیاء بنی اسرائیل

یعنی میری اُمت کے علماء ربّانی بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہیں اس حدیث میں بھی علماء ربّانی کو ایک طرف امتی کہا اور دوسری طرف نبیوں سے مشابہت دی ہے"

مندرجہ بالا جواب میں حضور نے واضح کر دیا ہے کہ امت میں جس قدر علماء ربّانی ہوتے ہیں وہ سب کے سب مثیل انبیاء تھے اور انہی میں حضور بھی شامل ہیں اور یہ سب امتی نبی کہلانے کے مستحق ہیں۔

سب سے زیادہ واضح حوالہ

کتاب کے صفحہ ۸۹ پر فرماتے ہیں:-

"ایسا ہی براہین احمدیہ کے حصص سابقہ میں خدا تعالیٰ نے میرا نام احمد اور محمد بھی رکھا اور یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جیسا کہ آنحضرت صلعم خاتم نبوت ہیں ویسا ہی یہ عاجز خاتم ولایت ہے"

معلوم ہوا کہ احمد اور محمد کے بروز ہونے کی وجہ سے نبی کہلانے کے باوجود امتی ولیوں کی جماعت کا ہی فرد رہتا ہے دنیا میں خدا کے فرستادوں کی دو ہی قسمیں ہیں ایک انبیاء کی اور دوسری اولیاء کی پس اس عبارت میں خاتم نبوت اور خاتم ولایت میں جو تقابل قائم کیا گیا ہے وہ صاف بتلا رہا ہے کہ حضور اپنے آپ کو دوسری قسم میں شمار کر رہے ہیں افسوس مولوی صاحب موصوف کو مندرجہ بالا عبارتیں براہین احمدیہ حصہ پنجم میں نظر نہ آئیں صرف رسالت کا لفظ ہی نظر آیا یہ تقابل بھی حضور کی متعدد کتابوں میں نظر آتا ہے چنانچہ خطبہ الہامیہ صفحہ ۳۵ پر فرمایا:-

"وانی علی مقام الختم من الولایۃ کما کان سیّدی المصطفٰے علی مقام الختم من النبوّۃ وانہ خاتم الانبیاء وانا خاتم الاولیاء"

پھر دافع البلاء میں بھی اسی تقابل کو قائم رکھا ہے یعنی حضرت نبی کریم صلعم کو خاتم الانبیاء اور اپنے آپ کو خاتم الاولیاء لکھا ہے۔

ایک اور رنگ میں زمرۂ انبیاء کا فرد ہونے سے انکار

براہین احمدیہ حصہ پنجم کے ضمیمہ کے صفحہ ۱۹۲ پر فرماتے ہیں:-

"پس میں اپنے مخالفوں کو یقیناً کہتا ہوں کہ حضرت عیسیٰ اُمتی ہرگز نہیں ہیں گو وہ بلکہ تمام انبیاء آنحضرت صلعم کی سچائی پر ایمان رکھتے تھے مگر وہ ان ہدایتوں کے پیرو تھے جو ان پر نازل ہوئی تھیں اور براہ راست خدا نے ان پر تجلّی فرمائی تھی یہ ہرگز نہیں تھا کہ آنحضرت صلعم کی پیروی اور آنحضرت صلعم کی روحانی تعلیم سے وہ نبی بنے تھے تا وہ اُمتی کہلاتے ان کو خدا تعالیٰ نے الگ کتابیں دی تھیں اور ان کو ہدایت تھی کہ ان کتابوں پر عمل کریں اور کرا دیں جیسا کہ قرآن شریف اس پر گواہ ہے"۔

یہ عبارت بتلا رہی ہے کہ حضور کے نزدیک ہر نبی خدا کی طرف سے کتاب یا ہدایت لاتا ہے اسی لئے اس کی وحی وحی تشریعی کہلاتی ہے اور جو فرستادہ کتاب یا ہدایت نہ لائے اس کی وحی وحی غیر تشریعی کہلائے گی گو بوجہ بعض مشابہتوں کے اس پر لغۃً مجازاً نبی کا لفظ بول بھی لیا جائے۔ اور اس کا تعلق بھی خدا سے براہ راست نہ ہو بلکہ کسی نبی کے واسطہ سے ہو

تین مزید حوالے

اپنے آپ کو جماعت اولیاء میں رکھنے کے متعلق حوالے تو بے شمار ہیں لیکن طوالت کے خوف سے صرف مزید تین حوالوں کے ذکر پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے۔

پہلا حوالہ

حضور اپنی کتاب سیرۃ الابدال میں امت میں اولیاء پیدا ہونے کا تذکرہ کرتے ہوئے اور ان کی علامات بیان کرتے ہوئے اور اپنے آپ کو اسی جماعت کا فرد ظاہر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"وبینھم وبین الانبیاء خئولۃ یشربون مما کانوا یشربون"

سیرۃ الابدال صفحہ [illegible]

یعنی اولیاء اور انبیاء کے درمیان بڑا گہرا رشتہ ہے جیسا کہ ماموں اور بھانجے کا رشتہ ہوتا ہے اب اولیاء بھی اسی چشمہ سے پیتے ہیں جس چشمہ سے انبیاء علیہم السلام پیا کرتے تھے۔ دیکھ لیجئے کس وضاحت سے انبیاء اور اولیاء کے درمیان تقابل کو برقرار رکھا ہے اور کس صفائی سے اپنے

آپ کو زمرۂ انبیاء سے علیحدہ کرکے زمرۂ اولیاء میں داخل کیا ہے۔

دوسرا حوالہ

پھر اپنی کتاب الہدیٰ کے صفحہ پر فرماتے ہیں:۔

"والصلوٰۃ والسلام علیٰ خاتم الرسل الذی اقتضی ختم نبوتہ ان تبعث مثل الانبیاء من امتہ

یعنی صلوٰۃ اور سلام ہو خاتم الرسل پر جس کی نبوت کی ختم کا تقاضا یہ ہے کہ انبیاء کے مثیل آپ کی امت میں مبعوث کئے جائیں۔

گویا حدیث علماء اُمتی کانبیاء بنی اسرائیل کے ماتحت اپنے آپ کو اُمت کے اولیاء کا فرد ہونے کو پایۂ نبوت تک پہنچا دیا ہے۔ پھر اسی کتاب کے صفحہ ۳۱-۳۲ پر عربی زبان میں جو آپ کو فصاحت و بلاغت بطور اعجاز عطا کی گئی ہے اس کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:۔

"فصاحت و بلاغت درحقیقت حضرت نبی کریم صلعم کو بطور معجزہ عطا کی گئی تھی چونکہ معجزات بالطبع کرامات کو چاہتے ہیں اس لئے مجھے بھی بطور اعجاز کے اس میں سے حصہ دیا گیا ہے تا میری کرامت ثابت ہو اور حضرت نبی کریم صلعم کا معجزہ ثابت ہو"

اس پر کسی نے اعتراض کیا کہ آپ قرآن کی مثل لانے کا دعوےٰ کرتے ہیں اس معترض کے جواب میں فرماتے ہیں:۔

"سو خدا کی لعنت ان پر جو دعوے کریں کہ وہ قرآن کی مثل لا سکتے ہیں قرآن شریف معجزہ ہے جس کی مثل کوئی جن و انس نہیں لا سکتا ... بلکہ وہ ایسی وحی ہے کہ اس کی مثل اور کوئی وحی بھی نہیں اگرچہ رحمان کی طرف سے ہی ہو اس لئے کہ وحی رسانی میں خدا کی تجلیات ہیں اور یہ یقینی بات ہے کہ خدا تعالےٰ کی تجلی جیسی کہ خاتم الانبیاء پر ہوئی ایسی کسی پر نہ پہلے ہوئی اور نہ کبھی پیچھے ہوگی اور جو شان قرآن کی وحی کی ہے وہ اولیاء کی وحی کی شان نہیں اگرچہ قرآن کے کلمات کی مانند کوئی کلمہ ہی انہیں وحی کیا جائے"

آخری فقرہ بتلا رہا ہے کہ کس صفائی سے اپنے آپ کو جماعت اولیاء میں شامل کر رہے ہیں کیونکہ بحث تو اس جگہ صرف اپنی وحی اور اپنی فصاحت و بلاغت کے متعلق ہی کر رہے ہیں۔ جس قدر اس وقت تک لکھا گیا ہے اصولی طور پر تو مولوی اللہ دتہ صاحب کے پیشکردہ حوالوں کا وہ صحیح مفہوم بیان کرنے کے لئے کافی ہے انشاء اللہ آئندہ ایک ایک حوالہ کا مطلب بھی واضح کیا جائے گا۔

خط و کتابت کرتے وقت

چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔ مینجر

(از نمائندہ سیالکوٹ)

اُذکروا موتکم بالخیر

اہلیہ مرحومہ شیخ برکت اللہ صاحب

نیکی اور عبادت گذاری کی ایک مثال

جیسا کہ احباب کو معلوم ہو چکا ہے کہ سیالکوٹ چھاؤنی کے ہمارے نہایت ہی مکرم بھائی جناب شیخ برکت اللہ صاحب کی اہلیہ صاحبہ کا ۲ جون کو سیالکوٹ میں انتقال ہوا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اسی شام صدر میں غلام قادر اینڈ سنز سے ملحقہ گراونڈ میں نماز جنازہ ادا کی گئی۔ اس کے بعد جنازہ بذریعہ ٹرک وزیر آباد لایا گیا۔ اور تقریباً رات دس بجے وہاں بھی نماز جنازہ ادا کی گئی اور مرحومہ کو اُن کے والد محترم حضرت شیخ نیاز احمد صاحب کے قدموں میں ان کی وصیت کے مطابق سپرد خاک کیا گیا۔ خداوند کریم مرحومہ پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے اور ان کو اعلےٰ علیین میں جگہ دے۔ وفات کے وقت مرحومہ کی عمر تقریباً ۸۸ سال تھی۔

حضرت شیخ نیاز احمد صاحب مرحوم و مغفور میسرز غلام قادر اینڈ سنز کے بانیوں میں سے تھے۔ جنہوں نے اپنی ایمانداری تقوےٰ اور عبادت گذاری میں اپنے علاقے میں ایک خاص شہرت حاصل کر لی تھی غلام قادر اینڈ سنز کا نام ایمانداری کی ضمانت تھا۔ غلام قادر صاحب مرحوم و مغفور ان کے نام پر اس فرم کا نام رکھا گیا۔ خود بھی ایک پارسا شخصیت تھے وہ وزیر آباد میں مدفون ہیں۔ ان نیک روحوں نے اس تجارتی ادارے کی آبیاری کی جو وزیر آباد سے چلتا ہوا سیالکوٹ اور دیگر بڑے بڑے شہروں میں پھیل گیا۔ مجھے وہ گھر دیکھنے کا موقع بھی ملا جس میں وہ چار بھائی رہتے تھے جو اس مشہور تجارتی ادارے کے بانی تھے۔ مکان اپنی تعمیر میں اپنی نظیر آپ ہے۔ اور رہنے والوں کی وسعت اور پائے استقلال کا مرقع ہے۔

اہلیہ شیخ برکت اللہ صاحب حضرت شیخ نیاز احمد صاحب مرحوم مغفور کی سب سے بڑی دختر تھیں انہوں نے عبادت گذاری میں اور شریعت کی نہ صرف پابندی بلکہ حد درجہ احترام، سخاوت اور حضرت مسیح موعودؑ سے لگاؤ میں اپنے والد بزرگوار سے کافی حصہ لیا تھا۔ عبادت میں پابندی وقت اور التزام قابل رشک تھا صبح کو قرآن مجید کی تلاوت۔ پھر ریڈیو پاکستان سے تلاوت اور درس قرآن مجید سننا ان کا معمول تھا۔ جمعہ کے روز احترام کا ایک خاص رنگ تھا۔ حتی الوسع اس دن کسی سے بات نہ کرتیں۔ ریڈیو کا چلنا بھی اس دن ان کو ناگوار گذرتا۔ جلسہ سالانہ میں باقاعدگی سے نہ صرف خود آتیں بلکہ تمام بچوں کو ساتھ لاتیں اور تینوں دن تقاریر اور درس قرآن پاک کو سننے کے لئے خاص توجہ دیتیں۔

درحقیقت دونوں میاں بیوی عبادت گذاری میں ایک اعلیٰ نمونہ ہیں۔ محترم شیخ برکت صاحب بھی عبادت گذاری اور دینی کاموں میں انتہائی خلوص اور محبت سے حصہ لیتے ہیں احباب کرام دعا فرمائیں کہ خدا مرحومہ کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے اور شیخ برکت اللہ صاحب کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ اور خدا کرے کہ نیکی اور عبادت گذاری کا یہ نیک اور بابرکت ورثہ ان کی اولاد میں قائم دائم رہے۔

۳ جون کو جمعہ کا دن تھا بہت سے احباب اور افراد اقربا تعزیت کے لئے آئے ہوئے تھے، اسلئے محسوس کیا گیا کہ مسجد میں تمام لوگوں کا سمانا مشکل ہو گا۔ چنانچہ جمعہ کا اہتمام قریب ہی پارک کیفے کے بڑے ہال میں کیا گیا۔ سارا ہال مرد و زن سے بھر گیا تھا۔ خطبہ جمعہ محترم شیخ نثار احمد صاحب نے دیا خطبہ نہایت مؤثر اور حقیقت پسندانہ تھا۔ انہوں نے سورۃ بقرہ کی آیات پڑھیں جن کا ترجمہ یہ ہے :-

> "اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو صبر اور نماز کے ساتھ مدد مانگو یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے اور ضرور ہم کسی قدر ڈر اور بھوک اور ہلاکت اور جانوں اور مالوں کے نقصان سے تمہارا امتحان کریں گے، اور ان صبر کرنے والوں کو خوشخبری دو جنہیں جب کوئی مصیبت پہنچتی ہے کہتے ہیں ہم اللہ کے لئے ہی ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔"

آپ نے فرمایا :- موت ایک ایسی حقیقت ہے جس سے کسی کو مفر نہیں۔ ہر ایک کو جلد یا بدیر اس آزمائش سے دوچار ہونا ہے، ہر ایک فرد کو اس نظام دنیا میں ایک کردار ادا کرنا ہے۔ یہ اس کی زندگی کی اصل غرض ہے اور جو شخص اس فرض کی ادائیگی میں پوری فرض شناسی اور خلوص سے کام لے گا وہ نہ صرف خود معاشرے کا ایک نفع رساں فرد ہی ہو گا بلکہ اپنے جسد عنصری کو جو لحظہ بہ لحظہ انحطاط پذیر اور موت کی طرف جا رہا ہے اس کو ایک ابدی اور راحت کی روحانی زندگی میں منتقل کرتا چلا جاتا ہے ایسے فرد کی موت زندگی کا اختتام نہیں ہوتا بلکہ وہ ایک اور ارفع دنیا کی طرف انتقال کر جاتا ہے۔ قرآنی تعلیمات کا مقصود بھی ... اس زندگی کو حاصل کرنا ہے۔ قرآن مجید نے موت کی طرف بار بار انسان کی توجہ دلاتی ہے تاکہ اس کے ذہن میں یہ بات پختہ طریق پر بیٹھ جائے کہ آخر اس زندگی نے ختم ہو جانا ہے اس لئے اس حقیقت سے غفلت نہ برتی جائے بلکہ خالق حقیقی کے بتائے ہوئے طریق زندگی کو اپنائے اور مالی، جانی یا اس قسم کے دوسرے نقصانات پر جزع فزع نہ کرے بلکہ ان کو دنیاوی زندگی میں ترقی کی منزلیں طے کرنے میں امتحانات سمجھے اور یہی طریق زندگی میں کامیابی حاصل کرنے کا ہے۔ ورنہ اگر انسان ان نقصانات پر جزع فزع اور خدا کا شکوہ شروع کر دے تو اس طرح ایک تو اس کی قوت عمل میں کمزوری پیدا ہو جائے گی دوسرے مستقبل میں کامیابی کی امید جو خدا پر ایمان کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہے وہ جاتی رہتی ہے۔ اور انسان دن بدن مایوسی اور ناامیدی کا شکار ہوتا چلا جاتا ہے۔

شیخ صاحب موصوف نے آخر پر حضرت مسیح موعودؑ کے تعزیتی خط کے چند اقتباسات سنائے جو انہوں نے حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم کے چھوٹے بھائی ایوب بیگ صاحب کی وفات پر لکھا :-

> "عزیزی مرزا یعقوب صاحب۔ السلام علیکم۔ آپ کا وہ تار ملا جس کا چند روز سے ہر وقت اندیشہ تھا آخر کل عصر کے بعد پہنچا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ عزیزی مرزا ایوب بیگ جیسا سعید لڑکا جو سراسر نیک بختی اور محبت اور اخلاص سے پر تھا۔ اس کی جدائی سے ہمیں بہت صدمہ اور درد پہنچا۔ اللہ تمہیں اور اس کے سب عزیزوں کو صبر عطا کرے اور اس مصیبت کا اجر بخشے۔ آمین ثم آمین اس مرحوم کے والد ضعیف کمزور کا کیا حال ہو گا اور اس کی بیوہ عاجزہ پر کیا گذرا ہو گا۔ ہم اللہ تعالےٰ سے دعا کرتے ہیں کہ سب کو اس صدمہ کے بعد صبر عطا فرمائے۔ ایک نوجوان صالح، نیک بخت اولیا اللہ کی صفات اپنے اندر رکھتا تھا۔ اور ایک پودہ نشو و نما یافتہ جو امید کے وقت پر پہنچ گیا تھا۔ یک دفعہ اس کا کاٹا جانا اور دنیا سے ناپدید ہو جانا سخت صدمہ ہے۔ اللہ جلشانہ سوختہ دلوں پر رحمت کی بارش کرے۔ اس خط کے لکھنے کے وقت میں نے جو ایوب بیگ کی طرف توجہ کی کہ وہ کیونکر جلد ہماری آنکھوں سے ناپدید ہو گیا اور تمام تعلقات کو خواب و خیال کر گیا۔ کہ یک دفعہ الہام ہوا۔ "مبارک وہ آدمی جو اس دروازہ کی راہ سے داخل ہوا" یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ عزیزی ایوب بیگ کی موت نہایت نیک طور پر ہوئی اور خوش نصیب وہ ہے جس کی ایسی موت ہو"

(آئینہ صدق و صفا از مرزا مسعود بیگ صاحب)

درخواست دعا۔ مجھے اپنے بڑے بھائی اللہ دتہ صاحب کے متعلق یہ بات پڑھ کر بڑا دکھ ہوا کہ کچھ عرصہ ہوا کہ اُنکی پانچ چھ سو روپے قیمت کی بھینس دودھ دینے والی اچانک بیمار ہو کر مر گئی جس سے میرے بڑے بھائی کو صدمہ پہنچا کیونکہ بھینس کے ذریعے وہ اپنے بال بچوں کی پرورش کرتے تھے۔ وہ اب تک پریشان حال ہیں فصل وغیرہ بھی نہیں ہوئی اس لئے احباب جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ میرے بڑے بھائی اللہ دتہ صاحب پر اپنا خاص فضل و کرم فرمائے۔ اور ہر طرح کی مشکلات سے ...

[illegible]

I am getting weak and weaker and sailing towards my eternal abone.

اس وقت مجھے اس چیز کا احساس نہ ہو سکا کہ اتنی قابل قدر ہستی اتنی جلدی ہمیں چھوڑ دے گی۔ پشاور میں مجھے یاد ہے درس قرآن پاک میں جب کبھی کوئی تشریح طلب بات آجاتی تو مولانا مرحوم باقی لوگوں کو موقع دیتے کہ اپنا اظہار خیال کریں لیکن جب تشفی نہ ہوتی تو مولانا مرحوم اپنے مخصوص انداز میں گاؤ تکیے سے ہٹتے اور نہایت ہی مختصر الفاظ میں ایسے مدلل انداز میں بیان کرتے کہ سننے والے دل ہی دل میں داد دیتے کہ کیسے سلیس طریق سے ہماری تشفی کر دی۔ میں نے ان کو جماعت قادیان کے لوگوں سے بحث کرتے ہوئے بھی سُنا۔ مخالف پارٹی بے بس ہو جاتی اور ادھر ادھر کی چند باتیں کرنے کے بعد بھاگنے کی کرتی۔

حضرت صاحب کی کُتب پر اس قدر عبور تھا کہ کتابوں کے صفحات حوالہ دینے کے لئے انہیں زبانی یاد تھے۔ ایک خاص چیز جو میں نے نوٹ کی وہ یہ تھی کہ مولانا مرحوم نے خواہ کسی حالت میں ہوں ہمیشہ خندہ پیشانی سے پیش آتے اور اپنی پریشانیوں کو کبھی کسی پر ظاہر نہ کرتے۔ اپنے دوستوں کے حق میں غائبانہ دعا کرتے رہنا ان کا شعار تھا۔ اور کسی کے متعلق گلہ شکوہ نہ کرتے۔ ہاں جماعت کے کاموں کے متعلق وہ ضرور تنقید کرتے اور اکثر جماعت کو اپنے مفید مشوروں سے مستفید فرماتے۔ ان کے خطبات بے حد عالمانہ ہوتے۔ ہر خطبے میں ایک نئی چیز ہوتی۔ نماز کے بعد ہم سب اُن کے گرد بیٹھ جاتے اور پھر وہ ایک شفیق باپ کی طرح ہر ایک سے ہم کلام ہوتے۔ محمد الرحمٰن صاحب نے خوب لکھا ہے کہ ایک عالم کی موت ایک عالم کی موت ہوتی ہے۔

ایک چیز بہت پریشان کرتی ہے کہ یکے بعد دیگرے یہ قندیلیں بجھ رہی ہیں اور نوجوانوں میں بہت کم ایسے ہیں جو اپنے بڑوں کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرتے ہیں۔ حضرت صاحب کی کُتب کا مطالعہ نہیں کرتے اور اسی لئے ہم اُس جذبے سے سرشار نظر نہیں آتے جو ہمارے اسلاف میں پایا جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس سے بڑھ کر مقام دے اور ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمادے۔ آمین ثم آمین۔ والسلام۔ عبد الغنی۔ سینیئر ریڈیو انجینئر۔ ریڈیو پاکستان۔ حیدرآباد۔

قرارداد تعزیت

بخدمت جناب جنرل سیکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، "قرارداد تعزیت منجانب جماعت جہلم"

مؤرخہ ۲۲ر جولائی ۱۹۶۵ء کو مولانا عبداللہ جان صاحب پشاوری کی وفات کی المناک خبر بذریعہ "پیغام صلح" معلوم ہوئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مولانا موصوف کی جدائی سے جماعت جہلم کے تمام افراد کو سخت صدمہ پہنچا۔ دوسرے دن مؤرخہ ۲۳ر جولائی ۱۹۶۵ء کو بعد از نماز جمعہ شیخ عبدالعزیز صاحب کی یاد دہانی پر مرحوم کی مغفرت و بلندیٔ درجات کے لئے غائبانہ جنازہ پڑھا گیا۔ مرحوم عالم باعمل ہونے کے علاوہ اپنے والد مرحوم کی صفات حمیدہ کے مظہر تھے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ دے، متعلقین و اقارب کو صبر کی توفیق دے اور ہمارے لئے اس نقصان عظیم کی تلافی فرمائے۔ آمین۔ والسلام۔ خاکسار۔ محمد شریف داجوڑوی (مولوی فاضل) جامع احمدیہ میدان پاکستان۔ جہلم شہر۔ ۲۶-۷-۶۵ء

احباب یاد رکھیں

• جو دوست ماہوار چندہ کے علاوہ دوسری مدمیں عطیہ دے کر اس کو چندہ ماہوار تصور فرما لیتے ہیں۔ اور اس کی وجہ سے چندہ ماہوار میں کمی کر دیتے ہیں ان کی خدمت میں عرض ہے کہ چندہ ماہوار کے سوا دوسری مد میں دینے کی اگر سبب میں گنجائش نہیں ہے تو ایسی حالت میں مرکز کی طرف سے کوئی مجبوری نہیں۔ کہ ادائیگی ضرور ہو۔ البتہ چندہ ماہوار ایک ضروری چیز ہے۔ جس کی ادائیگی ضروری ہے اس میں کمی کسی صورت میں نہیں ہونی چاہیئے۔ اس کا خاص خیال رکھا کریں۔ افسر تحصیل۔
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

پیغام صلح مورخہ ۴ راگست ۱۹۶۵ء - بروز

445

جلد ۵۳ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۱۳ ربیع الاول ۱۳۸۵ھ مطابق ۱۱ اگست ۱۹۶۵ء | نمبر ۲۹

تمہیں چاہیئے کہ کامل تبدیلی کرو اور جماعت کو بدنام کرنے والے نہ ٹھیرو

جماعت کو حضرت مسیح موعودؑ کی نصیحت

ہماری جماعت (جس سے مخالف بغض رکھتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ یہ جماعت ہلاک اور تباہ ہو جاوے) کو یاد رکھنا چاہیئے کہ میں اپنے مخالفوں سے باوجود ان کے بغض کے ایک بات میں اتفاق رکھتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ خدا تعالٰے اسنے چاہا ہے کہ یہ جماعت گناہوں سے پاک ہو اور اپنے چال چلن کا عمدہ نمونہ دکھاوے وہ قرآن شریف کی تعلیم پر سچی عامل ہو۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع میں فنا ہو جاوے۔ ان میں باہم کسی قسم کا بغض و کینہ نہ رہے۔ وہ خدا تعالٰے اسکے ساتھ پوری اور سچی محبت کرنے والی جماعت ہو۔ لیکن اگر کوئی شخص اس جماعت میں داخل ہو کر بھی اس غرض کو پورا نہیں کرتا اور سچی تبدیلی اپنے اعمال سے نہیں دکھاتا وہ یاد رکھے کہ دشمنوں کی اس مراد کو پوری کر دے گا۔ وہ یقیناً ان کے سامنے تباہ ہو جاوے گا۔ خدا تعالٰی کے ساتھ کسی کا رشتہ نہیں اور وہ کسی کی پرواہ نہیں کرتا۔ وہ اولاد جو انبیاء کی اولاد کہلاتی تھی۔ یعنی بنی اسرائیل جن میں کثرت سے نبی اور رسول آئے اور خدا تعالٰے کے عظیم الشان فضلوں کے وہ وارث اور حقدار ٹھہرائے گئے تھے۔ لیکن جب ان کی روحانی حالت بگڑی اور اس نے راہ مستقیم کو چھوڑ دیا۔ سرکشی اور فسق و فجور کو اختیار کیا۔ نتیجہ کیا ہوا؟ وہ ضربت علیھم الذلۃ والمسکنۃ کی مصداق ہوئی۔ خدا تعالٰے کا غضب ان پر ٹوٹ پڑا۔ اور ان کا نام سؤر اور بندر رکھا گیا۔ یہاں تک وہ گر گئے کہ انسانیت سے بھی ان کو خارج کیا گیا۔ یہ کس قدر عبرت کا مقام ہے بنی اسرائیل کی حالت ہر وقت ایک مفید سبق ہے۔ اسی طرح یہ قوم جس کو خدا تعالٰی نے اپنے ہاتھ سے بنایا ہے وہ قوم ہے کہ خدا تعالٰے اس پر بڑے بڑے فضل کرے گا۔ لیکن اگر کوئی اس جماعت میں داخل ہو کر خدا تعالٰے سے سچی محبت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اور کامل اتباع نہیں کرتا وہ چھوٹا ہو یا بڑا کاٹ ڈالا جاوے گا اور خدا تعالٰے کے غضب کا نشانہ ہوگا۔ پس تمہیں چاہیئے کہ کامل تبدیلی کرو اور جماعت کو بدنام کرنے والے نہ ٹھیرو۔

(ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

بحرِ حکمت کے موتی

(مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری)

عن انس رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اٰیۃ الایمان حبُّ الانصار و اٰیۃ النفاق بغض الانصار (البخاری کتاب الایمان)

حضرت انس رضی اللہ عنہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ انسان کے ایمان کی علامت یہ ہے کہ وہ ان لوگوں سے دلی محبت رکھتا ہو جو دین کی نصرت میں مشغول ہوں اور اس کے نفاق کی علامت یہ ہے کہ وہ دین کی نصرت کرنے والوں سے بغض رکھتا ہو حضرت نبی کریم صلعم نے اپنے مندرجہ بالا ارشاد میں مسلمانوں کے ہاتھ میں ایسی کسوٹی دے دی ہے جس سے وہ اپنے ایمان اور نفاق کو آسانی سے پرکھ سکتے ہیں۔ ہمارے موجودہ زمانہ میں سیدنا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہی ایسے شخص ہوئے ہیں جن کی تمام عمر دین کی نصرت میں ہی صرف ہوئی اور انہی کا وجود تھا جس نے اسلام کے علم کو دنیا میں بلند رکھا اور تمام ادیان عالم پر اسلام کی برتری کو ثابت کر دیا اور ان کے پیروؤں پر دلائل سے اور آسمانی نشانوں سے ایسا اتمام حجت کیا کہ ان کو سر اٹھانے کی ہمت نہ ہوئی اور یہی وہ پاک شخصیت تھی جس نے واقعات کی رو سے ثابت کر دکھلایا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی فی الحقیقت اپنے اصلی معنی میں زندہ رسول اور خاتم النبیین ہیں جن کے فیوض کے چشمے ۱۴۰۰ برس سے جاری چلے آ رہے ہیں اور قیامت تک جاری رہیں گے اور جن کے فیض سے امت میں ہزارہا اولیاء پیدا ہوئے جن میں سے ایک مسیح موعود بھی ہے پس ہر مسلمان مندرجہ بالا ارشاد نبوی کو سامنے رکھتے ہوئے تو وہی فیصلہ کرے کہ کیا ایسے خادم دین اور ناصر دین اور محب رسول سے محبت کرنی چاہیئے یا اس سے بغض رکھنا چاہیئے۔ پھر ان کی پیدا کردہ جماعت جو دن رات نصرت دین میں مشغول ہے اس سے محبت کرتے ہوئے اس کا ساتھ دینا چاہیئے یا اس سے بغض رکھتے ہوئے اس سے دور رہنا چاہیئے۔ خصوصاً ان کے شاگرد رشید مولانا مولوی محمد علی صاحب مرحوم مغفور اور خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم مغفور کے متعلق محبت کے جذبات دل میں پیدا کرنے چاہئیں یا بغض کے جن کی پاک کوششوں اور حقائق سے بھری ہوئی تصنیفوں نے اسلام کے متعلق اہل یورپ کے ذہنوں میں عظیم الشان تبدیلی کر دی کہ کہاں تو انکے قلوب اسلام (باقی بر صفحہ ۲ کالم ۳)

تبلیغی خطوکتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
(حضرت مسیح موعودؑ)

(مرتبہ:- الحاج میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی)

گھانا

ترجمہ خط عبداللہ ٹیٹش صاحب اکرا گھانا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپ ایک اجنبی کا خط پڑھ کر حیران ہوں گے۔ لیکن بحیثیت مسلمان کے ہم اور آپ بھائی بھائی ہیں۔ ہمارا ایمانی رشتہ خونی رشتہ سے زیادہ مضبوط ہے۔ یہ خط میں ایمانی جذبہ کے ماتحت لکھ رہا ہوں، امید ہے آپ میری استدعا پر غور فرماتے ہوئے جواب سے سرفراز فرمائیں گے۔

میں نے آپ کی فہرست کتب پڑھی ہے۔ مجھے بہترین کتاب ریلیجن آف اسلام، مینول آف حدیث اور محمد دی پرافٹ معلوم ہوتی ہیں۔ ازراہ کرم یہ کتب اور دیگر اسلامی لٹریچر مجھے ضرور ارسال کریں۔ والسلام

(ان کو اسلامی لٹریچر روانہ کیا گیا)

تائے جیریا

ترجمہ خط رشید تجانی۔ نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

میں نے کسی کتاب میں پڑھا ہے کہ آپ نے انگریزی ترجمۃ القرآن اور پاکٹ بک کا انگریزی ترجمہ کیا ہے۔ مجھے ایک انگریزی ترجمۃ القرآن کی ضرورت ہے۔

میں مسلمان ہوں مگر عیسائیوں کے سکول میں تعلیم حاصل کر رہا ہوں۔ میں قرآن بالکل نہیں پڑھ سکتا مجھے انگریزی ترجمۃ القرآن کی قیمت تحریر کریں تاکہ میں آرڈر دے دوں اور آپ نے جو ترجمہ قرآن انگریزی میں کیا ہے میں اس سے بہت خوش ہوں، اور میری تسلی ہو گئی ہے۔ ہم طالب علم ہیں اور قرآن نہیں پڑھ سکتے۔ اور امید ہے کہ جلدی قرآن آنے پر اس کو جلدی پڑھ لیں گے۔ امید ہے کہ میری اس مشکل کو ضرور دور کریں گے۔ والسلام

(انہیں پاکٹ بک اور مزید لٹریچر اور قرآن کریم کی قیمت لکھ دی گئی)

———— (۲) ————

ترجمہ خط مسٹر ایس اشولا بیلولاگس نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں مذہب اسلام کا عمیق مطالعہ کرنا چاہتا ہوں اور میں نے مرزا غلام احمد صاحب کا بغور مطالعہ کیا ہے۔ اور میں انہی کی کتابوں کا مطالعہ کرنا چاہتا ہوں۔ میں قرآن شریف کا منتظر ہوں آپ ضرور مہربانی کر کے ارسال کریں۔ اور اس سے مجھے کافی روشنی ملے گی۔ والسلام (ان کو ٹیچنگز آف اسلام اور .... کال آف اسلام ارسال کیا گیا اور جواب بھی دیا گیا۔)

———— (۳) ————

ترجمہ خط عبدالسید دسیلہو نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

آپ کا مکتوب وصول کر کے بہت خوش ہوا ہوں میں پمفلٹس کا بڑی بے صبری سے انتظار کر رہا ہوں۔ نیز میں اس بات سے بھی خوش ہوں کہ آپ مجھے اپنا بھائی تصور کرتے ہیں۔ میں بھی آپ کو بھائی خیال کرتا ہوں۔ اور ہر مسلمان بھائی ہے۔ مجھے اور کوئی راستہ سوائے خدا اور محمد رسول اللہ کے بہتر نظر نہیں آتا۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو سیدھے راستہ چلائے۔ مجھے قرآن شریف کی سخت ضرورت ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ گھانا کا سکہ ارسال کر دوں۔ کیا آپ اس کو قبول کر لیں گے .... اور پاکستان میں بدلوا لیں گے۔ مجھے اس کے متعلق تحریر کریں اور نیز پمفلٹس بھی ارسال کریں۔ مجھے مشرقی پاکستان میں جو طوفان آیا اس کا بہت افسوس ہے۔ امید ہے گورنمنٹ مصیبت زدگان کی بہت امداد کر رہی ہوگی۔ والسلام

(ان کو لٹریچر بھیجا جا چکا ہے اور قرآن کی قیمت بھی لکھ دی ہے)

بحر حکمت کے موتی — از صفحہ اول

کے خلاف نفرت سے بھرے ہوئے تھے اور نہایت حقارت سے نام لیتے تھے اور کہاں اب وہ اس کی مدح میں رطب اللسان ہو رہے ہیں اور اس بات کا کھلم کھلا اعتراف کر رہے ہیں کہ دنیا کی نجات اسلام کی تعلیم کو اپنانے میں ہی ہے اور رسول کریمؐ کے جھنڈے کے نیچے جمع ہوتے میں ہی انسانیت اپنے حقیقی جوہر دکھلا سکتی ہے اور دنیا کو امن کی زندگی نصیب ہو سکتی ہے؟

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۱۱ر اگست ۱۹۶۵ء

قرآن کریم کا ایک اور انگریزی ترجمہ

THE RUNNING COMMENTRY OF THE HOLY QURAN
by
Dr. Allamah Khadim Rahmani Nuri
Sufi Hamsaya Bara Bazar Road
Shillong

ڈاکٹر خادم رحمانی نوری شیلانگ (آسام) ایک نہایت نیک دل فدائی اسلام ہیں جنہوں نے اپنا تمام اثاثہ اور اموال اور اپنے تمام اوقات خدمت اسلام کے لئے وقف کر رکھے ہیں اور وہ .... اسلام کا پیغام دنیا میں پہنچانا اپنی زندگی کا اولین فرض سمجھتے ہیں اور رات دن اسی میں مستغرق رہتے ہیں۔ موصوف کو سلسلہ احمدیہ کے ساتھ گہرا تعلق اور لگاؤ ہے اور اپنے علاقہ میں اسلام پھیلانے کے لئے کئی ایک کتابیں اور ٹریکٹ کھاسی زبان میں شائع کر چکے ہیں۔

قرآن کریم کا مندرجہ بالا ترجمہ اور تفسیر رحمانی صاحب کی انیس سالہ لگاتار محنت اور عرق ریزی کا نتیجہ ہے جو کچھ عرصہ احباب لائٹ اور حال ہی میں ۱۱۶۰ صفحات کی ایک ضخیم جلد کی صورت میں طبع ہو کر شائع ہوا ہے۔ یہ ترجمہ چند خصوصیات پر مشتمل ہے:—

(۱) آیات کی تفسیر ترجمہ سے علیحدہ نہیں کی گئی بلکہ فاضل مترجم ترجمہ کے اندر ہی حسب ضرورت بین القوسین تفسیر بھی کرتے چلے گئے ہیں۔ مثلاً شروع میں الحمد للہ ربّ العالمین کا ترجمہ و تفسیر اس طرح کی گئی ہے:—

All Hamd (i.e. The praises and gratitude) belong to Allah, The Rabb (— The creator, The evolver The Nourisher and The Maintainer, not only of a particular land, nation, species, or genus, but of all worlds (around us, viz., physical and astronomical worlds, worlds of thought, spiritual worlds and so on; to make them attain one condition after another, through the law of evolution which is constantly working in the universe, untill they reach their goal of perfection, unlike the doctrine of Transmigration of Soul, as the bussiness of life is to go advancing; and it is due to this attribute in Allah everything He brought into existence without which nothing would have been there)//

اسی طرح مثال کے طور پر آیہ کریمہ اذ قال اللّٰہ یا عیسٰی انی متوفیک و رافعک الیّ کا ترجمہ اور تفسیر یوں کی ہے:—

Behold! Allah said: O Isa I will cause Thee to die (a natural death, Jhon 9:5 in Thy old age, :45) and (in contrary to Mark 16:19) I (being Omnipresent) will exalt Thee towards Me (in honour and dignity, 2:253; 6:84, 166; 12:76; 19:57; 43:32, but not raising Thee towards heaven as I am already nearer to Thee than life vein, 50:16; and thus not making Thee an accursed one, :53) and through Muhammad I will clear Thee (of the alledged illegitimacy of Thy birth 4:156, and other charges) of those (Jews) who reject faith.

اس ترجمہ و تفسیر میں جو حصہ بریکٹوں سے باہر ہے وہ آیات کا اصل ترجمہ ہے، اور جو الفاظ بریکٹوں کے اندر بڑھائے گئے ہیں وہ اس کی تفسیر ہیں، اسی طرح تمام آیات کی تفسیر ترجمہ کے ساتھ ساتھ بین القوسین کی گئی ہے، اور تفسیری الفاظ کی تائید میں حسب ضرورت قرآن کی دوسری آیات یا بائبل اور دوسری کتابوں کے حوالے دیئے گئے ہیں۔ اس طرح قاری کو آیات کے مطالب مفہوم سمجھنے کے لئے کوئی وضاحتی نوٹ تلاش کرنے کی ضرورت پیش نہیں آتی، اور وہ ترجمہ کے ساتھ ہی اصل مفہوم کو آسانی کے ساتھ سمجھ لیتا ہے، اگرچہ قرآن کریم کی دوسری آیات یا دوسری کتابوں کے حوالجات کے لئے (جو ترجمہ کے ساتھ دیئے گئے ہیں) اصل آیات قرآنی یا دوسری کتابوں کو تلاش کرنا پڑے گا، جو ایک صاحب علم کے لئے کوئی مشکل امر نہیں۔

(۲) ترجمہ اور تفسیر کے ساتھ قرآن کریم کا اصل متن بھی دیا گیا ہے یعنے ایک کالم میں قرآن کریم کی آیات اور دوسرے کالم میں ترجمہ اور تفسیر،

(۳) ختم قرآن کے بعد آخر میں ایک انڈیکس دیا گیا ہے جو ۱۲۰ صفحات پر پھیلا ہوا ہے، شروع میں سورتوں اور سیپاروں کی فہرست اور مختصر دیباچہ ہے، جس میں اس ترجمہ و تفسیر کی تصنیف و طبع کا ذکر کرتے ہوئے یہ بتایا گیا ہے کہ:—

"اپنی عاجزانہ مشنری زندگی میں میں نے قرآن کریم کے ایسے ترجمہ کی ضرورت محسوس کی جس کے ساتھ ساتھ بین القوسین تفسیر کی گئی ہو، ایک سادہ ترجمہ پڑھتے ہوئے قاری کے لئے عموماً قرآن کریم کے معانی و مفہوم کو سمجھنا مشکل ہوتا ہے اور اسے یہ محسوس ہوتا ہے کہ آیات بے ترتیب ہیں، اور ان میں باہم کوئی ربط موجود نہیں، یہ خیال اس وجہ سے گذرتا ہے کہ قرآن کریم کی آیات نہایت جامع اور پُر معنی ہیں اور صرف ٹھوس باتوں پر مبنی ہیں اور ان کے تاریخی پس منظر کی تفصیلات یا ان حالات کو ان میں واضح نہیں کیا گیا جن کے پیش نظر وہ الہام کی گئیں۔"

"......... قرآن کریم کے سادہ تراجم کو سمجھنے اور عام تفسیری حواشی کے مطالعہ میں جو دقتیں پیش آتی ہیں ان کو دُور کرنے کے لئے میں نے اس چلتے ہوئے انگریزی ترجمہ و تفسیر کا طریق اختیار کیا ہے، اس نئے اور نادر طریقہ کو اختیار کرتے ہوئے تفسیری الفاظ، نقطوں اور خطوط کو بھی قوسین کے اندر اور عربی متن کے لفظی ترجمہ کو باہر رکھا گیا ہے، اس طرح ایک قاری بین القوسین عبارات کو چھوڑ کر بھی عربی متن کا ترجمہ پڑھ سکتا ہے، یا اگر وہ چاہے تو ترجمہ کو بین القوسین الفاظ ملا کر پڑھ لے جو ایسے طرز پر ترتیب دیئے گئے ہیں کہ پڑھنے میں تسلسل، آیات میں ربط اور نہایت عمدہ طریق پر معانی و مفہوم کو سمجھا جا سکتا ہے۔"

مترجم کا یہ بیان کہاں تک صحیح ہے، اس کا اندازہ ترجمہ و تفسیر کی مندرجہ بالا دو مثالوں سے بخوبی لگ سکتا ہے، بہرحال یہ اپنی نوعیت

(باقی صفحہ ۱۴ کالم ۳)

مولانا محمد یحییٰ بٹ صاحب امام برلن مسجد

برلن میں یوم میلاد النبی صلعم

ایک پمفلٹ کی اشاعت - ایک لبنانی عالم مسجد میں لیگوس سٹی کونسل کے چار ممبران مسجد میں - تین گروپوں کی آمد اور ان سے گفتگو

یوم میلاد النبی

سیّدنا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم ولادت ہم نے مسجد برلن میں گیارہ جولائی کو منایا۔ اس اجتماع کے لئے خاص طور پر دعوت نامے چھپوائے گئے اور مسلمان بھائیوں اور عیسائی دوستوں کے نام بھیجے گئے۔ دعوت نامہ کے سرورق پر آیت وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین معہ ترجمہ لکھی گئی - اور اس کے اندرونی حصہ میں ذیل کا پروگرام بھی مندرج تھا:-

تلاوت قرآن کریم :- مسٹر المقتدر - ترجمہ مسٹر شلیکے
صلوات معہ ترجمہ :- مسٹر احمد موسلہ
نعت :- منصور و منصورہ
تقریر امام مسجد برلن :- محمد یحییٰ بٹ

یہ اجتماع شام کے سات بجے شروع ہوا خدا کے فضل سے ڈیڑھ سو سے زائد مردوں اور عورتوں نے اس اجتماع میں شمولیت کی۔ حاضرین میں شہزادی کا جارتقی۔ مقامی یونیورسٹی کے پروفیسر مسٹر شادک یونیورسٹی کے طلباء اور دیگر معززین شامل تھے شروع میں میں نے حاضرین کو خوش آمدید کہا اور بعد میں حسب پروگرام اس اجتماع کی کارروائی قرآن کریم کی تلاوت سے شروع ہوئی۔ مصر سے آئے ہوئے نوجوان مسٹر المقتدر نے قرآن کریم سے سورۃ اعراف کی تین آیات ۱۵۷ - ۱۵۸ - ۱۵۹ تلاوت کیں بعد میں جرمن نومسلم مسٹر شلیکے نے ان آیات کا ترجمہ سنایا مسٹر احمد موسلہ جرمن نومسلم نے سیدنا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر عربی زبان میں تین بار درود بھیجا اور ان الفاظ کو دہرایا جو نماز میں دہرائے جاتے ہیں۔ بعد میں ان الفاظ کا ترجمہ حاضرین کو سنایا۔ میرے بیٹے اور بیٹی منصور اور منصورہ دونوں نے مل کر سیدنا حضرت ...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں نعت گائی اور بعد میں اس کا ترجمہ جرمن زبان میں منصور نے اکیلے حاضرین کو سنایا - یہ نعت درثمین سے لی گئی تھی جس میں حضرت امام زمان مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کی مدح میں اپنے جذبات کا اظہار فرمایا ہے وہ نعت یہ ہے ؎

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے

ازاں بعد میں نے حاضرین سے خطاب کیا اور قریباً ایک گھنٹہ تک سیدنا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مطہر زندگی سے متعلق واقعات بیان کئے - نبوت سے پیشتر آپ کی زندگی اور اس عہدہ جلیلہ پر کھڑے کئے جانے کے بعد کی زندگی۔ آپ پر وحی کا آنا اور مشکلات کے پیش نظر آپ کا گھبرا جانا - مشکلات کی نوعیت اور ان کا مقابلہ کرنے کا علاج - آپ کا دفاعی جنگیں کرنا اور طاقت حاصل کر کے دشمن کو معاف کر دینا - قوم میں انقلاب پیدا کر دینا - اور زندگی کے جملہ شعبہ جات میں ایک نمونہ قائم کرنا۔ آپ کے عالمگیر نظریات جو آج موجودہ دور میں امن قائم کرنے کا باعث ہیں سب کچھ بیان کیا تقریر کے اختتام پر حاضرین کو چائے اور مٹر پلاؤ پیش کیا گیا - جسے حاضرین نے بڑے مزے سے کھایا - چاول وغیرہ کے تیار کرنے میں ام منصور نے محنت کی۔ حاضرین تک پہنچانے میں دیگر احباب نے مدد کی۔ بعد میں برتنوں کو اکٹھا کرنے اور دھونے میں ایک جرمن خاتون نے مدد کی۔ مسجد میں کرسیاں بچھانے میں منصورہ اور منصور نے میری مدد کی لیکچر کے بعد ان کو اکٹھا کرنے - دوبارہ قالین بچھانے میں میرے بھائی عبدالرب نے مدد کی۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر دے آمین - حاضرین میں مقامی اخبارات کے نمائندے بھی شامل تھے - دوسرے دن اخبار DIE WELT نے ہمارے اجتماع پر ۱۹ سطروں پر مشتمل ایک رپورٹ لکھی -

ایک پمفلٹ کی اشاعت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف غلط پروپیگنڈا کو دور کرنے کے لئے ایک ٹریکٹ جرمن زبان میں لکھ کر شائع کیا ہے اس میں حضرت مرزا صاحب کی خدمات جماعت کا نام احمدیہ رکھا جانے کی وجہ تسمیہ اور آپ کا مذہب بیان کرتے ہوئے مندرجہ ذیل امور پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے - خاتم النبیین کی تشریح حضرت عیسیٰؑ واپس نہیں آئیں گے وہ فوت ہو چکے ہیں - آنے والے مسیح کی پیشگوئی صحیح بخاری سے اور اس کی حقیقت - مجازی نبوت کی تشریح - وحی ولایت جاری ہے - اسلام میں جہاد کا مفہوم اور آخر پر دس شرائط بیعت - اس ٹریکٹ کا نام ہے "احمد کا غلام"۔ اس ٹریکٹ کو اکثر مسلمانوں کے نام بذریعہ پوسٹ بھیجا گیا ہے - جن میں مصر و شام، ترکی، ایران، پاکستان، ہندوستان انڈونیشیا، سیرالیون سے آئے ہوئے مسلمان شامل ہیں - ایک ہندوستانی مسلمان اور ایک ترکی نوجوان نے جو مسجد کے خلاف پروپیگنڈا کرنے میں بڑی پیش پیش تھے اس ٹریکٹ کا جواب دینے کی کوشش کی ہے - جواب کیا ہے گالیوں کا پلندا ہے - لکھنے والے نے حقیقت کو چھپایا ہے - دھوکا دیا ہے - وغیرہ وغیرہ حضرت مرزا صاحب کے خلاف الزام یہ لگایا ہے کہ انہوں نے خدائی کا دعوے کیا ہے - یہ چار صفحہ کا اشتہار ٹائپ شدہ ہے جسے وہ سیدنا حضرت حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں منعقد کئے گئے اجتماع کے موقعہ پر تقسیم کرنا چاہتے تھے - میں نے بعض جرمن نومسلمین سے اس سلسلہ میں گفتگو کی سمجھا دیا ہے کہ اشتہار میں جو حوالہ دیا گیا ہے وہاں یہ الفاظ مندرج نہیں۔ دوسرے خود اس ترجمہ میں لکھا ہے کہ یہ عالم خواب کی بات ہے - خواب کو حقیقت پر محمول نہیں کیا جا سکتا۔

لبنان سے ایک عالم مسجد میں

لبنان سے ایک عالم اپنے برلن کے دورہ کے دوران مسجد دیکھنے کے لئے تشریف لے آئے۔ وہ مسجد کی تبلیغی مساعی اور جماعت احمدیہ کے بارہ میں مفصل گفتگو کرنا چاہتے تھے - چنانچہ میں نے انہیں دوسرے دن کھانے کی دعوت دی اور اس موقعہ پر ان سے مفصل گفتگو کی - جماعت احمدیہ لاہور کے عقائد اور حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے دعاوی سے ان کو روشناس کرایا - جماعت کی تبلیغی مساعی پر گفتگو کرتے ہوئے قرآن کریم کے تراجم انگریزی و جرمن زبان میں انہیں دکھائے گئے حضرت صاحب کی کتب سے عربی عبارات انہیں سنائی گئیں - اس حقیقت کو سن کر وہ خوش ہوئے اور مشورہ دیا کہ یہ تمام حقیقت ایک عربی ٹریکٹ کی صورت میں عرب ممالک میں شائع کرنی چاہیئے تا مرزا صاحب کے متعلق جو غلط پروپیگنڈا ہے اس کا ازالہ ہو سکے لمبی گفتگو کے بعد ایک لطیفہ بھی ہوا - مجھے پوچھنے لگے آپ کے کتنے بچے ہیں میں نے کہا ماشاء اللہ تین بچے ہیں - کہنے لگے میرے تیرہ بچے ہیں - اور ساتھ ہی ہنستے ہوئے کہنے لگے آپ کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کا علم ہے نا کہ آپ نے امت کی زیادہ تعداد ہونے پر فخر کیا ہے میں نے جواباً کہا - حدیث صحیح ہے - میں ان الفاظ کو مانتا ہوں - میں بھی امت کی تعداد بڑھانے کا قائل ہوں - البتہ طریق کار ذرا مختلف ہے - میں اس تعداد کو بذریعہ تبلیغ بڑھانے کی کوشش کر رہا ہوں - آپ ہیں کہ پیدائش پر زور دے کر امت کی تعداد بڑھا رہے ہیں -

لیگوس سٹی کونسل کے چار ممبران مسجد برلن میں

لیگوس سٹی کونسل کے چار ممبران جمعہ کی نماز کے لئے مسجد میں آئے ان میں کونسل کے چیئرمین الحاج ماشا بھی تھے باقی تین اصحاب میں سے ایک صاحب جماعت احمدیہ لاہور کے ممبر تھے اور دوسرے جماعت احمدیہ ربوہ کے - نماز شروع ہونے سے پیشتر ہم دفتر میں بیٹھے گفتگو کر رہے تھے بعض جرمن دوست بھی بیٹھے تھے - ان اصحاب سے گفتگو انگریزی میں ہوتی رہی - الحاج ماشا صاحب "مغرب سے طلوع آفتاب" کی پیشگوئی کی تشریح سن کر بڑے خوش ہوئے اس خوشی کے آثار ان کے چہرہ پر نمودار ہوئے - نماز ادا کرنے کے بعد میں نے انہیں عصر کو چائے کی دعوت دی - اور یوں آدھ گھنٹہ مزید ان سے گفتگو کرنے کا موقع ملا -

تین گروپوں کی آمد

تین گروپ مختلف دنوں ہماری مسجد میں آئے۔ ان میں سے ایک گروپ جو چالیس اساتذہ پر مشتمل تھا ہماری جمعہ کی نماز کو دیکھنا چاہتا تھا ... مسئلہ پر اسلام کا نقطہ نظر پیش کیا - نماز کے بعد ایک گھنٹہ سوال و جواب کا دلچسپ سلسلہ جاری رہا - اس گروپ میں چھ افراد عصر کی چائے پر پھر میرے ہاں جمع ہو گئے اور مزید ایک گھنٹہ نجات سے متعلق گفتگو کی۔

(باقی بر صفحہ کالم ۲)

تمام کائنات اور انسانوں پر صرف اللہ تعالےٰ کی حکومت ہے

حضرت نبی کریم صلعم کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے ایک انتباہ

جس کا ہمیشہ کیلئے قرآن کریم میں اندراج آپؐ کی صداقت، اخلاق عالیہ اور منجانب اللہ ہونے کا ثبوت ہے

خطبہ جمعہ۔ مورخہ ۳۰ر جولائی ۱۹۶۵ء۔ فرمودہ حضرت امیر قوم مولینا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ۔ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

لیس لك من الامر شئ او یتوب علیهم او یعذبهم فانهم ظلمون ۔ و للہ ما فی السمٰوٰت و ما فی الارض ۔ یغفر لمن یشاء و یعذب من یشاء ۔ واللہ غفور رحیم ۔ (آل عمران ۔ ع ۱۳)

27

انبیاء و رسل کی کائنات یا انسانوں پر حکومت نہیں۔

ان دو آیات میں توحید کامل کا ذکر کیا گیا ہے ۔ اور شرک کی ایک شق کا بیان بھی کیا گیا ہے ۔

پہلی آیت میں حضرت نبی کریم صلعم کو مخاطب کر کے فرمایا لیس لك من الامر شئ ۔ کائنات کی حکومت میں آپ کا کوئی حصہ نہیں ہے اور اسی طرح سے ہمارے بندوں پر حکومت کرنا بھی آپ کے سپرد نہیں ہے کائنات کی حکومت کے متعلق تو ساری دنیا جانتی ہے کہ اس پر کسی کی حکومت نہیں ہے اور سوائے خدا کے اس میں کسی کا حصہ نہیں ہے خدائے واحد ہی اس کا مالک ہے ۔ اسی کا اس پر حکم چلتا ہے اس کے علاوہ بندوں کے مصالح ۔ مفاد اور ان کی بہتری کا معاملہ بھی خدا ہی کے سپرد ہے ۔

سارے انسان انبیاء اولیاءؒ ۔ غوث ۔ قطب ابدال مجدّد ۔ محدث خدا تعالیٰ کی مخلوق ہیں اور اس کے محتاج ہیں مخلوق پر حکومت کرنا ان کے سپرد نہیں ۔ وہ خدا کی جانب سے پیغام الٰہی سنانے آتے ہیں اور اپنا نمونہ پیش کرتے ہیں ان فرائض کے سوائے اور کوئی کام اُن کے سپرد نہیں ہے چنانچہ اپنے حبیب صلعم کو مخاطب کر کے فرمایا ۔ لیس لك من الامر شئ ۔ حکومت کا معاملہ صرف خدا تعالےٰ کے ہاتھ میں ہے ۔ وہ کائنات کا خالق ہے وہی کائنات کے قیام کا باعث ہے وہی قوموں کا خالق ہے اسی کے سپرد ان کا معاملہ ہے ۔ کسی پیغمبر اور نبی یا رسول کے ہاتھ میں یہ امر نہیں دیا گیا کہ وہ کائنات کے کسی حصہ پر حکومت کریں ، یا مخلوق کے کسی طبقہ کے معاملات کو درست کر دیا کریں ۔

جنگ اُحد میں آنحضرت صلعم اور آپ کے ساتھیوں کو شدید صدمات

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے ساتھیوں کو احد کی لڑائی میں انتہائی تکلیف پہنچی ۔ بعض بڑے پایہ کے صحابہ رضؓ شہید ہو گئے ۔ ان کی جدائی کی وجہ سے بھی حضرت صلعم کو صدمہ پہنچا ۔ حضورؐ کے چچا حمزہؓ جو حضرت صلعم کے دست و بازو تھے ۔ وہ اس جنگ میں شہید ہو گئے ۔ بغض ور نے کان ، ناک ، کاٹ ڈالے ۔ ہندہ نے اُن کا کلیجہ نکال کر دانتوں سے چبایا اور ناک کان کاٹ کر اُن کا ہار بنایا اور گلے میں پہنا ۔ یہ کتنا بڑا صدمہ حضرت صلعم کو پہنچا ۔

حضرت حمزہ رضؓ کی بہن صفیہؓ کو جب یہ افسوسناک خبر پہنچی ، تو میدانِ جنگ میں آ پہنچیں ۔ حضرت صلعم نے زبیرؓ کو فرمایا کہ اپنے بھائی کے متعلق سن کر صفیہؓ کو بہت دکھ اور صدمہ ہو گا ۔ چاہیئے کہ ابھی ان کو صدمہ نہ پہنچے ۔ لیکن صفیہؓ نے کہا ۔ بلغنی ما فعل به ۔ مجھے اس کی خبر پہنچ گئی ہے جو کچھ حمزہ رضؓ کے ساتھ ہوا ہے ذالك یسیر فی جنب طاعة اللہ ۔ یہ تو خدا تعالےٰ کی فرمانبرداری میں بڑی آسان بات ہے جو ہم کو برداشت کرنی چاہیئے ۔ خود حضرت نبی کریم صلعم کا چہرہ زخمی ہو گیا ۔ دانت شہید ہو گیا ۔ اور حضرت غش کھا کر گر پڑے ۔ دشمنوں نے اعلان کیا کہ محمد صلعم قتل ہو گئے ہیں ۔ اس کا کیا اثر پڑا ہو گا ۔ ساری کی ساری جماعت پر ۔ قوم مضطرب ہے کہ اب کیا ہو گا ۔ پھر کسی کو پتہ چلا کہ حضرت صلعم ہوش میں ہیں ۔ ابو عبیدہ بن جراحؓ نے یہ بات سنی اور پرندہ کی طرح اُڑ آئے اور اپنے دانتوں سے خود کی اَنی جو آپؐ کی پیشانی میں گھس گئی تھی کھینچکر نکالی اپنا دانت توڑ لیا اور حضرت صلعم کی خدمت کی ۔ سالم مولیٰ ابی حذیفہ نے آپؐ کا خون آلودہ منہ دھویا ۔ حضرت صلعم نے فرمایا کہ کیا حال ہو گا ۔ اس قوم کا جس نے اپنے پیغمبر کو لہولہان کر دیا ہے

دشمنوں کے لئے بد دعا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے انتباہ

ان انتہائی تکالیف کے باعث حضور کی زبان سے بد دعا نکلی تو اللہ تعالےٰ نے ان کو بد دعا کرنے سے منع فرماتے ہوئے یہ تلقین فرمائی ۔ لیس لك من الامر شئ ۔ مخلوق کی حکومت آپؐ کے سپرد نہیں ہے ۔ اللہ اکبر اللہ اکبر ! حضرت صلعم اپنی قوم کو کہتے ہیں کہ میرا کوئی اختیار نہیں ہے ۔ یہ کتنا بڑا واقعہ ہے اور اس میں کتنا اہم سبق ہے کہ حضرت صلعم خود فرماتے ہیں کہ مجھے خدا نے فرمایا ہے کہ مخلوق کے معاملہ میں حکومت آپ کے سپرد نہیں ۔ ایسا اعلان کرنا حضور کی صداقت پر قوی دلیل ہے ۔

الہام دلی خیالات کا نتیجہ نہیں

یہ تعلیم جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے ۔ اس سے حضرت صلعم کے اخلاق کا بھی پتہ چلتا ہے کہ آپؐ کس حد تک خدا تعالےٰ کے احکام کی پابندی کرتے تھے آپ نے اس خدائی انتباہ کو چھپایا نہیں بلکہ ہمیشہ کے لئے ریکارڈ کر دیا ۔ معلوم ہوا کہ الہام اپنے خیالات کا نتیجہ نہیں ہوتا ۔ ورنہ یہ الہام جو آپؐ کے خیالات کے برخلاف ہے آپ پر نازل نہ ہوتا یہ کتنا راست باز اور ایماندار انسان ہے کہ امت میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے یہ بات ریکارڈ کر دی ۔ کہ مجھے خدا تعالےٰ کی طرف سے انتباہ ہوا ہے کہ مخلوق پر تمہیں کوئی اختیار نہیں ،

روشنی کے زمانہ میں بت پرستی کا مرض

دنیا میں آج پیغمبروں اور اولیاء اللہ کی عبادت کی جاتی ہے ۔ حضرت عیسیٰؑ کو تو آج بھی یورپ کے لوگ خدا یا خدا کا بیٹا کہتے ہیں ۔ اس بیسویں صدی میں اور روشنی کے زمانہ میں بھی لوگ بت پرستی کرتے ہیں ۔ اس روشن صدی میں جبکہ علم کا چرچا ہے ۔ جہاں حضرت عیسیٰؑ کی پرستش کی جاتی ہے وہاں حضرت مریمؑ کو بھی پوجا جاتا ہے اور ان کو [illegible] کہا جاتا ہے ۔ ان کے خود تراشیدہ بتوں سے دعائیں اور التجا کی جاتی ہے کہ تو ہماری دعا کو قبول کر اور اپنے بیٹے کو کہہ کہ ہماری دعا قبول کرے ۔ حضرت مریم کے بت تو کثرت سے بیتل تانبے کی دھاتوں سے تیار کئے جاتے ہیں تعجب آتا ہے کہ اتوار کے اخبار بت بھار گرجا گھر کے اندر رکھے ہوتے ہیں ۔ اور سٹیج پر پادری کھڑے وعظ کرتے رہتے ہیں ۔ ہندوؤں میں رام چندر اور لارڈ کرشن کی پوجا کی جاتی ہے حضور نبی کریم صلعم نے اسی چیز کو سامنے

رکھ کر فرمایا۔

آنحضرت صلعم کا خدائی کاموں میں دخل نہیں

لاتجعلوا قبری وثنا۔ لوگو! میری قبر کو بُت نہ بنا لینا اور اعلان فرمایا لا اقول لکم عندی خزائن اللّٰہ۔ لوگو! میں تمہیں کچھ نہیں دے سکتا۔ میں تمہاری دولت میں اضافہ نہیں کر سکتا۔ اولاد میں اضافہ نہیں کر سکتا۔ باغات اور کھیتوں میں فصلیں زیادہ نہیں کر سکتا۔ تمہارے مویشی زیادہ نہیں کر سکتا۔ یہ وہ چیزیں ہیں جن کو قبروں اور مزاروں پر جا کر لوگ مانگتے ہیں۔ یہ حضرت نبی کریم صلعم کے فرمودہ کے صریح خلاف ہے حضور صلعم نے صاف صاف فرما دیا لا اقول لکم عندی خزائن اللّٰہ۔ میرے پاس خزانے نہیں ہیں کہ تم میں تقسیم کر دوں ولا اقول لکم انی ملک میں فرشتہ بھی نہیں ہوں تمہاری طرح کا انسان ہوں۔ میں تمہیں با خدا بن کر دکھاتا ہوں تاکہ تم بھی با خدا بن جاؤ۔ ولا اعلم الغیب۔ میں غیب دان بھی نہیں ہوں۔ میں تمہیں نہیں بتلا سکتا کہ تمہاری قسمت کیسی ہے۔ مقدمہ میں جیتو گے یا ہارو گے۔ اولاد تمہارے ہوگی یا نہیں۔ دولت کب ملے گی یا نہیں ملے گی۔

مسلمانوں میں قبر پرستی

یہ وہ امراض ہیں جو اکثر لوگوں میں پائے جاتے ہیں اور مسلمانوں میں بھی پائے جاتے ہیں۔ آج ایسے لوگ ہیں جو عبدالقادر جیلانی رح کو مخاطب کر کے اپنی مرادیں مانگتے ہیں میں نے ایک مسجد پر یہ لکھا ہوا دیکھا کہ یا عبدالقادر جیلانی شیئاً للّٰہ۔ نماز کے بعد لوگ سید عبدالقادر رح کے مقبرے کی طرف منہ کر کے یہ پڑھتے ہیں اگر کوئی نہ کرے تو کہا جاتا ہے یہ پاجی وہابی ہے۔ حضرت سید عبدالقادر رح کے ماننے والے بیشمار افراد ہیں۔ اور حضرت داتا گنج بخش رح کے ماننے والے بھی کثرت سے ہیں وہ یقین کرتے ہیں کہ جالی کو پکڑ دو اور جو چاہو مانگو یہ بزرگ خدا سے دلوا دیتے ہیں۔

ایک شخص نے مجھے سنایا کہ میرے پر سنگین مقدمہ چلا کسی نے کہا کہ تم معین الدین چشتی رح کے مقبرہ پر جا کر سجدہ کرو۔ چنانچہ میں گیا اور سجدہ کیا گدی نشینوں اور سجادہ نشینوں نے مصیبت زدہ لوگوں کو غلط راستہ پر لگا دیا ہے۔ باوجود اس بات کے کہ ان کے پیش نظر حضرت نبی کریم صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی یہ تعلیم ہے کہ کائنات کے اندر انسانوں کے متعلق ان کے اختیار میں کوئی چیز نہیں ہے۔

تین خطرناک دشمن

حضرت صلعم کے شدید ترین دشمن تین تھے۔ ابوسفیان بن حرب۔ یعنی لڑائی کا بیٹا۔ یہ حضرت صلعم کا شدید ترین دشمن اور آپؐ کے لہو کا پیاسا تھا۔۔۔ دوسرا الحرث بن ہشام۔۔۔۔ یہ بھی بڑا شدید دشمن تھا۔ تیسرا صفوان بن امیہ۔۔۔ یہ بہت بڑا آدمی تھا۔ بڑی دولت و ثروت کا مالک۔۔۔ اور ذی اثر تھا اور بڑا خطرناک دشمن تھا۔۔ فرمایا کہ او یتوب علیہم او یعذبہم۔ اگر ہم چاہیں تو معاف کر دیں۔ اور چاہیں تو ان کو عذاب میں مبتلا کر دیں فانہم ظلمون ظالم تو وہی ہیں۔

صفوان بن امیہ سے آنحضرت صلعم کا معاملہ

فتح مکہ کے دن ابوسفیان مسلمان ہو گیا۔ خدا تعالےٰ اپنے بندوں کے مصالح جانتا ہے۔ حرث بن ہشام بھی مسلمان ہو گیا۔ لیکن صفوان بن امیہ فتح مکہ کے دن مسلمان نہیں ہوا۔ حضرت نبی کریم صلعم نے ایذا رسانی جائز نہیں رکھی۔ لا اکراہ فی الدین کا اگر اعلان کیا تو اس پر عمل بھی کر کے دکھلا دیا۔ حنین کی لڑائی کے وقت کئی ہزار تیر و تفنگ کی ضرورت پڑی۔ حضرت صلعم نے یہ سامان حرب صفوان بن امیہ سے طلب فرمایا۔ تو جواب ملا غصباً یا محمد او عاریۃ۔ اللہ اللہ کیا آج یورپ کا کوئی فاتح یہ بات برداشت کر سکتا ہے کہ مفتوح قوم سے اس قسم کا جملہ سُنے یہ ہے ہمارا خدا اور یہ ہے ہمارا پیغمبر اور یہ ہے ہماری تعلیم حضرت صلعم فرماتے ہیں بل عاریۃ۔ ہم چھینتے نہیں ہم عاریۃً مانگتے ہیں۔ اگر آج کا کمانڈر یا حاکم ہوتا تو حکم دیتا کہ ہم جواب اس گستاخی کا بعد میں دیں گے پہلے اس گستاخ کا قیمہ کر کے کتوں کے آگے ڈال دیا جائے۔ حنین کی لڑائی میں بیس ہزار بھیڑ بکری۔ ۲۴ ہزار اونٹ اور چار ہزار سکہ چاندی ہاتھ آئے۔ حضرت صلعم نے دو سو اونٹ صفوان کو دے دیئے۔ ایک اور موقعہ پر دو سو اونٹ عطیہ دے دیئے۔ صفوان نے آپ کا حسن سلوک اور احسان و مروت دیکھ کر سوچا کہ یہ عظیم الشان انسان ہے۔ میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ چنانچہ اس نے کلمہ پڑھ لیا اور مسلمان ہو گیا لکھتے ہیں کہ جس قدر کفر کی حالت میں صفوان شدید اور خطرناک دشمن تھا اسی قدر پکا اور مخلص مسلمان ثابت ہوا۔

اللہ تعالیٰ کا رحم اور معافی

اسی لئے اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ میں اپنے بندوں کے مصالح اور طبیعتوں کو جانتا ہوں، میں جانتا ہوں کہ معاف کرنے کا کونسا موقعہ ہے۔ میں جس کو چاہتا ہوں معاف کر دیتا ہوں اور جس کو چاہتا ہوں سزا دے دیتا ہوں —— پھر اس کی وجہ بیان فرمائی کہ کائنات کی حکومت کائنات کے بادشاہ کے ہاتھ میں ہے وللّٰہ ما فی السمٰوٰت وما فی الارض آسمانوں اور زمین میں صرف اسی کی حکومت ہے جو خالق ہے مالک ہے۔ کائنات کی حکومت اس کے ہاتھ میں ہے۔ انسان کے ہاتھ میں نہیں یغفر لمن یشاء ویعذب من یشاء اس کی مشیت کا تقاضا ہے جس کو چاہے معاف کر دے اور جس کو چاہے سزا دے دے واللّٰہ غفور رحیم خدا صرف معاف کرنے والا ہی نہیں رحم بھی کرنے والا ہے خدا تعالےٰ نے ان دشمنوں پر بڑا رحم کیا۔ ان کو خدام رسول صلعم بنا دیا۔ ان پر رحم بھی کیا اور ان کو معافی بھی دی۔

مسلمانوں کی پیر پرستی

آج دنیا میں یہ مرض وبا بن کر پھیل گئی ہے کہ انسان کے بچے کی پوجا کی جاتی ہے طرح طرح سے انسان کے بچے کو خدا کی صفات سے متصف کیا جا رہا ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے اس بیماری کو دور کر دیا۔ آپؐ کی گدی پر بیٹھنے والوں نے آپؐ کی تعلیم کو اچھی طرح سمجھا۔ اور اس پر عمل کر کے دکھلایا۔ لیکن کچھ دیر کے بعد پھر پیروں کی عبادتیں ہونے لگیں زیارت گاہیں اور قبریں مسلمان کی پرستش کی جگہ بن گئیں۔

خدا تعالےٰ نے فرمایا کہ اس کائنات میں بڑے سے بڑا انسان حضرت نبی کریم صلی اللّٰہ علیہ وسلم ہیں۔ آپؐ کے ہاتھ میں بھی لوگوں کی قسمت اور حکومت نہیں ہے۔ تو باوجود اس روشن اور واضح تعلیم کے آج سخی سرور سلطان رح کی پرستش کی جاتی ہے۔ داتا گنج بخش رح کی قبر پر سجدے کئے جاتے ہیں معین الدین چشتی رح کی زیارت گاہ کو معبود بنایا ہوا ہے اور نظام الدین اولیاء رح کو پوجا جا رہا ہے آج مسلمان کو کیا ہو گیا ہے۔

احبار و مشائخ کی حرام خوری

قرآن کریم کا ارشاد ہے ان الاحبار والرھبان لیاکلون اموال الناس بالباطل۔ احبار اور مشائخ لوگوں کا مال ناجائز طور پر کھاتے ہیں ویصدون عن سبیل اللّٰہ اور غلط راستہ پر چلاتے اور خدا کے رستہ سے روکتے ہیں تاکہ لوگ ہماری طرف ہی رجوع کریں اور ہم امیر بن جائیں ہمیں آرام و راحت نصیب ہو۔ اس مقصد کو نہیں پایا جا سکتا۔ جب تک لوگوں کو غلط راستہ پر نہ چلایا جائے۔ حضرت صلعم کے بعد وہ کونسا آدمی ہے جو اس تعلیم کے برخلاف خدا کی جناب سے کچھ حاصل کرے۔

مشرکانہ تعلیم

کسی نے لکھا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے گرد اللّٰہ تعالےٰ نے دیوار کھڑی کی ہوئی ہے اور فلاں شخص اس دیوار کا سوراخ ہے اس سوراخ کے توسط سے اور اس کی معرفت اور تصدیق سے حضرت نبی کریم صلعم تک رسائی ہو سکتی ہے قرآن وہی ہوگا جس طرح وہ بیان کرے گا اور حدیث وہی ہوگی جس کو وہ بیان کرے گا —— یہ مشرکانہ تعلیم جو تعصب اور تنگ ظرفی پر دال ہے۔ حضور علیہ السلام کی تعلیمات کے مخالف ہے۔

صرف متقی ہی آنحضرت صلعم کا قرب پا سکتے ہیں

حضرت نبی کریم صلی اللّٰہ علیہ وسلم تو رحمۃ للعالمین ہیں اور خدا ربّ العالمین ہے۔ ان کا اعلان ہے انّ اولی الناس بی المتقون۔ میرا قریبی وہی ہے جو خدا خوف ہے۔ اور مخلوق خدا کی خدمت کرتا ہے۔ من کانوا وہ کوئی ہو حیث کانوا۔ کہیں کا ہو۔ افریقہ کا سیاہ حبشی، جو نیک اعمال بجا لاتا ہے۔ مکہ کے بد اعمال مولوی سے بہتر ہے۔ کیا قانون ہے۔ حضرت نبی کریم صلعم اپنی پیاری بیٹی اور اپنی پھوپھی صفیہ کو کہتے ہیں ایتونی باعمالکم ولا بانسابکم قیامت کے دن میرے پاس اعمال لیکر آنا۔ اس دن حسب نسب کچھ کام نہیں آئے گا۔ اس تعلیم کی طرف توجہ کرو۔ کہ اللّٰہ تعالےٰ نے کس قدر احسان کیا ہے اور کس طرح سے حضرت نبی کریم صلعم پر علم کی باریک راہیں روشن کی ہیں اللّٰہ سا

مولانا شیخ عبدالرحمن صاحب مصری

جماعت احمدیہ لاہور کے عقائد کی صحت کا بالواسطہ اعتراف

دُوری از صدق و صواب اور خشیۃ اللہ کا جواب

اصولی اختلاف کی نوعیت

دونوں احمدیہ جماعتوں میں سے ایک فرد بھی ایسا نہ ہوگا جو اس بات سے ناواقف ہو کہ دونوں جماعتوں میں اصولی اختلاف یہی چلا آتا ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کس جماعت کے فرد ہیں آیا جماعت انبیاء کے یا جماعت اولیاء کے جماعت احمدیہ ربوہ حضور کو زمرۂ انبیاء کا فرد یقین کرتی ہے اور اس وجہ سے تمام ان مسلمانوں کو جو حضور کے دعوے کا انکار کرتے ہیں کافر قرار دیتی ہے اور اس کے بالمقابل جماعت احمدیہ لاہور حضور کو زمرۂ اولیاء کا فرد یقین کرتی ہے اور مسیح موعود و مہدی معہود ماننے کے حضور کو جماعت اولیاء میں سرفہرست باور کرتی ہے اور اس وجہ سے حضور کے دعوے کے انکار کرنے والے کو کافر نہیں بلکہ صرف گنہگار سمجھتی ہے یہ وہ اختلاف ہے جو دونوں احمدیہ جماعتوں میں پچاس سال سے چلا آرہا ہے جس کو دُور کرنے کے لئے ہماری جماعت کے امیر مرحوم و مغفور نے ساری عمر کوشش کی اور اس کے حل کے لئے کئی طریق بھی پیش کئے لیکن بدقسمتی سے فریق ثانی کسی ایک کو بھی قبول کرنے کے لئے تیار نہ ہوا اور معاملہ جوں کا توں رہا۔

چیلنج اور خاموشی

مجھے اس وقت انتہائی خوشی ہوئی جب قاضی محمد نذیر صاحب لائل پوری نے مجھے مسئلہ فضیلت پر بحث کرنے کے لئے چیلنج کیا کیونکہ ان کا خیال تھا اور غالباً اب بھی ہے کہ فضیلت بر مسیح ناصری علیہ السلام پر بحث کرتے ہوئے حضورؑ نے اپنے آپ کو زمرۂ انبیاء میں داخل کیا ہے میں نے ان کے اس چیلنج کو فوراً قبول کر لیا کیونکہ میرا یقین یہی تھا اور یہی ہے کہ فضیلت کے مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے بھی حضور نے اپنے آپ کو زمرۂ اولیاء کا ہی فرد ظاہر کیا ہے خوشی مجھے اس وجہ سے ہوئی کہ اس تبادلہ خیالات میں حق ظاہر ہو جائے گا اور دونوں جماعتیں حضور کے اصل کے مقام سے پوری طرح واقف ہو جائیں گی لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ قاضی صاحب محترم کو اس چیلنج کو قبول کئے ہوئے قریباً ۲ سال ہو چکے ہیں لیکن وہ آج تک خاموش چلے آرہے ہیں۔

طویل خاموشی کی وجہ

ان کی اس طویل خاموشی کی وجہ میں سمجھتا ہوں یہ ہے کہ حسن اتفاق سے جب ان کا چیلنج مجھے ملا اس سے قبل میں اپنے ایک مضمون کا مسودہ ایڈیٹر صاحب پیغام صلح کو برائے اشاعت دے چکا تھا جس میں میں نے اسی مسئلہ پر بحث کی تھی اور ثابت کیا تھا کہ اس تحریر میں بھی حضورؑ نے اپنے آپ کو زمرۂ اولیاء کا ہی فرد ظاہر کیا ہے اور اس میں میں نے اس فقرہ کا بھی اصل مفہوم وضاحت سے بیان کر دیا تھا جس سے علماء ربوہ استدلال کیا کرتے ہیں کہ اس میں حضور نے اپنے آپ کو زمرۂ انبیاء میں داخل کر دیا ہے مجھے یقین تھا کہ قاضی صاحب موصوف میرے اس مضمون کو پڑھنے کے بعد کبھی مناظرہ کے لئے تیار نہیں ہوں گے چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا اس وقت سے آج تک محترم قاضی صاحب خاموشی اختیار کئے ہوئے ہیں کیا اس سے ثابت نہیں ہوتا کہ ہمارے بھائی علماء ربوہ جماعت کو اس معاملہ میں اندھیرے میں رکھنے کو ہی ترجیح دیتے ہیں اور وہ نہیں چاہتے کہ بات صاف ہو کر جماعت کے سامنے آجائے اور نہ یہ چاہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے قول الرجوع الی الحق خیر من التمادی فی الباطل پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اپنی غلطی کو واپس لے کر حق کی طرف رجوع کریں۔

ایک بھائی کا خط اور اس کا جواب

جماعت ربوہ سے تعلق رکھنے والے ایک دوست نے چند دن ہوئے مجھے خط لکھا کہ آپ قاضی محمد نذیر صاحب کے چیلنج کو کیوں قبول نہیں کرتے معلوم ہوتا ہے یہ دوست حقیقت حال سے بالکل ناواقف ہیں سو انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ میں تو قبول کر چکا ہوا ہوں قاضی صاحب محترم ہی خاموشی اختیار کئے ہوئے ہیں یہ دوست قاضی صاحب کو تیار کریں میں ان شرائط کے ماتحت جو میں لکھ چکا ہوں تبادلہ خیال کرنے کے لئے تیار ہوں میرے دل میں تو حقیقی تڑپ ہے کہ کسی طرح دونوں احمدیہ جماعتیں حضرت اقدسؑ کے مقام کے متعلق متفق ہو جائیں تا اختلاف کی وجہ سے حضور کی غلط پوزیشن پر جو دھبہ لگ رہا ہے وہ دُور ہو جائے اور مخالفین کو جو ہنسی کرنے کا موقعہ مل رہا ہے وہ ہمیشہ کے لئے اُن کے ہاتھ سے نکل جائے۔

وضاحت حق کا دوسرا موقعہ

بہرحال وضاحت حق کا یہ موقع تو ہاتھ سے جاتا رہا جس کا مجھے سخت افسوس ہے اب دوبارہ ایسا موقعہ میسر آنے کی امید پیدا ہوئی تھی جس سے میرا دل دوبارہ مسرت سے بھر گیا کہ شاید اب میری دلی مراد بر آئے تفصیل اس کی یہ ہے کہ مولوی اللہ دتہ صاحب جالندھری نے اپنے رسالہ الفرقان کے مسیح موعود نمبر کے صفحہ پر مجھے مناظرہ کے لئے دعوت دی جسے میں نے فوراً قبول کر لیا اور پیغام صلح میں اس کے متعلق اعلان بھی کر دیا مولوی اللہ دتہ صاحب نے حضور کو زمرۂ انبیاء کا فرد ثابت کرنے کے لئے اپنی پوزیشن مدعی کی بتلاتے ہوئے اپنے لئے چار پرچے لکھنے تجویز کئے اور میری پوزیشن معترض کی قائم کرتے ہوئے میرے لئے تین پرچے تجویز کئے میں نے اسے اس اضافہ کے ساتھ منظور کر لیا کہ ہماری جماعت بھی تو اس امر میں آخر مدعی کی حیثیت رکھتی ہے کیونکہ یہ اس کا دعوے ہے کہ حضور زمرۂ اولیاء کے فرد ہیں اس لئے اس امر کو ثابت کرنے کے لئے ہمیں بھی چار پرچے لکھنے کا حق ہے اور اس کے مقابلہ میں آپ کو معترض کی حیثیت سے آپ کی اپنی ہی تجویز کے مطابق تین پرچے لکھنے کا حق ہوگا ظاہر ہے کہ جب تک دونوں دعووں کے متعلق فریقین کو وضاحت کے ساتھ اپنے اپنے خیالات کے اظہار کا موقعہ نہ دیا جائے اصل حقیقت پوری طرح سامنے نہیں آسکتی اور نہ حق کے ہر پہلو پر روشنی پڑ سکتی ہے اگر صداقت تک رسائی حاصل کرنا مقصود ہے تو ہر فریق کو اپنے عقیدہ پر دلائل پیش کرنے کا موقعہ دینا بالکل قرین انصاف ہے لیکن مولوی اللہ دتہ صاحب نے میری اس معقول تجویز پر جو کچھ لکھا ہے ذیل میں اسے درج کیا جاتا ہے تا قارئین کرام اندازہ کر لیں کہ مولوی صاحب موصوف نے پیچھا چھڑانے کے لئے کیسا بودہ عذر تراشا ہے مجھے یقین ہے کہ ان کے جواب کو پڑھ کر ہر منصف مزاج شخص سمجھ لے گا کہ علماء ربوہ چاہتے ہی نہیں کہ حق ظاہر ہو اور فیصلہ کی کوئی راہ نکلے۔

مولوی صاحب کا جواب

مولوی اللہ دتہ صاحب اپنے رسالہ الفرقان کے شمارہ جولائی کے صفحہ ۵ پر زیر عنوان شیخ مصری صاحب سے تحریری مناظرہ لکھتے ہیں:۔

"ہم نے الفرقان کے شمارہ (مئی و جون ۱۹۶۵ء) میں شیخ مصری صاحب کے بارے میں لکھدیا تھا کہ ہم شیخ صاحب سے اس موضوع پر کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام واقعی طور پر زمرۂ انبیاء میں شامل ہیں تحریری مناظرہ کے لئے تیار ہیں کل سات پرچے ہوں گے چار مدعی کے اور تین معترض کے اب شیخ صاحب نے راہ فرار یوں اختیار کی ہے

کہ میں مسیح موعود کا زمرۂ اولیاء سے ہونا علیحدہ ثابت کروں گا اس کے بھی ساتھ پرچے ہوں گے گذارش ہے کہ آپ یہ مناظرہ ان لوگوں سے کریں جو حضرت اقدس کے زمرۂ اولیاء میں سے ہونے کے منکر ہوں ہمارے نزدیک تو ہر نبی بہرحال ولی ہوتا ہے کیا شیخ صاحب کوئی معقول رویہ اختیار فرمائیں گے؟

ایک معزز بھائی کا خط

پیشتر اس کے کہ مولوی صاحب موصوف کے جواب پر کچھ لکھا جائے اپنے ایک معزز بھائی خواجہ عبدالسلام صاحب کا ایک مکتوب ذیل میں درج کیا جاتا ہے جو انہوں نے مولوی اللہ دتہ صاحب کے مندرجہ بالا جواب کو پڑھکر مجھے لکھا ہے اس سے واضح ہو جائے گا کہ سمجھدار دوستوں نے ان کے جواب سے کیا تاثر لیا ہے :-

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

راولپنڈی - ۲۴ر جولائی ۶۵ء

مکرمی و معظمی جناب شیخ صاحب -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

امید ہے کہ آپ خدا کے فضل و کرم سے خیریت سے ہوں گے - مولوی ابوالعطاء صاحب جالندھری کی طرف سے آپ کو تحریری مناظرہ کا چیلنج دیا گیا تھا اور موضوع یہ تھا "کیا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام زمرہ انبیاء کے فرد ہیں یا زمرۂ اولیاء کے"

آپ نے مولوی صاحب کا چیلنج مناظرہ منظور فرما لیا تھا میں اس انتظار میں تھا کہ مولوی ابوالعطاء صاحب اپنے وعدہ کے مطابق ایک ماہ کے اندر اپنا پہلا پرچہ بطور مدعی آپ کو بھیجدیں گے - مگر جب الفرقان جولائی ۱۹۶۵ء نظر سے گذرا تو مجھے بہت حیرانی ہوئی کہ بجائے اس کے کہ مولوی صاحب اپنا پہلا پرچہ آپ کو ارسال کرتے ایک ایسا بہانہ کر کے پیچھا چھڑانے کی کوشش کی ہے جو ایک شریف انسان کے شایان شان نہیں - جو کچھ مولوی صاحب موصوف نے لکھا ہے وہ میں آپ کی خدمت میں بھیج رہا ہوں شاید آپ کو الفرقان جولائی ۱۹۶۵ء نہ ملا ہو -

نیز آپ نے جو رسالہ الفرقان کے مسیح موعود نمبر پر ایک طائرانہ نظر کے عنوان سے تبصرہ لکھا ہے پڑھ کر ایمان تازہ ہو گیا اور بے اختیار آپ کے لئے دل سے دعا نکلی - خدا تعالیٰ آپ کو اس کی جزائے خیر دے اور زیادہ سے زیادہ خدمت اسلام اور حضرت اقدسؑ کی پوزیشن کو صاف کرنے کی ہمیشہ توفیق عطا کرتا رہے آمین ! میری آپ سے درخواست ہے کہ اس تبصرہ کو ضرور پایۂ تکمیل تک پہنچائیں - کیونکہ اس سے بہت سی سعید روحوں کو فائدہ پہنچے گا - انشاء اللہ تعالیٰ -

اس سے پیشتر بھی آپ نے حیات نور پر دو تین قسطوں میں رسالہ روح اسلام میں تبصرہ لکھا تھا جو کہ نامکمل چھوڑ دیا گیا - اسی طرح خلیفہ صاحب ربوہ کی ۲۷ سال کے بعد جو تقریر الفضل میں شائع ہوئی تھی اس پر بھی چند قسطوں پر تبصرہ کر کے نامکمل ہی چھوڑ دیا گیا - میرے ناقص خیال میں ان کو مکمل کرنا ضروری ہے - کیونکہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے بہت سی سعید روحیں فائدہ اٹھائیں گی - باقی ہر طرح خیریت ہے - والسلام

خاکسار - خواجہ عبدالسلام

مکان $\frac{H}{350}$

گارڈن کالج روڈ راولپنڈی شہر"

محترم خواجہ صاحب نے جن نامکمل مضامین کو مکمل کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے انشاء اللہ انہیں بھی جلد مکمل کر دیا جائے گا -

نبی کس معنی میں ولی کہلاتا ہے

سمجھدار قاری سے یہ امر مخفی نہیں رہ سکتا کہ کیا مولوی اللہ دتہ صاحب کا جواب آیۃ لاتلبسوا الحق بالباطل وتکتموا الحق وانتم تعلمون کا مصداق نہیں کیا یہ عمداً حق کو چھپانے کی کوشش نہیں کیا مولوی صاحب اتنا بھی نہیں جانتے کہ انبیاء علیہم السلام ولی کے لغوی معنی یعنی پیارا کے معنی میں ولی کہلاتے ہیں اصطلاحی معنی میں ولی نہیں کہلاتے .... کیونکہ اصطلاحی معنی میں ولی وہ ہے جو اپنے نبی متبوع سے فیض پا کر مقرب الٰہی بنے... اور مکالمہ الٰہیہ سے مشرف ہو.... اور نبی چونکہ کسی کی اتباع سے نبی نہیں بنتا اس لئے وہ اصطلاحی معنی میں ولی نہیں کہلا سکتا لیکن بحث اصطلاحی معنی والی جماعت اولیاء کے متعلق ہے نہ کہ لغوی معنی والے ولیوں کے متعلق کیا مولوی صاحب کی نظر سے یہ حدیث نہیں گذری لقد کان فیمن قبلکم من الامم رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء اور دوسری حدیث میں ایسے مقربان الٰہی کو محدث کہا گیا ہے پس بحث ان محدثوں کے بارے میں ہے جو بے شک خدا تعالیٰ کے مکالمہ مخاطبہ سے مشرف تو ہوتے ہیں لیکن وہ نبی نہیں ہوتے ویسے تو ہر نبی اس لحاظ سے کہ خدا تعالیٰ کی ہم کلامی کا شرف اسے حاصل ہوتا ہے اس لغوی معنی میں محدث کہلا سکتا ہے جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ اپنی ابتدائی کتاب توضیح مرام میں ہی فرماتے ہیں ان النبی محدث والمحدث نبی باعتبار حصول نوع من انواع النبوۃ اور اس نوع کے متعلق فرمایا کہ وہ مبشرات والی نوع ہے جس میں رؤیا صالحہ اور اولیاء کے الہامات وغیرہ ہوتے ہیں صرف شریعت سے یہ مبشرات خالی ہوتے ہیں اور یہی ایک چیز ہے جس سے انسان زمرہ انبیاء میں داخل ہوتا ہے - لیکن اصطلاحی معنی میں وہ محدث نہیں ہوتا جیسا کہ اسی کتاب میں اسی موقع پر اس کی وضاحت بھی حضور نے فرما دی ہے - اور انبیاء اور محدثین کی دو الگ الگ قسموں کا وضاحت سے ذکر فرما کر ان میں یہ امتیاز قائم کیا ہے کہ نبی کو نبوۃ براہ راست خدا سے ملتی ہے وہ کسی کی اتباع سے نبی نہیں بنتا اور نہ کسی پہلے نبی کے فیض سے مستفیض ہو کر نبی بنتا ہے لیکن اس کے بالمقابل محدث اپنے نبی متبوع کی کامل اتباع کے نتیجہ اور اس کے فیض سے مستفیض ہو کر محدث بنتا ہے ایسا شخص حضور فرماتے ہیں زمرۂ انبیاء کا فرد نہیں ہوتا -

میری مراد

میں نے جو لکھا تھا کہ میں حضور کو زمرۂ اولیاء کا فرد ثابت کروں گا اس سے میری مراد یہی تھی اور میری اس مراد کو مولوی صاحب موصوف اچھی طرح سمجھتے تھے اور سمجھتے ہیں کہ حضور ایسی جماعت کے فرد ہیں جو محدث اولی تو کہلاتی ہے لیکن زمرۂ انبیاء میں داخل نہیں ہوتی اس اعتبار سے انبیاء اور اولیاء کی دو الگ الگ جماعتیں بن جاتی ہیں ہمارے نزدیک حضور پہلی جماعت کے نہیں بلکہ دوسری جماعت کے فرد ہیں اور اسی امر کو میں نے اپنے پرچوں میں ثابت کرنا تھا -

مولوی صاحب کی حق پوشی

اس حقیقت کو جانتے ہوئے مولوی صاحب موصوف کا مندرجہ بالا جواب حق پوشی اور خشیۃ اللہ کو بالائے طاق رکھنے کی کیا بدترین مثال نہیں اور کیا یہ جواب اس بات کو ثابت نہیں کرتا کہ علماء ربوہ اپنی جماعت کو اصل حقیقت سے آگاہ کرنے سے عمداً گریز کر رہے ہیں کیا تقوی اللہ اسی کا نام ہے جس کے مدعی ہونے کا یہ لوگ دنیا میں ڈھنڈورا پیٹ رہے ہیں کیا جماعت میں ایسے لوگوں کا فقدان ہے جو مولوی صاحب موصوف کو اس تبادلۂ خیالات پر آمادہ کریں اور انہیں اپنے چیلنج پر قائم رہنے پر مجبور کریں - تا حق واضح ہو جائے -

گھبراہٹ کی کیا وجہ ہے

میں حیران ہوں کہ مولوی اللہ دتہ صاحب میری اس تجویز پر کہ میں بھی حضور کو زمرۂ اولیاء کا فرد ثابت کرنے کے لئے انہی کی تجویز کے مطابق چار پرچے لکھوں گا کیوں بوکھلا گئے ہیں کہ ایسی بہکی بہکی باتوں کی پناہ لینے کی طرف مائل ہو گئے ہیں - اگر میں یہ لکھوں کہ حضور جماعت اولیاء کے فرد ہیں تو مولوی صاحب موصوف اسی عبارت سے جس سے میں ایسا استدلال کروں یہ ثابت کر دیں کہ حضور نے اس عبارت میں جو اپنے آپ کو ولی لکھا ہے بحیثیت نبی ہونے کے لکھا ہے کیونکہ ہر نبی ولی ہوتا ہے اگر حضور کی عبارت مولوی صاحب موصوف کے پیش کردہ مفہوم کی متحمل ہوئی تو میرا استدلال تو خود بخود غلط ثابت ہو کر رد ہو جائے گا اور مولوی صاحب موصوف کو دوہری فتح حاصل ہو جائیگی - ایک حضور کو زمرۂ انبیاء کا فرد ثابت کرنے کی فتح اور دوسرے میرے استدلال کو غلط ثابت کرنے کی فتح اس لئے مولوی صاحب موصوف کو تو خوشی سے مجھے ایسا کرنے کی اجازت دینی چاہیئے تھی نہ کہ اس امر کو بہانہ بنا کر تبادلۂ خیالات سے روگردانی کر لینی چاہیئے تھی ان کی یہ روگردانی بتلا رہی ہے کہ چیلنج جو انہوں نے دیا تھا وہ محض اپنی جماعت پر اثر ڈالنے کے لئے دیا تھا ورنہ تحقیق بیرادر اس کے لئے ہرگز تیار نہ تھے کیا جماعت ربوہ سے تعلق رکھنے والے حقیقت پسند اور منصف مزاج دوست قاضی محمد نذیر صاحب کو بھی اور مولوی اللہ دتہ صاحب کو بھی

اس تبادلۂ خیالات پر مجبور کریں گے جس کے متعلق ان دونوں عالموں نے خود ہی چیلنج دیا اور اب قبول کر لینے کی صورت میں ایک عالم تو بالکل خاموش ہے اور دوسرے عالم اس سے راہ فرار اختیار کر رہے ہیں اور عذر میں جو معقولیت ہے وہ بھی کسی سے مخفی نہیں

حضور کی تحریروں سے چند اقتباسات

مولوی صاحب موصوف اور جماعت ربوہ سے تعلق رکھنے والے دیگر احباب کی آگاہی کے لئے ذیل میں چند اقتباسات حضور کی کتابوں سے پیش کئے جاتے ہیں جو یقینی طور پر انبیاء اور اولیاء کی دو الگ الگ جماعتوں کا وجود ثابت کر رہے ہیں۔ ممکن ہے ان کو دیکھ کر مولوی صاحب موصوف اپنے جواب پر نظر ثانی کرتے ہوئے تبادلۂ خیالات کے لئے تیار ہو جائیں۔

براہین احمدیہ سے اقتباسات

صفحہ ۲۱۱ پر فرماتے ہیں :-

(۱) "اگر نفوس صافیہ میں سے ہو تو خود ٹھیک ٹھیک راہ راست پر چلنے سے کسی قدر بہ حیثیت نورانیت قلب اپنے کے الہام الٰہی کو اولیاء اللہ کی طرح پا بھی لیتا ہے جس سے وحی رسالت پر بطور حق الیقین اس کو علم حاصل ہو جاتا ہے"

مولوی صاحب غور فرمائیں کہ یہ کن اولیاء کا الہام ہے جو نبی کریم صلعم کی وحی رسالت پر یقین پیدا کرا دیتا ہے کیا یہ حدیث رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء کا مصداق نہیں اور جس کے متعلق بعد میں لکھا ہے کہ ہم خود اس کا ثبوت دینے کو تیار ہیں۔

(۲) پھر صفحہ ۲۱۲ پر فرماتے ہیں :-

"گو وحی رسالت بجہت عدم ضرورت منقطع ہے لیکن یہ الہام کہ جو آنحضرت صلعم کے بااخلاص خادموں کو ہوتا ہے یہ کسی زمانہ میں منقطع نہیں ہوگا اور یہ الہام وحی رسالت پر ایک عظیم الشان ثبوت ہے"

حوالہ طویل ہے دوست خود کتاب سے پڑھ لیں۔

(۳) صفحہ ۲۱۷ پر فرماتے ہیں :-

"مگر انبیاء اور اولیاء صرف نجومیوں کی طرح امور غیبیہ کو ظاہر نہیں کرتے"

یہاں انبیاء اور اولیاء کو بالمقابل رکھ کر دو الگ الگ جماعتوں کے وجود کو ثابت کر دیا ہے۔ یہ کتاب تو اس مضمون کے حوالوں سے بھری ہوئی ہے صرف تین حوالے بطور نمونہ از خروارے درج کر دیئے ہیں باقی بوقت ضرورت درج کئے جائیں گے۔

سبز اشتہار کے اقتباسات

(۱) از صفحہ دس تا صفحہ پندرہ پر فرماتے ہیں :-

"پھر بطور تنزل ہم یہ پوچھتے ہیں کہ اگر کسی نبی یا ولی سے کسی پیشگوئی کی تشخیص و تعیین میں کوئی غلطی وقوع میں آجائے تو کیا ایسی غلطی اس کے مرتبہ نبوت یا ولایت کو کچھ کم کر سکتی ہے یا گھٹا سکتی ہے ہرگز نہیں"

"یہ مسئلہ بالاتفاق مانا گیا اور قبول کیا گیا ہے کہ ہر یک نبی یا ولی سے"......

"علم وحی بھی منجملہ علوم کے ایک علم ہے......

......اور جن لوگوں کو انبیاء اور اولیاء میں سے یہ علم دیا گیا ہے"

"اگر یہ ابتلاء درمیان میں نہ ہوتا تو انبیاء اور اولیاء ان مدارج عالیہ کو ہرگز نہ پا سکتے"

"غرض انبیاء و اولیاء ابتلاء سے خالی نہیں ہوتے"

"خلاصہ کلام یہ کہ انبیاء اور اولیاء کی تربیت باطنی اور تکمیل روحانی کے لئے ابتلاء کا ان پر وارد ہونا ضروریات سے ہے" "کیونکہ ایسے ردی اعتقاد (یعنی اولیاء کو مکار اور فریبی خیال کرنا ناقل) سے رفتہ رفتہ وجود ولایت میں شک پڑ جائیگا اور پھر ولایت سے انکاری ہونے کے بعد نبوت کے منصب میں کچھ کچھ تردد پیدا ہو جائیں گے اور پھر نبوت سے منکر ہونے کے پیچھے خدا تعالیٰ کے وجود میں کچھ خدشہ اور خلجان پیدا ہو کر یہ دھوکا دل میں شروع ہو جائے گا کہ شاید یہ ساری بات ہی بناوٹی اور بے اصل ہے"

میں نے ساری عبارت نقل نہیں کی صرف انبیاء اور اولیاء کا تقابل ثابت کرنے کے لئے ان کے بالمقابل ذکر پر ہی اکتفاء کیا ہے قارئین کرام اصل اشتہار خود پڑھ لیں انہیں اس میں معرفت کی بہت سی باتیں ملیں گی۔

صفحہ ۱۵ :-

"سو اے سچائی کے ساتھ پیار کرنے والو اور اے صداقت کے بھوکو اور پیاسو یقیناً سمجھو کہ ایمان کو اس آشوب خانہ سے سلامت لے جانے کے لئے ولایت اور اس کے لوازم کا یقین نہایت ضروریات سے ہے ولایت نبوت کے اعتقاد کی پناہ ہے اور نبوت اقرار وجود باری تعالیٰ کے لئے پناہ پس اولیاء انبیاء کے وجود کے لئے میخوں کی مانند ہیں اور انبیاء خدا تعالیٰ کا وجود قائم کرنے کے لئے نہایت مستحکم کیلوں کے مشابہ ہیں سو جس شخص کو کسی ولی کے وجود پر مشاہدہ کے طور پر معرفت حاصل نہیں اس کی نظر نبی کی معرفت سے بھی قاصر ہے اور جس کو نبی کی کامل معرفت نہیں وہ خدا تعالیٰ کی کامل معرفت سے بھی بے بہرہ ہے اور ایک دن ضرور ٹھوکر کھائے گا اور سخت ٹھوکر کھائے گا اور مجرد دلائل عقلیہ اور علوم رسمیہ کسی کام نہیں آئیں گے۔"

صفحہ ۱۶ - "دوسرا طریق انزال رحمت کا ارسال مرسلین و نبیین و ائمہ و اولیاء و خلفاء ہے۔"

مولوی صاحب! یہ اولیاء کا گروہ ہے جو انبیاء کے وجود کا ثابت کرنے کے لئے بطور میخوں کے کام دیتا ہے میں نے یہی ثابت کرنا ہے کہ ہمارے امام ہمام حضرت مسیح موعودؑ اسی گروہ اولیاء کے ایک فرد ہیں گو آپ تمام اولیاء کے سردار ہیں لیکن ہیں اسی جنس میں داخل۔ اسی طرح ست بچن تبلیغ رسالت۔ برکات الدعا۔ تریاق القلوب۔ سیرۃ الابدال۔ ابدی۔ براہین احمدیہ پنجم وغیرہ کتب سے بھی یہی ثابت کیا جا چکا ہے کہ انبیاء اور اولیاء کے دو الگ الگ گروہ ہیں اور حضور دوسرے گروہ کے فرد ہیں حوالے ان کتب کے گذشتہ اقساط میں گذر چکے ہیں اعادہ کی ضرورت نہیں سمجھتے ہیں عاقل را اشارہ کافی است سو امید ہے جناب مولوی صاحب! آپ مندرجہ بالا ان چند حوالوں سے ہی سمجھ لیں گے کہ حضور اپنے آپ کو نبی ہونے کی حیثیت سے ولی نہیں کہتے تھے بلکہ فی الحقیقت آپ ولی ہی تھے اور ولی ہونے کی حیثیت سے ہی اپنے آپ کو ولی لکھا کرتے تھے۔ خاتم الانبیاء اور خاتم الاولیاء کا تقابل بھی آپ سے مخفی نہیں اب بھی نہ سمجھو تو سمجھا جائے گا خدا وما علینا الا البلاغ المبین۔ مولوی صاحب! امید ہے اب اس وضاحت کے بعد آپ اپنا پہلا پرچہ ایک ماہ کے اندر ارسال فرما کر مشکور فرمائیں گے خدا کے لئے حق کو ظاہر ہونے دو اگر ایسا کریں گے تو خدا کے ہاں عظیم الشان اجر پائیں گے۔

میرے متعلق ایک غلط بیانی اور اس کا ازالہ

مولوی اللہ دتہ صاحب نے اپنے چیلنج میں میرے متعلق یہ الفاظ لکھے ہیں :-

"شیخ صاحب کی تلقین آج کل یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی تو سمجھا جائے مگر آپ کو زمرۂ انبیاء کا فرد قرار نہ دیا جائے۔"

یہ کیسا مضحکہ خیز بے معنی فقرہ ہے کہ نبی سمجھو بھی اور زمرۂ انبیاء کا فرد بھی قرار نہ دو مولوی صاحب خدا را تقویٰ سے کام لو اور لوگوں کو دھوکا دینے اور مغالطہ میں ڈالنے کے طریق کو ہمیشہ کے لئے خیرباد کہہ دو میں تو یہ لکھتا چلا آ رہا ہوں کہ حضور زمرۂ اولیاء کے فرد ہیں گو سرفہرست ہیں اور چونکہ جیسا کہ حضور کی کتاب انجام آتھم سے ثابت ہے کہ لفظ نبی لغوی معنی میں مجازاً اور استعارہ کے طور پر ظلی اور بروزی رنگ میں اولیاء کی شان میں استعمال ہو جاتا ہے اس لئے حضرت اقدس کی شان میں بھی بوجہ زمرۂ اولیاء کے فرد ہونے کے لفظ نبی استعمال ہوا ہے جس طرح اور اولیاء اس لفظ کی وجہ سے زمرہ انبیاء میں داخل نہیں ہو جاتے اسی طرح حضور بھی زمرۂ انبیاء کے فرد نہیں بن جاتے کیونکہ نبوت تامہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ شریعت کی حامل ہو اور دیگر اولیاء کی طرح حضور بھی اس سے خالی تھے اس لئے ان لوگوں پر اس لفظ کا استعمال محض جزوی طور پر ہی ہوتا ہے اس وضاحت کی موجودگی میں میری طرف یہ منسوب

*: کرنا کہ میں لوگوں کو تلقین کرتا ہوں کہ حضور کو نبی سمجھو۔ کتنی بڑی جسارت اور ... [illegible]

الحاج ممتاز احمد فاروقی صاحب

گھانا مغربی افریقہ میں ہمارا مسلم مشن

خدا کے فضل و کرم سے اور ہمارے مقامی مسلم مشنری کی کوششوں سے اسلام کا پیغام کامیابی کے ساتھ پہنچایا جا رہا ہے۔ یہاں چومکھی "تبلیغی جنگ" لڑنی پڑتی ہے۔ یعنی ایک طرف تو بُت پرستوں کو ایک خدا کی پرستش اور اسلام کا پیغام پہنچانا پڑتا ہے۔ ان میں پڑھے لکھے کم لوگ ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کی اپنی زبان میں ہی لیکچر دینے پڑتے ہیں۔ مگر اسلام ایسا دلکش اور فطرت انسانی کے مطابق مذہب ہے کہ ان لوگوں کو اپیل کرتا ہے۔ اس وقت تک صرف بُت پرستوں میں سے ۱۸۶ اشخاص مسلمان ہو چکے ہیں۔ جن کا اثر ان کے تمام خاندان پر بہت اچھا پڑ رہا ہے پھر مدّتوں سے یہاں عیسائی حکومتوں کی مدد سے عیسائی مشنری اپنے سکولوں۔ ہسپتالوں۔ یتیم خانوں۔ اور مالی مدد کے ذریعہ بت پرستوں کو عیسائی بناتے رہے۔ سرکاری نوکریوں میں بھی عیسائی ہی زیادہ نظر آتے تھے۔ تعلیم بھی انہیں میں زیادہ تھی اور مالی حالت بھی انہی کی سدھری تھی۔ مگر مسلمان تاجروں وغیرہ کے ذریعہ سے اسلام بھی ان ممالک میں پھیلتا رہا اور خصوصاً مساوات اسلامی ان حبشیوں کو اپنی طرف کھینچتی تھی۔ جبکہ یورپین عیسائی ان کو اپنے ساتھ ملانے سے پرہیز کرتے تھے۔

سنہ ۱۹۲۰ء کے لگ بھگ جماعت قادیان (میاں محمود احمد صاحب کے مریدین) کے مبلغین ان اطراف میں آئے اور انہوں نے اپنا پروپیگنڈا شروع کیا۔ چونکہ عیسائیوں کے اعتراضات کا جواب اور ان کے عقائد کا کھنڈن جو جماعت احمدیہ کے لوگ کر سکتے ہیں وہ عام مسلمان علماء نہیں کر سکتے۔ اس لئے ان مبلغین نے عیسائیوں کے مشنوں کے مقابلے میں کافی کامیابی حاصل کی۔ اور مسلمانوں اور اپنے متبعین کی کافی تعداد میں جماعتیں بنانے میں کامیاب ہو گئے۔ ان مبلغین نے وہاں کی مقامی زبانیں بھی سیکھیں اور ان میں لوگوں کو لیکچر دیتے۔ وعظ کرتے اور لٹریچر لکھکر فروخت کرتے رہے۔ وہاں یہ لوگ مقامی طور پر چندے بھی جمع کرتے تھے۔ مگر حضرت مرزا غلام احمد صاحب جو کہ مجدد صدی چہاردہم اور مسیح موعود تھے۔ ان کو یہ لوگ اپنے مقام سے بڑھا چڑھا کر مستقل نبی منوانے میں لگ گئے۔ اس لئے مقامی مسلمان آہستہ آہستہ ان سے بدظن ہوتے گئے۔ اب چند سالوں سے ہماری انجمن کے نمایندے جب وہاں گئے اور انہوں نے احمدیت کی صحیح تصویر ان کے سامنے رکھی۔ جو کہ حقیقتاً تجدید دین اسلام ہے۔ تو وہ لوگ بخوشی ہمارے ساتھ تعاون کر کے کام کرنے کو تیار ہو گئے۔

اب گھانا میں نوائرالدین سوسائٹی کے ممبران ہمارے مشنری کے ساتھ بڑی خوشی اور جوش سے تعاون کرتے ہیں۔ اپنی مسجد بھی بنوائی ہے۔ تین اسکول اس سوسائٹی کی سرپرستی میں چل رہے ہیں۔ جہاں دینیات کی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔ پھر وہاں کی اشانتی زبان میں مختلف ٹریکٹوں مثلاً نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ۔ سیرت نبی الاشرف خلافت راشدہ وغیرہ کے تراجم کر کے شائع کئے جائیں گے۔ لاہور کے مرکز سے مذہبی لٹریچر انگریزی اور عربی میں جو بھی بھیجا جائے وہ لگ جاتا ہے۔ انگریزی ترجمۃ القرآن با تفسیر معہ عربی متن کی بہت ہی مانگ ہے۔ ہر تعلیمیافتہ مسلمان اس کو مانگتا ہے۔ اس کو جتنا بھی بھیج سکیں لوگ ہاتھوں ہاتھ لے جائیں گے۔ انگریزی ترجمہ بلا متن کی مانگ زیادہ نہیں۔ مارمڈیوک پکتھال والا ترجمہ "دی گلوریس قرآن" آٹھ شلنگ میں وہاں مل جاتا ہے پھر ہمارا ترجمہ ۵۰ شلنگ میں کون لے گا۔ کسی طرح اس کی قیمت بھی آٹھ شلنگ کے قریب ہو جائے تو تب لگ سکے گا۔

خدا کے فضل سے تجدید اسلام اور تبلیغ اسلام کے لئے میدان بہت وسیع ہے اور حالات امید افزا ہیں۔ لوگ ہمارے مشنوں میں دلچسپی لے رہے ہیں۔ اور تین چار سالوں میں یہ مشن اپنے پاؤں پر خود انشاء اللہ تعالےٰ کھڑے ہو جائیں گے۔

برلن میں یوم میلاد النبی صلعم

(بسلسلہ صفحہ ۸)

جنوبی امریکہ سے ہماری جماعت کے سرگرم رکن اور مبلغ الحاج نالحکیم جگو صاحب اپنے دوستوں کے ہمراہ برلن میں تشریف لائے۔ انہوں نے ایک دن اور ایک رات ہمارے ہاں قیام کیا اور مسجد کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔

خدا کے فضل سے ہفتہ کے اجتماعات بھی جاری رہے اور خط و کتابت سے بھی مسائل کو واضح کیا گیا۔ الحمد للہ علےٰ ذالک۔ والسلام۔

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ بفضلہ تعالیٰ بخیر و عافیت ہیں اور دیگر دینی مصروفیات کے علاوہ احمدیہ ہال سے ملحقہ تعمیرات کی (جن کا سلسلہ برانڈرتھ روڈ تک پہنچ چکا ہے) بذات خود نگرانی فرمانے میں انتھک محنت سے کام لے رہے ہیں۔ دُعا ہے اللہ تعالےٰ آپ کی اس محنت و کوشش کو کامیاب اور بابرکت فرمائے۔ حکیم عبدالعزیز صاحب بھی آپ کے زیر ہدایت اس کام کی سرانجام دہی میں مصروف ہیں۔

— مولینا احمد یار صاحب اسسٹنٹ سیکرٹری اپنے بیٹے کی شادی کے سلسلہ میں ۱۳ دن کی رخصت پر بہاولپور تشریف لے گئے ہیں ان کی جگہ شیخ عبدالرحمان صاحب مصری بطور قائم مقام کام کر رہے ہیں۔

تنظیمی دورہ :—

— حکیم قاضی عبدالرشید صاحب سکنہ کنڈن سیان ضلع سیالکوٹ انجمن کی طرف سے ماہ اگست میں جماعتہائے ضلع گجرات کا دورہ کر رہے ہیں امید ہے کہ تمام جماعتیں ان سے تعاون کریں گی۔

درخواست دعا :—

— ڈھاکہ سے محمد عطاء الرحمٰن صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ انجمن اشاعت اسلام مشرقی پاکستان لکھتے ہیں کہ میری سب سے بڑی لڑکی بستر مرگ پر ہے احباب کرام سے التماس ہے کہ ہر نماز میں دعائیں فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ اس کو زندگی اور صحت عطا فرمائے۔

وفات

— لائل پور سے محمد صالح نور صاحب لکھتے ہیں :—

"مکرمی حاجی احسن اللہ خان صاحب ولد قدرت اللہ خان صاحب مرحوم جو ڈاکٹر شمس الدین صاحب کے ماموں خسر تھے اور حافظ ڈاکٹر عبدالجلیل خان صاحب لاہور کے برادر خورد تھے وفات پا گئے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کی عمر ۷۲ سال تھی اور مخلص احمدی تھے آپ کے والد حضرت مسیح موعودؑ کے اوّلین مریدوں سے تھے۔ احباب سے نماز جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔ محمد صالح نور۔ لائلپور"

بقیہ مقالہ ——— از صفحہ ۳

کا واحد ترجمہ و تفسیر ہے، جو مؤلف کی قابلیت اور محنت پر دال ہے۔ مصنف نے ترجمہ و تفسیر میں جن تراجم سے امداد حاصل کی ہے ان کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے :—

" اگرچہ کوئی ترجمہ اصل متن کی سپرٹ اور لذّت کو بعینہٖ واضح نہیں کر سکتا تاہم مولینا محمد علی کی تفسیر قرآن کریم کی اصل سپرٹ کے بہت قریب پہنچی ہوتی ہے اور اس میں آیات کے مفہوم کو تسلی بخش پیرایہ میں بیان کیا گیا ہے، مولینا محمد علی صاحب مرحوم کی فاضلانہ تفسیر ہمیشہ میری راہنما رہی ہے اگرچہ کہیں کہیں ان سے مختلف پیرایہ میں بھی بیان کرنے کا موقعہ پیش آیا ہے۔"

عربی متن کے لئے جو بلاک استعمال کئے گئے ہیں ان کے متعلق دیباچہ میں ایک عجیب واقعہ بیان کیا گیا ہے جس کی تفصیل بوجہ عدم گنجائش اس تبصرہ میں درج کرنی مشکل ہے، آئندہ اشاعت میں ہدیہ قارئین کرام ہو گی۔

اس کے علاوہ یہ بھی بتا دینا ضروری ہے، کہ عربی متن والی ایڈیشن کے علاوہ ایک ایڈیشن بلا متن بھی شائع کی گئی ہے جو ۱۴۰۴ صفحات پر مشتمل ہے جس کے ساتھ ۱۷۵ صفحات کی انڈکس بھی شامل ہے، ایک اور ایڈیشن صرف تیسویں پارہ پر مشتمل ہے جس میں پہلی ایڈیشن کی طرح متن کے ساتھ ترجمہ و تفسیر بھی دی گئی ہے۔

ان سب ایڈیشنوں کا ہدیہ حسب ذیل ہے :—

(۱) پورا قرآن معہ متن و ترجمہ و تفسیر وغیرہ چالیس روپیہ۔

(۲) بلا متن ترجمہ و تفسیر پچیس روپیہ

(۳) تیسواں پارہ معہ متن و ترجمہ و تفسیر دس روپیہ

مندرجہ بالا پتہ پر یا پاکستان میں مشن ہاؤس ڈاک خانہ اور ریلوے اسٹیشن B ... Kha ضلع سلہٹ مشرقی پاکستان سے دستیاب ہو سکتا ہے۔

"ختم نبوّت کی حقیقت"

لائل پور میں یوم وصال کی تقریب پر مولینا حافظ شیر محمد صاحب خوشابی نے "ختم نبوّت" پر جو تقریر فرمائی تھی اسے کتابی شکل میں شائع کیا گیا ہے۔ ڈاکخرچ بھیج کر جس قدر تعداد میں ضرورت ہو مندرجہ ذیل پتہ سے منگوائی جا سکتی ہے۔ احباب جماعت زیادہ تعداد میں منگوا کر خصوصاً جماعت دیوہ کے دوستوں میں تقسیم کریں۔

محمد صالح نور۔ پریمیر کلاتھ ملز
پوسٹ بکس ۱۳۴ - لائل پور

29

بخدمت جناب شیخ عبدالحق صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل
مال روڈ ایبٹ آباد
ضلع ہزارہ
ABBOTT ABAD
Dt. Hazara

پیغام صلح مورخہ ۱۱ راگست

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام شیخ نورالٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور جناب مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگز روڈ لاہور سے شائع کیا۔

جلد ۵۳ | یوم چہارشنبہ - مورخہ ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۸۵ھ مطابق ۱۸ اگست ۱۹۶۵ء | نمبر ۳۰

ہستی باری تعالیٰ اور آخرت پر ایمان تمام نیکیوں کی جڑ ہے

بحرِ حکمت کے موتی

(مولینا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری)

عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلعم سُئِلَ اَیُّ العَمَلِ اَفضلُ قال ایمان باللہ ورسولہ قیل ثم ماذا قال الجھاد فی سبیل اللہ قیل ثم ماذا قال حجٌ مبرور (البخاری کتاب الایمان)

حضرت ابو ہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم سے دریافت کیا گیا کہ کونسا عمل سب سے افضل ہے فرمایا اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔ عرض کیا گیا اس کے بعد کونسا فرمایا جہاد فی سبیل اللہ عرض کیا گیا اس کے بعد فرمایا حج جو اسکی پوری شرائط کے ساتھ ادا کیا جائے۔

حضرت نبی کریم صلعم نے ایمان کو بھی عمل میں داخل کیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ایمان ہی درحقیقت اعمالِ صالحہ کے درخت کے لئے بطور جڑھ کے کام دیتا ہے اگر یہ جڑھ مضبوط ہو اور درخت کو خوراک پہنچانے کی کامل صلاحیت رکھتی ہو تو اعمالِ صالحہ کا درخت ہرا بھرا رہے گا ورنہ سُوکھ جائیگا ایمان سے مراد بھی وہ ایمان ہے جو دلوں کی گہرائیوں تک پہنچکر باطن کے کونہ کونہ کو روشن کر دیتا ہے اور معرفتِ الٰہی کو اس حد تک میسّر کرا دیتا ہے کہ خدا کی نافرمانی کو ناممکن بنا دیتا ہے اور بدیوں کو قریب نہیں آنے دیتا۔ اسی لئے سورۃ الحجرات میں اللہ تعالیٰ نے اعراب کے دعویٰ ایمان پر فرمایا کہ تم ایمان نہیں لائے ہو البتہ یہ کہو کہ ہم اسلام میں داخل ہو گئے ہیں ایمان تو ابھی تک تمہارے دلوں میں داخل ہی نہیں ہوا حقیقی ایمان کی علامت تو یہ ہے کہ خدا کی ہستی اور اس کے رسول کی صداقت پر شک بالکل نہ رہے اور مؤمن خدا کی راہ میں اپنے اموال اور اپنی جان قربان کرنے کے لئے اپنے آپ کو تیار پائے۔ اس آیت سے پتہ لگتا ہے کہ اسلام ایسے ایمان کا تقاضا کرتا ہے جو دلوں تک پہنچا ہوا ہو اس سے ثابت ہوا کہ اسلام جبر سے منوانے کا قائل نہیں کیونکہ جبر کے ذریعہ پیدا کردہ

(باقی بر صفحہ ۳ کالم ۲)

ارشادات امام الزّمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام

میں اپنے دوستوں کو اطلاع دیتا ہوں کہ خوب یاد رکھو اور دل سے سُنو اور دل میں جگہ دو کہ اللہ تعالیٰ جیسا کہ اُس نے اپنی قرآن کریم میں اپنے وجود اور توحید کو پُر زور اور آسان دلائل سے ثابت کیا ہے۔ ایک برتر ہستی اور وجود ہے۔ وہ لوگ جو اس زبردست ہستی کی قدرتوں اور عجائبات کو دیکھتے ہوئے بھی اس کے وجود میں شکوک ظاہر کرتے ہیں۔ سچ جانو بڑے ہی بدقسمت ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی زبردست ہستی اور مقدر وجود کے اثبات کے متعلق ہی فرمایا اَفِی اللّٰہِ شَکٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کیا اللہ تعالیٰ کے وجود میں بھی شک ہو سکتا ہے۔ جو زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا ہے۔ دیکھو یہ تو بڑی سیدھی اور صاف بات ہے کہ ایک مصنوع کو دیکھ کر صانع کو ماننا پڑتا ہے۔ ایک عمدہ جوتے یا صندوق کو دیکھکر اس کے بنانے والے کی ضرورت کا معًا اعتراف کرنا پڑتا ہے۔ پھر تعجب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ہستی میں کیونکر انکار کی گنجائش ہو سکتی ہے۔ ایسے صانع کے وجود کا کیونکر انکار ہو سکتا ہے جس کے ہزارہا عجائبات سے زمین و آسمان پر ہیں پس یقینًا سمجھ لو کہ قدرت کے ان عجائبات اور صنعتوں کو دیکھ کر بھی جن میں انسانی ہاتھ، انسانی عقل و دماغ کا کام نہیں۔ اگر کوئی بدقسمت خدا کی ہستی اور وجود میں شک لائے۔ تو وہ بدقسمت انسان شیطان کے پنجہ میں گرفتار ہے اور اس کو استغفار کرنا چاہیئے۔ خدا کی ہستی کا انکار میرا اور دیت کی بناء پر نہیں بلکہ اللہ جلشانہ کی ہستی کا انکار کرنا باوجود مشاہدہ کرنے اس کی قدرتوں۔ اور عجائبات مخلوقات اور مصنوعات کے جو زمین و آسمان میں بھرے پڑے ہیں۔ بڑی ہی نابینائی ہے۔ نابینائی کی دو قسمیں ہیں۔ ایک آنکھوں کی نابینائی ہے اور دوسری دل کی۔ آنکھوں کی نابینائی کا اثر ایمان پر کچھ نہیں پڑتا ہے۔ لیکن دل کی نابینائی کا اثر ایمان پر پڑتا ہے۔ اس لئے یہ ضروری اور بہت ضروری ہے۔ کہ ہر ایک شخص اللہ تعالیٰ سے پُورے تذلل اور انکسار کے ساتھ ہر وقت دُعا مانگتا رہے کہ وہ اسے سچی معرفت اور حقیقی بصیرت اور بینائی عطا کرے اور شیطان کے وساوس سے محفوظ رکھے۔ شیطان کے وساوس بہت ہیں۔ اور سب سے زیادہ خطرناک وسوسہ اور شبہ جو انسانی دل میں پیدا ہو کر اسے خسر الدنیا والاٰخرۃ کر دیتا ہے۔ آخرت کے متعلق ہے۔ کیونکہ تمام نیکیوں اور راستبازیوں کا بڑا بھاری ذریعہ منجملہ دیگر اسباب اور وسائل کے آخرت پر ایمان بھی ہے۔ اور جب انسان آخرت اور اس کی باتوں کو قصہ اور داستان سمجھے تو سمجھو وہ رد ہو گیا اور دونوں جہان سے گیا گذرا ہوا۔ اس لئے آخرت کا ڈر بھی تو انسان کو خائف اور ترساں بنا کر معرفت کے سچے چشمہ کی طرف کشاں کشاں لے آتا ہے اور سچی معرفت بغیر حقیقی خشیت اور خداترسی کے حاصل نہیں ہو سکتی۔ پس یاد رکھو کہ آخرت کے متعلق وساوس کا پیدا ہونا ایمان کو خطرہ میں ڈال دیتا ہے۔ اور خاتمہ بالخیر میں فتور پڑ جاتا ہے ؎

(تقریر ۲۸ دسمبر ۱۸۹۷ء۔ بعد از نماز ظہر)

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا　حضرت مسیح موعودؑ

(مرتبہ:- الحاج میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی)

ارسال نہیں کئے گئے جس وقت پمفلٹس مجھے ملے میں اس وقت سکول میں موجود نہ تھا۔ اور جب میں سکول واپس آیا تو میرے ایک ہم جماعت نے مجھے کتابوں کا پارسل دیا۔ ان میں وہ پمفلٹس نہیں تھے جس کے لئے میں نے پہلے خط میں لکھا تھا۔ میں نے آپ کو لکھا تھا کہ میں مسلمان ہوں اور میرے تمام ساتھی قرآن کریم پڑھنے کے خواہشمند ہیں اور انہوں نے ابھی قرآن پڑھنا ختم نہیں کیا میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے چند ایک مفید کتابیں ارسال کریں اور وہ کتابیں حسب ذیل ہیں:-

(۱) لائف آف محمدؐ (۲) مسلم پریئر (۳) کورکشن آف ایرر (۴) کال آف پریئر (۵) کال آف اسلام (۶) سٹیٹس آف وومن ان اسلام (۷) پرافٹ آف اسلام (۸) فیکٹس اباؤٹ احمدیہ

مومنٹ (۹) ہولی قرآن (۱۰) دی یونیورسل ٹیچنگ (۱۱) دی لائف آف پرافٹ محمدؐ

سکولوں میں چھٹیاں ہیں اور یہ خط میں نے گھر سے لکھا ہے اور دوبارہ ۱۲ ستمبر کو سکول میں حاضر ہوں گے۔ آپ کے جواب کا منتظر

(مطلوبہ لٹریچر بھیجا گیا اور خط کا جواب لکھا گیا)

احباب سے گذارش

ماہنامہ روح اسلام کا شمارہ بابت ماہ ستمبر ۱۹۶۵ء شیخ بابو غلام قادر ڈار مرحوم و مغفور اور مولانا عبداللہ جان نیازی صاحب پشاوری مرحوم و مغفور کی یاد میں شائع کیا جا رہا ہے۔ اس خصوصی شمارہ کے لئے ماہ حال کی ۲۸ تاریخ تک مضامین ارسال فرما کر مشکور فرمائیں

افسر اخبارات
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

فلپائن

ترجمہ خط لان ٹنگ ڈی۔ لینن۔ فلپائن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ مجھے آپ کی جماعت کا پتہ حاجی مصطفےٰ صاحب آدیز کی معرفت معلوم ہوا یہ ایک مسلم واعظ ہے اور اپنے آپ کو احمدیہ ممبروں میں شمار کرتا ہے۔ اس کی معرفت میں نے صحیح دین اسلام کا معلوم کیا اور اس نے مجھے مشورہ دیا کہ مزید اسلام کی روشنی حاصل کرنے کے لئے آپ کو تحریر کروں۔

شاید آپ کو فلپائن کے مسلمانوں اور اسلام کی حالت کے متعلق معلوم ہوگا۔ اس کے متعلق میں آپ کو واضح کرتا ہوں کہ باوجودیکہ سینکڑوں سال اسلام کو اس ملک میں آئے ہوئے گذر گئے ہیں لیکن پھر بھی لوگوں کی اکثریت اسلام سے بالکل بے بہرہ ہے۔ یہ صورت حال اس لئے ہے کہ اسلام کی صحیح تصویر لوگوں کو نہیں بتلائی گئی۔ اکثریت انگریزی خواں لوگوں کی ہے مگر انگریزی زبان میں اسلامی کتابیں بالکل نہیں ملتیں۔

میری خواہش ہے کہ میں اسلام کی اصل تصویر سے واقف ہو جاؤں اس لئے آپ انگریزی کتب جیسا کہ انگریزی قرآن شریف، پرافٹ آف اسلام اسی طرح دوسرا انگریزی لٹریچر بھی مجھے ارسال کریں تاکہ اسلام کی اصل تصویر حاصل کر سکوں۔ اُمید ہے کہ آپ میری التجا پر غور فرمائیں گے۔　والسلام

(ان کو ٹیچنگ آف اسلام۔ پرافٹ آف اسلام۔ اسلام دی ریلیجن آف ہیومینٹی۔ کال آف اسلام۔ اسلام اینڈ کرسچینٹی بھیجی گئی اور خط کا جواب بھی روانہ کیا گیا)

نائجیریا

ترجمہ خط عبدالرزاق آدی بیجالاگس۔ نائجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ میرے پاس بہت کم لفظ ہیں جن سے میں آپ کا شکریہ ادا کر سکوں۔ آپ کا ارسال کردہ پارسل پچھلے ہفتہ ملا۔ جس کے لئے میں تہ دل سے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کہ آپ نے خلوص کے ساتھ بھائیوں کی طرح امداد کی ہے۔ اور اس تحفہ کا شکریہ، اللہ تعالےٰ آپ کی سعی اور کوششوں کو بارآور کرے۔

میں بہت مشکور ہوں گا اگر آپ مجھے ۔۔ کتاب ۔۔۔۔
۔۔۔۔۔۔ جس میں داؤد اور ابراہیم کا ذکر ہے ارسال کریں۔ فقط والسلام

(ان کو خط کا جواب دیا گیا)

(۲)

ترجمہ خط الابی۔ ابنکو الودا۔ الورن نائجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کے ارسال کردہ پمفلٹس موصول ہوئے۔ ان کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ ضروری پمفلٹس

ہفت روزہ پیغام صلح ـــــ لاہور ـــــ مورخہ ۱۸ اگست ۱۹۶۵ء
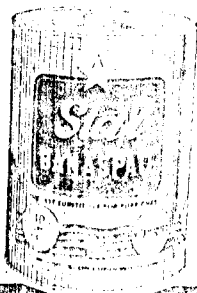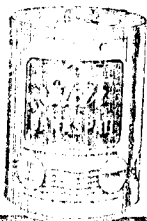
عذرِ گناہ

حضرت امیر ایدہ اللہ نے خلیفہ صاحب ربوہ کے اس بیان کا کہ مکہ و مدینہ کی چھاتیوں کا دودھ خشک ہو گیا، ذکر کے گویا بھڑوں کے ایک چھتہ کو چھیڑ دیا ہے، پہلے ربوہ سے خط آیا کہ کس شخص نے ایسا بیان دیا ہے اور کہاں دیا ہے، اس کا جواب پیغام صلح (مورخہ ۴ اگست ۱۹۶۵ء) میں دیا گیا کہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ ربوہ نے اپنی کتاب حقیقۃ الرؤیا کے صفحہ ۴۵-۴۶ میں قادیان کو تمام بستیوں کی اُم قرار دیتے ہوئے آخر میں لکھا ہے کہ

"آخر ماؤں کا دُودھ بھی سُوکھ جایا کرتا ہے کیا مکّہ اور مدینہ کی چھاتیوں کا دُودھ سُوکھ گیا کہ نہیں"

اس جواب کا شائع ہونا تھا کہ "الفضل" اور "الفرقان" میں پے در پے مقالات شائع ہونے شروع ہو گئے کہ دوڑیو، پکڑیو، "امیر غیر مبائعین" نے غضب کر دیا۔ ہماری سرکار پر جھوٹا الزام لگا دیا۔ خلیفہ صاحب نے تو کعبۃ اللہ کا حج ضروری قرار دیا ہے، خود بھی حج کیا اور تفسیر کبیر میں حج کو ضروری فریضہ قرار دیا ہے وہ کیسے ایسی بات کہہ سکتے ہیں۔ ہمیں تسلیم ہے کہ خلیفہ صاحب نے حج کی ترغیب دلائی ہے لیکن مندرجہ بالا فقرہ بھی تو آخر انہیں کا فرمودہ ہے، پھر یہ کہنا کہ حضرت امیر ایدہ اللہ نے جھوٹا الزام لگایا ہے کہاں تک صحیح ہے۔ یہ تو خلیفہ صاحب کی تضاد بیانی ہے کہ ایک طرف یہ اعلان کرتے ہیں کہ مکہ مدینہ کی چھاتیوں کا دودھ سوکھ گیا ہے اور دوسری طرف اسی مکّہ و مدینہ کے حج کی بھی ترغیب دلا رہے ہیں، جب بستیوں کی اُم مکّہ کی بجائے قادیان ہو گئی اور مکّہ و مدینہ کا دودھ سُوکھ گیا تو پھر وہاں کے حج کا کیا فائدہ، اب تو تازہ دودھ قادیان (اور شاید اب ربوہ) میں ہے اس تازہ دودھ سے فائدہ اُٹھانے کے لئے خلیفہ صاحب نے اسی حقیقۃ الرؤیا میں خاص طور پر زور دیا ہے مگر بعد میں مکّہ کے حج کی ترغیب دلانا کیا یہ تضاد بیانی نہیں؟

اور وہ کونسا دُودھ ہے جو مکّہ و مدینہ کی چھاتیوں سے سُوکھ چکا ہے اور قادیان سے جاری ہوا ہے، کہا جاتا ہے کہ وہ معرفت الٰہی اور قرآنی حقائق و معارف کا دودھ ہے، اور علوم دینیہ کی نہریں ہیں، جو مکّہ و مدینہ میں سوکھ چکی ہیں اور قادیان سے جاری ہوئی ہیں مگر سوال یہ ہے کہ علوم دینیہ کی یہ نہریں اور قرآنی حقائق و معارف کا دودھ آخر آیا کہاں سے؟ کہاں سے حضرت مسیح موعودؑ نے یہ دودھ حاصل کیا؟ کیا مکّہ و مدینہ ہی کی چھاتیوں کا دودھ نہیں؟ کیا یہ وہی دودھ نہیں جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہ کرامؓ نے دنیا کو دیا؟ کیا خود قرآن کریم وہ دودھ نہیں ہے جو مکّہ و مدینہ سے دنیا کو ملا؟ پھر اس کے سُوکھ جانے کا کیا مطلب ہے وہ تو جاری ہے اور ہمیشہ جاری رہے گا۔ مکہ مکرّمہ کے متعلق تو اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے کہ ان اوّل بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبارکًا وھدی للعالمین سب سے پہلا گھر جو عبادت الٰہی کے لئے بنایا گیا وہ مکّہ ہے وہ مبارک ہے یعنی اس کی برکات ہمیشہ کے لئے جاری ہیں، اور وہ دنیا جہان کے لئے ہدایت کا منبع ہے، ایسا ہی قرآن کریم کے متعلق فرمایا کہ شھر رمضان الذی انزل فیہ القراٰن ھدی للناس وبینٰت من الھدی والفرقان، رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن کریم نازل ہوا جو لوگوں کے لئے ہدایت ہے اور ہدایت اور حق و باطل میں تمیز کے لئے کھلے دلائل ہیں۔ ان ہر دو آیات سے ثابت ہے کہ مکّہ و مدینہ کا دودھ نہ کبھی خشک ہوا اور نہ ہو گا خود حج کے لئے دنیا جہان کے لوگوں کا ہر سال کھنچے ہوئے چلا جانا اور اسلامی اخوت و مساواتِ نسل انسانی کا عملی نمونہ پیش کرنا جو اسلام کی صداقت اور معرفت الٰہی کا نقش دلوں میں بٹھانے کا موجب ہے، ثابت کرتا ہے کہ مکّہ کا دودھ اس دور الحاد میں بھی خشک نہیں ہوا اور نہ کبھی ہو گا۔

"الفضل" نے خلیفہ صاحب کے بیان کی تائید میں مودودی صاحب اور بعض اور لوگوں کے وہ بیانات بھی نقل کرنے شروع کر دیئے ہیں جن میں اہل مکّہ کی بدعملیوں کا رونا رویا گیا ہے، کل تک مودودی صاحب کی یہی تحریریں ان کے خلاف پیش کی جا رہی تھیں اور آج خلیفہ صاحب کی حمایت میں پیش کی جا رہی ہیں، حالانکہ اہل عرب کی بدعملی سے یہ استدلال کرنا کہ مکّہ و مدینہ کی چھاتیوں کا دُودھ سوکھ چکا ہے، پرلے درجے کی حماقت ہے، زیادہ سے زیادہ اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ اہل عرب مکہ و مدینہ کے دودھ سے فائدہ نہیں اُٹھا رہے۔ دودھ تو جاری ہے اور ہمیشہ جاری رہے گا۔ کسی شخص یا قوم کا اس سے فائدہ نہ اُٹھانا اس دودھ کے خشک ہو جانے پر دال نہیں، کیا قادیان اور ربوہ میں جو بدعملیاں جاری ...... ہیں جن کا اعلان آئے دن خلیفہ صاحب کے مریدین کی طرف سے ہوتا رہتا ہے اُن سے یہ مراد لی جائے گی کہ علوم و معرفت کی وہ نہریں جو مسیح موعودؑ کے ذریعہ بہیں، سُوکھ چکی ہیں، نہیں بلکہ وہ جاری ہیں اور یہ مکّہ و مدینہ کی چھاتیوں ہی کا دودھ ہے جو حضرت مسیح موعودؑ نے دنیا کو پہنچایا، حیف ہے کہ اس دودھ کے ہوتے ہوئے یہ کہا جائے کہ مکّہ و مدینہ کی چھاتیوں کا دودھ سوکھ گیا ہے، یہ مکّہ و مدینہ پر وہ حملہ ہے جو کسی بدترین دشمن اسلام کی طرف سے شاید ہی آج تک کیا گیا ہو۔ بجائے اس کے کہ ربوائی حضرات خلیفہ صاحب کے اس بیان پر افسوس کا اظہار کرتے اور حج وغیرہ کے متعلق ان کے بیانات کو نقل کرنے کی بجائے حقیقۃ الرؤیا کے فقرہ کو ان کی غلطی قرار دیتے وہ عذر گناہ بدتر از گناہ کے مرتکب ہو کر اس بغض و تعصب کا اظہار کر رہے ہیں جو انہیں جماعت احمدیہ لاہور کی حق گوئی اور راست بیانی کے ساتھ ہمیشہ سے چلا آ رہا ہے۔

اخبارِ احمدیہ

ـــــ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت چند دن سے ناساز تھی۔ اب خدا کے فضل سے آرام ہے احباب کرام آپ کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرماتے رہیں۔

روح اسلام کا خصوصی نمبر

ماہ ستمبر ۱۹۶۵ء کا روح اسلام شیخ ابوعلام قادر صاحب (۲) مرحوم و مغفور کی یاد میں شائع ہو رہا ہے جس میں ان کی زندگی کی ایمان افروز جھلکیاں پیش کی جائیں گی اور مرحوم کی رُوح پُرفتوح کو خراج عقیدت پیش کیا جائے گا۔ احباب کرام سے گذارش ہے کہ شیخ صاحب مرحوم کے بارہ میں جو کچھ بھی علم ہو، ضبط تحریر میں لا کر ۲۸ اگست ۱۹۶۵ء تک بھجوا دیں۔

ایک تقریب نکاح

ـــــ بروز بدھ مورخہ ۱۱ اگست ۱۹۶۵ء کو ایک مبارک تقریب نکاح۔ واپڈا کالونی پیران غائب (نزد ملتان) عمل میں آئی۔ لاہور اور ملتان سے کئی ایک احباب جماعت اور بہت سے مقامی احباب شامل تھے۔ دولہا مسٹر مسعود اختر صاحب خلف الرشید چوہدری سردار خان صاحب گارڈن ٹاؤن لاہور تھے۔ اور دلہن مس قدسیہ اختر صاحبہ بنت چوہدری غلام قادر صاحب مرحوم تھیں جو کہ اپنے بڑے بھائی عبدالکریم کے پاس مقیم ہیں۔ خطبہ نکاح میاں ممتاز احمد فاروقی صاحب نے پڑھا مہر مبلغ دس ہزار روپے قرار پایا۔

دعا ہے اللہ تعالےٰ اس رشتے کو جانبین کے لئے مبارک کرے۔ آمین۔ چوہدری سردار خان صاحب نے اس خوشی کی تقریب پر انجمن کو مبلغ دس روپے عطیہ پیش کئے ہیں۔ جزاہ اللہ تعالیٰ۔

درخواست دعا

ـــــ قبلہ والد صاحب چوہدری غضنفر علی صاحب آف بدوملہی بعارضہ بندش پیشاب سروسز ہسپتال لاہور کے سرجیکل وارڈ میں داخل ہیں احباب سے ان کی صحت کے لئے نیم شبی دعاؤں کی ...... درخواست ہے۔

غفور احمد عفی عنہ

ـــــ جماعت کے کئی احباب بیمار اور بعض دیگر مشکلات میں مبتلا ہیں۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ ان سب احباب کے لئے درد دل سے دعائیں فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ صحت کاملہ عطا فرمائے اور مشکلات کو دُور فرمائے۔

مکتوب برلن — مولانا محمد یحییٰ بٹ صاحب

برلن یونیورسٹی کے مسیحی طلباء کی یونین میں لیکچر

جمعہ و ہفتہ کے اجتماعات - زائرین مسجد سے گفتگو

ماہ اپریل و مئی میں زائرین مسجد سے گفتگو کا جو سلسلہ رہا۔ اور اس کے علاوہ جمعہ و ہفتہ کے دن جو اجتماعات مسجد میں ہوتے رہے اور برلن یونیورسٹی کے عیسائی طلباء کی ایک یونین سے دعوت ملنے پر جو وہاں لیکچر ہوا اُن کے مختصر حالات ذیل میں لکھتا ہوں امید ہے کہ یہ چند الفاظ قارئین کرام کے لئے دلچسپی کا باعث ہوں گے۔

برلن یونیورسٹی کے عیسائی (پروٹسٹنٹ) طلباء کی ایک یونین نے مجھے ایک تقریر کی دعوت دی۔ تقریر کا موضوع یونین کے سیکرٹری نے خود ہی تجویز کیا۔ موضوع یہ تھا۔ "اسلام میں عورت کا مقام"۔ اور "مسلمان ممالک میں عورت کی آزادی کی تحریک"۔ ۱۹ مئی کو شام کے ساڑھے آٹھ بجے لیکچر شروع ہوا اور لیکچر کے بعد سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہو کر یہ اجتماع رات گیارہ بجے ختم ہوا۔ ۳۰ کے قریب طلباء اس میٹنگ میں موجود تھے۔ میں نے اس موضوع پر لیکچر شروع کرنے سے پیشتر کہا کہ اسلام میں عورت کا مقام معلوم کرنے کے لئے ہمیں قرآن کریم حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور آپ کے پیدا کردہ انقلاب کے عملی طور پہلو پر غور کرنا ہوگا۔ چنانچہ قرآن کریم سے متعدد آیات سے مرد و عورت کا بحیثیت انسان مساوی ہونے کے پہلو پر روشنی ڈالی۔ اُن کے مساویانہ حقوق باہم معاشرت لین دین کرنا۔ ورثہ میں مال کا لینا مال کمانا۔ روحانی عالم میں خدا کی معرفت کو حاصل کرنا علم حاصل کرنا۔ اعمال صالح کا بجالانا اور اُن کا ذمہ دار ہونا اور ان اعمال کے برابر کے نتائج کا ملنا ان امور کو واضح کیا۔ سیدنا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا کردہ انقلاب کے عملی پہلو کو واضح کرتے ہوئے بتایا کہ کس طرح عورتیں مردوں کے برابر اجتماعات میں حصہ لیتیں مساجد میں آتیں۔ قومی ضروریات میں حصہ لیتیں۔ اور مالی قربانیاں کرتیں۔ اور ضرورت کے وقت نرسوں کا کام کرتیں۔ خیالات کے اظہار کرنے کی جو آزادی عورت کو اس سوسائٹی میں حاصل تھی اس کی چند ایک مثالیں بیان کیں۔ پردہ پر بحث کرتے ہوئے بتایا کہ عورت کا ان تمام مشاغل کا بجا لانا صاف بتاتا ہے کہ پردہ کی جو صورت آج عام طور پر رائج ہے یعنی سر سے پاؤں تک عورت کا ایک لمبے برقعہ میں ڈھکے رہنا یہ درمیانی حد سے تجاوز کردہ صورت ہے۔ اسلام میں پردہ کا ایک خاص مقصد ہے اور اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے پردہ ایک ذریعہ ہے۔ مقصد یہ ہے کہ سوسائٹی میں مرد و عورت اخلاقی لحاظ سے بلند رہیں اور عفیف رہیں۔ اس کی ظاہری صورت یہ قائم کی ہے کہ عورت اپنے منہ اور ہاتھ کو چھوڑ کر اپنے جسم کی خوبصورتی کو غیر محرم مردوں کے سامنے ڈھانکے رکھے۔ تا اس سے خواہ مخواہ جذبات میں ہیجان پیدا نہ ہو۔ میں نے کہا کہ اسلام نے اس حد کو بیان کر کے عورت کی کمزوری کا علاج کیا ہے۔ وہ یہ کہ وہ اپنے حسن کو دوسروں پر ظاہر کرنے کے لئے اپنے جسم کے بڑے حصے کو سنگار رہتی ہے۔ اس پر فخر کرتی ہے۔ منہ اور ہاتھ کا کھلا رکھنا کام کرنے کے لئے ضروری ہے اور عورت کا اپنے جسم کو ڈھانک کر رکھنا سوسائٹی میں عفت کو قائم کرنے کے لئے ضروری ہے۔ اور یہی وہ درمیانی راہ ہے جس پر اسلام سوسائٹی کی نشو و نما چاہتا ہے۔

شادی و طلاق کے مسائل پر گفتگو کرتے ہوئے میں نے بتایا کہ ان ہر دو میں عورت اور مرد کے مساویانہ حقوق ہیں۔ شادی کے موقعہ پر مرد اور عورت سے پوچھا جاتا ہے۔ اگر وہ آزادانہ طور پر ایک دوسرے کو میاں بیوی تسلیم کر لیں تو شادی ہو جاتی ہے ورنہ نہیں۔ اسی طرح طلاق میں ہر دو کے مساویانہ حقوق ہیں۔ مرد کو حق ہے کہ وہ طلاق دے اور عورت کو حق ہے کہ طلاق لے۔ یعنی خلع۔ ہر دو صورتوں میں طلاق دینے والے یا طلاق لینے والی کو جج کے سامنے پیش ہونا ہوگا تا اس موقعہ پر جو ایک دوسرے کے حقوق ہیں ان کی حفاظت کی جائے۔ تعدد ازدواج پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا کہ اس اجازت میں دراصل یورپ کے موجودہ سوشل مسئلہ کا حل ہے۔ آج سے سو سال پیشتر کے حالات پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا کہ کس طرح مرد و عورت اسلامی ممالک میں علم کی تحصیل کے میدان میں پیچھے رہ گئے اور یوں اُن کے سوشل حالات میں انحطاط شروع ہو گیا۔ اصل میں اسلامی سوسائٹی کا مغربی تعلیم کے خلاف یہ ایک احتجاج تھا لیکن احتجاج کے اس منفی پہلو کو اختیار کرنے سے اسلامی سوسائٹی دوڑ میں پیچھے رہ گئی۔ آج جب کہ مسلمان ممالک پھر سے آزاد ہو گئے ہیں وہ پھر سے کوشاں ہیں کہ وہ اپنی سوسائٹی کو اسلامی بنیادوں پہ کھڑا کریں۔ اس سلسلہ میں اسلامی ممالک میں تین مختلف تحریکات کام کر رہی ہیں۔ ایک تو وہ گروپ ہے جو ماڈرن کہلاتے ہیں۔ یہ گروپ اسلامی معاشرہ کو مغربی معاشرہ کے ڈھانچہ میں ڈھالنا چاہتا ہے۔ دوسرا گروپ وہ ہے جو اسلامی معاشرہ کو خالص اسلامی اصولوں میں قائم رکھتے ہوئے اُس کی اس شکل و صورت میں جو آج تک نشو و نما پا چکی ہے موجودہ حالات کے پیش نظر اُن کے خلاف میں تبدیلی پیدا کرنا چاہتا ہے۔ تبدیلی اصول میں نہیں بلکہ خد و خال میں۔ مسلمان ممالک میں عورت کی آزادی کی جو تحریکات کام کر رہی ہیں وہ اصل میں عورت کے لئے ان حقوق کو لینا چاہتی ہیں جو قرآن اور سیدنا حضرت نبی کریم صلعم نے اُن کے لئے بیان کئے ہیں۔ اس تقریر میں بحث کے لئے کافی موقعہ تھا۔ چنانچہ کافی دیر تک اس کے مختلف پہلوؤں پر تبادلہ خیالات ہوتا رہا۔

جمعہ کے اجتماعات

جمعہ کے اجتماعات میں عیسائی دوست بھی شامل ہوتے ہیں۔ گڈ فرائی ڈے کے موقعہ پر حضرت عیسیٰ کے صلیب پر چڑھا جانے، صلیب سے زندہ اتارے جانے، فلسطین سے بچ کر نکل جانے کے واقعات پر روشنی ڈالی۔ جمعہ کی نماز کے ختم ہو جانے کے بعد باہم تبادلہ خیالات کرنے کا موقعہ ہوتا ہے۔ بعض اوقات دو دو گھنٹے تک گفتگو کا یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔ ان اجتماعات میں بھی اسلام اور عیسائی اعتقادات پر گفتگو ہوتی رہی۔

زائرین مسجد سے گفتگو

زائرین کی خاص تعداد مختلف دنوں میں آتی رہی۔ بعض دفعہ تیس افراد پر مشتمل گروپ اور بعض دفعہ انفرادی طور پر تین تین یا چار چار کے گروپ تو اکثر اوقات کرتے رہے اور کئی کئی گھنٹے اسلام کی تعلیمات سنتے رہے۔ ایسے گروپوں میں جو کئی کئی گھنٹے گفتگو کرتے رہے۔ مغربی جرمنی سے آئے ہوئے طلباء تھے اُن میں سے بعض نے واپس پہنچ کر خطوط لکھے اور مزید سوالات کئے۔ بعض اوقات ان طلباء نے کہا کہ وہ میری طرف سے عیسائی تعلیم کی بیان کردہ تشریح کے خلاف کچھ کہہ نہیں سکتے البتہ وہ واپس پہنچ کر اپنے پادری سے دریافت کر کے لکھیں گے۔ ایسے موقعہ پر میں نے تجویز کی۔ اگر وہ مجھے سکول کی طرف سے ایک دعوت نامہ بھجوا دیں تو میں خود وہاں آ جاؤں گا اور پادری صاحب کی موجودگی میں ہی سوال و جواب کا جو سلسلہ شروع ہوگا۔ وہ طلباء کے لئے یقینی طور پر فائدہ مند ہوگا۔ ان میں سے ایک گروپ نے مجھے لکھا ہے کہ پادری صاحب میری اس تجویز سے متفق ہیں۔ بہرحال انہوں نے جو مزید سوالات کئے ان کا جواب تحریری طور پر دیا گیا۔ والسلام۔

بحر حکمت کے موتی

(بسلسلہ صفحہ اوّل)

ایمان کا اثر دل پر نہیں ہو سکتا اس کے بعد فرمایا کہ حقیقی ایمان کا لازمی نتیجہ ہے کہ اس کی .... اشاعت میں مومن تن من دھن سے لگ جاتا ہے اور پھر حج کے موقعہ پر تمام ملکوں کے مسلمان مل کر باہمی مشورے سے اسلام کی ترقی اور اس کی اشاعت کے رستے متعین کر سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب ایسے ایمان میں کمزوری پیدا ہو جاتی ہے تو بدیوں کا طوفان اُمڈ کھڑا ہوتا ہے پس اسی وقت اللہ تعالیٰ کسی شخص کو مبعوث فرما کر پھر حقیقی اور بصیرت سے بھرا ہوا ایمان پیدا کروا دیتا ہے جیسا کہ اس پُر آشوب زمانہ میں حضرت مرزا صاحب کو بطور مامور مبعوث فرما کر ہزاروں لوگوں کے دلوں میں ایمان کی جڑھ کو مضبوط کروا دیا اور آپ کی صحبت میں رہنے والوں نے خدا کی خوشنودی حاصل کر لی اور اس کا قرب حاصل کرنے کی سعی میں مصروف ہو گئے اسی لئے حضور نے اپنی جماعت کو خوشخبری دیتے ہوئے رسالہ الوصیت میں فرمایا:-

"تمہیں خوشخبری ہو کہ قرب پانے کا میدان خالی ہے ہر ایک قوم دنیا سے پیار کر رہی ہے اور وہ بات جس سے خدا راضی ہو اس کی طرف دنیا کو توجہ نہیں وہ لوگ جو پورے زور سے اس دروازہ میں داخل ہونا چاہتے ہیں ان کے لئے موقعہ ہے کہ اپنے جوہر دکھلائیں اور خدا سے خاص انعام پائیں"!

ہماری جماعت کے لئے اہمیں لمحہ فکریہ ہے

مولینا شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری

رسالہ الفرقان کے مسیح موعود نمبر پر ایک طائرانہ نظر

حقائق سے روگردانی اور مغالطوں کی فراوانی

خلاصہ اقساط سابقہ

اس امر کو گذشتہ اقساط میں بالوضاحت ثابت کیا جا چکا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے آپ کو ہمیشہ زمرۂ اولیاء میں ہی شامل رکھا ہے اور کبھی بھی اپنے آپ کو زمرۂ انبیاء کا فرد قرار نہیں دیا چنانچہ اپنی وحی کو بھی ہمیشہ وحی ولایت ہی لکھا ہے اور صاف لفظوں میں اس کا نام وحی نبوت رکھنے سے انکار کیا ہے اور اس امر کا بار بار اعلان کیا ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم کے بعد وحی نبوت قیامت تک بند رہے گی اور صرف وحی ولایت اور وحی محدثیت ہی جاری رہے گی جو حضرت نبی کریم صلعم کی اتباع کامل سے اولیاء اللہ کو ملتی رہے گی۔ گو ہاں لفظ نبی۔ رسول۔ مرسل۔ آپ کی شان میں حدیث نبوی میں بھی اور آپ کے الہامات میں بھی اور آپ کی اپنی تحریروں میں بھی استعمال ہوا ہے لیکن اس لفظ کے ساتھ ہی آپ نے اس امر کی بھی بار بار وضاحت کر دی کہ یہ لفظ جیسا کہ انبیاء علیہم السلام کے لئے استعمال ہوتا ہے ویسا ہی اولیاء کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے یعنی محض لغوی معنی میں یعنی خدا کی طرف سے بھیجے ہوئے اور خدا کی طرف سے غیب کی خبریں پا کر لوگوں کو بتلانے والے کے معنی میں پس میرے لئے بھی یہ الفاظ بحیثیت ولی اللہ ہونے کے ہی استعمال ہوتے ہیں نہ کہ بطور نبی ہونے کے۔ پس اصولی طور پر تو مولوی اللہ دتہ صاحب کے پیش کردہ تمام حوالوں کا جواب گذشتہ اقساط میں آ چکا ہے لیکن احباب جماعت ربوہ کی مزید تسلی کے لئے ہر ایک حوالہ کے اصلی مفہوم پر بھی روشنی ڈال دی جاتی ہے۔

آخری خط کے چار حوالے۔ پہلے حوالہ کا مفہوم

مولوی اللہ دتہ صاحب نے چار حوالے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آخری خط سے نقل کئے ہیں جو حضور نے اپنی وفات سے دو روز قبل ایڈیٹر صاحب اخبار عام کو لکھا۔ ان چار حوالوں کی ترتیب یہ ہے (۱) و (۲) و (۷) و (۸)۔ حوالہ نمبر ایک مولوی صاحب موصوف نے ان الفاظ میں پیش کیا ہے:۔

"میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر انکار کر سکتا ہوں میں اس پر قائم ہوں اس وقت تک جو اس دنیا سے گذر جاؤں"

پیشتر اس کے کہ میں مندرجہ بالا حوالہ کا صحیح مفہوم بتلاؤں قارئین کرام کے علم میں اس بات کا لانا ضروری ہے کہ مولوی صاحب موصوف نے چاروں حوالوں کو سیاق و سباق سے الگ کر کے پیش کیا ہے ان چاروں حوالوں کا صحیح مفہوم بھی ذہن میں آ سکتا ہے جبکہ اس خط کو شروع سے لے کر آخر تک پڑھ لیا جائے۔ اس کے مطالعہ سے واضح ہو جائے گا کہ اس خط میں بھی حضور نے لفظ نبی اسی مفہوم میں استعمال کیا ہے جس مفہوم میں شروع سے ہی حضور اپنے لئے اس لفظ کو استعمال کرتے رہے ہیں یعنی جس مفہوم میں اولیاء کے لئے اس کا استعمال جائز قرار دیا ہے اپنے لئے بھی اسی مفہوم میں جائز قرار دیا ہے اپنے لئے اس لفظ کو اس مفہوم میں ہرگز استعمال نہیں کیا جس مفہوم میں انبیاء علیہم السلام کے لئے یہ لفظ استعمال ہوتا ہے۔

کیا علماء ربوہ اس خط کو فیصلہ کن ماننے کے لئے تیار ہیں۔

یہ بات تو فریقین کو مسلم ہے کہ اس مسئلہ میں یہ خط حضور کی آخری تحریر ہے کیونکہ یہ خط ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء کو حضورؑ کا وصال ہو گیا اور یہ خط بھی حضور کا ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کے اخبار عام میں ہی شائع ہوا۔ اگر ہمارے بھائی علماء ربوہ اسی خط کو ہی اس متنازعہ فیہ امر میں حَکَم تسلیم کر لیں کہ آیا حضور زمرۂ انبیاء کے فرد تھے یا زمرۂ اولیاء کے اور نیز آیا حضور نے اپنے مسلک کو تبدیل کرتے ہوئے اپنے دعوے کے متعلق یا تعریف نبوت کے متعلق اپنے اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" سے قبل کی تحریروں کو منسوخ قرار دیا ہو تو یہ پچاس سالہ جھگڑا ہمیشہ کے لئے فیصلہ پا جاتا ہے کیا علماء ربوہ اس خط کو حَکَم ماننے کے لئے تیار ہیں؟

مولوی صاحب کے پیش کردہ دو فقروں کی تشریح

مولوی صاحب موصوف کے پیش کردہ حوالہ کا مفصل جواب دینے سے قبل سردست اس کے دو فقروں کی مختصر تشریح کر دیتا ہوں جن دو فقروں کو مولوی صاحب نے اپنے استدلال کی بنیاد بنایا ہے ان میں سے پہلا فقرہ تو یہ ہے:۔

"میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں"۔ ان الفاظ کے مقابلہ میں حضور کے مندرجہ ذیل الفاظ بھی ملاحظہ فرما لئے جائیں جو حضور کی کتاب ازالہ اوہام کے صفحہ ۴۲۱ و ۴۲۲ پر درج ہیں:۔

(سوال) رسالہ فتح اسلام میں نبوت کا دعوے کیا ہے۔ الجواب نبوت کا دعوے نہیں بلکہ محدثیت کا دعوے ہے جو خدا تعالے کے حکم سے کیا گیا ہے اور اس میں کیا شک ہے کہ محدثیت بھی ایک شعبہ قویہ نبوت کا اپنے اندر رکھتی ہے جس حالت میں رؤیا صالحہ نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے تو محدثیت جو قرآن شریف میں نبوت کے ساتھ اور رسالت کے ہم پہلو بیان کی گئی ہے جس کے لئے صحیح بخاری میں حدیث بھی موجود ہے اس کو اگر ایک مجازی نبوت قرار دیا جائے یا ایک شعبہ قویہ نبوت کا ٹھہرایا جائے تو کیا اس سے نبوت کا دعوے لازم آ گیا قرآن شریف کی وہ قرأۃ یاد کرو کہ جو ابن عباس نے لی ہے اور وہ یہ ہے

وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی ولا محدث الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیتہ فینسخ اللہ ما یلقی الشیطان ثم یحکم اللہ ایاتہ

وحی الٰہی پر صرف نبوت ناقصہ کی حد تک کہاں مہر لگ گئی ہے اور اگر ایسا ہی ہے تو پھر اس آیت کے کیا معنی ہیں انزل من السماء ماء فسالت اودیۃ بقدرھا اے غافلو! اس امت مرحومہ میں وحی کی نالیاں قیامت تک جاری ہیں مگر حسب مراتب"

مسلک جماعت ربوہ اور اس کی تردید حضرت اقدس کی تحریر سے

علماء جماعت ربوہ کا موقف تو شروع سے یہ چلا آ رہا ہے کہ اللہ تعالےٰ تو حضور کو شروع سے ہی اپنے الہامات میں جماعت انبیاء کا فرد قرار دیتا رہا لیکن حضور غلطی سے اپنے آپ کو محدثیت یعنی جماعت اولیاء کا فرد سمجھتے رہے اور یہ غلطی اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" شائع کرتے وقت دور ہوئی لیکن حضور کی مندرجہ بالا تحریر ان کے اس موقف کی کھلے الفاظ میں تردید کر دیتی ہے اس تحریر میں تو حضور فرماتے ہیں کہ میں نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا بلکہ محدثیت کا دعوے کیا ہے اور یہ دعوے محدثیت میں نے اپنے کسی اجتہاد کی بناء پر نہیں کیا کہ اس میں غلطی کا احتمال ہو جیسا کہ آج کل اکثر احباب ربوہ کہنے لگ پڑے ہیں کہ ہم اس بارے میں حضور کے اجتہاد کو نہیں مانیں گے کیونکہ حضور کا اجتہاد غلط ہو سکتا ہے بلکہ یہ دعوے محدثیت میں نے خدا کے حکم سے کیا ہے اب علماء ربوہ و دیگر احباب ربوہ خدارا غور کریں کہ کیا خدا کے حکم میں بھی غلطی ہو سکتی ہے خدا جس نے اپنے الہامات میں حضور کی شان میں الفاظ نبی۔ رسول مرسل استعمال کئے کیا وہ بھی نہیں جانتا تھا کہ میں اپنے مامور کو کہہ تو نبی رہا ہوں لیکن حکم اس کو یہ دے رہا ہوں کہ تو دعوے محدثیت کا کر کیا خدا بھی نعوذ باللہ بقول آپ کے علماء زمانہ کی تقلید میں نبی کی غلط تعریف سمجھ رہا تھا جیسا کہ آپ لوگ حکم عدل حضرت مسیح موعود کے متعلق ایسا عقیدہ رکھتے ہیں یا خدا نے حضور کو پہلے محدث بنایا اور حضور کو جماعت اولیاء کا فرد قرار دیا اور پھر گیارہ سال بعد نبی بنا کر جماعت انبیاء میں داخل کیا حالانکہ محدثیت اور نبوت دو متضاد حقیقتیں ہیں جیسا کہ حضور کی تحریر سے عیاں ہے۔

مولوی اللہ دتہ صاحب اور دیگر علماء ربوہ سے درخواست

مولوی اللہ دتہ صاحب اور دیگر علماء ربوہ سے مخلصانہ درخواست ہے کہ وہ ازراہ مہربانی حضور کی ان دو نئی عبارتوں

کو بالمقابل رکھ کر جنہیں میں ذیل میں ان کی سہولت کے لئے بالمقابل رکھ بھی دیتا ہوں ان میں معقول تطبیق دے کر مطابق بنا کر دکھلائیں "نبوت کا دعوے نہیں بلکہ محدثیت کا دعوے ہے جو خدا تعالے کے حکم سے کیا گیا ہے۔" (ازالہ اوہام) "میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں"۔ آخری خط۔

حضور کی تطبیق اور سائل کو غلطی لگنے کی وجہ

علماء ربوہ تو ان دونوں متضاد عبارتوں میں جو علماء ربوہ کے نزدیک متضاد ہیں جب تطبیق پیش کریں گے تو اس پر غور کر لیا جائے گا سردست جو تطبیق حضور نے خود اپنی دونوں عبارتوں میں دی ہوئی ہے اسکو قارئین کرام کی اطلاع کے لئے ذیل میں درج کر دیا جاتا ہے اور وہی تطبیق درست اور صحیح اور حضور کی تمام دیگر تحریروں کے ساتھ مطابقت رکھتی ہے اور یہ تطبیق حضور کی ازالہ اوہام والی عبارت ہی میں موجود ہے۔ ظاہر ہے کہ سائل کو جو یہ خیال پیدا ہوا کہ حضور نے نبوت کا دعوے کیا ہے اس کا باعث حضور کے الہامات میں الفاظ نبی۔ رسول مرسل ہی تھے اور انہی الفاظ کی موجودگی ہی علماء ربوہ کے دلوں میں یہ خیال پیدا کر رہی ہے۔ پس حضور نے پہلے تو دعوے نبوت کا صاف لفظوں میں انکار کیا اور واضح الفاظ میں فرمایا "نبوت کا دعوے نہیں" پھر جو اصلی دعوے تھا جو خدا تعالے کے حکم سے کیا گیا تھا اس کا ذکر ان الفاظ میں فرمایا" بلکہ محدثیت کا دعوے ہے جو خدا تعالے کے حکم سے کیا گیا ہے۔" نفی اور اثبات کا یہ طریق اختیار کر کے حضور نے سب سے پہلے سائل پر اپنی اصلی پوزیشن واضح کر دی لیکن ظاہر ہے کہ اس وضاحت سے سائل کی تسلی نہیں ہو سکتی تھی کیونکہ وہ تو حضور کے الہامات میں الفاظ نبی۔ رسول مرسل مشاہدہ کر رہا تھا پھر وہ حضور کے صرف اتنا لکھنے پر کہ "نبوت کا دعوے نہیں" کس طرح مطمئن ہو سکتا تھا اور حضور کے قول کو کس طرح سچا یقین کر سکتا تھا اس کو تو حضور کی سچائی پر اسی صورت میں یقین آ سکتا تھا جب اس کو ساتھ ہی یہ بھی بتلا دیا جاتے کہ باوجود زمرہ انبیاء کا فرد نہ ہونے کے پھر آپ کی شان میں آپ کے الہامات میں نبی رسول وغیرہ کے الفاظ کیوں استعمال کئے گئے ہیں پس اس کے خلجان کو دور کرنے کے لئے اور اس کے دل کو مطمئن کرنے کے لئے حضور نے باوجود نبی نہ ہونے کے اپنے متعلق ان الفاظ کے استعمال کی وجہ اور اس کی حقیقت پر روشنی ڈالی ہے فرمایا اصل مقام تو میرا محدثیت کا ہی ہے لیکن محدث پر بھی اس لفظ کا اطلاق ہو سکتا ہے اور اس کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ "محدثیت بھی ایک شعبہ قویہ نبوت کا اپنے اندر رکھتی ہے" اس لئے "اگر اس کو (یعنی محدثیت کو ناقل) ایک مجازی نبوت قرار دیا جائے یا ایک شعبہ قویہ نبوت کا ٹھہرایا جائے تو کیا اس سے نبوت کا دعوے لازم آ گیا؟" خلاصہ حضور کی اس تحریر کا یہ ہوا کہ میرے الہامات میں لفظ نبی وغیرہ سے دھوکہ مت کھاؤ اور ان الفاظ سے یہ مت سمجھو کہ میں نبوت کا دعوے کرتا ہوں ہرگز نہیں بلکہ اصل مقام تو میرا محدثیت کا ہے لیکن چونکہ محدثیت کے حق میں لفظ نبی وغیرہ مجازی طور پر استعمال ہو سکتا ہے کیونکہ اس کے اندر بھی نبوت کا ایک شعبہ قویہ ہوتا ہے اس لئے مجازی طور پر اس کو نبی کہا جا سکتا ہے پس خدا نے اگر میرے الہامات میں میری شان میں ان الفاظ کو استعمال کیا ہے تو انہی مجازی معنی میں کیا ہے جن معنوں میں محدثین کے لئے ان الفاظ کا استعمال جائز ہے اس سے واضح ہو گیا کہ مجازی نبوت کا مدعی درحقیقت نبوت کا مدعی نہیں ہوتا اور یہی جواب حضور نے عبدالحکیم کلانوری کے ساتھ دوران مباحثہ میں دیا جس کو سن کر تمام حاضرین مطمئن ہو گئے اور ان کی تسلی ہو گئی کہ حضور کی طرف بعض علماء جو دعوے نبوت منسوب کرتے ہیں وہ غلطی پر ہیں افسوس ہمارے ربوائی علماء ربوہ کی تسلی ہونے میں نہیں آتی۔

پس یہ وہ صحیح تطبیق ہے جو حضور نے خود فرما دی ہے پس اس تطبیق کے مطابق مولوی اللہ دتہ صاحب کے پیش کردہ الفاظ "میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں" کے معنے یہ ہوں گے کہ خدا کے حکم کے موافق مجھے مجازی طور پر نبی کہا جا سکتا ہے حقیقی طور پر نہیں حقیقی طور پر میں محدث ہی ہوں پس میں ابھی بتلا دوں گا کہ حضور نے خود اپنے الہامی جملہ کی یہی تشریح فرمائی ہوئی ہے یہی صحیح معنی اس جملہ کے ہیں جس سے دونوں عبارتوں میں بقول علماء ربوہ جو تضاد نظر آتا ہے دور ہو جاتا ہے۔

جماعت کو لفظ نبی وغیرہ استعمال کرنیکی ہدایت

چونکہ اصل مقام حضور کا نبوت کا مقام نہیں تھا بلکہ اصل مقام حضور کا محدثیت کا ہی تھا اس لئے حضور نے باوجود الہامات میں الفاظ نبی رسول وغیرہ کی موجودگی کے جماعت کو مندرجہ ذیل ہدایت پر کاربند رہنے کی تلقین فرمائی :-

"رسول کے لفظ سے اسی قدر مراد ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا گیا اور نبی کے لفظ سے صرف اسی قدر مراد ہے کہ خدا تعالے سے علم پا کر پیشگوئی کرنے والا یا معارف پوشیدہ بتلانے والا سو چونکہ ایسے لفظوں سے جو محض استعارہ کے رنگ میں ہیں اسلام میں فتنہ پڑتا ہے اور اس کا نتیجہ سخت بد نکلتا ہے اس لئے اپنی جماعت کی معمولی بول چال اور دن رات کے محاورات میں یہ لفظ نہیں آنے چاہئیں اور دلی ایمان سے سمجھنا چاہئیے کہ نبوت آنحضرت صلعم پر ختم ہو گئی ہے۔" (خط ۱۷ اگست ۱۸۹۹ء) یہ ہدایت حضور نے ایک ایسے شخص کے خط کے جواب میں ہی جماعت کو دی ہے جس نے الفاظ نبی رسول وغیرہ الہامات میں دیکھ کر استفسار کیا تھا کہ کیوں نہ حضور کو نبی مانا جائے کاش جماعت ربوہ سے تعلق رکھنے والے ہمارے بھائی حضور کے مندرجہ بالا ارشاد پر عمل کرتے ہوئے لفظ نبی وغیرہ کے استعمال کو ترک کر دیں کیا ان کے اس طریق سے جیسا کہ حضور نے فرمایا اسلام میں فتنہ پیدا نہیں ہوا اور کیا اس کا نتیجہ یہ نہیں نکلا کہ تمام کلمہ گوؤں کو کافر قرار دینا پڑا۔

اسی حقیقت کو حضور نے اپنی کتاب انجام آتھم کے صفحہ ۲۷ کے حاشیہ پر بھی یوں الفاظ فرمایا ہے :-

"صاحب انصاف طلب کو یاد رکھنا چاہئیے کہ اس عاجز نے کبھی اور کسی وقت حقیقی طور پر نبوت یا رسالت کا دعوٰی نہیں کیا اور غیر حقیقی طور پر کسی لفظ کو استعمال کرنا اور لغت کے عام معنوں کے لحاظ سے اس کو بول چال میں لانا مستلزم کفر نہیں مگر میں اس کو بھی پسند نہیں کرتا کہ اس میں عام مسلمانوں کو دھوکہ لگ جانے کا احتمال ہے لیکن وہ مکالمات اور مخاطبات جو اللہ جل شانہٗ کی طرف سے مجھ کو ملے ہیں جن میں یہ لفظ نبوت اور رسالت کا بکثرت آیا ہے ان کو میں بوجہ مامور ہونے کے مخفی نہیں رکھ سکتا"

احباب جماعت ربوہ غور فرمائیں کہ کیا ان کے رویہ نے مسلمانوں کو دھوکہ نہیں لگایا حضور نے اپنی تحریروں میں ان الفاظ کے ذکر کو اول صرف اپنی ذات کے لئے مخصوص نہیں کیا اور وہ بھی بوجہ مامور ہونے کے ہمیں کس طرح یہ حق پہنچتا ہے کہ ہم ہر وقت اپنی بول چال میں یا اپنی تحریروں میں ان الفاظ کا استعمال جاری رکھیں ہاں اگر کوئی سوال کرے تو وہی جواب دیدیں جو حضور نے اپنی کتاب ازالہ اوہام میں دیا ہے جس کا ذکر اوپر گذر چکا ہے۔

خدائی علم

سراج منیر صفحہ ۲ و ۳ پر فرماتے ہیں :-

"مجازی معنوں کی رو سے خدا کو اختیار ہے کہ کسی ملہم کو نبی کے لفظ سے یا مرسل کے لفظ سے یاد کرے .... عرب کے لوگ تو اب تک انسان کے فرستادہ کو بھی رسول کہتے ہیں پھر خدا کو یہ کیوں حرام ہو گیا کہ مرسل کا لفظ مجازی معنوں پر بھی استعمال کرے کیا قرآن میں فقالوا انا الیکم مرسلون بھی یاد نہیں رہا .... بار بار کہتا ہوں کہ یہ الفاظ رسول اور مرسل اور نبی کے میرے الہام میں میری نسبت خدا تعالے کی طرف سے بے شک ہیں لیکن اپنے حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں اور جیسے یہ محمول نہیں ایسے ہی نبی کر کے پکارنا جو حدیثوں میں مسیح موعود کے لئے آیا ہے وہ بھی اپنے حقیقی معنی پر اطلاق نہیں پاتا یہ وہ علم ہے جو خدا نے مجھے دیا ہے جس نے سمجھنا ہو سمجھ لے"۔

علماء ربوہ اور احباب جماعت ربوہ خدارا غور فرمائیں پہلے فرمایا کہ محدثیت کا دعوے خدا کے حکم سے کیا گیا ہے اور پھر فرمایا کہ نبی کا لفظ جو میرے متعلق الہامات میں بھی استعمال ہوا ہے اس کے متعلق خدا نے مجھے یہ علم دیا ہے کہ یہ لفظ محض لغوی اور مجازی معنی میں استعمال ہوا ہے حقیقی معنی میں نہیں کاش ہمارے علماء ربوہ حضور کے اس کہنے سے ہی سمجھ لیں حضور فرماتے ہیں جس نے سمجھنا ہو سمجھ لے امید ہے مولوی اللہ دتہ صاحب اور ان کے ہم نوا علماء پر حضور کے اس قول کی اصل حقیقت واضح ہو گئی ہو گی۔ "میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں"۔ کیونکہ خدا کے حکم کی وضاحت حضور کی مندرجہ بالا تحریر سے پوری طرح ہو جاتی ہے۔

دوسرا فقرہ اور اس کا صحیح مطلب

حضور کا دوسرا فقرہ جس کو مولوی صاحب نے اپنے استدلال کی بنا بنایا ہے یہ ہے :-

"اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر انکار کر سکتا ہوں"

اول تو حضور کی مندرجہ بالا عبارتوں سے واضح ہو جاتا ہے کہ خدا تعالے نے کس معنی میں حضور کا نام نبی رکھا ہے لیکن حقیقۃ الوحی کے ساتھ جو استفتاء حضور نے لگایا ہے اس میں صاف لکھا ہے سمیت نبیًا من اللہ علٰی طریق المجاز لا علٰی وجہ الحقیقۃ یعنی خدا نے جو میرا نام نبی رکھا ہے وہ حقیقی معنی کے لحاظ سے نہیں رکھا بلکہ مجازی معنی کے لحاظ سے رکھا ہے اور آپ بتلا چکے

ہیں کہ یہ وہ علم ہے جو خدا نے مجھے دیا ہے جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ تشریح میں نے اپنے اجتہاد سے کی ہے وہ غلطی پر ہیں۔

خط کا دوسرا حوالہ

ص۲ یعنی دوسرا حوالہ مولوی صاحب نے بدیں الفاظ پیش کیا ہے:۔

"میں نبی ہوں اور اُمتی بھی ہوں تاکہ ہمارے سید و آقا کی وہ پیشگوئی پوری ہو کہ آنے والا مسیح امتی بھی ہوگا اور نبی بھی ہوگا۔"

افسوس مولوی صاحب نے حضور کی اس تشریح کو عمداً نظرانداز کر دیا ہے جو حضور نے ان الفاظ کی فرمائی ہوئی ہے دیکھئے حضور اپنی کتاب ازالہ اوہام صفحہ ۵۳۳ - ۵۳۲ پر کیا فرماتے ہیں:۔

"ہاں یہ بھی سچ ہے کہ آنے والے مسیح کو نبی کرکے بھی بیان کیا گیا ہے مگر اس کو اُمتی کرکے بھی بیان کیا گیا ہے بلکہ خبر دی گئی ہے کہ اے امتی لوگو وہ تم میں سے ہی ہوگا اور تمہارا امام ہوگا۔ .... ان تمام اشارات سے صاف ظاہر ہے کہ وہ واقعی اور حقیقی طور پر نبوت تامہ کی صفت سے متصف نہیں ہوگا ہاں نبوت ناقصہ اس میں پائی جائے گی جو دوسرے لفظوں میں محدثیت کہلاتی ہے اور نبوت تامہ کی شانوں میں سے ایک شان اپنے اندر رکھتی ہے سو یہ بات کہ اس کو امتی بھی کہا اور نبی بھی اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دونوں شانیں امتیت اور نبوت کی اس میں پائی جائیں گی جیسا کہ محدث میں ان دونوں شانوں کا پایا جانا ضروری ہے لیکن صاحب نبوت تامہ تو صرف ایک شان نبوت ہی رکھتا ہے غرض محدثیت دونوں رنگوں سے رنگین ہوتی ہے اسی لئے خدا تعالے نے براہین احمدیہ میں بھی اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا اور نبی بھی۔"

پھر اسی کتاب کے ص۳۰۵ پر فرماتے ہیں:۔

"اور مسیح گذشتہ کی نسبت قطعی طور پر کہا ہے کہ وہ نبی تھا لیکن آنے والے مسیح کو امتی کرکے پکارا ہے جیسا کہ حدیث امامکم منکم سے ظاہر ہے اور حدیث علماء اُمتی کانبیاء بنی اسرائیل میں اشارہ مثیل مسیح کے آنے کی خبر دی ہے۔ چنانچہ اس کے مطابق آنے والا مسیح محدث ہونے کی وجہ سے مجازاً نبی بھی ہے۔" توضیح مرام۔ برکات الدعا۔ سراج منیر

بیان فرمایا ہے بلکہ اس بیان سے تمام کتب بھری ہوئی ہیں مزید برآں کہ حضور نے امتی اور نبی میں نسبت تباین کی بیان فرمائی ہے اور ۱۹۰۱ء کے بعد کی کتب میں بھی اسی نسبت کو قائم رکھا ہے

(حاشیہ پر قلمی تحریر: [illegible])

تیسرا حوالہ

ص۳ میں تیسرا بیان کردہ حوالہ اور اربعین ص۲ کا حوالہ بالمقابل رکھ کر فیصلہ قارئین کرام پر چھوڑتا ہوں:۔

آخری خط کے الفاظ:۔	اربعین کے الفاظ حاشیہ ص۱:۔
"میں صرف اس وجہ سے نبی کہلاتا ہوں کہ عربی اور عبرانی زبان میں نبی کے یہ معنی ہیں کہ خدا سے الہام پاکر بکثرت پیشگوئی کرنے والا اور بغیر کثرت کے یہ معنی متحقق نہیں ہو سکتے"	"یہ الفاظ نبی اور رسول ناقل بطور استعارہ ہیں جیسا کہ حدیث میں بھی مسیح موعود کے لئے نبی کا لفظ آیا ہے ظاہر ہے کہ جس کو خدا بھیجتا ہے وہ اس کا فرستادہ ہی ہوتا ہے اور فرستادہ کو عربی میں رسول کہتے ہیں اور جو غیب کی خبر خدا سے پاکر دیوے اس کو عربی میں نبی کہتے ہیں اسلامی اصطلاح کے معنی الگ ہیں اس جگہ محض لغوی معنی مراد ہیں۔"

دیکھ لیجئے دونوں عبارتوں میں کوئی فرق ہے سوائے اس کے کہ ایک جگہ "صرف" کا لفظ ہے اور دوسری میں "محض" کا لفظ ہے معلوم ہوا حضور لغوی اصطلاح اور اسلامی اصطلاح میں فرق کرتے ہیں لغوی معنی میں نبی ہونے کا اقرار کرتے ہیں اور اسے مجازی نبوت کہتے ہیں اور اسلامی اصطلاح میں نبی ہونے سے انکار کرتے ہیں اور اسے حقیقی نبی کہتے ہیں۔

چوتھا حوالہ

ص۴ میں چوتھا حوالہ ان الفاظ میں پیش کیا ہے:۔

"اس بناء پر خدا نے میرا نام نبی رکھا ہے کہ اس زمانہ میں کثرت مکالمہ مخاطبہ اور کثرت اطلاع بر علوم غیب صرف مجھے ہی عطا کی گئی ہے۔"

اسی کا نام تو حضور نے محض لغوی اصطلاح میں مجازی طور پر نبی رکھا ہے جن کے حوالے اوپر گذر چکے ہیں۔ مولوی صاحب نے ٹکڑے ٹکڑے کرکے سیاق و سباق سے الگ کرکے حوالے پیش کئے ہیں جس نے اسی طرح ان کا اصل مطلب بے معنی کر دیا ہے انشاء اللہ آئندہ قسط ... میں سارا خط بحروف بحرف نقل کر دیا جائے گا جس سے واضح ہو جائے گا کہ حضور کا اصل منشاء اس خط سے کیا ہے کیونکہ مجموعی حیثیت سے سارے خط پر نظر ڈالنا صحیح مفہوم کو واضح کر سکتا ہے۔ مولوی صاحب نے اس خط کی بہت سی عبارتوں کو جو اصل مضمون پر روشنی ڈالتی ہیں قارئین کرام سے عمداً پوشیدہ رکھا ہے اسی طرح "اشتہار ایک غلطی کا ازالہ" میں بھی صرف لغوی معنی سے ہی نبی ہونے کا اقرار کیا ہے اور اسلامی اصطلاح سے نبی ہونے سے انکار کیا ہے اور ظلی اور بروزی نبوت کا ہی اقرار اس میں بھی موجود ہے جو ولایت کا ہی دوسرا نام ہے اللہ تعالےٰ ہمارے بھائیوں کی آنکھیں کھولے اور ان میں نور پیدا کرے تا وہ حقیقت کو دیکھ سکیں اور اسے قبول کر سکیں آمین

خداوند یسوع مسیح کی بشارت۔ بقیہ از ص۱

against Them who shall say That I am more than man (Chapter 72).

گذارش ۔ یہ تھا وہ حق جس کو سرانجام دینے کے لئے خداوند یسوع مسیح اس دنیا میں تشریف لائے تھے To prepare the way for the messenger of God خداوند یسوع مسیح نے یہ بھی ارشاد فرمایا تھا (دیکھو یوحنا ۱۴ : ۱۵) کہ "اگر تم مجھ سے محبت رکھتے ہو تو میرے حکموں پر عمل کرو"۔ کیا میں عیسائی دوستوں سے باادب یہ گذارش کر سکتا ہوں کہ کیا وہ خداوند یسوع مسیح کے اس حکم کی تعمیل کرتے ہوئے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں گے؟

وما علینا الا البلاغ۔

ماسٹر فقیر اللہ صاحب کی وفات

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک پرانے بزرگ ماسٹر فقیر اللہ صاحب جو حضرت امیر مرحوم کے ساتھ اختلاف سلسلہ کے موقعہ پر قادیان سے ہجرت کرکے لاہور آگئے تھے اور ایک عرصہ تک احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور میں کام کرتے رہے اور بعد ازاں قادیان چلے گئے۔ ۹ راگست کو مسلم ٹاؤن لاہور میں وفات پاگئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان کے مختصر حالات محمد عبد اللہ صاحب شیشن ماسٹر جھنگ نے لکھ کر بھیجے ہیں جو ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:۔

۱۱ راگست ۱۹۶۵ء مکرم مولانا صاحب۔ زاد عنایتہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مختصر حالات زندگی ماسٹر فقیر اللہ صاحب براہ مہربانی پیغام صلح کے آئندہ پرچے میں شائع ... فرماکر ہم سب بھائیوں کو مشکور فرمائیں۔

تاریخ پیدائش:۔ ۱۸۷۶ - ۶ - ۲۴

تاریخ وفات:۔ ۱۹۶۵ - ۸ - ۹

بمقام مسلم ٹاؤن لاہور تقریباً ۸۹ سال کی عمر میں وفات پائی انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم پابند صوم و صلوٰۃ تہجد گذار بزرگ تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خاص الخاص قرب حاصل تھا جس کی وجہ سے ان کی نظر انتخاب نے اپنے بچوں میاں محمود احمد صاحب اور مرزا بشیر احمد صاحب ، مرحوم امیر مرزا شریف احمد صاحب مرحوم اور مرزا عزیز احمد صاحب کی تعلیم و تربیت کے لئے مامور فرمایا قبلہ والد صاحب کی پیدائش پشاور میں ہوئی اور حضرت مولانا غلام حسن صاحب مرحوم کی تبلیغ، محبت اور وساطت سے قادیان تشریف لے گئے۔ ۱۸۸۶ء میں بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ عالیہ میں شامل ہو گئے۔ اور "ماسٹر" کے لقب سے مشہور ہوئے۔ بعد میں ۱۹۱۴ء میں قادیان دیگر بزرگان سلسلہ کے ساتھ ہجرت کرکے لاہور تشریف لے آئے اور کمال خوش الحانی کی وجہ سے عرصہ تک امام الصلوٰۃ احمدیہ بلڈنگس رہے۔ صبح کی نماز میں ایک رکعت میں سورۃ یٰسین پڑھنے کو افضل سمجھتے۔ بعد میں ۱۹۲۷ء میں میری والدہ مرحومہ کی صحت کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم کے مشورہ سے مسلم ٹاؤن میں سب سے پہلے رہائش اختیار کی جس کی وجہ سے وہ مسلم ٹاؤن کے پرانے باشندوں میں مسلم ٹاؤن کے بابا آدم کے نام سے مشہور تھے اور اس وقت وہ مسلم ٹاؤن کے معمر ترین بزرگ تھے۔ مرحوم نے نشانی ۶ لڑکے ۵ لڑکیاں چھوڑی ہیں جو سب شادی شدہ ہیں۔ اس کے علاوہ مرحوم کے ۲۱ پوتے ۱۲ پوتیاں ۱۷ نواسے ۱۷ نواسیاں ۲ پڑپوتے ۴ پڑپوتیاں ۷ پڑنواسے ۴ پڑنواسیاں۔ کل ۹۹ بچے چھوڑے ہیں۔ ماشاء اللہ

بزرگان سلسلہ عالیہ سے استدعا ہے کہ ان کے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تبارک و تعالےٰ ان کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور ہمیں صبر جمیل عطا فرمائے۔

دیگر جماعتوں سے غائبانہ نماز جنازہ کی بھی درخواست ہے۔ والسلام۔ راقم ایم ایم حمید اللہ۔ شیشن ماسٹر جھنگ صدر

مرزا معصوم بیگ صاحب (راولپنڈی)

خداوند یسوع مسیح کی بشارت

واذ قال عیسٰی ابن مریم یٰبنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم مصدقاً لما بین یدی من التوراۃ و مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد ۔ فلما جاءھم بالبینٰت قالوا ھذا سحر مبین (الصف ۶)

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے ایک قدیم تاریخی واقعہ کا ذکر کیا ہے ۔ فرمایا ۔ جب عیسٰی ابن مریم نے اپنی قوم کو مخاطب کر کے کہا
" اے بنی اسرائیل ۔ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے لئے رسول ہو کر آیا ہوں ۔ اور میں تصدیق کرتا ہوں جو میرے سامنے تورات سے ہے ۔ اور بشارت دیتا ہوں ایک رسول کی جو میرے بعد آئے گا اور اس کا اسم گرامی احمد ہے ۔ سو جب وہ اُن کے پاس کھلی دلیلیں لے کر آیا تو انہوں نے کہا یہ صریح جادو ہے "

حضرت مسیح علیہ السلام کے پیش نظر وہ پیشگوئی تھی جو اللہ تعالیٰ نے توراۃ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبانی مثیل موسیٰ نبی کے متعلق ارشاد فرمائی تھی اور جس نبی کا انتظار بھی بنی اسرائیل ڈیڑھ ہزار سال سے بڑی شدت سے کر رہے تھے ۔ خداوند خدا نے موسیٰ کو مخاطب کر کے کہا تھا :-
" میں ان کے لئے (یعنی بنی اسرائیل کے لئے) ان کے بھائیوں میں سے (یعنی بنی اسمٰعیل میں سے) تیری مانند ایک نبی برپا کروں گا ۔ اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا ۔ اور جو کچھ میں اسے حکم دوں گا وہ سب کچھ اُن سے کہے گا " (استثناء ۱۸:۱۸)

بنی اسرائیل کی سرکشی

بنی اسرائیل اللہ تعالیٰ کی برگزیدہ قوم تھی جس میں حضرت موسیٰ سے لے کر ڈیڑھ ہزار سال تک پے در پے نبی آتے ۔ لیکن اس نافرمان قوم نے نہ صرف انبیاء کی تکذیب کی بلکہ انہیں طرح طرح کی وحشتناک ایذائیں دیں اور ان کے قتل کے منصوبے باندھے ۔ اللہ تعالیٰ نے کئی مرتبہ انہیں وارننگ بھی دی مگر بنی اسرائیل اپنی حرکات سے باز نہ آئے ۔ پھر خدا تعالیٰ نے نبوکدنضر شاہ بابل کو ان پر مسلط کیا ۔ اُس نے بیت المقدس پر بار بار حملے کر کے بنی اسرائیل کو تاخت و تاراج کر دیا ۔ پھر فارس کے بادشاہوں نے انہیں تباہ و برباد کیا ۔ ان کے بعد انٹیوکس .... (ANTIOCHUS) شاہ انطاکیہ نے ان کی سرکوبی کی ۔ لیکن بنی اسرائیل بھی بنی اسرائیل تھے وہ پھر اپنی سرکشی ۔ فساد اور بت پرستی سے باز نہ آتے حتیٰ کہ مسیح ابن مریم کا ظہور ہوا ۔ یہ اُن کے لئے اپنی اصلاح کرنے کا آخری موقع تھا لیکن انہوں نے مسیح ابن مریم کی بھی تکفیر اور تکذیب کی اور انہیں صلیب پر لٹکا کر قتل کرنے کی سازش کی ۔

آخری حکم

اب اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح ابن مریم کی زبانی اپنا آخری حکم بنی اسرائیل کو سنایا جو متی کی انجیل میں یوں مرقوم ہے :-
" جس پتھر کو معماروں نے رد کیا وہی کونے کے سرے کا پتھر ہو گیا ۔ یہ خداوند کی طرف سے ہوا اور ہماری نظر میں عجیب ہے ؟ اس لئے میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا کی بادشاہت تم سے لے لی جائے گی اور اس قوم کو جو اس کے پھل لائے دی جائے گی ۔ اور جو اس پتھر پر گرے گا ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا لیکن جس پر وہ گرے گا اسے پیس ڈالے گا "
(متی ۲۱: ۴۲ تا ۴۴)

معماروں سے مراد بنی اسرائیل ہیں جو بنی اسمٰعیل کو ہمیشہ رد کرتے رہے آخر کار انہی بنی اسمٰعیل میں سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسا نبی پیدا ہوا جو کونے کا پتھر بنا اور اس کا اقبال ایسا چمکا کہ جو اس کے مقابل پر کھڑا ہوا وہ چُور چُور ہوا مثلاً مشرکین اور یہود عرب ۔ بنو قریظہ خیبر کے یہودی وغیرہ ۔ اور جس پر وہ پتھر گرا اسے پیس ڈالا مثلاً سلاطین روم ۔ اور ایران ۔ شاہان یونان ۔ اور شام وغیرہ ۔ خدا کی بادشاہت فی الحقیقت بنی اسرائیل سے چھین لی گئی ۔ اور تاریخ اس بات کی شہادت دیتی ہے کہ مسیح کے بعد آج تک بنی اسرائیل میں کوئی نبی نہیں آیا ۔ اور یہ نعمت دوسری قوم یعنی بنی اسمٰعیل کو دی گئی جو محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت سے پھل لائی ۔

خداوند یسوع مسیح کی بشارت

متی کی انجیل میں لکھا ہے کہ فرمایا خداوند یسوع مسیح نے :-
" یہ نہ سمجھو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں ۔ منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں ۔ کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائیں ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت سے ہرگز نہ ٹلے گا جب تک سب کچھ پورا نہ ہو جائے " (۵: ۱۷)

خداوند یسوع مسیح کو صرف دو ضروری اعلان کرنے کے لئے اس دنیا میں .... بھیجا گیا تھا ۔ ایک اعلان میں جیسا کہ میں ابھی ذکر کر چکا ہوں ۔ بنی اسرائیل کے لئے روحانی موت کا حکم تھا کہ خدا کی بادشاہت یعنی تمام الہام و نبوت کی نعمت اب تم سے لے لی جائے گی اور اس قوم کو جو اس کے پھل لائے دے دی جائے گی اور دوسرے اعلان میں ایک بہت بڑی خوشخبری دی تھی کہ میرے بعد ایک عظیم الشان رسول آئے گا جس کا اسم گرامی احمد ہے ۔ برنباس کی انجیل میں لکھا ہے :-
" یسوع نے کہا ۔ وہ کیسا مبارک زمانہ ہے جس میں کہ یہ رسول دنیا میں آئے گا ۔ تم مجھے سچا مانو ۔ میں نے اس کو دیکھا اور اس کے سامنے عزت و حرمت کو پیش کیا (دیکھنے اس کی تعظیم کی) جیسا کہ اس کو ہر نبی نے دیکھا ہے کیونکہ اللہ ان نبیوں کو اس کی روح بطور پیشگوئی عطا کرتا ہے ۔ اور جب میں نے اس کو دیکھا میں تسلی سے بھر کر کہنے لگا ۔ اے محمد اللہ تیرے ساتھ ہو ۔ اور مجھ کو اس قابل بنائے کہ میں تیری جوتی کا تسمہ کھولوں ۔ کیونکہ اگر میں یہ شرف حاصل کر لوں تو بڑا نبی اور اللہ کا مقدس ہو جاؤں گا ۔ اور جبکہ یسوع نے اس بات کو کہا اس نے اللہ کا شکر ادا کیا (۴۴: ۱۹ تا ۳۲)

O Mohammad, God be with thee, and may he make me worthy to untie thy shoelatchet, for obtaining this I shall be a great prophet and holy one of God.

یہ ہے وہ انجیل جس کو سنانے کے لئے خداوند یسوع مسیح اس دنیا میں تشریف لائے تھے ۔ انجیل کے معنے خوشخبری یا بشارت کے ہوتے ہیں ۔
متی کی انجیل میں لکھا ہے (۴: ۱۷) کہ جب یسوع نے گلیل سے آ کر دریائے یردن میں یوحنا سے بپتسمہ لیا ۔
" اُس وقت سے یسوع نے منادی کرنا اور یہ کہنا شروع کیا کہ توبہ کرو کیونکہ آسمان کی بادشاہت نزدیک آ گئی ہے "
آسمان کی بادشاہت محمد رسول اللہ کی آمد سے قائم ہونے والی تھی یہ بادشاہت مسیح کے آنے سے قائم نہیں ہوئی تھی ۔ مسیح تو صرف اس کا مبشر تھا ۔

رُوحِ حق

اب ذرا یوحنا کی انجیل کو کھولئے ۔ باب ۱۶ آیات ۱۲ تا ۱۴ ۔ خداوند یسوع مسیح اپنے شاگردوں کو مخاطب کر کے ارشاد فرماتے ہیں :-
" مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنا ہے مگر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے ۔ لیکن جب وہ یعنی روحِ حق آئے گا ۔ تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائے گا ، اس لئے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا لیکن جو کچھ سنے گا وہی کہے گا اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گا ۔ اور میرا جلال ظاہر کرے گا "

میں نے ایک دفعہ راولپنڈی میں ایک پادری صاحب سے سوال کیا کہ یہ روحِ حق کون ہے جس کی آمد کی بشارت خداوند یسوع مسیح نے اپنے شاگردوں کو دی تھی ۔ جواب دیا ۔ اس سے مراد روح القدس کا نزول ہے جو پنتیکاست کے دن حواریوں پر ہوا اور وہ سب روح القدس سے بھر گئے تھے ۔

پنتیکاست (PENTECOST) ایک یہودی تہوار کا دن ہے ۔ اعمال کی کتاب (باب ۲) میں یہ قصہ یوں بیان کیا گیا ہے کہ خداوند یسوع مسیح کے آسمان پر چلے جانے کے دس دن بعد جبکہ شاگرد پنتیکاست کے دن ایک جگہ جمع تھے وہ اچانک روح القدس سے بھر گئے اور طرح طرح کی بولیاں بولنے لگے ۔ لوگ جمع ہو گئے اور حیران تھے کہ یہ کیا تماشہ ہے ۔ اور بعض نے ٹھٹھا کر کے کہا کہ یہ تو تازہ مے کے نشے میں ہیں ۔ لیکن پطرس نے گیارہ کے ساتھ کھڑا ہو کر اپنی آواز بلند کر کے لوگوں سے کہا :-
" اے یہودیو اور اے یروشلم کے سب رہنے والو یہ جان لو اور کان لگا کر میری باتوں کو سنو ۔ کہ جیسا تم سمجھتے ہو یہ نشہ میں نہیں کیونکہ ابھی تو پہر ہی دن چڑھا ہے ۔ بلکہ یہ وہ بات

ہے جو ڈینیل نبی کی معرفت کہی گئی ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ آخری دنوں میں ایسا ہوگا کہ میں اپنے روح میں سے ہر بشر پر ڈالوں گا اور تمہارے بیٹے اور بیٹیاں نبوت کریں گی۔ اور تمہارے جوان رویا اور تمہارے بڈھے خواب دیکھیں گے۔"

میں نے کہا سن لیا پادری صاحب؟ یہ وہ بات ہے جو ڈینیل نبی کی معرفت کہی گئی تھی۔ خداوند یسوع مسیح کی روح حق کی بشارت کا اس واقعہ سے کوئی تعلق نہیں۔ اور نہ ہی وہ بشارت پینٹی کاسٹ کے دن پوری ہوئی۔

روح حق کی شناخت

ایک اور موقعہ پر اسی روح حق کا ذکر کرتے ہوئے خداوند یسوع مسیح نے ارشاد فرمایا تھا اپنے شاگردوں کو مخاطب کرکے:۔

" اگر تم مجھ سے محبت رکھتے ہو تو میرے حکموں پر عمل کرو۔ اور میں باپ سے درخواست کروں گا تو وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشے گا۔ جو ابد تک تمہارے ساتھ رہے گا۔ یعنی روح حق جسے دنیا حاصل نہیں کر سکتی کیونکہ وہ اُسے نہیں دیکھتی اور نہ اسے جانتی ہے۔" (یوحنا ۱۴:۱۶)

خداوند یسوع مسیح کے ان دونوں بیانات پر یکجائی نظر ڈالنے سے ذیل کے نشانات اس روح حق کو شناخت کرنے کے لئے بیان کئے گئے ہیں:

(۱) " مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنا ہے مگر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے لیکن جب وہ روح حق آئے گا تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائے گا"

معلوم ہوا خداوند یسوع مسیح کے وقت میں دین اپنے کمال کو نہیں پہنچا تھا انہوں نے نامکمل تعلیم دی کیونکہ جماعت مومنین کا روحانی ارتقاء اس درجہ تک نہیں ہوا تھا کہ انہیں مکمل تعلیم دی جاتی۔ اس لئے فرمایا۔ روح حق تم کو مکمل تعلیم دے گا اور تمام سچائی کی راہ دکھائے گا۔

(۲) دوسرا نشان یہ بیان فرمایا " وہ اپنی طرف سے کچھ نہ کہے گا بلکہ جو سنے گا وہ کہے گا" یعنے وہ نبی ہوگا اور خدا تعالے کے احکام جو اس پر بذریعہ وحی نازل ہوں گے لوگوں تک پہنچائے گا۔ یہ الفاظ دیگر وہ نئی شریعت کا لانے والا ہوگا۔

(۳) تیسرا نشان ۔ " وہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے گا" یعنی اس کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ کیونکہ دوسرے نبی کے آنے سے پہلے نبی کی نبوت کا زمانہ ختم ہو جاتا ہے۔

(۴) " آئندہ کی خبریں دے گا" یعنی پیشگوئیاں کرے گا۔

(۵) پانچواں نشان یہ بتلایا کہ " وہ میرا جلال ظاہر کرے گا"۔ یعنے مسیح پر لگائے گئے ہوئے الزامات کی تردید کرکے اس کی عزت اور عظمت قائم کرے گا۔

سوال

میں نے کہا۔ پادری صاحب بتلایئے کہ سچائی کا وہ نامکمل راستہ جس پر حواریوں کو چھوڑ کر خداوند یسوع مسیح اس دنیا سے تشریف لے گئے تھے روح القدس نے کیسے مکمل کیا اور کیا تکمیل کی۔ نیز وہ کونسی نئی تعلیم اور ہدایت ہے جو روح القدس نے پینٹی کاسٹ کے دن حواریوں کو دی اور وہ کہاں درج ہے؟

اور جن باتوں کے سننے اور ان پر عمل کرنے کی طاقت خداوند یسوع مسیح کی زندگی میں تو حواریوں کے اندر نہ تھی وہ طاقت مسیح کی وفات کے بعد صرف دس دن کے اندر ان میں کیسے آ گئی اور اس کے آ جانے کا تاریخی ثبوت کیا ہے؟ کہا پادری صاحب ان سوالات کا کیا جواب دے سکتے ہیں۔

راستی کے سامنے کب جھوٹ چلتا ہے بھلا
قدر کیا پتھر کی لعل بے بہا کے سامنے

وہ یہی کہتے رہے کہ اگر روح القدس سے بھر گئے تھے اور وہ عجیب باتیں بولنے لگے تھے جس طرح روح نے انہیں بولنے کی طاقت بخشی۔ اور ان کے اندر روحانی تغیر پیدا ہو گیا تھا۔

میں نے گذارش کی کہ اس روحانی تغیر کی شہادت جو روح القدس نے ان کے اندر پیدا کر دیا تھا ذرا اپنے خداوند یسوع مسیح کے جانشین پولوس رسول کی زبانی سن لیجئے۔ کرنتھیوں کے نام پہلا خط۔ باب پنجم۔ آیت اول میں پولوس لکھتا ہے جماعت مومنین کو مخاطب کرکے :۔

" یہاں تک سننے میں آیا ہے کہ تم میں حرامکاری ہوتی ہے بلکہ ایسی حرامکاری جو غیر قوموں میں نہیں ہوتی۔ چنانچہ تم میں سے ایک شخص اپنے باپ کی بیوی کو رکھتا ہے اور تم افسوس تو کرتے نہیں تاکہ جس نے یہ کام کیا ہے وہ تم میں سے نکالا جائے بلکہ شیخی مارتے ہو"

کیا عظیم الشان روحانی تغیر ہے جو روح القدس نے ان کے اندر پیدا کیا؟

محمد رسول اللہ

میں نے پادری صاحب کو بتایا کہ پینٹی کاسٹ کے دن خداوند یسوع مسیح کی بشارت پوری نہیں ہوئی۔ نہ روح القدس نے وہ باتیں بتلائیں جو مسیح نہ بتلا سکتے تھے۔ نہ روح القدس نے آئندہ کی خبریں دیں۔ نہ مسیح کی بزرگی اور جلال ظاہر کیا بلکہ اس دن ایک لفظ بھی خداوند یسوع مسیح کے بارے میں نہ کہا۔

لیکن یہ بشارت اُس وقت پوری ہوئی جب خداوند یسوع مسیح کی پیشگوئی کا حقیقی مصداق۔ روح حق۔ عرب کے ریگستان سے اُٹھ کر دنیا کی اسٹیج پر تشریف لایا۔ اور اس نے بآواز بلند اعلان کیا جاء الحق وزھق الباطل ۔ ان الباطل کان زھوقاً حق آ گیا ہے اور باطل ہلاک ہو گیا ۔ بے شک باطل ہلاک ہونے والا ہی تھا۔

ہندوؤں کی مقدس کتابوں ۔ بھوشیہ پران اور اتھروید میں بھی اسی روح حق کا یہی نشان بتلایا . . . .

. . . . مرد سُتھل فواسنیم

وہ عرب کے ریگستان کا رہنے والا ہوگا۔ . . . .

. . . .

اُشٹر لیسیہ پرواہنو دھومنتو دوُز درکشش ۔ اس کی سواری میں دو خوبصورت اونٹنیاں ہوں گی۔

محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام سچائی کی راہ بتلائی اور اس تعلیم کو مکمل کیا جسے خداوند یسوع مسیح نامکمل چھوڑ گئے تھے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالے ارشاد فرماتا ہے الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی۔ آج میں نے دین کو تمہارے لئے کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت کو پورا کر دیا۔ ورضیت لکم الاسلام دینا۔ اور تمہارا دین اسلام ہونے پر میں راضی ہوا۔ انجیل میں لکھا ہے :۔

" کیونکہ ہمارا علم ناقص ہے اور ہماری نبوت ناتمام ہے لیکن جب کامل آئے گا تو ناقص جاتا رہے گا"۔ (۱۔ کرنتھیوں ۱۳:۹)

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالے کی طرف سے نئی شریعت لائے جو قرآن کریم کے اوراق میں مرقوم ہے۔

" تیسرا نشان یہ تھا کہ وہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے گا"۔ حضرت نبی کریمؐ خاتم النبیین ہیں۔ آپؐ کے بعد تا قیامت کوئی نبی نہیں آئے گا اور آپؐ کی نبوت کا دور ابد تک رہے گا۔

" وہ میرا جلال ظاہر کرے گا" حضرت نبی کریمؐ نے ان تمام الزامات کی تردید کی جو یہودیوں نے خداوند یسوع پر لگائے تھے۔ اور فرمایا۔ وجیھا فی الدنیا والاخرۃ ومن المقربین مسیح ابن مریم اللہ تعالے کا پاک برگزیدہ رسول ہے جو دنیا اور آخرت میں وجاہت والا اور اللہ تعالے کے مقربوں میں سے ہوگا۔ دیکھ لیا آپ نے؟ خداوند یسوع مسیح کی بشارت کس قدر صفائی اور خوبی کے ساتھ حضرت محمد رسول اللہ صلعم کی ذات اقدس میں پوری ہوئی۔

انگورستان کی تمثیل

خداوند یسوع مسیح اپنی باتوں کو سمجھانے کے لئے اکثر اوقات تمثیلوں میں کلام کیا کرتے تھے۔ متی کی انجیل میں لکھا ہے (۱۳:۱۴)

" میں ان سے تمثیلوں میں اس لئے بات کرتا ہوں کہ وہ دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتے اور سنتے ہوئے نہیں سنتے اور نہیں سمجھتے۔ اور ان کے حق میں یسعیاہ نبی کی پیشگوئی پوری ہوتی ہے کہ تم کانوں سے سنو گے پر ہرگز نہ سمجھو گے اور آنکھوں سے دیکھو گے پر ہرگز معلوم نہ کرو گے کیونکہ اس اُمت کے دل پر چربی چھا گئی ہے اور وہ کانوں سے اونچا سنتے ہیں اور انہوں نے اپنی آنکھیں بند کر لی ہیں تا ایسا نہ ہو کہ آنکھوں سے معلوم کریں اور کانوں سے سنیں اور دل سے سمجھیں اور رجوع لائیں اور میں ان کو شفا بخشوں"

انجیل شریف میں آپ کی بیان کردہ چھوٹی بڑی ۹۰ تمثیلیں ہیں۔ ان میں سے ایک۔ انگورستان کی تمثیل ہے Parable of the vineyard فرمایا:۔

ایک شخص نے انگورستان لگایا اور باغبانوں کو ٹھیکہ پر دیکر چلا گیا۔ پھل کے موسم پر مالک اپنے نوکروں کو پھل کا حصہ وصول کرنے کے لئے بھیجتا۔ لیکن باغبان اُن کو مار پیٹ کر ہر دفعہ خالی ہاتھ نکال دیتے۔ کسی کو سنگسار کرتے۔ آخر مالک نے اپنے بیٹے کو بھیجا کہ اس کا تو لحاظ کریں گے۔ باغبانوں نے یہ سازش کی کہ یہ انگورستان کا وارث ہے۔ اس کو قتل کرکے میراث پر قبضہ کر لیں۔ اور اُسے قتل کر دیا یہاں تک بیان کرکے مسیح نے لوگوں سے پوچھا:۔

" جب انگورستان کا مالک آئے گا تو ان باغبانوں کے ساتھ کیا کرے گا؟ انہوں نے اس سے کہا کہ ان بدکاروں کو بری طرح ہلاک کرے گا اور باغ کا ٹھیکہ دوسرے باغبانوں کو دے گا جو موسم پر اس کو پھل دیں۔ یسوع نے ان سے کہا کیا تم نے کتاب مقدس میں کبھی نہیں پڑھا کہ جس پتھر کو معماروں نے رد کیا وہی کونے کے سرے کا پتھر ہو گیا۔ یہ خداوند کی طرف سے ہوا اور ہماری نظر میں عجیب ہے؟ اس لئے

میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا کی بادشاہت تم سے لے لی جائے گی اور اس قوم کو جو اس کے پھل لائے دے دی جائے گی۔ اور جو اس پتھر پر گرے گا ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا لیکن جس پر وہ گرے گا اُسے پیس ڈالے گا۔

اس تمثیل میں انگورستان سے مراد نبوت ۔ باغبانوں سے مراد بنی اسرائیل اور بیٹے مراد خداوند یسوع مسیح ہیں۔ یہاں بھی کس صفائی کے ساتھ بیان فرمایا کہ نبوت اب بنی اسرائیل سے چھین لی جائے گی اور دوسری قوم یعنی بنی اسمٰعیل کو دی جائے گی۔ اور تاریخ اس بات کی شہادت دیتی ہے کہ ایسا ہی ہوا۔ وہ قوم جس میں پے درپے انبیاء آتے تھے۔ اُن کے اندر مسیح ابن مریم کے بعد کوئی نبی نہیں آیا اور دوسری طرف یعنی بنی اسمٰعیل میں ایک عظیم الشان نبی پیدا ہوا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

مالک خود آئے گا

فرمایا۔ بیٹے کے قتل کے بعد باغبانوں کو سزا دینے کے لئے مالک خود آئے گا۔ یعنی خدا خود آئے گا۔ اس سے کیا مراد ہے؟ اس سے مراد محمد رسول اللہ صلعم کی آمد ہے۔ خدا کے آنے سے مراد ایسے انسان کامل کی آمد ہوتی ہے جس میں الٰہی صفات ظلی طور پر بدرجہ اتم پائی جائیں جس طرح سے ایک صاف و شفاف شیشہ میں دیکھنے والے کی تمام و کمال شکل منعکس ہو جاتی ہے۔[۲] اس لحاظ سے محمد رسول اللہ الوہیت کے مظہر اتم ہیں۔ آپؐ کا کلام خدا کا کلام، آپ کا ظہور خدا کا ظہور۔ اور آپؐ کا آنا خدا کا آنا ہے۔ چنانچہ قدیم نوشتوں میں محمد رسول اللہ کی آمد کو خدا کی آمد کہا گیا ہے۔

۲ اسی طرح انسان کامل میں الٰہی صفات ظلی طور پر ظاہر ہوتی ہیں

حضرت موسٰے نے توریت میں پیشگوئی کی تھی۔

خداوند سینا سے آیا۔ شعیر سے اُن پر طلوع ہوا۔ وہ کوہ فاران سے جلوہ گر ہوا۔ وہ دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آیا۔ اور اس کے دہنے ہاتھ میں ان کے لئے آتشی شریعت تھی

(استثناء ۳۳ : ۲)

فاران اُن پہاڑوں کا قدیم نام ہے جو مکہ کے ارد گرد ہیں۔ اس پیشگوئی کے تین حصے ہیں۔ خداوند سینا سے آیا۔ خداوند شعیر سے طلوع ہوا۔ خداوند کوہ فاران سے جلوہ گر ہوا۔ پہلے دو حصوں میں موسٰے اور مسیح کی بعثت کی طرف اشارہ ہے اور تیسرے حصہ میں محمد رسول اللہؐ کی بعثت کا ذکر ہے۔ فتح مکہ کے وقت جب حضرت نبی کریمؐ کوہ فاران پر جلوہ گر ہوئے تو دس ہزار پاک اور قدوسی صحابہ آپؐ کے ہمرکاب تھے۔ ان تینوں حصوں کے الفاظ میں فرق صاف تبلا رہا ہے کہ پہلی دو بعثتوں میں محض خداوند کا آنا یا طلوع ہونا .... بطور تمہید تھا۔ اور خداوند کی اصل جلوہ گری کوہ فاران سے وابستہ تھی۔

یسعیاہ نبی نے حضرت محمد رسول اللہ کے بارے میں پیشگوئی کرتے ہوئے یہ کہا تھا کہ :۔

"خداوند بہادر کی مانند نکلے گا۔ وہ جنگی مرد کی مانند اپنی غیرت دکھلائے گا۔ وہ نعرہ مارے گا۔ ہاں وہ للکارے گا وہ اپنے دشمنوں پر غالب آئے گا۔ (۴۲ : ۱۳)

محمد رسول اللہ کی آمد گویا خدا تعالےٰ کا خود آنا تھا۔

قُرب الٰہی

حضرت مجدد الزمان حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں :۔

"جاننا چاہیئے کہ قرب الٰہی کی تین قسمیں ہیں۔ اوّل قسم قرب کی خادم اور مخدوم کی تشبیہہ سے مناسبت رکھتی ہے۔ جیسے ایک نوکر با اخلاص یا وفا اپنے آقا کی اس قدر محبت و اخلاص و یکرنگی میں ترقی کر جاتا ہے جو بوجہ ذاتی محبت کے جو اس کے دل میں پیدا ہو جاتی ہے اپنے آقا سے ہم طبیعت اور ہم طریق ہو جاتا ہے۔ اور اس کی مرادات کا ایسا ہی طالب اور خواہاں ہوتا ہے جیسے آقا خود اپنی مرادات کا خواہاں ہوتا ہے۔ اسی طرح بندہ وفادار کی حالت اپنے مولا کریم کے ساتھ ہوتی ہے یعنی وہ بھی اپنے اخلاص اور صدق و صفا میں ترقی کرتا کرتا اس درجہ تک پہنچ جاتا ہے کہ اپنے وجود سے بکلی محو و فنا ہو کر اپنے مولا کریم کے رنگ میں مل جاتا ہے۔

قرب کی دوسری قسم ولد اور والد کی تشبیہہ سے مناسبت رکھتی ہے کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے فاذکروا اللّٰہ کذکرکم اٰبآءکم او اشد ذکراً یعنی اپنے خدائے جلشانہ کو ایسے دلی جوش محبت سے یاد کرو جیسا باپوں کو یاد کیا جاتا ہے۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ مخدوم اُس وقت باپ سے مشابہ ہو جاتا ہے جب محبت میں غایت درجہ شدت واقع ہو جاتی ہے ...... اور جیسے بیٹے کو اپنے باپ کا وجود تصور کرنے سے ایک روحانی نسبت کا احساس ہوتا ہے۔ اور جیسے بیٹا اپنے باپ کا حُلیہ اور نقوش نمایاں طور پر اپنے چہرہ پر ظاہر رکھتا ہے اور اس رفتار اور کردار اور خو بو بصفائی تمام اس میں پائی جاتی ہے علی ہٰذالقیاس یہی حال اس میں ہوتا ہے۔

تیسری قسم کا قرب ایک ہی شخص کی صورت اور اس کے عکس سے مشابہت رکھتا ہے۔ یعنے جیسے ایک شخص آئینہ صاف و وسیع میں اپنی شکل دیکھتا ہے تو شکل اس کی معہ اپنے تمام نقوش کے جو اس میں موجود ہیں عکسی طور پر اس آئینہ میں دکھائی دیتی ہے۔ ایسا ہی اس قسم ثالث قرب میں تمام صفات الٰہیہ صاحب قرب کے وجود میں تمام و کمال منعکس ہو جاتی ہیں اور یہ انعکاس ہر ایک قسم کے تشبہ سے جو پہلے .... اس سے بیان کیا گیا ہے اتم اور اکمل ہے کیونکہ یہ صاف ظاہر ہے کہ جیسے ایک شخص آئینہ صاف میں اپنا منہ دیکھ کر اس شکل کو اپنی شکل کے مطابق پاتا ہے وہ مطابقت اور مشابہت اُس کی شکل سے نہ کسی غیر کو کسی حیلہ یا تکلف سے حاصل ہو سکتی ہے اور نہ کسی فرزند میں ایسی ہو بہو مطابقت پائی جاتی ہے .... ایسا ہی ظل الوہیت ہونے کی وجہ سے مرتبہ الٰہیہ سے اس کو ایسی مشابہت ہے جیسے آئینہ کے عکس کو اپنے اصل سے ہوتی ہے ....

تمثیلی بیان میں حضرت مسیح کو بیٹے سے تشبیہہ دی گئی ہے بباعث اس نقصان کے جو ان میں باقی رہ گیا ہے کیونکہ حقیقت عیسویہ مظہر اتم صفات الوہیت نہیں ہے بلکہ اس کی شاخوں میں سے ایک شاخ ہے۔ برخلاف حقیقت محمدیہ کے کہ وہ جمیع صفات الٰہیہ کا اتم و اکمل مظہر ہے جس کا ثبوت عقلی و نقلی طور پر کمال درجہ پر پہنچ گیا ہے۔ سو اسی وجہ سے تمثیلی بیان میں ظلی طور پر خدا کے قادر اور ذوالجلال سے آنحضرتؐ کو آسمانی کتابوں میں تشبیہہ دی گئی ہے۔ جو ابن کی بجائے اب ہے۔ اور حضرت مسیح علیہ السلام کی تعلیم کا اضافی طور پر ناقص ہونا۔ اور قرآنی تعلیم کا سب الہامی تعلیموں سے اکمل و اتم ہونا۔ وہ بھی در حقیقت اسی بنا پر ہے کیونکہ ناقص پر ناقص فیضان ہوتا ہے اور اکمل پر اکمل۔

مسیح کا مشن

برنباس کی انجیل میں لکھا ہے :۔

یسوع نے کہا۔ اے برنباس میں اب بہت جلد دنیا سے جاؤں گا۔ تب حواری یہ کہتے ہوئے روئے۔ اے معلم۔ تو ہمیں کس لئے چھوڑ دے گا کیونکہ ہمارے واسطے یہ زیادہ مناسب ہے کہ ہم مر جائیں بہ نسبت اس کے کہ تو ہمیں چھوڑ جائے۔ یسوع نے جواب دیا۔ تمہارے دل بے چین نہ ہوں اور تم نہ ڈرو۔ اس لئے کہ ہرگز میں ہی وہ نہیں ہوں جس نے تم کو پیدا کیا ہے بلکہ اللہ جس نے تم کو پیدا کیا ہے حفاظت کرے گا۔ باقی رہا میرا خاص معاملہ۔ سو میں تحقیق اس لئے آیا ہوں کہ رسول اللہ کے واسطے جو اب جلد دنیا کے لئے چھٹکارے کا ذریعہ لے کر آئے گا راستہ صاف کروں۔

As for me, I am now come to the world to prepare the way for the messenger of God who shall bring salvation to the world.

. . . .

. . . .

لیکن تم اس بات سے ڈرتے رہو کہ دھوکا دیئے جاؤ۔ اس واسطے کہ بعد میں بہت سے جھوٹے نبی آئیں گے جو میرے کلام کو اخذ کریں گے اور میری انجیل کو ناپاک بنائیں گے۔ Contaminate my gospel.

تب اندریاس نے کہا۔ اے معلم۔ ہمارے لئے کوئی نشانی بتا تا کہ ہم اسی رسول کو پہچانیں۔ یسوع نے جواب دیا۔ بیشک وہ تمہارے زمانہ میں نہ آئے گا بلکہ تمہارے بعد کئی برسوں کے گذرنے پر جبکہ میری انجیل باطل کر دی جائے گی اور قریب قریب تیس مومن بھی نہ پائے جائیں گے۔ اُس وقت اللہ تعالےٰ دنیا پر رحم کرے گا۔ پس وہ اپنے رسول کو بھیجے گا جس کے سر پر ایک سفید ابر کا ٹکڑا قرار پذیر ہوگا۔ اسی کو اللہ کا ایک برگزیدہ پہچانے گا اور وہی اسے دنیا پر ظاہر کریگا اور وہ رسول بدکاروں پر بڑی قوت کے ساتھ آئے گا۔ اور بتوں کی پوجا کو دنیا سے نابود کر دے گا۔ اور میں اس بات کو لازمہ کے طور پر کہتا ہوں کیونکہ اسی رسول کے ذریعہ اس کا اعلان ہوگا اور اللہ کی بڑائی کی جائے گی۔ اور میری سچائی ظاہر ہوگی۔ اور عنقریب وہ رسول ان لوگوں سے انتقام لے گا جو کہتے ہیں کہ میں انسان سے بڑھ کر ہوں۔

He will execute vengeance

(باقی بر کالم نمبر ۲)

زمرد رمضان صاحبہ

جلسہ تنظیم خواتین احمدیہ ایبٹ آباد

مجھے ایبٹ آباد آئے ہوئے ایک ماہ سے زیادہ عرصہ گذر چکا ہے جہاں اس کی آب و ہوا خوشگوار اور معتدل سی ہے وہاں ماحول بھی پُرسکون اور رُوح کو تازگی بخشنے والا ہے صبح کے وقت محترم مکرم خانبہادر ڈاکٹر سعید احمد صاحب خود اذانِ فجر سے دن کا آغاز کرتے ہیں۔ نماز با جماعت کے بعد دنیاوی کام کاج میں مصروف ہو جاتے ہیں اور پھر شام یعنی نمازِ مغرب سے لیکر عشاء تک درس قرآن و احادیث اور ملفوظات مسیح موعودؑ سناتے ہیں۔ قرآن اور احادیث تو خود محترم ڈاکٹر صاحب سناتے ہیں اور ملفوظات محترم پروفیسر خلیل الرحمٰن صاحب سناتے ہیں۔ قرآن کا روحانی درس رُوح کی گہرائیوں میں اتر جاتا ہے اور تمام دن کی تھکاوٹ طمانیت قلب میں بدل جاتی ہے دل سے دُعا نکلتی ہے کہ اے اللہ ہمارے ان احمدی بزرگوں کو جو احمدیت کی ایک صحیح تصویر ہیں صحت اور کام کرنے والی لمبی عمر دے۔ آمین

احمدیہ بلڈنگس جیسے مقدس ماحول کو چھوڑتے پر دل افسردہ تھا مگر خدا تعالےٰ مسبب الاسباب ہے اس نے وہ سامان کر دیا ہے جس کا دل خواہشمند تھا۔ الحمد للہ واقعی خدا بڑا کارساز ہے۔ پس اسی ماحول میں یہاں بھی تنظیم خواتین کا سلسلہ شروع ہوا۔ محترم قبلہ ڈاکٹر صاحب اپنی پوری کوشش سے ممد ہوئے اور پچیس جون تک ایبٹ آباد کی تمام خواتین کو پیغام جلسہ خواتین احمدیہ پہنچ چکا تھا۔ چنانچہ پچاس کے قریب خواتین کا اجتماع ہوا۔ نماز جمعہ کے بعد احمدیہ مسجد میں یہ جلسہ منعقد ہوا۔ پروگرام حسب ذیل تھا:— (۱) تلاوت قرآن پاک خاکسار زمرد رمضان (۲) نعت راشدہ محمد شریف (۳) تقریر تنظیم کی ضرورت کیا ہے۔ زمرد رمضان (۴) نظم میرا خدا۔ امینہ شوکت و راشدہ گل (۵) تقریر جہاد۔ بیگم ڈاکٹر میجر عبیداللہ (۶) بعثت مسیح موعودؑ کی بعثت کی غرض مس عابدہ احسان۔ (۷) کلمۂ اسلام کے معنی اور کلمہ کے معنی۔ امینہ و راشدہ (۸) آداب مسجد پر تقریر۔ امینہ شوکت (۹) تقریر ختم نبوت محترمہ شمیم صاحبہ۔ سب تقاریر بڑی پُر معنی اور برموقع تھیں خصوصاً بیگم میجر عبیداللہ کی تقریر جہاد بہت ہی اچھی اور برموقع تھی انہوں نے کہا کہ جہاد کا مطلب صرف لڑائی نہیں بلکہ جہاد بالقلم اور جہاد بالقرآن اصل جہاد ہے ہاں اسلام میں دشمن سے مدافعت بھی جہاد میں داخل ہے مگر افسوس غیر تو غیر مسلمان مصنفین بھی اکثر صرف مذہبی لڑائی ہی کو جہاد کا نام دے دیتے ہیں۔ انہوں نے انسائیکلوپیڈیا آف اسلام کا حوالہ دیتے ہوئے بتایا کہ اس میں جہاد کے معنی لکھے ہوئے ہیں: "تلوار سے جنگ جو مسلمانوں کا مذہبی فریضہ ہے"۔ اسی طرح بیگم عبیداللہ نے کہا کہ آج محاذ پر دشمنوں سے مقابلہ کے لئے بھیجی ہوئی فوجیں بھی جہاد میں مصروف ہیں لیکن افسوس ہمارے دل اس نام سے خوفزدہ ہو جاتے ہیں کیوں؟ اس لئے کہ ہمارا ایمان کمزور ہو چکا ہے پس ضرورت ہے کہ اپنے ایمانوں کو مضبوط کریں اور خدائے واحد پر توکل ہو کہ وہ مسلمانوں کا سچا خدا ہے اور ہم مسلمان اگر سیدھے راستہ پر رہیں تو کبھی ہمیں دشمن ہراساں نہیں کر سکتا۔ عابدہ احسان کی تقریر بھی بہت اچھی تھی انہوں نے مسیح موعودؑ کی بعثت کی غرض پر روشنی ڈالی اور بتایا کہ انیسویں صدی کے نصف آخر میں مسلمانوں کی بدحالی اور پستی کے ایام میں مجدد و مسیح کا ظہور تجدید دین کے لئے تھا کہ آپ نے اسلام کی تمام بدعات کو مٹایا اور قرآن کی روشنی میں صحیح عقائد اسلامیہ کو ترقی دی جلسہ کے اختتام پر چار تجاویز پیش ہوئیں ایک یہ کہ جلسہ ہر ماہ ہوا کرے اس لئے آئندہ جلسہ کے لئے مبشرہ رحمٰن صاحبہ اور محترم آپا عائشہ صاحبہ و شاہد احسان نے تقاریر کا وعدہ کیا دوسری تجویز بیگم میجر عبیداللہ نے پیش کی کہ اب صرف قولی نہیں بلکہ عملی قدم کی ضرورت ہے پس کچھ کرنے کی طرف دھیان دینا چاہیئے۔ چنانچہ مبشرہ صاحبہ نے ایک فنڈ کی طرف توجہ دلائی کہ عورتیں چندہ جمع کر کے ایک فنڈ کھولیں جس میں ضرورت مند اصحاب اشد ضرورت کے وقت قرضہ حسنہ کے طور پر لے سکیں اور ضرورت پوری ہونے کے بعد لوٹا دیں تجویز بہت اچھی تھی آخری تجویز یہ تھی کہ ایک فنڈ محترم ڈاکٹر صاحب کی تحویل میں دیدیا جائے جس سے غریب نادار بیماروں کو مفت دوائیاں مہیا کی جایا کریں اور جو شخص جب بھی جتنا بھی چاہے اس فنڈ میں اپنے عطیات سے اضافہ کرتا رہے چنانچہ اس تجویز کو عملی جامہ پہنایا گیا۔ اور اسی وقت خواتین نے چندہ جمع کیا اور کچھ نے پھر بھیجنے کا وعدہ کیا۔

سب سے آخر پر محترم ڈاکٹر صاحب نے خواتین کو پُرتکلف چائے دی۔ جزاہ اللہ۔

اے اللہ ہمیں زیادہ سے زیادہ نیکی کی طرف قدم مارنے کی توفیق بخش اور اپنے وعدہ کے مطابق تو ہماری طرف دوڑ کے ہمارے ایمانوں کو تازہ کر اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی توفیق دے۔ آمین

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بر و شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا۔
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
(۴) سب صحابہؓ اور آئمہ قابل احترام ہیں
(۵) سب مجددین کا ماننا ضروری ہے
(۶) اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

جلد ۵۳ | یوم چہارشنبہ - مؤرخہ ۲۷ ربیع الثانی ۱۳۸۵ھ مطابق ۲۵ اگست ۱۹۶۵ء | نمبر ۳۱

ابتلاؤں میں وفا اور استقامت

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اس کی عزت اور جلال کی قسم ہے کہ مجھے دنیا اور آخرت میں اس سے زیادہ کوئی چیز بھی پیاری نہیں کہ اس کے دین کی عظمت ظاہر ہو اس کا جلال چمکے اور اس کا بول بالا ہو کسی ابتلاء سے اس کے فضل کے ساتھ مجھے خوف نہیں اگرچہ ایک ابتلاء نہیں کروڑ ابتلاء ہو۔ ابتلاؤں کے میدان میں اور دکھوں کے جنگل میں مجھے طاقت دی گئی ہے ؎

آں نہ من باشم کہ روزِ جنگ بینی پشت من ؛ آں منم کاندر میانِ خاک و خون بینی سرے

پس اگر کوئی میرے قدم پر چلنا نہیں چاہتا تو مجھ سے الگ ہو جائے مجھے کیا معلوم کہ ابھی کون کون سے ہولناک جنگل اور پُرخار بادیہ درپیش ہیں جن کو میں نے طے کرنا ہے پس جن لوگوں کے نازک پیر ہیں وہ کیوں میرے ساتھ مصیبت اٹھاتے ہیں جو میرے ہیں وہ مجھ سے جُدا نہیں ہو سکتے نہ مصیبت سے نہ لوگوں کے سب و شتم سے نہ آسمانی ابتلاؤں اور آزمائشوں سے اور جو میرے نہیں وہ عبث دوستی کا دم مارتے ہیں کیونکہ وہ عنقریب الگ کئے جائیں گے ان کا پچھلا حال ان کے پہلے حال سے بدتر ہو گا کیا ہم زلزلوں سے ڈر سکتے ہیں کہ ہم خدا تعالیٰ کی راہ میں ابتلاؤں سے خوفناک ہو جائیں گے کیا ہم اپنے پیارے خدا کی کسی آزمائش سے جُدا ہو سکتے ہیں ہرگز نہیں ہو سکتے ہرگز نہیں ہو سکتے مگر محض اس کے فضل اور رحمت سے پس جو جُدا ہونے والے ہیں وہ جُدا ہو جائیں۔ اُن کو وداع کا سلام لیکن یاد رکھیں کہ بدظنی اور قطع تعلق کے بعد پھر کسی وقت جھکیں تو اس جھکنے کی عند اللہ ایسی عزت نہیں ہو گی جو وفادار لوگ عزت پاتے ہیں کیونکہ بدظنی اور غداری کا داغ بہت ہی بڑا داغ ہے۔

(انوار الاسلام)

بحرِ حکمت کے موتی

(مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری)

حضرت نبی کریم صلعم کی صحبت اور تربیت نے کس قسم کے انسان پیدا کئے۔

قال ابراهيم التيمي ما عرضت قولي على عملي الا خشيت ان اكون مكذبا وقال ابن ابي مليكة ادركت ثلاثين من اصحاب النبي صلعم كلهم يخاف النفاق على نفسه ما منهم احد يقول انه على ايمان جبريل وميكائيل ويذكر عن الحسن ما خافه الا مؤمن ولا امنه الا منافق (البخاری کتاب الایمان) ابراہیم تیمی کہتے ہیں کہ میں نے جب کبھی اپنے قول اور فعل کا مقابلہ کر کے دیکھا تو میں نے خوف محسوس کیا کہ کہیں میں عملاً اس تعلیم کو جھٹلانے والا تو نہیں جس کو قولاً میں نے صحیح تسلیم کیا ہوا ہے اور ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں میں حضرت نبی کریم صلعم کے تیس صحابہؓ سے ملا ہوں، اُن میں سے ہر ایک کو اس بات سے خوفزدہ پایا کہ ان کا نفس نفاق کا شکار تو نہیں اُن میں سے ایک بھی ایسا نہیں تھا جو یہ کہتا ہو کہ اس کا ایمان جبریل اور میکائیل جیسا ایمان ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرامؓ کے دل میں یہ خواہش موجزن رہتی تھی کہ اُن کا ایمان فرشتوں کے ایمان کی طرح ہو جائے جن کے متعلق قرآن شریف میں آتا ہے ولا يعصون الله ما امرهم و يفعلون ما يؤمرون یعنی فرشتے خدا تعالیٰ کی طرف سے جو حکم ان کو ملے اس کی نافرمانی کر ہی نہیں سکتے بلکہ جو حکم ان کو ملتا ہے اس کی فوراً تعمیل کرتے ہیں گویا صحابہؓ کی بھی یہی آرزو ہوتی تھی کہ وہ بھی اس مقام پر پہنچ جائیں جہاں ان سے الٰہی احکام کی نافرمانی کا امکان ہی نہ رہے بلکہ ہمیشہ الٰہی احکام کی تعمیل ہوتی رہے حسن بصری کہا کرتے تھے کہ ایسا خوف مومن کے دل میں ہی پیدا ہوتا ہے اور منافق اس سے نڈر رہتا ہے قرآن کریم سورۃ سجدہ ع ۲

(باقی ہے)

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
(حضرت مسیح موعودؑ)

(مرتبہ:- میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی - لاہور)

نائجیریا

ترجمہ خط:- جبرل - ادی وا لے بالوگن - لاگس - نائجیریا۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ - آپ کی اس کرم فرمائی کے لئے ازحد ممنون ہوں کہ آپ نے ہم کو اپنی تصنیفات ارسال کی ہیں۔

میں چاہتا تھا کہ آپ کے لٹریچر کے پہنچنے کا جواب اسی وقت دیتا مگر میرا خیال اس کو مطالعہ کرنے کا ہو گیا۔ اس لئے میں جلدی جواب نہ دے سکا تاخیر کے لئے معذرت خواہ ہوں۔

میں نے اس لٹریچر سے وہ کچھ اخذ کیا ہے جو مجھے پہلے معلوم نہ تھا اور مجھے وہ کچھ حاصل ہو گیا ہے جن کی مجھے ضرورت تھی کیونکہ میں مذہب سے بالکل ناواقف تھا۔ اب کافی مسائل میری سمجھ میں آ گئے ہیں۔

میری خواہش اس مذہب کو قبول کرنے کی صرف اس وقت ہوئی کہ جب میں نے الحاج ایکو دو کو بڑی خوش الحانی آواز میں قرآن پڑھتے سنا اور اس کا اثر میرے دل پر بہت ہوا۔ اب میں مکمل طور پر اسلام پر ایمان لے آیا ہوں - اور یہی ایک خاص مذہب ہے جس کی دنیا کو ضرورت ہے - اب میں چاہتا ہوں کہ قرآن شریف کس طرح پڑھا جائے گو میں نے قرآن شریف کا پڑھنا سیکھ لیا ہے لیکن میں اس کا مطلب سمجھنا چاہتا ہوں۔ میں نے بہت جگہ قرآن خریدنے کی کوشش کی مگر نہ مل سکا - اب میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے لینے قرآن کی قیمت ارسال کریں تاکہ میں خرید سکوں۔ میں بہت مشکور ہوں گا۔

آپ کے لٹریچر کا مطالعہ کیا اور مفید پایا - خدا آپ کا حافظ ناصر ہو۔ والسلام (خط کا جواب دیا گیا)

(۲)

ترجمہ خط بابا ننڈے لے، اساجو - نائجیریا۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ - میں پہلے عیسائی تھا اور اپنے مسلمان دوست کی تبلیغ سے میں مسلمان ہوا لیکن مجھے اسلام مذہب سے بالکل واقفیت نہیں۔ ایک میرے دوست نے مجھے ایک کتاب ٹیچنگز آف اسلام مطالعہ کے لئے دی اور پھر اس نے مجھ سے واپس لے لی۔

میں بہت مشکور ہوں گا اگر آپ مجھے چند کتابیں اور لٹریچر جس سے کہ مجھے مذہب اسلام سے واقفیت ہو ارسال کریں۔

امید ہے کہ جلدی جواب دیں گے۔ والسلام

(ان کو ٹیچنگز آف اسلام اور لٹریچر ارسال کیا گیا اور خط کا جواب بھی دیا گیا)

(۳)

ترجمہ خط:- عبدالرحمٰن - اے - افولویان - لاگس نائجیریا

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ - مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ مختلف قسم کا لٹریچر مفت تقسیم کرتے ہیں - مجھے کتابوں کے مطالعہ کا بہت شوق ہے - اس لئے آپ مجھے اسلام اور عیسائیت پر لٹریچر ارسال کریں اور ایک قرآن شریف انگریزی اور عربی میں ارسال کریں نیز مندرجہ ذیل کتب بھی ارسال فرمائیں:-

محمدؐ دی پرافٹ - اسلام اینڈ کرسچیانٹی اور دیگر لٹریچر -

مہربانی کر کے قرآن شریف بھیجنے میں تاخیر نہ ہو - اور مزید کتابیں بھی جلدی ارسال کریں - بہت مشکور ہوں گا - والسلام

(ان کو لٹریچر روانہ کیا گیا)

فلپائن

ترجمہ خط:- ہارون - ڈی - عبداللہ - فلپائن

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ - میں پیدائشی مسلمان ہوں .... عرصہ تین سال سے منیلا یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کر رہا ہوں - مجھے اپنے مذہب سے بالکل واقفیت نہیں - اس کی یہ وجہ ہے کہ منیلا یونیورسٹی میں جو انگریزی تعلیم دی جاتی ہے وہ فلپائن طرز کی ہے -

اس منیلا شہر میں مجھے مذہب اسلام کو سمجھنے کی کافی ضرورت ہے - کیونکہ یہ شہر کیتھولک عیسائی مذہب کا ہے -

عرصہ تین ماہ ہوا کہ میری ملاقات ایک مسلم مولوی حاجی مصطفےٰ ادیو سے ہوئی - جن کی تعلیم سے میرا اسلام پر زیادہ مضبوط ایمان ہو گیا - اور معمولی گفتگو سے اس نے مجھے احمدیت کے متعلق بتایا اور مشورہ دیا کہ مفید رہنمائی سے حاصل کروں۔

اس لئے میں آپ کو یہ تحریر ارسال خدمت کر رہا ہوں کہ مجھے اسلامی لٹریچر اور خاصکر قرآن شریف انگریزی بمعہ عربی متن اور پرافٹ محمدؐ اور دوسرا لٹریچر اس منیلا شہر میں مجھے ضرور ارسال کریں گے۔

امید ہے کہ آپ اس پر جلدی عمل کریں گے اور کتابیں ارسال کریں گے - والسلام

(ان کو لٹریچر بھیجا گیا اور خط کا جواب بھی دیا گیا)

ہفت روزہ پیغام صلح —— لاہور —— مورخہ ۲۵ اگست ۱۹۶۵ء

ختم نبوت اور نزول مسیح

معاصر "صدق جدید" (۲۰ اگست ۱۹۶۵ء) میں قادیانی اور بابِ کعبہ کے عنوان سے ایک مراسلہ شائع ہوا ہے جس میں "نزول مسیح" اور ختم نبوت کے متعلق قادیانیوں اور ان کے مخالف علماء کے عقائد کا موازنہ کرتے ہوئے لکھا ہے :-

"ہم نے جہاں تک غور کیا ہے حضرت مسیح کی آمد ثانی بحالت نبوت کے قائل علماء ختم نبوت کے منکر ہیں۔ ان ہی کی استدلالی حدیثوں کا سہارا لے کر مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی مسیح موعود اور نبی ہونے کا دعوےٰ کیا۔ علماء کو رشک ہے کہ مرزا قادیانی تو بازی لے گیا اور اس نے مسلمانوں کا انتظار ختم کر دیا اور ہم جو نزولِ مسیح کو عقیدہ میں شامل کرتے رہے ہیں خالی ہاتھ رہ گئے ہیں۔ قادیانیوں کا مسیح موعود آ گیا اور ہم ٹکٹکی لگا کر آسمان ہی کو تک رہے ہیں کہ کب حضرت مسیح تشریف لائیں اور کب ہم ان کے منکروں کو کافر قرار دیں۔

یہ قادیانی اور ان کے مخالف علماء دونوں اصولی طور پر ایک ہی عقیدہ رکھتے ہیں۔ اختلاف صرف شخصیت میں ہے۔ علماء کہتے ہیں کہ بے شک حضرت مسیح بحالت نبوت تشریف لائیں گے۔ ان پر وحی بھی نازل ہوگی وحی لانے والے حضرت جبریل ہوں گے مگر نازل ہونے والے مسیح غلام احمد قادیانی نہیں ہیں۔ وہ تو آئیں گے۔ گویا فرق یہ ہے کہ قادیانی کہتے ہیں کہ عیسےٰ نبی اللہ تشریف لے آئے۔ مولوی کہتے ہیں کہ نہیں وہ ابھی نہیں آئے مگر آئیں گے ضرور۔ پھر قادیانیوں اور ان کے مخالف مولویوں میں فرق کیا رہا؟ اصول میں دونوں متفق ہیں۔ مابہ النزاع صرف شخصیت ہے۔ حیرت ہے کہ ان پرانے قادیانیوں کو کوئی بھی ختم نبوت کا منکر قرار نہیں دیتا۔ یہ نئے قادیانی تو ان ہی مولویوں کے شاگرد ہیں۔ بس غضب یہ ہوا کہ سیڑھی مولویوں نے مہیا کی اور چڑھ گئے بامِ رسالت پر غلام احمد قادیانی۔ محنت کس نے کی اور پھل کس نے کھایا۔

ہم تو دونوں قادیانیوں کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ تاکہ ختم نبوت کی عمارت میں کوئی رخنہ پیدا نہ ہو سکے۔ اصولی رنگ میں قادیانیوں کی ہمنوائی کرنے کے بعد ان کو ختم کرنا انتہائی مشکل ہے۔ اسی لئے علامہ رشید رضا مصری نے پہلے حیات مسیح اور نزول مسیح سے انکار کیا اور پھر مرزا غلام احمد کے مقابلہ پر آئے اور ان کی تکفیر کی۔ علامہ اقبال نے بھی نزول مسیح کو مجوسی سازش سے تعبیر کیا ہے۔ مولانا ابو الکلام آزاد نے بھی یہی مسلک اختیار کیا کیونکہ اس کے بغیر ہم قادیانیت کا استیصال نہیں کر سکتے۔ ہم آخر میں فقہ حنفیہ کے مشہور امام ملا علی قاری کا ایک فیصلہ بھی درج کرنا چاہتے ہیں جس سے شہ پا کر غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعوےٰ کیا۔ ملا صاحب نے ایک موضوع یا ضعیف حدیث کہ "اگر میرا بیٹا ابراہیم زندہ رہتا تو وہ میرے بعد نبی ہوتا" کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ اس حدیث کا مفہوم صحیح ہے۔ اور اس کا مطلب یہ ہے کہ :-

اگر ابراہیم زندہ رہتے اور نبی ہوتے اسی طرح حضرت عمرؓ نبی بنا دیئے جاتے تو وہ دونوں حضور ہی کے متبع ہوتے پس ان کا نبی ہونا خاتم النبیین کی نفی نہیں کرتا۔ کیونکہ اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ آپ کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آئے گا جو آپ کی شریعت کو منسوخ کر دے اور وہ آپ کی اُمت میں سے نہ ہو۔ (موضوعات کبیر ملا علی قاری تحت لام)

یہی وہ بات ہے جس کا سہارا لے کر غلام احمد قادیانی نے اعلان کیا کہ وہ شریعت محمدیؐ کو منسوخ کرنے نہیں آئے۔ نیز یہ کہ میں امتی نبی ہوں۔ غرض مرزا قادیانی کو تو مولویوں نے پیدا کیا اور خود ہی ان کی تکفیر میں لگ گئے۔ خلاصہ یہ اگر مولوی صاحبان ختم نبوت سے انکار کرنے پر کافر نہیں ہو سکتے تو بیچارے قادیانیوں کو کافر کیوں قرار دیا جاتا ہے؟"

مراسلہ نگار کا یہ بیان بالکل صحیح ہے کہ نزول مسیح اور ختم نبوت کے بارہ میں قادیانی جماعت اور دوسرے علماء کے عقائد میں اس حد تک کوئی فرق نہیں کہ دونوں ہی اس بات کے قائل ہیں کہ حضرت مسیح کی آمد ثانی بحیثیت نبی اللہ ہوئی یا ہوگی اور حضرت جبرئیل ان پر وحی نبوت لے کر نازل ہوں گے، صرف شخصیت اور ماضی یا مستقبل کا فرق ہے۔ قادیانی جماعت اس بات کی قائل ہے کہ حضرت مرزا صاحب عیسےٰ نبی اللہ ہو کر آ گئے ہیں اور دوسرے علماء مسیح ناصری کی آمد ثانی کے منتظر ہیں۔

لیکن مراسلہ نگار کا یہ بیان صحیح نہیں کہ علماء کی استدلالی حدیثوں کا سہارا لے کر مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی مسیح موعود اور نبی ہونے کا دعوےٰ کیا"۔ حضرت مرزا صاحب نے دعوےٰ مسیحیت کے باوجود صفائی سے اعلان اس بات پر زور دیا کہ :-

"قرآن کریم بعد خاتم النبیین کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا، خواہ وہ نیا رسول ہو یا پرانا ہو کیونکہ رسول کو علم دین بتوسط جبرائیل ملتا ہے اور بابِ نزول جبرائیل بہ پیرایہ وحی رسالت مسدود ہے اور یہ بات خود ممتنع ہے کہ دنیا میں رسول تو آوے مگر سلسلہ وحی رسالت نہ ہو" (ازالہ اوہام صفحہ ۷۶۱)

انہوں نے صفائی کے ساتھ یہ اعلان کیا ہے کہ :-

"نہ مجھے دعوےٰ نبوت و خروج از امت اور نہ میں منکر معجزات اور ملائک اور لیلۃ القدر سے انکاری ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا قائل اور یقین کامل سے جانتا ہوں اور اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور آنجناب کے بعد اس امت کے لئے کوئی نبی نہیں آئے گا نیا ہو یا پرانا اور قرآن کریم کا ایک شعشہ یا نقطہ منسوخ نہیں ہوگا ہاں محدث آئیں گے جو اللہ جلشانہ سے ہمکلام ہوتے ہیں اور نبوت تامہ کی بعض صفات ظلی طور پر اپنے اندر رکھتے ہیں"۔
(نشان آسمانی صفحہ ۲۸)

جہاں تک دعوےٰ مسیحیت کا تعلق ہے حضرت مرزا صاحب نے صفائی کے ساتھ لکھا ہے کہ :-

"آنے والے مسیح کے لئے ہمارے سید و مولےٰ نے نبوت شرط نہیں ٹھہرائی بلکہ صاف طور پر یہ لکھا ہے کہ وہ ایک مسلمان ہوگا اور عام مسلمانوں کے موافق شریعت فرقانی کا پابند ہوگا اور اس سے زیادہ کچھ ظاہر نہیں کرے گا کہ میں مسلمان ہوں اور مسلمانوں کا امام ہوں"۔ (توضیح مرام صفحہ ۱۰۹)

اور ابن مریم کے نام کی حقیقت یہ بتائی ہے ؎

"چوں مرا نورے پئے قوم مسیحی دادہ اند
مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند"

ان صاف و صریح اعلانات کے باوجود یہ کہنا کہ حضرت مرزا صاحب نے علماء کی استدلالی حدیثوں کا سہارا لے کر دعوےٰ نبوت کیا۔ صریحاً غلط اور خلاف واقعہ امر ہے، انہوں نے ایک مرتبہ بھی کسی حدیث کی بناء پر یا علماء کے خیالات کا سہارا لیکر دعوےٰ نبوت نہیں کیا، نہ انہوں نے ملا علی قاری کی پیش کردہ حدیث لو عاش ابراهيم لكان نبيًا کو اپنے دعوے کی تائید میں پیش کیا، یہ تو قادیانی جماعت ہی ہے جنہوں نے بمصداق پیراں نمے پرند و مریداں مے پرانند، ان کو مجددیت سے اٹھا کر نبوت کے منصب پر کھڑا کر دیا بعینہٖ اسی طرح جیسے عیسائیوں نے حضرت مسیح ناصری کو منصب نبوت سے اُٹھا کر ابنیت الوہیت کے منصب پر بٹھا دیا۔

حضرت مرزا صاحب کا دعوےٰ صرف چودھویں صدی کے مجدد ہونے کا تھا، حدیث نبوی ان الله يبعث لهذه الامة على راس كل مائة سنة من يجدد لها دينها (ابو داؤد) کے مطابق گزشتہ تیرہ صدیوں میں مجددین کرام اُمتِ مرحومہ کی اصلاح کے لئے آتے رہے حضرت سید عبدالقادر جیلانی رح۔ حضرت امام غزالی رح۔ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رح۔ حضرت سید احمد بریلوی رح۔ اور بہت سے مجددین کرام اسی تیرہ سو سالہ فہرست مجددین میں شمار ہوتے ہیں۔ حضرت مرزا صاحب بھی اسی فہرست کے آخری فرد ہیں۔ ان کے سوائے اس صدی میں اور کسی نے بھی مجدد ہونے کا دعوےٰ نہیں کیا۔ ہر مجدد اپنے اپنے زمانہ میں کسی نہ کسی غلطی کو جو اسلام میں پیدا ہوگئی ہو دور کرنے اور مسلمانوں کو صراط مستقیم پر قائم کرنے کے لئے آتا رہا،

(باقی بر صفحہ ۱۲ کالم ۳)

حضرت امیر ایدہ اللہ کا پیغام احباب کے نام

احباب کرام - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

کچھ عرصہ بیماری سے طبیعت ناساز رہی ہے اس خبر نے احباب لاہور اور بیرون لاہور کو تشویش لاحق کر رکھی ہے، میں ان کی تشویش دُور کرنے کی غرض سے لکھتا ہوں کہ بحمداللہ میں تندرست ہوں۔ میری بیماری خطرناک نہ تھی۔ ہاں زیادہ تکلیف دہ تھی۔ اسی لئے ہسپتال میں داخل ہو جانا ضروری سمجھا گیا......

ہسپتال میں ولایت کی اعلےٰ سے اعلےٰ تعلیم حاصل کرنے والے مردوں اور لیڈی ڈاکٹروں نے میرے لئے دن رات کوشش کی - بار بار بلڈ پریشر دیکھا۔ بار بار سینے کا معائنہ کیا۔ یہ کوئی جراثیم جو جسم میں داخل ہو گئے تھے ......ڈاکٹروں کی نظروں سے اوجھل رہنے میں کامیاب رہے۔ کسی وقت یہ سمجھا گیا کہ تعمیرات کے کام پر دھوپ میں کھڑے رہنے کے باعث لو لگ گئی ہے تو میرے کمرے میں آٹھ دس من برف رکھدی گئی۔ کبھی یہ سمجھا گیا اور کبھی وہ۔ میرے اقربا اور میرے عزیز دوستوں نے ان دنوں بے حد اضطراب دیکھا۔ آخر ش خدا نے ان کے اضطراب کو دُور فرمایا۔ اور مجھے تندرستی عنایت فرمائی۔ ڈاکٹر مردوں اور لیڈی ڈاکٹروں نے جو ہمدردی میرے ساتھ کی ہے اور جو باریک سے باریک رنگ میں انہوں نے میرا علاج کیا ہے میں اس کے لئے ان کا احسانمند ہوں۔ ان کے لئے اور اپنے احباب کے لئے دعا کرتا ہوں۔ احباب کرام یہ سن کر خوش ہوں گے کہ تمام ڈاکٹروں کی رائے یہ ہے کہ خدا تعالےٰ نے سناسی (۸۷) سال کی عمر میں مجھے غیر معمولی مضبوط قوٰے عطا کر رکھے ہیں۔

فالحمد للہ رب العالمین

صدرالدین - ۲۳ راگست ۱۹۶۵ء

مکہ معظمہ یا کعبۃ اللہ ——— الفضل کا چیلنج

گذشتہ اشاعت کے مقالہ افتتاحیہ کے شروع میں ہم نے یہ فقرہ لکھا تھا ——

"حضرت امیر ایدہ اللہ نے خلیفہ صاحب ربوہ کے اس بیان کا کہ مکہ و مدینہ کی چھاتیوں کا دُودھ خشک ہو گیا ذکر کرکے گویا بھڑوں کے ایک چھتہ کو چھیڑ دیا ہے۔"

ہمارے اس فقرہ کو پڑھتے ہی اسی چھتہ کی ایک بھڑ "الفضل" کے صفحات میں پیغام صلح کو کاٹنے کے لئے دوڑی ہوئی آئی ہے، اور ہمیں چیلنج دیا ہے کہ حضرت امیر کے بیان سے "مکہ مدینہ" کے الفاظ دکھا دیں اور لکھا ہے کہ:-

"پیغام صلح اگر ایسا نہ کرسکے اور یقیناً نہیں کرسکے گا تو اس آگ سے ڈرے جو ان لوگوں کے لئے جلائی گئی ہے جو جھوٹ بولتے ہیں اور بولتے چلے جاتے ہیں"

حل ہلالہ! دیکھا آپ نے؟ کس قدر خطرناک ڈنک لگانے کی کوشش کی گئی ہے، مطلب یہ ہے کہ حضرت امیر ایدہ اللہ کے بیان میں "کعبۃ اللہ کا دُودھ خشک ہوتے" کو جو ذکر خلیفہ ربوہ کی طرف منسوب کیا گیا ہے، یہ جھوٹ ہے کیونکہ خلیفہ ربوہ نے "کعبۃ اللہ" کا دُودھ خشک ہونے کا ذکر نہیں کیا بلکہ "مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں کا دودھ سوکھ جانے" کا ذکر کیا ہے۔

ہم تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت امیر ایدہ اللہ نے خلیفہ صاحب کے اصل الفاظ سامنے نہ ہونے کی وجہ سے محض یادداشت کی بناء پر "مکہ اور مدینہ" کے بجائے "کعبۃ اللہ" ہی کا ذکر کیا تھا۔ لیکن اس کو جھوٹ قرار دینا ایسا ہی ہے جیسے ایک چور یہ کہہ کر چوری سے بری الذمہ ہونا چاہے کہ اس نے فلاں گھر سے نہیں بلکہ اس محلہ یا اس شہر سے مال چرایا ہے جس میں وہ گھر واقع ہے، اور صاحب "مکہ اور مدینہ کا دودھ" اور "کعبۃ اللہ کا دودھ" اس کو آپ دو چیزیں قرار دیتے ہیں اور محض لفظی اختلاف کی بناء لے کر اس الزام سے بچنا چاہتے ہیں، جو خلیفہ صاحب کے بیان سے ان پر عائد ہوتا ہے کیا اس کے لئے کوئی آگ نہیں جلائی گئی؟

ہم پوچھنا چاہتے ہیں کہ مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں کا دُودھ کونسا ہے جو خلیفہ صاحب کے نزدیک سُوکھ چکا ہے اور کعبۃ اللہ کا کونسا دودھ ہے جس کے خشک ہونے کا خلیفہ صاحب نے ذکر نہیں کیا اور حضرت امیر ایدہ اللہ نے غلط طور پر ان کی طرف منسوب کر دیا؟ سوائے اس کے کہ یہ کہا جائے کہ کعبۃ اللہ کا دودھ تو وہ حج ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وقت سے چلا آتا ہے وہ تو جاری ہے، لیکن مکہ اور مدینہ کا دودھ وہ ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات سے جاری ہوا، وہ خلیفہ صاحب کے نزدیک سُوکھ چکا ہے، اگر "الفضل" کا یہی مطلب ہے تو ہم تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت امیر ایدہ اللہ نے خلیفہ صاحب کا مطلب صحیح طور پر نہیں سمجھا۔ انہیں کہنا چاہئے تھا کہ خلیفہ صاحب نے "مکہ اور مدینہ" یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جاری کردہ دُودھ کے سوکھ جانے کا اعلان کیا ہے امید ہے اس اعلان سے وہ آگ جو "الفضل" نے ہمارے لئے جلائی تھی، انہی لوگوں کے لئے مخصوص رہے گی جو ایسے اعلان اور خلیفہ صاحب کے اس بیان کو جائز سمجھتے ہیں۔

بحرِ حکمت کے موتی

(بسلسلۂ صفحہ اوّل)

میں مومن کی یہی شان بیان کی گئی ہے یدعون ربہم خوفاً وطمعاً یعنے مومن اپنے رب کی یاد میں مشغول رہتے ہیں لیکن ان کی حالت خوف اور طمع سے خالی نہیں ہوتی سورۃ الانفال ع۱ میں بھی فرمایا اذا ذکر اللہ وجلت قلوبہم یعنی مومن کی قلبی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ اللہ تعالےٰ کے ذکر پر اس کا دل مارے خوف کے کانپ اٹھتا ہے کہ کہیں اس سے ایسی غلطی سرزد نہ ہو جائے جو خدا تعالےٰ کو ناراض کرنے کا موجب ہو جائے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے بھی اپنے مندرجہ ذیل شعر میں حقیقی مومن کا ایسا ہی نقشہ پیش کیا ہے فرماتے ہیں

"اُسے دے چکے مال و جاں بار بار
ابھی خوف دل میں کہ ہیں نابکار"

کاش سب مسلمان ایسی ہی تڑپ اپنے دلوں میں پیدا کریں۔

ملیشیا کے سالانہ جشن اور دیگر تقریبات میں شمولیت کے لئے
تنکو عبدالرحمٰن وزیر اعظم ملیشیا کی طرف سے امام مسجد ووکنگ کو دعوت

(ووکنگ ۱۳ اگست) شیخ محمد طفیل صاحب امام مسجد ووکنگ کو تنکو عبدالرحمٰن پترا صاحب وزیر اعظم ملیشیا کی طرف سے ملیشیا کے سالانہ جشن اور دیگر تقریبات میں شمولیت کیلئے دعوت آئی ہے۔ اور شیخ صاحب ممدوح حکومت ملیشیا کے خرچ پر دس دن کیلئے ملایا جا رہے ہیں ملیشیا میں اس موقعہ پر حسب ذیل تقریبات عمل میں آرہی ہیں:- (۱) ۲۷ اگست کو کوالالمپور میں ایک قومی مسجد کا افتتاح ہوگا یہ مسجد ایشیا کی چھتی ہوئی مساجد میں سے سب سے بڑی مسجد ہوگی۔

(۲)۔ ۳۰ اگست کو انٹرنیشنل ایرپورٹ سوبانگ، کا افتتاح ہوگا۔

(۳) ۳۱ اگست کو ملیشیا کا سالانہ جشن ہوگا۔

ان تقریبات میں تمام اسلامی ممالک کے نمائندے شریک ہو رہے ہیں۔ ملایا سے واپسی پر شیخ محمد طفیل صاحب چند دنوں کے لئے پاکستان جائیں گے انشاءاللہ تعالےٰ۔ (نامہ نگار خصوصی)

اقوام کی ترقیوں اور کامرانیوں کے گُر اور پستی و زوال کے اسباب

جماعت احمدیہ کو اعلائے کلمۃ الحق کے لئے پوری کوشش سے کام لینا چاہیئے۔

خطبۂ جمعہ مؤرخہ ۲۰ راگست ۱۹۶۵ء فرمودہ مکرم مولینا شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری دامت برکاتہ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

وما محمد الا رسول - قد خلت من قبله الرسل - افائن مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم ——— واللہ یحب المحسنین ——— (سورۃ ال عمران) ———

پیشتر اس کے کہ میں کچھ عرض کروں - حضرت امیر قوم ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک پیغام مولوی دوست محمد صاحب کے نام آیا ہے جو آپ کو پڑھ کر سناتا ہوں :-

مکرم مولوی دوست محمد صاحب - السلام علیکم

دوسری اذان کے بعد میرا یہ پیغام حاضرین مجلس کو سنادیں۔

اصحاب کرام - السلام علیکم

اس ہفتہ میری طبیعت ناساز رہی ہے - ہسپتال میں داخل ہونا پڑا - آج خدا کے فضل سے افاقہ ہے - فالحمد للہ رب العالمین - افسوس ہے میں آپ کی ملاقات سے محروم ہوں - والسلام

صدر الدین ۱۹ راگست ۱۹۶۵ء

حضرت نبی کریم صلعم کی عظمت شان اور اقوام کی ترقی و تنزل کے اسباب

اس رکوع میں اللہ تبارک و تعالےٰ نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتِ شان اور آپؐ کا مقام اور آپؐ کی بلند پایہ تعلیمات کا ذکر فرمایا ہے - حضور صلعم کی عظمت شان، مقام عالیہ اور بلند پایہ تعلیمات کے بیان کے ساتھ ساتھ اللہ تبارک و تعالےٰ نے ایک قانون بھی بیان فرمایا ہے وہ قانون اقوام کی ذلت و پستی - اور ترقی و استحکام کے ساتھ تعلق رکھتا ہے - بتلایا گیا ہے کہ پستی اور زوال کے اسباب کیا ہوتے ہیں اور ترقی و استحکام کے کیا گُر ہیں -

انبیاءؑ اپنا کام مکمل کر کے رخصت ہوتے ہیں۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرمایا وما محمد الا رسول - کہ حضرت صلعم کا حقیقی مقام یہ ہے کہ آپؐ اللہ تعالےٰ کے رسول اور پیغمبر ہیں - خدا کی طرف سے اقوامِ عالم کی رہنمائی کے لئے رشد و ہدایت لے کر آئے - ان کی سچائی کو پرکھنے کے لئے انبیاء اور رسل ہی معیار ہیں جس پہ قد خلت من قبلہ الرسل دلیل ہے - پہلے انبیاء اور رُسل خدا تعالےٰ کی طرف سے مبعوث ہوئے قوموں کو پیغام دیئے اور بالآخر اپنا اپنا کام کر کے دنیا سے رخصت ہو کر اپنے مولا حقیقی سے جا ملے - معلوم ہوا کہ موت کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو انبیاء اور رسل پہ وارد نہ ہو جس طرح سے عام انسانوں پہ موت وارد ہوتی ہے اسی طرح سے انبیاء اور رسل پہ بھی بحیثیت بشر ہونے کے موت وارد ہوتی ہے - البتہ عام انسانوں اور انبیاء و رسل میں فرق صرف اتنا ہے کہ انبیاء و رُسل اپنے مفوضہ کام کی تکمیل کر کے اس دارِ فانی سے رخصت ہوتے ہیں - ایسا کبھی نہیں ہوا کہ وہ اپنی بعثت کا مقصد و مشن ادھورا غیر مکمل اور بے اثر چھوڑ گئے ہوں -

رسول کریم صلعم کو چھوڑ کر کفر کی طرف لوٹنا موجب خسران عظیم ہے

فرمایا افائن مات او قتل کہ اگر مان بھی لیں کہ حضرت نبی کریم صلعم رحلت فرما گئے ہیں یا شہید کر دیئے گئے ہیں انقلبتم علی اعقابکم تو کیا اے مسلمانو تم توحید کی راہ ترک کر کے شرک کی طرف لوٹ جاؤ گے - کیا جو روشنی تعلیمات نبوی کی وجہ سے تمہارے دلوں میں پیدا ہو چکی ہے - اس کو ختم کر کے تاریکی کی طرف چلے جاؤ گے - کیا ممکن ہے کہ تم بُت پرستی کو پھر اختیار کر لو - اور اس حقیقت کو چھوڑ دو جو حضرت صلعم نے تم کو دی ہے کیا یہ ممکن ہے کہ تم ان بدیوں کی طرف پھر رجوع کرو جن سے حضرت صلعم نے تم کو چھڑایا ہے اور ان نیکیوں کو چھوڑ دو جن پر حضرت صلعم نے تم کو قائم کیا ہے اور کیا تم علم اور رُشد کو چھوڑ کر جہالت کو قبول کر لو گے اور دین ایڑیوں کے بل لوٹ جاؤ اسلام سے قبل تمہاری یہ حالت تھی کہ ضلال مبین میں پڑے ہوئے تھے اور کنتم علی شفا حفرۃ من النار کے مصداق تھے - یعنی آگ کے کنارے کھڑے تھے اور دوزخ کی طرف بڑھے جا رہے تھے - رسول کریم صلعم تمہیں بہشتی زندگی کی طرف لائے ہیں کیا اس بہشتی زندگی کو چھوڑ کر کیا ممکن ہے کہ تم پھر دوزخ کی طرف چلے جاؤ - اس تعلیم پر غور کرو کیا یہ چھوڑی جا سکتی ہے - کیا وہ اپنی ذات میں ایسی قیمتی چیز نہیں جس کا ترک کرنا خسران ہی خسران ہے - اس قیمتی تعلیم، پُر از معارف و حقائق تعلیم جس کی وجہ سے آدمیت کو احترام اور عظمت حاصل ہوئی اس کو کس طرح چھوڑا جا سکتا ہے - ومن ینقلب علی عقبیہ - اگر کوئی اسے چھوڑ بھی دے اور اس پر عمل نہ کرے - اور زمانۂ جہالت کی بداخلاقیاں اور برائیاں اپنا لے فلن یضر اللہ شیئاً تو خدا کا تو کچھ نقصان نہیں ہوگا - ایسا انسان اپنا ہی نقصان کرے گا - اپنے پاؤں پر خود ہی کلہاڑی چلائے گا - فسق و فجور میں مبتلا ہو جائے گا - بدیوں اور بدکرداری کا شکار ہو جائے گا - بت پرستی اور اوہام پرستی اختیار کرے گا - خدا سے دُور ہو جائے گا -

تعلیم نبوی صلعم پر عمل کے شاندار نتائج

تعلیم نبوی صلعم تو بڑی چیز ہے تاریکی سے نور کی طرف لاتی ہے - ایسی اعلےٰ درجہ کی چیز کو کیسے چھوڑ سکتے ہو - وسیجزی اللہ الشٰکرین - البتہ جو اس تعلیم کے قدردان ہیں، اس پہ عمل کرتے ہیں - خدا تعالےٰ ایسے قدر دانوں کو ضرور جزا دے گا - ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین - خدا تعالےٰ محسنوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا - وہ لوگ جن کی زبان - دل اور عمل اس تعلیم کی قدر کرتے ہیں، ان کی ہر حرکت و سکون بتلا رہی ہوتی ہے کہ وہ اس پر کاربند ہیں اور اس پہ عامل ہونا اپنی سعادت سمجھتے ہیں اور ایمان رکھتے ہیں کہ اس تعلیم کی وجہ سے انسان کو بلند درجات حاصل ہوتی ہے اور یہ خدا سے تعلق کروا دیتی ہے وہ بدیوں سے کنارہ کش ہو جاتا ہے نیکیوں پہ گامزن ہو جاتا ہے - اس کے نتائج بھی ہم دیکھ رہے ہیں - اور اس کے پھل بھی کھا رہے ہیں - ایسے قدر دانوں کو خدا تعالےٰ بغیر بہترین جزا دیئے نہیں چھوڑتا -

حضرت نبی کریم صلعم کی وفات اسلام کے غلبہ کے بعد مقدر تھی۔

وما کان لنفس ان تموت الا باذن اللہ کتابا مؤجلا - کوئی نفس بھی اذنِ الٰہی کے بغیر موت کا شکار نہیں ہو سکتا - ہر ایک کی موت کے لئے وقت مقرر ہے تو حضرت نبی کریم صلعم جیسا عظیم الشان انسان کس طرح اپنے وقت مقررہ سے پہلے فوت ہو سکتے ہیں ان کا وقت مقرر کیا جا چکا ہے کہ وہ اپنے دشمنوں پہ غالب آئے بغیر فوت نہیں ہو سکتے - کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی کے ماتحت ان کے لئے غلبہ ضروری ہے - اسلام جب تک مستحکم نہیں ہو جاتا آپ صلعم اس دنیا سے رخصت نہیں ہو سکتے ان کے لئے کتاب مؤجل یہی ہے پہلے آپؐ کی موت یا قتل کا ذکر بطور فرض کے کیا پھر اصل وقت آنحضور صلعم کے وصال کا بتلایا -

حضرت صلعم کو جنگوں میں فتح کی بشارتیں دی گئیں جنگ اُحد میں مشہور ہو گیا تھا کہ حضرت صلعم شہید ہو گئے ہیں مسلمانوں کو تنبیہ کی کہ کیا تم بھول گئے کہ خدا تعالےٰ کا وعدہ تھا کہ ہم آپؐ کو دشمن پر غالب کریں گے - آپؐ کو فتحمندیوں سے نوازیں گے - ان بشارتوں

اور دعاؤں کے ہوتے ہوئے حضرت صلعم ابھی کیسے اور کس طرح فوت ہو سکتے تھے۔

آخرت چاہنے والوں کے لئے بشارت

فرمایا ومن یرد ثواب الدنیا نؤتہ منھا جو لوگ دنیا چاہنے والے ہیں ہم ان کو دنیا میں حصہ دے دیتے ہیں۔ اور دنیاوی آسائشوں سے متمتع کر دیتے ہیں۔ ومن یرد ثواب الآخرۃ نؤتہ منھا۔ اور جو لوگ آخرت کے چاہنے والے ہیں۔ خدا تعالےٰ کے فرمانبردار اور قدردان ہیں حضرت صلعم کی تعلیمات پر عامل ہیں وسنجزی الشاکرین چونکہ وہ قدردان اور شکرگذار ہیں۔ ہم ان شاکر لوگوں کو جزا دیں گے یعنے آخرت کے انعامات سے نوازیں گے جو معرفت الٰہی اور اس کی رضا کی علامات پر مشتمل ہوتے ہیں۔

انبیاء کی معیت میں ربانی لوگوں کا جہاد

آگے ایک بات ہے جس پر جماعت کو غور کرنا چاہیئے فرمایا وکاین من نبی قاتل معہ ربیون کثیر بہت سے انبیاء اور رسل گذرے ہیں۔ انہوں نے اپنے فیض صحبت سے ایسے باعمل باخدا لوگ پیدا کئے جنہوں نے خدا تعالےٰ کے راستہ میں سعی کی۔ اشاعت دین میں لگ گئے۔ حق کو مٹانے والوں کا مقابلہ کیا۔ ظاہری جنگ کی ضرورت پیش آئی تو ظاہری جنگ کی۔ باطل کا مقابلہ کرنے کی ضرورت پیش آئی تو باطل کا مقابلہ کیا۔

قوم کی ترقی و تنزل کے تین اسباب

فما وھنوا لما اصابھم فی سبیل اللہ وما ضعفوا وما استکانوا واللہ یحب الصابرین اس آیت میں پستی میں گرنے اور اس سے محفوظ رہنے کے لئے تین مراحل بیان کئے ہیں۔ پہلا مرحلہ تو وھن کا ہے یعنے اپنے مسلمہ عقائد کو کمزور سمجھنا اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ ان کی اشاعت میں کمزوری دکھلائی جائے اس کو ضعفوا کے لفظ سے ادا کیا گیا ہے جو دوسرا مرحلہ ہے اور یہ تقصیر اور کمزوری آہستہ آہستہ قوموں کو اس طرف لے جاتی ہے کہ باطل پرستوں کے سامنے وہ جھک جاتی ہیں اور ان کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے ان کے غلط عقائد کو اختیار کرنے پر آمادہ ہو جاتی ہیں یہ تیسرا مرحلہ ہے جس کو استکانت کے لفظ سے ادا کیا ہے۔ فرمایا حقیقی مومن تو وھن۔ ضعف اور استکانت سے اپنے آپ کو محفوظ رکھتے ہیں۔ اور تکالیف کو برداشت کرتے ہوئے استقلال سے اشاعت حق کے کام کو کرتے چلے جاتے ہیں جس کے نتیجہ میں وہ خدا کے محبوب بن جاتے ہیں۔ اور وہ قوم جو وھن ضعف اور استکانت کا شکار ہو جاتی ہے وہ حق سے دور اور باطل کی سپاہی بن جاتی ہے اور خدائی نصرت اور تائید سے محروم ہو جاتی ہے۔ خلاصہ کلام یہ کہ دلوں میں وھن یعنے عقائد میں کمزوری۔ اور اپنے دین کی اشاعت سے غفلت۔ اور دشمن کے عقائد باطلہ کی طرف رجحان یہ چیزیں زوال اور پستی کے اسباب ہیں اور جو ربانی لوگ ہوتے ہیں وہ ان اسباب اور عوامل کو پیدا ہی نہیں ہونے دیتے۔ وہ ان کے اندر وھن پیدا ہوتا ہے۔ نہ ان کے عقائد میں کمزوری آتی ہے۔ اشاعت دین کی طرف بھی سعی کرتے رہتے ہیں اور دشمن کے باطل عقائد کی طرف جھکنے کی بجائے دلیری سے ان کا ابطال کرتے رہتے ہیں۔

اسلام کی موجودہ اجنبیت

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ بدأ الاسلام غریبا یعنے اسلام اجنبی چیز کی مانند دنیا میں آیا ہے۔ آہستہ آہستہ اس کا اثر و نفوذ دنیا پر ہوگا اور ایک وقت بام عروج پر پہنچ جائے گا اور پھر آہستہ آہستہ روز اول کی طرح اجنبی بن جائے گا۔ وہ زمانہ آج کا زمانہ ہے۔ چودہویں صدی کے اندر اسلام کو زبردست زوال آیا۔ مسلمان اپنے فرائض سے غفلت برت رہے تھے استکانت کی حالت پیدا ہونے کے نتیجہ میں ان میں سے بہت سے عیسائی بن گئے تھے۔ بعض نے ہندو اور آریہ مذہب قبول کر لیا تھا۔

حضرت مسیح موعودؑ کا علمی و عملی جہاد

لیکن چونکہ خدا تعالےٰ کا وعدہ تھا کہ اسلام اور مسلمانوں پر جب ایسی حالت آئے گی۔ تو ربانی شخص آ جائے گا۔ چونکہ حضرت نبی کریم صلعم کی رسالت دائمی ہے۔ اس لئے اس کے فیض سے انعام یافتہ لوگ مامور ہوتے رہیں گے۔ چنانچہ اس صدی میں حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمدؒ نے دعوے ماموریت کیا اور اپنی مساعی جمیلہ اور تائیدات ربانی سے پھر وہ کیفیت تازہ کر دی جو اسلام کے ابتدائی زمانہ میں تھی حضور نے روحانی طور پر حضرت کے ساتھ ہو کر اور آپ صلعم سے روحانی طاقت حاصل کر کے علمی اور عملی جہاد کیا۔ اپنے مریدوں اور مصاحبین کے اندر وہ ایمانی قوت پیدا کی جس کے ذریعہ انہوں نے عیسائیوں، دہریوں سکھوں، ہندوؤں، آریوں کے باطل عقائد کا سر کچل کر رکھ دیا۔ اور اسلام کا غلبہ ثابت کر دیا۔ اس طرح مسلمانوں کے اندر اسلام کی حقانیت کا شعور پیدا کر کے ان کے دلوں میں قوت ایمانی اور بصیرت پیدا کر دی۔

جماعت احمدیہ اپنا جائزہ لے

ہمیں سوچنا چاہیئے کہ ایک امام آیا۔ اس نے حضرت صلعم کے ساتھ ایک روحانی تعلق پیدا کیا۔ اور اسلام کا جھنڈا لے کر کھڑا ہو گیا اور اسلام کو تمام ادیان پر غالب کر کے دکھلا دیا۔ اب ہمیں اپنا جائزہ لینا چاہیئے کہ کیا ہم میں وھن تو پیدا نہیں ہو گیا جس کے نتیجہ میں عقائد میں کمزوری پیدا ہو گئی ہو، اشاعت حق ... کے کام میں ضعف تو پیدا نہیں ہو گیا۔ دوسروں کے عقائد سے مرعوب تو نہیں ہو گئے۔ اگر یہ کیفیت ہے تو پھر غور کرنا چاہیئے ایسا نہ ہو کہ ہم پستی کی طرف چلے جائیں۔ احمدیت ہو عین اسلام ہے اس کو پھیلانے میں اگر سستی پیدا ہو گئی ہے تو پھر ہمارے لئے بہت فکر کی بات ہے۔

حضرت نبی کریم صلعم زندہ رسول ہیں

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں ربانی لوگ ہمیشہ مبعوث ہوتے رہے اور ہوتے رہیں گے۔ حضرت نبی کریم صلعم کی ابدی زندگی کا سب سے بڑا ثبوت یہی ہے اور یہ کہ آپ زندہ رسول ہیں۔ بحیثیت بشر ہونے کے آپ پر موت وارد ہو چکی ہے۔ مگر بحیثیت نبی اور رسول ہونے کے آپ زندہ ہیں اور قیامت تک زندہ رہیں گے۔

اعلائے کلمۃ الحق کرنے والوں کی دعا

فرمایا واللہ یحب الصابرین۔ جو لوگ استقلال کے ساتھ اعلائے کلمۃ الحق اور دعوت الی الاسلام میں لگے رہتے ہیں وہ خدا کے محبوب ہوتے ہیں۔ ایسے محبوب لوگوں کی زبان پر ہر وقت یہی دعا رہتی ہے کہ ربنا اغفر لنا ذنوبنا۔ اے پروردگار ہمارے گناہوں اور غلطیوں اور لغزشوں کو معاف کر دے۔ واسرافنا فی امرنا۔ جو ہم نے کوتاہیاں کی ہیں۔ اور ہم نے جو اس امر میں اسراف کیا ہے۔ اس سے بھی درگذر فرما۔ وثبت اقدامنا۔ اور ہمارے قدموں کو دشمن کے مقابلہ میں مضبوط کر دے وانصرنا علی القوم الکافرین۔ اور ہمیں کافروں پر مدد اور نصرت عطا فرما۔

ترقیوں اور کامرانیوں کے گُر

اس دعا میں ترقیوں اور کامرانیوں کے گُر مذکور ہیں اس راستہ پر چل کر ہم دنیا میں غالب آ سکتے ہیں۔ اسی لئے فرمایا فاتھم اللہ ثواب الدنیا وحسن ثواب الآخرۃ واللہ یحب المحسنین۔ ایسے لوگوں کو ہم دنیا کا اجر بھی دیں گے۔ اور آخرت کا اچھا بدلہ دیں گے اور وہ لوگ جو پوری تندہی سے خدا تعالےٰ کے احکامات کی اطاعت اور اپنے رسول صلعم کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کرتے ہیں اللہ تعالےٰ ان سے محبت کرتا ہے۔

اپنے فرائض کو کماحقہ ادا کیجئے

خدا تعالےٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم محسن بن جائیں اپنے فرائض کو کماحقہ ادا کریں۔ وہن اور سستی دور ہو جائے اس وقت دنیا میں گمراہی پھیلی ہوئی ہے۔ ہم چھوٹی سی جماعت ہیں۔ ہمارا مقابلہ بڑا سخت ہے۔ گمراہی کو مٹانا آسان کام نہیں خدا تعالےٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اپنی جانوں، مالوں اور خواہشات کی قربانی دے کر حق کو دنیا میں غالب کرنے کی سعی کریں، تاکہ وہ دن جلد آ جائے کہ اسلام تمام دنیا میں غالب آ جائے۔

درخواست دُعا

مولانا عبدالباقی صاحب کوہاٹ کے ایک خط سے یہ معلوم کر کے بہت افسوس ہوا کہ ان کا ایک نوجوان بچہ جو دسویں جماعت کا طالب علم رہا ہے ایک سال سے ٹائیفائڈ اور پھیپھڑوں کی بیماری میں مبتلا ہے۔

احباب کرام سے استدعا ہے کہ اس نوجوان کی صحت کے لئے خاص طور پر دعا فرماکر عنداللہ ماجور ہوں۔

مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری

رسالہ الفرقان کے مسیح موعود نمبر پر ایک طائرانہ نظر

حق سے رُوگردانی اور مغالطوں کی فراوانی

گذشتہ قسط میں وعدہ کیا گیا تھا کہ آئندہ قسط میں حضرت مسیح موعودؑ کے ۱۷ اگست ۱۸۹۹ء اور ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء کے دونوں خطوط بالمقابل شائع کر کے بتلایا جائے گا کہ ان دونوں کے مضامین میں سرمو فرق نہیں اپنے مقام کے متعلق حضورؑ نے جو کچھ ۱۸۹۹ء میں لکھا وہی وفات کے وقت ۱۹۰۸ء میں لکھا۔ اس وعدہ کو پورا کرنے کے لئے ذیل میں دونوں خطوط ایک دوسرے کے بالمقابل لکھے جاتے ہیں تا قارئین کرام دیکھ لیں کہ حضور نے شروع سے لے کر وفات تک اپنا ایک ہی مقام بیان کیا ہے اور وہ ہے مقام ولایت یا مقام محدثیت۔ نہ ہی حضور نے اپنے مقام میں کوئی تبدیلی کی اور نہ ہی تعریف نبوت کو بدلا۔

۱۷ اگست ۱۸۹۹ء کا خط نقل کرنے سے قبل اسی خط کے متعلق مولانا عبدالکریم صاحب مرحوم مغفور کے تمہیدی الفاظ بھی درج کر دینے ضروری ہیں وہ فرماتے ہیں:-

"حضرت اقدس حکم عدل کا ایک صحیفہ گرامی نقل کر دیتا ہوں جو آپ نے ایک نزاع کے فیصلہ کے لئے ارقام فرمایا ہے اور روانہ کرنے سے پہلے میں نے بھائیوں کے فائدہ کے لئے حضور اقدس سے لے لیا اور عمداً مکتوب الیہ اور سمت مقصود کو حذف کر دیا ہے کہ غرض اصل مطلب سے ہے" الحکم ۱۷ اگست ۱۸۹۹ء صفحہ ۵

چنانچہ صفحہ ۵ پر اس مکتوب کو درج کیا ہے جو ذیل میں نقل کیا جاتا ہے لیکن درج کرنے سے قبل مولانا مرحوم و مغفور کے وہ الفاظ بھی نقل کرنے ضروری ہیں جو انہوں نے حضرت مسیح موعود کے مقام کے متعلق اپنے اس مضمون میں تحریر کئے ہیں جسے انہوں نے حضور کے مکتوب کو درج کرنے سے قبل بطور تمہید لکھا ہے اور اسی میں سے مندرجہ بالا تمہیدی الفاظ لئے گئے ہیں۔ مولانا موصوف فرماتے ہیں:-

"ایک اور بڑی عظیم الشان بات جس کی طرف میں اپنے دوستوں کو توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے الفاظ و عقائد کی نسبت محاسبہ کیا کریں جو وہ حضرت اقدس امام صادق علیہ السلام کی نسبت منہ سے نکالتے اور دل میں رکھتے ہیں یہ مقام سراسر ادب ہے اور ادب سے ہی انسان فلاح پاتا ہے جو مقام و منزلت خداتعالیٰ نے کسی کا مقرر فرمایا ہے وہ درحقیقت توقیفی ہے دوسرے کسی شخص کا اختیار نہیں کہ اس پر زیادت کرے یا اس کے نقص پر زبان کھولے نصاریٰ نے حضرت ابن مریم علیہ السلام کی نسبت افراط کر کے کیا پھل پایا ہے جو اس مسلک پر چلنے والا آئندہ توقع رکھ سکتا ہے"۔

اب دیکھنے والی بات یہ ہے کہ حضورؑ کا وہ کونسا مقام ہے جسے مولانا مرحوم و مغفور توقیفی بتا رہے ہیں اور جس کے متعلق جماعت کو تلقین کر رہے ہیں کہ خبردار ہوشیار رہنا اس سے زیادہ کچھ نہ سمجھنا اور اپنے عقیدہ کی ہمیشہ پڑتال کرتے رہنا کہ کہیں اس میں زیادتی راہ نہ پا جائے، سو واضح ہو کہ حضرت مولانا مرحوم و مغفور کے مندرجہ بالا الفاظ صاف بتلا رہے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کے مکتوب گرامی میں جو مقام حضور کا بیان کیا گیا ہے وہی حضرت مولانا کے نزدیک توقیفی ہے جس میں کسی کمی بیشی نہیں ہو سکتی۔ یہی مقام خدا کا مقرر کردہ مقام ہے جس میں زیادتی کرنے والا یعنے اس مقام سے بڑھا کر تمام بتلانے والا عیسائیوں کی طرح افراط اور غلو سے کام لینے والا قرار پائے گا اور اس کا انجام بھی وہی ہو گا جو نصاریٰ کا ہوا ہے۔ کاش ہمارے بھائی علماء ربوہ حضرت مولانا مرحوم و مغفور کی مندرجہ بالا نصیحت پر عمل پیرا ہو کر غلو کی راہ کو ہمیشہ کے لئے خیرباد کہہ دیں۔

اب ذیل میں حضورؑ کا مکتوب درج کیا جاتا ہے جس سے حضور کا .... اصل مقام بخوبی واضح ہو جائے گا:

مکتوب حضرت مسیح موعودؑ ۱۷ اگست ۱۸۹۹ء

"محبی عزیزی اخویم۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ عنایت نامہ پہنچا۔ حال یہ ہے کہ اگرچہ عرصہ بیس سال سے متواتر اس عاجز کو الہام ہوا ہے۔ اکثر دفعہ ان میں رسول یا نبی کا لفظ آ گیا ہے جیسا کہ یہ الہام ہوا ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق اور جیسا کہ یہ الہام ہوا جری اللہ فی حلل الانبیاء اور جیسا کہ یہ الہام ہوا۔ دنیا میں ایک نبی آیا مگر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ ایسے ہی بہت سے الہام ہیں جن میں اس عاجز کی نسبت نبی یا رسول کا لفظ آیا ہے۔ لیکن وہ شخص غلطی کرتا ہے۔ جو ایسا سمجھتا ہے کہ اس نبوت اور رسالت سے مراد حقیقی نبوت اور رسالت ہے جس سے انسان خود صاحب شریعت کہلاتا ہے۔ بلکہ رسول کے لفظ سے اسی قدر مراد ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا گیا۔ اور نبی کے لفظ سے صرف اسی قدر مراد ہے کہ خدا تعالیٰ سے علم پا کر پیشگوئی کرنے والا یا معارف پوشیدہ بتلانے والا سو چونکہ ایسے لفظوں سے جو محض استعارہ کے رنگ میں ہیں اسلام میں فتنہ پڑتا ہے اور اس کا نتیجہ سخت بد نکلتا ہے اس لئے اپنی جماعت کی معمولی بول چال اور دن رات کے محاورات میں یہ لفظ نہیں آنے چاہئیں، اور دلی ایمان سے سمجھنا چاہیئے کہ نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اس آیت کا انکار کرنا یا استخفاف کی نظر سے دیکھنا درحقیقت اسلام سے علیحدہ ہونا ہے جو شخص انکار میں حد سے گذرتا ہے جس طرح کہ وہ ایک خطرناک حالت میں ہے اسی طرح وہ جو شیعوں کی طرح اعتقاد میں حد سے گذ رجاتا ہے۔ جاننا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ نے اپنی تمام نبوتوں اور رسالتوں کو قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کر دیا ہے۔ اور ہم محض دین اسلام کے خادم بن کر دنیا میں آئے ہیں اور دنیا میں بھیجے گئے ہیں۔ نہ اس لئے کہ اسلام کو چھوڑ کر کوئی اور دین بناویں ہمیشہ شیطان کی رہزنی سے اپنے تئیں بچانا چاہیئے۔ اور اسلام سے سچی محبت رکھنی چاہیئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو بھلانا نہیں چاہیئے۔ ہم خادم دین اسلام ہیں۔ اور یہی ہمارے ظہور کی علت غائی ہے۔ اور نبی اور رسول کے لفظ استعارہ اور مجاز کے رنگ میں ہیں۔ رسالت لغت عرب میں بھیجے جانے کو کہتے ہیں اور نبوت یہ ہے کہ خدا سے علم پا کر پوشیدہ حقائق اور معارف کو بیان کرنا سو اسی حد تک مفہوم کو ذہن میں رکھ کر دل میں اس کے معنے کے موافق اعتقاد کرنا مذموم نہیں ہے۔ مگر چونکہ اسلام کی اصطلاح میں

مکتوب حضرت مسیح موعودؑ ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء

جناب ایڈیٹر صاحب اخبار پرچہ اخبار عام ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء کے پہلے کالم کی دوسری سطر میں میری نسبت یہ خبر درج ہے کہ گویا میں نے جلسہ دعوت میں نبوت سے انکار کیا۔ اس کے جواب میں واضح ہو کہ اس جلسہ میں میں نے صرف یہ تقریر کی تھی کہ میں ہمیشہ اپنی تالیفات کے ذریعہ سے لوگوں کو اطلاع دیتا رہا ہوں۔ اور اب بھی ظاہر کرتا ہوں کہ یہ الزام جو میرے ذمہ لگایا جاتا ہے کہ گویا میں ایسی نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں جس سے مجھے اسلام سے کچھ تعلق باقی نہیں رہتا اور جس کے یہ معنے ہیں کہ میں مستقل طور پر اپنے تئیں ایسا نبی سمجھتا ہوں کہ قرآن شریف کی پیروی کی کچھ حاجت نہیں رکھتا اور اپنا علیحدہ کلمہ اور علیحدہ قبلہ بناتا ہوں اور شریعت اسلام کو منسوخ کی طرح قرار دیتا ہوں، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقتدار اور متابعت سے باہر جاتا ہوں۔ یہ الزام صحیح نہیں ہے بلکہ ایسا دعویٰ نبوت کا میرے نزدیک کفر ہے اور نہ آج سے بلکہ اپنی ہر ایک کتاب میں ہمیشہ میں یہی لکھتا آیا ہوں کہ اس قسم کی نبوت کا مجھے کوئی دعویٰ نہیں اور یہ سراسر میرے پر تہمت ہے اور جس بنا پر میں اپنے تئیں نبی کہلاتا ہوں وہ صرف اس قدر ہے کہ میں خدا تعالیٰ کی ہمکلامی سے مشرف ہوں اور وہ میرے ساتھ بکثرت بولتا اور کلام کرتا ہے، اور میری باتوں کا جواب دیتا ہے اور بہت سی غیب کی باتیں میرے پر ظاہر کرتا اور آئندہ زمانوں کے وہ راز میرے پر کھولتا ہے کہ جب تک انسان کو اس کے ساتھ خصوصیت کا قرب نہ ہو دوسرے پر وہ اسرار نہیں کھولتا۔ اور انہیں امور کی کثرت کی وجہ سے اس نے میرا نام نبی رکھا ہے سو میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اور اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہو گا۔ اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر انکار کر سکتا ہوں۔ میں اس پر قائم ہوں۔ اس وقت تک جو اس دنیا سے گذر جاؤں"۔ مگر میں ان معنوں سے نبی نہیں ہوں کہ گویا میں اسلام سے اپنے تئیں الگ کرتا ہوں یا اسلام کا کوئی حکم منسوخ کرتا ہوں۔ میری گردن اس جوئے کے نیچے ہے جو قرآن شریف نے پیش کیا اور کسی کو مجال نہیں کہ ایک نقطہ یا ایک شعشہ قرآن شریف کا منسوخ کر سکے۔ میں صرف اس وجہ سے نبی کہلاتا ہوں کہ عربی اور عبرانی زبان میں نبی کے یہ معنے ہیں کہ خدا سے الہام پا کر بکثرت پیشگوئی کرنے والا اور بغیر کثرت کے یہ معنے تحقیق نہیں ہو سکتے جیسا کہ صرف ایک پیسہ سے کوئی مالدار نہیں کہلا سکتا۔ سو خدا نے مجھے اپنے کلام کے ذریعہ سے بکثرت علم غیب عطا کیا ہے اور ہزارہا نشان میرے ہاتھ پر ظاہر کئے ہیں اور کر رہا ہے۔ میں خودستائی سے نہیں بلکہ خدا کے فضل اور اس کے

مکتوب حضرت مسیح موعودؑ ۱۷ اگست ۱۸۹۹ء

نبی اور رسُول کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں۔ یا بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرتے ہیں یا نبی سابق کی اُمت نہیں کہلاتے۔ اور براہ راست بغیر استفادہ کسی نبی کے خدا تعالیٰ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس لئے ہوشیار رہنا چاہیئے کہ اس جگہ بھی یہی معنے نہ سمجھ لیں۔ کیونکہ ہماری کتاب بجز قرآن کریم کے نہیں ہے۔ اور کوئی دین بجز اسلام کے نہیں ہے اور ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء اور قرآن شریف خاتم الکتب ہے۔ سو دین کو بچوں کا کھیل نہیں بنانا چاہیئے۔ اور یاد رکھنا چاہیئے کہ ہمیں بجز خادم اسلام ہونے کے اور کوئی دعوےٰ بالمقابل نہیں۔ اور جو شخص ہماری طرف اس کے خلاف دعوےٰ منسوب کرے وہ ہم پر افترا کرتا ہے۔ ہم اپنے نبی کریمؐ کے ذریعہ فیض و برکات پاتے ہیں۔ اور قرآن کے ذریعہ سے ہمیں فیض معارف ملتا ہے۔ سو مناسب ہے کہ کوئی شخص اس ہدایت کے برخلاف کچھ بھی دل میں نہ رکھے۔ ورنہ وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک اس کا جوابدہ ہوگا۔ اگر ہم اسلام کے خادم نہیں ہیں تو ہمارا سب کاروبار عبث اور مردود اور قابل مواخذہ ہے۔ زیادہ خیریت۔ والسلام۔ مورخہ ۱۷ اگست ۱۸۹۹ء۔

؎ نوٹ:۔ ایک قرأت اس الہام میں یہ بھی ہے کہ دنیا میں ایک نذیر آیا۔ اور یہی قرأت براہین ... میں درج ہے۔ اور فتنہ سے بچنے کے لئے یہ دوسری قرأت درج نہیں کی گئی۔

اس مکتوب گرامی میں حضورؑ نے مندرجہ ذیل ۱۳۔ امور بطور اپنے عقائد کے بیان فرمائے ہیں اور ان عقائد کو حتمی قرار دیا ہے:۔

(۱)۔ قریباً بیس سال سے الہامات میں یہ الفاظ رسول اور نبی کے استعمال ہو رہے ہیں۔

(۲)۔ ان الہامات میں نبی اور رسول سے نبوت اور رسالت حقیقی ہرگز مراد نہیں۔

(۳)۔ ان سے نبوت و رسالت حقیقی سمجھنے والا غلطی کرتا ہے۔

(۴)۔ حقیقی نبوت پر فائز صاحب شریعت نبی ہی ہوتا ہے۔

(۵)۔ میرے الہامات میں رسول کے لفظ سے صرف بھیجا گیا مراد اور نبی کے لفظ سے خدا تعالیٰ کی طرف سے علم پاکر پیشگوئی کرنے والا یا معارف پوشیدہ بتلانے والا مراد ہے لغت عرب میں رسالت اور نبوت کے یہی معنے لکھے ہیں۔

(۶)۔ حقیقی نبیوں کے مقابلہ میں میرے لئے

مکتوب حضرت مسیح موعودؑ ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء

... کی بناء پر کہتا ہوں کہ اگر تمام دنیا ایک طرف ہو اور ایک طرف صرف میں کھڑا کیا جاؤں اور کوئی ایسا امر پیش کیا جائے جس سے خدا کے بندے آزمائے جاتے ہیں تو مجھے اس مقابلہ میں خدا غلبہ دے گا۔ اور ہر ایک پہلو کے مقابلہ میں خدا میرے ساتھ ہوگا اور ہر ایک میدان میں وہ مجھے فتح دے گا۔ پس اسی بناء پر خدا نے میرا نام نبی رکھا ہے اس زمانہ میں کثرت مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ اور کثرت اطلاع برعلوم غیب صرف مجھے ہی عطا کی گئی ہے۔ اور جس حالت میں عام طور پر لوگوں کو خوابیں بھی آتی ہیں بعض کو الہام بھی ہوتا ہے اور کسی قدر ملونی کے ساتھ علم غیب سے بھی اطلاع دی جاتی ہے مگر وہ الہام مقدار میں نہایت قلیل ہوتا ہے اور اخبار غیبیہ بھی اس میں نہایت کم ہوتی ہیں اور باوجود کمی کے مشتبہ اور مکدر اور خیالات نفسانی سے آلودہ ہوتی ہیں تو اس صورت میں عقل سلیم خود چاہتی ہے کہ جس کی وحی اور علم غیب اس کدورت اور نقصان سے پاک ہو اس کو دوسرے معمولی انسانوں کے ساتھ نہ ملایا جائے بلکہ اس کو کسی خاص نام کے ساتھ پکارا جائے تاکہ اس میں اور اس کی غیر میں امتیاز ہو۔ اس لئے محض مجھے امتیازی مرتبہ بخشنے کے لئے خدا نے میرا نام نبی رکھ دیا اور یہ مجھے ایک عزت کا خطاب دیا گیا ہے تاکہ ان میں اور مجھ میں فرق ظاہر ہو جائے۔ ان معنوں سے میں نبی بھی ہوں اور امتی بھی ہوں تاکہ ہمارے سید و آقا کی وہ پیشگوئی پوری ہو کہ آنے والا مسیح امتی بھی ہوگا اور نبی بھی ہوگا۔ ورنہ حضرت عیسیٰ جن کے دوبارہ آنے کے بارے میں ایک جھوٹی اُمید اور جھوٹی طمع لوگوں کو دامنگیر ہے۔ وہ اُمتی کیونکر بن سکتے ہیں۔ کیا آسمان سے اُتر کر نئے سرے وہ مسلمان ہوں گے یا کیا اس وقت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء نہیں رہیں گے۔

والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

الراقم خاکسار المفتقر الی اللہ احمد غلام احمد عفا اللہ عنہ۔ ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء از شہر لاہور

اس مکتوب سے واضح ہے کہ حضور انجام آتھم والے اعلان کے مطابق صرف لفظ نبی کے استعمال کا اقرار کرتے ہیں لیکن جس طرح مکتوب ۱۸۹۹ء میں فرمایا کہ حقیقی نبی جو اسلامی اصطلاح میں نبی کہلاتا ہے وہ کامل شریعت یا شریعت کا کوئی حصہ لاتا ہے یا براہ راست خدا سے تعلق رکھتا ہے اسی طرح اس مکتوب میں بھی یہی بات فرائی جس طرح نبی کریم صلعم اور قرآن سے علیحدگی کی وہاں مذمت کی ہے اس مکتوب میں بھی اسی طرح اس کی مذمت کی ہے جس طرح وہاں صرف لغوی معنی میں ہی اپنے لئے لفظ نبی اور رسول کا استعمال جائز

(بقیہ نوٹ بر مکتوب ۱۸۹۹ء)

ان الفاظ کا استعمال حقیقی نبوت کے ساتھ بوجہ بعض مشابہتوں کے بطور مجاز و استعارہ ہے۔

(۷)۔ یہ الفاظ محض بطور مجاز اور استعارہ ہوں تو جماعت کو چاہیئے کہ انہیں اپنے معمولی بول چال اور دن رات کے محاورات میں استعمال نہ کرے۔

(۸)۔ ان الفاظ کا عام استعمال موجب فتنہ ہوگا اور نتیجہ اس کا سخت بد نکلے گا۔ (چنانچہ واقعات شاہد ہیں کہ علماء ربوہ کے استعمال سے فتنہ بھی برپا ہوا اور نتیجہ بھی بد نکلا۔ ناقل)

(۹)۔ رسالت و نبوت کے متعلق دلی ایمان ہے۔ یہ یقین رکھنا چاہیئے کہ وہ آنحضرت صلعم پر ختم ہو گئی ہے آیت ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اس پر نص صریح ہے (ظاہر ہے کہ اگر استعارہ اور مجاز والی یا لغوی معنی والی نبوت بھی نبوت ہوتی تو پھر آنحضرت صلعم پر نبوت کے ختم ہونے کے کوئی معنی ہی نہیں تھے۔ ناقل)

(۱۰)۔ نہ اس آیت کا انکار کرو اور نہ اسے استخفاف کی نظر سے دیکھو ورنہ اسلام سے نکل جاؤ گے۔

(۱۱)۔ استعارہ اور مجاز اور محض لغوی معنی سے تجاوز کر کے اگر کوئی شخص مجھے نبی اور رسول مانے گا وہ غلو کی راہ اختیار کرنے والا قرار پائے گا۔ (یہی بات حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم و مغفور نے کہی ہے۔ ناقل) اور دین کو بچوں کا کھیل بنانے والا ہوگا اور خدا کے نزدیک وہی جوابدہ ہوگا۔ عوام بول چال میں میرے متعلق ان الفاظ کو استعمال کرنے کی بجائے اگر کوئی شخص صرف دل میں یہ اعتقاد رکھے کہ لغوی معنی میں بطور مجاز اور استعارہ یہ الفاظ استعمال کئے گئے ہیں تو قابل مواخذہ نہیں ہوگا۔

(۱۲)۔ تمام نبوتیں اور رسالتیں قرآن شریف اور حضرت نبی کریم صلعم پر ختم ہو گئی ہیں تو محض اسلام کے خادم کے طور پر بھیجا گیا ہوں اور یہی میرے ظہور کی علت غائی ہے۔ میں اس لئے ہرگز نہیں بھیجا گیا کہ اسلام کو چھوڑ کر کوئی اور دین بناؤں بلکہ حضرت نبی کریم صلعم کے فیض سے ہی میں مستفیض ہوتا ہوں اور برکات الٰہی حاصل کرتا ہوں اور قرآن کے ذریعہ ہی مجھے فیض معارف ملتا ہے۔

(۱۳) لغوی اصطلاح کے مقابلہ میں شریعت اسلامی میں نبی اور رسول کا یہ مفہوم ہے کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں یا بعض احکام شریعت

(بقیہ نوٹ بر مکتوب ۱۹۰۸ء)

قرار دیا اسی طرح اس مکتوب میں بھی محض لغوی معنی میں ہی جائز قرار دیا ہے ظاہر ہے کہ شریعت لانے یا براہ راست خدا سے تعلق رکھنے سے انکار مترادف ہے اسلامی اصطلاح میں نبی ہونے سے انکار کے۔

جس طرح وہاں محض خدا سے ہمکلامی کا دعوےٰ تھا اسی طرح یہاں بھی خدا سے ہمکلامی ہی کا دعوےٰ ہے ....

--- اور وہ بھی دونوں جگہ نبی کریم صلعم کے فیض کے نتیجہ میں۔ جس طرح وہاں فرمایا تھا کہ خدا نے میرا نام نبی محض اس لئے رکھا ہے کہ عربی اور عبرانی میں نبی کے معنی خدا سے کثرت سے پیشگوئیاں پاکر مخلوق کو ان سے مطلع کرنا اسی طرح یہاں بھی یہی فرمایا جس طرح وہاں فرمایا کہ بغیر کثرت کے اس کا مستحق ممنوع ہے یہاں بھی یہی فرمایا البتہ یہاں اس امر کو واضح کر دیا کہ عام لوگوں کی خوابوں وغیرہ کے مقابلہ میں جس کی خوابیں اور الہامات کثرت سے ہوں اور تکدر سے بکلی پاک ہوں اس کے لئے امتیازی نام ضروری ہے۔ سو اس امتیاز کو قائم رکھنے کے لئے مجھے یہ اعزازی نام بخشا گیا ہے جس طرح وہاں امتی اور نبی کے درمیان نسبت تباین کی قائم رکھی تھی یہاں بھی اسے قائم رکھا اور اُمتی ہونے کو ہی بطور دلیل پیش کیا کہ میں چونکہ اُمتی ہوں اس لئے زمرۂ انبیاء میں داخل نہیں ہو سکتا۔ پس خلاصہ کلام یہ کہ ان دونوں مکتوبوں کے مضامین میں سرمو بھی فرق نہیں جو ۱۸۹۹ء میں کہا وہی وفات کے وقت ۱۹۰۸ء میں فرمایا حتیٰ کہ اس آخری مکتوب میں یہاں تک فرما دیا کہ

"میں ہمیشہ اپنی تالیفات کے ذریعہ لوگوں کو اطلاع دیتا ہوں اور اب بھی ظاہر کرتا ہوں ...... بلکہ اپنی ہر ایک کتاب میں ہمیشہ میں یہی لکھتا رہا ہوں۔"

ان الفاظ کے بعد کی تحریر کا یہی خلاصہ ہے کہ میں اسلامی اصطلاح میں نبی نہیں ہوں محض لغوی معنے میں استعارۃً یہ لفظ میرے لئے استعمال کیا گیا ہے۔ کیا اس سے صاف یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضور کی ہر کتاب ایک ہی خیال پر مشتمل رہی ہے اور یہ علمائے ربوہ کو بھی مسلم ہے کہ سن ۱۹۰۱ء تک کی کتابوں میں حضور نے اپنے آپ کو زمرۂ اولیاء میں ہی شامل کیا ہے جب کہ حضور نے اپنی کسی کتاب کو بھی مستثنیٰ نہیں کیا تو بعد کی کتب کے متعلق بھی یہی ماننا پڑے گا بلکہ اس مکتوب کے متعلق بھی یہی ماننا پڑے گا کہ ان میں بھی حضور نے اپنا وہی مقام بیان فرمایا ہے جو ۱۹۰۱ء سے قبل کی کتب میں بیان کیا ہے اور وہ مقام مقام ولایت ہی ہے نہ مقام نبوت جیسا کہ علماء ربوہ

(بقیہ نوٹ بر مکتوب ۱۸۹۹ء)

سابقہ کو منسوخ کرتے ہیں یا نبی سابق کی امت نہیں کہلاتے اور براہ راست بغیر استفادہ کسی نبی کے خدا تعالے سے تعلق رکھتے ہیں (انہی کو حقیقی اور انہی کو صاحب شریعت کا نام دیا ہے۔ ناقل)

یہ ۳ امامور اس مکتوب میں بیان کئے گئے ہیں اب قارئین کرام کو علم ہو جائے گا کہ وہ کونسا تنازع تھا جس کا فیصلہ کرنے کے لئے حضور نے یہ مکتوب لکھا اور جس کی طرف اشارہ مولانا مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم و مغفور نے اپنے تمہیدی الفاظ میں کیا ہے۔

مندرجہ بالا مکتوب ۱۸ اگست ۱۸۹۹ء کا ہے اور ۷ ستمبر ۱۹۰۰ء کو اربعین ۲ شائع ہوتی ہے۔ اس میں پھر اسی مضمون کا اعادہ کیا ہے وہ ص ۱۸ کے حاشیہ پر فرماتے ہیں :-

"یہ الفاظ (رسول اور نبی) بطور استعارہ ہیں جیسا کہ حدیث میں بھی مسیح موعود کے لئے نبی کا لفظ آیا ہے ظاہر ہے کہ جس کو خدا بھیجتا ہے وہ اس کا فرستادہ ہی ہوتا ہے اور فرستادہ کو عربی میں رسول کہتے ہیں۔ اور جو غیب کی خبر خدا سے پاکر دے اس کو عربی میں نبی کہتے ہیں اسلامی اصطلاح کے معنی الگ ہیں اس جگہ محض لغوی معنی مراد ہیں۔"

پھر اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" میں جو نومبر ۱۹۰۱ء کو شائع ہوا ہے اس میں بھی لغوی معنے میں اقرار اور اسلامی اصطلاح میں انکار موجود ہے۔ حوالے گذشتہ اقساط میں گذر چکے ہیں اعادہ کی ضرورت نہیں۔

پھر انجام آتھم میں اپنے لئے جماعت کو الفاظ نبی اور رسول کے استعمال سے منع کیا مگر اپنے متعلق فرمایا کہ میں بوجہ مامور ہونے کے ان الہامات کو مخفی نہیں رکھ سکتا جن میں الفاظ نبی اور رسول کے وارد ہوئے ہیں آخری خط میں حضور نے اسی امر کا ذکر کیا ہے کہ میں لفظ نبی اور رسول سے کس طرح انکار کر سکتا ہوں جبکہ خدا نے یہ الفاظ میرے لئے استعمال کئے ہیں۔ لیکن خدا نے مجھے ان کے متعلق یہی علم دیا ہے کہ ان الفاظ سے محض لغوی معنی مراد ہیں شرعی اصطلاح میں یہ نہیں استعمال کئے گئے۔ چنانچہ آخری خط کے الفاظ کو مطالعہ کرنے سے قارئین کرام پر یہ حقیقت واضح ہو جائے گی۔

(بقیہ نوٹ بر مکتوب ۱۹۰۸ء)

غور کریں کہ اُن کا ناسخ منسوخ کا عقیدہ کیا حضور کی اس آخری تحریر کے صریح خلاف نہیں۔

علماء ربوہ اس بات پر بھی غور کریں کہ جبکہ حضور کی تمام کتب حضور کی اسی مکتوب کی تحریر کے مطابق دعوے کی ایک ہی نوعیت بیان کر رہی ہیں تو لفظ نبی کے ساتھ لغوی۔ مجازی۔ استعارۃً۔ ظلی۔ بروزی۔ اُمتی وغیرہ لگا دینے سے کیا مقام ولایت کی تعیین ہو گی یا مقام نبوت کی کیا حضور کی یہ تحریر آپ کے اس موقف کو غلط ثابت نہیں کر رہی کہ یہ الفاظ نبوت کی نفی نہیں کرتے بلکہ صرف نبوت کے حصول کے ذریعہ پر دلالت کرتے ہیں کیونکہ آپ کے اپنے مسئلہ کی رو سے سال ۱۹۰۱ء سے قبل کی کتب بہرحال مقام ولایت کی ہی تعیین کرتی ہیں لیکن حضور کا یہ مکتوب بتلا رہا ہے کہ اس سے قبل کی حضور کی تمام تحریریں خواہ سال ۱۹۰۱ء سے قبل کی ہوں یا سال ۱۹۰۱ء کے بعد کی ہوں سب ایک ہی مقام پر دلالت کرتی ہیں فاعتبروا یا اولی الابصار۔

نوٹ :-

مکتوب ہذا میں تو بالصراحت اس امر کا ذکر موجود ہی ہے کہ حضور کی کتب میں حضور کے مقام کی نوعیت کے متعلق قطعاً کوئی اختلاف نہیں لیکن حضور کی سال ۱۹۰۱ء کے بعد کی کتب بھی وضاحت سے حضور کے اس بیان کی تصدیق کر رہی ہیں۔ چنانچہ سیرت الابدال۔ الہدیٰ۔ اعجاز احمدی۔ دافع البلاء۔ تجلیات الٰہیہ۔ چشمہ مسیحی۔ براہین احمدیہ حصہ پنجم۔ حقیقۃ الوحی۔ چشمہ معرفت وغیرہ تمام کتب اسی مضمون سے بھری پڑی ہیں کہ حضور زمرۂ اولیاء کے ہی فرد ہیں۔ اُن میں سے بعض کتب کے حوالے گذشتہ اقساط میں دیئے جا چکے ہیں۔ ...... باقی کے حوالے بھی ان شاء اللہ اپنے موقعہ پر پیش کر دیئے جائیں گے۔ یہ ہمارے علماء ربوہ کی سمجھ کا قصور ہے کہ وہ حضور کے مقام کے متعلق حضور کی تحریروں میں اختلاف پیدا کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔

خلیفہ ربوہ کے بیانات

خلیفہ صاحب ربوہ نہ جانے ترنگ میں آکر کیا کیا کچھ کہتے رہے۔ ان کے مرید خلیفہ صاحب کے جوش خطابت کے وقت جذبات سے مغلوب ہو کر اس وقت تو حبذا۔ مرحبا کہتے رہتے ہیں لیکن جب ان کے جذبات سرد پڑتے ہیں تو اس وقت ان کو ان کے امام ہمام کے قیمتی ارشادات گوش گذار کئے جاویں تو وہ ماننے سے انکار کر دیتے ہیں کہ ایسا انہوں نے کبھی نہیں کہا اور جب تحریر دکھاوی جاوے تو یا تو ڈائری نویس پر لے دے شروع کر دی جاوے گی یا پھر تاویلیں کرکے خلیفہ صاحب کو بچانے کی سعی ناکام کی جاوے گی۔

چنانچہ اب "مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں سے دودھ خشک ہونے" کے بارے ربوہ پرتاویلیں کر رہا ہے اور ساتھ ہی آئینہ میں منہ دیکھ کر آئینہ دکھانے والوں کو برا کہا جا رہا ہے۔ بہتر ہوگا کہ وہ خلیفہ صاحب کے ان بیانات کو بھی ایک نظر دیکھ لیں :-

"قادیان وہ مقام ہے جس کو خدا تعالے نے تمام دنیا کے لئے ناف کے طور پر بنایا ہے اور اس کو تمام جہان کے لئے اُم قرار دیا ہے کہ ہر ایک فیض دنیا کو اس مقدس مقام سے حاصل ہو سکتا ہے۔" (الفضل ۳ جنوری ۱۹۲۵ء)

دیکھ لیجئے خلیفہ صاحب کے اس بیان سے سارے جہان کے لئے ام القریٰ قادیان بن گئی۔ اور مکہ کا ام القریٰ ہونا، منسوخ ہو گیا، بلکہ اس کی کوئی حرمت نہ رہی۔

پھر فرماتے ہیں :-

"ہم ان لوگوں سے متفق نہیں جو کہتے ہیں کہ کسی صورت میں بھی حرمین پر حملہ نہیں کیا جا سکتا مدینہ پر بھی چڑھائی ہو سکتی ہے۔" الفضل ۱۲ ستمبر ۱۹۳۵ء۔

پھر فرمایا "یہاں قادیان میں کا مکرمہ اور مدینہ منورہ والی برکات نازل ہوتی ہیں"

(الفضل ۱۱ ستمبر ۱۹۳۲ء)

کیسے برکات نازل ہوتی ہیں فرماتے ہیں :-

"قادیان کا سالانہ جلسہ ظلی حج ہے یہ نفل اب فرض بن گیا ہے ظل کا معنی جو خلیفہ صاحب کرتے ہیں وہ بھی سب کو معلوم ہے کہ وہ اصل ہی کے مترادف ہے۔ پس جب فرض یہاں پورا ہو جاتا ہے تو مکہ کے حج کی تلقین جو الفضل میں نقل کی جا رہی ہیں کس غرض کے لئے ہے، ایسے ہی موقعہ کے لئے کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

کھلتا کسی پہ کیوں مرے دل کا معاملہ ٭ شعروں کے انتخاب نے رسوا کیا مجھے

عبدالحمید چودھری، سانگلہ ہل

ضروری اعلان

احباب جماعت سے استدعا ہے کہ خط و کتابت کی کسی عہدیدار کے نام سے نہ کریں بلکہ بحیثیت عہدہ خطوط ارسال کیا کریں۔ مثلاً جنرل سیکرٹری یا نائب سیکرٹری یا کسی دوسرے عہدیدار کا نام لکھنے کی بجائے صرف جنرل سیکرٹری یا اسسٹنٹ سیکرٹری، محاسب، نائب محاسب وغیرہ لکھا جائے اس طرح خطوط کی تعمیل میں آسانی ہو سکے گی۔ اور کام عجلت سے ہو سکے گا۔

عبدالرحمٰن مصری ۲۱/۸/۶۵

روح اسلام کا خصوصی نمبر

دو ستمبر ۱۹۶۵ء کا روح اسلام شیخ بابو غلام قادر صاحب ڈار مرحوم و مغفور اور مولانا عبداللطیف جالی نیازی صاحب پشاوری مرحوم و مغفور کی یاد میں شائع ہو رہا ہے جس میں ان کی زندگی کی ایمان افروز جھلکیاں پیش کی جائیں گی اور مرحوم کی روح پر فتوح کو خراج عقیدت پیش کیا جائے گا۔ احباب کرام سے گذارش ہے کہ ان بزرگوں ... کے بارہ میں جو کچھ بھی علم ہو، ضبط تحریر میں لاکر ۲۸ راگست ۱۹۶۵ء تک بھیج دیں۔

مدیر۔ روح اسلام احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

اذکروا موتٰکم بالخیر

حضرت خان محمد زمان خان علیہ الرحمۃ

جلسہ جماعت پشاور میں مولوی عبدالرحمان صاحب امام مسجد احمدیہ کوہ مری نے خان محمد زمان خان (مرحوم) آف زیدہ کا ذکر خیر ذیل کے الفاظ میں کیا:-

من المؤمنین رجالٌ صدقوا ما عاھدوا اللہ علیہ فمنھم من قضیٰ نحبہٗ و منھم من ینتظر و ما بدلوا تبدیلاً -

انسان فطری طور پر زندگی کے ہر شعبے میں اور ہر مرحلے پر نمونہ کا محتاج ہوتا ہے۔

میں نے حضرت خان محمد زمان خان صاحب علیہ الرحمۃ کی رفاقت میں ایک سال کا عرصہ گذارا ہے۔ ان کی رفاقت نے میری زندگی میں وہ تبدیلی پیدا کی جس سے میں ان کی صحبت کے بغیر محروم رہتا۔ اُن کی وفات سے مجھے انتہائی صدمہ پہنچا ہے۔ اس صدمے کے مداوا کے طور پر اس مختصر وقت میں کچھ عرض کروں گا۔ یہ میرے ذاتی تاثرات ہیں ممکن ہے کسی کو اس سے اختلاف بھی ہو۔

یہ سنہ ۱۹۵۰ء کا زمانہ تھا۔ مجھے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے اراضیات سندھ میں بحیثیت محرّر کے بھیجا میرے وہاں جانے کے دو تین مہینے بعد خانصاحب مرحوم بھی بحیثیت مینجر کے قاضی احمد پہنچ گئے۔ ان کے وہاں جانے سے پہلے ہی میں اس ماحول سے کسی حد تک مانوس ہو چکا تھا آپ نے مجھ سے پہلے ہی ایک دو دنوں میں مقامی لوگوں کے عادات و خصائل کے متعلق دریافت کیا۔ میں نے انہیں بتایا کہ لوگ سخت جاہل ہیں مگر ایک بات میں نے اُن میں خاص طور پر نوٹ کی ہے وہ یہ کہ یہ لوگ قرآن مجید کے بڑے عاشق ہیں۔ انہوں نے پوچھا کہ آپ کو کس طرح معلوم ہوا جبکہ آپ سے اُن کے راوبطہ ہی کوئی نہیں۔ میں نے انہیں اسی سال کے رمضان مبارک کے چند واقعات سنائے کہ میں نماز تراویح اپنے دفتر کے صحن میں ہی بآواز بلند پڑھا کرتا تھا۔ میں نے اکثر دیکھا کہ نماز کے اختتام تک کئی آدمی باہر دیوار کے ساتھ کھڑے قرآن مجید سنتے رہتے اور اکثر حضرات دن کے وقت بھی مجھ سے قرآن مجید سننے کی خواہش ظاہر کرتے۔ مرحوم کہنے لگے کہ اگر حالت یہ ہے تو پھر ہم انشاء اللہ ضرور کامیاب ہوں گے۔

ان کی رفاقت سے مجھے سب سے بڑا اور پہلا فائدہ یہ ہوا کہ ہم نماز باجماعت سے مستفیض ہونے لگے۔ اگرچہ ذمہ داری انہوں نے مجھ پر ڈال دی۔ دوسرا بڑا فائدہ مجھے یہ ہوا کہ جب میں نماز میں قرآن پڑھتا تو کبھی سسک سسک کر روتے اور کبھی اُن کی چیخیں نکل جاتیں اور ان کی اس رقت سے مجھے بھی حصہ مل جاتا۔ سب سے بڑھ کر ان کا زہد و اتقاء تھا مجھے ایک سال تک انہیں نزدیک سے مطالعہ کرنے کا موقعہ ملا۔ میں نے انہیں اس قدر متقی پایا کہ اپنے نجی خطوط کے لئے اپنا ذاتی کاغذ قلم دوات سیاہی وغیرہ استعمال میں لاتے۔

تبلیغ سلسلہ کے نہ صرف ماہر تھے بلکہ ان کا اوڑھنا بچھونا ہی تبلیغ تھا۔ چند مہینوں کے بعد انہوں نے تبلیغ کی غرض سے نماز جمعہ ایک مقامی رئیس رسول بخش صاحب کی مسجد میں پڑھانی شروع کی۔ اور میرے ذمہ باہر اراضی میں جا کر مزارعان کو خطبہ جمعہ میں نماز کا سبق سکھانے کا فرض لگا دیا۔ مگر ان کے اپنے خطبے اور نمازیں رئیس صاحب کے لئے کسی کشش کا باعث نہ ہو سکے۔

ایک دن مجھے فرمانے لگے منشی صاحب! مجھے نمازیں پڑھاتے اور وعظ کرتے کئی ہفتے گذر گئے ہیں، مگر رئیس صاحب نماز میں شامل نہیں ہو رہے۔ میں نے پہلے تو کہا کہ یہ بھی عام سندھیوں کی طرح نماز جانتا ہی نہیں ہوگا۔ کہنے لگے سنا ہے کہ نماز اسے آتی ہے مگر پڑھتا نہیں ہے مسجد اپنے مکان کے احاطہ میں دوسرے لوگوں کے لئے تعمیر کی ہوئی ہے۔ میں نے انہیں پُرامید لہجے میں کہا کہ حضرت آجیئے اس جمعہ میں ؎

چناں نالیم اندر مسجد شہر
کہ دل در سینۂ ملاّں گدازیم

ایک جمعہ میں خطبہ تو خان صاحب مرحوم نے دیا چونکہ آپ اہل زبان نہیں تھے اس لئے اردو پشتو اور کوئی پانچ فیصد سندھی سے مرکب ایک نئی زبان میں پُردرد وعظ فرمایا۔ خطبے کے اخیر تک تو رئیس صاحب نہ آئے۔ میں نے نماز شروع کی اور کچھ اچھی اونچی آواز میں سورۃ فرقان کا آخری رکوع پڑھنا شروع کیا۔ ابھی نصف رکوع بھی نہ پڑھا تھا کہ محراب میں کھڑے ہوئے مجھے یقین ہو گیا کہ رئیس صاحب نماز میں شامل ہو گئے ہیں۔ حالانکہ انہیں احمدیت سے کوئی تعلق نہ تھا۔ جب نماز ختم ہوئی تو دیکھا کہ فی الواقع موصوف خانصاحب مرحوم کے پہلو میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے بعد وہ ہر جمعہ کی نماز میں شامل ہوتا رہا۔

مرحوم اپنی روایتی مہمان نوازی سے بھی بہت آگے بڑھے ہوئے تھے۔ اکثر تبلیغ کے لئے چلتے راہگیروں کو ٹھہرا لیتے تھے گو یہ بات مجھے گراں گذرتی۔ ایک دن کسی ضروری کام کے لئے نواب شاہ گئے تو واپسی پر بس میں بیٹھے ہوئے ایک مسافر مشہور کمیونسٹ لیڈر سجاد ظہیر کو اتار کر تبلیغ کی غرض سے لے آئے۔ یہ وہ دن تھا جبکہ وہ سرحد عبور کر کے بھارت کو بھاگ رہا تھا۔ دوسرے دن جب اسے رخصت کیا تو دو گھنٹے بعد اخبار ڈان ملا جس میں اس کی گرفتاری پر پانچ ہزار روپے انعام کا اعلان تھا۔ میں نے جب اعلان دکھایا تو کہنے لگے کہ یہ بھی اللہ کا کرم ہے کہ اس آخری دن وہ خدا کی باتیں سننے اور ہم سنانے سے محروم نہ رہے۔ دعا اور اس کی قبولیت سے میں پہلے بھی مانوس تھا مگر ان کی صحبت نے اور جلا بخش دی۔ ان کی رفاقت میں ایک خاص واقعہ جس کا اثر اور سرور مجھ پر ابھی تک باقی ہے اور شاید عمر بھر رہے گا۔

یہ غالباً اگست یا ستمبر کا مہینہ تھا کہ مجھے ملیریا ہو گیا۔ میں ایک رات عشاء کے وقت شدید بخار میں مبتلا تھا اور خان صاحب مرحوم حضرت مسیح موعود کی دعائیہ نظم ؎

اے قدیر و خالق ارض و سما
اے رحیم و مہربان و رہنما
اے کہ میداری تو بردلہا نظر
اے کہ چیزے نیست از تو مستتر
گر تو مے بینی مرا پُر فسق و شر
گر تو دیدہ استی کہ ہستم بدگہر
پارہ پارہ کن من بدکار را
شاد کن ایں زمرہ اغیار را

ترنم سے پڑھ رہے تھے مگر میں خواب کے عالم میں تھا ان کی آواز میرے کانوں میں پڑھ رہی تھی اور سامنے حضرت مسیح موعود دعا گوش کھڑے تھے۔ اس کے بعد خواب کا دوسرا منظر شروع ہو جاتا ہے کہ میں ایک چٹیل وسیع میدان میں تیز قدم سے چلا جا رہا ہوں اور ہانپ رہا ہوں۔ اس میدان کے ارد گرد چاروں طرف آموں کے پیڑ ہیں جو حد نظر تک دکھائی دے رہے ہیں اور بُور سے لدے ہوئے ہیں پھل سے نہیں۔ میں ایک پگ ڈنڈی پر جا رہا ہوں سامنے سے بے شمار کتے جو سب لال بھورے رنگ کے تھے مجھے کاٹنے کو دوڑے چلے آ رہے ہیں اور زور زور سے بھونک رہے ہیں اور مجھ پر جھپٹ رہے ہیں۔ میں گھبراہٹ کے عالم میں انہیں ایک چھڑی سے مارتا چلا جا رہا ہوں اور وہ غائب ہوتے چلے جا رہے ہیں، ان کے غائب ہوتے ہی اسی طرح بے حد و حساب سانپ مجھے ڈسنے کو تیزی سے رینگتے چلے آ رہے ہیں میں ان کو بھی ایک چھوٹی سی سفید چھڑی سے مارتا جا رہا ہوں اور وہ مرتے چلے جا رہے ہیں۔ سب سے آخر ایک سفید خوبصورت سانپ میرے سینے کی سطح پر سامنے سے اٹھا ہوا آ رہا ہے میں اسے بھی اسی چھڑی سے مارتا ہوں اور وہ گر جاتا ہے اور آگے بے مقصد بڑھا جا رہا ہوں اور ہانپ رہا ہوں۔ آگے ایک ڈیوڑھی آتی ہے اور میں اس میں داخل ہو جاتا ہوں۔ اس خواب کے عالم میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ڈیوڑھی اور اس کے ساتھ مکان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہے اور اندر حضرت صاحب تشریف فرما ہیں اور کہ میاں محمود احمد صاحب بھی موجود ہیں۔ اندر سے کچھ کھسر پھسر کی آواز آتی ہے مگر نظر کوئی نہیں آتا۔ وہ ڈیوڑھی اندر اور باہر سے نہایت پختہ اور سیمنٹ سے پلستر شدہ ہے اور رنگ بھی سیمنٹ کا سا ہی ہے۔ اس میں داخل ہوتے ہی میں ایک لطیف ٹھنڈک محسوس کرتا ہوں جس کی کیفیت کو میں زبان سے بیان کرنے سے قاصر ہوں۔ اس ٹھنڈک کے محسوس ہوتے ہی بیدار ہو جاتا ہوں۔ اور خان صاحب مرحوم اسی طرح شعر پڑھ

(باقی ص ۱۴)

صفحۂ خواتین

محترمہ جسارت خانم ایم اے

حضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد میں

(مندرجہ ذیل مضمون محترمہ جسارت خانم صاحبہ ایم اے نے جماعت لائل پور کے جلسہ سیرت النبیؐ کے موقعہ پر ۱۲ ربیع الاول کو پڑھا)

معزز خواتین و حضرات!

آج کی تقریب ایک ایسی پاکیزہ ہستی کی یاد تازہ کرتی ہے۔ جس نے دنیا کو عالمگیر اخوت اور دوستی کا پیغام دیا۔ یہ جشن اُس عظیم الشان انسان کی یاد میں منایا جا رہا ہے جو ساری مخلوق کے لئے رحمت بن کر آیا۔ اور وہ اصول اپنے ساتھ لایا۔ جن کی پیروی میں ہر فرد انسانی، ہر قوم اور ہر ملک کے لئے یکساں طور پر فلاح و سلامتی ہے۔ اس مقدس دن کی حقیقت اور اہمیت معلوم کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اس معاشرہ کا جائزہ لیا جائے جس میں اس محسن انسانیت نے جنم لیا۔

سامعین کرام! رحمۃ للعالمین نے جب دنیا میں قدم رکھا تو قرآن کریم کے الفاظ میں دنیا آگ کے بھرے ہوئے ایک گڑھے کے کنارے کھڑی تھی۔ بندوں کے سر خالق حقیقی کے بجائے درختوں جانوروں اور پتھروں کے آگے جھکا کرتے تھے۔ نیکی نایاب تھی اور بدی کا دور دورہ۔ معاشری امتیاز، معاشرتی ناہمواری اور گروہ بندی نے اس وقت کے متمدن ترین خطوں کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا۔ ان حالات میں سرور کائنات نے تبلیغ کا آغاز کیا اور ۲۳ برس کے اندر انہوں نے نہ صرف عرب کی ہی کایا پلٹ دی بلکہ ان کی رہنمائی میں سرزمین عرب سے جو تحریک اُٹھی تھی اُس نے ایک چوتھائی صدی کے اندر اندر ہندوستان سے لے کر شمالی افریقہ تک دنیا کے ایک بڑے حصّہ کو اخلاق، تمدن، معیشت و سیاست۔ غرض ہر شعبۂ زندگی کی اصلاح کر کے رکھ دی۔ اس تبدیلی اور اصلاح کی بنیاد ان اصولوں پر تھی کہ انسان اپنے تمام معاملات میں خدا تعالےٰ کے اقتدار اعلیٰ کو تسلیم کرے اور اپنی جگہ پر اپنی ذمہ داری کو محسوس کرے۔

حاضرین کرام! حضور اکرمؐ نے قومیت اور طبقات کی بجائے خدا کی بندگی اور خلافت کے تصور پر جس عالمگیر سماجی زندگی کی بنیاد رکھی اُس کے ہر پہلو کو انہوں نے پائیدار اخلاقی اصولوں پر ڈھال دیا۔ اُن کے پیش کئے ہوئے اخلاقی اصول تارک الدنیا، درویشوں یا راہبوں کے لئے نہیں۔ کسان ——— زمیندار، مزدور کارخانہ دار اور تاجر ——— غرضیکہ ہر ایک کو اس کے دائرہ عمل میں آپ نے اخلاق کے ایسے ضابطوں میں باندھ دیا جن کی بندش کو کھولنا اور کسنا جن کے اصولوں کو بتانا للہ ربگانی نا افراد یا سے عامہ کی خواہشات پر منحصر نہیں تھا۔ آپ نے معاشرے اور شخصی تعلقات کو پابند بنایا اور انسانی زندگی سے متعلق ہر چیز کا یہ حق تسلیم کرنے سے انکار کیا اور وہ اخلاقی کی بندشوں سے آزاد ہو کر نشوونما پا سکے۔ آپؐ کی سیرت کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ آپ نے اُمت کے معمولی سے معمولی معاملہ میں بھی رہنمائی فرمائی ہے۔ اور اپنے بعد اُمت کے لئے ایک ایسا ضابطہ حیات چھوڑ گئے ہیں جس پر عمل پیرا ہو کر پست سے پست

قوم بھی سربلند ہو سکتی ہے۔

مشہور مفکر برنارڈ شا نے کہا ہے "اگر محمدؐ ڈکٹیٹر ہوتے تو دنیا میں امن قائم ہو جاتا"۔ لیکن ایک مسلمان کی حیثیت سے ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر آج بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصول و تعلیمات کو راست بازی سے پیش نظر رکھا جائے تو وہ تمام فتنے ختم ہو سکتے ہیں جن کی آگ سے آج نسل آدم کا یہ گھر جہنم بنا ہوا ہے۔

حضرات! رسول کریمؐ کا جشن میلاد منانا مسلمان کے لئے عین سعادت ہے۔ لیکن افسوس کہ وہ رُوح جو اس مبارک دن کے لئے لازمی ہے ختم ہوتی جا رہی ہے۔ حالانکہ قومی کردار کی عظمت اسی رُوح سے وابستہ ہے۔ آج کے دن ہم جلسے منعقد کرتے ہیں جلوس نکالتے ہیں، ذکر رسول کرتے ہیں اور ملک بھر کے در و دیوار چراغاں سے روشن کرتے ہیں لیکن کیا کبھی ہمیں دل کی اُن سُونی گلیوں کا بھی خیال آیا جن میں اخلاقی پستی، معاشی ناانصافی۔ فرقہ پرستی، حق تلفی کم تولنے اور جھوٹ بولنے سے ہر طرف اندھیرا ہے۔

سچ تو یہ ہے کہ انسان جب تک اُسوۂ حسنہ کو جادۂ ہدایت قرار دے گا۔ فلاح کی منزل کے قریب رہے گا لیکن جونہی اس نے یہ راستہ چھوڑ دیا تو خدا کی قسم اس کی ہر مادی ترقی، اس کے بیکراں وسائل اس کی تباہ کن ایجادیں اس کی بے پناہ طاقت اور اس کی شوکت و دبدبہ تو سب موجود ہوں گے مگر انسان خود شرف انسانیت اور عظمت آدم سے تہی دامن ہو گا۔ ؎

بمصطفےٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر باؤ نہ رسیدی تمام بولہبی است

نمبر	رقم	نمبر	رقم
۲۰۴۵	6.00	۹۳ دیہاتی	6.00
۲۰۸۰	18.00	۹۶ "	3.00
۱۸ دیہاتی	8.00	۷۳ "	21.00
۲۲ "	12.00	۸۲ "	16.00
۲۳ "	6.00	۹۹ "	12.00
۳۶ "	8.00	۱۴۷ "	4.00
۳۹ "	6.00	۱۵۷ "	16.00
۴۴ "	4.00	۱۹۳ "	12.00
۴۷ "	4.00	۲۱۶ "	12.00
۵۱ "	3.00	۲۵۱ "	12.00
۵۲ "	36.00	۳۱۵ "	6.00
۵۵ "	16.00	۳۴۴ "	16.00
۵۷ "	18.00	۴۰۷ "	12.00
۵۹ "	18.00	۴۱۷ "	6.00

جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے

خریداران پیغام صلح میں سے جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے ان کے نمبر خریداری اور چندہ جو اُن سے واجب الوصول ہے ذیل میں درج ہے۔ بعض احباب کے ذمہ کچھ بقایا ہے۔ اس لئے اس بقایا کو شامل کر کے ان کے ذمہ رقم لگائی گئی ہے۔ ایسے احباب اگر یکمشت رقم نہ دے سکیں تو سالانہ چندہ کے علاوہ سابقہ بقایا اقساط میں سے جو وہ سہولت سے دے سکیں دیدیں تاکہ آپ کے قومی جریدہ کو نقصان نہ اُٹھانا پڑے بہر صورت تمام معاونین کرام ذیل کی فہرست دیکھ لیں کہ آیا اُن میں آپ کا خریداری نمبر تو شامل نہیں ہے اگر ہے تو مہربانی فرما کر ۵ ستمبر ۱۹۶۵ء تک اپنے نمبر پر لکھی ہوئی رقم یا اس کا کچھ حصہ بصورت منی آرڈر بھجوا دیں یا دفتر کو مطلع فرمائیں کہ کب تک یہ رقم ادا کر سکیں گے۔ اگر ۵ ستمبر ۱۹۶۵ء تک آپ کی طرف سے کوئی رقم موصول نہ ہوئی تو ۸ ستمبر ۱۹۶۵ء کو آپ کے نام کا وی پی پی روانہ کر دیا جائے گا۔ جس کا چھڑانا آپ کا اخلاقی فرض ہو گا۔ ورنہ آپ کے قومی جریدہ کو خواہ مخواہ وی پی پی کے محصول ڈاک کا بھی نقصان اُٹھانا پڑے گا۔ جو آپ کے چندہ کے حساب میں اضافہ کا موجب ہو گا۔ آسانی کے لئے ہر خریدار کا نمبر نیچے دیا گیا ہے اور چٹ پر سرخی سے گول دائرہ بنا دیا گیا ہے۔ (مینیجر پیغام صلح)

نمبر	رقم	نمبر	رقم
۲۷	6.00	۴۴۲	6.00
۳۰	6.00	۴۶۱	6.00
۳۴	6.00	۴۷۷	42.00
۴۱	6.00	۴۸۱	6.00
۵۵	6.00	۴۹۱	6.00
۹۰	6.00	۴۹۲	6.00
۹۷	6.00	۴۹۴	6.00
۱۰۶	30.00	۴۹۹	6.00
۱۱۳	6.00	۵۰۶	6.00
۱۱۵	6.00	۵۲۵	6.00
۱۴۳	6.00	۵۲۹	6.00
۱۵۵	6.00	۵۵۵	18.00
۱۶۲	6.00	۵۵۸	6.00
۱۷۵	6.00	۵۷۱	6.00
۲۶۳	6.00	۵۷۸	6.00
۲۸۷	6.00	۶۱۵	6.00
۲۹۴	30.00	۶۲۱	6.00
۳۲۰	18.00	۶۲۴	6.00
۳۴۱	6.00	۶۳۰	6.00
۳۴۴	12.00	۶۳۶	12.00
۳۵۳	6.00	۶۴۵	6.00
۳۶۴	6.00	۶۵۳	3.00
۳۶۵	6.00	۹۳۲	12.00
۴۱۵	6.00	۱۰۱۱	6.00
۴۳۵	6.00	۹۸۷/۳۲۹	6.00
۴۴۲	6.00	۱۰۶۰	6.00

مولانا عبد الباقی صاحب کوہاٹ

"حاصلِ مُطالعہ"

عنوان بالا کے تحت ایک سلسلہ مضامین بشکل اقتباسات از تحریرات حضرت اقدس امام الزمان علیہ السلام و دیگر مقتدر علماء سلسلہ عالیہ احمدیہ پیغام صلح کے قیمتی صفحات میں اشاعت کے لئے ارسال خدمت کر رہا ہوں۔ اگر آپ پسند کرتے ہوں۔ تو ان کو اپنے قیمتی جریدہ میں شائع فرماویں۔ شاید نوجوان طبقہ کے لئے باعث ہدایت اور ازدیاد ایمان ہو۔ شکریہ

"عبد الباقی از کوہاٹ"

(۱) اسلامی توحید اور تثلیث کی تردید

مذہب حق وہ ہے۔ جس پر باطنی شریعت بھی شہادت دے اُٹھے۔ مثلاً ہم اسلام کے اصول توحید کو پیش کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ یہی حقانی تعلیم ہے۔

کیونکہ

انسان کی فطرت میں توحید کی تعلیم ہے۔ اور نظارۂ قدرت بھی اس پر شہادت دیتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے مخلوق کو متفرق پیدا کر کے وحدت ہی کی طرف کھینچا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وحدت ہی منظور تھی۔ پانی کا ایک قطرہ اگر چھوڑیں۔ تو وہ گول ہے چاند، سورج سب اجرام فلکی گول ہیں۔ اور کرویت وحدت کو چاہتی ہے۔ ....

اگر خدا معاذ اللہ تین ہوتے

جیسا کہ عیسائی کہتے ہیں۔ تو چاہیئے تھا۔ کہ پانی، آگ کے شعلے اور زمین و آسمان کے اجرام سب کے سب سہ گوشہ ہوتے تاکہ تثلیث پر گواہی ہوتی۔ اور نہ انسانی نور قلب پر گواہی دیتا ہے۔

پادریوں سے پُوچھا ہے

کہ جہاں انجیل نہیں گئی۔ وہاں تثلیث کا سوال ہو گا۔ یا توحید کا۔ تو انہوں نے صاف اقرار کیا۔ کہ توحید کا ....

پھر

یہ سہ گوشہ خدا بھی عجیب ہیں .... گویا ہر ایک بجائے خود ناقص اور نا تمام ہے۔ اور ہر ایک دوسرے کا متمم ہے۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد اول موسومہ روحانی خزائن ۳۳)

(۲) "آخرت کے وجود پر تین دلائل"

انسان کی مختصر سی زندگی دو معنوں سے ... کبھی بھی ہمیشہ کے لئے باقی نہیں رہ سکتی۔ قیاس سے بھول ... کا پتہ لگ سکتا ہے: اور انسان معلوم کر سکتا ہے۔ مثلاً اگر ہم غور کریں۔ کہ ہمارے باپ دادے کہاں ہیں۔ اور احباب کو سوچیں تو ہمیں ماننا پڑے گا۔ کہ ہم سب کو بھی اسی راستہ پر چلنا ہو گا۔ جس پر وہ گئے ہیں۔

(۲) دوسری دلیل اس زمانہ کے وجود پر یہ ہے۔ کہ جس طرح کھیتی میں سبزہ نکلتا ہے۔ جو بہت خوشنما معلوم ہوتا ہے۔ اگر پھر ایک زمانہ اس پر آتا ہے۔ کہ وہ رفتہ رفتہ زرد ہو کر خشک ہونے لگتا ہے۔ اور پھر اس پر ایک دوسری حالت آتی ہے۔ کہ وہ گرنے لگتا ہے۔ تو بونے والا کسان اُسے خود ہی کاٹ ڈالتا ہے۔ ....

غرض

یہ سلسلہ قطع برید کا دنیا میں ایسا جاری ہے۔ جو ہر آن انسان کو سبق دیتا رہتا ہے۔ کہ دنیا ہمیشہ رہنے کی جگہ نہیں۔ پس یہ بھی ایک دلیل اس زمانہ کی آمد پر ہے۔

علاوہ ازیں

اس زمانہ کی حقیقت کو سمجھانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک اور دلیل بھی پیش کی ہے۔ اور وہ انبیاء کے قہری معجزات ہیں جن کے باعث ایک ہی وقت میں دنیا کے تختے اُلٹ دیئے گئے۔ اور خلقت کا نام و نشان مٹا دیا گیا .... اسی امر کو اللہ تعالیٰ نے دلیل کے رنگ میں پیش کیا ہے .... (کتاب مذکور صفحہ ۲۴۵)

(۳) ایمان بالآخرت کا فائدہ

.... آخرت کا ڈر .... تو انسان کو خائف اور ترساں بنا کر معرفت کے سچے چشمہ کی طرف کشاں کشاں لے آتا ہے۔ اور سچی معرفت بغیر حقیقی خشیت اور خدا ترسی کے حاصل نہیں ہو سکتی۔ پس یاد رکھو۔ کہ آخرت کے متعلق وساوس کا پیدا ہونا ایمان کو خطرہ میں ڈال دیتا ہے۔ اور خاتمہ بالخیر میں فتور پڑ جاتا ہے۔

(کتاب مذکور صفحہ ۵۴)

(۴) نبوت کے انوار و برکات

"یہ خدا تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمانیت کا تقاضا ہے۔ کہ اس نے دنیا میں اپنے نبی بھیجے عقلمند وہ ہے۔ جو نبی کو شناخت کرتا ہے۔

اور بیوقوف وہ ہے

جو نبی کا انکار کرتا ہے۔ کیونکہ نبوت کا انکار الوہیت کے انکار کو مستلزم ہے۔ اور جو ولی کو شناخت کرتا ہے۔ وہ نبی کو شناخت کرتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہہ سکتے ہیں

کہ نبی

الوہیت کے لئے بطور ایک میخ آہنی کے ہے۔ اور ولی نبی کے لئے۔ اب ذرا ٹھنڈے دل سے سوچو۔ کہ اللہ تعالیٰ نے تیرہ سو سال پہلے اس سلسلہ کو دنیا میں ظاہر کیا۔ اور آنحضرت صلعم کے ذریعہ ظاہر کیا۔

لیکن

آج سے تیرہ سو سال بعد اور اس وقت کہ چودھویں صدی کے بھی پندرہ سال (اب تو چوراسی سال ہو گئے - ناقل) گذر گئے .... ان امور کا پیش کرنا اور لوگوں سے منوانا بہت ہی پیچیدہ بات ہو گئی تھی - اور اسلام اور اس کی باتیں قصہ کہانی سمجھی جانے لگی تھیں - لیکن

اللہ تعالیٰ نے جو نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون (پ ۱۴) کا وعدہ دے کر قرآن اور اسلام کی حفاظت کا خود ذمہ دار ہوتا ہے مسلمانوں کی اس مصیبت سے بچا لیا - اور فتنہ پڑنے نہ دیا - پس مبارک ہیں وہ لوگ جو اس سلسلہ کی قدر کرتے ہیں۔ اور اس سے فائدہ اُٹھاتے ہیں اگر نبوت کے انوار و برکات جو وحی ولایت کے رنگ میں آتے ہیں۔ اس فلاسفی اور روشنی کے زمانہ میں ظاہر نہ ہوتے۔ تو مسلمانوں کے بچے مسلمانوں کے گھر میں رہ کر اسلام اور قرآن سے ان کا کوئی واسطہ اور تعلق نہ رہتا۔ اس طرح پر گویا اسلام کو معدوم کرنے کا سلسلہ بندھ جاتا۔ مگر نہیں!

اللہ تعالیٰ کی غیرت

اس کا ایفائے وعدہ کا جوش کب ایسا ہونے دیتا تھا۔ جیسا کہ ابھی میں نے کہا۔ کہ خدا تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ:-

" انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون"

(کتاب مذکور صفحہ ۹۴ تا ۹۶)

(نوٹ:- "سلسلہ" سے یہاں مراد سلسلہ ولایت ہے جو بہ رنگ پیشگوئی انوار و برکات نبوت وحی ولایت کی شکل میں اترتا ہے - ناقل)

بقیہ مقالہ از صفحہ ۳

حضرت مرزا صاحب نے مسلمانوں کی اس بہت بڑی غلطی کو دور کیا کہ مسیح علیہ السلام دو ہزار سال سے زندہ آسمان پر بیٹھے ہیں اور وہ اُمت محمدیہ کی اصلاح کے لئے دوبارہ نازل ہوں گے یہ وہ خطرناک غلطی تھی جس کی وجہ سے مسیحیت کو اس زمانہ میں مسلمانوں پر یلغار کرنے کا موقعہ ملا اور سینکڑوں اور ہزاروں مسلمان مرتد ہو گئے۔ الحمد للہ کہ یہ غلطی بہت حد تک مسلمانوں میں سے دور ہو چکی ہے اور بقول مراسلہ نگار "صدق جدید" سید رشید رضا مصری، علامہ اقبال اور مولانا ابو الکلام آزاد بھی وفات مسیح کے قائل ہو گئے۔ ان کے علاوہ مصر کے علامہ مفتی محمد عبدہ، جامعہ ازہر کے ریکٹر سید محمود شلتوت اور کئی دیگر علماء نے بھی وفات مسیح کا کھلے طور پر اعلان کر دیا یہاں تک کہ حال ہی میں مکہ مکرمہ سے شائع ہونے والے انگریزی ترجمۃ القرآن میں بھی قرآن کریم سے مسیح علیہ السلام کی وفات ثابت کی گئی ہے، یہ حضرت مرزا صاحب کی فتح اور ان کی مجددیت کا کھلا ثبوت ہے۔ رہ گیا یہ امر کہ ان میں سے بعض حضرات نے وفات مسیح کا اقرار کرتے ہوئے نزول مسیح بھی انکار کر دیا، اس سے حضرت مرزا صاحب کی صداقت پر کوئی اثر نہیں پڑتا، کیونکہ وہ تو خود نزول مسیح کے قائل نہیں اور مجددیت برنگ مسیحیت کے مدعی ہیں، اور وہ کارنامے جو خدمت حفاظت اسلام کے سلسلہ میں انہوں نے سرانجام دیئے ہیں، اس دعوے کی صداقت کو ثابت کر رہے ہیں اس وقت بھی ان کے دین کی ایک ایسی جماعت موجود ہے، جو قادیانی جماعت سے الگ ہو کر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے نام سے انگلستان، جرمنی، افریقہ اور دیگر بیرونی ممالک میں اسلام کی اشاعت و تبلیغ کا کام نہایت سرگرمی سے سرانجام دے رہی ہے ان کھلے حقائق کے باوجود حضرت مرزا صاحب کو مدعی نبوت قرار

481

ڈاکٹر محمود احمد خان داؤدزئی ماہر فلکیات

مسیح زمان کی آمد پر آسمانی پیغام نشر کئے

ستارے مامور الٰہی کے گواہ بن گئے

۱۸۹۴ء کا ماہ رمضان اپنے انوار تجلیوں اور سماوی ضو فشانیوں کے لئے مخصوص ہے اسی ماہ میں تبار عظیمہ یعنے عظیم انکشافات کا دور شروع ہوا کسوف خسوف شمسی و قمری نے ایک ساتھ واقع ہو کر عاشقان خیر البشر خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو ایمان و ایقان کا مژدہ سنایا اور ان کی نظریں کسی آسمانی فرستادہ کی طرف متوجہ ہوگئیں۔

اسی زمانے میں قادیان سے ایک جری اللہ نے ضرب کلیم لگا کر مردہ روحوں میں جان ڈال دی اور ہر تاریکی کے مقابلے پر حقائق و دقائق کی شمع جلا کر نگاہوں کو خیرہ کردیا تھا اور تمام دنیا کے باطل نظریات کو چیلنج کر کے خود کو خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلعم کا عظیم نشان ظاہر کر دیا اور فرمایا کہ میں اپنے آقا کی پیشگوئی کا مظہر ہوں عشاق محبوب ربانی نے جب مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی کو سو فیصدی پورا ہوتا دیکھا تو اس دور کے دانشوروں کا کثیر حصہ آپ کے حلقہ ارادت میں شامل ہوگیا اور آسمانوں اور زمین میں وہ حیرت انگیز انقلاب رونما ہوا جس کی نظیر تاریخ ارضی میں نہیں ملتی۔

ستارے مامور الٰہی کے گواہ بن گئے

۱۸۸۲ء۔ ۱۸۹۴ء و ۱۹۰۸ء مجموعۃ البروج دجاجہ سے تین مرتبہ دنیا کی طرف روشنی کے سگنل آئے جو آج بھی ماہرین فلکیات کے لئے عقدۂ لاینحل بنے ہوئے ہیں اور روسی ماہرین ان اشاروں سے یہ مطلب لے رہے ہیں کہ کسی دوسرے ستارے کی مخلوق ہم سے نامہ و پیام کرنا چاہتی ہے چنانچہ ملاحظہ ہو:—

برلن ۲۶ مارچ ۱۹۶۴ء۔ روسی سائنسدانوں نے یہ نظریہ پیش کیا ہے کہ کسی دوسرے ستارے پر رہنے والی مخلوق زمین پر رہنے والوں سے رابطہ پیدا کرنے کی کوشش کر رہی ہے ان کا کہنا ہے کہ کم سے کم تین مرتبہ ۱۸۸۲ء ۱۸۹۴ء ۱۹۰۸ء سگنس (دجاجہ) نامی مجموعۃ النجوم کے سیارے سے جو گیارہ نوری سال کے فاصلے پر واقع ہے روشنی کے اشارے موصول ہوتے تھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ اشارے ایک آتش فشاں پہاڑ کے پھٹنے کے جواب میں بھیجے گئے تھے۔ اس دھماکے کے پھٹنے سے ریڈیائی اشارے خارج ہوتے تھے۔ جسے اس ستارے پر رہنے والی مخلوق نے زمین سے آنے والا پیغام سمجھ لیا تھا جنرل التوت وطنامین اور الیوا نے نے یہ نظریہ لینن گراڈ کے جریدہ ستارہ میں پیش کیا ہے ان کا کہنا ہے کہ یہ اشارے بہت ہی ترقی یافتہ مخلوق نے بھیجے تھے اور زمین پر پہنچتے ہی دھماکے ہوتے تھے اور جون ۱۹۰۸ء میں بھیجے جانے والا آخری اشارہ سائبیریا میں ان دھماکوں کا باعث ہوا تھا جس کی کبھی اطمینان بخش وضاحت نہیں ہوسکی۔

سگنس کا محل وقوع

سگنس یا دجاجہ نسر واقع کے قریب ایک مشہور مجمع النجوم ہے جسے دجاجہ کہتے ہیں۔ دجاجہ کا سب سے روشن ستارہ الف ایک مثلث زاویہ قائمہ پر واقع ہے۔ جس کے دوسرے دونوں زاویوں پر نسر واقع اور قطب ستارہ ہیں دجاجہ میں پانچ منور ستارے ہیں اور شکل صلیب سی ہے اسی وجہ سے دجاجہ کو صلیب شمالی بھی کہتے ہیں۔ یہ مجمع النجوم مجرہ کے اندر واقع ہے ستارہ اوّل کو ذنب الدجاجہ یا الردف (LSYGNI) کہتے ہیں۔ یہ ستارہ ہم سے بہت ہی دور ہے کیونکہ اب تک ان کا اختلاف منظر معلوم نہیں ہوسکا۔ ستارہ ب کو منقار الدجاجہ (3 Sygni) کہتے ہیں۔ بقیہ ستارے ایک خط پر واقع ہیں جو قریباً مستقیم ہیں ان کو قوائم کہتے ہیں۔

سگنس کا قدیم تاریخی پس منظر

آفتاب پرستوں کے دور میں یہی مقام اُن کے نظریات کا آماجگاہ تھا اور اس سے شمس پرستوں کی مائتھولوجی (توہمات پرستی) کا آغاز ہوتا ہے برج جوزا کنواری (Verge) قوامین (جڑواں) کا آغاز ہوا تھا یعنی اپالو ہتھرا وغیرہ بارہ کنواریوں کے بطن سے بارہ مصلوب آسمان پر پہنچے اور برج سنبلہ ...... (Virgo) اور سگنس صلیب شمالی ان کے مذہب میں جنت اوّل کا درجہ رکھتے ہیں۔ بعض اہل باطن کا نظریہ ہے کہ پاک دامن کنواری کا رنگ اختیار کرنے کے بعد کاملین کو صلیب شمالی سے اشارے ملنے لگتے ہیں جن کو عام اصطلاح میں اول اول صلیب ہو گئی کہتے تھے اور بعد میں اصلی صلیب یعنی پھانسی سمجھ لیجئے۔

31

سگنس کے لغوی معنی

Signal نشان علامت Sign
اشارہ Sight دستخط Signature
نظارہ Signify بیان کرنا ظاہر کرنا ......
Signor نفیت آپ
Grace of Signor روم مغرا کے سلطان کا خطاب۔

عربی میں سگنس کو دجاجہ (مرغ بادنما) کہتے ہیں دجاجہ کے معنے مرغ کے ہیں جو طلوع سحر کے وقت بیدار ہونے کے لئے اذان دیتا ہے۔ موسمیات کے محکمے میں مرغ بادنما ہوا کا رُخ بتاتا ہے۔

کیا برج دجاجہ کی تاریخ لغت اور خاص دور اُن کی آمد کی نشاندہی نہیں کرتے بہتر ہو کہ اس موضوع پر دوسرے حضرات بھی قلم اٹھائیں۔

میں انشاءاللہ بشرطِ زندگی حج اور روضۂ اقدس کی زیارت کا ارادہ رکھتا ہوں۔ مگر بوجہ ضعیفی اور کمی بصارت تنہا سفر کے قابل نہیں ہوں۔ چاہتا ہوں کہ جماعت میں سے اگر کوئی صاحب بحری راستہ سے حج پر جانے والے ہوں، تو میں بھی اُن کے ہمراہ جاؤں۔ زادِ راہ پاس ہوگا۔ صرف ایسے ہمدرد ہمسفر کی ضرورت ہے کہ اگر راستہ میں موت ہو جائے۔ تو سپردِ خاک کرنے والا موجود ہو۔ اور اس وقت یہ توقع جماعت کے ہی افراد پر ہو سکتی ہے۔ اس لئے آپ اخبار پیغام صلح میں اپنی طرف سے یہ چند حروف شائع کر دیں۔ اگر جماعت میں سے کوئی صاحب اس سال حج کو جانے کا ارادہ رکھتا ہو تو بذریعہ ایڈیٹر صاحب پیغام صلح مجھے اطلاع دیدیں تاکہ اُن سے مل کر تیاری کا بندوبست کر لیا جاوے۔

امید ہے کہ آپ میری اس خواہش کی تکمیل میں امداد فرما کر مجھے مشکور فرما دیں گے اور عنداللہ ماجور ہوں گے۔ جماعت کے جملہ احباب و دفتر کی خدمت میں السلام علیکم عرض ہے۔ والسلام

طالب خیریت منتظر جواب۔ اللہ دتہ شاہ۔ مقام و ڈاکخانہ چوہان تحصیل چکوال۔ ضلع جہلم۔

تعزیتی پیغام

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام پشاور کے متدین اور عبادت گزار بزرگ مولانا عبداللہ جان خان نیازی صاحب کی وفات کے متعلق خبر پڑھ کر (تمام احباب جماعت) اور خاصکر مجھے بہت دکھ ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مولانا صاحب ایک اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے۔ دین کا جذبہ ان کے اندر کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ ان کی ہر مجلس میں دین کا چرچا ہوتا تھا۔ ان کی وفات سے پشاور کی جماعت میں ایک بہت بڑا خلاء پیدا ہو گیا ہے۔ جس کا پُر ہونا بظاہر مشکل نظر آتا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ جماعت کو ان کا نعم البدل عطا کرے اور مرحوم کو جنت نصیب کرے۔ آمین ثم آمین۔

آپ کا مخلص عبدالعزیز مبارک۔

اُذکُروا مَوتٰکم بِالخَیر

(بسلسلہ صفحہ ۷)

رہے ہیں۔ میں اپنی نبض پہ ہاتھ رکھتا ہوں تو بالکل کوئی بخار نہیں اور نہ ہی کوئی گھبراہٹ سی رہی ہے الٹا نہایت ہی سکون سے بستر پر پڑا ہوں۔

اس کے بعد اس ٹھنڈک کے لئے میری رُوح آج تک بے چین و بے قرار رہی۔ اور باوجود سرد مقام پر رہنے کے مجھے آج تک وہ ٹھنڈک کسی بھی موسم میں نصیب نہیں ہوئی۔ جب بھی وہ کیفیت یاد آتی ہے تو رُوح بے قرار ہو جاتی ہے۔

میں ان تمام کیفیات کو خانصاحب علیہ الرحمۃ کے فیض صحبت کا نتیجہ سمجھتا ہوں۔ مجھے ان کی وفات کا اتنا ہی صدمہ ہے جتنا کہ والد مہربان کی جدائی کا ہوتا ہے۔ اللہ اُن کی رُوح پر رحمتوں اور انوار کی بارش نازل فرمائے۔ اللھم اغفرہ وارحمہ وادخلہ فی جنت النعیم آمین

مشرقی پاکستان کے مصیبت زدگان کے لئے امدادی فنڈ

انجمن نے مشرقی پاکستان کے طوفان زدہ لوگوں کی امداد کے لئے فنڈ کھولنے کا فیصلہ کیا ہے۔ احباب جماعت سے اپیل کی جاتی ہے کہ وہ حسب توفیق اس کار خیر میں حصہ لیکر عنداللہ ماجور ہوں۔ اس سلسلہ میں فوری طور پر رقم مہیا ہونا ضروری ہے تاکہ بروقت کام کر سکے۔
جملہ رقوم محاسب صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے نام پر ارسال کی جائیں۔
خاکسار۔ احمد یار۔ سیکرٹری

31

کالونی سرحد ٹیکسٹائل ملز نوشہرہ
کے نفیس پارچات

لٹھا
پاپلین
ململ
وائل

POPLINS, LATHA,
MULS, VOILS

LATHA

CHAR CHABI چار چابی
CHAR SIKKA چار سکہ
CHAR CHIRAGH چار چراغ

POPLINS

SARHADDI سرحدی
MORNI مورنی
CHAR TOPE چار توپ
26-THE POPLIN چھبی دی پاپلین

MULS

26-THE MULMUL چھبی دی ململ

VOILS

DACCA QUEEN ڈھاکہ کوئین

Colony
Sarhad
کالونی سرحد ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ، اسماعیل کوٹ نوشہرہ
TEXTILE MILLS LTD.
Ismailkot NOWSHERA

آپ ہمیشہ سرحد ملز نوشہرہ کے نفیس پارچات طلب فرمائیں۔ سرحد کے پارچات عمدگی اور مضبوطی میں بے مثال ہیں!

CSTM 1/65 CRESCENT

جلد ۵۳ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۴ رجمادی الاول ۱۳۸۵ھ مطابق یکم ستمبر ۱۹۶۵ء | ۳۲

ایمان باللہ اور عملِ صالح پر مبنی ایک اصلاح یافتہ جماعت

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

چند دنوں سے ایک خیال میرے دماغ میں اس زور کے ساتھ پیدا ہو رہا ہے کہ اس نے دوسری باتوں سے مجھے بالکل محو کر دیا ہے۔ بس ہر وقت اٹھتے بیٹھتے وہی خیال میرے سامنے رہتا ہے۔ میں باہر لوگوں میں بیٹھتا ہوں اور کوئی شخص مجھ سے بات کرتا ہے تو اس وقت بھی میرے دماغ میں وہی خیال چکر لگا رہا ہوتا ہے وہ شخص سمجھتا ہوگا کہ میں اس کی بات سُن رہا ہوں مگر میں اپنے اس خیال میں محو ہوتا ہوں۔ جب میں گھر جاتا ہوں۔ تو وہاں بھی وہی خیال میرے ساتھ ہوتا ہے۔ غرض ان دنوں یہ خیال اس زور کے ساتھ میرے دماغ پر غلبہ پائے ہوئے ہے کسی اور خیال کی گنجائش نہیں رہی وہ خیال کیا ہے؟ وہ یہ ہے کہ میرے آنے کی اصل غرض یہ ہے کہ ایک ایسی جماعت تیار ہو جائے جو سچی مومن ہو۔ اور خدا پر حقیقی ایمان اور اس کے ساتھ حقیقی تعلق رکھے اور اسلام کو اپنا شعار بنائے اور آنحضرت صلعم کے اسوۂ حسنہ پر کاربند ہو اور اصلاح و تقویٰ کے رستے پر چلے اور اخلاق کا اعلیٰ نمونہ قائم کرے تا پھر ایسی جماعت کے ذریعہ دنیا ہدایت پائے۔ اور خدا کا منشاء پورا ہو۔ پس اگر یہ غرض پوری نہیں ہوتی تو اگر دلائل و براہین سے ہم نے دشمن پر غلبہ بھی پا لیا اور اسکو پوری طرح زیر بھی کر لیا تو پھر بھی ہماری فتح کوئی فتح نہیں۔ کیونکہ ہماری بعثت کی اصل غرض پوری نہ ہوئی تو گویا ہمارا سارا کام رائیگاں گیا۔ مگر میں دیکھ رہا ہوں کہ دلائل و براہین کی فتح کے تو نمایاں طور پر نشانات ظاہر ہو رہے ہیں اور دشمن بھی اپنی کمزوری محسوس کرنے لگا ہے لیکن جو ہماری بعثت کی اصل غرض ہے اس کے متعلق ابھی تک جماعت میں بہت کمی ہے اور بڑی توجہ کی ضرورت ہے پس یہ خیال ہے جو مجھے آج کل کھا رہا ہے اور یہ اس قدر غالب ہو رہا ہے کہ کسی وقت بھی مجھے نہیں چھوڑتا۔

بحرِ حکمت کے موتی

مولینا شیخ عبدالرحمان صاحب مصری

تقویٰ کی باریک راہ

عن النعمان بن بشیرؓ قال سمعت رسول اللہ صلعم یقول الحلال بیّنٌ والحرام بیّنٌ وبینہما مشتبہات لا یعلمہا کثیر من النّاس من اتّقی المشتبہات استبرأ لدینہ وعرضہ ومن وقع فی الشبہات کراعٍ یرعی حول الحمی یوشک ان یواقعہ اَلاَ وان لکل ملک حمیً اَلاَ ان حمی اللہ فی ارضہ محارمہ اَلاَ وانّ فی الجسد مضغۃً اذا صلحت صلح الجسد کلّہ واذا فسدت فسد الجسد کلّہ .... اَلاَ وھی القلب (البخاری کتاب الایمان)

حضرت النعمان بن بشیرؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت نبی کریم صلعم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ حلال چیزیں بھی واضح ہیں اور حرام چیزیں بھی واضح ہیں لیکن بعض چیزیں ان دونوں کے درمیان ایسی ہیں جو عام لوگوں پر مشتبہ رہتی ہیں جن کے متعلق بہت سے لوگ یہ فیصلہ نہیں کر سکتے کہ آیا یہ حلال ہیں یا حرام ہیں ایسی چیزوں کے متعلق مومن کا طریق کار یہی ہونا چاہیئے کہ وہ ان کو حرام سمجھ کر ان سے پرہیز ہی کرے کیونکہ جس شخص نے اپنے آپ کو مشتبہ امور سے بچا لیا اس نے اپنے دین اور اپنی عزت کو محفوظ کر لیا یعنی اس کو حرام سمجھ کر اس کے ارتکاب سے اجتناب کرنا ہی اس کے لئے مناسب ہے تا اس سے اس کی عزت اور اس کا دین محفوظ رہے گا اس حقیقت کو آنحضرت صلعم ایک مثال سے واضح کرتے ہیں فرماتے ہیں اس کے برخلاف

(باقی بر صفحہ)

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پاکے شہرۂ عالم بنا دیا
(حضرت مسیح موعود)

(مرتبہ الحاج میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی)

انڈونیشیا

ترجمہ خط - مونایک آرفلین - پی - جی - اے رسیتو یونر وجاتم -
انڈونیشیا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - آپ کا لٹریچر وصول کر کے از حد خوشی ہوئی ہیں نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ احمدیہ جماعت اس ملک میں ایک بہت بڑی فعال جماعت ہے - اور مجھے احمدیت کی خوابیں بھی آتی ہیں اللہ تعالیٰ میری خوابوں کو سچا کرے -

میری خواب تھی کہ کونسی مسلم سوسائٹی ہے - اور ہمارے مسلمان بھائی احمدیت کو نہیں سمجھے اور مجھے امید ہے کہ سوائے احمدی جماعت کے اور کوئی سچی جماعت نہیں لیکن افسوس ہے کہ اس جماعت کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں - مجھے امید ہے کہ آپ کا لٹریچر اس غلط فہمی کو دُور کر دے گا - اس وجہ سے میں اپنے دوستوں کے لئے لٹریچر مانگتا ہوں اور اس کے مطالعہ سے مجھے امید ہے کہ ان پر کافی اثر ہو گا -

مجھے بانیٔ سلسلہ کا لٹریچر چاہیئے - مثلاً براہین احمدیہ آئینہ کمالات اسلام - ازالہ اوہام، حقیقۃ الوحی وغیرہ وغیرہ - اس کے علاوہ حضرت مولانا محمد علیؒ کی تفسیر القرآن کی بھی ضرورت ہے -

آخر میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں - والسلام
(ان کو لٹریچر اور کتابیں بھیجی گئیں اور جواب بھی دیا گیا)

نائیجیریا

ترجمہ خط الحاج یوشامن صادق اُدو - نائیجیریا -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - میں احمدیہ تحریک اوو کا سکرٹری ہوں اور یہ ابھی جاری کی گئی ہے کئی سالوں سے اس قسم کی کوئی تحریک یہاں جاری نہیں ہوئی تھی - اس تحریک کو میں نے لاگس میں دیکھا تھا اور نیز میں اس کے متعلق سنتا رہا ہوں جب کہ میں عربی سکول میں پڑھتا تھا - میں بھی اس قسم کی آرگنائزیشن یہاں اپنے بنانا چاہتا ہوں اور جنوری ۱۹۶۵ء میں جب میں گھر واپس آیا میں نے احمدیت کو آرگنائز کرنے کی ازحد کوشش کی اور مارچ کے مہینے میں احمدیہ یوتھ موومنٹ، کی بنیاد رکھی - اور معتبر آدمیوں اور مستورات نے اس میں شرکت کی - جب سے یہ آرگنائزیشن بنی ہے دوسری جماعتیں مثلاً انصار الدین - نوادالدین - مجھے بہت تنگ کرنے لگیں - اور عجیب عجیب سوال کرنے شروع کئے - میں نے اُن کی کوئی پرواہ نہیں کی اور میں نے اُن سے کہا کہ میں ٹھیک راستہ پر چل رہا ہوں - میری التماس ہے کہ مجھے ایک جلد قرآن شریف انگریزی اور نیز دوسرا لٹریچر ضرور ارسال کریں تاکہ میں اُن سے ان کے سوالوں کا جواب دے سکوں - والسلام
(ان کو اسلام اور عیسائیت کا لٹریچر بھیجا گیا اور خط کا جواب دیا گیا)

گھانا

ترجمہ خط سلمان محا - گھانا -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - آپ کا پارسل مجھے ملا جس کا شکریہ - تمام کتابیں اچھی حالت میں تھیں - ان کو وصول کر کے میں بہت خوش ہوا - جو کتابیں آپ نے ارسال کی ہیں وہ مجھے مل گئی ہیں - میں انشاء اللہ ان کا بغور مطالعہ کروں گا اور فائدہ اُٹھاؤں گا - اُن میں سے چند کتابیں میں نے اپنے پڑوسیوں میں تقسیم کر دی ہیں تاکہ وہ بھی مطالعہ کریں اور ان سے فائدہ اُٹھائیں - میں مزید خوش ہوں گا اگر آپ مجھے اور کتابیں ارسال کریں کیونکہ میرے دوست چاہتے ہیں کہ ہم بھی اسلام کے متعلق معلومات حاصل کریں - میری خدا سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ احمدیت کو ترقی دے اور خدا کی نصرت شامل حال ہو - والسلام
(ان کو لٹریچر بھیجا گیا اور خط کا جواب بھی دیا گیا)

بھارت

ترجمہ خط - ایم - ڈی - سید ولادی - بھارت

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، آپ کے خط کا شکریہ - آپ کی ارسال کردہ کتب انگلش قرآن اور دیگر کتب مجھے موصول ہوئی ہیں - یہ کتابیں ہماری لائبریری کے لئے بہت مفید ہیں - میں اور میرے ساتھی آپ کے مشن کے بہت مشکور ہیں اور ہم ان کا پورا فائدہ اُٹھائیں گے - اس لٹریچر سے ہم کو بہت فائدہ ہوا اور ہمیں کافی معلومات حاصل ہوئیں - اُمید ہے کہ آئندہ بھی ہمیں لٹریچر ارسال کرتے رہا کریں تاکہ مزید معلومات حاصل ہوتی رہیں -

ہم کوشش کر رہے ہیں کہ اپنی جماعت کو منظم کیا جائے اور ایک تبلیغی سنٹر بنایا جائے جس سے اسلام کی اشاعت کی جائے نیز ہم کوشش کر رہے ہیں کہ دوست ہم سے تعاون کریں - امید ہے کہ آپ ہماری مدد کرتے رہیں گے - والسلام
(ان کو قرآن شریف اور دیگر کتب بھیجی گئیں اور خط کا جواب لکھا گیا)

ہفت روزہ پیغام صلح ———— لاہور ———— مؤرخہ یکم ستمبر ۱۹۶۵ء

جماعت احمدیہ اور جہاد

اس وقت کشمیر میں جو صورتِ حال پیدا ہو چکی ہے، اور جس طرح بھارتی حکمران ۳۵ لاکھ انسانوں کی آہ و فغاں کو تیغ و سنان اور قید و بند کے مصائب و شدائد سے دبائے چلے جاتے ہیں، جس کا یہ نتیجہ ہے کہ آخر کار مجاہدین کی ایک جماعت خود کشمیر کے اندر سے اٹھ کھڑی ہوئی اور انہوں نے معمولی اسلحہ سے کام لے کر بھارتی افواج کو اپنے وطن سے نکالنے کا اور بھارت کی ظالمانہ حکومت سے آزادی حاصل کرنے کا تہیہ کر لیا ہے، وہ ہر انصاف پسند ہمدرد انسانیت کی تائید و حمایت کا متقاضی ہے اور یہ امر اطمینان بخش ہے کہ دنیا کی رائے عامہ اور خود بھارتی اخبارات نے مجاہدین آزادی کی اس جدوجہد کو بھارتی حکمرانوں کے غیر دانشمندانہ رویہ کا نتیجہ قرار دیا ہے، لیکن بجائے اس کے کہ بھارتی حکمران ان حالات سے کوئی مفید سبق حاصل کرتے اور مٹھی بھر مجاہدین کے ہاتھوں ہی بھاری افواج کی ہزیمت و فرار کو دیکھ کر اس بات کو سمجھ جاتے کہ اب کشمیر پر ان کا تسلط قائم نہیں رہ سکتا، انہوں نے الٹا پاکستان کو دھمکیاں دینی شروع کر دی ہیں کہ ہم تم پر حملہ کریں گے حالانکہ انہیں خوب معلوم ہے کہ پاکستانی افواج کے مقابلہ میں بھارتی افواج کسی طرح ٹھہر نہیں سکتیں جس کا تجربہ انہیں رن کچھ کے میدان میں بھی ہو چکا ہے۔

بھارت کی ان دھمکیوں اور ضلع گجرات کے ایک سرحدی گاؤں پر گولہ باری کا یہ نتیجہ ہے کہ پاکستان کا ہر فرد میدان مبارزت میں جانے کے لئے بے قرار ہے، اور علماء نے .... جہاد کا بھی فتویٰ دے دیا ہے، حالات فی الواقع اسی بات کے متقاضی ہیں کہ وطن عزیز کی حفاظت اور کشمیری مجاہدین کی امداد کے لئے کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہ کیا جائے۔ اس جہاد میں جماعت احمدیہ کسی سے پیچھے نہیں۔ اس جماعت کے کئی افراد پہلے بھی اہل کشمیر کی جدوجہد آزادی میں شریک رہے ہیں اور اب بھی مجاہدین کے ساتھ مصروف پیکار ہیں، اور ضرورت پیش آنے پر یہ جماعت وطن عزیز کی مدافعت میں کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کرے گی۔

اس اعلان کی ضرورت اس لئے پیش آئی ہے کہ معاصر "شہاب" کے ایک مقالہ نگار "اظہار رمزی" جو "قاضی جی دبلے کیوں؟ شہر کا اندیشہ" کے مصداق "غم دوراں" کا شکار رہتے ہیں، "پیغام صلح" اور "الفضل" کی اس بحث کو جو کعبۃ اللہ کی حرمت کے متعلق جاری ہے، جہاد سے لوگوں کی توجہ کو ہٹانے کا موجب قرار دے رہے ہیں، اور پے در پے اس قسم کے مقالات لکھ کر جماعت احمدیہ کے خلاف اشتعال پیدا کرنا چاہتے ہیں، چنانچہ اپنے ایک تازہ مقالہ میں رمزی صاحب لکھتے ہیں:-

"گزشتہ ہفتے ہم نے ان سطور میں قادیانی امت کی دو پارٹیوں کے درمیان ایک نہایت درجہ "بے فضول" موضوع پر مناظرہ بازی کا نوٹس لیتے ہوئے یہ بات کہی تھی کہ یہ چیا بھتیجے کی لڑائی ہے اور اس کا اصل مقصد پورے محلہ کو اس لڑائی میں گھسیٹ کر اس مقصد اصلی سے ہٹا دینا ہے جو جہاد کشمیر کی صورت میں اس وقت مسلمانان پاکستان کے سامنے ہے۔ ہم نے اس سلسلے میں حکومت کو خبردار کیا تھا اور کہا تھا کہ قادیانی امت کے عقائد کے مطابق جہاد کا کوئی درجہ نہیں۔ اب جبکہ مجاہدین کشمیر اپنی زندگی کے اہم ترین دور میں داخل ہوتے ہیں اور مسلمانان پاکستان کی طرف سے انہیں مدد کی توقع ہے مسلمانان پاکستان کا یہ دینی اور مذہبی فریضہ ہے کہ وہ اپنے کشمیری بھائیوں کے کام آئیں۔ قادیانی امت نے نیا شوشہ چھیڑا ہے جس سے مسلمانوں کی توجہ ہٹ جائے گی، اور وہ سرحدوں پر نگاہ رکھنے کے بجائے اس شوشے کی طرف متوجہ ہو جائیں گے۔ ہم نے حکومت کی خدمت میں عرض کی تھی کہ وہ اس کا نوٹس لے اور پرانے فتنے کو ہوا دینے کی اس کوشش کو بروقت روکے۔ دونوں پارٹیوں کے آرگن روزنامہ الفضل اور ہفت روزہ پیغام صلح کی تازہ اشاعتوں نے ہمارے اس شبہ کو اور تقویت دے دی ہے اور ہم ایک بار پھر حکومت کو اس کی طرف متوجہ کرنے پر مجبور ہوئے ہیں۔"

(شہاب ۲۹ اگست ۱۹۶۵ء)

کوئی ان لال بجھکڑ صاحب سے پوچھے کہ یہ تمہیں کیسے معلوم ہو گیا کہ کعبۃ اللہ کی حرمت کے متعلق بحث کا اصل مقصد لوگوں کی توجہ کو جہاد سے ہٹانا ہے، اور یہ کس طرح تم نے کہہ دیا کہ جماعت احمدیہ کے نزدیک جہاد کا کوئی درجہ نہیں، جماعت احمدیہ تو خدا کے فضل سے ہمیشہ سے جہاد کی نہ صرف قائل بلکہ عملاً جہاد میں مصروف ہے۔ تمہارے نزدیک تو صرف تلوار ہی کا جہاد "جہاد" کہلاتا ہے، جماعت احمدیہ کے نزدیک دین کے لئے ہر قسم کی جدوجہد جہاد میں داخل ہے، تلوار کی جنگ تو چھوٹا جہاد ہے، اصلی اور بڑا جہاد تو تبلیغ اسلام ہے جیسا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جنگ سے واپس آتے ہوئے فرمایا رجعنا من الجهاد الاصغر الى الجهاد الاكبر (ہم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف لوٹ رہے ہیں)، اور اللہ تعالیٰ نے بھی تبلیغ اسلام ہی کو جہاد کبیر قرار دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے جاهدهم به جهادا كبيرا (اس قرآن کریم کے ساتھ ان سے جہاد کبیر کرو) جماعت احمدیہ خدا کے فضل سے اس جہاد کبیر میں دن رات مشغول ہے لیکن آپ لوگوں نے صرف تلوار کی جنگ کو ہی جہاد سمجھ کر اصلی اور بڑے جہاد کو بھلا دیا ہے، جس کا یہ نتیجہ ہے کہ اسلام آج دشمنوں کے نرغہ میں گھرا ہوا ہے، اگر مسلمان تبلیغ اسلام کو اپنا اصلی فرض قرار دے کر اس میں دل و جان سے مشغول ہوتے تو آج شاید وہ دن نہ دیکھنا پڑتا جو جہاد اصغر (تلوار کی جنگ) کا متقاضی ہو رہا ہے۔

اس کے یہ معنی نہیں کہ ہم جہاد بالسیف کے منکر ہیں، حضرت مسیح موعودؑ نے جن حالات میں جہاد بالسیف کو حرام قرار دیا تھا، وہ کچھ اور حالات تھے، قرآن کریم کا صاف اور کھلا ارشاد ہے وقاتلوا فى سبيل الله الذين يقاتلونكم ولا تعتدوا ان الله لا يحب المعتدين صرف ان لوگوں سے جنگ کرو جو تم سے جنگ کرتے ہیں، اور زیادتی مت کرو، اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ حضرت مسیح موعودؑ کے وقت میں يقاتلونكم کی شرط موجود نہ تھی، نہ مسلمانوں کو ارکان دین کی ادائیگی یا اپنے مذہب کی تبلیغ سے روکا جاتا تھا، اس لئے آپ نے فرمایا وجوه الجهاد معدومة فى هذا الزمن وهذه البلاد۔ جہاد کی شرائط اس زمانہ اور اس ملک میں پائی نہیں جاتیں لیکن آج اس کے برعکس معاملہ ہے۔ آج ہمارا ہمسایہ ملک اپنی مسلمان رعایا کو صرف مسلمان ہونے کی وجہ سے مصائب و شدائد اور قتل و غارت کا نشانہ بنا رہا ہے، حصول آزادی کے بعد پانچسو سے زائد مرتبہ مسلمانوں کو ہندو بلوائیوں کے قتل و نہب کا شکار ہونا پڑا۔ ان کی عورتوں اور بچوں کو نہایت سفاکی سے قتل کیا گیا انہیں کہا گیا کہ ہندو ہو جاؤ ورنہ پاکستان چلے جاؤ اور اپنے وطن سے دھکیل کر انہیں پاکستان بھیج دیا گیا۔ کشمیری مسلمانوں کو اٹھارہ سال سے جبر و تشدد کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ اور اب بھارتی افواج پے در پے شکستوں کے بدلہ میں نہتے کشمیریوں کے گھروں کو آگ لگا کر انہیں زندہ جلا رہی ہیں، اور بھارتی حکام پاکستان پر حملہ آور ہونے کے لئے تیار بیٹھے ہیں۔ ایسے وقت میں جماعت احمدیہ اپنے وطن عزیز کی مدافعت میں کیسے پیچھے رہ سکتی ہے۔ رمزی صاحب نے یہ بحث چھیڑ کر عمداً لوگوں کو جماعت احمدیہ کے خلاف مشتعل کرنے کی کوشش کی ہے، اور ہم حکومت کو توجہ دلانا چاہتے ہیں کہ اس نازک وقت میں عوام کی توجہ کو دشمن کی طرف سے ہٹا کر جماعت احمدیہ کے خلاف کرنے کی کوشش وطن عزیز کے ساتھ کھلی دشمنی ہے، جس سے انہیں روکنا ضروری ہے، امید ہے اس طرف جلد توجہ کی جائے گی ●

روحِ اسلام کا خصوصی نمبر

ماہ ستمبر ۱۹۶۵ء کا روح اسلام

شیخ بابو غلام قادر صاحب ڈار مرحوم و مغفور اور مولینا عبداللہ جان نیازی صاحب پشاوری مرحوم و مغفور کی یاد میں شائع ہو رہا ہے جس میں ان کی زندگی کی ایمان افروز جھلکیاں پیش کی جائیں گی اور ان کی روح پر فتوح کو خراج عقیدت پیش کیا جائے گا۔ احباب کرام سے گذارش ہے کہ ان بزرگوں کے بارے میں جو کچھ بھی علم ہو ضبط تحریر میں لا کر ۵ ستمبر ۱۹۶۵ء تک بھیج دیں۔

مدیر روح اسلام

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

تبلیغی سرگرمیاں

گھانا مشن

محترم سکرٹری صاحب لاہور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام گھانا رقمطراز ہیں کہ :-

" ہماری جماعت کے ورکنگ چیئرمین نو مربع میل میں ایک کوکو فارم تیار کر رہے ہیں، جس میں سے ایک مربع میل تیار ہو کر پھل لانے کو ہے تین سال تک انشاء اللہ اس سے بیس ہزار روپیہ سالانہ آمدنی ہو گی جس کا ایک حصہ وہ مشن ہاؤس، مسجد و مدرسہ اور ہسپتال بنانے پر خرچ کریں گے .... اگر تین یا پانچ سال ہمیں اور مل جائیں تو لوکل طور پر یہ مشن اتنا بڑا امیر ہو گا کہ انشاء اللہ تمام مغربی افریقہ پر چھا جائے گا .... میں انشاء اللہ بہت جلد لٹریچر اسلام پر اشانتی (گھانین) و یوروبا (نائیجیرین) زبانوں میں پیدا کر رہا ہوں - علاوہ تاید صاحب یوروبا زبان میں لٹریچر ترجمہ کر رہے ہیں، جو خدا کے فضل سے چھپ کر مشن کا کفیل ہو گا، اس طرح میرے جانے کے بعد وہ اپنی تنخواہوں کے خود کفیل ہو جائیں گے، انشاء اللہ یہاں کی زبان میں اسلامی لٹریچر چھاپ رہا ہوں جس سے یہاں کے مبلغین خود کفیل ہو جائیں گے مگر اس کے لئے تین یا پانچ سال کا عرصہ چاہیئے، پھر یہ سارا مغربی افریقہ ہمارے قدموں میں ہو گا - حضرت مسیح موعود اور حضرت امیر مرحوم کی روح اور حضرت امیر ایدہ اللہ کی دعائیں کام کر رہی ہیں - فالحمد للہ -

مشرقی پاکستان میں تبلیغی سرگرمیاں

مشرقی پاکستان - اسلام مشن کے انچارج مولوی عبد الصمد جمالی نے ماہ جولائی کی تبلیغی سرگرمیوں کی جو رپورٹ بھیجی ہے اس کا خلاصہ حسب ذیل ہے :-

۱ - عام جلسہ :-

۲۵ رجولائی کو بروز اتوار بوقت پانچ بجے اسلام مشن ہاؤس ڈھاکہ میں ایک جلسہ منعقد ہوا، جس میں جمالی صاحب اور مولوی عبد الستار صاحب نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مقدس اور آپ کی پاک تعلیمات پر تقاریر کیں -

۲ - نماز جمعہ اور درس قرآن کریم :-

مشن ہاؤس کے کمرہ نماز میں جمعہ کی نمازیں پڑھی گئیں اور مختلف دینی اور سماجی مسائل حاضرہ پر خطبے دیئے گئے - ہر جمعہ کو نماز کے بعد درس قرآن کریم دیا جاتا رہا -

۳ - ملاقاتیں :-

ڈھاکہ اور گرد و نواح کی مختلف آبادیوں میں اکیس اصحاب سے ملاقاتیں ہوتی رہیں، اور مختلف مذہبی مباحث پر ان سے گفتگو کی گئی -

۴ - تقسیم لٹریچر :-

بنگلہ زبان میں اسلامی لٹریچر کی متعدد کاپیاں اس ماہ ان لوگوں میں مفت تقسیم کی گئیں جنہوں نے ان کے پڑھنے کا شوق ظاہر کیا -

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام بھدرواہ کشمیر

(۱) ماہ جولائی میں ۸۳ - افراد تک سلسلہ کا لٹریچر (اخبارات - ٹریکٹ - کتب) پہنچائی گئی جس کا اثر مفید رہا، الحمد للہ -

(۲) احباب جماعت متحد اور متفق ہو کر تبلیغی مساعی میں مصروف ہیں - نمازوں میں خصوصاً جمعہ کی نمازوں میں تین و مرد کی نوے فیصدی حاضری رہی -

(۳) دو تربیتی اجلاس ہوئے جن میں مختلف مسائل پر تبادلہ خیالات ہوتا رہا - جماعت کے دو افراد میں باہم رنجش پیدا ہو گئی تھی ان میں صلح صفائی کرائی گئی - مستورات اور بچوں نے شام کی نماز کے بعد چند بار وقار عمل (سوشل ورک) کیا جس میں مسجد اور مہمان خانہ کے پلستر کے لئے اچھی قسم کی مٹی جمع کی جس سے انجمن کو تقریباً ڈیڑھ صد روپیہ کا فائدہ ہوا - اور دوسرے مسلمانوں کے لئے یہ کام باعث تبلیغ و ترغیب بنا - جس کی وہ بھی تقلید کرنے لگے -

(۴) مدرسہ احمدیہ میں اس وقت درج رجسٹر طلباء کی تعداد ۹۱ ہے جن میں سے ۳۵ بچے اپنی جماعت سے ۱۲ قادیانی ۴۰، غیر احمدی ہیں - بچے قرآن مجید ناظرہ - ترجمہ کے علاوہ مسائل دینیہ عقائد و اعمال احمدیہ کی مخصوص تربیت کے علاوہ جسمانی تعلیم و تربیت کی بھی تعلیم حاصل کر رہے ہیں - میلاد النبی صلعم کا جلسہ بستی کے سب مسلمانوں نے مشترکہ طور پر انجام دیا جس میں ہمارے ہی نوجوان منتظم اور مہتمم تھے -

(۵) ضلع بھر میں بلکہ صوبہ بھر (صوبہ جموں) میں ہماری جماعتی سرگرمیوں اور خدمت خلق کو سراہا جا رہا ہے اور عوام پر گہرا اثر ہے - جماعت نے ماہ زیر رپورٹ میں چند طلباء، مساکین کی تقریباً -/۵۰ روپے سے مالی امداد کی ہے -

(۶) اطفال احمدیہ پر روزانہ ۴ نیک کام انجام دینے کی ذمہ داری ہے جس کا دوسرے دن محاسبہ ہوتا ہے -

(۷) تعمیر شدہ مسجد کے لئے سرما میں گرم حمام بنانے کا میٹیریل جمع ہو رہا ہے - خدا کے فضل و کرم سے جماعت تعمیر و ترقی کی راہ پر گامزن ہے - والسلام

خاکسار سیکرٹری بھدرواہ - کشمیر

ملتان میں جلسہ میلاد النبی صلعم

اسمٰعیل آباد سے مولوی شبیر محمد صاحب ٹلی پوری لکھتے ہیں کہ عزیزہ ہوٹل ملتان میں جلسہ میلاد النبی صلعم منعقد ہوا جس میں ملتان اور اسمٰعیل آباد کی جماعتوں اور دیگر لوگوں نے شمولیت کی، اس موقعہ پر حاضرین کی تواضع مٹھائی اور چائے وغیرہ سے کی گئی، جس کے بعد خاکسار نے سیرت طیبہ پر بسیط تقریر کی جو نہایت توجہ اور ذوق و شوق سے سنی گئی -

بعد ازاں پروفیسر سعد اختر صاحب نے سیرت نبویؐ پر اچھوتے انداز میں تبصرہ فرمایا *

ادارۂ تعلیم القرآن کا داخلہ

میٹرک، ایف اے اور بی اے کے امتحانات سے فارغ ہونے والے احباب میں سے جو دوست خدمت دین کے لئے اپنے آپ کو وقف کرنا چاہتے ہوں، وہ ادارۂ تعلیم القرآن میں داخلہ کے لئے اپنی درخواستیں جلد بھیج دیں - ۲۰ ستمبر ۱۹۶۵ء کو تمام امیدواروں کا انٹرویو ہو گا -

سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

بحر حکمت کے موتی از صلاح الدین

جو شخص مشتبہ امور میں پڑے گا اس کی مثال اس چرواہے کی ہے جو اپنے جانوروں کو کسی رمنہ (رکھ) کے ارد گرد چرنے کے لئے چھوڑ دیتا ہے بہت ممکن ہے کہ اس کے جانور چرتے چرتے اس رمنہ میں داخل ہو جائیں کان کھول کر سن لو کہ ہر بادشاہ کا ایک رمنہ (رکھ) ہوتا ہے کان کھول کر سن لو کہ اللہ کا رمنہ (رکھ) اس کی زمین میں اس کی حرام کردہ اشیاء ہیں یعنی جو شخص مشتبہات سے اپنے آپ کو نہیں بچاتا اس کے متعلق خطرہ ہے کہ وہ محارم کا ارتکاب کرنے لگ پڑے اور قلب انسانی کی اصلاح محارم سے دور رہنے سے ہی ہو سکتی ہے اسی لئے اس کے بعد فرمایا کہ انسان کے جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے جب وہ سنور جائے تو سارا جسم سنور جاتا ہے اور اگر اس میں بگاڑ پیدا ہو جائے تو سارے جسم میں بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے کان کھول کر سن لو کہ وہ ٹکڑا دل ہے یہ حدیث بتلاتی ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم اپنی قوم کو تقوےٰ کے کس بلند مقام پر دیکھنا چاہتے ہیں اور تقوےٰ کی کیسی باریک راہ پر اسے گامزن مشاہدہ کرنے کی تڑپ اپنے دل میں رکھتے ہیں -

قرآن شریف میں بھی اللہ تعالےٰ نے مومنوں کو یہی تاکید فرمائی ہے ولا تقربوا الفواحش یعنی فواحش کے قریب بھی مت جاؤ - اور حضرت مسیح موعودؑ نے بھی یہی ارشاد فرمایا ہے کہ تقوےٰ کی باریک راہوں کو اختیار کرو -

پس ہمیں اپنے اعمال کا جائزہ لیتے رہنا چاہیئے کہ وہ کہاں تک حضرت نبی کریم صلعم کے فرمان سے مطابقت رکھتے ہیں *

انسانیت کی رُوحانی و اخلاقی پستی کے موقعہ پر مامورین الٰہی کی بعثت

حضرت رسول کریم صلعم کے زمانہ کی حالت اور آپؐ کا پیدا کردہ عظیم الشان انقلاب

خطبہ جمعہ مورخہ ۲۷ اگست ۱۹۶۵ء۔ فرمودہ مکرم مولینا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری دامت برکاتہ۔ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

والعصر۔ ان الانسان لفی خسر۔ الا الذین امنوا وعملوا الصٰلحٰت وتواصوا بالحق۔ وتواصوا بالصبر ——— (سورۃ العصر) ———

32

رسولوں اور مامورین کی شناخت

یہ سورۃ چھوٹی سی ہے۔ اور کئی پہلوؤں سے اس کی تفسیر اس وقت میں صرف اس کا ایک پہلو بیان کروں گا۔ اس پہلو کی رو سے اس سورۃ شریفہ میں خدا تعالےٰ کے رسولوں اور مامورین کی شناخت کا طریق بتلایا گیا ہے اور اس بات کی وضاحت کی گئی ہے۔ کہ ان کے آنے کا کونسا وقت ہوتا ہے۔ اور پھر اس بات پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔ کہ ان مامورین الٰہی کے آنے کے ساتھ دنیا میں کیا اور کیسا انقلاب رونما ہوتا ہے اور جو لوگ ان مصلحین کے ذریعہ تیار ہوتے ہیں۔ وہ کس قسم کے اور کس کردار کے مالک ہوتے ہیں۔

انسان کے خسران میں ہونے پر زمانہ کی گواہی

قرآن کریم میں جن امور کی خدا تعالےٰ قسم کھاتا ہے۔ وہ درحقیقت ان دعاوی کے متعلق بطور دلیل ہوتے ہیں۔ جو اس قسم کے بعد مذکور ہوتے ہیں۔ اس سورۃ شریفہ میں اللہ تبارک و تعالےٰ نے العصر یعنی زمانہ کی قسم کھائی ہے۔ یعنے زمانہ کو بطور دلیل پیش کیا ہے اس دعوے پر کہ ان الانسان لفی خسر کہ انسان گھاٹے ہی گھاٹے اور خسارے ہی خسارے میں ہے۔

نبی کریم صلعم کا زمانہ آپؐ کی صداقت پر دال ہے

جس زمانہ کو اس سورۃ میں پیش کر کے قسم کے طور پر بطور دلیل سامنے رکھا ہے وہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ ہے۔ جس میں کہ حضرت صلعم کا ظہور پر نور ہوا۔ فرمایا زمانہ کی طرف دیکھو۔ کہ کیا اس وقت انسان کی حالت کا تقاضہ نہیں تھا کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے ایک عظیم الشان رسول کو مبعوث کیا جاتا اگر زمانہ متقاضی ہے کسی عظیم الشان مصلح کے وجود کا تو تمہیں حضرت نبی کریم صلعم کے دعوے کو تسلیم کر لینا چاہیئے۔ اگر اس وقت حضور کو تسلیم نہیں کرتے تو کسی اور رسول کی نشاندہی کرو بہر حال ایسے گمراہی کے زمانہ میں رسول کا ہونا تو ضروری ہے اگر کسی اور کو پیش نہیں کر سکتے تو پھر اسے ہی صادق تسلیم کرنے کے بغیر چارہ نہیں۔ تا اس کی دعوت و تحریک پر عمل درآمد کیا جا سکے۔

نبی کریم صلعم کے زمانہ کی حالت

حضرت صلعم کے زمانہ بعثت پر غور کریں۔ یہ نہایت پُر فتن زمانہ تھا۔ کوئی ملک بھی ایسا نہیں تھا۔ جہاں فسق و فجور کا طوفان برپا نہ ہو۔ جہاں بدیوں کے سیلاب امنڈ نہ آئے ہوں۔ انسان کے گھٹیے ہی جاتے کا وقت بھی یہی تھا کہ انسان اپنی انسانیت کو کھو بیٹھا تھا۔ کردار نہایت گندہ تھا۔ قرآن اس زمانہ کے لوگوں کو ضلال مبین یعنی کھلی کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے بتلاتا ہے اور وکنتم علےٰ شفا حفرۃ من النار کے الفاظ میں ان کی دوزخی زندگی کا نقشہ پیش کرتا ہے۔ ہر طرف بدیوں کا زور تھا۔ چاروں طرف تاریکی تھی۔ روشنی کا نام و نشان نہیں تھا۔ صرف عرب میں ہی نہیں دنیا کے چاروں طرف یہی کیفیت تھی ظہر الفساد فی البر والبحر خشکی اور تری میں فساد ہی فساد اور خرابہ ہی خرابہ تھا۔

امساک باراں کے وقت رحمت الٰہی کا ظہور۔

حضرت صلعم کی بعثت کے وقت کے زمانہ کی یہ حالت تھی دوسرے لفظوں میں گویا بتلایا گیا ہے کہ جب کوئی شخص خدا کی طرف سے رسول یا مامور ہونے کا دعوے کرے تو اس کے زمانہ کی حالت اس کی صداقت کو پرکھنے کے لئے بطور معیار کے ہوتی ہے دیکھ لو کہ آیا زمانہ اس کی بعثت کا تقاضا کر رہا ہے یا نہیں کیا زمانہ میں بگاڑ فساد اور انتشار برپا ہے یا نہیں کیا لوگ پستی کی طرف جا رہے ہیں یا نہیں، اگر ایسے حالات نظر آ جائیں تو سمجھ لو کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے کوئی مامور آنے والا ہے جیسا کہ خدا تعالےٰ امساک باراں کے وقت بارش نازل کرتا ہے اسی طرح جب روحانی طور پر امساک باراں ہوتا ہے تو خدا تعالےٰ کی رحمت کا تقاضہ یہ ہوتا ہے کہ انسانوں کی دستگیری کرے ایسے ہی وقتوں میں خدا تعالےٰ انسان کو ہدایت دیتا ہے جب انسان گر جاتا ہے۔ اس وقت خدا کے سوا اور کوئی دستگیری نہیں کر سکتا وہ دستگیری یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کسی انسان کو مامور کر کے بھیجتا ہے۔ اس کے ذریعہ سے بہت بڑا انقلاب رونما ہوتا ہے۔ اس لئے فرمایا کہ حضرت صلعم کی سچائی کو پرکھنے کے لئے زمانہ کی حالت پر غور کر لو۔ اگر یہ زمانہ نیکی اور اچھائی کا ہے۔ تو یہ مصلح ربانی کی آمد کو نہیں چاہتا۔ اور اگر زمانہ بدی کے زور کا ہے تو بعثت رسول لازمی ہے۔

مامور الٰہی انسان کو پستی سے نکال کر نیکی اور تقوےٰ کے بلند مقام پر کھڑا کر دیتا ہے

فرمایا والعصر۔ ان الانسان لفی خسر زمانہ گواہ ہے کہ انسان پستی اور گراوٹ میں پڑنے کی وجہ سے خسران ہی میں مبتلا ہے۔ انسانیت کو اس خسران اور ہلاکت اور تباہی سے نکالنے کے لئے اللہ تعالےٰ کی یہی سنت قدیم سے چلی آ رہی ہے کہ کسی مصلح کو بھیجتا ہے اس کے اندر قوت قدسی اور قوت جذب رکھتا ہے جس کے ذریعہ وہ لوگوں کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور ان میں نیکی اور تقوےٰ کی روح پھونک دیتا ہے اس لئے دوسرا معیار محمد رسول اللہ صلعم کی صداقت کو پرکھنے کا یہ ہے کہ دیکھو کہ فساد جس نے زبان حال سے اسے بلایا تھا وہ اس کے وجود باجود سے دور ہو گیا ہے یا نہیں اگر دور ہو گیا ہے تو اس کی صداقت میں قطعاً کوئی شبہ نہیں کیا جا سکتا کیونکہ جس غرض کے لئے اسے مبعوث کیا گیا تھا وہ غرض اس نے پوری کر دی اسی لئے اس کے بعد فرمایا الا الذین امنوا وامنوا الصلحٰت یعنے وہ لوگ جو خدا اور اس کے رسول پر ایمان لے آئے ہیں اور ان ہدایات پر عمل پیرا ہو گئے ہیں جو اس رسول کے ذریعہ ان کو ملی ہیں تو دیکھ لو وہ حالت خسران سے نکل گئے ہیں یا نہیں اور اس سے محفوظ ہو گئے ہیں یا نہیں، واقعہ یہ ہے کہ ایسے لوگوں کے کردار اور اخلاق بلند ہو گئے ہیں۔ بدیوں کے تارک ہیں۔ نیکیوں کے کرنے والے ہیں۔ دن بدن نیکیوں میں ترقی کرتے چلے جاتے ہیں۔

ایمان اور اسلام

یاد رہے کہ قرآن کریم کی اصطلاح میں ایمان محض زبان سے مان لینے کا نام نہیں ؟ وما ھم بمؤمنین یعنے بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے اللہ اور یوم آخر پر مگر خدا کے نزدیک مؤمن نہیں ہیں۔ چنانچہ ایک اور جگہ فرمایا۔ وقالت الاعراب امنا یعنے اعراب کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے ہیں۔ قل لم تؤمنوا ان کو کہدو کہ تم مؤمن نہیں بنے ولکن قولوا اسلمنا کہو کہ ہم نے اسلام قبول کر لیا ہے ابھی تو ظاہری طور پر سوسائٹی میں ہی داخل ہوئے ہو۔ ولما یدخل الایمان فی قلوبکم۔ ابھی ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔

مومن کی شان

یہ قرآنی الفاظ بتلا رہے ہیں کہ قرآن اور قرآن کا خدا انسانوں سے کس قسم کے ایمان کا مطالبہ کرتا ہے۔ اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ اسلام جبر کا قائل نہیں۔ کیونکہ جبر سے ایمان دلوں میں داخل نہیں کیا جا سکتا دلوں کے اندر ایمان تب ہی داخل ہو گا جب سچائی اور دیانت داری کے ساتھ اس کو قبول کیا جائے گا چنانچہ

اس کے بعد فرمایا وان تطیعوا اللہ ورسولہ لایلتکم من اعمالکم شیئاً ان اللہ غفور رحیم یعنے اگر تم خدا تعالےٰ اور اس کے رسول صلعم کی اطاعت کرو گے تو تمہارے اعمال کی جزا میں کمی نہیں کی جائے گی اس کے بعد حقیقی مؤمن کی تعریف بیان کی فرمایا انما المؤمنون الذین اٰمنوا باللہ ورسولہ ثم لم یرتابوا وجاھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ اولٰئک ھم الصادقون یعنی مؤمن کون ہیں۔ مومن صرف وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر صدق دل سے ایمان لاتے ہیں۔ ان کے دلوں میں کسی قسم کا شک وشبہ نہیں ہوتا بلکہ ان کے قلوب شکوک سے بالکل پاک ہوتے ہیں ایسے لوگ ہی حقیقی مومن ہیں، ان کے دل کے گوشے گوشے میں ایمان و عمل کی تحریک موجزن رہتی ہے۔ بشاشت ایمان ان کی روح کے اندر سرایت کر جاتی ہے اصلاح ذات کے ساتھ ساتھ وہ دوسروں کو اپنی جان ومال کے ایثار سے نیکی اور تقوےٰ کی راہیں دکھلاتے ہیں۔ وہ اشاعت حق اور تبلیغ دین کے لئے کمربستہ ہو جاتے ہیں دنیاوی اغراض ان کے پیش نظر نہیں ہوتیں، بلکہ خالصۃً فی سبیل اللہ ان کا ایثار اور ان کی قربانیاں ہوتی ہیں اس لئے اس کے بعد فرمایا وجاھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ اور آخر میں فرمایا اولٰئک ھم الصادقون یعنے وہ سچے اور پکے مؤمن ہیں۔ سورۃ الانفال میں مؤمن کی شان میں بیان فرمائی ہے انما المؤمنون الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبھم مؤمن تو وہ ہیں کہ جب خدا کا ذکر آجائے ان کے دل کانپ اٹھتے ہیں اس خیال سے کہ ہم سے کوئی ناواجب بات سرزد نہ ہو جائے۔ احکام الٰہی سے سرتابی نہ ہو جائے جو اللہ تعالےٰ کی ناراضگی کا موجب بن جائے اس لئے ان کے دل اللہ کے احکام کے سامنے فوراً جھک جاتے ہیں واذا تلیت علیھم اٰیاتہ اور جب ان پر آیات پڑھی جاتی ہیں زادتھم ایمانا وعلٰی ربھم یتوکلون .... الذین یقیمون الصلوٰۃ ومما رزقناھم ینفقون ان کا ایمان ترقی کر جاتا ہے۔ پھر ان میں توکل الٰہی پیدا ہو جاتا ہے۔ پھر نمازیں قائم کرتے ہیں جو کچھ اللہ تعالےٰ نے ان کو دیا ہے۔ اس میں سے فی سبیل اللہ اور مخلوق خدا کی خیر خواہی کے لئے خرچ کرتے ہیں۔ اولٰئک ھم المؤمنون حقاً یہی پکے مسلمان اور مؤمن ہیں۔ لھم درجات عند ربھم ومغفرۃ ورزق کریم ان کے لئے خدا کے ہاں درجات ہیں خدا تعالےٰ کی مغفرت اور معزز رزق ہے چنانچہ صحابہ کرام رضؓ کو یہ سب کچھ ملا آگے فرمایا کہ جب ایمان پیدا ہو جاتا ہے ان کے دل بصیرت سے بھر جاتے ہیں اس لئے ان کے دلوں میں نیک اعمال کی تحریک بھی پیدا ہوتی رہتی ہے کیونکہ ایمان کا تقاضا تو یہ ہے کہ جب اس بات کو تسلیم کر لیا کہ یہ قرآن خدا کی طرف سے ہی نازل ہوا ہے اور دل اس یقین سے بھر گیا کہ خدا ہی فرماتا ہے کہ چوری نہیں کرنا۔ کم نہیں تولنا۔ ذخیرہ اندوزی نہیں کرنا۔ ملاوٹ نہیں کرنا۔ کسی کو ناجائز تنگ نہیں کرنا۔ کسی کا مال غصب نہیں کرنا۔ زنا نہیں کرنا۔ غرضیکہ ان کو جب یقین ہو جاتا ہے کہ جن بدیوں سے روکا گیا ہے خدا کی طرف سے ہی روکا گیا ہے۔ تو ایسے مؤمن ان بدیوں کے قریب کیسے جا سکتے ہیں۔

صحابہ کرامؓ کا ایمان

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تقوےٰ وطہارت اور نیکی کردار کا نمونہ تھے۔ چنانچہ جب شراب کی حرمت کا حکم الٰہی صادر ہوا۔ تو انہوں نے شراب اسی وقت چھوڑ دی۔ اس کے ترک کرنے میں ایک منٹ کی بھی دیر نہ کی۔ شراب کے مٹکے اسی وقت توڑ دیئے گئے۔ مدینہ کے گلی کوچوں میں شراب بہنے لگی حالانکہ یہ قوم شراب کی سخت عادی تھی۔ آخر یہ کیا بات تھی کہ اس موروثی عادت کو یک دم خیرباد کہنے پر تیار ہو گئے۔ یہی کہ ان کا ایمان تھا کہ یہ ممانعت شراب خدا تعالےٰ کی طرف سے ہے۔ اسی لئے اٰمنوا کے بعد وعملوا الصّٰلحٰت فرمایا کہ حضرت نبی کریم صلعم کا پیدا کردہ انقلاب صرف زبان تک ہی محدود نہ رہا بلکہ اس کا اثر اعمال میں بھی نظر آنے لگ پڑا چنانچہ ان کے اعمال ایمان کے مطابق نظر آنے لگ پڑے۔ صلوٰۃ وزکوٰۃ کا حکم ہوا وہ اس پر پابند ہو گئے اور دل کی خوشی سے ہو گئے۔

صحابہؓ کی دعوت الی الحق

اور پھر ان کا تیسرا کمال یہ ہے کہ جس طرح کہ خدا ربّ العالمین ہے اور اس کی ربوبیت کا دامن تمام اقوام پر پھیلا ہوا ہے وہ بھی اسی صفت الٰہی کا مظہر بن کر مخلوق کو اس ہدایت کی طرف لانے میں کوشاں ہو گئے تاکہ دوسرے بھائی بھی اس سے فائدہ اٹھائیں یہاں تک کہ اگر اس حق وہدایت کی تبلیغ میں انہیں کوئی تکالیف درپیش ہوں تو وہ ان کو برداشت کرتے ہوئے استقلال سے اس حق کو دوسروں تک پہنچاتے رہتے ہیں۔

تاریخ میں ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک دوسرے کو یہ سورہ شریف سناتے رہتے تھے تاکہ دلوں کے اندر تازہ رہے۔ اگر صحابہ کرام رضؓ اس قسم کی قربانی اور ایثار نہ کرتے تو اسلام کس طرح ہم تک پہنچتا۔

مسیح موعودؑ کے زمانہ کی پستی آپ کی صداقت پر گواہ ہے

پس یہ سورۃ شریفہ درحقیقت کسی عظیم الشان مصلح کی آمد کی خبر دیتی ہے۔ آج بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کو پرکھنے کے لئے یہی سورۃ بطور دلیل پیش کی جا سکتی ہے آپ کے آنے کے وقت بھی زمانہ مقتضی تھا کہ کوئی ربانی مصلح ظاہر ہو حضرت نبی کریم صلعم نے اس زمانہ کے متعلق پیشگوئی بھی کی تھی کہ اسلام پر پھر ایک وقت ایسا آنے والا ہے کہ عروج کے بعد پھر یہ کمزور ہو جائے گا۔ مسلمانوں کی علمی اور عملی حالت خراب ہو جائے گی۔ ادیانِ باطلہ اسلام پر حملے کر رہے ہوں گے۔ چنانچہ اس زمانہ میں بھی ظھر الفساد فی البر والبحر کا عالم طاری تھا۔ وہ مسلمان جو شھداء علی الناس قرار دیئے گئے تھے، وہ باعث شرم بن چکے تھے۔ جو انسان کے لئے نمونہ اور مشعلِ راہ تھے وہ اسلام کے لئے باعث ننگ بن چکے تھے۔ نہ علماء کی حالت اچھی تھی نہ امراء کی نہ عوام کی۔ الا ماشاء اللہ اس زمانہ میں اگر حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کو کوئی شناخت کرنا چاہے تو زمانہ کی گواہی لے لے۔ اس امام ربانی نے آکر مسلمانوں کا ایمان پھر سے تازہ کیا۔ دلوں کے اندر ایمان کی روشنی پیدا کی۔ ان کے اندر بصیرت پیدا کی۔

اسلام کی عظیم الشان نعمت دوسروں کو پہنچاؤ

تو آج اگر ہم سمجھتے ہیں کہ احمدیت حقیقی اسلام ہے اور یہ ایک عظیم الشان نعمت ہے۔ اور اسے لانے والا خدا تعالےٰ کا عظیم الشان مجدد تھا۔ جس کو احادیث نبوی میں مسیح موعود اور مہدی معہود کے نام سے یاد کیا گیا ہے تو چاہیئے کہ اس نعمت سے دنیا کو متمتع کیا جائے ورنہ ہم بخیل اور اپنے فرائض میں کوتاہی کرنے والے ٹھہریں گے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس نعمت عظیمہ کی قدر فرمائی وہ نکل کھڑے ہوئے۔ انہوں نے تکلیفوں کی پرواہ نہیں کی۔ آج ہمارا فرض بھی یہی ہے کہ اس نعمت سے خود بھی متمتع ہوں اور دوسروں کو بھی فیض یاب کریں تا مسیح موعودؑ کا پیغام جو در حقیقت اسلام کا ہی پیغام ہے تمام دنیا تک پہنچ جائے ؎

اخبارِ احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ کو بفضلہ تعالےٰ پہلے سے آرام ہے، کمزوری باقی ہے، احباب کرام آپ کی صحت کاملہ کے لئے دردِ دل سے دعا فرمائیں۔

ولادت اور عطیہ

— ملتان سے مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں:۔

"چوہدری امتیاز احمد صاحب کو اللہ تعالےٰ نے لڑکا عطا فرمایا ہے۔ اس خوشی میں نومولود کے دادا جناب چوہدری مراد علی صاحب نے پانچ روپے عطیہ انجمن کو مرحمت فرمائے ہیں۔

احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالےٰ نومولود کو صحت وتندرستی والی لمبی عمر عطا فرمائے اور دین کا خادم اور والدین کے لئے قرۃ العین بنائے۔ آمین۔"

مبارک باد

— جناب این۔ اے۔ فاروقی صاحب کو یوم آزادی کے موقعہ پر حکومت پاکستان کی طرف سے "ہلال قائد اعظم" کا خطاب ملا ہے۔

پیغام صلح کی طرف سے مبارک باد عرض ہے

— جماعت کے کئی احباب بیمار اور کئی دوست بعض مشکلات میں مبتلا ہیں۔ تمام جماعتوں سے درخواست ہے کہ اپنی پنجگانہ نمازوں میں دعائیں فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ بیماروں کو جلد از جلد صحت عطا فرمائے اور احباب کی مشکلات دور ہوں۔

اظہار تشکر — ان احباب وبزرگان حضرات کا ہم تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے ہماری محترمہ والدہ مرحومہ کی وفات کے موقعہ پر بذریعہ خطوط وتار افسوس وہمدردی کا اظہار فرمایا کیونکہ فرداً فرداً شکریہ ادا کرنا ہمارے لئے مشکل ہے۔

خاکساران عبد الغنی بٹ عبد الشکور بٹ محمد ابراہیم بٹ ۳۱ ۲۵/۹۰

ضمیمہ اخبار "پیغام صلح" مورخہ یکم ستمبر ۱۹۶۵ء

کتاب "محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

زمانۂ حال کے پیغمبر"

پر

ایک قادیانی دوست کا تبصرہ

——— شیخ غلام حسین صاحب سیالکوٹی نے لکھا ہے کہ میرے ایک قادیانی دوست نے کتاب محمد مصطفےٰ کا مطالعہ کرنے کے بعد مجھے ذیل کا تبصرہ لکھ کر دیا ہے :-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ زمانۂ حال کے پیغمبر۔ اقوام عالم کے پیغمبر" یہ حال ہی کی ایک تصنیف ہے جس کے ٹائیٹل کو دیکھ کر آپ کا ذہن یقینی طور پر آپ کو اس طرف لے جائیگا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے موضوع پر۔ جو پہلے ہزاروں کتابیں لکھی گئی ہیں یہ اُن پر ایک اضافہ ہے۔ مگر نہیں یہ اپنی نوعیت کی پہلی کتاب ہے جس نے ایک انوکھے اور لطیف پیرایہ میں قرآن مجید سے سرور کائنات صلعم کی ہمہ گیر صداقتوں کو وضاحت سے بیان کیا ہے اور مدلل طور پر یہ امر ثابت کیا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے حضور پُرنور کی ذات والاصفات کو ازمنہ ماضی۔ حال اور مستقبل میں یکساں طور پر اپنی مخلوق کی ہدایت کا کام سپرد کیا ہے۔ اور حضور پُرنور نے بھی لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ کے ماتحت ان ارشادات کے زیرِ عمل ایک امتثالی کردار پیش کیا ہے۔

لاکھوں لاکھ فلسفی حکیم۔ طبیب مسیحانفس۔ مفسر۔ مبلغ مدرس۔ اس کی اتباعِ سنت پر قربان ہیں جس کی رُوحانی پاکیزگی۔ سیاست۔ تمدن۔ اخلاق۔ رزم۔ بزم کے وہ وہ نمونے ہمارے سامنے ہیں۔ کہ آج تک کوئی اس کی گرد راہ کو بھی نہ پہنچ سکا۔ اور نہ پہنچ سکے گا۔ وہ کمالات کی اُن بلندیوں تک پہنچا کہ اس کا کوئی ہمسر نہ ہوا۔ اور نہ آئندہ ہوگا۔ سعدیؒ نے کیا خوب لکھا ہے ؎

بلغ العلیٰ بکمالہٖ ٭ کشف الدجیٰ بجمالہٖ
حسنت جمیع خصالہٖ ٭ صلوا علیہ وآلہٖ

اور یہ اُمی تھا۔ حافظ شیرازیؒ نے کہا تھا ؎

نگارِ من کہ بہ مکتب نرفت و خط ننوشت
بغمزہ مسئلہ آموز صد مدرس شد

اس کتاب کے مصنف محترم مولوی صدرالدین صاحب ہیں ۔۔۔۔ جن کا نام محتاجِ تعارف نہیں۔ ان کی عمر اسی دشت کی سیاحی میں گذری ہے۔ انہوں نے اس کتاب میں تعلیم قرآن کے مختلف عنوانات اور ابواب باندھے ہیں اور ہر باب کی تشریح و توضیح میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کردار کی جھلک دکھلائی ہے اور غیر مسلم

قارئین کو دعوتِ عمل دی ہے۔ یہ تبلیغی انداز ان کا بہترین شاہکار ہے۔ جو ہر قسم کی مخاصمت سے پاک ہے۔ اگرچہ مصنف کسی مذہب کو چیلنج نہیں کرتا۔ اور نہ کسی کا دل دکھایا ہے البتہ یہ حزم و احتیاط کے ساتھ لکھے ہوئے پیارے پیارے فقرات کہہ رہے ہیں:-

کہ مذہب کے نام پر تلواریں اُٹھانے والو۔ آؤ۔ اور کوئی تعلیم۔ اس تعلیم کے مقابلہ میں پیش کرو تم قرآن مجید کے مقابلہ میں تو ایک چھوٹی سی سورت بھی پیش نہیں کر سکتے۔ اس مثالی کردار کا ہی کوئی نمونہ پیش کرو۔ عدل و انصاف میں۔ مساوات میں احسان و مروّت میں۔ حلم اور بُردباری میں۔ رحم اور شفقت میں۔ اخوت و مودت میں۔ وسعتِ قلبی اور نظری میں وغیرہ وغیرہ

اور تم یقینی طور پر کبھی پیش نہ کر سکو گے۔ گویا فاضل مصنف کہہ رہا ہے۔ کیا اب بھی اللہ تعالیٰ کے اس شاہکارِ خاص کو پیغمبر اقوامِ عالم تسلیم نہ کرو گے

کتاب ہر قسم کے اختلافی مسائل سے پاک ہے۔ اور صرف اسلامی اصولوں کی صداقت کو اجاگر کر رہی ہے۔ اور دُنیا کی اخلاقی ترقی کے لئے آج بھی۔ اور آنے والی نسلوں کے لئے کل بھی، ایک مفید نسخہ ہے۔ اے کاش پڑھنے والے ذرا تعصب کی عینک اُتار کر پڑھیں۔ یہ درسی سائز کی دیدہ زیب کتاب اعلےٰ درجہ کے کاغذ پر اُردو ٹائپ میں چھپی ہے۔

آج سے چودہ سو سال قبل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاشرہ کی جن خرابیوں اور برائیوں سے اجتناب کرنے کا ارشاد فرمایا تھا۔ اور جن کے بُرے نتائج سے بچنے کی تلقین و تاکید فرمائی آج اہلِ دنیا بالعموم اور یورپ بالخصوص ان ارشادات کی خلاف ورزیوں کی پاداش میں سزا بھگت رہا ہے۔ مثلاً سُود۔ شراب۔ جوا۔ سرمایہ داری اور مزدوروں کی اُلجھنیں۔ نسلی تعصب۔ آزادئ نسواں۔ بے پردگی۔ بے راہ روی وغیرہ وغیرہ۔ مصنف نے ان تمام پر قرآن کی روشنی میں مدلّل طور پر بحث کی ہے۔ اور غیر مُسلم اقوامِ عالم سے اپیل کی ہے کیا اب بھی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید کی کھُلی کھُلی صداقتوں کو شک و شُبہ کی نظر سے دیکھو گے۔ کیا یہ باور کرنے میں کوئی عذر ہے۔ کہ یہ تعلیم ربّانی جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اہلِ دنیا کے روبرو پیش کی ہر زمانہ اور ہر قوم کیلئے نہیں ہے۔ اور یہ نظریات اور اعتقادات ہمہ گیر نہیں ہیں۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش کئے۔ اور کیا یہ قابلِ قبول نہیں۔

فاضل مصنف نے کتاب کے آخری حصہ میں (صفحہ ۲۰۷ التعایت ۲۴۳) مختلف عنوانات کے تحت اس پیکرِ نور و ہدایت کے درخشاں کردار کے تاریخی پہلو بھی رکھدیئے ہیں شگفتہ طرزِ نگارش کے ساتھ جس کے مطالعہ سے رُوح پر کیف و سرور چھا جاتے ہیں اور پھر اعلیٰ کردار کی یہ کہانیاں اور پھر اس پہ مصنف کا حُسنِ بیان نورٌ علیٰ نور ہے العرض کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس تعلیم نے کس طرح جاہل عرب کے اذہان کو مجلّیٰ کیا۔ اور دنیا نے دیکھ لیا۔ کہ یہ رُوحانی اور اخلاقی انقلاب کسطرح برپا ہوا۔ کہ آج تک دنیا میں اس کی مثال نہیں ہے جو شعلِ ہدایت ایک اُمّی اور یتیم نے روشن کی۔ اور جس کے بجھانے کیلئے برسوں طاغوتی طاقتیں برسرِ جنگ رہیں۔ بالآخر اس کے لمعاتِ نور نے کس طرح اکنافِ عالم میں نور ہی نور بکھیر دیا۔ العرض غیر مسلم اقوام کے رُوبرو ایک مبلغ اسلام کیلئے یہ کتاب اچھا خاصہ حربہ ہے۔

کتاب کا نام جو فاضل مصنف نے تجویز کیا ہے وہ میرے لئے تسلّی بخش نہیں کیا اچھا ہوتا کہ وہ اس کا نام "کامل دین" یا "کامل مذہب" یا کچھ اس کے مترادف رکھتے۔ والسلام

"ابن نیاز فاروقی"

سبط نور

ایک سنجیدہ اشارہ پر دُشنامی رَدِ عمل

افشائے رازِ عشق پر گو سختیاں ہوئیں
لیکن اُن کو کہہ تو دیا وہ جان تو گئے

حضرت امیر مولانا صدر الدین ایدہ اللہ نے جمعہ کے ایک خطبہ میں کعبہ کی تقدیس کا ذکر کیا اور اس کو جو عظمت کبریٰ خدا نے عطا فرمائی ہے اُس کے چند تاریخی واقعات کا اپنے اچھوتے دل نشین انداز میں ذکر کیا۔ ابرہہ کے خبیث عزائم اور ناپاک حملہ کا ذکر کیا اور بیان کیا کہ خدا نے اپنے ننھے مُنے پرندوں کے جوابی حملے سے ابرہہ کی فوج اور ہاتھیوں کو پامال کیا۔ اور وہ خائب و خاسر ہو کر اذیت اور ذلت کی موت مرا۔ حضرت مولانا نے لارڈ کچنر کا ذکر کیا۔ کہ اس برطانوی فرعون نے رعونت سے مخمور ہو کر کعبۃ اللہ کی بے حرمتی کرنے کا اعلان کیا۔ خدا نے اسکو عبرتناک سزا دے کر کعبہ کی تقدیس پر آسمانی مہر ثبت کر دی۔ اپنے خطبے کے آخر میں انہوں نے "ایک شخص" کا ذکر کیا جس نے قلوب سے مکہ اور مدینہ کی حرمت کے استیصال کا ایک نفسیاتی منصوبہ تیار کیا تھا۔ "اس شخص" نے قادیان کو دَورِ حاضر کا اُم القریٰ قرار دیا اور مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں سے دُودھ خشک ہونے کا اعلان کیا۔ اور اپنے مریدوں کو جو اُس کی اطاعت کو راستی سے افضل سمجھتے ہیں یہ کہا کہ وہ اس دودھ کو قادیان سے حاصل کریں۔

حضرت مولانا صاحب نے محض اشارے اور کنائے پر اکتفا کیا۔ اور "ایک شخص" کے تشخص سے دانستہ اغماض کیا۔ کیونکہ ان کا مقصد حرمین کی تقدیس کے جلال و جمال کو پیش کرنا تھا۔ انہوں نے اس "ایک شخص" کی موجودہ حالت کی طرف ایک مختصر اشارہ بھی کیا تاکہ سامعین سمجھ لیں کہ خدا نے ہر دَور میں اپنے گھر کی حفاظت کو اپنے اُوپر لازم رکھا ہے۔

حضرت مولانا کے اس خطبے کے اس حصے میں پہلے مکہ اور مدینہ کا ذکر ہے۔ اور آخر میں کعبۃ اللہ کا۔ حضرت موصوف کے دل و دماغ کے کسی گوشے میں بھی مکہ اور کعبۃ اللہ میں کوئی تفریق اور امتیاز نہیں۔ یہ بیت اللہ ہی ہے جس کے مقدس وجود سے مکہ کو قرآن کریم نے ببکہ مبارکا کہا ہے۔ اگر چھاتیوں کے دُودھ کے عریاں جملے کو ہی لیا جائے تو مکہ مکرمہ کی چھاتی ہی کعبۃ اللہ ہے اس کے برکات اور فیوض ہی اس کا دودھ ہیں۔ اس دودھ میں انسانی کوئی دخل نہیں۔ یہ چشمہ برزمانے میں آسمانی دُودھ سے معمور رہتا ہے۔ اُمت مسلمہ پر ادبار کا کوئی زمانہ اس بات کی دلیل نہیں کہ مکہ مکرمہ کے مقدس سینہ سے دودھ خشک ہو گیا ہے۔ اور یہ کسی دوسرے مقام سے دستیاب ہو سکتا ہے۔ بلکہ ادبار کے ایام میں ہی مکہ معظمہ کی چھاتیوں سے دُودھ اُبل کر پیاسی اُمت کو سیراب و شاداب کرتا ہے۔

چونکہ حضرت مولانا صاحب نے محض کنائے پر ہی قناعت کی تھی سنجیدگی کی یہ روش اس بات کی متقاضی تھی کہ مشارٌ الیہ کا کھلے بندوں ذکر نہ کیا جاتا لیکن ارباب ربوہ جو اپنی دشنام کو دلیل اور دوسروں کی دلیل دشنام سمجھتے ہیں دشنہ و خنجر لے کر میدان میں اُتر آئے ہیں اور ببانگِ دہل اعلان فرمایا ہے کہ حضرت مولانا صاحب نے جس "شخص" کا ذکر کیا ہے وہ ان کے حضرت مصلح موعود ہیں جو اُن کے عقیدے کے مطابق حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے معاذ اللہ افضل ہیں اور اپنی موجودہ دس سالہ مجبوری اور معذوری اور اضطراب و اضطرار کی حالت میں بھی مقام فضیلت پر قائم ہیں اور اس حالت زار میں بھی حضرت مسیح موعود ...... علیہ السلام کی پر جلال پیشگوئی کے مصداق ہیں یعنی مظهر الحق والعلا۔ حسن و احسان میں بے نظیر اسیروں کا رستگار دس سال تک اس حالت میں بھی رہ سکتا ہے کہ زندگی اُس کے لئے دوبھر ہو اور وہ لا یموت فیھا ولا یحییٰ کا عبرتناک مرقع ہو۔

قرینے اور سلیقے سے بات کرنے کا تقاضا یہ تھا کہ ربوہ کے مشاہرہ دار اشارے اور کنائے سے مدافعت کرتے مبادا جارحیت سے اُن کا اپنا سنگین راز طشت از بام ہو جائے اور "داڑھی میں تنکے" کا مضمون بن جائے۔ جارحیت کے زور میں ایک مولوی صاحب نے فوراً مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں کے دودھ خشک ہونے کی یاد رہو التصریح کر دی کہ اس سے مراد علم دین ہے۔ اور فوراً فتوے صادر کر دیا کہ ان مقدس مقامات سے دین اور روحانیت مفقود ہو گئی ہے اور یہ دونوں چیزیں ان کے حضرت مصلح موعود کے قول کے مطابق اب قادیان سے ہی مل سکتی ہیں کیونکہ ماموریت اللہ کی تخت گاہ ہے۔ قادیان کو حضرت مسیح موعود کی بعثت سے جو جلالت نصیب ہوئی اس میں کسی احمدی کو کیا کلام ہو سکتا ہے۔ لیکن اس کو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے مقابل لا کھڑا کرنا کہاں کی احمدیت ہے۔ حضرت مسیح موعود کے ذکر میں برکت مضمر ہے لیکن اس ذکر کو اس نہج پر رہنا چاہیئے جس سے حضرت خاتم المرسلین کے ذکر کے تابع رہے۔ یہی طریق قادیان کے ذکر میں ہونا چاہیئے اس کے لئے ام القریٰ کی اصطلاح تو مکہ معظمہ کی عظمت کا راز توہین ہے بلکہ حضرت امام الزماں کی تحریک کی تحقیر ہے۔ اب جبکہ روائتی قلمکار حضرت امیر ایدہ اللہ پر حملے کر رہے ہیں وہ اس کو بھول گئے ہیں کہ وہ اپنی خود ساختہ اُم القریٰ کو ترک کر کے آ چکے ہیں۔ اگر قادیان کی چھاتیوں سے دُودھ رواں ہے تو اس کو چھوڑنا کیا معنی! قادیان میں رہ کر یہ تعلّی کرتے تو یہ بات بھی تھی جس مقام کو جان بچانے کے لئے چھوڑ دیا ہے اسکو مکہ اور مدینہ کا ہم پلہ قرار دینا اور اس میں حرمین کی بے حرمتی نہ سمجھنا کتنی بڑی جسارت ہے۔ اس مجرمانہ جسارت کا مرتکب مولوی تو کتنا مخلص ہے وہ اس واقعہ سے ظاہر ہے کہ ۱۹۴۷ء میں تقسیم ملک پر قادیان سے بھی انخلاء شروع ہو گیا۔ اس انخلاء کے لئے خلیفہ صاحب قادیان نے کچھ قواعد اور قیود مرتب کئے۔ وہ خود تو ہندوستا دھو کا لباس زیب تن کر کے خدا کے فضل و کرم سے پاکستان پہنچ گئے۔ لیکن "اسوۂ حسنہ" کا ایک اثر باقی رہ گیا۔ یہ مولوی صاحب جو قادیان کو مکہ اور مدینہ کا ہم پلہ قرار دینے میں ذرا ایک محسوس نہیں کرتے اتنے مضطرب تھے گویا وہ "دار الامان" میں نہیں بلکہ "دار البوادین" میں ہیں۔ جب ان کے حیلے بہانے کارگر نہ ہوئے تو اس "دودھ والی چھاتی" سے فرار کر گئے اور سیالکوٹ میں آ قرار لیا۔ ان کے اس فرار پر ان کے حضرت مصلح موعود نے ان کو "طاعون کا چوہا" قرار دیا۔ اور اعلان کیا کہ ایسے طاعونی چوہے کو دل سے نکال کر پاؤں سے مسل دینا چاہیئے۔ یہ زجر بھی اس "طاعونی چوہے" کے لئے سم الفار ثابت نہ ہوئی۔ کیونکہ اس کا فرار اپنے مرشد کے فرار سے مختلف نہ تھا۔ قادیان کی رہائش پر لات مار کر مفرور ہونے والے کو اٹھارہ سال کے بعد کیسے زیب دیتا ہے کہ وہ کہے کہ مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں کا دُودھ خشک ہونے کا ناپاک اعلان اس واسطے برحق ہے کیونکہ اس کے خیال میں حرمین میں قرآنی علوم کا نُور کافور ہو گیا ہے اور جہاں اُس کے نزدیک یہ دستیاب ہو سکتا ہے اس کو وہ اور اُس کا مرشد تو چھوڑ کر آ گئے ہیں۔ اب وہ مرنے کے لئے تیار ہے اس کو اپنا ننگ انسانیت فرار اور اپنے مرشد کا بخشا ہوا لقب بھول گیا ہے۔

اس مذکورہ بالا مولوی کا یہ نظریہ ہے کہ مکہ اور مدینہ کی اس میں کوئی شک نہیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ ان کی چھاتیوں کا دودھ خشک ہو گیا ہے ان کے پیر بھائی نے اس معمہ پر ایک اور گرہ لگائی ہے اور اس کو الفضل نے اپنے اداریئے میں ہوا دی ہے۔ چونکہ حضرت مولانا صدر الدین کے خطبہ کے ایک حصے میں مکہ کی بجائے کعبۃ اللہ درج ہے یعنی انہوں نے بات چلاتے ہوئے فرمایا کہ "ایک شخص نے کہا ہے کہ کعبۃ اللہ کی چھاتیوں سے دودھ خشک ہو گیا۔ تو اس پر یہ گرفت ہوئی ہے کہ خلیفہ صاحب کی کتاب حقیقۃ الرؤیا کے اقتباس میں مکہ اور مدینہ تو لکھا ہے کعبۃ اللہ کہاں ہے۔ اس پر پیلنج بازی شروع ہو گئی ہے کہ بتاؤ کعبۃ اللہ کہاں لکھا ہے۔ گویا "الفضل" نے توہین کا ایک اور پہلو بے نقاب کیا ہے اس کے نزدیک مکہ مکرمہ اور کعبۃ اللہ دو الگ مقام ہیں۔ اپنے اداریئے بعنوان "الیس منکم رجل رشید" میں وہ لکھتا ہے :-

"مکہ جو ایک بستی ہے اور کعبۃ اللہ کے تصورات کو غلط ملط کرنے کے لئے پیغام صلح نے آیہ کریمہ ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبارکا وھدی للعالمین کا ترجمہ بھی غلط کیا ہے " اس اقتباس میں ہی الفضل کے اداریئے کی تعلیط مضمر ہے۔ کیونکہ اس آیت کریمہ میں ہی مکہ کو اس واسطے مبارک کہا گیا ہے کہ اس میں بیت اللہ ہے۔ اس واسطے خلیفہ صاحب ربوہ کا مکہ اور مدینہ کی برکات کے مفقود ہونے کا نظریہ براہ راست کعبۃ اللہ کی حرمت پر چوٹ ہے۔ کہ مکرمہ کی برکات بقول خلیفہ صاحب چھاتیوں کا دودھ کا واحد منبع کعبۃ اللہ ہے

(باقی بر صفحہ کالم ۔۔)

مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری

رسالہ الفرقان کے مسیح موعود نمبر پر ایک طائرانہ نظر

حقائق سے رُوگردانی اور مغالطوں کی فراوانی

علماء ربوہ کے پیش کردہ حوالوں میں سے ایک حوالہ بھی انکے مدّعا کو ثابت نہیں کرتا۔

اس رسالہ میں جس قدر حوالے حضرت اقدس کی کتب وغیرہ سے اس بات کو ثابت کرنے کے لئے پیش کئے گئے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ زمرۂ انبیاء کے فرد تھے ان میں سے ایک حوالہ بھی ایسا نہیں جو براہ راست دعوے پیش کردہ کو ثابت کرتا ہو سوائے اس کے کہ ان میں لفظ نبی استعمال ہوا ہے لیکن محض لفظ نبی یا رسول یا مرسل کا مستعمل کا علماء ربوہ کے ادعاء کو ثابت کرنے کے لئے کافی نہیں کیونکہ جیسا کہ گزشتہ اقساط میں انجام آتھم کے حوالہ سے ثابت کیا جاچکا ہے یہ الفاظ جس طرح ان ہستیوں پر بولے جاتے ہیں جو حقیقتاً زمرۂ انبیاء کے فرد ہوتے ہیں ان ہستیوں پر بھی بولے جاتے ہیں جو زمرۂ اولیاء کے فرد ہوتے ہیں اور ان دونوں قسم کے افراد کے لئے ان الفاظ کا استعمال مختلف معانی کے لحاظ سے ہوتا ہے جن کا ذکر گزشتہ اقساط میں گذر چکا ہے اور احکام بھی ان کے مختلف ہوجاتے ہیں یعنی اول الذکر کا منکر شرعی اصطلاح میں کافر ہوتا ہے اور مؤخر الذکر کا منکر شرعی اصطلاح میں محض گنہگار ہوتا ہے پس جب یہ الفاظ دونوں قسم کی ہستیوں کے درمیان مشترک ہیں تو کسی ایک ہستی کے لئے مجرد ان الفاظ کا استعمال کس طرح یقینی طور پر اس ہستی کو زمرۂ انبیاء میں داخل کرسکتا ہے لازماً ہمیں قرائن اور عبارت کے سیاق و سباق کو دیکھ کر ہی اس امر کی تعیین کرنی ہوگی کہ یہاں مراد زمرہ انبیاء کا فرد ہوسکتا ہے یا زمرۂ اولیاء کا۔

ایک مثال

مثلاً حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے اپنی متعدد تحریروں میں فرمایا ہے کہ نبوت آنحضرت صلعم پر ختم ہوگئی خاتم النبیین کے بعد نبی کیسا آیت خاتم النبیین اور حدیث لانبی بعدی ان نئے اور پرانے دونوں قسم کے نبیوں کو آنے سے روکتی ہیں، حضور کی اس تحریر میں پرانے نبی سے مراد حضرت عیسےٰ علیہ السلام ہیں جس کے معنی صاف ہیں کہ آنحضرت صلعم کے بعد کوئی ایسا مامور نہیں آسکتا جو زمرۂ انبیاء کا فرد ہو کیونکہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام مسلمہ طور پر زمرۂ انبیاء کے فرد تھے پس یہ زبردست قرینہ ہے اس بات پر کہ حضورؑ کی اس تحریر میں اسی بات کی ہی نفی کی گئی ہے کہ آنحضرت صلعم کے بعد زمرۂ انبیاء کا کوئی فرد ظاہر نہیں ہوسکتا نہ پہلے تیار شدوں میں سے کوئی آسکتا ہے اور نہ کوئی نیا ایسا تیار ہوسکتا ہے جو زمرہ انبیاء کا فرد ہو۔

دوسری مثال

اسی طرح حضور کی تحریروں میں بعد آنحضرت صلعم وحی نبوت بند ہونے کے متعلق نصوص صریحہ موجود ہیں صرف وحی ولایت کا دروازہ قیامت تک کھلا تسلیم کیا ہے پس اگر ہمیں حضور کی تحریروں میں یہ نظر آئے کہ حضور نے اپنی ذات کے متعلق لفظ نبی وغیرہ کے استعمال کے ساتھ اپنی وحی کو وحی ولایت یا وحی محدثیت قرار دیا ہے تو یہ زبردست قرینہ ہوگا اس بات پر کہ اپنی ذات کے لئے لفظ نبی بحیثیت ولی ہونے کے استعمال کیا ہے نہ بحیثیت نبی ہونے کے۔

لفظ نبی اور رسول کو مجازاً اور استعارۃً قرار دینا

مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے بھائی علماء ربوہ نے حضرت مسیح موعودؑ کی تحریروں میں تطابق دکھلانے کی بجائے ان میں اختلاف پیدا کرنے کی مہم شروع کی ہوئی ہے جس کو وہ دن بدن تیز سے تیز تر کرتے چلے جاتے ہیں جس کا عملی ثبوت رسالہ الفرقان کا مسیح موعود نمبر ہے اور نہیں دیکھتے کہ اس میں حضور کی علمی پوزیشن کیسی داغدار ہوتی ہے اگر وہ ضد کو چھوڑ کر ٹھنڈے دل سے حضورؑ کی تحریرات پر غور کریں تو انہیں بڑی آسانی سے ان میں اختلاف کی بجائے ہم آہنگی نظر آنے لگ پڑے یہ تو ظاہر ہے کہ حضورؑ نے اپنے لئے جو لفظ نبی و رسول استعمال فرمایا ہے یا حضور کے الہامات میں یہ لفظ وارد ہوا ہے یا حدیث میں امت میں آنے والے مسیح کے لئے لفظ نبی وارد ہوا ہے اس کے متعلق حضور نے اپنی تمام کتب میں اس امر کی وضاحت کی ہے کہ یہ الفاظ نبی اور رسول کے مجاز اور استعارہ کے طور پر استعمال ہوئے ہیں حتیٰ کہ اپنی آخری کتابوں میں سے حقیقۃ الوحی میں بھی صاف لکھ دیا سمیت نبیًّا من اللہ علیٰ طریق المجاز لا علیٰ وجہ الحقیقۃ اس لئے حضورؑ کی تحریروں کے اصلی مفہوم کو سمجھنے کے لئے سب سے پہلے ہمیں مجاز اور استعارہ کی حقیقت کو سمجھ لینا چاہیئے۔

مجاز اور استعارہ کی حقیقت

کتب علم البیان میں مجاز کی یہ تعریف لکھی ہے کہ ایک لفظ اس معنی کی بجائے جس کے لئے وہ وضع کیا گیا ہے اگر کسی دوسرے معنی میں استعمال کیا جائے تو اس کا یہ استعمال مجازاً کہلائے گا یعنی کہیں گے کہ یہ لفظ مجازی معنی میں استعمال ہوا ہے لیکن اس کے لئے دو شرطیں بھی ساتھ ہیں ایک تو یہ کہ ان دونوں معنوں کے درمیان یعنی جس معنی کے لئے وہ وضع کیا گیا ہے اور جس معنی میں اب وہ استعمال ہوا ہے ان دونوں کے درمیان کوئی علاقہ یعنی تعلق ضرور ہونا چاہیئے اور دوسری شرط یہ ہے کہ کلام میں ایسے قرینہ کا موجود ہونا بھی ضروری ہے جو اس معنی کو مراد لینے سے روکتا ہو جس معنی کے لئے وہ وضع کیا گیا ہے مثلاً ایک ایسے شخص کے متعلق جو اپنی گفتگو میں نہایت فصیح اور بلیغ کلمات استعمال کررہا ہو ہم کہیں کہ گفتگو کرتے وقت اس کے منہ سے پھول جھڑتے ہیں تو ہم نے اپنے اس جملہ میں پھول کا لفظ مجاز کے طور پر استعمال کیا ہے کیونکہ لفظ پھول فصیح اور بلیغ کلمات کے لئے وضع نہیں کیا گیا لیکن استعمال یہ فصیح اور بلیغ کلمات کے لئے ہوا ہے ان دونوں معنوں کے درمیان علاقہ خوبصورتی کا ہے جو طبائع کو اپنی طرف مائل کرلیتی ہے ایک میں ظاہری خوبصورتی ہے اور دوسرے میں معنوی خوبصورتی ہے اور قرینہ گفتگو کرنے والے کا گفتگو کرنا ہے جو پھول کے اس معنی کو مراد لینے سے روکتا ہے جس معنی کے لئے وہ زبان میں وضع کیا گیا ہے۔

میں نے مجاز کی تعریف کو عام فہم بنانے کے لئے اس قدر وضاحت سے کام لیا ہے تا عام آدمی بھی اسے سمجھ لے مذکورہ بالا مثال میں دونوں معنوں کے درمیان علاقہ مشابہت کا ہے یعنی دونوں خوبصورتی میں ایک دوسرے کے ساتھ مشابہت رکھتے ہیں پس جب حقیقی اور مجازی معنی کے درمیان علاقہ مشابہت کا ہو تو اس مجاز کو استعارہ کہتے ہیں گویا استعارہ درحقیقت مجاز کی ہی قسم ہے اگر مشابہت کے علاوہ علاقہ کسی اور قسم کا ہو تو اسے مجاز مرسل کہتے ہیں اور اس علاقہ کی کئی اقسام ہیں حضور کی تحریروں میں جس علاقہ کا ذکر ہے میں اس کی مثال قرآن کریم سے دے کر اس کی وضاحت کرتا ہوں قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ نے منافقوں کے متعلق فرمایا ہے: یجعلون اصابعھم فی اذانھم من الصواعق حذر الموت یعنے یہ منافق بجلی کی کڑک کو سن کر موت کے ڈر سے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ڈالتے ہیں اس آیت میں لفظ اصابع جو اصبع کی جمع ہے جس کے اصلی معنی پوری انگلی کے ہیں پوروں کے معنی میں جو اس کا جزو ہے بطور مجاز مستعمل ہوا ہے اس میں علاقہ کل اور جزو کا ہے یعنی کل بول کر جزو مراد لیا گیا ہے جس سے ثابت ہوا کہ بعض اوقات لفظ تو وہ بولا جاتا ہے جو کل پر دلالت کرتا ہے مراد اس سے اس کل کا کوئی جزو لیا جاتا ہے اس کا نام مجاز مرسل ہے گویا بالفاظ دیگر مجاز کی دو قسمیں ہیں ایک استعارہ اور دوسری مجاز مرسل۔ حضرت اقدسؑ نے اپنی تحریروں میں مجاز اور استعارہ جو دو الفاظ استعمال کئے ہیں ان میں مجاز سے مجاز مرسل ہی مراد لیا ہوا ہے یعنی لفظ نبی جو تین اجزاء سے مرکب ہوتا ہے ایک جزو اس کی مبشرات ہوتی ہے اور دوسری شریعت کاملہ یا ناقصہ جس کو بعض اوقات کتاب یا ہدایت کے لفظ سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے اور تیسرے بغیر کسی نبی کی اتباع کے براہ راست نبی بننا پس جس طرح لفظ اصبع بول کر جو تین پوروں سے مرکب ہوتا ہے اس سے مراد صرف ایک پورا لیا جاتا ہے اسی طرح لفظ نبی بول کر بعض اوقات صرف اس کی ایک جزو مبشرات والی ہی مراد لی جاتی ہے جو حدیث میں پائی

جاتی ہے اس لئے محدث پر مندرجہ بالا قاعدہ کی رُو سے لفظ نبی کا اطلاق جو کل کا درجہ رکھتا ہے جائز ہے۔

قرائن مجاز کی دونوں قسموں یعنی مجاز اور مرسل اور استعارہ میں مندرجہ ذیل امور ہوتے ہیں:- (۱) امتی ہونا (۲) ظل یا بروز ہونا (۳) مسیح موعود ہونا (۴) محض لغوی معنی مدنظر ہونا۔

حقیقی نبوّت

چونکہ کسی لفظ کے مجازی معنی اس لفظ کے حقیقی معنی کے مقابل میں ہوتے ہیں اس لئے سب سے پہلے ہمیں نبی کے حقیقی معنی اسلامی اصطلاح کی رُو سے متعین کر لینے چاہئیں کیونکہ بحث ساری شریعت کے متعلق ہی ہے۔ لغت نہ عرف خاص اور عرف عام کے متعلق نہیں کہ ہم شریعت کو چھوڑ کر دوسرے فنون کی اصطلاحوں کی بھول بھلیوں میں بھٹکتے پھریں جیسا کہ علماء ربوہ غلط تاویلوں کے نتیجہ میں اس مصیبت میں مبتلا ہیں اور عرف خاص یا عرف عام کی اصطلاح کی پناہ میں اپنے آپ کو دے کر اپنا پیچھا چھڑانے کی کوشش میں دن رات مصروف نظر آتے ہیں۔

اسلامی اصطلاح میں نبوّت کی تعریف

حضرت اقدس مسیح موعودؑ اپنے ۱۷ اگست ۱۸۹۹ء کے مکتوب گرامی میں فرماتے ہیں:-

"اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں یا بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرتے ہیں یا نبی سابق کی امت نہیں کہلاتے اور براہ راست بغیر استفادہ کسی نبی کے خدا تعالےٰ سے تعلق رکھتے ہیں"

اسی مکتوب میں اپنے الہامات میں وارد شدہ الفاظ نبی اور رسول کے متعلق فرماتے ہیں:-

"وہ شخص غلطی کرتا ہے جو ایسا سمجھتا ہے کہ اس نبوت اور رسالت سے مراد حقیقی نبوّت اور رسالت ہے جس سے انسان خود صاحب شریعت کہلاتا ہے"

اس سے واضح ہو گیا کہ شریعت میں لفظ نبی اور رسول مندرجہ بالا معنی کے لئے وضع کیا گیا ہے۔ پس شریعت کی رُو سے یہی اس کے حقیقی معنے ہوں گے۔ ان معنوں کو چھوڑ کر اگر یہ الفاظ کسی اور معنی میں استعمال ہوں گے تو شریعت کی اصطلاح میں وہ مجازی معنی ہوں گے گو کسی اور فن کی اصطلاح میں مثلاً لغت کی اصطلاح میں وہ حقیقی معنی ہی ہوں۔

حضرت اقدسؑ نے یہ تعریف قرآن کریم سے ہی اخذ کی۔

حضرت اقدسؑ نے نبوّت اور رسالت کی مندرجہ بالا تعریف جسے حضورؑ نے اسلامی اصطلاح قرار دیا ہے علماء زمانہ سے نہیں جیسا کہ علماء ربوہ کا خیال ہے بلکہ قرآن کریم سے ہی اخذ کیا ہے چنانچہ ازالہ اوہام صفحہ ۵۶۹ پر فرماتے ہیں:-

"صاحب نبوت تامہ ہرگز امتی نہیں ہو سکتا اور جو شخص کامل طور پر رسول اللہ کہلاتا ہے اس کا کامل طور پر دوسرے نبی کا مطیع اور امتی ہو جانا نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کی رو سے بکلی ممتنع ہے اللہ جلشانہ فرماتا ہے وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ یعنے ہر ایک رسول مطاع اور امام بنانے کے لئے بھیجا جاتا ہے اس غرض سے نہیں بھیجا جاتا . . . .

. . . کہ کسی دوسرے کا مطیع اور تابع ہو"

دیکھ لیجئے حضورؑ نے نبوّت اور رسالت کی جو تعریف اسلامی اصطلاح کی رُو سے کی ہے اس کے متعلق یہ نہیں فرماتے کہ یہ حضورؑ نے علماء زمانہ کی تقلید میں لکھا بلکہ اس کے متعلق صاف فرماتے ہیں کہ یہ تعریف حضورؑ نے نصوص قرآنیہ و نصوص حدیثیہ سے لی ہے قرآن کی تو آیت بھی حضورؑ نے پیش کر دی ہے حدیث اگر علماء ربوہ کو نہ ملے تو خاکسار پیش کر دے گا۔

ازالہ اوہام کے علاوہ اپنی کتاب ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم کے صفحہ ۱۹۳ پر بھی اسی مضمون کو مزید وضاحت سے بیان فرمایا ہے:—

"پس میں اپنے مخالفوں کو یقیناً کہتا ہوں کہ حضرت عیسیٰ امتی ہرگز نہیں ہیں گو وہ بلکہ تمام انبیاء آنحضرت صلعم کی سچائی پر ایمان رکھتے تھے مگر وہ ان ہدایتوں کے پیرو تھے جو ان پر نازل ہوئی تھیں اور براہ راست خدا نے ان پر تجلّی فرمائی تھی یہ ہرگز نہیں تھا کہ آنحضرت صلعم کی پیروی اور آنحضرت صلعم کی روحانی تعلیم سے وہ نبی بنے تھے تا وہ اُمتی کہلاتے ان کو خدا تعالےٰ نے الگ کتابیں دی تھیں اور ان کو ہدایت دی تھی کہ ان کتابوں پر عمل کریں اور کرادیں جیسا کہ قرآن شریف اس پر گواہ ہے"

اگر علماء ربوہ کو قرآن شریف سے یہ مضمون نظر آئے تو خاکسار انہیں دکھلانے کی ...... خدمت بھی خود ہی سرانجام دے دیگا کیا مندرجہ بالا حوالہ میں اسلامی اصطلاح والی تعریف نبوت کے دونوں اجزاء یعنی شریعت لانا اور براہِ راست خدا سے تعلق رکھنا بالصراحت بیان نہیں کئے گئے اور یہ کتاب ۱۹۰۵ء کی تصنیف کردہ ہے جسے علماء ربوہ بھی منسوخ نہیں کہہ سکتے اور کیا اس تعریف کے متعلق یہاں بھی صاف نہیں فرمایا کہ یہ تعریف قرآن شریف میں پائی جاتی ہے۔ علماء زمانہ کی تقلید کے نظریہ کو کیا حضورؑ کی مندرجہ بالا عبارتیں صاف طور پر غلط نہیں ٹھہرا رہیں۔

حقیقی کے مقابلہ میں مجازی نبوّت کا ثبوت

اب جبکہ شریعت کی اصطلاح میں نبوت اور رسالت کا مفہوم متعین ہو گیا تو شریعت کی اصطلاح میں جب نبی اور رسول کے الفاظ ان معنوں میں استعمال ہوں گے تو کہا جائیگا کہ یہ اپنے حقیقی معنے میں استعمال ہوتے ہیں اور اگر اس کے علاوہ کسی اور معنے میں استعمال ہوں گے تو کہا جائے گا کہ وہ مجازی معنی میں استعمال ہوتے ہیں۔ چنانچہ حضورؑ نے اپنی کتاب توضیح مرام میں اسی مضمون کو نہایت وضاحت سے بیان فرمایا:-

"اس جگہ اگر یہ اعتراض پیش کیا جائے کہ مسیح کا مثیل بھی نبی چاہئے کیونکہ مسیح نبی تھا تو اس کا اول جواب تو یہی ہے کہ آنے والے مسیح کے لئے ہمارے سید و مولا نے نبوت شرط نہیں ٹھہرائی۔ بلکہ صاف طور پر یہی لکھا ہے کہ وہ ایک مسلمان ہوگا اور عام مسلمانوں کے موافق شریعت فرقانی کا پابند ہوگا اور اس سے زیادہ کچھ بھی ظاہر نہیں کرے گا کہ میں مسلمان ہوں اور مسلمانوں کا امام ہوں ماسوا اس کے اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ عاجز خدا تعالےٰ کی طرف سے اس امت کے لئے محدث ہو کر آیا ہے اور محدث بھی ایک معنے سے نبی ہی ہوتا ہے گو اس کے لئے نبوت تامہ نہیں مگر تاہم جزوی طور پر وہ ایک نبی ہی ہے کیونکہ وہ خدا تعالےٰ سے ہمکلام ہونے کا ایک شرف رکھتا ہے امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جاتے ہیں اور رسولوں اور نبیوں کی وحی کی طرح اس کی وحی کو بھی دخل شیطان سے منزہ کیا جاتا ہے اور مغز شریعت اس پر کھولا جاتا ہے۔ اور بعینہٖ انبیاء کی طرح مامور ہو کر آتا ہے اور انبیاء کی طرح اس پر فرض ہوتا ہے کہ اپنے تئیں با آواز بلند ظاہر کرے اور اس سے انکار کرنے والا ایک حد تک مستوجب سزا ٹھہرتا ہے اور نبوت کے معنے بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ امور متذکرہ بالا اس میں پائے جائیں"۔

کل اور جزو والے اصل کو مدنظر رکھا گیا ہے

اب علمائے ربوہ دیکھ لیں کہ حضورؑ نے کس وضاحت سے آنے والے مسیح کے متعلق نبی ہونے سے انکار کیا ہے حالانکہ حدیث میں اس کے متعلق لفظ نبی موجود ہے اور وجہ یہی بتلائی کہ میں امتی ہوں اور امتی نبی نہیں ہو سکتا جس کا مطلب واضح ہے کہ حدیث میں وارد شدہ لفظ نبی حضورؑ کے نزدیک شرعی اصطلاح کی رُو سے اپنے حقیقی معنی میں استعمال نہیں ہوا بلکہ مجازی معنی میں استعمال ہوا ہے جیسا کہ محدث کے لئے ہوتا ہے اور اس لفظ کی یہی تشریح حضورؑ نے اپنی تمام کتب میں بیان کی ہے۔ پھر فرمایا کہ مجھ پر لفظ نبی بے شک بولا گیا ہے مگر بحیثیت محدث ہونے کے کیونکہ محدث بھی ایک معنی سے نبی ہی ہوتا ہے اس لئے وہ جزئی طور پر نبی کہلاتا ہے۔ دیکھ لیجئے کل اور جزو کے اصل کو ہی مدنظر رکھا گیا ہے جیسا کہ مجاز مرسل میں ہوتا ہے۔ پھر محدث کی تمام اوصاف بیان کرنے کے بعد جن سے صرف شریعت کو ہی باہر رکھا ہے فرماتے ہیں "اور نبوت کے معنی بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ امور متذکرہ بالا اس میں پائے جائیں"۔ اب دیکھ لیجئے کہ نبوّت کا لفظ یہاں مطلق استعمال کیا ہے اور مراد اس سے محدثیت والی جزئیہ اور ناقصہ نبوت ہی ہے گویا کل کا لفظ بول کر مراد جزو لی ہے چنانچہ بعد کی عبارت میں اس کی وضاحت بھی کر دی ہے فرمایا:- جزئی طور پر وحی اور نبوت کا اس امت مرحومہ کے لئے ہمیشہ دروازہ کھلا ہے ...... یہ نبوت تامہ نہیں بلکہ صرف ایک جزئی نبوت ہے جو دوسرے لفظوں میں محدثیت کے اسم سے موسوم ہے جو حضرت نبی کریم صلعم کی اتباع سے ملتی ہے۔ پھر فرمایا محدث گو نبی اس لئے کہتے ہیں کہ اسے نبوت کی انواع میں سے ایک نوع ملتی ہے جس پر کہ حدیث لم یبق من النبوۃ الا المبشرات دلالت کر رہی ہے۔ پھر فرماتے ہیں کہ نبوت تامہ جو وحی شریعت

مبشرات ہوسکتے ہیں وہ قیامت تک باقی رہے گی وہ کبھی منقطع نہیں ہوگی ایسی نبوت کو مجاز اور استعارہ ہی قرار دیا ہے۔

قرینہ کا وجود

مندرجہ بالا عبارت سے واضح ہے کہ قرینہ جس کا مجاز کے لئے ہونا ضروری ہے اور جو حقیقی معنی لینے سے روکتا ہے؛ اُمتی ہونا ہی ہے۔

دوسرا قرینہ

دوسرا قرینہ ظل اور بروز کا ہے کرامات الصادقین صفحہ ۸۵ پر فرماتے ہیں :- "فیکون النبی کالاصل والولی کالظل" اسی طرح لجۃ النور صفحہ ۳۶-۳۷ پر فرماتے قد اتفق اهل القلوب علی ان الولایۃ ظل النبوۃ یعنے نبی اصل ہوتا ہے اور ولی اس کا ظل ہوتا ہے اور تمام اہل دل اس بات پر متفق ہیں کہ ولایت نبوت کا ظل ہوتی ہے ظاہر ہے کہ جو نبوت اصل ہوتی ہے اور ولایت جس کا ظل ہوتی ہے وہ وہی نبوت ہو سکتی ہے جو شرعی اصطلاح میں حقیقی نبوت کہلاتی ہے اس کے مقابلہ میں ظلی نبوت ولایت ہی ہوگی۔ پس ظل اور بروز کا قرینہ.... مانع ہونا اس سے ثابت ہوگیا۔

تیسرا قرینہ

مسیح موعود ہونا ہے کیونکہ آنے والے مسیح کو حضور نے ایک تو علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل میں ہی شمار کیا ہے دوسرے اس کے متعلق صاف کہا ہے کہ اگر اس کے لئے نبی کا لفظ احادیث میں استعمال ہوا ہے تو امتی کا لفظ بھی تو اس کے لئے استعمال ہوا ہے اور دوسرے نبی کا لفظ اس کی شان میں محدثوں والی نبوت کے مفہوم میں استعمال ہوا ہے جس سے ظاہر ہوگیا کہ اگر حضور کے متعلق نبی کے لفظ کے ساتھ مسیح موعود بھی لکھا ہوا ہو تو شرعی اصطلاح میں نبی کا لفظ وہاں حقیقی معنی میں نہیں بلکہ مجازی معنی میں ہی ہوگا۔

چوتھا قرینہ

محض لغوی معنے سے نبی کہلانا یعنی پیشگوئی کرنے والے اور حقائق پوشیدہ بتلانے والے کے معنی میں نبی کہلانا لغوی اصطلاح میں تو اس معنی میں لفظ نبی اور رسول کا مستعمل ہونا تو حقیقی کہلا سکتا ہے۔ لیکن شرعی اصطلاح کے مقابلہ میں مجازی ہی کہلائے گا جیسا کہ صلوٰۃ کا لفظ مجرد دعا کے معنی میں لغوی اصلاح میں حقیقی معنی میں مستعمل کہلائے گا لیکن شرعی اصطلاح کے مقابل میں مجازی معنی میں مستعمل کہلائے گا۔

علمائے ربوہ سے اپیل

علمائے ربوہ سے مخلصانہ اپیل ہے کہ وہ مندرجہ بالا اصل کو مدنظر رکھ کر حضور کی تحریروں کا مطالعہ کریں تو اُن کی سب اُلجھنیں دور ہوجائیں گی اور ان کو صاف نظر آئے گا کہ حضور کی تحریروں میں جہاں تک حضور کے مقام کا تعلق ہے قطعاً کوئی اختلاف نہیں بلکہ شروع سے لیکر آخر تک حضور نے اپنا ایک ہی مقام بیان کیا ہے اور وہ، ہے

ایک سنجیدہ اشارہ پہ دُشنامی رَدِّعمل

(بسلسلہ صفحہ ۱۲ ص)

جو گستاخ یہ کہتا ہے کہ مکہ میں معرفت الٰہی کے سوتے خشک ہو چکے ہیں وہ کیسے کہہ سکتا ہے کہ اُس نے کعبۃ اللہ کی حرمت پر کوئی حملہ نہیں کیا چونکہ مکہ مکرمہ اور کعبۃ اللہ لازم و ملزوم ہیں۔ اسی لئے حضرت مولانا صاحب نے ایک موقعہ پر مکہ مکرمہ کی بجائے کعبۃ اللہ کہہ دیا۔ کیونکہ مکہ مکرمہ کی توہین کعبۃ اللہ کی توہین ہے جو لوگ حرمین کے استخفاف کا جواز نکال سکتے ہیں وہ اگر حضرت مولانا صدرالدین صاحب کے خلاف زبانِ طعن دراز کریں تو اس تعجب کا کوئی پہلو نہیں۔ جن کی عقربی زبان سے حرمین محفوظ نہ رہ سکے ان سے جماعت لاہور کے امیر ایدہ اللہ کیسے مامون رہ سکتے ہیں۔ میں تو کہتا ہوں کہ اُن سے مامون نہ رہنے میں ہی امن اور یمن ہے۔ یہ خدا کو علم ہے کہ جو اُن کے حالیہ ممدوح ہیں وہ خدا کے نزدیک کتنے مقہور یا مقبول ہیں۔

پیغام صلح مورخہ ۲۵ راگست ۱۹۶۵ء میں چوہدری عبدالحمید صاحب کا مراسلہ بعنوان "خلیفہ ربوہ کے بیانات" ربوائی مشاہیر داروں کی دُور از کار تاویلات پر ضرب کاری ہے۔ جو لوگ اپنے خلیفہ صاحب کی اتباع میں حرمین شریفین پر حملہ کرنے کے جواز کے قائل ہیں اور قادیان کے سالانہ جلسے کو ظلی حج تسلیم کرتے ہیں اور اس کی فرضیت پر ایمان رکھتے ہیں ان سے عہدہ برآ ہونا محال ہے۔ ان بیانات سے حضرت امیر ایدہ اللہ کے کلمات کی کتنی واضح اور صریح تائید ہوتی ہے حضرت امیر ایدہ اللہ نے تو پردے میں رہ کے بات کی اور روئے سخن پر کنائے کے دبیز پردے ڈال دیئے۔ انہوں نے ابرہہ کے ہاتھیوں کا ذکر کرتے ہوئے اس کے سب سے بڑے ہاتھی جس نے ملعون حملے کی ابتدا کرنی تھی اس کا نام مصلحتاً نہ بتایا اور فرمایا کہ اس کے نام کا ذکر مناسب نہیں۔ حالانکہ اُس ہاتھی کے نام کو خلیفہ صاحب کے مکہ اور مدینہ کے متعلق کلمات سے ایک تاریخی ربط ہے۔ امید ہے الفضل اپنی روایتی روش پر عمل کرتے ہوئے اس ہاتھی کے نام کا ذکر کر دے گا اور پھر اپنی تصریحات سے اس کے اثر کو زائل کرنے کی کوشش کرے گا۔

حضرت امیر ایدہ اللہ نے اپنے بیان میں احتیاط دُشنام کے خوف سے نہیں رکھی۔ یہ ان کا شعار ہے۔ وہ سبّ و شتم کو پڑھ کر بھی برہم نہیں ہوتے بلکہ وہ زبان حال سے المعقل کو کہتے ہیں :- ؎

گالی سے کون خوش ہو مگر بہ حسنِ اتفاق
جو تیری خوشی وہ میرا مدعا ہوا

مقام ولایت نبی کا لفظ حضور کے الہامات اور حضور کی تحریروں میں شرعی اصطلاح میں بطور مجاز ہی استعمال ہوا ہے۔

استعارہ کے متعلق انشاء اللہ آیندہ قسطوں میں وضاحت کی جائے گی ٭

لُغتُ القرآن

QURANIC ARABIC

تالیف :- ڈاکٹر فرخ
ناشر :- مکتبہ خیاط - بیروت
صفحات :- ۹۴ (۹- اشکال و تصاویر شامل ہیں)
تقطیع :- "۴ × "۸½
زبان :- انگریزی - عربی
لکھائی چھپائی :- بہترین و دیدہ زیب
قیمت :- درج نہیں کی گئی۔

یہ کتاب غیر عرب مسلمانوں کے لئے تیار کی گئی ہے جس میں قرآن کریم کی ۲۵ سورتیں یا حصص اور ان کے تراجم شامل ہیں۔ ان کو زبانی یاد کرنا ہر کسی کے لئے مفید ہو سکتا ہے۔ مصنف نے مندرجہ ذیل ترجمۃ القرآنوں سے استفادہ کیا ہے :-

(۱) دی ہولی قرآن - مترجم مولانا محمد علی (لاہور ۱۹۵۱ء)
آیات کے نمبر اس ترجمۃ القرآن کے مطابق دیئے گئے ہیں۔
(۲) دی گلورئس قرآن - مترجم مارماڈیوک پکتھال۔ (لندن ۱۹۵۲ء)
(۳) دی قرآن - مترجم - ریورنڈ - جے - ایم - راڈویل (لندن - ایوری مینز لائبریری ۳۸۰ء)

اس کتاب کے مفید ہونے کے متعلق الازہر کے امام اکبر شیخ الازہر حسن مامون نے بھی سفارش کی ہے۔ اور ان کا یہ خط علیحدہ شائع ہوا ہے۔ یہ کتاب جہاں قرآن اور عربی پڑھنے کے لئے مفید ہو سکتی ہے وہاں انگریزی خواں طبقہ اور ان بچوں کے لئے جو انگریزی سکولوں میں تعلیم پاتے اور اس طرح عربی سے نابلد رہتے ہیں ان کے لئے بھی یکساں فائدہ مند ہے۔ اس کتاب میں دینیات کے ضروری مسائل مثلاً ارکان ایمان و اسلام - اذان - اقامت اور ضروری دعائیں بھی شامل ہیں۔ (محمد خالد اقبال از ووکنگ لنڈن)

انتقال پُرملال

مکرمی محترمی حضرت مولانا صدرالدین صاحب مدظلہ العالی۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کو یہ سن کر صدمہ ہوگا کہ آپ کے قدیمی دوست اور مشہور مبلغ اسلام و جرنلسٹ ڈاکٹر محمد علی الحاج سالمین صاحب کے فرزند انور کا ۲۸ سال میں اچانک ۱۳ رجولائی کو انتقال ہوا۔ مرحوم کی والدہ بغداد میں تھیں بعد ازاں بذریعہ ہوائی جہاز پہنچی انا للہ وانا الیہ راجعون۔

جناب سالمین صاحب نے مجھے ہدایت کی ہے کہ آپ کی خدمت میں یہ اندوہناک خبر پہنچا دوں کیونکہ موصوف خود مرض قلب میں ۳ سال سے بیمار ہیں۔ مرحوم کی روح کو ثواب پہنچانے کی غرض سے سورۃ فاتحہ یا دعائے ماثورہ اور مولانا صاحب و دیگر احباب کی خدمت میں بھی عرض کر دیں نیز پیغام صلح میں یہ خبر شائع کر کے مرحوم کی رُوح کو ایصال ثواب ہو۔ اللّٰھم اغفرلہ وارحمہ۔ سالمین صاحب اور پورا خاندان بے چین ہوگئے ہیں اور صدمہ عظیم میں سارا خاندان مبتلا ہوگیا ہے۔

اللہ تعالےٰ آپ کی عمر میں برکت دے اور باصحت رکھے آمین

خادم - ابراہیم سالمین - بمبئی

کالونی سرحد ٹیکسٹائل ملز نوشہرہ
کے نفیس پارچہ جات

لٹھا
پاپلین
ململ
وائل

POPLINS, LATHA,
MULS, VOILS

LATHA

CHAR CHABI — چار چابی
CHAR SIKKA — چار سکہ
CHAR CHIRAGH — چار چراغ

POPLINS

SARHADDI — سرحدی
MORNI — مورنی
CHAR TOPE — چار توپ
26-THE POPLIN — چھبیس دی پاپلین

MULS

26-THE MULMUL — چھبیس دی ململ

VOILS

DACCA QUEEN — ڈھاکہ کوئین

Colony
Sarhad

کالونی سرحد ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ اسماعیل کوٹ نوشہرہ

TEXTILE MILLS LTD.
Ismailkot **NOWSHERA**

آپ ہمیشہ سرحد ملز نوشہرہ کے نفیس پارچہ جات طلب فرمائیں۔ سرحد کے پارچہ جات عمدگی اور مضبوطی میں بے مثال ہیں!

مولانا عبد الباقی صاحب کوٹھا

حاصل مطالعہ

(گذشتہ سے پیوستہ)
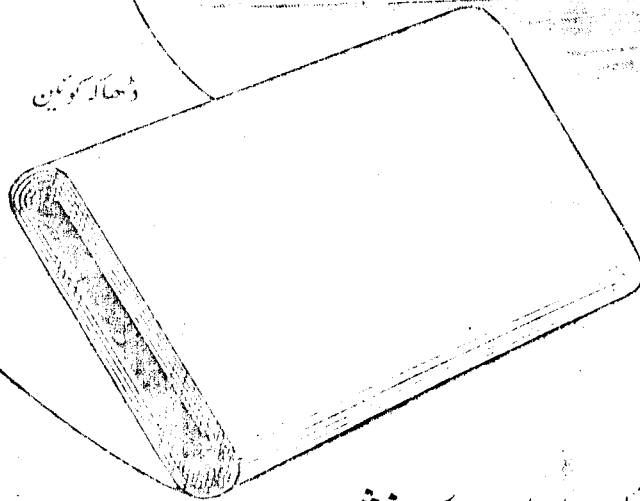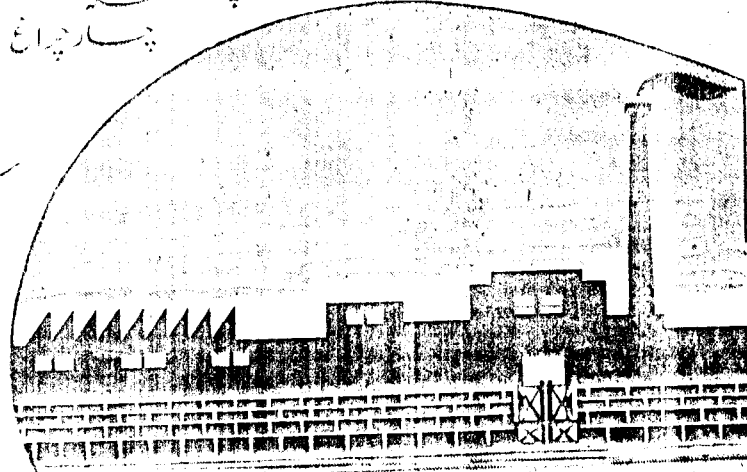
اس کا علاج یہی ہے۔ کہ نہ تھکنے والے استقلال اور صبر کے ساتھ لگا رہے۔ اور خدا تعالیٰ سے دعائیں مانگتا رہے۔ آخر وہ حالت پیدا ہو جاتی ہے جس کا میں نے ابھی ذکر کیا ہے۔"

(ملفوظات جلد اول ص۴۳۵ موسومہ بہ روحانی خزائن)

(۲) احادیث نبوی میں آخری زمانہ کے بارے میں پیشگوئیاں احادیث کی صحت پر کافی دلیل ہیں۔

"ہم یہ قبول کرتے ہیں۔ کہ ان حدیثوں کے درمیانی زمانہ کے بعض علماء نے غلط معنے کئے ہیں۔ اور ان کی غلط فہمیوں کا عوام پر بہت ہی بُرا اثر ہوا۔ اور جو لوگ معقول پسند تھے۔ مثلاً معتزلہ وہ ایسے غیر معقول معنے سن کر سرے سے حدیثوں کی صحت کے انکاری ہو گئے لیکن اس انکار سے جو کسی تاریخی جرح پر مبنی نہ تھا۔ بلکہ محض اس خیال پر مبنی تھا کہ مضمون غیر معقول ہے۔ حدیثوں کی صحت میں فرق نہیں آسکتا۔ بلکہ باوجود انکار کے پھر بھی اس قسم کی حدیثیں اس درجہ تواتر پر تھیں۔ کہ وہ لوگ تواتر کو رد نہ کر سکے۔ اور سراسیمہ رہ گئے۔ .... اگر اسی زمانہ میں ان حدیثوں کے وہ معنی کئے جاتے۔ جو اب کئے جاتے تو اسلام کا ایک فرقہ بھی ان سے منکر نہ ہوتا لیکن افسوس کہ ہر ایک استعارہ کو حقیقت پر حمل کر کے اور ہر ایک مجاز کو واقعیت کا پیرایہ پہنا کر ان حدیثوں کو ایسے ناہموار راہ کی طرح بنایا جس پر کسی محقق اور معقول پسند کا قدم ٹھہر نہ سکا۔

سو حدیثوں پر کوئی الزام نہیں

بلکہ یہ ان لوگوں کا قصور فہم ہے۔ جنہوں نے ایسے معنی کئے۔ اور عوام کو افسوسناک غلطیوں میں مبتلا کیا۔ اور محض حال کے زمانہ کے معقول پسند بھی جو ان حدیثوں کی صحت سے انکار کرتے ہیں۔ ان کے ہاتھ میں بجز اس کے کوئی وجہ انکار نہیں۔ کہ وہ ان معنوں کو جو اس زمانہ کے علماء کرتے ہیں۔ معقولیت اور سنت اللہ اور قانون قدرت سے خارج پاتے ہیں۔ لیکن ایسے منکر اسی وقت تک معذور تھے۔ جب تک کہ صحیح معنے جو سراسر سنت اللہ میں داخل ہیں۔ ان پر ظاہر نہیں کئے گئے تھے۔ اور اب تو یہ ایک شرمناک اور ناانصافی کا طریق ہے۔ کہ باوجود اعلیٰ درجہ کے تواتر احادیث اور باوجود اتفاق اسلام اور نصرانیت کے ان حدیثوں کو رد کیا جاوے۔

جو لوگ

ان حدیثوں سے جو مسیح موعود کے ظہور کی خبر دے رہی ہیں، انکار کرتے ہیں ان کا فرض ہے۔ کہ پہلے وہ اس تواتر اور ہر ایک پہلو کے ثبوت سے واقفیت حاصل کریں۔ جو ان حدیثوں کو حاصل ہے اور اس بات کو سوچیں کہ یہ خبر صرف حدیث کی کتابوں میں نہیں۔ بلکہ اول یہودیوں کی کتب مقدسہ میں پھر انجیل میں پھر قرآن میں اس کی خبر دی گئی ہے۔

اور پھر

سب کے بعد احادیث نبویہ میں اس کی تفصیل آتی ہے۔ اور تینوں قومیں اس خبر کو قطعی اور یقینی مانتی آئی ہیں، اور خدا کا قانون قدرت جس کا منشاء یہ ہے۔ کہ ہر ایک فساد کے وقت اس فساد کے مناسب حال کوئی مصلح آنا چاہیئے اس خبر کی تصدیق کرتا ہے۔

اور وہ

دین کی بیرونی بلائیں اور آفتیں جو قدم قدم پر پیش آ رہی ہیں۔ جن کے مقابلہ پر تیرہ سو برس کی تمام بدعات اور آفات اور فتن کا مجموعہ ہیچ محض ہے۔ وہ بھی اس بات کو چاہتی ہے۔ کہ خدا تعالیٰ آسمانی اسباب سے حمایت دین کرے۔ پھر بجز تعصب اور نا اہلی کی نفسانیت کے کونسی مشکلات ہیں۔ جو اس پیشگوئی کے قبول کرنے سے روکتی ہیں؟

(ایام الصلح ص۲۹)

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام شیخ نور الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور جناب ... صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا۔

۴۹۹ رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

پیغام صلح

لاہور

تار کا پتہ "تبلیغ" لاہور

فون نمبر ۷۳۷۳

زر مبادلہ
پاک و ہند سے: چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

مدیر: دوست محمد

مدیر معاون: بشیر احمد سوز

فی پرچہ: ۱۳ پیسے

جلد ۵۳ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۱۱ جمادی الاول ۱۳۸۵ھ مطابق ۸ ستمبر ۱۹۶۵ء | نمبر ۳۳

حضرت مسیح موعود اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ پرانا نہ نیا۔
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آیندہ ہوگی
(۴) سب صحابہؓ اور آئمہ قابلِ احترام ہیں
(۵) سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
(۶) اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

روحانی تسکین اور اخلاقی بلندی بجز الہام ممکن نہیں

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

یہ اعتراض کہ الہام بے اصل اور بے سود اور بے حقیقت چیز ہے جس کا ضرر اسکے نفع سے بڑھکر ہے سوجاننا چاہیئے کہ ایسی باتیں وہی شخص کریگا جس نے کبھی اس شراب طہور کا مزہ نہیں چکھا اور نہ یہ خواہش رکھتا ہے کہ سچا ایمان اسکو حاصل ہو بلکہ رسم اور عادت پر خوش ہے اور کبھی نظر اٹھا کر اس طرف نہیں دیکھتا کہ مجھے خداوند کریم کا یقین کہاں تک حاصل ہے اور میری معرفت کا درجہ کس حد تک ہے اور مجھے کیا کرنا چاہیئے کہ میری اندرونی کمزوریاں دور ہوں اور میرے اخلاق اور اعمال اور ارادوں میں ایک زندہ تبدیلی پیدا ہو جائے اور مجھے وہ عشق اور محبت حاصل ہو جائے جسکی وجہ سے میں بآسانی سفر آخرت کرسکوں اور مجھ میں ایک نہایت عمدہ قابلِ ترقی مادہ پیدا ہو جائے۔ بیشک یہ بات سب کے فہم میں آسکتی ہے کہ انسان اپنی غافلانہ زندگی میں جو ہر دم تحت الثریٰ کی طرف کھینچ رہی ہے اور علاوہ اس کے تعلقات زن و فرزند اور ننگ و ناموس کے بوجھل اور بھاری پتھر کی طرح ہر لحظہ نیچے کی طرف لیجا رہے ہیں ایک بالائی طاقت کا ضرور محتاج ہے جو اس کو سچی بینائی اور سچا کشف بخش کر خدا تعالیٰ کے جمال و کمال کا مشتاق بنا دیوے سو جاننا چاہیئے کہ وہ بالائی طاقت الہام ہے جو ہمیں دکھ کے وقت میں سرور پہنچاتا ہے اور مصائب کے ٹیلوں اور پہاڑوں کے نیچے بڑے آرام اور لذت کے ساتھ کھڑا کر دیتا ہے وہ دقیق در دقیق وجود جس نے عقلی طاقتوں کو حیرہ کر رکھا ہے اور تمام حکیموں کی عقل و دانش کو سکتہ میں ڈال دیا ہے وہ الہام کے ذریعہ سے کچھ اپنا پتہ دیتا ہے اور انا الموجود کہہ کر سالکوں کے دلوں کو تسلی بخشتا ہے اور سکینت نازل کرتا ہے اور انتہائی وصول کی ٹھنڈی ہوا سے جان پژمردہ کو تازگی بخشتا ہے۔

(ازالہ اوہام)

بحر حکمت کے موتی

(مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری)

حقیقی مسلم کی شان اور طریقہ تعلیم و امتحان

عن ابن عمر رضؓ قال قال رسول اللہ صلعم ان من الشجر شجرةً لا یسقط ورقها وانها مثل المسلم فحدثونی ما هی فوقع الناس فی شجر البوادی قال عبد اللہ رضؓ ووقع فی نفسی انها النخلة فاستحییت ثم قالوا حدثنا یا رسول اللہ ما هی قال هی النخلة۔

(البخاری کتاب العلم)

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم نے ایک دفعہ فرمایا کہ درختوں میں سے ایک درخت ایسا ہے جس کے پتے گرتے نہیں اور یہ درخت مسلم کی مثال ہے پس مجھے بتلاؤ کہ وہ کونسا درخت ہے ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ صحابہؓ کا خیال جنگل کے درختوں کی طرف چلا گیا کسی نے جنگل کے درختوں میں سے کسی درخت کا نام لیا کسی نے کسی کا مگر وہ کہتے ہیں کہ میرا خیال کھجور کے درخت کی طرف گیا لیکن بوجہ کم عمر ہونے کے میں اپنے خیال کے اظہار سے رک گیا۔ پھر صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ ہی فرمائیں کہ وہ کونسا درخت ہے تو آنحضور صلعم نے فرمایا کہ وہ کھجور کا درخت ہے۔

اس حدیث سے ایک تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم کے نزدیک مسلم کی شان یہ ہے کہ اس کے دل کا درخت علوم روحانیہ سے ہمیشہ ہرا بھرا رہے اور دوسروں کو اس سے ہمیشہ فیض پہنچتا رہے

(باقی برصفحہ ۷ کالم ۲)

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
(حضرت مسیح موعودؑ)

(مرتبہ الحاج میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی)

نائیجیریا

ترجمہ خط: کریم اولا عبدل - نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

ایک دوست سے آپ کا پتہ خط و کتابت حاصل کر کے بہت خوش ہوا ہوں۔ یہ سوسائٹی ۱۹۶۳ء میں معرض وجود میں آئی اور اس کے ۳۵ ممبر ہیں۔ ہم اس خیال میں رہتے تھے کہ ہمیں کوئی باہر کا دوست مل جائے جن سے ہم اسلام کی بابت کتابیں وغیرہ حاصل کریں۔ کیونکہ حضرت محمد رسول اللہ صلعم کا ارشاد ہے کہ تمام دنیا کے مسلمان مرد اور عورتیں آپس میں بھائی بہن ہیں۔ میں اس وجہ سے آپ کو خط تحریر کر رہا ہوں کہ آپ مجھے دینی کتابیں اور پمفلٹس ارسال کریں اور نیز کتابوں کی قیمت ارسال کریں۔ اُمید ہے کہ آپ ہماری بہتر رہنمائی فرمائیں گے۔ اللہ تعالےٰ آپ پر رحمتیں نازل کرے۔

(انہیں لٹریچر بھیجا گیا اور خط کا جواب دیا گیا)

فلپائن

ترجمہ خط:- سیاسی سلو - فلپائن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ میں بڑی خواہش اور شوق سے دنیا میں اسلام کی تعلیم کو پھیلانا چاہتا ہوں لیکن بوجہ ملکی مشکلات کے میں کچھ کر نہیں سکا ہوں۔ میری آپ سے اپیل ہے کہ مہربانی کر کے اور اسلامی بھائی ہونے کی حیثیت سے ہماری لائبریریوں میں کچھ مشہور کتب ارسال کریں تاکہ ہماری لائبریریاں بھی دنیا میں شمار ہو سکیں۔ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے میری خدا سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ پر آسمانی رحمتیں نازل کرے۔ مندرجہ ذیل کتب کی ضرورت ہے (۱) مینول آف حدیث انگریزی (۲) فقہ مسلم لاء انگریزی (۳) انسائیکلو پیڈیا آف اسلام (۴) انگریزی ڈکشنری (۵) دیگر کتابیں اور لٹریچر۔ میں بہت مشکور ہوں گا۔ ہم آپ کی اس مہربانی کو کبھی نہ بھولیں گے۔ اور آپ کی بہتری کے لئے خدا سے دعا گو ہیں۔

والسلام

(ان کو کتابیں اور لٹریچر بھیجا گیا اور خط کا جواب دیا گیا)

سیلون

ترجمہ خط:- ایچ۔ ایل۔ تھورنگ - سیلون۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کی ارسال کردہ مُسلم پریئرٹک مجھے مل گئی ہے بے حد شکریہ۔ میں پھر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جو لٹریچر آپ نے مجھے بھیجا ہے میں اور میری فیملی اس پر مکمل طور پر عمل کر رہے ہیں۔ ہم مذہب اسلام کے متعلق خوب مطالعہ کر رہے ہیں اور دوسروں کو بھی ان کتابوں سے

فائدہ اٹھانے کی تلقین کرتے ہیں۔ اور ان کی غلطیاں ان پر واضح کرتے ہیں تو وہ سمجھ جاتے ہیں اور ٹھیک راستہ پر آجاتے ہیں۔ براہِ مہربانی مندرجہ ذیل ٹریکٹ ارسال کریں:-

(۱) سٹیٹس آف ومن ان اسلام (۲) کرائسٹ از کم (۳) کوریکشن آف ایررز بہت بہت شکریہ۔ والسلام

(ان کو مطلوبہ لٹریچر بھیجا گیا اور خط کا جواب دیا گیا)

بحرِ حکمت کے موتی

(بقیہ از صفحہ اوّل)

اور دوسرے اس سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم اپنے صحابہ کرام رضؓ کے اندر غور و فکر اور تدبّر کی عادت ڈالنے کے بھی خواہشمند رہتے تھے۔

تیسری بات اس سے یہ بھی ثابت ہوتی ہے کہ بعض اوقات بڑے لوگ کسی بات کی تہہ تک پہنچنے سے عاجز رہتے ہیں لیکن ایک بچہ پہنچ جاتا ہے اور اس کے دماغ کو صحیح جواب تک رسائی ہو جاتی ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ بھی حضرت نبی کریم صلعم کی اس سنت پر عمل پیرا ہو کر اپنے اصحاب سے اس قسم کے سوال کیا کرتے تھے جو اُن کی قوتِ تفکر و غور کو بڑھانے کا موجب ہوں۔

جنگ کے شعلے

بھارت کا پاکستان پر حملہ

بھارت نے ۶ ستمبر ۱۹۶۵ء کو باقاعدہ اعلان جنگ کئے بغیر اچانک تین طرف سے لاہور پر حملہ کر دیا۔ جسے پاکستان کی بہادر فوجوں نے پوری قوت کے ساتھ پسپا کر دیا اور اب وہ دشمن کو روندتی ہوئی آگے بڑھ رہی ہیں۔ بھارت نے بھاری توپ خانے، ٹینکوں اور جیٹ تیاروں کی مدد سے حملہ کیا، اور اس کی فوجیں جسڑ۔ واہگہ اور بیدیاں کے پاکستانی علاقہ میں داخل ہو گئیں۔ ادھر پاکستان کی بری اور فضائی فوجیں پلک جھپکنے میں موقعہ پر پہنچ گئیں اور قہر خداوندی کی طرح دشمن پر ٹوٹ پڑیں۔ ان کی جنگ میں پاکستانی فضائیہ کے طیاروں نے بھارت کے ۲۲ لڑاکا طیاروں کو تباہ کر دیا اور متعدد کو شدید نقصان پہنچایا۔ دشمن اس زبردست جوابی حملے کی تاب نہ لاسکا اور تینوں محاذوں پر بھارتی فوج بے شمار لاشیں میدان جنگ میں چھوڑ کر پسپا ہو گئی۔ آخری اطلاعات موصول ہونے تک تینوں محاذوں پر آٹھ سو سے زائد بھارتی فوجی ہلاک یا زخمی ہو چکے ہیں۔ اس کے علاوہ دس بھارتی ٹینک، بیس فوجی گاڑیاں، اور متعدد توپیں تباہ کر دی گئی ہیں۔ تینوں محاذوں پر گھمسان کی جنگ جاری ہے۔ پاکستانی فضائیہ کے طیاروں نے نہ صرف حملہ آور بھارتی فوج پر زبردست بمباری کی بلکہ پٹھانکوٹ کے ہوائی اڈے پر حملہ کر کے ۲۱ جیٹ تیارے بھی تباہ کر دیئے۔ اس سے قبل انہوں نے پاکستان پر حملہ کرنے والے بھارتی طیاروں میں سے ایک ہوائی اڈے کے قریب گرا لیا۔ بھارتی طیاروں نے وزیر آباد کے قریب دو پسنجر ٹرینوں پر حملہ کیا۔

مغربی پاکستان کی سرحد پر بھارتی حملہ کے بعد سارے ملک میں ہنگامی صورت حالات کا اعلان کر دیا گیا ہے اور دفاعی قوانین فوری طور پر نافذ ہو گئے ہیں۔ (بعد کی اطلاع) :۔ ۷ ستمبر کو بھارتی حملہ آوروں نے راولپنڈی، سرگودھا اور مشرقی پاکستان کے متعدد شہروں پر بھی بم گرائے لیکن چنداں نقصان نہ ہوا۔

آزمائش کا وقت

فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں صدر پاکستان کا خطاب اہل پاکستان سے

۶ ستمبر ۱۹۶۵ء کو فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں صدر پاکستان نے لاہور پر ہندوستان کے ہوائی حملہ کے بعد ریڈیو پر اہل پاکستان کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:۔

عزیز ہم وطنو! السلام علیکم

دس کروڑ پاکستانی عوام کی آزمائش کا وقت آ گیا ہے۔

بھارتی فوج نے آج علی الصبح مملکت پاکستان کی حدود میں لاہور کے محاذ پر حملہ کر دیا۔ انہوں نے اپنی روایتی بزدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس مسافر ٹرین پر بمباری کی جو وزیر آباد ریلوے اسٹیشن پر کھڑی تھی۔ بھارتی حکمران گذشتہ پانچ ماہ کے دوران میں پاکستان کے خلاف جو جارحانہ اقدامات کرتے رہے ہیں، یہ تازہ حملہ انہی مجرمانہ سرگرمیوں کی ایک کڑی ہے۔

بھارتی حکمرانوں نے گذشتہ مئی میں خط متارکہ جنگ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ہماری حدود میں کرگل کی تین چوکیوں پر قبضہ کر کے اپنے جارحانہ اقدام کی ابتداء کی تھی۔ اقوام متحدہ کی مداخلت پر بھارتی فوجوں نے یہ چوکیاں عارضی طور پر خالی کر دیں اور اگست میں ان پر دوبارہ قبضہ کر لیا۔

بھارت نے جارحانہ اقدامات کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے ٹیتوال کے علاقہ میں ہماری چوکیوں پر قبضہ کرنے کیلئے پیشقدمی کی اور اس کے بعد بھارتی فوج اپنی پوری طاقت کے ساتھ اوڑی اور پونچھ کے علاقہ میں داخل ہو گئیں۔ بھارت خط متارکہ جنگ کی خلاف ورزی سے بھی مطمئن نہ ہوا۔ بلکہ اس نے پاکستان کے موضع اعوان پر گولہ باری کر دی۔ اب یہ بات ظاہر ہو گئی کہ ان تمام اشتعال انگیزیوں کے باوجود ہم نے جس صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا تھا۔ بھارتیوں نے اس کا مطلب غلط سمجھا۔ بالآخر بھارتی جارحیت کو روکنے کے لئے آزاد کشمیر کی فوج کو بھمبر کے علاقہ میں داخل ہونا پڑا۔ اب بھارت جنون کے عالم میں اپنی فضائی فوج کو جارحانہ کارروائیوں کے لئے حرکت میں لے آیا اس طرح ایک شدید بحران کی کیفیت پیدا ہو گئی۔

اس وقت تک یہ حقیقت ساری دنیا پر واضح ہو چکی ہے کہ کشمیر میں بھارت کا جارحانہ اقدام دراصل پاکستان پر حملہ کا آغاز تھا۔ بھارت نے قیام پاکستان کے فوری بعد سے اس ملک کے خلاف جن معاندانہ عزائم کی پرورش کی تھی آج اس کا عملی ثبوت مہیا کر دیا ہے۔ بھارتی حکمرانوں نے پاکستان کی آزاد مملکت کو اپنے مسلمان پڑوسی وطن عزیز کے طور پر مستحکم بنیادیں رکھنی دل سے قبول نہیں کیا۔ گذشتہ ۱۸ سال کے دوران میں ان کی تمام جنگی تیاریوں کا مقصد پاکستان کے خلاف کارروائی تھا۔

بھارتی حکمرانوں نے چینی خطرے کا ہوا کھڑا کر کے ہمارے بعض دوست ممالک سے زبردست فوجی امداد حاصل کی ہمارے یہ مغربی دوست بھارتی حکمرانوں کے اصل مقاصد کو سمجھ ہی نہ سکے۔ انہوں نے بھارت کے ان اعلانوں پر یقین کر لیا کہ پوری طرح مسلح ہونے کی صورت میں وہ چینیوں سے جنگ کریں گے۔ یہ بات ہمیشہ ہمارے علم میں رہی کہ یہ اسلحہ ہمارے خلاف استعمال ہوگا۔ وقت نے ہمارے اس اندیشہ کی تصدیق کر دی ہے۔

اب بھارتی حکمرانوں نے کسی رسمی اعلان جنگ کے بغیر اپنی روایتی بزدلی اور عیاری سے کام لیتے ہوئے اپنی فوج کو پاکستان کی مقدس سرزمین میں داخل ہونے کا حکم دیا ہے۔ ہمارے لئے وقت آ گیا ہے کہ دشمن کو دندان شکن جواب دیں اور بھارتی سامراجیت کو کچل کر رکھ دیں۔

حالات نے دشمن سے مقابلہ کے لئے لاہور کے بہادر شہریوں کا سب سے پہلے انتخاب کیا ہے۔ تاریخ ان جوانمردوں کے کارنامے اس عبارت کے ساتھ زندہ رکھے گی کہ یہی وہ لوگ تھے جنہوں نے دشمن کی تباہی کے لئے آخری ضرب لگائی۔

پاکستان کے دس کروڑ عوام جن کے دلوں میں لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے مقدس کلمات بسے ہوئے ہیں اس وقت تک چین سے نہ بیٹھیں گے جب تک بھارتی توپوں کے دہانے ہمیشہ کے لئے سرد نہیں ہو جاتے۔ بھارتی حکمران نہیں جانتے کہ انہوں نے کس جری قوم کو چھیڑنے کی جسارت کی ہے۔ پاکستانی عوام جو اپنے عقائد کی سربلندی اور اپنے مقصد کی صداقت پر ایمان کامل رکھتے ہیں اللہ کے نام پر فرد واحد کی طرح متحد ہو کر دشمن کے خلاف جنگ آزما ہوں گے۔ نوع انسانی کو اللہ تعالیٰ کی یہ بشارت ہے کہ حق کا ہمیشہ بول بالا ہوگا۔

ہنگامی حالات کا اعلان کر دیا گیا ہے۔ جنگ شروع ہو گئی ہے۔ ہمارے صف شکن سپاہی دشمن کو پسپا کرنے کے لئے آگے بڑھ رہے ہیں۔ پاکستان کی آزاد افواج دشمن کے حملہ کا منہ توڑ جواب دیں گی۔ یہ افواج جو ایک ناقابل شکست جذبہ اور غیر متزلزل ارادے کی مالک ہیں دشمن کو کچل کے رکھ دیں گی۔ حکومت پاکستان پوری طرح تیار ہے۔ اور اس کے تمام وسائل موجودہ صورت حال سے مقابلہ کے لئے وقف ہونگے۔

بھارتی جارحیت کے خلاف اس جدوجہد میں ہمیں یقیناً ان تمام ملکوں کی ہمدردی اور تعاون حاصل رہے گا جو امن اور آزادی پر یقین رکھتے ہیں۔ ہم نے یہ کارروائی اقوام متحدہ کے منشور کے باب ہفتم کے تحت کی ہے جس میں ہر ملک کو انفرادی اور اجتماعی طور پر اپنی مدافعت کا حق دیا گیا ہے۔

عزیز ہم وطنو! آزمائش کی اس ساعت میں تمہیں بالکل پرسکون رہنا ہوگا۔ ہم میں سے ہر فرد کو ایک عظیم فریضہ ادا کرنا ہے جس کے لئے عقیدے کی پختگی اور والہانہ سپردگی درکار ہے۔ خدائے بزرگ و برتر اپنی رحمت بے پایاں سے ہمیں کامیابی نصیب کرے گا۔ حق کی فتح ہوگی۔ دشمن پر کاری ضرب لگانے کے لئے تیار ہو جاؤ کیونکہ شکست اور تباہی اس باطل کا مقدر ہے۔ جس نے تمہاری سرحد پر سر اٹھایا ہے۔ مردانہ وار آگے بڑھو اور دشمن پر ٹوٹ پڑو۔ خدا تمہارا حامی و ناصر ہو۔

حضرت امیر ایدہ اللہ۔ جمعرات ۲ ستمبر کو ایبٹ آباد تشریف لے گئے۔ آپکی طبیعت پہلے سے بہتر ہے۔ الحمد للہ

مولانا عبدالوہاب عمر خلف الرشید مولانا نورالدینؓ بیمار ہیں۔ انکی بیٹی کے کان کا اپریشن ہوا ہے۔ اور ان کے بھتیجے **عثمان عمر** انجنیئر اور تنویر عمر کار کے حادثہ میں زخمی ہوئے ہیں۔ (مفصل آئندہ) دعا کی ضرورت ہے۔

مسلمانوں کی امن پسندی کے باوجود ہندو قوم کے مظالم اور پاکستان کو ختم کرنے کے منصوبے

موجودہ جنگ میں مالی اور جانی قربانیاں پیش کرنے کی ضرورت

قوموں کو زندگی موت قبول کرنے سے ملتی ہے

جماعت احمدیہ کو اجتماعی طور پر مالی اور جانی قربانی پیش کرنی چاہیئے

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۳؍ستمبر ۱۹۶۵ء فرمودہ مکرم مولینا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری دامت برکاتہ بمقام جامع احمدیہ - احمدیہ بلڈنگس لاہور

وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین .... الی ان اللہ یحب المحسنین (سورۃ بقرہ ع ۲۴)

ہندو قوم کے مظالم مسلمانوں پر

آج کل ہم اہل پاکستان ایک بہت بڑے چیلنج کا مقابلہ کرنے پر مجبور کر دیئے گئے ہیں - اور ایسی قوم سے ہمیں پالا پڑا ہے جو ہم کو تباہ کرنا چاہتی ہے جس کا مقصد حیات یہی ہے کہ صفحۂ ہستی سے ہمارا نام و نشان مٹا دیا جائے۔ ان کے ہاں رحم و کرم کا کوئی مفہوم و مطلب ہی نہیں ہے - ان کی تعلیم ہی یہی ہے کہ مخالف کو تباہ کر دیا جائے - ان کے مکانات کو جلا دیا جائے اور ان کے مویشی مار دیئے جائیں - چنانچہ اسی پر کشمیر میں عمل جاری ہے اور مظلوم کشمیری مسلمان پر ہر طرح کا ظلم و جور آزمایا جا رہا ہے - صرف کشمیر میں ہی نہیں ہندوستان بھر میں جہاں کہیں بھی مسلمان رہتے ہیں ان کو بھی یہ قوم دن رات اپنے ظلم و ستم کا نشانہ بنانے میں مشغول ہے - مسلمانوں کی عزتیں محفوظ نہیں ان کے اموال چھینے جا رہے ہیں - ان کی جانیں تلف کی جا رہی ہیں - اور ان کی جائدادیں تباہ کی جا رہی ہیں اور ان کو اپنا دین چھوڑنے پر مجبور کیا جا رہا ہے -

پاکستان کو ختم کرنے کے منصوبے

اس ظالم و سفاک قوم کا منشاء ہے کہ پاکستان کو بالکل ختم کر دیا جائے - مسلمان قوم کو ہمیشہ کے لئے نیست و نابود کر دیا جائے - چنانچہ اس سکیم کے ماتحت وہ ہر موقعہ سے فائدہ اٹھا کر محکوم مسلمانوں کو ہر ظلم و ستم کا نشانہ بناتی رہتی ہے اور پاکستانی سرحدوں پر بھی اس کی جارحانہ سرگرمیاں جاری رہتی ہیں -

مسلمانوں کی امن پسندی

اس کے بالکل برعکس ہماری تعلیم یہ ہے کہ دنیا میں امن و سلامتی کو قائم کیا جائے چنانچہ مسلم کی تعریف ہی حضرت نبی کریم صلعم نے یہ فرمائی ہے المسلم من سلم الناس من لسانہ و یدہ - یعنی مسلم وہ ہے جس کی زبان اور جس کے ہاتھ سے لوگ محفوظ رہیں - اور مؤمن کے معنی ہیں جو امن عطا کرے -

ہمارے محترم صدر محمد ایوب خان صاحب اور دیگر سرکاری سیاسی زعماء نے ایک بار نہیں بار بار اعلان کیا ہے کہ ہم دنیا میں امن چاہتے ہیں اور تمام اقوام کے ساتھ صلح و صفائی کے ساتھ رہنا پسند کرتے ہیں خصوصاً ہماری دلی خواہش یہی ہے کہ اپنے ہمسایہ ملکوں اور پڑوسیوں کے ساتھ ہمارے تعلقات ہمیشہ خوشگوار رہیں ہم ان کے لئے خیر خواہی اور محبت کے جذبات رکھتے ہیں اور ان کے ساتھ بھائی چارے کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں اور کشمیر کا جھگڑا بھی صلح و صفائی اور انصاف اور باوقار طریقہ سے طے کرنے کے خواہشمند ہیں - لیکن دوسرا فریق یعنی بھارتی حکومت اس پُرامن راستہ پر قدم مارنے کا نام ہی نہیں لیتی -

اقوام متحدہ کی تجاویز اور بھارت کا رویہ

اقوام متحدہ نے بھی کئی ریزولیوشن پاس کئے اور کئی مناسب تجاویز پیش کیں - مگر بھارت ہر ریزولیوشن اور ہر تجویز کو ٹھکراتا ہی چلا گیا اور اب تک ٹھکراتا جا رہا ہے جبکہ پاکستان نے ہر تجویز کو قبول کیا اور اس پر عمل کرنے کی آمادگی ظاہر کی لیکن اس کے برعکس کسی ایک تجویز کو بھی قبول کرنے پر رضامند نہ ہوا -

طاقت کا گھمنڈ اور برطانیہ اور امریکہ کی پشت پناہی -

یہ سب کچھ اس بناء پر ہے کہ بھارت کو اس بات کا گھمنڈ ہے کہ اس کے پاس طاقت بہت ہے - اس کے پاس فوج بہت ہے - اس کے پاس اسلحہ بہت ہیں - برطانیہ اور امریکہ نے بڑی تعداد میں اسے فوجی اسلحہ دے کر ان کے مذموم ارادوں کو عملی جامہ پہنانے میں جرأت دلا دی ہے - وہ اسی طاقت اور قوت کے بل بوتے پر خیال کئے ہوئے ہے کہ ہم پاکستان کو ملیامیٹ کر دیں گے -

بھارتی قوم کا نقشہ قرآن کریم میں

قرآن کریم نے ایسی قوم کا اس طور پر نقشہ کھینچا ہے -

لا یرقبون فی مؤمن الا و لا ذمۃ و اولٰئک ھم المعتدون یعنی یہ لوگ جہاں مسلمانوں کا سوال آ جاتا ہے نہ کسی قسم کی پرواہ کرتے ہیں اور نہ کسی عہد کا خیال کرتے ہیں - وہ تمام معاہدات کو پس پشت ڈالتے ہوئے زیادتی اور ظلم پر اُتر آتے ہیں - کیا بھارتی حکومت کا موجودہ رویہ بالکل اس نقشہ کے مطابق نہیں کس طرح ایک ایک معاہدہ کو اس قوم نے توڑا ہے - قرآن کریم صاف فرماتا ہے الذین عاھدت منھم ثم ینقضون عھدھم فی کل مرۃ وھم لا یتقون یعنی یہ لوگ اس قماش کے ہیں کہ تیرے ساتھ معاہدات کر لیتے ہیں لیکن ہر دفعہ اپنے عہد کو توڑ دیتے ہیں اور اس سے باز نہیں آتے - نہ انہیں دنیا کی ملامت کی پرواہ ہوتی ہے اور نہ ان کا اپنا ضمیر ان کو ملامت کرتا ہے -

بھارتی مسلمانوں کی عزت و جان محفوظ نہیں

بھارت میں چند ہی ایسے لوگ ہیں - جو بھارتی سرکار کی اس غیر مصالحانہ روش کو پسند نہیں کرتے - لیکن جو برسر اقتدار طبقہ ہے وہ پاکستان اور پاکستان کے رہنے والوں کو ایک منٹ کے لئے بھی زندہ دیکھنا پسند نہیں کرتا - چنانچہ نہ صرف وہ پاکستان کا ہی بدترین دشمن ہے بلکہ جو مسلمان اس کے ماتحت زندگی گزار رہے ہیں ان کے ہاتھوں میں ان کی بھی نہ عزت محفوظ ہے - نہ اموال محفوظ ہیں - نہ جانیں محفوظ ہیں اور نہ دین ہی محفوظ غرضیکہ بھارتی مسلمانوں کی کوئی چیز نہیں جو محفوظ ہو۔ اس ہندو قوم کی ذہنیت یہی ہے کہ کسی قوم کو بحیثیت قوم زندہ رہنے نہ دیا جائے یا تو اسے ختم کر دیا جائے یا پھر اچھوتوں کی طرح بنا دیا جائے ملک سے نکال دیا جائے یا ہندو بنا لیا جائے .... یہی طریق عمل بھارت میں جاری ہے -

"ہندو بن جاؤ یا عرب چلے جاؤ"
بھارتی لیڈروں کا نعرہ۔

حکومت برطانیہ کے وقت میں بھی ان کے لیڈروں کے بیانات یہی ہوتے تھے کہ مسلمان قوم بھارت میں بحیثیت قوم رہنے کا استحقاق نہیں رکھتی مسلمانوں کو مخاطب کرکے یہی کہا کرتے تھے کہ اے مسلمانو! تمہارا دیس عرب ہے۔ لہٰذا تم عرب چلے جاؤ یا ہندو بن جاؤ۔

اگر بھارت پاکستان پر مسلط ہو جائے

یہی ناپاک ارادے ان کے اب بھی ہیں وہ پاکستان کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ مسلمانوں کو چن چن کر موت کے گھاٹ اتار دینا چاہتے ہیں مقام فکر ہے کہ خدانخواستہ اگر یہ اپنے اس ارادہ میں کامیاب ہو جائیں تو ہمارا کیا حال ہوگا۔ پس اس ذلت و رسوائی کا تصور دل میں لاؤ۔ جو ہندو ہمارے ساتھ روا رکھ سکتا ہے۔ اس تصور سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ یہ تو خدا کا خاص فضل و کرم ہے کہ اس نے ہمیں آزاد ملک عطا فرما کر ہمیں آزاد قوم کی حیثیت سے زندہ رہنے کی نعمت عطا فرمائی ورنہ ہمارا بھی یہی حال ہوتا ۔ جو بھارت میں عام مسلمانوں کا ہو رہا ہے۔

پاکستان کو مفلوج کرنے کا منصوبہ

تمام معاہدات بالائے طاق رکھ دیئے گئے ہیں دھڑا دھڑ مسلمانوں کی جائدادوں کو لوٹا جا رہا ہے ان کی جانیں تلف کی جا رہی ہیں اور انہیں بھیڑ بکریوں کی طرح بے سرو سامان پاکستان کی طرف دھکیلا جا رہا ہے اور ان کا منشاء یہ ہے کہ پاکستان کی اقتصادی حالت کو مفلوج کر دیا جائے پاکستان آخر اتنی مخلوق کو کہاں پناہ دے گا ان کے اخراجات کس طرح برداشت کرے گا یہ حالات ہیں جو بھارتی حکومت نے ہمارے لئے پیدا کر دیئے ہیں۔

صدر پاکستان کا امن پسندانہ رویہ

اب ہم نے دیکھنا ہے کہ ان حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے اسلام ہمیں کیا ہدایت دیتا ہے حضرت نبی کریم صلعم کا ارشاد تو مسلمانوں کو یہی ہے لا تتمنوا لقاء العدو یعنی اے مسلمانو! تم دشمن کے ساتھ جنگ کرنے کی کبھی آرزو بھی نہ کرنا اور اسی ارشاد کی تعمیل ہمارے صدر محترم اس وقت تک کرتے چلے آ رہے ہیں۔ ان کے دل میں جنگ کا کبھی خیال بھی پیدا نہیں ہوا وہ ہمیشہ پرامن اور محبت کے ذریعہ ہی تمام تنازعات کو طے کرنے کی طرف دعوت دیتے رہے ہیں۔

مسلمانوں پر جنگ ٹھونسے جانے کی صورت میں قرآن کریم کی ہدایات۔

لیکن جب دشمن کی طرف سے مسلمانوں پر جنگ ٹھونس ہی دی جائے اور انہیں مجبور کرکے میدان جنگ میں گھسیٹا جائے جیسا کہ اب بھارتی حکومت نے پاکستان کو میدان جنگ میں کودنے پر مجبور کر دیا ہے تو ایسی حالت میں مسلمانوں کو حسب ذیل ہدایات دی گئی ہیں۔

سب سے پہلے تو دشمن کا مقابلہ کرنے کی اجازت مندرجہ ذیل الفاظ میں دی گئی ہے:۔ اذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا وان اللہ علی نصرھم لقدیر یعنی اے مسلمانو! تم پر چونکہ دشمن کی طرف سے ظلم پر ظلم ہو رہا ہے اس لئے اب تمہیں مقابلہ کرنے کی اجازت دی جاتی ہے نہ دشمن کی طاقت سے گھبرانا نہ ان کی تعداد کو خاطر میں لانا نہ ان کے اسلحہ تمہیں مرعوب کریں کیوں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری نصرت پر قادر ہے اور جس قوم کے شامل حال نصرت الٰہی ہو وہ خواہ تعداد میں کم ہی ہو اور دیگر سامان حرب بھی زیادہ نہ رکھتی ہو وہ کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ کے قانون کے ماتحت یعنی کتنے ہی قلیل التعداد گروہ ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی نصرت کے ذریعہ کثیر التعداد گروہوں پر غالب آتے رہے ہیں۔ ایسی حالت میں خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ہم مسلمانوں کو اجازت دیتے ہیں کہ دشمن قوم کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں اور ان کو ان کی زیادتیوں کا مزا چکھا دو۔

اسلامی جنگوں میں نصرت الٰہی کا ہاتھ

چنانچہ آپ اسلام کی تاریخ کو دیکھ لیں کیا جنگ بدر میں مسلمانوں کی تلوار نے کام کیا نہیں نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی نصرت اور مدد کا ہاتھ تھا اور اس کی قدرت کاملہ کا کرشمہ تھا خدا تعالیٰ نے آندھی اور بارش سے کام لیا۔ اور حضرت صلعم کی دعائیں کام آئیں۔ خدا تعالیٰ نے ایسے سامان کر دیئے جو مسلمانوں کے لئے سودمند تھے اور دشمن کے لئے مضر اور باعث ہلاکت تھے۔ باوجود اس کے کہ دشمن کی جمعیت کافی تھی کافی جنگی ساز و سامان سے بھی لیس تھی۔ تعداد میں بھی کئی گنا تھی لیکن کفار کو شکست فاش کا منہ دیکھنا پڑا۔ ان کی ہمتیں ٹوٹ گئیں جنگ احد اور جنگ احزاب میں بھی ایسا ہی نظارہ دیکھنے میں آیا۔ جنگ احد میں مسلمانوں کو نافرمانی کی وجہ سے ظاہراً ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا تھا لیکن تصرف الٰہی کے ماتحت دشمن کے دلوں میں رعب طاری ہو گیا اور وہ بھاگ کھڑے ہوئے۔ راستہ میں خیال ہوا کہ ہم مکہ میں جا کر کیا منہ دکھائیں گے۔ نہ ہم نے عورتوں کو قید کیا۔ نہ مردوں کو قیدی بنایا نہ ان کے ہتھیار چھینے۔ اور نہ مال و متاع ہی ہاتھ آیا۔ ان کے کمانڈر ابوسفیان نے ارادہ کیا کہ ہم پھر واپس چلیں۔ لیکن جب اسے معلوم ہوا کہ ہم آ تعاقب کر رہے ہیں اس پر ابوسفیان پر اتنا رعب پڑا اور ایسی گھبراہٹ لاحق ہوئی کہ وہ بھاگ کھڑا ہوا باوجود اس کے کہ وہ اقرار کر کے گیا تھا کہ آئندہ سال بدر کے میدان میں پھر دوبارہ قسمت آزمائی کروں گا۔ اور حضرت نبی کریم صلعم وعدہ کے مطابق میدان بدر میں آئندہ سال پہنچ گئے لیکن وہ نہیں آیا۔ جنگ احزاب میں خدا تعالیٰ نے آندھی بھیجدی۔ اس سے دشمنوں کے خیمے اکھڑ گئے چولہوں سے ہنڈیاں گر پڑیں۔ وہ گھبرا گئے اور اسے انہوں نے شکست کی علامت یقین کیا۔ چنانچہ ان پر افراتفری کا عالم طاری ہو گیا۔ اور بھاگ کھڑے ہوئے۔ جنگ حنین میں بھی جب مسلمانوں کے دل میں عجب پیدا ہوا تو خدا تعالیٰ نے ایسے سامان ……. پیدا کیئے کہ ان کے قدم اکھڑ گئے۔ مگر حضرت نبی کریم صلعم کو اللہ تعالیٰ نے ثابت قدم دکھایا۔ تک کہ آخر نصرت الٰہی سے دشمن زیر ہو گیا۔

حزب اللہ کی کامیابی کا وعدہ

خدا کا وعدہ ہے الا ان حزب اللہ ھم الغالبون پس اگر ہم حزب اللہ بن جائیں گے تو فتح ہمارے ہی قدم چومے گی باوجود غلبہ کا وعدہ دینے کے ارشاد یہی ہوتا ہے وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین اللہ کی راہ میں جنگ انہی سے کرو جو تم سے جنگ کریں اور خود زیادتی سے کام مت لو کیونکہ اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں سے محبت نہیں کرتا۔

جو مال و جان کی حفاظت میں مارا جائے وہ شہید ہے

اگر دشمن تمہارے مقابلہ میں آ جائے تو یہ مقابلہ فی سبیل اللہ ہو۔ نفسانی اغراض کے لئے نہ ہو۔ یہ مقابلہ اس لئے ہو کہ تمہارا دین محفوظ رہے۔ تمہاری جانیں محفوظ رہیں تمہارے اموال محفوظ رہیں اور تمہاری عزتیں محفوظ رہیں۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من قتل دون مالہ و عرضہ فھو شھید یعنی جو مسلمان اپنی عزت و آبرو اور ملک اور وطن کی حفاظت کرتا ہوا مارا جائے وہ شہید ہے۔

دشمن کے مقابلہ میں کیا صورت اختیار کی جائے۔

آج کشمیر میں یہی کیفیت طاری ہے۔ بھارت ہم پر غالب آنا چاہتا ہے۔ ہمارے مال۔ عزت۔ دین اور جانیں وغیرہ خطرہ میں ہیں۔ یہ کشمیر کا ہی معاملہ نہیں بلکہ پاکستان اور پاکستانی مسلمانوں کی سلامتی کا معاملہ ہے۔ اس لئے فرمایا فاما تثقفنھم فی الحرب فشرد بھم من خلفھم لعلھم یذکرون یعنی اگر تمہیں میدان جنگ میں دشمن کا مقابلہ کرنا ہی پڑ جائے تو اتنی بے جگری سے دشمن کا مقابلہ کرو اور اسے ایسی خطرناک اور ذلت آفرین اور رسواکن شکست دو کہ جو ان کے پیچھے ہیں وہ بھی ڈر جائیں اور نصیحت پکڑ لیں کہ اس قوم کا مقابلہ کرنا سخت غلطی ہے و اما تخافن من قوم خیانۃ فانبذ الیھم علی سواء ان اللہ لا یحب الخائنین اور اگر تم دیکھتے ہو کہ خیانت سے کام لیا جا رہا ہے۔ تو خائن کو مناسب سزا دو، خدا تعالیٰ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا اس لئے تم بھی اسے سزا دینے میں نرمی مت اختیار کرو اس کے بعد فرمایا ولا یحسبن الذین کفروا سبقوا انھم لا یعجزون یعنی ان کو ایسی سزا دو کہ ان کے دل سے یہ خیال نکل جائے کہ وہ غالب آ سکتے ہیں یاد رکھو کہ وہ تمہیں کبھی بھی عاجز نہیں کر سکیں گے [illegible] واعدوا لھم ما استطعتم من قوۃ ومن رباط الخیل ترھبون بہ عدو اللہ وعدوکم وآخرین من دونھم لا تعلمونھم اللہ یعلمھم وما تنفقوا من شیء فی سبیل اللہ یوف الیکم وانتم لا تظلمون یعنی فوجی اور اسلحہ کی قوت جتنی

جاہیں، استطاعت کے مطابق جمع کر سکتے ہو کرو باقی خدا پر چھوڑ دو تیاری تمہاری اس قدر زبردست ہو جس سے تم اللہ کے اور اپنے دشمنوں کو خوفزدہ کر دو موجودہ دشمن کو ہی خوفزدہ نہیں ہو جائیں اللہ ان کو جانتا ہے تم نہیں جانتے۔

جنگ میں کامیابی کیلئے اموال خرچ کرو۔

جنگ میں چونکہ مال خرچ کرنا لازمی امر ہے اس کے بغیر جنگیں نہیں لڑی جاسکتیں اس لئے اس کے ساتھ ہی فرمایا کہ ایسے وقت میں اللہ کے راستہ میں جس قدر روپیہ بھی خرچ کرو گے تمہیں اس کا اجر اور معاوضہ پورا دیا جائے گا اس میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی لیکن یاد رکھو کہ اگر تم خرچ نہیں کرو گے تو تمہارے بخل کی وجہ سے شکست کا خطرہ ہوگا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ دشمن تم پر غالب آ جائے گا۔ تمہارا یہ مال و متاع بھی چھین لیگا اور تمہیں محکوم مظلوم بنا کر تمہیں ذلت و مسکنت کی زندگی بسر کرنے پر مجبور کر دیگا امیروں کو اس آڑے وقت میں اپنی تھیلیوں کے منہ کھول دینے چاہئیں۔ ان کو یاد رکھنا چاہیئے کہ انہوں نے یہ سب کچھ اس ملک سے اور اس حکومت کی بدولت کمایا ہے آزاد ملک میں آزادی کی فضا میں کمایا ہے اگر اب اس ملک کی خاطر مال خرچ نہیں کریں گے تو لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ نہ وہ رہیں گے اور نہ ان کا مال رہے گا۔ یہ مال بھی جاتے گا اور آئندہ بھی ہاتھ نہیں آئے گا۔ بھارت میں یہی کچھ ہو رہا ہے۔ وہاں مسلمان باوجود قابلیت کے مال کمانے کے ذرائع سے ...... محروم رکھے جا رہے ہیں۔

قوموں کو زندگی موت قبول کرنے سے ملتی ہے

دوسری ہدایت اس آیت میں یہ دی ہے الم تر الی الذین خرجوا من دیارھم وھم الوف حذر الموت فقال لھم اللہ موتوا ثم احیاھم یعنی قوموں کو زندگی موت قبول کرنے سے ہی ملتی ہے پس موت سے مت ڈرو۔ الجزائریوں کو دیکھ لو انہوں نے اپنے خون کی قربانی دی اور اب قوم ان کے خون سے زندہ ہو گئی ہے خدا تعالے فرماتا ہے لا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء عند ربھم یرزقون ایسے لوگوں کو مردہ مت کہو۔ وہ خدا کے ہاں بھی زندہ ہیں۔ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی زندہ ہیں۔ لاکھوں نے جانیں دے کر قوم کو زندگی بخشی ہے۔ ایسے بہادروں کی موت کے بعد ہی قوم کو زندگی حاصل ہوا کرتی ہے۔ اس آیت میں بھی مال خرچ کرنے پر زور دیا ہے اور فرمایا ہے اس کا اجر اضعافا مضاعفۃ ملے گا قبض اور بسط خدا کے قبضہ میں ہی ہے۔

ہمیں جماعتی طور پر مالی اور جانی قربانی دینی چاہیئے

ہماری جماعت چونکہ ایک انتظام کے ماتحت ہے حکومت کے ساتھ ہمیں جماعتی طور پر ہر طرح کی مدد کرنی چاہیئے۔ وہ لوگ جو اموال دے سکتے ہیں وہ انجمن میں داخل کروائیں تاکہ انجمن مجموعی طور پر یہ رقوم حکومت کو دے۔ اور لوگ جو جنگ میں کام آ سکتے ہیں انہیں اپنے آپ کو حکومت کے حوالے کر دینا چاہیئے اور دشمنوں سے ڈرنا نہیں چاہیئے۔

ہر مسلمان قوم و ملک کی حفاظت کے لئے اُٹھ کھڑا ہو۔

خدا تعالے نے ہم کو اجازت دی ہے کہ خدا تعالے کی فرمانبرداری کرتے ہوئے زیادتی کرنے والوں کی زیادتیوں کو ہر طریق سے روکیں۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں بھی ایرانی اور شامی حکومتیں اسلامی سرحدوں پر خوف و ہراس اور بدامنی پیدا کئے رکھتی تھیں۔ چنانچہ ان کی ان حرکتوں کے خلاف صف آرائی گئیں۔ یہی حال آج پاکستان کی سرحدوں پر جاری ہے۔ ہر وقت بدامنی کی صورت پیدا کی ہوئی ہے۔ پاکستانی علاقوں پر گولہ باری جاری رہتی ہے آج دشمن ہم پر ٹوٹ پڑا ہے ہر مسلمان کا اس وقت فرض ہے کہ قوم و ملک اور اپنے دین کی حفاظت کے لئے اُٹھ کھڑا ہو۔ یہ جنگ عارضی جنگ نہیں اخبارات سے پتہ چلتا ہے کہ بھارتی حکومت صرف کشمیر میں ہی نہیں بلکہ وسیع پیمانے پر سارے پاکستان میں جنگ چھیڑنے کا ارادہ کر رہی ہے۔ اس وقت ہماری سرحدیں دشمنوں سے اٹی پڑی ہیں جب تک قوم متحد ہو کر اس دشمن کا مقابلہ نہیں کرے گی اس وقت تک کامیابی نصیب نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ اس خطبہ کے

حکومت کی مدد کرنا اور اسے مستحکم بنانا ہمارا فرض ہے۔

خدا تعالے نے ہم پر فضل کیا ہے۔ اس کے فضل کی شکر گذاری یہی ہے کہ ہم اس کے دین کو اپنے ملک میں قائم رکھنے کے لئے سر تن کی بازی لگا دیں۔ ہم میں کمزوریاں بے شک ہیں اگر آج نہ ہوں تو کل ہوں تو خدا کا یہ عہد بھی پورا ہوگا کہ ہم اپنے فرمانبرداروں کی نصرت اور تائید کرتے ہیں۔ خدا تعالے نے مسلمانوں کو پاکستان کی آزاد حکومت عطا کی ہے آخر اس کا کوئی نہ کوئی مقصد ہے۔ اس حکومت کو مستحکم بنانا ہمارا فرض ہے۔

قربانی کا وقت

آج وقت ہے اگر آج ہم اپنی آزادی کا فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں تو قربانی کا وقت ہے۔ مال خرچ کرو۔ جنگ میں اپنے آپ کو پیش کرو اور جو یہ کچھ نہیں کر سکتے ان کو خدا تعالے سے دعائیں کرنی چاہئیں۔ یہی ایک زبردست ہتھیار ہے جو خدا کے فضل کو کھینچ لیتا ہے۔ خدا کی نصرت، خدا کی فرمانبرداری سے حاصل ہوتی ہے۔ دیکھو اسلام نے مسجد حرام کا بڑا احترام سکھلایا ہے وہاں جنگ منع ہے لیکن اگر دشمن وہاں بھی جنگ کی طرح ڈالے تو وہاں بھی اس کا مقابلہ کرو۔ فتنہ قتل سے بھی بدتر ہے، اس لئے فتنہ کو مٹاؤ خواہ اسکو مٹانے کے لئے جنگ ہی کرنی پڑے اس وقت ہمارے کشمیری بھائی فتنوں میں مبتلا ہیں ان کو ان فتنوں سے رہائی دلانا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ ان آیات میں بھی اموال خرچ کرنے پر زور دیا ہے اور یہاں تک فرمایا کہ اگر ایسے اشد ضرورت کے وقت بخل سے کام لینا ہلاکت کو دعوت دینا ہے۔ اس لئے جو مال دے سکتے ہیں وہ دل کھول کر مال سے مدد دیں اور جو جنگ میں شریک ہو سکتے ہیں وہ شریک جہاد ہوں اور جو اس کی استطاعت نہیں رکھتے وہ خصوصیت سے دعاؤں سے مدد کریں یاد رہے کہ

حضرت مسیح موعود نے جو یہ فرمایا ہے

" فرما چکا ہے سید کونین مصطفےٰ
عیسیٰ مسیح کردے گا جنگوں کا التوا "

ہر احمدی کے لئے لفظ التوا قابل غور ہے۔ خدائے تعالےٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہمارے ملک و قوم کو محفوظ رکھے اور اپنی فتح و نصرت کا سایہ ہم پر دراز کرے اور دشمن کو ذلیل و خوار کرے۔ آمین۔

پیغمبر اسلام کی عزت و حفاظت بقیہ صفحہ ۱

ولندیزی ترجمہ — ڈچ زبان میں بھی قرآن پاک کا ترجمہ جماعت کے مبلغ مرزا ولی احمد بیگ صاحب نے شائع کر دیا ہے جو ہالینڈ اور انڈونیشیا میں مقبول عام ہے۔

جرمن ترجمۃ القرآن — حضرت مولینا صدر الدین صاحب نے برلن سے شائع کیا ہے اور اس کا دوسرا ایڈیشن بھی اب چھپ چکا ہے

بیان القرآن — اردو زبان میں یہ بہترین ترجمہ و تفسیر ہے اس کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ دیوبندی عالم بھی کھلے بندوں اسے زمانہ جدید کی بہترین تفسیر قرار دینے لگے ہیں (دیکھیے مولانا مودودی کی تفسیر پر محققانہ نظر" مصنفہ مولانا اخلاق حسین قاسمی صفحہ ۱۵)

سب چاروں زبانوں کے تراجم قرآن پاک کی قریباً ۷۵ ہزار کاپیاں شائع کر دی گئی ہیں اور ۲۰ ہزار سے زائد کاپیاں مفت تقسیم کی گئی ہیں

ان کے علاوہ ان زبانوں میں قرآن پاک کے تراجم تیار ہو چکے ہیں اور شائع ہونے کو ہیں تامل۔ بنگالی۔ گورمکھی اور ہندی۔

اسی طرح سے اب تک قرآن پاک کے ۸ زبانوں میں تراجم ہو چکے ہیں۔ دنیا بھر کی لائبریریوں میں قرآن پاک۔ سیرت پاک اور دوسری اسلامی کتب کے بیس ہزاروں کی تعداد میں مہیا کئے گئے ہیں اور یہ سلسلہ برابر جاری ہے۔

مذاہب عالم کی کتب میں حضور رسول مقبول کے متعلق جو جو پیشگوئیاں موجود ہیں ان سب کی تحقیقات کر کے ان کو کتابی صورت میں شائع کیا گیا ہے اور اس کتاب کے انگریزی میں دو ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ اردو میں بھی کتاب کے دو حصے شائع کر دیئے گئے ہیں جس میں اصلی عبارت کے فوٹو بھی شائع کئے گئے ہیں۔ یہاں تک ان کے شائع ہو جانے سے غیر مذاہب کے پیروؤں پر اتمام حجت قائم ہو گئی۔

بقیہ از صفحہ ۸

نبی یا محدث سمجھتے ہیں"۔ ان میں نبی کے لفظ سے زمرہ انبیاء کا فرد کیوں مراد نہیں لیتے۔ ایسی مراد لینے سے جن مشکلات کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا ان کا بھی اچھی طرح سے اندازہ کر لیں۔ اگر زمرہ انبیاء کا فرد یہاں مراد نہیں لیا جا سکتا تو پھر وہ دوسری جگہوں میں بھی ایسا کیوں کرتے ہیں جو مراد وہ یہاں لیں گے وہی مراد دوسری جگہوں میں بھی لے لیں تا حضور کی تمام تحریروں میں ہم آہنگی پیدا ہو جائے اور ان کا پیدا کردہ اختلاف دور ہو جائے۔ حضور نے اپنی کتاب لیکچر سیالکوٹ میں بھی اسی مضمون کو دہرایا ہے اور یہ کتاب تو ۱۹۰۴ء کی ہے معلوم ہوا کہ حضور کی قلم سے اپنے مقام کے متعلق ایک ہی مضمون نکلتا رہا ہے یعنے نبی ہونا استعارہ کے طور پر اور محض لغوی معنی میں اور وہ بھی ظل اور بروز کے رنگ میں، نہ بطریق حقیقی معنی کے لحاظ سے۔ فتدبروا یا ایھا الاخوان ولا تکونوا من المستعجلین۔

مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری

رسالہ الفرقان کے مسیح موعودؑ نمبر پر ایک طائرانہ نظر

مجاز اور استعارہ کی حقیقت

توضیح مرام والی عبارت کا اعادہ

گذشتہ قسط میں حضور کی کتاب توضیح مرام کے حوالہ سے یہ ثابت کیا جا چکا ہے کہ حضور بعض اوقات نبوّت یا نبی کا لفظ استعمال کرتے ہیں لیکن مراد اس سے جزوی نبوّت لیتے ہیں گویا کل کا لفظ استعمال کر کے مراد اس لفظ سے اس کا جزو لیتے ہیں اور اسے ہی علم بیان کی اصطلاح میں مجاز مرسل کہتے ہیں کوئی حرج نہیں اگر توضیح مرام کے ان الفاظ کو دوبارہ لکھ دیا جائے محدث کے اوصاف بیان کرتے ہوئے اور یہ واضح کرتے ہوئے کہ "محدث بھی ایک معنی سے نبی ہی ہوتا ہے گو اس کے لئے نبوّت تامہ نہیں مگر تاہم جزئی طور پر وہ ایک نبی ہی ہے" فرماتے ہیں :-

" اور نبوّت کے معنی بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ امور متذکرہ بالا اس میں پائے جائیں "

ظاہر ہے کہ اپنی اس تحریر میں حضور نے لفظ نبوّت مطلق استعمال کیا ہے لیکن مراد جزئی نبوّت لی ہے گویا کل سے مراد جزو لی گئی ہے یہ مجاز مرسل کی ایسی واضح مثال ہے کہ علماء بیان اس کا انکار کر سکتے ہی نہیں۔ اگر ہمارے یہ بھائی حضور کی اس تحریر کو مد نظر رکھیں تو حضور کی تحریروں میں جو اختلاف ان کو نظر آ رہا ہے وہ ایک دم میں ھباءً منثوراً ہو جائے لیکن یہ اسی دن ہو گا جس دن ان کی مساعی کا رُخ حضور کی تحریروں میں اختلاف ڈھونڈنے کی بجائے تطابق تلاش کرنے کی طرف مُڑ جائے گا۔ اللہ تعالےٰ کرے کہ وہ دن جلد آ جائے۔ آمین۔

مجاز مُرسل کی مزید مثالیں

پہلی مثال :-

توضیح مرام والی مثال کے بعد ذیل میں چند مزید مثالیں بھی اس امر پر روشنی ڈالنے کے لئے لکھی جاتی ہیں کہ محدثیت میں نبوّت کا صرف ایک شعبہ ہی پایا جاتا ہے اس لئے اسے نبوّت تامہ نہیں بلکہ جزوی نبوّت کے نام سے ہی نامزد کیا جائے گا اس لئے محدث زمرۂ انبیاء میں داخل نہیں ہو سکتا بلکہ زمرۂ اولیاء کا ہی فرد رہے گا زمرۂ انبیاء کا فرد وہی ہو گا جو ایک پہلو سے نہیں بلکہ جس پہلو سے بھی اسے دیکھا جائے وہ نبی ہی ہو اس میں امتیت کے پہلو کا قطعاً وجود نہ ہو۔ اس کے متعلق حضور اپنی کتاب ازالہ اوہام کے صفحہ ۴۲۱ و ۴۲۲ پر فرماتے ہیں :-

" سوال رسالہ فتح اسلام میں نبوّت کا دعوےٰ کیا ہے۔

"اما الجواب نبوت کا دعوےٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعوےٰ ہے جو خدا تعالےٰ کے حکم سے کیا گیا ہے (قارئین کرام دیکھ لیں کہ نبوّت اور محدثیت کو ایک دوسرے کے مقابل رکھا ہے باوجود نبوّت ناقصہ رکھنے کے اور باوجود ایک شعبہ قویہ نبوّت کا رکھنے اور باوجود ایک پہلو سے نبی کہلانے کے محدثیت نبوّت نہیں کہلا سکتی۔ ناقل) اور اس میں کیا شک ہے کہ محدثیت بھی ایک شعبہ قویہ نبوّت کا اپنے اندر رکھتی ہے۔ جس حالت میں رویاء صالحہ نبوّت کے ۴۶ حصوں میں سے ایک حصہ ہے تو محدثیت جو قرآن شریف میں نبوت . . .

کے ساتھ اور رسالت کے ہم پہلو بیان کی گئی ہے جس کے لئے صحیح بخاری میں حدیث بھی موجود ہے۔ اس کو اگر ایک مجازی نبوّت قرار دیا جائے یا ایک شعبہ قویہ نبوت کا ٹھہرایا جائے تو کیا اس سے نبوّت کا دعوےٰ لازم آ گیا (ظاہر ہے اس جگہ نبوّت کا لفظ نبوّت تامہ کے مفہوم میں استعمال کیا گیا ہے اور اسی کو درحقیقت شرعی اصطلاح میں نبوّت کہتے ہیں اور اسی کا حامل درحقیقت زمرۂ انبیاء کا فرد ہوتا ہے ورنہ نبوّت ناقصہ کے تو آپ مدعی ہیں ہی باوجود اس کے دعوےٰ نبوّت کا انکار فرما رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ ایک شعبہ قویہ نبوّت کا رکھنے سے کیا دعوےٰ نبوّت لازم آ جاتا ہے جس کے معنی ہیں کہ نہیں آتا۔ ناقل) قرآن شریف کی وہ قرأۃ یاد کرو جو ابن عباس سے لی ہے اور وہ یہ ہے وما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبي ولا محدث الا اذا تمنى القى الشيطان في امنيته فينسخ الله ما يلقي الشيطان ثم يحكم الله اياته وحی الٰہی پر صرف نبوت ناقصہ کی حد تک کہاں مہر لگ گئی ہے اگر ایسا ہی ہے تو پھر اس آیت کے کیا معنی ہیں انزل من السماء ماءً فسالت اودية بقدرها اسے غافلو اس امت مرحومہ میں وحی کی نالیاں قیامت تک جاری ہیں مگر حسب مراتب "

اب دیکھ لیں کہ نبوت ناقصہ کو ہی امت میں جاری تسلیم کیا ہے جس میں مکالمہ مخاطبہ تو ہے لیکن شریعت نہیں شریعت اگر شامل کر دی جائے تو نبوّت تامہ بن جاتی ہے اور اس کا حامل شرعی اصطلاح میں حقیقی نبی کہلاتا ہے ورنہ نبوّت ناقصہ رہے گی جو کل کا جزو ہے اور اس کا حامل شرعی اصطلاح میں محدث کہلائے گا اور نبی کا لفظ اس پر شرعی اصطلاح کو مد نظر رکھتے ہوئے مجازاً استعمال ہو گا یا جزو کل کا جزو ہونے کے یا حقیقی انبیاء کے ساتھ بوجہ بعض مشابہتوں کے پہلی صورت میں مجاز مرسل اور دوسری صورت میں استعارہ کہلائے گا۔

دوسری مثال

حضورؑ اپنی کتاب ازالہ اوہام کے صفحہ ۵۲۲ و ۵۲۳ پر فرماتے ہیں :-

" ہاں یہ بھی سچ ہے کہ آنے والے مسیح کو نبی کر کے بھی بیان کیا گیا ہے مگر اس کو امتی کر کے بھی تو بیان کیا گیا ہے بلکہ خبر دی گئی ہے اے امتی لوگو وہ تم میں سے ہی ہو گا اور تمہارا امام ہو گا اور نہ صرف قولی طور پر اس کا امتی ہونا ظاہر کیا بلکہ فعلی طور پر بھی دکھلا دیا کہ وہ امتی لوگوں کے موافق صرف قال اللہ و قال الرسول کا پیرو ہو گا اور حل معلقات و معضلات دین نبوت سے نہیں بلکہ اجتہاد سے کرے گا اور نماز دوسروں کے پیچھے پڑھے گا اب ان تمام اشارات سے صاف ظاہر ہے کہ وہ واقعی اور حقیقی طور پر نبوت تامہ کی صفت سے متصف نہیں ہو گا) دیکھ لیں کہ واقعی اور حقیقی طور پر سے مراد یہاں شرعی اصطلاح میں حقیقی مراد لیا گیا ہے اور اس کے مقابلہ میں نبوّت ناقصہ لکھی ہے جو لازماً شرعی اصطلاح میں مجاز ہو گی۔ ناقل) ہاں نبوّت ناقصہ اس میں پائی جائے گی جو دوسرے لفظوں میں محدثیت کہلاتی ہے (دیکھ لیں نبوّت ناقصہ چونکہ نبوّت تامہ کے مقابلہ میں جزو ہے اس لئے وہ نبوّت نہیں بلکہ محدثیت کہلائے گی۔ ناقل) اور نبوّت تامہ کی شانوں میں سے ایک شان اپنے اندر رکھتی ہے (کیا نبوّت ناقصہ کو جزو بتلانے کے لئے مندرجہ بالا الفاظ سے بڑھ کر بھی کوئی الفاظ ہو سکتے ہیں۔ ناقل) سو یہ بات کہ اس کو امتی بھی کہا اور نبی بھی اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دونوں شانیں امتیت اور نبوّت کی اس میں پائی جائیں گی جیسا کہ محدث میں ان دونوں شانوں کا پایا جانا ضروری ہے (کیا حضور کے یہ الفاظ دلالت نہیں کرتے اس بات پر کہ جس نبی کو امتی بھی کہا جائے گا اس پر لفظ نبی صرف مجازاً استعمال ہو گا حقیقتاً نہیں اس کا امتی ہونا ہی قرینہ مانع ہو گا کہ شرعی اصطلاح میں نبوّت کے حقیقی معنی یہاں مراد نہیں لئے جا سکتے پس جس جس جگہ بھی حضور نے اپنے وجود میں امتیت اور نبوّت کو جمع کیا ہے وہاں نبوّت کا لفظ شرعی نقطۂ نگاہ سے مجاز کے طور پر ہی استعمال کیا ہے۔ ناقل) لیکن صاحب نبوّت تامہ تو صرف ایک شان نبوّت ہی رکھتا ہے (کیا یہ الفاظ بھی بالصراحت اس بات پر دلالت نہیں کرتے کہ زمرۂ انبیاء کے ساتھ امتیت جمع نہیں ہو سکتی۔ ناقل) غرض محدثیت دونوں رنگوں سے رنگین ہوتی ہے اسی لئے خدا تعالےٰ نے براہین احمدیہ میں اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا اور نبی بھی "

استعارہ کی مثالیں۔ اس قسم کے حوالے تو بے شمار ہیں

لیکن حقیقت تک پہنچنے کے لئے مندرجہ بالا دو حوالے ہی کافی ہیں۔ اب ذیل میں چند مثالیں استعارہ کے متعلق پیش کی جاتی ہیں میں اوپر بتلا چکا ہوں کہ اگر حقیقی اور مجازی معنوں کے درمیان علاقہ مشابہت کا ہو تو اس مجاز کو استعارہ کہتے ہیں حضور رنے چونکہ اپنے متعلق لفظ نبی کے ساتھ مجاز اور استعارہ دونوں لفظ استعمال کئے ہیں ایک کے متعلق میں بتلا چکا ہوں کہ مجاز کی قسم مجاز مرسل کو مدنظر رکھ کر لفظ نبی اپنے لئے استعمال کیا ہے اور استعارہ کا لفظ مشابہت کے علاقہ کو مدنظر رکھ کر استعمال کیا ہے چنانچہ ازالہ اوہام صفحہ ۵۲۲ پر فرماتے ہیں :-

"مسیح کیونکر آسکتا وہ رسول تھا اور خاتم النبیین کی دیوار دومیں اسکو آنے سے روکتی ہے سو اس کا ہم رنگ آیا وہ رسول نہیں مگر رسولوں کے مشابہ ہے اور امثل ہے"

(دیکھ لیجئے یہاں واضح طور پر علاقہ مشابہت کا ہی بتلایا ہے۔ ناقل)

دوسرا حوالہ

اسی کتاب کے صفحہ ۵۸۶ پر فرماتے ہیں :-

"یہ تو اجماعی عقیدہ ہو چکا اور مسلم میں اس بارہ میں حدیث بھی ہے کہ مسیح نبی اللہ ہونے کی حالت میں آئے گا اب اگر مثالی طور پر مسیح یا ابن مریم کے لفظ سے کوئی امتی شخص مراد ہو جو محدثیت کا مرتبہ رکھتا ہو تو کوئی بھی خرابی لازم نہیں آتی کیونکہ محدث من وجہ نبی بھی ہوتا ہے مگر وہ ایسا نبی ہے جو نبوت محمدیہ کے چراغ سے روشنی حاصل کرتا ہے اور اپنی طرف سے نہیں بلکہ اپنے نبی کے طفیل سے علم پاتا ہے"۔

اس حوالہ میں جزو والی شق اور مشابہت والی شق دونوں کو اکٹھا کر دیا ہے اور خود لفظ مسیح کو قرینہ مانعہ بتلایا ہے اس لئے جس جس جگہ نبی کے ساتھ مسیح یا مسیح موعود کا لفظ آئے گا وہاں نبوت سے مراد شرعی اصطلاح میں مجازی معنی ہی ہونگے اور مسیح موعود قرینہ مانع ہوگا حقیقی معنی مراد لینے سے۔

تیسرا حوالہ

اپنی کتاب آئینہ کمالات اسلام کے صفحہ ۲۲۴ پر فرماتے ہیں :-

"تمام جاودانی چشمے محض حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کی طفیل دنیا میں آئے ہیں یہی امت ہے کہ اگرچہ نبی تو نہیں مگر نبیوں کی مانند خدا سے ہمکلام ہو جاتی ہے اور اگرچہ رسول نہیں مگر رسولوں کی مانند خدا تعالےٰ کے روشن نشان اس کے ہاتھ پر ظاہر ہوتے ہیں"

یہاں بھی مشابہت کا ہی علاقہ بتلایا ہے۔

چوتھی مثال

ازالہ اوہام صفحہ ۵۶۹ پر فرماتے ہیں :-

"ہاں محدث جو مرسلین میں سے ہے امتی بھی ہوتا ہے اور ناقص طور پر نبی بھی امتی وہ اس وجہ سے کہ وہ بکلی تابع شریعت رسول اللہ اور مشکوٰۃ رسالت سے فیض پانے والا ہوتا ہے اور نبی اس وجہ سے کہ خدا تعالےٰ نبیوں کا سا معاملہ اس سے کرتا ہے"۔

. . . .

پانچواں حوالہ

تذکرہ صفحہ ۷۹ پر حضور کی مندرجہ ذیل عبارت درج کی گئی ہے۔

"جری اللہ فی حلل الانبیاء اس فقرہ الہامی کے یہ معنے ہیں کہ منصب ارشاد و ہدایت اور مورد وحی الٰہی ہونے کا دراصل حلہ انبیاء ہے اور ان کے غیر کو بطور مستعار ملتا ہے اور یہ حلہ انبیاء امت محمدیہ کے بعض افراد کو بغرض تکمیل ناقصین عطا ہوتا ہے اور اسی کی طرف اشارہ ہے جو آنحضرت صلعم نے فرمایا علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل پس یہ لوگ اگرچہ نبی نہیں پر نبیوں کا کام ان کے سپرد کیا جاتا ہے"

حضورؑ کی عبارت کے علاوہ خود حدیث میں لفظ ک بھی مشابہت پر صریح دلالت کرتا ہے جس کے معنی صاف ہیں کہ اس امت کے مجددین جن میں حسب قول حضرت مسیح موعود خود آپ بھی شامل ہیں وہ اگرچہ نبی تو نہیں مگر نبیوں کے ساتھ ان کو مشابہت حاصل ہے اس لئے وہ مجاز کی قسم استعارۃً نبی کہلا سکتے ہیں مسیح موعود کا نام خاص طور پر استعارتاً نبی رکھنا اور دوسرے مجددین کا نہ رکھنا ایک دوسری حکمت پر مبنی ہے جس کا ذکر اگرچہ مسئلہ فضیلت پر بحث کرتے ہوئے کیا جا چکا ہے لیکن انشاء اللہ اپنے موقعہ پر اس کا اعادہ بھی کر دیا جائے گا۔

اس قسم کے حوالے بھی بہت ہیں لیکن طالبین حق کے لئے سردست اتنے ہی کافی ہیں۔

نبی یا محدّث

۵ مئی ۱۸۹۳ء کو حضورؑ نے ایک اشتہار شائع کیا جس کا عنوان ہے "قد افلح من زکٰھا" اس اشتہار میں حضور نے ان روحانی نعمتوں اور برکات کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ جو شخص ان نعمتوں سے نوازا جاتا ہے اس کو نبی یا محدث کہتے ہیں قارئین کرام کو اصل مضمون سے آگاہ کرنے کے لئے اس اشتہار کو ذیل میں من و عن نقل کیا جاتا ہے۔ یہ اشتہار تبلیغ رسالت جلد سوم صفحہ ۴۴ تا ۴۶ پر درج ہے :-

"قد افلح من زکٰھا

کوئی اس پاک سے جو دل لگاوے
کرے پاک آپ کو تب اسکو پاوے

یہ تو ہر ایک قوم کا دعوےٰ ہے کہ بہتیرے ہم میں ایسے ہیں کہ خدا تعالےٰ سے محبت رکھتے ہیں مگر ثبوت طلب یہ بات ہے کہ خدا تعالےٰ بھی اُن سے محبت رکھتا ہے یا نہیں اور خدا تعالےٰ کی محبت یہ ہے کہ پہلے تو اُن کے دلوں پر سے پردہ اُٹھا دے جس پردہ کی وجہ سے اچھی طرح انسان خدا تعالےٰ کے وجود پر یقین نہیں رکھتا اور ایک دھندلی سی اور تاریک معرفت کے ساتھ اس کے وجود کا قائل ہوتا ہے۔ بلکہ بسا اوقات امتحان کے وقت اس کے وجود سے ہی انکار کر بیٹھتا ہے اور یہ پردہ اُٹھایا جانا بجز مکالمہ الٰہیہ کے اور کسی صورت سے میسر نہیں آسکتا۔ پس انسان حقیقی معرفت کے چشمہ میں اس دن غوطہ مارتا ہے۔ جس دن خدا تعالےٰ اسکو مخاطب کرکے انا الموجود کی اسکو آپ بشارت دیتا ہے۔ تب انسان کی معرفت صرف اپنے قیاسی ڈھکوسلے یا محض منقول خیالات تک محدود نہیں رہتی۔ بلکہ خدا تعالےٰ سے ایسا قریب ہو جاتا ہے کہ گویا اسکو دیکھتا ہے اور یہ سچ اور بالکل سچ ہے کہ خدا تعالیٰ پر کامل ایمان اسی دن انسان کو نصیب ہوتا ہے کہ جب اللہ جلشانہ اپنے وجود سے آپ خبر دیتا ہے۔ اور پھر دوسری علامت خدا تعالےٰ کی محبت کی یہ ہے کہ اپنے پیارے بندوں کو صرف اپنے وجود کی خبر ہی نہیں دیتا بلکہ اپنی رحمت اور فضل کے آثار بھی خاص طور پر اُن پر ظاہر کرتا ہے اور وہ اس طرح پر کہ اُن کی دعائیں جو ظاہری امیدوں سے زیادہ ہوں قبول فرما کر اپنے الہام اور کلام کے ذریعہ سے ان کو اطلاع دے دیتا ہے تب اُن کے دل تسلی پکڑ جاتے ہیں کہ یہ ہمارا قادر خدا ہے جو ہماری دعائیں سنتا اور ہم کو اطلاع دیتا اور مشکلات سے ہمیں نجات بخشتا ہے اسی روز سے نجات کا مسئلہ بھی سمجھ آتا ہے۔ اور خدا تعالےٰ کے وجود کا بھی پتہ لگتا ہے۔ اگرچہ جگانے متنبہ کرنے کے لئے کبھی کبھی غیروں کو بھی سچی خواب آسکتی ہے۔ مگر اس طریق کا مرتبہ اور شان اور رنگ اور ہے۔ یہ خدا تعالےٰ کا مکالمہ ہے جو خاص مقربوں سے ہی ہوتا ہے۔ اور جب مقرب انسان دعا کرتا ہے تو خدا تعالےٰ اپنی خدائی کے جلال کے ساتھ اُس پر تجلی فرماتا ہے۔ اور اپنی رُوح اس پر نازل کرتا ہے اور اپنی محبت سے بھرے ہوئے لفظوں کے ساتھ اس کو قبول دعا کی بشارت دیتا ہے اور جس کسی سے یہ مکالمہ کثرت سے وقوع میں آتا ہے۔ اس کو نبی یا محدث کہتے ہیں اور سچے مذہب کی یہی نشانی ہے کہ اس مذہب کی تعلیم سے ایسے راستباز پیدا ہوتے رہیں جو محدث کے مرتبہ تک پہنچ جائیں۔ جن سے خدا تعالےٰ آمنے سامنے کلام کرے اور اسلام کی حقیقت اور حقانیت کی اوّل نشانی یہی ہے کہ اس میں ہمیشہ ایسے راستباز جن سے خدا تعالےٰ ہمکلام ہو پیدا ہوتے ہیں تتنزل علیہم الملائکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا۔ سو یہی معیار حقیقی سچے اور زندہ اور مقبول مذہب کی ہے اور ہم جانتے ہیں کہ یہ نور صرف اسلام میں ہے۔ عیسائی مذہب اس روشنی سے بے نصیب ہے۔ اور ہماری یہ بحث ڈاکٹر کلارک صاحب سے ہے۔ اس غرض اور اسی شرط سے ہے کہ اگر وہ اس مقابلہ سے انکار کریں تو یقیناً سمجھو کہ عیسائی مذہب کے بطلان کے لئے یہی دلیل ہزار دلیل سے بڑھ کر ہے کہ مردہ ہرگز زندہ کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اور نہ اندھا سوجاکھے کے ساتھ پورا اتر سکتا ہے۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔

۵ مئی ۱۸۹۳ء

خاکسار میرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور"

علماء ربوہ اور ان کے ہمنوا احباب حضور کے کلام میں جہاں لفظ نبی دیکھتے ہیں تو اس سے زمرۂ انبیاء کا فرد ہی مراد لیتے ہیں وہ مہربانی کر کے بتلائیں کہ اشتہار ہذا میں جو الفاظ اس کو

(باقی برصفحہ ۶ کالم ۳)

اسلام کی اشاعت اور پیغمبر اسلام کی عزت کی حفاظت میں احمدیہ جماعت لاہور کا حصہ

عزیز کاشمیری صاحب ایڈیٹر "روشنی" سرینگر

حضرت مرزا غلام احمد صاحب مجدد صدی چہاردہم اور آپ کی قائم کردہ جماعت احمدیہ کا مقصد وحید یہ ہے کہ دین فطرت اسلام کی خدمت کی جائے۔ اور شارع اسلام صلعم کا پیغام دنیا کے کونے کونے میں پہنچایا جائے۔ موصوف نے اعلانیہ طور پر فرمایا ہے کہ:—

"جاننا چاہیئے کہ خدائے تعالےٰ نے اپنی تمام نبوتوں اور رسالتوں کو قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کر دیا ہے۔ اور ہم محض دین اسلام کے خادم بن کر دنیا میں آئے اور دنیا میں بھیجے گئے۔ نہ اس لئے کہ اسلام کو چھوڑ کر کوئی اور دین بنا دیں"

"...... ہماری کوئی کتاب بجز قرآن شریف نہیں ہے۔ اور ہمارا کوئی رسول بجز محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہے، اور ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں کہ ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء اور قرآن شریف خاتم الکتب ہے۔ سو دین کو بچوں کا کھیل نہیں بنانا چاہیئے اور یاد رکھنا چاہیئے کہ ہمیں بجز خادم اسلام ہونے کے اور کوئی دعوے بالمقابل نہیں ہے، اور جو شخص ہماری طرف یہ منسوب کرے وہ ہم پر افترا کرتا ہے۔" (مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر چہارم مکتوب بنام ...)

حضرت کی ساری زندگی آپ کی ساری تصانیف اور اشتہارات شاہد ہیں اور زبان حال سے بھی پکار پکار کر شہادت دے رہے ہیں کہ آپ کی رگ رگ میں اسلام، حضور بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی عشق و محبت کا والہانہ جذبہ تھا اور رات دن اس امر کے لئے کوشاں رہتے تھے کہ دنیا میں اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بول بالا ہو اور قرآن پاک کا جھنڈا تمام دنیا میں بلند ہو جائے۔ یہی وجہ ہے کہ جب مخالفین نے آپ کی تکفیر کی۔ جس طرح کہ آج تک وہ تمام مجددین و اولیاء اللہ کی کرتے چلے آئے ہیں، تو آپ نے اس کی ذرّہ بھر پروا نہیں کی۔ اور فرمایا ہے

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم ❊ گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

اس مضمون میں ہم مختصراً یہ تذکرہ کرنا چاہتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کی قائم کردہ جماعت احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے اسلام کی اشاعت اور حضرت بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کی حفاظت میں کیا کچھ خدمات علمی اور عملی رنگ میں انجام دیئے۔

علمی رنگ میں

کثرت نکاح:— حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک پر غیر مسلموں اور خود مسلمانوں نے جو ناپاک الزامات عائد کئے تھے۔ ان کا جماعت احمدیہ نے پوسٹ مارٹم کر کے رکھ دیا اور حضور صلعم کی بے داغ معصوم اور روشن زندگی کے ہر پہلو کو اجاگر کیا۔

آپ کے خلاف متعصب اشخاص الزام عائد کرتے تھے کہ آپ کو فرقہ اناث کی طرف زیادہ رغبت تھی۔ اسی لئے زیادہ نکاح کئے۔ جماعت احمدیہ نے دنیا پر ظاہر کیا کہ حضور نے جوانی کا اوّلین حصہ انتہائی پاک بازی میں گذارا۔ یہاں تک کہ امین کے لقب سے ملقب رہے۔ ۲۵ سال کی عمر میں ایک ایسی بیوہ خاتون حضرت خدیجہ رضؓ سے شادی کی۔ جو عمر میں آپؐ سے بڑی یعنی چالیس کی تھی۔ حضور پچاس سال کی عمر تک اسی خاتون کے ساتھ زندگی بسر کرتے رہے۔ حضرت خدیجہ رضؓ کی وفات کے بعد مختلف قبائل میں پیغام پہنچانے اور دوسری مصلحتوں کے پیش نظر آپ کو زیادہ نکاح کرنے پڑے۔ تو یہ ایسی کوئی بات نہیں جس پر اعتراض عائد کیا جا سکتا ہے۔ حضورؐ کی زندگی شاہد ہے کہ آپ کی راتوں کا اکثر وقت عبادت الٰہی میں گذر جاتا تھا۔ اور پھر بائبل شاہد ہے کہ دوسرے تمام انبیاء کی بھی زیادہ شادیاں تھیں۔ اور بعض تو درجنوں بیویاں رکھتے تھے۔ تو شری رامچندر کے والد راجہ دشرتھ کی چار رانیاں تھیں، اور شری کرشن جی مہاراج کثیر التعداد گوپیاں رکھتے تھے۔

تلوار سے دین کی اشاعت:— حضورؐ پر الزام عاید کیا جاتا تھا کہ آپ نے "تلوار سے اپنے مذہب کی اشاعت کی"۔ بعض کوتاہ فہم مسلمان بھی انہی خیالات کا اظہار کیا کرتے تھے اور اسے "جہاد" کے نام سے موسوم کیا کرتے تھے لیکن احمدیہ جماعت نے اس الزام کی واقعات اور دلائل سے تردید کی اور کہا کہ قرآن پاک کی تعلیم ہے لا اکراہ فی الدین۔ دین میں کوئی جبر نہیں۔

حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو جتنے غزوات لڑنے پڑے۔ سب کے سب دفاع میں لڑنے پڑے۔ جب دشمن آپ پر یلغار کر کے آتے تھے۔ مثلاً:—

نام جنگ	جہاں لڑی گئی	فاصلہ از مکہ سے	فاصلہ از مدینہ سے	فریقین کی تعداد: غیر مسلم	فریقین کی تعداد: مسلم	نتیجہ
بدر	بدر (۲ ہجری)	۲۲۰	۳۰	۱۰۰۰	۳۱۳	مسلمانوں کو فتح ہوئی
احد	احد (۳ ہجری)	۲۴۷	۳	۳۰۰۰	۷۰۰	مسلمانوں کو کافی نقصان پہنچا مخالف بھی میدان چھوڑ کر چلے گئے
احزاب	مدینہ (۵ ہجری)	۲۵۰	-	۲۴۰۰۰	۱۰۰۰	مدینہ کا محاصرہ کیا گیا۔ ایک ماہ کی کشمکش کے بعد جب کچھ نہ بن سکے تو وہ واپس چلے گئے۔

عہد نبویؐ کے تمام شہداء، مقتولین و مجروحین کی فہرست یہ ہے:—

نام فریق	گرفتار	مجروح	مقتول	
مسلمان	۱	۲۹	۲۵۹	شہید
مخالف	۶۹۶۴	-	۷۹۹	مقتول

بایں ہمہ مخالفوں کو منہ کی کھانی پڑتی تھی۔ اسلام نہ کبھی تلوار کا محتاج رہا ہے۔ اور نہ کبھی رہے گا۔ اس کے اصول و فروع علم، عقل اور سائنس کے مطابق ہیں۔ اور یہ دلائل و براہین کی بدولت تمام ادیان پر غالب آئیگا۔ احمدیہ جماعت نے واضح کیا۔ کہ سب سے بڑا جہاد یہ ہے کہ قرآن کے علم اور نور کو پھیلایا جائے اور غیر مسلموں کے دلوں اور دماغوں میں جو تعصب ہے۔ اس کو روشن دلائل سے دُور کیا جائے اور اس مقصد میں خدا کے فضل سے بہت کامیابی حاصل ہوئی، یہاں تک کہ وہ علماء جو کل جماعت احمدیہ کو جہاد کا منکر قرار دیتے تھے۔ خود بھی اب جہاد کی یہی تاویل کرنے لگے ہیں۔ چنانچہ مولانا حفظ الرحمٰن اور دوسرے ہندوستانی علماء کی مثال واضح ہے۔

مرگی زدہ ہونے کا الزام بدباطن عیسائی مؤرخوں نے لکھا ہے۔ کہ حضور آنحضرت صلعم پر نعوذ باللہ مرگی کا دورہ پڑا کرتا تھا لیکن جماعت احمدیہ نے روز روشن کی طرح دنیا پر ثابت کر دیا کہ حضور رسول مقبول کی صحت نہایت اعلیٰ درجہ کی تھی، رنگ سرخ و سپید تھا۔ میدان جنگ میں آپ نے بہادری کے وہ نمایاں کارنامے دکھائے جو کسی پہلوان یا سپہ سالار سے بھی ممکن نہ تھے۔ صحابہ رضؓ نے کہا ہے کہ ہم جب کسی گھمسان میں گھبرا جاتے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سائے میں پناہ لیتے تھے۔ اس طرح جو پتھر کسی کے پھاوڑے سے نہ ٹوٹتے تھے۔ وہ آپؐ کے قوت بازو سے پارہ پارہ ہو کر رہ جاتے تھے ایسی مضبوط صحت و قوت کا انسان کیا مرگی زدہ ہو سکتا ہے۔ ہرگز نہیں، حضور کی راتیں عبادت میں بسر ہوتی تھیں اور دن تبلیغ اور وعظ میں۔ بھلا جو شخص مسجد میں نمازوں کی امامت بھی کرتا ہو، گھر کے کام و کاج میں بھی مدد دیتا ہو، دشمن کا مقابلہ بھی اچھی طرح کرتا ہو، علم و حکمت کی تعلیم بھی دیتا ہو، انتظام کے وقت بادشاہ۔ جنگ کے وقت سپہ سالار، مقدمات کا فیصلہ کرنے کے وقت جج۔ کام کرنے کے وقت مزدور، پیغمبری کے وقت قوم کا پاسبان، ظالم کے مقابلہ میں پہاڑ کی طرح ڈٹا ہوا اور دوستوں کا ہمدرد، بیماروں کی تیمارداری کے وقت وفادار دوست ہو، یتیموں کا حامی بیکسوں کا سہارا، غلاموں کا مولا۔ اور صاحب خلق عظیم ہو اور پھر جس کے متعلق مشہور تاریخ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا میں اعتراف ہو کہ "مذہبی شخصیتوں میں محمدؐ سے بڑھ کر کوئی شخصیت کامیاب نہیں ہوئی"۔ کیا وہ کوئی مرگی زدہ ہو سکتا ہے ؎

کچھ تو خوف خدا کرو لوگو ❊ کچھ تو لوگوں خدا سے شرماؤ

گمراہ اور گناہگار ہونے کے الزامات:— اسی طرح مخالف اور اپنے نادان دوست ناپاک

خیالات کا اظہار کرتے ہوئے بعض آیات قرآنی کا بگاڑ کر ترجمہ کرتے تھے مثلاً ووجدك ضالا فهدىٰ کا ترجمہ کرتے تھے "آپ گمراہ تھے۔ ہم نے ہدایت کی"۔ ليغفرلك ذنبك ماتقدم وماتاخر (اپنے سابقہ اور ...... گناہوں کی مغفرت مانگ)

لیکن جماعت احمدیہ نے ثابت کیا کہ نبی ازلی معصوم ہوتے ہیں اور گناہ کے قریب بھی پھٹکنے نہیں پاتے اور ان آیات کی صحیح تفسیر لغات کے مطابق کی کہ

"تجھے طالب پایا اور راستہ بتایا" حضورؐ کے بارے میں قرآن پاک میں ہی ہے ماضل صاحبكم وماغوىٰ (۵۳: ۲) تمہارا ساتھی گمراہ نہیں نہ بہکا ہے اور نہ خواہش نفس سے بولتا ہے، یہ صرف وحی ہے جو اس کی طرف کی جاتی ہے۔"

استغفار کرنے سے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ کوئی گناہگار ہے۔ یہ نہیں بلکہ ایک گناہگار اپنے گناہوں کے بدنتائج سے بچنے کے لئے جناب الٰہی سے حفاظت مانگتا ہے، تو ایک نیکوکار خدا کا مقرب بندہ کسی میں پڑنے یا کسی کمزوری کا شکار ہو جانے سے خدا کی پناہ مانگتا ہے۔

سحر کا اثر

بعض نافہم مسلمانوں کا اعتقاد بخاری شریف اور مسلم میں مندرج اس روایت پر تھا کہ آنحضرت صلعم پر ایک یہودی کے سحر کا اثر ہو گیا تھا۔ احمدیہ جماعت نے ان خرافات کے پرخچے اڑا کر رکھ دیئے۔

نوسالہ لڑکی سے شادی

بعض لوگ جن میں عیسائی معترضین بھی شامل ہیں کہا کرتے تھے کہ حضور صلعم نے جب کہ آپ کی عمر پچاس سال سے زائد تھی۔ حضرت عائشہؓ کے ساتھ اس وقت شادی کی۔ جب کہ آپؓ کی عمر صرف ۹ سال کی تھی۔ جماعت احمدیہ نے واقعات اور تواریخ سے ثابت کیا کہ آپ کی منگنی بعثت کے دسویں سال ہوئی جب کہ حضرت عائشہ رض کی عمر دس سال کی تھی اور شادی ہجرت کے دو سال بعد ہوئی جب کہ حضرت عائشہ رض کی عمر پندرہ سال کی تھی۔

حضرت زینبؓ سے شادی

بعض کوراندیش ملّا کہا کرتے ہیں کہ حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے منہ بولے بیٹے زید رض کی عورت پر فریفتہ ہو گئے۔ اور تفسیر بیضاوی کی آڑ لیتے ہیں۔ چنانچہ خالد لطیف گابا نے بھی پرافٹ آف ڈیزرٹ میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔ لیکن جماعت احمدیہ نے قرآن پاک اور واقعات سے ثابت کیا کہ حضرت زینب کی شادی اس کے بھائی کی مرضی کے خلاف زید رض کے ساتھ ہوئی تھی۔ پھر جب آن میں نہ نبھی، تو زیدؓ نے آپ کو طلاق دے دی اس کے بعد آپ کے بھائی نے حضورؐ کو اس کے ساتھ شادی کا پیغام دیا۔ اور پھر منہ بولے بیٹے کو حقیقی بیٹا قرار دینے کے خلاف جب قرآن حکیم کا حکم نازل ہوا تو آپؐ نے شادی کی۔

قرآن پاک میں ہے۔ "پھر جب زیدؓ نے اس سے قطع تعلق کیا تو ہم نے اسے تیرے نکاح میں دے دیا تاکہ مومنوں پر اپنے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں کے بارے میں کوئی تنگی نہ رہے"

(الاحزاب ۳۳: ۳۷)

پس اس واقعہ کو توڑ مروڑ کر بیان کرنے والوں کو حقائق کی دنیا میں شرمندہ ہونا پڑا۔

ناسخ منسوخ

بعض مسلمانوں اور ان کے علماء کو غلطی لگی تھی اور وہ قرآن پاک کی آیات کو منسوخ العمل اور منسوخ التلاوت قرار دیتے تھے ایسی آیات کی تعداد پانچسو بتایا کرتے تھے۔ امام سیوطی نے اتقان میں ۲۱-۲۰ آیات کو منسوخ قرار دیا ہے اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے ۵ آیات کو۔ لیکن احمدیہ جماعت نے دعویٰ کیا کہ قرآن پاک کا ایک نکتہ یا شعشہ نہ کبھی پہلے منسوخ ہوا اور نہ قیامت تک ہوگا اس طرح سے قرآن پاک کی توقیر اور عظمت بلند و برتر رکھا۔

تکفیر المسلمین

بہت سے لوگ تکفیر المسلمین کے قائل ہیں اور شب و روز ایک دوسرے کو کافر و زندیق، واجب القتل اور گردن زدنی قرار دیتے تھکتے نہیں۔ لیکن احمدیہ جماعت نے قرآن پاک کے فرمان "جو شخص تمہیں السلام علیکم کرے اسے کافر مت کہو"۔

فرمان نبوی لاتكفروا اهل قبلتكم اپنے اہل قبلہ کی تکفیر نہ کرنا"

اور من صلّ صلوٰتنا واستقبل قبلتنا واكل ذبيحتنا فذالك المسلم الذى له ذمة الله و ذمة رسوله فلاتخفروا الله فى ذمته (بخاری کتاب الصلوٰۃ)

جو شخص ہماری طرح نماز پڑھے اور ہمارے قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتا ہے ہمارا ذبیحہ کھاتا ہے۔ تو یہ شخص مسلمان ہے جس کے لئے اللہ کا عہد اور اس کے رسول کا عہد ہے۔ پس اللہ کے عہد کو نہ توڑو۔ ـــــ کی آواز اٹھا کر اعلان کیا کہ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔ اس طرح سے وحدت ملی اور مسلمانوں کی یکجہتی کو برقرار کیا۔ جسے پھوٹ اور انتشار کی بدولت آج تک کافی سے زیادہ نقصان پہنچا تھا۔

مذہب میں عقل

اسی طرح جو لوگ کہا کرتے تھے کہ مذہب میں عقل کا استعمال جائز نہیں افلا تعقلون اور افلا تتفكرون کے مسلسل آیات قرآن پاک پیش کر کے ان کا منہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بند کیا۔ اور واضح کیا کہ اسلام میں اجتہاد کا دروازہ قیامت تک کے لئے کھلا ہے۔

خاتم النبیین

عامۃ المسلمین جنہیں یہ دعوےٰ ہے کہ وہ حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتے ہیں اور الٹا ہم پر الزام عائد کرتے ہیں کہ گویا ہم حضورؐ کے آخری نبی ہونے پر یقین نہیں کرتے ہیں۔ ان کو ہم نے بے نقاب کیا کہ حقیقتاً وہ خود ختم نبوت کے منکر ہیں۔ کیونکہ ان کا اعتقاد ہے کہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام دو ہزار سال سے اسی جسد انسانی کے ساتھ زندہ ہیں، وہ دوبارہ اس امت میں نازل ہوں گے اگرچہ نبوت سے معزول ہی کئے گئے ہوں گے۔ نعوذ باللہ) لیکن احمدیہ جماعت نے قرآنؐ علاینفا کی روشنی میں ثابت کیا کہ اسلام کامل دین ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ نبی ہیں۔ اس امت میں قیامت تک اب نہ کوئی نیا نبی آئے گا اور نہ پرانا۔

حدیث نبوی میں یہ جو بیان کیا گیا ہے کہ ابن مریم نازل ہوں گے اس کے بارے میں صاف لکھا ہے کہ امامكم منكم (ابن ماجہ)

وہ تمہارا امام تم میں سے ہوگا" یعنے مسلمانوں کا کوئی امام ہی مثیل مسیح ہوگا نہ کہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام جو فوت ہو گئے ہیں اور بروئے حدیث نبوی صلعم "عیسےٰ بن مریم ایک سو بیس برس زندہ رہے" (طبرانی مستدرک)

بانئے سلسلہ نے اسی مسیح موعود ہونے کا دعوےٰ فرمایا اور کہا ہے

چوں مرا نورے پئے قوم مسیحی دادہ اند
مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند

چنانچہ کسر الصلیب اور یقتل الخنزیر کا جو نظارہ آپ نے دکھایا وہ آپ کے صادق اور راست باز ہونے پر اظہر من الشمس ہے۔

عملی رنگ میں

اسلام کی حفاظت و اشاعت دین کے سلسلے میں اور حضور رسول پاک صلعم کا نام مبارک دنیا کے گوشے گوشے میں پہنچانے کے لئے احمدیہ جماعت نے کیا کچھ کیا؟ مختصراً درج ذیل ہے :-

اسلامی مشنوں کا قیام

(۱) انگلستان میں ووکنگ کے مقام پر ۱۹۱۲ء میں ایک مشن قائم کیا مسجد تعمیر کی جہاں خواجہ کمال الدین مرحوم نے تبلیغ و تصنیف کا سلسلہ شروع کیا۔ رسالہ اسلامک ریویو جاری کیا۔ اور اس تبلیغ کا نتیجہ یہ ہے کہ آج انگلستان میں ۲۰ ہزار مسلمان ہیں جن میں بڑے بڑے ذی جاہ اور متقدر اصحاب بھی ہیں اور یہ مشن دن دگنی رات چوگنی ترقی کر رہا ہے۔

(۲) جرمنی۔ جرمنی کے شہر برلن میں ڈیڑھ لاکھ روپیہ کے صرفہ سے ۱۹۲۴ء میں ایک خوبصورت اور عالی شان مسجد تعمیر کی گئی ہے جس پر اب بھی پندرہ ہزار کے قریب سالانہ اخراجات ہوتے ہیں اور ہزاروں جرمن آج تک دائرہ اسلام میں داخل ہو چکے ہیں۔

(۳) ہالینڈ - ہالینڈ میں ۱۹۳۹ء میں مشن قائم کیا گیا۔ اور اب بھی یہ مشن کام کر رہا ہے۔ ان کے علاوہ ان مقامات پر باقاعدہ تبلیغی مشن جاری کام ہیں۔

(۴) جاوا (۵) آسام (۶) سیام (۷) فجی (۸) سیلون (۹) ڈھاکہ (۱۰) برٹش گیانا (۱۱) ڈچ گیانا (۱۲) ٹرینیڈاڈ اور (۱۳) لیگوس نائیجیریا (۱۴) گھانا۔

کالج

لاہور میں دو کالج "تیسنیٹر کیمبرج کالج" اور "نیو مسلم کالج" کے نام سے اور ڈیرہ دون میں ایک ہائی سکول انجمن چلا رہی ہے۔

ادارہ تعلیم القرآن میں ..... ایک تبلیغی کلاس جاری ہے جہاں اسلام کے مبلغین کی تعلیم و تربیت کا کام انجام دیا جاتا ہے۔

لاہور میں طلباء کے قیام و طعام کے لئے مسلم ہوسٹل قائم کیا گیا ہے اور اب ایک احمدیہ ہال بھی قائم کیا گیا ہے۔

قرآن پاک کے تراجم

انگریزی ترجمۃ القرآن۔ قرآن پاک کا یہ ترجمہ ۱۹۱۷ء میں شائع کر دیا جس سے خدا کے فضل سے انتہائی مقبولیت ہوئی، نہ صرف غیر مسلموں کے دلوں میں اس نے اسلام کا نور پیدا کیا۔ بلکہ مسلمانوں کے ہزاروں دلوں میں بھی اطمینان پیدا کیا فلسفی اسلام مولانا عبدالماجد دریابادی کا اپنا اعتراف ہے کہ دہریت کی نذر ہو جانے سے صرف اسی ترجمہ نے انہیں بچایا کہ مرتبہ مولانا محمد علی جو ہر نے اس کی تعریفیں کیں۔ اس ترجمے کے اب تک پانچ ایڈیشن شائع ہو گئے ہیں اور موجودہ وقت میں اس سے بہترین کوئی بھی ترجمہ موجود نہیں۔

(باقی بر صفحہ ۱۲ کالم ۲)

پیغام صلح مورخہ ۲۵/۸

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک نورالٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور جناب مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا۔

جلد ۵۳ | یوم چہارشنبہ - مورخہ ۱۸ جمادی الاول ۱۳۸۵ھ مطابق ۱۶ ستمبر ۱۹۶۵ء | نمبر ۳۴

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا برقی پیغام صدر پاکستان کے نام

بخدمت جناب صدر پاکستان - پریزیڈنٹ ہاؤس راولپنڈی

جناب والا!

ممبران احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور پاکستان کی مقدس سرزمین پر ہندوستانی جنگی ناخداؤں کے وحشیانہ حملہ کے بالمقابل آپ کے بروقت مؤثر اقدام کی پوری تائید اور حمایت کرتے ہیں، انجمن کا ہر ممبر مادر وطن کی حفاظت کے لئے اپنا سب کچھ قربان کرنے کو تیار ہے۔

ہمیں پورا یقین ہے کہ آپ کی عقلمندانہ قیادت اور اللہ تعالےٰ کے بے حد و رحم و کرم سے پاکستان کی بہادر اور مخلص افواج اور ناقابل تسخیر عوام دشمنوں کو آخری اور کاری ضرب لگانے کا موجب ہونگے۔ انجمن کے ---------- جملہ ممبران اور کارکنان نے قومی دفاعی فنڈ میں فیاضانہ حصہ لینے کا عہد کیا ہے۔

احمد یار - سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

ایر مارشل نور خان کی خدمت میں

ہم ممبران احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور آپ کے شاندار اعزاز ترقی پر آپ کو تہ دل سے مبارکباد دیتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ آیندہ ایام میں آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو زیادہ زیادہ فتوحات مرحمت فرمائے ہمیں اپنی فضائی افواج کے بہادر اور مخلص جاں نثاروں پر فخر ہے۔

احمد یار - سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

مسلح بری افواج کے کمانڈر انچیف جنرل محمد موسیٰ اور وائس ایڈمرل اے آر خان کمانڈر انچیف بحری افواج کی خدمت میں

ہم ممبران احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور آپ کو اور آپ کے تمام ساتھیوں کو ان بہادرانہ اور قابل قدر کارناموں پر جو آپکی سپاہ نے انجام دیئے ہیں دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ اللہ کے فضل و کرم سے ہماری افواج پوری شان کے ساتھ فتحیاب ہوں گی۔

احمد یار - سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

قومی دفاعی فنڈ

آج مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۹۶۵ء بمقام جامع احمدیہ میں وابستگان احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے ایک غیر معمولی اجتماع میں پاکستان کی شیر دل افواج کی فتح و نصرت کیلئے بارگاہ ایزدی میں دعا کی اور گرامی قدر صدر پاکستان کے قائم کردہ قومی دفاعی فنڈ کی اہمیت اور ضرورت کی خلوص دل سے تائید کی گئی۔

ازاں بعد طے پایا کہ اس وقت انجمن مذکور کے جملہ کارکنان خواہ وہ کسی شعبہ میں اندرون پاکستان کام کر رہے ہیں ہر ماہ ایک دن کی تنخواہ قومی فنڈ میں بطور عطیہ اس وقت تک دیتے رہیں گے جب تک حق و صداقت کی تائید میں یہ جہاد جاری ہے۔

نیز یہ بھی قرار پایا ہے کہ جملہ ممبران اور وابستگان سلسلہ عالیہ احمدیہ کو خصوصی طور پر توجہ دلائی جائے کہ وہ بھی اس دفاعی فنڈ میں دل کھول کر چندہ دیں۔

(چند مخیر احباب نے اس فنڈ کے لئے چندہ بھیجنا بھی شروع کر دیا ہے چنانچہ عطیہ کی پہلی قسط فوری طور پر دفاعی فنڈ میں بھجوا دی گئی ہے)

احباب جماعت اپنے عطیات بنام محاسب صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور (پاکستان) فوراً بھجوائیں۔

خاکسار - احمد یار سیکرٹری مرکزی دفاتر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور پاکستان

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا (الہام حضرت مسیح موعود)

(مرتبہ: الحاج میاں ممتاز احسن صاحب فاروقی -)

نائجیریا

ترجمہ خط مصطفےٰ ادیدالو اولاد سے نائجیریا -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - میں بہت خوش ہوں گا اگر آپ مجھے اسلامی لٹریچر ارسال کریں جس سے میں اور میرے خاندان کے احباب اسلام کی تعلیم حاصل کر سکیں۔

میں تعلیم یافتہ مسلمان ہوں لیکن افسوس ہے کہ مجھے مذہب اسلام سے بخوبی واقفیت نہیں -

امید ہے توجہ فرما کر مشکور ہوں گے - والسلام

(ان کو فہرست کتب اور لٹریچر بھیجا گیا - اور خط کا جواب بھی دیا گیا -)

(۲)

ترجمہ خط: علی جیلے - گھانا -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ -

یہ عریضہ صرف اس وجہ سے آپ کو ارسال خدمت کر رہا ہوں کہ میں آپ کو اپنا باپ تصور کرتا ہوں کیونکہ میرا باپ مسلمان ہے اگر آپ کو یہ خط مل جائے تو میری طرف سے آپ کو اور آپ کے اہل و عیال کو مبارک ہو - میں ایک مسلم آپ کی طرح ہی ہوں، میں نے عربی سکول سے پڑھائی ختم کر دی ہے - اس لئے میری التماس ہے کہ آپ مجھے اپنی کتب ارسال کریں جو کہ اسلام کی تعلیم دیتی ہوں خداوند کریم آپ کی صحت برقرار رکھے - والسلام

(انہیں لٹریچر بھیجا گیا)

(۳)

ترجمہ خط: بابا احمد گھانا

مجھے آپ کا ایڈریس میرے ایک دوست ہاشمی صاحب کی معرفت معلوم ہوا اور میں بہت خوش ہوا ہوں، اور میں آپ کی طرح ایک مسلمان ہوں، اس لئے مجھے اسلامی کتابیں ارسال کریں - میں نے عربی سکول چھوڑ دیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ جب یہ خط آپکو ملے گا مجھے ضرور جواب دیں گے اور میں یہ خیال کروں گا کہ یہ جواب میرے ایک پاکستانی دوست نے ارسال کیا ہے - والسلام

(اُن کو لٹریچر بھیجا گیا)

(۴)

ترجمہ خط: بس - ایم - الاسان - گھانا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ -

میں نے سنا ہے کہ آپ مفت لٹریچر ارسال کرتے ہیں لیکن میں نے ابھی تک نہیں دیکھا - اس لئے میں بہت مشکور ہوں گا اگر آپ مجھے مفت لٹریچر ارسال کریں - والسلام

(انہیں لٹریچر روانہ کیا گیا)

(۵)

ترجمہ خط: سلام الانامو کادونا - ناسئے جیریا -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میری التماس ہے کہ مجھے عربی لٹریچر اور فہرست کتب ارسال کریں - مجھے عربی لٹریچر سے اور دیگر مذہبی لٹریچر سے بہت محبت ہے -

میں مسلمان گھر میں پیدا ہوا تھا اور میں نے قرآن شریف ۱۹۵۰ء میں احمدیہ سکول لاگس میں پڑھا تھا - میں نے اپنی عربی تعلیم کا مطالعہ شروع کیا ہوا ہے اور مجھے امید ہے کہ آپ خدا کے فضل سے میری امداد کریں گے اور مجھے لٹریچر ارسال کریں گے - والسلام

(ان کو لٹریچر بھیجا گیا اور خط کا جواب دیا گیا)

درخواست دعا } چوہدری انعام باری صاحب پسر چوہدری غلام باری صاحب فوج میں لفٹننٹ کے عہدہ پر فائز ہیں، وہ بزرگانِ سلسلہ اور خاص کر حضرت امیر قوم سے دعا کے متمنی ہیں لہذا گذارش ہے کہ انکی صحت اور کامیابی کیلئے دعا کی جائے - خاکسار قاضی طارق محمود چک $\frac{6}{4-L}$

ہفت روزہ پیغام صلح　　　اداریہ　　　مؤرخہ ۱۵ ستمبر ۱۹۶۵ء

حق اور باطل کی جنگ

دو قسم کی امداد جو جانی قربانیوں کے علاوہ اس جنگ میں دی جا سکتی ہے

پاکستان پر بھارت کے حملہ کا جو منہ توڑ جواب پاکستانی افواج کی طرف سے دیا جا رہا ہے، اور جس بری طرح بھارتی افواج کو شکست پر شکست مل رہی ہے، اس کا حال اخبار بین طبقہ سے پوشیدہ نہیں، جب کہ گذشتہ اشاعت میں لکھا جا چکا ہے، بھارت نے ۶ ستمبر کو بلا اطلاع لاہور پر تین طرف سے حملہ کیا۔ خدا کا شکر ہے کہ عین وقت پر پاکستانی افواج حرکت میں آ گئیں اور انہوں نے ہر محاذ پر بھارتی افواج کو دھکیل کر پسپا کر دیا اور اب پاکستانی سرحدوں سے پار ہندوستانی علاقہ میں پیشقدمی کر کے ان پر زور دار حملے کر رہی ہے جس کے نتیجہ میں ہندوستانی افواج کے بہت سے سپاہی اور افسر گرفتار ہو چکے ہیں اور بہت سا اسلحہ پاکستانی افواج کے قبضہ میں آ چکا ہے، نہ صرف میدانی افواج کے یہ کارنامے قابل ستائش ہیں اور تمام دنیا میں انہیں حیرت و استعجاب سے دیکھا جا رہا ہے بلکہ پاکستانی فضائیہ نے بھی جو حیرت انگیز کارنامے سرانجام دیئے ہیں ان کا مظاہرہ کیا ہے وہ بہت شاندار ہیں، ہندوستانی طیاروں نے پاکستان کے متعدد شہروں اور فوجی ٹھکانوں کو بمباری سے تباہ کرنے کی کوشش کی، لیکن ان کا نشانہ ہر دفعہ خطا گیا، اس کے خلاف پاکستانی فضائیہ نے ہندوستان کے اہم ہوائی اڈوں پر مسلسل گولہ باری کر کے انہیں تباہ و برباد کر دیا۔

یہ سلسلہ ابھی جاری ہے، ابھی پاکستانی افواج ہندوستانی علاقہ میں بڑھتی چلی جا رہی ہیں اور ہم امید کرتے ہیں کہ جلد ہی امرتسر، فیروزپور اور دوسرے بھارتی شہروں پر پاکستان کا تسلط ہو جائے گا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ جوں جوں ہم آگے بڑھ رہے ہیں، بھارت شکست پر شکست کھانے کے باوجود اپنی بے شمار افواج اور اسلحہ سے دریغ میدان جنگ میں جھونک رہا ہے، اللہ تعالیٰ کا یہ خاص فضل ہے کہ اس کے مقابلہ میں پاکستانی افواج قلت تعداد اور اسلحہ کی کمی کے باوجود فتح پر فتح حاصل کرتی جا رہی ہے، تاہم عوام کا بھی فرض ہے کہ وہ اپنی بہادر افواج کو دو قسم کی امداد سے تقویت پہنچائیں جماعت احمدیہ کو اس میں خاص طور پر حصہ لینا ضروری ہے، یہ امداد ایک تو مالی ایثار کے ذریعہ ہو سکتی ہے اور دوسرے پرسوز دعاؤں کے ذریعہ سے۔

جہاں تک مالی ایثار کا تعلق ہے صدر محترم فیلڈ مارشل محمد ایوب خان نے اپنی تقریر میں جو قائد اعظم کی برسی کے موقعہ پر ریڈیو پاکستان سے کی۔ اس سلسلہ میں ایک دفاعی فنڈ قائم کرنے کا اعلان کیا ہے، اور یہ تحریک کی ہے کہ پاکستان کا ہر فرد اپنی ضروریات کو کم کر کے اس میں ضرور حصہ لے، یہ ایک نہایت اہم تحریک ہے، وطن عزیز کی حفاظت کے لئے جس طرح جانی قربانیوں کی ضرورت ہے جو ہماری افواج نہایت جرأت اور بہادری کے ساتھ پیش کر رہی ہیں، اسی طرح مالی قربانیوں کی بھی اشد ضرورت ہے، دشمن کے مقابلہ کے لئے جب تک افواج کو ہر قسم کی رسد نہ پہنچائی جائے کامیابی مشکل ہے اور اس کے لئے مالی قربانی سے دریغ کرنا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے۔ اسی لئے قرآن کریم نے جنگ کا ذکر کرتے ہوئے یہ حکم دیا ہے وانفقوا فی سبیل اللہ ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ و احسنوا ان اللہ یحب المحسنین۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں ..... ہلاکت میں نہ ڈالو، اور احسان کرو اللہ تعالیٰ احسان کرنیوالوں سے محبت کرتا ہے۔

یاد رکھئے موجودہ جنگ سے لئے جو اپنے وطن عزیز کی حفاظت کی غرض سے لڑا جا رہا ہے خرچ کرنا فی سبیل اللہ خرچ کرنا ہے اگر خدانخواستہ ہندوستان پاکستان پر تسلط حاصل کر لے تو وہ ... اس ملک سے مسلمان اور اسلام کا نام و نشان مٹا کر رکھ دیں گے اس لئے یہ جنگ پاکستان ہی کی مدافعت کے لئے نہیں اسلام کی مدافعت کے لئے لڑی جا رہی ہے اور وقت کا تقاضا ہے کہ اس جنگ میں کامل اور مکمل فتح حاصل کرنے کے لئے جہاں ہماری افواج جانی قربانیاں دے رہی ہیں ہماری طرف سے اس راستہ میں مالی قربانیاں پیش کی جائیں، ہمارے اموال اسی وقت تک کام دے سکتے ہیں جب تک ہمارا ملک دشمن کی دستبرد سے محفوظ رہے اگر ملک محفوظ نہ ہو گا تو اموال کس کام آئیں گے۔

اس لئے احمدی قوم سے ہماری استدعا ہے کہ وہ صاحب صدر کے قائم کردہ دفاعی فنڈ میں اجتماعی طور پر دل کھول کر حصہ لیں، اور جو بھی رقم اس فنڈ میں دی جائے وہ انفرادی طور پر بھیجنے کے بجائے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے ذریعہ بھیجی جائے۔ انجمن کے خزانہ میں تمام رقوم جمع ہونے پر اجتماعی طور پر دفاعی فنڈ میں پیش کی جائیں گی۔ جس کے ساتھ معطی صاحبان کے اسمائے گرامی کی فہرست بھی دے دی جائے گی، امید ہے قوم کے تمام افراد اس فنڈ میں دل کھول کر حصہ لیں گے اور جلد از جلد اپنے عطیات محاسب صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے نام بھیجکر عنداللہ ماجور ہوں،

دوسری امداد جو ہماری قوم اس جنگ میں دے سکتی ہے وہ جناب باری میں دلسوز دعاؤں کا سلسلہ ہے، جو پنجگانہ نمازوں کے علاوہ نماز تہجد میں خاص طور پر کی جائیں، دعا ہی حقیقت وہ چیز ہے، جو بڑی سے بڑی طاقت اور شدید سے شدید دشمن کو ملیامیٹ کر سکتی ہے ہمارے سامنے جنگ بدر، جنگ احد، جنگ احزاب اور دیگر اسلامی جنگوں کی نظائر موجود ہیں جن میں اسلامی افواج نے قلت تعداد کے باوجود بڑے بڑے قبائل دشمنوں پر نمایاں فتوحات حاصل کیں۔ یہ سب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے متبعین کی دلسوز دعاؤں ..... کا نتیجہ تھا۔ جنگ بدر کے موقعہ پر جب صرف ۳۱۳ مسلمان جن کے پاس کوئی اسلحہ سامان حرب نہ تھا، ایک ہزار لشکر کے سامنے جو ہر قسم کے .... ساز و سامان حرب سے آراستہ و پیراستہ تھے، صف آرا ہوئے تو صرف حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پرسوز دعائیں تھیں جن کی وجہ سے ان قلیل التعداد مسلمانوں کو نمایاں فتح ہوئی۔ لکھا ہے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میدان جنگ میں نہایت الحاح کے ساتھ جناب باری میں یہ عرض کر رہے تھے اللھم ان اھلکت ھذہ العصابۃ فلن تعبد فی الارض ابدا۔ اے اللہ اگر تو اس چھوٹی سی جماعت کو ہلاک کر دے گا تو پھر سطح ارضی پر تیری عبادت کرنے والا کوئی نہ رہے گا، آج بالکل یہی حالت ہے، اگر پاکستان تباہ ہو گیا تو یاد رکھئے برصغیر سے اسلام اور مسلمانوں کا نام مٹ کر رہ جائے گا۔ پس آدھی رات کو جناب باری تعالےٰ میں رو رو کر دعائیں کرو کہ اے اللہ اپنے پاک دین اسلام کی خاطر اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام اور دین کی بقاء کے لئے اس چھوٹے سے ملک کی حفاظت فرما۔ دشمن کی دستبرد سے اسے بچا لے اور پاکستانی افواج کو فتح نمایاں عطا کر۔ یاد رکھئے اگر ہم سب کے سب آدھی رات کے وقت جناب باری میں دست بدعا ہوں تو وہی نظارہ ہم دیکھیں گے جو جنگ بدر میں ایک سو آدمی کے ساتھ ایک ایک ہزار فرشتوں کی امداد کی صورت میں نظر آیا اور جو جنگ احزاب میں فارسلنا علیھم ریحا و جنودا لم تروھا (ہم نے ان پر آندھی بھیجی اور اپنے وہ لشکر بھیجے جو تمہیں نظر نہ آتے تھے) کی صورت میں دیکھا گیا۔

یہ وہ امداد ہے جو نہ کسی اسلحہ سے میسر آ سکتی ہے اور کثرت تعداد یا مال و اموال سے۔ اس امداد کو اللہ تعالےٰ سے حاصل کیجئے۔ یہ فتح و کامرانی کا بہترین ذریعہ ہے بقول امام وقت ؎

ہزار سر بزنی مشکلے نگردد حل
چو پیش او بروی کار یک دعا باشد

کیا ہم امید کریں کہ ہمارے احباب ان دونوں ذرائع (مالی امداد اور دعاؤں) سے پاکستانی افواج کی امداد اور وطن عزیز کی حفاظت کے لئے اٹھ کھڑے ہوں گے ❊

ارشادِ نبویؐ

ارشاد نبویؐ ہے کہ امت مسلمہ ایک جسم ہے اور اس کے سارے افراد اس کے اعضا ہیں بدن کے ایک عضو میں بھی اگر کوئی تکلیف ہو یا دکھ درد ہو تو سارے اعضا اس تکلیف کو محسوس کرتے ہیں اور اس دکھ درد میں شریک ہوتے ہیں۔ یہی حال مسلمانوں کا ہونا چاہیئے کہ ان میں سے ایک کو بھی تکلیف پہنچے تو سارے مسلمانوں کو وہ تکلیف محسوس ہونی چاہیئے۔

آج صرف ایک فرد یا افراد کی کسی چھوٹی سی تعداد کے لئے نہیں پوری ملت اسلامیہ پاکستان کے لئے خطرہ ہے۔ دشمن کو شکست فاش دینے میں پوری قوم کی زندگی اور آزادی کا راز مضمر ہے اور یہ مقصد اسی وقت حاصل ہو سکتا ہے، جب پوری قوم ایک ناقابل تسخیر قلعہ بن جائے ❊

ہماری فتح حق اور انصاف کی فتح ہوگی

قائدِ اعظم کی برسی پر صدر ایوب کا پیغام

راولپنڈی ۔ جمعہ ۔ قائد اعظم محمد علی جناح کی سترھویں برسی کے موقعہ پر فیلڈ مارشل محمد ایوب خان صدر پاکستان نے قوم کے نام ایک پیغام نشر کیا جو درج ذیل ہے :

آج بانیٔ پاکستان کا یوم وفات ایسے موقع پر آیا ہے جبکہ پاکستان کے دس کروڑ عوام ایک ایسے دشمن کے خلاف نبرد آزما ہیں جسے پاکستان سے بدترین قسم کی دشمنی ہے ۔ بھارت ہمارا وہ بدعہد اور منافق دشمن ہے جس نے پاکستان کے قیام کے بعد ہی اس نئی مملکت کا گلا گھونٹنے کی کوشش کی تھی ۔

قائد اعظم نے اعلان کیا تھا کہ پاکستان زندہ رہنے کے لئے وجود میں آیا ہے اور انشاء اللہ العزیز ہمیشہ قائم و دائم رہے گا ۔ پاکستانی عوام اپنے وطن کے تحفظ کے لئے جو عظیم قربانیاں دے رہے ہیں وہ رائگاں نہیں جا سکتیں ۔

حریت پسند اقوام کی حمایت

آج اہل پاکستان یہ عزم کر چکے ہیں کہ وہ نہ صرف دشمن کو ملک سے باہر نکال دیں گے بلکہ اس جنگ کو جو دشمن نے ہم پر مسلط کی ہے اس کے علاقے میں گھس کر لڑیں گے ۔ پاکستان کو اس نازک وقت پر دنیا کی متعدد حریت پسند اقوام اور ممالک کی حمایت حاصل ہے اور حقیقت یہ ہے کہ ایسے ہی آڑے وقتوں پر قوموں کی دوستی کا امتحان ہوتا ہے کسی بحران کے موقع پر شانہ بشانہ لڑنے ہی سے افراد اور اقوام کے درمیان محبت اور دوستی کے مضبوط رشتے استوار ہوتے ہیں ۔ بھارت کے حملے نے ہمیں یہ موقع دے دیا ہے کہ ہم اپنے دوستوں کو پہچان سکیں ۔

آج پاکستانی قوم بابائے قوم قائد اعظم محمد علی جناح کو اس سے بڑھ کر کوئی خراج عقیدت پیش نہیں کر سکتی کہ دشمن پر کاری ضرب لگائیں ۔ انشاء اللہ بھارت کے جنگجو حکمران اپنے شرمناک مقصدوں میں اسی طرح ناکام ہوں گے جس طرح قائد اعظم کی تحریک پاکستان کی مخالفت میں ناکام ہو گئے تھے ۔

ہمارے لئے کبھی اتنی بڑی مشکل نہیں آئی تھی جتنی بڑی آج درپیش ہے ۔ اور کبھی ہم اتنے بڑے امتحان سے دوچار نہیں ہوئے جتنا بڑا امتحان اس وقت ہمارے سامنے ہے ۔

حق کی فتح

ہماری فتح حق و انصاف کی فتح ہوگی ۔ انشاء اللہ العزیز ہم اللہ تعالیٰ پر پورے بھروسے اور ایمان کے ساتھ عظیم الشان کامیابیوں کی طرف بڑھتے رہیں گے ۔

"پاکستان پائندہ باد"

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ تبدیل آب و ہوا کی غرض سے ایبٹ آباد تشریف لے گئے ہوئے ہیں ۔ آپ کی طبیعت پہلے سے بہتر ہے ۔ احباب کرام آپ کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرماتے رہیں ۔

عقد نکاح و عطیہ

—— خواجہ محمد صدیق صاحب نے اپنے صاحبزادہ خواجہ خالد نبیق کے نکاح کی تقریب پر اشاعت اسلام فنڈ میں دس روپے کا عطیہ دیا ہے ۔

فرسٹ ایڈ

—— مسلم ہائی سکول ۱۷ واقع احمدیہ بلڈنگس . . . . لاہور میں فرسٹ ایڈ کا انتظام کیا گیا ہے ۔

درخواست دعا

لاہور چھاؤنی سے قاضی عبدالحفیظ صاحب لکھتے ہیں "میری ہمشیرہ عزیزہ بیگم اپنے فرزند قاضی منیر اقبال جو عرصہ بارہ سال سے انگلینڈ میں مقیم ہے ملنے کیلئے ۳ ستمبر ۱۹۶۵ء کو بعد از نماز جمعہ بوقت ۴½ بجے شام بذریعہ ہوائی جہاز انگلستان گئی ہیں ۔ یہ ایک بڑی مجاہدہ عورت ہے اس کے جانے سے لاہور چھاؤنی کی جماعت میں ایک بڑا خلا پیدا ہو جائے گا ۔ گو وہ تھوڑے عرصہ کے لئے گئی ہیں ۔ مگر پھر بھی جتنا عرصہ وہاں رہیں گی جماعت میں وہ رنگ پیدا نہیں ہوگا جو ان کی موجودگی میں تھا ۔ اور وہ اپنا چندہ ماہوار باقاعدہ بھیجتی رہا کریں گی ۔ اس لئے تمام قوم سے استدعا ہے کہ ان کی سلامتی اور بخیریت واپسی کے لئے دعا کریں ۔ والسلام ۔ خاکسار قاضی عبدالحفیظ

جہلم میں مجاہدین کشمیر کی آزادی کے لئے دعائیں

—— حسب پروگرام مورخہ ۳ ستمبر ۱۹۶۵ء بروز جمعہ جامع احمدیہ میدان پاکستان جہلم میں حریت پسندان کشمیر کی کامرانی کے لئے یوم دعا منایا گیا ۔ جس میں مردوں کے علاوہ کثیر التعداد خواتین نے بھی شرکت کی ۔ خاکسار نے خطبہ میں جہاد فی سبیل اللہ کی شرائط ۔ اقسام ۔ غرض و غایت اور موجودہ صورت میں جواز جہاد کے متعلق قرآن کریم کی متعدد آیات اور احادیث پیش کیں ۔ جماعت جہلم مجاہدین کی حتی المقدور امداد کرنے کو تیار ہے ۔ بعد از نماز جمعہ مجاہدین کشمیر کی فتح و کامرانی کے لئے نہایت خضوع و خشوع سے دعا کی گئی کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو بھارتی درندوں اور مکاروں کے مظالم سے نجات دے آمین ۔ والسلام

خاکسار محمد شریف راجوروی بی ۔ اے

(مولوی فاضل) جامع احمدیہ جہلم ۔

انتقال پر ملال

—— پشاور سے جناب محمد الرحمٰن صاحب سیکرٹری جماعت نے یہ نہایت افسوسناک خبر بھیجی ہے کہ ہماری جماعت کے ایک نہایت متقی پابند صوم و صلوٰۃ اور بااخلاق فاضل کے مجسمہ بابو عبدالحلیم صاحب بی ۔ اے جو مولوی مشعل خان صاحب مرحوم کے فرزند اکبر تھے ۔ ۹ و ۱۰ ستمبر کی درمیانی شب کو حرکت قلب بند ہونے سے وفات پا گئے ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ مرحوم مردان ڈسٹرکٹ پوسٹ ماسٹر کے عہدہ پر فائز تھے ، وہیں فوت ہوئے ۔ جہاں سے انکا جنازہ ان کے آبائی گاؤں بازید خیل لاکر سپرد خاک کیا گیا ۔ ہمیں مرحوم کی بیوہ اور دیگر تمام پسماندگان سے دلی ہمدردی ہے اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے ۔ احباب سے جنازہ غائبانہ کی استدعا ہے ۔ (مفصل حالات آئندہ درج ہوں گے)

موجودہ جنگ کفر و اسلام کی جنگ ہے

ہمارے نوجوان شریک جہاد ہوں اور ہمارے اُمراء اپنے اموال سے حکومت کا ہاتھ بٹائیں

جنگ میں دُعا کا ہتھیار کامیابی کا سب سے مؤثر ضامن ہے

خطبہ جمعہ مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۹۶۵ء فرمودہ مکرم مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری دامت برکاتہ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

یایہا الذین امنوا اذا لقیتم فئۃ فاثبتوا واذکروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون ——— واللہ شدید العقاب ——— (سورۃ الانفال) ———

بھارت کی جارحیت پسندی

گزشتہ جمعہ میں نے ذکر کیا تھا۔ کہ اگرچہ اس وقت ہندوستان نے کشمیر میں جنگ بندی لائن کو عبور کرتے ہوئے آزاد کشمیر کی بعض چوکیوں پر حملہ کرکے انپر قابض ہوگیا ہے اور لڑائی چھیڑ دی ہے جس کی وجہ سے پاکستان کو کشمیر کے مظلوم عوام کی امداد کرنا پڑی لیکن یہ لڑائی جہاں تک اخبارات سے پتہ چلتا ہے۔ کشمیر تک ہی محدود نہیں رہے گی۔ بلکہ خطرہ ہے کہ اسے پاکستان میں بھی پھیلا دیا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا۔ بھارتی جارحیت نہ صرف کشمیر کی حد بندی کو توڑ کر آزاد کشمیر میں گھس آئے بلکہ بین الاقوامی سرحد کا بھی خیال نہ کیا اور اسکو توڑ کر خود پاکستان پر بھی کئی جگہوں سے حملہ کر دیا اور جارحیت کا بدترین مظاہرہ کیا اور ثابت کر دکھلایا کہ وہ پاکستان کا عیار مکار اور سیاہ ضمیر پڑوسی ہے۔

سیاہ ضمیر قوم

میں نے گذشتہ خطبہ میں عرض کیا تھا کہ ایسے شوریدہ سر اور مکار فطرت و ضمیر کی مالک قوم کا اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں ان الفاظ میں نقشہ پیش کیا ہے لایرقبون فی مؤمن الا ولا ذمۃ واولئک ہم المعتدون یہ لوگ جہاں مسلمانوں کا سوال آجاتا ہے نہ وہ کسی قسم کی پرواہ کرتے ہیں۔ اور نہ کسی عہد کا خیال کرتے ہیں۔ وہ تمام معاہدات کو پس پشت ڈالتے ہوئے زیادتی اور ظلم پر اُتر آتے ہیں اور فرمایا الذین عاہدت منہم ثم ینقضون عہدہم فی کل مرۃ وہم لا یتقون۔ یہ لوگ اس فطرت کے ہیں کہ آپ کے ساتھ معاہدات کر لیتے ہیں لیکن ہر دفعہ اپنے عہد کو توڑ دیتے ہیں اور اس سے باز نہیں آتے نہ انہیں دنیا کی ملامت کی پرواہ ہوتی ہے اور نہ ان کا اپنا ضمیر ہی ان کو ملامت کرتا ہے۔

بھارت کی ذلّت آمیز نامرادی

اب ظاہر ہے کہ جنگ کا الٹی میٹم دیئے بغیر بھارتی جارحیت پسند سرکار نے پاکستانی حدود میں گھس کر پاکستان کی سالمیت کو نقصان پہنچانے کی ناپاک جسارت کی ہے ایک طرف سے نہیں بلکہ متعدد جگہوں سے پاکستانی سرحدوں پر حملہ آور ہوا۔ یہ تو خدا تعالےٰ کا خاص انعام فضل ہے کہ اس نے پاکستان کی قوم اور فوج کو اتنی قوت اور ثابت قدمی بخشی ہے کہ اس نے جارح دشمن کو ہر قدم پر اس کی ہر ناپاک سعی کو خاک میں ملا کر رکھ دیا۔ اور اس کے دانت کھٹے کر دیئے اللہ کرے۔ کہ اگر آئندہ بھی اس کی بدنیت ہو تو اس طرح ذلت آمیز شکست کا سامنا اسے کرنا پڑے جس طرح اب کرنا پڑا ہے پاکستان کی جانباز اور فرض شناس افواج کو فتح عظیم بخشے۔ یہ حق اور باطل کی جنگ ہے۔ نیکی اور بدی کا ٹکراؤ ہے اور کفر و اسلام کی لڑائی ہے۔ انشاء اللہ حق اور نیکی غالب آئے گی۔

جنگ میں حصول کامیابی کے اصول

یہ آیات جو میں نے تلاوت کی ہیں۔ ان میں جنگ میں کامیابی حاصل کرنے کے اصول بیان کئے گئے ہیں۔ اور ساتھ ہی ناکامی اور نامرادی سے بچنے کے لئے بھی کچھ گر بتلائے گئے ہیں فرمایا یایہا الذین امنوا اذا لقیتم فئۃ اے وہ لوگو! جو خدا اور رسول پر ایمان لے آئے ہو اور ان کی اطاعت و فرمانبرداری کرتے کے مدعی ہو سن لو۔ جب تمہاری دشمن سے مڈبھیڑ ہو جائے۔ تو اس آزمائش کے وقت میں کامیابی سے ہمکنار ہونے کا طریق یہی ہے کہ فاثبتوا یعنی تم پوری طرح سے ثابت قدم ہو جاؤ۔ مضبوط اور مستحکم ہو جاؤ۔ دشمن کے مقابلہ میں

قوم کا فرض

یہ حکم صرف ان مومنوں کیلئے نہیں ہے جو میدان جنگ میں دشمنوں کے خلاف لڑ رہے ہوتے ہیں بلکہ ساری کی ساری قوم کے لئے ہے۔ صرف نعرے بازیوں اور زبانی تعریف و تحسین کر دینے سے مسلمانوں کا فریضہ ادا نہیں ہو جاتا۔ بلکہ اپنی افواج کی مدد و تعاون کے لئے وہ جو کچھ امداد کر سکتا ہے ہر مسلمان کا فرض ہے یہ نہیں کہ گھروں میں چپکے بیٹھے رہیں۔ اور افواج جو سرحدوں پر دشمن کا مقابلہ کر رہی ہیں ان کی کوئی امداد نہ کریں فرمایا کہ ثابت قدم ہو کر لڑو۔ سب سے بڑی چیز جس کی جنگ میں ضرورت ہے وہ مالی امداد ہے۔ خصوصیت سے اس زمانہ میں جبکہ بمباری کا زمانہ ہے مالی امداد کے بغیر کوئی جنگ نہیں لڑی جا سکتی۔ حکومت کے پاس جو خزانہ ہے یہ اسی مال کا خزانہ ہے جو وطن کے ہر فرد کے پاس ہے۔

مسلمان کا جان اور مال خدا کا ہے

فرمایا ان اللہ اشتری من المؤمنین انفسہم واموالہم بان لہم الجنۃ خدا تعالیٰ نے مومن مسلمان کے اموال اور جانیں خریدی ہوئی ہیں جب خدا کا دین اس کا ملک اس کی قوم خطرے میں ہو اس وقت ہر مسلمان کا جان و مال اس کا نہیں بلکہ خدا کے ہاتھ میں ہے اللہ تعالےٰ اس کے بدلہ میں جنّت دے گا۔ جنّت کی یہ نعمت کتنی بڑی ہے۔ یہ سودا بڑا سستا سودا ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگوں کے زمانہ میں اپیلیں فرمائیں اور فوراً قوم نے لبیک کہا اور جان و مال سے تعاون کیا فاثبتوا کا حکم ساری قوم کے لئے ہے ہر آدمی میدان جنگ میں جا کر لڑائی نہیں لڑ سکتا۔ لیکن وہ مختلف طریقوں سے اس جنگ و جہاد میں شریک ہو سکتا ہے۔ وہ اموال دے سکتا ہے۔ لوگ ہماری خاطر اور ملک و قوم کی خاطر جانیں دے رہے ہیں ہمارے لئے خون بہا رہے ہیں حکومت ہماری عزت۔ مال۔ جائیداد اور جان کی حفاظت کے لئے سینہ سپر ہے۔ تو کیا ہم مالی قربانیاں نہیں دے سکتے یہ مال آنی جانی چیز ہے۔ ہم نے یہ مال اس حکومت کے ماتحت کمایا ہے اگر یہ حکومت قائم ہے تو اس کے بعد بھی خدا ہمارے اوپر مال کمانے کے اپنی برکتوں کے دروازے کھولتا رہے گا۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے کہ مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔ اگر تم خرچ نہیں کرو گے تو ہلاکت کو دعوت دو گے۔ اگر بخل سے کام لیا۔ تو نتیجہ یہ ہوگا کہ شکست کے سامان پیدا ہو جائیں گے نہ مال ہی رہے گا اور نہ کمانے کے ذرائع ہی میسر آئیں گے ذلّت و رسوائی کی زندگی بسر کرنی پڑے گی۔ آپ کے مسلمان بھائیوں کا جو حال بھارت میں

ہو رہا ہے اس کو سامنے رکھو ہمیں بخل سے کام نہیں لینا چاہیئے۔ فرمایا احسنوا۔ اس معاملہ میں جس قدر خوبی اور فراخ دلی سے کام لے سکتے ہو لو۔ اس مال کے خرچ کرنے میں کسی قسم کی کوتاہی سے کام نہیں لینا چاہیئے کیونکہ یہ تمہیں ہلاکت سے بچانے کا ذریعہ ہے پس مال خرچ کرنے کی بڑی تاکید فرمائی گئی ہے جو لڑائی میں نہیں جا سکتا۔ وہ مال و دولت کی قربانی سے اس جہاد میں شریک ہو اور جو مال و دولت کی قربانی بھی نہیں کر سکتا۔ وہ دعاؤں سے کام لے۔

دعا زبردست ہتھیار ہے

دعا بھی زبردست ہتھیار ہے جیسے دعا تو ہر شخص کو کرنی چاہیئے لیکن جو اور کسی طریق سے مدد نہیں کر سکتے وہ خاص طور پر دعاؤں سے مدد کریں پھر فرمایا ثابت قدمی ہی کافی نہیں ہے جبکہ اصل چیز جو دلوں کے اندر مضبوطی اور قوت پیدا کرتی ہے وہ ہے ذکر الٰہی اس لئے فرمایا واذکروا اللّٰہ کثیراً۔ خدا کا کثرت سے ذکر کرو۔ لعلکم تفلحون تاکہ تم کامیاب و کامران ہو جاؤ۔ یہ در حقیقت بھی اللہ کی مدد سے ہی میسر آتا ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ حسنہ ہمارے لئے رہنمائی کا موجب ہے لقد کان لکم فی رسول اللّٰہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجوا اللّٰہ والیوم الآخر وذکر اللّٰہ کثیراً۔ حضرت صلعم کی ذات مبارک میں ہر مسلمان کے لئے اسوہ حسنہ ہے۔ دیکھ لو۔ بدر کی جنگ میں کیا ہوا خدا تعالیٰ کے وعدے تھے کہ مسلمانوں کو فتح حاصل ہوگی اور دشمنوں کو شکست ہوگی۔ اس کے باوجود بھی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کے حضور گریہ و زاری اور پورے الحاح سے دعا کرتے رہے مسلمان تعداد میں کم تھے۔ اسلحہ بارود بھی نہیں تھا۔ دشمن کو گھمنڈ تھا کہ اس کی جمعیت بہت ہے۔ اس کے پاس اسلحہ بارود ہے آلات حرب سے لیس ہے لشکر جنگی مہارت رکھتا ہے اس کے پاس مادی تمام سامان تھے صرف ایک چیز ان کے پاس نہ تھی اور وہ تھی یاد الٰہی اسی لئے مسلمان کو فرمایا تم خدا کو یاد کرو۔ چنانچہ حضرت صلعم آستانہ الٰہی میں جھک جاتے ہیں بڑی گریہ و زاری کرتے ہیں بڑے الحاح سے دعائیں مانگتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اگر اس وقت یہ چھوٹی سی جماعت ہلاک ہو گئی تو تیرا نام لینے والا کوئی نہیں ہوگا۔

موجودہ جنگ کفر و اسلام کی جنگ ہے۔

یہی حال قریباً آج خدانخواستہ پاکستان کو شکست ہو گئی تو پھر اس ملک میں خدا کا نام لینے والا فی الحقیقت کوئی باقی نہیں رہے گا۔ دیکھ لو کہ اب ہندوستان میں مسلمانوں کا کیا حال ہو رہا ہے ان پر ہر طرح کا تشدد کیا جا رہا ہے انہیں ذلیل و خوار کیا جا رہا ہے تاکہ وہ یا تو ہندوستان سے نکل جائیں یا ہندو ہو جائیں اسلام کا یہ دشمن ہمارا بھی یہی حال کرے گا۔

بھارت کا گھمنڈ

اور وہ اپنی تمام تر خیالی ہیلیوں اور مکاریوں اور فریب کاریوں سے لیس ہو کر ہماری مقدس سرزمین پر حملہ آور کی حیثیت سے پیچ ہو گیا ہے اس کو اپنی جمعیت پر گھمنڈ ہے۔ اس کو اپنے گولہ بارود پر گھمنڈ ہے اور اس کو اپنے مددگاروں پر گھمنڈ ہے۔

پاکستان کی دعوتِ گفت و شنید کا غلط مطلب لیا گیا ہے۔

اس کے مقابلہ میں پاکستان کے پاس نہ اتنی فوج ہے نہ اسلحہ ہمارے محترم صدر ایوب خان نے بار بار بھارت سرکار کو توجہ دلائی کہ لڑائی بہت بڑی چیز ہے۔ اس سے دونوں ملک بربادی کا شکار ہو جائیں گے۔ لڑائی سے اجتناب کرنا چاہیئے اور اپنے تنازعہ باہمی گفت و شنید اور امن و آشتی کی فضا میں سلجھانے چاہئیں۔ اس سے بھارت سرکار یہ نہ سمجھے کہ یہ ہماری کمزوری کی علامت ہے نہیں نہیں یہ بات نہیں ہے اگر دشمن نے کسی لمحہ آزمائش کا موقعہ نہیں دیا تو وہ دیکھ لے گا۔ کہ ہم میں کتنی قوت و طاقت ہے اور ہم کس طرح جابر دشمن کا منہ توڑ جواب دیتے ہیں۔ اور اس کی ناپاک نیتوں کو کس طرح خاکستر کرتے ہیں۔ چنانچہ دشمن نے یہ موقعہ خود ہی پیدا کر کے . . . . ہمارے زور بازو کی قوت کا بھی اندازہ کر لیا ہے اور اسے معلوم ہو گیا ہے کہ ہم کس زبردست قوت کے مالک ہیں اسے ہر محاذ پر منہ کی کھانی پڑی۔

عالمی اخبارات کی رائے

آج اخبارات میں لکھا جا رہا ہے کہ ہندوستان کی جنگی قوت بہت کمزور ہے اور جس قدر ہندوستان اپنی کامیابیوں کی خبریں نشر کر رہا ہے سب جھوٹ کا پلندہ ہیں وہ محاذوں پر اپنی شکستوں اور ذلتوں کو اپنی کامرانیوں اور فتح پر محمول کر کے اپنی قوم کو خوش فہمی میں رکھنا چاہتا ہے۔ اس کے بالمقابل پاکستان اپنی نشریات میں حقائق سے کام لے رہا ہے۔ یہ خدا کا فضل ہے ہم مسلمانوں پر کہ اس نے کثیر دشمن کے مقابلہ پر ہم قلیل مسلمانوں کو فتح و کامرانیوں سے نوازا ہے کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللّٰہ کا ارشاد الٰہی کس صفائی سے ہر ایک کے مشاہدہ میں آ رہا ہے۔

مسلمانوں کو متحد ہو جانا چاہیئے

تو میں عرض کر رہا تھا کہ یہ جنگ مسلمان کے دین و عزت اور قوم و ملک کے لئے لڑی جا رہی ہے اس جنگ میں کسی بھی مسلمان کو پیچھے نہیں رہنا چاہیئے۔ سیاسی جماعتوں نے اپنے اختلافات ختم کر دیئے ہیں۔ اسی طرح مذہبی جماعتوں کو بھی اپنے اختلافی امور الگ رکھ کر یک جان و دو قالب ہو کر ذلیل دشمن کا مقابلہ کرنا چاہیئے اور ہر طرح سے حکومت کا ہاتھ بٹانا چاہیئے

جماعت احمدیہ کا فرض

ہماری جماعت جو اشاعت اسلام کے لئے کوشاں ہے اسے اس طرف خصوصی توجہ دینی چاہیئے۔ جماعت کا جو فرد جنگ میں شریک ہونے کے قابل ہے وہ شریک ہو جو مالی قربانی کرنے کے قابل ہے وہ مالی قربانی کرے۔ یہ جنگ معمولی جنگ نہیں بلکہ دشمن اسلام اور مسلمان کا نام اس خطۂ ارض سے مٹانا چاہتا ہے اس نے سرے سے پاکستان کو تسلیم ہی نہیں کیا۔ وہ کسی قوم کو بحیثیت قوم زندہ نہیں دیکھ سکتا اس کی ذہنیت ہی یہی ہے کہ ہندو بنا لو یا اچھوت شودر بنا لو۔

اللہ تعالیٰ نے ایسے کٹھن آزمائش کے ادوار کامیابی کے ساتھ گذارنے کے یہ گر بتائے ہیں کہ ثابت قدمی یکجہتی اور مضبوطی پیدا کرو اور خدا تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرو پھر فرمایا اطیعوا اللّٰہ ورسولہ۔ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ حضرت صلعم نے قیامت تک زندہ نہیں رہنا تھا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول صلعم نے اولوالامر کی اطاعت کا حکم دیا کیونکہ اولوالامر ہی رسول کے جانشین ہوتے ہیں۔ اس لئے ہم سب کو اب اپنے محترم صدر کی اطاعت کرنی چاہیئے پھر جن باتوں سے بچنا چاہیئے ان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ ولا تنازعوا آپس کے اختلافات چھوڑ دو۔ جھگڑا نہ کرو۔ اور اگر ایسا کرو گے فتفشلوا ہمت ہار بیٹھو گے۔ ضعف تم پر طاری ہو جائے گا وتذھب ریحکم اور تمہارا رعب جاتا رہے گا اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔ اسلامی تاریخ یہی کہتی ہے کہ دشمن نے ہمیشہ مسلمانوں کے باہمی تنازعات سے فائدہ اٹھایا ہے۔ خدا کا فضل ہے کہ اس وقت سیاسی لیڈروں نے ہمارے صدر محترم کی حمایت میں اپنے اختلافات ختم کر دیئے ہیں اور صدر محترم کو ہر قسم کے تعاون کا یقین دلایا ہے اب کوئی اختلاف نہیں رہا۔ پھر فرمایا واصبروا ان اللّٰہ مع الصّٰبرین خدا تعالیٰ کے احکامات پر مستقل طور پر عمل کرتے ہوئے دشمن کا مقابلہ کرتے چلے جاؤ۔ اگر ایسا کرو گے تو خدا تعالیٰ کی معیت تمہارے شامل حال ہوگی۔

بھارت کے جنگی ناخداؤں کا حال

پھر فرمایا ولا تکونوا کالذین خرجوا من دیارھم بطراً ورئاء النّاس ویصدون عن سبیل اللّٰہ۔ فرمایا کہ ان لوگوں کی طرح مت بن جاؤ جو اپنے گھروں سے اس لئے نکلتے ہیں کہ فخر کریں اور ریا سے کام لیں اور لوگوں کو اللہ کے راستہ سے روکیں جیسا کہ بدر کی جنگ میں کفار قریش نے کیا تھا۔ ابوجہل نے یہی طریق اختیار کیا تھا اور آج ہندوستان بھی اسی لئے آگے آیا ہے کہ ہم بیفا اور رن کچھ کا انتقام لیں اور دنیا کو دکھلائیں کہ ہم فاتح اور غالب ہیں پھر فرمایا واذ زین لھم الشیطان اعمالھم اور جو لوگ ان کی مدد کرتے ہیں وہ ان کو یہ کہہ کر ابھارتے ہیں وقال لا غالب لکم الیوم من الناس اٹھو حملہ کر دو آج تمہارا کوئی مقابلہ نہیں کر سکے گا . . . . تم پر کوئی غالب آ سکے گا۔ وانی جار لکم میں تمہارا حامی اور مددگار ہوں میں تم کو ہر قسم کی امداد دوں گا۔ چنانچہ جنگی ناخداؤں نے اس قوم کو جنگ کے لئے ابھارا اور پاکستان کے کئی مقامات پر جنگ کی آگ مشتعل کروا دی لیکن ہوا کیا جب دونوں لشکر ایک دوسرے کے سامنے ہوئے نکص علی عقبیہ تو وہ ابھارنے والے شیاطین اپنی ایڑیوں کے بل لوٹ گئے۔ چنانچہ آج بھارت سرکار کے جنگی ناخدا کھڑے وہ گھبرائے ہوئے ہیں اور زبان حال

(باقی بر صفحہ ۸)

مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری

علماءِ ربوہ کا ایک حدیث سے غلط استدلال اور اس کا صحیح مفہوم

قرآن کریم میں لفظ نبی سے مراد اولیاء اللہ بھی لئے جاتے ہیں

جیسا کہ میں اپنے متعدد مضامین میں بتلا چکا ہوں کہ علماءِ ربوہ قرآن کریم میں یا حدیث میں یا حضرت مسیح موعودؑ کی کتب میں جہاں بھی لفظ نبی دیکھ پائیں گے اس سے زمرۂ انبیاء کا فرد ہی مراد لیتے ہیں حالانکہ بعض جگہوں میں تو بے شک یہی مراد ہوتی ہے لیکن یہ بالکل غلط ہے کہ ہر جگہ یہی مراد لی جا سکتی ہو بلکہ بعض جگہوں میں زمرۂ اولیاء کے فرد مراد ہوتے ہیں، مثلاً قرآن کریم کی آیت وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الا اذا تمنّی القی الشیطان فی اُمنیتہٖ۔ یعنے اے محمد رسول اللہ صلعم ہم نے تجھ سے پہلے نہ کوئی رسول بھیجا ہے اور نہ کوئی نبی بھیجا ہے مگر جب بھی وہ کوئی تمنی کرتا ہے تو شیطان اس کی امنیۃ میں القا کر دیتا ہے (اس وقت میں تمنی کی تمنا اور اس میں شیطان کے القا کی نوعیت پر بحث نہیں کرونگا کیونکہ اس وقت یہ مسئلہ زیر بحث نہیں صرف رسول اور نبی کے الفاظ کو ہی زیر بحث لاؤں گا) اس آیت کے ترجمہ سے ظاہر ہے کہ رسول اور نبی دو الگ الگ شخصیتیں ہیں اور عربی زبان کے محاورہ کے لحاظ سے ان کو دو الگ الگ ہستیاں ہی تسلیم کرنا پڑے گا۔ اسی لئے اس آیت کی دوسری قرأت نے جو بخاری میں حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے لفظ نبی کی تشریح محدث سے کر دی ہے۔ چنانچہ لفظ نبی کے بعد اس قرأۃ کے مطابق ولا محدّث درج ہے اور اس قسم کی قرأت درحقیقت پہلے لفظ کی تفسیر ہی ہوتی ہے پس اسی قرأت نے واضح کر دیا ہے کہ قرآن کریم میں لفظ نبی محدث کے معنی میں بھی استعمال ہوا ہے پس اس قرأت کو مدنظر رکھتے ہوئے آیت کے معنی یہ ہوں گے کہ ہم نے اے رسول صلعم تجھ سے پہلے نہ کوئی رسول بھیجا ہے اور نہ کوئی محدث مگر ..... گویا آیت مذکورہ بالا میں لفظ رسول تو اس حقیقی معنی میں استعمال ہوا ہے جو شرعی یا اسلامی اصطلاح میں اس لفظ کے حقیقی معنی ہیں یعنے جو خدا کی طرف سے کامل شریعت یا شریعت کا کوئی حصہ لا کر شاہد اور بلا واسطہ ہو اور دوسرے یعنے لفظ نبی کے متعلق تسلیم کرنا پڑے گا کہ وہ شرعی اصطلاح کو مدنظر رکھتے ہوئے بطور مجاز استعمال ہوا ہے۔ پس یہ آیت واضح دلیل ہے اس بات پر کہ اس امت مرحومہ میں محدثین یعنے مجازی انبیاء کا مبعوث ہونا ممنوع نہیں اور اسی کی طرف حدیث لم یبق من النبوۃ الا المبشرات اشارہ کر رہی ہے

علماءِ ربوہ کا اعتراف

آیت خاتم النبیین اور حدیث لا نبی بعدی کے متعلق تو علماءِ ربوہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ آیت اور حدیث میں صرف شرعی اور مستقل نبی کی آمد ممنوع قرار دی گئی ہے لیکن افسوس ان کو یہ علم نہیں کہ اسلامی اصطلاح میں نبی کہتے ہی اس کو ہیں جو شریعت لائے اور مستقل ہو اس کے مقابلہ میں تمام مامورین خواہ ان کی شان کتنی ہی بڑی کیوں نہ ہوں وہ محدث یا مجازی نبی ہی کہلائیں گے اور یہ سب زمرۂ اولیاء کے ہی فرد ہوتے ہیں کیونکہ غیر شرعی نبی اور ولی ہم معنی الفاظ ہیں تعجب ہے کہ علماءِ ربوہ حضرت مسیح موعودؑ کو لکھتے غیر شرعی امتی نبی ہیں لیکن داخل حضور کو زمرہ انبیاء میں کرتے ہیں حالانکہ ان کے اپنے یہ الفاظ ہی حضور کو زمرۂ اولیا کا فرد ثابت کرنے کیلئے قطعی دلیل ہے۔

حضورؑ کی نص

میرے اس دعوے کی صداقت پر حضورؑ کی مندرجہ ذیل تحریر جو حضورؑ کی کتاب مواہب الرحمٰن میں موجود ہے (جو کتاب اشتہار ایک غلطی کا ازالہ کے بعد کی ہے) نص صریح ہے۔ واللّٰہ مکالمات . . . . و مخاطبات معرادلیاءہ وانھم یعطون صبغۃ الانبیاء ولیسوا النبیین فی الحقیقۃ یعنی جماعت اولیاء کے افراد کے ساتھ مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ تو ہوتا ہے اس لئے ان کو نبیوں کا رنگ دیا جاتا ہے لیکن وہ فی الحقیقۃ نبی نہیں ہوتے اسی بنا پر اپنی کتاب چشمہ معرفت کے صفحہ ۳۲۴ پر اپنے متعلق فرمایا کہ مجھے کسی طور پر نبوت کا رنگ دیا گیا ہے گویا دوسرے لفظوں میں زمرہ اولیاء کا فرد ہونے کا اقرار کر لیا ہے اور یہ حضورؑ کی آخری کتاب ہے جس کی اس تحریر کو منسوخ بھی نہیں کہا جا سکتا حدیث میں آنے والے مسیح کے متعلق جو لفظ نبی استعمال ہوا ہے اس کے متعلق بھی حضور نے یہی فرمایا کہ حدیث میں بھی یہ لفظ شرعی اصطلاح کے لحاظ سے بطور مجاز کے استعمال ہوا ہے۔

ابراہیم کے متعلق حضرت نبی کریم صلعم کا قول

اس مختصر سی تمہید کے بعد اب میں اس حدیث کی طرف آتا ہوں جس سے علماءِ ربوہ غلطی سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ اس میں حضرت نبی کریم صلعم کے بعد نبیوں کا مبعوث ہونا جائز قرار دیا گیا ہے اور وہ حدیث یہ ہے حضرت نبی کریم صلعم کا صاحبزادہ ابراہیم جب فوت ہوا تو بعض روایتوں میں آتا ہے کہ آنحضور صلعم نے فرمایا لو عاش لکان صدیقاً نبیاً یعنی اگر ابراہیم زندہ رہتا تو صدیق نبی ہوتا چند دن ہوئے مجھے مارچ ۱۹۶۴ء کا رسالہ الفرقان دیکھنے کا اتفاق ہوا اس میں حضرت نبی کریم صلعم کے بعد بھی حدیث مذکورہ بالا سے انبیاء کے مبعوث ہونے کے امکان پر استدلال کیا گیا ہے۔

علماءِ ربوہ کا قول

حضرت نبی کریم صلعم کے صاحبزادہ ابراہیم کے متعلق حدیث میں جو لفظ نبی وارد ہوا ہے علماءِ ربوہ اس سے مراد امتی نبی لیتے ہیں دیکھو الفرقان صفحہ ۱۱ لیکن اس کے ساتھ ہی وہ یہ بھی یقین رکھتے ہیں کہ امتی نبی زمرہ انبیاء کا ہی فرد ہوتا ہے بنا بریں ان کے نزدیک اگر ابراہیم زندہ رہتا تو زمرۂ انبیاء کا فرد ہوتا یعنے نفس نبوت کے لحاظ سے اس کی نبوت اور حضرت نبی کریم صلعم کی نبوت میں کوئی فرق نہ ہوتا۔

دریافت طلب امور

پہلا امر اب میں علماءِ ربوہ سے دریافت کرتا ہوں کہ جب آپ دوستوں سے پوچھا جاتا ہے کہ ۱۳۰۰ برس میں امت میں کیوں کوئی مسلمان امتی نبی نہیں بنا کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ایک صحابی بھی ایسا نہ تھا جو حضرت نبی کریم صلعم کی اطاعت میں فنا کے انتہائی نقطہ تک پہنچ گیا ہو تو آپ کی طرف سے جواب یہ دیا جاتا ہے کہ اس عرصہ میں نبی کے مبعوث کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئی تھی جس سے ثابت ہے کہ کوئی شخص نبی نہیں بنایا جاتا اور یہ بھی آپ تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت سے قبل ۱۳۰۰ برس تک نبی کریم صلعم کے صاحبزادہ ابراہیم اگر زندہ بھی رہتے تو نبی کس طرح بنائے جا سکتے تھے کیا انہیں بغیر ضرورت ہی نبی بنا دیا جاتا تھا۔ اگر آپ کے نزدیک بغیر ضرورت نبی بنانا بھی جائز ہے تو پھر بعض صحابہ رضی اللہ عنہم بھی نبی بنائے جا سکتے تھے ان کو نبوت سے محروم رکھنے کی کیا وجہ ہو سکتی تھی۔ اس صورت میں آپ کا پہلا جواب کہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کوئی صحابی نبی اس لئے نہیں بنایا گیا کہ اس وقت ضرورت نہ تھی کس طرح صحیح ہو سکتا ہے پس اس سے ثابت ہوا کہ حدیث مذکورہ بالا کے جو معنی آپ کرتے ہیں وہ بالکل درست نہیں اگر ابراہیم زندہ بھی رہتا تب بھی نبی نہیں بن سکتا تھا کیونکہ اس وقت عدم ضرورت اس کی راہ میں بھی اسی طرح مانع تھی جس طرح دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کی راہ میں مانع تھی

دوسرا امر

اور اگر آپ کہیں کہ ضرورت تھی تو پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس ضرورت کو پورا کس طرح کیا گیا اگر ابراہیم فوت ہو گیا تھا تو ضرورت تو دور نہیں ہو گئی تھی وہ تو موجود تھی اس لئے ابراہیم کی بجائے کسی اور صحابیؓ کے ذریعہ اس کو پورا کیا جانا چاہیے تھا جو آپ کے نزدیک پوری نہیں کی گئی اور یہ امر اللہ تعالےٰ کی

شان کے خلاف ہے کہ دنیا کو نبی کی ضرورت ہو اور اللہ تعالیٰ اسے اس نعمت سے محروم رکھے۔

تیسرا امر

اسی طرح جب آپ دوستوں کے سامنے مسلم اور بخاری کی یہ حدیث پیش کی جاتی ہے جس میں حضرت نبی کریم صلعم نے حضرت علی رض کو فرمایا انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی تو آپ یہ جواب دیا کرتے ہیں کہ یہاں بعدی سے مراد قریب کا زمانہ ہے اور حضرت مسیح موعودؑ تو ۱۳۰۰ برس کے بعد آئے ہیں اگر یہ درست ہے تو پھر آنحضور صلعم کے صاحبزادہ ابراہیم اگر زندہ بھی رہتے تو آپ کے مفہوم کے مطابق کس طرح نبی بنائے جا سکتے تھے کیونکہ ان کا زمانہ تو بہت ہی قریب کا زمانہ تھا۔

چوتھا امر

پھر حضرت عمر رض کے متعلق حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب یعنی اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن الخطاب ہوتا حضرت نبی کریم صلعم کے اس قول سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ آنحضور صلعم کے بعد نہ قریب زمانہ میں اور نہ بعید زمانہ میں کوئی نبی آ سکتا تھا اس لئے ابراہیم کس طرح آپ کے مفہوم کے مطابق نبی بن سکتے تھے وہ تو اگر نبی ہوتے تو بالکل قریب زمانہ میں ہوتے۔ آپ خدارا غور کریں کہ کیا مندرجہ بالا دلائل ثابت نہیں کرتے ہیں کہ آپ نے امتی نبی کے متعلق جو نظریہ قائم کیا ہوا ہے کہ وہ زمرہ انبیاء کا فرد ہوتا ہے کس قدر خلاف عقل اور دور از حقیقت ہے جس کی تکذیب واقعات بھی کر رہے ہیں کیونکہ آپ کے نظریہ کی صحت کو تسلیم کرنے سے ابراہیم نبی بنائے ہی جا سکتے نہیں تھے۔

علماء ربوہ سے ہمارا اتفاق

علماء ربوہ نے ابراہیم کے متعلق ہی تسلیم کیا ہے کہ وہ امتی ظلی نبی ہو سکتے تھے۔ علماء ربوہ کی یہ بات درست ہے اور ہمیں اس سے اتفاق ہے کہ اگر آنحضور صلعم کے صاحبزادہ ابراہیم زندہ رہتے تو وہ امتی اور ظلی نبی ہوتے لیکن مندرجہ بالا دلائل قطعی طور پر اس بات کو ثابت کر رہے ہیں کہ امتی ظلی نبی کا جو مفہوم علماء ربوہ بیان کرتے ہیں وہ بالکل غلط ہے اور امتی ظلی نبی کو زمرۂ اولیا کا فرد قرار دینے کی بجائے زمرہ انبیاء کا فرد قرار دینے کی یہ احباب جسارت کر رہے ہیں اسے بے جا جسارت کا اگر نام دیا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔

حدیث کا صحیح مفہوم

علماء ربوہ کے مفہوم اور استدلال کو غلط ثابت کرنے کے بعد اب میں حدیث کا صحیح مفہوم بیان کرتا ہوں حضرت مسیح موعود نے اپنی کتاب حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۲۸ پر ظلی نبوت کی یہ تعریف کی ہے ظلی نبوت نام ہے محض فیض محمدی سے وحی پانے کا اور امتی نبوت کے متعلق بھی صاف الفاظ میں فرمایا ہے کہ امتی صرف ایک معنی سے نبی کہلا سکتا ہے یعنی جزوی طور پر کیونکہ اس کو صرف مبشرات ملتے ہیں نبوت کے اصل حصہ یعنی شریعت سے وہ قطعی طور پر محروم ہوتا ہے اس لئے وہ اسلامی اصطلاح میں نبی نہیں بلکہ محدث کہلاتا ہے اور محدث کے متعلق سب کو مسلم ہے کہ وہ زمرۂ اولیاء کا فرد ہوتا ہے۔

اب جبکہ یہ ثابت ہو گیا کہ ظلی نبوت محض فیض محمدی سے وحی پانے کا نام ہے تو امت میں کثیر التعداد صحابہ رض کے علاوہ ہزاروں اولیاء بھی فیض محمدی سے وحی پانے والے ہوئے ہیں اور وہ سب کے سب ظلی نبی تھے پس آنحضور صلعم کے صاحبزادہ ابراہیم بھی اگر زندہ رہتے تو وہ بھی ضرور اس پیشگوئی کے مطابق دیگر صحابہ کی طرح فیض محمدی سے وحی پانے والے ہوتے اور بدیں وجہ ظلی نبی ہوتے۔

چونکہ فیض محمدی سے وحی کا انعام پانے والے دیگر بھی بہت سے صحابہ رض تھے اس لئے یہ اعتراض پیدا ہی نہیں ہو سکتا کہ ضرورت کی موجودگی میں اگر ابراہیم فوت ہو گیا تھا تو دوسروں کے ذریعہ سے اس ضرورت کو کیوں پورا نہیں کیا گیا کیونکہ فیض محمدی کی نہر تو جاری تھی ابراہیم بھی بشرط زندگی اس سے اسی طرح سیراب ہوتے جس طرح دیگر صحابہ رض سیراب ہو رہے تھے۔

حدیث میں کس امر کا اظہار ہے

جناب ایڈیٹر صاحب! اگر آپ غور سے کام لیتے تو آپ پر واضح ہو جاتا کہ آپ کی پیش کردہ حدیث میں صرف ابراہیم کی پاکیزہ فطرت اور بلند روحانی استعداد کا ذکر کیا گیا ہے جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے اور جسے آپ نے اپنے رسالہ کے صفحہ ۹ پر نقل کیا ہے حضور کے یہ الفاظ ہیں:-

"ابراہیم لخت جگر آنحضرت صلعم جو تولد سال میں یعنی سولہویں مہینہ میں فوت ہو گئے تھے اس کی صفائی استعداد کی تعریف اور اس کی صدیقانہ فطرت کی صفت تمام احادیث کی رو سے ثابت ہے۔" (اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء)

خلاصہ کلام

خلاصہ کلام یہ کہ آپ کی پیش کردہ حدیث صریح طور پر آپ کے مسلک کی تغلیط اور ہمارے مسلک کی تصدیق کر رہی ہے کہ امتی نبی زمرہ انبیاء کا نہیں بلکہ زمرۂ اولیاء کا ہی فرد ہوتا ہے نیز یہ بھی ثابت کر رہی ہے کہ نبی کا لفظ صرف انبیاء علیہم السلام پر ہی نہیں بولا جاتا بلکہ مجازاً اولیاء پر بھی بولا جاتا ہے اسی لئے حضور نے اپنے متعلق فرمایا سمیت نبیا من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ (کتاب حقیقۃ الوحی کے ساتھ منسلک استفتا)

ایک سوال کا جواب

ممکن ہے آپ کہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ سے قبل اگر ظلی نبی پائے جاتے تھے تو ان کو کیوں نبی نہیں کہا گیا اس کے جواب میں آپ پر واضح ہو کہ اس کی حکمت اول تو خود حضرت اقدسؑ نے اپنی کتاب تذکرۃ الشہادتین میں بیان فرما دی ہوئی ہے وہاں دیکھ لیں دوسرے یہ حقیقت ہے کہ حضور نے تمام پہلے اولیاء کو ظلی نبی تسلیم کیا ہے حوالہ بمعہ حضور کے الفاظ کے رد تا اسلام کے فضیلت نمبر میں موجود ہے وہاں دیکھ لیں تیسرے یہ کہ نام ہمیشہ کسی چیز کے مکمل ہونے پر دیا جاتا ہے جیسا کہ یہ حقیقت ہے کہ تمام ادیان درحقیقت اسلام ہی تھے لیکن اسلام کا نام صرف اس دین کو دیا گیا۔۔۔ جسے ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم لائے کیونکہ یہی دین الیوم اکملت لکم دینکم کی شہادت کی رو سے اپنے کمال کو پہنچ گیا اور اسی طرح جس طرح دجالیت کی صفت تو بہت سی قوموں میں پائی جاتی تھی لیکن نام دجال صرف اس قوم کا رکھا گیا جس میں یہ صفت دجالیت اپنے انتہائی کمال کو پہنچ گئی اسی طرح تمام انبیاء علیہم السلام محمد اور احمد تو تھے لیکن یہ دونوں نام صرف حضرت نبی کریم صلعم کو ہی دیئے گئے کیونکہ آنحضور صلعم کے وجود باجود میں یہ دونوں صفتیں اپنے انتہائی کمال کو پہنچ گئیں۔ پس نام ملنے کی حکمت اور ہے اور ظلی نبی ہونا امر دیگر ہے۔ نام ملنے کی پیشگوئی صرف آنے والے مسیح کے لئے ہی تھی کیونکہ ظلی نبوت کا انتہائی کمال آپ کے وجود میں ہی متحقق ہونا تھا۔ کیونکہ فیض محمدی سے انتہائی کمال تک وحی پانا ہی اسکے لئے مقدر تھا کیونکہ اسی کے زمانہ مادہ پرستی میں اس کی ضرورت پیش آتی تھی تا اس کے ذریعہ مادہ پرستی کا سر کچلا جائے۔ دیگر اولیاء یعنی ظلی انبیاء کے زمانوں میں اسکی ضرورت پیش نہیں آتی تھی چنانچہ واقعات اس پر شاہد ناطق ہیں فیض محمدی سے جس قدر وحی کا نزول حضرت مسیح موعودؑ پر ہوا تھا اس کا عشر عشیر بھی کسی اور ولی پر نہیں ہوا اور یہ امر حضرت نبی کریم صلعم کے کشف کی صداقت پر برہان ساطع ہے اور ساتھ ہی یہ بھی ثابت کرتا ہے کہ آنحضور صلعم کی کشفی نگاہ کتنی دور تک جانے والی اور کتنی گہری تھی۔

بقیہ خطبہ جمعہ

(سلسلہ صفحہ ۶)

سے کہہ رہے ہیں انی بریٔ منکم ہم تم سے الگ تھلگ ہیں انی اری ما لا ترون میں جو نتیجہ نظر آ رہا ہے وہ آپ کو بھی نظر نہیں آ رہا انی اخاف اللہ واللہ شدید العقاب میں تو خدا کی مدد کا نظارہ دیکھ کر خدا سے ڈر رہے ہیں اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔

جان و مال کی قربانی اور دعاؤں کی تلقین۔

میں اپنی جماعت سے خصوصیت سے عرض کروں گا کہ ہمارے نوجوان تحریک جہاد میں ہمارے افراد اپنے مالوں سے حکومت کا ہاتھ بٹائیں اور وہ جوان بردد مجاہدوں کے قابل نہیں وہ اپنی دعاؤں میں فتح و کامرانی کی دعائیں مانگیں اگر خدانخواستہ ہندوستان غالب آ گیا تو اسلام زندہ نہیں رہ سکتا اس لئے تاکید کرتا ہوں کہ اپنے صدر محترم کے قائم کردہ قومی دفاعی فنڈ میں دل کھول کر چندہ دیں انجمن میں دفاعی فنڈ کھول دیا گیا ہے سب دوست اپنا چندہ یہاں بھجوائیں تا جمع کر کے مجموعی طور پر انجمن کی طرف سے صدر کے قومی دفاعی فنڈ میں بھجوایا جائے۔ دعا کریں کہ خدا تعالیٰ پاکستان کو فتح دے۔ اور دشمن کے ناپاک ارادوں کو خاک میں ملا دے ولا یحیق المکر السیئ الا باھلہ کا مصداق بنا دے۔

مکروا و مکر اللہ واللہ خیر الماکرین کے ماتحت پاکستان کے لئے خدا کی صفت خیر الماکرین

بحرِ حکمت کے موتی

(مولانا شیخ عبدالرحمن صاحب مصری)

حضرت نبی کریم صلعم کا تحمل اور بردباری

اور بلند اخلاق کا مظاہرہ اور اپنی صداقت پر یقین کامل نمونہ اور لفظ رسول کا استعمال

عن انس بن مالک رض قال بینما نحن جلوس مع النبی صلعم فی المسجد دخل رجل وقال یا ابن عبد المطلب فقال لہ النبی صلعم قد اجبتک فقال الرجل انی سائلک فمشدد علیک فی المسئلۃ فلا تجد علی فی نفسک فقال سل عما بدا لک۔

حضرت انس رض سے روایت ہے کہا کہ ایک دفعہ ہم حضرت نبی کریم صلعم کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک آدمی آیا اور اس نے حضرت نبی کریم صلعم سے مخاطب ہو کر کہا اے عبدالمطلب کے بیٹے (طرز خطاب ملاحظہ فرمائیں اور حضرت نبی کریم صلعم کے جواب میں جس تحمل کا نمونہ نظر آتا ہے اسے بھی ملاحظہ فرمائیں) فرمایا یقیناً میں آپ کی بات کا جواب دوں گا اس شخص نے کہا میں تجھ سے بعض باتیں پوچھوں گا لیکن سوال میں سختی سے کام لوں گا تو اپنے دل میں مجھ پر غصہ نہ کرنا آنحضور صلعم نے اس کے اس کلام کو بھی خندہ پیشانی سے سنتے ہوئے فرمایا جو کچھ آپ پوچھنا چاہتے ہیں پوچھیں فقال اتانا رسولک فاخبرنا انک تزعم ان اللہ عز وجل ارسلک قال صدق اس شخص نے کہا آپ کا رسول ہمارے پاس آیا اور اس نے ہمیں خبر دی کہ تو کہتا ہے کہ اللہ نے تجھے بھیجا ہے آنحضور صلعم نے فرمایا میرے رسول نے سچ کہا ہے فقال من خلق السماء اس نے کہا آسمان کس نے پیدا کیا قال اللہ عز وجل آنحضور صلعم نے فرمایا اللہ عز وجل نے قال فمن خلق الارض .... والجبال۔ اس شخص نے کہا کہ زمین اور پہاڑ کس نے پیدا کئے قال اللہ عز وجل آنحضور صلعم نے فرمایا اللہ عز وجل نے قال فمن جعل فیھا المنافع اس شخص نے کہا کہ ان میں ہمارے فائدے کی اشیاء کس نے رکھی ہیں قال اللہ عز وجل فرمایا اللہ عز وجل نے قال فبالذی خلق السماء وخلق الارض ونصب الجبال وجعل فیھا المنافع آللہ ارسلک اس شخص نے کہا اس ذات کی قسم دے کر میں پوچھتا ہوں جس نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا اور پہاڑ نصب کئے اور ان میں ہمارے فائدے کی چیزیں رکھیں۔ کیا اللہ نے تجھے بھیجا ہے قال نعم آنحضور صلعم نے فرمایا ہاں قال زعم رسولک ان علینا خمس صلوٰۃ وزکوٰۃ فی اموالنا اس شخص نے کہا تیرے رسول نے ہمیں کہا ہے کہ ہم پر پانچ نمازیں فرض ہیں اور ہمارے اموال میں ہم پر زکوٰۃ بھی فرض ہے قال صدق آنحضور صلعم نے فرمایا ہاں میرے رسول نے سچ کہا ہے قال فبالذی ارسلک آللہ امرک بھذا۔ اس شخص نے کہا کہ میں تجھے اس خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس نے تجھے بھیجا ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ نے تجھے اس کا حکم دیا ہے قال نعم آنحضور صلعم نے فرمایا ہاں قال وزعم رسولک ان علینا صوم شھر فی سنتنا قال صدق۔ اس شخص نے کہا کہ تیرے رسول نے ہمیں بتایا ہے کہ ہم پر سال میں ایک ماہ کے روزے بھی فرض ہیں آنحضور صلعم نے فرمایا میرے رسول نے سچ کہا قال فبالذی ارسلک آللہ امرک بھذا قال نعم اس شخص نے کہا کہ میں تجھے اس خدا کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں جس نے تجھے بھیجا ہے کہ کیا اللہ نے تجھے اس کا حکم دیا ہے آنحضور صلعم نے فرمایا ہاں قال وزعم رسولک ان علینا حج البیت من استطاع الیہ سبیلا قال صدق اس شخص نے کہا کہ تیرے رسول نے یہ بھی بتلایا ہے کہ ہم میں سے جو استطاعت رکھتا ہو اس پر بیت اللہ کا حج بھی فرض ہے آنحضور صلعم نے فرمایا اس نے سچ کہا قال فبالذی ارسلک آللہ امرک بھذا قال نعم اس شخص نے کہا میں تجھے اس خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس نے تجھے بھیجا ہے کہ کیا اللہ نے تجھے اس کا حکم دیا ہے فرمایا ہاں قال والذی بعثک بالحق لا ازید علیھن شیئا ولا انقص اس شخص نے کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے ان پر نہ میں کچھ زیادتی کروں گا اور نہ ان میں سے کچھ کم کروں گا فقال النبی صلعم ان صدق لیدخلن الجنۃ آنحضور صلعم نے فرمایا اگر اس شخص نے سچ کہا ہے تو ضرور جنت میں داخل ہوگا۔

(بخاری کتاب العلم)

حضرت مسیح موعودؑ کے مخالفین کے لئے بھی اور احباب جماعت ربوہ کے لئے بھی یہ بات قابل غور ہے کہ اس حدیث میں پانچ دفعہ رسول کا لفظ محض لغوی معنی میں استعمال ہوا ہے۔ اسی بناء پر حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی کتاب سراج منیر میں فرمایا ہے کہ جب انسان رسول کا لفظ محض لغوی معنی میں استعمال کر لیتے ہیں تو خدا کو کیوں حرام ہو گیا کہ وہ اپنے کسی مامور کے لئے اس لفظ رسول کو محض لغوی معنی میں استعمال کرے سو میرے لئے اس نے حقیقی معنی میں نہیں بلکہ محض لغوی معنی میں ہی اس لفظ کو استعمال کیا ہے اور وہ بھی ظلی اور بروزی طور پر۔

> "خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ میں مسلمان ہوں اور ان سب عقائد پر ایمان رکھتا ہوں جو اہل سنت والجماعت مانتے ہیں اور کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا قائل ہوں اور قبلہ کی طرف نماز پڑھتا ہوں اور میں نبوت کا مدعی نہیں بلکہ ایسے مدعی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔" (آسمانی فیصلہ صـ۲)

اتحادِ اخلاق اور ایمان باللہ

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اور چاہیئے کہ جماعت کے بزرگ جو نفس پاک رکھتے ہیں میرے نام پر میرے بعد لوگوں سے بیعت لیں۔ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے یہی خدا کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا سو تم اس مقصد کی پیروی کرو۔ مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے اور جب تک کوئی خدا سے روح القدس پا کر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد مل کر کام کرو۔ اور چاہیئے کہ تم بھی ہمدردی اور اپنے نفسوں کے پاک کرنے سے روح القدس سے حصہ لو کہ بجز روح القدس کے حقیقی تقویٰ حاصل نہیں ہو سکتا اور نفسانی جذبات کو بکلی چھوڑ کر خدا کی رضا کے لئے وہ راہ اختیار کرو جو اس سے زیادہ کوئی راہ تنگ نہ ہو۔ دنیا کی لذتوں پر فریفتہ مت ہو کہ وہ خدا سے جدا کرتی ہیں اور خدا کے لئے تلخی کی زندگی اختیار کرو۔ وہ درد جس سے خدا راضی ہو اس لذت سے بہتر ہے جس سے خدا ناراض ہو جائے اور وہ شکست جس سے خدا راضی ہو اس فتح سے بہتر ہے جو موجب غضب الٰہی ہو۔ اس محبت کو چھوڑ دو جو خدا کے غضب کے قریب کرے اگر صاف دل ہو کر اس کی طرف آجاؤ تو ہر ایک راہ میں وہ تمہاری مدد کرے گا اور کوئی دشمن تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ خدا کی رضا کو تم کسی طرح نہیں پا سکتے جب تک تم اپنی رضا کو چھوڑ کر اپنی لذات چھوڑ کر اپنی عزت چھوڑ کر اپنا مال چھوڑ کر اپنی جان چھوڑ کر اس کی راہ میں تلخی نہ اٹھاؤ۔ جو موت کا نظارہ تمہارے سامنے پیش کرتی ہے لیکن اگر تم تلخی اٹھا لو گے تو ایک پیارے بچے کی طرح خدا کی گود میں آجاؤ گے اور تم ان راستبازوں کے وارث کئے جاؤ گے جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں اور ہر ایک نعمت کے دروازے تم پر کھولے جائیں گے۔ لیکن تھوڑے ہیں جو ایسے ہیں۔ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ تقویٰ ایک ایسا درخت ہے جس کو دل میں لگانا چاہیئے وہی پانی جس سے تقویٰ پرورش پاتا ہے تمام باغ کو سیراب کر دیتا ہے۔ تقویٰ ایک ایسی جڑ ہے کہ اگر وہ نہیں تو سب کچھ ہیچ ہے اور اگر وہ باقی ہے تو سب کچھ باقی ہے۔ انسان کو اس فضولی سے کیا فائدہ جو زبان سے خدا طلبی کا دعویٰ کرتا ہے۔ لیکن قدم صدق نہیں رکھتا۔

(الوصیت)

ہوائی حملے کا الارم سنتے ہی مکان کی نچلی منزل میں آجایئے

شہری دفاع کے سلسلہ میں عوام کیلئے ضروری ہدایات

بھارت کے طیارے مغربی پاکستان کے کئی شہروں پر حملے کر چکے ہیں اور بھارت کے بزدلانہ طریق کار کے مطابق انہوں نے شہری آبادی پر بم گرائے ہیں۔ جنگ ابھی جاری ہے اور دشمن کی طرف سے لاہور اور دوسرے شہروں پر ہوائی حملے کی صورت میں شہری دفاع کی ذمہ داری عوام پر عائد ہوتی ہے اور اس محاذ پر ہر عورت، مرد اور بچے کو لازمی حصہ لینا ہے۔

شہری دفاع کے اس فرض کی ادائیگی کے لئے عوام کو حسب ذیل طریقوں پر عمل کرنا چاہیئے۔

(۱) جس وقت ہوائی حملے کا الارم ہو اگر آپ اوپر کی منزل میں ہوں تو الارم سنتے ہی فوراً نچلی منزل میں آجائیں کیونکہ اوپر کی نسبت نیچے کی منزل زیادہ محفوظ ہوتی ہے اور یہاں سے بچ نکلنے کا امکان بھی زیادہ ہوتا ہے۔

(۲) تمام کھڑکیاں کھول دیں اگر ان میں شیشے لگے ہوئے ہوں تو ان کے تختے یا پٹ دیوار کے ساتھ باندھ دیں تاکہ بم گرنے سے شیشے وغیرہ نہ ٹوٹ جائیں اور شیشہ ٹوٹنے سے کوئی زخمی نہ ہو جائے۔

(۳) ہوائی حملہ کا الارم سنتے ہی تمام روشنی فوراً گل کر دیں گھر میں عورتوں کو ہدایت کر دیں کہ گھر میں کسی قسم کی آگ روشن نہ ہو ممکن ہے کہ کہیں قریب وجوار میں بم گرے اور ٹکڑے آگ پر گریں جس سے چنگاری اڑ کر مکان کو آگ لگ جائے۔

(۴) کھڑکیوں اور دروازوں سے جھانکنے کی کوشش نہ کریں ممکن ہے کہ کوئی بم کا ٹکڑا اڑ کر آپ کے لگے اور اس سے نقصان ہو۔

(۵) دروازوں اور کھڑکیوں کے پردے لگا دیں تاکہ بم کے ٹکڑے اندر نہ آئیں اور نقصان زیادہ نہ ہو۔

(۶) اگر آپ بازار میں جا رہے ہیں اور الارم ہو جائے تو فوراً قریبی مکان میں گھس جائیں تاکہ نقصان سے بچے رہیں۔

(۷) اگر آپ کسی مکان میں پناہ نہ لے سکیں تو دیوار کی آڑ میں لیٹ جایئے یا نشیب میں دراز ہو جایئے۔

(۸) جب آپ زمین پر اوندھے لیٹیں تو ان باتوں کا خاص خیال رکھیں :۔

(۱) کہنیوں کا سہارا لیں۔ چھاتی کو زمین پر نہ لگائیں۔

(۲) زمین پر اوندھے لیٹتے وقت جبڑوں کے درمیان پنسل، پن یا چھوٹا سا پتھر یا رومال یا پگڑی کا سرا رکھیں تاکہ جبڑے کو نقصان نہ پہنچے اور نہ ہی دم گھٹے اور نہ ہی آپ کی زبان کٹے۔

(۳) اوپر کی طرف نہ دیکھیں کیونکہ آپ کی آنکھوں میں کچھ پڑ جانے کا خطرہ ہے۔

(۴) کانوں میں روئی دے لیں۔ اگر روئی نہ ملے تو انگلیاں دے لیں تاکہ کانوں کو نقصان نہ پہنچے۔

بجلی کے مین سوئچ کو بند کر دیں تاکہ اگر بم گرنے سے مکان گر جائے اور بجلی کے تار سے آپ میں سے کوئی لپٹ جائے تو نقصان نہ اٹھانا پڑے۔

(۱۰) اگر کھلے میدان میں دشمن کا ہوائی حملہ آپ کو آ لے تو اوندھے منہ لیٹ جائیں بھاگنے کی کوشش نہ کریں۔

(۱۱) اگر آپ موٹر کار میں جا رہے ہیں اور ہوائی حملے کا الارم ہو جائے تو جلد از جلد گھر پہنچنے کی کوشش کریں اگر ایسا ممکن نہ ہو تو گاڑی کو فٹ پاتھ پر کھڑا کر دیں اور موٹر کار کے تمام شیشے گرا دیں۔

(۱۲) موٹر کار کو سڑک کے کنارے کھڑا نہ کریں ایسا نہ ہو کہ امدادی سروسوں کا راستہ روکنے کا موجب ہو، جو ادھر سے زخمیوں کی مرہم پٹی اور مکانوں کی آگ بجھانے کے لئے سرگرم عمل ہو۔

(۱۳) موٹر کھڑی کرتے وقت یہ خاص خیال رکھیں کہ جس جگہ آپ گاڑی کھڑی کر رہے ہیں وہاں فرسٹ ایڈ پوسٹ فائر سروس اے آر پی، ڈپو، پولیس سٹیشن وارڈن پوسٹ یا پانی لینے کا پمپ تو نہیں۔

(۱۴) اپنی موٹر کار کی چابی موٹر میں ہی چھوڑ دیجئے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ کسی کو بہت بڑی ضرورت پڑے یا کسی خطرناک حالت والے مریض کو ہسپتال لے جانا پڑے یا شاید آپ ہی کو ہسپتال لے جانا پڑے۔

(۱۵) اگر آپ گھر پہنچ جائیں اور ہوائی حملہ شروع ہو تو موٹر کو فوراً گیراج میں چھوڑ دیں۔ چونکہ موٹر کے پٹرول سے بہت زیادہ نقصان ہو سکتا ہے۔

(۱۶) اگر آپ کے مکان کمزور اور کچے نہ ہوں تو مکان کی بلندی سے نصف کے فاصلے پر خندق کھود دی جائے تاکہ بوقت ضرورت پناہ لی جا سکے۔

(۱۷) اس امر کا خاص خیال رکھیں کہ نالیوں اور بارش کا پانی ہرگز خندق میں داخل نہ ہو سکے۔

(۱۸) ایسے تہ خانہ میں پناہ لی جا سکتی ہے جس میں ہول یعنی ہنگامی حالات میں باہر نکلنے کا بندوبست ہو۔

---

۲۵ - نئی دہلی منگل۔ ایجنسی فرانس نے رات گئے اطلاع دی ہے کہ بھارت نے پاکستان اور بھارت کی فوجوں کی موجودہ پوزیشن کی بنیاد پر جنگ بند کرنے کی پیشکش کی ہے اور بھارتی وزیر اعظم مسٹر شاستری نے تحریری طور پر یہ پیشکش اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل اوتھان کے حوالے کر دی ہے۔

لاہور منگل۔ آل انڈیا ریڈیو نے آج سیالکوٹ سیکٹر میں اپنی فوجوں کی ناکامی کا اعتراف کر لیا۔ تاہم ایسا کرتے ہوئے بھی اس نے اپنی روایتی دروغ بیانی کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا اور کہا کہ سیالکوٹ سیکٹر سے ہماری فوجوں کی پسپائی کا سبب یہ ہے کہ ہم نے جس مقصد کے لئے

ضروری خبریں

راولپنڈی منگل۔ پاکستان کی جانباز فضائیہ اور زمینی فوجوں نے چوبیس گھنٹوں کے دوران بھارتی فضائیہ کے بارہ طیارے تباہ کر دیئے ہیں اس طرح اب تک بھارت کے تقریباً نوے جنگی طیارے تباہ کئے جا چکے ہیں۔ پاکستان کی بری افواج نے بھی مختلف محاذوں پر دشمن پر کاری ضربیں لگائیں۔ لاہور کے محاذ پر دشمن کا ایک نیا حملہ اسے بھاری جانی نقصان پہنچا کر پسپا کر دیا گیا۔ اور راجستھان کے محاذ پر دشمن کی ایک اور چوکی ہمارے قبضے میں آگئی۔ سیالکوٹ کے محاذ پر دشمن نے اتوار کی ذلت آمیز پسپائی کے بعد ایک قدم بھی آگے بڑھنے کی جرأت نہیں کی۔ دریں اثنا ہماری شیر دل افواج بزدل دشمن پر متواتر کاری ضربیں لگا رہی ہیں اور دشمن لاشیں میدان میں چھوڑ کر فرار ہو رہا ہے۔

——— وزیر خارجہ مسٹر ذوالفقار علی بھٹو نے اخبار نویسوں سے بات چیت کرتے ہوئے کہا۔ ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ کشمیر سے پاکستان اور بھارت اپنی اپنی فوجیں واپس بلا لیں اور ریاست میں امن قائم رکھنے کے لئے افریشیائی ممالک کے دستوں پر مشتمل اقوام متحدہ کی فوج قائم کی جائے اور تین ماہ کے اندر ریاست میں رائے شماری کرائی جائے۔

——— ایرانی وزیر اعظم اور ترک وزیر خارجہ آج صبح صدر محمد ایوب اور وزیر خارجہ بھٹو سے پاکستان پر بھارتی حملے میں ان دونوں ملکوں کی امداد کے سوال پر بات چیت کرنے . . . پنڈی آئے تھے انہوں نے صدر ایوب اور مسٹر بھٹو سے متعدد ملاقاتیں کیں جن میں پاکستان پر بھارتی حملے کے سلسلے میں تبادلۂ خیال کیا گیا۔ دعوت عشائیہ میں تقریر کرتے ہوئے ایرانی وزیر اعظم مسٹر ہویدا نے کہا کہ ایران اور پاکستان کی دوستی موجودہ حالات میں اور بھی مضبوط ہو گئی ہے انہوں نے کہا کہ شاہ ایران کو پاکستان پر بھارتی حملے سے شدید تشویش لاحق ہے۔ اس وقت پاکستان پر جو ابتلا پڑی ہے ایرانی عوام اور حکومت اس میں خود کو برابر کا شریک تصور کرتے ہیں۔ ایران اس مشکل وقت میں پاکستان کو ہر طرح کی امداد دے گا۔ وزیر خارجہ ترکی مسٹر حسین عشق نے اپنی تقریر میں کہا کہ کشمیر کا مسئلہ حل ہوئے بغیر اس علاقے میں امن کا قیام ممکن نہیں پاکستان اور بھارت کے درمیان جنگ بندی سے قبل اس مسئلے کے حل کی ضمانت ملنی چاہیئے۔ انہوں نے کہا کہ میں ترک عوام کی جانب سے پاکستان کی مکمل حمایت کا اعلان کرتا ہوں۔

——— راولپنڈی منگل۔ بھارت کے حملہ کے مقابلہ کے لئے ایران پاکستان کو پٹرول، تیل کی مصنوعات اور جیٹ طیاروں کے لئے تیل فراہم کرے گا۔ اس کے علاوہ دو سو بستروں کا ایک مکمل ہسپتال بھی پاکستان کو دیا جائے گا۔ اس ہسپتال کے لئے ڈاکٹر، نرسیں، ادویات اور تمام ساز و سامان ایران فراہم کرے گا۔

——— نئی دہلی منگل۔ بھارت کے سابق گورنر جنرل اور سوتنترا پارٹی کے قائد راجگوپال اچاریہ نے پاکستان کے خلاف حملہ کی حمایت کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ بھارت کے وزیر اعظم مسٹر لال بہادر شاستری نے پاکستان کے خلاف حملہ میں اپوزیشن پارٹیوں کی حمایت حاصل کرنے کے لئے تمام سیاسی رہنماؤں کا ایک اجلاس طلب کیا تھا مگر راجگوپال اچاریہ اس میں شریک نہیں ہوئے۔ ۲۴

(باقی کالم ۲ کے نیچے)

کالونی سرحد ٹیکسٹائل ملز نوشہرہ
کے نفیس پارچات
لٹھا
پاپلین
ململ
وائل
POPLINS, LATHA,
MULS, VOILS
LATHA
CHAR CHABI چار چابی
CHAR SIKKA چار سکہ
CHAR CHIRAGH چار چراغ
POPLINS
SARHADDI سرحدی
MORNI مورنی
CHAR TOPE چار توپ
26-THE POPLIN چھبی دی پاپلین
MULS
26-THE MULMUL چھبی دی ململ
VOILS
DACCA QUEEN ڈھاکہ کوئین
Colony
Sarhad
کالونی سرحد ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ، اسماعیل کوٹ نوشہرہ
TEXTILE MILLS LTD.
Ismailkot NOWSHERA
آپ ہمیشہ سرحد ملز نوشہرہ کے نفیس پارچات طلب فرمائیں۔ سرحد کے پارچات عمدگی اور مضبوطی میں بے مثال ہیں!
CSTM 1/65
CRESCENT

آپ کے خطوط

موجودہ جنگ میں پاکستانی افواج کی امداد

نماز تہجد میں پرسوز دعاؤں سے کیجئے

بھارت کے اچانک حملہ کے بعد پاکستانی افواج جس بے جگری کے ساتھ مصروف پیکار ہیں اور جو کامیابی خدا کے فضل سے انہیں حاصل ہو رہی ہے وہ ہر طرح لائق استحسان ہے۔ اس کے ساتھ ہی برادران اسلام سے میری التجا ہے کہ آئیے ہم اپنی پرسوز دعاؤں سے اپنی افواج کی امداد کریں اور رات کے تین بجے سے ساڑھے تین بجے تک نماز تہجد میں سجدہ ریز ہو کر اپنی بے بسی اور بھارتی فوج کے ظالمانہ وجابرانہ اقدامات کو نگاہ میں رکھتے ہوئے رحمت خداوندی کو جوش میں لائیں۔ ہمارے آنسو سجدوں میں بہ جائیں۔ اور بار بار یہی التجا ہو۔ کہ اے بادشاہوں کے بادشاہ ہم کمزور ہیں۔ نالائق ہیں۔ ہماری تقصیرات معاف فرما۔ اور ستاریت کی چادر ان پر ڈال دے۔ اے ارض وسما کے مالک تیرا رحم اتنا بڑا ہے کہ انسانی التجا کے بغیر بھی جوش میں آتا ہے اور تیرے ہی رحم سے انسان کی کوشش بھی بار آور ہوتی ہے۔ پس تو اپنی ربوبیت سے ہم گنہگار مظلوم اور گمراہی میں پڑے ہوئے بندوں کو کامیاب فرما۔ اور وہ سامان پیدا کر دے جو کہ ہمارے وہم و گمان میں بھی نہیں ہیں۔ ہمارے قلوب کی اصلاح فرما۔ کہ ہم سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح متحد ہو جائیں۔ اور ہم ایک دوسرے کی حفاظت کرنے والے ہوں۔ اے قدوس بیشک ہم تھوڑے اور کمزور ہیں۔ ہماری دستگیری فرما۔ اور ہمیں اس قابل بنا کہ ہم فتح یاب ہو جائیں اور تیرے قرآن کو بلند کرنے والے ہوں۔

اے پروردگار عالم! ہمیں سکون اور آشتی اور سچائی کا راستہ دکھا۔ اور ہمارے دل ایسے مضبوط بنا دے کہ حوادث دنیا کا ان پر کوئی اثر نہ ہو۔ اے قدوس! جہاں غصہ ہے۔ وہاں پیار جہاں مایوسی ہے وہاں امید۔ جہاں تاریکی ہے وہاں روشنی۔ جہاں اندھیرا ہے وہاں نور۔ جہاں غم ہے وہاں خوشی عطا فرما۔

اے قادر مطلق! ہم ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتے۔ جب تک تیرا فضل شامل حال نہ ہو۔ اگر کل آبادی میں سے صرف ایک لاکھ بھی یہ مجاہدہ چالیس دن تک کریں۔ تو پھر دیکھیں کہ رحیم کریم خدا۔ سوز و گداز اور صمیم قلب سے نکلی ہوئی دعائیں کتنی جلد منظور کرتا ہے۔

قرار دادوں۔ نعروں سے کچھ نہیں ہوگا۔ جب تک یہ نسخہ استعمال نہ ہوگا۔

ہزار سرزنی و مشکلے نہ گردد حل ✤ چو پیش او بری کار یک دعا باشد (مسیح موعودؑ)

خاکسار فضل داد پنشنر۔ ایڈمنسٹریٹر۔ احمدیہ فارم۔ چک $\frac{6}{4-L}$ اوکاڑہ

تزلزل در ایوانِ ربوہ فتاد

مکرمی ایڈیٹر صاحب اخبار پیغام صلح لاہور۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ کتاب "مجاہد کبیر" بفضلہ تعالیٰ بہت مقبول اور مفید ثابت ہوئی ہے اور اس نے "تزلزل در ایوانِ ربوہ فتاد" کی مثال صادق آتی معلوم دیتی ہے۔ ایک اور کتاب (اردو۔ انگریزی دونوں زبانوں میں یکجا) فتح حق کے نام سے عنقریب شائع ہونے والی ہے اس سے بھی کافی صفائی ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

فی الحال بیرونی ممالک اور مشرقی پاکستان سے کتاب "مجاہد کبیر" کے انگریزی ترجمہ کی مانگ متواتر آرہی ہے۔ اس لئے میں نے ارادہ کیا ہے کہ اردو کے ایڈیشن میں سے تاریخی حصہ اور ضروری ضروری اقتباسات لے کر ایک مختصر انگریزی ایڈیشن چھپوایا جائے۔ جس کی بیرونی ممالک میں مفت تقسیم ہو سکے گی۔

میری آپ کے اخبار کے ذریعہ سے درخواست ہے کہ احباب کرام جن کی نظروں میں یا جن کے علم میں اردو ایڈیشن میں کتابت یا واقعات تاریخوں کی کوئی غلطی سہواً ہو گئی ہو۔ اور اس کی تصحیح کی ضرورت ہو تو وہ مجھے ازراہ کرم مندرجہ ذیل پتہ پر یا دفتر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور نمبر ۷ کی معرفت جلد مطلع فرمائیں۔ مشکور رہوں گا۔ والسلام

خاکسار۔ ممتاز احمد فاروقی ۲۹ گلبرگ کالونی۔ لاہور

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک نور الٰہی صاحب پرنٹر چھپ کر مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا۔

اسلام کی حفاظت اور پیغمبر اسلام کی عزت کی حفاظت میں

احمدیہ جماعت لاہور کا حصہ

(عزیز کاشمیری صاحب ایڈیٹر روشنی سرینگر)

(بسلسلہ اشاعت گذشتہ)

ریلیجن آف اسلام

ریلیجن آف اسلام کے نام سے انگریزی میں تقریباً سو صفحات کی ضخیم کتاب شائع کر دی گئی جس میں اسلام سے متعلق جملہ واقفیت اصول و اعتقادات قوانین وغیرہ سب درج ہے۔ اس کے اب تک ۷ ایڈیشن شائع ہو گئے ہیں۔ یہی وہ کتاب ہے جس پر سر اقبال اور پکتھال مرحوم نے شاندار تبصرے کئے ہیں۔

کتاب جیزس ان ہیون آن ارتھ تیسری بار شائع کر دی گئی۔ جس نے عیسائی مذہب اور الوہیت مسیح کی حقیقت دنیا پر واضح کر دی۔ یہاں تک کہ عیسائیت کو ہتھیار ڈال دینے پڑے۔

کتاب صحیح بخاری کا ترجمہ وتفسیر شائع کر دیا گیا۔

اسلام اور دی افریکس باتصویر شائع کر دی گئی۔ جس میں نومسلموں نے قبول اسلام کے وجوہ اور اپنے تاثرات کو بیان کیا ہے۔

کتاب "لونگ تھاٹس آف پرافٹ محمدؐ" دس زبانوں میں ترجمہ ہو گئی۔ اور یہ کتاب ملک مصر کے نصاب میں شامل ہے۔

سیرت خیر البشر کا ۱۷ زبانوں میں ترجمہ شائع کر دیا گیا۔ اور حضور رسول مقبول صلعم کی سیرت پر جو اعتراضات معترضین کیا کرتے تھے۔ ان سب کا صفایا کر دیا گیا ہے۔ اور اس کی ۱۵ ہزار کاپیاں مفت تقسیم کر دی گئیں۔

تاریخ خلافت راشدہ کا ۴ یورپین زبانوں میں شائع کر دی گئی۔

ان کے علاوہ بھی بے شمار کتب، اسلام اور پیغمبر اسلام اور قرآن پاک سے متعلق شائع کر دی گئیں اور اسلامی لٹریچر ۳۰ مختلف زبانوں میں ترجمہ کیا گیا ہے۔ مختلف کتب و رسائل کی ایک لاکھ سے زیادہ کاپیاں اب تک مفت تقسیم کر دی گئیں۔

جرائد و رسائل:-

اسلامک ریویو لندن سے باتصویر آرٹ پیپر پر شائع کیا جا رہا ہے اس کا ہر پرچہ اسلامی معلومات کا خزانہ ہوا کرتا ہے اور کم قیمت پر اسے دنیا بھر میں تقسیم کیا جا رہا ہے۔ اس کا جرمن زبان میں بھی ترجمہ شائع ہوتا ہے۔

لائٹ:- انگریزی میں ہفتہ وار شائع ہوتا ہے۔ اسلام اور جماعت سے متعلق عالمانہ مضامین باقاعدہ اس میں شائع ہوا کرتے ہیں۔

پیغام صلح:- جماعت کا ہفتہ وار تبلیغی جریدہ ہے۔ اور اعلیٰ پایہ کے اسلامی مضامین، ملفوظات، خطبات کے علاوہ جماعت کی تبلیغی سرگرمیوں کا حال اس میں التزام سے شائع ہوا کرتا ہے۔

ان کے علاوہ بھی بعض مقامی جماعتیں اپنے طور پر جرائد و رسائل شائع کر رہی ہیں۔

الغرض! یہ جماعت کی خدمات اسلامیہ کا ایک مختصر سا تذکرہ ہے۔ اب آپ اپنا جائزہ لیجئے۔ اور دیکھئے کہ آپ اسلام کی اشاعت اور ناموس رسولؐ کی عظمت کے لئے کیا کر رہے ہیں؟؟

ضروری تصحیح

مندرجہ بالا مضمون کی پہلی قسط میں جو گذشتہ اشاعت میں شائع ہوئی ہے انجمن کے تعلیمی اداروں کا ذکر کرتے ہوئے لاہور میں انجمن کے دو کالج سینٹر کیمبرج کالج اور مسلم کالج بتائے گئے ہیں۔ یہ مضمون کی غلطی ہے۔ مسلم کالج کے علاوہ ادارہ تعلیم القرآن کے نام سے ایک دینی کالج انجمن کی طرف سے قائم ہے۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۲۸

جلد ۵۳ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۲۵ جمادی الاول ۱۳۸۵ھ مطابق ۲۲ ستمبر ۱۹۶۵ء | نمبر ۳۵

قبولیت دعا کے عظیم اثرات

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

میں اپنے ذاتی تجربہ سے بھی دیکھ رہا ہوں کہ دعاؤں کی تاثیر آب و آتش کی تاثیر سے بڑھ کر ہے بلکہ اسباب طبعیہ کے سلسلہ میں کوئی چیز ایسی عظیم التاثیر نہیں جیسی کہ دعا ہے اور اگر یہ شبہ ہو کہ بعض دعائیں خطا جاتی ہیں اور اُن کا کچھ اثر معلوم نہیں ہوتا تو میں کہتا ہوں کہ یہی حال دواؤں کا بھی ہے کیا دواؤں نے موت کا دروازہ بند کر دیا ہے؟ یا اُن کا خطا جانا غیر ممکن ہے۔ مگر کیا باوجود اس بات کے کوئی ان کی تاثیر کا انکار کر سکتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ ہر ایک امر پر تقدیر محیط ہو رہی ہے مگر تقدیر نے علوم کو ضائع اور بے حرمت نہیں کیا۔ اور نہ اسباب کو بے اعتبار کر کے دکھلایا بلکہ اگر غور کر کے دیکھو تو یہ جسمانی اور روحانی اسباب بھی تقدیر سے باہر نہیں ہیں مثلاً اگر ایک بیمار کی تقدیر نیک ہو تو اسباب علاج پورے طور پر میسر آجاتے ہیں اور جسم کی حالت بھی ایسے درجہ پر ہوتی ہے کہ وہ اُن سے نفع اُٹھانے کے لئے مستعد ہوتا ہے تب دوا نشانہ کی طرح جا کر اثر کرتی ہے۔ یہی قاعدہ دعا کا بھی ہے یعنی دعا کے لئے بھی تمام اسباب و شرائط قبولیت اسی جگہ جمع ہوتے ہیں جہاں ارادہ الٰہی اس کے قبول کرنے کا ہے۔ خدا تعالےٰ نے اپنے نظام جسمانی اور روحانی کو ایک ہی سلسلہ مؤثرات اور متاثرات میں باندھ رکھا ہے۔ پس سید صاحب کی سخت غلطی ہے کہ وہ نظام جسمانی کا تو اقرار کرتے ہیں مگر روحانی نظام سے منکر ہو بیٹھے ہیں۔

(برکات الدعا)

بحر حکمت کے موتی

مولانا شیخ عبد الرحمن صاحب مصری

مفید مشورہ کے متعلق حضرت نبی کریم صلعم کی قدر دانی۔

عن انس بن مالك قال كتب النبي صلعم كتابًا او اراد ان يكتب فقيل له انهم لا يقرءون كتابًا الا مختومًا فاتخذ خاتمًا من فضة نقشه محمد رسول الله كأني انظر الى بياضه في يده (البخاری کتاب العلم)

حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم نے بعض بادشاہوں کو خط لکھا یا لکھنے کا ارادہ کیا تو آپ سے عرض کیا گیا کہ اس زمانہ کے بادشاہ وہی خط پڑھتے ہیں جس پر مہر لگی ہوئی ہو صحابہ رضؓ کے اس مشورہ کو قبول فرماتے ہوئے حضور صلعم نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی جس کا نقش محمد رسول اللہ تھا حضرت انس رضؓ فرماتے ہیں گویا میں اس انگوٹھی کی سفیدی آنحضور صلعم کے ہاتھ میں دیکھ رہا ہوں۔

اس حدیث سے جہاں یہ ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلعم اپنے صحابہ رضؓ کے مشورہ کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے وہاں یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ کسی قوم کو کلمہ حق پہنچاتے وقت ان کے رواج کو بھی مدنظر رکھنا چاہیئے اور اس کے مطابق کلمۂ حق انہیں پہنچایا جانا چاہیئے

اگر ایسا نہ کیا جائے تو پیغام حق ان تک پہنچانا ناممکن ہو جائیگا کیونکہ وہ اس کو سننے کے لئے تیار ہی نہ ہوں گے صرف اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے کہ وہ رواج شریعت کی کسی نص کے خلاف نہ ہو

تبلیغی خطوکتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
(مسیح موعود)

—— (مرتبہ: الحاج میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی - لاہور) ——

آپ نے کہاں سے لیں۔ انہوں نے آپ کا ایڈریس دیا اس لئے اب میں آپ کو چند مفید اسلامی کتابوں کے متعلق گزارش کرتا ہوں۔ میں خدا کے فضل سے مسلمان ہوں اور خدا اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہوں مہربانی فرما کر چند کتابیں اسلام کے متعلق ارسال کریں۔ آپ کو اور آپ کے بچوں کو دعائیں دوں گا۔ والسلام۔

(ان کو لٹریچر بھیجا گیا اور جواب بھی دیا گیا)

(انکو ٹیچنگز آف اسلام۔ ارلی کیلیفیٹ۔ لونگ تھاٹس اور مزید دیگر لٹریچر بھیجا گیا اور خط کا جواب بھی دیا گیا۔)

مغربی نائیجیریا

ترجمہ خط۔ عمرو آبو۔ گھانا۔ مغربی نائیجیریا

جناب مکرم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں یہ خط لکھ کر بڑی خوشی محسوس کرتا ہوں۔ میں نے آپ کی کتابیں اپنے ایک دوست ماہی کے پاس دیکھیں اور وہ بہت مفید پائیں۔ میں نے اس سے دریافت کیا کہ یہ کتابیں

نائیجیریا

ترجمہ خط۔ محمد سلیمان اولاوالے۔ اوشگبو۔ نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں جس علاقہ میں رہتا ہوں ہاں صرف میں ہی ایک مسلمان ہوں اور مجھے مذہب کے متعلق بہت مشکلات کا سامنا ہے۔ میں نے اپنے علم اور آگاہی کے مطابق لوگوں کو بہت سمجھایا ہے اور ان کے سوالوں کا جواب بھی دیا مگر ان کی تسلی نہیں ہوئی۔

میرے چند دوست ہیں جو مجھ سے میرے مذہب کے متعلق سوال کرتے ہیں۔ مگر میں عربی زبان کے قرآن کا مطالعہ نہیں کر سکتا۔ اس لئے مجھے ان کی تسلی کرنے میں بڑی دقت ہے۔ آپ برائے مہربانی ایسی کتب ارسال کریں جن سے مجھے اسلام سے بخوبی واقفیت حاصل ہو جائے اور ان کے سوالوں کا جواب دے سکوں۔ والسلام

(ان کو اسلام اینڈ کرسچینیٹی۔ پرافٹ آف اسلام۔ فیکٹس اباؤٹ احمدیہ موومنٹ۔ کال آف اسلام۔ لٹکرانشٹ از کم بھیجا گیا)۔

سیلون

ترجمہ خط۔ یو۔ ایل۔ ایم محی الدین۔ سیلون

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ہم سوسائٹی کے ممبر سیلون کی اصل پوزیشن آپ پر واضح کرتے ہیں تاکہ آپ اس پر ہمدردانہ غور کریں۔

سیلون میں اس وقت 6.63% مسلمان ہیں۔ کچھ مسلمان عرب ممالک سے تعلق رکھتے ہیں اور کچھ مسلمان جنوبی ہندوستان سے تعلق رکھتے ہیں۔ چنانچہ یورپین اقوام جب اس ملک میں آئیں تو انہوں نے مسلمانوں کو ہر طرح سے دبایا اور سخت حکم جاری کر دیئے چنانچہ مسلمان تعلیم میں، سیاسی حالت میں اور دیگر امور میں سب سے پیچھے رہ گئے مسلمانوں کی اس حالت کو دیکھ کر چند غیور مسلمانوں نے ایک سوسائٹی قائم کی جس کی غرض اسلامی ممالک کی ہر حالت میں راہنمائی کرنا ہے اور اسلام کا پرچار کرنا ہے۔ دراصل اسلام کی اشاعت کے لئے ہمارے پاس دیگر اقوام سے بہت کم ذرائع ہیں اور ان کا پراپیگنڈہ بہت وسیع ہے۔ اسی غرض کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم نے ایک لائبریری کھولی ہے جس میں اسلامی کتابیں رکھنا چاہتے ہیں تاکہ مسلمان ان کتابوں کے متعلق معلومات حاصل کریں۔ دوسرے ہمارے پاس اتنا سرمایہ نہیں کہ کتابیں خرید کر اس میں رکھیں۔ اس لئے ہم نے سب باتوں پر غور کرنے کے بعد یہ تجویز کی ہے کہ ہم غیر مسلم ممالک سے کچھ امداد لیں۔ امید ہے کہ ہمارے غیر ممالک کے بھائی ہماری اس درخواست پر غور کریں گے اور ہمیں اچھی کتابیں لائبریری کے لئے روانہ کریں گے

ارشاد نبوی

ارشاد نبوی ہے کہ امت مسلمہ ایک جسم ہے اور اس کے سارے افراد اس کے اعضاء ہیں۔ بدن کے ایک عضو میں بھی اگر کوئی تکلیف ہو یا دکھ درد ہو تو سارے اعضاء اس تکلیف کو محسوس کرتے ہیں اور اس دکھ درد میں شریک ہوتے ہیں۔ یہی حال مسلمانوں کا ہونا چاہیئے کہ ان میں سے ایک کو بھی تکلیف پہنچے تو سارے مسلمانوں کو وہ تکلیف محسوس ہونی چاہیئے۔ آج صرف ایک فرد یا افراد کی کسی چھوٹی سی تعداد کیلئے نہیں پوری ملت اسلامیہ پاکستان کے لئے خطرہ ہے۔ دشمن کو شکست فاش دینے میں پوری قوم کی زندگی اور آزادی کا راز مضمر ہے اور یہ مقصد اسی وقت حاصل ہو سکتا ہے جب پوری قوم ایک ناقابل تسخیر قلعہ بن جائے

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۲۲ ستمبر ۱۹۶۵ء

فتح مبین

ہندوستان نے جس زور وشور سے اور جس مکاری اور چالبازی کے ساتھ ۶ ستمبر کو بغیر اطلاع پاکستان پر تین اطراف سے حملہ کیا تھا اسی قدر پاکستان کی شیر دل افواج کے ہاتھوں اسے ذلت اور نامرادی کا منہ دیکھنا پڑا ہے اور ہر طرف سے پسپائی اور زبردست نقصانات کے سوائے کچھ بھی اس کے ہاتھ نہیں آیا۔ لاہور پر حملہ آور ہونے کے ساتھ ہی شاستری جی نے لوک سبھا میں یہ اعلان کیا تھا کہ آئندہ چوبیس گھنٹوں میں ہم ایک عظیم خوشخبری قوم کو دیں گے اور بعدہٗ یہ اعلان کر کے کہ لاہور پر ہندوستانی افواج کا قبضہ ہو گیا ہے بھارتی جنتا کو خوش تو کر دیا، لیکن واقعات نے ان پندرہ دنوں میں جو جنگ چھڑے ہوئے گذر چکے ہیں جو منظر دنیا کو دکھایا ہے اس نے ان کی پرعسرت ویاس کی سیاہ چادر تان دی ہے۔ آج غیر ملکی اخبارات نہایت حیرت و استعجاب کے ساتھ لکھ رہے ہیں کہ بھارتی افواج کی کثرت اور اسلحہ اور دیگر سازوسامان کی بہتات کے باوجود پاکستان کی قلیل لیکن شیر دل افواج نے وہ کارنامے دکھائے ہیں جن کی نظیر ملنی مشکل ہے۔ وہ لاہور جس پر ۶ ستمبر کو اچانک تین طرف سے حملہ کیا گیا، خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے پاکستانی افواج کی بروقت اور دلیرانہ جرأت و ہمت سے ہر قسم کے نقصان سے اب تک محفوظ ہے، اور اس کے باشندے نہایت حوصلہ مندی کے ساتھ اپنے کاروبار میں بدستور مشغول ہیں اور اس پر حملہ کرنے والی افواج پاکستانی سرحدوں سے بارہ میل دور ہندوستانی علاقہ میں دھکیلی جا چکی ہیں۔ لاہور کے بعد بھارتی افواج نے سیالکوٹ کے علاقہ کو محاذ بنایا اور سیالکوٹ کی شہری آبادی پر بم برسا کر کئی آدمیوں کو شہید اور زخمی کیا اور بعض مکانات کو نقصان پہنچایا لیکن نتیجہ کیا ہے؟ پاکستانی افواج نے انہیں دھکیل کر پیچھے ہٹا دیا اور آج کئی دن کی شدید لڑائی کے بعد وہ بہت سا سازوسامان چھوڑ کر بری طرح پسپا ہو رہی ہیں، ایک اور محاذ راجستھان کے علاقہ میں بنایا گیا وہاں بھی بھارتی افواج کی پسپائی کے سوا اور کچھ نتیجہ برآمد نہیں ہوا اور پاکستانی افواج انہیں دھکیلتے ہوئے ہندوستانی علاقہ میں پہنچ چکی ہیں۔

پاکستانی افواج کی ان دلیرانہ پیشقدمیوں کا یہ نتیجہ ہے کہ اس وقت ہندوستان کا پانچسو مربع میل علاقہ پاکستانی افواج کے قبضہ میں ہے، جموں، اکھنور سیکٹر میں دو سو مربع میل پر پاکستانی افواج قابض ہیں، کھیم کرن سیکٹر میں اسی مربع میل پر ہمارا قبضہ ہے۔ راجستھان میں دو سو مربع میل ہمارے قبضہ میں ہے۔ ہندوستانی افواج کے ۴۹۴ ٹینک تباہ ہو چکے ہیں یا ہمارے قبضہ میں آ چکے ہیں ۱۱۰ ہندوستانی ہوائی جہاز ہماری فضائیہ کی دستبرد سے تباہ اور زخمی ہوئے ہیں۔ چھمب کے علاقہ میں ایک پوری توپخانہ رجمنٹ اپنا سارا سازوسامان چھوڑ گئی جو پاکستان کے ہاتھ آیا۔ ان پندرہ دنوں میں سات ہزار سے زائد بھارتی سپاہی اور افسر ہلاک ہو چکے ہیں جن کی لاشوں سے میدان کارزار اٹا پڑا ہے اور جو بھارتی فوجی افسر اور سپاہی پاکستانی افوج نے گرفتار کئے ہیں ان کی تعداد چھ سات سو سے زائد ہے۔

یہ اعداد وشمار اور بھارتی افواج کی یہ شکست کیا اس فتح مبین کا پتہ نہیں دیتی جو پاکستان کو حاصل ہوئی ہے، کون کہہ سکتا تھا کہ اتنی بڑی ٹڈی دل افواج اور ایسے اسلحہ اور سازوسامان کے ہوتے ہوئے جو امریکہ سے بھارت کو ملے ہیں۔ پاکستان کی قلیل افواج ان کا مقابلہ کر سکیں گی، ہم سمجھتے ہیں یہ خدا تعالیٰ کا خاص فضل ہے کہ اس نے اپنے فرشتوں کے ذریعہ پاکستانی افواج کے دلوں کو بڑھایا اور ان کی امداد کی جس پر جس قدر سجدات شکر ادا کئے جائیں کم ہیں۔

اب اقوام متحدہ نے ایک قرارداد کے ذریعہ سے ہندوستان اور پاکستان دونوں کو حکم دیا ہے کہ بدھ (۲۲ ستمبر) کی دوپہر تک جنگ بند کر دیں جس کے بعد کشمیر کے تنازعہ پر غور کیا جائے گا، یہ قرارداد صدر ایوب کی اس سہ نکاتی پیش کش کے مطابق نہیں جس میں انہوں نے جنگ کی بنیادی جڑ تنازعہ کشمیر کو ختم کرنا جنگ بندی کی بنیاد ٹھہرایا تھا، اور کہا تھا کہ جنگ بندی اس صورت میں دیرپا ہو سکتی ہے کہ:۔

(۱) کشمیر سے بھارت اور پاکستان کی افواج ہٹا لی جائیں (۲) اقوام متحدہ کی طرف سے افریشیائی افواج کشمیر میں بھیجی جائیں (۳) جنگ بندی کے تین ماہ بعد کشمیر میں رائے شماری کرائی جائے۔ اقوام متحدہ کی قرارداد پر پاکستان کا کیا رویہ ہوگا یہ ابھی تک معلوم نہیں ہو سکا۔ فی الحال پاکستان کے وزیر خارجہ ذوالفقار علی بھٹو فوری طور پر اقوام متحدہ کے مرکز نیویارک گئے ہیں۔ دوسری طرف ہندوستان کے متعلق مبصرین کا بیان ہے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بھارتی حکومت اس جنگ کو جسے اس نے بڑے طمطراق سے شروع کیا تھا اب گلے سے اتار پھینکنا چاہتی ہے اور اقوام متحدہ کی .... قرارداد کو اپنے لئے پیغام حیات سمجھ رہی ہے اس کے ساتھ ہی چین نے بھارتی حکومت کو الٹی میٹم دیا ہے کہ اس نے سکم کی پہاڑیوں پر چینی علاقہ میں اپنی چوکیاں بنالی ہیں، انہیں بدھ کی رات کے بارہ بجے تک ہٹا لیا جائے ورنہ اس کے سنگین نتائج اسے بھگتنے پڑیں گے۔ اسی علاقہ میں بھارتی فوج کی پیشقدمی کو چینی سپاہ نے بری طرح پسپا بھی کیا ہے۔ دیکھیں چینی الٹی میٹم کی میعاد گذرنے پر کیا ظہور میں آتا ہے۔ جہاں تک ۴۴ پاکستان کا تعلق ہے، اس کی نمایاں فتوحات کے باوجود ضرورت ہے کہ اللہ تعالےٰ سے مزید نصرت کے لئے گڑگڑا کر دعائیں کی جائیں تاکہ یہ جنگ پاکستان اور کشمیر کے لئے باعث رحمت ثابت ہو۔

مورخہ ۲۲ ستمبر ۱۹۶۵ء

آنکھ کے پانی سے اس خوفناک آگ کو بجھا دینے کی سعی کریں جو دشمن نے بھڑکا رکھی ہے

حضرت امیر ایدہ اللہ کا پیغام احمدی جماعت کے مردوں اور خواتین کے نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

احباب کرام۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

میں اب بحمد اللہ تندرست ہوں۔ مگر اس ناگہانی مصیبت کی وجہ سے جو دشمن نے ہمارے ملک وملت کے لئے پیدا کر رکھی ہے میری آنکھیں اشکبار رہتی ہیں دشمن کے دل میں برابر اٹھارہ سال سے یہ عزائم پرورش پاتے رہے کہ پاکستان کو کسی نہ کسی طرح سے ختم کر دیا جائے۔ اس وقت شدت سے اس نے اپنے عزائم کا اظہار کیا ہے۔ ان کو اپنی افواج اور اپنے اسلحہ کی کثرت کا گھمنڈ ہے۔ اور بعض مغرب کے ممالک کی شہ ہے۔ ان کے سامنے پاکستان چھوٹا سا ملک ہے جس کے پاس افواج اور اسلحہ کی قلت ہے۔ ان امور نے ان کو پاکستان ہڑپ کر لینے کے لئے تیار کر دیا ہے انکا پکا یقین تھا کہ چوبیس (۲۴) گھنٹوں کے اندر ہم لاہور پر مسلط ہو جائیں گے مگر خدائے ذوالجلال نے ان کے اس گھمنڈ کو خاک میں ملا دیا ہے۔ اور معجزہ کے طور پر لاہور کو اور ملک وملت کو محفوظ فرما دیا ہے اور ہماری فوج کے دلوں میں اطمینان اور سکینت نازل فرمائی اور ان کو فتح پر فتح نصیب ہوئی فالحمد للہ رب العالمین میں گریہ وزاری اس لئے کر رہا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے ہم کو سلطنت عطا کی۔ اس نے اپنے فضل سے ہمکو آزادی بخشی۔ اس نے اس ملک کی اقتصادی حالت کو بہتر ومضبوط بنا دیا اس نے اس وطن کے لوگوں کو خوشحالی سے ہمکنار کر دیا۔ اس پر آفت آنے سے میں اس کے حضور ...... روتا ہوں کہ تو ہی غریبوں کا والی ہے ونرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض میں تیرا اعلان ہے کہ تو ان غریبوں کی امداد کرے گا جن کو کمزور سمجھا گیا ہے۔ اس لئے ہمارے ملک وملت کا انحصار تیرے رحم وکرم پر ہے تو ہماری حفاظت فرما اور تو ہمیں فتح وکامرانی عطا فرما۔ خدائے ذوالجلال اپنے کرم وفضل سے ہماری افواج کی نصرت فرما رہا ہے ہم بے حد شکر گذار ہیں۔ میں اپنی جماعت کے مردوں اور خواتین کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ آنکھ کے پانی سے اس خوفناک آگ کو بجھا دینے کے لئے سعی کریں جو دشمن نے بھڑکا رکھی ہے۔ والسلام

صدرالدین معرفت پوسٹماسٹر۔ ایبٹ آباد۔ ۱۵ ستمبر ۱۹۶۵ء

قلتِ تعداد و اسباب کے باوجود اسلام کی حمایت میں نصرتِ الٰہی کا ہاتھ

اسلام پر حملہ کی صورت میں کفّار کی مغلوبیت کی پیشگوئی جس کا ظہور جنگ بدر اور دیگر جنگوں میں ہوا

موجودہ جنگ میں ہماری جماعت کا فرض۔ انفاق اور دعاؤں کی ضرورت

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۱۷ ستمبر ۱۹۶۵ء فرمودہ مکرم مولینا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری دامت برکاتہ بمقام جامع احمدیہ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

قل للذین کفروا ستغلبون وتحشرون الی جھنم وبئس المھاد ——— والمستغفرین بالاسحار۔ آل عمران

اسلام کے مقابلہ میں کفّار کی مغلوبیت کی پیشگوئی۔

ان آیات شریفہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایک بہت بڑی بشارت مسلمانوں کو عطا فرمائی ہے۔ اور کامیابی وکامرانی اور فتح ونصرت حاصل کرنے کے گر بتائے ہیں فرمایا قل للذین کفروا کہدو ان لوگوں کو جو کافر ہیں ستغلبون کہ تم ضرور مغلوب ہوگے تمہارے مقدر میں مغلوبیت ہی ہے وتحشرون الی جھنم اور تم جہنم کی طرف اکھٹے کئے جاؤ گے۔ وبئس المھاد اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے۔

یہ پیشگوئی نصرت الٰہی پر یقین کامل کا نتیجہ ہے

اس قسم کا پر زور اور پرشوکت اعلان صرف اسی وقت کیا جا سکتا ہے جبکہ اعلان کرنے والے کو اس بات کا پوری طرح یقین ہو کہ وہ دشمن پر ضرور غالب آجائے گا اور خدا کی نصرت اور مدد ضرور اس کے شامل حال ہوگی ہر مؤرخ جانتا ہے کہ جس وقت حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان الفاظ کے اعلان کا حکم دیا گیا اس وقت حالات حضرت نبی کریم صلعم اور مسلمانوں کے سخت مخالف تھے۔ کفار تعداد میں زیادہ تھے۔ طاقتور تھے جنگی مہارت میں کمال رکھتے تھے سامان حرب ان کے پاس زیادہ تھے ان کے بالمقابل مسلمان ہر لحاظ سے کمزور تھے مزید براں کفار کی مدد پر بڑے بڑے قبائل تیار بیٹھے تھے ان حالات میں حکم الٰہی نازل ہوتا ہے کہ ان کفار کو کہہ دو کہ باوجود ہر قسم کی مادی برتری کے مغلوب تم ہی ہوگے اور آخرت میں بھی تمہیں ذلت ہی نصیب ہوگی دنیاوی ذلت کے بعد کا پیدا ہو جانا اس بات کا تعلیقی ثبوت ہوگا کہ جہنم میں داخل کئے جانے کا جو وعدہ کیا جا رہا ہے وہ بھی ضرور پورا ہوگا حضرت نبی کریم صلعم کا ان مخالف حالات میں اپنی فتح اور دشمن کی شکست کا اعلان کر دینا یقینی ثبوت ہے اس بات کا کہ آنحضرت صلعم کا دل اس یقین سے بھرا ہوا تھا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے جو وعدے آنجناب صلعم سے کئے جاتے ہیں وہ بالکل سچے اور حتمی ہیں اسی لئے اس کے اعلان میں ذرہ بھر بھی تردد نہیں ہوا۔ اس کے ساتھ ہی یہ اعلان آنحضور صلعم کی نبوت پر بھی برہان ساطع ہے

یہ پیشگوئی دائمی حکم رکھتی ہے

یاد رہے کہ یہ اعلان وقتی نہیں بلکہ دائمی ہے یعنی جب بھی حقیقی اور سچے مسلمانوں کو کفار کے ساتھ مقابلہ پیش آئے گا کفار کو شکست کا ہی سامنا کرنا پڑے گا خواہ مسلمان تعداد میں تھوڑے ہی ہوں خواہ اسلحہ کی ان کے پاس کمی ہو یہ پیشگوئی ہے جو ہر زمانہ میں پوری ہوتی رہی ہے۔

مسلمانوں کو حکم

مسلمانوں کو صرف یہ حکم الٰہی ہے کہ تم دشمن کے مقابلہ میں جتنے سامان مہیا کر سکتے ہو مہیا کر لو۔ جتنی تعداد جمع کر سکتے ہو کر لو۔ جتنے سامان حرب مہیا ہو سکتے ہیں مہیا کر لو۔ اور اس کے بعد باقی خدا تعالیٰ کی تائید ونصرت پر چھوڑ دو۔

جنگ بدر میں نصرت الٰہی کا ہاتھ

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پہلی جنگ میدان بدر میں لڑی گئی مسلمانوں کے پاس نہ جمعیت تھی نہ ساز و سامان تھا۔ قرآن کریم کا حکم ہے کہ دشمن کے مقابلہ کے لئے جو کچھ تم کر سکتے ہو کر لو۔ اور باقی خدا پر چھوڑ دو۔ اس اصول کی صداقت کو ثابت کرنے کے لئے خدا نے جنگ بدر کو مثال کے طور پر یہاں بیان فرمایا ہے قد کان لکم ایۃ فی فئتین التقتا فئۃ تقاتل فی سبیل اللہ واخری کافرۃ اس جنگ میں تمہارے لئے زبردست نشان ہے۔ دو گروہ بالمقابل تھے۔ ایک خدا کے لئے لڑ رہا تھا۔ اور دوسرا خدا کا منکر تھا خدا کے دین کا نام ونشان مٹانا چاہتا تھا یرونھم مثلیھم رای العین جہاں تک لشکر کفار کا تعلق تھا ان کی تعداد تو مسلمانوں سے تین گنا تھی لیکن ظاہری نظر میں دوگنی نظر آتی تھی کیونکہ ایک حصہ ان کی افواج کا ان کی آنکھوں سے اوجھل تھا۔ باوجود ان کی ہر پہلو سے برتری کے خدا تعالیٰ فرماتا ہے واللہ یؤید بنصرہ من یشاء۔

جنگ بدر کا واقعہ اس بات کا نشان ہے کہ اللہ تعالیٰ کثرت عدو کے مقابلہ میں مسلمانوں کی مدد کرتا ہے کہ کثرت تعداد ان کی کوئی معنی نہیں رکھتی

... خدا تعالیٰ جس کی تائید اور نصرت کرنا چاہتا ہے اس کی کامیابی کے سامان پیدا کر دیتا ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے آندھی اور بارش کو بھیج کر جنگ کا پانسا مسلمانوں کے حق میں پلٹ دیا۔ کفار کو شکست فاش ہوئی اور وہ سیھزم الجمع ویولون الدبر کی پیشگوئی کے ماتحت ذلت آمیز شکست کھا کر بھاگ کھڑے ہوئے اور اپنے ستر قیدی اور ستر نعشیں میدان جنگ میں چھوڑ کر بھاگ گئے ان کے بڑے بڑے سردار میدان میں کام آئے ان کی کمر ٹوٹ گئی۔ اسی جنگ کو بطور نصرت الٰہی کے نمونہ کے پیش کرتے ہوئے فرماتا ہے ان فی ذالک لعبرۃ لاولی الابصار یعنی آنکھیں رکھنے والوں کے لئے اس میں درس عبرت ہے۔ جنگ بدر کے اس واقعہ کو خدا تعالیٰ نے عبرت اور نشان کے طور پر اس لئے بیان فرمایا ہے تا مسلمانوں کے دل ہمیشہ اس یقین سے بھرے رہیں کہ جب بھی انہیں دشمن سے مقابلہ پیش آئے گا خدا کی تائید اور نصرت سے فتح اور کامیابی سے ہی ہمکنار رہیں گے خواہ مادی ذرائع کی ان کے پاس کمی ہی ہو تا وہ کبھی بھی دشمن کی مادی طاقت سے مرعوب نہ ہوں اور انہیں اس بات پر پورا یقین ہو کہ اللہ تعالیٰ واللہ یؤید بنصرہ من یشاء کے وعدہ کے مطابق ہماری کامیابی وکامرانی کے سامان خود بخود پیدا کر دے گا۔

کعبہ پر چڑھائی کرنے والے لشکر کی تباہی کا سامان اللہ تعالیٰ کی طرف سے

بادشاہ حبشہ کے گورنر یمن ابرہہ نے مکہ پر چڑھائی کی۔ اس کے پاس ہاتھی بھی تھے وہ کعبہ کو مسمار اور تباہ کرنا چاہتا تھا عبدالمطلب نے وہ بات کہی جو ان کے ایمان کی بلندی کو ظاہر کرتی ہے۔ ابرہہ نے ان کے اونٹ پکڑ لئے۔ عبدالمطلب اپنے اونٹوں کی بازیابی کے لئے ابرہہ کے پاس آئے اور کہا کہ مجھے میرے اونٹ واپس دے دو۔ ابرہہ نے یہ بات سن کر بڑی حیرانی کا اظہار کیا اور کہا کہ میں تو تمہیں بڑا عقل مند انسان سمجھتا تھا تمہیں اپنے اونٹوں کی فکر ہے۔ میں تمہارے کعبہ کو ختم کرنے لگا ہوں۔ اس پر عبدالمطلب نے جواب دیا کہ میں اونٹوں کا مالک ہوں۔ اس لئے مجھے ان کی فکر ہے۔ کعبہ کا مالک خدا ہے وہ خود اس کی حفاظت کرے گا۔ اس وقت مدافعت کے کوئی ظاہری سامان نہ تھے۔ مکہ کو چھوڑ کر لوگ چلے گئے تھے مگر خدا تعالیٰ نے اپنے گھر کی حفاظت فرمائی ارسل علیھم طیرا ابابیل ترمیھم بحجارۃ من سجیل۔ خدا تعالیٰ نے اوپر سے جھنڈ در جھنڈ پرندے بھیج دیئے۔ اور انہوں نے

مُلک و ملّت کا دفاع

از حضرت امیر ایدہ اللہ

مُلک و ملّت کا دشمن کے مقابل پر دفاع کرنا مسلمانوں کا فریضہ ہے۔ یہ اہم فریضہ متقاضی ہے کہ ہم جان و مال کی قربانی دینے کے لئے تیار رہیں جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا جاھدوا باموالکم وانفسکم یعنی دشمن سے جہاد کرو اور اس کے لئے اپنے اموال اور جانیں قربان کرو۔ اس ارشادِ الٰہی پر عمل کئے بغیر ہم اپنی قوم اور اپنی خداداد سلطنت کو محفوظ نہیں رکھ سکتے۔ اس حکمِ خداوندی کے پیشِ نظر میں نے اپنی انجمن کے سامنے یہ تجویز رکھی ہے کہ خزانہ انجمن سے بھی ایک رقم قومی دفاعی فنڈ .... میں بھیجی جائے اور ذیل کے اصحاب سے جو کارخانوں کے مالک ہیں رقوم طلب کی جائیں تاکہ دفاعی فنڈ میں بھیجی جا سکیں۔ انکے اسمائے گرامی یہ ہیں:-

(۱) شیخ میاں محمد صاحب
(۲) شیخ میاں فاروق احمد صاحب
(۳) شیخ میاں سعید احمد صاحب
(۴) شیخ میاں مغیث احمد صاحب
(۵) شیخ میاں فضل الرحمٰن صاحب
(۶) شیخ میاں مولا بخش صاحب
(۷) شیخ میاں شریف احمد صاحب
(۸) شیخ میاں محمد احمد صاحب و شیخ میاں نثار احمد صاحب
(۹) شیخ میاں مقصود احمد صاحب و شیخ میاں آفتاب احمد صاحب
(۱۰) شیخ میاں مقبول احمد صاحب

ان اصحاب کرام میں سے میرے عزیز میاں مغیث احمد صاحب نے پانچ لاکھ روپے دفاعی فنڈ میں ارسال کر دیئے ہیں۔ اور شیخ میاں ... یہ تو مالی قربانی ہے جس کا پیش کرنا ہمارا فریضہ ہے۔ اب رہا جانی قربانی کا سوال۔ اس بارے میں گذارش ہے کہ ہماری جماعت کے سعادت مند نوجوان افسر مختلف سیکٹروں میں

(ب)

دشمن کے مقابل پر صف آرا ہیں۔ ان میں کئی ایک کپتان ہیں۔ کئی ایک میجر ہیں اور دو ایک لفٹنٹ کرنل ہیں مزید برآں میں اپنی تمام کی تمام جماعتوں کو تلقین کرتا ہوں کہ اُن میں سے ہر ایک جماعت اپنے دوستوں سے تقاضا کرے کہ وہ اپنی ماہوار آمدنی کا دسواں حصہ دفاعی فنڈ میں ادا کریں اور تمام جماعتیں اپنی فراہم کردہ رقوم محاسب انجمن کے نام بھیجدیں تاکہ انجمن یہ رقوم قومی دفاعی فنڈ میں بھیج دے۔

علاوہ ازیں ہر ایک جماعت کے تندرست افراد سول ڈیفنس کی اہم خدمات بجا لائیں۔

میں نے ایک علیحدہ مضمون اخبار کو بھیجا تھا جس میں جماعت سے اپیل کی تھی کہ وہ اپنی افواج کی کامیابی کے لئے سجدوں میں پڑ کر خدا تعالےٰ کے حضور دعائیں کرتے رہیں۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے عین میدانِ بدر میں آنکھ کے پانی سے دشمن کی بھڑکائی ہوئی آگ کو ٹھنڈا کرنے کے یہی نسخہ استعمال کیا تھا اور قوم کے لئے سُنّتِ حسنہ قائم کی تھی۔ اس سنت پر عمل کرنا چاہیئے۔

صدرالدین

اخبار احمدیہ

آہ! مہر خان محمدؐ

جھنگ صدر سے محمد حسین صاحب پنشنر اطلاع دیتے ہیں کہ مہر خان محمد سیال سکنہ احمد پور سیال جو ان بزرگانِ جماعت میں سے تھے، جنہیں احمدیت سے انتہائی محبت ہے اور جماعت کے کاموں میں عملی .... حصہ لینے کی توفیق اللہ تعالےٰ کی طرف سے مرحمت ہوئی ہے۔ وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مہر صاحب ممدوح کی وفات ایک بہت بڑا قومی نقصان ہے وہ پیرانہ سالی کے باوجود ہر سال جلسہ سالانہ میں شامل ہوتے اور گرانقدر رقوم سے انجمن کی معاونت فرماتے تھے۔ اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ ان کی رُوح پر فتوحات پر اپنی رحمتوں اور برکتوں کی بارش نازل فرمائے، اور ان کی اولاد اور دیگر لواحقین کو صبر جمیل عطا کرے اور مرحوم کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائے آمین۔ احباب کرام سے جنازہ غائبانہ کی استدعا ہے۔

—— حضرت امیر ایدہ اللہ لکھتے ہیں:-

"بحمداللہ بخیر تندرست ہوں احباب کے لئے دعائیں کرتا ہوں اللہ تعالےٰ آپ سب کو محفوظ رکھے۔"

قومی دفاعی فنڈ میں

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا حصّہ

صدر پاکستان فیلڈ مارشل محمد ایوب خان کے قائم کردہ قومی دفاعی فنڈ میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور اور اس کے عملہ اور ممبران جماعت احمدیہ کی طرف سے حسب ذیل رقوم پیش کی گئی ہیں :—

(۱) منجانب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور ... ... تیس ہزار روپیہ

(۲) بعض ممبران انجمن کی طرف سے جو رقوم منفرداً دفاعی فنڈ میں اس وقت تک دی گئیں ان کی میزان : پھلا کھ روپیہ تک ہے

(۳) عملہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور ہر ماہ ایک ایک دن کی تنخواہ تا اختتام جنگ جو قریباً دو ہزار روپیہ ماہوار بنتا ہے دیگا

(۴) عملہ مدارس احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور ماہ ستمبر کی تنخواہ کا دسواں حصّہ دیگا احمد یار۔ سیکرٹری

پتھر مارے۔ جن سے ابرہہ کی فوج کی فوج تباہ ہوگئی۔

موجودہ جنگ میں بھی ہم فتحیاب ہونگے بشرطیکہ ہم نصرت الٰہی کو جذب کریں

آج بھی طیارے کام کرتے نظر آتے ہیں۔ بڑے بڑے پتھر پھینک رہے ہیں کیونکہ وعدۂ الٰہی دائمی ہے اس لئے ہم بھی اب موجودہ جنگ میں کافروں کو یہ قرآنی تنبیہ سنا کر کہہ سکتے ہیں کہ اے اسلام کے دشمنو یاد رکھو تم یقیناً شکست کھاؤ گے اور ہم یقیناً فتحیاب ہوں گے۔ لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ ہمارے اعمال خدا تعالےٰ کی ہدایت کے مطابق ہوں اور وہی جذبہ اور ایمان ہمارے قلوب میں موجزن ہو جو صحابہ رضؓ کے دلوں میں موجزن تھا۔ یہی راہ ہے جس سے ہم خدا تعالےٰ کی نصرت اور تائید کو جذب کر سکتے ہیں اور یہ دعاؤں سے ہی حاصل ہو سکتی ہے۔

بدر میں رسول اللہ صلعم کی پُرسوز دُعائیں

بدر کی لڑائی میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے سوز اور الحاح سے خدا کے حضور دعائیں کیں۔ حضرت ابوبکر رضؓ نے کہا کہ خدا تعالےٰ کے آپؐ سے وعدے ہیں لیکن حضرت صلعم نے اس وقت تک دعائیں جاری رکھیں جب تک یہ آیت نازل نہیں کر دی گئی سیھزم الجمع ویولون الدبر کہ یہ لشکر شکست کھائے گا اور پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلے گا۔

خدا پر کامل یقین اور پُرسوز دُعاؤں سے نصرت الٰہی کو حاصل کرو

پس ہمیں بھی کامیابی حاصل کرنے کے لئے ان ہتھیاروں سے لیس ہونا چاہیئے یہ کہ سب سے پہلے خدا پر یقین ہو اور اس کی تائید اور نصرت پر پختہ ایمان ہو اور اس کی تائید اور نصرت حاصل کرنے کے لئے گریہ و زاری سے بھری ہوئی دعاؤں سے کام لیا جائے۔ یاد رہے کہ خدا تعالےٰ نے فرمایا اذ یوحی ربک الی الملائکۃ انی معکم فثبتوا الذین اٰمنوا سالقی فی قلوب الذین کفروا الرعب پس اگر ہم اپنے کردار اور ایمان اور صداقت سے الٰہی مدد کو کھینچیں گے تو خدا اپنے وعدہ کے مطابق دشمن کے دلوں میں رعب ڈالیگا جیسا کہ جنگ بدر میں اُس نے کیا وہ اسی طرح ملائکہ کی افواج کو ہماری نصرت کے لئے بھیج دے گا جس طرح اس نے جنگ بدر اور دیگر اسلامی جنگوں میں بھیجا جس کے نتیجہ میں ان کی طاقتیں سلب ہوگئیں اور وہ اپنے ہتھیار نہیں چلا سکے۔ اور مسلمانوں کو خدا نے یہ طاقت دی کہ انہوں نے خدا تعالےٰ کی تائید و نصرت سے لیس ہو کر کفار کو شکست دی۔ لہٰذا ہمیں آج اپنے اندر وہ کیفیت پیدا کر لینی چاہیئے کہ ہم خدا تعالےٰ کی تائیدات اور نصرتوں کو اپنے اندر جذب کر سکیں پھر ہی ہم کفار اور دشمنانِ اسلام کو یہ کہہ سکتے ہیں کہ ستغلبون وتحشرون الی جھنم وبئس المھاد اور الٰہی وعدہ کے مطابق میدان اس کے فضل و کرم سے ہمارے ہاتھ ہی رہے گا۔

دشمن کی کثرت تعداد کے باوجود پاکستانی افواج کی فتوحات الٰہی نصرت کا نشان ہیں

اب پاکستان اور ہندوستان کی جنگ سنگین سے سنگین تر ہوتی جا رہی ہے۔ یہ خدا تعالےٰ کا ہی کرم و فضل ہے کہ ہماری افواج دشمن پر غالب ہوتی جا رہی ہیں۔ مگر دشمن ہر شکست کے بعد تازہ دم فوج اور کمک لے آتا ہے۔ اس لئے کہ اس کے پاس تعداد زیادہ ہے ساز و سامان زیادہ ہے۔ اس لئے بار بار جوابی حملے کر رہا ہے۔ یہ خدا کا فضل ہے کہ ابھی تک پاکستان کامرانیاں حاصل کر رہا ہے اور دشمن کو ہر بار پسپا کرتے ہوئے پیچھے کو دھکیل دیتا ہے اور اسی کے فضل سے نصرت الٰہی کے آثار بھی نظر آ رہے ہیں اور اس کی تائیدات ہماری مدد کرتی دکھائی دے رہی ہیں قوم میں مکمل اتحاد پیدا ہوگیا ہے اختلافات دور ہو گئے ہیں انتشار کا خاتمہ ہوگیا ہے یہ بڑی اچھی علامتیں ہیں جو یقین دلاتی ہیں کہ خدا کی نصرت ہمارے شامل حال ہے۔

فتوحات پر اترانے کی بجائے جناب الٰہی میں سربسجود ہونا چاہیئے

لیکن اس کے ساتھ ہی ہمیں یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ ان فتحمندیوں کے نتیجہ میں ہمارے دلوں میں تکبر اور گھمنڈ پیدا نہیں ہونا چاہیئے جنین کی جنگ میں کچھ شکست کے آثار پیدا ہوئے تو اسی بناء پر کہ مسلمانوں کے دلوں میں عُجب پیدا ہو گیا تھا کہ ہم تعداد میں زیادہ ہیں ہمیں اب کون شکست دے سکتا ہے اس لئے ہمیں بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ خدا کو عُجب پسند نہیں ہر کامیابی اور کامرانی کے ساتھ خدا کے حضور عجز و انکساری سے جھک کر اظہار تشکر کرنا چاہیئے۔ فتح حاصل کرنے کے بعد اللہ تعالےٰ کا یہی ارشاد ہے فسبح بحمد ربک واستغفرہ انہ کان توابا حضرت نبی کریم صلعم کا اسوہ بھی یہی ہے کہ آنحضور صلعم فوراً خدا کے حضور سجدہ میں گر جاتے اور تسبیح میں مصروف ہو جاتے۔ چونکہ خدا نے اسلام کو فتحمندی عطا کرنی ہے اور اس کو تا قیامت قائم رکھنا ہے اس لئے خدا تعالےٰ چاہتا ہے کہ مسلمانوں کو نصرت سے نوازا جائے۔ مگر مسلمانوں کو گھمنڈ و عُجب سے روکا ہے مسلمانوں کو چوکس اور ہوشیار کرنے کے لئے کبھی کبھی تکلیف بھی پیش آ جاتی ہے اگر مسلمان صحیح معنوں میں مسلمان ہو جائیں تو خدا تعالےٰ اس کے لئے اپنے فضل و کرم اور ظفر و نصرت کے دروازے کھول دے گا۔

کامیابی کو پیچھے ڈالنے والے امور

اس کے بعد ان امور کا ذکر کیا ہے جو کامیابی کو پیچھے ڈالنے والے اور فتح و نصرت سے محروم کر دینے والے ہیں۔ فرمایا زین للناس حب الشھوات من النساء والبنین والقناطیر المقنطرۃ من الذھب والفضۃ والخیل المسومۃ والانعام والحرث۔ یہ چیزیں وہ ہیں جو خدا تعالےٰ کی نصرت اور تائید کو دور کرنے کا ذریعہ بنتی ہیں اور قوموں کی تباہی کا موجب بنتی ہیں یعنی عورتوں کی محبت۔ اولاد کی محبت مال و دولت کی محبت گھوڑوں اور کھیتی کی محبت اور کھیتوں کی محبت ذالک متاع الحیٰوۃ الدنیا۔ فرمایا یہ سب کچھ اس دنیاوی زندگی کے سامان ہیں۔ وہ یہیں کے ہیں اور یہیں رہ جائیں گے۔ اگر ان دنیاوی سامانوں کے پیچھے لگ جاؤ گے تو دشمن تم پر غالب آ جائے گا تم اس کے غلام بن جاؤ گے ذلت اور مسکنت تم پر طاری ہو جائے گی اور تم تباہ و برباد ہو جاؤ گے مگر یاد رکھو واللہ عندہ حسن المآب۔ خدا تعالےٰ کے ہاں اچھا ٹھکانا ہے۔ اس کے حصول کی کوشش کرو۔ دنیاوی عیش و عشرت کے سامانوں پر فریفتہ نہ ہو جاؤ۔

حب دُنیا اور موت کا خوف نامرادی اور ذلت کا موجب ہے

مسلمانوں پر جب کبھی زوال آیا اس کی وجہ حب دنیا تھی۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک وقت ایسا آئیگا جب مسلمان ذلت و مسکنت اور محرومی اور نامرادی کا شکار ہو جائیں گے۔ صحابہ رضؓ نے دریافت کیا یا رسول اللہ یہ کیفیت کیا اس وجہ سے پیدا ہو جائے گی کہ ہم تعداد میں تھوڑے ہوں گے۔ فرمایا نہیں تعداد کے لحاظ سے مسلمان زیادہ ہوں گے لیکن ان پر وہن غالب آ چکا ہوگا دریافت کیا گیا کہ وہن کیا چیز ہے فرمایا دنیا کی محبت اور موت سے کراہت جو قوم دین اور وطن کی راہ میں موت قبول نہیں کرتی وہ عزت کی زندگی سے محروم ہو جاتی ہے۔

حقیقی زندگی موت کے بعد ملتی ہے

اسی لئے قرآن کریم نے فرمایا کہ مرنے کے بعد ہی تمہارے لئے حقیقی زندگی ہے۔ موت کی پرواہ نہ کرو۔ موت ہی قوم کو زندہ رکھنے کا ذریعہ ہے۔ دیکھو الجزائر نے فرانسیسیوں کے ساتھ موت وحیات کی جنگ لڑی۔ اپنا خون بہایا۔ اور قوم کو اپنے خون سے ہمیشہ کے لئے زندہ کر دیا۔

جنتی زندگی متقیوں کے لئے ہے

اس کے بعد فرمایا قل أؤنبئكم بخير من ذالكم کہ کیا میں تمہیں اس دنیاوی مال ومتاع سے بہتر چیز بتاؤں وہ یہ ہے للذين اتقوا عند ربهم جنت تجري من تحتها الانهر خالدين فيها وازواج مطهرة ورضوان من الله والله بصير بالعباد جو لوگ متقی ہیں ان کے لئے خدا تعالےٰ کے ہاں باغات ہیں جن کے تلے نہریں بہتی ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور جوڑے یا ساتھی پاکیزہ ہیں سب۔ اور اللہ تعالےٰ کی خوشنودی ہے اور اللہ اپنے بندوں کو دیکھ رہا ہے کہ کون متقی ہیں۔

متقی کون ہیں؟

متقی کی تعریف میں۔ ۔ ۔ فرمایا الذين يقولون ربنا اننا امنا فاغفر لنا ذنوبنا وقنا عذاب النار متقی وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں اے ہمارے رب ہم یقیناً ایمان لے آئے ہیں ہماری کوتاہیوں کو بخش دے۔ اور ہمیں آخرت کے عذاب سے بچا۔ الصبرين یعنے جن باتوں سے خدا نے روکا ہے ان سے رُکے رہتے ہیں اور استقلال کے ساتھ خدا تعالےٰ کے احکامات پر پوری طرح پابند رہتے ہیں والصدقين اور وہ جو یہ کہتے ہیں اننا امنا اس اقرار میں اپنے عمل سے اپنے آپ کو سچا ثابت کرتے ہیں۔ والقنتين وہ پوری طرح خدا کے آگے جھکنے والے ہیں والمنفقين اور خدا کے رستہ میں خرچ کرنے والے ہیں والمستغفرين بالاسحار۔ اور آخر شب اٹھ اٹھ کر خدا کے حضور دعائیں کرتے ہیں یہاں دو باتیں بیان ہوئی ہیں۔

قومی زندگی کے لئے انفاق فی سبیل اللہ اور دعاؤں کی ضرورت

ایک تو انفاق فی سبیل اللہ۔ دوسرا دعائیں۔ اگر قوم کو زندہ رکھنا ہے۔ تو اس کی زندگی ان دو باتوں میں ہی مضمر ہے۔ خرچ کرو اور دعاؤں میں لگ جاؤ۔ مقام شکر ہے کہ تمام قوم اس وقت بڑی فراخ دلی سے اپنے اموال پیش کر رہی ہے امید ہے کئی کروڑ روپیہ جمع ہو جائے گا۔

ہماری قوم انفاق اور دعا سے حکومت کے ہاتھ مضبوط کرے

ہماری جماعت کو ان ہر دو امور کی طرف بالخصوص توجہ دینی چاہیئے۔ ہم مسیح موعودؑ کی جماعت ہیں۔ حضرت مسیح موعود اُس وقت کی حکومت کے لئے حصن حصین تھے۔ آج ہم اس حکومت کے لئے حصن حصین ہیں ہم اسلام کے داعی ہیں۔ ہمیں اسلام کو زندہ رکھنے کے لئے ہر طرح حکومت کے ہاتھ مضبوط کرنے چاہئیں۔ اگر یہ حکومت قائم ہے تو اس کی وجہ سے یہاں اسلام کی زندگی ہے۔ اگر خدانخواستہ اس ہندو قوم کو غلبہ حاصل ہو جائے تو مسلمان یہاں سے مٹ جائیں گے۔ اس وقت بڑی ضرورت ہے کہ ہم ہر قسم کے جہاد میں شریک ہوں۔ نفس کا بھی جہاد ہو، مال کا بھی جہاد ہو، غرضیکہ زندگی کے ہر شعبہ میں جہاد ہو۔

یہ خدا تعالےٰ کا خاص احسان ہے کہ ساری قوم متحد ہو گئی ہے۔ سیاسی جماعتوں نے اور ساری کی ساری قوم نے اپنے اختلافات ختم کر دیئے ہیں خدا نے جو یہ اتحاد پیدا کیا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ خدا یہاں مسلمان اور اسلام کو زندہ رکھنا چاہتا ہے ہمیں سب سے زیادہ حصہ لینا چاہیئے۔ اگر پاکستان ختم ہو جائے تو پھر ہماری کیا حالت ہو گی ہماری جماعت چونکہ داعی الی اللہ ہے تبلیغ دین اور اشاعت اسلام اس کا مشن ہے۔ اس لئے خاص طور پر ہمیں دعا کرنی چاہیئے۔ اگر ہماری حکومت قائم ہے تو ہم خدائی مشن کو چلا سکتے ہیں ورنہ نہیں اس لئے اب خرچ کرنے میں بخل سے کام نہیں لینا چاہیئے۔ اللہ تعالےٰ سورۃ محمد میں فرماتا ہے هَأَنتم هؤلاء تدعون لتنفقوا في سبيل الله فمنكم من يبخل ومن يبخل فانما يبخل عن نفسه والله الغني وانتم الفقراء وان تتولوا يستبدل قوما غيركم ثم لا يكونوا امثالكم۔ جو لوگ بخل سے کام لیتے ہیں وہ اپنی جان پر ظلم کرتے ہیں اللہ غنی ہے۔ وہ کسی کی پرواہ نہیں کرتا تم ہی اس کے محتاج ہو۔ اگر تم بخل سے کام لوگے تو وہ کسی اور قوم کو تمہاری جگہ لے آئے گا۔ اور اگر تم مال کا انفاق کرو گے تو اللہ تمہیں اور زیادہ دے گا تو خدا تعالےٰ نے انفاق فی سبیل اللہ پر بڑا زور دیا ہے۔ اس لئے ہمیں آج کھل کر چندے دینے چاہئیں۔

کارکنان انجمن کا ایثار

ہمارے کارکنوں نے ایک ایک دن کی تنخواہ اس وقت دینے کا اعلان کیا ہے بلکہ بعض کارکنوں نے تنخواہ کا ۱/۱۰ حصہ دینے کا وعدہ کیا ہے جب تک یہ جہاد جاری ہے۔ بعض دیگر احباب نے بھی چندہ دیا ہے۔ ایک قسط بھیجدی گئی ہے۔

تمام جماعت کو اس میں حصہ لینا چاہیئے

یہ صرف کارکنوں کے لئے ہی نہیں بلکہ ہماری جماعت ساری کی ساری اس میں حصہ لے۔ قربانی کرے۔ یہ قربانی کبھی بھی ضائع نہیں ہو گی۔ یہ وقت بڑا نازک وقت ہے جیسا کہ ہمارے صدر محترم نے فرمایا ہے کہ یہ وقت زندگی اور موت کا وقت ہے ایسے وقت میں اور ایسے حالات میں قوم اور ملک کے استحکام کے لئے ہمیں ہر ممکن قدم اٹھانا چاہیئے اور خصوصاً دعاؤں کی طرف توجہ دینی چاہیئے تاکہ خدا کا فضل ہم پر جلد نازل ہو۔

دفاعی فنڈ میں انفرادی حصہ لینے والے اپنے چندوں کی تفصیل مرکز میں لکھ بھیجیں

اور جو احباب جماعت باہر چندے دے رہے ہیں یا سرکاری دفاتر میں جمع کر رہے ہیں وہ بھی اپنے چندہ کی تفصیل یہاں مرکز میں لکھ بھیجیں تاکہ اخبار میں اس کا ذکر آ جائے۔ بعض اوقات قربانی کا ذکر کرنا بھی مفید ہوتا ہے۔ ایک تو جماعت کا وقار بنتا ہے اور دوسرے یہ کہ اوروں کو ترغیب ہوتی ہے۔

ہماری جانوں اور اموال کا اصل مالک خدا ہے

خدا تعالےٰ نے ہمارے جان و مال خریدے ہوئے ہیں جب وقت آتا ہے تو یہ جان و مال خدا کے ہو جاتے ہیں۔ ہمارے مالوں اور جانوں کا اصل مالک خدا ہے۔ انشاء اللہ فتح ہماری ہو گی۔ آثار خدا کے فضل و کرم سے ایسے ہی نظر آ رہے ہیں۔

دشمن کی جنگی چالیں اور ہمارا فرض

دشمن نے ہمارے خلاف کئی محاذ قائم کر رکھے ہیں تاکہ فوج کی اجتماعی قوت تقسیم ہو جائے۔ یہ جنگی چالیں ہیں خدا کا فضل ہے کہ ہر محاذ پر دشمن کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑ رہا ہے۔ آج ہمیں اخلاص بھری دعائیں کرنی چاہئیں اور قربانی اور ایثار سے کام لیں تاکہ خدا تعالےٰ کی نصرت اور تائید کھینچ سکیں۔ دعائیں بہت کرنی چاہئیں۔ راتوں کو اُٹھ کر دعائیں کرنی چاہئیں۔ اور ہر ممکن طریق پر دشمن کے مقابلہ کے لئے تیاری بھی کرو۔ اور باقی خدا پر چھوڑ دو۔ ہم نے جنگ چھیڑی نہیں۔ جنگ ہم پر ٹھونسی گئی ہے۔ دشمن کا خیال تھا کہ چند دنوں میں وہ پاکستان کا نام و نشان مٹا دے گا لیکن خدا نے ایسے سامان پیدا کر دیئے کہ اس کو ہر محاذ پر ذلت آمیز شکست ہوئی۔ بلکہ جو اس کے مددگار تھے ان کو بھی پتہ چل گیا کہ پاکستان کو فتح کرنا آسان نہیں۔

صرف جانیں اور اموال ہی نہیں عزت اور دین بھی خطرہ میں ہے۔

ہمیں احساس ہونا چاہیئے کہ اس وقت صرف ہماری جانیں اور اموال ہی خطرہ میں نہیں ہیں بلکہ ہماری عزت اور اسلام دین بھی خطرہ میں ہے اللہ تعالےٰ ہمیں ہر قسم کی قربانیوں کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(اختتامی طور پر خطبہ جمعہ کے بعد دعا کی گئی)

کرنل بشیر حسین صاحب کی خدمات

محترم کرنل سید بشیر حسین شاہ صاحب نے ووکنگ مسلم مشن انگلینڈ کے بعض اہم امور کی سرانجام دہی کے لئے انجمن کو اپنی آنریری خدمات پیش فرمائی تھیں، اس سلسلہ میں محترم شاہ صاحب گذشتہ ماہ ووکنگ تشریف لے گئے اور رات دن محنت کرکے وہاں کے بعض الجھے ہوئے معاملات اور حسابات کا جائزہ لینے کے بعد بعافیت واپس تشریف لے آئے ہیں۔ اللہ تعالےٰ شاہ صاحب موصوف کو ان بے لوث خدمات کا اجر عظیم عطا کرے۔ آمین۔

ووکنگ مشن (انگلینڈ) سے متعلق کرنل صاحب نے ایک مفصل رپورٹ بھی نہایت محنت اور دیدہ ریزی سے تیار کی ہے جو انجمن کی رہنمائی کے لئے اور بہت سے دیرینہ معاملات کے تصفیہ کے لئے ایک گرانقدر دستاویز ہے جس کے لئے انجمن شاہ صاحب کی مرہون منت ہے۔ اللہ تعالےٰ جزائے خیر دے۔

کالونی سرحد ٹیکسٹائل ملز نوشہرہ
کے نفیس پارچات
لٹھا
پاپلین
ململ
وائل
POPLINS, LATHA,
MULS, VOILS
LATHA
CHAR CHABI چار چابی
CHAR SIKKA چار سکہ
CHAR CHIRAGH چار چراغ
POPLINS
SARHADDI سرحدی
MORNI مورنی
CHAR TOPE چار توپ
26-THE POPLIN چھبی دی پاپلین
MULS
26-THE MULMUL چھبی دی ململ
VOILS
DACCA QUEEN ڈھاکہ کوئین
Colony
Sarhad
کالونی سرحد ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ، اسماعیل کوٹ نوشہرہ
TEXTILE MILLS LTD.
Ismailkot NOWSHERA
آپ ہمیشہ سرحد ملز نوشہرہ کے نفیس پارچات طلب فرمائیں۔ سرحد کے پارچات عمدگی اور مضبوطی میں بے مثال ہیں!
CRESCENT
CSTM 1/65

پیغام صلح مورخہ ۲۲ ستمبر ۱۹۶۵ء

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک نور الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور جناب مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور سے شائع کیا۔

جلد ۵۳ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۳ رجمادی الثانی ۱۳۸۵ھ مطابق ۲۹ ستمبر ۱۹۶۵ء | نمبر ۳۶

غلبہ و فتح حاصل کرنے کی شرائط

ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ آدمی ہلاک شدہ ہے جو دین کے ساتھ کچھ دنیا کی ملونی رکھتا ہے اور اس نفس سے جہنم بہت قریب ہے جس کے تمام ارادے خدا کیلئے نہیں ہیں بلکہ کچھ خدا کیلئے اور کچھ دنیا کے لئے پس اگر تم دنیا کی ایک ذرہ بھر بھی ملونی اپنے اغراض میں رکھتے ہو تو تمہاری تمام عبادتیں عبث ہیں اس صورت میں تم خدا کی پیروی نہیں کرتے بلکہ شیطان کی پیروی کرتے ہو تم ہرگز توقع نہ کرو کہ ایسی حالت میں خدا تمہاری مدد کریگا۔ بلکہ تم اس حالت میں زمین کے کیڑے ہو اور تھوڑے ہی دنوں تک اس طرح ہلاک ہو جاؤ گے جس طرح کیڑے ہلاک ہوتے ہیں۔ اور تم میں خدا نہیں ہوگا بلکہ تمہیں ہلاک کرکے خدا خوش ہوگا۔

لیکن اگر تم اپنے نفس سے درحقیقت مر جاؤ گے تب خدا میں ظاہر ہو جاؤ گے اور خدا تمہارے ساتھ ہوگا اور وہ گھر بابرکت ہوگا جس میں تم رہتے ہوگے اور ان دیواروں پر خدا کی رحمت نازل ہوگی جو تمہارے گھر کی دیواریں ہیں اور وہ شہر بابرکت ہوگا جہاں ایسا آدمی رہتا ہوگا۔ اگر تمہاری زندگی اور تمہاری موت اور تمہاری ہر ایک حرکت اور تمہاری نرمی گرمی محض خدا کیلئے ہو جائیگی اور ہر ایک تلخی اور مصیبت کے وقت تم خدا کا امتحان نہیں کرو گے اور تعلق کو نہیں توڑو گے بلکہ آگے قدم بڑھاؤ گے تو میں سچ سچ کہتا ہوں کہ تم خدا کی ایک خاص قوم ہو جاؤ گے تم بھی انسان ہو جیسا کہ میں انسان ہوں اور وہی میرا خدا ہے اور تمہارا خدا ہے۔ پس اپنی پاک قوتوں کو ضائع مت کرو۔ اگر تم پورے طور پر خدا کی طرف جھکو گے تو دیکھو میں خدا کی منشاء کے موافق تمہیں کہتا ہوں کہ تم خدا کی ایک برگزیدہ قوم ہو جاؤ گے۔

بحر حکمت کے موتی

مولینا شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری

فضیلت علم اور اسے حاصل کرنے کی تاکید

حقیقی علماء کی عظمت شان

امام بخاریؒ نے کتاب العلم میں ایک باب العلم قبل القول والعمل باندھا ہے اس باب میں انہوں نے حضرت نبی کریم صلعم کے مندرجہ ذیل ارشادات نقل کئے ہیں۔

العلماء ورثة الانبياء یعنی علماء انبیاء کے وارث ہوتے ہیں ورّثوا العلم۔ انبیاء علیہم السلام علم کا ہی ورثہ چھوڑ جاتے ہیں۔

من اخذه اخذ بحظ وافر جس شخص نے اس ورثہ کو لیا اس نے انبیاء علیہم السلام کے اس ترکہ کا پورا حصہ لیا

ومن سلك طريقا يطلب به علما سهل الله له طريقا الى الجنة اور جو شخص اس راہ کو اختیار کریگا جس راہ سے اسے علم حاصل ہو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کی طرف راستہ آسان کر دے گا۔ اس کے بعد حقیقی علماء کی تعریف میں قرآن کریم کی آیت درج کی ہے انما يخشى الله من عباده العلماء۔ یعنی خدا سے صرف وہی بندے ڈرتے ہیں جن کے دل علم کی روشنی سے منور ہوتے ہیں یعنی جن کو معرفت الہٰی سے وافر حصہ ملا ہو۔ یہ آیت اس بات پر صاف دلالت کرتی ہے کہ قرآن اور حدیث میں علم سے مراد وہ علم ہے جو انسان کے باطن کو روشن کر دے اور الٰہی احکام کی نافرمانی سے اس کے دل کو ہر وقت خوفزدہ رکھے اللہ اور اس کے رسولؐ کے نزدیک علم سے مراد وہ علم نہیں جو خدا

(باقی بر صفحہ ۳)

صدر پاکستان فیلڈ مارشل محمد ایوب خان صاحب کی طرف سے فائرنگ بند کرنے کا اعلان

ہماری فوجیں بدستور اپنے مورچوں پر ڈٹی رہیں گی

کشمیر کا تصفیہ نہ ہوا تو برصغیر کو زیادہ ہولناک جنگ کا سامنا کرنا پڑے گا

ہم نے بڑی طاقتوں کی یاددھانی پر فائرنگ بند کی ہے

راولپنڈی ۲۲ ستمبر ۱۹۶۵ء - صدر ایوب نے آج قوم کے نام ایک خصوصی پیغام میں اعلان کیا کہ امن عالم کے مفاد میں پاکستان نے فائرنگ بند کرنا منظور کر لیا ہے لیکن پاکستانی فوجیں سردست محاذ جنگ میں اپنے مورچوں پر بدستور ڈٹی رہیں گی۔

صدر نے کہا:- میرے ہم وطنو! السلام علیکم۔

میں آپ سے ایک انتہائی اہم موقع پر ہم کلام ہو رہا ہوں۔ آج صبح ہم نے اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کو مطلع کر دیا ہے کہ سلامتی کونسل نے ۲۰ ستمبر کو جو قرارداد منظور کی ہے وہ ناکافی اور غیر اطمینان بخش ہے۔ تاہم میں نے بین الاقوامی امن کی خاطر اپنی فوجوں کو حکم دیا ہے کہ وہ ۲۳ ستمبر کو علی الصبح تین بجے سے دشمن پر اس وقت تک فائرنگ نہیں کریں۔ جب تک دشمن کی طرف سے اس پر گولی نہ چلائی جائے۔

"بھارتی حکومت نے بھی جنگ بندی منظور کر لی ہے اور وہ بھی اپنی فوجوں کو اس قسم کا حکم جاری کر رہی ہے اس کا یہ مطلب ہے کہ اگرچہ جمعرات کو تین بجے صبح سے فائرنگ بند ہو جائے گی لیکن ہماری افواج فی الحال اپنے موجودہ مورچوں میں ڈٹی رہے گی۔

ہم نے سلامتی کونسل میں بتا دیا ہے کہ اقوام متحدہ پر بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے اور یہ اس کی آزمائش کا وقت ہے۔ اگر اس علاقے میں دیرپا امن کا قیام مقصود ہے تو اقوام متحدہ کو مسئلہ کشمیر کے آبرومندانہ حل کی طرف فوری توجہ دینی چاہیئے۔ اگر اقوام متحدہ ناکام ہو گئی تو برصغیر اس سے بھی بڑی جنگ کے شعلوں کی لپیٹ میں آ جائے گا۔

ہم نے اپنے مطالبہ کو دنیا پر سچا ثابت کرنے کے لئے جو جدوجہد شروع کی ہے آج سے ہم اس کے ایک نئے دور میں داخل ہوتے ہیں۔ بھارت نے ہم پر حملہ کیا اور ہم پر جنگ ٹھونس دی گئی۔ ہم نے اس چیلنج کو قبول کر لیا۔ اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی کرم فرمائی سے ہم نے دنیا پر ثابت کر دیا کہ ہم اپنی آزادی کا دفاع کرنے کی ہمت رکھتے ہیں۔

کشمیریوں کی بغاوت

"بھارت نے پاکستان پر جو کھلا جارحانہ حملہ کیا تھا یہ کوئی اچانک کارروائی نہ تھی۔ اس کے پس پردہ اٹھارہ سال کی تاریخ کارفرما ہے۔ ہم نے بھارت کے ساتھ تعلقات کو معمول پر لانے کی جتنی بھی کوششیں کیں، بھارت نے کشمیر میں استصواب رائے کے وعدے سے منحرف ہو کر ان تمام کوششوں پر پانی پھیر دیا۔ اس نے پرامن مذاکرات کے تمام دروازے ایک ایک کر کے بند کر دیئے یہاں تک کہ کشمیر کے مظلوم عوام جو بھارت کی غلامی کے جوئے تلے پس رہے تھے ہتھیار سنبھال کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ انہیں اپنے مستقبل کا فیصلہ کرنے کا حق پہنچتا ہے۔ اور دنیا کے تمام آزادی پسندوں نے ان کی حمایت کی ہے۔

ہم جانتے تھے کہ بھارت پاکستان پر حملہ کرنے کے منصوبے بنا رہا ہے۔ یہ بات اس وقت کھل کر سامنے آگئی جب رن کچھ کے معاہدے کے باوجود بھارت نے ہماری سرحد سے نہ صرف فوجیں ہٹانے سے انکار کر دیا بلکہ انہیں خفیہ طور پر ایسی جگہوں پر بھاری تعداد میں متعین کر دیا جہاں سے پاکستان پر فوراً حملہ کیا جا سکے۔ کشمیر کی بغاوت تو بھارت کے لئے پاکستان پر جارحانہ حملہ کرنے کا صرف ایک بہانہ تھا۔

لاہور پر حملہ

"تمام اخلاقی اصولوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اور تمام معاہدوں سے انحراف کر کے بھارت نے پہلے تو کشمیر میں جنگ بندی لائن کو عبور کیا لیکن جب چھمب کے محاذ پر بھارتی فوج کے عزائم کو خاک میں ملا دیا گیا۔ تو اس نے لاہور پر حملہ کر دیا۔ جنگوں کی تاریخ میں بھارت کے اس حملے کو سب سے زیادہ بدنام اور عیارانہ حملے سے یاد کیا جائے گا۔ جو کسی ملک نے دوسرے آزاد ملک پر کیا ہے۔

"دشمن کا منصوبہ یہ تھا کہ ایک ہی ہلے میں لاہور پر قبضہ کر لیا جائے اور پھر سیالکوٹ پر حملہ کر کے گوجرانوالہ اور حافظ آباد کو کاٹ کر رکھ دیا جائے۔ مگر باری تعالیٰ نے ہماری حفاظت کی۔

"پشاور سے چٹاگانگ تک ساری قوم فرد واحد کی طرح اس چیلنج کا مقابلہ کرنے کے لئے اٹھ کھڑی ہوئی چند گھنٹوں میں ہماری بہادر افواج نے دشمن کا حملہ پسپا کر دیا۔ بہادری جانثاری اور عزم راسخ کی بدولت دشمن کو بہت بڑی فوج پر کاری ضرب لگائی اور اسے شکست دی گئی۔ دشمن نے لاہور کے محاذ پر شکست کھانے کے بعد سیالکوٹ پر حملہ کر دیا اور اس حملہ میں اس نے اپنی ساری جارحانہ قوت جھونک دی۔

عظیم ترین لڑائی

سیالکوٹ میں ہماری تاریخ کی سب سے بڑی ٹینکوں کی جنگ لڑی گئی۔ اس جنگ میں دوسرے اسلحہ توپ اور رسالہ وسامان کے علاوہ چھ سو ٹینکوں نے حصہ لیا۔ ہماری افواج کے مقابلے میں دشمن کی تعداد کہیں زیادہ تھی اور ہمیں زبردست مشکلات کی موجودگی میں دشمن کا مقابلہ کرنا پڑا اللہ نے ہمارے جوانوں کو نصرت سے نوازا اور انہیں نہ صرف دشمن کو پیچھے دھکیلنے کا عزم عطا فرمایا بلکہ انہیں یہ ہمت بھی بخشی کہ انہوں نے دشمن کی پیدل اور بکتر بند فوج پر انتہائی کاری ضربیں لگائیں۔

فضائیہ

ہماری چھوٹی لیکن وطن عزیز کی حفاظت کے لئے ہر وقت سرگرم فضائیہ (باقی برصفحہ ۱۸)

نشانِ عظیم

پاکستان اور ہندوستان کے مابین فائرنگ تو فی الحال بند ہو گئی لیکن بعض ایسے واقعات اور تغیرات اپنے پیچھے چھوڑ گئی جو چشم بصیرت کے لئے بہت بڑی عبرت کا سامان رکھتے ہیں۔ سب سے بڑی چیز جو اس موقعہ پر دیکھنے میں آئی وہ اتحاد و اتفاق ہے جو خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ساری قوم میں پیدا کر دیا یہاں تک کہ خطرناک سیاسی اختلافات رکھنے والی پارٹیاں بھی اس موقعہ پر صدر پاکستان کی ہم نوا ہو کر ان کا ساتھ دینے کو تیار ہو گئیں اور دوسری طرف مذہبی اختلافات پر ایک دوسرے کو کافر اور گردن زدنی قرار دینے والی مذہبی جماعتیں بھی اسی ایک مقصد کو لے کر کھڑی ہو گئیں کہ دشمن کا مقابلہ سب نے مل کر کرنا ہے۔ یہ محض خدا تعالیٰ کا فضل و کرم ہے جس کے بغیر ایسا اتفاق و اتحاد پیدا نہیں ہو سکتا۔ اس کا ارشاد ہے کہ اگر زمین ... کی دولت خرچ کر دی جائے تو انسانوں کے قلوب میں الفت و اتحاد پیدا نہیں ہو سکتا جب تک اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال نہ ہو، چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے عرب قوم کے اتفاق و اتحاد کے بارہ میں فرمایا والف بین قلوبھم لو انفقت ما فی الارض جمیعًا ما الفت بین قلوبھم ولکن اللہ الف بینھم ...

خدا کا شکر کرنا چاہیئے کہ آج وہی اتفاق و اتحاد ایک خطرناک دشمن کے مقابلہ میں پاکستانی قوم بلکہ تمام مسلمانوں میں (جیسا کہ دوسرے مسلمان ممالک کی تائید و حمایت سے ظاہر ہے) پیدا ہو گیا۔ اللہ کرے کہ یہ دائمی اتفاق ہو، اور تفرقہ و انتشار کے تمام جراثیم ہمیشہ کے لئے ناپید ہو جائیں

دوسری بڑی نعمت وہ نصرت الٰہی ہے جو اس جنگ میں پاکستانی افواج کو حاصل ہوئی۔ کہاں ہندوستان کا بہت بڑا لاؤ لشکر اور اس کا کئی گنا زیادہ سامان حرب، اور کہاں پاکستان کی قلیل افواج اور بہت تھوڑا سامانِ حرب، لیکن جو جرأت و ہمت، جو بہادری اور شجاعت اور جو شاندار کارنامے پاکستانی افواج کی طرف سے دیکھنے میں آئے اور جس طرح بھارتی لاؤ لشکر پر فتح مبین حاصل ہوئی اس پر دنیا حیران ہے۔ کیا یہ انسانی طاقت و قوت کا نتیجہ ہے؟ ہرگز نہیں، یہ محض اس نصرت خداوندی کا نتیجہ ہے جس نے بدر و احزاب کی جنگوں میں اپنے ملائک اور زمین و آسمان کی ان دیکھی افواج کے ذریعہ سے مسلمانوں کی مدد کی تھی۔ الحمد للہ کہ آج وہ باتیں جو قرآن کریم نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اعجازی امداد کے ذکر میں بیان فرمائیں صرف تاریخی حقائق ہی نہیں ہم نے اپنی آنکھوں سے وارد ہوتے ہوئے دیکھیں جس سے ساری قوم کا ایمان خدا تعالیٰ کی ہستی اور اس کی بے پناہ قدرت پر بڑھ گیا، اور جنگ ملتوی ہوتے ہی سب کے سب تشکر و امتنان کے جذبات سے معمور ہو کر آستانہ الٰہی پر گر گئے۔

اس کے ساتھ ہی قدرت خداوندی کا ایک اور بہت بڑا نشان جو اس موقعہ پر دیکھنے میں آیا وہ اس علم غیب سے تعلق رکھتا ہے جو موجودہ جنگ اور اس کے ایک خاص واقعہ کے متعلق آج سے ساٹھ سال پہلے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو عطا کیا، اس کی تفصیل گذشتہ جمعہ جامع احمدیہ میں محترم مرزا مسعود بیگ صاحب نے بیان فرمائی، جس کی مختصر روداد دوسری جگہ درج ہے اور حالیہ اشاعت میں ڈاکٹر اللہ بخش صاحب نے ایک مفصل مضمون اس پر لکھا ہے، وہ علم غیب حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات میں ان الفاظ میں درج ہے:—

۲۹ اپریل ۱۹۰۵ء

"رات دو بجنے میں سات منٹ باقی تھے کہ میں نے دیکھا کہ یکایک زمین ہلنی شروع ہوئی، پھر ایک زور کا دھکا لگا۔ میں نے رؤیا ہی میں گھر والوں سے کہا کہ اٹھو زلزلہ آیا ہے اور یہ بھی کہا کہ مبارک کو لے لو، اسی حالت میں رؤیا میں یہ بھی خیال آیا کہ **شاستری کی پیشگوئی غلط نکلی**" (تذکرہ مطبوعہ دسمبر ۱۹۳۵ء صفحہ ۵)

یہ شاستری کون تھا، اور اس کی کیا پیشگوئی تھی اور زلزلہ کو نسا ہے؟ زلزلہ اسی حالت کا نام ہے جو جنگ احزاب کے موقعہ پر زلزلوا زلزالًا شدیدًا کے الفاظ میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی یعنے مسلمانوں کے دل ہل گئے۔ یہی حالت آج پاکستانی مسلمانوں کی ہوئی۔ جب اچانک ان پر ایک نہایت مہیب دشمن نے حملہ کر دیا اور مختلف جہات سے گولہ باری شروع ہو گئی۔ اس نے مسلمانوں کے دل ہلا دیئے اگرچہ اس کے بعد نصرت خداوندی نے ما زادھم الا ایمانًا و تسلیمًا کی حالت پیدا کر دی۔ یہ امر کہ اس مکاشفہ میں زلزلہ سے مراد یہی جنگ ہے اس کے آخری الفاظ سے ثابت ہے جن میں بتایا گیا ہے کہ "شاستری کی پیشگوئی غلط نکلی"۔ کون نہیں جانتا کہ شاستری کون ہے اور اس نے کیا پیشگوئی کی تھی جو غلط نکلی، گذشتہ ساٹھ سال کی ساری تاریخ کو پڑھ جایئے۔ ہندوستان کے موجودہ وزیر اعظم لال بہادر شاستری کے سوائے جس کو عرف عام میں صرف "شاستری" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے کوئی دوسری ایسی شخصیت نہیں، جس کو اس معروف نام سے پکارا گیا ہو، اور وہ پیشگوئی جو اس نے کی، وہ وہی تھی جس کا ذکر عام طور پر اخبارات میں آچکا ہے، کہ لاہور پر حملہ آور ہونے سے پہلے اس نے اپنی قوم کو یہ اطلاع دی کہ آئندہ چوبیس گھنٹوں میں ایک عظیم الشان خوشخبری تمہیں سنائی جائیگی اور اسی پیشگوئی کی تائید میں بھارتی افواج کے کمانڈر انچیف جنرل چودھری نے بھارتی لیڈروں کو دعوت بھی دیدی کہ کل لاہور کے جم خانہ میں ہم مل کر جائے نوش کریں گے۔

خدا کی شان! جس طمطراق سے یہ پیشگوئی کی گئی تھی اور جس طریق سے خفیہ طور پر اس کو پورا کرنے کے سامان بہم پہنچائے گئے۔ اسی طمطراق سے اللہ تعالیٰ نے اس کو غلط ٹھہرانے کے اسباب پیدا کر دیئے اور آج دنیا دیکھ رہی ہے کہ آج سے ساٹھ سال پہلے کے کہے ہوئے الفاظ کے عین مطابق شاستری کی پیشگوئی غلط ثابت ہوئی اور جو خوشخبری شاستری جی اپنی قوم کو سنانے والے تھے، وہ مبدل بدرنج و یاس ہو گئی۔ اور وہ اپنی لوک سبھا (پارلیمنٹ) میں جنگ کی صورت حال بیان کرتے ہوئے دو دفعہ رو پڑے یہ خدائی کام ہیں، جو کسی بندہ کے اختیار و بس کی بات نہیں، اور اسی سے اس مامور الٰہی کی صداقت اور ملہم من اللہ ہونے کا پتہ لگتا ہے، جس کے منہ سے یہ الفاظ عین مکاشفہ کی حالت میں نکلے، کیا یہ واقعہ ایک درس عبرت اپنے اندر نہیں رکھتا، کیا وہ لوگ جو اس مامور من اللہ کی تکذیب کو اپنا رات دن کا شغل بنائے ہوئے ہیں، اس علم غیب سے جو ہماری آنکھوں کے سامنے امر واقعہ کی صورت میں نظر آیا، عبرت و بصیرت حاصل کریں گے۔ — ص

بنگر اے قوم نشانہائے خداوند قدیر
چشم بکشا کہ بر چشم نشانیست کبیر

قومی دفاعی فنڈ میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا حصہ

گذشتہ اشاعت میں یہ اعلان کیا جا چکا ہے، کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے قومی دفاعی فنڈ میں تیس ہزار روپیہ دیا ہے، اور اس کے علاوہ عملۂ انجمن کی طرف سے ہر ماہ ایک یوم کی تنخواہ تا اختتام جنگ دی جائے گی اور انجمن کے مدارس کی طرف سے تنخواہوں کا دسواں حصہ دیا جائے گا۔

علاوہ ازیں بعض ممبران انجمن نے منفرداً چھ لاکھ روپیہ اس فنڈ میں دیا ہے، بیرونی اطلاعات سے معلوم ہوا ہے کہ انجمن کے چند اور ممبران نے بھی اسی فنڈ میں انفرادی طور پر معتدبہ رقوم دی ہیں جن میں سے ذیل کے اصحاب کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں:۔

الحاج شیخ میاں محمد صاحب ملز او نر لائل پور۔ ایک لاکھ روپیہ۔ شیخ میاں فاروق احمد صاحب چیئرمین آسٹریلیشیا بنک پروپرائٹر کالونی ٹیکسٹائل ملز نوشہرہ دو لاکھ روپیہ۔ میاں محمد انور صاحب سرگودھا پانچہزار روپیہ۔ بیگم صاحبہ میاں محمد انور صاحب ایک سو تولہ سونا۔ احباب جماعت میں سے اور بھی جن دوستوں نے قومی دفاعی فنڈ میں انفرادی طور پر رقوم دی ہوں، وہ سیکرٹری انجمن کو مطلع فرمائیں۔

سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

بحرِ حکمت کے موتی ——— بسلسلہ صفحہ اوّل

سے تعلق پیدا کرانے کی بجائے انسان کو خدا سے دور کر دے ایسے علم سے تو خدا کی پناہ مانگنی چاہیئے حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا من یرد اللہ بہ خیرًا یفقھہ فی الدین یعنی جس شخص کو اللہ تعالیٰ خیر سے نوازنا چاہتا ہے اس کو دین کی سمجھ عطا فرما دیتا ہے اور اس کے حقیقی علوم کی معرفت کا وافر حصہ دیتا ہے۔ پھر فرمایا العلم بالتعلم یعنی علم سیکھنے سے حاصل ہوتا ہے۔ پھر فرمایا لیبلغ الشاھد الغائب یعنی جو شخص علم کی بات سنے وہ اس شخص کو پہنچا دے جس نے اسے نہیں سنا۔ حدیث میں آتا ہے فان الشاھد عسٰی ان یبلغ من ھو اوعٰی لہ منہ۔ ہو سکتا ہے کہ سننے والا ایسے شخص کو پہنچائے جو اس سے زیادہ اس بات کو یاد رکھنے والا اور سمجھنے والا ہو۔ ابن عباسؓ کا قول آیۂ قرآنی کونوا ربانیین کے متعلق نقل کرتے ہیں حلماء علماء فقہاء یعنے ربانی سے حلیم علم فقیہ مراد ہے۔ ربانی کے متعلق بعض علماء کا یہ قول بھی نقل کیا ہے الربانی الذی یربی الناس بصغار العلم قبل کبارہ یعنی ربانی وہ لوگ ہیں جو لوگوں کو بڑی بڑی باتوں سے قبل چھوٹی چھوٹی باتیں سکھلاتے ہیں۔

ڈاکٹر اللہ بخش صاحب

"شاستری کی پیشگوئی غلط نکلی"

(کشف حضرت مسیح موعودؑ)

" خدا فرماتا ہے میں چھپ کر آؤں گا۔ میں اپنی فوجوں کے ساتھ اس وقت آؤں گا کہ کسی کو گمان بھی نہ ہو گا کہ ایسا حادثہ ہونے والا ہے"

(الہام حضرت مسیح موعودؑ)

بھارت کے وزیر اعظم مسٹر شاستری نے بھارت کے حالیہ جارحانہ حملہ پاکستان سے صرف ایک دن پہلے اپنی پارلیمان میں کہا تھا:۔

"میں آپ کو چوبیس گھنٹہ بعد ایک عظیم خوشخبری سناؤں گا"

بھارت کے وزیر دفاع اور کمانڈر انچیف نے اسی وقت اپنے دوستوں کو یہ مژدہ دیا تھا کہ ہم کل اس وقت لاہور کے جمخانہ پر چائے پئیں گے۔ صرف دو ہفتہ کی جنگ کے بعد ہی بھارت کو عبرتناک شکست ہوئی کہ اسے جارح ہونے کے باوجود اقوام متحدہ سے یہ منت کرنا پڑی کہ جنگ بندی کی جائے اور اس کے لئے یہاں تک آمادگی ہوئی کہ کشمیر کے سوال پر جو بھارت کے نزدیک کوئی مسئلہ ہی نہ تھا اور جس کی بابت اس کے وزیر تعلیم مسٹر چھاگلا نے صرف ایک روز قبل اقوام متحدہ میں اسی قسم کا اعلان کیا تھا از سر نو گفتگو کرنے کے لئے منظوری دے دی۔

جو لوگ پاکستان کی شکست کی پیشگوئیاں بڑے وثوق سے کر رہے تھے انہیں ایسی رسوائی و ندامت اٹھانا پڑی کہ اب یہ بات بچہ بچہ کی زبان پر جاری ہے کہ شاستری کی پیشگوئی غلط نکلی۔ بلکہ خود شاستری جنگ بندی کے ایک روز بعد اپنی پارلیمان میں بیان دیتے ہوئے دو مرتبہ رو پڑے کس قدر خدا تعالیٰ کی عجیب شان اور قدرت نمائی ہے کہ جارحیت کرنے والے اور فتح عظیم کی خوابوں پر قہقہہ کرنے والوں کو عبرتناک شکست اور رسوائی عالم ہوئی۔

عالم اسرار کی جانب سے غیب کی خبر

بھارت کی حالیہ غیر متوقع شکست دنیا کے لئے ایک معمہ بنی ہوئی ہے کیونکہ چین کے مقابل بھارت اپنی شکست خوردگی کی وجہ یہ قرار دیتا تھا کہ اس کے بالمقابل ایک عظیم طاقت ہے لیکن اب پاکستان کے برخلاف جو یقیناً ایک کمزور طاقت ہے اسے کیوں شکست کھانا پڑی؟ اس کا کوئی جواب اس کے پاس نہیں۔ جہاں بھارت کی یہ پسپائی دنیا کے لئے ایک تعجب انگیز امر ہے وہاں اس امر کا انکشاف کہ آج سے ساٹھ برس قبل ان واقعات کی خبر خدا تعالیٰ نے اپنے مامور کو دیدی تھی عالم کے لئے اور بھی حیرت کا موجب ہو گی۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ کے مجموعہ کشوف و الہامات کی کتاب تذکرہ سے ذیل کا اقتباس نہایت دلچسپی سے پڑھا جائے گا:۔

۲۹ اپریل ۱۹۰۵ء

" رات دو بجنے میں سات منٹ باقی تھے کہ میں نے دیکھا کہ یکایک زمین ہلنی شروع ہو گئی۔ پھر ایک زور کا دھکا لگا۔ میں نے رؤیا میں ہی گھر والوں کو کہا کہ اٹھو زلزلہ ہے اور یہ بھی کہا کہ مبارک کو لے لو۔ اسی حالت رؤیا میں یہ بھی خیال آیا کہ

"شاستری کی پیشگوئی غلط نکلی"

" آج رات ۲۹ اپریل ۱۹۰۵ء کو پھر خدا تعالیٰ نے مجھے دوسری مرتبہ کے زلزلہ شدیدہ کی اطلاع دی ہے۔ سو میں محض ہمدردی مخلوق کے لئے عام طور پر تمام دنیا کو اطلاع دیتا ہوں کہ یہ بات آسمان پر قرار پا چکی ہے کہ ایک شدید آفت سخت تباہی ڈالنے والی دنیا پر آئے گی جس کا نام خدا تعالیٰ نے بار بار زلزلہ رکھا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ وہ قریب ہے یا کچھ دنوں بعد خدا تعالیٰ اس کو ظاہر فرما دے گا مگر بار بار خبر دینے سے یہی سمجھا جاتا ہے کہ بہت دور نہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کی خبر اور اس کی خاص وحی ہے جو عالم اسرار ہے۔ خدا فرماتا ہے کہ **میں چھپ کر آؤں گا۔ میں اپنی فوجوں کیساتھ اس وقت آؤں گا جب کسی کو گمان بھی نہ ہو گا کہ ایسا حادثہ ہونے والا ہے غالباً وہ صبح کا وقت ہو گا یا ایسا وقت جو اس کے قریب ہے** —— خوش قسمت ہے وہ جو اب بھی سمجھ جائے۔ مجھے خدا تعالیٰ نے یہ اطلاع دی ہے تا وہ جو خدا تعالیٰ کو شناخت نہیں کرتے اور نہ مجھ کو ان کو پتہ لگ جائے"

(تذکرہ صفحہ ۵۰۰ ایڈیشن ۱۹۳۵ء)

یہ کشوف و الہام جو ۲۹ اپریل ۱۹۰۵ء کو ہوئے کس قدر صفائی و وضاحت سے ۵ ستمبر ۱۹۶۵ء کو سچے ثابت ہوئے جب یکلخت بلا اعلان بھارت نے پاکستان پر جارحانہ حملہ کر دیا۔ اس بارہ میں مفصلہ ذیل امور قابل غور ہیں:۔

(۱) سخت زلزلہ اور زور کے دھکے کی تعبیر کے مطابق لاہور کے بارڈر کے دیہات اور خود شہر لاہور بالخصوص چھاؤنی کے قریب کے علاقہ کے لوگ بخوبی جانتے ہیں کہ کس طرح توپوں کی گھن گرج اور گولہ باری سے زمین و عمارات لرزتی تھیں۔ ۵ ستمبر کے بعد بھی زلزلہ اور دھکے دیگر علاقہ جات میں بھی محسوس ہوئے۔

(۲) کشف کے الفاظ "شاستری کی پیشگوئی غلط نکلی" اور واقعات میں ان کا حرف بحرف سچا ثابت ہو جانا یہاں تک کہ خود پیشگوئی کرنے والوں یعنی شاستری کا فتح عظیم کی خوشخبری سنانے کی بجائے اسی پارلیمان میں پندرہ روز کے بعد دو مرتبہ رو پڑنا مامور وقتؑ کی پیشگوئی کی صداقت پر دلیل ناطق ہیں اور یہ بتلاتے ہیں کہ یہ پیشگوئی حالیہ واقعات کے بارہ میں ہے۔

(۳) الہام میں الفاظ فوجوں کے ساتھ آنے سے اس امر کا یقین ہو جاتا ہے کہ وہ سخت تباہی ڈالنے والی شدید آفت جنگ ہے نہ کہ زلزلہ۔ البتہ یہ بھی صحیح ہے کہ اس جنگ میں زلزلہ کے آثار نمایاں ہیں۔

(۴)۔ پھر وقت اور طرز ابتدا بھی بتلا دی گئی یعنی یہ کہ وہ جنگ صبح کے وقت کے قریب شروع ہو گی اور اچانک ہو گی۔

یہ واقعات ہیں کہ بھارت نے بلا اعلان اور پاکستان کی بے خبری کی حالت میں اچانک ۵ ستمبر ۱۹۶۵ء کو لاہور پر تین طرف سے جارحانہ حملہ کر دیا۔

غرضیکہ صداقت پرست، حقیقت جو اور اہل انصاف کے لئے مقام غور ہے کہ آج سے ساٹھ برس قبل بتلائی ہوئی خبریں کس صفائی و صراحت سے واقعات میں پوری ہوئیں!

علم غیب خدائی خاصہ ہے اور منجانب اللہ ہونے کا قطعی ثبوت

اس مادیت، دہریت اور الحاد و نیچریت کے زمانہ میں خدا تعالیٰ کی ہستی اس کی صفات اور اس کی ہمکلامی کے مسائل علم و سائنس کی روشنی میں بہت زیر بحث آتے ہیں۔ لیکن ان امور پر انسانی عقل کہاں تک یقینی روشنی ڈال سکتی ہے؟ ان کے ثبوت کے لئے تو خدائی قدرت کے نشان ہی انسانی قلب کو تسلی و یقین دلا سکتے ہیں چنانچہ شاستری کے متعلق اور حالیہ جنگ کے زلزلہ کی یہ پیشگوئی جو واقعات میں ایسی نمایاں وضاحت سے سچی ثابت ہوئی ہے۔ ان نشانوں میں صرف ایک عظیم نشان صداقت ہے کہ خدا تعالیٰ واقعی اپنے بندوں سے ہمکلام ہو کر ان پر دنوں بعد آنے والے واقعات کے بارہ میں غیب کی صحیح صحیح خبریں دیتا ہے۔

اگر یہ اخبار خدا تعالیٰ کی جانب سے نہیں تو پھر بتلایا جائے کہ ایک انسانی ذہن میں بعد میں آنے والے ..... واقعات کیونکر ایسی صفائی سے آتے ہیں؟ کیا بجز خدائی تصرف اور علم غیب ایسا کر لینا انسانی بس کی بات ممکن ہے؟ عجیب بات یہ ہے کہ انسانی علم و فہم تو ان حالات میں بھی جب یہ واقعات رونما ہونے والے ہوں عین برعکس نتیجہ نکالے مگر اصل واقعات کا علم دنوں پہلے خدا کی طرف سے کچھ اور دیا جائے۔ بھارت اور پاکستان کی باہمی عسکری و دیگر طاقتوں کے مقابلہ سے تو انسانی فکر یہ نتیجہ نکالے کہ چوبیس گھنٹے میں بھارت کی فتح عظیم ہو جانا یقینی امر ہے مگر مامور وقت یہ بتلائے کہ یہ دعاوی غلط نکلنے والے ہیں اور پھر واقعات میں انسانی فہم و تجربہ غلط ثابت ہو جائے۔ یہ کس کے بس کی بات ہے کہ کس یقین کے ساتھ مامور یہ کہتا ہے اور کس قدر تکرار کے ساتھ کہ یہ خدائی خبر ہے ضرور جلد یا بدیر سچی ثابت ہو کر رہے گی اور مقصد ان نشانات کا یہ ہے کہ جو خدا تعالیٰ اور اس کے مامور وقت کو شناخت نہیں کرتے ان کو پتہ لگ جائے۔ دوسری فرصت میں ان اسباب کو بیان کرنے کی کوشش کی جائے گی جن کے باعث انسانی ادراک کے برخلاف بھارت و پاکستان کی حالیہ جنگ کے واقعات رونما ہوئے۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔ — منیجر

پاکستانی افواج کیساتھ تائیدات الٰہی اور نصرت خداوندی کے ایمان افروز نظارے

موجودہ جنگ کے نتائج اسلام کی صداقت اور قرآن کریم کے زندہ کتاب ہونے پر زبردست شہادت ہیں

پاکستانی قوم کا اتحاد اور مالی و جانی ایثار اور فتح و کامرانی پر اللہ تعالےٰ کا شکریہ

خطبۂ جمعہ مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۶۵ء۔ فرمودہ مکرم مولینا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری دامت برکاتہٗ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

اذا جاء نصر اللہ والفتح - ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا فسبح بحمد ربک واستغفرہ - انہ کان توابا

(سورۃ النصر)

تائیدات الٰہی کے نظارے

یہ جنگ جو پاکستان اور ہندوستان میں قریباً یکم ستمبر ۱۹۶۵ء سے جاری تھی اور جس نے ۶ ستمبر کو نہایت خطرناک اور ہولناک صورت اختیار کر لی جبکہ بھارت نے پاکستان پر حملہ کر کے مختلف محاذوں کے دروازے کھول دیئے اور لاہور شہر پر تین طرف سے حملہ کر دیا۔ اس جنگ میں ہمیں خدا تعالےٰ کے فضل و کرم کے بہت سے نشانات دیکھنے میں آئے ہیں - اور خدا تعالےٰ کے جو وعدے مسلمانوں کے ساتھ قرآن کریم میں مذکور ہیں - ان کو ہم نے اپنی آنکھوں سے پورے ہوتے ہوئے مشاہدہ کیا جو ہمارے ازدیادِ ایمان کا موجب ہیں -

زندہ خدا کی زندہ کتاب

ان سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ یہ کتاب فی الحقیقت خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور برحق ہے اور جو وعدے خدا تعالےٰ نے مسلمانوں کی کامیابی کے متعلق دیئے ہیں ان کا ایک نظارہ ہم نے موجودہ جنگ میں اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے یہ جنگ زبردست نشان ہے اسلام کی سچائی پر اور اس بات پر کہ خدا برحق ہے اور یہ کہ قرآن خدا تعالےٰ کی زندہ کتاب ہے جو قیامت تک کے لئے اثر انگیز ہے -

فتح و کامرانی کے وقت حمد باری تعالیٰ

اس سورۃ شریفہ میں خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ جب خدا تعالےٰ کی نصرت اور تائید تمہارے شامل حال ہو جائے اور تم دیکھ لو کہ لوگ اللہ کے دین میں جوق در جوق داخل ہوتے ہیں - تو تم اپنے پروردگار کی تسبیح میں لگ جاؤ اور اس کی حمد کے گیت گاؤ - اور اس سے مغفرت طلب کرتے ہوئے اس سے حفاظت طلب کرو - وہ تواب ہے یعنی وہ بار بار رجوع برحمت کرنیوالا ہے -

خدا تعالےٰ نے اس سورۃ شریفہ میں مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ نصرت خداوندی اور تائید الٰہی کو دیکھو تو اس وقت یہ خیال مت کرو کہ تم نے یہ سب کچھ اپنے زور بازو اور طاقت و قوت سے حاصل کیا ہے یا تمہارے مادی اسباب نے تمہیں اس کامیابی سے ہمکنار کرایا ہے اور تمہیں فتح و ظفر اس وجہ سے حاصل ہوئی ہے کہ تم جمعیت میں بھاری تھے۔ آلات حرب سے لیس تھے تمہیں مہارت جنگ حاصل تھی وغیرہ وغیرہ - بلکہ یہ سمجھنا چاہیئے کہ جو کچھ تمہیں کامیابیاں اور کامرانیاں حاصل ہوئی ہیں، یہ خدا کی طرف سے ہیں اور یہ اس کے فضل و کرم کے کرشمے ہیں - اور یہ اس کی تائید اور نصرت کے لازمہ ہیں -

نافرمانی عجب اور تکبر خدا کو پسند نہیں

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں باوجود اس بات کے کہ خدا تعالےٰ کے مسلمانوں کے ساتھ تائید و نصرت کے وعدے تھے .... پھر بھی دو دفعہ انہیں تکالیف کا سامنا کرنا پڑا اور یہ محض ان کی اپنی غلطی کی وجہ سے ہوا تھا . احد میں مسلمانوں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی کی نافرمانی کی۔ حضرت صلعم نے اپنے تیر اندازوں کو حکم دے دیا کہ تم نے اس پہاڑی پر ڈٹے رہنا ہے - اس کو چھوڑنا نہیں اگر ہماری لاشوں کو جانور بھی نوچ رہے ہوں تب بھی تم نے اس جگہ کو نہیں چھوڑنا۔ جب دشمن بھاگ کھڑا ہوا اور مسلمانوں کو فتح حاصل ہو گئی تو ان تیر اندازوں نے سوچا کہ اب ہمیں فتح حاصل ہو گئی ہے۔ اور دشمن مغلوب ہو گیا ہے اس لئے اگر ہم پہاڑی سے اتر جائیں تو کوئی حرج نہیں حضرت نبی کریم صلعم کے ارشاد کا منشاء محض تاکید تھی چنانچہ باوجود افسر کے منع کرنے کے پچاس تیر اندازوں میں سے پینتالیس آدمی اس جگہ کو چھوڑ گئے - خالد بن ولید جو اس وقت مسلمان نہیں ہوئے تھے بلکہ مسلمانوں کے خلاف دشمن کی طرف سے لڑ رہے تھے - جب اس نے یہ مورچہ خالی دیکھا اپنا دستہ لے کر پہاڑی پر چڑھ آیا اور باقی پانچ تیر اندازوں کو شہید کر کے وہ مورچہ خود سنبھال لیا۔ اس سے جنگ کا پانسہ پلٹ گیا - مگر بعد ازاں خدا تعالےٰ نے ان پر رحم نظر کر دیا اور اس طرح اپنی نصرت و تائید کا سایہ مسلمانوں پر ڈالا اور دشمن کو خائب و خاسر لوٹنا پڑا مگر مسلمانوں کو اس نافرمانی کا نتیجہ بھگتنا پڑا - اسی طرح جنگ حنین میں چودہ ہزار کی تعداد میں مسلمانوں کی جمعیت تھی۔ اس دفعہ مسلمانوں کے دلوں میں اپنی کثرت تعداد کا عجب پیدا ہو گیا اور کہنے لگے کہ ہماری جمعیت اس قدر ہے کہ ہم پر کون غالب آسکتا ہے۔ ہم آج کیسے مغلوب ہو سکتے ہیں چنانچہ جب مسلمانوں کو عجب اور تکبر کا احساس ہوا تو خدا تعالےٰ کو یہ بات پسند نہ آئی - چنانچہ ہوازن قوم نے مسلمانوں پر تیروں کی بوچھاڑ کر دی - اس کی تاب نہ لا کر مسلمان بھاگ کھڑے ہوئے

حضرت صلعم کی جرأت و شجاعت

یہ خدا کی طرف سے بطور تنبیہ تھی اور اس بات کا سبق دینے کے لئے تھی کہ مسلمان ہمیشہ اپنی فتوحات کو اپنے زور بازو یا اپنے مادی اسباب کی طرف منسوب کرنے کی بجائے خدا کی نصرت و تائید کی طرف منسوب کریں۔ اسباب کی طرف ان فتوحات کو منسوب کرنا درحقیقت مخفی شرک کی قسم ہے جس سے مسلمانوں کو محفوظ رکھنا ضروری تھا اس لئے بطور تنبیہ مسلمانوں کے پاؤں اکھڑوا دیئے گئے - جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میدان جنگ میں اکیلے رہ گئے آپؐ ایک خچر پر سوار ہو گئے اور دشمن کو للکارا اور فرمایا انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب - نبی تو میں ہوں اچھی طرح شناخت کر لو میں ہی عبد المطلب کا بیٹا ہوں یہ وہ موقعہ تھا جب خدا تعالےٰ کا یہ ارشاد ہے لا تکلف الا نفسک یعنی دشمن کا مقابلہ کرنے کے لئے اصل میں تو آپ ہی مکلف ہیں . . . . پوری شان کے ساتھ نمایاں ہو کر دنیا کے سامنے آگیا - جنگ کے لئے جب میرا ہی نفس مکلف ہے تو مجھ پر تیر برساؤ اور دیکھ لو کہ تمہارے تیر کس طرح ناکام ہوتے ہیں - یہ واقعہ ثابت کرتا ہے کہ حضرت نبی کریمؐ کو خدا پر کتنا زبردست توکل تھا اور اس کی نصرت و تائید کے وعدوں پر کس قدر یقین تھا کس وثوق سے فرماتے ہیں کہ میرے پائے استقلال میں لغزش نہیں آئے گی - حضرت صلعم کی یہ شجاعت و جرأت - یہ قوت ایمانی اور یہ صداقت اور توکل علی اللہ دیکھ کر قوم پھر جمع ہو گئی - اور دشمن پر غالب آگئی - لیکن یہاں خدا تعالےٰ نے دکھلا دیا کہ عجب اور تکبر خدا تعالےٰ کی نصرت و تائید کو دور کر دیتا ہے -

فتح و ظفر کا مدار نصرت الٰہی پر ہے

لہذا ہمیشہ خدا تعالےٰ کی نصرت پر یقین رکھو - جب فتح حاصل ہو جائے تو یہ نہ سمجھو کہ یہ سب کچھ ہمارے زور بازو کا نتیجہ ہے بلکہ یہ ایمان رکھو کہ یہ فتح اس خدا کی تائید و نصرت اور اس کے فضل و کرم کی وجہ سے حاصل ہوتی ہے - وہ کونسی جنگ ہے جس میں دشمنوں نے حضرت صلعم کے مقابلہ میں کامیابی حاصل کی ہو - باوجود اس کے

کہ دشمن اپنی جمعیت میں بھاری تھا۔ اسلحہ میں مضبوط تھا۔ اپنی مہارت حرب پر نازاں تھا اور اس کے مقابلہ میں مسلمان قوم کمزور تھی۔ تہی اور تہی دست تھی۔ جنگ کے طریقوں سے ناواقف تھی لیکن کامیابی انہیں ہی حاصل ہوتی رہی چنانچہ اللہ تعالے فرماتا ہے اذ یوحی ربک الی الملائکۃ انی معکم فثبتوا الذین امنوا سالقی فی قلوب الذین کفروا الرعب ولیربط علی قلوبکم ویثبت بہ الاقدام چنانچہ اس ارشاد الٰہی کے ماتحت مسلمانوں کو ہمیشہ ملائکہ کی مدد حاصل رہی اور ان کے دلوں کو مضبوطی اور قدموں کو ثبات عطا ہوتا رہا اور دشمنوں پر رعب طاری ہوتا رہا۔

ہندو سامراج کی جارحیت کا انجام بد

اگر آج ہم اس جنگ کو دیکھیں تو یہ سب نظارے ہمارے مشاہدہ میں آتے ہیں۔ دشمن بھاری تعداد میں جمع ہوا ہے۔ جدید سامان حرب سے لیس ہے۔ ہوائی جہاز ہیں۔ بعض بڑی طاقتوں کی امداد سے حاصل ہے۔ اس کے مقابلہ میں پاکستانی فوج کی تعداد بہت کم ہے۔ اتنا جنگی اسلحہ اور قوت بھی نہیں۔ مگر خدا تعالے کا یہ ایک معجزہ تھا کہ ان کے ہوائی جہاز جو پاکستان پر چڑھ چڑھ کر آتے تھے تباہ و برباد ہو گئے۔ ان کے بیسیوں ٹینک اور بکتر بند گاڑیاں جل گئیں۔ ان کی فوجیں پسپا ہوتی رہیں۔

پاکستانی افواج کی برتری

کیسی تائید غیبی اور تصرف الٰہی نظر آ رہا ہے صرف سو آدمی دشمن کی زبردست اور کثیر التعداد فوج کو لاہور میں داخل ہونے سے ۹ گھنٹے تک روکے رکھتے ہیں۔ یہاں تک کہ پاکستانی افواج پہنچ کر لاہور میں داخل ہونے کی بجائے دشمن کو لاہور کی حدود سے باہر نکلنے پر مجبور کر دیتی ہے۔ دشمن کے ہوائی جہاز ہمارے فوجی اڈوں کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچا سکے۔ ان کے نشانے خطا جاتے ہیں اور ان کے مقابل ہمارے ہوا بازوں نے دشمن کے ہوائی اڈوں۔ فوجی ٹھکانوں۔ اور اسلحہ کے ذخیروں پر کامیاب پروازیں کر کے انہیں سخت نقصان پہنچایا۔ قلیل التعداد فوج نے کثیر التعداد افواج کو شکست دے کر کیا قرآنی آیت کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ کی صداقت کو ثابت نہیں کر دیا؟ اور آج خدا کے فضل سے فوج کی ہر سہ سروسوں کے جانبازسپاہیوں نے اپنی برتری کا لوہا نہ صرف دشمنوں سے ہی نہیں بلکہ ساری دنیا سے منوا لیا اور پاکستان کا وقار قائم کر دیا۔ اس میں ہماری کوئی بہادری اور مہارت کی کوئی بات نہیں یہ صرف اور صرف خدا تعالے کی تائید اور نصرت کے اعجاز ہیں۔ اور اسی کے فضل و کرم کے کرشمے ہیں۔

یوم تشکر

آج پاکستان بھر کے مسلمانوں نے یوم تشکر منانے کا فیصلہ کیا ہے۔ میں نے بھی یہی امر سوچ رکھا تھا۔ خدا تعالے کے جو ہم پر احسانات اور افضال ہیں ان کے پیش نظر ہمارا خدا کے حضور اظہار تشکر از حد ضروری ہے۔ اس سورۃ میں جو ابھی میں نے تلاوت کی ہے اللہ تعالے کا یہی ارشاد ہے کہ نصرت الٰہی اور فتح کو جب دیکھو تو فسبح بحمد ربک کی تعمیل میں خدا تعالے کی تسبیح کرو اور اس کی حمد و ثنا میں مشغول ہو جاؤ۔ خدا تعالے نے حفاظت اسلام اور

مسلمانوں کو کامیاب رکھنے کے جو وعدے کئے ہوئے ہیں وہ ضرور انہیں پورا کرتا ہے۔ وعدہ خلافی کے ناپاک دھبہ سے اس کی ذات منزہ ہے۔ لفظ تسبیح میں اسی کی طرف اشارہ کیا ہے پھر اپنے وعدوں کو پورا کرنے کی وجہ سے وہ قابل حمد ہے بحمد ربک میں اسی کی طرف اشارہ کیا ہے۔ ایک وقت امت پر ایسا آیا کہ دشمن اسلام علمی میدان میں اتر آیا۔ اور اس نے فلسفہ اور عقل اور نقل کے ہتھیاروں سے کام لے کر اسلام کو نقصان پہنچانے کی کوشش شروع کی اور دلوں میں شکوک شبہات پیدا کر کے مسلمانوں کے ایمانوں کو کمزور کرنے کی سعی میں لگ گیا۔ اس کے مقابلہ کے لئے اللہ تعالے نے اپنے مامور و مرسل حضرت مسیح موعودؑ کو مبعوث فرمایا جنہوں نے دشمن کے ان ہتھیاروں کو کند کر کے رکھ دیا چنانچہ اس کا یہ حملہ پسپا ہو گیا۔ اسلام کی حقانیت واضح ہوئی اور اسلام ایک غالب مذہب کے طور پر دنیا کے سامنے آ گیا اور یوں علمی میدان میں اسلام اور مسلمانوں کو نمایاں غلبہ حاصل ہوا۔

بھارت کے بدارادے خاکستر ہو گئے

اور آج دشمن مسلمانوں کے وجود کو یکسر ختم کرنے کے لئے پاکستان کی سرزمین کے اندر آ گھسا تھا۔ وہ تلوار کے زور سے پاکستان کو ختم کرنے کا بدارادہ رکھتا تھا۔ شاستری نے اپنی قوم کو کہا تھا کہ ۲۴ گھنٹوں کے اندر اندر میں تمہیں خوشخبری سناؤں گا۔ اور دشمن کی افواج کے کمانڈر نے اپنے دوستوں کو دعوت دے دی تھی کہ سہ پہر ہم لاہور کے جمخانہ میں جشن منائیں گے شالامار میں دعوتیں اڑائیں گے۔ بی بی سی لندن نے بھی اعلان کر دیا تھا کہ لاہور فتح ہو چکا ہے۔ وہ ایک بس بھی پکڑ کر لے گئے تھے جس کی انہوں نے نمائش کی اور دکھلایا کہ ہم لاہور میں پھر رہے ہیں اور یہ غلط افواہیں عام پھیلائیں کہ ہمارے فوجی انارکلی میں چل پھر رہے ہیں۔ مگر خدا تعالے نے ان کے ناپاک ارادوں کو ملیا میٹ کر دیا اس کو مالی و جانی عظیم نقصان اٹھا کر پسپا ہونے کے علاوہ اخلاقی ذلت کا بھی منہ دیکھنا پڑا۔ وہ عالمی رائے عامہ کی نگاہ میں گر چکا ہے آج اخباروں میں لکھا ہے کہ شاستری صاحب پارلیمنٹ میں بیان دیتے ہوئے رو دئیے۔ اللہ تعالے نے ان کافروں کی کید و تدابیر کو خاکستر کر دیا ہے۔ اللہ تعالے فرماتا ہے ان اللہ موھن کید الکافرین کہ اللہ تعالے کافروں کی تدبیر کو کمزور کر کے ناکام بنا دے گا کیونکہ قرآن کریم کی یہ آیات قیامت تک کے لئے مؤثر ہیں۔ خدا تعالے اپنے دین کے لئے غیرت حمیت رکھتا ہے اس لئے اللہ تعالے نے ہمیں اس آیت کی صداقت کا بھی مشاہدہ کرا دیا ساری دنیا نے دیکھ لیا کہ خدا تعالے نے کس طرح کافروں کی منصوبہ بندیوں کو خاک میں ملا دیا۔ دعا کریں کہ اگر دشمن آئندہ بھی اپنی آنکھ مچولی کرنے کا ارادہ بد کرے تو وہ اس سے بھی زیادہ خائب و خاسر رہے۔

مسلمانوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی نصرت و تائید

ان حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالے کی نصرت ہمارے شامل حال ہے اس پر خدا تعالے کی نصرت کا شکر لازمی ہے اس کی حمد و ثنا کے گیت گانا ہمارا فرض ہے اللہ تعالے فرماتا ہے کہ اگر تم اپنی کامیابیوں کو اپنی مہارت کا نتیجہ نہیں بلکہ خدا تعالے کی تائید و نصرت کا ثمرہ یقین کرو گے تو تم خدا کو تواب پاؤ گے وہ بار بار رجوع برحمت کرنے والا ہے۔ جس طرح اس نے اسلام کے ابتدائی دور میں اپنی رحمت کے دروازے مسلمانوں کے لئے کھول دیئے اسی طرح وہ سچے مسلمانوں کے لئے ہمیشہ کھولتا رہے گا جو اسلام اور مسلمانوں کی حمایت کے لئے میدان میں نکلیں گے چنانچہ مسلمانوں کی تاریخ اس پر شاہد ہے کہ خدا تعالے نے ہمیشہ مسلمانوں کی نصرت کی ہے اور ایسے غیر متوقع حالات میں تائید فرمائی ہے صلیبی جنگیں پر نظر ڈالئے۔ اس وقت سارا یورپ اسلام اور مسلمانوں کو نیست و نابود کرنے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ اور اپنی تمام تر قوت اور ساز و سامان سے اسلامی ممالک پر ٹوٹ پڑا تھا لیکن خدا تعالے نے اس وقت حضرت صلاح الدین ایوبی کو کھڑا کر دیا جس کی کوشش سے دشمن اوندھے منہ گر پڑا اور اسے ناکام واپس ہونا پڑا اسی طرح جب بھی اسلام پر کوئی آفت آئی۔ اس کی خدا تعالے نے حفاظت و مدافعت فرمائی۔

الٰہی نصرتوں کے نشان

پاکستان اور بھارت کی موجودہ جنگ میں بہت سی باتیں مشاہدہ میں آئی ہیں۔ خدا کی نصرتوں کے نشان ہم نے دیکھے ہیں ہم نے ما النصر الا من عند اللہ کا نظارہ دیکھا ہم نے ولیربط علی قلوبکم ویثبت بہ الاقدام کے وعدہ کو پورا ہوتے دیکھا ہم نے ان اللہ موھن کید الکافرین کے وعدہ کو پورا ہوتے دیکھا دشمن کے دلوں میں رعب پیدا ہونے کو مشاہدہ کیا۔ .... ہم نے بھارت کے مددگاروں کو زبان حال سے انی بریء منکم انی اری ما لا ترون کہتے ہوئے سنا یہ مددگار پاکستان کی کامیابیوں کو دیکھ کر ششدرہ گئے اس کے بعد ہم نے قرآنی آیت ولا یحسبن الذین کفروا سبقوا انھم لا یعجزون کی صداقت کو بھی اس جنگ میں مشاہدہ کیا ہم نے دیکھ لیا کہ دشمن نہ غالب آ سکا اور نہ ہمیں عاجز کر سکا۔ اس کے بعد فرمایا کہ خدائی وعدہ کا یہ مطلب نہیں کہ تم ہاتھ پہ ہاتھ رکھ کر بیٹھے رہو بلکہ واعدوا لھم ما استطعتم من قوۃ ومن رباط الخیل ترھبون بہ عدو اللہ وعدوکم واخرین من دونھم لا تعلمونھم اللہ یعلمھم۔ یعنی جتنی فوجی قوت جمع کر سکتے ہو کر لو اور جتنے سامان حرب جمع کر سکتے ہو کر لو ان کے ذریعہ دشمن کے دل میں خوف پیدا کر دو جو تمہارے بھی دشمن ہیں اور اللہ کے بھی دشمن ہیں ان کے پیچھے اور لوگ بھی ہیں جن کو تم نہیں جانتے خدا جانتا ہے۔ پھر فرمایا جنگ میں مال کی بھی ضرورت ہوتی ہے اس لئے فراخ دلی سے مال خرچ کرو اس کا پورا پورا اجر تمہیں دیا جائے گا۔ بلکہ بڑھ چڑھ کر دیا جائے گا۔ چنانچہ یہ خدا کا فضل ہے کہ قوم اس وقت مالی ایثار کا قابل قدر نمونہ پیش کر رہی ہے۔

پاکستان کی امن پسندی

یاد رہے کہ خدا کی یہ نصرت ہماری قوم کے جوش ملی

ہوئی ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ ہمارے صدر محترم نے شرعی احکام کی پوری پوری پابندی کی ہے۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لا تتمنوا لقاء العدو۔ یعنی تم دشمن سے جنگ کی خواہش بھی نہ کرو۔ چنانچہ صدر محترم نے بار بار اپنے ہمسایہ بھارت کو کہا کہ ہمیں ہمسایوں کے سے اچھے تعلقات رکھنے چاہئیں ہمیں صلح وآشتی اور سلامتی واطمینان سے اپنے متنازعہ امور طے کر لینے چاہئیں۔ جنگ کسی امر کا فیصلہ کرنے کی ضامن نہیں ہو سکتی۔ جنگ سے دونوں ممالک تباہ ہو جائیں گے۔

پاکستان کی طرف سے آداب جنگ کا احترام

لیکن جب دشمن نے ایک نہ سنی بلکہ جارحیت کا طریق اختیار کیا اور پاکستان پر جنگ ٹھونس دی تو الٰہی ارشاد وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم کی تعمیل میں صدر محترم نے مجبور ہو کر ان کی جارحیت کو روکنے کے لئے اعلان جنگ کیا۔ لیکن دوسرے الٰہی ارشاد ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین پر عمل کرتے ہوئے سول آبادی پر بمباری نہیں کی۔ حالانکہ بھارت نے اکثر بمباری سول آبادی پر کی ہے ایسے حالات میں انسان انتقام پر اتر آتا ہے۔ لیکن ہمارے صدر محترم نے الٰہی ارشاد کو مدنظر رکھتے ہوئے پورے ضبط نفس سے کام لیا۔

دشمن جس نے اعتدا سے کام لیا اس نے جب اپنی جان و مال کا ضیاع دیکھا اور اسے ادھر ہر میدان میں اپنی فوجوں کی پسپائی نظر آئی تو اسے مجبور ہو کر جنگ بندی کے لئے ہاتھ پاؤں مارنے پڑے۔ چنانچہ صدر محترم نے شریعت کے اس حکم پر بھی کہ وان جنحوا للسلم فاجنح لھا کہ دشمن جب صلح کے لئے جھکے تو تم بھی جھک جاؤ فراخدلی سے عمل کیا۔ پھر فرمایا وان یریدوا ان یخدعوک فتوکل علی اللہ۔ یعنی اگر دشمن دھوکا دینے کا بھی ارادہ کرے تو اللہ پر توکل رکھو۔ وہ دشمن کے ارادوں کو جاننے والا ہے اگر دشمن کا اس صلح جوئی یا جنگ بند کرنے کے پس پشت تمہیں دھوکہ دینے کا ارادہ ہو تو اللہ تعالیٰ تمہارے لئے کافی ہے مت گھبراؤ خدا تعالیٰ پر توکل رکھو۔ فرمایا ھو الذی ایدک بنصرہ جس خدا نے پہلے نصرت و تائید سے نوازا وہ اب بھی اس پر قادر ہے۔

پاکستانی قوم کا اتحاد اور مالی وجانی ایثار

خدا تعالیٰ کے کافی ہونے کا کیا زبردست ثبوت ہے کہ تم کم تھے کمزور تھے۔ اس خدا نے کثیر اور مضبوط دشمن پر تمہیں بھاری کر دیا والف بین قلوبکم اور تمہارے دلوں میں کس قدر محبت پیدا کر دی اتحاد پیدا کر دیا۔ پہلے تم منتشر تھے اختلافات باہمی میں گھرے ہوئے تھے۔ لیکن اب خدا نے مسلمانوں کے دلوں کو ایک کر دیا ہے۔ ہم نے اس جنگ میں خدا تعالیٰ کی اس نعمت کا بھی مشاہدہ کیا بقول صدر محترم پشاور سے لے کر چٹاگانگ تک سب ایک ہو گئے ہیں۔ پانی کی طرح قوم مال بہا رہی ہے۔ انسان کی اپنی طاقت سے باہر ہے کہ وہ دلوں کے اندر محبت والفت پیدا کر دے۔ صرف خدا ہی اس بات پر قادر ہے۔ کیا یہ خدا تعالیٰ کی نصرت نہیں ہے کہ جھگڑے ختم ہو گئے ہیں۔ انتشار دور ہو گیا ہے۔ کیا یہ تصرف الٰہی نہیں۔ خدا تعالیٰ بڑا غالب اور حکمت والا ہے جو بات کرتا ہے وہ حکمت سے بھری ہوئی اور مفید ہوتی ہے۔

وعدۂ الٰہی

یاد رہے خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے لئن شکرتم لازیدنکم اگر تم شکر کرو گے۔ تو ہم اس اظہار تشکر کے نتیجہ میں تمہیں اپنی مزید تائیدات سے نوازیں گے۔ آج ہم خدا تعالیٰ کے وعدے پورے ہوتے ہوئے دیکھ رہے ہیں۔ ہم نے اپنی ذات پر بھروسہ نہیں خدا پر بھروسہ کیا ہے۔ خدا تعالیٰ نے ہمیں اس کے صلہ میں فتح وظفر سے ہمکنار کیا اس لئے اب ہمیں شکرانہ کے نفل ادا کرنے چاہئیں۔

صدر ایوب کا پیغام

(بسلسلہ صفحہ ۲)

فوج نے اپنے سے چھ گنا زیادہ طاقت رکھنے والے دشمن کے حملوں کا بے جگری سے مقابلہ کیا اور اس کی طاقت کے بڑے حصہ کو تباہ کر کے رکھ دیا۔ ہماری فضائی فوج نے دشمن کے ملک میں گھس کر جنگ لڑی اور اس کو پھر یہ موقعہ نہ دیا کہ وہ ہم پر حملہ آور ہو سکے۔ اس پورے عرصہ میں ہماری ہوائی فوج نے ایسی جہارت اور جرأت کا مظاہرہ کیا ہے کہ اس کی مثال ملنی مشکل ہے۔ ان میدانوں میں اس نے نئی روایات قائم کی ہیں۔ اس نے فضا میں اپنی مکمل بالادستی قائم رکھی اور ہر جنگ میں ہماری میدانی فوجوں کی کامل حمایت کی۔

پاکستان کو بچا لیا گیا۔ ہمیں خدا کے فضل وکرم، عوام کی قربانیوں اور بہادر فوجوں کے اس شاندار کارنامہ کو کبھی فراموش نہیں کرنا چاہیئے ہمارے جوانوں نے خدا پر ایمان، اپنے مقصد میں لگن، ناقابل شکست ہمت وجرأت اور بہترین جہارت کے ساتھ تاریخ اسلام میں اپنے خون سے ایک سنہری باب لکھا ہے۔

غرور خاک میں مل گیا

بھارت کی فوجی طاقت کا غرور خاک میں مل گیا ہے۔ دنیا نے یہ تسلیم کر لیا ہے کہ ہم ایک ایسے دشمن کے خلاف حق وانصاف کی خاطر لڑے جس کے سامراجی اور ملک گیری کے عزائم اب دنیا پر روز روشن کی طرح عیاں ہو چکے ہیں۔ ہم نے ایک قوم کے حق خود ارادیت کے لئے جنگ لڑی اور پوری دنیا نے یہ اعتراف کر لیا ہے کہ ہماری جدوجہد کی بنیاد حق وانصاف پر ہے۔

ہم جنگ بندی پر اس لئے راضی ہوئے ہیں تاکہ دنیا پر ثابت کر سکیں کہ ہم امن کے راستہ پر چلنے کا عزم رکھتے ہیں۔ سلامتی کونسل میں شامل عالمی طاقتوں نے ہمیں پختہ یقین دلایا ہے کہ وہ اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ مسئلہ کشمیر انتہائی سنگین ہے اور اس مسئلہ کا تقاضا ہے کہ اس کو جلد از جلد حل کیا جائے۔ مجھے امید ہے کہ بین الاقوامی امن کی خاطر یہ عالمی طاقتیں اپنی یقین دہانیوں کو پورا کرنے کے لئے واضح اقدامات کریں گی جن کے نتیجہ میں مسئلہ کشمیر باعزت طور پر حل ہو سکے گا۔

چین اور انڈونیشیا کا شکریہ

اپنی جدوجہد میں ہمیں ان تمام ملکوں کی حمایت حاصل ہوئی جو امن وآزادی پر یقین رکھتے ہیں۔ حکومت چین نے جس خوشدلی اور فیاضی سے ہماری اخلاقی امداد کی وہ ہمارے دلوں میں ہمیشہ باقی رہے گی۔ ہم اس کے لئے ممنون ہیں۔ انڈونیشیا میں ہمارے بھائیوں نے پوری طرح اس بات کا مظاہرہ کیا کہ وہ ہمارے مقصد سے اتفاق رکھتے ہیں اور وہ ہماری جدوجہد میں ہمارے ساتھ ہیں ان لوگوں نے ہمارے لئے جو کچھ کیا ہے ہر پاکستانی کا دل ان کے لئے ممنونیت کے جذبہ سے لبریز ہے۔ ایران، ترکی، سعودی عرب، اردن اور شام کے لوگوں نے ہماری حمایت کی ہے۔ دنیا کے مختلف حصوں میں لوگوں نے ہمارا ساتھ دیا ہے پاکستانی ان کے شکر گزار ہیں۔

لاہور کے بہادر عوام

قبل اس کے کہ میں اپنی تقریر ختم کروں۔ میں لاہور اور سیالکوٹ کے بہادر عوام کو خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے انتہائی مشکل وقت زبردست تحمل اور استقلال سے گزارا۔ ان کا عزم اور حوصلہ ایک لمحہ کے لئے بھی متزلزل نہ ہوا۔ چٹاگانگ سے لے کر پشاور تک پوری قوم کو ان لوگوں پر فخر ہے۔

عزیز ہموطنو! ہمیں اپنا اتحاد اور عزم برقرار رکھنا چاہیئے ہمیں ایک لمحہ کے لئے بھی یہ نہیں بھولنا چاہیئے کہ ہماری جدوجہد ختم ہو گئی ہے۔ مشرقی اور مغربی پاکستان میں ہر شخص کو تیار اور چوکس رہنا چاہیئے۔ میں جس پوزیشن میں ہوں اس میں مجھے تمام فیصلے ملک کے مفاد کے پیش نظر کرنے ہوتے ہیں۔

میں خدا سے بزرگ وبرتر سے ان کٹھن حالات میں رہنمائی کا طالب ہوں اور آپ کی مکمل حمایت کی توقع رکھتا ہوں، میں آپ کے احساسات سے پوری طرح واقف ہوں لیکن آپ نے پوری دنیا کے سامنے جس اتحاد اور ڈسپلن کا مظاہرہ کیا ہے اس کو برقرار رکھنا ضروری ہے۔

آپ نے جس کردار کا مظاہرہ کیا ہے دنیا اس کے مقابلہ کی مثال نہیں رکھتی اور آپ کی منزل اگرچہ بظاہر دور نظر آتی ہوگی لیکن یہ پہلے سے اب قریب آگئی ہے۔"

"پاکستان پائندہ باد"

سیالکوٹ کے محاذ پر بھارتی فوجوں کی عبرتناک شکست

سیالکوٹ ۲۴ ستمبر۔ رائٹر۔ رائٹر کا نمائندہ مسٹر رونلڈ بچلر جس نے دیگر غیر ملکی اخباری نمائندوں کے ساتھ سیالکوٹ کا محاذ دیکھا۔

پاکستان کی فرسٹ کور کے کمانڈر لیفٹیننٹ جنرل بختیار رانا نے اخباری نمائندوں کو بتایا کہ بھارتی فوج کی تعداد [illegible] تیس ہزار تھی اور ان کا فرسٹ آرمرڈ ڈویژن سینچورین ٹینکوں سے لیس تھا جنہیں وہ کالے ہاتھی کہتے ہیں۔ اس بکتربند ڈویژن کے علاوہ بھارت کا انفنٹری ڈویژن، چودھواں انفنٹری اور چھٹا پہاڑی توپخانہ ڈویژن بھی جو پاکستانی مدافعتی فوج کے مقابلہ میں تھا۔ اور بھارت کے اس سارے لاؤ لشکر کے مقابلے میں پاکستانی فوج کی تعداد محض ایک تہائی تھی کیونکہ پاکستانی فوج محض ایک ہی بکتربند آرمرڈ بریگیڈ اور ایک انفنٹری ڈویژن پر مشتمل تھی۔ ہم اخباری نمائندے وہ پہلے غیر جانبدار نمائندے تھے جنہیں بھارتی شکست اور پاکستانی فتح کا یہ محاذ اپنی آنکھوں سے دیکھنے کا موقع دیا گیا۔ ہمیں گنے اور دوسری فصلوں کے کھیتوں میں گھومنے پھرنے

مسئلہ کشمیر مقررہ مدت میں حل نہ ہوا تو پاکستان اقوام متحدہ سے علیحدہ ہو جائیگا

ہم کشمیر کی آزادی کے لئے پوری طاقت سے لڑتے رہیں گے

پاکستان نے اقوام متحدہ کو آخری موقعہ دیا ہے

سلامتی کونسل میں مسٹر بھٹو کی تقریر

نیویارک۔ ۲۲ ستمبر۔ سلامتی کونسل نے فیصلہ کیا ہے کہ پاکستان اور بھارت کے درمیان بدھ اور جمعرات کی درمیانی شب تین بجے سے جنگ بند کر دی جائے۔ یہ فیصلہ سلامتی کونسل کے ہنگامی اجلاس میں کیا گیا جو آج دوپہر پاکستان کی درخواست پر طلب کیا گیا۔ سلامتی کونسل کے اس اجلاس میں پاکستان کے وزیر خارجہ مسٹر ذوالفقار علی بھٹو نے اعلان کیا کہ اگر اقوام متحدہ کشمیر کا تنازعہ طے کرنے میں ناکام ہو گئی تو پاکستان اقوام متحدہ سے الگ ہو جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان تنازعہ کشمیر کے پُرامن تصفیہ کے لئے ایک وقت مقرر کر دے گا اور اگر سلامتی کونسل اس مقررہ وقت تک تنازعہ کشمیر کا تصفیہ کرانے میں ناکام رہی تو پاکستان اقوام متحدہ سے الگ ہو جائے گا۔

سلامتی کونسل کا ہنگامی اجلاس آج مغربی پاکستان کے وقت کے مطابق ساڑھے گیارہ بجے شروع ہوا۔ مسٹر بھٹو نے تنازعہ کشمیر کے معاملہ میں بھارت کی پالیسی پر شدید نکتہ چینی کے ساتھ اپنی تقریر شروع کی۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان ایک دفاعی جنگ لڑ رہا ہے جو بھارت نے ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت پاکستان پر مسلط کی ہے۔ انہوں نے کہا پاکستان اس وقت ایک عفریت کا مقابلہ کر رہا ہے جو بدترین قسم کا حملہ آور جارحیت پسند ہے۔

مسٹر بھٹو نے کہا پاکستان پورے عزم اور اپنے تمام وسائل کے ساتھ لڑتا رہے گا اور ان تمام طاقتوں کا بھی مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہے جو ہمارے خلاف مجتمع ہو گئی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم امن کے قیام کے لئے اوتھان سے تعاون کرنے کے لئے تیار ہیں۔ ہم نے راولپنڈی میں اوتھان کو بتا دیا تھا کہ ہم امن چاہتے ہیں اور اپنے ہمسایہ ملکوں سے جن میں بھارت بھی شامل ہے دوستانہ تعلقات رکھنا چاہتے ہیں۔

انتباہ

مسٹر بھٹو نے سلامتی کونسل کو صدر ایوب کا پیغام پڑھ کر سنایا جس میں صدر ایوب نے کہا ہے کہ سلامتی کونسل کی قرارداد ہمارے لئے اطمینان بخش نہیں ہے۔ تاہم امن عالم کی خاطر ہم اسے قبول کر رہے ہیں اور اس کے ساتھ ہی مسٹر بھٹو نے کہا ہم یہ بات واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ اگر سلامتی کونسل تنازعہ کشمیر کا تصفیہ کرنے میں ناکام ہو گئی تو ہم اقوام متحدہ سے الگ ہو جائیں گے۔

وزیر خارجہ نے اعلان کیا کہ پاکستان سلامتی کونسل کی قرارداد کے مطابق جنگ بند کرنے کے لئے تیار ہے لیکن یہ فیصلہ غیر مشروط نہیں ہے اگر بھارت بھی اپنی فوجوں کو جنگ بندی کے احکام جاری کر دے تو پاکستان بھی جنگ بند کرنے کے احکام جاری کر دے گا۔

سلامتی کونسل کے امریکی صدر آرتھر گولڈ برگ نے کونسل کے تمام ارکان کی طرف سے پاکستان اور بھارت کے جنگ بند کرنے کے فیصلہ پر اطمینان کا اظہار کیا۔ انہوں نے یہ کہا یہ ایک انتہائی اہم مرحلہ ہے اتنا اہم کہ آج تک کبھی اقوام متحدہ اتنے بڑے مسئلہ سے دوچار نہیں ہوئی تھی۔

سلامتی کونسل کے اس اجلاس سے قبل رکن ممالک کے نمائندوں کے درمیان کئی گھنٹے تک صلاح مشورے جاری رہے۔ مسٹر بھٹو نے بھی روس کے وزیر خارجہ مسٹر گرومیکو، سلامتی کونسل میں روسی نمائندے نکولائی فیڈرنکو، برطانوی اور فرانسیسی نمائندوں سے بات چیت کی۔

مزید وقت

بھارت نے جو اس سے پہلے آج رات بجے جنگ بند کرنے پر رضامندی کا اظہار کر چکا تھا درخواست کی کہ اسے اپنی فوجوں تک فائر بندی کی اطلاع پہنچانے کے لئے مزید وقت دیا جائے۔ چنانچہ کونسل نے بدھ اور جمعرات کی درمیانی شب کے تین بجے تک جنگ بندی کرنے کا وقت مقرر کیا اس کے بعد اجلاس ملتوی کر دیا گیا۔

مسٹر بھٹو نیویارک کے مقامی وقت کے مطابق پونے نو بجے رات (مغربی پاکستان کے وقت کے مطابق صبح پونے چھ بجے) نیویارک پہنچے۔

مسٹر بھٹو نے نیویارک کے ہوائی اڈے پر اخبار نویسوں کے سوالات کے جوابات دیتے ہوئے بتایا کہ وہ سب سے پہلے پاکستانی وفد کے ارکان سے صلاح مشورہ کریں گے اور اسکے بعد کونسل کے دوسرے ارکان سے بات چیت کریں گے۔

مسٹر بھٹو نے کہا "اگر اقوام متحدہ نے جموں و کشمیر کے منصفانہ اور باعزت تصفیہ کے سلسلے میں تمام طاقت اپنے تمام اصول اور اپنا تمام اثر و رسوخ استعمال نہ کیا تو پاکستان کو اقوام متحدہ چھوڑنا پڑے گا۔

انہوں نے اطمینان اور سکون کے الفاظ میں کہا "سلامتی کونسل اٹھارہ برس سے کشمیر کے مستقبل کے ساتھ کھیل رہی ہے۔ سلامتی کونسل نے تساہل کا مظاہرہ کیا ہے اس نے سہل انگاری اور کاہلی کا ثبوت دیا ہے۔"

یوم تشکر کے سلسلہ میں جامع احمدیہ میں نماز شکرانہ

وزیر اعظم شاستری کی ناکامی کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کا ایک الہام

پاکستانی افواج کی فتحیابی کے شکریہ میں ۲۴ ستمبر کو سارے ملک میں یوم تشکر منایا گیا اور مختلف مساجد میں شکرانہ کے نفل پڑھے گئے، جامع احمدیہ، احمدیہ بلڈنگس لاہور میں بھی شیخ عبدالرحمن صاحب مصری کی قیادت میں نماز جمعہ کے بعد تمام جماعت نے دو نفل شکرانہ ادا کئے جن میں اس نصرت الٰہی پر جو پاکستانی افواج کو بھارت کے کثیر لاؤ لشکر کے مقابلہ ..... میں حاصل ہوئی اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا گیا اور ان جوانوں کے لئے جو سخت ترین مشکلات کے باوجود میدان کارزار میں وطن کے دفاع کے لئے سینہ سپر رہے دعائیں کی گئیں۔

نوافل کی ادائیگی سے پہلے مرزا مسعود بیگ صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کا ایک الہام پڑھ کر سنایا جس میں آج سے ساٹھ سال پہلے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خبر دی گئی تھی کہ "**شاستری کی پیشگوئی غلط نکلی**" مرزا صاحب نے اس الہام پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا کہ یہ الہام اس وقت ہوا جب ہندوستان کے وزیر اعظم لال بہادر شاستری کا نام و نشان بھی شاید دنیا میں تھا یا نہیں، آج ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ شاستری جی نے لاہور پر حملہ کرنے سے پہلے جو پیشگوئی ۵ ستمبر کو کی تھی، کہ آئندہ چوبیس گھنٹوں میں ایک اہم خوشخبری بھارتی قوم کو سنائی جائے گی، وہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور پاکستانی افواج کے بروقت مقابلہ سے غلط ثابت ہوئی، اس سے ہمیں دوہری خوشی حاصل ہوتی ہے، ایک تو دشمن کی شکست اور ناکامی اور پاکستان کی فتح مبین کی خوشی ہے اور دوسری اللہ تعالیٰ کے اس الہام کے پورا ہونے کی جو حضرت امام وقت کی صداقت کا ایک بیّن ثبوت ہے۔

مرزا صاحب کی تقریر اور اس الہام الٰہی کو سن کر حاضرین پر ایک وجد کی کیفیت طاری ہو گئی اور سب نے اللہ اکبر کے نعرے بلند کئے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے اس الہام کے متعلق ایک مفصل مضمون دوسری جگہ ملاحظہ فرمائیں۔

پیغام صلح مؤرخہ ۲۹ ستمبر ۱۹۶۵ء - رجسٹرڈ ایل ۸۳۸ - شمارہ ۳۸ [illegible]

سلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک . . . والٰہی صاحب چھپا اور جناب مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور سے شائع ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۞ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

پیغامِ صلح

لاہور

تار کا پتہ: تبلیغ لاہور

فون نمبر ۳۷۳۷

زرِ مبادلہ
پاک و ہند سے چھ روپے
بیرونی ممالک سے ایک پونڈ

فی پرچہ ۱۲ پیسے

مدیر حکمت محمد
مدیر معاون میر بشیر احمد سوق

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

جلد ۵۳ | یوم چہارشنبہ - مورخہ ۱۰ جمادی الثانی ۱۳۸۵ھ مطابق ۶ اکتوبر ۱۹۶۵ء | نمبر ۳۷

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بر و شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
(۴) سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابلِ احترام ہیں۔
(۵) سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
(۶) اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

جماعت احمدیہ کے قیام کی غرض و غایت

ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

یہ سلسلہ بیعت بمراد فراہمی طائفہ متقین یعنی تقویٰ شعار لوگوں کی جماعت جمع کرنے کے لئے ہے تا ایسے متقیوں کا ایک بھاری گروہ دنیا پر اپنا نیک اثر ڈالے اور ان کا اتفاق اسلام کے لئے برکت و عظمت و نتائج خیر کا موجب ہو۔ اور وہ بہ برکت کلمہ واحدہ پر متفق ہونے کے اسلام کی پاک و مقدس خدمات میں جلد کام آ سکیں۔ اور ایک کاہل اور بخیل و بے مصرف مسلمان نہ ہوں، اور نہ نالائق لوگوں کی طرح جنہوں نے اپنے تفرقہ اور نااتفاقی کی وجہ سے اسلام کو بہت نقصان پہنچایا ہے اس کے خوبصورت چہرہ کو اپنی فاسقانہ حالتوں سے داغ دیا ہے۔ اور نہ ایسے غافل درویشوں اور گوشہ گزینوں کی طرح جن کو اسلامی ضرورتوں کی کچھ بھی خبر نہیں اور اپنے بھائیوں کی ہمدردی سے کچھ غرض نہیں اور بنی نوع انسان کی بھلائی کے لئے کچھ جوش نہیں بلکہ وہ ایسی قوم کے ہمدرد ہوں کہ غریبوں کی پناہ ہو جائیں اور اسلامی کاموں کے سرانجام دینے کے لئے عاشق زار کی طرح فدا ہونے کے لئے تیار ہوں اور تمام کوشش اس بات کے لئے کریں کہ ان سے عام برکات دنیا میں پھیلیں اور محبت الٰہی اور ہمدردی بندگان کا پاک چشمہ ہر ایک دل سے نکل کر ایک جگہ اکٹھا ہو کر ایک دریا کی صورت میں بہتا ہوا نظر آئے۔

* اللہ تعالیٰ نے قیامت تک دین کو تقویت پہنچانے کا یہ سلسلہ جاری رکھے گا اس فرمان نبوی میں بڑی زبردست پیشگوئی ہے چنانچہ یہی مقصود ہے اس حدیث کا کہ ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علیٰ رأس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا اور یہی مطلب ہے اس آیت کا انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ اسلام کو دنیا میں آئے ہوئے ۱۴۰۰ برس گزر رہے ہیں اور اس عرصہ میں اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ

(باقی صفحہ ۲ کالم ۲)

بحرِ حکمت کے موتی

ایک عظیم الشان پیشگوئی

(مولانا شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری)

قال حمید بن عبد الرحمان سمعت معاویۃ خطیبًا یقول سمعت النبی صلعم من یرد اللہ ... بہ خیراً یفقھہ فی الدین وانما انا قاسم واللہ یعطی ولن تزال ھذہ الامۃ قائمۃ علیٰ امر اللہ لا یضرھم من خالفھم حتی یاتی امر اللہ (بخاری کتاب العلم)

حمید بن عبد الرحمان کہتے ہیں کہ انہوں نے حضرت معاویہ کو خطبہ دیتے ہوئے سنا کہ میں نے حضرت نبی کریم صلعم سے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ جس شخص کو خیر سے نوازنا چاہتا ہے تو اسے دین کی سمجھ عطا کر دیتا ہے یعنی کتاب اللہ اور احادیث نبویہ میں بیان کردہ تمام امور کے حقائق سے اس کو مطلع کیا جاتا ہے خواہ ان کا تعلق دنیوی امور سے ہو اور خواہ دینی امور سے ہو کیونکہ شریعت میں دونوں قسم کے امور پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ پھر اس کے بعد فرمایا میں جن حقائق و معارف سے آپ لوگوں کو آگاہ کرتا ہوں وہ خدا کی ہی عطا ہے میرا کام تو صرف ان حقائق کو لوگوں میں تقسیم کر دینا ہے یاد رکھو کہ یہ امت اللہ تعالیٰ کے دین پر ہمیشہ برابر قائم رہے گی اس دین کے مخالفین اس کو کوئی ضرر نہیں پہنچا سکیں گے یہاں تک کہ دنیا کے خاتمہ کا وقت آ جائے۔ اس ارشاد نبوی میں یہ جو فرمایا گیا ہے کہ امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے دین پر قائم رہے گی مخالفین مسلمانوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے یعنی ان کے دین پر ایسا حملہ نہیں کر سکیں گے جو ان کے ایمان کو متزلزل کرنے کا موجب ہو سکے*

تبلیغی خطوط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا (حضرت مسیح موعود)

(مرتبہ: الحاج میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی - لاہور)

انڈونیشیا

ترجمہ خط مس لیزا آئی چاہ - سنٹرل جاوا - انڈونیشیا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپ کی ارسال کردہ کتب "مسلم پریئر بک - اڈلی کیلیفیٹ اور ٹیچنگز آف اسلام" مل گئیں بہت بہت شکریہ۔

ازراہ کرم قرآن شریف انگریزی ارسال فرمائیں تاکہ میرے مذہبی علم میں ترقی ہو۔ والسلام

(ان کو قرآن شریف بھیجا گیا اور جواب بھی دیا گیا۔)

تانگانیکا (تانزانیہ)

نائیجیریا

ترجمہ خط مسعید الرفیق - اسے بیلو صاحب - نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا ارسال کردہ مفت لٹریچر ملا - بہت خوشی ہوئی یہ تمام لٹریچر میں نے پبلک لائبریری میں رکھ دیا ہے تاکہ مسلمان اور دیگر مذاہب کے لوگ ان کا مطالعہ کرکے اس سے فائدہ اٹھائیں اگر ہمارے پاس عربی کتابیں ہوتیں تو وہ شخص جو مسلمان کے گھر پیدا ہوا تھا کبھی دوسرے مذہب میں نہ جاتا۔ اور یہ سب کچھ محض اسلام کی ناواقفیت کی وجہ سے ہوا ہے - میں نے قرآن شریف - حدیث شریف وغیرہ جو کتابیں خریدی تھیں ان کو بھی قومی لائبریری میں رکھ دیا ہے تاکہ مسلمان اور غیر مذاہب کے لوگ ان کے مطالعہ سے فائدہ اٹھائیں۔

اور اگر نماز کے متعلق کوئی کتاب ہو تو وہ بھی ارسال کریں۔

والسلام

(ان کو خط کا جواب دیا گیا)

ترجمہ خط عبداللسیس اگبیدے - نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں بہت ممنون ہوں گا اگر آپ مجھے اپنا مفت لٹریچر جس طرح دیگر ملکوں کے مسلمانوں کو تقسیم کرتے ہیں ارسال کریں میں عیسائیوں کے نرغہ میں ہوں روزمرہ وہ میرے مذہب پر باتیں اور اپنے لٹریچر سے حملے کرتے ہیں۔ اس لئے آپ میری امداد کریں اور مناسب لٹریچر ارسال کریں۔

والسلام

(ان کو عیسائیت پر لٹریچر بھیجا گیا اور جواب بھی دیا گیا۔)

ترجمہ خط عبدالغنی آدی باسی سلامو - نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں کسی عربی کالج میں آپ کے زیر اہتمام داخل ہونا چاہتا ہوں۔ میں نے اسپلے - ایبیفے عربی سکول میں ۱۹۶۱ء میں امتحان پاس کیا تھا اس کے بعد میں نے کسی سکول میں داخلہ نہیں لیا۔ قرآن شریف بڑی فراوانی سے پڑھ سکتا ہوں - میری عمر ۲۰ برس ہے - اگر آپ میری امداد کریں تو خدا کے فضل سے کامیابی ہوگی - میں نے گھر جانے سے پہلے عربی سکول کا ڈگری سرٹیفکیٹ لینے کا مطالبہ کیا ہے۔

کیا میں توقع کرسکتا ہوں کہ آپ میری اس درخواست پر غور کریں گے - اللہ تعالیٰ آپ پر رحمتیں نازل فرمائے - والسلام

(ان کو خط کا جواب دیا گیا)

ترجمہ خط عبدالرزاق آدی بسی - لاگس - نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے ارسال کردہ خط کا شکریہ - مجھے افسوس ہے کہ میں جلدی جواب نہ دے سکا کیونکہ میں اور امام صاحب دینی غرض کے لئے باہر گئے ہوئے تھے - قاضی عبدالرشید صاحب سے میں ملاقات نہیں کر سکتا کیونکہ وہ مجھ سے کافی دور رہتے ہیں - اور جو لٹریچر آپ مجھے بھیجتے ہیں زیادہ تر میں خود اور دوستوں کو مطالعہ کے لئے دیتا ہوں تاکہ وہ بھی اس سے فائدہ اٹھائیں - اور امید ہے کہ آپ مجھے لٹریچر گاہے بگاہے مزید بھیجتے رہا کریں گے۔ والسلام

(ان کو خط بھیجا گیا)

ترجمہ خط بیلو - کے - آمی ددوی اگرہ گھانا - نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

دو سال پہلے میں مسلمان ہوا - مجھے مذہب اسلام سے بہت لگاؤ ہے اس لئے مجھے اس مذہب کے سمجھنے کے لئے کتب درکار ہیں - میرے دوست نے مجھے آپ کا ایڈریس دیا تھا - میں قرآن شریف قیمتاً لینا چاہتا ہوں - آپ اس بارہ میں میری رہنمائی فرمائیں - بڑے شوق سے جواب کا منتظر ہوں - والسلام

(ان کو لٹریچر بھیجا گیا اور قرآن کریم کی قیمت لکھ دی گئی)

ترجمہ خط کیسی اسومر - گھانا - نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں نماز جمعہ کے لئے مسجد جا رہا تھا تو راستہ میں ایک فرد کے ہاتھ میں میں نے مسلم پریئر بک دیکھی تو میں نے اس سے یہ کتاب مانگی تو اس نے مجھے کہا کہ یہ میں نے پاکستان سے منگوائی ہے اور آپ نے مجھے ارسال کی ہے۔ اس لئے میری التماس ہے کہ مجھے بھی یہ کتاب ارسال کریں - میں مسلمان ہوں مگر میں نے عربی سکول میں تعلیم حاصل نہیں کی - مجھے کامل یقین ہے کہ کتاب مجھے کافی مدد دے گی - امید ہے کہ آپ ایک مسلمان بھائی سمجھ کر یہ کتاب ارسال کریں گے - والسلام

(انہیں مسلم پریئر بک اور لٹریچر بھیجی گئی)

مغربی پاکستان

ترجمہ خط: نور محمد وادھو شاہ داپور - مغربی پاکستان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کی ارسال کردہ کتب وصول ہوئیں - اس میں کوئی شک نہیں کہ ان کتابوں کے مطالعہ سے میرے دل میں جو شکوک تھے رفع ہو گئے اور نیز ان کتابوں کے ذریعہ مجھے اسلام کی اصل حقیقت واضح ہو گئی امید ہے کہ آپ مجھے اور کتابیں اسلام کے متعلق روانہ کریں گے

والسلام

(ان کو مرزا غلام احمد - پرانے سیس آف پرامسڈ مسیح اور کرائسٹ اِن کشمیر ارسال کی گئیں)

بحر حکمت کے موتی

(بسلسلہ صفحہ اول)

حنا الفی پر ذلیل کیا ہے جب بھی یہ دین اسلام پر حملہ آور ہوتے ہیں یا مسلمانوں میں کسی قسم کی کمزوری نمودار ہوتی ہے اللہ تعالیٰ نے کسی مجدد کو مامور کر کے اس کو دور کر دیا اور مسلمانوں میں ایسی جماعت پیدا کر دی جس نے ایک طرف دشمن کا منہ توڑ دیا اور دوسری طرف مسلمانوں کے ایمانوں میں از سر نو زندگی کی لہر دوڑا دی۔ چنانچہ اس زمانہ میں جبکہ دشمنان اسلام کا اسلام پر حملہ پوری شدت اختیار کر گیا تھا اور مسلمانوں کے ایمانوں میں کمزوری بھی انتہا کو پہنچ گئی تھی اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود کو مبعوث فرما کر دشمن کو بھی ذلت آمیز شکست سے دوچار کیا اور مسلمانوں کے دلوں کو بھی ایمان کی روشنی سے از سر نو منور کیا اور اب اسلام ہر لحاظ سے غالب ہے اور یہ غلبہ دن بدن نمایاں سے نمایاں تر ہوتا جاتا ہے اور مسلمانوں کا ایمان دن بدن قوی تر ہوتا جاتا ہے کوئی مانے یا نہ مانے حقیقت یہی ہے کہ یہ سب کچھ زمانہ کے امام کی دعاؤں اور اس علمی لٹریچر کی بدولت ہے جو خود امام الزمان اور اس کے شاگردوں نے اسلام کی تائید اور اس کی خوبیوں کو اجاگر کرنے کے لئے پیدا کیا آج مسلمان مفکر اسلام کی حقیقت پر انہی خطوط پر غور کر رہے ہیں جو خطوط حضرت امام الزمان متعین فرما گئے ہیں۔

مرے شہید

ایک دوست نے اپنے ایک عزیز میجر ضیاء الدین احمد عباسی ستارۂ جرأت کی شہادت پر ذیل کے مصرعوں میں اپنے جذبات کا اظہار کیا ہے:

مرے دلیر، مرے نوجواں، مرے غازی!
فنا کی بات نہ چھیڑو بقا کا ذکر کرو
چراغ اب بھی فروزاں ہے آنکھ اوٹ سہی
اندھیرا چھٹتا ہے لوگو ضیاءؔ کا ذکر کرو
مرے مسافر شہر وفا کا ذکر کرو

مرے شہید! ترے خوں کے چراغوں سے
ترے وطن کے اندھیروں نے روشنی پائی
نشان راہ عمل ہیں ترے نقوش قدم
کہ تیری موت سے ایماں نے زندگی پائی

ادا جعفری

میجر ضیاء الدین احمد عباسی ستارۂ جرأت

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مؤرخہ ۵ر اکتوبر ۱۹۶۵ء

فائر بندی اور اس کے بعد

سلامتی کونسل کی ۲۰ ستمبر کی قرارداد بھارت نے غیر مشروط طور پر قبول کرنے کے بعد جو رویہ اختیار کیا ہے وہ ہر صاحب عقل و ہوش کے لئے حیران کن اور تعجب انگیز ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قرارداد کی منظوری کے وقت بھارت کی دلی آرزو یہ تھی کہ کسی نہ کسی طرح فائر کی بندش کی کوئی صورت عمل آئے تاکہ پے در پے شکستیں کھانے کے اور بے شمار اتلاف جان اور اسلحہ کے ضیاع سے اس کا جو کچھ برا حال ہو چکا ہے اس طریق سے اس کا ازالہ ہو سکے اور فائر بندی کا حکم پا کر پاکستانی افواج غافل ہو جائیں اور وہ پھر تازہ دم ہو کر فائرنگ شروع کر دے۔ چنانچہ پہلے تو فائر بندی کے لئے پندرہ گھنٹے کی مہلت اس بہانہ سے لے لی کہ اگلی صفوں تک اس عرصہ میں حکم پہنچایا جا سکے گا۔ اور پھر اس وقفہ سے فائدہ اٹھا کر پورے زور سے فائرنگ شروع کر دی۔ لیکن اس کا بھی الٹا اثر ہوا اور پاکستانی افواج کے ہاتھوں اسے مزید نقصان اٹھانا پڑا۔ فائر بندی کے بعد پاکستانی افواج کو غافل خیال کر کے اس نے پھر قدم بڑھانے کی کوشش کی لیکن ہماری افواج نے جو پورے طور پر چوکس تھیں، ہر محاذ پر پوری مستعدی سے ان کے حملوں کو روک کر ان کو پیچھے ہٹا دیا۔

فائر بندی کی ان خلاف ورزیوں کی اطلاع پاکستان نے سلامتی کونسل اور ان مبصرین کو بھی دے دی، جو فائر بندی کی نگرانی کے لئے متعین ہوئے ہیں۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بھارت کو سلامتی کونسل کے احکام اور دباؤ یا اپیلوں کی بھی کوئی پروا نہیں، اور اس نے پاکستان کو دھمکی دینی شروع کر دی ہے۔

جہاں تک سلامتی کونسل کی قرارداد کے اس حصہ کا تعلق ہے، جو کشمیر کے بارہ میں ہے، بھارت نے اب یہ بھی کہنا شروع کر دیا ہے، کہ ہم نے تو قرارداد کے صرف اس حصہ کو منظور کیا ہے جو فائر بندی سے تعلق رکھتا ہے کشمیر تو بھارت کا لازمی حصہ ہے، اس کے متعلق کوئی بات چیت نہیں ہو سکتی۔ اب یہ سلامتی کونسل کا کام ہے کہ بھارت کے اس لایعنی دعوے کو مسترد کرنے اور کشمیر میں استصواب رائے کے لئے زمین ہموار کرنے کا بندوبست کرے ورنہ جیسا کہ پاکستان کے وزیر خارجہ مسٹر ذوالفقار علی بھٹو سلامتی کونسل میں کہہ چکے ہیں، تین ماہ کے عرصہ میں اگر کوئی مؤثر اور حوصلہ افزا صورت وہ پیدا نہ کر سکی تو پاکستان اس سے علیحدہ ہو جائے گا اور بھارت سے از خود نمٹنے کی کوشش کرے گا جس سے بہت زیادہ سنگین نتائج پیدا ہو سکتے ہیں۔ مسٹر ذوالفقار علی بھٹو نے اس بارہ میں سلامتی کونسل اور جنرل اسمبلی میں جو تقاریر کی ہیں وہ اس قدر مدلل اور دلنشین ہیں کہ کوئی ہوشمند انسان ان سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا، اور یہ خیال کرنا بے جا نہیں، کہ سلامتی کونسل مسئلہ کشمیر کو حل کرنے کے لئے کوئی نہ کوئی قدم ضرور [illegible] گی۔

اس اثنا میں بھارت کی جارحیت، پاکستان پر بلا اطلاع حملہ آور ہونے اور پے در پے شکست کھانے، اس کے وحشیانہ مظالم اور نہتی اور سول آبادی پر بمباری اور بالمقابل پاکستانی افواج کی ہمت و شجاعت اور شاندار کارناموں کا جو اثر دوسرے ممالک پر ہوا ہے اور غیر ملکی اخبارات نے جن شاندار الفاظ میں پاکستانی افواج کی بہادری کی داد دی ہے، اور بھارت کی ہزیمت خوردگی کا جو نقشہ کھینچا ہے، اس نے بھارتی حکام کو اور بھی پریشان اور برافروختہ کر دیا، اور وہ مختلف ممالک کے سربراہوں کی حمایت حاصل کرنے کے لئے ادھر ادھر دوڑ بھاگ کر رہے ہیں لیکن ہر طرف سے انہیں دھتکار مل رہی ہے، مسز وجے لکشمی پنڈت صدر ڈیگال کے آگے ہاتھ جوڑنے گئیں اور ان سے ملنے کے بعد اخبار نویسوں کو یہ بیان دیا کہ یہ افسوسناک امر ہے کہ تمام ممالک پاکستان ہی کے حامی ہیں اس سے پہلے کرشنا مینن صدر ناصر کی خدمت میں حاضر ہونے اور اپنا سا منہ لے کر واپس آ گئے پھر بھارت کے وزیر خارجہ سورن سنگھ روس گئے لیکن روسی حکام نے ان سے ملنے سے انکار کر دیا۔ امریکہ جا کر وہ صرف اتنا کر سکے کہ امریکی حکومت کی طرف سے وہاں کے اخبارات کو یہ حکم دلا دیا کہ بھارت کے مقابلے پاکستانی فتوحات کا ذکر نمایاں طور پر نہ کیا کریں ....

...... لیکن اب تو وہ ذکر کریں یا نہ کریں، دنیا کو معلوم ہو چکا ہے کہ بھارت کس پانی میں ہے، انگلستان کے اخبارات بھارت کی ناکامی اور شکست خوردگی اور پاکستانی افواج کی شجاعت پر پے در پے مقالات لکھ رہے ہیں اور اپنے نمائندوں کے چشم دید بیانات شائع کر رہے ہیں۔ بی بی سی لندن سے بھی اسی قسم کے بیانات نشر ہو رہے ہیں۔ جن سے بھارت کھسیانہ ہو کر بقول کھسیانی بلی کھمبا نوچے اب بی بی سی کے بھارتی دفتر کے سامنے مخالفانہ مظاہرے کرا رہا ہے، طالب علموں کو اکسا کر وہاں نعرے لگائے جاتے ہیں، برطانوی اخبارات کو جلایا جاتا ہے اور غیر ملکی نامہ نگاروں پر ناروا عیب آوازے کسے جاتے ہیں، بالفاظ دیگر بھارت یہ چاہتا ہے کہ حق اور راست بیانی کا منہ بند کر دیا جائے اور تمام دنیا اس کے جھوٹے پراپیگنڈا اور غلط بیانات پر ایمان لے آئے، یہ ایک اور اخلاقی شکست ہے جو بھارت کو ... پیش آ رہی ہے۔

اور اس سے بھی بڑی شکست یہ ہے کہ پاکستان کے ان فوجیوں کے ساتھ جو دوران جنگ بھارتیوں نے گرفتار کر لئے جنیوا کے بین الاقوامی معاہدہ کے خلاف نہایت وحشیانہ درندگی کا برتاؤ کیا جا رہا ہے، اس وحشت و درندگی کا ایک منظر ایک بھارتی مقام ... کے قریب دیکھا گیا۔ جہاں چند پاکستانی قیدیوں کے ہاتھ پیچھے کی طرف باندھ کر ان کے پیٹ پھاڑ دیئے گئے تھے اور معلوم ہوا ہے کہ اندرون ملک دور دراز علاقوں میں جن قیدیوں کو لے جایا گیا ہے ان کے ساتھ بھی وحشت و بربریت کا برتاؤ کیا جا رہا ہے، حالانکہ پاکستان کے قبضہ میں جو بھارتی قیدی [illegible] ہیں ان کے ساتھ اسلامی اصولوں کے مطابق نہایت مروت کا سلوک کیا جاتا ہے۔

بھارت کی یہ وحشت و درندگی، یہ جھوٹے پراپیگنڈے اور اہل کشمیر اور پاکستانی باشندوں کے ساتھ یہ ناروا سلوک اس بیسویں

مہر خان محمد صاحب کی وفات پر

حضرت امیر ایدہ اللہ کا تعزیتی پیغام

مکرم مولوی دوست محمد صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے مہر خان محمد صاحب کی وفات کی خبر سن کر بہت صدمہ ہوا ہے۔ وہ نہایت ہی مخلص اور باوفا شخص تھے۔ ان کی سلسلہ عالیہ کے ساتھ مضبوط وابستگی تھی۔ ہر سال نہایت ذوق و شوق سے جلسہ سالانہ میں شریک ہوا کرتے تھے اور نہایت اخلاص کے ساتھ دل کھول کر چندہ پیش کیا کرتے تھے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

میں نے آپ کو یہ خط اس لئے لکھا ہے کہ مجھے مرحوم کے اقارب کا پتہ معلوم نہیں ہے۔ ان کے نام خط لکھنا چاہتا تھا مگر ایسا نہیں کر سکا۔ ان کی وفات کی وجہ سے میں مرحوم کے اقارب کے لئے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کا حامی و ناصر ہو، اور وہ ان کی دلداری کے سامان مہیا فرما دے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مہر خان محمد جیسے مخلص انسان کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔

والسلام

صدرالدین۔ ۲۶ ستمبر ۱۹۶۵ء

صدی کی تہذیب دنیا میں ہٹلر اور گوئبلز کے وحشیانہ کارناموں کا بدترین مرقع ہے اور وہ دن انشاء اللہ جلد دنیا دیکھے گی جب شاستری اور جن سنگھی اور مہاسبھائی ہندوؤں کا وہی حشر ہو گا جو ہٹلر اور گوئبلز اور ان کے ساتھی نازیوں کا حشر دنیا نے دیکھا، اور اس کے بعد نئے جرمنی کی طرح ایک نیا ہندوستان جنم لے گا جو امن و سلامتی کا پیغام لے کر اٹھے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

”حضرت مرزا غلام احمد آف قادیان“ کا عربی ترجمہ

سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کے علم الکلام اور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی بے نظیر اسلامی تالیفات اور تصانیف نے یورپ کے انداز فکر کو نئی راہیں دکھائی ہیں اور اسلام کے متعلق ان یورپین اقوام کا نقطۂ نظر مثبت روش اختیار کر گیا ہے۔ تحریک احمدیہ نے ان متعصب اقوام پر اسلام کی صداقت و حقانیت ہر لحاظ سے واضح کی اور ثابت کیا کہ اسلام دنیا کا غالب دین ہے۔ جو ہمہ گیر اور اقوام عالم کا مذہب ہے۔

صرف مغربی دنیا ہی نہیں بلکہ مشرقی اقوام بھی تحریک احمدیت کی اسلامی خدمات سے متاثر ہو رہی ہیں اور عرب اس میں دلچسپی لینے لگے ہیں۔ اور وہ اپنے خطوط میں جہاں انجمن عالیہ کی خدمات دینیہ پر اس کو خراج تحسین ادا کرتے ہیں وہاں وہ اس خواہش کا بھی اظہار کرتے ہیں کہ عربی زبان میں بانی سلسلہ کی حیات اور آپ کے مقاصد اور خدمات اسلامیہ پر لٹریچر مہیا کیا جائے۔

اس لحاظ سے یہ ضرورت محسوس کی گئی ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی حیات طیبہ اور آپ کے مقام و مرتبہ اور آپ کی خدمات پر مشتمل ایک کتاب عربی زبان میں طبع کروا کر عرب ممالک میں بھجوائی جائے۔ چنانچہ ایک انگریزی کتاب ”حضرت مرزا غلام احمد آف قادیان“ کا عربی زبان میں ترجمہ مسٹر ... سوڈانی مقیم سال احمدیہ بلڈنگس لاہور کر رہے ہیں

ڈاکٹر اللہ بخش صاحب

علم غیب اور قادرانہ تصرفات کے زندہ نشانات

خدائے تعالیٰ کی ہستی اور اس کی صفات کا حتمی ثبوت

۶ ستمبر ۱۹۶۵ء کو پاکستان پر بھارت کا جارحانہ اور بلاغت حملہ ہوا۔ بھارت کو نہ صرف ایسے حملہ کی جرأت ہوئی بلکہ مسٹر شاستری اور بھارتی لیڈروں کو یہ یقین تھا کہ فتح ان کی ہی ہے چنانچہ اس کا اعلان انہوں نے برملا پیش از وقت کر دیا شاستری نے تو اپنی پارلیمان میں ۵ ستمبر کو یہ کہا کہ وہ انہیں چوبیس گھنٹہ کے اندر ایک عظیم خوشخبری سنانے والے ہیں، وزیر دفاع و بھارتی کمانڈر انچیف نے اپنے دستوں کو لاہور جیمخانہ میں ۶ ستمبر کو دعوت فتح دے دی، پھر ۶ ستمبر کو مشہور عالمی خبر ایجنسی بی بی سی کو بھارت حکومت نے یہ اعلان نشر کرنے کو کہا کہ لاہور فتح ہو گیا ہے اور اس پر بھارت کا پرچم لہرا رہا ہے۔ مزید یہ کہ لاہور شہر میں بھارتی فوج کے داخلہ کی فرضی تصاویر بھی نیوز ایجنسی کو مہیا کر دی گئیں چنانچہ عالمی اخباروں میں یہ خبر مشہور ہو گئی کہ لاہور فتح کر لیا گیا ہے، بیرونی ممالک میں مقیم پاکستانی باشندوں کو اس خبر سے قدرتی طور پر اپنے عزیزوں کے بارہ میں پریشانی لاحق ہوئی۔

عسکری طاقت اور مادی اسباب

سوال یہ ہے کہ بھارت کی فتح پر یقین کا ماخذ کہاں تھا؟ بھارت کی عسکری طاقت اور جنگی ساز و سامان و دیگر مالی و مادی ذرائع پاکستان کی نسبت کم از کم چار گنا زیادہ تھے۔ ایسی برتر و فائق فوجی قوت کی بناء پر فتح کا نتیجہ نکالنا بالکل طبعی امر ہے جب کسی ملک کی فوجی طاقت، سامانِ حرب اور دیگر ذرائع دشمن ملک کی بہ نسبت چار پانچ گنا سے بھی زیادہ طاقتور و کثیر ہوں تو ایسی حالت میں کونسا انسانی علم و تجربہ ہے جو یقینی طور پر اس نتیجہ پر نہیں پہنچے گا کہ چار پانچ گنا طاقت کا غلبہ نہ صرف حتمی ہے بلکہ جلد تر بھی ہے۔ چنانچہ یہی وجہ تھی کہ شاستری و دیگر بھارتی لیڈروں نے اپنی فتح کی پیشگوئی بلکہ اس کے متعلق پیش از وقت خبریں دنیا میں نشر کر دیں، لیکن واقعہ یہ ہوا کہ دو ہفتہ کی متواتر و شدید جنگ کے بعد بھی نہ صرف بھارت کو کوئی فتح نصیب نہ ہوئی بلکہ اسے شکست و پسپائی کا منہ دیکھنا پڑا اور بھاری جانی و جنگی نقصانات سے دوچار ہونا پڑا، غیر جانبدارانہ اندازوں کے مطابق بھارت کے یہ نقصانات پاکستان کی بہ نسبت پانچ گنا زیادہ ہیں۔ کس قدر حیرت و تعجب کی بات ہے کہ فتح تو درکنار جس فوج کی عسکری قوت پانچ گنا زیادہ ہو اس کا نقصان کمزور حکومت سے پانچ گنا بڑھ کر ہو جائے۔ پاک بھارت کی موجودہ جنگ کے نتائج سے ساری دنیا حیران و ششدر ہو کر رہ گئی ہے۔

خدائی علم غیب اور قادرانہ تصرف

پاکستان کی موجودہ جنگ میں اس کی عظیم فتح جبکہ اسے جارحیت کا علم نہ تھا اور بھارت کی نمایاں ناکامی اور بھاری نقصانات جبکہ اس نے خود جارحیت کی ایک ایسا عجیب واقعہ ہے کہ انسانی عقل و تجربہ اس پر حیرت زدہ ہے۔ جیسے کہ اس کا اظہار متعدد مغربی اخبارات نے کیا ہے۔ لیکن اگر دنیا کو یہ علم ہو جائے کہ ایسے معجزانہ واقعہ کی خبر آج سے ساٹھ برس قبل خدا تعالیٰ نے واضح الفاظ میں اپنے مامور و مجدد وقت کے ذریعہ دنیا کو دے دی ہوئی تھی تو پھر اس کی حیرت کا کوئی ٹھکانا نہ رہے اور اسے بجبر اس نتیجہ نکالنے کے چارہ نہ رہے کہ بلاشبہ واقعہ سے ساٹھ برس قبل اس کی صحیح صحیح اطلاع دے دینا اور خلافِ توقع و خلافِ علم و تجربہ اس کے نتائج سے خبر کر دینا فی الواقع خدائے تعالیٰ کی جانب سے ہی ہو سکتا ہے بجز اس کے ممکن نہیں۔

بعض وقت خدائی پیشگوئی میں محض کسی واقعہ کا اظہار ہوا کرتا ہے مگر بعض دفعہ پیشگوئی میں نہ صرف خدائی علم غیب کا اظہار مقصود ہوتا ہے بلکہ اس میں قادرانہ تصرفات کی تجلی بھی منظور ہوا کرتی ہے چنانچہ پاک و بھارت کی حالیہ جنگ میں صاف طور پر جو پیشگوئی حضرت مسیح موعودؑ نے ۹، ۱۰ اپریل ۱۹۰۵ء کو کی اور جس کا مفصل حوالہ گزشتہ اشاعت میں دیا جا چکا ہے اس میں خدائی علم غیب کے علاوہ خدائی تصرف کا معجزانہ اظہار بھی مقصود تھا، اسی لئے تو اس میں یہ کہا گیا تھا کہ شاستری کی پیشگوئی غلط نکلی یعنی انسانی فہم و تجربہ کی بناء پر جو نتیجہ نکال کر اس پر کوئی پیش از وقت خبر دی جائے گی وہ صحیح نہ نکلے گی بلکہ صحیح نتیجہ اس کے عین برعکس نکلنے والا ہے۔

فتح بدر و غلبۂ روم کی پیشگوئیاں

ابتدائی اسلامی تاریخ میں دیگر متعدد مثالوں کے علاوہ فتح بدر و غلبۂ روم کی پیشگوئیاں اسی قسم کی خدائی علم غیب اور قادرانہ تصرفات کی نمایاں مثالیں ہمارے سامنے پیش کرتی ہیں۔

واقعہ بدر سے قریباً دس برس قبل قرآن کریم نے ان دو پیشگوئیوں کا ذکر ان الفاظ میں کیا تھا غلبت الروم فی ادنی الارض وھم بعد غلبھم سیغلبون فی بضع سنین ـــــ یومئذ یفرح المؤمنون بنصر اللہ ینصر من یشاء۔ اس وقت رومی سلطنت ایرانی سلطنت سے مغلوب ہو چکی ہے مگر عنقریب اس مغلوبیت کی بجائے اسے غلبہ نصیب ہونے والا ہے چند ہی برسوں میں۔ مزید یہ کہ اسی موقعہ پر مومنوں کے لئے بھی خدا تعالیٰ کی عظیم نصرت کی خوشخبری ملنے والی ہے کیونکہ خدا جسے چاہتا ہے اپنی نصرت سے نوازتا ہے۔

یہ دو واقعات مختصراً یوں ہوئے کہ رومی سلطنت باوجود بڑی طاقت ہونے کے ایرانی حکومت سے شکست عظیم کھا چکی تھی اور اس کی فتح کے کوئی ظاہرا آثار قطعاً موجود نہ تھے۔ چنانچہ شاستری کی اتنداپن بن خلف نے بھی انسانی علم و تجربہ کی بناء پر حضرت ابوبکرؓ سے قرآنی پیشگوئی کے خلاف شرط بدی تھی۔ پس قرآن کریم نے واقعہ سے نو برس قبل خلافِ توقع حکومت روم کے غلبہ کی پیشگوئی کی وہ اپنے وقت پر پوری عظمت سے سچی نکلی۔ ایسا ہی اسی سال بدر کی جنگ کا واقعہ پیش آیا جس نے کفارِ مکہ کی بھاری اکثریت اور جنگجویانہ مہارت کے باوجود ان کی کر ہمت کو توڑ مروڑ کر رکھ دیا اور انسانی علم و تجربہ سے ناواقف مسلمانوں کو ایسی نمایاں فتح نصیب ہوئی کہ گویا ملک میں ان کے پاؤں جما دیئے گئے۔ ان دونوں پیشگوئیوں میں بھی خدا تعالیٰ نے اظہارِ علم غیب کے علاوہ اپنے قادرانہ تصرفات اور معجزانہ نصرت کی تجلی کی بشارات دی تھیں۔

ایمانی اور اخلاقی قوتوں کی فتح

عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایمان صرف عقلی دلائل کے ذریعہ پیدا ہوتا ہے۔ خدا کی نہاں در نہاں ہستی کا ثبوت حواس ظاہری اور محدود عقل سے دیا جانا کیونکر ممکن ہے؟ زیادہ سے زیادہ انسانی عقل نظامِ کائنات کی بناء پر یہ قیاس تو کر سکتی ہے کہ ایسے ابلغ نظام کا کوئی موجد ہونا چاہیئے لیکن یہ یقین کہ فی الواقع وہ ہستی زندہ و حکمران موجود ہے بھی اور اس کی صفات قدرت و تصرف اس وقت فی الواقع کارفرما بھی ہیں کیا ایسا یقین مطالعہ فطرت اور انسانی منطق و حواسِ ظاہری کی بناء پر کبھی پیدا کیا جا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں! اگر ایسا ممکن ہوتا تو پھر یقیناً سب سے بڑے فلاسفر سب سے بڑے مومن ہوا کرتے اور سب سے بڑے زیرک و دانشمند اصحاب خدا کی ہستی پر سب سے بڑے ایمان پیدا کرانے والے ہوا کرتے۔ ع

گر بہ استدلال کار دیں بُدے
فخرِ رازی راز دار دیں بُدے

یہ یقین کہ دنیاوی اسباب و مادی ذرائع کے پیچھے بھی کوئی زندہ حکمران ہستی موجود ہے جو قادرانہ تصرفات کی مالک اور علم غیب کی جاننے والی ہے انسان کے قلب میں جاگزیں ہونا ممکن ہے۔ جب واقعات حقہ میں ایسے نشان ظاہر ہوں جو انسانی علم غیب و قدرت سے ممکن نہ ہوں، جب برسوں بعد پیش آنے والے واقعات کا علم صحیح صحیح طور پر خدا تعالیٰ اپنے کسی منتخب بندہ پر ظاہر فرما دے اور پھر برسوں اسی قبل از وقت بتلائے ہوئے علم غیب کے مطابق خارجی دنیا میں واقعہ ہو جائے تو صرف یہی ایک منصف مزاج کے نزدیک اس امر کا ثبوت ملتا ہے کہ چونکہ علم غیب پر انسان کو کوئی قدرت حاصل نہیں بالخصوص جبکہ وہ علم غیب اس شخص کی زندگی کے برسوں بعد واقع میں سچا ثابت ہو جائے جسے آسمانی دیا تھا اس لئے لازماً یہ علم خدائے عالم الغیب کی طرف سے ہی ہے۔ ایسا ہی جب انسانی علم و تجربہ کسی امر کو ناممکن الوقوع قرار دے بلکہ عین اس کے برعکس نتیجہ کو یقینی سمجھے تو ایسی صورت میں بھی اگر کوئی پیشگوئی سچی ثابت ہو جائے تو عقل انسانی لازماً اس نتیجہ پر پہنچے گی کہ یہ واقعہ خدائے قادر و توانا کی تائید و نصرت سے وقوع پذیر ہوا ہے پس علم غیب و قادرانہ تصرفات کے قبل از وقت بتلائے ہوئے واقعات ہی ایسے خدائی نشانات اور اس کی قادرانہ ہستی پر زندہ دلیل ہیں

(باقی برصفحہ ۶ کالم ۳)

جنگ کے متعلق بین الاقوامی قوانین سے بھارت کا انحراف

اور پاکستان کے بارہ میں عہد شکنی

رسول کریم صلعم کے معاندین اور بھارتی کفار کا نقشہ قرآن کریم میں

خطبہ جمعہ مورخہ یکم اکتوبر ۱۹۶۵ء فرمودہ مکرم مولینا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری دامت برکاتہ بمقام جامع احمدیہ بلڈنگس لاہور

37

لا یرقبون فی مؤمن الا ولا ذمۃ - واولٰئک ھم المعتدون ———— واللہ خبیر بما تعملون —— (التوبۃ ۱۰)

بھارتی کفار کے کردار کا نقشہ قرآن کریم میں

قرآن کریم کی ان آیات شریفہ میں خدا تعالےٰ نے ان کفار کے کردار کا نقشہ پیش فرمایا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں موجود تھے - اور جنہوں نے حضرت صلعم کا مقابلہ کیا - ایذائیں دیں اور دکھ پہنچایا - اب بھی نقشہ ہو بہو بھارت والوں پر چسپاں ہو رہا ہے - اس کی ہر ایک علامت بھارتیوں پر صادق آتی ہے اور پھر خدا تعالےٰ نے مسلمانوں کو ہدایت فرمائی ہے کہ جب تمہارا اس قسم کی قوم کے ساتھ پالا پڑ جائے جن کی یہ بُری عادات بیان ہوئی ہیں اس وقت تمہیں کیا طریق کار اختیار کرنا چاہیئے - بعد ازاں اللہ تبارک تعالےٰ نے ایسی قوم پر مسلمانوں کے غالب ہونے کی پیشگوئی فرمائی ہے اور کامیابی کی بشارت دی ہے - اس کے مدمقابل دشمن قوم کا نقشہ پیش کرتے ہوئے ارشاد الٰہی ہے کہ ان کا حال یہ ہے کہ لا یرقبون فی مؤمن الا ولا ذمۃ - کہ جب کبھی ان کا واسطہ مسلمان مومن قوم سے پڑتا ہے تو یہ نہ کسی قسم کا لحاظ رکھتے ہیں اور نہ عہد و معاہدہ کی پرواہ کرتے ہیں - واولٰئک ھم المعتدون اور یہ لوگ تمام مہذب قوموں کے مسلّمہ اصول اور اخلاقی اقرار کو پاؤں تلے طاق رکھتے ہوئے ظلم و تعدی پر اُتر آتے ہیں -

بھارت کی پیمان شکنی اور مسلمانوں پر جور و ستم

اب دیکھ لو! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جو کچھ ہوا وہ تاریخ میں محفوظ ہے - لیکن اب ہم نے خود آنکھوں سے دیکھ لیا ہے کہ بھارت والوں نے مسلمانوں کے معاملے میں کسی قسم کی قسم اور عہد اور پیمان کی پرواہ نہیں کی اور ان پر ہر قسم کا جور و ستم جائز رکھا - نہ اس نے کسی اصول کا لحاظ رکھا ہے اور نہ ہی اخلاقی اقرار کی پرواہ کی ہے اور نہ اس کے نزدیک بین الاقوامی معاہدات ہی کی کوئی وقعت ہے - نفرت و بے اعتمادی اس حد تک پہنچ چکی ہوئی نظر آ رہی ہے کہ بین الاقوامی مسلمہ اصول کو نظر انداز کرتے ہوئے پاکستان پر بغیر الٹی میٹم دیئے حملہ کر دیا - پھر اخلاقی اقدار کو پس پشت ڈالنے کا یہ عالم ہے کہ پاکستانی سرحدی دیہاتوں میں گھس کر انہوں نے انہیں نذر آتش کر دیا کھیتوں اور فصلوں کو تباہ و برباد کر دیا - نہتے مسلمانوں کو تہ تیغ کر دیا اور بچوں - بوڑھوں اور عورتوں کو موت کے گھاٹ اُتار دیا - یہ بربریت یہ ظلم و ستم اور یہ [illegible] کیا کسی مہذب قوم میں نظر آتا ہے - اس چنگیزیت کا وجود صرف اسی ظالم و سفاک قوم میں ممکن ہو سکتا ہے جو اخلاق سے عاری ہو، اور جو عہد و پیمان کے احترام سے ناواقف ہو - ابھی کل ہی کی بات ہے ایک دوست نے بتایا کہ سیالکوٹ کے گاؤں ... کو ہندو فوجیوں نے جلا ڈالا عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کو قتل کر ڈالا .... غرض اس ہندو قوم کا رویہ مسلمانوں کے خلاف نہایت گھنونا اور ناپاک ہے - وہ مسلمان کا وجود نہ تسلیم کرتا ہے اور نہ اسے قائم رکھنا پسند کرتا ہے - کیا اس میں شک کی گنجائش ہے کہ قرآنی الفاظ واولٰئک ھم المعتدون مکمل طور پر بھارت والوں پر صادق آ رہے ہیں

صلح ہو جانے پر دشمن سے انتقام کی ممانعت

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ فان تابوا واقاموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ فاخوانکم فی الدین اگر یہ لوگ اسلام کی طرف آ جائیں - نماز و زکوٰۃ کے پابند ہو جائیں اور اپنی اختداد اور ظلم و جور اور دوسری کمزوریوں سے تائب ہو جائیں، تو پھر اُن سے انتقام نہیں لینا - ان سے اگر تمہاری کوئی دشمنی ہے تو صرف خدا کے لئے ہے - اور اس کے رسول کے لئے ہے اگر وہ مسلمان ہو جائیں، اور برادری میں شامل ہو جائیں فاخوانکم فی الدین تو وہ پھر تمہارے بھائی ہیں - ان کے گذشتہ مظالم کی وجہ سے اُن سے کسی قسم کا انتقام نہیں لینا - عام طور پر انسانوں کی یہی حالت ہوتی ہے کہ جب تک انتقام کی آگ کو جو ان کے سینوں میں بھڑکتی رہتی ہے اسے بجھا دیں وہ چین سے نہیں بیٹھ سکتے لیکن اسلام اپنے متبعین کو اس سے روکتا ہے اور ان کے نفسانی جذبات کے سیلاب کے آگے جذبہ اخوت و انسانیت کا بند باندھ دیتا ہے ونفصل الآیات لقوم یعلمون - ہم نے اس قسم کے احکامات کھول کھول کر بیان کر دیئے ہیں ان لوگوں کے لئے جو علم و معرفت کے زیور سے آراستہ ہیں -

بدعہدی کی حالت میں جنگ کا حکم

وان نکثوا ایمانھم من بعد عھدھم اور اگر یہ لوگ اپنے عہد و پیمان کے بعد اپنی قسمیں توڑ دیں وطعنوا فی دینکم اور تمہارے دین میں طعنہ زنی کریں جیسا کہ بھارت والے کر رہے ہیں فقاتلوا ائمۃ الکفر ..... تو ان کفر کے پیشواؤں سے لڑو - انھم لا ایمان لھم لعلھم ینتھون ان کی قسموں اور عہد و پیمان کا کوئی اعتبار نہیں .... تاکہ یہ اپنے بد ارادوں اور خطرناک منصوبوں سے باز آ جائیں -

سلامتی کونسل کی قرارداد منظور کرنے کے بعد بھارت کی عہد شکنی

بھارت والوں کی بدعہدی کی تازہ مثال ہمارے سامنے ہے - بھارت سلامتی کونسل میں عہد کر کے آیا ہے کہ کونسل نے جو قرارداد پیش کی ہے اسے ہم ساری کی ساری غیر مشروط طور پر تسلیم کرتے ہیں بلکہ بھارتی نمائندے نے یہاں تک کہا کہ ہم تو اس قرارداد کو پہلے سے ہی تسلیم کرتے ہیں پاکستان کے نمائندہ سے پوچھو کہ وہ اسے تسلیم کرتا ہے یا نہیں یہ اُس نے اس لئے کہا کہ اسکو نظر آ رہا تھا کہ پاکستان کو اس وقت غلبہ حاصل ہوا ہوا ہے اس لئے اس کا خیال تھا کہ شاید پاکستان ان قراردادوں کو قبول نہیں کرے گا لیکن جب یہ دیکھا کہ پاکستان نے تسلیم کر لیا ہے تو اس قرارداد کی سیاہی بھی خشک نہ ہونے پائی تھی کہ انہوں نے اپنے اس عہد و پیمان کو توڑ دیا - اور انہوں نے سلامتی کونسل سے فائر بندی کے لئے مزید پندرہ گھنٹوں کی مہلت مانگی کہ اس سے قبل اگلے مورچوں تک خبر پہنچانی مشکل ہے - ان کا اس مہلت طلب کرنے سے مقصد یہ تھا کہ ہم اپنی صفوں کو درست کر لیں .... اور اپنا کھویا ہوا علاقہ واپس حاصل کر لیں .... چنانچہ اس ارادے کا ظہور فوراً ہوا انہوں نے چاروں طرف سے حملے شروع کر دیئے بری حملوں کے علاوہ بحری حملے بھی شروع کر دیئے - گو ان سب حملوں میں ان کو منہ کی کھانی پڑی لیکن ان کی نیت اور ان کے بد ارادوں کا تو پتہ لگ گیا اور دنیا پر منکشف ہو گیا کہ انہوں نے مہلت کس غرض کے لئے طلب کی تھی - اس کے بعد فائر بندی کا وقت شروع ہو گیا - مگر انہوں نے راجستھان، کھیم کرن وغیرہ محاذوں پر گولہ کشی جاری رکھی اور اس عہد کا قطعاً خیال نہ کیا جو وہ سلامتی کونسل میں کر آئے تھے اور اب تو یہاں تک نوبت آ گئی ہے کہ سلامتی کونسل کی تازہ قرارداد کو کھلا توڑ کر اوتھانٹ جنرل سیکرٹری کو چوبیس گھنٹوں کا الٹی میٹم دے دیا گیا ہے اور وہاں لڑائی جاری کر دی ہے کیا قرآن کریم کے الفاظ وان نکثوا ایمانھم من بعد عھدھم پوری طرح بھارت والوں پر صادق نہیں آ رہے - پاکستان نے سلامتی کونسل کو صورت حال سے آگاہ کیا ہے مگر سلامتی کونسل میں اتنی سکت نہیں کہ

اپنی قر[illegible]رداد پر عمل کروا سکے یا وہ اپنی کسی مصلحت کی بنا پر عمداً تساہل سے کام لے رہی ہے۔

بھارت کے ناپاک عزائم

اس قوم کا منشاء یہ ہے کہ طعنواتی دینکر کہ مسلمان قوم اور اس کا دین تباہ و برباد کر دیا جائے اور اپنے ملک میں مسلمانوں کی جو درگت بنائی جا رہی ہے۔ وہ کس کو معلوم نہیں کبھی ان کو جان سے مار دیا جاتا ہے ان کی جائدادیں اور مال و متاع چھین لیا جاتا ہے ان کے مکانات جلا دیئے جاتے ہیں ان کی آبرو ریزی کی جاتی ہے اگر مسلمان [illegible] دین جائیں تو ان کی یہ ساری سختیاں اور ظلم و ستم ختم ہو جائیں۔ اصل بات یہ ہے کہ وہ مسلمان اور اس کے دین کو بُرا سمجھتے ہیں۔ اس کو برداشت نہیں کر سکتے۔ اس لئے اس کو مٹانا چاہتے ہیں چنانچہ حکم فرمایا کہ جو لوگ کفر کے آئمہ ہیں۔ اگر وہ اپنے عہد و پیمان سے پیچھے ہٹ جائیں اور تمہارے دین کی بیخ کنی کے درپے ہوں تو پھر اے مسلمانو! تمہارا فرض ہے کہ ان سے مقابلہ کرو۔ ان کے عہد و پیمان پر کوئی بھروسہ مت کرو۔ ان سے اس حد تک لڑو کہ ان کے ناپاک ارادے خاک میں مل جائیں، الا تقاتلون قوماً نکثوا ایمانهم وهموا باخراج الرسول فرمایا کہ کیا تم ان لوگوں سے نہیں لڑو گے جنہیں تمہیں ضرور لڑنا چاہیئے جو اپنے ایمان اور عہدوں اور قسموں کو توڑ دیتے ہیں۔ ان کا ارادہ یہ ہے کہ رسول کریم صلعم کی محبت اور عظمت تمہارے دلوں سے نکال دیں۔ حضرت نبی کریم صلعم کے زمانہ میں تو یہ قوم حضرت نبی کریم صلعم کو جسمانی طور پر ختم کرنا چاہتی تھی اور آج یہ قوم آنحضرت صلعم کی شان و عظمت کو دلوں سے نکالنا چاہتی ہے اور اپنے ملک سے مسلمانوں کو ختم کرنا چاہتی ہے تاکہ آپ کا نام لیوا کوئی نہ رہے۔ فرمایا وهم بدءوكم اول مرة۔ یہ علامت بھی کیسی صفائی سے بھارت والوں میں پائی جاتی ہے۔ یاد رکھو انہوں نے جنگ کی ابتداء کی ہے۔ آپ دیکھ لیں کہ بھارت نے جنگ و جدل کی ابتداء کی ہے۔ بغیر اعلان جنگ اور الٹی میٹم دیئے بھارت نے حملہ کر دیا۔ غرض یہ تھی کہ بے خبری کی حالت میں راتوں رات پاکستان پر چڑھائی کر کے لاہور پر قبضہ کر لیں گے۔ لاہور پر ایک طرف سے نہیں بلکہ تین اطراف سے حملہ کر دیا۔ کیا ان آیات کا ایک ایک لفظ بھارت کی اس جارح قوم پر چسپاں نہیں ہوتا۔

جارح قوم کا مقابلہ سختی سے کرو

خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ کہ اگر تمہیں ایسی قوم سے پالا پڑ جائے جو بد عہد ہو، رسول اللہ صلعم کی عظمت کو ختم کرنا چاہتی ہو، تمہارا کام یہ ہے کہ اُن کا سختی سے مقابلہ کرو۔ اتخشونهم کیا تم اُن سے ڈرتے ہو۔ کیا تم ان کے مقابلہ میں آنے سے کتراتے ہو تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہیئے فالله احق ان تخشوه ان كنتم مؤمنين یاد رکھو اگر تم مؤمن ہو تو صرف اللہ تعالیٰ سے ہی ڈرو کہ کہیں دین کی حفاظت کے فریضہ کو سرانجام دینے میں تم سے کوتاہی نہ ہو جائے۔ خدا تعالیٰ سے ڈرنے کا یہی مطلب ہے کہ اس کی نافرمانی سے ڈرو اگر وہ جنگ کرنے کا حکم دیتا ہے تو مسلمان کو [illegible] میدان جنگ میں کود پڑنا چاہیئے اگر وہ صلح کا حکم دیتا ہے تو صلح کے لئے تیار ہو جانا چاہیئے۔ چنانچہ ہمارے صدر محترم نے الٰہی ارشاد کی فرمانبرداری کا ایسا ہی نمونہ دکھلایا ہے۔ اگر تم مسلمان ہو تو تم پر فرض ہے کہ تم اپنے دین کی حفاظت کے لئے سینہ سپر ہو جاؤ۔ فرمایا قاتلوهم يعذبهم الله بايديكم ويخزهم وينصركم عليهم ويشف صدور قوم مؤمنين۔ پھر تاکید کی ہے کہ جنگ کرو۔ دشمن سے لڑو۔ پیچھے مت مڑو پھر بشارت دیتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھوں سے دشمن قوم کو عذاب دے گا اور اُسے ذلیل و رسوا کرے گا اور ان کے مقابلہ میں تمہیں اپنی نصرت سے نوازے گا تم کو مدد دے گا۔ اور مؤمن لوگوں کے سینوں کو شفا بخشے گا کیا قرآن کریم کے یہ تمام وعدے ایک ایک کر کے موجودہ جنگ میں پورے نہیں ہوئے۔

اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت

آج ہم نے دیکھ لیا کہ باوجود اس کے کہ دشمن کی فوج کے مقابلہ میں ہماری فوج کی تعداد کم تھی، سامان حرب بھی ان سے کم تھا ہوائی جہاز بھی اُن سے کم تھے۔ مگر پھر بھی ان ساری کمزوریوں کے باوجود خدا تعالیٰ نے اپنے وعدوں کے مطابق مسلمانوں کو کامیاب فرمایا۔ دشمن کو ذلیل و خوار کیا مسلمانوں میں اتحاد و اتفاق پیدا ہو گیا اختلاف کی مرض سے سینوں کو شفا ملی ويذهب غيظ قلوبهم۔ ان کی آپس کی ناراضگیاں اور اختلافات دور ہو گئے دشمن کا غیظ و غضب بھی دب گیا۔ کس قدر لوگوں نے شکرانے ادا کئے ہیں۔

مصائب کے وقت ہمت و حوصلہ اور ایثار و قربانی

قوموں پر بڑی بڑی آزمائشوں کے وقت آتے ہیں خدا کے انبیاء بھی اس سے مستثنیٰ نہیں۔ قرآن میں آتا ہے وزلزلوا زلزالاً شديداً حتى يقول الرسول والذين امنوا معه متى نصر الله الا ان نصر الله قريب۔ اس لئے آزمائشوں کے وقت میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونہ کو مشعل راہ بناتے ہوئے ہمت و حوصلہ سے کام لینا چاہیئے۔ گھبرانا نہیں چاہیئے۔ دشمن کا مقابلہ کرنے چلے جانا چاہیئے۔ خدا کے دین کے لئے اگر اپنی جانیں قربان کرنی پڑتی ہیں تو کر دیں۔ اگر جانیں قربان کرنی پڑتی ہیں تو کر دیں ان قربانیوں کی بھٹی سے گذر کر ہی عزت و آبرو کی زندگی مل سکتی ہے جیسا کہ مسلمانوں کو ابتدائی زمانہ میں ملی۔

قرآن کریم اور موجودہ حالات

خدا تعالیٰ نے ان آیات کے اندر جو نقشہ کھینچا ہے یہ موجودہ حالات پر پوری طرح منطبق ہو رہا ہے۔ اس میں اس قوم کا کردار بھی بیان کیا ہے جو پاکستانی مسلمانوں کے خلاف نبرد آزما ہے اور اس کے انجام بد کی بھی خبر دی ہے۔ اور مسلمانوں کو کامیابی و کامرانی کی خوشخبری اور بشارت بھی دی ہے جس کو پورا ہوتے ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے۔

اب ہمارے اوپر فرض ہے کہ ہم اپنے جان و مال اس راہ میں قربان کر دیں۔ خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کے دلوں میں اُلفت پیدا کر دی ہے مضبوطی پیدا کر دی ہے۔ دلوں کے اندر انتشار ختم ہو چکا ہے۔ مسلمان یک جان ہو کر دشمن کے مقابلہ کے لئے کھڑے ہو گئے ہیں۔ ہر شخص اس جذبہ سے سرشار ہے۔ خدا ہماری کمزوریوں پر درگذر فرمائے۔ پاکستان کو استحکام عطا کرے اور دشمن کے دلوں میں خدا تعالیٰ رعب ڈال دے کہ دشمن پھر پاکستان پر حملہ کرنے کا تصور بھی نہ کر سکے اور دشمن نے جس طرح پہلے ذلت خواری اٹھائی ہے اب بھی اگر وہ پاکستان کی طرف بد ارادہ سے بڑھے تو وہ اسی طرح خائب و خاسر ہو۔ آمین۔

علم غیب اور قادرانہ تصرفات کے زندہ نشانات

(بسلسلہ صفحہ ۲)

جن سے انسانی قلوب میں خدا کی ہستی اور اسکی صفات پر زندہ ایمان پیدا ہوا کرتا ہے۔ چنانچہ فروغ دہریت و مادیت کے اس زمانہ میں بھی خدا تعالیٰ کی زندہ ہستی اور اس کے قادرانہ تصرفات پر حقیقی ایمان کے لئے اس قسم کے زندہ نشانوں کی بہت بڑی حاجت پڑی ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی پڑھیئے کہ جس میں آپ نے شاستری کی پیشگوئی کے غلط ثابت ہونے اور صبح کے وقت افواج کا اچانک حملہ کر دینے مگر ان کا خلاف توقع پسپا ہو کر خدائی قدرت کے ظاہر ہونے کے متعلق آج سے ساٹھ برس پہلے دنیا کو بتلا دیا تھا اور پھر از روئے انصاف فیصلہ کیجئے کہ اپنی موت کے ساٹھ برس کے بعد ہونے والے واقعات کو کون شخص بتلانے پر قادر ہے؟

۲۹ اپریل ۱۹۰۵ء

رات دو بجنے میں سات منٹ باقی تھے کہ میں نے دیکھا کہ یکایک زمین ہلنی شروع ہو گئی۔ پھر ایک زور کا دھکا لگا۔ میں نے رؤیا میں ہی گھر والوں کو کہا کہ اُٹھو زلزلہ آیا ہے اور یہ بھی کہا کہ مبارک کو لے لو۔ اسی حالت رؤیا میں یہ بھی خیال آیا کہ شاستری کی پیشگوئی غلط نکلی"

"آج رات ۲۹ اپریل ۱۹۰۵ء کو پھر خدا تعالیٰ نے مجھے دوسری مرتبہ کے زلزلہ شدیدہ کی اطلاع دی ہے۔ سو میں محض ہمدردی مخلوق کے لئے عام طور پر تمام دنیا کو اطلاع دیتا ہوں کہ یہ بات آسمان پر قرار پا چکی ہے کہ ایک شدید آفت سخت تباہی ڈالنے والی دنیا پر آئے گی جس کا نام خدا تعالیٰ نے بار بار زلزلہ رکھا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ وہ قریب ہے یا کچھ دنوں بعد خدا تعالیٰ اس کو ظاہر فرما دے گا مگر بار بار خبر دینے سے یہی سمجھا جاتا ہے کہ بہت دور نہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کی خبر اور اس کی خاص وحی ہے جو عالم اسرار ہے۔ خدا فرماتا ہے کہ میں چھپ کر آؤں گا۔ میں اپنی فوجوں کے ساتھ اس وقت آؤں گا جب کسی کو گمان بھی نہ ہو گا کہ ایسا حادثہ ہونے والا ہے غالباً وہ صبح کا وقت ہو گا یا ایسا وقت جو اس کے قریب ہے ـــــ خوش قسمت ہے وہ جو اب بھی سمجھ جائے۔ مجھے خدا تعالیٰ نے یہ اطلاع دی ہے تا وہ جو خدا تعالیٰ کو شناخت نہیں کرتے اور نہ مجھ کو ان کو پتہ لگ جائے"

(تذکرہ صفحہ [illegible] ایڈیشن ۱۹۳۵ء)

(باقی بر صفحہ [illegible] کالم [illegible])

قومی دفاعی فنڈ میں

احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام لاہور کا حصّہ

قومی دفاعی فنڈ میں ممبران احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے جن اصحاب نے منفرداً حصّہ لیا ہے اُن میں سے چند ایک کا ذکر سابقہ اشاعتوں میں کیا جا چکا ہے۔ اس کے بعد حسب ذیل اطلاعات موصول ہوئی ہیں :-

(۱) حضرت امیر ایدہ اللہ کے ارشاد مبارک سے قبل ہی میں نے اور میری کمپنی کے جملہ مشاہرہ داروں نے اپنی تنخواہوں میں سے دو یوم کی تنخواہ قومی دفاعی فنڈ میں دے دی ہے۔ اس کے علاوہ میں نے کمپنی کی طرف سے ۲۵ ہزار روپیہ کا چیک اور یا پنج ہزار روپیہ کا صابن بھی دفاعی فنڈ میں دینے کا اعلان کیا ہے۔ والدہ محترمہ نے ۲۵ ہزار روپیہ اور اہلیہ نے ۱ ہزار روپیہ اس کے علاوہ دیا ہے۔

(۲) چک نمبر $\frac{2}{4-L}$ اوکاڑہ سے چوہدری بشیر احمد صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ :-

ہم نے (یعنی جماعت احمدیہ چک نمبر $\frac{2}{4-L}$) گاؤں کی یونین کونسل کی وساطت سے قومی دفاعی فنڈ میں مبلغ 3021/ روپے دیئے ہیں۔ اس کی تفصیل ذیل ہے :-

چوہدری بشیر احمد صاحب	1500-00	چوہدری اکبر دین صاحب	280-00
,, ,, شبیر احمد صاحب	461-00	,, ,, شاہ دین صاحب	280-00
,, ,, مشتاق احمد صاحب	500-00		

یہ رقم آپ کی تحریک بذریعہ اخبار موصول ہونے سے کافی دن پہلے دی جا چکی تھی۔

(۳) چک ... (سندھ) سے ظہور الدین صاحب انجینئر ڈسٹرکٹ کونسل لکھتے ہیں :-

آپ کو یہ سن کر خوشی ہوگی کہ میں قومی دفاعی فنڈ میں ایک سو روپیہ ماہوار تا اختتام جنگ دے رہا ہوں۔

ان کے علاوہ جو رقوم مختلف اصحاب کی طرف سے انجمن میں قومی دفاعی فنڈ کے لئے موصول ہوئی ہیں ان کی تفصیل حسب ذیل ہے :-

---

محمد افضل صاحب طبی لاہور — 2-50
ڈاکٹر اصغر حمید صاحب — 500-00
کارکنان احمدیہ فارمز چک نمبر $\frac{6}{4-L}$ اوکاڑہ — 115-37
مس سعیدہ مجید صاحبہ لاہور — 20-00
بیگم صاحبہ عبدالمجید صاحب احمدیہ بلڈنگز — 10-00
فضل الرحمن کارکن انجمن — 20-00
دختران صلاح الدین صاحب لاہور — 6-00
شیخ عبدالرحمن مصری صاحب لاہور — 20-00
بیگم صاحبہ فضل کریم صاحب کوچہ وزیر آباد — 5-00
خان عبدالعزیز خان صاحب زیدہ مردان — 20-00
ملک محمود انور صاحب لاہور — 10-00
شیخ غلام محمد صاحب گوپال لاہور — 5-00
امتہ اللہ بیگم صاحبہ لاہور — 30-00
امتہ الرحمن بیگم صاحبہ لاہور — 20-00
بیگم صاحبہ شیخ عبدالرحمن صاحب مصری لاہور — 10-00
امتہ الحکم بیگم صاحبہ لاہور — 10-00
صلاح الدین صاحب لاہور — 10-00
چوہدری فضل داد صاحب چک نمبر $\frac{6}{4-L}$ — 20-00
بیگم صاحبہ ,, ,, ,, بسلسلہ شادی عزیزہ — 10-00
میاں شریف احمد صاحب لائلپور — 400-00
بیگم صاحبہ میاں شریف احمد صاحب لائلپور — 600-00

چوہدری محمد امین صاحب لائل پور — 5-00
شیخ محمد امین صاحب لائل پور — 100-00
مرزا مظفر بیگ ساطع صاحب لائل پور — 50-00
بیگم صاحبہ ,, ,, ,, ,, — 50-00
مرزا مسیح الملک بیگ صاحب ,, — 25-00
مرزا اورنگ زیب بیگ صاحب لائل پور — 25-00
مرزا ٹیپو سلطان بیگ صاحب ,, — 25-00
مرزا غازی محمود بیگ صاحب ,, — 20-00
زبیدہ بیگم صاحبہ ,, — 25-00
زیب النساء بیگم صاحبہ لائلپور — 10-00
خورشید بیگم صاحبہ لائلپور — 5-00
مرزا محمد طارق بیگ صاحب لائل پور — 25-00
شاہ زمان صاحب لودھی لائل پور — 50-00
ملک نذر حسین صاحب لائلپور — 50-00
والدہ ,, ,, ,, — 50-00
اقبال بیگم صاحبہ معرفت ,, — 50-00
ریاض بیگم صاحبہ ,, — 50-00
بیگم ملک برکت علی صاحب ,, — 50-00
میاں مولا بخش صاحب ,, — 450-00
چوہدری عبدالرزاق صاحب ,, — 100-00
کشور زمان صاحبہ ,, — 40-00

عبدالرب صاحب برہم لائلپور — 25-00
عبدالرؤف صاحب خلف محمد اسلم صاحب — 35-000
انعام اللہ خان سالاری یتیم کوئٹہ — 5-00
ڈاکٹر چوہدری عبدالحمید صاحب سرگودھا — 150-00
مصباح الدین صاحب ہیڈ ماسٹر راولپنڈی — 16-00
مرزا معصوم صاحب راولپنڈی — 50-00
ملک ظفر اللہ خان صاحب راولپنڈی — 5-00
مقصود احمد صاحب — 1-00
میاں صاحب ایم اے فاروقی صاحب — 10-00
خواجہ محمد عبداللہ صاحب — 5-00
محمد ایوب صاحب — 5-00
میاں نذیر احمد صاحب — 5-00
مولوی علی احمد صاحب جہیری — 5-00
ملک الہی بخش صاحب — 10-00
عبدالقادر بٹ صاحب — 25-00
والدہ صاحبہ عبدالقدوس صاحب مرحوم — 10-00
چوہدری محمد دین صاحب — 100-00
ماسٹر حسن دین صاحب — 2-00
ریاض احمد صاحب — 20-00
والدہ صاحبہ ریاض احمد صاحب — 10-00
محمود احمد صاحب — 10-00
سردار تاج محمد خان صاحب — 30-00
اقبال احمد صاحب شیخ — 50-00
بیگم صاحبہ اقبال احمد صاحب شیخ — 50-00
عبدالحمید صاحب درویش — 20-00
چوہدری عبداللہ صاحب — 10-00
ملک روح اللہ صاحب — 10-00
میاں حنا ذاحمد صاحب فاروقی لاہور — 100-00
شیخ محمد حسین صاحب ملتان — 100-00
تنویر علی صاحب ملتان — 50-00
چوہدری فیض بخش صاحب سرگودھا — 20-00
خواجہ عبدالحمید صاحب لاہور — 100-00
اہلیہ صاحبہ ,, ,, — 200-00
خواجہ اصغر حمید صاحب لاہور — 200-00
اہل و عیال ,, ,, — 60-00
چوہدری اللہ دتہ صاحب پنڈوری کے منگو لے — 5-00
میاں محمد صادق صاحب مسلم ٹاؤن لاہور — 39-00
چوہدری محمد یعقوب محمد شفیع صاحبان چک نمبر ۳۳ کمبوہ — 56-25

ماسٹر عطاء الٰہی صاحب برنالہ آزاد کشمیر — 3-00
شیخ فضل الرحمان صاحب اینڈ سنز ملتان — 500-00
یونائیٹڈ ٹیکسٹائل ملز ملتان — 500-00
چوہدری عبدالسلام صاحب اوکاڑہ — 50-00
ڈاکٹر مس قمر مجید صاحبہ سرگودھا — 500-00
مستری عبدالرشید صاحب جہلم — 1-00
ملک فضل الٰہی صاحب ,, — 1-00
سیٹھ عبدالمالک صاحب ,, — 30-00
بابو عبدالرؤف سیکرٹری ,, — 5-00
سیٹھ سعادت دین صاحب — 25-00
عزیزہ الرحمن دختر بابو عبدالرحمن مرحوم جہلم — 5-00
اقبال بیگم ,, — 5-00
شیخ عبدالرشید صاحب نیا محلہ ,, — 5-00
ملک جاوید احمد صاحب ,, — 2-00
مولوی عبدالحکیم صاحب ,, — 5-00
بابو عطاء الرحمن صاحب ,, — 5-00
شیخ عبدالعزیز صاحب ,, — 27-00
فاروق احمد صاحب پسر عبدالکریم قصاب ,, — 2-00
ظہور احمد صاحب ,, — 2-00
اہلیہ صاحبہ ماسٹر عطاء الٰہی صاحب برنالہ آزاد کشمیر — 100-00
شیخ غلام احمد صاحب وزیر آباد — 10
شیخ محمد عبداللہ صاحب وزیر آباد — 10-00
شیخ عزیز الرحمن ,, — 10-00
ایس عبداللہ صاحب ,, — 10-00
مولوی اللہ دتہ صاحب ,, — 5-00
بابا محمد قاسم صاحب ,, — 2-00
منشی نواب الدین صاحب ,, — 5-00
صنوبر خانم صاحبہ دختر محمد خان صاحب مرحوم ,, — 10-00
شہزادی پروین دختر ایس عبداللہ صاحب ,, — 5-00
فرخ اقبال صاحب پسر ایس عبداللہ ,, — 5-00
شیخ محمد سلیم صاحب سیالکوٹ — 10-00
شیخ عبدالرشید صاحب ,, — 20-00
شیخ عبدالقیوم صاحب ,, — 20-00
شیخ عبدالحمید صاحب ,, — 20-00
ڈاکٹر شیخ عطاء اللہ صاحب ,, — 100-00
اہلیہ صاحبہ محمد رفیق صاحب ,, — 2-00
بوم سلطان نظامی صاحب فتح ووکنگ — 11-00
مولوی احمد سعید صاحب ,, — 3-19
فیض الرحمن ,, — 8-37
خواجہ نصیر اللہ صاحب — 5-00
خواجہ محمد اقبال صاحب — 10-00

ضروری خبریں

—— راولپنڈی۔ مسٹر ذوالفقار علی بھٹو وزیر خارجہ پاکستان نے اپنے دورہ نیویارک کی رپورٹ صدر ایوب کو پیش کر دی ہے۔ آپ نے اخبار نویسوں سے کہا۔ ہو سکتا ہے مجھے عنقریب پھر نیویارک جانا پڑے۔

—— نئی دہلی۔ مسٹر شاستری نے دھمکی دی ہے کہ مغربی طاقتوں نے بھارت کی شرطوں کے مطابق امن قائم کرنے پر رضامندی ظاہر نہ کی تو بھارت کو ان کے بارے میں اپنا رویہ بدلنا پڑے گا۔

—— راولپنڈی۔ پاکستان کی بہادر فوجوں نے چھمب کے شمال میں بھارتی فوج کا حملہ روکنے میں کامیابی حاصل کر لی ہے۔ اس حملہ میں دشمن کو سخت جانی اور مالی نقصان اٹھانا پڑا۔

—— سنگاپور۔ جی المسرور کے ایک گروپ نے انڈونیشیا کے صدر سوکارنو کی حکومت کا تختہ الٹنے کی کوشش کی مگر اسے ناکام بنا دیا گیا۔ صدر سوکارنو نے ریڈیو جکارتہ سے اعلان کیا ہے کہ میں بخیریت ہوں۔ میں ابھی انڈونیشیا کے صدر۔ انڈونیشی مسلح افواج کے سپریم کمانڈر اور انڈونیشی انقلاب کا قائد ہوں۔ انڈونیشیا میں مکمل امن و امان بحال ہو گیا ہے۔

—— عدن۔ برطانیہ کے خلاف نفرت و حقارت کا اظہار کرنے کے لئے عدن میں سخت مظاہرے شروع ہو گئے جو عدن کی حدود سے بڑھ کر اب جنوبی عرب کے وفاق کے متعدد علاقوں تک پھیل گئے ہیں۔ یہ مظاہرے [illegible] معطل ہونے اور عبد القوی مقوی کی حکومت برطرف ہونے کے خلاف کئے گئے ہیں۔

—— باخبر حلقوں کے بیان کے مطابق پاکستان، بھارت کی اس تجویز کی شدید مخالفت کرے گا کہ فائر بندی کی نگرانی کا کام کشمیر میں اقوام متحدہ کے مبصروں کو سونپ دیا جائے۔ پاکستان کے نزدیک ایسی صورت میں جنگ بندی لائن اور بین الاقوامی سرحد میں کوئی فرق نہیں رہے گا۔

—— واشنگٹن۔ امریکی وزارت خارجہ نے اخبارات کو ہدایت کی ہے کہ وہ پاکستان کے خلاف جنگ میں بھارت کی ناکامیوں کو نمایاں طور پر شائع کرنے سے احتراز کریں۔

—— مظفر آباد۔ صدائے کشمیر ریڈیو کے اعلان کے مطابق بھارتی سامراج نے راجوری کے علاقہ میں ہزاروں مسلح جن سنگھیوں کو داخل کر دیا ہے تاکہ وہ مسلمانوں کو ہلاک کر دیں یا آزاد کشمیر کی طرف دھکیل دیں لیکن مجاہدین نے ان غنڈے جن سنگھیوں سے نپٹنے کا کام شروع کر دیا ہے۔

—— نئی دہلی۔ تبت اور سکم کی سرحد پر بھارتی فوجیوں نے چینیوں کے سرحدی محافظ دستے پر اچانک حملہ کر دیا۔ چینی فوجیوں نے بھی جوابی فائرنگ کی۔

—— استنبول۔ انقرہ کے روزنامہ جمہوریت نے اپنے اداریہ میں لکھا ہے کہ دنیا کے بے شمار ملکوں نے بھارتی جارحیت کی مذمت کی ہے۔ جس کی وجہ سے بھارتی سامراج جھنجھلا اٹھا ہے۔ اور اس نے مختلف ملکوں میں خاص سفیر بھیج کر اپنے غلط موقف کو صحیح ثابت کرنے کی ناکام کوشش شروع کر دی ہے۔ لیکن پراپیگنڈے کے زور پر حقائق کو چھپانا ممکن نہیں۔ بھارت کو اس مہم میں بھی منہ کی کھانی پڑے گی۔

—— پیرس۔ شاستری کی بہن ایلچی مسز وجے لکشمی پنڈت نے اخباری نمایندوں سے باتیں کرتے ہوئے شکایت کی کہ گو ہمیں فرانس پر نکتہ چینی نہیں کرنی چاہیئے۔ لیکن ہم یہ محسوس کرتے ہیں کہ مغربی ممالک پاکستان کی طرف مائل ہو گئے ہیں۔

—— پیرس۔ فرانس اور چین نے ثقافتی اور فنی تعاون کے معاہدے پر دستخط کر دیئے۔

—— روڈیشیا کی افریقی عوامی کانگریس نے وزیر اعظم برطانیہ کو متنبہ کیا ہے کہ اگر انہوں نے سفید فام نسل کے نمایندے مسٹر سمتھ سے روڈیشیا کی یکطرفہ آزادی کے بارے میں کوئی سمجھوتہ کر لیا تو ہم اس کو قبول نہیں کریں گے۔ اور اس کے خطرناک نتائج کی ذمہ داری حکومت برطانیہ اور مسٹر سمتھ پر ہو گی۔

—— نئی دہلی۔ بی بی سی کے مقامی دفتر کے سامنے بھارتیوں نے زبردست احتجاج کیا ہے۔ انہوں نے بی بی سی کی نشریات کو مخالفانہ قرار دیا ہے اور برطانیہ کے خلاف نعرے لگائے۔ انہوں نے برطانیہ کے مرکز اطلاعات کے سامنے زبردست مظاہرہ کیا۔ اور وہاں بہت سے برطانوی اخبارات نذر آتش کر دیئے۔ اس لئے کہ انہوں نے جنگ کی سچی خبریں شائع کیں جو پاکستان کے حق میں تھیں۔

—— نیویارک۔ امریکہ اور روس کے وزراء خارجہ نے ایک طویل ملاقات کی۔ امریکی وزیر خارجہ نے توقع ظاہر کی ہے کہ روس اور امریکہ کے درمیان سمجھوتے ہو جائیں گے۔

زندہ نشانات

(بقیہ از صفحہ ۶)

اسلام میں ولایت اور مجددیت کا جو سلسلہ جاری دکھا گیا ہے تو کیا یہ اسی لئے نہیں کہ علم غیب و قادرانہ تصرفات کے ایسے زندہ نشانات کے دیکھنے اور ان پر ایمان لانے سے ہی مسلمانوں کے قلوب میں زندہ خدا کی زندہ تجلیات پر یقین جاگزین ہو کر ان کی زندگیوں میں ایمانی اور اخلاقی انقلاب پیدا ہو سکتا ہے بجز اس کے ہرگز ممکن نہیں؟ اس عظیم پیشگوئی کے آخر میں کیا صریح طور پر یہی نہیں کہا گیا کہ اس کی غرض یہی ہے کہ جو خدا کو شناخت نہیں کرتے ان کو پتہ لگ جائے اور وہ خدا اور اس کے مامور وقت کو شناخت کر لیں؟

پیغام صلح۔ مورخہ ۹ اکتوبر ۱۹۶۵ء۔ رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸۔ شمارہ ۳۷

نعیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک نور الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور سے شائع کیا۔

جلد ۵۳ | یوم چہار شنبہ مؤرخہ ۱۷ جمادی الثانی ۱۳۸۵ھ ۔ مطابق ۱۳ اکتوبر ۱۹۶۵ء | نمبر ۳۸

بحرِ حکمت کے موتی

(مولینا شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری)

انفاق فی سبیل اللہ اور تعلیم الحکمۃ کی فضیلت

عن عبد اللہ بن مسعود قال قال النبی صلعم لاحسد الا فی اثنین رجلٌ اٰتاہ اللہ مالاً فسلطہ علیٰ ھلکتہ فی الحق ورجل اٰتاہ الحکمۃ فھو یقضی بھا ویعلمھا ۔

(البخاری کتاب العلم)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رض سے روایت ہے کہا کہ حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا دو ہی شخص قابلِ رشک ہیں ایک وہ شخص جس کو اللہ تعالےٰ نے مال کی نعمت سے نوازا اور اس کو توفیق دی کہ وہ اپنا مال حق کی راہ میں اور اسکی حفاظت اشاعت میں خرچ کرے اور دوسرا وہ شخص جس کو اللہ تعالےٰ نے حکمت عطا کی اور وہ اسکے ذریعہ ... تمام تنازعات کا فیصلہ کرتا ہے خواہ وہ تنازعات دینی ہوں یا دنیوی ہوں اور اس کے ساتھ ہی وہ خدا تعالےٰ کی عطا کردہ حکمت دوسرے لوگوں کو بھی سکھلاتا ہے ۔

قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے من یؤتی الحکمۃ فقد اوتی خیراً کثیراً یعنی جس شخص کو حکمت دی گئی اسے خیر کثیر عطا کی گئی یا بالفاظ دیگر سب سے بڑی چیز حکمت ہی ہے بڑا ہی خوش قسمت وہ انسان ہے جسے حکمت کی دولت سے مالامال کر دیا جائے ۔

یاد رہے کہ سب سے پہلے اس نعمت کو پانے والے انبیاء علیہم السلام ہوتے ہیں ۔ اللہ تعالےٰ نے ان کا یہ فرض قرار دیا*

راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر دُعائیں مانگو

ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

"خدا تعالیٰ بڑا کریم ہے اس کی کریمی کا بڑا گہرا سمندر ہے ۔ جو کبھی ختم نہیں ہو سکتا ۔ اور جس کو تلاش کرنے والا اور طلب کرنے والا کبھی محروم نہیں رہا ۔ اس لئے تم کو چاہیئے کہ راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر دعائیں مانگو اور اُس کے فضل کو طلب کرو ۔ ہر ایک نماز میں دعا کے لئے کئی مواقع ہیں ، رکوع ، قیام ، قعدہ ، سجدہ وغیرہ ۔ پھر آٹھ پہروں میں پانچ مرتبہ نماز پڑھی جاتی ہے ۔ فجر ، ظہر ، عصر ، شام اور عشا ، ان پر ترقی کر کے اشراق اور تہجد کی نمازیں ہیں ، یہ سب دُعا ہی کے لئے مواقع ہیں ۔ نماز کی اصلی غرض اور مغز دُعا ہی ہے ۔ اور دُعا مانگنا اللہ تعالےٰ کی قدرت کے عین مطابق ہے ۔ مثلاً عام طور پر ہم دیکھتے ہیں کہ جب بچہ روتا دھوتا ہے ، اضطراب ظاہر کرتا ہے ، تو ماں کس قدر بیقرار ہو کر اس کو دُودھ دیتی ہے ۔ الوہیت اور عبودیت میں اسی قسم کا ایک تعلق ہے جس کو ہر شخص نہیں سمجھ سکتا ۔ جب انسان اللہ تعالےٰ کے دروازہ پر گر پڑتا ہے اور نہایت عاجزی اور خشوع و خضوع کے ساتھ اس کے حضور اپنے حالات کو پیش کرتا ہے اور اُس سے اپنی حاجات کو مانگتا ہے تو الوہیت کا کرم جوش میں آتا ہے ۔ اور ایسے شخص پر رحم کیا جاتا ہے ۔ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم کا دُودھ بھی ایک گریہ کو چاہتا ہے ۔ اس لئے اس کے حضور رونے والی آنکھ پیش کرنی چاہیئے ۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ ۲۵۱ ، ۲۵۲)

---

*ہے کہ وہ دنیا کو عموماً اور اپنے متبعین کو خصوصاً اس نعمت عظمیٰ کا وارث بنائیں جیسا کہ حضرت نبی کریم صلعم کی شان میں آیا ہے یتلوا علیھم اٰیاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ یہ آیت بتلا رہی ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم کے متبعین میں

(باقی بر صفحہ ۲ کالم ۳)

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا (حضرت مسیح موعود)

(مرتبہ:- الحاج میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی (لاہور))

نائجیریا

ترجمہ خط - عثمان قریشی - گھانا - نائجیریا -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

میں گھانا کا رہائشی ہوں۔ ڈرافٹمین کا کام کرتا ہوں۔ الحمد للہ میں مسلمان ہوں مجھے اسلام کے متعلق مزید معلومات چاہئیں۔ کیا یہ معلومات میں بذریعہ خط و کتابت حاصل کر سکتا ہوں امید ہے کہ آپ مجھے اس کا جواب تحریر کریں گے۔ والسلام

(انہیں لٹریچر بھیجا گیا اور خط بھی لکھا گیا)

ترجمہ خط:- ایم - آئی - چیٹے صاحب - نائجیریا -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں یہ خط آپ جیسے مسلمان بھائی کو لکھ کر بہت خوشی محسوس کرتا ہوں۔ امید ہے کہ میری اصل غرض آپ پوری کریں گے۔ میں نے اپنے ایک دوست کے پاس انگریزی قرآن شریف دیکھا ہے۔ میں اشاعت اسلام کی جماعت کا ممبر ہوں۔ میں نے کافی آدمیوں کو مسلمان کیا ہے میں نے یہ قرآن شریف بہت اچھا پایا ہے اس لئے آپ مجھے اس کی قیمت لکھیں اور میری دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ آپ کی جماعت کو جو کہ کافی عرصہ سے اشاعت دین میں مصروف ہے برکت دے۔

والسّلام

(ان کو قرآن کی قیمت لکھدی گئی اور لٹریچر بھی بھیجا گیا)

ترجمہ خط:- عبدالرحمان آدمی لاکن صاحب نائجیریا

تسلیم! آپ کا خط موصول ہوا لیکن افسوس ہے کہ میں جواب نہ دے سکا۔ کیونکہ میرے والد صاحب نے مجھے ایک گاؤں میں جو کہ یہاں سے ۵۰ میل دور ہے بچوں کو قرآن سکھلانے کے لئے بھیج دیا تھا وہ چونکہ نئے مسلمان ہوئے تھے اس لئے ان کے لئے قرآنی تعلیم لازمی تھی اور میں وہاں ۷ ماہ تک رہا۔ اس کے بعد میرے چھوٹے بھائی نے اس کام کو سنبھال لیا ہے کیا آپ مجھے انگریزی قرآن شریف قیمتاً ارسال کر سکتے ہیں۔ اور مجھے چند ایک پمفلٹس بھی ارسال کریں تاکہ مسلمانوں کو اس کے متعلق بتلایا جاوے۔ اور مسلم پریئر بک بھی ارسال کریں۔

اور یہ جان کر بہت افسوس ہوا ہے کہ پاکستان اور ہندوستان میں چپقلش ہو گئی ہے اللہ تعالےٰ پاکستان کو فتح دے۔ والسلام

(ان کو پمفلٹس بھیجے گئے اور قرآن شریف کی قیمت لکھدی گئی)

ترجمہ خط:- ایم - آئی - چیٹے - نائجیریا

السلام علیکم - میں یہ خط آپ صاحبان کو لکھ کر بہت خوشی محسوس کر رہا ہوں۔ میں نے قرآن شریف کی جلد اپنے ایک دوست کے پاس دیکھی اور میں اس کو دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ میں یہاں پر اسلامی سوسائٹی کا ممبر ہوں اور نائجیریا میں تبلیغ اسلام کا کام کر رہا ہوں۔ اور میں نے بہت سے آدمیوں کو اسلام میں داخل کیا ہے اس لئے مجھے انگریزی قرآن شریف مؤلفہ حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحبؒ درکار ہے۔ مجھے اس کی قیمت تحریر کریں تاکہ میں خرید سکوں۔ نیز میری دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ آپ کی جماعت کو بہت زیادہ ترقی دے اور دنیا میں اشاعت اسلام کی زیادہ سے زیادہ توفیق دے اور کچھ لٹریچر بھی ارسال کریں۔ والسلام

(آپ کو لٹریچر بھیجا گیا اور چٹھی ...... لکھدی گئی)

سورینام

ترجمہ خط:- محمد رجاد دیارا میری پو سورینام - جنوبی امریکہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اس وقت جو پاکستان اور ہندوستان میں کشمکش جاری ہے مجھے اس سے آپ لوگوں کے ساتھ تمام ہمدردی ہے اور دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ آپ کو محفوظ رکھے اور نیز اس ناگہانی آفت سے بچائے۔

ہم لوگ آپ کی اس سلسلہ میں امداد کرنا چاہتے ہیں اگر ہماری گورنمنٹ نے اجازت دی - نیز میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ اس کے متعلق کوشش کریں اور ہم کوشش سے رقم جمع کر کے انجمن کے نام ارسال کریں گے۔ والسلام

(ان کو خط بھیجا گیا)

آہ! بابو عبدالحلیم صاحب

جماعت پشاور کے نیک دل اور مخلص ممبر بابو عبدالحلیم صاحب پوسٹ ماسٹر ڈسٹرکٹ پوسٹ آفس مردان کی وفات کی خبر پیغام صلح مورخہ ۱۶ ستمبر میں دی جا چکی ہے۔ مرحوم کے حالات جو سیکرٹری صاحب جماعت پشاور نے لکھ کر بھیجے ہیں درج ذیل ہیں:-

"بابو عبدالحلیم صاحب بی اے۔ پوسٹ ماسٹر ڈسٹرکٹ پوسٹ آفس مردان ہماری جماعت کے نہایت متقی، پارسا اور کم گو مگر اخلاق فاضلہ کا مجسمہ تھے۔ مورخہ ۹ اور ۱۰ ستمبر کی درمیانی شب کو حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے وفات پا گئے انا للہ وانا الیہ راجعون مرحوم ۹ تاریخ کو اپنی ڈیوٹی پر رہے ہیں اور بوقت حملہ بھی ڈیوٹی پہ ہی تھے۔

مرحوم کی وفات کے وقت صرف ان کی اہلیہ اور ۲ سال کی ایک نوکرانی لڑکی تھی - رات کا وقت تھا مگر اس خاتون نے حوصلہ کر کے بذریعہ ٹیلیفون مرحوم کے ورثاء کو اطلاع دے دی جو صبح تک وہاں پہنچ گئے

مرحوم کے برادر خورد فضل مجید خان اور بھانجے عبدالغفار خان نے مرحوم کی میت کو صبح آپ کے آبائی گاؤں بازید خیل پہنچایا تو ایک کہرام مچ گیا - مرحوم کی وفات کی خبر بذریعہ ریڈیو پشاور نشر ہوئی - سب احباب جماعت اور آپ کے رشتہ دار فوراً آپ کے گاؤں پہنچ گئے۔

مرحوم کا جنازہ کوئی پونے چار بجے اٹھایا گیا جنازہ ملک محمد زمان خان صاحب نے پڑھایا - جنازہ میں احباب جماعت پشاور - لگڑ والا - بازید خیل - شیخ محمدی - سفید ڈھیری کافی تعداد میں موجود تھے اور اکثر غیر از جماعت احباب بھی جنازہ میں شریک ہوئے - مرحوم کو چار بجے کے قریب ہزاروں اشکبار آنکھوں کے ساتھ سپرد خاک کیا گیا۔

مرحوم محترم حاجی سیف اللہ المعروف حاجی مشعل خان جو تین ماہ پیشتر وفات پا چکے ہیں کے بڑے صاحبزادے تھے - مرحوم کوئی تیس سال پیشتر بی اے پاس کر کے محکمہ ڈاک خانہ جات میں ملازم ہو گئے - کافی عرصہ جنرل پوسٹ آفس صدر پشاور میں بطور ہیڈ کلرک کام کرتے رہے - چند ماہ پیشتر ترقی پا کر آپ بطور ڈسٹرکٹ پوسٹ ماسٹر مردان میں متعین ہوئے جہاں سے آپ خدا کو پیارے ہو گئے۔

مرحوم اپنے پیچھے ایک نوجوان سوگوار بیوہ دو معصوم بچے (ایک تین سال اور ایک ایک سال) چار بھائی (عبدالولی خان سیکرٹری جماعت بازید خیل - عبدالغفور خان - فضل مجید خان اور عبدالرؤف) تین بہنیں اور ایک والدہ چھوڑ گئے ہیں۔

مرحوم کی شادی ۱۹۶۱ء میں صاحبزادہ عبدالقدوس صاحب مرلے ٹونگ کی صاحبزادی سے ہوئی تھی جس کے بطن سے دو بچے ہیں۔

بحر حکمت کے موتی

(بسلسلہ صفحہ اوّل)

جن کا سلسلہ قیامت تک چلتا ہے ایسے مومن پیدا ہوتے رہیں جو حضرت نبی کریم صلعم کی اس نعمت کبریٰ کے وارث ہوں گے ان مامورین میں سے ایک مسیح کا خاص طور پر ذکر کیا گیا ہے اور اسے حکم و عدل قرار دیا گیا ہے اسی کو احادیث میں مسیح کے لقب سے ملقب کیا گیا ہے آیت قرآنی واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم میں اسے حکمت کے وارث ہونے اور اسے لوگوں کو سکھلانے میں حضرت نبی کریم صلعم کا کامل بروز ٹھہرایا گیا ہے چنانچہ جس شخص نے اس زمانہ میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا یعنے سیدنا حضرت مرزا غلام احمد صاحب آف قادیان، اس نے خود نبی کریم صلعم سے اس ورثہ کو حاصل کر کے کتاب اللہ کی حکمت کے دریا بہا دیئے اور اس کے ذریعہ خدا کی ہستی پر دلوں میں یقین پیدا کر دیا۔ کتاب اللہ پر دلوں کو بصیرت سے بھر دیا۔ رسول کریم صلعم کے زندہ رسولؐ ہونے پر رسمی ایمان کو حقیقی ایمان میں بدل دیا اور اپنے سارے متعلق پیدا کرنے والوں کی جھولیوں کو حکمت سے بھر دیا جو اب اسے دنیا میں پھیلا رہے ہیں اور بے شمار لوگوں کو اس کی روشنی سے منور کر چکے ہیں اور کرتے چلے جا رہے ہیں تعصب سے خالی ہو کر اگر کوئی شخص غور کرے گا تو اس کو نظر آ جائے گا کہ ساری اسلامی دنیا میں ایک ہی جماعت ہے جو اس حدیث صحیح کی مصداق ہے خدا کی راہ میں اور حق کی اشاعت میں اپنے اموال بھی بڑی فراخ دلی سے خرچ کر رہی ہے اور حکمت کے موتی بھی مفت لٹا رہی ہے۔

ہفت روزہ پیغام صلح ———— لاہور ———— مورخہ ۱۳ر اکتوبر ۱۹۶۵ء

اسلام کے خلاف بھارتی ہندوؤں کا مذہبی جنون

پاکستان پر بھارت کا حملہ اگر غور کر کے دیکھا جاوے تو فی الحقیقت ان معاندانہ منصوبوں کی ایک کڑی ہے جو ہندو قوم نے اسلام اور مسلمانوں کو مٹانے کے لئے بنا رکھے ہیں، تقسیم ملک سے پہلے بھی برصغیر میں ہندو قوم مسلمانوں کے خلاف ہمیشہ آمادۂ پیکار رہتی اور آئے دن فتنہ و فساد برپا کرتی رہتی تھی، اور تقسیم کے بعد بھی ان مسلمانوں پر جو بھارت ہی میں قیام پذیر رہے، آئے دن قاتلانہ حملے کئے جاتے اور ایسے ہولناک مظالم برپا کئے جاتے ہیں جن کے تصور سے رُوح انسانی لرزتی ہے، باوجودیکہ لیاقت نہرو معاہدہ کی رُو سے بھارتی مسلمانوں کی حفاظت کا ذمہ اُٹھایا گیا، لیکن فرقہ وارانہ فسادات کے نام سے جو مظالم آئے دن مسلمانوں پر برپا کئے جاتے رہے اور جن کی میزان ہزاروں تک پہنچتی ہے، ان کی روک تھام کی کوئی تدبیر بھارتی حکومت کی طرف سے کبھی نہیں کی گئی، بلکہ ایسے فسادات میں ہندوؤں کے ظالمانہ حملوں کے کھلے واقعات اور واضح شہادتوں کے ہوتے ہوئے بسا اوقات مسلمانوں ہی کو ذمہ دار قرار دیا گیا، اور انہیں کو قید و بند کے عذاب میں مبتلا کیا گیا۔ کئی مسجدیں ہندوؤں کی غنڈہ گردی سے شہید ہو گئیں، کئی بزرگوں کے مزار اور خانقاہوں کے نام و نشان مٹا دیئے گئے اور ہزارہا مسلمانوں کو ان کے گھروں سے بلاوجہ نکال دیا گیا، ان کے اموال و اسباب لوٹ لئے گئے اور انہیں پاکستان کی حدود میں دھکیل دیا گیا، یہ کیوں؟ اس کی وجہ وہی ہے جو قرآن کریم نے ان الفاظ میں بیان کی ہے **وما نقموا منھم الا ان یؤمنوا باللہ العزیز الحمید**۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان اور اسلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیرو ہونا ہندو قوم کے جذبہ تعصب و عناد کو بھڑکانے کا موجب ہے۔ ان روح فرسا واقعات کی جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے فہرست اس قدر طویل ہے، کہ ان کی تفصیل ایک ضخیم کتاب کی شکل اختیار کر سکتی ہے، اور اب پاکستان پر حملہ کر کے بھارتی حکومت نے اسی بغض و عناد کا کھلا اظہار کیا ہے جو اسے اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ ہے۔ پولٹیکل وجوہ جو کچھ بھی ہوں ان کی تہ میں ایک ہی جذبہ کارفرما ہے کہ اسلام کا نام مٹا دیا جائے مسلمانوں کو تباہ و برباد کر دیا جائے۔

ہندو قوم کے اس ناپاک جذبہ کا ذکر امام وقت حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے اس آخری پیغام میں بڑی وضاحت کے ساتھ کیا ہے جو ہندو مسلمانوں کے مابین صلح و اتحاد کی غرض سے آپ نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں لکھا، چنانچہ آپ لکھتے ہیں:۔

”مجھے اس جگہ ان باتوں کے ذکر کرنے سے کچھ غرض نہیں کہ وہ نفاق اور فساد جو ہندو اور مسلمانوں میں آجکل بڑھتا جاتا ہے اس کے وجوہ صرف مذہبی اختلافات تک محدود نہیں ہیں۔ بلکہ دوسری اغراض اس کی وجوہ ہیں، جو دنیا کی تواہشوں اور معاملات سے متعلق ہیں۔ مثلاً ہندوؤں کو ابتداء سے یہ خواہش ہے کہ گورنمنٹ اور ملک کے معاملات میں ان کا دخل ہو یا کم سے کم یہ کہ ملکداری کے معاملات میں ان کی رائے لی جائے۔ اور گورنمنٹ اُن کی ہر ایک شکایت کو توجہ سے سُنے، اور بڑے بڑے گورنمنٹ کے عہدے انگریزوں کی طرح ان کو بھی ملا کریں۔ مسلمانوں سے یہ غلطی ہوئی کہ ہندوؤں کی ان کوششوں میں شریک نہ ہوئے اور خیال کیا کہ ہم تعداد میں کم ہیں۔ اور یہ سوچا۔ کہ ان تمام کوششوں کا اگر کچھ فائدہ ہے۔ تو وہ ہندوؤں کے لئے ہے نہ کہ مسلمانوں کے لئے اس لئے نہ صرف شراکت سے دستکش رہے بلکہ مخالفت کر کے ہندوؤں کی کوشش کے سدّ راہ ہوئے جس سے رنجش بڑھ گئی۔

”میں تسلیم کرتا ہوں کہ ان وجوہ سے بھی اصل عداوت پر حاشیے چڑھ گئے ہیں۔ مگر میں ہرگز تسلیم نہیں کروں گا۔ کہ اصل وجوہ یہی ہیں اور مجھے ان صاحبوں سے اتفاق رائے نہیں ہے جو کہتے ہیں کہ ہندو مسلمانوں کی باہمی عداوت اور نفاق کا باعث مذہبی تنازعات نہیں ہیں اصل تنازعات پولٹیکل ہیں۔“

”یہ بات ہر شخص بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ مسلمان اس بات سے کیوں ڈرتے ہیں۔ کہ اپنے جائز حقوق کے مطالبات میں ہندوؤں کے ساتھ شامل ہو جائیں اور کیوں آج تک اُن کی کانگریس کی شمولیت سے انکار کرتے رہے ہیں۔ اور کیوں آخرکار ہندوؤں کی درشتی واسطے محسوس کر کے اُن کے قدم پر قدم نہ رکھا۔ مگر الگ ہو کر اور ان کے مقابل پر ایک مسلم انجمن قائم کر دی مگر انکی شراکت کو قبول نہ کیا۔

”صاحبو اس کا باعث دراصل مذہب ہی ہے اس کے سوا کچھ نہیں۔ اگر آج وہی ہندو کلمہ طیبہ **لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ** پڑھ کر مسلمانوں سے آ کر بغلگیر ہو جائیں یا مسلمان ہی ہندو بن کر اگنی وایو وغیرہ کی پرستش وید کے حکم کے موافق شروع کر دیں۔ اور اسلام کو الوداع کہدیں تو جن تنازعات کا نام اب پولٹیکل رکھتے ہیں۔ وہ ایک دم میں ایسے معدوم ہو جائیں۔ کہ گویا کبھی نہ تھے۔“

”پس اس سے ظاہر ہے کہ تمام بُغضوں اور کینوں کی جڑھ دراصل اختلاف مذہب ہے۔ یہی اختلاف مذہب قدیم سے جب انتہا تک پہنچتا رہا ہے۔ تو خون کی ندیاں بہاتا رہا ہے۔“

اس کے بعد مسلمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے آپ لکھتے ہیں:۔

”اے مسلمانو جبکہ ہندو صاحبان تمہیں بوجہ اختلاف مذہب کے ایک غیر قوم جانتے ہیں۔ اور تم بھی اسی وجہ سے ان کو ایک غیر قوم خیال کرتے ہو۔ پس جب تک اس سبب کا ازالہ نہ ہو گا کیونکر تم میں اور ان میں ایک سچی صفائی پیدا ہو سکتی ہے۔ ہاں ممکن ہے کہ منافقانہ طور پر باہم چند روز کے لئے میل جول بھی ہو جائے۔ مگر وہ دلی صفائی جس کو درحقیقت صفائی کہنا چاہیئے صرف ایسی حالت میں پیدا ہو گی جبکہ آپ لوگ وید اور وید کے رشیوں کو سچے دل سے خدا کی طرف سے قبول کر لو گے۔ اور ایسا ہی ہندو لوگ بھی اپنے بخل کو دور کر کے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تصدیق کر لیں گے۔“

اسی سلسلہ صلح کی اس تجویز پر زور دیتے ہوئے اور ہندو اور مسلمان دونوں قوموں کو ایک دوسرے سے مروت اور برتاؤ کرنے اور ایک دوسرے کے مذہبی پیشواؤں کی صداقت کو تسلیم کرنے کی نصیحت فرماتے ہوئے آپ نے نہایت زوردار الفاظ میں یہ اعلان کیا۔

”جو لوگ ناحق خدا کے خوف سے بے خوف ہو کر ہمارے بزرگ نبی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بُرے الفاظ سے یاد کرتے اور آنجناب پر ناپاک تہمتیں لگاتے اور بدزبانی سے باز نہیں آتے ہیں اُن سے ہم کیونکر صلح کریں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ہم شورہ زمین کے سانپوں اور بیابانوں کے بھیڑیوں سے صلح کر سکتے ہیں لیکن ان لوگوں سے ہم صلح نہیں کر سکتے جو ہمارے پیارے نبیؐ پر جو ہمیں جان اور ماں باپ سے بھی پیارا ہے ناپاک حملے کرتے ہیں، خدا ہمیں اسلام پر موت دے ہم ایسا کام کرنا نہیں چاہتے جس میں ایمان جاتا رہے۔“

(پیغام صلح ص۱۹)

ان الفاظ میں حضرت مسیح موعودؑ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جس غیرت ایمانی کا اظہار کیا ہے، اس کی نظیر ملنی مشکل ہے، وہ لوگ جو آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مخالف اور دشمن سمجھتے ہیں وہ ان الفاظ کو غور سے پڑھیں کہ کیا ان سے آپ کے اس کمال ایمان، اس محبت و مودت کا پتہ نہیں لگتا جو آپ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے۔ اس کے ساتھ ہی آپ کی اس فراست کا بھی اس سے پتہ لگتا ہے۔ جو ہندو قوم کے بارہ میں آپ کو حاصل تھی اور جس کی رُو سے آپ یقین کرتے تھے، کہ ہندوؤں کا مسلمانوں کے ساتھ بغض و عناد فی الحقیقت ان کے مسلمان اور اسلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیرو ہونے کی وجہ سے ہے۔

آج بھی ہندو قوم کے اسی بغض و عناد کا اظہار اس حملہ کے ذریعے ہوا ہے جو بھارت کی طرف سے پاکستان پر کیا گیا، اس لئے یہ کوئی پولٹیکل جنگ نہیں بلکہ مذہبی لڑائی ہے، جس کو بجا طور پر جہاد فی سبیل اللہ کا نام دیا گیا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس جہاد میں نمایاں اور کامل فتح عطا کرے جیسا کہ اب تک عطا کی گئی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص نصرت سے کام لیتے ہوئے پاکستانی افواج اور پاکستانی باشندوں کو اس موقعہ پر وہ ہمت اور دلبند حوصلگی عطا فرمائی ہے کہ جس کی نظیر قرون اولیٰ کی اسلامی جنگوں کے سوائے دوسری جگہ نہیں ملتی۔ اور ایسا ہو اللہ

(باقی برصفحہ ۴ کالم ۳)

جماعت کے باہمی رشتہ ناطہ کے متعلق

حضرت مسیح موعودؑ کا فرمان

پیغام صلح مؤرخہ ۱۷ نومبر ۱۹۶۲ء اور ۱۵ مئی ۱۹۶۳ء میں جماعت کے باہمی رشتوں کے متعلق تحریک کی گئی تھی اور اس کے بعد ۱۲ فروری ۱۹۶۴ء کے پرچہ میں ان اصحاب کے لڑکوں اور لڑکیوں کی فہرست شائع کی گئی تھی جو جماعت کے باہم رشتہ ناطہ کے خواہشمند ہیں، ذیل میں اسی موضوع پر حضرت مسیح موعودؑ کا ایک اشتہار نقل کیا جاتا ہے۔ جو احباب کرام کی خاص توجہ کے لائق ہے وھو ھذا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط۔ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اپنی جماعت کے لئے ضروری اشتہار

چونکہ خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم اور اس کی بزرگ عنایات سے ہماری جماعت کی تعداد میں بہت ترقی ہو رہی ہے اور اب ہزاروں تک اس کی نوبت پہنچ گئی ہے، اور عنقریب بفضلہٖ تعالیٰ لاکھوں تک پہنچنے والی ہے اس لئے قرین مصلحت معلوم ہوا کہ ان کے باہمی اتحاد بڑھانے کے لئے اور نیز ان کو اہل اقارب کے بداثرات اور بدنتائج سے بچانے کے لئے لڑکیوں اور لڑکوں کے نکاحوں کے بارے میں کوئی احسن انتظام کیا جائے، یہ تو ظاہر ہے کہ جو لوگ مخالف مولویوں کے زیر سایہ ہو کر تعصب اور عناد اور بخل اور عداوت کے پورے درجہ تک پہنچ گئے۔ ان سے ہماری جماعت کے نئے رشتے ناممکن ہو گئے ہیں جب تک کہ وہ توبہ کر کے اسی جماعت میں شامل نہ ہوں اور اب یہ جماعت کسی بات میں ان کی محتاج نہیں مال و دولت میں، علم [illegible] فضیلت میں، خاندان میں، پرہیزگاری میں، خدا ترسی میں سبقت رکھنے والے اس جماعت میں پائے جاتے ہیں، تو پھر اس صورت میں کچھ ضرورت نہیں کہ ایسے لوگوں سے ہماری جماعت نئے تعلقات پیدا کرے جو ہمیں کافر کہتے اور ہمارا نام دجال رکھتے یا خود تو نہیں مگر ایسے لوگوں کے ثنا خوان اور تابع ہیں۔

یاد رہے کہ جو شخص ایسے لوگوں کو چھوڑ نہیں سکتا وہ ہماری جماعت میں داخل ہونے کے لائق نہیں جب تک پاکی اور سچائی کے لئے ایک بھائی بھائی کو نہیں چھوڑے گا اور ایک باپ بیٹے سے علیحدہ نہیں ہو گا تب تک وہ ہم میں سے نہیں۔ سو تمام جماعت توجہ سے سن لے کہ راستباز کے لئے ان شرائط کا پابند ہونا ضروری ہے اس لئے میں نے انتظام کیا ہے کہ آئندہ خاص میرے ہاتھ میں مستور اور مخفی طور پر ایک کتاب رہے جس میں اس جماعت کی لڑکیوں اور لڑکوں کے نام لکھے رہیں اور اگر کسی لڑکی کے والدین اپنے کنبہ میں ایسی شرائط کا لڑکا نہ پاویں جو اپنی جماعت کے لوگوں میں سے ہو اور نیک چلن اور نیز ان کے اطمینان کے موافق لائق ہو۔ ایسا ہی اگر ایسی لڑکی نہ پائیں تو اسی صورت میں اس پر لازم ہو گا کہ وہ ہمیں اجازت دے دیں کہ ہم اس جماعت میں سے تلاش کریں اور ہر ایک کو تسلی رکھنی چاہیئے کہ ہم والدین کے سچے ہمدرد اور غمخوار کی طرح تلاش کریں گے اور حتی الوسع یہ خیال رہے گا کہ وہ لڑکا یا لڑکی جو تلاش کئے جائیں اہل رشتہ کے ہم قوم ہوں یا اگر نہیں تو ایسی قوم میں سے ہوں جو عرف عام کے لحاظ سے باہم رشتہ داریاں کر لیتے ہوں اور سب سے زیادہ یہ خیال رہے کہ وہ لڑکا یا لڑکی نیک چلن اور لائق بھی ہوں اور نیک بختی کے آثار ظاہر ہوں، یہ کتاب پوشیدہ طور پر رکھی جائیگی اور وقتاً فوقتاً جیسی صورتیں پیش آئیں گی، اطلاع دی جائے گی اور کسی لڑکے یا لڑکی کی نسبت کوئی رائے ظاہر نہ کی جائیگی جب تک اس کی لیاقت اور نیک چلنی ثابت نہ ہو جائے۔ اس لئے ہمارے مخلصوں پر لازم ہے کہ اپنی اولاد کی ایک فہرست اسماء بقید عمر و قومیت بھیجدیں تا وہ کتاب میں درج ہو جاوے۔

نمونہ کا لحاظ رہے

نام دختر و پسر	نام والد	نام شہر بقید محلہ و ضلع
عمر دختر یا پسر		

الراقم مرزا غلام احمد از قادیان
ضلع گورداسپور
۷ جون ۱۸۹۸ء

نوٹ:۔ حضرت مسیح موعودؑ کے اس فرمان کی تعمیل میں انجمن نے جماعت کے باہمی رشتوں ناطوں کا انتظام کر رکھا ہے اور اس غرض کے لئے ایک رجسٹر کھول رکھا ہے جس میں رشتوں ناطوں کے خواہشمند اصحاب کے لڑکوں اور لڑکیوں کے ضروری کوائف درج کئے جاتے اور مناسب رشتوں کے لئے تجویز کی جاتی ہے، جو اصحاب کسی رشتہ کے خواہشمند ہوں وہ اپنے کوائف انجمن کے مطبوعہ فارم پر درج کر کے پتہ ذیل پر بھیجدیں جو صیغہ راز میں رکھے جائیں گے، اور مناسب رشتوں کے لئے سعی کی جائے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

یہ فارم دفتر انجمن سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔

خاکسار۔ قاضی عبدالحفیظ
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ بفضلہ تعالیٰ ایبٹ آباد میں بخیر و عافیت ہیں، ہفتہ عشرہ تک آپ کی واپسی کی امید کی جا سکتی ہے۔

ادارہ تعلیم القرآن

—— ۸ اکتوبر ۱۹۶۵ء کو محترم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب نے ادارہ تعلیم القرآن مسلم ٹاؤن لاہور میں طلباء کو خطاب کرتے ہوئے بھارت اور پاکستان کی موجودہ جنگ کو مذہبی جنگ قرار دیتے ہوئے اس بات کی وضاحت کی کہ ایسی جنگ جو دشمنان اسلام کی طرف سے مسلمانوں کو مٹانے کے لئے کی جائے اس کا دفاع جہاد فی سبیل اللہ کہلاتا ہے، اسی ضمن میں آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کے آخری لیکچر "پیغام صلح" سے یہ ثابت کیا کہ حضرت ممدوح کے نزدیک ہندو قوم کے مسلمانوں کے ساتھ بغض و عناد کی جڑ صرف مذہبی اختلافات ہے۔ ڈاکٹر صاحب موصوف ادارہ میں طلباء کی تعلیم و تربیت کے لئے ہر ہفتہ لیکچر دیتے ہیں۔

بقیہ مقالہ

(بسلسلہ صفحہ ۳)

عطا فرمایا ہے جو جذبۂ شہادت سے سرشار ہو کر میدانِ غزا میں کثیر التعداد بھارتی افواج کے چھکے چھڑانے کا موجب ہوا فالحمد للّٰہ علیٰ ذالک۔ اللہ تعالیٰ وہ دن بھی لائے کہ بھارتی حکومت اور اس کی افواج اسلام کی عظمت کو شناخت کر لیں اور بغض و عناد کو دلوں سے نکال کر حق کا ساتھ دیں ورنہ ان کا وہی حال ہوگا جو قرآن کریم نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے ان الذین فتنوا المؤمنین والمؤمنات ثم لم یتوبوا فلھم عذاب جھنم ولھم عذاب الحریق۔

بہترین فوج
بدترین فوج

راولپنڈی۔ جمعہ (اپپ) ممتاز امریکی براڈکاسٹر مسٹر فلٹن لوئس نے اپنی ایک حالیہ نشری تقریر میں جو امریکہ کے متعدد ریڈیو سٹیشنوں سے نشر کی گئی۔ پاکستان کی مسلح افواج کو پرجوش خراج تحسین پیش کیا ہے۔ انہوں نے کہا اب بھارت کے وزیر اعظم مسٹر شاستری کی سب سے بڑی پریشانی یہ ہے کہ ان کا مقابلہ ایک ایسی فوج سے ہے جو بہترین اسلحہ سے لیس ہے جسے بہترین قیادت حاصل ہے جو انتہائی منظم، حوصلہ مند، جری اور مخلص ہے۔ اس کے مقابلے میں مسٹر شاستری کی اپنی فوج چوں چوں کا مربہ، انتہائی غیر منظم، اور بے حوصلہ ہے جو کسی شعبے میں پاکستانی فوج کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

مسٹر لوئس نے مزید کہا کہ بھارت کی فوج پاکستان سے چار گنا زیادہ ہے۔ لیکن بھارتی فوجی جنگ کی ہمت ہی نہیں رکھتے۔ وہ تو صرف رحم کی بھیک مانگنا جانتے ہیں۔ حالیہ جنگ میں بھارت اپنی بہترین رجمنٹیں میدان میں لے آیا تھا۔ لیکن وہ مقابلے کی بجائے سر پر پاؤں رکھ کر بھاگ نکلیں اور جاتے ہوئے اپنی ہر چیز میدان میں چھوڑ گئیں۔

مسٹر لوئس نے بتایا کہ یہ کارگزاری اس فوج کی ہے جس کے ملک کو امریکہ ساڑھے پانچ ارب ڈالر سے زیادہ امداد دے چکا ہے اس کے مقابلہ میں پاکستان کو صرف دو ارب ساٹھ کروڑ ڈالر کی امداد ملی ہے۔

ولادت

—— احمد پور شرقیہ سے محمد اقبال چغتائی اطلاع دیتے ہیں کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے فرزند عطا فرمایا ہے احباب نومولود کی درازی عمر اور نیک خصال کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

درخواست دعا

احباب جماعت میں سے کئی اصحاب نے اپنی مشکلات و مصائب اور بیماریوں سے نجات کے لئے دعا کی درخواست کی ہے۔

اقوامِ متحدہ کے قیام کا مقصد اور اس میں ناکامی

بھارت کے متعلق اقوامِ متحدہ کا ناواجب رویہ

دُنیا میں جنگ بند کرانے کے لئے قرآنی اصول و ہدایات

بھارت کے خلاف اقتصادی پابندیاں لگانے سے جنگ ختم ہو سکتی ہے

خطبۂ جمعہ مؤرخہ ۸ اکتوبر ۱۹۶۵ء۔ فرمودہ حضرت مولٰینا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری امت برکاتہٗ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

وان طائفتٰن من المؤمنین اقتتلوا فاصلحوا بینھما فان بغت احدٰھما علی الاخرٰی فقاتلوا التی تبغی حتّٰی تفیٓء الی امر اللہ ــــ واتقوا اللہ لعلکم ترحمون ــــ (الحجرات) ــــ

ادارہ اقوامِ متحدہ کے قیام کی بنیادی غرض

دنیا میں قوموں کے مابین جنگ وجدل اور فتنہ و فساد برپا ہوتا رہتا تھا اور کئی قسم کے تنازعات اور جھگڑے اُٹھ کھڑے ہوتے اور پھر جنگوں کا باعث بنتے تھے جن سے ہلاکت اور بربادی اور جان و مال کا ضیاع ہوتا تھا۔ اس کے پیش نظر دوسری جنگِ عظیم کے خاتمہ پر قوموں کو خیال پیدا ہوا کہ ایک ایسا ادارہ قائم کیا جائے جو قوموں کے تنازعات کو جنگ کی بجائے بات چیت کے ذریعہ طے کرے۔ اس پر اقوامِ متحدہ کا ادارہ قائم ہوا۔ جس میں تقریباً تمام ممالک داخل ہو گئے۔ جنہوں نے یہ مقصد اپنے پیش نظر رکھا کہ جنگوں کو ختم کر کے دنیا میں امن و امان پیدا کیا جائے اور جس سے جنگ کے بغیر ہی یہ جھگڑا نمٹ جائے۔

جنگوں کو ختم کرنے کے لئے قرآن کریم کی موثر ہدایات

یہ مقصد بہت بلند اور یہ کام بہت عظیم الشان اور قابلِ تعریف کام تھا۔ لیکن نہ یہ ادارہ اب تک اس مقصد میں کامیاب ہوا ہے اور نہ آئندہ کامیاب ہوتا نظر آتا ہے۔ جب تک یہ ادارہ اس اصول کو اختیار نہیں کرے گا جو قرآن کریم کی مذکورہ آیات میں بیان کیا گیا ہے۔ اس میں خداتعالےٰ نے وہ گُر بتائے ہیں جن پر عمل کرنے سے دنیا کے فسادات بآسانی ختم ہو سکتے ہیں۔ تنازعات کا پیدا ہونا قدرتی امر ہے، افراد میں بھی ہو سکتے ہیں اور اقوام کے مابین بھی ہو سکتے ہیں۔ لیکن ان کو دُور کرنے کا ذریعہ جنگ نہیں بلکہ قرآنی اصول ہیں جو نہایت مؤثر اور قابلِ عمل اور مفید نتیجہ پیدا کرنے والے ہیں اور عملی طور پر جنگ کو ختم کرنے کا ذریعہ ہیں گو اس میں بھی جنگ کو بعض اوقات اختیار کرنا پڑتا ہے لیکن یہ جنگ حقیقتاً جنگ کو ختم کرنے کا ذریعہ بنتی ہے۔

اقوامِ متحدہ کا ناواجب رویہ

لیکن یو۔این۔او نے اس وقت تک اس طریق پر عمل نہیں کیا۔ اس کے برعکس اس کے بڑے بڑے ممبر امن کو مدنظر رکھنے کی بجائے اپنی مصلحتوں اور مفادات کو پیش نظر رکھتے ہیں۔ بھارت کی مثال ہی دیکھ لو کہ اس نے آج تک ہر ۔۔۔ ناجائز راہ اختیار کی ہوئی ہے۔ لیکن یو این او کے کان پر جُوں تک نہیں رینگتی۔ بھارت نے گوا پر طاقت کے ذریعہ قبضہ کیا لیکن یو این او ٹس سے مس نہ ہوئی بھارت نے حیدر آباد پر حملہ کیا۔ جوناگڑھ پر قبضہ کیا۔ مناوادر پر دھاوا بولا اور اب کشمیر کے پیچھے پڑا ہوا ہے۔ لیکن یو این او ان تمام مراحل میں تماشائی کا کردار ادا کرتی رہی ہے۔ ویٹ نام میں جنگ جاری ہے اور یو این او نے کانوں میں روئی ڈالی ہوئی ہے اس کے روکنے کے لئے اس وقت تک اس نے کوئی قدم نہیں اُٹھایا۔ مصر پر برطانیہ، فرانس اور نیز اسرائیل تینوں نے مل کر حملہ کیا لیکن اس کو روکنے کے لئے یو این او بالکل حرکت میں نہ آئی یہاں تک کہ روس نے امریکہ سے کہا کہ ہم مل کر اس جنگ کو بند کرائیں مگر امریکہ نے صاف انکار کر دیا۔ آخر روس نے جب مصر کی حمایت کرنے پر آمادگی کا اظہار کیا تو برطانیہ اور فرانس نے فوراً اپنی افواج کو نکال لیا اور نیز اسرائیل کو بھی نکل جانے کا حکم دے دیا۔ یو این او کا یہی طریق رہا تو اس کا امن قائم کرنے کا مقصد کس طرح کامیابی سے ہمکنار ہو سکتا ہے۔ مقصد میں کامیابی تو درکنار خود اس کا وجود ہی خطرہ میں پڑا ہوا ہے۔ بعض قومیں اس سے الگ ہو چکی ہیں اور بعض الگ ہونے کو تیار ہیں۔

بھارت کے متعلق اقوامِ متحدہ کا رویہ

اب بھارت کی تازہ مثال ہی ہمارے سامنے ہے اس کی افواج نے سول آبادی پر بم برسائے مسافر گاڑیوں کو اپنے بموں کا نشانہ بنایا، قیدیوں کے پیٹ چاک کئے، عورتوں کو اغوا کیا اپنے گاؤں سے نکل جانے والوں کو گولیوں کا نشانہ بنایا گیا۔ یو این او نے ان تمام مظالم کو دیکھتے ہوئے بھارت سے جواب طلبی کی اور نہ اُن سے استفسار کیا کہ مسلمہ اصولوں کے خلاف یہ کارروائیاں کیوں کی ہیں پاکستان پر چوروں کی طرح بغیر الٹی میٹم دیئے حملہ کر دیا گیا اس ادارہ نے اس پر کوئی نوٹس لیا اگر نہیں تو کیوں؟ اس ادارہ کو اتنی بھی توفیق نہ ملی کہ اسکو حملہ آور قرار دیتے اور لفظی طور پر ہی اس کے اس فعل شنیع کی مذمت کرے اس نے گاؤں کے گاؤں جلا کر راکھ کر دیئے کس نے اس سے بازپرس کی؟

کشمیر کا معاملہ ۱۸ سال سے کھٹائی میں پڑا ہوا ہے۔ یو این او نے کئی دفعہ ریزولیوشن پاس کیا کہ رائے شماری سے یہ معاملہ طے کیا جائے اور اس کے لئے مختلف تجاویز پیش کیں مگر ہر بار بھارت نے ان تمام تجاویز کو ٹھکرا دیا۔ لیکن یو این او اس سے اپنی بات منوانے کے لئے کوئی مؤثر قدم اُٹھانے پر آمادہ نہیں ہوئی بلکہ جس طرح بعض والدین اپنے ضدی اور لاڈلے بچے کی نازبرداری کرتے ہوئے اس کی ہر بات ماننے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں اسی طرح اقوامِ متحدہ بھی بھارت کی ہر بات مانتی چلی گئی یہاں تک کہ اس کی اس سینہ زوری پر ۱۸ سال گذر گئے، صرف یہی نہیں بلکہ امریکہ اور برطانیہ نے تو اس کا گھر جنگی اسلحہ سے بھر دیا ہمارے صدر محترم نے بار بار توجہ دلائی کہ یہ سب اسلحہ چین کے خلاف نہیں بلکہ پاکستان کے خلاف استعمال کیا جائے گا اور اب دنیا نے دیکھ لیا کہ ایسا ہی وقوع میں آیا لیکن نہ امریکہ نے اس احتجاج کو درخور اعتنا سمجھا اور نہ ہی برطانیہ نے اس کی طرف توجہ کی برطانیہ نے تو تین جنگ کے دنوں میں اسلحہ کے پانچ جہاز مہیا کئے۔ بے شک جنگ شروع ہونے سے قبل یہ جہاز روانہ کئے گئے۔ لیکن یہ جہاز ابھی ہندوستان نہیں پہنچے تھے کہ جنگ شروع ہو گئی۔ برطانیہ چاہتا تو ان کو روک سکتا تھا کیا وہ اتنی بات بھی نہیں سمجھ سکتا تھا کہ جنگ شروع ہے لازماً یہ اسلحہ پاکستان کے خلاف ہی استعمال ہوگا۔ اس کا یہ عمل جس بات پر دلالت کرتا ہے اسے ہر سمجھدار آدمی آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔ اگر ان حکومتوں کا یہ رویہ اس بات پر دلالت نہیں کرتا کہ امن قائم کرنے کی بجائے یہ اپنے مفادات اور مصالح کو مدنظر رکھتے ہیں، تو اور کس بات پر دلالت کرتا ہے ان کو یقین تھا کہ بھارت پاکستان کو پیس ڈالے گا۔ لیکن جب انہوں نے یہ دیکھا کہ بھارت شکست کھا رہا ہے اور ہر محاذ پر پٹ رہا ہے اور ادھر چین نے بھارت کو حملہ کی دھمکی دی تو اب امن کے داعیوں کو ہوش آ گئی کہ اپنے لاڈلے بھارت کو پس جانے سے بچائیں۔ ورنہ اگر معاملہ اس کے اُلٹ ہوتا یعنی خدانخواستہ بھارت غالب اور پاکستان

مغلوب ہو رہا تھا تو کسی نے آواز تک بھی نہیں اٹھائی تھی۔ گوا کی مثال ہمارے سامنے ہے کیا بھارت کو حملہ کرنے یا اس پر قبضہ کرنے سے کسی نے روکا لیکن اب جب بھارت کو پٹتے دیکھا تو فوراً جنگ بند کرانے کے لئے ہاتھ پاؤں مارنے شروع کر دیئے۔

فائر بندی کی خلاف ورزیاں اور یو این او

اگرچہ فائر بندی کا معاہدہ ہو چکا ہے۔ لیکن بھارت کی طرف سے اس کی دھجیاں اڑائی جا رہی ہیں کبھی وہ پاکستان کی سرحدوں پر حملہ کر دیتا ہے اور کبھی کشمیر میں فوج کشی شروع کر دیتا ہے۔ لیکن اس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہو رہی مبصر مقرر ہیں لیکن ان کا کام صرف تماشا دیکھنا اور رپورٹ پیش کرنا ہے بھارت نے دھمکی دی کہ میں اب پہلے سے بڑھ کر شدت سے حملہ کرنے والا ہوں۔ وزیر جنگ نے جب یہ دھمکی دی ہے۔ یو این او نے نہیں کہا کہ تم نے یہ دھمکی کیوں دی جبکہ مصالحت کی کوششیں جاری ہیں۔ اور فائر بندی کے معاہدہ کو تم نے تسلیم کیا ہے۔ یو این او کو جرأت نہیں ہوتی کہ جواب طلبی کرے یہ سب کچھ اس لئے ہو رہا ہے کہ یو این او کے پیش نظر جنگ بند کرانا نہیں بلکہ اپنے مفادات اور مصالح کو حاصل کرنا ہے۔ جنگ کا آغاز اور جنگ بندی ان دونوں کاموں کا انحصار یو این او کے ممبروں کے مصالح اور مقاصد پر ہے۔

جنگ بند کرانے کے متعلق قرآن کی ہدایات

لیکن اس کے برعکس اسلام کی ہدایت یہ ہے کہ قوموں کے درمیان جنگ بند کروانے کے لئے تمہیں اپنے مقاصد اور مصالح سے بالا ہو کر سوچنا چاہیئے چنانچہ ان آیات کریمہ کے اندر خدا تعالےٰ نے ایسا اصل بیان فرمایا ہے جس سے تمام جھگڑے حل ہو جاتے ہیں اور قوموں میں امن امان پیدا ہو جاتا ہے۔

فرمایا وان طائفتٰن من المؤمنین اقتتلوا اگر دو گروہ مومنوں کے آپس میں لڑ پڑیں یعنے جب دو مسلمان حکمرانوں کے درمیان جنگ شروع ہو جائے فاصلحوا بینھما تو ان میں صلح کرا دو ایسی صلح جس میں ان دونوں کی اصلاح مدنظر ہو گو اس میں ذکر مسلمانوں کا ہے لیکن اس اصل کا اطلاق تمام قوموں پر کیا جا سکتا ہے اگر مسلمان آپس میں ایک ایسا ادارہ بنا لیتے تو ان کے تمام جھگڑے خود بخود حل ہو جاتے اور ان کے درمیان خونریزی نہ ہوتی۔ لیکن افسوس مسلمانوں نے اس ارشاد خداوندی کی پرواہ تک نہیں کی جو نتیجہ اس بے پروائی کا نکلا وہ سب کے سامنے ہے۔ خدا تعالےٰ نے آگے وضاحت فرمائی ہے۔ کہ فان بغت احدٰھما علی الاخریٰ اگر ان دونوں گروہوں میں سے ایک گروہ دوسرے پر زیادتی کرے سرکشی اور ظلم و جور کا طریق اختیار کرے تو فرمایا فقاتلوا التی تبغی۔ تو اس فریق سے سب مل کر جنگ کرو حتیٰ تفیٓء الیٰ امر اللّٰہ یہاں تک کہ وہ فریق اپنی زیادتی اور ظلم و جور سے باز آ جائے۔

اقوام متحدہ کو ظالم کے خلاف اقتصادی پابندیاں لگا کر جنگ سے روکنا چاہیئے

یہی وہ اصل ہے جس کو اختیار کرنے سے حقیقی امن قائم ہو سکتا ہے اگر آج جارح۔ حملہ آور اور ظالم و جابر قوم کے خلاف اقوام متحدہ میں شریک تمام قومیں اٹھ کھڑی ہوں تو کیا وہ صلح کرنے پر مجبور نہ ہو جائے۔ اگر اقوام متحدہ بعض مشکلات کی وجہ سے اتنی بڑی فوج نہیں رکھ سکتی کہ ظالم کو فوجی کارروائی کے ذریعہ گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کرے تو یہ تو اس کے اختیار میں ہے کہ اس پر اقتصادی پابندیاں لگا دے اس سے سفارتی تعلقات منقطع کر لے اور اس سے تجارت بند کر دے نہ اس سے کوئی چیز خریدے اور نہ اس کے پاس کوئی چیز فروخت کرے تو کوئی وجہ نہیں کہ جارح قوم اپنی زیادتی اور ظلم و جور سے باز نہ آ جائے۔ ظاہر ہے کہ کوئی ملک ایسا نہیں جو دوسرے ملکوں کا کسی نہ کسی چیز میں محتاج نہ ہو۔ بھارت کو تو اگر غلہ بھیجنا ہی بند کر دیا جائے تو چند دنوں میں ہی کشمیر کے متعلق اقوام متحدہ کی تجاویز کو تسلیم کرنے پر تیار ہو جائے۔ جنگ کے معنی توپ و تفنگ سے ہی لڑنا نہیں بلکہ ایسے طریق اختیار کرنا بھی جنگ میں داخل ہیں۔ جن کی وجہ سے اس کی زیادتی ختم ہو جائے اور ظلم و ستم سے باز آ جائے۔ اگر آج یو این او ان امور پر عمل کرے تو ساری دنیا میں امن و امان قائم ہو سکتا ہے۔

بھارت کی جرأت

یو این او۔ کی نرم اور مفاد پرست پالیسی کے تحت بھارت کی جرأت بڑھتی جا رہی ہے کہ وہ ہر تجویز کو ٹھکرا دیتا ہے بلکہ وہ کہتا ہے کہ میں تمہاری تجاویز کو تو نہیں مانوں گا تم میری شرائط کو مانو اس کی یہ اکڑبازی ہی ہے جس کی بنا پر بھارت ہر ریزولیوشن کو ٹھکراتا جا رہا ہے۔ مبصروں کے خرچ کا سوال آیا تو خرچ دینے سے انکار کر دیا۔ چار رکنی کمیٹی کی تجویز زیر غور آئی تو اس کی مخالفت شروع کر دی۔ اگر یو این او ایسے ملک پر اقتصادی اور اسی قسم کی دیگر پابندیاں عائد کر دیتی تو اس کی یہ ہٹ دھرمیاں ختم ہو کر رہ جاتیں۔

یو این او کا لاڈلہ بچہ

بھارت کی مثال ایسے لاڈلے بچے کی طرح ہے جو ناز و نعمت میں پلتا ہے اور ماں باپ اس کی ناز برداریاں برداشت کرتے رہتے ہیں۔ یو این او بھارت کے ساتھ ایسا ہی سلوک روا رکھے ہوئے ہے۔

صلح میں مخالف کیساتھ عدل و انصاف

پھر دوسرا اصل اسلام نے ہمیں یہ بتلایا کہ فان فاءت اگر سرکش اور جارح قوم صلح پر آمادہ ہو جائے فاصلحوا بینھما بالعدل واقسطوا۔ تو دونوں گروہوں کے درمیان عدل و انصاف سے صلح کراؤ اور ہر فریق کو اس کا وہی حصہ دلواؤ جس کا وہ انصاف کی رُو سے حقدار ہے جس فریق کا جتنا نقصان ہوا ہے اتنا ہی اسے دلواؤ انتقامی جذبہ سے قطعاً کام نہ لیا جائے اس وجہ سے کہ اس فریق نے پہلے تمہاری بات نہیں مانی تھی اللہ تعالےٰ فرماتا ہے لا یجرمنکم شنان قوم ان لا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقویٰ یعنی کسی قوم کی دشمنی تمہیں ان کے ساتھ عدل و انصاف کرنے سے نہ روکے اس کے ساتھ زبردستی نہ کرو اور دباؤ نہ ڈالو بلکہ انصاف اور عدل سے پیش آؤ۔ ان اللّٰہ یحب المقسطین یاد رکھو اللہ تعالےٰ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ وہ لوگ جو تنازعات کو حل کرتے ہیں۔ اگر وہ عدل و انصاف کو پیش نظر رکھیں تو وہ خدا کے محبوب بن سکتے ہیں۔

ظالم کو ظلم سے روکنا اس کی مدد کرنا ہے

فرمایا انما المؤمنون اخوۃ۔ اس بات کو یاد رکھنا چاہیئے کہ مومن ایک دوسرے کے بھائی ہیں اسی طرح قومیں بھی ایک دوسرے کی بھائی بھائی ہیں۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق سب قومیں ایک ہی آدم اور حوا کی اولاد ہونے کی وجہ سے آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ فرمایا کہ اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم صحابہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم نے دریافت کیا یا رسول اللہ! مظلوم کی مدد کرنا تو سمجھ میں آتا ہے۔ مگر ظالم کی مدد سے کیا مراد ہے۔ حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ ظالم کی مدد یہ ہے کہ اس کو ظلم کرنے سے روک دو۔ اگر اقوام متحدہ اس اصول پر عمل کرتے ہوئے ظالم کے ہاتھ کو ظلم سے روک لے اور اسے روکنا چاہیئے تو ظلم کا آن کی آن میں خاتمہ ہو جائے۔ دوسرا ارشاد حضرت نبی کریم صلعم کا یہ ہے المسلم من سلم الناس من لسانہ و یدہٖ یعنے مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے سب لوگ محفوظ رہیں۔ مومن بھی اسی کو کہتے ہیں جو تمام لوگوں کو امن دے جب سب قومیں بھائی بھائی ہیں تو خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ فاصلحوا بین اخویکم کہ تم نے عدل و انصاف سے کام لیتے ہوئے سب قوموں میں صلح کرانا ہے یہی تمہارا فرض ہے کاش ادارہ اقوام متحدہ اس سنہری اصول پر عمل پیرا ہو جائے تا امن قائم کرنے کا جو دعوے وہ کرتا ہے اس سے عہدہ برآ ہو سکے۔

قرآنی ہدایات پر عمل کرنیکے فوائد

اس کے بعد فرمایا واتقوا اللّٰہ لعلکم ترحمون زیادتی سے کام نہ لو بلکہ تقویٰ سے اور خدا خوفی سے کام لو دشمن قوم کے ساتھ بھی زیادتی نہ کرو۔ تمہارے دلوں میں طرفداری کا جذبہ کارفرما نہ ہو ورنہ خدا کی ناراضگی کا مورد بنو گے خدا تعالےٰ کے خوف کو اپنا سپر اور ڈھال بناؤ۔ اسی کی اطاعت کرتے ہوئے تفرقہ اور تنازعات کو دور کرنے کے لئے اسی کی بتلائی ہوئی ہدایات پر عمل کرو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تم پر رحمت الٰہی کے دروازے کھول دیئے جائیں گے جس کے نتیجہ میں تم امن کی زندگی بسر کر سکو گے اور تمہارے ملکوں میں خوشحالی کا دور دورہ ہوگا اور تمہارے تمام ملکی وسائل بجائے جنگ پر خرچ ہونے کے قوم کی بہبود اور اس کی ترقی پر خرچ ہونگے جس سے ملک جنت کا نمونہ بن جائے گا۔ ادارہ اقوام متحدہ کے پیدا کردہ حالات وہ ہیں جو سب کے مشاہدہ میں آ رہے ہیں ان کے مقابلے میں قرآن کریم کی ہدایات ہیں۔

قرآنی ہدایات پر عمل نہ کرنے سے اقوام متحدہ کے لئے خطرہ

اگر خدا تعالےٰ کے ان فرمانوں کو مدنظر رکھا جائے تو آج دنیا کے تمام جھگڑے ختم ہو سکتے ہیں جو ادارہ اقوام متحدہ مٹانے میں اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکا لیکن

(باقی برصفحہ ۸ کالم اول)

گھانا مسلم مشن کے نئے مسلمان

ذیل میں ان نومسلمین کی فہرست درج کی جاتی ہے جو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے گھانا مسلم مشن کے ذریعہ نومبر ۱۹۶۴ء سے جولائی ۱۹۶۵ء تک اسلامی برادری میں شامل ہوئے:-

اصل نام	اسلامی نام
۱- کوامی سلسلہ	عیسےٰ
۲- کوامی جوزف ایو	یوسف
۳- فرانس ایکر دمیریاڈ	عبید
۴- جان تاویہ	ابراہیم
۵- جوزف منتسا کوبینا	احمد
۶- جونا منتسا کوفی	داؤد
۷- جان آجو	محمود
۸- میز منتسا اوبینا	عائشہ
۹- عیلی کری کری	عیسےٰ
۱۰- کوامی جمتی	محمود
۱۱- میری انکویتا	مریم
۱۲- ادفسر گیسی	لطیف
۱۳- تھومس گیسی	طارق
۱۴- جارج گیسی	گوھر
۱۵- فلورنس گیسی	فاطمہ
۱۶- اگیتھا گیری	عائشہ
۱۷- جیمس گیسی	جمیل
۱۸- سٹیفن گیسی	صفدر
۱۹- کے لے فرانسس	عطاء اللہ
۲۰- یا افسر او	عائشہ
۲۱- البراد	علی
۲۲- گلیڈس ددو	غنی
۲۳- کوجوئے	سلیم
۲۴- جارجینا	فاطمہ
۲۵- پالینا ایڈوا	مریم
۲۶- اونگ کوجو	محمد
۲۷- جیمز آٹا	احمد آٹا
۲۸- میری اونگ کوجو	مریم
۲۹- جولیانا	جنت
۳۰- جارج تیسو	اکبر
۳۱- جوزف کراکو	یوسف
۳۲- کوکری	ابراہیم
۳۳- پال آٹا	ابوبکر
۳۴- جان اول	الحسن
۳۵- موسس اوپنگ	موسےٰ
۳۶- اکوسیا کواڈو	صابرہ
۳۷- کواسی ایڈو	محمد
۳۸- میری ڈمیو	سکینہ
۳۹- فرانس منتا	محمد
۴۰- فلورا آدھر	امینہ
۴۱- ابراہام	داؤد
۴۲- پیٹر یوڈہ	محمد
۴۳- جوزف منتسا	احمد
۴۴- پال ڈوڈزے	ابراہیم
۴۵- جیسان انیامی	بخاری
۴۶- پال باڈی آکو	سلیمان
۴۷- قاسٹینا ایڈو	فاطمہ
۴۸- افوامینو	حوّا
۴۹- کوامی اجاپنگ	ابراہیم
۵۰- سٹیفن انتم	مصطفےٰ
۵۱- کوامی پونگ	کوامی سیڈو
۵۲- ابایاڈ	احمد یاڈ
۵۳- آرنابی	موسےٰ
۵۴- یاؤانانے کس	صالح
۵۵- مس گلیڈس ٹیو	حبیبہ
۵۶- ابراہام کوجو	محمود
۵۷- ذمی کوفی	یحییٰ
۵۸- کوامی تیسو	اسحاق
۵۹- کواکوا اپتسا	عیسےٰ
۶۰- ادسی مانو	محمد
۶۱- مسز اڈوا	سیرۃ
۶۲- اکوسو	عائشہ
۶۳- ادکا	امینہ
۶۴- ادہینہ اگنس	حوّا
۶۵- اکوآمیری	فاطمہ
۶۶- ڈگرافٹ جانس	عیسےٰ
۶۷- جارج بولینڈ	جعفر بولینڈ
۶۸- کوفی اجاپنگ	یحییٰ
۶۹- کیمی کوامی	سیڈو
۷۰- رساسی کوجو	عبداللہ
۷۱- استان کوجو	ابراہیم
۷۲- ایڈاڈ کوفی	محمد
۷۳- ڈینیل کوانیلیا	موسےٰ
۷۴- جولیانا بوہیا	حسنہ
۷۵- جولیانا انتوی	حبیبہ
۷۶- یا انتامیرے	عائشہ
۷۷- اکوسیا آدویہ	فاطمہ
۷۸- یا ایونسا	حوّا
۷۹- کوسی ایڈو	ابراہیم
۸۰- آمہ ایفی	امینہ
۸۱- اکوسیہ اڈوبنا	سکینہ
۸۲- یاؤ بیسی	علی
۸۳- اکوبامانکو	مدینہ
۸۴- اکویا کوماتہ	رحمت
۸۵- کوابینا اسیاڈو	شیلے
۸۶- کواکو بیما	محمد سعید
۸۷- ایڈوا فوجوا	حوّا

اس فہرست کے ساتھ سابقہ نومسلمین کو ملا کر جن کی تعداد ۹۹ تھی، کل تعداد ۱۸۶ ہو جاتی ہے۔

قومی دفاعی فنڈ میں

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا حصہ

۱- سابقہ اشاعت میں منفرداً چندہ دینے والوں میں میاں مقبول احمد میاں مقصود احمد فرزندان رشید میاں عطاء اللہ صاحب مرحوم کے اسمائے گرامی لکھنے سے رہ گئے جنھوں نے اپنی اور اپنی کمپنی کی طرف سے ۴۰ ہزار روپیہ کا گمی اور پانچ ہزار کا صابن بھی دینے کا اعلان کیا ہے اور ان کی والدہ محترمہ نے ۲۵ ہزار روپیہ اور بیگم مقصود احمد نے ۱۰ ہزار روپیہ دیا ہے۔

۲- بہاولپور سے مختار احمد صاحب شیلو گرافر صادق پبلک سکول اپنی تنخواہ میں سے ۱۸ روپیہ ماہوار دے رہے ہیں، جماعت کے اور ممبر بھی اپنی تنخواہوں میں سے حسب استطاعت مختلف رقوم دے رہے ہیں۔

۳- ایبٹ آباد سے ماسٹر اصغر علی صاحب نے اپنی والدہ کے جو حال ہی میں قریباً نوے سال کی عمر پا کر فوت ہو گئی ہیں ایصال ثواب کے لئے پچاس روپیہ دفاعی فنڈ میں دیئے ہیں۔

۴- محترم ڈاکٹر سعید احمد صاحب (ایبٹ آباد) لکھتے ہیں کہ میں نے مجاہد اور ڈیفنس فنڈ میں مبلغ بارہ سو پندرہ روپیہ نیشنل بنک کی مقامی شاخ میں جمع کر دیئے ہیں۔ اس میں میرے گھر کی خواتین اور بچوں کا چندہ بھی شامل ہے جو انہوں نے بڑے اخلاص کے ساتھ اپنے اپنے ذاتی مصارف یا پاکٹ منی سے کاٹ کر پیش کیا ہے۔ آئندہ بھی ہم یہ سعی کرتے رہیں گے اور اپنی آمدنی میں سے ڈیفنس فنڈ میں چندہ دیتے رہیں گے۔ جو چندہ انجمن کو دیا جاتا ہے اس پر کسی طرح انشاء اللہ اثر انداز نہ ہوگا۔

۵- محترم عبداللہ خاں صاحب ترین انجینئر پشاور لکھتے ہیں: "میں نے گیارہ سو روپیہ معرفت حبیب بنک پشاور داخل خزانہ سرکار کر دیا ہے"۔

۶- قاضی احمد (سندھ) سے قدوس الرحمٰن صاحب ولد جان محمد زمان خان صاحب مرحوم لکھتے ہیں کہ قومی دفاعی فنڈ میں ہم نے اپنی طرف سے مبلغ چار سو روپیہ اور اپنا ایک مقامی سماجی انجمن کی طرف سے جس کا نام انجمن اتحاد رجسٹرڈ قاضی احمد ہے اور جس کا میں صدر ہوں مبلغ چھ سو روپے دیئے ہیں۔

اس کے علاوہ جو رقوم مختلف احباب کی طرف سے انجمن میں قومی دفاعی فنڈ میں موصول ہوئی ہیں ان کی فہرست بسلسلہ اشاعت گذشتہ درج ذیل ہے:-

نام	رقم
ڈاکٹر محمد زبیر صاحب پارہ چنار کوہاٹ	20.00
سید حسن شاہ صاحب گوجرانوالہ	2.00
ملک خدا بخش صاحب لاہور	50.00
حکیم عبدالعزیز صاحب لاہور	11.00
شیخ نیاز احمد صاحب لائل پور	20.00
اہلیہ محمد بشیر صاحب چغتائی لائل پور	5.00
قاضی محمد رمضان صاحب اکال گڑھ	15.00
ماسٹر اصغر علی صاحب ایبٹ آباد	50.00
چوہدری مختار احمد صاحب بہاولپور	10.00
مرزا خالد اکرام صاحب لاہور	5.00
اساتذہ مسلم ہائی سکول نمبر ۲ لاہور ایک یوم کی تنخواہ ماہ ستمبر ۱۹۶۵ء	101.86
چوہدری غلام محمد صاحب نمبر دار دھنی والا چک نمبر $\frac{7}{1A-L}$ اوکاڑہ	100.00
علی محمد ماہی صاحب لاہور	5.00
مسٹر منظور احمد صاحب قریشی	2.00
شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری لاہور	5.00
احباب جماعت گجرات	91.00
مسٹر محمد اکرم صاحب لائل پور	10.00
ایم عبدالباقی صاحب کوہاٹ	5.00
عبدالباری صاحب حلیم کلہ جدید بنوں	10.00
اہلیہ صاحبہ ڈاکٹر عبداللہ صاحب بذریعہ پروفیسر اصغر حمید صاحب لاہور	200.00
جملہ کارکنان انجمن ایک یوم کی تنخواہ ماہ ستمبر ۱۹۶۵ء	340.00
مسلم ہائی سکول لاہور نمبر ۱	365.64
نیو مسلم کالج لاہور	120.00
چوہدری عبدالحمید صاحب سیکنڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول نمبر ۱ لاہور	50.00
میڈی ایٹر اسلامک ایسوسی ایشن جنوبی افریقہ معرفت مسٹر داؤد سیڈو	100.00
کل میزان تا ۸ اکتوبر ۱۹۶۵ء	7336-78

خطبہ جمعہ - بقیہ صفحہ

افسوس ان ہدایات کو پس پشت ڈالا جا رہا ہے۔ لیکن یہ ادارہ کان کھول کر سن لے کہ بغیر ان ہدایات کو مشعل راہ بنائے وہ کبھی بھی اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتا بلکہ خطرہ ہے کہ اس کا وجود ہی مٹ جائے۔ اگر اس کے یہی لیل و نہار رہے تو ضرور مٹ کر ہی رہے گا۔

برطانیہ اور امریکہ نے پاکستان کے خلاف اسلحہ بھارت کو دیا۔

جیسا کہ میں نے کہا ہے کہ برطانیہ کے پانچ جہاز اسلحہ سے لدے ہوئے بھارت کو آ رہے تھے کہ جنگ شروع ہو گئی۔ برطانیہ کی نیت اگر صاف ہوتی تو ایسے جہازوں کو ہندوستان جانے سے قبل ہی روک سکتا تھا لیکن اس نے ایسا نہیں کیا۔ کیا اس کا رویہ صاف دلالت نہیں کرتا کہ وہ چاہتا تھا کہ بھارت پاکستان کو پیس ڈالے۔

اسی طرح امریکہ کا دیا ہوا گولہ بارود بھی پاکستان کے مخالف استعمال کیا گیا۔ صدر محترم نے انہیں بار بار اس حقیقت کی طرف توجہ دلائی تھی۔ مگر انہوں نے کوئی پرواہ نہیں کی جس سے معنی یہ ہیں کہ یہ لوگ خود پاکستان کے خلاف جنگ کروانے والے ہیں۔

قرآنی احکام پر عمل کرنے سے جنگ ختم ہو سکتی ہے

اگر یو این او قرآنی احکامات کے مطابق عملدرآمد کرائے تو کوئی وجہ

ضروری خبریں

—— راولپنڈی - سرینگر میں مجلس عمل کے صدر میر واعظ مولوی محمد فاروق اور محاذ استصواب کے دوسرے رہنما ڈیفنس آف انڈیا رولز کے تحت گرفتار کر لئے گئے ہیں۔ عوام نے ان گرفتاریوں کے خلاف جلوس نکالے اور رائے شماری کا مطالبہ کیا۔ پولیس نے مظاہرین پر تیز پانی برسایا۔ پتھراؤ کیا، گولی چلائی۔

—— کراچی - بھارت امریکہ پر دباؤ ڈال رہا ہے۔ کہ وہ اس کی مراعی

نہیں کہ تمام دنیا کے جھگڑے ختم نہ ہو جائیں۔ تمام قسم کی امداد ختم کر دیں۔ غلہ جات۔ مشینری۔ اور دیگر سامان بھیجنا بند کر دیں۔ اس ناکہ بندی سے بھارت خود بخود صلح جوئی کے لئے یو این او کے قدموں میں آ گرے گا۔

چار طاقتوں کے خفیہ مشورے

خدا تعالیٰ وہ دن جلد لائے کہ جب اسلامی اصول دنیا میں رائج ہو جائیں۔ اور دنیا میں امن و آرام قائم ہو جائے۔ اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ برطانیہ۔ امریکہ۔ روس اور فرانس کے مندوبین مسئلہ کشمیر کو حل کرنے کے لئے خفیہ اجلاس میں کسی طریق کار پر غور کر رہے ہیں، ان طاقتوں کا گذشتہ کردار ... تو بہت مایوس کن ہے۔ کیا اب یہ کوئی ٹھوس اور مبنی بر انصاف قدم اٹھائیں گے دیدہ باید۔

پالیسیوں کی حمایت اور پشت پناہی کرے ورنہ وہ روس سے مل جائے گا اور دھمکی دی ہے کہ اگر امریکہ نے زیادہ اور موثر امداد دینے کا وعدہ نہ کیا تو وہ اس کی گندم بھی نہ لے گا۔

—— نیویارک - سویڈن - ڈنمارک اور فن لینڈ نے سلامتی کونسل پر زور دیا ہے کہ کشمیر کا مسئلہ رائے شماری سے حل کیا جائے۔

—— لنڈن - اقوام متحدہ کے جنرل سیکرٹری - دن کچھ ٹریبونل کے چیئرمین کے انتخاب کا فرض ادا کریں گے۔ اس ٹریبونل میں ایرانی سید آقا نصر اللہ انتظام پاکستان کی اور یوگوسلاویہ کے ایک سیاستدان بھارت کی نمائندگی کریں گے۔

—— لاہور - حکومت نے عوامی مطالبہ پر ریڈ کراس کا نام "ہلال احمر" رکھ دیا ہے۔

—— سائیگان - امریکہ نے جنوبی ویٹ نام میں پچاس مربع میل کے علاقہ میں چھاپہ ماروں کے خلاف زہریلی گیس استعمال کر کے معاہدہ جنیوا کی صریح خلاف ورزی کی ہے۔ اس کی وجہ سے بہت سے مرد اور عورتیں اور بچے ہلاک ہو گئے۔

—— سیالکوٹ - پاکستان کے مرکزی وزیر قانون نے کہا ہے کہ دنیا کی بڑی طاقتوں نے یہ محسوس کر لیا ہے کہ تنازعہ کشمیر حل کئے بغیر دنیا میں امن و امان قائم نہیں رہ سکتا۔ اور دنیا بھارت کے اس دعوے کو تسلیم نہیں کرتی کہ کشمیر بھارت کا ایک حصہ ہے۔

—— وزیر خارجہ مسٹر ذوالفقار علی بھٹو نے کہا ہے کہ سلامتی کونسل میں بڑی طاقتوں کا اخلاقی اور قانونی فرض ہے کہ وہ مسئلہ کشمیر کے تصفیہ کے لئے اقوام متحدہ کی قراردادوں پر عمل درآمد کرائیں۔ ورنہ دنیا کا اس ادارہ سے اعتماد اٹھ جائے گا۔

—— نیویارک - سلامتی کونسل آئندہ ہفتے کسی وقت پاکستان اور بھارت کی موجودہ

پیغام صلح - مورخہ ۱۳ اکتوبر ۱۹۶۵ء - رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۰۳ - شمارہ نمبر ۳۸

تعلیمی پرنٹنگ پریس مرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک نور الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور سے شائع کیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥ نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

پیغام صلح

تار کا پتہ "تبلیغ" لاہور

ٹیلیفون نمبر: ۳۷۳۷

زرِ مبادلہ

پاک و ہند سے چھ روپے

بیرونی ممالک سے ایک پونڈ

مدیر- دوست محمد

مدیر معاون- بشیر احمد سوز

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا

مصطفےٰ مارا امام و پیشوا

ہست او خیر الرسل خیر الانام

ہر نبوت را برو شد اختتام

آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست

بادۂ عرفانِ ما از جام اوست

یک قدم دوری ازاں روشن کتاب

نزدِ ما کفر است خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔

۲- کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔

۳- قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔

۴- سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابلِ احترام ہیں

۵- سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔

۶- اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

جلد | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۲۴ جمادی الثانی ۱۳۸۵ھ - مطابق ۲۰ اکتوبر ۱۹۶۵ء | نمبر ۳۹

نماز میں حضوریٔ قلب اور دعا کا ہونا ضروری ہے

ارشادات حضرت امام وقت مسیح موعود علیہ السلام

"ابدال، قطب، اور غوث وغیرہ جس قدر مراتب ہیں یہ کوئی نماز اور روزوں سے ہاتھ نہیں آتے۔ اگر ان سے یہ مل جاتے تو پھر یہ عبادات تو سب انسان بجا لاتے ہیں سب کے سب کیوں نہ ابدال اور قطب بن گئے۔ جبتک انسان صدق و صفا کے ساتھ خدا تعالیٰ کا بندہ نہ ہوگا تب تک کوئی درجہ ملنا مشکل ہے۔ جب ابراہیم کی نسبت خدا تعالیٰ نے شہادت دی۔ وَاِبْرٰهِیْمَ الَّذِیْ وَفّٰۤی۔ کہ ابراہیم وہ شخص ہے جس نے اپنی بات کو پورا کیا۔ تو اس طرح سے اپنے دل کو غیر سے پاک کرنا اور محبت الٰہی سے بھرنا۔ خدا تعالیٰ کی مرضی کے موافق چلنا اور جیسے ظل اصل کے تابع ہوتا ہے ویسے ہی تابع ہونا کہ اس کی اور خدا کی مرضی ایک ہو۔ کوئی فرق نہ ہو۔ یہ باتیں دعا سے حاصل ہوتی ہیں۔ نماز اصل میں دعا کے لئے ہے کہ ہر ایک مقام پر دعا کرے لیکن جو شخص سویا ہوا نماز ادا کرتا ہے کہ اسے اس کی خبر ہی نہیں ہوتی۔ تو وہ اصل میں نماز نہیں۔ جیسے دیکھا جاتا ہے کہ بعض لوگ پچاس پچاس سال نماز پڑھتے ہیں۔ لیکن ان کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ حالانکہ نماز وہ شئے ہے کہ جس سے پانچ دن میں روحانیت حاصل ہو جاتی ہے بعض نمازیوں پر خدا تعالیٰ نے لعنت بھیجی ہے۔ جیسے فرماتا ہے۔ فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ٥ ویل کے معنی لعنت کے بھی ہوتے ہیں۔ پس چاہیئے کہ ادائیگی نماز میں انسان سست نہ ہو اور نہ غافل ہو۔ ہماری جماعت اگر جماعت بننا چاہتی ہے تو اسے چاہیئے کہ ایک موت اختیار کرے۔ نفسانی امور اور نفسانی اغراض سے بچے اور اللہ تعالیٰ کو سب شئے پر مقدم رکھے۔"

(ملفوظات جلد ششم ص۱۷۱)

بحرِ حکمت کے موتی

آخری زمانہ کی بعض علامات

(مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری)

عن انس رضؓ قال قال رسول اللہ صلعم ان من اشراط الساعۃ ان یرفع العلم ویثبت الجھل ویشرب الخمر ویظھر الزنا اور دوسری روایت میں ان یقل العلم ویظھر الجھل۔

(البخاری کتاب العلم)

حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ الساعۃ کی علامات میں سے ایک علامت یہ ہے (یہاں الساعۃ سے مراد مسلمانوں کے ادبار کا زمانہ ہے) کہ علم اٹھ جائیگا اور جہالت قائم ہو جائیگی شراب کثرت سے پی جائیگی اور زنا کا ارتکاب علانیہ طور پر اور کثرت سے ہوگا۔

گذشتہ شمارہ میں جو حدیث نقل کی گئی تھی اس میں بتلایا گیا تھا کہ قرآن کریم کی حکمت کو بتلانے والے لوگ اس امت میں وقتاً فوقتاً پیدا ہوتے رہیں گے اور ہمارے اس زمانہ میں سیدنا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اس نعمت کو پانے والے پیدا ہوئے جنہوں نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا جس کے متعلق قرآن اور احادیث میں آتا ہے کہ وہ اسلام کو تمام دیگر ادیان پر غالب کرکے دکھلائے گا اور بینات اور خدائی نشانوں یعنی قرآن کے ذریعہ دیگر ادیان کو ہلاک کر دے گا چنانچہ سیدنا حضرت مرزا صاحب کے ذریعہ ایسا ہی وقوع میں آیا اس حدیث میں بھی یہی بتلایا گیا ہے کہ بیان کی گئی ہے علم یعنی علم قرآن جو دلوں کو روشن کرنے کا ذریعہ ہے اور جیسے دلائل پیش کرتا ہے جس سے دیگر ادیان مردہ ثابت ہو جاتے ہیں وہ اٹھ چکا ہوگا یعنی اتنا کم ہو چکا ہوگا کہ نہ ہونے کے

(باقی برصفحہ ۸ کالم ۲)

قومی دفاعی فنڈ میں

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا حصّہ

(۱)۔ راولپنڈی سے مرزا معصوم بیگ صاحب لکھتے ہیں :۔

میں اور سردار تاج محمد خان صاحب کل انقر فلور مل ۔ راولپنڈی گئے تھے ۔ ان لوگوں نے اپنے لاہور آفس سے مبلغ دس ہزار روپیہ قومی دفاعی فنڈ میں ادا کیا ہے ۔ جناب شیخ اقبال صاحب نے مزید دو صد روپے دیئے ہیں جو بذریعہ بنک ڈرافٹ بھیج رہا ہوں ۔

(۲)۔ ملتان سے مولوی محمد علی صاحب مبلغ انجمن رقمطراز ہیں :۔

یہاں سے جو بھی تحریک آتی ہے اس کو باقاعدہ جماعت میں پیش کیا جاتا ہے ۔ چنانچہ حال ہی میں جناب سیکرٹری صاحب کی طرف سے دفاعی فنڈ کے سلسلہ میں چٹھی آئی ۔ میں نے بروز جمعہ جماعت میں پیش کی ۔ محترم جناب میاں فضل الرحمٰن صاحب نے فرمایا کہ ہم نے ایک ہزار کے ڈرافٹ انجمن میں بھیجا دیئے ہیں ۔ جناب محمد شریف خان صاحب نے پچاس روپیہ کا وعدہ فرمایا ۔ دیگر احباب نے کہا کہ ہم یہاں پہلے دے چکے ہیں اور جو ملازم پیشہ احباب تھے اُن سے گورنمنٹ کے آدمیوں نے وصول کر لیا یا وعدہ لکھوا لیا ہے ۔ ویسے ہماری جماعت نے محترم صدر فیلڈ مارشل محمد ایوب خان کی اپیل پر لبیک کہتے ہوئے دفاعی فنڈ میں دل کھول کر حصّہ لیا ہے ۔ آپ نے پڑھ لیا ہوگا ۔ کہ محترم میاں منیب احمد صاحب نے پانچ لاکھ روپے ۔ مکرم میاں مختار احمد صاحب نے ۲۵ ہزار روپیہ ۔ مکرم جناب میاں نثار احمد صاحب نے دو ہزار روپیہ دفاعی فنڈ میں دیا ہے ۔ ایسے ہی ہر احمدی نے اپنی حیثیت سے بڑھ کر حصّہ لیا ہے والسلام

خاکسار محمد علی ۔ ملتان کینٹ

(۳)۔ لاہور سے ملک خدا بخش صاحب لکھتے ہیں :۔

جناب سیکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

السلام علیکم ۔ میں ۵ ر جون ۱۹۶۵ء کو اپنے چھوٹے بچے برخوردار نذیر احمد کے اہل و عیال کو چھوڑنے کے لئے کراچی چلا گیا اور ۱۸ ر ستمبر ۱۹۶۵ء کی دوپہر کو واپس لاہور آ گیا ۔ میرے دوران قیام کراچی لڑائی شروع ہو گئی اور ہندوستان کے جارحانہ حملے پر جو میں نے کراچی کی کیفیت دیکھی تو اللہ تعالےٰ کے حضور سجدہ ریز ہو گیا کہ یہ قوم جو کل تک دست و گریبان تھی جنگ کی خبر سنتے ہی ایک دم اس کی کایا پلٹ گئی اور جوش و خروش سے جنگ میں شامل ہونے کے لئے اور ہر طرح کی قربانی کرنے کے لئے فوراً تیار ہو گئی اور ان کے سامنے اور کوئی مطلب نہ تھا سوائے اس کے کہ اپنے مقدس وطن کی حفاظت کے لئے سر بکف ہو جائیں اسی دوران میں کراچی پر بھی دشمن نے ہوائی حملے کئے لیکن ہماری بحری طاقت نے دوارکا کے اڈے کو تباہ کر کے دشمن کے ہوائی حملے کو بند کرا دیا ۔ الحمدللہ

میں یہاں آ گیا اور اپنی حیثیت کے مطابق دفاعی فنڈ اور مجاہد فنڈ میں حصّہ لیا ہے جس کی تفصیل یہ ہے :۔

دفاعی فنڈ

نام	رقم
ملک خدا بخش پینشنر ۔	50-00
عزیز احمد ملک پسر ملک خدا بخش	100-00
حمیدہ ملک بنت ملک خدا بخش	40-00
میزان ۔	190-00

مجاہد فنڈ

اشیاء	تعداد	رقم
نسخہ قرآن مجید از مولانا محمد علی مرحوم	۱ عدد	12/-/-
کمبل	ایک عدد	30/-/-
سویٹر	ایک عدد	10/-/-
دستی رومال ۔ ۔	ایک درجن ۔	5-00
ٹوتھ پیسٹ ۔ ۔	۲ عدد ۔	8-00
تولیہ ۔ ۔	۲ عدد	3-25
کنگھی ۔ ۔	ایک درجن	3-00
بلیڈ .. ۔	۱۰۰ عدد ۔	4-50
صابن رکسونا ...	۶ عدد ۔	3-00
صابن دیسی ...	دو سیر ۔	4-00
خشک دودھ	ایک ڈبہ	2-50
کل میزان		89-50

یہ سب اشیاء مجاہد فنڈ میں دے دی گئی ہیں ۔

فہرست چندہ قومی دفاعی فنڈ

جو انجمن کی معرفت بھیجا گیا :۔

نام	رقم
حبیب الرحمٰن صاحب بھارو شاہ ضلع نواب شاہ ۔ سندھ	20-00
ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب ہری پور ہزارہ	50-00
عملہ مسلم ہائی سکول بڈا لاہور	365-64
انجمن خواتین احمدیہ بڑودھی بذریعہ محترم غلام زہرہ صاحبہ ...	100-00
شیخ اقبال احمد راولپنڈی ۔	200-00
بیگم صاحبہ چوہدری فضل حق صاحب مظفر آباد ۔ آزاد کشمیر ...	25-00
ڈاکٹر نذیر الاسلام صاحب لاہور ۔	100-00
اساتذہ مسلم ہائی سکول بڈا لاہور	101-96
عزیزہ طلعت محبوب پشاور ۔	1-00
ملک عبدالحئی صاحب سفید ڈھیری	500-00
اہلیہ " " " ۔	30-00
خان محمد حسن خان صاحب کراچی	50-00
ہدایت اللہ صدیقی صاحب "	5-00
میاں رحیم بخش صاحب "	50-00
مسٹر محمد اقبال یار صاحب "	20-00
میاں آفتاب اعجاز صاحب "	50-00
شیخ نصیر الحق صاحب "	10-00
ڈاکٹر سید علاؤ الدین مجتبیٰ صاحب "	500-00
حمید الصمد صاحب "	100-00
ڈاکٹر نذیر احمد صاحب "	50-00
میاں فرید توتلی صاحب "	25-00
شیخ ظفر الحق صاحب "	50-00
شیخ محمود احمد صاحب "	100-00
اہلیہ چوہدری توحیی محمد صاحب "	10-00
والدہ صاحبہ مسعود اختر صاحب "	50-00
والدہ صاحبہ شیخ محمد طفیل صاحب "	20-00
اہلیہ ڈاکٹر یوسف احمد صاحب "	25-00
اہلیہ شیخ محمد طفیل صاحب "	20-00
اہلیہ ڈاکٹر نذیر احمد صاحب "	50-00
اہلیہ میاں رحیم بخش صاحب "	10-00
شیخ سعید الحق صاحب "	5-00
گل محمد صاحب تاتاری ۔ احمدیہ شرقیہ	2-00
عبدالباری صاحب اول مدرس ناظم کلہ بید بدول ۔	10-00
ماسٹر محمد اسحٰق صاحب زوربی ۔ مردان ۔	10-00
سید محمود صاحب " "	2-00
عبدالحمید خان صاحب بابوخیل زیدہ مردان	5-00
خان عبدالعزیز خان صاحب زیدہ مردان	15-00
مولوی احمد علی صاحب چک ۲۲ سرگودھا	8-00
عملہ نیو مسلم کالج لاہور ۔	120-00
شیخ نثار احمد صاحب وزیر آباد ۔	50-00
شیخ ممتاز احمد صاحب "	10-00
میزان ۔	2905-50
سابقہ میزان	7366-78
کل میزان ۔	10272-28

ہفت روزہ پیغام صلح (لاہور) ... ۱۹۶۵ء

المنبر کی افتراق انگیز روش

حضرت مسیح موعودؑ کے اس کشفی بیان پر جو شاستری کی پیشگوئی غلط نکلنے کے بارہ میں آج سے ساٹھ سال پیشتر آپ نے دیا "پیغام صلح" کی سابقہ اشاعتوں میں ... مفصل روشنی ڈالی جا چکی ہے، اور یہ بتایا جا چکا ہے کہ ہندوستان کے وزیر اعظم لال بہادر شاستری نے (جس کو عرف عام میں صرف "شاستری" کے نام سے پکارا جاتا ہے) لاہور پر چوبیس گھنٹہ میں قابض ہونے کی "خوشخبری" سنانے کا جو وعدہ ہندوستانی لوک سبھا میں کیا تھا، وہ جہاں خدا تعالے کی خاص نصرت اور قدرت نمائی سے غلط ثابت ہوا، وہیں اللہ تعالے کی قدرت نمائی اس رنگ میں بھی ہوئی کہ آج سے ساٹھ سال پیشتر اللہ تعالے نے اپنے مامور اور مجدد کی زبان سے بھی ...... یہ بتا دیا تھا کہ

"شاستری کی پیشگوئی غلط نکلی"

جس سے حضرت مرزا صاحب کے مکلم من اللہ ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔

خدا جانتا ہے کہ اس امر واقعہ کا انکشاف ہم نے اس نیت سے نہیں کیا تھا کہ مسلمانوں کے جذبۂ جہاد کی کسی رنگ میں تنقیص کی جائے، اور اس اتحاد و اتفاق کو جو اس وقت مسلمان قوم میں پیدا ہو چکا ہے کسی طرح بھی ٹھیس لگائی جائے۔ خود اسی مضمون میں جو اس پیشگوئی کے متعلق ہم نے لکھا اس بات کو بھی ہم نے اللہ تعالے کی خاص نصرت اور قدرت کا نشان قرار دیا تھا کہ مسلمانوں کے تمام سیاسی و مذہبی فرقوں میں اتحاد و اتفاق پیدا ہو گیا، اور سب مل کر دشمن کے مقابلہ کے لئے کھڑے ہو گئے، ہم نے صفائی کے ساتھ اس جنگ کو جو اس وقت پاکستان کو ہندوستان کے ساتھ پیش آیا ہے جہاد فی سبیل اللہ قرار دیا، اور اس میں شرکت کو احمدی قوم کا ضروری فریضہ ٹھہرایا، لیکن افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ لائل پور کا اخبار "المنبر" اس نازک موقعہ پر مندرجہ بالا پیشگوئی کے انکشاف کو تفریق بین المسلمین کا موجب قرار دیتے ہوئے ہم پر الزام لگاتا ہے کہ ہم مسلمانوں کی توجہ جذبۂ جہاد سے ہٹا کر احمدیت کی طرف مبذول کرانا چاہتے ہیں، سبحانک ھذا بہتان عظیم۔

المنبر نے ۹ رجادی الثانی ۱۳۸۵ھ کی اشاعت میں اس بات پر زور دیتے ہوئے کہ مسلمانوں کی ہر مصیبت اور رنج و الم کے موقعہ پر قادیانی خوشی کے شادیانے بجاتے اور اس کو مرزا غلام احمد کی عظمت کے لئے بطور دلیل پیش کرتے ہیں۔ "الفضل" کے وہ حوالے نقل کئے ہیں جن میں ۱۹۱۴ء کی عالمگیر جنگ کے موقعہ پر ترکی اور دیگر ممالک اسلامیہ کے مقابلہ میں انگریزوں کی فتوحات پر خوشیاں منائی گئی اور چراغاں کئے گئے، ہم تسلیم کرتے ہیں کہ قادیانی جماعت کا یہ رویہ سراسر خلاف اسلام اور حد درجہ اندوہناک ہے جس کے خلاف ہم ہمیشہ بیزاری کا اظہار کرتے رہے ہیں، لیکن ہم حیران ہیں کہ "المنبر" کا اس موقعہ پر ان حوالجات کو نقل کرنا کیا معنی رکھتا ہے، کیا یہ صریحاً مسلمانوں کے موجودہ اتحاد و اتفاق کو ٹھیس پہنچانے اور ان کے جذبات کو تمام جماعت احمدیہ کے خلاف مشتعل کرنے اور اس جہاد فی سبیل اللہ کو نقصان پہنچانے کا موجب نہیں جو احمدی قوم تمام مسلمانوں کے دوش بدوش سرانجام دے رہی ہے؟ حیرتناک امر یہ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے جس کشفی بیان پر "المنبر" کو مقالہ لکھنے کا شوق پیدا ہوا وہ تو "پیغام صلح" نے پیش کیا تھا اور "المنبر" نے اس بارہ میں "پیغام صلح" ہی کا حوالہ بھی دیا ہے لیکن اپنے جوابی مضمون میں اس نے قادیانی جماعت کی روش اور "الفضل" کے بیانات کو نقل کر کے خواہ مخواہ اشتعال پیدا کرنے کی کوشش کی ہے حالانکہ "پیغام صلح" یا جماعت احمدیہ لاہور نے کبھی عالم اسلام کی کسی مصیبت کے موقعہ پر خوشی کا اظہار نہیں کیا اور نہ قادیانی جماعت کی روش کو پسندیدہ نگاہوں سے دیکھا، ایسا ہی جہاں تک امام ... جماعت احمدیہ حضرت مسیح موعودؑ کا تعلق ہے، آپ نے کبھی بھی مسلمانوں کے کسی ابتلاء اور دکھ کے موقعہ پر اظہار خوشنودی نہیں فرمایا۔ بلکہ یہ تعلیم دی ہے اور اس کو بیعت کی ایک اہم اور ضروری شرط قرار دیا ہے کہ بیعت کنندہ :-

"تمام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے"

اور ایک شرط یہ ہے کہ :-

"دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا"

ایک اور شرط ہے کہ :-

"تمام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچائے گا۔"

انہی شرائط کے مطابق آپ ہمیشہ اپنی جماعت کو تمام مسلمانوں اور تمام بنی نوع انسان سے ہمدردی کی تعلیم دیتے رہے، اور یہاں تک فرمایا کہ :-

"یاد رکھو کہ ہمدردی کا دائرہ میرے نزدیک بہت ہی وسیع ہے۔ میں ان لوگوں کو ہرگز پسند نہیں کرتا اور نہ ان کی ایسی تعلیم کو پسند کرتا ہوں جو ہمدردی کو صرف اپنی قوم تک ہی محدود کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اپنی قوم سے ہی ہمدردی کرنی چاہیئے غیر قوم سے ہرگز ہمدردی نہیں کرنی چاہیئے میں تو تاکید کرتا ہوں کہ اپنی قوم اور غیر قوم سے برابر ہمدردی کرنی چاہیئے کسی قوم اور کسی فرد کو الگ نہیں رکھنا چاہیئے"۔

... پر جبکہ تمام قوم میں اتحاد و اتفاق کی لہر پیدا ہو چکی ہے اور ساری قوم جس میں جماعت احمدیہ بھی شامل ہے، جہاد کے مقدس فریضہ کی ادائیگی میں منہمک ہے ایسے اشتعال انگیز اور تفریق و انتشار پیدا کرنے والے بیانات سے گریز کرے کہ ان میں صریح طور پر پاکستان دشمنی اور مسلمانوں کے ساتھ کھلی عداوت کا ثبوت پایا جاتا ہے۔

آئندہ اشاعت میں ہم "المنبر" کے ان بیانات پر غور کریں گے جن میں اس نے حضرت مسیح موعودؑ کے کشفی بیان "شاستری کی پیشگوئی غلط نکلی" پر تنقید کی ہے۔

جلسۂ سالانہ

امسال ۱۶۔۱۷۔۱۸۔۱۹ دسمبر کو ہوگا

چونکہ امسال ۲۵ دسمبر ۶۵ء کو رمضان شریف

شروع ہونیوالا ہے، اس لئے فیصلہ کیا گیا ہے کہ جلسہ سالانہ ۱۶-۱۷-۱۸-۱۹ دسمبر ۱۹۶۵ء کو منعقد کیا جائے۔ تاکہ اختتام جلسہ کے بعد احباب سہولت سے اپنے گھروں میں پہنچ کر روزے رکھ سکیں۔

۱۶ دسمبر ۱۹۶۵ء کو بروز جمعرات مستورات کا جلسہ ہوگا، اور اس کے بعد ۱۷۔۱۸۔۱۹ دسمبر کو بروز جمعہ ہفتہ اتوار عام جلسہ منعقد ہوگا احباب کرام ابھی سے شمولیت جلسہ کی تیاری شروع کر دیں اور جہاں تک ممکن ہو اپنی مستورات اور بچوں کو بھی ساتھ لانے کا انتظام کریں، اور غیر از جماعت دوستوں کو بھی شمولیت جلسہ کی تحریک کریں۔

مبلغین حضرات سے درخواست ہے کہ اپنے اپنے حلقوں میں دورہ کر کے تمام احباب کو جلسہ میں شمولیت کی دعوت دیں۔

مہتمم صاحب جلسۂ سالانہ ڈاکٹر اللہ بخش صاحب مقرر ہوئے ہیں۔ اس لئے جلسہ کے متعلق جملہ خط و کتابت ڈاکٹر صاحب موصوف سے کی جائے۔

احمد یار سیکرٹری

ایک ضروری تحریک

حضرت امیر ایدہ اللہ ۱۴ اکتوبر کو بروز جمعرات ایبٹ آباد سے واپس لاہور تشریف لے آئے، آپ کی صحت بحمد اللہ پہلے سے بہت بہتر ہے۔ ۱۵ اکتوبر کو آپ نے نماز جمعہ پڑھائی۔ خطبہ جمعہ میں جو دوسری جگہ درج ہے، بھارت اور پاکستان کی موجودہ جنگ پر تبصرہ کرتے ہوئے آخر میں آپ نے دفاعی فنڈ کی تحریک پر زور دیا اور ارشاد فرمایا کہ :-

"ہم کو چاہیئے کہ ہم اپنے فوجیوں کے لئے، زخمیوں کے لئے اور ان لوگوں کے لئے جن کا گھر بار چھوٹ گیا ہے لگاتار چندہ دیں۔ کچھ آدمی مقرر کریں جو ساری جماعت سے نقدی، سامان، لحاف، کپڑے اور ضروری اشیاء جمع کریں ورنہ اس سے کوئی فائدہ نہیں

(باقی بر صفحہ کالم ۳)

امریکہ مسئلہ کشمیر میں غیر جانبدار نہیں رہ سکتا

جارح پاکستان نہیں بھارت ہے: امریکی براڈکاسٹر کی رائے

راولپنڈی۔ جمعہ (اے پ پ) امریکہ کے ممتاز براڈکاسٹر مسٹر فلٹن لوئس جونیئر نے مسئلہ کشمیر پر متعدد نشری تبصروں میں کہا ہے کہ اس اٹھارہ سالہ تنازعہ کی تاریخ بھارت کی مسلسل عیاری، بدعہدی اور رسوائی کی تاریخ ہے۔ بھارت نے اس مسئلے کو سلجھانے کے لئے بار بار محض اس لئے وعدے کئے کہ ان کو توڑ دیا جائے۔ بھارت نے ناقابل تردید حقائق کو جھٹلانے کی کوشش کی ہے۔

مسٹر لوئس نے ستمبر کے مہینے میں ریڈیو پر مسئلہ کشمیر پر جو مختلف تبصرے کئے ہیں ان کی تفصیلات اب موصول ہوئی ہیں۔ انہوں نے کہا اقوام متحدہ کی بنیاد اس پر ہے کہ تمام لوگوں کو حق خود ارادیت دلایا جائیگا اور عوام کو اپنی پسند کی حکومت قائم کرنے میں مدد دی جائے گی۔ اقوام متحدہ کے منشور میں یہ حق تمام قوموں کے لئے تسلیم کیا گیا ہے اور کشمیری عوام کو اس سے مستثنیٰ قرار نہیں دیا گیا۔

انہوں نے مزید کہا کہ مسئلہ کشمیر کو سلجھانا مشکل نہیں۔ تمام واقعات اور شواہد موجود ہیں جن کے متعلق شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں۔

کشمیر میں ۸۰ فیصد مسلمان آباد ہیں۔ اگر رائے شماری کرائی گئی تو وہ پاکستان کے ساتھ الحاق کا فیصلہ کریں گے۔ چونکہ بھارت اس بات کو جانتا ہے اس لئے وہ رائے شماری کرانے پر آمادہ نہیں ہوتا اور اس نے فوجی طاقت کے بل پر کشمیر پر قبضہ کر رکھا ہے۔

پاکستان کی موجودہ کارروائی بھارت کے اس اختیار کو چیلنج ہے کہ وہ مقبوضہ کشمیر کو اب فوجی طاقت کے بل پر اپنے قبضہ میں نہیں رکھ سکتا۔ پاکستان کا اقدام بھارت کے لئے یہ الٹی میٹم بھی ہے کہ خواہ وہ پسند کرے یا نہ کرے، کشمیر میں اب رائے شماری روکا نہیں جا سکتا۔

انہوں نے کہا کہ امریکی وزیر خارجہ اس معاملے میں خواہ کتنی ہی گول مول باتیں کیوں نہ کرے تمام لوگوں پر یہ واضح ہو جانا چاہیئے کہ پاکستان نے جارحیت نہیں کی ہے۔ بلکہ اس کے برعکس بھارت ۱۸ برس سے جارحیت کا ارتکاب کرتا چلا آیا ہے، اس نے کشمیر کو فوجی طاقت کے بل پر غلام بنا رکھا ہے۔ پاکستان اب بھارت کی جارحیت کو چیلنج کر رہا ہے اور فوجی قوت کا جواب فوجی قوت سے ہی دیا جا سکتا ہے۔

بھارت نے مسئلہ کشمیر کے متعلق بھی اسی قسم کی دورخی پالیسی اور منافقانہ طرز عمل روا رکھا ہے جس کا مظاہرہ وہ ہمارے ساتھ کرتا رہا ہے۔ ہمارے سفیروں کا نئی دہلی میں تو مذاق اڑایا جا رہا ہے لیکن واشنگٹن میں ہماری حکومت کی تعریف کی جا رہی ہے۔

کون حق پر ہے

ایسے حالات میں یہ کس طرح ممکن ہے کہ ہم غیر جانبدار رہیں۔ کیا ہم غیر جانبدار رہ کر یہ منوانا چاہتے ہیں کہ پاکستان اور بھارت دونوں حق پر ہیں؟ کیا ہم یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ اٹھارہ سالہ ریکارڈ کا سرے سے وجود ہی نہیں اور جو وعدے کئے گئے تھے وہ کبھی نہیں کئے گئے تھے۔ اور کیا بھارت کا طرز عمل کا جائزہ کسی ایسے قاعدے سے لیا جائے گا جس کا امریکہ یا دنیا کے دوسرے ملکوں پر اطلاق نہیں ہوتا؟

مسٹر لوئس نے کہا آج تک میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ ہم بھارت کے کس لحاظ سے احسان مند ہیں اور امریکی محکمہ خارجہ پر بھارت کا جادو کیوں چل گیا ہے؟ بھارت میں دنیا کا بدترین قسم کا ذات پات کا نظام رائج ہے۔ اس وقت تک ہم نے اقتصادی امداد دی ہے اس کا نتیجہ صرف یہ ہوا ہے کہ ہر امیر امیر تر اور غریب اور زیادہ غریب ہو گیا ہے۔ بھارت کے پاس جو جادو ہے اس کی وجہ سے جب ہم مسئلہ کشمیر پر غور کرتے ہیں تو اس پیمانے قانون اور قاعدے کی روشنی میں غور کرنے میں اور انصاف شرم سے منہ چھپا لیتا ہے۔

کشمیر کے معاملہ میں بھارت نے ہمیشہ ہٹ دھرمی کی ہے

نیویارک۔ جمعرات (اے پ پ) امریکہ کے سابق صدر جنرل آئزن ہاور نے بتایا ہے کہ مسئلہ کشمیر کے بارے میں بھارت ہمیشہ ہٹ دھرمی سے کام لیتا رہا ہے۔ پاکستان اور بھارت کی حالیہ لڑائی پر تبصرہ کرتے ہوئے جنرل آئزن ہاور نے کہا ۱۹۵۹ء میں انہوں نے تنازعہ کشمیر کے بارے میں صدر محمد ایوب خان اور پنڈت نہرو سے بات چیت کی تھی، صدر ایوب مصالحت پر گفت گو کرنے پر آمادہ تھے۔ لیکن پنڈت نہرو نے ہٹ دھرمی سے کام لیا اور کسی کی بات سننے کے لئے تیار نہ تھے۔ تاہم انہوں نے یہ یقین دلایا تھا کہ وہ کشمیر کے معاملہ میں پاکستان پر حملہ نہیں کریں گے۔ جنرل آئزن ہاور نے کہا کہ دونوں ملکوں نے اس وقت یہ یقین دلایا تھا کہ وہ کشمیر کے تنازعہ پر جنگ نہیں کریں گے۔

کشمیر بھارت کا حصہ نہیں ہے

کیرالا کے سابق وزیر اعلیٰ کا اعلان

بھارتی حکمرانوں نے اپنی پالیسیاں تبدیل نہ کیں تو انکا حشر بھی ہٹلر، مسولینی اور ٹوجو جیسا ہوگا

ترپوندرم (بھارت) ۱۲ اکتوبر۔ بھارتی صوبہ کیرالا کے سابق وزیر اعلیٰ اور بائیں بازو کے مشہور کمیونسٹ رہنما نمبودری پد نے کہا ہے کہ کشمیر بھارت کا حصہ نہیں ہے۔ انہوں نے شاستری حکومت پر کڑی نکتہ چینی کرتے ہوئے کہا کہ اگر بھارتی رہنماؤں نے اہم بین الاقوامی امور کے بارہ میں اپنی پالیسیوں پر نظرثانی نہ کی تو ان کا حشر بھی مسولینی، ہٹلر اور ٹوجو جیسا ہوگا۔ مسٹر نمبودری پد ترپوندرم میں ایک جلسہ عام سے خطاب کر رہے تھے آپ نے پاکستان سے جنگ چھیڑنے پر شاستری حکومت کی سخت مذمت کی اور بھارتی وزیر اعظم کو خبردار کیا کہ وہ اس جنگ کو معمولی بات نہ سمجھیں۔ کیرالا کے سابق وزیر اعلیٰ نے کہا کہ چین اور پاکستان سے سرحدی تنازعات جنگ سے طے نہیں ہو سکتے۔ مسٹر شاستری کو اپنے موجودہ مشیروں سے قطع تعلق کر لینا چاہیئے۔ جو یہ سمجھتے ہیں کہ چین اور پاکستان سے تنازعات جنگ کے ذریعے ہی طے کئے جا سکتے ہیں۔ مسٹر نمبودری پد نے کہا بھارت کو اپنے ہمسائیوں سے دوستانہ تعلقات قائم کرنے چاہئیں اور اس کے لئے بھارت کو دوسروں کی پالیسی پر عمل کرنا چاہیئے تاکہ وہ ہمسایہ ممالک پر اپنی مرضی کے حل ٹھونسے۔ مسٹر نمبودری پد نے بھارتی حکومت کے اس موقف سے اتفاق کرنے سے انکار کر دیا کہ کشمیر بھی دوسرے صوبوں کی طرح بھارت کا صوبہ ہے۔ آپ نے کہا کہ مسئلہ کشمیر کو حل کرنے کے لئے دور اندیشی اور معقولیت پر مبنی پالیسی کی ضرورت ہے۔ مسٹر نمبودری پد نے کانگریسی رہنماؤں کے اس مطالبہ کا بھی ذکر کیا کہ کمیونسٹ پارٹی کو خلاف قانون قرار دے کر کمیونسٹ رہنماؤں کو گرفتار کر لیا جائے۔ آپ نے کہا میں جیل کی سلاخوں سے خائف نہیں ہوں، لیکن میں بھارت کا شیرازہ منتشر ہونے کے آثار واضح طور پر دیکھ رہا ہوں اور ایک محب وطن کی حیثیت سے یہ حقائق بیان کرنے پر مجبور ہوں خواہ وہ بھارتی حکمرانوں کو تلخ ہی کیوں معلوم ہوں۔

کشمیر کے متعلق پاکستانی موقف درست ہے

فرانس کے کالم نویس کا مقالہ

ٹوکیو۔ ۱۳ اکتوبر (اے پ پ) فرانس کے مشہور کالم نویس موسیو الفریڈ سمولر باؤ نے ماہوار رسالہ "کوریا یوپنیا" میں ایک مقالہ خصوصی لکھا ہے جس میں آپ نے کشمیر کے متعلق پاکستانی موقف کو حق وصداقت پر مبنی قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ ایک تو کشمیر کے باشندوں کی بھاری اکثریت مسلم ہے اور دوسرے پاکستان کے تمام دریا کشمیر سے نکلتے ہیں۔ آپ نے لکھا ہے کہ کشمیر پر بھارت محض اس بنا پر اپنا حق جتاتا ہے کہ بھارت کے ساتھ کشمیر کے الحاق کا معاہدہ مہاراجہ کشمیر کر چکا تھا۔ لیکن اس کے برعکس پاکستان کے ساتھ الحاق کے جو معاہدے دوسرے ریاستوں کے حکمرانوں نے کئے تھے بھارت نے انہیں کبھی تسلیم نہ کیا۔ اور دلیل یہ دی کہ معاہدے کرنے والے حکمران مسلمان تھے مگر ان کی ریاستوں میں اکثریت ہندو آبادی کی تھی۔ موسیو الفریڈ نے بھارت کی کمزور قیادت پر بھی کڑی نکتہ چینی کی ہے اور کہا ہے کہ بھارت کے موجودہ وزیر اعظم کوتاہ اندیش ہیں۔ انہوں نے وقتی فائدہ حاصل کرنے کے لئے قدم قدم پر پاکستان کے ساتھ تعلقات بگاڑ کر عقل مندی کا ثبوت نہیں دیا۔ پاکستان کے موجودہ طرز عمل کے متعلق موسیو الفریڈ نے کہا کہ پاکستان اس بات کا عزم صمیم کر چکا ہے کہ وہ بھارت کو کشمیر ہڑپ کر لینے کی اجازت نہیں دے گا۔ اس وقت بڑی طاقتوں پر اہم ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں انہیں پاکستان کے متعلق ہر فیصلہ کرتے وقت یہ فراموش نہ کرنا چاہیئے کہ آگے چل کر پاکستان دنیا میں کس قدر اہم کردار ادا کرنے والا ہے کیونکہ دنیا کی بہبود کا سارا دارومدار اس بات پر ہے کہ کشمیر کا قضیہ پر امن اور باآبرو مندانہ طور پر حل کیا جائے۔

بھارتی حملہ کے موقعہ پر سخت مُشکل اور ناگوار حالات

نصرتِ الٰہی نے ناگوار حالات کو موجبِ خیر و برکت بنا دیا

خطبہ جمعہ مورخہ ۱۵ اکتوبر ۱۹۶۵ء فرمودہ حضرت امیر قوم مولینا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بمقام جامع احمدیہ بلڈنگز لاہور

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ وَعَسَىٰ أَن تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسَىٰ أَن تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ——— (البقرہ) ———

جہاد کی فرضیت مخالف حالات میں

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت جب خطرے میں پڑی - اور جب حضرت صلعم کا دین خطرے میں پڑا - اور آپ نے دیکھا کہ میری جماعت تھوڑی سی ہے - اور دشمن کی تعداد بہت زیادہ ہے اور دشمن اس چھوٹی سی جماعت اور اس کے دین کو مٹانے کے درپے ہے تو ان حالات میں خدا تعالےٰ نے فرمایا کُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ اے پیغمبر اور اے مسلمانو ایسے حالات میں تمہارے لئے جہاد کرنا فرض قرار دیا جاتا ہے اور ایسا کرنا آپ کو ناگوار لگتا ہے - دشمن تو اس لڑائی میں یہ سمجھتا ہے کہ اس کے پاس سامان بہت ہیں اس کی تعداد بہت زیادہ ہے اور حالات ایسے ہیں کہ بظاہر اس کی فتح یقینی ہے کیونکہ مسلمانوں کی جماعت کے حالات اس کے برعکس ہیں، ان کی کوئی جمعیت نہیں کوئی سامان جنگ نہیں بدر کی جنگ میں تو رسالہ صرف دو گھوڑے پر مشتمل تھا نہ اسلحہ ہے نہ زیادہ تعداد ہے - کھانے پینے کا سامان نہیں ہے - نہ خزانہ ہے ایسی حالات میں خدا تعالےٰ نے فرمایا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ جنگ کرنا تم پر فرض کیا گیا - وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ یہ تمہیں ناگوار ہے حالات سازگار نہ ہونے کی وجہ سے تمہیں بُرا تو لگےگا لیکن ہم نے جہاد فرض کر دیا ہے - اور سن لو! عَسَىٰ أَن تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ہوسکتا ہے کہ یہ بات تمہیں ناگوار معلوم ہوتی ہے - کیونکہ حالات سازگار نہیں ہیں اور دشمن کا اسلحہ اور اس کی تعداد زیادہ ہے تاہم اسی کے اندر تمہارے لئے بھلائی ہے

موجودہ جنگ میں دشمن کی طاقت اور ہماری حالت

آج ہمارے اُوپر جو جنگ ٹھونسی گئی اس میں بھی حالات بظاہر ہمارے مخالف تھے - دشمن کے عزائم خطرناک تھے - اس کے پاس اسلحہ بہت زیادہ تھا - اس کے پاس فوجی ڈویژن بہت تھے - پھر اس کے ساتھ بعض مغربی ممالک کی شہ بھی ہے اور بہت زبردست شہ ہے ان دنوں لارڈ ماؤنٹ بیٹن بھی بھارت کی پیٹھ ٹھونکنے کے لئے آئے اور اس نے کہا کہ ہم تقسیم ہند کے وقت بھی سمجھتے تھے کہ Pakistan is a mistake (پاکستان کا قیام ایک بہت بڑی غلطی ہے) اور اب بھی پاکستان کے قیام کو غلطی ہی سمجھتے ہیں - ایک بڑا آدمی ہمارے صدر کو دھمکی بھی دیتا ہے کہ تم چین کے ساتھ تعلق گانٹھتے ہو - ماسکو جاتے ہو، ہم درخواست کرتے ہیں کہ تم پہلے ہمارے پاس آؤ ہم دیکھیں گے کہ تم کس بل بوتے پر یہ گستاخی کرتے ہو -

خطرناک صورت حالات

بے شمار سامان حرب دشمن کو بارش کی طرح یا جا رہا ہو - اور جو پہاڑی ڈویژن چین کے مقابلہ کے لئے تیار کئے تھے وہ بھی پاکستان کے خلاف استعمال کئے جا رہے ہوں اور پیرانی ہیم دینے بیانات کو چوروں کی طرح حملہ کیا جائے تو کس قدر خطرناک صورتِ حالات پیدا ہو جاتی ہے ایک شخص ایک بڑی فوج لے کر نکلتا ہے اور اپنی قوم کو کہتا ہے کہ شام تک لاہور کے جیمخانہ میں ہم مل کر شراب پیئیں گے اور شاستری اعلان کرتا ہے کہ آئندہ چوبیس گھنٹہ تک ہم آپ کو بہت بڑی خوشخبری سنائیں گے - یہ تمام چیزیں بتلاتی ہیں کہ دشمن کو اپنی فتح و کامرانی کا کس قدر یقین ہے اور اپنے معاونین پر کس قدر اعتماد ہے - اور عزائم یہ ہیں کہ سیالکوٹ وزیرآباد اور لاہور کا شام تک قلع قمع کر کے رکھ دیا جائے پاکستان کو دو ٹکڑوں میں کاٹ دیا جائے اور پھر اس کے بعد شرقی پاکستان پر قبضہ کرنا آسان ہوگا -

ہماری کمزوری و ناتوانی اور نصرت الٰہی

ایسے حالات میں پاکستان کی کمزوری اور ناتوانی کی وہی کیفیت ہے جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مسلمانوں کی کمزوری کی حالت تھی - اس کمزوری کا نقشہ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ کے الفاظ میں کھینچ دیا گیا ہے - سامان نہیں، رسالہ نہیں، رسد نہیں، خزانہ نہیں - کس طرح دشمن کا مقابلہ کریں گے - لیکن آسمان پر فیصلہ کچھ اور لکھا گیا ہے وَعَسَىٰ أَن تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ خدا جو کائنات کا بادشاہ ہے لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ تمام آسمان و زمین اسی کی ملکیت ہے وَلِلَّهِ جُنُودُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ آسمان اور زمین کی افواج اللہ تعالےٰ کی ملکیت اور اس کے قبضہ قدرت میں ہیں بے شک دشمن کا حملہ بڑا سخت ہے، اس کے حملہ سے ہمارے دل تو لرزہ آ گیا - قوم ہل گئی، ہراساں ہوگئی، خوفزدہ ہوگئی - بعض مکانوں کے حصّے ٹوٹ گئے لیکن خدا تعالےٰ کے ہاں هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ کا فیصلہ ہے -

قوم کی دلسوز دعائیں

چنانچہ دیکھ لیجئے قوم کی قوم کا نقشہ بدل گیا - ایک تو یہ نقشہ نظر آتا ہے کہ تمام کا تمام ملک درگاہ الٰہی میں سربسجود کرا دیا اور نہ صرف پاکستان بلکہ اس مصیبت کو دیکھ کر دوسرے اسلامی ممالک بھی دعاؤں میں مشغول ہو گئے - یہ مصیبت کس قدر انعام و برکت ساتھ لے کر آئی کہ قوم کی قوم خدا کے سامنے جھک گئی - پھر خدا تعالیٰ کی فرشتوں کی افواج نے پاکستان کا ساتھ دیا یہ کتنا بڑا انعام ہے اور خدا تعالےٰ نے کس قدر فضل ہم پر کیا ہے -

مجھے بیان کرتے ہوئے شرم آتی ہے کہ اس مصیبت میں مجھ پر بار بار رقت طاری ہوتی رہی اور میں بے اختیار جناب الٰہی میں بار بار گریہ و زاری کرتا ہوں -

خدائی نصرت کا ہاتھ

میں ایبٹ آباد سے واپس آ رہا تھا - ایک فوجی افسر میرے ہم سفر تھا - سیالکوٹ کے محاذ پر وہ ذمہ داری کے کام پر مامور تھے - اور دشمن سے لڑ رہے تھے - وہ کسی ضرورت کے تحت کراچی جا رہے تھے - وہ حالات بیان کرتے اور میں اُن کی داستان پر رو رہا تھا - اس نے بتایا کہ ہم نے اس جنگ میں خدا کو دیکھا ہے اور اس کے فرشتوں کو دیکھا ہے، دشمن ہم پر سخت بمباردمنٹ اور شیلنگ کر رہا تھا - لیکن بم ہمارے اوپر نہیں گرتے تھے بلکہ آس پاس گر رہے تھے - جس چیز کو وہ تباہ کرنا چاہتے تھے گولہ ادھر جاتا ہی نہیں تھا - خدا تعالےٰ نے ہمیں اپنی حفاظت میں رکھا ایک ٹینک کے افسر نے دوسرے ٹینک والے سے کہا کہ میرا ٹینک چلتا نہیں اور میرے لئے حکم بھی نہیں ہے کہ اُتر جاؤں - میں کیا کروں - دوسرے افسر نے کہا کہ ٹھہرو میں آتا ہوں - وہ میرے ٹینک کے پاس آ گیا - اس اثناء میں اس کے ٹینک پر گولہ لگا اور وہ تباہ ہوگیا - اور خدا نے اس افسر کو بچا لیا -

فوجوں کے ساتھ عوام کی اعانت

اس نے بتایا کہ اس جنگ میں قوم نے بڑی قربانیاں دی ہیں، فوجیوں کے علاوہ عوام نے بھی بہت بڑا کام کیا ہے - گاؤں والے اپنی فوج کے لئے دودھ لا رہے ہیں لوگ اپنی اپنی چیزیں پیش کرتے ہیں کہ ہماری چیز کھاؤ - اس علاقے نے مصیبت بھی دیکھی اور خدا تعالےٰ کی برکات اور انعامات بھی دیکھے - مصیبت کے اندر برکت ہے -

ہماری سوجھ بوجھ اور بھارتی افواج کی ناتجربہ کاری

اس افسر نے کہا کہ خدا تعالےٰ نے ہمیں اس موقعہ پر بہت کچھ سکھایا اور ہمیں تجربہ بھی ہوا - اور خدا تعالےٰ نے ہمیں سوجھ بوجھ بھی بخشی - اور سخت مخالف حالات میں غلبہ بھی عطا فرمایا - اس نے کہا کہ بھارتی احمق قوم ہے - وہ لڑنا بھی نہیں جانتی - اسکو لڑائی کا تجربہ بھی نہیں - خدا نے اس موقعہ پر اُن کی عقلوں کو بھی چھین لیا - اس وقت ہمارے پاس صرف سات ٹینک تھے اور وہ کچھ کچھ فاصلے پر رکھے ہوئے تھے - رات کے وقت حکم دیا گیا کہ ان کو درختوں کے جھنڈوں میں چھپا دیا جائے لیکن دشمن کے ٹینک وہیں کے وہیں کھڑے رہے ہم نے ان کو تباہ کر دیا - اور دشمن کی لاشوں کے پشتے لگ گئے - ہر کہیں لاشیں لاشیں نظر آتی تھیں -

فوجی افسر اگلے مورچوں پر

خدا تعالےٰ نے آپ کو وہ افسر دیئے جو پیچھے بیٹھ کر

نہیں لڑتے تھے بلکہ آگے آگے رہتے تھے۔ ہمارے جرنیل کرنیل اور کپتان پیش پیش رہے۔ ان کی وجہ سے سپاہیوں کے اندر وہ ہمت پیدا ہوئی کہ دشمن کو منہ کی کھانی پڑی۔

ناگوار حالات میں خیر و برکت

فرمایا عسیٰ ان تکرھوا شیئًا و ھو خیر لکم۔ ہمارے لئے اس آفت نے خوبی پیدا کر دی۔ قوم کو خدا یاد آ گیا۔ دن رات خدا تعالیٰ کی حفاظت کی احتیاج رہی۔ اپنی مسکنت اور ناتوانی کا اور اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت کا پورا عرفان ہوا جب تک اپنا عجز و ناتوانی کا پورا علم نہ ہو خدا تعالیٰ کی طرف نہیں جھک سکتا۔ اسی لئے حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا من عرف نفسہ فقد عرف ربہ۔ جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اُس نے اپنے خدا کو پہچان لیا۔ جب تک تمہارا ایمان نہ ہو کہ ہم محتاج ہیں اس وقت تک تم قطعًا خدا کو یاد نہیں کر سکتے۔

انما المؤمنون اخوۃ کا عملی ظہور

دوسرا فضل اس مصیبت میں جو خدا کی طرف سے ہوا وہ ساری قوم کا اتحاد و اتفاق ہے۔ آج پاکستان کے مختلف گروہوں کے مسلمان ایک ہو گئے علاوہ ازیں تمام اسلامی ممالک اس وقت ایک قوم بن گئے۔ یہ ایک معجزہ ہے۔ یورپ نے یہ معجزہ دیکھ لیا ہے۔ اور وہ اس سے خائف ہے۔ یورپ میں پیغمبر نہیں بلکہ خدا اٹھا یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام جن کو وہ خدا مانتے ہیں۔ لیکن اس خدا کی خدائی میں ہر عیسائی سلطنت دوسری عیسائی سلطنت کی دشمن ہے۔ وہ یورپ کے خدا کا معجزہ ہے اور یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے کہ تمام کے تمام مسلمان اور سب اسلامی سلطنتیں ایک کلمہ طیبہ کی وجہ سے ایک ہو گئیں۔ انما المؤمنون اخوۃ کا عملی ظہور آج دیکھنے میں آیا۔ آج ہمارا ایمان تازہ ہوا کہ ہمارا خدا زندہ ہے، اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہے اور اس کی تعلیم زندہ ہے۔

مسلم ممالک کی ہمدردیاں اور تعاون

مسلم ممالک نے پاکستان کے لئے ہر ہمدردی اور تعاون اور مدد کا یقین دلایا۔ اس کے لئے دعائیں کیں شاہ فیصل کے ایک رشتہ دار نے کہا کہ میں خود فوج لے کر پاکستان جاؤں گا، اور پاکستان کے شانہ بشانہ دشمن کا مقابلہ کروں گا۔ ڈاکٹر سوکارنو اور انڈونیشیا کے مسلمانوں نے ہر امداد کا اعلان کیا اور سوڈان کے مسلمانوں نے اپنی خدمات پیش کیں ترکی اور ایران نے بھی امداد کی۔ میں ایبٹ آباد میں تھا کبھی کبھی فوجی افسران سے ملاقات کا موقعہ ملتا رہتا تھا۔ میں بیان نہیں کر سکتا۔ کہ خدا تعالیٰ نے کیا کیا فضل و برکات اور انعامات ہم پر کئے ہیں۔

جنگ احزاب کا نقشہ

سورۃ احزاب میں خدا تعالیٰ نے وہ اس حالت کا نقشہ کھینچا ہے جو جنگ احزاب کے موقعہ پر مسلمانوں کی ہوئی۔ وہاں خدا تعالیٰ کی کیا کیا قدرتیں نظر آتی ہیں۔ فرمایا۔ اے مومنو! تم خدا تعالیٰ کے احسانات کو یاد کرو۔ اذ جاءتکم جنود فارسلنا علیھم ریحًا و جنودًا لم تروھا۔ چاروں طرف سے دشمن کے لشکر کے لشکر تم پر حملہ آور ہوئے۔ ہم نے ہوا کے ذریعہ سے دشمن کو تباہ کر دیا مسلمان خندق کھود کر مدینہ میں محصور تھے اللہ تعالیٰ نے ایک شدت کی ہوا چلائی، اس میں شدت کی سردی تھی اور کنکریاں اور روڑے اُڑ اُڑ کر دشمن کے منہ پر پڑتے تھے۔ خیمے اکھڑ گئے۔ چولہوں پر دیگیں گر گئیں۔ وہم پرست قوم تھی۔ انہوں نے سمجھا کہ نحوست کی علامت ہے۔ اگلے دستے بھاگ اٹھے ان کی دیکھا دیکھی پچھلے دستے بھی بھاگ کھڑے ہوئے۔ صرف ہوا نے ہی کام نہیں کیا بلکہ وجنودًا لم تروھا وہ فرشتوں کے لشکر بھی مومنین کے ساتھ تھے جو ان مسلمانوں کو نظر نہ آ رہے تھے۔ ہمارے افسر اور ہمارے سپاہی بھی جنہوں نے مختلف محاذوں پر دشمن کو مار بھگایا انہوں نے بیان کیا ہے ہم نے خدا کی طرف سے نصرت بھی دیکھی اور خدائی لشکر بھی ہماری نصرت کے لئے اُتر آئے تھے فرمایا وکان اللہ بما تعملون بصیرًا جو جو تجاویز تم کر رہے تھے ہم ان کو جانتے ہیں لیکن بچاؤ کی تدابیر تم کیا کر سکتے ہو تمہاری تو یہ حالت تھی اذ جاءوکم من فوقکم ومن اسفل منکم واذ زاغت الابصار وبلغت القلوب الحناجر وتظنون باللہ الظنونا دشمن تمہارے آگے پیچھے اور دائیں بائیں سے چڑھ آیا تھا۔ اس کے خوف سے تمہاری آنکھیں پتھرا گئیں اور کلیجے منہ کو آ گئے کہ کیا ہونے والا ہے۔ تمہیں خیال ہو رہا تھا کہ ہم مارے گئے فرمایا ھنالک ابتلی المؤمنون وزلزلوا ...... زلزالًا شدیدًا۔ اس موقعہ پر مسلمانوں کو آزمایا گیا ایک سخت زلزلہ آ گیا۔ لوگ کانپ اُٹھے اور دشمن نے کہا یا اھل یثرب لا مقام لکم اے مدینہ والو! تم بالکل کوئی مقابلہ نہیں کر سکتے۔ بالکل اسی طرح بھارت نے کہا تھا کہ شام کو لاہور میں ہوں گے۔ پاکستان ٹھہر سکتا ہی نہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے مسلمانوں پر سکینت نازل کر دی۔ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔ کس قدر بہادر لیڈر تمہیں دیا جو سخت سے سخت حالات میں ذرہ بھر متزلزل نہیں ہوا اور اس لیڈر اور اس کی جماعت کا ایمان کس قدر پختہ ہے۔ ولما را المؤمنون الاحزاب۔ قالوا ھذا ما وعدنا اللہ ورسولہ۔ وصدق اللہ ورسولہ خدا نے اور اس کے رسول صلعم نے سچ فرمایا تھا۔ وما زادھم الا ایمانًا وتسلیمًا ان کا ایمان بڑھ گیا۔ ان کی فرمانبرداری بڑھ گئی۔ پھر فرمایا من المؤمنین رجال صدقوا ما عاھدوا اللہ علیہ مومنوں میں سے وہ مرد بھی تھے جنہوں نے اپنے عہد کو پورا کر دکھایا فمنھم من قضی نحبہ اُن میں سے کئی ایک نے اپنی جان کی قربانیاں دے دیں ومنھم من ینتظر اور وہ بھی ہیں جو اس انتظار میں ہیں کہ کب انہیں جام شہادت نصیب ہو۔

شہید ہونیوالوں کی ماؤں کے جذبات

اس جنگ میں بھی ایسا ہی دیکھنے میں آیا۔ ایک عورت نے مجھے سنایا کہ فلاں عورت کا بچہ شہید ہو گیا اس کی لاش گھر لائی گئی۔ اس کی ایک سہیلی ہے۔ اس کا بچہ بھی شہید ہو گیا مگر لاش اس کے گھر نہ آ سکی۔ اس نے اپنی سہیلی کو خط لکھا کہ مبارک ہو۔ تمہارا تیرا رتبہ بلند کیا اور شہید کی لاش گھر آ گئی اور تیرا کلیجہ ٹھنڈا ہوا کاش میرے بچے کی لاش بھی میرے دیکھنے کو گھر آتی۔ لاش نہیں تو پیارا انگلیاں ہی مل جاتیں۔ یہ ہے وہ جذبہ جو اس موقعہ پر ہماری مستورات کے دلوں میں بھی پیدا ہوا کہ وہ اپنے عزیز ترین فرزندوں کی شہادت کو اپنے لئے موجب فخر سمجھتی ہیں۔

میدانِ جنگ میں مسلمانوں کے لاجواب کارنامے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی مسلمانوں نے میدان جنگ میں لاجواب کارنامے اور لاجواب شجاعت و قربانی دکھائی تھی۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کسی نے زمین پر چلتا ہوا شہید دیکھنا ہو تو وہ طلحہ کو دیکھ لے۔ من احب ان ینظر الی شھید یمشی علی وجہ الارض فلینظر الی طلحۃ۔ لکھا ہے کہ حضرت خالد رض بہت بہادر تھے۔ انہوں نے جنگوں میں دادِ شجاعت حاصل کی۔ جب بیمار ہوتے اور بستر علالت پر دراز تھے تو فرمایا کہ ما فی موضع شبر الا وفیہ ضربۃ او طعنۃ او رمیۃ وھا انا اموت کما یموت العیر۔ دیکھو میرے جسم پر کوئی بالشت بھر ایسی جگہ نہیں، جہاں تیر اور تفنگ کے زخم کا نشان نہ ہو۔ لیکن میدان جنگ میں مجھے شہادت نصیب نہ ہوئی۔ آج میں جنگلی گدھے کی طرح مر رہا ہوں۔ کاش میری جان میدان جنگ میں جہاد کرتے ہوئے نکلتی۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم کو جام شہادت کا عاشق بنا دیا۔

جنگی حالات سے بچوں کی تعلیم

زرقانی میں مسلمانوں کا بیان لکھا ہے کہ ہم بچوں کی تعلیم اپنے جنگوں کے حالات سے شروع کیا کرتے تھے۔ زندہ قومیں ایسا ہی کرتی ہیں۔ زبیرؓ کے بیٹے عبداللہ رض اپنے والد کے ایک تلوار کے گھاؤ میں انگلی ڈال کر کھیلا کرتے تھے۔

کامل و مکمل انسان

حضرت صلعم کوئی سادھو نہیں تھے۔ کوئی ملّاں ملانے نہیں تھے۔ وہ صرف نماز روزہ سکھانے نہیں آئے تھے۔ وہ کامل مکمل انسان ہیں ہر شعبۂ حیات میں ان کی تعلیم کامل مکمل ہے وہ سلطنت کے بادشاہ تھے وہ فوجوں کے کمانڈر تھے وہ مقنن تھے۔ وہ جج تھے انہوں نے جہاد کے متعلق مفصل ہدایات جاری کی ہیں۔ قرآن کریم میں وہ ہدایات درج ہیں۔ اور اس طرح کی کامل تعلیم کسی دوسری آسمانی کتاب میں نہیں پائی جاتی

دفاعی فنڈ کے لئے سامان اور نقدی جمع کی جائے

ہم کو چاہیئے کہ ہم بھی اپنے فوجیوں کے لئے، زخمیوں کیلئے اور ان لوگوں کے لئے جن کا گھر بار چھوٹ گیا جو سامان کے لئے محتاج ہیں۔ کچھ آدمی مقرر کریں جو ساری جماعت سے نقدی سامان لحاف، کپڑے اور ضروری اشیا جمع کریں۔ ورنہ اس سے کوئی فائدہ نہیں کہ وعظ سن لیا اور چار آنسو بہا لئے آپ قوم کے دکھ درد کے شریک بنیں۔ خوشی سے اس فنڈ میں حصہ لیں اور بار بار حصہ لیں۔ اس جمع شدہ رقم اور سامان کو صحیح مقام پر پہنچانے کی کوشش

سوامی کلگ انند کبیر پنتھی

بھارتی راج پر ساڑھے تین کروڑ اونچی ذات کہلانے والے غیر ملکی ہندوؤں کا قبضہ

انگریزوں کی طرح ان کو بھی ہندوستان سے نکالا جائے

بھارت میں اس وقت "براہمن اور بنیہ" گٹھ جوڑ ہے۔ دراصل انہیں دونوں کا بھارت میں راج پاٹ ہے۔ بھارت کی پچاس کروڑ آبادی انہیں کے چنگل میں بہت بری طرح پھنسی ہوئی ہے۔ دو ہی ہندو یعنی "اونچی ذات" اتم ورن کہلانے والے تمام بھارت میں صرف ساڑھے تین کروڑ ہیں۔ بھارت کی تمام تجارت اور سیاست پر مدتوں سے انہی کا قبضہ ہے۔ ان کے علاوہ پچیس لاکھ "سکھ" ایک کروڑ "مسیحی" دس کروڑ "مسلمان" اور پچیس کروڑ "شودر" اچھوت اور سچھوت ہیں جن کو "ملیچھ" "اپتیج" "چنڈال" اور غلام بنا کر رکھا گیا ہے یہ ایسے غیر ہندو ہیں جن کی شدھی کر کے ہندو بنایا جاتا ہے۔ بقیہ دس کروڑ ایسے لوگ ہیں جن کی شدھی تو نہیں کی جاتی ہے۔ لیکن وہ سب ہندوؤں کی غلامی میں جکڑے ہوئے ہیں۔ یہ ہے بھارت کی "جمہوریت" کا ڈھول کا پول اور یہ ہے ہندو کانگریس کی حکومت کی اصلی حقیقت۔ پہلے لاکھ انگریز انڈیا پر راج کرتا تھا۔ انگریز کے چلے جانے کے بعد ساڑھے تین کروڑ ہندوؤں کا راج پاٹ سارے بھارت پر ہے اور یہ راج پاٹ انگریز ان کو بخشش میں دے گیا ہے۔

قائد اعظم کا بہت بڑا کام

پانچ ہزار سال سے ہندوؤں آریوں نے انڈیا کے اصلی قدیم باشندوں "آدی باسیوں" کے ملک پر چڑھائی کر کے ظلم و ستم جاری رکھا ہے۔ اس ظلم کو مٹانے کے لئے "بدھ دھرم" "جین دھرم" "اسلام دھرم" "سکھ دھرم" اور "سنت دھرم" مقابلہ پر آئے ہیں۔ ان سب پر ہندوؤں نے بہت عیاری اور مکاری سے کبھی دشمنی اور کبھی منافقانہ دوستی کے رنگ میں ظلم و ستم کئے ہیں۔ لیکن اب یہ سب کے سب ہندوؤں کے مکر و فریب سے بہت اچھی طرح سے واقف ہو گئے ہیں اس واقفیت کرانے میں بہت بڑا کام حضرت قائد اعظم محمد علی جناح صاحب نے انجام دیا ہے۔ آپ نے ہندوؤں کے خلاف ایک پناہ گاہ کو بنایا ہے جس کا نام ہے "پاکستان"۔

پاکستان۔ کمزوروں اور مظلوموں کی پناہ گاہ

یہ پاکستان ایک محاذ ہے جو کمزوروں اور مظلوموں کی امداد اور حمایت میں تن من دھن کی بازی لگا کر ان سب کو آزادی دلائے گا جو ہندوؤں کے ظلم و ستم کے چنگل میں پھنسے ہوئے ہیں۔ وقت آ گیا ہے کہ بھارت سے ہندوؤں کو نکالا جائے گا کیونکہ ہندو غیر ملکی بدیسی ہیں۔ اور انگریزوں کی طرح سے ان انگریزوں کے جانشینوں کو نکالا جائے گا۔ براہمنوں کے بزرگ دیوتا اوتار پرشو رام نے اکیس مرتبہ چھتری راجپوتوں کا نہ صرف قتل عام بلکہ نسل کشی کی تھی۔ اس لئے اب براہمن اور بنیہ راج کے گٹھ جوڑ کا خاتمہ ہو کر رہے گا۔

. . . .

لوک سبھا میں ہندوؤں کے خلاف جنگ

یہ جنگ دہلی کی لوک سبھا (پارلیمنٹ) میں جاری ہو گئی ہے۔ اچھوتوں (آدی باسیوں) کے لیڈر بابا صاحب ڈاکٹر امبیدکر نے اپنی موت سے پہلے بھارت کی لوک سبھا میں ایک پارٹی "ری پبلکن" نام سے بنائی تھی اس پارٹی کے لیڈر آج کل شری دادا صاحب بی کے گائیکواڑ ہیں۔ آپ نے پچاس کروڑ آدی باسیوں (اچھوتوں و سچھوتوں) کی بھارت میں غلامی دور کرنے کے لئے دہلی کی لوک سبھا میں گیارہ ستمبر ۱۹۶۳ء کو بہت گرج دار آواز میں کئی بار کہا کہ اب وقت آ گیا ہے کہ ہندوؤں کو بھارت سے نکال دیا جائے جس طرح سے انگریزوں کو نکالا گیا ہے ہندوؤں کو بھارت میں رہنے کا کوئی حق حاصل نہیں ہے یہ ہزاروں سال سے اس ملک کے اصلی و قدیمی باشندوں (آدی باسیوں) اچھوتوں و سچھوتوں پر ظالمانہ طریقے سے راج کر رہے ہیں۔ دہلی کی لوک سبھا میں گیارہ گھنٹے تک اس سلسلہ میں تقریریں ہوتی رہی تھیں ان تقریروں سے ہندوؤں میں بہت خوف طاری ہو گیا تھا۔ چنانچہ پنڈت جواہر لال نہرو اسی روز سے اس شدت سے بیمار ہوئے کہ نہ صرف بھارت کو چھوڑنا پڑا بلکہ اس دنیا سے ہی رخصت ہو گئے۔ دہلی کی لوک سبھا میں ان تقریروں پر بلیک آؤٹ کیا گیا۔ اخباروں نے شائع نہیں کیا یہ دہلی کا پہلا سیاسی بلیک آؤٹ تھا۔ لیکن ایک بہت بڑا پوسٹر لاہور کے اچھوت لیڈروں نے شائع کر کے اسی زمانہ میں دنیا کو یہ بتا دیا تھا کہ بھارت میں ظالموں کا ظلم ختم کرتے اور شانتی امن کو قائم کرتے ہیں۔

"دہلی چلو" "دہلی چلو"

کا نعرہ لگانا ہو گا۔ پوسٹر میں اپیل تھی کہ قائد اعظم محمد علی جناح نے پاکستان قائم ہونے سے پہلے دہلی میں وعدہ کیا تھا کہ پاکستان اس لئے بنایا جائے گا کہ کمزوروں اور مظلوموں کی امداد کی جائے لہذا پاکستان کا فرض ہے کہ اس وعدہ پر عمل کرے اور مسئلہ کشمیر دہلی ہی میں چل کر حل ہو گا جیسا کہ سلہٹ اور صوبہ سرحد کا مسئلہ طے ہوا تھا۔ اس لئے اسلامی امن اور انصاف کے جھنڈے کو بلند کرنے کے لئے ہمت کرو آگے بڑھو اور دہلی چلو۔

ہندو راج سے آزادی کے نعرے

پنجاب میں سکھ "سکھستان" "بدھست بدھستان"۔ راجپوتانہ میں "راجستھان" "اچھوت اچھوتستان" "سچھوت سچھوتستان" کے ٹھیک اسی طرح سے یہ نعرے لگائے جا رہے ہیں

جس طرح سے پاکستان کا نعرہ لگایا گیا تھا اب جبکہ یہ نعرہ کامیاب ہو گیا تو اور بھی نعرے کامیاب ہو سکتے ہیں۔ ہندو اپنی حکومت کی بندوقوں سے ان سب کے نعروں کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ کشمیر پر ظلم و ستم کے پہاڑ ڈھائے جا رہے ہیں۔ جب برادر پاکستان نے ہمدردی کی تو اس پر بھی بھارت کے ناگ دیوتا نے پھنکار ماری۔ اب اس ناگ کے مداری شری لال بہادر شاستری کو معلوم ہو جائے کہ پاکستان کو ناگ دیوتا کے مارنے کا منتر بھی معلوم ہے۔

بھارتی راکھشسوں کی نہتی آبادیوں پر بم باری

چنانچہ پاکستان نے جس روز سے عملی ہمدردی کچھ کشمیر سے کی ہے بس بھارت نے راکھشی کام اس روز سے یہ کرنا شروع کیا ہے کہ سیالکوٹ سے لے کر لاہور تک بمباری کرنا یعنی آبادی پر شروع کر دی ہے اور چھٹ گام ڈویژن میں بمباری امن پسند بدھسٹ شہریوں پر شروع کر دی۔ اس بمباری میں سکھوں اور بدھسٹوں کے عبادت خانوں کو تباہ کرنا بھی بھارت کے راکھشسوں نے شروع کر دیا ہے۔

اقوام متحدہ کو اطلاع

ہم نے یو تھانٹ سیکرٹری جنرل اقوام متحدہ کو بذریعہ ٹیلی گرام مطلع کیا ہے کہ بدھسٹوں اور سکھوں کے نقصانات کا معاوضہ بھارت سے دلایا جاوے اور کشمیر کے مسئلہ میں جلد سے جلد رائے شماری کرائی جاوے۔

انسانیت اور حیوانیت کی جنگ

لیکن بھارت پنڈت راون کی طرح سے اپنے براہمن راج کا چیلنج دے رہا ہے اس لئے یہ جنگ اب پاکستان مدافعانہ رنگ میں لڑنے پر مجبور ہے۔ پاکستان کی یہ جنگ مسلسل انسانیت اور حیوانیت کی جنگ ہے انسانیت اور خدا کے نام پر پاکستان اس مقدس جہاد میں اپنا فرض ادا کرے گا۔ بھارت کی اس بربریت کو ختم کرنے کے لئے اب ہندوؤں کو بھارت سے نکالا جائے گا کمزوروں اور مظلوموں کو اس کے چنگل سے نکال کر آزاد کرایا جائے گا۔ تاکہ انصاف کا جھنڈا بلند ہو۔

ہٹلر ازم اور برہمن ازم

جرمنی کا "ہٹلر ازم" یہ دراصل بھارت کے ایک کروڑ ہندوؤں کے "براہمن ازم" کا چربہ تھا جس کا قومی نشان سواستکہ 卐 ہے دراصل تمام بھارت کی قوموں کو گمراہ اور تباہ کرنے والا یہی گروہ ہے۔ چنانچہ پریاگ کے (الہ آباد) ایک نوجوان پنڈت جواہر لال نہرو نامی نے اپنی جوانی کے عالم میں بہت خوبصورتی سے کاٹھیاواڑ کے ایک بنیہ "موہن داس کرم چند گاندھی" کو گانٹھا جو "مہاتما گاندھی" کے نام سے مشہور رہے۔ یہ تھا براہمن بنیہ گٹھ جوڑ" —— اس کو اچھی طرح سے ایکسپوز کرنے والے تھے "قائد اعظم محمد علی جناح" جو بابائے پاکستان کے نام سے مشہور ہوئے اور ان ہندو لیڈروں کو "دھوکا باز" "مذہبی" "سیاسی" "سوشل" اور تجارتی طریقے سے بتانے والے مشہور اچھوت لیڈر بابا امبیدکر تھے جنہوں نے ان ہندوؤں کے اوتاروں اور دیوتاؤں

کی پول کھول دی۔

ہندوؤں کی مذہبی کتاب

ہندوؤں کی مذہبی قانونی کتاب "منوسمرتی" ہے جس میں بھارت کے اصلی قدیمی باشندے اچھوتوں اور پچھوتوں کو شودر (غلام) چنڈال لکھا ہے اور حکم دیا ہے کہ اگر یہ علم حاصل کرنے کے لئے پڑھیں تو زبان کاٹ دی جائے لکھنا سیکھیں تو ہاتھ کاٹ ڈالے جائیں اگر کوئی علم کی بات کان سے سنیں تو کان میں سیسہ گرم کرکے ڈالا جائے۔ اچھا کھانا نہ کھانے پائیں۔ گھوڑے پر نہ بیٹھنے پائیں ——— یہ کتاب ضبط کرنے کے قابل ہے ——— کیونکہ یہ کتاب دنیائے انسانیت پر ظلم ہے۔ اسی کتاب کی بدولت بھارت کے لال بہادر شاستری جہاں جاتے ہیں وہاں کا پانی تک نہیں پیتے۔ چھوت چھات کے قائل ہیں اور ذات پات کے پاکھنڈی بنے ہوئے ہیں۔

ہندوستانی راج سیکولرزم نہیں برہمنی ہندو سٹیٹ ہے

لہذا بھارت کا سیکولر سٹیٹ کہنا یہ دیتا ہے۔ اور یہ منوسمرتی کا قانون جو دنیائے انسانیت اور انصاف کے سخت خلاف ہے انسانیت نواز اور خدا پرست ملکوں کا فرض ہے کہ وہ اقوام متحدہ کو مجبور کریں کہ جس کتاب کی بدولت ہندو ظلم پر ظلم کرتے چلے آ رہے ہیں اس انسانیت سوز کتاب کو ہمیشہ کے لئے ختم کرنے کے لئے ضبط کیا جائے تاکہ ظلم کا دور ختم ہو جائے۔

برہمنی ہندو دھرم کی ذہنیت

رام رام جپنا ——— پرایا مال اپنا۔ یہ ہے ہندو دھرم کی ذہنیت اور یہ ہے برہمن۔ نیز کا عملی عقیدہ۔ اس پر ہمیشہ سے اس کا عمل رہا ہے پہلے بدھ مذہب کے ساتھ انسانیت سوز سلوک کیا کیونکہ اچھوتوں کے ساتھ ہمدردی بدھسٹوں نے کی تھی۔ پھر مسلمانوں کے ساتھ انسانیت سوز حرکت کی کیونکہ مسلمانوں نے "اچھوتوں" اور اچھوتوں کے ساتھ مسلمانوں نے ہمدردی کی تھی اب کشمیر کو ہندو ہڑپ کرنا چاہتا ہے۔ لیکن اس مسئلہ میں اس کو راون بنا دیا جائے گا۔

بحر حکمت کے موتی

(بسلسلہ صفحہ اوّل)

برابر ہوگا اور جہالت کا دور دورہ ہوگا اب ہر شخص بھی اس زمانہ پر انصاف کی نظر ڈالے گا جس زمانہ میں حضرت مرزا صاحب نے دعوائے مسیحیت کیا اس کو صاف نظر آ جائے گا کہ مسلمانوں میں علم قرآن قریباً قریباً ناپید ہو چکا تھا اور اس حد تک یہ اس سے تہیدست ہو چکے تھے کہ دشمنوں کے حملوں کا جواب دینے سے بالکل عاجز تھے۔ عیسائیوں اور دیگر قوموں کی طرف سے اسلام پر اعتراضات کی بوچھاڑ ہو رہی تھی مگر یہ ان کو رد کرنے سے عاجز تھے وجہ اس کی یہ تھی کہ ان کے عقائد میں خطرناک غلطیاں راہ پا چکی تھیں اور انہی کے غلط مسلمہ عقائد ہی زیر اعتراض آ رہے تھے۔ حضرت مرزا صاحب نے آ کر مسلمانوں کے اندر سے جہالت کو دور کیا اور قرآن کریم کے حقائق و معارف کو اجاگر کیا چنانچہ جلسہ مذاہب عالم میں اسلام کو تمام دیگر ادیان پر غالب کرکے دکھلا دیا آج مسلمان اسی عظیم الشان مصلح کے لائے ہوئے علم کلام سے فائدہ اٹھا کر اسلام کو دشمنوں کے سامنے فخر سے پیش کرنے کے قابل ہو رہے ہیں۔

دوسری علامت شراب نوشی کی کثرت بیان کی گئی ہے یورپین ممالک اور امریکہ اس علامت کے پورا ہونے کی کھلی کھلی شہادت دے رہے ہیں جہاں پانی کی طرح شراب پی جا رہی ہے بدقسمتی سے اسلامی ممالک بھی ان کی تقلید میں ان کی اس بد عادت کا ایک حد تک شکار ہو گئے ہیں۔ زنا کی کثرت والی علامت کی صداقت پر بھی یہی ممالک شاہد ناطق ہیں گو دوسرے ممالک بھی ان سے متاثر ہو رہے ہیں اور ایک حد تک ان میں بھی اس علامت کا ظہور ہوا ہے۔ لیکن یورپین ممالک میں ایسا نمایاں طور پر اس علامت نے اپنا اثر دکھلایا ہے کہ کوئی منصف مزاج اس کا انکار نہیں کر سکتا۔ مسیح موعود کے زمانہ کی اور بھی بہت سی علامات ہیں جن کا ذکر مناسب موقع پر آتا رہے گا۔

ایک ضروری تحریک (از ص ۳)

کہ وعظ سن لیا اور چار آنسو بہا لئے آپ قوم کے دکھ درد میں شریک بنیں، خوشی سے اس فنڈ میں حصہ لیں اور بار بار حصہ لیں، اس جمع شدہ رقم اور سامان کو صحیح مقام پر پہنچانے کی کوشش کرنی چاہئے۔"

پیغام صلح مورخہ ۱۴ اکتوبر ۱۹۶۵ء — رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۲۸ — شمارہ ۳۹
تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک نور الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور جناب مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس براندرتھ روڈ لاہور نمبر ۷ سے شائع ہوا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دُوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲- کوئی کلمہ گو کافر نہیں
۳- قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
۴- سب صحابہؓ اور آئمہ قابلِ احترام ہیں
۵- سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۶- اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

جلد ۵۳ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۳ رجب المرجب ۱۳۸۵ھ مطابق ۲۷ اکتوبر ۱۹۶۵ء

نماز میں پورے تضرع اور ابتہال کے ساتھ

اللہ تعالےٰ کے حضور عرضِ حال کیا جائے

ارشادات حضرت امام الزمان مسیح موعود علیہ السلام

انسان کی زاہدانہ زندگی کا بڑا بھاری معیار نماز ہے۔ وہ شخص جو خدا کے حضور میں گریاں رہتا ہے امن میں رہتا ہے۔ جیسے ایک بچہ اپنی ماں کی گود میں چیخ چیخ کر روتا ہے اور اپنی ماں کی محبت اور شفقت کو محسوس کرتا ہے۔ اسی طرح جو نماز میں تضرع اور ابتہال کے ساتھ خدا کے حضور میں گڑگڑانے والا اپنے آپ کو ربوبیت کی عطوفت کی گود میں ڈال دیتا ہے۔ یاد رکھو اس نے ایمان کا حظ نہیں اٹھایا جس نے نماز میں لذت نہیں پائی۔ نماز صرف ٹکروں کا نام نہیں ہے۔ لوگ نماز کو دو چار چونچیں لگا کر جیسے مرغی ٹھونگیں مارتی ہے ختم کرتے ہیں اور پھر لمبی چوڑی دعا شروع کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ وقت جو اللہ تعالےٰ کے حضور عرض کرنے کے لئے ملا تھا اس کو صرف ایک رسم اور عادت کے طور پر جلد جلد ختم کرنے میں گذار دیتے ہیں اور حضورِ الٰہی سے نکل کر دعا مانگتے ہیں۔ نماز میں دعا مانگو۔ نماز کو دعا کا ایک وسیلہ اور ذریعہ سمجھو۔ فاتحہ۔ فتح کرنے کو بھی کہتے ہیں۔ مومن کو مومن اور کافر کو کافر بنا دیتی ہے۔ یعنی دونوں میں ایک امتیاز پیدا کر دیتی ہے اور دل کو کھولنے کے لئے سینہ میں ایک انشراح پیدا کر دیتی ہے۔ اس لئے سورہ فاتحہ کو بہت پڑھنا چاہیئے اور اس دعا پر خوب غور کرنا ضروری ہے۔ انسان کو واجب ہے کہ سائل کامل اور محتاجِ مطلق کی صورت بناوے۔ اور جیسے ایک فقیر سائل نہایت عاجزی سے کبھی کبھی اپنی شکل سے اور کبھی آواز سے دوسرے کو رحم دلاتا ہے اسی طرح چاہیئے کہ پوری تضرع اور ابتہال کے ساتھ اللہ تعالےٰ کے حضور عرضِ حال کیا جائے۔ پس جب تک نماز میں تضرع سے کام نہ لے۔ اور دعا کے لئے نماز کو ذریعہ قرار نہ دے نماز میں لذت کہاں۔

بحرِ حکمت کے موتی

مولانا شیخ عبد الرحمان صاحب مصری

امام الصلوٰۃ اور واعظین کو زرّین ہدایت

عن ابی مسعود الانصاری قال قال رجل یا رسول اللہ لا اکاد ادرک الصلوٰۃ مما یطوّل بنا فلان فما رأیت النبی صلعم فی موعظۃ اشد غضباً من یومئذٍ فقال ایہا الناس انکم منفرون فمن صلّی بالناس فلیخفف فان فیہم المریض والضعیف وذا الحاجۃ

(البخاری کتاب العلم)

ابو مسعود انصاری رضؓ سے روایت ہے کہا کہ ایک آدمی حضرت نبی کریم صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا اے اللہ کے رسول میرے لئے نماز با جماعت کا پانا مشکل ہو گیا ہے بوجہ اس کے کہ امام نماز کو لمبا کر دیتا ہے اس کی اس بات کو سن کر حضرت نبی کریم صلعم کو اس قدر غصہ آیا کہ راوی کہتا ہے کہ میں نے آنحضور صلعم کو اس دن جس قدر غصہ میں دیکھا اتنا غصہ میں کبھی نہیں دیکھا۔ فرمایا اے لوگو۔ تم لوگوں کو نماز سے متنفر کرنا چاہتے ہو۔ تم میں سے جو شخص لوگوں کو نماز پڑھائے چاہیئے کہ وہ نماز کو ہلکا کرے کیونکہ مقتدیوں میں مریض بھی ہوتے ہیں کمزور بھی ہوتے ہیں اور ایسے آدمی بھی ہوتے ہیں جن کو کوئی ضروری کام ہوتا ہے جسے سرانجام دینے کے لئے انہیں جلدی اور ضروری جانا ہوتا ہے اس لئے ص۲م ...... امام کو چاہیئے کہ نماز کو اس قدر مختصر کرے کہ کسی پر نماز گراں نہ گزرے اور وہ اپنے فرض سے بھی آسانی اور بشاشت سے سبکدوش ہو جائے۔ اسی لئے فرمایا الدین یسر کہ دین بہت سہولت رکھی گئی ہے اور فرمایا یسروا ولا تعسروا و بشروا ولا تنفروا یعنے لوگوں کے لئے آسانی پیدا کرو اور ان کے لئے دین کو مشکل اور ناقابل برداشت نہ بناؤ۔ بلکہ ایسا بناؤ کہ وہ دل کی خوشی سے اس پر کاربند ہو سکیں نہ ایسا بناؤ کہ ان کے دلوں میں اس سے نفرت پیدا ہو جائے حضرت ابو مسعود رضؓ فرماتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلعم ہمیں ہر روز وعظ نہیں فرمایا کرتے تھے بلکہ کبھی کبھی وعظ فرمایا کرتے تھے تاکہ ہم اکتا نہ جائیں۔ اور ہمارے دلوں میں اس سے ملال نہ پیدا ہو جائے حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کا بھی یہی طریق تھا وہ ہر جمعرات

باقی بر صفحہ کالم

قومی دفاعی فنڈ میں

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا حصّہ

(بسلسلہ اشاعت گزشتہ)

(۱)۔ پشاور سے جن احباب جماعت نے قومی دفاعی فنڈ میں براہ راست حصّہ لیا ہے، ان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:۔

۱۔ جناب ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب۔ /۱۰۰ روپے۔ بذریعہ حبیب بنک پشاور
۲۔ محمد رحمان صاحب۔ ماہ ستمبر میں ایک دن کی تنخواہ کے علاوہ ۵٪ تنخواہ اس وقت تک ادا کرتا رہیں گے جب تک ملک میں ہنگامی حالات ہیں۔ بذریعہ سپرنٹنڈنٹ سنٹرل جیل پشاور
۳۔ شیخ شریف احمد صاحب سپرنٹنڈنٹ کمپٹرولر آفس۔ ۵٪ تنخواہ بذریعہ کمپٹرولر پشاور
۴۔ صوبیدار میجر عبدالحکیم صاحب ڈاکٹر لیڈی ریڈنگ ہسپتال۔ پانچ فیصدی تنخواہ۔ بذریعہ میڈیکل سپرنٹنڈنٹ لیڈی ریڈنگ ہسپتال پشاور
۵۔ محمد سلیم صاحب۔ /۱۰ روپے بذریعہ حبیب بنک
۶۔ میاں عبدالرشید صاحب۔ /20 روپے بذریعہ ایر ہیڈ کوارٹر پشاور
۷۔ جناب پروفیسر محمد فاضل صاحب۔ /۵ روپے۔ بذریعہ پرنسپل ایڈورڈ کالج پشاور۔ اور اس کے علاوہ مبلغ پچیس روپے (-/25) بذریعہ جماعت دینے کا وعدہ کیا۔
۸۔ جناب غلام محبوب خان صاحب۔ پانچ فیصدی تنخواہ بذریعہ ڈائرکٹر ویلج اکیڈیمی پشاور
۹۔ مس ساجدہ رحمان اے ڈی آئی ایس۔ پانچ فیصدی تنخواہ بذریعہ ڈپٹی ڈائرکٹریس پشاور
۱۰۔ " عطیہ رحمان لیکچرر گورنمنٹ کالج۔ پانچ فیصدی تنخواہ۔ بذریعہ پرنسپل ویمن کالج پشاور
۱۱۔ مسٹر جمیل الرحمان متعلم جماعت نہم۔ /5۔ بذریعہ پرنسپل گورنمنٹ ہائی سکول نمبر ۲ پشاور
۱۲۔ مسٹر عبدالغفور " " " ہفتم۔ /2۔ " " " " " " " " "
۱۳۔ جناب ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب۔ بذریعہ میڈیکل ایس ایس پشاور

(۲)۔ کراچی سے شاہدہ صاحبہ لکھتی ہیں:۔

رشیدہ بیگم میری اہلیہ نے آج یہاں نیشنل بنک میں /201 روپے نیشنل ڈیفنس فنڈ میں جمع کرائے ہیں۔ اس کے علاوہ ہم نے ریڈ کراس میں رضائیاں اور کپڑے بھی دیئے ہیں۔

(۳)۔ ملک لنگر حیات خان صاحب لکھتے ہیں کہ انہوں نے یک صد روپے قومی دفاعی فنڈ میں حبیب بنک لمیٹڈ جھنگ میں جمع کئے ہیں۔

(۴)۔ اہلیہ صاحبہ انعام اللہ خان (رفیقہ خانم صاحبہ) نے "دفاع پاکستان کے مقامی چندہ میں ۲۰ روپے نقد اور پانچ عدد کوٹ جن میں سے چار گرم تھے۔ اور کچھ گرم واسکٹیں دیدیں۔ اور شیٹ دو دو۔ جملہ پاکستان کی فتح عظیم اور سالمیت کے لئے دعا گو ہیں۔ اللہ تعالیٰ کافروں کو ہر میدان ناکام فرمائے۔ آمین۔"

(۵) بہاول نگر سے سجاد احمد صاحب صدیقی لکھتے ہیں کہ:۔

"میں نے مقامی بار ایسوسی ایشن میں دفاعی فنڈ کے لئے مبلغ /50 روپے چندہ دیا ہے۔"

(۶)۔ ایبٹ آباد سے شیخ عبدالحق صاحب لکھتے ہیں:۔

"میں خود تو ذاتی طور پر اس کے خلاف ہوں کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں کچھ دیا جائے تو اس کی تشہیر کی جائے مگر جماعتی نظام کے ماتحت حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں اطلاعاً عرض کر رہا ہوں کہ کشمیر کے مجاہدین اور قومی دفاعی فنڈ میں میرے گھر کے تین افراد نے (میں۔ میرا لڑکا اور میری بڑی لڑکی) گیارہ سو (/1100) روپے کی حقیر رقم ادا کی۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔
ان گیارہ سو نقد کے علاوہ پارچات اور بستروں کی تفصیل طویل ہے جو نظر انداز کرتا ہوں۔ عبدالحق۔"

جماعت کراچی کے عطیات

کراچی جماعت کے احباب و خواتین نے قومی دفاعی فنڈ میں جو حصّہ لیا ہے اس کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

نام	جو رقم دوسرے ذرائع سے بھیجی	جو رقم انجمن کی معرفت دی گئی	میزان
شیخ نصیر الحق صاحب	× × ×	10.00	10.00
میاں محمد اقبال یار صاحب	× × ×	20.00	20.00
شیخ محمود احمد صاحب	× × ×	100.00	100.00
ڈاکٹر نذیر احمد صاحب	× × ×	50.00	50.00
شیخ عبدالرحمٰن صاحب ناظر	2180.00	× × ×	2180.00
میاں فرید توتلی	× × ×	25.00	25.00
ڈاکٹر یوسف احمد صاحب	140.00	× × ×	140.00
عبدالصمد صاحب	× × ×	100.00	100.00
میاں آفتاب اعجاز صاحب	8400.00	50.00	6450.00
میاں رحیم بخش صاحب	100.00	50.00	150.00
اہلیہ میاں رحیم بخش صاحب	100.00	10.00	110.00
شیخ عبدالحق صاحب	50.00	5.00	55.00
مس نصرت	35.00	× × ×	35.00
محمد حسن خان	1500.00	50.00	1550.00
اہلیہ محمد حسن خان	100.00	× × ×	100.00
بشیر احمد توتلی	25.00	× × ×	25.00
امینہ افضل	10.00	× × ×	10.00
ہدایت اللہ صدیقی صاحب	× × ×	5.00	5.00
ڈاکٹر سید غلام مجتبیٰ صاحب	× × ×	500.00	500.00
شیخ ظفر الحق صاحب	× × ×	50.00	50.00
اہلیہ چوہدری خوشی محمد	× × ×	10.00	10.00
والدہ صاحبہ مسعود اختر	× × ×	50.00	50.00
والدہ صاحبہ شیخ محمد طفیل صاحب	× × ×	20.00	20.00
اہلیہ ڈاکٹر یوسف احمد	× × ×	25.00	25.00
اہلیہ شیخ محمد طفیل	× × ×	20.00	20.00
اہلیہ ڈاکٹر نذیر احمد	× × ×	50.00	50.00

میزان: 1200.00
محمد حسن خان

انجمن کی معرفت وصول شدہ رقوم (بسلسلہ اشاعت گزشتہ)

حملہ سکول بدوملہی	85.58
بیگم صاحبہ محمد اسحٰق صاحب گونڈل سرگودھا	10.00
چوہدری فیض بخش صاحب سرگودھا	20.00
سید مصطفےٰ الحسین شاہ صاحب خانپور	2.00
مسز نسرین گل صاحبہ لاہور	200.00
نصرت بیگم صاحبہ دختر چوہدری اللہ دتہ صاحب چنیدر کے منگولے	5.00
شیخ اللہ بخش صاحب ایڈووکیٹ پشاور	100.00
بابو محمد صادق صاحب پشاور	10.00
دختر ملک محمد زمان صاحب سعید ڈھیری (زیور)	60.00
مولانا عبدالرحمان صاحب نیازی۔ پشاور	20.00
ملک خیاز خان صاحب گگڑ والا	10.00
پروفیسر محمد فاضل صاحب پشاور	25.00
محمد احمد صاحب۔ پشاور	5.00
گل رحمٰن خان صاحب پشاور	100.00
حضرت امیر قوم ایدہ اللہ	100.00
بیگم صاحبہ " " "	100.00
دختر " " "	50.00

کل میزان 902.58
آمدہ سابقہ 10272.28

کل میزان 11174.86

ہفت روزہ پیغام صلح — لاہور — مورخہ ۲۷ اکتوبر ۱۹۶۵ء

حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئیاں

حضرت مسیح موعودؑ کے "کشفی بیان" "شاستری کی پیشگوئی غلط نکلی" پر بعض حلقوں میں اس خیال کا اظہار کیا گیا ہے کہ حضرت کی تمام پیشگوئیاں مغالطوں سے مملو تھیں اور یہ کشفی بیان بھی اسی قسم کے مغالطہ کی حیثیت رکھتا ہے، اس سلسلہ میں حضرت مسیح موعودؑ کے اس بیان کا حوالہ دیا گیا ہے جو حقیقۃ الوحی میں آپ نے لکھا ہے ...... کہ بعض فاسق و فاجر اور زانی و ظالم اور غیر متدین اور چور اور حرامخور اور خدا کے احکام کے مخالف چلنے والے بھی ایسے دیکھے گئے ہیں کہ ان کو بھی کبھی کبھی سچی خوابیں آتی ہیں، اور یہ میرا ذاتی تجربہ ہے کہ بعض عورتیں جو قوم کی چوہڑی یعنی بھنگن تھیں جن کا پیشہ مردار کھانا اور ارتکاب جرائم کام تھا۔ انہوں نے ہمارے روبرو بعض خوابیں بیان کیں اور وہ سچی نکلیں، اس سے بھی عجیب تر یہ کہ بعض زانیہ عورتیں اور قوم کنجر جن کا دن رات زنا کاری کام تھا، ان کو دیکھا گیا کہ بعض خوابیں انہوں نے بیان کیں اور وہ پوری ہوگئیں"

حضرت مسیح موعودؑ کے اس بیان کی روشنی میں یہ خیال ظاہر کیا گیا ہے کہ:-

"اس تشفی بخش وضاحت کے بعد یہ مسئلہ کسی بھی حد سے لائق توجہ نہیں کہ مرزا غلام احمد کی فلاں پیشگوئی چونکہ درست ثابت ہوگئی ہے اس لئے وہ اپنے دعاوی میں صادق بھی ہیں۔"

کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ امت میں جس قدر اولیاء اللہ اور مقدسین ہوئے ہیں ان کی خوابیں، کشوف اور الہامات، (معاذ اللہ) وہی حیثیت رکھتے ہیں، جس کا ذکر حضرت مسیح موعودؑ کے مندرجہ بالا بیان میں کیا گیا ہے؟ اگر ایسا ہے تو پھر امت محمدیہ کا کچھ بھی باقی نہیں رہتا، بلکہ انبیائے کرام کے کشوف و الہامات اور پیشگوئیاں بھی شکوک وشبہات سے خالی نہیں ہوسکتیں اور نہ ان کا استثنا ہونا ان سے ثابت ہوتا ہے معاذ اللہ۔

حقیقت یہ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے حقیقۃ الوحی میں تین قسم کے لوگوں کا ذکر کیا ہے:-

اوّل - وہ لوگ جن کو بعض سچی خوابیں آتی ہیں یا بعض سچے الہام ہوتے ہیں لیکن ان کو خدا تعالےٰ سے کچھ بھی تعلق نہیں ہوتا اور اس روشنی سے ان کو ایک ذرہ حصہ نہیں ملتا جو اہل تعلق پاتے ہیں اور نفسانی قالب ان کا تعلق نور سے بزار ہا کوس دور ہوتا ہے (یہ وہی لوگ ہیں جن کا ذکر حضرت مسیح موعودؑ کے مندرجہ بالا بیان میں ہے۔ ناقل)

دوم - وہ لوگ جن کو بعض اوقات سچی خوابیں آتی ہیں، یا سچے الہام ہوتے ہیں اور ان کو خدا تعالےٰ سے کچھ تعلق بھی ہے، لیکن کچھ بڑا تعلق نہیں"

سوم - وہ لوگ "جو خدا تعالےٰ سے اکمل اور اصفیٰ طور پر وحی پاتے ہیں اور کامل طور پر شرف مکالمہ اور مخاطبہ ان کو حاصل ہے اور خوابیں بھی ان کو فلق الصبح کی طرح سچی آتی ہیں اور خدا تعالےٰ سے اکمل اور اتم طور پر محبت کا تعلق رکھتے ہیں اور محبت الٰہی کی آگ میں داخل ہو جاتے ہیں اور نفسانی قالب ان کا شعلہ نور سے جل کر بالکل خاک ہو جاتا ہے۔"

ان تین قسم کے لوگوں کا ذکر کرنے کے بعد آپ نے حقیقۃ الوحی کے چوتھے باب میں نہایت وضاحت سے اس امر پر روشنی ڈالی ہے کہ:-

"خدا تعالےٰ کے فضل وکرم نے مجھے ان اقسام ثلاثہ میں سے کس قسم میں داخل فرمایا ہے۔"

اس ضمن میں حضرت مسیح موعودؑ نے مختلف مذاہب کے مطالعہ اور اسلام کی افضلیت کا ذکر کرتے ہوئے اس حقیقت کو واضح کیا ہے کہ:-

"میں نے محض خدا کے فضل سے نہ اپنے کسی ہنر سے اس نعمت سے کامل حصہ پایا ہے جو مجھ سے پہلے نبیوں اور خدا کے برگزیدوں کو دی گئی تھی۔ اور میرے لئے اس نعمت کو پانا ممکن نہ تھا اگر میں اپنے سید و مولیٰ فخر انبیاء اور خیر الوریٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے راہوں کی پیروی نہ کرتا، سو میں نے جو کچھ پایا اس پیروی سے پایا اور میں سچے اور کامل علم سے جانتا ہوں کہ کوئی انسان بجز پیروی اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا تک نہیں پہنچ سکتا اور نہ معرفت کاملہ کا حصہ پا سکتا ہے"

اسی باب میں آگے چل کر مختلف قسم کے لوگوں کے خوابوں اور الہامات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"شاید ایک نادان خیال کرے کہ بعض عام لوگوں کو کبھی کبھی سچی خوابیں آجاتی ہیں۔ بعض مرد یا عورتیں دیکھتے ہیں کہ کسی کے گھر میں لڑکی یا لڑکا پیدا ہوا تو وہی پیدا ہو جاتا ہے اور بعض کو دیکھتے ہیں کہ وہ مر گیا تو وہ مر بھی جاتا ہے یا بعض ایسے ہی چھوٹے چھوٹے واقعات ...... دیکھ لیتے ہیں تو وہ ایسے ہی ہو جاتے ہیں تو میں اس وسوسہ کا پہلے ہی جواب دے آیا ہوں کہ ایسے واقعات کچھ چیز ہی نہیں ہیں اور نہ کسی نیک بختی کی ان میں شرط ہے بہت سے غلبیت طبع اور بدمعاش بھی ایسی خوابیں اپنے لئے یا کسی اور کے لئے دیکھ لیتے ہیں۔ لیکن وہ امور جو خاص طور کے غیب ہیں وہ خدا تعالےٰ کے خاص بندوں سے مخصوص ہیں وہ لوگ عام لوگوں کی خوابوں اور الہاموں سے چار طور کا امتیاز رکھتے ہیں۔ ایک یہ کہ اکثر اُن کے مکاشفات نہایت صاف ہوتے ہیں اور شاذ ونادر مشتبہ ہوتا ہے مگر دوسرے لوگوں کے مکاشفات مکدّر اور مشتبہ ہوتے ہیں اور شاذ ونادر کوئی صاف ہوتا ہے۔ دوسرے یہ کہ وہ عام لوگوں کی نسبت اس قدر کثیر التعداد ہوتے ہیں کہ اگر مقابلہ کیا جائے تو وہ مقابلہ ایسا فرق رکھتا ہے جیسا ایک بادشاہ اور ایک گدا کے مال کا مقابلہ کیا جائے۔ تیسرے ان سے ایسے عظیم الشان نشان ظاہر ہوتے ہیں کہ دوسرا شخص ان کی نظیر پیش نہیں کر سکتا۔ چوتھے ان کے نشانوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں پائی جاتی ہیں اور محبوب حقیقی کی محبت اور نصرت کے آثار ان میں نمودار ہوتے ہیں اور صریح دکھائی دیتا ہے کہ وہ ان نشانوں کے ذریعہ سے ان مقبولوں کی عزت اور قربت کو دنیا پر ظاہر کرنا چاہتا ہے اور ان کی وجاہت دلوں میں بٹھانا چاہتا ہے مگر جن کا خدا سے کامل تعلق نہیں اُن میں یہ باتیں پائی نہیں جاتیں۔ بلکہ اُن کی بعض خوابوں یا الہاموں کی سچائی ان کے لئے ایک بلا ہوتی ہے کیونکہ اس سے ان کے دلوں میں تکبر پیدا ہوتا ہے اور تکبر سے وہ مرتے ہیں اور اسلام جڑھ سے مخالفت پیدا کرتے ہیں جو شاخ کی سرسبزی کا موجب ہوتی ہے۔ اے شاخ مانا کہ تو سرسبز ہے اور یہ بھی قبول کیا کہ تجھے پھول اور پھل آتے ہیں مگر جڑھ سے الگ مت ہو کہ اس سے تو خشک ہو جائے گی اور تمام برکتوں سے محروم ہو جائے گی۔ کیونکہ تو جزو ہے کل نہیں ہے اور جو کچھ تجھ میں ہے وہ تیرا نہیں بلکہ وہ سب جڑھ کا فیضان ہے۔"

اس تمام بیان سے ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے حقیقۃ الوحی کے شروع میں جن چوہڑے چماروں اور فاسق وفاجر لوگوں کے بعض سچے خوابوں کا ذکر کیا تھا۔ انہیں کامل اور برگزیدہ لوگوں کے الہامات وکشوف پر منطبق نہیں کیا جاسکتا۔ اُن کی مثال تو ایسی ہی ہے جیسے ایک بادشاہ یا امیر کبیر کے مقابلہ میں ایک فقیر کی حالت ہوتی ہے، کیا ایک فقیر کو جس کے پاس چند پیسے یا تھوڑا سا مال ہو) یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ امیر کبیر ہے یا شاہی خزانہ کا مالک ہے یا ایک بادشاہ اور امیر کبیر کو کسی کم حیثیت صاحب مال سے مماثلت دی جاسکتی ہے؟ پھر ...... مسیح موعودؑ جیسے برگزیدہ انسان کے الہامات وکشوف اور پیشگوئیوں کو ادنے درجہ کے خواب بینوں سے مماثلت دینا کہاں کا انصاف اور عقلمندی ہے۔

آئندہ اشاعت میں ہم بتائیں گے کہ حضرت مسیح موعود نے خدا تعالےٰ سے خبر پاکر جو پیشگی از وقت باتیں بتائیں، ان کی حیثیت کیا تھی اور

پاکستانی افواج کو خراجِ تحسین

نیشنلسٹ چین سے ایک خط

گذشتہ سال احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی گولڈن جوبلی کے موقعہ پر غیر ملکی مندوبین میں فارموسا (نیشنلسٹ چین) سے بھی چند اصحاب تشریف لائے تھے، اُن میں سے ایک صاحب یوسف ماپن شو کا ۱۲ر اکتوبر ۱۹۶۵ء کا لکھا ہوا خط حضرت امیر ایدہ اللہ کے نام موصول ہوا ہے، جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے :-

میرے پیارے امام: السلام علیکم

جس وقت ہندوستان آپ کے ملک پر حملہ آور ہوا، میں اور یہاں کے دوسرے مسلمان پاک بھارت جنگی حالات کو نہایت غور سے مطالعہ کرتے رہے۔ یہ امر نہایت خوشی کا موجب ہے کہ بہادر پاکستانی بھائیوں نے اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے لاہور کے فرنٹ پر ہندوستان کو شکست فاش دی ہے از راہِ نوازش پاکستانی مسلمانوں کے لئے جو کشمیری مسلمانوں کی آزادی کے لئے جنگ کر رہے ہیں ہماری طرف سے عزت و عظمت کا پیغام قبول کیجئے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ صدر پاکستان فیلڈ مارشل محمد ایوب خان اور ان کے ملک کو فتح یاب کرے اور کشمیر کو اس جنگ میں بھارتی سامراج سے آزادی حاصل ہو۔

اہل لاہور کے اس قدر قریب جنگ ہونا اور بھارتی فضائیہ کا کراچی، لاہور، راولپنڈی، پشاور اور سیالکوٹ کی شہری آبادی پر بمباری کرنا بہت ہی کمینہ حرکت ہے، جب ہم نے ان حملوں کی تصاویر دیکھیں اور ایسی خبریں سنیں تو ہندوستانی لیڈروں کی بزدلی پر سخت نفرت پیدا ہوئی۔

ہم تمام پاکستانی مسلمان بھائیوں کے لئے بارگاہ الٰہی میں دست بدعا ہیں کہ جو لوگ اس جنگ میں شہید ہوئے اُنکے مراتب بلند ہوں اور دیگر مجاہدین کو فتح حاصل ہو۔ مجھے یقین کامل ہے کہ اللہ تعالےٰ ان شہداء کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے گا۔

کیا آپ اس جنگ کے دوران امن و امان میں رہے؟ مہربانی فرما کر مجھے اپنی اور سب جماعت کی خیر و عافیت سے مطلع فرمائیں اور حسب ذیل اصحاب کو میرا نیازمندانہ سلام پہنچا دیجئے :-

مولینا یعقوب خاں، کرنل سعید احمد، کرنل بشیر حسین، محمد احمد اور ان کی والدہ محترمہ، دوست محمد، مسٹر اینڈ مسز فاروق لے شیخ، ڈاکٹر اللہ بخش، میاں ظہور احمد میاں ضیاء المنان عمر، مسٹر ایچ آر صادق، مسٹر احمد یار، مسٹر اینڈ مسز ناصر احمد، مسٹر و مسز فاضل رمضان، مسٹر داؤد سیدو۔ وہ نوجوان جو احمدیہ بلڈنگس میں رہائش پذیر ہیں اور تمام پاکستانی ممبرانِ جماعت احمدیہ۔

میں ہر ممکن خدمت جو میرے لائق ہو بڑی خوشی سے بجالانے کو تیار ہوں۔ دعا ہے اللہ تعالےٰ آپ کو اور آپ کے ملک کو اپنے حفظ و امان میں رکھے۔

آپ کا مخلص

یوسف ماپن شو

نیشنلسٹ چین

ضرورت رشتہ

دو بی اے پاس ۲۴-۲۵ سالہ لڑکیوں ایک ۲۲ سالہ ایف اے اور ایک ۲۰ سالہ انٹرنس پاس لڑکی کے لئے رشتہ کی ضرورت ہے۔ خواہشمند حضرات ایچ۔ آر صادق احمدیہ بلڈنگس لاہور سے خط و کتابت کریں۔

ظلم و ستم کی حالت میں ظالم کے خلاف جنگ کی اجازت

اسلامی جنگوں کا ایک مقصد معابد کی حفاظت ہے

جنگ کے آداب و اخلاق اور اسلامی افواج کا کردار

خطبہ جمعہ مورخہ ۲۲ اکتوبر ۱۹۶۵ء۔ فرمودہ حضرت امیر قوم مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

ان اللہ یدافع عن الذین امنوا - ان اللہ لایحب کل خوان کفور - اذن للذین یقتلون بانھم ظلموا .... وان اللہ علی نصرھم لقدیر - الذین اخرجوا من دیارھم بغیر حق - الا ان یقولوا ربنا اللہ ——— ان اللہ لقوی عزیز ——— (سورۃ الحج رکوع ۶)

صرف مسلمان ہونے کی وجہ سے ناحق جنگ مسلط کی گئی۔

فرمایا مسلمانوں کو جہاد کرنے کی اس لئے اجازت دی گئی ہے بانھم ظلموا ان کے ساتھ ظلم و جور روا رکھا جا رہا ہے یقتلون۔ اور ان پر جنگ مسلط کی گئی ہے وان اللہ علی نصرھم لقدیر۔ ہم مسلمانوں کی نصرت و حمایت کرنے کی قدرت رکھتے ہیں۔ الذین اخرجوا من دیارھم بغیر حق۔ ان کو ناحق ظلم کے طور پر گھروں سے نکال دیا گیا ہے۔ ان کا قصور کیا ہے ان یقولوا ربنا اللہ۔ سوائے اس کے اور کوئی قصور نہیں ہے کہ وہ مسلمان ہیں اور خدا اور رسول کو مانتے ہیں۔ اس لئے ہم نے جنگ اور جہاد کرنے کی اجازت دی ہے۔

معابد کی حفاظت اسلامی جنگوں کا ایک مقصد ہے۔

اور اس کا ایک مقصد ہے مسلمان جو اپنے دین کی حفاظت کے لئے اور اپنے ملک و ملت کی مدافعت کے لئے جہاد کریں گے اُن کے سامنے یہ بات ہونی چاہیئے کہ لھدمت صوامع ..... راہبوں کی کوٹھڑیاں تباہ ہونے نہ پائیں و بیع ایسا نہ ہو کہ گرجے تباہ ہو جائیں۔ وصلوٰت ایسا نہ ہو کہ لوگوں کے عبادت خانے تباہ ہو جائیں۔ ومساجد اور ایسا نہ ہو کہ مسجدیں مسمار ہو جائیں۔ یذکر فیھا اسم اللہ کثیرا۔ اس لئے کہ ان میں کثرت سے خدا تعالیٰ کو یاد کیا جاتا ہے۔ اور اس کی عبادت اور بندگی کی جاتی ہے مظلوم ہونے کی وجہ سے تمہیں جہاد کرنے کی اجازت تو دے دی گئی ہے۔ لیکن تمہارے سامنے ان عبادتگاہوں کی حرمت و تحفظ کا خیال رہنا ضروری ہے۔ یہ کس قدر عظیم کلچر کی بات ہے کہ مسجد کا نام سب سے آخر میں لیا گیا ہے پہلے دوسری عبادتگاہوں کا ذکر کیا، اور اپنی مساجد کا ذکر سب سے آخر میں کیا، اس سے اس رواداری کا پتہ لگتا ہے جو اسلام کو دوسرے مذاہب کے ساتھ ہے۔

جنگ میں بوڑھے، بچے، عورت اور مذہبی رہنما وغیرہ کو قتل کرنے کی ممانعت۔

ایسا ہی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم کو بوقت عزم جہاد تلقین فرمائی کہ اے مسلمانو اور اے غازیو! تم جہاد اور جنگ کے لئے جا رہے ہو۔ دیکھنا اور یاد رکھنا۔ تم نے کسی بوڑھے آدمی کو قتل نہیں کرنا ہے۔ تم نے کسی عورت پر تلوار نہیں اُٹھانی۔ تم نے کسی بچے کی جان نہیں لینی۔ دشمن قوم کے کسی مذہبی رہنما اور لیڈر کو تہ تیغ نہیں کرنا۔ سایہ دار اور پھلدار درخت کو نہیں کاٹنا اور مزدوروں کو بھی قتل نہیں کرنا۔ تم نے صرف انہی سے جنگ کرنی ہے جو تم سے جنگ کرتے ہیں۔

پناہ مانگنے والوں کے ساتھ سلوک

مسلمان قوم کے لئے یہ جنگ کیسی مشکل ہے۔ اس کی غرض یہ ہونی چاہیئے کہ ظلم و جور مٹ جائے اور ایک جگہ فرمایا وان احد من المشرکین استجارک فاجرہ۔ اگر کوئی مشرک تم سے پناہ طلب کرے تو اسکو پناہ دے دو۔ کیا امن و امان کا مذہب ہے۔ کہ اگر کوئی مشرک تم سے پناہ طلب کرے تو اس کو پناہ دے دی جائے۔ لیکن پناہ دینا ایسی نہیں ہونی چاہیئے یہ نہ ہو کہ اسے خود تو پناہ دے دی اور کسی دوسرے کو اشارہ کر دیا کہ اسے موقع پا کر قتل کرا دے اور پناہ دینے کے بعد فرمایا ثم ابلغہ مامنہ جس جگہ کو وہ اپنے حفظ و امان کی جگہ خیال کرتا ہے وہاں اسکو پہنچا دو، اس کو اپنے ہاں رکھنے کی غرض یہ ہو کہ حتی یسمع کلام اللہ۔ وہ خدا اور رسول کی باتیں سن لے۔ یہ نہیں کہ زبردستی مسلمان بنایا جائے صرف اس کو اپنی تعلیم سے واقف کروایا جائے اگر وہ کہیں جانا چاہے تو اس کو اس کی منشاء کے مطابق امن کی جگہ پہنچا دیا جائے۔

فتح کے بعد دشمن کے ساتھ سلوک

جنگوں میں فتح یابی کے بعد عموماً کیا ہوتا ہے؟ فرمایا ان الملوک اذا دخلوا قریۃ افسدوھا وجعلوا اعزۃ اھلھا اذلۃ دنیا کے بادشاہ جب کسی جگہ کو فتح کر لیتے ہیں تو وہاں فساد برپا کر دیتے ہیں۔ وہاں بدکاری کرتے ہیں ظلم ڈھاتے ہیں۔ وہاں کی ملکیتوں اور جائدادوں کو تباہ و برباد کر دیتے ہیں۔ اس جگہ کے شرفاء اور معزز لوگوں کو ذلیل کر دیتے ہیں وکذلک یفعلون۔ یہ لوگ ایسے ہی فتنہ و فساد برپا کرتے رہیں گے۔ لیکن تم وہ قوم نہیں ہو تم نے ایسا نہیں کرنا۔ اس کا ذکر کیوں کیا اس لئے کہ کوئی آسمانی کتاب ایسی نہیں جو جنگ اور اس کے آداب و اخلاق پر تفصیل سے ایسا ذکر کرے جیسے قرآن کریم نے ذکر کیا ہے۔

انبیاء علیہم السلام اور ربانی لوگوں کو بھی جنگ کرنے پڑے۔

قرآن کریم جنگوں کی تاریخ بیان کرتا ہے۔ فرمایا وکلا نقص علیک من انباء الرسل ما نثبت بہ فؤادک جو طاغوتی طاقتوں کا مقابلہ خدا کے رسولوں اس کے پیغمبروں اور ان کی قوموں نے کیا ہے اس کا ذکر ہم نے قرآن کریم میں اس لئے کیا ہے کہ جب آپ کو اے رسول! ایسے مشکل لمحات پیش آئیں گے آپ کے دل کو تقویت حاصل ہو کہ ہمیشہ رسولوں اور ان کی قوموں کو ایسی ہی مشکلات اور جنگیں پیش آتی رہتی ہیں۔

حضرت نبی کریم صلعم نے قرآن کریم کے متعلق فرمایا کہ نبأ خبر من قبلکم اس میں پہلی قوموں کی تاریخ درج ہے ونبأ ما بعدکم اور آئندہ کی قوموں کے متعلق خبر ہے و حکم ما بینکم اور جو تمہارے لئے ضروری امور ہیں وہ بھی اس میں بیان کئے گئے ہیں۔ چنانچہ مشکلات پیش آنے پر فرمایا اصبر کما صبر اولوا العزم من الرسل۔ جس طرح دیگر انبیاء علیہم السلام نے استقلال، ہمت، جرأت اور شجاعت دکھائی اور فرمایا وکاین من نبی قتل معہ ربیون کثیر فما وھنوا وما ضعفوا وما استکانوا بہت سے ایسے نبی ہوئے ہیں جن کی معیت میں اللہ والے ربانی مخالفین کے ساتھ معرکہ آرا ہوئے ان جنگوں میں ہمت نہ ہاری، نہ کوئی کمزوری ان پر وارد ہوئی اور نہ انہوں نے بزدلی دکھائی۔

جہاد میں کمزوری نہ دکھائی جائے نہ ہتھیار ڈالے جائیں

اسی طرح خدا تعالیٰ کے راستہ میں جب تمہیں کوئی مصائب پیش آئیں تو اس وقت بے کار ہو کر نہیں بیٹھ جانا۔ ہمت نہیں ہارنا۔ کمزوری بھی نہیں دکھلانا۔ اور دشمن کے سامنے ہتھیار بھی نہیں ڈالنا۔ یہ مومن کی شان نہیں کہ وہ دشمن کے سامنے ہتھیار ڈال دے۔ واللہ یحب الصابرین ہم استقلال والوں اور ہمت و جرأت والے لوگوں سے پیار کرتے ہیں۔

ریا کے طور پر اکڑتے ہوئے نکلنے کے بجائے خدا پرستی اور تقوے مدنظر ہو۔

اور فرمایا ولاتکونوا کالذین خرجوا من دیارھم بطرا ورئاء الناس ویصدون عن سبیل اللہ۔ تمہیں شیخی خوروں کی طرح اکڑتے ہوئے اور لوگوں کے دکھاوے کے لئے حملہ کرنے کی ضرورت نہیں اپنے مال اپنے جنگی ساز و سامان اور اسلحہ جات دکھلانے کے لئے جنگ نہیں کرنا چاہیئے بلکہ خدا پرستی اور تقوے تمہارے مدنظر ہونا چاہیئے یا ایھا الذین امنوا اذا لقیتم فئۃ فاثبتوا جب کبھی تمہیں کسی دشمن کا مقابلہ پیش آجائے تو تم مضبوط ہو جاؤ ثابت قدمی کے ساتھ جنگ کرو۔ دشمن کے مقابلہ میں ڈٹ جاؤ بنیان مرصوص ہو جاؤ واذکروا اللہ اور ساتھ ہی ساتھ خدا تعالیٰ کا ذکر کرو کیا شاندار تعلیم ہے جو بطرا اور رئاء الناس کے لئے اپنے فوجی ساز و سامان کو میدان جنگ میں لاتی ہے اور دوسری یہ قوم ہے کہ ظلم و جور کو ختم کرنے کے لئے اس کا مقابلہ کرتی ہے اور اپنے عجز و انکسار کا اظہار بھی خدا کے حضور کرتی اور اس سے نصرت و حمایت کی طالب ہوتی ہے اور دشمن کے ساتھ اس لئے نبرد آزما ہوتی ہے کہ ظلم مٹ جائے

طاقتور کی حمایت میں کمزور کے ساتھ عہد شکنی

اندازہ لگایئے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے چودہ سو سال پہلے جنگ و جہاد کے وہ اصول و آداب سکھلائے جو آج بھی اس علم و عقل کی روشن صدی میں قوموں کو نصیب نہیں یہ قومیں بظاہر عہد و پیمان تو کرتی ہیں مگر جب موقع پیش آئے اور بالمقابل کوئی زیادہ طاقتور قوم نظر آئے تو کمزور کے ساتھ کیا ہوا عہد توڑ دیتی ہیں۔ فرمایا اتخذوا ایمانهم دخلاً بینهم ان تکون امة هی اربی من امة۔ یہ لوگ اپنے باہمی عہد و پیمان کو موجب فساد بنا لیتے ہیں محض اس وجہ سے کہ ایک قوم ان کی نظر میں دوسری قوم کی نسبت زیادہ طاقتور ہے۔ آج بڑی بڑی قومیں اس قوم کا ساتھ دیتی ہیں جس کے متعلق یہ سمجھتی ہیں کہ اس کے پاس روپیہ زیادہ ہے۔ اس کے پاس اسلحہ زیادہ ہے۔ اس کے پاس ذرائع اور وسائل کی کثرت ہے جیسا کہ آج اس کا مظاہرہ ہو رہا ہے یہ قرآن کریم نے آج سے سینکڑوں سال قبل کیوں بیان فرمایا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قرآن کریم علیم و قدیر خدا کی طرف سے ہے۔ آج قوموں کا یہ چلن ہو گیا ہے کہ بڑی اور مضبوط قوم کا ساتھ دیتی ہیں۔ ان کی نگاہ میں انصاف کوئی چیز نہیں ـــــ کسی کا مظلوم ہونا ان کے دل میں رقت پیدا نہیں کرتا اور مظلوم کی اعانت کے لئے کھڑے نہیں ہو جاتے۔ ۱۸ سال سے کشمیری قوم ظلم و تعدی کی وجہ سے رو رہی ہے مگر بیلنے کی قوموں کی کان پر جوں تک نہیں رینگتی

مسلمانوں میں شہادت کا ولولہ

مسلمان کو اللہ تعالےٰ نے حق کی حمایت کے لئے اور دشمن کے فتنہ و فساد کو رد کرنے کے لئے جنگ کرنے کی اجازت دی ہے اور ایسی جنگ میں جو شہید ہو جائیں ان کے متعلق فرمایا لا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل ـــــ احیاء عند ربهم جو لوگ خدا تعالیٰ کی راہ میں جنگ کرتے ہوئے شہید ہو جائیں ان کو مردہ مت کہو خدا کی نگاہ میں وہ زندہ ہیں ان کی یہ موت قوموں کو زندہ رکھنے اور زندگی بخشنے والی ہے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بے نظیر قوم پیدا کی۔ مرد و زن حضرت صلعم کے اشارہ پر جان قربان کرنے کے لئے کمربستہ رہتے اور جام شہادت پینے کے لئے ہر وقت تیار رہتے۔ جب جنگ کا موقعہ آتا تو بڑوں کے علاوہ کم عمر نوجوان بھی آتے اور اپنے پنجوں کے بل کھڑے ہو کر ظاہر کرتے کہ ہم قد و قامت کے لحاظ سے جہاد میں جانے کے قابل ہیں۔

ایک دفعہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضہ سے فرمایا کہ رقیعہ بیمار ہیں۔ آپ ان کی تیمارداری کے لئے گھر پر رہ جائیں اور جہاد میں شریک نہ ہوں۔ حضرت علی رضہ گھبرا گئے اور کہنے لگے کہ کیا سمجھا جائے گا۔ کہ قعد وا مع الخوالف کے مطابق میں عورتوں کے ساتھ گھر بیٹھ گیا ہوں یہ لوگ برداشت نہیں کر سکتے تھے کہ میدان جنگ میں نہ جا سکیں۔ انہیں شہادت عزیز تھی۔ ورنہ ایسے موقعوں پر لوگ اپنی جان بچانے کی فکر میں ہوتے اور حیلے بہانے تلاش کرتے ہیں کہ کسی طرح میدان کارزار میں جانے سے بچ جائیں

پہلی جنگ عظیم کے زمانہ میں جب میں ولایت میں تھا تو میرے پاس Capt. Musgrave آیا اس کی عمر پچاس کے قریب تھی اس نے کہا کہ مجھے کسی نواب کے ہاں نوکری دلوا دو تاکہ جنگ میں جانے سے بچ جاؤں لوگ یوں جان بچانا چاہتے ہیں۔

نبی کریمؐ خود اور انکے اعزا جنگ میں آگے رہتے تھے

لیکن حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا قوم پیدا کی کہ جہاد کا ولولہ اُن میں پیدا ہو گیا جنگ کے موقعہ پر پہلے خود آگے ہوتے ہیں۔ اپنے رشتہ داروں کو آگے کرتے ہیں۔ بدر میں فرمایا حمزہ آگے نکلو۔ عبیدہ بن حارث بن مطلب تم دشمن کے مقابل پر رہو۔ وہ نہ اپنے تئیں بچانے کے لئے پیچھے رہتے اور نہ ہی اپنے عزیز ترین اقربا کو پیچھے رکھتے تھے۔

حضرت حمزہؓ کی شہادت

حضرت حمزہ رضہ جب شہید ہوئے تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت صدمہ ہوا۔ ہندہ نے اُن کے کان ناک کاٹ کر اپنے گلے میں ہار پہنا اور کلیجہ نکال کر چبایا۔ حضرت حمزہ رضہ وہ عظیم انسان تھے کہ ایک دفعہ جب خانہ کعبہ میں ابوجہل نے گستاخی کی تو حضرت حمزہ رضہ یہ دیکھ کر کھڑے ہو گئے اور ابوجہل کے سر پر کمان رکھ کر کہا آج میں بھی مسلمان ہوتا ہوں۔ دیکھو خبردار اگر میرے بھتیجے کو کوئی ایذا پہنچائی۔ احد کے میدان میں ایک شخص نے جس کا نام وحشی تھا چھپ کر اُن پر حملہ کر دیا اور بےخبری کی حالت میں ان کو شہید کر دیا۔

بھائی کی شہادت پر حضرت صفیہؓ کا صبر و استقلال

آپؐ کی پھوپھی صفیہؓ (حضرت حمزہ کی بہن) میدان احد میں آئیں۔ حضرت صلعم نے زبیر رضہ کو فرمایا کہ صفیہؓ اپنے بھائی کی حالت دیکھ صدمہ زدہ ہوں گی۔ ان کا کلیجہ پگھل جائیگا۔ لہٰذا انہیں حمزہؓ کی لاش نہ دکھانا۔ مگر صفیہؓ نے کہا کہ بلغنی ما فعل به جو کچھ میرے بھائی کے ساتھ ہوا ہے اس کا مجھے پتہ چل گیا ہے ذالک یسیر فی جنب طاعة اللہ خدا کے راستہ میں تو یہ تھوڑی سی چیز ہے۔

خنساؓ کا اپنے بیٹوں کی شہادت پر شکر الٰہی

ایک عورت خنسہ نامی شاعرہ تھیں ان کا ایک بھائی صخر نامی (یعنی چٹان) فوت ہو گیا۔ وہ اس کی موت سے بہت صدمہ زدہ ہوئی۔ ایک مرثیہ اس کے متعلق لکھا جس میں وہ کہتی ہے ؎

یذکرنی صخرة طلوع الشمس صخرا
واذکره بکل غروب شمس

سورج نکلتا ہے تو مجھے اپنا بھائی یاد آتا ہے اور جب سورج غروب ہوتا ہے تو میں اپنے بھائی کو یاد کرتی ہوں۔ لیکن مسلمان ہونے کے بعد جب اُن کے بیٹے میدان جہاد میں شہید ہو گئے تو یہی عورت کہتی ہیں الحمد للہ الذی اکرمنی بشهادتهم۔ ان کی شہادت میرے اُوپر خدا تعالےٰ کا بڑا احسان ہے اور مجھے خدا نے برکت دی ہے۔

خدا کے رستہ میں جان و مال دینے کا ولولہ

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم کے اندر جان اور مال دینے کا ولولہ پیدا کیا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے من یقرض اللہ قرضاً حسناً۔ کون ہے جو مجھے قرض دے وما تنفقوا من شیء فی سبیل اللہ یوف الیکم وانتم لا تظلمون۔ خدا کے راستہ میں جو چیز بھی خرچ کرو گے اس کا پورا پورا معاوضہ دیا جائیگا اس کی قدر کی جائے گی۔ اور معاوضہ میں کسی قسم کی کمی نہ ہوگی۔ مسلمان قوم کا یہ حال تھا کہ جان دینے اور مال دینے کا ایک ولولہ اور ذوق و شوق ان میں پیدا ہو گیا۔

اسلامی افواج کا کردار غیروں کی نظر میں

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بے نظیر قوم پیدا کی۔ اور جنگوں میں ایرانی اور شامی لوگوں نے جو مشاہدہ کیا انہوں نے اپنے ہموطنوں میں جا کر گواہی دی کہ مسلمان ایک عجیب قوم ہے۔ هم باللیل رهبان راتوں کو یہ عبادت گذار ہوتے ہیں وبالنهار هم فرسان اور دن کے وقت شہسوار غازی ہوتے ہیں۔ پیسے دے کر روٹی کھاتے ہیں۔ شراب نہیں پیتے۔ کسی کا مال نہیں کھاتے۔ کسی عورت کی طرف نگاہ بد سے نہیں دیکھتے۔

کسی نے دریافت کیا کہ اگر دشمن قوم کی کوئی مرغی پکڑ کر کھا لی جائے تو کیا جائز ہے۔ فرمایا نہیں۔ وہ نالائق لوگ ہیں جن کے متعلق خدا نے فرمایا کہ وہ سمجھتے ہیں ما علینا فی الامیین من سبیل۔ حضرت نبی کریم صلعم نے ایک دفعہ اونٹ کی تھوڑی سی اون لے کر فرمایا کہ غنیمت کے مال سے اتنا بھی اپنے لئے رکھنا جائز نہیں۔ اگر کسی نے اونٹ کی رسی تک لی ہو وہ بھی اسے رکھ دے اور بیت المال میں ڈال دے۔ حضرت صلعم نے قوم کو نہایت دیانتدار، عفیف اور حیادار بنایا اور اس کو برائیوں سے پاک و صاف کیا۔

مسلمان افواج کے ساتھ نصرت الٰہی

مسلمان افواج میں تقوےٰ و طہارت کمال درجہ پر پایا جاتا ہے مسلمانوں کی جنگ میں خدا تعالےٰ کی تائید و حمایت شامل ہے کیونکہ حق و انصاف کے لئے لڑی جاتی ہے۔ اسی لئے فرمایا ولکن اللہ قتلهم یہ تم قتل نہیں کرتے ہم قتل کرتے ہیں اور نبی کریم صلعم کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دیا فرمایا وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ یہی حال آج ہماری پاکستانی افواج کا ہے، انہوں نے موجودہ جنگ میں جس کردار کا اظہار کیا ہے اور نصرت الٰہی کا جو نقشہ دیکھنے میں آیا ہے وہ ایمانوں کو تازہ کرنے کا موجب ہے۔

دعا ہے اللہ تعالےٰ ہماری فوجوں کی مزید نصرت و حمایت فرمائے اور دشمن کے ناپاک عزائم کو خاک میں ملا دے ہمارے شہداء کو اپنی رحمتوں کے سایہ میں جگہ دے ہماری قوم کا موجودہ اتحاد و اتفاق ہمیشہ قائم رہے اور وہ خدا کے حضور جھکی رہے اور دعاؤں میں لگی رہے۔

دفاعی فنڈ میں بار بار چندہ دو

اس موقعہ پر ضروری ہے کہ ساری قوم لگاتار چندہ دے تم بھی بار بار چندہ دو۔ کل ایک بیوی نے دو سو روپے دیئے۔ میری بیٹی نے پچاس روپے دیئے ہیں۔ اس کی ماں نے یکصد روپے دیئے ہیں۔ میں اس وقت سو روپے لکھواتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ ساری قوم چندہ دے اور اس وقت تک دیتی رہے جب تک یہ جنگ جاری ہے۔ یہی قوم کی زندگی ہے ہماری مسلمان قوم نے اپنی شجاعت میں اور داد و دہش میں اپنا نام پیدا کر لیا ہے۔

(باقی بر صفحہ ۷ کالم ۳)

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا (حضرت مسیح موعودؑ)

(مرتبہ: الحاج میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی - لاہور)

نائیجیریا

ذو اجیمو بالوگن - اسلام علیکم

یہ خط آپ کو لکھ کر میں بہت خوشی محسوس کرتا ہوں امید ہے کہ تمام صاحبان بخیریت ہوں گے۔

خط لکھنے کی پہلا سبب یہ ہے کہ میں مسلمان ہوں اور میرا نام ذو اجیمو بالوگن ہے۔

دوسرا سبب یہ ہے کہ میں لاگس میں اپنے بھائی کے پاس رہتا ہوں۔ مگر وہ مجھ کو عربی سکول نہیں جانے دیتا اور میں قرآن شریف اور لٹریچر پڑھنا چاہتا ہوں اس لئے میں یہ خط آپ کو لکھ رہا ہوں کہ آپ میری اس سلسلہ میں مدد کریں۔ چونکہ آپ کی مشن اس کام کے لئے کافی مدد کرتا ہے اس لئے آپ میری مدد کریں کیونکہ میں اسلام کی تعلیم کے متعلق معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ والسلام

(ان کو لٹریچر بھیجا گیا اور جواب دیا گیا)

(۲)

میں یہ چند سطور آپ کو اس غرض کے لئے لکھ رہا ہوں کہ آپ قرآن شریف مفت تقسیم کرتے ہیں اور یہ مجھے میرے ایک دوست نے بتایا۔

مہربانی کر کے مجھے بھی ایک قرآن شریف انگریزی ارسال کریں، امید ہے کہ آپ میری گذارش پر عمل کریں گے۔

آپ کا دعا گو

(ان کو خط لکھا گیا)

ترجمہ خط عبدالرزاق الراجی - نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

گھانا

ترجمہ خط فاروق احمد - گھانا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

میں چند سطور آپ کو اس غرض کے لئے لکھ رہا ہوں کہ آپ قرآن شریف انگریزی مفت تقسیم کرتے ہیں۔

میں ۱۷ سال کا ہوں اور مجھے قرآن کریم پڑھنے کا بڑا شوق ہے اور آپ کا ایڈریس مجھے میرے ایک دوست نے بتایا آپ مہربانی کر کے مجھے قرآن شریف اور لٹریچر ارسال کریں اور مجھے مذہب سے کافی واقفیت ہے اور میں انگریزی میں قرآن شریف پڑھ سکتا ہوں۔ والسلام

(خط کا جواب دیا گیا)

(۲)

ترجمہ خط محمد علی اموود - گھانا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

میں یہ خط آپ کو تحریر کر رہا ہوں میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے اپنا ممبر تسلیم کریں میں رات کو سکول میں عربی سیکھنے جاتا ہوں۔ میں نے سنا ہے کہ آپ ایسی کتابیں دیتے ہیں جو اسلام کے متعلق ہیں مہربانی فرما کر مجھے ایسی کتابیں ارسال کریں تاکہ میں ان سے اسلام کے متعلق کچھ اخذ کروں۔

جواب کا منتظر

(ان کو لٹریچر بھیجا گیا اور جواب دیا گیا)

(۳)

ترجمہ خط آدم ادریسا احمد - گھانا - ویسٹ افریقہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

میں یہ خط آپ کو لکھ کر بہت خوشی محسوس کر رہا ہوں مجھے مہربانی کر کے ایک عدد قرآن شریف انگریزی ارسال کریں امید ہے کہ آپ مجھے ضرور ارسال کریں گے۔ میں مسلمان ہوں اور انگریزی لکھنا نہیں جانتا۔ مجھے صرف قرآن کی خواہش ہے اللہ تعالےٰ آپ کی رہنمائی کرے۔ والسلام

(ان کو خط لکھا گیا)

(۴)

ترجمہ خط محمد۔ ایس۔ اسحاق - گھانا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

میری بڑی خوش قسمتی ہے کہ مجھے آپ کا ایڈریس مل گیا ہے اور یہ چند سطور آپ کو تحریر کر رہا ہوں۔ آپ مجھے اپنا لٹریچر ارسال کریں مشکور ہوں گا۔

(ان کو لٹریچر بھیجا گیا)

بحرِ حکمت کے موتی

(بسلسلۂ صفحہ اوّل)

کو وعظ کیا کرتے تھے ایک دفعہ ایک آدمی نے ان سے کہا کہ آپ کا وعظ بہت اچھا ہوتا ہے کاش آپ روزانہ ہمیں وعظ کیا کریں انہوں نے یہی جواب دیا ایسا کرنے سے مجھے یہی بات روکتی ہے کہ میں تمہارے دلوں میں ملال پیدا کرنے کا موجب نہ بن جاؤں۔ حضرت نبی کریم صلعم ہمارے ملال کے ڈر سے ہمیں روزانہ وعظ نہیں فرمایا کرتے تھے۔ اور اس کی وجہ بھی آنحضرت صلعم یہی بیان کیا کرتے تھے کہ تم کہیں ملال کا شکار نہ ہو جاؤ۔

جلسہ سالانہ کی تاریخیں

۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹ دسمبر ۱۹۶۵ء یاد رکھیں

خطبہ جمعہ

(بسلسلۂ صفحہ ۶)

چلین سے ایک خط

آپ کو پتہ ہے کہ گذشتہ سال پچاس سالہ جوبلی کی تقریب پر مختلف ممالک کے مسلمان احمدیہ بلڈنگس لاہور میں تشریف لائے تھے۔ ان میں بیادہ چینی افسر بھی تھے زرد ہو گئے چہرے۔ پکے مسلمان اور اونچے طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں اُن میں سے ایک کا نام یوسف ہے۔ ان کی طرف سے ایک خط آیا ہے . . . . جس میں پاکستان پر بھارتی حملہ کی سخت مذمت کی ہے اور پاکستان کی فتح کے لئے دُعا کی ہے اور دوستوں کو سلام لکھا ہے[1]۔

موجودہ اسلامی اتحاد

حضرت نبی کریم صلعم کی تعلیم انما المومنون اخوۃ نے دنیا بھر کے مسلمانوں کو ایک کر دیا ہے۔ ان کا یہ مظاہرہ بڑا مفید ہے۔ اس اتحاد و اتفاق نے یورپ کو نادم کر دیا ہے۔ حضرت عثمانؓ کی قومیں ایک دوسرے کی جان لینا چاہتی ہیں۔ لیکن اسلامی حکومتیں پاکستان کو ہر امداد کا یقین دلا رہی ہیں کہ ہم پاکستان کے شانہ بشانہ لڑیں گے۔ تمام اسلامی ممالک پاکستان کی سلامتی اور کشمیری عوام کی آزادی کے لئے دعائیں مانگ رہے ہیں اور روپے بھی بھیج رہے ہیں۔

موجودہ جنگ کے فوائد

معلوم ہوتا ہے کہ یہ جنگ ہماری بھلائی اور سربلندی کے لئے ہے۔ اس جنگ سے قوم میں اتفاق اور اتحاد پیدا ہو گیا ہے۔ قربانی کا مادہ پیدا ہو گیا ہے۔ توجہ الی اللہ پیدا کر دی ہے ایک رنگ میں یہ بلاء احسن ہے جس نے پاکستان کو حقیقی طور پر پاکستان بنا دیا ہے۔

زمانہ حال کا پیغمبر

یہ سب کچھ حضرت نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی تعلیمات کی وجہ سے ہوا ہے۔ ہمارے پیغمبرؐ ماڈرن یعنی زمانۂ حال کے پیغمبر ہیں۔ ہمارے اوپر آپؐ کے احسان عظیم ہیں۔ آج صرف مسلمان ہی ہے جو دنیا میں اپنا مذہب فخر کے ساتھ پیش کر سکتا ہے۔ ان انعامات کے پیش نظر ہمیں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم پر درود و صلوٰۃ پڑھنی چاہیئے۔

[1] اس خط کا ترجمہ دوسری جگہ درج ہے (ایڈیٹر)

ضرورت رشتہ

ایک ۳۲ سالہ احمدی نوجوان کے لئے جو ایک نیم سرکاری ادارہ میں تقریباً ۴۵۰/- روپے ماہوار تنخواہ لے رہے ہیں رشتہ کی ضرورت ہے۔

لڑکی کم از کم مڈل پاس ہونے کے علاوہ دیندار اور امور خانہ داری سے بخوبی واقف ہو۔ خط و کتابت بنام:-

م - ح معرفت ایڈیٹر پیغام صلح لاہور۔

بھارت اور پاک فضائیہ کے نقصانات

ایئر مارشل نور خان نے پشاور میں پاکستانی فضائیہ کے ہیڈ کوارٹر میں پاکستانی اور غیر ملکی اخبار نویسوں سے بات چیت کے دوران بھارتی فضائیہ کے نقصانات کی تفصیل بیان کرتے ہوئے بتایا کہ :-

اس لڑائی میں بھارت کے مختلف قسم کے ۱۱۰ طیاروں کو پاکستانی فضائیہ کے ہوا بازوں نے تباہ کر دیا اور ۱۹ دوسرے طیاروں کو نقصان پہنچایا گیا۔ انہوں نے کہا یہ اعداد و شمار ان تصاویر پر مبنی ہیں جو طیاروں کے ساتھ لگے ہوئے کیمروں سے "ایکشن" کے موقعہ پر لی گئیں اور ان تمام اعداد و شمار کی پوری طرح پڑتال کر لی گئی ہے۔

بھارتی فضائیہ کو جو نقصان پہنچایا گیا اس کے علاوہ پاکستانی فضائیہ نے اپنی بری فوجوں کی امداد میں کارروائی کرتے ہوئے بھارت کو اسلحہ اور جان کا زبردست نقصان پہنچایا پاکستانی فضائیہ نے بھارت کے ۱۴۹ ٹینک تباہ کئے اور ۵۰ ٹینکوں کو نقصان پہنچایا۔ مختلف قسم کی ۶۶۶ گاڑیاں تباہ کی گئیں۔ اور مزید ۶۹ گاڑیوں کو نقصان پہنچایا گیا۔ اس کے علاوہ بھارت کی ۶۲ توپیں تباہ کی گئیں اور ۱۹ توپوں کو نقصان پہنچایا گیا۔

ائیر مارشل نور خاں نے کہا پاکستان میں بھارت کے سات پائلٹ قیدی بنائے گئے ہیں۔ جبکہ بھارت کے پاس صرف تین قیدی ہیں جن میں ایک پائلٹ اور دو نیوی گیٹر ہیں۔ بھارت کے طیاروں کی تباہی کے متعلق ایئر مارشل نور خان نے کہا کہ بھارت کے ۳۵ طیاروں کو فضائی جنگ کے دوران تباہ کیا گیا اور پانچ کو نقصان پہنچایا گیا۔ اس کے علاوہ ۲۵ طیارے توپوں کی گولہ باری سے تباہ ہوئے۔

انعامات کس لئے

غیر ملکی اخبار نویسوں کے اس دورے سے بھارت کے وہ تمام دعوے کھلی غلط ثابت ہو گئے ہیں جو اس نے پاک فضائیہ کے نام نہاد نقصانات کے بارے میں کئے تھے پاک فضائیہ کے سربراہ ایئر مارشل نور خاں نے دورہ شروع کرنے سے قبل اخباری نمائندہ سے کہا کہ وہ پاک فضائیہ کے ایف ۸۶ طیارے گن لیں۔ چنانچہ اخبار نویسوں نے مختلف اڈوں پر دیکھا کہ پاکستان کے ۸۶ سیبر جٹ طیارے بالکل صحیح حالت میں تیار کھڑے ہیں۔

اخبار نویسوں نے یہ بھی دیکھا کہ پاک فضائیہ کے کسی اڈے کو ہرگز کوئی نقصان نہیں پہنچا۔ حالانکہ ان کے بارے میں بھارت کا یہ دعوے تھا کہ انہیں بالکل تباہ کر دیا گیا ہے اور اس سلسلے میں بھارتی ہوا بازوں کو اعلیٰ فوجی اعزازات بھی دیئے گئے۔ غیر ملکی اخبار نویسوں نے ان اڈوں کو دیکھ کر ایک دوسرے سے یہ سوال کیا کہ یہ انعامات کس سلسلے میں دیئے گئے۔

حضرت مولینا سیّد محمد احسن صاحب مرحوم کی تصویر مطلوب ہے

حضرت امیر ایدہ اللہ کو ایک قومی ضرورت کے لئے حضرت مولینا سیّد محمد احسن صاحب مرحوم مغفور کی تصویر مطلوب ہے اگر کسی صاحب کے پاس ہو تو مہربانی فرما کر حضرت ممدوح کی خدمت میں عاریتاً ارسال فرمادیں۔ بعد استعمال واپس کر دی جائے گی۔

کراچی میں حضرت مولینا مرحوم کے دو صاحبزادے مولوی محمد یعقوب صاحب و محمد یوسف صاحب مقیم ہیں وہ خود اگر اس اعلان کو پڑھیں یا جماعت کراچی میں سے جو صاحب انکو جانتے یا اُن سے ملنے والے ہوں وہ انہیں یہ پیغام پہنچائیں کہ مولینا مرحوم کی تصویر ان کے پاس ہو یا اس کا پتہ دے سکتے ہوں تو حضرت امیر کی خدمت میں بھیجکر یا اس کا پتہ دے کر ممنون فرمائیں۔

پیغام صلح مورخہ ۲۷ اکتوبر ۱۹۶۵ء ۔ رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳ شمارہ نمبر ۴۰

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک نور الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور جناب مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا۔

جلد ۵۳ | یوم چہار شنبہ مورخہ ۹ رجب المرجب ۱۳۸۵ھ مطابق ۳ نومبر ۱۹۶۵ء | نمبر ۴۱

حکمت کے موتی

از [illegible] عبد الرحمٰن صاحب مصری

جماعت میں علماء کے وجود کی ضرورت و اہمیت

عن عبد اللہ بن عمرو ابن العاص قال سمعت رسول اللہ صلعم یقول ان اللہ لا یقبض العلم انتزاعا ینتزعہ من العباد ولکن یقبض العلم بقبض العلماء حتی اذا لم یبق عالم اتخذ الناس رؤسا جھالا فسئلوا فافتوا بغیر علم فضلوا و اضلوا

(بخاری کتاب العلم)

عبد اللہ بن عمرو بن العاص کہتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلعم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالےٰ علم کو اس طرح قبض نہیں کرتا کہ بندوں سے علم کو چھین لے بلکہ قوم سے علم اس طرح اٹھتا ہے کہ اس میں سے حقیقی علماء اٹھ جاتے ہیں جب قوم میں کوئی حقیقی عالم نہیں رہتا تو لوگ جاہلوں کو اپنا سردار بنا لیتے ہیں ایسے جاہل سرداروں سے جب کسی امر میں فتوے دریافت کیا جاتا ہے تو وہ بغیر علم کے فتوے دے دیتے ہیں خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔ ایک حدیث پہلے گذر چکی ہے جس میں مسیح موعودؑ کے زمانہ کی ایک علامت یہ بتلائی ہے یرفع العلم ویکثر الجھل۔ دونوں حدیثوں کو ملا کر پڑھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسیح موعودؑ کے ظہور کے وقت [illegible] حقیقی علماء اٹھ چکے ہوں گے اور جہلاء کا دور ہوگا اس لئے وہ قوم کی صحیح رہنمائی نہیں کر سکیں گے بلکہ اسے غلط راہ پر ڈالنے کا موجب ہوں گے چنانچہ اس وقت کے علماء نے ہی

غیر اللہ کی طرف جھکنا ترکِ نماز کا باعث بن جاتا ہے

ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ یہ نماز جو اپنے اصلی معنوں میں نماز ہے۔ دعا سے حاصل ہوتی ہے۔ غیر اللہ سے سوال کرنا مومنانہ غیرت کے صریح اور سخت مخالف ہے کیونکہ یہ مرتبہ دعا کا اللہ تعالےٰ ہی کے لئے ہے۔ جب تک انسان پورے طور پر حنیف ہو کر اللہ تعالےٰ ہی سے سوال نہ کرے اور اسی سے نہ مانگے۔ سچ سمجھو کہ حقیقی طور پر وہ سچا مسلمان اور سچا مومن کہلانے کا مستحق نہیں۔ اسلام کی حقیقت ہی یہ ہے کہ اس کی تمام طاقتیں اندرونی ہوں یا بیرونی سب کی سب اللہ تعالےٰ ہی کے آستانہ پر گری ہوئی ہوں۔ جس طرح پر ایک بڑا انجن بہت سی کلوں کو چلاتا ہے پس اسی طور پر جب تک انسان اپنے ہر کام اور ہر حرکت و سکون کو اسی انجن کی طاقت عظمیٰ کے ماتحت نہ کر لیوے۔ وہ کیونکر اللہ تعالےٰ کی ربوبیت کا قائل ہو سکتا ہے اور اپنے آپ کو انی وجھت وجھی للذی فطر السمٰوٰت والارض کہتے وقت واقعی حنیف کہہ سکتا ہے؟ جیسے منہ سے کہتا ہے۔ ویسے ہی ادھر کی طرف متوجہ ہو تو لاریب وہ مسلم ہے وہ مومن اور حنیف ہے۔ لیکن جو شخص اللہ تعالےٰ کے سوا غیر اللہ سے سوال کرتا ہے اور ادھر بھی جھکتا ہے۔ وہ یاد رکھے کہ بڑا ہی بدقسمت اور محروم ہے اس پر وہ وقت آ جانے والا ہے کہ وہ زبانی اور رسمی طور پر بھی اللہ تعالےٰ کی طرف نہ جھک سکے۔ ترکِ نماز کی عادت اور کسل کی ایک وجہ یہ بھی ہے کیونکہ جب انسان غیر اللہ کی طرف جھکتا ہے تو روح اور دل کی طاقتیں اس درخت کی طرح جس کی شاخیں ابتداءً ایک طرف کر دی جائیں اور اس طرف جھک کر پرورش پا لیں۔ ادھر ہی جھک جاتی ہیں اور خدا تعالےٰ کی طرف سے ایک سختی اور تشدد اس کے دل میں پیدا ہو کر اسے منجمد اور پتھر بنا دیتا ہے۔ جیسے وہ شاخیں پھر دوسری طرف مڑ نہیں سکتیں۔ اسی طرح دل اور روح دن بدن خدا تعالےٰ سے دور ہوتی جاتی ہے۔ پس یہ بڑی خطرناک اور دل کو کپکپا دینے والی بات ہے کہ انسان اللہ تعالےٰ کو چھوڑ کر دوسرے سے سوال کرے۔"

(ملفوظات جلد اول ص ۲۳۲)

ہم مسلمانوں کے اندر ایسے غلط اور زنادقہ تعلیم اسلام کے نام داخل کر دیئے ہوئے ہیں جو عیسائیوں کو تقویت دینے والے اور انہیں اپنے مشرکانہ عقائد کی ترویج میں مدد دینے کا موجب بن رہے تھے جس کے نتیجہ میں ہزاروں مسلمانوں نے عیسائی مذہب اختیار کر لیا اور توحید کو چھوڑ کر تثلیث پرستوں کی آغوش میں جا پناہ لی اور محمد رسول اللہ صلعم کا دم بھرنے والے آنحضور صلعم کو نعوذ باللہ گالیاں دینے والے بن گئے۔

حدیث مذکورہ بالا میں ہماری جماعت کے لئے بھی لمحۂ فکریہ ہے ہماری جماعت کو بھی اس طرف توجہ مبذول کرنی چاہیئے کہ سلسلہ میں حقیقی علماء کی جماعت ہمیشہ کے لئے موجود رہے ورنہ نتیجہ وہی ہوگا جو حدیث میں بیان کیا گیا ہے خدا اس سے محفوظ رکھے آمین

تبلیغی خطوکتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
(حضرت مسیح موعود)

(مرتبہ: الحاج میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی - لاہور)

مغربی پاکستان

ترجمہ خط از: شہنشاہ ولی خان صاحب ایم-اے-
پشاور (مغربی پاکستان)

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

گذشتہ روز مجھے آپ کا پتہ ملا۔ گو میں ابھی تک احمدی جماعت سے منسلک نہیں ہوں مگر احمدیت اور اس تحریک کے لٹریچر اور آپ کی سرگرمیوں سے خاص لگاؤ ہے۔ میں بہت مشکور ہوں گا اگر آپ مجھے اس قسم کا لٹریچر ارسال کریں جو مجھے احمدیت کی طرف راغب کرے۔ والسلام

(ان کو پمفلٹس ارسال کئے گئے اور خط کا جواب دیا گیا)

نائیجیریا

ترجمہ خط از: رزاقی راجی۔ ایبقہ نائیجیریا

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

میرے ایک دوست نے مجھے آپ کا پتہ خط و کتابت اور بتایا کہ آپ قرآن شریف انگریزی میں تفسیر کرتے ہیں۔ اس لئے مہربانی فرما کر مجھے ایک قرآن شریف ارسال کریں۔ جس کا میں بہت ممنون ہوں گا۔ اگر آپ ایسا کریں گے تو میں اپنے دوستوں کو کہوں گا کہ وہ آپ کو آرڈر دیں۔ امید ہے کہ اس پر توجہ فرمائیں گے۔

والسلام

(انہیں لٹریچر بھیجا گیا اور جواب بھی دیا گیا)

(۲)

ترجمہ خط از سوپلے آدے روبن لیلا - نائیجیریا

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

میں انڈر گریجویٹ ہوں اور عنقریب احمدو بیلو یونیورسٹی زاریہ میں پراونشل جج کی حیثیت سے جو عنقریب مارچ میں اسامی ہونے والی ہے متعین ہوں گا۔ طالب علم کی حیثیت سے میں نے بہت سے عیسائیوں کو اسلام میں داخل کیا۔ آپ مجھے ضرور قرآن شریف ارسال کر کے مشکور فرمائیں۔ والسلام

(ان کو قرآن شریف محمد حسین صاحب کے حساب میں ارسال کیا گیا)

(۳)

ترجمہ خط از: محمد احمد ادیمو - نائیجیریا

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

اس سے پیشتر میں نے ۱۹۵۸ء میں جبکہ میں سیکنڈری سکول میں طالب علم تھا خط تحریر کیا تھا۔ اب میں سکول سے فارغ ہو گیا ہوں۔ اور اسلام کی تعلیمات حاصل کرنے کا خواہشمند ہوں۔ اس لئے آپ مجھے چند پمفلٹس ارسال کریں۔ اور میں آپ کی جماعت کا ممبر بھی بننا چاہتا ہوں۔ اس کے متعلق لکھیں کہ کس طرح ممبر بنا جا سکتا ہے۔ اور میرے دوست بھی آپ کی جماعت کے ممبر بننا چاہتے ہیں۔ والسلام

(ان کو لٹریچر روانہ کیا گیا اور خط کا جواب بھی لکھا گیا اور فارم بھی ارسال کیا گیا)

(۴)

ترجمہ خط مسٹر ایس-اے-آدیمی کان یوگا - نائیجیریا

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

آپ کا ارسال کردہ خط مورخہ ۲-$\frac{9}{65}$ موصول ہوا ہے۔

(باقی برصفحہ ۳ کالم ۳)

احمدیہ خواتین کا جلسہ

خواتین احمدیہ لاہور کا ایک ضروری جلسہ ۵ نومبر ۱۹۶۵ء کو بروز جمعہ، بعد نماز جمعہ مسجد احمدیہ بلڈنگس کی گیلری میں منعقد ہوگا۔ لاہور کی تمام احمدی خواتین سے التماس ہے کہ اس جلسہ میں شمولیت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

الملتمس

بیگم سید بشیر حسین، صدر انجمن خواتین احمدیہ لاہور

جلسہ سالانہ کی تاریخیں
۱۶/۱۷/۱۸/۱۹ دسمبر ۱۹۶۵ء

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مؤرخہ ۳ نومبر ۱۹۶۵ء

حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئیاں اور تائیدی نشانات

گذشتہ اشاعت میں حضرت مسیح موعودؑ کے بیانات سے ہم یہ واضح کر چکے ہیں کہ ادنے درجہ کے عام خواب بینوں اور کاملین اُمّت کے الہامات وکشوف اور پیشگوئیوں میں اس قدر نمایاں فرق ہوتا ہے جیسے ایک بجلی کے لیمپ کے مقابلہ میں جگنو کی چمک اور روشنی، یا ایک امیر کبیر کے خزانوں کے مقابلہ میں ایک فقیر کے توا کے چند پیسے، اس لئے یہ کہنا کہ چونکہ ایک فاسق و فاجر یا چوہڑے چمار کو بھی کبھی کوئی سچی خواب آجاتی ہے اس لئے مرزا غلام احمد کو اگر کوئی آیندہ کی خبر مل جائے جو واقعات سے سچی ثابت ہو تو اس سے ان کا برگزیدہ اور مامور الہٰی ہونا ثابت نہیں ہوتا ایک ایسی دلیل ہے جو سارے سلسلۂ نبوت و ولایت پر پانی پھیر دیتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے لکھا ہے:-

" وہ امور جو خاص طور کے غیب ہیں وہ خدا تعالیٰ کے خاص بندوں سے مخصوص ہیں وہ لوگ عام لوگوں کی خوابوں اور الہاموں سے چار طور کا امتیاز رکھتے ہیں ایک یہ کہ اکثر ان کے مکاشفات نہایت صحیح ہوتے ہیں، اور شاذ و نادر مشتبہ ہوتا ہے مگر دوسرے لوگوں کے مکاشفات مکدّر اور مشتبہ ہوتے ہیں اور شاذ و نادر کوئی صاف ہوتا ہے دوسرے یہ کہ وہ عام لوگوں کی نسبت اس قدر کثیر الوقوع ہوتے ہیں، کہ اگر مقابلہ کیا جائے تو وہ مقابلہ ایسا فرق رکھتا ہے جیسا ایک بادشاہ اور ایک گدا کے مال کا مقابلہ کیا جائے، تیسرے ان سے ایسے عظیم الشان نشان ظاہر ہوتے ہیں کہ دوسرا شخص ان کی نظیر پیش نہیں کر سکتا چوتھے ان کے نشانوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں پائی جاتی ہیں اور محبوب حقیقی کی محبت اور نصرت کے آثار ان میں نمودار ہوتے ہیں، اور صریح دکھائی دیتا ہے کہ وہ ان نشانوں کے ذریعہ سے ان مقبولوں کی عزت اور قربت کو دنیا پر ظاہر کرنا چاہتا ہے اور ان کی وجاہت دلوں میں بٹھانا چاہتا ہے مگر جن کا خدا سے کامل تعلق نہیں ان میں یہ بات پائی نہیں جاتی "

حضرت مسیح موعودؑ کے ان واضح ارشادات کی روشنی میں ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ آپ کے الہامات وکشوف اور وہ پیشگوئیاں جو آئندہ کی خبروں پر مشتمل تھیں، کن لوگوں کی ذیل میں آتی ہیں، آپ نے خود اپنے متعلق لکھا ہے:-

" اب میں بموجب آیۂ کریمہ وَاَمَّا بِنِعۡمَۃِ رَبِّکَ فَحَدِّثۡ اپنی نسبت بیان کرتا ہوں کہ خدا تعالےٰ نے مجھے اس تیسرے درجہ[1] میں داخل کر کے وہ نعمت بخشی ہے جو میری کوشش سے نہیں بلکہ شکم مادر میں ہی مجھے عطا کی گئی ہے۔ میری تائید میں اس نے وہ نشان ظاہر فرمائے ہیں کہ آج کی تاریخ سے جو ۱۶ جولائی ۱۹۰۷ء ہے اگر میں ان کو فرداً فرداً شمار کروں تو میں خدا تعالےٰ کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ وہ تین لاکھ سے بھی زیادہ ہیں اور اگر کوئی میری قسم کا اعتبار نہ کرے تو میں اس کو ثبوت دے سکتا ہوں، بعض نشان اس قسم کے ہیں جن میں خدا تعالےٰ نے ہر ایک محل میں اپنے وعدہ کے موافق مجھ کو دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھا، اور بعض نشان اس قسم کے ہیں جن میں ہر محل میں اپنے وعدہ کے موافق میری ضرورتیں اور حاجتیں اس نے پوری کیں۔ بعض نشان اس قسم کے ہیں جن میں اس نے بموجب اپنے وعدہ اِنِّی مُهِیۡنٌ مَنۡ اَرَادَ اِهَانَتَكَ کے میرے پر حملہ کرنے والوں کو ذلیل اور رسوا کیا اور بعض نشان اس قسم کے ہیں جو مجھ پر مقدمات دائر کرنے والوں پر اس نے اپنی پیشگوئیوں کے مطابق مجھ کو فتح دی اور بعض نشان اس قسم کے ہیں جو میری مدّت بعثت سے پیدا ہوتے ہیں کیونکہ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے یہ مدّت دراز کسی کاذب کو نصیب نہیں ہوئی، اور بعض نشان زمانہ کی حالت دیکھنے سے پیدا ہوتے ہیں یعنے یہ کہ زمانہ کسی امام کے پیدا ہونے کی ضرورت تسلیم کرتا ہے اور بعض نشان اس قسم کے ہیں، جن میں دوستوں کے حق میں میری دعائیں منظور ہوئیں اور بعض نشان اس قسم کے ہیں جو شریر دشمنوں پر میری بد دعا کا اثر ہوا اور بعض نشان اس قسم کے ہیں جو میری دعا سے بعض خطرناک بیماروں نے شفا پائی اور ان کی شفا کی پہلے خبر دی گئی، اور بعض نشان اس قسم کے ہیں جو میرے لئے اور میری تصدیق کے لئے عام طور پر خدا نے حوادث ارضی یا سماوی ظاہر کئے۔ اور بعض نشان اس قسم کے ہیں جو میری تصدیق کے لئے بڑے بڑے ممتاز لوگوں کو جو مشاہیر فقراء میں سے تھے، خوابیں آئیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا جیسے سجادہ نشین صاحب العلم سندھ جن کے مرید ایک لاکھ کے قریب تھے اور جیسے خواجہ غلام فرید چاچڑاں والے اور بعض نشان اس قسم کے ہیں کہ ہزارہا انسانوں نے محض اس وجہ سے میری بیعت کی کہ خواب میں ان کو بتلایا گیا کہ یہ سچا ہے اور خدا کی طرف سے ہے اور بعض نے اس وجہ سے بیعت کی کہ آنحضرتؐ کو خواب میں دیکھا اور آپ نے فرمایا کہ دنیا ختم ہونے کو ہے اور یہ خدا کا آخری خلیفہ اور مسیح موعود ہے اور بعض نشان اس قسم کے ہیں کہ بعض اکابر نے میری پیدائش یا بلوغ سے پہلے میرا نام لے کر میرے مسیح موعود ہونے کی خبر دی، جیسے نعمت اللہ ولی اور میاں گلاب شاہ ساکن جمال پور ضلع لدھیانہ اور بعض نشان اس قسم کے ہیں جن کا دامن ہر ایک قوم کے مقابل اور ہر ایک ملک تک اور ہر ایک زمانہ تک وسیع چلا گیا ہے اور وہ سلسلہ مباہلات ہے۔ جس کے بہت سے نمونے دنیا نے دیکھ لئے ہیں اور میں کافی مقدار دیکھنے کے بعد مباہلہ کی رسم کو اپنی طرف سے ختم کر چکا ہوں۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۷-۶۸)

اس قدر کثیر نشانات کے ہوتے ہوئے جن کی تفصیل حضرت مسیح موعودؑ نے اسی حقیقۃ الوحی میں آگے چل کر دی ہے یہ کہنا کہ:-

" مرزا غلام احمد نے جتنے واضح الہامات اور متعین پیشگوئیاں شائع کی ہیں وہ ایک آدھ کے سوا سبھی غلط ثابت ہوئیں "

کس قدر حق پوشی اور سینہ زوری سے کام لینا ہے، ہم آئندہ اشاعت میں آپ کی کئی ایک واضح اور متعین پیشگوئیاں اور الہامات درج کریں گے جو ایک آدھ نہیں سب کی سب پوری ہوئیں، اور ہوتی چلی جا رہی ہیں جن میں سے ایک آپ کا وہ کشفی بیان بھی ہے، جس میں فرمایا گیا ہے کہ:-

" شاستری کی پیشگوئی غلط نکلی "

اس سلسلہ میں بعض اور بھی اعتراضات اٹھائے گئے ہیں جن کا تفصیلی جواب آئندہ اشاعت میں دیا جائے گا انشاء اللہ تعالےٰ۔

---

[1] اس تیسرے درجہ کے لوگوں کا ذکر گذشتہ اشاعت میں آچکا ہے یعنے

"وہ لوگ جو خدا تعالےٰ سے اکمل اور اصفےٰ طور پر وحی پاتے ہیں اور کامل طور پر شرف مکالمہ اور مخاطبہ ان کو حاصل ہے اور خوابیں بھی ان کو فلق الصبح کی طرح سچی آتی ہیں اور خدا تعالےٰ سے اکمل اور اتم طور پر محبت کا تعلق رکھتے ہیں اور محبت الٰہی کی آگ میں داخل ہو جاتے ہیں اور نفسانی قالب ان کا شعلہ اندر سے جل کر بالکل خاک ہو جاتا ہے۔"

مجلس معتمدین کا اجلاس

۷ نومبر ۱۹۶۵ء کو صبح ۹ بجے احمدیہ بلڈنگس لاہور میں منعقد ہو رہا ہے۔ جملہ ممبران کی خدمت میں ایجنڈا بذریعہ ڈاک روانہ کر دیا گیا ہے۔

اس اجلاس میں چونکہ بجٹ پیش ہو رہا ہے لہٰذا احباب کی شمولیت نہایت ضروری ہے۔

خاکسار۔ احمد یار سیکرٹری

575 41

مُلک کی سالمیّت اور تحفّظ کے لئے جہاد

طاقتور دشمن کے مقابلہ میں اسلام کی قلیل افواج کی فتوحات

پاکستانی شہریوں اور افواج کو مبارکباد کہ اللہ تعالےٰ نے انہیں جہاد کا موقعہ دیا

میاں نصیر احمد فاروقی صاحب "ستارۂ پاکستان" "ہلال قائد اعظم" سی ۔ ایس ۔ پی ۔ چیئرمین کیپٹل ڈیولپمنٹ اتھارٹی ۔ راولپنڈی کی ریڈیو پاکستان راولپنڈی سے تقریر

جنگ کی اجازت تین باتوں پر مبنی ہے ۔

اذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا وان اللہ علیٰ نصرھم لقدیر ہ اس آیت کا ترجمہ یہ ہے :۔ "ان لوگوں کو اجازت دی گئی جن سے لڑائی کی جاتی ہے ، اس لئے کہ اُن پر ظلم کیا گیا ۔ اور اللہ یقیناً اُن کی مدد پر قادر ہے"۔ جنگ کے متعلق یہ پہلی آیت ہے ۔ جو قرآن کریم میں اُتری آپ غور کریں تو اس میں تین باتیں فرمائی ہیں ۔ اوّل تو یہ کہ مشرکین عرب نے مسلمانوں پر سالہا سال ظلم پر ظلم کئے ۔ پھر سب سے بڑھکر یہ ظلم کیا کہ اُن پر بالآخر فوجی حملہ کر دیا ۔ تیسری بات یہ فرمائی کہ اگرچہ مسلمان تھوڑے اور کمزور تھے ۔ مگر اللہ تعالےٰ ان کی امداد فرمائے گا ۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے ۔

دشمن افواج کی کثرت اور مسلمانوں کی قلّت

مشرکین عرب کی تعداد اور فوجی ساز و سامان اس قدر زیادہ تھا اور بالمقابل مسلمانوں کی تعداد اور جنگ کی تیاری اس قدر تھوڑی تھی کہ بظاہر مسلمان کا بچنا ناممکن نظر آتا تھا ۔ مگر وان اللہ علیٰ نصرھم لقدیر ۔ یعنی اللہ ان کی مدد پر قادر ہے ۔ اس کا نظارہ دنیا نے کیسا دیکھا ؟ عجیب بات یہ ہے ۔ کہ مسلمانوں کی تاریخ میں ہمیشہ یہی ہوتا آیا ہے کہ جب بھی غیر مسلم قوموں سے جنگ ہوئی زیادتی اور ظلم کرنے والے غیر مسلم تھے ۔ اور ان کو ایسا کرنے کی جرأت تب ہی ہوتی تھی ۔ جب ان کی تعداد اور جنگی سامان مسلمانوں سے بڑھ چڑھ کر ہوتا تھا ۔

صلیبی جنگیں

اس کی ایک ہی مثال لے لیجئے صلیبی جنگوں میں یورپ کی تمام قومیں (میں دوہرا دوں گا کہ تمام قومیں یعنی روس ۔ جرمنی ۔ فرانس ۔ انگلستان ۔ سپین ۔ روما ۔ آسٹریا ۔ وغیرہ وغیرہ) اپنی طاقتور فوجیں لے کر اور ساز و سامان سے لیس ہو کر ارض مقدس میں اُتریں اور تمہ لگاکے مقابلہ پر تھی پھر مسلمان اور وہ بھی جنگی سامان میں کمتر تھے ۔ مگر کیا وہ ڈر گئے ؟ کیا انہوں نے کسی مصلحت وقتی سے کام لیا ؟ نہیں ۔ وہ سینہ سپر ہو کر کھڑے ہو گئے تو خدا نے پھر ان اللہ علیٰ نصرھم لقدیر کا وہ منظر دکھایا کہ یہ زبردست دشمن بار بار حملوں کے باوجود ناکامیاب ہو کر گھر کو لوٹ گیا ۔

بنگامی واقعات

آج ہمارے ساتھ بھی وہی واقعات پیش آ رہے ہیں مشرکین ہند نے سالہا سال تک ہر قسم کے ظلم اور زیادتیاں کیں اور بالآخر وہ اپنی طاقت اور گھمنڈ پر ہم پر ٹوٹ پڑے ہیں اگر ہم اللہ تعالےٰ کے آگے جھکیں ۔ اسی سے مدد مانگیں اور دشمن کے آگے سینہ سپر رہیں ۔ تو انشاء اللہ القدیر تاریخ ضرور اپنے آپ کو دھرائے گی ۔

ہمارا قصور

آخر ہمارا کیا قصور ہے ۔ کہ ہم پر ظلم و ستم کئے گئے اور بالآخر ہم نے پاکستان بنانے پر مجبور ہوئے جہاں ہم نے اپنے مذہب اور تہذیب کو محفوظ کرنا چاہتے ہیں ۔ ہماری جسمانی ہستی سے دشمن کو کوئی عناد نہیں اگر آج ہم اپنے مذہب کی پرواہ نہ کریں اور ہندو بن جائیں یا کم از کم پکے مسلمان نہ رہیں جیسا کہ دشمن چاہتا ہے تو سب جھگڑا ختم ہو جاتا ہے ۔

کمزور طبائع لوگ اور منافقین

ایسے موقعہ پر کمزور طبائع میں کمزوری پیدا ہوتی ہے اس کا ذکر بھی قرآن کریم نے جنگ اُحد کے موقعہ پر یوں فرمایا ہے :۔

اذ یقول المنٰفقون والذین فی قلوبھم مرض غرّ ھؤلاء دینھم ط ومن یتوکل علی اللہ فان اللہ عزیز حکیم o ولو تریٰ اذ یتوفی الذین کفروا الملٰئکۃ یضربون وجوھھم و ادبارھم و ذوقوا عذاب الحریق ۔ "جب منافق اور وہ جن کے دلوں میں بیماری ہے یہ کہتے ہیں کہ ان لوگوں کو ان کے دین نے دھوکا دیا ہے تو ایسے موقعہ پر جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے تو بے شک اللہ غالب حکمت والا ہے ۔ اور اگر تو دیکھے جب فرشتے ان کی جو ناشکرگزار ہیں ، روح قبض کریں گے ۔ ان کے مونہوں اور پیٹھوں کو مارتے ہوں گے اور کہیں گے جلنے کا عذاب چکھو"۔

اُس زمانہ میں منافق وہ تھے ۔ جو اپنے مفاد کی خاطر ان کے مسلمانوں سے مل گئے تھے مگر دل سے مسلمان نہ تھے ۔ ان کے دل کمزور تھے ۔ منافقین نے یہ وسوسہ پھیلایا ۔ اور کمزور دل لوگوں نے ایسے محسوس کیا کہ دین کی خاطر یہ مصیبت لینا ٹھیک نہیں اور قرآن نے بار بار جو وعدے کئے ہیں کہ بالآخر مسلمان غالب رہیں گے ۔ یہ دھوکہ ہے ۔ اس لئے کہ کثرت اور طاقت کے آگے مٹھی بھر اور وہ بھی کمزور مسلمان کہاں بچ سکتے تھے ۔

جاسوس اور کمزور مسلمان

آج ہم میں منافق تو وہ لوگ ہیں جو مسلم یا غیر مسلم ، پاکستانی یا غیر پاکستانی ہو ویسے ہندوؤں کے ساتھ ہیں ۔ یا اُن کے تنخواہ دار جاسوس ہیں اور ہم میں ملے جلے ہیں ۔ جس طرح منافق مسلمانوں میں مل گئے تھے اور جن کی بابت قرآن کریم نے خود فرمایا ہے ۔ کہ وہ جاسوسی بھی کرتے تھے ۔ اور ایسے لوگ سنسنی خیز امور یا شک و شبہ پیدا کر کے مسلمان قوم کے دل میں کمزوری پیدا کرنا چاہتے ہیں ۔ اور خود مسلمانوں میں کمزور دل وہ لوگ ہیں ۔ جو جلد ہمت ہار دیتے ہیں ۔ یا جن کے اندر یہ وسوسہ پیدا ہوتا ہے ۔ کہ جنگ کے حالات پیدا ہی کیوں ہونے دیئے گئے ۔ کیوں نہ ہندوؤں سے دب کر جو انہوں نے کہا ۔ مان لیا ۔

طاقتور دشمن کے مقابلہ میں مسلمانوں کی کامیابیاں

تو ایسے موقعہ پر قرآن حکیم نے ہمیں نصیحت کی ہے کہ تم اگر اللہ پر بھروسہ کرو گے تو وہ غالب ہے ۔ مگر وہ اپنے غلبہ کو حکمت کے ذریعہ ظاہر کرتا ہے ۔ یعنی حالات پیدا کر کے اور وقت مقررہ پر یہ نہیں ہوتا ۔ کہ آسمان سے بجلی گر کر کافروں کو ایک دم تباہ کر دے ۔ مسلمانوں کی تاریخ اس پر گواہ ہے کہ ہمیشہ ایسا ہوتا آیا ہے ۔ کہ باوجود دشمن کی کثرت اور طاقت کے جب مسلمان مقابلہ پر ڈٹ گئے ۔ تو اگرچہ ان کو بھی قربانیاں دینی پڑیں اور شہید ہوئے ۔ مگر بالآخر اللہ تعالےٰ نے زبردست کامیابیاں بخشیں ۔

منافقوں اور کمزور دلوں کی سزا

قرآن کریم نے منافقوں اور کمزور دل لوگوں کی نسبت مذکورہ بالا آیت میں فرمایا ۔ کہ موت آتی دیکھ کر ڈر کر ایسا کہتے ہیں تا ؟ سو موت تو ان کو وقت مقررہ پر آئے گی ہی ۔ مگر اس وقت اُن کا حال بُرا ہو گا کہ فرشتے اُن کے مونہوں پر مارتے ہوں گے ۔ یعنی وہ منہ جو بظاہر اسلام کی طرف تھے یا جن مونہوں سے وہ زبانی مسلمان تھے اور پیٹھوں پر بھی مارتے ہوں گے ۔ اس لئے کہ جب وقت آن پڑا ۔ تو انہوں نے پیٹھ دکھائی ۔ (جیسے بھی جب انسان کے منہ پر مارو تو وہ پیٹھ کر دیتا ہے) اور پھر فرمایا ۔ کہ صرف یہ مار ہی نہ ہو گی ۔ بلکہ جلنے کا عذاب بھی ہو گا ۔ اس لئے مٹی جس سے انسان بنا ہے آگ میں ہی پڑ کر مضبوط ہوتی ہے ۔ مومن تو جنگ کی آگ سے پکے کئے گئے ۔ مگر جن کمزور دل لوگوں نے اس سے منہ موڑا اب جہنم کی آگ سے ان کا علاج کیا جائے گا ۔ اور وہ بہت بدتر چیز ہے ۔ آگ ویسے بھی بیماری کا علاج ہے ۔ جیسے ڈاکٹر لوگ ہیضہ یا طاعون کے مریض کی تمام اشیاء کو آگ کے سپرد کر دیتے ہیں ۔ تو فرمایا کہ اگر تم حق کی حمایت میں جنگ کو برداشت کر لیتے تو پکے مسلمان بن جاتے ۔ اور اپنی باطنی کمزوریوں سے نجات پا لیتے ۔ اور اگر تمہاری موت کا وقت قریب آ ہی گیا تھا ۔ تو وہ تو ٹل نہیں سکتا ۔ ولو کنتم فی بروج مشیّدۃ ۔ یعنی چاہے تم اپنے آپ کو مضبوط قلعوں میں بھی محصور کر لو ۔ مگر موت تم کو وقت مقررہ پر آ جائے گی مگر وہ موت کیا بری ہو گی ۔ اس کا نقشہ اوپر کھینچا گیا ہے ۔

شہید کی موت

برعکس اس کے شہید کی موت مرو تو نہایت عزت سے خدا کے آگے حاضر ہو گے ۔ اور ہمیشہ کی زندگی جنت الفردوس میں پاؤ گے جیسا کہ فرمایا ۔ ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولٰکن لا تشعرون ۔ یعنی جو اللہ تعالےٰ کے رستہ میں مارا جائے

(باقی برصـ)

جہاد میں شمولیت تمام مسلمانوں کا فرض ہے

نبی کریم صلعم نے جبری بھرتی کا اصول رائج کیا

شمع موت کے پروانے مسلمان ——— فوجی جیالوں کے قابل فخر کارنامے

مسلمان جہاد میں شامل نہ ہونے کی اجازت طلب نہیں کرسکتا

خطبۂ جمعہ فرمودہ ۲۹-۱۰-۶۵ فرمودہ حضرت امیر قوم مولینا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذیبایعونک تحت الشجرۃ فعلم ما فی قلوبھم فانزل السکینۃ علیھم ———

حضرت نبی کریم صلعم کو قتل کرنے کا منصوبہ

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مشکلات بے انتہا تھیں۔ ان کے خلاف بہت سے قبائل جمع ہو گئے تھے، جو آپؐ کے دین، آپؐ کی قوم اور خود آپؐ کو ختم کرنا چاہتے تھے۔ جب قوم نے دارالندوہ میں یہ فیصلہ کیا کہ آپؐ کو ختم کرنا ہے۔ کیسے کیا جائے۔ اگر ایک آدمی یا ایک قبیلہ قتل کرے گا تو آپؐ کی قوم کی قوم اُٹھ کھڑی ہوئی تو ابوجہل نے کہا کہ ایسا کیا جائے کہ تمام قبائل میں سے ایک ایک فرد لے لیا جائے جو سب کے سب مل کر اس کام کو سرانجام دیں۔ تاکہ آپؐ کا قبیلہ کسی خاص قوم کے مقابل پر کھڑا نہ ہوسکے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تبارک و تعالےٰ نے اُن کے اس ارادہ کی اطلاع دیدی اور حکم فرمایا کہ آپ یہاں سے چلے جائیں۔

مکّہ سے آپؐ کی محبّت اور ہجرت

حضور صلعم کو مکّہ سے بہت پیار تھا، آپؐ نے ہجرت کرتے وقت مکہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا انک احب البلاد الی اللہ تو اے مکّہ! خدا کا سب سے پیارا شہر ہے واحب البلاد الیّ۔ اور تو مجھے بھی بہت پیارا ہے۔ اگر تیری قوم دھکا دے کر مجھے یہاں سے نہ نکالتی۔ تو میں یہاں سے ہرگز نہ جاتا۔

کفّار کی مدینہ پر یورش اور جہاد کا حکم

حضور کو ہجرت کرکے مدینہ میں رہائش اختیار کرنی پڑی مگر دشمن نے وہاں پر بھی یورش کرنا شروع کردیا۔ حضورؐ نے دفاع کے لئے ساری کی ساری قوم کو جہاد میں شریک ہونے کا حکم صادر فرمایا۔

جبری بھرتی کا حکم

حضورؐ نے سب سے پہلے Conscription (جبری بھرتی) کا حکم صادر فرمایا۔ یعنی ساری کی ساری قوم پر یہ فرض عاید کیا کہ قوم کے تمام افراد دشمن کے مقابلہ کے لئے اٹھ کھڑے ہوں۔

جو مثالیں تو اب جنگ عظیم میں Conscription کا حکم دیا گیا۔ لیکن حضرت صلعم نے چودہ سو سال پہلے عملاً قوم پر یہ فرض عائد کردیا کہ تمام افراد قوم دشمن کے خلاف نبرد آزما ہوں سب نے مل کر دشمن سے لڑنا اور مرنا ہے۔ آپؐ نے اپنے عمل سے دکھلا دیا کہ آپ پہلے خود دشمن کے مقابلہ کے لئے نکلتے ہیں۔ اپنے عزیز و ۔۔۔ اور رشتہ داروں کو آگے کرتے ہیں اور اس بات کا خیال نہیں کرتے کہ آپ قوم کے سردار ہیں دوسروں کو لڑائی کے لئے آگے کرنا چاہیئے۔ آج دائل فیمیں تو محض تماشائی ہوتی ہے کھانے پینے اور آرام و آسائش میں زندگی گذارنا ان کا کام ہے لڑنا مرنا ان کا کام نہیں ہوتا۔ بادشاہ اور نوابزادے بھی خود جنگ میں نہیں جاتے۔ Conscription کے باوجود خود لڑائی میں نہیں نکلتے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ ساری کی ساری قوم لڑائی میں شامل ہو کوئی باقی نہ رہے۔

معذور اشخاص کی معافی

ہاں بعض معذور بھی ہوتے ہیں ان کے متعلق فرمایا۔۔۔ لیس علی الاعمیٰ حرج ولا علی الاعرج حرج ولا علی المریض حرج کوئی اندھا ہو۔ کسی کے اعضاء ٹھیک نہ ہوں کوئی بیماری میں مبتلا ہو۔ ان کو ہم معاف کرتے ہیں اور یہ بھی فرمایا لیس علی الضعفاء ولا علی المرضیٰ ولا علی الذین لایجدون ما ینفقون حرج اذا نصحوا للہ و رسولہ بوڑھے آدمی اور کمزور یا بیمار یا وہ لوگ جن کے پاس جنگ کی تیاری کے لئے خرچ کرنے کو کچھ نہیں وہ بھی اس سے مستثنےٰ ہیں کہ جنگ میں شامل ہوں، لکھا ہے۔

غریب اور نادار مسلمانوں کا ولولہ جہاد

ان کے علاوہ ان کو بھی معافی دی گئی تھی جو نادار لوگ تھے جن کے پاس سواریاں نہیں تھیں۔ وہ رسول اللہ صلعم کے پاس آتے ہیں اور درخواست کرتے ہیں کہ ہمیں بھی جہاد میں شریک کرلیجئے اور جہاد کی نعمت سے حصہ لینے کا موقعہ دیجئے۔ ہمارے پاس جہاد کے لئے جانے کے واسطے سواریاں نہیں ہے۔ سواری کا انتظام فرما دیجئے۔ قلت لا اجد ما احملکم علیہ - - - - - - - آپؐ جواب دیتے ہیں کہ سواریاں میرے پاس نہیں ہیں فرمایا ولا علی الذین اذا ما اتوک لتحملھم ایسے لوگوں پر بھی مواخذہ نہیں ہے جن کے لئے سواریوں کا انتظام نہیں ہوسکتا۔ لیکن اس جواب سے ان لوگوں کی کیا حالت ہوتی ہے یہ نہیں کہ وہ خوش ہوں کہ چلو جان چھوٹی، لڑائی میں جانے سے بچ گئے، نہیں، فرمایا تولوا و اعینھم تفیض من الدمع حزنا الا یجدوا ما ینفقون - وہ واپس ہوتے ہوئے روتے ہیں ان کی آنکھوں سے آنسو۔۔۔ بہتے ہیں اس غم میں کہ ان کی ناداری نے انہیں جہاد کی نعمت سے محروم رکھا ہے وہ سمجھتے ہیں ہماری مجبوری اس ثواب میں حائل ہوکر رہ گئی ہے۔

بیعت رضوان

یہ وہ لوگ ہیں جو موت پر عاشق ہیں فرمایا لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذیبایعونک تحت الشجرۃ یہ ان مومنوں کا ذکر ہے جو بیعت رضوان کررہے ہیں۔ خدا کی رضا ان کو حاصل ہوگئی ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت پر لوگ فدا تھے جو کچھ آپؐ فرماتے ہیں۔ قوم اس پر عمل کرنے کے لئے تیار ہوجاتی ہے۔ آپ نے خدا کے رستہ میں جان دینے کے لئے قوم سے بیعت کے لئے کہا جس کو بیعت رضوان کہتے ہیں اور ساری کی ساری قوم باوجودیکہ محض مکہ معظمہ کا حج کرنے کے لئے نکلے تھے۔ کوئی تیاری نہ تھی، بیعت کے لئے تیار ہوگئی۔ ان کے متعلق خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ لقد رضی اللہ عن المؤمنین۔ ہم اُن سے راضی ہوگئے۔ پھر ان کے دلی اخلاص کا ذکر کیا ہے۔ فعلم ما فی قلوبھم۔ ہم ان کے دلوں کو بھی جانتے ہیں۔ ان کے دل بھی پاک ہیں۔ ان کے ارادے بہت بلند ہیں۔ ان کے اندر خلوص ہے۔ فانزل السکینۃ علیھم۔ خدا تعالےٰ نے ان کے دلوں کو اطمینان اور سکینت سے بھر دیا واثابھم فتحاً قریبًا اور ان کو جلد ہی فتح و نصرت سے نوازا۔

خدا کے ہاتھ پر بیعت

ان مومنوں کی بیعت کی اہمیت و عظمت کے لئے فرمایا کہ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم جو لوگ آپؐ کے ہاتھ پر بیعت کر رہے ہیں وہ آپ کے ہاتھ پر نہیں بلکہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کررہے ہیں ان لوگوں کو یقین ہونا چاہیئے کہ ہم خدا کے ہاتھ پر بیعت کررہے ہیں۔ اس وقت انکو کیا لذت آرہی ہوگی کہ ہم خدا کے ہاتھ پر بیعت کررہے ہیں۔

ستر قاریوں کی شہادت اور نبی کریم صلعم کا حزن و ملال

حضورؐ کے ارشادات کی بجاآوری میں جو لوگ جانیں قربان کردیتے تھے حضورؐ ان کی اس قسم کی تکالیف کی وجہ سے پریشان خاطر و حزین ہوجایا کرتے تھے۔ ایک موقعہ پر آپؐ کے ستر قاری مارے گئے۔ یہ صرف واعظ اور مقرر ہی نہ تھے بلکہ ان میں سے ہر ایک سپاہی تھا۔ جیسے کہ فرمایا وکاین من نبی قتل معہ ربیون کثیر۔۔۔ فما وھنوا وما ضعفوا وما استکانوا ایسے بھی پیغمبر ہوتے ہیں۔ جن کے ساتھ علماء ربانی مل کر جہاد کرتے ہیں وہ لڑتے ہیں اور ان کے پائے استقلال میں کوئی لغزش نہیں آتی نہ کمزوری دکھاتے ہیں اور نہ بزدلی کا اظہار کرتے اور نہ میدان سے پیٹھ پھیر کر بھاگتے ہیں تو آنحضرت صلعم کے ستر قاری بئر معونہ میں شہید کردیئے گئے۔ آپؐ ان کی شہادت سے بے قرار ہوگئے۔ اس موقعہ پر آپؐ نے ڈکھ بھری ہوئی دعائیں کیں۔ خدا تعالےٰ نے حضرت صلعم کو فرمایا کہ ان ستر آدمیوں کا ایک پیغام ہے وہ کہتے ہیں بلغوا عنا قومنا انا لقینا ربنا فرضی عنا و رضینا عنہ۔ ہماری قوم کو یہ پیغام پہنچا دیا جائے کہ ہمیں خدا تعالےٰ سے ملاقات کا شرف

حاصل ہو گیا ہے۔ اس کی رضا ہمیں حاصل ہوتی ہے۔ وہ ہم سے خوش ہے اور ..... ہم اس سے خوش ہیں کہ ایسی موت ہمیں بھی ہزار دفعہ آیا کرے۔

شمع موت کے پروانے

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم کے اندر یہ جذبہ پیدا کیا۔ کتنا بلند جذبہ ہے۔ وہ موت کی شمع کے پروانے ہیں۔ اور موت پر عاشق ہیں۔ ایک دفعہ ایرانیوں نے لڑائی کے وقت کہا کہ تم چلے جاؤ۔ تم بھوکے ہو، موت کا شکار ہونے آئے ہو۔ مسلمانوں نے کہا کہ کیا کہا موت؟ اس پر تو ہم عاشق ہیں۔ شہادت تو ہماری غذا ہے۔ اسی جذبہ کو دیکھ کر لوگ کہتے تھے غرھؤلاء دینھم۔ ان کے دین نے ان کو دیوانہ بنا دیا ہے۔ یہ وہ پاگل پن ہے جس کو حاصل کرنے کے لئے اقبال کا دل تڑپتا تھا اور وہ سمجھتا تھا کہ اس دیوانگی اور جنون کے بغیر محض عقل کچھ نہیں ضرورت ہے کہ دل میں ایک آگ لگی ہوئی ہو، جس سے دین اسلام کے باغ کی آبیاری کی جا سکتی ہو۔ وہ آگ اور وہ تڑپ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم کے اندر پیدا کی۔

جنگ سے گریز کرنے والوں سے خطاب

جنگ کے موقعہ پر ..... بعض ایسے لوگ بھی تھے جو کسی نہ کسی معذوری کا اظہار کر کے میدان جنگ میں جانا نہ چاہتے تھے ان کو مخاطب کر کے فرمایا:- یاایھا الذین امنوا لاتکونوا کالذین کفروا وقالوا لاخوانھم اذا ضربوا فی الارض اوکانوا غزًی لوکانوا عندنا ماماتوا وماقتلوا۔ اے مسلمانو! کافروں کی طرح نہ ہو جاؤ جو اپنے بھائیوں کو جب وہ سفر میں جائیں یا جنگ میں شامل ہوں تو کہتے تھے اگر ہمارے پاس رہتے تو نہ مرتے اور نہ قتل ہوتے موت تو سب جگہ آئے گی خواہ کہیں بھی رہو ولوکنتم فی بروج مشیدۃ مضبوط قلعوں میں بھی موت آنے سے نہیں رکتی۔

جنگ میں پیٹھ نہ پھیرو

اور یہ بھی فرمایا یاایھا الذین امنوا اذا لقیتم الذین کفروا زحفا فلا تولوھم الادبار ومن یولھم یومئذ دبرہ الا متحرفا لقتال او متحیزا الی فئۃ فقد باء بغضب من اللہ ومأوٰہ جھنم وبئس المصیر۔ اے مسلمانو! جب تم کفار کے مقابلہ کے لئے نکلو تو پیٹھ نہ دکھلانا۔ ایسے موقعہ پر جو کوئی پیٹھ دکھلاتا ہے خدا کا غضب اس پر نازل ہوتا ہے اور وہ جہنم میں دھکیل دیا جاتا ہے۔ مگر ہاں جو پیٹھ اس لئے پھیرے کہ کسی اور جگہ سے حملہ کرنا چاہے اور یا اس لئے کہ وہ اپنے گروہ کے ساتھ مل کر جہاد کرنا چاہے اسے اجازت ہے کس قدر مشکل کر دیا جہاد کو کہ دشمن کو پیٹھ نہیں دکھانا ایک دفعہ جنگ میں زبیرؓ نے گھوڑا پیچھے ہٹایا کسی نے کہا کہ یہ کیا؟ پیٹھ دکھاتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ متحرفا لقتال۔ میں دوسری طرف سے حملہ کرنا چاہتا ہوں۔ یہ ان لوگوں کا حال اور ان کا عزم اور ولولہ ہے کہ وہ میدان جنگ میں سامنے ہو کر لڑتے اور کبھی پیٹھ نہ پھیرتے تھے۔

مومن جہاد میں شامل نہ ہونے کی اجازت طلب نہ کرے۔

اور سنیئے فرمایا لایستاذنک الذین یؤمنون باللہ والیوم الاخر ان یجاھدوا باموالھم وانفسھم واللہ علیم بالمتقین۔ وہ لوگ جو خدا اور قیامت پر ایمان رکھتے ہیں ان کو اس بات کی اجازت نہ مانگنی چاہیئے کہ جان و مال سے وہ جہاد نہیں کر سکتے۔ ہم خوب جانتے ہیں کہ کون متقی ہیں اور فرمایا انما یستاذنک الذین لایؤمنون باللہ والیوم الاخر وارتابت قلوبھم فھم فی ریبھم یترددون۔ اجازت وہی لوگ مانگتے ہیں جو اللہ اور یوم آخر پر ایمان نہیں رکھتے اور ان کے دل شک میں پڑ گئے ہیں سو وہ تردد میں پڑے ہوئے ہیں۔

جہاد میں شہادت سے مغفرت اور رحمۃ الٰہی

اور فرمایا ولئن قتلتم فی سبیل اللہ او متم لمغفرۃ من اللہ ورحمۃ خیر مما یجمعون۔ اگر تمہیں خدا کے راستہ میں شہادت نصیب نہ ہو جائے یا ویسے تم مر جاؤ تو تمہارا کچھ نقصان نہیں۔ ساری دولت ایک طرف اور خدا کی رضا ایک طرف۔ خدا کی رضا سب سے بڑھ کر ہے ولئن متم او قتلتم لالی اللہ تحشرون۔ اور اگر تم مر جاؤ یا مارے جاؤ۔ تو تمہارا ٹھکانا خدا تعالےٰ کے پاس ہوگا۔ تم ہمارے احکامات پر عمل کرتے رہو۔ ان اللہ موھن کید الکافرین۔ اور اس طرح خدا تعالےٰ کافروں کی مکاریاں جعل سازیاں وغیرہ سب برباد کر دے گا۔

جنگ میں ہاتھ آنے والا مال غنیمت

فرمایا ومغانم کثیرۃ یاخذونھا خدا نے جہاں جان و مال کی قربانی مانگی ہے ہاں غنیمتوں کے متعلق بھی فرمایا ہے کہ بہت سے مغانم تمہارے ہاتھ آئیں گے۔ دشمن میدان جنگ سے بھاگتے ہوئے بہت سامال و اسباب اور ساز و سامان چھوڑ جاتا ہے جیسے آج دشمن کا بہت سا اسلحہ آپ کے ہاتھ آیا ہے۔ ایبٹ آباد میں ایک میجر سے میری گفتگو ہوئی اس نے بتلایا کہ کشمیر کے محاذ پر چوڑیاں کے علاقہ میں دشمن کا اتنا اسلحہ ہمارے ہاتھ لگا ہے جو پوری ایک رجمنٹ کے لئے کافی ہے اور کھیم کرن کے محاذ پر تو انتہا نہیں رہی وہاں سے اسلحہ گندم اور چینی بہت بڑی مقدار میں مال غنیمت کے طور پر میسر آئی ایسا مال ملنے میں ایک سپاہی کے لئے لذت ہے۔

مسلمان افواج کے ساتھ خدا کی مدد

سپاہی فرشتہ نہیں انسان ہوتا ہے اور مسلمان سپاہ کے لئے جو حق کے لئے لڑتی ہے اللہ تعالےٰ سے مدد آتی ہے چنانچہ ہمارے سپاہیوں اور افسروں نے بھی سنایا ہے کہ موجودہ جنگ میں خدا کی مدد ہمارے ساتھ تھی۔ کوئی ایک دو نہیں بلکہ جس قدر بھی محاذ پر سے افسر آئے ہیں۔ وہ یہی کہتے ہیں کہ ہماری اپنی کوئی طاقت نہیں تھی۔ یہ خدا تعالےٰ کا غیبی ہاتھ تھا جو ہمارے ساتھ کام کر رہا تھا۔ گویا فرشتے لڑ رہے تھے۔ دشمن کے ٹڈی دل لشکر اور ہاتھیوں کی طرح ٹینکوں کی فوج سے مقابلہ پاکستان کی قلیل افواج کیونکر کر سکتی تھیں وہاں خدا کا ہاتھ نظر آتا تھا ہم کو خدا نے بچا لیا۔ اس نے ہم پر سکینت نازل کی اور بہت سا مال غنیمت بھی ہمارے ہاتھ آیا۔ وکان اللہ عزیزا حکیما۔ خدا بڑی طاقت کا مالک ہے اور لڑائی کے اندر اس کی حکمت کام کر رہی ہے

شہید کے خون سے قوم کی حیات

اللہ تعالےٰ لڑائی کا فلسفہ جانتا ہے وہ جانتا ہے .... کہ جہاد سے قومیں زندہ ہوتی ہیں، شہید کا خون، قوم کو حیات نو عطا کرتا ہے۔ یہ قرآن کریم کی تعلیم اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کسی دوسری کتاب میں ایسی حکیمانہ تعلیم نہیں آپ اور ہم تو سب مسلمان ہیں، آپ کسی ہندو سے پوچھئے کہ کیا وید کے اندر یہ تعلیم ہے۔ کسی عیسائی سے پوچھیئے کہ چاروں انجیلوں میں کہیں یہ علم دیا گیا ہے؟

سیاست دانی کا بے نظیر نمونہ

ملک گیری اور سیاست دانی مشکل ترین کام ہیں اس کے اندر خدا کے حبیب نبی اکرم سرور کائنات رحمۃ اللعالمین صلعم کی لاجواب شجاعت اور اخلاق فاضلہ کا نمونہ مشاہدہ میں آتا ہے۔ اس کے ذریعہ آپ نے قوم کو زندہ کر دیا۔

فوجی جیالوں کے قابل فخر کارنامے

آج ہم فخر کر سکتے ہیں کہ خدا تعالےٰ نے ہماری فوج کو شجاعت کے اظہار کی وہ توفیق دی کہ اس کی دنیا تعریف کرتی ہے۔ ہمارے نوجوانوں نے جو کارنامے دکھلائے ہیں، اور انہوں نے جو قربانیاں پیش کی ہیں وہ ہمارے لئے فخر کا باعث ہیں

امریکہ اور ہندو کی پاکستان کے ساتھ دشمنی

یاد رہے کہ یورپ اور امریکہ آپ کا دشمن ہے اور خطرناک دشمن ہے۔ ہندو آپ کو آپ کے دین کو اور آپ کی معاشرت کو ختم کرنا چاہتا ہے اس لئے آپ ہوشیار ہو جائیں۔ آپ مستعد ہو جائیں اور دشمن کے مقابلہ پر جان اور مال سے قربانی دیں۔

دفاعی فنڈ میں اپنی آمدنیوں کا پانچ فیصدی دیں

اور میں نہایت زور سے کہوں گا کہ جب تک جنگ ختم نہیں ہوتی اس وقت ..... تک اپنی آمدنیوں کا کم از کم پانچ فیصد یا جو کچھ ہو سکے دیتے رہیں۔ ہر پاکستانی مسلمان مرد اور عورت مل کر چندہ دیں اور برابر دیتے رہیں۔

یہی اسلام کی تعلیم ہے یہی حضرت صلعم کی سنت ہے اور یہی سبق صحابہ کرامؓ کی زندگیوں سے ہمیں ملتا ہے اور اسی پر عمل کر کے ہم زندہ رہ سکتے ہیں۔

لاہور اور سیالکوٹ پر حملہ کے تاثرات

جب لاہور اور سیالکوٹ پر حملہ ہوا۔ تو بے شمار لوگ روئے اور خیال کرنے لگے کہ کیا پاکستان اس لئے بنا تھا کہ ہم مغلوب ہو جائیں۔ پاکستان کی گلیوں کوچوں میں پھر ہندو اور سکھ چلنے پھرنے لگیں اس وقت غیرت نے ضرور تقاضا کیا اور سوچا ہو گا کہ اگر ہندو آ گئے تو عورتوں کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے گا۔ خدا کا شکر ہے کہ ہماری عزت محفوظ رہی ہمارا دین محفوظ ہو گیا۔ اور ہمارا ملک و ملت محفوظ ہو گیا ہے۔ خدا تعالےٰ نے ہم پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔

جبری بھرتی اور مالی امداد کی ضرورت

اس وقت ہمیں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ..... حکم کے مطابق Conscription (جبری بھرتی) پر عمل کرنا چاہیئے۔ ہر پاکستانی سپاہی بن جائے اور آپ سب قومی دفاعی فنڈ میں عطیات دیں۔ اور وہ لوگ جو اس جنگ سے متاثر ہو کر پناہ گزین ہیں ان کے لئے کپڑے، سویٹر، کوٹ، لحاف جمع کریں۔ موجودہ پیدا شدہ زندگی کو قائم رکھیں

فوجیوں کے لئے لوگوں نے گڑے کے گڑے (روٹ کے ..... بھجوائے ہیں اور ضرورت کی چیزیں بھی کثرت سے بھیجی گئی ہیں۔ کئی عورتوں نے فوجیوں کو کھانا اور لسی مکھن اور دودھ

ہم پیش کیا ہے۔ یہ جو جنگ کی وجہ سے زندگی پیدا ہوئی ہے اسے قائم رکھنے کا ارادہ کر لینا چاہیئے۔ [illegible] ملک، ملت کی اسلامی بہبود کیلئے [illegible]

ملک کی سالمیت اور تحفظ کے لئے جہاد

(بسلسلہ صفحہ نمبر ۴)

اسے مُردہ مت کہو۔ بلکہ وہ تو حیاتِ جاودانی پا گیا۔ مگر تم اسے جانتے نہیں۔

پرانے زمانہ اور موجودہ زمانہ کی جنگیں

پرانے زمانہ میں باقاعدہ فوج نہ ہوتی تھی۔ بلکہ جب جنگ آن پڑتی تو ہر شہری تلوار اُٹھا کر جا کر اس میں حصّہ لیتا اور مستورات زخمیوں کو پانی پلاتیں۔ اور مرہم پٹی یعنی نرسنگ کرتی تھیں۔ آج ہر ملک میں اور اسی طرح پاکستان میں بھی باقاعدہ فوج ہے۔ جو میدانِ جنگ میں جا کر لڑتی ہے۔ اس کے برعکس اب لڑائی میدانِ جنگ تک ہی محدود نہیں۔ بلکہ دشمن ہوائی جہازوں اور دوُر تک مار کرنے والی توپوں یا راکٹ یا چھتری سے اترنے والی فوج سے شہریوں پر حملہ کرتا ہے۔ اس لئے اب بھی ہر شہری میدانِ جنگ میں اسی طرح ہے جس طرح پہلے ہوتا تھا۔ تو یہ خدا کا شکر ہے کہ ہم میں سے ہر ایک جہاد میں شامل ہے۔ اور اور اس طرح اس فریضہ کو ادا کر سکتا ہے جو ہر مسلمان پر فرض ہے جس کا بیش بہا ثواب ہے۔

تین قسم کا جہاد

جہاد کے لغوی معنے کوشش کرنا اور مشقت اُٹھانا ہے قرآن کریم کے ذریعہ حق کو پھیلانے کے لئے جو کوشش کی جائے قرآن کریم نے اسے جہاد کبیر قرار دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے وجاھدھم بہ جھادًا کبیرًا۔ دوسرا جہاد نفس کی سفلی خواہشات اور کمزوریوں کے خلاف ہے جیسا کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ جاھدوا اھواءکم کما تجاھدون اعداءکم۔ اپنے نفس کی گری ہوئی خواہشات کے خلاف اسی طرح جہاد کرو جس طرح اپنے دشمن کے خلاف کرتے ہو۔ تیسرا جہاد جنگ کی صورت میں ہے۔ اور وہ تب ہوتا ہے جبکہ دشمن ظلم پر اتر آئے۔ جیسا کہ فرمایا:۔ اذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا۔

موجودہ جنگ میں کیا کرنا چاہیئے

میں آج صرف جنگ کے مضمون کے بارہ میں مختصراً کچھ کہہ کر اس تقریر کو ختم کرتا ہوں۔

صبر

شہادت کے متعلق جو آیت میں نے پڑھی ہے اس سے پہلے یوں آتا ہے۔ یاایھا الذین امنوا استعینوا بالصبر والصلٰوۃ ط ان اللہ مع الصٰبرین ٭ یعنے اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو۔ صبر اور دُعا سے خدا کی مدد مانگو یقیناً اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ صبر کے معنے ہیں تکالیف اور مصائب کو مضبوط دلی سے برداشت کرنا۔ جنگ میں اتنا صبر پر زور دیا ہے کہ اس کا دعا سے پہلے ذکر کیا ہے۔ گویا اسے زیادہ ضروری قرار دیا۔ اور پھر اپنی مدد کا ذکر فرماتے ہوئے دوبارہ صبر پر زور دیا ہے اور آگے آتا ہے:۔ ولنبلونکم بشیءٍ من الخوف والجوع ونقصٍ من الاموال والانفس والثمرات ط وبشر الصٰبرین الذین اذا اصابتھم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یعنے ہم ضرور بالضرور تم کو آزمائیں گے کچھ خوف اور بھوک اور اموال اور جانوں اور پھلوں کے نقصان سے پس خوشخبری دے دو اُن صبر کرنے والوں کو جن پر ان میں سے جب کوئی مصیبت آتی ہے۔ تو وہ کہتے ہیں۔ کہ ہم تو اللہ کے ہیں اور اسی کی طرف ہم نے لوٹ کر جانا ہے۔ جنگ میں خوف بھوک اور مال و جان اور پھل جن میں ہر قسم کا منافع شامل ہے ان کا نقصان ہونا ضروری ہے مگر اسے صبر سے برداشت کرنے کا حکم دیا ہے

دُعا

دوسرے فرمایا۔ کہ دُعا کے ذریعہ خدا سے مدد مانگو۔ مصیبت کے وقت انسان ویسے بھی خدا کی طرف آتا ہے۔ اور چونکہ دل میں غم اور فکر ہوتا ہے تو نماز میں دل خوب لگتا ہے۔ اور ایسے ہی دعا کا اثر بھی زیادہ ہوتا ہے۔ اس لئے موجودہ جنگ میں چاہیئے۔ کہ ہر پاکستانی مرد و عورت خدا کے آگے گرے۔ اور توبہ و استغفار کرے اور اللہ تعالےٰ کی نصرت چاہے۔

ثباتِ قدم اور ذکرِ الٰہی

دوسری جگہ فرمایا:۔ یاایھا الذین امنوا اذا لقیتم فئۃ فاثبتوا واذکروا اللہ کثیرًا لعلکم تفلحون ۝ یعنے اے لوگو جو ایمان لائے ہو جب تمہارا کسی جماعت سے مقابلہ ہو۔ تو ثابت قدم رہو اور اللہ کو بہت یاد کرو۔ تاکہ تم کامیاب ہو۔ اس لئے اوّل تو ہمیں ثابت قدم رہنا چاہیئے دوم اللہ تعالےٰ کو بہت یاد کرنا چاہیئے۔ خدا کے ذکر سے انسان کا دل مضبوط ہوتا ہے۔ جیسا کہ میں پہلے کہہ آیا ہوں۔ آج پاکستان کا ہر باشندہ میدانِ جنگ میں ہے۔ سپاہی زیادہ مارے جاتے ہیں۔ یا زخمی ہوتے ہیں۔ انہیں یہ فائدہ ہوتا ہے کہ وہ دشمن کو دیکھ لیتے ہوتے ہیں۔ اور خود مسلح ہوتے ہیں۔ مگر شہری لوگ اچانک حملہ کی زد میں آجاتے ہیں۔ اور ہوائی جہاز یا راکٹ وغیرہ کے مقابلہ میں کچھ نہیں کر سکتے اس لئے دونو دراصل برابر ہیں۔

شہریوں اور افواج کو مبارک باد

اس لئے پاکستانی شہریو! اور سپاہیو! تمہیں مبارک ہو کہ تم دونوں کو اللہ تعالےٰ نے جہاد کا موقعہ دیا ہے۔ جن کا وقت آ ہی گیا۔ انہیں شہادت کا موقعہ دیا ہے۔ اس موقعہ پر ثابت قدمی اور خدا کے حضور دُعا سے کام لو۔

اتحاد و اتفاق

ایک اور بات جس کا قرآن نے ہمیں حکم دیا ہے:۔ واطیعوا اللہ ورسولہ ولاتنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم واصبروا ان اللہ مع الصٰبرین ۝ یعنے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ اور آپس میں جھگڑا نہ کرو۔ ورنہ ہمت ہار دو گے اور تمہارا غلبہ جاتا رہے گا اور صبر کرو۔ اللہ تعالےٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ سو اگر ہم یہ کریں گے تو انشاء اللہ العزیز فتح ہماری ہی ہوگی۔

پاکستان پائندہ باد

تبلیغی خط و کتابت۔ بسلسلہ صفحہ ۲

تعالےٰ آپ کی نصرت کرے۔ چونکہ تبلیغ میں مشغول رہا اس لئے جلدی خط نہ لکھ سکا اور تبلیغ کے سلسلہ میں چند آدمیوں نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ ہم مدد کریں گے۔ ان کی خواہش ہے کہ ہمیں چند کتابیں اس سلسلہ کے متعلق ارسال کی جائیں مجھ میں راستہ بتائیں۔ نیز جو کتابیں آپ نے مجھے بھیجی تھیں وہ میں نے بانٹ دی ہیں۔ چند صاحب مجھے مجبور کر رہے ہیں کہ ہمیں کتابیں منگوا دو اور میں نے ان سے وعدہ کیا ہے۔ اس لئے آپ کتابیں ارسال کریں۔۔ اور یہ لوگ خواندہ ہیں اور پھر انہوں نے یہ بھی وعدہ کیا کہ کتابیں آنے پر ہم اس پر غور کریں گے کہ کیا آپ کی تحریک میں شمولیت کی جائے۔ براہِ مہربانی مجھ سے تعاون فرمائیں اور کتابیں ارسال کر دیں۔

ان لوگوں کا یہ اعتراض بڑا معقول ہے کہ یروشلم سے ہمیں پمفلٹس آتے ہیں مگر آپ نہیں بھیجتے۔ اور ان میں سے بعض نے عیسائیت کی طرف رغبت بھی کر لی ہے۔ اور یروشلم کے لوگ کثرت سے لٹریچر بھیج رہے ہیں۔ اس لئے آپ مہربانی فرما کر بہت جلد لٹریچر مجھے ارسال کریں تاکہ ان لوگوں میں تقسیم کر دوں جو عیسائیت کے نرغے میں ہیں۔

مہربانی کر کے پہلی فرصت میں لٹریچر ارسال کریں۔

والسلام

(ان کو لٹریچر بھیجا گیا اور خط کا جواب دیا گیا)

(۵)

ترجمہ خط از عمو بسیر لیو شو شو صاحب۔ لاگس۔ نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں آپ کی تمام اچھی نصائح کا شکر گذار ہوں۔ میں نے مندرجہ ذیل کتابیں پڑھ لی ہیں:۔

(۱) دی ہولی قرآن۔
(۲) مینول آف حدیث۔
(۳) ہسٹری آف پرافٹ۔
(۴) محمدؐ دی پرافٹ۔
(۵) ریلیجن آف اسلام۔

ان تمام کتابوں کے مصنف حضرت مولینا محمد علی ہیں۔

آپ کی کتابوں نے میری بہت مدد کی ہے۔ انہوں نے میری آنکھیں اچھی طرح کھول دی ہیں۔ اور آج اگرچہ مجھے عربی زبان بالکل نہیں آتی پھر بھی جو کہ عربی جانتے ہیں مجھ سے خوف کھاتے ہیں۔ اور میں پھر ایک دفعہ تہ دل سے آپ کا شکر گذار ہوں۔

میں بہت خوش ہوں گا اگر آپ مجھے دو کاپیاں فوٹو کی بھیج دیں۔ جتنی جلدی ممکن ہو سکے۔ ایک فوٹو میرے گھر رہے گی۔ اور دوسری ریلیجن آف اسلام کے ساتھ لگے گی۔ مجھے واقعی ان کی فوٹو کی ضرورت ہے۔ اور میں اسے حقیقی طور پر چاہتا ہوں۔ مہربانی کر کے اسے ضرور بھیجیں۔

خدا آپ کی اور زیادہ مدد کرے۔ آمین۔

والسلام

(ان کو فوٹو بھیجی گئی اور خط کا جواب دیا گیا۔)

قومی دفاعی فنڈ میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا حصہ

(بسلسلۂ اشاعت گذشتہ)

(۱)۔ ملتان سے چوہدری سلطان علی صاحب لکھتے ہیں:۔

مکرم بندہ منیجر صاحب اخبار پیغام صلح

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

اخبار پیغام صلح میں وقتاً فوقتاً قومی دفاعی فنڈ میں چندہ دینے کی تحریک ہوتی رہی ہے اس ضمن میں ہر مسلمان کا فرض اوّلین ہے کہ اپنی استعداد بلکہ اس سے بھی بڑھ کر حصّہ لیوے۔ ہندوستان کے بزدلانہ اور وحشیانہ حملہ نے صرف پاکستان کو اپنی افواج کی حسنِ کارکردگی ہمّت وجرأت اور بہترین مہارت کے اظہار کرنے کا موقعہ فراہم کیا ہے بلکہ پاکستانی افواج کے ساتھ تائیداتِ الٰہی اور نصرتِ خداوندی کے بھی ایمان افروز نظارے دیکھنے میں آئے ہیں۔ اُن سے باری تعالےٰ کی ہستی اور نصرت پر قوم کا ایمان اور بڑھ گیا ہے۔ ایسے حالات میں ہر پاکستانی کا فرضِ اوّلین بلکہ خداوندی تقویٰ کرتے ہوئے ملک وملت کی اعانت فرض ہو جاتی ہے۔

جملہ قوم اپنے پیارے صدر محمدؐ ایوب خاں صاحب کی قیادت پر فخر محسوس کرتی ہے۔ پاکستانی افواج اپنے خون سے جس کھیت کی آبیاری کر رہی ہیں۔ ایسے افراد جو اس میں عملاً حصّہ نہیں لے سکتے ان کو اپنے اموال اور دلی دعاؤں سے اپنے عزیز وطن کی خدمت اور حفاظت کرنی چاہیئے۔

میں قومی دفاعی فنڈ میں تین صد روپیہ جمع کرا چکا ہوں۔ اور جب تک ملک میں ہنگامی حالات رہیں گے۔ ہر ماہ اپنی پنشن میں سے مبلغ پچاس روپیہ دیتا رہوں گا۔ میرے چھوٹے بھائی چوہدری مراد علی نمبردار نے یکصد روپیہ دیا ہے۔ گاؤں کے دیگر افراد نے بھی کچھ رقوم جمع کرائی ہیں۔ اور گاؤں کے لوگوں نے مل کر ایک سو من گندم اس فنڈ میں دی ہے۔

مزید براں میرے دو بیٹے اس وقت پاکستانی افواج میں ہیں۔ بڑا لڑکا انجنیئرنگ کور میں کرنل ہے اور چک لالہ ہوائی اڈہ کا انچارج ہے۔ دوسرا لڑکا بری فوج میں میجر ہے اور اس وقت اجتماعی محاذ پر دشمن کی افواج سے برسر پیکار ہے۔

اللہ پاک ہمیں ہمت اور توفیق دے۔ کہ اس سے بڑھ چڑھ کر ملک وملت کے کام آسکیں آمین

والسلام۔ راقم نیاز مند سلطان علی پنشنر ڈپٹی ڈائرکٹر زراعت
موضع چھکسی۔ تحصیل کبیر والا

(۲)۔ سانگلہ ہل سے عبدالحمید صاحب رقمطراز ہیں:۔

مکرمی ومحترمی جناب سیکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'۔

مرکز کی طرف سے احمدیہ جماعت کے احباب کو مرکز میں قومی دفاعی فنڈ چندہ جمع کرانے یا اپنی جگہ پر جمع کرا کر مرکز میں اطلاع دینے کی ہدایت دی گئی تھی۔ سو اطلاعاً عرض ہے کہ اہلیہ خود مسماۃ محبوب حمید کی طرف سے -/۷۵ روپے سٹیٹ بنک آف پاکستان میں قومی دفاعی فنڈ میں جمع کرائے ہیں نوٹ فرمالیں۔ والسلام۔

عبدالحمید "بیت العصمت"، سانگلہ ہل، ضلع شیخوپورہ۔ پاکستان

—— رقوم جو انجمن کی معرفت دفاعی فنڈ میں بھیجی گئیں:——

نام	رقم	نام	رقم
شیخ محمد عبداللہ صاحب وزیرآباد (مزید)	10/-	علی محمد ماہی صاحب لاہور	5/-
نوشابہ بشیر صاحبہ چک نمبر ۹ پنیار پھلوال	18/-	بذریعہ ہیڈ ماسٹر صاحب بردلقّی	172/-
خالدہ ماجدہ صاحبہ بذریعہ چوہدری عبدالرزاق ماجد صاحب	80/-	سید حسن شاہ صاحب گوجرانوالہ	2/-
		کارکنان انجمن	339/-
سلمیٰ ناصرہ صاحبہ لاہور	90/-	عبدالتواب صاحب بذریعہ مولوی ... / محمد یحییٰ بٹ صاحب	59/45
احباب جماعت دربند	14/-		
احباب جماعت راولپنڈی	120/-	محمد یحییٰ صاحب بٹ	89/05
پھوپھی صاحبہ مرزا مسعود بیگ صاحب لاہور	50/-	سید عبدالسلام شاہ صاحب پشاور	50/-

میزان	1098-50
سابقہ میزان	11174-86
کل میزان	12275-06

اخبار احمدیہ

—— لاہور سے مولانا عبدالوہاب عمر صاحب لکھتے ہیں:۔

"(۱) عزیز عثمان عمر انجنیئر اور تنویر عمر صاحبزادگان مولوی عبدالسلام صاحب عمر مرحوم راولپنڈی کار میں جا رہے تھے رستہ میں ایک ملٹری ٹرک سے تصادم ہو گیا۔ دونوں بھائی مجروح ہو گئے۔ جنہیں سول ہسپتال گجرات میں داخل کیا گیا۔ اس کے بعد سی ایم ایچ لاہور میں منتقل کر دیا گیا۔ عزیز عثمان صحت یاب ہو چکے ہیں۔ تنویر عمر کی ران کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ وہ ابھی تک البرٹ وکٹر وارڈ میو ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔

(۲) عزیز لفٹننٹ حفیظ عمر خلف مولوی عبدالسلام صاحب عمر کی شادی کراچی میں ہوئی ہے۔

(۳) عزیز فاروق عمر خلف مولوی عبدالسلام صاحب عمر کی شادی جناب محمد عیسیٰ صاحب بھلگوڑی کی صاحبزادی سے کراچی میں ہوئی ہے خطبہ نکاح صاحبزادہ عبدالمنان صاحب عمر ایم اے نے پڑھا ہے۔

(۴) احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالےٰ ان رشتوں کو مبارک کرے۔

(۵) میری بیٹی فریدہ عمر اہلیہ عبدالواسع عمر انجنیئر کے کان کا اپریشن میو ہسپتال میں ہوا۔ بفضلہٖ اپریشن کامیاب ہوا ہے۔ فالحمد للہ۔

(۶) خاکسار بغرض چیک اپ سی ایم ایچ لاہور کینٹ میں کچھ دن داخل رہا ہے۔ والسلام۔
عبدالوہاب عمر۔ دواخانہ نورالدین۔ جودھامل بلڈنگ۔ لاہور"

—— محمد الرحمان صاحب سیکرٹری جماعت پشاور لکھتے ہیں:۔

"حضرت قبلہ ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب صدر جماعت پشاور کی اہلیہ محترمہ کی آنکھوں کا اپریشن لاہور میں کیا گیا ہے۔ تمام بزرگان جماعت سے درخواست ہے۔ کہ وہ دردِ دل سے دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ محترمہ موصوفہ کو جلد از جلد شفا عطا کرے۔ نیز ڈاکٹر صاحب کی صحت و درازی عمر کے لئے بھی دعا کی درخواست ہے محترم ڈاکٹر صاحب ایک فعال اور بااصول بزرگ ہیں۔ ان کی قیادت میں جماعت پشاور نے کافی ترقی کی ہے چنانچہ پشاور کی شاندار مسجد اور مہمان خانہ کے علاوہ پشاور کی جماعت کے قبرستان میں ایک چوکیدار کے کوارٹر کی تعمیر بھی ان کی زندہ یادگاریں ہیں۔ اس کے علاوہ آپ کی قیادت کے دوران جماعت پشاور کے اندر کئی کامیاب تقاریب ہو چکی ہیں۔ جن میں پشاور چھاؤنی کی مسجد کے افتتاح کا فنکشن اور امسال شاندار سالانہ جلسہ بھی ان کی سعی جمیلہ کا نتیجہ ہے

(۲) محترم ڈاکٹر صاحب کے ایک پوتے منّی عبدالسمیع طور نے پبلک سکول سرگودھا میں داخلہ لیا ہے اور ۲ اکتوبر سے پبلک سکول میں چلا گیا ہے۔ نہایت ہی ذہین اور قابل بچہ ہے۔ تمام بزرگان سلسلہ سے درخواست ہے کہ اس بچہ کے لئے دعا کریں۔ کہ اللہ تعالےٰ اس کو ہر مرحلہ پر شاندار کامیابیوں سے ہمکنار کرے۔

(۳) ہمارے ایک نہایت عزیز نوجوان مسمی نذیر احمد نے امسال ۱۹۶۵ء میں پشاور خیبر میڈیکل کالج سے ایم۔ بی بی ایس کا امتحان نمایاں طور پر پاس کیا ہے۔ اس سلسلہ میں عزیز موصوف کے ماموں بابو محمد صادق صاحب نے جو اس کے مربی ہیں مبلغ دس روپے اشاعت اسلام کے لئے عطا کئے تھے۔ جو کہ انجمن کو بھجوا دیئے گئے ہیں۔

اس عزیز نے اپنی خدمات موجودہ ملکی ضروریات کے پیش نظر فوج کو پیش کر دی ہیں۔ اب وہ سیالکوٹ کے محاذ پر تشریف لے گئے ہیں۔ تمام احباب سلسلہ سے درخواست ہے۔ کہ وہ اس نوجوان کے لئے تہ دل سے دعا کریں۔ کہ اللہ تعالےٰ اس کو ملک اور قوم کی خدمت کا زیادہ سے زیادہ موقعہ عطا فرماوے۔ اور اللہ تعالےٰ خود ہی اس کا محافظ وناصر ہو۔

(۴) یہ خبر نہایت افسوس سے سُنی جائے گی۔ کہ ہمارے عزیز دوست فتح خان ساکن شیخ محمدی کی اہلیہ محترمہ ۱۸ر اکتوبر کو وفات پا گئی ہیں۔ انّا للہ وانّا الیہ راجعون مرحومہ کو اسی روز اپنے آبائی گاؤں میں سپردِ خاک کیا گیا۔ جنازہ ملک محمد زمان صاحب نے پڑھا۔ تمام احباب جماعت سے نماز جنازہ غائبانہ پڑھنے کی درخواست ہے۔

—— حبیب الرحمٰن صاحب صادق کچھ دنوں سے بیمار ہیں احباب سے دعا کی درخواست ہے۔

ہفت روزہ پیغام صلح - مورخہ ۳ رنومبر ۱۹۶۵ء - رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ شمارہ نمبر ۴۱

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک نورالٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

پیغام صلح لاہور

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

تار کا پتہ:- "تبلیغ" لاہور

فون نمبر ۷۳۷۳

۳۱۰ / ۹۳۱

پیغام صلح لاہور

بخدمت جناب

شیخ عبدالحق صاحب ریٹائرڈ سپرنٹنڈنٹ جیل

مال روڈ ایبٹ آباد

ضلع ہزارہ

ABBOTT ABAD

Dt. Hazara

زرِ مبادلہ

پاک و ہند سے چھ روپے

بیرونی ممالک سے ایک پونڈ

مدیر:- دوست محمد

مدیر معاون:- بشیر احمد سوز

فی پرچہ:- ۱۲ پیسے

جلد ۵۳ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۱۶ رجب المرجب ۱۳۸۵ھ - مطابق ۱۰ نومبر ۱۹۶۵ء | نمبر ۴۲

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا

مصطفےٰ ما را امام و پیشوا

ہست او خیر الرسل خیر الانام

ہر نبوت را بر و شد اختتام

آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست

بادۂ عرفانِ ما از جام اوست

یک قدم دوری ازاں روشن کتاب

نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔

۲- کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔

۳- قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں اینڈ ہو گی

۴- سب صحابہؓ اور ائمہؒ قابلِ احترام ہیں۔

۵- سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے

۶- اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

راتوں کو اُٹھ اُٹھ کے دُعائیں مانگو

ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

"خدا تعالیٰ بڑا کریم ہے۔ اس کی کریمی کا ایک گہرا سمندر ہے جو کبھی ختم نہیں ہو سکتا۔ اور جس کو تلاش کرنے والا اور طلب کرنے والا کبھی محروم نہیں رہا۔ اس لئے تم کو چاہیئے کہ راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر دعائیں مانگو۔ اور اس کے فضل کو طلب کرو۔ ہر ایک نماز میں دُعا کے لئے کئی مواقع ہیں۔ رکوع۔ قیام۔ قعدہ۔ سجدہ وغیرہ۔ پھر آٹھ پہروں میں پانچ مرتبہ نماز پڑھی جاتی ہے فجر، ظہر، عصر، شام اور عشاء ان پر ترقی کر کے اشراق اور تہجد کی نمازیں ہیں۔ یہ سب دعا ہی کے لئے مواقع ہیں۔ نماز کی اصلی غرض اور مغز دُعا ہی ہے اور دُعا مانگنا اللہ تعالیٰ کی قدرت کے عین مطابق ہے۔ جیسا عام طور پر ہم دیکھتے ہیں کہ جب بچہ رونا دھونا ہے۔ اضطراب ظاہر کرتا ہے تو ماں کس قدر بے قرار ہو کر اس کو دودھ دیتی ہے۔ الوہیت اور عبودیت میں اسی قسم کا ایک تعلق ہے۔ جس کو ہر شخص سمجھ نہیں سکتا۔ جب انسان اللہ تعالیٰ کے دروازہ پر گر پڑتا ہے اور نہایت عاجزی اور خشوع و خضوع کے ساتھ اس کے حضور اپنے حالات کو پیش کرتا ہے اور اس سے اپنی حاجات کو مانگتا ہے تو الوہیت کا کرم جوش میں آتا ہے۔ اور ایسے شخص پر رحم کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کا دودھ بھی ایک گریہ کو چاہتا ہے۔ اس لئے اس کے حضور رونے والی آنکھ پیش کرنی چاہیئے۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ ۲۵۱، ۲۵۲)

بحرِ حکمت کے موتی

فتنوں کے وقت مسلمان کا کیا عمل ہونا چاہیئے

(از مولینا شیخ عبدالرحمن صاحب مصری)

عن ام سلمۃ قالت استیقظ النبی صلعم ذات لیلۃ فقال سبحان اللہ ماذا انزل اللیلۃ من الفتن وماذا فتح من الخزائن ایقظوا صواحب الحجر فرب کاسیۃ فی الدنیا عاریۃ فی الاخرۃ۔

(البخاری کتاب العلم)

ام سلمہ رضی سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات بیدار ہوئے تو فرمایا سبحان اللہ آج رات کس قدر فتنے زمین پر وارد ہوئے ہیں اور کس قدر رحمت کے خزانے کھولے گئے ہیں حجروں والیوں کو جگا دو کئی اس دنیا میں عمدہ لباس پہننے والے آخرت میں ننگے ہوں گے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت تک مسلمانوں نے جن فتنوں سے دوچار ہونا تھا وہ سب فتنے حضرت نبی کریم صلعم کو عالم رؤیا میں دکھلائے گئے جن کو دیکھ کر آنجناب صلعم گھبرا کر اُٹھے اور ان فتنوں سے محفوظ رہنے کا علاج بتلایا اور مسلمانوں کو اس عمل کی طرف رہنمائی کی جو انہیں فتنوں کے وقت اختیار کرنا چاہیئے اور وہ یہ کہ غفلت کے بادہ کو اتار کر راتوں کو اٹھ کر اپنے مولیٰ کے حضور سجدہ ریز ہوں اور اس سے حفاظت کے طلبگار ہوں کہ وہ اپنی خاص پناہ میں لیتے ہوئے ان فتنوں کے شر سے اُمت کو محفوظ رکھے دوسرا علاج یہ بتلایا کہ تعیش کی زندگی

(باقی بر صفحہ کالم ۲)

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا (حضرت مسیح موعود)

(مرتبہ:- الحاج میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی - لاہور)

نائے جیریا

ترجمہ خط المولابی الابی اجیدا صاحب نائے جیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں پہلے عیسائی تھا اور نیا نیا ہی مسلمان ہوں اس لئے میں اسلام کے متعلق معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ آپ مجھے مہربانی فرماکر ایک عدد قرآن شریف انگریزی ارسال کریں۔

میں یتیم ہوں اور میرے پاس کوئی روپیہ نہیں اور میں نے مسلم ٹیچر ٹریننگ کالج میں داخلہ لیا ہے اور وہاں قرآن شریف کی ضرورت ہے اس لئے مہربانی کرکے مجھے ایک قرآن ارسال کریں۔ مشکور ہوں گا۔

والسلام

(انکو قرآن شریف اور دیگر لٹریچر بھیجا گیا اور خط بھی لکھا)

گھانا

ترجمہ خط از الحاج اے۔ ایس۔ یعقوب صاحب گھانا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں بڑی خوشی سے چند سطور آپ کو لکھ رہا ہوں۔ قبل اس کے کہ میں کچھ لکھوں آپ کی صحت کے متعلق دریافت کرنا چاہتا ہوں۔

اصل مُدعا میرا خط لکھنے کا یہ ہے کہ میں نے ایک دوست سے آپ کے پمفلٹس لے کر مطالعہ کئے ہیں۔ اور میں مسلمان ہونے کی حیثیت سے چاہتا ہوں کہ آپ مجھے بھی پمفلٹ ارسال کریں اور فہرست کتب ارسال کریں تاکہ بوقت ضرورت میں آرڈر دے سکوں۔ اور کیا آپ کے پاس گائیڈ ٹو پریئر کی کتاب ہے۔

میں بہت مشکور ہوں گا اگر آپ میرے خط پر غور کرکے مجھے کتابیں ارسال فرما دیں گے۔ والسلام

(انہیں لٹریچر اور فہرست کتب اور مسلم پریئر بک ارسال کی گئی)

(۲)

ترجمہ خط از عبدالرزاق تاج صاحب۔ گھانا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں چند سطور اس خط میں آپ کو لکھ کر بہت خوش ہو رہا ہوں اور اسلام کے متعلق مزید معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں آپ مہربانی فرماکر مجھے لٹریچر، مسلم نماز اور وہ کتاب جس میں حضرت رسول کریمؐ کی سیرت درج ہو ارسال کریں۔ اللہ تعالےٰ آپ کی نصرت کرے مشکور ہوں گا۔

(ان کو لٹریچر بھیجا گیا اور خط کا جواب دیا گیا)

ترجمہ خط از امینو صاحب۔ گھانا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں بڑی خوشی سے یہ چند سطور آپ کو لکھ رہا ہوں۔ الحمد للہ میں مسلمان ہوں۔ اسلام کے متعلق مفصل آگاہی چاہتا ہوں ازراہ کرم مجھے دین اسلام کے متعلق کتب ارسال فرماکر مشکور فرمائیں۔ والسلام

(ان کو مسلم پریئر بک اور مزید لٹریچر ارسال کیا گیا اور خط بھی لکھا گیا)

(۴)

ترجمہ خط از محمد ابراہیم صاحب گھانا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میرے عریضہ لکھنے کی وجہ یہ ہے کہ آپ نے خدا کا نام دنیا میں بہت پھیلا رکھا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے بھی دین اسلام اور احمدیت سے آگاہ فرمائیں۔ میں اس معاملہ میں بالکل کورا ہوں۔ امید ہے کہ آپ میری اس خواہش کو پورا کریں گے۔ والسلام

(ان کو خط لکھا گیا اور لٹریچر بھیجا گیا)

تعمیر مسجد کیلئے امداد کی ضرورت

چک ۱۱۸ جنوبی ضلع سرگودھا میں جماعت احمدیہ کی مسجد زیر تعمیر ہے، اس کے لئے انجمن کی طرف سے مبلغ چودہ سو روپیہ کی امداد دی گئی تھی لیکن مسجد کی تکمیل کے لئے مزید پندرہ سولہ سو روپیہ کی ضرورت ہے۔ جماعت کے مستطیع حضرات کی خدمت میں درخواست ہے کہ اس کار خیر میں حصہ لے کر عنداللہ ماجور ہوں، تمام رقوم سیکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے توسط سے بھیجی جائیں۔

خط و کتابت کرتے وقت
بیٹ نمبر کا حوالہ دیں۔ منیجر

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۶۵ء

حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئیاں

حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات اور پیشگوئیوں پر ایک سرسری نظر ڈالنے سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ جن آنے والے واقعات کا ان میں ذکر ہے پیشگوئی کے وقت ان کے آثار موجود نہ تھے، بلکہ بعض وقت بالکل مخالف حالات پائے جاتے تھے، لیکن پیشگوئی کے بعد جب اس کے پورا ہونے کا وقت آیا تو حالات نے ایسا پلٹا کھایا اور وہ اس طرح پر پوری ہوئی کہ عقل حیران ہوتی ہے۔ اس قسم کی پیشگوئیاں بے شمار ہیں، لیکن ہم بہ انتصار کے ساتھ چند ایک کا ذکر کرنا چاہتے ہیں۔

ایک اہم پیشگوئی اس مضمون کے متعلق جو آپ کی طرف سے ۱۸۹۶ء میں لاہور کے جلسہ اعظم مذاہب میں پڑھا گیا، اس جلسہ میں تمام مذاہب کے نمائندوں کو بعض مخصوص سوالات پر اپنی اپنی مذہبی کتابوں کی رُو سے روشنی ڈالنے کی دعوت دی گئی تھی، اور قریباً تمام مذاہب کے منتخب نمائندوں کی طرف سے مضامین پڑھے گئے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے یہ مضمون اس موقعہ پر لکھ کر بھیجا اور حضرت مولینا عبدالکریم صاحب نے پڑھ کر سنایا۔ اس کے متعلق آپ نے پہلے سے بذریعہ اشتہار یہ اعلان کر دیا کہ:-

" مجھے خدائے علیم نے الہام سے مطلع فرمایا ہے کہ یہ وہ مضمون ہے جو سب پر غالب آئے گا اور اس میں سچائی اور حکمت اور معرفت کا وہ نور ہے جو دوسری قومیں بشرطیکہ حاضر ہوں اور اس کو اوّل سے آخر تک سنیں شرمندہ ہو جائیں گی اور ہرگز قادر نہ ہوں گی کہ اپنی کتابوں کے یہ کمال دکھلا سکیں خواہ وہ عیسائی ہوں، خواہ آریہ، خواہ سناتن دھرم والے یا کوئی اور، کیونکہ خدا تعالےٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ اس روز اس کی پاک کتاب کا جلوہ ظاہر ہو . . . .

" سو مجھے بتلایا گیا ہے کہ اس مضمون کے پھیلنے کے بعد جھوٹے مذہبوں کا پول کھل جائے گا اور قرآنی سچائی دن بدن پھیلتی جائے گی جب تک کہ اپنا دائرہ پورا کرے۔"

اس اعلان میں دو باتوں کا ذکر ہے ایک یہ کہ آپ کا مضمون دیگر تمام مذاہب پر غالب رہے گا، چنانچہ ایسا ہی ہوا، نہ صرف اس وقت جب یہ مضمون اسلامیہ ہائی سکول شیرانوالہ دروازہ لاہور کے وسیع پنڈال میں سنایا جا رہا تھا سامعین عالم محویت میں ایسے کھوئے ہوئے تھے کہ گویا کسی نے سحر کر دیا ہوا، سارے ہی لیکچر کا کوئی حصہ نہ ہوتا ہر طرف سے ہر مذہب و ملت کے لوگوں کے موہنوں سے نعرہ ہائے تحسین و آفرین بلند ہوتے اور جب لیکچر کا معین وقت ختم ہو جاتا تو اس کا بقیہ حصہ سنانے کے لئے کوئی نہ کوئی لیکچرار اپنا وقت بخوشی قربان کر دیتا۔

نہ صرف اس وقت یہ کیفیت تھی بلکہ لیکچر ختم ہونے پر جلسہ کے پریزیڈنٹ نے تمام دوسرے لیکچرار دل سے بڑھ کر اس کی تعریف کی اور اس وقت کے اخبارات بالخصوص انگریزی اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ نے نہایت پر زور الفاظ میں اس کو بلند پایہ مضمون قرار دیا۔

دوسری بات جو حضرت مسیح موعودؑ نے منقولہ بالا اعلان میں فرمائی ہے، کہ :-

" مجھے بتلایا گیا ہے کہ اس مضمون کے خوب پھیلنے کے بعد جھوٹے مذہبوں کا پول کھل جائے گا اور قرآنی سچائی دن بدن پھیلتی جائے گی جب تک کہ اپنا دائرہ پورا کرے۔"

اس عبارت میں اس لیکچر کی آئندہ مقبولیت اور اس کی وسیع اشاعت سے دوسرے مذاہب پر اسلام کے غلبہ کی پیشگوئی کی گئی ہے چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ جوں جوں یہ لیکچر اردو اور انگریزی میں دنیا میں پھیلتا چلا گیا اسلام کی روشنی بھی تیزی کے ساتھ پھیلتی چلی گئی۔ بے شمار لوگ جن میں بڑے بڑے تعلیم یافتہ انگریز اور امریکن وغیرہ شامل ہیں اس لیکچر کو پڑھ کر اسلام کے دلدادہ ہو گئے اور یوں اسلام اس کے ذریعہ پھیلتا چلا گیا، اور پھیلتا چلا جائیگا یہاں تک کہ بقول حضرت مسیح موعود قرآنی سچائی اپنا دائرہ پورا کر لے، یہ ہے لیظھرہ علی الدین کلہ کا کھلا نظارہ جس کا وقوع حضرت مسیح موعود کے اثر و نفوذ سے وابستہ تھا گویا اس لیکچر سے نہ صرف حضرت مسیح موعود کا الہام کہ یہ دیگر سب مضامین پر غالب رہے گا پورا ہوا، بلکہ قرآن کریم کی یہ پیشگوئی کہ اسلام تمام دوسرے مذاہب پر غالب آئے گا اور مفسرین کا یہ کہنا کہ یہ پیشگوئی مسیح موعود کی ذات سے پوری ہوگی صحیح ثابت ہوا۔

کیا کھلے واقعات اور ایسی واضح اور متعین پیشگوئی کے اس وضاحت کے ساتھ پورا ہوتے ہوئے دیکھنے کے بعد کوئی حق پرست انسان آپ کی صداقت اور آپ کے منجانب اللہ ہونے پر شبہ کر سکتا ہے، لیکن تعصب اور بے جا اعتراضات کا ستیاناس ہو کہ ان کھلے حقائق کے باوجود یہ کہنے سے گریز نہیں کیا جاتا کہ :-

" ہزاروں نجومی، رمال، ماہر علم فلکیات اور جوتشی ایسے ہیں جن کی بے شمار پیشگوئیاں درست نکلتی ہیں اور سینکڑوں ایسے شعبدہ باز ہیں جو مذہب اور روحانیت خدا کے محبوب و مقبول بندے اور صاحب کشف و کرامات ہونے کے دعوے بھی کرتے ہیں، ان کی پیشگوئیاں حرف بحرف صادق ہوتی ہیں۔"

مگر سوال یہ ہے کہ کسی نجومی یا شعبدہ باز کا معمولی واقعات کی پیشگوئی کرنا یا لوگوں کی قسمت کے حالات بتانا تو اور بات ہے، کیا کسی نجومی یا شعبدہ باز کے اختیار میں یہ بھی ہے کہ وہ اپنے مذہب کی تائید میں ایسا شاندار مضمون لکھے اور یہ دعوے کرے کہ :-

" یہ وہ مضمون ہے جو انسانی طاقتوں سے برتر اور خدا کے نشانوں میں سے ایک نشان اور خاص اس کی تائید سے لکھا گیا ہے"

اور یہ بھی اعلان کرے کہ یہ مضمون تمام دوسرے مضامین پر غالب رہے گا اور جوں جوں یہ دنیا میں پھیلے گا اسلام کی برتری اور سچائی اس سے ثابت ہوگی اور جھوٹے مذہبوں کا پول کھل جائے گا اور واقعات اسکو سچا ثابت کر دیں، اگر کوئی نجومی یا شعبدہ باز ایسا ہے جس کو اس قسم کا دعوے ہو تو اسے پیش کیا جائے اور ثابت کیا جائے کہ اس نے بھی کوئی ایسا مضمون لکھا تھا جس کی ویسی ہی مقبولیت ہوئی جیسی حضرت مرزا صاحب کے مضمون کی ہوئی۔ یا کوئی اور ایسا ہی واقعہ اس سے صادر ہوا ہو جو خارق عادت طور پر اسلام کی صداقت دنیا پر منکشف کرنے کا موجب ہوا ہو۔ ہم دعوے کرتے ہیں کہ کسی نجومی یا شعبدہ باز سے کبھی ایسا واقعہ صادر نہیں ہوا اور نہ ہو سکے گا یہ صرف ان لوگوں کا کام ہے جو فی الواقعہ اللہ تعالےٰ سے کامل تعلق رکھتے اور اس کی تائید و نصرت کے انوار سے منور ہیں، اور حضرت مرزا صاحب ان میں درجہ خاص رکھتے ہیں۔

افسوس ہے کہ ان کالموں میں تنگی گنجائش کی وجہ سے حضرت مسیح موعود کی دیگر پیشگوئیوں پر روشنی نہیں ڈالی جا سکی، آئندہ اشاعت میں اس قسم کی دیگر پیشگوئیوں پر مختصر تبصرہ کیا جائیگا انشاء اللہ تعالیٰ ۔

اخبارِ احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ کی صحت پورے طور پر اچھی نہیں، تاہم آپ قومی اور دینی امور کی سرانجام دہی میں دن رات مشغول ہیں، احمدیہ ہال سے ملحق عمارات کی جن کا سلسلہ برانڈرتھ روڈ تک پہنچ چکا ہے، تعمیر کی نگرانی آپ بذاتِ خود فرماتے ہیں۔ اسکے علاوہ آنے جانے والوں سے اپنی ملاقاتیں اور تبلیغی مشاغل میں انہماک بھی قابلِ رشک ہے، دعا ہے اللہ تعالےٰ آپ کو صحت کاملہ عطا فرمائے اور آپکی دینی و قومی مساعی کو کامیاب و بارآور فرمائے۔

جنرل کونسل کا اجلاس

۷ر نومبر ۱۹۶۵ء کو انجمن کی جنرل کونسل کا اجلاس منعقد ہوا جس میں بیرونجات سے بھی چند اصحاب تشریف فرما تھے، اس اجلاس میں دیگر اہم امور کے علاوہ انجمن کا سالانہ بجٹ پاس کیا گیا اور محترم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب کو جنرل سیکرٹری کے عہدہ پر فائز کیا گیا۔

درخواست دُعا

حبیب الرحمن صادق صاحب چند دن سے بعارضہ بلڈ پریشر علیل رہے ہیں۔ ان کا خون کا دباؤ ۲۶۰ تک پہنچ گیا تھا جبکہ نارمل دباؤ ۱۴۰ ہونا چاہیئے۔ کافی مقدار میں ناک سے خون نکلا جس کی وجہ سے نئی زندگی حاصل ہوئی۔ الحمدللہ۔ ڈاکٹر سعید احمد صاحب اور ڈاکٹر مبارک احمد صاحب کے زیرِ علاج ہیں اب کچھ افاقہ ہے۔

صادق صاحب تمام احباب سلسلہ سے دعائے صحت عاجلہ و کاملہ کی درخواست کرتے ہیں

میاں محمُود احمد صاحب خلیفہ ربوہ کی وفات

یہ خبر ہماری جماعت کے تمام حلقوں میں نہایت رنج واندوہ سے سُنی جائیگی کہ حضرت مسیح موعودؑ کے فرزند اور جماعت احمدیہ ربوہ کے امام میاں بشیرالدین محمود احمد صاحب سالہاسال کی نہایت تکلیف دہ بیماری میں مبتلا رہنے کے بعد ۷۔۸ر نومبر ۱۹۶۵ء کی درمیانی شب کو دو بجے وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

میاں صاحب کی وفات کا ہمیں دلی رنج اور افسوس ہے، ہماری دعا ہے ... کہ اللہ تعالےٰ انہیں مغفرت فرمائے۔ اس صدمہ میں ہم میاں صاحب مرحوم کے تمام لواحقین بالخصوص ان کے صاحبزادگان میاں ناصر احمد صاحب، میاں رفیع احمد صاحب میاں منور احمد صاحب اور حضرت مسیح موعودؑ کی صاحبزادی نواب مبارکہ بیگم صاحبہ اور تمام وابستگان جماعت ربوہ کے ساتھ دلی ہمدردی اور گہرے رنج کا اظہار کرتے ہیں اور دُعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ ان سب کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

اس موقعہ پر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی طرف سے ایک تعزیتی تار بھی میاں ناصر احمد صاحب اور ان کے بھائیوں کے نام ارسال کیا گیا۔ جس کا متن حسب ذیل ہے:۔

"ممبران احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو میاں بشیرالدین محمود احمد صاحب کی افسوسناک وفات پر دلی رنج ہوا ہے، اور وہ تعزیت پیش کرتے اور تمام اعزہ و اقارب کے ساتھ دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں" سیکرٹری

بعد کی خبروں سے معلوم ہوا ہے کہ میاں صاحب مرحوم کے بڑے صاحبزادے میاں ناصر احمد صاحب کو خلیفہ منتخب کیا گیا ہے۔

ہفت روزہ پیغام صلح خود مطالعہ فرمانے کے بعد اپنے احباب تک پہنچائیں۔
منیجر

جلسۂ سالانہ

قبل ازیں یہ اعلان کیا جاچکا ہے کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سالانہ جلسہ ۱۶ر۔ ۱۷ر۔ ۱۸ر۔ ۱۹ر دسمبر ۱۹۶۵ء کو منعقد ہوگا۔ ۱۶ر دسمبر کو مستورات کا جلسہ ہوگا اور ۱۷ر۔ ۱۸ر۔ ۱۹ر دسمبر کو جلسۂ عام ہوگا۔

اُمید ہے کہ تمام احباب کرام جلسہ میں شمولیت کے لئے ابھی سے تیاری شروع کردیں گے، اور جہاں تک ممکن ہو اپنی مستورات اور بچوں کو بھی ساتھ لاکر جلسہ کی رونق بڑھانے اور اسے کامیاب بنانے کی کوشش کریں گے یہ جلسہ ہر سال حضرت مسیح موعودؑ کی خاص ہدایات کے ماتحت منعقد ہوتا ہے، جس میں گوناگون مذہبی و روحانی فوائد مضمر ہیں، ان برکات سے تمام احمدی احباب جو قبل ازیں جلسہ میں شامل ہوچکے ہیں، بخوبی واقف ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کا حکم ہے کہ

"لازم ہے کہ اس جلسہ میں جو کئی بابرکت مصالح پر مشتمل ہے ہر ایک ایسے صاحب ضرور تشریف لاویں جو زادِ راہ کی استطاعت رکھتے ہوں"

یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ:۔

"اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمۂ اسلام پر بنیاد ہے"

اُمید ہے کہ تمام احباب اپنے امام کے احکام کے پیشِ نظر جلسہ میں شامل ہوکر ان روحانی برکات سے حصہ لینگے جنکی طرف مندرجہ بالا ارشادات میں اشارہ کیا گیا ہے۔

جلسہ کا اہتمام محترم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب کے سپرد ہے اسلئے اس بارہ میں تمام خط و کتابت ڈاکٹر صاحب ممدوح کے نام سے کی جائے۔

دشمن کے مقابلہ میں اپنی تمام طاقت جمع کرنے اور سرحدات کی حفاظت کے متعلق قرآن کریم کی ہدایات

پاکستان کے ساتھ بڑی طاقتوں کا ناروا سلوک اور ہندو قوم کے ناپاک عزائم

یورپ میں عورتوں کی بدحالی اور تعدد ازدواج کا اسلامی حکم

خطبہ جمعہ مورخہ ۵ نومبر ۱۹۶۵ء ـ فرمودہ حضرت امیر قوم مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

واعدوا لهم ما استطعتم من قوة ومن رباط الخيل ترهبون به عدو الله وعدوكم وآخرين من دونهم لا تعلمونهم الله يعلمهم ـــــ يا ايها النبي حسبك الله ومن اتبعك من المؤمنين ـــــ (الانفال رکوع ۸)

کفار کا مسلمانوں کے ساتھ ناروا سلوک اور مسلمانوں کی ہجرت

کفارِ مکہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے متبعین پر جو ظلم وستم ڈھائے۔ اور مردوں اور عورتوں کو جو اذیتیں پہنچائیں اور ان کی بےحرمتی کی۔ اس کی مثال دنیا میں کم ملتی ہے۔ کفارِ عرب نے مسلمان قوم پر اس قدر سختی وارد کی۔ کہ دو دفعہ تو مسلمان جان بچانے کے لئے افریقہ میں جاکر شاہ حبشہ کے پاس پناہ لینے پر مجبور ہوگئے۔ اور تیسری دفعہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود بہ نفس نفیس مکہ سے ہجرت کرکے مدینہ میں پناہ گزین ہوئے۔

مشرکین عرب کی یورش

اہل مکہ نے سوچا کہ یہ لوگ بھاگ کر کہاں جائیں گے ان کا پیچھا کرنا چاہیئے۔ چنانچہ انہوں نے یکے بعد دیگرے مسلمان قوم پر یورشوں کا سلسلہ شروع کر دیا۔ مسلمانوں کے ساتھ پہلا مقابلہ بدر کے مقام پر ہوا جہاں کفار کو شکست فاش ہوئی دوسری مرتبہ احد کے مقام پر جنگ کی اور وہاں سے بھی وہ ناکام گئے۔ تیسری مرتبہ تمام عرب قبائل کر مدینہ پر چڑھ آئے اس کو جنگِ احزاب کہا جاتا ہے۔ یہاں بھی انہیں سخت ناکامی ہوئی۔

ملکی اور ملی محافظت کے لئے ہر ممکن قوت کا حصول

اس طرح خدا تعالےٰ نے ان کے تمام عزائم کو خاک میں ملا دیا۔ ان حالات میں اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کو حکم فرمایا **واعدوا لهم ما استطعتم من قوة**۔ دشمن جو تمہاری قوم کو ختم کرنے کا پکا ارادہ کر چکا ہے۔ اس سے اپنے بچاؤ اور مدافعت کے لئے اپنی ہر طرح کی "قوت" جو بھی تمہاری طاقت میں ہو تیار رکھو۔ یہاں من قوۃ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جس کے مفہوم میں ہر قسم کا فوجی ساز وسامان شامل ہے خواہ وہ کسی زمانہ میں بھی استعمال کیا جاتا ہو۔ آنحضرت صلعم کے زمانہ میں یا آپ کے بعد مختلف زمانوں میں جو اسلحہ استعمال ہوتے رہے اور آج جو اسلحہ استعمال ہوتے ہیں، تلوار، بندوق یا بارود توپ، تفنگ، ہوائی جہاز، ٹینک، آبدوز کشتیاں وغیرہ وغیرہ۔ قرآن کریم نے ایک جامع لفظ استعمال فرمایا ہے اگر اس "قوۃ" کے لفظ کے بجائے مختلف قسم کے اسلحہ اور سامانِ حرب اور انتظام مدافعت میں کام آنے والے سامان کی فہرست مرتب کی جاتی تو ضرور رہتا کہ کوئی نہ کوئی چیز درج ہونے سے رہ جاتی۔ مگر اس ایک لفظ "من قوۃ" کے اندر قیامت تک پیدا ہونے والے سامانِ حرب کا شمار ہو جاتا ہے ایسی ہی تعلیمات نے اس کو خدا کا کلام قرار دینے کی طرف راہنمائی کی ہے۔

سرحدوں کی حفاظت کا ربانی حکم

ایک تو یہ حکم فرمایا کہ اپنی محافظت اور مدافعت کے لئے ہر ممکن قوت سے کام لو۔ دوسرا حکم یہ تلقین ہوا کہ **ومن رباط الخيل**۔ اپنی سرحدات کی حفاظت کرنا ہے ربط کے معنے باندھنے کے ہیں۔ رباط کے معنے سرحد پر رہنے کے ہیں۔ فرمایا اپنی سرحدات پر گھوڑے باندھے رکھو۔ گھوڑے بھی عجیب چیز ہیں۔ گھوڑوں کا ذکر کئی دفعہ قرآن کریم میں آیا ہے۔ **والعديت ضبحا** وہ گھوڑے جن کی چلنے میں گھوں گھوں کی آواز آتی ہے عام ٹٹو مراد نہیں، ٹٹوؤں کو پونی (PONY) کہتے ہیں اور رسالے کے گھوڑے کو چارجر (CHARGER) کہا جاتا ہے۔ حضرت سلیمانؑ کے ذکر میں آتا ہے **فقال اني احببت حب الخير عن ذكر ربي حتى توارت بالحجاب**۔ حضرت سلیمانؑ کہتے ہیں کہ یہ گھوڑے کیا چیز ہیں۔ ان سے محبت اس لئے نہیں کہ ان کی محبت کو اپنے پروردگار کی یاد پر ترجیح دوں۔ ان سے اس لئے محبت کرتا ہوں کہ یہ جہاد میں کام آتے ہیں۔ گھوڑے دوڑ دیکھ کر خوش ہوئے تو فرمایا **ردوها علي** انہیں میرے پاس واپس لاؤ۔ **فطفق مسحا بالسوق والاعناق** آپ نے ان کی پنڈلیوں اور گردنوں پر پیار سے ہاتھ پھیرا۔

حضرت سلیمانؑ کی قضائے نماز کا قصہ

بعض لوگ اس واقعہ کو یوں بیان کرتے ہیں کہ حضرت سلیمانؑ کی عصر کی نماز قضا ہو گئی تھی۔ اس خفگی کی وجہ سے گھوڑوں کی پنڈلیاں اور گردنیں کاٹ دیں۔ سرحد سے میرے پاس ایک پٹھان مستری آیا۔ اس نے سنایا کہ ایک عالم نے ہمارے سامنے لیکچر دیا۔ اس نے کہا کہ حضرت سلیمان کی نماز قضا ہو گئی تو انہوں نے گھوڑوں کی پنڈلیاں اور گردنیں کاٹ دیں کہ ان کی وجہ سے میں ذکرِ الٰہی سے غافل ہو گیا یعنی عصر کی نماز قضا ہو گئی۔ اس نے کہا کہ جب یہ وعظ میں نے سنا تو میں کھڑے ہو کر کہا کہ اگر یہ واقعہ صحیح ہے تو سلیمانؑ پیغمبر تو کجا، انسان بھی کہلانے کے مستحق نہیں، غلطی اپنی کہ غفلت میں عصر کی نماز قضا کر دی اور غصہ گھوڑوں پر۔ یہ کہاں کی انسانیت ہے، پھر اس نے مجھے کہا کہ میں آپ سے یہ بات پوچھنے آیا ہوں کہ آپ اس آیت کے کیا معنے کرتے ہیں؟

گھوڑوں سے محبت کا طریق

میں نے کہا کہ اصل بات یہ ہے کہ گھوڑے کا سوار جو گھوڑے رکھتا ہو وہ ان سے پیار کرنے کے لئے یا تو پنڈلیوں پر ہاتھ پھیرتا ہے یا گردن سہلاتا ہے۔ تو حضرت سلیمانؑ نے نماز وغیرہ تو کیا قضا کرنی تھی۔ گھوڑوں سے اظہار محبت کرتے ہوئے ان کی پنڈلیوں اور گردن پر ہاتھ پھیرا۔ اس کا ذکر اس آیت میں ہے۔ اس سے اس کی تسلی ہو گئی۔

ایسا ہی صلیبی جنگوں کے موقعہ پر رچرڈ (شاہ انگلستان) Richard The Lion صلیبی جنگوں میں حصہ لینے کے لئے جب فرانس سے گذرا تو اس نے فرانس کے بادشاہ سے کہا کہ میں صلیبی جنگ کے لئے جا رہا ہوں تم گھوڑوں کے لئے چارہ کے چند جہاز مہیا کر دو۔ شاہ فرانس نے کہا کہ سب کچھ اس شرط پر ہوگا کہ تم میری شہزادی کے ساتھ شادی کر لو۔ رچرڈ نے کہا کہ تمہاری شرط کی وجہ سے مجبور ہوں۔ اس لئے تمہاری منظور کر لیتا ہوں۔ وہاں سے شہزادی کا دوپٹہ منگنی کے طور پر رچرڈ کی خدمت میں بھیجا گیا۔ اس وقت وہ اپنے گھوڑے کی پنڈلی سہلا رہا تھا۔ اس نے شہزادی کا وہ پٹہ (سکارف) اپنے گھوڑے کی پنڈلی کے گرد لپیٹ دیا۔

غزوہ کے موقعہ پر حضرت نبی کریم صلعم کی مستعدی

مسلمانوں کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کمال مستعدی، بہادری اور جرأت سے سرحدوں کی حفاظت کرنے کے حکم پر عمل کر کے دکھایا۔ جب آپؐ مدینہ میں ہجرت کر کے تشریف لائے تو مسلمانوں کو ہر وقت جان کا خطرہ لاحق رہتا تھا کوئی مسلمان اس وقت ہتھیار کے بغیر سوتا نہیں تھا۔ چنانچہ ایک دفعہ رات کو کہیں دور سے شور اٹھا تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خطرہ کے اندیشہ سے فوراً بغیر زین کے گھوڑے پر سوار ہو کر مدینہ کے چاروں طرف پھرے اور دیکھ بھال کی۔ آپؐ جب واپس لوٹے تو آپؐ کے ساتھی جانے کے لئے تیار ہو رہے تھے، آپؐ نے انہیں کہا کہ میں دیکھ آیا ہوں کوئی خطرہ کی بات نہیں۔ اور اپنے گھوڑے کے متعلق فرمایا انه لبحراً۔ میرا گھوڑا تیزی میں بہتا ہوا دریا نظر آتا تھا۔ تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے من رباط الخیل کی مثال قائم کر دی۔

جنگ اُحد میں دشمن کی مرعوبیت

اُحد کی لڑائی میں بہت سے بڑے بڑے کافر اور مشرک مارے گئے۔ کچھ مسلمان بھی کام آئے۔ دشمن جب بھاگ کر حمراء الاسد تک چلا گیا تو وہاں پر ابوسفیان نے کہا کہ میں اپنی قوم کو جا کر کیا منہ دکھلاؤں گا۔ اس نے پھر مسلمانوں پر چڑھائی کرنے کا قصد کیا۔ جب اس امر کا علم حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوا تو آپؐ نے فوراً اس طرف آدمی روانہ کئے کہ جا کر دیکھو کہ اگر وہ اونٹوں پر سوار ہیں تو اس کا یہ مطلب ہوگا کہ وہ واپس جا رہے ہیں اور اگر وہ گھوڑوں پر سوار ہوں تو سمجھو کہ وہ پھر مدینہ پر حملہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ جیسا کہ اوپر ذکر ہوا اس وقت ابوسفیان نے حمراء الاسد میں ڈیرہ ڈال رکھا تھا حضورؐ نے فرمایا لاخرجنّ ولو وحدی یعنی میں خود دشمن کے تعاقب میں جاؤں گا خواہ مجھے اکیلے ہی کیوں نہ جانا پڑے حضور مع رفقاء کے وہاں پہنچ گئے۔ دشمن مرعوب ہوا اور وہ سر پر پاؤں رکھ کر بھاگ گیا۔

غزوۃ العسرۃ

یہ تو وطن کے قریب کی جگہ تھی۔ مگر شام کے ملک کی مدینہ سے بڑی لمبی مسافت ہے۔ مدینہ سے مکہ تو اڑھائی سو میل ہے۔ لیکن شام بہت دور ہے تاہم حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تیس ہزار آدمیوں کے ساتھ ان عیسائیوں کی جنہوں نے بہت بڑا لشکر عرب کی سرحدوں پر جمع کر رکھا تھا بیخ کنی کے لئے اتنی لمبی مسافت طے کی۔ اتنی لمبی مسافت اس وقت بڑی تکلیف دہ تھی۔ وہ مالی تنگی کا وقت بھی تھا۔ گرمی بھی شدت کی تھی یہ غزوۃ العسرۃ یعنی مالی تنگی کے وقت کا جہاد کہلاتا ہے۔ بعض لوگ گرمی کی شدت کی وجہ سے اور اس وجہ سے بھی کہ اس وقت درختوں کو پھل لگے ہوئے تھے۔ سایہ بھی تھا گھر سے جانا نہیں چاہتے تھے۔ کسی نے کہا۔ لا تنفروا فی الحر۔ تمہاری عقل کو کیا ہو گیا ہے۔ گرمی کی اس شدت میں لمبے سفر پر جا رہے ہو۔ خدا تعالیٰ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا قل نار جہنم اشد حراً۔ جو میرا حکم نہیں مانے گا اس کے لئے دوزخ ہوگی دوزخ کی آگ کی شدت اس دھوپ سے بھی زیادہ تیز ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اور رسول کریم صلعم نے ملک کی سرحدوں کی حفاظت کرنے کو کتنی

مسلمانوں کے دشمن خدا کے دشمن ہیں

چنانچہ حضرت صلعم نے سارا سفر طے کیا۔ یہاں سرحدوں کی حفاظت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ترهبون به عدو الله و عدوکم۔ جس دشمن کے استیصال کے لئے تم نکلے ہو یہ تمہارے دشمن نہیں خدا کے دشمن ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے دشمن کو اپنا دشمن قرار دے کر اس کی اہمیت بڑھا دی ہے۔ فرمایا کہ اللہ کے دشمن کو سرحدوں پر اپنی طاقت مضبوط کر کے بھگا دو اور ان پر رعب طاری کر دو۔ وآخرین من دونهم۔ فرمایا کچھ اور لوگ بھی پیچھے ہیں۔ لا تعلمونهم۔ تم ان کو نہیں جانتے ہو۔ الله یعلمهم۔ لیکن اللہ ان کو جانتا ہے۔ کفار مکہ کی پیٹھ ٹھونکنے والے اس وقت موجود تھے جس طرح آج ہندوؤں کی پشت پناہ کرنے والی بعض مغربی طاقتیں ہیں ان کو ڈرانے کے لئے بھی قوت ایمانی اور جانبازی کا مظاہرہ کام دیتا ہے۔ چنانچہ پاکستان کی افواج اور پاکستان کے ملک و ملت کی لاجواب یکجہتی اور مالی قربانی اور پاکستانی فوج کی مثالی جرأت اور شجاعت نے مغربی طاقتوں کو بھی سوچنے پر مجبور کر دیا ہے۔

بعض بڑی طاقتوں کے ناپاک عزائم

دنیا پر اب روشن ہو گیا ہے کہ بعض بڑی طاقتوں نے ہندو کو اشتعال دلایا کہ فیلڈ مارشل محمد ایوب کو سزا دو۔ کبھی وہ چین جا رہا ہے۔ کبھی وہ روس چلا گیا ہے۔ ہم سے پوچھے بغیر اس نے ایسا کیا ہے۔ اس کو اور اس کے ملک کو تباہ کر دیا جائے ان بڑی بڑی طاقتوں کے مقابلہ میں ہم بہت تھوڑے ہیں اسی قسم کے عزائم حضور صلعم کے دشمنوں کے بھی تھے۔

حضرت نبی کریم صلعم اور جبری بھرتی

ہمارے پیغمبر صلعم نے اس کا جو علاج فرمایا ہے وہ ہے Conscription یعنی جبری بھرتی۔ یورپ کی اقوام جبری بھرتی کا قانون نافذ کرتی ہیں، مگر حضورؐ کے متبعین خود تمام کے تمام اپنے تئیں فوج کے سپاہی یقین کرتے ہیں تو جوان مسلمان کو فوجی تربیت دی جائے اور دشمن کے مقابلہ کے لئے تیار کیا جائے۔

اس بیسویں صدی میں جرمنی اور انگلستان نے یہ طریق اختیار کیا۔ انہوں نے گذشتہ جنگ عظیم میں ہر شخص کو خواہ وہ تاجر ہے یا دکاندار یا پروفیسر فوج میں زبردستی بھرتی کر لیا۔ لیکن پھر بھی بادشاہ، اس کے چچا اور ماموں اور شہزادے اس حکم میں شامل نہیں سمجھے گئے۔ ان پر جبری بھرتی کا قانون لاگو نہیں ہوتا۔ لیکن حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود جہاد میں شریک ہوتے ہیں۔ حضور کے ساتھ حمزہؓ۔ علیؓ۔ عبیدہ بن حارث بن عبدالمطلبؓ۔ زبیرؓ۔ سعد بن ابی وقاصؓ سارے کے سارے اقرباء و اعزاء جنگوں میں پیش پیش ہوتے ہیں۔ آج اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم پر پاکستان کو عمل کرنا چاہیئے۔ تمام کے تمام پاکستانی مسلمانوں کو سپاہی بننا چاہیئے۔

بھارت شروع ہی سے پاکستان کا دشمن ہے

دشمن کے عزائم شروع ہی سے یہی تھے کہ پاکستان کو تباہ کر دیا جائے۔ چنانچہ آپ نے اخبارات میں پڑھا ہوگا۔ کہ مہر چند مہاجن ہندوستانی جج نے لکھا ہے کہ جب پاکستان نیا ہی بنا تھا تو ہندوستان کی ایک مجلس میں طے کیا گیا کہ پاکستان پر حملہ کر دیا جائے۔ اور اسکو ختم کر دیا جائے۔ وہ لکھتا ہے کہ میں بھی اس مجلس میں موجود تھا۔ پٹیل تھا۔ ہری سنگھ بھی تھا۔ پٹیالہ کا راجہ بھی تھا جنرل تھایا بھی تھا۔ آج میں پھر وہی بات دہراتا ہوں۔ جس تیاری سے ہم نے آج پاکستان پر حملہ کیا ہے۔ وہ کمی تھی اب پوری تیاری سے پاکستان پر دوبارہ کرنا چاہیئے۔ یہ شخص مہر چند مہاجن تقسیم سے پہلے یہاں لاہور میں تھے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ پھر کشمیر کے پرائم منسٹر بھی رہے اس کے اس بیان سے ظاہر ہے کہ بھارت کے عزائم شروع ہی سے ناپاک تھے۔

پاکستانی قوم کو متحد اور مستعد ہو کر دشمن کا مقابلہ کرنا چاہیئے

ایسے ناپاک عزائم کے پیش نظر اپنے محبوب ملک کی حفاظت کے لئے کمربستہ ہو جائیں۔ پاکستان کی دس کروڑ کی آبادی ہے۔ اس آبادی میں سے تین چار کروڑ مزدور مرد ہوں گے۔ علاوہ ازیں دس کروڑ مرد و زن کو قومی دفاعی فنڈ میں ماہوار چندہ دینا چاہیئے ارشاد الٰہی ہے کہ اس راہ میں مال خرچ ہو رہے جانیں دی جائیں گی۔ وما تنفقوا من شیء فی سبیل الله یوف الیکم۔ جو کچھ بھی تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے وہ پورا پورا تم کو واپس کر دیا جائے گا۔ تم اس سے فائدہ اٹھاؤ گے۔ تمہاری اولاد کو فائدہ پہنچے گا تمہاری قوم فائدہ حاصل کرے گی۔ یوف الیکم۔ میں ادا کرنے والا ہوں پورا پورا ادا کروں گا۔ وانتم لا تظلمون اس معاوضہ میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔

دشمن قوم کے ساتھ صلح جوئی

آگے فرمایا وان جنحوا للسلم فاجنح لها۔ باوجود اس پوری تیاری کے اگر دشمن قوم صلح پر آمادہ ہو جائے۔ تو ان سے صلح کر لو۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے مسلمان قوم کو تلقین کی ہے کہ تم دنیا میں امن قائم کرنے کے لئے پیدا کئے گئے ہو مسلمان جنگ کرنے کے لئے نہیں بلکہ امن قائم کرنے اور دنیا کو امن دینے کے لئے پیدا کیا گیا ہے جنگ بھی اگر اسے کرنا پڑتا ہے تو قیام امن کے لئے۔

آج دنیا جنگ کے بعد دشمن قوم کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیتی ہے۔ ان کے مال و املاک خاکستر کر دیتی ہے۔ ان کے گھر بار کو نذر آتش کر دیتی ہے۔ اس کے برعکس مسلمان قوم کو کہا گیا ہے کہ صرف اپنی حفاظت اور دنیا کو فتنہ و فساد سے بچانے کے لئے جنگ کرو۔ جنگ کے بعد مسلمان کا ارادہ خرابی اور تباہی کا نہیں بلکہ امن و امان پیدا کرنے کا موجب ہوتا ہے۔

بڑی طاقتوں کا چلن

اس وقت روس اور امریکہ نے ساری دنیا میں فساد برپا کر رکھا ہے اور ساتھ ہی ساتھ ان کا اپنا امن بھی برباد ہو کر رہ گیا ہے۔ روس میں طاقت ہے اور وہ ایٹم بم رکھتا ہے۔ وہ اس سے اپنے دشمن کو تباہ کر سکتا ہے۔ مگر وہ یہ بھی جانتا اور ڈرتا ہے کہ دشمن کے پاس بھی ایٹم بم ہے اور وہ بھی تباہ کر کے رکھ دے گا اسی طرح امریکہ بھی خائف ہے کہ اگر میں نے ایٹم بم کا استعمال کیا تو روس مجھے تباہ کر دے گا۔ اس طرح ان لوگوں کا خود چین و قرار لٹ چکا ہے اور باقی دنیا میں بھی انہوں نے فساد اور بے اطمینانی پیدا کر رکھی ہے۔ آج ہندو بھی کہتا ہے کہ ہم ایٹم بم بنائیں گے۔ اور یہ پاکستان کو برباد کرنے کے

ادھر سے اب یورپ کی قومیں رونے لگی ہیں کہ ہندو کو آمادہ کرنے سے روکو ہندو کے ایسا کرنے سے ایشیا اور افریقہ کو تباہی کا سامنا کرنا پڑے گا۔

مسلمان قوم کا توکل علی اللہ

اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ اے مسلمانو! اگر دشمن قوم صلح جوئی پر آمادہ ہو جائے تو تم صلح منظور کر لو۔ و توکل علی اللہ۔ اللہ تعالےٰ پر بھروسہ رکھو۔ وان یریدوا ان یخدعوک اگر دشمن چالبازی سے صلح کرنا چاہیئے فان حسبک اللہ تو تمہارے لئے خدا کافی ہے۔ اسی پر بھروسہ اور تکیہ کرو۔ تمہارا ارادہ یہ ہو کہ تم نے امن قائم رکھنا ہے۔ ھو الذی ایدک بنصرہ و بالمؤمنین۔ آپ کو جو دشمن کے مقابلہ میں کامیابی حاصل ہوئی وہ اللہ تعالےٰ کی نصرت و حمایت کا نتیجہ ہے اور مومنوں کی قوت بازو کا بھی نتیجہ ہے آج بھی اتنے بڑے دشمن کے مقابلہ پر پاکستان کو جو فتح حاصل ہوئی ہے وہ ہماری افواج کی ہمت و شجاعت کے ساتھ اللہ تعالےٰ کی خاص نصرت سے حاصل ہوئی ہے۔ پاکستان کا ہر افسر یہی کہتا ہے کہ کسی غیبی ہاتھ نے ہم کو بچا لیا ہے۔ فرمایا کہ ہم نے آپؐ کی مدد اپنی نصرت سے بھی کی اور مومنوں کے قوت بازو سے بھی نصرت کی۔ یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا کلیجہ ہے کہ وہ اپنے ساتھیوں کی قوت بازو اور ہمت و قربانی کا معترف ہے۔ ہیر تو ہر کامیابی کو اپنی ہی طاقت اور اثر کا نتیجہ قرار دیتا ہے۔

زندہ خدا۔ زندہ رسول اور زندہ کتاب

ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علےٰ بصیرۃ انا ومن اتبعنی میں جن نظریات پر قائم ہوں۔ ان پر میری قوم بھی بصیرت کے ساتھ قائم ہے یہ نہیں کہ میں تو بصیرت رکھتا ہوں لیکن میرے مرید کچھ نہیں جانتے جیسے آجکل کے پیر اپنے مریدوں کو جاہل سمجھتے اور اپنے ہی آپ کو سب کچھ قرار دیتے ہیں۔ فرمایا یا یھا النبی حسبک اللہ ومن اتبعک من المؤمنین اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) خدا تیرے لئے کافی ہے۔ اور ان مومنوں کے لئے بھی خدا کافی ہے۔ جو تیرے ساتھ ہیں قرآن کریم کی یہ آیات ہمارے دلوں میں تقویت پیدا کرتی ہیں کہ ہمارا خدا زندہ ہے۔ ہمارا قرآن زندہ ہے، اور ہمارا رسول زندہ ہے۔ قرآن میں قیامت تک کے لئے احکام اور راہنمائی موجود ہے۔ اگر ہم اس پر عمل کریں تو کوئی قوم ہمیں مٹا نہیں سکتی

کثرت ازدواج کی برکتیں

تاریخ آپ کے سامنے ہے پہلی عالمگیر جنگ کے بعد سارا یورپ ترکی کو نیست و نابود کرنے کے لئے اُٹھ کھڑا ہوا۔ ترک وہ قوم ہے جو جسمانی قوت و طاقت کے لحاظ سے بہت مضبوط ہے ہمارے ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ کے ہاں ایک ترک مہمان ٹھہرے ہوئے تھے بڑے جسیم تھے۔ بال سفید تھے۔ اسی سال کے قریب ان کی عمر تھی۔ فارسی جانتے تھے۔ بے نظیر خوش الحانی کے ساتھ قرآن شریف پڑھتے تھے۔ سردی کے دنوں میں ان کو گرم کپڑوں کی حاجت نہیں تھی۔ ان کی انگلیاں بڑی موٹی موٹی تھیں لوہے کی طرح بازو تھے۔ ایک دن میں نے پوچھا کہ آپ کے بھائی کتنے ہیں۔ انہوں نے بتلایا کہ ہم چالیس بھائی ہیں۔ اور میں ان میں سب سے چھوٹا ہوں۔ میرے باپ نے چار شادیاں کیں۔ اور ایک پلٹن پیدا کی۔ ان چالیس میں سے میں سب سے چھوٹا ہوں۔ ایک انگریزی پڑھا لکھا آدمی کیا جانے کہ ایک سے زائد بیویوں کی کیا ضرورت ہے۔

مغربی ممالک میں صنف نازک کی بربادی

آج جرمنی اور انگلستان میں بے شمار لڑکیاں ہیں جو خاوند کے لئے تڑپتی ہیں۔ ایک ڈاکٹر لڑکی میری ہمسفر تھی اچھی تنخواہ لیتی تھی۔ گھر میں نوکر تھے مگر اس کا خاوند نہیں تھا۔ اس نے کہا کہ کاش میں کسی مسلمان کی دوسری بیوی ہوتی! یورپ نے قوموں کو تباہ کرتے ہوئے اپنی لڑکیوں کو تباہ کر دیا۔

ترکی خلافت کا ایک واقعہ

غرض ترک قوم کی تباہی کا جو عزم یورپ نے کیا تھا اس کو ترکوں کی بہادری نے ناکام بنا دیا۔ جب خلافت کی تحریک چلی اور ترکی خلافت کا مسئلہ برطانوی کابینہ میں پیش ہوا تو مولینا شوکت علی کے بھائی مولینا محمد علی مرحوم اور سید سلیمان ندوی اور ڈاکٹر حسین بطور وفد اس بحث میں شریک ہوئے۔ میں نے بھی اُن کے ساتھ شمولیت اختیار کی مجھ سے کہنے لگے کہ تم پولیٹیکل آدمی نہیں ہو تبلیغ اسلام کے لئے انگلستان آئے ہو۔ اس لئے تمہارے اوپر حرف آئے گا۔ میں نے کہا۔ آنے دو، اسلام میں سیاست اور مذہب دو چیزیں نہیں۔ سر آغا خاں بھی وفد میں شامل تھے۔ انہوں نے وزیر اعظم لائڈ جارج کو مخاطب کر کے کہا کہ میں ترکی کی حفاظت کے لئے اپنی ساری دولت صرف کر دوں گا۔ اس وقت ساری قوم ایک ہو گئی شیعہ سنی کا بھی سوال نہ رہا۔ آج بھی تمام فرقے ختم ہو گئے ہیں۔ اس موجودہ مصیبت نے ہم سب کو ایک کر دیا ہے جو اللہ تعالےٰ کا خاص فضل ہے۔ لیکن تمام کوششوں کے باوجود لائڈ جارج (اس وقت کے وزیر اعظم انگلستان) نے ایک تو مشنی اور ترکی کے مقابلہ کے لئے لاکھوں یونانیوں کو راتفلیں دے دیں۔ اس نے کہا کہ ترکی ختم شدہ ملک ہے اس کو تباہ کر دیا جائے۔ اس صورت حال کے پیش نظر مصطفےٰ کمال پاشا ترکی کے شہر بہ شہر اور قریہ بہ قریہ پھرے اور لوگوں سے کہا کہ میرے پاس فوج نہیں میرے پاس خزانہ نہیں لیکن تم لوگوں کو اپنے وطن کی حفاظت کرنا ہے اس لئے ملک و قوم کا ہر فرد دشمن کے مقابلہ کے لئے تیار ہو جائے۔ اس طرح انہوں نے ساری قوم کو سپاہی بنا دیا اور ترکوں نے لاکھوں کی تعداد میں فوج میں بھرتی ہو کر یونانیوں کو کچل کر رکھ دیا۔

اتحاد و اتفاق کی برکتیں

یہ ہمارے سامنے ایک تاریخ اور مقدس تاریخ ہے ترکی آج بھی زندہ ہے اور ایک طاقتور قوم کی حیثیت سے زندہ ہے اور طاقت کے ساتھ زندہ ہے۔ پاکستان بھی زندہ ہے اور خدا کے فضل و کرم سے زندہ رہے گا ہم پاکستانیوں کو چاہیئے کہ خدا تعالےٰ کے احکامات کی پابندی کریں تاکہ خدا ہم سے راضی ہو جائے اتفاق و اتحاد میں بڑی برکت ہے چنانچہ فرمایا والف بین قلوبھم قوم ایک ہو گئی دلوں میں ایک دوسرے کے ساتھ الفت پیدا ہو گئی۔ یہ نظارہ آج بھی ہمارے سامنے ہے۔ آج خدا نے مسلمانوں کو ایک کر دیا ہے۔ خدا تعالےٰ کا یہ بڑا احسان ہے۔ سترہ اٹھارہ سال میں قوم ایک نہیں ہو سکی تھی۔ پٹھان، سندھی، بلوچی، پنجابی اور مہاجر کا علاقائی تعصب قائم تھا جو موجودہ جنگ نے ختم کر دیا۔ فرمایا لو انفقت ما فی الارض جمیعاً ما الفت بین قلوبھم ولکن اللہ الف بینھم۔ ساری دنیا کا مال و دولت اور ساز و سامان بھی صرف کر دیا جاتا۔ تب بھی تم ایک نہ ہو سکتے۔ آج ہمیں خزانے ایک کر سکتے تھے۔ نہ اقتدار ایک کر سکتا تھا۔ اور نہ واعظوں کے لیکچر قوم کو ایک کر سکتے تھے۔ یہ خدا ہی کا کام تھا کہ اس نے اس نازک وقت میں تمام اختلافات مٹا دیئے اور ہم سب کو ایک کر دیا۔

42

موجودہ مصائب ایک قسم کی نعمت ہیں

یہ جنگ ہمارے لئے نعمت ہو گئی۔ اس نے ہمارے اندر اتحاد و اتفاق کو بڑھا دیا ہے۔ ہماری طاقت کو بڑھا دیا ہے۔ ہم میں ایثار و قربانی کا جذبہ پیدا کر دیا ہے۔ اور شہادت کی روح پیدا کر دی ہے۔ یہ خدا نے کیا ہے انہ عزیز حکیم۔ خدا غالب اور حکمت والا ہے مصیبت پیدا ہونے کی حکمت اور اس کے فلسفے کو وہ خود ہی خوب اچھی طرح جانتا ہے۔

عظمت قرآن

آج قرآن کریم کی عظمت ہمارے دلوں میں قائم ہوئی ہے آج آیات پہ آیات جہاد پر پڑھی جا رہی ہیں معلوم ہوتا ہے کہ سارے کا سارا قرآن جہاد کے احکامات سے پُر ہے۔ یہ معارف ہمیں نصیب نہ ہو سکتے تھے۔ مگر اس مصیبت نے ہمیں ان سے متعارف کرایا یہ قرآن کریم کا کمال ہے کہ اس میں ہر زمانہ کی ضروریات کے متعلق ہدایات موجود ہیں۔

حضرت امام وقت اور قرآن کریم

حضرت امام وقت نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

یا الٰہی تیرا فرقاں ہے کہ اک عالم ہے
جو کچھ ضروری تھا سب اس میں مہیا پایا

یہ شعر حضرت مجدد زمانؑ کا ہے۔ جن کو خدا تعالےٰ کی طرف سے قرآن کریم کی معرفت تامہ حاصل تھی۔ اقبال نے ایک دفعہ کہا کہ بیشمار لوگوں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قصائد لکھے ہیں۔ اور مرزا صاحب نے بھی لکھے ہیں۔ مگر قرآن کریم کے قصائد سوائے مرزا صاحب کے اور کسی نے نہیں لکھے۔ آج وید قرآن کریم کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ انجیل، وید اور توراۃ قرآن کریم کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ جو کتاب دنیا کی رہبری کر سکتی ہے، وہ صرف ایک ہی کتاب ہے ـــ قرآن کریم۔ یہ قرآن آج مسلمان قوم کے شرف و عزت کا موجب ہے چنانچہ فرمایا انہ لذکر لک ولقومک، یہ کتاب مقدس آپ (رسول اللہ صلعم) کی اور آپ کی قوم کی عزت اور شرف کی موجب ہے، چنانچہ آج اس کتاب کی برکت سے اور اسکے اصولوں پر عمل کرنے سے تمام دنیا میں عزت و شرف حاصل ہو چکا ہے فالحمد للہ

درخواست دعا

ملک خدا بخش صاحب لودھیانوی کے لڑکے عزیز احمد صاحب ہسپتال میں زیر علاج ہیں وہ ملتجی ہیں کہ ساری قوم مل کر اس کے لئے دعا کرے کہ اللہ تعالےٰ ان کو صحت عطا فرمائے۔ ملک صاحب

ہم بڑے خلوص اور [illegible]

قومی دفاعی فنڈ میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا حصہ

جو قوم ممبران انجمن کی طرف سے براہِ راست بھیجی گئیں

(بسلسلہ اشاعت گذشتہ)

(۱)- چک $\frac{2}{4-L}$ سے چوہدری شبیر احمد صاحب حضرت امیر ایدہ اللہ کی خدمت میں قمطراز ہیں:-
" جماعت چک $\frac{2}{4-L}$ نے قریباً 3/00.00 روپیہ اوکاڑہ میں افسران کو دے دیا تھا (اسکی اطلاع انجمن کو دے دی گئی تھی) اب جناب کے خطبہ میں دیگر اشیاء کی فراہمی کے لئے بھی حکم موصول ہوا ہے۔ لہٰذا میں اپنی طرف سے سات (۷) جوڑے کپڑوں کے ارسال خدمت کر رہا ہوں۔ جہاں مناسب خیال فرماویں تقسیم کر دیں۔ یہ پارچات برادرم عزیز احمد لا رہے ہیں۔ اس سے پیشتر بہت سے پارچات و بستر وغیرہ مقامی ریڈ کراس شاخ کو دے چکے ہیں۔ ہماری استدعا ہے کہ جناب ہمیں اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔
کپڑوں کی تفصیل:- قمیص ۷ عدد - چادر ۷ عدد - تولئے ۷ عدد کل تعداد ۲۱ عدد -
والسلام، خاکسار۔ شبیر احمد"

نوٹ:- یہ اشیاء ریڈکراس سوسائٹی کے دفتر میں ان کی رسید نمبر ۶۷۵۷ مورخہ $\frac{۱۱}{۶۵}$-۲ کے ذریعہ جمع کرا دی ہیں۔ رسید دفتر میں موجود ہے۔ چوہدری صاحب شبیر احمد کو ان اشیاء کی رسید انجمن ارسال کر دی گئی ہیں۔ (محمد معین $\frac{۱۱}{۶۵}$-۲)

(۲)- ایبٹ آباد سے شیخ عبدالحق صاحب لکھتے ہیں:-
" اس سے قبل قومی دفاعی فنڈ میں گیارہ سو روپیہ کا اعلان کر چکا ہوں جو پیغام صلح محررہ ۱۳ اکتوبر ۱۹۶۵ء میں شائع ہو چکا ہے۔ اب میرے لڑکے شبلی سلمہ نے ایک سو روپیہ کی مزید رقم اس فنڈ میں دی ہے۔ اس طرح ساری رقم کا میزان بارہ سو روپیہ ہو گیا ہے۔ الحمد للہ۔ اللہ عزوجل نے ہمیں اپنے ملک کی ایک معمولی سی خدمت انجام دینے کی توفیق ارزانی فرمائی۔
احقر العباد۔ شیخ محمد عبدالحق

(۳)- گجرات سے حکیم حافظ محمد حسین صاحب زبدۃ الحکماء لکھتے ہیں:-
" مبلغ ۵۵-۱۵ روپے بذریعہ حبیب بنک گجرات گذشتہ ماہ سے دے رہا ہوں۔ نیز مبلغ دس روپیہ میرے چھوٹے لڑکے احسن جاوید متعلم جماعت ہشتم پبلک سکول نمبر ۱ نے بذریعہ ہیڈ ماسٹر صاحب بھی چندہ دیا ہے۔ اخبار مناسب ہو تو اخبار میں شائع کرا دیجئے۔

(۴)- کچھی (ضلع ہزارہ) سے خالد مصطفےٰ احمدی رقمطراز ہیں:-
" مؤدبانہ التماس ہے کہ احباب جماعت احمدیہ کچھی ہزارہ نے قومی دفاعی فنڈ میں مقامی طور پر جو عطیات دیئے ہیں ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

نام	رقم	
عبدالغفور صاحب احمدی	35.00	کچھی
اہلیہ صاحبہ مولوی عبدالرحمان صاحب	20.00	کچھی
گل زمان صاحب	5.00	کچھی
علی گوہر خان صاحب	5.00	سر

مجاہدین و مہاجرین کشمیر فنڈ کے لئے پارچات وغیرہ:-
عبدالغفور صاحب - - - : مکمل بستر گرم مع گرم کپڑے ایک جوڑا
اہلیہ صاحبہ مولوی عبدالرحمان صاحب : مکمل بستر گرم ایک عدد۔ کپڑا جوڑا ریشمی ایک عدد
انگوٹھی طلائی ۲۲ رتی ایک عدد - -
بی بی رقیہ امۃ العزیز - - - : کپڑے ایک جوڑا ریشمی
مبشر احمد صاحب - - - : کپڑے ایک جوڑا
خالد مصطفےٰ صاحب - - - : کوٹ گرم ۱ عدد۔ سویٹر گرم ۱ عدد۔ نقد -/5
عطیہ امۃ القدیر - - - : گرم کپڑے ایک جوڑا۔ نقد -/5
عبدالعزیز صاحب - - - : گرم سوٹ ایک عدد
بشریٰ امۃ الحکیم صاحبہ - - - : گرم کپڑے ایک جوڑا اور کچھ برتن
صابرہ بی بی صاحبہ ایک جوڑا سوتی کپڑے۔ کمبل ایک عدد۔ کڑے چاندی - ۳ تولے -
حلیم جان صاحبہ (ایک بیکس غریب بچی) : نقرئی لڑیاں تقریباً ۲۰ تولے چاندی -

محترمہ گوہری جان صاحبہ بیوہ (مہر) خان محمد مرحوم :- گرم کمبل ایک عدد (تھاہڑی) نئی
حبیب الرحمٰن صاحب ناظم - - : گرم بستر ایک عدد اور نقد -/5
نواب خان احمدی کچھی - - : ایک جوڑا کپڑے ریشمی اور کچھ برتن۔
اُمید ہے کہ احباب جماعت سر بھی حصہ لیں گے اللہ تعالیٰ ان کو توفیق بخشے آمین۔
والسلام - خاکسار- خالد مصطفےٰ احمدی - کچھی۔ ہزارہ

عطیات جو بذریعہ انجمن بھیجے گئے:-

نام	رقم
مسعودہ عبداللہ صاحبہ سیالکوٹ	50/-
صوفی محمد رمضان صاحب اوکاڑہ	10/-
عملہ ووکنگ لاہور	17.56
مسٹر ظہیر الدین صاحب نوشہرہ	30/-
اللہ دتہ صاحب مدرس بادشاہ پور گجرات	10/-
چوہدری محمد سعید صاحب بھٹہ	100/-
شیخ عزیز احمد صاحب وزیر آباد	100/-
محمد بشیر صاحب ملازم ایئر فورس بیک لشق	2/-
شاہد پرویز متعلم	2/-
مولوی محمد رمضان صاحب منڈی بہاؤالدین	1.25
چوہدری احمد خان صاحب دوکاندار جیک ج والہ	100/-
میاں محمد ظفر صاحب ملتان	1/-
مختلف احباب لاہور	2.72
ماسٹر عبدالباری صاحب معلم کلہ جدید ہوتی	4/-
شیخ عبدالرحمان صاحب مصری لاہور	51/-
بیگم صاحبہ میاں غلام شبیر صاحب تبسم لائل پور	100/-
احباب جماعت بدوملہی سویٹر اونی ایک عدد۔ کرتہ ایک عدد	43.30
میزان	578.63
سابقہ میزان	12275.36
کل میزان	12854.19

بحرِ حکمت کے موتی

(بسلسلہ صفحہ اوّل)

کو خیر باد کہکر آخرت کی طرف متوجہ ہو جائیں اور اپنا کردار ایسا بنائیں جس سے صاف ظاہر ہوتا ہو کہ انہوں نے دین کو دنیا پر مقدم کیا ہوا ہے فتنوں کے نزول کے ساتھ ہی اللہ تعالےٰ کی رحمتوں کے خزانوں کے وا ہونے کی بشارت بھی اُمت کو دی گئی ہے جس کے معنی دوسرے لفظوں میں یہ ہیں کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل و کرم سے امت کو آنحضور صلعم کی دعاؤں کے نتیجہ میں جو آنحضور صلعم نے ان فتنوں کو مشاہدہ کرتے ہی کر دی تھیں ان فتنوں کے شر سے محفوظ رکھنے کے سامان بھی مہیا کریگا چنانچہ اسلامی تاریخ اس پر گواہ ہے کہ آنحضور صلعم کی یہ دونوں پیشگوئیاں پوری ہوتی رہی ہیں فتنے بھی پیدا ہوتے رہے اور ان کے دُور کرنے کے سامان بھی پیدا ہوتے رہے سب سے بڑا فتنہ جس کی پیشگوئی آنحضور صلعم کے کشوف میں پائی جاتی ہے وہ دجّالی فتنہ کے ظہور کے متعلق ہے جس کے متعلق آنجناب صلعم نے فرمایا کہ اُمت کو آدم کی پیدائش سے لے کر قیامت تک اس سے بڑھ کر کسی فتنہ سے دوچار نہیں ہونا پڑے گا اور اس کے متعلق وضاحت سے فرمایا کہ اس فتنہ کا بانی یعنی دجالی قوم وسوسہ اندازی کے ذریعہ دلوں سے ایمان کو نکال دے گی اور سیاسی اور فوجی قوت اس کی اس قدر زیادہ ہو گی کہ مسلمان اس کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے۔ چنانچہ یورپین اقوام کے ذریعہ یہ دونوں خفیں بھی پوری ہو گئیں۔ پادریوں اور ان کے فلاسفروں وغیرہ کے ذریعہ وسوسہ اندازی انتہا کو پہنچ گئی اور ایسی مؤثر ثابت ہوئی کہ ایمان کی عمارت کو ہلا دیا مسلمانوں کے دل ایمان سے خالی ہونا شروع ہو گئے۔ یہ حالت متقاضی تھی اس بات کی کہ دوسری پیشگوئی یعنے رحمت کے خزانوں کے نازل کرنے کی پیشگوئی کو پورا کرنے والا بھی کوئی شخص اُمت میں پیدا ہو۔ ۔ ۔ دوسری پیشگوئیوں کے مطابق یہ پیشگوئی سیدنا حضرت مرزا غلام احمد کے وجود میں پوری ہوئی آپ مسیح موعود اور مہدی معہود کے لقب سے ملقب کئے جانے کے بعد مذہبی دنیا کے سٹیج پر نمودار ہوئے اور انہوں نے حسب پیشگوئی ایک طرف تو مسلمانوں میں ایسی جماعت پیدا کی جو ایمان کی دولت سے مالا مال ہو گئی اور دوسری طرف دجّالی فتنہ کے طلسم کو پاش پاش کیا اور اس کی وسوسہ اندازی کو بے اثر بنا کر رکھ دیا۔ کاش مسلمان اپنے اس محسنِ حقیقی کو شناخت کریں۔ آمین۔

پیغام صلح مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۶۵ء - رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵ شمارہ نمبر ۴۲

تعلیم پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک نور الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور جناب مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس براندرتھ روڈ لاہور سے شائع کیا۔

جلد ۵۳ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۲۳ رجب المرجب ۱۳۸۵ھ مطابق ۱۷ نومبر ۱۹۶۵ء | نمبر ۴۳

درود شریف کی برکات

ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

"پھر بعد اس کے جو الہام ہے یہ ہے — صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ سَیِّدِ وُلْدِ اٰدَمَ وَ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ۔ درود بھیج محمد اور آل محمد پر جو سردار ہے آدم کے بیٹوں کا اور خاتم النبیین ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ سب مراتب اور تفضلات اور عنایات اس کے طفیل سے ہیں۔ اور اس سے محبت کرنے کا یہ صلہ ہے اور ایسا ہی الہام متذکرہ بالا میں جو آل رسولؐ پر درود بھیجنے کا حکم ہے۔ سو اس میں بھی یہی سر ہے کہ افاضۂ انوار الٰہی میں محبت اہل بیت کو بھی نہایت عظیم دخل ہے اور جو شخص حضرت احدیت کے مقربین میں داخل ہوتا ہے وہ انہیں طیبین، طاہرین کی وراثت پاتا ہے اور تمام علوم و معارف میں ان کا وارث ہوتا ہے۔" (براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۵۰۲ و ۵۰۳)

(الف) "اس مقام میں مجھ کو یاد آیا کہ ایک رات اس عاجز نے اس کثرت سے درود شریف پڑھا کہ دل و جان اس سے معطر ہو گیا۔ اسی رات خواب میں دیکھا کہ آب زلال کی شکل پر نور کی مشکیں اس عاجز کے مکان میں لئے آتے ہیں۔ اور ایک نے ان میں سے کہا کہ یہ وہی برکات ہیں جو تو نے محمد کی طرف بھیجے تھے۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔" (براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۵۰۲)

(ب) ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ درود شریف پڑھنے میں یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے میں ایک زمانہ تک مجھے بہت استغراق رہا۔ کیونکہ میرا یقین تھا کہ خدا تعالیٰ کی راہیں نہایت دقیق راہیں ہیں۔ وہ بغیر وسیلہ نبی کریمؐ کے مل نہیں سکتیں، جیسا کہ خدا بھی فرماتا ہے وَابْتَغُوْٓا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ۔ تب ایک مدت کے بعد کشفی حالت میں میں نے دیکھا کہ دو سقے یعنی ماشکی آئے۔ اور ایک اندرونی راستہ سے اور ایک بیرونی راہ سے میرے گھر میں داخل ہوئے۔ اور ان کے کاندھوں پر نور کی مشکیں ہیں اور کہتے ہیں۔ هٰذَا بِمَا صَلَّیْتَ (یعنی یہ برکات اس درود کی وجہ سے ہیں جو تو نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بھیجا تھا)

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۲۸ حاشیہ)

جلسہ سالانہ میں شرکت ہر احمدی مرد و زن کا قومی اور اسلامی فرض ہے، امسال جلسہ سالانہ ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹ دسمبر کو احمدیہ بلڈنگس لاہور میں منعقد ہوگا۔ ۱۶ دسمبر ۱۹۶۵ء کا دن خواتین کے جلسہ کے لئے مخصوص ہے۔

بحرِ حکمت کے موتی

طریقۂ تعلیم

از۔ مولانا شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری

عن انس رضؓ عن النبی صلعم انہ کان اذا تکلم بکلمۃ اعادھا ثلاثا حتی تفھم عنہ (البخاری کتاب العلم)

حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی بات فرماتے تو اسے تین دفعہ دہراتے یہاں تک کہ سننے والے آنحضور صلعم کی بات کو اچھی طرح سمجھ جاتے اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلعم کا مقصد اپنی بات کو سننے والوں کے ذہن نشین کرانا ہوتا تھا اور یہ غرض اکثر اوقات صرف ایک دفعہ کہہ دینے سے حاصل نہیں ہو سکتی باوجود اتنی دفعہ دہرانے کے آنحضور صلعم سامعین سے دریافت بھی کر لیا کرتے تھے کہ وہ سمجھ بھی گئے ہیں یا نہیں۔ ہمارے اساتذہ کو بھی چاہیئے کہ وہ تدریس میں آنحضور صلعم کے اس اسوہ کو اپنے سامنے رکھا کریں یعنی جب تک طلباء اچھی طرح ان کی بات کو سمجھ نہ لیں اس وقت تک مختلف رنگوں میں اس کا اعادہ کرتے رہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ بھی حضرت نبی کریم صلعم کی سنت پر عمل پیرا ہوتے ہوئے کسی مسئلہ پر دلائل کو اکثر دوہراتے رہتے تھے تا وہ مسئلہ قارئین کے اچھی طرح ذہن نشین ہو جائے۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔ (مینجر)

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
(حضرت مسیح موعودؑ)

—— (مرتبہ: الحاج میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی - لاہور) ——

نائیجیریا

ترجمہ خط سلیم آشولا بیدو - نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا مکتوب گرامی گذشتہ ہفتہ موصول ہوا مگر جواب میں اس لئے تاخیر ہو گئی کہ پارسل کا انتظار رہا - وہ بھی موصول ہو گیا ہے جزاک اللہ - دعا گو ہوں کہ آپ کی تبلیغ دنیا میں پھیلے - آمین!

میں اب ان کتابوں کا مطالعہ کر رہا ہوں اگر ان کے علاوہ اور کوئی کتاب میرے علم میں توسیع کرنے والی ہو تو مجھے ارسال کریں قرآن شریف انگریزی کی قیمت ۲ پونڈ اس وقت ادا نہیں کر سکتا کیونکہ میں ابھی ابھی ملازم ہوا ہوں - جس وقت میرے پاس اس کی قیمت ہو جائے گی میں بھیج دوں گا - مگر قرآن شریف مجھے ارسال کر دیں۔

اُمید ہے کہ آپ میری گذارشات پر غور کریں گے اور جواب دینے میں تاخیر نہ کریں گے۔ والسلام

(انہیں قرآن شریف بھیجا گیا اور جواب بھی بھیجا گیا)

—— (۲) ——

ترجمہ خط از:- عبداللہ درعثمان - مغربی نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ - میری خواہش ہے کہ میں اسلام کا مطالعہ کروں اس لئے مجھے آپ کی امداد کی ضرورت ہے - مجھے خاص طور پر انگریزی ترجمہ کی کتابوں کی ضرورت ہے مزید یہ کہ آپ کا انگریزی ترجمۃ القرآن خریدنا چاہتا ہوں - اگر موجود ہو تو آپ کے جواب کا منتظر

(ان کو کتابیں بھیجی گئیں اور قرآن کریم کا ہدیہ بھی لکھ دی گئی)

گھانا

ترجمہ خط از:- محمد - ایس موسیٰ صاحب - گھانا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں بڑی خوشی سے یہ چند سطور آپ کی خدمت میں تحریر کر رہا ہوں - میری عمر پندرہ سال ہے اور میں خدمت اسلام سے محبت رکھتا ہوں - آپ نے جو کتابیں ارسال کی تھیں وہ میرے ایک دوست نے دیکھ کر مجھ سے مطالبہ کیا ہے کہ یہ کتابیں مجھے بھی منگوا دیں، خصوصاً مسلم پریئر بک ضروری ہے -

مہربانی فرما کر مجھے مزید پمفلٹس اسلام پر ارسال کئے جائیں - چند عیسائی میرے سکول کے مجھے میرے والد صاحب کے پاس لے گئے اور انہوں نے کہا کہ ان کو مسلم پریئر بک منگوا دیں - اس لئے میں نے آپ کو لکھا ہے کہ مجھے مسلم پریئر بک ارسال کریں۔

اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو - والسلام

(ان کو مسلم پریئر بک اور دیگر لٹریچر بھیجا گیا اور خط کا جواب دیا گیا)

—— (۲) ——

ترجمہ خط از:- عبدالسید وسلیقو - گھانا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں آپ کو خط لکھ کر بڑی خوشی محسوس کرتا ہوں، اور آپ کی صحت کے لئے دعا کرتا ہوں - آپ کے ارسال کردہ ٹریکٹ بڑی خوشی سے وصول کر لئے ہیں -

مجھے مزید کتابوں کی ضرورت ہے - مہربانی فرما کر مجھے مزید کتب ضرور ارسال کریں - میں آپ کے لئے اور جماعت کے لئے دعا گو ہوں -

ہم اپنا سکول اس ماہ ...... بند کر رہے ہیں اور میں اپنے گاؤں جا رہا ہوں اس لئے کتب مندرجہ ایڈریس پر ارسال فرمائیں:-

عبدالسید وسلیقو - مکان نمبر 143-A نمائے گھانا - ویسٹ نائیجیریا -

میں یہ خط بند کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ احمدیہ موومنٹ کو اللہ تعالیٰ ہر معاملہ میں ترقی عطا کرے - والسلام

(ان کو مطلوبہ کتابوں میں سے جو موجود ہیں وہ بھیجی گئیں اور خط کا جواب بھی دیا گیا -)

—— (۳) ——

ترجمہ خط از ماموُدو (سمیا) علی - گھانا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں یہ خط آپ کو لکھ کر بڑی خوشی محسوس کرتا ہوں - مجھے اسلام سے بہت رغبت ہے کیونکہ اسلام ہی ایک ایسا دین ہے جو اکمل تعلیم پیش کرتا ہے - میں مسلمان ہوں - مجھے قرآن شریف سے بہت کم واقفیت ہے - اس لئے مجھے مہربانی کر کے ایک عدد قرآن شریف انگریزی ارسال کریں تاکہ میں اسلام کے متعلق بخوبی واقفیت حاصل کر سکوں - اس کے علاوہ مزید اسلام کے متعلق

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مؤرخہ ۱۷ر نومبر ۱۹۶۵ء

گاہے گاہے باز خواں ......

حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئیاں اور نشانات جن میں سے ایک علمی نشان کا ذکر گذشتہ اشاعت میں کیا جا چکا ہے، نہ صرف تعداد میں اس قدر زیادہ ہیں کہ ان کو پورے طور پر شمار نہیں کیا جا سکتا بلکہ جس صفائی اور شان کے ساتھ وہ پوری ہوئیں۔ وہ اپنی نظیر آپ ہیں، ان پیشگوئیوں اور نشانات کے مطالعہ سے اللہ تعالےٰ کی ہستی پر ایمان تازہ ہوتا ہے، اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا پتہ لگتا ہے، جن کی کامل متابعت اور فیضِ رُوحانی سے ایک اُمتی کو اللہ تعالےٰ سے شرف مکالمہ ومخاطبہ حاصل ہوتا اور امورِ غیبیہ پر اطلاع ملتی ہے۔ اسی لئے حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی جماعت کو بار بار تاکید کی ہے کہ:۔

"ہماری جماعت کا جس نے مجھے پہچانا ہے فرض ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ کے ان نشانات کو باسی نہ ہونے دے اس سے قوتِ یقین پیدا ہوتی ہے اس لئے ہماری جماعت کو چاہیئے کہ وہ ان نشانات کو پوشیدہ نہ رکھے اور جس نے دیکھے ہیں وہ ان کو بتلا دے جو غائب ہیں تاکہ بُرائیوں سے بچیں اور خدا پر تازہ ایمان پیدا کریں اور ان نشانات کو عُمدہ براہین سے سجا سجا کر پیش کریں" (ملفوظات احمدیہ حصہ اوّل صفحہ ۱۲۷)

آج ہمیں کہا جاتا ہے کہ:۔

"مرزا غلام احمد نے جتنے واضح الہامات اور متعین پیشگوئیاں شائع کی ہیں وہ ایک آدھ کے سوائے سبھی غلط ثابت ہوئی ہیں۔"

کاش اس ایک آدھ پیشگوئی کا نام بھی لے لیا جاتا تاکہ ہم معلوم کر سکتے کہ آیا اس کی نوعیت کسی "نجومی، رادل، ماہر علوم فلکیات اور جوتشی جیسی ہے جن کی بقول معترض "بے شمار پیشگوئیاں درست نکلتی ہیں"؟

گذشتہ اشاعت میں ہم نے جس علمی نشان کا ذکر کیا تھا اس کے متعلق ہم بتا چکے ہیں کہ اس قسم کا نشان کسی نجومی، رادل، یا ماہر عُلوم فلکیات اور جوتشی سے آج تک صادر ہوا اور نہ ہو سکتا ہے، اپنے مذہب کے متعلق ایسا مضمون لکھا ہو جس کے متعلق اس کا یہ دعوےٰ ہو کہ جب وہ مضمون مذاہب کے عظیم الشان جلسہ میں دوسرے نمائندگان مذاہب کے مقابلہ میں پڑھا جائے گا تو سب پر غالب آ جائے گا۔ اور جُوں جُوں وہ دنیا میں پھیلے گا اس کے مذہب کی سچائی پھیلتی جائے گی۔ اور یہ دعوےٰ بعد کے واقعات سے سچا بھی ثابت ہو جائے۔ یہ اس ماموریِ الٰہی کا کام تھا جس نے اللہ تعالےٰ سے علم پا کر اس کی تائید اور نصرت سے ایسا مضمون لکھا جو اسلام کی عظمت کو دنیا میں روشن کرنے والا ہے اور دنیا نے نہ صرف اس کے دعوےٰ کی صداقت کا اعتراف کر لیا بلکہ اس مضمون سے ہدایت و رشد حاصل کر کے اس کے مامور من اللہ ہونے پر عملی شہادت پیش کر دی۔

انہی نشانات میں سے ایک وہ پیشگوئی ہے جو پنڈت آریہ مسافر لیکھرام کے مطالبہ پر اُس کی ہلاکت کے متعلق کی گئی یہ پیشگوئی جو ۲۰ر فروری ۱۸۹۳ء کو کی گئی، اس قدر واضح اور بیّن ہے اور اس صفائی کے ساتھ پوری ہوئی کہ کوئی حق پسند اس کی صداقت کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتا نہ کوئی نجومی، رادل، یا ماہر فلکیات اور جوتشی اس قسم کی پیشگوئی کر سکتا ہے۔ اس پیشگوئی میں لیکھرام کے اصرار پر یہ بھی بتا دیا گیا کہ ۲۰ر فروری ۱۸۹۳ء سے چھ برس کے اندر اندر لیکھرام پر عذاب شدید نازل کیا جائے گا جس کا نتیجہ موت ہے اور یہ بھی واضح کیا گیا کہ یوم عید کے قریب یہ نشان ظاہر ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ۲۰ر فروری ۱۸۹۳ء کے بعد چار سال کے اندر چھ مارچ ۱۸۹۷ء کو عید کے دوسرے دن ۲ر شوال کو دن کے چھٹے گھنٹہ میں کسی غیر معلوم قاتل کا جس کا آج تک پتہ نہیں ملا خنجر اس پر چلا اور عذابِ شدید کے ساتھ ہلاک ہو گیا، کیا کسی نجومی، رادل یا ماہر عُلُومِ فلکیات اور جوتشی کی یہ طاقت ہے کہ اس قسم کی واضح پیشگوئی کرے جو اس صفائی کے ساتھ عین مقررہ میعاد کے اندر مقررہ دن اور مقررہ وقت پر پُوری ہو جائے، کیا اسلام کی عظمت اور مامور من اللہ کی صداقت کا ایک کھلا ثبوت نہیں؟

ایک اور عظیم الشان نشان امریکہ کے ایک بہت بڑے پادری ڈاکٹر ڈوئی کے متعلق ہے جس کا دعوےٰ تھا کہ وہ مسیحیت کے مقام پر فائز ہے، اور وہ اسلام کو کچل کر رکھ دے گا۔ حضرت مرزا صاحب کی غیرت اسلامی نے جوش مارا اور انہوں نے اسے مباہلہ کا چیلنج دے دیا جس کا اعلان امریکہ کے اخبارات میں کثرت سے ہوا، ڈاکٹر ڈوئی کی شان اس وقت اس قدر بڑھی ہوئی تھی، کہ کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ شخص ذلت اور رسوائی کی موت مرے گا۔ بے شمار لوگ اس کے پیروؤں میں شامل تھے۔ ایک عظیم الشان شہر اس نے بسایا اور بادشاہوں کی زندگی بسر کرتا تھا، لیکن ماموریِ الٰہی کے مقابلہ میں اُس کو اس قدر ذلت اور رسوائی اٹھانی پڑی اور ایسی بے کسی اور بے بسی کی موت مرا کہ دیکھنے والوں کے لئے عبرت کا مقام تھا۔ اس کا ولد الزنا ہونا اور ناپاک افعال میں مبتلا ہونا، لوگوں کے اموال میں ناجائز تصرف ثابت ہو گیا، اس کے ساتھی اس سے الگ ہو گئے، اور وہ فالج کی خطرناک بیماری میں مبتلا ہو کر نہایت ذلت اور رسوائی کی موت مر گیا۔ کیا یہ کسی نجومی، رادل، ماہر فلکیات یا جوتشی کا کام ہے کہ اس قسم کی پیشگوئی کرے اور ایسے وقت کرے جب حالات اس کے صریح مخالف ہوں اور بعد کے واقعات اس کو سچا ثابت کر دیں؟ پھر سب سے بڑی بات یہ ہے کہ یہ پیشگوئیاں اور نشانات یونہی اپنی عظمت ثابت کرنے کے لئے نہیں کی گئیں بلکہ اسلام کی صداقت اور حقانیت کے ثبوت میں معاندین ومخالفین کے جواب میں غیرت اسلامی کے ماتحت کی گئیں، افسوس ہے اس غیرت اسلامی کو نجومیوں اور جوتشیوں وغیرہ سے تشبیہ دی جاتی ہے۔ جن کی پیشگوئیوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہوتا اور نہ ان کے اندر ایسی عظمت اور صراحت پائی جاتی ہے، اور نہ واقعات و حالات ان کی عظمت پر گواہی دیتے ہیں۔ کاش ہمارے معترضین کے دلوں میں اسلام کے متعلق ذرا سی بھی غیرت ہوتی تو حضرت مرزا صاحب کی ان پیشگوئیوں اور نشانات کو ایسی تحقیر کی نظروں سے نہ دیکھتے۔

اس قسم کی بیسیوں اور بھی پیشگوئیاں اور نشانات ہیں کہ جن سب کو بیان کرنا ایک شیوع میں ناممکن ہے، کوشش کی جائیگی کہ آئندہ اشاعتوں میں کچھ اور ایسے ہی نشانات پر روشنی ڈالی جائے، انشاء اللہ تعالےٰ۔

مکتوب برلن (جرمنی) ——— مولانا محمد یحییٰ بٹ امام مسجد برلن۔

جرمنی میں تبلیغِ اسلام

جرمنی کے ایک جمنیزیم سکول میں اسلام پر لیکچر

گذشتہ تین مہینوں میں عیسائی دوستوں کے مختلف حلقوں میں تقاریر کرنے کا موقعہ ملا۔ ان میں سے بعض وہ حلقے ہیں جنہوں نے مجھے اپنے ہاں آنے کی دعوت دی اور بعض وہ گروہ ہیں جو مسجد میں جمع ہوئے۔ ان میں چند ایک حلقوں کا ذکر کرتا ہوں۔ ایک دعوت یہاں ایک جمنیزیم سکول کے ہیڈ ماسٹر کی طرف سے تھی۔ سکول کے ہال میں گیارویں سے تیرویں کلاس تک طلباء ایک سو کی تعداد میں جمع ہوئے۔ طلباء کے علاوہ سکول کے ہیڈ ماسٹر صاحب اور کلاسوں کے اساتذہ بھی اجتماع میں شامل ہوئے۔ اسی سکول میں اسی ہفتہ میں مجھ سے پہلے یہودی عالم اور بدھ مذہب کی پیرو ایک جرمن خاتون نے اپنے اپنے مذاہب پر تقاریر کی تھیں میری تقریر اس پروگرام کے آخر پر تھی میں نے اپنی تقریر میں مندرجہ ذیل امور پر روشنی ڈالی۔ (۱) مذہب کا مفہوم اسلام میں (۲) مذہب کی بنیاد وحی الٰہی پر ہے (۳) مذہب اسلام کے بنیادی اصول (۴) خدا اور انسان کے مابین جو تعلق ہے اسے اسلام کس طرح واضح کرتا ہے۔

پچاس منٹ تک میری تقریر جاری رہی۔ بعد میں پانچ منٹ کا وقفہ ہوا۔ اس وقفہ کے دوران طلباء نے اساتذہ سے مل کر سوالات ترتیب دیئے۔ بعد میں پون گھنٹہ سوال و جواب کا سلسلہ جاری رہا۔ شراب کی حرمت اسلام میں، کثرت ازدواج، اسلام کے پھیلانے میں تلوار کا استعمال، مہدی کی آمد کا انتظار، گناہ کا ورثہ میں ملنا، جنت کا مفہوم اسلام میں۔ وغیرہ امور پر سوالات کئے گئے۔ مہدی کی آمد کی پیشگوئی اور مسیح کی آمد کی پیشگوئی کو یکجا بیان کرتے ہوئے میں نے بتایا کہ یہ پیشگوئی پوری ہو چکی ہے۔ اور اس کا مصداق حضرت میرزا غلام احمد قادیانی ہیں۔ اس کا پورا ہونا اسی طرح ہے جس طرح حضرت عیسٰیؑ کے زمانہ میں حضرت یحییٰؑ کے ظہور میں پوری ہوئی۔ طلباء اس میٹنگ سے محظوظ ہوئے اور انہوں نے اپنے حظ کا اظہار میٹنگ کے اختتام پر تالیاں بجانے سے کیا۔ تالیوں سے ہال گونج اٹھا۔ اس سکول کا نام ہے HENDER SCHULE۔

ایک اور عیسائی گروپ میں تقریر

اسی طرح ایک اور عیسائی گروپ میں ایک پادری صاحب کی دعوت پر جانے کا موقع ملا۔ پادری صاحب نے میرا تعارف کراتے ہوئے اپنی تعارفی تقریر میں اسلام کے خلاف الزام لگایا کہ اسلام تلوار سے پھیلایا گیا ہے۔ میں نے اپنی تقریر میں سیدنا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے حالات کو بیان کیا۔ آپ کا الامین کا خطاب پانا۔ غار حرا میں وحی کا پانا۔ حضرت خدیجہ کے الفاظ جن سے انہوں نے آپؐ کی دلجوئی کی۔ آپؐ کی مشکلات اور آپؐ کی بے مثل کامیابی۔ اس کے علاوہ اسلام کے بنیادی اصول۔ نجات کا مفہوم اسلام میں۔ بعد میں سوالات کا سلسلہ شروع ہوا۔ اسلام تلوار سے پھیلایا گیا اس پر مزید سوالات کئے گئے۔ قسمت کا مسئلہ۔ حضرت عیسٰیؑ کا صلیب پر نہ مرنا۔ حاضرین کی تعداد تیس کے قریب تھی جس میں نوجوان مرد اور عورتیں شامل تھیں۔

مسجد میں پادری صاحب کی آمد اور ان سے گفتگو

مسجد میں کئی گروپ جمع ہوئے۔ ان میں سے پانچ گروپوں نے اپنے آنے کی اطلاع کئی ہفتے پہلے کر دی تھی۔ ان میں سے ہر گروپ ساٹھ ستر مرد و زن پر مشتمل تھا۔ ان گروپوں کے انچارج پادری صاحبان تھے۔ ان گروپوں کے سامنے میں نے اسلام کی تعلیمات کو واضح کیا اور بعد میں ان کے سوالات کے جوابات دیئے گئے۔ ہر اجتماع قریباً ایک گھنٹہ تک رہا۔ ایک پادری صاحب نے سوال کیا کہ ہماری مسجد اور ہمارے حسن کے یہاں کیا مقاصد ہیں۔ ان مقاصد کو سننے کے بعد پادری صاحب نے سوال کیا کہ مسلمان ہم عیسائیوں سے کیا توقع رکھتے ہیں۔ میں نے کہا ہم مسلمان حضرت عیسٰیؑ کی دل سے تکریم کرتے ہیں۔ ان سے دلی محبت رکھتے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ ہم ان پر ایمان لاتے ہیں کہ وہ خدا کے برگزیدہ نبی تھے۔ اسی طرح ہم عیسائی دوستوں سے بھی توقع رکھتے ہیں کہ وہ بھی یہ تین مراحل حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کے متعلق طے کریں۔ اگر یہ تینوں ابھی طے نہیں کر سکتے تو کم از کم اپنی سوسائٹی میں پہلا مرتبہ ہی دکھائیں اور ان کی تعظیم کر سکیں۔ حاضرین پر اس جواب کا اچھا اثر ہوا۔ م

مکتوب ووکنگ (انگلستان) ——— (پیغام صلح کے نمائندہ خصوصی کے قلم سے)

مسجد ووکنگ انگلینڈ میں

سیلنگور (ملایا) کے سلطان کی آمد

۳۱۔ اکتوبر ۱۹۶۵ء بروز اتوار کو گیارہ بجے سیلنگور کے سلطان اپنے اہل و عیال اور عملہ کے ساتھ مسجد کی زیارت کے لئے تشریف لائے۔ ان کے استقبال کے لئے امام مسجد ووکنگ اور دوسرے دوست موجود تھے۔ ایک گھنٹہ کے قریب وہ حاضرین سے گفتگو فرماتے رہے۔ ان کی خدمت میں اپنی کچھ مطبوعات پیش کیں بعد میں وہ بروک ووڈ کے قبرستان میں تشریف لے گئے جہاں انہوں نے ملایا کے فوت شدہ عزیزوں کے لئے دعائے مغفرت مانگی۔

ان کے ہمراہ مسٹر التمان بن یوسف بھی تھے جو منسٹری آف ہاؤسنگ کے سیکرٹری ہیں طفیل صاحب نے ان سے باتوں باتوں میں پاکستان اور ملیشیا کی کشیدگی کا ذکر کیا۔ فرمانے لگے انشاء اللہ حالات جلد ہی ٹھیک ہو جائیں گے۔

بدھ ازم اور اسلام پر تقریر

اسی دن بعد از نماز ظہر ریورینڈ جیک آسٹن نے جو "ویسٹرن بدھسٹ" کے ایڈیٹر ہیں۔ بدھ ازم اور اسلام پر ایک تقریر کی جس کے بعد کافی دیر تک سوال و جواب کا سلسلہ جاری رہا۔ یہ مجلس ورلڈ کانگریس آف فیتھس کی ووکنگ برانچ کی طرف سے منعقد ہوئی تھی جس کے صدر شیخ محمد خالد اقبال ایم اے ہیں۔ اس برانچ نے اس سے قبل پنڈت اشر بدھ کو تقریر کے لئے بلایا تھا۔ ان کی تقریر کا موضوع تھا۔ "فلسفہ مذہب مشرق و مغرب کی نظر میں"۔ آئندہ اتوار کو گلڈ فورڈ کے ایک گرجا میں انٹرفیتھ سروس منعقد ہو رہی ہے جس میں اسلام کی نمائندگی امام مسجد ووکنگ کریں گے۔

طلبائے انگلستان کی کانفرنس میں اسلام کی نمائندگی

۲۱ر نومبر ۱۹۶۵ء کو ڈاربل میں سکول کے طلباء اور طالبات کی ایک بہت بڑی کانفرنس ہو رہی ہے جس میں قریبا دو ہزار طالب علم شریک ہوں گے۔ ان میں سے بعض مختلف نمائندگان مذاہب سے سوال کریں گے۔ اس کانفرنس میں اسلام کی نمائندگی کے لئے شیخ محمد طفیل صاحب کو بلایا گیا ہے۔

جمعہ کے روز عیسائی صاحبان کا اجتماع

جمعہ کی نماز دیکھنے اور خطبہ سننے کے لئے افراد اور گروپ آئے۔ جن میں سے ایک گروپ ہائی سکول کے طلباء کا تھا۔ مذہب پر لیکچر دینے والی خاتون بھی ساتھ تھی۔ ایسے موقعوں پر میں نے سورہ آل عمران کا پہلا رکوع پڑھ کر سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نجران کے عیسائیوں کی عزت افزائی کرنا۔ انہیں مذہبی آزادی پر شاہی فرمان لکھ کر دینا۔ ان کا مباحثہ کرنا۔ اور بعد میں ان عیسائی علماء کو مسجد کے اندر گرجا کرنے کی اجازت دینا۔ وغیرہ امور کو واضح کیا۔ اور بتایا کہ موجودہ دنیا ابھی تک اس بلندی پر نہیں پہنچ سکی۔ نماز کے بعد ایسے گروپوں سے سوال و جواب کا سلسلہ قریباً ایک گھنٹہ تک جاری رہا۔

ہفتہ کے روز اجتماعات

ہفتہ کی شام کو اجتماعات باقاعدہ ہوتے رہے۔ جن میں ہر بار عیسائی دوست اور مسلمان بھائی دس اور بیس کے درمیان شامل ہوتے رہے۔ عیسائیت اور اسلام کے نظریات پر گفتگو ہوتی رہی۔ بعض دفعہ سورۃ یوسف سے رکوع پڑھ کر اس کا درس دیا گیا۔

ٹریکٹ ——— ایک ٹریکٹ مرتب کیا گیا ہے۔ اس میں مسیح موعود کی آمد کی پیشگوئی جو انجیل اور احادیث نبوی میں مذکور ہے۔ اس کا ذکر کرنے کے بعد مسیح موعود کا کام اور اس کے مصداق کا ذکر کیا ہے۔ بعد میں

سرحدوں کی حفاظت کے سلسلہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ملک شام کی طرف لشکر کشی

اس لمبے سفر میں انتہائی شدید مشکلات کا سامنا اور مسلمانوں کیلئے درس عبرت

خطبۂ جمعہ مؤرخہ ۱۲ر نومبر ۱۹۶۵ء - فرمودہ حضرت امیر قوم مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ - بمقام جامع احمدیہ بلڈنگس لاہور

ان اللہ لہٗ ملک السمٰوٰت والارض - یحی و یمیت - وما لکم من دون اللہ من ولی ولا نصیر - لقد تاب اللہ علی النبی والمھاجرین - والانصار الذین اتبعوہ فی ساعۃ العسرۃ ـــــ ان اللہ ھو التواب الرحیم ـــــ (التوبہ - رکوع ۱۴)

امتحان کے بغیر انسان کی حقیقت کا پتہ نہیں لگتا۔

ان آیات میں ایک بڑا مشکل سبق ہے - ان میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتحان کا ذکر ہے - حضورؐ اور حضورؐ کے ساتھیوںؓ کا امتحان ہوا - امتحان تو اللہ تبارک وتعالیٰ ہر انسان اور ہر پیغمبر کا لیتا ہے - فرمایا اذ ابتلیٰ ابراھیم ربہٗ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بھی امتحان اللہ تعالیٰ نے لیا - امتحان کے بغیر کسی کو اپنی ذات - اپنے علم اور مقام و مرتبہ کا پتہ نہیں لگتا - کسی کو بھی پتہ نہیں لگ سکتا کہ مشکل اوقات میں وہ مضبوط اور ثابت قدم رہ سکتا ہے یا نہیں -

ایک دفعہ ایک مجلس میں حضرت امام حسینؓ کی شہادت کا ذکر ہو رہا تھا - اس ذکر کو سن کر دور ایک شخص بیٹھا ہوا بڑے جوش سے کہہ رہا تھا یا لیتنی کنت معھم کاش! میں بھی اس موقعہ پر ان کے ساتھ ہوتا - اتفاق سے اس جگہ کوئی جھگڑا پیدا ہوگیا - اس افراتفری میں سب سے پہلے وہی شخص بھاگ کھڑا ہوا۔

ایک دفعہ کا واقعہ ہے - میں پانچویں یا چھٹی کلاس میں پڑھتا تھا - میرے محلہ بلکہ میرے مکان سے ملحق ایک شخص ملک جہردین رہتا تھا - بڑا لمبا چوڑا اور تنومند آدمی تھا - مجھے بھلا لگا آڈ بچے ایماری ندی کے پار کبڈی ہو رہی ہے - چنانچہ ہم دونوں وہاں جا پہنچے - وہاں کچھ لڑائی شروع ہوگئی - میں نے دیکھا کہ جہردین پہلا شخص تھا - جو سر پر پاؤں رکھ کر بھاگا - اس نے بھاگتے بھاگتے اس ندی میں چھلانگ لگا دی - یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ وہ وہاں موجود ہی نہیں تھا -

الغرض امتحان کے بغیر کوئی انسان اپنا پتہ نہیں لگا سکتا کہ میں کیا ہوں اور کیا نہیں ہوں -

شام کی عیسائی حکومت کی لشکر کشی

ان آیات میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے ساتھیوںؓ کے امتحان کا ذکر ہے - بڑا سخت امتحان ہوا شام کی سرحد پر قیصر روم نے بڑا بھاری لشکر جمع کیا - اس نے کہا کہ ہم مدینہ کو ایک دن میں فتح کر لیں گے - یہ عرب کیا ہیں - ان کی کیا طاقت ہے - ان کے پاس سامان نہیں - فوج نہیں - خزانہ نہیں - رومی عیسائی حکمرانوں نے سوچا ہمارے پاس تربیت یافتہ فوجیں ہیں، ہمارے پاس اسلحہ ہے - ان فوجوں اور اسلحہ سے مسلمانوں کو ختم کر دیا جائے گا - آج بھی یہی نقشہ ہے - تصور کریں کہ اگر بھارت کا حملہ کامیاب ہو جاتا اور لاہور کے گلی کوچوں میں ہندو اور سکھ چلتے پھرتے نظر آتے - تو یہ مسلمان اپنی عورتوں، بہو بیٹیوں کی آبرو کی حفاظت کے لئے کیا کچھ کر بیٹھتے!

نبی کریم صلعم کا قابل قدر نمونہ اور سرحدوں کی حفاظت

تو اتنی بڑی شام کی عیسائی سلطنت کا ارادہ تھا کہ بڑا بھاری لشکر کے ساتھ مدینہ پر چڑھائی کر دی جائے - اور مسلمانوں کو ختم کر دیا جائے - حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صرف نماز روزہ ہی سکھانے کے لئے نہیں آئے تھے - وہ میدان جنگ میں نہایت اعلیٰ درجہ کے سپہ سالار، فوجوں کے کمانڈر، اعلیٰ درجہ کی سلطنت کے بانی اور منتظم اور جج بھی تھے - ان سب شعبوں میں آپؐ نے نہایت شاندار اور قابل قدر اور مثالی نمونہ دکھایا - اللہ تعالیٰ نے حکم دیا واعدوا لھم ما استطعتم من قوۃ ومن رباط الخیل - سرحدوں کی حفاظت کرو - اور ہر وہ چیز جو تمہاری تقویت کا باعث ہو سکتی ہے - اس کو حاصل کرو - دشمن کو سرحدوں کے اندر نہ آنے دو - یہ معاملہ بڑا نازک ہوتا ہے کہ دشمن سرحد کے اندر آ داخل ہو، اس وقت اس کو روکنا مشکل ہو جاتا ہے - حضرت نبی کریم صلعم خدا تعالیٰ کے ہر حکم پر سب سے پہلے عمل کیا کرتے تھے - فوراً اتنا لمبا سفر اختیار کرنے کے لئے تیار ہو گئے - یہ نہیں فرمایا کہ میں بوڑھا ہو گیا ہوں - میں بادشاہ ہوں - مجھے مدینہ میں ہی رہنا چاہیئے -

انتہائی شدید مشکلات میں مقابلہ کے لئے روانگی -

سفر لمبا ہے - عرب کو چھوڑ کر شام کے کنارے تک جانا ہے - دشمن کے پاس طاقت ہے - فوجیں ہیں - اسلحہ ہے، اس کے گھر پر جا کر لڑائی کرنا ہے - اپنے گھر سے بہت دور جانا ہے - یہ باتیں طبیعت میں کسل مندی پیدا کرتی ہیں - شدت کی گرمی بھی ہے - صحرا میں سفر کرنا ہے - ایسے موقعہ پر لوگ سوچتے ہیں کہ کیا ہوگا - ہم راستہ میں مر جائیں گے - اتنی دور جانا ہے - اتنے لمبے سفر میں سپاہ کے لئے انتظام کرنا مشکل ہے - ان تمام مشکلات کے باوجود حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم سب کے سب اس سرحد تک پہنچیں گے - کتنے کڑے امتحان میں آپؐ کس طرح پورے اترتے ہیں - تیس ہزار آدمی جمع ہو گئے - شدت گرمی کی پرواہ نہیں کی - سفر کے لمبا ہونے کی بھی پرواہ نہیں کی حالانکہ قحط سالی ہے - میوے پکے ہوئے ہیں سایہ بڑا خوشگوار ہے اور دل چاہتا ہے کہ سایہ میں بیٹھو اور میوہ کھاؤ - بہت جاؤ ان سب باتوں کے باوجود حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دانشمندی اور آپؐ کا عزم کتنا مضبوط ہے

حضرت نبی کریم صلعم کی سنت

حضرت نبی کریمؐ احکام الٰہی کی اطاعت کیلئے ہمیشہ تیار رہتے تھے - عام طور پر لوگ حضورؐ کی اس قسم کی اہم سنت کو یاد نہیں رکھتے - آج تو لوگ حضرتؐ کی سنت یہ سمجھتے ہیں کہ حضرت کو شانہ کا گوشت پسند تھا - آپؐ کو کھانے کے بعد میٹھا کھانا پسند تھا - حضورؐ دوپہر کے بعد قیلولہ فرمایا کرتے تھے حضرتؐ کی ان سنتوں پر عمل پیرا ہونے کو بڑا ثواب کا کام سمجھا جاتا ہے حالانکہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اصل سنت اور اسوۃ تو یہ ہے کہ آپؐ ملک و ملت کے لئے جان نثاری اور قربانی میں سب سے پیش پیش رہتے اور یہ اس دعوے کا ثبوت ہے کہ انا اوّل المسلمین - میں احکام الٰہی کی سب سے بڑھ کر تعمیل کرنے والا ہوں -

زندگی اور موت خدائے واحد کے ہاتھ میں

ان آیات میں فرمایا ان اللہ لہٗ ملک السمٰوٰت والارض - اللہ تعالیٰ ہی زمین و آسمان کا حقیقی بادشاہ

ہے۔ ان اللہ لہ ملک السمٰوٰت والارض وہ خدا ہی ہے جس کی بادشاہی زمین و آسمان میں ہے۔ یحیی ویمیت زندہ رکھنا بھی اسی خدا کے اختیار میں ہے۔ اور مارڈالنا بھی اس خدا کے ہی اختیار میں ہے۔ جہاد کا حکم دینے کے لئے یہ کتنی عمدہ اور موثر تمہید ہے۔ یہ ایمان کہ زندگی اور موت سب خدا تعالےٰ کے اختیار میں ہی ہے انسان کے اندر بہت بڑا حوصلہ اور جہاد کے لئے ولولہ پیدا کر دیتا ہے۔ اکثر ہوتا یہ ہے کہ غازی تو میدان جنگ میں سے فرحاں و شاداں واپس آجاتے ہیں۔ لیکن چولھے کے پاس چائے پینے والا مر جاتا ہے۔ فرمایا کسی کو زندہ رکھنا ہمارا کام ہے۔ اور مارنا بھی ہمارا ہی کام ہے۔ حال ہی کا واقعہ ہے کہ ایک بڑے افسر نے اپنے بچاؤ کے لئے حکام سے مل کر لاہور سے پشاور تبدیلی کروالی۔ لیکن پشاور میں عین اُس کے مکان پر بم گرا اور اس کا سارے کا سارا کنبہ ختم ہوگیا۔ معلوم ہوا کہ موت سے بچنے کے لئے کوئی حیلہ کارگر نہیں ہوسکتا۔ وہ خدا ہی کے اختیار میں ہے۔

سَاعۃ العسرۃ

ومالکم من دون اللہ من ولی ولا نصیر۔ اس بادشاہ کائنات کے علاوہ اور کوئی والی، دوست، نصیر اور مددگار نہیں ہوسکتا۔ اس پر ایمان رکھو۔ یہ ایمان پیدا کرنے کے بعد ایک بڑے سخت اور تکلیف دہ سفر اور مجاہدہ کی طرف توجہ دلائی فرمایا لقد تاب اللہ علی النبی والمھاجرین والانصار الذین اتبعوہ فی ساعۃ العسرۃ۔ اللہ تعالےٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مہاجرین اور انصار پر رجوع برحمت فرمایا جنہوں نے ساعۃ العسرۃ (نہایت مشکل گھڑی) میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیا اس آیت میں اس لشکر کشی کو ساعۃ العسرۃ قرار دیا ہے۔

قیصرِ روم کا مقابلہ سے گریز

اس مشکل گھڑی میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بے مثال ایمان اور دانشمندی اور جرأت کا اظہار فرمایا۔ اتنا لمبا سفر کرکے آپؐ نے مُلک شام کی سرحد پر بیس دن ڈیرے ڈگائے رکھے۔ قیصر کی جان نکل گئی۔ اس نے حیران ہوکر کہا کہ یہ کیسے لوگ ہیں۔ کہاں تک آگئے ہیں اسے مقابلہ کی جرأت نہ ہوئی۔

سرحدوں کی حفاظت کا اثر

یہ ہے سرحدوں کی حفاظت۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ سرحدوں کی حفاظت کرو۔ اس لئے کہ جو میلا دشمن اور تمہارا دشمن ہے وہ اس سے خائف ہوں گے ترھبون بہ عدو اللہ وعدوکم۔ سرحدوں کی حفاظت اور وہاں اپنی طاقت و قوت جمع کرنے سے اللہ تعالےٰ کے دشمنوں اور تمہارے دشمنوں پر خوف طاری ہوگا۔ وآخرین من دونھم۔ ان کی پیٹھ ٹھونکنے والے اور انکی حوصلہ افزائی کرنے والے لوگوں کو بھی اپنی مستعدی سے خائف کردو۔

چنانچہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل سے ایسا کر دکھایا۔

شام پر لشکر کشی سے رحمتِ الٰہی کا نزول

فرمایا لقد تاب اللہ علی النبی۔ ہمارے حکم کے مطابق ہمارے رسولؐ نے عمل کیا۔ ہم نے بھی اس کی طرف توجہ کی۔ ہماری رحمتوں اور برکات کی بارشیں نازل ہوئیں ــــ والمھاجرین۔ اور ان کے ساتھیوں پر بھی جنہوں نے مکہ چھوڑا یا مکہ والوں کو نکال دیا جس طرح سے آج ہندوستان اور کشمیر سے مسلمانوں کو نکالا جا رہا ہے فرمایا ان مہاجرین کی طرف بھی خدا رجوع برحمت فرمائے گا۔ ہمیں ان کی قربانی یاد ہے۔ اُن کی شفقت اور مصیبت ہمارے سامنے ہے ــــ والانصار الذین اتبعوہ فی ساعۃ العسرۃ اور مدینہ کے لوگ جنہوں نے ان مہاجرین کو گھر بار دے دیئے۔ زمینیں تقسیم کر دیں اور خدا کے رستہ میں جہاد کیلئے ان پر بھی ہماری توجہ ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے مشکل کے وقت میں قحط سالی کے زمانہ میں حضرت نبی کریم صلعم کا ساتھ دیا۔ انہوں نے ہمارا حکم مانا ہے انہ بھم رؤف الرحیم خدا تعالےٰ بڑا مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔

تین پیچھے رہنے والوں کا ذکر

وعلی الثلٰثۃ الذین خلفوا۔ اور تین آدمی جو پیچھے رہ گئے تھے۔ ان کے لئے بھی خدا تعالےٰ نے احکام جاری کر دیئے کہ اُن کی توبہ قبول کر لی گئی ہمان تین اشخاص کا تفصیلی ذکر میں اس خطبہ میں اس لئے نہیں کرتا کہ ان کا ذکر نہایت قیمتی مضمون ہے جس کی عبرت آمیز تفصیلات صحیح بخاری میں درج ہیں۔ لیکن یہ ایک لمبا مضمون ہے۔

یہ تین آدمی کعب بن مالک، ہلال بن امیہؓ، اور مرارہ بن ربیع تھے۔

مسٹر داؤد سیڈو کے لئے دُعا

ہمارے ایک دوست مسٹر داؤد سیڈو جنوبی افریقہ سے انجمن کی پچاس سالہ جوبلی میں شریک ہونے کے لئے آئے تھے۔ وہ ابھی تک واپس نہیں گئے۔ انہیں بہت سے لوگ جانتے ہیں۔ بڑے مخلص انسان ہیں۔ بڑے قابل ہیں تبلیغ اسلام کا جوش اور جذبہ رکھتے ہیں۔ وہ کافی دنوں سے بیمار ہیں، اور بوجہ بیماری اپنے کمرہ میں مقید ہیں۔ انکی درخواست ہے کہ میری صحت کے لئے احباب دعا کریں۔ اس کے ساتھ ہی ملک و ملّت کی سلامتی اور استحکام کے لئے، اور ارکانِ سلطنت کی صحیح رہنمائی کے لئے اور افواج کی کامیابی کے لئے اور کشمیر کی آزادی کے لئے بھی دعا کی جاتی ہے۔

ماہنامہ رُوحِ اسلام کے متعلق ایک ضروری اپیل

ماہنامہ روح اسلام عرصہ گیارہ سال سے حضرت امیر مولینا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں حضرت الحاج شیخ میاں محمدؐ صاحب دامت برکاتہٗ کی زیر سرپرستی احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے زیر اہتمام شائع ہو رہا ہے۔ حضرت امیر مرحوم نے خدمت دین متین اور تبلیغ و اشاعت اسلام کا جو ذمہ اپنے مرشد و مولیٰ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے لیا تھا، اس کی بجا آوری میں اپنے سرمایۂ فکر و عمل کو دن رات صرف کیا۔ اور اپنے قلم کی جھنکاروں سے مذہب و ملّت کو بقا، سطوت اور عزّت کا مقام بخشا، ان کی رُوح پُرفتوح کو ایصالِ ثواب کے لئے اور ان کی یاد کو تازہ اور زندہ رکھنے کے لئے ماہنامہ نے ہرممکن کوشش کی ہے۔ اور اس کے پیش نظر یہ مقصد رہا ہے کہ تبلیغ و اشاعت اسلام اور اس کے ہمہ جہتی شعبوں کے باب میں تلاش و تحقیق، اسلامی اور غیراسلامی تحریکات پر سچی تنقید اور معتدل تبصرہ کیا جائے۔ اور انسان کی خدمت، ملک و ملّت کی تعمیر، مذاہب باطلہ کے نقائص، بیدین انسانوں کی کوتاہیوں کی نشاندہی کے فریضہ کی بجا آوری اور دنیا میں اب دین و مذہب کی تحقیق و جستجو کی جو لگن اور اسلام کا جو ذوق غیر اسلامی دنیا میں نشو و نما پا رہا ہے۔ ہم اسے تقویت پہنچانے میں کوتاہی نہ کریں۔ اس سلسلہ میں ماہنامہ نے کیا کچھ کیا، اسلام و انسان کی کیا کچھ خدمت کی، مُلک و ملّت کو کیا کچھ دیا۔ اس کا فیصلہ تو احکم الحاکمین ہی فرمائے گا۔ مگر ہم اتنا ضرور کہہ سکتے ہیں کہ ذرائع و وسائل کی قلّت اور نامساعد حالات کی دشواریوں میں ہم نے شمع یادِ امیر مرحوم کو مدھم ہونے نہیں دیا، ہم نے ہرممکن ماہنامہ کی صوری اور معنوی افادیت کو بڑھانے اور مندرجات کے معیار کو بلند سے بلند تر کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور سال میں تین چار خاص ضخیم نمبر بھی شائع کئے جاتے رہے ہیں۔ ذرائع و وسائل کی آسانیاں نہ ہونے کے باوجود ماہنامہ کا بدل اشتراک صرف تین روپے سالانہ ہے۔ یہ رعایت محض اس وجہ سے تھی کہ قوم کا ہر فرد مالی طور پر ماہنامہ کا معاون ہو کر اس کے استحکام کا موجب ہو، اور اس طرح مالی پہلو کمزور نہ رہے۔ مگر بار بار کی تحریک و ترغیب کے باوجود احباب نے اس کی خریداری کی طرف بہت کم توجہ کی ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ یہ ماہنامہ خسارہ میں چل رہا ہے۔ خریداری بہت کم ہے۔ مالی لحاظ سے یہ رسالہ انجمن پر بوجھ ہے جس کے پیش نظر انجمن نے حال ہی میں فیصلہ کیا ہے کہ ماہنامہ کو اس صورت میں جاری رکھا جائے۔ اس سال کی آمد -/767 روپے اور خرچ -/899 روپے ہے۔ آئندہ سال اگر رسالہ کو جاری رکھا جائے تو انجمن کو -/1290 روپے کے خسارہ کا بوجھ برداشت کرنا پڑے گا۔

ماہنامہ روح اسلام، اسلام کے ایک عظیم فرزند حضرت امیر مرحوم کی یاد کو تازہ رکھنے کے لئے اور تبلیغ و اشاعتِ اسلام کے لئے معرض وجود میں آیا ہے۔ قارئین کرام معاونین حضرات اور احباب قوم اس ماہنامہ کے بقا اور استحکام کے لئے حسب ذیل طریق پر ماہنامہ کی اعانت فرما سکتے ہیں :—

(۱) صرف تین روپے بھیجکر خود اس رسالہ کے خریدار بنیں اور خسارہ فنڈ میں کچھ رقوم بھجوائیں۔ (۲) اپنے حلقۂ اثر میں رسالہ کو متعارف کروائیں ۴۵

۴۵ اور خریدار بنائیں (۳) تجارتی اشتہارات فراہم کرنے کی کوشش کریں۔ (۴) یونیورسٹیوں، کالجوں، لائبریریوں اور مختلف اداروں کے نام رسالہ جاری کرائیں۔

ادارہ

اخبارِ احمدیہ

جماعت پشاور کی خبریں

مکرم محمد الرحمن صاحب سیکرٹری جماعت پشاور لکھتے ہیں:-

(۱)- بندہ نے مورخہ ۵ر نومبر ۱۹۶۵ء کو بعد از نماز جمعہ احباب کرام کو جلسہ کی تاریخوں سے آگاہ کرتے ہوئے درخواست کی کہ وہ جلسہ سالانہ میں اب سے شامل ہونے کی تیاری شروع کر دیں اور حسب معمول جلسہ فنڈ میں بھی حصہ لیں۔

(۲)- پھر عبد اللہ خان صاحب انجنیئر نے تحریک کی کہ دفاعی فنڈ میں جمعہ کے دن کچھ نہ کچھ ضرور دیا کریں۔ اس تحریک پر مختلف احباب نے کچھ رقوم دیں۔ جن کی تفصیل آئندہ دی جائے گی۔

(۳)- محترم جناب صوبیدار میجر عبد الحکیم خان صاحب کی صاحبزادی مسماۃ رضیہ بیگم صاحبہ نے پشاور سیکنڈری بورڈ سے میٹرکولیشن کا امتحان پاس کیا ہے۔ عزیزہ موصوفہ سپلیمنٹری کے امتحان میں شامل ہوئی تھی اس خوشی میں محترمہ اہلیہ صاحبہ صوبیدار میجر عبد الحکیم خان صاحب نے مبلغ -/5 روپے اور خود صوبیدار میجر صاحب نے بھی مبلغ پانچ روپے برائے اشاعت اسلام عنایت فرمائے۔ جزاکم اللہ۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بچی کو مزید کامیابیوں سے ہمکنار کرے۔ اور اپنے والدین کے لئے راحت اور تسکین کا موجب ہو۔

(۴)- آج کل یہاں (پشاور) میں جمعہ کے روز خطابت کے فرائض محترم بزرگوارم پروفیسر محمد فاضل صاحب ادا فرما رہے ہیں۔ محترم بزرگوارم پروفیسر صاحب کی شخصیت سے جماعت کا ہر فرد واقف ہے۔ عنایت ہی قیمتی وجود ہے۔ ان کی صحت اچھی نہیں رہتی۔ ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے بزرگانِ جماعت دردِ دل سے دعا کریں ایسے بزرگ یقیناً جماعت کی ریڑھ کی ہڈی کا کام کرتے ہیں۔

کراچی میں تقریب نکاح

کراچی سے شیخ عبد الحق صاحب مناظر اسلام رقمطراز ہیں:-

مورخہ ۵ر نومبر ۱۹۶۴ء کو کراچی میں حضرت مسیح موعود کے دیرینہ صحابی حضرت ڈاکٹر حسن علی خان صاحب کے صاحبزادہ جناب ڈاکٹر فضل احمد خان صاحب ڈائرکٹر جنرل محکمہ تحفظ آثار قدیمہ کی صاحبزادی عزیزہ آمنہ انجم کا نکاح مسٹر خالد فاروق خلف الرشید بشارت احمد خان صاحب (اسسٹنٹ انسپکٹر جنرل پولیس مرحوم) کے ساتھ بعوض مہر مبلغ دس ہزار روپیہ قرار پایا۔ خطبہ نکاح خاکسار نے پڑھا۔ باہمی ایجاب قبول کے بعد دولہا کی والدہ صاحبہ نے اس خوشی میں مبلغ یک صد روپیہ کا عطیہ اشاعت اسلام کے لئے پیش کیا۔ جو اپنی جماعت کے توسل سے مرکز لاہور میں بھیجا جا رہا ہے۔

ہم اس خوشی میں اپنے بزرگ اور صحابی مسیح موعود ڈاکٹر حسن علی خان صاحب اور ان کے دیگر افراد خاندان کو مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے مبارک ثابت کرے۔ اور ان کے صاحبزادوں کو جو نہایت مخلص اور نیک ہیں جماعت کی خدمت کرنے کی بیش از بیش توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

شیخ عبد الحق مناظر اسلام

مبلغ جماعت احمدیہ لاہور از کراچی

ایک اور تقریب راولپنڈی میں

خواجہ شریف احمد منٹو صاحب راولپنڈی نے اپنی لڑکی کی شادی پر ایک سو روپیہ بطور عطیہ اشاعت اسلام دیا ہے۔ اس کے علاوہ -/200 دفاعی فنڈ میں بھی دیا ہے جزاہ اللہ خیراً دعا ہے اللہ تعالیٰ اس تقریب کو جانبین کے لئے موجب خیر و برکت بنائے۔

درخواست دعا

(۱)- میرا لڑکا صلاح الدین بٹ ملازم ریلوے عرصہ ایک ماہ سے دل کی بیماری سے ریلوے ہسپتال میں داخل ہے۔ ڈاکٹروں نے مزید ۲ ہفتہ علاج کے لئے تجویز فرمایا ہے۔ احباب جماعت کی خدمت میں دعا کے لئے درخواست ہے۔ عبد الشکور بٹ ۵/۱۵

(۲)- علاقہ گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ میں عرصہ سے بارش نہ ہونے کی وجہ سے سخت خشک سالی۔ حتیٰ کہ مویشیوں کے لئے چارہ بھی نہیں ملتا۔ احباب جماعت دل سے دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ بارانِ رحمت نازل فرمائے۔

خاکسار حاجی اللہ رکھا درویش

جرمنی میں تبلیغِ اسلام

(بسلسلہ صفحہ ۲۴)

حضرت میرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی دینی کتب سے ذیل کی تحریروں کو جمع کیا ہے اور ذیل کی ترتیب سے مرتب کیا ہے:-

عیسائی پادریوں کے نام پیغام

سچے مذہب کی نشانی

یورپ اور ایشیا کو انتباہ اور اس کا علاج

دعا کا اثر

حضرت مسیح موعودؑ کی دعا سے مردوں کا زندہ ہونا

بیماروں کا شفا پانا

ڈاکٹر ڈوئی آف امریکہ کے متعلق پیشگوئی اور اس کا انجام

یہ کہ یہ مرتبہ مجھے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے ملا ہے۔

یہ ٹریکٹ ٹائپ ہو کر تیار ہو گیا ہے۔ اس کے چھپوانے کا انتظام کر رہا ہوں۔ اس سلسلہ میں کچھ چندہ بھی ہو گیا ہے۔ انشاء اللہ اسی جلسہ کے اندر اندر یہ ٹریکٹ چھپ جائے گا۔ اس ٹریکٹ کا نام ہے "دعوتِ حق"۔ احباب سے درخواست ہے کہ وہ

۲۲

تنظیم خواتین احمدیہ کا جلسہ

تنظیم خواتین احمدیہ کا جلسہ مورخہ ۵ر نومبر ۱۹۶۵ء کو بعد از نماز جمعہ منعقد ہوا۔ جس میں سب سے پہلے یاسمین مجید نے نہایت شیریں آواز میں تلاوت قرآن مجید کی۔ اس کے بعد چند بچیوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک نظم پڑھی۔

بعد ازاں بیگم رضیہ بیگ نے تقریر کی۔ جس میں انہوں نے موجودہ حالات کے پیش نظر اپنے خیالات کا اظہار کیا انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کے کشفی بیان کا ذکر کیا جس میں آج سے ساٹھ سال پہلے موجودہ جنگ کے متعلق تاشقند کی پیشگوئی غلط نکلنے کی خبر دی گئی تھی۔

اس کے بعد انہوں نے عورتوں کو تلقین کی وہ اپنے بچوں کو سمجھائیں کہ یہ جنگ حق و باطل کی جنگ ہے۔ ہمیں اس جہاد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیئے۔ جہاد صرف تلوار سے نہیں بلکہ جان و مال سے ہوتا ہے۔ اس کے بعد محترمہ آپا صالحہ نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے اس بات کی وضاحت کی کہ اسلام تلوار کے زور سے نہیں پھیلا بلکہ تلوار اس وقت بروئے کار لائی گئی جب دشمن نے حملہ کر کے اسلام کو مٹانا چاہا اس وقت اسلام کی حفاظت کے لئے مسلمانوں کو تلوار چلانی پڑی۔ یہ اسلام کا ہی کرشمہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت مولانا محمد علی رحمہ کے لٹریچر سے کئی لوگ مسلمان ہو گئے بالخصوص دوسرے ممالک میں اس لٹریچر کے اثر سے جوق در جوق لوگ مسلمان ہونے لگ گئے۔

اس کے بعد انہوں نے تحریک کی کہ دفاعی فنڈ میں زیادہ سے زیادہ عطیات دیئے جائیں انہوں نے فرمایا کہ اس وقت ہمارے ملک کو ہماری قربانی کی ضرورت ہے ہمیں چاہیئے کہ جان و مال سے قوم کی خدمت کریں۔

اس کے بعد والدہ صاحبہ خلیل صاحب نے سالانہ جلسہ کے متعلق کچھ تجاویز پیش کیں اور جلسہ ۳ر دسمبر ۱۹۶۵ء تک ملتوی ہو گیا۔ محمودہ سیکرٹری انجمن خواتین احمدیہ لاہور

۲۲ دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ حقیقت کو دنیا پر واضح کرے۔

والسلام

خاکسار۔ محمد یحییٰ بٹ

زنانہ دستکاری کی نمائش

جلسہ سالانہ کے موقعہ پر خواتین کی طرف سے مختلف قسم کی دستکاریاں پیش کی جاتی ہیں، جن کی نمائش خواتین کے جلسہ میں کی جاتی ہے، اور ان کی فروخت سے جو رقم وصول ہوتی ہے وہ اشاعت اسلام کے لئے انجمن کی نذر کی جاتی ہے، امید ہے کہ خواتین احمدیہ آئندہ جلسہ کے لئے جو ۲۶ دسمبر کو منعقد ہوگا۔ زیادہ سے زیادہ دستکاریاں تیار کریں گی تاکہ اشاعت اسلام کے مقدس کام میں شامل ہو کر ثواب حاصل کر سکیں۔

قومی دفاعی فنڈ میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا حصہ

رقوم موصول شدہ معرفت انجمن

(بسلسلہ اشاعت گذشتہ)

نام	رقم	نام	رقم
عبدالباری صاحب ایڈووکیٹ پشاور	50/-	مستری عبدالکریم صاحب وزیرآباد	4/-
عبدالغنی صاحب احمدپور شرقیہ	1/-	شیخ محمد اعجاز صاحب سیالکوٹ	20/-
محمد شریف صاحب احمدپور شرقیہ	1/-	شیخ غلام حسین صاحب حاجی پورہ سیالکوٹ	5/-
بیگم " " " " "	1/-	مرزا اسلام احمد صاحب سیالکوٹ	10/-
دختر کلاں " " " " "	1/-	مرزا فضل احمد صاحب " "	5/-
" خورد " " " " "	1/-	مستری محمد عبداللہ صاحب ٹھیکیدار سیالکوٹ	10/-
محمد صابر صاحب مجاہد " " "	1/-	سید محمد حسین شاہ صاحب نقیب "	2/-
ریاض احمد ولد محمد شریف " " "	5/-	ماسٹر عبدالقیوم صاحب سیالکوٹ	70/-
امتیاز احمد صاحب " " "	5/-	شیخ بشارت احمد صاحب سیالکوٹ	5/-
نثار احمد صاحب " " "	5/-	رحمت اللہ صاحب بٹ سیالکوٹ	2/-
میاں رحیم بخش صاحب " "	9/-	چوہدری محمد عبداللہ صاحب فتح گڑھ	5/-
فتح محمد صاحب " "	4/-	والدہ مسعود احمد صاحب بٹ	5/-
مسعودہ عبداللہ صاحبہ سیالکوٹ طلائی انگوٹھی	18/-	چوہدری برکت اللہ صاحب وکیل سیالکوٹ	10/-
عملہ نیو مسلم کالج لاہور	120/-		
چوہدری سعید احمد صاحب بددملہی	10/-		
بذریعہ ہیڈ ماسٹر صاحب بددملہی	450/-		
اہلیہ صاحبہ شیخ محمد عبداللہ مرحوم سیالکوٹ	20/-		
والدہ صاحبہ ارشد جاوید صاحب وزیرآباد	30/-		

میزان 855-00

میزان سابقہ 12554-19

کل میزان 13709-19

پارچات جو دفاعی فنڈ میں دیئے گئے:۔

ذیل کے احباب نے دفاعی فنڈ میں پارچات پیش کئے جو دفتر ریڈکراس سوسائٹی میں جمع کرا دیئے گئے ہیں:۔

جناز احمد و زوجہ بیگم حضرت مولوی دوست محمد صاحب لاہور۔ کوٹ ۲ ۔ چادر گرم ایک ۔
معلوم الاسم لاہور۔ دو عدد ریشمی سوٹ زنانہ مکمل ۔ دو چادر گرم ۔
منجانب حافظ محمد بخش صاحب مرحوم اوکاڑہ:۔ قمیص ۷ ۔ چادر ۷ ۔ تولئے ۷ ۔
مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی لاہور:۔ بنیان ۲ ۔ کمربند ۲ ۔ تولیہ ۱ ۔ سویٹر ۱ ۔ قمیص ۱ ۔ اوورکوٹ ۱ ۔ شیروانی ۴ ۔ پتلون ۳ ۔

طلائی زیورات جو دفاعی فنڈ میں دیئے گئے:۔

حسب ذیل خواتین نے دفاعی فنڈ میں طلائی زیورات پیش کئے ہیں:۔

منجانب پھوپھی صاحبہ مرحومہ مرزا مسعود بیگ صاحب لاہور:۔ دو عدد بالیاں
نوشابہ بشیر چک ۹ بھلوال:۔ ایک عدد انگشتری
سلمیٰ ناصر صاحبہ لاہور:۔ ایک عدد گجرا
مسعودہ عبداللہ سیالکوٹ صدر:۔ ایک عدد انگشتری
والدہ ارشد جاوید وزیرآباد:۔ ۲ عدد بالیاں ۔

دفاعی فنڈ کے لئے غیبی اشارہ

مکرمی ایڈیٹر صاحب پیغام صلح! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ان چند سطور کو اخبار میں شائع فرما کر ممنون فرمائیں:۔

" بروز جمعرات بوقت تقریباً دو تین بجے شب کچھ کشفی حالت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بڑی جلالی حالت میں دیکھا مجھ سے فرما رہے ہیں کہ "سلام مشتہ" میرے

زکوٰۃ

استحکام جماعت کے لئے ایک اہم فریضہ

صاحب حیثیت اور متمول اصحاب کی توجہ کے قابل ۔

قرآن کریم میں اقیموا الصلوٰۃ کے ساتھ اٰتوا الزکوٰۃ کا حکم بار بار آتا ہے۔ اس سے زکوٰۃ کی اہمیت بالکل واضح ہے ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی ایسا فنڈ قائم کرنے کا حکم دیا ہے جس میں جماعت کے متمول اور صاحب نصاب لوگوں کی زکوٰۃ صدقات جمع ہوں ۔ اور اس میں سے مستحقین کو امداد دی جائے ۔

یہ امر قابل ذکر ہے کہ انجمن کو جو رقوم زکوٰۃ کی مد میں وصول ہوتی ہیں ۔ وہ جماعت کے متمول حضرات کی آمدنیوں کے مقابلہ میں بہت قلیل ہیں ۔ جماعت میں ایسے افراد بھی ہیں ۔ جو حالات کے ناسازگار ہونے کی وجہ سے جو نہ صرف اجتماعی تحریکات میں حصہ نہیں لے سکتے ۔ بلکہ خود امداد کے طالب اور مستحق ہوتے ہیں ۔ مگر انجمن ایسا فنڈ کافی نہ ہونے کی وجہ سے ان کی امداد سے قاصر رہتی ہے ۔ اسلام نے ایسی مشکلات کا علاج زکوٰۃ کی صورت میں کیا ہے ۔ جو ہر صاحب مال پر فرض کی گئی ہے ۔

ماہ رجب زکوٰۃ کا مہینہ سمجھا جاتا ہے ۔ جو کہ گذر رہا ہے ۔ اس لئے جماعت کے متمول حضرات کی بالعموم اور مل اونر صاحبان کی خدمت میں بالخصوص اس طرف توجہ مبذول کرائی جاتی ہے ۔ کہ وہ مہربانی فرما کر جو کچھ ان پر زکوٰۃ واجب ہو ، انجمن میں بھیجیں تاکہ غرباء و مساکین کے سالانہ وظائف کے علاوہ ایسے لوگوں کی بھی امداد کی جا سکے جو پیش آمدہ ناخوشگوار حالات کی وجہ سے امداد و اعانت کے مستحق ہیں ۔

خاکسار:۔ ڈاکٹر اللہ بخش ۔ آنریری جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور ۔

"سپاہیوں کو سامان جنگ کے لئے روپیہ کی ضرورت ہے ۔ تم سستی مت کرو " مجھ پر کچھ اس قسم کے جلالی اور زوردار ارشاد مبارک سے وجدانی کیفیت طاری ہوئی ۔ کہ جس کا اثر اب تک اسی طرح باقی ہے ۔ جس طرح کہ روز اول تھا ۔ تو دل میں سوچنے لگا کہ یا اللہ تبارک و تعالیٰ میرے پاس تو ماہ کا آخر ہونے کی وجہ سے کچھ بھی نہیں ۔ تو یکدم فرشتوں نے جیسے دل میں ڈالا کہ سائیکل فروخت کر دو ۔ میرے پاس ایک پرانی سائیکل تھی جس پر میں ڈیوٹی پر ورکشاپ ڈسپنسری جی ٹی ایس پشاور روزانہ دونوں ٹائم صبح و شام آتا جاتا تھا ۔ صبح بروز جمعہ سائیکل کو فروخت کر دیا ۔ اور دل میں اللہ تعالیٰ و تبارک کی طرف سے ایسا اطمینان ہو گیا ۔ جو کہ سائیکل کی موجودگی میں اس سے پہلے نہ تھا ۔ تو سائیکل فروخت کر کے دات کو ہی پچاس روپیہ قومی دفاعی فنڈ میں منی آرڈر محاسب صاحب کے نام کر دیا جس کی رسید خزانہ انجمن سے مجھے مل گئی ہے ۔ اخبار میں بھی رقم شائع ہو چکی ہے ۔ آپ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ پھر توفیق دے ۔ میں میڈیکل انچارج ورکشاپ ڈسپنسری کی حیثیت سے کام کر رہا ہوں ۔ تنخواہ ایک سو چالیس روپیہ ماہوار ہے ۔ اس تنخواہ سے بھی گورنمنٹ قومی دفاعی فنڈ کے سلسلہ میں سات روپیہ ہر ماہ کاٹتی ہے ۔ اپنا نام فوجی خدمات کے سلسلہ میں لکھوایا ہوا ہے روز جا کر دفتر بھرتی سے پوچھتا ہوں تو وہ کہتے ہیں ۔ کہ جب فوج کو آپ لوگوں کی ضرورت پڑے گی تو آپ کو ضرور بلائیں گے ۔ آپ سول میں بھی تو ایک قسم کا جہاد ہی کر رہے ہیں ۔ انشاء اللہ اس ہفتہ کے اندر مزید پچاس روپیہ روانہ کر دوں گا ۔ خاکسار:۔ سید عبدالسلام شاہ خلف سید آغا میر اللہ شاہ صاحب مرحوم پشاور

پیغام صلح ۔ مؤرخہ ۱۷ر نومبر ۱۹۶۵ء ۔ بروز بدھ وار ۔ رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳ ۔ شمارہ ۴۲

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک نورالٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور جناب مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

پیغام صلح

تار کا پتہ: "تبلیغ" لاہور

زرِ مبادلہ
پاک و ہند سے چھ روپے
بیرونی ممالک سے ایک پونڈ

ایڈیٹر:- دوست محمد
مدیر معاون:- بشیر احمد سوز

فی پرچہ: ۱۳ پیسے

ڈیکلریشن نمبر ۸۱۴۸

جلد ۵۳ | یوم چہار شنبہ ۔ مورخہ ۳۰ رجب المرجب ۱۳۸۵ھ ۔ مطابق ۲۴ نومبر ۱۹۶۵ء | نمبر ۴۴

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰؐ مارا امام و پیشوا
مہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں
۳۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ ہوسکتی ہے
۴۔ سب صحابہؓ اور آئمہ قابلِ احترام ہیں
۵۔ سب مجددوںؒ کا ماننا ضروری ہے۔
۶۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

اغراض جلسۂ سالانہ

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اس جلسہ کے اغراض میں سے بڑی غرض تو یہ ہے کہ تا ہر ایک مخلص کو بالمواجہ دینی فائدہ اُٹھانے کا موقعہ ملے ۔ اور ان کے معلومات وسیع ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے ان کی معرفت ترقی پذیر ہو۔ پھر اس کے ضمن میں یہ بھی فوائد ہیں کہ اس ملاقات سے تمام بھائیوں کا تعارف بڑھے گا۔ اور اس جماعت کے تعلقات اخوت استحکام پذیر ہوں گے ماسوا اس کے اس جلسہ میں یہ بھی ضروریات میں سے ہے کہ یورپ اور امریکہ کی دینی ہمدردی کے لئے تدابیر حسنہ پیش کی جائیں۔ کیونکہ اب یہ ثابت شدہ امر ہے کہ یورپ اور امریکہ کے سعید لوگ اسلام قبول کرنے کے لئے تیار ہو رہے ہیں۔ سو بھائیو، یقیناً سمجھو کہ یہ ہمارے لئے ہی جماعت تیار ہونے والی ہے۔ خدا تعالیٰ نے کسی صادق کو بے جماعت نہیں چھوڑا ۔ انشاءاللہ القدیر سچائی کی برکت ان سب کو اس طرف کھینچ لائے گی۔ خدا تعالیٰ نے آسمان پر یہی چاہا ہے۔ اور کوئی نہیں کہ اس کو بدل سکے ۔ لازم ہے کہ اس جلسہ پر جو کئی بابرکت مصالح پر مشتمل ہے ہر ایک ایسے صاحب ضرور تشریف لاویں جو زادِ راہ کی استطاعت رکھتے ہوں اور اپنا سرمائی بستر لحاف وغیرہ بھی بقدر ضرورت ساتھ لاویں اور اللہ اور اس کے رسول کی راہ میں ادنیٰ ادنیٰ ہرجوں کی پرواہ نہ کریں۔ خدا تعالیٰ نے مخلصوں کو ہر ایک قدم پر ثواب دیتا ہے اور اس کی راہ میں کوئی محنت اور صعوبت ضائع نہیں ہوتی اور مکرر لکھا جاتا ہے کہ اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں۔ جو عنقریب اس میں آ ملیں گی کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔ عنقریب وہ وقت آتا ہے بلکہ نزدیک ہے کہ اس مذہب میں نہ نیچریت کا نشان رہے گا نہ نیچر کے تفریط پسند اور اوہام پرست مخالفوں کا نہ خوارق کے انکار کرنے والے باقی رہیں گے اور نہ ان میں بیہودہ اور بے اصل اور مخالف قرآن روایتوں کو ملانے والے اور خدا تعالیٰ اس امت وسطے کے لئے بین بین کی راہ قائم کر دے گا۔ وہی راہ جس کو قرآن لایا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو سکھلائی تھی۔ وہی ہدایت جو ابتداء سے صدیق، شہید اور صلحاء پاتے رہے۔ یہی ہوگا اور ضرور یہی ہوگا۔ جس کے کان سننے کے ہوں سنے۔ مبارک وہ [illegible] پر سیدھی راہ کھولی جائے۔ بالآخر میں دعا پر ختم کرتا ہوں کہ ہر ایک صاحب جو اس للّٰہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو اور ان کو اجر عظیم بخشے اور اُن پر رحم کرے اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان پر آسان کر دیوے اور ان کے ہم و غم دور فرما دے اور ان کو ہر ایک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور ان کی مرادات کی راہیں ان پر کھول دے اور روز آخرت میں اپنے ان بندوں کے ساتھ ان کو اٹھاوے جن پر اس کا فضل اور رحم ہے اور تا اختتام سفر ان کے بعد ان کا خلیفہ ہو۔ اسے خدا اے ذوالمجد والعطا اور رحیم اور

باقی بعد کالم ۲

بحرِ حکمت کے موتی

وضو میں تمام اعضاء کو مکمل طور پر دھونے کی سخت تاکید

از:- مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری

عن عبد اللہ بن عمرو قال تخلّف رسول اللہ صلعم فی سفر سافرناہ فادرکنا وقد ارھقنا الصلوٰۃ صلوٰۃ العصر ونحن نتوضّأ فجعلنا نمسح علی ارجلنا فنادی باعلی صوتہ ویل للاعقاب من النار مرتین او ثلاثًا۔

(البخاری کتاب العلم)

عبد اللہ بن عمروؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک سفر میں حضرت نبی کریم صلعم ہم سے پیچھے رہ گئے اور اس وقت ہم کو آکر ملے جبکہ عصر کی نماز کا وقت ہو گیا تھا اور ہم نماز کے لئے وضو کر رہے تھے۔ وضو کرتے ہوئے جب ہم نے اپنے پاؤں پر پانی ڈالنا شروع کیا تو اتفاقاً ہمارے پاؤں کی ایڑیاں خشک رہ گئیں۔ حضور ؐ نے جب انہیں خشک دیکھا تو دو یا تین دفعہ بلند آواز سے کہا "ویل للاعقاب" یعنی ان ایڑیوں کے لئے آگ کا عذاب ہے۔ حضور صلعم کے یہ الفاظ جس قدر وعید اپنے اندر رکھتے ہیں وہ کسی پر مخفی نہیں رہ سکتی۔ اس حدیث سے ظاہر ہے کہ وضو کرتے وقت پوری احتیاط سے کام لینا چاہیئے کسی عضو کے کسی حصہ کو بھی خشک نہیں چھوڑنا چاہیئے۔ بعض لوگ اس معاملہ میں

(باقی برصفحہ ۵)

تبلیغی خطوط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا (حضرت مسیح موعود)

(مرتبہ:- الحاج میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی - لاہور)

لبنان

ترجمہ خط - پی - سیمپول - لبنان

تسلیم و نیاز

میں آپ کے کام اور سلسلہ کے متعلق معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں ہمارے پاس دیگر مشنوں کی لکھی ہوئی کتابیں موجود ہیں، لیکن آپ کے مشن کی لکھی ہوئی کوئی کتاب نہیں اور یونیورسٹی میں اسلامک ریویو آتا ہے۔ میرے خیال میں وہ آپ کے دفتر سے آتا ہے۔

میری التماس ہے کہ آپ مجھے انگریزی قرآن شریف کتابیں اور پمفلٹ ارسال کریں۔

اور آپکی اس امداد کا بہت مشکور رہوں گا۔

(ان کو انگریزی کتابوں کا سٹ معہ قرآن شریف اور مزید لٹریچر اور خط کا جواب بھی دیا گیا)

گھانا

ترجمہ خط:- از محمد علی امادہ گھانا - السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

آپ کے مکتوب گرامی کا شکریہ - میں نے مسٹر محمد سعید بھٹہ سے ملاقات کی ہے - میں بیعت فارم مکمل کر کے بہت خوش ہوا ہوں - پُر کر کے جلدی ارسال کر دوں گا - انشاء اللہ میں سونے سے پہلے نمازیں ادا کرتا ہوں اور آپ کے لئے ہر وقت دعائیں کرتا ہوں - میں آپ کو بھول نہیں سکتا - کیونکہ جو کام آپ کر رہے ہیں وہ ہمیشہ دنیا میں روشن رہے گا - والسلام

(ان کو لٹریچر روانہ کیا گیا)

نائیجیریا

ترجمہ خط: عبدالغنی آوی صلاقو نائیجیریا -

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

آپ کا ارسال کردہ پارسل موصول ہوا - بہت بہت شکریہ - آپ نے تحریر کیا ہے کہ یہاں کوئی عربی سکول نہیں لیکن میرا ارادہ ہے کہ میں اسلام کی خدمت کروں اس لئے میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے ادارہ تعلیم القرآن میں داخل دیں - دنیا فنا کا مقام ہے اور ہر ایک نے ایک دن موت کا مزا چکھنا ہے اور صرف نیکی ہمیشہ رہنے والی ہے اور اس کا اجر بھی ضرور ملنے کا یقین رکھتا ہوں کہ یہ کام خدمت اسلام کے لئے بہتر ہو گا۔

مطلع فرما دیجئے کہ کالج کی تعلیم حاصل کرنے میں کتنا عرصہ لگے گا - اور رہائش اور کھانے کا سالانہ خرچ کیا ہو گا اور اس کے علاوہ اور کیا اخراجات ہوں گے میں نے تین جماعتیں پاس کی ہوئی ہیں اور قرآن شریف بخوبی پڑھ سکتا ہوں۔

میں نے مکمل طور پر مسلم مشنری لاگوس کو خط لکھا ہے کہ مجھے مفصل حالات تحریر کریں - والسلام

(انہیں خط لکھا گیا)

(۲)

ترجمہ خط:- الفا بیلو امینو راجی - نائیجیریا

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

میری عمر ۱۹ سال ہے اور عربی سے کافی انس رکھتا ہوں جس کی مجھے کافی مہارت ہے میں مشکور رہوں گا اگر آپ مجھے چند اہم کتابیں ارسال کریں جس سے مجھے عربی میں زیادہ تعلیم حاصل ہو اور اسلامی تعلیم کی بھی معلومات حاصل ہوں - آپ کی اس امداد کا بہت مشکور رہوں گا - والسلام

آپ کے جواب کا منتظر

(ان کو لٹریچر بھیجا گیا)

ایک ضروری تجویز

مکرمی ایڈیٹر صاحب پیغام صلح - السلام علیکم!

آپ کے اخبار پیغام صلح مورخہ ۲۵ میں سوامی کلیگا نند کمیر پنتھی کا مضمون پڑھا جو بہترین اور پسندیدہ ہے - آپ صاحبان کے پاس جس قدر معلومات ہوں اور سوامی جی کی کتاب اگر کہیں سے مل سکتی ہو تو آپ اس کو ازراہ کرم کچھ وقت کے لئے دیدیں میں بھی ان کے ہاں آ رہا ہوں سب معلومات جمع کرا کے اور اصلاح کر کے ایک کتاب کی شکل میں چھپوا دیا جائے جس کے سب اخراجات میں برداشت کروں گا - والسلام

خاکسار میاں عبد اللہ شاہ - قاضی خیل مدینہ - چارسدہ

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۲۴ نومبر ۱۹۶۵ء

گاہے گاہے باز خواں ....

(بسلسلہ اشاعت گذشتہ)

حضرت امام زمان کی انہی پیشگوئیوں کے ضمن میں جن کا ذکر گذشتہ اشاعتوں میں کیا جا چکا ہے، ایک عظیم الشان پیشگوئی اس مقدمہ سے تعلق رکھتی ہے، جو ایک انگریز عیسائی پادری ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک کی طرف سے حضرت مسیح موعود کے خلاف دائر کیا گیا، یہ اقدام قتل کا مقدمہ تھا، جس میں ڈاکٹر کلارک نے یہ دعوے کیا کہ حضرت مرزا صاحب نے ایک شخص عبدالحمید کو ڈاکٹر مذکور کے قتل کے لئے مقرر کیا یہ مقدمہ امرتسر میں دائر کیا گیا، جہاں سے وارنٹ گرفتاری جاری ہوئے لیکن قدرت خداوندی کا کرشمہ دیکھئے کہ وہ وارنٹ حضرت مرزا صاحب تک نہ پہنچ سکے، بعد ازاں وہ مقدمہ ضلع گورداسپور میں دائر کیا گیا، جہاں سے حضرت اقدس کے نام وارنٹ کے بجائے سمن جاری ہوا، اس مقدمہ کی مفصل روئداد حضرت اقدس نے اپنی تصنیف کتاب البریہ میں لکھی ہے،

جس کا خلاصہ اور لب لباب یہ ہے کہ انگریز پادری اور اس کے حامیوں کی پوری کوشش اور مسلمان مولویوں کی اعانت کے باوجود عدالت کو (جو وہ بھی انگریز کی عدالت تھی) استغاثہ کی صداقت پر یقین نہ آیا اور جب سپرنٹنڈنٹ پولیس نے عدالت کے حکم سے عبدالحمید کو جس کے بیان پر مقدمہ کی بنیاد رکھی گئی، پادریوں سے علیحدہ کر کے بیان لیا، تو صداقت کھل گئی اور پادریوں کا مکر و فریب ظاہر ہو گیا، اور حضرت مرزا صاحب کو بالعزت بری کیا گیا اس مقدمہ کے دائر ہونے سے پہلے حضرت مرزا صاحب کو الہاماً اطلاع دے دی گئی، اور یہ بھی بتا دیا گیا تھا کہ آخر کار آپ کو اس سے بریت حاصل ہو گی۔

یہ کس قدر روشن نشان ہے، مقدمہ دائر کرنے والا انگریز پادری ہے، حاکم عدالت بھی انگریز ہے، استغاثہ کے تمام گواہ جن میں مولوی محمد حسین بٹالوی جیسا جید مسلمان عالم بھی شامل ہے، استغاثہ کی تائید کرتے ہیں اور مقدمہ پورے طور پر حضرت مرزا صاحب کے خلاف ثابت ہو جاتا ہے۔ لیکن ان تمام مخالف حالات کے باوجود حضرت مرزا صاحب کا الہام کہہ رہا ہے کہ آپ بری ہو جائیں گے، اور ایسا ہی ہوتا ہے، یکایک حالات پلٹا کھاتے ہیں اور انگریز مجسٹریٹ کے دل میں ڈالا جاتا ہے کہ مقدمہ جھوٹا ہے اور آخر کار جب دوسرے رنگ میں تحقیقات ہوتی ہے تو وہ جھوٹ ثابت ہوتا ہے کیا یہ کسی نجومی یا رمال یا ماہر علوم فلکیات کے بس کی بات ہے کہ ایسے مخالف حالات کے ہوتے ہوئے بریت کے متعلق پہلے سے اطلاع دے دی جائے۔ کیا اس میں خدائی ہاتھ کام کرتا ہوا نظر نہیں آتا اور کیا یہ حضرت مرزا صاحب کے ملہم من اللہ ہونے کا کھلا ثبوت نہیں۔ اسی قسم کے بعض اور بھی مقدمات ہیں جن میں مخالفانہ حالات کے باوجود اللہ تعالیٰ نے آپ کی بریت فرمائی، اُن کی تفصیل موجودہ حالات میں بیان کرنا مناسب نہیں ہے۔

ان مقدمات اور ان سے بریت کی پیشگوئیوں کے علاوہ حضرت مسیح موعودؑ نے متعدد بار زلزلوں کی پیشگوئیاں کیں جو بعض زلزلوں ہی کی صورت میں بھی پوری ہوئیں اور مختلف آفات کی شکل میں بھی ظہور پذیر ہوئیں، انہی میں سے ایک وہ پیشگوئی ہے جو براہین احمدیہ حصہ پنجم میں نظم کی صورت میں درج ہے اور اس میں ان عالمگیر جنگوں کا من وعن نقشہ کھینچا گیا ہے، جو ۱۹۱۴ء اور ۱۹۳۹ء میں واقع ہوئیں، چنانچہ فرماتے ہیں:—

اک نشاں ہے آنے والا آج سے کچھ دن کے بعد
جس سے گردش کھائیں گے دیہات و شہر اور مرغزار
یک بیک ایک زلزلہ سے سخت جنبش کھائیں گے
کیا بشر اور کیا شجر اور کیا حجر اور کیا بحار

اس شعر میں زلزلہ کے لفظ پر آپ نے یہ نوٹ لکھا ہے:—

"میں ابھی تک اس زلزلہ کے لفظ کو قطعی یقین کے ساتھ ظاہر پر جما نہیں سکتا ممکن ہے یہ معمولی زلزلہ نہ ہو بلکہ کوئی اور شدید آفت ہو جو قیامت کا نظارہ دکھاوے جس کی نظیر کبھی اس زمانہ نے نہ دیکھی ہو"۔

اور پھر آگے فرماتے ہیں:—

اک جھپک میں یہ زمیں ہو جائے گی زیر و زبر
نالیاں خوں کی چلیں گی جیسے آب رود بار
خون سے مردوں کے کوہستان کے آب رواں
سرخ ہو جائیں گے جیسے ہو شراب انجبار
مضمحل ہو جائیں گے اس خوف سے سب جن و انس
زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحال زار
اک نمونہ قہر کا ہوگا وہ ربانی نشان
آسماں حملے کرے گا کھینچ کر اپنی کٹار

ان چند اشعار میں جو ایک لمبی نظم میں سے لئے گئے ہیں۔ زلزلہ کا جو نقشہ کھینچا گیا ہے، غور کر کے دیکھ لیجئے کہ کیا وہ گذشتہ عالمگیر جنگوں کی کھلی تصویر نہیں؟ کیا اس جنگ کی ہولناکی اور اس کے مہیب اثرات خون کی نالیوں کا چلنا وغیرہ اس حقیقت کو واضح نہیں کرتے کہ یہی زلزلہ عظیمہ تھا جس کا ذکر اس نظم میں کیا گیا ہے۔ الخ اس زلزلہ کا سب سے بڑا نشان اس مصرع سے واضح ہوتا ہے کہ:

زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحال زار

سنہ ۱۹۰۷ء میں جب یہ پیشگوئی کی گئی کون جانتا تھا، اور کس کے وہم میں یہ بات آ سکتی تھی کہ اس قسم کی جنگ کبھی برپا ہو گی، جس میں زار روس جیسی عظیم الشان شخصیت نہایت بے کسی اور بے چارگی کے عالم میں باحال زار ہلاک کر دی جائے گی اور اس کے بجائے ایک نیا روس جنم لے گا وہ کون جوتشی یا نجومی یا ماہر فلکیات ہے جو جنگ عظیم سے آٹھ سال پہلے ایسی پیشگوئی کر سکتا تھا، اور کس نے کی؟

اس قسم کی اور بھی بے شمار پیشگوئیاں ہیں، جن پر کئی اشاعتوں میں لکھا جا سکتا ہے، لیکن ہم فی الحال اس سلسلہ کو ختم کرتے ہیں اور آئندہ اشاعت میں حضرت مسیح موعود کے کفنی بیان "شاستری کی پیشگوئی غلط نکلی" پر بعض پیدا شدہ اعتراضات کا جواب دیں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

ربوہ کے خلیفہ ثالث کا خطبہ

ربوہ میں مکرم میاں ناصر احمد صاحب خلیفہ ثالث منتخب ہوئے ہیں۔ انہوں نے اپنے پہلے ہی خطبہ میں لاہوری جماعت کے ان مقتدر ارکان کو کوسا ہے جن پر حضرت مسیح موعودؑ کو فخر تھا۔ جن کیساتھ ان کو دلی محبت تھی۔ اور جنہوں نے اُن کے مشن کو فروغ دیا ہے اور ایسا قیمتی لٹریچر پیدا کیا ہے جو اسلامی دنیا میں مقبول ہے اور جو اہلِ یورپ کے لئے بھی ایمان افروز ثابت ہوا ہے۔ مکرم میاں ناصر احمد صاحب کے لئے غیر مناسب تھا کہ ان پر جرح گیری کریں۔ ان کے سامنے عبرت انگیز تاریخ موجود ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ممتاز صحابہ کرامؓ کو مسلمانوں کے ایک گروہ نے سب دشتم سے یاد کیا۔ حالانکہ وہ حضور نبی کریمؐ کے فدائیوں میں سے تھے۔ وہ اَلسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ تھے۔ حضورؐ اُن سے خصوصی محبت رکھتے تھے اور ان کی وجہ سے اسلام نے غیر معمولی ترقی کی۔ غیر مسلم بھی ان کے کمالات اور کارناموں کے معترف ہیں۔ مکرم میاں ناصر احمد صاحب ان تاریخی واقعات سے واقف ہیں۔ مگر انہوں نے ان ممتاز و بزرگ ہستیوں کے حق میں جن کو حضرت مجدد زمانؑ کے ساتھ گہرا تعلق تھا اور جن پر اُن کے دادا بزرگوار کو فخر تھا غیر مناسب الفاظ استعمال کئے ہیں۔ اُن کو بُرا کہنے کے یہ معنے ہوئے کہ حضرت مسیح موعود اچھے متبعین پیدا کرنے میں نعوذ باللہ ناکام رہے۔ حالانکہ واقعات یہ گواہی دیتے ہیں کہ جن متبعین پر حضرت مسیح موعودؑ کو فخر تھا ان کے متعلق حالۃ المسلمین کی رائے کیسی نہایت اچھی رہی ہے اور انہوں نے تبلیغ کے میدان میں غیر معمولی کامیابی حاصل کی ہے۔ انہوں نے دنیا کی صحیح رہنمائی کرنے کے لئے نہایت فاضلانہ لٹریچر پیدا کیا ہے۔ ان کی کامیابیاں حضرت مسیح موعود کا نام روشن کرتی ہیں۔

ان واقعات کے پیش نظر محترم میاں ناصر احمد صاحب کے لئے واجب نہ تھا کہ چاند پر تھوکنے کی جسارت کرتے۔ اور حضرت مسیح موعود کی اس کامیابی کو داغدار کرنا پسند کرتے۔ رہی اُن کی خلافت جس کے ثابت کرنے کی غرض سے انہوں نے یہ دل آزار اور نقصان دہ طریق اختیار کیا ہے اس کو تو اُن کے والد بزرگوار نے جسٹس محمد منیر کی کچہری میں یہ کہہ کر غلط قرار دے دیا کہ حضرت مرزا صاحب کے نہ ماننے والے کو کافر نہیں قرار دیا جا سکتا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت مجدد زمان نبی نہ تھے جب وہ نبی نہ تھے بلکہ جیسا کہ انہوں نے خود فرمایا ہے سرورِ کائناتؐ کے خلیفہ تھے اور اسی بات کو جماعت لاہور پچاس سال دہراتی رہی ہے اور اسی بات کو حضرت مسیح موعودؑ نے بار بار اپنی کتابوں میں دہرایا ہے۔ وہ فرماتے ہیں میں آیت استخلاف کے ماتحت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ ہوں میرا نبوت کا دعوےٰ نہیں ہے بلکہ مجددیت کا دعوےٰ ہے جو خدا کے حکم سے کیا گیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں میرا محکم ایمان ہے کہ حضور سرورِ کائنات صلعم خاتم النبیین تھے اور جو شخص ان کو خاتم النبیین نہیں مانتا وہ کافر بے دین اور خارج از اسلام ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ خاتم النبیین کے بعد نہ کوئی نیا نبی آسکتا ہے اور نہ پرانا۔ وہ فرماتے ہیں اب نبوت مسدود ہے۔ اور وحیِ نبوت کا نازل ہونا اس دن سے بند ہے جس دن خاتم النبیین کی آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اب انبیاء کی جگہ اس اُمت کے لئے محدثین مبعوث ہوتے ہیں۔ ان پر وحی نبوت نازل نہیں ہوتی بلکہ ان کو الہام ہوتا ہے جو وحی ولایت ہے وہ فرماتے ہیں نبی وہ ہوتا ہے جس پر حضرت جبرائیل وحی نبوت لے کر اُترتے ہیں مگر جبرائیلؑ کا وحی نبوت لے کر اُترنا ممتنع ہے۔ وہ فرماتے ہیں میرے اوپر وحی نبوت نہیں اُترتی بلکہ وحی ولایت نازل ہوتی ہے، چنانچہ وہ اپنے دعوے کی بنیاد حدیث مجدد پر رکھتے ہیں اور حقیقۃ الوحی میں فرماتے ہیں کہ میں پچیس سال سے مجدد ہونے کا دعوےٰ کر رہا ہوں۔ وہ فرماتے ہیں بدبخت مفتری جو آیت وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ پر ایمان رکھتا ہے کیا وہ دعوےٰ کرسکتا ہے کہ میں نبی ہوں۔ وہ فرماتے ہیں خدا تعالےٰ نے آیت خاتم النبیین میں وعدہ کیا ہے کہ حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وہ نبی نہیں بھیجے گا۔ کیا خدا کے لئے یہ ممکن ہے کہ وہ اپنے وعدے کا اعلان کر دینے کے بعد کسی شخص کو بطور نبی مبعوث کرے۔ وہ فرماتے ہیں انبیاء علیہم السلام کے بعد نہ مجھے اور نہ ہی کسی اور کو معصوم ہونے کا دعوےٰ ہے وہ فرماتے ہیں ہمارے سید و مولےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے آنے والے مسیح کے لئے نبوت شرط نہیں ٹھہرائی۔ ان حقائق و شواہد کے ہوتے ہوئے مکرم میاں ناصر احمد صاحب کو اپنی خلافت ثابت کرنے کے لئے تالمود کا سہارا لینا پڑا ہے اور بغیر ضرورت کے حضرت مسیح موعودؑ کے ان متبعین کو انہوں نے بُرا کہنا ضروری سمجھا ہے جن پر حضرت مسیح موعودؑ کو فخر تھا۔ حضرت مولینا محمد علی صاحبؒ اور حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کی تصنیفات اور کارناموں کو دنیا بھر میں مقبولیت حاصل ہے وہ روشن ستارے ہیں۔ اسی طرح حضرت مرزا یعقوب بیگ صاحب، حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب اور حضرت شیخ رحمت اللہ صاحب پر حضرت مسیح موعود کو فخر تھا۔ وہ خصوصیت سے ان لوگوں کا احترام کرتے تھے خدا تعالےٰ کے الہام نے ان لوگوں کے شہر کو مدینہ کہا ہے اور انہیں انصار کے گھروں میں حضرت مسیح موعودؑ نے آخری ... ... قیام کیا اور ان کے گھروں میں ان کا وصال ہوا آپ کا الہام ہے "ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں" اور خدا کے فضل نے ثابت کر دیا کہ احمدیہ بلڈنگس لاہور جن کے گھروں میں آپ کی وفات ہوئی انصار مدینہ کا مقام رکھتے ہیں ان کو بُرا کہنا غیر مناسب تھا اور ان کے معتقدات کو غلط قرار دینا جو خود حضرت مسیح موعودؑ نے بیان کئے ہیں اور فرمایا ہے کہ میرا دعوےٰ نبوت کا نہیں ہے اور میرے دعوے کے انکار سے کوئی شخص کافر نہیں ہوسکتا۔ اور فرمایا ہے کہ میری طرف دعویٰ نبوت منسوب کرنا افترا ہے۔ کہاں تک مناسب ہے۔ آخر میں ہم مکرم میاں ناصر احمد صاحب کو یہ مشورہ دیتے ہیں کہ وہ ان حقائق و شواہد پر غور کریں اور کوشش کریں کہ اتحاد و اتفاق پیدا کیا جائے اور تنازعات کو فروغ نہ دیا جائے۔

میاں ناصر احمد صاحب نے خلافت کے بارہ میں بزرگان جماعت لاہور پر جو الزامات عائد کئے ہیں اُن پر آئندہ اشاعت میں تبصرہ کیا جائے گا۔ انشاءاللہ تعالےٰ۔

اخبار احمدیہ

ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب کی وفات

یہ اندوہناک خبر جماعت کے تمام حلقوں میں نہایت رنج و افسوس کے ساتھ سُنی جائے گی کہ جماعت پشاور کے محترم بزرگ ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب ۱۸ر نومبر ۱۹۶۵ء کو بوقت تین بجے سہ پہر اس جہانِ فانی سے رحلت فرما گئے اِنّا للہ وانّا الیہ راجعون۔ ڈاکٹر صاحب ممدوح ہماری جماعت کے ان سرکردہ اصحاب میں سے تھے جنہوں نے جماعتی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اپنے پیشہ ڈاکٹری میں بھی وہ مخلوق خدا کے لئے موجب رحمت تھے، اور مریضوں کے ساتھ حسنِ سلوک کے علاوہ وہ غریبوں اور ناداروں کی امداد و اعانت میں کوشاں رہتے تھے، دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ان کی رُوح پر فتوح پر ہزار ہا برکات نازل فرمائے اور انہیں اعلےٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے، ان کے پسماندگان میں ان کی بیگم صاحبہ دو نوجوان لڑکے اور دو جوان لڑکیاں ہیں، جن کے ساتھ ہم دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے دُعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے۔ احباب کرام سے جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔ ڈاکٹر صاحب مرحوم کے مفصّل حالات جو محمد الرحمان صاحب سیکرٹری جماعت پشاور نے لکھ کر بھیجے ہیں آئندہ اشاعت میں درج ہوں گے۔

ولادت باسعادت

برلن سے مولینا محمد یحییٰ بٹ صاحب لکھتے ہیں:۔

"اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے ہمیں ایک اور بیٹا عطا فرمایا ہے۔ بچہ کا نام منظور احمد رکھا گیا ہے۔ میری اہلیہ نے بچہ کی پیدائش کی خوشی میں دس مارک مسجد برلن کے لئے عطا کئے ہیں اور وہ درخواست کرتی ہیں کہ احباب کرام نومولود اور دیگر بچوں کی صحت اور دینی و دنیوی بھلائی کے لئے دعا فرمائیں، دیگر بچوں کے نام یہ ہیں:۔ منصور احمد، مریم منصور و محبوب احمد۔

درخواست دُعا

——— میرا بیٹا صلاح الدین بٹ ربوے ہسپتال میں بدستور بیمار ہے احباب دعائے صحت کی درخواست ہے۔ خاکسار عبدالشکور بٹ

مرکزی تنظیم خواتین احمدیہ کا جلسہ

مرکزی تنظیم خواتین احمدیہ کا ماہانہ جلسہ دسمبر کے پہلے جمعہ یعنے مورخہ ۳/۱۲/۶۵ء کو بعد از نماز جمعہ جامع مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں منعقد ہونا قرار پایا ہے۔ جملہ بہنوں کی خدمت میں پر زور استدعا ہے کہ اس جلسہ میں خود بھی ضرور شرکت فرمائیں اور اپنی دیگر بہنوں کو بھی شمولیت کی تحریک فرمادیں۔ جن بہنوں نے جلسہ سالانہ پر نمائش کے لئے اشیاء بنائی ہوئی ہوں وہ انہیں اپنے ہمراہ لادیں تاکہ قبل از وقت ان پر لیبل ... ... اور قیمتیں وغیرہ لگ جائیں۔ جن بہنوں نے ابھی تک نمائش کے لئے کوئی چیز تیار نہیں کی وہ مہربانی کرکے آج ہی سے تیار کرنا شروع کردیں قومی اجتماع بالکل قریب آگیا ہے، مزید ...

احکام الٰہی کی تعمیل میں لاپرواہی اور تساہل سے کام لینا مؤمن کی شان سے بعید ہے

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت اور صحابہ کرامؓ کی اطاعت، وفا، جان نثاری اور قربانیوں کا کمال

ملک و ملت کی بقا اور استحکام کے لئے جہاد میں شمولیت ہر ذی استطاعت مسلمان پر فرض ہے

خطبہ جمعہ مورخہ ۱۹ نومبر ۱۹۶۵ء فرمودہ حضرت امیر قوم مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بمقام جامع احمدیہ بلڈنگس لاہور

ان اللہ لہ ملک السمٰوٰت والارض - یحیی ویمیت - وما لکم من دون اللہ من ولی ولا نصیر ——— ان اللہ ھو التواب الرحیم ——— (التوبہ) ———

اُمتِ مسلمہ کے لئے ایک قیمتی سبق

اس رکوع میں تین بڑے بلند پایہ مسلمانوں کا ذکر ہے۔ یہ تینوں آدمی انصار میں سے تھے۔ ان سے احکام الٰہی کی تعمیل میں سستی ہو گئی تھی۔ کسی قدر غفلت اور کسی قدر تساہل سے انہوں نے کام لیا جس کے نتیجہ میں انہیں انتہا کی تکلیف اُٹھانی پڑی۔ اس تکلیف میں ان کے پختہ ایمان اور استقلال و استقامت کی وجہ سے آخر کار اللہ تعالیٰ کی طرف سے معافی کا حکم آیا۔ اس واقعہ میں اُمتِ مسلمہ کے لئے بڑے قیمتی سبق ہیں۔ خدا تعالیٰ کے احکام کی تعمیل میں لاپرواہی سے کام لینا اور تساہل اختیار کرنا مؤمن کی شان سے بعید ہے۔

ذمہ داری کے مطابق سزا

جتنا بڑا کسی کا مقام اور عرفان ہو اس کے قصور پر اتنی ہی بڑی سزا کا اسے مستوجب ٹھہرایا جاتا ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا گھر مہبطِ وحی الٰہی تھا۔ وہاں تو خدا کے فرشتے اس کے احکامات لے کر اُترتے تھے اس لئے آپ کی ازواجِ مطہرات کو سب سے زیادہ ذمہ دار ٹھہرایا گیا۔ اور حکم ہوا کہ اگر اُن سے کوئی ناپسندیدہ حرکت سرزد ہو تو ان کے لئے دُگنی سزا ہے، اس لئے کہ انکے ہاں تو خدا تعالیٰ کے احکامات اُترتے ہیں۔ ان احکام الٰہی سے وہ سب سے زیادہ واقف ہیں۔ لہذا اگر انہی سے کوئی ناپسندیدہ بات عمل میں آجائے تو اُن کے لئے دُگنی سزا ہے۔

احکام الٰہی کی تعمیل میں سستی اور تساہل کا نتیجہ

یہی بات اس دفعہ پر بھی بیان فرمائی گئی ہے۔ فرمایا وعلی الثلٰثۃ الذین خلفوا - یہ تین آدمی کعب بن مالک - مرارۃ بن الربیع اور ہلال بن امیہ تھے - ان سے امرِ الٰہی کی تعمیل میں غفلت، سستی اور تساہل ہو گیا۔ چونکہ وہ قوم میں بڑے آدمی یقین کئے جاتے تھے اس لئے سستی اور تساہل کی وجہ سے انہیں زیادہ تکلیف اٹھانی پڑی۔ صحیح بخاری میں تفصیل کے ساتھ ان کا ذکر موجود ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ تینوں اپنی لاپرواہی اور تساہل کی وجہ سے مسلمانوں کی جماعت کی نظروں میں اس قدر گر گئے جس سے ان تینوں کے لئے دنیا اندھیر ہو گئی تھی۔ حتیٰ ضاقت علیھم الارض بما رحبت زمین باوجود اپنی فراخی کے ان پر تنگ ہو گئی، وہ بستی ان کے لئے ویرانہ معلوم ہوتی تھی۔ وضاقت علیھم انفسھم۔ وہ خود بھی حیران و پریشان تھے کہ کیا کریں اور کیا نہ کریں۔ ان کا جینا دوبھر ہو گیا اور وہ خود اپنی جانوں سے تنگ آ گئے۔ وظنوا ان لا ملجا من اللہ الا الیہ انہیں یقین ہو گیا کہ اب بچاؤ کی کوئی صورت نہیں۔ سوائے اس کے کہ خدا ہم پر رحم کرے۔

کعب بن مالک کا بیان

بخاری شریف میں کعب بن مالک نے خود اس تساہل اور تکلیف کا ذکر تفصیل کے ساتھ کیا ہے

کعب بن مالک بیان کرتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حکم دیا کہ اسلام کی سرحدوں پر دشمنوں کے لشکر جمع ہونے کی خبر آئی ہے جو مسلمانانِ عرب کی تباہی بربادی کے ناپاک ارادے رکھتے ہیں۔ لہذا ہمیں خود وہاں جا کر ان کے بد ارادوں کو خاک میں ملا دینا چاہیئے۔ حضرت صلعم کے اس حکم پر سارا مدینہ ملک و ملت کی بقا و حفاظت کے لئے اُٹھ کھڑا ہوا۔

کعب بن مالک کہتے ہیں کہ میرے حالات اچھے تھے میرے پاس سفر کے لئے دو اونٹنیاں تھیں۔ میں نے سوچا کہ مجھے سفر کی سہولتیں میسر ہیں۔ میں اپنے کاموں کو آج سمیٹ کر کل روانہ ہو جاؤں گا اور رستے میں قافلہ سے جا ملوں گا لیکن دوسرے دن بھی میرے کام کاج پورے نہ ہو سکے۔ خیال کیا کہ کل چلا جاؤں گا۔ اسی طرح دو تین دن گذر گئے اور میں نہ جا سکا۔ اس طرح اُس وقت میرے نفس نے مجھے کہا کہ اتنے دنوں بعد اب تم کس طرح مسلمانوں کے لشکر سے جا ملو گے، لہذا ارادہ ہی چھوڑ دیا اور جہاد میں شامل نہ ہو سکا۔

غزوہ تبوک میں دشمن کی مرعوبیت

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھی تبوک کے میدان میں پہنچے۔ جب یہ لشکر دشمنوں کو نظر آیا تو اُن پر رعب طاری ہو گیا دشمن کے پاس لاکھ سے زیادہ سپاہی تھے ان تیس ہزار کے لشکر کو دیکھ کر دشمن مرعوب ہو گیا اور مقابلہ میں نہ آیا۔ اسی حالت زار کا اس آیت میں ذکر ہے۔ ترھبون بہ عدو اللہ وعدوکم۔ سرحدوں کی حفاظت کے لئے ہر قسم کی قوت جمع کی جائے تو دشمن پر رعب طاری ہو گا۔ وہ خدا کے دشمن ہیں اور خدا کے دشمن تمہارے دشمن ہیں۔ اور تمہارے دشمن خدا کے دشمن ہیں۔ ایسے دشمنوں کو ڈرانے کے لئے سرحدوں کی حفاظت ضروری ہے۔

شریکِ جہاد نہ ہونے والے معذرت خواہوں کو معافی

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تبوک میں بیس دن قیام کرنے کے بعد جب غزوہ تبوک سے واپس ہوئے تو کئی لوگوں نے شاملِ جہاد نہ ہو سکنے کے کچھ نہ کچھ عذر پیش کئے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے عذروں کو مان لیا، ان کی بیعت لے کر ان کے لئے مغفرت کی دُعا کی اور ان کے باطن کے معاملہ کو اللہ تعالیٰ کے حوالہ کر دیا۔

کعب بن مالک کا بیان حضور نبی کریم صلعم کی خدمت میں

کعب بن مالک کہتے ہیں کہ جب میں نے سنا کہ نبی پاک

احکامِ الٰہی کی تعمیل میں لاپرواہی اور تساہل سے کام لینا مومن کی شان سے بعید ہے

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت اور صحابہ کرام کی اطاعت، وفا، جان نثاری اور قربانیوں کا کمال

ملک و ملت کی بقا اور استحکام کے لئے جہاد میں شمولیت ہر ذی استطاعت مسلمان پر فرض ہے

خطبہ جمعہ مورخہ ۱۹ نومبر ۱۹۶۵ء - فرمودہ حضرت امیر قوم مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ تعالےٰ - بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

ان اللہ لہ ملک السموٰت والارض - یحیی ویمیت - وما لکم من دون اللہ من ولی ولا نصیر

ان اللہ ھو التواب الرحیم (التوبہ)

اُمتِ مسلمہ کے لئے ایک قیمتی سبق

اس واقعہ میں تین بڑے بلند پایہ مسلمانوں کا ذکر ہے۔ یہ تینوں آدمی انصار میں سے تھے۔ ان سے احکام الٰہی کی تعمیل میں سستی ہو گئی تھی۔ کسی قدر غفلت اور کسی قدر تساہل سے انہوں نے کام لیا جس کے نتیجہ میں انہیں انتہا کی تکلیف اُٹھانی پڑی۔ اس تکلیف میں ان کے پختہ ایمان اور استقلال و استقامت کی وجہ سے آخر کار اللہ تعالےٰ کی طرف سے معافی کا حکم آیا۔ اس واقعہ میں اُمتِ مسلمہ کے لئے بڑے قیمتی سبق ہیں۔ خدا تعالےٰ کے احکام کی تعمیل میں لاپرواہی سے کام لینا اور تساہل اختیار کرنا مومن کی شان سے بعید ہے۔

ذمہ داری کے مطابق سزا

جتنا بڑا کسی کا مقام اور عرفان ہو اس کے قصور پر اتنی ہی بڑی سزا کا اسے مستوجب ٹھہرایا جاتا ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا گھر مہبطِ وحی الٰہی تھا۔ وہاں نہ خدا کے فرشتے اس کے احکامات لے کر اُترتے تھے اس لئے آپ کی ازواجِ مطہرات کو سب سے زیادہ ذمہ دار ٹھہرایا گیا۔ اور حکم ہوا کہ اگر ان سے کوئی ناپسندیدہ حرکت سرزد ہو تو ان کے لئے دُگنی سزا ہے، اس لئے کہ انکے ہاں تو خدا تعالےٰ کے احکامات اُترتے ہیں۔ ان احکام الٰہی سے وہ سب سے زیادہ واقف ہیں۔ لہٰذا اگر انہی سے کوئی ناپسندیدہ بات عمل میں آجائے تو ان کے لئے دگنی سزا ہے۔

احکامِ الٰہی کی تعمیل میں سستی اور تساہل کا نتیجہ

یہی بات اس دفعہ پر بھی بیان فرمائی گئی ہے۔ فرمایا وعلی الثلٰثۃ الذین خلفوا - یہ تین آدمی کعب بن مالک - مرارۃ بن الربیع اور ہلال بن امیّہ تھے - ان سے امرِ الٰہی کی تعمیل میں غفلت سستی اور تساہل ہو گیا - چونکہ وہ قوم میں بڑے آدمی یقین کئے جاتے تھے اس لئے سستی اور تساہل کی وجہ سے انہیں زیادہ تکلیف اٹھانی پڑی صحیح بخاری میں تفصیل کے ساتھ اس کا ذکر موجود ہے - جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ تینوں اپنی لاپرواہی اور تساہل کی وجہ سے مسلمانوں کی جماعت کی نظروں میں اس قدر گر گئے تھے کہ ان تینوں کے لئے دنیا اندھیر ہو گئی تھی - حتیٰ ضاقت علیھم الارض بما رحبت زمین باوجود اپنی فراخی کے ان پر تنگ ہو گئی، وہ بستی ان کے لئے ویرانہ معلوم ہوتی تھی - وضاقت علیھم انفسھم - وہ خود بھی حیران و پریشان تھے کہ کیا کریں اور کیا نہ کریں۔ ان کا جینا دوبھر ہو گیا اور وہ خود اپنی جانوں سے تنگ آ گئے - وظنوا ان لا ملجا من اللہ الا الیہ انہیں یقین ہو گیا کہ اب بچاؤ کی کوئی صورت نہیں - سوائے اس کے کہ خدا ہم پر رحم کرے -

کعب بن مالک کا بیان

بخاری شریف میں کعب بن مالک نے خود اس تساہل اور تکلیف کا ذکر تفصیل کے ساتھ کیا ہے

کعب بن مالک بیان کرتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حکم دیا کہ شام کی سرحدوں پر دشمنوں کے لشکر جمع ہونے کی خبر آئی ہے جو مسلمانانِ عرب کی تباہی بربادی کے ناپاک ارادے رکھتے ہیں۔ لہٰذا ہمیں تو وہیں جا کر ان کے بد ارادوں کو خاک میں ملا دینا چاہیئے - حضرت صلعم کے اس حکم پر سارا مدینہ ملک و ملت کی بقا و حفاظت کے لئے اُٹھ کھڑا ہوا -

کعب بن مالک کہتے ہیں کہ میرے حالات اچھے تھے میرے پاس سفر کے لئے دو اونٹنیاں تھیں - میں نے سوچا کہ مجھے سفر کی سہولتیں میسر ہیں - میں اپنے کاموں کو آج سمیٹ کر کل روانہ ہو جاؤں گا اور رستہ میں قافلہ سے جا ملوں گا لیکن دوسرے دن بھی میرے کام کاج پورے نہ ہو سکے - خیال کیا کہ کل چلا جاؤں گا - اسی طرح دو تین دن گذر گئے اور میں نہ جا سکا - اس طرح اس وقت میرے نفس نے مجھے کہا کہ اتنے دنوں بعد اب تم کس طرح مسلمانوں کے لشکر سے جا ملو گے، لہٰذا ارادہ ہی چھوڑ دیا اور جہاد میں شامل نہ ہو سکا -

غزوہ تبوک میں دشمن کی مرعوبیت

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھی تبوک کے میدان میں پہنچے - جب یہ لشکر دشمنوں کو نظر آیا تو ان پر رعب طاری ہو گیا دشمن کے پاس لاکھ سے زیادہ سپاہی تھے اس تیس ہزار کے لشکر کو دیکھ کر دشمن مرعوب ہو گیا اور مقابلہ میں نہ آیا - اسی حالت کا ذکر اس آیت میں ہے - ترھبون بہ عدو اللہ وعدوکم - سرحدوں کی حفاظت کے لئے ہر قسم کی قوت جمع کی جائے تو دشمن پر رعب طاری ہو گا - وہ خدا کے دشمن ہیں اور خدا کے دشمن تمہارے دشمن ہیں - اور تمہارے دشمن خدا کے دشمن ہیں - ایسے دشمنوں کو ڈرانے کے لئے سرحدوں کی حفاظت ضروری ہے -

شریک جہاد نہ ہونے والے معذرت خواہوں کو معافی

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تبوک میں بیس دن قیام کرنے کے بعد جب غزوۂ تبوک سے واپس ہوئے تو کئی لوگوں نے شامل جہاد نہ ہو سکنے کے کچھ نہ کچھ عذر پیش کئے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے عذروں کو مان لیا، ان کی بیعت لے کر ان کے لئے مغفرت کی دعا کی اور ان کے باطن کے معاملہ کو اللہ تعالےٰ کے حوالہ کیا۔

کعب بن مالک کا بیان حضور نبی کریم صلعم کی خدمت میں

کعب بن مالک کہتے ہیں کہ جب میں نے سنا کہ نبی

رہنے والوں کو موافق دی ہوا چل رہی ہے تو میں بھی دوڑتا ہوا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا۔ اور آپ کو سلام علیکم کہا آپ اس طرح مسکرائے کہ چہرے پر غصے کے آثار نمایاں تھے۔ میں نے سمجھ لیا کہ حضور صلعم خفا ہیں۔ حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ آؤ ادھر بیٹھ جاؤ۔ میں بیٹھ گیا۔ آپ نے فرمایا۔ ماخلفك۔ وجہ بتائیے کہ آپ کیوں پیچھے رہ گئے تھے۔ کعب کہتے ہیں کہ حضور! آپ جانتے ہیں کہ میں بڑا لسان ہوں۔ اور آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ میں مجادلہ اور استدلال کرنا جانتا ہوں، کسی دوسرے کے سامنے معاملہ ہوتا تو میں طراز گفتگو کی وجہ سے بچ جاتا۔ مگر لئن حدثتك حديث كذب ليوشكن الله ان يسخطك علی۔ لیکن میں نے اگر حضور کی خدمت میں جھوٹ بات بنائی تو خدا ناراض ہوگا اور آپ بھی ناراض ہو جائیں گے۔ ولئن حدثتك حديث صدق تجد علی فيه اني لارجو فيه عفو الله۔ اور اگر میں آپ سے سچ عرض کروں جس سے آپ مجھ پر ناراض ہو جائیں گے تو میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے معاف کر دے گا لا والله ما كان لی من عذر، نہیں اللہ تعالیٰ کی قسم میرا کوئی عذر نہیں والله ما كنت قط اقوی ولا ايسر منی حين تخلفت عنك، خدا کی قسم میں اتنا طاقتور اور مالدار کبھی نہ تھا جتنا اس وقت تھا جب میں آپ سے پیچھے رہ گیا۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوسرے لوگوں نے اپنے اپنے عذر پیش کئے ہیں تو ان کو معاف کر دیا۔ تم نے سچ سچ کہہ دیا ہے لہٰذا اب تم جاؤ۔ اور خدا کے فیصلہ کا انتظار کرو حتی یقضی الله فيك تم نے خدا کے حکم کی نافرمانی کی ہے۔ فی الواقعہ ایسے نازک موقعہ پر نافرمانی بہت ہی نقصان دہ ہوتی ہے۔ اگر سب ہی لوگ اسی طرح لیت و لعل کریں اور ایسے موقعہ پر جہاد میں شریک نہ ہوں تو ملک تباہ ہو جائے۔ ملت ختم ہو جائے۔ اگر لوگ عذر کریں۔۔۔۔ کہ شدت گرمی ہے۔ سفر لمبا ہے۔ قحط سالی ہے، سواری کوئی نہیں تو اس کا یہ مطلب ہے کہ ملک ختم ہو گیا۔ قوم برباد ہو گئی۔

کعب بن مالک ہلال بن امیہ اور مرارہ بن ربیع کی شخصیت

کعب بن مالک وہ شخص ہے جس نے عقبہ ثانیہ میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی تھی ایسے وقت میں بیعت کرنا حضرت نبی کریم صلعم کی تقویت کا موجب تھا۔ اس لئے ان کو بڑا رتبہ حاصل تھا۔ وہ لسان، اور اعلیٰ درجے کے شاعر اور اعلیٰ درجے کے غازی بھی تھے۔ ہلال بن امیہ اور مرارہ بن ربیع نے بھی جنگ بدر میں حصہ لیا تھا وہ بدری کہلاتے تھے۔ اور بدریوں کو بہت عزت و عظمت کی نگاہوں سے دیکھا جاتا تھا۔ طبقات ابن سعد کی ایک جلد میں بدریوں پر ایک مکمل کتاب لکھی ہے۔ اس فہرست میں ایک ایک بدری کے حسب نسب اور اس کے کام و خدمات کا ذکر ہے۔ تو یہ لوگ بدری تھے ان کا بڑا مقام تھا۔

ان تینوں سے مقاطعہ

مگر اب اُن کی یہ حالت ہو گئی کہ کوئی مسلمان اُن سے کلام نہ کرتا تھا۔ حتیٰ کہ اُن کے اپنے عزیز اور رشتہ دار بھی اُن سے نہ بولتے تھے۔ مدینہ ان کو ویرانہ دکھائی دیتا تھا۔ کعب بن مالک بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں اپنے چچا زاد بھائی قتادہ کے باغ میں گیا اور السلام علیکم کہا۔ لیکن اس نے بھی کوئی جواب نہ دیا اور منہ پھیر لیا۔ حالانکہ وہ تمام رشتہ داروں سے بڑھ کر مجھے عزیز اور پیارا تھا۔ میں نے اسے کہا کہ تم جانتے ہو کہ میں مسلمان ہوں، اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں، وہ یہ سن کر بھی خاموش رہا۔ میں نے پھر کہا اور اللہ کا واسطہ دیا پھر بھی وہ چپ رہا، پھر اللہ کا واسطہ دیا تو وہ کہنے لگا کہ الله و رسوله اعلم اللہ اور رسول بہتر جانتے ہیں۔ جنہوں نے ہمیں تم سے ترک تعلق کا حکم دیا ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا یہ عالم تھا۔ کہ شہر سے باہر جہاں کوئی دیکھنے والا نہیں وہاں بھی عزیز ترین رشتہ دار آپ کے حکم کی متابعت میں سلام کا اور بار بار اللہ کا واسطہ دینے کا جواب نہیں دیتا۔ اس کو کہتے ہیں اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ ادخلوا فی السلم كافة کا یہ عملی نمونہ ہے۔

ملک غسان کا پیغام کعب بن مالک کے نام

کعب کہتے ہیں کہ میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور میں مایوس ہو کر باغ سے باہر نکل آیا۔ وہاں سے نکل کر میں بازار میں جا رہا تھا، تو ایک اور مصیبت نازل ہوئی ایک شخص لوگوں سے میرا پتہ پوچھ رہا تھا، لوگوں نے میری طرف اشارہ کیا۔ میرے پاس آ کر اس نے مجھے غسان کے بادشاہ کا ایک رقعہ دیا۔ جس میں لکھا تھا کہ تمہارے آقا نے تم سے بدسلوکی کی ہے۔ تم ہمارے پاس چلے آؤ۔ ہم تمہاری قدردانی کریں گے۔ کعب کہتے ہیں کہ میں نے خیال کیا کہ یہ بھی ایک آزمائش ہے، میں نے اسی وقت اس رقعہ کو تنور میں جھونک دیا۔

توبہ قبول ہو گئی

مصیبت زدہ انسان آسانی چاہتا ہے۔ اور جہاں کہیں سے کچھ ہمدردی اور مروت کا اظہار ہو وہاں کھنچا چلا جاتا ہے اور اپنا دین دھرم بھی تیاگ دیتا ہے۔ مگر کعب کے اس اقدام میں کس قدر وفا ہے، کس قدر اطاعت اور کس قدر ایمان ہے، اور کس قدر اپنے تساہل اور سستی کا احساس ہے ہمارے لئے اس میں بہت بڑا سبق ہے۔ غرض اسی حالت میں پچاس دن گزر گئے۔ کعب کہتے ہیں کہ میں ایک دن صبح کی نماز پڑھ کر اپنے مکان کی چھت پر بیٹھا تھا، اور میرا دل سخت تنگ ہو رہا تھا۔ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی آواز مجھے سنائی دی۔ انہوں نے پہاڑی پر چڑھ کر آواز دی اے کعب بن مالک تجھے خوشخبری ہو۔ میں اسی وقت سجدہ میں گر گیا اور سمجھ گیا کہ مصیبت دور ہو گئی، اللہ تعالیٰ نے میری توبہ قبول کر لی، اس وقت لوگ میری طرف دوڑتے ہوئے آئے۔

ایک شخص تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہو کر میرے پاس پہنچا، میں نے اسے اپنے کپڑے اتار کر دے دیئے۔ ایسے ہی دوسرے دونوں آدمیوں کو بھی مبارک باد دینے کے لئے لوگ دوڑتے ہوئے اُنکے پاس پہنچے۔ قوم کے اندر ان کی بزرگی مسلم تھی۔ ان کے کمالات سامنے تھے۔ قوم کے اندر ہمدردی کا جذبہ موجود تھا۔ لوگ خوش خوش مبارک باد دینے کے لئے جا رہے تھے۔

حضور نبی کریم صلعم کی خدمت میں حاضری

کعب کہتے ہیں کہ میں اسی وقت حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کی خدمت میں سلام عرض کیا تو آپ کا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا۔ هو يبرق وجهه من السرور۔ کوئی ذاتی خفگی آپ کو نہیں تھی۔ اگر کوئی ذاتی خفگی اور ناراضگی ہوتی، تو آپ احسان جتلاتے مگر نہیں۔ حضور خوش ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کعب کی توبہ قبول کر لی ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابشر بخير يوم مر عليك منذ ولدتك امك اے کعب تجھے خوشخبری ہو کہ جب سے تمہاری ماں نے تجھے جنا اس سے اچھا دن تجھ پر نہیں آیا۔ یہاں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی نقشہ سامنے آتا ہے اور آپ کی جماعت کا بھی نقشہ سامنے آتا ہے۔ اطاعت کا کمال ہے۔ حکم الٰہی کی تعمیل کا کمال ہے، احساس تساہل اور فکرمندی کا کمال ہے۔ وفا کا کمال ہے۔ اور ہمدردی کا کمال ہے، اور سب سے بڑھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کا کمال ہے۔

کعب کہتے ہیں کہ یا رسول اللہ یہ خوشخبری آپ خود دے رہے ہیں یا خدا دے رہا ہے یا رسول الله امن عندك ام من عند الله۔ فرمایا بل هو من عند الله۔ اس پر کعب نے کہا انما نجانی الله بالصدق یعنی خدا تعالیٰ نے میرے صدق کی وجہ سے مجھے مصائب سے نجات بخشی ہے اس وقت حضرت نبی کریم صلعم کا چہرہ۔۔۔۔ چاند کی طرح چمک رہا تھا اذا سر استنار۔۔۔۔ وجهه حتی كانه قطعة من القمر۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اگر کوئی پیر و مرشد ہوتا تو جھڑ مار کر کہتا کہ تم مجھ میں اور خدا میں فرق کرتے ہو؟

قیمتی سبق

اس سارے بیان میں بہت سے قیمتی سبق ہمارے سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کے قابل ہیں دراصل توبہ تو ان تینوں کے لئے اتری تھی۔ مگر شروع اس طرح کیا لقد تاب الله علی النبی والمهاجرين والانصار۔ اس طرح ان تینوں کو نبی کریم صلعم اور مہاجرین و انصار کی صف میں لے آئے اور بتایا کہ ان کا وہی رتبہ ہے جو انصار اور مہاجرین کا ہے ان کا مقام نہیں گرا۔ وہ احترام ان کا قائم ہے جو ان کی قربانیوں، بلند کرداریوں اور جاں نثاریوں کی وجہ سے ہے۔ ان سے غفلت ہو گئی، لیکن خدا نے ان کی توبہ قبول کر لی۔ اور رجوع برحمت فرمایا ہے۔ ان الله [illegible]

قومی دفاعی فنڈ میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا حصہ

قاضی خیل (چارسدہ) سے میاں محمد زمان خان صاحب لکھتے ہیں :-

"یہاں چارسدہ میں جناب کمشنر صاحب اور ڈپٹی کمشنر صاحب آئے تھے تاکہ مجاہدین کے لئے دفاعی فنڈ میں چندہ جمع کریں۔ ان صاحبان کو میں نے -/۲۰۰۰ روپے اور میرے بھائی میاں سید گل نے -/۲۰۰۰ روپے اور اسی طرح بھائی میاں عبداللہ اور بھتیجوں نے -/۱۹۵۰ روپے دیا۔ الحمد للہ کہ اللہ تعالیٰ نے قومی دفاعی فنڈ میں چندہ دینے کی توفیق دی ہے۔ زیادہ والسلام

میاں محمد زمان از قاضی خیل ڈاکخانہ چارسدہ تحصیل جدید

انجمن کی معرفت وصول شدہ رقوم (بسلسلہ اشاعت گذشتہ)

سید اللہ دتہ شاہ صاحب چوہان ضلع جہلم .. -/10
بذریعہ ہیڈ ماسٹر صاحب مسلم ہائی سکول نمبر ۱ لاہور 181/90
بذریعہ سعید احمد رام گلی لاہور ... -/50
خواجہ شریف احمد صاحب راولپنڈی ... -/200
طلباء لاہور سکول نمبر ۱ ... -/110
والدہ صاحبہ ارشد جاوید صاحب وزیر آباد -/30
سید عبدالسلام صاحب پشاور ... -/50
جمیلہ بیگم دختر عبدالحمید خان صاحب احمد پور شرقیہ -/4

عبدالحمید خان صاحب احمد پور شرقیہ ... -/4
میاں گل محمد تاتاری ... -/5
محمود احمد ملنگ صاحب شیخ محمدی پشاور -/5
فتح خان صاحب " ... -/5
عبدالرزاق صاحب " ... -/5
عبدالاکبر صاحب " ... -/5
عبدالصمد صاحب وکیل سیکرٹری " ... -/20
عبداللطیف صاحب " ... -/5
بیگم عطاء الرحمن صاحب ... -/2

والدہ محمد اشرف صاحب شیخ محمدی پشاور : -/2
طارق احمد صاحب ... -/1
ملک لال خان صاحب کراچی ... -/5
میاں خالد رحیم صاحب کراچی ... -/10
مس نفعت رحیم صاحبہ " ... -/5
بیگم غلام احمد صاحب " ... -/50
شیخ محمود احمد صاحب " ... -/50
رضیہ بیگم صاحبہ " ... -/50

مولوی عبدالرشید صاحب کراچی ... -/2
شیخ اللہ بخش صاحب ایڈووکیٹ پشاور -/100
کارکنان اراضی چک 6/4-L اوکاڑہ 22/80
بابو محمد عاشق صاحب پنشنر جہلم -/5

میزان 940.30

فوجی افسروں کے لئے کتب

(44)

حضرت مولینا عبدالحق صاحب ودیارتھی اور ملک الٰہی بخش صاحب راولپنڈی نے -/500 روپے بسلسلہ دفاعی فنڈ مرحمت فرمائے ہیں۔ ان کی خواہش ہے کہ اس رقم سے ذیل کی کتب فوجی آفیسرز میں تقسیم کی جائیں۔ جو فوجی بھائی خود درخواست کریں یا کوئی دوست کسی فوجی افسر کو دینے کی سفارش کریں تو ان کو بھیجی جائیں :-

(۱) قرآن مجید انگریزی ترجمہ

(۲) دی ریلیجن آف اسلام انگریزی

(۳) سیرت خیر البشرؐ اردو - ڈاکٹر اللہ بخش - آنریری جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

پیغام صلح آپ پڑھیں اور اپنے حلقۂ احباب تک پہنچائیں - (منیجر پیغام صلح)

مکتوب لندن (انگلستان) ——— پیغام صلح کے نمائندہ خصوصی کے قلم سے

بی۔ بی۔ سی۔ ٹیلی ویژن پر مذہبی پروگرام
دولت مشترکہ کے "آرٹ فیسٹی ول" کا افتتاح

۱۲ نومبر ۱۹۶۵ء۔ کو دولت مشترکہ کے "آرٹ فیسٹی ول" کا افتتاح ایک مذہبی تقریب سے ہوا۔ لندن کے مشہور گرجا گھر سینٹ پری کیو میں یہ مجلس منعقد ہوئی۔ عیسائی۔ رومن کیتھولک، یہودی، ہندو، بدھ مت، مسلم۔ اپنے اپنے مذاہب کی نمائندگی کر رہے تھے۔ یہ پہلا موقعہ تھا کہ اس قسم کی تقریب ٹیلی ویژن پر دکھائی جا رہی تھی۔ ملکہ الزبتھ کا شوہر ڈیوک آف ایڈنبرا بھی حاضرین کی پہلی صف میں موجود تھے۔ اس موقعہ پر اسلام کی نمائندگی کے لئے امام مسجد ووکنگ کو بلایا گیا۔

دس دنوں کے بعد اس سروس کو از سرنو "انڈی پنڈنٹ" ٹیلی ویژن پر دکھایا گیا۔ ڈیوک آف ایڈنبرا نے بعد میں کہا کہ وہ "آسانی سے متاثر ہونے والے شخص نہیں ہیں لیکن اس دعائیہ تقریب نے انہیں بہت متاثر کیا"

اس مجلس میں لندن کی ایک بڑی پبلشنگ فرم کے ڈائرکٹر بھی شامل تھے۔ انہیں اس محفل کی روئیداد اس قدر پسند آئی کہ وہ اس سلسلہ میں انہی خطوط پر ایک کتاب چھاپنے کے لئے آمادہ ہو گئے ہیں۔

آج کل شیخ محمد طفیل صاحب اس کتاب کی تدوین کے سلسلہ میں دیگر مذاہب کے نمائندوں کے ہمراہ اس پبلشر سے تعاون کر رہے ہیں۔ یہ کتاب کوئی پچاس ساٹھ ہزار کی تعداد میں شائع ہو گی اور برطانیہ کے ہر بک سٹال پر فروخت کے لئے موجود ہو گی۔

خدا تعالےٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے اسلام کی اشاعت کے لئے اس قدر وسیع پیمانے پر انتظام کر دیئے ہیں۔

سنٹرل انفرمیشن سروس نے تمام مذہبی نمائندوں کی رنگین تصاویر پر مشتمل ایک پوسٹر تیار کیا ہے جسے دولت مشترکہ کے تمام ممالک میں تقسیم کی غرض سے بھیجا جا رہا ہے۔

اس تمام سروس کو بی۔ بی۔ سی کی ریڈیو سروس میں بھی نشر کیا گیا۔

شیخ محمد طفیل صاحب لیکچروں اور کانفرنسوں کے سلسلہ میں مختلف مقامات پر جاتے رہتے ہیں۔ بعض اجلاسوں میں اپنی مصروفیات کے باعث شریک ہونے سے معذوری کا اظہار کرنا پڑتا ہے۔

بحر حکمت کے موتی (بسلسلہ صفحہ اوّل)

سہل انگاری سے کام لیتے ہیں جس کے نتیجہ میں وہ اپنی نمازوں کی مقبولیت کو معرض خطرہ میں ڈال دیتے ہیں کیونکہ نماز بغیر وضو قبول نہیں ہوتی اور جب وضو ہی ناقص رہا تو نماز کیسے قبول ہو گی اس حدیث سے پاؤں کے دھونے کی فرضیت کا مسئلہ حل ہو جاتا ہے اگر پاؤں کا دھونا ضروری نہ ہوتا تو اس کی ایڑیوں کے خشک رہنے پر آنحضور صلعم اس قدر سخت الفاظ کیوں استعمال فرماتے۔

اغراض جلسہ سالانہ (بسلسلہ صفحہ اوّل)

فتاکلفشایہ تمام دعائیں قبول کر۔ اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما کہ ہر یک قوت اور طاقت تجھ ہی کو حاصل ہے۔ آمین ثم آمین

(اشتہار دسمبر ۱۸۹۲ء)

پیغام صلح - مورخہ ۲۴ نومبر ۱۹۶۵ء - رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۲۸ — شمارہ نمبر ۴۴

تعلیمی پرنٹنگ پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک نور الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور جناب مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا

جلد ۵۳ | یوم چہار شنبہ مؤرخہ ۷ شعبان المعظم ۱۳۸۵ھ - مطابق یکم دسمبر ۱۹۶۵ء | نمبر ۴۵

بحرِ حکمت کے موتی

مسلمانوں کے خون۔ مال۔ عزت کی حرمت

از مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری

عن ابی بکرۃ ذکر النبی صلعم قال فان دماء کم واموالکم قال محمد واحسبہ قال واعراضکم علیکم حرام کحرمۃ یومکم ھذا فی شہرکم ھذا الا لیبلغ الشاھد منکم الغائب قال ذالک الاھل بلغت مرتین۔

(البخاری کتاب العلم)

ابوبکرہؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا یقیناً تمہارے خون تمہارے اموال اور محمدؐ کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ آنحضور صلعم نے یہ بھی فرمایا کہ تمہاری عزتیں ایک دوسرے پر اسی طرح حرام ہیں اور ان کی حرمت ایسی ہی ہے جیسی کہ اس دن کی حرمت تمہارے اس مہینہ میں (مراد حج کا دن اور حج کا مہینہ ہے) تم میں سے جو حاضر ہے وہ ضرور میری اس بات کو اس شخص تک پہنچا دے جو اس وقت موجود نہیں اس کے بعد آنحضور صلعم نے تمام صحابہ رضؓ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ کیا میں نے تم تک اس اہم امر کو پہنچا دیا ہے یا نہیں اور اسے آنحضور صلعم نے دو دفعہ دہرایا۔ دوسری حدیث میں ہے سب صحابہ رضؓ نے اقرار کیا کہ ہم تک حضورؐ کا یہ فرمان پہنچ گیا ہے۔

علماء کا فرض ہے کہ آنحضور صلعم کے اس فرمان کی اچھی طرح سے اشاعت کریں تاکہ ہر مسلمان اس سے اچھی طرح واقف ہو جائے آج کل جاہل مسلمانوں میں یہ مرض وبا کی طرح پھیلی (باقی بر صفحہ ۲)

جلسہ سالانہ میں شرکت کے لئے

تمام مخلصین و داخلین سلسلہ بیعت کے نام حضرت مسیح موعودؑ کا ارشاد

جلسہ سالانہ کی بنیاد رکھتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ نے ذیل کا اعلان شائع کیا تھا جس کی طرف ہر فرد جماعت کو خاص توجہ کرنا اور آپ کے ارشاد کی تعمیل کرنا ضروری ہے:-

"تمام مخلصین و داخلین سلسلۂ بیعت اس عاجز پر ظاہر ہو کہ بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولیٰ کریم اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل پر غالب آجائے اور ایسی حالت انقطاع پیدا ہو جائے جس سے سفر آخرت مکروہ معلوم نہ ہو لیکن اس غرض کے حصول کے لئے صحبت میں رہنا اور ایک حصہ اپنی عمر کا اس راہ میں خرچ کرنا ضروری ہے، تا اگر خدا تعالےٰ چاہے تو کسی برہان یقینی کے مشاہدہ سے کمزوری اور ضعف اور کسل دور ہو اور یقین کامل پیدا ہو کر ذوق اور شوق اور ولولہ عشق پیدا ہو جائے سو اس بات کے لئے ہمیشہ فکر رکھنا چاہیئے اور دعا کرنا چاہیئے کہ خدا تعالےٰ یہ توفیق بخشے اور جب تک یہ توفیق حاصل نہ ہو کبھی کبھی ضرور ملنا چاہیئے کیونکہ سلسلۂ بیعت میں داخل ہو کر پھر ملاقات کی پرواہ نہ رکھنا ایسی بیعت سراسر بے برکت اور صرف ایک رسم کے طور پر ہو گی۔ اور چونکہ ہر ایک کے لئے بباعث ضعف فطرت یا کمی مقدرت یا بعد مسافت یہ میسر ہی نہیں آسکتا کہ وہ صحبت میں آکر رہے یا چند دفعہ سال میں تکلیف اٹھا کر ملاقات کے لئے آوے کیونکہ اکثر دلوں میں ابھی ایسا اشتعال شوق نہیں کہ ملاقات کے لئے بڑی بڑی تکالیف اور بڑے بڑے حرجوں کو اپنے پر روا رکھ سکیں۔ لہذا قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ سال میں تین روز ایسے جلسہ کے لئے مقرر کئے جائیں جس میں تمام مخلصین اگر خدا تعالےٰ چاہے بشرطِ صحت و فرصت و عدم موانع قویہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو سکیں، سو میرے خیال میں آج کے دن کے بعد جو تیس دسمبر ۱۸۹۱ء ہے آئندہ اگر ہماری زندگی میں دسمبر کی یہ تاریخ آجاوے تو حتی الوسع تمام دوستوں کو محض للہ ربانی باتوں کو سننے کے لئے اور دعا میں شریک ہونے کے لئے اس تاریخ پر آجانا چاہیئے اور اس جلسہ میں ایسے حقائق اور معارف کے سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں اور نیز ان دوستوں کے لئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہو گی اور حتی الوسع بدرگاہ ارحم الراحمین کوشش کی جاوے گی کہ خدا تعالےٰ اپنی طرف ان کو کھینچے اور اپنے لئے قبول کرے اور پاک تبدیلی ان میں بخشے اور ایک عارضی فائدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہو گا کہ ہر ایک نئے سال میں جس قدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہوں گے وہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو کر اپنے پہلے بھائیوں کے منہ دیکھ لیں گے اور روشناسی ہو کر آپس میں رشتہ تودد و تعارف ترقی پذیر ہوتا رہے گا اور جو بھائی اس عرصہ میں اس سرائے فانی سے (باقی بر صفحہ ۲)

سوامی کلجگانند کبیرپنتھی

بھارت میں پچاس پاکستان اور بھی بنیں گے!

مختلف ذاتوں میں بھارت کی تقسیم

بھارتی لیڈر ۔ بیج بہادر سنہا صاحب ایڈووکیٹ کے قلم سے اُن کے ہفتہ وار اخبار "دھیلکھنڈ" میں شائع ہوا ہے کہ

آج آزادی کو چودہ سال ہو گئے ہیں مسلمان اور اچھوت سے کھانے پینے کے امتیاز بدستور قائم ہیں — اس کو چھوڑیئے خود [illegible] ذات کے ہندو نے آپس میں کبھی رواداری اور میل جول کو بڑھایا ہے؟ براہمن ۔ ویش ۔ کائستھ ٹھاکر اور کھتری صدیوں پہلے کی طرح سے الگ الگ گروہوں میں بٹے ہوئے ہیں ۔ جمہوری الیکشن ہونے میں پارٹیوں کے نام ٹکٹ لئے جاتے ہیں اور برادری کے ناطے سے ووٹ دیئے جاتے ہیں ۔

جو قوم آج بھی ایک ۔ دو نہیں پچاسوں اندرون خانہ پاکستان بنائے بیٹھی ہے ۔ وہ مسلمانوں کو جب پاکستان بنانے پر لعن طعن کرتی ہے ۔ اور انہیں غدار بتاتی ہے تو للکار اور جھنجھوڑ کر حق بات کہنے کی توفیق شاستری سے لے کر سمپی گپتا تک کسی میں نہیں پائی جاتی ہے !

ہندو دھرم کا قانون

آج بھارت میں ہندو آزاد ہیں ۔ جب چاہیں ہندو دھرم کا قانون نافذ کر کے پچیس کروڑ اچھوتوں اور شدروں کو پانچ ہزار سال پہلے کی طرح غلام بنا لیں ۔ کیونکہ ابھی تک "بیاس سمرتی" میں لکھا ہوا ہے کہ دھوبی ۔ نائی ۔ کمہار ۔ کائستھ ۔ کول ۔ کلال ۔ آکی ۔ شودر ۔ [illegible] ۔ گوالے چنڈال وغیرہ سب انتیج یا اچھوت ہیں ۔ ان کو دیکھ لینے پر سورج کے درشن اور ان سے بات چیت کرنے پر تو غسل کرنا چاہیئے ۔ تب دوبج ہندو (اونچی ذات والوں) کی پاکیزگی دور ہوگی ۔

ہزاروں سال سے ہندو دھرم اور ورن آشرم (ذات پات) اونچ نیچ کی تعلیم مذہبی طور سے دے کر پچیس کروڑ انسانوں کو بھارت میں اچھوت سچھوت اور چنڈال بنا کر ان کو پست اقوام مظلوم بنا کر تمام ترقی کے راستے ان کے لئے بند کر دیئے ہیں ۔ ساڑھے تین کروڑ انسان جو براہمن، چھتری اور بنیا ہیں بھی تجارت اور سیاست کے مالک ہیں ۔ جس کی وجہ سے تعلیمی حالت ، اور مالی حالت . . . . . .

ایسی ہے ۔ جس سے یہ تمام ملک بھارت کے مالک ہیں جمہوریت بے بس اور بے کس ہے ۔ اور اصلی جمہوریت نے اس قدر ترقی کی ہے کہ ایک کروڑ براہمن ہی کا نمائندہ وزیر اعظم مستقل بنا ہوا ہے ۔ اس کے بعد بیٹھے حکومت کر رہے ہیں ۔ اور پچیس کروڑ اچھوتوں کی . . . زندگی اس جمہوری زمانے میں اجیرن ہے ۔

شدھی کا ڈھونگ

ہندو مہاسبھا اور آریہ سماج نے شدھی کے ذریعہ [illegible] اور زبردستی سے کچھ عیسائیوں اور مسلمانوں کو ہندو بنایا ہے لیکن شدر اور اچھوت تک کا بھی درجہ نہیں دیا ہے ۔ کوئی چھتر چمار تک ان کو روٹی بیٹی میں شریک نہیں کرتا ہے

شری کان سنت رام بی اے جات پات توڑک منڈل ہوشیارپور مشرقی پنجاب (بھارت) نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ کچھ مسلمان پٹھانوں کو جو بھارت سے تقسیم ملک کے وقت بھاگے نہیں تھے ۔ ان کی شدھی کر کے ہندو بنا لیا ۔ ان کی خوبصورت جوان لڑکیوں کو ہندو بیاہ کر کے اپنے گھروں میں لے گئے ۔ لیکن ان کے لڑکوں سے ہندوؤں نے آج تک اپنی لڑکیوں کا بیاہ نہیں کیا ۔ کوئی ہندو بھی اپنی لڑکی ان کے لڑکوں کو نہیں دینا چاہتا حالانکہ شدھی کے ذریعہ سے ان مسلمان پٹھانوں کے لڑکوں کو کئی سال سے ہندو بنا لیا گیا ہے ۔

ستیہ دھرم

گنگا جمنا جیسی بڑی ندیاں کئی سمتوں اور ممالک میں پیدا ہو کر بھی جیسے سمندر میں مل کر اپنی آزاد ہستی اور نام کھو دیتی ہیں ویسے ہی براہمن، چھتری ۔ ویش ۔ اور شودر وغیرہ سب ذاتوں کے آدمی "ستیہ دھرم" (سچے اور اصلی مذہب) کو قبول کرتے ہی اپنی اپنی ذات اور گوتر کھو کر ایک ہو جاتے ہیں ۔ مہاتما گوتم بدھ جی نے آج سے تیرہ ہزار سال پہلے ارشاد فرمایا تھا کہ "جنم سے (پیدائشی) کوئی بھی برہمن یا چنڈال نہیں ہوتا ۔ کرم (کام) سے ہی براہمن یا چنڈال ہوتا ہے ۔

یہ "ستیہ دھرم" وہ اسلام ہے جس کو حضرت محمد رسول خدا نے دنیا کو پیش کیا ہے اور اس پر عمل کر کے دکھا کر بتا دیا کہ دنیا میں صرف اسلام ہی ہے جو اس وقت ذات پات اور اونچ نیچ کے خلاف تمام انسانوں کو "انسانیت" کی عملی تعلیم دے رہا ہے اور اس میدان میں صرف اسلام ہی کامیاب ہے ۔

ہندو کا جواب

ہندو کا جواب مسلمان ہے ۔ ہندو کا جواب نہ بدھ مت ہے اور نہ عیسائی ہے ۔ گو ابھی عیسائیوں نے دیکھ لیا ہے لیکن اگر آج اچھوت یا شدر ۔ بدھ مت یا عیسائی ہونے کے بجائے مسلمان ہوتے تو پھر نقشہ ہی بدل جاتا ۔ ہر مقام پر پاکستان ہی پاکستان . . . . . . بھارت ۔ شدروں، اچھوتوں، ناگاؤں اور سکھوں کی اپنی حکومت ہوتی ۔

رشی منی اچھوتوں میں پیدا ہوئے

ہزاروں سال سے اچھوت ہیں ۔ شدر (غلامی) دور نہیں ہوئی ۔ حالانکہ شدروں اور اچھوتوں نے رشی منی تک پیدا کر دیئے ۔ "بھگوان وید ویاس" ایک کہارن کے بیٹے تھے ۔ مہرشی پراشر کا جنم ایک بھنگن (مہترانی) کے پیٹ سے ہوا تھا ۔ اسی طرح سے بہت سے رشی منی (پیغمبر) ہندوؤں کی مذہبی کتابوں میں لکھے ہوئے ہیں ۔ جو اچھوتوں اور شدروں میں سے پیدا ہوئے ہیں ۔ لیکن آج بھی بھارت میں پچیس کروڑ انسان ایسے ہیں جن کو اچھوت، شدر اور چنڈال نیچ ذات کہا جاتا ہے ۔ جن کے ساتھ جانوروں سے بھی زیادہ خراب برتاؤ اور سلوک کیا جاتا ہے ۔

کانگرس پر برہمنوں اور بنیوں کا قبضہ

انگریز نے چلتے وقت بھارت کو کانگریس کے سپرد کیا ۔ کیونکہ کانگریس پر ہمیشہ برہمنوں اور بنیوں کا قبضہ رہا ہے اور اس کانگریس کو انگریز نے ہی قائم کیا تھا ۔ یہ اندرون خانہ بھارت دیس کے مالک اچھوتوں اور سچھوتوں (شدروں) کے خلاف باقاعدہ منظم ایک سازش تھی ۔ اور کیوں نہ ہوتی ۔ پنڈت جواہر لال نہرو اپنے ملک میں تو کھدر کا دیسی لباس پہنتے تھے ۔ لیکن جب لندن میں سیر کرتے تھے تب انگریزی جوتی سے لے کر انگریزی ہیٹ تک سوٹ بوٹ اور نکٹائی سے ملبوس ہوتے تھے ۔ دیسی اخبارات میں انگریزی لباس میں پنڈت نہرو بھارت کے وزیر اعظم کے فوٹو شائع ہوتے ہیں ۔ اسی لئے انگریزوں کے اخبارات پنڈت نہرو کے گیت گاتے اور پاکستان کے خلاف زہر اگلتے رہے ہیں ۔

غیر مسلم مہاجرین

پاکستان میں مہاجرین، مسلمانوں کے علاوہ غیر مسلم مسیحی، اینگلو انڈین ۔ اچھوت، سچھوت ۔ اور بدھ مت وغیرہ وغیرہ بھی مشرقی پاکستان میں آئے تھے ۔ یہ لوگ صوبہ مدراس، سی پی، بہار، مغربی بنگال، مشرقی پنجاب اور یوپی سے آئے تھے ۔ صفائی کے علاوہ ٹھیکیدار ۔ [illegible] بنانے میں یہ سب محنت و مشقت سے کام کر رہے ہیں ۔ ان کے ساتھ مساوات کا برتاؤ ہونا چاہیئے ۔ مسلم اور غیر مسلم مہاجرین میں کوئی فرق نہ ہونا چاہیئے ۔ ان کو مستقل آباد کرنے میں خاص توجہ دینا چاہیئے ۔

پاکستان کیسے اور کیونکر بن گیا!

ایک زمانہ ایسا بھی تھا جبکہ کابل تک میں ہندوؤں کا راج پاٹ تھا ۔ اور اب تو امرتسر کے آگے دور تک بھی ہندو نظر نہیں آتے ۔ اس کی خاص وجہ یہ ہے کہ ہندو کی ریت، "رسم و رواج" چھوت چھات، اونچ نیچ، ذات پات کا نفرت انگیز طریقہ ایسا ہے جسے کوئی خوددار انسان کبھی تسلیم نہیں کرے گا ۔ اسی وجہ سے پہلے بھی تمام بھارت پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا تھا ۔ پھر مسلمانوں کو ڈولے (لڑکیاں) دے کر ہندوؤں نے ۔ ۔ ان کو ملا لیا ۔ پھر منافقت اختیار کر کے انگریزوں کے ذریعہ سے ہندو انگریزی راج میں دفتری راج کرتے تھے اور اب تو انگریزوں کے سول ایجنٹ ہو گئے ہیں اسی لئے انگریز اب کھل کے ہندوؤں کی تعریف کر کے ہندوؤں کی کانگریس کی بھی امداد کرتا رہتا ہے ۔

جس کا ثبوت یہ ہے کہ آج کشمیر جونا گڑھ ۔ ماناودر

(باقی [illegible])

ہفت روزہ پیغام صلح ---- لاہور ---- مؤرخہ یکم دسمبر ۱۹۶۵ء

"شاستری کی پیشگوئی غلط نکلی"

---- بیان پر جو زور دیا ہے، مثلاً ایک اعتراض یہ کیا گیا ہے کہ اس فقرہ میں شاستری سے مراد ہندوستان کا وزیر اعظم لال بہادر شاستری نہیں بلکہ کوئی نجومی مراد ہے۔ ... ... جس نے حضرت مرزا صاحب کی طرف سے زلزلہ کے متعلق پیش از وقت دی ہوئی اطلاع کے خلاف یہ پیشگوئی کی تھی کہ زلزلہ ہرگز نہیں آئے گا، اسی کا ذکر اس کشفی بیان میں کیا گیا ہے کہ "شاستری کی پیشگوئی غلط نکلی"۔ کہا جاتا ہے کہ خود حضرت مرزا صاحب نے بھی اس کی یہ توجیہہ کی ہے، یہ صحیح نہیں، اس بارہ میں ۲۸ راپریل ۱۹۰۵ء (یعنے محولہ بالا رؤیا سے ایک دن پہلے) کے ملفوظات میں لکھا ہے :-

> " ذکر آیا کہ ایک اخبار میں یہ لکھا ہے کہ جوتشی نے یہ پیشگوئی کی ہے کہ اب زلزلہ کا کوئی خوف نہیں فرمایا یہ بھی خوشی کی بات ہے خدا نہیں چاہتا کہ اپنے غیب کی خبر میں دنیاداروں کو بھی شامل کرے اب صاف ہو جائے گا کہ جوتشی سچے ہیں یا خدا کا کلام سچ ہے"
>
> (ملفوظات حضرت مسیح موعود جلد ہفتم صفحہ ۵۳
> شائع کردہ الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ ربوہ)

ان الفاظ سے ظاہر ہے کہ "شاستری کی پیشگوئی" والے الہام سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ کیونکہ یہ اس سے ایک دن پہلے کا بیان ہے جو زلزلہ کے متعلق پہلے کی پیشگوئی سے تعلق رکھتا ہے علاوہ ازیں اس میں جوتشی کا لفظ استعمال ہوا ہے اور الہام میں شاستری کا لفظ ہے اور یہ حقیقت ہے کہ کسی جوتشی یا نجومی کو عرف عام میں شاستری کے لفظ سے نہیں پکارا جاتا، شاستری کا لقب انہیں کو دیا جاتا ہے جو شاستر پڑھے ہوئے ہوں، اگر بالفرض شاستری کی پیشگوئی والے الہام کو جوتشی کی مذکورہ پیشگوئی پر منطبق کیا گیا ہو تو یہ دو وجوہ سے محل نظر ہے، ایک یہ کہ لازمی نہیں کہ جو کچھ اس کے متعلق اس وقت سمجھا گیا وہی صحیح ہو - وہ تو محض ایک اجتہاد ہے اور حضرت مرزا صاحب کے اپنے بیانات کی رو سے کسی الہام یا پیشگوئی کے متعلق اجتہاد کرنے میں خود ملہم کو بھی غلطی لگ سکتی ہے اور اس کی اصل حقیقت اس وقت واضح ہوتی ہے جب ایسے روشن واقعات پیدا ہو جائیں جو اس پر پوری صفائی کے ساتھ منطبق ہوں، ایک جوتشی کی پیشگوئی کا غلط ہونا اس قدر اہمیت نہیں رکھتا جس قدر کسی اہم شخصیت کی پہلے سے کہی ہوئی بات کا غلط ثابت ہونا اہمیت رکھتا ہے، نجومیوں کی باتیں آئے دن غلط ثابت ہوتی رہتی ہیں، اور ان کی کوئی پرواہ بھی نہیں کرتا پھر الہام الٰہی اور واقعات نے ثابت کر دیا ہے کہ وہ لال بہادر شاستری کے سوا اور کوئی نہیں جس کو آج عرف عام میں محض شاستری ہی کے نام سے پکارا جاتا ہے اور جس کی ۵ ستمبر ۱۹۶۵ء کی پیشگوئی کہ آئندہ چوبیس گھنٹہ میں لاہور پر اس کا قبضہ ہو جائے گا غلط ثابت ہوئی۔

اسی کا ذکر حضرت مسیح موعود کے اس کشفی بیان میں آج سے ساٹھ سال پہلے کیا گیا کہ "شاستری کی پیشگوئی غلط نکلی"

دوسری بات جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود کا یہ کشفی بیان یا الہام الٰہی اسی لال بہادر شاستری کی پیشگوئی سے تعلق رکھتا ہے۔ زلزلہ کی اس کیفیت سے ظاہر ہے، جس کا ذکر اس الہام کے ساتھ ہی کیا گیا ہے چنانچہ لکھا ہے :-

> "رات دو بجنے میں سات منٹ باقی تھے کہ میں نے دیکھا کہ یکایک زمین ہلنی شروع ہو گئی پھر ایک زور کا دھکا لگا۔ میں نے رؤیا میں ہی گھر والوں کو کہا کہ اٹھو زلزلہ ہے اور یہ بھی کہا کہ مبارک کو لے لو، اسی حالت رؤیا میں یہ بھی خیال آیا کہ شاستری کی پیشگوئی غلط نکلی"

یہ ۲۹ راپریل ۱۹۰۵ء کا رؤیا ہے اور اسی تاریخ کو اس زلزلۂ شدیدہ کی اطلاع دیتے ہوئے اور اس کی کیفیت بیان کرتے ہوئے آپ لکھتے ہیں :-

> "خدا فرماتا ہے کہ میں چھپ کر آؤں گا میں اپنی فوجوں کے ساتھ اس وقت آؤں گا جب کسی کو گمان بھی نہ ہوگا کہ ایسا حادثہ ہونے والا ہے، غالباً وہ صبح کا وقت ہوگا یا ایسا وقت جو اس کے قریب ہے"

کیا الہام الٰہی کے یہ الفاظ اس زلزلۂ شدیدہ پر منطبق نہیں ہوتے جو ۶ ستمبر ۱۹۶۵ء کو صبح کے قریب ہندوستانی افواج کے حملہ کی صورت میں ایسی حالت میں آیا جب کسی کو گمان نہیں ہو سکتا تھا کہ ایسا ہوگا۔ الہام الٰہی میں زلزلہ کے صبح کے وقت آنے، چھپ کر آنے اور ایسی حالت میں آنے کا ذکر کہ کسی کو گمان بھی نہ ہو، یہ تمام باتیں کس صفائی کے ساتھ اس حملہ پر منطبق ہوتی ہیں جو ۶ ستمبر ۱۹۶۵ء کو ہندوستان کی طرف سے پاکستان پر کیا گیا اور اس کے ساتھ ان الفاظ میں کہ "شاستری کی پیشگوئی غلط نکلی" اس حملہ کی ناکامی کی بھی اطلاع اللہ تعالےٰ کی طرف سے دے دی گئی، جس کو واقعات نے صحیح ثابت کر دیا، بلکہ عالم رؤیا میں جو یہ فرمایا گیا کہ "مبارک کو لے لو" تو اس میں یہ خوشخبری دی گئی ہے کہ یہ حملہ پاکستان کے لئے مبارک ثابت ہوگا۔ چنانچہ خود حضرت مسیح موعود نے اس کی یہی تاویل کی ہے کہ :-

> " اس میں مبارک کا لفظ ظاہر کرتا ہے کہ یہ امر ہمارے واسطے خیر و برکت کا موجب ہوگا گو دوسروں کے واسطے اس میں مصائب و شدائد ہوں گے"
>
> (ملفوظات صفحہ ۲۵۵)

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ہندوستان کا حملہ ہمارے لئے مبارک، اور ہندوستان کے لئے مصائب و شدائد کا موجب ثابت ہوا۔ ہندوستان نے پیدا کردہ زلزلہ شدیدہ سے پاکستان کا نام دنیا میں روشن ہو گیا۔ پاکستانی افواج کی بہادری اور جرأت و شجاعت کے تذکرے دنیا میں پھیل گئے اور پاکستانی عوام کے اندر اتحاد و اتفاق کی ایک ایسی لہر جو آج ہندوستان کے اس حملہ سے پاکستان کے مختلف طبقوں، مختلف گروہوں اور جماعتوں اور عوام کے اندر پیدا ہوا ہے، اور جس نے تمام صوبائی اور علاقائی تفریقات تمام سیاسی اختلافات اور مذہبی اور فرقی تعصبات کو مٹا کر رکھ دیا ہے۔ یہی نہیں بلکہ جرائم کی وہ رفتار جو ہندوستان کے حملہ سے پہلے تھی، اس میں اس قدر نمایاں کمی واقع ہو گئی ہے کہ بہت ہی کم بلکہ شاذ و نادر ہی ان کا ذکر سننے میں آتا ہے، اس سے بڑھ کر مبارک بات اور کیا ہو گی۔

یہ وہ خدائی باتیں اور غیبی امور ہیں جن کی خبر آج سے ساٹھ سال پہلے حضرت مجدد زمان نے اللہ تعالےٰ سے علم پا کر دی حسن اتفاق یا خدائی کرشمہ سمجھئے کہ اسی زمانہ میں لال بہادر شاستری کی پیدائش ہوئی، جب اس حملہ شدیدہ اور شاستری کی پیشگوئی غلط نکلنے کی اطلاع اللہ تعالےٰ کی طرف سے دی گئی، یہ ایک اور ثبوت اس امر کو واضح کرنے کے لئے ہے کہ امور الٰہی کا کشف اسی شاستری کے بارہ میں تھا۔

کیا کسی نجومی یا رمال یا ماہر فلکیات کی طاقت میں ہے کہ ساٹھ سال پہلے اس قسم کے واضح بیانات آئندہ کے ان واقعات کے متعلق دے۔ جو ساٹھ سال بعد من و عن عالم شہود میں آ جائیں؟ کیا قدرت خداوندی کے بغیر کسی کی طاقت میں ہے کہ ساٹھ سال پہلے کی کہی ہوئی باتوں کو واقعات کی صورت میں پیش کر سکے؟ ہرگز نہیں، یہ خدا کی کہی ہوئی باتیں ہیں، اور خدا ہی نے آج واقعات کی شکل میں ان کو سچا ثابت کر دیا۔ جس سے اللہ تعالےٰ کی ہستی اور اس کی طاقت و قدرت کا کھلا ثبوت ملتا ہے، اس سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اور عظمت، کا اظہار ہوتا ہے کہ آپ کے کامل متبعین کو اللہ تعالےٰ سے غیب کا علم دیا جاتا ہے اور ان کی پیشگوئیاں سچی ثابت ہوتی ہیں۔ مرزا صاحب کو آپ لاکھ برا کہیں، گالیاں دیں، کافر قرار دیں۔ لیکن واقعات اور خدائی افعال ثابت کر رہے ہیں کہ وہ اسلام کے فدائی، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے اور کامل متبع اور اللہ تعالےٰ سے خاص قرب رکھنے والے انسان تھے جن کو مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کا شرف حاصل تھا اور مجددیت و ماموریت کے منصب عالی پر انہیں سرفراز کیا گیا، انہوں نے نری پیشگوئیاں ہی نہیں کیں جن کو واقعات نے سچا ثابت کر دیا۔ بلکہ ایک ایسی جماعت پیدا کی جو نہ صرف خود اسلام پر کاربند ہے بلکہ اسلام کا علم لے کر دنیا میں نکل کھڑی ہوئی اور اردو و انگریزی اور دیگر کئی زبانوں میں اعلیٰ درجہ کا اسلامی لٹریچر پیدا کر کے اور قرآن کریم کے تراجم مختلف زبانوں میں شائع کر کے اسلام کی صداقت اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت غیر مسلموں اور بالخصوص یورپین

اخبارِ احمدیہ

بیگم صاحبہ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم کی وفات

یہ افسوسناک خبر جماعت کے تمام حلقوں میں دلی رنج کے ساتھ پڑھی جائے گی، کہ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم و مغفور کی بیگم صاحبہ مؤرخہ ۲۴-۲۵ نومبر ۱۹۶۵ء کی درمیانی شب کو وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ بزرگِ قوم خلیفہ رجب الدین صاحب مرحوم کی صاحبزادی تھیں اور اپنی اخلاقی خوبیوں اور صفاتِ حسنہ کی وجہ سے تمام خاندان اور جماعت میں بھی عزت و احترام کی نظروں سے دیکھی جاتی تھی، ہمیں ان کے فرزندانِ گرامی خواجہ خلیل احمد صاحب خواجہ نذیر احمد صاحب .... خواجہ صلاح الدین محمود اور خواجہ صلاح الدین احمد اور مرحومہ کی بیٹیوں اور ان کے بھائی خواجہ عبدالرشید صاحب سے اس صدمہ میں دلی ہمدردی ہے اور ہم ان سے مخلصانہ تعزیت کا اظہار کرتے ہیں دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ دے، مرحومہ کی نماز جنازہ ۲۵ نومبر کو مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں پڑھی گئی، اور انجمن کے قبرستان واقعہ میانی صاحب میں انہیں سپردِ خاک کیا گیا۔ جنازہ کے ساتھ مرحومہ کے اعزا و اقارب کے علاوہ جماعت احمدیہ لاہور کے کثیر احباب اور بہت سے غیراز جماعت اصحاب شامل تھے بیرونی جماعتوں سے نماز جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔ مرحومہ کے فرزند خواجہ خلیل احمد صاحب کا پتہ حسب ذیل ہے:-

15-B میو روڈ لاہور

جماعت احمدیہ جھنگ کا ماہانہ جلسہ

جماعت احمدیہ جھنگ محترم میاں غلام حیدر رحیم صاحب کی زیرِ سرپرستی جو ترقی کر رہی ہے اس کی ایک ہلکی سی کرن ہمارے یہاں کے پہلے ماہانہ جلسہ میں نظر آئی۔ یہ آپ کی مساعیِ جمیلہ کا ثمر ہے کہ یہاں جو چند ایک احمدی حضرات ہیں وہ نہایت مستعدی اور کمال پابندی کے ساتھ جمعہ کی نماز میں شرکت کر رہے ہیں۔ اور آپ ہی کی تحریک پر ہمارا پہلا ماہانہ جلسہ بروز اتوار بتاریخ ۱۴ نومبر بعد از نماز عصر احمدیہ مسجد جھنگ میں آپ ہی کی زیرِ صدارت منعقد ہوا۔

سب سے پہلے عزیزم نثار احمد نے نہایت خوش الحانی سے درثمین کی نظم پڑھی۔ عزیز موصوف یہاں کے امام مسجد عبدالرحمٰن صاحب کے فرزند ارجمند ہیں۔ ازاں بعد محترم میاں غلام حیدر رحیم صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کو ان کی پیشگوئیوں سے ثابت کیا اور ہمارے بعض مرحوم و مغفور برگزیدہ بزرگوں کے کارہائے نمایاں اور صفاتِ حسنہ کو بیان کر کے حضرت مسیح موعودؑ کی عظمت کو نہایت دلنشین پیرایہ میں بیان کیا۔ اور تمام احمدی حضرات کو بالعموم اور نوجوان حضرات اور طلباء کو بالخصوص پابندیٔ نماز کی تاکید کی۔

چند ایک غیراز جماعت حضرات بھی اس جلسہ میں شریک تھے وہ بھی آپ کی اس ایمان افروز تقریر سے بےحد متاثر ہوئے۔ انہیں سوالات کرنے کا بھی موقعہ دیا گیا اور ان کے نہایت ہی واضح اور مسکت جوابات دیئے گئے۔

محترم میاں صاحب نے تمام حاضرین کے لئے چائے اور مٹھائی کا بھی انتظام کیا ہوا تھا۔ اس موقعہ پر بھی ہلکے پھلکے انداز میں سوال و جواب کا سلسلہ جاری رہا اور مجلس محترم ڈاکٹر اے لطف خان صاحب، محترم شیخ محمد عبداللہ صاحب اسٹیشن ماسٹر، محترم پروفیسر خلیل الرحمٰن صاحب اور محترم بزرگ منشی محمد حسین صاحب کی موجودگی اور ان کی گفتگو سے شگفتہ تر ہوتی چلی گئی۔

پھر تمام حضرات نے احمدیہ مسجد میں نماز مغرب ادا کی جس کے بعد محترم ڈاکٹر اے لطف خان صاحب نے اگلی ماہانہ مجلس کے اہتمام کا اعلان فرمایا۔

امید واثق ہے کہ یہ سلسلہ ہمیشہ چلتا رہے گا اور دن بدن ترقی پذیر ہوگا۔ انشاء اللہ العزیز۔ والسلام

خاکسار طارق سعید۔ معرفت شیخ محمد عبداللہ صاحب
اسٹیشن ماسٹر صدر جھنگ

خواتین احمدیہ وزیرآباد کا ماہانہ جلسہ

وزیرآباد کی جماعت بہت چھوٹی سی ہے۔ گنے چنے چند گھر ہیں خواتین کا جلسہ تو ہوتا ہے پھر بھی کئی خواتین غیر حاضر ہو جاتی ہیں۔ ان سے درخواست ہے کہ جلسے پر ضرور پہنچا کریں۔ مسز جمیل (فاطمہ حکیم) وزیرآباد تشریف لائی ہوئی تھیں۔ ان کے ساتھ بشریٰ اور رخسانہ وسیمہ نے سارے احمدی گھرانوں کا چکر لگایا۔ ان سب کو جمعہ اور جلسوں میں باقاعدگی سے پہنچنے کی تاکید کی۔ لوگوں نے بھی بڑی خندہ پیشانی سے خیر مقدم کیا اور ان کی چائے پانی سے تواضع کی۔ اور جمعہ اور جلسہ پر باقاعدگی سے پہنچنے کا وعدہ بھی کیا۔

تربیتی جلسہ ماہانہ ۲۶/۱۱/۶۵ بروز جمعرات ۲ بجے منعقد ہوا۔ جس کی کارروائی طارق احمد جہلمی نے تلاوت قرآن پاک سے کی اس کے بعد فائزہ جہلمی نے حضرت مسیح موعودؑ کی نظم ع
کبھی نصرت نہیں ملتی درِ مولیٰ سے گندوں کو
پڑھی۔ پھر بشریٰ صاحبہ نے غلبۂ قرآن کا کچھ حصہ پڑھ کر سنایا اس کے بعد فرخ شہزادہ نے حضرت مسیح موعودؑ کی نظم ع خدا کے پاک بندوں کو خدا سے نصرت آتی ہے۔ پڑھی۔ اس کے بعد بشریٰ بلے دختر نواب دین صاحب نے "ہمارے عقائد" پر مضمون پڑھا۔ پھر شہناز رشید اور رخسانہ صاحبہ نے حضرت مسیح موعودؑ کی نظم ع اک نہ اک دن پیش ہوگا تو فنا کے سامنے پڑھی۔ نسیم دختر نواب دین صاحب نے خدمتِ خلق پر بڑا اچھا مضمون پڑھا۔ صنوبر صاحبہ نے "قرآن کریم کی عملی تصویر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت میں" کے موضوع پر مضمون پڑھا۔ اس کے بعد وسیمہ جہلمی نے "قادیان کی یادیں" کے عنوان سے نظم پڑھی۔ پھر محترمہ فاطمہ حکیم صاحبہ نے تقریر کی۔ اس میں انہوں نے لاہوری احمدی جماعت اور قادیانی جماعت کا فرق بتایا، اور دونوں جماعتوں کے اختلاف کی وجوہات بیان کیں۔ طلعت حکیم صاحبہ نے حضرت مسیح موعودؑ کی نظم ع کیا ہی پیارا یہ نام احمد ہے۔ پڑھی، رخسانہ صاحبہ نے "سلسلۂ احمدیہ خدا تعالیٰ نے قائم کیا ہے" کے عنوان سے مضمون پڑھا۔ طارق احمد نے نظم ع مجھے ایک ننھا سا لڑکا نہ سمجھو" پڑھی۔ فائزہ نے توحید پر چھوٹی سی تقریر کی۔ آخر میں محترم نذیر صاحبہ نے تنقیدی تقریر کی جس میں انہوں نے کہا ہمیں ایسے مضامین پڑھنے چاہئیں جو عام فہم ہوں تاکہ دوسروں کو نکتہ چینی کا موقعہ نہ ملے۔ کیونکہ ہمارا مقصد اشاعت اسلام ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالاتِ زندگی پڑھیں آپ کے نمونہ کو اپنی زندگی کا مقصد بنا لیں۔ اس کے بعد انہوں نے نسیم صاحبہ کی تقریر کو بہت سراہا۔ اس کے طرزِ بیان کی تعریف کی۔ تقریر ختم کرنے کے بعد انہوں نے دعا کرائی۔ مجاہدین کشمیر کے لئے خاص طور پر دعا کی گئی۔ آخر میں سب سے چندہ وصول کیا گیا۔ والسلام۔ صنوبر جان

جلسۂ سالانہ میں شرکت کے لئے

(بسلسلۂ صفحہ اوّل)

انتقال کر جائے گا اس جلسہ میں اس کے لئے دعائے مغفرت کی جائے گی۔ اور تمام بھائیوں کو روحانی طور پر ایک کرنے کے لئے اور ان کی خشکی اور اجنبیت اور نفاق کو درمیان سے اٹھا دینے کیلئے بدرگاہ ربّ العزت جلشانہ کوشش کی جائے گی۔ اور اس روحانی جلسہ میں اور بھی کئی روحانی فوائد اور منافع ہوں گے جو انشاء اللہ القدیر وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہیں گے اور کم مقدرت احباب کے لئے مناسب ہوگا کہ پہلے ہی سے اس جلسۂ عام میں حاضر ہونے کا فکر رکھیں اور اگر تدبیرا در کفایت شعاری سے کچھ تھوڑا تھوڑا سرمایہ سفرِ خرچ کے لئے ہر روز یا ماہ بماہ جمع کرتے جائیں اور الگ رکھتے جائیں تو بلا دقت سرمایۂ سفر میسر آجاوے گا گویا یہ سفر مفت میسر آجائے گا اور بہتر ہوگا کہ جو صاحب احباب میں سے اس تجویز کو منظور کریں وہ مجھ کو ابھی بذریعہ تحریر خاص کے اطلاع دیں تاکہ ایک ایک علیحدہ فہرست میں ان تمام احباب کے نام محفوظ رہیں جو حتی الوسع والطاقت تاریخ مقررہ پر حاضر ہونے کے لئے جہد کریں اور بدل و جان پختہ عزم سے حاضر ہو جایا کریں۔ بجز ایسی صورت کے کہ ایسے موانع پیش آجائیں جن میں سفر کرنا اپنی حدِ اختیار سے باہر ہو جاوے اور اب جو ۲۷ر دسمبر ۱۸۹۱ء کو دینی مشورہ کے لئے جلسہ کیا گیا اس جلسہ پر جس قدر احباب محض للہ تکلیف سفر اٹھا کر حاضر ہوئے خدا ان کو جزائے خیر بخشے اور ان کے ہر ایک قدم کا ثواب ان کو عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

بحرِ حکمت کے موتی

بسلسلۂ صفحۂ اوّل

پیدا ہوتی ہے کہ باوجود حضرت نبی کریم صلعم کے اس قدر تاکیدی ارشاد کے پھر بھی معمولی معمولی باتوں پر ایک دوسرے کو قتل کر دیتے ہیں ان کے اموال پر ناجائز قبضہ کر لیتے ہیں ان کی عزتوں پر حملہ کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے اور ان جرموں کا ارتکاب محض اس لئے ہوتا ہے کہ لوگ عام طور پر حضرت نبی کریم صلعم کے اس ارشاد سے بھی مسلمانوں کو آگاہ کرنا چاہیئے ومن یقتل مؤمناً متعمداً فجزاؤہ جہنم خالداً فیہا وغضب اللہ علیہ ولعنہ واعدّ لہ عذاباً عظیماً یعنے جو شخص بھی کسی مومن کو عمداً قتل کرتا ہے اس کی جزا جہنم ہے جس میں وہ رہے گا اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب اور لعنت ہوگی، اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے عذاب عظیم تیار کیا ہوا ہے اسی طرح انہیں لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل یعنے آپس میں ایک دوسرے کے اموال کو ناجائز طور پر مت کھاؤ کی نہی بھی سنانی چاہیئے عزت کے احترام کے احکام بھی بتانے چاہئیں۔

دو قسم کے فسادات — داخلی اور خارجی اور اُن کا علاج

کشمیری اور بھارتی مسلمانوں پر اسلام کی وجہ سے ظلم و ستم

اور بھارت کی طرف سے بین الاقوامی معاہدات کی خلاف ورزی

خطبۂ جمعہ مورخہ ۲۶ نومبر ۱۹۶۵ء - فرمودہ حضرت امیر قوم مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ

بمقام جامع احمدیہ، احمدیہ بلڈنگس لاہور

یاایھاالذین اٰمنوا خذوا حذرکم فانفروا ثبات او انفروا جمیعًا ——
—— ان کید الشیطٰن کان ضعیفًا —— (سورۃ النساء ع ۹)

حضرت نبی کریم صلعم اور آپؐ کے متبعین کے مصائب

خدا تعالےٰ نے اس رکوع میں ایک نقشہ اُن مصیبتوں کا کھینچا ہے جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضورؐ کے متبعین کو پیش آئیں۔ اس نقشہ کو دیکھنے سے دل کے اندر رقت پیدا ہوتی ہے۔ یہ فتنہ از حد خطرناک تھا۔ وہ لوگ جنہوں نے کلمہ شریف پڑھا تھا ان کو دن رات اذیتیں پہنچائی جاتیں، زد و کوب کیا جاتا اور سخت ترین مظالم کا تختۂ مشق بنایا جاتا تھا۔ اُن سے کہا جاتا تھا کہ ان مصائب سے بچنا چاہتے ہو تو اسلام کو چھوڑ دو ورنہ تمہیں مٹا دیا جائے گا۔ مسلمانوں کی طرف سے اس کا یہی جواب دیا جاتا تھا کہ تمہاری اذیتیں اور تمہارے ظلم و جور سب برداشت کئے جا سکتے ہیں لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ نہیں چھوڑا جا سکتا۔

دو قسم کا فساد - داخلی اور خارجی

اُس وقت کی اور آج کی تکالیف کا نقشہ ایک ہی ہے۔ فساد دو قسم کا ہوتا ہے، ایک تو یہ کہ ملک کے اندر مخلوق کے حقوق پامال ہو رہے ہوں یہ داخلی امور ہیں کسی ملک کے داخلی امور میں امن پیدا کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ نے فرمایا ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامانات الی اھلھا۔ لوگوں کی امانتیں پورے طور پر ادا کرو یعنے لوگوں کے حقوق کی حفاظت کی جائے۔ اور اس کے ساتھ ہی فرمایا واذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل حکومت کرتے ہوئے لوگوں میں عدل و انصاف سے کام لو۔ امانت و دیانت ایک ایسی چیز ہے جو انسانی فطرت میں داخل ہے بے ایمانی اور بد دیانتی سے انسانی فطرت نفرت کرتی ہے۔ اور جہاں لوگوں کے مال کی حفاظت کی جائے، حقوق کی حفاظت کی جائے اس سے انسانی فطرت خوش ہوتی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر دشمن حملہ آور ہو تو بھی ملک میں فساد پیدا ہوتا اور جان و مال خطرے میں پڑ جاتا ہے، اس وقت قوم کی قوم کو سینہ سپر ہو کر دشمن کا مقابلہ کرنا چاہیئے۔ چنانچہ فرمایا یاایھاالذین اٰمنوا خذوا حذرکم۔ دشمن سے بچنے کے لئے سامان حفاظت مہیا کرو۔ لفظ حذر کے اندر بہت سی باتیں بیان کر دیں۔ جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا ہے واعدوا لھم ما استطعتم من قوۃ ومن رباط الخیل جس قسم کی بھی تم قوت مہیا۔ تیر و تفنگ۔ نیزہ تلوار۔ بم اور میزائل وغیرہ حاصل کر سکتے ہو کرو۔ اور یہاں فرمایا خذوا حذرکم۔ اپنے بچاؤ کی جس قدر چیزیں ہیں تمہیں مہیا ہونی چاہئیں۔ اور پھر یہ سامان جنگ حاصل کرنے کے بعد فرمایا فانفروا ثبات۔ ٹولیوں کی ٹولیاں گروہ کے گروہ اور بٹالینیں بن کر دشمن کے مقابلہ کے لئے نکلو۔ اوانفروا جمیعًا اور اگر ضرورت پڑے تو تمام لشکر نکل کھڑے ہوں۔

مختلف غزوات میں حضرت نبی کریم صلعم کا عمل۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف محاذوں پر ان ہر دو صورتوں میں دشمن کا مقابلہ کیا۔ جنگ موتہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زیدؓ کو فوج کا کمانڈر انچیف مقرر فرمایا اور ارشاد ہوا کہ اگر زیدؓ شہید ہو جائیں تو اُن کی جگہ جعفرؓ کمانڈر مقرر ہوں اور اگر انہیں بھی شہادت نصیب ہو تو عبد اللہؓ بن رواحہؓ سالار لشکر ہوں۔ جنگ موتہ میں جب ارشاد نبوی صلعم کے مطابق زیدؓ شہید ہو گئے، تو علم جہاد حضرت جعفرؓ نے اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ دشمن نے ان پر حملہ کیا اور ایک بازو کاٹ کر رکھ دیا۔ جھنڈا دوسرے ہاتھ میں اٹھا کر حضرت جعفرؓ دشمن کے خلاف برسر پیکار رہے دشمن نے دوسرا بازو بھی کاٹ دیا۔ اور انہیں شہید کر دیا اسی لئے ان کو جعفر طیارؓ کہا گیا کہ خدا تعالےٰ انہیں اور دو نئے بازو دے گا۔ ان کے بازو ٹوٹے نہیں۔ ان کے بعد عبد اللہ بن رواحہؓ نے علم سنبھالا۔ وہ بھی شہید ہو گئے۔ ان کے بعد خالدؓ نے کمان سنبھالی۔ ان کی تلوار سے دشمن کے اوسان خطا ہو گئے اور ان کو شکست ہو گئی۔

ستر قاریوں کی شہادت اور ان کا پیغام

اسی طرح بئر معونہ پر ستر قاری شہید کر دیئے گئے۔ ان کو دغا بازی اور مکاری سے قتل کیا گیا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی اس شہادت سے سخت صدمہ ہوا۔ حضرت صلعم اپنے دوستوں سے انتہاء درجہ کی محبت اور وفا رکھتے تھے۔ خدا تعالےٰ نے ایک حدیث قدسی میں اُن شہداء کی طرف سے قوم کے نام پیغام پہنچایا۔ بلغوا قومنا۔ ہماری قوم کو یہ پیغام پہنچا دیجئے قد لقینا ربنا۔ ہمیں اللہ تعالےٰ سے ملاقات کا شرف حاصل ہو گیا ہے۔ رضی عنا وہ ہم سے خوش ہو گیا ہے ورضینا عنہ۔ اور ہم بھی اس سے خوش ہیں۔ اس موت نے ان کے مقام و مرتبہ کو بڑھا دیا اور انہوں نے پیغام دیا کہ ہمارے بچوں۔ بیٹوں۔ بیٹیوں اور قوم کو یہ پیغام پہنچا دیا جائے۔ پھر تبوک میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تیس ہزار لشکر کے ساتھ چڑھائی کی، اس سے سرحد کی حفاظت مقصود تھی اور آپ کو اس میں نمایاں کامیابی حاصل ہوئی۔

جہاد کے موقعہ پر منافقین کا نقشہ

یہاں ان آیات میں کچھ لوگوں کا نقشہ کھینچا ہے فرمایا وان منکم لمن لیبطئن کچھ لوگ ایسے ہیں جو تمہارے اندر موجود ہیں وہ نماز روزہ بھی ادا کرتے ہیں۔ وہ مسلمان بھی ہیں مگر پیچھے رہ جانے والے ہیں۔ فان اصابتکم مصیبۃ۔ اگر تمہیں کوئی مصیبت برداشت کرنی پڑے، شکست ہو جائے کوئی علاقہ ہاتھ سے جاتا رہے تو کہتے ہیں کہ قد انعم اللہ علیّ اذ لم اکن معھم شہیدًا خدا نے ہم کو بچا لیا ہے ہم ان ہلاک ہونے والے لوگوں کے ساتھ نہیں گئے تھے اس لئے بچ گئے ولئن اصابکم فضل من اللہ اور اگر تمہیں فتح حاصل ہو جائے۔ مال غنیمت ہاتھ آ جائے تو کہتے ہیں کاش ہم بھی ان کے ساتھ ہوتے اور مال غنیمت حاصل کرتے۔ لیقولن کان لم تکن بینکم وبینہ مودۃ۔ وہ اس طرح پر نظر آتے ہیں کہ گویا مسلمانوں کے ساتھ وابستہ ہی نہ تھے۔ مسلمانوں کے اندر رہتے ہیں۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا مسلمانوں سے محبت ہی نہ تھی اور کہتے ہیں یٰلیتنی کنت معھم فافوز فوزًا عظیمًا۔ کاش میں اُن کے ساتھ ہوتا تو میں بھی فتح عظیم حاصل کرتا۔ اسی لئے اللہ تعالےٰ کا حکم ہے ادخلوا فی السلم کافۃ۔ ساری کی ساری قوم کو فرمانبرداری اختیار کرنی چاہیئے۔ پھر قوم پر برکت نازل ہوتی ہے۔

خدا کی راہ میں جانیں بیچنے والے مسلمان

ان کمزور قسم کے لوگوں کے بالمقابل ان جانبازوں کا ذکر کیا۔ فرمایا فلیقاتل فی سبیل اللہ الذین یشرون الحیٰوۃ الدنیا بالاٰخرۃ یعنے وہ لوگ

جہاد کے لئے نکلیں جنہوں نے خدا کی راہ میں جانیں دے دی ہیں۔ ایک تو وہ لوگ ہیں جو پیچھے رہتے ہیں۔ لیکن مومنوں کی شان یہ ہے کہ وہ پیچھے رہنے والے نہیں ہوتے وہ خدا کے راستہ میں اپنی زندگی قربان کر دیتے ہیں۔

جہاد فی سبیل اللہ کا مقصد اعلائے کلمۃ اللہ ہے

لڑنا خدا کے لئے ہے شجاعت کے لئے نہیں انتقام کے لئے نہیں۔ مال غنیمت حاصل کرنے کے لئے نہیں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم کو تقوے کی بلندیوں پر پہنچا دیا ہے کہ اگر تم نے لڑنا ہے تو ابتغاء لوجہ اللہ خدا کی رضا حاصل کرنے کے لئے لڑنا ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا یا رسول اللہ رجل یقاتل للمغنم والرجل یقاتل للذکر والرجل یقاتل لیری مکانہ فمن فی سبیل اللہ یعنی بعض لوگ مال غنیمت حاصل کرنے کے لئے اور بعض شہرت حاصل کرنے کے لئے اور بعض اپنی شجاعت دکھانے کے لئے جنگ کرتے ہیں۔ ان میں سے کون لوگ فی سبیل اللہ لڑنے والے ہیں۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من قاتل لتکون کلمۃ اللہ ھی العلیا فھو فی سبیل اللہ۔ وہ لوگ جو اس لئے جنگ کرتے ہیں کہ خدا کی بات بلند ہو، خدا اور رسول کا نام زندہ رہے، ان کی جنگ فی سبیل اللہ ہے۔ یہاں پر دونوں باتوں کا ذکر ہے نہ اپنے نفس کے لئے لڑتا ہے اور نہ اپنی کسی خواہش کو پورا کرنے کے لئے لڑتا ہے، نہ مال یا شہرت حاصل کرنے کے لئے لڑتا ہے۔ صرف خدا کے نام کو بلند کرنے کے لئے جنگ کرنا ہی فی سبیل اللہ جنگ کہلا سکتی ہے۔

مال غنیمت چرانے والا شہید نہیں

ایک شخص کو میدان جنگ میں تیر لگا۔ قوم نے کہا کہ ھنیئًا لک الشھادۃ ھنیئًا لک الشھادۃ۔ مبارک ہو تمہیں خدا کی راہ میں شہادت نصیب ہوئی ہے لیکن حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی موت شہادت نہیں، اس نے خیبر کے مال غنیمت سے ایک چادر اٹھائی تھی وہ آگ کا ٹکڑا بن کر اس کے سینہ پر جلے گی ان الشملۃ التی اخذھا من غنائم خیبر لتشتعل علیہ نارًا۔ ایک شخص ان کے لئے جان دیتا ہے۔ مگر اس کو شہادت کا رتبہ میسر نہیں۔ وہ قوم کو بہت ارفع مقام پر لے جانا چاہتے ہیں۔ قوم کو تقوے کی بلند راہوں پر چلانا چاہتے ہیں۔ یہ میدان جنگ میں قوم کو جنگ کے احکامات دیئے جا رہے ہیں۔ گویا اخلاقیات کا کالج کھلا ہوا ہے فرمایا و من یقاتل فی سبیل اللہ فیقتل او یغلب فسوف نؤتیہ اجرًا عظیمًا۔ خدا تعالےٰ کی راہ میں لڑتا لڑتا شہید ہو جائے یا غازی بن کر گھر آ جائے تو ہم اسکو بہت بڑا اجر دیں گے۔ تمہارا مرنا یا ... واپس آ جانا دونوں .... قدر کے قابل ہیں۔

کمزور اور مظلوم مسلمانوں کی فریاد

فرمایا وما لکم لا تقاتلون فی سبیل اللہ والمستضعفین من الرجال والنساء والولدان الذین یقولون ربنا اخرجنا من ھذہ القریۃ الظالم اھلھا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ مسلمان خدا کے رستہ میں میدان حرب میں نہ آئیں جبکہ کمزور مردوں .... پر ظلم ہوتا ہے۔ عورتوں پر ظلم ہوتا ہے۔ بچوں پر ظلم ہوتا ہے، یہ ظالم جو ان پر طرح طرح کے مصائب کے پہاڑ ڈھا رہے ہیں۔ عورتوں کی بے حرمتی کر رہے ہیں۔ نیزوں، بھالوں اور برچھیوں سے مظلوم اور بے کس مسلمانوں کی جانیں تلف کر رہے ہیں، اور وہ اس قدر بے دست و پا ہیں کہ ان کو کوئی مددگار نظر نہیں آتا، وہ دہائی دیتے ہیں کہ اے خدا ہمیں اس ظالم شہر سے نکال۔ واجعل لنا من لدنک ولیًا۔ اپنی جناب سے کوئی ہمارا ولی پیدا کر جو ہماری دستگیری کرے۔ واجعل لنا من لدنک نصیرًا۔ اور اپنی جناب سے ہماری حفاظت کرنے والا بھیج۔

کشمیری مسلمانوں پر بھارتی درندوں کے مظالم

اگر یہ نقشہ حضرت نبی کریم صلعم کے وقت کا ہے تو آج اہل کشمیر کا بھی یہی حال ہے۔ یہ کتاب اس وجہ سے خدا کی کتاب کہلاتی ہے کہ قیامت تک کے لئے اس کے اندر ہدایات موجود ہیں۔ آج کشمیر میں بہت بڑی مصیبت پیدا ہو چکی ہے۔ وہاں کے مسلمانوں پر ظلم ہو رہا ہے۔ دشمن نے بڑے خطرناک انسان نما درندوں کو وہاں چھوڑ رکھا ہے وہ مسلمانوں کو ایک ایک کر کے ختم کر رہے ہیں۔ ان کے مال و اسباب تلف کر رہے ہیں۔ مسلمان عورتوں کی بے حرمتی کر رہے ہیں اور بچوں کو موت کے گھاٹ اتار رہے ہیں ان کو گھروں سے زبردستی نکالا جا رہا ہے۔ اب تک سوا لاکھ آدمی نکل کر آزاد کشمیر میں پناہ لینے پر مجبور ہو گئے ہیں، اور ابھی یہ رفتار جاری ہے۔ آئے دن ان ستائے ہوئے لوگوں کی تصاویر اخباروں میں آتی ہیں جو بہت ہی لرزہ خیز ہیں۔ ان کی امداد کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ یہی اصلی جہاد ہے۔

مسلمان کی جنگ حق کی حفاظت کے لئے ہے

فرمایا الذین امنوا یقاتلون فی سبیل اللہ۔ مسلمان تو خدا کی راہ میں حق کی حفاظت کے لئے لڑتے ہیں اور کافر طاغوت کی راہ پر چل کر لڑتے ہیں۔ والذین کفروا یقاتلون فی سبیل الطاغوت۔ اور کافر لوگ طاغوت کی اتباع میں لڑتے ہیں۔ طاغوت طغیان کا مبالغہ ہے۔ طاغوت کے معنے ہیں ظلم میں تمام قسم کی حدود سے تجاوز کرنے والا۔ نہ تو اس کو بین الاقوامی قوانین کے توڑ ڈالنے کی پرواہ ہو اور نہ وہ اخلاق کی پرواہ کرتا ہے۔ جیسے ... فرعون عدل اور انصاف اور رحم و کرم کی حدود سے باہر نکل گیا تھا۔ اس لئے حضرت موسےٰ علیہ السلام کو اس کی اصلاح کے لئے بھیجا گیا تھا۔

طاغوت کے ساتھ جنگ

وہ لوگ جنہوں نے اخلاق اور بین الاقوامی معاہدوں کی پابندیاں توڑ دی ہیں اور دوسروں کے حقوق کو غصب کر رہے ہیں اور ہمارا ملک چھیننا چاہتے ہیں، اور مظلوموں کو غریب اور کمزور رعایا کو ان پر ظلم ڈھا رہے ہیں۔ یہ طاغوت ہیں فرمایا فقاتلوا اولیاء الشیطٰن۔ شیطان کا لفظ تو عام ہے۔ ایک قوم کے اندر شیطنت ہے۔ اس شیطنت کو بڑھانے والے شیطان ہیں، ان کو طاغوت بھی کہا گیا ہے ان کو شیطان بھی کہا ہے۔ اور فرمایا ہے ان کید الشیطٰن کان ضعیفا۔ خدا تعالےٰ مظلوم اور مقہور قوم کو تسلی دیتا ہے کہ یہ شیطان اور طاغوت ذلیل ہو جائیں گے، ان کی تدابیر اور ان کی مکاریاں کمزور ثابت ہوں گی۔ خدا تعالےٰ نے اس کلمہ میں ہم کو بشارت دی ہے کہ دشمن کمزور ثابت ہوگا۔ خدا ایسا ہی کرے گا۔

داؤد سیدڈ کے لئے دعا

جنوبی افریقہ سے آئے ہوئے ایک دوست مسٹر داؤد سیدڈ آج کل بیمار ہیں اور ہسپتال میں داخل ہیں۔ بیمار بھی ہیں اور واپس وطن بھی جانا چاہتے ہیں۔ ہسپتال میں اس لئے داخل کروائے گئے ہیں کہ ہسپتال کے لوگ فیصلہ کریں کہ آیا یہ اس قابل ہیں کہ سفر اختیار کر سکیں۔ اگر ایسا نہ ہو تو صحت یاب ہو کر وطن واپس جا سکیں گے۔ قوم سے ان کی التماس ہے کہ ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا فرمائیں۔

ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب کی وفات

ڈاکٹر کرم الٰہی کی وفات کی خبر ملی، اس سے مجھے بہت صدمہ ہوا۔ قوم وہی ہے جو ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک ہو۔ لیکن بعض وقت کوئی ایک بھائی خاص طور پر اپنے اوصاف کی وجہ سے ممتاز ہوتا ہے۔ یہ خاص الخاص آدمی تھے۔ بڑے مخلص اور فیاض انسان تھے۔ دل میں قوم کا درد رکھتے تھے۔ مالی قربانی کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہتے تھے۔ وہ لاکھ پتی انسان تو نہ تھے۔ لیکن کئی دفعہ انہوں نے ہزار ہزار روپیہ انجمن کو عطیہ کے طور پر دیا ہے۔ اپنے تقوے کی وجہ سے پشاور جماعت میں خاص مقام رکھتے تھے۔ میں نہیں جانتا کہ لاہور کے سب احباب انہیں جانتے ہیں یا نہیں، بہرحال مجھے اور ہر اس شخص کو جو ان کو جانتا ہے ان کی موت سے صدمہ پہنچا ہے۔ ان کے لئے نماز جمعہ کے بعد دعائے مغفرت کی جائے۔

پاکستانی افواج اور ملک و ملت کے لئے دعا

پاکستانی افواج کی فتح اور کامیابی کے لئے دعا کی جائے ملک و ملت کی سلامتی کے لئے دعا کی جائے۔ ارکان سلطنت کے لئے دعا کی جائے کہ اللہ تعالےٰ ان کی رہنمائی کرتا رہے۔

تبلیغی خطوط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
(حضرت مسیح موعودؑ)

(مرتبہ: — الحاج میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی لاہور)

شہداد پور (پاکستان)

ترجمہ خط نور محمد دادھو۔ شہداد پور۔ پاکستان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط موصول ہوا مگر اس کے جواب میں تاخیر اس لئے ہو گئی۔ کہ میں ڈیڑھ ماہ تک بیمار رہا ہوں۔ فی الحال کمزوری ہے پوری صحت نہیں ہوئی

میں فی الحال اشاعت کا کام نہیں کر سکتا کیونکہ ایم اے فائنل کا امتحان دینا ہے اس کے بعد انشاء اللہ اس کام کو میں کروں گا۔

دوسرے مجھے ابھی اس موومنٹ سے بھی بخوبی واقفیت نہیں۔ جب مجھے واقفیت ہو جائے گی تو پھر انشاء اللہ اس کام کو ہاتھ میں لوں گا۔ مجھے پر امسٹر مسیح اور مہدی کے متعلق تحریر کریں اور جو کتابیں آپ نے ارسال کی ہیں وہ انشاء اللہ میں صحتیاب ہونے پر مطالعہ کروں گا۔ مجھے اور کتابیں ارسال کریں جو میرے اسلام کے مطالعہ میں اضافہ کریں۔

(ان کو جواب دیا گیا اور کتابیں بھیجی گئیں)

نائیجیریا

ترجمہ خط از ملام صادق عیسیٰ۔ نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

میں یہ خط آپ کی خدمت میں ارسال کر رہا ہوں اور آپ کا ایڈریس مجھے ایک دوست کی وساطت سے معلوم ہوا۔ میں اسلام کی تعلیم کے متعلق علم حاصل کرنا چاہتا ہوں، اس لئے آپ مجھے وہ کتابیں ارسال کریں جن سے اسلام کی تعلیم حاصل ہو۔

امید ہے کہ مجھے تسلی بخش جواب دیں گے نیز اگر مجھے کسی اسلامی مسئلہ کے سمجھنے کی ضرورت پڑی تو آپ ضرور میری امداد کریں گے۔ والسلام

(انہیں لٹریچر اور خط کا جواب بھیجا گیا)

— (۲) —

ترجمہ خط از محمد امین۔ موہوتا۔ نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ آپ مفت کتابیں تقسیم کرتے ہیں اور یہ کتابیں محض اسلام کی اشاعت کے لئے دی جاتی ہیں۔ اس لئے آپ مجھے کتابیں ارسال کریں۔

میں عربی سکول میں استاد ہوں اور تین شلنگ کی رقم بذریعہ برٹش پوسٹل آرڈر ارسال کر رہا ہوں۔ مجھے فہرست کتب بھی ارسال کریں میں بہت مشکور ہوں گا۔

(ان کو فہرست کتب اور کتابیں بھیجی گئیں اور خط کا جواب بھی دیا گیا)

بھارت میں پچاس پاکستان اور بنیں گے

(بسلسلہ صفحہ ۲)

وغیرہ پر پہلے پنڈت نہرو کا غاصبانہ قبضہ رہا ہے اور اب شاستری قابض ہیں اور انگریز انصاف کرانے میں منہ چھپاتا پھرتا ہے

ہندو اور انگریز کی مشترکہ بیماری

ہندو اور انگریز میں ایک مشترک بیماری ہے "کالے گورے" اور "ذات پات" اور اس بیماری کا علاج اسلام اور صرف اسلام ہے۔ اور اس اسلام کے نشتر سے ہندو اور انگریز مسلمانوں سے ایسا ہی خائف ہیں۔ جیسا کہ خط بنوانے والا بچہ جراح (نائی) سے خائف رہتا ہے۔ لیکن اس "دشمنِ انسانیت" بیماری کا علاج آج نہیں تو کل کرانا ہی ہوگا۔

حقیقی اسلام

"حقیقی اسلام" جو قرآن و سنت کا تھا۔ اس میں پیشہ ور چندہ خور ملازم مبلغ نہیں تھے۔ بلکہ بطور عبادت ہر مسلمان فرض طریقہ سے تبلیغ اپنے اپنے مقام پر کیا کرتے تھے۔ اسی وجہ سے وہ دنیا کے جس حصہ میں ہوتے تھے فاتح ہوتے تھے اور مصلح ہوتے تھے۔ ہر ایک ان کو "میاں بھائی" کے القاب سے اپنا رفیق و شفیق سمجھتا تھا۔ تاریخ بتاتی ہے کہ خود عیسائی مسلمان علماء سے بائبل مقدس پڑھنے اور سمجھنے آتے تھے۔ اور ہندو آریہ ویدوں کو ان سے پڑھتے تھے۔

پاکستان مظلوموں کی حمایت کے لئے وجود میں آیا

اگر ہندو مسلمانوں سے نفرت نہ کرتا تو پاکستان ہرگز ہرگز نہیں بنتا۔ لیکن ہندو تو نفرت کرنا اپنا دھرم سمجھتا ہے یہی وجہ ہے کہ آج ایک ایک دن میں ایک ایک لاکھ اچھوتوں نے ...... بھارت میں بدھسٹ ہونا قبول کر لیا۔ لیکن یہ بیچارے سب بدھسٹ ہو کر تمام دنیا کے بدھسٹوں کی عبادت گاہ "گیاجی" کو آزاد نہ کرا سکے۔ وجہ یہ ہے کہ جس ولولہ جوش شہادت اور قربانی کی اسلام نے کر کے دکھلایا ہے۔ اسی جوش شہادت اور قربانی نے پاکستان بنا دیا اور اسی ولولہ جوش ایمانی سے کشمیر کے ساتھ کچھ اور کو بھی آزاد کرا کے پاکستان بنانا ہوگا۔ کیونکہ پاکستان کمزور اور مظلوموں کی حمایت کے لئے وجود میں آیا ہے۔

کشمیر کا غیر مسلم پاکستان کے ساتھ ہیں۔

رائے شماری سے پنڈت نہرو اس لئے ڈرتے تھے کہ اب سکھ، عیسائی، اچھوت، سچھوت، ہندوؤں کے بچاؤ میں نہیں آئیں گے۔ اب مسلمانوں سے بہت زیادہ یہ سب جماعتیں بھارت میں ہندوؤں سے نفرت کرتی ہیں۔ اور ہم چیلنج سے کہتے ہیں کہ "کشمیر" میں رائے شماری کی بہت بھاری اکثریت سے سکھ، اچھوت، سچھوت اور عیسائی وغیرہ اپنی رائے پاکستان کے حق میں دیں گے۔ کیونکہ پاکستان کے پاس گورنمنٹ بنانے کا نظریہ دین "دھرم" کا ہے۔ اور بھارت کے پاس بے ایمانی اور بے دینی کا ہے۔ اور یہ عقیدہ دیر تک نہیں چل سکتا۔ اسی لئے گورنمنٹ بھارت دیوالیہ ہو رہی ہے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

پیغام صلح

لاہور

زر مبادلہ
پاک و ہند سے چھ روپے
بیرونی ممالک سے ۱۔
ایک پونڈ

فی پرچہ ۔ ۱۳ پیسے

مدیر ۔ دوست محمد
مدیر معاون ۔ بشیر احمد سونہ

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیرالرسل خیرالانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نام او
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دُوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں
۳۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی
۴۔ سب صحابہؓ اور بعض ائمہ قابلِ احترام ہیں۔
۵۔ سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
۶۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا۔

جلد ۵۳ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۱۴ شعبان المعظم ۱۳۸۵ھ مطابق ۸ دسمبر ۱۹۶۵ء | نمبر ۴۶

جماعت احمدیہ لاہور اور اہلِ ربوہ کے لئے خوشخبری

"ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں"

(الہام حضرت مسیح موعودؑ)

گذشتہ سال جلسہ سالانہ کے موقعہ پر لاہور اور ربوہ سے تعلق رکھنے والے احمدی احباب نے احمدیہ ہال کو دیکھکر جو احمدیہ بلڈنگس لاہور میں تعمیر ہوا ہے بہت خوشی کا اظہار کیا تھا۔

ان احباب کی اطلاع کے لئے یہ لکھا جاتا ہے کہ احمدیہ ہال سے ملحقہ عمارات کا سلسلہ اب برانڈرتھ روڈ تک پہنچ چکا ہے اور عین لب سڑک جو دو منزلہ عمارات تعمیر ہوئیں ہیں ان میں اس کمرہ کو بھی از سرِ نو تعمیر کیا گیا ہے جہاں حضرت مسیح موعودؑ کا وصال ہوا تھا، جو دوست اس کمرہ کی زیارت کرنا چاہیں وہ جلسہ کے موقعہ پر بخوشی زیارت کا ثواب حاصل کر سکتے ہیں۔

خواتین احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سالانہ جلسہ

۱۷ دسمبر ۱۹۶۵ء بروز جمعہ صبح دس بجے تا ۱/۲ ۱۲ بجے

زیر صدارت: بیگم صاحبہ میاں فاروق احمد صاحب ملتان

احمدیہ ہال، احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور میں منعقد ہوگا۔

ذیل کی خواتین اپنے خیالات سے مستفید فرمائیں گی:

تلاوت قرآن مجید و نظم:۔ ادیبہ خواجہ نعیم و طاہرہ بنت ڈاکٹر وزیر محمد قریشی صاحب مرحوم۔

(۱) محترمہ بیگم صاحبہ چوہدری ظہور احمد صاحب (۲) محترمہ رضیہ علی صاحبہ بنت ڈاکٹر حضرت مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم (۳) بیگم صاحبہ مولانا عبدالمنان عمر صاحب (۴) محترمہ فاطمہ جمیل صاحبہ (۵) بیگم مسرت بشیر صاحبہ (۶) محترمہ مسز ثریا نسیم صاحبہ (۷) بیگم جمیلہ جعفری۔

اجلاس کے بعد دستکاری کی نمائش ہوگی جس میں مستورات کے ہاتھوں کی بنی ہوئی اشیا برائے فروخت رکھی جائیں گی جن کی فروخت سے آمدہ روپیہ اشاعت اسلام میں دیا جائے گا۔ جملہ خواتین کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اپنی اپنی دستکاری قبل از وقت بھجوا دیں۔

الداعی:۔ بیگم حضرت مولانا صدرالدین صاحب و بیگم کرنل [illegible] شاہ صاحب۔ احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ۔ لاہور

مجلس مذاکرہ تنظیم خواتین احمدیہ کے زیر اہتمام مؤرخہ ۱۸ دسمبر ۱۹۶۵ء بروز ہفتہ دو بجے دوپہر احمدیہ ہال احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور میں ایک مجلس مذاکرہ منعقد ہوگی۔ پاکستان کے مختلف کالجوں کی طالبات "جہاد میں عورت کا حصہ" کے عنوان پر تقاریر کریں گی اور کامیاب مقررات کو انعامات دیئے جائیں گے۔

الداعی:۔ محمودہ بیگم بنت مولانا صدرالدین صاحب امیر جماعت احمدیہ۔ احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ۔ لاہور

ضروری اطلاع جلسہ خواتین کے مندرجہ بالا پروگرام سے ظاہر ہے کہ یہ جلسہ ۱۷ دسمبر کو بروز جمعہ صبح دس بجے سے ساڑھے بارہ بجے تک منعقد ہوگا اور اس کے بعد جمعہ کی نماز ہوگی اور بعد نماز جمعہ جلسہ عام منعقد ہوگا۔ جو اگلے دو دن ۱۸ اور ۱۹ دسمبر (بروز ہفتہ، اتوار کے ایک بجے تک) جاری رہے گا۔ اس جلسہ کا پروگرام اسی اشاعت میں دوسری جگہ درج ہے، قبل ازیں مستورات کے جلسہ کے لئے جو ۱۶ دسمبر ۱۹۶۵ء کا دن مقرر کیا گیا تھا وہ منسوخ کر دیا گیا ہے۔

ڈاکٹر رادھا کرشنن صدر ہندوستان کے

متضاد بیانات اور غلط طرزِ عمل

ہندوستان کے یوم آزادی کی اٹھارھویں سالگرہ کے موقعہ پر ۱۵ اگست کو ڈاکٹر رادھا کرشنن نے اپنی نشری تقریر میں فرمایا:-

"—— ہمارا دستور جو ہم نے ۱۹۵۰ء میں اختیار کیا تھا۔ اس مقصد کا آئینہ دار ہے۔ کہ ایک زیادہ مہذب دنیا اور ایک بہتر معاشی نظام تعمیر کیا جائے اور انسان ایک ایسی زندگی بسر کرے جو عدم تحفظ کے خوف سے آزاد ہو اور اُس کی روح کو کچلا نہ جائے"

ہم انسان کے حقوق کے قائل ہیں۔ خواہ اُس کا رنگ مذہب ذات اور فرقہ کچھ ہی کیوں نہ ہو۔ اور اس کے لئے ضروری ہے کہ ہم معاشری امتیاز اور معاشی تفاوت کو ختم کر دیں۔ جو غربت جہالت اور بیماری کی پیداوار ہیں —— اگر ہم اقوام متحدہ کے اصُولوں اور ارادوں سے وفاداری کا دعوے کرتے ہیں لیکن خود اپنے معاملات طے کرنے میں اپنا نقطۂ نظر منوانے کے لئے فوجی طاقت سے کام لیتے ہیں تو ہم کو ریاکار قرار دے کر ہماری مذمت کی جائیگی اگر ہم اقتدار سیاست کے نہیں بلکہ پُر امن بقائے باہمی کے قائل ہیں تو ہمیں اپنے دشمن کو حقارت کی نظر سے نہیں دیکھنا چاہیئے۔ اور فرض نہیں کر لینا چاہیئے کہ ہم ہمیشہ حق پر ہوتے ہیں اور دشمن ہمیشہ غلطی پر ہوتا ہے —— ہمیں ایک ایسی دنیا تعمیر کرنی چاہیئے جہاں قانون کی پابندی اور آزادئ رائے ہو۔ اور جو تشدد اور جبر سے پاک ہو۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم نہ صرف فیاضی دکھائیں بلکہ بین الاقوامی تنازعات کو پُر امن اور مہذب طریقوں سے طے کرنے میں بھی پیش قدمی کریں۔

"—— ویت نام میں جو موت اور تباہی پھیلی ہوئی ہے ہم اُس سے لرزہ براندام ہیں۔ اب دو ہی راستے کھلے ہوئے ہیں یا تو جنگ کے دائرہ کو اس کی تمام تر تباہ کاریوں کے ساتھ وسیع تر کر دینا یا گفت و شنید سے کوئی تصفیہ کرنا۔ خواہ اُس کے لئے کچھ قربانیاں بھی دینا پڑیں ویت نام میں امن بحال کرنے کے لئے جو کوششیں کی جا رہی ہیں ہمیں اُن کی تائید کرنی چاہیئے ——"

یہ وہ قابل قدر خیالات اور جذبات ہیں جو ڈاکٹر رادھا کرشنن نے بحیثیت ایک فلسفی کے ویٹ نام کی لڑائی کے سلسلے میں ظاہر کئے اور دنیا بھر نے انہیں قدر کی نگاہ سے دیکھا۔

ابھی اس بیان کو پورے دس روز بھی نہ گزرے تھے کہ انہی ڈاکٹر رادھا کرشنن نے کشمیر کے بگڑے ہوئے حالات کے مدنظر ۲۶ اگست کی اپنی نشری تقریر میں یہ کہا کہ ہندوستان کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہر وقت ہر طرح کے حملے کے لئے تیار رہے۔ دفاع کے لئے فوجی اقدام بہترین منصوبہ ہے۔ یہ اُس وقت کہا گیا جب ہندوستانی افواج نے پاکستان پر یکلخت حملہ کر کے کشمیر کے شمال میں تین چوکیوں پر قبضہ کر لیا تھا اور دیگر مقامات پر حملے کی دھمکیاں دی جا رہی تھیں۔ خدا کی شان ہے کہ صلح و آشتی کے پیغامبر نے یہ نہیں کہا کہ آپس کے جھگڑے کا پُر امن اور مہذب طریقے سے گفت و شنید کے ذریعے سے تصفیہ کرنا چاہیئے۔ خواہ اس میں قربانیاں ہی کیوں نہ دینی پڑیں۔ بلکہ ایسے وقت میں جبکہ ان کا ملک جنگ و جدل پر تلا ہوا تھا، یہ تلقین فرما کر ——لڑائی میں پیش قدمی دفاع کے لئے بہترین قدم ہے —— جلتی آگ پر اور تیل چھڑکا۔ اور جنگ کے شعلے لتنے بھڑک اُٹھے کہ الامان والحفیظ۔

لیکن پھر تین روز کے اندر اندر ڈاکٹر رادھا کرشنن کے فلسفے نے زور پکڑا۔ اور انہوں نے آنجہانی مہاتما گاندھی کی سولویں برسی کے سلسلے میں ۱۸ اگست کو تقریر کرتے ہوئے یہ کہا کہ

"—— ہم اگر قومی وقار کے تقاضے سے بھی تشدد سے کام لیں تو ہمارا یہ فعل بھی سراسر غلط ہوگا۔ اگر ہم گاندھی جی کے سچائی اور اہنسا کے اصولوں پر خلوص دل سے عمل کرنے لگیں تو دنیا کی حالت پہلے سے بہت بہتر ہو جائے محض وطن پرستی ہی معراج زندگی نہیں۔ بلکہ تہذیب انسانی کو ایسی تنگ دلی زیب نہیں دیتی۔"

یہ بھی یاد دلایا کہ گذشتہ جنگِ عالمگیر میں مہاتما گاندھی نے تشدد اور جنگ کی زبردست مذمت کی تھی۔

پھر ۶ ستمبر کو تمام بین الاقوامی قوانین کے خلاف اعلان جنگ کئے بغیر ہندی افواج نے لاہور پر چڑھائی کر دی اور لاہور کو چاروں طرف سے گھیرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا۔ ان واقعات کو سرے سے نظر انداز کر کے ڈاکٹر رادھا کرشنن نے اپنی ۱۲ ستمبر کی تقریر میں یہ کہا کہ بھارت سخت مشکل سے دوچار ہے اور یہ بحران پاکستان کا پیدا کردہ ہے۔ اگر وہ سچائی کے علمبردار ہوتے تو اس کے برعکس کہنے پر مجبور ہو جاتے۔ انہیں یہ کہنا پڑتا کہ پاکستان اس وقت سخت مشکل میں ہے اور یہ بحران ہندوستان نے پیدا کیا ہے۔

اگرچہ ڈاکٹر رادھا کرشنن کے اس وقت کے بیانات پڑھے لکھے اور دیانتدار انسان کے لئے تعجب اور سراسیمگی کا باعث بنے ہیں۔ لیکن ان کا ۲۶ ستمبر کا ریڈیو پر بیان تو ایک فلسفی نہیں بلکہ ایک چالاک اور حیلہ ساز سیاسی انسان کی زبان سے نکلا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ کشمیر کا الحاق ہر لحاظ سے مکمل ہے اور رائے شماری نہ تو قابل عمل ہے اور نہ ضروری ہے۔ قابل عمل اس لئے نہیں کہ سترہ برس میں حالات بدل گئے ہیں۔ واقعات سے آنکھیں بند کر کے بیان دینا ایک فلسفی کا کام نہیں ہوتا۔ جواہر لال کے آخری وعدے کو تو ابھی دس سال بھی نہیں گزرے۔ انہیں سترہ سال کس حساب سے کہا جاتا ہے۔ اور پھر حالات میں کیا تبدیلی آگئی ہے جس کی وجہ سے آزادانہ رائے شماری ناممکن ہو گئی ہے۔

۱۰ ستمبر کو یہ حق پرست فلسفی، یہ امن و آشتی کا نام لیوا فلسفی وزیر اعظم کے ہمراہ نہیں بلکہ اپنے سامان جنگ مہیا کرنے والے مشیر کے ساتھ چیکوسلواکیہ اور چند دیگر ممالک کو تشریف لے گیا اور وہاں فلسفہ کے پاکیزہ لباس میں سیاسی ریشہ دوانیوں اور دروغ بافیوں کے علاوہ سامانِ حرب خریدنے میں مصروف رہا۔

ڈاکٹر رادھا کرشنن کے ان متضاد بیانات اور افعال میں ان تین وجوہات میں سے ایک ہو سکتی ہے —— اوّل یہ کہ ان کے فلسفہ اور ان کے عہدے کے تقاضوں کے تصادم سے اُن کی شخصیت دو حصّوں میں تقسیم ہو گئی ہے اور اب وہ ایک نفسیاتی مریض ہیں جن کی حالت قابل رحم ہے اور جن کی صحت کے متعلق ماہرین نفسیات کو توجہ کرنی چاہیئے۔

دوسرا امکان یہ ہے کہ ۱۵ اگست کے بیانات تو ان کے اپنے ہیں اور باقی بیانات ریاست کے طاقتور حکام نے ان کے منہ سے نکلوائے ہیں۔ اگر یہ درست ہے تو اُن پر کمزوری کا سخت الزام آتا ہے۔ یہ کمزوری اُن کے شایان شان نہ تھی۔ بہتر ہوتا کہ مرن برت رکھ لیتے یا اپنے عہدۂ صدارت سے استعفاء دے دیتے۔ لیکن غلط بیانیوں اور غلط استدلال کو اپنی زبان سے ہرگز نہ نکلنے دیتے۔ مہاتما گاندھی کے بعد لوگوں کی نگاہیں ان کی طرف اٹھتی تھیں۔ لیکن —— ایسا شخص جو دوسروں کے کہنے پر اپنے اعتقادات کے خلاف قول و فعل پر مجبور ہو جائے وہ مہاتما کا جانشین کیسے ہو سکتا ہے۔

تیسری وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ خود ڈاکٹر رادھا کرشنن دیدہ و دانستہ غلط بیانیوں اور غلط استدلال پر اتر آئے ہوں اور دوسروں کے دباؤ سے نہیں بلکہ اپنی مرضی سے انہوں نے اپنے آپ کو حیلہ بازوں کے زمرے میں ڈال دیا ہو۔ اور اپنے فلسفیانہ لبادے کو ایک دھوکے کی ٹٹی بنا لیا ہو۔

اصل وجہ ان میں سے کوئی بھی ہو۔ ان کی شخصیت کا انتشار ہو، دوسروں کا دباؤ ہو یا ان کا تضاد بیان جو محض اپنی مرضی سے —— تینوں حالتوں میں یہ ایک افسوسناک امر ہے۔ ڈاکٹر رادھا کرشنن نے ہر حالت میں اپنی اس صورت کو جس میں دنیا انہیں دیکھتی رہی ہے بری طرح مسخ کر دیا ہے اور اپنی شہرت کو بہت بڑا دھکا لگایا ہے۔

کاش! —— وہ اپنے آپ کو سیاست سے پاک رکھتے اور اگر اس میں پڑ بھی گئے تھے تو خود کو مہاتما گاندھی کی طرح اس کی آلودگیوں سے محفوظ رکھتے۔

(ثقافت)

درخواست دعا

—— مسٹر داؤد بیگ و صلاح الدین بٹ ولد عبدالشکور بٹ۔ اور فیض الرحمٰن ولد چوہدری خلیل الرحمٰن صاحب کی صحت کے لئے احباب سے دعا کی درخواست ہے۔

ہفت روزہ پیغام صلح —— لاہور —— مورخہ ۸ر دسمبر ۱۹۶۵ء

غزوۃ الہند

گزشتہ اشاعت میں موجودہ جنگ کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کی ایک پیشگوئی پر تبصرہ کیا گیا تھا۔ جس میں اس جنگ کو زلزلۂ شدیدہ کے نام سے تعبیر کیا گیا اور جہاں حضرت مسیح موعودؑ کے رویا میں اس کا وقوع رات کے دو بجے بتایا گیا ہے وہاں الہام الٰہی میں یہ بھی واضح کیا گیا ہے کہ :-

"خدا فرماتا ہے میں چھپ کر آؤں گا میں اپنی فوجوں کے ساتھ اس وقت آؤں گا جب کسی کو گمان بھی نہ ہو گا کہ ایسا حادثہ ہونے والا ہے غالباً وہ صبح کا وقت ہو گا یا ایسا وقت جو اس کے قریب ہے۔"

اس الہام میں :-

(۱) میں چھپ کر آؤں گا۔

(۲) اپنی فوجوں کے ساتھ آؤں گا۔

(۳) اس وقت آؤں گا جب کسی کو گمان بھی نہ ہو گا کہ ایسا حادثہ ہونے والا ہے۔

(۴) غالباً وہ صبح کا وقت ہو گا یا ایسا وقت جو اس کے قریب ہے۔

یہ چاروں باتیں چھ ستمبر ۱۹۶۵ء کے بھارتی حملے کے خلاف تائید ایزدی کی صورت میں وقوع پذیر ہوئیں، اس وقت جب بھارت کی افواج پاکستان کے قریب آ پہنچیں، پچھلی رات کا وقت تھا، جب حضرت مسیح موعودؑ کے رویاء کے مطابق دو بجنے والے ہوں گے، لیکن پاکستان کی سرحد کے اندر جب وہ داخل ہوئیں تو صبح یا اس کے قریب کا وقت تھا۔ اور یہ وہی وقت تھا جب اللہ تعالیٰ اپنی نصرت سے آنے والی افواج کے ساتھ آیا اور بھارتی افواج کے دلوں میں ایسا رعب اور دہشت پیدا کر دیا کہ وہ اس ڈر سے آگے نہ بڑھ سکیں کہ پاکستان نے آگے کوئی سرنگیں بچھا رکھی ہیں یا پاکستانی افواج ایسی جگہ چھپی ہوئی ہیں جہاں سے وہ اچانک نکل کر انہیں تہس نہس کر دیں گی، حالانکہ اس وقت پاکستان میں کسی کو گمان بھی نہ تھا کہ ایسا ہونے والا ہے، یہ خدا تعالیٰ ہی کی افواج تھیں جنہوں نے اس وقت اس حملہ کو روکے رکھا جب تک پاکستانی افواج وہاں پہنچ گئیں۔ اور پھر انہی افواج ہی کے ذریعے نہایت کامیابی کے ساتھ بھارتی لشکر کو پسپا کر دیا۔

اس جنگ کی اہمیت جہاں حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی اور رؤیا و الہامات سے معلوم ہوتی ہے وہاں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں بھی اس کا ذکر پایا جاتا ہے جس میں اس کو **غزوۃ الھند** کا نام دیا گیا ہے۔ چنانچہ نسائی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ وعدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۃ الھند فان ادرکتہا انفق فیہا نفسی ومالی ان قتلت کنت افضل الشہداء وان رجعت فانا ابوھریرۃ المحرر یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے غزوۃ الھند (ہندوستان کی جنگ) کے متعلق وعدہ فرمایا، اگر میں اس کو پاؤں تو اپنی جان اور مال خرچ کر دوں اور اگر مارا جاؤں تو افضل الشہداء ہوں گا۔ اور اگر زندہ بچ کر واپس آ جاؤں تو آزاد ابوہریرہ ہوں گا۔

اس حدیث سے اس جنگ کی اہمیت ظاہر ہے، اس میں شک نہیں کہ اس سے قبل بھی ہندوؤں اور مسلمانوں میں جنگیں ہوتی رہیں لیکن وہ جنگیں سیاسی تھیں، جن کا مقصد ملک گیری کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ اور ان میں مسلمان باہر سے حملہ آور ہوتے تھے، موجودہ جنگ مذہبی رنگ رکھتی ہے جس میں ہندوستان پاکستان کی مذہبی اور اسلامی ریاست پر اس لئے حملہ آور ہوا ہے، کہ یہ ایک مسلمان ملک ہے، جس کے وجود کو وہ کسی طرح برداشت نہیں کر سکتا، پس یہی وہ جنگ ہے جس کو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۃ الھند کے نام سے پکارا ہے اور حضرت ابوہریرہؓ نے اس میں شرکت اور شہادت کو افضل قرار دیا ہے۔ یہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دور رس کشفی نظر کا کرشمہ ہے کہ آپ نے چودہ سو برس کے بعد پیش آنے والے واقعات کی خبر اس وقت دے دی جب مسلمان نہایت کس مپرسی کی حالت میں مکہ اور مدینہ کے اندر گھرے ہوئے تھے، اور ہندوستان تو ایک طرف عرب کی سرحدیں بھی دشمنوں سے گھری ہوئی تھیں اسی قسم کی اور پیشگوئیاں بھی ہیں جو آپ نے موجودہ زمانہ کے پیش آنے والے واقعات کے متعلق[۲۵] ہیں، مثلاً خروج دجال، غلبۂ عیسائیت، یاجوج ماجوج کی آویزش وغیرہ۔

[۲۵] آپ نے فرمائی

حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئیاں بھی دراصل حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے معجزات کارناموں کا ایک حصہ ہیں، کیونکہ آپؐ کی کامل متابعت سے انہیں اللہ تعالیٰ کا وہ قرب نصیب ہوا جو مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ اور اظہار علی الغیب کا موجب ہوا، اسی وجہ سے اولیاء اللہ کی کرامات حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں شمار ہوتی ہیں۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اور حدیث میں جو نسائی کے باب الجہاد میں موجود ہے یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصابتان من امتی حرزھما من النار عصابۃ تغزو الھند وعصابۃ تکون مع عیسی بن مریم علیہ السلام یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے دو گروہ ایسے ہیں جنہیں دوزخ کی آگ سے بچایا گیا ہے، ایک وہ گروہ جو ہندوستان کی جنگ میں معرکہ آرا ہوتا ہے اور دوسرا گروہ وہ ہے جو عیسیٰ ابن مریم کی معیت میں ہو گا۔

اس حدیث میں جہاں غزوۃ الھند میں شرکت کو نار جہنم سے رستگاری کا موجب قرار دیا گیا ہے اور یہ ہمارے فوجی بھائیوں اور میدان غزا میں شریک ہونے والوں کے لئے ایک عظیم خوشخبری ہے، وہاں مسیح موعودؑ کا ساتھ دینے والوں کو بھی بشارت دی گئی ہے کہ وہ دوزخ کی آگ سے بچائے جائیں گے، یہ بشارت ان لوگوں کے لئے قابل توجہ ہے جو امام زمانہ کی جس نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا اور واقعات نے ثابت کر دیا کہ اس کا دعویٰ بالکل حق بجانب اور صحیح ہے) معیت سے گریز کرتے اور اس کی مخالفت پر کمربستہ ہیں، اگر یہ جنگ جو اس وقت درپیش ہے وہی ہے جس کو حدیث نبوی میں غزوۃ الھند کے نام سے پکارا گیا ہے اور اگر ان دو گروہوں میں سے جن کے دوزخ کی آگ سے بچائے جانے کا ذکر مذکورہ بالا حدیث میں ہے ایک گروہ وہ ہے جو موجودہ غزوۃ الھند میں شریک ہے تو لازمی ہے کہ دوسرا گروہ وہ ہونا چاہیئے جو موجودہ مدعی مسیح موعود حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کی متابعت و معیت میں اشاعت اسلام کے جہاد کبیر میں مشغول ہے، کیونکہ حدیث میں دونوں گروہوں کا اکٹھا ذکر کیا گیا ہے، اور دونوں کے لئے دوزخ کی آگ سے بچائے جانے کی بشارت دی گئی ہے، کاش ان بشارات نبویؐ کی طرف ہمارے مسلمان بھائی توجہ کریں اور امام وقت کا ساتھ دے کر اور جہاد کبیر میں شامل ہو کر اس بشارت عظمیٰ سے مستفید ہوں۔

مرحوم شیخ غلام محمد صاحب کی یاد میں

شیخ غلام محمد مرحوم کے فرزند گرامی ڈاکٹر مبارک احمد صاحب ایم بی بی ایس نے گذشتہ سال مہمانان جلسہ کے علاج معالجہ کی خدمات مفت سرانجام دی تھیں۔ امسال بھی انہوں نے مہتمم صاحب جلسہ سالانہ کو یہ اطلاع دی ہے کہ وہ جلسہ میں شامل ہونے والے احمدی حضرات کے علاج معالجہ کی خدمات ایام جلسہ میں مفت سرانجام دیں گے جس میں

(۱) مفت مشورہ۔

(۲) قیام گاہوں میں جا کر بیماروں کو بلا معاوضہ دیکھنا۔

(۳) پیٹنٹ اور قیمتی دوائیوں کے ماسوا باقی دوائیاں مفت دینا۔

(۴) مفت ٹیکے لگانا اور ڈریسنگ وغیرہ کرنا۔

شامل ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ

"میں نے قیام گاہوں پر جا کر بیماروں کو دیکھنے کے انتظامات کر لئے ہیں۔"

یہ بھی لکھا ہے کہ "یہ خدمات اپنے پیارے والد مرحوم شیخ غلام محمد صاحب کی یاد میں سرانجام دی جائیں گی جنہوں نے اسلام اور احمدیت کے لئے اپنی زندگی وقف کر رکھی تھی، اور انہوں نے ہمیں وصیت کی تھی کہ اس جماعت کے ساتھ تعلق قائم رکھیں .... اور اس کی تائید و حمایت .... کرتے رہیں"

ڈاکٹر صاحب موصوف ایک قابل اور ہونہار نوجوان ہے، ان کی یہ پیشکش ہر طرح لائق تحسین اور قابل مبارکباد ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے، اور دینی اور دنیوی حسنات سے متمتع فرمائے۔ آمین۔

پیغام صلح خود مطالعہ فرمائیں اور اپنے حلقہ احباب تک پہنچائیں۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا

باونواں (۵۲) سالانہ جلسہ

بتاریخ ۱۷، ۱۸، ۱۹ دسمبر ۱۹۶۵ء (بروز جمعہ۔ ہفتہ۔ اتوار)

بمقام احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ۔ لاہور

پروگرام جلسہ

۱۷ دسمبر بروز جمعہ مستورات کا جلسہ صبح ۱۰ بجے سے ½۱۲ بجے تک جس کا پروگرام دوسری جگہ درج کیا گیا ہے۔ جلسہ کے بعد دستکاری کی نمائش ہوگی۔

افتتاحی تقریر و خطبہ:- حضرت امیر قوم ایدہ اللہ مولینا صدرالدین صاحب۔ ½۱ بجے سے ۳ بجے تک

اجلاس:- زیر صدارت خانبہادر ڈاکٹر سعید احمد صاحب ستارۂ خدمت۔ ۳ بجے سے ½۵ بجے تک

—— ۱۷ دسمبر ۱۹۶۵ء بروز جمعہ ——

تلاوت قرآن کریم ... : حافظ محمد بوستان صاحب ... } ۳ بجے سے ¼۳ بجے تک
ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ ... : مولوی دوست محمد صاحب ... }

اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ... : ملک ظفر اللہ خان صاحب ... : ¼۳ بجے سے ¾۳ بجے تک

زمانہ کی گردش اور مسلمان قوم ... : میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی ستارۂ خدمت ... : ¾۳ بجے سے ¼۴ بجے تک

تقریر ... : حضرت مولینا عبدالحق صاحب ودیارتھی فاضل سنسکرت عبرانی : ¼۴ بجے سے ½۵ " "

تقاریر کا انعامی مقابلہ

زیر اہتمام ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن۔ ۸ بجے شب بہ عنوان "اسلام میں جہاد کی اہمیت" برائے طلبائے کالج۔ (۲) "جہاد تاریخ اسلام کی روشنی میں" برائے طلبائے مدارس۔ احمدیہ مسجد احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور میں منعقد ہوگا۔

---

۱۸ دسمبر ۱۹۶۵ء بروز ہفتہ

پہلا اجلاس:- زیر صدارت جناب شیخ میاں فاروق احمد صاحب ملزاوز۔ ½۹ بجے سے ½۱۲ بجے تک

تلاوت قرآن مجید ... : حافظ شبیر محمد صاحب نوشابی ... }
نظم طلبائے مسلم ہائی سکول نمبر ۲ : عبدالرزاق و سلطان احمد ... } ½۹ بجے سے ۱۰ بجے تک
چند باتیں ... : چوہدری سید احمد صاحب بدوملہی ... }

تقریر ... : مرزا مسعود بیگ صاحب ایم۔اے۔ : ۱۰ بجے سے ½۱۰ بجے تک

تفسیر اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ : میاں اے آر یوسف صاحب ایڈووکیٹ لاہور : ½۱۰ بجے سے ¼۱۱ بجے تک

رپورٹ سالانہ ... : آنریری جنرل سیکرٹری ... : ¼۱۱ بجے سے ½۱۱ بجے تک

ارشادات ... : حضرت امیر مولینا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ : ½۱۱ بجے سے ½۱۲ بجے تک

دوسرا اجلاس:- زیر صدارت الحاج حضرت شیخ میاں محمد صاحب ملزاوز۔ ½۲ بجے سے ۵ بجے تک

تلاوت قرآن مجید ... : حافظ محمد یوسف صاحب سکول نمبر ۲ لاہور }
نظم ... : محمد اعظم علوی ... } ½۲ سے ۳ بجے تک

حجر اسود ... : مرزا معصوم بیگ صاحب بی۔اے ... : ۳ بجے سے ½۳ بجے تک

جنگ مقدس ... : حافظ چوہدری محمد حسن صاحب چیمہ ایڈووکیٹ : ½۳ بجے سے ۴ بجے تک

تقریر ... : خانبہادر ڈاکٹر سعید احمد صاحب ستارۂ خدمت : ۴ بجے سے ½۴ بجے تک

حیات نور ... : حکیم عبدالوہاب عمر صاحب ... : ½۴ بجے سے ۵ بجے تک

اجلاس مجلس معتمدین مورخہ ۱۸ دسمبر ۱۹۶۵ء

۸ بجے شب دفتر حضرت امیر قوم ایدہ اللہ میں منعقد ہوگا۔

۱۹ دسمبر ۱۹۶۵ء بروز اتوار

مذاکرہ علمیہ: موضوع:- "جہاد فی الاسلام اور بھارت کا جارحانہ اقدام"

زیر صدارت:- حضرت مولانا محمد یعقوب خان صاحب سابق امام مسجد ووکنگ ½۹ سے ۱ بجے تک

تلاوت قرآن مجید ... : عبدالوحید صاحب سکول نمبر ۲ }
نظم ... : مولوی گل محمد ماحی (پنجابی نظم) ... } ½۹ بجے سے ۱۰ بجے تک

مقررین صاحبان:-

مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع ... : ۱۰ بجے سے ½۱۰ بجے تک

علامہ علاؤالدین صاحب صدیقی ... : ½۱۰ بجے سے ۱۱ بجے تک

پروفیسر ابوبکر الغزنوی صاحب ... : ۱۱ بجے سے ½۱۱ بجے تک

مولینا عبداللطیف عمر صاحب ایم۔اے : ½۱۱ بجے سے ۱۲ بجے تک

صدارتی ریمارکس ... : ۱۲ بجے سے ½۱۲ بجے تک

اختتامی تقریر و دعا:- از حضرت امیر قوم مولینا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔

جلسہ سالانہ کے معزز مہمانوں کی خدمت میں التماس

احمدیہ بلڈنگس میں مکانوں کی قلت کے پیش نظر معزز مہمانوں کی خدمت میں مؤدبانہ التماس ہے کہ وہ فیملی سسٹم پر ...... اصرار نہ فرمائیں بلکہ حتی الوسع مرد، مردوں کی مشترکہ قیام گاہ میں اور خواتین خواتین کی مشترکہ رہائش گاہ میں قیام پذیر رہیں۔

محض رضائے الٰہی کی خاطر آپ سفر و اخراجات کی صعوبتیں قبول کر کے یہاں آتے ہیں۔ خدا تعالیٰ آپ کے اخلاص کو قبول فرمائے۔ آمین۔

منتظمین جلسہ آپ کی خدمت میں مفصلہ ذیل گزارشات کرتے ہیں:-

جملہ نمازوں میں باجماعت شرکت۔ اوقات نماز:- نماز فجر ۶ بجے۔ نماز ظہر و عصر ۲ بجے۔ نماز مغرب و عشاء ½۵ بجے۔

ادب

(۱) حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی اس جماعت کی ترقی و توسیع کے لئے عاجزانہ دعائیں۔

(۲) جملہ اجلاسوں میں بروقت شرکت بالخصوص صبح ½۹ بجے جلسہ شروع ہونے کی پابندی۔

(۳) براہِ مہربانی جلسہ گاہ میں جا کر مسجد کے اندر اطمینان سے بیٹھیں۔ کرسیاں غیر از جماعت دوستوں کے لئے خالی رہنے دیں۔

راستوں اور گلیوں میں کھڑے رہنے سے تکلیف ہوتی ہے۔

(۴) حفاظت:- کمروں سے باہر محافظ مقرر ہیں۔ مزید حفاظت کے لئے اپنے میں سے دو اصحاب کو مقرر کر لیں جن کے پاس چابیاں رہیں۔

(۵) کھانے کے اوقات کو ملحوظ رکھیں جو کمروں میں مہیا کیا جائے گا اور جس کے لئے اپنی جماعت میں سے دو اصحاب مقرر کر دیں۔ اوقات مفصلہ ذیل ہیں:-

ناشتہ ... : صبح ½۷ بجے سے ½۸ بجے تک

کھانا دوپہر : ½۱۲ بجے سے ½۱ بجے تک

کھانا شام : ½۵ بجے سے ½۶ بجے تک

(۶) رضاکار } آپ کی خدمت و سہولت کے لئے مقرر ہیں۔ اگر کسی سے کوتاہی ہو جائے تو حوصلہ و صبر سے اور چشم پوشی کی صفات سے کام لیں۔

(۷) جلسہ سالانہ کے موقعہ پر جن احباب کرام کو طبی مشورہ اور علاج کی ضرورت ہو ان کے لئے ڈاکٹر شیخ مبارک احمد صاحب ایم۔بی بی ایس نے اپنی خدمات اپنے والد مرحوم شیخ غلام محمد صاحب کے ایصال ثواب کے لئے مفت پیش فرمائی ہیں۔ ان کا شفاخانہ مسلم ہائی سکول نمبر ۱ لاہور کے صدر دروازہ کے سامنے ہے۔ والسلام۔

اجلاس معتمدین مورخہ ۱۸ دسمبر ۱۹۶۵ء ۸ بجے شب دفتر حضرت امیر قوم ایدہ اللہ میں منعقد ہوگا۔

افسر سالانہ جلسہ
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

تو وہ پاکستان ہے۔

زندہ خدا پر زندہ ایمان

پاکستان ایک ہی ملک ہے جو اسلام کے لئے دنیا میں معرض وجود میں آیا۔ جیسے کہ ہمارے سیاسی رہنما بھی کہتے رہے کہ ہمیں اسلام کی آبیاری کرنی ہے۔ لیکن ان کے ذہن میں اس کا تصور اس قدر ہے کہ ہمارا معاشی انصاف، رواداری اور آپس کی یکجہتی اور اتحاد و اتفاق ہو اور اسلام کی تعلیمات معاشرے میں پیدا ہوں۔ یہ سب برکات پاکستان میں اسلام کی بدولت حاصل ہونی ہیں لیکن میرے نزدیک اسلام کی اولین ترجیح کا جو پاکستان سے رہا ہے پہلا کام یہ ہے کہ کسی طرح زندہ خدا پر زندہ ایمان پیدا ہو جائے اور یہ سمجھ آ جائے کہ خدا صرف قصہ کہانی نہیں بلکہ ایسی ہستی ہے کہ زندگی کے ہر ہر قدم پر ہمارا سارا دار و مدار اسی ہستی پر ہے۔ سو اس جہاد کی بدولت لوگوں کے دلوں میں خدا کی ہستی کے متعلق یہ زندہ ایمان پیدا ہو گیا۔ یہ ایک ایسی چیز ہے جو بالکل مفقود ہو گئی تھی۔

اسلام کا مدار سیاسی اقتدار پر نہیں

ہمارے مذہبی علماء بھی اسلام اسی کو سمجھ رہے ہیں کہ سیاسی اقتدار حاصل ہو۔ حالانکہ ہمارا یہ سیاسی اقتدار ایک ہزار سال تک اس برصغیر ہند و پاک میں رہا۔ لیکن وہ کوئی پائیدار چیز ثابت نہیں ہوا۔ پائیدار چیز تو یہ ہے کہ مسلمان قوم میں زندہ خدا پر زندہ ایمان پیدا ہو جائے۔ چنانچہ حکمت الٰہی نے پسند کیا کہ یہ کرشمے ہمیں دیکھنے کا موقعہ ملا ہے۔ ہم نے دیکھا کہ خدا زندہ ہے۔ وہ دیکھتا، سنتا اور جواب دیتا ہے۔

مامور زمانہ کا اعلان کہ خدا سنتا اور جواب دیتا ہے

اس سرزمین میں وہ انسان پیدا ہوا جس نے قوم کو للکارا کہ اس حقیقت کی طرف متوجہ کیا کہ خدا ہے اور وہ حی اور قیوم ہے وہ مالک کل ہے۔ اس کے دست قدرت نفع اور نقصان کے پیمانے ہیں۔ وہ صرف دعائیں سنتا ہی نہیں بلکہ ان کا جواب بھی دیتا ہے۔ اور اپنے تصرفات کے عجیب در عجیب نشان بھی دکھلاتا ہے۔ یہ وہ بڑی لیبارٹری ہے جو خدا تعالیٰ نے قادیان میں قائم کی۔ مامور زمانہ نے زندہ خدا کی نصرت کے صدہا نشانات پیش کئے ہیں۔ نصرت الٰہی مذہب کی حقیقی روح ہے۔ جیسے احادیث میں ہے کہ اگر ہم ایک قدم خدا کی طرف چل کر جاتے ہیں تو وہ خدا ہماری طرف دس قدم چل کر آتا ہے۔ یہ چیز اس جنگ میں اس جہاد کی بدولت لوگوں کے دلوں کے اندر پیدا ہوئی۔

ایک اندیشہ

جس بات کا اندیشہ ہے وہ یہ ہے کہ ہم ایک بار پھر کفران نعمت کے مرتکب نہ ہو جائیں۔ کئی بار ایسا ہوا ہے کہ ایک نشان دیکھتے ہیں اس کا اثر دلوں پر ہوتا ہے۔ مگر اس کو بھول جاتے ہیں، اور دوبارہ پست زندگی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

ہمارا بھاری فرض

بہرحال خدا تعالیٰ نے اس جنگ میں پاکستان پر اپنا بڑا احسان کیا کہ ہماری نصرت فرمائی اور نصرت کے بڑے نشانات ہمیں دکھا دئے۔ اب ہم پر یہ بھاری فرض عائد ہوتا ہے کہ جس خدا نے اپنا مامور بھیجا جس نے صرف اتنا ہی پیغام دیا کہ خدا زندہ ہے اور اس تک پہنچنے کا راستہ قرآن و سنت کی روشنی میں تلاش کیا جائے اس کی آواز کو اطمینان سے سنا جائے۔ خدا کے اس عظیم احسان کی یہی شکرگزاری ہے کہ ہم اس کے مامور کی آواز پر کان دھریں۔

مامور زمانہ کو موجودہ جنگ کا نقشہ دکھایا گیا

یہ اس لئے بھی خاص طور پر ضروری ہے کہ اس مامور کو اس موجودہ جنگ کا نقشہ بھی بتلا دیا گیا تھا جسے یہ دکھلا دیا تھا کہ شاستری کی پیشگوئی فتح لاہور کے متعلق غلط ثابت ہوئی اور یہ کہ برکی، چونڈہ، بیدیاں، واہگہ اور سیالکوٹ وغیرہ ہر ایک محاذ پر خدا تعالیٰ خود اپنی فوجوں کی حمایت کے لئے آئے گا۔

خدا تعالیٰ کی اپنی فوج

پاکستانی فوج کو خدا تعالیٰ نے اپنی فوج فرمایا۔ کتنا بڑا خطاب [illegible] (خواج) ہے جو خدا کی طرف سے ہماری افواج کو ملا ہے اور خدا تعالیٰ نے اس کے متعلق اپنے مامور کو بشارت دی۔ خدانخواستہ اگر بھارت کا یہ خواب پورا ہو گیا ہوتا۔ تو ہماری کیا حالت ہوتی۔ لوگوں کو اس کا صحیح اندازہ ہونا چاہئے۔ خدا تعالیٰ کے انتظام کی کیسی کڑیاں ہیں۔

غزوۃ الہند کے متعلق حضرت نبی کریم صلعم کی پیشگوئی۔

اس جہاد کے متعلق حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ غزوۃ الہند میں جو لوگ شامل ہوں گے اُن پر جہنم کی آگ حرام ہو جائے گی۔ دوسرے وہ لوگ جو مسیح موعود کا ساتھ دیں گے اُن پر جہنم حرام ہو جائے گی۔ غزوۃ الہند خدائی نوشتوں میں مذکور ہے۔ چودہ سو سال پہلے غزوۃ الہند کا گمان نہیں ہو سکتا تھا۔ یہ سب سے پہلی لڑائی ہے جس کو غزوۃ الہند کہہ سکتے ہیں۔ پہلے بھی ہندوؤں اور مسلمانوں کی بے شمار لڑائیاں ہوئیں۔ وہ باہر سے فاتحین آئے اور انہوں نے جنگیں کیں لیکن وہ فاتحین تھے۔ ملک گیری کے لئے آتے تھے۔ لیکن تاریخ میں یہ جنگ پہلی جنگ تھی جو جہاد کہلا سکتی تھی۔ اس لئے کہ تاریخ میں یہ پہلی مرتبہ ہوا ہے کہ ہندو قوم نے محض اس غرض سے پاکستان پر حملہ کیا کہ یہ ایک مذہبی ریاست ہے اس کو ختم کر دیا جائے۔ اس لحاظ سے یہ پہلی جنگ تھی جس کو صحیح معنوں میں غزوۃ الہند کہہ سکتے ہیں۔

بھارت کے ناپاک عزائم اور اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم۔

یہ ہے وہ جہاد جس کی اتنی برکات ہیں بھارت نے ارادہ کر لیا تھا کہ لاہور پر شام تک قبضہ کر لینا ہے۔ میں نے سنا ہے کہ لاہور کا ایڈمنسٹریٹر بھی مقرر ہو چکا تھا۔ یہاں تک کہ گلبرگ کی کوٹھیوں کی الاٹمنٹ بھی ہو چکی تھی۔ یہ ایک قسم کا عذاب الیم تھا جو پاکستان پر وارد ہونے کو تھا۔ لیکن خدا کا کتنا بڑا احسان ہے کہ ہم کو اس نے خطرناک عذاب سے نجات دی۔ یہ وہ سبق ہے جو ہمیں دل کی گہرائیوں تک لے جانا چاہئے۔ کیا یہ عذاب الیم سے نجات کی بین مثال نہیں ہے جس کا اس آیت میں جہاد کرنے والوں سے وعدہ کیا گیا ہے۔

تحریک احمدیت کا سب سے بڑا جہاد

احمدیہ تحریک نصف صدی سے جہاد میں شریک ہے مسلمانوں کے لئے کوئی عذر نہ تھا کہ وہ اس جہاد میں شریک نہ ہوتے ان پر جو مصیبت اور ادبار آیا میرے نزدیک وہ اس وجہ سے ہے کہ انہوں نے اس جہاد کی طرف کوئی توجہ نہیں دی جس کی طرف یہ تحریک مسلمانوں کو دعوت دیتی چلی آئی ہے۔ یہ سب سے بڑا جہاد ہے۔ کہ ہم نے اشاعت اسلام کا آسمانی فریضہ اپنے ذمہ لیا ہوا ہے۔ اسلام کا جہاد دوہری برکت والی تلوار ہے جو مجاہد اسے چلاتا ہے اس کے لئے بھی باعث رحمت ہے جس پر چلتی ہے اس کے لئے بھی باعث رحمت ہے اسی لئے جب غزوہ بدر کے لئے میں مسلمانوں کو فتوحات کی بشارت قرآن نے دی تو ساتھ ہی نبی کریمؐ کو یاد دلایا کہ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ہم نے آپ کو دنیا جہان کے لئے باعث رحمت بنایا ہے اور دشمن کے لئے بھی ایک فاتح اسلامی حکومت باعث برکت ہونی چاہئے۔

جہاد میں اسلامی سپرٹ کا مظاہرہ

اسلام کی حکومت نہ صرف مسلمانوں کے لئے بلکہ غیر مسلموں کے لئے بھی باعث رحمت ہوتی ہے اسی اسلامی سپرٹ کا نتیجہ تھا کہ ہمارے جوانوں کے ہاتھوں کسی کی آبروریزی نہیں ہوئی۔ اور نہ کسی قسم کی سفاکی کا مظاہرہ ہوا ہے۔ برعکس اس کے بھارتی فوجوں نے سیاہ کاریوں کے بڑے بڑے بدنام مظاہرے کئے ہیں اس سے ظاہر ہے کہ ہمارے نوجوانوں میں ابھی تک اسلامی کلچر موجود ہے ان کو پتہ ہے کہ ہمارے پیغمبر صلعم دنیا کے لئے رحمت بن کر آئے تھے۔

جہاد کبیر جو کبھی ترک نہیں ہو سکتا

قوم کی قوم کو چاہیئے کہ ہم جہاد میں شریک ہوں۔ اگر ضرورت ہوئی تو جان دینے کے لئے بھی تیار ہو جانا چاہیئے۔ لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ جنگ کے خاتمہ پر جہاد کو بھی ختم کر دیا جائے جہاد تو ایک صحیح اسلامی زندگی کا جزو لاینفک ہے۔ جہاد کے بغیر اسلامی زندگی ممکن ہی نہیں اشاعت اسلام کو قرآن کریم نے جہاد کبیر قرار دیا ہے۔ دنیا کہتی ہے کہ خدا مر گیا ہے آپ کہیں کہ خدا زندہ ہے۔ ہم میں ایک مامور آیا جس نے اپنے تجربہ سے ثابت کیا ہے کہ خدا زندہ اور موجود ہے۔ یہ جہاد بھی

(باقی بر صفحہ کالم اول)

بھارت کی ہٹ دھرمی کی کہانی

بیرونی اخبارات کی زبانی

ڈیفنس آف انڈیا رولز

ڈیفنس آف انڈیا رولز جو سابق برطانوی راج کی ایک یادگار ہیں کو حکومت ہند نے ۱۹۶۲ء سے پھر استعمال کرنا شروع کر دیا ہے اور ان کا استعمال اپنے مخالفین کی سرکوبی کے لئے کیا جاتا ہے۔

بمبئی کے مشہور وکیل مسٹر اے جی نورانی کی گرفتاری کے بعد ایک ہندوستانی صحافی نے لندن کے اخبار "اکنامسٹ" میں ایک خط شائع کیا ہے اس میں لکھا ہے کہ مجھے اس بات سے مسرت ہوئی ہے کہ "اکنامسٹ" نے اپنی ۳۰ اکتوبر کی اشاعت میں اے۔ جی۔ نورانی کی ڈیفنس آف انڈیا رولز کے تحت گرفتاری کا ذکر کیا ہے۔ ہندوستانی اخبارات حکومت کے ڈر کی وجہ سے اس گرفتاری پر تبصرہ نہ کر سکے۔ غالباً بیرونی ممالک میں ابھی یہ احساس بیدار نہیں ہوا ہے کہ ہندوستان ایک پارٹی کی حکمرانی کے اصول پر عملدرآمد کر رہا ہے اور ساتھ ہی ساتھ پارلیمانی جمہوریت کا ڈھونگ بھی رچا رہا ہے۔ گزشتہ ہفتہ سینکڑوں آدمی گرفتار کئے گئے ——— ڈیفنس آف انڈیا رولز کے تحت معمولی معمولی پولیس افسروں کو وسیع اختیارات دیدیتے ہیں۔ عدالتوں کو بے بس بنا دیا گیا ہے۔ انتہا یہ ہے کہ اس قانون کے تحت دشمن کا ریڈیو سننے پر ڈیڑھ سال تک قید کی سزا دی جا سکتی ہے۔

کشمیر کی بڑی قیمت ادا کرنی پڑے گی

لندن کے مشہور اخبار "اکنامسٹ" نے اپنی ۱۳ نومبر کی اشاعت میں ہندوستان کی معاشی بدحالی کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اقتصادی بدحالی ہندوستان پر منڈلا رہی ہے اور اگر ہندوستان کشمیر کے مسئلے پر اپنی ضد پر اڑا رہا اور اس نے صدق دل سے اپنے موقف میں تبدیلی نہ کی تو یہ اس کے لئے ناممکن ہوگا۔ کیونکہ امداد کا دارومدار اس مسئلے کے حل پر ہے۔

اخبار نے اس سلسلے میں مسٹر ڈین رسک کے بیان کا بھی حوالہ دیا ہے جس میں انہوں نے کہا تھا کہ امریکی امداد اس وقت تک معطل رہے گی جب تک دونوں ممالک کے درمیان اعلیٰ ترین سطح پر مذاکرات نہ ہوں ——— اخبار نے لکھا ہے کہ امریکی امداد کے اس تعطل کا اثر ہندوستان میں بہت زیادہ محسوس کیا جائے گا۔ کیونکہ امریکہ ہندوستان کے لئے غذائی اجناس کی درآمد پر تقریباً دو ملین سالانہ رقم خرچ کر رہا ہے ہندوستان گھبراہٹ کے عالم میں اپنی درآمدات کو کم کر رہا ہے اور فولادی اہم صنعتوں کے لئے بھی درآمدات کم کی جا رہی ہیں۔ جمشید پور میں برطانوی کارخانہ جس میں ٹین کی پلیٹیں بنائی جاتی ہیں۔ ٹین نہ ہونے کے سبب بند ہونے والا ہے۔ اسی طرح دوسرے اہم فولاد کے کارخانوں پر اس کا اثر پڑ رہا ہے۔ اور جب تک کہ کشمیر کے مذاکرات کے بعد حالات نہ بدلیں، ہندوستان کو سخت صنعتی بحران سے دوچار ہونے کے امکانات ہیں۔ دوسرے یہ کہ ہندوستان نے سونے کے بدلے بانڈ جاری کرنے کی جو کوشش کی تھی اس میں بھی اسے ناکامی ہوئی ہے۔

ہندوستان اپنے وعدے سے پھر گیا

پیرس کے ایک اخبار "لی مونڈے ڈپلومیٹک" نے اپنی ایک حالیہ اشاعت میں اسٹیفن ہیو جونز کا مقالہ شائع کیا ہے جس میں مقالہ نگار نے مسئلہ کشمیر پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے کہ مقبوضہ کشمیر میں تین انتخابات ہو چکے ہیں۔ لیکن یہ بڑے سخت قسم کے انتخابات تھے۔ کیونکہ وادی کشمیر میں سیاسی آزادی کا نام و نشان تک نہیں ہے۔

مقالہ نگار نے کشمیر کو ہندوستان کی وعدہ خلافیوں کی ایک داستان قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ برطانیہ نے جب ۱۹۴۷ء میں اختیارات منتقل کئے تو ریاستوں کے اختیارات ہندوستان و پاکستان کے درمیان تقسیم کرنے کے بجائے ریاستوں کے فرمانرواؤں کو دے دیئے کہ وہ ان نو آزاد شدہ ممالک میں سے جس کے ساتھ چاہیں الحاق کر لیں ——— یہ انتہائی احمقانہ انداز تھا ——— لیکن کشمیر کا الحاق تسلیم کرتے ہوئے ہندوستان نے یہ وعدہ کیا تھا کہ وہ کشمیری عوام کو ان کے حق خود اختیاری کا موقعہ دے گا اور استصواب کرائے گا۔ اس کے بعد اس تجویز کو یکم جنوری ۱۹۴۹ء کو اقوام متحدہ نے کشمیر کے سیاسی حل کی حیثیت سے پیش کیا اور اس وقت سے یہ مسئلہ دونوں ممالک کے درمیان سرد جنگ کی حیثیت اختیار کئے ہوئے ہے ——— ہندوستانی قائدین نے اس کے بعد بھی اس وعدے کو متعدد مرتبہ دوہرایا۔ مگر اس پر عملدرآمد نہ ہوا ——— ہندوستان کی یہ دلیل کہ اس نے اپنے وعدوں کو اس لئے پورا نہ کیا کہ پاکستان نے اپنی فوجیں واپس نہ بلائیں یہ کوئی وزنی دلیل نہیں ہے۔

مقالہ نویس لکھتا ہے کہ اس مسئلے کا ایک پہلو اور بھی ہے ——— یعنی وادی کشمیر کے عوام ——— جن کو ہمیشہ نظر انداز کیا گیا۔ کشمیر کے پہلے وزیر اعظم شیخ محمد عبداللہ کو اس لئے گرفتار کیا گیا کہ وہ کشمیریوں کے لئے استصواب رائے عامہ کا مطالبہ کر رہے تھے۔

اخبار نے لکھا ہے کہ شیخ عبداللہ اپنی بے انتہا مقبولیت کے باوجود ۱۹۵۸ء کے چند ماہ کے علاوہ ۱۹۶۴ء تک مسلسل جیل میں رہے۔ شیخ عبداللہ نے بیرونی ممالک کا دورہ کیا اور کشمیری عوام کے نقطۂ نظر کو پیش کرنے کی کوشش کی اور استصواب کا مطالبہ کیا مزید یہ کہ انہوں نے الجزائر میں چو این لائی سے ملاقات کی۔ یہ اُن کا سب سے بڑا جرم تھا۔ اور اسی جرم کی پاداش میں وہ ماہ مئی سے پھر جیل میں ہیں۔

ہندوستان کی داخلی کشمکش اور مسئلہ کشمیر

بیروت۔ لبنان کی متحدہ مسلم پارٹی کے ترجمان "صوت العروبۃ" نے مسئلہ کشمیر پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ مسٹر شاستری نے ایک اور بیان جاری کیا ہے جس میں انہوں نے کہا ہے کہ وہ جموں اور کشمیر کو چھوڑنے پر تیار نہیں۔ بلاشبہ وہ یہ بیان دینے میں حق بجانب ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ وہ ایسی قیادت کے مالک ہیں۔ جو حالات کو معقولیت کی بنیاد پر طے کرنے کی قوت نہیں رکھتی ——— مسئلہ کشمیر پر سیاسی جوڑ توڑ کے سلسلے میں مسٹر شاستری ——— ہندوستان کے دوسرے رہنماؤں سے بازی لے جانا چاہتے ہیں۔ کیونکہ مسئلہ کشمیر ایک ایسا مسئلہ ہے جس کے ذریعہ وہ ہندوستان کے انتہاء پسندوں اور عوام
فی الحقیقت ہندوستان کی موجودہ قیادت جس انداز سے مسئلہ کشمیر کو حل کرنا چاہتی ہے، اس میں اور پنڈت جواہر لال نہرو کے انداز میں کافی فرق ہے۔ پنڈت نہرو ہندوستان کے خواہی رہنما تھے اور عوام پر اُن کا زیادہ اثر تھا اس لئے ——— وہ مسئلہ کشمیر کے وجود کے منکر نہ تھے اور اس کو تسلیم کرتے تھے۔ لیکن شاستری جو ایک عام سیاستدان کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور جن کا کوئی پس منظر نہیں ہے۔ اس انداز سے اس موقف پر غور کرتے ہیں، گویا ان کا مستقبل اسی مسئلہ سے وابستہ ہے۔ جب تک وہ ہندوستانی سربراہ کی حیثیت سے اپنی پوزیشن کو محفوظ رکھ سکتے ہیں، اس وقت تک انہیں اس علاقہ کے امن و امان سے کوئی دلچسپی نہیں ہو سکتی۔ شاستری کی اس مغرورانہ پالیسی کے برخلاف صدر پاکستان نے یہ اعلان کیا ہے کہ اس برصغیر میں امن برقرار رکھنے کے لئے صرف یہی کافی نہیں ہے کہ دونوں ممالک کے درمیان صرف فوجی معاملات طے ہو جائیں۔ صدر ایوب نے جو ہنگامی حالات کی شدت سے واقف ہیں اور جو اس بحران پر حق اور انصاف کی بنیاد پر قابو پانا چاہتے ہیں۔ اور جو پاکستان کے جملہ وسائل کو بروئے کار لا کر کشمیریوں کے لئے حق و انصاف کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں۔ اس علاقے میں دائمی امن قائم کرنے پر بھی زور دیا ہے۔ تاکہ دونوں ممالک ان بحرانی حالات سے اپنے آپ کو محفوظ رکھ سکیں جن سے پورے علاقے کے عوام کو نقصان پہنچ رہا ہے۔

اخبار نے آخر میں لکھا ہے کہ ہندوستان کی حیثیت اس وقت ڈوبتے ہوئے انسان کی سی ہے جو انتہائی بے بسی کے عالم میں ہاتھ پاؤں مار کر ہر چیز پر جھپٹتا ہے اور اسے پکڑنے کی کوشش کرتا ہے اور جب ڈوبتا ہے تو اپنے ساتھ ہر چیز کو لے جاتا ہے۔

مسئلہ کشمیر برقرار ہے

کولمبو کے ممتاز اخبار "سن" کو لمبو نے اپنے نامہ نگار کا ایک مراسلہ شائع کیا ہے۔ جس میں نامہ نگار نے لکھا ہے۔ کہ ہندوستان کا یہ دعویٰ کہ کشمیر کا نہ تو کوئی مسئلہ

قومی فاتحی فنڈ میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا حصہ

وہ رقوم جو انجمن کی معرفت وصول ہوئیں۔ (بسلسلۂ اشاعت گذشتہ) :-

نام	رقم	نام	رقم
حاجی اللہ رکھا صاحب	5.00	محمد نواز	1.37
چوہدری اللہ دتہ و نذیر احمد صاحبان گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ	5.00	سادھو مسیح	1.75
		بذریعہ خواجہ عبدالحفیظ بٹ ہیڈ ماسٹر	87.32
انعام اللہ خاں سالاری چمن بلوچستان	5.00	علی محمد حاجی صاحب لاہور	5.00
عملہ ٹریکٹر اراضی اوکاڑہ	5.16	عبدہ ایس ایس پی ناڈو نائجیریا	6.70
〃 تعلیم 〃 〃	4.68	محمد صالح صاحب 〃 〃	4.00
〃 انجن 〃 〃	7.58	محمد عباس صاحب	6.70
〃 انتظامیہ 〃 〃	48.27	ڈاکٹر میجر مختار احمد صاحب جہلم	20.00
بیگم صاحبہ مولانا عبدالسلام عمر لاہور	50.00	پروفیسر محمد شفیع بھٹی صاحب مسلم کالج لاہور	27.00
خواجہ عبدالحفیظ بٹ بدوملہی	16.37	مرزا حبیب الرحمن صاحب 〃 〃	20.00
ایم عبدالغنی صاحب سیکنڈ ماسٹر بدوملہی	11.00	مولوی فضل دین صاحب 〃 〃	12.00
ایم مسیح الزمان صاحب 〃	8.70	قاضی نصیر احمد صاحب 〃 〃	12.00
ایم غلام حیدر صاحب 〃	5.52	فرحت اللہ خان صاحب 〃 〃	12.00
ایم بشیر احمد صاحب	7.32	شیخ محمد علی صاحب 〃 〃	12.00
سید سیف علی صاحب بدوملہی	6.70	بابا بانی صاحب 〃 〃	7.00
ایم اللہ بخش صاحب 〃	4.60	راشد محمود صاحب 〃 〃	12.00
ایم اللہ رکھا صاحب 〃	2.60	قاضی عبدالعزیز صاحب 〃 〃	8.00
ایم محمد انور صاحب 〃	3.31	مسٹر نذیر احمد صاحب 〃 〃	4.00
ایم نسیم احمد ریاض 〃	2.42	شفیع محمد صاحب 〃 〃	2.00
ایم بن یامین صاحب 〃	2.42	فضل الرحمن صاحب 〃 〃	2.00
اللہ دتہ چپراسی صاحب 〃	2.23	خان زمان صاحب 〃 〃	2.00
محمد صادق	1.74	میزان	470.46

جلسہ فنڈ کے عطیات جلد بھجوائیں

چونکہ جلسۂ سالانہ بالکل قریب ہے۔ انتظام جلسہ کے ساتھ ساتھ اخراجات بھی شروع ہیں۔ اس لئے جن احباب نے جلسہ فنڈ کے لئے ابھی تک مقررہ عطیات ارسال نہیں کئے وہ مہربانی فرما کر جلد بھیج کر عنداللہ ماجور ہوں۔

خاکسار۔ (ڈاکٹر) اللہ بخش۔ جنرل سیکرٹری

خطبۂ جمعہ

(بسلسلہ صفحہ ۶)

ختم نہیں ہو سکتا یہ مسلسل جہاد ہے۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اس جہاد سے حقیقی زندگی مل جائے گی۔ دشمنوں پر فتوحات حاصل ہوں گی۔ یہ وہ جہاد ہے جس کی طرف سے ہمیں کبھی غافل نہیں ہونا چاہیئے۔

جہاد بالمال اور جہاد بالنفس

ہم ایک مامور کی قوم ہیں جس نے قوم کی قوم کو اس جہاد کبیر میں لگایا۔ جس نے خدا کے زندہ نشانات دکھائے ہیں۔ اس جہاد میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں آنے دینی چاہیئے ـــــ جو برکات جہاد بمعنے جنگ سے ہمیں حاصل ہوئیں وہی برکات جہاد بمعنے اشاعت و حفاظت اسلام سے بھی حاصل ہو سکتی ہیں خدا تعالیٰ نے جہاد بالاموال کو اتنی ہی اہمیت دی ہے جس قدر جہاد بالنفس کو دی ہے۔

پیغام صلح۔ مورخہ ۸ دسمبر ۱۹۷۶ء۔ رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۰۵ شمارہ ۴۶

تنظیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک نور الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور جناب مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا

621

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفیٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بر او شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا۔
۲- کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۳- قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
۴- سب صحابہؓ اور آئمہ قابلِ احترام ہیں۔
۵- سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
۶- اسلام تمام دنیا پر غالب آجائے گا۔

جلد ۵۳ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۲۱ شعبان المعظم ۱۳۸۵ھ مطابق ۱۵ دسمبر ۱۹۶۵ء | نمبر ۴۷

خسران سے بچنے کا ذریعہ — ایمان اور عمل صالح

ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

سورۃ والعصر میں دو سلسلوں کا ذکر فرمایا ہے ایک ابرار و اخیار کا سلسلہ ہے۔ اور دوسرا فجار کا۔ کفار اور فجار کے سلسلہ کا ذکر یوں فرمایا ان الانسان لفی خسر۔ اور دوسرے سلسلہ کو اس طرح پر الگ کیا۔ الا الذین امنوا و عملوا الصلحت۔ یعنے ایک وہ ہیں جو خسران میں ہیں۔ مگر خسران میں مومن اور عمل صالح کرنے والے نہیں ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ خسران میں وہ ہیں جو مومن اور عمل صالح کرنے والے نہیں ہیں۔ یاد رکھو کہ اصلاح کا لفظ وہاں آتا ہے جہاں فساد کا بالکل نام و نشان نہ رہے۔ انسان کبھی صالح نہیں کہلا سکتا۔ جب تک وہ عقائد ردیہ اور فاسدہ سے خالی نہ ہو۔ اور پھر اعمال بھی فساد سے خالی ہو جائیں۔ متقی کا لفظ باب افتعال سے آتا ہے۔ اور یہ باب تصنع کے لئے آتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ متقی کو بڑا مجاہدہ اور کوشش کرنی پڑتی ہے اور اس حالت میں نفس لوامہ کے پیچھے ہوتا ہے اور جب حیوانی زندگی بسر کرتا ہے اس وقت امارہ کے پیچھے ہوتا ہے اور مجاہدہ کی حالت سے نکل کر جب غالب آجاتا ہے تو مطمئنہ کی حالت میں ہوتا ہے۔ متقی نفس امارہ کی حالت سے نکل کر آتا ہے۔ اور لوامہ کے پیچھے ہوتا ہے۔ اسی لئے متقی کی شان میں آیا ہے۔ کہ وہ نماز کو کھڑی کرتے ہیں گویا اس میں بھی ایک قسم کی لڑائی ہی کی حالت ہوتی ہے۔ وساوس اور اوہام آ کر حیران کرتے ہیں۔ مگر وہ گھبراتا نہیں۔ اور یہ وساوس اس کو درماندہ نہیں کر سکتے۔ وہ بار بار خدا تعالیٰ کی استعانت چاہتا ہے۔ اور خدا کے حضور چلاتا اور روتا ہے یہاں تک کہ غالب آجاتا ہے۔ ایسا ہی مال کے خرچ کرنے میں بھی شیطان اس کو روکتا ہے۔ اور اسراف اور انفاق فی سبیل اللہ کو یکساں دکھاتا ہے۔ حالانکہ ان دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اسراف کرنے والا اپنے مال کو ضائع کرتا ہے۔ مگر فی سبیل اللہ خرچ کرنے والا اس کو پھر پاتا ہے اور خرچ سے زیادہ پاتا ہے۔ اس لئے مما رزقنھم ینفقون فرمایا ہے۔

(ملفوظات احمدیہ جلد اوّل ص ۔)

بحرِ حکمت کے موتی

حضرت عمر بن عبدالعزیز کا

اشاعت علم کے متعلق زرّین قول

از مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری

کتب عمر بن العزیز الی ابی بکر بن حزم انظر ما کان من حدیث رسول اللہ صلعم فاکتبہ فانی خفت دروس العلم وذھاب العلماء ولا تقبل الا حدیث النبی صلعم ولیفشوا العلم ولیجلسوا حتی یُعلَّمَ مَنْ لا یعلم فان العلم لا یھلک حتی یکون سرًّا (البخاری کتاب العلم)

حضرت عمر بن عبدالعزیز نے ابوبکر بن حزم کو لکھا (یاد رہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کو پہلی صدی کا مجدد تسلیم کیا گیا ہے) کہ حضرت نبی کریم صلعم کی جو حدیث آپ کو ملے خود کے بعد اگر وہ حضرت نبی کریم صلعم کی حدیث ہی ثابت ہو تو اسے لکھ لو کیونکہ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں علم مٹ نہ جائے اور علماء دنیا سے اٹھ نہ جائیں اس لئے چاہیئے علماء علم کو پھیلائیں اور اس کی خوب اشاعت کریں اور وہ دوسروں کو علم سکھلانے کے لئے بیٹھ جایا کریں یعنی علم کی مجالس منعقد کریں اور ان میں ان لوگوں کو علم سکھلائیں جو علم سے بے بہرہ ہیں کیونکہ علم اسی وقت دنیا سے اٹھتا ہے جب وہ علماء کے سینوں میں ہی مخفی رہے اور وہ دوسروں تک پہنچائے بغیر اسے اپنے سینوں میں ہی لے کر دنیا سے رخصت ہو جائیں۔ نتیجہ اس کا ظاہر ہے کہ امت میں اگر علماء کے قائم مقام علماء پیدا نہیں ہوں گے تو لازمًا امت میں جہالت کا ہی دور دورہ ہو جائے گا جو لازمًا معنوی طور پر قوم کو ہلاکت کے گڑھے میں دھکیل دے گی۔

اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے جب دیکھا کہ دین کا حقیقی علم ناپید ہوتا جاتا ہے تو اس نے دین کے حقیقی علم کی حفاظت کے لئے اپنا مامور بھیجدیا اور اس پر قرآن کریم کے حقائق و معارف کے دروازے کھول دیئے چنانچہ اس مامور یعنی مسیح موعودؑ و مجدد معہود کے

(باقی برصفحہ ۸)

پروفیسر محمد شفیع لودھی صاحب ایم اے
پرنسپل نیو مسلم کالج لاہور

جہاد کی اہمیت اسلام میں

اسلام زندگی کے ہر شعبہ پر پوری طرح محیط ہے۔ اور زندگی کی کلیات اور جزئیات کو علیحدہ علیحدہ اور مجموعی طور پر اس طریق سے پیش کرتا ہے کہ انسان کی موجودہ زندگی اور آیندہ زندگی دونوں کے کمالات کو اپنے اندر جذب کر سکے۔ اسلام انسان کے سامنے ایسا لائحہ عمل پیش کرتا ہے۔ کہ جس پر عمل پیرا ہونے سے وہ اس نصب العین کو حاصل کر سکے جو ان الدین عند اللہ الاسلام میں مضمر ہے۔

بنی نوع انسان کی ابتداء سے جہاد کا مفہوم انسان کے سامنے رہا ہے اور وہ اس پر ہمیشہ اپنی بساط اور ذرائع کے مطابق زیر عمل بھی رہا ہے۔ لیکن جس خوبصورتی اور جامعیت سے جہاد کا نظریہ اسلام نے پیش کیا ہے وہ اس سے قبل نہ کوئی مذہب ہی پیش کر سکا ہے اور نہ کوئی فلاسفر۔

جہاد فقط جدوجہد تک ہی محدود نہیں۔ اسلام میں جہاد کے اخلاقی پہلو کو اس قدر اہمیت دی گئی ہے کہ اس سے قبل دنیا ایسے مفہوم سے آگاہ ہی نہیں تھی۔ ایک تو جہاد میں زندگی کا پیغام موجود ہے اولیٰ جو لوگ جہاد کے لئے جان وقف کرتے ہیں۔ وہ اس سفلی زندگی سے بہتر اور خوشتر زندگی کے مستحق قرار دیئے گئے ہیں۔ اور دوسرے جہاد کے ذریعہ ایک احسن طریق سے اپنے مخالف کا مقابلہ کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ جہاد میں خوش اخلاقی۔ اور معقول دلائل سے کام لینے اور طرز بیان میں ایک کشش اور سنجیدگی کے ذریعہ مخالف کے دل اور روح پر اثر انداز ہونے اور قدرت کے مناظر اور محاسن سے پورا پورا استفادہ کرنے پر زور دیا گیا ہے اگر یہ تمام دلائل اور وسائل کارگر نہ ہوں۔ تو آخر میں خدا پر بھروسہ کر کے اور اسی کی تائید سے بالکل ناامیدی کی صورت میں جہاد بالسیف کی اجازت دی گئی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے پہلے دس سال ہمارے سامنے موجود ہیں۔ جن میں محض دلائل و براہین اور فطرت کی اپنی کشش پر بھروسہ کر کے اسلام کو پیش کیا گیا ہے۔ اس کو آپ نے جہاد کبیر کا نام دیا ہے اس کے بعد آپ کی زندگی کا دوسرا دور شروع ہوتا ہے جس میں ایمان کی طاقت اور نصرت الٰہی کی عظیم الشان بشارت کے ساتھ جہاد بالسیف کی اجازت دی گئی۔ یہ فقط اجازت ہی نہیں تھی۔ ایک حکم خداوندی تھا جس کی فرمانبرداری ایسی ہی لازمی تھی جیسے صوم و صلوٰۃ کی پابندی۔ اور اس جہاد کے حوصلہ افزا نتائج برآمد ہوئے۔ وہ ہمیشہ کے لئے تاریخ اسلام کا حصہ بن گئے۔ اور رہتی دنیا تک یادگار رہیں گے

جہاد بالسیف کے علاوہ جہاد باللسان اور جہاد بالمال بھی ہے لیکن ان سب سے بڑھکر جہاد بالنفس ہے۔ جس کے بغیر انسان کی روحانی ترقی ناممکن ہے۔

جہاد دفع بالتی ھی احسن کی فہرست میں آتا ہے۔ اور یہی صحیح مفہوم اسلامی جہاد کا ہے۔ یہ صرف قتال ہی کا نام نہیں ہے۔ اس کے ساتھ افراد کا اور اقوام کا۔ دوستوں اور دشمنوں کی بہتری اور برتری خوشحالی اور کمالات روحانی کا ایک باب کھل جاتا ہے جتنے فوائد اسلام میں جہاد کی بدولت میسر آئے ہیں کسی اور قوم اور مذہب کی آویزشوں اور جنگوں سے پیدا نہیں ہوئے۔ تاریخ عالم اس واضح حقیقت کی شاہد ہے۔

اسلام میں جہاد کا مفہوم بھی اور مقام بھی اس قدر بلند اور ارفع ہے۔ کہ ایک معنی میں انسان کی زندگی ہی مسلسل جہاد ہے۔ آج اکثر اقوام سائنس کی مہلک ایجادات سے مسلح ہو کر ایک دوسرے کے مقابلہ پر ڈٹی ہوئی ہیں۔ ایک طرف امریکہ روس کی مخالفت میں اپنے آپ کو ایٹم بموں اور تباہ کن ہتھیاروں سے آراستہ کر رہا ہے تاکہ بوقت ضرورت وہ روس کو کم از کم وقت میں صفحۂ ہستی سے نابود کر سکے۔ اور دوسری طرف روس اپنی جگہ ان سے بھی زیادہ خوفناک ہتھیاروں کی ایجاد میں مصروف ہے۔ یہ ہتھیار کسی اخلاقی اور روحانی مقصد کے لئے استعمال نہیں کئے جائیں گے بلکہ محض ایک ملک کے دوسرے ملک پر اقتدار قائم کرنے کے لئے کام آئیں گے۔ اس سے قبل امریکہ جاپان کے خلاف ایٹم بم استعمال کر کے اس کے دو مشہور اور معمور شہروں یعنے ناگاساکی اور ہیروشاما کو تو بالکل نیست و نابود کر چکا ہے۔ اور ان کے مہلک اثرات سے آج بیس سال بعد تک اموات واقع ہو رہی ہیں۔ اسلام کا نظریہ اس قسم کی نسل کشی کی اجازت نہیں دیتا۔ اس کا فرمان ہے قاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین یعنی اللہ تعالےٰ کے رستہ میں صرف ان لوگوں سے جنگ کرو جو تم سے جنگ کرتے ہیں اور زیادتی نہ کرو اللہ تعالےٰ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا لا یجرمنکم شنان قوم علےٰ الا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقوےٰ یعنے کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس کے ساتھ عدل اور انصاف کرنے سے نہ روکے یہ تقوےٰ سے قریب تر ہے۔

پھر فرمایا:- تعاونوا علی البر والتقوےٰ ولا تعاونوا علے الاثم والعدوان۔ نیکی اور تقوےٰ کے کاموں میں دوسروں کی معاونت کرو۔ گناہ اور زیادتی کے کاموں میں معاونت مت کرو اس سے ظاہر ہے کہ دشمن پر زیادتی کرنے اور کسی قوم کی دشمنی کی وجہ سے عدل اور انصاف سے کام نہ لینے سے اسلام نے منع کیا ہے اور اس قسم کے مہلک ہتھیار استعمال کرنا جہاد کے منافی ہے صرف نیکی اور تقوےٰ کے قائم کرنے کے لئے آپ مناسب حربے استعمال کر سکتے ہیں۔ برائی اور ظلم کے لئے آپ کو قطعی اجازت نہیں ہے۔

حق اور انصاف کو قائم کرنے کے لئے جنگ کی اجازت بے شک ہے۔ لیکن محض دنیا میں اقتدار قائم کرنے کے لئے جنگ کرنے کی اسلام اجازت نہیں دیتا۔ اور نہ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ نسل انسانی کا قتل عام کیا جائے۔ جیسا کہ آج کل وادئ کشمیر میں مسلمان محبان وطن کے خلاف ہندوستان کی حکومت اور دیگر متعصب فرقے کر رہے ہیں اس وقت تک پانچ لاکھ کے قریب بے گناہ اور خدا کی خوبصورت مخلوق موت کا شکار ہو چکی ہے اور آئندہ بھی یہ انسان کشی جاری ہے۔

جہاد ایک ایسے طرز زندگی اور نصب العین کے حصول کے لئے کیا جاتا ہے جس کی ابتدا بھی ہے۔ منازل بھی ہیں اور بالآخر معراج بھی ہے اور ہر معراج کے بعد ایک اور معراج۔ اور آخر میں حصول رضائے الٰہی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ و رضوا عنہ اس کا منتہا ہے۔ من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی۔ تا کس نہ گوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری۔ یہ مقام صرف اسلام ہی نے مقرر کیا ہے۔ اور صرف اسلام ہی اس کے حصول کے لئے انسان کو تیار کر سکتا ہے۔ ایک حقیقی مجاہد کے استقبال کے لئے ملائکہ عظام بھی چشم براہ ہوتے ہیں۔ اور خود خدا کی ذات اقدس ان کو خوش آمدید کی بشارت دیتی ہے۔ جہاد انفرادی طور پر اور قومی پیمانہ پر بھی ایک خصوصی مقام اور رجحان رکھتا ہے۔ بل احیاء کی بشارت انہیں پروانوں کے لئے ہے۔ جو صحیح معنوں میں مجاہد ثابت ہوتے ہیں۔ آج جہاد کی روح از سر نو عود کر رہی ہے اور دنیا نے ہمارے مجاہدین کے کارناموں کو دیکھا بھی ہے۔ اور سراہا بھی ہے یہی نہیں بلکہ ہمیں اب ایک عظیم الشان مستقبل نظر آ رہا ہے۔ اور مجاہد کے ایک قطرۂ خون کی قیمت اب ہفت اقلیم کی تمام دولت بھی ادا کرنے سے قاصر ہے۔ یہ ہے صحیح مقام مجاہدین اسلام کا۔ اب اس کے بعد جو انعامات خداوندی انہیں ملنے والے ہیں ان کا اندازہ آپ کر سکتے ہیں ؎

کون اندازہ کر سکتا ہے۔ اس کے زور بازو کا
نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

الجہاد کا نعرہ اب آپ کے کانوں میں ہر سمت سے آ رہا ہے اس نعرہ کی تعمیل کے لئے اپنے آپ کو تیار بھی کرنا ہے۔ اور اسے عمل میں بھی لانا ہے۔ مجاہد کے وجود میں خود ذات باری تعالےٰ جلوہ افگن ہوتی ہے۔ اور اس کا قول اور فعل صحیح معنوں میں گفتۂ او گفتۂ اللہ بود کا مصداق ہوتا ہے۔ آپ جہاد کو جبری بھرتی . . . . بھی کہہ سکتے ہیں اور ولولۂ شہادت بھی کہہ سکتے ہیں۔ لیکن دراصل یہ بہت ارفع اور اعلےٰ مقام ہے جس کا مفہوم فقط جہاد کے لفظ میں ہی ادا ہو سکتا ہے ؎

جنہیں مرنا نہیں آتا انہیں جینا نہیں آتا

جہاد موت کو وہ مقام دے دیتا ہے جسے ایک زندگی نہیں ہزاروں زندگیاں مل کر حاصل نہیں کر سکتیں لا تقولوا

(باقی برصفحہ)

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۱۵ دسمبر ۱۹۶۵ء

اھلاً وسھلاً ومرحباً

جلسۂ سالانہ کے انعقاد میں صرف تین دن باقی رہ گئے ہیں اور جس وقت یہ اخبار قارئین کے ہاتھوں میں پہنچے گا صرف ایک دن باقی رہ جائے گا۔ اس وقت بیشتر احباب و خواتین شمولیت جلسہ کے لئے پابرکاب ہوں گے، ہم ان سب دوستوں اور معزز بہنوں کا صدق دل سے خیر مقدم کرتے اور اھلاً وسھلاً ومرحباً کہتے ہوئے یہ عرض کرنا چاہتے ہیں، کہ جس نیک مقصد کی خاطر اس جلسہ میں شمولیت کی تکلیف انہوں نے برداشت کی ہے وہ اس قدر بلند ہے، کہ دوسرے دینی یا دنیوی جلسوں میں جو آئے دن منعقد ہوتے رہتے ہیں، اس کی نظیر نہیں ملتی، اس لئے بقول حضرت مسیح موعودؑ۔

"اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمۂ اسلام پر بنیاد ہے۔"

اس بلند مقصد کے لئے آپ کی جلسہ میں شمولیت بہت سی دینی و دنیوی برکات اور ثواب عظیم کا موجب ہے۔ بھلا جس اجتماع میں تائید حق اور اعلائے کلمہ اسلام کا بلند مقصد پیش نظر ہو، اس سے بڑھکر اور کونسا اجتماع مفید اور بابرکت ہو سکتا ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے ومن احسن قولاً ممن دعا الی اللہ وعمل صالحًا و قال اننی من المسلمین۔ اس شخص سے بڑھکر کس کا قول بہترین ہو سکتا ہے جو اللہ تعالےٰ کی طرف دعوت دیتا اور عمل صالح بجا لاتا اور اپنے آپ کو اللہ تعالےٰ کا فرمانبردار بندہ بناتا ہے۔

اس اعلیٰ مقصد کے ہوتے ہوئے ایسے بابرکت اجتماع میں اگر منتظمین سے بامر مجبوری کوئی سہو یا خطا ہو جائے یا آپ کے آرام و آسائش کا خاطر خواہ انتظام نہ ہو سکے تو مردانِ خدا کا کام ہے کہ اس کو خوش دلی سے برداشت کریں، مثلاً کئی دوست یہ چاہتے ہیں کہ انہیں اس موقعہ پر علیحدہ علیحدہ کمرے مہیا کئے جائیں، گذشتہ سالوں میں ان کی اس خواہش کی حتی المقدور تعمیل ہوتی رہی ہے لیکن اب مکانات کی اس قدر قلت ہو چکی ہے کہ اس قسم کی فرمائشات کا پورا کرنا مشکل بلکہ بہت حد تک ناممکن العمل ہے اس لئے افسر صاحب جلسہ سالانہ کی اپنے بھائیوں اور دوستوں سے یہ التماس ہے کہ جس طرح بھی ہو جلسہ کے تین دن وہ فیملی سسٹم پر اصرار نہ فرمائیں اور مرد مردوں کی مشترکہ قیام گاہ میں اور خواتین اپنی دوسری بہنوں کے ساتھ مشترکہ کمروں میں اقامت پذیر ہوں، یوں سمجھ لیجئے کہ یہ بھی ایک قومی جہاد ہے، اور جس طرح ہماری فوجیں کئی مہینوں سے کھلے میدانوں میں مورچوں کے اندر پڑی ہیں، آپ بھی یہ سمجھ لیں کہ اعلائے کلمہ اسلام کے اس جہاد میں تین دن کے لئے اپنے بال بچوں سے الگ دوسرے دوستوں اور بھائیوں کے ساتھ مل کر رہنا ہے۔ اس سے وہ مقصد بھی پورا ہوگا جس کی طرف حضرت مسیح موعودؑ نے اشارہ کیا ہے کہ:۔

"اس ملاقات سے تمام بھائیوں کا تعارف بڑھے گا اور اس جماعت کے تعلقات اخوت استحکام پذیر ہوں گے"

امید ہے کہ احباب کرام منتظمین جلسہ کی مجبوری کے پیش نظر اس گذارش کو شرف قبولیت بخشتے ہوئے حضرت مسیح موعود کی ان دعاؤں سے حصہ لیں گے جو جلسہ سالانہ پر آنے والوں کے لئے آپ نے کیں۔ اور وہ یہ ہیں:۔

"ہر ایک صاحب جو اس للّٰہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں خدا تعالےٰ ان کے ساتھ ہو اور ان کو اجر عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے۔ اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات اُن پر آسان کر دیوے اور ان کے ہم و غم دور فرماوے اور ان کو ہر ایک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور ان کی مرادات کی راہیں اُن پر کھول دے اور روز آخرت میں اپنے ان بندوں کے ساتھ ان کو اُٹھاوے جن پر اس کا فضل اور رحم ہے اور تا اختتام سفر انکے بعد ان کا خلیفہ ہو۔ اے خدا اے ذوالمجد والعطا اور رحیم اور مشکلکشا یہ تمام دعائیں قبول کر اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشان کے ساتھ غلبہ عطا فرما کہ ہر ایک قوت اور

پریس کانفرنس

۹ دسمبر ۱۹۶۵ء کو تیسرے پہر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی طرف سے احمدیہ ہال میں ایک پریس کانفرنس کا انعقاد عمل میں آیا جس میں متعدد اخبارات اور نیوز ایجنسیوں کے نمائندگان نے شرکت کی، اس کانفرنس میں ڈاکٹر اللہ بخش صاحب جنرل سیکرٹری نے حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت اور آپ کے کاموں پر تبصرہ کرتے ہوئے آپ کی جانشین انجمن کی باون سالہ کارگزاریوں کا جائزہ پیش کیا۔ ڈاکٹر صاحب کا بیان ایک کتابی شکل میں پہلے چھپوا لیا گیا تھا۔ جو تمام نمائندگان اخبارات کو دے دیا گیا اور اس کے ساتھ انجمن کی شائع کردہ کتب میں سے چند کتابیں بھی اُن کے مطالعہ کے لئے دی گئیں، اس کے بعد چائے اور مٹھائی سے حاضرین کی تواضع کی گئی، اور پھر سب نمائندگان پریس حضرت امیر ایدہ اللہ کے کمرہ میں آپ کی ملاقات کے لئے آئے، حضرت امیر ایدہ اللہ حضرت مسیح موعود کے دعوے مجددیت کا ذکر کرتے ہوئے اس الزام کی تردید میں مختصر تقریر فرمائی جو دعوے نبوت کے بارہ میں آپ پر لگایا جاتا ہے، اور وحی نبوت اور وحی ولایت کا فرق بیان کرتے ہوئے اس بات کو واضح کیا کہ وحی نبوت آنحضرت صلعم کے بعد بند ہو چکی ہے اور وحی ولایت

دوران کانفرنس میں یہ سوال کیا گیا کہ انجمن کی طرف سے دفاعی فنڈ میں کیا کچھ دیا گیا۔ جواباً بتایا گیا کہ قریباً دس لاکھ روپیہ مختلف احباب جماعت اور ممبران انجمن کی طرف سے براہ راست دیا جا چکا ہے اور جو رقوم انجمن کے توسط سے بھیجی گئی ہیں اُن کی میزان -/26210 تک پہنچ چکی ہے۔ اور یہ سلسلہ ابھی تک جاری ہے۔

یہ بھی سوال ہوا کہ کیا انجمن کی طرف سے کوئی نئے مدارس کھولنے کا منصوبہ بنایا گیا ہے، جواب دیا گیا کہ حال ہی میں انجمن نے یونیورسٹی کیمپس کے قریب ۱۳۲ کنال زمین قیمتاً حاصل کی ہے۔ جہاں انجمن کے مختلف اداروں کے علاوہ ایک پبلک سکول بھی بنایا جائے گا جس میں برطانوی پبلک سکولوں کے طرز پر اعلیٰ درجہ کی دنیوی تعلیم کے ساتھ ساتھ اعلیٰ دینی تعلیم بھی دی جائے گی۔

یہ کانفرنس نماز مغرب کے وقت حضرت امیر سے ملاقات کے بعد ختم ہوئی اور کانفرنس کی کارروائی دوسرے دن روزنامہ پاکستان ٹائمز، اور روزنامہ امروز اور روزنامہ نوائے وقت میں شائع ہوئی۔

قصاص سیّدنا عثمانؓ

اس نام سے ایک ۴۰۰ صفحہ کی مبسوط کتاب محمد سلطان نظامی صاحب نے حال ہی میں تصنیف فرمائی ہے، جو شرکت ادبیہ پنجاب شاہی محلہ لاہور کی طرف سے شائع ہوئی ہے، فاضل مصنف نے اس سے قبل بھی اہم تاریخی واقعات کے متعلق متعدد کتابیں تصنیف فرمائی ہیں، جن پر قبل ازیں ان صفحات میں تبصرہ کیا جا چکا ہے، زیر نظر کتاب اپنے موضوع کی اہمیت اور فاضل مصنف کے محققانہ بیانات کے پیش نظر اس قابل ہے کہ اس پر مبسوط تبصرہ کیا جائے جس کی افسوس ہے ان صفحات میں گنجائش نہیں نکل سکی کسی آئندہ اشاعت میں انشاء اللہ اس پر تفصیلی نظر ڈالی جائے گی یہاں صرف اس قدر لکھنا کافی ہوگا کہ فاضل مصنف نے جس رنگ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت پر روشنی ڈالی ہے اور قصاص کے بارہ میں جو اچھوتے نکات بیان کئے ہیں وہ پیشکردہ واقعات کی روشنی میں نہایت مدلل اور تاریخ کے ایک بند باب کو کھولنے والے ہیں۔ اللہ تعالےٰ انہیں جزائے خیر دے اور ان کی دقیق نظر کو مزید روشنی بخشے تا کہ اپنی تاریخی تحقیقات کو زیادہ وسعت دے کر عالم اسلام کو گمراہی سے بچانے کا موجب ہوں۔

قیمت تین روپیہ۔ ملنے کا پتہ:۔ شرکت ادبیہ پنجاب شاہی محلہ لاہور۔

بیان القرآن مفت

محترم کرنل سید بشیر حسین صاحب کی معرفت کسی صاحب نے حضرت امیر مرحوم کی تفسیر بیان القرآن کی تین جلدیں انجمن کو اس غرض سے مرحمت فرمائی ہیں کہ کسی غریب مستحق کو جو قرآن کریم کو ترجمہ اور تفسیر کے ساتھ پڑھنے اور اس سے فائدہ اُٹھانے اور دوسروں کو فائدہ پہنچانے کی اہلیت رکھتا ہو، مفت دے دی جائے، جو دوست اس نعمت عظمیٰ سے متمتع ہونا چاہتے ہوں وہ اپنی درخواستیں سیکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو بھیجدیں۔

مولانا شیخ عبدالرحمن صاحب مصری

طالمود کی پیش کردہ روایت

واقعات اور حدیث نبوی کے صریح خلاف ہے

اس مقالہ کے لکھنے کی وجہ

جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کی وفات کے بعد ہمارا یہی فیصلہ اور یہی عزم تھا کہ اب کوئی ایسی تحریر شائع نہ کی جائے جس میں کسی نہ کسی رنگ میں ان کی ذات کو زیر بحث لانا پڑ جائے کیونکہ اب ان کا معاملہ خدا سے جا پڑا ہے وہی احکم الحاکمین ہے جیسا چاہے گا وہ اُن سے سلوک کرے گا۔ لیکن ربوہ سے تعلق رکھنے والے بعض علماء نے ایسی تحریریں شائع کرنی شروع کر دی ہیں جو واقعات کے خلاف ہونے کے علاوہ نعوذ باللہ احادیث نبویہ کی بھی تکذیب کا موجب بنتی ہیں اس لئے احباب کرام کو اصل حقیقت سے آگاہ کرنے کے لئے مجبوراً ایسی تحریروں کی اصلیت کو واضح کرنا پڑا ہے۔ کیونکہ جب ایسے علماء قرآن کریم کی آیات اور احادیث نبویہ کو توڑ مروڑ کر پیش کر کے اپنے مسلک کی صحت ثابت کرنے کی کوشش کریں گے یا حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات اور حضور کی تحریروں سے غلط استدلال کر کے اپنے غلط عقائد کو رواج دینے کی سعی کریں گے تو لامحالہ ان کی غلطی کو طشت از بام کرنا پڑے گا کیونکہ حق پرست انسان کے لئے ناممکن ہے کہ وہ قرآن کریم یا احادیث یا حضرت مسیح موعود کے الہامات اور تحریرات کو غلط طور پر پیش ہوتے دیکھ کر خاموش رہے اور ان لوگوں کو غلطی میں مبتلا ہونے سے بچانے کی سعی نہ کرے جو ان علماء کے غلط استدلال سے متاثر ہوتے ہیں۔

طالمود کا حوالہ

مثال کے طور پر آج کل جناب محترم مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب اور اُن کے صاحبزادہ جناب میاں ناصر احمد صاحب محترم کو حضرت مسیح موعود کا جائز خلیفہ ثابت کرنے کے لئے یہودیوں کی کتاب طالمود کا ایک حوالہ بڑی شد و مد سے پیش کیا جا رہا ہے حالانکہ یہ حوالہ واقعہ کے بھی خلاف ہے اور احادیث کے بھی منافی ہے وہ حوالہ یہ ہے:-

It is also said that he shall die and his Kingdom descend to his son and grandson

(الفضل ۵ اپریل ۱۹۶۵ء)

طالمود جوزف بارکلے باب پنجم ص ۳۷ (ماخوذ از الفضل ۶۴۲)

ترجمہ:- یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ (یعنی مسیح) فوت ہوگا اور اس کی سلطنت اس کے لڑکے اور پوتے یا نواسے کی طرف منتقل ہوگی۔ گرینڈسن .... کا اطلاق پوتے اور نواسے دونوں پر ہو سکتا ہے۔

روایت کا واقعہ کے خلاف ہونا

افسوس مجھے اصل کتاب تو نہیں مل سکی کہ میں پیش کردہ روایت کی صحت کی تحقیق کر سکتا لیکن روایت کے انہی الفاظ کو مدنظر رکھ کر جو الفضل میں درج کئے گئے ہیں کہنا پڑتا ہے کہ کیوں اس روایت کو درج کرنے کی تکلیف گوارا کی گئی ہے کیونکہ یہ تو مسلمہ طور پر واقعہ کے خلاف ہے۔ روایت تو یہ کہتی ہے کہ مسیح کی وفات پر اس کا بیٹا اس کی سلطنت کا مالک ہوگا لیکن واقعہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی وفات پر حضور کا بیٹا جانشین نہیں ہوا بلکہ ساری جماعت ہی نہیں بلکہ ساری دنیا جانتی ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی وفات پر حضورؑ کے جانشین ہونے کا شرف محترمی حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب اعظم رضی اللہ عنہ کو حاصل ہوا۔

احادیث میں دو مسیحوں کا ذکر

صحیح حدیثوں میں بصراحت دو مسیحوں کا ذکر ہے ایک جھوٹے مسیح کا اور ایک سچے مسیح کا اس زمانہ میں ایران کے ایک شخص نے بھی مسیح موعود ہونے کا دعوےٰ کیا جس نے قرآن کریم کو منسوخ قرار دیا اور اسلام کی جگہ ایک نئے مذہب کی بنیاد رکھی یہ شخص بہاء اللہ کے نام سے مشہور ہے اس کے دعوے کا غلط ہونا اسی بات سے ثابت ہے کہ اس نے صاف لفظوں میں اعلان کیا کہ حضرت نبی کریم صلعم کی رسالت ختم ہو گئی ہے اور آنحضرت صلعم کی فیض رسانی کا سلسلہ منقطع ہو گیا ہے اور اب وہ مستقل حیثیت سے دنیا کی رہنمائی کے لئے آئے ہیں حالانکہ سچے مسیح کی علامت قرآن کریم اور احادیث صحیحہ میں یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ اسلام کا خادم ہوگا اور تمام دیگر ادیان پر اس کی برتری اور اس کے غلبہ کو ثابت کر دے گا اور اس بات کو بھی واضح کر دے گا کہ حضرت نبی کریم صلعم ہی خاتم النبیین ہیں آنحضور صلعم کا فیض تا قیامت جاری رہے گا کوئی دوسرا شخص اب آنحضور صلعم کی رسالت کو ختم نہیں کر سکے گا۔

ان علامات کے مطابق صرف سیدنا حضرت مرزا صاحب نے مسیح موعود ہونیکا دعوےٰ کیا اور اپنے وجود میں ان علامات کو پورا کر کے دکھلا دیا۔ وعلی الاعلان کہا کہ الٰہی افضال اُن پر حضرت نبی کریم صلعم کی طفیل ہی نازل ہوتے ہیں۔

....

روایت کا جھوٹے مسیح پر چسپاں ہونا

بنی اسرائیل میں اگر کسی بزرگ نے اس قسم کا کشف دیکھا بھی ہوگا تو ممکن ہے اس نے جھوٹے مسیح کے متعلق ہی دیکھا ہو اور لوگوں نے مسیح کا لفظ سن کر سچے مسیح کی علامت اسے قرار دے دیا ہو جیسا کہ روایت کے الفاظ ..... (he shall die) میں اس کی کسی قدر جھلک بھی نظر آتی ہے۔ چنانچہ واقعہ بھی اسی کی تصدیق کرتا ہے کیونکہ بہاء اللہ کی وفات پر ان کا بیٹا ہی اُن کا جانشین ہوا جو عبد البہا کے نام سے مشہور ہے اور اس کی وفات کے بعد نواسہ شوقی آفندی جانشین ہوا جس پر grandson کے لفظ کا اطلاق ہو سکتا ہے۔

ایک سوال

ربوہ کا وہ عالم جس نے اس روایت کو نقل کیا ہے بتلائے کہ اگر بہائی لوگ اس روایت کو بہاء اللہ کے دعوے کی تصدیق میں پیش کریں اور عبد البہاء اور شوقی آفندی کو صحیح خلیفۃ اللہ بتلائیں تو تم اس روایت کو صحیح سمجھتے ہوئے کس طرح اس کی تردید کر سکتے ہو کیونکہ تمہاری پیش کردہ روایت ان کے حق میں تو بغیر کسی تاویل کے لفظ بلفظ پوری ہو رہی ہے آپ کو تو اپنے خلیفہ اور خلیفہ کے خلیفہ پر چسپاں کرنے کے لئے تاویلوں کا سہارا لینا پڑے گا کیونکہ اُن کے اور حضرت مسیح موعودؑ کے درمیان حضرت مولینا المکرم مولوی نور الدین رضہ صاحب کا وجود حائل ہے جس کو آپ لوگ کسی طرح بھی درمیان سے ہٹا نہیں سکتے۔

احادیث میں سچے مسیح کے جانشین کے متعلق پیشگوئی

سچے مسیح کے متعلق احادیث میں حضرت ابوہریرہؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ عیسیٰ بن مریم نازل ہوگا دجال کو قتل کرے گا چالیس سال رہے گا کتاب اللہ اور میری سنت پر عمل پیرا رہے گا۔ (یہ الفاظ صاف دلالت کرتے ہیں کہ وہ سچا مسیح خادم اسلام اور تابع شریعت محمدیہ ہوگا) پھر جب وفات پائے گا تو اس کے پیرو اپنے مسیح کے ہی ایک امر کے مطابق بنو تمیم میں سے ایک شخص کو خلیفہ منتخب کریں گے۔ حجج الکرامہ ص ۴۴۲

اب دیکھ لو کہ حدیث کی پیشگوئی کس طرح واقعہ کے عین مطابق ہے کیا حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے معاً بعد حضورؑ کے ہی ارشاد کے مطابق حضرت مولوی نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ کو جماعت نے خلیفہ منتخب نہیں کیا تھا طالمود کی روایت اس حدیث کے مقابلہ میں کیا حیثیت رکھتی ہے اس کو تو واقعہ نے غلط ثابت کر دیا اور حدیث کی روایت کو واقعہ نے درست ثابت کر کے اس کی صداقت پر مہر تصدیق ثبت کر دی اسی خلیفہ کے متعلق اسی مضمون پر یہ حدیث بھی درج ہے کہ وہ مہدی سے کم تو نہیں ہوگا در صلاح سیرۃ و سریرۃ حضرت مولوی نور الدین رضی اللہ عنہ کے متعلق جماعت یہی خیال رکھتی تھی

باقی بر صفحہ ۲

مغربی افریقہ میں تبلیغِ اسلام

نائیجیریا میں ہماری تبلیغی سرگرمیوں کی سہ سالہ رپورٹ

قاضی عبدالرشید صاحب ڈائریکٹر نائیجیریا مسلم مشن

مجی و مکرمی ایڈیٹر صاحب پیغام صلح - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

لیگوس میں مجھے آئے ہوئے قریباً ساڑھے چار ماہ ہو چکے ہیں - لیگاس کراچی کی طرح بین الاقوامی بندرگاہ ہے - لوگ معاشی تگ و دَو میں ضرورت سے زیادہ مصروف ہیں مُسلم جماعتوں نے تبلیغی میدان میں کچھ نہ کچھ کوششیں شروع کر رکھی ہیں - جن میں احمدیہ مومنٹ ان اسلام اور انصار الدین پیش پیش ہیں - یہ سب لوگ جماعت احمدیہ لاہور کے پیدا کردہ لٹریچر سے متاثر ہیں - مقدم الذکر جماعت ابتداء میں احمدیہ جماعت قادیان کی مقامی جماعت کا حصہ تھی - مگر خلافت اور نبوت کے مسئلہ میں اس سے کٹ کر بہت کافی عرصہ سے علیحدہ ہو چکی ہے - چنانچہ علیحدگی کے بعد جمہوری بنیادوں پر اس جماعت کا قیام ہے - اس کے کئی زنانہ اور مردانہ کالج ہیں - اس کی قریباً تیس شاخیں نائیجیریا کے مختلف شہروں میں قائم ہیں - اور ہر شاخ کا مقصد تعلیم کو فروغ دینا ہے - جماعت انصار الدین کی بھی اسی طرح شاخیں ہیں اور سکول و کالج ہیں - باقی جماعتیں اکے دُکے پرائمری سکول چلا رہی ہیں عیسائیوں کے مزاج میں بہت زیادہ احساس برتری ہے - اسلام کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں - ان کے مذہبی مشنوں - گرجوں اور ہر نوعیت کے سکولوں اور کالجوں کی بہتات ہے - عیسائی عورتوں کی انجمن موسومہ ومن کرسچین ایسوسی ایشن کی فلک بوس بیشمار منازل کی عمارت عیسائیوں اور گورنمنٹ کی مشترکہ جدوجہد کا نتیجہ ہے - اسی طرح ینگ مین کرسچین ایسوسی ایشن کی عظیم الشان عمارت زیر تعمیر ہے - جس میں مرکزی حکومت نے ساٹھ ہزار پونڈ یعنی قریباً آٹھ لاکھ روپیہ بطور امداد دیا ہے - حالانکہ مرکزی حکومت کا وزیر اعظم مسلمان ہے - اور ایسوسی ایشن مذکور کے قواعد وضوابط میں یہ درج ہے کہ صرف وہ اس کا ممبر ہو سکتا ہے - جو کہ مسیح کو خدا مانتا ہو - قواعد مذکور کی ایک کاپی میں نے بڑی مشکل سے حاصل کی ہے - گویا مسیح کو صرف خدا کا بیٹا ماننے کی شرط پر ان قواعد میں اکتفا نہیں کیا گیا - مزید طرفہ یہ ہے - کہ بعض بیرون از ملک مسلمان کمپنیوں نے جو یہاں تجارت کرتی ہیں - ایسوسی ایشن مذکور کو کافی کافی رقوم بطور چندہ دی ہیں - جن کا اعلان ٹیلیویژن پر ہوتا رہتا ہے - اس سے ظاہر ہے - کہ حکومت کے مسلمان عمال اور ملک کے مسلمان تاجر وغیرہ عیسائیوں سے کس قدر متاثر ہیں - عیسائی مشنریوں کے غول کے غول شہر میں گشت کرتے رہتے ہیں - اور باقی ماندہ مسلمانوں کو عیسائی کرنے کی کوششوں میں مصروف ہیں پبلک لیکچر کرتے ہیں - اور فرداً فرداً گھروں میں جاتے ہیں دنیا میں غالباً یہ واحد ملک ہے جہاں مسلمان عورتیں بلا روک ٹوک مالدار یا غیر مالدار عیسائیوں کے ساتھ شادیاں کرتی ہیں - اور ان کے اس غیر اسلامی فعل کا کوئی ردِ عمل مسلمانوں پر نہیں ہوتا - نہ انفرادی طور پر اور نہ اجتماعی طور پر - دنیا بھر کے عیسائیوں کے بیشمار فرقوں نے بھی نائیجیریا کے عیسائیوں کی اس مذہبی برتری کو دیکھ کر یہ فیصلہ کیا ہے کہ عیسائیوں کے مختلف فرقہ ہائے مذکور کا ایک متحدہ محاذ نائیجیریا میں قائم کیا جاوے - چنانچہ حال ہی میں نائیجیریا کے مشرقی صوبہ میں عیسائیوں کی ایک بین الاقوامی سہ روزہ کانفرنس ہوئی جس کی صدارت صوبہ کے عیسائی گورنر سر فرانسس ابتیم نے کی - جس میں ورلڈ کونسل آف چرچز کے نام سے ایک عالمی متحدہ عیسائی ادارہ قائم کیا گیا ہے - یہ کانفرنس مشرقی نائیجیریا کے صدر مقام اینگو میں ہوئی - یہ عالمی ادارہ (۲۰۹) دوصد نو فرقوں کی مشترکہ جدوجہد کا نتیجہ اور اس کا نمائندہ ہے - اس عالمی ادارہ کا مقصد حیات علاوہ دیگر امور کے تبلیغ عیسائیت بیان کیا گیا ہے -

اس بارہ میں جو اہم اخباری اطلاعات شائع ہوئی ہیں - اور جن میں سے بعض کے تراشے میرے پاس موجود ہیں ان میں بطور عنوان صدر جانسن آف اقوام متحدہ امریکہ اور آرچ بشپ (اسقف اعظم) ریٹرے کے فوٹو دیئے گئے ہیں جن سے یہ قیاس ہو سکتا ہے - کہ صدر جانسن کی حکومت بھی اس بین الاقوامی عیسائی ادارۂ تبلیغ کی پشت پناہی کر رہی ہے - اب اس ماحول کے پیش نظر یہ قیاس عین قدرتی ہے - کہ اللہ تعالیٰ نے عین موقعہ پر ممبران احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے دل و دماغ میں یہ الہام فرمایا ہے - کہ اپنی تاریخ تبلیغ کے دھارے کو یورپین ممالک سے قدرے موڑ کر افریقہ کی طرف پھیر لیا جائے اور افریقہ کے بیشمار ممالک میں سے خاص کر نائیجیریا کو اس امر کیلئے منتخب کیا جاوے - انجمن کا یہ فیصلہ کوئی معمولی فیصلہ نہیں - جو اس نے نائیجیریا میں تبلیغی مرکز اسلام کھول کر کیا - اس موقعہ پر یہ دعویٰ کرنا بیجا نہیں ہے - کہ دنیا بھر میں ہماری انجمن احمدیہ کے بغیر کوئی دوسرا تبلیغی ادارہ ایسا نہیں ہے جس کا مقصد وحید تبلیغ اسلام ہی ہو - اور اس مقصد میں کسب زر یا سیاسی شہرت یا مفاد کا کوئی دخل ہو - پھر ساتھ ہی یہ شرف بھی صرف احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کو بخشا رنگ میں حاصل ہے کہ اس نے اس قدر بلند اور مؤثر علمی لیگریچر پیدا کر دیا ہے اور ممبران جماعت کے اذہان کو اس قدر آزادِ فکری اور قوت اجتہاد بخشی ہے - کہ وہ عیسائیت کے بلند فکر لکھنے والے لوگوں سے ایسی علمی اور عقلی بلندیوں سے اسلام پر گفتگو کر سکتے ہیں اور ان کے سامنے اسلام کی ایسی تصویر پیش کر سکتے ہیں کہ فریق مقابل ... پست ذہن اور پست خیال نظر آنے لگتا ہے چنانچہ نائیجیریا میں انجمن مذکور کے مبلغین کو اللہ تعالیٰ نے جو تبلیغی کامیابیاں بخشی ہیں - وہ بے نظیر ہیں - اس موقعہ پر یہ ذکر کرنا ضروری ہے - کہ رابطۃ العالم الاسلامیہ مکہ نے لیگاس میں سفیر یُودن الحاج کامل الشریف کے ذریعہ تبلیغ اسلام کا کام اس طرح شروع کر رکھا ہے کہ یہاں کی ایک مسلم جماعت آل نائیجیریا مسلم کونسل کے زیر اہتمام مسلمانوں کی مختلف جماعتوں کے نمائندوں کو مدعو کر کے ان کے دیو و مولانا محمد اسد (نومسلم) کے انگریزی ترجمہ قرآن کی پہلی چند سورتوں پر مشتمل تفسیر قرآن کی معدود جلدیں عنایت کی ہیں - جو بعد میں کونسل مذکور نے مختلف جماعتوں میں حصہ رسدی تقسیم کر دی ہیں - اس کے علاوہ کونسل مذکور کے جنرل سیکرٹری الحاج عبدالکریم لگوڈا کو اسلامک سنٹر کے نام سے ایک ادارہ کا سیکرٹری جنرل مقرر کیا ہوا ہے - اس اسلامک سنٹر کا بورڈ الحاج عبدالکریم لگوڈا کے مکان واقعہ ۴۲ اوڈنی واسی سٹریٹ لیگاس کے ایک کمرہ کے باہر آویزاں ہے - اسی مکان کے ایک دوسرے حصہ میں منٹو صاحب اپنے دیگاس کے

عرصۂ قیام میں بطور کرایہ دار مقیم رہے۔ اسلامک سنٹر والے کمرہ مذکور میں ایک کلرک بیٹھا رہتا ہے جس کا کام سوائے اسکے اور کچھ نہیں کہ الحاج عبدالکریم لگوڈا کے کسی ذراتی کو ٹائپ کردے، یا چند کتابوں کو فروخت کرے جو منصور صاحب اپنی واپسی سے قبل الحاج عبدالکریم لگوڈا کو دے آئے تھے۔ اس قدر کام کے بغیر اسلامک سنٹر کے ذریعہ قطعاً کوئی تعلیمی یا تبلیغی کام یا حرکت نہیں ہوتا اس کمرہ میں ٹیلیفون بھی لگی ہوئی ہے۔ چونکہ میں بھی الحاج عبدالکریم لگوڈا کے ایک دوسرے مکان کا کرایہ دار ہوں اس لئے میں نے اسلامک سنٹر کے کمرہ مذکور کو اپنی جد و جہد کا مرکز بنایا ہوا ہے۔ مجھ سے پہلے غالباً منصور صاحب بھی اس کمرہ کو استعمال کرتے رہے۔ اس کے سوا اسلامک سنٹر نے مشرقی نائجیریا میں دو مقامات پر مقامی نومسلموں کی مالی امداد کی ہے۔ ایک شہر افیکپو میں اور دوسرا شہر آرلو میں۔ چونکہ صوبہ مشرقی نائجیریا کی آبادی قریباً ننانوے [99] فیصدی عیسائی ہے مسلمان اکّے دکّے ہیں۔ عرصہ ۷-۸ سال کا ہوا ہے۔ کہ وہاں دو معتبر عیسائی مسلمان ہوئے جن کے اسلامی نام شیخ ابراہیم اور شیخ تجانی ہیں۔ ان دو اشخاص نے اپنے اپنے حلقوں میں اردگرد سے چند مسلمانوں کو جمع کرکے مسلم انجمنیں بنائی ہوئی ہیں۔ شیخ ابراہیم بہت مفید کارکن ثابت ہوا ہے۔ گذشتہ حج کے بعد عرب حکومتوں میں گیا اور وہاں سے بارہ ہزار پونڈ یعنی قریباً ایک لاکھ ساٹھ ہزار روپیہ جمع کرکے لایا ہے۔ رابطۃ العالم الاسلامیہ بھی اسے پچاس پونڈ ماہوار بطور امداد دیتی ہے۔ اس نے عربی اسکول کا اجراء کیا ہے۔ اور اپنے کئی عیسائیوں کو مسلمان کیا ہے۔ شیخ تجانی نے بھی اسی طرح دیگر چند نومسلمین کی ہمراہی میں شہر آرلو میں ایک انجمن قائم کی جس کا نام ایسٹرن نائجیریا مسلم لیگ رکھا۔ پھر کچھ اپنے خرچ سے اور کچھ لیگاس کی بعض جماعتوں سے چندہ لیکر آرلو میں ایک نہایت عمدہ مسجد اور مشنری ہاؤس ولائبریری روم تعمیر کیا۔ بعد میں الحاج عبدالکریم لگوڈا سے شیخ تجانی اور اسکے رفقاء ملے تو انہیں مالی امداد کی امید پیدا ہو گئی چنانچہ اسلامک سنٹر اور مسلمانان آرلو کے درمیان تحریری اقرارنامہ ہوا۔ اور انہوں نے اپنے آپ کو اسلامک سنٹر سے منسلک کر لیا جس کے عوض دو صد پونڈ سالانہ کی امداد الحاج کامل الشریف نے بتوسط اسلامک سنٹر انہیں دینی کی۔ آرلو میں ایک تقریب منعقد کی گئی۔ اسلامک سنٹر کے انچارج کامل الشریف صاحب اور جنرل سیکرٹری جنرل عبدالکریم لگوڈا شامل ہوئے۔ تادم تحریر لیگاس میں ہمارے (۱۷) ممبر بن چکے ہیں اس جماعت کا نام نائجیریا مسلم مشن رکھا گیا ہے۔ کیونکہ شمالی نائجیریا (کانو) میں میں نے جو جماعت بنائی ہوئی ہے اس کا نام بھی نائجیریا مسلم مشن ہے۔ بالآخر ان سب جماعتوں کا الحاق کرکے نائجیریا مسلم مشن کا ہیڈ کوارٹر لیگاس قرار دیکر کانو کو اس کی شاخ قرار دیا جائے گا۔ یہاں کے سرکاری ہال موسومہ اگزیبشن سنٹر ہال میں میری دو تقاریر ہوئیں۔ شہر کی تمام عیسائی اور اسلامی انجمنوں کو دعوت نامے بھیجے گئے حکومت کے وزراء اور دیگر عمال، سفارت خانوں کے ملازمین مشہور عیسائی اور مسلم ہستیوں کو بھی بذریعہ خطوط و ترسیل ہینڈ بل مدعو کیا گیا۔ پبلک میں بھی ہینڈ بل تقسیم کئے گئے۔ اور قریباً تمام شہر میں پوسٹر چسپاں کئے گئے۔ ہر دو تقاریر کے موقعہ پر ہال سامعین سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ پہلی تقریر کا موضوع تھا۔

The Role of Islam in the present moral social & political crisis of man

اور دوسری تقریر کا موضوع تھا۔

The Revealed Islamic techniques for moral Reformation

پہلی تقریر کو حکومت کے محکمہ ٹیلیویژن نے اور محکمہ براڈکاسٹنگ نے بھی نشر کیا۔ اس موقعہ پر جو فلم تیار ہوئی وہ ہم نے حاصل کر لی ہے۔ ان تقاریر کے موقعوں پر جو فوٹو لئے گئے ہیں انکی تین چار کاپیاں انجمن کو بھی جا رہی ہیں۔

علاوہ ازیں اس نائجیریا مسلم مشن لیگاس کے زیر اہتمام ہر اتوار کو نماز فجر کے بعد ممبران اور غیر ممبران کے مجمع کو قرآن کریم کا درس دینا ہوتا ہے۔ پھر ہر اتوار کی عصر کو عیسائیوں کے علاقوں میں باری باری مختلف مقامات پر ہمارے پبلک جلسے ہوتے ہیں جن میں میرے علاوہ ہمارے ممبروں میں سے بھی بعض ممبر باری باری تقریر کرتے ہیں۔ اور اس طرح آنریری مبلغ تیار ہو رہے ہیں۔ اسکے علاوہ ہر منگل اور سنیچر کو ۵ بجے شام سے قرآن خوانی کا درس دینا میرے سپرد ہے۔ اس درس کی دو کلاسیں ہیں ایک مبتدیوں کی جو قرآن پڑھنا سیکھتے ہیں۔ اور دوسری سینئر ممبروں کی جو قرآن کریم با ترجمہ سبقاً سبقاً پڑھتے ہیں۔ ہر جمعہ کو نائجیریا مسلم مشن کی ایگزیکٹو میٹنگ ہوتی ہے۔ ممبران نائجیریا مسلم مشن نے ایک مائکرو فون لاؤڈ سپیکر سیٹ میرے لئے مہیا کر رکھا ہے۔ نیز ہر ہفتہ کو ایک بلیٹن بذریعہ سائیکلوسٹائل شائع کرکے جلسوں میں تقسیم کی جاتی ہے۔ ان بلیٹنوں کی ایک ایک کاپی اور اپنے جلسوں میں سے بعض کے فوٹو میں اس رپورٹ کے ساتھ بھیج رہا ہوں۔ ہماری اس جد و جہد اور عملی سرگرمیوں کو دیکھ کر بعض مسلم جماعتوں نے اب فرداً فرداً مجھے دعوتیں بھی شروع کر دی ہیں کہ نائجیریا مسلم مشن کے ہمراہ مل کر وہ کام کرنا چاہتے۔ اس سلسلہ میں جو قدم بھی اٹھایا جائیگا اپنی جماعت کو بذریعہ پیغام صلح مطلع کیا جائیگا۔ پروگرام یہی ہے کہ کسی مقامی مسلم جماعت کے ساتھ سمجھوتہ کی صورت میں پہلے نائجیریا مسلم مشن کو رجسٹری کرا کر بعد میں اشتراکِ عمل کے لئے معاہدہ کیا جائیگا۔ یہ امر اب لیگاس کے لوگوں کو میری تقاریر سے اچھی طرح سمجھ میں آ گیا ہے کہ ممبران احمدیہ انجمن اشاعت اسلام جس طرح تبلیغ اسلام کر سکتے ہیں دوسری کسی جماعت کے لوگوں سے ممکن نہیں۔

لیگاس میں آنے کے بعد میں جماعت بندی پر زیادہ زور صرف کر رہا ہوں۔ چنانچہ مشرقی نائجیریا کے مقامی مبلغ مسٹر علیسو کو میں نے لیگاس بلایا۔ چند روزہ کانفرنس کے بعد مسٹر علیسو سے بھی یہی فیصلہ کیا گیا ہے۔ کہ اگر انجمن کی ملازمت میں وہ رہنا چاہتا ہے تو مشرقی نائجیریا کے صدر مقام انیگو میں جا کر مقامی جماعت بنائے اس کی رپورٹ آج آئی ہے جس کی روشنی میں اسے مزید ہدایات دی جائینگی۔ ماسٹر سعید احمد کو بھی شمالی نائجیریا سے تبدیل کرکے مشرقی نائجیریا کے شہر آبا میں بھیجا گیا ہے۔ جہاں کا وہ باشندہ ہے۔ وہ بھی میری اس ہدایت کے ماتحت وہاں جماعت بندی میں مصروف ہے چنانچہ اب تو مسلم نے اس کے ساتھ دستِ تعاون بڑھایا ہے۔ اور وہ اب مسجد کی تعمیر کا پروگرام بنا رہے ہیں۔ شمالی نائجیریا مسلم مشن کی شاخ پہلے سے موجود ہے۔ اسکی بنیادوں کو استوار کرنے کی فکر میں لگا ہوا ہوں۔ ایک مزید امر جماعت کے نوٹس میں لانا ضروری ہے۔ کہ مغربی افریقہ کا ایک نو آزاد شدہ ملک موسومہ گیمبیا کا وزیر اعظم ڈاکٹر ڈیوڈ جوارا گذشتہ ماہ اپریل میں مسلمان ہو گیا تھا اور اپنا نام اس نے داؤد جوارا رکھا۔ اتفاق سے وہ مئی گذشتہ میں اپنے سرکاری کام پر لیگاس آیا۔ اطلاع ملنے پر میں اسے ملنے گیا۔ مگر وہ چند منٹ پہلے واپس روانہ ہو گیا تھا جس پر میں نے اپنی چند مطبوعہ کتابیں اور ایک ذاتی خط لکھ کر اسکے پسماندہ کار کنان کو دیں کہ وہ انہیں ڈاکٹر موصوف کو پہنچا دیں۔ میں نے اپنے خط میں اس سے گیمبیا میں مسلم مشن کھولنے کے بارہ میں رائے بھی پوچھی تھی۔ چنانچہ مختلف بیرونی ملکوں کی سیاحت کے بعد ڈاکٹر موصوف نے گیمبیا واپس پہنچ کر مجھے خط لکھا ہے اور گیمبیا میں مسلم مشن کھولنے کی تجویز کو خوش آمدید کہا ہے۔ چنانچہ میں نے اس سے جو اباً پوچھا کہ کیا انہیں اشاعت لٹریچر کی سہولتیں گیمبیا میں مل سکیں گی؟ انجمن کو بھی ڈاکٹر موصوف کا اصل خط بھیجدیا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں حالات نے جو صورت اختیار کی جماعت کو اس سے مطلع کیا جائیگا ممکن ہے پاکستان سے کسی موزوں مبلغ کی خدمات کی گیمبیا کے لئے ہمیں ضرورت پڑے۔ یا نائجیریا میں اپنی تحریک کو مستحکم اور تا حد امکان خود کفیل

دنیا میں عدل و انصاف قائم کرنے کے لئے نبی کریم صلعم کے

جاری کردہ قوانین پر عملدرآمد کی ضرورت

حاکم و محکوم عدل و انصاف سے کام لیں۔ غیر مسلموں اور دشمن قوم سے عدل و انصاف

امیر و غریب، اپنوں اور بیگانوں کے متعلق سچی گواہی کا حکم

موجودہ علمی روشنی کے زمانہ میں عدل و انصاف کا فقدان۔ بھارتی درندوں کا ظلم و بربریت

(47)

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۱۰ دسمبر ۱۹۶۵ء۔ فرمودہ حضرت امیر قوم مولینا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ بمقام جامع احمدیہ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

یاایھا الذین امنوا کونوا قوامین بالقسط شھداء للہ ولو علی انفسکم ـــــــ فان اللہ کان بما تعملون خبیراً ـــــــ (سورۃ النساء)

موجودہ زمانہ میں عدل و انصاف کا فقدان

قرآن کریم نے اس وقت عدل و انصاف کی تلقین کی جبکہ عرب کے لوگوں کو عدل و انصاف کے نام سے یا اس قسم کے کاموں سے کوئی تعلق نہ تھا۔ آج بھی بہت بڑے حصہ دنیا میں عدل و انصاف موجود نہیں ہے۔ آج سے چودہ سو سال پہلے کا زمانہ جاہلیت کا زمانہ تھا۔ ان لوگوں میں تہذیب نہ تھی۔ علم نہ تھا۔ آج اس بیسویں صدی میں جو روشن صدی کہلاتی ہے اور جو عقل و علم کی روشنی کا زمانہ ہے جس قدر انسانی عقل نے ترقی کی ہے، اور علم کی روشنی دنیا میں پھیل چکی ہے اسی قدر عدل و انصاف کا فقدان ہے۔

رسول کریم صلعم کے جاری کردہ قوانین پر عملدرآمد کی ضرورت

جس طرح اس بات کی ضرورت آج سے چودہ سو سال پہلے تھی کہ کوئی مرد خدا اُٹھے اور لوگوں کے حقوق کی حفاظت کے احکام جاری کرے۔ اسی طرح آج بھی یہ مسئلہ در پیش ہے کہ لوگوں کے حقوق کی حفاظت کے لئے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے جاری کردہ قوانین پر عملدرآمد کرانے کی .... صورت پیدا کی جائے۔ کیونکہ بعض ایسی قومیں بھی موجود ہیں جو اپنے حقوق کی حفاظت تو پوری طرح کرتی ہیں لیکن دوسروں کے حقوق کی حفاظت کا بیڑا نہیں اٹھاتیں، بالخصوص جب دو قوموں کے اندر لڑائی جھگڑا پیدا ہو تو عدل و انصاف تو درکنار انسانیت جن اعمال کی متقاضی ہے ان کو پائمال کر دیا جاتا ہے

اہلیت رکھنے والے عہدداروں کا انتخاب کیا جائے۔

آج سے چودہ سو سال پہلے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عدل و انصاف کی بے نظیر مثالیں قائم کیں۔ چنانچہ فرمایا ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامنٰت الیٰ اھلھا۔ جب کسی کو کوئی عہدہ سپرد کرنا ہو تو ایسے شخص کا انتخاب کرو جو اس کی اہلیت رکھتا ہو، اور اگر اہلیت رکھنے والے لوگوں کے سپرد نہ کیا جائے تو پھر تباہی کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا۔ حدیث شریف میں ہے اذا وسد الامر الیٰ غیر اھلھا فانتظروا الساعۃ۔ جب حکومت کا کوئی کام کسی نااہل کے سپرد ہو تو تباہی کا انتظار کرو۔ عہدہ کوئی بھی ہو۔ کسی دفتر، کالج، سکول یا کسی اور شعبہ کے لئے کسی شخص کا انتخاب پیش نظر ہو تو اس کی اہلیت دیکھ لو۔

حاکموں کو عدل و انصاف سے کام لینا چاہیئے

اور جب ایسے اہلیت رکھنے والے لوگ میسر آجائیں تو ان کو بھی تلقین کی ہے کہ واذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل یعنے منصب حکومت پر بیٹھنے والوں کو چاہیئے کہ وہ عدل و انصاف سے کام لیں۔ اور لوگوں کے حقوق کی کماحقہ حفاظت کریں، ان کی وجہ سے ان کے ماتحت لوگوں کے حقوق پامال نہ ہونے چاہئیں۔

دشمنوں کے ساتھ عدل و انصاف

یہ باتیں تو اپنوں کے متعلق ہیں۔ غیروں کے متعلق فرمایا لا یجرمنکم شنان قوم علیٰ الا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقویٰ۔ جب کوئی غیر قوم تمہارے ساتھ برسرپیکار ہو تمہارے ساتھ دشمنی رکھتی ہو، تو غیر قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم۔ عدل و انصاف کو ہاتھ سے دے دو کس قدر بلند تعلیم ہے۔ جس کی نظیر اس روشنی کے زمانہ میں بھی نہیں ملتی۔

حضرت نبی کریم صلعم کا امتحان

اس بارہ میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا امتحان بھی ہوا۔ طعمہ ایک انصاری تھا یعنی اس قوم سے تعلق رکھتا تھا جس نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے دوستوں پر احسان کیا تھا۔ اور انہوں نے مکہ کے مہاجرین کو مکانات اور زمینیں دیدی تھیں۔ اس قوم کے ایک آدمی طعمہ کا مقدمہ یہودی قوم کے ایک فرد کے ساتھ پیش آیا۔ یہ مقدمہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پیش ہوتا ہے۔ ایک طرف ایک کافر ہے خطرناک دشمن ہے۔ اسلام کا مخالف ہے۔ اس کی قوم کی طرف سے مسلمانوں کو طرح طرح کی تکالیف پہنچتی ہیں۔ دوسری طرف حضرت نبی کریم صلعم کا دوست اور محسن قوم کا فرد ہے۔ وہ مسلمان ہے اور اس سے بڑھکر یہ کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر احسان کرنے والی یہ قوم انصار حضور کے پاس سفارش لے کر آتی ہے۔ کہ حضور طعمہ مسلمان ہے حضور کی تابع قوم کا فرد ہے۔ اگر یہ سزا پا گیا تو ہماری قوم کی بڑی بے عزتی ہو گی۔ یہودی بے ایمان کافر ہے، یہ جھوٹ بولتا ہے اسکو سزا دیجئے یہ چور ہے۔

مسلمان مجرم کو سزا اور دشمن قوم کے یہودی کی بریت

یہودی نے کہا کہ حضور میں چور نہیں ہوں، یہ آدھ بکتر جس کی چوری کا مقدمہ ہے میں نے نہیں چرائی بلکہ طعمہ نے چرائی ہے اور پھر اس ڈر سے کہ کہیں پتہ نہ لگ جائے میرے گھر میں پھینک دی ہے۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ راستہ میں آٹے کی بوری کے نشانات ہیں جس میں اس نے زرہ بکتر ڈال کر میرے گھر میں پھینکی ہے۔ یہ اپنے تئیں بچانا چاہتا ہے۔ میں آٹے کے نشانات دکھا سکتا ہوں۔ یہودی کے اس بیان اور تحقیقات ہونے اور حضور صلعم نے طعمہ کو مجرم پایا اور اس کو سزا دی اور یہودی کو بری کر دیا۔ اس کو کہتے ہیں اسلامی عدل و انصاف۔

حضرت نبی کریم صلعم کو عدل و انصاف کا حکم

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوتا ہے :۔

انا انزلنا الیک الکتاب بالحق لتحکم بین النّاس بما ارٰیک اللہ۔ ہم نے حق و حکمت کے ساتھ یہ کتاب اتاری ہے۔ آپ نے دنیا میں نمونہ قائم کرنا ہے اس روشنی کے ماتحت جو ہم نے آپ کو دی ہے عدل و انصاف سے کام لیں ولا تکن للخائنین خصیمًا اور دیکھو خائن کے مددگار نہ ہونا۔ آپ قوم کو یہ احکام سناتے ہیں اور ساری قوم جانتی ہے کہ آپ الامین ہیں۔ الامین کے لئے بھی خدا کا فرمان ہے کہ خائن کی طرفداری نہ کرنا۔ اپنا ہو یا پرایا۔ چنانچہ آپ اس پر پورے طور پر عمل کرتے ہیں، اور اپنے ساتھی کو خائن پا کر سزا دیتے ہیں اور دشمن کو بری کر دیتے ہیں۔

حضرت داؤد علیہ السّلام کو عدل و انصاف کا حکم

ایسا ہی حکم حضرت داؤد علیہ السلام کو ہوا یا داؤد انا جعلنٰک خلیفۃ فی الارض فاحکم بین النّاس بالحق ولا تتبع الھوٰی فیضلّک عن سبیل اللہ۔ اے داؤد ہم نے تم کو بادشاہ بنایا ہے۔ آپ کے ذمے کچھ فرائض ہیں۔ آپ نے عدل و انصاف کو قائم رکھنا ہے۔ جو حاکم ہوتے ہیں ان کے سامنے اپنے اور اپنی قوم کے اور دوست و احباب کے فرائض ہوتے ہیں وہ چاہے خواہ دشمن کو سزا دے دیتے ہیں۔ فرمایا اگر آپ نے عدل و انصاف سے کام نہ لیا تو پیغمبری دھری کی دھری رہ جائے گی۔ خواہشات انسان کو گمراہ کر دیتی ہیں۔ پس تم نفس کی خواہشات کی اتباع نہ کرنا، یہ ایک پیغمبر کے لئے حکم ہے۔

عام مسلمانوں کو عدل و انصاف اور سچّی گواہی کا حکم

ایسا ہی حکم حضرت نبی کریم صلعم کو دیا گیا ہے اور عام مسلمانوں کے لئے فرمایا یاایھا الذین اٰمنوا کونوا قوّامین بالقسط۔ قوّامین مبالغہ کا صیغہ ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ عدل و انصاف قائم رکھنے کے لئے جتنی کوشش تم سے ہو سکتی ہو اس کو کام میں لاؤ۔ دشمن کا بھی مقابلہ ہو تو تم نے انصاف کو قائم رکھنا ہے شھداء للّٰہ۔ یہ حکم ہر شخص کے لئے ہے۔ تم نے خدا کے لئے گواہی دینی ہے۔ ولو علٰی انفسکم۔ اگرچہ اپنے برخلاف بھی تمہیں گواہی دینی پڑے تو دو۔ او الوالدین۔ والدین کے خلاف بھی گواہی دینی پڑے تو دو۔ والاقربین رشتہ داروں کے خلاف گواہی دینی پڑے تو دو۔ ان یکن غنیًّا۔ امیر آدمی کے رعب میں مت آؤ۔ اس سے فائدہ حاصل کرنے کا خیال مت کرو۔ او فقیرًا غریب اگر حقدار نہ ہو تو اس کی غربت کے پیش نظر اس کے حق میں فیصلہ مت دو فاللہ اولٰی بھما۔ ہم امیر اور غریب دونوں کے مفاد کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ احکام صادر کرتے ہیں۔ فلا تتبعوا الھوٰی۔ ان تعدلوا۔ اغراض و اہواء کی پیروی نہ کرو ورنہ عدل قائم نہ کر سکو گے۔

گول مگول گواہی نہ دو نہ گواہی سے اعراض کرو

اور فرمایا لا تلوٗا اس طرز کی گول مگول گواہی نہ دو کہ حق باطل کا پتہ نہ لگ سکے۔ آپ کو ایک لطیفہ سناتا ہوں۔ سیالکوٹ میں ایک حافظ تھے جن کا نام سلطان تھا۔ ان کے محلے میں کچھ احمدی رہتے تھے اور کچھ غیر احمدی۔ دونوں کا حیات و وفات مسیح پر تنازع ہو گیا۔ وہ حافظ صاحب کے پاس آئے کہنے لگے کہ حافظ صاحب بتائیں کہ حضرت عیسٰیؑ وفات پا گئے ہیں یا آسمان پر زندہ بیٹھے ہیں۔ حافظ صاحب نے فرمایا کہ قرآن شریف کی آدھی آیتوں سے حضرت عیسٰیؑ کی وفات ثابت ہوتی ہے اور آدھی سے حیات ثابت ہوتی ہے۔ ایسی گواہی مت دو کہ صحیح بات کا پتہ نہ چل سکے۔ دوسرا حکم یہ دیا او تعرضوا۔ یعنی گواہی دینے سے اعراض نہ کرو۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کچہری سے کسی کے نام سمن آتا ہے اور وہ ہرکارے کو دو روپے دے کر کہہ دیتا ہے کہ لکھ دو گھر پر نہیں۔ فان اللہ کان بما تعملون خبیرًا۔ اللہ تمہارے معاملات سے خوب واقف ہے۔

غیر مسلموں سے نیکی کرنے کا حکم

علاوہ ازیں فرمایا لاینھٰکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبرّوھم و تقسطوا الیھم ان اللہ یحب المقسطین۔ جن غیر مسلموں سے لڑائی نہ ہو ان سے اللہ تعالیٰ نیکی کرنے اور ان کے معاملات میں انصاف کرنے سے منع نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے اور حضور نے فرمایا اوصیکم بذمّۃ اللہ و ذمّۃ رسولہ ان یوفی لھم بعھدھم۔ جو غیر مسلم تمہاری حکومت میں قیام پذیر ہوں۔ ان کے ساتھ حسن سلوک و مروّت کا عہد خدا نے اور خدا کے رسولؐ نے کیا ہوا ہے۔ تم نے اُن کے جان و مال عزت و آبرو کی حفاظت کرنا ہے۔ ان کو کسی طور پر گرجے مندر اور گوردوارے میں جانے سے نہ روکا جائے۔ ہم ان کے مذہب میں مداخلت نہیں کرتے۔

مسلمان قوم کا کردار جنگ کے زمانہ میں

جنگ کے زمانہ میں ایرانی اور شامی لوگوں نے مسلمانوں کے کردار کا جائزہ لیا۔ انہوں نے کہا کہ یہ عجیب قوم ہے۔ رات کے وقت عبادت گزار ہوتے ہیں اور دن کے وقت شہسوار غازی ہوتے ہیں۔ روٹی کھاتے ہیں تو پیسے دے کر کھاتے ہیں۔ غیر قوم کی عورت کی طرف نگاہ اُٹھا کر نہیں دیکھتے۔

حضرت نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا حکم ہے کہ غیر قوم کی عورتوں کی طرف نگاہ اُٹھا کر نہیں دیکھنا۔ غیر قوم کے بڈھے مردوں کو قتل نہیں کرنا۔ ان کے بچوں کو قتل نہیں کرنا۔ مزدوروں کو قتل نہیں کرنا۔ پھلدار درختوں کو ضائع نہیں کرنا۔ جنگ کا حکم دینے کی غرض یہ بھی ہے کہ غیر مذاہب کے گرجوں۔ مندروں۔ گوردواروں کی حفاظت کی جائے۔ ولولا دفع اللہ النّاس بعضھم ببعض لھدّمت صوامع وبیع وصلوٰت و مساجد یذکر فیھا اسم اللہ کثیرًا بے نظیر پیغمبر ہے اور اس کی یہ بے نظیر تعلیم ہے۔

ہندوؤں کی درندگی۔ انگریز حکام کی بے انصافیاں

آج آپ کے سامنے ایک قوم ہے وہ مسلمانوں کو کس طرح سے ظلم و جور کا نشانہ بنا رہی ہے۔ اس میں انسانیت باقی نہیں رہی۔ عدل و انصاف کا نام نہیں رہا۔ ایک وقت یہاں انگریز راج کرتے تھے۔ انہوں نے بڑا عدل و انصاف قائم کیا لیکن انہوں نے بھی اپنی قوم کی حمایت میں بڑی بڑی غداریاں کیں۔ ان کے عہد میں بھی جب ان کی اپنی قوم کا سوال اُٹھا تو عدل و انصاف جاتا رہا۔ انگریز گرمی کے موسم میں بھی اندر سونے کے عادی ہوتے ہیں۔ قلی پنکھا کھینچتا۔ اگر اسکو پنکھا کھینچتے کھینچتے نیند آگئی۔ اور صاحب کی آنکھ کھلی تو پنکھا بند دیکھ کر غصّہ سے بھر گیا اور باہر نکل کر قلی کو ٹھڈا مارا۔ قلی کی تلی پھٹ گئی اور وہ مر گیا۔ مقدمہ عدالت میں پیش ہوا تو جج نے فیصلہ کیا کہ قلی کی پہلے ہی تلی بڑھی ہوئی تھی یہ قلی کا قصور ہے کہ اس نے اپنی تلی کو صاحب کے آگے کیوں کر دیا۔ اس میں صاحب کا کوئی قصور نہیں اسی طرح ایک اور مقدمہ پیش ہوا۔ کہ میم صاحبہ نے مالی کو گولی مار دی، فیصلہ ہوا اس میں میم صاحبہ کا کوئی قصور نہیں تھا بلکہ مالی کا قصور تھا کہ وہ گولی کے سامنے آگیا۔

یہ آج کی صدی کی باتیں سنا رہا ہوں۔ اسی طرح لندن۔ جنوبی افریقہ۔ امریکہ میں نسلی امتیاز کی وجہ سے عدل و انصاف کا فقدان ہے۔ اور بھارت نے تو سب کو مات کر کے رکھدیا ہے۔ وہاں عورتوں کی بے حرمتی کی جاتی بڈھوں کو قتل کیا جاتا مسلمان لیڈروں کو قتل کیا جاتا، اور کشمیریوں کا قتل عام ہو رہا ہے۔ ان کو پاکستان کی طرف جانوروں کی طرح دھکیل دیا جاتا ہے۔ کیا ظلم ہو رہا ہے اس بیسویں صدی میں۔ جو روشنی کی صدی ہے۔ مگر اس میں اندھیر ہی اندھیر ہے۔ آج کوئی شخص انسانیت کی اصلاح کر سکتا ہے، تو وہ صرف اور صرف حضرت نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم ہیں۔ جو قوموں کو آزادی عطا کرتے ہیں۔ اور قوموں کے اندر حقیقی امن پیدا کرنا چاہتے ہیں۔

خدا ظلم کو برداشت نہیں کرتا

یاد رکھئے کہ ساری دنیا بت پرست ہو جائے مشرک ہو جائے تو خدا کا کچھ بگڑتا نہیں۔ پتھروں اور بتوں کو زمین کے ایک ایک انچ پر رکھ دیا جائے تو خدا کی سلطنت میں کوئی فتور نہیں آتا۔ وہ بت پرستی کو برداشت کرتا ہے لیکن اس کی مخلوق پر ظلم ہو تو اسکو برداشت نہیں کر سکتا۔ وہ ظالم کو تباہ کر دیتا ہے۔

مانسہرہ سے محمد ایوب صاحب نے التماس کی ہے کہ احباب میرے لئے دعا کریں۔ ان کے لئے اور بعض دوسرے احباب کے لئے جو بیمار ہیں اور بعض مالی پریشانیوں میں مبتلا ہیں ان سب کے لئے احباب دعا کریں۔

(بقیہ صٓ۲)

لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء میں ابدی زندگی کا پیغام ہے۔ قرآن کریم کو اگر بہ نظر دیکھا جائے تو شروع سے لے کر اخیر تک جہاد ہی کے مضمون سے لبریز ہے۔ اور اسلام کی تمام کی تمام تعلیمات بھی اسی ایک مضمون کے مختلف پہلوؤں سے مملو و معمور ہیں۔ شروع سے لے کر اخیر تک "الجہاد الجہاد" کی صدا مومنین کو قرآن کریم کی ایک ایک آیت اور حرف سے صدائے بازگشت کی طرح بار بار آ رہی ہے۔ ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ صفا کانھم بنیان مرصوص۔ اگر آپ صف باندھ کر نماز کے لئے جماعت کی شکل میں مسجد میں سجدہ و قیام، رکوع و سجود پیش کر رہے ہیں تو بھی آپ جہاد میں مصروف ہیں۔ اور اگر آپ اسلحہ سے مسلح ہو کر میدان جنگ میں صف آرا ہیں۔ تو بھی آپ صحیح معنوں میں جہاد کر رہے ہیں اور اگر آپ مخالفین کے حلقہ میں اسلام کی حقانیت میں دلائل و براہین پیش کر رہے ہیں تو یہ بھی جہاد ہے۔ اسلام کا جہاد مکمل طور پر دین کے قیام اور دین کی اطاعت کے لئے مخصوص ہے۔ صرف ہوس ملک گیری یا لذت خون آشامی اسلام کی لغت میں ہی موجود نہیں یونین اور ہٹلر نے جو فتوحات عارضی طور پر حاصل کی تھیں۔ وہ اسلامی نقطہ نگاہ سے محض درندگی اور نسل کشی کا مظاہرہ تھیں۔ ایک قوم اپنا یہ پیدائشی حق سمجھتی ہے۔ کہ وہ دنیا میں فاتح اور حکمران کی حیثیت سے رہے اور دیگر اقوام پر مسلط ہو کر ان کو زندگی کی تمام ترمراعات اور ترقیات سے محروم کر کے محض حیوانوں اور غلاموں کی زندگی بسر کرنے پر مجبور کر سے اسلام اس قسم کی تمام جنگوں کو محض عصیان اور عدوان سے تعبیر کرتا ہے۔ آج آپ کے سامنے ایک ایسی قوم کی آزادی کے لئے جدوجہد اور اپنے ضمیر اور ایمان کے مطابق زندگی بسر کرنے کی جائز خواہش اور کوشش کا نقشہ موجود ہے جس نے اپنے لاکھوں فرزندوں کے لئے موت و حیات کی کشمکش کو قبول کیا ہے۔ اور اس وقت تک ہزاروں نہیں لاکھوں محبان وطن کو قربان کر کے جہاد کے صحیح مفہوم کا ایک بے نظیر اور بے مثال نقشہ پیش کر دیا ہے۔ دنیا کے لئے جتنے حریت پسند اور انصاف کے دلدادہ ممالک اور انسان ہیں ان کا یہ اخلاقی فرض ہے کہ وہ ان جانفروش اہلیان کشمیر کی پوری پوری امداد فرمائیں۔ کشمیر کی آزادی کا مسئلہ تمام دنیا کی اخلاقی اور مادی امداد کا مستحق ہے۔ یہ فقط پاکستان کی جدوجہد اور ایثار کا اور جانی اور مالی قربانیوں کا امتحان نہیں ہے۔ بلکہ آزادی کے علمبردار ہر ملک اور ہر بڑا اعظم میں کشمیر کی آزادی کے لئے دنیا کی ضمیر کے سامنے بھی اور بارگاہ ایزدی میں بھی پورے پورے ذمہ دار ہیں۔ ان کی بے اعتنائی ناقابل معافی جرم ہے۔

قرآن کریم میں نہایت صراحت اور وضاحت کے ساتھ جہاد کے متعلق یہ احکام صادر ہوئے اور خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کو مخاطب کر کے فرمایا گیا ہے۔ یا ایھا النبی جاھد الکفار والمنافقین واغلظ علیھم وماواھم جھنم وبئس المصیر۔ مسلمان کے لئے کفر اور منافقت کے خلاف جنگ کرنا اس کے فرائض منصبی میں شامل ہے اور آج ہم دیکھ رہے ہیں۔ کہ کفر سے بھی زیادہ منافقت کا رنگ دنیا پر غالب آ رہا ہے۔ اور اس وصف سے بڑی بڑی حکومتیں بھی مبرا نہیں ہیں۔ دوستی کے معاہدہ کے باوجود وہ وفاداری سے آپ کا ساتھ دینے کے لئے تیار نہیں۔ بلکہ در پردہ وہ آپ کی ہلاکت اور تباہی کے لئے پوری پوری کوشش کر رہے ہیں۔ اس لئے جہاد کی ضرورت اس وقت تک رہے گی اور رہے جب تک کفر اور منافقت دنیا سے کلی طور پر مٹ نہیں جاتے۔

طالمود کی پیش کردہ روایت

(بسلسلہ صفحہ ۳)

بنو تمیم کا مطلب

شاید حدیث کے الفاظ رجلاً من بنی تمیم کسی کو کھٹکیں سو واضح ہو کہ کشوف میں اکثر ناموں کے معانی مراد ہوتے ہیں تمیم سے مراد خود حضرت مسیح موعودؑ ہیں کیونکہ حضورؑ نے روحانی طور پر انتہائی کمال حاصل کیا ہوا تھا اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل بروز تھے اور بنو سے مراد حضور کی جماعت کے لوگ ہیں جیسا کہ ایک دوسرے الہام میں حضور کو اسرائیل اور جماعت کو بنو اسرائیل قرار دیا گیا ہے ورنہ عرب کا قبیلہ بنو تمیم مراد ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ دوسری حدیث میں بنو تمیم کے متعلق حضرت نبی کریم صلعم کے الفاظ موجود ہیں "بنو تمیم اشد امتی علی الدجال" یعنی میری امت میں سے بنو تمیم دجال پر سب سے زیادہ سخت ہوں گے اور کم از کم جماعت احمدیہ کے نزدیک تو یہ مسلم ہے کہ مسلمانوں میں سے احمدیہ جماعت ہی دجال کا مقابلہ کرنے میں سب سے زیادہ طاقتور ثابت ہوئی ہے اور دجال پر اسی کا حملہ زیادہ سخت اور موثر اور کامیاب ثابت ہوا ہے ورنہ قبیلہ بنی تمیم کے متعلق تو اسی حدیث میں آیا ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم نے انہیں ایک بشارت دی مگر انہوں نے اسے قبول نہیں کیا ان دونوں باتوں کے متعلق دیکھو بخاری باب وفد بنی تمیم۔ دوسرے دجال نے تو آخری زمانہ میں ظاہر ہونا تھا اور مسیح موعود کے ہاتھوں اس کو شکست فاش ہونے کی پیشگوئی ہے اس زمانہ قبیلہ بنو تمیم کا اس سے کیا تعلق ہو سکتا ہے۔

بیٹے کے متعلق پیشگوئی

حجج الکرامہ کے اسی صفحہ پر یہ حدیث بھی درج ہے کہ مہدی کے بعد لوگ اس کے اہل بیت میں سے ایک شخص کو والی بنائیں گے اس میں خیر و شر دونوں ہوں گے لیکن اس کا شر خیر سے زیادہ ہوگا وہ لوگوں پر سخت گیر ہوگا اتحاد کے بعد جماعت میں تفرقہ پیدا کر دے گا اور اس کو افتراق کی طرف لے جائے گا اگر حضرت مولانا نور الدین صاحب رضؓ کے زمانہ تک جماعت متحد رہی اور جناب میاں صاحب کے خلافت کی گدی پر متمکن ہوتے ہی جماعت دو ٹکڑے ہو گئی۔ جناب میاں صاحب کس طرح اس کا باعث بنے میں اس پر اس وقت کچھ نہیں کہنا چاہتا اسی طرح انہوں نے اپنوں اور غیروں کے ساتھ جو سخت گیری کا ثبوت دیا اس پر بھی میں اس وقت کچھ لکھنا نہیں چاہتا اسی طرح ان کے شر کی زیادتی کے متعلق بھی اس وقت کچھ لکھنا مناسب نہیں کیا مذہبی پہلو کے لحاظ سے یہ کچھ کم ہے کہ حضرت مسیح موعود کی تعلیم کو بگاڑ کر انہیں جماعت انبیاء کا فرد قرار دیدیا حالانکہ حضور بار بار اس کا انکار فرماتے رہے اور اپنے آپ کو جماعت اولیاء کا فرد ہی بتلاتے رہے اس کے نتیجہ میں باوجود حضور کے صریح انکار کے تمام مسلمانوں کو کافر قرار دے دیا مذہبی رنگ کو علیحدہ رکھتے ہوئے بھی ان کی زندگی میں شر کے جو دوسرے پہلو تھے ان کا ذکر مناسب نہیں بہرحال حدیث خود کہتی ہے کہ شر کا پہلو اس میں خیر کے مقابلہ میں زیادہ ہوگا اگر شر کے مختلف پہلو ان میں نہ ہوتے تو بیشک آپ بڑے آدمیوں میں شمار ہونے کے قابل تھے حدیث کے بعض الفاظ کی تشریح میں نے عمداً ترک کی ہے کیونکہ اس میں بعض ایسے امور کا ذکر لانا پڑتا ہے جن پر خاموشی ہی مناسب ہے۔

جلسۂ خواتین کی تاریخ میں تبدیلی

جلسۂ خواتین کا جو پروگرام گذشتہ اشاعت میں شائع ہو چکا ہے اس سے احباب کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ یہ جلسہ ۱۶ر دسمبر ۱۹۶۵ء کی بجائے جس کا پہلے اعلان کیا گیا تھا ۱۷ر دسمبر ۱۹۶۵ء کو بروز جمعہ صبح دس بجے سے ½۱۲ بجے تک منعقد ہوگا۔ اسلئے ضروری ہے کہ تمام خواتین جو اس جلسہ میں شرکت کرنیوالی ہوں تاریخ مذکورہ کو ٹھیک دس بجے جلسہ گاہ میں پہنچ جائیں تاکہ جلسہ ٹھیک وقت پر شروع ہو کر نماز جمعہ سے پہلے ختم ہو سکے۔

فوری ضرورت ہے

ایک ماہر ٹیکسی کار کے لئے اور ایک ٹیکسی رکشا کے لئے دو ڈرائیوروں کی فوری ضرورت ہے۔ جو دیانتدار اور محنتی اور شریف ہوں تنخواہ معقول دی جائیگی۔ درخواستیں ملک محمد حسین صاحب محلہ رنگ پورہ متصل تھانہ سٹی پولیس گجرات کے نام ارسال کریں۔ آئندہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر مہمان خانہ احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور میں بھی ملاقات ہو سکتی ہے۔

قومی دفاعی فنڈ میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا حصہ

جو رقوم براہ راست دفاعی فنڈ میں بھیجی گئیں :۔

چارسدہ سے :۔

میاں محمد زمان صاحب ۔/2000 روپیہ ، میاں سعد گل صاحب ۔/2000 روپیہ
میاں عبداللہ شاہ صاحب ۔/2000 روپیہ ، میاں عبدالمجید صاحب ۔/5000 روپیہ

سرگودھا سے :۔

بیگم ڈاکٹر عبدالمجید صاحب ۔/2000 روپیہ ، ڈاکٹر عبدالمجید صاحب ۔/1000 روپیہ
جمیلہ رحمان صاحبہ ۔/624 روپیہ ، نامرد رحمان صاحبہ زیور طلائی ساڑھے چار تولے
گرم پارچات جو سیکنڈری گرلز پائلٹ سکول سرگودھا میں دیئے گئے :۔
(۱) گرم کوٹ ۲ عدد (۲) گرم اوور کوٹ ایک عدد (۳) سویٹر گرم ۲ عدد (۴) شلوار قمیص ایک ایک عدد (۵) لحاف ایک عدد ۔

اس کے علاوہ ڈاکٹر عبدالمجید صاحب و بیگم ڈاکٹر عبدالمجید صاحبہ و ڈاکٹر من تمر جمیلہ کی طرف سے ماہ اکتوبر ۱۹۶۵ء سے شروع کر کے ہر ماہ پچاس پچاس روپیہ نیشنل بنک کے دفاعی فنڈ میں جمع کرایا جا رہا ہے ۔

ہیڈ ماسٹر صاحب مسلم ہائی سکول بدوملہی ضلع سیالکوٹ لکھتے ہیں ۔
"مسلم ہائی سکول بدوملہی ضلع سیالکوٹ کے اساتذہ کرام اور لڑکوں نے سرحدی علاقہ ہونے کے باوجود دفاعی فنڈ اکٹھا کرنے اور دیگر ضروریات زندگی فراہم کرنے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے ۔ اب تک سکول ہذا ۔/850.10 قومی دفاعی فنڈ میں جمع کروا چکا ہے علاوہ ازیں 31-37 روپے ٹینک فنڈ میں بھی جمع ہو چکے ہیں
مزید براں ممنون ہذا کے جملہ اساتذہ نے تا ہنگامی حالات اپنی ایک ایک دن کی تنخواہ رضاکارانہ طور پر قومی دفاعی فنڈ میں دینے کا فیصلہ کیا ہے اور اس پر ماہانہ عمل کیا جا رہا ہے ۔ اساتذہ کرام نے طلباء کے تعاون سے مندرجہ

ذیل اشیاء کی قریبی کیمپ میں بھیجنے کے لئے جمع کروائی ہیں :۔
سرہانے ۱۹ عدد ۔ رضائیاں ۶ عدد ۔ تلائی ایک عدد ۔ کھیس ۳۵ عدد ۔ کمبل ایک عدد ۔ پتلونیں سرد ۴۶ عدد ۔ پتلونیں گرم ۸ عدد ۔ دریاں ۳ عدد ۔ پلنگ چادریں ۳ عدد ۔ سویٹر ۷ عدد جرسیاں ۳ عدد ۔ گرم ٹوپیاں ۲ عدد ۔ کوٹ گرم ۱۷ عدد ۔ کوٹ سرد ۸ عدد ۔ مردانہ قمیص ۴۵ عدد زنانہ قمیص ۶۰ عدد ۔ مردانہ شلواریں ۵ عدد ۔ زنانہ شلواریں ۸ عدد ۔ پاجامے ۱۷ عدد ۔ نیکر ۴ عدد ۔ گدا بغیر روئی ایک عدد ۔ نئے کپڑے بغیر سلے ۱۵ پیس ۔ دوپٹے ۵ عدد ۔ پگڑی ایک عدد بنیان ایک عدد ۔ بوشرٹیں ۸ عدد ۔ چھوٹے بچوں کے کپڑے ۱۶ عدد ۔ تولئے ۴ عدد ۔ کھدر ۴ مقلر ۲ عدد ۔ نہانے والا صابن ۶۹ ٹکیاں ۔ کپڑے دھونے والا صابن ۱۳ ٹکیاں ۔ کنگھیاں ۲ درجن ۔ بسکٹ ۲ پیکٹ ۔ ماچس ۶ درجن ۔ ا عدد ۔ آئینے ۴ عدد ۔ سگریٹ ۲۵ پیکٹ کریم ۲ شیشیاں ۔ بلیڈ ۲ پیکٹ ۔ سیفٹی ۲ عدد ۔ صابن دانیاں ۳ عدد ۔ تیل سرسوں دو بوتلیں تقریباً سوا سیر ۔ گلاس ایک عدد ۔ تھالی ایک عدد ۔ جوتے ۔ چار جوڑے ۔ نقد رقم ۔/850 ٹینک فنڈ 31|37 روپے ۔

(۲) ۔ فہرست رقوم جو انجمن کی معرفت دفاعی فنڈ میں بھیجی گئیں :۔

نام	رقم	نام	رقم
بیگم حامد الرحمن صاحبہ ایبٹ آباد	۔/5	ملک عبدالرحمن صاحب غوری لاہور	10-00
عملہ لاہور سکول ۲	110-32	شیخ غلام محمد گوپال لاہور	5-00
کیپٹن عبداللطیف صاحب	75-00	مولوی محمد رمضان صاحب منڈی بہاؤالدین	1-25
عملہ ووکنگ آفس لاہور	8-00	شیخ عبدالرحمن صاحب مصری لاہور	5-00
اساتذہ سکول نمبر ۲ لاہور	97-07	بیگم صاحبہ چوہدری عبداللہ خان فنانشل راولپنڈی	40.00
عملہ دفاتر انجمن	221-00	میزان	602-64

بحر حکمت کے موتی ۔۔ بسلسلہ صفحہ اول

نے قرآنی علوم کے دریا بہا دیئے اور اپنے پیچھے ایسا علمی خزانہ چھوڑا جو رہتی دنیا تک مشعل راہ کا کام دے گا پس ہماری جماعت پر فرض ہے کہ اس علم کی خوب اشاعت کریں اور جماعت میں حقیقی علماء پیدا کرنے کی طرف پوری توجہ صرف کریں تا علم دین جماعت میں تبلیغ کے لئے مستقل

پیغام صلح ۔ مورخہ ۱۵ دسمبر ۱۹۶۵ء ۔ رجسٹرڈ ایل نمبر ۔ شمارہ ۴۷

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک نور الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور جناب مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا ۔